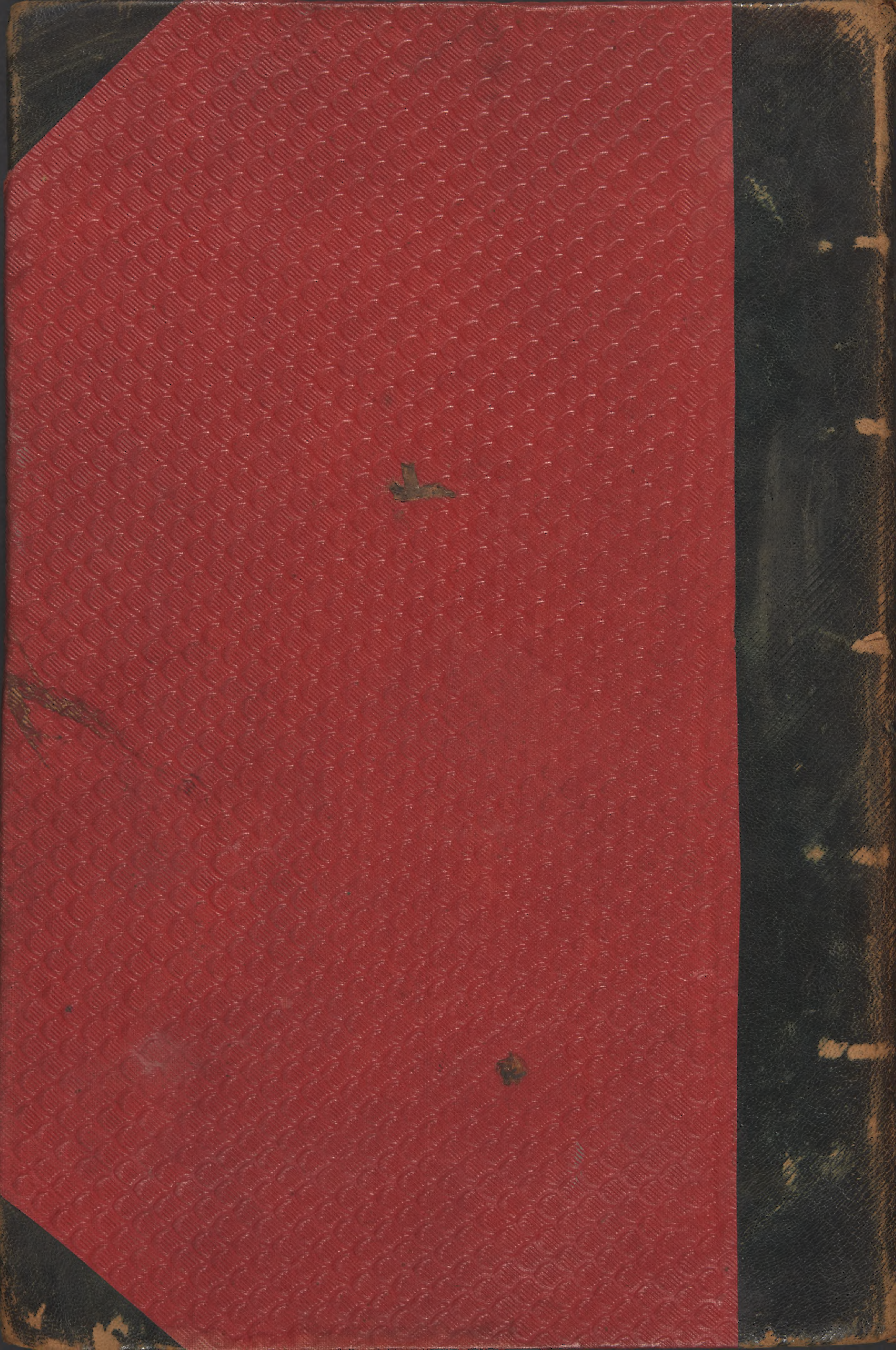
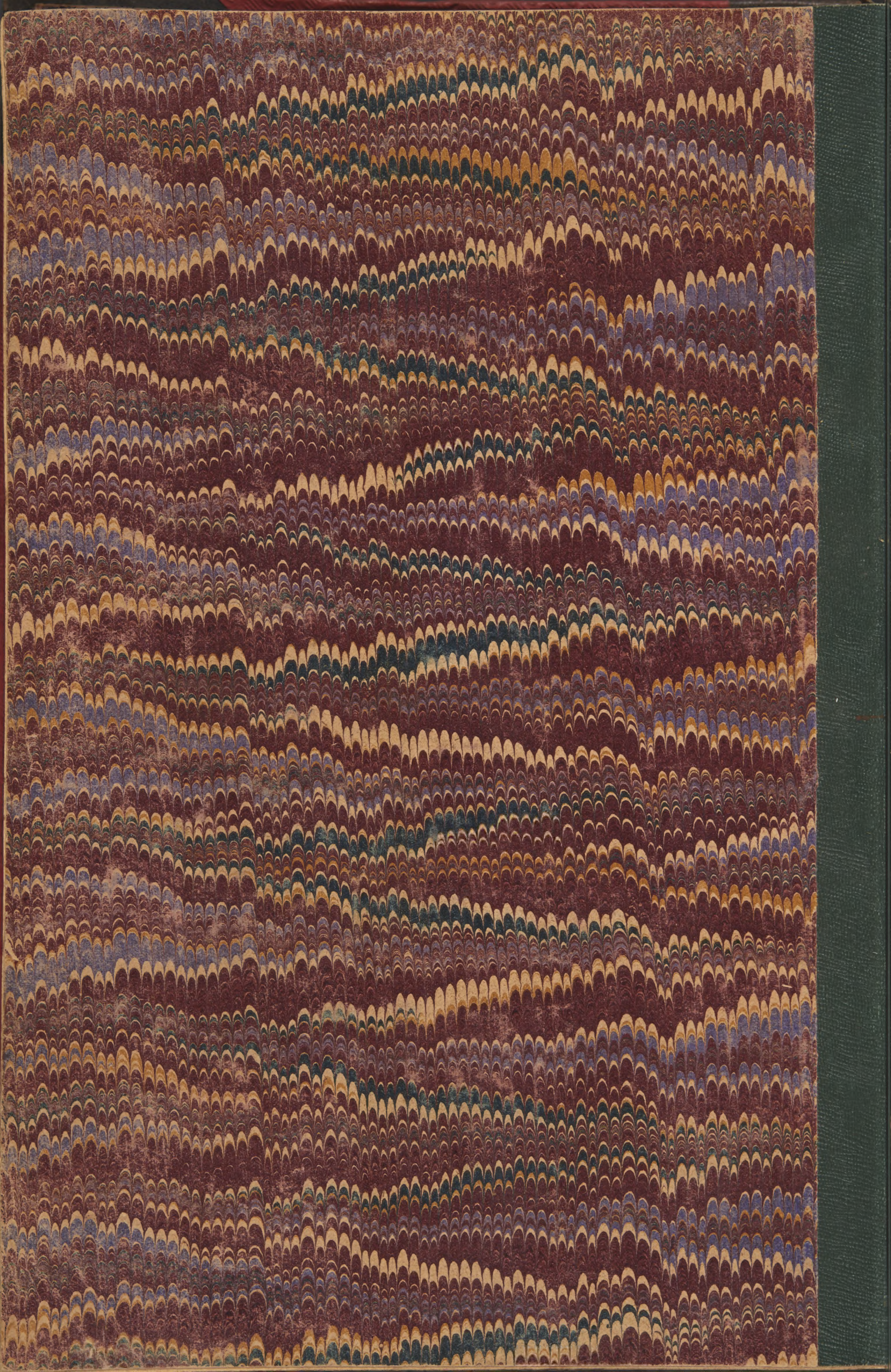






بالا باختر

دفتر سوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہے جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کما حقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۱ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش خریداران اسکے طبع کی نوبت مکرر آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول و ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر یہ طیار ہوکر فروخت ہو رہی ہین اور باقی جلدین بھی انشاء اللہ جلد تر ہدیہ شائقین ہونگی چنانچہ منجملہ جلدہای مذکورۂ بالا کے یہ دفتر بالا باختر جو داستان کا دفتر سوم ہے

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سر سبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع نولکشور بڑی محنت و مشقت سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

اکتوبر ۱۸۹۳ء

لہ جز ۲ ورق

اعلان داستان طلسم ہوش ربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزۂ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و
آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار ہی جسکی منتہا تک
شناور وہم وخیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہی سواے اس
داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ وافسانہ مین اسطرح کی دلبستگی
نہین ہی کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے
پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس
داستان کے علامۂ وفہامۂ خبیر باتدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض
فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان
کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی
اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو
ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق
ہوئی کہ ہر شخص اسکے سُننے کا بدل مشتاق رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان
عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے
سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا
اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب
نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان
کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشۂ داستانگوئی کے اسکو بیان
کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علے العموم اس داستان کے
تمام وکمال سُننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور
سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور
سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران
از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہی کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع
کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر
بموجب طریقۂ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان
سے سننا چاہین من اولہ الے آخرہ تو بلا مبالغہ بیس برس
مین بھی ت[illegible] ہو اور اسکو ہزار ہا روپیہ کا صرف درکار ہی۔
اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے
کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ
داستانگویون اور شاعرون کی معرفت بزبان اُردو شستہ ورفتہ
محاورۂ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کراکے
تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گلستان
بیخزان کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار
یعنے امیر والا ہمم رئیس با خلق وکرم عالیشان وسمو المکان ذی المجد
والاحتشان مشہور نزدیک ودور جناب منشی نولکشور صاحب
سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ذمت عالی ہمت پر لے لیا اور ہزاران
ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر بزرگ اور کار سترگ
کا انصرام بھی ہوگیا۔ یعنے اکثر دفتر حلیۂ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوکر
نذر شائقین ہوگئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع ہین اور
چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہی کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہی۔ انشاءاللہ
تعالے تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہوکر پیشکش
ناظرین باتمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ
ومسرور ہوگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے
آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے
بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تفصیل سے **دفتر اوّل**
نوشیروان نامہ دو جلد مین **دفتر دوم** کوچک باختر ایک جلد
مین **دفتر سوم** بالا باختر ایک جلد مین **دفتر چہارم** ایرج نامہ
دو جلد مین **دفتر پنجم** طلسم ہوش ربا سات جلد مین **دفتر
ششم** صندلی نامہ ایک جلد مین **دفتر ہفتم** تورج نامہ دو جلد
مین **دفتر ہشتم** لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش ربا
جو سات جلدون مین ہی اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون
پر منقسم ہی۔ یہ امر بھی مسلم الثبوت ہی کہ کوئی شخص ادنی۔ اعلی۔
غریب۔ امیر تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب نہوگا جو
داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے سُننے کا تہ دل سے مشتاق نہو۔ مگر
علی العموم ہر صاحب جو اس داستان کی سماعت سے بہرہ یاب نہو سکتے تھے
یہی باعث تھا کہ یہ داستان معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سواے کتبخانہ
رئیسان یا زبان داستانگویان کے اسکا وجود مثل عنقا کے ناپدید تھا
اب ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کرسکتا ہی اور عالم تنہائی مین دل بہلا سکتا ہی۔

بالاباختر

دفتر سوم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالادوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز وقصور ہے جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سُنایا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کما حقہ واقف وآگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی ہوگی - اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالاباختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۱ ″

ان داستانون مین سے طلسم ہوش رُبا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش خریداران اسکے طبع کی نوبت مکرر آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر یہ طیار ہوکر فروخت ہو رہی ہین اور باقی جلدین بھی انشاء اللہ جلد تر ہدیۂ شائقین ہونگی چنانچہ منجملہ جلدہای مذکورۂ بالا کے یہ دفتر بالاباختر جو داستان کا دفتر سوم ہے اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع نولکشور بڑی محنت ومشقت سے بزبان اُردو بہایت فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس بیقیاس اُس صانع کون و مکان طلسم بند ہر دو جہان کو سزاوار ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور طرح طرح کے مخلوقات سے اُنکی زیب و زینت فرماکے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کردیا سبحان اللہ و بحمدہ انسان ایسے ضعیف البنیان کو خلعت اشرف المخلوقات عطا فرمایا۔ اپنے لطف عمیم سے کیسا کیسا مرتبہ بڑھایا کہ فرشتونکو رشک آیا نظم

عجب ہی قدرت خلاق داور	جو چاہے کردے قطرے کو سمندر
کیا ناشاد کو دلشاد اُسنے	کیا برباد کو آباد اُسنے
کیا اللہ نے روشن قمر کو	کیا پیدا اُسی نے ابر تر کو
کیے سرسبز اُسنے خشک اشجار	بنایا قطرہ کو لولوے شہوار
یہ ادنیٰ اُسکی قدرت ہی نمودار	کہ آتش کو بنایا دم مین گلزار
عجائب قدرت حق ہی ہویدا	کیا جن و ملک کو اُسنے پیدا
ہر اک کو رزق پہونچاتا ہی یزدان	اُسی کے حکم مین ہین جن و انسان
درندے اور پرندے کرتے ہین یاد	جہان ہی نام سے خالق کے آباد
حیا مردم کو دی ہی چشم تر مین	عطا کی روشنی نور بصر مین
ہر اک گل کو کیا خوشبو اُسی نے	کیا ہی ایک قطرہ جو اسی نے
اُسی نے دی خرد پیر و جوان کو	اُسی نے دی ہی گویائی زبان کو
ہدایت کو کیے مرسل روانہ	کہ لائے دین و ایمان سب زمانہ

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات صاحب خلق عظیم احمد بلا میم حبیب کبریا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

درود نامحدود اور رحمت رب ودود اُس خلاصۂ دارین نبی الثقلین خاتم النبیین شفیع المذنبین فخر بنی آدم باعث ایجاد عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر جنھون نے خلق عالم کو راہ راست پر لگایا۔ چاہ ضلالت سے نکال کر سرچشمۂ ہدایت پر پہونچایا۔ کفر کے مرحلجات کو بیخ دین سے گرادیا۔ بڑے بڑے کافرون کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا نظم

محمد سا نبی کوئی نہوگا	ثنا کرتا ہی خود خلاق یکتا
خدا کے عاشق صادق ہین حضرت	ہوئی ہی ختم حضرت پر نبوت
نہین یہ خوبیان ہرگز کسی مین	نہ تھا سایہ تلک جسم نبی مین
محمد کا کوئی ہمسر نہین ہی	اُنھین کی ذات سے قایم زمین ہی
محمد مالک ارض و سما ہین	شفیع روز محشر مصطفےٰ ہین
خدا قرآن مین جنکا مدح خوان ہو	البشر سے نعت اُنکی کب بیان ہو

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی رسول زوج بتول مطلوب کل طالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تحیات طیبات اُس پر شیر و لشکر اسلام ہادم بنیان کفر و ظلام امیر عرب قاتل مرحب کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلواۃ والسلام کی جنکی ضرب تیغ بیدریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر ترک بت پرستی کرکے دائرہ اسلام مین آیا خندق کی لڑائی مین وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور سرکشون نے منھ کی کھائی جل جلالہ نظم

کرون اوصاف حیدر کس زبان سے	مضامین ڈھونڈھ لاؤن آسمان سے
سخاوت مین شجاعت مین ہی یکتا	جلالت مین عدالت مین ہی یکتا

خدا کا ایسا بندہ کب ہوا ہی	کوئی انسان کوئی کہتا خدا ہی	علی پر ختم ہی حق کی عبادت	اُٹھایا پنج دی خیبر کو ساحت
علی کا مرتبہ سب سے بڑا ہی	قدم دوش محمد پر رکھا ہی	علی پر جان اور ایمان فدا ہی	علی نور خدا مشکلکشا ہی
علی چاہین کرین قطرہ کو گوہر	علی چاہین عرض بنجاے جوہر	بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو	خدا کے نور کی کیونکر ثنا ہو

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

سرگشتۂ فیافی جہالت و بیخودی نابلد کوچۂ براعت و تجردی خوشہ چین خوان بزم اہل کمال زلہ ربای بساط ارباب جاہ و جلال اخفل کونین شیخ تصدق حسین داستانگو خدمت ناظرین با تمکین مین بصد ادب ملتمس ہی کہ اس حقیر پر تقصیر کو ابتداے سن شعور سے داستانگوئی کا شوق تھا اور ماہرین اس فن کی خدمت گذاری مین بسر کرتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ کم مایگی اور عدم لیاقت علمی سدراہ شہرت و ترقی تھی تاہم اُمرا و رؤسا و دیگر صناد ید شہر نے اپنی عالی ہمتی اور حقیر نوازی سے اس کج مج زبان کے بیان کو پسند فرمایا اور بموجب المرء یقیس علی نفسہ اچھے لوگ بھی اس بے و الخلائق کو اچھا سمجھنے لگے تا اینکہ امیر اقبال رئیس باجاہ و جلال شریف و شریف پرور قدر دان اہل علم و ہنر زیب وسادۂ ابہت و برتری مسند نشین بزم حشمت و بہتری عالی جناب معلی القاب جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام ظلہ العالی بدوام الایام و اللیالی کو اس کمترین کی ہیچمدانی سے کچھ شمہ معلوم ہوا اور بنظر بندہ نوازی معرفت محب حق شناس صدیق مودت اساس صورت بند مرقع وداد نقاش نگارخانۂ اتحاد البری من الشین منشی شیخ حامد حسین کے یہ حکم صادر فرمایا کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کُل دفاتر کا ترجمہ بزبان اُردو بہ عبارت سلیس و مضامین نفیس از طرف مطبع یہ خاکسار کرے چونکہ یہ داستان ایسی ضخیم ہی جسکے ہر دفتر کی ہر ایک جلد روکش بحر زخار ہی اور انکے اصول بزبان فارسی مصنفۂ ماہر ہمہ دان شیخ ابوالفیض فیضی ہین جنھون نے براے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے اس داستان عظیم الشان کو نہایت وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف کیا تھا اس کمترین کو جرأت نہوتی تھی کہ اتنے بڑے امر بزرگ کی خدمت کا بار انصرام اپنے ذمہ لے لون مگر اصرار احباب موصوف اور ارشاد آقاے نامدار ممدوح سے بمقتضاے المامور معذور چار و ناچار خدمت ترجمہ کو منظور کیا اور الحمد للہ کہ باقبال خداوند نعمت محتشم الیہ باحسن وجوہ دفترہاے مفصلۂ ذیل کا ترجمہ اس ذرۂ بے مقدار کی سعی سے انجام پذیر ہوا نوشیروان نامہ دو جلدین کوچک باختر ایک جلد مین ایرج نامہ دو جلد مین اسکے آگے دفتر پنجم اس داستان کا جو موسوم بہ طلسم ہوشربا ہی اسکی ساتون جلدین سابق مین حسب الارشاد آقاے نامدار منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور منشی احمد حسین صاحب قمر مد ظلہ نے بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ فرمائی تھین جو بپسند اہل عالم ہو کر مکرر طبع ہوئین اب رہا دفتر ششم ہندنی نامہ و دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین اور دفتر ہشتم لعل نامہ۔ اگر حیات مستعار باقی ہی اور آقاے نامدار ممدوح کا حکم محکم احقر کے نام شرف نفاذ پائیگا تو ان دفترون کا ترجمہ بھی پیشکش ناظرین ہوگا کیونکہ ان باقی دفترون کا ذخیرہ بھی موجود ہی اور مالک مطبع کا رجحان بھی اسطرف بہت ہی اب حضرات ناظرین سے عرض ہی کہ کمترین کو مثل بعض حضرات ستودہ صفات کے اپنی رطب اللسانی او خوش بیانی کا دعوی نہین بلکہ ہیچمدانی اور ہرزہ درائی کا اقرار۔ آپ حضرات کی عزت افزائی پر بھروسہ کر کے دفترہاے مذکور الصدر کا ترجمہ کیا ہی اور اب دفتر سوم داستان امیر حمزہ موسوم بہ بالاباختر کا بھی ترجمہ شروع کرتا ہون حق سبحانہ تعالی کی ذات سے رحمت کا امیدوار ہون کہ جسطرح اور دفترون کے ترجمے انجام کو پہونچے اُسی طرح یہ ترجمہ بھی حسب پسند ناظرین والاتمکین اس احقر کے ذریعہ سے صورت اختتام پذیر کرے ہر چند کہ احقر کو بسبب عدم لیاقت علمی اور نا تجربہ کاری اپنے کے بڑا خوف ہی کہ ان ترجمون مین بہت کچھ لغزشین ہوئی ہونگی لیکن عالی ہمتی اور قدر دانی حضرات ناظرین سے اُمید بھی قوی ہی کہ میری ہرزہ سرائی پر خیال نہ فرمائینگے اور ضرور پردہ پوشی کو کام فرما کے قلم اصلاح سے درست فرماوینگے اور اگر شاید کسی مقام پر سلسلۂ بندش مضمون و حسن عبارت مقامات وصل معشوق و صحبت رقص و مصاف میدان نبرد وغیرہ سے مسرور ہونگے تو احقر کو دعاے خیر سے محروم نہ فرمائیے

آغاز داستان شوکت بیان ناراض ہونا نبیرۂ صاحبقران یعنی شاہزادہ قاسم نوجوان کا بادشاہت شہزادہ با اقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے اور انتہاے غم و غصہ سے نکل جانا لشکر امیر با توقیر سے طرف دربند جالندریہ کے اور بُلانا بدیع الزمان کو براے امتحان و مقابلہ ساقی نامہ

پلا اب وہ ساقی مئے لالہ رنگ	کہ درپیش رندون کو ہے اک اُمنگ	شراب مصفا کی ہر ایک لہر	نظر آئے دشمن کو شمشیر قہر
کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین	پلا ساغر بادہ دل ہے حزین	تصور ہے خورشید کے نور کا	پلا جام صہباے انگور کا
سبب تو بتا ساقی روزگار	تلاطم ہے یون آج کل آشکار	وہ مینوش ہے ساقیا کس طرف	جو ہے صاحب شان اور ذیشرف
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے	مدد کر مدد کر خدا کے لیے	ارے ساقی بے خبر تند خو	مجھے دے مئے ناب و جام و سبو
تصور ہے اُس مہر کا ہر گھڑی	ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی	مئے سرخ ہو آج یون جلوہ گر	پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
وہ ہون جام خم مین ہوا ایسی چمک	خجل شرم سے ہو وے مہر فلک	ہین آگاہ اس امر سے جزو کل	پڑی ہے میری گھُٹّی مین ہی تندیل
پیونگا مئے تند زیر فلک	ستھورا اپنا لا ابر اے گرگ	مُغنی بھی ہون چند وہ سیمبر	جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
کرین میرے کہنے کے اوپر عمل	مرے روبرو گائے ہر اک غزل	پلا تو مجھے یون مئے مشکبو	بلطف و عنایت نہ ہو ترش رو

بیت نگارندہ معنی بیعدیل نوشتہ چنین داستان جلیل شجاعان عرصۂ کارزار اور بہادران تہور شعار معرکہ آرائی قلم شمشیر شیم تیزی طبع نازک خیال کو بصد جاہ و جلال اور بہ رنگینی تمام و کمال یون تحریر کرتے ہین کہ جب شہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ اپنے غصہ کو ضبط نہ کرسکے لحاظ و پاس امیر با توقیر سے ظاہرا تو کچھ نہ کہا مگر لشکر سے تنہا نکل گئے جاتے وقت اُنھون نے عیار سیارہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو جاکر شاہزادہ بدیع الزمان سے میری طرف سے کہدینا کہ مین طرف دربند جالندریہ کے جاتا ہون اگر کچھ آپکو دعوی مردی و مردانگی کا ہو تو اُسی مقام پر تشریف لائیے اور دنگل رستم کا فیصلہ کیجیے قاسم یہ پیغام دیکر سمت دربند جالندریہ روانہ ہوئے اِدھر سیارہ عیار نے پیغام ملک قاسم کا شہزادہ بدیع الزمان کو پہونچایا حال روانگی بدیع الزمان کا پھر عرض کیا جائیگا اب حال شہزادہ قاسم کا سنیے کہ اُنھون نے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی سیدھی راہ دربند جالندریہ کی لی اور گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوے سیکڑون کوس نکل گئے جاتے جاتے قریب شام متصل ایک باغ کے پہونچے چونکہ خستہ بہت ہو گئے تھے چاہا کہ آج شب کو اس باغ مین آرام لون صبح پھر روانہ ہونگا اس ارادہ پر دروازہ باغ کا تلاش کرنے لگے مگر چہار جانب ڈھونڈھا در باغ کا کہین پتا نہ پایا۔ آخر الامر مجبور و ناچار ہو کر گھوڑے کو ایڑ لگائی گھوڑا طرارہ بھر کے دیوار باغ کو پھاند گیا اور قاسم اندر باغ کے پہونچے جاتے ہی باغ مین ایسی ہواے سرد و خنک آئی کہ انکا دل باغ باغ ہو گیا اور ماندگی سفر بھول گئے اور ایک زرغۂ درختان مین اپنے کو پوشیدہ کرکے بیٹھ گئے اور باغ کے تماشہ مین مشغول ہوے دیکھا کہ باغ نمونۂ بہشت ہے ہر طرف گلہاے خوشبودار کھلے ہوے ہین غنچہ رنگا رنگ مسکراتے ہین نہالہاے تازہ تر عالم وجد مین جھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین قطرون سے فوارون کے ثبوت ہوتا ہے کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین چند فرسنگ کے پھیر مین یہ باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہے اور نازنینان پری پیکر باغ مین مثل گلچینان چمن کے خرام ناز مین محو ہین سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی سجائی مثل عروس شب اول کے دکھائی دی بیچ مین ایک تخت مرصع کار بچھا ہے اُسپر ایک مسند جواہر نگار بصد زیب و زینت بچھی ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد حسن و ناز بیٹھی ہے واضح ہو کہ اس پری کا نام ملکہ تمسۂ خونریز ہے اتفاقات روزگار ملکہ کی نظر قاسم پر پڑی دایہ کو بھیجا کہ اس جوان لال پوش کو بلا لا دایہ نے آکر ملکہ کا پیام عرض کیا قاسم ہمراہ دایہ کے آگے جب قریب پہونچے ملکہ استقبال کرکے لیگئی اور برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور کشتیان شراب و کباب کی حاضر کین اور کہا کہ اے شہریار

یہ گھر آپ اپنا سمجھیے شاہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ تمکو ہمسے محبت ہی تو ہماری خوشی یہ ہی کہ اب تم کفر و کافری اور القا پرستی کو ترک کر
کلمہ طیبہ پڑھو اور دین اسلام قبول کرو ملکہ نے کہا ای شہریار اول تو **شعر** ہم عشق کے بندہ ہین مذہب نہین مطلب ٭ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
دویم یہ کہ تیرا فرمانا تیری خوشنودی خاطر مجھے از جملہ واجبات اور بجا لانا منظور ہی پھر وہ کلمہ ارشاد کر کہ جسے پڑھکے مین مشرف باسلام ہون ملک
قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا اور ملکہ تمام اپنی ہمنشینون اور مصاحبون اور لونڈیون باندیون سے بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئی
اور اب دونون عاشق و معشوق باتفاق باہم ایک مسند پر بھروش اور ہم آغوش بیٹھے مصروف عیش و نشاط ہوئے ہین

بسبتک اولان اول حال شاہزادہ باقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ جسوقت ستارہ بن عمرو نے حسب الدعاء قاسم شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر ابلاغ پیام کیا شاہزادہ بدیع الزمان اسی وقت
اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہوکے یکہ و تنہا سمت دربند جالندر رہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل دربند جالندر
مین پہونچا ازبسکہ دن تمام ہوچکا تھا اور شام قریب تھی اُسی باغ کی سیر کرتا ہوا پیش خود یہ تجویز کرکے کہ ذرا یہان بیٹھکر دم لے لون تو پھر آگے
بتلاش قاسم چلون زیر دیوار قصر گھوڑے پرسے اُتر پڑا اور شاہراہ انتظار شاہزادہ قاسم نامدار مین نگران و حیران بیٹھ گیا حسب اتفاق
وہان ملک قاسم جو دریچۂ قصر کھولے جنگل کی کیفیت اور فضا دیکھ رہا تھا ناگاہ نگاہ ملک قاسم کی جانب شاہزادہ بدیع الزمان جا پڑی
اور قاسم نے بغور پہچانکر ایک لونڈی سے ملکہ کی کہا کہ تو جاکے اس جوان زمرد پوش کو جو ابھی آکے یہان بیٹھا ہی یہ کہہ کہ تیرے آقاے
ولی نعمت نے تجھے یاد کیا ہی جلد اُٹھکر میرے ہمراہ چل وہ لونڈی بموجب حکم قاسم کے بیرون قصر نکلی اور زیر دیوار جاکر عظمت اور
جرأت شوکت و شان اور پوشاک شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت کھڑی ہو رہی سلام تو کیا
مگر خاموش جرأت بات کرنے کی اور کچھ کہنے کی نہین کر سکتی تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکو اپنے سامنے صُمٌّ بُکمٌ مٹی کی تصویر
کھڑی دیکھکر پوچھا کہ نیکبخت تو کون ہی اور میرے پاس تو کیون آئی ہی اُس لونڈی نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھکے عرض کی
کہ حضور مین کچھ عرض نہین کر سکتی ایک جوان لال پوش ہماری ملکہ عالم کے یہان بطور مہمان کے کہین سے آیا ہی اُسنے آپ کو دیکھکر
مجھسے کہا کہ یہ شخص جو زمرد پوش زیر دیوار آکے بیٹھا ہی اُس سے یہ کہو کہ تیرا آقاے ولی نعمت یاد کرتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان یہ
تقریر اُس لونڈی کی سنکے خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور لونڈی سے کہا کہ نیکبخت کوئی آقا کسی کا اپنے غلام کے خوف سیاست سے کبھی
کہین نہین بھاگ کر جاتا ہی یہ لال پوش میرا غلام ہی اکثر خطائین ایسی اس سے وقوع مین آئین کہ میرے ڈر سے بھاگ کر یہان تمھاری
ملکہ کے دامن مین آکے چھپا ہی مین اُسی کی تلاش مین پھرتے پھرتے یہان سراغ پاکے آیا ہون تو اُس سے جاکے کہدے کہ اگر تو اپنی
عزت اور حرمت چاہتا ہی تو اب جلد یہان چلا آ اور میرے قدمون پر سر اپنا رکھ کے عذر کر مین تیرے جرم و قصور سب معاف کر دونگا
لونڈی حیران و ششدر وہان سے پھرکے پھر قاسم کے پاس آئی اور چپ کھڑی ہو رہی قاسم نے پوچھا کہ کہو اُسنے تجھسے کیا کہا
لونڈی نے سارا حال بیان کیا قاسم بھی سنکے بہت ہنسا ملکہ شمسہ خونریز نے کہا شہریار یہ کیا معاملہ ہی اور اس جوان زمرد پوش نے
کیسی گفتگو کی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ ای ملکہ اصل یہ ہی کہ وہ جوان زمرد پوش میرا عم بزرگوار ہی تمنے بھی نام سنا ہوگا انجم گردہ رستم شکوہ
شرقیہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن داماد گنجاب کا وہ یہی ہی میرے
اور اُسکے دعوی ہمچشمی ہی اسوجہ سے اُسکے درمیان مین اسطرح کی اکثر باتین ہوتی رہتی ہین ملکہ شمسہ خونریز نے نام شاہزادہ
بدیع الزمان جو سنا تو اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کی بھیجا اور کہا کہ جسطرح سے ہو سکے بمنت
اور الحاح شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان لا بارے دایہ حسب الحکم ملکہ کے خواصون کو ساتھ لیے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی
اور سب نے جھک جھک کر مجرا کیا دایہ نے شاہزادہ بدیع الزمان کی سر سے پانون تک بلائین لے کے عرض کیا کہ قربانت شوم ملکہ
عالم نے بعد آداب و تسلیمات کے استدعا کی ہی کہ آپ اندر تشریف لائین اور از راہ تفضلات بزرگانہ مجھے سرفراز کرین شاہزادہ بدیع الزمان

بدیع الزمان

سوا اقرار کے انکار نہ کیا اُٹھکر دایہ کے ساتھ اندرون قصر رونق افروز ہوا قاسم نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا واسطے استقبال کے اُٹھکر چند قدم گیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو ساتھ لیے اپنی مسند پر برابر لاکے بٹھایا ملکہ شمسہ خونریز نے اُٹھکر باادب تمام بندگی کی صحبت رقص وسرود گرم تھی دونون باتفاق باہم بیٹھے ہوے شراب پینے لگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ شمسہ خونریز کو دیکھکر بہت پسند کیا اور اُسی شب کو قاسم کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا چنانچہ شاہزادۂ قاسم ملکہ شمسہ خونریز کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہی اور دیکھیے نطفۂ قاسم سے اولاد کہان جاکے پیدا ہو روز دوم قاسم حمام کرکے جو محفل مین آکے بیٹھا تو شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہنے لگا کہ میرا دنگل ستم تو مجھے حوالہ کر دیجیے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم اگر اسطرح بلالیت جوشی کر میری ہی اُسکو طلب کرے تو وہ کسی غیر کی نہین سب تیری ہی بے تامل لے لے مجھے عذر نہین اور جو تو اپنا بانکپن دکھاکے چاہے کہ مجھے دھمکاکے لے تو غیر ممکن ہی جب تیرا جی چاہے تو امتحان کر لے کسلیے کہ تونے اور تیرے باپ نے بارہا مباحثہ کیا اور مجھے آزمایا اور پھر کچھ نہوسکا آخر وہ دنگل بخوشی مجھے دیا اور میرے قبضۂ اختیار مین ہی قاسم نے کہا کہ بس زیادہ واہی تباہی گفتگو نہ کر بھلا یہ تو کہہ اسکے کیا معنی کہ میرے چھوٹے بھائی کے دنگل پر فضل بیٹھے اور تو دیکھا کرے اپنے مُنھ سے کچھ نہ کہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اس مقدمہ مین مجھے کیا دخل اور کیا اختیار ہی شہنشاہ سعد اور سلطان صاحبقران مالک ہین قاسم نے نہایت خشمگین ہوکر کہا تو اسکے عوض مین آج تیرا سر ہوگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ تو شاید مجھے مردہ سمجھتا ہی میرے ہاتھ پانون نہین ہین غرض نوبت یہان تک پہونچی کہ دونون دست بقبضہ ہوکر اُٹھ کھڑے ہوے اور اُس قصر باغ سے نکل کے آمادۂ حرب و ضرب ہوے ملکہ شمسہ خونریز قصر پر نہایت متحیر اور سشسدر کھڑی دیکھ رہی تھی اور کف افسوس ملتی تھی اور دعاءین مانگ رہی تھی کہ خداوندا ان دونون کا تو حافظ ہی

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ سلطان صاحبقران مع تمام شاہ اور شہریار اور سردارون کے جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے ایک مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم کے دنگلون کی طرف جو خیال کیا تو دونون دنگل خالی ہین اور دونون شہزادے نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ یہ دونون کہان ہین سیارہ نے سارا حال بیان کیا امیر باتوقیر نے سنکے عمرو سے فرمایا کہ تو دوڑا ہوا جا اور دونون کو پھیر کر میرے پاس لا جسمین مناقشہ نہونے پاے عمرو دوندۂ بیدرنگ ہی بطرفۃ العین مین دربند جالندریہ مین جا پہونچا اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو باہم آمادۂ رزم وجنگ دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلطان والاشان نے تم دونون صاحبون کو یاد فرمایا ہی بس آپسمین رزم وپیکار نہ کرو جلد میرے ہمراہ چلو کسی نے عمرو کے کہنے کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور بدستور آپسمین مصروف مناقشہ ومجادلہ رہے عمرو لاعلاج پھر اُسی طرح بچشم زدن وہان سے پلٹکر بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سارا حال کہنے لگا کہ حمزہ اب تو بوڑھا اور ضعیف ہوا کوئی لڑکا بالا تیرا حکم نہین مانتا میرا جانا بھی فعل عبث تھا امیر باتوقیر یہ خبر سنکے بکمال غیظ وطیش اُسیوقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اشقر کو گرم تاز کیے وہان پہونچے تو دیکھا فی الحقیقت دونون باہم جنگ کر رہے ہین امیر والاشان صاحبقران دوران نے حالت غیظ مین اشقر دیوزاد کو مابین دونون کے ڈالکر داہنے ہاتھ سے شاہزادۂ بدیع الزمان کا کمربند اور بایان ہاتھ قاسم کے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین دونون کا لنگر توڑکر زمین سے اُٹھا لیا اتنے مین دیکھا کہ لندھور اور مالک اور سروران جلیل گھوڑون پر آتے ہین جسوقت سردارون نے دیکھا کہ امیر دونون شاہزادون کو زمین پر پٹکا چاہتے ہین لندھور اور مالک قدمون سے لپٹ گئے اور منت اور خوشامد سے ان دونون شاہزادون کو رہائی دلواکے تقصیر معاف کرائی اس عرصہ مین ملکہ شمسہ خونریز جو بالاے بام کھڑی معرکۂ رزم وجنگ شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کا دیکھتی تھی امیر حمزہ کا نام سنکے جلدی سے اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے امیر والاتوقیر کی خدمت مین روانہ کیا اور بہت بتاکید سمجھادیا کہ سلطان صاحبقران کو بمنت والحاح جسطرح سے ہوسکے اندرون محل لے آ چنانچہ ملکہ کی دایہ مع چند خواصون کے سلطان باکرم کے روبرو آئی اور مجرا کرکے بعد دعا وثنا کے اُسنے ملکہ شمسہ خونریز کی طرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے عرض کیا ہی شعر ز قدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم + ز التفات بمہمانسراے دہقانی اگر ازراہ کنیز پروری حضور اپنے اقدام اطہر سے اس کلبۂ احزان کو روشن کرین اور کنیز کو سرفراز فرماءین تو بعید از عطیات صاحبقرانی نہین

سلطان صاحقران نے فرمایا کہ اچھا چلو مجھے وہان جانے مین کیا انکار ہے بارے امیر باتوقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم دایہ کے ساتھ اُس مکان عالیشان مین تشریف لیگئے اور ملکہ شمسہ خونریز بطریق استقبال باغ کے دروازہ تک آئی اور اندر لیجا کے بڑی دھوم سے بزم عیش و طرب آراستہ کی اور اسقدر خدمت اور اطاعت کی کہ سلطان صاحقران ملکہ شمسہ خونریز سے نہایت راضی ہوئے اور عمرو نے خوشامد اور تعریف کرکے بہت سا زر نقد اور مال و اسباب پایا روز دوم سلطان باکرم مع خواجہ عمرو اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم اور لندھور و مالک وغیرہ کے داخل لشکر ہوئے

داستان آنا قاصد کا عجم سے در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر اور نامہ دینا امیر باتوقیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا حمزۂ صاحقران وغیرہ کا اور خواجہ عمرو کا نور الدہر نام رکھنا قاسم کا نور الدہر کو اپنا فرزند کرنا بدیع الزمان کا قبول کرنا پھر قاسم کا امیر سے مع جملہ مردمان لشکر وغیرہ کے دعوت کو کہنا امیر باتوقیر کا منظور فرمانا بعد اسکے جانا قاسم کا جانب عجم اور بہ تزک دعوت اور نور الدہر کی چھٹی کرنا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی سیمبر — نہ کر دیر زنہار آ جلد تر
مئے سرخ ہو آج یون جلوہ گر — پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
ہین آگاہ اس امر سے جزو و کل — پڑی میری گھٹی مین ہی تندل
مغنی بھی ہون چند وہ سیمبر — جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
پلا تو مجھے یون مئے مشکبو — بلطف و عنایت بہو تر شرو
ہوا شاد و مسرور دل اسقدر — کیا اسکو قاسم نے اپنا پسر
جو بر آئے یہ آرزو سر بسر — تو ممنون احسان ہو تیرا ہنر
بنا میکدے کو دلہن کی طرح — جفا کر نہ چرخ کہن کی طرح
وہ ہون جام جنمین ہو ایسی چمک — خجل شرم سے ہو وے مہر فلک
بہو نگا مئے تند زیر فلک — ستھورا اپنا لا براے گزک
کرین میرے کہنے کے اوپر عمل — مرے روبرو گائے ہر اک غزل
سنا ہی یہ ای ساقی مہربان — ہوا خلق ابن بدیع الزمان
جو سامان مذکور ممکن ہو سب — لکھون حال اُسکی چھٹی کا مین اب

مورخان اخبار مسرت اثر و کاتبان حالات ولادت پسر اس داستان مسرت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ لشکر امیر حمزۂ صاحقران عالی ہمم والاکرم کا عجم مین ہے اور امیر باتوقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان باغ ملکہ شمسہ تاجدار مین ہین اور لندھور اور مالک اور خواجہ وغیرہ دیرہ باغ مذکور پر فروکش ہین اور امیر باتوقیر شب و روز باغ مسطور مین بصد راحت و آرام بسر کرتے ہین ایک روز امیر باتوقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان علی الصباح حسب معمول قدیم واسطے ادائے نماز سحر کے بیدار ہوئے اور وضو کرکے باغ مین دو رکعت نماز پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور لندھور و مالک اور خواجہ عمرو بعد ادائے نماز سحر بیٹھے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار کی ہر چہار جانب کیفیت دیکھ رہے تھے اور حمد و ثنائے پروردگار کر رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار خندان اور فرحان در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر آیا اور لندھور اور مالک وغیرہ سے مخاطب ہوکر یون مستفسر ہوا کہ زلزلۂ قاف امیر عالیشان حمزۂ صاحقران کہان تشریف رکھتے ہین لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے دریافت کیا کہ تجھکو امیر باتوقیر سے کیا کام ہے بیان کر شتر سوار مذکور نے کہا کہ مین عجم سے نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ امیر باتوقیر کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر نامہ دون خواجہ عمرو نے کہا اسوقت امیر باتوقیر اس باغ مین تشریف رکھتے ہین نامہ میرے حوالہ کر تاکہ مین نامۂ مذکور امیر باتوقیر تک بھجوا دون شتر سوار نے کہا ای خواجہ یہ تو نہوگا کہ مین اس نامۂ خوشی کو تمکو دون مین خود امیر باتوقیر کو دونگا اور جو اس نامہ مین خوشخبری تحریر ہے اُسکا انعام زلزلۂ قاف امیر عالیشان سے لونگا ہر چند خواجہ عمرو وغیرہ نے شتر سوار سے نامہ طلب کیا مگر شتر سوار نے کسی طرح نامہ نہ دیا اور یہی کہا کہ یہ نامۂ خوشی ہے مین ہرگز تمکو نہ دونگا سوا حمزۂ صاحقران کے آخر لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے بدرجۂ ناچاری صاحقران عالیشان کو قاصد کے آنے کی اطلاع کرائی جسوقت امیر باتوقیر نے کماحقہ کیفیت شتر سوار کی سنی اسدرجہ اشتیاق اُس نامۂ خوشی کے دیکھنے کا ہوا کہ وظیفہ پڑھتے ہوئے اُٹھے اور بیرون باغ تشریف لائے ورنہ حمزۂ صاحقران ایک شتر سوار کے واسطے باغ سے برآمد ہوتے لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو وغیرہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اور آداب و تسلیم

بجالائے جسوقت حمزۂ صاحبقران کرسی پر رونق افزا ہوئے اور بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی بیٹھے شتر سوار نے امیر باتوقیر کو پہلے تو موافق دستور اور قاعدہ کے مجرا کیا اور دعا و ثنا بجالایا بعدہ اپنی دستار سے نامہ نکالکر مودب ہاتھون پر رکھکر امیر باتوقیر کے پیشکش کیا امیر باتوقیر نے اول سرنامہ کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ ملکہ گردیہ بانو مادر گرامی قدر شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھیجا ہی بعد دیکھنے سرنامہ کے امیر باتوقیر نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود ملاحظہ کیا ملکہ گردیہ بانو کی طرف سے اسطرح بعد القاب کے مندرج تھا کہ صاحب آپ کو مبارک ہو کہ شکم سے ملکہ گوہر ملک کے جو میری بہو ہی ایسا فرزند حسین پیدا ہوا ہی کہ آفتاب اُسکے حُسن وجمال سے شرمندہ ہی اور بدر کامل اُسکے روئے روشن سے خجل ہی بلکہ آفتاب اس فرزند ارجمند کے رخ انور کے روبرو ایک ذرہ ہی اور ماہ دو ہفتہ اس طفل کے سامنے شرمندہ آنکھین اس فرزند کی ایسی خوشنما ہین کہ اگر نرگس شہلا بھی ایک نظر دیکھ لے مجھکو یقین ہی کہ عاشق و شیفتہ ہو کر بیمار ہو جاے اور اگر کوئی آہو صحرا اس طفل کی آنکھین دیکھ لے عجب نہین کہ اس فرزند کی چشمان بے مثال پر اپنی بڑی بڑی آنکھون کو صدقے اور قربان کرے تیر مژگان ماشاء اللہ اس نور چشم کے ایسے سر تیز ہین کہ اگر کبھی سینۂ دشمن پر پڑین پشت کو توڑ کر نکلجائین اور رخسار رنگین اس گل اندام کے ایسے رنگین اور نازک ہین کہ اگر گل بھی اس طفل کے رخسار سے مقابلہ کرے صاحب مین کہہ سکتی ہون کہ وہ کبھی اپنے تئین خار صحرا سے بھی بدتر تصور کرکے شرمندہ اور محجوب ہو کر چھپ جاے دہن تنگ اس طفل کا اسدرجہ تنگ ہی کہ اگر غنچۂ گل بھی روبرو اسکے آئے تو اس طفل کے دہن کو زیادہ تر اپنے سے تنگ پاے پیشانی اس فرزند کی ایسی پر نور اور کشادہ ہی کہ تعریف اُسکی مجھسے ہو نہین سکتی علاوہ حسن کے چہرۂ انور سے ایسی صولت اور شوکت ظاہر اور آشکارا ہی کہ رعب سے ہر ایک عورت اس فرزند کی جانب نظر کر نہین سکتی اکثر اعضا اس طفل کے مثل مینی اور گوش مانند مینی و گوش شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہین اور اکثر اعضا بھی مشابہ ہین کیون نہو کہ فرزند اکثر اپنے باپ کی شکل ہوتا ہی صاحب مین نے یہ نامہ آپ کو واسطے اطلاع کے لکھا ہی کہ آپ بھی خوش ہون اور بدیع الزمان بھی اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خبر سنکے شاد ہوا ور صاحب اس فرزند ارجمند کا نام ضرور کوئی تجویز کرکے رکھ دیجیے تاکہ اُسی نام سے یہ نور نظر پارۂ جگر پکارا جائے فقط زیادہ اشتیاق ملاقات راوی کہتا ہی کہ جسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے نامہ تمام وکمال پڑھا خوشی سے چہرہ مثل گل شگفتہ ہوگیا اور از حد آثار خوشی چہرۂ امیر باتوقیر سے آشکار ہوے خواجہ عمرو وغیرہ نے امیر باتوقیر سے دریافت کیا کہ اس نامہ مین کیا خوشخبری مندرج ہی ہمکو بھی آپ مضمون نامہ سے اگر لائق فرمانے کے ہو تو اطلاع دین امیر باتوقیر نے ہنسکر فرمایا کہ یہ نامہ مادر بدیع الزمان نے ہمکو لکھا ہی اور مضمون اس نامہ کا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک کے شکم سے ایک فرزند حسین پیدا ہوا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ نام اس فرزند کا کوئی رکھنا چاہیے جسوقت یہ خبر خوش خواجہ عمرو نے سنی از حد خوش ہوے اور لندھور بن سعدان یعنی جانشین حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ شادیانے خوشی کے بجائے جائین حسب الحکم طبل شادمانی پر چوب پڑی خبر پیدایش نور الدہر سنکر سبکو خوشی ہوئی شاہزادۂ بدیع الزمان بھی خبر فرحت اثر ولادت باسعادت اپنے فرزند ارجمند کی سنکے ایسے خوش ہوئے کہ چہرۂ انور مثل گل احمر شگفتہ ہوگیا اُسوقت لندھور نے جانب خواجہ عمرو مخاطب ہو کر کہا الحمد للہ ایک اور شیر بجانب راست بیٹھنے والا پیدا ہوا لندھور کا یہ کلام طعن آمیز نہایت ناگوار ہوا امیر باتوقیر نے اُسی عالم خوشی مین حکم دیا کہ اس شتر سوار کو خلعت پر زر دیا جاے اور زر وجواہر بھی عنایت کیا جاے خدام نے بموجب حکم شتر سوار کو خلعت پر زر اور زر وجواہر دیا شتر سوار خلعت وزر وجواہر پاکر بہت خوش ہوا اور بار دیگر موافق قاعدہ آداب وکورنش بجالا خواجہ عمرو نے جسوقت دیکھا کہ شتر سوار کو خلعت پر زر اور زر وجواہر دیا گیا اپنے دلمین نہایت ملول ہوے اور خیال کرنے لگے کہ اے عمرو خوش نصیب لوگ ایسے ہوتے ہین کہ ایک نامہ پہونچاکر خلعت وزر وجواہر یون لیجاتے ہین ایک ہم ہین کہ برسون سے تنگدستی اور پریشان حالی مین بسر کرتے ہین ایک ایک کوڑی کو محتاج ہین باوجود اسکے کہ ہم اس عرب بے مروت اور اسکی اولاد کے واسطے ہر ایک بلا مین اپنے تئین ڈالتے ہین اور طرح طرح کی مصیبتین اور تکلیفین اُٹھاتے ہین مگر کبھی ہمکو اسطرح زر وجواہر نہین ملتا افسوس ہزار افسوس کیا ہماری بُری تقدیر ہی کہ زر وجواہر کی شکل کبھی عالم خواب مین بھی ہمکو نظر نہین آتی یہ عرب بے مروت کچھ ہماری قدر ومنزلت نہین کرتا سوا تین روپیہ کے اور کچھ مہینے مین اس سے وصول

نہین ہوتا کثرت عیال و اطفال مین تین روپیہ مین بسر اوقات ہو نہین سکتی کہان تک مہاجنون سے قرض لیکر اوقات بسری کرین اس قرض لینے کا بھی انجام بڑا ہی ایک روز یہ سب مہاجن مجھپر نالش کرینگے اور میری ذلت کے درپی ہونگے پس ای عمرو تجھکو لازم ہی کہ اب رفاقت اس عرب بے مروت کی چھوڑ کر خانہ کعبہ چلا جا اور وہان جاکر اپنے گناہون سے توبہ کر کیونکہ اس عرب بے مروت کی محبت اور رفاقت مین تو نے ہزارہا ساحر اور غیر ساحر مارے ہین کلمات دروغ بکثرت زبان پر جاری کیے ہین مکاری بے انتہا کی ہی فی الحال زاد راہ بھی مہیا اور موجود ہی یعنی جسوقت شتر سوار یہان سے جاے اثناے راہ مین اس نالائق سے خلعت و زر و جواہر لے لے اور بغیر اطلاع اس عرب بے مروت کے خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہو اور وہان پہونچکر اپنے گناہون سے استغفار کر اور باقی عمر اپنی وہین یاد خدا مین بسر کر خواجہ عمرو تو اس خیال مین تھے ناگاہ امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت تم میرے فرزند کے فرزند کا کوئی ایسا نام رکھو کہ اُسکے لائق ہو خواجہ عمرو اُسوقت رنجیدہ خاطر تو ہو ہی رہے تھے یہ سنکے کچھ جواب نہ دیا اور چین بجبین بیٹھے رہے دوبارہ امیر حمزۂ صاحبقران نے پھر فرمایا کہ ای خواجہ میرے فرزند کے فرزند کا کوئی نام تجویز کرو جب دوبارہ امیر حمزۂ صاحبقران خواجہ سے فرمایا اُسوقت عمرو نے جواب دیا کہ ای حمزۂ صاحبقران مفت نام رکھا نہین جاتا امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای خواجہ کچھ نہ کچھ تمکو ضرور دیا جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہی کہ عوض زر نقد دینے کے جواب صاف دیا جائیگا امیر با توقیر نے ہنسکے فرمایا کہ نہین خواجہ تمکو جواب صاف نہین دیا جائیگا بلکہ ایک ہزار روپیہ نقد دیا جائیگا خواجہ نے کہا کہ ای امیر با توقیر مجھسے تو ایک ہزار روپیہ پر مشقت نہو گی نام رکھنے مین نہایت فکر کیجاتی ہی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ نام رکھنے مین تو کچھ بھی مشقت نہین ہوتی ہان یہ ہو کہ ایک ہزار روپیہ سے زیادہ لینے کی خواہش ہی خیر تمکو دو ہزار روپیہ دیدیے جائینگے عمرو نے کہا یا امیر مین دو ہزار روپیہ پر اپنے تئین فکر مین نہین ڈالتا اور کسی سے ارشاد فرمایے وہ نام رکھدیگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ اللہ اب تم ایسے نازک مزاج ہو گئے ہو کہ دو ہزار روپیہ پر نظر نہین کرتے اور ایک نام لڑکے کا رکھا نہین جاتا خواجہ عمرو نے کہا کہ امین کیا شک ہی غرض رفتہ رفتہ امیر با توقیر نے ہنس ہنسکر پندرہ ہزار روپیہ خواجہ عمرو کو دینا قبول کیے مگر عمرو نے اور زیادہ لینے کی خواہش کی اُسوقت امیر با توقیر نے فرمایا کہ اب ہم اس سے زیادہ نہ دینگے جب خواجہ نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران اب اور زیادہ روپیہ نہ دینگے ناچار ہو کر یہ کہا کہ زبانی جمع خرچ کی کوئی اصل نہین ہی روپیہ میرے سامنے آئے اُسوقت اگر مجھکو منظور ہوگا تو نام رکھونگا امیر با توقیر نے حکم کیا کہ پندرہ ہزار روپیہ خواجہ کے آگے لاکے رکھدو مگر اُسوقت تک خواجہ روپیہ مین نہ ہاتھ لگائین جبتک نام میرے فرزند کے فرزند کا نہ رکھ لین الغرض بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے روبرو پندرہ ہزار روپیہ رکھدیا عمرو نے جسوقت اُس روپیہ پر نظر کی مُنھ مین پانی بھر آیا اور قصد کیا کہ اُس روپیہ کو نذر زنبیل کرین مگر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای خواجہ جبتک نام نہ رکھ لوگے یہ روپیہ تمکو نہ ملیگا خواجہ عمرو نے یہ سنکر کچھ فکر کرکے کہا کہ ای امیر با توقیر میرے نزدیک اُس فرزند کا نام نور الدہر رکھنا چاہیے امیر با توقیر نے اس نام کو نہایت پسند کیا اور یہ نام خواجہ عمرو نے اس وجہ سے رکھا کہ ایک تو تعریف حُسن اُس فرزند کی از مہر گردیہ بانو سے ظاہر ہوئی تھی دوسرے جسوقت خواجہ نے نام رکھا تھا وہ وقت سحر تھا نور صبح جانب مشرق فلک پر آشکار تھا تیسری وجہ اس نام رکھنے کی یہ بھی تھی کہ نور الدہر وقت نماز سحر پیدا ہوے تھے القصہ بعد نام رکھنے کے خواجہ عمرو نے وہ پندرہ ہزار روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر با توقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان اور لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے اس نام رکھنے کی تعریف کی اور بہت خوش ہوے بعد نام رکھے جانے کے امیر با توقیر نے شتر سوار مذکور سے فرمایا کہ ہماری بھی جانب سے مادر بدیع الزمان سے بعد تہنیت کے جاکر کہہ دینا کہ نام اس طفل سعید کا نور الدہر رکھا شتر سوار یہ تقریر امیر فیروز قار سنکے اور آداب بجا لاکے جانب عجم روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار کے شاہزادۂ قاسم نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ ای عموے نامدار آج مین آپ سے ایک چیز طلب کرتا ہون مجھکو امید ہی کہ آپ انکار دینے سے نہ کرینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا دنگل رستم کی خواہش ہی

قاسم نے کہا کہ دنگل رستم تو میرا ہی جب چاہونگا لے لونگا علاوہ دنگل کے ایک ورشی کی آپ سے خواہش ہی بشرطیکہ آپ مجھکو عنایت کرین
بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو شی میرے امکان مین ہی تمسے زیادہ عزیز نہین لیکن پہلے اُس چیز مطلوب کا نام تو لو اور مین بھی تو اُس
چیز سے واقف ہون کہ وہ کیا چیز ہی جسکو تم مجھسے طلب کرتے ہو شاہزادۂ قاسم نے کہا کہ پہلے آپ مجھسے اقرار کرلین کہ مین ضرور دیدونگا
اور اُسکے دینے سے انکار نہ کرونگا پھر مین اُس چیز کا نام ظاہر کرون شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مین تمسے اقرار کرتا ہون
کہ اگر وہ چیز میرے امکان مین ہی جسکو تم طلب کروگے مین بلا عذر وانکار دیدونگا شاہزادۂ قاسم نے کہا اے عموے نامدار مین
چاہتا ہون کہ آپ مجھکو برخوردار نور چشم راحت جان نور الدہر کو میری فرزندی مین دیدین شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہنسکر فرمایا
کہ بموجب تمھارے کہنے کے مین نے اپنے نور نظر لخت جگر کو تمھاری فرزندی مین دیدیا شاہزادۂ قاسم یہ کلام شاہزادۂ بدیع الزمان
سنکے ازحد خوش و مسرور ہوئے جسوقت یہ تقریر شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان کی مالک نے سنی خوش ہوکر
خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر اور لندھور کو سنا کر کہا کہ اے خواجہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ نور الدہر کو ہمارے آقا اور مالک نے اپنی
فرزندی مین لے لیا اب انشاء اللہ نور الدہر بھی بعد پرورش ہونے کے دست چپ دنگل زرنگار پر بیٹھینگے لندھور نے یہ کلام مالک
سنکے جواب دیا کہ نور الدہر اصل مین فرزند ارجمند ہمارے سردار شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے ہین کبھی دست چپ نہ بیٹھینگے سوا
دست راست کے الغرض بعد گفتگوے مالک اژدر اور لندھور شاہزادۂ قاسم نے دست بستہ خدمت امیر باتوقیر مین عرض کیا کہ مین
کچھ حضور سے اسوقت عرض کرنا چاہتا ہون امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند بیان کرو کیا کہتے ہو قاسم نے عرض کیا حضور نے سنا
کہ مین نے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اب مجھکو لازم ہی کہ اُس نور نظر لخت جگر کی چھٹی کا سامان کرون لہذا مین حضور کی دعوت
مع کل مردمان لشکر کے چالیس روز تک کرتا ہون کیونکہ میرا قصد ہی کہ نور الدہر کی چھٹی کا جشن چالیس روز تک بعنوان شایستہ ہو لہذا
امیدوار ہون کہ حضور انکار نہ فرمائین اور اقرار نان جوین نوش فرمانے کا کرکے چہل روز تک مجھکو شاد اور مسرور فرمائین امیر باتوقیر نے
یہ آرزوے شاہزادۂ قاسم استماع فرماکر اور خوش ہوکر ارشاد کیا کہ ہمکو بزم عشرت مین شریک ہونے سے اور طعام دعوت کھانے سے
کسی طرح انکار نہین ہی انشاء اللہ ہم بشرط حیات مع جملہ مردمان لشکر شریک محفل عشرت اور دعوت ضرور ہونگے شاہزادۂ قاسم یہ کلام
امیر باتوقیر سنکے کمال خوش ہوئے اور اُسی وقت امیر باتوقیر سے اجازت جانب عجم جانیکی لیکر براے انتظام سامان دعوت اور چھٹی
کرنے نور الدہر کی بصد عجلت روانہ ہوئے اور قطع راہ کرکے داخل لشکر ہوئے مطیعان شاہزادۂ قاسم بعد بجالانے آداب وتسلیم کے ازحد خوش
ہوئے شاہزادۂ قاسم نے دو گنج افراسیابی دیکر طہماس خان خاوری اور قیماس خان خاوری اپنے دونون ماموؤن سے فرمایا کہ بہت
جلد اسباب و سامان دعوت امیر باتوقیر کا مع جملہ مردمان لشکر مہیا اور موجود کرو اور نور الدہر کی چھٹی کا بھی سامان ایسا کرو کہ شاہان روے زمین کو
سنکے رشک ہو طہماس خان اور قیماس خان خاوری نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا طہماس خان اور قیماس خان خاوری تو انجام کار
دعوت اور درستی سامان نور الدہر کی چھٹی مین مصروف ہین اسکا مفصل حال آیندہ تحریر کیا جائیگا لیکن

دو کلمہ داستان اُس شتر سوار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شتر سوار حمزۂ صاحبقران ذوالفقار کو نامۂ ملکہ گردیہ بانو دیکر اور خلعت و زر لیکر قبل آنے شاہزادۂ قاسم کے دولتسراے ملکہ گردیہ بانو
پر آیا ملکہ گردیہ بانو کو خبر ہوئی کہ شتر سوار جو نامہ لیکر گیا تھا آیا ہی ملکۂ مذکور نے بذریعۂ کنیزان دریافت فرمایا کہ اس فرزند ارجمند کا کیا نام
رکھا گیا ہی کنیزان مسطور نے بموجب حکم ملکۂ گردیہ بانو شتر سوار سے پوچھا شتر سوار نے کہا کہ میری جانب سے خدمت ملکۂ عالم مین اسطرح
عرض کرنا کہ یہ نمکخوار سرکار فیض آثار نامہ لیکر باغ ملکہ تیمورہ تاجدار پر گیا تھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران اور شاہزادۂ
بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان اُسی باغ مین تشریف رکھتے تھے اور خواجہ عمرو اور لندھور اور مالک وغیرہ بیرون باغ
فروکش تھے اس نمکخوار قدیم نے نامۂ حضور فیض گنجور دست امیر باتوقیر مین جاکر دیا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان نے

حضور کے نامہ کو تمام وکمال پڑھا اور بعد پڑھنے کے بدرجۂ کمال مسرور اور شاد ہوئے اور خواجہ عمرو سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے فرزند کے لیے کا
کوئی نام رکھو چنانچہ بموجب ارشاد امیر ذیشان خواجہ عمرو نے شاہزادۂ بدیع الزمان کے نور نظر پارۂ جگر کا نام نورالدہر رکھا اور امیر باتوقیر
نے یہ نام نہایت پسند فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بعد تہنیت کے ملکۂ عالم سے کہہ دینا کہ اس فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھنا ہنگام رخصت
اس خانہ زاد کو خلعت پر زر اور زر و جواہر مرحمت فرمایا یہ نمکخوار بصد تعجیل وہان سے در دولت پر حاضر ہوا اب جو حکم ہو یہ خادم بجا لائے جس وقت
شتر سوار نے تقریر اپنی تمام کی کنیزان مذکور نے ملکۂ گردیہ بانو سے تمام وکمال تقریر شتر سوار کی جا کر عرض کی ملکۂ گردیہ بانو نے جس وقت
سنا کہ نام اس فرزند کا نورالدہر رکھا گیا اور صاحبقران اور بدیع الزمان اور قاسم مع الخیر ہین نہایت خوش ہوئی ملکۂ گوہر ایک سے
ہنسکر فرمایا کہ اس تمھارے فرزند ارجمند کا نام نورالدہر رکھا گیا ہی ابھی شتر سوار اس فرزند کے جد عالیوقار کی خدمت سے آیا ہی اُسکی
زبانی معلوم ہوا ہی کہ دادا نے اس فرزند کے اسکا نام نورالدہر خواجہ عمرو سے نکلوایا ہی اور کہلا بھیجا ہی کہ نام اس نور چشم کا نورالدہر
رکھنا چاہیے ملکۂ گوہر ملک اپنی خوشدامن سے یہ تقریر دلپذیر سنکے بہت خوش ہوئین غرض اُسی وقت سے فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان کا
نام نورالدہر رکھا گیا بعد تھوڑی دیر کے ملکۂ گردیہ بانو اور ملکۂ گوہر ملک و دیگر خواتین ذیوقار کو کسی کنیز سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ
قاسم لشکر مین آئے ہین اور سامان اس فرزند کی چھٹی کا کر رہے ہین اور اس فرزند ارجمند کو شاہزادۂ بدیع الزمان کی اجازت سے اپنی
فرزندی مین لیا ہی المختصر ایوان ملکۂ گوہر ملک مین تو بہ سبب پیدا ہونے نورالدہر کے غلغلۂ تہنیت بلند ہی خواتین ذیوقار باہم شاد
و مسرور ہین دمبدم ایک نہ ایک مطربہ گا رہی ہی خواتین محل خوش ہو رہی ہین مطربہ کو انعام دے رہی ہین لیکن بیرون محل لشکر مین
شاہزادۂ قاسم نے بہت بڑا سامان نورالدہر کی چھٹی کا کیا ہی مختصر یہ ہی کہ دور دور سے ارباب نشاط جو علم موسیقی مین وحید عصر اور یکتائے
جہان ہین ہزارہا بلوائے ہین شتر سوار اطراف و جوانب عجم مین روانہ کیے ہین کچھ ارباب نشاط حاضر ہوئے ہین خیمون مین جا بجا مقیم ہین
سرداران دست چپ انتظام نورالدہر کی چھٹی کا کر رہے ہین صدہا بلکہ ہزارہا ایوان وسیع و بلند خس و خاشاک سے پاک و صاف کیے
جاتے ہین فرش نفیس ہر ایک ایوان مین بچھوایا جاتا ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ اور فانوس وغیرہ سے ہر ایک قصر آراستہ کیا جاتا ہی شمعہا
مومی اور کافوری صدہا جھاڑ ساز کنولون مین لگا رہے ہین ہزارہا فرش فروش کی درستی مین مشغول و مصروف ہین مقامات مناسب پر
صدہا بارگاہین فلک فرسا استادہ کی جاتی ہین اور ہزارہا خیمہ ہائے رشک بیجوبۂ فلک نصب کیے جاتے ہین جا بجا زمین پست و بلند ہموار
کی جاتی ہی بارگاہون اور خیمون مین فرش نادر و نایاب فراش کر رہے ہین زمین جائے خیام آسمان پر دمبدم طعنہ زن ہو رہی ہی اور بزبان حال
کہہ رہی ہی کہ دیکھ او قبۂ آسمان تو اپنی بلندی پر نازان نہو مجھپر تجھسے بہتر صدہا بلکہ ہزارہا آسمان بلند اور سایہ فگن ہین فلک بھی زہے حیرت سے
جانب خیام بلند دیکھ رہا ہی اور زمین کی خوش قسمتی پر دمبدم رشک کر رہا ہی اور ہر ایک بارگاہ اور خیمہ کے اوپر جو آسمان گردش کرتا ہی اُس سے
صاف مردم کو ثابت ہوتا ہی کہ آسمان ان خیام پر تصدق اور قربان ہو رہا ہی ہر ایک ایوان کی چھت مین بے مثل و بے نظیر چھت گیری ہی
جملہ ایوان مذکور کے طاقون مین گلدستہائے رنگا رنگ و نایاب لگائے گئے ہین ہر ایوان مین ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہر ایوان آرایش
گلدستہائے بوقلمون سے رشک گلشن نظر آتا ہی بلبل دل ہر فرد بشر کا اُن گلدستون پر ہزار جان سے عاشق ہوتا ہی اکثر گلنے جو ہر ایک ایوان مین
مقامات مناسب پر رکھے گئے ہین جب ہوا ایوان مسطور سے آتی ہی دماغ مین ہر ایک بشر کے جو جو وہان موجود ہی خوشبوئے مشک و عنبر واگر
وغیرہ پہنچاتی ہی روح جسم مین ہر ایک شخص کی لطف بے اندازہ اُٹھاتی ہی اور دل کو ہر ایک بشر کے فرحت اور شگفتگی حاصل ہوتی ہی بعض بعض
ایوان مین دنگل نفیس بچھائے گئے ہین اور کرسیان جواہر نگار گرد رکھی گئی ہین بیچ مین فرش ہی کسی ایوان مین بالکل فرش اطلس سرخ کا
کیا گیا ہی وہ ایوان سراسر گلنار نظر آتا ہی کیونکہ در و دیوار تک بھی اُس ایوان کے سرخ رنگ ہین کوئی ایوان اسی طرح سبز رنگ اور
اُسمین فرش بھی مخمل سبز کاشانی کا بچھایا گیا ہی اور جھاڑ بھی سبز اُس ایوان سبز کی سقف مین لٹکائے گئے ہین غرض کہ ایوان سرخ مین
فرش مخمل سرخ اور جھاڑ اور کنول وغیرہ ہر ایک شی سرخ رنگ ہی اور ایوان سبز مین ہر ایک چیز سبز ہی علاوہ آرایش جملہ ایوان

مذکور کے ہزارہا چھوٹے چھوٹے خیمے کئی فرسخ تک استادہ کیے گئے ہین تاکہ ارباب نشاط اُن خیام مین آکر فروکش ہون اور بصد راحت و آرام
مقیم ہون قبل اسکے تحریر کیا گیا تھا کہ صدہا شترسوار واسطے لانے ارباب نشاط کے بحکم شاہزادۂ قاسم روانہ ہوے تھے چنانچہ وہ سب شترسوار
چہار جانب ارباب نشاط کی جستجو کرکے اپنے اپنے ہمراہ لانے لگے نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان ماہ تمثال مع سازندون کے آآکر
اُن چھوٹے چھوٹے خیمون مین مقیم ہوئین یہانتک کہ دو روز کی مدت مین کئی ہزار نازنینان گلپیرہن اور مہ جبینان سیمتن جو حُسن مین
شہرۂ آفاق اور دلبری مین اور علم موسیقی مین نہایت مشتاق تھین آکر جمع ہوگئین اور اُنھین خیام مین جو اُنکے واسطے استادہ کیے
گئے تھے مقیم ہوئین علاوہ نازنینان مذکور کے چند مردانہ طائفہ بھی آکر حاضر ہوے یعنی بھانڈ جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیسا ہی
انسان ملول اور غمگین ہو اُسکو ہنسا دیتے ہین وہ بھی اُنھین چھوٹے چھوٹے خیمون مین جو نازنینان زہرہ مثال سے خالی تھے فروکش ہوے
ملازمان شاہزادۂ قاسم ارباب نشاط مسطور کی آب و طعام وغیرہ سے خبر لینے لگے اور اشیاے مرغوب بغیر طلب اُنکو پہونچانے لگے غلہ
اور شکر اور روغن اور سوا اسکے جو چیزین درکار تھین شاہزادۂ قاسم کے حکم سے کارگذارون نے اسدرجہ فراہم کین کہ صدہا جگہ زمین پر
ہر ایک چیز کا انبار سر بفلک کشیدہ تھا گاو زمین کثرت بار خلائق سے دبی جاتی تھی اغذیہ ایسی ایسی لطیف و خوش ذائقہ بحکم شاہزادۂ
قاسم کارگذارون نے تیار کرائی تھین کہ نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان زہرہ مثال نے یا جس شخص نے چند لقمے اُس غذاے لطیف
و خوش ذائقہ کے کھاے روح اُسکی خوش ہوگئی غذاے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اُس غذاے شیرین کو کھاتی یقین ہی کہ نام
اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذاے شیرین اسدرجہ شیرین تھی کہ لبہاے حسینان جہان بھی اُس غذاے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین
مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزے کا تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اُس غذاے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اُس غذاے
نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اغذیہ خاصگی کی کیا تعریف کی جاے علاوہ تیاری غذاے مذکور کے چند میخانون مین
ایسی مے ناب شیشون اور خمون اور بوتلون مین بھری ہوئی تھی کہ جم نے بھی کبھی پینا تو کجا خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور جامہاے
نادر و نایاب ایسے تھے کہ جو رشک جام جم تھے صدہا لڑکے حسین و جمیل جو بالکل امرد تھے اور نہایت ہی شوخ چشم تھے واسطے شراب پلانے کے
طلب ہوے تھے اور صدہا نازنینان گلرخسار جو دلبری مین نہایت ہی ہوشیار تھین براے ساقی گری بلوائی گئین تھین اشیاے گزک کی
بھی بدرجۂ کمال کثرت تھی اور اشیاے فواکہ کی بھی نہایت کثرت تھی سوا اسکے نوبتخانون مین بحکم شاہزادۂ قاسم اسطرح نقارچی نقارون پر
چوب لگاتے تھے کہ پیر فلک کے دل پر چوٹ لگتی تھی زمین صداے نقارہ ہاے کلان سے دمبدم کانپتی تھی جملہ شہنانواز اسطرح لحن داؤدی
مبارکباد گاتے تھے کہ دل سننے والون کے نہایت ہی خوش ہوتے تھے اور آواز تُرہی اور قرنا کی گنبد گردون سے پار ہوتی تھی اگر نوبتخانون کی
مفصل کیفیت یہ ہیچمدان تحریر کرے تو نہایت طول ہو مختصر یہ ہی کہ ہر ایک نوبتخانہ مثل عروس نو آراستہ کیا گیا تھا اور ہر ایک نقارچی اور
شہنانواز وغیرہ کو جوڑے سرخ بر زر بحکم شاہزادۂ قاسم دیے گئے تھے نقارچی اور شہنانواز جوڑے سرخ بر زر پہنے ہوے نقارخانون پر
مردم کو نظر آتے تھے اسکے علاوہ بازار لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان کے حال فی الحال جشن جو نور الدہر کی
چھٹی کا ہو دور دور سے اہل حرفہ نے آکر میدان مین اپنی اپنی دکانین لگائی تھین از انجملہ صدہا ساقنین کمسن حسین بقول شخصے شعر
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭ تختون پر لباس پر تکلف پہن پہنکے بیٹھی ہین حقے مع نیچے نہایت مطلا
صاف اور تازہ کیے ہوے اُنکے روبرو رکھے ہین چلمین چرس کی ایک جانب رکھی ہین ایک جانب آگ ہی ایک طرف پتیلے مین پانی بھرا ہوا ہی
نشہ بازون کا اُنکی دکانون پر ہجوم ہی اگر کوئی چرس کا پینے والا کسی ساقن پر ڈورے ڈالکر اپنی کمر سے اشرفی نکالکر دے کر کہتا ہی کہ بی ساقن لو
آج تو پیٹ بھر کی پلوانا وہ ساقن جواب دیتی ہی کہ میان آؤ آج تم پینے کی پیو وہ چرس کا پینے والا یہ جواب ساقن کا سنکے شرمندہ ہوکر چپ
ہو جاتا ہی ساقن بوجہ اشرفی لینے کے اپنے ہاتھ سے چلم مین چرس رکھتی ہی اور آگ رکھکر چلم مع حقہ اُسکو دیتی ہی وہ نشہ باز کسکر دم مارتا ہی
چلم سے بقدر بالشت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہی کثرت سے دھوان دہن سے نکلتا ہی جب چرس جلجاتی ہی وہ نشہ باز حقہ رکھدیتا ہی آنکھین

کثرت نشہ سے سرخ ہوجاتی ہین لڑکھڑاتا ہوا اور جھومتا ہوا کسی طرف چلا جاتا ہی اسی طرح اگر دو جرس کے پینے والے اُس ساقن کی دُکان پر
ایکبار آجاتے ہین اور وہ ساقن پہلے ایک کو چلم چرس کی بھر کے دیتی ہی تو دوسرا چرس کا پینے والا عجب یاس و حسرت سے اُس ساقن کی
طرف دیکھکر یہ شعر پڑھتا ہی **شعر** بی ساقن دمون کی خیر رہے ✦ ہمین محرم دم بغیر رہے ✦ وہ ساقن مسکرا کر کہتی ہی کہ صاحب
ذرا دم لو اسقدر بیتاب نہو تمکو بھی دیتی ہون کیون اتنی چرس کے واسطے مثل جرس صدا بلند کرتے ہو یہ کہکر اُسکو چلم چرس کی بھر کے دیتی ہی
غرض ہر ایک ساقن کی دُکان پر نشہ بازون کا جماؤ ہی اور ہر دُکان پر ایک شخص دائرہ لیے ہوے خیال گاتا ہی اور دائرہ بجاتا ہی نشہ باز سنکے
تعریف کرتے ہین اور دمبدم چرس کی چلمین بھروا کے پیتے ہین کسی طرف حسین حسین کمسن کمسن کنجڑنین لباس رنگین پہنے ہوے کوے اور
رنگترے اور شریفے ٹوکرون مین رکھے دُکانین لگاے ہوے بصد ناز و ادا بیٹھی ہین مردم تماشا مین اُنکی دُکانون پر آکر اُنکے سینے کی طرف
اشارہ کرکے پوچھتے ہین کہ ان کولون کا کیا مول ہی وہ کنجڑنین یا میوہ فروشنین مسکرا کر آنکھین نیچی کر کے کہتی ہین کہ یہ کولے بکاؤ نہین ہین
اور بالفرض والمحال اگر ہم بیچین بھی تو تم ان کولون کی قیمت نہ دے سکوگے مردم تماشا بین یہ سنکے کہتے ہین کہ ہم تو نقد دل سے ان کولون کے
خریدار ہین اگر بیچو تو ہم ذرا ہاتھ سے سخت اور نرم دیکھ لین وہ کنجڑنین یہ سنکے اپنے سینے کو اور اچھی طرح پوشیدہ کر لیتی ہین اور کہتی ہین کہ
تم ان کولون کو فقط دل دے کر کیا لوگے ان کولون کو وہی شخص خریدیگا اور اُسی آدمی کے ہاتھ یہ کولے آئینگے جو زر کثیر دیگا تماشا بین یہ سنکے
ہنستے ہوے چلے جاتے ہین اسی طرح ایک جانب میدان مین گلفروش سبد مین ہار اور پھول رکھے ہوے بیٹھے ہین اور چند گلرخسار مالنین
بھی اسی طرح پھول ہار سبد مین رکھے ہوے بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہین کبھی مانند گل خندان ہوتی ہین کبھی کسی جوان گلبدن
رشک چمن کو دیکھکر مثل غنچہ مسکراتی ہین مردم کو بہار اپنے گلشن شباب کی دکھاتی ہین اور عشاق کے دل مانند سبزہ کے بعض اوقات خرام
ناز سے پامال کرتی ہین اگر کوئی عاشق اُنسے کہتا ہی کہ مثل لالہ میرے دلمین تمھاری جدائی سے داغ پڑ گیا ہی دیکھو دست و پا میرے کانٹے کی طرح
لاغر ہو گئے ہین آنکھین میری ہر وقت تمھارے انتظار مین مثل نرگس وا رہتی ہین غنچۂ دل میرا بغیر تمھارے کسی وقت مثل گل شگفتہ نہین ہوتا
یہی دل چاہتا ہی کہ میرے یہ ہاتھ تمھاری گردن کے ہار ہون ہم ہون اور تم ہو اور پھولون کی سیہری ہو تمھارے گل رخسار کی کبھی بہار
دیکھین کبھی تمھارے گلشن حسن کی گلچینی کرین کبھی دامن آرزو کو گلہاے مراد سے بھرین وہ گلرخسار یہ تقریر اپنے عاشق کی سنکے جواب
دیتی تھی کہ کبھی کسی فصل مین تمھارا بوستان خزان دیدہ دل ہواے بہار مراد سے شگفتہ نہوگا اسی حسرت مین ایک روز مثل گل پژمردہ ہو کر
باغ جہان سے چل بسوگے اور گل مراد میرے چمن حسن سے نہ پاؤگے وہ عاشق تازہ بیچارہ یہ جواب صاف اُس گلپیرہن سے سنکے مانند بلبل
نالہ و فغان کرتا ہی اسی طرح صدہا جوہری ہزارہا تاجر اور صدہا صراف وغیرہ آئے اور اپنی اپنی دُکان پر بیٹھے ہین گرم بازاری ہو رہی ہی
لاکھون روپیہ کا مال و اسباب اور جواہر بک رہا ہی دو طرفہ لشکر سے کئی فرسخ تک دُکانین ہر قسم کی آراستہ ہین خریدارون کی از حد کثرت ہی
جسوقت نازنینان زہرہ خصال اور خوبرویان نادر جمال جو علم موسیقی مین یکتاے روزگار ہین اپنے اپنے خیمون مین سے باہر آ کر
بیٹھتی ہین مردم کو ایک قدرت خدا نظر آتی ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی گویا پرستان کی کیفیت نظر آتی ہی شاہزادۂ قاسم نوجوان نے
اپنے اُن ملازمون کو جو لائق جوڑے دینے کے تھے اُنکو جوڑے سرخ رنگ پر زر دیے ہین اور وہ سب ملازم اُنھین جوڑون کو پہنے
ہوے کاروبار مین مشغول ہین اور جو بڑے بڑے بہادر اور نامی دلاور دست چپ کی جانب بیٹھتے ہین اُنسے شاہزادۂ قاسم نوجوان نے
فرمایا ہی کہ لباس پر تکلف سُرخ رنگ زیب تن کر کے تم سب اُس ایوان سرخ مین آکر بیٹھنا اور اُن سب بہادرون نے اقرار کیا ہی کہ
انشاءاللہ بموجب ارشاد ایسا ہی ہوگا اور جو نامی صف شکن اور تیغزن جانب دست راست بیٹھتے ہین اُنسے بھی شاہزادۂ قاسم نوجوان نے
ارشاد کیا ہی کہ تم سب ہمراہ عموے نامدار بدیع الزمان عالیوقار بلباس زمردی اس جشن مین اُس ایوان سبز مین بیٹھنا اُنھون نے بھی برغبت
وخوشی وعدہ کیا ہی کہ انشاءاللہ موافق آپ کے ارشاد فرمانے کے ہم اُسی ایوان سبز مین بیٹھینگے اور واسطے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران عالیشان کے شاہزادۂ قاسم نوجوان نے ایک ایوان وسیع و رفیع ایسا آراستہ کرایا ہی کہ سرخ و سبز ایوان کو اُس

ایوان کی آرایش سے نسبت نہین ہی اور ایک ایوان وسیع براے ظل اللہ مالک اورنگ جہانبانی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام
ایسا تکلفات سے آراستہ کیا گیا ہی کہ کسی ایوان کو اُس ایوان کی آراستگی سے بالکل مناسبت نہین ہی اور دیگر صدہا ایوان علی قدر مراتب
سرداران لشکر آراستہ ہوئے ہین اور خیام واسطے لشکریون کے استادہ ہوے ہین چونکہ ملکہ خورشید خاوری مادر گرامی قدر شاہزادۂ قاسم
نوجوان کو معلوم ہوا ہی کہ میرے فرزند نے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اور سامان جشن نور الدہر کی چھٹی کا میرا فرزند کر رہا ہی
اسوجہ سے ملکہ خورشید خاوری کو لازم ہوا ہی کہ موافق دستور چھٹی لیکر ملکہ گوہر ملک کے یہان جائین ہر چند کہ ملکہ گوہر ملک کے
والدین کی جانب سے چھٹی کا آنا چاہیے تھا چونکہ پدر ملکہ گوہر ملک مسلمان نہین ہوا ہی اسی وجہ سے اُسنے اپنے نواسے کی چھٹی نہین بھیجی ہی
الغرض ملکہ خورشید خاوری نے اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادۂ قاسم نوجوان سے نسبت چھٹی لیجانے نور الدہر کے فرمایا شاہزادۂ قاسم
نوجوان نے کرٹے اور ہنسلیان جواہر نگار نقرئی وطلائی تیار کرائی ہین اور واسطے نور الدہر کے وہ ٹوپیان جو تاج سلاطین جہان سے قیمت مین
ازحد زیادہ تھین درست کرائی ہین اور وہ کُرتے حریر و دیبا وغیرہ پارچہ باریک و نرم و بیش قیمت کے ایسے پُر زر سلوائے ہین کہ قباے خسروان
عالم کو اُن کرتون سے کسی طرح مناسبت نہین ہی اگر یہ ہیچمدان بالفعل سامان چھٹی لیجانے ملکہ خورشید خاوری کا تحریر کرے تو ازحد طول ہوگا
لیکن مختصر یہ ہی کہ نور الدہر کی چھٹی کہ بروز معینہ ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کی چھٹی اس جلوس و تجمل و تزک سے لیکر روانہ ہوئین
کہ کبھی سلاطین روزگار کی برات یون نہوئی ہوگی ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کی چھٹی بجلوس و تجمل مذکور لیے جاتی تھین ناگاہ زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان ہمراہی خواجہ عمر و ادر لندھور وغیرہ تشریف لائے حمزۂ صاحبقران کو
جملہ سرداران تشریف لائے بعد دریافت یہ معلوم ہوا کہ ملکہ خورشید خاوری مادر شاہزادہ قاسم نور الدہر کی چھٹی لیے جاتی ہین امیر باتوقیر اور
شاہزادۂ بدیع الزمان جلوس و تجمل چھٹی کا دیکھکر ازحد خوش ہوے اور سامان دعوت و جشن کا بھی ملاحظہ فرماکر امیر حمزۂ صاحبقران
متحیر ہوکر ازحد مسرور ہوے کیونکہ امیر باتوقیر نے ایسی آراستگی جملہ ایوان اور خیام وغیرہ کی ملاحظہ فرمائی کہ امیر باتوقیر چند ساعت تک
نظر حیرت دیکھا کیے آخر بعد ملاحظہ فرمانے کے جانب لشکر تشریف لے چلے شاہزادۂ قاسم نے عرض کیا کہ حضور اُس ایوان مین مع سرداران
نامی تشریف رکھین چنانچہ بموجب عرض کرنے قاسم کے امیر باتوقیر اُسی ایوان مین تشریف لاے جو شاہزادۂ قاسم نے امیر باتوقیر کے
واسطے آراستہ کرایا تھا اور شاہزادۂ بدیع الزمان بھی موافق کہنے شاہزادۂ قاسم کے مع سرداران نامی بلباس زمردی اُسی ایوان سبز مین آئے
اور آراستگی ایوان وغیرہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور بہت خوش ہوے اسی طرح شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر بھی
بموجب عرض کرنے شاہزادۂ قاسم کے اُسی ایوان مین جو ہر ایک ایوان سے زیادہ تر آراستہ تھا مع اراکین دولت و اعیان مملکت تشریف
لاے اور تخت جواہر نگار پر جو اُس ایوان مین بچھا ہوا تھا جلوس فرما ہوے اور اراکین دولت و اعیان مملکت بھی اپنے اپنے مقام پر بادب
بیٹھے بعضے کھڑے رہے غرض اسی طرح جملہ ایوان اور تمامی خیام مین علی قدر مراتب سردار اور غیر سردار اعلیٰ اور ادنیٰ آآکر بیٹھے اُسوقت
بحکم شاہزادۂ قاسم کہین کہین ساقی بچے شراب پلاتے اور کہین نازنینان گلرخسار کشتیان شراب ناب و مئے مشکبو کی ہمراہ لیکر ہر ایک بزم مین
بناز و ادا جام مئے گلگون ہر ایک سردار نامی کو دینے لگین یہان تو سردار اور غیر سردار اعلیٰ اور ادنی میگساری کر رہے ہین لیکن اسجگہ

دو کلمہ داستان ملکہ خورشید خاوری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملکہ مسطورہ بہ جلوس شاہانہ و تجمل خسروانہ نور الدہر کی چھٹی بنوبت و نقارہ شادی جو لیکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ قریب شام
ایوان ملکہ گوہر ملک پر پہونچین خواتین ذیوقار ملکہ خورشید خاوری کو بکمال خوشی و سرور پردہ داری سواری سے اُتروا کر ایوان مین
لیگئین اول ملکہ خورشید خاوری نے ملکہ گردیہ بانو کو تسلیم کی بعدہ اور خواتین ذیوقار سے ملکر بیٹھین برخوردار نور نظر پارۂ جگر نور الدہر کو
آغوش ملکہ گوہر ملک سے لیکر خوب پیار کیا اور زر و جواہر سر نور الدہر پر بیشمار نثار کیا بعد اسکے اپنے ہاتھ سے ہنسلیان اور کرٹے
اور گھنگرو اور ٹوپی اور کرتہ ادسکے گلے مین اور ہاتھون مین اور پاؤن مین اور سر پر اور جسم مین بخوشی و مسرت ہر ایک چیز پہنائی جسوقت

ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کو کرتے اور ہنسلیان وغیرہ پہنا چکین اسوقت ارباب نشاط یعنے نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال نے بلحن داؤدی مبارکباد گانا شروع کی کہ جملہ خواتین محل نہایت خوش ہوئین بعد گانے مبارکباد کے ایک نازنین مہ جبین زہرہ خصال پری تمثال نے پیش ملکہ گردیہ بانو و ملکہ گوہر ملک و ملکہ خورشید خاوری و دیگر خواتین ذیوقار بر محل یہ غزل بلحن داؤدی بناز و ادا شروع کی غزل

وصلت یار کی ممکن کوئی تدبیر نہین
زلف خمدار صنم حلقۂ زنجیر نہین
کیا لکھون حال دل زار سمجھ جایئے آپ
مصحف رُخ کی زیارت کوئی تقصیر نہین
مجھکو اُٹھوا کے جگہ بزم مین دی غیرون کو
کوچۂ یار سوا اب مری جا گیر نہین

خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین
دولت وصلت سیمین بدنان سے ہون غنی
اتنا کافی ہی کہ بس لائق تحریر نہین
میرے گھر شب کو ہو مہمان وہ جوان مہرو
کچھ بھی عاشق کی ترے سامنے توقیر نہین
ای ہنر دیکھیے اب چلکے بہار جنت

دل وحشی کا نکلنا ہی نہایت دشوار
ای ہوس مجھے کچھ خواہش اکسیر نہین
واعظا عشق کی عقبیٰ مین سزا کیون ہوگی
تجھسے امید مجھے ای فلک پیر نہین
خانہ برباد ہون ای عشق ترے ہاتھون سے
باغ فردوس کا ہی روضۂ کشمیر نہین

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے بناز و ادا بتا بتا کے گائی جملہ خواتین محل خوش ہوئین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ خورشید خاوری اور ملکہ گوہر ملک تو اسدرجہ مسرور ہوئین کہ اول ملکہ گردیہ بانو نے اُس نازنین کو زر کثیر اور کچھ جواہر مرحمت فرمایا بعدہ ملکہ خورشید خاوری نے بہت سا روپیہ اُسکو انعام دیا بعد اسکے ملکہ گوہر ملک نے بھی کچھ اشرفیان اُسکو عنایت کین وہ نازنین زر و جواہر و اشرفی لیکر اور خوش ہوکر گانے لگی آخر جب آواز اُسکی گرفتہ ہونے لگی گانا موقوف کرکے اپنے خیمہ مین آئی اُسی وقت اور ایک گلبیرہن غنچہ دہن پیشواز پہنکر روبروے ملکہ گوہر ملک بناز و ادا رقص کرکے مبارکباد گانے لگی اور رنگ محفل دیکھکر یہ غزل بصد ناز و ادا اُسنے شروع کی غزل

عشق ابرو مین جھکے ہین نہ جوان پیر کہین
اب ہمین اہل جہان بستۂ زنجیر کہین
وصل کے باب مین اقرار کرین یا انکار
جتنے قاری ہین وہ قرآن کی تفسیر کہین
ماہوش چند بہم ہجر کی شب دیکھے ہین
مجھکو سب راہرو جادۂ شمشیر کہین
ہو جو گویائی تو شمعون کی زبانین سر بزم
مردم ہند سبھی تجھے زائر کشمیر کہین

خم قامت کو ہمارے خم شمشیر کہین
جھٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گر
یا خدا کچھ تو زبان سے بت بے پیر کہین
ذبح کرنے کے لیے بیٹھا ہی قاتل مجھکو
آئین یوسف تو مرے خواب کی تعبیر کہین
ٹکٹکی باندھ سب ہجر صنم یون ای چشم
حال سوز دل پروانۂ دلگیر کہین

ہوگئے عاشق گیسوے گرہگیر بتان
تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین
دیکھ لین عارض جانان پہ اگر خط کی نمود
حضرت عشق ذرا آن کے تکبیر کہین
جان دیتا ہون مین ابرو پہ کسی قاتل کے
سب تجھے نرگس بیمار کی تصویر کہین
ای ہنر حق سے دعا کر کہ وہ سامان ہو نصیب

جسدم غزل مرقومۂ بالا اُس نازنین خوش آواز نے بکمال ناز و عشوہ روبروے خواتین ذیوقار محل گائی خواتین محل غزل مسطور کو پہلی غزل سے بھی زیادہ پسند کرکے کمال شاد ہوئین اکثر نسوان محل نے اس غزل کے اشعار یاد کر لیے بعضی عورتین جو نوجوان اور عاشق مزاج تھین اُنکی کیفیت تو عجیب ہوئی ہر ایک شعر کو سن سنکے جھومنے لگین اور بے اختیار تعریفین کرنے لگین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ خورشید خاوری نے غزل مذکور کو اُس نازنین سے سنکے بہت تعریف کی اور زر کثیر انعام مین دیا مطربہ مسطور انعام کثیر پاکر بہت خوش ہوئی اور پھر اور اور غزلین عاشقانہ گانے لگی جب آفتاب غروب ہونے لگا اُسوقت خواتین ذیوقار محل نے ملکہ گوہر ملک کو دُلھن بنانا شروع کیا یہان تو خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو دُلھن بناتی ہین مگر اسجگہ اب

دو کلمہ داستان بیرون محل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ساقی نے اور نازنینان غنچہ دہن گلپیرہن جملہ اعلیٰ اور ادنیٰ کو جام ہاے مئے مشکبو پلا چکے اور سب اعلیٰ و ادنیٰ بعد میکشی کے گزک سے لطف مینوشی اُٹھا چکے اُسوقت بحکم شاہزادہ قاسم ہر ایک ایوان اور ہر ایک خیمہ مین علی قدر مراتب اہل بزم نازنینان گلپیرہن سیمتن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال گلرخسار یکتاے روزگار کسن کسن بناؤ سنگار کرکے اور پیشوازین بھاری بھاری پہنکے مع

سازندون کے آکر بناز و ادا ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین خورشید جمال پری تمثال روبروے ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد حاضر ہوکر اسطرح رقص کرنے لگی کہ گویا دل بناز و ادا پامال کرنے لگی بعد رقص کرنے کے نازنین مسطور نے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی

غزل

وقت آرایش جو منھ دیکھیگا اپنا وہ حسین
تیرے مرنے سے مرا نقصان کیا ہوجائیگا
خون ہوگا بکتا ہون کا یونہین ہر روز گر
باغ مین او سرو قد خون حنا ہوجائیگا
صاف باطن ہون مین ایسا گر چھپاؤنگا کبھی
ہنسکے فرماتے ہین وہ جلدی ہی کیا ہوجائیگا
ای جنون مین قبر مجنون پر چڑھاؤنگا ضرور
قبر مین جامی مرا مشکلکشا ہوجائیگا

گر جنون فصل بہاری مین سوا ہوجائیگا
برج خورشید منور آئنہ ہوجائیگا
قتل ہوکر بگینہ عمر خضر پاؤنگا مین
کوچۂ جلاد مثل کربلا ہوجائیگا
ای دل نادان جوانی کو غنیمت جان تو
راز دل سینے سے میرے آئنہ ہوجائیگا
کھالے کچھ دنیا مین او ممسک کہ مرنا ہی ضرور
چاک جب میرا گریبان قبا ہوجائیگا

مثل گل ٹکڑے گریبان قبا ہوجائیگا
زہر کھانے کو کہا مین نے تو بولے ناز سے
تیغ کا پانی مجھے آب بقا ہوجائیگا
جا پیو گلگشت کو مہندی لگا کر پاؤن مین
مجھسے یہ مہمان ترا اکدن جدا ہوجائیگا
اُنسے جب مین پوچھتا ہون مجھسے کب ملوگے
ایک دن لقمہ دہان گور کا ہوجائیگا
ای ہنر جبدم نکیرین آئینگے بہر سوال

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے پیش ظل اللہ مالک بارگاہ عالی نژاد سعد بن قباد بناز و ادا گائی مصاحبان بزم کمال خوش ہوے خصوصاً سعد بن قباد ذیوقار نہایت مسرور ہوے اور بہت سا جواہر گرانبہا اُس مطربہ کو مرحمت فرمایا وہ نازنین گلرخسار جواہر بیش قیمت انعام مین پاکر اور خوش ہوکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دل شاہ ذیجاہ خوش اور مسرور کرنے لگی اسی طرح ایک سیمبر فتنۂ محشر روبروے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی جسوقت سازندون نے ساز بخوبی درست کرلیا وہ مطربہ قتال جہان بصد عشوہ و کرشمہ ناچنے لگی اور اہل بزم کا دل خوش کرنے لگی راوی کہتا ہی کہ اُس خوبرو نے اسطرح رقص کیا کہ اکثر اہل بزم کے دل اُسکے رقص کرنے سے گویا پامال ہوگئے امیر حمزۂ صاحبقران بھی از حد خوش ہوے بعد رقص کرنے کے اُس پری نے یہ غزل شروع کی

غزل ہنر

کیا ہی کسب ضو عارض سے تیرے
کہا جو غیر کو بوسہ نہ دیجے
وہ مجھسے پوچھتے ہین کیون ہنگو
کہان نیکون سے بد کا ساتھ چھوٹا
کلام اپنا ہنر بے عیب جو ہی

فلک پر مہر کشکول گدا ہی
تو بولے کچھ اجارا آپ کا ہی
بتاؤن کیا کسی کو دل دیا ہی
گلون سے کب جدا کانٹا رہا ہی
تصدق یہ فقط اُستاد کا ہی

سوال وصل پر وہ بت بنا ہی
عبث جھکتا نہین پیری مین انسان
نہین جی چاہتا جانے کو وہان سے
پھنسا ہی گیسوے جانان مین جاکر
اکیلے وہ نہین آتے ہین ڈر سے

خموشی صاف میرا مدعا ہی
رہ ملک عدم کو ڈھونڈھتا ہی
چمن دنیا کا بھی کیا پر فضا ہی
غضب کا پیچ دل پر پڑ گیا ہی
شب وصلت بھی ساتھ اُنکے حیا ہی

جسوقت غزل مرقوم روبروے حمزۂ صاحبقران اُس قتال جہان نے بہزار دلبری و ناز و ادا تمام کی اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران تو اسدرجہ مسرور ہوے کہ ایک ہار موتیون کا بیش قیمت اُس مطربہ کو انعام مین دے دیا اُس شوخ چشم نے ہار کو لیکر بناز و ادا اپنے گلے مین پہن لیا اور مسکرا کر حمزۂ صاحبقران عالیوقار کی طرف دیکھکر پھر رقص کرنے لگی اور غزلین اچھی اچھی گانے لگی یہان تو یہ خوبرو پیش امیر حمزۂ باتوقیر گا رہی تھی لیکن اب حال ایوان سبز کا لکھا جاتا ہی کہ ایوان سبز مین شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن مع بہادران تیغزن لباس زمردی پہنے ہوے بیٹھے ہین ناگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مطربہ کمسن یعنی بارہ برس یا تیرہ کا سن بڑی بڑی آنکھین سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین لگا ہوا دست و پا حنا سے رنگین مسی لب لعلین پر لگی ہوئی چہرہ کتابی افشان پیشانی پر چنی ہوئی پان کھاے ہوے ناز سے تیوریان چڑھاے ہوے سبزہ رنگ زمردی تمام پوشاک زیب تن کیے ہوے پیشواز پر زر پہنے ہوے سینہ اُبھارے ہوے بہزار ناز و ادا مسکراتی ہوئی جوانون کو دیکھ دیکھ کے شرماتی ہوئی ہمراہ طبلیے اور سازندے کے اسطرف چلی آتی ہی بعد ایک لمحہ کے وہ نازنین سبزہ رنگ داخل ایوان سبز ہوئی اپنے تئین اور ایوان اور اہل بزم کو ہمرنگ دیکھکر پہلے تو بے اختیار کھلکھلا کر ہنسی پھر شرما کر سر جھکا کر نیچی نظر

ہر ایک بہادر کو دیکھ بھال کر جانب شاہزادۂ بدیع الزمان بناز و ادا دیکھنے لگی شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی اُسکو بنظر غور دیکھا
بس دیکھتے ہی دل بدیع الزمان کا بیقرار ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بیتابی دل کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اُس نازنین سے لپٹ
جائیے یا اپنے پہلو مین اُسکو بٹھا لیجیے اور اُسکے گلشن حسن سے گلچینی کیجیے مگر خلاف عقل جانکر ضبط کیا وہ نازنین سبزرنگ طور شاہزادۂ
بدیع الزمان دیکھکر آگاہ ہو گئی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا دل مجھپر مائل ہو گیا ہی غرض جب سازندون نے سازون کو بخوبی درست کر لیا
وہ مطربۂ شوخ چشم بہزار ناز و ادا روبروے شاہزادۂ بدیع الزمان رقص کرنے لگی اور دل شاہزادۂ بدیع الزمان بیتاب و بیقرار ہونے
لگا جب وہ مطربہ بخوبی رقص کر چکی اور صاحبان بزم کو اپنی جانب متوجہ کر چکی بلکہ اہل بزم کے دلون کو مثل حنا پامال کر چکی اُسوقت

اُس نازنین سبزہ رنگ نے یہ غزل شروع کی غزل
شہیدانِ جفا لاکھوں گریبانگیر ہونگے
انھین دو ایک سے آباد ہی بستی مرے دل کی
خیال قبر سے غافل ہو انسان دنیا مین
دکھاتی ہی عدم کا راستا شمشیر قاتل کی
کیے ہین عاشقون کے خون سر دست اے [illegible]

فزون ہو الفت گیسو مین بیتابی اگر دل کی
قیامت مین اُڑینگی دھجیان دامان قاتل کی
اجل آئی جو عاشق کو تو آیا وہ بُت پُرفن
مسافر کو ہمیشہ جستجو رہتی ہی منزل کی
گلے مجھکو لگا کر عید کے دن یار کہتا ہی
گواہی دیتی ہی سُرخی حنائے دست قاتل کی

مرے نالون مین بھی آواز پیدا ہو سلاسل کی
الٰہی حسرت و اندوہ و حرمان کی ترقی ہو
ہماری جان کے ہمراہ نکلی آرزو دل کی
شہیدون کے لیے یہ جادۂ راہ شہادت ہی
مبارک ہو یہ دن تمکو کہ نکلی آرزو دل کی
جسوقت غزل مرقومۂ بالا از ابتدا تا انتہا

پیش شاہزادۂ بدیع الزمان اُس قتال جہان نے بصد ناز و ادا گا کر تمام کی اہل بزم کا یہ حال ہوا کہ ہر ایک کو گویا حال آگیا اُسوقت ہر ایک لائق
اور بہادر مستانہ وار بار بار جھومتا تھا اور بے اختیار تعریف کرتا تھا شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ اُسکی
خوش آوازی سے غزل گانے پر بار بار وجد کرتے تھے اور دل مضطر کو ہمدم اُسکی محبت مین سیماب وار پاتے تھے ہر چند کہ ضبط کیے ہوے بیٹھے تھے
مگر دل بیتاب کی یہ آرزو تھی کہ اسی وقت اِس سے ہم آغوش ہو جیے القصہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے از حد خوش ہو کر مطربۂ بے مثال کو
چند اشرفیان بطور انعام دے دینے کو ہاتھ بڑھایا اُس شوخ چشم فتنۂ محشر نے چند اشرفیان لینے کا مُنھ ناز سے بنا کر باشارۂ ابرو انکار کیا
شاہزادۂ بدیع الزمان کو اُسکا مُنھ بنا کر اشارے سے انکار کرنا نہایت اچھا معلوم ہوا اور کچھ اشرفیان اُن اشرفیون مین زیادہ کر کے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکو اپنے پاس اشارے سے بُلایا وہ نازنین شرما کر اور کسی قدر مسکرا کر قریب شاہزادۂ بدیع الزمان
بیٹھ گئی شاہزادۂ بدیع الزمان وہ اشرفیان اُسکو دینے لگے اُس مطربہ نے اپنے اُستاد کیجانب نظر کی اُسنے کان مین اُس شوخ چشم کے
کہا کہ خبردار یہ اشرفیان نہ لینا دامن شاہزادہ کا پکڑ کے اور کوئی غزل گاؤ اور انعام کثیر لو اُس فتنۂ محشر نے ایسا ہی کیا کہ دامن شاہزادے کا
ادب سے تھام کر غزل گانے لگی جب سو اشرفیان اُسکو دی گئین اُسدم دامن شاہزادۂ بدیع الزمان کا اُس مطربۂ خوش آواز نے چھوڑا
اور پھر کھڑی ہو کر روبروے شاہزادۂ بدیع الزمان گانے لگی اور بار بار شاہزادۂ بدیع الزمان سے انعام وافر لیتی تھی یہان
تو یہ مطربۂ سبزہ رنگ اپنا رنگ جما رہی ہی اور انعام کثیر لے رہی ہی کیونکہ اسکو معلوم ہو گیا ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان انھین کا نام ہی
اور انھین کا فرزند نور الدہر ہی جسکی آج چھٹی ہی اس مطربہ کو تو ناچنے اور گانے مین اور انعام لینے مین چھوڑ دیجیے اب کچھ کیفیت ایوان
سرخ کی سُنیے ایوان سرخ مین بڑے بڑے نامی و گرامی سردار بہادر و جرار ہوا خواہ شاہزادۂ قاسم لباس سرخ پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین
اور اُنکے بیچ مین مقام صدر پر شاہزادۂ قاسم بصد شوکت و شان لباس سرخ پہنے ہوے تشریف رکھتے ہین میخواری سے فرصت پا چکے ہین
سردارون سے ہمکلام ہین کچھ میدان رزم کا جو ذکر کسی سردار نے چھیڑ دیا ہی شاہزادۂ قاسم کی بزم مین بجاے گل افراسیابی بڑے زور شور سے
زبانی چل رہی ہی بزم مین رزم کی گفتگو ہو رہی ہی چہرۂ شاہزادۂ قاسم سے خشم و قہر ظاہر و آشکار ہی ہر ایک سردار بھی تیغ زبان سے
بزم مین رزم کر رہا ہی کہ میری اِس تیغ تیز نے صدہا کے سر جدا کیے ہین بڑے بڑے بہادرون کا خون مین نے اِس تلوار سے میدان مین
بہایا ہی جن دلاورون سے سرداران دست راست زخمی ہوے ہین اور بھاگ گئے ہین مین نے اُنکو قتل کیا ہی کوئی کہتا ہی مین نے

اس تیر سہ پر سے ہزارہا دلاوران کفار کے دلوں کو ہدف کیا ہی مالک کا نیزہ چل رہا ہی یعنی مالک کا قول ہی کہ میں نے اسی نیزے سے بڑے بڑے دلاوران کفار کو پشت زین سے اٹھا کر یوں زمین پر پٹکا ہی کہ انکے استخوان سرمہ سا ہو گئے ہیں جنگ میں لندھور کے گرز سے جو کافر بچکر بھاگا ہی اسکو میں نے اس نیزے سے ہلاک کیا ہی اصل تو یہ ہی کہ میرے اس نیزے کے آگے لندھور کے گرز کی کیا حقیقت ہی اور میری دلاوری اور بہادری کے آگے لندھور کی کیا شجاعت ہی سرداران دیگر جو اس بزم میں خشمناک بیٹھے ہوئے ہیں مالک کے قول کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیشک آپ کی جوانمردی اور دلاوری میں کسی طرح کا شک نہیں آپ قوت وطاقت وشجاعت میں لندھور سے ازحد بہتر اور برتر ہیں وہ تو گرز محض لوگوں کے دکھانے کے لیے رکھتے ہیں کبھی ہمنے نہ دیکھا کہ کسی کافر کو انھوں نے اپنا گرز گران مارا ہو اور وہ ہلاک ہوا ہو شاہزادۂ قاسم ہر ایک سردار کی گفتگو بھی سن رہے ہیں اور اپنی بھی شجاعت اور جوانمردی کا حال اظہار کر رہے ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان کے باب میں فرما رہے ہیں کہ میں نے عمو جان کو اپنا بزرگ جانکر بارہا چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا اس خیال سے کہ خاص وعام مجھکو یہی کہینگے کہ بھتیجے نے اپنے چچا کم زور کو قتل کر ڈالا اور دنگل رستم آج تک آپ خود میں نے نہیں لیا اب جسدن قصد کرونگا آن واحد میں کشتی گیر زمانہ سے لے لونگا مالک عرض کر رہے ہیں کہ آپ بجا اور درست فرماتے ہیں غرض جملہ دلاوران مسطور اور شاہزادۂ قاسم حالت نشہ میں یہی گفتگو کر رہے تھے یکایک ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمین بدن خورشید جمال زہرہ مثال لباس سرخ زیب تن کیے ہوئے نہایت رعنائی دلبری میں چالاک قاتل عشاق شہرۂ آفاق تیغ ابرو براے قتل عاشقان کھینچے ہوئے تیر نظر سے دلہاے عشاق کو زخمی کرتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی مع سازندوں کے روبروے شاہزادۂ قاسم آئی شاہزادۂ قاسم اس خورشید جمال زہرہ خصال کو دیکھکر خاموش ہوئے اور جملہ سرداران نامی بھی جو اسوقت ایوان سرخ میں بیٹھے ہوئے تھے اس پری پیکر کو دیکھنے لگے وہ مطربہ اسقدر حسین تھی کہ ہر ایک سردار کا دل پہلو میں ایک نظر دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا جب سازندوں نے اپنے اپنے ساز کو درست کر لیا مطربہ مسطور بناز و ادا رقص کرنے لگی اور دلہاے صاحبان محفل کو خوش کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اس رشک قمر پری پیکر نے روبروے شاہزادۂ قاسم یہ غزل شروع کی غزل

سینے سے کبھی آکے وہ دلبر نہیں ملتا
قسمت سے تری میرا مقدر نہیں ملتا
ہوتا ہی نہیں فیض کبھی تنگ دلوں سے
لکھتا ہوں جو نامہ تو کبوتر نہیں ملتا
کسطرح کھلے فصد مری جوش جنوں میں
لیکن مجھے جبرئیل کا شہپر نہیں ملتا

آرام کا پہلو دل مضطر نہیں ملتا
ہی فرقت جاناں میں ہر اک چیز کشیدہ
گلزار میں غنچوں سے کبھی زر نہیں ملتا
الفت میں جو اس روے کتابی کی ہوں لاغر
مژگان صنم سا کوئی نشتر نہیں ملتا
ملتی ہی ہاں خوب ہمیں داد سخن کی

تو پاس ہی اس شوخ کے میں دور ہوں اوغیر
مثل اسکے گلے سے مرے خنجر نہیں ملتا
تقدیر میں یہ ہی نہ خبر یار کی پاؤں
اعضا سے مرے رشتۂ مسطر نہیں ملتا
تیغ اسداللہ کی سر تیز یان لکھتا
اک لطف سخن پیش سخنور نہیں ملتا

جسوقت اس مطربہ خوبرو و خوش گلو نے غزل مسطور پیش شاہزادۂ قاسم بنا بنا کے گائی شاہزادۂ قاسم کی یہ کیفیت ہوئی کہ ہر ایک شعر کو سنکے جھومنے لگے اور تعریف اسکے کمال کی کرنے لگے اور سرداران نامی بھی جو اسوقت مثل مالک وغیرہ کے بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غزل سنکے ازحد مسرور ہوئے اسدم شاہزادۂ قاسم نے کمال خوش ہو کر اس مطربہ کو کئی مشت اشرفیاں عنایت کرنا چاہیں جسوقت اشرفیاں اس مطربۂ خوبرو و خوش گلو کو شاہزادہ قاسم دینے لگے اس شوخ چشم نے مسکرا کر عرض کیا کہ میں زیادہ تر آج انعام حضور سے لونگی شاہزادہ نور الدہر کو فرزندی میں لینا خداوند عالم حضور کو مبارک کرے جب یہ سخن اس مطربۂ شیرین گفتار سے شاہزادۂ قاسم نے سنا علاوہ ان اشرفیوں کے اور کئی ہزار روپے اسکو دلوا دیے وہ مطربہ انعام مسطور پا کر اور ازحد خوش ہو کر پھر غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور بار بار شاہزادۂ قاسم سے انعام لینے لگی یہاں تو مطربہ مسطورہ روبروے شاہزادۂ قاسم گا رہی ہی اور انعام لے رہی ہی لیکن مجلسرا میں خواتین نے ملکہ گوہر ملک کو اسطرح دلھن بنایا ہی کہ گیسوے مشکبو شانہ سے سنوارے ہیں جبین پر نور پر یوں افشان چنی ہی ثابت ہوتا ہی کہ سپہر حسن پر کواکب جلوہ گر ہیں اور دست و پاے نازک میں حنا لگی ہی ہر چند کہ زیور جواہر نگار پہلے بھی زیب دست و پا وغیرہ تھا

مگر آج تو از حد زیور جواہر نگار نادر روزگار پہنایا ہی اور سراپا ایسا لباس رنگین اور پرزر پہنایا ہی کہ کبھی ازواج سلاطین جہان نے بھی خواب
مین نہ دیکھا ہوگا پہننا تو کجا اور وہ لباس عطر سہاگ سے اسدرجہ معطر کیا ہی کہ بوے گل تر بھی اُس لباس عطر آگین سے شرمندہ اور محجوب ہی
اور علاوہ زیور جواہر نگار مذکور کے زیور گل بھی اسطرح پہنایا ہی کہ ملکہ گوہر ملک ہمہ تن بہار گلشن بلکہ غیرت چمن خواتین محل کو نظر آتی ہین
اکثر خواتین ملکہ گوہر ملک کو بنظر حیرت دیکھ رہی ہین اور اپنے دل مین خیال کر رہی ہین کہ غضب کا آج ملکہ گوہر ملک پر جوبن ہی
گو رنگ رخ پر نور ملکہ مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن ہی نرگسی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار ہی غرض حسن دلفریب ملکہ گوہر ملک اک قدرت
پروردگار ہی کثرت شرم و حیا سے ملکہ سر جھکائے ہوے ہین اور اپنی گود مین اسطرح شاہزادۂ نور الدہر کو لیے ہوے ہین کہ نسوان
محل پر یہ صاف ثابت و روشن ہوتا ہی کہ آغوش ہلال مین ایک کوکب تابندہ ہی سامنے ملکہ گوہر ملک کے ناچ ہو رہا ہی محل مین ہنگامہ
نشاط بلند ہی مہمانون کی کثرت ہی جب ملکہ گردیہ بانو نے ملاحظہ فرمایا ملکہ گوہر ملک کو خواتین دلھن بنا چکین اور آفتاب بھی غروب
ہو گیا بلکہ ماہ کوکب کا چرخ پر ظہور ہونے لگا اُسوقت ملکہ گردیہ بانو نے اپنی کنیزون سے ارشاد فرمایا کہ چوبدارون سے جاکر کہو کہ بدیع الزمان
اور قاسم کو جاکر لے آئین کیونکہ ملکہ گوہر ملک اب تارے دیکھینگی کنیزون نے بموجب حکم ملکہ مسطور چوبدارون سے جاکر کہا اُسی وقت وہ
چوبدار بصد عجلت عصے نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوے گھیرےدار پگڑیان سرون پر رکھے ہوے چپکنین رنگین و پرزر نہایت نفیس زیب تن
کیے ہوے پٹکے اور کمرون سے باندھے ہوے واسطے لے آنے شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان کے روانہ ہوے یہان شاہزادۂ
بدیع الزمان ایوان سبز مین بیٹھے ہوے دنگلہاے زرین پر مع سرداران نامی کے ناچ دیکھ رہے ہین اور نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال
کا گانا سن رہے ہین ناگاہ ایک چوبدار در ایوان سبز پر اور دوسرا چوبدار در ایوان سرخ پر آیا اور ہر ایک چوبدار نے ہر ایک شاہزادے کے
خادمون سے کہا کہ مجھکو خدمت شاہزادۂ عالیجاہ فلک بارگاہ مین اسوقت کچھ عرض کرنا ہی اگر مناسب ہو تو مین خود عرض کرون ورنہ تم
خود جاکر بعوض میرے عرض کرو کہ حضور کو اسوقت ملکہ گردیہ بانو یاد فرماتی ہین خادمون نے عرض کرنا چوبدار کا بہتر نہ جانکر خود اپنے
آقا اور مالک کو حاضر ہونے چوبدار اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو سے بصد ادب اطلاع دی شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم
نوجوان بمجرد آنے چوبدار کے اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو کے ایوان سبز و سرخ سے اُٹھ اُٹھکر در محلسرا پر آئے جسوقت دونون شاہزادے
داخل محل ہونے لگے اُسوقت ملکہ مکرمہ و معظمہ زبیدۂ شیر دل نے ازراہ طعن باواز بلند کہا کہ صاحبو چھپنے والو ذرا پردہ کرلو شاہزادۂ قاسم
شاہزادے نور الدہر کے براے نام جو والد ہین ہمراہ شاہزادے بدیع الزمان ذیوقار اسوقت محل مین آتے ہین اور تفصیل نور الدہر کے
والد ہونے کی یہ ہی کہ شاہزادے قاسم نے ہمارے بھائی شاہزادے بدیع الزمان گردنشکر شکن کے ہاتھ جوڑکر اور قدمون پر بار بار گرگر
بہزار منت و سماجت شاہزادۂ نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی میرے نزدیک یہ امر بیجا اور بیکار ہی کیونکہ یہ مثل ہندی مشہور جہان ہی
کہ ہاتھی پھرے گانون گانون جسکا ہاتھی اُسی کا ناون لاکھ شاہزادے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی مگر شاہزادۂ نور الدہر ہمارے
بھائی کی اولاد کہلاینگے جسوقت شاہزادۂ قاسم نے یہ تقریر اپنی پھوپھی ملکہ زبیدۂ شیر دل کی سنی مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے
چہرہ فرط غیظ سے سرخ ہو گیا غرض اُسی عالم غیظ مین شاہزادۂ قاسم نے چاہا یہ جواب دون کہ گشتی گیر بے دولت کی یہ بھی اصل حقیقت کی
کہ مین اُسکے ہاتھ جوڑتا اور قدمون پر گرتا اور اُسکی منت کرتا لیکن شاہزادۂ قاسم نے بصد مشکل غصہ ضبط کرکے کہا کہ پھوپھی صاحبہ آپ کے
اس کہنے کا تو کیا جواب دون ہان اگر کوئی اور اسطرح کہتا تو اُسکو اس کہنے کا مزا چکھا دیتا خواتین ذیوقار نے شاہزادۂ قاسم کو غصے مین
بھرا ہوا دیکھکر کہا کہ اے شاہزادۂ قاسم تم ناراض نہو ملکہ زبیدۂ شیر دل تمسے ہنسی سے کہتی ہین اُنکی بات کا برا نہ مانو غرض خواتین
کے کہنے سے قاسم کے دل سے ملال دفع ہوا بعد اُسکے خواتین نے واسطے مرگ مارنے کے شاہزادۂ قاسم سے کہا شاہزادۂ قاسم نے انکار کیا
پھر ملکہ زبیدۂ شیر دل نے کہا کہ صاحبو بغیر کچھ لیے ہوے شاہزادۂ قاسم مرگ نہ مارینگے شاہزادے قاسم نے جھنجھلا کے کہا کہ مین کچھ
محتاج نہین ہون غرض بعد گفتگوے بسیار کے شاہزادۂ قاسم نے تیر کو چلۂ کمان مین رکھکر اور پلنگ پر اپنی چچی ملکہ گوہر ملک کے

اگر سقف ایوان مین ایسا تیر مارا کہ نصف تیر سے زیادہ سقف مین در آیا بعد تیر لگانے کے شاہزادۂ ملک قاسم اور شاہزادۂ بدیع الزمان
نور الدہر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بعد دیکھنے اپنے فرزند نور الدہر کے جمال عدیم المثال ملکہ گوہر ملک
پر جو نظر کی وہ حسن دلفریب ملکہ گوہر ملک کا اُسوقت نظر آیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے
جب شاہزادۂ بدیع الزمان سے وہ کیفیت محویت دفع ہوئی دل مین خدا کا شکر کیا کہ پروردگارا مین کسطرح تیرا شکر ادا کرون کیونکہ
میری زبان مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہی کہ تیرے ہر ایک احسان کا شکر کر سکے خصوصًا اس احسان کا شکر کر ہی نہین سکتا کہ
تونے مجھکو ایسی زوجہ خوش جمال اپنی قدرت کاملہ سے عطا فرمائی ہی کہ جسکے حسن و جمال کی مجھسے تعریف نہین ہو سکتی غرض بعد شکر
کرنے کے شاہزادۂ بدیع الزمان ہمراہ شاہزادۂ قاسم نوجوان بکمال خوشی و مسرت بیرون محل آئے اور قطع راہ کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان
ایوان سبز مین تشریف لے گئے اور شاہزادۂ قاسم ایوان سرخ مین آئے سرداران دست راست وہان واسطے تعظیم شاہزادۂ بدیع الزمان
کے اُٹھکھڑے ہوے اور یہان سرداران دست چپ بھی براے تعظیم و تکریم شاہزادۂ قاسم اپنی اپنی جگہ سے سر وقد اُٹھے اُدھر شاہزادۂ
بدیع الزمان دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے اسطرف شاہزادۂ قاسم بھی اُس دنگل پر جو بے نظیر تھا رونق افزا ہوے وہان اور
یہان پھر نازنینان گلبدن سیمتن ناچنے اور گانے لگین دونون شاہزادے پھر ناچ دیکھنے لگے اور گانا سننے لگے غرض ایوان سبز و سرخ مین
یہ دونون شاہزادے بیٹھے ہوے گانا سُن رہے تھے لیکن اب کچھ حال بارگاہون اور خیام کا تحریر کیا جاتا ہی واضح ہو کہ موافق حکم د
ارشاد شاہزادۂ قاسم نوجوان بعضی بارگاہون مین سرداران دست راست اور بعضی بارگاہون مین سرداران دست چپ جو لندھور اور
مالک وغیرہ سے پایہ کمی رکھتے تھے بیٹھے بصد خوشی نازنینان گلرخسار کا ناچ دیکھ رہے تھے اور گانا سُن رہے تھے بار بار میکشی کر رہے تھے
بعضے سردار نازنینان غنچہ دہن گلبدن کا گانا سنکے محو تھے بعضے سردار اُس نازنین کو جو انکے روبرو گا رہی تھی بغور دیکھ رہے تھے اور اشارے
سے اپنے پہلو مین آکر بیٹھنے کو کہہ رہی تھی کہ جواہر بیش بہا دیتے ہین اگر تمھارا دل چاہے تو اس جواہر کو لو اور آرزوے دل ہماری بر لاؤ وہ
نازنین اشارہ سمجھکے ہر چند کہ اُسکا دل چاہتا ہی کہ مفت ان جوانون سے آشنائی کیجیے لیکن بظاہر ناز و ادا سے اقرار نہین کرتی اور باشارہ
کہتی ہی کہ اس ادنی جواہر پر مین اپنی آبرو نہ دونگی اسی طرح اکثر بارگاہون مین اور خیام مین لشکری جو غیر سردار ہین بیٹھے ہوے ہین اُنکے بھی
سامنے موافق اُنکی لیاقت کے نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین اکثر مردمان لشکری نازنین مذکور کو رقص کرتے دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوکر
دمبدم قصد کرتے ہین کہ اسی بارگاہ مین اسی وقت اس مطربہ سے مدعاے دل حاصل کرلین بخیال اسکے کہ اول تو ضبط ہو نہین سکتا دوسرے اپنے
بڑے کے سب جوان ہین کوئی انمین غیر نہین لیکن جب خیال حمزۂ صاحبقران آجاتا ہی خوف سے کانپ جاتے ہین اور خیال وصال سے باز رہتے ہین
اور دل مین یہ تجویز کرتے ہین کہ جب یہ نازنین اپنے خیمہ مین جائیگی اُسوقت دیکھ لیا جائیگا اکیلے مین مدعاے دل بر آئیگا کسی کو خبر بھی نہو گی یہ نازنین ہمارے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی یہ امر تجویز کر کے اپنی موچھون پر بار بار تاؤ دیتے تھے لشکری تو بعض بعض اس خیال مین بیٹھے ہین اکثر برغبت تمام ناچ دیکھ رہے
ہین صدہا لشکری نازنینون کا گانا سن رہے ہین ہزار ہا لشکری ساقی بچون سے شراب لے لیکر پی رہے ہین لیکن اب کچھ حال عیاران لشکر کا
تحریر کیا جاتا ہی کہ عیاران نامی تو چھوٹی بارگاہون مین بصد عیش و عشرت بیٹھے ہوے میکشی کرتے ہین کبھی ناچ نازنینان خوبرو کا دیکھتے ہین
کبھی کہتے ہین کہ اب ناچنا موقوف کرو کچھ گاؤ نازنینان خوبرو موافق اپنی لیاقت کے گاتی ہین عیاران لشکر بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے
اپنی اپنی کسوتون سے دمبدم خوش ہو کر دے رہے ہین جو نازنینان گلرو اُنکے سامنے گا رہی ہین وہ خوش ہو ہو کر لے رہی ہین اور اپنے دل مین
خیال کر رہی ہین کہ ہماری کیا اچھی تقدیر ہی کہ ہمنے ہزارون ٹکڑے ہیرے اور الماس وغیرہ کے ان عیارون سے انعام مین پاے ہین ہمکو
یقین ہی کہ جسقدر ان عیارون نے انعام دیا ہی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے بھی ایسا
انعام کسی مطربہ کو نہ دیا ہو گا وہ نازنینان خوبرو تو اپنے اپنے دل مین یہ خیال کر رہی ہین مگر یہ عیار بلاے روزگار ہین انھون نے نمک اور
مصری کے ٹکڑے ایسے رنگین کیے ہین کہ ہیرا اور الماس اور یاقوت احمر معلوم ہوتے ہین واسطے اپنا نام کرنے کے وہی ٹکڑے نکالکر انکین

بند کرکے بے طلب دمبدم دے رہے ہین اسی طرح عیاران غیر نامی بھی خیام مین ناچ نازنینان گلرخسار کا دیکھ رہے ہین یہ بھی اشرفیان اور
روپیے نبا ہوے دمبدم مشت بھر بھر کے نازنینان گلبدن کو دیتے ہین وہ نازنینان خوبرو خوش ہو کر لے لیتی ہین اور اپنے سازندون کو دے
دیتی ہین سازندے اپنی کمرون مین وہ اشرفیان اور روپیہ خوب مستحکم کرکے رکھ لیتے ہین جب گرمی کی کثرت سے پسینہ آجاتا ہے وہ اشرفیان اور روپیے
بسبب کرکھل جاتے ہین اور کمر سے غائب ہو جاتے ہین سازندے اپنی اپنی کمر مین روپیہ اور اشرفی نہ دیکھکر اور متحیر ہو کر رونے لگتے ہین عیار انسے
پوچھتے ہین کیون روتے ہو وہ کہتے ہین خداوند تمام اشرفیان اور روپیہ کمر سے چور لیگیا ہمکو تباہ اور برباد کر گیا جسقدر حضور نے ہمکو انعام مین
اشرفیان دی تھین اُنمین سے کوئی اشرفی بھی اب نہین ہے نہ کوئی روپیہ ہے مگر کپڑا بھیگا ہوا ہے عیار ہنسکر کہتے ہین کہ اس جلسہ مین کوئی چور آیا
ہوگا تمھاری کمر سے اشرفی نکالکر لیگیا ہوگا خیر کچھ تم اُن اشرفیون اور روپیہ کا خیال و مطلق رنج و ملال نہ کرو ہمسے اور اشرفیان اور روپیے
اسکے عوض مین لے لو لیکن اب بہت ہوشیاری سے رکھنا ایسا نہو کہ پھر وہی چور آکر تمھاری کمر سے نہ لے جاے ہر ایک سازندہ کہتا ہے کہ خدا حضور کو
سلامت رکھے جہان مین حضور کا بول بالا رہے اب کیا مجال جو چور ہماری کمر سے روپیہ لے جاے خداوند اب ہم بہت ہوشیار رہینگے یہ تقریر سنکر
عیاران لشکر سنکر اور باہم مسکرا کر پھر اُن سازندون کو اشرفیان اور روپیے دیتے ہین سازندے بیچارے عیارون کی عیاری سے ناواقف روپیہ
اور اشرفی دعائین دے دے کر لے لیتے ہین اور مضبوط کپڑے مین خوب مستحکم باندھکر ہر ایک کمر سے باندھ لیتا ہے لیکن بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک سازندے کو اپنی کمر ہلکی جو معلوم ہوتی ہے ٹٹول کر جو دیکھتا ہے پھر کمر سے روپیہ اور اشرفی غائب پاتا ہے متحیر ہو کر اور جھلا کر کہتا ہے
الٰہی یہ مین کس غضب کے چور ہین کہ اس مجمع مین بار بار آکر کمر سے روپیہ اور اشرفی اسطرح لیجاتے ہین کہ مطلق ہمکو خبر نہین ہوتی وہ نازنین
جسکے ہر ایک سازندے کی کمر سے روپیہ اور اشرفی دمبدم غائب ہو جاتا ہے وہ اپنے دل مین خیال کرتی ہے کہ ہر ایک سازندہ خود چور ہے
اور مین تو ناچ اور گا کر اُنکو روپیہ اشرفی دیتی جاتی ہون یہ نالائق خود غائب کرتے جاتے ہین اور چور بیچارے کا نام رکھتے ہین بھلا
اس بزم مین چور کیونکر آئیگا اور کمر سے انکی روپیہ کیونکر لیجائیگا اس بات کو عقل ہرگز قبول نہین کرتی جسوقت وہ نازنین یہ خیال کرنے
لگتی ہے تو ناچنے اور گانے سے باز رہتی ہے عیاران لشکر سازندون اور اُس مطربہ سے سبب نہ گانے کا دریافت کرتے ہین وہ نازنین کہتی ہے
کہ خداوند مین کیا عرض کرون اگر کچھ کہتی ہون تو مفت کی تکرار ہوتی ہے اور اگر نہین کہتی ہون تو بھی دلکو قرار نہین آتا حضور اصل بات
یہ ہے کہ پہلے ان سازندون نے حضور کے سامنے عرض کیا کہ کوئی چور کمر سے روپیہ لیگیا مین نے خیال کیا کہ یہ سچ کہتے ہونگے حضور نے
ازراہ پرورش اور بندہ نوازی پھر روپیہ اور اشرفیان عنایت کین اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہوشیار رہنا اور اُنھون نے بھی یہ دعویٰ
کیا کہ اب کیا مجال ہے جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجاے اب حضور نے سنا کہ پھر یہ کہتے ہین کہ چور کمر سے روپیہ لیگیا خداوند یقین نہین آتا کہ
چور روپیہ لیگیا ہو بلکہ مجھکو یہ خود چور معلوم ہوتے ہین خداوند مین اسی فکر و تردد مین ہون جسوقت عیارون نے یہ تقریر اُس مطربہ کی
سنی سب نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے بیشک تیرا ہر ایک سازندہ بڑا حرامخور اور بہت بڑا چور ہے جب یہ تقریر عیارون کی سازندون نے سنی
انکو اُس مطربہ پر کمال غصہ آیا اور بے اختیار سازون کو فرش پر رکھکر چوٹی اُس مطربہ کی پکڑ کے عین بزم مین مارنا شروع کیا عیاران لشکر
تو یہ منظور ہی تھا بیٹھے ہوے دیکھا کیے اور خوب باہم ہنسا کیے جب سازندون نے خوب اُس مطربہ کو درست کر لیا اپنے اپنے سازکو ہاتھ مین لیکے
اُٹھا کر یہ کہا کہ او نالائق اگر ہم تیرے نزدیک چور تھے تو لے اب ہم بھی تیرے ساتھ نہ رہینگے یہ کہکر ہر ایک سازندہ چلا گیا وہ مطربہ تھوڑی
دیر بیٹھی ہوئی رویا کی بعدہ وہ بھی ایک طرف چلی گئی عیاران لشکر اور ایک مطربہ کو پکڑ لاے اور اُسکا گانا سننے لگے اور اُسکو بھی شتی
ٹکڑے یاقوت احمر کے الماس کے انعام مین دینے لگے عیاران لشکر کی تو یہ کیفیت تحریر کی گئی مگر اب کچھ حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے
خواجہ عمرو جس ایوان مین حمزۂ صاحبقران تشریف رکھتے ہین یہ بھی اُسی ایوان مین موجود ہین ناچ نازنینان گلپیرہن کا دیکھ
رہے ہین اور گانا مہ جبینان خوش گلو کا سن رہے ہین زنبیل سے لباس فاخرہ نکالکر پہنتے ہین کبھی بخیال اسکے کہ ای خواجہ عمرو
یہ لباس میلا ہو جائیگا دھوبی سے دھلوانا پڑیگا تیرا نقصان ہوگا اُتار کے زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور وہی لباس قدیم پہن لیتے ہین

خواجہ تو تبدیل لباس مین مصروف ہین ناگاہ وہ نازنین جو قبل سے روبروے صاحبقران ناچ رہی تھی وہ ناچکر اور گا کر رخصت ہوئی اور
دوسری نازنین سہ جبین پری رو خوش گلو روبروے حمزہ صاحبقران مع سازندون کے حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس
مطربۂ خوبرو نے ایک غزل عاشقانہ شروع کی اور اس لطف کے ساتھ اُسنے غزل گائی کہ جملہ صاحبان بزم اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خواجہ
عمرو نے بھی اُسکی جانب نظر کی ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران خوش ہوکر اس مطربہ کو بھی ایک ہار موتیون کا نہایت بیش قیمت
دینے لگے خواجہ عمرو یہ دیکھکر بیتاب ہوے اور کہا اے امیر باتوقیر یہ ہار مجھکو دیجیے مین اس مطربہ کو دے دون جبتک خواجہ اپنی جگہ سے
اُٹھین اور حمزہ صاحبقران سے ہار لین اُس مطربۂ خوش گلو نے وہ ہار امیر باتوقیر سے لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ہار موتیون کا
مطربہ نے لے لیا بیتابانہ اُٹھے اور اُس نازنین سہ جبین سے کہنے لگے کہ اے نازنین مین بھی دیکھون تجھکو کیسا ہار انعام مین ملا ہے جسوقت
اُس سیمین رشک چمن نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عجب شکل اُسکو نظر آئی یعنے اُس نازنین نے دیکھا کہ ناریل ایسا سر ہے زیرہ ایسی آنکھین ہین
کلچا ایسے گال ہین رسی ایسے دست و پا ہین نیچے کا قد چھ گز کا ہے اور اوپر کا قد تین گز کا ہے گلے مین کھاروے کا کُرتہ ہے سر پر لمبی ٹوپی نمدے کی ہے
اور ٹوپی مین دُم لومڑی کی لگی ہوئی ہے نازنین مسطور صورت عجیب و غریب خواجہ کی دیکھکر اور جن سمجھکر ڈر گئی دست و پا جو اُسکے خوف سے
کانپنے لگے تو وہ ہار موتیون کا ہاتھ سے فرش پر گر پڑا خواجہ عمرو نے دوڑ کر وہ ہار اُٹھا لیا اور زنبیل تک ہاتھ لیجا کے پھر ہار اُس مطربہ کے سازندے
کو دے دیا جب اُس مطربہ کے حواس خمسہ درست ہوے اور اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو ہین جن نہین ہین وہ ہار موتیون کا اُس مطربہ نے
سازندے سے لیکر اپنے گلے مین بنازو ادا پہن لیا اور خوش ہوکر پھر ناچنے اور گانے لگی ناچنے مین پسینہ جو آیا اور وہ ہار پسینہ مین تر ہوا رفتہ رفتہ
پگھلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے فقط ڈورا اُس مطربہ کے گلے مین رہگیا خواجہ عمرو تو وہان سے چلدیے اُس مطربہ نے اپنے گلے مین ہار کو جو نہ دیکھا
نہایت متحیر ہوئی اور گانا موقوف کرکے طرح طرح کے خیالات کرنے لگی امیر باتوقیر اور سرداران نامی یہ کیفیت دیکھکر سمجھ گئے کہ خواجہ ہار موتیون کا
لیگئے اور مصنوعی ہار جو دے گئے تھے وہ پگھل گیا فقط رشتہ رہگیا یہان تو یہ مطربہ مسطورہ گلے مین دانہ ہاے مروارید کے گم ہوجانے سے متردد ہے
امیر باتوقیر خواجہ کی چالاکی اور عیاری پر ہنس رہے ہین مطربہ کو تو اسی کیفیت مین چھوڑیے اور اب کچھ حال محلسرا کا تحریر کیا جاتا ہے اُسکو
ملاحظہ فرمائیے ناظرین پر واضح ہو کہ بعد چلے آنے بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کے خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو واسطے تارے
دکھانے کے صحن محل مین لائین کہ ملکہ گوہر ملک درمیان خواتین کے تھین اور گرد ملکہ گوہر ملک جملہ خواتین تھین اُسوقت اکثر نسوان محل کو
یہ ثابت ہوتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک بدر کامل ہین اور خواتین کواکب ہین غرض بعد دیکھنے تارون کے ملکہ گوہر ملک صحن محل سے پھر اُسی جگہ آئین
جہان پہلے بیٹھی تھین بعد بیٹھنے ملکہ گوہر ملک و دیگر خواتین ذیوقار کے نازنینان گلپیرہن سیمین مبارکباد گانے لگین اور خواتین ذیوقار محل سے
انعام کثیر بار بار پانے لگین اُسی ہنگامۂ نشاط و انبساط مین جو عورت کہ شاہزادہ نور الدہر کو اپنی آغوش مین لیے ہوے تھی اُسنے شاہزادہ
نور الدہر کو مہد زرین مین لٹا دیا اور نازنینان گلرخسار کا رقص دیکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے پھر جو اُسنے طرف گہوارے کے نظر کی شاہزادہ
نور الدہر کو گہوارے مین نہ دیکھا گھبرا کر اور خواتین سے پوچھنے لگی کہ شاہزادہ نور الدہر کو گہوارے سے کسنے اُٹھا لیا ہے خواتین نے کہا کہ ہمکو
نہین معلوم غرض پھر تو جسقدر کہ عورتین اعلی اور ادنی محل مین تھین ہر ایک سے دریافت کیا گیا کہ شاہزادے کسکی آغوش مین ہین سب نے
انکار کیا کہ ہمارے پاس نور الدہر نہین ہین جب یہ خبر ملکہ گوہر ملک مادر شاہزادہ نور الدہر کو معلوم ہوئی کہ میرا فرزند گہوارے سے غائب ہوگیا
اور محل مین کسی عورت کے پاس نہین ہے اُسوقت ملکہ گوہر ملک زار زار رونے لگی اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور غم دوری فرزند مین
اس درجہ بیقرار ہوئی قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کرجاے جملہ خواتین محل گم ہونے شاہزادہ نور الدہر اور نوبت بہلاکت ہوجانے
ملکہ گوہر ملک سے اسوجہ باواز بلند روئین کہ صداے گریۂ خواتین امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
نوجوان و دیگر سرداران لشکر نے سنی امیر باتوقیر بیتاب و بیقرار ہوکے اُٹھے اور سردارون سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو کہ یہ ہنگامہ کیا ہے اُدھر
شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی شور گریۂ خواتین محل سنکے نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوئے اور خود در محل کی طرف

واسطے دریافت حال کے چلے اثناے راہ مین چند سرداران نامی ملے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ نورالدہر گہوارے سے غائب ہوگئے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نے پوچھا تمکو کیونکر معلوم ہوا اُن سردارون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم امیر باتوقیر براے دریافت حال دربِ محلسرا پہ گئے تھے چنانچہ ہمکو چند کنیزون کی زبانی یہ خبر ملال اثر معلوم ہوئی ہی جسوقت یہ خبر وحشت اثر شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان نے سنی صدمے سے عجب حال ہوا قریب تھا روتے روتے روح جسم سے مفارقت کرجاے جب سرداران مذکور نے امیر حمزۂ صاحبقران سے ماجراے غم جاکر بیان کیا حمزۂ صاحبقران بھی بیقرار ہوکر رونے لگے پھر تو تمامی لشکر مین صداے نالہ وغم دوری نورالدہر مین بلند ہوئی ہر ایک بزم عیش اور محفل عشرت مبدل بمجلس غم والم ہوئی اُدھر جملہ خواتین محل دردناک آواز سے روتی تھین اِدھر جملہ مردمان لشکر اعلیٰ اور ادنیٰ افسوس کرتے تھے اور روتے تھے اور علاوہ مردمان لشکر کے ہر ایک مطربہ آنسوؤن سے مُنھ دھوتی تھی اور مردم بازاری کف افسوس مل ملکر روتے تھے غرض یہ ہنگامۂ ماتم محل سے کئی فرسخ تک تھا غرض بعد چند ساعت کے محل مین شور گریہ موقوف ہوا اُسوقت ایک دوسرے شخص سے کہنے لگا کہ اب صداے گریۂ خواتین نہین آتی معلوم ہوتا ہی کہ نورالدہر کا شاید کچھ نشان ملا شکر ہی مردمان لشکری ابھی یہ کہہ ہی رہے تھے یکایک دیکھا کہ چند دربان مسرور و شادان دوڑے ہوے چلے آتے ہین مردمان لشکر نے اُنسے پوچھا کہ باعث تمھارے خوش ہونے کا کیا ہی اُنھون نے کہا کہ ہمکو بزبانی کنیزان ملکہ گوہر ملک معلوم ہوا ہی کہ شاہزادۂ نورالدہر مع الخیر بعد چند ساعت کے خود بخود گہوارے مین نظر آئے ہین یہ مژدۂ خوشی ہم امیر باتوقیر اور شاہزادۂ قاسم اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو دینے جاتے ہین مردم لشکری تو یہ خبر فرحت اثر سنکے شادمان ہوے دربانون نے امیر باتوقیر کو جب یہ خوشخبری دی امیر نے سجدۂ شکر خدا کیا اور غم والم دل سے دور کیا پھر دربانون نے شاہزادۂ نورالدہر کے گہوارے مین ظاہر ہونے کی خبر شاہزادۂ قاسم نوجوان کو دی شاہزادۂ قاسم نے بھی شکر خدا کا کیا جب دربان مسطور آگے بڑھے شاہزادۂ بدیع الزمان کو بھی یہ مژدۂ مسرت افزا دیا شاہزادے یہ خبر سنکے نہایت مسرور ہوے اور اُنھون نے بھی سجدۂ شکر خدا کیا غرض رفتہ رفتہ تمامی لشکر مین یہ خبر فرحت اثر مشہور ہوئی کہ شاہزادۂ نورالدہر جو گہوارے سے گم ہوگئے تھے اب ظاہر ہوے ہین چنانچہ بمجرد سننے اس خبر کے ہر ایک اعلیٰ اور ادنیٰ کے دل سے غم والم دور ہوا اور ہر شخص شاد و مسرور ہوا امیر باتوقیر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان نے زر کثیر سر شاہزادۂ نورالدہر پر سے تصدق کرکے فقرا اور غربا کو دیا اور خواتین نے بھی محل مین بعد زر کثیر تصدق کرنے کے نذر و نیاز کرنی شروع کی ملکہ گوہر ملک کو گم ہوجانے اپنے فرزند نورالدہر کے صدمہ سے غش آگیا تھا اب ہوش آیا ہی اور اپنے فرزند کو خوش ہوکر سینے سے لگایا ہی اور پیار کیا ہی اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نے بھی مع امیر باتوقیر نورالدہر کو پیار کیا ہی اور سینے سے لگایا لیکن امیر حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم کو جو اس واقعۂ حیرت افزا کی تشویش بدرجۂ کمال تھی اسوجہ سے امیر باتوقیر نے واسطے دریافت کرنے اس راز سربستہ کے خواجہ زادون کو طلب فرمایا جب خواجہ زادے آئے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا شاہزادۂ نورالدہر کے گہوارے سے غائب ہوجانے اور پھر ظاہر ہونے کی بیان کرکے فرمایا کہ بتائیے یہ کیا واقعہ تھا خواجہ زادون نے بموجب ارشاد فرمانے امیر باتوقیر کے بڑی دیر تک فکر کی آخر بعد غور بسیار خواجہ زادون نے کہا کہ اے امیر حمزۂ باتوقیر ہمکو اپنے علم و حکمت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادۂ نورالدہر کو ایک پریزاد پردۂ قاف مین لیگئی تھی اور جسطرح کہ آپ کا عقد ہوا تھا اُسی طرح شاہزادۂ نورالدہر کا بھی نکاح جواہر پری سے ہوا ہی اور اس لڑکے کے طالع آپ کے طالع سے بہت ملتے ہین یہ کوئی امر تردد و تفکر کا نہین ہی بلکہ موجب مسرت ہی ہمکو فقط علم و حکمت سے اتنا ہی دریافت ہوتا ہی اور حال غیب سے سوا خداوند عالم کے کوئی ماہر نہین ہی جسوقت خواجہ زادون نے یہ تقریر روبروے امیر باتوقیر کی حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم ذیشان و جملہ سرداران لشکر اور ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد بادشاہ لشکر نہایت شاد و مسرور ہوے امیر باتوقیر نے خواجہ زادون کے روبرو زر و جواہر کثیر پیشکش کیا خواجہ زادے رخصت ہوے اب حمزۂ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان

اور شاہزادۂ قاسم نوجوان وغیرہ کو اطمینان ہوا فکر و تشویش دل سے دور ہوئی بعد جانے خواجہ زادون کے اور دور ہونے غم و الم کے
شاہزادۂ قاسم نے حکم دیا کہ اُسی طرح ہر ایک ایوان اور بارگاہ اور خیمہ مین آ آکر رقص کرین اور گاوین چنانچہ بموجب حکم شاہزادۂ قاسم
نازنینان گلرخسار خورشید جمال اُسی طرح ہر ایک مقام پر رقص کرنے لگین اور گانے لگین اور ظاہر ہونے شاہزادۂ نور الدہر مبارکباددی
بیش حمزہ صاحبقران اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور روبروے شاہزادۂ قاسم ذیشان گانے لگین اور انعام کثیر پانے لگین اسی طرح
محل مین بھی روبروے ملکہ گوہر ملک و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نازنینان خوبرو و خوش گلو ظاہر ہونے شاہزادۂ نور الدہر
کی مبارکباد گانے لگین اور خواتین ذیوقار مرتبہ سے زر و جواہر بحساب انعام مین پانے لگین جب وقت خاصہ نوش کرنے کا آیا ناچ گانا
موقوف ہوا الماس خان خاوری اور قیماس خان خاوری ملازمین کے ہاتھ ہر ایک اعلیٰ اور ادنیٰ کے واسطے علی قدر مراتب
طعام خاصگی اور بے تصرفی خوانون مین لگا لگا کر روانہ کیا اگر تعریف طعام تحریر کیجاے تو بیجا طول ہوگا اور دل ناظرین رنجیدہ اور ملول ہوگا
اسوجہ سے ترک تعریف طعام لذیذ کرتا ہون غرض بعد طعام تناول کرنے کے پھر محفل عشرت اور عیش ہر جگہ اُسی طرح آراستہ ہوئی اور بعد
نصف شب کے اکثر بزم عیش اور محفل عشرت مین نازنینان خوبرو اور خوش گلو کا ناچنا اور گانا موقوف ہوا اور اکثر جگہ تمام شب بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان گلرخسار باری باری رقص کیا کین اور گایا کین جب فلک نے دائرۂ آفتاب بخیال ترانہ افق مشرق سے نکالا صبح
ہوئی بدستور روز اول ہر ایک ایوان اور بارگاہ اور خیمہ مین بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان غنچہ دہن و خوبرویان گلبدن زیور و لباس
وغیرہ سے آراستہ ہو ہو کر مع سازندون کے ہر ایک بزم عیش مین حاضر ہو کر رقص کرنے لگین اور موافق فرمائش صاحبان بزم راگ اور
راگنیان گانے لگین اکثر نازنینان خوش گلو ہنگام سحر بھیرو مین غزلین گانے لگین بعض بزم عشرت مین بھانڈ بھی مع اپنے ساز و
سامان کے حاضر ہوئے چنانچہ خاص پسند نامے ایک بھانڈ نہایت حسین و کمسن مع اپنے ہمراہیون کے ایوان سرخ مین روبروے
شاہزادۂ قاسم حاضر ہو کر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے اور گانے کے اُسکے ہمراہیون نے نقلین نہایت مضحک کرنی شروع کین
پھر کرنے چند نقلون کے بھانڈون نے باہم کچھ مشورہ کیا اور کوئی نقل تجویز کر کے دو بھانڈ بزم عشرت سے علیحدہ چلے گئے اور پھر تھوڑی
دیر کے بعد دونون بھانڈ نقابدار بنکے محفل مین آئے اُنمین سے ایک نقابدار زمرد پوش تھا دوسرا نقابدار سرخ پوش تھا وہ دونون
نقابدار باہم بحث و تکرار کرنے لگے آخر نوبت کشتی کی پہونچی اور بڑی دیر تک باہم کشتی ہوا کی مگر پشت کسی کی دونون مین سے آشنائے
زمین نہوئی اُسوقت نقابدار سرخ پوش نے بغیظ تمام نقابدار سبز پوش سے پوچھا سچ بتا تو کون ہی نقابدار زمرد پوش نے کہا مین اپنا
نام نہین بتاتا تو ہی اپنا نام مجھکو بتا اُسوقت سرخ پوش کو بہت غصہ آیا اور ہاتھ اپنا نقابدار زمرد پوش کی نقاب پر ڈالا نقابدار زمرد پوش نے
بھی فوراً ہاتھ اپنا نقابدار سرخ پوش کی نقاب پر ڈال دیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے نقابدار زمرد پوش کی نقاب کو چہرہ سے دور کیا
ادھر نقابدار زمرد پوش نے نقابدار سرخ پوش کی نقاب کو رُخ سے جُدا کیا بعد دور ہونے ہر ایک نقاب کے نقابدار سرخ پوش نے
نقابدار زمرد پوش سے کہا کہ چچا جان آپ ہین اب مین نے آپ کو پہچانا پہلے مجھکو معلوم نہ تھا کہ آپ ہین اسی طرح نقابدار زمرد پوش نے
بھی کہا کہ بھتیجے تم مجھسے لڑ رہے تھے اب مین نے تمکو پہچانا قبل اسکے مین نہ جانتا تھا کہ تم ہو بعد اس گفتگو کے دونون چچا بھتیجے باہم گلے ملے
اور شاہزادۂ قاسم کی خدمت مین یون عرض کرنے لگے کہ خدا حضور کو مدام سلامت رکھے امیدوار انعام کے ہین شاہزادۂ قاسم اپنی اور
شاہزادۂ بدیع الزمان کی یہ نقل سمجھکر خوش ہوے کیونکہ بھانڈون کا قاعدۂ کلیہ ہے کہ جیسے یہان آتے ہین اُسکی نقل ضرور کرتے ہین غرض
شاہزادۂ قاسم نے زر کثیر اُن بھانڈون کو انعام دیا القصہ اسی طرح شب و روز چالیس روز تک شاہزادۂ نور الدہر کی چھٹی کا جشن بکمال
شائستگی و تزک رہا بعد گذرنے میعاد معینۂ جشن کے شاہزادۂ قاسم نے جملہ ارباب نشاط کو زر کثیر دے دے کر رخصت کیا بعد ختم
ہونے مدت جشن کے جملہ اہل حرفہ مثل سوداگر اور جوہری وغیرہ اپنے اپنے مواکن کی جانب لاکھون روپیہ اس جشن مین پیدا کر کے
روانہ ہوے اور جملہ خواتین جو مہمان تھین وہ بھی بعد جشن کے اپنے اپنے گھر گئین اور خدام نے بموجب حکم شاہزادۂ قاسم جملہ سامان اور اسبا

جو ایک ایوان مین تھا سب کو ایک جا فراہم کیا اول جو بارگاہین اور خیام واسطے جشن کے استادہ کیے گیے تھے سبکو خدام نے اکھاڑکر اور لپیٹ کر رکھا اور تمام جھاڑ اور کنول وغیرہ بھی جھاڑ ساز نے بحکم شاہزادۂ قاسم ہر ایک مقام سے لا لاکر ایک جا رکھے بعد گذرنے مدت جشن کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اپنے لشکر کو عجم سے روانہ کیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے بعد تمام ہونے ایام جشن کے اپنے والد نامدار عالیوقار یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران والا مرتبت سے بادب ملتمس ہو کر عرض کیا **نظم**

کہ فدوی اب اتنا ہی امیدوار | اجازت ہو تو جاے بہر شکار
سنا عرض حال اپنے فرزند کا | یہ ارشاد صاحبقران نے کیا
جو جاؤ تو جلدی چلے آئیو | ہمین شام فرقت نہ دکھلائیو

غرض کہ صاحبقران بن صاحبقران برہم کن ملک باختر پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سلطان صاحبقران اجازت لیکر مع تمام اپنے رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر اپنے مرکب گلگون باختری پر سوار ہوا اور بعظمت وصولت تمام وشوکت مالا کلام سامان شکار کا ہمراہ لیے سمت صحرا تشریف لیچلا جسوقت کہ شکارگاہ مین پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ ایک میدان وسیع پرفزا ہی اور وہان شکار ریے انتہا نظر آتا ہی ہزار ہا نیل گاؤ و ہزارون چیتل پاڑھے ہزار ہا ہرن بارہ سنگے چارون طرف چوکڑیان اور جستین کرتے پھرتے ہین **اشعار**

وہ کرنے لگے جا کے صید افگنی | درندون پرندون پہ بھی آ بنی
بہت شیر مارے بہت پیل مست | ہوے کرگدن زور بازو سے پست
کیے صید اسدرجہ گور و گوزن | نہ سیزان گردون مین ہو جنگاورن
وہ کھیلا کیا دوپہر تک شکار | ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

تو اُسوقت شاہزادۂ عالم نے چاہا کہ اب شکارگاہ سے مراجعت فرماکے اپنے خیمہ مین داخل ہو ناگاہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت نمودار ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب اس ہرن کا شکار کرکے چلو نگا قراولون نے ہرچند عرض کیا کہ خانہ زادون کو اگر ارشاد ہو تو زندہ پکڑ لائین ورنہ شکار کرکے حاضر کرین شاہزادۂ عالم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور مرکب گلگون باختری کو اُس ہرن کے تعاقب مین سبک خیز کیا اُس ہرن نے جو دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل برسر ایک شہسوار اپنے راہوار کو تیز گام کیے درپی ہلاک میرے آتا ہی دچار رکوس بطرز مہوشانہ و انداز معشوقانہ رم کرتا اور چوکڑیان بھرتا ہوا شاہزادۂ عالم سے بچتا بچاتا اپنے ساتھ لگاے چلا گیا بعد اسکے وہ ہرن جان توڑکے ایک سمت کو بھاگا اور شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان نے از بسکہ تمازت آفتاب سے نہایت بیتاب تھا غیظ مین آکر کہا کہ اب بغیر اس ہرن کے شکار کیے مین یہان سے نہ پھرونگا گلگون باختری کو گرم تاز کیا اور چلا رفیق اور جان نثار جتنے سردار تھے سب ہمراہ رکاب بگٹٹ گھوڑے ڈالے چلے جاتے تھے مگر وہ ہرن کہین گھات پر نہ چڑھتا تھا اس عرصہ مین شدت تمازت سے کرۂ ہوا مثل کرۂ نار گرم ہوا اور ذرات ریگ مثل اخگر کے چمکنے لگے کوسون کوئی درخت سایہ دار نظر نہین آتا تھا فرسنگون تک کوئی دریا کوئی جھیل کوئی حوض کوئی تالاب کوئی چقر پانی کا نہ تھا نہ کوئی جانور درندا اور پرند کی قسم سے اُڑتا یا بیٹھا کہین نمودار ہوتا تھا اگر کہین کوئی درخت بھی نظر آیا تو تمام برگ و بار اُسکے جھلس جھلس کے گر پڑے ہین فقط ڈنڈ کھڑا ہی بقول شخصیکہ **مصرع** از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب ❊ اگر کہین کوئی جانور نظر پڑا تو دیکھا بوم یا غلیواز کسی شاخ درخت بے برگ و بار پر بیٹھا لخ لخ کرتا جو ریگ پر گرا بھی تو آن واحد مین پھڑک پھڑک کر مر گیا اگر کسی جا چقر یا دجلہ پانی کا ملا تو اُسمین دیکھا کہ دو چار اژدر پڑے ہوے اپنے کفچون سے زہر ہلاہل ڈال رہے ہین کہ وہ مثل پانی نظر آتا ہی ہر چہار طرف **اشعار**

لگے جلنے پتھر چلی ایسی لون
ہوئی کورہ آہنگرون کی زمین
پڑا اگر نشان نعل کی میخ کا
پسینے سے مٹی کے پتلے بنے
تھا نالان کوئی اور کسی کو تھا غش

لگے جوش کھانے جوانون کے خون
تپش سے ہوا ہو گئی آتشین
تن خاک پر اک پھپولا پڑا
تھے شدت سے گرمی کی سب ہانپتے
کوئی کہہ رہا العطش العطش

تنور فلک تھا بشدت تپان
لگی کھولنے چادر آبشار
زرہ کی زبس گرم تھی ہر کڑی
برستی تھی اک آگ افلاک سے
جہان تک نظر کام کرتی تھی وان

ہوے ذرۂ ریگ چنگاریان
دل سنگ سے شعلہ زن تھے شرار
سوارون کو جانون کی اپنی پڑی
اُٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے
عجب وحشت انگیز تھا ہو کا مکان

درخت اُسجگہ پر نہ تھا سایہ دار ؎ نہ آتا نظر تھا کہین برگ و بار
کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا ؎ کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا
گران تھا سوارون پہ تن کا لباس ؎ ہوا زیست سے ہر کسی کو ہراس
گئی باغ آمون کے دیکھے وہان ؎ چلے اُنکے سایے مین پیر و جوان
نہ تھا دل ہر اک کے صبر و سکون ؎ طپش سے نہین آنکھین تو طاس خون
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے ؎ تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے
لگے ڈھونڈھنے سب درختون کی چھاؤن ؎ ہزار آبلہ تھے پیادون کے پاؤن
گئی کوس جیون تیون جب آئے نکل ؎ گھڑی کا ہوا دو پہر پر عمل
چمکتی تھی دھوپ اُنپہ یون ہر گھڑی ؎ کہے تو کہ آمون مین بجلی پڑی

چونکہ مرکب گلگون باختری از بسکہ نہایت تیز رو اور گرم رفتار تھا انتہائے صفت اور تعریف تیزی کی اُسکی سُنی ہی کہ بیک صرصر نے مثل بوئے گل اُس گلگون باختری کو باغ عالم مین آتے جاتے کبھی نہین دیکھا طائر وہم و خیال بشری کہین گرد سم کو اُسکی نہ پہونچ سکا تو جتنے سردار اور جان نثار ہمراہ رکاب شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجناب تھے سب شل ہو کر فرسنگون پیچھے رہ گئے تھے شاہزادۂ والا مرتبت تن تنہا اُس ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا ایک مقام پر نہایت غیظ و غضب مین آکر تیر کو ترکش سے نکال اور کمان کو دوش پر سے اُتار زہ سے زہ کو ملا نشانہ ساغری کا ہرن کے تاک کر کمان کو تا بناگوش کھینچکر تیر کو جو پرتاب کیا تو ہرن چھلاوہ ہو کر غائب تھا اور تیر خالی گیا زیادہ تر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور خشمگین اور پر غضب اور بہ سبب شدت تشنگی کے نہایت سراسیمہ اور مضطرب العنان اسپ تیز گام کو اُس طرف سے منعطف کر کے ایک سمت کو جو چلا تو راستہ فراموش کر کے پانچ سات کوس ایک سمت نکل گیا وہان کچھ چند درخت سایہ دار نظر آئے طو عاً و کرہاً اُن درختون مین جا کر دم لے رہا تھا ناگاہ اُسنے دیکھا کہ سامنے سے ایک گرد دشت تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ پائے گرد بر زمین دو زیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف پریشان اُٹھی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اُسمین سے سات سو ہاتھی بھسونڈے اُنکے رنگے ہوئے جوڑے مکلل پر زر دانتون پر چڑھے ہوئے چاند سورج الماس کے مستکون پر لگے فیلبان گج مارتے کانون کے پیچھے گدگداتے ہوئے پشت پر سات سو علمہائے زرنگار پرچم اُنکے کھلے ہوئے پھر پھرے ہوا سے اُڑتے علم اور نشان پر زر ہاتھون مین لیے اور بعد اُنکے شتری اور فیلی دمامے گرجتے ہوئے پیچھے اُنکے بارہ ہزار شتر آہنی کاٹھے اُنکی پشتون پر بندھے ہوئے اُنپر زنبورکین رکھی ہوئی اُن زنبورکون کے سامنے کئی زنبورچی پوشاکین جرمی پہنے اُنکو دوڑائے لیے چلے آتے ہین بعد اُنکے چار سو ساڑھے چار سو سانڈنی سوار اُنکی گردن مین زنگ گنگاجمنی پڑے ہوئے پشت پر ہر ایک سانڈنی کی سقرلاتی اور مخملی جھولین پڑی ہوئین چھم چھم کرتی چلی آتی ہین سانڈنی سوار اُنکو ہوا کی طرح اُڑائے ہوئے چلے آتے ہین بعد اُنکے قریب بارہ ہزار خاصبردار کے وردیان دھوم دھامی پہنے ایک نالیان دو نالیان چقماق بند و قین مخملی زربفتی کمخواب مشجر اساوری کے غلاف اُنپر چڑھے ہوئے غلافون پر شبنم اور ململ کے گردپوش پڑے ہوئے کاندھون پر رکھے تلوارین ڈاب مین سپرین پشت پر پڑی ہوئی صف بستہ آگے آگے اور پیچھے اُنکے کمیت سرنگ شرغے نقرے سرخے و سبزے مشکی و پو ربی وغیرہ تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے گھوڑون کو کداتے چمکاتے چلے آتے تھے اور پیچھے اُنکے سات سو آٹھ سو حاجب دربان اور یساول چوبدار مردھے عصی مکلل بزر معرق بجواہر ہاتھون مین لیے پکارتے تھے بقول میر حسن اشعار

نقیب اور جلودار اور چوبدار ؎ یہ کہتے تھے آپس مین ہر دم پکار
بڑھا نو جوانو بڑھے جائیو ؎ دو جانب سے باگین لیے جائیو
اُسی اپنے معمول و دستور سے ؎ ادب سے تفاوت سے اور دور سے

بعد اس جلوس کے اب جو خیال کیا تو چار فیلان مست پر ایک تخت مکلل بزر معرق بجواہر کھنچا ہوا اُسپر دو بادشاہ ہفت قبہ شاہی در بر تاج شاہنشاہی بر سر اجلاس کیے ہوئے گرد و پیش سولہ و سترہ سو بڑے بڑے دلیر اور جوانان تہمتن اور بہادران شمشیر زن سردار اور رفقائے جان نثار خود اور روپلتے سر پر زرہ آہنی گلے مین سپرین پشت پر گرز پہلو مین تلوارین ہاتھون مین ترکی و تازی عراقی عربی گھوڑون پر سوار اور سات سو سوار مسلح اور مکمل پرچم ترچھے کیے گھوڑے چمکاتے ہوئے اسی طرف کو آتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُن بادشاہون کو دیکھکر نعرۂ اللہ و اکبر جگر سے کھینچا اور اپنے مرکب کو چمکا کے چلا اُن دونون بادشاہون مین سے نعرۂ اللہ و اکبر سنکے ایک تخت پر سے اُتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہو کے نیزہ پکڑے سد راہ بدیع الزمان عالیجاہ کا ہوا اور یہ کہنے لگا کہ باش خدا پرست

تو کون ہی اور کہان جاتا ہی نیزہ سینہ بےکینہ شاہزادہ بدیع الزمان پر مارا شاہزادۂ عالم نے بچستی تمام اُسکا نیزہ گلوگاہ سے پکڑکر ہاتھ سے
کھینچ لیا اور اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین بادشاہ کو قاش زین سے اُٹھالیا اور سر پر چرخ دے کر چاہتا تھا کہ
زمین پر دے مارے کہ ایک مرتبہ وہ بادشاہ پکارا ای شہریار الامان الامان شاہزادۂ والاشان نے فرمایا ای بہادر امان بشرط ایمان
اُسنے کہا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ تو اولاد حمزۂ صاحبقران سے ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے اپنا نام اور حسب ونسب ظاہر کیا اور
اُسے پھر بسہولت تمام اپنے ہاتھ سے اُسی مرکب پر بٹھادیا اُس بادشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ مجھے جمشید کہتے ہین اور
جو تخت پر بیٹھا ہی وہ میرا بھائی ہی خورشید نام ہی چنانچہ ہم دونون بھائی ایک مدت سے مشتاق آپ کے اقدام عالی کی زیارت کے تھے
اسلیے کہ ہمکو ایک مہم درپیش ہی اگر بدولت آپ کے ہماری وہ مشکل حل ہوجاے تو سات لاکھ سوار سے ہم آپ کا دین قبول کرین ہم دونون
بھائی قدیم سے لقا پرستی کرتے ہین چنانچہ بارہا ہمنے اس مشکل مہم کے مقدمے مین عرضیان لقا کو لکھکر بھیجین مگر لقا نے کچھ ہمارے لکھنے کا
خیال نہ کیا اور نہ کچھ جواب دیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ گفتگو جمشید کی سنکے فرمایا کہ آخر خلاصہ مطلب تمھارا کیا ہی جمشید نے عرض کیا
کہ ای شہریار حال یہ ہی کہ یہان سے چند فاصلے پر دو پہاڑ طلائی نظر آتے ہین وہان ایک دخمہ ہی کہ نام اُسکا دخمۂ مراد مشہور ہی اور سنا ہی
کہ قعر مین اُن پہاڑون کے دو شیر طلائی ہین کہ اُنپر ایک تابوت رکھا ہی جو کوئی شخص وہان تک پہونچتا ہی وہ تابوت خود بخود وا ہو جاتا ہی
اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکے اُس شخص کو اندر تابوت کے ڈال لیتا ہی اور وہ ہاتھ پھر تابوت مین غائب ہو جاتا ہی تختۂ تابوت بدستور بند
ہو جاتا ہی بعد دو گھڑی کے اُسکا سر خون چکان تن سے جدا کرکے باہر پھینک دیتا ہی بس ای شہریار مجھے یہ خلجان ہی اور یہی میری استدعا ہی اور یہی
مین نے عہد کیا ہی کہ جو شخص اُس دخمہ کا حال مجھے دریافت کرکے بتلادے مین اُسکا دین اختیار کرون اگر حضور وہان تشریف لیجا کے
میری طمانیت کردین تو مین اور میرا بھائی مع سات لاکھ سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لیکے سب آپ کا کلمہ پڑھین اور مسلمان ہو جائین شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ اظہار جمشید کا سنکے کہا مجھے قبول ہی تم دونون بھائی مجھے وہان لیجاکے وہ دخمۂ مراد دکھلادو مین وہان کا جو کچھ
معاملہ ہوگا وہ تمسے آکے کہہ دونگا جمشید اور خورشید بہت سا خوش ہوکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے شہر مین لاے اور بڑے تکلف سے
بزم شاہانہ آراستہ و پیراستہ کی دعوت اور مہمانداری شاہزادۂ عالم کی بجالاکے روز دوم صبحدم شاہزادۂ عالم کو اپنے ہمراہ لیکر گرد نواح مین
اُس دخمۂ مراد کے پہونچے اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہی کیفیت جو کہ جمشید اور خورشید کی زبانی سنی تھی وہان دیکھکر فرمایا کہ اب
مجھے یہ منظور ہی کہ پہلے تم کسی قیدی خونی کو جو کہ واجب القتل ہو بُلاکے اُس دخمہ کے اندر اور اس تابوت کے برابر بھیجو تاکہ مین دیکھون
کہ وہ تابوت خود بخود وا ہوکر کسطرح اُسمین سے ہاتھ نکلکر اُس قیدی کو پکڑ لیجاتا ہی اور بعد دم بھر کے سر اُسکا دھڑ سے جدا کرکے دخمہ سے باہر ڈال دیتا ہی
حسب الحکم شاہزادۂ بدیع الزمان کے جمشید اور خورشید نے ایک بندھوے خونی کو زندانخانے سے طلب کرکے کہا کہ تو ذرا جاکر اُس
دخمہ کے دروازے تک جہان وہ تابوت رکھا ہی ہوکر پھر آ تو ہم تجھے اپنی قید سے آزاد کردین وہ بندھوا اپنی رہائی کی خوشی مین بےخوف داخل
اُس دخمہ کی طرف روانہ ہوا اور جونہین اُس تابوت کے برابر پہونچا ایکبار وہ صندوق خود بخود کھل گیا اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکر
اُس قیدی کو اُٹھا لیگیا اور پھر وہ تابوت بند ہوکر بعد دم بھر کے سر اُس قیدی کا تن سے جدا کسی نے لاکے بیرون دخمہ پھینک دیا
شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ کارخانۂ سحر وہان دیکھکر فرمایا کہ ہمارے واسطے ایک بچھونا عبادتخانہ کے لیے استادہ کرادو بعد اُسکے جیسا
کہ ہوگا ہم تمسے کہدینگے حسب الایماے شاہزادۂ والاشان جمشید اور خورشید نے ایک اوٹی منگاکے وہان کھڑی کرادی اب
شاہزادۂ بدیع الزمان وضو کرکے اُسمین داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھکے درگاہ جناب قدس الٰہی مین بکمال تضرع و زاری مستدعی
اور ملتجی ہوا تھا کہ ناگاہ ایک غنودگی سی آگئی اور شاہزادۂ عالم نے خواب مین دیکھا کہ ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر پر ایک
مرد بزرگ بکمال عظمت و صولت بیٹھا ہوا اور چند پریزاد اُس تخت کو دوش بدوش لیے ہوے میری بالین پر آے چونکہ
شاہزادۂ بدیع الزمان نے بارہا حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا تھا نگاہ اولین مین پہچان کے سر اُنکے قدمون

رکھ دیا اور بکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار ملتمس ہوا کہ یا حضرت مین چاہتا ہون کہ آپ کے اقبال اور استمداد سے مین اس طلسم کو توڑ دین
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اسم شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام کو یاد کرا کے اور چند کلمے فرمائے اور جس طرف سے جلوہ فرما ہوے تھے
پھر اُسی سمت کچھ دور تشریف لیجا کے غائب ہو گئے جبکہ شاہزادۂ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا وہ باقی شب عبادت مین بسر
کر کے صبح کے وقت عبادتخانے سے باہر نکلا اور جمشید اور خورشید سے رخصت ہو کے جانب طلسم دخمۂ مراد متوجہ ہوا جس وقت کہ برابر
دخمہ کے پہونچا وہ جو اسم حضرت سلیمان ؑ نے یاد کرا دیا تھا اُسکو اُس تابوت کے برابر آ کے پڑھا ناگاہ وہ دونون شیر اس درجہ کانپے
کہ وہ تابوت اُن شیرون کے دوش سے زمین پر گر کے خود بخود کھل گیا اور اُس تابوت کے اندر سے ایک دیو مثل گنبد لاجوردی کے
سر اور مانند شاخہاے درخت کے ہاتھ پاؤن وار شمشاد پکڑے باہر نکلا اور مانند رعد کے شور کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان پر حملہ آور
ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بحسب فرمودۂ حضرت سلیمان ؑ اُسکی ضرب کو خالی دے کر ایک تیغ اُس دیو کی دوال کمر پر مارا کہ مانند
خیار تر دو پر کالے اُس لاشی کے ہو کر گرے چنانچہ جو لوح طلسمی اُس دیو کے گلے مین پڑی تھی شاہزادۂ عالم نے جھٹ پٹ اُس لوح کو دیو کے
گلے سے اُتار کر جو ملاحظہ کیا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو دیو کو قتل کر کے لوح پاے تو تجھے لازم ہی کہ پہلے ان دونون شیرون
کو دونون ہاتھون سے ایک زور مین اُٹھا کے اس دخمۂ مراد کے دروازے پر مار بحکم خدا دروازۂ طلسم کھل جائیگا تو اندر دخمہ کے
داخل ہونا بعد اسکے جو مقدمۂ مشکل اور عقدۂ لاحل تجھے در پیش ہو لوح کو مطالعہ کر کے بموجب حکم لوح کے عمل کرنا اگر بدون لوح کے دیکھے تو کچھ
کام کریگا تو کسی صورت سے جانبر نہوگا مارا جائیگا شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے حسب الحکم لوح طلسمی اُن دونون شیرون کے
قریب جا کر دونون ہاتھون سے دونون کو پکڑ کے اور ایک ہی زور مین اُٹھا کر دروازۂ دخمۂ مراد پر مارا بیساختہ دروازہ وا ہو گیا شاہزادہ
والا مرتبت بسم اللہ کر کے داخل دخمۂ مراد ہوا اور سیر کرتا ہوا برابر ایک تکیہ کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ وہان پر بہت سی قبرین ہین
شاہزادۂ بدیع الزمان تمام دن اُس گورستان مین پھرا لیکن وہ گورستان اور قبرین تمام نہوئین اسمین وقت شب کا ہوا بیساختہ
وہ قبرین شق ہو گئین اور اُنمین سے ہزارون مردے کفن پوش ایک ایک مشعل ہاتھ مین لیے باہر نکلکر ہاے واے کرتے شاہزادۂ
بدیع الزمان کی طرف دوڑے شاہزادۂ عالم نے جلدی سے لوح کو جو ملاحظہ کیا تو اُسمین ترقیم تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اس لوح کو تو
پڑھکر ایک طرف پھینک دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے لوح کو گلے سے اُتار کر اُن مردون کے سامنے ڈال دیا
ایک مرتبہ وہ سب کے سب مردے لوح کے اُٹھا لینے کو دوڑے اور اُنمین ایک دوسرے کی مٹھی پر ایسی مٹھی مارتا تھا اور چاہتا تھا کہ
لوح کو مین لیلون اور نہین اُٹھا سکتا تھا آخر اسی حجت و تکرار مین باہم کلہ بکلہ کمر بکمر سینہ بسینہ لپٹ پڑے اور کشتی لڑتے لڑتے اسقدر تھکے
کہ جب صبح ہو گئی تب ناچار تھک کے اپنی اپنی قبرون مین جا کے بدستور پڑ رہے اور قبرین جیسی تھین ویسی ہی برابر ہو گئین کہین نشان تک کا
باقی نہین معلوم ہوتا تھا تب شاہزادۂ والا تبار نے لوح کو اُٹھا کے ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اسمین یہ تحریر ہے کہ اے شکنندۂ طلسم اگر خدا بیچون
تجھپر اپنا فضل و کرم کرے اور مردے تمام رات باہم جنگ کر کے قبرون مین چلے جائین تو تجھے لازم ہی کہ ان سب قبرون مین جو قبر بہت
بڑی ہو اُس قبر کو کھود کر مردے کو نکال اور اُس مردے کا پیٹ چاک کر کے دیکھ کہ اُس مردے کے دل مین دو لوچے سنگ سماق کے رکھے ہین
تو اُنکو نکال کے ایک کو دوسرے لوچے پر مار پس دونون کی ضرب کے ساتھ ایک ابر تیرہ و تار نمودار ہوگا اور تمام عالم تاریک نظر آئیگا بعد
اسکے جب وہ تاریکی رفع ہو تو پھر جیسا محل او موقع دیکھنا پھر لوح کو ملاحظہ کرنا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسی صورت سے ایک قبر بہت
بڑی دیکھکر کھود دی اور اُسمین سے مردے کو نکالکر اُسکے پیٹ کو چاک کیا اور اُسکے دل مین دو لوچے سنگ سماق کے تھے اُنکو نکال کر
ایک کو ایک پر مارا مارتے ہی اُسکے ابر غلیظ آسمان پر نمایان ہوا اور چارون طرف اندھیرا سا ہو گیا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی برطرف
ہوئی اور روشنی معلوم ہونے لگی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو خیال کیا تو ایک باغ نہایت دلچسپ اور پر فضا ہی اشعار

چٹکے تھے غنچے لالون کے سب کولون کی طرح	پھینکا کرے تھی اُسکو صبا بسکہ ہر زمان
جھونکے سے باد کے تھین کشاکش مین ہمدگر	

شاخ کمان کی طرح سے پھولون کی ڈالیان
قمری بھرے تھی نعرہ حق سرہ کہن
ہردم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان

فتنہ لمین جگاتی تھی شارک کی داستان
تھا بسکہ سرو دہر مین رخسارۂ چمن

غرض وہ جو کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان گلہائے بوقلمون میوہ ہائے گوناگون جابجا آبشار جاری حوض پانی کے بھرے ہوئے فوارے چھوٹ رہے ہین اور ایک طرف ایک بڑا کنوان ہی اوسپر ایک چرخ کہ اوسمین دو پیالے یاقوت و زمرد کے نصب کیے ہوئے ہین اوسمین ڈولچیان چھوٹی چھوٹی بہت سی ہین جو کہ چرخ پھرا ہے تو ان ڈولچیون سے پانی عجب ایک کیفیت سے ان پیالون پر آکے گرتا ہی اور گردش چرخ مین صدائین ہر ایک ساز اور باجون کی نکلتی ہین اور حوض کے کنارے پر ایک دیو مہیب صورت ایک گرز گران ہاتھ مین پکڑے بیٹھا ہی شاہزادۂ عالیمقام نے یہ کیفیت باغ اور اوس دیو کو اس ہیئت سے حوض پر بیٹھا دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ ای شکنندۂ طلسم کیفیت باغ اور دیو کی صورت دیکھکر تجھے لازم ہی کہ اوس دیو کو واصل جہنم کر اور گرز کو دیو کے ہاتھ سے لیکے چرخ پر مار کہ طلسم ٹوٹ جائے بعد اسکے گنجینۂ بیکران و خزینۂ فراوان طلسم کا لیکر مصروف عیش و طرب ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ تحریر لوح طلسمی پڑھکر بجستی و دلیری تمام اوس دیو تیرہ انجام کو نہیب دے کے پکارا کہ باش ای خیرہ سر کہ گذام ترا کہ از دست من زندہ و سلامت ببرروی دیو شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنی جانب باین غیظ و غضب آتے دیکھکر چاہتا تھا کہ اوٹھکر کچھ اپنا جبر کرے شاہزادۂ بدیع الزمان والاشان نے تیغہ مارا کہ شانہ سے تا کمر دو پرکالے ہوکر دیو کے گرے اور خاک و خون مین لوٹنے لگے شاہزادۂ عالم نے دوڑکر اوسکے گرز کو اوٹھالیا اور زین چرخ پر مارا کہ آواز تراقے کی پیدا ہوئی اور تمام عالم تیرہ و تار ہوکر عجب طرح کی آوازین خائف اور ہولناک چارطرف سے آتی تھین کہ جسکے سننے سے زہرہ رستم کا بھی آب ہو جائے بعد دو گھڑی کے وہ اندھیاری دور ہوئی اور روشنی نکلی طلسم باطل ہو گیا وہ جو دخمہ اور چند قبرین باقی رہ گئی تھین اوسمین تمام دنیا کا گنج و زر اور جواہر بھرا ہوا تھا بیرون طلسم جمشید اور خورشید جو طلسم فتح ہو جانے سے آگاہ ہوکے اوسی وقت سوار ہو ہوکر دوڑے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی خدمت مین جاکر تصدق اور نثار ہوے بعد ازان بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکر مع مصاحبون کے دین اسلام قبول کیا شاہزادۂ عالم نے جمشید اور خورشید کے لشکر سے چھکڑے اعرابے طلب کراکے وہ جو کہ گنج زر و جواہر تھا سب اونپر بار کرا لیا اور جمشید اور خورشید کو ساتھ لیے بعظمت و صولت تمام شوکت مالاکلام پھر اون دونون کے شہر مین تشریف فرما ہوا اور جمشید اور خورشید نے بزم شاہانہ کی تیاری کی طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے جلسہ جمع ہوا عجب لطف تھا کئی سو طائفے ایک مرتبہ کھڑے ہوکر گانے لگے یہ غزل شروع کی غزل

کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
سبھی کو خبر ہی سبھی جانتے ہین
مگر رند اسکو ولی جانتے ہین

شب وصل لین انکی آتی بلائین
پڑا ہوا اگر بزم مین دم بیرا سے
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہی

کہ ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہین
اگر وہ اسے بیخودی جانتے ہین
وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہین

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت
کہون حال دل تو کہین اسکے حاصل
سمجھتا ہی تو داغ کو نذرانہ

القصہ مین شبانہ روز جلسہ رقص و سرود رہا روز چہارم شاہزادۂ عالم نے یہ کہا کہ اب بخدمت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام سوار ہوکر چلون ناگاہ پرچہ وقائع نظر انور سے گذرا کہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے پاس آتا ہی بمجرد سننے اس خبر کے جمشید اور خورشید کے دل مین تو اسدرجہ خوف اور ڈر اوسکا سمایا کہ مثل بید تمام بدن مین دونون کے لرزہ پڑا تھا بات منھ سے نہین نکلتی تھی اس عرصہ مین وہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بطریق کفار سلام کرکے نامہ نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے ہاتھ مین دیا اوسمین یہ مضمون تھا کہ ای خورشید اور جمشید مین نے سنا ہی کہ بدیع الزمان پسر حمزہ نے آکے طلسم دخمۂ مراد کو توڑا اور گنج زر و جواہر اور مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ و تصرف مین لاکر تم دونون کو مسلمان کیا ہی لہذا لکھا جاتا ہی کہ تمکو لازم ہی کہ بمجرد پڑھنے نامہ کے سر بدیع الزمان کا کاٹ کر وہ مال و اسباب و گنجینہ اور خزینۂ طلسمی کو یہان لیکر حاضر کرو اور اوسی دین قدیم لقا پرستی پر قائم رہو ورنہ اگر تمنے سرمو فرق یا کوئی عذر و حیلہ کیا تو مین اگر آن واحد مین تمہارے

سارے شہر کو غارت کردونگا اور تم دونون کو اس عذاب الیم و عظیم سے مارونگا کہ تمھارے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ وزاری
کرینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے مضمون نامہ کا سنکر اُس نامہ کو پارہ پارہ کرکے حکم دیا کہ ہان اِس ایلچی کو گردن پکڑکے بیرون بارگاہ کرو
حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے لوگون نے ایلچی کو سیلیان اور گردنیان دے کر کشان کشان بارگاہ سے باہر نکال دیا وہ ایلچی تو ذلیل و رسوا ہو کر
سمت نقابدار سیاہ پوش روانہ ہوا یہان شاہزادۂ والامرتبت نے حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ بیرون شہر دخمہ لیجاؤ حسب الحکم پیش خیمہ اور
بارگاہ پہلے سے جاکے بیرون شہر ایک میدان مین استادہ ہوا روز دوم شاہزادۂ والاشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے گلگون باختر پر
سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ایک شب وہان مقام کرکے صبح کو عنقریب تھا کہ سوار ہو کر آگے کو چلے کہ ایکبار پردۂ
بیابان سے ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ چار سو علم اور نشان آگے آگے اور پشت پر اُنکی ایک نقابدار
سیاہ پوش چار ہاتھیون پر تخت کھنچا ہوا اُسپر بیٹھا ہوا ہی اور جسوقت کہ اُسنے دور سے لشکر ظفر پیکر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کو دیکھا
بیساختہ بکمال غیظ و طیش اپنے تخت پر سے کود کر ایک مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑکے گھوڑا جھپکا یا تا میدان مین آکر قائم ہوا دونون
طرف جھٹ پٹ صف آرائی ہوگئی ایک مرتبہ نقابدار سیاہ پوش نے بآواز بلند کہا کہ ہان کہان ہی وہ پسر حمزہ شاہزادۂ بدیع الزمان
ساتھ ہی اُسکے نہیب دینے کے شاہزادۂ عالیمقام نے اپنے مرکب گلگون باختری کو تیز گام کرکے میدان مین بمقابلۂ حریف نکالا اور نگاہ ورزن
ہوا کوئی سات آٹھ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھل کر پکارا کہ بابا ای پسر حمزہ شعر
بیا تا چہ داری ز مردی نشان + کمان کیان و گرز گران + شاہزادۂ رستم صورت بدیع الزمان والامرتبت نے فرمایا کہ ہمارے
طریق مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے شعر تو اول برآور تمنای خویش + کہ من خصم را مید ہم جای پیش + نقابدار سیاہ پوش نے بکمال
جوش و خروش نیزہ سینۂ بے کینہ پر شاہزادۂ نامور کے مارا شاہزادے نے سنان نیزے پر روک لی اور نیزہ بازی شروع ہوگئی دفعتہً دیکھا
کہ گیارھوین بارھوین طعن مین نقابدار سیاہ پوش نے نیزہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھ سے نکال دیا زمانہ نظرون مین شاہزادے کی
تاریک ہوگیا تھا اُسی حالت غضب مین قبضۂ تیغہ طہمورث دیوبند پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بضرب تیغ اُسکو جہنم واصل کرے نقابدار بچستی تمام
ہاتھ شاہزادۂ عالیمقام کا پکڑکے قاش زین سے زمین پر کھینچ لایا اور آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا از در کشتی مین بعد دو گھڑی کے شاہزادۂ
بدیع الزمان کا لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر مین چلا گیا روز دوم دیکھا کہ سر شاہزادۂ
بدیع الزمان کا نیزہ پر چڑھا کے لاش کو گلگون باختری کی پشت پر باندھکر سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ
کیا اور جمشید اور خورشید دخمی سے کہا کہ تم بت پرستی قبول کرو ان دونون نے بمجبوری اور عاجزی اپنا دین چھوڑکے بت پرستی اختیار کی

اب شمہ داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے بیان کیا جاتا ہی۔ شعر

مصائب نگاران مصیبت بیان + چنین می نگارند این داستان + امیر والا توقیر جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے اور شاہزادۂ
بدیع الزمان بتقریب شکار اجازت رخصت کی لیکر سمت شکارگاہ روانہ ہوا تھا بعد چندروز جبکہ کچھ حال آشنائے راہ کا اور شکارگاہ
تک پہونچنے اور نہ پہونچنے اور مراجعت فرمانے شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کا نہ معلوم ہوا اُسوقت سلطان والاشان نے شاہزادۂ
کرب غازی کو واسطے شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر کے بھیجا اور شاہزادۂ کرب غازی حسب الحکم سلطان باکرم کے جانب شکارگاہ
بتلاش شاہزادۂ عالیجاہ روانہ ہوا اور چندروز شکارگاہ اور اکثر صحرا اور دشت اور بوستان مین متلاشی شاہزادۂ بدیع الزمان رہا
جب کہین کچھ سراغ اور پتا شاہزادۂ نامور کا نہ پایا تب لاعلاج مراجعت کرکے سمت لشکر اسلام بخدمت سلطان صاحبقران والاقدر
روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچا تو کرب غازی نے دور سے دیکھا کہ ایک گھوڑا خالی زین شکستہ عنان سر سے پاؤن تک
خون مین آغشتہ چارطرف دوڑتا پھرتا ہی شاہزادہ کرب غازی اپنے مرکب کو تیز کرکے قریب اُسکے پہونچا تو پہچانا کہ یہ گھوڑا تو شاہزادۂ
بدیع الزمان عالیشان کا گلگون باختری ہی اور اُسکی پشت پر ایک لاش بے سر کہ ہو بہو لاش بدیع الزمان معلوم ہوتی ہی

بندھی ہے اور گلے مین گھوڑے کے ایک رقعہ لٹکا ہے شاہزادۂ کرب غازی نے کمال بیقرار اور سراسیمہ ہو کر وہ رقعہ گھوڑے کی گردن مین سے کھول لیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای حمزہ بدان و آگاہ باش کہ مین نے بدیع الزمان کو بقصاص خونریزی دلیران باختر مار کے لاشہ اُسکا اسلیے تیرے پاس بھیجے دیتا ہون کہ تو اپنے بیٹے بدیع الزمان کا تمام ماتم و غم بخوبی کر اور تا قید حیات اپنی سوا اس لاش کی صورت دیکھنے کے بدیع الزمان سے ناامید اور مایوس مطلق ہو کر بیٹھ رہ شاہزادۂ کرب غازی مضمون اُس رقعہ کا پڑھکر پچھاڑین کھاتا بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جب بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آیا تب گریبان چاک کر کے خاک سر پر ڈالتا سر برہنہ سینہ زنان شیون کنان بصد غم و الم بصورت سوگواران ستمدیدہ مرکب گلگون باختری کو مع لاش بدیع الزمان ہمراہ لیے داخل لشکر اسلام ہوا جبکہ لشکر کے روبرو پہونچا تو گلگون باختری کو خون آلودہ اور اُس لاشۂ بےسر شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ کو دیکھکر چہار طرف سے ادنی اعلی شاہ و گدا از خرد تا کلان از پیر تا جوان اہل حرفہ بازاری دوکاندار رعایا برایا جو کسی پنج کوسی ٹھاکر راو راجے بابو زمیندار گنوار مقدم مہتو غرض لکھوکھا آدمی زن و مرد فریاد کنان دست بر سر زنان گرد و پیش اژدہام مجمع عام کیے تا بارگاہ سلیمانی پہونچے اور آدمیون کی اور عزاداروں کی بھیڑ بھاڑ سے راستہ نہین ملتا تھا کھوے سے کھوا چھلتا تھا اور شور و غل سے شیون و شین کے ایک شور یوم نشور معلوم ہوتا تھا کسی کی بات کوئی نہین سنتا تھا یہ ہنگامہ اور غل نالہ و فغان کا سنکر سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیسا شور کیا قیامت بپا ہے ابھی کسی نے کچھ عرض نہین کیا تھا کہ سامنے سے شاہزادۂ کرب غازی سر برہنہ خاک سر پر ڈالتا گریبان چاک سینہ کوبان دست بر سر زنان گریان و نالان بصد آہ و فغان قریب دنگل نادعنبر آیا اور وہ رقعہ امیر با توقیر کو ملاحظہ کروایا سلطان صاحبقران نے رقعہ پڑھکر اور یہ بات کہکے کہ ہائے ای میرے فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان یہ کیا قیامت بچھر آگئی بحالت غشی مین دنگل پر سے فرش پر گر پڑے اور جبکہ ہوش آیا تو بصد شیون و شین رو رو کر یہ بین کرتے تھے بیت

ہے ہے مرا نوجوان فرزند ✦ ہے ہے مرے لخت جان دلبند ✦

پھر غش آجاتا تھا کبھی سر فرش پر دے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان تم سا لائق فرزند اُٹھ جاے اور مین زندہ رہون ہائے بیٹا تم مجھ بڈھے کے عصاے پیری تھے تمھاری لیاقت تمھاری شرافت تمھاری شجاعت کس کسکو یاد کرکے رووں ادھر امیر کا یہ حال اُدھر جتنے دست راستی اور دست چپی سردار اور شاہ و شہریار زادے بارگاہ نشین تھے یہ واقعہ جانگزا اور سانحۂ ہوش ربا سنکے سب نے بصد غم و الم مصروف ماتم ہو کر گریبان چاک کرڈالے اور سر پر خاک ڈالتے آمادہ ہلاک تھے چہار طرف دھڑا دھڑ سینہ زنی اور سینہ کوبی کرتے تھے شور نالہ و فغان سے گوش گردون کر ہوے جاتے تھے غرض بارگاہ سلیمانی مین عجب طرح کا کہرام تھا شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر اندرون محل پہونچی تو تمام خواتین معظم و حرمیان حرم محترم اور خادمان محل دو ہتھڑ سینہ پر مارتی پچھاڑین کھاتی در دروازۂ بارگاہ پر آکر چاہتی تھین کہ پیٹتی ہوئی نکل پڑین اشعار

نہ دیکھا ہوا سامان محفل ۔ لگے سر پیٹنے یاران محفل
ہوے گم حوصلے ضبط و فغان کے ۔ لیے نالون نے بوسے آسمان کے
کہ ہے ہے کیا یہ قسمت رنگ لائی ۔ بری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ ارمان سفر کرنا جہان سے ۔ یہ تیرا بے نشان ہونا یہان سے
ہجوم شور ماتم اسقدر تھا ۔ سویدا سے دل محشر وہ گھر تھا
لگی تجویز ہونے گور کن کی ۔ خلش پیدا ہوئی غسل کفن کی
کوئی حیرت سے تصویر مکان تھا ۔ کوئی منت کش آہ و فغان تھا
کوئی تھا سرنگون بخت زبون سے ۔ پشیمان تھا کوئی اپنے فسون سے

پدر مادر سر بالین پہ آکر ۔ گرے مانند اشک تر زمین پر
تقاضاے تپ سوزان نہان سے ۔ ہوے مصروف شیون اس بیان سے
یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی ۔ یہ خواب تار مرگ ناگہانی
کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد ۔ دریغا حسرتا ای واے بیداد
ہوا شور فغان آخر گلو گیر ۔ بنا ہر لب لب خاموش تصویر
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد ۔ نظر آیا زمانہ ماتم آباد
گریبان چاک تھا کوئی الم سے ۔ کوئی تھا خاک بر سر فرط غم سے

القصہ طول تا چند دیجیے مجملاً یہ کہ ابھی سب اسی شور و غل اور ماتم مین تھے کہ یکایک ایک پیادہ سرخ پوش نے دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آکر پکارا کہ صاحبو عزاداری اور سوگواری تو تا بروز قیامت

اور قید حیات اپنی اپنی تم کر دوگے اور یہ ماتم ایسا نہین کہ جسکی حد و پایان ہو لیکن مین کسی بادشاہ کا نامہ لیکر آیا ہون اگر ہو سکے تو میری اطلاع
بجناب امیر حمزۂ صاحبقران کر کے مجھے حضور تک پہونچا دو پہلوان عادی یہ حال سنکے اُسے ہمراہ لیے بحضور امیر بار تو قیر گیا اور وہ
نامہ اُسنے اپنی پگڑی سے نکال کے بنظر سلطان نامور گذرانا صاحبقران دوران نے جو اُس نامہ کو پڑھا تو اُسمین بعد حمد و سپاس
یزدان یہ مضمون مندرج تھا کہ کمترین خانہ زادان عبودیت کیش جمشید و خورشید دخمی بغرض اقدس سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران
نامور گذرانتے ہین کہ ہم دونون بھائی مدت المُہر سے استدعا اور تمناے زیارت اقدام عالی شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی
اپنے اپنے دلون مین رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ واے شومی قسمت ہم لوگون کی کہ شاہزادۂ عالم نے ظل عاطفت اپنا جمیع شاہان شہریاران
و فرمانروایان ملک باختر پر ڈالکر ہم سبھون کو مشرف باسلام کیا اور کل باختر مسخر کر کے اپنے قبضہ و تصرف مین لایا مگر حیف صد حیف کہ
ہم دونون بھائی ایسے برگشتہ بخت ہین کہ ویسے آج تک محروم رہے اپنے اس سر کو قدمون تک نہ پہونچا سکے اسطرح ہم اپنے نصیبون سے
گلہ کرتے تھے حسب اتفاق ایک روز ہم دونون بھائی مع سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار بطریق تفریح طبع سوار ہو کے ایک صحرا کی
طرف جاتے تھے اثناے راہ مین برہبری طالع بیدار سے شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار سے دوچار ہوے اور بسبب لاعلمی
اور نادانستگی کے ہمارے اور شاہزادۂ عالم کے نوبت مقابلہ اور مجادلہ کی پہونچی اور شاہزادۂ عالم نے ہم دونون بھائیون کو مردانہ وار
زیر کر کے واسطے قبول کرنے دین اسلام کے ارشاد فرمایا ہم دونون نے عرض کیا کہ ہم بہ شروط اس شرط کے مسلمان ہوتے ہین اگر آپ بہادر
تو طلسم دخمۂ مراد کو توڑے تو کیا مضائقہ ہم تیرا کلمہ پڑھکے تیرا مذہب اختیار کرین شاہزادۂ عالم نے اقرار شکست طلسم کا کیا اُسوقت
ہم دونون کو معلوم ہوا کہ یہ وہی شمع دودمان شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہے
آخرکار شاہزادۂ نامدار جبکہ اُس طلسم کو فتح کر کے تشریف شریف لایا تو ہم دونون بھائیون نے بصدق دل کلمۂ شہادت پڑھکے
ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور شاہزادۂ والاصفات تین شبانہ روز از راہ تفضلات خداوندانہ ہمارے شہر مین رونق افزا رہا
اور ہمسے جو کچھ اطاعت و فرمانبرداری ہو سکی اُسمین اپنے حتی المقدور نہین قاصر ہوے اور خدمت چاکرانہ موجب سعادت دارین
و مفاخرت کونین سمجھ کے بجا لائے روز چہارم شاہزادۂ عالم ہم دونون کو ہمراہ لیکر سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین
ایک نقابدار سیاہ پوش دوچار ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو بعد مقابلہ و مجادلہ نیزہ و شمشیر بزور کشتی زیر کر کے پکڑ لیگیا
روز دوم سر شاہزادۂ نامدار کا نیزہ پر رکھوائے ہمارے پاس بھجوا دیا اور ہم دونون کو پیام دین قبول کرنے کا بھیجا اور کہا کہ اگر تم
اپنے دین آبائی و اجدادی کو اختیار نہ کروگے تو مین تمہارا تمام شہر خجستہ اور تمام مال و اسباب گھربار تاج و تخت ملک حشمت تباہ و برباد کر دونگا
ہم دونون بھائیون نے بخیال مآل اندیشی اور خونریزی بندگان خدا اور تباہی خلق اللہ کے عاجز و ناچار ہو کے ترس جان سے بظاہر بت پرستی
اختیار کر لی ہے تب وہ نقابدار ہمارا ملک پھر ہمکو مسترد کر کے اس انتظار مین یہان مقیم ہے کہ جسوقت سلطان والاشان امیر حمزۂ
صاحبقران سمت شہر سبائل در بند جالندر پیری کی راہ سے نکلین مین اُنکے دشمنون سے مقابلہ کر کے شکست دون اور کل اقالیم ایران
اور توران وغیرہ اپنے قبضۂ تحت و تصرف مین لاؤن اس باعث سے ہم دونون بھائی زندہ درگور اور مجبور یہان مبتلا سے صدگونہ آفات
اپنا خواب و خور حرام جانتے ہین اگر حضور استیصال اس نقابدار سیاہ پوش کا نہین فرمائینگے اور کسی سمت عزیمت فرما کے تشریف لیجائینگے
تو ہم دونون جان نثارون کی راے ناقص مین تو یہ بات آتی ہے کہ سرزمین ایران اور توران مین نام و نشان مسلمانون کا
مثال عنقا ہو جائیگا اور یہ نقابدار کسی اہل اسلام کو زندہ نہ چھوڑیگا سلطان والا قدر عالی مراتب نے جو مضمون عرضداشت جمشید اور
خورشید دخمی کا دریافت کیا تو نہایت درہم و برہم ہو کر چاہا کہ مین خود براے تنبیہ اور تعذیر نقابدار سیاہ پوش کے جاؤن ناگاہ
دست راست سے خسرو ملک ہند و ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اپنے دنگل سے
اُٹھ کر بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کے اُس نقابدار سیاہ پوش تیرہ انجام کو باندھکر حضور

مین لائے امیر با توقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ای خسرو بلاد ہند جاؤ اور اُس بدذات بلبیس صفات نقابدار کو اگر زندہ ہاتھ آئے تو گرفتار کر لاؤ ورنہ جہنم واصل کیجے پھر حسب الحکم قدر توام سلطان با کرم لندھور رخصت ہو کے بیرون بارگاہ نکلا اور گرز گران سنگ آسمان رنگ برجیز کوہ ہشت پہلو خوردی مردی مرگ مفاجات سترہ سو من کی ضرب کا ہاتھ مین لیے اپنے فیل سیمون سیار کے پر سوار ہوا داہنی طرف تو بدنون فرزند دلبند لندھور کے ارشیون پریزاد اور لندھاوا بن لندھور اور جیپور شاہ اور جیپال ہندی اور کوکریان ہندی اور راے ولیپ وغیرہ تین لاکھ خدمتی اور تلنگے نبسی اور چوہان چندربنسی رگھوبنسی کچھواہہ سنگھ بٹھور راؤ سرسی سنہری ایجنبی لوکنی شنجرنی ہٹی بتیاں سرون پر اودراج کے مالے گلون مین اونچی چولی کے انگرکھے پہنے ہوے دھوتیان کاسنی باندھے پھر بند ڈھین کاندھون پر سپرین پشت پر سروہیان کاٹھے کی تیغے ہر دوار کے سنبھالے النگ النگ ٹھہر گئے تھے تیغے صیقلہ پر تلون مین پڑے ہوے اور بائین طرف عادل شیر دل فاضل شیر دل دونون بھانجے لندھور کے مع بابا ملک اور گوجر ملک وغیرہ کے تین لاکھ اسی ہزار مرہٹے بائیس بائیس پسلے سرون پر موتیون کے گچھے ہاتھون مین مالے گلے مین اونچی چولیون کے اتوے دگلے پہنے ماشی پٹکے کمرون مین باندھے کمٹھے ہاتھون مین لیے دکھنی گھوڑیان رانون کے تلے دبا ے بڑی چمک دمک سے اسی طرح سے اور تین ساڑھے تین لاکھ جوانان شمشیر زن اور دلاوران تہمتن پوربی ٹھاجی گجراتی بنگالی وغیرہ نو لاکھ سواران اشجع میدان کارزار کو ہمراہ لیکر بتہیہ رزم و پیکار جانب اُس نقابدار سیاہ پوش کے روانہ ہوے اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جبکہ قریب اُس کے خیمے کے پہونچے تو اپنی بارگاہ اور خیمے ڈیرے استادہ کرا کر فروکش ہوے اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر اپنے عیار داراب کلبر گیر سے فرمایا کہ تو جا کے نقابدار سیاہ پوش کی خبر لا کہ وہ کس خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے حسب الحکم خسرو ہندوستان کے داراب کلبر گیر عیار بتلاش سراغ رسانی نقابدار سیاہ پوش ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایک دامن کوہ مین پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان وہان اُترا ہوا اور چار طرف ہزارہا جوانان شمشیر زن اور پہلوانان فیل افگن سپرین تلوارین پکڑے پھرتے ہین داراب کلبر گیر اپنی ہیئت تبدیل کر کے اندرون لشکر پہونچا تو وہان دیکھا کہ ایک بارگاہ مخملی استادہ ہے اُسمین بہت سے دنگل اور کرسیان ترتیب در است بچھی ہین سو سوا سو سردار بوڑھے بڑے دلیر باادب بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک تخت مرصع کار پر ایک ہودج زرین مغرق بجواہر رکھا ہے اُسپر وہ نقابدار سیاہ پوش بکمال عز و شوکت اجلاس کیے مقربین اور مصاحبین سے کچھ باتین کر رہا ہے اور سامنے بارگاہ کے ایک فیل مست نہایت زبردست سفید رنگ کہ زنجیر اور آنڈو کچھ اُسکے پانون مین نہین ہے کھلا ہوا کھڑا جھوم رہا ہے برابر اُس ہاتھی کے ایک نیزے پر سر اطہر شاہزادہ بدیع الزمان کا رکھا ہے داراب کلبر گیر نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ سر کسکا نیزے پر چڑھا ہے لشکر کے لوگون نے جو سنا کہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ سر کسکا ہے ہر چہار طرف سے لینا لینا نہ جانے دینا کہتے ہوے بلوہ کر کے دوڑے اور داراب کلبر گیر کو محاصرہ کر کے پکڑ لیا اور آپسمین بحث و تکرار کر رہے تھے کہ یہ شخص ہمارے لشکر کا نہین کوئی بیگانہ یہان آکر وارد ہوا ہے اس عرصہ مین ایک پیادہ نمودار ہوا مگر نہایت بدہیئت اور کریہ منظر داراب کلبر گیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر پہچانا کہ کوئی عیار ہے اور اُس عیار نابکار نے برابر داراب کے پہونچتے ہی خنجر سے دونون کان داراب کے کاٹ کے داراب کے ہاتھ پر رکھ دیے اور کہا او ناتجربہ کار عیاری سے اور اچھی طرح پر آگاہ ہو کہ یہ سر بدیع الزمان پسر حمزہ کا نیزے پر رکھا ہے اور مجھکو لغماے سگ دندان کہتے ہین مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ تجھے جان سے مار ڈالون مگر فقط اسلیے کہ تو اپنے مالک سے بھی جا کر خبر کرے تیرے کان کاٹ کر تیرے حوالے کر دیے یہ کہکے داراب کلبر گیر کو اُس بلواے عام سے نجات دلوا کے اشارہ کیا کہ اب جدھر تیرا دل چاہے نکلجا کوئی تجھسے تعرض نہ کریگا داراب عیار اشک ریزان باصد آہ و فغان سمت لشکر لندھور روانہ ہوا اور بخدمت خسرو بلاد ہند آگے ساری سرگذشت بیان کی اور اتنی وصیت کر کے کہا او شہریار بعد تصدق ہو جانے غلام کے جانشین غلام کا مہتر الیاس کو کیجیے گا خنجر اپنے سینہ پر مارا کہ پشت پر نکل گیا اور داراب عیار زمین پر گر کے دم بھر مثل مرغ بسمل تڑپا اور جان بحق تسلیم ہوا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اُسکے مرنے کا نہایت غم و ماتم کر کے بطریق اہل اسلام

بعد غسل و کفن نماز جنازے کی پڑھی اور اُسے دفن کرکے جبکہ ماتم سے فارغ ہوا فرد غم اور غصہ سے بیتاب ہوکے جانب لشکر نقابدار سیاہ پوش مخاطب ہوکر اربع نولاکھ سوار آمادۂ رزم و پیکار برابر لشکر نقابدار کے پہونچکے خیمہ اور خرگاہ استادہ کرلیے اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا یہ خبر لندھور کے آنے کی جو نقابدار سیاہ پوش نے سنی بیساختہ اُسنے حکم دیا کہ ہان سے طبل جنگ بجواد و اور حسب الحکم نقابدار سیاہ پوش کے فوج کفار مین طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا خسرو ہند نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے اور یہان لشکر لندھور مین بھی طبل جنگ بجا غازیان نامدار اور مجاہدان تہور شعار آمادۂ رزم و پیکار ہوکر عزیز و اقربا یگانے بیگانے دوست آشنا باہم ملنے لگے اور ایک ایک ہم آغوش اور ہمدوش ہوکر کہتے تھے یاروشب حاملہ است فردا چہ زاید اشعار

ببینم کہ تا گردش ہے جہان | درین آشکارا چہ دارد نہان
که داند که فردا چه خواهد رسید | ز دیده که خواهد شدن ناپدید
گرا تاج اقبال بر سر نهند | اگر تخت تابوت در بر کشند

جوانان شمشیر زن اور دلیران صف شکن اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال رہے تھے تلوارون کو سانون پر اور برچھون کو صیقل صیقل کرنے لگے القصہ طرفین کے لشکر تو اپنی اپنی درستی آلات مین مصروف تھے تمامشب دونون طرف طلایہ پھرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند رہی جب رات آخر ہوئی اور سفیدۂ صبح کا ظاہر ہوا آفتاب کی کرن نکلنے لگی

دم صبح کین ترک عالیمقام | برآورد رخشنده تیغ از نیام
عساکر بناوردگاه آمدند | که از هر گروهی بخواه آمدند

تبرزرون نے جھاڑی جھنڈیان کاٹ کر میدان کو ہموار کردیا بہلچہ کاریگی کارسی کرکے نکل گئے سقے طرفین سے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھلاتے تھے نقیبون اور چاؤشون نے نکلکے میمنہ و میسرہ و قلب اور جناح اور ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جوجو صفین نا بیٹن تھیں آراستہ و پیراستہ کردین بیت صدا ہا ز نقارہ آمد برون ۔ که گردون دون است دون است دون گرکیست اور میدانیون نے طرفین سے نکلکے باواز بلند نہیب دی ای مردان بکوشید تا نام تان بنوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ آج کہان ہین رستم و سہراب اور برزو بس کون بہادر ہوکہ آج اس میدان کارزار مین نکلکے مردانہ صفحۂ کینہ روزگار اور اق لیل و نہار سے نام اُن بہادرون کا مثل حرف غلط کے مٹا دے اور نام اپنے باپ دادے کا روشن کرجاے سپہگری کا فن دکھاے ہزارون سے لڑے یگ آگے بڑھ رہے اور ایک پاپیچھے ہٹ جاے کڑکیتون کے بولنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش صف لشکر سے اپنا گھوڑا چمکا کے باہر نکلا اور سپرا و کھلاتا ہوا ناف میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے لشکر خدا پرستان وای زہر پرستان از شما کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے ارشیون پریزاد بن خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اپنے باپ سے اجازت رخصت لیکر بمقابلۂ نقابدار آیا اور ہم نبرد ہوا اور جنگ نیزہ بازی مین نقابدار نے نیزہ ارشیون پریزاد کے ہاتھ سے نکال دیا تب ارشیون پریزاد نے حالت غیظ مین ایک ضرب گرز اُسپر ماری نقابدار نے ضرب گرز کو روک کے اپنا گرز بر سر ارشیون بن لندھور مارا قضاے کار ارشیون پریزاد پر تو گرز نہ پڑا ہاتھی کی مستک پر ضرب پڑی تو سر ہاتھی کا پھٹ گیا اور ہاتھی چرخ مار کر خاک و خون مین گرا ارشیون پریزاد بھی تمام اپنے ہاتھی پر سے زمین پر کود پڑا نقابدار نے جو ارشیون پریزاد کو پیادہ پا دیکھا آپ بھی پیادہ پا ہوکے ارشیون پریزاد سے لپٹ گیا اور بعد بہت کاوش زور کشتی کا کرکے ارشیون پریزاد کا لنگر توڑ دیا اور کمربند پکڑکے اُٹھا لیا اور زیر کرکے گرفتار کرلیگیا اور طبل بازگشت بجوادیا ارشیون پریزاد کا گرفتار ہوجانا تھا کہ لندھور نہایت مغموم اور مکدر ہوا نجم بن شہاب اور الیاس ہندی دونون عیارون کو واسطے ادراک حال ارشیون پریزاد کے تعاقب مین روانہ کیا ان دونون عیارون نے نقابدار سیاہ پوش کے دروازہ بارگاہ پر جاکر دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ارشیون پریزاد کو نہاں خانہ مین بھیجدیا یہ دونون چاہتے تھے کہ وہان سے پھرین ناگاہ سامنے سے نعلے سالک ونداں عیار اُسکا نمودار ہوا اور اُسنے نجم بن شہاب اور الیاس کو جو دروازۂ بارگاہ پر موجود تھے نگاہ اولین پہچان کر پوچھنے لگا کہ تم دونون کہان آئے ہو اور کون ہو الیاس ہندی نے

کہا کہ ہم جو کوئی ہو نگے تجھے معلوم ہو جائیگا نعمائے سنگ وندان چاہتا تھا کہ ان دونون کو پکڑ لوا یکبار الیاس ہندی نے
خنجر کھینچکے نعمائے سنگ وندان کے سینہ پر مارا قضائے کار نعما کے سینہ پر خنجر نہ لگا لیکن ہاتھ نعما کا زخمی ہو گیا اور الیاس ہندی
اور جمم بن شہاب دونون عیار بہ جستجو تمام وہان سے جلکر نکلگئے یہ شور وغل نقابدار سیاہ پوش نے سنا کہ دونون نے نعمائے سنگ وندان
عیار کو زخمی کیا اور بھاگے جاتے ہین اُسوقت اپنے مرکب پر سوار ہو کے تعاقب مین جمم بن شہاب او الیاس ہندی کے چلا الیاس
ہندی نقابدار کے خوف سے اُفتان وخیزان بھاگتا ہوا جب کہین اُسنے اپنا سر کر دیکھا لندھور کی بارگاہ مین آیا اور جلدی سے
لندھور کے تخت کے نیچے جا کے چھپکر بیٹھ رہا نقابدار جو گھوڑا اُٹھائے پشت پیچھے الیاس کے آتا تھا اُسنے دور سے جو دیکھا کہ وہ
عیار اس بارگاہ مین گھس گیا ہی نقابدار سیاہ پوش بھی بخوف و خطر اندرون بارگاہ لندھور در آیا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ وہ عیار
کہان آکے چھپ رہا جو میرے لشکر مین جاکے میرے عیار کا ہاتھ زخمی کر کے ابھی یہان بھاگ کر آیا ہی لندھور نے کہا ای نقابدار تیرے
عیار نے بے جرم اور بے واسطے میرے عیار کے کان قلم کر ڈالے اور وہ عیار اس غیرت مین خنجر مار کے مر گیا مین نے تجھسے کچھ نہ کہا عیار
عیار اپنے باہم سمجھ لین نہ مین اُنکے مقدمات مین دخل دون اور نہ تجھے لازم ہی کہ مداخلت کرے اور میں کیلئے خسرو بلاد ہندوستان
اس ملائمت سے گفتگو کر کے پوچھا کہ ای بہادر ہمارے اور تیرے سبب دشمنی اور عداوت کا کیا ہی نقابدار نے یہ بات سنکے نقاب اپنے
منہ سے اُٹھادی تو لندھور نے چہرہ اُسکا دیکھ کے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص آشنا صورت ہی بعد اسکے نقابدار سے کہا کہ ہان
مجھے کچھ خیال سا آتا ہی کہ مین نے تجھے کہین دیکھا ہی نقابدار بس وہی نقاب اپنے منہ پر ڈال کے لندھور کی بارگاہ سے باہر نکلا
اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے بارگاہ مین آیا اور پھر اُسی طرح سے حکم دیا کہ کہدو میرے لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم نقابدار لشکر
نقابدار مین طبل جنگ بجا یہ خبر سنکے خسرو بلاد ہندوستان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجو اور چنانچہ دونون
لشکرون کی صدائے کوس حربی اور نعرہ ہائے رزمی سے گوش گردون کر ہوتے تھے اور بدستور اور معمول قدیم طرفین سے طلائے
پھرتے تھے اور تمام رات بڑی جاگ اور چہل پہل رہی روز دوم صبحگاہ فوج وسپاہ جانبین سے نکلکر سمت وعدہ گاہ مصاف آکر
قائم ہوئی اور صف آرائیان ہوئین نقیب اور چاوش بعد درستی صفون کے کنارے ہوئے کر کیتون نے میدان مین نکلکر کا سلسلہ
شروع کیا دفعتہً دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش اپنے لشکر سے گھوڑا اُچھالکے ناف میدان مین آیا اور بآواز بلند کہا کہ ای خسرو بلاد
ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان جوانان شمشیر زن اور بہادران صف شکن ہلاک کرانا کچھ ضرور نہین آج مجھے
یہ منظور ہی کہ میرے تیرے سر میدان تصفیہ ہو جائے ہر روز کا جھگڑا اٹھا دون اپنا سراپا دکھلا کے مبارز طلب ہوا سنتے ہی نقابدار کی
نیب دینے کے خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان بھی اپنے فیل میمون مبارک کو جھ مار کر اُسکے مقابل مین پہونچا اور بعد گفتگوئے
زبانی دونون نیزہ بازی مین مشغول ہوے جب نیزے دونون کے خلال ہو سے اُسوقت لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا نقابدار سیاہ پوش نے
اپنا گرز واترا اپنے پر سے اُٹھالیا اور دونون باہم جنگ گرز مین ہمہ تن مصروف ہوے غرض لندھور نے کئی ضرب اُس اپنے گرز ہفت صد من کی
کہ نام جسکا خوردی مردی مرگ مفاجات تھا بقوت تمام نقابدار سیاہ پوش کے سر پر لگائین مگر نقابدار سیاہ پوش پر کچھ اثر نہین
معلوم ہوتی تھی انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب لندھور نے ہزار خرابی و دشواری میدان داری کی جبکہ وقت شام کا ہوا تو نقابدار نے
یہ کہکے کہ ای لندھور روز برائے جنگ و شب بہت آسایش ہی اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر گرز بازی سے دستکش ہوا لندھور بھی
طبل آسایش کا بجا غنیمت جانکر میدان رزم سے پھرا اور اپنی بارگاہ مین آکے ایک عرضی بخدمت سلطان والا قدر عالی منزلت بخر خوبی
کہ یا امیر حمزہ بانو قیرین نقابدار سیاہ پوش نہایت زبردست ہی مین کسی صورت سے اسکا حریف نہین ہو سکتا ہر ساعت اسکو اپنے
اوپر غالب اور آپ کو مغلوب پاتا ہون اس بات سے میرے دل مین وہم اور شک گذرتا ہی عجب نہین یہ نقابدار کوئی ساحر غدار ہو
اور بزور سحر یہ رزم و پیکار کرتا ہو مین نے اطلاعاً عرض کر دیا آگے آپ کو اختیار ہی لکھکر دی اور بہ سبب کسی اعتماد کے کہ جنگ نقابدار مین

تمام جسم ہاتھ پانوٗن شل تھے اپنے پلنگ پر غافل ہوکر سو رہا وہان نقابدار سیاہ پوش جو اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھا سب مقربین اور
مصاحبین اور سردارون سے کہا کہ یہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان آفت ناگہان و بلاے بیدرمان دقیقی بڑا زبردست
اشجع دوران ہی جو ضرب گرز کی اُسکے مجھپر پڑتی تھی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پہاڑ آن گرا اگر مین طلسم بستہ نہوتا تو بلا شک اور لاریب
لندھور کے ہاتھ سے مارا جاتا آج کسی صورت سے جانبر نہوتا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مین کسی طرح اسپر غالب نہو سکونگا یہ کہکر اپنے عیار
نعماے سگ دندان کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ اگر تو کسی عیاری سے جا کر لندھور کو جرا لاے تو مین تجھے دولت دنیا سے مستغنی اور
مالا مال کرکے رتبہ مرتبہ تیرا اوج افلاک پر پہونچا دون اُس نعماے سگ دندان عیار برادر شیطان نے کہا کہ ابھی مین جا کے لندھور کو
لیے آتا ہون یہ کہکے وہ بدذات عیار سمت لشکر لندھور روانہ ہوا آدھی رات کا عمل تھا کہ جس وقت یہ عیار پشت بارگاہ پر لندھور کی جا کے
پہونچا اُسنے تیرگی شب مین بجستی تمام دو میخین بارگاہ کی اُکھاڑین اور اِدھر اُدھر خوب سا دیکھکر اندرون بارگاہ گھسا تو دیکھا اُسنے کہ خواص
خدمتگار جہان تہان غافل پڑے سوتے ہین اور لندھور بھی اپنے پلنگ پر عالم خواب مین پڑا ہی جلدی سے کفچۂ عیاری مین ایک چٹکی
داروے بیہوشی رکھکر لندھور کی ناک کے پاس لیگیا جس وقت کہ لندھور نے دم اوپر کو کھینچا وہ تمام بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی لندھور کو
چھینک آئی اُس نالائق نے جانا کہ اب لندھور بیہوش ہو گیا جھٹ پٹ ڈال چادر عیاری باندھ پشتارا لندھور کا دوش پر اپنے رکھکر
جس راہ سے بارگاہ مین آیا تھا اُسی طرف سے باہر نکلکر افتان و خیزان دو گھڑی رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا اور نقابدار سیاہ پوش کے
سامنے لندھور کے پشتارے کو کھولکر رکھ دیا نقابدار نے دیکھتے ہی چاہا تھا کہ لندھور کو جلادون کے حوالہ کرکے حکم قتل کا کرے اور ہمشتری قرین
جو وزیر اعظم دستور المعظم نقابدار کا وہان حاضر تھا اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اور خانہ زاد یقین کلی کرتا ہی کہ
وہ اعانت اور استمداد کو لندھور کی عنقریب آتا ہوگا اگر اے شہریار تو خسرو بلاد ہند کو کہ جانشین مسند حمزہ مشہور و معروف ہی قتل کریگا تو
غلام کی راے ناقص مین مآل کار خوب نہین لہذا ابھی صلاح وقت اور مقتضاے فراست نہین جو اسے قتل کرے انسب یہ کہ لندھور کو
مطوق اور مسلسل کرکے قید رکھیے آیندہ پھر جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے یہ مشورہ وزیر کا بہت پسند کرکے لندھور کو زندانخانہ مین
بھیجدیا اور بقید شدید رکھا یہین وقت صبح کا ہوا اور لندھور کے گم ہوجانے کی خبر جو لندھور کے لشکر مین ہوئی تو عجب طرح کا تلاطم تھا سردار
لشکر نے ایک سوار واسطے اطلاع اس حال کے بحضور صاحبقران روانہ کیا اور اُس سوار نے آکے صاحبقران دوران کے روبرو ساری
سرگذشت بیان کی امیر با توقیر کو قبل از آنے اُس سوار کے وہ عرضی جو بمقدمہ کمک و مظنہ سحر و ساحری نسبت نقابدار کے لندھور نے
لکھی تھی ملاحظہ فرماے تشویش اور تردد لاحق تھا اب زبانی اس سوار کے حال گم ہوجانے کا لندھور کے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے
اور فرمایا کہ ہان ہمارا خیمہ سمت دخمۂ مراد بھیجو حسب الحکم انتظام امیر عالیمقام اُس روز تو پل عادیان پور شداد یان پہلوان عادی بارگاہ
سلیمانی اور پیش خیمہ لیکر آگے گیا روز دوم سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع تاجدار اور پانچسو بہین گرد اور گردن کشون کے
سوار ہوکے کوچ در کوچ بصرطے مراحل و قطع منازل دخمۂ مراد مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا ہر وقت کہ نقابدار سیاہ پوش
حال تشریف آوری سلطان با اقبال کا سنکے بیساختہ اپنے مرکب پر سوار ہوکے جانب بارگاہ سلیمانی چلا امیر حمزہ صاحبقران نے جو سنا کہ
نقابدار سیاہ پوش یہان آتا ہی چند سردارون کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا اور وہ سردار نقابدار کو استقبال کرکے بارگاہ سلیمانی مین
لاے سلطان صاحبقران نے کمال عزت اور توقیر نقابدار کو کرسی مرحمت کی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا جب نقابدار بیٹھا اور دو ایک
جام شراب نوش کیے تو اُس حالت مین نقابدار نے نقاب اپنے منھ سے اُٹھائے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرا فرامرز بن قارن عدنی
نام ہی اور خون اپنے باپ قارن عدنی کا میرے دل مین جوش مارتا ہی باعث اسکے کہ تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہی گر مین عوض اپنے
باپ کے خون کا تجھسے نہین چاہتا مگر اس شرط سے کہ تو ملک باختر کی تسخیر سے دستبردار ہو کر ابھی ایران کو کوچ کر جا اور یہ تمام ملک
مجھے واگذاشت کر دے سواے اسکے کہ ایک مژدۂ جانبخش اور تجھے مین دیتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان کا مانہین گیاننده

وسالم موجود ہی اگر تو میرے کہنے کو قبول کرے تو مین بدیع الزمان کو ابھی بلا کے تیرے سامنے بٹھلا دون سلطان صاحبقران نے یہ حال سنکر فرمایا کہ ای بہادر اگر تو کفر و کافری ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرے تو اُسی وقت مین کل باختر تجھے تفویض کردون اور جو تو ترک کفر و کافری کرکے کلمۂ شہادت نہ پڑھیگا تو نقد جان اپنے ہاتھ سے مثل قارن مفت رائگان کریگا فرامرز بن قارن یہ کلام سلطان عالیمقام کا سنکے ہنسا اور کہنے لگا کہ ای حمزہ مین ایک مدت سے سنا کرتا ہون کہ شہرہ پہلوانی اور صاحبقرانی کا تیری قاف سے تا قاف بڑا ہی ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے وہ سب مٹ جاے خیر کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا دامن پر مارکے اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگ بجوادیا شعر - برآمد ز نقارہ اش این صدا کہ آمد اجل فناے ستمہا + بدوزخ بود جاے کافر مدام + بحق محمد علیہ السلام + یہ خبر سنکے نامیان خیبری تو میان خیبری سرہنگ مصری ابوشہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین آداب کو بوسہ دے کر اور بعد دعاء و ثناے شاہنشاہی پکارے سرور عالم کی عمر دراز لشکر نقابدار سیاہ پوش مین طبل جنگ بجا وہ نقابدار کل معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا سلطان عالیمقام نے بمجرد سننے اس کلمہ کے فرمایا شعر - سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان خفا کلک قدرت سے اپنے صفحۂ ناصیہ پر ترقیم کردیا ہی وہی ظہور مین آویگا اُسمین فکر اور تردد کرنا محض جہالت و نادانی ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے مہر اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیۂ نامدار نے نقارخانۂ سلیمانی مین جاکر ابلاغ حکم کیا کبابۂ چینی قلابۂ چینی داروغۂ نقارخانہ نے اُٹھکر دو اشرفیان عمرو کو نذر دین عمرو نے طبل سکندری پر چوب ماری کوس اور سہنا اور دہل جمشیدی اور جھانجھ کیومرثی اور بوق افراسیابی بارہ سو جوڑیان نوازش مین آئین صداے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی سے زمین متحرک آسمان متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر سیکڑون سمت صحرا ہزارون لب دریا اور کتنے اپنے خیمہ ڈیرے پالون مین غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن کے سجادہ بچھاے روبقبلہ بیٹھے تسبیح صد دانہ اشک [illegible] بروسۂ کیے حضور قلب اور خلوص نیت سے مستدعی و ملتجی تھے کہ ای رب جلیل کل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان [illegible] اجلاف کا بزبان نیزہ و خنجر اور دم تیغ اور گرز گواہی کلہ عمود نظر آئیگا اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا دلیران نامور کے عیان اور آشکار ہوگا لہذا ہم بہ تمناے شہادت دست بدعا ہین کہ صدقہ تیری وحدانیت کا ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے اور سہرے خون کھا اور برچھیان زخم کی جسم پر ڈالے بخلعت شہادت مخلع ہوکے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو ہون اور دنیا مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کرکے اولاد کیواسطے باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا کر جائین لاکھون شجاعان صف شکن اور دلیران شمشیر زن اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھتے سنبھالتے تھے کہنا ہی سلاح کی اسدرجہ ہوگئی تھی کہ ایک ایک تیغۂ آبدار اور نیمچۂ جوہردار کے دستیاب ہونے کے لیے اکثر نقد جان دینے کو موجود تھے اور سپرون کو بہادران جنگ دیدہ پتلیان اپنی آنکھون کی سمجھے اکثر پشت پناہ اپنا گردان کے ظفر تکیہ بنائے بیٹھے تھے کمانون کو باغی ابرو کا جانکر سرون پر چڑھاے اور کمندون کو قریب رشتۂ جان جانتے تھے ایک ایک زرہ پر سو سو جان چشم بردوختہ نظر آتے تھے اور چار آئینون کے لیے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہوکر کہتے [illegible] چاہو حاضر ہو لو مگر قسم سلاح سے آج ہمسے کوئی شے نہ مانگو خنجر زرین قبضہ اور نیزہ سرو بالا کو کوئی ہاتھ سے چھونے نہین دیتا [illegible] گرم تر بازار تیغ + جاے سیکڑون جان انبار تیغ + لشکر مین چارون طرف چہل پہل ہمہ تن ہوشیاری [illegible] طلایہ پھر رہے تھے آواز ہوشیار باش اور بیدار باش کی بلند تھی قطعہ + صبح چون آفتاب نورانی + سر کشید از حجاب ظلمانی + خرمن کفر سوختہ ستان بلا سبزی گلشن سلیمانی + سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ جاکر پایۂ سعادت صاحبقران کو بوسہ دیا امیر بانو قیر نے آنکھ کھولکر پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت قریب ہو لشکر مین کمر بندی کی تیاری ہو رہی ہی

صاحبقران دوران نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا امیر حمزہ عالیمقام نے اُٹھکر وضو کیا اور
نماز صبح سے فارغ ہوکر صندوقچہ سلاح کا منگوایا اسے کھولکر تمام سلاح اپنے جسم اقدس پر آراستہ کیے نظم + ز خوردی برافراخت آن سرفراز
کرانا فتحنا ستش بودی طراز + زرہ کش قبائے زراندود بود + زصنعت گرہائے داؤد بود + قبضۂ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ
ڈالکے بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوئے تو دیکھا کہ قندس دیوانہ اشقر دیوزاد کو لیے حاضر ہی اور جتنے ندما اور رفقائے جان نثار
اور دلیران عرصۂ کارزار مثلاً شاہ سلیمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابوالحسن گرد وغیرہ بھی سب اپنے اپنے مرکبون پر سوار
مسلح اور مکمل انتظار مین صاحبقران نامدار کے برآمد ہونے کے کھڑے تھے امیر حمزہ صاحبقران نے اشقر دیوزاد کی پیشانی پر شفقت
بوسہ دے کر عیال پر ہاتھ ڈالا اور رکاب مین قدم رکھکے قاش زین پر جلوہ فرما ہوکے چلے جبکہ قریب نقارخانۂ بلورین پہونچے تو دیکھا
سامنے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھینچ چکا ہی مجرائی تمام حاضر ہین مودب کھڑے ہین پچھلے پہر کی نوبت کی ٹکور لگ
رہی ہی شہنا نواز للت بھیرویں بہاس الیا کو شہناؤن مین پھونک رہے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سقے بادلے کی لنگیان ٹامی کے لنگوٹ
باندھے قیمتی پگڑیان سرون پر رکھے سلمے ستارون کے جوتے موزے پانوُن مین چڑھائے مشکیزے بودار چمڑے کے گلاب کیوڑا عرق بہار
بید مشک انہین بھرے فوارے ہزارے کے اُنکے دہانہ پر چڑھائے آبپاشی اور گوہر افشانی کر رہے ہین ہزار ہا پنجشاخے گنگا جمنی
اور روپہلی سنہری ہاتھون مین بیت اُن کف دست اُنکی کیا زیبا + ہر سرانگشت بریدِ بیضا + روشن روشنی سے میدان وادی ایمن
قریب ہزار بارہ سو حاجب دربان نجیب رقاصی یوزباشی یساول مردہے چوبدار عصا بردار وردیان دھوم دھامی پہنے عصے مکلل
بزمرد بجواہر ہاتھون مین لیے ہر سو چہل پہل اہتمام مین سرگرم کار ہین سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے
اُترکے ایک دنگل زرین وہان بچھا تھا اُسپر جاکے متمکن ہوئے ناگاہ اندر سے آواز شہناؤن کی گوشزد ہونے لگی اور حضرت ظل اللہ
بادشاہ سعد بن قباد کی سواری کی آمد معلوم ہوئی سب مجرائی جو جہان تہان زین پوش گسترده منتظر برآمد ہونے کے بیٹھے تھے گھبرا گھبرا کر
اُٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی درگہ سالار لشکر داروغہ دیوانخانہ نے زنبوری پردہ اُٹھایا آگے آگے روشن چوکی والیان شہنا نواز
شہناؤن کو پھونکتیان ڈنکے بجاتیان اور بعد اُنکے کچھ لالٹین بردانیان کنول بردانیان سورج مکھی والیان دستے والیان بعد اُنکے کہاریان
پری طلعتین تخت اُس سلیمان حرمت کا دوش بدوش لیے نمودار ہوئین پہلوان عادی پکارا نصر من اللہ فتح قریب حضرت کو
دیکھا کہ تاج شاہی برسر چار قبۂ شاہنشاہی دربر نماز سے فارغ ہوکر جو اُٹھے تو ابھی تک سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی ہی
سبحہ ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے برآمد ہوئے ہین حمزہ صاحبقران واسطے مجرے کے جھکے مردہا پکارا مہابلی بادشاہ سلامت شاہ عالم پناہ
سلامت امیر ہاتوقیر حمزہ صاحبقران کشورگیر کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھکر اشارہ سواری کا کیا سلطان
صاحبقران آداب بجالا کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور چالیس قدم سرداری اور صاحبقرانی لے آگے تخت بادشاہی سے
بڑھتے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوئے شعر من آن ستارۂ صبحم کہ از کمال ادب + ہمیشہ پیشرو ی آفتاب می باشم + بعد اُسکے سب مجرائیون کا مجرا
لیتے ہوئے سواری حضرت ظل اللہ کی سمت میدان جنگگاہ مثل نسیم سحر روانہ ہوئی ابھی تھوڑی دور سواری نہین پہونچی تھی کہ سمت
جپ سے گرد نمایان ہوئی اور جسوقت وہ گرد پھٹی تو اُسمین سے سات لاکھ عرب ڈاڑھیان دانتون مین دبائے عمامے سر پر رکھے اور
عبائین گلے مین پہنے کٹارین کمرون سے لگائے بھالے دوزبانے ہاتھون مین لیے اور رانون کے تلے عربی گھوڑیان چپ و راست اور
آگے آگے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبیؐ اور چاکر حیدر رمادیان عربی پر سوار مثل شیر نیستانی نیستان کے جنگل مین نمودار ہوا اور
برابر تخت بادشاہی آکے اپنے سوارون کا پرا جماکے مجرے کو جھکے مردہا پکارا شہنشاہ عالم پناہ سلامت مالک اژدر سپاہ سالار دست
چپ کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ اسلام نے مالک کا مجرا لیا اور سواری آگے بڑھی سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام نے مالک اژدر کو
مع فوج آتے دیکھکر بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا خیال کرکے اپنے دل مین نہایت مغموم و مکدر ہوئے اور

جی مین کہتے تھے کہ حیف صد حیف آج میرا جانشین لندھور نہین واللہ اعلم کس بلا مین کہان جا کے مبتلا ہو گیا غرض اسی طریق پر اور سب سردار
وست راستی دست چپی جو دو چار پیچھے رہ گئے تھے مثلاً سرخیل وفاداران مقبل وفادار ایک طرف سے مع سات ہزار کماندار ناوک افگن
اور دلیران شمشیر زن فیحی ہو کر ایک طرف سے تین لاکھ چوراسی ہزار عیار خنجر گذار قنطورے زربفتی پاتابے سقرلاتی پہنے ٹیڑھے ٹیڑھے
تاج سرون پر رکھے جوڑیان خنجرون کی کمرون مین پیچے اور گوپھن ہاتھون مین حلقہ ہائے کمند عیاری کلائیون مین لیے چوتارے
چھیڑتے شلنگین بھرتے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار نمودار ہوے غرضکہ طول کہانتک دون مختصر یہ کہ سواری
حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام کی وعدہ گاہ مصاف مین پہونچی اور تبردارون نے آگے بڑھکے جھاڑی جھنڈی کاٹ کے
میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے سقے آبپاشی پر جھکے ہوے تھے مگر آمد و شد لشکر فراوان اور فوج بے پایان سے
اندام زمین رعشہ دار اور کثرت گرد و غبار سے کرۂ ہوا کرۂ خاک آسمان تمام گندلا گندلا نظر آتا تھا لکھو کھا چیلین اور گدھ بہ طمع
گوشت آسمان پر منڈلا رہے تھے جبکہ کثرت آبپاشی سے وہ گرد رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا نقیبون نے لشکر میمنہ و میسرہ
قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودہ صفین بخوبی آراستہ و پیراستہ کر دین دونون لشکر مثل اژدر ہفت سر
منہ کھولے ہوے یا دو دریاے مواج و زخار جوشزن نظر آتے تھے کوئی کوچہ وہان بجز کوچہ زخم کسی کے خیال مین نہین آتا تھا
اور کہین گوشۂ عافیت بجز اپنے گوشہ کمان کے نہین معلوم ہوتا تھا ناگاہ طرفین سے کڑکیتون نے سر میدان نکلکے باواز بلند کہا ای
دلاوران شمشیر زن و ای جوانان تہمتن

اشعار

سکندر کہ یک نیمہ آئینہ ساخت — ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد — نداری ز کاوس و دارا بیاد
جگر خون شد از دہر افراسیاب — کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار — نماند آن یل برزو نامدار
مگر آن کہ نام شجاعان عصر — نماید بگو تا بفرداے حشر
کدام است کس آن یل ارجمند — کہ آید بمیدان بہ تیغ و کمند
باحوال جم جای عبرت نگوست — نشانی نہ از کاسہ مغز اوست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ — کہ بگذشت چون فرق کسریٰ بسنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت — ز دنیا بناچار بر بست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر — کہ در دعوی از گرز او کوہ سر
جہان با کسی پایداری نکرد — بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
شجاعت خدا و رسل را پسند — شجاعان دنیا بجنت رسند
دہد جلوہ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

ایسا کون بہادر اور دلیر شیر ہی کہ آج نکلے اس میدان کارزار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کر جائے اور رستم اور سہراب اور بیژن
اور برزو نامداران پیشین اور پہلوانان زمانۂ دیرین کے نامون کو مثل حرف غلط صفحہ عالم سے مٹا دے ساتھ ہی اس کڑکے کے اور
کڑکیتون کے للکارنے کے ہر ایک بہادر کی آنکھون مین نشہ شجاعت سے لال لال ڈورے پڑ گئے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ رکھے
برچھون کو ترچھے کیے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر سے کون ہوتا ہی ناگاہ دیکھا کہ اُسطرف سے نقابدار سیاہ پوش بکمال جوش و خروش
اپنے مرکب کو جولان کیے تاف لشکر مین آیا اور پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان کرا آرزوے مرگ است کہ آید بمیدان جنگ
ساتھ ہی اسکے للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے طول است بربری اجازت لیکر مقابلہ نقابدار کے گیا اور زخمی ہو کر پھرا اور
اسی طرح اور دلاوران نامدار اجازت رخصت سلطان والا قدر عالی مرتبت سے لیکر میدان جنگ مین بمقابلہ نقابدار گئے اور ہر ایک
ضرب نقابدار سے زخمی و مجروح ہو کر پھرے اسمین وقت شام کا ہو گیا اور نقابدار نے طبل بازگشت بجوا دیا طبل آسایش کی آواز سنکر
دونون لشکرون نے میدان رزم سے مراجعت کی نقابدار مع اپنی فوج کفار کے اپنی بارگاہ مین گیا اور سلطان والا شان
بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوے رات کو پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو دونون لشکر بدستور میدان رزم مین آکر قائم ہوے
اور بعد تیاری میدان اور صفوف آرائی نقابدار سیاہ پوش اپنے گرگدن پر سوار ہو کے میدان جنگ مین نکلا اور مبارز طلب ہوا
ناگاہ لشکر اسلام مین نقارے گرجنے لگے اور علمدارون نے علمون کو جلوہ گر کیا اور تمام وضیع و شریف دونون لشکرون کے دیکھتے تھے شعار

بمیدان خرامید صاحبقران	سمندِ پریزاد درزیر ران	چو درخانۂ زین نشست آفتاب	روان گشت فتح و ظفر ہمرکاب

یعنی سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام عنان اشہب تیزگام اشقر دیوزاد کو جانب میدان منعطف کرکے برابر تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت رزم حضرت ظل اللہ سے لیکر اس تہیہ پر کہ آج اس نقابدار کو زندہ گرفتار کرلاؤنگا بمقابلہ نقابدار سیاہ پوش تشریف فرما ہوئے نقابدار نے سلطان جم اقتدار امیر حمزۂ صاحبقران نامدار کو بمقابلہ دیکھکر کہا ای حمزہ لا ضرب امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مجھے خوب معلوم ہی کہ ہمارے یہان کا یہ طریق نہین کہ کوئی ادنی پیادہ بھی فوج اسلام کا حریف پر پیشدستی کرے بس تو اپنے دل کی حسرت برلا جب جناب احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو پھر جو مجھسے ہوسکیگا کرونگا نقابدار نے ہنسکے کہا مثل ہے وہ جو پہلے مارے سوچ کر سینے بڑ گیا ہارے ✤ اور یہ کہکر گرز بر سر سلطان عالیمقدار مارا امیر والا توقیر نے بھی اعرابے پر گرز اٹھاکر اُسکے گرز کو روکا اور پھر یہ کہکے شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ ضرب گرز کی اُسپر ماری نقابدار سیاہ پوش کا یہ حال تھا کہ چار طرف تتق گرد کا اُٹھا مع کرگدن گرد مین چھپ گیا تھا پلک سے پلک جھپک گئی چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا تھا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑا کرگدن کی کمر ٹوٹ گئی تھی یہ پیادہ با حالت غش مین زمین پر بیٹھ گیا تھا نقابدار کی فوج کے لوگ دوڑ پڑے اور مشکون سے آبپاشی کرکے جب اُس گرد کو دفع کیا اور چھینٹے پانی نقابدار کے مُنھ پر اور دماغ پر پڑے اور ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا جو دماغ مین پہونچی تو اُسکی آنکھ کھل گئی اور ایکبار غیظ و طیش مین دوڑ کر چاہتا تھا کہ اشقر دیوزاد سے لپٹ جاے اور اُسطرف اشقر دیوزاد کنوتیان اپنی کھڑی کرکے اس تہیہ پر کہ نقابدار کو پکڑ کے چبا لون گرم ہوکر چلا کہ امیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو روک کر کود پڑے اور نقابدار سے باہم زور کشتی کا ہونے لگا تا غروب آفتاب طرفین سے خوب زور کشمکش کا رہا بیت ہوے جبکہ پرتو فگن سنگ سرخ ✤ شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ ✤ نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ یا امیر حمزۂ صاحبقران روز براے جنگ و شب براے آسایش اب میرے اور تیرے کل تصفیہ ہوجائیگا امیر نے کہا پھر کل پر کیا منحصر ہی رات اور دن دونون برابر ہین نقابدار نے کہا یہ کیا ضرور ہین بوعدۂ فردا اقرار کرتا ہون کہ کل اسی میدان رزم و جنگ مین تجھسے پھر کشتی لڑونگا اور جو مین تجھے زیر کرکے پکڑ لیجاؤن تو جو چاہون وہ تیرے حق مین کرون اور اگر تو مجھے زیر کرکے گرفتار کرے تجھے اختیار ہی جو چاہے سو میرے حق مین کرے یہ کہکے اور مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اپنے خیمہ کو چلا گیا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے بھی لاعلاج ہوکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکے داخل ہوے جتنے شاہ اور شہریار زادے اور سرداران دست راستی اور دست چپی تھے سب کے سب اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اُسوقت سلطان صاحبقران جانب شاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ یا حضرت مین نے اپنی یاد مین مثل و نظیر اس فرامرز یعنی نقابدار سیاہ پوش کے کوئی پہلوان اور دلیر نہین دیکھا تھی تو یون ہی کہ یہ آفت ناگہان و بلاے بیدرمان ہی دیکھیے کل سر میدان بوقت مقابلہ و مجادلہ میرے اُسکے کیا معاملہ درپیش ہو غرض یہان تو یہ گفتگو درپیش تھی وہان فرامرز بن قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش جو وعدہ گاہ مصاف سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا تو بہلول اور شاہ صفا مغربی وغیرہ اپنے پہلوانون اور سردارون کی جانب مخاطب ہوکر کہا ای یارو مین لشکر اسلام مین فقط تین شخصون سے ہمیشہ اندیشہ ناک اور خائف رہتا ہون اول تو امیر حمزہ سے دوم بدیع الزمان پسر حمزہ سے سوم لندھور سے میرے جی مین بڑا کھٹکا اور وسواس ہی پہلوانون نے جواب دیا کہ لندھور اور بدیع الزمان تو تیرے پاس قید ہین فقط حمزہ باقی ہی سو اُسے بھی آج تو نعماے سگ دندان کو بھیجکر پکڑوا منگوا تاکہ تیرے دل سے یہ کھٹکا نکلجاے فرامرز بن قارن عدنی نے کہا خوب تمنے کہا اس سے بہتر کوئی صلاح نہین تھی اور نعماے سگ دندان اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ ہان حمزۂ صاحبقران کو جاکے پکڑلا نعماے سگ دندان نے کہا بہت خوب اور یہ کہکے وہ بدذات واسطے گرفتار کرلانے امیر حمزۂ عالیمقام کے چلا

تتمہ داستان حیرت بیان زمزمہ جادو کا کیخسرو فرخ لقا اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا جانا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا رہائی پاکر سمت لشکر تشریف لانا

بہلول جو سردار لشکر لقا بدار سیاہ پوش ہی اُسکی ایک بیٹی کہ نام اُسکا زمزمہ جادو و نہایت زبردست ساحرہ سحر و ساحری مین وحید عصر ہی اُس بدکردار نے فرامرز بن قارن عدنی یعنی لقا بدار سیاہ پوش پر شیفتہ اور فریفتہ ہوکر ایک طلسم بزور سحر باندھدیا ہی کہ بسبب اُس طلسم کے کوئی شخص کیسا ہی فیل زور اور شیردل زبردست ہو فرامرز بن قارن عدنی پر غالب نہین ہو سکتا کوئی حربہ کسی کا اُسپر اثر نہین کرتا ہی اور زمزمہ جادو نے معنبر کوہ جو قرب وجوار مین اُسی دخمہ مراد کے ہی وہان ایک باغ دلکشا نہایت دلچسپ اور پُر فضا بنا رکھا ہی بیشتر اُسی باغ مین رہا کرتی ہی جبکہ وہ زمزمہ جادو شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران گرد لشکر شکن کو بزور سحر و نیرنگ پکڑ لیگئی تو بہلول کا ایک بیٹا نہایت صاحب حسن و جمال اور ذیہوش اور صاحب فراست کہ نام اُسکا کیخسرو فرخ لقا اور زمزمہ جادو کا حقیقی بھائی ہی اُسنے زمزمہ جادو سے پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور اسقدر جہ سراسیمہ عرق عرق تر بتر کہان سے آتی ہی زمزمہ جادو نے کہا کہ مین دخمہ مراد کی جانب گئی تھی وہان سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران کو محصور کرکے پکڑ لائی ہون اُسے معنبر کوہ مین عقابین پر چڑھا دیا ہی یہ حال سنکے کیخسرو فرخ لقا کو کمال اشتیاق شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کا ہوا اور اُسنے زمزمہ جادو سے کہا کہ ذرا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلکے پسر امیر حمزہ صاحبقران کو دکھلا دے دیکھون ان خدا پرستون کی کیسی شکل اور کیا وضع ہوتی ہی چونکہ یہ زمزمہ جادو اپنے بھائی پر مرتی تھی یعنی کیخسرو فرخ لقا پر راغب اور از راہ فاجرین چاہتی تھی اُس سے ہمصحبت ہو مگر کیخسرو فرخ لقا اقرار نہ کرتا تھا اور ہمیشہ لیت ولعل مین حیلہ وبہانہ کرکے ٹالے جاتا تھا آج جو کیخسرو فرخ لقا نے سوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کے دکھلا دینے کا اُس سے کیا تو یہ نہایت خوش ہوکر کہنے لگی کہ ابھی چل اُسکو دیکھکر میرے ہمراہ گلگشت باغ بھی کرنا یہ کہکے زمزمہ جادو کیخسرو فرخ لقا کو اُس عقابین کے نیچے لیگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کہ محصور بسحر محض بیدست وپا عاجز و مجبور بیٹھا تھا دور سے اسے دکھلا دیا کیخسرو فرخ لقا کو دیکھتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان سے ایک محبت بدل پیدا ہوائی اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر دنیا مین کوئی شخص غلامی اور نعلین برداری یا ملازمت اور خدمت کسی کی کرے تو ایسی آسمان صولت عرش اقتدار شاہزادہ بدیع الزمان کی کرے غرض یہ سوچ کر از بسکہ محبت مین شاہزادہ والا مرتبت کی نہایت بیتاب ہوا تو نظر بکریم کارساز کرکے چاہا کہ کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان سے نجات دلوا دون اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین سعادت کونین اور افتخار دارین حاصل کرون بعد لمحہ کے تبسم کنان زمزمہ جادو سے کہنے لگا کہ تمنے تو ہمارا کہنا کر دیا تمھاری خوشنودی خاطر کے واسطے اب تمھارے ساتھ چلکے گلگشت باغ بھی کرینگے زمزمہ جادو زیادہ تر شادان و خندان ہوکر کیخسرو فرخ لقا کے ساتھ ساتھ باغ مین آئی اور بطرز و انداز معشوقانہ باتین کرتی اٹکھیلیون سے سیر باغ کرکے ایک بارہ دری مین مع کیخسرو فرخ لقا آکر بیٹھی اور گلابیان شراب کی اور پیالے لاکے مصروف بادہ خواری ہوئی کیخسرو فرخ لقا نے فرصت وقت کو غنیمت جانکر تھوڑا سا زہر ہلاہل ایک پیالے مین شراب کے ملاکے اپنے منھ سے لگا لیا اور جھوٹھ موٹھ کہنے لگا اُف کسقدر شراب تیز اور تلخ ہی کہ قطرہ اسکا پیا نہین جاتا یہ کہکے چاہتا تھا کہ شراب کو زمین پر پھینک دے زمزمہ جادو نے جلدی سے کیخسرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ یہ شراب مین پیونگی لا مجھے دے پھینک نہین مجھے تیری جھوٹی شراب کہان میسر تھی کیخسرو فرخ لقا نے بظاہر نہین نہین کرکے وہ پیالہ شراب کا زمزمہ جادو کے حوالے کر دیا وہ ملعونہ از بسکہ راغب اور طالب اُسکی تھی بیساختہ وہ پیالہ شراب کا کیخسرو فرخ لقا کے ہاتھ سے لیکر غٹ غٹ پی گئی اور پیتے کے ساتھ ہی ہاے کرکے لوٹ گئی اور بطرفۃ العین تمام پیٹ اُسکا شق ہو گیا اور جہنم واصل ہوئی فوراً ایک تاریکی آسمان پر چھا گئی پھر آوازین مہیب پیدا ہوئین بعد دم بھر کے جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو کیخسرو فرخ لقا نے اُس ملعونہ کی ٹانگ پکڑ کے ایک غار مین ڈالدیا اور بسرعت تمام برائے رہائی شاہزادہ عالیمقام

اُس غار کی طرف چلا بیان جسوقت زمزمہ جادو ملعونہ فی النار و السقر ہوئی اُسی وقت تمام طلسمات سحر شاہزادہ بدیع الزمان پر سے دور ہو گئی عقاب مین بھی پرزے پرزے ہو کر اُڑ گیا تھا شاہزادہ بدیع الزمان عالم تحیر مین ششدر ایک مقام پر کھڑا تھا ناگاہ سامنے سے کیخسرو فرخ لقا آکر اقدام اقدس سے شاہزادہ نامور کے لپٹ گیا اور سارا حال زمزمہ جادو کے مار ڈالنے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کیخسرو فرخ لقا کو قدمون سے اُٹھا کے سر اُسکا اپنی چھاتی سے لگا لیا اور بہت سا پیار کر کے فرمایا! مصرعہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا ۔۔ اور کیخسرو فرخ لقا کو اپنی زبان مبارک سے بھائی کہا بس کیخسرو شاہزادہ عالیمقام کو شہر معنبر کو مین لایا اور کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہوا اور تمام ساکنان شہر کو مشرف باسلام کیا بعد اسکے بائیس ہزار سوار دلیران عرصہ کارزار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ جانب دخمہ مراد روانہ ہوا

داستان حیرت بیان نعمان سگ دندان کا امیر حمزہ صاحبقران کو جُرا لیجانا راستہ مین خواجہ کا دوچار ہو کر نعمان سگ دندان کے خنجر سے پانون کاٹ ڈالنا نقابدار سیاہ پوش کا خواجہ کے پیچھے دوڑنا خواجہ کا ایک کوہ پر چڑھ جانا آخر کو عیارون کا نقابدار کو گرفتار کرنا نقابدار سیاہ پوش کا بعوض سرداران لشکر اسلام رہائی پانا میدان جنگ مین نقابدار کا شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جانا ۔ مخمس

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے مین
اب تو ہی مجمع اغیار ترے کوچے مین
کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے مین
روز ہی گرمیء بازار ترے کوچے مین
جمع ہین سیکڑون خریدار ترے کوچے مین

تو نے غرفے سے جو کچھ ہلکو دکھایا جھانکا
اب کہان جائین کدھر جائین ترے در کے سوا
ہو گئے بیخود و بیہوش ہم ای ہوش ربا
دیکھکر تجکو قدم اُٹھ نہین سکتا اپنا
بنگئے صورت دیوار ترے کوچے مین

تھی محبت ابھی تری نہ خدا لخت عذاب
کفر و اسلام ہوا دونون گھرون مین نایاب
کر دیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب
دیر ویران ہی ترے عہد مین کعبہ ہی خراب
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچے مین

کیا خبر ہی تجھے کس حال مین ہون لیلا ہو
آسمان ٹوٹ پڑے مجھپہ جو اُٹھنا چاہون
جادہ راہ کی مین نقش قدم ہون کیا ہون
پانون پھیلائے زمین پر ہین پڑا رہتا ہون
صورت سایہ دیوار ترے کوچے مین

خاک سے کشتے ہم آغوش پڑے رہتے ہین
صورت بیکس و مینوش پڑے رہتے ہین
بیخود و غافل و خاموش پڑے رہتے ہین
روز یہان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین
ہی مگر خانہ خمار ترے کوچے مین

آرزو ہی دل بیتاب کی فریاد سُنے
پر جو اندیشہ ہی یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
کہ ترے کان تلک آواز ہماری پہونچے
پاسبانون کی طرح بات کو بیتابی سے
نالے ہم کرتے ہین ای یار ترے کوچے مین

تھی نہ امید ہمین ایسی فسون سازی کی
ہائے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی
اسنے تو جھوٹے ہی ہمسے دغا بازی کی
زور ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی
ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین

شکل فرہاد جنون پیشہ مثل مجنون
دے اجازت تو رہون تا ابد آباد یہین
خاک برباد کرے میری یہ چرخ واژون
آرزو ہی جو مرون بھی تو یہین دفن بھی ہون
ہی جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن ہین سبھی تیری ادا پر بسمل
تجکو پروا نہین غمگین ہو کہ کوئی خوش دل
خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہی بسمل
گر رہی ہین ترے ابرو کے اشارے قاتل
آجکل چلتی ہی تلوار ترے کوچے مین

سبنے لی اور سنے کیا ہو وفا کا اظہار
داغ نے آج یہ دیکھا ہی کہ ہو کر ناچار
عار سُننے سے تجھے ہی اُسے کہنا دشوار
حال دل کہنے کی تاب سخن جو نہین پایا بار
پھینک آتا ہی وہ اشعار ترے کوچے مین

پہلے ذکر لشکر امیر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہی

کہ جب نعمان سگ دندان برادر شیطان عیار نقابدار کا جو بہ تہیہ گرفتاری امیر با توقیر چلا تو لشکر فیروزی اثر مین پہونچکر اُسنے دیکھا شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار تو واسطے طلایہ پھرنے کے مع چند عیاران خنجرگذار بارگاہ سلیمانی سے نکلکے جا چکا ہی مگر چند عیار دروازہ بارگاہ پر نہایت ہوشیار بیٹھے ہین کچھ طلایہ پھرتے ہین اور نعمان سگ دندان دور دور ادھر اُدھر پھرتا پھرتا پشت پر بارگاہ سلیمانی کے چلا تھا کہ اسنے دیکھا ایک فراش ایک مقام پر بیٹھا پیشاب کرتا ہی اسنے اُس سے پوچھا کہ بھائی تم کسکے

نوکر ہو اُسنے جواب دیا کہ مین ملازم سلطانی رجبی فراش بارگاہ سلیمانی کا ہون اِس وقت میری نوکری ہی سو واسطے پیشاب کے یہان آگیا
اب مین جاکر اپنے کار خدمت پر حاضر ہونگا نعماے سگ دندان نے بیساختہ ایک بیضہ بیہوشی اُسکے مُنہ پر مارکے اُسے بیہوش کردیا
اور وہین کسی سراپچے کے نیچے اُسکو چھپا کے ایک روغن عیاری ملکے اُسکی صورت آپ بنا اور جلد جلد قدم اُٹھایا بیساختہ داخل بارگاہ سلیمانی
ہوا عیار روبرو بسبب اسکے کہ کہین کچھ کھٹکا کسی عیار کی عیاری کا نہ تھا اور اُس رجبی فراش کو کہ ملازم قدیم تھا سب پہچانتے بھی تھے
اُسے دیکھکر کچھ خیال بھی نہ کیا کہ کون ہی اور اندرون بارگاہ کیون جاتا ہی اور وہ عیار بدذات جو اندر بارگاہ کے گیا تو اُسنے دیکھا کہ سلطان
صاحبقران والاشان آرام فرماتے ہین اور دو چار خواص خاص جہان تہان اپنے کار خدمت مین مشغول ہین یہ تیز دست گلگیر لیکے شمعون کے
گل کترنے لگا اور چپکے چپکے بیہوشی ہر ایک شمع پر رکھتا ہوا اپنی ناک مین ایک ڈھٹی روئی کی دے کر کہین بیٹھ رہا آن واحد مین ہوا سے بیہوشی
چارطرف منتشر ہوئی تو وہ خواص سب بیہوش ہوکر کوئی کہین سو رہا کوئی کہین گر پڑا نعماے سگ دندان نے کمین وقت پاکے برابر پلنگ کے
پہونچا اور کفچہ عیاری مین دارو سے بیہوشی رکھکے امیر با توقیر کو سنگھائی امیر کو چھینک آئی بیہوش ہوگئے اُسنے جھٹ پٹ پشتارہ سلطان
صاحبقران زمان کا باندھکر ایک صحنچی مین نقب لگائی اور نقب کی راہ سے تھوڑی دور پر جاکے نکلا اور پشتارہ بدوش چستین کرتا
اپنے لشکر کو چلا اتفاقاً طلایہ پھرتے پھرتے کہین اُدھر سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک
سیاہ پوش کسی کا پشتارہ باندھے ہمارے لشکر سے لیے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی عمرو نے کہا باش او بدذات تو کون ہی اور اس وقت
یہ کہانسی لیے بھاگا جاتا ہی نعماے سگ دندان نے عمرو کی جو آواز سنی یہ مثل برق و باد چستین کرتا جان توڑے بھاگ کر قریب
اپنے لشکر کے جا پہونچا وہان فرامرز بن قارن عدنی یعنی نقابدار سیاہ پوش آج خود طلایہ اپنے لشکر کا دے رہا تھا اُسنے جو
آواز گیر و بگیر کی سُنی وہ نعماے سگ دندان کی جانب تو مخاطب ہوا عمرو کی طرف اپنے گھوڑے کو گرم تاز کرکے چلا عمرو فرامرز کو
اپنی طرف آتے دیکھکے سوچا کہ بڑے دشمن زبردست کا سامنا ہو گیا ناچار کرکے بیساختہ ایک جست کرکے نعماے سگ دندان کے
پانوؤن مین خنجر مارا کہ دونون پانوؤن اُسکے قلم ہوگئے وہ تڑپ کر زمین پر گرا اور پشتارہ علیحدہ جا پڑا عمرو نے جلدی تمام پشتارہ امیر عالیمقام
کا اُٹھالیا اور جبتک فرامرز بن قارن عدنی پہونچے پہونچے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اُسنے چاہا کہ مین بھی پہاڑ پر چڑھ جاؤن اور تیر کو
ترکش سے نکالا اور کمان کو دوش پر سے اُتار کے زہ کو زہ سے ملا تیر کو پرتاب کیا اُدھر سے عمرو نے ایک پتھر فلاخن مین رکھکر سر پر
چرخ دے کر جو مارا تو وہ تیر اور پتھر دونون لپٹ کر سمت فرامرز آکر گرے حسب اتفاق اُسی وقت کہین الیاس ہندی جو عیار
خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا تھا اُسنے کسی عیاری سے نقابدار کے لشکر مین جاکے پاسبان کو بیہوش کیا اور
زندانخانہ سے لندھور کو نکال کے پشتارے مین باندھے اپنے لشکر کی سمت آتا تھا جب اُس پہاڑ کے برابر جہان عمرو سے اور نقابدار سے
پتھر اور تیر کی لڑائی ہوئی تھی پہونچا تو الیاس نے بخیال اس کی کی اندیشی کے کہ اس نقابدار کا لشکر سامنے ہی اور سب ہوشیار ہوچکے ہین
یہان ٹھہرنا مناسب نہین پشتارہ لندھور کا لیے بارگاہ سلیمانی مین آیا اور لندھور کو جھٹ پٹ پشتارے سے کھولکر بحضور سلطان
سعد بن قباد سارا حال شاہ عیاران عیار کا اور فرامرز بن قارن عدنی کی لڑائی کا بیان کیا یہ حال سنکے نظر کردہ علی عمران
صاحب بغداد گران مہتر قران امد مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور سمک یلطاقی امیر بن عمرو عندلس بن عمرو سیارہ
بن عمرو محمود گلباد خان عراقی کنارہ کابلی خجستہ برائی نسیم بن عمرو وغیرہ عیار خنجر گذار ایکبار خنجر بکف حلقہ ہاے کمند
عیاری اور نیمچے ہاتھون مین پکڑے چار طرف سے دوڑ پڑے اور فرامرز بن قارن عدنی کو جاکے محاصرہ کرلیا اور چارطرف سے
پتھر مارنا شروع کیا انتہا یہ کہ لپٹ کر جسطرح بنا فرامرز بن قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش کو پکڑ لیا اور اُسکی مشکین باندھے
بہزار ذلت و خواری گردنیان دیتے کشان کشان اپنے لشکر مین لائے عمرو بھی پشتارہ لیے بارگاہ سلیمانی مین پہونچا اور پشتارہ کو جو
کھولا تو سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کو اُسمین بندھا پایا عمرو نے جلدی سے فتیلہ رفع بیہوشی صاحبقران کو دیکر

ہوشیار کیا اور حال نعماے سنگ دندان عیار کی عیاری کر کے لیجانے کا اور راستہ سے راہ مین اپنے سے دوچار ہونے اور اُسکے
بھاگنے اور نقابدار سیاہ پوش کے آجانے اور فیما بین اپنے اور نقابدار کے معرکہ سنگرنی اور تیر انگنی کا من وعن بیان کیا اِس
عرصہ مین دیکھا کہ افواج کواکب منتشر ہو کر درۂ مغرب مین جا چھپے اور شہرۂ اجلاس سیاہ زرین کلاہ آفتاب عالمتاب تخت نیلگون سپہر پر
افشاے عالم ہوا یعنی وقت صبح کا ہوا اور حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین آکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا
سلطان والا توقیر امیر حمزہ کشور گیر اپنے دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے کل تاجدار پانچ سو چھپن سردار دست راستی اور دست چپ سب
اپنے اپنے دنگلون پر باقاعدہ مسترہ باادب متمکن ہوے اُسوقت صاحبقران دوران نے فرامرز بن قارن عدنی کو اپنے روبرو بلوا کر
فرمایا کہ اے فرامرز بن قارن عدنی اب تجھے لازم ہو کہ اس کفر و کذب کو ترک کر کے ملت دین اسلام قبول کر فرامرز نے جواب دیا کہ اے حمزہ
اگر کسی نے بمردانگی مجھے پکڑا ہوتا تو مین اپنے دل مین متنبہ اور معقول ہو کر جو تو کہتا وہ منظور کرتا تیرے عیارون نے چارون طرف سے بلوہ
اور رولا کر کے مجھے زیر سنگ رکھ لیا اور حالت غش مین مجھے پکڑ کر یہان لاے ہین اسیر تو یہ گفتگو مجھسے کرتا ہی یہان تو یہ بارگاہ سلیمانی مین
سلطان صاحبقران سے فرامرز بن قارن عدنی یہ باتین کر رہا تھا وہان جو زخمی ہو کر مارے جاتا نعماے سنگ دندان عیار کا
اور گرفتار ہو جانا نقابدار سیاہ پوش کا نقابدار کے سرداران لشکر نے سُنا تو باہم مشورہ کر کے ارشیون پریزاد وغیرہ قیدیون کو
زندانخانہ سے بُلوا کے رہائی دی اور بڑی دھوم دھام سے اُنکو خلعت پہنا کے کمال عظمت و حرمت و شوکت و شان انھین ہمراہ لیے سمت لشکر
فیروزی اثر بخدمت سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آئے اور نہایت عجز و انکسار سے ہاتھ اپنے اپنے باندھ کے مستدعی اور ملتجی ہوے کہ ان
سردارون کو لیجیے اور فرامرز بن قارن عدنی ہمارے مالک کو انکے بدلے مین ہمکو عنایت کیجیے امیر والا توقیر نے فرامرز بن قارن عدنی کو
انکے حوالے کر دیا جسوقت فرامرز بن قارن عدنی بارگاہ سلیمانی سے نکلکے اپنے لشکر مین آیا اُسوقت بدستور قدیم طبل جنگ اپنے لشکر مین
بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سُنکے سلطان باکرم نے فرمایا ادھر ہمارے بھی لشکر مین بحکم ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے اور
حسب الحکم امیر عالیمقام یہان لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا اور تمام شب تیاری جنگ مین گذری روز دوم صبح کو دونون لشکر
میدان جنگ مین آکر قائم ہوے اور بطور قدیم صف آرائیان ہوئین اور آراستگی میدان کی بخوبی ہو چکی اُسوقت فرامرز بن قارن عدنی
اپنے کرگدن کو رانون سے مسل کے ناف میدان مین آکے مبارز طلب ہوا امیر والا توقیر چاہتے تھے کہ اشقر دیوزاد کو جولان کر کے بادشاہ
لشکر اسلام سے اجازت میدان رزم کی لین ناگاہ دیکھا کہ سمت بیابان سے ایک تتق گرد کا اُٹھا شش ابر چیرہ و تار کے اور جسوقت وہ گرد
بیٹھی تو آگے آگے بائیس زنجیر فیل مست اُنپر علمدار بائیس علم زرنگار ہاتھون مین لیے پرچم کھولے ہوئے اور پھریرے اُنکے ہوا سے پھر پھراتے
اور تعاقب مین اُنکے بائیس سو سوار چہرم پوش سامان جنگی درست کیے بجاے خود پگڑیان سرون پر باندھے ہوے اُنکے پیچھے کچھ سانڈنی سوار
زرق برق وردیان پہنے سانڈنیان ہورنی بنی ہوئین چھم چھم کرتی ہوئی اُڑتی چلی آتی ہین بعد اُنکے خاصبرداران اور برچھی برداران
وغیرہ جلوس کا اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصا بردار مردے پوشاکین نفیس پہنے عصے سنہری روپہلی ہاتھون مین لیے نہیب دیتے اور اہتمام سواری کا
کرتے ہوئے دو دُھائی سو سقے آبپاشی پر جھکے ہوے روشن چوکی نواز آگے آگے شہنائون مین الف بھیرون بباس لیاکو پھونکتے ہوے غرض یہ کہ بعد
ان سب کے ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر پر ایک بادشاہ نہایت ذیجاہ صاحب حسن و جمال برس تیس اکتیس کا سن و سال تاج شاہی
بر سر و جامہ شاہنشاہی در بر اُسپر بیٹھا ہوا اور دست راست تخت کے ایک نقابدار سبز پوش بکمال شوکت و شان شمشیر زبان ہیرہ
بر دوش قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے شعر آثار شجاعت از جبینش + چون جوہر ذوالفقار پیدا + اپنے مرکب گلگون نژاد برق آہنگ کو
جولان کیے زیر سایۂ علم چلا آتا تھا اور پشت پر اُنکے بائیس ہزار سواران ہیچ روزگار و دلیران عرصۂ کارزار مسلح اور مکمل تخفہ تخفہ گھوڑے
رانون کے تلے دبائے ایک سمت میدان رزم کے آکر صف آرا ہوئے اور وہ نقابدار سبز پوش فرامرز بن قارن عدنی کو میدان
رزم مین دیکھکر بکمال غیظ اپنے مرکب کو گرم تاز کر کے بمقابلہ فرامرز نکلا اور ہمنگام ہوا تو دیکھا دس بارہ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا

پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار ادھر کھا کے عنقریب تھا کہ گردن کی پشت پر سے زمین پر گر پڑے مگر خوب سا آپ کو سنبھال کے پھر قائم
ہوا اور نیزہ سینہ بکینہ پر نقابدار سبزپوش کے مارا نقابدار سبزپوش نے اپنے نیزے کی سنان پر اُسے گانٹھا اور باہم نیزہ وری مین
مشغول ہوئے **اشعار**

بجنبش در آمد از افسان زمین | دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار | سنان چون زبان فتنے نیزہ مار | بمیدان کشیدہ سنان ہر زمین
چنان نیزہ بانیزہ آمیختند | سنان یک بدیگر در آویختند | کہ برہم نہ پیچید زان کو بہ مار
تہمتن را چنین کی بود کارزار

ساتوین طعن مین نقابدار سبزپوش نے نیزہ فرامرز بن قارن عدنی کا نیزہ پر کانٹھ کر مثل
تیر شہاب کے ہوائی کر دیا فرامرز نے جو دیکھا کہ اس سبزپوش نے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اپنے دونون ہاتھ قاش زین زرین پر
دے مارے اور پکارا کہ ای سبزپوش غضب کیا تونے نیزہ میرا تو نے نکال دیا مگر باش کہ گذارم ترا صحیح و سالم کہ زندہ از دست من ردی
یہ کہکے گرز اپنا پکڑ کے بزور و قوت تمام ایک ضرب اُسنے برسر نقابدار سبزپوش ماری نقابدار نے بجستی تمام گردہ سپر کو اپنے مُنھ پر
لا کے کہا کہ ای قادر ذوالجلال بپناہ تو میخواہم پناہ سپر ندارم اور اُس گرز کی ضرب کو اپنی سپر پر روکا تو باوصف اسکے کہ وہان کی زمین شق
ہو کر چارون پاؤن نقابدار کے گھوڑے کے تا بہ زانو زمین مین غرق ہو گئے تھے **شعر** صدا اے تراق و تراق و تراق ❊
زمیدان رسیدہ بہ نیلی رواق ❊ مگر دست حق پرست مین اُس اشجع روزگار نقابدار سبزپوش کے مطلق لغزش نہ معلوم
ہوتی تھی جسطرح سے سپر کو تھامے تھا اُسی صورت سے مثل ستون قائم رہا ہان بند نقاب کا جو ٹوٹ گیا تو وہ نقاب کھلکر چہرۂ زیبا سے
گر پڑی اور فرامرز بن قارن عدنی نے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مانند آفتاب تابان و مہر درخشان ابر نقاب مین سے طالع
ہو کر مجھ سیہ بخت تیرہ روزگار کو دنیا سے مٹا چکا یعنی چند ساعت مثل چراغ سحری میری زیست مستعار مین باقی ہین نہایت سراسیمہ و
مضطر ہو کر کہنے لگا کہ ای ظالم ظلم خدا پرست تونے زمزمہ جادو کے ساتھ کیا سلوک کیا جو غار معنبر کوہ کی عقاب مین پر سے تو یہان تک
زندہ و سالم پہونچا شاہزادۂ عالم نے جواب دیا کہ اُس قحبہ ملعونہ زمزمہ جادو کو مین نے جہنم واصل کیا اب تجھے بمقدمہ ترک کفر و
کافری اور شناخت پروردگار عالم مین کیا منظور ہے اور کیا تامل ہے فرامرز علیہ اللعن نے درجواب کوئی کلمۂ سخت کہا شاہزادہ والا شان
بدیع الزمان نے حالت غیظ مین اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر طنطنۂ اللہ واکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور مین خانۂ زین
گرگدن سے اُسکو اُٹھا کے سر سے بلند کیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر چارون شانہ چت مار کر اور پھر جھٹ پٹ اپنے مرکب سے کود کر
فرامرز کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکی ٹھُڈھی کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے سر اُسکا پکڑ کے پیچ دے کر سر اُسکا دھڑ پر سے
کھینچ لیا اور ایک طرف زمین پر پھینک دیا سلطان صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھ کر دوڑ پڑے
اور ایسے باتوقیر نے اپنے لخت جان و جگر شاہزادۂ نامور کو گلے سے لگا لیا اور بہ فرط محبت اور جوش خون پدری لپٹے ہوئے چھوڑتے نہ تھے
اور سرداران باوقار اور دلیران نامدار اور جان نثار مصافحہ اور معانقہ کرتے اکثر تصدق اور نثار ہو رہے تھے لشکر اسلام مین طبل شادمانی
اور نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ابھی میدان سے مراجعت نہین فرمائی ہے کہ سامنے سے ایک اور گرد نمایان ہوئی جسوقت دامن گرد
شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شاہزادۂ جلیل القدر والاتبار عمر و بن رستم چھوٹا بھائی شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا بعد مدت دراز اُس
گرد سے نمودار ہوا سلطان صاحبقران عمر و بن رستم کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور تمام سرداران لشکر اسلام عمر و بن رستم کی
آمد دیکھکر شاد اور خرم شکر خدا کر رہے تھے ادھر سنیے کہ جسوقت فرامرز بن قارن عدنی مارا گیا سب سردار اور افسر مع فوج و سپاہ
فرامرز بن قارن عدنی کے بخدمت سلطان والا قدر عالیمنزلت آکر حاضر ہوئے اور بہ طیب خاطر ہر ایک نے کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا
اور خورشید اور جمشید دو خجی کہ بخوف فرامرز بن قارن عدنی بظاہر اپنے دین کو مخفی کرتے تھے اور بیم جان سے اظہار بت پرستی کیے تھے
اُن دونون نے ملازمت سلطان صاحبقران والا مرتبت کی کرکے بتقریب دعوت اپنے شہر و شہر مین لاسکے اور بڑی دھوم سے مہمانداری
اور دعوت کی اُسوقت عین محفل عیش و نشاط مین امیر والا قدر نے جانب عمر و بن رستم مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم اتنی مدت تک کہان رہے

عمرو بن رستم نے عرض کی فدوی نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس تھا اور جو کچھ حال تھا وہ بیان کیا غرض تین شبانہ روز امیر حمزہ صاحبقران دوران بتقریب دعوت جمشید اور خورشید کے مکان مین رونق افزا رہے روز چہارم وہان سے رخصت ہو کے مع تمام اپنے سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہمارے یہان بھی جلسہ ہو سامان درست ہونے لگا نظم

اسی عرصہ مین وقت شام آیا
ہوا گرمی صحبت کا بہانہ
فروغ صبح نے انجام پایا
دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
کیا خورشید گردون نے کنارا
چراغون کا یہ جس جا شعلہ چمکا
عروس شب نے زلفون کو سنوارا
ہوا دیوار پر عالم شفق کا

تمام سرداران ذیوقار آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھا

ہوئی بے پردہ دخت رز صبو سے
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
سر تقوی خمار آلودہ ہو کر
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
ہوئی پردے سے باہر راز ہو کر
وہ موج بوئے گل ہر ہر کلائی
سر فتنہ بدست مہربانی
صدائے صور تھی گھنگرو کی جھنکار
جمایا راگ کا اُس ماہ نے ڈھنگ
جو ترک تمنا کی تمنا نہین رکھتے
تصویر ہین سینہ مین کلیجا نہین رکھتے
ہر دم ہمہ تن گرم رہ راہ طلب ہین
بتخانہ سہی پاس جو کعبہ نہین رکھتے
ہم طائر تصویر ہین کیا ذبح کریگا
کیا تم لب اعجاز مسیحا نہین رکھتے
وحشت مین وہی خاک نشینون کا ادب ہے
ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہین رکھتے
دے عمر دو روزہ مین خدا موت بھی اے خضر
کس کس کی ہم اس دل مین تمنا نہین رکھتے
جو ساتھ مین ہے بادہ کشی سے کرین توبہ

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا
لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
حدیث قلقل مینا سے لبریز
گرا ہر ثلاثی پا سے خم بر
نہ سنتا پند واعظ کوئی مدہوش
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
دکھاتی تھی ادائے خوش ادائی
کبھی کج انگلیون سے ماہ پارہ
ہوئے خوابیدہ گان خاک بیدار
لگا دل کی لگی ہر اک بجھانے
یہ حوصلہ ہم رکھتے ہین گویا نہین رکھتے
نفرت ہے دورنگی سے یہان تک کہ مری جان
آرام کبھی صورت دریا نہین رکھتے
مرتے ہین مگر ڈر ہے کسی کا ہمین ایسا
پر بھی صیاد کا کھٹکا نہین رکھتے
دریا کی طرح جوش مین آئے جدھر آئے
پامال سر جادۂ صحرا نہین رکھتے
سنتے ہین فغان چھیڑ کے مجکو صفت نے
یہ بھی کوئی جینا ہے کہ مرنا نہین رکھتے
ہم کشتۂ سیماب ہین کیا خاک جئینگے
تسلیم ہم اتنا ابھی تقوی نہین رکھتے

طرب نے حوصلہ دل کا نکالا
سبوئے ساغر نے نکہت جوش کی دی
ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہر اک تھا مثل پنبہ پنبہ در گوش
موافق ساز کے آواز ہو کر
وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
کبھی تو پھرتی تھی وہ حور ثانی
قیامت پر تھی سرگرم اشارہ
ابھی صورت دکھا کر ناچ کا رنگ
جو گائی یہ غزل اُس خوش ادا نے غزل
جو چاہو کرو ظلم کبھی اُف نہ کرینگے
ہم باغ مین اپنے گل رعنا نہین رکھتے
سجدے سے غرض ہے ہمین کیا قید مکان کی
جینے کی بھی اس دل مین تمنا نہین رکھتے
کہتے ہو جلادے کوئی بسمل کو ہمارے
دل مین کبھی بھرنے کا ارادہ نہین رکھتے
تصویر بنایا ہے ہوس ترک ہوس نے
خاموش بھی رہنا وہ گوارا نہین رکھتے
خنجر کی سنان کی خلش تیر نظر کی
اچھا ہے جو وہ اب دم عیسی نہین رکھتے

رات بھر خوب ناچ رنگ رہا ہر ایک شکل تصویر حیرت سے دنگ رہا ان سب کو مصروف عیش رکھا جاتا ہے

شمہ حال داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ملک کیوان جالندری کی لڑکی کے باغ مین پہونچنا اُسکا عاشق ہونا کیوان جالندری کا بمکر شاہزادہ کو گرفتار کرنا اور لقا کے پاس قید شاہزادہ کی بھیجنا قیطولات جد اور شاہزادہ سے تلوار چلنا

آخر کو پھر گرفتار ہونا اور چاہ ماران مین ڈلوا دینا قاسم کا پھر مدد سے ایک دیو کی کوئین سے نجات پانا مخمس

تھی پریشان جو انتظار سے آنکھ
نہین ملتی تھی ایک یار سے آنکھ
شکر ہی ہو گئی قرار سے آنکھ
لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

تو یہ کیا اور العفو کیسا
تا کجا جھانکنا ہمیشہ رہا
یہ نظر بازیان ہین سخت بلا
دید کا بھی ہی کیا برا لپکا
نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

بیکلی پڑتی ہی اک محبت سی
خود بخود چھا رہی ہی الفت سی
صاف ہی آئنے کی صورت سی
پھر وہ حیرت سی کچھ وہ حسرت سی
خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجیے
پھر تغافل نہ اسقدر کیجیے
کام جو کیجیے دیکھکر کیجیے
تو وہ ناوک نظر کیجیے
کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہی زود خشم و تیز مزاج
جسکے غصہ سے ہو جہان تاراج
نظر آتا نہین کچھ اسکا علاج
اسکو دیکھا ہی جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

چار آنسو بھی جب بہائے ہین
دل کے ٹکڑے مژہ پر آئے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین
اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ

نگہ یار ہی غضب قاتل
اس بلا سے نجات ہی مشکل
جسکو دیکھا وہ ہو گیا بسمل
کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بزم مین کوئی انجمن آرا
مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا
دو بدو یون ہی میکشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ ری نازکی دماغ
گل ہی گل سوجھتے ہین باغ ہی باغ
ہو گیا عیش جاودان سے فراغ
نشۂ تیرا اتر گیا ای داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

غزل

کوئی جانے تو کیا جانے وہ ملتا ہی ہزارون مین
یہ توبہ توڑ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین
ملیگا بعد میرے پھر نہ مجھسا قدردان اسکو
دل بیتاب بھی داخل ہوا ابلق سوارون مین
فرشتون سے سر روز جزا اک دوڑ ہونی ہی
بہارین ہمنے لوٹی ہین بہت اگلی بہارون مین
بڑین جو تیری گردن مین وہ ٹوٹین ہاتھ ای ظالم
مری آنکھون نے دیکھا ہی کسی کو سوگوارون مین
مرا ہی دل نہو مین ہی نہون ای مرگ مایوسی
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرارون مین
انھین لوگون کے آنے سے تو میخانہ کی عظمت ہی
کہان مینا بیون پر لوٹ ہی امیدوارون مین
وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت ناہد
شب فرقت یہ کیسی آگ روشن تھی ستارون مین

ستمگارون مین عیارون مین دلدارون مین یارون مین
کہان ہی دختِ رز ای محتسب ہم بادہ خوارون مین
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین
ہزار ارمانون مین دم میرا تو پیکانون مین دل میرا
لگا رکھا ہی ہمکو بھی کسی نے جان نثارون مین
دکھا دینگے صف محشر مین ہم کتنے نکلتے ہین
کہ بوے غیر آتی ہی مجھے پھولون کے ہارون مین
تغافل مانع دیدار ہوگا مین نہ مانونگا
خدا جانے یہ کس کا فاتحہ ہی آج یارون مین
خدا کے سامنے قسمین نہ کھانا دیکھنا ڈرنا
قدم تو شیخ کے تشریف لائے بادہ خوارون مین
وہ ہی افسردہ دل عالم بجا ہی یہ اگر کہیے
بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لانا انکو یارون مین
بٹھا رکھا کرے وہ داغ بیکس السطیح تنہا

کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین
ترے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین
ہوئے گرم عنان جب ہوش و صبر و تاب عقل و دین
یہ خوش ہی اپنے یارون مین وہ خوش ہین اپنے یارون مین
کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمین اب کیا ہنسائیگا
جو پوچھا اسنے کوئی ہی مجھسا امیدوارون مین
خوشی رگ عدو کی لاکھ غمسے ہو گئی بدتر
نظر تیری تڑپکر جا ملیگی بیقرارون مین
حقیقت برق کی کیا ہی مگر اسسے بھی ڈرتے ہین
ہمین تو آپ نے ٹھہرا دیا بے اعتبارون مین
تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
کہ مردے ہین زمین پر اور زندے ہین مزارون مین
مرا اختر جلایا ای فلک تجھپر گرے بجلی
کہ جسکی رات دن ہنس بولکر گذری ہو یارون مین

اور ہان شیرین گفتار نے یون تحریر کیا ہی کہ بعد جہنم داخل ہونے فرامرز کے سلطان صاحبقران سمت ملک عجم تشریف فرما ہوئے

پہلے دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ موصوف بارگاہ افراسیابی مین آرام فرما رہے تھے کہ ناگہان خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمشیر تاجدار دختر اکوان شاہ جالندہ سی
کہ جس سے سابق مین عقد شاہزادۂ نامدار کا ہوچکا تھا ملگجے کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہوئی ہین ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی ہین پھول سے
رخسار زرد ہوگئے ہین نرگسی آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین سنبل سی زلفین جو ہروقت آراستہ رہتی تھین پریشان ہو رہی ہین یہ صورت
ملکہ کی دیکھکر حیران ہوکر شاہزادۂ بلند اقبال نے پوچھا ای ملکہ یہ کیا حال ہی کسکا سوگ رکھا ہی کیا تمنے میرے مرنے کی خبر پائی ای قاسم تو ابھی
زندہ ہی پھر تمنے یہ شکل کیون بنائی ہی اسوقت بے اختیار ملکہ کی آنکھون سے اشک روان ہوئے گویا نرگس کے پھول پر سے شبنم ٹپک ٹپک کے
گلاب کے پھول جو اُنکے قریب تھے تر کرنے لگی بیت وہ طفل اشک آئے نکل ایک اسطرف ایک اُسطرف ✤ گر کر گئے دونون مچل یک اسطرف ایک اسطرف
جب شاہزادۂ ملک قاسم نے یہ حال دیکھا بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے ای ملکہ خدا کے واسطے کچھ جواب دو اب میرا دل بہت بیتاب
ہو رہا ہی مجھسے تمہارا حال زار نہین دیکھا جاتا ملکہ نے آنکھون مین اشک بھر کر اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر
کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ✤ رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی ✤ ای شاہزادۂ عالم جب سے آپ باغ سے
تشریف لیگئے ہین ہر دم آپ کی جدائی مین دل تڑپا کرتا تھا مین غمزدہ یہ کہکر دل کو سمجھا لیا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی بیت
جن دنون مین مرے ایام بھلے آئینگے ✤ بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے ✤ کہ یک بیک فلک کج رفتار نے یہ سامان کیا کہ
باپ میرا اس امر سے مطلع ہوا اور آکر مجھے قید کرلیا بس یہ حال سنکر شاہزادۂ ملک قاسم نے چاہا کہ ملکہ کو آغوش تمنا مین کھینچون کہ
شاہزادۂ ملک قاسم کی آنکھ کھل گئی اور صورت ملکہ کی آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگئی کچھ خواب کا خیال اور کچھ ملکہ کے چھوٹنے کا ملال
دل پر نہ سہہ سکا آخر بیتاب ہوکر رونے لگا اُسوقت سیارۂ رومی اور سمک یلطاقی اور تمام خدام یہ سب عرض کرتے تھے کہ مزاج مبارک کیسا ہی
اور نہ یہ عرض کرسکتے ہین کہ آپ خواب مین ڈر جائینگے اسلیے کہ آپ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین لیکن قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا بلکہ یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

اندنون جوش جنون ہی ترے دیوانے کو
بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو

لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو
آہ یہ کچھ تجھکو خبر عاشق بیدل کی نہین

ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم
آیا ہی پیک اجل اب اُسے لیجانے کو

یہ اشعار پڑھکر فرمایا کہ ای سمک یلطاقی آج سے ہماری صورت بھی نہ دیکھوگے شاید روز حشر کو ملاقات ہو لیکن خبردار میرا حال امیر
حمزۂ صاحبقران پر ظاہر نہ کرنا اور یہ بتلاؤ کہ رات کتنی ہی عرض کیا کہ شاید پہر بھر باقی ہی شاہزادۂ ملک قاسم نے آہ جگر سے کھینچی اور یہ غزل زبان پر لا غزل

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم غم دل کی کسی کو خبر ہی نہین
نہ تو آتی ہی نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہی کوئی کہ باتین کرون
کہان بخت جو جاؤن چمن کو ذرا نہین انکے نصیبون مین وان کی ہوا
مین جہان کے چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرح یہ یہان کی ہوا
ہوا لہو سے ہوس ترا حال زبون ہی عبث تجھے دعوی عشق جنون

مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا مرے حال پر اُسکی نظر ہی نہین
شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہین
جو اسیر قفس سے چھٹے بھی تو کیا اُنھین طاقت جنبش پر ہی نہین
جہان گل و سرو سہی تھے بسا وہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین
شب ہجر مین کیسا رویا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہین

غرض شاہزادۂ ملک قاسم نے وہ اتنی رات ترپ ترپ کر بسر کی صبح نمودار ہوئی یہ تضمین پڑھکر اُٹھ کھڑا ہوا تضمین

کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہی
تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ نالے ہی

کوئی تلاش معیشت مین جان کھپائے ہی
علی الصباح چو مردم بکار و بار روند

مین تجھسے یہ پوچھون ہون ای دل کدھر کو جاتا ہی
بلاکشان محبت بکوئے یار روند

یہ پڑھکر مرکب پر سوار ہوا ہر چند رفقائے باوفا نے روکا لیکن شاہزادۂ ملک قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا اور جواب بھی دیا تو یہ
کہ میرے ساتھ آنا اچھا نہین یہ کہکر گھوڑے کی باگ لی اور ایک سمت کو راہی ہوا دل مین کہتا تھا ای پروردگار عالم باغ مین اُس گل رعنا کو
جسکی آنکھ کے آگے نرگس ہمیشہ بیمار ہی اور جسکی زلف کے آگے سنبل کو پیچ و تاب ہی جسکی چال سے روش پامال ہی جسکی خندہ زنی کے آگے

گل دریدہ دہن ہیں جسکے قدموزون کا سرو سہی بھی اسیر ہے میں آزاد ہاؤن یہ سوچتا ہوا اور دل سے باتیں کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ دروازہ باغ کا نمودار ہوا لیکن دیکھا تو پھاٹک بھڑا ہوا ہے اور پردہ دروازے کا مثل گریبان پھٹا ہوا پڑا ہے اور عجب حسرت برستی ہے جسجگہ سے آواز سرد دمستانہ کی پیدا تھی وہان سے آواز جغد اور فاختہ آتی ہے شاہزادۂ ملک قاسم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر اندر باغ کے قدم رکھا ایک طائر دیوار باغ پر بادل محزون یہ شعر پڑھتا تھا شعر شبنم تجھے قسم چمن آرائے دہر کی + کیا سوچ کر تو حالت گلشن پہ آئی ہے + کبھی یہ کہتا تھا کہ اس دولتِ دنیا پر ناز نہ کرے اسلیئے کہ ہر بہار کے لیے ایک دن خزان ہے قطعہ چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا + ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا + خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین کھڑا تھا باغبان رورو یہان غنچہ یہان گل تھا + شاہزادۂ قاسم کا دل الٹ گیا اور ملکہ کی تصویر آنکھون مین پھر گئی اور یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

گل چمن مین ہر طرف تھا آشیانِ عندلیب
پھر بتا گل کا بتا اور دے نشانِ عندلیب
آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشانِ عندلیب
سنتے ہی صحنِ چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد
باغبان بے رحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا
ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوانِ عندلیب

شاہزادۂ ملک قاسم نے دیکھا تو نشان پا اُس معشوق کا معلوم ہوتا ہے یہ دیکھکر کف افسوس ملے اور یہ زبان پر لایا مخمس

نشان پا یہ کس بیباک کا ہے
تصدق جان ہے دل فدا ہے
بتا اٹکھیلیون کا دے رہا ہے
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

اور اُس مقام پر کہ ملکہ نے صندل کے چھاپے لگائے تھے اور منت شاہزادہ قاسم کے ملنے کی مانی تھی اُس نشان بہجر نگارین کو دیکھکر دل قاسم کا الٹا تھا کبھی کہتا تھا کہ ہیہات یہ ہاتھ جہان مین کب دیکھنا نصیب ہونگے اور یہ کہتا تھا شعر ہے کون یہان جو یار کی لادے خبر مجھے + ای سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے + اور کبھی باد دل پر درد یہ کہتا تھا بیت چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانانہ ہونگے + یہ نہ سمجھے تھے کہ تیرون کے نشانہ ہونگے + اور تیغ کھینچکر یہ شعر پڑھتا تھا شعر تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون بہا کر تے ہین بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین + دیکھا کہ یکایک ایک جوگن دروازۂ باغ سے نمودار ہوئی اور آواز دی کہ ای شخص کیا کرتا ہے قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوگن چلی آتی ہے دوڑ کر قاسم کے قدمون پر گر پڑی اور دست بستہ حال اسیری ملکہ کا بیان کیا کہ اُسکے باپ کو حال مسلمان ہونے کا معلوم ہو گیا اُس ظالم نے ملکہ کو اسیر کیا اور قفس مین بند کر کے طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا باغ کو تاراج اور پامال کیا لیکن بروقت چلنے کے ملکہ نے مجھسے کہا تھا کہ ای سہرہ ناز آتنا تو میرے اوپر احسان کرنا کہ شاید شاہزادۂ ملک قاسم اس باغ ویران کی طرف نکل آئے تو میرے حال سے مطلع کرنا کہ کیسے کیسے جبر میرے اوپر کیے کہ تو خدائے آسمانی اور نادیدہ کو بھول اور خداوند زمرد شاہ باختری کو خدا اپنا جان تو تیری جان بخشی کرتا ہون لیکن مین اپنے خدائے برحق کو نہ بھولی اور یہ کہتی رہی مصرعہ روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست + اور یہ کہا کہ اگر کبھی کسی صحبت جشن مین جانا اور کسی حسین سے جام بجام ہمکلام ہونا تو اس مست مئے محبت کو یاد کر لینا شعر خوشی سے رہیو مرے مہربان جہان رہیو + نہ ملیو ہمسے مگر دل سے شادمان رہیو + یہ سنکر شاہزادۂ ملک قاسم نے چاہا کہ مین اپنے تئین ہلاک کرون یہ دیکھکر اُس جوگن نے کہا کہ اس مرنے سے تو مرنا یہ بہتر ہے کہ اُسکے باپ سے لڑکر مر جائیے اور یا ملکہ کو رہا کیجیے شاہزادۂ ملک قاسم نے کہا کہ اُسکے باپ کو کیونکر پاؤن جوگن نے کہا کہ فی الحال نیچے اس درۂ کوہ کے بیس ہزار فوج سے شکار کو آیا ہے یہ سنکر شاہزادۂ ملک قاسم خوش ہو گیا اور تمام سلاح اور سنجوگ سے آراستہ اور پیراستہ ہوکر شبرنگ زہرہ جبین پر سوار ہوا اور پلارک افراسیابی کو پکڑ کر طرف لشکر کیوان جالندری کے روانہ ہوا وہان ملک کیوان جالندری مصروف شکار تھا اور آہوؤن کو صید کر کے کہتا تھا کہ خداوند زمرد شاہ باختری نے مجھسا بندہ جری اور بہادر اور زور آور نہین پیدا کیا اور سب رفقا اُس بے دین کے آپسمین کہتے تھے کہ آجکل یہ تکبر کے کلمے کہتا ہے اچھا نہین اور یہ شعر شیخ سعدی کا حسب حال اسکے ہے شعر تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + اور یہی چرچا ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور

دامن گرد شگافتہ ہوا آواز نعرے کی پیدا ہوئی۔ نعرہ شاہزادہ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری ✦ شہسوار لال پوشش خاوری ✦ منم ملک الموت جان کفاران و سر جدا کنندۂ نابکاران یہ کہکے تیغ پولادی افراسیابی کھینچکر لشکر ظالم

ز بیم زرہ خون چکان ہر کنار ✦ ز خود کردہ قطع نظر روزگار
کمانہا ز بس کشمکش در تعب ✦ خدنگ جگردار خندیدہ لب

ز خفتان بردہ تیغ ہلالی گرو ✦ ز رنگین کمانہا فلک نو بنو
پراگندہ شد اہل جمع عناد ✦ زرہ ہا چون خار و خس از تندباد

ملکزادہ شمشیر افراختہ ✦ بدنبال کین پروران تاختہ
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست ✦ بہ نخچیر کس مانع شیر نیست

ز فوج ستمگر برآمد خروش ✦ ز دل ماند با کینہ جویان نہ ہوش

ادھر کیوان افسران فوج کو للکار رہا ہے کہ ہان اے مردان راس شاہزادے کو جانے نہ دینا بغیر قتل کیے یا گرفتار کیے منہ نہ موڑنا مگر شہزادۂ ملک قاسم عالیشان کا یہ حال ہے کہ جسپر جھپٹکر تیغ پولاد کا فولاد کا ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اسی طرح سمت کیوان جالندری پہونچا کیوان نے تیغ مارا شاہزادہ اُسی صورت سے بیٹھا رہا جسوقت کہ تلوار کیوان جالندری کی سر اقدس پر ملک قاسم کے جھکی شاہزادۂ عالم نے بچپتی تمام داہنے ہاتھ سے اُسکے قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور ذرا جو فشار دیا تو تلوار اُس تیرہ روزگار کے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسی وقت شاہزادہ ملک قاسم نے بائین ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر مارا کہ وہ ملعون چاروں شانے چت زمین پر گرا اور شاہزادہ ملک قاسم جست کر کے اُسکے سینہ پر جا بیٹھا اور پوچھا کہ اے کیوان جالندری در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس علیہ اللعن والعذاب نے بخوف جان جواب دیا کہ اے بہادر مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا کیوان جالندری نے بکر کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا شاہزادہ والا تبار نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کے تلوار اُسکے حوالے کر دی اور وہ بدذات ابلیس صفات از راہ تیرہ دلی اور تاریک درونی بظاہر باتین لسانی اور چرب زبانی سے کر کے کہنے لگا کہ بعد مدت یہ غلام تیری ہدایت سے اُس چاہ کفر و ضلالت سے نکلکر بسر چشمۂ ہدایت پہونچا اب حضور کی کفش برداری اور فرمانبرداری مین سعادت دارین اور افتخار کونین اپنا سمجھکر تہیہ یہ رکھتا ہوں کہ لحظہ بھر آپ کی خدمت سے جدا نہوں یہ کہکے شاہزادۂ ملک قاسم کو اپنے باغ مین لیگیا اور اپنے تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو کہلا بھیجا کہ مین آج شاہزادے کی خدمت مین رہونگا خاصہ میرا یہین منگواؤ حسب الحکم اُس بدذات کے تمام جلوس سواری کا اور عملہ والے اور فوج و سپاہ دروازۂ باغ پر حاضر رہی کوئی پہر رات کے عمل مین دارو غۂ باورچیخانہ خاصہ لا کے کہاریوں کے دوش پر خوان کھانے کے اندرون باغ بھجوا دیے اُس ملعون نے اندرونی سب کھانا بارہ دری مین چنوا کے دیکھنے بھالنے مین تھوڑی سی بیہوشی کسی شے مین ملا دی اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو اور اپنی بیٹی کو پاس بٹھلا کے دھوکھا دے کر وہ کھانا بیہوشی آغشتہ کھلا دیا جبکہ شاہزادۂ خاور سیاہ اور ملکہ نے دو دو نوالے اُسمین سے کھائے تو بعد دم بھر کے ملکہ نے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ شہریار اسوقت میرے دماغ مین کچھ گردش معلوم ہوتی ہے اور مین گری پڑتی ہوں قاسم نے کہا تم سچ کہتی ہو میرا بھی اسوقت یہی حال ہے یہ کہکے جانب کیوان جالندری مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے ملک کیوان جالندری یہ کیسا کھانا تھا خدانخواستہ مجھے بیہوشی کے آثار معلوم ہوتے ہین کیوان جالندری نے ہنسکے جواب دیا کہ خداوند لقا سخت گیر نہین دیر گیر منتقم حقیقی ہے یہی شکل اُسکے قہر اور غضب کی ہے جو تو آپ بچشم دیکھ رہا ہے ملک قاسم نے جانا کہ اس نمک حرام نے بفریب کلمہ پڑھ کے مجھے کھانا بیہوشی کا کھلا دیا اور یہ سمجھکے فرمایا کہ بھلا او بدذات تو نے مجھسے دغا کی اور تیغ پکڑ کے چاہتا تھا کہ اُٹھے پاؤن مین لغزش اور دماغ مین شدت گردش کی ہوئی ایک چیخ مار کر گرا اور بیہوش ہو گیا اُدھر ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی اُس شیطان نے باطمینان تمام شاہزادۂ عالیمقام کو اپنی بیٹی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ خوب ساجکر باندھکر بٹھلا دیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے جاگ کر وہ شب کاٹی جبکہ وقت صبح کا ہوا تو اُسنے اپنے تمام ہمنشین اور مصاحبین کو اندر باغ کے بلا کر ساری نقل شاہزادہ خاور سیاہ اور اپنی بیٹی کی بیان کی اور بخوف و خطر اُسی وقت جلادوں کو طلب کر کے حکم دیا کہ ان ان دونوں کو میرے سامنے قتل کرو وزیر صاحب تدبیر نے عرض کی

ای شہریار میری راے ناقص مین تو اسکا قتل کرنا امیر حمزہ صاحبقران سے عداوت مول لینا ہی صلاح دولت نہین بمقتضاے
فراست تو یہ ہی کہ ملک قاسم کو سمت سبائل بخدمت خداوندلقا روانہ کر دیجیے وہ خداوند کل کا مالک ہی جو چاہیے اسکے حق مین کرے آپ
اُسکے مواخذے سے بری ہو جائینگے ملک کیوان جالندری نے مشورہ وزیر کا پسند کیا اور اُسی وقت مرجان فیلکش نامے ایک پہلوان کو
پچاس ہزار سوار سے حکم دیا کہ تو نبیرۂ حمزہ صاحبقران کو بخدمت خداوندلقا پہونچا آ حسب الحکم کیوان شاہزادۂ خاور سیاہ کو اُسی حالت
بیہوشی مین مطوق اور مسلسل کرکے ایک اعرابے پر بٹھلا دیا اور مرجان فیلکش مع پچاس ہزار سوار نیزہ دار گرد و پیش اعرابے کے
بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو سمت سبائل روانہ ہوا جب قریب دربند کرشعمت کے پہونچا
تو وہان کا جو حاکم کرشعمت کرگدن سوار نامے ایک پہلوان تھا اُسنے شاہزادۂ خاور سیاہ کو عجب طرح کا ایک مرد شیر صولت ابحد شان
و شوکت دیکھکر اعرابے پر سے اُتروا کے کھانا کھلوایا اور پھر بدستور اعرابے پر بٹھلا کے اور کچھ فوج اپنی بھی ہمراہ کرکے اُسی ہوشیاری
اور خبرداری سے دربند ہیکلیہ مین پہونچا دیا وہان اُس دربند کے جو حاکم ہومان سخت کمان اور کوہ درشت ہیکل اور لوح
درشت ہیکل یہ تینون بہادر تھے اُنھون نے بھی عظمت اور وجاہت شاہزادۂ عالم کی جو دیکھی تو بخوف قہر لقا اور تو کچھ حوصلہ نہ کر سکے فقط
قاسم کو کھانا کھلوا کے بدستور سوار کرا دیا اور دس بارہ ہزار سوار اپنے ملازمون کو ہمراہ کرکے تا دربند قران کوہ پہونچایا وہان
عنقاے شاہی چنگال جو حاکم تھا اُسنے بھی اسی طرح سے شاہزادۂ ملک قاسم کو جوان و دلاور سمجھکر شراب و طعام لا کے حاضر کیا
اور کھلا پلا کے باحتیاط تمام دربند فولادیہ مین بھجوا دیا اُس دربند کے حاکم جو نوح اور توح تھے علی ہذا القیاس اسی طور سے
اُنھون نے بھی دعوت شاہزادۂ والا مرتبت کی کرکے اپنی عملداری سے بکمال حفظ مراتب شاہزادۂ عالی مناقب کو لیجا کر دربند
طاؤسیہ مین داخل کیا وہان جو مالک دربند طاؤسیہ کا افلاق نامے ایک گبر بڑا ہی زبردست شہرۂ آفاق تھا اُس برگشتہ تقدیر نے
شاہزادۂ خاور سیاہ والا توقیر کو حقیر سمجھکر کہا کہ ای مرجان فیلکش اس ایک خدا پرست متنی ضعیف مقہور درگاہ خداوندلقا کے واسطے
ملک کیوان جالندری نے یہ فوج و سپاہ ہمراہ اور اسقدر اہتمام کرکے ناحق بھیجا ہی تو اسکو ایک طمانچہ مین پشت بزمین کرکے
مُشکین باندھ لینا اسکی اصل و حقیقت کیا ہی مرجان فیلکش نے کہا ای افلاق اسقدر لاف و گزاف نہ کر اس گفتگوے فضول
اور تقریر مجہول سے کیا حصول ہوگا یہ بات سنکے وہ بدذات اور زیادہ تر کچھ بیہودہ بکنے لگا مرجان فیلکش بحالت غیظ و طیش مین
قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے آکر کہا ای شہریار مین تجھے مرد دلاور اور بڑا بہادر جانتا ہون یہ تجھسے ہو سکتا ہی کہ جو مین تجکو اس
قید سے نجات دیدون تو تو افلاق زبان دراز خودستا کو بمردانگی زیر کر سکیگا اور پھر مردانہ وار صادق الاقرار اس شرط پر ہو کر کہ آپ کر اپنی
طوق و سلاسل مین مقید ہوکر بیٹھ رہیگا ملک قاسم نے کہا مجھے قبول ہی مرجان فیلکش نے چاہا کہ آہنگرون کو طلب کرکے قید کو کٹوا دے
قاسم نے یہ کہکر کہ آہنگرون کی کچھ احتیاج نہین جلنطنۂ اللہ واکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتکڑیان پانون کی بیڑیان کرکے خاروار تو
مثل تار عنکبوت توڑ ڈالے اور مثل شیر تشنہ و گرسنہ جست کرکے بمقابلۂ افلاق پہونچا اور بطرفۃ العین ایک طمانچہ مین اُس لعین کو زیر
کرکے باندھکر ڈال دیا اور پھر اعرابے پاس آکے اپنے تمام اسباب قید جسم پر آراستہ کرکے بیٹھ رہا اور مرجان فیلکش یہ حرکت اور
وضعداری شاہزادۂ قاسم کی دیکھکر بہزار دل و جان ثنا خوان اور ممنون و مشکور قاسم کا تھا مگر بحال مجبوری اُسی طرح سے اعرابے پر
بٹھلا کے آگے روانہ ہوا اور ایک عرضداشت بمضمون سابق لکھکر ابتدا آنے خاور سیاہ کی دربند جالندریہ مین اور تا حال گرفتاری
بفریب اور اپنے ہمراہ روانہ کرنے کا اور اثناے راہ مین جو کچھ کیفیت دربندون مین گذری تھی سب قلمبند کرکے بخدمت یاقوت شاہ
روانہ کی اور جسوقت کہ وہ عرضداشت مرجان کی یاقوت شاہ کے پاس پہونچی اور اُسنے پڑھی تو خواجہ گلنار الدین ملک
بختیارک نے تعریف اور توصیف شجاعت و قوت اور جوانمردی کی شاہزادۂ قاسم کی بہت سی کرکے مشورہ دیا کہ ای جبریل درگاہ لقا
ایسے شخص کا اب زندہ رکھنا کسی طرح مناسب نہین بہتر یہی ہی کہ جسوقت قید قاسم کی سبائل مین پہونچے اُسی روز حکم جلادون کو

دیجیے اور اُسے قتل کیجیے گنجاب اور قہرمان عجمی نے بھی کہا کہ واقعی یہ قاسم آفت روزگار بلاے بیدرمان ہی اسکا تو لحظہ بھر جینا
قیامت ہی یہ کہکے یاقوت شاہ مع گنجاب اور قہرمان عجم بالاے قیطول گیا جسوقت کہ یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم
مارا ایک آواز پیدا ہوئی ای بندگان قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی تیرا بندہ جبریل قدرت یاقوت شاہ حاضر ہی
لقا نے کہا ای جبریل درگاہ آ بارے یاقوت شاہ اور گنجاب اور قہرمان عجم قیطول پر روبرو لقا کے گئے اور سجدے کرکے بیٹھے
لقا نے پوچھا چہ تقدیر کنم یاقوت شاہ نے کہا یا خداوند قاسم پوتا حمزہ کا اس صورت سے دربند جالندریہ مین پہونچا اور ملک کیوان
جالندریہ نے اُسکو بقید شدید اعرابے پر سوار کرکے ہمراہ مرجان فیلکش اور پچاس ہزار سوار کے تیرے پاس بھیجا ہی اب جیسا حکم قضا و قدر
اُسکے واسطے صادر ہو گنجاب اور قہرمان عجم نے کہا یا خداوند یہ پوتا حمزہ کا ملک قاسم بڑا ہی زبردست اور سرکش ہی اسکا قتل
واجب ہی ملک بختیارک بھی یہی مشورہ دے چکے ہین لقا نے کہا میری مشیت مین بھی قتل نبیرہ حمزہ ہی کہ دو کہ اُسے زیر قیطول لاکر قتل کریں
گھراے اختر شناس جو وزیر اعظم لقا کا تھا اُسنے دست ادب باندھکر عرض کی یا خداوند بارگاہ حمزہ مین پانچسو چھپن گرو اور گردنکش
تابعدار ہین ایک قاسم کے مارے جانے سے کچھ وہان کمی نہ ہو جائیگی میری راے ناقص مین تو یہ ہی کہ اُسے بلا کے بالطاف خداوندی دلالت کیجیے
کیا عجب کہ پرستش خداے آسمان کی چھوڑ کر خداوند کو سجدہ کرے لقا نے قہرمان اژدر گیر سے اشارہ کیا کہ اچھا تو جا کے منع کر کہ ابھی
اُس خدا پرست کو قتل نہ کریں زندہ میرے سامنے لائیں کہ مین اُسے سمجھا کے راہ راست پر لاؤن اور بپاس خاطر اُسکے گناہ حمزہ بھی بخشدون
غرض جبکہ قہرمان اژدرگیر جا چکا تب پھر لقا نے حکم دیا کہ ہان جتنے میرے بندگان خاص قیطول مین بیٹھے ہین وہ بھی سب جاکے قاسم کا
استقبال کریں اور اثناے راہ مین طائفہ ارباب نشاط کے ہمراہ اُسکے اعرابے کے لطف رقص و سرود کا اُسے دکھلاتے یہان تک لائین اور
ہر روز ہر مقام پر ایک سردار پہلوان میرا بندہ ملک قاسم کی بڑی دھوم سے دعوت اور مہمانداری کرے چنانچہ حسب الحکم لقاے مشرک خدا کے
سب سردار اور پہلوان بارگاہ نشین لقا واسطے استقبال کے چلے اور اُسی صورت سے ہر مقام پر شاہزادہ عالیمقام کی دعوت اور مہمانداری
کرکے ہمراہ اعرابے کے جلسہ گانے بجانے کا دکھلاتے لانے کے ارادے پر جبکہ وہان پہونچے دیکھا بموجب مشورہ ملک بختیارک شوم کافر
بیدین بجگہ یاقوت شاہ ملک قاسم کو جلادون نے اعرابے پر سے اُتار کے زیر تیغ بٹھلایا ہی اور خط کو ٹلہ کا گردن پر کھینچکر تیغہ کھینچے ایک
جلاد کھڑا ہی اور چار طرف بلواے خاص و عام اور اژدحام تماشائیون کا اسقدر ہی کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہی اور راستہ نکلنے کا
نہین ملتا لوگ بغلون مین گھسے رانون مین سر ڈالے کاندھون پر سر رکھے درختون پر ٹیلون پر ٹیکرون پر چڑھے تماشا دیکھنے کو کھڑے ہین
ان لوگون نے دور ہی سے باواز بلند جلاد سے ابلاغ حکم لقاے مشرک خدا کا کرکے کہا کہ خبردار او جلاد تیغ خود را نگاہدار اور قریب پہونچکر
شاہزادہ خاور سیاہ کو وہان سے اُٹھا لیا ملک بختیارک ملعون نے پوچھا کہ صاحبو یہ صلاح و مشورہ خداوند کو کسنے دیا کہ قاسم کو قتل
نہ کریں لوگون نے کہا کہ گھراے اختر شناس وزیر اعظم نے خداوند کو سمجھا کے اسے قتل ہونے سے بچا لیا ہی اور بعد اسکے ہم سب کو یہ حکم
ہوا کہ اس تکلف سے ملک قاسم کو قیطول پر لیجائین اور بحضور خداوند پہونچائین بختیارک نے خوب قہقہہ مار کے کہا کہ نوشیروان
ملک عادل کسریٰ کی بارگاہ مین تو مرد معاون خدا پرستون کا خواجہ بزرجمہر تھا اور گنجاب کے دربار مین کفیل ان لوگون کا علقمہ اضطرلابی
رہا یہان قیطول خداوندی بحضور خداوند لقا یہ گھراے اختر شناس دلسوز اس فرقے کا معلوم ہوتا ہی عجب طرح کے یہ خدا پرست
اقبال کے زبردست ہین کہ تین جا پر اس قوم کو ایسے ہی تین دوستدار بہم پہونچ گئے ہین خیر کچھ نہین اب کوئی مار سکتا ہی بہتر ہی لیجائیے ناچ رنگ
دکھلائیے دعوتین مہمانداریان کیجیے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی القصہ شاہزادہ خاور سیاہ کو بطور سابق بڑے اعزاز و تکریم سے جلسہ
رقص و سرود دکھلاتے دعوتین کھلاتے شہر سبائل مین لائے قاسم نے دیکھا کہ شہر سبائل چونسٹھ فرسنگ کا شہر ہی خلقت کا انبوہ مکان
شہر گرداگرد چاندنی چوک آباد و بازار جوہری بازار سلاح بازار چینی بازار خاص بازار صرافہ بزازہ سب دیکھتا ہوا دکانین مالامال دکاندار
مرفہ حال ہر کوچہ و بازار زر ریز سر زمین وہان کی حسن خیز تمام چوک مین آئینہ بندی اور ہر ایک دکان مین رنگا میزی کی ہوئی لکھا

کرورہا تماشائی مجمع وضیع و شریف ادنی اعلی بقدر حیثیت اپنے پوشاکین لباس بہت پر تکلف پہنے چار طرف مجمع کثیر و انبوہ غفیر نظر آتا ہی مختصر یہ کہ دروازۂ بہشت پر پہونچے اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو اندرون بہشت لیگئے اور وہان کی فضا حورون کے چہرۂ زیبا اور جمال رعنا اور سیکڑون قصر یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور گوہر شب چراغ دکھلاتے پھرتے تھے شاہزادۂ عالم تین روز گلگشت گلستان ارم اور سیر باغ بہشت کرکے متحیر اور ششدر ہو کر اپنے جی مین کہتا تھا کہ معاذ اللہ یہ کیا اُس خالق اکبر خداے عزوجل کی قدرت کا تماشا مین دیکھ رہا ہون اِس مشرک خدا لقا نے کیا کیا کارخانے کفر و کافری کے بنائے ہین روز چہارم چاہ ماران اور جتنے خانہاے عذاب دوزخ لقاے مشرک خدا نے تیار کیے تھے وہ سب دکھلا کے فردوس بازار مین لائے اور حوض کوثر چشمۂ سلسبیل و پل صراط کی سیر کراتے دروازۂ چمن بر زر قیطول خداوندی پہونچے وہان ہر چند کافرون نے ترغیب کرکے کہا کہ یہ مقام سجدہ کرنے کا ہی مگر قاسم نے سجدہ نہ کیا ناچار ہو کر کفار ساتون قیطولون کی سیر کراتے ہوئے کہ احوال ہر ایک قیطول بر وقت ایلچی گری خسرو بلاد ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان کے بیان کیا جائیگا شاہزادۂ خاور سیاہ کو پہونچا کے پیچھے حجاب قدرت لقا کے ٹھہرے وہان چند نوجوان خوبرو نہایت حسین باعز و تمکین عجیب و غریب وضعین بنائے بصورت فرشتون کے اور ناظر اور منظور اور مفتون پری چہرہ اور دستار محمود وغیرہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے صاحب حسن و جمال پری تمثال گبرو دیگر و چھوکرے لباس فاخرہ پہنے دریاے جواہر مین غوطہ مارے کھڑے تھے اُنھون نے برابر حجاب قدرت کے عرض کی کہ قاسم نبیرۂ حمزۂ نادیدہ خداے آسمان کا پرستار حاضر ہی لقا نے اندر سے پوچھا اِس بندے نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی نہین لقا نے ایک ساعت تامل کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا وہ استدعا اور تمنا میرے جلوۂ قدرت کے دیکھنے کی رکھتا ہی اچھا کیا قباحت ہی حجاب قدرت کو اُٹھا دو جسوقت شاہزادۂ والا مرتبت کی نگاہ اُس خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا کی صورت زشت و روے پلشت پر جا پڑی تو دیکھا کہ ایک گبر پر غرور نہایت طویل القامت پچپن گز کا قد اکیس گز کی داڑھی کا پولا سر مانند ایک گنبد کے جسم پہاڑ معلوم ہوتا ہی یاقوت شاہ وغیرہ جتنے گبر اور کفار وہان سامنے تھے سبھون نے سجدہ کیا مگر قاسم نے یہ کہا کہ استغفار توبہ ہی اُس خالق جزو و کل خداے عزوجل کو سجدہ کرتا ہون جسنے کہ مجھے پیدا کیا ہی اور تجھ بز لعین سے کیا کہون کہ تو نے دعوی باطل کرکے ایک عالم کو گمراہ کر دیا ہی ملک قاسم کا یہ کلام سنکے لقا نے بکمال غیظ و غضب حکم دیا کہ ہان اِس بندۂ گستاخ کو مارو اور سزاے معقول دو تا کہ پھر ایسی گفتگوے پوچ گستاخانہ اور بیباکانہ بحضور خداوند نہ کرے ابھی کوئی کافر کچھ جرأت نہین کرسکا تھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر تمام قید اپنے جسم سے توڑ کر پھینک دی اور ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھینکر اُسے جہنم واصل کیا اور پھر اُن کفار پر مثل شیر ژیان حملہ آور ہوتا تھا دو دو چار چار کفار تہ تیغ بیدریغ کرکے خاک و خون مین لٹا دیتا تھا چار طرف کفار بھاگ کھڑے ہوئے قاسم نے دوڑ کر ایک ضرب تیغ بر زمرد شاہ لگائی لقا نے گھبرا کے اپنا سر جو ہٹا لیا تو تاج لقا کا کٹکے زمین پر گرا اور قدرے زخم شانہ پر اُس ملعون کے لگا تھا کہ لقا سراسیمہ ہو کر تخت سے گر پڑا اور بھاگا کفار نے چار طرف سے ہجوم کرکے لقا کو تو بچا لیا اور ملک قاسم کو محاصرہ کرکے سر بکف آمادۂ رزم تھے اتفاقاً ایک مقام پر سر کسی مقتول جہنمی کافر کا پڑا تھا ملک قاسم کا پانون جو اُسپر پڑا اور پھسلا تو قاسم بیساختہ زمین پر گرا جتنے کفار تھے سبکے سب قاسم پر گر پڑے اور لپٹکر پکڑ لیا لقا نے حکم دیا کہ اِس گستاخ بندۂ عاصی کو لیجا کے چاہِ ماران مین ڈالدو حسب الحکم اُس بیحیا لقاے مشرک خدا کے کافرون نے بجبر و قہر بڑی سعی و جہد سے ملک قاسم کو لیجا کے چاہِ ماران مین ڈالدیا چار طرف سے کفار نے غل کیا اور عجب طرح کا ہول تھا ہر ایک گبر کہتا تھا کہ خداوند لقا کے قہر و غضب سے بندے کو لازم ہی ہر وقت خائف و ترسان رہے اِس خداپرست سے خداوند کے سامنے عرض معروض کرتے بن نہ پڑی بیباکانہ اور بے ادبانہ اسنے گفتگوے سخت اور خلاف رتبۂ خداوندی کی کہ اِس عذاب مین مبتلا ہو کر مارا گیا اور اب حال خاور سیاہ با اقبال کا سنیے کہ جب قاسم نصف چاہ تک پہونچا تو اسنے دیکھا کہ اُس کنوئین مین سے بڑے بڑے اژدہون نے اپنے کفچے کھول کھول کر زبانین نکالین اور اچھل اچھلکر جستین کر کرکے چاہتے تھے کہ کھا جائین

مگر جسے جناب احدیت کہ وہ محیط اور قادر مطلق ملک حیات و ممات کا ہی بچائے اُسے ملک الموت سے بھی کچھ گزند نہین پہونچ سکتا ہزار حیلہ
اور کرور وسیلہ سے وہ بچا لیتا ہی یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا اور ملک قاسم کو پکڑ کے مثل برق چاہِ ماران سے نکال لایا اور
ایک باغ مین کہ رشک وہ گلزار فردوس وارم تھا جا کر زمین پر چھوڑ دیا شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ ایک دیو مجھے اُس کنوئین سے
نکالکر یہان لایا ہی اور میرے سامنے کھڑا ہی ملک قاسم نے پوچھا کہ اے دیو تو کہان سے اسوقت آکر میرا شریک حال ہوا اُسنے کہا
کہ میرا نام مارعال دیو ہی نمکخوار اور فرمانبردار شہنشاہ پردۂ قاف کی بیٹی ملکہ قریشیہ سلطان کا ہون اور حسب الحکم ملکہ عالم سے کچھ
عرضداشت ملکہ کی بخدمت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران لیے جاتا تھا یہان اس کنوئین پر مجمع اور دھوم آدمیون کی
دیکھکر مین نے جو تجھے اس کنوئین مین گراتے دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ کون شخص ہی جسے ان لوگون نے بجبر و قہر کنوئین مین ڈالدیا
لاؤ ذرا اس شخص کو مین کنوئین سے نکالکر دریافت کرون کہ یہ کیا ماجرا تھا قاسم نے کہا مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ
صاحبقران کا پوتا وہ جو تو نے سنا ہو ملک قاسم ہون اور ملکہ آسمان پری میری دادی اور ملکہ قریشیہ سلطان میری پھوپھی ہین
لقا سے اور مجھسے کچھ بشدومد دین مباحثہ ہو گیا اسپر بلو جب اُسکے حکم کے ہزارون کافرون نے مجھے چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑ لیا
اور اس چاہِ ماران مین ڈالا تھا جناب احدیت نے مجھے اس صورت سے وہان پہونچا دیا اور تو مجھے نکال لایا دیو نے کہا کہ تو تو میرا
مرشدزادہ ہی اب جو تو فرمائے تو مین جاکے لقائے مشرک خدا کو اُسی کنوئین مین ڈالدون یا ایک نوالہ کرکے کھالون قاسم نے کہا خبردار
ایسی حرکت نہ کرنا بس تو اپنے جس کام کو جاتا تھا جا خدائے بزرگ ہست دیو تو ناچار ہو کر چلا گیا شاہزادہ خاور سیاہ سجدۂ شکر جناب
باری حافظ حقیقی کا بجا لا کے جانب گلگشت باغ مخاطب ہوا تو اُسنے دیکھا روشون پر پچی کاری کی ہوئی داغ بیل بنا ہوا اطراف اور
جوانب مین گرھل اور مہندی کی ٹٹیان کھڑی ہوئین سرو و شمشاد مانند عروس و داماد ہر مقام پر ایستادہ تھے متبسم پھول کھل کھلکے
ہنس رہے ہین غرض تعریف باغ طول تا چند مختصر یہ کہ شاہزادہ خاور سیاہ سیر کرتا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک مرد پیر نمایان ہوا
ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ یہ باغ کسکا ہی اُسنے کہا چکیدۂ قدرت نور خالص خداوند لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز کا یہ باغ ہی اور یہ کہکے
قاسم سے مصر اور مجوز اس امر کا ہوا کہ صاحبزادے میرے مکان پر تشریف لے چلیے اور جو وہان نان جوین حاضر ہی اُسے نوش فرمایے
بعد اُسکے بخوبی اور دلجمعی سے سیر کیجیے غرض یہ کہکے قاسم کو اُسی باغ مین ایک مکان اُسکا تھا وہان لیگیا اور بڑے تکلف سے طعام
اور شراب لاکر شاہزادہ خاور سیاہ کا مُنھ ہاتھ دھلوایا کھانا کھلوایا شراب پلوائی اور نہایت خاطرداری کر رہا تھا حسب اتفاق
اُسوقت کہین ملکہ گیتی افروز اپنی بارہ دری سے اُٹھکر گلگشت باغ کو نکلی اور گرد و پیش ملکہ کے ہزار بارہ سو پری طلعتین حور شمائل مہ جبینین
اور خواصین جوڑے دھوم دھامی پہنے تمام باغ مین مثل آمد بہار دھوم مین مچاتی قہقہے پیچھے کرتی ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھین اشعار

کوئی شاخ میوے کی دیتی ہلا
چھڑی زرد نسرین کی کوئی بنائے
لگی بھرنے کوئی دوشالے مین پھول
بناتی تھی گجرا کوئی گلعذار
کوئی حوض پر بیٹھی لٹکا کے پانون
کوئی اینڈتی تھی پھدڑی زیر تاک
دوپٹے کی گاتی کوئی باندھکر

کوئی کھیلتی گل سے مثل صبا
گلون سے کوئی گود بھرنے لگی
پرونے لگی کوئی بالے مین پھول
چنبیلی کی چُن چُنکے کلیان کوئی
کسی کو خوش آئی تھی کیلون کی چھانون
کوئی باغ مین ہر طرف کو پھری
بڑی پھرتی تھی جست ادھر اور ادھر

کوئی پھول انگیا مین رکھکر دکھائے
کوئی پھول کانون مین دھرنے لگی
کوئی گوندھنے بیٹھی نرگس کا ہار
بنانے لگی اپنی چمپا کلی
لگی جھاڑنے کوئی دامن کی خاک
کوئی اپنے دامن مین اُلجھی گری
ناگاہ ایک لونڈی ملکہ کی سیر کرتی ہوئی جہان

شاہزادہ خاور سیاہ بیٹھا تھا وہان جانکلی اور حسن و شباب شاہزادہ عالمتاب کا دیکھکر کچھ حیرت زدہ سی عالم محویت مین
لحظہ بھر تو کھڑی رہی بعد اُسکے قریب ملکہ کے آکر حال شاہزادہ باقبال کا بیان کیا اور کہنے لگی کہ قربان جاؤن یہ شخص کوئی نور کی

فرشتہ خداداد ہیجدہ ہزار ملک باختر کا ہی نہین معلوم کوئی پریزاد ہی کچھ مین اُسکے حُسن وجمال کا حال عرض نہین کرسکتی قطعہ

ہی جوٹھ کہ تھا حسن کا بانی یوسف | رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
شاید کہ نہوگا اِسکی ثانی یوسف | یہ کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وہ ین تھا

ملکہ گیتی افروز نے جس روز سے کہ چاہِ ماران مین گرادینا شاہزادہ خاورسیاہ کا سنا تھا ازبسکہ اُسکو ایک صدمہ جانکاہ ہر وقت وہر ساعت رہتا تھا اور جانتی تھی کہ مین کسی صورت سے اِس کوہ غم والم کے بارسے جانبر نہونگی تو جسوقت اُس خواص کی زبانی یہ حال سنا عجب طرح کا خلجان اور سو سو طرح کے خیالات اور توہمات دل مین اور ہزار ہزار طرح کی اُلجھنین جی کو پیدا ہوئین گھبراکر وہین سے پھری اور ہزار امید وبیم مع چند خواصون اور اپنی محرم رازون کے اُس لونڈی کو ساتھ لیے خرامان خرامان قریب اُس پیرمرد کے مکان کے پہونچی اور بنگاہ اولین اپنے محبوب مرغوب ومونس و شبہائے تنہائی موجب صبر وشکیبائی دوست دلخواہ شاہزادہ خاورسیاہ کو پہچانکر حالت محویت مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

کہان گل کہان مرتبہ خار کا | کہان مین کہان سامنا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی امید | کہ دیکھون اِن آنکھون سے یہ روز عید

یکایک ملک قاسم کی جو آنکھ بیساختہ اُسطرف جا پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین غارتگر دل و دین برس بارہ ایک کا سن وسال سراپا حسن وجمال شوخ وشنگ بھبوکا رنگ بھولا بھولا مکھڑا لنبے لنبے بال جٹی بھوین ہرن کی سی انکھڑیان اور ستوان ناک پتلے پتلے ہونٹھ غنچہ دہن صراحی دار گردن نظم

بناگوش سے صبح محشر خجل
ترقی مین جوش بہارِ چمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
زبس آئینہ سان ہی تن مین صفا
درخشندہ ناف اُس تن پاک کی
وہ رانین ہنائین تھین سانچے مین ڈھال

سیہ خال اُسمین سویدائے دل
بر و دوش گلدستہ انجمن
کرین جسکو سجدے صنوبر پرست
یہ سینہ پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
مگر ناف تھی پردۂ خاک کی
پھسل جائے جسپر نگاہِ خیال

زبان منھ مین آگاہ اسرار غیب
وہ غبغب ہر اک موج آبِ زلال
سمن سینہ و نازک اندام نرم
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھینی سی بائی
پسینے کے قطرون مین بوئے گلاب
وجود کمر کی لطافت گواہ
نہو ساق کیون روکش شمع طور

دہن غنچہ نور بیشک و ریب
دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال
عیان شرم مین شوخی شوخی مین شرم
کہین دیکھکر جسکو اہلِ نگاہ
صفائے شکم سے خجل ماہتاب
نہان جسم کسے مثل تارِ نگاہ
کہ تھی پشت یا اُسکی رخسار حور

وصف سراپا اُس حور لقا کا مین بیان نہین کرسکتا سبب یہ کہ جن آنکھون کو خالق کون ومکان نے بصارت دی اُن کمبختون کی زبان نہین پھر وہی مثل ہی مثل کہ گونگے کا سپنا ہوا سمجھ سمجھ پچھتائے + اور جس زبان کو یارائے بیان ہی حیف صد حیف کہ صانع ازل اور مصور قدرت نے اُسے بینائی نہین عطا کی پھر بقول شخصیکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ لہذا بجز اسکے شعر کوہ پر موسی نے جسکا نام رکھا برق طور + ایک چنگاری تھی اُسکے آتش رخسار کی + بیان سراپا مین عاجز اور قاصر ہوکر خلاصہ مطلب کو گذارش کرتا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم نے حسن خداداد عالم فریب ملکہ کا دیکھکر ایک تیر عشق کا جگر پر کھایا اور بے اختیار ہوکر یہ مخمس زبان پر لایا مخمس

تو شمع طور یا رشک ید بیضا است این | یا چراغ جلوہ بخش محفل دنیا است این
حیرتے دارم بصناعی کہ آراست این | عارض است این یا قمر یا لالہ حمرا است این
یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا است این

ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ایک مدت سے مین مشتاق تیرے جلوۂ دیدار کی تھی مگر وہ جو کہتے ہین کل امر مرہون باوقاتہا سب باتون کا ایک وقت مقرر ہی میرے طالع نے یاوری کی شعر ہمارے اوج سعادت بدام ما افتاد + اگر ترا گذرے بر مقام ما افتاد + ورنہ تو کہان اور مین کہان اور یہ کہکے شاہزادہ خاورسیاہ کو اپنے ہمراہ لیے اُسی اپنی بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئی اور شاہزادہ قاسم کو برابر اپنے مسند پر زانو بزانو بٹھاکے ساری نقل پھتر گرد مرد کی ملک بربر مین جانے اور پانچسو پچیس سرداران بارگاہ سلیمانی کی تصویر کھینچکر لانے اور اپنی وابستگی دل کا حال ملک قاسم با اقبال کی تصویر پر اور اُس صدمہ درد جانکاہ فراق اور اشتیاق مین اپنی حالت دن بدن تباہ کرنا اور بپاس رسوائی اور مطعونی خلائق ضبط آہ وفغان کرکے رہنا اور مضمون اس بیت کے بیت

عشق وہ کیجیے جسکو کوئی پہچان نہ جائے ﴿ جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے ﴿ ہر وقت اور ہر ساعت جی ہی جی میں
گھٹ گھٹکر مثل شمع زندگانی کرنا اور اکثر اوقات حالت بیتابی میں یہ رباعی زبان پر لانا رباعی غم گشت مرا دغمگسار آگہ نیست

دل خون شد و دلدار زکار آگہ نیست ﴿ این باکہ توان گفت کہ عمرم بگذشت ﴿ دخواب روی یار و دیار آگہ نیست

اور کبھی بمضمون اس شعر کے شعر ﴿ زغم کسیے ہلاکم کہ زمن خبر ندارد ﴿ عجب از محبت من کہ در واثر ندارد

چپکے چپکے منھہ ڈھانپ کر رونے اور اپنے دن بسر کرنے کا حال مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے ملکہ کو
گلے سے لگا لیا اور بجواب اسکے یہ شعر پڑھا اے ملکہ شعر چاہت کو میری آپ نہ دم دیکے پوچھیے ﴿ اپنے ہی جی سے آپ قسم لیکے پوچھیے ﴿
اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو اے ملکہ بخدائے لم یزل و لایزال کہ ہمکو بھی اسی طرح سے تم اپنا شیفتۂ الفت و محبت جانو مگر ایک بات ہم تمسے کہتے ہین
اگر تم بگوش ہوش سنو اور اسکو قبول کرو تو البتہ ہمارے تمہارے ایک صورت موافقت کی ہی کہ موجب ہماری خوشنودی اور باعث
تمہاری بہبودی دنیا و عقبی کا ہی ملکہ نے یہ شعر پڑھکے شعر گر کہے تو رات دن کو تو کہون میں رات ہی ﴿ کفر اسمین کچھ نہین یہ دل ملے کی بات ہی
پوچھنا پھر کیا بات ہی مجھے معلوم ہو تو مین اقرار کرون شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ تمہارا باپ
لقائے مشرک خدا ہی گمراہ کنندۂ عالم ایک گبر غیور جھوٹا دعوی خدائی کا کرتا ہی اُسکو خدا کہنا کلمۂ کفر اور اُسے سجدہ کرنا مین کافری ہی لازم ہی
کہ اُسپر لعن کرکے کفر و کافری کو ترک کرو اور کلمۂ شہادت پڑھکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو خدائے عز و جل خالق جز و کل لاشبہ و لاشریک ہی
سجدہ اُسکو کرنا واجب ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ کلام زبان معجز بیان سے شاہزادۂ عالیمقام کی سنا تو فی الفور زنگ کفر آئینۂ ضمیر انور سے
اُسکے دفع ہو گیا اور تجلی نور اسلام کی نمایان ہوئی اور بیساختہ کہنے لگی کہ اے شہریار یہ تونے مجھے راہ راست کی ہدایت کی ہی لاشک و
لاریب مین بھی ہمیشہ سے اپنے دل مین پہرون سوچتی تھی اور میرے جی کو رات دن یہی اُلجھن رہتی تھی کہ بابا جان تو کھانا کھاتے ہین
اور پانی پیتے ہین حاجت بول و براز کی ہوتی ہی جورو بیٹا سب عزیز و اقربا اُنکے موجود ہین بیمار بھی پڑتے ہین علاج معالجہ بھی ہوتا ہی
پھر یہ خدا کیسے ہین لیکن کوئی رہنما اجتک مجھے نہین ملا اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جو میرے دل کی تسلی کر دیتا عاجز و مجبور تھی اسی
راہ پر چلی جاتی تھی اب جو تونے مجھے تلقین کیا اور تیری خوشنودی خاطر اسمین ہی تو اسمین میری عقبی و دنیا دونون بنتے ہین
مجھے تو دعوی محبت یہ ہی کہ اگر تو کہے تو مین تجھے سجدہ کرون ملک قاسم نے کہا معاذ اللہ توبہ استغفار مین ایک بندۂ عاصی ہون
ایسا کلمہ مت زبان پر نہ لاؤ ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ پھر وہ کلمہ ارشاد کرو تا مین اُسے پڑھکر افتخار دارین اور سعادت کونین حاصل کرون
شاہزادہ خاور سیاہ نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا ملکہ مع اپنی تمام ہمجولیون جلیسون اور محرم رازون و مسازون و خواصون و کماریون کے
بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گئی اور جشن عیش و نشاط مین شاہزادہ ملک قاسم کے ہمدوش اور ہم آغوش ایک مسند پر بیٹھی
شراب خواری مین مصروف ہوئی دوسرے روز ملک قاسم کو بیٹھے بیٹھے ایک مرتبہ یاد ستائیس شبخون مارنے کی اور معرکہ جنگ و جدال کا
شاہزادۂ بدیع الزمان با اقبال کے جو خیال مین آگیا تو اپنے جی مین یہ تجویز کرکے کہ کشتی گیر نے ملک سنجان مین ملکہ گوہر ملک کے
واسطے لشکر گنجاب پر شبخون مارے اور کیسی کیسی معرکہ آرائی کرکے اپنی نمود اور ناموری کرلی اب مجھے بھی لازم ہی کہ کسی صورت سے
زیر قیطول لشکر لقا پر شبخون مارکے تمام ملک سبائل مین تلاطم ڈالدون اور لکھوکھا کفار کو جہنم واصل کردون تا کہ میری بھی دھوم
اقالیم مین پڑجائے اور شہرہ میری شجاعت اور شمشیر زنی کا تا سمع اقدس سلطان امیر حمزہ صاحبقران اسقدر پہونچے کہ اُس
کشتی گیر کی نمود و تمکنت کا کوئی پھر نام نہ لے بس یہ سوچ کے ملکہ گیتی افروز سے کہنے لگا کہ اے ملکہ ایک عرض میری تمسے در پیش ہی
اگر تمسے ہو سکے تو فہو المراد ملکہ نے کہا بیت گر جان بخواہی جان دہم دیگر چہ میخواہی بگو ﴿ سر را بباید بنہم دیگر چہ میخواہی بگو ﴿
قاسم نے کہا کہ جسوقت مجھے بموجب حکم لقا کے ہزارہا کفار نابکار نے چارسو سے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا تھا تو میری پوشاک اور
تمام سلاح تمہارے باپ کے قبضۂ اختیار مین جا پڑے اگر وہ ہتھیار میرے کسی تدبیر سے تم لا سکو تو کیا خوب ہو ملکہ گیتی افروز نے

عرض کیا کہ جہانتک ہوسکیگا مین سعی اور جہد کرکے منگا دیتی ہون یہ کہکے اُسی وقت ملکہ اپنی مان کے پاس گئی اور یہ کہنے لگی کہ وہ جو نادیدہ
خدا کا پرستار ہوتا امیر حمزۂ صاحبقران کا بموجب حکم بابا جان کے چاہِ ماران مین گرادیا گیا تھا اُسکی پوشاک اور ہتھیار سب باباجان کے
پاس ہین اگر امان جان تم وہ مجھے منگادو تو مین اپنے ایک سردار جان نثار کو عطا کردون ملکہ کی مان نے وہ پوشاک اور تیغہ دودم
افراسیابی وغیرہ سلاح ملک قاسم کے ایک نواب ناظر کو اپنے بھیجکر لقا سے منگا بھیجے اور اپنی بیٹی ملکہ گیتی افروز سے یہ کہا
کہ واری یہ سلاح و پوشاک کیا چیز ہی قربان گئی میری جان اگر تو جان مانگے تو مین بجبر صدقہ کرنے کو حاضر ہون وہ سب ملکہ کو
حوالے کیے اور ملکہ نے لاکے خوشی خوشی شاہزادۂ خاور سیاہ کے سامنے رکھدیے ملک قاسم نے وہ سب پوشاک و ہتھیار لیکر
کہا اے ملکہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے اور مجھسے عہد طفولیت سے ہمچشمی کا دعوی ہی اُسنے کنجاب پرستا پر شبخون مارکر اپنا شہرہ
ہفت اقلیم مین ڈالا ہی مین بھی چاہتا ہون کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرح سے تیرے باپ کے لشکر پر زیر قیطول جاکے شبخون
مارون اور تمام سبائل مین تلاطم ڈالدون ملکہ نے کہا ہی ہی اے شہریار یہ تو نے کیا فرمایا کنجاب یہان سے ایک نسبت [illegible]
رتبہ نہ رکھتا تھا بابا جان کے زیر قیطول خداوندی چونسٹھ لاکھ سوار اور پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہی ہوش گنجیا [illegible] اکثر سردار
اور پہلوانان قدرت سنتریان بارگاہ حق کی پہرے پر متعین ہین خاور سیاہ نے کہا باشد ای ناکہ خدا نے ما بزرگ ہست ملکہ گیتی افروز
بیتاب ہوکر لپٹ گئی اور رو رو کے ممانعت کرکے کہتی تھی کہ اے شہریار یہ کیا خیال فاسد آپ کے دل مین آگیا ہی واسطے اپنے دین و
ایمان کے ایسی حرکت نہ کرنا آپ یکہ و تنہا بجان واحد نہ کوئی آپ کا کفیل اور نہ مددگار اور نہ کوئی یار نہ غمخوار بس اکیلے آپ کیا
کرسکینگے بقول سعدی مورچگان را چو بود اتفاق * پیل دمان را بدرانند پوست * ملک قاسم نے کہا کہ اے ملکہ اس مقدمہ مین
سدراہ نہو اور منع نہ کرو نظر بہ کرم کریم کارساز کرو دیکھو کہ جبتک [illegible] سلطان امیر حمزۂ صاحبقران داخل سبائل ہون [illegible]
اور ستانہ وہ کارنمایان بیان کرونگا کہ میرا افسانہ کارنامہ دنیا مین تا روز جزا یادگار رہے اور ذکر جرات و مروت اور [illegible] واقعہ
میری سنکے شجاعان روے زمین اپنے اپنے کان پکڑین اور رستم یلان سیستان گور مین تھرا اٹھین ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی
قسم اب تم زیادہ اصرار نہ کرو اور ایک گھوڑا نہایت تیز گام اور چالاک اپنے باپ کے خاصون مین سے انتخاب کرکے منگا دو
ملکہ نے عاجز اور مجبور ہوکر ایک مرکب برق آہنگ باد رفتار اصطبل خاصہ سرکار سے طلب کرکے بصد ہزار عجز وانکسار کہا کہ اے شہریار
مین نے تو کنیزانہ تعمیل آپ کے حکم کی کی اور خوشنودی خاطر اقدس کردی گھوڑا حاضر ہی مگر عند اللہ جو کام کرنا مآل کار اُسکا سمجھ لینا
بابا جان دعوی خدائی کا کرتے ہین او وزیر قیطول لکھو کھا اگر غیور بڑے بڑے زبردست اور طاقتدار سرہنگ ہر وقت چوکی پہرے پر
ہوشیار خبردار رہتے ہین میرا راج سہاگ قائم رکھنا اپنے میرے بدخواہون کا روز بد نہ دکھانا اور اگر یون ہی منظور ہو تو بیت
گر زیست سے تو مجھکو خفا پر خفا نہو * سرتن سے میرے کرتو جدا پر جدا نہو * مین کسی صورت سے متحمل اس صدمۂ عظیم کی نہو سکونگی
اپنی جان کھو دونگی میرا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لینا یہ کہکر قاسم سے لپٹ گئی اور ہاتھ قاسم کا نہین چھوڑتی تھی اُسوقت شاہزادۂ
خاور سیاہ ملکہ کو بہت سا پیار کرکے سمجھا بجھا کے بجبر و قہر رخصت ہوا اور آدھی رات کے عمل مین اُس مرکب پر سوار ہوکے بیرون باغ
نکلا ملکہ گیتی افروز کی جو کسی صورت سے تسکین دلی اور اطمینان خاطر نہوا تو نہایت سراسیمہ و بیتاب ہوکر مہرووند عیار کو بُلاکے شاہزادۂ
والا مناقب کے ساتھ کردیا اور بتاکید تمام یہ کہدیا کہ بھائی کہین کسی حال مین تو شاہزادۂ خاور سیاہ کے قریب سے جدا نہونا اور مہرووند
عیار کو ملک قاسم ہمراہ لیے جانب قیطول روانہ ہوا اور تل توامان پر چڑھکر دیکھا کہ ساٹھ فرسنگ کا یہ شہر سبائل ہی اور چونسٹھ
لاکھ سوار پیادے کی چھاؤنی زیر قیطول لقا پڑی ہی ہزار ہا خیمے ڈیرے بیچو بیچ اسباب راؤٹیان قلندریان بارگیان [illegible] استادہ ہین
بڑے بڑے سرکش او زور آور لقا پرست نر مرد بڑے ہین بیٹھے بیٹھے سوئے ہین سیکڑون خیمے ڈیرون مین ناچ ہو رہا ہزارون کفار
کسبیون رنڈیون کو بغل مین لیے سوگئے ہین کہین سو دو سو گبر غیور بادۂ نخوت سے مخمور اپنا اپنا اکھاڑا جدا جدا جمائے [illegible]

ڈنڈ مگدر لیزم کی کثرت کر رہے ہین سو پچاس کوئی بیٹھا ہلا رہا ہی کوئی بیٹھا باہم بانک کی کثرت کر رہا ہی کہین دو ایک بلم کی کثرت کر رہے ہین کوئی بانا ہلا رہا ہی کوئی تیر و کمان ہاتھ مین تو دہ خاکی پر تیر لگا رہا ہی کوئی سر میدان اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا رہا ہی کوئی برچھا ہلا رہا ہی سو پچاس کہین بیٹھے ہوئے کوئی مثنوی یا کوئی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین قہقہے چہچہے اڑ رہے ہین کسی جا پر ایک بڑا فربہ جسم گبر باریش سفید لنگی ریشمی باندھے برہنہ سر ایک صندل کی چوکی پر بیٹھا طنبورا ہاتھ مین لیے آگے کوئی کتاب صفات لقا مشرک خدا کی رکھے بڑی خوش آوازی نغمہ سازی سے اُس کتاب کا مضمون ہر ایک گبر کو سمجھا سمجھا کے بیان کرتا ہی اور گرد و پیش اُسکے ہزارہا کفار کا ہجوم اور دھوم ہی گلہاے خوشبودار نئے نئے رنگ کے اور ہار پھول کے دونے ٹوکریان مٹھائی کی روپیہ اشرفیان چھلے انگوٹھیان لوگ لا لا کے اُسکی چوکی کے برابر بطریق نذر کے رکھتے جاتے ہین شاہزادہ عالم یہ غفلت لشکر کفار کی دیکھکر اُس تل سے نیچے اُترا اور ناف لشکر مین قائم ہو کر نعرہ اللہ و اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے ملک قاسم شاہ خاور سپاہ نے تیغ برابر تیرہ باہ اشعار

ز آب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	ز تن شاخ گاو زمین برکنم

باواز بلند کہا ای لشکر کافران عیار و نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقہ وساطت و سپاہ ستان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش خاوری نبیرہ شاہزادہ والا تبار کا مثل تیر فرقہ کفار کے کلیجون کے پار نکل گیا اور شبخون آنا قاسم کا سنکے لشکر کفار مین ایک عجب طرح کا تلاطم پڑ گیا تھا کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش و حواس باقی نہ تھا جو جس حال مین بیٹھا تھا لیتا لیتا جانے نہ دیتا کہتا دوڑتا اور کچھ اپنے بیگانے کی تمیز کسی کو نہ تھی جو سامنے جھکے آگیا اُسے وہ فوج غنیم کا سمجھکر قتل کرنے پر مستعد ہوا آپسمین لپٹ پڑے اور غٹ پٹ ہو کر آمادہ رزم و پیکار ہوئے چار طرف تلوارین چمک رہی تھین تیرون کی بوچھار ہو رہی تھی لاش پر لاش اور مردے پر مردا دھیر پہ دھیر پڑ پڑ کر گرتے جاتے تھے دجلے خون کے کوسون تک نظر آتے تھے ملک قاسم نے یہ رنگ ڈھنگ اور کیفیت جنگ کفار باہم دیکھکر اپنے مرکب گرم تازہ کیا اور ایک سمت شمشیر زنی اور کفار کشی کرتا چلا اثناے راہ مین چار گبر فرقہ کفار کے جو پہلوان زبردست مشہور و معروف تھے دو چار ہوئے شاہزادہ عالم نے ہر ایک کو بضرب تیغ برق دم واصل جہنم کرکے عنان اسپ تیز گام کو جانب باغ منعطف کیا اور بطرفۃ العین صاف اُس ہنگامہ گیر و دار سے نکلکے داخل باغ ہوا ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ہمدوش اور ہم آغوش ہو کر دو چار پیالے شراب کے پیے اور باطمینان تمام پلنگ پر جاکے آرام کیا یہان زیر قیطول دو پہر رات کامل معرکہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ بخوبی روز روشن ہو گیا تب دیکھا کہ بھائی نے بھائی کو اور باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اور آشناؤن نے آشناؤن کو مار کر گرا دیا ہی اب جو ایک نے دوسرے کو دیکھا کہ مجھے قتل کرنے کو تلوار مارا چاہتا ہی ہان ہان کرکے کہا کہ واہ واہ بھائی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایسے بدحواس ہو گئے کہ مجھی کو تلوار تم مار چکے تھے غرض جہان جو تھا وہین اُسنے ہاتھ اپنا روک لیا چار طرف ہزارہا لاشین مہجان لقا پرستون کی خاک و خون مین پڑی ہوئین ہزارون زخمی ڈولیون پر چارپائیون پر اپنے اپنے گھرون کو جاتے تھے ہزارون مثل مرغ بسمل درد زخمہاے کاری سے تڑپتے اور خاک و خون مین لوٹتے پھرتے تھے سیکڑون سسکتے دم توڑتے تھے قصہ مختصر یہ اخبار و قائع کار و بروے لقاے مشرک خدا کے گذرا کہ رات کو ملک قاسم نبیرہ حمزہ نے لشکر خداوند پر زیر قیطول آکر شبخون مارا کہ قریب تیس چالیس ہزار جوانان اشجع روزگار و دلیران نامدار بندے خداوند کے مارے گئے بختیارک نے کہا یہ خدا پرست بھی کیا صاحب اقبال ہین جنکی آمد کی ابتدا سے یہ دھوم دھام تھی بلاشک و لاریب کوئی اولاد حمزہ سے اس ملک مین آکے وارد ہوا ہی لقا سنکے خاموش ہو رہا مگر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کا نہایت حالت غضب مین قیطول سے نیچے اُترا اور اُسنے مہتر گردمرد کو طلب کرکے بتاکید تمام حکم دیا کہ ای گردمرد جلد اس حال کو تحقیق کر کہ یہ کون شخص ہی کہان سے آیا اور کسقدر فوج و سپاہ اسکے ہمراہ ہی اور کہان اور کس مقام پر آکے اُترا ہی جسنے یہ شبخون لشکر خداوند پر مارا حسب الحکم یاقوت شاہ

گردمرد مع ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیاران چوکیدار دربی سراغ رسانی تمام شہر کے گلی کوچہ مین پھرتا تھا اور بیس بیس تیس تیس کوس تک عیار ہم
بیرون شہر سبا ئل مین پھر آئے کہین کچھ پتا و نشان لشکر کے اُترنے کا نہ ملا انتہا یہ کہ سُم مرکب تک کہین نظر نہ آیا بعد دو دن کے پھر شاہزادہ
خاور سپاہ بطریق روزانہ ولین مسلح اور مکمل ہو کر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور بوقت نصف شب اپنے مرکب پر سوار ہو کر
تل توامان پر گیا اور تمام لشکر کو بغور دیکھ کر وہان سے نیچے اُترا اور طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ اے لشکر کفار بھیجا اور اے افواج
نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقہ وساطت و شہامت صاحب عزم و مبارز رزم
شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریزی خاوری بس پھر تو یہ حال تھا کہ اول شبخون کی جنگ و جدال مین جو ہزار ہا
لقا پرست بدخصال مارے گئے تھے تو سب کفار سراسیمہ و بدحواس ہو رہے تھے گھبرا گھبرا کر اپنے اپنے خیمون ڈیرون سے جو نکلے تو تیرگی
شب مین پھر کچھ تمیز اپنے بیگانے کی کسی کو نہ رہی اُسی طرح جنوبی شمالیون کو اور مغربی مشرقیون کو فوج و سپاہ شاہزادہ
خاور سپاہ کی سمجھکر باہم رزم و جنگ کرنے لگے ناگاہ مہتر گردم نے ایک مقام پر شاہزادہ قاسم کو بغور دیکھا پہچانا اور نہایت متحیر
اور پریشان ہو کر پوچھنے لگا کہ اے قاسم تو اُس چاہ ماران مین سے کیونکر جانبر ہوا اور کسطرح سے نکلکر یہان پہونچا شاہزادہ خاور سپاہ نے
اُسے جواب دیا کہ او عیار دیکھا تو نے قدرت پروردگار عالم کو اتنا کہکر چاہتا تھا کہ نکلکر ایک سمت کو چلے کہ ناگاہ سامنے سے سہراب
اژدر گیر قریب شاہزادہ خاور سپاہ کے آکے پکارا کہ باش اے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران تجھے مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے زندہ
و سالم بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ نامدار کیا ملک قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک طمانچہ کا ہاتھ مثل طمانچہ
قضا کے اُسکو مارا کہ ایک شانہ اور آدھا کلہ اُس ملعون کا جُدا ہو گیا اور سہراب اژدر گیر علیہ اللعن والعذاب قاش زین سے تڑپکر
زمین پر گرا اور دو چار مرتبہ پھڑک کر واصل جہنم ہوا شاہزادہ خاور سپاہ بصد فروجاہ بخوبی تمام اُس لشکر کفر و ضلالت سے صاف
نکلا اور باغ مین آکے اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور پوشاک اور سلاح جسم سے اُتار کے ہاتھ مُنہ دھویا اور پوشاک تبدیل کر کے
ملکہ گیتی افروز کے ساتھ مصروف عیش و نشاط ہوا اور زیر قبطول دو پہر رات پچھلی جو باقی تھی تا صبح لشکر کفار مین باہم قتل عام رہا
اور تمام فوج و سپاہ مین ایک شور یوم المحشر بپا تھا جبکہ وہ تیرگی شب کی رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے اور پہچاننے لگے
ہان ہان کہکے فوج کفار نے شمشیر زنی اور گرز افگنی سے ہاتھ کھینچا اور ہر ایک کہتا تھا کہ یارو آج تو ہمنے بھی گھس گھس کر تلوارین
ماری ہین کہ خدا پرستون کے دانت کھٹے کر دیے دل ہی اُنکا مزا اُٹھاتا ہو گا لیکن یہ نہین معلوم کہ لشکر قاسم کا صبح ہوتے مثل
کافور کسطرف غائب ہو جاتا ہے دوسرا بولا کہ وہ غائب ہو جاتا تو درکنار اسقدر تو ہمنے شمشیر زنی کی اور سیکڑون کو قتل کیا مگر ایک لاش
کسی زخمی کی یا مردے کسی خدا پرست کے نظر نہین آتے یہ کیا ماجرا ہے دو چار گبر ناہنجار کہتے تھے کہ صاحبو یہ خدا پرست بڑے
ہوشیار اور عقلمند ہین اپنے ہمراہ کے مجروحون اور مضروبون کے لاشے اُسی وقت گھوڑے پر رکھکے لیجاتے ہین جب جا ہو تب تم
امتحان کر لو کہ تمام میدان رزم مین لکھوکھا زخمی اور لاشے مردون کے پڑے ہونگے اور تم تلاش کر کے ایک لاش بھی کسی مسلمان
قاسم کے ہمراہ والون کی کہین نہ پاؤ گے غرض یہان تو یہ گفتگو تھی کہ یہ واقعہ سنکر یاقوت شاہ لاشہ سہراب اژدر گیر کا اپنے
ہمراہ لیے لقائے مشرک خدا کے پاس گیا اور تمام معرکۂ شبخون بیان کیا لقا اپنے جی مین نہایت متحیر اور ششدر تھا کہ چاہ ماران سے
قاسم کیونکر نکلا اور یکہ و تنہا کسطرح سے لکھوکھا سوار اور دلیران عرصۂ کارزار مین آکر شبخون مارتا ہے اور صاف نکلجاتا ہے اور کچھ
کہین سے فوج اُسنے بہم پہونچائی ہے تو وہ فوج صبح ہوتے ہوتے کہان بھاگ کر چھپ رہتی ہے اُسکی فوج کا نہ کوئی مارا جاتا ہے
نہ کوئی زخمی ہاتھ آتا ہے نہ کسی کی لاش کہین پڑی نظر آتی ہے آخر جبکہ لقا مسخرے کے ذہن مین کوئی بات نہ آئی تب کہنے لگا اے
بندگان قدرت میرے راز سربستہ قدرت مین کسے مداخلت ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مین نے عالم نشہ مین یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے
عرض کیا کہ شبخون مارنے کی تقدیر کی تھی لقا نے کہا کہ ہان مین نے یہی تقدیر کی تھی میرے بندے سغر در بہت ہو گئے تھے یہ کیکر جانب

یاقوت شاہ مخاطب ہوا اور حکم دیا کہ ہر چند اپنی تقدیرات کارزار مین خود خوب جانتا ہون بشر کو کیا معلوم ہوگا لیکن ای جبرئیل تو مہتر گردمرد کو چشم نمائی قرار واقعی کرکے تاکید کر کہ اُس بندہ مغضوب کو جو کہ مرتکب اِس افعال زشت شبخون مارنے کا ہوتا ہی دریافت کرکے عرض کرے تا موافق اُسکے تقدیر تجویز ہو حسب الحکم القاے مشرک خداکے یاقوت شاہ نے مہتر گردمرد کو بُلا کے بہت سے کلمات سخت و درشت کہے اور حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے جلد اسکو عرض کر کہ وہ کون ایسا زبردست پیدا ہوا ہی جو لشکر خداوندی زیر قیطول خداوندی شبخون مارتا ہی اور ہزارہا بندگان خداوند کو قتل کرکے آپ صاف زندہ و سالم بچکر نکلجاتا ہی مہتر گردمرد عجب طرح کی تشویش مین مبتلا بجز عجز و انکسار کے کچھ جواب بولیگا اور بہر صورت معترف اپنے قصور اور خطاے فاش کا ہوکر بہت خوب بہت خوب کہکر بہ تلاش شاہزادہ خاور چلا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیار اپنے ساتھ لیے محلہ محلہ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ ہزارون کٹنیان جالی کُرتی والیان مُتی پھُلیل والیان وغیرہ کو معین کیا تھا چوکیدارون کو خوب سے کوڑے مار مار کر بڑی تقید سے کہا جہان کوئی شخص نووارد کسی کے مکان مین اترا ہوا یا کہین کہین نظر آئے جھٹ پٹ اُسے گرفتار کرا دو بعد تحقیقات اگر اُسکے ذمے شبخون مارنا پایۂ ثبوت نہ پہونچیگا تو وہ اِس مواخذہ سے بری ہوکر چھوٹ جائیگا ہر ایک کاروانسرا مین بھٹیارون اور بھٹیاریون پر بڑا جبر اور تشدد کیا کہ خبردار زنہار بے اطلاع چبوترہ کوتوالی کے کسی مسافر کو اُترنے نہ دینا پچاس پچاس کوس تک بیرون شہر سپائکل سانڈنی سوار اور عیارون کو بھیجدیا کہ جہان کہین کسی گانون گرانون قصبے پوروے دیہات مین یا کسی صحرا مین یا لب دریا کوئی شخص فوج و سپاہ ہمراہ لیے پڑا ہو یا جہان کہین دو چار ہزار سوار اور ہزار دو ہزار پیادے غیر کف نظر آئین جلد اُنکی اطلاع کرو کہ یہان سے فوج سرکاری بطور دوڑ کے جائے اور اُنکو گرفتار کرلاے بعد ازان جتنے دروازے شہر سپائکل کی آمد و رفت کے تھے اُن سب پر پچاس پچاس ہزار سوار اور دو سو افسرون کو متعین و معمور کرکے بقید بلیغ حکم دیا کہ پہر رات تک دروازے سب کے کھلے رہین بعد اسکے پھاٹک بند ہوجائے اور آدھی رات تک سب کو پہچان لو کہ بندگان خداوند اِسی شہر کے رہنے والے ہین اُنکی آمد و رفت دروازے کی کھڑکیون کی راہ سے جاری رہے بعد نصف شب کے کھڑکیون مین بھی آہنی قفل ڈالدو اور کسی کو آنے جانے نہ دو القصہ اِسطرح سے انتظام تمام شہر کا کرکے اور ہر طرف لوگون کو بھیجکر گردمرد آپ بھی مستعد اور آمادہ سراغ رسانی خاص شبخون تھا اب اِسکو تو رہنے دیجیے اول حال شاہزادہ خاور سپاہ بااقبال کا سنیے کہ ملک قاسم پھر ایک دن کا وقفہ دے کر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور نصف شب کے عمل مین پھر وند عیار کو ہمراہ لیے مرکب پر سوار ہوکر زیر قیطول پہونچا اور بدستور قدیم طنطنۂ اللّٰہ و اکبر جگر سے کھینچکر آمادہ کفار کشی ہوا اور پھر اُسی طرف سے بلواے عام تمام فوج کفار کا بر سر شاہزادہ عالیمقام ہوگیا اور چار طرف سے یہی شور و غل تھا کہ یارو بڑی خبرداری اور ہوشیاری سے رہنا فوج غنیم کو کسی طرف سے جانے نہ دینا دیر نہ کرو مار لو مار لو مگر عالم بدحواسی اور ظلمت شب مین کسی کو خاک نہ سوجھتا تھا اور اُس ہلڑ مین مطلق کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا پھر باہم لپٹ لپٹ کر اور گھس گھسکر شمشیر زنی کرنے لگے شاہزادہ خاور سپاہ کفار کشی کرتا بجستی تمام ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامنے سے ایک پہلوان تنومند گھوڑے پر سوار بہمن خون آشام نام گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتا ہوا کہ او قاسم میرے ہاتھ سے کہان جائیگا آیا اور لپک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادہ نے اُسکا وار خالی دے کر ایک ہی ضرب مین اُسکو واصل جہنم کیا الاجنیال اِس مآل اندیشی کے کہ لکھو کھا کفار کا بلوہ تا زیر دیوار باغ ہی ملک قاسم جانب باغ ملکہ گیتی افروز مخاطب نہوا عنان اشہب تیز گام صحرا کی طرف منعطف کرکے روانہ ہوا اور جب وقت صبح کا ہوا تو ایک میدان مین دور سے دیکھا کہ مجمع کثیر و انبوہ عفیر لوگون کا اور چار طرف شور و غل ہی شاہزادہ ملک قاسم نے قریب جاکے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہی اُسنے شاہزادہ عالم کو سر سے پانون تک دریاے خون مین غوطہ زن اور تمام پوشاک خون آلودہ دیکھکر زرہ اے جوشن پوش اپنے سردار سے کہا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ سے ادراک حال کیا کہ ای بہادر تو کون ہی اور یہ کیا معرکہ تجھے درپیش ہوا قاسم نے جواب دیا کہ سوداگر بچہ ہون اِسقدر گنج وافر بسباط جمعیت مین موجود رکھتا تھا کہ شاید صراف بھی

ترخیرۂ سیارگان اپنے پاس نہ رکھتا ہوا اپنے ملک سے بحیلۂ تجارت اِسطرف کو آتا تھا اثناے راہ مین ایک غول قطاع الطریق بقون کا ملا
اُنھون نے نقد وجنس جو کچھ میرے ہمراہ تھا سب لوٹ لیا اور میرے ملازمین اور خدام کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہو کر گر پڑے کچھ بھاگ گئے
مین حتی المقدور اُن سبھون سے بپاس حفظ آبرو وحرمت مقابلہ ومجادلہ کرکے جب عاجز ہوا تو بہزار جد وجہد نکل کے یہان آیا ہون یہ تو
بیان کرکے یہ کہا آگے ہو رہا ہی اُس زبراے جوشن پوش نے کہا کہ ایک شیر ژیان یہان آکے وارد ہوا ہی اور اُسنے ہزارون جوانون کو
ہلاک کر ڈالا ہی اُسکے مارنے کی فکر مین ہم سب یہان آئے ہین شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اُس شیر کو تم سب مجھے دور سے بتلا دو
مین اُسکا شکار کرونگا ہر چند زبراے جوشن پوش نے اور اُسکے ساتھ والون نے ممانعت کی اور کہا اے بہادر تو ایسا حوصلہ
نہ کر مفت اُس شیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے نہ مانا لوگون نے ناچار ہو کے نشان اُس شیر کا بتلا دیا کہ وہ فلان جھاڑی مین ابھی
ایک بھینسے کو مار کر لایا اور بیٹھا کھا رہا ہی شاہزادہ خاور سیاہ اپنے مرکب کو اُس جھاڑی کی طرف سبک خیز کرکے جب قریب پہونچا
تو گھوڑے پر سے کود کر تیغ چار رگ افراسیابی کو میان سے کھینچا اور شیر کو باآواز بلند للکار کر کہا کہ او کتے جھاڑی مین کیا چھپا
بیٹھا ہی باہر نکل کے دیکھ کہ ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آپہونچا ساتھ ہی شاہزادہ قاسم کے للکارنے کے شیر غصے مین بھرا ہوا
باہر نکلا اور ملک قاسم کو شمشیر بکف اپنے سامنے دیکھکر جانب شاہزادہ قاسم والا مناقب حملہ آور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے
بچستی تمام پینترہ بدل کے اُسکے طمانچہ کو خالی دیا اور برابر سے تیغ چار رگ افراسیابی اُسکی دوال کمر پر مارا تو برابر دو ٹکڑے شیر کے ہو کر
خاک وخون مین پھڑکنے لگے زبراے جوشن پوش اور تمام اُسکے ہمراہ کے جتنے کفار تھے سب کے سب مرحبا صد مرحبا واہ وا
کرتے ہوئے دوڑ کر شاہزادہ ملک قاسم سے لپٹ گئے کوئی تصدق ہوتا تھا کوئی بلاگردان ہو کر کہتا تھا شعر آنچہ تو کردی نمی آمد زکس
جز تو دیگر را نبود این دسترس * غرض اُسوقت شاہزادہ خاور سیاہ نے اپنا نام ونسب اُن سبھون پر ظاہر کرکے فرمایا کہ اگر تم
سب کو مجھسے دعوی محبت ہی تو اب لقا پرستی کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو زبراے جوشن پوش نے عرض کیا
کہ وہ طریق ہمکو نہین معلوم کہ کیا کہتے ہین اور مسلمان کیونکر ہوتے ہین شاہزادہ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا زبراے جوشن پوش
مع تمام اپنے ساتھ والون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا ابھی وہان سے مراجعت نہین کرنے پائے تھے کہ سامنے سے
ایک پیادہ بدحواس گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان وخیزان دوڑتا ہوا قریب زبراے جوشن پوش کے آیا اور کچھ
سرگوشی مین اُسنے زبراے سے کہا زبراے جوشن پوش نہایت مشوش اور پریشان ہو کر سکتے کی صورت رہ گیا شاہزادہ قاسم نے
پوچھا خیر باشد اے زبراے جوشن پوش کیا ماجرا ہی اُسنے کہا اے شہریار وہ جو پہاڑ یہان سے تھوڑی دور پر نظر آتا ہی وہان
ایک میرا حقیقی بھائی کہ نام اُسکا طوفان ترک اور بڑا سرہنگ ہی عہد طفولیت سے میرے اور اُسکے عداوت قلبی چلی آتی ہی
اور چند بار اُسنے میرے اوپر شبخون مارا اور سیکڑون آدمی میرے ہمراہ کے قتل کرکے چلا گیا اب شاید پھر وہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے
بارادۂ رزم وجنگ آتا ہی دیکھا چاہیے کہ اُس ظالم اظلم کے ہاتھ سے ابکی مرتبہ میری جان اور آبرو کیونکر بچتی ہی ملک قاسم نے
فرمایا کہ اے زبراے جوشن پوش اسقدر بدحواس نہو اُسکو آنے دو دیکھو تو کیا ہوتا ہی ابھی پورا کلمہ زبان فیض ترجمان سے
شاہزادہ خاور سیاہ کی تراوش نہین کیا تھا کہ سامنے سے تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ طوفان ترک
دریاے آہن مین غوطہ مارے بہ کمال جوش وخروش اپنے گھوڑے کو تیز گام کیے مع تین لاکھ سوار نیزہ دار چلا آتا ہی اب
زبراے جوشن پوش نے بھی آمادۂ مرگ ومہیاے قضا ہو کر اپنی فوج کو صف آرا کرکے قائم کیا اس عرصہ مین طوفان ترک بھی آپہونچا
اور زبراے جوشن پوش کو مع فوج ثابت قدم دیکھکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرائی اپنی فوج کی کرکے باطمینان تمام ناف
لشکر مین آکر باآواز بلند کہنے لگا کہ اے زبراے جوشن پوش ابتک تو خیر تو نے جہان اپنا منہ دیکھا چھپتا پھرا مگر آج بتلا کہ میرے
سامنے سے زندہ وسالم بچکر کدھر جائیگا بس اگر کچھ دعوی شجاعت تجھے اپنا ہی یا جسپر تجھے بڑا گھمنڈ سپاہ گری اور شمشیر زنی کا ہو

اُسے میرے مقابلہ کو بھیج یا تو آپ نکلکر مجھسے مجادلہ کر ابھی یہ بات پوری اُسکے مُنھ سے نہین نکلنے پائی تھی کہ شاہزادہ رستم صولت
خاور سیاہ والا مرتبت اپنے مرکب کو چھیڑکر سر میدان نکلا اور طوفان ترک سے جاکر ہم تگاور ہوا دس بارہ قدم گھوڑا طوفان
ترک کا پسپا ہوکر ٹھہرا اور طوفان گھوڑے پر سے گرتے گرتے بچا طوفان ترک نے ملک قاسم کو دیکھکر کہا کہ ای اجل رسیدہ
تو کون ہی اور تو ابھی میرے زور اور طاقت سے آگاہ نہین کیون مفت اپنی جان کھونے کو میرے مقابلے مین آیا ہی مجھے تیرے
سن و سال اور حُسن و جمال پر رحم آتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ پھر جا اور اپنے جوشن پوش میرا بھائی میرا حریف ہی وہ اور ہم دونون
باہم سمجھ لینگے ملک قاسم نے جواب دیا کہ ای شوم کوئی دم مین تیری جان کا ملک الموت ہون **بیت** بیا را نچہ داری زمردی نشان
کمان کیانی و گرز گران + طوفان ترک یہ کلمۂ سخت ملک قاسم کا سنکر غیظ مین آیا اور یہ کہکے کہ خبردار ہو جا نیزہ سینۂ بے کینۂ
شاہزادہ خاور سیاہ کے مارا ملک قاسم نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے پر لگا ٹھہرلیا اور رسالتوین طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے
ہوائی کردیا طوفان ترک کی آنکھون مین تاریکی سی چھا گئی اور تلوار کو میان سے کھینچکر پکارا ای بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی
ڈال بازی شمشیر بازی راستبازی یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کیا تھا لے خبردار یہ کہکے ایک تلوار بر سر اقدس شاہزادہ والا تبار ماری
ملک قاسم نے بچستی تمام بازو کو تلوار کی بچائے قبضہ پر اُسکے اپنا ہاتھ ڈال دیا کہ ہاتھ اُسکا بیکار ہوگیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ
پنجۂ قضا نے میری کلائی پکڑلی ہی طوفان ترک نے مجبوری جھنجھلا کے ہاتھ ملک قاسم کے کمربند مین ڈال دیا اور چاہتا تھا کہ قاش زین سے
اُٹھالے پھر قاسم نے بھی اپنا ہاتھ اُسکی کمر مین ڈال دیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے پکار کر کہا ای بہادرو بے زبان
گھوڑے ناحق ہلاک ہوے جاتے ہین اگر یہی منظور ہی تو تم دونون صاحب گھوڑون پر سے کود کر زور کشتی کا کرو چنانچہ طوفان ترک
اور ملک قاسم دونون گھوڑون پر سے کود پڑے اور سینہ بسینہ کمر بکمر باہم زور کشمکش کا کرنے لگے کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادہ
خاور سیاہ نے طوفان ترک کو دس بارہ قدم پسپا کرکے اوجھڑ ماری پیٹ کے بل زمین پر گرا اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم نے
جلدی سے اُسکے کمربند پر ہاتھ ڈالکر ایک زور مین اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دے کر چاہا تھا کہ زمین پر مارے اور پیوند زمین کرے
طوفان ترک پکارا ای شہریار امان ملک قاسم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا جو تیرا دین قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ
خاور سیاہ نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا طوفان ترک نے بصدق کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا شاہزادہ ملک قاسم نے اُسکو بسہولت
ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا طوفان ترک نے اپنے تین لاکھ سواران کفار سے کہا ای بہادرو مین نے تو غلامی اس شہریار کی بدل و جان
اختیار کی جسکو میری رفاقت منظور ہو وہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو میرا بھائی ہی اور جسکو نہ منظور ہو جہان جی اُسکا چاہے چلا جاے
مجھسے کچھ واسطہ نہین سبھون نے بالاتفاق جواب دیا کہ تو ہمارا سردار اور افسر ہی تجھسے بہتر ہمکو عقل و فہم نہین جو تو نے قبول کیا
وہی ہمکو بھی منظور ہی تب اُسکے ہمراہ کیا کہین طوفان ترک نے سبکو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے نزبراے جوشن پوش
اور طوفان ترک کو حکم دیا کہ بس اب تم دونون بھائی باطمینان تمام اپنے ملک مین جاکر رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر لقاے
مشرک خدا کرین اور تمکو لکھین اُسوقت تم مع اپنی فوج و سپاہ آکر حاضر ہونا یہ کہکر ملک قاسم وہان سے پھرا اور چپ و راست
اپنے دوست و دشمن کو دیکھتا اپنے باغ مین آکے داخل ہوا اسی طرح سے چند شبخون شاہزادہ خاور سیاہ نے لشکر زمرد شاہ پر
مارکے صلصال فیلتن اور مشتاق کنگرہ شکن اور ہوشیار کمند انداز اور سیلان تیر انداز اور بہرام اور ارژنگ
اور فرہنگ اور فیروز سردار وغیرہ جو اسی ہزار بڑے بڑے سرہنگ کفار کو بہ حرب تیغ آبدار میدان کارزار سے مارکر
نکلچکا تھا اسمین دن بخوبی نکل آیا اور ہر ایک اس وناکس نے شاہزادہ ملک قاسم پہچانکر شور وغل کرنا شروع کیا یا رو یہ تو وہی
بندۂ مغضوب خداوندی ہی جسے حسب الحکم خداوند لقا کے چاہ باران مین گرا دیا تھا ناگاہ یہ ہنگامہ سنکے لقا نے دریچۂ قدرت سے
قاسم کو دیکھکر جالوت ربی آداز کو اشارہ کیا کہ میرے بندگان خاص کو ہوشیار کردے تا یہ خدا پرست بھاگ کر جانے نہ پائے

جالوت رعد آواز کی آواز سات کوس تک جاتی ہو اُسنے قیطعول پر سے شور کیا کہ ای بندگان خاص حکم خداوند ہیچیدہ ایک تیغ
کاہی کہ اس بندۂ گستاخ خداپرست کو زندہ و سالم جانے نہ دینا یہ آواز جالوت رعد آواز کی جو سنی تو ہزارون پہلوان لقا پرست
اور ہزارون کفار بڑے بڑے زبردست چار طرف سے شاہزادۂ عالم پر حملہ آور ہوئے اور شاہزادۂ قاسم مثل شیر صحرائی جسطرف
رخ کرتا کفار مانند گلہ گوسفند کے بھاگتے پھرتے تھے ناگاہ سو کیا سے سرکش طوفانی للکار کر سدراہ شاہزادۂ خاور سیاہ کا ہوا
اور ساطور یا پنجسو من کا بقوت تمام سر اطہر پر شاہزادۂ عالیمقام کے مارا ملک قاسم نے بچستی تمام اپنے مرکب کو تیزگام کر کے اُسکا
بند دست پکڑ لیا اور ساطور کی حرب سے بچکر تیغہ مارا کہ لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گری اور خاک و
خون مین پھڑکنے لگی عجب طرحکا شور یوم الحشر فوج کفار مین ہوا اور ہر ایک یہ زور دست اور برش تیغ کی اُس شاہزادہ حق پرست
کی دیکھکر مارے ہول کے مثل قالب بیجان ششدر اور حیران رہ گیا اس عرصہ مین سو کیا سے طوفانی اپنے باپ کا مارا جانا
سنکے ہائے وائے کرتا سر اپنا پیٹتا بصد نالہ و آہ غیظ و غضب مین بھرا ہوا مقابلہ شاہزادۂ خاور سیاہ آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کے
بیساختہ حملہ آور ہوا شاہزادۂ قاسم نے اُسکے وار کو خالی دیکر ایک ہی ضرب تیغۂ بلارک فرانسیابی سے اُسے بدرجۂ جہنم پہونچایا
اور سمت صحرا اپنے مرکب کو جولان کیے روانہ ہوا جالوت رعد آواز نے پھر قیطعول پر سے نعرہ کیا کہ ای بندگان قدرت خبردار
اس خداپرست کو نہ جانے دو تعاقب مین جاکے جلد پکڑ لاؤ چارون طرف سے بلوۂ لشکر کفار کا تعاقب مین شاہزادۂ
خاور سیاہ نامدار کے چلا جاتا تھا مگر وہ شاہزادۂ با اقبال بافضال لایزال ایزدی صاف لشکر قریب دامان کوہ دوشاخہ کے
پہونچا اب اسکو تو یہان چھوڑیے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

اب یہان سے تتمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیجاتی ہے

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام بعد استیصال جنگ فرامرز بن قارن عدنی ملک عجم مین جا کے داخل ہوئے
اور تمام لشکر اسلام لب دریا کنارے شہر عجم کے فروکش ہوا بارگاہ سلیمانی مین حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سریر
سلطنت پر اجلاس فرماتے اور سلطان صاحبقران دنگل نادعنبر پر متمکن ہوئے باقی جتنے سرداران دست راستی اور دست
چپ تھے چپ و راست سب اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر باادب بیٹھے ہوئے ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے حاضر تھے
تھاپ طبلون پر پڑی اور لہرا سارنگی کا بجا پائین کی گمک آسمان کو جانے لگی آواز ہو شاہو نوش نوشا نوش کی بلند ہوئی سب
بارگاہ نشین جلسہ رقص و سرود کا دیکھ رہے تھے ناگاہ دروازۂ بارگاہ سے نامیان خیبری تو میان خیبری سرہنگ بھرتی
ابو شہاب لنگری دونون جوڑیان ہرکارون کی گردمین آلودہ پسینے مین غرق روبرو تخت بادشاہ کے آکے بصد ادب
زمین عبودیت کو بوسہ دیکر یکار بن **قطعہ** ای تاج شاہی را فروغ از تارک والای تو ٭ ای خلعت شاہنشہی زیباست بربالای تو
بدر الدجای مکرمت مہر سمای ابہت ٭ شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پای تو ٭ شہنشاہ عالم پناہ کی عمر دراز ضیغم بن
عنکبوس نامے ایک پہلوان زبردست تین لاکھ سوار کفار کی فوج اور جمعیت سے یہان سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا ہی
اور بتہیۂ فاسد طبل جنگ بجوا کے آمادۂ رزم و پیکار ہی یہ کہکر ہرکارے تو آداب بجا لا کے رخصت ہوئے سلطان والاشان امیر
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا **شعر** سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر ہی وہ
بعرصۂ ظہور آیا اور آئیگا پھر اسمین فکر اور تردد کرنا محض بیجا ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ سب بے درنگ بجے
حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بجا صدا سے کوس حربی اور نالۂ رزمی سے زمین متحرک
آسمان متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدان شجاعت شعار آمادۂ رزم و مہیائے قضا ہو کر عزیز و اقربا بیگانے بیگانے
یار آشنا باہم ملنے لگے اور ایک سے ایک کہتا تھا دیکھیے شب حاملہ است فردا چہ زاید یارو جنگ دو سردار و واللہ اعلم بالصواب اشتعال

صبح محشر سے نہین کم صبح کا دھڑکا ہے آج + کون ہو محکوم پائے حکم کا کسکے رواج + دیکھیے کل تختہ تابوت ہو کسکو نصیب کون ہو واللہ عالم زیب بخش تخت وتاج + دلیران عرصۂ کارزار اور شجاعان روزگار اپنے اپنے آلات حرب کو سنبھالنے لگے ہزارون غازیان صاحب تمکین اور مومنین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہے اُسی دم سے غسل کرکے پوشاکین پاکیزہ اور نفیس پہنے عطریات انواع انواع طرح کے ملے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین سیکڑون مسجدون خانقاہون مین اور ہزارون لب دریا کتنے جانب صحرا زمین پر سجادے بچھائے سمت قبلہ مُنھ کیے رو رو کر بحضور قلب اور خلوص نیت بجناب رب علی مستدعی اور ملتجی ہین کہ ای رب جلیل سپہ گری کا فن یہ ہے کہ رن سے مُنھ پھیر کے نہ آئے۔ پگ آگے ہٹ رہے پگ پاچھے ہٹ جاے + صدقہ اپنی وحدانیت کا پاے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پائے خلعت گلگون شہادت پہنکر سرخرو ہے کونین کہلائین اور نام اپنے آباو اجداد کا روشن کرجائین طلاے چارطرف پھرتے تھے تمام لشکر مین جاگ اور بڑی چہل پہل رات بھر رہی آخر مین دیکھا کہ رات اب باقی

نہین ہے آثار صبح نمایان ہو چلے اشجار
ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
رُخ شمع مائل بزردی ہوا
ہزبران جنگی بآئین جنگ

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
لباس فلک لاجوردی ہوا
کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ

موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
مسیحا نفس تھی نسیم وزان
سرخیل وفاداران مقبل وفادار

اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے اندرون بارگاہ جاکے پاے سعادت حمزۂ صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر با توقیر نے خواب راحت سے بیدار ہوکر پوچھا کہ رات کتنی باقی ہے مقبل نے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہے اور دونون لشکرون مین کمربندی ہو چکی فوجین سمت میدان رزم جایا چاہتی ہین حمزۂ صاحبقران دوران نے فرمایا پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا امیر حمزۂ صاحبقران نے اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکر پوشاک پہنی صندوقچہ سلاح کا منگاکر سلاح تن اقدس پر آراستہ کیے اور وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ سے برآمد ہوئے قندس دیوانہ اشقر دیوزاد کو لیے قریب ڈیوڑھی کے کھڑا تھا سلطان حمزۂ صاحبقران نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا عیال پر ہاتھ ڈالا رکاب مین قدم رکھکر بیٹھ بروے زمین جلوہ کرد وجست چو سہ سکندر بزین برنشست + قاش زین پر وہ شہریار باتوقیر یعنی امیر کشورگیر جلوہ فرما ہوا دو دھائی سوند با اور رفقا مثلاً سلمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابوالمعدن گرد وغیرہ جو سب اپنے اپنے مرکبون کو روکے مجرے کے واسطے کھڑے تھے بہراکے ہمراہ رکاب فلک انتساب امیر عالیجناب ہوئے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھینچ چکا ہے اور مجرائی لوگ سب مجتمع ہین روشنی شمع برخاست ہوتی جاتی ہے پچھلے پہر کی نوبت نقارچی بجارہے ہین شہنا نوازلت پھیر دین بباس شہنائیون مین پھونکتے ہوے سناٹے سرون کے بھرتے ہوئے صف بستہ ابھی تک کھڑے ہین ہزارون سقے آبپاشی پر جھکے گوہر افشانی کررہے ہین ہزار بارہ سو حاجب دربان ایشک آقاسی قور باشی یساول مردہے نقیب چوبدار وردیان دھوم دھامی پہنے عمدے سنہری رُپہلی سکلل بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے جا بجا اہتمام مین سرگرم ہین جلوس سواری کا حاضر ہے پیل عادیان پور شدادیان کُہپیان کرب بن کوہ کرب آفتاب ہفت عرب پہلوان عادی درگہ سالار لشکر برابر زنبوری پردے کے تخت شدادی پکڑے کھڑا ہے سلطان حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے اُترکے قریب عتبۂ فلک تکریم ملائک سقیم کے ایک دنگل پر جاکے بیٹھے کہ ایک بار اندر سے آواز شہنادن کی گوشزد ہوئی جتنے مجرائی تھے سب گھبرا گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے پردۂ زنبوری تھام لیا اندر سے کچھ کنول بردارنیان سورج مکھی والیان پنجشاخہ بردارنیان دستی والیان نمودار ہوئین بعد اُنکے روشنچوکی بجتی ہوئی کہاریان پری طلعتین تخت اُس سلیمان مرتبت شہنشاہ لشکر اسلام کا دوش بدوش لیے پردے سے باہر نکلین حضرت کو دیکھا کہ تاج شاہی پر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر تیغ ہاتھ مین تسبیح پڑھتے برآمد ہوئے پہلوان عادی نے کہا نصر من اللہ فتح قریب

امیر باتوقیر نے دنگل پر سے اُٹھکر مجرا کیا مردہا پکارا شاہ عالم پناہ سلامت مہابلی بادشاہ سلامت امیر کشور گیر کا مجرا نگاہ رو برو حضرت نے
ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران آداب بجا لاکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور چالیس قدم
سروری اور صاحبقرانی کا آگے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر تخت سے بادشاہ کے بڑھتے ہوئے اور مجرائیوں کا مجرا لیتے ہوئے سواری حضرت کی سمت
وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی کئی ہزار سقے گرد و پیش تخت کے آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلاتے ہوئے روتنجو کی بجتی ہوئی
آگے آگے نقیب چوبدار مردہے تحفہ تحفہ گھوڑوں پر سوار اہتمام سواری کا کرتے ہوئے بہ تجمل و شوکت تمام قریب میدان مصاف
پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈیاں جنگل کی کاٹ کر ہموار کردیا بیلچہ کاری کرکے نکلگئے ہزاروں سقے آبپاشی کرتے گرد و غبار کو
بٹھلا رہے تھے نقیبوں اور چاؤشوں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودھوں صفیں
بآئین آراستہ پیراستہ کردیں کڑکیتوں نے نکلکے بہ آواز بلند کہا اے مردان بکوشید جامۂ زنان مپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ کہاں ہیں رستم و سہراب و بیژن برزو کونسا ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے
باپ دادے کا روشن کرجاے اور اُن بہادروں کے نام مثل حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹادے ساتھ کڑکیتوں کے للکارنے کے
دلاوروں اور بہادروں کی آنکھوں میں نشۂ شجاعت سے لال ڈورے پڑگئے جوش جرأت سے جھومنے لگے اور سب برچھے
ترچھے تیغوں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے منتظر اس امر کے تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر پہلے کون ہوتا ہے ناگاہ ضیغم بن عنکبوس
اپنے مرکب کو جھپکا کے تا ن میدان میں آیا اور گھوڑے پر سے اُترکے پشت تو کی لشکر اسلام کی طرف اور منھ سمت قیطول
لقا کرکے زمین پر ماتھا رگڑنے لگا اور سجدہ کرکے پکارا یا خداوند باختر مدد کرنا یہ کہکے پھر مرکب پر سوار ہو کے پکارا اے لشکر خدا پرستان
وای زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ ساتھ ہی للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے پہلے بہرام شیر خوار
اپنے مرکب کو جھپکا کے بادشاہ سے اجازت میدان لی اور بمقابلہ ضیغم بن عنکبوس آکر ہمنگاور ہوا جنگ نیزہ دری میں جبکہ
تیس تیس چالیس چالیس تان چلی اور نیزے خلال ہوگئے تب ضیغم بن عنکبوس نے نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار پر ہاتھ
ڈالکر پکارا اے خدا پرست خبردار باش یہ نہ کہنا کہ پہلے ہوشیار نہ کردیا تھا یہ کہکر تلوار برسر بہرام شیر خوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر
تا دو ابرو اُترگئی بہرام شیر خوار نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کھا کر نکل گئی مگر زخم کاری لگا تھا ایک چادر خون کی منھ پر آگئی
بہرام شیر خوار حالت غش میں آنکھیں بند کیے جھوم رہا تھا ضیغم بن عنکبوس نے للکار کے کہا کہ اے فوج اسلام تمھارے
ساتھ کا جوان زخمدار اور بیکار ہوگیا ہے اور کوئی میرے مقابلے مجادلے میں آئے مرزبان خراسانی اجازت لیکر نکلا یہ بھی زخمی
ہوگیا غرض طول تا چند مختصر یہ کہ اسی شکل سے چند سردار اُسکے ہاتھ سے زخم کاری کھاکے پھرے کہ ایک مرتبہ اُسنے بآواز بلند کہا
اے حمزۂ صاحبقران تو اپنے سرداروں کے درپے ہلاک ناحق ہوکر میرے مقابلے اور مجادلے کو بھیجتا ہے مناسب یہ ہے کہ تو آپ سر میدان
رزم نکل تا میرے اور تیرے معرکۂ جدال و قتال فیصلہ ہوجاے ابھی ضیغم بن عنکبوس کی زبان سے یہ کلمہ پورا نہیں نکلنے پایا تھا
کہ چار طرف لشکر اسلام میں علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور ٹکور نوبت پر پڑی عمرو نے میدان میں نکلکر بآواز بلند کہا کہ اے
بہادران شیر شکار و اے دلیران عرصۂ کارزار ہوشیار ہوجاؤ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران میدان مصاف میں
رونق افزا ہوتے ہیں طرفین سے ادنی و اعلی سوار و پیادے دونوں لشکروں کے دیکھنے لگے کہ سلطان فلک احتشام امیر حمزۂ عالیمقام
اشقر دیوزاد کو جولان کرکے میدان میں برآمد ہوئے اور ساتھ ہمنگاور ہونے کے ضیغم بن عنکبوس کا گھوڑا بارہ تیرہ قدم
پسپا ہوکر تھرتھرانے لگا اور ضیغم گرتے گرتے بہزار خرابی سنبھلا اور پھر اپنے مرکب کو تازیانہ مارکر بمقابلہ امیر باتوقیر آیا اور کہنے لگا
اے حمزۂ مالا ضرب حمزۂ صاحبقران دوران نے فرمایا کہ ہے تو تو نے دیکھا کہ چند سردار لشکر اسلام سے نکلے مگر کسی نے تجھ پر شمشیر
نہ کی ہمارے طریق میں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے بیت تو اول بزن آور تمناے خویش ۔ کہ من خصم را میدہم جاے پیش

ضیغم بن عنکبوس اپنا دوسرا نیزہ لیکر بمقابلہ سلطان والا مرتبت آیا اور ساتوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی ہو گیا تب اُسنے
حالت غیظ و غضب مین ایک وار تلوار کا برسر اطہر کیا امیر با توقیر نے بسہولت تمام بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ کے
ذرا جو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسی وقت حمزۂ صاحبقران دوران نے داہنا ہاتھ اُسکی
کمر زنجیر مین ڈال کر طنطنۂ اللہ و اکبر کھینچا اور بزور او لین ضیغم بن عنکبوس کو خانۂ زین سے اُٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتے تھے
کہ اُسکو پیوند زمین کرین ایک مرتبہ اُسنے کہا ای سلطان حمزۂ صاحبقران الامان الامان مجھے معلوم ہوا کہ یہ تائید تیرے
دین کی ہی امیر عالیمقام نے اُسکو آہستہ زمین پر ہاتھ سے چھوڑ دیا اُسنے کہا ای جان بخش بندہ جو تیرے دین کو اختیار کرے
وہ کیا کہے سلطان والا مرتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا لشکر مین شادیانے
خوشی کے بجنے لگے ضیغم بن عنکبوس نے اپنے ہمراہ کے تین لاکھ سوار کو کلمہ پڑھواکے مسلمان کیا اور بہزار جان اطاعت و فرمانبرداری مین
حاضر تھا غرض امیر والا توقیر بعظمت و عزت تمام و شوکت مالاکلام میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور
بقاعدۂ معہودہ قدیم بادشاہ لشکر اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا پانچ ہزار پانچ سو کچین گرد اور گردن کش دست راستی دست راست اور
دست چپ اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر آکر بیٹھے یکایک خبر پہونچی کہ ملک قاسم شکار کھیلتا ہوا دربند جالندریہ مین
وارد ہوا تھا الوان جالندری وہان کے حاکم نے شاید کسی فریب سے شاہزادہ خاور سیاہ کو سمت سبائل روانہ کیا ہی یہ خبر
وحشت اثر سنکے تمام بارگاہ نشین عجب طرح کے رنج و آلام مین بسکوت پاس ادب سے ابھی کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ سلطان والاقدر
عالیمنزلت نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارا پیش خیمہ نکالو اور سبائل کی طرف لیچلو انشاءاللہ تعالی کل صبح کو ہم
سوار ہو کر اُسی طرف کو روانہ ہونگے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم پہلوان عادی تو اُسی دم پیش خیمہ ہاتھیون اور شترون
اور چھکڑون پر بار کرا کے مع اسی ہزار غازیون کے سمت سبائل روانہ ہو گیا اور روز دوم حمزۂ صاحبقران نے مع تمام
سردارون لشکر اسلام سوار ہو کر کوچ در کوچ قریب قلعہ دربند جالندریہ کے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا اور تمام لشکر اسلام کے
خیمہ ڈیرے چار طرف پڑ گئے سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اپنے دنگل نادعنبر پر متمکن ہوئے
اور گرد و پیش سریر سلطنت کے تمام سرداران دست راستی اور دست چپ اپنے دنگلون اور کرسیون پر باادب بیٹھے تھے ناگاہ
تمام لشکر مین ایک غل ہوا اور بیرون بارگاہ عجب طرح کا ایک ہنگامہ اور شور روز محشور برپا تھا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے
پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی عیارون نے عرض کیا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر یہان آکے اس میدان مین فروکش ہوا تھا تو دو کوس تک
کہین دریا کا نام و نشان نہین معلوم ہوتا تھا اب بطرفۃ العین سمت کوہ جالندریہ سے ایک دریاے زخار ساحل ناپیدا کنار
پیدا ہوا ہی کہ تمام لشکر مین سیلاب قریب آپہونچا ہی اور ہزارون آدمی غرق ہو کر ہلاک ہو گئے ہین ہزارہا خیمہ ڈیرے ڈوب گئے
ابھی عیار یہی عرض کر رہے تھے کہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور پہلوان عادی نے سراسیمہ اور بیقرار اندرون بارگاہ
آکے عرض کی کہ یا سلطان حمزۂ صاحبقران جلد برخاست کیجیے دریاے مواج جوش مارتا چلا آتا ہی امیر حمزۂ صاحبقران
دوران اور حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ مع تمام سرداران لشکر اسلام جبتک بارگاہ سے نکلین نکلین پانی دروازۂ
بارگاہ پر آپہونچا غرض کہ امیر باتوقیر تو مع سرداران بہزار جد و کد وہان سے کئی فرسنگ پر جا کے قیام پذیر ہوئے اور ایک طرف
تین لاکھ چوراسی ہزار سوارزان لشکر اسلام اور ساٹھ ہزار کماندار ہمراہیان مقبل وفادار یہ سب جو کہ خادمان محل حریان حرم
محترم تھے اُنکو بحفاظت تمام سوار کرکے اور جو کچھ کہ جلدی مین ہو سکا قنات خیمے ڈیرے بچھونے ایک دو بارگاہین لیجا کے
وہان استادہ کرائین اور خواتین معظم کو اُسمین اُتار دیا باقی ہزارہا مومنین اور جوانان صاحب عز و تمکین اُس دریا مین غرق
ہو کر بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ہزارہا گھوڑے بیل ہاتھی وغیرہ جانور ڈوب کر مر گئے بارگاہ سلیمانی اور ہزارون خیمے

ڈیرے وغیرہ جہان استاد تھے وہین رہے پانی کی طغیانی یہان تک ہوئی کہ بارگاہ سلیمانی نصف پانی مین غرق اور نصف بیرون
آب نظر آتی تھی اور شور اور جوش دریا کا اس درجہ تھا کہ کسی کو کسی کی بات بخوبی نہین سنائی دیتی تھی تین شبانہ روز یکسان
حال پانی کی طغیانی کا رہا روز چہارم آب کی کم ہوئی از جنوب تا شرق ایک دریاے مواج ساحل ناپیدا کنار نظر آتا تھا قلعہ سویتہ
جالندریہ مثل حباب وہان سے معلوم ہوتا تھا اور جہاز اور کشتی اور کوئی بجرا یا مورپنکھی وغیرہ کہین وہان ملنا غیر ممکن تھا امیر
حمزہ صاحبقران دوران کمال مشوش اور متردد اس امر مین جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ خواجہ یہ کیا آثار
قیامت نمودار ہوئے ہین کوئی تدبیر اس پانی کی سدباب کرنے کی اور کوئی راہ قلعہ جالندریہ تک پہونچنے کی تم نکالو عمرو
بن امیہ نے کہا حمزہ تو صاحب اقبال ہی تجھے تشویش عبث ہی شعر بسا قفل کانرا نباشد کلید + کشاینده ناگہ کہ آید پدید +
کوئی نہ کوئی وسیلہ اس قلعہ کشائی کا تیرے ہاتھ آجائیگا مین بیچارہ مور ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات
مین ان دنون گرفتار ہون مجھے کچھ تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہا ہون اور کیا کرتا ہون اور کیا کہتا ہون امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے پوچھا خیر باشد تجھے کیا صدمہ بڑا پیدا ہوا کس مکروہات مین تو مبتلا ہو گیا مین بھی تو سنون
عمرو نے کہا حمزہ اصل حقیقت تو یہ ہی کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عنایت ہوتا ہی وہ فقط سود بیاز مین جاتا ہی
باقی صرف روزمرہ قرض و دام پر منحصر ہی مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت اور تنگدستی سے دو دو روز بجز غم و غصہ کھانے
اور خون دل پینے کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو دو ہزار قرض خواہون کا بلوہ اور ردا رہتا ہی گھر مین
یہ حال ہی کہ بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت اور عزت میری نہین سمجھتی ہین بیٹے پوتے میرے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس
ادب لحاظ نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ یہ جو کسی نے کہا ہی بیت ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی +
بے زر بے پر اور یہ سب برحق و بجا ہی سر مو اسمین جھوٹھ نہین ہی پھر انصاف شرط ہی کہ ای حمزہ جس حالت مین مین ابتی مصیبت
مین گرفتار ہون مجھسے کیا ہو سکتا ہی ہان ایک بات کا امیدوار ہون کہ اگر از راہ عطیات صاحبقرانی المضمون اسکے شعر
رسم است کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندہ پیر + اجازت ہو تو مین اب براے طواف بیت اللہ رخصت ہون
اور وہان جاکے حج کرون اور تیری ازدیاد جاہ و حشمت کے واسطے نماز پنجگانہ پڑھکر دست بدعا رہون باقی وہ جو ریوڑیان
کوڑیان نذر و نیاز کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہان کی جاروب کشی افتخار کونین سعادت دارین سمجھونگا
امیر نامور نے یہ گفتگو عمرو کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت مناسب ہی ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون
منع کریگا خوشا طالع تیرے خواجہ مگر ہمکو دعا سے نہ بھول جانا عمرو نے یہ کلام سلطان امیر عالیمقام کا سنکر نہایت اپنے جی مین
رنجیدہ و کشیدہ ہوکر تیوری بدلی اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکے کہ لے حمزہ خدا حافظ جاتا ہون کہ امیر حمزہ صاحبقران نے جانب
شاہ صفا ترک خزانچی دیکھکر اشارے سے کہا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی عمرو کو دو شاہ صفا نے بآواز بلند کہا کہ خواجہ
سلامت کہان جاتے ہو پانچ ہزار اشرفی زاد راہ عطا ہوئی ہین وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی عمرو کا یہ حال ہوا کہ منھ مین پانی
بھر آیا اور یہ کہتا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فی الحقیقت تو بڑا کریم اور عالی ہمت رفقا پرور بندہ نواز ہی۔ بیت
صدف نے ابر سے منھ کھولکر گہر مانگے + ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجت مند + اور جھٹ پٹ شاہ صفا سے وہ پانچ
توڑے اشرفیون کے لیکر نذر زنبیل کیے اور پھر اپنی کرسی ہدہد پا آکر بیٹھا اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے
کہنے لگا کہ حمزہ قلعہ جالندریہ کا فتح کر لینا کچھ مشکل بات نہین مگر مشروط بالشرط یہ جو تو نے از راہ خداوندی زاد راہ کعبہ مجھے
عطا کیا خیر محض تیری ناموری ہی اور علاوہ اسکے تو نے اپنی عقبی بخیر کی ثواب سمجھکر دیا لیکن جو مثل تو نے سنی ہی۔ کہ مزد ور
خوشدل کند کار بیش اگر نصف باغ بہشت لقاے مشرک خدا کا بھر اپنی مجھے لکھدے اُسمین مع اسباب بانقرہ وطلائی

اور جواہر بیش بہا اور مالیت نقد و جنس لقا کی اور زیور اور اشیا اور اسباب حور و غلمان کا غرض جو کچھ کہ ہو اُسکا مالک و مختار
زن ہون تو کیا مضائقہ نصف باغ میرے قبضۂ اختیار مین رہے اور آدھے کا مالک و مختار تو ہو سلطان والا قدر عالی مرتبت نے
متبسم ہو کر فرمایا کہ یہ تو وہی مثل ہو کہ حلوائی کی دُکان دادا جی کا فاتحہ - ابھی کجا باغ بہشت مملوکہ اور مقبوضہ لقاے مشرک
خدا کا اور کجا سبائل کجا تو کجا مین لا حول ولا قوۃ آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ یہ پیشبندی باندھنا کیا واہیات بات ہو ابھی
یہین اس بلا کا سامنا ہو ایسے ایسے کئی دربند آگے طے کرنے کو پڑے ہین وہان تک پہونچین آگے دیکھیے جنگ دو سر دارد عمرو نے
کہا اے حمزہ حیلے و حوالے اور عذرات نہ دینے کے تو اور ہین اسمین تیرا کیا نقصان ہوتا ہو تو یہ اقرار نامہ لکھکر اپنی مہر کر دے
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کہا کیا قباحت ہو بسم اللہ مین ابھی تجھے مہر کیے دیتا ہون یہ کہکر ایک کاغذ اسی مضمون کا
لکھوا کے مہر بنا مین فرماکے عمرو کو حوالے کیا اور عمرو نے خوشی خوشی وہ اقرار نامہ حمزہ صاحبقران سلطان والا شان سے لیکر
نذر زنبیل کیا اور ایک مچھلی چوبی اس صنعت سے کہ چار آئینہ حلبی جیب و راست اور رو و پشت پر اسکے نقب کیے تھے اور بجاے
پر و بال اکثر پیچ ایسے رکھے تھے کہ جہان انکی کل کو مروڑے جس طرف چاہے دریا مین چلا جاے اور ایک قطرہ پانی کا مطلق اُسکے
پیٹ مین نہ پہونچ سکے تیار کی اور کنارے اُس دریا کے اُس مچھلی کے پیٹ مین آپ بیٹھکر دریا مین مچھلی کو گرا دیا اور وہ مچھلی بصورت
ذی روح مچھلی کے بموجب اشارے کل کے سیدھی سمت قلعہ دربند جالندریہ تیرتی ہوئی چلی اور اثناے راہ دریا مین جو مچھلی یا کوئی
جانور نہنگ وغیرہ دور سے نظر آتا تو عمرو عیار سے کل اُسکی دابکر اور طرف سے نکل جاتا تھا مختصر یہ کہ وہ زیر دیوار قلعہ دربند
جالندریہ پہونچی حسب اتفاق ایک سقہ اکوان جالندری و کیوان جالندری کے باورچیخانہ کا فیل بند دروازے پر
قلعہ کے گیا اور اُسنے اپنا ڈول پانی بھرنے کو اُوپر سے اُس دریا مین ڈالا عمرو بطور مچھلیون کے تڑپ کے اُس ڈول مین جا بیٹھا
جبکہ اُس سقے نے اپنا ڈول کھینچا اور پانی مشک مین بھرنے لگا عمرو مچھلی کی شکل اُچھلکر سقے کے گلے سے لپٹ گیا اور اسقدر
اُسکے حلق کو دبایا کہ دم اُسکا نکل گیا اور وہ سقہ جہنم واصل ہو کر زمین پر گر پڑا تب عمرو مچھلی کے پیٹ سے نکلکر زنبیل سے معجزہ
طلب ہوا اور ایک بوڑھے پہلوان کی شکل بنا اور گھوڑا نہایت لاغر اور ضعیف کہ سواے پوست و استخوان کے نام گوشت کا
اُسمین نہ تھا اُسپر ایک بہت پرانا پھٹا چار جامہ کھنچا ہوا قدم پھونک پھونک کر زمین پر رکھتا تھا عمرو سوار ہو کر دروازۂ بارگاہ
اکوان جالندری پر پہونچا اور ہر چند چوبدار و مردہے دربان مانعت اور ہان ہان کرتے سدراہ ہوے مگر عمرو نے خیال نہ کیا بلکہ غضب
مین آکے دو ایک کوڑے اُن سب کے مارے اور کہا او چھوکرو تم کیا مجھے روکتے ہو مین سوار قدرت خداوند لقا کا ہون بیساختہ
اندرون بارگاہ گھس گیا اکوان جالندری و کیوان جالندری دونون ایک تخت پر بیٹھے تھے اور گرد و پیش و چپ و
راست قریب دو ڈھائی سو بڑے بڑے زبردست سردار لقا پرست ہمنشین اور مصاحبین اُن دونون کے کرسیون اور
دنگادن پر بیٹھے کچھ ذکر مذکور ادھر اُدھر کا کر رہے تھے عمرو کو دیکھا اکوان جالندری نے کہا ہین یہ کون روکنا اسکو لوگ
چارطرف سے ہان ہان کرکے چلا ہین کہ اُٹھین عمرو نے بآواز بلند کہا کہ اے اکوان اور کیوان حاکمان دربند جالندریہ
ہدایت و آگاہ باشید کہ مین سوار قدرت خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کا ہون خداوند نے تقدیر کی ہو کہ ایک خدا پرست کو زندہ
سالم نہ رکھے لہذا مجھے تمھارے پاس واسطے استیصال لشکر حمزہ کے بھیجا ہو اکوان اور کیوان کو سوار قدرت کی شکل اور شباہت
دیکھکر ہنسی آئی اور مطلق دل کو دونون کے یقین نہوا اور از راہ ظرافت اور از روے امتحان بھی ایک اپنے قوی پہلوان کو
اشارہ کیا کہ ذرا اس بیہودہ گو کاذب بے ادب کو اس اقرار کرنے اور جھوٹھ بولنے کی تعزیر دے کر بارگاہ سے باہر نکالدے
وہ پہلوان تیغ پکڑ کر اُٹھا اور یہ کہکر کہ باش او بدذات اپنی جعلسازی کی تعزیر بھی دیکھ عمرو کی طرف حملہ آور ہوا عمرو نے
اُسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے وہی تلوار جو کمر سے لگی تھی کھینچکر ایک ہی وار مین اُس گبر تیرہ روزگار کو جہنم واصل کیا بس

پھر تو اُلٹا ہو گیا چار طرف سے پچاس ساٹھ سردار اکوان جالندری کے ہتھیار پکڑ کر عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے
بجستی تمام چند بیضہاے بیہوشی مار کر دس بارہ کافرون کو بضرب تیغ گرایا تھا وہ چار جہنم واصل ہوئے پانچ سات زخمی ہو کر گر پڑے
عجب طرح کا تلاطم اکوان اور کیوان کی بارگاہ مین پڑ گیا تھا اُسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو یقین
کلی ہو گیا کہ لاشک اور لاریب یہ سوار قدرت خداوند لقا کا ہی ورنہ اس دریا کو طے کر کے قلعہ پر کیونکر چڑھ آتا اور بھلا پھر ایسا
شخص ضعیف اور لاغر ہماری بارگاہ کے ایسے ایسے زبردست سردارون اور پہلوانون کو مار کر اسطرح سے گرا دیتا یہ سمجھ کر
اکوان اور کیوان جالندری نے مع تمام اپنے سردارون کے عجز و الحاح منت و سماجت کرنے لگے کہ اے سوار قدرت خداوندی
ہمکو نہین معلوم تھا ہمسے خطا ہوئی اب تم عذر جرائم ہمارا کرو بارے عمرو نے اکوان اور کیوان کو اپنے نزدیک بُلا کے
گلے لگا لیا اور یہ کہا کہ خداوند ہژدہ ہزار عالم باخبر نے تو مجھے فقط تمھاری اعانت کے واسطے بھیجا تھا تمکو اُسنے راہ بدیانتی اور
تیرہ دلی یقین ہو آیا خیر اب تو مین تمھارے دونون کے قصور معاف کرتا ہون لیکن سنو یہ تمنے کیا نامردی کی حرکت کی تھی خداوند
تو عالم الغیب ہی جو تم اچھی بُری کہین کرتے ہو سب اُسپر آشکار اور عیان ہو جاتی ہی تمنے جو حمزہ کی فوج آتے دیکھکر از راہ نامردی
خائف و ترسان ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر لیے اور دریا کا پانی اُسکے لشکر کی طرف نکالدیا اس حرکت بیجا سے تمھاری خداوند
نہایت تم پر خفا ہی اب تمکو لازم ہی کہ اس پانی کو دریا سے رکوا اور دروازہ قلعہ کا کھولکر سر میدان نکلکر استیصال لشکر حمزہ کا کرو بلکہ میری
حضوری مین تمکو کچھ سعی اور جہد رزم و پیکار مین نہین کرنی پڑیگی تم فقط اپنے لشکر کو میرے ہمراہ لیے کھڑے رہو مین بحکم خداوند ایک
خداپرست کو زندہ و سالم نہ رکھونگا اور جو گرفتار ہونگے اُنکو تمھارے حوالے کرونگا اُسی حالت مین اگر وہ سعید اقبال خداوندی پرستش کا
کرینگے مین اُنکے واسطے حسب الحکم خداوندی از دیاد حرمت اور جاہ کے واسطے اُن سب کے کہونگا اور منصب جاگیرین
دلوا دونگا اور جو کوئی عذر اور انکار کریگا اُسکو قتل کرونگا اکوان جالندری اور کیوان جالندری دونون
اُٹھے اپنے ہاتھ باندھکر سوار قدرت کے تصدق اور نثار ہوئے اور کہنے لگے ہر چہ فرمان تو باشد آن کنم اور یہ کہکے اپنے
اہلکارون کو حکم دیا کہ ہان پہلے تم جھٹ پٹ پانی کی راہ مسدود کراکے جسطرف کہ نشیب اور برآمد پانی کی ہو اُسطرف کی راہ
کھولدو تاکہ یہ چارون طرف دریا کا پانی کم ہو جاے اہلکارون نے اُسی وقت لوگون کو بھیجکر پانی کا نکلنا بند کراکے راستہ
نکلنے کا کھولدیا کوئی پہر بھر کے عرصہ مین وہ تمام دریا کا پانی جو میدان مین بھرا تھا غائب ہو کر فقط دلدل باقی رہگیا اور بعد اسکے
اکوان جالندری اور کیوان جالندری نے حکم دیا کہ جسقدر خس و خاشاک اور بوریاؤن کی راکھ ہم پہنچے
بلد اُن دلدلون مین ڈالکر زمین کو خشک اور میدان کو ہموار کرکے ہمارا لشکر بیرون قلعہ نکلے سر میدان ہم طبل جنگ
بجواکے بتائید سوار قدرت اِن خداپرستون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُن دونون کے اہلکارون نے راکھ مٹی
کوڑا ڈلواکے تمام میدان کی کیچڑ جتنی تھی خشک کرادی اور میدان صاف و شفاف کراکے عرض کی کہ ہم تعمیل حکم کر چکے
اب جسوقت کہ مزاج مبارک مین دونون صاحبون کے آئے فوج کشی بر سر حریف کرین یہان امیر با توقیر نے جب دیکھا دریا کا
پانی خود بخود غائب ہو گیا اور میدان خشک اور ہموار ہی پانی ایک طرف نکلگیا مع سرداران لشکر ہمراہی میدان مین تشریف لاے اور بارگاہ
سلیمانی کو پاک صاف کراکے اسباب سب نکلوایا اور فرش بنا وہان بچھوایا مع تمام سرداران دست راستی و دست چپی اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوئے اودھر
اکوان و کیوان جالندری بروز دوم صبح کو قلعہ مین سے مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے نکلکر باہر میدان مین فرودکش ہوئے اور خیمہ
ڈیرے استادہ کراکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجواؤ چنانچہ طبل جنگ لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر سنکے ہلکارون نے لشکر اسلام کے بارگاہ
سلیمانی مین آکے بحضور بادشاہ اسلام بعد دعا و ثناے شاہنشاہی عرض کیا کہ سرور عالم کی عمر دراز اکوان جالندری
اور کیوان جالندری دونون حاکم دربند جالندریہ کے مع تمام اپنی فوج و سپاہ قلعہ سے باہر نکلکر میدان مین

ذوکش ہوئے اور طبل جنگ بجا کے صبح کو معرکہ آرائے میدان کارزار ہونگے سلطان امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ بحکم ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ ہمارے بھی لشکر میں بجے مگر کچھ عقل نہیں کام کرتی کہ یہ اتنا بڑا دریائے زخار ساحل ناپید الکنار بطرفۃ العین کیونکر خشک ہوگیا اور اسکا پانی کس طرف کو نکل گیا اور پھر جھٹ پٹ کمان در بند نے دجلہ میدان کا خشک کراکے میدان ہموار کردیا اور قلعہ سے نکلکر بیخوف و خطر طبل جنگ بجوادیا یہ کیا معاملہ ہے سحر ساحری کا بھی کچھ آثار معلوم نہیں ہوتا خیر جو مشیت پروردگار ہے شعر

کارساز ما بفکر کار ماست ٭ فکر ما در کار ما آزار ماست ٭

حسب الحکم سلطان باکرم لشکر اسلام میں طبل جنگ بجا اور رات بھر دونوں طرف بڑی جاگ اور تیاری ہوشیاری رہی صبح کو بدستور اور معمول قدیم دونوں لشکر میدان میں قائم ہوئے اشعار

دو لشکر برابر شده آراسته ٭ شد از هر طرف بانگ برخاسته
یلان غرق آهن ز سر تا بپا ٭ چو شیری که گیرد در آئینه جا
نهادند بر دوش مردان کار ٭ زره‌های داودی و زرنگار
بروے زمین آن یلان فوج فوج ٭ بهنگام جولان گری موج موج
ز آمد شد لشکر بیقیاس ٭ زمین در تزلزل فلک در هراس
حقیقت زمین چون فلک پیچ داد ٭ سپہر بر سپہر فوج بر فوج بود
ز گرد و غبار که شد بر سپهر ٭ رو رفتن خویش گم کرده مهر
ز سم ستوران دران پهن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت هشت

بعد صفوف آرائی لشکر اکوان اور کیوان جالندری سے پہلے سوار قدرت یعنی شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار اپنے مرکب کو چمکا کے میدان میں آیا اور مرکب پر سے کود کر سمت قبلہ بحضور قلب اور خلوص نیت زیر لب یہ کہتا تھا کہ اے رب جلیل تو سمیع و بصیر و عالم اور خبیر ہے تجھسے تو کچھ پردہ اور مخفی نہیں ہے کہ میں بندہ عاصی تیرا ہوں لعنت کرتا ہوں لقا اور اسکے پرستاروں پر مگر بخیال مآل اندیشی اور بیم جان بظاہر اس لشکر کفار اور اکوان اور کیوان جالندری دونوں نابکاران روزگار کے ستانے کے واسطے اور فتح پانے لشکر اسلام اور اپنے آقائے ولی نعمت امیر حمزہ صاحبقران عالیمقام کے لیے یہ کہتا ہوں اور اس علیہ اللعن لقا پر میں لعنت کرکے سر بسجود تیرے سامنے ہوں کہ تو معبود حقیقی میرا ہے خلاصہ یہ کہ دل میں یہ کہکے باواز بلند پکارا کہ یا خداوند باختر وقت مدد ہے اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش نعرہ زن ہوا کہ اے لشکر خداپرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ بمجرد اسکے للکارنے کے ساتھ ہی لشکر اسلام سے اول اول شاہزادہ فرامرز عاد مغربی اپنے مرکب کو صف سے نکالکر روبروے تخت بادشاہ اسلام ہو بجا اور دست ادب باندھ کر اجازت طلب میدان کا ہوا حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے فرمایا بخدائے لایزال سپردیم شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سراپا دکھلاتا ہوا بمقابلہ سوار قدرت آکے ہمتگاور ہوا تو دیکھا کہ دس بارہ قدم گھوڑا سوار قدرت کا اکڑ کے پیچھے ہٹ گیا مگر سوار قدرت مثل ستون قاش زین پر قائم رہا مطلق لغزش اور تکان اسکے جسم کو نہیں معلوم ہوئی تھی اور اسنے پھر اپنے مرکب کو خوب سا سنبھال کر جولان کیا اور پکارا کہ اے خداپرست لاضرب مردان عالمی فرامرز نے بطریق اہل اسلام گفتگو کی کہ ہمارے دین میں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے سوار قدرت نے کہا ایسا دین اور طریق تم سب کو بہت سا خراب کریگا اور یہ کہکے نیزہ بازی میں مشغول ہوا ساتویں آٹھویں طعن میں نیزہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے ہاتھ سے نکال دیا فرامرز عاد مغربی اپنے نیزے کے ہوائی ہوجانے سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور فرط غضب میں ضرب تیغ بر سر سوار قدرت کے لگائی سوار قدرت نے اس چالاکی سے اسکی ضرب کو خالی دیکر وقت برگشتگی تلوار بطور طمانچے کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے گلے پر ماری کہ ساتھ چوٹ پڑنے کے فرامرز چرخ مارکر گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور مثل قالب بیجان بیہوش پڑا تھا سوار قدرت نے جلدی سے اپنے مرکب پر سے کود کر فرامرز کی مشکیں باندھیں اور واللہ اعلم بالصواب کیا معاملہ درپیش ہوا کہ ہوا لگتے ہی شاہزادہ فرامرز کو ہوش پھر آگیا سوار قدرت نے فرامرز کو باندھکر اکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور آپ پھر اسی طرح سے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا

فوج اسلام سے شاہزادۂ اسلام بہرام گرد بن خاقان چین اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر بمقابلہ سوار قدرت آیا اور اُسی صورت سے سوار قدرت نے نیزہ بہرام کا ہوائی کرکے مرکب پر سے گرا دیا اور حالت غفلت مین بہرام کی مشکین باندھ اپنی فوج مین بھیجدیا بعد چند سردارون کے گرفتار ہونے کے ایک مرتبہ بل عادیان پور شدادیان کہستان کرب بن کوہ کرب پہلوان عادی نے اپنے گھوڑے کو پھر میدان مین نکال کر بادشاہ سے رخصت لی اور بمقابلہ سوار قدرت تخت شدادی پکڑ آیا اکوان جالندری اور کیوان جالندری یہ قد و قامت اور جسامت کہ اکیس گز کا دورہ کمر کا ہر دیو کا سا کلہ پہلوان عادی کا دیکھکر متحیر و ششدر رہا ہم کہتے تھے یہ بشر تو نہین معلوم ہوتا کوئی قوم دیوزادے ہو دیکھیے سوار قدرت اِسکے ہاتھ سے کیونکر جانبر ہوتا ہو ناگاہ سوار قدرت نے باواز بلند کہا کہ ای طویل القامت خدا پرست تو اپنے زعم اور نگاہ خلائق مین جوان قوی ہیکل اور بڑا زبردست معلوم ہوتا ہو مگر یہ بھی تو جانتا ہو کہ جس خداوند ہیجدہ ہزار ملک نے تیری شہامت اور تجھے یہ طاقت عطائی ہو وہ قادر مطلق ہو اُسنے اپنے سوار قدرت کو کسقدر قوت عطائی ہوگی جو تجھے سر میدان اسوقت باندھکر لیجائیگا اس سے لازم یہ ہو کہ تو خداے آسمان کی پرستش چھوڑکر خداوند لقا کی پرستش اختیار کر پہلوان عادی نے فحواے کلام سے پہچانا کہ یہ سوار قدرت بے شک و شبہہ عمرو ہو بیساختہ یہ سنکے کہنے لگا کہ ای کہنہ دزد یہ تو کیا جھک مارتا ہو عمرو سوچا کہ پہلوان عادی نے مجھے پہچان لیا ایسا نہو کہ مجھے رسوا کرے تب بزبان عبری کہنے لگا کہ خبردار ہو دلشکم تم اپنی زبان کو سنبھالے رہنا کچھ بیہودہ نہ بکنا اور بہتری اسی مین ہو کہ میرے ہاتھ سے زیر ہو کر اپنی مشکین بندھوا لے پھر جیسا مناسب ہوگا مین کرونگا پہلوان عادی نے رمز و کنایہ عمرو کا سمجھکر کہا اس سے زیادہ تقریر کو طول نہ دے اے سوار قدرت بس پر نہ گرا ضرب عمرو یعنی سوار قدرت نے کہا اس فربہ جسم اور بھاری لاش پر تو مغرور ہو جنگ تیر اور شمشیر مین تو کیا مجھسے عہدہ بر ہو سکیگا ہان اگر گھمنڈ اور غرور تجھے اپنی پہلوانی کا ہو سو مین سر میدان تجھسے کشتی لڑونگا اور بطرفۃ العین اس سنخی جسم اور لاغر ہاتھ پانون سے تجھے زیر کرکے باندھ لاؤنگا تاکہ خلائق تماشاے قدرت خداوند ہیجدہ ہزار ملک اپنی آنکھون سے دیکھے اور فرقہ گمراہ یعنی لشکر اسلام بھی مقر خداوند کی الوہیت کا ہو یہ کہکر سوار قدرت اپنے گھوڑے پر سے کود پڑا ادھر پہلوان عادی بھی مرکب پر سے اُترا اور عمرو سے اور پہلوان عادی سے بظاہر کشتی کشمکش کی ہونے لگی معاذ اللہ کا مقام ہو کہ اگر پہلوان عادی ایک ہاتھ یا ایک ران اپنی عمرو پر رکھدیتا تو عمرو سے جنبش نہ کیجاتی لیکن بمقتضاے مصلحت ایک چار گھڑی کے زور ہوے دونو لشکرون مین فوج و سپاہ نے دیکھا کہ سوار قدرت نے پہلوان عادی کو بزور کشتی پشت بزمین کرکے آسمان جھکا دیا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور لوگون کے حوالے کرکے اکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور قریب شام طبل بازگشت بجوا کر بہت لاف و گذاف کرکے یہ کہا کہ کل ایک خدا پرست کو زندہ و سالم نہ چھوڑونگا ای حمزۂ صاحبقران تیرے حق مین اب بہتر یہی ہو کہ تو خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختری کی پرستش کر ورنہ کل دیکھنا جو مین سلوک تیرے ساتھ کرونگا یہ کہکے مع اکوان اور کیوان جالندری میدان مصاف سے اپنے خیمے کی طرف چلا اُدھر امیر عالیمقام بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کے وہان سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی مین آکے داخل ہوے وہان سوار قدرت کو اکوان اور کیوان جالندری نے لکھوکھا روپیہ تحفہ اور تحائف اور زر نقد اور جواہرات بیش بہا بطریق نذر و نیاز کے دیا وقت شب سوار قدرت نے وہ سب نقد و جنس دیکھکر داخل زنبیل کیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو پھر دونون لشکر میدان رزم مین آکر قائم ہوے اور اُسی شکل سے سوار قدرت نے پھر نکلکر تیس چالیس سردار لشکر اسلام کے پکڑ لیے اور اکوان اور کیوان جالندری کے پاس بھجوا دیے اور مختصر یہ کہ تین روز کی میدان داری مین قریب تین ساڑھے تین سو بڑے بڑے نامی اور نامور سرداران لشکر فیروزی اثر کو سوار قدرت نے زیر کیا اور وقت شام طبل آسایش بجوا کے اکوان اور کیوان جالندری سے علیحدہ زندانخانے

مین گیا اور سب سردارون کو اپنے روبرو بلا کے بزبان عبری کہا کہ تم سب نے مجھے پہچانا سردارون نے کہا کہ زبانی پہلوان
عادی کے ہمکو حال معلوم ہوا اگر اب فرماییے کہ آپ کا کیا ارادہ ہی جو ارشاد ہو ہم بجا لائین عمرو نے کہا صلاح وقت اب یہ ہی کہ بعد
دو گھڑی کے مین تم سب کو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین بلا کے کہونگا کہ اب بھی تم سب خداوند لقا کی پرستش کا
اقرار کرو تو مین تم سب کو چھوڑے دیتا ہون اور ایک ایک کے واسطے بڑے بڑے رتبہ اور مرتبے دلوا دونگا پہلے تم سب اسکا مجھے
جواب دے لو تو مین بعد اسکے نافرمانی کا بھی جو قصاص ہوگا ظاہر کرونگا تم سب متفق ہوکر اقبال کرنا مین تم سبھون کو تمھارے
گھوڑے اور سلاح دلوا کر خلعت سے مخلع کرونگا کل صبح کو تم سب میرے ہمراہ سوار ہوکر میدان جنگ مین چلنا مین بمقابلہ لشکر
اسلام ذات میدان مین جو سردار نکلیگا اُس سے آمادہ رزم و جنگ ہونگا تم سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے
مسلح اور مکمل بہت ہوشیار کھڑے رہنا آیندہ جیسا موقع اور محل مین دیکھونگا تم سے کہدونگا تم اُسپر عمل کرنا سب سردارون نے
کہا بسر و چشم جو آپ نے فرمایا ہمکو قبول ہی غرض یہ خوب سا سمجھا بجھا کے عمرو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین
گیا سب پے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اکوان اور کیوان جالندری بڑے اعزاز اور تکریم سے عمرو کو سوار قدرت سمجھے ہوے
ایک دنگل پر برابر بٹھلا کے تعریف شجاعت اور جوانمردی کی کرنے لگے عمرو نے کہا کہ ای اکوان اور کیوان جالندری اسوقت تم
ذرا اُن سردارون کو جنھین مین نے زیر کرکے تمھارے پاس بھیجا تھا زندانخانے سے طلب کرو تو مین اُنسے فہمایش کرون اگر میرے کہنے پر
اُن سب نے عمل کیا اور خداوند لقا کو برحق جانا تو اُنکے واسطے بہت بھاری بھاری خلعت دینا اور ہر ایک کا مرتبہ اور رتبہ بڑھا کے
اور نہایت عزت اور آبرو کرکے صبح کو اپنے ہمراہ میدان رزم مین لے چلنا اور جو اُنھون نے راہ سرکشی کے کہنا میرا نہ مانا تو مین اُسی وقت
اُن سب کو قتل کرونگا اور حسب الحکم سوار قدرت یعنی عمرو کے اکوان اور کیوان جالندری نے سرداران لشکر اسلام کو محبس سے
طلب کرکے عمرو کے روبرو کھڑا کردیا اور عمرو نے وہی تقریر اُن سب سے کی اور سب سردارون نے بموجب مشورہ کے اقرار کیا
تب عمرو نے اکوان اور کیوان جالندری سے بڑے دھوم دھامی خلعت سبکو دلوائے اور دنگلون اور کرسیون پر باعزاز
تمام بٹھلا کے جلسہ ناچ گانے کا اُنکو دکھلایا شراب پلوائی بعد اُسکے برخاست کرکے جب وقت صبح کا ہوا بدستور معمول قدیم مع اکوان
اور کیوان جالندری اور تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر میدان رزم گاہ مین آکے قائم ہوے اسطرف سے سلطان
ظفر احتشام امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام کے وعدہ گاہ سعادت مین تشریف لائے اور تیاری میدان جنگ کی اور صف
آرائیان طرفین مین جب ہو چکین تب دیکھا کہ سوار قدرت اپنا مرکب جولان کرکے ناف میدان مین آیا اور باواز بلند مبارز طلب ہوا
مین بیان ہے تین سو دلیران لشکر اسلام گرد و پیش چپ و راست اکوان اور کیوان جالندری کو محاصرہ کیے بشگفتہ پیشانی باتین
کر رہے ہین اور سوار قدرت کی شہسواری اور سراپا میدان کا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ لشکر فیروزی اثر مین دست راست سے
علمون نے جلوہ گری کی اور نکور نوبت پر پڑی امیر با توقیر نے خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر
صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مرکب گلگون باختری کو جمگا کے روبرو تخت
بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے جام کلہ عفریت اپنے دست مبارک سے لبریز کرکے شاہزادہ عالم کو
عطا فرمایا اور شاہزادہ والاشان ایک ہی دم مین اُسے نوش فرما کے آداب بجا لایا اور سوار قدرت سے آکر بھڑگا اور ہوا
وہی جو رنگ ڈھنگ سوار قدرت کی رزم و جنگ کا تھا اُسی طرح سے نیزہ بازی کے بعد جب سوار قدرت نے جھک کر تلوار ماری
تب شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے بفنون سپہ گری سوار قدرت کا بند دست پکڑ لیا اور جھٹ پٹ داہنا ہاتھ اُسکی
کمر زنجیر مین ڈالکر چاہتا تھا کہ قاش زین سے لنگر توڑ کر اُٹھا لے عمرو نے باہستگی کہا ای شاہزادہ بدیع الزمان ذرا سمجھ بوجھ کر
ایسا نہو کہ مجھے کچھ گزند پہونچے بس شاہزادہ بدیع الزمان نے جب پہچانا کہ یہ سوار قدرت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری

سنکے تشریف لایا ہی کیا قصور ہوا مجھسے اور یہ کہکر اپنا ہاتھ کمر سے کھینچ لیا عمرو نے اپنے مرکب پر جست کرکے باواز بلند کہا کہ ای دلیران لشکر
اسلام تم جو سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے کھڑے ہو اب کیا دیکھتے ہو اور کسکے منتظر ہو ان دونون کو پکڑ کر
جو کوئی فوج کفار سے کچھ حوصلہ کرے جھٹ پٹ اُسے مار کر جہنم واصل کرو منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور یہ کہکے سلطان
با اقبال کی رکاب سے آکر لپٹ گیا امیر حمزہ صاحبقران دوران فرط سرور سے اشقر دیوزاد پر سے کود پڑے اور عمرو کو یکایک اپنی
چھاتی سے لگا لیا وہان اتنی دیر مین سرداران لشکر اسلام نے اکوان اور کیوان جالندری کو تخت پر سے اتار کے گرفتار کر لیا اور
فوج کفار سے شمشیر زنی کرنی شروع کی چار طرف سے آواز امان امان کی بلند ہوئی ہزارون سفاک گرے غازیان دیندار
مجاہدان تہور شعار نے بلوہ کر دیا اور سلطان امیر عالیمقام نے باطمینان تمام داخل قلعہ دربند جالندریہ ہو کر قتل عام کا حکم دیا
جسنے کہ کلمۂ شہادت پڑھا اور دین اسلام قبول کیا اُسکو امان دی باقی سب کفارون کو تہ تیغ بیدریغ کر کے داخل جہنم
کیا اور دیوہرے بتخانے منہدم کرا کے جابجا مساجد کی بنا ڈال دی تمام شہر اسلام آباد ہو گیا شادیانے فتح کے بج رہے تھے روز دوم
جسوقت کہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ تخت سلطنت پر اجلاس فرما ہوے اور امیر با توقیر مع پانچ ہزار پانچسو چھپن
سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن بارگاہ سلیمانی مین متمکن ہوئے اُسوقت اکوان جالندری اور
کیوان جالندری کو اپنے روبرو طلب کر کے فرمایا کہ ای بہادران اب کہو کہ بعقیدۂ یزدان شناسی کیا کہتے ہو اُن دونون نے عرض
کی کہ فی الواقع آپ کا دین برحق ہی وہ کلمہ جس سے انسان ظاہر ہو جاتا ہی ہمکو ارشاد کیجیے سلطان ذوالاقتدار عالیمنزلت نے کلمۂ
شہادت تلقین کیا اکوان اور کیوان جالندری از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہوے اُسوقت امیر والا توقیر نے
پوچھا کہ ای اکوان جالندری یہان سے تا پایۂ تخت زہرد شاہ کتنا فاصلہ راہ کا ہو گا اور اثنائے راہ مین کتنے دربند اور پڑینگے
اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقام یہان سے تا سابل تین مہینے کی راہ ہی اور چھ دربند حضور کو اور طی کرنا ہونگے یہ حال سنکے
امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اگر حیات مستعار باقی ہی تو کل صبح کو یہان سے ہم کوچ کرینگے حسب الایما
صاحبقران دوران پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا روز دوم لشکر فیروزی اثر کا کوچ ہوا اور جسوقت کہ
سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام سوار ہو کر مع سرداران لشکر اسلام کوئی دو فرسنگ پر پہونچے تو وہان ایک چوراہا
نظر آیا صاحبقران زمان نے اکوان اور کیوان جالندری سے پوچھا کہ اب کسطرف سے چلین اُن دونون نے
بیان کیا کہ ایک راستہ تو یہ سمت شہر صفوانیہ جانے کا ہی وہان کا حاکم ملک صفوان ہی اور مسلمان تھا قضائے کردگار
ایک اژدہا اُس شہر مین آنکلا عجب طرح کا اژدہا تھا جو دیکھتا تھا مارے دہشت کے عجب حال ہوتا تھا اب اُس اژدہے کے
خوف سے وہ راہ بند ہو گئی اور دوسرا راستہ سامنے ہی یہ راہ جانب قلعہ سعادت آباد گئی ہی کہ وہان کا بادشاہ سعادت شاہ
ہی اور یہ راستہ تیسری طرف کا جو ہی اسطرف ایک طلسم عناصر الاربعہ پڑتا ہی کہ اُسمین دور سے چار مینار بہت مرتفع
اور بلند ہین ایک مینار مین شعلہ جوالہ آتش سر بفلک رسان اور دوسرے مینار سے ایک دریائے زخار پانی کا اور
تیسرے مین تتق خاک کا اُٹھتا ہوا اور چوتھے مینار سے ایک عجب طرح کی ہوا نکلتی ہی اور بعد اسکے جو راہ کہ
چوتھی طرف کو گئی ہی اُس سمت دریا ہی اور ناف دریا مین ایک قلعہ فلک فرسا نہایت مستحکم بنا ہوا ہی مالک اور حاکم
اُس قلعہ کا سالوک پہلوان نامے ایک بڑا زبردست اور سرکش پہلوان لقا پرست قیام پذیر ہی کہ اُسنے
ہزارہا مسلمانون کو ہلاک اور پیوند خاک کر دیا اور قدیم الایام سے درپے ایذا رسانی اور خونریزی اور تلاش اہل اسلام مین
شب و روز مصروف و مشغول رہتا ہی خدا جانے اُس سفاک بیباک اور جلاد چالاک کے دل مین ان لوگون کی طرف سے
کہان کی عداوت سما گئی ہی کہ جہان کسی خدا پرست کو پاتا ہی زیر تیغ بیدریغ کرتا ہی اور ای شہریار جتنے اکثر منجمون اور

کاہنون سے سنا ہی کہ جو شخص اُس اژدہے کو جسکے باعث سے شہر صفوانیہ کا راستہ مسدود ہو رہا ہی مارےگا وہی قاتل لقاے مشرک
خدا کا ہوگا سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران نے یہ حال چارون راہون کا سُنکے جانب ارکانے سواد ہندوستان رکن السلطنت
دوران رستم زمان لندھور بن سعدان مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خسرو بلاد ہند تم دریا کی راہ سے بر سر سالوک پہلوان جاؤ اور اُس
دشمن خدا عدوے دین ایذا رسانندۂ مومنین کو اگر مسلمان ہو تو فہو المراد ورنہ جہنم واصل کرو اور شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ
بدیع الزمان گردنکش شکن کو اور بعضے کہتے ہین کہ شاہزادۂ کرب غازی کو طلسم عناصر الاربعہ کی طرف روانہ کیا مالک
اژدر صاحب نیزۂ دو سر کو سمت سعادت آباد جانے کو حکم دیا بعد ان تینون صاحبون کے جانے کے امیر با توقیر سپہر اوج
عیاری و قطب فلک خنجرگذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سرداران عالیمقام اور
لشکر فیروزی اثر سوار ہوکر جانب صفوانیہ جہان وہ اژدہا رہتا ہی مخاطب ہوے

اب تتمہ داستان فرحت بیان حال پیدایش عمرو ثانی وغیرہ بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت سلطان صاحبقران اُن تمام اپنے سردارون اور شاہزادون اور شاہزادون کی شادیان کرکے اسطرف کو متوجہ ہوے تھے تو ہر ایک
سردار کے محل مین ایک ایک فرزند پیدا ہوا چنانچہ قبۂ دین ستون اسلام شاہزادۂ کرب غازی کا فرزند بطن سے ملکہ زبیدہ
شیردل کے اسعد بن کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا بیٹا لندھور ثانی بطن سے ملکہ غنچہ خاتون کے
مالک اژدر کا فرزند ابراہیم اور شاہزادۂ بہرام گرد بن خاقان چین کا معظم خان بن بہرام اور مرزبان خراسانی کا
فرزند سبز مرزبان اور شاہزادۂ جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تبرزن کا علقمہ بن جمہور اور شہنشاہ سعد کا
حارث بن سعد اور پہلوان عادی کا عدیل بن عادی اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار کا قبل بن مقبل
غرض اسی طرح سے سب سردارون کے گھرون مین بیٹے پیدا ہوئے اور پانچ پانچ برس کے ہوے حسب اتفاق سلطان والاشان کے یہان ملکہ
مہر گہر تاجدار کے بطن سے بھی ایک لڑکا نہایت حسین مثل آفتاب تابان اور ماہ درخشان پیدا ہوا مگر لیکن اسکے دونون ہاتھ ناقص تھے
چنانچہ ملکہ مہر گہر تاجدار اپنے لخت جگر پارۂ دل فرزند جگر پیوند کو باین ہیئت دیکھکر رات دن رویا کرتی تھی اور نماز پنجگانہ مین بعجز و تضرع
و زاری جناب باری سے مستدعی اور ملتجی اسبات کی تھی کہ اس میرے فرزند کے ہاتھ پانون اچھے ہو جاوین ایک روز کی نقل ہی
کہ شب کے وقت عالم خواب مین بحکم رب جلیل حضرت جبرئیل نے سرہانے ملکہ آکر اپنا ہاتھ اُس صاحبزادے پر ملا فوراً دونون ہاتھ
وہ جو ناقص تھے اُس لڑکے کے اچھے ہو گئے صبح کو ملکہ جو آرام کرکے اُٹھی اور اپنے فرزند کے ہاتھ پانون مین کسی طرح کا نقص نہ دیکھا
از بسکہ شادی سے سجدات شکر کرتی پھرتی تھی اور مثل گل پیرہن مین پھولے نہ سماتی تھی تو از بسکہ وہ لڑکا ہو بہو بصورت سلطان
والا قدر عالیمنزلت تھا عمرو ثانی اُسکا نام رکھکر ملکہ نے بڑی دھوم سے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری کی اور
سیکڑون طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے مہمانون کا ہجوم اور دعاگویون کی دھوم تھی لکھو کھا روپیہ اشرفیان جواہرات
جوڑے دوشالے رومال خلعتی ہاتھی گھوڑے پالکیان انعام مین عطا فرماتے تھے غرض یہ کہ اُسی ہنگامۂ نشاط و محفل انبساط مین
اُس شاہزادے کو صدمۂ نظر سے ایک تشنج پیدا ہوا اور اُٹھا لیگیا بس عجب طرح کا شور یوم النشور تمام محل مین اُٹھا تھا اور
ماتم بپا ہو گیا چار طرف دھڑا دھڑی پڑی تھی محفل عیش ساتھ طیش کے بدل گئی ملکہ مہر گہر تاجدار فرش خاک پر پچھاڑین کھاتی اور
دو ہتڑا اپنے سر پر مارتی تھی شیون اور شین کرتی تھی مگر چونکہ مشیت ایزدی سے کسی کو چارہ نہین ہی لاعلاج
تسلیم و رضا پر ساکت ہو کر بیٹھ رہی تھی

اب حال اسعد بن کرب غازی کا سنیے

کہ شاہزادہ اسعد کو مکتب خانہ مین معلم کے پاس واسطے تحصیل علم کے بٹھایا تھا تو اسعد ایک کمان بانس کی اور چند تیر سرکنڈے کے

بناکے جب مکتب سے رخصت پاتا تھا تو کھیلا کرتا تھا ایک روز کچھ معلم اسد پر خفا ہوا تھا اسد نے دوڑ کر اپنی تیر و کمان اُٹھائی
اور جھنجھلا کے ایک تیر معلم کی ناک پر مارا کہ خون جاری ہوا معلم نے اسد کو پکڑ کے خوب مارا اور شام تک اُٹھنے نہ دیا شام کے وقت
جب معلم نے کہا کہ بس محل مین جا تب اسد نے اپنے مکتب والون سے کہا کہ یارو مین نواسا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر
گیتی ستان حمزہ صاحبقران کا ہون اور تم سب مجھسے دعوی دوستی کا کرکے ہمیشہ بہت سالاف و گزاف اپنی جان نثاری
اور یاری کا کرتے تھے اب اگر تمھین مجھسے واسطہ ہو تو میرے شریک حال ہوکے جو مین تمسے کہون وہ کرو تو مجھے یقین ہو کہ تم
سب میرے دوست ہو اُن سب لڑکون نے کہا کہ جو آپ فرمائین ہم بجا لائین شاہزادۂ اسد نے کہا تو میری اجازت اور
خوشنودی خاطر یہ ہی کہ اس میان جی کو پکڑ کے خوب سا مارو لڑکون نے معلم کو رولا کرکے پکڑ لیا اور یہانتک اُسکا گلا گھونٹا
کہ معلم کا دم خفا ہو کر نکلگیا اور مرگیا اسد نے جو دیکھا کہ معلم مرگیا اسنے کہا کہ اب میرا یہان رہنا صلاح نہین اور یہ کہکر
چار ہزار نوجوان امیر امرا رئیسون اشرافون کے بیٹے پوتون کو جمع کرکے سلاح تحفہ تحفہ اُنھین بندھوائے گھوڑے
جنکے پاس تھے وہ تو اپنے لائے باقی گھوڑے اور اسباب اپنے پاس سے سب کو دیے اور بشان شوکت تمام بتہیۂ جہاد
اور کفار کشی سمت سابل سوار ہوکر روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان صولت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب قاسم قریب کوہ دو شاخہ کے پہونچا تو پشت پر سے ایک شور کسی کی فوج کی آمد کا سنکے خاور سیاہ نے پھر کے دیکھا کہ کامگار سردار
ماہیار سردار بجمعیت کثیر مجھے نہیب دیتے آتے ہین شاہزادہ قاسم نے وہان سے پلٹ کر اُنسے مقابلہ کیا اور مردانہ وار دو تین زخم دو
بیکار کی دونون کو بضرب تیغۂ آبدار بدرجۂ اسفل السافلین پہونچایا باقی ماندہ جو کفار تھے مع سر لک سو گیا سے طوفانی ہزیمت
کھاکر دونون سرداران جہنمی کے لاشے لقاے مشرک خدا کے پاس لے گئے اور لقا نے کہا کہ ان دونون کے لاشون کو دریاے
رحمت مین ڈالدو اب کی نوروز مین پھر انکو زندہ کرونگا چنانچہ حسب الحکم اُس مشرک خدا کے وہ لاشے دریا مین ڈالدیے گئے یہان
قاسم کا حال سنیے کہ قاسم باطمینان تمام وہان سے مراجعت فرماکے اپنے باغ مین پہونچا اور ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کرکے
مصروف عیش و نشاط ہوا روز دوم پھر وقت شب اُسی طرح سے مسلح و کمل ہوکر شبخون مارا اور فیل دندان اور ہوشیار گند انداز
وغیرہ چند سرداران نامی زرد پرستون کو جہنم واصل کیا اور بادوا سے عام کفار سے بخیریت تمام نکلگیا الاراہ گم کرکے برابر ایک قلعہ کے
جانکلا چنانچہ اُس قلعہ کا نام قلعہ دشت اور حاکم وہان کے سلیم اور سالم نامے دو پہلوان تھے وہ قلعہ سے نکلکر شکار کھیلنے کو
جاتے تھے حسب اتفاق اُن دونون کا شاہزادۂ خاور سیاہ سے سامنا ہوگیا اور اُنھون نے دیکھا کہ ایک نوجوان سر سے پانون تک
خون مین آغشتہ مسلح اور مکمل اپنا مرکب گرم تاز کیے ادھر کو آتا ہی سد راہ شاہزادۂ خاور سیاہ کے ہوکر پوچھنے لگے کہ ای بہادر کیا
واردات تجھپر گذری اور یہان کہان سے آتا ہی خلاصہ یہ کہ اُن دونون کو تحقیق اور تصدیق ہوگیا کہ یہ شخص قاسم اور یہی لشکر خداوند پر
شبخون مارتا ہی تب بہزار چرب زبانی اور لسانی ملک قاسم کو وہ اندرون قلعہ لے گئے اور شراب مین دارو بیہوشی ملاکے شاہزادے کو
بیہوش کیا اور مطوق و مسلسل کرکے ہوشیار کیا اُسوقت کہنے لگے کہ ای قاسم اب تجھے لازم ہی کہ خداوند مجید ہزار ملک باختری کی پرستش کر قاسم نے
غیظ مین آکے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور تمام قید اپنے جسم سے توڑ کر علحدہ پھینکدی اور اُن دونون کے کمربند پکڑ کر زمین سے اٹھا لیا
اور چاہتا تھا کہ سر بہ چرخ دے کر پیوند زمین کرے سلیم و سالم نے باواز بلند کہا کہ ای شہریار ہمکو ثابت ہوا کہ یہ تائید اور برکت دین کی ہی جو کوئی
اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہیے قاسم نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا اور وہ دونون از صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے اُسوقت ملک قاسم نے اُن
دونون سے کہا کہ تم بدستور ہماری طرف سے اس قلعہ کے حاکم رہو جسوقت کہ ہم تمکو طلب کرین تم مع اپنی فوج و لشکر ہمارے شریک حال ہونا

اور یہ کہکر اب سوار ہوا اور اپنے باغ مین تشریف فرما ہوکر ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کی اور ایک شبانہ روز عیش کرکے پھر زیر
قیطول لشکر کفار پر شبخون مار اقضاے کار اُس روز اول شام سے تمام کفار ہوشیار اور خبردار بیٹھے جاگتے تھے لقانے بھی بڑی
تاکید تمام لشکر کو کردی تھی کہ خبردار اگر آج یہ بندۂ گستاخ شبخون مار کر نکلجائیگا تو مین تم سب پر اپنا قہر نازل کرونگا پس جسوقت ملک قاسم
نے نعرہ کیا اور آمادۂ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوکر ایک سمت کو چلا تو قمطوس بن القاش خون آشام نے پشت پر سے
آکے تلوار سر اقدس پر شاہزادۂ والاتبار کے ماری اور دو انگل کا زخم سر پر شاہزادۂ نامور کے آیا ملک قاسم نے پلٹ کر تیغ
بلارک افراسیابی اُس ملعون کو مارا تو لاش اُس شقی کی دو پرکالے ہوکر خاک و خون مین پھڑکنے لگی اور قاسم اپنا مرکب چمکا کے
ایک سمت کو نکل گیا اور عجب طرح کا اتفاق درپیش ہوا کہ آج بھی اپنے باغ کا راستہ فراموش کرکے جانب طاؤس کوہ جانکلا
اور از بسکہ خون بہت سا سر اقدس سے نکلگیا تھا حالت غش مین گھوڑے پر سے گر پڑا کہین داراشاہ نامے وہان کا
بادشاہ شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے شاہزادۂ خاور سپاہ کو بحالت زخمداری بیہوش اور خود فراموش زمین پر پڑا اور
مرکب کو ایک سمت مع زین و لجام آغشتہ بخون چراگاہ مین خالی بزین پھرتے دیکھا اپنے جی مین سوچنے لگا کہ یہ کون
شخص ہی کہ چہرے پر اسکے عجب طرح کی ایک شوکت اور شان اور شجاعت اور صولت معلوم ہوتی ہی آیا کوئی شاہ و شہریار زادہ
بڑا عالیخاندان ہی اثناے راہ مین کسی سے معرکہ جدال و قتال درپیش ہوا ہی اور زخمی ہوکر یہان گھوڑے پر سے گر پڑا ہی یہ
سوچ کر شاہزادۂ خاور سپاہ کو اپنے لوگون سے اُٹھوا کے ایک پالکی مین لٹا دیا اور اُسی حالت غش مین اپنے مکان پر
لاکے جراحون سے ٹانکے لگواے جسوقت کہ زخم شاہزادۂ قاسم کے سر کا دھویا گیا اور جراح نے ٹانکے لگاے اور ہوا جو دماغ کو
لگی تو ملک قاسم نے آنکھ کھولدی اور دیکھا کہ مین ایک بارگاہ مین آغشتہ بخون پڑا ہون اور ایک بادشاہ میری بالین پر
بیٹھا جراح سے ٹانکے میرے سر مین لگوا رہا ہی اپنے دلمین سمجھا کہ مین جو قمطوس کو واصل جہنم کرکے حالت زخمداری مین
پھرا تو شاید یہ مرکب باد پا مجھے یہان لیکر نکل آیا ہی اور مین غش کھاکے پشت مرکب پر سے جدا ہوکے کہین گر پڑا ہون یہ
بادشاہ وہان وارد ہوا اور مجھے اُٹھا لایا ہی غرض قاسم ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ اُس بادشاہ نے پوچھا ای بہادر کیا حال ہی
اور اپنی سرگذشت تو بیان کر شعر چہ کسی وجہ نام خوانندت ❊ در کدامی مقام دانندت ❊ ملک قاسم نے اسوقت تو بمقتضاے
فراست کچھ افشاے راز اپنا نہین کیا جیسا موقع اور محل تھا کہہ دیا مگر بعد چند روز کے جب زخم سر کا بھر آیا اور غسل صحت کیا
تو اُس روز اپنا نام اور حسب و نسب بیان کرکے داراشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ تجھے مین مرد مردانہ سمجھتا ہون لہذا اگر بچشم
فراست اور بدیدۂ حقیقت تو غور کرکے میری نصیحت پر عمل کرے اور اس کفر و کافری زمرد پرستی کو ترک کرکے کلمۂ شہادت
پڑھے اور دائرہ اسلام مین آئے تو تیرے لیے مفاخرت دارین اور سعادت کونین اور باعث ازدیاد محبت اور خوشنودی
خاطر کا میرے ہو چونکہ داراشاہ نہایت عاقل اور فہیم تھا معقول ہو کر کہنے لگا کہ ای مرشدزادۂ کونین شاہزادۂ خاور سپاہ
زہے فخر و مباہات مجھ بندۂ عاصی اور خاطی کا کہ تجھسا سالک طریقت اور حقیقت اس ذریعہ سے میرے کلبۂ احزان مین
آئے اور راہ نیک مجھے تلقین فرمائے مین کیونکر تیرے ارشاد کو بسر و چشم قبول نکرونگا شاہزادۂ قاسم نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور وہ
بصدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا ملک قاسم نے اُسے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہین تم اسی طاؤس کوہ پر نگاہداشت
فوج کی جاری کرو اور حکمران رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر زمرد شاہ کرین تم مع اپنی فوج و سپاہ ہمارے پاس حاضر ہونا یہ کہکر
شاہزادۂ عالم داراشاہ کے پاس سے رخصت ہوا اور سوار ہوکر اسی باغ مین جاکے ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ایک شبانہ روز
مصروف عیش و عشرت رہا اور روز دوم بہر نصف شب کو زیر قیطول لشکر لقا پر جاکے شبخون مارا اور قاری پوش سردار
وغیرہ بڑے بڑے سرکش چند کفار کو جو دو چار رہ گئے تھے بضرب تیغ آبدار قتل کرکے نکلگیا اور اب کی مرتبہ پھر راہ گم کرگئے

سمت دریا سے مار گیر جا کر وارد ہوا اُس درے کا حاکم اور فرمانروا طاؤس سبز قبا نامے ایک پہلوان فیلتن اہرمن توان
نہایت قوی ہیکل تنومند بازو تھا اور اُسکے دو بیٹے تھے وہ کہین شکار کھیلنے کو آتے تھے حسب اتفاق اُس جنگل مین ایک شیر
پیدا ہوا اور اُن دونون پر حملہ ور ہو کر چاہتا تھا کہ ہلاک کرے اُدھر سے قاسم جو گھوڑا چمکائے آتا تھا یہ تماشا دیکھکر ضبط
نہ کر سکا اور بیساختہ بجستی تمام جھپٹ کر برابر سے ایک ہی تیغ بلارک افراسیابی جو دوال کمر پر شیر کے مارا تو شیر کے دو ٹکڑے
ہو کر ایک طرف پھڑکنے لگا اور دونون بیٹے طاؤس سبز قبا کے سراسیمہ دوڑ کر شاہزادہ خاور سیاہ کے قدمون سے
لپٹ گئے اور بہت سی تعریف اور توصیف شکر اور سپاس اپنی جان بخشی کا کر کے اپنے باپ طاؤس سبز قبا کے پاس گئے اور سارا
حال شیر کا اپنے اوپر حملہ ور ہونے اور قاسم کا اُسوقت بیساختہ وہان پہونچکر اُس شیر کے مارنے کا بیان کیا طاؤس سبز قبا نے
اپنے قلعے سے مع چند سردارون کے نکلکر استقبال کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اندرون قلعہ لیجا کر پوچھا کہ معلوم ہوا کہ تو
اولاد حمزہ صاحبقران ہی ملک قاسم نے کہا کہ ہان مین پوتا امیر حمزہ صاحبقران کا ہون طاؤس سبز قبا نے بخیال اس
مآل اندیشی اور حرص دنیا کے کہ اگر مین اس شخص کو بفریب گرفتار کر کے بحضور خداوند لقا بھیجدونگا تو کیا عجب ہی کہ
میرے واسطے خلعت پیغمبری ہو جائے بعیاری اور مکاری مسلمان ہو گیا اور ملک قاسم کو شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے
عالم بیہوشی مین پکڑ لیا اور پا بجولان کر کے عرضداشت اس حال کی کر کے یاقوت شاہ کو بھیجدی قضائے کردگار ملکہ
گیتی افروز جو شاہزادہ خاور سیاہ کے تنہا معرکہ آرا ہونے اور شبخون مارنے سے واقف ہو گئی تھی روتے اور سر زنی اور سینہ
کوبی کرتے کرتے زیادہ تر بیتاب اور بہت مضطرب ہوئی تو حالت یاس مین دوپٹہ اپنا سمت قبلہ زمین پر بچھا کے بحضور قلب
اور خلوص نیت جناب باری سے دعا مانگ رہی تھی ناگاہ مہروند عیار کو کا ملکہ کا وہان آگیا اور اُسنے کہا خیر باشد ملکہ عالم
نصیب دشمنان اسوقت کیا صدمہ ہی ملکہ نے کہا کہ بھیا کچھ حال آج شاہزادہ با اقبال کا نہین معلوم کہ معرکہ جدال و قتال مین
کیا سانحہ درپیش ہوا جو ابتک تشریف نہین لائے مہروند عیار نے کہا ملکہ عالم نظر بہ کرم کریم کارساز رکھکر گھبرائیے نہین
شاہزادہ خاور سیاہ بڑا صاحب اقبال ہی کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین جاتا ہون اور جہان وہ شہریار ہوگا مین ڈھونڈھ لاتا
ہون یہ کہکر مہروند عیار جو باغ سے نکلا تو ابھی تھوڑی دور نہین گیا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک شخص ایک خط ہاتھ مین لیے دوڑتا ہوا
سمت قیطول لقا جاتا ہی مہروند نے جلدی سے اُسکے برابر پہونچکر پوچھا کہ بھائی خیریت تو ہی تم اسقدر جلد اور بدحواس
کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ دشمن خداوند لقا ایک خدا پرست ملک قاسم نامے ہمارے یہان آکر قید ہوا اُسکے حال کی عرضی
اپنے بادشاہ طاؤس سبز قبا کی طرف سے لیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند کے پاس جاتا ہون مہروند عیار نے کہا
کہ اور یہ دوسرا شخص تمہارے پیچھے کون ہی اُس قاصد نے جو نہین پلٹ کر دیکھا مہروند عیار نے حلقہ کمند عیاری کا اُسکی گردن مین
مارا کہ جھٹکے کے ساتھ چارون شانے چت ہو کر گر پڑا مہروند عیار نے اُسے تو بیہوش کر کے ایک غار مین ڈالدیا اور وہ نامہ
اُس سے لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی ملکہ گیتی افروز اسوقت نقاب مُنھ پر ڈالکر بحیلہ شکار سوار
ہوئی اور کئی ہزار سوار اور خانہ زادان جان نثار مع مہروند عیار ہمراہ رکاب اپنے لیکر قریب درہ مار گیر کے پہونچی خبر
ملکہ گیتی افروز کے اپنی سرحد مین آنے کی سنکر طاؤس سبز قبا اپنے قلعہ سے بطریق استقبال کے نکلا اور ملکہ سے ملازمت
حاصل کر کے نذر دی اور بجا کر انہ ہمراہ رکاب ملکہ عالیجناب ہو کر ملکہ گیتی افروز کو اندرون قلعہ لایا اور بہت سا
تحفہ تحائف پیشکش کر کے دست بستہ بنا بر ادب کھڑا اُٹھا ناگاہ ملکہ نے پوچھا کہ مین نے سنا ہی کسی خدا پرست اولاد حمزہ کو
پکڑ کر قید کیا ذرا اُسے میرے سامنے تو لاؤ مین بھی دیکھون کہ وہ نادیدہ خدائے آسمان کا پرستار کیا شکل اور کیسی وضع
رکھتا ہی طاؤس سبز قبا نے حسب الحکم ملکہ عالم کے ملک قاسم کو اُسی صورت سے بقید سلاسل طلب کر کے سامنے ملکہ

گیتی افروز کے ملڑا کر دیا اور شاہزادہ خاور سیاہ نے جو اندرون قلعہ آکر ملکہ کو وہان حصہ را آراد دیکھا جوش حمیت سے نہایت
غیظ و غضب مین طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا تمام قید اپنے جسم کی مانند تار عنکبوت کے توڑ کے پھینکدی اور مثل شیر ژیان
حملہ ور ہوکے طاؤس سبز قبا کو پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ اُٹھاکے زمین پر مارے طاؤس سبز قبا نے از سر صدق اسلام قبول کیا
ملک قاسم نے اُسے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمایا کہ طاؤس سبز قبا تم جسطرح ہمیشہ سے اپنے قلعہ اور اس درہ مارگیر مین فرمانروائی اور
حکمرانی کرتے تھے اُسی طرح سے سلطنت کرو جسوقت ہم لشکرکشی بر سر زمرد شاہ کرینگے حسب الطلب ہمارے تم مع اپنی فوج
و سپاہ آکر شریک حال ہمارے ہونا اور یہ کہکر سوار ہوا اور باغ مین آکر ملکہ کے ساتھ عیش مین مشغول ہوا اور پھر بہ معمول
قدیم نصف شب کو جبرًا و قہرًا ملکہ کے پاس سے اُٹھکر بتہیۂ شبخون سوار ہوا اور بطور سابق الذکر لشکر لقا پر جاکر شبخون
مارا اور اُسی طرح سے ستائیس شبخونون مین مار نوش سردار اور عقار روش سردار اور جہلم بن منکوس اور منکوس پہلوان
غدار رحم مارس فیل کش اور مابہار سرکش وغیرہ ہزارہا کفار کو مار کر جبکہ نہایت زخمی ہوگیا تب بہ جرائت اور قوت جنگ ستمانہ
کرتا باغ مین ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور اپنے ہاتھ سے زخمون مین ٹانکے لگا کے بھاہے مرہم کے رکھکر چندے شبخون مارنے مین
توقف کیا یہ وقائع خونریزی کفار زیر قیطول سنکے لقاے مشرک خدا نے گردم رد عیار کو طلب کیا کہ جہان سے ہوسکے تو اُس
بندۂ عاصی قاسم کو ڈھونڈھکر پکڑ لا مہتر گردم رد بموجب حکم اُس مشرک خدا کے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ تمام سبا ئل مین خوب
تلاش کرکے بعد چندروز کے ملکہ گیتی افروز کے باغ مین گیا اور اُسنے دیکھا کہ ملک قاسم زانو پر ملکہ گیتی افروز کے
سر رکھکے آرام کرتا ہے اور تمام صحبت والیان اور خواصین اپنے اپنے کام مین چارسو متفرق اور مصروف ہین مگر زخم قاسم
سر کا ابھی بخوبی اندمال پر نہین آیا پٹی مرہم کی چڑھی ہے گرد و پیش انگیٹھیان آگ کی دہک رہی ہین گردم رد کا یہ تو کیا منھ تھا
جو بے ادبانہ اور بیباکانہ ملکہ گیتی افروز کی صحبت مین چلا جاتا لیکن پیش خود یہ تجویز کرکے کہ یون تو میرا کہنا کل آفاق محض کذب
اور افترا سمجھیگا اور خداوند لقا اور یاقوت شاہ یقین نہ لائیگا مین یاقوت شاہ کو اپنے ہمراہ لاکے دکھلادون تا مین
مفتری اور کاذب نہون اور مواخذہ اور قہر خداوندی سے امین اور بری رہون مہتر گردم رد جھٹ پٹ وہان سے اُلٹے
پانؤن پھرا اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے من و عن سارا حال بیان کیا اور یاقوت شاہ کو بچشم دکھلا دینے کا اقرار
کرکے اپنے ہمراہ جانب باغ مخاطب ہوا اثناے راہ مین مہرو ند عیار کو کا ملکہ گیتی افروز کا جاتا تھا اُسنے یہ حال دریافت
کیا تو قبل از پہونچنے گردم رد اور یاقوت شاہ کے ملکہ کے پاس آکر آہستہ سرگوشی مین کہا کہ ملکہ عالم غافل کیا بیٹھی ہو
ہوشیار ہوجاؤ مہتر گردم رد عیار تمہارے بھائی صاحب جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کو ساتھ لیے تمہین اور شاہزادہ خاور سیاہ کے
دکھلانے کے واسطے آتا ہے ملکہ سراسیمہ ہوکر اپنے جی مین سوچی کہ اگر مین اس حال کی شاہزادہ خاور سیاہ کو اطلاع کرتی ہون
تو وہ جاہل مطلق ہے ہرگز چھپ کر نہ بیٹھیگا یہ سوچکر ایک پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ قاسم کو پلا کر حالت بیہوشی مین
ایک صندوق مین بند کرکے آپ خاموش ہوکر بیٹھ رہی اتنی دیر مین یاقوت شاہ اندرون محل آیا اور ملکہ سے یہ کہکر کہ
اے شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے بندۂ مغضوب خداوند یعنی قاسم کو اپنے باغ مین لاکر رکھا ہے ایک طمانچہ ملکہ کے مارا اور تمام
بارہ دری اور غرفہ نشین اور حجرے اور بنگلے باغ کے ڈھونڈھ کے جب کہین کچھ پتا و نشان قاسم کا نہ پایا تو لاعلاج بہت سا
خجل اور منفعل ہوکر پھر آیا وہان ملکہ گیتی افروز روتی ہوئی لقاے مشرک خدا کے پاس گئی اور کہا کیون باباجان
ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ یاقوت شاہ مجھے آکے طمانچہ مارے اور بے ثبوت اور بے قصور در پے میری ننگ و حرمت
آبرو کے ہوکے قاسم کے ساتھ متہم کرے لقا نے کہا ہرگز ہمنے یہ تقدیر نہین کی تھی یہ کہکر لقا نے یاقوت شاہ کو طلب
کیا اور بہت سا زجر و توبیخ کرکے چند تازیانے مارے اور کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے اگر بار دیگر ایسی کوئی سخطاے فاش تجھسے

ظہور مین آئیگی تو تجھے بھی مین اپنے قہر مین مبتلا کرونگا یاقوت شاہ جو ذلیل ہوکر غیظ و طیش کی حالت مین زیر قیطول آیا تو اُسنے مہتر گردمرد کو بلاکے خوب کوڑے لگوائے اور کہا کہ اس مفتری بدذات کا پوست جسم سے کھنچوا دو اسنے عجب طرح کا افترا اور اتہام خداوندزادی پر کرکے مجھے بحضور خداوند بےعزت کرایا مہتر گردمرد نے عرض کی کہ ذرا آپ تامل اور صبر کرین اگر مین قاسم اور ملکہ عالم کو باتفاق باہم ایک مسند پر بیٹھے نہ دکھادون تو جس عذاب عظیم سے چاہنا مجھے قتل کرانا اور جو ازاج مین آئے وہ کرلینا بارے یاقوت شاہ نے گردمرد کو چھوڑ دیا اور گردمرد پھر اُسی وقت بہیئت عیاری باغ مین گیا اور اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور ملکہ گیتی افروز دونون ایک پلنگ پر ہمدوش اور ہم آغوش لیٹے ہوے پڑے ہین گردمرد یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے کہا کہ ایکمرتبہ پھر ذرا تکلیف فرماکے چلیے اور دیکھیے پیر جھوٹھ اور افترا آپ کو معلوم ہوجائیگا یاقوت شاہ نے کہا اچھا کیا قباحت ہی مجھے لیجاکے دکھادے تو مجھے بھی یقین آئے گردمرد نے ایک روغن عیاری ملکہ اور یاقوت شاہ کی صورت ایک پیر ضعیف عورت کی بنادی اور آپ بھی ایک فرشتہ کی شکل بنکر یاقوت شاہ کو لیے باغ مین آیا جب یاقوت شاہ نے بچشم اپنے دیکھا ملک قاسم اور ملکہ دونون ایک پلنگ پر پڑے ہین وہان سے پھر کے لقا کے پاس گیا اور کہا یا خداوند آپ ذرا چلکے اپنی صاحبزادی کا تماشا دیکھیے کس لطف سے قاسم کے ساتھ مصروف عیش ہی لقا نے کہا اچھا معلوم ہوا اور یہ لکھکے آدھی رات کا عمل تھا اُسوقت ادہیر گرد اور محبت دریا باری اور قہرمان عجم اور ارجل سرجل خشت اندازون کو مع گنجاب طلب کیا اور حکم دیا کہ تم سب اسی دم جاکے اُس باغ کو بیخ و بنیاد سے منہدم کردو اور اُس بندۂ عاصی قاسم نبیرۂ حمزہ کو جلد گرفتار کرکے لاؤ یہ سب تو مع کئی ہزار کفار مسلح اور مکمل ہوکر جانب باغ روانہ ہوے اور مہرونہ عیار نے یہ خبر سنکے جبتک یہ لوگ پہونچین پہونچین پہلے ہی جاکے شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے گھبراکے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ ادہیر اور محبت دریا باری و گنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز وغیرہ ہزار کفار حسب الحکم لقاے خدا باختر کے واسطے بربادی اور انہدام باغ اور اسیری دشمنان شاہزادۂ خاور سیاہ کے آتے ہین بمجرد استماع اس کلام کے ملکہ تو مثل قالب بیجان ششدر و حیران رہ گئی لیکن ملک قاسم تیغۂ مبارک افراسیابی پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہرچند ملکہ گیتی افروز نے رو رو کے اپنا مُنہ پیٹ پیٹ کے منت اور سماجت اور عجز و انکسار روکا منع کیا اور کہا ای شہریار تو تو آمادہ رزم و جنگ جاتا ہی مجھے جو اعداے بے پیر اور قوم شریر سر برہنہ پا برہنہ پریشان کشان کشان لیجاینگے تو پھر کیسی رسوائی ہوگی شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن نے سالہاے دراز لشکر گنجاب سے مقابلہ اور مجادلہ کرکے ملکہ کو ہر ملک کیسا کیسا حتی المقدور اپنے ہر آفات و بلیات سے محفوظ رکھا اور حیف صد حیف کہ تیری سلامتی مین تیرے سامنے مجھے فرقہ کفار گرفتار کرکے بےعزت کرین اور لقا کے پاس لیجائینگے شاہزادۂ خاور سیاہ نے ملکہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور بیساختہ بیرون باغ آکر ابھی وہ سب کفار دروازۂ باغ تک نہین پہونچنے پائے تھے کہ قاسم نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ

ملک قاسم شاہ خاور سیاہ
اگر تیغ بر کوہ خارا زدم

ز زخم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
زتن شاخ گاو زمین برکنم

ز آب دم تیغ گشتہ زمین
ہمہ باختر شد زیر نگین

اور یہ نعرہ کرکے شمشیر زنی کرنے لگا قہرمان عجم اور گنجاب اور ارجل خشت انداز وغیرہ نے جو آواز قاسم کی سنی تو باغ کی طرف سے پھر کر قاسم کی جانب متوجہ ہوے شاہزادۂ خاور سیاہ مثل شیر صحرائی دس بیس کفار کو مار کر بستی تمام ایک طرف کو نکل گیا اثناے راہ مین ایک غول سوارون کا ملا وہ سوار ملک قاسم سے پوچھنے لگے کہ ایسے وقت تاریک شب مین تو کون شخص ہی کہان سے آتا ہی قاسم نے کہا مین مسافر ہون شب کو یہان راہ بھول کے ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا تھا صبح کو کوچ کرجاتا اُسوقت تمہارے گھوڑون کی ٹاپ سنکے مجھے وہم ہوا کہ مبادا قافلہ قطاع الطریق یا چورون کا ہو تو مین ذرا آگے بڑھ کے دیکھون اپنے بستر سے اُٹھکر آتا تھا اُن سوارون نے بہت سی

دلجوئی اور خاطر کرکے قاسم کو بٹھلایا اور غاشیہ زین پوش کو بچھا کے کھانا جو کچھ کہ اُنکے پاس موجود تھا شاہزادۂ عالم کو کھلوایا اسمین
رات تھوڑی رہ گئی اور آثار سحر نمایان ہو چلے تھے قاسم اُن سوارون سے رخصت ہو کر آگے ایک سمت کو روانہ ہوا ابھی کوس
دو کوس بھی نہین پہونچا ہوگا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا اور قاسم ایک قلعہ کی دیوار کے نیچے اُتر پڑا اور دم لینے لگا کہ سامنے سے
چار حبشی پیدا ہوئے اور شاہزادہ خاور سیاہ کے نزدیک آکر کہنے لگے کہ ای شخص چل ہمارے ہمراہ ہمارے بادشاہ نے تجھے یاد فرمایا ہی
تا کہ تیرا گوشت بہت سلونا اور نمکین ہی وہ نوش فرمائے ملک قاسم نے اُن چارون زنگیون کو بضرب تیغ داخل جہنم کیا ناگاہ
اور چالیس حبشی سپرین تلوارین پکڑے نمودار ہوئے اور چار طرف سے برسر شاہزادہ نامور زغہ کرکے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے
اقبال ایزدی سے اُن چالیسون مین سے دس حبشی ملک قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے ساعت بھر کے
بعد کئی ہزار زنگی مردم خوار مسلح اور مکمل سامنے سے پیدا ہوئے اور تلوار برچھے ترکش کمند گرز ہر طرف سے شاہزادہ خاور سیاہ پر
بوچھار کرنے لگے ملک قاسم اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بجناب باری مستدعی تھا کہ ناگاہ بیت از جانب دشت دکوہ او زنگ ٭
گردی برخاست طوطیا رنگ ٭ یعنی ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ آگے آگے چالیس ہاتھیون پر چالیس
علم و نشان پیچھے اُنکے ایک نوجوان نہایت وجیہ و شکیل مرکب پر سوار نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش چالیس ہزار سوار نقیب
دیتا ہوا کہ باش باش اور و سیاہ زنگیو مین تمھاری جان کا فرشتہ عذاب آن پہونچا اور شاہزادہ خاور سیاہ نے ملاحظہ فرمایا
کہ ایک مرتبہ افواج زنگیان آدم خوار پر گرا اور کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ کئی ہزار زنگیون کو تہ تیغ بیدریغ
کرکے ہزیمت فاش دی شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے خداوند لقا نے ان زنگیون کے
مقابلے اور مجادلے کو بھیجا تھا اور سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہاے صفوانیہ کو مارا ہی اسواسطے مجھے تقدیر کردی تھی
کہ بعد از فتح زنگیان تو برسر حمزۂ صاحبقران جانا سو مین نے ان زنگیون کا استیصال بخوبی کیا اب بہ تلاش حمزۂ صاحبقران
جاتا ہون اُسکو شکست دونگا یہ کہکے شاہزادہ خاور سیاہ کو بڑے تملق و چاپلوسی اور اعزاز اور احترام سے اپنی بارگاہ مین لایا
اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھلا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ پیراروزینہ لاؤ شاہزادہ قاسم نے دیکھا چند ملازم اُسکے ایک خوان کھانے کا
اور کھانچا اُسپر دھرا ہوا اور ایک شیشہ شراب خون کبوتر کے رنگ کا لاے اور سامنے اُسکے رکھ دیا تب اُسنے کھانچا خوان کا اُٹھایا
کھانے کی طرف متوجہ ہوا مگر اُسمین چالیس رکابیان تھین اُنمین افعی سیاہ بند تھے یہ نوجوان ایک ایک جام شراب کا پیتا تھا اور
اُنمین سے ایک ایک سانپ بجاے گزک کھا لیتا تھا چنانچہ نام بھی اُسکا تردو مار خوار ہی خلاصہ یہ کہ بعد اپنے معمول کے اُسنے
ملک قاسم سے کہا کہ ای بہادر تو بھی کھانا کھا شراب پی شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اول میرے اور تیرے امتحان زور ہو جاے
تو مین کھانا کھاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا بڑھا کے زور پنجہ کرنے کو تھا اور قہقہہ مار کے کہنے لگا کہ ای بہادر جسقدر زور
اور طاقت تجھ مین ہو قصور نہ کر قاسم نے کہا کہ مین یون زور کبھی نہ کرونگا تو پہلے خوب سا اپنی قوت اور طاقت کا امتحان کر لے بعد
اسکے مین زور کرونگا چنانچہ اُسنے حتی المقدور خوب سا زور کرکے جب کہا کہ ہان اب تو میرے پنجہ کو پھیر دے شاہزادہ خاور سیاہ نے
آن واحد مین پنجہ اُسکا پھیر دیا تب وہ اپنے دل مین یہ سمجھ کر کہ مین اسکا حریف کسی صورت سے نہین ہو سکتا ہون یہ شخص بڑا صاحب
طاقت اور زبردست ہی قاسم سے کہنے لگا کہ ای بہادر تو میری نوکری اور رفاقت قبول کر قاسم نے مصلحتاً فرمایا کہ کیا قباحت ہی
ہم لوگ سپاہی ہمیشہ مین جو رئیس قدردان ہمارا ہوتا ہی ہمکو اُسکی رفاقت کرنے مین کچھ مقام عذر نہین غرض کہ اُسنے شاہزادۂ
خاور سیاہ کو اپنا رفیق بنا کے روز دوم وہان سے کوچ کیا اور اپنی فوج و سپاہ سب ہمراہ لیے مع خاور سیاہ لب دریا کشتی پر
سوار ہو کر ایک سمت کو چلا اثناے راہ مین باد مخالف وزان ہوئی اور دریا مین طوفان پیدا ہوا کشتیان سب تباہ ہو گئین
اور جس کشتی پر شاہزادۂ قاسم اور وہ نوجوان بیٹھا تھا کہین ٹکر کھا کے تختہ تختہ پارہ پارہ جدا ہو گئے ایک تختہ پر شاہزادہ خاور سیاہ

بیٹھا ہوا بہتے بہتے تیسرے روز بسبب شدت گرسنگی اور تشنگی کے جبکہ قریب ہلاکت پہونچا تب جناب باری سے دعا مانگنے لگا اور
کبھی یہ قطعہ عالم یاس مین زبان پر لایا قطعہ بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفےٰ دستے * بجز غم گرفتارم علی مرتضے دستے
تو حالات شب معراج دانستم ید اللہی * چرا دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے * ناگاہ وہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور
دور سے ساحل پیدا ہوا قاسم نے دیکھا کہ وہ تختہ کنارے پر آلگا اور سامنے ایک طرف کچھ جھونپڑی کی جھونپڑے بنے ہین ایک
طرف ایک دام دار خاموش نہایت غمگین اور اندوہگین جال خالی ہاتھ مین پکڑے کھڑا ہی قاسم نے پوچھا کہ تو مغموم کیون کھڑا ہی
اُسنے کہا کہ دام دار ہون اور میری اوقات صرف اسی پیشہ پر ہی تین دن ہو چکے ہین کہ کوئی مچھلی دام مین نہ آئی میرے اہل و عیال
سب فاقہ کی حالت مین واویلا کر رہے ہین ملک قاسم نے جال اُسکے ہاتھ سے لیکر اپنے ہاتھ سے ڈالا اور ماہی کلان اُسمین پھنسی
ماہی گیر خوش خورم ہو کر یہ کہتا ہوا کہ ای صاحبزادے تیرے تصدق آج تیسرے فاقے مجھے روٹی میسر آئی اور مین اسے بیچکر اپنے اہل و
عیال کی فاقہ شکنی کرونگا اور تمام عمر تجھے دعا دونگا مگر امیدوار ہون کہ آج تو غریب الدیار غریب الوطن میرے ہی مکان پر چلکے
چندروز قیام پذیر ہو غرض شاہزادہ قاسم کو اپنی دکان پر لا کے اور بڑی عزت اور توقیر سے بٹھلایا اور کہا اسجا تو رہا کر چنانچہ قاسم
اُس ماہی فروش کی دکان پر سکونت اختیار کی اور قدرت خدا کی دیکھیے کہ جس روز سے ملک قاسم وہان جا کر دوکش ہوا اسقدر
مچھلی بمنافع اُس ماہی فروش کی بکنے لگی اور اسقدر اُسے فائدہ ہوا کہ چندروز مین وہ ماہی گیر مالک گنج خطیر کا ہو کر دولت و مال سے
متمتع ہو گیا آخر کار اُس ماہی گیر نے شاہزادہ خاور سپاہ کو اپنا فرزند قرار دیا اور شبانہ روز تعریف اور توصیف شاہزادہ
عالم کی ہر ایک کے سامنے کرکے کہتا تھا کہ عجب طرح کا مبارک قدم اس صاحبزادے کا ہی کہ جسکی برکت سے مین حالت عسرت
اور ہلاکت سے نکلکر ایسا دولت مند ہوا غرض ملک قاسم کو تو اب اُسی ماہی گیر کی دکان پر رہنے دیجیے جب تک

تتمہ داستان خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان سے گذارش کی جاتی ہی

کہ لندھور جو امیر والا توقیر سے رخصت ہو کشتی پر سوار ہوا اور راستی دریا کی راہ سے بعد چندروز قریب قلعہ سالوک کے
پہونچا اور لب دریا کشتی کا لنگر ہوا یہ خبر سالوک نے جو سنی کہ سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا لندھور بن سعدان بتہیہ
قلعہ گیری آکر کنارے دریا کے اُترا ہی آدھی رات کے وقت اپنے عیار کو ہمراہ لیکے کسی فریب سے کشتیون پر آیا سعد سیہ کلاہ کو
چرا لیگیا اور اسی شکل سے پانچ چار روز کے عرصے مین چند سرداران لندھور کو چرا لیجا کے اپنے قلعہ مین قید کیا اور یہان تمام
فوج و سپاہ لندھور کی ہر چند غور کرتی تھی اور اُسکی تلاش مین کشتیون پر سے اُتر گئے اور اُسطرف جاتی تھی مگر کہین
کسی سردار کا پتا و سراغ نہ ملتا تھا ناچار سب عاجز ہو کر رہ جاتے تھے کسی کی کچھ عقل نہین کام کرتی تھی کہ کشتیون پر سے کون اُنکے
سردارون کو لیجاتا ہی ایک روز کی نقل ہی کہ کوئی پہر رات پچھلی باقی ہوگی خسرو بلاد ہندشاہ سے اسی فکر و تشویش مین جاگ گیا
کہ سردارون کا کشتیون پر گم ہو جانا بڑا التعجب کا مقام ہی آخر اجنہ یا کوئی دیوزاد تو آکے نہین لیجاتا جہان عیار اور میرے
سب ملازمین جان نثار ہوشیار اور بیدار رہتے ہین دو چار دن مین بھی شب بھر جاگتا رہون شاید کچھ پتا ملجائے اسی فکر اور
تجویز مین آنکھین بند کیے پلنگ پر پڑا تھا کہ ایک کھٹکا سا معلوم ہوا لندھور بن سعدان نے آنکھ کھولکر جو خیال
کیا تو دیکھا کہ ایک شخص کمند پکڑے قلعہ پر سے نیچے اُترکر میری کشتی پر آتا ہی لندھور نے آپ کو بظاہر خواب مین ڈال دیا
اور بہت ہوشیار نیم واچشم سے جب دیکھا کہ وہ شخص میری بالین پر آکے بغور مجھے دیکھ رہا ہی لندھور نے بچالاکی اُسکا
ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ منہ کے بھل سامنے آپڑا اور لندھور نے اُسے پکڑکر باندھا اور پوچھا کہ سچ بتلا تو کون شخص ہی
اُسنے کہا ای خسرو بلاد ہند سچ تو یہ ہی کہ سالوک وہ جو آپ نے سنا ہوگا وہ مین ہون اور آپ کے سب سردارون کو
واقعی مین ہر شب کو آنکر لیگیا میرے قلعہ مین سب موجود ہین آدو آج بے شک و شبہہ مین آپکو

پکڑ لیجاتا اگر مجھے ثبوت ہوا کہ آپ کا دین برحق ہے اب مین مسلمان ہوکر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر ہونگا آگے جو مزاج مین آسے وہ میرے حق مین کیجیے لندھور نے اپنے دل مین یہ کہکر کہ حکم شرع کا تو ظاہر ہے جس حالت مین یہ اقرار اسلام قبول کرنیکا کرتا ہے تو اب اس پر قصاص اور قتل واجب نہین کلمۂ شہادت ارشاد کیا سالوک خوف جان سے کلمہ پڑھ کے بظاہر مسلمان ہوگیا اور بڑی چرب زبانی اور لسانی سے بہت سا عجز وانکسار کرکے لندھور کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور کھانا بیہوشی آمیختہ کھلوا کے لندھور کو عالم بیہوشی مین پکڑ لیا اور زندان خانہ مین بقید شدید بٹھلا کے آپ قلعہ سے باہر نکلا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر کشتیون کو محاصرہ کیا اور معرکہ آرائے رزم و پیکار ہوا اکثر کشتیون کے تختے توڑ ڈالے چند کشتیان دریا مین غرق ہوگئین ہزارون مومنین دلیران لشکر لندھور کے ڈوب کر بدرجۂ شہادت فائز ہوئے ہزارون زخم گولی اور تیر سے شہید ہوگئے بہت گرفتار ہوگئے اکثر اُس ہلڑ مین کشتیان اپنی اپنی جس طرف موقع دیکھا نکال لے گئے سالوک تمام مال اسباب لندھور کا تاخت و تاراج کراسکے اپنے قلعہ مین آیا وقت شب خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو عذاب جہنم اور سیر گلزار نعیم کی دکھلا کے مسلمان کیا جب صبح کے وقت سالوک خواب سے بیدار ہوا تو اُسکو اُس شب کے خواب کا جو خیال کیا تو پیادہ پا زندانخانے مین جا کے لندھور کی قید کٹوادی اور قدمون پر اپنا سر رکھ کے بہت سا عجز وانکسار کیا اور خواب کا بیان اور بحکم حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بصدق دل مسلمان ہونے کا حال کہکر تمام مال اسباب لندھور کا اور جتنے سردار قید تھے اُن سبکو زندانخانے سے طلب کرکے حوالہ لندھور کیا اب لندھور کو تو اسی حالت مین رہنے دیجیے

در کلمۂ داستان مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر کے بیان سے کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر سلطان صاحبقران نامور سے رخصت ہوکے قریب شہر سعادت آباد کے پہونچا اور آمد مالک اژدر کی سنکے سعادت شاہ نے اپنے قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجوایا اور روز دوم بوقت مقابلہ اور مجادلہ مالک اژدر نے سعادت شاہ کو بفن نیزہ بازی گھوڑے پر سے گرا کے باندھ لیا اور حارث اپنی بیٹی کا سعادت آباد مین برائے انتظام اور اسلام آباد کرنے کے چھوڑ کر آپ مع چند سرداران دین کے بخدمت سلطان والا قدر عالیمنزلت صاحبقران نامدار روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دیجیے

اب شمۂ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت سلطان صاحبقران لندھور اور مالک اور شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت کرکے آپ مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور باقی سرداران لشکر اسلام سمت صفوانیہ روانہ ہوئے تو بعد طی مراحل اور قطع منازل قریب اُس شہر کے پہونچکر دیکھا کہ دور سے ایک قلعہ فلک فرسا اسقدر بلند ہے کہ پیک نظر اور طائر خیال کی وہان تک رسائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے عروج وہم انسان سقف تک اُسکی محال کمند ناسکے کنگرے تک نارسا اور تمام شہر اور اطراف اور جوانب اُسکے جو دیہات قصبے پرگنے اور گانون گرانون صحرا اور دشت مین سب کے سب جلکر کوئلے کے رنگ سیاہ نظر آتے ہین امیر والا توقیر کو یقین کلی ہوگیا کہ یہ بلا علامت اُسی اژدہے کی یہان سکونت کی ہے اُسوقت سلطان والا قدر عالی منزلت نے شاہ عیاران عیار عمرو سے اور تمام سرداران لشکر سے فرمایا کہ تم سب یہین ٹھہرو مین اس جنگل مین اژدہے کی تلاش مین جاکر تین نعرے کرونگا ایک تو جسوقت وہ اژدہا مجھے نظر آئیگا دوسرا جسوقت مین اُس پر حملہ ور ہونگا اور تیسرا جبکہ اُسے مارونگا تب باطمینان تمام نعرہ کرونگا یہ کہکے امیر والا توقیر جانب اُس صحرا کے مخاطب ہوئے اور چار طرف بغور دیکھتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے کہ ایک دھوان وہان سر بفلک رسا نکلتا ہے سلطان عالی مقام نے جانا کہ اسی جا پر وہ اژدہا ہے اور یہ سمجھکر چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا کہ قعر کوہ مین ایک بہت بڑا غار ہے اور اسقدر حدت اور حرارت وہان معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا اور تمام جسم جھلسا جاتا ہے حمزہ صاحبقران ہوران نے وہان ٹھہر کر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا ساتھ بولتے صاحبقران دوران کے اُس

غار مین سے اُس اژدہے نے پھر اپنا نکالکر قلاب آتشین سلطان عالی جناب کی طرف پھیرا۔ اے امیر والا توقیر نے آپ کو خوب سا سنبھال کے نعرہ دوم کیا اور دو تیر حضرت اسحاق پیغمبر کے ترکش سے نکالکر بدفعات اور بسرعت اور چستی تمام کمان مین پیوستہ کرکے نشانہ اُسکی دونون آنکھون کا کہ مثل طاس خون یا دو مشعل آگ کے دہکتی نظر آتی تھین تاک کر پرتاب کیے کہ بطرفۃ العین اژدہے کی دونون آنکھون کے دو سار ہوگئے اور اژدہا غار سے تڑپ کر مثل ایک پہاڑ کے باہر زمین پر گرا اور گرتے ہی اپنے دمبالے کی صاحبقران پر چوٹ کی امیر والا توقیر نے بضرب تیغ عقرب سلیمانی اُسکے دمبالے کو قلم کرکے چاہتے تھے کہ تیسرا نعرہ کرین مگر ازبسکہ تعفن اور بدبو اُسکے خون کی دماغ مین پہونچی تو حالت غش مین بیہوش اور خود فراموش ہوکر فرش خاک پر بیٹھ گئے جبکہ پہر گذرا اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور عمرو بن اُمیہ نامدار نے آواز تیسرے نعرہ کی نہ سنی تو نہایت سراسیمہ اور بیتاب ہوکر اُفتان و خیزان اُس صحرا مین پہونچے اور چہار طرف جو بغور دیکھا تو لب غار وہ اژدہا اندھا دو ٹکڑے مردہ پڑا تھا اور اُسکے خون سے تمام زمین وہان کی گلگون نظر آتی تھی اور ایک جانب سلطان امیر حمزہ صاحبقران والا مناقب اپنی آنکھین بند کیے ہوئے اور بحر لب بسکوت بیٹھے ہین عمرو نے یہ رنگ دیکھکر جلدی سے ایک پتھر کلہ مین گوپھن کے رکھا اُس اژدہے کے کلے پر مارا کہ کام کفچہ اُسکا جھنجری ہوکر اُڑ گیا بعد اُسکے سلطان عالیمقدار کو آکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حمزہ بڑا افضال الٰہی شامل حال ہوا کہ مین خوب وقت پر آ پہونچا جو ایسے اژدہے کو ایک پتھر مین مارا اور تجھے اس حال غفلت اور بیہوشی سے ہوشیار کیا صاحبقران دوران نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہان تو سچ کہتا ہی تو ہی نے مارا خیر اب اس اژدہے کا پوست کھنچوا حسب الحکم سلطان باکرم عمرو نے اُس اژدہے کا پوست کھنچوا کے ایک عرابے پر رکھوا دیا اور صفوان شاہ بادشاہ صفوانیہ خیر مقدم مبارک امیر حمزہ صاحبقران دوران کی اور مارنا اژدہے کا سنکے اپنے قلعہ سے نکلا اور سلطان عالیمقام کی ملازمت حاصل کرکے بطیب خاطر اپنی از سر صدق شرف باسلام ہوگیا سلطان والا شان نے اُس شہر کو از سر نو پھر آراستہ اور آباد کرکے صفوان شاہ کے قبضہ تصرف مین بدستور تفویض فرمایا

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے سمت طلسم عناصر الاربعہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل اُس سرزمین مین جاکر داخل ہوا تو خورشید شاہ جو اُس شہر کا فرمانروا تھا شاہزادہ عالم کے آنے کی خبر سنکے استقبال کو نکلا اور ملازمت حاصل کرکے بڑے اعزاز اور احترام سے شاہزادہ عالیمقام کو اندرون شہر لے گیا شاہزادہ عالم نے دیکھا کہ تمام رعایاے شہر سیاہ پوش اور ادنی اور اعلی شاہ و گدا مغموم اور اندوہگین شہر وہان کی خلقت پہ سخت ماتم تھا چہرہ ہر ایک کا پر از غم تھا۔ شاہزادہ عالیجاہ نے خورشید شاہ سے پوچھا کہ تمھارے شہر مین اس سیاہ پوشی اور غم و الم کا کیا باعث ہی خورشید شاہ نے ایک آہ دل پُر درد سے کھینچکر بصد درد و غم چشم پُرنم کرکے کہا کہ شہریار میرا ایک بیٹا تھا کہ اُسے اقبال شاہ کہتے تھے حسب اتفاق وہ مجھسے رخصت ہوکر بطریق سیر و شکار سوار ہوکر گیا تھا کہین کسی نے کچھ تذکرہ طلسم عناصر الاربعہ کا کیا کہ اسی سرزمین مین واقع ہی وہ نادانستہ اُس طلسم کی سیر دیکھنے کو گیا تھا پھر کچھ سراغ اور پتا اُسکا نہ ملا کہ میرے فرزند جگر پیوند پر کیا سانحہ گذرا اور وہ کدھر غائب ہوگیا اُس روز سے مین سیاہ پوش ہوکر اُسکی مفارقت اور مہاجرت کے رنج و آلام مین دن رات رویا کرتا ہون رعایاے شہر نے میرے غم و ماتم کو دیکھکر سیاہ پوشی اختیار کی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی مین تیرے فرزند کو اُس طلسم سے جاکر لیے آتا ہون اُس بادشاہ نے سر اپنا شاہزادہ عالم کے قدمون پر رکھکر کہا اے شہریار مین نے اپنے بیٹے سے صبر کیا اور ہاتھ اُٹھایا اگر آپ اُس طلسم مین جانیکا قصد نہ کرین اور مجھے طریق اور آئین دین خداپرستی کا بتلا دین تا مین بھی مشرف باسلام ہوکر تا قید حیات حضور کی نعلین برداری اور اطاعت مین سعادت دارین حاصل کرون

شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای خورشید شاہ مین بتہیہ طلسم کشائی آیا ہون اب تا وقتیکہ اُس طلسم کو فتح نہ کر لونگا تجھے تلقین باسلام بھی نہ کرونگا بس زیادہ اب مبالغہ اس امر مین مجھسے تو نہ کر الا البتہ اتنا میرا کام کر کہ ذرا میرے ہمراہ چل کے اُس طلسم کو مجھے دکھلا دے خورشید شاہ مجبور ہوکر ہمراہ شاہزادۂ نامور سوار ہوا اور دروازۂ طلسم کو دور سے دکھلا کر عرض کی کہ ای شہریار یہی درہ ہی جو دور سے نظر آتا ہی یہی دروازۂ طلسم کا ہی اُسطرف درہ کے ایک پہاڑ بہت بڑا ہی اور نہایت پُر فضا نظر آئیگا اور فرسنگوں تک ریگستان ہی جو کوئی اس درہ کو طی کر کے اُس پہاڑ تک جانے کا ارادہ کرتا ہی اگر سوار بھی چلے تو اُس ریگ مین مع مرکب غرق ہو جاتا ہی شاہزادۂ عالیمقام نے یہ کلام خورشید شاہ کا سنکے فرمایا کیا مضائقہ اب تم ایک کام کرو کہ اس جا پر ٹھہرے رہو ہم جاتے ہین بحول و قوت پروردگار عالم کے تمھارے فرزند کو لیے آتے ہین اور وہان کا جو حال ہوگا وہ بھی تم سے کہدینگے اور بسم اللہ کہکر عنان اشہب تیزگام کو جانب طلسم منعطف فرما کے قریب درۂ طلسم کے پہونچا تو دور سے دیکھا کہ ایک کوہ فلک فرسا فی الحقیقت بہت بڑا اور عجیب طرح کا پُر فضا قلہ کوہ سے تا پایین کوہ ایک تختہ گل کا نظر آتا ہی مثل دامن گلچین ہزارہا گلہاے رنگا رنگ اور بالاے کوہ سیکڑون درختان چترا دار اور سایہ گستر اور نہالان پُر ثمر اور شاخون پر انکے طایران خوش نوا اور نغمہ سرایان خوش ادا با لحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے بمضمون ان کے عروق کچھ مذمت دنیا کرتے ہین اشعار

کہیں کوہ ہیں اور ہیں ہتے بڑے
کہیں بر گل نالۂ عندلیب
کہیں نخل کاشن برو سند ہیں
کہیں شور کرتے وہاں جغد و بوم
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات

کہیں تو وزان ہی نسیم بہار
کہیں پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہیں کھلے سب نہال چمن
کہیں کانٹوں سے راستے بند ہیں
کسی شے کو یان کی نہیں اعتبار
کہیں رات سے دن کہیں دن سے رات

کہیں باد صرصر ہی اور جنس خار
کہیں شور مرغولہ و عندلیب
کہیں زلف سنبل و بال چمن
کہیں طوطیان خوش الحان کی دھوم
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار

اور زیر کوہ فرسنگوں تک وہ ریگستان سیدان نظر آتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہان ایک جا پر گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور ایک چشمۂ آب پر بیٹھکر وضو کیا اور سمت قبلہ منھ کر کے بحضور قلب جناب اقدس الہی سے مستدعی اس امر کا ہوا کہ ای رب جلیل صدقہ اپنی وحدانیت کا میری دعا مستجاب کر تاکہ مین اس طلسم کو فتح کرون ابھی یہی دعا شاہزادۂ عالم کی زبان پر جاری تھی کہ ناگاہ سامنے سے حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوے شاہزادۂ عالم نے حضرت کو بندگی کی حضرت نے ارشاد فرمایا ای شاہزادۂ عالیوقار اسقدر اضطرار کرنا کیا ضرور ہے تجھے جناب باری نے بہت صاحب اقبال پیدا کیا ہی طلسم کشائی تو کریگا لیکن یہ کاغذ جو مین تجھے دیتا ہون اسکو پڑھ کے جو کچھ اسمین مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا یہ فرما کے حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم حضرت کے اُس کاغذ کو جو ملاحظہ فرمایا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای شخص اگر تو بہمونی بخت سے بتہیہ طلسم کشائی یہان تک پہونچا ہی تو اب سمت مشرق ستر قدم شمار کر کے جا کر دیکھ وہان ایک بت سونے کا کھڑا ہی اور قفل طلائی اُسکی ناف پر لگا ہی تو اس اسم کو پڑھکر دستک دینا وہ قفل خود بخود کھلکر گر پڑیگا لوح طلسم اُس بت کے شکم مین ہی تو اُس لوح کو نکالکر باحتیاط اور ہوشیاری تمام رکھنا اور جو کچھ کہ مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا بافضال الہی یہ طلسم فتح ہو جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے وہ کاغذ پڑھکے اپنے پاس رکھا اور جانب مشرق ستر قدم شمار کر کے گیا وہان دیکھا کہ وہ بت سونے کا کھڑا ہوا ہی اور قفل اُسکی ناف پر لگا ہی شاہزادۂ عالم نے وہی اسم جو اُس کاغذ مین مرقوم تھا پڑھکر دستک دی یکایک وہ قفل خود بخود کھل گیا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اُس بت کے پیٹ مین اُس لوح کو دیکھا کہ ایک پرت الماس کی جسپر اسماے الہی کندہ مثل آفتاب درخشندہ سلاسل جواہر مین وہ لوح منسلک ہی

نکالکر اپنے گلے مین ڈال لی ناگاہ ایک دیو نہایت مہیب شکل ہوا سے آسمان سے نہایت شور کرتا کہ باش باش ای آدمی زاد ارے
تو یہان تک کیونکر پہونچ گیا اور اب تو لوح کا مالک ہو کر یہان سے زندہ و سالم نکل ہی جاسکے گا یہ کہکر ایک وار شمشاد کا برسر
شاہزادہ والا نزاد مارا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اگر تو برہبری طالع اور افضال ایزدی سے
یہانتک پہونچا اور لوح طلسم تیرے ہاتھ آئی ہی تو جسوقت کہ عفریت جادو محافظ لوح کا تجہپر حملہ ور ہو تو اس اسم اعظم کو
کہ حاشیہ لوح پر مرقوم ہی اپنے اوپر دم کرکے اُس دیو کو قتل کرنا بعد ازان جو کچھ کہ واقعہ درپیش ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام اپنے
دل سے نہ کرنا نہین تو ابدالاباد تک مبتلاے صدگونہ آفات رہیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح اُس اسم اعظم کو ورد زبان
کرکے اپنے اوپر دم کیا اور پھرتی تمام اُس دیو کی ضرب کو خالی دے کر ایک ہی ضرب تیغ ظفر اثر دیو بند مین کام اُس دیو تیرہ انجام کا تمام
کیا بعد جہنم واصل ہونے اُس دیو کے ایک آواز مہیب گوشزد ہوئی کہ کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اور تاریکی چار طرف چھا
گئی تھی بعد دم بھر کے وہ شور و غل موقوف ہو کر تاریکی دور ہوئی شاہزادہ عالیمقام باطمینان وہان سے لوح کو اپنے گلے مین
ڈالے آگے روانہ ہوا اور تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بڑا چار مینار کا نظر آتا ہی اور اُن چارون میناروں مین
ایک مینار سے شعلہ آتشین سر بفلک رسا ہین اور دوسرے مینار سے ایک چادر پانی کی نیچے گرتی ہی اُس پانی کا ایک دریاے
زخار بحر ناپیداکنار فرسنگون تک موجزن ہی تیسرے مینار سے ہوا کس زور و شور سے نکلتی ہی کہ اگر پہاڑ بھی اُس ہوا کے جھونکے
مین آجائے تو کیا عجب کہ مثل پر کاہ اُڑتا پھرے مینار چہارم سے خاک اُڑتی ہی کہ وہان زمین آسمان سواے خاک کے اور کچھ
نہین معلوم ہوتا اور ایک غول زنگیان خون خوار مردم آزار کا با شمشیر عریان ایک سمت اور چند غول نفیریان ہاتھون مین لیے
ایک سمت خاموش کھڑے ہین جونہین شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو اُن غولون نے دیکھا بیساختہ نفیرین منہ سے
لگاکے بجانا شروع کین اور دروازہ قلعے کا کھل گیا اور اندرون دروازہ سے ایک تاجدار کہ نام اُسکا سرافراز جنی بادشاہ
اُس قلعہ کا تھا تخت پر سوار مع چند اپنے خدام کے باہر نکلکر قریب شاہزادہ نامور کے آیا اور بہت بے تکلف ملاقات کرکے
ہاتھ شاہزادہ بدیع الزمان والا صفات کا پکڑ لیا اور برابر اپنے تخت پر بٹھلا کے یہ کہتا ہوا کہ ای شہریار اقبال شاہ بیٹا خورشید
شاہ کا میرے پاس زندہ و سالم موجود ہی اور مین بھی مسلمان ہون ماجرا یہ ہی کہ لوح طلسم کا سراغ اور پتا کسی کو نہین معلوم کہ لوح
مفقود الخبر ہی اور بدون لوح طلسم کشائی غیر ممکن لہذا التماس کرتا ہون کہ حضور اس خیال سے درگذر کرین اس مقدمہ اہم مین
سعی اور جہد بیفائدہ کرکے آپ کو مبتلاے بلا نہ فرمایئن شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکے جواب دیا کہ ای سرافراز جنی کچھ مقام اندیشہ
مجھکو نہین لوح طلسم جو تجھسے مفقود الخبر ہی الا میرے پاس موجود ہی غرض یہی باتین کرتے جسوقت کہ سرافراز جنی شاہزادہ عالم کو اپنے خیمے
مین لایا اور بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلا کے پھر وہی ذکر مذکور کرکے سمجھانے لگا تب شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو حق دوستی و
دولت خواہی خیر اندیشی کا تھا تم میرے ساتھ ادا کر چکے اب اس نصیحت بیفائدہ سے کیا حاصل تم دیکھو کہ بحول و قوۃ پروردگار
عالم مین اس طلسم کو کس خوبصورتی سے بسہولت فتح کیے لیتا ہون یہ کہکے شاہزادہ عالیمقدار سرافراز جنی کے پاس سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکے خیمے سے باہر نکلکے حسب الحکم لوح جانب مغرب روانہ ہوا ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلہ پر نہین پہونچا تھا
کہ دور سے ایک بیل فولادی دیکھا اُسپر ایک طاؤس زمرد کا بنا ہوا رقص کر رہا ہی اور ہر پر و بال سے اُسکے قطرے پانی کے
ٹپک ٹپک کر نیچے بیل کے وہ جو دریا ہی اُسمین گرتے ہین اور دریا زیادہ تر موجزن ہوتا ہی ناگاہ اُس طاؤس کی نگاہ جو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیجاہ پر جا پڑی تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات کی صدا دیکر اُڑا اور پھر اُسی بیل پر جاکر بیٹھ گیا شاہزادہ
عالم رانون تک پتھر کا ہو گیا اُسوقت گھبرا کر جو لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین رقم تھا کہ اگر اس مور نے تین بار ہیہات ہیہات
کہکر تجھے پتھر کا رانون تک بنا دیا تو اب تجھے لازم ہی کہ ایک داغ سرخ اُس مور کے سینہ پر ہی اُسکا نشانہ تاک کے ایک تیر مار

شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے زہ سے زہ ملا نشانہ اُسی داغ سرخ کا تاک کر
پرتاب کیا تو صاف اُسکے سینہ سے دو سار ہو گیا اور چار طرف ایک تاریکی سی چھا گئی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
آب ریز جادو بود بعد دم بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی اور شاہزادۂ نامور نے بموجب ایماے لوح اُس محل کو بزور زمین سے
اُکھاڑ کے دیکھا کہ دروازہ نقب کا ہے بیساختہ اُس نقب مین قدم زن ہوا دیکھا کہ فرسنگون تک چار طرف دریاے ریگ رواں ہے اور ایک
ساحر زبردست ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر بیٹھا اور سامنے اُسکے وہی تصویر طلائی نفیر ہاتھ مین لیے کھڑی ہے اور ایک شیشہ درمیان مین رکھا ہے
وہ ساحر کچھ سحر کرکے اُس تصویر پر دم کرتا ہے اور وہ تصویر نفیر بجاتی ہے اور اُس شیشے مین سے ریگ زمین پر گرکے ایک دریاے ریگ رواں سر بفلک
رسا نمایان ہوتا ہے شاہزادۂ عالم نے لوح کو جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو رہنمونی طالع سے یہان تک پہونچا ہے
تو اب تجھے چاہیے کہ اس اسم اعظم کو جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہے بیکان تیر پر دم کرکے اس شیشے پر مار بعد اسکے جو کچھ کہ عجائبات
تجھے نظر آئے بدون ملاحظۂ لوح خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے حسب الحکم لوح اُس
اسم اعظم کو بیکان تیر پر دم کرکے اُس شیشے پر مارا کہ تیر اُس شیشے کو توڑ کر اُس تصویر طلائی کے سینے کے پار گذر گیا پھر ایک شور
و غل اُٹھا اور چار طرف اندھیرا ہو گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افسوس مُردم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدم
کشتی مرا نام من خاک ریز جادو بود آخر جبکہ گھڑی بھر کے بعد روشنی ہوئی تو شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے
اُسکی لاش کو اُٹھا کے زمین وہان کی کھودی تو ایک تختہ پتھر کا نمودار ہوا شاہزادۂ عالم نے اُس پتھر کو جو وہان سے اُٹھا کے
دیکھا تو ایک دروازہ نظر آیا اور بسم اللہ کہکر اُسکے اندر ایک سمت روانہ ہوا تھوڑی دور پر جاکے اب جو خیال کیا تو ایک دریاے
زخار ساحل ناپیدا کنار موجزن ہے اور کوئی کشتی کوئی زورق کوئی ناؤ بیڑا وغیرہ ایسی شی نہین جسپر سوار ہوکر اُس پار جائے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اس لوح کو اپنے پانون کے نیچے رکھ یہ بشکل کشتی بنکر تجھے اُس پار
دریا کے پہونچا دے گی شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس لوح کو اپنے پانون کے تلے جو نہین رکھا تو وہ مثل کشتی
بن گئی اور بعون رفیقہ العین شاہزادۂ نامور اُسپر سوار ہوکر اُس پار دریا کے پہونچا اور وہ کشتی پھر جیسی لوح تھی ویسی ہی بنگئی
شاہزادۂ عالم پھر بدستور سابق اُسے اپنے گلے مین ڈالکر چند قدم آگے بڑھا تھا کہ دیکھا ایک صحراے لالہ زار کہ کوسون تک
آگ لگی معلوم ہوتی ہے نمودار ہوا شاہزادۂ والا مقدار نے لوح کو ملاحظہ کیا اور بموجب حکم لوح کے ایک اسم اُسمین سے
یاد کرکے اپنے جسم پر دم کیا اور بے خوف و خطر اُس لالہ زار آتش بہار مین قدم زن ہوکے اُس طرف پہونچا وہان دیکھا کہ
دریاے آتش موجزن ہے اور شعلۂ آگ کا سر بفلک رسا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہان بھی حسب الحکم لوح ایک اسم
اپنے اوپر دم کیا اور بنام ابراہیم خلیل اللہ کہکر اُس دریاے آتش کو طے کرکے ایک جادوگر کو دیکھا منقل آگ کا آگے رکھے
ہوئے کچھ دانے رائی سرسون کے پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے اور وہ دانے اُس آگ کے منقل مین ڈالتا ہے آگ شعلہ زن ہوکر
اُس دریاے آتشین گرتی ہے یکایک اُس جادوگر کی نگاہ جو شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف آپڑی ایک گرز آتشین
اُٹھاکر یہ کہتا ہوا کہ باش اے طلسم کشا تو یہان تک آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر زندہ و سالم کہان جا سکیگا قریب شاہزادۂ
عالم کے پہونچا شاہزادۂ نامور نے بعد ملاحظۂ لوح بجبستی تمام ایک اسم لوح کا پڑھکر اُسکے گرز کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور
وہی گرز جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ساحر مثل انار آتشبازی شرربار ہوکر شور کرتا تھا اور نہیب دے کر کہ کشتی مرا نام من
آتشباز جادو بود فی النار و السقر ہو گیا بعد گھڑی بھر کے اب جو شاہزادۂ نامور نے چار طرف غور کیا تو نہ کہین وہ دریاے
آتش نہ فرسنگون تک وہ لالہ زار نظر آتا ہے فقط ایک صحراے وحشت زا ہولناک جہان کوسون اور فرسنگون تک
بوے نباتات دماغ مین نہین آئی ہے اور ایک ساحر مہیب شکل کان پھٹے ہوے کھنور سیندور کا ماتھے پر لگاے بال سر کے

تابزانو بڑھے ہوے ایک ایک بال سو سو رنگ کے کالے کوڑیالے پھیر جٹی دھامن ناگنی سانپ لہراتے ہوے بغل مین ایک جھولی
پڑی ہوئی اُسمین اُرد سدلی رائی سرسون سرکے دانے دھتورے کے پھل اور بہت سا اسباب بھرا ساحری کے
بھرے ہوے سر جھکا ہوا منہ سے جاری مردہ خاک بر براہی شاہزادۂ بدیع الزمان آگے روانہ ہوا جاتے جاتے جب ایک کوس بھر کے
قریب پہونچا تو دیکھا کہ اُس بیابان مین اس زور و شور سے ہوا چلتی ہی کہ انسان کی تو کیا اصل و حقیقت ہی گھوڑے اور
ہاتھی کا پانون زمین سے اُکھڑ جاے اور جو شی سامنے اُس ہوا کے جھونکے کے آجاے اُڑجاے سیکڑون بڑے بڑے درخت
جڑ سے اُکھڑ کے کوسون جا پڑے ہین اور ایک ساحر ایک پہاڑ پر ایک مشک ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور کچھ جادو پڑھ کے اُس
مشک پر پھونکتا ہی اور اُس مشک مین سے ہوا نکلتی ہی اور عجیب طرح کا زور و شور پیدا کر کے چار طرف پھیلجاتی ہی شاہزادۂ
بدیع الزمان نے جو خیال کیا کہ ہوا کی تندی سے اب تیرے پانون مین لغزش اس درجہ ہی کہ ٹھہرا نہین جاتا بیساختہ لوح کو ملاحظہ
کیا اُسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم سجدات شکر بجناب ایزد کائنات ادا کر کہ یہان تک بخوبی تو پہونچ گیا اور سب آفات سے
محفوظ رہا اب تو اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کر کے اس مشک پر مار اگر تیر تیرا ہدف پر جا بیٹھا تو فہو المراد تو طلسم کشائی کر چکا ہی
آگے پھر ایسا کچھ دغدغہ اور اندیشہ نہین اور اگر تیرے تیر نے خطا کی تو پھر ابد الآباد تک اسی مقام پر تو مبتلاے صد گونہ آفات
رہیگا اور تا قید حیات رہائی اور نجات غیر ممکن ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہی اسم یاد کر کے پیکان تیر پر دم کیا اور مارا کہ
وہ ناوک بیخطا گوشۂ کمان سے نکلکر جو مشک پر لگا اور مشک کو توڑ کر اُس ساحر کے سینے کے پار گذر گیا اور ساتھ ہی ایک شور و
غل بپا ہوا کہ مردم و جان دادم نام من باد انگیز جادو بود اب جو دیکھا تو کہین اُس باد تند و تیز کا نام و نشان نہین نہ وہ صحرا ہی
اور اُسی صورت کا ایک قلعہ جہان سرفراز جنی نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو لاکے دعوت کی تھی سامنے نظر آتا ہی شاہزادۂ
عالیمقام بعظمت و جرأت تمام دروازۂ قلعہ پر پہونچا تھا کہ ناگاہ اندر سے قلعہ کے سرفراز جنی اور عقاب جادو اور طاؤس نیا
اور شہنشاہ اور شہریار واسطے استقبال کے نکلے اور ملازمت شاہزادۂ والا مرتبت کی حاصل کر کے اندرون قلعہ لیگئے سرفراز جنی نے
بڑی دھوم سے دعوت کی تیاری کی اور تمام رات محفل رقص و سرود کا جلسہ رہا حسب اتفاق شاہزادۂ آفاق نے کہین سنا کہ کوئی دردانہ
پری تھی وہ مرگئی ہی اور ماں اُسکی ریحانہ پری اس فکر و تردد مین ہی کہ اُسکی لاش کہین دفن کرے شاہزادۂ عالم نے بموجب
ملاحظہ لوح طلسم وہان جاکے ریحانہ پری کو ممانعت کی اور فرمایا کہ یہ تیری بیٹی ابھی جیے گی اسکو دفن نکر یہ فرما کے بحضور قلب
جناب باری مین مستدعی اور ملتجی ہوا اور اُسی عالم غفلت مین بشارت ہوئی کہ باغ مراد سے ایک سیب حیات اگر تو لاکے
اسکو کھلائے تو پھر یہ زندہ ہو جائیگی جسوقت کہ شاہزادۂ عالم کو ہوش آیا تو اس دریاے تفکر مین غوطہ زن ہوا کہ ای رب جلیل
مجھے کیا علم ہی کہ وہ باغ مراد کہان پردۂ دنیا پر ہی یا پردۂ قاف مین ہی مین کیونکر کس طریق سے اُس باغ تک پہونچون اور سیب کو
لاؤن جبکہ کسی صورت سے گوہر مراد ہاتھ نہ آیا تب عاجز اور مجبور ہو کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ لاشۂ دردانہ پری کو
اُٹھا وہان ایک بڑی چٹان پتھر کی پڑی ہی اُس پتھر کو ہٹا اُسکے نیچے رہ نقب کا ہی اُس نقب مین جاکے منزل مقصود پر فائز ہو
شاہزادۂ والا شیم نے حسب الحکم لوح کے دردانہ پری کی لاش اُٹھا کے اُس پتھر کی چٹان کو وہان سے اُکھاڑا تو واقعی
ہرہ نقب کا نمایان ہوا شاہزادۂ والا مرتبت بیخوف و خطر اندرون نقب داخل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ چار طرف ایک صحرا
وسیع الفضا نہایت طرب انگیز اور دلچسپ ہی نظم گل جو تھا اُس دشت مین بے خار تھا + سبزہ رنگ سبزۂ رخسار تھا
نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا + تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا + ابھی تھوڑی دور آگے نہین گیا تھا کہ
سامنے ایک تختہ لالۂ حمرا کا پھول تمام یاقوت سرخ کے یا عقیق احمر کے کٹورے ہوے معلوم ہوتے ہین اور چار چار داغ ظلم کے
سے ہر پھول کے دلبر ہین عجب طرح کی کیفیت اور فضا دکھلا رہا ہی اور بیچ مین اُسکے ایک تالاب سنگ مرمر کا لب گردان

اور سات سات زینے چارون طرف بہت پر تکلف بنے ہوئے پانی اُسکا مثل آب مروارید صاف اور شفاف یا مانند سیماب کے موجین
مار رہا ہی اور ایک کشتی بطور مورپنکھی کے نہایت خوبصورت بنی ہوئی اُس تالاب مین پڑی ہی اور مجمع پریزادون کا ہی کہ نو پریزاد
اُس مورپنکھی مین سوار سیر تالاب کی کرتی پھرتی ہین اور باقی اُس تالاب پر پوشاکین استبرق پردہ قاف کی بڑی دھوم دھام کی
زرق برق کی پہنے بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ باہم کھڑی گیند بازی کرتی ہین اکثر تالاب مین پانون ڈالے بیٹھی ہین
بہت سی دوڑتی پھرتی ہین ناچتی گاتی ہین اور سمت چپ کنارے پر اُس تالاب کے ایک درخت عظیم الشان
فلک فرسا نہایت سایہ دار اور سایہ گستر ہی کہ جڑ اُسکی لاجوردی اور شاخین اور پتے تمام زمردی اور پھول اُسکے یاقوت رنگ
اور پھل اُسکے مثل خوشہائے مروارید نظر آتے ہین اور ہر ایک شاخ پر اُس درخت کی ہزارون طائران خوشرنگ اور نغمہ سرایان
خوش آہنگ کہ پانون اُنکے پکھراج کے پرون پر زمردی بوٹے الماس کی چونچین یاقوت کی انکھڑیان لاڑی کی بنی معلوم ہوتی ہین
باکمال دلاوری زمزمہ سرائی کرتے باہم یہ کلام کرتے ہین بیت ہوا سے صحن افزائے گلشن بساحت عمر بے بقا ہی +
سا فرون دیکھو لو ثبات اسرائے فانی عجب سرا ہی + اور سب سے بلند تر چوٹی پر اُس درخت کے ایک مرغ برابر فیل مست کے اشعار
پروبالش چو شاخہائے درخت + پاے او بود مثل پایۂ تخت + چون ستونش بلند منقارے +
بے ستون لیک درمیان غارے + بیٹھا ہوا اُس تالاب کی طرف بغور دیکھ رہا ہی ایک مرتبہ شاہزادہ ذی رتبہ کو اُس
مرغ نے جو دیکھا تو ایک صدائے افسوسناک دے کر بیساختہ پرواز کر کے اُس تالاب مین گر پڑا اور ساتھ اُسکے گرنے کے
جتنے وہ طیور خوشنما شاخہائے درخت پر زمزمہ سرا تھے بطرفۃ العین سب کے سب پروازکنان اُسی تالاب مین جا کے غوطہ زن
ہوئے بعد دم بھر کے ایک جھونکا ہوا کا آیا تمام خس و خاشاک اور چوبے اُس درخت کے وہان پڑے تھے اُڑا کر جسطرح سے
جاروب کش یا فراش صاف اور شفاف کرتا ہی کنارے تالاب کے سب پاک و صاف کر دیا اور وہ مجمع پریزادون کا نظرون سے
غائب ہو گیا اور بعد دم بھر کے ایک ہلکا سا ابر جسطرح سے کوئی آبپاشی کرتا ہی تمام میدان مین برس کر نکل گیا پھر دیکھا کہ لوگ
بطور فراشون کے ایک خیمہ بہت بڑا نہایت وسیع اور خوشنما وہان لا کے استادہ کر گئے بعد ایک ساعت کے آواز ڈنکے کی
گوشزد ہوئی اور دیکھا کہ سواری ایک بادشاہ کی بکمال شوکت و جاہ نمودار ہوئی اور وہ بادشاہ تاج شاہی بر سر و جامۂ
شاہنشاہی در بر تخت پر سوار گرد و پیش مقربین اور مصاحبین اہالیان سلطنت ارکان دولت آ کے اُسی خیمے مین داخل ہوا اور
اپنے تخت پر بیٹھ کر ایک اپنے کسی مقرب خاص کو شاہزادہ بدیع الزمان کے بلانے کو بھیجا شاہزادہ عالیجناب نے جواب دیا کہ
مین نہ ملازم تیرے بادشاہ کا نہ اُسکی رعایا ہون مجھے اُسکی تعمیل کرنے اور اُسکے پاس جانے سے کیا غرض اگر تیرے بادشاہ کو
کوئی غرض مجھسے در پیش ہو تو وہ آپ میرے پاس آئے اور مجھے یہان سے اپنے ہمراہ لیجائے اُس ایلچی نے وہان جا کے اپنے
بادشاہ سے بیان کیا اور کہا کہ وہ شخص نہایت مستغنی معلوم ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے تو کوئی حاجت تیرے بادشاہ سے نہین
تیرے بادشاہ کی کچھ غرض ہو تو مجھے آکر یہان سے لیجائے اُس بادشاہ نے کہا فی الواقع وہ شخص سچ کہتا ہی یہ کہکر بادشاہ
آپ اپنے تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے تمام اہالیان سلطنت اور ارکان دولت بخدمت شاہزادہ والا مرتبت آیا اور
دست بستہ ہو کے بے تکلف تمام ملاقات کی اور بڑے اعزاز و احترام سے شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام کو اپنے ہمراہ لیجا کے
برابر اپنے تخت پر بٹھلا لیا اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادہ نامور کو دیا اور کہا کہ اسے نوش فرمائیے اور کسی طرح کا
وسوسہ اپنے دل مین نہ لائیے مین مسلمان ہون کافر نہین فقط اتنا ہی کہ مین اس طلسم کی خزینہ داری کی خدمت پر مامور
ہون اور میرا نام مظفر جنی ہی مدت سے یہی تمنا اور التجا تھی کہ طلسم کشا یہان تشریف لائے اور مجھے اُسکے اقدام
عالی کی زیارت نصیب ہو سو شکر ہی خدا کا کہ آپ کی ملازمت مجھے حاصل ہوئی لیکن ای شہریار ابھی ایک مرحلہ اس

طلسم کا ہے نام اُسکا باغ مراد ہے باقی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا تھا کہ سمت باغ مراد جاکے جو کچھ کہ عجائبات وہاں نظر آئے بدون حکم لوح خبردار جرأت کسی کام میں نہ کر بیٹھنا چنانچہ حسب الحکم لوح کے شاہزادہ عالم جانب باغ مراد مخاطب ہوا اور لبسند قدم جاکے قریب اُس باغ کے پہونچا دروازہ باغ کھلا تھا بسم اللہ کہکر اندرون باغ داخل ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پر فضا نسیم بہار وزان ہے گلہائے اقسام اقسام رنگ رنگ شگفتہ و خندان ہو رہے تھے

سبزہ بان باغ میں ہیں مشغول یاد کردگار | ایک جا پر شاد ہیں طوطی و شارک نغمہ سنج | ہو رہا ہے اک ہجوم طائران خوش نوا
شاخ گل پر عندلیب خوشنوا شیریں مقال | کس مزے سے چہچہے کرتی ہیں باغ رات ہزار | ایک جانب فاختہ کرتی ہے کوکو کی پکار
کر رہی ہیں نعرۂ حق سرو بستانہ وار | خندہ زن شمشاد کے سایہ تلے ہیں ایک سمت | قمریاں بیٹھی ہوئی ہیں شاخ صنوبر پر کہیں
عاشقانہ حال ہیں ہر سمت کبک کوہسار

اور ناف باغ میں ایک درخت سیب کا ہے اور ایک زاغ نہایت زبردست اور بہت بڑا گھوڑے کے قد کے برابر بیٹھا ہے اور ایک رشتہ طلائی زرنگ اُسکے پانوں میں بندھا ہے یکایک اُس زاغ نے شاہزادہ عالی دماغ کو دیکھکر تین مرتبہ باواز بلند کہا افسوس افسوس افسوس مانند ہے تاقیامت ماندی شاہزادہ بدیع الزمان بند لبوں تک پتھر کا ہوگیا اُسوقت نہایت مضطرب ہوکر شاہزادہ نامور نے اُس لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اگر کوے نے تین مرتبہ افسوس کی آواز دے کر تجھے تا بہ ساق سنگ کا بنا دیا تجھکو خائف اور پریشان نہونا چاہیے بلکہ تجھے لازم ہے کہ جسوقت وہ کوا اڑکر چلے تو بغور دیکھنا کہ اُسکے سینے پر ایک خال سرخ رنگ ہے تو اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کرکے اُس خال پر مارنا اور کام اُسکا تمام کر شاہزادہ عالیمقام نے حسب الحکم لوح کے وہ اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اُسی خال سرخ پر نشانہ تاک کر زاغ کو جہنم واصل کیا وہ باغ اور وہ فضا جتنی تھی سب غائب ہوگئی اور دیکھا کہ میں اندرون قلعہ زیر درخت سیب کھڑا ہوں تب شاہزادہ عالم نے ایک سیب اُس درخت سے توڑ لیا اور آکر دردانہ پری کے حلق میں اُس سیب کا عرق ٹپکایا قدرت پروردگار عالم سے دردانہ پری دوبارہ زندہ ہوکے اُٹھ بیٹھی ہوئی اور اپنی ماں ریحانہ پری کو اور شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامدار و چند لوگوں کو اپنے گرد و پیش دیکھکر متوحش اور پریشان ہوکر پوچھنے لگی ماں نے وہ خبر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹی جان بخشنے تیری شاہزادہ عالم نے کی ہیں اور تو دونوں تا قید حیات کنیزی انکی کریں تب بھی ادا سے شکر اسکا نہیں کر سکتے اور دردانہ پری اٹھکر شاہزادہ نامور کے قدموں سے لپٹ گئی اور کہنے لگی اے شہزادے شاد ہو لونڈی بجا لاسے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کرکے سب کو مسلمان کیا سرافراز جنی نے سارا مال و اسباب زر و جواہر جو کچھ اُس طلسم میں دفینہ اور خزینہ تھا سب کی ایک فرد تیار کرکے شاہزادہ عالم کی نذر کی اور شاہزادہ بدیع الزمان شادی اقبال شاہ کی دردانہ پری کے ساتھ کیے اور تمام شہر کو اسلام آباد کرکے مع اقبال شاہ اور خورشید شاہ کے روانہ لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان صاحبقران امیر کشورگیر جہان پناہ ہوتا ہے آگے دیکھیے کیا ہو

دوسرے داستان شوکت بیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان حلقہ فلک گوش بادفن نشان لااحضرنا پڑھیے

کہ جسوقت امیر جم قدر والانشان حمزہ صاحبقران نے اُس اژدہے کو مار کر اعرابی پرہیزہ مقبل وفادار کے روانہ کیا اور آپ وہاں سے مراجعت فرماکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے کہ یکایک خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران لندھور بن سعدان قلعہ سالوک سے مراجعت کرکے لشکر فیروزی اثر میں پہونچا اور بارگاہ سلیمانی میں آکے بادشاہ کو نذر دے کر اپنے دنگل پر بیٹھا اور بحضور سلطان صاحبقران الابتدا تا انتہا سارا حال سفر دریا اور سالوک دیو کے بسبب بشارت خواب مسلمان ہونے کا بیان کیا ابھی لندھور یہی ذکر کر رہا تھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر نقشہ لک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن طلسم اربعہ عناصر کو فتح کرکے مع مال و اسباب اور تجینہ زر و جواہر اور خورشید شاہ اور اقبال شاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور وہ مال و اسباب اور خزینہ زر و جواہر نظر

سلطان صاحبقران نامور گذرانا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے تم اپنے تحت و تصرف مین لاؤ ہمنے اپنی طرف سے تمکو دیا بعد اسکے مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی جا کر جیسا آیا نذر دی ماجرائے گذشتہ بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے سب کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا سب اپنے ڈنگلوں مقیم ہوئے دور جام بے اندیشہ انجام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا اتنے مین کچھ غل سنائی دیا صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ کیا غل ہے ناگاہ سر خیل وفاداران مقبل وفادار بحالت زخمداری بحضور سلطان صاحبقران آیا اور شکایت نقابدار پلنگینہ پوش کی کر کے عرض کیا نقابدار پلنگینہ پوش نے مجھے زخمی کر کے وہ تمام پوست اژدہے کا مع اعرابہ اپنے ہمراہ لیگیا سلطان عالیمقام نے یہ زیادتی اور گستاخی نقابدار کی سنکے چاہا کہ مین آپ سوار ہو کے واسطے تنبیہ اور چشم نمائی نقابدار کے جاؤں لندھور نے عرض کی کہ شہریار آپ کسلیے اسکے تعاقب مین تشریف لیے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب وہ کہان ہو بہتر یہ ہے کہ حضور یہین رونق افروز رہین عجب نہین کہ وہ نقابدار ناہنجار خود آئے اگر آیا تو قیر نے ایک بات نہ مانی اور وہان سے کوچ کر کے آگے کو روانہ ہوئے

جبتک وہ کلمے داستان ندرت بیان ملکہ گیتی افروز سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ ملکہ گیتی افروز نے جسوقت سنا کہ یاقوت شاہ اور لنجاب اور قہرمان عجم اور ضیغم خون آشام میری گرفتاری کیواسطے آتے ہین حالت اضطراب مین نہایت بیتاب اور سراسیمہ ہو کر نقاب منہ پر ڈالکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور مع چند اپنی خواصون کے اُس باغ سے نکلکر ایک سمت کو فرار ہوئی اور تمام شب عرصہ راہ کو بہزار دقت اور مصیبت طے کر کے جسم مرکز گریبان سحر چاک ہوا اور سفیدہ صبح کا چمکا تو ایک صحرائے وحشت زا مین پہونچی اسنے چاہا کہ ذرا یہان کسی درخت کے سایہ کے نیچے دم لے لون تو پھر سوار ہو کے آگے کسی طرف کو چلون ناگاہ وہ جو کہتے ہین مصرعہ آفت رسیدہ رانشود جز بلا نصیب + سامنے سے ایک شیر صحرائی نمودار ہوا ملکہ دور سے شیر کو دیکھکر بخوف جان لرزان و ہراسان گھوڑے پر سے اُتر پڑی اور افتان و خیزان جسطرح سے ہو سکا ایک درخت پر چڑھ گئی اتنی دیر مین اُس شیر نے آکر ملکہ کے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا اور ہر ایک لونڈی کو پنجون سے پکڑ کے کچھ گوشت کھایا کسیکو زخمی کر کے سسکتا چھوڑ گئے وہ شیر کسی طرف کو نکلا چلا گیا ملکہ یہ سانحہ بچشم اپنے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتری اور اشک ریزان بصد آہ و فغان شکایت فلک کج رفتار اور گردون غدار مین یہ اشعار پڑھتی تھی

اشعار

ابر دریا بار کو برسا ہو دشت یاس پر
پوست کھینچے ہو ہما کا دے کے رشتہ تجران
تا کجا کیجیے بیان اس سفلہ پرور کا مزاج

پا برہنہ خار پر مجھکو پھرا ہے دربدر
خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
سیل کھینچے دیدہ بینا مین یہ تاریک عقل
اک ذرہ بر نہین گا ہے جسنین گلہ ہے جہان

خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ہنس کو موتی چگاتا ہے معدایہ بے تمیز
پر کرے کحل الجواہر دے کے چشم سرمہ دان

ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلے پر پہونچی تھی اور وہ تلوے جنپر رنگ حنا بار معلوم ہوتا تھا اُس سنگلاخ زمین صحرا مین کہ جہان فرسنگون تک کہین جھربیری کہین گوکھرو کہین کٹا کہین خار مغیلان کہین کریل کے کانٹے فرش براہ تھے بسبب برہنہ پائی کے سیکڑون آبلے پڑ گئے اور ہزارون کانٹے چبھ چبھ کر فوارے تلوے کے چھٹے پھلی جاتی تھی یہان گر پڑی وہان گر پڑی خلاصہ یہ کہ عاجز و ناچار شل ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گئی اور تا دیر خوب سا رو رو کر خیال جو آگیا کہ مبادا یہان سے کوئی شیر یا کوئی درندہ نکلے بخوف ہلاکت گھبرا کے پھر ایک چنار کے درخت پر بہزار خرابی چڑھ کر بدیدہ خونبار اور دل بیقرار اور جان زار بجناب قدس الہی مناجات کر رہی تھی حسب الاتفاق قارن زرین اسب نیزہ دار ایک سردار لقا پرست ٹڈا زبردست اپنے ملک سے شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے اُس صحرا مین وارد ہو کر اپنے باز کو کسی صید پر چھوڑا تھا اور وہ باز اُسی درخت چنار پر آکر بیٹھ گیا تھا قارن زرین اسب نیزہ دار نے جو دور سے اپنے باز کو اُس درخت پر بیٹھتے دیکھا تو طعمہ دکھلاتا قریب آیا اور بیساختہ اُسکی نگاہ ملکہ گیتی افروز پر پڑی بس

نگاہ اوسین تیر عشق کا اُسکے کلیجے سے پار نکلگیا اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا بعد دم بھر کے جب ملکہ کے ہوش آیا تو بطور عاشقانہ یہ بند مخمس کا پڑھا مخمس

دیکھے زلیخا گر مجھے ہوجائے بیخود دیکھکر — یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر — انسان تو کیا جنّ و پری پریون کے پان جلجائین پر

ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر — ہمسے ندانم یا قمر یا زہرہ دیا مشتری

کہنے لگا کہ ای روح روان وای جان جہان تو کون ہی اور اس صحراے لق و دق مین تیرا گذر کیونکر ہوا نظم

اسوقت کہان اس دشت مین آہوے جلوہ گرای بت حور لقا — مری جان ہر جا لی براے خدا کچھ کہہ کچھ سن مری حالت دل

نر فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط ترے خال ہین ہوش ربا — ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر پہ غارت دل

ملکہ گیتی افروز اُس بوم ظلمت کی صورت دیکھکر اور یہ گفتگو اُسکی سنکے دم بھر تو مثل بلبل تصویر بے حس و حرکت رہ گئی اور خیال شاہزادۂ خاور سیاہ با اقبال آنکھون مین آنسو بھرے سمت قبلہ منہ کیے کہتی تھی کہ ای رب جلیل تو سمیع البصیر ای النصیر ہی شعر

ساتی ہون مین ایک نخل حزین کی — ہون فاختہ سرو نازنین کی

اُس بن ہوا گر فشتہ وجود — سایہ سے مرے رکھے خدا دور

گیا غیر سے مجکو آشنائی — قاسم کے تئین حقہ مین ہمیلا آئی

بعد ایک ساعت کے جب پھر قارن زہر اسپ نے نیچے اُس درخت کے کھڑے ہوکر یہ شعر پڑھا شعر چشم من بر چشم تو چشمان تو جاے دگر + من تماشاے تو بینم تو تماشاے دگر + اور کہا ای سرمایۂ ناز و خوبی واسطے اپنے دین و ایمان کے بیت اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ + صدقے تیرے مین ملک ادھر کو دیکھ + اور اس درخت پر سے نیچے اُترکے اپنا حال تو بیان کر کہ تو گل کس گلستان شوکت و اجلال اور شمع کس شبستان دولت و اقبال کی ہی اور اس جنگل مین کیونکر تیرے آنے کا اتفاق ہوا تب ملکہ نے چار و ناچار اُس درخت پر سے اُترکے بمقتضاے فراست اور مآل اندیشی نظر بہ کرم کریم کارساز کرکے جواب دیا کہ ای شخص مین ابتو شعر نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + اصل یہ ہی کہ ایک سوداگر عمدہ خاندان جلیل القدر کی بیٹی ہون آج رات کو مین سیر صحرا دیکھنے کو گھوڑے پر سوار ہوکر نکلی تھی راہ گم کرکے اس جنگل مین آکے نکلی ناگاہ ایک شیر کے ڈکارنے کی آواز سنکے مین تو بیجان سی گھوڑے پر سے اُترکے ایک درخت پر چڑھ گئی میرے گھوڑے کو وہ شیر مار کر کسی طرف کو نکلگیا آخر اُس درخت سے اُترکے یہان پہونچی تو وہی خوف شیر کا جو میرے جی مین سما گیا تھا تو دو پہر رات سے اسوقت تک اس درخت پر چھپی بیٹھی تھی خدا کی قدرت کہ تو یہان آکے وارد ہوا اور اسطرح کی گفتگو میرے ساتھ کرتا ہی بھلا اب مین تجھے اسکا جواب کیا دون اگر خاموش رہتی ہون تو اپنے جی مین یہ سمجھکر کہ انکا خاموشی نیم رضا کیا جانے کیا واہی تباہی حرفیان بکنے لگے لہذا بجز اسکے کہ حکیمون نے کہا ہی عشق از قسم جنون ہست اور تجھے کیا کہون اگر تو مرتا ہی تو اپنا کہین جاکے علاج کر کہتے سبھی ہین کہ ہم مرتے ہین ہم مرتے ہین مگر ہمنے مرتے کسی کو نہ سنا نہ دیکھا بیت ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز + کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد + اور ہندی مین ایک شعر میرے حسب حال پڑھتی ہون شعر

ہی یہ چاہ کا لطف جو چاہ کرے تو وہ رو رو کے ہجر مین جان ہی دے — اُسے چاہیے غیر کا نام نہ لے جو فراق مین جان کو گنوان نہ سکے

یہ گفتگو جھوٹ شاہانہ اور دلیرانہ ملکہ گیتی افروز کی سنکے قارن زہر اسپ اور بھی زیادہ تر خاک مین تڑپتا ہوا اپنا کلیجا دونون ہاتھون سے پکڑے دوڑ کر ملکہ کے پانوُن پر گر پڑا اور کہنے لگا بیت ای راحت جان بیقراران + مقصود دل امیدواران + جو تونے کہا سب برحق اور بجا ہی لیکن دل اپنا اختیار نہین اتنا امیدوار ہون کہ مجھے فقط ایک جھلک تیرے حسن خداداد عالم فریب کے دیکھ لینے سے مطلب ہی اور باقی میری کیا مجال کہ بدون رضامندی اور تیری خوشنودی کے کبھی سائل وصال ہون بحرف سوال بو سنیان پر لاؤن شعر کر لطف سے قدم رکھ میرے مکان تک + پھر کبھی فرق فخر مرا آسمان تک + ملکہ نے اپنے دل مین مصلحت جانکر فرمایا کیا مضائقہ بشرط آنکہ اگر قانع شوی لگا ہے بدیدار ہی قارن زہر اسپ سوالہ

تصدق اور نثار ہوکے کہنے لگا کیا تاب و طاقت میری جو خلاف تیری مرضی کے کوئی کام کرون بندۂ بے درم خریدہ مین
تیرا عاشق پاک ہون مصرعہ زنگ آئینہ مین لگتا نہین دیکھنے سے ای یار ✤ غرض کہ ایسی ہی باتین کرتے کرتے قارن
زراسپ ملکہ کو اپنے ہمراہ شادان و خندان شہر زرتاشیہ مین لایا اور محل مین اُتار کر تمام اپنے خواصون اور ملازمون سے
حکم دیا کہ خبردار ہر وقت انکی اطاعت اور خدمت مین حاضر اور مستعد رہنا کوئی بات خلاف انکی مرضی کے اگر مین سنونگا تو بہت
بری طرح سے پیش آؤنگا بعد اسکے پھر ملکہ کے پاس جا کے رو رو کے کہنے لگا کہ مین تو اپنے دل کی لاگ اور وفور محبت سے بخیال
اسکے کہ تیری دلشکنی نہو اور تو یہ سمجھی کہ یہ شخص مجھپر جبر کریگا جو تیرے مزاج کے موافق باتین کہین اور جسمین تیری خوشنودی بخاطر
مین سمجھا ویسی باتین کہکے اُس درخت سے اُتار کے اپنے مکان مین لایا ہون لیکن کیا کرون تیری رنجش اور تیری خفگی سے ڈرتا ہون
ورنہ کیا کہون جو حال بیتابی کا میرے دل کی ہے تو ہی بنظر انصاف اسکا جواب دے کہ یہ دوہا ہندی کا ٹھیک ہی یا سچ ہی دوہا
کہا ہوت مورت پیٹھے دیدن تکھے جو نہین ملے سریر ✤ او رکھہ دیکھے آنکھ کی جات نہ تن کی پیر ✤ ملکہ گیتی افروز نے از راہ
آل اندیشی اور عیاری خون دل بیتابی کے کہا کہ مین کوئی بازاری یا آزادی کیسی نہین خانگی نہین خیر یہی گردش فلک دون پرور
سفلہ نواز سے تیرے گھر مین آنے کا میرا اتفاق ہوگیا پھر اتنی جلدی کیا ہے مین کہین بھاگی جاتی ہون تو مرا کیون جاتا ہے نقد یہ سب
فصل ہین اس سے حاصل کچھ نہین اور تو مر بھی جائیگا تو میری بلا سے لیکن جو تو دعوی عاشقی کرکے نام عشق اور عاشقی لیتا اور
میری خوشنودی اور مرضی چاہتا ہے تو ابھی مجھے مان بہن عزیز و اقربا سب کی جدائی کا صدمہ اور رنج اسقدر ہے کہ مجھے کوئی بات
خوش نہین آتی دس پندرہ دن صبر کر کسلیے کہ الصبر مفتاح الفرج بعد اسکے جو تیرے جی کی خوشی ہوگی وہ سمجھ لیا جائیگا اور جو تو
کہیگا خیر مین کہدونگی مگر ابھی دس پندرہ دن مجھسے خبردار کسی بات کے لیے نہ کہنا قارن زراسپ نے کہا کیا تاب اور طاقت
میری جو دس پندرہ دن تلک بلکہ ایک مہینا بھر تک کوئی بات خلاف تیرے مزاج کے کرون اور پھر کبھی اسطرح کے کلام زبان پر
لاؤن یہ کہکے قارن زراسپ محل سے باہر نکل آیا اور اپنے کاروبار ملکی مین مصروف ہوا مگر ہر روز ایک مرتبہ محل مین جاتا تھا
اور ملکہ کو بنگاہ حسرت بیداری اور بطرز عاشقی دیکھکر چلا آتا تھا اور حالت تعشق مین بحظ عظیم بیتاب رہا کرتا اتفاقاً
ایک عورت ضعیفہ اور بہت سن رسیدہ جہاندیدہ اس قارن زراسپ کی بڑی بوڑھیون مین کہ وہ حاجی مشہور اور وجہ حاجی نام ہونیکی
یہ تھی کہ وہ سال مین دو مرتبہ لقائے مشرک خدا کے طواف کو جایا کرتی تھی اس سبب سے تمام فرقہ کفار نے اُسے حاجی
مشہور و معروف کیا تھا قارن زراسپ نے ایک روز بحالت بیتابی دل اسی ضعیفہ عورت اپنی خاندانی بڑی بوڑھی کو
اپنے پاس بلا کے بکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار سارا حال ملکہ گیتی افروز کا بیان کر کے کہا کہ تم اس سودائی بیچاری کو اسطرح سے
ترغیب دو کہ میرے حال پر مہربان ہو جائے یہ ہر وقت کا انکار روز نہین نہین مجھے مارے ڈالتی ہین اگر تم چند روز میرے ہی
محل مین رہو ابھی اپنے گھر نہ جاؤ یہ کہکر اُس عورت کو ملکہ کے پاس اندرون محل بھیج بارے ضعیفہ جو محل مین گئی تو بسبب
اسکے کہ وہ تو ہمیشہ سال بھر مین دو مرتبہ بقبول لقائے مشرک خدا کا روئے ناپاک دیکھنے کو یعنی طواف کرنے کو جاتی تھی
دس دس دن لقا کے زمانے مین رہتی تھی ملکہ گیتی افروز اور ملکہ جہان افروز دونون بہنیون کو لقا کی خوب پہچانتی تھی
وہ شہر فلان روپیے وغیرہ اسکو دیتی تھین اسنے جو ملکہ گیتی افروز کو دیکھا تو بنگاہ اولین پہچان کے ملکہ سے کچھ نہ کہا
محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی بعد دم بھر کے محل سے نکلکے قارن زراسپ نیزہ دار سے کہا کہ ای قارن یہ خداوندزادی
جلیدہ قدرت لقا خالص خداوند لقا کی میری اور تیری دونون کی قبلہ کونین و کعبہ دارین قہر خداوندی سے خائف
اور ترسان ہو کہ وہ عالم الغیب سمیع اور بصیر ہے یہ سنکے قارن زراسپ خاموش ہو رہا اور اُس عورت ضعیفہ کو کچھ
کچھ جواب نہ دے سکا اتنا تو کہا کہ پھر آپ چند روز میرے ہی مکان پر رہین اپنے مکان پر نہ جائین اُس ضعیفہ نے

کہا نہ ہے سعادت میری اسکا مضائقہ نہیں مین آپ ہی خداوندزادی کے گھر مین سیر کرونگی مگر ذرا مین جاسکتا اپنے گھر کا بند و بست
کر آؤن اور اسکے بالون کو سمجھا آؤن تو پھر تیرے پاس آکے رہونگی یہ کہکے وہ ضعیفہ عورت حاجی اپنے مکان کو گئی
روز دوم کسی ملک سے دو پہلوان کشتی گیر کہ ایک کا نام سنبل کشتی گیر اور دوسرے کا توکل کشتی گیر تھا قارن زراسپ
نیزہ دار کے دربار مین وارد ہوئے اور دونون پہلوانون کو از بسکہ دعوی اپنے زور اور طاقت اور فنون کشتی کا تھا تو
قارن زراسپ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ کے سامنے کشتی دونون لڑین جو کوئی غالب ہوگا اُسے ہم خلعت اور انعام بہت
سا دینگے غرض بیان طول دینا گیا ضرور خلاصہ یہ کہ اُسی وقت بارگاہ کے روبرو اکھاڑا کھودا گیا اور سنبل اور توکل دونون
حسب الحکم قارن زراسپ اکھاڑے مین کود کر کشتی لڑنے لگے آخر کار توکل کشتی گیر نے سنبل کو کسی پیچ پر اُٹھا کر چارون شانے چت
زمین پر مارا اور پچھاڑا قارن زراسپ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ تمام ہمارے شہر زرماشتہ سے خراج روپیہ ایک سال کا ہر ایک
دکاندار سے توکل کشتی گیر کو تحصیل کرا دو حسب الحکم قارن زراسپ نیزہ دار کے کچھ سرکاری چپراسی توکل کے ہمراہ ہوئے اور توکل کشتی گیر
مع چند اپنے شاگردون کے ہر ایک دکان سے روپیہ لیتا پھرتا تھا شدہ شدہ وہ الیاس ماہی فروش کی دکان پر جہان
شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بیٹھا تھا پہنچا توکل کشتی گیر نے قاسم سے کہا کہ دو اشرفیان مجھے دے شاہزادہ قاسم نے
کچھ خیال نہ کیا اور دیدہ و دانستہ بطور دکاندارون کے دیکھا اور طرف دیکھنے لگا توکل کشتی گیر نے جب دیکھا کہ اس
ماہی فروش نے میرے سوال کا جواب نہ دیا یہ تو حکومت پر قارن کی نازان تھا اسنے دست درازی کر کے چاہا کہ اُسکی
دکان سے روپیہ اشرفیان اُٹھالے قاسم نے جلدی سے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تو گدائی کر کے مانگتا ہی یا چاہتا ہی مین بزور
لون توکل کشتی گیر نے جواب دیا ہان مین بزور اور بجبر و ظلم لے سکتا ہون قاسم کو اتنی بات سننے کی تاب کہان تھی بیساختہ
غیظ مین آکر ایک سیلی اُسکی گردن پر کر دی کہ مانند لوٹن کبوتر کے زمین پر گرکے لوٹنے لگا بعد دم بھر کے جب اُسکو ہوش آیا
تو اتنا کہکے نہ بھلا او ماہی فروش ذرا صبر کر مین اسکا قصاص تجھسے آکے بخوبی لونگا یہ کہکے زراسپ نیزہ دار کے روبرو جاکے
کہنے لگا واہ واہ صاحب آپ کی بھی عجیب طرح کی ریاست اور حکومت ہی کہ ایک ادنی اور نی ذلیل دکاندار آپ کی حکومت
نہین مانتا قارن زراسپ نے پوچھا کہ کون میرے حکم سے سرتابی کرتا ہی توکل کشتی گیر نے کہا کہ الیاس ماہی فروش کا
شاگرد اسقدر جسارت اور مغرور ہی کہ وہ اپنے زعم مین تیرے حکم کی کچھ اصل و حقیقت نہین سمجھتا مجھے یہ معرکہ در پیش ہوا
قارن زراسپ نیزہ دار نے ایک چوبدار کو اشارہ کیا کہ الیاس کے شاگرد کو لا حسب الحکم قارن زراسپ کے چوبدار
الیاس ماہی فروش کی دکان پر جاکے ملک قاسم کو بلا لایا قاسم کو دیکھکر قارن نے پوچھا کہ تو نے اس پہلوان کو کیون
سیلی ماری اور میرے حکم کی تعمیل کرنا درکنار بلکہ برخلاف اُسکے زیادتی کی قاسم نے جواب دیا کہ اے قارن زراسپ نیزہ دار
یہ مرد کیسا پہلوان خداوندی تھا جو میری ایک سیلی مین گر پڑا یہ دعوی کشتی گیری کا پھر کیا بھلا کرتا ہی توکل کشتی گیر نے
کہا کہ اُس جگہ پر پانی گرا تھا اس باعث سے پھسل کر گر پڑا قاسم نے کہا کہ خیر اب یہان تو پانی اور پھسلن کہین نہین ہی
اب تجھے کون منع کرتا ہی یہان تو مجھسے زور کشتی کا کر توکل کشتی گیر نے کہا کہ یہان اگر تو مجھی سے کشتی لڑے تو اس طرح
تجھے اُٹھا کر پشت زمین کر دون کہ تمام تیرے جسم کی ہڈیان تک چور چور ہو جائین شاہزادہ خاور سیاہ نے حالت غیظ
و غضب مین کہا کہ اے زبان دراز یاوہ گو جھک مارتا ہی بس زیادہ گوئی نہ کر اب مجھے انتظار کس کا ہی آ مقابلہ پر سے
ہی گویہی میدان قارن زراسپ نیزہ دار نے شاہزادہ والا تبار خاور سیاہ نامدار کی گفتگو دلیرانہ بہت پسند کر کے
کہا کہ ہر گز ہر گز مجھے منظور نہین کہ تو اس دیو طلعت پہلوان سے کشتی لڑے قاسم نے کہا حاشا یہ ممکن نہین کہ مین اس بے ادب
یاجی فضول گو کو سزا اسکے اعمال کی نہ پہونچاؤن اور اس بڑھ بڑھ کے بولنے کی تعذیر نہ دون قارن مجبور ہو کر خاموش ہو گیا

اور اسی اول اکھاڑے مین بارگاہ کے سامنے جہان سنبل اور توکل سے کشتی ہوئی تھی قاسم سے اور توکل سے سینہ بسینہ
گلہ بگلہ زور کشتی کا ہونے لگا اور ہزارہا ملازمین ادنی و اعلی شاہ و گدا برنا و پیر صغیر و کبیر وہان جمع ہو کر تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
ہجوم تماشائیون کا اور دھوم کشتی لڑنے کی سنکے ملکہ گیتی افروز جو بالاے بام چڑھ گئی اور ایک دریچہ کھولکر دیکھنے لگی ناگاہ
نگاہ ملکہ کی شاہزادہ خاور سیاہ پر جا پڑی اور اپنے مطلوب و مرغوب شاہزادہ عالم کو دیکھکر مارے خوشی کے عنقریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جاے بعد اسکے بڑی دیر تک کھڑکی کھولے ہوے شاہزادہ عالم دیکھا کی ایک بار قاسم کی بھی آنکھ اُس
دریچے کی طرف جا پڑی اور ملکہ کو دیکھکر اُسی وقت حالت غیظ مین زور توکل کشتی گیر کا لیکر توڑ دیا اور ایک ہی زور مین اُٹھا کر زمین پر
مارا کہ استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جہنم واصل ہوا قارن زرد اسپ نیزہ دار نے دوڑ کر قاسم کو اپنی چھاتی سے
لگا لیا اور بہت سی تعریف کرنا شروع کی اور چارون طرف سے ہر ایک ادنی و اعلی وضیع و شریف کی زبان سے دھوم واہ
واہ کی اُٹھی قارن نے شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ ای بہادر اب تو الیاس ماہی فروش کی دکان پر نہ بیٹھ میری
بارگاہ مین رہا کر یہ کہکے شاہزادہ عالم کو باعزاز و تکریم تمام اپنے پاس رکھا اور شاہزادہ خاور سیاہ ہم مسند قارن
زرد اسپ نیزہ دار ہو کر بیٹھا اس عرصہ مین ملکہ گیتی افروز نے اندرون محل سے محلدار کو بھیجا اور کہا کہ قارن سے جا کے
تو کہدے کہ اس جوان کو جسنے بزور کشتی توکل کشتی گیر کو مارا ہی لیکر میرے پاس آ چنانچہ حسب حکم ملکہ کے اُس محلدار نے
جا کر قارن سے کہا قارن زرد اسپ یہ پیام ملکہ کا سنکے اپنے دل مین نہایت حیران و ششدر ہوا لیکن بخیال عدول حکمی وہ
چار و ناچار قاسم کو اپنے ہمراہ لیے اندرون محل ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا ملکہ نے شاہزادہ خاور سیاہ کو دیکھا تو بیساختہ دوڑ کر
شاہزادہ نامور کے گلے سے لپٹ گئی قارن زرد اسپ یہ حرکت خلاف اپنے مزاج کے دیکھکر حالت غیظ و غضب مین ملکہ سے
کہنے لگا کہ ای دشمن خانمان عاشق یہ کیا تو نے ظلم کیا اور یہ کہکے با شمشیر برہنہ شاہزادہ خاور سیاہ پر حملہ در ہوا ملک
قاسم نے بچستی تمام اُسکے بند دست کو پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گر پڑا اُسوقت قاسم نے اُسکے
سینے پر چڑھ کے پوچھا کہ ای قارن حال اور شناختن پروردگار عالم جیسا کہ ہی اُسنے کہا کہ ای بہادر معلوم ہوا کہ تیرا دین
برحق ہی جو تیرے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا قارن از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان
ہو گیا اور قاسم نے اُسکی چھاتی پر سے اُترکے اپنا نام اور حسب و نسب بیان کیا قارن نے تصدق ہو کر اپنی بیٹی اور تمام رعایا
شہر اور اپنے ملازمین اور مصاحبین کو کلمۂ طیبہ پڑھوا کے شہر کو اسلام آباد کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو لا کے اپنے تخت پر
بٹھلایا اور تیاری جشن شاہانہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً بیرون بارگاہ سے ایک شور و غل بلند ہوا اور ایک فرد نے
بحواس و پریشان قارن آگے عرض کیا کہ ای الچی مظفر بن ضیغم خون آشام کا دروازہ بارگاہ پر امیدوار باریابی کا ہی قارن نے
کہا کہ بلا لو حسب حکم قارن زرد اسپ کے وہ مرد بیرون بارگاہ جا کر اُس الچی کو قارن زرد اسپ کے روبرو لیگیا اور الچی نے
قارن کو سلام کر کے ایک نامہ مہر مظفر بن ضیغم خون آشام پیش کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ الچی سے لیکر جو پڑھا
تو مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای قارن زرد اسپ نیزہ دار مین نے سنا ہی کہ تو نے کوئی عورت نہایت کمسن حسینہ اور جمیلہ
رشک پری غیرت حور کسی صحرا مین پائی ہی اور مین شہرہ اور حسن و جمال اُس برق مثال کا سنکے بقول کسی اُستاد کے شعر
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو کر رات دن بیتاب اور مانند
سیماب کے پر اضطراب ہون لہذا تجھے لکھا جاتا ہی کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے اُس پری زاد کو محافے مین سوار کر کے میرے
پاس بھیجدے شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ پڑھکے پرزے پرزے کر کے پھینک دیا الچی نے جو یہ حرکت قاسم کی دیکھی
نہایت خشمناک ہو کر یہ کہتا ہوا کہ ای خیرہ سر یہ کیا غضب کیا تو نے جو نامہ مظفر بن ضیغم خون آشام کا پھاڑ ڈالا

باش کہ گذارم ترا کہ زندہ و سلامت روی بر سر قاسم حملہ ور ہوا شاہزادۂ خاور سیاہ نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے
ایک سیلی ایسی ماری کہ وہ الجھی اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے بیٹھ گیا اور جب ہوش آیا تو وہاں سے خاموش اُٹھکر بیرون
بارگاہ آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس جا کے سارا حال بیان کیا مظفر بن ضیغم خون آشام نے جو یہ زیادتی
شاہزادۂ خاور سیاہ کی سُنی تو آتش غضب کانون سینے میں اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بدماغی دماغ جان سے اُٹھا مثل
مار سیہ دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کے مع اپنی فوج و سپاہ کے بر سر شاہزادۂ خاور سیاہ روانہ ہوا حسب اتفاق یہ خبر کیمن
مہروند عیار ملکہ گیتی افروز کے کو کانے جو سنی تو از راہ جان نثاری جسطرح ہوا گلی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکلتا ہی
بسرعت اور تیز روی تمام شہر زرتاشیہ میں ڈھونڈھتا ہوا پہونچا بخدمت شاہزادۂ قاسم آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام
کی فوج کشی کرنے کا سب حال بیان کیا شاہزادۂ خاور سیاہ نے قارون زر اسپ نیزہ دار کو زرتاشیہ کے انتظام اور
ہوشیاری خبرداری کے واسطے وہیں چھوڑا اور ہرش نیزہ دار اور کیوس اور شنگبوس اور کیوان نیزہ دار وغیرہ
سرداروں کو مع پچاس ہزار سوار کے لیکر اُس قلعہ سے نکلا جانب لشکر مظفر بن ضیغم خون آشام مخاطب ہوا ابھی کوئی فرسنگ بھر
زمین نہ طے کر چکا تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی اور آمد لشکر مظفر معلوم ہوئی ملک قاسم مع اپنے لشکر اور سپاہ کے وہیں ٹھہر گیا
یہ خبر ہرکاروں نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو پہونچائی کہ وہ شخص جسنے ملک زرتاشیہ کے حاکم قارون بن زراسپ
نیزہ دار کی بارگاہ میں آپ کے ایلچی سے کچھ گستاخی کی تھی مع پچاس ہزار سوار بارادۂ رزم و پیکار آپ پر سبقت کر کے قریب
پہونچا اور وہ سامنے اپنی فوج اور سپاہ کو صف آرا کر کے منتظر کھڑا ہی غلاموں نے جو اُسے بغور دیکھا تو معلوم ہوا اور
خوب پہچانا کہ یہ شخص وہی ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری پوتا حمزۂ صاحبقران کا ہی جسے خداوند لقا نے
چاہ ماران میں ڈالدیا تھا اور نہیں معلوم کہ پھر اُسنے اُس چاہ عقوبت سے کیونکر نکلکر شبخون لشکر خداوند پر مارے تھے
اور چند روز سے مفقود الخبر تھا مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہرکاروں کے کہنے کا یقین نہ آیا اور یہ کہا کہ قاسم تو کیا عجب
نادان ہیں جو وہ میرے آنے کی خبر سنکے پھر دیدہ و دانستہ بے موت شیر کے منہ میں یا کام نہنگ میں گر پڑنے کا قصد کرتا اور
شبخون مارنے کی اور بات ہی کہ تاریکی شب میں نکلتا تھا کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا اپنی تقدیر سے زندہ سالم بچکر نکلا آیا تھا
اور جو فی الحقیقت وہی قاسم ہی تو ہزار آفرین باد آنچنان پدرے + کہ او وا ماند چنین پسرے + ایسے دلیر و شیر اگر لاکھ برس
زمانہ گردش کھائیگا تب بھی بعرصۂ امکان نہ پائیگا خیر میں نے سنا ہی کہ فضل بن گیا ہور خون آشام بھی میری طرح سے
بر سر شاہزادۂ بدیع الزمان بہیہ مقابلہ و مجادلہ گیا تھا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کی جرأت اور جوانمردی دیکھکر عاشق
و شیدا ہو گیا اور نوبت ضرب و حرب کی نہیں پہونچنے پائی تھی کہ اُسنے اطاعت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی
قبول کی اور شاہزادۂ نامور نے اُسے حضیض خاک سے اُٹھا کر اوج فلک پر پہونچا دیا اب اگر شاہزادۂ خاور سیاہ میرے
ہمراہ بھی ویسی ہی عنایات کرے تو کیا مضائقہ مجھے بھی ملک قاسم کی جوانمردی اور دلیری سے ایک محبت بدل ہوئی ہی
خیر ذرا اُسکے چلکے دیکھوں اور پہچان لوں غرض یہ کہکر اپنی فوج و سپاہ کو تو اُسی مقام پر ٹھہرا دیا اور یکہ و تنہا اپنے مرکب کو
جولان کر کے قریب شاہزادہ خاور سیاہ کے آیا اور بغور پہچانا کہ ہاں یہ وہی ملک قاسم ہی اُس وقت وہی غلامہ مفقود
سابق الذکر اُسکے دل میں تھا زبان پر لایا اور کہنے لگا کہ ای شہریار جیسی عنایات اور خاوندی شاہزادۂ بدیع الزمان نے
فضل بن گیا ہور خون آشام کے ساتھ کی اگر ویسی نظر الطاف تو بھی میری جان پر فرماے تو میں ابھی کلمہ پڑھکے
اسلام قبول کرتا ہوں شاہزادۂ قاسم نے فرمایا اے مظفر بن ضیغم خون آشام جس حال میں کہ تمنے کلمۂ طیبہ پڑھکر ملت
بیضا دین اسلام قبول کیا تم ہمارے بھائی سے زیادہ تر ہو چکے انشاء اللہ تعالیٰ فضل بن گیا ہور خون آشام سے

تمھارا رتبہ اور مرتبہ سو حصے افزون ہوگا یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکے مظفر اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور چاہتا تھا
کہ ملک قاسم کی رکاب سے لپٹ جائے قاسم نے اپنے مرکب پر سے اُتر کے ہان ہان کرکے مظفر بن ضیغم خون آشام کو
گلے سے لگا لیا اور کلمہ شہادت تلقین کیا مظفر کلمہ طیبہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا بعد اسکے مظفر نے اپنی فوج و سپاہ اور
سرداران ہمراہی کو طلب کرکے باواز بلند کہا کہ ای بہادرو مین نے تو کلمہ شہادت پڑھکے اطاعت اور فرمانبرداری شاہزادہ خلق سیما
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کی بدل وجان منظور کی جسے میری رفاقت اور اطاعت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاوے
میرا وہ نوکر ہی اور جسے لقا پرستی کا دعوی ہوا ور طریق اسلام نہ اختیار کرے وہ اپنے فعل کا مختار ہی جہان جی چاہے وہان
چلا جاے پھر مجھسے اُسکو کچھہ علاقہ اور سروکار نہین جتنے سردار اور افسر اور سوار و پیادے ہمراہیان مظفر بن ضیغم خون آشام
تھے سب کے سب باتفاق باہم ایک زبان ہوکر کہنے لگے کہ ای مظفر بن ضیغم خون آشام اصل وحقیقت یہ ہی کہ تو افسر اور
مالک ہمارا ہی اور ہم تیرے نمکخوار موروثی ہین اتنا ہمارے بھی ذہن ناقص مین آتا ہی کہ عقل اور فہم و فراست ہمسے ہزار
حصے تجھہ مین زیادہ ہی اور جو بات تو نے کی ہوگی بہتر کی ہوگی پس ہمکو کیا جاے عذر ہی جو تو فرماتا ہی ہمکو بدل وجان منظور ہی
مظفر نے کلمہ شہادت پکار کر پڑھا سبھون نے از سر صدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادہ بخاور سپاہ مع مظفر بن
ضیغم خون آشام اور تمام وہ جدید الاسلام فوج بشاہ عظمت وجودت تمام شوکت مالا کلام وہان سے مراجعت فرماکے شہر سیستان
مین پہونچا اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا قارن زر اسپ نیزہ دار وغیرہ سرداران نامدار نے نذرین تہنیت کی دین
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی تیاری ہونے لگی ہزارون طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے یہان تو جلسہ رقص و سرود کا
ہو رہا تھا کہ ایک روز ایک پیادے نے ایک خط ہوشنگ قلعہ دار کا لاکے زر اسپ نیزہ دار کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای قارن
زر اسپ مین نے اٹھارہ شاہزادے اور سردار لشکر حمزہ صاحبقران کے پکڑ کے اپنے قلعے مین معلوق اور مسلسل کرکے رکھے ہین
اندنون ایک خدا پرست کوئی نواسا حمزہ کا اسد بن کرب غازی ہی کہ اُسنے اس سرزمین مین خروج کیا اور وہ آفت روزگار
بلاے بیدرمان چارطرف سے یورش کرکے آتا ہی اور میرے لشکر کو درہم برہم کرکے صاف نکلجاتا ہی اور مین کسی صورت سے اُسکا
حریف نہین ہو سکتا نہایت اندیشہ ناک ہون اور خائف و ترسان ہون عجب نہین کہ یہ قلعہ میرے قبضہ سے نکلجاے اور
وہ کسی دن جنگ ستانہ کرتا قلعہ مین گھس آئے اور اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لیجاے لہذا تجھے بتاکید بلیغ لکھا جاتا ہی کہ کچھ فوج اپنی
بطور سپری مدد کے جلد روانہ کر یا آپ اس مہم پر آ تا مین اسد بن کرب کی شر سے چھٹ کے ایمن رہون یہ نامہ شاہزادہ بخاور سپاہ
اور قارن زر اسپ نے پڑھکر مشورہ کیا کہ کیا خوب بات ہی چلو اُس قلعے کو مسخر کرکے اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لائین
غرض یہ مشورہ کرکے ملک قاسم نے قارن زر اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردارون کو
اپنے ہمراہ لیا اور لاکھ سوار کی جمعیت سے اُس قلعہ کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً کہین لقا کو یہ پرچہ وقائع کا گذرا کہ قارن
زر اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردار مسلمان ہوگئے اور ملک زرتاشیہ قبضۂ اختیار مین ملک
قاسم کے ہوگیا اُسی وقت لقاے مشرک خدا نے نہایت طیش کھاکے انگیز شیرین ارقاش کو مع پانچ لاکھ سوار کے اشارہ
کیا کہ تو جاکے اُس بندہ گستاخ قاسم کو جہان دستیاب ہو گرفتار کرکے لا اور اگر مقابلے اور مجادلے کا حوصلہ کرے تو اُسکا
سر کاٹ کے حاضر کر چنانچہ حسب الحکم لقاے خداے باختر انگیز شیرین ارقاش رخصت ہوکر بتلاش شاہزادہ بخاور سپاہ
زرتاشیہ کی طرف روانہ ہوتا ہی یہان سنیے کہ شاہزادہ بخاور سپاہ نے اسد بن کرب دلاور کا جو نام سنا اور اسطرح جرأت
اور قوت اور صولت اور شجاعت کا اسد بن کرب دلاور کی مضمون اُس نامے مین لکھا تھا عجب طرح محبت قاسم کو اسد سے
پیدا ہوئی اور اُسی دم ایک نامہ بدین مضمون کہ ای برادر عزیز از جان شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کہ خبردار تو کسی بات مین

مضطر اور پریشان ہونا مین عنقریب آپہونچا لیکن ایک کام کرنا کہ شاید ہوشنگ قلعے سے نکلنے کا ارادہ کرے تو تو بمقتضاے
مصلحت ایک منزل پیچھے ہٹ آنا لکھکر ایک سوار کے ہاتھ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کے پاس بھیجدیا جسوقت کہ وہ
نامہ اسد کے پاس پہونچا اور اسد نے مضمون نامہ کا دریافت کیا تو بہت سا خوش ہوکر جھٹ پٹ وہان سے کوچ کرکے ایک
منزل پیچھے ہٹ گیا اسد کے پس پا ہوجانے کی جو خبر ہوشنگ نے سنی تو شادان و خندان مع تمام اپنی فوج کے قلعہ سے
بیخوف و خطر نکلکر قریب لشکر قارن زراسپ نیزہ دار جہان شاہزادہ سخاور سیاہ نامدار تھا وہان آکر ایک میدان مین
فروکش ہوا اور خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کراکے اپنی بارگاہ مین بیٹھا روز دوم قارن فراسپ کی ملاقات کے واسطے آیا
اور بخیال اسکے کہ مین نے جو کچھ لکھ بھیجا تھا کہ کچھ مدد پہونچانا یا آپ آکر میرے شریک حال ہونا قارن کے خیمے مین جاکے
ملاقی ہوا اسوقت ہوشنگ کو ثابت ہوا اور اُسے خبر ہوئی کہ یہ لشکر ملک قاسم کا ہے اور قارن مسلمان ہوگیا ہے ناگاہ
شاہزادہ سخاور سیاہ کو برابر قارن زراسپ کے بجاہ و جلال تمام بیٹھا دیکھا تو قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر بر سر ملک قاسم
حملہ ور ہوا قاسم نے بسہولت تمام اُسے پکڑ لیا اور بمردانگی زیر کرکے فرمایا کہ خالا در شناختن پروردگار عالم چہ ارادہ داری
ہوشنگ از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہوا اور شاہزادہ سخاور سیاہ کو مع قارن زراسپ نیزہ دار اور
مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ سردارون کے اپنی بارگاہ مین لے گیا اور اٹھارون شاہزادون کو زندان خانے سے
طلب کرکے قید سے نجات دی اور ملک قاسم کے حوالے کیا اور تین شبانہ روز دعوت اور مہمانداری بڑی دھوم دھام سے
کرکے روز چہارم شاہزادۂ قاسم نے ہوشنگ کو بدستور اُسی قلعہ پر مامور کرکے فرمایا کہ بروقت فوج کشی بر سر لقا
تم بھی آکر شریک حال ہونا اور یہ فرماکے قلعہ سے برآمد ہوا اور ہوشنگ کو رخصت کرکے آپ مع قارن اور مظفر وغیرہ
سمت زرتاشیہ متوجہ ہوا اور بفر و شوکت زرتاشیہ مین داخل ہوکر دن بھر تو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش و نشاط مین رہا دوپہر رات
گئے ملکہ کو عالم خواب مین چھوڑ کر بیرون بارگاہ آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر یکہ و تنہا سمت سائل چلا اور بدستور معمول قدیم
تل توامان پر چڑھکر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ ملک قاسم شاہ خاور سیاہ بزخم تیغ برابر و نیزہ باہ
زیر قیطول لقا جو ستر لاکھ سوار و پیادون کے لشکر پر شبخون مارا اور آمادہ کفار کشی اور شمشیر زنی ہوکر عنقا سے تیرانداز
اور تیران سیر کشش کو جہنم واصل کرکے نکل گیا اور اُنیسوین شبخون مین جسوقت کہ قاسم نعرہ کرکے فوج کفار پر گرا تو عنکبوس
اور سائل اور عنتل دونون بیٹے اُسکے بمقابلہ شاہزادۂ قاسم آئے قاسم پدر عنکبوس کو بیک ضرب تیغ سے قتل کرکے ایک سمت
پکڑ کے چلا اور سائل اور عنتل عنکبوس کے دونون بیٹے بتہیۂ قصاص خون پدر تعاقب مین ملک قاسم کے گھوڑے
دبائے چلے جاتے تھے نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ سخاور سیاہ جاتے جاتے قریب لشکر ہماے کوہی کے کہ ایک دامان
کوہ مین فروکش تھا پہونچا یکایک ہماے کوہی نے جو قاسم کو سر سے پانوں تک آلودہ بخون دیکھا تو پوچھا کہ اے
شخص تو کون ہے اور اس لباس خونچکان سے کیونکر تیرا آنا ہوا ملک قاسم نے کہا کہ شب کو اثناے راہ مین ایک غول
قطاع الطریق کا ملا تھا اُس سے نوبت ہتھیار کی پہونچی بہر حال معرکہ آرا اُنکے ہوکے مین یہان تک پہونچا ہون یہ سنکے
ہماے کوہی نے شاہزادۂ قاسم کو اپنے خیمے مین بعزت و توقیر بہت سی خاطر داری کرکے بٹھلایا اور پوشاک نفیس لاکے
شاہزادۂ عالم کو پہنائی منہہ ہاتھ دھلوا کر زائین کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے دونون بیٹے عنکبوس کے بھی ہماے کوہی کے
خیمے مین پہونچے ہماے کوہی اُنکے استقبال کے واسطے اُٹھا مگر قاسم جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا جب ہماے کوہی
عنکبوس کے بیٹون کا استقبال کرکے پھرا اور بجانب ملک قاسم مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے جوان مین نے تیرے ساتھ
سلوک کیا اور کیسی تیرے حال پر مہربانی کی مگر تجھے اتنی تمیز نہ تھی کہ مین تو استقبال کے واسطے اُٹھا اور تو نے میر بھی

پاس ادب نہ کیا جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا یہ بات ہمارے کوہی کی سنکے زمانہ شاہزادہ خاور سیاہ کی نظرون مین تیرہ و
تار ہوگیا اور حالت غیظ مین ایک گھونسا ہمارے کوہی کے سر پر مارا کہ کھوپری اوسکی شق ہوکر علحدہ جا پڑی اور وہ
فرش خاک پر تڑپ کر گرا اور پھڑکنے لگا سابل اور عنتل دونون بیٹون نے جو قاتل عنکبوس قاسم کو پہچانا تو یہ دونون
تلوارین پکڑ کے حملہ ور ہوئے شاہزادہ خاور سیاہ نے داہنے ہاتھ سے سابل کے قبضہ تلوار کا اور بائین ہاتھ سے عنتل کا
بند دست پکڑ کے بسہولت تمام ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھون سے تلوارین چھوٹ کر علحدہ جا پڑین بعد ازان
اُٹھا کر دونون کو سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور ایک گھٹنا سابل کے سینے پر اور ایک زانو عنتل کی چھاتی پر رکھکر کے
پوچھا کہ اے بہادر و اب تم کہو کہ خدائے عزوجل خالق جز وکل کی شناخت اور پرستش مین کیا تمھین منظور ہے دونون نے
از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے اسلام قبول کیا بعد ازان فوج و سپاہ جو انکے پیچھے پیچھے وہان پہونچی تھی اُسکو بھی مسلمان
کر کے ہمارے کوہی کے تمام لشکر کو مشرف باسلام کیا اور اب اس فکر و تدبیر مین تھے کہ ہمراہ شاہزادہ خاور سیاہ جدھر تشریف
فرما ہوے قضائے کار یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی کہ قاسم عنکبوس کو مار کر فلان پہاڑ پر پہونچا وہان ہمارے کوہی سے
ملاقات ہوئی اور سابل اور عنتل بن عنکبوس کے بیٹے اسطرح سے وہان ہمراہ قاسم کے مسلمان ہوگئے اور ہمارے کوہی
بھی مارا گیا لقا نے عنکوس کے بھائی کو لاکھ سوار کی جمعیت سے بر سر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ کیا چنانچہ وہ میکوس
مقابل بر شاہزادہ قاسم آیا اور سابل اور عنتل عنکبوس کے دونون بیٹے پہلے بدعوی عبودیت اور جان نثاری کے
مقابلے مین آئے اور اُس گبر کے ہاتھ سے شہید ہوے اور شاہزادہ قاسم کے سر اقدس پر زخم کاری آیا جبتک معلوم ہو
کسی سرداران فوج و سپاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو حالت غشی مین دیکھکر ایک پہاڑ کی طرف لے گئے میکوس نے پہاڑ کو
چار جانب سے محاصرہ کر کے چاہا تھا کہ بر فرش پہاڑ پر چڑھے ناگاہ ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا
کہ دُر دریائے فتوت اختر سپہر صولت صف شکن صفدر اسد بن کرب دلاور مع تیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار یہ نعرہ کر کے شعر
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ÷ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ÷ میکوس سردار کے لشکر پر گرز و شمشیر لیے اور کفار کشی کرتا
قریب میکوس کے پہونچا میکوس نے تیر اُٹھا کے حملہ شاہزادہ اسد پر کیا تھا کہ اسد نے جستی تمام اُسکے حربے کو خالی
دیکر برابر سے تیغہ اُسکی دوال کمر پر ایسا مارا کہ مثل خیار تر کے لاش اُس بدمعاش کی دو ٹکڑے ہوکر مرکب پر سے گری اور
خاک و خون مین لوٹنے لگی فوج و سپاہ میکوس سردار کی بھاگ کھڑی ہوئی شاہزادہ اسد بفتح و فیروزی تمام شادیانے
بجواکے پہاڑ پر چڑھ گیا اور شاہزادہ خاور سیاہ سے ملاقات کر کے اپنا سارا حال سعلم کے مار ڈالنے کا اور اپنے باپ شاہزادہ
کرب غازی کے خوف سے بھاگ کر یہان آنے کا روبروے ملک قاسم کے بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسد کو
بہت سا پیار کر کے جب زخم سر کا اندمال پر آیا تب اُس پہاڑ پر سے نیچے اُترکے اُسکی صحرا مین زیر دامان کوہ بتہیہ شکار مع شاہزادہ
اسد نامدار روانہ ہوا اب ان دونون صاحبون کو صیدگاہ مین چھوڑ دیے

چند کلمے داستان شوکت بیان لقائے مشرک خدا سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت یہ خبر میکوس تیرانداز کے مارے جانے کی لقائے مشرک خدا کو پہونچی تو لقائے مشرک خدا نے گہراے
بختیشمی کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تو زرتاشیہ مین جا کے قاسم کو مع اسد اور جتنے کہ بندہائے گستاخ شریک حال اُسکے
ہون لڑے اور سب کو گرفتار کر کے لائے تو مین تجھے طرہ پیغمبری عطا کرونگا اور یہ وعدہ حتمی کر کے گہراے بختیشمی کو
سمت زرتاشیہ بسر ملک قاسم روانہ کیا گہراے لشکر جرار سابل سے کوچ کر کے قریب شہر زرتاشیہ کے پہونچا اور
قارن زرہ اسپ و نیزہ دار تاب اُسکی مقاومت کی نہ لا سکا قلعہ بند ہوگیا گہراے بختیشمی نے زرتاشیہ کو تاخت و تاراج

کرکے قلعے کو محاصرہ کیا یہ خبر سنی صحرا مین جہان شکار کھیلنے کو قاسم مع اسد گیا تھا شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم کو یہ دیکھی
بیساختہ شاہزادہ اسد دلاور کہنے لگا کہ بھائی صاحب اگر مجھے ارشاد ہو تو مین یکہ و تنہا جاکے اُس بدذات ملجیشمی کو مع ہمراہے انکی
پہونچاؤن اور ایک ہی ضرب تیغ مین جہنم واصل کردون ملک قاسم کی زبان سے بیساختہ یہ بات نکل گئی کہ ارے او اسد
یہ دیوانہ پن اور جہالت کی باتین تو کیون کرتا ہی بھلا تو اکیلا وہان جاکے کیا کریگا اسد شدت غیظ و غضب سے مثل شعلہ
بھڑک اُٹھا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اور باتون مین لگا کے کسی بہانے سے بارگاہ سے نکل آیا اور بیٹھا اپنے مرکب پر یکہ و تنہا
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے سیدھا شہر زرتاشیہ کی طرف برسر گھرلے ملجیشمی روانہ ہوا اثنائے راہ مین شیرگیر غلام سے ملاقات
ہوئی اُس سے احوال لیکے گھرا کے لشکر مین پہونچا اور ایک سفید کاغذ بطور نامے کے ملفوف کرکے ہاتھ مین لے لیا اور
دروازۂ بارگاہ پر گھرائے ملجیشمی کے جاکے اظہار کیا کہ مین شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم لعل شقتان خونریز خاوری
کی طرف سے برسم ایلچی گری نامہ لیکر آیا ہون مرد ہون نے اندرون بارگاہ گھرائے ملجیشمی سے عرض کی گھرا نے کہا کیا
مضائقہ اُس سوار کو میرے پاس لاؤ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ داخل ہوا اور یہ کہکر
سلام من درین محفل ہر آن کسے باد کہ داند خدائے عزوجل خالق ہر دو کل یکے است و رسول مقبول او برحق جتنے گبر بارگاہ نشین
گھرا کے تھے سبھون نے اپنے کانون مین انگلیان دے کے جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام
شاہزادۂ اسد قریب گھرائے ملجیشمی کے ایک ڈنگل خالی دیکھکر بیٹھ گیا گھرا نے پوچھا کہ لاؤ وہ نامہ کہان ہی شاہزادہ
اسد نے دلاوری سے وہی سفید کاغذ گھرائے ملجیشمی کے ہاتھ مین حوالے کیا اُسنے کہا اسمین کیا لکھا ہی اسد دلاور نے
کہا زبانی مجھسے کہہ دیا ہی اُسنے کہا بیان کر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور نے برابر گھرا کے سرگوشی مین کہا کہ ای گبر مغرور مین
تیری سزا دہی کے واسطے بخیال اسکے کہ تیرے ہمراہ فوج و سپاہ بڑی کثرت سے تھی کیونکر پہونچ سکتا اس ذریعے سے تیری بارگاہ
مین تیرے پاس پہونچا ہون گھرائے ملجیشمی نے اسد کا مُنھہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کہا کہ پھر تو میرا کیا کر سکتا ہی ابھی
پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ شاہزادہ اسد دلاور نے بچستی تمام ایک تیغہ اُس تیرہ انجام کے سر پر مارا کہ
سر اُسکا دھڑ پر سے قلم ہوکر علیحدہ جا پڑا اور لاشہ اُسکا خاک و خون مین لوٹنے لگا چار طرف سے سردار اور کفار بارگاہ نشین
اُسکے ہمرہی تلوارین پکڑ پکڑ کے برسر شاہزادہ اسد دلاور آپڑے اور اسد مثل شیر ژیان جسطرف حملہ ور ہوتا تھا تمام گبر مانند گلۂ گوسفند
پریشان ہوجاتے تھے اور ہر سمت کر تلوارین برچھیان اور تیر گبر سر اقدس پر اُس دلاور کے بارش کر رہے تھے اب نوبت یہانتک
پہونچی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اور اُسکو یقین کلی ہوگیا تھا کہ یہان سے
اب زندہ و سالم نہین جاسکتا کہ ناگاہ نعرۂ شاہزادہ خاور سیاہ گوشزد ہوا اور اسد نے دیکھا کہ ملک قاسم تیغہ
بلارک افراسیابی خونگان میان سے کھینچے جسطرف رخ کرتا ہی ایک شور قیامت بپا ہوتا ہی اور لاش پر لاش
دھڑ پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتا اندرون بارگاہ پہونچ گیا اور تمام کفار عاجز و ناچار ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے
شاہزادۂ قاسم نے شاہزادۂ اسد بن کرب غازی کو اپنی چھاتی سے لگا کے کہا بھائی تو نے یہ بات خوب نہین کی
لاکھون کفار مین تنہا بجان واحد ایسی حالت کو بیٹھنا مقتضائے فراست نہین۔ اسد نے کہا مین نے کیا برا کیا ایک
کافر کو قتل کیا قاسم نے کہا کفار کشی کی تو اچھا کیا لیکن مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ٭ انجام کو بھی دیکھ لینا چاہئے
مصرع صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد ٭ خیر ایک مرتبہ تو تم نے نادانستہ ناتجربہ کاری سے ایک حرکت کی مگر اب آئندہ کو
خیال رہے شاہزادۂ اسد نے یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنکے کہا تو اب بھائی صاحب لقائے مشرک خدا پر
جہاد کرنے کو چلین ملک قاسم نے اسد کا منھہ دیکھکر اور یہ تقریر سنکے کہا بھائی مجھے تو یہ حوصلہ اور استعداد نہین جو

فوج کشی بمقابلہ زمرد شاہ کرون اسد نے کہا تو آپ یہان تشریف رکھیے مین جاتا ہون قاسم نے پھر ہر چند منع اور تعرض کیا اور سمجھایا مگر اسد نے نہ مانا اور بیساختہ قاسم کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر سیدھا جانب سبائل روانہ ہوا اتفاقاً جاتے جاتے قریب قلعہ قضا و قدر کے پہونچا وہان سعد ودہ بدلہ این کلاہ بارپش سفید مع بارہ ہزار کفار بڑے بڑے سرکش اور زبردستان روزگار سے اُس قلعے مین رہتا تھا کہین عمداً اُس تیرہ روزگار کا قلعے سے نکلکے بسیر کوہستان جاتا تھا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کو جنبی صورت دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ اسکی صورت پر عجب طرح کی ایک صولت اور شجاعت معلوم ہوتی ہی کیا عجب کہ یہ کوئی خداپرست ہو یون اگر مین اُس سے پوچھونگا یا کچھ مباحثہ کرون کیا جانے کیا فساد بڑے بتلائے نہ بتلائے مسلح اور مکمل ہو لڑ بیٹھے اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے بہ عیاری پکڑ کے قلعے مین لیجاؤن اگر کوئی خداپرست ہوگا تحقیق کرکے قید کرادونگا اور جو کوئی بندگان لقا سے کسی ملک کا رہنے والا مسافر راہ گیر ہوگا اُسی وقت چھڑا دونگا یہ سوچکر برابر پہونچ کے ایک بیضۂ بیہوشی شاہزادہ اسد کی ناک پر مارا اور تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی اور اسد بیہوش ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا عیار نے اسد کا پشتارا باندھکر اپنے دوش پر رکھا اور اُسی مرکب پر سوار ہوکے آن واحد مین سعد ودہ شاہ کے پاس آیا اور پشتارے مین سے اسد کو کھول بکے کہا کہ خداوند یہ شخص کوئی بڑا زبردست بہادر خداپرست معلوم ہوتا ہی مین اسے ہوشیار کردون آپ اس سے پوچھکر کہ تو کون ہی کہان سے آیا اور کہان جائیگا اگر کوئی جرم اُسپر ثبوت ہوگا چھوڑ دیجیے گا سعد ودہ شاہ نے کہا کہ اچھا اسے ہوشیار کر عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دے کر اسد کو ہوشیار کردیا اور سعد ودہ شاہ نے پوچھا کہ اے شخص تو کون اور کہان جاتا ہی شاہزادہ اسد بن کرب غازی دلاور نے کہا کہ مین تو لقا سے مشرک خدا سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو جاتا ہون سعد ودہ شاہ یہ کلمات بیباکانہ شاہزادہ اسد کے سنکے خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور کہا بہت خوب خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر سے تو لڑنے کو چلے جایئے گا اب ذرا پہلے زندانخانے کی ہوا تو کھا لیجیے یہ کہکے اسد بن کرب غازی کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ڈلوا کے مجلس مین بھیجدیا اور قید کیا اب اسے تو یہان چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان لشکر فیروزی اثر سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

اکہ جسوقت امیر والا توقیر دربند جالندریہ سے کوچ کرکے سمت دربند مہوریہ کے روانہ ہوے ایک روز کی نقل ہی کہ ایک صحرا مین لب دریا لشکر فروکش ہوا اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی سلطان والاشان مع تمام شہریار اور شاہزادون اور سردارون کے بارگاہ مین بیٹھے ہوے سراچے سامنے کے کھلوا دیے تھے فضاے صحرا کی جانب مخاطب تھے اور انجم گروہ رستم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان لشکر شکن تھوڑے فاصلے پر شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک ہرن نہایت خوبصورت سنگوٹیان اُسکی سونے سے منڈھی ہوئی قلادہ مرصع گردن مین جُل زربفت مغرق بجواہر پشت پر پڑی ہوئی بطرز مہوشانہ و بانداز دلبرانہ رم کرتا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت مشتاق ہوکر اپنے جی مین کہا کہ اس ہرن کو زندہ گرفتار کرون اور یہ کہکے مرکب کو اُسکے تعاقب مین سبک خیز کیا اور وہان ہرن شاہزادۂ والا مناقب کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر وہان سے پھرا اور رم کرتا ہوا کوئی کوس بھر تک لگائے لیے چلا گیا بعد ازان اب چوکڑیان بھرتا جست و خیز کرتا ایک سمت بھاگا شاہزادہ عالم بھی اپنے مرکب کو گرم کیے چلا جاتا تھا ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ ہرن ایک پشتے پر چڑھ گیا جب شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب اُس پشتے کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ نیچے اُس پشتے کے دست چپ کو ایک قلعہ ہی وہ ہرن شاہزادہ نامور کو دیکھکر اُس قلعے مین گھس گیا شاہزادہ عالم بھی قریب دروازہ قلعہ کے پہونچکر چاہتا تھا کہ اندرون قلعہ جاے ایک مرتبہ ایک پنجہ پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ پنجہ اُٹھا کے

بسوے آسمان لیگیا حسب اتفاق اسیہ بن عمرو مثل سایۂ آفتاب تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب کے جو آتا تھا
جب قریب اُس قلعے کے پہونچا تو مرکب کو خالی زین کھڑا دیکھکر سمجھا کہ شاید شاہزادۂ عالم اندرون قلعہ داخل ہوا ہی چاہا کہ
اندرون قلعہ جائے دروازہ قلعے کا مسدود دیکھا لاعلاج ہوکر گھوڑے کو لیے لشکر مین آیا اور حضور سلطان والاقدر مین بعجلت
جاکے یہ کیفیت بیان کی اخی سلیمان حاضر تھا اُسنے کہا یا سلطان امیر حمزۂ صاحبقران وہ قلعہ نہین ہی اُسکی کیفیت سے
مین خوب آگاہ ہون وہ تو طلسم جمشیدی ہی بندہ کو یقین کلی ہو گیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اُس طلسم مین جاکر گرفتار ہوا
امیر حمزۂ صاحبقران یہ حال سنکر نہایت مشوش ہوے اور بعد ایک ساعت کے قبہ دین ستون اسلام کرب پرحرب
نظر کردہ امیر عرب کو طلب کرکے فرمایا کہ ای کرب غازی مین بدیع الزمان کے مفقود الخبر ہو جانے سے اور اخی سلیمان
کے بیان سے حال طلسم کا سنکے نہایت پریشان ہون لہذا تمکو براے حفاظت لشکر بادشاہ اسلام چھوڑکر مین اُس طلسم کی
طرف جاتا ہون شاید کچھ سراغ یا ملاقات اپنے لخت جگر پارۂ دل روح روان شاہزادۂ بدیع الزمان سے بہم پہونچ جائے
یہ حکم دے کر سلطان نامور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر جانب طلسم جمشیدی روانہ ہوے اور کرب غازی اور خسرو
بلاد ہندوستان وغیرہ سردار سب بخدمت بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین تھے جسوقت امیر حمزۂ صاحبقران کے تشریف
لیجانے کی جانب طلسم جمشیدی خبر کنار رنگ شبار رنگ کو وہ تخت صحرانشین نے جو وہان کے حاکم تھے بدشعارون نے سنی تو اُن دونون
تیرہ روزگارون نے وقت و فرصت کا غنیمت جانکر اپنے لشکر مین کمربندی کرائی اور اپنی بارگاہ سے نکلکر اُسی صحرا مین ایک مقام پر
ٹھہر کے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت وہ دونون ملعون بطور شبخون لشکر اسلام پر آگرے یہان لشکر مین تو کسی کو اسکا
کا وہم اور خیال و گمان بھی نہ تھا سب اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین غافل پڑے سوتے جاگتے تھے یکایک شور و غل سنکے ہر ایک
سردار اور شاہ اور شہریار زادے نکلے اور آمادہ رزم اور مہیاے قضا ہوکر مقابلہ اور مجادلہ کیا مگر ازبسکہ وہ کفار سب ہوشیار
مسلح و مکمل بارادۂ رزم و پیکار اور لشکر اسلام مین سب غافل تھے بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان شبار رنگ کے ہاتھ سے اور
شاہزادہ کرب غازی کنار رنگ کی تلوار سے زخم کاری کھاکے بسبب کثرت ریزش خون کے بیہوش ہوگئے اور
بہت سے سردار اہل اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوے بادشاہ سعد بن قباد شکست کھاکے جنگ رستمانہ کرتے ایک سمت کو
نکل گئے اور تمام لشکر پریشان ہوگیا کنار رنگ اور شبار رنگ دونون بدذات ملعونون نے بارگاہ سلیمانی اور تمام
مال و اسباب تاخت و تاراج کرکے اُسی وقت ہاتھیون پر اعرابون پر شترون پر بار کراکے سمت سبائل لقاے مشرک
خدا کے پاس بھیجدیا اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ یا خداوند ہم تیرے بندون نے کس فریب سے شبخون مارکے
فوج اسلام کو تہ و بالا کردیا اور بادشاہ کو شکست دے کر بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی حضور مین روانہ کیا ہی
امیدوار ہین کہ ازراہ خداوندی ایسے کار جان نثاری اور سرفروشی کے صلے مین طرۂ پیغمبری ہمکو عطا کر طول تا چند مختصر
کہ وہ عرضداشت لکھواکر بھیجدی اور لقاے مشرک خدا مین کیفیت عرضداشت بارگاہ سلیمانی اور مال و اسباب
لشکر اسلام کی اور ترکیب شبار رنگ اور کنار رنگ کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا سر ناپاک ہلاکر بآواز بلند کہنے لگا
کہ ای بندگان قدرت دیکھا تم سبھون نے میری قدرت کا تماشا کہ بطرفۃ العین ایک دو بندگان کمترین سے مین نے
تمام لشکر حمزہ کا تباہ اور برباد کرادیا جتنے گبر شقی و ضلال قیطول پر اُس بوم خصال کے بیٹھے تھے سبھون نے جھک کے
سجدے کیے اور کہا یا خداوندا آمنا و صدقنا تو برحق خدا ہی تیرے کارخانۂ قدرت مین کسی بشر کو کیا مداخلت بعدازان لقاے
مشرک خدا نے پروانہ پیغمبری کا اُن دونون لعینون کے واسطے لکھواکے بھیجدیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والا توقیر سلطان صاحبقران اُس قلعے کی طرف روانہ ہوے تو قریب اُسکے جاکے دیکھا کہ بہت بڑا ایک مینار اُس قلعے کے اندر ہی اور ایک برج برابر اُس مینار کے معلوم ہوتا ہی اور ایک زنگی گنبد پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی طرح سے چار برج ہین کہ تین برجون پر ایک ایک زنگی بچہ گرز اور تیر و کمان اور نیزہ ہاتھون مین پکڑے زرہ جامہ پہنے خود سر پر رکھے ایک ایک مست ہاتھی پر کھڑے ہین اور ایک ایک دیو ہاتھیون کی مستک پر ایک ایک گرز ہاتھون مین لیے بیٹھا ہی مگر ایک زنگی فقط تلوار کھینچے ہی صاحبقران دوران نے بجناب باری مناجات کرنا شروع کی ناگاہ خضر علیہ السلام جلوہ فرما ہوئے اور امیر با توقیر سے فرمایا کہ اے حمزہ کہ صاحبقران حملہ کرنا واہیات ہی پہلے لوح طلسمی حاصل کرنا تم کو لازم ہی کہ فلان مقام پر زمین کو کندہ کرو لوح طلسم وہان مدفون ہی اُس لوح کو نکال کے اپنے پاس رکھو اور جو کچھ اُسمین مرقوم ہو مطابق اُسکے عمل کرو انشاء اللہ تعالی عنقریب یہ طلسم فتح ہو جائیگا یہ کہکے حضرت خضر علیہ السلام تو نظرون سے ناپدید ہو گئے سلطان والاشان نے اُس مقام پر جاکے زمین کو کھودا اور اُس لوح کو ایک صندوقچے مین دیکھکر نکال لیا ایک پرت الماس کی بے جرم نہایت صاف و شفاف اُسمین کچھ اسما الٰہی اور حروف کندہ تھے صاحبقران دوران نے جو اُسے ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم دروازۂ قلعہ کی طرف جا وہان ایک شیر نکلکے تجہپر حملہ ور ہوگا تو یہ اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے بیک مشت اُسکو مار گرا دینا بعد اسکے اندرون دروازہ ایک گینڈا زنجیر فولادی مین بندھا ہوگا اُسے بھی اسی طور مار کر آگے بڑھ جو کچھ عجائبات طلسم تو دیکھے بدون ملاحظہ لوح کوئی بات نہ کرنا امیر با توقیر حسب الحکم لوح کے قلعے کے دروازے کی سمت روانہ ہوے کہ یکایک ایک شیر نمودار ہو کر پنجہ اپنا اُٹھائے برسر سلطان نامور حملہ آور ہوا صاحبقران دوران نے وہی اسم لوح مین دیکھکر اپنے اوپر دم کیا اور بیک ضرب مشت اُس شیر کو مار کر اندرون دروازہ قدم رکھا تو وہان دیکھا واقعی ایک گینڈا دیو طلعت ہی نظم

بلکے نرگردن چون کوہ آہن + زصرصر تیز در ہنگام رفتن + میان ابر دانش بود یک شاخ
بجنگ فیل بودی سخت گستاخ ×

زنجیر آہنی مین بندھا ہوا کھڑا ہی اور بمجرد دیکھنے صاحبقران کے کس غیظ و طیش سے زنجیر فولادی تڑا کے حملہ ور ہوا اگر اُسوقت فیل مست بھی اسکی آمد کو دیکھتا تو پسپا ہو جاتا سلطان والاشان نے حسب الحکم لوح طلسمی جلدی سے اُسکی شاخ کو پکڑکے زور جو کیا تو کاسۂ سر اُسکا الگ جا پڑا اور وہ خاک و خون مین تڑپ کر گرا اور مر گیا صاحبقران اُسکو مار کر ابھی چند قدم آگے نہین بڑھے تھے کہ دیکھا ایک جا پر ایک پیرزال نہایت کہن سال کہ تمام سر پر ایک بال نظر نہین آتا تھا چند پارچے ہوئی نیلا قصابہ سر سے باندھے کانون سے ناک سے لو آگ کی نکلتی ہوئی پلکین چاندی کی سی سفید چمکتی ہوئین آنکھین لہو بھری ہوئین بجو کی سی چکتین جھریان منہ پر اور تمام جسم پر پڑی ہوئین دانت ڈاڑھ مین کچھ نہین خمیدہ قامت ساری کرتے گلے مین ایک سوسی کا پائجامہ چوڑیدار پانون مین بغل مین جھولی اُسمین آرد بنولے رائی سرسون مٹر کے دانے آگے دھتورے کی جلتی خون کے دون کے چتی کھوپری پر پیالہ شراب کا لبالب دو ایک ناگنین دو ایک سانپ کالے گلے مین لپیٹے ہوے شیر کی کھال بچھائے بیٹھی ستار بجا رہی ہی نظم

ضعیف اسقدر تھی وہ پیرانہ سال
کہ روتی جوانی کو وہ ڈاڑھ مار
کہ چاندی کے پتر تھے پلکون کے بال
ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن
کوئی دانت منہ مین نہ تھا زینہار
چنین جسطرح دامن پیرہن

بیساختہ صاحبقران دوران کو آتے دیکھکر مثل شعلہ بھڑک کر اُٹھی اور کچھ سحر کرکے بشکل ایک مادہ فیل مست بے حملہ ور ہوئی صاحبقران دوران نے لوح کو اُسکے مقابل کیا بمجرد دیکھنے لوح کے تڑپ کر گری اور بہیئت اصلی جا ہی تھی کہ بزور سحر پرواز کرکے بھاگے امیر معظم سلطان باکرم صاحب اسم اعظم نے جھپٹی تمام اُسکے بال پکڑکے ایک جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری اور کھوپری اُسکی پھٹ گئی تاریکی چار طرف چھا گئی اور ایک آواز مہیب پیدا ہوکے واصل جہنم ہوئی

بعد دم بھر کے روشنی ہوگئی سلطان والاقدر آگے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ مع فوج وسپاہ آیا اور سلطان
صاحبقران سے جنگ ہوئی آخرکار انکو شکست دے کر حسب اجازت لوح داہنی طرف جاکر ایک میل کو چڑھے اکثر
اُسمین ایک ساحر خونخوار جادو نکلا ہرچند اسنے سلطان صاحبقران پر بہت کچھ سحر کیے مگر بوجہ لوح اور اسم اعظم کے
سحر کا اثر مطلق نہوتا تھا آخرکار وہ بھی صاحبقران کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا کل آثار طلسم برطرف ہوئے جب
حسب الحکم لوح سلطان صاحبقران اُس طلسم کو فتح کرچکے تو شاہزادہ بدیع الزمان کو رہائی بخشی اور وہ گنجینہ زر و
جواہر اعرابون پر بار کراکے مع شاہزادہ بدیع الزمان سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوئے یہان جسوقت کہ پہونچے
تو حال شکست کھانے لشکر اور تاراجی اور غارت گری اثاثۂ صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی کا سنکے نہایت مکدر
ہوئے آخرکار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو جانب دربند مرنجیہ رخصت کیا اور آپ بنفس نفیس دربند قمہوریہ
کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان نے اثنائے راہ مین ایک پہاڑ پر بادشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کو
دیکھکر ملازمت حاصل کی اور حال طلسم کے فتح کرنے اور امیر عالیمقام کے مراجعت فرمانے اور سمت دربند قمہوریہ
تشریف لیجانے کا سب بیان کیا اور بادشاہ سے رخصت ہوکے پھر سمت دربند مرنجیہ روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام
اُس کوہ پر سے اُترکے صاحبقران دوران کے پاس تشریف لائے اور ملاقات کی اور شاہزادہ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن مع چالیس ہزار سوار دلیران عرصۂ کارزار اور جان نثاران نامدار ایک ملک التجار کی صورت چند چھکڑے
اور اعرابے مال واسباب کے بطور تاجرون کے ہمراہ لیے قلعہ مرنجیہ کے برابر پہونچا چنانچہ وہان کا جو حاکم مالک
اُس قلعے کا مرنج دزد نامے ایک گبر غیور بڑا سرکش اور زبردست تھا اُسکا ایک بھائی بہرام تھا اُسنے سوداگر کے
قافلے کے آنے کی خبر جو سنی تو وہ خیمے سے سوار ہوکر لشکر مین شاہزادہ نامور کے آیا اور شاہزادۂ عالم سے ملاقات کی
جسوقت بیٹھا شاہزادۂ والاقدر نے ایک لعل رمانی ہفت کشور کے خراج کی قیمت کا بہرام کو دکھایا اُسنے طلب کیا
شاہزادۂ عالیمقدار نے انکار کیا اور نہ دیا یہ بات بہرام کو نہایت ناگوار ہوئی اور کچھ گفتگو خلاف ادب
سخت کرکے جب جواب دندان شکن پایا تو حالت غیظ مین بہرام نے ایک خنجر شاہزادۂ نامور کے سینۂ بے کینہ پر مارا
شاہزادۂ رستم صولت نے بچالا کی تمام اُسکا ہاتھ پکڑ کے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور بہرام کو اُٹھا کر دے مارا
تمام اُسکے ساتھ والے ملازمون اور ہواخواہون نے ایک عجب طرح کا ہنگامۂ قیامت بپا کیا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر
سنکے مرنج دزد سراسیمہ اور مضطر وہان آیا اور شاہزادۂ عالم کو دیکھا کہ بہرام کی چھاتی پر بیٹھا ہے مرنج کی آنکھون مین
زمانہ تیرہ وتار ہوگیا اور تلوار کھینچ کے چاہتا تھا کہ شاہزادۂ نامور پر حملہ کرے شاہزادۂ والامرتبت نے مثل
شیر ژیان بہرام کے سینے پر بیٹھے بیٹھے ایک گھٹنا اپنا زمین پر قائم کرکے ایک ہاتھ بڑھا کر باڑھ کو اُسکی تلوار کی بچا کر
ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ وہ بھی برابر بہرام کے روبروے شاہزادۂ عالیمقام گر پڑا شاہزادۂ بدیع الزمان نے
ایک زانو بہرام کے سینے پر دوسرا زانو مرنج دزد کے سینے پر رکھکر فرمایا کہ اے بہادرو اب تم کہو کہ خدائے عزوجل خالق
جزو وکل کی پرستش اور شناخت مین تم دونون کو کیا منظور ہے اور کیا تامل ہے بہرام اور مرنج دزد دونون نے بطیب خاطر
کلمہ طیبہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان بصد شوکت وشان وہان سے کوچ کرکے سمت
دربند قمہوریہ بخدمت سلطان صاحبقران والامرتبت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان صاحبقران دوران امیر کشورگیر حمزۂ عالیشان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت کنارنگ اور شبارنگ کوہ بختی نے یہ خبر سنی کہ سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران مع تمام

لشکر اسلام قریب آ پہونچے تب اُن دونون نے فوج کشی کرکے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر سنکر نامیان خیبری اور
تومیان خیبری سرہنگ مصری ابو شہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین
ادب کو بوسہ دے کر دست بستہ بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے یہ شعر پڑھا شعر الٰہی در جہان باشی باقبال +
جوان بخت و جوان دولت جوان سال + شہنشاہ عالم کی عمر دراز لشکر شبارنگ اور کنار رنگ مین طبل جنگ بجا اور
کل صبح کو وہ دونون کافر سو کہ آراستہ رزم و پیکار ہونگے یہ عرض کرکے ہرکارے تو مجرا کرکے بیرون بارگاہ نکل گئے
سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ نے کہا جوان عالیمقام لے مجرد آتاج اس کے فرمایا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا اپنے کلک
قدرت سے ترقیم کیا وہ بر صحہ ظہور آیا اور آئیگا آئین فکر و تردد محض بیجا ہے کہدو ہمارے بھی لشکر مین بفضل ایزدی
و تائید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم عظام حمزہ عالیمقام کے یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑی بارہ سو
جوڑیان نقارخانہ سلیمانی کی نوازش مین آئین تمام لشکر اہل اسلام مین خبر ہوگئی کہ صبح کو میدان جنگ بن غازیان
دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادہ رزم اور مہیائے قضا ہو کر اپنے اپنے عزیز و اقربا یار و آشناؤن سے باہم ملتے تھے
اور کہتے تھے یارو شب حاملہ است فردا چہ زاید دیکھیے صبح کو کس کو تختہ تابوت اور کس کو تخت سلطنت نصیب ہو
لکھوکھا دلیر اور شیر اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے رات بھر جاگ اور ہوشیاری اور خبرداری سے بسر کی
وقت صبح دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوئے صف آرائیان ہونے لگین سقے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو پاک اور
صاف کر گئے اور کیتون نے ایک طرف سے نکلکے آواز بلند کہا ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید بیت
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہین رستم اور کہان سہراب
و بیژن اور برزو سوائے نام کے اور بھی کچھ دنیا مین باقی رہا اشعار

نشانی نہ از و کاسہ مغز او دست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
نداری ز کاؤس و دارا بیاد
جگر خون شد از زہر افراسیاب
کہ دزدید از گرز او کوہ سر
جہان با کسے پایداری نکرد

سکندر کہ یک نیمہ آئینہ ساخت
کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت
کہ گشتے از و زہرہ شیر آب
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد

باحوال گم جائے عبرت نکوست
ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ز دنیا بناچار بر بست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
نماند آن یل برزوے نامدار

بس کون بہادر اور نامدار ہے کہ آج
سر میدان نکلکر اُن اگلے بہادرون کا نام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط مٹا دے اور اپنے آبا اور اجداد کا نام روشن کر جاوے
تک آگے پت رہے اور جگ پا پیچھے پت جائے + ایسے پوت سپوت کا کاگامس نہ کہے + ساتھ اس آواز کے دیکھا لشکر کفار مین
علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور کنار رنگ اپنے مرکب کو چمکا کے ناف میدان مین آیا اور سمت قیطول لقا سجدہ
کرکے پکارا ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بیاید بمیدان جنگ یہ آواز سنتے ہی
یل عادیان پور شدادیان پہلوان بہادی مقابلے کو گیا اور زخمی ہوا اسی طرح اُس روز سترہ سردار دست راستی
زخمی ہوئے اور دوسرے روز بیس سردار دست چپی زخمی ہوئے خلاصہ یہ کہ دس روز کی میدان داری مین ایک سو دو
سرداران لشکر اسلام زخمی کر گئے طبل بازگشت بجوا کے چلا گیارھوین روز بارھوین ہم جبکہ بدستور قدیم دونون لشکر میدان مین آئے
اور تیاری وعدہ گاہ مصاف کی بخوبی ہوچکی اور کنار رنگ نے اپنی فوج سے نکلکر باواز بلند کہا کہ ای خدا پرستو

اب بھی کسی کو حوصلہ مجھسے مقابلے اور مجادلے کا ہو تو آئے میدان جنگ مین ابھی پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا
کہ دیکھا علمداران لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور نقارون پر چوب پڑی عمرو نے میدان مین نکلکر نہیب دی کہ اے
دلیران فوج اسلام ہوشیار ہو جاؤ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران میدان مین برآمد ہوئے ہین اور
ایک بار حمزۂ صاحبقران نامدار اشقر دیوزاد کو سبک خیز کرکے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سے اجازت
میدان حاصل کرکے اور بمقابلہ کن رنگ جا کے ہمتگاور ہوئے بعد مکالمہ زبانی اور آئین صاحبقرانی دونون کفار کو
امیر حمزۂ عالیمقدار نے مردانہ وار کمر بند پکڑ کے اُٹھا لیا اُسوقت اُن دونون تیرہ روزگارون نے خوف جان سے کلمہ پڑھا
اور مسلمان ہوکے وقت شب بھاگ کر قلعہ بند ہوئے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے مع بہرام اور مریخ دیز آکر
بارگاہ سلیمانی مین سلطان صاحبقران سے ملازمت حاصل کی اور اپنے دنگل پر بیٹھے اُسی شب کو ستارنگ
اور کنارنگ کوہ تخت کو خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوتی ہے اور وہ دونون عیار
از سر صدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوئے

اب دو کلمے داستان شاہزادہ کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ کرب دلاور سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے بر سر بزم مریخ روانہ ہوا
حسب اتفاق مریخ شکارگاہ مین شکار کھیل رہا تھا شاہزادہ کرب غازی نے لوگون سے جو دریافت کیا کہ مریخ حاکم
دربند مرہ بخیہ یہی شخص ہے تو مریخ سے ملاقات کی مریخ نے پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا شاہزادہ کرب دلاور نے جواب دیا کہ تیری
تادیب اور تعذیر کے واسطے آیا ہون مریخ نے کہا کہ مجھسے ایسا کونسا جرم اور گناہ سرزد ہوا وہ فرمائیے تاکہ مین اپنے
جی مین متنبہ اور معقول ہوکر اُسکا عذر کرون شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ مین نے سنا ہے تو نے بارگاہ سلیمانی مرجان
فیلکش کے ہمراہ سمت سبائل زمرد شاہ کے پاس روانہ کی ہے مریخ نے عرض کی کیا مجال اور کیا تاب میری کسی حاسد نے
غلط عرض کیا ہوگا وہ بارگاہ اور مرجان تو اسی صحرا مین موجود ہین کرب نے کہا کہ کیا مضائقہ تو میرے ہمراہ چل کے
جہان وہ ہے بتلا دے مین اُسکے باپ سے لے لونگا مریخ نے کہا از ین چہ بہتر آپ تشریف لے چلیں مین ابھی چلکے بتلائے دیتا
ہون یہ کہکر مریخ اُسی وقت ہمراہ رکاب شاہزادہ کرب دلاور کے سوار ہوکر اُس صحرا مین پہونچا اور دور سے بتلایا کہ اسی
صحرا مین مرجان فیلکش مع اپنی فوج و سپاہ کے ابھی کہین گیا نہین موجود ہے شاہزادہ کرب غازی نے نصف شب کو
مرجان فیلکش کے لشکر پر جاکے شبخون مارا اور مرجان فیلکش کو مجروح کرکے بارگاہ چھین لی اور مع مریخ سمت لشکر فروزی
اثر روانہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین آکر ملازمت سلطان والا منزلت کی حاصل کی بعد اسکے امیر والا توقیر مع لشکر
نصرت اثر وہان سے کوچ کرکے سمت دربند کرب سیہ روانہ ہوئے حسب اتفاق راہ گم کرکے گرد و نواح مین
ایک حرمان دیوکش کے کہ ایک پہاڑ پر معمور اور نام اُسکا شہر حرمان مشہور تھا آنکلے دیکھا کہ شہر بہت بڑا لشکر لا انتہا
صف ہوہ درندو سکان شہر گرد گرد شہر

عجائب رنگ اور نقشے کا بازار
کہ ہون بیتون کے جیون مصرع برابر
ہزارون اس لطافت کے وہان باغ
کہ دل ہر اک کا مثل گل کھلا ہے

نمایان صف بصف اُسکی عمارت
بھری جسمین بہار خط گلزار
کہون مین اُسکو حرمان یا گلستان
کہ کھائے رشک سے باغ ارم داغ

مسلسل جیسے رنگین ہو عبارت
دو رویہ یون دکانین سب برابر
جیسے ہو غنچۂ دل دیکھ خندان
موافق اسطرح آب و ہوا ہے

اور گرد و پیش اُس شہر کے ہزار چشمہ پانی کے مثل سیماب موج مار رہے ہیں
اور پانی مثل آب مروارید صاف اور شفاف نظر آتا تھا اور وہ پانی خندق مین شہر کی جاتا تھا اور اُسی خندق کے

پانی سے قریہ و دیہات جو حضور تحصیل کے گرد و اطراف مین آباد تھے وہان کے باغات اور زراعت اور کھیتون مین
کشتکار اور دہقان ڈھیکلیان لگا کے پانی دیتے رہتے تھے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ کیفیت اور فضا دور سے
اُس شہر کی دیکھکر بکمال اشتیاق جست کے اُس خندق کو طے کر گیا اور چالیس فرسنگ تک آبادی اُس شہر کی اور کیفیت
کوچہ و بازار کی دیکھتا ہوا ایک جنگل مین جا نکلا وہان دیکھا کہ سات میل زمین کو اُنھین بطور ہفت ستون کے بنایا ہی اور
اُسپر ایک قصر عالیشان نہایت خوبصورت اور دلچسپ تعمیر کیا ہی عمرو یہ فضا وہان کی دیکھکر پھرا اور خوشی خوشی صاحبقران
دوران کو لانے اور وہان کی سیر دکھلانے کے واسطے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک تتق گرد کا تیرہ و تار اور خیرہ خیرہ سر گردون بآسمان
رسیدہ پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردنے اڑا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ آگے آگے کچھ پیلان کوہ شکوہ اُنپر علم اور نشان اور کچھ جلوس سواری کا اور بعد اسکے دیکھا
کہ زردمان شاہ مع اپنی فوج و سپاہ شکارگاہ سے پھرا ہوا اپنے شہر کو جاتا ہی شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار
یہ تماشا دیکھکر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچا تو سارا حال بیان کیا سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان
عادی کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ لیکے آگے چلو حسب الحکم سلطان باکرم پہلوان عادی اپنے رخش رخشان پر سوار
ہوکر مع پیش خیمہ اُسطرف روانہ ہوا یہ خبر سنکے زردمان شاہ بادشاہ نے اپنے اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو
حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو کل صبح کو ہم واسطے استیصال لشکر خداپرستان سوار ہونگے بموجب حکم بادشاہ فوج و سپاہ
مسلح اور مکمل ہوکر چار گھڑی رات سے دروازے پر بارگاہ بادشاہ کے حاضر ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے زردمان شاہ
مع چالیس پہلوانون کے کہ ایک ایک کو اُنمین دعویٰ رستمی اور سہرابی تھا اور ایک اپنے بڑے بیٹے کو کہ نہایت زبردست
اور قوی بازو شمشیرزن اور بڑا افگن داراب پلنگ خوار موسوم اور مشہور تھا اور تمام اپنے لشکر کو ہمراہ لیے سوار ہوکر
بیرون شہر آیا اور لب دریا ایک میدان وسیع مین آکر فرودکش ہوا اور پہلے داراب پلنگ خوار کو حکم دیا کہ تو جاکے داروغہ سے
پیش خیمہ حمزہ کا چھین لا اور اگر وہ کچھ سرکشی کرے تو بلا تامل اُسے قتل کرکے اسباب وغیرہ جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ہو تاراج کر لانا
چنانچہ حسب الایمائے زردمان شاہ داراب پلنگ خوار مع کئی ہزار سوار کفار اپنے مرکب کو تیزگام کرکے برسر پہلوان
عادی آیا اور چاہا کہ چھین ازراہ سرکشی دست تعدی پیش خیمہ پر کرے پیل عادیان پور شدادیان گیتیان کرب بن کوہ
معدیکرب پہلوان عادی تخت شدادی پکڑ کے بمقابلہ داراب پلنگ خوار جو آیا نوبت ہتھیار پر پہونچی اور داراب پلنگ خوار
پہلوان عادی کے ہاتھ سے زخم کاری کھاکے پھرا اس عرصے مین زردمان شاہ بھی مع چالیسون پہلوانون
اور اپنی فوج و سپاہ کے آپہونچا اور داراب پلنگ خوار اپنے بیٹے کو بحالت زخمداری سراپا خون مین آغشتہ اور بیتاب
دیکھکر چاہا کہ آپ بمقابلہ پہلوان عادی جائے کہ ایک قہر طویل القامت چھوٹا بیٹا اُسکا اپنے مرکب کو جہدا کے
زردمان شاہ سے عرض کرنے لگا کہ فدوی سامنے حضرت کا مقابلہ مین ایک فیل وار دشمن پیش خیمہ کے جانا مناسب نہین حضرت
اس فدوی کو اجازت دین کہ عوض بڑے بھائی صاحب کا مین اس خداپرست سے جاکے لون زردمان شاہ نے کہا
کیا قباحت ہی بخداوند باختر میں دیم قہر طویل القامت اجازت لیکر میدان مین آیا اور پہلوان عادی سے مبارز طلب
ہوا بطرفۃ العین وہ بھی عمرو معدیکرب کے ہاتھ سے زخمدار ہوکر حالت غش مین مرکب پرسے گرا اور اُسوقت
زردمان شاہ نے اپنے دونون بیٹون کو مجروح دیکھکر بیساختہ اپنے مرکب کو جولان کیا اور بمقابلہ پہلوان عادی آکر
پکارا باش اے صید قہر طویل القامت خداپرست کی گذارم کہ اکنون از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکے برچھا
پہلوان عادی کے سینہ پر مارا پہلوان عادی نے اُس جسامت پر جستی تمام اپنا نیزہ پکڑ کے اُسکے نیزے کو کاٹ لیا

اور سر نیزہ طعن مین اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کردیا زردمان شاہ نے جو دیکھا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے اسنے نکالدیا
فرط غضب سے زمانہ اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار تھا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر پکارا کہ ای خدا پرست نیزہ بازی
غلال بازی نمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راست بازی دیکھ تو کیا میری تلوار کی بُرش ہی یہ کہکے بقوت تمام ایک وار
تلوار کا پہلوان عادی کے سر پر کیا پہلوان عادی نے اُسکی تلوار کو لخت شدادی پر روک کر بوقت برگشتگی لخت شدادی
مارا کہ حسب اتفاق اُسکا گھوڑا الف ہوگیا اور ضرب پوری نہ پڑی کچھ چھچھلا ہوا زخم اوچھا زردمان شاہ کے
سر پر آیا لیکن پہلوان عادی جو ضرب کرکے اپنے مرکب کو روکنے لگا کہ مین اُس مقام پر موشک خانہ تھا سم مرکب موشک خانے
مین جا پڑا اور گھوڑا پہلوان عادی کا اگلے پاؤن کے بل بیٹھ گیا اور پہلوان عادی قاش زین سے جدا ہوکر گرا اتنے
عرصے مین زردمان شاہ دوڑکر پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور زور کشتی ہونے لگا ہر چند زردمان شاہ کو پہلوان
عادی سے کیا مناسبت تھی جو لحظہ بھر کشتی مین ٹھہر سکتا مگر کارخانہ قضا و قدر مین کس کو مداخلت ہی اُسی موشک خانے
مین پہلوان عادی کا بھی پاؤن جا پڑا اور پہلوان عادی کو حالت غش طاری ہوئی زردمان شاہ نے پہلوان
عادی کو گرفتار کرلیا اور اپنے خیمے مین لیجاکے جب عادی کو ہوش آیا تو کہنے لگا ای خدا پرست تو میری نوکری
کرلے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ جو کوئی مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا سکے مین اُسکی نوکری کرتا ہون زردمان شاہ
نے کہا کیا بڑی بات ہی مین تجھے سیر کردونگا پہلوان عادی نے کہا کہ پھر جو مین بھوکا ہونگا تو پھر نہ تو ہوگا
اور نہ مین ہونگا اور نہ تو میرا مالک ہی اور نہ مین تیرا نوکر ہون زردمان شاہ نے پہلوان عادی کو قید سے رہائی
دے کر کئی خوان خاصے کے طلب کرکے پہلوان عادی کے سامنے رکھدیے پہلوان عادی نے اُن خوانون کے
کسنے اور خوان پوش اُٹھا کر کھانے کو دیکھا اور کہا ای بادشاہ میرے کھانے کے واسطے جو کچھ تو نے تجویز کیا ہو وہ
تو طلب کرکے مجھے دے بادشاہ نے کہا ان خوانون مین سے تو پہلے کھالے جب تیرا پیٹ نہ بھریگا تو مین تجھے اور منگادونگا
پہلوان عادی نے وہ سب خوانون کا جو کچھ کہ قسم برنج وغیرہ کے یا پانچ چار سیر کی چپاتیان دس مین باقرخانیان
تھین وہ سب اُٹھا کے دو نوالون مین کھالیا بادشاہ نے داروغہ مطبخ سے اشارہ کیا کہ ہمارے باورچیخانے مین جتنا
کھانا تیار ہو وہ سب لاکے اسکے سامنے رکھدو اُسمین سے جتنا اسکا جی چاہے کھالے حسب الحکم زردمان شاہ
داروغہ نے دو ڈھائی سو دیگ پلاؤ اور زردے اور متنجن اور شیر برنج کی اور کوئی سوا سو دیگ قلیے اور قورمے کی
دو ڈھائی سو دیگ خشکے کی اور کوئی چار سو چوبہ باقرخانیون کے کہ ایک ایک چوبہ سوا سوا سیر کا تھا اور قریب دو من کے
کباب اور کوفتے وغیرہ لاکے سامنے پہلوان عادی کے رکھوادیے زردمان شاہ نے جانب پہلوان عادی مخاطب
ہوکے کہا کہ لے اب جتنا تیرا جی چاہے اسمین سے پیٹ بھر کے کھالے باورچی نے کہین قضاے کار چاہا کہ پلاؤ تھوڑا سا لفچے
سے نکالکر قاب مین رکھے پہلوان عادی نے دوڑکر باورچی کو آہستہ سے ایک دو اُنگلیان مارین کہ وہ باورچی مانند
لوٹن کبوتر کے زمین پر گرکے لوٹنے لگا اور سب باورچی تو مارے خوف کے بول نہ سکے بھاگ بھاگ کر الگ جا کھڑے
ہوئے مگر زردمان شاہ نے کہا کہ ای پہلوان اس باورچی نے کیا قصور کیا تھا جو تو نے اسکو بے صدور قصور مارا
پہلوان عادی نے کہا کہ تمھارا باورچی نہایت بے تمیز ہی جس وقت یہ دیگ سے کفچہ مار کر چاول نکالتا پھر یہ آب
چانولون کی نہ رہتی سب ٹوٹ جاتے یہ کہکے جلدی سے ایک دیگ کے دونون کنڈل پکڑکے اس طرح سے
دو چار ہاتھ دیگ کو دیے کہ تہ دیگی مین جو کھرچن لگی تھی وہ بھی دیگ کے پیندے سے کھرچ کر جدا ہوگئی اور پہلوان
عادی نے ایک مرتبہ دونون ہاتھون سے دیگ اُٹھا کے مُنہ سے لگالی اور سارا پلاؤ اُس دیگ کا آن واحد مین نگل گیا

اور بھر کے جیٹ کر لیا اسی صورت سے وہ جتنی دیگیں تھیں سب کو اُٹھا اُٹھا کے جو کھانا اُسمین پلاؤ زردہ خیر برنج
خشکہ تھا سب کو باتوں باتوں مین کھا کر چار چار پانچ پانچ باقرخانیوں کو تلے اوپر رکھ لیے اور اُنپر دو یا دو قلیے دو قورمے کے
اُلٹ کر مُنھ مین رکھ لیے اور کھانا شروع کیا کوئی دو تین گھڑی کے عرصے مین وہ سب کھانا اور جنجانے کا کھا کر کہنے لگا
کہ اے بادشاہ وہ جو مثل تو نے سنی ہو بھوکا بھلا اور آدھا پیٹ کھانا بہت بُرا ہوتا ہے مارے بھوکھ کے میری
جان نکلتی ہے واسطے اپنے دین و آئین کے کچھ اور منگا دے کہ مین کھاؤن اور اندر کے مجھے تسکین ہو بادشاہ نے اسکے آگے
چوبدارون اور چپراسیون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کی بازار مین جا کے جتنے باورچی اور حلوائی اور دکاندار ہون اُنکی
دکانون مین جو کچھ پوری پکوان شیرینی ملے وہ سب اُٹھوا لاؤ حسب الحکم زرد مان شاہ کے ہرکارے چپراسی چوبدارون نے
بازار جا کے سات سو آٹھ سو ٹوکرے بڑے بڑے مٹھائی اور پوری پکوان کے اور باورچیون کی دکانون سے پلاؤ زردہ
آبی خمیری چپاتیان شیرمال باقرخانیان کلچے تافتانین غرض جو کچھ تھا سب اُٹھوا کے سامنے پہلوان عادی کے لا کر دھر دیے
پہلوان عادی نے وہ بھی سب مٹھائی پوری پکوان وغیرہ جو کچھ تھا آن واحد مین نوش جان کر کے کہا کہ بادشاہ ہر چند کہ
بے ادبی اور گستاخی ہوتی ہے مگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو بڑا دانے زدا اور لئیم ہے ارے جسکو کھانا کھلواتے ہین اُسکو آدھے
پیٹ رکھتے ہین کمبخت تیرا بُرا ہو اگر مجھے قتل کرنا تھا تو تو نے ایک مرتبہ مجھے تلوار سے ذبح کر ڈالا ہوتا یہ کیا ضرور کہ ترسا
ترسا کے مجھے بھوکھا پیاسا مارتا ہے زرد مان شاہ اور اُسکے تمام اہالیان بارگاہ متحیر اور ششدر خاموش کھڑے کچھ
جواب نہین دے سکتے تھے جب پھر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے جو توفیق کھلانے کی تجھے نہین تھی تو تو نے
مجھسے وعدہ کیون کیا تھا خیر اگر تجھے روٹی ٹکڑا نہین میسر ہے تو بلا سے کچھ چنے کی قسم سے مجھے منگا دے کہ مین کچھ تو
کھا لون تا کہ تسکین ہو زرد مان شاہ نے ناچار ہو کر کہا کہ ارے دیکھو اصطبل کے اندر گھوڑون کا جو دانہ کوٹھون مین
ہو تو لا دو دانہ و دواب نے کئی کوٹھے چنے اور موٹھ کے دانے کے گھوڑون اور بیلون کے کھانے کے کھلوا دیے
پہلوان عادی نے پھنکے مارنا شروع کیے اور دو تین گھڑی مین وہ سب دانہ بھی جب کھا چکا زرد مان شاہ اپنے جی مین
کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی دیو ہے ابکی بار یہ مجھے کھا جائیگا ناگاہ پہلوان عادی زرد مان شاہ کا منھ دیکھ کے کہنے لگا
اے بادشاہ تیری توفیق تو مین دیکھ چکا اب تو اپنے جی مین یہ کہ یہ شخص بڑا پیٹا ہے بہت کھانا کھاتا ہے مجھے نظر
لگائیگا بس مین باز آیا تیری نوکری سے اگر اسی طرح سے مین روز فاقہ کرونگا تو زندگی میری کاہے کو ہوگی انسان
نوکری چاکری بیگانی تابعداری واسطے اپنے پیٹ بھرنے کے کرتا ہے جب رزق پیٹ بھر کے نہ ملا تو پھر کسی کی اطاعت
کرنا کیا ضرور ہے زرد مان شاہ کو کچھ جواب دیتے نہ بن پڑا سواے اسکے ایک بھاری خلعت منگا کے پہلوان
عادی کو پہنایا اور ایک خیمہ مخملی بہت پر تکلف علیحدہ پہلوان عادی کے واسطے استادہ کرا کے کہا کہ آپ جو
دال دلیا یا نان جوین مجھے میسر آئے وہ قبول کر کے یہان تشریف رکھین کیا مضائقہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے
پہلوان عادی نے کہا اب تو ذرا مین آرام کر لون پھر تجھسے گفتگو کرونگا اور اس تیری ابلہ فریب باتون کا جواب
دونگا یہ کہکر پہلوان عادی اُس خیمے مین جا کے ایک بڑے پلنگ پر دراز ہوا اور کروٹین لے رہا تھا مین دراز عمر
عیار نے آکے کہا کہ اے عمرو معدیکرب اب بخدمت امیر حمزہ صاحبقران چل یہان کیون پڑا ہے پہلوان عادی نے
کہا کہ جا مین تو نہین جاتا دراز عرب ناچار ہو کر وہان سے لشکر فیروزی اثر مین آیا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کے پھر سارا
حال پہلوان عادی کا بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام بیساختہ ہنس پڑے امیر حمزہ صاحبقران متبسم ہو کر
فرمانے لگے کہ وہ جو کچھ ہوا سو ہوا کچھ پیش خیمہ کا حال اور پہلوان عادی کے ساتھ کی فوج و سپاہ کا حال نہ معلوم ہوا

دراز عرب نے عرض کی کہ قربانت شوم وہ تمام لشکر اُسی میدان مین پڑا ہی اب دیکھیے کیا ہو غرض یہان تو یہ گفتگو تھی
وہان سنیے کہ زرومان شاہ نے وقت شب کے طبل جنگ بجوادیا اور عیاران لشکر اسلام نے آکر بحضور بادشاہ اسلام
عرض کی عمرت دراز باد کہ تا دور مشتری شہریار عالم کی عمر دراز زرومان شاہ اس دربند کے حاکم نے طبل جنگ بجوایا
اور صبح کو معرکہ آرائے میدان کارزار ہوگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ بحول وقوت پروردگار ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ
بجوادو چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی
روز دوم صبح کو دونون لشکر میدان مین نکلے اور صف آرائی ہوئی مختصر یہ کہ دو تین روز کی میدان داری مین
چالیس بیٹے زرومان شاہ کے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوے اور سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران نے
چالیسون بیٹون کو اُسکے زیر کرکے پکڑ لیا اور بعد ازان زرومان شاہ سے شیرویہ بن حمزہ سے مقابلہ ہوا بعد از
جنگ نیزہ اور شمشیر جسوقت کہ نوبت کشتی کی پہونچی زرمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مغلوب ہوکر از سر صدق
مسلمان ہوگیا اور اپنی سب فوج وسپاہ کو بھی کلمۂ شہادت تلقین کرکے مشرف باسلام کیا بعد اسکے اُسی پہاڑ پر تیاری
دعوت کی بڑی دھوم سے کرکے سلطان والا قدر عالی منزلت کو لیگیا اور چاکرانہ خدمت مین مشغول تھا ناگاہ سلطان
صاحبقران کی نگاہ جو جانب کوہ جا پڑی تو دیکھا کہ عجب طرح کی روشنی کوسون تک نظر آتی ہی امیر با اقبال نے
زردان شاہ سے استفسار حال کیا کہ یہ چراغان کی روشنی کیسی ہی زردان نے عرض کی کہ یا امیر عالیمقام یہ روشنی
قدیم الایام سے غلام بھی دیکھتا ہی اور ہر چند اسکی تحقیقات بڑے بڑے سن رسیدہ یہان کے رئیسون اور باشندون سے
کی گئی مگر مطلق یہ اسرار نہین کھلتا اور آجتک کچھ نہین معلوم ہوتا کہ روشنی کیونکر ہوتی ہی اور جو کوئی اس روشنی کے
دریافت کرنے کو اسطرف گیا وہ پھر کر نہین آیا بیت نیا یا کھوج برسون نقش پاسے رفتگان ڈھونڈھے ✤
نہین جنکا پتا ممکن کوئی اُنکو کہان ڈھونڈھے ✤ لاعلاج ہوکر خاموش ہو رہے ہین سلطان صاحبقران نے
فرمایا نیت شب حرام انشاء اللہ تعالی کل ہم اسکا حال دریافت کرلینگے غرض وہ شب گذر گئی روز دوم صبح کے
وقت سب سردار بارگاہ نشین بحضور شہریار سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران حاضر ہین ایک مرتبہ شاہزادہ
شیرویہ بن حمزہ کہ بتقریب صید افگنی حسب الایمائے امیر والا توقیر اُسی پہاڑ پر جاکے شکار کھیل رہا تھا کہ ایک
مرتبہ سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اُس ہرن کے تعاقب مین اپنے گھوڑے کو تیز گام
کرکے ابھی تھوڑی دور نہین گیا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو قاش زین سے
اُٹھاکے لیگیا ہمراہیان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے آکر شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار سے سارا حال
بیان کیا عمرو نے جلدی سے اُس پہاڑ پر چڑھکے چارطرف خیال کیا تو دیکھا درمیان کوہستان کے ایک مرد پیر نماز
پڑھتا ہی عمرو اُس بوڑھے کے برابر جاکر کھڑا ہوا اس عرصے مین اُس بوڑھے نے نماز سے فراغت کی اور عمرو کو دیکھکر کہا
سلام علیک ابھی عمرو جواب وعلیک السلام نہین دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ اور پیدا ہوا عمرو کو بھی اُٹھا لیگیا
عیاران اسلام نے بحضور سلطان صاحبقران عالیمقام جاکر بیان کیا امیر با توقیر اُسی وقت پریشان خاطر ہوکر اور
اشقر دیوزاد پر سوار ہوکے اُسی دامان کوہستان مین اُس پیر مرد کے پاس جاکر مشتبہ اس حال کے ہوئے اُس بوڑھے نے
کہا کہ ای شہریار یہ مقام ہورا ہے جنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی دایہ کا ہی جو کوئی یہان بیباکانہ اور بے ادب
آتا ہی اُسکو قید کرتے ہین امیر والا توقیر یہ گفتگو اُس پیر مرد کی سنکے اُس کوہ پر تشریف لیگئے تو ازبسکہ پہاڑ پر چڑھنے سے
پانون شل ہوگئے سستی مزاج پر طاری تھی دم بھر کے واسطے ایک پتھر کی چٹان پر آرام فرمایا جبکہ خواب سے بیدار ہو

تو آنکھ کھولکر دیکھا کہ وہ پہاڑ نہین ہی مین ایک صحراے وحشتناک مین کھڑا ہون صاحبقران دوران صبح سے شام تک
اُس صحرا مین عرصۂ راہ کو طی کرکے پھر اُسی پہاڑ پر آ لئے اور شب کے وقت ایک جا پر بیٹھ خود یہ تجویز کرکے کہ اب یہان
آرام کرون صبح کو پھر جیسا ہوگا دیکھ لونگا آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی تو پھر وہی جنگل نظر آیا سلطان صاحبقران
نہایت پریشان اور ششدر ہو کر بحضور قلب جناب باری سے مستدعی ہوے ابھی دعا سے فارغ نہین ہو چکے تھے
کہ یکایک حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوے اور حضرت خضرؑ نے امیر با کرم سے فرمایا کہ اے امیر حمزہ صاحبقران
دست راست دیکھو تو یہ بہت قریب پہاڑ ہی تم اسپر بیخوف و خطر چڑھ جاو لیکن پیچھے پھر کے نہ دیکھنا سلطان والاشان
نے بموجب ایماے حضرت خضر علیہ السلام کے چاہا کہ مین پہاڑ پر چڑھون مگر نہ چڑھ سکے تب ناچار ہوکر پھر اُسی طرح
رنج و تعب مین دن بسر کیا شب کے وقت عالم خواب مین دیکھا کہ ایک شخص با شمشیر عریان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو
اسیر طوق و زنجیر کیے روبرو سے اسیر والا تو پھر لایا اور تلوار سے شاہزادۂ نامدار کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلا گیا بعد
دم بھر کے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو اُسی طرح سے مطوق اور مسلسل امیر حمزہ صاحبقران کے
سامنے لاکے تلوار سے قتل کیا صاحبقران دوران دیکھا کیے مگر بموجب ممانعت حضرت خضر علیہ السلام کے مطلق
کچھ نہ کہا جسوقت سلطان والاقدر عالی منزلت خواب سے بیدار ہوے تو دیکھا حوراے جنی شیرویہ بن حمزہ
اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیے نمودار ہوئی اور اُسنے صاحبقران دوران کے قریب آکر کہا کیا کرون تیرے بشرے پر آثار
بزرگی نمایان ہین خیر یہی موجب سفرکان دونون تیرے پسرون کے واسطے ہوا اور یہ کہکے شاہزادہ شیرویہ کو اور عمرو کو
حوالے صاحبقران دوران کیا اور آپ نظرون سے غائب ہو گیا امیر عالیمقام وہان سے باطمینان تمام مع شاہزادہ
شیرویہ بن حمزہ اور عمرو بن امیہ ضمری کے مراجعت فرماکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے روز دوم وقت دربار
زردمان شاہ نے بسبیل مذکور کہا کہ اے شہریار اس ملک مین ایک قوم جانوران پرندکی اس شکل سے دیکھنے مین آئی ہی
کہ اُنکی تین تین چونچین ہین اور تلوار نیزہ تیر خنجر چھری گولی کوئی حربہ اُنکے جسم پر اثر نہین کرتا سلطان والاشان
امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا کہ وہ جانور پرند کہان تو نے دیکھے ہین زردمان شاہ نے عرض کی کہ یہان سے
بہت نزدیک اسی دامان کوہستان مین آشیانے اُنکے موجود ہین امیر باتوقیر نہایت مشتاق اُن پرندون کے دیکھنے کے
ہوکر مع سرداران لشکر اسلام سوار ہوے اور زردمان شاہ کو ہمراہ لیے جب اُس پہاڑ کے قریب پہونچے تو واقعی اُن
جانورون کو جو بغور دیکھا تو تین تین منقارین تھین اکثر سردارون نے براے امتحان تیر برچھی تلوارین گولیان
اُن پرندون پر مارین الا کچھ کسی کا حربہ اُنکے جسم پر کارگر نہوا وہ اسی طرح سے پرواز کرتے پھرتے تھے امیر والا توقیر نے
جانب عمرو مخاطب ہوکے فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر یہ جانور گرفتار ہون تو پر و بال اور پوست اُن جانوران پرندکا
بڑے کام کا ہی تو کوئی تدبیر اُنکے پکڑنے کی نکال عمرو نے کہا حمزہ یہ تدبیر تو دام دارون صیادون کو طلب کرکے
پوچھ پھری بلا جانے مین تو یہ جانتا ہون کہ زر کا صرف سب چیز مین ہی یہ روپیہ قاضی الحاجات ہی جو زر صرف
کریگا اُسکو آسانی سے ہر ایک شی مل سکتی ہی بے زر بے پر غرض پانچہزار اشرفیان امیر باتوقیر سے جب لے لین تب
مرشد کامل شاہ عیاران عیار نے زہر ہلاہل گوشت مین آغشتہ کرکے زیر دامان کوہ جا بجا رکھوا دیا اور جسوقت اُن
جانوران پرند نے اُس گوشت کو کھایا پھر پرواز نہ کر سکے وہین پھڑک پھڑک کر مر گئے عمرو نے پوست اُنکا کھچوا کر
چار ہزار خفتان بنواے کوئی حربہ اُنپر اثر نہین کرتا تھا غرض بعد چند روز کے لشکر فیروزی اثر کا وہان سے کوچ ہوا
اور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران لشکر اسلام کے آگے کو روانہ ہو

جبتک دو کلمے داستان لشکر شاہزادۂ عالیشان خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت لقا خداے باختر کو یہ خبر پہونچی کہ ملک قاسم نے بڑی جمعیت بہم پہونچائی ہی اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ مسلمان ہوکر اُسکے شریک حال ہین لقا نے جانب الماس پولاد جنگ مخاطب ہوکر کہا کہ تو اسی وقت اپنا لشکر ہمراہ لیکر برسر قاسم جا اگر وہ زندہ دستگیر ہوسکے تو زندہ میرے سامنے لا ورنہ اُسکا سر کاٹ کے حاضر کر حسب الحکم اُس خداے باختر کے الماس پولاد جنگ مع اپنے ساٹھ ہزار سوار کفار کے آمادۂ رزم و پیکار ہوکر بتلاش شاہزادۂ خاور سیاہ نامدار روانہ ہوا دو دم بعد کوچ کر جانے الماس پولاد جنگ کے لقاے مشرک خدا نے سہیل شیر سوار کو بھی مع لشکر جرار کے حکم دیا کہ تو بطور مدد اور کمک کے تعاقب مین الماس پولاد جنگ کے جاکر بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے آمادۂ کارزار رہنا اور جسطرح سے ہوسکے اُس بندۂ گستاخ قاسم کو زندہ یا سر اُسکا لانا سہیل شیر سوار بھی فوج بیشمار لیکر تعاقب مین الماس پولاد جنگ کے چلا جسوقت یہ خبر خاور سیاہ ملک قاسم کو پہونچی شاہزادۂ خاور سیاہ جہان فروکش تھا وہان سے ایک منزل آگے سوار ہوکر آیا اور مع لشکر وہان فروکش ہوا الماس پولاد جنگ نے جو سنا کہ ملک قاسم بدعوی شجاعت اپنے مقام پر سے کوچ کرکے بمقابلہ میرے لشکر کے فروکش ہوا ہی اُسی وقت اُسنے طبل جنگ بجوادیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سنکے شاہزادۂ خاور سیاہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا اور رات بھر تیاری میدان جنگ کی رہی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادۂ خاور سیاہ کو میدان رزمگاہ سے اُٹھاکے سوے آسمان اُٹھالیگیا لشکر الماس پولاد جنگ سے ضیغم خون آشام نکلا اور ناف میدان مین آکر مبارز طلب ہوا اسطرف ہر چند کہ بسبب ملک قاسم کے اُس پنجے کے اُٹھالیجانے سے عجب طرح کا تہلکہ اور تلاطم تھا مگر حریف کو للکارتے سر میدان کھڑا دیکھکر مظفر بن ضیغم خون آشام بمقابلہ ضیغم خون آشام آیا اور بطریق اہل اسلام دربارہ پیشدستی کہا کہ جو طریق اور دین مین نے اختیار کیا ہی اُسمین حریف پر پیشدستی ممنوع ہی لہذا اے ضیغم خون آشام تو اپنا حربہ پہلے کرلے جب تیری ضرب سے جناب احدیت مجھے محفوظ رکھیگا تو مین بھی جو مجھسے ہوسکیگا حاضر ہون ضیغم خون آشام نے تیغہ کھینچکر اور یہ کہکر اے ننگ خاندان دشمن خداوند تیری جا پر تو اگر کوئی میرے بیٹی ہوتی تو خوب تھا تجھسے نالائق کا قتل واجب ہی خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کردیا تھا بزور و قوت تمام ضرب تیغ کی برسر مظفر ماری مظفر نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار کا کام کاٹنا ہی اور ایسے طاقتدار کے ہاتھ سے معاذ اللہ وہ تلوار ضیغم کی مظفر کی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کے نکل گئی مگر چادر خون کی پھکر مُنھ پر آگئی مظفر حالت غش مین گھوڑے پر جھکا ضیغم خون آشام نے فوج سے کہا کہ یورش کردو اور جنگ مغلوبہ کرکے ایک خدا پرست کو زندہ و سالم بچکر جانے نہ دو اور چار طرف سے لکھو کھا کفار بیزے اور تلوارین کھینچے آمادہ جدال و قتال ہوئے اور جنگ مغلوبہ واقع ہوئی عنقریب تھا کہ فوج اور سپاہ جان نثاران شاہزادۂ خاور سیاہ جھرمٹ کھاکے پسپا ہوتی ناگاہ ایک گرد اُٹھی اور اُس گرد مین سے دردریاے جرأت انجم سپہر صولت صف شکن اور صفدر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور مثل شیر ژیان باشمشیر عریان یہ نہیب دیتا ہوا باش باش اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا کی لذام شمارا کہ از دست من زندہ و سلامت روید مع چند سردارون کے نمودار ہوا اور یہ نعرہ کرکے نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ✢ بزرم دل شیر و چرم پلنگ ✢ آمادۂ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوا ضیغم خون آشام نے مقابلے مین آکے

ایک ضرب اُسی تیغہ کی بر سر شاہزادہ اسعد دلاور کے ماری شاہزادہ اسعد نے بچستی تمام اُسکی ضرب کو خالی دیکر کہا شعر
سپر بر رو گرفتن ننگ مردی آید سپاہی را ۔ نگیرد مرد میدان روز جنگ این شیاہی را ۔ اور بوقت برگشتن برابر سے تلوار ماری کہ
ضیغم خون آشام کے سر پر زخم کاری لگا اور ضیغم خون آشام حالت غش میں مرکب پر سے گرتے گرتے سنبھلا
اور اُسی وقت طبل بازگشت بجوا کے مع تمام فوج کفار اور الماس پولاد جنگ میدان مصاف سے
مراجعت کرکے اپنے خیمے میں داخل ہوا ادھر شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور اپنے خیمے میں اور مظفر بن ضیغم
خون آشام اور لشکر شاہزادہ خاور سیاہ کا اپنے اپنے خیمے ڈیروں میں آکے داخل ہوا مگر رات کو فضلان شاہ
اور عدلان شاہ ہمراہیان شاہزادہ اسعد بن کرب غازی نے شاہزادہ اسعد سے جدا ہوکر لشکر کفار پر شبخون
مارا اور الماس پولاد جنگ کو زخمی کرکے نکلے تھے کہ اُسی طرف سے حارث سعد نے پہنچتے آکر فضلان شاہ کو
زخمی کیا مگر حارث سعد بھی زخمی ہوگیا تھا گھوڑے نے اُسکو رزمگاہ سے لیجا کر ایک جنگل میں ڈالدیا تھا قضا سے کار
اُسی طرف سے کہیں شکار کھیل کر ہرمز بن سماک اژدر گیر پھرا ہوا آتا تھا اُسنے حارث سعد کو بحال زخمداری وہاں
بیہوش پڑا دیکھکر پہچانا اپنے ہمراہ اُٹھوا کے اپنے شہر میں لے گیا اور حارث کے زخموں میں ٹانکے لگوائے اور
مرہم کی پٹیاں جراحوں سے چڑھوائیں بارے بعد چند روز کے حارث سعد کو صحت ہوئی چونکہ ہرمز بن سماک
اژدر گیر بڑا خوشنویس تھا حارث سعد نے غسل صحت کرکے اُس سے مشق لکھنے کی شروع کی ایک روز کی نقل ہے
کہ ہرمز بن سماک نے حارث سے احوال شجاعت اور دلیری کا شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور کی اور اُسکے
زخمی ہو جانے کا پوچھا حارث نے بیان کیا کہ حق اگر پوچھیے تو شاہزادہ اسعد بن کرب دلاور مرد مردانہ نہایت
بہادر ہے اور میں کیا اُسکی شجاعت اور قوت کا حال بیان کروں اگر اس زمانے میں رستم اور سہراب ہوتے تو ہنگام
مقابلہ اور مجادلہ لطف اُٹھاتے ہرمز بن سماک اژدر گیر اور حارث سعد کو ایک محبت بدل شاہزادہ اسعد دلاور سے
پیدا ہوئی اور تائید غیب سے خود بخود از سر صدق مسلمان ہو گئے اور اپنی تمام فوج و سپاہ کو بھی مسلمان کرکے
مع دس ہزار سوار دلیران روزگار سمت زرتاشیر روانہ ہوئے

جبتک وہ کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب وہ پنجہ ملک قاسم کو میدان جنگگاہ سے اُٹھالے گیا تو بطرفۃ العین شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ مجھے ایک
صحرا میں کسی نے لاکے اُتار دیا ہے قاسم نہایت اپنے جی میں حیران و پریشان تھا کہ یہ پنجہ کہاں سے پیدا ہوا لاحول ولا قوۃ
نہیں معلوم کہ مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ میرے سرداروں اور فوج و سپاہ پر کیا معرکہ درپیش ہوا ہوگا غرض
اس فکر و تردد میں تھوڑی دور ملک قاسم نے جاکر دیکھا کہ کئی سو رنڈیاں نوجوانیں بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے
سن و سال سراپا حسن و جمال جوڑے دھوم دھامی پہنے دف دائرہ ستار طنبورے سارنگیاں پکھاوجیں لیے ایک
مقام پر مجمع کیے گاتی بجاتی چھچھلتے اٹھلاتی ہیں اور اُنکے درمیان میں ایک نازنین نہایت حسین شوخ و شنگ بھبوکا
رنگ ایک تخت پر کمال کرشمہ و ناز بیٹھی ہوئی برابر اُسکے ایک کرسی بچھی ہے شاہزادہ خاور سیاہ اُس کرسی پر جاکے بیٹھ گیا
وہ نازنین تخت نشین کچھ جھجھک کر باندازِ معشوقانہ اور طرزِ دلبرانہ دزدیدہ نگاہوں سے شاہزادہ عالم کی طرف
دیکھنے لگی اسمیں اور رنڈیاں اُسکی صحبت والیاں کہنے لگیں کہ تم کون ہو اور یہاں اسطرح سے تم آکر جو بیٹھ گئے
تمہیں کچھ ڈر کھٹکا کسی کا نہیں اور یہ نہ اپنے جی میں تم سمجھے کہ صاحبزادی کسکی بیٹھی ہے اسکا کیا رتبہ مرتبہ ہے ملک
قاسم نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہیں میں اپنے لشکر میں تھا ایک پنجہ مجھے سر میدان مرکب پر سے اُٹھا کے

اس صحرا مین لے آیا مین نادانستہ لاعلمی سے یہان چلا آیا ابھی وہ رنڈیان کچھ اور کہنے نہ پائین تھین کہ وہ نازنین بہزار کرشمہ و
ناز کہنے لگی کہ ای کمبختو چپ رہو تمھین اسکا کیا چرچا پڑ گیا آئے تو خوب کیا آئے ہمارے سر اور آنکھون پر بیٹھین کوئی بھی اپنے مہمان
کی دل شکنی کرتا ہی بعد ازان حال شاہزادہ والا مناقب مخاطب ہو کر پوچھنے لگی اور کہنے لگی کہ پھر آپ وہان کیون بیٹھے ہین
یہان میرے پاس آکر بیٹھیے شراب پیجیے بات کیجیے یا باین شورہ شوری یا باین بے نمکی یعنی تشریف لائے تو اُس گرماگرمی
کے واسطے اور بدون طلب بیگانی صحبت مین زبردستی آکر بیٹھ گئے اور پھر روکھے بنکے چپ چپ کیون بیٹھے ہو یہ باتین
کرکے ایک پیالہ شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاورسیاہ کے برابر منھ سے منھ ملا ملانے لگی جونہین اُسکا منھ برابر
قاسم کے منھ کے آیا تو اسدرجہ تعفن اور بدبو اُسکے منھ سے آئی کہ شاہزادہ خاورسیاہ نے جلدی سے اپنا منھ پھیر کر کہا کہ
لاحول ولا قوة ای صاحب تمھارے منھ سے یہ گوہ کی بو کیون آتی ہی اسوقت تمھارے منھ کی بدبو سے تو میرا دماغ
پریشان ہوگیا عجب نہ تھا کہ مین استفراغ کر دیتا لاحول پڑھنے کے ساتھ ہی اُس نازنین کے منھ اور جسم کی رنگت سیاہ ہوگئی
اور کہنے لگی معقول صاحب تم یہ کیا کہتے ہو میرے دشمن کے منھ سے گوہ کی بو آئے تمنے مجھے ابھی پہچانا نہین میرا نام فتنہ انگیز جادو
ہی اگر تم میری خوشنودی خاطر کروگے تو مین تمکو بادشاہ ہفت کشور کر سکتی ہون اور کنیزانہ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری
کرونگی ملک قاسم نے علیحدہ ہٹکر کہا استغفار یہ تیری خام خیالی ہی ہمارے طریق مین ساحرہ سے اختلاط نہین کرتے
یہ گفتگو شاہزادہ نامور کی سنکے اسنے کہا معلوم ہوا تو نہایت بدنصیب ہی کہ مجھسی پریزاد تجھے بغیر سعی اور محنت میسر
آئے اور تو بقول شخصیکہ مین بھائے منڈیا ہلائے + بظاہر یون کہے اور میری سو لونڈیون اور ہمصحبتون مین بانکپن اپنا
دکھلا کے اُچاٹ باتین کرے سچ کہا ہی شعر تیرا ہی فقط نہین گلا ہی + تم لوگون کی قوم بیوفا ہی + اچھا مبارک
لے تاقید حیات اسی صحرا مین پڑا رہ یہ کہکے بزور سحر مع اپنی سب ساتھ والیون کے مثل شعلہ جوالہ سوے آسمان
پرواز کرکے نظرون سے غائب ہوگئی تین شبانہ روز شاہزادہ خاورسیاہ اُسی صحراے وحشت زا مین نہایت سرگردان
و پریشان رہا روز چہارم پھر وہی ساحرہ نمودار ہوئی اور شاہزادہ قاسم کے پاس آکر کہنے لگی ای تسکین بخش جان حزین
وای تشفی فزاے باطن غمگین بیت ناخوردہ شراب وصل مدہوش + سودائی حسن نمان فراموش + ای نادان بھلا اُسوقت جمگھٹا
میری صحبت والیون کا تھا تو نے ازراہ میرے جلانے اور ستانے کے انکار کیا اب تو مین اور تو تنہا ہون ای ظالم ظلم
یہ تو دیکھ کہ ابھی میرا سن کیا ہی چار ساڑھے چار سو برس سے سوا نہونگی اگر میرے اور تیرے صحبت مباشرت کی ہو
تو تجھے لطف اور حظ معلوم ہو کہ وہ مزہ کسی باکرہ مین تو نہ پائے یہ کہکے ایک قاب مین کچھ قسم کھانے کی آگے قاسم کے
رکھدیا اور گلے مین ہاتھ ڈالنے کو چاہا تھا کہ شاہزادہ خاورسیاہ نے اُسکا ہاتھ جھٹک کر کہا کہ تجھے خبط ہو گیا ہی
یہ کیا حرکت اور تیری شامت ہی اپنا کھانا اُٹھالے مین نہ کھاؤنگا وہ ساحرہ یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی اشعار
جو کوئی کسی کو کلپائے گا + یہ جان لے وہ بھی نہین کل پائیگا + اس دیر مکافات کا بدلا آخر
گر آج نہ پائیگا تو کل پائیگا + پھر بزور سحر پرواز کرکے چلی گئی قاسم اُسدن بھی صبح سے تا شام اُس بیابان
مین حیران با دل بریان اور سینہ سوزان خراب اور سرگردان پھرا کیا اور چار دن سے ازبسکہ صورت گردہ نان
بجز قرص مہر و ماہ یا کوئی دانہ بجز خال اپنے جسم کے اور پانی سواے اشک چشم کے اُس بیابان مین فرسنگون تلک
کہین کوئی چشمہ آب بجز چشمہ خورشید نظر نہ آتا تھا کچھ کھانے پینے کو بہم نہ پہونچا تھا تو شدت عطش اور گرسنگی سے
جان بلب حالت غش مین ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ وہ ساحرہ پھر قاسم کے پاس آکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی
کہ ای شخص تو بڑا سنگدل ہی اور ضدی ہی خیر مجھے تو اپنا شیفتہ اور فریفتہ سمجھکر جو کرے وہ تعجب نہین مگر مجھے قسم ہی اپنے

دین واہین کی کہ تو کھانا کھالے میں تیری خاطر سے مسلمان ہوجاؤنگی بیت عشق ازین بسیار کرد است و کند۔ سبحہ بازنار کردست و کند ۔ جب اُسنے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا تو قاسم نے ازبسکہ تشنہ اور گرسنہ تھا کھانا نوشجان کیا اور پانی پیا اور اُس ساحرہ سے کہا کہ اب تو سحر وساحری کو ترک کرکے کلمۂ شہادت پڑھ اور مسلمان ہو اُسنے کہا پہلے تو مطلب دلی برلا قاسم نے انکار کیا اُسنے کہا تو نہ سہی اسی جنگل میں مارا مارا پھرین جاتی ہون اتنا کہکے وہ ساحرہ پھر غائب ہوگئی اُس روز بھی قاسم نے خوب سی دشت گردی اور بادیہ پیمائی کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر ناچار اور شل ہوکر پھر ایک مقام پر خاموش بیٹھا تھا کہ صبح کے وقت پھر وہ ساحرہ آئی اور یہ مخمس پڑھا مخمس

گر چاہ عیب سمجھے تو اچھا نہ چاہیے
بر حق منصفی سے تو گذرا نہ چاہیے
ہمکو بھی آپ کی نہیں پروا نہ چاہیے
جو چاہیے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیے
عالم میں غور کر تو مرے حال پر نہیں
پر یہ کہو کہ منہ میں زبان ہے جس کی نہیں
ہوگا نہ ایسا عاشق معشوق نازنین
مجھسی نے تجھکو چاہا تو چاہا مجھے نہیں
انصاف کر تو چاہیے یا نہ چاہیے
تمسا جو مجھکو چاہیے تو پھر کیا نہ چاہیے

ہر چند شکوہ شیوۂ اہل زبان نہیں
میرا بھی چھیڑنا تمہیں گر مدعا نہیں
پھر ہر کسی کے دلکا ستانا بھلا نہیں
اسکو سنا کے کہتے ہو میں چاہتا نہیں
کہتی نہیں کہ لطف میسر دو بہم مجھے
مہمان ہون تھوڑی دیر کی اب تو کرم مجھے
پر اسقدر بھی غم سے نہ بخشو یہ کہ مجھے
گر پاس تیرے بیٹھے تو سعد در رنج مجھے
لو یوں نہیں ہم برسے ہوئے چھوانہ چاہیے
جس جا پہ شمع رو ہو تو پروانہ چاہیے

شاہزادۂ خاور سیاہ ازبسکہ عہد طفولیت سے ہمصحبت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار رہا تھا علاوہ ازین یہ بھی خوب سمجھتا تھا کہ مجھے سحر یاد نہیں بطل السحر خوان نہیں یہ قحبہ ساحرہ آفت روزگار بلاے بیدرمان ہے کسی صورت سے میں اسکے سحر سے بظاہر اسباب نجات نہیں پاسکتا اور نہ کسی طرف اس صحراے سحر بند سے نکلکر جاسکتا ہون لہذا مصلحت وقت اور حفاظت جان ازجملہ واجبات ہے کچھ عیاری کیا چاہیے غرض یہ سوچکر کہنے لگا سبحان اللہ اس حوصلے اور منہ پر تو دعوی عاشقی میرے ساتھ کرتی ہو کہ ذرا دو چار مہینے بھی صبر نہ کیا گیا شعر تو نے تو ہمکو دل ہی دیا تھا سپر ہی یہ واویلا ہمنے تو دیکھا چاہنے والے جی تک اپنا کھوتے ہیں ۔ بس اتنا کلام شاہزادۂ عالیمقام کا جو اُس ساحرہ نے سنا فرط شادی سے دوڑکر لپٹ گئی اور بزور سحر ایک شیشہ شراب کا اور ایک پیالہ اور ایک قاب میں کچھ میوۂ تر وخشک منگا کے پاس رکھ لیا اور دستک دی کہ چار ساحرہ آئین اور اُنھون نے جھٹ پٹ ایک فرش گرہ جواہر دوز بہت پرتکلف اُسی جنگل میں استادہ کرکے فرش بچھادیا اور پلنگ سونے کا جواہر نگار لگاکے غائب ہوگئین قاسم یہ تماشا سحر کا دیکھکر خاموش بیٹھا تھا کہ اُس ساحرہ فتنہ انگیز جادو نے ہاتھ شاہزادۂ والاصفات کا پکڑکے کہا بس اُٹھو اب پلنگ پر بیٹھو شراب پیو عیش کرو غرض شاہزادہ قاسم ہنستا ہوا پلنگ پر تشریف لیگیا اور دو ایک پیالے شراب کے پی کے کچھ میوہ تناول فرمایا بعد ازان اُس ساحرہ سے اختلاط کرکے باتون باتون میں جیسی تمام اُسکے حلق کو پکڑ لیا اور اِس زور سے دبایا کہ وہ تڑپ تڑپ کر اشارے سے کہتی تھی کہ صاحب یہ اختلاط کیسا میرا دم نکلا جاتا ہے اس زور سے میرا حلق نہ پکڑو چھوڑدو قاسم نے نہ چھوڑا اور زیادہ زور کرکے فشار دیا کہ اُس ساحرہ کا دم ہبز کی راہ نکلگیا اور چار طرف عجب ایک تاریکی چھاگئی شور وغل برپا ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام مین فتنہ انگیز جادو بود بعد ایک ساعت کے وہ تاریکی رفع ہوکر روشنی نکل آئی لاش اُس ساحرہ کی ایک طرف پڑی تھی باقی وہ گرہ اور فرش اور پلنگ وہان کچھ نہ تھا چند پتلیان ماش کے آٹے کی خاک پر پڑی تھین شاہزادۂ خاور سیاہ سجدۂ شکر درگاہ اقدس الٰہی میں کرکے بسہولت تمام اُس بیابان سے باہر نکلگیا اور ایک قصبے میں پہنچا وہان کا زمیندار کہین کسی کشت زار پر اپنی کھیت زراعت کو دیکھ رہا تھا اُسنے قاسم کو دیکھکر بہت تکلف اور تپاک سے ملاقات کی اور حال بجز منصر اور

مجوز ہوکر کے قاسم کو اپنے مکان پر لیگیا اور بقدر ذی اپنی دعوت اور مہمانداری کر کے غلامانہ خدمت پر حاضر تھا شاہزادہ
والا تبار نے اسکو ہدایت کی اور وہ از سر صدق مشرف باسلام ہوا بعد ازان شاہزادہ قاسم اسکو ہمراہ لیکر بسمت
زرتاشیہ روانہ ہوا اب حال سنیے کہ وہ سہیل شیر سوار جو حسب بحکم لقاے مشرک خدا کے تعاقب مین الماس پولاد جنگ کے
بطور مدد کے روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین کہین یہ خبر اسکی آنے کی سرداران لشکر ظفر پیکر نے سلطان نامور کے جوسنی
تو سعید طوسی اور اسفندیار گیلانی اور فضلان شاہ اور سعدان شاہ اور علقمہ بن جمہور اور ابراہیم بن
مالک وغیرہ شاہ اور شہریار زادون نے سر راہ سہیل شیر سوار کو روک لیا اور عجیب اتفاق در پیش ہوا کہ جو مقابل
سہیل شیر سوار گیا پشیدستی تو اہل اسلام کرتے تہین سہیل شیر سوار بڑا زبردست پہلوان تھا پہلے جسپر اسکی تلوار
پڑی تا دو ابرو اتر گئی اور وہ سردار لشکر اسلام کا زخمی ہو گیا انتہا یہ کہ وہ جتنے سرداران سابق الذکر ادھر سے اسکے مقابلے
اور مجادلے کے واسطے میدان مین نکلے سب زخمی ہوگئے عنقریب تھا کہ لشکر اسلام شکست فاش کھا کے متفرق ہو جاے
ناگاہ ہر ایک کی نگاہ جانب صحرا جو جا پڑے تو دیکھا کہ ایک سوار مثل شیر صحرائی نہایت خشمگین اور پر غضب قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ رکھے نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو سبھون نے پہچانا کہ نور حدیقہ وسالت وشہامت صاحب عزم مبارز رزم
شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نورہ آفتاب مشرق دین پروری ✣ شہسوار لعل پوش
خاوری ✣ تیغۂ پلارک افراسیابی چھ انگل میان سے نکالے مثل برق آکر مقابلۂ سہیل شیر سوار پہونچا سہیل
شیر سوار نے نادانستہ پوچھا کہ اے اجل رسیدہ تو کون ہی شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ تیری جان کا ملک الموت
اور داماد لقا ہون بس زیادہ گفتگو کرنا یہان مناسب نہین اشعار

نہ از بہر بزم و رنگ آمدیم ۔ من اینجا پئے رزم و جنگ آمدیم
بیار انچہ داری ز مردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران
زبان در کش و تیغ کش از غلاف ۔ کہ وقت سخن نیست جاے مصاف

سہیل شیر سوار گفتگو سے شاہزادہ
نامدار کی حالت غیظ و طیش مین کانپنے لگا اور تیغۂ خاراشگاف پکڑ کے ملک قاسم کی جانب حملہ ور ہوا شاہزادہ
خاور سیاہ نے اسکی تلوار کی جھپک کو دیکھکر بفن سپہ گری بار ھر کو بچا بند دست اسکا پکڑ لیا اور تلوار اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر الگ جا پڑی سہیل شیر سوار نے اپنا ایک ہاتھ پنجۂ قضا مین دبا ہوا بیکار جو دیکھا تو حالت جوش و
خروش مین دوسرا ہاتھ ملک قاسم کے کمر بند مین ڈالکر چاہا کہ بزور خانہ زین سے اٹھا لون شاہزادہ خاور سیاہ نے
بھی ہاتھ اسکی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے کہا کہ اے بہادرو یہ گھوڑے
تو بیزبان ہین انھین کیون ہلاک کرتے ہو اگر تمھین زور کشتی منظور ہی تو گھوڑون پر سے اتر کے لڑو سہیل شیر سوار
اور شاہزادہ خاور سیاہ نامدار دونون میدان مین کود پڑے اور دو گھڑی کے عرصے مین شاہزادہ خاور سیاہ نے
سہیل کو اٹھا کے سر سے بلند کیا اور طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زمین پر مارا اور پھر جیسی تمام اسکی چھاتی پر بیٹھکر پوچھا
کہ اے سہیل حال اور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی سہیل شیر سوار نے کہا اے شہریار مجھے ثابت ہوا کہ لقاے
مشرک خدا نہ تھا ہی تیرا دین اور ملت برحق ہی جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمۂ
شہادت تلقین کیا سہیل شیر سوار از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا تب شاہزادہ خاور سیاہ بفتح و نصرت
اور بصد شان و شوکت مع شاہزادہ اسد بن کرب غازی اور سہیل شیر سوار زرتاشیہ سے کوچ کر کے
پل اور اقیہ پر کہ چودہ میل زرتاشیہ سے تھا جا کر فروکش ہو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش مین مشغول ہوتا ہی

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والا شان امیر کشور گیر جہان ستان حمزہ

صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام قریب دربند کرسیہ کے پہونچے ملک منصور نامی
بیٹا کرشست سپرگردان کا تھا اُسنے آمد لشکر اسلام کی دیکھکر دربند کو بہت مستحکم کرکے اپنی فوج وسپاہ کو تیار
کیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے حفاظت دربند مین مصروف ہوا اور یہان سلطان صاحبقران
اُسی قرب مین فروکش ہوکر بطریق سیر دربند سوار ہوے تھے تو ملاحظہ کیا کہ دربند نہایت بلند سربفلک بسان
بہت مستحکم اور جاے قلب مین ہی غرض صاحبقران اُسکی سیر کرکے پھر اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوئے شب کو کرشست
سپرگردان نے طبل جنگ بجوائے اور قلعہ دربند سے نکلکر سر میدان اپنا لشکر بمقابلہ فوج اسلام قائم کیا ناسیان خیبری
تونیان خیبری سرہنگ مصری ابوشہاب لنگری یہ دونون جوڑیان ہرکارون کی یہ خبر سنکے بارگاہ سلیمانی
مین آئین اور روبروے تخت بادشاہ اسلام کے زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا اور ثناے شاہنشاہی
دست بستہ پکارین سرور عالم کی عمر دراز لشکر کرشست سپرگردان مین طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر
معرکہ آرائے میدان جدال وقتال ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید
ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا اور تمام
شب طلاے طرفین سے پھرا کیے لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین
آکر صف آرا ہوئے تیاری میدان جنگ کی ہوئی منصور بن کرشست سپرگردان اپنی فوج سے نکلکر گھوڑا چمکاتا
ناتا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے اولان اول یل عادیان پور شدادیان کیتیان کرب بن کوہ کرب
پہلوان عادی اپنے گھوڑے کو صف سے مہمیز کرکے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب ہوا
حضرت ظل اللہ نے فرمایا اے عمرو معدیکرب تنے کیون تہیہ کیا اور کوئی سردار نکلنے والا نہ تھا پہلوان عادی نے کہا
کہ غلام کو حکم ہوتا کہ غلام ہی جاکے اس گبر مغرور کو بسزاے اعمال پہونچاے بادشاہ اسلام نے اپنے ضمیر اقدس مین یہ
تصور فرماکے کہ پہلوان عادی ہمیشہ سے زخم نصیب ہی بیشک زخمی ہوجاے گا خیر اب ممانعت کرنا مصلحت نہین
اشارہ کیا کہ اچھا جاؤ بخداے لایزال سپردیم اور پہلوان عادی اجازت لیکر بمقابلہ منصور بن کرشست سپرگردان کے
ہمتگاور ہوا پندرہ قدم گھوڑا منصور بن کرشست کا پیچھے ہٹ گیا اُسوقت منصور بن کرشست سپرگردان پہلوان عادی کے قد وقامت
اور جسامت کو کہ اسی ارنج کا قد اکیس گز کا دورہ کمر کا سترہ گز کا شملہ سر پر باوصف اسکے کہ گھوڑا اکلان رستم کے رخش کی
نسل کا سیر آدھے چوڑ قاش زین سے باہر دونون پانؤن زمین پر گھسٹتے ہوئے گھوڑا بہزار دشواری اسکے
لنگر کے بوجھ سے آہستہ آہستہ قدم گن گن کر زمین پر رکھتا یہان تک پہونچا ہی دیکھکر دنگ ہوگیا اور اپنے جی مین
کہتا تھا کہ یہ کوئی دیوزاد ہی حمزہ نے دیو کو میرے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجا ہی اور یہ کہکے منصور بن کرشست
نے پوچھا کہ اے پہلوان تو اپنے اس بدن کو کہ میری تیغ تیز مثل خیار تر اسے کاٹ جائیگی کیون تکلیف دیتا اور خون
ناحق اپنا میری گردن پر کرنے کو آیا ہی اور تیرا نام کیا ہی کہ بعد تیرے قتل کے اگر خداوند لقا مجھسے پوچھے کہ اُس بندۂ
گمراہ فربہ جسم کا کیا نام تھا تو مین اُس سے تیرے ہاتھ پانؤن اور قد وقامت کی تعریف کرکے کیا تیرا نام تبلاؤنگا اب
پہلوان عادی نے بزبان عرب کچھ جواب دے کر یہ شعر پڑھا شعر گران ہر کرا بار سر بر تن است * حکیم علاجش بدست من است
اور کہا بس زیادہ بک بک کر دماغ خراشی نہ کر لا ضرب اُس گبر نے کہا تو خبردار رہنا یہ کہکے بزور قوت تمام تیغ نیام سے
کھینچکر ایک ضرب بر سر پہلوان عادی کے ماری پہلوان عادی نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی

سپر کو قلم کر کے کھوپری پر پڑی اور تا دوابرو اُتر گئی پہلوان عادی نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹنا کے نکل گئی مگر ایک
چادر خون کی پھکر منہ پر آئی پہلوان عادی حالت غش مین جھومنے لگا اسی طرح سے اور کئی سرداران لشکر اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہو گئے تھے کہ ایک مرتبہ قبۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب بر حرب نظر کردۂ اسیر عرب بادشاہ
اسلام سے اجازت طلب ہو اور حسب الایماے حضرت اپنے مرکب کو جولان کر کے بمقابلہ منصور بن کرشست میدان
مین آکر ہمتگاور ہوا اور جنگ نیزہ بازی مین شاہزادہ کرب غازی نے نیزہ منصور بن کرشست کا مانند تیر
شہاب کے ہوائی کر دیا بس ساتھ نیزے کے نکلجانے کے فرط غیظ و غضب سے منصور بن کرشست سپرگردان کی
آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار تھا اور یہ کہکر کہ ای بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی استادانہ
دیکھ تو کیا برش میری تیغ تیز کی ہے یہ نہ کہنا کہ مین نے خبردار نہ کر دیا تھا حملہ ور ہو کے ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ
کرب غازی کیا شاہزادہ کرب دلاور نے اُسکی ضرب کو رد کر کے بوقت برگشتن تیغ مارا منصور بن کرشست نے
سپر کو سر کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر منصور بن کرشست کے گری خود کو اور دو لیغہ کو تراش کر کاسہ
سر مین تا دوابرو اُتر گئی منصور نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو چھٹنا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی پھکر منہ پر آئی
اور دونون آنکھین اُسکی بند ہو گئین حالت غش مین گھوڑے کی گردن پر سر جھکا دیا اور گھوڑا اپنے راکب کو
باین حالت زخمداری وعدہ گاہ مصاف سے لیکر اپنے لشکر مین پھرا شاہزادہ کرب غازی نے باواز بلند کہا کہ
اور بھی کسی کو حوصلہ ہو تو نکلے لشکر منصور بن کرشست سپرگردان سے اسی طرح اور چند سردار بمقابلہ ذمچا ولد الملک شاہزادہ
کرب غازی کے ہاتھ سے زخم کاری کھاکر پھر گئے اور چند کفار جہنم واصل ہوئے منصور بن کرشست سپرگردان
طبل بازگشت بجوا کے پھر کھڑا ہوا یہان لشکر اسلام مین بھی طبل آسایش بجا اور سلطان نامور تو مع دلیران لشکر اسلام
میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے القصہ طول تا چندے روز دوم منصور بن کرشست
سپرگردان طبل جنگ بجوا کے آپ میدان مین نکلا اور مبارز طلب ہو کر بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا
اور طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا اور اسی طرح سے روز دوم میدان مین نکلکے لاف و گزاف کرنے لگا کہ ناگاہ علمداران
لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور تکور نوبت پر پڑی ہر ایک سردار لشکر فیروزی اثر کو معلوم ہو گیا کہ آج امیر
والا توقیر سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران عازم میدان ہوا چاہتے ہین اس عرصہ مین دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو جولان کر کے قریب تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت طلب
میدان کئے ہوئے بادشاہ اسلام نے سلطان عالیمقام کی طرف منہ موڑ کر فرمایا کہ بخداے لایزال سپردیم امیر والا توقیر
انگشت شہادت شربت مین تر کر کے چکھ کر وہ جام شربت کا تو عمر و معدیکرب پہلوان عادی کو مرحمت فرمایا اور
عادی نے وہ شربت نوش کیا اور صاحبقران دوران اشقر کو تیز گام کر کے کرشست سپرگردان سے ہمتگاور
ہوئے بارہ قدم گھوڑا کرشست کا پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گیا اُسوقت کرشست سپرگردان نے تازیانہ اپنے
مرکب کو مار کر روکا اور پھر خوب سنبھلکر بمقابلہ سلطان والاشان آیا اور ایک عجب طرح کی بڑی دیر تک عظمت و
صولت اور شوکت و شان ناصیۂ قدس پر صاحبقران دوران کے بغور دیکھکر پوچھنے لگا کہ ای بہادر مصرع اگر شاہی ترا
آخر چہ نام است + سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ای کرشست سپرگردان یہ محل گفتگو نہین یہان
زبان نیزہ اور دم شمشیر اور گرز عمود سے بات کرنا چاہیے شعر بیار آنچہ داری زہر و تیر نشان + کمان کیانی و گرز گران +
کرشست سپرگردان نے نیزہ بڑھا کے سینۂ بے کینہ پر سلطان نامور کے مارا امیر والا توقیر نے سنان نیزے بر

گانٹھ لی ایک آواز دونون سرون سے پیدا ہوئی اور دونون نیزون کی سنانون سے چنگاریان آگ کی مثل

گلہاے آتشبازی گرنگلین شعاع
سنان یک بدیگر در آمیختند

بمیدان کشید، سنان بہرکین
کہ بر ہم بہ پیچید زان گونہ مار

بجنبش در آمد از ایشان زمین
شہان را چنین کی بود کارزار

چنان نیزہ با نیزہ آویختند
نوبت بجدے رسید کہ تر [illegible]

طعن سے سلطان والاشان نے ایک مقام پر نیزہ کرشست سپر گردان کا گانٹھ کر ذرا جو اشقر دیونژاد کو
اشارہ کیا اور اشقر بموجب ایماے امیر عالیمقام اسطرح سے مثل برق کے جھٹک کر چلا کہ ہمراہ نیزہ سلطان والاقدر کے
نیزہ کرشست کے ہاتھ سے جسطرح ہوائی گنج سے نکل جاتی ہے بسوے آسمان مانند تیر شہاب کے سیدھا جاکر
سرنگون زمین پر گرا کرشست سپر گردان ازبسکہ نہایت بہادر اور اشجع دہر تھا نیزہ جو اُسکے ہاتھ سے نکل گیا
اُسے یہ معلوم ہوا کہ یہ میرا نیزہ کلیجے کے پار گذر گیا آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے
اُسکے اُٹھا مثل سردم پر پیچ و تاب کھاتا اور مانند زلف دکاکل مہوشان پریشان خاطر ہوکے پکارا کہ با شرای بہادر نیزہ بازی کیا
حلال بازی عمود بازی قمال بازی شمشیر بازی راست بازی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکے ایک
ضرب تیغ بر سر سلطان نامور مارا صاحبقران دوران نے قبضہ تیغ عفریت سلیمانی پر ہاتھ رکھا چمک تلوار کی دیکھکر
بارٹھ کو بچا بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ لیا کرشست سپر گردان زور دست صاحبقران دیکھکر سمجھا کہ
میری کلائی کو پنجہ قضا نے دبوچ کے یہ ہاتھ تو محض بیکار کردیا فرط غیظ سے کرشست نے خم ہوکر اپنا دوسرا
ہاتھ سلطان والاشان کی کمر مین ڈالدیا اور چاہا کہ سلطان عالیمقام کو قاش زین سے اُٹھالے صاحبقران دوران نے
اپنا ہاتھ کرشست کی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا عنقریب تھا کہ دونون مرکبون کے سینے
اور پیٹ زمین سے لگ جائین ایک مرتبہ طرفین سے عیارون نے دوڑ کر عرض کی کہ ای شہریاران ان گھوڑون
بے زبانون نے کیا ایسا جرم اور گناہ کیا جو انکو اس مشقت مین ڈالکر ہلاک کیے ڈالتے ہو کرشست سپر گردان
اور صاحبقران یہ سنکے دونون صاحب گھوڑون پر سے کود پڑے اور گھوڑون کو اپنے اپنے عیارون کو سپرد کرکے شعر
بکین خواہی میان را تنگ بستہ ❊ دو یلے چون سنگ دو آہنگ بستہ ❊ اور باہم زور کشتی ہونے لگا اور یہ حال تھا کہ کبھی سلطان
صاحبقران کرشست سپر گردان کو دس بارہ قدم پسپا کرکے پیچھے ہٹا لاتے تھے اور کبھی کرشست امیر
والا توقیر کو پانچ سات قدم پیچھے ہٹا لیجاتا تھا الغرض یہ کہ تا غروب آفتاب فیما بین سلطان والاشان اور کرشست
سپر گردان کے زور کشتی کا رہا وقت شام کرشست نے امیر عالیمقام سے یہ کلام کیا کہ خداوند باختر نے
روز براے جنگ اور وقت شب جہت آرام و خواب بنایا ہے کل پھر صبح کو ہمارے اور تمھارے اسی میدان مین
امتحان زور ہو رہیگا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ ای کرشست ہمارے طریق اسلام مین یہ قوانین بندھے
ہین کہ جبتک حریف کو زیر نہ کرلین یا اُس سے زیر نہولین تب تک جنگ سے دست کش نہین ہوتے کرشست نے
کہا تم سب خدا پرست رات کو بھی جنگ و رزم کرتے ہو امیر عالیجناب نے جواب دیا کہ فی الحقیقت ہمارے نزدیک ادن
دونون برابر اور یکسان ہین یہ کہکے جانب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہوکر فرمایا کہ تیاری روشنی کی
میدان جنگ مین کرو حسب الحکم عظام امیر عالیمقام شاہ عیاران عیار نے چالیس جھاڑ سلیمانی کہ معجزے سے حضرت
سلیمان کے وہ جھاڑ سلطان صاحبقران کے اشارے کے ساتھ خود بخود روشن ہو جاتے ہین اور شام سے تا صبح لمعان
اور درخشان رہتے ہین ہنگام طلوع آفتاب پھر آپ ہی آپ خاموش ہو جاتے ہین پس جبکہ عمرو نے وہ جھاڑ سلیمانی
لاکے میدان مین قائم کیے اور حسب الحکم سلطان بالکرم وہ خود بخود روشن ہوگئے کرشست نے اپنے لوگون کو

حکم دیا اُسکی طرف سے بھی سونچتا تھے اور فرشی جھاڑ شیشے کے اور فانوسین اور سورج مکھیان روشن ہوگئین تمام زمین
میدان رزم کی پُرنور تھی اگر تنکا یا سوزن بھی کہین گر پڑتی تو ہر ایک کو نظر آجاتی غرض طول تا چند مختصر یہ کہ امیر با توقیر
اور گرشست سے چار پہر رات زور کشتی کا رہا اور اسی طور سے تین شبانہ روز کشمکش کا کرکے روز چہارم صبح کو
سلطان صاحبقران نے دونون بازو گرشست کے پکڑ کے اور سر اقدس اپنا اُسکے سینے سے ملا کر فرمایا
کہ ای گرشست خبردار رہنا یہ کہکے سترہ اٹھارہ قدم پسپا کرکے ایک مقام پر جھٹکا مارا کہ گرشست مُنہ کے
بھل زمین پر آگرا سلطان صاحبقران نے اپنا ہاتھ اُسکی کمر زنجیر مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی
زور مین گرشست کو زمین سے اُٹھاکر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور یکدم جست کرکے اُسکی چھاتی پر
بیٹھکر فرمایا کہ ای بہادر رجالا ور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی گرشست نے کہا ای شہریار یہ مجھے ثابت ہوا کہ
تیرا دین برحق ہی جو اس دین متین کو اختیار کرے وہ نجات پا گیا کہ سلطان والا قدر عالیمنزلت نے کلمہ شہادت ارشاد
فرمایا گرشست سرگردان از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھکے اُس چاہ ضلالت سے نکلا بسر چشمہ ہدایت پہونچا امیر
عالیمقام چھاتی پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور گرشست دوڑ کر سلطان صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا اور
یہ کہکر کہ کل صبح کو زمین بوس اس عتبہ فلک تکریم ملائک مقیم کا ہونگا رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا یہان سلطان والاشان
شادیانے فتح کے بجواکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام نے کئی ہزار کیسۂ زر اور
گوہر امیر عالیمقدار پر تصدق اور نثار کیے اور تمام سرداران دست چپ اور دست راست بقاعدۂ مستمرہ اپنے اپنے
نونگلون پر متمکن ہوئے روز دوم جسوقت کہ شہنشاہ لشکر اسلام نے آکے تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالیمقام
دنگل ناد عنبر پر زینت افزا ہوئے اسوقت گرشست سرگردان بھی کچھ تحفہ تحائف لیکر بخدمت سلطان والا مرتبت
آیا اور پایہ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر ملتمس ہوا کہ غلام امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم صاحبقرانی سے یہ ہی کہ
اب دربند کرشاعیہ مین تشریف فرما ہو کر پھر از سر نو آباد کیجیے چنانچہ سلطان صاحبقران اور شہنشاہ لشکر اسلام گرشست
سرگردان کو ہمراہ لیکر اُس دربند مین تشریف لیگئے اور گرشست نے بڑی دھوم سے تیاری دعوت اور مہمانداری کی
کرکے کئی دن تک جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین امیر با توقیر کو مع تمام سرداران لشکر اسلام رکھا بعد ازان سلطان
صاحبقران نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اب ہمارا پیش خیمہ سمت دربند ہیکلیہ لیکر روانہ ہو چنانچہ حسب الحکم سلطان
با کرم کے عمر و معدیکرب پیش خیمہ لیکر سمت دربند ہیکلیہ روانہ ہوا اور کوچ در کوچ جاتے جاتے ایک روز ایک دیہہ مین
آکر وہان کی زمیندارون اور دہقانون کو خوب ساز و کوب کرکے ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ میرے واسطے رسد اور کھانا
لاؤ ناگاہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش مثل شیر غران یا پیل دمان بہ کمال جوش و خروش نمودار ہوا اور قریب پہلوان
عادی کے آکر کشتی مانع ہوا کہ رعایا کو یہان کی خبردار آزار نہ پہونچانا پہلوان عادی نے بھی کچھ گفتگوے تلخ کی
اور تقریر کو طول ہوا نقابدار پلنگینہ پوش فرط غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اپنے مرکب پر سے کود کر
پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور بزور کشتی پہلوان عادی کو تھوڑی دیر مین چاہدون شانے چت پشت بزمین کرکے
باندھ لیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے چاہتا تھا کہ روانہ ہو اس عرصے مین ایک عیار نقابدار کا آیا اور اُسنے
عرض کی کہ ای شہریار فوج درشت ہیکل خزانہ بادشاہ فوج اسلام کا لوٹ کر ہمراہ لیے قریب اسی دربند کے آپہونچا
نقابدار نے جو یہ واقعہ سنا تو عمر و معدیکرب کو اپنے ہمراہ کے لوگون کے سپرد کرکے آپ بذات واحد اپنے مرکب کو گرم
کرکے سمت لشکر فوج درشت ہیکل روانہ ہوا اور بیساختہ وہان پہونچکر آمادہ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوا یہ حال

دیکھکر نوح درشت ہیکل نے نقابدار سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ نیزہ و عمود و شمشیر نوبت کشتی پر پہونچی اور کوئی دو تین گھڑی کے زور مین نقابدار پلنگینہ پوش نے نوح درشت ہیکل کا لنگر توڑکر اٹھا لیا اور سر سے اونچا کرکے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کے ہدایت کی نوح درشت ہیکل بصدق دل کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور نقابدار کو مع تمام اپنے لشکر کے دربند مین لیگیا اور تیاری بزم نشاط اور محفل انبساطی کرکے دعوت نقابدار کی کرتا ہی اب اسکو تو یہان اسی طرح دعوت اور مہمانداری مین چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کیجاتے ہین

کہ جس وقت امیر والا توقیر دربند کرشاسیہ سے بعد طی مراحل و قطع منازل قریب دربند ہیکلیہ کے پہونچے اور ایک میدان مین بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے مع تمام سرداران لشکر فرو کش ہوے ایک مرتبہ جانب سیف ذوالیمن متطلب ہو کے فرمایا کہ ایک نامہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے نوح درشت ہیکل کو لکھا چاہیے حسب الحکم قدر توام منشی نے نامہ لکھکر واسطے ملاحظہ اور مزین ہونے مہر سلطانی کے لایا پیشگاہ معدلت دستگاہ سے حکم صادر ہوا کہ اس نامے کو باواز بلند پڑھکر سنا منشی نے وہ نامہ بعد حمد خداے عز و جل خالق جز و کل اور نعت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدین مضمون پڑھا کہ ای نوح درشت ہیکل تجھے لازم ہی کہ لقا پرستی اور کفر و کافری کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کر کہ باعث تیری نجات کا کونین مین ہی اور جو اس حکم جہان مطاع سلیمان خاقانی مین کہ مثل تیر قضا کے کسی مقام پر سے نہین پھرتا ہی سرمو تو نے انحراف یا کچھ عذر اور حیلہ در پیش کیا تو اس طور پر تو بعذاب الیم مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کرینگے قطعہ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ وگر جنگجوئی ندارم درنگ ٭ دم از مہر زن یا بکین دہ پیام ٭ حکایت برین ختم شد والسلام سلطان والا قدر عالی منزلت نے پیشانی کو اُس نامے کی مہر سلطانی مزین فرما کے اپنے ایک سردار کے ہاتھ وہ نامہ نوح درشت ہیکل کے پاس بھیجدیا جس وقت کہ وہ نامہ نوح درشت ہیکل نے کہ مسلمان ہو چکا تھا پڑھا بمشورہ اور ایماے نقابدار پلنگینہ پوش درجواب اسکے تحریر کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران یہان ایک پہلوان پنجہ تاب بنام و نشان ہی جو کوئی اُس پہلوان کو سر میدان بزدانگی جواب دے کیا مضائقہ ہم سب اُسکا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جائین اور یہ نامہ لکھکر خدمت سلطان والا مرتبت اُسی سردار کے ہاتھ بھیجدیا بعد پہونچنے نامے کے نقابدار پلنگینہ پوش مع لشکر قلعہ دربند ہیکلیہ سے نکلکر برابر لشکر حمزۂ صاحبقران نامور کے فرو کش ہوا اور اپنے خیمے مین داخل ہو کر طبل جنگ بجوا دیا ہر کارہاے لشکر فیروزی اثر یہ خبر سنکے روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثناے شاہنشاہی بکارے شعر ای تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو وے خلعت شاہنشہی زیبا ست بر بالاے تو ٭ بدر الدجاے مکرمت مہر سماے ابہت ٭ شد فخر تخت سلطنت کا مد بزیر پاے تو شہنشاہ عالم کی عمر دراز قلعہ دربند ہیکلیہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نے مع لشکر نکلکر سر میدان خیمہ استادہ کیا ہی اور طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوا کے صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا بفضل ایزدی اور تائید ربانی کہدو کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان لشکر اسلام مین بھی صدا ے کوس حربی اور نعرۂ نفیر رزمی بلند ہوا اور تمام فوج دریا موج لشکر فیروزی اثر مین خبر ہو گئی کہ صبح کو میدان رزم ہی غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار تمام شب تیاری میدان مین مصروف رہے اور دونون لشکرون مین جاگ اور ہوشیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین نکل نکلکر وعدہ گاہ مصاف پر آکے قائم ہوئین اور بعد صف آرائی نقابدار پلنگینہ پوش

اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کے ناف میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا چنانچہ ہنگام مقابلہ اور مجادلہ نقابدار
پلنگینہ پوش نے چند سرداران لشکر اسلام کو بعد جنگ نیزہ و گرز اور شمشیر بزور کشتی زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا اور
طبل بازگشت بجوا کے اپنے خیمے مین جا کے داخل ہوا سلطان عالیمقام بھی طبل آسائش بجوا کے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے وقت شام نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور روز دوم صبح کو بدستور دونون لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوئے اور نقابدار پلنگینہ پوش مرکب چمکا کے سر میدان مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ انجم گرد
رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب گلگون باختری کو جولان کر کے روبرو
تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت لیکر نقابدار سے جا کر ہمتگا در ہوا اور بعد جنگ نیزہ اور شمشیر دونون
بزور کشتی مصروف ہوئے اور تا شام باہم خوب زور کشمکش کا رہا وقت غروب آفتاب امیر حمزہ عالیجناب نے
آکر دونون بہادرون کو جدا کیا اور طرفین سے طبل بازگشت بجوا کے اُسطرف نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ اور
اِسطرف سلطان صاحبقران مع تمام لشکر اسلام میدان سے پھرے اور اپنی بارگاہ و خیمے مین جا کر داخل ہوئے
نقابدار پلنگینہ پوش پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا کے صبح کو میدان مین آیا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ ای
حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو اپنے کیون میرے ہاتھ سے قتل کراتا ہی بہتر یہ ہی کہ آج تو نکل کر سر میدان میرے
مقابلے مین آتا کہ ہر روز کا یہ خرخشہ مٹ جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی ہی امیر با توقیر نے یہ نہیب نقابدار
پلنگینہ پوش کی سنکے عمرو کو اشارہ کیا اور عمرو نے ایک بار کلاہ نمدی اپنی بسوے آسمان پھینک کر باواز بلند کہا
کہ ای جوانان لشکر اسلام آج زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران میدان مصاف مین بمقابلہ حریف
برآمد ہوتا ہی اور تم سب ہمہ تن چشم ہو کر تماشائے زور صاحبقرانی دیکھو تمام شاہ اور شہریار اور سردار یہ آواز شاہ
عیاران عیار عمرو کی سنکے اور کلاہ اُسکی بسوے ہوا سے آسمان دیکھکر جانب میدان رزم دیکھنے لگے کہ ٹکور نوبت کی
پڑی اور علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام اشقر دیوزاد کو چھیڑ کر کے
روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے تشریف لائے اور اجازت طلب ہوئے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام کلہ عفریت بھر کے عنایت فرمایا امیر والا توقیر نے ایک انگلی جام مین ڈالکے
شربت کو چکھ لیا اور باقی شربت جام کلہ عفریت کا پہلوان عادی کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہ جام اُٹھا لیا اور
تمام شربت نوش کیا اور سلطان صاحبقران بمقابلہ نقابدار پلنگینہ پوش آکر بعد از جنگ نیزہ و عمود اور
شمشیر دونون بہادر میدان مین گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور کشتی مین سرگرم ہوئے شعر بہ کشتی گرفتن نہادند سر
گرفتند ہر یک دوال کمر * گہے زور این کرد و گہ زور آن * بمیدان قوی دست ہر دو جوان * کبھی سلطان نامدار نقابدار کو
چند قدم بزور پسپا کر کے لیجاتے تھے اور کبھی نقابدار امیر عرش اقتدار کو دو چار قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا خلاصہ یہ
کہ اسی طرح سے تین شبانہ روز باہم زور کشمکش کا رہا روز چہارم نقابدار پلنگینہ پوش بہ کمال جوش و خروش
یہ کہکے کہ ای حمزہ صاحبقران نے ہوشیار اور خبردار رہنا یہ زور آخری مین کرتا ہون دونون بازو امیر
والا توقیر کے پکڑ کے اور سر اپنا سینہ اقدس پر سلطان نامور کے رکھکر بزور پسپا کر کے کوئی پانچ چھ قدم پیچھے
لیگیا عمرو نے یہ رنگ دیکھکر پکارا کہ حمزہ عجب طرح کی آج تو کشتی لڑتا ہی زور صاحبقرانی کہان جاتا رہا یہ کنایہ عمرو کا
سنکے سلطان والا قدر نے لنگر مارا کہ ہر چند پھر نقابدار نے زور کیا مطلق اقدام عالی کو امیر عالیمقام کے جنبش اور
لغزش اُس مقام پر سے نہوئی آخر ناچار ہو کر نقابدار نے کہا کہ ای حمزہ نامدار مین زور کر چکا اب جو تجھے اپنا امتحان

زور کرتا ہو تو بھی کرلے امیر والا توقیر نے فرمایا کہ ای نقابدار اب تو خبردار رہنا اور یہ کہکے نقابدار کے دونون
بازو پکڑ کے پیچھے کو دوڑا پیچلیے ہر چند نقابدار ادھر ایک جا پر چاہتا تھا کہ لنگر مارے اور اپنے قدم کو قائم کرے
مگر کہین نہ ٹھہر سکا آخرکار دس بارہ قدم بپا کرکے ایک مقام پر شہنشاہ عالیمقام نے اوجھڑ ماری کہ دونون زانو
نقابدار پلنگینہ پوش کے زمین سے آشنا ہوگئے سلطان والاحشم نے خم ہو کر اپنا ہاتھ نقابدار کی کمر زنجیر مین ڈالکر
طنطنۂ اللہ واکبر جگر سے کھینچا اور لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ سر سے بلند کرکے نقش زمین اور پیوند
زمین کرین ایکبار نقابدار نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران صحیح بر من نگر بر من نگر شاید کہ نشناسی مرا + میرا نام
عجیل ماہرو بن عبدالمطلب اور تیرا چھوٹا بھائی ایک کمترین بندگان خدائے عزوجل ہون اور دعوی
صاحبقرانی رکھتا تھا اب مجھے تحقیق ہوا کہ تو برحق اور بیشک عموے پیغمبر آخرالزمان امیر حمزہ صاحبقران
دوران ہی سلطان صاحبقران نے یہ حال سنکے بسہولت تمام نقابدار کو زمین پر رکھ دیا اور نقاب چہرے
انور سے نقابدار کے اُٹھا کر دیکھا کہ سر مو اپنی شبیہ اور عجیل ماہرو کی صورت شکل مین تفاوت نہ پایا اُسوقت نہایت
التفات اپنے چھوٹے بھائی پر کرکے بارگاہ سلیمانی مین لے آئے اور تمام بارگاہ نشینون کو معلوم ہو گیا کہ یہ
عجیل ماہرو چھوٹے بھائی امیر والا توقیر کے ہین سبھون نے مبارکباد دی اکثر نے نذر تہنیت گذرانی سلطان
صاحبقران نے سات روز جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ واسطے عجیل ماہرو کے قرار دی شادیانے اور طبل
بشارت کے لشکر فیروزی اثر مین بجے بعد سات روز کے عجیل ماہرو اور اُنکے لشکر کو لیے مع تمام اپنے سرداران لشکر
اسلام کے دربند ہیکلیہ سے کوچ کرکے سمت دربند عنقابیہ روانہ ہوئے اور عرصہ راہ کو طے کرکے قریب اُس دربند
عنقابیہ کے کہ اُسکو قران کوہ بھی کہتے ہین پہونچے اور لشکر فرودکش ہوا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر والا توقیر
مع بادشاہ سعد بن قباد اور سرداران لشکر فیروزی اثر داخل بارگاہ ہوئے اب حال سنیے کہ اس دربند قران کوہ کے
تین طرف تو دریاے ذخار ساحل ناپیدا کنار ہی اور ایک طرف خندق بنیا سوت اسی گز کی چوڑی کہ اُسمین سی
میل ایک دوسرے کے مقابلے مین برابر کھڑے ہوئے ہین اور زنجیرین فولادی اُن میلون مین وصل کی ہوئین
ایک چتر اسطرح کا اُنپر رکھا ہوا ہی کہ آمد و رفت اُس قلعے کے آدمیون کی اُسی چتر پر میلون کے ہوکر باہر نکلنے
کی ہی چنانچہ جسوقت عنقا دزد سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام اور آمد لشکر اسلام سے آگاہ ہوا تو اُسنے
اپنے قلعے سے نکلکے پانچ کوس کے فاصلے پر بمقابلہ لشکر فیروزی اثر خیمے اور خرگاہ استادہ کرائے اور مع اپنی فوج
وسپاہ وہان آکر فرودکش ہوا اور اپنے خیمے مین بلشوہ اپنے اہالیان دولت اور ارکان مملکت شب کو طبل جنگ
بجوادیا یہ خبر لیکر ایک جوڑی ہرکارہ ہاے لشکر اسلام کی روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد آئی اور زمین
ادب کو بوسہ دے کر دست بستہ پکاری قطعہ ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وے نگہبان تن وجان تو اللہ الصمد
لم یلد یار و ولم یولد بہر جا دستگیر + لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفواً احد + سرور عالم کی عمر دراز عنقا حاکم
دربند قران کوہ نے مع لشکر کفر وضلالت قلعے سے باہر نکلکے اپنی فوج مین طبل جنگ بجوادیا ہی اور صبح کو وہ
کافر تیرہ فاسد معرکہ آراے رزم ہوگا سلطان والا قدر نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اور بموجب حکم قدر توام سلطان مکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا تمام دلیران
فوج ہوشیار ہوگئے اور رات بھر طلاے طرفین سے پہرا لگے بڑی ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ تیاری
میدان جنگ کی رہی صبح کے وقت اُدھر سے عنقا مع لشکر کفار اور ادھر سے امیر والا توقیر مع فوج وسپاہ دلیران

عرصۂ کارزار مین آکر دعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوے ایک مرتبہ عنقا اپنے مرکب کو صف لشکر سے چمکا کے
باہر نکلا اور ناف میدان مین قائم ہو کر پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان ای زبردستان از شما ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید
بلمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے لشکر اسلام سے بہرام شیر خوار اجازت لیکر اُسکے مقابلے مین گیا اور عنقا کے
ہاتھ سے بضرب تیغ بدرجۂ شہادت فائز ہوا اور اسی شکل سے اکثر سرداران فوج اسلام کہ ایکے ہاتھ سے کوئی بضرب
تیغ کوئی بضرب عمود شہید ہوے اور چند سردار زخمی ہو کر پھرے آخر کار وقت شام طبل بازگشت
بجواکے عنقا اپنے خیمے مین داخل ہوا سلطان باکرم بھی غم و الم مین سردارون کے باچشم پرنم مع دلیران لشکر
اپنی بارگاہ مین آکے داخل ہوے شب کو عنقا نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور بدستور روز اولین صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر قائم ہوئے اور عنقا اپنے مرکب کو جولان کرکے پھر سر میدان مبارز طلب ہوا ابھی پورا
کلمہ عنقا کی زبان سے نکلنے نہین پایا تھا کہ دیکھا صف راست مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور
انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن اپنے مرکب تیز گام خوشخرام برق آہنگ گلگون باختری کو چمکاتا نکلکر روبرو تخت بادشاہ اسلام کے
آیا اور اجازت طلب میدان کا ہوا شہنشاہ لشکر اسلام نے جام کلاہ عفریت شربت سے لبریز کرکے اپنے دست مبارک
سے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیا اور فرمایا ای شاہزادۂ بلند اقبال بخدائے لایزال سپردیم شاہزادہ ہمایونجناب نے آداب
بجالاکے وہ جام نوش کیا اور سراپا میدان کا دکھلاتا عنقا سے آکر ہمتگاور ہوا گھوڑا عنقا کا تگاور سے بارہ
تیرہ قدم پیچھا ہو کر ٹھہرا اور پھر عنقا نے طمانچے اور گھونسے گھوڑے کے کلّے پر مارکے خوب سادہ کرکے اسکو برابر
شاہزادۂ والا مرتبت کے لایا اور بعد رسم نیزہ بازی نوبت بہ جنگ عمود پہونچی چنانچہ جسوقت ضرب گرز سے
شاہزادۂ بدیع الزمان کی عنقا تو بچا مگر عنقا کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اُسوقت عنقا نے چاہا کہ دوڑکر شاہزادۂ
عالم سے لپٹ جائے شاہزادۂ عالم گھوڑے پر سے کود پڑا اور عنقا سے اور شاہزادۂ بدیع الزمان سے سینہ بسینہ
اور کمر بہ کمر اور کلّہ بکلّہ زور کشتی کا تا وقت شام ہوا آخر عنقا نے یہ کہکر کہ ای بہادر ہمارے تیرے کل صبح کو امتحان زور
ہوگا طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان رزم سے پھر کے اپنے خیمے مین گیا یہان سلطان والاشان نے بھی بہت سا زر
شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کے سر پر نثار کراکے مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوئے اور
وہان عنقا نے اپنے خیمے مین بیٹھکر سرداران لشکر سے کہا کہ مین کسی صورت سے شاہزادۂ بدیع الزمان کا حریف
نہین ہو سکتا اور اپنا غلبہ اُسپر نہین پاتا یہ کہکر آدھی رات کے عمل مین مع اپنی فوج و سپاہ کے قلعے مین جا کر اُس حصے کو
میلون پر سے توڑوا ڈالا اور قلعہ بند ہو کر آپ فیلبند دروازے پر جا بیٹھا اور برجون پر فصیلون پر توپین چڑھا دین
اور گولا اندازون کو حکم دیا تم منتظر ان توپون کے سمت لشکر حمزہ سیدھے کرکے مہتابین روشن کرکے بہت ہوشیار
اور خبردار میرے حکم کے انتظار رہو غرض تیاری معقول اور اپنی دلجمعی قرار واقعی کرکے جب وقت صبح کا ہوا تو
ایک اپنے نوکر کو سلطان صاحبقران کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ای حمزۂ صاحبقران اب مین تمہارا سد راہ
نہین ہوتا تمکو راستہ نکلجانے کا دیتا ہون تم یہان سے پھر کر اپنے ملک عجم کو چلے جاؤ جب یہ پیغام عنقا کا امیر
حمزۂ صاحبقران دوران نے سنا تو نہایت متحیر اپنے دل مین اور متفکر ہوئے سرداران بارگاہ نشین نے
عرض کیا حضور باعث تردد خاطر اقدس کیا ہی کس لیئے کہ ایک راستہ اور بھی ملک عجم کی طرف سے سبائل کے جانے
کا ہی عنقا نے کہلا بھیجا ہی کہ یہ بھی میرا سلوک اور احسان ہی کہ مین اُس راہ سے تمکو جانے دیتا ہون ورنہ وہ بھی تو

میرے قابو اور میرے علاقہ اور سرحد مین ہی امیر والا توقیر مافی الضمیر عنقا کا دریافت کرکے نہایت درہم
اور برہم ہوے اور اُس پیام بر سے فرمایا کہ تو جاکے اُس بے حیا سے کہدینا کہ تیرے اس سوال کا جواب
جنگ ہی وہ شخص بارگاہ سے نکلکر عنقا کے پاس گیا اور جو کچھ کہ سلطان صاحبقران نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے
کہا خیر سمجھ لیا جائیگا مگر یہان بارگاہ سلیمانی مین صاحبقران دوران مع تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر
واسطے سیر اور تماشاے قلعہ اور دربند کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اُس جزر کو جسپر ہوکر آمد و رفت تھی توڑ ڈالا ہی
باقی پل جتنے ہین وہ سب بدستور اس سرے سے اُس دربند اور قلعہ تک خندق مین مستحکم اور قائم ہین امیر والا توقیر
یہ تماشا دیکھکر جانب سرداران لشکر اسلام مخاطب ہوے اور فرمایا کہ مین تم سب بہادرون مین سے چاہتا ہون کہ
ایک دلاور مردانہ وار وہان کسی طریق سے پہونچکر اس دربند کو مسخر کرے سب سردار سنکر خاموش ہو رہے اور سرنگون
ہوکر کسی نے جواب نہ دیا بار دیگر صاحبقران نامور نے بآواز بلند کہا کہ ای بہادرو تم مین ایسا کوئی دلیر اور
شیر ہی کہ اس حکم کی میرے تعمیل کرے ابھی صاحبقران دوران کی زبان فیض ترجمان سے یہ پورا کلمہ تراوش
نہین کرنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ قبہ کوبین ستون اسلام برہم زنندۂ دولت سکندر رہیکلان صاحب شمشیر گران
کرب بحر حرب نظر کردۂ امیر عرب نے برابر سلطان صاحبقران کے آکے عرض کی کہ افضال الہی اور اقبال
عالی سے فدوی جاکے اس دربند اور قلعہ کو مسخر کرتا ہی سلطان والا مرتبت نے کرب غازی کو اپنے سینے سے
لگالیا اور جبین پر بوسہ دے کر فرمایا کہ بارک اللہ ای کرب غازی تُنے خوب میری بات کو رکھ لیا مصرع آفرین باد برین
ہمت مردانہ تو ۔ بس شاہزادۂ کرب دلاور اُسی وقت دامن ہمت کو کمر پر باندھکر آداب بجالایا اور
یا حیدر کرار کہکے کنارے سے ایک جست کرکے پل اولین پر پہونچا اور پل کو پکڑکے باطمینان تمام سنبھلا اُسپر
بیٹھ گیا یہ خبر کسی ہرکارے نے جاکے عنقا سے کہی عنقا بہت ہنسا اور بعد اسکے حکم دیا کہ فصیلون اور برجون پر
جو قلعے کے گولہ انداز ہین اُنسے کہدو کہ ایک صید لاغر کا ہدف بنا لینا بھی کچھ بڑی بات ہی ایک گولہ مار کر پل پر سے
خندق مین گرا دو حسب الحکم عنقا کے گولہ اندازون نے نشانے تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے لیکن فضل الہی سے
کوئی گولہ شاہزادۂ کرب غازی کے جسم پر نہین لگتا تھا چپ و راست آکر نکلجاتا تھا اور شاہزادۂ کرب دلاور
یا اسد اللہ الغالب یا علی ابن ابی طالب ورد زبان کرتا جتنے وہ پل تھے سب کو جستین کرتا طی کرکے اُس پار
خندق کے پہونچا سلطان صاحبقران اور تمام سرداران لشکر یہ چالاکی اور جرأت اور قوت شاہزادۂ
کرب دلاور کی دیکھ دیکھکر احسنت احسنت اور مرحبا مرحبا اور تحسین و آفرین کرتے تھے ناگاہ دیکھا کہ شاہزادۂ
کرب غازی نے دروازۂ قلعہ پر جاکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور بکمال غیظ و جلال ایک تیغہ دوڑ کر
دیوار پر قلعہ کی مارا کہ دیوار شق ہو گئی اور شاہزادۂ کرب غازی یا حیدر کرار کہکے اندرون قلعہ داخل ہوا
عنقا یہ حال دیکھا با شمشیر عریان جانب شاہزادۂ کرب دلاور دوڑا اور قریب پہونچکر بقوت تمام ایک ضرب
تیغ بر سر شاہزادۂ دلاور کی شاہزادۂ کرب غازی نے بند دست اُسکا پکڑکے تلوار چھین لی اور کمر زنجیرین
ہاتھ ڈالکے ایک ہی زور مین عنقا کو زمین سے اُٹھالیا اور جسوقت کہ چارطرف سے سرداران لشکر عنقا نے
محاصرہ کرکے حوصلہ جنگ کا کیا تو شاہزادۂ کرب غازی نے عنقا کو دست چپ مین بجاے سپر پکڑکے دست
راست مین تلوار لی جو کبر حملہ در ہوتا کرب غازی عنقا کو سامنے اُسکی ضرب کے کر دیتا تھا اس باعث سے
کوئی اُنکا قریب نہین آتا تھا اور نہ گرز تیر تلوار تبر کوئی ہتھیار کی ضرب کرنے کا حوصلہ کرتا تھا مگر عجب طرح کا

شور یوم النشور اور ہنگامہ تمام قلعے مین ہو رہا تھا اُسوقت شاہزادہ کرب غازی نے ارادہ کیا کہ اس عنقا کو چرخ
دے کر اس خندق مین ڈالدون ناگاہ عنقا پکارا اے بہادر امان شاہزادہ کرب غازی نے کہا امان بشرط ایمان اُسنے کہا
کہ پھر مین مسلمان ہوتا ہون کرب غازی نے یہ کلمہ سنکے اُسے چھوڑ دیا اور کلمۂ شہادت تلقین کیا اُس تیرہ دل تاریک روان نے
اپنے جی مین یہ کہکے کہ ذراسی بات کہ لینے مین اسوقت تو میری جان بچتی ہے ازراہ مکر کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور بڑی دھوم سے
تیاری محفل اور دعوت کی کرکے شاہزادۂ نامور کو بہ اعزاز و اکرام تمام ایک صدر عزّ و تمکین پر بٹھلایا اور طائفے ارباب نشاط
طلب کرکے جلسہ گانے بجانے کا کیا شاہزادہ کرب دلاور نے فرمایا کہ اے عنقا وہ چتر جسپر سب آتے جاتے تھے
پھر اُن میلون پر نصب کرادے عنقا نے ناچار اور مجبور ہو کر بدستور سابق اُس چتر کو بندھوا دیا اور سلطان
صاحبقران مع لشکر فیروزی اثر عبور اُس خندق سے کرکے شہر مین داخل ہوے عنقا بخوف جان تین شبانہ روز
بڑے تکلف سے دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ دست بستہ کار و خدمت مین حاضر رہا روز چہارم رات کے
وقت شبخون لشکر اسلام پر مار کے سمت دربند فولادیہ فراری ہوا جسوقت یہ خبر عنقا کے شبخون مارنے اور فراری
ہونے کی سلطان والاشان نے سنی صاحبقران دوران بھی نہایت درہم اور برہم ہو کر مع تمام سرداران لشکر اسلام
اُسی وقت سوار ہوے اور تعاقب مین عنقا کے تشریف لیچلے یہان عنقا کا حال سنیے کہ عنقا بھاگتا بھاگتا
دروازۂ قلعۂ فولاد پر پہونچا اور قلعے کے نیچے سے باواز بلند کہنے لگا کہ یاردین عنقا حاکم دربند قران کوہ کا ہون
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے شکست فاش کھا کے بہزار سعی و جہد بھاگتا ہوا یہان تک پہونچا ہون دروازہ
قلعہ کا جلد کھولدو تاکہ مین اُن خداپرستون زبردستون کی تیغ و تیر سے جانبر ہون فولاد سخت کمان
جو حاکم دربند فولادیہ کا تھا اُسنے یہ گفتگو عنقا کی جو سنی تو قہقہہ مارکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہنے لگا کہ اس عیاری سے
تیری مجھے دریافت ہو گیا کہ تو عمرو عیار ہے کیا سبب کہ عنقا نے مجھے پہلے ہی لکھ بھیجا ہے کہ مین نے چتر میلون پر سے
اُٹھوا کے رستہ آمد و رفت کا مسدود کر دیا اور مین مع تمام فوج و سپاہ کے قلعے سے باہر نکلکر حمزہ کا سد راہ ہون
کیا تاب و طاقت حمزہ کی اور کیا مقدور لشکر اسلام کا جو میری طرف ایک قدم بڑھا سکے سو اب تو یہ کہتا ہے کہ اُس
قلعے کو اور اُس دربند قران کوہ کو جہان پرندہ پرواز کرکے نہین پہونچ سکتا دو ہی دن مین حمزہ نے چھین کر
تجھے شکست دے دی یہ محض جھوٹ ہے تو ہرگز عنقا نہین ہے عمرو عیار ہے مین تیری عیاریان ہزار دفعہ ایسی سن چکا ہون
تیرے فریب مین ہرگز نہ آؤنگا اور دروازہ نہ کھلیگا مگر آج اسی مضمون کی عرضی لکھکر خداوند ہجدہ ہزار ملک باختر
کو بھیجے دیتا ہون وہ خداوند عالم الغیب ہے جیسا حکم دے گا مین بجا لاؤنگا یہ عنقا نے نہایت عجز و انکسار سے کہا
کہ مین عمرو عیار نہین ہون واسطے خداوند لقا کے دروازہ جلد کھولدو اس گھبراہٹ اور بیتابی گفتگوے عنقا کے
فولاد سخت کمان کو اور زیادہ تر دغدغہ اور وسواس پیدا ہوا ناگاہ صحرا کی طرف سے ایک گرد نمایان ہوئی
عنقا نے جو اُس گرد کو دیکھا تو یہ سمجھکر کہ لاشک اور لاریب آمد فوج اسلام ہے چیخین مار کر کہنے لگا کہ اے ظالم
واسطے خداوند لقا کے جلد دروازہ قلعے کا کھولدو وہ دیکھو سامنے سے لشکر حمزہ عنقریب آپہونچا فولاد سخت کمان نے
کہا لبیں و دزدہا بیک گردن لک لک پاسبانان را دے زیادہ بیہودہ نہ بک ہمین یقین ہوا کہ تو سچ کہتا ہے او بدذات عیار
بیکار مصرع این را بکسے گو کہ ترا نشناسد ہے تو نے ایک روغن عیاری کا مُنھ پر ملکے عنقا کی شکل اپنا تمام لشکر
خداپرستون کا بپشت پردہ جواب نمودار ہوا ہے چھوڑ کر تھوڑی سی فوج حمزہ کی لیکر یہان اس فکر مین آیا ہے کہ
مجھے فریب دے کر قلعہ چھین لون اور قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہون سو مین تیرے ان مکر و فریبون مین بھی

نہین آؤنگا بہتر یہی ہو کہ اب جلد یہان سے چلا جا ورنہ مین ابھی لوگون سے حکم دے کر تجھے یہان سے سنگسار کرا دونگا
اور فولاد سخت کمان کے برہم ہو کر اس گفتگو کرنے سے وہ جو اور سردار مقربین مصاحبین جان نثار فولاد کے تھے
اُنھون نے کہا کہ او سودائی عیار تیری قضا شاید یہان لائی ہو اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہو تو جلد یہان سے بھاگ
تیری عیّاری مکاری تو یہان کچھ نہین چلیگی مگر ہم لوگ ذرا جنبش لب مین اپنے آقاے ولی نعمت فولاد سخت کمان کی
ایک ہی پتھر مین تیرا کام تمام کر دین اور یہ چند ملاح بند فوج وسپاہ کے تیرے ہمراہ آئے ہین انسے نوبت ہتھیار کی
تو در کنار کہان پہونچنے پائیگی ان سبھون کی ہمارے پاس تک دعا بھی نہین پہونچ سکتی پھر یہ ہمارا کیا کر سکتے ہین
ہان ہم سب یہان سے ابھی پتھر مارینگے کہ انھین سے ہزارون مارے جائین اور آخر سب عاجز ہو کے بھاگ
جائینگے اُسوقت عنقا مایوس ہو کر وہان سے پھرا اور اپنی فوج سے کہا کہ اب مین برضاے خداوند لقا دل سے کر آمادۂ
مرگ اور مہیاے قضا ہوتا ہون اور سواے لڑنے مرنے کے اور بھاگ کر کہان جاؤن اور یہ کہکر ایک میدان مین
آکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرا ہو کر منتظر آمد لشکر فیروزی اثر کا تھا اس عرصے مین امیر والا قدر عالی منزلت
بھی پہونچے اور ہرکارون نے خبر دی کہ دو روز عنقا مقہور یاوہ ہرزہ روز زیر قلعۂ فولادیہ کے ہرچند داد فریاد کی اور
چاہا کہ دروازہ قلعے کا کھولدین الا فولاد سخت کمان جو حاکم اس دربند قلعہ کا ہو اُسنے یہ کہکر کہ تو عنقا نہین ہو
عمرو عیار ہو عنقا کی صورت بنکے یہان آیا ہو اور چاہتا ہو اس فریب سے ہمارے قلعے مین دخل کر لے دروازۂ
قلعہ نہ کھولا بلکہ فولاد سخت کمان نے کہا کہ بہتر یہ ہو کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہم تجکو سنگسار کر کے مار ڈالینگے
یہ سنکے عنقا عاجز و ناچار ہوا اور قلعے سے الگ جا کے وہ سامنے میدان مین اپنی فوج کا پرا باندھے کھڑا ہو امیر حمزۂ
صاحبقران دوران نے یہ حال عنقا کا جو سنا تو متبسم ہو کے فرمایا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی صف آرائی ہو چنانچہ
حسب الحکام عظام امیر عالیمقام کے فوج اسلام صف آرا ہو کر آمادۂ رزم و جنگ کھڑی تھی ناگاہ از پردۂ بیابان گرد
برخاست تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ بادے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف
عروسان ہوا نے ماہ گردون کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے چالیس فیلان مست
جھومتے انکے سینہ و لوہ زنگار سے رنگے ہوئے اُنپر چالیس نوجوان خوبرو علمہاے زرنگار مرصع کا ہاتھون مین
لیے پرچم اُنکے ہوا سے پھرپھراتے ہوئے بڑے کروفر سے مسلح اور مکمل بیٹھے ہوئے فیلبان کجک مارتے اسطرف کو آتے ہین
بعد اُنکے شتری اور فیلی دمامے گرجتے ہوئے بعد از ان کچھ سانڈنی سوار سانڈنیون کو بطور مورنیون کے آراستہ
کیے سقرلاتی اور مخملی کارچوبی جھولین سانڈنیون کی پشت پر زنگ گنگا جمنی گردنون مین پڑے ہوئے جھم جھم
کرتی چلی آتی ہین اُنکے بعد بان بردار برچھی بردار اور سب جلوس ہو اور وہ ڈھائی سو حاجب دربان لیباد ال
مروہے چوبدار عصا بردار عصے سنہری روپہلی مخملی بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے تحفہ تحفہ گھوڑے اون کے
تلے وبائے چمکارتے کدکدائے اہتمام سواری کا کرتے ہوئے بعد از ان ایک جوان نقابدار زرین پوش زیر سایۂ
علم زرنگار ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار پر سوار اور گروہ پیش و چپ و راست اُسکے چالیس ہزار سوار دلیران
عرصۂ کارزار مسلح و مکمل دریاے آہن مین غوطہ مارے آکر اُسی میدان مین ایک طرف صف باندھ کر قائم ہوا ابھی
کچھ اُسکا حال منکشف نہین ہونے پایا کہ اس عرصے مین جانب دریاے زخار کچھ کشتیان نمایان ہوئین اور آگے
آگے ایک بجرے پر ایک نقابدار فیروزہ پوش بکمال شوکت و شان صدر جاہ و حشمت پر بیٹھا ہوا اور ان
کشتیون مین قریب پچاس ساٹھ ہزار شجاعان روزگار و دلاوران ہر دیار سپرین تلوارین گرز نیزہ اور خنجر تیرو کمان

پیادہ

وغیرہ سلاح بکڑے بیٹھے ہوئے لب دریا پہونچے اور بطرفۃ العین چہ بند ہوا کے وہ نقابدار فیروزہ پوش مع تمام اپنے لشکر کے کشتیون پر سے اُتر پڑا اور اپنے عیار کو براے ادراک حال کہ یہ تین لشکر جو یہان استادہ ہین کسکے ہین اور یہ کیا سوکہ در پیش ہی عیار نقابدار فیروزہ پوش کا آن واحد مین میدان رزم سے احوال دریافت کرکے گیا اور دست بستہ اُسنے عرض کیا کہ یہین ایک لشکر تو سلطان صاحبقران نامور کا ہی اور یہ دوسرا لشکر عنقا نامے حاکم دربند قران کوہ کا ہی اور تیسرا لشکر کوئی نقابدار زرین پوش ہی گو اسکا یہ کیفیت سنکے نقابدار فیروزہ پوش بھی اُسی میدان کی سمت چہارم آکر صف آرا ہوا جبکہ تیاری میدان کی بوجہ احسن ہو چکی اور کرکیت اور میدانی ہر جانب سے میدان مین نکلکر کیتی کرکے نکل گئے تب دیکھا کہ اولان اول نقابدار زرین پوش اپنی فوج سے مرکب چمکا کے باہر نکلا اور طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے پکارا شعر

بزور صف شکن گرم جہان را
زنم برہم زمین و آسمان را
منم صاحبقران حق پرستان
اگر رستم و گرا فراسیاب است
زبردستان بدستم زیردستان
زبیم حملۂ من در عذاب است

تینون لشکرون کے سردار نقابدار زرین پوش کی عظمت وجودت اور شوکت اور شان کو دیکھکر حیران اور ششدر رہ گئے کہ ایک مرتبہ نقابدار زرین پوش جانب لشکر عنقا مخاطب ہوکر مبارز طلب ہوا عنقا بھی ازبسکہ اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا تھا بیساختہ اپنی فوج سے نکلکر بمقابلہ نقابدار زرین پوش گیا اور تیغ آبدار کھینچکر بر سر زرین پوش حملہ ور ہوا نقابدار زرین پوش نے عنقا کی تلوار کو اپنی سپر پر گانٹھ کر بوقت برگشتن یہ کہکر بیت

تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ تیغ مارا عنقا نے جو دیکھا کہ ایک برق الامع میرے سر پر گرتی ہی عجب نہین کہ میرے خرمن ہستی کو جلادے گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور مرتے وقت بیفائدہ وہ کلنگ کا دھبا اپنے ماتھے پر لیا مگر وہ برق شمشیر چمک کر جو گری تو لگ کر سپر کو مثل قرص پنیر کاٹ کر خود اور دُبیغے کو تراش کر کاسۂ سر کو کاٹتی گلے اور جبڑے کو لیتی صراحی گردن مین مانند قطرۂ سیماب کے نہ ٹھہری چہلتہ اور زرہ اور صندلا اوپر کا قلم کرکے ناف کے تلے جا اُتری اور قاش زین کو کاٹ کر پشت پر مرکب کی پڑی زیر تنگ جا نکلی اور لاش عنقا مع مرکب چار پر کالے ہوکر خاک و خون مین پھڑکنے لگی یہ بُرش تیغ اور زور دست حق پرست نقابدار زرین پوش کا دیکھکر لشکر اسلام سے ایک شور تحسین و آفرین کا اُٹھا اور نقابدار مع اپنے دلیران نامدار کے فوج کفار پر جا پڑا اور شمشیر زنی اور کفار کشی کرکے ایک آن واحد مین فوج و سپاہ عنقا کو شکست فاش دی اور تمام کفار ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت سی الامان الامان پکار کے مشرف باسلام ہوئے بعد ازان نقابدار زرین پوش نے اپنے لشکر مین شادیانے فتح کے بجوا دیئے اور میدان مصاف سے مراجعت کرکے وہین ایک سمت اپنی بارگاہ اور فوج و سپاہ کے خیمہ و خرگاہ استادہ کرادیئے اور مع اپنے تمام سرداران مقربین اور مصاحبین بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ناچ دیکھنے لگا بعد اسکے نقابدار فیروزہ پوش بھی مع اپنے لشکر کے میدان رزم سے پھرا اور وہ بھی ایک جانب مع اپنی فوج و سپاہ کے خیمہ استادہ کراکے فروکش ہوا سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع لشکر فیروزی اثر اور تمام سرداران فوج اسلام وہین زیر قلعہ دربند فولادیہ بارگاہ سلیمانی استادہ کرا کے اور خیمے ڈیرے اور راوٹیان قلندریان بیچوبے چوبے گنڈے بنگلے بارہ دریان بال نگرے سرداران لشکر اسلام کے استادہ ہو گئے امیر والا توقیر اپنی بارگاہ سلیمانی مین جسوقت کہ دنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ جی ذرا تم تکلیف کرکے نقابدار زرین پوش کے لشکر مین جاؤ اور خبر تو لاؤ کہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا حمزہ وہ شعر جو شیخ سعدی شیرازی نے گلستان مین لکھا ہی آج مجھے معلوم ہوا کہ سچ کہا ہی شعر بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست

بس جان بلب آمد کہ بردکس نگریست ٭ مین کیا حال اپنا تیرے روبرو بیان کردن صاحبقران دوران نے فرمایا کہ خواجہ سلامت
تمھارے بیان کرنے کی احتیاج نہین ہی تم صاف صاف جو کچھ کہو مین تمھاری توضیع کردن مگر جانا تمکو ضرور ہوگا
عمرو نے کہا یہ بات غیر ممکن ہی مین کبھی نقابدار کے لشکر مین نہ جاؤنگا کسلیے کہ جہان انسان نے برقع بیحیائی کا اپنے
منہ پر ڈال لیا پھر اسکو کسیا شرافت کی عزت و آبرو کا خیال نہین رہتا اگر تو لاکھ روپیہ مجکو دیگا تب بھی مین نہ جاؤنگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ
ایک مرتبہ تم جاکے ہو آؤ اگر اُسکا کچھ حال معلوم ہو تو آکر کہدینا ورنہ تمسے کچھ اس بات مین شکایت نہین عمرو نے کہا حاشا مجھے لشکر مین نقابدار
کے جانے کی توقع نہ رکھو میرا وہان جانا بیکار ہی صاحبقران دوران نے شاہ صفا ترک خزانچی سے اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان
عمرو کو دو شاہ صفا نے پکار کے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آداب بجا لاؤ پانچ ہزار زر سرخ سرکار سے تمکو مرحمت ہوئے ہین عمرو نے
پانچ ہزار اشرفی کا جو نام سنا تو منہ مین پانی بھر آیا اور بیساختہ دوڑ کر وہ اشرفیان شاہ صفا سے لیکر زنبیل کین اور سلطان
والاشان سے عرض کی کہ حمزہ مین تیرا بندہ بے درم اور مطیع و فرمانبردار ہون جس کام کو تو حکم کرے گا مجھے اُسمین عذر
نہین اور علاوہ ازین تجھسا قدردان عالی ہمت ولی نعمت ابر فیض دریا نوال مجھے کہان ملیگا شعر صدف نے کھول کے
منہ ابر سے گہر مانگے ٭ ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند ٭ تیری خوشنودی خاطر مجھے بجان و دل منظور ہی بسم اللہ مین ابھی
نقابدار کے خیمے مین جاتا ہون لیکن حمزہ یہ بات خلاف اپنی راے ناقص کے ہی اُن برقع پوش نقابدارون کا مقدمہ
بہت نازک ہی مجھے تو یقین نہین کہ نقابدار زرین پوش کا حال منکشف ہو امیر باتوقیر نے فرمایا کہ جہان تک جسطرح
تمسے ہو سکے دریافت کرنا آیندہ اگر معلوم ہو تو چلے آنا سمجھ لیا جائیگا غرض یہ کہ عمرو بہر کیف حسب الحکم سلطان
باکرم کے بارگاہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور لشکر اسلام سے الگ جاکر اپنی ہیئت تبدیل کی یعنے عمرو نے رنگ روغن
عیاری کا منہ پر مل کے بصورت مینواے آزاد ڈاڑھی موچھون کا صفایا کیا قشقہ آزادی ماتھے پر کھینچ ایک تسمہ
چمڑے کا کمر سے باندھے شنگرفی تہمد اور لنگوٹ کھینچے تسبیحین دونون کانون مین ڈالے ایک چھڑی اور رومال ہاتھ مین
لیے حق موجود ہی کہتا ہوا لشکر زرین پوش مین سیر کنان کوڑی کوڑی ہر ایک دوکاندار سے مانگتا قریب بارگاہ نقابدار
زرین پوش کے جا پہونچا حسب اتفاق اُسی وقت نقابدار بھی کہین اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے اپنے لشکر کو ملاحظہ
کر رہا تھا شاہ عیاران عیار نے نقابدار کو دیکھکر کہا کہ کیون او برقع پوش کچھ فقیرون سے بھی واحد شاہد ہوتا ہی
ایکبار نقابدار نے یہ صدا سنکے اپنے لوگون سے اشارہ کیا کہ ان شاہ صاحب کو ایک توڑہ دو خواص نقابدار
دوڑکر خزانچی سے توڑہ لاے نقابدار نے وہ توڑہ اپنے ہاتھ سے عمرو کو دے کر کہا کہ شاہ صاحب بسم اللہ یہ حاضر ہی
قبول کیجیے عمرو نے یہ کہکے بابا خوش رہ معبود تیرا بھلا کرے جو نہین ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ توڑا روپیہ کالے ایک مرتبہ نقابدار نے
جلدی سے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا باش اے عیاربان زادے کیا خوب بے سعی اور تلاش تو میرے ہاتھ آگیا پھر ہر چند
عمرو نے بہت سی بنین بنین کی کہ حاشا مین عمرو نہین ہون نقابدار زرین پوش نے مطلق خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ
عمرو کو باندھکر عیارون کے حوالے کیا اور بتاکید تمام کہدیا کہ خبردار اسکو لحظہ بھر اپنی آنکھ سے اوجھل نہ کرنا اور کسی
وقت اسکی غداری اور مکاری سے غافل نہ رہنا عمرو قواب عاجز اور مجبور مطلق ہوکر وہان قید ہوا مگر یہ خبر تمام
لشکر مین ہوئی کہ عمرو عیار حمزہ نامدار لشکر نقابدار مین بتہیہ عیاری آیا تھا نقابدار زرین پوش نے کس خوبی کے
بسہولت اُسکو پکڑ کر مقید کیا ہی شدہ شدہ یہ خبر لشکر فیروزی اثر مین پہونچی اور راسیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کے
بھی گوشزد ہوئی کہ نقابدار زرین پوش نے ہمارے باپ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کرلیا ہی
یہ دونون یعنے اسیہ اور سیارہ بتہیہ رہائی شاہ عیاران عیار بہیئت عیاری نقابدار زرین پوش کے لشکر مین آئے

اور بعد ہجوسے بسیار انکو معلوم ہوا کہ نقابدار نے عمرو کو اپنی خوابگاہ مین اپنے پلنگ کے برابر قید کیا ہے تب امیہ اور سیارہ
اپنی صورتین فراشون کی بنا کے کوئی آدھی رات کے عمل مین اندرون بارگاہ نقابدار پہونچے تو دیکھا کہ نقابدار غافل
خواب راحت مین ہے اور نفیر خواب بلند ہے امیہ اور سیارہ نے وہ جو دو چار خواص خدمتگار چھپرکھٹ کے داہنے یا چوکی کے
پہرے پر بیٹھے تھے انکو دو دو چار چار پھول خوشبودار کہ اُنپر بیہوشی لگی ہوئی تھی بطور تحفہ دے دے کر سنگھا دیے وہ سب
اُن پھولون کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اُسوقت جہان عمرو پابجولان بیٹھا تھا امیہ اور سیارہ نے آکر چاہا کہ عمرو کی بیڑیان
اور ہتھکڑیون کی کیلین کاٹ کر قید سے نجات دین یکایک نقابدار کی آنکھ جو کھل گئی تو اُسنے دیکھا کہ تمام چراغ اور قندیلون
اور کنول اور دیوالگیریون کی شمعین گل ہین اور چارطرف بارگاہ مین اسقدر تاریکی ہے کہ کوئی شے بخوبی معلوم نہین ہوتی
گھبرا کے عمرو جہان قید تھا اُسطرف جو بغور دیکھا تو دو سیاہ پوش کھڑے ہوے عمرو کی قید کاٹ رہے ہین نقابدار
زرین پوش بسہولت تمام اپنے پلنگ سے اُتر کے مانند رفتار مور آہستہ آہستہ جا کے امیہ بن عمرو اور سیارہ
بن عمرو کی پشت پر پہونچا اور ابھی تک اُن دونون کو مطلق نقابدار کے بیدار ہو کر آنے کی خبر نہین ہوئی تھی کہ یکایک اُس
نقابدار زرین پوش نے اُسی تاریکی مین بچشمی تمام امیہ اور سیارہ دونون کے کمربند پکڑ کے اُٹھا لیا اور دونون کی مشکین
باندھکر اپنے نوکرون کو آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے خواص خدمتگار جو دو چار اندرون بارگاہ پھول بیہوشی آغشتہ
سونگھ کے غافل پڑے تھے اُنھون نے تو جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ جو جوان پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے گھبرا کر کہا حاضر
اور اُس پہرے والے نے اور لوگون کو جگا کے اندرون بارگاہ بھیجا نقابدار نے کہا روشنی طلب کرو حسب الحکم اُسی وقت
باہر چوکی خانہ مین مشعلچی اور شماعی حاضر تھے سب اندر پہونچے اور روشنی کر کے دیکھا کہ نقابدار دو سیاہ پوشون کو پکڑے
چہل قدمی کر رہا ہے اس عرصے مین ہوا جو ٹھنڈی ٹھنڈی وزان ہوئی تو وہ خواص خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے وہ بھی
چونک چونک کر اُٹھے اور بیہوشی اُنکی اُتر گئی اُسوقت نقابدار نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی جانب
مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ سلامت اب پھر کبھی اپنی ہیئت تبدیل کر کے بتہیۂ عیاری یہان تشریف نہ لانا اور جو آنا منظور ہو تو
اپنی صورت اصلی سے جب چاہنا تب بیخوف و خطر چلے آنا آیندہ آپ کو اختیار ہے اگر اتنا یاد رکھیے گا فراموش نہ کیجیے گا
اسکے خلاف پھر کوئی بات وقوع مین آئیگی یا آپ بشکل عیاری آئیے گا تو بلا تامل مارے جائیے گا اب تو مین تمکو چھوڑے
دیتا ہون یہ کہکر عمرو کو قید سے چھوڑ دیا اور کئی صندوق کیسہ ہاے سیم و زر اور لعل و گوہر وغیرہ جواہر بیش بہا کے
عمرو کو مرحمت کیے اور کہا کہ میری طرف سے بخدمت سلطان والا قدر عالیمنزلت امیر حمزہ صاحبقران بعد سلام
نیاز عرض کرنا کہ زرین پوش عبودیت کوش نہایت مشتاق ہے کہ میرے اور امیر کشور گیر کے ایک مرتبہ امتحان زور
ہو جائے یہ کہکر عمرو کو رخصت کیا اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو نجات دے کر عمرو کے ہمراہ کر دیا عمرو نے
تھوڑی دور جا کے بعد ادائے شکران نعمت بہت سی تعریف سخاوت و عالی ہمتی کی کر کے نقابدار سے پوچھا کہ اے رشک
صد حاتم فیاض عالم تیرا نام کیا ہے تو وہ اسم ورد زبان کر کے اوصاف تیری جوانمردی اور کریمی کے بیان کیا کرون
اور تا قید حیات اطراف عالم مین تیرا مداح ہون نقابدار نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ میرا نام نقابدار زرین پوش
مشہور ہے عمرو نے کہا کہ یہ تو برحق اور بجا ہے مگر اصلی نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے کہا شاہ عیاران عیار تقریر فضول کے
طول دینے سے کیا حصول مختصر اپنا مطلب بیان کیجے عمرو نے کہا میرا مطلب دلی فقط اتنا ہے کہ عمر بھر تیرے
نام کا مداح رہونگا نقابدار نے کہا تو یہی کافی ہے کہ نقابدار زرین پوش میرا نام کہتے پھریے عمرو نے کہا کہ
خیر اگر آپ اپنا نام نہین بتلاتے تو اول کا حرف اپنے اسم اطہر کا مجھے بتلا دیجیے کہ مین سمجھ لونگا کہ اسکو پڑھا کرونگا

نقابدار نے کہا کہ بس زیادہ گفتگو بیفائدہ ہی انشاء اللہ تعالی اگر سلطان صاحبقران جس روز سر میدان برآمد ہونگے
مین اپنا نام اور نشان آپ کو بتلا دونگا عمرو لاعلاج اور مجبور ہو کر آسیہ اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی مین
حضور سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آیا اور اپنا سارا حال اور آسیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی عیاری کا
مقدمہ اور نقابدار کے ہاتھ گرفتار ہو جانا اور پیام نقابدار کا مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا صاحبقران دوران نے
فرمایا بہتر ہی یہ تو گویا نقابدار زرین پوش نے ہمارے دل کی بات کہی اگر فضل الہی شامل ہی تو کل ہم خوشنودی ہماری نقابدار
کی کر دینگے اب خواجہ تم ذرا نقابدار فیروزہ پوش کی بھی خبر لے آؤ کہ یہ کون صاحب ہین اور انکو کیا منظور ہی عمرو نے
بطمع زر کہ جسطرح نقابدار زرین پوش سے حاصل ہوا فیروزہ پوش سے بھی کچھ وصول ہو رہے گا اور ڈر خوف تو بھی جابر ہر
اگر ہی پس و پیش کرین تو پھر کوئی کام دنیا کا نہو سعدی کہتا ہی **بیت** بدریا در منافع بیشمار است ✤
اگر خواہی سلامت بر کنار است ✤ حمزہ پر احسان کیجیے اور نقابدار فیروزہ پوش سے بھی جو کچھ کہ ہاتھ آجائے لیجیے
سلطان صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اسقدر تو مین نے جان فشانی اور ریاض کیا اور ذلت قید کی اُٹھائے مگر ابھی تک
تجھکو خیال ہی کہ وہ پانچ ہزار اشرفیان مین نے عمرو کو عطا فرمائی ہین کچھ اور خدمت اور کام اس سے لیا چاہیے سو مجھے
کچھ عذر نہین تیری اطاعت اور خوشنودی منظور ہی ضیناً بالقضا جاتا ہون امیر والا توقیر نے فرمایا کہ ای طماع غلط گو
لاحول ولا قوۃ یہ کیا تو نالائق گفتگو کرتا ہی وہ اشرفیان کیا بلا ہین مین نے تو فقط اس نظر سے کہ سوائے تیرے
کوئی ایسا دوست و دلسوز میرا نہین جو ایسے معاملات مین جا کر میرا اطمینان خاطر کر دے گا تجھسے کہا ہی اور پھر جا جا
جا کر اور پانچ ہزار اشرفیان خزانہ عامرہ سے لے یہ فرما کے شاہ صفا ترک سے اشارہ کیا کہ صاحب پانچ تھیلیان
زر سرخ کی اور عمرو کو دو بارے عمرو دعائین دیتا مدح و ثنا امیر باکرم کی کرتا پانچ توڑے اشرفیون کے لیکر تدر زنبیل کیے
اور نقابدار فیروزہ پوش کے لشکر مین جا کے بصورت اصلی اندرون بارگاہ قدم زن ہوا نقابدار فیروزہ پوش نے
جونہین عمرو کو دیکھا بیساختہ دنگل پر سے اُٹھکر عمرو کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز و تکریم سے عمرو کو برابر اپنے بٹھلایا اور
بہت سا جواہر بیش بہا عمرو کی تواضع کیا اور بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آج آپ کا میرے کلبۂ احزان پر تشریف لانا
کیونکر ہوا عمرو نے کہا ای نقابدار فیروزہ پوش شہرہ تیری عالی ہمتی اور دریا دلی کا اطراف جہان مین سنکر میرا
جی چاہا کہ ایسے کریم اور جواد کو دیکھ لینا مقتضیات اور از جملہ واجبات ہی فقط تیرے دیکھنے کو مین یہان چلا آیا ہون نقابدار نے
کہا الطاف اور نوازش آپ کی ہی ورنہ مین کس لائق ہون اب مین ایک بات کا امیدوار ہون کہ آپ سلطان
صاحبقران سے اتنا پیام میرا کہدیجیے گا کہ مجھے کچھ کسی طرح کا مباحثہ حضور سے اور کسی سے نہین ہی فقط مجھکو دعوی
امتحان شجاعت سرداران دست راست سے ہی اور مجھے منظور ہی کہ مین دنگل رستم اُس سے لیکر اپنے قبضہ تصرف
مین لاؤن عمرو نے کہا بہت خوب مین ابھی جا کے یہ پیام تیرا حمزہ سے کہدونگا اور یہ کہکے عمرو نقابدار فیروزہ پوش سے
رخصت ہوا اور بخدمت سلطان عالیمنزلت آکر سارا حال بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا جو کچھ ہوگا
دیکھ لیا جائیگا القصہ جبکہ دن گذر گیا شب کے وقت نقابدار فیروزہ پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا
اور یہ خبر سنکے امیر والا توقیر نے بھی فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے
حسب الحکم عظام امیر عالیمقام کے لشکر اسلام مین طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی
روز دوم صبح کو سلطان عالیمقام ہمراہ بادشاہ اسلام مع لشکر فیروزی اثر ایک سمت آکر صف آرا ہوئے
دوسری طرف نقابدار زرین پوش مع اپنی فوج و سپاہ کے میدان مین آکر قائم ہوا تیسری جانب نقابدار فیروزہ پوش

میدان مین آکر اپنے لشکر کی صف آرائی کر کے قیام پذیر ہوا بس جبکہ تینون لشکر بخوبی تمام آراستہ ہو چکے تب نقابدار زرین پوش مرکب کو چمکا کے اپنی صف سے میدان مین نکلا اور سرزیاد دکھلا کے نعرہ زن ہوا کہ یا سلطان صاحبقران مجھے استدعا ہے امتحان زور آپ سے ہو بس ابھی یہ کلام نقابدار زرین پوش کے مُنھ سے ناتمام تھا کہ امیر عالیمقام عنان اشہب تیز گام اشقر دیوزاد بسمت میدان رزم منعطف کر کے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اجازت طلب ہوئے اور حضرت ظل اللہ بادشاہ اسلام سے موافق دستور قدیم رخصت لیکر نقابدار زرین پوش سے ہمتگاور ہوئے اور جسطرح کہ میدانداری سلطان بالرم کی مشہور اور معروف تھی اُسی صورت سے نقابدار زرین پوش کے ساتھ وقوع مین آئی اور تین شبانہ روز زور کشتی کا نمابین نقابدار زرین پوش اور امیر حمزۂ صاحبقران کے رہا روز چہارم بزور اولین سلطان عالیمقدار نے نقابدار زرین پوش کو زیر کیا اُسوقت نقابدار نے سر اپنا اقدام عالی پر سلطان عالیمقام کے رکھکر نقاب اپنے مُنھ سے اُٹھایا امیر والا توقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ کہ ابھی تک سبزۂ گل رخسار پر نمودار نہین ہوا مانند مہر درخشان یا ماہ تابان خال سبز رنگ اور رگ ہاشمی چہرۂ پر نور پر اُسکے لمعان امیر کشور جہانستان حمزۂ صاحبقران اُس نوجوان کے حسن و شباب کو دیکھکر اپنے جی مین نہایت حیران ہو کر پریشان حال ہوے کہ ای بہادر اپنا نام و نسب بیان کر تا کہ مجھے طمانیت ہو اُسنے عرض کیا کہ یا امیر والا توقیر یہ غلام فرزند آپ کا بہرام بردعی کی بہن کے بطن سے پیدا ہوا اور ہاشم تیغ زن معروف ہی سلطان امیر حمزۂ صاحبقران نے اپنے فرزند جگر پیوند کو دیکھکے نہایت شادان اور خندان ہو کر چھاتی سے لگا لیا اور زر نثار کرتے بارگاہ سلیمانی مین لائے اور فرمایا کہ ای فرزند تو دست راست بیٹھے گا یا دست چپ ہاشم تیغزن نے عرض کی کہ فدوی کو دست چپ اجازت ہو سلطان والا رتبت نے دست چپ زبردست شاہزادۂ ملک قاسم عالیشان شاہزادۂ ہاشم تیغزن کو دنگل بیٹھنے کو مرحمت کیا تمام سرداران لشکر اور بادشاہ اسلام نے امیر عالیمقام کو مبارکباد دی اور سلطان والا رتبت نے محفل رقص و سرود کی واسطے اپنے فرزند دلبند ہاشم تیغزن کے آراستہ کی غرض یہان تو تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ ہو رہی ہی اب انکو تو اسی عیش و نشاط مین رہنے دیجیے جبتک حال نقابدار فیروزہ پوش کا سنیے کہ نقابدار فیروزہ پوش نے وقت شب اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر سلطان والا قدر نے سنکے حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان عالیمقام کے یہان لشکر اسلام مین بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی اور تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین نکلے اور نقیبون نے یمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول چودھون صفین باہمہین آراستہ و پیراستہ کردین سقے آبپاشی کر کے گرد و غبار کو فرو کر گئے کڑکیت کڑکیتی کر کے نکلگئے اُسوقت دیکھا کہ نقابدار فیروزہ پوش اپنے مرکب کو جولان کر کے میدان مین نکلا اور ناف میدان مین قائم ہو کر پکارا مجھے کچھ حمزۂ صاحبقران نامدار اور کسی دست چپ سردار سے سروکار نہین مجھے فقط دستار اسی سرداران بارگاہ نشین سے دعوی امتحان زور اور شجاعت کا ہی سپہ سالاران اور سرداران دست راست سے جسکا جی چاہے وہ بمقابلہ میرے آئے ساتھ نقابدار کی آواز کے دیکھا صف راست سے ورقائے زنجیر خوار نے اپنے رہوار کو نکالا اور روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آکر آداب بجالایا اور اجازت لیکر بمقابلۂ نقابدار فیروزہ پوش گیا بعد جنگ نیزہ و عمود نقابدار نے تلوار ورقائے زنجیر خوار کی سپر پر گانٹھ بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ ورقائے زنجیر خوار کے کاسۂ سر سے تا ڈاڑھ ابرو ایک زخم کاری آیا اور اسی صورت سے چالیس سرداران لشکر اسلام کو تا شام زخمدار کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی

بارگاہ کی طرف مع لشکر روانہ ہوا سلطان صاحبقران بھی وعدہ گاہ مصاف سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی مین
داخل ہوے اور سردارون کے جراحت کے علاج و معالجے اور بخیہ کرنے کا حکم دیا اس عرصے مین پھر لشکر نقابدار
فیروزہ پوش سے آواز طبل جنگ کی بلند ہوئی اور حسب الحکم عظام امیر عالیمقام کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا روز دوم
صبح کو بدستور طرفین فوجین نکلکر میدان مین صف آرا ہوئین اور نقابدار فیروزہ پوش بطریق روزا وین سر میدان
نکلکر مبارز طلب ہوا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے چاہا کہ آپ نکلکر نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرے
ناگاہ دیکھا کہ فضل بن گیاہور خون آشام اپنا اسپ تیز گام کو صف لشکر سے چمکا کر میدان مین نکلکر بادشاہ اسلام سے
اجازت میدان لیکر نقابدار فیروزہ پوش کے قریب جا کے ہمتنگا ور ہوا اور بسبب قاعدہ مستمرہ سلطان صاحبقران
نامدار ہمیں بات پر بحث اور تکرار شروع ہوئی کہ فضل بن گیاہور خون آشام سوال کرتا تھا کہ نقابدار پہلے حربہ
تو کرا ور نقابدار فیروزہ پوش جواب دیتا تھا کہ نہین مین پیشدستی نہین کرنے کا پہلے تو ضرب اپنی کرلے بعد اسکے
جو کچھ مجھسے ہوسکے کرونگا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اگر دو اہل اسلام ہون اور انہین معرکہ جنگ درپیش ہو
تو پھر پیشدستی مین کچھ مباحثہ نہ کرنا چاہیے آپسمین نیزہ بازی شروع ہوگئی اور دونون دلاور یعنی فضل بن گیاہور
خون آشام اور نقابدار فیروزہ پوش اس چمک دمک سے جنگ نیزہ مین مصروف تھے کہ دونون لشکرون سے
شور تحسین و آفرین اور صدائے احسنت احسنت اور مرحبا صد مرحبا بلند تھی ایکبار نقابدار نے نیزہ فضل بن
گیاہور کا ہوائی کردیا اور فضل بن گیاہور خون آشام نے نیزہ اپنے ہاتھ سے نکلتا دیکھکر حالت غیظ مین
گرز پر ہاتھ ڈالا اسطرف نقابدار نے بھی گرز اپنا اٹھا کر ضرب گرز فضل کو روکا اور بعد اسکے ایک ضرب اپنے گرز کی
بر سر فضل کی فضل نے ہر چند کہ ضرب کو اپنے گرز پر روکا مگر ایسا صدمہ پہونچا کہ پلک سے پلک جھپک گئی تھی چھٹی کا دودھ
زبان پر یاد آگیا تھا گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی خانہ زین سے بجستی تمام جست کر کے زمین پر آگیا پیادہ کھڑا تھا لیکن دونون
ہاتھ مثل ستون قائم تھے مطلق لغزش اور خم نہ تھا نقابدار فیروزہ پوش فضل کو پیادہ دیکھکر آپ بھی گھوڑے پر سے
کود پڑا اور دونون مین کشتی شروع ہوئی تین شبانہ روز باہم زور کشش کا رہا امیر والا توقیر بغور تمام ملاحظہ فرما رہے تھے
کہ نقابدار ہر مقام پر یکساں چستی سے اور فضل اب بیچارگی سے کشتی لڑتا ہے ایک مرتبہ نقابدار فیروزہ پوش نے
فضل کو اپنے آگے کھینچکر وہ جھڑ ماری کہ فضل دو زانو نیچے نقابدار کے بیٹھ گیا نقابدار چاہتا تھا کہ کمر زنجیر فضل بن
گیاہور خون آشام کی پکڑ کے اٹھالے کہ دفعتہً فضل جو تڑپ کر نکلنے لگا عین ہاتھ فضل کا نقاب پر جا پڑا اور بند
نقاب کا ٹوٹ گیا نقاب چہرے سے نقابدار کے گر پڑی اور بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام اور تمام سرداران اور
شاہ و شہریارزادون نے دیکھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ عمرو بن رستم نامدار چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قائم کا ہے حمزہ صاحبقران نے شادان ہوکر اشقر کو تیز گام کیا اور میدان مین جا کر جلدی سے شاہزادہ عمرو
بن رستم کو اپنے سینے سے لگا لیا اور میدان جنگ سے شادیانے بجواتے عمرو بن رستم کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی مین
تشریف فرما ہوے اور دست چپ زیر دست ملک قاسم برابر ہاشم تیغ زن کے عمرو بن رستم کو بھی دنگل مرحمت کیا
اور تین مہینے کامل شاہزادہ عجیل ماہرو اپنے بھائی اور شاہزادہ ہاشم تیغ زن اپنے فرزند اور شاہزادہ عمرو بن رستم
اپنے پوتے کے آنے کی خوشی جشن نشاط اور محفل انبساط مین مصروف رہے اور تہیہ جنگ کا قلعہ فولادیہ کی نہ کیا
بعد ازان ایک روز سلطان عالیمقام مع تمام شاہزادگان ذوالاحترام اور سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر واسطے تماشائے
دربند فولادیہ کے تشریف لے گئے تو دیکھا عجب طرح کا دربند ہے کہ سات طرف اسکے سات دریائے زخار تا ملک باختر

موجزن اور روان ہین اور ایک بہت بڑے پہاڑ فلک فرسا پر قلعہ تعمیر کیا ہی غرض سلطان صاحبقران نے اُس قلعہ دربند فولادیہ کو دیکھکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین دنگل نادعنبر پرشکن ہوکر جام کلہ عفریت کو شربت سے بہر کیا اور برابر اپنے دنگل کے رکھکے وہ جو پانچ ہزار پانچ سو چین سرداران بارگاہ تھے اُنکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے دلیران لشکر اسلام تم مین سے ایسا بھی کوئی بہادر ہو کہ اس دربند کو فتح کرنے کا اپنا ذمہ کرکے یہ جام نوش کرے تاکہ مین پھر یہان سے سمت سبائل کوچ کر جاؤن کسلیے کہ یہان اس سرزمین مین اسقدر وسعت اور گنجایش نہین ہی کہ جہان میرا لشکر آرام پائے اور بخوبی رہے اگر کوئی صاحب اقرار کرین تو کیا مضائقہ مین یہان سے کوچ کرکے جہان کوئی سرزمین اور میدان وسیع قابل لشکر کے فرد کش ہونے کی دیکھون وہان جاکے چندے قیام پذیر ہون ابھی امیر والا توقیر یہی فرما رہے ہین ایک مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ یا سلطان والا شان اس دربند کے سخر کرلینے کا مین ذمہ کرتا ہون اور یہ کہکر شاہزادۂ بدیع الزمان سلطان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوا اور امیر با توقیر نے شاہزادۂ عالم کو واسطے فتح کرنے دربند فولادیہ کے رخصت کرکے وہان سے کوچ کیا اور مع لشکر اسلام اُس دربند فولادیہ سے بیس فرسنگ آگے جاکے ایک میدان وسیع الفزا مین فروکش ہوئے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے مع تمام سرداران بارگاہ نشین جشن نشاط مین مصروف ہوگئے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الزمان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان امیر والا توقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنے سرداران ضیغم شکار اور دلیران عرصہ کارزار زیر دیوار دربند فولادیہ پہونچا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر باواز بلند کہا کہ اے فرقۂ کفار تیرہ روزگار تم مین سے اگر کوئی دعویٰ شجاعت رکھتا ہو وہ بہادر قلعے سے باہر مردانہ وار آمادۂ رزم و پیکار نکلکر مجھسے مقابلہ کرے بس جونہین یہ نعرہ اور آواز شاہزادۂ بدیع الزمان کی فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان کہ دونون حاکم اُس دربند تھے اُنھون نے سنی اور دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران مع تمام لشکر اسلام تو یہان سے کوچ کرگئے اکیلا شاہزادۂ بدیع الزمان تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر آیا ہی وہ دونون بھی اپنا لشکر ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلے اور خیمے ڈیرے میدان مین استادہ کراکے فرد کش ہوئے اور شب کے وقت طبل جنگ بجواکے تیاری میدان مین مصروف ہوئے روز دوم صبح کو میدان مین آکر اپنی فوج کی صف آرائی کی اُدھر سے شاہزادۂ رستم شکوہ انجم گروہ بدیع الزمان بھی میدان مین صف آرا ہو یہان طول دینا فضول ہی مختصر یہ کہ فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونون سر میدان ہنگام حرب و ضرب شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر از راہ ترس و خوف جان مسلمان ہوکے اور بمکر و فریب بڑے عجز و الحاح سے شاہزادۂ عالم کو بتقریب دعوت اندرون قلعہ لیجا کر طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے اور محفل رقص و سرود کی قرار دی رات کو کھانے اور شراب مین بیہوشی ملاکر شاہزادۂ عالم کو بیہوش کیا اور اُسوقت آہنگرون کو طلب کرکے حالت غفلت مین اُس والا مرتبت کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانوئن مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر بغل مین حنار وار لٹو ڈلوا دیے جب وہ شب آخر ہوئی روز دوم صبح کے وقت ہومان سخت کمان مع پچاس ہزار سوار کفار سلاح بند شاہزادۂ بدیع الزمان کو اعرابیے پر بٹھلاکے سمت سبائل بخدمت لقاے مشرک خدا لیچلا اور بعد طی مراحل و قطع منازل کوچ در کوچ جبکہ قریب دربند سرکن کے پہونچا اُس دربند کا حاکم طور سرکن تھا وہ یہ خبر سنکے ہومان سخت کمان کی ملاقات کو آیا اور شاہزادۂ ناسور کو دیکھکر کچھ کلمات سخت اور درشت زبان پر لایا بعد اسکے کہنے لگا کہ اے بدیع الزمان خداوند لقا کو سجدہ کر کہ باعث نجات کا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہم لوگ

خداپرست اُس گبرغیور خرس بادیۂ ضلالت خوک بیکر تمھارے خداوندا اور اُسکے پرستارون پر لعن کرتے ہین طور سرکش یہ
گفتگوے بیباکانہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا ہومان سخت کمان نے کہا ای طورہ سرکش کیا تو نے یہ بات نہین سنی ہی
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید اب یہان اس سے کچھ مباحثہ کرنا مناسب نہین ہی اسکو بحضور
خداء ندلیے جاتا ہون وہ مالک ہی جیسا اُسکی مشیت مین ہوگا وہ اِسکے حق مین کریگا یہ کہکر ہومان سخت کمان
شاہزادۂ بدیع الزمان کو وہان سے لیکر دربند جوزاکوہ مین اور جوزاکوہ سے دربند طاؤسیہ مین پہونچا کہ وہ دربند
متعلق ہی بہیر خارکن سے چنانچہ بہیر خارکن نے جسوقت سنا کہ ہومان سخت کمان بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار
کرکے خداوند کے پاس لیے جاتا ہی اہران لعل کلاہ اور مہران لعل کلاہ اپنے دونون بیٹون سے کہا کہ تم دونون بطریق
استقبال جاکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو کھانا کھلواؤ اور شراب پلاؤ اور ہر بات مین پاس اور لحاظ اُس شاہزادۂ
عرش مرتبت کے رتبے اور مرتبے کا رکھنا خلاف ادب کوئی بات نہ کرنا حسب الحکم اپنے باپ بہیر خارکن کے دونون بیٹے اُسکے
واسطے استقبال کے گئے اور بڑے اعزاز اور احترام سے تحفہ تحفہ کھانا اور اقسام اقسام طرح کی شراب ہمراہ لیجا کر شاہزادۂ عالم کو
کھانا کھلوا اور شراب پلا کے رخصت ہوئے ہومان سخت کمان وہان سے شاہزادۂ عالیشان کو لیکر صحراے مشکبار مین
پہونچا اور وہان سے ایک عرضی بدینمضمون کہ مین بدیع الزمان پسر حمزہ کو اپنے دربند فولاد سے مردانہ وار گرفتار کرکے لایا
ہون اب جیسا حکم صادر ہو مطابق اُسکے بجالاؤن لکھکر ایک سوار کے ہاتھ یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس
بھیجدی یاقوت شاہ نے جو یہ خبر سنی تو نہایت خوش ہوکر قیطول پر گیا اور جو نہین یاقوت شاہ نے اُسپر قدم رکھا
کہ اُس کل کے کھٹکے سے بیساختہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندۂ قدرت من چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی
کہ ہومان سخت کمان حاکم دربند فولاد یہ بدیع الزمان پسر حمزہ کو جسنے ملک سجان مین بہر کنجاب پیغمبر مرسل ستائیس
شبخون مارے تھے اور باعث زوال دولت اور بربادی خانمان پیغمبر مرسل کا ہوا تھا اسکو گرفتار کرکے لایا ہی لقاے
مشرک خدانے جو یہ سنا تو نہایت خوش ہوکر کہا کہ سرداران باخبر سب باتفاق باہم استقبال کرکے پسر حمزہ کو باعزاز و احترام
بارگاہ خداوندی مین لائین حسب الحکم لقا کے بڑے بڑے سردار اور امیر اور رئیس اور پہلوانان تہمتن بارگاہ لقا
واسطے استقبال کے سوار ہوکر گئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو اثناے راہ مین ہر مقام پر جلسہ ارباب نشاط کا اور
محفل عیش و انبساط کی دکھلاتے دعوتین کھلاتے مہانداری کرتے بڑی عزت اور توقیر سے چالیس دن کے عرصے مین
دروازۂ بارگاہ یاقوت شاہ پر لائے اور یاقوت شاہ نے شاہزادۂ عالم کو اندرون بارگاہ طلب کرکے بڑی دھوم سے
دعوت شاہزادۂ والا مرتبت کی کی اور بعد دعوت اور مہانداری زیر قیطول شاہزادۂ عالم کو اپنے ہمراہ لاکے کہا کہ ای
شاہزادۂ بدیع الزمان یہان تجھے واجب ہی کہ سجدہ کر شاہزادۂ والاشان نے فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ہم لوگ
سجدہ اپنے خالق اکبر کے سوا اور کسی کو نہین کرتے لعنت ہی لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے پرستارون پر یہ گفتگو شاہزادۂ
نیکخو کی سنکر یاقوت شاہ نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوا اور شاہزادۂ عالیجاہ کو سیاست گاہ مین لاکر دارالسقر
اور دروازہ درگاہ زمہریر پر جہان ہزار ہامن برف پڑی رہتی ہی اور شدت سرما ہی اور درگاہ دارالسباع کہ جہان
ہزارون شیر و پلنگ وغیرہ جانوران درندہ رہتے ہین اور چاہ ماران اور بیابان محشر اور صحراے ریگستان اور
درگاہ عذاب جہان فرشتگان عذاب لقا علیہ اللعن والعذاب بچھون اور اژدھون اور شیرون چیتون وغیرہ جانورون
کی کھال پہنے خائف شکلین بنائے گرز آتشی پکڑے ہوئے قیام پذیر ہین غرض یہ کہ یاقوت شاہ نے شاہزادۂ
عرش جاہ کو وہ مقامات عذاب جہنم دکھلائے اور جانتا تھا کیا عجب ہی شاہزادۂ بدیع الزمان خوف کھاکے بیم جان سے

خداوند کو سجدہ کرے مگر شاہزادۂ عالم جس مقام پر گیا بجز لعن اور کچھہ نہ کہا قصہ کوتاہ ناچار ہوکر شاہزادۂ نامور کو بالاے قیطول کے لیگیا اور یاقوت شاہ اور تمام کفار نے پیچھے ساتون پردون کے کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا خداوند یہ بندۂ عاصی بدیع الزمان حاضر ہی لقاے مشرک خدا نے اندر سے آواز دی کہ ای بدیع الزمان مجھے سجدہ کر کہ منیم خداوند سجدہ ہزار ملک لقا خداے باختر شاہزادۂ عالم نے گالی دے کر فرمایا کہ ای خرس پیکر خوک مادیہ ضلالت لعنت خدا تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقاے مشرک خدا یہ گفتگو شاہزادۂ بدیع الزمان کی سنکے قہقہہ مار کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ او بندۂ گستاخ مین عالم الغیب ہون تیرا مدعاے دلی یہ ہی کہ تو میرا جلوہ دیکھے اسلیے سجدہ ابھی نہین کرتا ابھی لقا سواے اسکے اور کچھہ نہین کہنے پایا تھا کہ یکایک بختیارک بول اُٹھا خداوند مجھے ثابت ہوا کہ خداوند کو شاہزادۂ بدیع الزمان سے الفت خداوندی زیادہ تر ہی کسلیے کہ قاسم خردادر بدیع الزمان اُسکا بزرگ ہی چنانچہ ملکہ گیتی افروز بھی چھوٹی خداوندزادی تھی جو قاسم کے ساتھہ مشکوے خداوندی سے چلی گئی اب دوسری خداوندزادی ملکہ جہان افروز بڑی ہی اور بدیع الزمان بھی بڑا ہی یہ راز سربستہ قدرت خداوندی کسی کو کیا معلوم کہ ای خداوند جو تیری مشیت مین ہی تیرا کارخانہ اور تیرا کھیل قدرت کا تو آپ ہی خوب جانتا ہی واہ واہ کیا کیا تیری خداوندی اور رحیمی اور کریمی ایسی ہی ہی لقاے مشرک خدا نے یہ گفتگوے کنایہ آمیز بختیارک کی جو سنی تو نہایت درہم و برہم ہوکر یاقوت شاہ سے کہا کہ اس شیطان کو ابھی قیطول پر سے نیچے اُتار دو یہان سے گرا دو کہ استخوان تک اسکے پرزے پرزے ہوجائین ایک مرتبہ یاقوت شاہ اور ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن نوشیروان اور بہت سے کافرون نے درخواست عفو جرائم اور بخشش بختیارک کی لقاے مشرک خدا سے کرکے عرض کی کہ یا خداوند یہ شیطان ہی اسکے قول اور فعل کا خداوند کبھی خیال نہ فرمائین اگر اسکی یہ حرکات بد طینتی کی نہوتی تو یہ شیطان کیونکر نامرد ہوتا غرض یہ کہ لقا نے بپاس خاطر ہرمز اور فرامرز اور یاقوت شاہ کے کہا کہ مین نے اسے بخشا اور عفو جرائم کیا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو جو یاقوت شاہ وغیرہ پیچھے ساتون پردون کے لیے کھڑے تھے پھر ایک آواز اندر سے آئی کہ بحکم خداوندی حجاب قدرت کو اُٹھا دو جو وہان محافظ اور موکل تھے اُنھون نے وہ پردے اُٹھا دیے شاہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک گبر غیور جسکا ستراہ گز کا قد اور سر مانند ایک گنبد کے اور آنکھین جسطرح سے دو طاس خون اکیس گز کی ڈاڑھی بال بال مین جواہر بیش بہا پرویا ہوا چالیس کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہر ایک کنگرے پر ایک ایک لعل بدخشانی اور گوہر شبچراغ نصب کیا ہوا ایک تخت مکلل بجواہر کہ ہر ایک پایہ مین لعل اور یاقوت اور الماس وغیرہ جواہر بیش بہا لگا ہوا ہی نہایت بدہیئت خوک پیکر بڑے کبر و نخوت سے بیٹھا ہوا ہی اور گرد و پیش تخت کے اٹھارہ ہزار کفار قوی ہیکل تنومند بازو بڑے بڑے زبردست دنگلون کر سیون پر باادب دست بستہ اور سرنگون بیٹھے ہین اور کچھہ بپایۂ ادب کھڑے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُن سب گبر اور کافران ہمنشین اور مقربین بارگاہ لقا مشرک خدا کو دیکھکر بآواز بلند کہا کہ سلام من درین محفل بران کسے باد کہ داند خداے عز و جل خالق جز و کل یکے است و دین رسول او برحق لقا مشرک خدا نے کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنا تو مثل مار سردم بریدہ پیچ و تاب کھا کے منہ پھیر لیا اور لقاے مشرک خدا نے شدت غیظ و غضب مین کہا کہ ای بندۂ عاصی میرے روبرو نام نادیدہ خداے آسمانی کا لیکر مجھے تو نے سجدہ کیون نہ کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ سجدہ اُسی خلاق کون و مکان آفرینندۂ جسم و جان کو واجب ہی جسنے تجھہ ایسے کافر کافر کنندہ جہنم علیہ اللعن والعذاب کو پیدا کیا اور اسقدر نعمت عظمی اور دولت غیر مترقبہ اور یہ حشمت و عظمت و جاہ و شان و شوکت ملک و مال تجھے عطا کرتا ہی او بےحیا بدذات ناپاک روسیاہ تو اپنے جی مین خجل اور منفعل اور ذلیل نہین ہوتا اور مواخذۂ فرداے قیامت اور عذاب نار جہنم سے نہین ڈرتا کہ بدعوی باطل مبتلا ہی فرعون اور شداد اور ہامان وغیرہ

کفار تیرہ روزگار کا کیا حال تو نے نہین سنا کہ مآل کار اُنکے لیے کیا ہوگیا لقا مشرک خدا نے یہ تقریر شاہزادہ یاقوت فیر کی
سنی تو آتش غضب کا نون سینہ مین اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی دلدار جان سے اُٹھکر تن بدن کو اُسکے مثل شعلہ جوالہ
بھڑکا دیا جلکر کہنے لگا کہ ای بندہ عاصی اپنی جان پر رحم کر اور بہتر تیرے حق مین یہ ہو کہ مجھے سجدہ کر شاہزادہ عالم نے کہا
کہ ای نمرود شاہ یہ بات تو اُسوقت مجھسے کہتا کہ جو مجھے کسی نے بمردانگی و جوانمردی پکڑلیا ہوتا یہ کلام شاہزادہ عالیمقام
سنکے لقا تیرہ انجام خوب ہنسا اور اپنے بارگاہ نشینون سے کہنے لگا کہ تم سب مین ایسا کوئی میرا بندہ خاص ہی کہ اس
بندہ گستاخ اور عاصی کو زیر کرکے اس گفتگوے فضول اور تقریر مجہول سے متنبہ اور معقول کرے یہ احکام لقاے ناکام
سنکے ایک گبر زجاج باختری نامے سردار کہ زبرستان روزگار سے مشہور اور نامدار تھا اُٹھکر لقا سے ملتمس ہوا کہ یا خداوند
یہ بندہ تیرا ابھی خداپرست کو ابھی اس گستاخانہ اور بیباکانہ بولنے کا تماشا دکھلاے دیتا اور ایک ہی زور مین اسے زیر کرکے
باندھ لیتا ہی لقا مشرک خدا نے کہا کہ کل باغ بہشت مین تو اور یہ بندہ عاصی دونون کشتی لڑنا اور تمام بندگان قدرت تیری
وہان آکر تماشا دیکھینگے یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاکے بدیع الزمان کے ہاتھ پاؤن کی قید کٹوا دو شاہزادہ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے فرمایا کہ آہنگرون کا طلب کرنا کچھ ضرورت نہین اشعار

گرمی بازار عشق از لعب خوبان بشکست	بر سر دار فنا خانہ غوغا منم	شعلہ شمشیر شاہ شمع درون منست
خانہ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست	باک ندارم ز دار دار ستون منست

یہ کہکر ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی
بیڑیان گلے کا طوق کمر کے خاردار لٹو مانند تار عنکبوت کے توڑ کے جلد پھینکدیئے ہر ایک کافر کے منھ سے بیساختہ واہ واہ
اور تحسین و آفرین کی آواز نکلی غرض یہ کہ یاقوت شاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ کو ہمراہ لیکر باغ بہشت مین گیا
اور ایک مقام پر بٹھلا کے دعوت کی تیاری کی اور حوریان بہشت کا جلسہ اور محفل رقص و سرود کی قرار دی اور حکم دیا کہ
تمام شہر سبائل مین منادی ہوجاے کہ سرداران نامدار اور پہلوانان شیر شکار اور دلیران عرصہ کارزار اور روساے جلیل القدر
اور پیغمبران مرسل اور شہریاران بارگاہ خداوند اور شاہ اور شہریار جو کہ نودار داس ملک سبائل مین ہون اور عام ہر
جسکا جی چاہے بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان جہان بندہ خاص قدرت خداوندی کشتی کا
تماشا دیکھنے کو کل وقت صبح کے باغ بہشت مین آئے ممانعت کسی خاص و عام کے واسطے کل صبح سے تا شام نہین ہی دروازہ
باغ بہشت خداوند کے کھلوا دیے چنانچہ حسب الحکم یاقوت شاہ کے مہتر گرد مردعیار اور دس جرمین افگاد طنبور یے کو ہمراہ لیے
پھرتا تھا اور وہ ڈھنڈھورا ڈھول پر چوب مار کے منادی کرتا اور باواز بلند کہتا تھا کہ خلق خداوند کے ملک خداوند کا
حکم ہی جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کا کہ دروازہ بہشت گلزار کا کھلا ہی تعرض اور ممانعت کسی کی نہین جسکا جی چاہے
کل صبح کو بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان قدرت خداوند کی کشتی لڑینگے تماشا دیکھنے کو چلا آے
اور یہ منادی سنکے تمام شہر سبائل کے رہنے والے ادنی اعلی شاہ و گدا نر و مادہ وضیع و شریف از خورد تا کلان از پیر تا جوان کو
اشتیاق شاہزادہ یگانہ آفاق بدیع الزمان کے کشتی لڑنے اور باغ بہشت لقا کی سیر کرنے کا بدرجہ نہایت ہوتا ہی اور
دوسرے روز صبح کو لکھو کھا کروڑہا آدمی تماشا دیکھنے کو آج اول شام سے تیار اور مستعد اسی خوشی مین بیٹھے ہوئے
گھڑیان گنتے ہین کہ کہین جلد یہ رات بسر ہو تو چار گھڑی پہلے چلکے وہان پہونچین اور کوئی جا موقع کی دیکھکر بیٹھ رہین اور
سیر کشتی کی دیکھین غرض اب خلائق سبائل کو تو اسی اشتیاق مین چھوڑیے اور دیکھیے کہ کب کشتی ہو

جہتک اولان اول دوسرے داستان شوکت بیان نور حدیقہ وساطت شہامت صاحب حزم
سپاہ رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قلعہ زرتاشہر سے کوچ کرکے پل اور اقیہ پر کہ چودہ
میل زرتاشہر سے آگے تھا جاکر فروکش ہوئے ایک روز کی نقل ہی شاہزادہ خاور سیاہ اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بتفریح طبع اپنی بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوئے اور بسمت صحرا بہیہ صید افگنی جاتے تھے اثنائے راہ مین ایک دیو بڑا
قوی ہیکل مہیب شکل ہوائے آسمان سے نمودار ہوا اور بیساختہ اُسنے چاہا کہ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کو پکڑلے
شاہزادہ اسد دلاور نے جو دیو کو اپنی جانب مخاطب دیکھا دست بقبضہ ہوکر تلوار کو کھینچا اور بمقابلہ دیو چاہتا تھا
کہ جا پڑے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سے اور اسد سے مقابلہ ہی جھٹ پٹ بجستی تمام اپنے
مرکب کو تیز گام کرکے نعرہ زن ہوا دیو نے قاسم کو دیکھکر اسد کی طرف سے پھر کے قاسم کو چاہا ہاتھ بڑھاکے پکڑلے شاہزادہ
خاور سیاہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو یا تو مثل الف کشیدہ قامت جابہ در ہوا تھا یا مثل دال خم کھاکر مُنھ کے
بھل گرا اور پھر سنبھلکر ملک قاسم سے لپٹ گیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا پہر بھر کے عرصے مین شاہزادہ قاسم نے
دیو کو اُٹھاکر زمین پر مارا اور چاہا کہ دیو کی چھاتی پر بیٹھ کے ذبح کرڈالے ایک مرتبہ دیو نے دانت اپنے نکالکر رونا شروع کیا
اور کہنے لگا کہ ای آدمی زاد مجھے اپنا صدقہ کرکے آزاد کردے ملک قاسم نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور کہان سے تو آیا تھا
اور ملت و مذہب تیرا کیا ہی دیو نے کہا میرا نام دیو سماق بن اجلاق ہی مین ابلیس پرستی کرتا تھا اب جو تو کہے وہ
طریق اختیار کرون شاہزادہ قاسم نے دیو کو چھوڑ کر کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ دیو کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان
ہوگیا اور حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کا دین اور اطاعت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری کی قبول
کرکے مستدعی اور ملتجی رخصت کا ہوا اس عرصے مین مہران عیار ملکہ گیتی افروز نے گرد مین آلودہ اور پسینے مین
غرق تھا شاہزادہ خاور سیاہ کو سلام کرکے کہا کہ حال کشتی لڑنے شاہزادہ بدیع الزمان اور زجاج باختری پہلوان کا
باغ بہشت مین لقا کے اور مجمع کثیر و انبوہ غفیر تماشائیون کا بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اُس دیو سے کہا کہ ای دیو
تو مجھے باغ بہشت مین لقا کے پہونچا دے تاکہ مین بھی اُس کشتی گیر بید ولت کی کشتی کا تماشا دیکھون دیو نے کہا
بہت خوب اور یہ کہکر شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنی گردن پر سوار کرکے چاہتا تھا کہ پرواز کرے شاہزادہ اسد بن
کرب غازی نے کہا بھائی صاحب مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلیے مجھے بھی لقا کے باغ بہشت اور ماموں جان شاہزادہ
بدیع الزمان کے کشتی لڑنے کی سیر دیکھنے کا اشتیاق بدرجۂ اتم ہی ملک قاسم نے دیو سے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی
اسد کو اُٹھالے دیو نے شاہزادہ اسد کو بھی اُٹھاکر اپنے دوسرے کاندھے پر بٹھلا لیا اور پرواز کرکے سمت سبائل روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان اور زجاج باختری کے کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو تمام خلائق شہر سبائل کی
مشتاق ہوکر روز دوم صبح کو داخل باغ بہشت ہوئی اور لقائے مشرک خدا مع ہر فرتا جدار اور فرا فرنا بکار او رملک بختیار کے
اور تمام اپنے پیغمبران مرسل اور نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ خداوندی اور سرداران باختر وغیرہ کفار
مع [illegible] مصاحبین کے قیطول پر آکے بیٹھا اور زیر قیطول اُس باغ کے بہشت مین یاقوت شاہ انجم گروہ ستم شکوہ
شاہزادہ بدیع الزمان گردن لشکر شکن اور زجاج باختری کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور تیاری اکھاڑے کی بخوبی ہوچکی تو دیکھا کہ
ایک طرف سے شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار نے اسباب کشتی کا جسم اطہر پر آراستہ کیا اور ایک طرف زجاج باختری
جانگھیا لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کود پڑا دونون پہلوانون نے اپنے اپنے خمون پر ہاتھ مارے اور کشتی مین
مشغول ہوئے تھے کہ اُسی وقت ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری دیو کی گردن پر سوار اور

شاہزادۂ اسد بن کرب ولاور دوش پر بیٹھا ہوا تھا جب آسمان سے یہ دونوں زمین پر آئے اور دیو نے دونوں بہادروں کو
اسطور پر کہ ملک قاسم کو تو دست چپ شاہزادۂ بدیع الزمان کے برابر اور اسد بن کرب غازی کو برابر شاہزادۂ خاور سیاہ کے
اسی باغ بہشت میں اُٹھا کر سے بٹھا دیا ناگاہ خواجہ فراز الدین ملقب بختیارک شوم کا زہیدین کی جو نگاہ شاہزادۂ
خاور سیاہ کی طرف جا پڑی تو خوب سا پہچانا مگر با آہستگی سرگوشی میں لقا سے کہا یا خداوندا اسوقت مجکو تیری تقدیرات کا
حال بخوبی دریافت ہوگیا کہ آج بہت سے کفار کی قضا تو نے تقدیر کی ہے کوئی دم بھر میں کئی سو لاشے مقتولوں کے باغ بہشت
میں پڑے لوٹتے ہونگے مگر یہ مجھے نہیں ثابت ہوتا ہے کہ کون کون سا گبر مارا جائیگا لقا مشرک خدا نے نہایت پیچ و تاب
کھا کے کہا اے دلدار نابکار کیا گوہ کھاتا ہے اور بری باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا اے خداوند تو نے کیا نہیں دیکھا کہ شاہزادہ
قاسم بھی بدست چپ شاہزادۂ بدیع الزمان کے مسلح اور مکمل کھڑا ہے بلکہ مجھے ایک وسواس اور ترس و ہراس اور
بھی پیدا ہوا ہے کہ ایک ہمجنس بدیع الزمان اور قاسم کا نوجوان مثل شیر غران اور بھی برابر قاسم کے ہے ہرچند کہ یہ نہیں
معلوم کہ ان دونوں کا کوئی عزیز یگانہ ہے وہ کون ہے وہ بھی سپر تلوار پکڑے کھڑا ہے یہ بات تو خلاف عقل اور قیاس کے ہے
کہ جہاں یہ خدا پرست ہوں اور خونریزی کفار کی نہ ہو لقا نے بموجب ارشاد بختیارک اُسطرف کو دیکھا تو واقعی قاسم
موجود تھا اور برابر قاسم کے اسد کو بھی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا غرض اب حال سنیے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان
گردلشکرشکن کا نور کشتی دیکھکر شاہزادۂ اسد بیساختہ کہہ رہا تھا واہ واہ سبحان اللہ اور چشم بد دور ماشاءاللہ کہکے
قربان اور نثار ہو رہا تھا اور ہر مرتبہ باواز بلند کہتا تھا کہ ماموں جان عمداللہ جلد اس حرام زادے گبر کو اٹھا کر نقش
زمین اور پیوند زمین کیجیے یہاں تک شاہزادۂ بدیع الزمان نے بار بار ماموں جان ماموں جان کی سنکے جو اُسطرف خیال کیا
تو دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب طلعت رستم صولت سہراب توان بکمال شوکت و شان اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک
قاسم باہم دست چپ میرے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ لڑکا نوجوان مجھے ماموں جان ماموں جان کہکے پکار رہا ہے ایکبار
شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملک قاسم کو جو دیکھا تو دریائے حمیت جوش میں آیا اور ایک ہی مرتبہ دونوں بازو زجاج
باختری کے پکڑ کے سر اپنا اُسکے سینے سے ملا کر کے پسپا کرتا اور دوڑاتا ستر قدم پیچھے ہٹا لیگیا اور آگے اپنے دھکیلتا
کہ دونوں زانو زجاج کے زمین سے آشنا ہوگئے تب شاہزادۂ بدیع الزمان نے کمربند زجاج کا پکڑ کے ایک ہی زور میں
لنگر اُسکا توڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چرخ دے کر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا اور شاہزادۂ رستم صولت
مثل شیر صحرائی جست کر کے اُسکے سینے پر آ بیٹھا اور کہا کہ اے زجاج باختری حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی
زجاج علیہ اللعن بجز کلمات سخت کہنے کو تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہ مضمون اس شعر کے

بیت

بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭ جانا کہ یہ تیرہ دل سیاہ درون کافر کسی صورت سے
راہ راست پر نہیں آنے کا اُسوقت حالت غیظ میں ایک ہاتھ سے زجاج کے سر کو اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈھی اُسکی پکڑ کے
نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور پیچ دے کر سر زجاج باختری کا دھڑ سے کھینچ لیا اور مانند سگ ناپاک کے سر مع نرخرہ
خون چکان دور پھینکدیا لقا مشرک خدا نے یہ زور دست حق پرست شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکرشکن کا دیکھا حکم
کیا کہ ہاں اے بندگان قدرت نہ جانے دینا اس بندۂ عاصی بدیع الزمان کو چار طرف سے محاصرہ کر کے پکڑ لو زندہ ہاتھ
آئے تو زندہ لاؤ ورنہ قتل کر کے مغز سر جلد حاضر کرو حسب الحکم لقا مشرک خدا چار سو سے لکھو کھا گبر سپریں تلواریں
بلند کر کے جانب شاہزادۂ عالی مناقب یورش کر کے چلے شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان نے جو یہ بلوہ کفاروں کا
اپنی جانب آتے دیکھا تو بچستی نام ایک گبر نطفۂ حرام کے ہاتھ سے سپر تلوار چھین کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا

اور آمادہ شمشیر زنی اور کفار کشی ہو کر مثل شیر تشنہ و گرسنہ جسطرف حملہ ور ہوتا تھا ہزاروں گبر مانند گلہ بز میش پریشان
ہو کر بھاگ گئے پھرتے تھے شاہزادہ اسد بن کریب نے اور جو برابر قاسم کے کھڑا تھا اسنے یہ تماشا دیکھا ایک مرتبہ سبقت
کر کے قبل از تہیہ قاسم بلند نے اللہ اکبر کھینچکر نعرہ زن ہوا نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ✤ بدرم دل شیر چرم پلنگ
شہنشاہ تمام آوردہ کامران ✤ اسد شیر دل ابن صاحبقران ✤ یہ نعرہ کر کے اسد لشکر میں در آیا لشکر لقا کو قتل کرنے لگا
ہاتھ کا دبرابر سے ملک قاسم نے بھی نعرہ کیا نعرہ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری ✤ شہسوار لعل پوش خاوری
بعد نعرہ کرنے کے قاسم نے پلارک افراسیابی کو بقہر و غضب کھینچکر لشکریان لقا پر حملہ کیا کہ تمام فوج نابکار پراگندہ
مقتول بہ ضرب تیغ آبدار ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے کانوں پر ہاتھ رکھے مریخ جلاد فلک کانپنے لگا برج اسد
پناہ طلب ہوا گاو زمین ڈر سے شاخیں اپنی بدلنے لگی زمین جنبش میں آئی کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے
انبار تھے دریاے خون چہار طرف کشتی تن کفار کے بحر میں غرق سر صورت حباب تیرنے لگے پانوں گھوڑوں کے
خون میں سرخ ادھر مار مار کی صدا ادھر سے بھاگ بھاگ کی آواز بلند شور چقاچاق خنجر بگردون رسید
ز بہنہ دستان خون بہ جیحون رسید ✤ یہ تلاطم اور شور و شر اور یہ پراگندگی لشکر جسوقت لقاے بے بقا نے دیکھی حواس
منتشر ہو گئے پریشان خاطر مضطرب الحال ہوا دل سے کہتا تھا کہ شیر بیشہ صاحبقرانی بڑے بہادر و دلیر ہیں حقیقت میں
بیشہ شجاعت و ہمت کے شیر ہیں شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان و طفل صغیر اسد شیر دل کس جرات ہمت
اور صولت و شوکت سے کارزار کر رہے ہیں کہ شمشیر زنی سے ان بہادروں کی لشکر کے ہزاروں کی باہر نکلتے قدم میدان
رزمگاہ سے اٹھے جاتے ہیں بڑے بڑے نامی و نامور ٹھہر نہیں سکتے تلاطم و انتشار فوج کا دیکھکر بدحواس ہوا اور
تین پہلوان لشکر بد سیر میں سے منتخب کیے ایک ترجیم کج گردن دوسرا طوفان شتر گردن تیسرا بہمن تیرہ بخت
ان تینوں کو پاس اپنے بلایا اور کہا کہ تم ایسے پہلوان زبردست ہو کہ شیر سے مقابلہ کرتے ہو فیل مست کے کلے چیرتے ہو پلنگ کے
شکار کھیلتے ہو ان تینوں کو نہیں مار لیتے ہو ڈر سے بھاگتے ہو پیچھے ہٹے جاتے ہو روباہوں کی طرح دبکے جاتے ہو یہ سنکے
وہ تینوں پہلوان جوش جرات و بہادری سے مثل اژدرمان کے غصہ سے بل کھایا اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑے
اسوقت لقا نے ترجیم کج گردن کو حکم دیا کہ تو جا کے جلد قاسم نوجوان کو گرفتار کر لے اور طوفان شتر گردن کو اشارہ کیا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اسیر کمند قضا کرے اور بہمن تیرہ بخت کو للکارا کہ ای پہلوان بہمن تیرہ بخت تو سامنے جا
یہ جو طفل صغیر ضیغم شکار صفدر و نامدار یعنی اسد شیر دل سامنے شمشیر زنی مثل رستم دستان بصد عز و شان کر رہا ہے
اسکو پنجہ باز اجل میں دبوچ لے یہ تینوں سردار بحکم لقاے نابکار اپنے اپنے حریف کی طرف جھپٹے ترجیم کج گردن نے
آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالیشان نے خالی دے کر اپنے چچا شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف تکنے دیکھا اور مسکرا کر
مثل برق جہندہ چمککر تیغ پلارک افراسیابی کا جو تڑپکر ہاتھ مارا سر راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر دھڑ سے زمین پر
گرا یا اور قصہ ہوا کہ اس روباہ خصلت طوفان شتر گردن کو بھی شکار کیجیے جب ادھر نگاہ التفات دیکھیے وہاں طوفان
شتر گردن نے بھی آتے ہی غصہ میں ضرب ساطور فرق شاہزادہ بدیع الزمان پر کی شاہزادہ بدیع الزمان نے داہنی طرف جھکے خالی دی
اور پہلو سے اکر قاش زین سے اکھڑ کر اس خار صحرای کفرستان کو مثل برگ خزان دیدہ بسوے سائبان فیروزہ رنگ
پھینکا ادھر شاہزادہ قاسم نوجوان کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ چچا جان نے نابکار طوفان شتر گردن کو آسمان کی طرف
پھینکا ہے فوراً تلوار تولکر لپکے کہ اس بد خصلت یعنی طوفان شتر گردن کو آسمان سے آتے آتے بضرب تیغ
پلارک افراسیابی دو پرکالے کر کے کشتی تن نجس کو بحر فنا میں ڈبو دوں مگر شاہزادہ بدیع الزمان شیر بیشہ صاحبقرانی

سگا پھینکنے اُس طائر زخم خوردہ کے دونون پانوٴن رکابون مین استوار کرکے بڑے جا کے بلند ہوے اور گرتے گرتے اُس نابکار کے
تیغۂ آبدار کا ہاتھ لپک کر مارا اُس نجس و شوم ہمسر بوم کے دو پرکالے ہوے نصف اِدھر گرا اور نصف اُدھر گرا شاہزادہ
قاسم عالیشان نے ازروے طعن بڑھ کے آواز دی کہ سبحان اللہ چچا جان مین بھی آپ کی کمک پر جان بچانے آپ کی
آتا تھا خیر آپ نے اس صید لاغر کو شکاری کر لیا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ قاسم عالیشان کی نظر اسد
شیردل کی طرف پڑی دیکھا کہ بہمن تیرہ بخت نے اسد شیردل پر تلوار کا وار کیا اسد شیردل نے تلوار پر کاٹ کر خالی دیا جلد سے
دھنی طرف گھوڑا اڑا کر شمشیر آبدار کا جو ہاتھ مارا جس ہاتھ مین اُس پہلوان زبردست کے تلوار تھی وہی ہاتھ مثل خیار تر
یا مانند نیشکر تازہ کے قلم ہو کر دور جا گرا تلوار اسد نامدار اُدھر سے پلٹی ہی تھی کہ ساتھ ہی دوسرا ہاتھ جھپٹ کر بھنڈا اہنے کا
مارا کہ شکم نجس ایک بند کمر سے کاٹتی ہوئی دوسرے بند کمر سے باہر سن سے تلوار نکل گئی ظالم اظلم کے دو ٹکڑے ہوے
پرکالہ بالاے جسم یعنی سر و گردن دست و شکم کا ٹکڑا اکٹ کے گھوڑے کے پیچھے سے ٹکر کھا کے دھڑ سے زمین پر گرا دوسرا پرکالہ
اسفل جسم یعنی کمر سے پانوٴن تک خانۂ زین اسب بدلگام پر بیچارہ گیا رکابون مین دونون پانوٴن لٹکے رہے وہی چھوٹ کے ہاتھ سے یہ
انجام ہو کفر کا قصہ تمام ہوا شاہزادہ اسد شیردل نے فوراً ابمزاج طفلی پیٹ مین مرکب کے تلوار کا کونچا دیا کہ گھوڑا اچراغ پا ہو کر بھاگا
آدھا لاشا اُس کافر کا زین پر رہا لشکر مین ہات دوت کا غل مچا کوئی اس تماشے پر ہنسنے لگا کسی نے گھوڑے کو ردو کا گھوڑا
ادھر سے پلٹ کر اُدھر گیا وہان کسی نے نیزے کا پھل دور سے دکھایا وہ اُدھر سے پلٹ اور طرف لشکر مین دھنسا کسی نے
سڑاک سے کوڑا مارا گھوڑا بگڑ کر الف ہو گیا نصف لاشہ نجس کا ایک پانوٴن ان ہچکولون مین رکاب سے باہر نکلگیا دوسرا
بخوبی استوار حلقہ رکاب سے باہر اُدھر سے نکلکر پھنس گیا لاشہ نصف کٹا ہوا زمین پر لٹکنے لگا گھوڑا اور زیادہ بگڑ کا کبھی دوڑا
کبھی ٹھہرا کبھی الف ہوا کبھی کاوا کیا کبھی تھوتھنی سے مارا کبھی آگے کے پانوٴن سے ٹھوکر دی کبھی پچھلے قدم سے پشت ماری
لشکر مین قہقہہ اُٹھا تالی بجی غل مچا پھبتیان چھٹنے لگین سردارون کی پہلوانون کی غیرت سے ناکین کٹنے لگین شاہزادہ
اسد شیردل شمشیر برہنہ کاندھے پر رکھے ہوے جھوم جھوم کر تکبیر کرتے اور یہ صدا دے رہے تھے کہ او گبر ناہنجار لقاے
بدکردار دیکھا تونے بندہ مشرک قوی ہیکل دیو تن کو ایک طفل صغیر ضعیف و نحیف بندہ پروردگار عالم عالمیان نے کس ذلت
و خواری سے قتل کیا کہ لاش تک اُس کافر ناہنجار کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے لے آ پھر زندہ کر وہ ملعون مثل مار سیاہ غصے سے
تاؤ پیچ کر کے بل کھانے لگا اور مثل سگ ابلق غیظ و غضب سے پشت دست چبانے لگا شاہزادہ اسد شیردل کی ان حرکات
طفلانہ سے اور ناشائستگی صغیرانہ پر شاہزادہ قاسم عالیشان و شاہزادہ بدیع الزمان شیر شیر بان ہنس رہے تھے آخر کو وہ گھوڑا چراغ پا
اور بھبوچکا ہو کر گھبرا کر مثل شیر کے صحرا کی طرف بھاگا کہین گوشۂ امن اُسنے نہ پایا جیلے پر نکلگیا اُدھر اُس گبر ناہنجار لقاے
بے بقا و بدشعار نے سرداران و پہلوانان و جوانان فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر دلیر و جوانمرد و مشند ہمت سے نہ پھیرو ان
بندگان خداے نادیدہ کو زندہ نہ چھوڑو اس میدان رزمگاہ سے صحیح و سالم نہ جانے دو سنتے ہی اس صداے بے بنیاد
و بدنہاد کے لاکھ جوانان جرار تہمتن و نمودار ان شہزادگان عالیوقار کے اوپر ٹوٹ پڑے اور تلوار چلنے لگی شاہزادہ
بدیع الزمان کی تلوار خون مین سرخ کہنیون سے لہو ٹپکتا ہوا ادھر سے اُدھر گھوڑا اڑا کر جا پہنچتے ہین شاہزادہ قاسم عالیشان
شمشیر خون چکان تولے ہوے اُدھر سے ادھر آتے ہین جو سامنے پڑا اُسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا شاہزادہ اسد
شیردل بصد جاہ و تجمل تمام عالم صفیری پر تلوارین مارتے پھرتے ہین ایک ایک کو جو رنگ بناتے ہین ترک فلک الامان الامان
کہکر زیر بغل منھ چھپاتا ہے احسنت احسنت کی صداے کرکتا ہوا او شیر ناہر دلیر داو شاہزادہ بہادر و شمشیر مزاج فتح سپہ انشت سنانت
بود نبض ظفر زدہ بر کمانت ✤ بر آید تیغ از دستت بہ ہیجا ✤ چو جوئی کو برون آید ز دریا ✤ یکایک مغرب کی طرف سے

ایک آندھی سیاہ رنگ اُٹھی وہ تاریکی کہ العظمۃ للہ آفتاب چھپ گیا آثار قیامت ظاہر ہوئے دن شب تیرہ و تار ہو گیا
آسمان و زمین کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بجلی بھر رعد و دم طوفان آسمانی اُٹھا فوج ساری بدحواس ہوئی گھوڑے سے گھوڑے
ٹکرانے لگے سنانوں سے سنانیں لڑیں تلواریں ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کے گر پڑیں شور باد تند سے گوش فلک کر ہوئے سناٹے
کی آواز سے دل فوج کے دہلنے لگے ڈر ڈر کر جوانمردوں کے دم نکلنے لگے سیکڑوں گھوڑوں سے گر گر کر مر گئے جب جھونکا ہوا
تیز و تند کا چلا سروں سے خود اُڑ اُڑ کر گر گئے گھوڑے اُلٹ اُلٹ گئے پہلوانوں کے منہ پھٹ پھٹ گئے ایک تلاطم عظیم برپا
ہوا گویا محشر تازہ قائم ہو گیا دشت کارزار صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اب اُس جنگ مغلوبہ میں تینوں شاہزادے
لڑتے لڑتے جدا ہو گئے کوئی تلواریں مارتا ہوا کسی طرف نکل گیا کوئی شمشیر زنی کرتا ہوا اُس سمت ہو گیا کوئی اُدھر تیغ بازی کر رہا تھا
مگر جسوقت وہ آندھی سیاہ اُٹھی تو قاسم نوجوان اسد غازی کے قریب آ گئے مگر بدیع الزمان عالیشان دونوں شاہزادوں سے
دور تھے لیکن صدائے تکبیر ہر ضرب پر آ رہی تھی شاہزادہ قاسم عالیشان نے اسد نامدار سے کہا اے اسد شیر دل خیال کرو پروردگار
عالم نے شاید یہ آندھی اور یہ طوفان عظیم اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے بچانے کے واسطے بھیجا ہے مناسب ہے کہ اب نکل چلو
اسد شیر دل نے کہا بھائی صاحب یہ رائے آپ کی بہت درست ہے اور ہمارے بھی پسند ہے دیر نہ کیجیے چل نکلیے قاسم عالیشان
نے فرمایا جبتک کہ چچا جان شاہزادہ بدیع الزمان نہ جائینگے ہم تم کیونکر جا سکتے ہیں یہ موقع و محل نہیں ہے مناسب اور غیر مناسب
کو دیکھنا چاہیے اسد نے کہا کہ وہ نہایت تجربہ کار ہیں بڑے کار گزار ہو کر نکار زار ہیں وہ پہلے ہی نکل گئے ہونگے کیونکہ
کہ اب اُنکے نعرہ شیرانہ کی بھی آواز نہیں آتی ہے یقین ہے کہ وہ کسی طرف سے کافران بدکردار کو ہزیمت کر تشریف لیگئے شاہزادہ
ملک قاسم نوجوان نے کہا کہ بہتر ہے بسم اللہ چلیے بیت این فتح و ہزار فتح دیگر * از فضل خدا شود میسر
یہ کہکر قاسم نوجوان و اسد شیر دل دلیستان تلواریں علم کیے ہوئے کفار کو مارتے ہوئے نکل گئے بعد تھوڑی دیر کے
جب کچھ کم ہونے لگی آندھی جھونکے مارتی ہوئی نکل گئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان بھی حد لشکر ضلالت اثر کے قریب
پہونچ گئے چاہتے ہیں کہ گھوڑا اُڑا کر نکل جائیں یکایک تاریکی بالکل برطرف ہو گئی شاہزادہ بدیع الزمان نمایاں ہوئے لقائے
نابکار اور سرداران فوج کفار نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان پر ایکبارگی کر کے آپڑے چہار طرف سے نرغہ کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے تیغہ آبدار کو وقف سران سیاہ بدشعار کیا فوج میں حملہ ور ہوئے ایسی لڑائی ہوئی کہ دریا سے
خون جاری ہوا تین شبانہ روز تلوار چلی شاہزادہ بدیع الزمان بہت لڑے دست قوی دار تھک گئے رک رک کے
حملہ کرتے ہیں آخر کار کئی ہزار عیاران نابکار گرد شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے آ گئے اور برابر سے کمندیں اُس
شاہزادہ عالیوقار پر ماریں بہت سی کمندیں شمشیر آبدار سے انہوں نے قطع کیں مگر ان کفاروں نے اس شیر بیشہ صاحبقرانی
زیب و زینت بارگاہ سلیمانی کو کمندوں میں گرفتار کر لیا اور پاس لقائے بے بقاء نابکار کے لیگئے لقا نے کہا کیوں او جوان
تو نے اتنے میرے بندوں کا خون کیا اسکے عوض میں اب تجکو سزائے معقول دوں یعنی تہ تیغ کروں اور اگر تو مجکو سجدہ کرے
اور خدا کہے تو ابھی رہا کر کے اپنے خاص بندوں میں شریک سردار بندگان کروں شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم تو کیا مردود ہے پروردگار میرا معبود رب ودود ہے میں سوائے خدائے عزوجل کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا
ہوں اور سوائے اُسکے کوئی لائق سجدہ و تعظیم نہیں خبردار بیہودہ نہ بک ورنہ زبان ناشائستہ شمشیر غضب قدرت پروردگار
جبار و قہار سے قطع ہو گی جسوقت شمشیر زبان جوہر بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے لقائے بے بقا نے یہ فقرات تشنیع آمیز
نمک آمیز سنے نہایت برہم و پرغضب ہوا اور کہا ہاں کوئی حاضر ہے وہ جو شیر مہربان نے جنگل سے پکڑ کر واسطے ملاحظہ بادولت
کے لا کر حاضر در دولت کیا ہے میں ابھی اس شیر بیشہ فخر شجاعان زمان یعنی پسر حمزہ صاحبقران پر بیخوف و خطر چھوڑ دوں

کہ پرزے پرزے کرڈالا جاوے یہ جوان رعنا بدزبانی کی سزا پاوے سنتے ہی اس حکم محکم لقا کے ہمرانون نے اُس جنگلی شیر کو
شہزادہ بدیع الزمان پر چھوڑا وہ شیر بہر تین دن کا بھوکا پیاسا شکار انسانی کو جو دیکھا ڈکارتا ہوا مثل شہباز اجل کے جھپٹ
جھپٹا اور آتے ہی پنجہ دست زبردست بمنزلہ طمانچہ کے مارا اگر کوئی اور دوسرا اس مقام پر ہوتا تو فوراً شیر نے اُسکو شکار
کرلیا ہوتا مگر سبحان اللہ شاہزادہ بدیع الزمان مین کیا حواس ہین اور کیا ہمت و جرأت و شجاعت ہے اور کیا قوت
اور طاقت خداداد ہے فوراً اُس شیر بیشہ بہادری اور دلاوری نے خالی دی جیسے وہ شیر ببر چوٹ مار کر زمین پر مُنھ کے
بھل جھکا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بصد چستی و چالاکی بزور و قوت بڑھ کے ایک گھونسا مارا کہ سر اُس شیر کا
شق ہوگیا اور مغز شیر ناک کی راہ بہ گیا اور شیر زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے مرگیا دربار لقا بے بقا
مین شور و غل بلند ہوا لقا کے ہوش اُڑ گئے ڈر کے مارے کانپنے لگا ضیغم رزمگاہ بدیع الزمان نامدار نے تکبیر نعرہ کیا اور غصے
مین آکر قید کو فوراً توڑ ڈالا لقا سے بے بقا پر جھپٹا کفاران نابکار و بزدلان ناہنجار نے چار طرف سے آکر لقا پر سینہ سپر
کرلیا اور ہر سمت سے شاہزادہ بدیع الزمان پر ہجوم کیا اُس ضرغام کارزار نے جھپٹکر ایک شخص کو اُٹھا کر پھینک مارا
اور اُسکی تلوار چھین لی اور کفارون سے لڑنے لگا اُس گیرودار مین جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے ہوکر گرا سر کٹ کٹ کر جا بجا گرنے
لگے اور جسم خاک و خون مین لوٹنے لگے جا بجا لاشون کے انبار ہوگئے لوگ بھاگنے لگے بدیع الزمان بڑھ بڑھ کے اور تلوارین
مار مار کے جنگ کرتے تھے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کا پانون ایک کٹے ہوئے سر پر پڑ کر پھسل گیا وہ غضنفر زمین پر
گرا چار طرف سے نامرد ٹوٹ پڑے اور شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیا مشکین باندھکر غل و زنجیر مین مسلسل کیا کشان کشان
سامنے لقا سے بے بقا مردود خدا کے اُس شیر کو لائے لقا نے کہا یہ جوان بڑا شوم دست ہے چنانچہ اُسی روز سے
شاہزادہ بدیع الزمان کا کافرون مین شوم دست لقب قرار پایا لقا نے تیور اور چتون خشمناک اُس فخر شجاعان رزمگاہ
کی دیکھکر ہیبت مین آیا اور آنکھین جھکا کر کہنے لگا ای جوان رعنا ای بہادر یکتا ای پسر حمزہ بدیع الزمان اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو
مجھکو قسم ہے اپنی خداوندی کی ابھی تیری خطا کو معاف کردون اور مغتنم زمرہ سرداران نامدار مین اپنے کردون شاہزادہ بدیع الزمان نے
چین بجبین اور پرغضب ہوکر کہا او مردود ازلی و ابدی مین تجھپر اور تیرے پرستارون پر بھی لعنت کرتا ہون لقا بہت خفا ہوا اور یاقوت شاہ سے
کہا کہ اس جوان کو لیجا کر آتش جہنم مین ڈالدو کہ جلکر خاک ہوجاوے یاقوت شاہ بحکم لقا شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر پہلوانون سے
اُترا اور اعرابے پر ڈالکر سامنے آتشکدے کے آیا وہان ہجوم خلائق برائے تماشا بیحد و بیشمار تھا کچھ لوگ انگشت نمائی کرتے تھے کچھ ہنستے کچھ
مسکراتے تھے کچھ لوگ کف افسوس ملکر کہتے ہین کہ ایسا جوان رعنا حسین خوبصورت طرحدار دیو قار نامی نامدار کو اب آتشکدے مین ڈال دینگے
اور جلا کے خاک کردینگے حیف اسکی جوانی مٹی ہوئی ملک حسن و جمال اس صاحب جرأت و ہمت کا تاراج و برباد ہوتا ہے یہ ذکر تھا
کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان کو منجنیق مین رکھا چاہتے ہین کہ آتشکدے مین پھینکین اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو
اپنی زندگی سے یاس عالم ہراس ہوا اُسی حالت اضطرار مین آنکھین کھول کر چار جانب دیکھتے تھے کوئی یار و مددگار بجز ذات
پروردگار کے معلوم نہوتا تھا گوشہ منجنیق مین تڑپ تڑپ کر درگاہ ایزدی مین دل سے رجوع کیا اور عرض کرنے لگے ای ناخدا ے
کشتی نوح غریبان ای مددگار انس و جان ای حاجت روا ے دو جہان ای جلال جہات اہم ای آسان کنندہ مشکلات اہم
ای پروردگار عالم ای خالق ذوالکرم مین ایک بندہ ذلیل و حقیر امیدوار دستگیری قدرت رب جلیل ہون تو مجھکو اس بلاے
ناگہانی اور آفت و پریشانی سے بچا اور اس آتشکدہ کفر کفار سے محفوظ رکھ بیت قدرت کو دیکھتا ہون مین رب جلیل کی

امداد جس طرح سے ہوئی ہے خلیل کی اے شہا	اے چارہ ساز دوسرا تجھ سا کوئی نہین	رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت تو ہوا حامی خلیل کا	موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی

فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
کوتاہ یان کمند ہی قاصر ہی نردبان
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہی فیل کا
پروردگار اب مری مشکلکشائی کر

طوفان مین ناخدائی کی کشتی نوح کی
بام مراد عرش ہی رب جلیل کا
دیکھا تو حسن رونق گل کا مقام ایک شعلہ ہو
تھا صاف صاف مطلب اس دلیل کا

حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی بسکہ گوشزد
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

ابھی یہ دعا بصد التجا پسر حمزۂ صاحبقران شاہزادۂ بدیع الزمان کی ختم نہوئی تھی کہ اُن ناریان اہل لقا پرستان بدعمل نے منجنیق کو حکم دے کر بدیع الزمان کو اُس آتشکدۂ مشتعل مین پھینکا فوراً ایک پنجۂ زبردست آسمان سے پیدا ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان ابھی آگ تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ وہ پنجہ بقوت تمام دبوچ کر لیگیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اس غضب کا ہچکولا اُٹھایا تھا صدمہ ضبط نہو سکا بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوائے فرحت افزا خانۂ دل مین پہونچی غنچۂ خاطر پژمردہ شگفتہ ہوا ہوش آیا آنکھ کھل گئی دیکھا تو اپنے تئین پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور ایک دیو کو دست بستہ سامنے استادہ دیکھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کیا تو ہی مجھے اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ حضور ہان یہ غلام ناکام آپ کو اُٹھا کے اس پہاڑ پر لایا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور مجھے کسواسطے یہان اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو سماک ہی مین برادر بجان برابر دیو اطالیس کا ہون مین عرضی ملکہ قریشیہ سلطان کی خدمت بابرکت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین لایا تھا اسکا جواب باصواب حاصل کرکے لیے جاتا تھا کہ راہ مین بالاے آسمان سے آپ کو بلا مین آتشکدے کی گرتے دیکھا صدمہ عظیم ہوا دل کو تاب نہ آئی آپ کو اُٹھا لایا اور ادھر سے جاتے وقت شاہزادہ ملک قاسم نوجوان لعل پوش خاوری کو چاہ ماران سے نکالا تھا اب حضور تشریف لیچلین غلام لشکر اسلام مین پہونچا دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ قاسم نے یہان بہت سے شبخون مارے ہین مین بھی جبتک یہان بہت سے شبخون مار نہ لونگا اور ان کفاران بیباک کو ہلاک نہ کر لونگا تب تک یہان سے جانے کا ارادہ نہ کرونگا اے دیو سماک اسوقت مجھکو بھوک بہت شدت کی ہی تو کہین سے میرے واسطے کچھ کھانا لا اور پانی لا یہ سنکے دیو سماک پر پرواز پیدا کرکے اُڑا اور باورچیخانہ لقاے بے بقا مین پہونچا کئی خوان کھانے کے وہان سے لیے ہوے بازار مین آیا اور ہر ایک دکان سے ہر چیز عمدہ عمدہ کھانے کی قسم سے مٹھائی شیرمال کباب بالائی وغیرہ لے کر آیا اور سامنے شہزادۂ بدیع الزمان کے خوانہاے طعام لذیذ وغیرہ حاضر کیے وہان پرچہ نویس نے پرچۂ اخبار دربار لقاے بے بقا مین تحریر کرکے حاضر کیا کہ آج باورچیخانہ خداوندی سے بہت سا کھانا غائب گیا اور بازارون مین دکانون سے بھی ہر قسم کی چیز کھانے کی غائب ہوگئی کچھ سبب نہین کھلتا کہ کیا ہو گیا اور کون لیگیا لقا نے کہا کہ دست قدرت میرا باورچیخانہ سے کھانا اور دکانون پر سے ہر ایک چیز اُٹھا لایا ہی مگر بختیارک نے ہرمزد فرامرز سے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو کوئی دیو اُٹھا لیگیا ہی یہ کھانا وغیرہ وہی دیو واسطے شہزادے کے کیا عجب جو لیگیا ہو اگر نہ باور ہو تو دو ایک روز مین یہ حال کھل جائیگا چپ رہو الغرض وہ خوان طعام وغیرہ جب دیو سماک نے لا کر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے رکھے بدیع الزمان نے خاصہ نوش فرمایا آب سرد خنک پیا سجدۂ شکر خداے عزوجل بجالائے اور جو کچھ کہ کھانا باقی رہا دیو سماک چٹ کرکے کھا گیا اور ڈکارنے لگا پھر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای دیو سماک ایک کام اور کرنا چاہیے کہ بغیر اسکے مین کسی کام کا نہین ہون اُس دیو نے کہا قربانت شوم ارشاد کیجیے جو حکم ہو غلام بجا لائے بدیع الزمان نے کہا کہ تو میرا گھوڑا اور ہتھیار لا دے دیو سماک نے کہا کہان ہین بدیع الزمان نے فرمایا کہ قلعۂ دربند فولادیہ مین ہین کہا کہ خانہ زاد ابھی گھوڑا اور ہتھیار حاضر کرتا ہی یہ کہکے دیو سماک طرف دربند فولادیہ کے چلا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ایک گوشۂ کوہ مین استراحت کی اور دیو سماک قلعہ دربند فولادیہ مین پہونچکر اسلحہ شاہزادہ

بدیع الزمان کے لئے آیا مگر گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا نہ لایا یہ دل میں خیال کیا اگر مرکب آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے
روز جنگ لشکر پر مارا خدانخواستہ اُفتاد کارزار میں تنہا پھنس گئے چونکہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا گیا تو ملکہ قریشیہ سلطان کو
میں کیا منہ دکھاؤنگا اس سے بہتر یہ ہو کہ اے دیو ساک تو خود گھوڑا بنکر اپنی پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کو سوار کر کے
جس معرکہ میں کہیں لیچل جسوقت شاہزادے پر کوئی کسی طرح کا بلوہ کفار ہو چشم زخم سے بچا کر نکال لا یہ سوچکر دیو ساک
خود مثل اسپ صبا رفتار و تیز دم و خوش لگام پری پیکر بنا اور زین پوش سلیمانی مرصع کار کسا کانگی طلائی جسمین لعل و
یاقوت بصد حسن جڑے ہوئے تنگ شالی دو فردے کا زین کیا دیجی پونہی جڑاؤ آراستہ کی رکابین ہلالی زر نگار جواہر
بیش بہا جڑا ہوا جڑاؤ زیور سے از سرتا پا لدا ہوا عجب ناز و انداز کا وہ گھوڑا تھا رنگ طلائی سیمین تن خوروش پری پیکر
نازک اندام خوش لگام باریک جلد کہ جلنے میں خون دوڑتا رگون میں معلوم ہوتا ہے جوڑ بند نادر تھوتھنی خوشنما چھوٹی
چھوٹی کانچیان نعل بدر کاملی کیلین اختر تابندہ پیشانی قرص آفتاب حسن میں بےنظیر و لاجواب سرعت میں انتخاب بس وہ
دیو ساک بصورت سمند فلک سیر پشت زین پر ہتھیار رکھکر حہم جہم کرتا ہوا سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آکھڑا ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان اُسی وقت خواب نوشین سے بیدار ہوا تھا گھوڑے کو مع ہتھیارون کے سجا سجایا زین پوش وغیرہ سے
کسا کسایا اور زیور سے آراستہ سامنے دیکھا استادہ ہے بہت خوش ہوا ہتھیار سب جسم انور پر لگائے مسلح و مکمل ہو کر
اُس مرکب صبا رفتار پر سوار ہوئے اور سمت لشکر لقائے بے بقا کے باگ مرکب تیز رو کی اُٹھائی اور تل قماقان اور تل شکیبا
پر آ کے کھڑے ہوئے دیکھا کہ لشکر کفاران بےحیا فرسنگ در فرسنگ پڑا ہے کوسون تک فوج کا اجتماع ہے بس دیکھتے ہی
منہ طرف آسمان کے اُٹھایا اور پروردگار عالم عالمیان کی طرف دل کو رجوع کیا اور درگاہ کارساز و بےنیاز خداوند
ذوالجلال سے امداد طلب کی اور جڑھ کے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ
بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + شمشیر آبدار نیام انتقام سے لیتے ہی لشکر کفار ناہنجار پر مانند صاعقۂ شعلہ بار کے گرے اور
کافران بدکیش کو قتل کرنے لگے ایک شور قیامت و ہنگامۂ محشر برپا ہوا چہار طرف سے لشکر کفار نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان پر
ہجوم کیا تلوار چلنے لگی لقائے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا جب یہ غلغلۂ دار و گیر بلند ہوا لقا گھبرا کر پوچھنے لگا جلد
خبر لاؤ کیا معرکۂ عظیم در پیش ہوا یہ شور و غل کیسا ہے بختیارک نے کہا مجھکو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے
آتش دوزخ سے نکلکر روز خون مارا ہے شاید یہ ہنگامہ اور شور و غوغا اسی کا ہے اب کسی سے خبر صحیح صحیح منگائیے ابھی
دریافت ہو جائیگا لقائے بےبقا نے کہا ابھی مین نے تقدیر جو کی تو خلاصہ حال دریافت ہوا یہ سب قدرت نمائی میری ہے
کہ اسکو پھر آتش جہنم سے زندہ نکالا سزا پا اب بھی ہو گیا بختیارک نے کہا یہ بھی تقدیر کی ہوئی آپ ہی کی ہے کہ بندگان
خداوند لقا قتل ہوں لقا بولا یہ تقدیر بالائی ہوئی ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ہے کوئی ایسا جو اس بندۂ نافرمان کا سر کاٹ لائے
یہ سنکر کثیر بن ارزق پہلوان زبردست گھوڑا اُڑا کر شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف چلا یہاں شاہزادہ بدیع الزمان
شمشیر آبدار سے قیامت برپا کر رہے تھے سر کفار کٹ کٹ کر گر رہے تھے سرون کے ڈھیر لاشون کے انبار جا بجا پڑے تھے
یکایک تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے کثیر بن ارزق قریب شاہزادہ بدیع الزمان کے آپہونچا دیکھا کہ عرصۂ میدان خون سے
لالہ رنگ ہے اُس پہلوان نے نعرۂ جگر خراش کر کے کہا اے جوان خدا پرست تو دن دہاڑے ہزارہا بندگان خداوند
لقا کا خون کر رہا ہے بہ وجہ قتل و قمع ہو رہا ہے اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکے بڑھکر شاہزادہ بدیع الزمان کو
تیغۂ آبدار کا ہاتھ مارا اُس شیر بیشۂ میدان جنگ یعنی بدیع الزمان خوش آہنگ نے وار اُسکا تلوار خارا شگاف پر روکا
جھنجھناٹے کی آواز بلند ہوئی تیغ پہلوان نابکار کا دو ٹکڑے ہو گیا فوراً ابھرتی سے تیغہ جانگزا الطہورث دیو بند کا جو دست

حق پرست مین تھا جس سے قتل وقمع کر رہے تھے پانؤن رکابون مین جما کر ایک ہاتھ سر پر غرور نابکار پر مارا کہ خود کاٹ کر
کاسۂ سر کو کاٹا دہان سے بڑھ کے مثل آب گلے سے تلوار اُتری دروازہ قلعۂ سینہ پر کینہ ناہنجار کا شگافتہ کرتی ہوئی کمر کا
دو پارہ کر کے گھوڑے کے تنگ سے اُتر کر بالشت بھر زمین مین ڈوب کے نکلی وہ مغرور دو ٹکڑے ہو کر نصف اِدھر نصف اُدھر
گرا جرأت وہمت نے اس ضرب کو دیکھ کر ہاتھ اس شہسوار میدان کارزار کا چوم لیا لشکر مین غریو اُٹھا بے شمشیرزنی سیکڑون ناری
داخل کر فی النار ہوے تمام دن یہ ضرغام بہادری وشجاعت لڑا کیا جب شام ہوئی صاحب ماہ بیٹھ کر نکلگیا قریب دامن کوہ
کے پہونچکر گھوڑے سے اُترا اور وضو آب تازہ سے کر کے عبادت خداے عزوجل کرنے مین مشغول ہوا نماز پڑھی دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات کی کہ پروردگارا تو مجھکو مدام کافران نابکار پر فتحیاب کیجیو ترقی دین اسلام مین مدد دیجیو جبتک شاہزادہ
بدیع الزمان نے اداے فرض معبود رب ودود کی اتنی دیر مین دیوسماک بہ ہیئت اصلی بنگیا اور بدستور سابق خوانہاے
طعام لذیذ وغیرہ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے رکھے شاہزادے نے خاصہ نوش کیا پانی پیا شکر خدا بجالایا جو کچھ
کھانا باقی بچا دیوسماک دو لقمے کر گیا بعد اکل وشرب کے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر کا تھکا ماندہ نہایت خستہ ہو رہا تھا ہزارون
کافرون کو قتل کر کے آیا تھا فرش خواب پر آرام فرمایا دیوسماک رات بھر شاہزادہ بدیع الزمان کی محافظت کرتا رہا جبکہ
ترک فلک نے خسرو خاور کو جلوہ آراے پردہ مشرق سے مثل چہرۂ شاہد مقصود طلوع کیا صبح کی روشنی چار طرف پھیلی مرغان
خوشنوا وطائران زمزمہ سرا شاخون پر نہالون کی چہکنے لگے حمد الٰہی مین مشغول ہوے شاہزادہ بدیع الزمان بھی بیدار ہوے
ہاتھ منھ دھو کر وضو کر کے دوگانۂ سحری بجالاے دعا وثناے پروردگار کی سجادۂ طاعت خدا سے اُٹھکے مسلح ومکمل ہوے
ہتھیار لگا کر اُسی مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر سمت لشکر لقاے نابکار باگ اُٹھائی قریب فوج کفار کے بقصد عز وافتخار
براے اظہار نام نامی واسم گرامی نعرہ کر کے روز خون مارا لشکر کفار کو تہ وبالا کیا ہزارون قتل کیے خونکے دریا بہ گئے بھاگ بھاگ کر
بزدلے گوشون مین چھپنے لگے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر لڑا کیا قریب شام ابراہے بلند قامت کہ یہ بھی ایک پہلوانان
نامی وشہزور بہادر جسیم لشکر لقا مین بڑا زبردست تھا واسطے مقابلے کے گھوڑا نکال کر میدان مین سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے
آیا اور وار تیغۂ خونریز کا جھپٹکر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خالی دے کر ایک تلوار کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا وہ نابکار مثل شاخ شجر
تازہ دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے عرصے مین شام ہوگئی تاریکی شب پھیل گئی وہ آسمان شجاعت کوکب فلک ہمت وجرأت صاف
نکلا چلا گیا ہرچند کہ سواران کفار نے تعاقب کیا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان کا سمند تیز رفتار ٹاپین مارتا ہوا زخمیون کو کچلتا
ہوا کشتون کو روندتا ہوا پہاڑ کی طرف نکلگیا دامن کوہ مین جا کر شاہزادہ بدیع الزمان کو اُتارا شاہزادہ بعد وضو عبادت
پروردگار مین مشغول ہوا اور دیوسماک جا کر اُسی طرح خوانہاے طعام لذیذ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے
رکھے اور عرض کیا کہ ای شاہزادے خاصہ نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا کیا باقیات طعام دیوسماک
کھا گیا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرش خواب پر آرام فرمایا دیوسماک براے حفاظت شہزادے کے گرد وپیش
ٹہلتا رہا جسوقت صبح ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا بعد اداے فرض خالق کونین مسلح ومکمل ہو کے گھوڑے پر
سوار ہو کر لشکر کفار پر آگرا اور روز خون مارا ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا فوج کفار کشتہ ہو کر پسپا ہوئی اور فراریون کو ذرا عرصۂ
کارزار مین ممکن نہ تھا آتش شعلۂ شمشیر آبدار شاہزادہ ذیوقار میدان حربگاہ مین برس رہی تھی لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر
بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ وہی شوم دست پھر آیا جالوت رعد آواز اُسکے پاس کھڑا تھا لقا نے اُس سے کہا کہ تو ہمارے
بندون سے پکار کے کہدے کہ یہ پسر حمزہ بچکر جانے نہ پائے فوج نے جالوت کی آواز سنکر چار طرف سے ہجوم کر کے گھیر لیا
گھوڑا مثل برق جہندہ اِس غول مین اِدھر سے اُدھر آتا تھا اِدھر تو شمشیر آبدار سر قلم کرتی تھی اُدھر سمند

ضیغم شکار ٹاپون سے کچل کچل کر مار ڈالتا تھا جسکو تلوار نے دو ٹکڑے کیا گھوڑے نے اُسے ٹاپون سے پاش پاش کر ڈالا
جو زخمی ہوکر گرا اُسکو اسپ تیز رو نے واصل جہنم کیا ہزارون سیکڑون کو نوش جان کرکے کھا گیا شاہزادہ بدیع الزمان کو کز درجہ
متعجب ہوتے تھے کہ آج زیادہ متفکر و متعجب ہین کہ مین اسقدر کفار نابکار کو بیجان اور گھائل و زخمی کرتا ہون مگر اُن زخمیون کے
جسم پاش پاش ہر ایک کشتے کی لاش زمین پر پڑی ہوئی کہین معلوم نہین ہوتی ہو ادھر مین نے تلوار سے مارا وہ کافر خواہ زخمی
ہوکر خواہ گھائل ہوکر خواہ کشتہ ہوکر زمین پر گرا اور غائب ہو گیا اب جو پلٹ کر دیکھا تو خون کا تھالا بھرا ہوا ہو لاش اُسکی ندارد
شاہزادہ بدیع الزمان کو سخت تعجب ہوا کہ مین نے اسقدر کافرون کو واصل جہنم کیا انکے لاشون کو کون لیگیا غرض کہ تمام دن
لڑتے لڑتے گذرا ایسا کشت و خون ہوا کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھے مریخ کانپنے لگا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا
کفار فرار کرنے لگے فرار مشکل ہوا تھوڑا سا دن باقی تھا کہ ایک پہلوان کثیر بن عشاق نام فوج سے نکلا وہ مغرور بڑے
طنطنہ مین سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی وار تلوار کا اُس نابکار نے کیا شہزادہ بدیع الزمان نے اُسکی
ضرب کو رد کرکے اپنا سکہ بٹھایا بائین پر گھوڑا پھیر کر ایک ہاتھ جنیو کا بار اکہ ترچھا جسم اُس نابکار کا کٹا تلوار سن سے کاٹ کے
نکل گئی اوپر کا ٹکڑا ادھر سے زمین پر گرا نصف جسم بیدین پشت زین مرکب پر رہا گھوڑا نصف کشتے کو لیکر بھاگا فوج لقا مین ایک
شور غل ہوا اس ناری کے قتل ہوتے ہوتے شام ہو گئی تاریکی شب نے غلبہ کیا مرکب صبا رفتار شاہزادہ بدیع الزمان کو
لیکر میدان رزمگاہ سے طرف کوہ کے چل نکلا کوہ پر آکے اُسی مقام معینہ پر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے جتنی دیر
عبادت خدا مین مصروف رہے اُتنے عرصے مین وہ دیو سماک موافق اوقات خوان طعام وغیرہ لایا شاہزادہ بدیع الزمان نے
کھانا کھایا باقیات طعام لذیذ دیو سماک چٹنی کر گیا شب کو بستر خواب پر شاہزادہ بدیع الزمان سو رہے صبح کو بیدار ہوے
نماز خدا بجالائے غرض کہ اسی طرح روز خون مارتے رہے پانچوین دن جو روز خون مارا ارکان فیل دندان پہلوان کا
شہر بستیہ صاحبقرانی سے سامنا ہوا بڑے زور و شور سے اُسکو بھی قتل کیا کہ مرتے مرتے اس بہادر شجاع کی کارزار کو دیکھکر
اُسکے دانت کھٹے ہو گئے آخر کو شہزادے کی تیغ خارا شگاف نے اُسکو راہ دوزخ کی بتائی شام کو لڑ بھڑ کر نکل آئے اُسی
کوہ ہوادار پر آکے ٹھہرے بعد کھانے پینے کے استراحت فرمائی اسی طرح اُنتیس روز خون مارے اور ہر روز خون مین
ایک ایک پہلوان زبردست لقاے نابکار کو قتل کیا اور صاف نکل آئے اور جو کچھ جنگ مغلوبہ مین قتل کیے اُنکا شمار ممکن نہین
تیسوین روز خون مین مہران خون آشام کو واصل جہنم کیا اور گھوڑا اُٹھا کر کوہ کی طرف رخ کیا مرکب تیز رو نے بھی بڑی
جد و کد نکلنے کی کی مگر جالوت رعد آواز پکار رہا تھا کہ آج جسکی طرف سے یہ شیر جوان پسر حمزہ صاحبقران نکل جائیگا قسم
بخداوند لقا اُسکو جہنم ابدی مین پھینک دونگا کہ وہ ہمیشہ جلا کریگا خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سنکر چہار طرف سے شور و غل کیا
یار و لینا لیسنا پسر حمزہ کو جانے نہ دینا یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کسی طرف سے نکلنے نہ جائے اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان
فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لاش پر لاش گرا رہے ہین قیامت کی آج کارزار ہی محشر تازہ آشکار ہو شاہزادہ
بدیع الزمان چاہتے ہین کہ کسی تدبیر سے کسی طرف سے نکل چلین مگر راہین چہار جانب کی بند ہو گئی ہین مور و ملخ کفار سے معمور
ہین چیونٹی کے نکلنے کی راہ نہین ہو لیکن گھوڑا انکا توام دیوزاد سے دیو سماک ہو اب اُسنے دیکھا کہ رات زیادہ آگئی اور
آقا و راکب میرا لڑتے لڑتے صبح سے اسوقت تک تھک رہا ہو بھوکا پیاسا کارزار کیے جاتا ہو اور کفار سے مفر نہین ملتا ایسا نہو
کہ گرفتار ہو یا قتل ہو بڑی بدنامی ہوگی ملکہ قریشیہ سلطان کو کیا منھ دکھاؤنگا یہ سوچ کر پر پرواز کشادہ کرکے پر جھاڑے
اور سوئے طرف آسمان کے لے اُڑا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہ ای لشکریان خداوند لقا دیکھو شاہزادہ بدیع الزمان کا وہ گھوڑا
اُڑا جاتا ہو راکب کو اپنے صاف نکال لیچلا اسکو گھوڑا نہ کہیے بلکہ طائر تیز پرواز فلکی کہنا چاہیے راکب ہماے اوج شجاعت و ہمت کو

مرکب شہباز تیز پرواز باد پیماے فلک رفعت ای یہ شور یکایک جو بلند ہوا لقاے بے بقا بھی دریچہاے گیتی نما پر سے جھک جھک کر
دیکھنے لگا ہر ایک سے کہتا تھا صاحبو دیکھو پہچان لو اس گھوڑے نے میری تقدیر کے پر و بال نکالے ہیں مگر اُس باوجود
آسمانی یعنے دیوساک نے جو نیچی نگاہ کی دیکھا لقاے بے بقاے نابکار دریچہاے گیتی نما سے مجھکو دیکھ رہا ہے اور تعلیان
کفر و کافری کی کر رہا ہے اوپر سے اُس گھوڑے یعنے دیوساک نے اسطرح لید کی کہ سب منہ پر اُس کافر بدکار لقاے نابکار
کے پڑی بلکہ کیا عجب ہے کہ درمیان منہ کے بھی گئی ہو کسو جہ سے کہ جسوقت گھوڑے نے اوپر سے لید کی اور وہ لید اسکے
منہ کے قریب تک آئی اُسوقت تک یہ باتیں کر رہا تھا بار بار منہ کھل جاتا تھا شاید کہ دو ایک لقمے نوش جان لقاے بے ایمان
کر گیا ہو غرض لقاے بدکردار تھو تھو کر کے منہ کو دامن سے پونچھنے لگا اور شرمندہ اور نادم ہو کر سر اندر دریچہ گیتی نما کے کھینچ لیا
جسطرح سے کہ مار سیاہ غار سے سر نکالتا ہے اور دہشت سرکوبی سے سر کھینچ لیتا ہے بختیارک شوریدہ بخت نے اور
زخم شمشیر خجالت پر نمک چھڑکا کلام طعن آمیز ہنس ہنس کر کہے ای خداوند لقا آپ اس اسپ بیباک و شوخ مزاج کو نہیں
جانتے ہیں یہ گھوڑا وہی دیو ہے جو شاہزادہ بدیع الزمان کو آتشکدے سے نکال لیگیا تھا اور یہی ہمیشہ خوانہاے طعام
خداوندی و اشیاے دوکانہاے بازاری اُٹھا لیجاتا تھا اور روز شاہزادہ بدیع الزمان کو یہ دیو بشکل سمند باد صرصر تگ
اپنی پشت پر سوار کر کے روز خون مارنے کو لاتا تھا لقاے مردود نادم ہو کر چپ ہو رہا یہاں وہ گھوڑا شاہزادہ والا شان
بدیع الزمان کو پشت پر لیے ہوے دامن کوہ میں پہونچا اب شاہزادہ بدیع الزمان پر حال کھلا کہ یہ گھوڑا اصلی نہ تھا
بلکہ دیوساک بشکل اسپ مجھکو اپنی پشت پر سوار کرتا تھا شاہزادے نے کہا اے دیوساک میں نے تجھکو پہچان لیا اب تو
اپنی صورت اصلی بن تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو بدنام کیا آجتک کوئی جری دلاور میرے خاندان کا کسی دیو کی مدد سے
ہمنبرد گرفتار نہیں ہوا اب تو جلد جا اور گھوڑا میرا مجھکو لادے اور اُسوقت مجھکو ثابت ہوا کہ جسقدر بلاشے کافرون کے
میدان جنگ سے غائب ہوتے تھے وہ سب تو ہی کہا جاتا تھا یہ سنکے دیوساک اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور کہا ای شاہزادہ
والا حشم آپ اگر چاہیں تو ہر روز [illegible] روز خون میری پشت پر سوار ہو کر گرفتار [illegible] یں جبتک میرے دم میں دم ہے
خدمت فیض منزلت حضور سے کبھی جدا نہونگا شاہزادہ بدیع الزمان یہ سنکر دیوساک پر بہت خفا ہوے اور کہا بس زیادہ
باتیں نہ بنا میں تیری اس حرکت سے خوش نہیں ہوں بلکہ ناراض ہوں دیوساک خاموش ہو کر سامنے سے چلا گیا اور
موافق دستور ہر روزہ بارچینخانہ لقا سے اور بازار سے کھانا واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا شاہزادہ بدیع الزمان نے
کھانا نوش فرمایا جو کچھ کھانا باقی رہا وہ دیوساک نے کھا لیا بعد اُسکے دیوساک گیا بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک
گھوڑا نہایت چست و چالاک کسا کسایا سجا سجایا اور بارگاہ یاقوت شاہ پر کھڑا ہے سائیس باگ ڈور پکڑے بیٹھا ہے ساک
قریب اُس گھوڑے کے جا کے پیٹ میں ہاتھ ڈالکے لے اُڑا سائیس نے باگڈور ہاتھ سے نہ چھوڑی وہ بھی گھوڑے کے ساتھ ہی
بلند ہو کے چلا دوسرے سائیس نے دوڑ کر ٹانگ پکڑی وہ بھی بلند ہوا تیسرے سائیس نے کہ بہت بڑا جوان زور آور تھا
جھپٹ کر سائیس ثانی کی ٹانگ پکڑی غرض کہاں تک بیان کیا جاے راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح تلے اوپر سات سائیس
ایک کے بعد ایک ٹانگ پکڑے سمت آسمان بلند ہوے گویا ایک لڑی جسم انسانی کی بندھی ہے لوگ متعجب ہو کر غل مچاتے ہیں
کہ دیکھو گھوڑا خود بخود اُڑا جاتا ہے اور سائیس بھی اُسکے ساتھ جاتے ہیں یاقوت شاہ یہ خبر سنکے باہر نکل آیا کہ یہ تماشا بھی
قابل دید ہو کہ اوپر گھوڑا آسمان کی طرف اُڑا چلا جاتا ہے اور ساتوں سائیس لٹکتے ہوئے ہوا پر چلے جاتے ہیں یہ تماشا
لقاے بے بقا بھی دیکھنے لگا اور حیران اور پریشان تھا اتنے میں جو لنگر بہت ہوا باگڈور کی کیا بساط تھی
ٹوٹ گئی اور ساتوں سائیس منہ کے بل ایک کے اوپر ایک گرا لقا نے جو سائیسوں کے گرنے کی خبر پائی اور سنا کہ

باگ دور کے ٹوٹنے سے سائیس ساتون گرے اُنکے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے لقا نے کہا اس بات کا تعجب کیا مین نے ہی تو گھوڑے کو آسمان پر بھیجا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے گھوڑا یہ وہی دیو لیگیا جب شاہزادہ سوار ہو کر میدان کارزار مین آئے آپ ملاحظہ کر لیجیے گا لقاے بے بقا نے ہنسکر بختیارک کے سر پر ایک دھول ماری اور کہا کیا بکتا ہی چپ رہ ادھر دیو سماک نے گھوڑا لیجا کر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے حاضر کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای دیو سماک تو اب جا مجھکو اسی جگہہ رہنے دے مین بغیر ان کفارون کے قتل کیے نہ جاؤنگا دیو سماک شاہزادۂ بدیع الزمان سے رخصت ہو کر طرف پردۂ قاف کے روانہ ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان ہر روز شغل روز خون مین مصروف رہا کیا ہزارہا لقا پرست دکفارون کو واصل جہنم کیا اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو

دو کلمے داستان شوکت بیان پہونچنا دربند فولادیہ پر مالک اژدر کا امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کے حکم سے

پلا ساقیا بادۂ جنگجو — کہ اس معرکے مین بڑھے آبرو — وہی جام دے ہی جو اعلاے دام — کہ شمشیر برّان ہی جسمین کی لہر
جوان بخت ہو کیون نہ پیر مغان — کہ بادہ کا ہی قدردان اک جہان — نہ کسی طرح سیخانہ آباد ہو — کرنا شاد دل پیجیے مے شادہ
مجھے بھی کوئی جام لبریز دے — کوئی دم میسے فرحت انگیز دے — ہوئی دیر اب نشہ کا ہی اُتار — لبالب پلا بادۂ مشکبار
اُسی مے سے چھلکا نے جام بلور — طبیعت کو فرحت ہو دل کو سرور — سحر ہو کہ سر ہو وہ یک بیک — ہون جگر مین تخم خانہاے فلک غرق
جو ہر نہین ہماے ہین صیاد پر کھلے — لیکر قفس کو اڑگئے رکھا جو پر کھلے — شیشے شراب کے رہین آنکھون پر کھلے — ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے
انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے — پردہ اٹھا کے پردۂ شمس و قمر کھلے — رنگریز کی دکان ہین تجھ مین ہزار رنگ — طرہ وہ ہی جو یار کی دستار پر کھلے
قاتل جو لائے خبر ملے تیری تیغ کو — زخمون کے منہ کھلے ہین جنت کے در کھلے — فصل بہار آئی ہی چلتا ہی دور جام — مے کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے
کیف شراب ناب کا انجام ہو بخیر — شاد ار بند ساقی شکستہ کھلے شعر — کشایندگان حصار قلم — رقم کردہ این راہ بجاہ و حشم

قلعہ کشایان مضمون مسرت مشحون نکتہ دانی و محصوران عبارت پر ابضامین والا تمکین قدردانی قلم فتح شیم کو معرکۂ صفحۂ قرطاس پر یون روان کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع بہادران گردنکشان بصد عز و شان بارگاہ فلک جاہ مین رونق افروز تھے اور ہر ایک سردار نامدار بصد عز و افتخار اپنے اپنے مقام فلک احتشام پر بر سر دنگل متمکن تھا کہ یکایک ہرکارون نے آکے بارگاہ فلک اشتباہ پر قدم مارا اور دعاے ازدیاد عمر و دولت و اقبال و حشمت و اجلال دے کر دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای نامی ناموران سلطان سلطان و شاہان شاہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان شاہزادۂ بدیع الزمان کو بادشاہ دربند فولادیہ نے بدغا و مکر گرفتار کر کے پاس لقاے بے بقا کے بھیجا اور فوج نے شکست کھائی ہر طرف سب متفرق ہو گئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا حمزۂ صاحبقران عالیجاہ یہ خبر سنکر کمال آزردہ خاطر ہوے اور فرمایا کہ اس سے پہلے قاسم گیا ہی اُسکی خبر ابھی تک مفصل نہین معلوم ہوئی اب فلک پیر نے اس جوان رعنا شہزادۂ بدیع الزمان کو بھی ہمسے چھڑایا پھر بصد طیش و غضب سرداران لشکر جرار کی طرف دیکھ کے کہا کوئی ہی ایسا کہ اُنکی خبر لاے مفصل کیفیت شاہزادۂ بدیع الزمان کی سناے اُسوقت عمر قران نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی جا کر شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر لاتا ہی امیر با توقیر نے اُسی وقت خلعت سے سرفراز کر کے رخصت کیا عمر قران بتلاش شاہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوے بعد چلے جانے عمر قران کے امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای بہادرو ای دلیرو ای نیستان شجاعت کے شیرو میں چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک دلاور جا کر دربند فولادیہ کو فتح کرے اور قلعہ کو اپنے قبضے مین بزور شمشیر آبدار لاے یہ سنتے ہی مالک اژدر بصد کر و فر اپنے دنگل سے اٹھ کھڑے ہوے اور سامنے حمزۂ صاحبقران والا تبار کے آئے

اور دست بستہ عرض کیا کہ جو ارشاد فیض بنیاد ہوا اُسوقت امیر با توقیر نے مالک اژدر کو قریب بلایا اور بدست خود خلعت پُر تکلف
مخلع کیا اور دعاے حفاظت دے کر اُس نامور یعنے مالک اژدر کو رخصت کیا مالک اژدر لشکر گردون فر ہمراہ لیکر بسمت قلعہ
دربند فولادیہ روانہ ہوے غرض کہ مالک سپہ سالار دست چپ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے دربند فولادیہ پر
پہونچے قلعہ سے ہٹکر خیمے برپا کیے بارگاہ فلک جاہ برآے مالک اژدر بصد کروفر استادہ ہوئی اسمین مالک اژدر رونق
افروز ہوے سب لشکر اپنے اپنے خیمون مین اُترا سرداران لشکر ظفر اثر نے کمرین کھولین اور مصروف ضروریات ہوے اُسطرف
فولاد ابلق سوار کو خبردارون نے خبر دی کہ نائب حمزۂ صاحبقران نامور یعنے مالک اژدر بصد کروفر لشکر گران
پیکران لیکر واسطے فتح کرنے قلعہ دربند فولادیہ کے اسطرف آئے ہین اور زیر قلعہ خیمے استادہ کرکے پڑاؤ ڈالا ہے دو اب
دو ایک روز کے بعد قلعہ پر حملہ آور ہونگے اور دربند فولادیہ کو فتح کرکے قبضہ کر لینگے فولاد ابلق سوار یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت
متفکر و متردد ہوا اور بھائی اُسکا ہومان سخت کمان اُسکے قریب بیٹھا تھا اُسکی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ برادر یکجان برابر
ہومان سخت کمان صفدر و دلاور مالک اژدر نامور بڑا زبردست روزگار صف شکن و جرار ہے ہم اُس سے کبھی
عہدہ برائی نہ پا سکینگے اب مناسب یہ ہے کہ جلد قلعے کا پھاٹک بند کرا دو اور پل تختہ خندق اُٹھوا دو پانی کھائیون
مین بھروا دو کیونکہ قلعہ تو چار طرف سے بہت مستحکم ہے ہومان سخت کمان نے راے فولاد ابلق سوار کی پسند خاطر
کی اور بحکم اُسکے دروازہ قلعے کا بند ہو گیا قفل پڑ گیا پل تختہ اُٹھا لیا خندق پر آب کر دی اُس قلعے کے بارہ برج مثل
بروج فلکی تھے اُنپر توپین چڑھا دی گئین اور میگزین درست ہو گیا گولہ بارود مہیا کر دیا فوج کو برجون پر اور حوالی قلعہ
ساتھ بندوبست کے بھیجدیا آپ سب کے سب قلعہ بند ہو کر بیٹھے اور منتظر جنگ و جدال آمادۂ پیکار رہے ادھر مالک اژدر
نے لشکر ظفر اثر کو حکم دیا کہ چارون طرف سے قلعے کو محاصرہ کر لو اور نرغہ کرکے دباؤ ڈالو اور آپ تھوڑی سی فوج ظفر موج
لیکر گولے کی زد سے علیحدہ پڑاؤ ڈالا دوپہر تک تمام لشکر نے دم لیا وقت سہ پہر مالک اژدر رہوار پر سوار ہو کر قلعے کے سامنے آیا
دیکھا قلعہ بند ہے پل تختہ اُٹھ گیا توپین چہار جانب مع گولہ انداز و خلاصی وغیرہ آراستہ و پیراستہ ہین مالک اژدر نے
ہرکارے کو بلا کے کہا جاؤ فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان کو ہمارا پیام دو اگر اپنے حق مین بہتری چاہتے ہو ہاتھون کو
اپنے رومال سے باندھکر حاضر ہو کفر پرستی چھوڑ دو بتون پر لعنت کرو ایمان ساتھ وحدانیت پروردگار کے لاؤ صدق
دل سے مسلمان ہو ورنہ طرفۃ العین مین قلعہ فتح کر لونگا ایسی تلوارین مارونگا کہ خون کا دریا بہیگا سیکڑون ہزارون کے
سر تن سے اُتارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہی حکم ہے کہ امیر با توقیر بلند درجات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہے
اور تجھسے بہت آزردہ ہین یہ بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے کہ پسر حمزۂ صاحبقران عالیشان یعنے شاہزادہ
بدیع الزمان کو تونے دغا سے گرفتار کرکے پاس لقا کے بھیجدیا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو پھر نہ یہ قلعۂ فولادیہ
ہوگا نہ فوج و لشکر ہوگا اور نہ تم مین سے کوئی زندہ بچیگا ہرکارے یہ حکم سنتے ہی مثل باد صرصر کے قلعۂ فولادیہ مین داخل
ہوے اور فولاد ابلق سوار سے پیام مالک اژدر بیان کیا اُس کافر نے جواب دیا کہ خداوند لقا ہمارا مددگار ہے
ہمکو کسی کی کیا پروا ہے جو کچھ تمسے ہو سکے وہ کرو کسی امر مین قصور نہ کرو ہم ایسی ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتے ہین
ہرکارے یہ سنکے فوراً واپس آئے جواب پیام سامنے مالک اژدر کے حرف بحرف عرض کیا مالک اژدر یہ سنکر اپنے خیمے مین
آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگ لشکر فیروزی اثر مین بجے انشاء اللہ کل صبح کو بتائید ایزدی کھڑے کھڑے اس قلعے کو فتح کرونگا
اور پھر لشکر اسلام مین بصد انتظام طبل جنگ بجا زمین تھرائی آسمان کانپا بانگ طبل کی قلعۂ فولادیہ مین پہونچی اُس
کافر نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر ہر ایک دہل گڑگڑایا تمام شب کافران بیحیا آراستگی سلاح جنگ مین مصروف رہے

کوئی تلوار کو صاف صیقل کرتا تھا کوئی تیر و کمان کو لیس کرتا تھا کوئی اسباب جنگ درست کر کے رکھتا تھا آپسمین ایک ایک سے
کہتا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کون کون آب قضائے مبرم سے مُنھ دھوتا ہی اب کوئی امید ہمکو تو اپنی زندگی کی نہین ہی بموجب

قول سعدی علیہ الرحمہ نظم

آخر ای دوستان حذر بکنید
سن نکردم شما حذر بکنید

کوس رحلت بکوفت دست اجل
ای کف دست و ساعد و بازو

ای دو چشمم وداع سر بکنید
ہمہ تودیع یکدگر بکنید

برمن اوفتادہ دشمن کام
روزگارم بشد بناداتی

جسوقت شہنشاہ ماہ چہاردہ مع فوج کواکب و سیارگان قلعہ مغرب مین محصور ہوا اور خسرو خاور
ہمراہ سپاہ شعاع اشہب روز گیتی فروز پر سوار ہو کر معرکۂ میدان فلک پر افروزندہ ہوا اُدھر صبح کی وردی بجی ادھر غازیان
مجاہدین فریضہ سحری ادا کرنے لگے دعائے فتحمندی لشکر اسلام مین مصروف ہوے سب صفدر و جرار عازم پیکار ہو کر
مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر بصد کر و فر اپنے سمند باد صرصر پر سوار ہو کر یکہ و تنہا سامنے قلعۂ کفار کے آئے اور سب فوج
ظفر موج کو پشت بر میدان جنگ مین آراستہ کر کے استادہ کیا اور عمود گران سنگ کو ہاتھ سے گردش دیتے ہوئے قریب
خندق کے محاذے مین در قلعہ کے ٹھہرے اُدھر فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونون فیلبند در قلعہ پر مستعد
جنگ بیٹھے تھے اور دوربین سے دیکھ رہے تھے جب مالک اژدر کو مثل شیر نر بصد کر و فر یکہ و تنہا بنفس نفیس قلعے پر آتے دیکھا
ہوائی داغ دی توپین سب تیار تھین فوراً گولہ اندازون نے توپون پر بتی دی اور تمام لشکریان کفار تیر و تفنگ بان و سنگ
مالک اژدر کی طرف پھینکنے لگے زمین ہلنے لگی جگر دہلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا مالک اژدر نامی و نامور جرار و صفدر
فضل خدا پر نظر کر کے گولہ گولی و تیر و تفنگ وغیرہ کو رد کرتے ہوے لب خندق پہونچے اور قلعے کے پھاٹک پر ایک
نعرۂ جگر خراش کوہ شگاف کیا نعرہ مالک اژدر رستم پہلوان + کر سرکوب کفار گردن کشان
او فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان نابکار تم مجھکو نہین جانتے ہو منم مالک اژدر غلام بیچارہ حیدر کشندۂ لشکر
کفار بد اختراب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاؤگے مین آپہونچا دیکھو اس گرز گران سنگ سے کس کس کو پیوند زمین کرتا ہون
اس تیر و کمان جہانگیر سے کس کس کو غربال کرتا ہون اس تیغۂ آبدار خونخوار سے کس کسکا خون آج قلعے مین بہاتا ہو یہ رعب
و داب و صولت و سطوت اور ہمت و شجاعت اور صفدری و بہادری مالک اژدر نامور کی دیکھکر فولاد ابلق سوار اور
ہومان نابکار گھبرا گئے مُنھ پر ہوائیان چھٹنے لگین کلیجے سینون مین دھڑکنے لگے ہاتھ پانون سرد ہو گئے کہنے لگے اب کسی طرح
یہ پہلوان خدا پرست زندہ نہ چھوڑیگا ہرگز ہرگز اس دلاور کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا افسوس لقاے بے بقا نے ہماری
کچھ مدد نہ کی شاید وہ مردود بھی ڈر گیا بہتر یہ ہی کہ اب چلو اور اطاعت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی منظور کر دین اسلام
بصدق دل قبول کرو یہ کہکر دونون بھائی فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان پھاٹک قلعہ کا کھولکے باہر آئے اور رومال سے
اپنے اپنے ہاتھ باندھکے قدم مالک اژدر نامور پر گر پڑے اور عرض کیا کہ ہمنے بتون کی پرستش کو ترک کیا اور لقاے بے بقا کی
لعنت کی بصدق دل مسلمان ہوے کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے غرض کہ دونون از سر صدق مسلمان ہوئے مالک اژدر نے کلمۂ طیبہ
تعلیم کیا تمام لشکر اسلام اور مالک اژدر نامور کو دونون بھائی فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان بڑے اعزاز و
اکرام سے اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت کا سامان کیا جلسۂ عیش و عشرت آراستہ کیا ناچ رنگ بصد فرحت و مسرت ہوا
تین دن تک دعوت مالک اژدر کی مع لشکر فیروزی اثر کے قلعہ فولادیہ مین فولاد ابلق سوار نے کی روز چہارم مالک اژدر نے
ایک عرضی بخدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اس مضمون کی روانہ کی عرضی گوہر دریاے شجاعت و لعل بے بہاے
معدن ہمت و جرأت ماہ آسمان دلاوری خورشید فلک صفدری امیر با توقیر صاحب عقل و تدبیر ملک گیر و کشورستان
فخر سلاطین جہان شاہان شاہان و سلطان سلطان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بعد اداے آداب و تسلیمات و کورنشات کے بخدمت فیضدرجت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور گیہان ظہور مین خانہ زاد دیرینہ یون عرضپرداز ہی کہ بافضال ایزد متعال و با قبال نام نامی و اسم گرامی امیر باتوقیر کے غلام نے قلعہ دربند فولادیہ کو فتح کیا اور حاکم قلعہ دربند فولاد ابلق سوار اور اُسکے بھائی ہومان سخت کمان کو مع فوج و ملازمین مطیع کیا اور دونون نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور کلمۂ طیبہ پڑھا اور وحدانیت پروردگار کے مقر ہوے اب کسی طرح کا خلش یہان نہ باقی رہا مناسب ہی کہ اب حضور قدوم میمنت لزوم سے کاشانۂ قلعہ دربند فولادیہ کو بجمال بیمثال چہرۂ نورانی منور و جلوہ افروز فرمائین کہ نور دین اسلام سے کاشانۂ دل سیاہ بختان روشن ہو جائین اور رواج دین اسلام کا بخوبی ہو شعر

الٰہی آفتاب دولت و جاہ ✦ شود تابندہ مثل جلوۂ ماہ ✦ زیادہ حد ادب یہ عرضی بمضمون مسرت مشحون تحریر کرکے ملفوف بلفافہ کرکے خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین روانہ کی اور یہان رات دن جشن اور دعوتین ہوا کین وہان نامہ بر ملازم سرکار فیض آثار کا مالک اژدر نامدار کی عرضی لیکر بارگاہ فلک جاہ حمزۂ صاحبقران عالم پناہ مین پہونچا آداب و قواعد شاہانہ بجالایا اور دعاے ازدیاد دولت و اجلال و ترقی حشمت و اقبال دے کر عرضی مالک اژدر نامور حاضر کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ عرضی مالک اژدر دلاور کی خود پڑھی پڑھتے ہی خوشی حاصل ہوئی اور مژدۂ فتحیابی قلعہ دربند فولادیہ سب سرداران و نامآوران لشکر فیروزی اثر کو سنایا اور فورًا کوچ کا حکم دیا کوس رحیل لشکر اسلام مین بجا صبح کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بسمت قلعہ دربند فولادیہ روانہ ہو گئے بعد طی مراحل و قطع منازل قلعۂ دربند فولادیہ پر پہونچے سنتے ہی خبر فرحت اثر تشریف آوری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مالک اژدر دلاور و فولاد ابلق سوار ذیوقار ہومان سخت کمان عالیشان مع سرداران صف شکن جرار براے پیشوائی حمزۂ صاحبقران زمان بصد عز و شان در قلعہ پر حاضر ہوے اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو بڑے عز و احتشام سے قلعہ دربند فولادیہ مین لاے اور بڑی دھوم دھام سے دعوت و ضیافت مع سرداران و لشکریان مہیا کی اور جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا تین دن تک دعوت و ضیافت اور ناچ رنگ قلعہ دربند فولادیہ مین رہا بر وقت عیش و عشرت کا سامان سامان شادی و صحبت مہیا تیسرے دن طرف دربند خارا کے امیر باتوقیر کوچ کرکے روانہ ہو گئے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تو اب راہ مین چھوڑیئے دیکھیے منزل مقصود پر کب پہونچین

وو کلمے داستان حیرت بیان جانا مہتر قران کا لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے واسطے دریافت کرنے خبر فرحت اثر شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے

پلا ساقیا بادۂ مشکبو | کہ دلکو مرے جسکی ہی جستجو
اسی مے کی ہر دم ہی مجھکو تلاش | کہ حاسد کا دل جس سے ہو پاش پاش
نہ کر ابتو دینے مین پہلو تہی | کہ لازم ہی میخوارون کی دلدہی
مجھے جلوۂ دختر رز کی قسم | کوئی جام دے صورت جام جم
شراب بھی دیا گر کوئی تونے جام | تو سمجھائیگا میکدہ لاکلام
ملازم ہین سب میرے رندان شہر | ترے حق مین یہ چشمپوشی ہی زہر
یہ ہی دل مین سامان شبخون کرون | سبو و خم و شیشہ خون سے بھرون
دکھاتا ہون تیغ زبان کی مین کاٹ | مے لالہ گون کی ہی مدت سے چاٹ
زیادہ تغافل نہ کر اے سحر | کہ رہتا ہی کامل بس اک شب قمر

غزل

رنگ پر میرے جنون کا ہی گلستان آج کل
پھر بہار آئی ہی پھر جوش جنون کی فصل ہی
مثل گل وہ ماہرو رہتا ہی خندان آج کل
بیقراری پر مری بجلی بھی رہتی ہی تپان

رنگ لایا ہی نیا یہ سوز پنہان آج کل
ہو رہا ہی تار تار اپنا گریبان آج کل
فصل گل مین وحشیون کا شور و غل ہی دشت مین
ابر میرے حال پر رہتا ہی گریان آج کل

چاک ہوتا ہی گریبان تا بہ دامان آج کل
ہی مرا سارا بدن سرو چراغان آج کل
کیا سبب جامہ مین جو پھولا سماتا ہی نہین
بلبلین رہتی ہین گلشن مین غزلخوان آجکل
فصل گل مین پھر مجھے وحشت کی طغیانی ہوئی

رقم این چنین کرد این داستان	کشایندۂ دفتر بے نشان	بیت	پھر جنون نے چاک کر ڈالا گریبان آج کل

جستجو کنندگان مضامین فصاحت آئین و متمنیان جمال بیمثال چہرۂ شاہد معنی پر تمکین دفتر تازہ رنگین کو محفل نشاط سرا پا
انبساط مین براے مشاغل قلوب یون کھولتے ہین کہ جب مہتر قران عیار طرار غیر فرار واسطے خبر لانے شہزادگان عالیمقدار یعنے
شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے بحکم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے روانہ ہوے بعد
قطع منازل پُر خیز و طے مراحل وحشت انگیز چند روز مین ملک سبائل مین پہونچا مگر اپنی صورت اصلی کو تبدیل کر ڈالا اور خبر
فرحت اثر شاہزادون کی دریافت کرنے لگا ہر ایک سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ قاسم عالیشان ایک مدت تک روز شبخون مارا
کیا اور باغ سبستان مین ملکۂ گیتی افروز کے ساتھ بصد عیش و عشرت رہا ہر چند کفار متلاشی رہے مگر گرفتار نہو سکا آخرکار ملکۂ
گیتی افروز کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو چلا گیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان جب سے قید سے رہا ہو کے آیا ہی روز خون مارا کرتا ہی مہتر قران نے
دل مین خیال کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو تلاش کرو اور خدمت مین اُسکی حاضر ہو یقین ہی کہ یہان سے قریب کسی مقام پر
ہو گا یہ سوچ کر مہتر قران صحرا نورد ہوا اور ہر مقام پر تلاش کرتا چلا جاتے جاتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک مقام پر شاہزادۂ
بدیع الزمان بیٹھا ہی اور چٹان پر فرش خواب کیا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ مہتر قران پاس شاہزادۂ بدیع الزمان کے اُس وقت
پہونچا ہی کہ دیو سماک گھوڑا دے کر شاہزادۂ بدیع الزمان کو جا چکا ہی اب شاہزادۂ والاحشم تنہا ہی مہتر قران بخوبی پہچان کر
تسلیمات بجالایا اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ بدیع الزمان شہریار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپ کے واسطے نہایت متردد ہین
آپ تشریف لیچلین شاہزادے نے کہا اے قران وہ لعل پوش خاوری تو بہت سے شبخون مار کے بیٹی کو لقاے بے بقا کی
لیگیا ہی مین بھی چاہتا ہون کہ لقا کی دوسری بیٹی کو اپنے قبضے مین لا کر نکلجاؤن اور ابھی تو چند ہی مین نے روز خون مارے
ہین اور جہانتک ہوسکیگا روز خون مارونگا مہتر قران نے کہا بہتر ہی لیکن اے شاہزادۂ والاحشم روز خون سواے آپ کے
آج تک کسی نے نہین مارے یہ ایجاد آپ نے کیا القصہ بعد شب گذرنے کے صبح کو شاہزادۂ بدیع الزمان گھوڑے پر سوار
ہو کر مع مہتر قران لشکر لقاے بے بقا پر دفعۃً آگرا اور نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ
بدیع الزمان شاہ انجم گروہ یہ نعرۂ جگر خراش کرتے ہوے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ادھر مہتر قران للکارا باش
اے نامردمین تمھاری سرکوبی کرنے کو آ پہونچا شمشیر آبدار سے شاہزادۂ بدیع الزمان نے ندی لہو کی دم بھر مین بہا دی
کشتی تن کفار کی غرق خون ہوئی صورت حباب سر بے جسم اُنکے تیرنے لگے بحر لشکر مین تلاطم ہو گیا موجین شمشیر خونچکان کی
لہرین دریاے اجل کی دکھانے لگی سوے دوزخ ہر ایک جان جانے لگی لشکر کفار مین غلغلہ ہوا ناری چار طرف سے دوڑے
شاہزادۂ بدیع الزمان پر رزغہ کیا ادھر پشت پر مہتر قران موجود تھا گُرز اُٹھاتے ہوے لڑ رہا تھا کسی کو ہرگز بدیع الزمان
پاس جانے نہ دیتا تھا لاش پر لاش گرا رہا تھا لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا دیکھتا تھا شور و غل جو سنا بختیارک سے کہا
کہ شاید وہ شوم دست پھر آگیا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند یہ بڑا بہادر و زبردست و شجاع دلیر ہی اسنے ملک سنجان
مین کیسے کیسے شبخون پہ شبخون مارے ہین یہان روز خون مارنا ایجاد کیا ہی لقا نے کہا کہ آج مین اسکو قتل کراتا ہون آج
ایسا پہلوان اسکے مقابلے مین بھیجتا ہون کہ جسکی ضرب تیغ سے پناہ نہین سامنے لقا کے ایک پہلوان زبردست کوہ پیکر
جسیم و جیم مثل فیل مست ہمنبرد رستم تنو مندی مین پیلتن نام اُسکا خطیر شیرافگن تھا لقا نے کہا اے پہلوان تو جا کے
بدیع الزمان کو زندہ گرفتار کر لا یہ حکم لقاے بے بقا وہ سنتے ہی فیلون سے نیچے اُترا اور صفون کو چیرتا ہوا اور روامین
ہو رہاے لشکر کفار پچھاڑتا ہوا قریب بدیع الزمان کے آکر چنگھاڑا اے پسر حمزہ اگر تجھکو اپنی جان بچانا ہی تو میرے ساتھ چل
مین تیری خطا خداوند لقا سے معاف کرا دونگا تیری جان بچا دونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے تلوار تولکر یہ جواب شمشیر

زبان سے دیا کہ او کافر ازلی کیا بیہودہ بکتا ہی ذرا دم لے ابھی تو دوڑتا ہوا آیا ہی سانس تیری چڑھ گئی ہی کف منہہ سے مثل سگ
غزندہ کے جاری ہی غرق عرق خجالت پہلے ہی سے ہوا جاتا ہی کوئی دم مین تجھکو بھی تہ تیغ آبدار کرتا ہون مالک دوزخ تیرا
منتظر ہی شعلہاے آتش جہنم تیری طرف لپک لپک کر آتے ہین فرشتہ عذاب کے تجھکو بلاتے ہین انشاءاللہ تیرے خداے لقاے
بے بقا کا بھی سر نجس تن سے کاٹتا ہون یہ فقرے تیغ زبان شاہزادہ بدیع الزمان کے سنکر تا و پیچ کھانے لگا غصہ سے آنکھین مثل
خون کبوتر ہو گئین نامرد نے جھپٹ کے تیغہ خونخوار کا وار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نابکار
پھولون پر سپر کے پڑا کھن سے آواز آئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے سپر کو ترچھا کر کے او جھڑاری تیغہ خطیر شیر افگن کے
ہاتھ سے نکلکر سپر مین الجھکر رہ گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس نامرد کا تیغہ پھرتی سے چھین لیا اور لیکر ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا تلوار
غازی کی اُس نامرد کے شانے پر پڑی ترچھی کاٹتی ہوئی نکلگئی وہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بھائی اُس کافر بدکیش کا کہ مطیر
نام اُسکا تھا پشت پر شاہزادے کی جھپٹ کر آیا چاہتا تھا کہ تلوار بدیع الزمان پر مارے مہتر قران نے دیکھا کہ دشمن
شاہزادے کے قریب آگیا ہی تلوار مارا چاہتا ہی دوڑکر مہتر قران نے بغدا مارا کمر پر اُس نامرد کے پڑا دو پارہ ہو کر وہ پر دغل
گرا شور غل بلند ہوا کہ خطیر شیر افگن اور مطیر پیلتن دونون مارے گئے لقاے مردود نے خجالت سے سر دریچہ کے اندر
کھینچ لیا شاہزادہ دن بھر لڑا کیا جب شام ہوئی اور تاریکی پھیلی شاہزادۂ بدیع الزمان اور مہتر قران لڑتے ہوے کفار کا خون بہاتے
ہوے صاف نکلے چلے گئے مگر مہتر قران پیچھے رہگیا شاہزادۂ بدیع الزمان کوہ پر پہونچے اور مہتر قران اُدھر سے ملک سبائل کو چلا
گیا وہان سے کھانا وغیرہ لیکر شاہزادۂ بدیع الزمان کی خدمت مین کوہ پر حاضر ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلایا گھوڑے کو
دانہ گھانس دے کر باندھ دیا شاہزادے نے نماز مغرب پڑھ کے آرام کیا مہتر قران بھی سو رہا جب صبح ہوئی شاہزادہ حوائج ضروری سے
فرصت کر کے مسلح و مکمل ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کفار بد شعار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی مہتر قران بغدا لیکر ساتھ شاہزادے کے لڑنے لگا
وہی غلغلہ برپا ہوا ہر طرف سے کفار نرغہ کر کے غل مچانے لگے مگر خوف سے کوئی نزدیک شاہزادے کے نہ آتا تھا شاہزادہ خود گھوڑا
اُٹھا کر ہر غول پر جا پڑتا تھا مہتر قران بھی سایہ کی طرح جدا نہ ہوتا تھا لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھتا تھا شاہزادہ لڑ رہا تھا
بختیارک کہہ رہا تھا یا خداوند کل خطیر شیر افگن اور اُسکا بھائی مطیر اسکے ہاتھ سے مارا گیا آج کیا ہوگا اور کون اس سے
مقابلہ کرنے جائیگا شاہزادہ آپ کے سب بندون کو مارے ڈالتا ہی لقا نے کہا اے شیطان درگاہ جو کہ مجھسے منحرف ہی وہ زندہ اسکے
ہاتھ سے نہ بچیگا یہ کہکے اپنے پہلوانون کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہی کوئی ایسا بہادر جو اس عیار کا سر کاٹ لاے اور پسر حمزہ کا خون بہاے
غراب عقرب چشم اپنے دنگل سے اُٹھا اور کہا کہ مین اسکو مار کے سر کاٹے لاتا ہون یہ کہکر اجازت حرمگاہ لقاے بدخواہ سے لیکر
فیطولون سے اُترا اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر میدان مین آکے للکارا کہ اے جوان خدا پرست تو نے عجب قیامت برپا کی ہی
ہزارہا بندگان خداوند لقا کو قتل کیا ہی اب مجھسے بچکر کہان جائیگا مین تیرا قاتل ہون خبردار و ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا خداوند
لقا نے تقدیر کی ہی کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جاے میری ضرب گران سر سے تیرا بچنا مشکل ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ او
مردک ناہنجار تو کیا بیہودہ بکتا ہی تیرا خداوند لقا کیا جھک مارتا ہی یہ سنکر غراب عقرب چشم جھلایا اور کہا ارے او بدزبان یہ کلمہ واہیات
خداوند لقا کی شان مین تو کہتا ہی ہر شرط کہ تجھکو ارہ خونخوار سے مثل ہیزم خشک چیر ڈالون اور تجھکو آتشکدہ غضب خداوند لقا مین
پھینکدون یہ کہکر ارہ پشت نہنگ شاہزادۂ بدیع الزمان پر مارا ادھر تلوار آبدار شاہزادۂ بدیع الزمان کی چلی ارہ مثل نیشکر کے قلم
ہو کر دور گرا ظالم تیغ خجالت سے کٹکر عاری ہوا دستہ اُسی ارے کا اس نامرد کے ہاتھ مین تھا بدیع الزمان کو کھینچ کر مارا وہ بھی شاہزادے نے
سر بچا کر خالی دیا پھر شاہزادے نے فوراً رکابون مین پاؤن جما کے تلوار غراب عقرب چشم کے سر پر لگائی وہ تلوار کاسۂ سر ظالم کو جسم
کاٹتی ہوئی زیر تنگ فرس کے اُتر آئی زمین پر بوسہ دیکے اُٹھی غراب عقرب چشم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سب شیشہ زنی و نخوت و کبر

مثل کژدم نشۂ غرور کے ساتھ نکلگئی لقا نے کہا عذاب عقرب چشم کو اپنی جرأت پر کمال گمان تھا بلکہ بڑے غصے سے شاہزادے کو قتل کرنے گیا تھا ہمکو غرور کسی کا پسند نہیں ہم خداوند ہین اسوجہ سے ہمنے اُسکو دشمن کے ہاتھ سے قتل کرادیا شاہزادہ بدیع الزمان اور عمر قران دن بھر لڑا کیے اور شام کو تاریکی مین ایک طرف تلوارین مارتے ہوئے نکلگئے اُسی دامن کوہ مین جاکر بدیع الزمان نے قیام کیا اور عمر قران ملک سبائل کو وہان سے جاکے براے شاہزادہ بدیع الزمان کھانا لایا شاہزادے نے خاصہ نوش کرکے آرام کیا

دوسرے داستان روزخون مارنا اسد بن کرب غازی کا اور اُسی جنگ مین ملاقات ہونا شاہزادہ بدیع الزمان سے

کہ جب اسد بن کرب غازی شاہزادہ قاسم عالیشان سے جدا ہوکر چلا اثناے راہ مین رفیقان ذیوقار و طلازمان خوش کردار سے ملاقات ہوئی اُن سب کو اپنے ساتھ لیا اور شب کی شب صحراے سبزہ زار مین بصد اضطرار قیام کیا صبح کو اسد شیردل مع رفقاے علانیہ لشکر لقاے بے بقا پر آگرا اور نعرۂ شیرانہ اسد شیردل نے تلوار کھینچکر بلند کیا نعرۂ اسد ❊ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ❊ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ❊ منم نبیرۂ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اسد بن کرب غازی عالیشان ❊ شیدا کفار بر دغا مین آ پہونچا یہ کہکر تلوار میان سے نکالی اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا کفار بدشعار کو واصل دارالبوار کیا تلاطم عظیم برپا ہوا سرکٹ کٹکے گرنے لگے جیسے اولے آسمان سے گرتے ہین خون برسنے لگا جیسے ساون بھادون مین زور سے پانی برستا ہے اسد شیردل جھپٹ جھپٹکر تلوار مارتا ہی کفار کے لشکر زیر و زبر کر رہا ہی جسکو بڑھ کے ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اکبارگی ایک سمت سے نعرۂ جگرخراش بلند ہوا کفار کے کلیجے دہل گئے نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ ❊ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ❊ نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچکر کفار پر آپڑا وہ روزخون مارا کہ اچھے پہلوانون کے جی چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے عمر قران بھی بغدا لیکے لڑنے لگا آثار قیامت ظاہر ہوے اور وہ تلوار چلی کہ ترک فلک دہل گیا زمین ہلنے لگی خون کے دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گری رن بولنے لگا طائر روح ہر ایک کا ذرذر کے پر توڑنے لگا چارطرف ایک شور ہی کہ آج بہت سے خداپرست آگئے ایکطرف سے وہ قزاق بھی جو جان بچا کر اسد شیردل کے ساتھ سے بھاگ گئے تھے وہ بھی لشکر پر آگرے ہین ایک طرف وہ جوان بھی جو روزخون مارا کرتا ہی برابر شمشیرزنی کر رہا ہی لاش پر لاش گر رہی ہی سر کفار ٹھوکرون مین آآکے ٹکراتے ہین یہ تلاطم برپا تھا کہ کافر مجوش تبردار نے اسد شیردل کی پشت پر وار کیا اسد شیردل جھک دیکھکر فوراً ابھر پڑا خود تو بچا مگر گھوڑے کے پٹھے پر پڑا پچھلا دھڑ گھوڑے کا قلم ہوگیا اسد شیردل جلدی سے کود پڑا اور جھپٹکر تلوار مجوش تبردار کے ماری کمر پر اُس گبرنا ہنجار کے پڑی دو ٹکڑے ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا اسد شیردل پیادہ ہی جنگ و جدل کرنے لگا بختیارک نے کہا یا خداوند نبیرۂ حمزہ یعنی اسد شیردل پیادہ لڑ رہا ہی عیارون کو حکم دیجیے کہ کمندین مار کے اس بہادر بے بدل کو گرفتار کرلین لقاے بے بقا نے گردمرد اور ہزار کو حکم دیا کہ جاؤ اسکو کمندون مین گرفتار کرلاؤ وہ دونون نامرد عیارون کو ساتھ لیکر گئے اور چارطرف سے حلقہاے کمند مارے اسد شیردل کو گرفتار کرلیا مگر شاہزادہ بدیع الزمان کو گرفتاری اسد شیردل کی خبر نہین ہی وہ اُدھر کے غول مین لڑ رہے ہین اُسطرف سے صف کفار سے آڑے لڑتے ہوئے بدیع الزمان اورطرف کو نکلگئے جو رفقا کہ اسد شیردل کے ہمراہ تھے وہ بھی متفرق ہوکر لڑائی مین لڑتے ہوے اِدھر اُدھر ہوگئے تھے القصہ اسد شیردل کو غل و زنجیر مین مقید کرکے سامنے لقا کے لائے اسد شیردل نے بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کچھ جواب نہ دیا اور زیادہ برہم ہوا پوچھا کہ تو حمزہ کا کون ہی اور کیا قرابت رکھتا ہی اسد شیردل نے کہا کہ او کیدی مین امیر حمزۂ صاحبقران زمان کا نواسا ہون لقا نے کہا تو مجھکو سجدہ کرلے تو بچ جائیگا ورنہ سزا پائیگا جان سے مارا جائیگا اسد شیردل نے کہا او کافر لعنتی تیرے اوپر اور تیرے پرستارون پر کیا مجال ہی تیری جو میرا بال بیکا کرسکے لقا نے کہا مجھکو تیری طفلی و کمسنی پر رحم آتا ہی ابھی تیری کیا عمر ہی تیرے حقیقی بسن ہی بہتر ہی کہ جہالت کو چھوڑ دے تجھکو مین بہت عزیز رکھونگا سردار لشکر کردونگا اسد شیردل نے جب دیکھا کہ اس کافر جابر سے بہت مشکل ہی بطور تقیہ بظاہر جان بچانے کے واسطے لقاے بے بقا پر دل مین لعنت کرکے کہا کہ اچھا مجھکو منظور ہی معلوم کیا

ین نے کہ تو خداوند ہی مین اطاعت سے تیری باہر نہین ہون لقا خوش ہوکے پکارا اے ہان جلد اسکی قید دور کرو مین نے اسپر رحم کیا قصور
اسکا معاف کیا گیا فوراً آہنگر آے اور قید شاہزادہ اسد بن کرب غازی کی کاٹی گئی جسوقت اسد شیر بیشۂ دلاوری وصفدری نے دیکھا
کہ قید سے مین نے رہائی پائی اٹھا کے بے لقا کے پاس آیا داڑھی زور سے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ رخسار پر اسکے پانچون انگلیون کا نشان
بنگیا بلکہ پانچون انگلیون نے کام شمشیر آبدار کا کیا اور للکار کر کہا او کافر تو اپنے تئین خدا کہاتا ہی تجھپر ہزار ہزار لعنت ہو یہ دیکھتے ہی جہار جادو
کفار دوڑ پڑے بختیارک اُچک کے بھاگ گیا للکار کر سبھون سے کہا ارے لوگو خداوند لقا کو بچاؤ یہ سنکر سپاہ اور لوگ بھی دوڑ پڑے اور
چاہا کہ اسد شیر دل کو گرفتار کر لین اسد شیر دل نے ایک نامرد کو دوڑ کر طمانچہ مارا وہ منھ کے بھل زمین پر گرا اُسکی تلوار چھین لی اور کفار سے
لڑنے لگا جس غول مین دھنس جاتا ہی وہ متفرق ہو کے بھاگ جاتا ہی ادھر پلٹ کے دوسرے غول پر جا پڑتا ہی اُدھر کے کفار سمٹ کر غول
باندھکر دوسری طرف سے گھیر لیتے ہین ادھر کے کفار متفرق ہو جاتے ہین اسد کو کفار دم نہین لینے دیتے اسد شیر دل لاش پر لاش گرا رہا ہی
تنون کے انبار لگا رہا ہی دو پہر کامل یونہین اسد شیر دل فرقہ کفار سے لڑا کیا ناگاہ ایک لاش پر پانون اسکا پڑا اُلجھکر گرا کفار ٹوٹ پڑے
اُس ہزبر میدان شجاعت کو پکڑ لیا لقا چھلا یا ہوا تو تھا کہا کہ اسکو اس گنبد گیتی نما کے نیچے پھینکدو کہ فوراً مر جاے گمراہ نے
کہا یا خداوندا اسکو دار پر چڑھا کر تیر باران کیجیے اور سبھون کو بھی عبرت ہو لقا نے منظور کیا یاقوت شاہ سے لقا نے کہا کہ آج رات کو
اسے قید سخت مین رکھو کل صبح کو اسے تیر باران کرونگا یاقوت شاہ اسد شیر دل کو لیگیا رات بھر محبس مین بے آب و دانہ
بند رکھا ہنگام صبح میدان خونی تیار ہوا دار استادہ کی گئی منادی نے تمام شہر مین منادی کر دی کہ آج نبیرۂ حمزہ اسد بن کرب غازی دار پر
چڑھا کر تیر باران کیا جائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو میدان خونی مین زیر گنبد گیتی نما آئے اور تماشا تیر باران ہونے اسد شیر دل
نبیرۂ حمزہ کا دیکھے کسی کی ممانعت نہ ہوگی حکم عام ہے اے ناکام کا غرضکہ جلاد کشان کشان اسد شیر دل کو زیر گنبد گیتی نما لاے لقا بھی
گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور بختیارک بھی تماشا دیکھتا تھا سب سردار بھی لقا کے کھڑے تھے حکم لقاے بے بقا ہوا کہ اب اس نبیرۂ
حمزہ اسد بن کرب غازی کو دار پر چڑھا دو جلاد بڑھے اور چاہا کہ اسد کو دار پر چڑھا دین اسد شیر دل کو عالم اضطرار ہوا اُسی بیقراری مین
سر طرف آسمان کے بلند کیا اور دل رجوع کر کے دعا کی کہ اے رب جلیل اے معبود انس و جان اے مددگار بیکسان تو عالم و دانا ہی کہ یہ بندہ حقیر و ذلیل
تیرا بخطا ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھکو اس بلا سے نجات دے آفت ناگہانی سے بچائیے مین بھوکا پیاسا مبتلاے بلا جانبحق ہون بند مصیبت مین گرفتار قطعہ

ای کریمی کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری
اسوقت مین کوئی نہین میرا کفیل ہے	رب جلیل تو ہی یہ بندہ ذلیل ہے
ناخداے کشتی عالم کا طوفان ہے	کون پکڑے ہاتھ میرا آگے بس منجدھار ہے

یہ دعا اسد شیر دل کی ابھی تمام نہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک سمت سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ جگر پھٹ گئے کفار دہلنے لگے نعرہ بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + نعرہ کر کے تلوار کھینچ آ پڑے کفار متفرق ہوے دیکھا کہ دار استادہ ہی
یہ شور بلند ہی کہ جلد نبیرۂ حمزہ اسد کو دار پر کھینچکے تیر باران کرو یہ آواز سنتے ہی حواس منتشر ہو گئے دل بیقرار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا ڈپٹا کے
تلوار کھینچے ہوے اُسی طرف آ پڑے کفار سب بھاگے جو ہاتھ آئے اُنکو تیغ آبدار کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ اسد شیر دل مسلسل بہ غل و زنجیر پڑا
کھڑا ہی عمر قران بھی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الزمان کے حقہاے آتشبازی داغتا ہوا پہونچا جو کفار سامنے آ گئے اُنکو جھپٹ کے بغدا مارا
دو ٹکڑے کر کے دھڑ سے زمین پر گرا دیا شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے سے کود کے جھٹ پٹ قید اسد شیر دل کی توڑی گلے سے لگا لیا پیشانی کو
بوسہ دیا عمر قران نے جھپٹ کے ایک سوار کو حقہ آتشبازی مارا وہ سوار دھوئین سے گھبرا کے گھوڑے سے گرا عمر قران نے اُسکا جھپٹ کے
بغدا مارا اُس نابکار کے دو ٹکڑے ہوے دوڑ کے تلوار اُسکی چھین لی اور گھوڑا اُسکا لے لیا اسد نامدار ابن کرب غازی بلند اقتدار کی خدمت مین
لا کر حاضر کیا اسد اُس گھوڑے پر سوار ہوے اب بدیع الزمان اور اسد دونون ملکر لشکر لقا پر گرے اور پشت بران دونون کی عمر قران رہے
لڑنے لگا ان دونون سے تلوار چلنے لگی گھمسان پڑنے لگا کشتے کفار کے پشتے ہو گئے ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا بختیارک اور یاقوت شاہ بھاگ

گنبد گیتی نما پر چڑھ گئے یہان خون کے دریا بہنے لگے ناگاہ لقا نے دریچہ سے سر نکال کے گنبد گیتی نما سے دیکھا کہ اسد شیر دل رہا ہو گیا بدیع الزمان
اور اسد نے قیامت برپا کر دی ہی وہ غضب کی تلوار چل رہی ہی کہ زمین خون سے رنگین ہی لقا نے فیل دندان بلند بینی سے کہا کہ تو دیکھتا ہی
کہ بدیع الزمان اور اسد جنگ کر رہے ہین تلوارین بڑھ بڑھ کے مارتے ہین تو جا کے قتل نہین کرتا جا دونون کے سر کاٹ لا فیل دندان یہ سنکر
قیطولون سے اُتر اگردن پر سوار ہوا اور میدان رستخیز مین سامنے بدیع الزمان اور اسد کے آیا اور کہا ای پسر حمزہ تو نے بڑا ہنگامہ اُٹھایا ہی
اب مین تجھے قتل کرتا ہون زندہ نہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اس تیغ خونخوار سے امان نہ پائیگا اب پناہ پانی دونون کو
مشکل ہی یہ کہکر تیغ خونخوار کا اُس نابکار نے وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کر کے خالی دیا اور کہا او نامرد لے شنو تو ضرب بے زدی
ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + اور بڑھکے تلوار ایسی خود سر نابکار پر ماری کہ صدر و کمر کاٹتی گھوڑے کے تنگ سے نکل آئی
وہ کافر بدکیش مع رہوار دو ٹکڑے ہو کر گرا اک شور بلند ہوا کہ فیل دندان بلند بینی کر گدن سوار مارا گیا پھر دونون شاہزادے اور مہتر قران تمام
بھر لشکر مین ڈوب کر تلوار مارنے لگے موج شمشیر بے پناہ نے کافرون کو غرق دریائے فنا کیا سیکڑون کو قتل کرتے ہوے اس سرے سے اُس سرے نکل گئے
شاہزادہ بدیع الزمان نے اسد شیر دل سے کہا اب دن تمام ہو گیا شام قریب آپہونچی مناسب یہ ہی کہ بس اب نکل چلو اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان
ابھی تو بہت سے کافر قتل کرنے کو باقی ہین ابھی کہان جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم ابھی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہین ہو
اسی طرح ہر روز تھوڑے تھوڑے کفار قتل کرتے ہین اور نکل جاتے ہین رات کو تھکے ماندے خستہ آرام لیتے ہین صبح کو پھر جنگ و جدل کرتے ہین
اسد شیر دل نے کہا جو کچھ خوشی آپ کی ہین تو یہ جانتا تھا کہ ان سب کو قتل کر کے ایک ہی دفعہ دم لیتے قصہ کفر پرستی پاک کر دیتے شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا موقع اب نہین ہی مناسب اب یہان سے نکل چلنا ہی اسد نے کہا بہتر یہ راے کر کے دونون شاہزادے تاریکی شب مین تلوارین مارتے ہوے
صاف نکلے چلے گئے دامن کوہ پانگ پر آکے دم لیا رہوارون سے اُتر کر کمرین دونون شاہزادون نے کھولین مہتر قران جا کے ملک سبائل سے
کھانا لایا اُن دونون بہادرون نے کھانا کھایا پانی پیا گھوڑون کو بھی دانہ گھانس دیا باگین اُتار کے گھوڑون کو چھوڑ دیا اُن دونون دلاورون نے شب کو
اُسی کوہ پر استراحت کی صبح کو دونون شاہزادے مسلح و مکمل ہو کر مع مہتر قران ہتھیارون سے آراستہ ہو کر گھوڑون پر سوار ہوے اور براے معرکہ آرائی لشکر کفار کی
طرف یعنی روز خون مارنے کو بدیع الزمان و اسد مع مہتر قران چلے اُدھر ہرکارون نے شاہزادہ قاسم کو خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لقا نے
قید کیا تھا وہ شیر مرد قید آہن توڑ کر بزور شمشیر آبدار لشکر کفار کو قتل کرتا نکل آیا اور روز خون مارتا ہی ہمراہ اُس شہزادے کے اسد اور مہتر قران بھی ہین
روز خون لشکر کفار پر تینون بہادر مارا کرتے ہین قاسم نوجوان یہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے مظفر اور مہروند کو ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہو کر طرف لشکر
لقا کے روانہ ہوے یہان شاہزادہ بدیع الزمان و اسد بن کرب غازی مع مہتر قران کے لشکر لقا پر تلوارین علم کر کے لشکر کفار پر گرے شاہزادہ
بدیع الزمان و اسد شیر دل تلوارین کھینچے کافرون کو قتل کرنے لگے قران بغدے سے لڑنے لگے کشتون کے پشتے ہوے کھیت پڑنے لگے تلاطم عظیم
برپا ہوا آثار قیامت کفار کو ظاہر ہوے کہ یکایک ایک طرف سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری +
صاحب اقبال و جاہ و حشم + صفدر نامم قاسم عالی ہمم + ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا مین سرکوبی کرنے کو تمہاری آپہونچا اب مین تم مین سے
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ تیغ زنی کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اب کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکے تیغ مبارک کو نیام انتقام سے کھینچا اور کافرون کو قتل کرنا شروع
کیا بدیع الزمان اور اسد پہلو بہ پہلو لڑنے لگے اور قران اُن دونون کی پشتبانی کرنے لگا اور کافرون کو بغدے سے مارنے لگا قاسم اور مظفر ایک طرف
تلوارین مارنے لگے اور مہروند بھی گرد اُنکے پروانہ وار پھر پھر کے لشکر بدکیش کے جوانون کو قتل کرنے لگا لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا شور گیر و دار جو سنا کہا
کیا ہی بختیارک نے کہا ای خداوند آج قاسم دو بہادرون کو ہمراہ لیکر جنگ کرنے آیا ہی اور بدیع الزمان بھی حسب معمول مع اسد و قران لڑ رہے ہین یہ لاش پر
لاش گرا رہے ہین یقین ہی کہ آج آپکا کوئی بندہ زندہ نہ بچیگا لقا نے یہ سنکے اپنے سردارون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم لوگ یہان کیا کر رہے ہو وہان وہ شہزادے
شیر مثیبہ صاحبقرانی لشکر کا ناس کیے دیتے ہین یہ سنکے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے قیطولون سے اُترے مگر چھ سردار اُس گروہ سرداران سے نکلکر میدان کارزار
مقابلے مین اُن شیرون کے آئے خورشید آہن پوش للکارتا ہوا بدیع الزمان کے مقابل آیا اور چلایا ای پسر حمزہ تو نے بڑا سر اُٹھایا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون

داہنی طرف اُس نامرد کے آکر اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالکر دوسرے ہاتھ سے تھپکی مارکے تلوار اُس پر غرور کی چھین لی فوراً اپنی تلوار اور
اُس ظالم کی تلوار دونوں بائیں ہاتھ میں لیں داہنے ہاتھ سے کمر بند اُس ظالم بے پیر کی تھام کر گھوڑے سے اُٹھا لیا اور تین چکر دیکر
زمین پر مارا وہ مغرور تا بسینہ پرکینہ زمین میں غرق ہو گیا کاسۂ سر چور چور ہوا نشۂ غرور دور ہوا پھڑک کر دم نکل گیا ایک شور اُسوقت ہوا کہ جوشن
آہن پوش مارا گیا اُسوقت الکوس تبردار نابکار بدشعار نے جھپٹکر شہزادۂ قاسم کے مقابل آکر ساطور مارا قاسم نے ساطور کا قلم کر کے پلارک کا
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کر وہ نامرد زمین پر دھڑ سے گرا یہ دیکھتے ہی جہار اژدر گیر نے اسد شیر دل کے سامنے آکر تلوار تولی اور ہاتھ
بلند کر کے چاہتا ہے کہ اسد شیر دل پر وار کرے اسد شیر دل نے پھرتی و چالاکی سے جھک کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا زیر بغل اُسکے مارا
تلوار اسد شیر دل کی سینۂ پرکینہ کاٹ کر یوں سن سے نکل گئی جیسے صابون سے تار باریک آہنی ڈوب کر نکل جاتا ہے وہ نامرود دو ٹکڑے
ہو کر گرا فاسق اژدر گیر مظفر دلیر پر مثل سگ دیوانہ جھپٹ کر آ پڑا مظفر نے پھرتی سے جھک کے پالٹ کا ہاتھ مارا دونوں
ٹانگیں ظالم اظلم کی مثل نیشکر تازہ کٹکے قلم ہو گئیں وہ بریدہ پا گرا چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ سر پر مارا کاسۂ سر کاٹ کر آب دم شمشیر حلق سے
اُس نابکار کے اُتر گیا ناری زمین پر گر کے ٹھنڈا ہو گیا بلکہ خون آشام دوڑ کر مہتر قران جرار سے لپٹ پڑا جلدی میں دو تین
ہاتھ تلوار کے نامرد نے مارے مہتر قران نے خالی دیے مگر ایک ہاتھ اوچھا سا چل پھر میں مہتر قران پر پڑ گیا ہلکا سا چرکا تلوار
کا لگا تین چار انگل کا مہتر قران نے بغدا تان کر جو مارا سر پاش پاش ہوا ہو کی زمین پر گر کر فی النار و السقر ہوا الیاس تبردار
تلوار کو چکر دیتا ہوا مہرو مند کے مقابل آیا اس نے بھی دو چار ہاتھ تلوار کے چلائے دونوں نے پھرتی سے وار رد کر دیے مہرو مند نے
بائیں ہاتھ سے خنجر کمر سے کھینچا سامنے منہ کے تلوار کا جلوہ دکھلایا بائیں ہاتھ سے پہلو پر خنجر آبدار مارا ظالم جھجک زمین پر گرا گھوڑے نے
دونوں اگلے سم سینۂ نابکار پر رکھ دیے ظالم تڑپ کر مر گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند چھوں پہلوان مارے گئے
لقا نے کہا میں نے انکی تقدیر اسی طرح کی تھی یہ میری نافرمانی میں تھے جو میری اطاعت میں کمی کریگا وہ یونہیں مارا جائیگا غرضکہ
چار پہر دن قیامت کا ہنگامہ رہا شام ہوتے ہی لشکر کفار میں روشنی ہوئی چراغاں و مشعل جلنے لگے شہزادۂ بدیع الزمان اور اسد
شیر دل و مہتر قران تلواریں مارتے ایک طرف لاش پر لاش گراتے صاف نکلے چلے گئے شہزادۂ قاسم عالیشان اور
مظفر و مہرو مند ایک جانب لڑتے بھڑتے نکل گئے کفار بدشعار نے دیدہ و دانستہ طرح دی اور ان سبکو نکل جانے دیا شاہزادۂ
بدیع الزمان مع اسد شیر دل دامن پلنگ کوہ میں آئے مہتر قران نے اپنے زخم میں ٹانکے دیے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھا
دیا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران کہیں سے جا کے کھانا لاؤ مہتر قران نے کہا اے شہزادے غلام بسبب
زخمی ہونے کے مجبور ہے اسکی اذیت سے دل دردمند ہے عالم مجبوری ہے مجکو معاف کیجیے صبح کو جسطرح ممکن ہوگا حضور کے واسطے
کھانا لاؤنگا حضور کو کھلاؤنگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران میں تو صبح کو لڑنے جاؤنگا مہتر قران نے کہا کل
روز خون نہ ماریے پرسوں سمجھ لیجیے گا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اے مہتر قران وہ ترک تنگ چشم ملقب بہ لعل پوش
خاوری قاسم آیا ہوا ہے وہ ضرور لشکر لقا پر آ گرے گا اگر میں جاؤنگا تو خدا معلوم وہ اپنے دل میں کیا خیال کریگا اور کیا سمجھے گا
میں ضرور لشکر لقا پر روز خون مارونگا اسد شیر دل نے کہا کہ مونجان میں جا کر کھانا لاتا ہوں آپ تھوڑی دیر توقف فرمایے شاہزادۂ
بدیع الزمان نے کہا کہ تم آدمی اور طرح کے ہو مجھے تمکو جانے دینا اچھا نہیں معلوم ہوتا ایسا نہو کہ تم وہاں کچھ شر و فساد کراؤ
ہم بیفکری سے بیٹھے رہیں اور تم وہاں گرفتار ہو جاؤ تو پھر میں کیا کروں اسد شیر دل نے کہا حضور کا اقبال اور فضل خدا
شامل حال چاہیے کیا مجال کسی کی جو آنکھ ملا سکے بھلا ہم سے کون لڑ سکتا ہے آپ خاطر جمع رکھیں میں ابھی تو آتا ہوں شاہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا دیکھو خبردار جو چیز لینا تو دام دیکر مول لینا اسد شیر دل نے کہا بہت خوب جیسا آپ ارشاد فرماتے ہیں ویسا ہی عمل میں
لاؤنگا یہ کہکر اسد روانہ ہوا جب شہر میں آیا دیکھا کہ شہر سبا کل نہایت آراستہ و پیراستہ ہے سیر و تماشا دیکھتا ہوا ایک میفروش کی دکان پر

آگے دو گلابیاں شراب کی بین وہان سے آگے چلا قضاے کار بختیارک کے باورچی خانے کے پاس پہونچا دیکھا کہ بختیارک ایک کرسی زرین پر بیٹھا ہوا کھانا پکوا رہا ہے سامان دعوت یاقوت شاہ مین مصروف ہے اسد شیر دل نے پاس بختیارک کے جاکر کہا اے ملک جی آج کسکی دعوت کی تیاری کر رہے ہو بختیارک نے سر اٹھاکر دیکھا کہ اسد شیر دل ہے پہچانکر چپ ہو رہا تھر تھر کانپنے لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ملک الموت سر پر آگیا ہاتھ جوڑکر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ زہے نصیب اس خانہ زاد کے کہ آقاے ولی نعمت نے بنفس نفیس خانہ پر قدم رنجہ فرمایا پیر و مرشد یہ خانہ زاد آپ کا غلام در غلام ہے اور یہ سب حضور کا صدقہ ہے اسد شیر دل نے کہا کہ ملک جی تم بڑے بدذات ہو اسدن ہمارے قتل کرانے کی کیا کیا تدبیرین بتا رہے تھے اور خوب اشتعال دے رہے تھے وہ مردود لقاے بے بقا تمھارے کہنے پر عمل کرتا تھا اب اسوقت یہی شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر تمھارا اچھا سا کٹکر ادھر جا پڑے ابھی تمکو جہنم داخل کرون اسوقت بختیارک نہایت خوف زدہ ہوا اور سمجھا کہ ایسا نہو یہ شیر بیشہ دلاوری مجکو قتل کر ڈالے اسد شیر دل کے قدمون پر گر پڑا اور نعلین پاے صفدر و غازی پر ناک رگڑنے لگا اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ غلام کی کیا مجال ہے آپ میری خطا کو عفو کیجیے آیندہ غلام ایسی جسارت نہ کریگا آپ مالک و مختار ہین چاہین قتل کرین چاہین جانبر کرین اسد شیر دل نے کہا کہ خبردار اب کبھی ایسی حرکت نالائق نہ کرنا اور ہمیشہ مجھسے ڈرتا رہنا اگر پھر کبھی ایسی حرکت تجھسے سرزد ہوئی تو ضرور قتل کرونگا اور زندہ نہ چھوڑونگا پھر وہان سے وہ ایک خوان کھانے کا لیکر روانہ ہوے اور بختیارک دوسرے دروازے سے نکلکر یہ سوچ کر چلا کہ یاقوت شاہ کو اسد شیر دل کی آنے کی خبر دون اس خیال مین دروازے پر یاقوت شاہ کے پہونچا اور لوگون سے باتین کرنے لگا قضاے کار اسد شیر دل بھی اسی طرف سے گذرا کبابون کے بریان ہونے کی بو جو ناک مین آئی بیتاب ہوگیا اسوقت یاقوت شاہ اپنی صحبت مین بیٹھا ہوا ہے دور شراب چل رہا ہے یاقوت شاہ پی رہا ہے اور مرغ و ماہی کے کباب بکاول گرما گرم تیار کرکے بھیجتا جاتا ہے یاقوت شاہ اور اسکے ہم صحبت کہا رہے ہین اسد شیر دل کے خیال مین یہ آیا کہ تھوڑے سے کباب ماموں کے واسطے لے چلیے اس اثنا مین نگاہ بختیارک پر پڑی للکارا کہ او نمک حرام تو میری خبر کرنے کو یہان آیا ہے یہ کہکے اسد شیر دل نے تلوار کھینچی اور کہا کیون اے مردود یہی شرط کہ تجکو جہنم داخل کرون بختیارک دوڑکر اسد شیر دل کے قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کیا مجال خانہ زاد جو کچھ منہ سے نکالے اسد شیر دل نے دیکھا کہ اس نے پاجامہ اپنا نجس کیا ڈر سے پیشاب خطا ہو گیا اب خوف سے روح اسکی فنا ہو جائیگی اسد نے تلوار میان مین کر کے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیے ہوے یہین کھڑا رہ خبردار یہان سے حرکت نکرنا جبتک مین نہ آؤن کہین نہ جانا مین اندر جاتا ہون یاقوت شاہ سے کچھ کہنا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کے کہا غلام کی کیا طاقت اور کیا مجال ہے جبتک حضور بارگاہ سے باہر تشریف نہ لائینگے یہ غلام کہین نہ جائیگا اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار سے اترے اور باگ گھوڑے کی بختیارک کے ہاتھ مین دی اور دلیرانہ بارگاہ یاقوت شاہ مین داخل ہوے بطریق سلام سلام کیا یاقوت شاہ نے فوراً اسد کو پہچان لیا پوچھا کہ ای اسد آج یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا اسد شیر دل نے کہا کہ بیٹھون تو کہون یاقوت شاہ نے اسی وقت ایک کرسی زرنگار منگوا کے بچھوا دی اسد نامدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوا یاقوت شاہ سے فرمایا کہ ہم مین اپنے ماموجان کے واسطے شراب لینے کو آیا تھا جب شراب لیکے چلا تو تمھاری بارگاہ کی طرف سے گذرا ہوے کباب کی بو میرے دماغ مین آئی دل نے کہا کہ اگر دستیاب ہون تو ماموجان کیواسطے لیتے چلیے ای یاقوت شاہ اگر تو بخوشی کباب دیگا تو بہتر ورنہ بجبر کباب لونگا یاقوت شاہ نے اسد شیر دل کی شکل غضبناک دیکھکر کہا کہ ای طفل جوانمرد غازی ابھی تو شام تک لقا پرستون سے لڑبھڑ کر گیا اور اب تن تنہا یہان چلا آیا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہوا یہ نہ سمجھا کہ یہان سب دشمن تشنۂ خون ہین تشنہ دشمنی سے مست ہو رہے ہین دیکھیے کسطرح پیش آئین اتنے سردار گردن فراز تیغزن و جانباز یہان بیٹھے ہین سبکو تو مار ڈالیگا یہ سنکے اسد بن کرب غازی شیر حجازی نے کہا اگر تم سے ایک نے

بھی مجھپر ہاتھ ڈالا تو یہ سمجھ لینا کہ پھر یہان ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یاقوت شاہ نے چاہا کہ اپنے سردارون کو حکم دے کہ اِس
دیوانے کو پکڑ لین محفل مین اسد کے اِس کلام سے سب سردار دست بقبضہ ہو گئے تھے مگر حکم کے منتظر تھے اُدھر اسد شیر دل نے
بھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ ناگاہ قہرش بن عنتر سوکیا سے طوفانی اندر بارگاہ کے آیا اور پوچھا کہ یہ کیسا شور و غل اور کس بات کا ہنگامہ
ہے کہ تمام سردار دست بقبضہ بیٹھے ہین یاقوت شاہ نے کہا کہ یہ دیوانہ یعنے اسد شراب و کباب لینے آیا ہے چاہتا ہے کہ بزور زبردستی
لیجاوے اور مین چاہتا ہون کہ اسے گرفتار کرون قہرش بن عنتر نے کہا کہ تم لوگ نا انصاف ہو اور کچھ جرأت نہین رکھتے ہو
دیکھو ایسی بہادری اور دلاوری چاہیے کہ بیخوف و خطر یکہ و تنہا تم ایسے دشمنون کی بارگاہ مین چلا آئے اور تم اُسے گرفتار کرو
خلاف جرأت و جوانمردی کے ہے اور حمیت و مروت سے بعید ہے اسوقت جو کوئی اِس بہادر کو گرفتار کرنے کا قصد کریگا مین اُسکو
قتل کرونگا اور جو کوئی اِس شیر مرد سے دغا کریگا ضرور اُس سے تلوار چلیگی مین اسوقت کسی کی رعایت نہ کرونگا پھر اسد شیر دل سے
کہا اے بہادر آپ تشریف لیجائین خوان طعام اور شراب و کباب حاضر ہے لیجیے پھر چند خوان طعام لذیذ اور چند کشتیان شراب
و کباب مرغ ماہی کی ہمراہ اسد شیر دل کے کر دین اسد بن کرب غازی بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا بختیارک سے ہر سب
لیکر سوار ہوا اور خوان کشتیان ہمراہ لیکر جانب کوہ چلا مگر بختیارک تو بڑا بدذات اور نہایت مفسدہ پرداز ہے مہتر گردھر سے
کہا کہ تو اسد کے تعاقب مین جا اور دیکھ آ کہ کس پہاڑ پر مقیم ہے مہتر گردھر و عقب مین اسد شیر دل کے چلا اُدھر حال سنیے ناظر
پر واضح ہو کہ جب اسد دلاور واسطے کھانا لینے کے چلے تھے مہتر قران بھی پیچھے پیچھے چلا تھا کوس بھر آیا تھا کہ آواز زنگ
کان مین مہتر قران کے آئی مہتر قران ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہو رہا اِس خیال سے کہ دیکھون کون عیار آتا ہے اور کہان
جاتا ہے جب قریب جھاڑی کے وہ آیا تو مہتر قران نے پہچانا کہ مہروند عیار قاسم کا اپنے آقا کے واسطے کھانا لیے جاتا ہے
جست کرکے اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اے مہروند آدھا کھانا تو مجکو دے جا کہ میرا شاہزادہ بھوکھا ہے اور مین زخمی ہون طاقت چلنے
کی نہین کہ جا کر ملک سبائل سے کھانا لاؤن اِسواسطے چاہتا ہون کہ تو آدھا کھانا مجکو دیدے اور آدھا تو لیجا اُسنے کہا کہ مین
بڑی مشقت سے کھانا لایا ہون کیونکر ہو سکتا ہے کہ تجھے دیدون مین تو آہین سے ایک دانہ بھی نہ دونگا مہتر قران نے کہا مین
تجھسے زبردستی لونگا المختصر تکرار زیادہ ہوئی بعد گفتگوے طول و طویل نوبت حرب و ضرب کی آگئی مہتر قران نے خنجر کمر سے کھینچا
مہروند نے بھی خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک عیارون مین خنجر بازی ہوئی آخر کار مہروند زخمی ہوا اور کھانا چھوڑ کر
بھاگا مہتر قران کھانا لیے ہوئے پاس شہزادہ بدیع الزمان کے آیا شاہزادے نے پوچھا کہ ایسا جلد تو کہان سے کھانا
لے آیا سچ سچ بتادے مہتر قران نے ساری کیفیت شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان نے کہا یہ کھانا
مین نہ کھاؤنگا یہان مہروند مہتر قران کے پیچھے پیچھے لگا ہوا آیا تھا یہ سب کیفیت مکان قیام شہزادہ بدیع الزمان دریافت
کرکے پاس شہزادہ قاسم کے آیا اور سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے مہتر قران نے زخمی کیا اور کھانا چھین لیا شاہزادہ
قاسم یہ سنکے نہایت برہم ہوا اُسی وقت سوار ہو کر اور مہروند کو اپنے ہمراہ لیکر پلنگ کو دیر آیا شاہزادہ بدیع الزمان
دیکھتے ہی قاسم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ کھانا تمہارا بجنسہ رکھا ہوا ہے اگر مین کھالیتا تو البتہ تمکو فساد کرنا چاہیے
تھا اُس پر بھی بڑی بدنامی کا باعث تھا تمام عالم مین مشہور ہوتا کہ اولاد حمزہ کھانے پر لڑے شاہزادہ قاسم نے کہا مین
کھانے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ قران کو سزا دینے آیا ہون کہ میرے عیار کو زخمی کیا اور کھانا بھی چھین لیا مہتر قران
چھپا ہوا کھڑا تھا یہ باتین سنکر دست بستہ سامنے آیا اور کہا آپ جو چاہین مجھے سزا دین یہ گنہگار حاضر ہے مگر انصاف شرط ہے
اے شہریار مین زخمی تھا کھانا اِس سبب سے مین نے مانگا کہ مجھسے ملک سبائل تک جایا نہین جاتا تھا مین نے کہا کہ آدھا
کھانا مجھے دیدے کہ میرا شاہزادہ بدیع الزمان بھوکھا ہے اِس نے نہ دیا مجھے برا معلوم ہوا اتنا بیشک غلام خطاوار ہے کہ لڑ کر

کھانا چھین لیا اب قصور میرا معاف فرمایئے ورنہ آپ مالک و مختار ہین شعر یا عفو کیجے مجھے یا قتل کیجے + لیکن گناہ ہمارا
کی بالکل خطا نہین + شہزادہ قاسم عالیجناب نے بصد غیظ و عتاب کچھ نہ جواب دیا غصہ مین تو بھرا ہوا تھا چاہا کہ تلوار
کھینچکر ایک ہاتھ مارون شاہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ نظر کردۂ شاہ مردان شیر خدا علی مرتضےٰ ہے امیر با توقیر
بھی اسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور نہایت آبرو دیتے پیش آتے ہین بقول سعدی نظم بادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست
دوستدارش روز سختی دشمن زور آور ست + با رعیت صلح کن از جنگ خصم ایمن نشین + زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر ست
اے قاسم عالیشان تمکو مناسب ہے کہ مہتر قران کی خطا معاف کرو یہ سنکر شاہزادہ قاسم نے مہتر قران کی خطا معاف کی اور عرض کیا کہ عمو جان
آپ نے بجا ارشاد فرمایا قطعہ ہر کہ در خردیش از ادب بکنی + در بزرگی فلاح از و برخاست + چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
نشود خشک جز بآتش راست + شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹھیے تشریف رکھیے غصہ کو جانے دیجیے کچھ حال بیان کیجیے
شہزادۂ قاسم عالیشان غصہ دفع کرکے بیٹھے اب اپنا اپنا حال آپسمین بیان کرنے لگے شہزادہ قاسم نے مہروند اپنے
عیار کو مہتر قران سے بصفائی دل ملوا دیا اِس اثنا مین اسد شیر دل بھی آ پہونچا اور خوانہاے طعام لذیذ اور کشتیان شراب
کباب کی سامنے شہزادۂ بدیع الزمان کے رکھوائین اور تمام کیفیت بیان کی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ قہر بش کے
باعث سے تم بچگئے اب ایسی حرکت کبھی نہ کرنا اسد شیر دل سنکر چپ ہو رہا پھر سب نے کھانا کھایا اور بعد اسکے شغل شراب
وکباب ہوا ناگاہ قران کی نگاہ گردمرد پر پڑی دیکھا کہ درخت کی آڑ مین کھڑا ہے جھپٹ کر اُسکے پاس آیا اور نعرہ کیا او مکار
نابکار تو جاسوسی کرنے کو آیا ہے اُسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن جان اپنی بچاؤن مہتر قران نے اُسکو پکڑ لیا گردمرد نے کہا
مین تو تم سبکو آگاہ کرنے آیا تھا کہ اس امر سے خبردار کردون کہ کبابون مین بیہوشی ملی ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کبابون
کو پھکوا دیا اور اُس سے اقرار نامہ لکھوا کر چھوڑ دیا کہ ہمارا اس مقام کا افشاے راز نہ کرنا گردمرد وہان سے یاقوت شاہ
کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ مین اسد شیر دل کے ساتھ [illegible] نہین معلوم وہ غار مین کوہ کے گھس کر کدھر چلا گیا
مین تمام کوہستان مین تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گیا جب [illegible] نہ ملا تو چلا آیا اور خلوت مین جاکے یاقوت شاہ
سے کہا کہ بیشۂ مرفوع مین شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل اور قاسم نوجوان سب بیٹھے ہین یاقوت شاہ
یہ حال گردمرد سے سنکر لقاے بے بقا کے پاس چلا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے گردمرد کے اسواسطے آیا تھا کہ
دیکھون گردمرد عیار یاقوت شاہ سے کیا کہتا ہے فوراً نعرہ کیا نعرہ مہتر قران + سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر ہنگ و خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر زیانم + او چغلخور تو نے افشاے راز
کیا حالانکہ اقرار نامہ لکھ آیا اس مضمون کا کہ مین ہرگز ہرگز افشاے راز نہ کرونگا اور پھر تو نے یہان آنکر بیان کیا اب
مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکے ایک بغدا مارا وہ زخمی ہو کر گرا یاقوت شاہ نے للکارا ہان ہان اس شوم دست
مہتر قران کو مار لو پکڑ لو کہ گردمرد کو زخمی کر کر جاتا ہے اسی حالت مین پلٹ کر مہتر قران نے یاقوت شاہ کو بھی
بغدے سے زخمی کیا اور پانچ چار ظالم و کفار کو جان سے مار کر صاف مہتر قران نکلا چلا گیا یاقوت شاہ کچھ ایسا زخمی
نہ تھا کہ اُٹھا بٹھایا نہ جائے لقاے بے بقا کے پاس آہستہ آہستہ آیا اور کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل و قاسم
نوجوان بیشۂ مرفوع مین بیٹھے ہین گردمرد عیار جاکے خبر لایا ہے لقاے بے بقا نے اُسی وقت سنبل آتشباز و سہیل نفط انداز
کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم جاکے بیشۂ مرفوع مین آگ لگا دو کہ وہ مفسدان پسر حمزہ وغیرہ وہان بیٹھے ہین جلکر خاک ہو جائین یہ دونو
ناری حکم پاتے ہی لقا کے اپنے ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوئے مہتر قران تو مخبری کو دربار لقا مین موجود تھا یہ خبر سنکر کمال چالاکی
وہان سے مثل باد صرصر بھاگا ہوا آیا دیکھا کہ تینون بہادر یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان و اسد شیر دل و قاسم عالیشان بغفلت تمام بیٹھے ہوے

ایسمین باتین کر رہے ہین مہتر قران نے آتے ہی عرض کیا کہ ای شہریار اب برا ے خدا جلد یہان سے نکل چلیے کہ سنبل آتشباز
و سہیل نفط انداز بیشہ مرفوع کو جلانے آتے ہین لقا کو خبر آپکے یہان قیام کی ہوگئی لقا نے حکم دیا ہی کہ بیشہ مرفوع کے چہار طرف
آگ لگا دو کہ سب خدا پرست جلکر خاک سیاہ ہو جائین چنانچہ وہ قریب آ گئے ادہر سے آتشین برسایا چاہتے ہین جلد اُٹھیے
اور نکل چلیے شاہزادہ بدیع الزمان کو نہایت فکر ہوئی کہ اب اسوقت کیا کرنا چاہیے ہی شاہزادہ قاسم نے کہا کیا ڈر ہی یہانتک
انکو آنے دیجیے پھر سبکو مار رہے ہین اسد شیر دل نے کہا وہ کافر کیا کر سکتے ہین ایسی تلوارین مارونگا کہ انکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا
شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا دیکھا جائیگا اب مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان سے جلد نکل چلو پھر سمجھ لینا غرضکہ
تینون بہادر یہان سے اور طرف سے اور طرف کو چلے گئے دم بھر مین ایک صحرا سے سبزہ زار مین جائے اقامت پذیر ہو
جہان کا سبزہ زار لائق دید تھا کہ جسکے دیکھنے سے دلکو بشاشی اور فرحت حاصل ہو غنچۂ خاطر پژمردہ وہان کی ہوا سے شگفتہ
ہو چہار سمت سے ہوائے جنت کے جھونکے چلے آتے ہین نکہت گلہائے خودرو دماغ دلکو معطر کر رہی ہی اور وہ نرم نرم سبزہ دوب
جس سے فرش مخمل کا شانی سبز کا لطف ملتا ہی ایک نہر اُسی درمیان سبزہ زار کے ہی کہ جسکا پانی نہایت صاف و شفاف مثل گوہر
بے بہا شیرین بہ از شہد و نبات و قند ہی سرد برف سے زیادہ گرد و نواح جابجا درختان میوہ دار ایسے کہ جن میوون کے کھانے
سے عمر بھر سیری رہے اُس صحرا مین اُن خداپرستون نے قیام کیا اور وہان آتے ہی سنبل آتشباز و سہیل نفط انداز وغیرہ
نے بیشہ مرفوع مین آگ لگا دی تمام بیشہ جلنے لگا چرند و پرند وہان کے کچھ تو اُڑ اُڑ کے نکلکر بھاگ گئے کچھ جل جل کے کباب
ہو گئے یہ کفار بیشہ مین آگ لگا کر چلے آئے یہان لقا نے بڑی خوشی کی نوبتین بجوائین جلسۂ عیش و عشرت رات بھر رہا کہ تینون
مفسد بیشہ مرفوع مین جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہونگے اُسی جلسۂ عیش و عشرت مین لقا کو ملکہ گیتی نے زہر دیا ہوا تھا کہ لاش گرا سے
تنگ چشم کی آئی اور لوگون نے حال سکندر کے جانے کا لقا سے بیان کیا لقا نے لاش اُسکی دریائے احمت مین پھنکوا دی اور
غنجق بن سہم شیر شکار سے کہا کہ تو جا کے شہر تاشیہ کو خراب و تباہ و برباد کر دے اور سبکو قتل کر کے گیتی افروز
کو یہان لے آ وہ کافر لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر بہاڑ کی راہ سے روانہ ہوا اور دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا جلد جلد چلا جاتا تھا یہان لقا
نے سنبل آتشباز و سہیل نفط انداز کو بلا کر کیفیت بیشہ مرفوع کی دریافت کی دونون نے عرض کیا ای خداوند ہم سب خداپرستون
کو جلا آئے وہ سب کے سب جلا پائے اور پکارا کیے کہ برائے خدا ہمین نہ جلاؤ ہمنے کچھ نہ سُنا سبکو جلا کے خاک سیاہ
کر دیا لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا ای بختیارک شیطان درگاہ تجھ کو سُنا کہ وہ بندگان گنہگار سب جلگئے بختیارک
نے کہا کہ یا خداوند ان مین سے کوئی نہین جلا کس سبب سے کہ مہتر قران یہان آیا ہوا تھا اُسنے جا کر اُن سبکو خبر دی ہوگی
وہ وہان سے چلے گئے ہونگے دوسرے یہ امر ہی کہ خداپرست مرتے ہی نہین لقا بہت برہم ہوا کہا کہ او نالائق تو بڑا بدذات ہی
بختیارک بولا کہ آپکو آج کل مین معلوم ہو جائیگا کہ وہ خداپرست جلے یا نہین جلے یہان کا حال سنیے کہ صحرائے سبزہ زار مین
شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان اور اسد شیر دل بیٹھے ہوئے باہم باتین کر رہے ہین کہ مہتر ہر فند عیار نے
آکر کچھ کان مین قاسم عالیشان کے کہا قاسم خبر وحشت اثر سُنکر پریشان ہوئے اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ کیون کیا ہی خیریت تو ہی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ مین ابھی آپ کے پاس سے نہ جاتا مگر ناچار ہون کہ
غنجق بن سہم شیر شکار تو تاشیہ کے خراب و تباہ کرنے کو بحکم لقا گیا ہی اور فوج کثیر اُسکے ساتھ ہی مین ملکہ گیتی افروز کو وہین
چھوڑ آیا ہون نہین معلوم کیا ہوا اب مین اُس کافر کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلتا ہون مگر قاسم عالیشان نے منظور نہ کیا اور کہا کہ مین بہت جلد آپ
کے پاس حاضر ہوتا ہون آپ تشریف نہ لیچلیے شاہزادہ بدیع الزمان خاموش ہو رہے مجبور ہی قاسم عالیشان کو جانے دیا

دو کلمہ داستان عجائب بیان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا کوہ چوزا پر مع لشکر آنا اور گم ہونا ہاشم تیغزن کا اور حال ہاشم کا دریافت کرکے عمرو کا آنا کہ وہ گرفتار ہوگئے ملک بیت الحرمان کے درۂ کوہ میں اور مقابلہ امیر کا اور گرفتار ہونا سردارون کا

ادھر بھی تو ای ساقی جنگجو ۔ پلا دے مجھے ساغر مشکبو
نہ کر بادہ لالہ گون مین کمی ۔ طبیعت کو بے نشہ ہی برہمی
رہے تیرا میخانہ آباد و شاد ۔ مجھے ساقیا دل سے رکھیو تو یاد
کھڑا ہون ارے کب سے تیرے حضور ۔ کوئی جام دے تاکہ ہو کچھ سرور
زبان قلم بھی ہو جلدی روان ۔ ہو مضمون کا ایک لشکر بیکران
زلال مئے ارغوان دے مجھے ۔ ارے بے نشان کا نشان دے مجھے
ہے اُس رند کی جستجو اور تلاش ۔ دل میکشان جس سے ہے بے خراش
مین ہون زیب کاشانۂ میکشان ۔ عطا کر مجھے ساغر مہوشان
اگر ہو خمار مئے لاجواب ۔ طبیعت کو جودت ہو پھر بے حساب
سحر ایسی باتون سے کیا ہی حصول ۔ لکھو اب داستان سے زیادہ طول

گھٹا چھائی ہے ہر سو باغ پر عالم ہے جوبن کا ۔ مئے گلگون پلادے ساقیا موسم ہے ساون کا
جو دو گل کھلے جوڑے مین اُٹھایا بوجھ سوسن کا ۔ ہوا ہے شوق مجھکو آج کل جو سیر گلشن کا
رہا کرتا ہے اُسکی بزم مین مجھکو نہ کیون کھٹکے ۔ رقیب روسیہ ای دوستو کانٹا ہے گلشن کا
اُترتا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہے ناگن کا ۔ لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون
طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے ۔ نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

نزاکت مین نہین ثانی کوئی اُس شک گلشن کا
کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا
ہمارے سر سے سودا پری کاکل کا نہ جائیگا
اُتر جائے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا

شعر طرازندۂ دفتر بیکران

نوشتند نایاب این داستان + فتاحان حصار ملک مضامین لاجواب و قلعہ کشایان اقلیم عبارات انتخاب شمشیر قلم شجاعت رقم سے داستان شوکت بیان سلطان کشورگیر امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہان شاہان سلطان سلطان حمزۂ صاحبقران دربند فولادیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل دربند چوزا کوہ پر بصد عز و احتشام پہونچے خیمے بارگاہین استادہ ہوئین لشکر ظفر پیکر اُترا امیر با توقیر بارگاہ مین آکر بیٹھے ہاشم کو نہ پایا ارشاد کیا کہ ہاشم کہان ہین جب سے شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم غائب ہوئے ہین امیر با توقیر ہاشم کشورگیر کو بہت عزیز رکھتے ہین اِس سبب سے اگر ہاشم تھوڑی دیر بھی اوجھل ہو جاتے ہین امیر با توقیر تلاش کرتے ہین غرضکہ پوچھا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے کہ ہاشم کو مین نے بڑی دیر سے نہین دیکھا کہان ہین سردارون نے عرض کیا کہ ہاشم دربند سیاہ کوشان کی طرف شکار کھیلنے گئے ہین امیر با توقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد جاؤ اور ہاشم کو اپنے ساتھ لے آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک درۂ کوہ کے پاس پہونچے وہان ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمنے ہاشم کو تو نہین دیکھا ہے اُس شخص نے کہا کہ اسی درۂ کوہ مین گئے ہین خواجہ بھی اُسی درۂ کوہ مین داخل ہوئے چند قدم چلے تھے کہ بوے خون ناک مین آئی آگے بڑھے تو دیکھا ہمراہیان ہاشم کشتہ ہوئے پڑے ہین حیران ہوئے اور چند قدم بڑھے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اُسمین ایک چبوترہ سنگ سفید کا بہت عمدہ اور نایاب ہے اور گرد اُس چبوترے کے تختۂ گلزار شگفتہ و پر بہار ہے اور چبوترے پر فرش مخمل سُرخ کا ہے بیچ مین اُس فرش کے اُوپر ایک کرسی زرنگار مرصع ہے اُسپر ایک جوان نقابدار سُرخ پوش بصد جاہ و حشم متمکن ہے اور گرد اُسکے رفقا اور سردار کرسی ہائے زرین پر بیٹھے ہین اور ہاشم تیغزن مسلسل بزنجیر آہنی قید ہے مگر پاؤن ہاشم تیغزن کا پاؤن سے شیر کے بندہ ہے اور نقابدار سُرخ پوش بار بار بکراہت ہاشم تیغزن کی طرف دیکھتا ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو یہ سانحہ دیکھتے ہی تاب نہ رہی اور منہ غصہ سے سُرخ ہو گیا آنکھون مین خون اُتر آیا بڑھ کے نعرہ کیا نعرۂ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + خال رخ بختک بد اختر بہ برم + در محفل خسروان چو گردم ساقی + جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم

نقابدار کو للکارا کہ او اجل رسیدہ یہ تونے کیا غضب کیا کہ فرزند جگربند امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اِس ذلت و خواری سے

قید کیا ہے پاے شیر مین باندھا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ ہاشم تیغزن کو چھوڑ دے ورنہ امیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قیامت برپا کرینگے تجکو اور تیری ذریت مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے نقابدار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا
اور پکار کر کہا او ساربان زادے تیرہ روزگار مین تیری اور تیرے حمزہ کی کیا حقیقت سمجھتا ہون اگر وہ بھی میری سرحد مین آئین تو
انکو بھی گرفتار بقید شدید کرون اور لشکر کو تہ تیغ کردون اُس نقابدار کے متبعان بے پیر ہزار ہا زنگی موجود تھے اُن سے نقابدار
نے کہا کہ اِس مفسدہ پرداز کو تو پہلے پکڑ لو اسی جوان کے پاس اسکو بھی قید کرو ہزار ہا زنگی دوڑے اور چاہا کہ پکڑ لین خواجہ
وہان سے بھاگ گئے خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین جاتے تھے راہ مین بہرام گرد خاقان چین اُدھر سے
آتا تھا خواجہ عمرو کو بدحواس آتے دیکھا کہا ای خواجہ خیریت تو ہے آپ کہان سے آتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ ای بہرام گرد
خاقان چین کیا کہون جو اِسوقت مجکو صدمۂ عظیم ہے دل مضطر سینہ مین بیتاب ہے ہاشم تیغزن کو اِسوقت عجب حال خراب
سے دیکھ آیا ہون جاتا ہون حمزۂ صاحبقران سے بیان کرونگا بہرام گرد خاقان چین نے خواجہ عمرو سے
کہا کچھ حال ہاشم کا بیان کرو کیونکر دیکھا ہے کہان مین خواجہ عمرو نے کہا وہ سامنے درۂ کوہ دکھائی دیتا ہے وہان ایک نقابدار
سرخ پوش رہتا ہے اُس نے ہاشم کو قید کیا ہے پاے شیر مین بندھا کھڑا ہے یہ سُنکے بہرام خاقان چین جانب درۂ کوہ
چلا خواجہ عمرو اُدھر روانہ ہوے بہرام گرد خاقان چین جب درمیان درۂ پہاڑ کے گیا دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش کرسی
زرنگار پر بیٹھا ہے اور گرد سب سرداران زنگی ہین اور ہاشم تیغزن پاے شیر سے بندھا مسلسل بزنجیر ہے یہ دیکھتے ہی غصہ سے
تاب ضبط باقی نہ رہی نعرۂ شیرانہ کیا مثل شیر بہرام گرد جوان شجاع و قوی و جری پہلوان نے للکارا ای ظالم خیرہ سر کیا غضب
کیا تو نے فرزند رشید حمزۂ صاحبقران کو بہ گرفتاری ذلیل کیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے یہ سُنکے نقابدار سرخ پوش
کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا تو اس جوان کا حمایتی بنکر آیا ہے بہرام گرد خاقان چین نے جواب دیا او مردود مجکو تو نہین جانتا
میرا یہ ملک و مختار ہے پدر عالیمقدار اِسکا فخر شجاعان روزگار ہے نقابدار سرخ پوش نے کہا ابھی تجکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار
نے نیزہ علم کیا بہرام نے بھی نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا نقابدار نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ نیزہ پر رد کیا نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر جھوکا مارا
بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا جھنجھلا کے تلوار میان سے کھینچ لی جھپٹ کر ہاتھ نقابدار سرخ پوش کو مارا نقابدار نے سپر پر وہ کار
تلوار بہرام گرد خاقان چین کی پھولون مین سپر کے اٹک گئی نقابدار نے قبضۂ تلوار پر بہرام کے ہاتھ ڈالکر تلوار بہرام
خاقان چین کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر بہرام گرد کو اُٹھا لیا اور ہمراہیان بہرام کو تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بہت سے
قتل ہوے اور جو کچھ باقی رہے وہ بھاگ کر خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوے یہان خواجہ عمرو حال
گرفتاری ہاشم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کر رہا تھا کہ عیار بہرام کا بدحواس مضطر و نالان سامنے امیر باتوقیر کے
آیا اور حال گرفتاری بہرام گرد خاقان چین بیان کیا امیر باتوقیر بہت غضبناک ہوے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ وہ
درۂ کوہ کتنی دور ہے خواجہ نے عرض کیا کہ حضور تیس کوس ہے فرمایا ابھی لشکر کشی کرو صبح کو کوچ ہو جائے پہلوان عادی کو مع خیمہ و خرگاہ
اُدھر روانہ کیا جسوقت سامنے درۂ کوہ کے پہونچے خیمے بارگاہ مین ایستادہ کئے اور طبل جنگی بجوا دیا صبح کو لڑائی کا سامان ہوا
نقابدار سرخ پوش درۂ کوہ سے مع فوج زنگی کے نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ تم کون ہو چلے جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بارگاہ
خیمے خالی کردو اور اپنا راستہ پکڑو ورنہ بڑی شکست فاش کھاؤ گے تم سب کے سب قتل ہو جاؤ گے پہلوان عادی مثل
شیر غضبناک کے بہر نقابدار سرخ پوش سے بڑھ کے سامنا کیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی پہلوان عادی نے
بھی تلوار کھینچ کے بڑھ کے ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیا اور جھپٹکر وار کیا پہلوان عادی زخمی ہو کر گرا فوج شکست
کھا کر بھاگ گئی نقابدار بارگاہ مین خیمے چھین کر اُدھر ہو لیا پہلوان عادی مجروح ہو کر مع لشکر خدمت امیر باتوقیر

میں آیا اور حال سارا لڑائی کا بیان کیا امیر خشمناک ہوئے اور خود بنفس نفیس مع لشکر ظفر اثر کوچ کیا جب قریب اُس پہاڑ کے پہنچے
درۂ کوہ پر شہر بیت الحرمان کے میدان وسیع میں پڑاؤ ڈالا اور بارگاہ شاہی استادہ کرائی گرد اُس بارگاہ فلک جاہ کے خیام لشکر ہوئے خبرداروں نے
جا کر ملک زردمان شاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ صاحب ترقی وجاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران لشکر بیکران سے قریب درۂ کوہ کے
اُترے ہیں آمادہ بجنگ آئے ہیں یہ سُنکے ملک زردمان شاہ نے بھی مع اپنے فوج روانہ کیے مقابلہ امیر میں وہ بھی خیمہ استادہ ہوئے
ملک زردمان شاہ فوج قلعہ بیت الحرمان سے لیکر خیموں میں آکر فروکش ہوا امیر باتوقیر نے چاہا تھا کہ ایلچی ملک زردمان شاہ کے پاس بھیجیں
طبل جنگی ملک زردمان شاہ نے بجوا دیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اب نامے کی کیا حاجت ہے انہوں خود اُسنے نقارۂ رزمی بجوا دیا ہمارے لشکر
میں بھی کوس حربی بجے دونوں لشکر میں رات بھر تیاری جنگ و جدل کی رہی جب صبح ہوئی وردی لشکروں میں بجی غازیان دین و مجاہدان
والا تمکین عبادت و فریضۂ سحری سے فارغ ہوئے معرکۂ کارزار میں صفیں آراستہ ہوئیں ملک زردمان شاہ کے دو بیٹے تھے ایک قہر
طویل قامت ایک زہر طویل قامت بڑے بہادر و جرار لشکر شکن تیغ زن تنومند طاقتدار رستم و اسفندیار کو میدان جنگگاہ میں
زال سے بھی کمتر سمجھتے تھے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا تھا عفریت سے مقابلہ کرتے تھے جسوقت لشکر آراستہ ہو کر آمادۂ پیکار ہوا اُسوقت
قہر طویل قامت بڑا بیٹا ملک زردمان شاہ کا اجازت لیکر بادشاہ سے میدان میں گھوڑا چھیڑ کر آیا اور مبارز طلب لشکر اسلام سے ہوا
فوراً ہرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے رخصت حرب و ضرب لیکر میدان جنگگاہ میں آیا پہلے تو گفتگو سخت درمیان میں
آئی پھر دونوں میں نیزہ بازی ہوئی ہرزبان خراسانی نیزہ قہر طویل قامت کا نکال لیگیا قہر طویل قامت نے تلوار کھینچی
ہرزبان خراسانی نے بھی تلوار میان سے لی تلوار چلنے لگی اُسنے اُسکا وار رد کیا اُسنے اسکی ضرب کو خالی دیا ایک مقام پر پہنچا قہر
طویل قامت نے جھکائی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا سر پر ہرزبان خراسانی کے مارا ہرزبان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار قہر طویل قامت
کی سپر پر پڑی کاٹتی تا دوابرو اُتر گئی ہرزبان خراسانی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور تیورا کر گرا قہر طویل قامت نے بصد غرہ
جھوم کر نعرہ کیا اور کہا کہ اور کوئی دلیر میرے مقابلے کو آئے یہ سُنکے اسد اژدہادم صف لشکر سے گھوڑا اُڑا کر نکلا اور آتے ہی میدان میں قہر
طویل قامت سے تلوار خوب چلی آخرکار اسد اژدہادم بھی زخم کھا کر گرا اسی طرح قہر طویل قامت نے کتنے پہلوان بہادر جری زخمی کیے چنانچہ بعد
اسد اژدہادم کے اسد شیر گیر آکر لڑا وہ بھی زخمی ہو کر گرا بعد اسد اسدان پھر اسد نوردہ گیر قہر طویل قامت سے لڑے اور جنگ
رستمانہ کرکے زخمی ہو کر گرے پھر تو قہر طویل قامت کو جوش بہادری میں نشۂ بادۂ غرور چڑھا نعرہ کرکے آواز دی اے مسلمانو اے خدا پرستو
کیسے بودے پہلوانوں کو میرے مقابلے میں بھیجتے ہو کہ جنسے ایک ہاتھ تلوار کا بھی نہیں رک سکا کسی دلیر بہادر جوانمرد شیر صولت
صاحب ہمت کو مجھسے لڑنے بھیجو کچھ لطف شجاعت کا ملے اور عز لڑائی کا حاصل ہو یہ سُنکر یہ جوش بہادری و دولۂ صفدری قبہ دین ستون اسلام
کوکب پرتو باطن گردۂ شاہ ولایت امیر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب بادشاہ اسلام سے بجبر رخصت ہو کر اسپ نسیم شکار کو
اُڑاتے ہوئے مقابل اُس متکبر کے آئے اور میدان رزمگاہ میں گھوڑے کو کاوے پر لگایا نیزہ بقصد ہنرمندی ہلایا مگر ناظرین والا تمکین
کو آگاہی ہو کہ جب صبح کو دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے سو درۂ کوہ سے نقابدار سُرخ پوش چند سوار ملبوش اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا
تھا قہر طویل کی لڑائی کا تماشا دیکھا کیا اور اکثر ملک زردمان سے پکار کر کہا اے ملک زردمان یہ خداپرست بڑے زبردست ہیں
تمنے اپنے بیٹے کو کیوں میدان رزمگاہ میں بھیجا ان سے سمجھ لیتا ملک زردمان نے کہا مجکو آپ کے آنے کی خبر نہ تھی اتنے میں
نقابدار سرخ پوش بولا خیر سمجھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ اے شہریار یہی نقابدار بدذات ہے
کہ جس نے بہرام گرد اور ہاشم تیغ زن کو گرفتار کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر میں سمجھا کہاں جائیگا انشاء اللہ میرے ہاتھ سے
سزا پائیگا الغرض کہ کوکب غازی شیر صحرائے جانبازی بمقابلہ قہر طویل قامت نابکار کے آئے قہر نے بکبر و نخوت پوچھا کہ اے جوان تیرا
کیا نام ہے کوکب غازی نے نعرۂ حملۂ حیدری کیا کہ لشکر کفار کے دل ہل گئے زمین تھرائی نعرہ کوکب کر کب شہسوار ادہم جلی نامدار ہے

نظر کردۂ شیر پروردگار + کرب غازی نے نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچ لی قہر طویل قامت نے بھی تیغہ کمر سے نکالا قہر طویل قامت
نے کرب غازی پر وار کیا کرب غازی نے خالی دیا چونکہ تیغۂ نابکار بھاری تھا ہاتھ جو خالی گیا کلائی پر ضرب پہونچی شانہ
جھوٹا پڑ گیا بائین ہاتھ سے وہ ہاتھ پکڑ لیا جسمین تیغہ تھا یہان کرب غازی نے رکابون مین پانون استوار جما کے جو ہاتھ
تلوار کا مارا مع مرکب وہ نامرد دو ٹکڑے ہو کر زمین پر دھڑ سے گرا کرب غازی نے تلوار کا خون رومال سے پاک کر کے قبضۂ
شمشیر خم کاندھے پر رکھکر مردانہ وار جھوم جھوم کر کہا کہ اور کوئی نامرد مقابلے کو نکلے یہ سنکر زہر طویل قامت بھائی کی محبت کے جوش
مین غصے سے ہونٹھ چباتا ہوا صف لشکر سے نکل کر سامنے کرب غازی کے آیا اور کہا او جوان خداپرست تونے میرے بڑے بھائی
شجاع و دلیر کو قتل کیا ہی کہان میرے ہاتھ سے اب بچکر جائیگا کوئی دم مین تجکو تہ تیغ آبدار کرتا ہون یہ کہکر اُس نامرد نے کرب غازی
پر وار تلوار کا کیا کرب غازی نے دھار بچا کر تلوار کے قبضہ کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے نکل آئی کرب نے تلوار چھین
لی داہنا ہاتھ کر زنجیر مین ڈالکر بڑی دور تک اپنے پیچھے نامرد کو دوڑا لیگئے مرکب دونون تھک کر بیٹھ گئے کرب غازی گھوڑے سے کود پڑے زہر طویل قامت
کو بھی جھٹکا دے کے نیچے مرکب کے اُتار لائے اور لڑنے لگے قریب شام اُسے زیر کیا کفار کے لشکر مین طبل امان بجا دونون اپنے اپنے خیمون
مین پھر گئے ملک زردمان شاہ لاش بیٹے کی اُٹھوا لایا زمین مین گاڑ دی نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ای ملک زردمان تم
طبل جنگ بجوا دو کل مین اُنسے سمجھ لونگا ملک زردمان شاہ نے نقارۂ جنگی بجوایا ادھر صاحبقران زمان نے بھی کوس حربی بجوایا
چار پہر رات تیاری کارزار و آراستگی مین ہتھیارون کی بسر ہوئی دم سحر دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوے نقابدار سرخ پوش درۂ پہاڑ
سے نکلا زنگیان خونخوار اُسکے گرد تلوارین کھینچے تھے جب مورچے درست ہو چکے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دینے لگے لشکر کا دل بڑھانے
لگے پہلوان تلوارین تول تول کر بڑھنے لگے یہ دیکھکر نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور پکارا ای خداپرستو مسلمانو تم بڑے مغرور ہوا اپنے
دل مین یہ جانتے ہو کہ ہم سب جگہ غالب آئینگے گھر بیٹھے چڑھ کر لڑنے آئے ہو مگر یہ مقام وہ نہین ہی کہ جہان تم فتحیاب ہوے یہ جگہ اور
ہی یہان بڑے بڑے بہادر اولوالعزم آکے زیر ہوے ہین تم سب خداپرست مارے جاؤ گے گرفتار ہو گے بہتر یہ ہی کہ خداوند لقا کو سجدہ
کرو تو تمھاری سبکی جانبری ہو جائیگی یہ سنکر جمہور جانسوز تاتیغ کھاکر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نقابدار سے نیزہ بازی
ہونے لگی دونون برابر رہے جمہور نے نیزہ بڑھکر میدان مین گاڑ دیا اور تلوار کمر سے کھینچ لی نقابدار آگے جمہور کے بڑھا جمہور
جانسوز نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ بڑھا کے جھٹکی دی تلوار جمہور کی پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالکے
تلوار جمہور کے ہاتھ سے نکال لی جمہور نے نقابدار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور گھوڑے سے کود پڑا نقابدار بھی مرکب سے
اُتر پڑا اور بڑی دیر تک کشتی ہوا کی نقابدار نے لنگر توڑ کر جمہور کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کے زنگیون کے حوالہ کیا یہ دیکھتے ہی
فرامرز عاد مغربی غضبناک ہو کر نقابدار کے سامنے آیا اُس سے بھی تلوار چلنے لگی تگاور کل کی طرح پھرنے لگے فرامرز
عاد مغربی نے ایکبار جھکائی دے کر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے دھار بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار چھین لون مگر ممکن
نہوا آخر کشتی ہونے لگی قریب شام نقابدار نے فرامرز کو زیر کر کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین
پھر گئے امیر با توقیر بھی بارگاہ شاہی مین آئے خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار دیکھا آپ نے جمہور و فرامرز ایسے بہادر تھے کہ آپ نے
انکو تین دن مین زیر کیا تھا نقابدار کیسا جری و دلیر اور طاقتدار ہی کہ اسنے دو پہر مین دونون کو زیر کر کے باندھ لیا امیر نے فرمایا ای خواجہ
جا کر نقابدار کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اول تو یہ کہ اندر درۂ کوہ کے زنگیان خونخوار رہتے ہین دوسرے یہ کہ نقابدار
جادوگر معلوم ہوتا ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تمکو پانچ ہزار روپے دینگے جو ہمکو تم خبر لادو گے خواجہ عمرو نے کہا کہ
مجھے جان ضایع کرنا منظور نہین بادشاہ نے فرمایا جو کوئی درۂ کوہ سے نقابدار کی خبر لائیگا مین خلعت و زر سے سرفراز کرونگا ابوالفتح
اصفہانی اور گلباد عراقی نے عرض کیا کہ غلام خبر نقابدار کی جا کے لائینگے بادشاہ نے دونون کو بخلعت و زر سرفراز

فرما کر رخصت کیا دونون طرف درۂ کوہ کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھ کے پیچھے اُن دونون کے چلے ابو الفتح اور گلباد
دونون درۂ کوہ مین داخل ہوئے نقابدار کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ شور و غل ہوا کہ ان مفسدون کو جانے نہ دینا
ابو الفتح اور گلباد دونون جست کر کے بھاگے تھے کہ زنگیون نے چہار طرف سے گھیر کے پکڑ لیا اور نقابدار کے سامنے لیگئے
خواجہ عمرو وہان سے بھاگے امیر با توقیر سے کہا کہ ابو الفتح اور گلباد دونون گرفتار ہو گئے نقابدار نے اُن سبکو قید کیا غرضکہ
پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر ہم نبرد ہو کر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوئے یہان لندھور نے حمزۂ صاحبقران
سے عرض کیا کہ ای شہریار آج مجھے بڑی حیرت ہی کہ دربارگاہ ہشامی پر میرا گرز دھرا رہتا تھا رات کو وہ گرز گاؤ سر غائب
ہو گیا امیر با توقیر نے فرمایا ای بھائی تمھارا گرز اُٹھانے والا کون ہی یہان تو یہ باتین تھین اُدھر نقابدار سرخ پوش درۂ کوہ سے باہر
آیا گرز لندھور کا ہاتھ مین اُسکے تھا لندھور سے لشکر والون نے کہا ای لندھور تم اپنا گرز دربارگاہ امیر پر تلاش کر رہے ہو گرز
تمھارا نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ مین ہی لندھور اور امیر با توقیر نہایت متعجب ہوئے حیران ہو کے کہتے تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی گرز یہان سے
کسنے لیجا کر نقابدار کو دیدیا غرضکہ نقابدار میدان رزمگاہ مین آیا اور پکارا لندھور کہان ہی آج میرے مقابلے کو آئے لندھور
یہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا فیل مست پر سوار ہو کر میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش کو للکارا کہ او نقابدار کیا ایک یہ بھی فن فنون سپاہ گری
اور بہادری مین سے ہی کہ سپاہی کا ہتھیار چرائے اور چور بنکر غازی و دلاور سے مقابلہ کرے تو بڑا ہی بیحیا ہی نقابدار نے ہنسکر کہا ای لندھور
جو تیرا مال ہی وہ سب میرا ہی مال ہی اب تجھے بھی پکڑ لیجاؤنگا اور حمزہ کو بھی باندھ لونگا لندھور کو غصہ آگیا خشمناک ہو کر للکارا او بیحیا
میری چوری کر کے میرا سامنا کرتا ہی اور بیہودہ بکتا ہی کیا مجال تیری جو حمزۂ صاحبقران زمان سے آنکھ ملا سکے نقابدار نے جھنجلا
کر وہی گرز لندھور پر مارا لندھور ضرب گرز گران سر سے بیہوش ہو گیا ہاتھی لندھور کا مر گیا یکایک خاک اُڑی عیار لندھور کے
دوڑے نقابدار کے بھی عیاران لندھور پر تلوار کھینچ کے جھپٹا عیار سب بھاگ گئے نقابدار نے لندھور کو گرفتار کر کے درۂ کوہ
مین بھیجدیا اور پھر للکارا کہ اور کوئی پہلوان مجھسے مقابلے کو آئے مالک اژدر بادشاہ سے رخصت لیکر گھوڑا دوڑا کر مقابل نقابدار
مین آئے نقابدار نے جھپٹ کے نیزہ مارا مالک اژدر نیزے سے نیزۂ نقابدار کو اڑا لیگئے وہ نابکار یہ دیکھکے ششدر رہ گیا
اور غضبناک ہو کر تلوار کھینچ کے وار کیا مالک اژدر نے وار نقابدار کا رد کر دیا پھر جھپٹ کر مالک اژدر نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے ڈوب کر چھیکی باری اور ہاتھ ڈالہ یا زور ہونے لگے آخر کو دونون گھوڑون سے اُترے کشتی ہونے لگی المختصر قریب شام
نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کر کے گرفتار کیا طبل بازگشت بجا کر نقابدار درۂ کوہ مین داخل ہوا یہان حمزۂ صاحبقران
بھی بارگاہ ہشامی مین تشریف لائے اور عمرو وغیرہ سے فرمایا واللہ بیشک یہ نقابدار سحر ساز کامل ہی ورنہ مجال رکھتا تھا جو
مالک اژدر کو اس طرح زیر کر کے شکنجہ باندھ کر لیجائے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر آپ سچ اور صحیح فرماتے ہین القصہ چند سیدانداریوں
بہت سے سردارون کو نقابدار نے اسیر و گرفتار کیا حمزۂ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان غمگین و مضطر و فکرمند
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو سے فرما رہے تھے ای خواجہ غضب ہوا لشکر تباہ ہوا جاتا ہی تم بھی کوئی تدبیر اور عیاری نہین کرتے
خواجہ جواب دیتے تھے ای شہریار میرا کیا اختیار ہی مین کیا کرون دربار مین امیر با توقیر کے یہی ذکرہ مذکور رہے تھے ناگاہ
عجیل ماہرو اپنے دنگل سے اٹھا اور حمزۂ صاحبقران کی آنکھ بچا کر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا کہ مین ابھی نقابدار
کو پکڑے لاتا ہون یہ کہکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے امیر کی نگاہ عجیل کے دنگل پر پڑی دیکھا دنگل عجیل کا خالی ہی پوچھا
عجیل ماہرو کہان گیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ نقابدار کے گرفتار کرنے کو گیا ہی عجیل ماہرو کو تو گئے ہوئے بڑی دیر ہوئی
آپ نے اب ملاحظہ فرمایا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جاؤ عجیل کو سمجھا کر بلا لاؤ عمرو اُسی وقت روانہ ہوئے اور
عجیل لیکے ہوئے گئے اُسوقت پہونچے کہ عجیل ماہرو درۂ کوہ مین داخل ہو چکے ہین خواجہ پکارے ای عجیل تمکو سودا ہوا ہی

کیون عذاب مین پھنسا چاہتے ہو جان بوجھ کر بلا کو خریدتے ہو نقابدار کو یہان تلاش کرتے ہوئے آئے ہو عجیل نے کہا اے خواجہ یہان
تو نقابدار کا نام و نشان بھی نہین ہے اے خواجہ یہ مقام عجیب پر فضا اور پر بہار ہے چار طرف عجب کیفیت لالہ زار ہے تم ٹھہر جاؤ ذرا
دو چار گھڑی سیر کر لون تو چلون تم بھی اس گلشن پر بہار کی ہوا کھاؤ عمرو نے کہا اے عجیل یہ مقام نہایت پر خطر ہے مجھے یہان ٹھہرتے
ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے مین تو جاتا ہون یہان مین ہرگز نہ ٹھہرونگا تم بھی جلد چلے آؤ اپنے تئین بلا مین نہ پھنساؤ عجیل نے کہا
کہ خواجہ یہ مقام بہت دلچسپ ہے ایک دم بھر ٹھہر کے چلے چلین گے عجیل ماہرو وہان فرش بچھوا کر بیٹھا اور شراب خواری کرنے لگا
اسقدر عجیل نے شراب کے جام چڑھائے کہ استغراغ ہو گیا ناگاہ ایک صدائے مہیب عجیب و غریب آئی کہ او بے ادب تو نے
غضب کیا کہ یہان ایسی حرکت ناشائستہ کی تجکو قضا دامنگیر ہو کر یہان لائی ہے عجیل پھر کر دیکھنے لگا کہ یہ آواز کدھر سے آئی
مگر فوراً آتے ہی آواز کے خواجہ عمرو گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گئے لیکن ایک درخت کی آڑ پکڑ کے خواجہ ٹھہرے دیکھا کہ ایک اژدر
پہاڑ کی طرف سے آیا عجیل پر دوڑا عجیل نے تلوار کھینچی اور اژدر کی طرف جھپٹے اژدر نے شعلہ ہائے آتشین منھ سے نکالے تمام چرند و پرند
بریان ہو کر کباب ہو گئے پھر اژدر نے نفس کشی کی دم کھینچنے کے ساتھ تمام کنکر پتھر کھچ کر اُس اژدر کے پیٹ مین آ گئے عجیل کا بھی
لنگر ٹوٹ گیا سر کے بھل اُس اژدر کے منھ مین جا پڑے وہ اژدہا عجیل کو نگل کر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے ہمراہیان عجیل عجیل ماہرو
سے تو ہاتھ دھوو اب اپنی جان کی خیر مانگو مین تم سبکے تئین نگل جاؤنگا یہ آواز سنکے ہمراہیان عجیل وہان سے بھاگے اور خواجہ عمرو نے
سب کیفیت عجیل ماہرو کی دربار مین آکر حمزۂ صاحبقران زمان سے بیان کی امیر با توقیر کو نہایت رنج ہوا افسوس کرکے کہنے
لگے کہ عجیل نے ناحق جہالت مین آکر جان دی یہ ذکر تھا کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی
صبح کو لشکر دونون ہم مقابلہ ہوئے نقابدار سرخ پوش مرکب چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چوگان بن حمزہ بادشاہ
سے رخصت لیکر مقابل نقابدار سرخ پوش کے آئے نوبت حرب و ضرب آئی نقابدار نے سب حربے رد کیے جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی بعد عرصہ بسیار نقابدار نے زیر کرکے باندھ لیا اور زنگیون کے حوالے کر دیا نقابدار پھر مبارز طلب ہوا اب
اسفندیار گیلانی گھوڑا دوڑا کر سامنے نقابدار سرخ پوش کے آیا وہ بھی گرفتار ہوا اُس روز نقابدار سرخ پوش بائیس پہلوانان
جنگ آزما کو گرفتار کر لیگیا اسی طرح روز فردا اکیس سردارون کو نقابدار پکڑ لیگیا ایک دن مین دس دس بیس بیس سرداران لشکر
اسلام گرفتار ہو کر اسیر ہوئے لشکر امیر با توقیر بہادرون سے خالی ہو گیا اب فقط لشکر اسلام مین حمزۂ صاحبقران و بادشاہ
جمجاہ اور مقبل وفادار اور دو ایک سردار باقی ہین اُسوقت بادشاہ نے خواجہ زادون کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ علم نجوم سے بخوبی حال
دریافت کرین کہ مآل اس جنگ کا کیا ہے انھون نے روزنامچہ صاحبقران زمان کا نکالا جو خواجہ بزرجمہر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا
اسمین تحریر تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے حمزہ پر قران صعب ہے مگر مآل اسکا بخیر ہے پھر علم نجوم سے دیکھکر عرض کیا کہ ایک ہفتہ کی مہلت
نقابدار سے طلب کیجیے اور درگاہ قاضی الحاجات و حلال مہمات رجوع کیجیے ضرور آپ کی فتح ہو گی بادشاہ نے چارون بھائیون
کو چار توڑے اشرفیون کے دیے اور خلعت عطا کیے اور صاحبقران زمان سے فرمایا اگر آپ کی رائے ہو تو مین ایلچی نقابدار
کے پاس بھیجون اور مہلت طلب کرون حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا اگر اُسنے مہلت نہ دی تو بڑی سبکی ہو گی یہ ذکر ابھی
ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بعد دعائے دولت و ترقی اقبال کے عرض کیا کہ ایک ایلچی نقابدار سرخ پوش کا نامہ لیکر آیا ہے حکم کیا کہ بلا لو
جب عیار نقابدار کا سامنے بادشاہ اسلام کے آیا بقواعد شاہانہ آداب بجا لایا اور نامہ سامنے امیر با توقیر کے پیش کیا امیر
نے منشی سے فرمایا کہ پڑھو منشی نے بصد ادب وہ نامہ پڑھا اسمین تحریر تھا کہ اے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین
تمھارے تمام سرداران لشکر کو اسیر کر چکا ایک فقط تم باقی ہو اور تم نے بڑا نام پیدا کیا ہے ملک ملک تمھارا سکہ جاری ہے [illegible]
قاف ثانی سلیمان تمھارا لقب ہے مین تمکو ایک ہفتہ کی مہلت دیتا ہون اگر اس اثنا مین تم نے میری اطاعت قبول کی اور خداوند نقا

کو سجدہ کیا تو فیہا ورنہ ایک طرفۃ العین مین تم سب کا خاتمہ کرونگا مسلمانون کا نام و نشان مٹا دونگا امیر نے مضمون نامہ سنکے قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ رکھا اور نہایت چین بجبین ہوے منشی سے کہا کہ قلم ہاتھ مین لو اور جواب نامہ تحریر کرو منشی جواب نامہ لکھنے لگا امیر با توقیر
نے فرمایا لکھو اے لقا بد اسرخ پوش نامہ تیرا پہونچا مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شاید تجکو ایک ہفتہ کوئی
اور کام ضروری پیش ہے خیر کیا مضائقہ ہے مہلت کو مین نے منظور کیا اگر تو نے جو کلمات بیہودہ آخر نامہ مین لکھے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ تیری
کیا اصل ہے اور تیرے خداوندلقا مردود کی کیا حقیقت ہے مین تجپر اور تیرے خداوندلقا اور اُسکے تمام پرستارون پر ہزار ہزار
لعنت کرتا ہون اگر آج تو معرکۂ کارزار مین آتا تو مجھسے مقابلہ ہوتا سب حال تجپر کھل جاتا انشاء اللہ بعد ایک ہفتہ کے بعد وا پردی
تجکو قتل کرونگا اور ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام ملک زرد مان خراب و تباہ و برباد کردونگا یہ لکھوا کر نامہ بند کرا کر ایلچی کے حوالے
کیا اسوقت نامہ بر جواب نامہ لیکر چلا گیا امیر با توقیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار یہ تا کید ربانی اور مرضی یزدانی ہے کہ ہمکو
بغیر طلب مہلت ملگئی بعد اُسکے حکم کیا کہ درمیان درۂ کوہ عبادت خانہ ہمارے واسطے تیار کرو کہ اُسمین بیٹھکے برجوع قلب
بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرینگے بموجب حکم امیر حمزۂ صاحبقران درمیان درۂ کوہ کے ایک سائبان کپڑے کا ایستادہ کیا
اُسمین سر شام سے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان داخل ہوے اور نماز حاجت پڑھکے دعا مین مصروف ہوے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان روز خون مارنا بدیع الزمان کا لشکر لقا پر اور عشق ملکہ جہان افروز بدیع الزمان سے عشق مہر افروز اسد شیر دل سے اور عشق شور انگیز مہتر قران سے پہر باغ بہشت مین ہمکو پکڑ لیجانا

پلا ساقیا بادۂ نوشخند
کہ ایسی زمردون سے رو و بدل
ذرا سوچ وہ کون ہے جنگجو
پناہ اُسکی تیغ دو دم کی نہین
بیت نگارندہ معنی نکتہ ہین

کہ مضمون نو کی ہے دھنکہ جدید
پہ چھلکتا ہوا جام دے برمحل
شکستہ ہے جسنے خم اور سبو
کہ توقیر کچھ جام جسم کی نہین
رقم کردا ئین داستان راچنین

ارے اب تو حیلہ حوالہ نہ کر
ہے کس رند کی دعا کہ میخانہ تا
نہ دیگا اگر ساقیا کوئی جام
بہت طول لازم نہین ہے سحر

پلا ساغر دے مجھے بے خطر
کہ گردش سراسر ہی پیمانہ مین
مٹا دیگا وہ بیکدے کا بھی نام
کہ پیر مغان کو ہوئی ہے خبر

معرکہ آرایان مضامین تازہ خیال و ہنگامہ کنندگان میدان
کارزار انتہب قلم برق دم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ قاسم عالیشان و شاہزادۂ بدیع الزمان اور
اسد شیر دل سے رخصت ہوکر زرتاشیہ چلے گئے مہتر قران براے دریافت کرنے خبر ملک سبائل مین آیا دیکھا تمام شہر آراستہ
و پیراستہ ہے اور ہر شخص خرم و شادہے کوچہ کوچہ چراغان کی روشنی ناچ رنگ گلی گلی نقارے شادی کے بج رہے ہین نوبتین بجتی ہین ہر شخص
کی زبان پر جاری ہے کہ آج دشمن فنا کردیے گئے مہتر قران بشکل مرد سپاہی ہر طرف سیر کرتا پھرتا ہے ایک شخص سے مہتر قران نے پوچھا
کیون صاحب آج شہر مین کیا کوئی عید ہے کس بات کی یہ خوشی اور یہ شادی ہے تمام شہر مین کیسا جشن ہے اُسنے کہا کہ آج خداوند لقا کے
دشمن ببیشۂ مرفوع مین جلا دیے گئے اُسنے کہا کہ وہ دشمن کون تھے اور انکا کیا نام تھا اُس شخص نے کہا کہ پسر حمزہ بدیع الزمان اور نبیرۂ
حمزہ قاسم و اسد شیر دل و مہتر قران عیار انکا یہ سب بیشۂ مرفوع مین جلا دیے گئے انکے جلکے خاک ہوجانے کی خوشی کی گئی ہے
مہتر قران یہ سنکے وہان سے چپکا چلا آیا بدیع الزمان سے سب حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا کہ کل صبح کفار کو حال معلوم
ہوگا غرضکہ وہ رات اُس آفتاب ہمت و شجاعت نے بسر کی صبح کو مانند خورشید تابان مسلح و مکمل ہو کر لشکر تیرہ بختان پر چلے اسد شیر دل
نے کہا کہ ماموں جان مین بھی چلونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا بیٹا تمکو کون لیجاے تم جہان تلوار پکڑ کر گرتے ہو چاہتے ہو کہ تمام لشکر
دیوان قہر جہنم نا بیان پر دخل کو ایک ہی نوالہ کر جاؤن ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون اے فرزند یہ ڈھنگ لڑنے کا اچھا نہین جیسا
محل و موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر لڑنے کا موقع ہو تو لڑتے چلے آنے کا محل ہو تو ہٹ آے اسد شیر دل نے کہا جسطرح آپ لڑین گے
اُسی طرح مین بھی جنگ کرونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اچھا چلو الغرض کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران نے گھوڑے

اُٹھائے جب تل طوامان اور تل مشکبار پر پہونچے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ شیرانہ کیا کہ بلکر لشکر کفار کے دل گئے روحین جسم
مین تھر تھر کانپنے لگین نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ * بدیع الزمان شاہ انجم گروہ * ساتھ ہی اُسکے بدیع الزمان
کے نعرہ اسد شیر دل ہوا کہ زمین متزلزل ہوگئی آسمان نے چکر کھایا لشکر کفار مثل روباہ دبکنے لگا نعرۂ اسد * اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ * مہتر قران بھی بغدا کو لیکے للکارا نعرہ مہتر * سریع السیر جوان باد بہاری * جہان سر ہنگ ز خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم * منم مہتر قران شیر ژیانم * ایک دلاور ضرغام روزگار دوسرا بہادر ضیغم نامدار تیسرا شیر بیشۂ
عیاری فوراً لشکر کفار پر تلوارین کھینچ کر آ پڑے اور قتل کرنے لگے مہتر قران پشت پر لگی بغدہ تانے ہوے جو زد پر پیچھے سے آیا اُسنے
مار کے ڈالدیا ہنگامۂ محشر برپا ہوگیا لقا سے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا شور و غل سُنکر پوچھا کہ اب یہ کیسا شور قیامت اور غلغلۂ
پر آفت بجی بختیارک نے کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل وغیرہ آتش غضب سے آپ کی نکلے ہین وہی آپ کے
بندون کو قتل کر رہے ہین لقا نے کہا کہ یہ خدا پرست قوم ساحران سے ہین کہ آگ سے زندہ نکل آئے اب اور کسی طرح کی موت انکے
واسطے تقدیر کیجائیگی پھر سردارون کیطرف مڑکر دیکھا اور چار پہلوانون کو منتخب کیا ایک اُمیر گرد اور دوسرا مجیت دریاباری
تیسرا طاہر حیل گردن اور چوتھا تخیل حشمت انداز ان چارون سے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستون کے سر کاٹ لاؤ وہ چارون کفا
صورت اربعہ عناصر میدان حرب مین آئے ترک فلک ہفتین اُنکے غرور پر ہنسنے لگا مجیت نے آواز دی ای چارون پہلوانو
ہفت دوزخ تمہارے کب سے منتظر ہین جلد چلو ملک بلا رہا ہے یہان بدیع الزمان نامدار و اسد شیر دل جرار لڑتے لڑتے علیحدہ
ہوگئے ایک طرف بدیع الزمان تلوارین مار رہے ہین ایک طرف اسد شیر دل لاشون پر لاشین گرا رہے ہین کہ اُمیر گرد
اسد شیر دل کو للکار کر جھپٹا اسد نے تلوار ماری اُسنے بڑھ بچا کر تلوار اسد کی چھین لی اور گھوڑے سے اسد کو اُٹھا لیا بدیع الزمان
نے جو دیکھا اور واہ واہ کا شور بھی سُنا کہ اسد گرفتار ہوگیا یہ دیکھتے ہی مانند شیر گرسنہ کی صفین چیرتے ہوے کفار کے سر قلم
کرتے ہوے جھپٹ کر فوراً آئے اور للکارا او کافر بد کیش مین آپہونچا اب تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون میرے ہاتھ سے بچکے
کہان جائیگا ظالم بدیع الزمان کی آواز سُنکر گھبرا گیا بدیع الزمان نے اسد شیر دل کے بند کمر مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اسد
ہاتھ سے اُس نامرد کے چھوٹ گیا مہتر قران نے اسد شیر دل کو جلدی سے گھوڑے پر چڑھا دیا اُمیر گرد نے تلوار شہزادہ بدیع الزمان
کے سر پر ماری بدیع الزمان نے وار تلوار کا پشت شمشیر آبدار پر اپنے روکا تلوار ظالم کی گر گئی دندانے مثل آری کے پڑگئے بدیع الزمان
نے گھوڑے سے گھوڑا ملا کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا ظالم مغرور مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوکر گرا اُدھر اسد شیر دل پر مجیت
دریاباری گینڈے کو دوڑا کر آ پڑا اسد نامدار نے تلوار کا ہاتھ مارا نامرد نے سپر پر روکا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ظالم نے اپنے تئین بہت
بچایا مگر زخمی ہوا چہرۂ لشکریان لقا سے نظری ہوا دوسرا ہاتھ اسد نے اور مارا ظالم نے پھرتی سے خالی دیا وہ تلوار گینڈے کے
پچھلے دھڑ پر پڑی گینڈا گرا مجیت دریاباری زمین پر کود گیا گینڈا تڑپ کر مر گیا مجیت دریاباری دوڑ کے اسد سے لپٹ گیا اسد
کو گھوڑے سے اُٹھا کر بھاگا اسد شیر دل نے آواز دی کہ ماموجان مجھے بچائیے مجکو بوم شوم نے دبوچا ہے شہزادہ بدیع الزمان صد
اسد ناارسنکر جھپٹے صورت برق چمک کر اُس پر آئے مجیت دریاباری نے اپنے عیار سے کہا کہ اِس طفل کو لینا مہتر قران نے بڑھ کر
ہاتھ سے اُسکے اسد کو لے لیا مجیت دریاباری جلدی سے دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے قریب آکے وار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے تنکر تلوار اور سر بتا کر جھکائی دی اور جھلا کر کا ہاتھ مارا ظالم مثل
نیشکر تازہ و تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا گرد برد ہوگیا غل ہوا کہ دو پہلوان نامی نامی مارے گئے یہان بدیع الزمان مجیت دریاباری سے
لڑتے تھے اُدھر طاہر حیل گردن نے بھی دوڑ کر اسد کو گھوڑے سے اُٹھا لیا پھر اسد شیر دل نے بدیع الزمان کو آواز دی کہ
ماموجان ڈوبے آج یہ کیسا ستم ہے بدیع الزمان نے للکارا باش او ظالم مین آیا مجیت دریاباری کو مار کر بدیع الزمان طاہر حیل گرد

کی طرف جھپٹے طاہر سیل گردن نے اسد کو چکر دے کر بدیع الزمان پر پھینک مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے شاہزادہ اسد شیردل کو معلق روک لیا اور قران کے سپرد کیا طاہر نے جھپٹکر تیغہ بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے بہ چالاکی تلوار سے قلم کیا پھر رکابون مین پیر جما کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ظالم مع رگینڈے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اُدھر اسد شیردل کو مہتر قران نے پھر گھوڑے پر سوار کیا بخیل خشت انداز قریب اسد شیردل آکر للکارا اسد نامدار نے برابر اُس ظالم پر زنبورک کا جھاڑ باندھ دیا اُس نابکار کو روکنا دشوار ہو گیا قران نے پشت سے آواز شاباش مرحبا دی اسد شیردل نے تو اسوقت ساون بھادون کی جھڑی باندھ دی شعر برس پڑے ہین مثل ابر غازی اپنے دشمن پر * جھڑی ساون کی مثل ابر باریدہ ہو میدان مین * ناگاہ بخیل خشت انداز نے ایک جگہ پاکر خشت جو ماری اسد شیردل کے سینہ پر پڑی گھوڑے پر جھوم کر بیہوش ہو گیا خشت انداز نے چاہا کہ دوسری خشت اور مارون کہ اسد کا کام تمام ہو کہ بدیع الزمان نے اُسکو للکارا باش او نامرد کیا کرتا ہی بچہ کو خشت مارتا ہی خبردار مین آپہونچا خشت انداز نے وہی خشت شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے پھرتی سے ہاتھ اُٹھا کر خشت روک لی اور وہی خشت اُس مغرور کو ماری سر اُس مغرور کا شق ہو گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا تڑپ کر مر گیا پھر تو کفار کے حوصلے پست ہو گئے کوئی سامنے بدیع الزمان کے آیا شام تک اسی طرح جدال وقتال کرتے رہے اٹھارہ سرداران نامی کو قتل کیا اور انبوہ مین سیکڑون زخمی اور قتل ہوے جب تاریکی شب ظاہر ہوئی صاف نکلے چلے گئے کسی سے دلیرون کو روکا نہ گیا بدیع الزمان نے راہ مین اسد شیردل سے کہا کہ ای فرزند آج مین بہت سے کافرون کو قتل کرتا مگر تمھارے سبب سے کچھ نہو سکا اسد شیردل بولا ای جناب ماموجان صاحب مین اپنی کمزوری سے ناچار ہون نہین تو چارون نابکارون کو چورنگ کرتا یہی باتین کرتے ہوے دامن کوہ مین آئے مہتر قران ملک سیاہ سے کھانا لینا آیا تھا دونون شاہزادون کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا بعد کھانا کھانے کے بدیع الزمان نامدار و اسد عالیوقار اور مہتر قران عیار کوہ پر بیٹھے ہوے کیفیت شب ماہ دیکھ رہے ہین اور باتین اُسی جنگ وجدال کی ہو رہی ہین کہ ایک طرف شگاف کوہ مین روشنی معلوم ہوئی بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ وہ روشنی شگاف کوہ مین کیسی معلوم ہوتی ہی ذرا جا کے دیکھو تو کہ یہ کیا راز ہی مہتر قران اُسی شگاف کوہ کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دور تک ٹھاٹھر بندی ہی اُن پر چراغان روشن ہین اور فرش سفید مثل چاندنی شفاف کہ جیسے چاندنی ماہ چہاردہ کی شگفتہ چھٹکی ہوتی ہی اور اُس فرش پر دو مسندین پر تکلف آراستہ ہین ایک مسند پر ایک مہ جبین سفید پوش بصد حسن و جمال بیٹھی ہی چہرہ اُسکا ایسا نورانی ہی کہ چودھوین رات کا چاند شرمندہ ہی عکس رخ سے اُسکے اختر تابندہ جھلملا رہے ہین گیسوے تابدار مثل مار سیاہ دوش پر لہرانے نکہت اُنکی بہ از مشک و عنبر سارا ہی محفل فیض منزل خوشبو سے اُنکی بسی ہوئی ہی دوسری مسند پر تکلف پر اک نازنین خورشید لقا بصد ناز و ادا سبز پوش عنبرین زلف بدوش تاج مہی سر پر رکھے ہوے مثل طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہی اور ایک نازنین تمکین مہر تمکین حسین مہ جبین سبزہ رنگ آنکھین نرگس شہلا رخسار گلہاے شگفتہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل پیچان سیمین تن غنچہ دہن پوشاک ولباس عمدہ زیب بدن ایک کرسی جواہر نگار پر بصد کر و فر متمکن ہی وہ حسن و جمال بیمثال اُسکا نگاہ خیرہ کرنے ہی مہتر قران اس نازنین سبزہ رنگ پر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا دفعۃً ایسا محو جمال بیمثال حور خصال ہوا کہ بت کی طرح اُس صنم پری چشم کے سامنے کھڑا رہ گیا اب خبر لیکر کون جاے خود فراموش ہی عشق چہرۂ زیبا حور وش مین بیہوش ہی نظارہ روے جمال جہان آرا کا کرتا ہی دمبدم لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک گرم مین عشق کا دم بھرتا ہی کبھی سکوت ہی کبھی یہ اشعار پڑھتا ہی اشعار

کوچے مین یا رکے مین زمین گیر ہو گیا
مرنے کا نقشہ کھنچا ہوا تصویر ہو گیا

دل محو حسن زلف گرہ گیر ہو گیا
ترچھی نظر نے مارا اُتارا ہری آگے
باغ جہان سے ایسی گئی کچھ شگفتگی

دیوانہ وار بستہ زنجیر ہو گیا
ہو جو خون عاشق دلگیر ہو گیا
پہلو مین دل ہی غنچہ تصویر ہو گیا

اس طرح ضعف پانون کی زنجیر ہو گیا
اُس ترک تیم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ

گردون کے پار نالۂ شبگیر ہو گیا	یہان تو مہتر قران عشق جمال پری پیکر مین محو صورت آئینہ حیران ہین وہان شاہزادہ

بدیع الزمان منتظر خبر روشنی ہین کہ مہتر قران آئین تو کچھ کیفیت معلوم ہو کہنے لگے کہ روشنی کچھ دور نہین ہی کہ مہتر قران ابتک
پھر کر نہ آئے خبر کچھ نہ لائے نہین معلوم کیا وجہ ہوئی اسد شیر دل نے کہا کہ ماموجان اگر آپ فرمائیے تو مین جاکر خبر لاؤن شاہزادہ
بدیع الزمان نے منع کیا اسد نے نہ مانا جسطرف روشنی دکھائی دیتی تھی اُدھر چلا جب پہونچا دیکھا مہتر قران چپکا کھڑا ہوا
تماشا دیکھ رہا ہی اسد شیر دل نے پکارا ای مہتر قران تم خوب خبر لینے آئے تھے تم محو تماشائے حسن محفل فرحت منزل ہوگئے
وہان ماموجان تمہارے منتظر ہین مہتر قران نے کہا ای شہریار آپ بھی میرے پاس تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے کہ یہ
جلسہ لائق دید ہی اسد شیر دل نے جو اُس جلسہ کو آگے بڑھ کے دیکھا بیساختہ احسنت کہکے ہاتھ سے دل پکڑ لیا آہ سرد
سے کھینچی دل نے بے اختیار چاہا کہ اِس نازنین سفید پوش کے پاس چلکر بیٹھیے جو مثل ماہ کامل مسند نورانی پر جلوہ گر ہی اور
دریائے مروارید مین سراپا غرق ہی یہ دل دادہ و فریفتہ حیرت زدہ کھڑا رہ گیا جسوقت اسد شیر دل کو بھی آنے مین دیر ہوئی
شاہزادہ بدیع الزمان گھبرائے اور کہا کہ خدا جانے وہان کیا معرکہ ہی کہ جو گیا وہ وہین کا ہو گیا شعر صنم خانہ حقیقت
مین عجب شہر خموشان ہی ٭ جو جاتا ہی اُدھر کو پھر اِدھر پھر کر نہین آتا ٭ یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوئے
اور جدھر روشنی معلوم ہوتی تھی اُسی طرف چلے جب قریب اُس روشنی کے پہونچے دیکھا کہ مہتر قران و اسد شیر دل محو تماشا
جلسہ حسن حسینان جہان ہین صورت تصویر سکوت مین کھڑے ہین شعر جلوۂ رخسار جانان دیکھتے ہی دفعتہً ٭ عشق یہ پیدا ہوا
محو تماشا ہوگئے ٭ بدیع الزمان نے آواز دی ای اسد شیر دل وای مہتر قران کیا تماشا کھڑے دیکھتے ہو ہم تمہارے
منتظر اب تک رہے تم نے اسقدر دیر لگائی کہ دل متردد و متفکر ہوا کہ خدا جانے کیا معرکہ گذرا جو دونون نہین آئے کس بلا مین
پھنس گئے خبر لینا چاہیے اسد شیر دل نے کہا ماموں جان آپ بھی تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے مہتر قران نے کہا ای
شہریار آگے بڑھ آئیے بہ نگاہ غور دیکھیے قدرت خدا کا نمونہ ہی صانع ازل کی صنعت کا ظہور ہی چند مہر درخشان سے چہرہ ہائے
تابندگان کا نور ہی شاہزادہ بدیع الزمان قریب مہتر قران کے جاکر دیکھنے لگے نگاہ آلودہ بعشق نازنین حور لقائین سبز پوش
تاجدار پر پڑی دل مائل جمال جہان آرا ہوا استقلال کا مطلق نہ یارا ہوا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر شمشیر عشق حسن
رخ بیمثال نے ٭ دلکو کیا فگار دو پارہ جگر کیا ٭ اللہ رے اثر عشق نور چہرۂ پر نور کی چھوٹ پڑتے ہی دلکو محویت طاری
ہوئی جب ہوشیار ہوئے مہتر قران سے کہا کہ غضب ہوا تو نے مجکو کس چیز کا نظارہ کرایا کہ دل نے عالم بے خودی
قبول کیا نہین معلوم یہ کون شعلہ خو ہی اور کس کی دختر ماہرو ہی مہتر قران نے کہا ای شہریار ابھی توقف فرمایئے معلوم ہو جائیگا
اسد شیر دل نے کہا ماموجان آپ تامل کیون کرتے ہین چلیے اپنے معشوق حور لقا کے پاس بیٹھیے ڈر کس کا ہی آپ اتنے لشکر پر تو
روز خون مارتے ہین یہان چلتے ہوئے آپ ڈرتے ہین بدیع الزمان نے کہا بیٹا تم ابھی بچے ہو کوچۂ عشق کو نہین جانتے روش راہ
عشق علاحدہ ہی شجاعت کا کوچہ اور ہی معشوق جبر سے نہین ہاتھ آتا ہی یہ اپنے تئین منظور نہین کہ معشوق دلفریب کو رنج دیجیے ایسا
نہو کہ مین اُسکے پاس جا بیٹھون اُسکو اس صحبت مین کسی سے شرم و لحاظ مانع ہو اُسکے خلاف ہو پھر قران سے شاہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ تم جاؤ ذرا یہ تو دریافت کرو یہ کون ہی اور کسکی دختر مہر پرور ہی مہتر قران یہ سُنکے آگے بڑھا چارطرف چوکنا ہو کر دیکھنے لگا
سوچ رہا تھا کہ کس سے حال دریافت کرون ناگاہ ایک عورت نازنین پری پیکر پیشاب کرنے کو صحبت سے اُٹھکر باہر آئی اور قنات
کی آڑ مین بیٹھکر پیشاب کیا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے اُس نازنین کے آیا جب وہ فراغت کر چکی مہتر قران سامنے اُسکے آیا اور سلام کیا
اُس مہروش نے جو اُس شب ماہ مین ایک آدمی سیاہ فام موٹا تازہ تنومند بالا قد تصویر ظلمت کدہ کو مثل دیو کے دیکھا ڈر کر دہل گئی
گھبرا کر کہا ارے تو کون ہی مہتر قران نے پھر ہنسکے جواب دیا آپ کا غلام تازہ آپ کچھ ڈرین نہین مین قسم بلا سے نہین ہون

بلکہ انسان ہون کچھ مجکو آپ سے دریافت کرنا ہی فقط آپ اتنا بتلا دیجیے کہ یہ نازنین مہر تمکین سبز پوش تاجدار مسند نشین جاہ و جمال
کون ہی اُسنے کہاکہ دختر بلند اختر جمال دیدۂ پارۂ جگر زمرد شاہ باختری ہی اور نام اِسکا ملکہ جہان افروز ہی مہتر قران نے
کہاکہ دوسری نازنین ماہ جبین سفید پوش کون ہی اُسنے کہاکہ یہ بیٹی جبرل قدرت یاقوت شاہ کی ہی نام اِسکا ملکہ مہر افروز ہی مہتر
قران نے پوچھاکہ وہ تیسری نازنین سیمین تن گلعذار کرسی نشین جواہر نگار کون ہی اُسنے کہاکہ یہ بیٹی ہی کردم عیار کہ نام اِسکا
شور انگیز ہی مہتر قران نے کہاکہ یہ مہر و ماہ فلک حسن و جمال اِس صحرا مین کیونکر آئی ہین اُس پری نے کہاکہ اسکا حال نہ پوچھ عشق
وہ بری بلا ہی کہ گلیون کی ٹھوکرین کھلاتا ہی دشت و صحرا دکھلاتا ہی شعر

عشق کرتا ہی جب اثر پیدا
پہلے ہوتی ہی چشم تر پیدا
عشق وہ نخل ہی جسمین نہین بار دیکھا
عشق وہ گل ہی کہ جسکو نہ شگفتہ دیکھا

عشق کرتا ہی دل کی پامالی
عشق نے کر دئے ہین گھر خالی
عشق کا جسپہ جن سوار ہوا
اُس کا دیوانون مین شمار ہوا دیکھا

اِی شخص یہ ملکہ جہان افروز نور جمال بیمثال شاہزادہ بدیع الزمان
خوشخصال پسر حمزۂ صاحبقران بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ ہی جب سے تصویر اُس خورشید رو کی دیکھی ہی بیقرار و شکیبا رہی
نالہ پر درد بار بار ہی سُنا تھا وہ شیر بیشۂ مردانگی قید ہوکر آیا تھا اب اُسنے رہائی پائی ہی روز خون مارا کرتا ہی رات کو کسی کوہ کی طرف
نکل جاتا ہی ملکہ جہان افروز کئی روز سے اِس مقام پر فروکش ہی اِس خیال سے کہ شاید وہ محبوب خوش اسلوب اِدھر آنکلے
ملاقات کامل ہو اور تسکین دل مضطر کو حاصل ہو مہتر قران نے یہ سُنکر کہاکہ تم ملکہ جہان افروز سے کیا علاقہ رکھتی ہو اُسنے کہامین کوکا
ہون ملکہ جہان افروز کی مہتر قران نے کہا اگر ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان لے آوین تو کچھ ہمین دو گی ملکہ کی کوکا نے
ہنسکر کہاکہ دُور موے سنڈ مسنڈ کالیے بیہودہ نہ بک تیرے نام پر پانچ جوتیان تھے کا پانی بھلا تو کیا جانے شاہزادہ بدیع الزمان کو
اور کہان پائیگا مہتر قران نے کہا ملکہ کی کوکا نکلے اتراؤ نہین چپ چپ سنبھالے رہو آہستہ کی بات کرو مین شاہزادہ بدیع الزمان سے
خوب واقف ہون اُسنے کہا تجکو بدیع الزمان سے کیا خصوصیت ہی مہتر قران نے ہنسکر کہامین عیار ہون شاہزادے کا اور تجکو اگر
نہ اعتبار آئے تو تو دیکھ لے بدیع الزمان وہ سامنے کھڑا ہی تم ملکہ سے پوچھ آؤ تو شاہزادے کو لیچلون وہ عورت یعنے کوکا ملکہ کی
دوڑی ہوئی خدمت مین ملکہ جہان افروز کی آئی ملکہ اُسوقت اپنی انیسون جلیسون سے یہ کہہ رہی تھی افسوس ہم عجب بدنصیب
ہین گردش فلک سے گرفتار ہین پڑے ہین گھر چھوڑ کر معشوق دلفریب جامہ زیب کی تلاش مین نکلے ہین مین روز سے کوہستان مین پڑے
ہوئے ہین مگر اُس گل نودمیدۂ گلشن صاحبقرانی کا کہین پتا نہ لگا ہر روز بصورت بلبل نالان با آہ و فغان فراق مین اُس گل خندان
کے یہ شعر وردزبان کرتے ہین شعر صبا بہ گلشن جانان اگر ہمی گذری ❊ اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری + اور ہماری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ
گیتی افروز و صحبت وصل معشوق کے مزے اُڑا رہی ہین ہم بدنصیب صدمۂ ہجر محبوب مین مبتلا ہین یہ کہکر آہ سرد دل
پُر درد کھینچ کر چشمہاے چشم نم سے گرانے لگی کہ کوکا نے جھُککر سلام کیا اور کہاکہ اِی ملکہ مبارک ہو شاہزادہ بدیع الزمان تشریف
لائے ہین میرا منہ موتیون سے بھر دیجیے کہ یہ خبر فرحت اثر لونڈی نے سُنائی ہی مژدۂ بہار غنچۂ دل پژمردہ لائی ہی ملکہ بیساختہ بولی ای
بوا تیرے منہ مین گھی شکر کہان ہین ہرچند مجکو اپنے طالع نکو سے توقع نہین لیکن شاید گردش ستارون کی بدل گئی ہو کہ جیسے جی مین
اُس مسیحاے زمان کو دیکھ لون بوا سچ کہیو تو جھوٹ تسکین دل کے لیے کہتی ہی یا سچ مچ آئے ہین اُسنے کہاکہ آپ کے نمک
کی قسم اور اپنے دونون دیدون کی قسم مین اپنی آنکھ سے دیکھ آئی ہون اگر حکم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا جبتک مین اپنی
آنکھ سے نہ دیکھ لونگی ہرگز یقین نہ آئیگا اگر تو سچی ہی تو جا میرے دلبر کو لاکے میرے پہلو مین بٹھادے اُسنے کہا آپ صحبت
عیش و طرب آراستہ کیجیے مین آپ کے معشوق کو لیے آتی ہون یہ کہکے وہ مہتر قران کے پاس آئی کہاکہ ملکہ منتظر جلوہ خورشید
برج ہمت و شجاعت ہی تو مجھے جھوٹا نہ کیجیو چل میرے ہمراہ کر دے مہتر قران ملکہ کی کوکا کو ساتھ لیے ہوے پاس بدیع الزمان
کے گیا یہان بدیع الزمان سے اسد شیر دل کہہ رہا تھاکہ ماموجان آپ اِن تینون نازنینون مین سے کس پر مائل ہوے

شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تو معشوق سبز پوش تاجدار پر مائل ہون اسد نے کہا مین تو نازنین سفید پوش پر عاشق ہون
استنے مین مہتر قران ایک عورت کو ہمراہ لیے ہوئے آیا اور بدیع الزمان سے کہا اے شہریار مژدہ باد یہ نازنین سبز پوش تاجدار
بیٹی ہے لقا کی اور آپ کے عشق مین دیوانہ وار پھرتی ہے ادھر بھی مشتاق دیدار آپ کی آئی ہے اور یہ ملکہ کی کوکا ہے جسوقت نگاہ ملکہ کی
کوکا کی چہرۂ بیمثال بدیع الزمان پر پڑی ماہ کامل کو جلوہ گر دیکھا خدا کی قدرت نظر آئی سر سے پانو تک بلائین لینے لگی کہا کہ حضور چلیے آپ کے
فراق مین ملکہ جہان افروز نے اپنا حال تباہ کیا ہے اب دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے شربت دیدار سے تشنہ فراق کو سیراب کیجیے گلشن حسن
ملکہ جہان افروز خزان دیدہ سر سبز و شاداب فرمایئے یہ سُنکے شاہزادۂ بدیع الزمان ملکہ کی کوکا کے ساتھ چلے اسد شیر دل نے
کہا مین بھی آپ کے ہمراہ آتا ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تم یہین ٹھہرو مین وہان جاکر تمکو بلا لونگا یہ کہکر صحبت عشرت ملکہ
کی طرف آئے جسوقت ملکہ جہان افروز نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا مسند سے اُٹھ کھڑی ہوئی دوڑ کے ہاتھ شاہزادۂ بدیع الزمان
کا پکڑ لیا اور لا کے مسند زرنگار پر اپنے پہلو مین بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا دور جام گردش مین آیا ملکہ نے ساغر زرنگار اپنے ہاتھ سے پر
کیا اور شاہزادے کو دیا بدیع الزمان نے شراب کا جام ہاتھ سے نہ لیا پینے مین انکار کیا ملکہ نے کہا اے شہریار اے آرام دل بیقرار میری خوشی
یہی ہے کہ میرے ہاتھ سے ایک جام بادۂ گلرنگ نوش کرو شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تم کافرہ غیر مشرب ہو یہ شراب ہمکو پینا حرام ہے
اگر تمکو ہم سے علاقہ و محبت دلی ہے تو وحدانیت خدا کا اقرار کرو اور نور دین اسلام کو دل مین جگہہ دو زنگ کفر کو آئینہ قلب و جگر سے دھو
مسلمان ہو ملکہ جہان افروز نے کہا مین مسلمان ہوتی ہون تمکو سجدہ کرنے کو موجود ہون آئین اسلام تلقین کیجیے زلال شربت دین اسلام پلایئے
بدیع الزمان نے کہا سجدہ انسان کو کرنا منع ہے لائق سجود رب معبود ہے ہم راہ راست بتانے کو اور تلقین طریق اسلام تعلیم کرنے کو
موجود ہین غرضکہ ملکہ جہان افروز بصدق دل مسلمان ہوئی لقا پر لعنت کی اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جتنی ساتھ والیان
تھین اُن سب کو مسلمان کیا اب دور بادۂ گلرنگ چلنے لگے آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہونے لگین شاہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا کہ باہر میرا بھائی اسد شیر دل اور عیار میرا مہتر قران دونون کھڑے ہین انکو بھی بلوالو ملکہ نے کوکا اپنی بھیجا وہ جاکر بھی
یہان اسد شیر دل ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ صحبت مین چلیے کہ ماموجان کو دیر بہت ہوئی مہتر قران روکتا ہے یکایک کوکا ملکہ کی آئی
اور کہا کہ چلیے آپ کے ماموجان بلاتے ہین اسد شیر دل اور مہتر قران اُسکے ہمراہ چلے جب محفل عشرت مین پہونچے ملکہ
جہان افروز اور شاہزادۂ بدیع الزمان ایک مسند زرین پر بے تکلف بیٹھے مثل آفتاب و مہتاب کے دیکھا گویا قران سعدین نظر آیا اسد
نامور نے ملکہ جہان افروز کو سلام مجرانہ کیا اور پاس ملکہ مہر افروز کے مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوئے ملکہ مہر افروز
بھی اسد شیر دل کو دیکھتے ہی بدل و جان شیفتہ و فریفتہ ہوئی مگر چپکی بیٹھی رہی ملکہ جہان افروز نے اپنی کوکا سے کہا کہ اسد شیر دل
و ملکہ مہر افروز کو علیحدہ لیجاکر بٹھا دو کہ تخلیہ ہو آپس مین لطف مزے جوانی کے اُٹھین ملکہ کی کوکا نے ایک خلوتخانہ برائے اسد
شیر دل و ملکہ مہر افروز کے تیار کیا دونون کو لیجاکر وہان مسند پرتکلف پر بٹھایا سامنے جام شراب آیا ملکہ نے ہاتھ مین لیکر
اسد سے کہا اے شہریار نوش فرمایئے اسد شیر دل نے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو تو مین یہ جام
بادۂ گلرنگ تمھارے ہاتھ سے پیلون ملکہ مہر افروز بصدق دل مسلمان ہوئی کلمہ پڑھا سجدۂ شکر خدا بجا لائی لقا پر لعنت کرنے لگی صحبت
عیش و عشرت گرم ہوئی بوس و کنار ہونے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز سے کہا کہ اے صاحب اب تم کیون مضمحل اور
افسردہ مثل گل تو پژمردہ بیٹھی ہو آؤ چلو علیحدہ چلین ہم تم مشغول بوس و کنار کرین ملکہ شور انگیز نے کہا کہ میری قسمت کا لکھا
آبنوس کا کندہ تصویر ظلمات ہاتھی کا بچہ رکھا تھا مہتر قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ نے کہا موذی کا بچہ تیری شامت آئی ہے
مجکو ہاتھ نہ لگا دور سے بات چیت کر مین ایسے جلے ہوئے سوختے کو پسند نہین کرتی مہتر قران نے کہا غصہ نہ کیجیے گرمیان
نہ دکھایئے ٹھنڈی ٹھنڈی اُٹھکر چلی آیئے مزے اُڑایئے ان گرما گرم باتون پر مہتر قران کی ملکہ شور انگیز ہنس پڑی شاہزادۂ

بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ شور انگیز یہ عیار میرا بادشاہ ملک حبش ہے اسکے برابر کوئی نہین ہے اور یہ آج تک کسی پر مائل نہین
ہوا خدا جانے کیا سبب ہے کہ اسکو تم سے اُلفت ہوئی تم نے اِس پر کوئی مہنی دم کی یا کوئی افسون پڑھا جو مہتر قران تم پر
عاشق ہوگیا یہ کہکے بدیع الزمان نے مہتر قران سے اِشارہ کیا کہ ملکہ شور انگیز کو گود مین اُٹھا لیجاؤ مہتر قران جھپ سے ملکہ
شور انگیز کو گود مین اُٹھا لیگیا چونکہ ملکہ شور انگیز بھی مہتر قران پر مائل تھی مگر یہ سب ظاہر کے نخرے تھے غرضکہ لیجا کر مہتر قران
نے ملکہ شور انگیز کو بھی مسلمان کیا اور جام شراب پی کر مشغول باختلاط ہوے اب علیحدہ علیحدہ تینون صحبت آرا ہین رات بھر عیش و عشرت
و بوس و کنار و لطف وصال دلدار مین رہے ناگہ نور سحری پیدا ہوا سلطان مشرقی نے اقلیم فلک پر طلوع کیا صبح ہوئی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
چلنے لگی مرغان خوشنوا چہکارنے لگے طیور حمد آلہی مین مشغول ہوے شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل نے غسل کیا نماز سحر کی
ہمراہ ملکہ جہان افروز سے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ خدا حافظ اب ہم لشکر لقا پر جاکر روز خون مارینگے تمکو سپرد خدا
کیے جاتے ہین اگر زندہ رہینگے تو انشاءاللہ پھر ملاقات کرینگے ملکہ جہان افروز آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا اے شہر یار
بقول کسے آمدی کے پیر شدی چہ بیائی وچہ میسر دی دور دور بھی لطف صحبت نہ اُٹھایا اچھی طرح جی بھر کے نہین دیکھا مین ہرگز
جہاد کو نہ جانے دونگی انشاءاللہ

اسکے زندہ نہ مجھے پائیگا
یہ تو فرمائیے کب آئیگا

ہجر مین پھر مجھے تڑپائیگا
چاند سی شکل یہ اے ماہ لقا

اشک سے خون آنکھون سے رلوائیگا
دیکھنے کو مجھے ترسائیگا

اب جو پہلو سے مرے جائیگا
جاتے ہین آپ اگر تو بہتر

شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ ہر چند کہ ہمکو بھی تمہاری جدائی بہت شاق ہے نشتر غم تمہارا
فراق ہے مگر کیا کرین قول مردان جان دارد کہ جو منہ سے کہا ہے اُسکو نباہنا چاہیے ہے مین کہہ چکا ہون ایک میرا ہم چشم شاہزادہ
قاسم ہے اُسنے یہان انتالیس شبخون مارے مین بھی انتالیس روز خون لشکر لقا پر مارونگا تو چین لونگا اب مین کسی طرح رک
نہین سکتا ہون کہ دیر ہوتی ہے یہ سُنکر ملکہ جہان افروز با آہ و زاری و بنالہ و اشکباری شاہزادہ بدیع الزمان سے لپٹ گئی مسکر

جانے جانے ہی کی ضد ہے تو بہت خوب چھا
تجکو یہ دھن ہے تو ہم نے بھی جی پر ٹھانا

اے صنم کیسے کہین تجھسے کہ نشتر نہ جا
پھینک دینگے ابھی ہم چیر کے پہلو اپنا

اتنا ہی نہین کہنے کو میرے تو اصلا
تجھ پہ قابو نہین دل پر تو ہی قابو اپنا

یہ سُنکر محزون و نالان شاہزادہ بدیع الزمان تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوے اسد شیر دل بھی چلنے کو تیار ہوا ملکہ مہر افروز
نے کہا کہ اے شہر یار تم کہان چلے شاہزادہ بدیع الزمان کو جانے دو تم میرے پاس رہو اسد نے کہا اے ملکہ پروانہ
کہین شمع سے جدا ہوکے رہ سکتا ہے بلبل گل کو کب چھوڑتی ہے شعاع قرص خورشید نہین شمع ہے جاؤن نہ ساتھ عقل کا بالکل قصور ہے
ماموں کو چھوڑدون یہ حمیت سے دور ہے اے ملکہ نظر بخدا رکھو انشاءاللہ اگر جیتے رہے تو پھر با موبجان کے ہمراہ آئینگے
خاطر جمع رکھو عوض ٹکوتر دو کے دعا کرو مہتر قران بھی گھبرا کر اُٹھا دیکھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہے عرض کی اے شاہزادہ
بدیع الزمان کیا آج روز خون مارنے نہ چلیے گا شاہزادے نے فرمایا چلو چلتے ہین وقت شمشیر زنی کا آگیا نقشہ
جرأت و ہمت کا جوش ہے دین و دنیا فراموش ہے ملکہ شور انگیز نے کہا اے اختر فلک عیاری و کوکب سپہر طراری و خنجر گذاری یہ کیا
تو بھی مجکو چھوڑ کے چلا جائیگا بعد وصل صدمہ فراق دکھائیگا ارے موے سنڈے اگر مجکو جانا ہی تھا تو کیون اور زیادہ منہ کالا کیا
کہ اُولٹا توا ہوگیا ارے مونڈی کاٹے جھانسا دیکر مین تو تجھسے بھاگتی ہی تھی مجکو کیون اُلفت کے عذاب مین ڈالا نوج پڑتا ایسے سے پالا شعر
ایسا جو سمجھتی تو کبھی بات نہ کرتی ＊ واللہ کہ مین تجھسے ملاقات نہ کرتی ＊ مثل اب پچتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت مہتر
قران نے ہنسکر شور انگیز کو گلے سے لگایا اور کہا اے جان جہان اے راحت دل مشتاقان تمہاری بھولی بھولی باتین بھلی لگتی ہین بھلا
تمہین اپنے دل مین منصفی کرو یہ وفاداری کے خلاف ہے کہ آقا جدال و قتال دشمنون سے کرتے جائے اور غلام پہلو مین معشوقہ کو
لیے ہوے پڑا رہے دل کیونکر قبول کرے علاوہ اسکے تمکو ہم سے پھر کیا امید ہوگی یہ ذکر تھا کہ شور الفراق بلند ہوا ابیات

برہم تمام صحبت عشاق ہوگئی ٭ دامن مین منھ جو شمع سحر نے چھپالیا ٭ القصہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز کو اسد
شیر دل نے ملکہ مہر افروز کو مہتر قران نے ملکہ شور انگیز کو مضطر و نالان بادیدۂ گریان حیران و پریشان چھوڑ کر روانہ ہوے
یہان صبح کو یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ گیتی افروز تو غائب ہوچکی ہی اب ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان افروز
اور ساتھ اُسکے شور انگیز وغیرہ بھی مین صحراے سبزہ زار کی طرف گئی ہین یاقوت شاہ سوار ہوا مع چند ملازمون کے اُسی صحرا
پُر فضا مین آیا جہان کہ ملکہ مہر افروز وغیرہ نے جلسۂ عیش و نشاط کیا تھا دیکھا کہ نازنینان مہ جبینان بیٹھی ہوئی آپسمین ہنس بول رہی ہین
ہمنشینیمین مذاق کی باتین کر رہی ہین یاقوت شاہ اُنکے پاس آکر بیٹھا پوچھا تم سب یہان کیون آئی ہو اُن سب نے کہا کہ ہمارا
دل گھبراتا تھا براے تفریح طبع ادھر صحراے سبزہ زار مین چلے آئے کہ کچھ دل بہلے یاقوت شاہ نے کہا کہ اب مکان کو چلو آج
کل خدا پرست روزخون مارنے آتے ہین ایسا نہو کہ تمکو بھی قتل کرین غرض کہ یاقوت شاہ سبکو سمجھا بجھا کر لیگیا کہا اگر تمھارا دل ایسا
ہی گھبراتا ہی بہشت کی سیر کرو ہنسو بولو دل بہلاؤ اپنی ہمجولیون سے کھیلو کودو مگر کہین نہ جاؤ یہان شاہزادۂ بدیع الزمان و اسد شیر دل
و مہتر قران تلوارین کھینچکر نعرے کرتے ہوئے لشکر لقاے بے بقا پر روزخون گری تلوار چلنے لگی دریاے خون بہنے لگے کشتون کے
پشتے سرون کے ڈھیر ہوے تلاطم عظیم برپا ہوا دن بھر لڑے سیکڑون کفار قتل کیئے جب شام ہوئی تاریکی پھیلی شام کو پھر
کر اُسی کوہ کی طرف آئے ہر ایک دامن کوہ و صحرا مین تلاش کیا مگر ملکہ جہان افروز وغیرہ کا کہین پتا نشان نہ ملا نہایت حیران و
پریشان متردد و متفکر ہوئے کہا الٰہی یہ کیا معرکہ ہی کہ دفعتہً سب کے سب غائب ہو گئے اسد نے کہا کہ ماموجان معلوم ہوتا ہی کہ لقا
بے بقا نے آدمی بھیج کے بلوالیا مین ابھی جاکر لقا کو اسیر کرتا ہون اور آپ کی معشوقہ ملکہ جہان افروز کو ساتھ لیے آتا ہون
بدیع الزمان نے کہا بیٹا یہ کام سرہنگی سے نہین نکلتا ہی تدبیر سے ہوتا ہی مہتر قران نے کہا اے شہریار ملکہ باغ بہشت لقا مین
ہونگی میرے خیال مین ایک عیاری سوجھی ہی ساتھ تدبیر اور عقلمندی کے ہوگی مین فرشتے کی صورت بنون اور تم شاہزادے دونون
ہاتھ باندھکے توبہ توبہ کرتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤ جب دروازۂ بہشت پر پہونچینگے تو دربانون سے کہینگے کہ بقیۂ مرفوع
مین آگ لگی تھی اندلون ہم نے توبہ کی دین لقا قبول کیا ہم بحکم لقا انکو اندر باغ کے لیے جاتے ہین کوئی دروازے پر نہ روکیگا
اسی صورت سے اندر باغ بہشت کے چلے چلین گے ملکہ جہان افروز و مہر افروز کو ڈھونڈھ لین گے یہ تدبیر شاہزادۂ بدیع الزمان
نے بہت پسند کی اور کوہ سے مہتر قران عیار شاہزادۂ بدیع الزمان کا بشکل فرشتگان دونون شاہزادے ہاتھ باندھے
چلے آگے آگے مہتر قران اور پیچھے پیچھے اسد شیر دل اور شاہزادۂ بدیع الزمان جس وقت در باغ بہشت پر پہونچے دربانون
نے کہا اے فرشتے مقرب درگاہ خداوند لقا کے یہ کیا معرکہ ہی فرشتے نے کہا اے دربانون انکو نہ روکو یہ عتاب خداوندی لقا مین
آئے تھے بقیۂ مرفوع مین حکم خداوند لقا سے آگ لگادی گئی تھی تا یہ گنہگار جل جائین جب انھون نے توبہ کی اور دین خداوند لقا
قبول کیا پاس خداوند لقا کے آئے انکے گناہ بخشے گئے مجکو حکم خداوند لقا ہوا کہ یہ دونون تازہ گناہگار بخشش یافتہ قابل رحمت
ہین انکو باغ بہشت مین پہونچادو خازن بہشت خداوند لقا سے کہدینا کہ انکو نہ روکو جانے دو دربانون نے کہا اے فرشتہ مقرب جائیے
ان دونون کو مگر آگے بڑھ کر سڑک پر دوراہا ہی کہ ایک راہ زنانے بہشت کی طرف گئی ہی اور ایک راہ مردانے بہشت کی طرف تم زنانے
بہشت کی جانب نہ جانا یہ سنکے وہ فرشتہ نقلی باغ بہشت خداوند لقا مین داخل ہوا جاتے جاتے جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے
پہونچے تو ایک عورت قصر یاقوت سے نکلی مہتر قران نے اُسے پہچانا جھپٹکر اُسکے پاس آیا کہ ملکہ کہان ہین وہ عورت وہی ملکہ
کی کوکا تھی اُسنے مہتر قران کو پہچان کر کہا اے فخر عیاران عیار مہتر قران نامدار ملکہ ہماری یاد شاہزادۂ بدیع الزمان مین
مضطر و بیقرار ہین رو رہی ہین یہان کیا تم اکیلے آئے ہو مہتر قران نے کہا دونون شاہزادے بھی میرے ہمراہ آئے ہین وہ
دیکھو سامنے کھڑے ہین یہ سنکے وہ عورت خوش ہوکر دوڑی گئی جا کر ملکہ مہر افروز و ملکہ جہان افروز کو مژدہ جان بخش خبر آمد

بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران وغیرہ کا سُنایا کہا ای ملکہ مہتر قران عیاری کرکے فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کی
شکل بنکر اُن سبکو اپنے ہمراہ لایا ہی یہ خوش خبری پاتے ہی ملکہ جہان افروز و ملکہ مہر افروز و ملکہ شور انگیز اُٹھ کھڑی ہوئین فوراً
قصر یاقوتی سے باہر آئین اشارے سے شاہزادۂ بدیع الزمان اور اسد شیر دل و مہتر قران کو بلایا جب یہ تینون قریب آئے
دوڑکر لپٹ گئین ہاتھ پکڑے ہوے اپنے اپنے قصر مین لیگئین قصر یاقوتی مین ملکہ جہان افروز شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے
داخل ہوئین اور قصر مروارید مین ملکہ مہر افروز اسد شیر دل کو لیکر آئین اور قصر زبرجد مین ملکہ شور انگیز مہتر قران کو لیکے پہونچین
ہر قصر مین صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی دو دو جام بادۂ گلرنگ کے پئے اختلاط کی باتین ہونے لگین شغل بوس و کنار مین مصروف
جام بادۂ وصال کا سامنا ہوا تمام شب اسی عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح کا تارہ چمکا وہ مجاہد عابد و زاہد اُس فرش بستر
سے اُٹھے نماز سحری بجا لائے حمد و ثنائے الٰہی مین مصروف ہوئے بعد دعائے فتح و نصرت بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ
جاکر روز خون لشکر لقا پر ماریں ملکہ جہان افروز نے ہمت و شجاعت نہ جانے دیا کہا کہ ای شہریار میری خوشی یہی ہی کہ آج آپ نہ
تشریف لیجیے لونڈی کو ہجر مین نہ تڑپائیے شاہزادۂ بدیع الزمان بھی چپ ہو گیا اور ملکہ کے کہنے کو منظور کیا اور نہ گیا یہان
خادمان بہشت بختیارک کے پاس آئے اور کہا کہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور اسد شیر دل کو فرشتہ مقرب
درگاہ وحدانیت اپنے ساتھ بہشت مین لیگیا وہ دونون توبہ توبہ کرتے ہوئے باغ بہشت مین داخل ہوئے بختیارک نے
اپنے دل مین کہا کہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز پر مقرر عاشق ہوا اور مہتر قران عیار عیاری کرکے بصورت فرشتہ ہمراہ
اسکو لیگیا یہان تو یہ بختیارک یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ شاید ایسا ہوا ہو گا کہ سپاہی زنانی ڈیوڑھی کے دس پانچ لاشین لائے
اور کہا انکو بدیع الزمان نے قتل کیا ہی اور اب داخل قصر ملکہ جہان افروز ہوئے ہین یہ سُنکر بختیارک اُٹھا کہ جاکر خداوند
لقا سے حال بدیع الزمان بیان کیجیے یہان لقا سے بے بقا نے شراب تیز و تند طلب کی کہ کچھ نشہ پائی جما کر گنبد گیتی نما پر
جاؤن تقدیرین اپنے بندگان خداوندی کی کرون اُسوقت تک کوئی دربار مین حاضر نہوا تھا جسوقت لقا سے بے بقا گنبد
گیتی نما مین آیا بختیارک حاضر ہوا اور آداب بجا لایا عرض کیا یا خداوند ایک راز مخفی گذارش کرتا ہون کہ ملکہ گیتی افروز تو ہاتھ سے
جا چکین اب دوسری صاحبزادی ملکہ جہان افروز بھی جایا چاہتی ہین جلد خبر لیجیے غفلت نہ کیجیے اور ملکہ مہر افروز کا بھی ستارا چمکا
چاہتا ہی جبریل قدرت یاقوت شاہ کا کاشانہ صدر آب ظلمت کدہ ہو گا اور ملکہ شور انگیز دختر گرد مرد بھی جوش مین آئی ہی اسکو بھی
دریا دلی سے لہر مسلمانی کی ہی مین نے معتبر خبر پائی ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران اور اسد شیر دل نبیرۂ امیر با توقیر
اور مہتر قران عیار بدیع الزمان داخل باغ بہشت ہو چکے ہین قصر ہائے مملو نور جمال سے منور ہین عیش و عشرت مین زینت
بخش خلوتکدہ مہ جبینان ہین لقا سے بے بقا نے کہا او شیطان مجسم کیا بکتا ہی بختیارک نے کہا کہ دربانان باغ بہشت سے لاشے
آئے ہین اور جو زندہ بچے وہ بھاگ کر آئے ہین انھون نے بیان کیا ہی لقا نے کہا مین نے تقدیر نہین کی تو جھوٹ کہتا ہی بختیارک
نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین جاکر دیکھ آؤن لقا نے کہا جا دیکھ آ مگر خبردار اگر تو نے کوئی بات جھوٹ کہی تو مین بہت بُرے پیش آؤنگا
یہ سُنکے بختیارک وہان سے جلد داخل باغ بہشت لقا ہو کر قصر ملکہ جہان افروز مین آیا دیکھا کہ پردے زربفتی پڑے ہین اندر
سے صدائے رقص و سرود آرہی ہی پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران اپنی اپنی معشوقہ سے اختلاط
مین مشغول ہین جلسۂ عیش آراستہ ہی بس یہ دیکھتے ہی پردہ چھوڑ کر بھاگا مہتر قران نے جھپک آدمی کی دیکھی کہ کوئی شخص جھانک کر بھاگ
گیا جلدی سے پردہ اُٹھا کر باہر قصر کے آیا دیکھا کہ بختیارک بھاگا جاتا ہی بڑھکر نعرہ کیا کہ او مادر بخطا شیطان مجسم خبردار کدھر جاتا کہان
بھاگا جاتا ہی مین آپہونچا مردود تو جاسوسی کو آیا تھا بختیارک اور زیادہ بھاگا مہتر قران جست کرکے اُسکے پاس پہونچا
بختیارک پاؤن پر مہتر قران کے گر پڑا مہتر قران بختیارک کو پکڑ لایا شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا

کہ ای شہریار یہ حرامزادہ خبر لینے کو آیا تھا مین اسکا سر کاٹے لیتا ہون بختیارک نے کہا مین غلام ہون حضور کا اب معاف کیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ای مہتر قران بختیارک کو قتل نہ کر دستون سے باندھ دو مہتر قران نے بختیارک کو رسی سے ستون مین جکڑ کے باندھ دیا وہان لقاے بے بقا نے جب دیکھا کہ بختیارک کو بہت دیر ہوئی اور ابتک خبر لیکر نہین آیا اگردھر دسے لقا نے کہا کہ تو جا کر خبر لا کہ بختیارک کو کیا ہوا جو خبر لیکر نہین آیا کیا کسی عذاب مین یہ شیطان مبتلا ہوا گردھر دکھم لقاے بے بقا قصر باغ بہشت مین پہونچا پردہ اُٹھا کے جھانکنے لگا مہتر قران نے جھپٹ کر اُسے بھی گرفتار کیا شور انگیز نے کہا میرے پدر کو قتل نہ کرنا مہتر قران نے اُسے بھی ستون سے باندھ دیا جب لقا نے دیکھا کہ گردھر دبھی پھر کر نہ آیا غصہ مین یاقوت شاہ سے کہا کہ آج قصر باغ بہشت مین کیا آفت آئی ہی جو جاتا ہی پھر کر نہین آتا ہی تو جا کر دیکھ تو کہ ان دونون کو کیا ہوا جو پھر کر نہین آئے یاقوت شاہ جلدی جلدی قصر باغ بہشت مین آیا پردہ اُٹھا کر جھانکا اسد شیر دل نے جو یاقوت شاہ کو دیکھا جھپٹ کر پکڑا اور یاقوت شاہ کی مشکین باندھ کے ڈالدیا جسوقت لقا نے دیکھا کہ یاقوت شاہ بھی جا کر بیٹھ رہا پھر کر نہ آیا نہایت غصہ ہوا تلوار پکڑ کر غیظ و غضب سے کانپتا ہانپتا چلا قصر باغ بہشت مین آکر پردہ زربفتی اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ جہان افروز پہلوے بدیع الزمان مین رونق افروز ہی اور ملکہ مہر افروز پہلوے اسد شیر دل مین جلوہ آرا ہی اور ملکہ شور انگیز پہلوی مہتر قران عیار بدیع الزمان مین متمکن ہی اور بختیارک اور گردھر دستونون سے بندھے کھڑے ہین اور یاقوت شاہ کی مشکین بندھی ہوئی ہین لقا یہ دیکھکر غصہ ہوا تمام جسم مین آگ لگ گئی نعرہ کیا باش او خیرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر لقا نے تلوار کھینچی شاہزادہ بدیع الزمان مثل شیر غضبناک تلوار پکڑ کر جھپٹا لقا نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے خالی دیکے قبضہ پر تھپکی ماری تلوار لقا کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری بدیع الزمان نے بند کمر مین ہاتھ ڈالکر لقا کو اُٹھا لیا اور زمین پر چرخ دے کر کہا کہ او نابکار ہی شرط کہ مارون زمین کا پیوند ہو کر فی النار والسقر ہو لقا گڑگڑانے لگا کہا مین نے تقدیر نہین کی ہی کہ تو مجھے مار یگا بدیع الزمان ہنسا اور اُسکو چھوڑ دیا اور تلوار لقاے بے بقا کی زمین سے اُٹھا لی اور کہا کہ بیٹھ جا اور شراب پی لے غرضکہ اُس صحبت مین لقا وغیرہ سب بیٹھے اور شراب خواری ہونے لگی جلسہ عیش و عشرت گرم ہو گیا ناچ رنگ ہونے لگا

کھلے داستان طلسم بیان دعا کرنا امیر حمزہ صاحبقران کا اور پھنسنا طلسم مین اور ملاقات ہونا پیرزال حوراے جنی سے اور ہاتھ آنا لوح و سلاح جنگ کا اور عقد ہونا دختر حوراے جنی سے عجیل ماہرو کا اور عمرو سے اُسکی کو کا کا نام دختر حوراے افروزی اور کو کہ کا نام سبز ریدا دہ مقابلہ لقا بدار سرخ پوش کا اور قتل ہونا زردمان شاہ کا ہاتھ سے امیر حمزہ صاحبقران کے

ترا ساقیا دور جم جم رہے
ہی تیری یہ چشم مروت سے دور
کہ مار غوان کی ہی ساقی تلاش
اگر نشہ می سے سر شار ہون
حجاب حقیقت اُٹھا دے سحر

کوئی دم نہ اب دور می تھم رہے
دیا تو نے ابتک نہ جام سرور
اِسی سنگ غم سے ہی دل پاش پاش
تو صور تگر حسن دلدار ہون
مضامین کے جلوہ دکھا دے سحر

نہ کر ساقیا مجھسے چالاکیان
بنا کر کیا دخت رز کو عروس
دکھاؤن وہ نقشہ تجھے کھینچ کر
نہال تہ کر دل ہی میرا کباب

یہ بھائی نہین تیری بیباکیان
ہو شاہانہ اس میکدہ مین جلوس
پھڑک جاے بہزاد دیکھے اگر
پلا ساقیا نسترحہ آفتاب

بیت فرازندہ رایت محفلان + علم مینو دا این نشان بیان

محفل آرایان مشاطہ عروس سخن جلوہ کنندگان بزم کلہاے معنی انجمن عبارات رنگین کو بیان دلچسپ سے یون زیر قلم لاتے ہین کہ جب زلزلہ قاف شانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کوہ جوزا پر عبادتخانہ ہو آکے براے طلب حاجت پروردگار عالم سے تشریف لائے خواجہ عمرو ہمراہ تھے امیر نے کہا ای خواجہ وہ اژدہا کس جا ہی جو عجیل ماہرو کو نگل گیا ہم نے ہزار جگہ دیکھا کہ جس جگہ مسکن اژدہا ہوتا ہی وہان کے خس و خاشاک و اشجار خشک و ترجل جاتے ہین

اس مقام پر عجب کیفیتیں نظر آتی ہیں کہ نخل سر سبز و شاداب ہیں سبزه تر و تازہ لہک رہا ہے ہر گل رنگینیاں دکھا کر مہک رہا ہے طائر جابجا
خوش الحانیاں کرتے ہیں دم وحدانیت باغبان قضا و قدر کا بھرتے ہیں عمرو نے کہا اے امیر اسی جگہ عجیل نے فرش بچھا کر
مینوشی کی اور استفراغ اُسکو اسی جگہ ہوا اور اسی مقام سے اژدہائے مہیب پیدا ہوا اور عجیل کو نگل گیا القصہ امیر باتوقیر
سر شام سے بعد نماز حاجت دعا مانگنے کو بیٹھے سر برہنہ کیا اور ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اشک حسرت دریائے چشم
گوہر بار سے جاری ہوئے اور راز دل اُس بے نیاز رب کارساز سے بیان کرنے لگے اور بلبلا کر یہ دعا مانگنے لگے قطعہ

ای کریمی که از خزانهٔ غیب	گبر و ترسا وظیفه خور داری	دوستان را کجا کنی محروم	تو که با دشمنان نظر داری دیگر
تو ئی ہست بخشندهٔ عاصیان	تو ئی را حاجت کن بیکسان	نگہدار ما را ز راه خطا	خطا درگذار و صوابم نما

ای سمیع و علیم ای غفور الرحیم ای فتاح طلسم مشکلات جن و بشر ای مددگار مجبور و بیکسان و مضطر یہ عاصی تجھسے ملتجی ہے کہ اس بلا
جلد نجات دے اور مجھکو فتحیاب کر تو خوب عالم و دانا ہے کہ میں ترقی دین اسلام کے واسطے مدام کوشش و سعی کرتا ہوں اب
اس دشمن سخت سے بچالے اور جلد اس بند عذاب عظیم سے میرے سرداروں کو رہا کر اسی طرح چار پہر رات حمزہ
صاحبقران نے درگاہ خدا میں دعا مانگی آثار صبح ظاہر ہوئے نماز سحری بجا لائے اور پھر چاہا کہ مشغول دعا ہے بدرگاہ رب
اکبر ہوں یکایک دیکھا کہ ایک اژدہا منھ کھولے مثل دہان غار وکوہ عمیق کے سامنے چلا آتا ہے جب اژدہا قریب آیا ایک آواز
آئی ای حمزہ تو منھ میں اس اژدہے کے چلا اندیشہ نکر امیر باتوقیر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آواز کس کی ہے چہار طرف متحیر ہو
دیکھنے لگے کہ پھر آواز آئی ای حمزہ تونے بڑے بڑے طلسم فتح کیے اژدہوں کے منھ میں کودا اور اس مقام پر تو خائف
ہوتا ہے کچھ مطلق خوف نکر بلا تامل تو منھ میں اس اژدہے کے چلا آ مطلب تیرا جلد حاصل ہوگا یہ سنکر عمرو سے امیر باتوقیر نے کہا کہ
میں تو منھ میں اس اژدہے کے جاتا ہوں مجھکو یقین کامل ہے کہ عجیل بھی زندہ ہے یہ کہکے جھپٹ کر منھ میں اژدہے کے در آئے
عمرو دیکھ رہے ہیں کہ پھر آواز آئی کہ ای خواجہ تم بھی دہن اژدر میں داخل ہو کچھ نہ ڈرو عمرو بھی آنکھیں بند کر کے دہن اژدہن
کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے بہوش جو آیا باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ چہار طرف گلہائے رنگارنگ کھلے
ہوئے ہیں اشجار میوہ دار جھوم رہے ہیں یا پارسائی باغبان ازل پر وجد کرتے ہیں سبزۂ نوخیز لہلہا رہا ہے ہر غنچہ سربستہ
مہک رہا ہے سنبل زلف پیچان دوش پر ڈالے ہے ہر گل پیراہن شبنم آلود کو سنبھالے ہے نرگس اشارے کر کے بلاتی ہے سوسن
خود بخود مسکراتی ہے سرو ایک پاؤں سے پیشوائی کو کھڑا ہے شمشاد دل آزاد کا جھنڈا گڑا ہے غنچے مسکرا کر ضبط کرتے ہیں مگر
ہنسی سے دانت نکلے آتے ہیں طیور شاخوں پر پھول پھول خوش الحانیاں کرتے حمد و ثنائے باغبان قضا و قدر کا دم
بھرتے ہیں مور چکور رقص تازہ دکھاتے ہیں دل دیکھنے والوں کا لبھاتے ہیں چہار طرف دیواروں پر انگور کی بیلیں تاک
رہی ہیں حور و شان باغ جنت نظر کو جھانکتی ہیں نہریں جابجا جاری ہیں فوارے چھوٹتے ہیں تمنائے گوہر بے بہا سے دل
مشتاقان لوٹتے ہیں بیچ میں اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک گنبد بلور نور سے معمور ہے اور سامنے اُسکے ایک بنگلہ جو
صندل کا آراستہ ہے دیکھا کہ چند آدمی بشکل نورانی پیدا ہوئے اور انھوں نے کہا کہ حضور چلیے حوراے جنی آپکو بلاتی ہیں امیر نے
پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہے حوراے جنی اسکی مجاور ہیں عمرو نے کہا اس گوشہ نشین کا کیا اچھا
باغ ہے گویا بہشت لگا ہے اس کیفیت کا چمن تازہ و رنگ کہیں نہیں ہے امیر نے کہا خواجہ یہ مقام بزرگ تر ہے اسے باغ بہشت لقا
سے مناسبت نہ دو یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای حمزہ اس بے ادب کو اپنے ساتھ نہ لا صاحبقران نے کہا اب اس سے ایسی
خطا نہ ہوگی غرضکہ وہ لوگ امیر باتوقیر کو ہمراہ لیے ہوئے قریب گنبد نورانی کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ مرصع کار ہے گرد اُسکے چبوترہ
طلائی بنا ہوا تیار ہے گرد کٹہرا اُسکے طلا کار لگا ہے اور پھول جواہر کے اُس میں جڑے ہوئے ہیں اُنکی روشنی سے تمام باغ

منور ہی عمرو نے پھر کہا ای امیر یہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری سے کہین بہتر ہی صاحبقران نے کہا ای خواجہ پھر تم نے وہی کلمہ
کہا چپ رہو کجا بہشت لقا اور کجا گلشن متبرک مصرعہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ای خواجہ یہ نبی اللہ کا چلہ خانہ ہی اسکی بزرگی کو
کب بہشت لقا پہونچ سکتا ہی یکایک پھر آواز آئی ای حمزہ تم آؤ اور اس بے ادب کو خبردار نہ لاؤ یہ نالائق یہان آنے کے قابل نہین ہی
صاحبقران نے عرض کیا کہ عفو کیجیے اب اس سے ایسا گناہ نہوگا اور عمرو سے کہا خواجہ مین تمھین منع کرتا ہون تم نہین مانتے ہو
عمرو نے کہا مجھسے قصور ہوا الغرض چلے اندر گنبد کے قدم رکھا دیکھا کہ ایک پیرزال بہ لباس سفید معطر باز بوے عنبر و سارا کرسی
زرنگار پر جلوہ افروز ہی نور چہرے سے مثل ماہ چہاردہ کے ہویدا رعب وداب چہرۂ پر آب وتاب پر مانند سلیمان زمان ہویدا ہی امیر باتوقیر
نے سلام کیا حورا جنی واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے اُٹھین اور مسند پر صاحبقران زمان کو بٹھایا سامان دعوت
مہیا کیا خوان سونے کے کھانچے چاندی کے خوان پوش زربفتی وکمخوابی جھالر مقیش کی گرد حاشیہ جواہر کا لعل و یاقوت و زمرد
وپکھراج ونیلم وہیرا لنصب کیا ہوا دسترخوان کارچوبی گرد اُسکے جھالر موتیون کی پیالے یاقوت وہیرے کی رکابیان لعل و زمرد کی
سامنے حمزۂ صاحبقران کے بصد تکلف رکھی گئین عمرو نے جو یہ سامان دیکھا کہا کہ یا امیر مین تو اسے گوشہ نشین سمجھا تھا یہ بادشاہ ہفت
اقلیم سے بھی زیادہ ہی کہ یہ سامان اُسکو بھی میسر نہوگا اسے گوشہ نشین نہ کہیے شاہنشاہ عالیجاہ کہیے حورا جنی نے کہا کہ تجکو منع کیا
کہ ایسی باتین نہ کرو ورنہ سزا پائیگا امیر نے کہا ای حورا جنی اسکا تیسرا گناہ ہی معاف کرو ایکی بار جو خطا کرے تو آپ سزا دیجیے گا عمرو نے
کہا ای حمزہ یہان عجب تماشا ہی یہ حورین تعریف سے خوش ہوتی ہین نہ مذمت سے راضی ہوتی ہین کس قسم کی عورتین ہین المختصر
کھانا کھانے مین مصروف ہوے عمرو نے سبکی آنکھ بچا کر ایک پیالہ زمرد کا اور ایک رکابی یاقوت کی اور ایک چمچہ الماس کا چرا کے
بغل مین رکھ لیا جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان بڑھایا گیا بکاول نے جو ظروف شمار کیے تین ظروف نہ پائے حورا سے بیان
کیا وہ عمرو کی طرف دیکھ کے بولین کہ خواجہ یہ بات اچھی نہین وہ تینون ظرف جو چرا لیے ہین دیدو عمرو نے کہا مین چور ہون مین نہین
جانتا کیسے ظروف حورا نے کہا کہ اسکی تلاشی لو اُن لوگون نے کپڑے عمرو کے اتارے بغل سے تینون ظروف نکلے حورا نے
کہا کہ تجکو جبتک سزا نہوگی تو ہرگز نہ مانیگا حورا نے لوگون سے کہا کہ عمرو کی مشکین باندھ دو ان سبھون نے عمرو کی مشکین باندھ دین
امیر باتوقیر چپکے دیکھ رہے ہین کہ جو گناہ کیا تو سزا پائی پھر حورا نے کہا کہ عجیل کو لاؤ اُسنے پہلے گناہ کیا ہی لوگ گئے اور عجیل ماہرو
کو سروپا برہنہ کشان کشان لائے پھر حورا نے کہا کہ جلد جاکر لاؤ اور پھر شیرون کو سب کے اوپر چھوڑ دیا وہ شیر لپٹ کر عجیل ماہرو
اور خواجہ عمرو کو لیگیا کہ یہ بے ادب اسی سزا کے قابل تھے امیر نے حورا جنی سے کہا کہ خوب کیا تم نے کہ ان دونون
نالائقون کو شیرون کو کھلوا دیا یہ کہکر اشکبار ہوے حورا جنی نے کہا کہ ای حمزہ اب غم نہ کھاؤ ہم آپکو آزماتے تھے آپ صاحبقران
زمان ہین آپ کو غصہ ہم پر آتا ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ نے بسبب بزرگی اس باغ کے غصہ نہین کیا آپ عمرو اور عجیل کو ہم سے لیجیے گا
اور لوگون سے کہا کہ جلد جاکر بعزت حرمت دونون کو لاؤ بعد لمحہ بھر کے امیر باتوقیر نے دیکھا کہ عمرو اور عجیل تخت پر سوار چلے آتے ہین اُن
دونون نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے حورا جنی سے کہا اب خطا انکی معاف کر دیجیے اُنھون نے کہا کہ آپ مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجیے
اور آپ بہت خوش اعتقاد ہین بیشک آپ صاحبقران زمان ہین اور مین نے انکو بہت ذلیل کیا اُسکے عوض مین اپنی دختر عجیل
کو دیتی ہون کہ لعل افروز پری اُسکا نام ہی اور دوکا اُسکی مشکل پری عمرو کو دیتی ہون اور وہ ظروف نقرئی وطلائی و جواہر جو عمرو نے چرائے
تھے وہ منگوا کر عمرو کو دیدیے اور پھر ملازمون سے حکم کیا کہ ملکہ لعل افروز اور مشکل پری کو لاؤ ملازمین انھین جامۂ عروسی پہنا کر زیور مرصع
کار و جواہر نگار سے مغرق کر کے لائے عجیل ماہرو کا عقد لعل افروز کے ساتھ امیر باتوقیر نے پڑھا اور مشکل پری کا عقد عمرو
کے ساتھ ہوا پھر حجلہ عروسی تیار کیے گئے اسمین علحدہ علحدہ دونون کو بھیجدیا اور جشن عیش وعشرت کا حکم دیا ناچ رنگ ہونے لگا
مبارک سلامت کی دھوم ہوئی وہان خلوتکدۂ عروسی گرم ہوا بوس وکنار مین مشغول ہوے عجیل ماہرو اور خواجہ شراب وصال سے

سیراب ہوے خورشید تابان برج حمل مین آیا نور جمال جہان آرا نے مقام کیا لعل افروز کے بطن سے سلیمان ثانی پیدا ہوا اور مشکل
پری کے بطن سے عیار تیز رو تولد ہوا غرضکہ بعد از جشن شادی کتخدائی لعل افروز و مشکل پری امیر با توقیر نے کہا ای حوراے جنی مین
نقابدار سرخ پوش سے نہایت عاجز آیا ہون کہ اُسنے تمام میرے سردار اسیر کر لیے اب سوائے بادشاہ کے اور کوئی باقی نہین ہی اب
تم کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مین اُسکی شر سے محفوظ رہون حوراے نے کہا کہ ای صاحبقران زمان یہ نقابدار سرخ پوش بلاے بے درمان
آفت کا پرکالہ ہی آپ اُس سے عہدہ برا نہونگے باپ اُسکا اکثر حضرت سلیمان سے لڑا کیا ہی اسم اعظم بھی اسپر تاثیر نکریگا اُسکے پاس حفظ ہیکل ہی کہ
زمانے بھر کا حربہ اُس پر تاثیر نہین کرتا ہی اُسکے باعث سے اُسکو قوت و طاقت بہت ہی کوئی اُس پر غالب نہین ہوسکتا امیر بولے تم سچ
کہتی ہو مین اسم اعظم بھی آزما چکا اکثر سردارون پر دم کر کے مین نے نقابدار سے لڑوایا مگر کچھ نہو سکا نقابدار اسیر کر کے لیگیا تم کوئی تدبیر بتاؤ
کہ مین اُس پر غالب ہون حوراے نے کہا کہ آپ مضطر نہون خاطر جمع رکھیے مین اسکی فکر آپ کرتی ہون یہ کہکے اپنا صندوق الماس آ
کا منگوایا اُسے کھولکر اُسمین سے زرہ بکتر اور چار آئینہ اور خود اور کمربند اور تیغہ ہفت جوشن نکالا امیر کو دیا کہا کہ وقت جنگ اسے پہنکر
سامنا کیجیے گا نقابدار اس اسباب کو پہچانیگا اور کہے گا کہ حوراے نے تمہین دیا ہی اُس سے سمجھونگا مجھے کچھ اُسکی دشمنی کی پروا نہین
ہی اور ایک لوح دی کہ اسکو اپنے بازو پر باندھ لیجیے گا کہ سحر اُسکا آپ پر تاثیر نہ کریگا امیر یہ اسباب لیکر اُس سے رخصت ہوے حوراے
نے کہا کہ آپ اس حوض مین اپنے سب ہمراہیون کو ساتھ لیکر کود پڑیے تجیل عمرو نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین چھوڑا امیر کے
ہمراہ حوض مین کودے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا آپ کو وہین پایا جہان دعا مانگنے کو بیٹھے تھے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آئے
بادشاہ سے حال بیان کیا بادشاہ نے کہا ای صاحبقران آپ کے جانے کے بعد نقابدار نے بڑی بڑی بدعتین کین مین گھس
گھس کر سردارون کو لیگیا یہ سنکر امیر با توقیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے انشاء اللہ تعالی کل بمدد یزدانی و بتائید سبحانی ایک کو زندہ نچھوڑونگا
بموجب حکم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان طبل جنگ بجا اُدھر بھی بانگ کوس حربی دشت نبرد مین گونجنے لگی رات بھر تیاری
جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگگاہ مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کا دل بڑھانے
لگے قبضون پر پہلوانان نبرد آزما ہاتھ ڈالے سنانین چمکین پھریرے نشانون کے کھل گئے تیر چلونین کمان کشون نے جوڑے نقابدار
سرخ پوش گھوڑا چمکا کر میدان مین آیا للکارا کہان ہین حمزہ صاحبقران جنکا لقب زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہی جنکی دھاک
قاف سے تا قاف ہی یہ سنتے ہی امیر کشور گیر بصد عزت و توقیر بادشاہ جمجاہ سے رخصت حربگاہ لیکر میدان قتال مین گھوڑا اُڑاتے ہوے
آئے اور نعرہ جگرخراش و کوہ شگاف بلند کیا نعرہ امیر حمزہ با توقیر امیر عرب ضیغم روزگار * کند صف شکن خسرو نامدار
رستم بمیدان جنگ آزمان * بہر سو شود الامان الامان * نقابدار نے نعرہ کرکے کہا ای حمزہ کہان جاکر چھپ رہے مین تمہاری
تلاش مین تھا اور ڈھونڈھتا ہوا آتا تھا اگر آج تم نہ آتے تو مین بادشاہ کو اسیر کر کے لیجاتا امیر با توقیر نے فرمایا او سگ ناپلید تو نے بہت
لشکر پر بڑے بڑے ظلم و ستم کیے ہین انشاء اللہ آج اُسکی تجکو سزاے معقول دونگا نقابدار سرخ پوش یہ کلمہ سنکر بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تو
مجھے سزا دیگا خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہی ای حمزہ اگر آج صاحبقرانی تیری خاک مین نملادی تو نام اپنا نقابدار سرخ پوش صفحہ ہستی پر نہ رکھا
القصہ بعد گفتگوے تند و تیز کے نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے جو بند نیزہ طویل کا باندھا امیر با توقیر نے بفضل ایزدی فوراً گا
ناخن جرأت و شجاعت سے وا کیا آخر کار نقابدار نے ایک بند باندھکر نیزے کو لا کے سر اقدس پر امیر کے نکال دی فوراً
صاحبقران زمان نے پھرتی کے ساتھ چوب نیزہ تیغہ سلیمانی سے مثل نیشکر خام کے قلم کی اور گھوڑا بڑھا کے نصف ڈانڈ نیزہ کی
ہاتھ سے نقابدار کے جھٹکا مار کے چھین لی نقابدار متحیر ہوکر چہرۂ نورانی امیر با توقیر دیکھنے لگا تیغہ ہفت جوشن بھی اور سب ہتیار
سلاح جنگ کے پہچانے کہا یہ تجکو اسباب حوراے جنی نے دیا ہی خیر اُس سے بھی سمجھونگا وہ پیرزال میرے ہاتھ سے کہان جائیگی
امیر با توقیر نے نعرہ کرکے فرمایا او نابکار جب تو میرے ہاتھ سے بچیگا تو اُس سے سمجھ لینا یہ سنکر وہ نہایت غضبناک ہوا

اور تلوار میان سے کھینچی صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر درست ہو بیٹھے نقابدار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار تیغ نقابدار کا رد ہوا صاحبقران زمان نے پھر بڑھکر ہاتھ تیغ ہفت جوشن کا مارا نقابدار نے
جلدی سے سپر کو سر پر لیا تیغ ہفت جوشن حمزہ صاحبقران سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر نقابدار کا کاٹتا تا دوابرو اتر گیا
نقابدار نے جلدی سے دستانہ مارا کہ تیغ سر سے نکلگیا نقابدار نے زخم سر کو باندھا مگر خون جاری رہا گھوڑا پھیر کر سامنے سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگا مگر یہ کہتا جاتا تھا کہ یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھونگا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ عیار زردپوش درہ کوہ سے نکلا اور
امیر باتوقیر سے کہا کہ اب تعاقب مین جایے امیر پیچھے نقابدار کے گھوڑا اڑا کر مثل شیر غضبناک کے اس روباہ زخم خوردہ پر جھپٹے جب
قریب نقابدار کے پہونچے تو وہ شیرانہ کیا نقابدار دہل گیا لشکر زردمان شاہ سے کہا کہ حمزہ کو مارلو سب کفار صاحبقران زمان پر
ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر سے تلوار چلنے لگی ادھر لشکر اسلام بھی عقب مین امیر کی کمک کو پہونچا اب جنگ مغلوبہ ہوگئی برابر سر کٹ کٹکے
تنون سے گرنے لگے جسمون کے پشتارے ہوگئے ادھر خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر زندانخانہ پر آئے موکلان زندان کو مارا اپنے سب
سردارون کو رہا کر لیا ادھر امیر باتوقیر لڑتے ہوے زردمان شاہ کے قریب پہونچے زردمان شاہ نے چھوٹتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بار معہ بچا کے ہاتھ قبضہ شمشیر زردمان پر ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے تھپکی دیکر تلوار
چھین لی اور زردمان شاہ کو گھوڑے سے اٹھا لیا مشکین باندھکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا فوج کفار شکست فاش کھا کر بھاگی
تمام مال واسباب وخیمہاے لشکر زردمان شاہ کو لوٹ لیا نقابدار بھاگا ہوا درہ کوہ مین آیا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ
اے خواجہ مجھسے عیار حوراے جنی کا کہ گیا ہے کہ نقابدار کا تعاقب نہ چھوڑنا عمرو نے کہا اے امیر پھر تامل کیا ہے بسم اللہ چلیے امیر باتوقیر نے
درہ کوہ مین گھوڑا ڈالا ہے پیچھے سب لشکر اور سرداران لشکر بھی چلے تھوڑی دور تک گئے تھے کہ دیکھا کئی سر تنون سے کٹے
ہوے پڑے ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد خبر لا کہ یہ آدمی کیونکر مارے گئے عمرو دوڑتا ہوا چلا جب پاس اس درے کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ دو طرف سے مل گئے ہین اور ایک زنجیر درمیان مین انکے آویزان ہے اسمین ایک خنجر لٹکا ہے جہان کوئی آدمی آیا
اس زنجیر مین متسلسل ہوا خنجر اوپر سے اسپر پڑا کہ سر اسکا کٹ گیا عمرو یہ حال دیکھکر بھاگا آنکر امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا
یہ سنکر صاحبقران زمان مرکب بڑھا کر چلے کہ مین تو دیکھون سردار سب پیچھے چلے آتے تھے جب قریب اسکے آئے امیر نے چاہا گھوڑا
بڑھاوین عمرو نے باگ گھوڑے کی تھام کر روک لیا کہا مین نہ جانے دونگا یہان طلسمات کا کارخانہ ہے ساحر یہان رہتے ہین
جہالت سے کیا فائدہ پہلے پروردگار عالم سے رجوع کیجیے مدد غیبی طلب فرمایے بعد اسکے جانے کا ارادہ کیجیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان متحیر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ لندھور نے کہا اے شہریار مین جاتا ہون ایک گرز زنجیر وخنجر پر مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی
یہ کہکر تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک پنجہ لندھور کو اٹھا لیگیا امیر کو بڑا افسوس ہوا عمرو نے کہا دیکھا آپ نے اے امیر یہان کارخانہ
عجائبات ہے یہی ذکر تھا کہ وہی عیار زردپوش پیدا ہوا امیر کو سلام کرکے عرض کیا کہ حوراے جنی نے یہ اسم دیا ہے کہ اسے پڑھکر اپنے
اوپر دم کریجیے اور سپر سر پر رکھے چلے جایے زنجیر لپٹیگی اور خنجر سر پر پڑیگا آپ تیغ ہفت جوشن سے قلم کرکے چلے جائیے گا امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بموجب تعلیم عیار زردپوش وہی کیا زنجیر کو بھی کاٹا خنجر کو قلم کیا اور درہ کوہ مین داخل ہوے
اور لشکر بھی پیچھے آیا ایک پہر بھر کے بعد درہ کوہ سے باہر آئے ایک میدان وسیع نظر آیا کوسون سایہ درخت نہ تھا تمازت
آفتاب بے انتہا دھوپ منزلون اندر زمین مثل تابہ آہن کے جل رہی ہے آسمان سے گویا آگ برستی ہے وہ میدان کرہ ناری پایا گا
مردمک مین دیکھنے سے چھالے پڑتے ہین گھوڑے سراپا عرق مین غرق پسینون کی بوندین جلتی ہوئی ٹپک رہی ہین تھوڑی
دور چلے تھے کہ امیر باتوقیر کا پیاس کے مارے حال غیر ہوا اکثرون نے زبانین باہر نکالدین لشکر حمزہ پر تشنگی نے غلبہ عظیم کیا اب جو
خیال کرتے ہین سیکڑون منزل تک کہین چشمہ نہ جھیل نہ تالاب نہ چاہ ہے پانی نا اب سوکھی ہوئی تمام گیا ہے لشکر صاحبقران کے

بہت سے بہ تلاش آب متفرق ہو گئے دور تک پانی کی تلاش مین نکلگئے دیکھا کہ سامنے ایک چشمہ ہی پانی اُسکا دیکھنے مین بہت صاف
و شفاف ہی بہت سے لوگ اُسی پانی کی طرف دوڑے اور جاتے ہی پانی پینے لگے جسنے وہ پانی پیا سرنگون ہوکر غرق ہوگیا
اُس چشمے کے پاس ایک مینار پر ایک مرد پیر بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا تھا جب بہت آدمی پانی پی کر غرق چشمۂ طلسم ہوے اُس پیر مرد نے زور سے
نقارہ بجایا کہ صدا سے اُسکی پانی نے جوش مارا وہ لوگ جو غرق ہو گئے تھے اوپر ابھر آئے پھر موج نے اُس چشمے کی اُن آدمیون کو
نکالکر باہر پھینک دیا اب جو خیال کیا تو وہ سب آدمی پتھر کے تھے باقیات آدمی یہان سے بھی خائف ہوکر بھاگ آئے اور امیر سے
یہ سب کیفیت بیان کی امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ یہ کیا طلسم ہی عمرو جو وہان آیا دیکھا کہ درحقیقت جو کیفیت سنی تھی
وہ سچ ہی اور ایک طرف کو اُس چشمے کے ایک گنبد ہی کہ اُسمین سے آواز رونے کی آرہی ہی عمرو اُس پاس اُس گنبد کے پھرا مگر کہین
دروازہ اُسکا نہ پایا مگر ایک درخت عظیم قریب گنبد کے دیکھا کہ شاخین اُسکی گنبد پر ہین عمرو درخت پر چڑھ گیا دیکھا سقف مین
اُس گنبد کے ایک سوراخ ہی اُس سوراخ مین آنکھ لگا کر دیکھا کہ لندھور زنجیر آتشی سے بندھا ہی اور سو من کا پتھر اُسکے سینے پر
رکھا ہی عمرو نے لندھور کو پکارا لندھور آواز عمرو کی پہچان کر رونے لگا اور پکار کر کہا کہ ای خواجہ جلد ایک حقہ آتشی ارد
کہ مین جل جاؤن اس عذاب سے نجات پاؤن عمرو روتا ہوا امیر کے پاس آیا لندھور کا حال بیان کیا لندھور کا حال سنکر امیر بھی
رونے لگے ہمراہ عمرو کے چلے جب برابر اُس گنبد کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہی جب امیر
اور قریب گئے وہ عورت کھڑی ہو گئی امیر کو سلام کیا کہا آپ کے نصیبے نے یاوری کی کہ مقام ساحران سے گذر کر یہان تشریف
لائے فرمایا مجھے ساحرون سے کچھ اندیشہ نہین ہی یہ بتا کہ تو کون ہی اُس عورت نے کہا کہ مین ملک شام کی رہنے والی ہون ساحر
مجھے یہان اُٹھا لائے ہین مین اُنسے رخصت لیکر اس مکان مین آکر رہی ہون امیر نے کہا مین بھوکا ہون وہ اندر گئی اور کھانا
لائی امیر باتوقیر کے سامنے رکھدیا امیر نے فرمایا تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ اُسنے کہا کہ مین بھی مسلمان ہون تمہارے ساتھ کھانا
کھاؤن گی امیر نے ارشاد کیا کہ اگر تم مسلمان ہو تو کلمہ پڑھو اُسنے تامل کیا وہ مکارہ بھلا کلمہ کیا جانے چپ ہو رہی امیر سمجھ گئے کہ
یہ عورت بھی ساحرہ ہی مجھسے مکر کرتی ہی فوراً نعرہ کیا کہ باش اومکارہ لگا تو وہ عورت بزور سحر شیر نی بنگئی اور امیر باتوقیر پر جھپٹی امیر نے
پھرتی سے تیغ ہفت جوشن کا ہاتھ مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا دو ٹکڑے ہوکر گری ایک شور غل ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارہ جادو بود فسوس مردیم بمطلب خود نرسیدیم عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیکر سب داخل زنبیل کیا
امیر باتوقیر گنبد کی طرف چلے عجب تماشائے طلسم نظر آیا جون جون امیر باتوقیر آگے آتے ہین گنبد پیچھے ہٹتا ہی دور ہوتا جاتا ہی
عمرو سے کہا خواجہ یہ کیا اسرار ہی عمرو نے عرض کیا ای امیر خدا معلوم یہ کیا بھید ہی مگر ای امیر وہ جو ساحرہ کو آپ نے قتل کیا ہی
اُسکے اسباب مین ایک ڈبا بھی تھا وہ مین نے رکھ لیا ہی نہین معلوم اُسمین کیا ہی امیر نے فرمایا لاؤ وہ ڈبا کہان ہی مین
دیکھون خواجہ نے وہ ڈبا امیر باتوقیر کو دیا امیر نے وہ ڈبا کھولا دیکھا کہ اُسمین ایک لعل بیش بہا ہی اور اُسپر اسما کندہ ہین امیر
باتوقیر نے وہ اسمائے الٰہی پڑھکر دم کیے اور دستک دی وہ گنبد طلسم غائب ہو گیا اور جو لوگ امیر کے لشکر کے پانی پی کر پتھر کے ہو گئے تھے
وہ سب انسان ہوئے اور دوڑ کے قدمون سے امیر کے لپٹے امیر اُنسے سب حال پوچھ رہے تھے اور بیان کر رہے تھے کہ عیار
زرد پوش پیدا ہوا سلام کیا اور کہا کہ آپ غافل ہین جادوگر آپہونچے امیر نے دیکھا کہ دور ایک گرد اُڑی جب وہ دامن گرد چاک
ہوا دیکھا کہ ایک مرد پیر اُونٹ پر سوار آگے آگے اور پیچھے چار ہزار اُونٹ پر از بار ہین جب وہ مرد پیر سامنے آیا امیر کو سلام کیا
کہا کہ مین ایلچی ہون بلاجان جادو کا عطارد قمر چہر میرا نام ہی اور یہ مال بلاجان نے بھیجا ہی آپکے صرف مین لائیے امیر نے
فرمایا کہ عوض مین اس مال کے جو لوگ لشکر کے میرے تیرے یہان اسیر ہین اُنکو رہا کر دے کہ مین اُنھین لیکر چلا جاؤن اُسنے کہا
کہ قاعدہ بلاجان جادو کا یہ ہی کہ جسکو گرفتار کرتا ہی مار ڈالتا ہی امیر نے کہا کہ ان صندوقون کو کھولو مین دیکھون تو کہ اسمین کیا ہی

اُسنے صندوق کھولے دیکھا کہ صندوق مین مار و عقرب بھرے ہوے ہین وہ سب نکلکر امیر پر دوڑے امیر نے کہا او مکار یہ کیا لایا ہے عمرو نے کہا جلد آپ اسم اعظم پڑھیے امیر نے اُسی وقت اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار و عقرب و شتر غائب ہوگئے امیر باتوقیر عطارد جادو پر تیغ ہفت جوشن کھینچکر جھپٹے وہ پیر مرد بقوت سحر اژدہا بنکر جھپٹا امیر نے تیغ ہفت جوشن کا بڑھکر ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہوکر گرا طوفان عظیم آیا تاریکی پھیل گئی شور غل برپا ہوا آواز آئی کشتہ مرا نام من جوشان جادو لو افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ شور غل موقوف ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاشہ اُسکا غائب ہوگیا پھر وہی عیار زرد پوش پیدا ہوا اور سامنے سے کہا کہ ای شہریار جلد یہان سے روانہ ہوجائیے کنارے دریا کے اور متوجہ حصار بندی کے ہوجیے اور لوح اور اُس اسباب سے غافل نہ ہوجیے گا اگر یہ جاتا رہیگا تو غضب ہوجائیگا اور اب مین آپ کی خدمت مین حاضر نہونگا امیر باتوقیر نے کہا کہ بارک اللہ تو نے بڑا احسان کیا مگر اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا کہ ابھی معاف رکھیے نام میرا پھر آپ کو معلوم ہوجائیگا یہ کہکر چلا گیا امیر وہان سے کنارے پر دریا کے آئے دیکھا بیچ مین دریا کے ایک قلعۂ بلند ہے مگر اُس دریا مین سب سے پہلے قافل سمرقندی اور سر برہنہ طبی آگے آئے تھے وہ دونون کشتی پر سوار ہوے اس ارادے سے کہ پار اُتر جائین کشتی وہان سے روانہ ہوئی بیچ دھارے مین جب کشتی پہونچی کشتی نے چرخ کھایا اور برق چمکی پھر جو خیال کیا تو جتنے کشتی پر سوار تھے سب کے سر کٹ گئے اور ایک صداے مہیب بلند ہوئی اور پوست اور گوشت اُنکے گھل گئے تھے فقط استخوان کشتی مین پڑے ہوے تھے امیر باتوقیر حیران و پریشان دریا پر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ عجب تماشا ہے جو کسی نے نہ دیکھا تھا

جبتک دو کلمے داستان مصیبت بیان مینوشی کرنا بدیع الزمان اور اسد کا اور مہتر قران کا باغ بہشت لقا مین ساتھ جہان افروز کے اور گرفتار ہونا لقا اور یاقوت شاہ اور گرد مرد اور بختیارک کا باغ بہشت مین اور بہ عیاری مہتر قران چلے جانا اپنی اپنی معشوقہ کو لیکے پھر تعاقب لشکر کفار کا اور گرفتار ہونا مع قاسم کے اور عرضی گذراے کے بھیجنا حمزہ کے پاس

دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
مئے ارغوان کی مجھے چاہ ہے
پلا ایک ساغر تو بس ساقیا

مئے کہنہ سے ہے مجھے اجتناب
یہی دوستی کی فقط راہ ہے
نہین جام جم کی ہوس ساقیا

اُسی مے کی مدت سے ہے تاک اب
گلابی مرے منھ سے جلدی لگا
سحر کیا ہے یہ بادۂ مشکبو

دکھا ساقیا دے بنت العنب
چلا میکدے سے مین اب ساقیا
ہے خورشید مضمون کی اب جستجو اشعار

آستانہ ہوگیا اپنا قفس فولاد کا
رو کے گل پھولے جو منھ دیکھے مرے صیاد کا
وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن مین
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک کی بنیاد کا

آب دانے نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا
قدکشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند

حوصلہ کیا عندلیب خانماں برباد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
بار عشق اُسنے اُٹھایا اور میلی کی نہ آنکھ
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا شعر

روان سازان کلک بمقام قریب + رقم کردہ اند این بیان عجیب + رہروان منازل بے کاروان سرائے تصدیق و طی کنندگان مراحل پر آشوب تدقیق مسافر کلک جواہر سلک کو منزل تقریر و تحریر پر یون روان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان و اسد نامور و مہتر قران بجلسۂ عیش و عشرت خلوت کدہ باغ بہشت لقا سے بے لقا مین ساتھ ملکہ جہان افروز و مہر افروز و شور انگیز کے شغل بادہ نوشی مین مشغول ہین اور یاقوت شاہ اور گرد مرد اور بختیارک بندھے کھڑے ہین اور لقا سے بے لقا ان سب کے پاس بیٹھا ہے بعد تھوڑی دیر کے بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ اب تدبیر چلنے کی کیا چاہیے لقا نے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہے کہ تم اپنی اپنی معشوقان پری چہرہ کو یہان سے لیے جاؤ بدیع الزمان نے کہا او مکار تو چاہتا ہے کہ ہم یہان سے نکلین اور تو ہمین فوج بھیجکر گرفتار کرا دے مہتر قران نے کہا کہ آپ اسے چھوڑ دیجیے گا نہین مین اسکی تدبیر کرنے کو جاتا ہون پھر خوانسرا کی

صورت بنکر بختیارک کو ساتھ لیا اور اُس سے کہا جو مین کہون تو بھی وہی کہنا اور اگر کوئی بات تو نے خلاف کہی تو اُسی وقت تجکو
مار ڈالونگا بختیارک نے کہا کیا مجال جو خلاف حکم کے کوئی بات منھہ سے نکالون مہتر قران اُسے بارگاہ یاقوت شاہ مین لایا اور
گنجاب سے کہا کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہو کہ چار گھوڑے باساز مرصع اور سو گھوڑے اور دروازۂ بہشت پر بھیجوادو
اور ہمنے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے گھرون کو جائین خداوند لقا بہشت مین سیر کرینگے بختیارک نے بھی کہا کہ جلدی
گھوڑے بھیجدو کہ خداوند لقا نے فرمایا ہو اُسی وقت گنجاب نے گھوڑے اُسکے ساتھ کردیے مہتر قران گھوڑون کو ہمراہ لیے ہوئے
دروزاۂ بہشت لقا پر آئے اندر جاکر بدیع الزمان سے کہا کہ مین گھوڑے لایا ہون تشریف لیچلیے بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز سے
کہا تم ہمارے یہان چلو نہین تو لقا تمکو مار ڈالیگا ملکہ سوچی کہ شاہزادہ سچ کہتا ہی لقا سے کہا اے پدر نامدار بدیع الزمان مجکو
اپنے ساتھ لیے جاتے ہین لقا نے کہا کہ دو دختر میری تھین ایک کو قاسم لیگیا تجھے بدیع الزمان لیے جاتے ہین اب مین بے اولاد
ہوگیا مین نے تقدیر نہین کی کہ تو بدیع الزمان کے ساتھ جاے اسد شیردل نے نعرہ کیا اُو گیدی مسخرگی کرتا ہی شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا
مارون کہ سر تیرا مثل برگ خزان دیدہ اُڑ جاے لقا سے جعلساز رونے لگا بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ ان سب کو ستون سے
جکڑکر باندھدو مہتر قران نے لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک اور گردمرد کو باندھ دیا اور ملکہ جہان افروز اور مہر افروز
اور شور انگیز کو مع چند کنیزان خاص اور دایہ وغیرہ کے مرکبون پر سوار کرکے چلے اور جواہرات بیش بہا بہت سا ہمراہ لیا اور
سوار ہوکر شہر سبائل سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوے بختیارک نے لقا سے کہا کہ خداوند اب تقدیر کیجیے کہ قید سے نجات ہو لقا نے
کہا ہر چند تقدیر کرتا ہون مگر رہائی نہین ہوتی اب یہ البتہ تقدیر کی ہی مین نے کہ کوئی آکر چھڑاے اس قید سے رہا کرے اُسوقت
بختیارک چلّایا ارے کوئی آکر ہم سب کو چھڑاو بندھے ہوے ہین کھولدو کنیزین آواز سنکر دوڑین ان کران چارون کو
کھولا قید سے رہا کیا لقا قیطولون پر آکر بیٹھا نقارہ دربار کا بجا تمام ارکان دولت و اعیان مملکت حاضر دربار لقا ہوے
جسوقت دربار آراستہ ہوچکا لقا پکارا اے بندگاہ من مین نے تقدیر کی ہی کہ سب مسلح و مکمل ہوکر جائین اور بدیع الزمان و اسد
شیردل و مہتر قران کو مع جہان افروز اور مہر افروز و شور انگیز کے گرفتار کرلاؤ یہ سنکر اُسی وقت گنجاب و قہرمان
عجم و سال اژدر گیر و قہر بن سال و قہرش بن ملک سو کیاے طوفانی دار جبل خشت انداز و سنبل آتشبار
و حارث بن نسوات و فاروث لفظانداز لشکر بے پایان بحکم لقا سے بے بقا ہمراہ لیکر تلاش مین بدیع الزمان وغیرہ کی
روانہ ہوے ادھر بدیع الزمان و اسد و مہتر قران ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے دامن کوہ مین پہونچے وہان اُترکر گھوڑون کو
گھانس وغیرہ دی اسد نے کہا ماموں جان کچھ دل میرا گھبراتا ہی ایک ہول سا ہی بدیع الزمان نے پوچھا بیٹا کیا سبب ہی اسد بولا
برب کعبہ کچھ نہین معلوم خود بخود دل گھبراتا ہی بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ مین نے اسقدر اسد شیردل کو کبھی مضطر نہین
دیکھا ہی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایسی گرد اُڑی کہ بگولون نے سر فلک پر کھینچا زمانہ تیرہ ہوگیا فلک دور دوار چھپ گیا جب دامن گرد
چاک ہوا دیکھا سامنے سے لشکر بے پایان کفارون کا آتا ہی بدیع الزمان جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوے اور اسد شیردل نے
بھی زین مرکب صبا رفتار کو زینت دی اور تلوارین کھینچکے کفار پر جا پڑے لڑائی ہونے لگی اور مہتر قران بغدا لیکر پیچھے سب کے ہوا
بیچ مین ملکہ وغیرہ کو لیا لیکن مہروند عیار قاسم عالیشان خبر کے واسطے ملک سبائل مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ بدیع الزمان اور
اسد شیردل اور مہتر قران سے لڑائی ہو رہی ہی کفار سے تلوار چل رہی ہی لشکر کفار کا ہجوم ہی یہ دیکھکے مہروند بھاگا اور جلدی سے
جاکر قاسم عالیشان سے احوال بیان کیا قاسم نے زرانسب نیزہ دار سے کہا کہ تم ملکہ گیتی افروز کو ہمراہ لیکر قلعہ ہوشنگ شاہ
دریا نشین مین جاؤ اور آپ لشکر ہمراہ لیکر بدیع الزمان کو آئے وہین سے نعرہ کیا کہ دل لشکر کفار کے دہل گئے نعرۂ قاسم

اور تلوار کھینچ کے لشکر کفار پر گرا مارے تلواروں کے فوج کا ستھراؤ کر دیا کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے انبار تھے ملک قاسم
عالیشان نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار پسپا ہوا اور ملکہ جہان افروز وغیرہ کو ہمراہ اپنے لوگوں کے قلعۂ ہوشنگیہ کو روانہ کر دیا اب
حال شاہزادۂ بدیع الزمان کا سنیے کہ یہ بھی اُس مجمع کفاران مین بڑھ بڑھ کے وار تلوار کا کر رہے تھے اثنائے جنگ مین زخمی ہوئے
گھوڑا مارا گیا ملک قاسم عالیشان نے جب سنا تلوارین مارتے ہوئے بدیع الزمان کے پاس آپہونچے دوسرے گھوڑے پر سوار کیا پھر
کفار سے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان لڑنے لگے داد مردانگی دے رہے تھے کہ ناگاہ دوسرا گھوڑا بھی بدیع الزمان کا قتل ہوا پیادہ
ہو کر لڑنے لگے کئی زخم کھائے قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان پیادہ ہوئے قاسم بدیع الزمان کی طرف جھپٹے قاسم جبتک آدین
بدیع الزمان کو کفار نے کمند مار کر گرفتار کر لیا قاسم نے چاہا کہ لڑ بھڑ کر بدیع الزمان کو رہا کرین ایک زخم نیزہ اور ایک تلوار کھا کر
جھومنے لگا یکایک گھوڑا قاسم کا بھی مارا گیا قاسم عالیشان پیادہ ہو گئے کفار نے حلقۂ کمند مار کر قاسم کو بھی گرفتار کیا اسد شیر دل
علیحدہ لڑ رہا تھا اُسکو تنہا پا کر کفار سب ٹوٹ پڑے اُسکو بھی حلقۂ کمند مین گرفتار کیا مہتر قران لڑتا ہوا نکلگیا فوج قاسم عالیشان نے
شکست کھائی متفرق ہو کر سب علیحدہ علیحدہ نکل گئے کفار نے اُسی جگہ خیمے برپا کیے گنجاب نے چاہا کہ بدیع الزمان اور قاسم
اور اسد کو قتل کرے قہرش نے کہا کہ مین خداوند کے پاس لیجاؤنگا خداوند لقا جو بہتر جانینگے وہ حکم تقدیر کر کے دینگے مین انھین ابھی
قتل ہونے دونگا سردار مجبور و ناچار وہان سے روانہ ہوئے ادھر زاد نقشی نے خبر لقا سے بیقا کو دی کہ بدیع الزمان اور قاسم
و اسد کو گرفتار کر کے لاتے ہین لقا بہت خوش ہوا کہا مدت سے یہی تقدیر کی تھی جلد لاؤ میرے سامنے اُنھون نے مجھے بڑی بڑی ایذا دین مین
کین مین آج اُنکو بغیر قتل کیے کب چھوڑتا ہون گمراہ یہ کلام بد انجام لقا سنکر بہت پریشان ہوا اپنے دل مین کہا کہ یہ شہزادے ناحق
مارے جاتے ہین مفت انکی جان جاتی ہے دست ادب باندھکر عرض کرنے لگا ای خداوند لقا یہ جو خدا پرست قید ہو کر آتے ہین انکا
قتل کرنا مناسب نہین ہے انکو قید رکھیے کسواسطے کہ حمزۂ صاحبقران بدیع الزمان کو بہت عزیز رکھتے ہین اور حمزہ بھی قریب ملک
سبائل آپہنچے ہین اگر سنینگے کہ فرزند جگربند پیرا قتل ہوا اور نواسے بھی قتل ہوئے بڑا فساد ہوگا خون کے دریا بہینگے طوفان عظیم اُٹھے گا
اگر ملک باختر کو ہاتھ سے کھو دینا منظور ہے تو اختیار ہے جسوقت حکم قتل بدیع الزمان جاری ہوا اُسی وقت خبر حمزۂ صاحبقران کو
پہونچی وہ غیظ و غضب مین تینون شاہزادون کو رہا کر لیگا اور ملک کو تباہ کر دیگا وہ ایسا زبردست و شجاع و دلیر ہے کہ اُسنے بہت سی
خدائیان خداوندون کی مٹا دین ملک چین کو بزور شمشیر چھین لیا زمرد شاہ نے کہا یہی مصلحت مناسب ہے مین نے یہی تقدیر کی ہے
گمراہ نے کہا کہ ایسا ہو کہ بختیارک شیطان آپکو صلاح دوسری دے اور آپ اُسکے کہنے پر عمل کرین تو بُرا ہوگا لقا نے کہا کہ تقدیر میری
کی ہوئی تبدیل نہین ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ بختیارک آیا عرض کیا قیدی حاضر ہین کہا کہ لاؤ میرے سامنے یہ سنکر کفار کشان کشان
بدیع الزمان اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو دربار عام مین لائے اور خدا پرستون نے بطریقۂ اسلام سلام کیا
لقا نے کہا مجھے سجدہ کرو تمھین قید سے رہا کر دون ہر چند کہ تمنے بہت بڑی خطا کی ہے مگر ابھی بخشدون اُن خدا پرستون نے
بہت سی لعنت و ملامت کی بختیارک نے کہا کہ جلد انکو قتل کا حکم کیجیے آپ ایسے کلمات ناشایستہ کیون سنتے ہین لقا
نہایت برہم ہوا کہا تو کون ہے جو دخل در معقولات دیتا ہے تو اپنی شیطانی حرکتون سے باز نہین آتا ان خدا پرستون کو مین
قید کرونگا اور امیر حمزۂ صاحبقران سے درپئے صلح ہونگا اور اگر تو زیادہ کہیگا تو تجھکو دوزخ مین ڈلوا دونگا بختیارک تو
فسادیا ہی سمجھ گیا کہ گمراہ نے خداوند لقا کو پہلے ہی سبق پڑھا دیا اب کیا ہوتا ہے چپ ہو رہا لقا نے حکم دیا کہ ان خدا پرستون کو
قیدخانے مین لیجاؤ داروغۂ مجلس نے بدیع الزمان اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو قیطول چہارم پر قید کیا
مگر وہ شاہزادے اپنے معشوقون کی جدائی سے نہایت محزون و مغموم تھے ہر شب نالہ ہر روز آہ و زاری کرتے تھے
مگر جب مہتر قران عیار بدیع الزمان نے خبر گرفتاری پائی ایک روز شب کو صورت خدمتگار کی بنکر گمراہ سے اختر شناس کے

پاس عمرو قران آیا اور تخلیہ مین اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شاہزادون کو قید سے رہا کرون کوئی تدبیر بتایئے
گمراہ نے کہا کہ بالفعل تو مین نے اُن شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہے اور ابھی خبرداری اور ہوشیاری چوکی پہرے والون کی بہت ہم
بخمیار ک ساد شمن اُنکے درپی قتل ہی ابھی اُنکا چھوٹنا مشکل ہے بس بہتر یہ ہی کہ تم خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین جاؤ
اور عرضی میری لیتے جاؤ جیسا حکم وہ دینگے ویسا کرنا عمرو قران نے کہا بہت خوب عرضی تحریر فرمایئے یہ سنکر گمراہ اختر شناس نے
کاغذ و قلم و دوات لیکر یہ عرضی لکھنا شروع کی عرضی ای تاج بخش سلاطین جہان وای زیر کنندہ سرفرازان دوران وای شاہنشاہ
کشور ہمت و شجاعت وای خسرو خسروان مملکت صولت و شوکت امیر باتوقیر کشورگیر صاحب شمشیر شاہان شاہان سلطان سلطان زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان زید کم اللہ اقبالکم و اجلالکم حقیر پر تقصیر کمترین عقیدت گزین گمراہ اختر شناس ہجوم اندوہ
و یاس یہ عریضہ آلام فریضہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض بنشاط قلم مصیبت رقم سے یون تحریر کرتا ہی کہ غلام اطاعت التزام کمال
مشتاق جمال بیمثال ہے و شوق قدمبوسی حضور موفور السرور صاحب جاہ و جلال ہی دیگر یہ کہ شہزادۂ بدیع الزمان نامدار و شاہزادۂ
قاسم والا تبار و شاہزادہ اسد شیر دل و جرار بحکم لقاے بدکردار قید مین ہین بلکہ اُسی روز ارادہ اُس ناہنجار کا تینون شہزادون کے
قتل کرنے کا تھا مگر مین نے بحکمت عملی اسوقت تک بچایا اور جہانتک مجھسے ہوسکیگا حفاظت مین اُن شہزادون کے کوشش
کرونگا لہذا عرضی ہذا بخدمت نامی نامدار عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان پیش کرکے امیدوار ہون کہ جسقدر جلد تشریف لائین
کہ صورت رہائی کی اُن شہزادگان بلند مکان کی ہو زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال و کوکب جاہ و جلال مدام تابندہ و
درخشندہ رہے اس مضمون کی عرضی گمراہ اختر شناس بلند قیاس نے تحریر کرکے ملفوف کی اور عمرو قران کو دی اور کہا
تم جلد خدمت امیر باتوقیر مین جاؤ اور میری عرضی پہونچاؤ عمرو قران بہ تعجیل تمام بعد قطع منازل و طے مراحل لشکر امیر کشورگیر مین
پہونچے سنا کہ حمزۂ صاحبقران زمان درۂ کوہ مین تشریف لیگئے ہین عمرو قران بھی درۂ کوہ کی طرف روانہ ہوا ایک چشمۂ آب صاف
و نایاب پر پہونچا دیکھا کہ ہڈیان بہت سی پڑی ہین پوچھا لوگون سے یہ ہڈیان کیسی ہین اُنھون نے کہا یہ ہڈیان مسلمانون کی ہین
اور نقابدار سرخ پوش نے لشکر اسلام پر بلا نازل کی ہی تمام لشکر حمزۂ صاحبقران ہلاکت مین پڑا ہی عمرو قران نے کہا کہ
میری خبر بخدمت حمزۂ صاحبقران زمان پہونچاؤ اُن لوگون نے کہا کہ ہمکو منع کرگئے ہین کہ کوئی اندر درۂ کوہ کے نہ آوے عمرو قران
یہ سنکر لاچار خود درۂ کوہ کے اندر چلا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ احوال امیر باتوقیر تحریر کیا جاتا ہی

اب وہ کلمے داستان شوکت بیان امیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
طلسمات کا کارخانہ ہے سب

کہ ہے درد اب فتحیابی کا اسم
نظر آئے ہین شعبدے یان عجب

فسون ساز کیا تو بھی ہے ساقیا
بڑا شعبدہ باز ساقی ہے تو

نہ ابتک کوئی جام تونے دیا
طلسمات کے ہین یہ جام و سبو

سحر طعن و تشنیع سے کیا ہے حصول
نہ دے داستان مسلسل کو طول

غزل

خلش خار کہین ہے کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
نیک آغاز کہین ہے تو بد انجام کہین
آپ کے عشق نے دو نام جہان مین پائے
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین

میری تحقیر کہین ہوتی ہے اکرام کہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہے تو یہ اسلام کہین
تجھسے قاصد مین کہیدیتا ہون دیکھے وہ خط

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
شادی وصل کہین ہے تو کہین رنج فراق
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ و صحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
پہلے لیتا نہ خبردار مرا نام کہین

بیت طراز ندۂ و فتر ذی حشم نمود ندا این داستان ہزار رقم طلسم کشایان معنی عیاران رنگین عبارت
کشندگان افسون تازہ مضامین قلم سحر رقم کو صفحۂ بلا خیز دہشت انگیز پر یون رواں کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران

زمان نے ایک روز شب کو اُسی عالم طلسمات مین فرش خواب انتخاب پر جو آرام فرمایا چشم خوابیدہ کو بیداری کا عالم نظر آیا یعنی خواب
بعالم رویا مین مشاہدہ کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان وقاسم عالیشان واسد شیر دل گرفتار بلا ہوے ہین کفار نے قید کیا
نہایت مضطر و بیتاب ہین اور مہتر قران کو دیکھا کہ حیران و پریشان غمگین و نالان چلا آتا ہی امیر باتوقیر یہ خواب پریشان دیکھکر
فوراً بیدار ہوگئے اور خواجہ عمرو سے کیفیت رویاے صادقہ بیان کی اور کہا کہ ای خواجہ جلد جاؤ لشکر سے خبر لاؤ کہ شاید
مہتر قران آیا ہو اور حال کچھ بدیع الزمان وقاسم نوجوان واسد شیر دل کا بیان کرے عمرو اُسی وقت بحکم امیر کشور گیر روانہ
ہوے تھوڑی دور ابھی چلے تھے کہ دیکھا مہتر قران بحال پریشان مضطر و نالان چلا آتا ہی عمرو ٹھہر گئے اور آواز دی مہتر قران
دوڑکر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا خواجہ عمرو نے مہتر قران کو گلے سے لگایا اور مزاج پرسی کی اور سامنے حمزۂ صاحبقران
زمان کے لائے امیر باتوقیر کو مہتر قران نے سلام کیا امیر نے فرمایا ای مہتر قران میرے فرزند کی کیا خبر لایا ہی مہتر قران نے
عرض کیا کہ حضور گرفتار بلا ہین لقاے بے بقا نے شاہزادۂ بدیع الزمان وقاسم عالیشان واسد شیر دل کو قید کیا ہی
پہلے قاسم عالیشان دختر لقا ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوے باغ شبستان مین بعیش و عشرت رہا کیے انتالیس شبخون
مارے پھر ملکہ گیتی افروز کو نکال کر لے گئے شہر زمرد تاشیہ مین رکھا ہی اور بدیع الزمان نے چالیس روز خون مارے اور دوسری دختر
لقا ملکہ جہان افروز کو بعاشقی نکال لے گئے اور اسد شیر دل بن کرب غازی بدیع الزمان کے شریک تھے وہ دختر یاقوت شاہ
ملکہ مہر افروز پر عاشق ہوے مگر گردش فلک کج رفتار سے اب وہ تینون شہزادے ایک جگہ قیطولون پر قید ہین اور گمراے اختر شناس
کہ مرد مسلمان ہی اور وزیر اعظم لقاے بے بقا کا ہی اُسنے ان شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہی اور یہ عرضی آپ کی خدمت مین
روانہ کی ہی یہ سنکے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو نہایت رنج ہوا اور لفافہ چاک کرکے عرضی پڑھی اور مضمون مصیبت مشحون سے
آگاہ ہوے صدمۂ عظیم دل کو ہوا کمال آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ پروردگار اُنکا نگہبان ہی ای بھائی مین بھی اس بلا مین مبتلا ہون
یہان سے نجات پاؤن تو اُدھر جاؤن مگر ای قران مین حیران ہون کہ کیا کرون خدا معلوم اس دریا مین کیا بلا ہی کچھ دریافت
نہین ہوتا مہتر قران نے عرض کیا ای شہریار مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون امیر نے منع کیا اور کہا کہ ای قران تمہارا جانا اس
دریا پر مناسب نہین ہی قران نے نہ مانا اور سلام کرکے صاحبقران کو روانہ ہوا جبتک کنارے پر اُس دریاے بیکنار قلزم ذخار کے
پہونچا موجہاے بحر قہارہ دیکھکر حیران ہوا دہشت سے دل پانی پانی ہوگیا وہ تلاطم آب وہ شور کا دھارا ہر ایک شمشیر آبدار سے
ہر حباب مثل منقلب کاسہ سر کفار ہر ماہیان بے آب نکل نکل کر سب ساحل مین تڑپنے لگین مہتر قران متحیر و متردد کھڑا ہوا ماہیت
اُس دریا کی کچھ نہین معلوم ہوئی مہتر قران دل سے کہہ رہا ہی کہ تو ناحق اس دریا پر آیا ہر چند فکر کرتا ہی مگر کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اسی فکر و تردد مین
شناور دریاے فلکی گردش کرتا ہوا گرداب مغربی مین غرق ہوا اور ناخداے زورق شب یعنی مہتاب مجمع سیارگان چرخ زبرجدی پر طالع ہوا
غرضکہ جب زیادہ رات آئی دیکھا کہ دور ایک فانوس روشن ہی اور کچھ لوگ بسمت فانوس چلے جاتے ہین مہتر قران بھی اُنکے ہمراہ براے دریافت احوال
چلا اپنے دل مین کہتا تھا کیا سانحہ ہی کچھ حال نہین کھلتا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مصرع ع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد مہتر قران اُس فانوس کے
اشتیاق مین کوسون چلا مگر اُس فانوس تک نہ پہونچا وہ فانوس شعاعہ تھا یا تیر شہاب تھا کہ مہتر قران دوڑتا ہوا چلا جاتا ہی اور وہ فانوس پیچھے
ہٹتی جاتی ہی جب بہت دور مہتر قران نکل گیا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ چارون کونون پر برج عالیشان دیواریں مثل دیوار ہاے قہقہہ کے
ہین مہتر قران اُس قلعے کو دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوا کہا کہ دیکھنا چاہیے ہی کہ اس قلعۂ بلند کا دروازہ کسطرف ہی چارطرف پھرا مگر دروازہ
اُس قلعے کا کہین نہ پایا اور زیادہ حیران ہوا مگر جب زیر قلعہ ٹھہرا تو سنا کہ صداے نالہ و زاری بصد بیقراری آتی ہی آواز
آہ و درد کی سنکر بہت مضطر و پریشان ہوا دیوار قلعہ پر کمند ماری اور قلعہ پر چڑھنے لگا کمند قائم نہ ہوئی مہتر قران اوپر سے گرا مگر
چوٹ سے محفوظ رہا اور مجبور ہوکر زیر قلعہ نقب کھودنا شروع کی ابھی مہتر قران نے تھوڑی سی نقب کھودی تھی کہ

اندرون نقب سے آواز آئی ای شخص نقب زن زیر قلعہ کیا کرتا ہی غیر عملداری مین نقب زنی کرتا ہی کیون تیری قضا دامنگیر ہوئی یہ بہت
بڑی تقصیر ہوا اسی مین بہتر ہی کہ جا دور ہو ورنہ باہر نقب سے نکلیگا تو کھا جاؤنگی مہتر قران یہ آواز سنکر بہت گھبرایا آگے پیچھے
دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا تب تو نقب مین جانب فراز ایک چوڑا سوراخ کیا اُسمین سے جھانک کر جو دیکھا ایک ساحرہ معلوم ہوئی
اُسی جگہ سے نقب کا مہرہ پھیر کر اُس ساحرہ کی پشت کی طرف نقب کھودنے لگا آہستہ آہستہ نقب کھودتے کھودتے اُس ساحرہ کے پیچھے
نقب توڑ کر مہتر قران نکلا اُدھر جادوگرنی نقب کو دیکھ رہی تھی کہتی تھی ای شخص نقب زن اگر سو برس تک تو نقب مین بیٹھا رہیگا تو کیا
ہوگا اگر کبھی تو نقب سے باہر نکلیگا اُسی وقت تجھکو کھا جاؤنگی مہتر قران یہ سنکر دل مین ہنسا اور کہا او کافرہ سو برس کون نقب مین
بیٹھتا ہی مین ابھی تیرا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران دبے پانون چپکے چپکے اُس ساحرہ کی پشت کے قریب پہونچا اور بغدا کھینچکر
برابر سے پشت پر مارا کہ سینہ پر کینہ حاسد سے پار ہوگیا وہ ساحرہ مُنہ کے بل گری مہتر قران نے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بمیدان اژدر آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم

قلعے کو جنبش ہوئی وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوا آگ آسمان سے برسی زمین کو زلزلہ ہوا مہتر قران نقب مین کود کے
بیٹھ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام ہن زنبور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی
برطرف ہوگئی اور زمانہ روشن ہوا مہتر قران نقب سے نکلے باہر آیا اب دروازہ قلعہ طلسمی کا نمودار ہوا قران جھپٹا کر دروازے پر
قلعے کے آیا دیکھا کہ دروازے مین قلعے کے بہت بڑا قفل لگا ہوا ہی مہتر قران نے بغدا نکالکر قفل پر مارا قفل ٹوٹ کر جھڑ سے گر پڑا دروازہ
قلعے کا کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان رعنا بصد شوکت زیبا غل و زنجیر مین سلسل بیٹھا ہی اُس گرفتار سلسلہ زنجیر نے جو مہتر قران
کو اندر قلعے کے آتے دیکھا روح تازہ آئی گویا مردے سے زندہ ہوا پوچھا ای بھائی تو کون ہی اور اس قلعے مین کیونکر تیرا گذر ہوا کہ یہ قلعہ حصار
سحر مین بند ہی مہتر قران نے کہا کہ مین زنبور جادو کو مار کر یہان آیا ہون اور یہ سحر اُسی ساحرہ کا ہی وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا کہ
بھائی تو نے بڑا کار نمایان کیا ایسے ساحرہ کو تو نے قتل کیا ہی کہ جو سحر سازی مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی مہتر قران نے کہا کہ تم اب اپنا
حال کہو تم کون ہو اور کیونکر گرفتار ہوے کیا جرم تمسے ہوا اُس جوان نے کہا کہ مین بھائی ہون بلا جان جادو کا مریخ جان جادو میرا
نام ہی مین مسلمان ہو گیا ہون جب میرے مسلمان ہونے کی خبر میرے بھائی بلا جان جادو کو ہوئی مجکو قید کیا اور یہی زنبور جادو کو
مجھپر مقرر کیا ستر برس کا زمانہ گذرا کہ مین اسی قلعہ طلسمی مین بند ہون معلوم ہوا کہ اب عمر قید طلسم کی میری تمام ہوئی کہ تو نے آکر
زنبور جادو کو قتل کیا مگر ای برادر رہائی میری اس قید طلسم سے جب ہوگی کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان جسوقت یہان
تشریف لائینگے تم جاکر جلد صاحبقران زمان کو ہمراہ اپنے لاؤ کہ وہ مجھے رہا کرین اور مین اُنکو راہ دریا اور تالاب کی اور شہر
زرین حصار کی بتاؤن ای بھائی میری تین بہنین تھین ایک سوسن ایک نسترن اور ایک نسرین اور وہ میری بہت دوست تھین
مجھسے کمال محبت رکھتی تھین نسرین و نسترن کو قتل کیا اور سوسن بلا جان کے پاس ہی اور ہم دونون بھائی بیٹے ہین
عمود بن عماد خونخوار کے کہ وہ ابلیس پرست تھا اُسکو حضرت سلیمان بن داؤد نبی اللہ نے بہت سی لڑائیان دیکے عظیم سحر
کرکے مسلمان کیا تھا اور چار سو جادوگر اُسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے کہ اُن جادوگرون کا سحر سازی مین مثل و نظیر نہ تھا وہ بڑے
زبردست سحار تھے اُنھون نے یہ طلسم باندھا تھا مہتر قران مریخ جان جادو سے یہ سب حال سنکر خدمت بابرکت صاحبقران
مین دوڑتا ہوا گیا اور سب کیفیت مریخ جان جادو کی بیان کے اور سر اُس فتنہ گر زنبور جادو کا آگے حمزہ صاحبقران کے رکھدیا
یہ سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوے اور مہتر قران کو خلعت و انعام دیا اور فوراً سوار ہوکر عمرو و مہتر قران وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُسی قلعے
مین آئے اور چاہا کہ مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ یکایک یوخنگاسہ چنگھاڑتا ہوا اُدھر آیا اور حمزہ صاحبقران کو للکارا ای حمزہ تو نے بہت
بڑا غضب کیا کہ میری زوجہ زنبور جادو کو قتل کیا اب تو کہان جاتا ہی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُس دیو نے وار شمشاد ماری

حمزۂ صاحبقران نے سر ہلاکر خالی دی اور تیغہ ہفت جوشن پر اسم اعظم دم کیا اور رکابون مین استوار پاؤن جماکر ایک ہاتھ اُسی
تیغۂ ہفت جوشن کا مارا سر نجس سے کاٹتا ہوا چار انگشت زمین مین اُتر گیا وہ دیو سیہ رو دو ٹکڑے ہو کر گرا خاک اُڑی
زمین کو زلزلہ ہوا ایک طوفان برپا تھا زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو گیا بے انتہا شور و غل اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی بھی
دور ہوئی اور شور و غل موقوف ہوا صاحبقران آگے بڑھے پاس مریخ جان کے آئے اور چاہا کہ مریخ جان کو قید سے رہا کرین
مریخ جان نے عرض کی کہ میرے بازو پر ایک مہرہ بندھا ہی اُسے کھولکر پڑھیے اور مجھپر دم کیجیے تو مین رہا ہو جاؤن امیر باتوقیر نے
جلدی سے مریخ جان کے بازو سے مہرہ کھولا اور جو کچھ اُسمین اسم اعظم تحریر تھا اُسکو بہ فصاحت و بلاغت پڑھ پڑھ کر
مریخ جان پر دم کیا مریخ جان نے رہائی پائی اور صفت و ثنا امیر باتوقیر کی مریخ جان کرنے لگا اور دعاے دولت و اقبال و جاہ
و جلال کی دینے لگا جب مریخ جان نے قید سخت سے رہائی پائی حمزۂ صاحبقران اُسکو ہمراہ اپنے لیکر چلے کہ یکایک نقابدار زرد پوش
پیدا ہوا دیکھا امیر باتوقیر نے گھوڑا اڑاے ہوے چلا آتا ہی اور سامنے حمزۂ صاحبقران کے آکر نعرہ کیا کہ باش اے حمزہ تو نے
بڑا غضب کیا کہ بلاے بیدرمان اور آفت روزگار و فتنہ پرداز زمانہ کو قید سے رہا کیا اسی ظالم کے سبب سے بلاجان اور ساحران
طلسم بے خور و خواب رہتے تھے اے حمزہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ تو اسے اپنے ہمراہ لیجائے یہ کہکر نقابدار زرد پوش نے شمشیر
زہر آلود کا صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے اسم اعظم دم کر کے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نقابدار زرد پوش کی پٹ پڑی جھنجھنانے کی آواز
آئی پھر حمزۂ صاحبقران نے ہزار تیغہ ہفت جوشن کا ہاتھ مارا نقابدار زرد پوش کے دو ٹکڑے ہوے ایک زلزلۂ عظیم ہوا
تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لاش نقابدار زرد پوش کی غائب ہو گئی مریخ جان بہت خوش ہوا دوڑ کے قدم
مبارک صاحبقران سے لپٹ گیا اور ہاتھ چوم لیے اور کہا شعر آن دست زبردست کہ قربان شوم ✱ زوحم بقدرطاقت مردانہ زا ✱
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مریخ جان کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے اور مریخ جان سے
پوچھا کہ یہان سے شہر بلاجان کتنی دور ہی مریخ جان نے دست بستہ عرض کیا کہ شہر بلاجان کا سات منزل پر ہی اور نام
اُس شہر کا شہر بلا ہی اور شہر زرین حصار بھی اُسے لوگ کہتے ہین اُس شہر بلا مین تین لاکھ ساحر باکمال رہتے ہین کہ جنکا
نظیر پردۂ دنیا پر نہین ہی سب وہ ساحر علامۂ روزگار فتنہ ساز ہستی نا پائدار ہین اُنکا مقابلہ بہت دشوار ہی امیر باتوقیر نے فرمایا
کچھ اندیشہ کی جگہ نہین ہی ایزدی محافظت کو موجود ہی معین و معاون وہ معبود ہی پہلوان عادی سے حکم کیا کہ جلد پیش خیمہ ہمارا لیجاؤ
و برپا کرو پہلوان عادی بموجب حکم محکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان پیش خیمہ ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ سمت شہر
زرین حصار ہوے بعد اُسکے لشکر فیروزی اثر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا روانہ ہوا پھر بعدہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بصد جاہ و حشم و بہ شان و شوکت شاہانہ جانب شہر زرین حصار تشریف لیچلے اور سرداران نامی
و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھے اقبال غاشیہ بردار ظفر آگے آگے نقیبانہ چپ و راست رعب و دبدبہ و تہور و شجاعت
حاضر امیر باتوقیر اس سامان و جلوس سے جدال و قتال چلے جاتے ہین کہ راہ مین خبرداروں نے خبر دی حضور کی ترقی دولت و اقبال
وازدیاد جاہ و جلال ہو لشکر جادوگران بیحیا بد بختی سامان و سامان سحر و ساحری بارادہ جدال و قتال چلا آتا ہی صاحبقران نے
فرمایا کیا خوف ہی خداے ما بزرگ است ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بعد فتح قلعہ طلسمی اور قتل ہو جانے زنبور جادو اور
جنگاسہ جادو اور نقابدار زرد پوش کے ترانہ عیار نے بلاجان جادو سے جاکر کہا کہ زنبور جادو اور جنگاسہ جادو
اور نقابدار زرد پوش کو حمزۂ صاحبقران نے قتل کیا اور مریخ جان جادو کو رہا کر کے امیر اپنے ہمراہ لشکر اسلام مین لیگئے
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے شہر زرین حصار پر لشکر کشی کی ہی مع پہلوانان نامور و سرداران پر جگر آتے ہین بلاجان نے
چین بجبین ہو کر کہا کیا پروا ہی سب کو ۔۔۔ قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا دیکھنا کہ اس صحراے بلاخیز مین کیا معرکہ پڑتا ہی

کیسا دریاے خون بہتا ہی سر مثل حباب کے نظر آئین تن کشتی طوفانی ہوجائین پھر بلاجان جادو نے علامہ جادو کی طرف دیکھکے کہا کہ تو آفت
روزگار اور نہایت کار پرداز گیر و دار ہی لشکر ساحران ہمراہ اپنے لیکر جا اور کسی صورت سے حمزہ کا کام تمام کر یا تو سب کو زندہ گرفتار کر لا
یا قتل کر ڈالتا یہ سنکے علامہ جادو لشکر ساحران کامل ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور اپنے مصاحبون اور ہمراہیون
سے بلاجان جادو نے کہا کہ لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہی کہ مین اُسے بیر جادو گردن علامہ جادو اُن سب کے قتل کرنے کو بہت ہی
وہی اُن سب کا کام تمام کریگا غرضکہ علامہ جادو مع لاکھ ساحران زبردست سے درۂ کوہ مین جاکر اترا ادھر پہلوان عادی جو پیش خیمہ
لشکر حمزہ صاحبقران کا لیے ہوے لشکر سے چلا تھا چاہا کہ اُسی درۂ کوہ کے قریب خیمہ استادہ کرے اُدھر ہرکاران لشکر ساحران
جفا کیشان نے علامہ جادو کو خبر ہزیمت آن کردی کہ بارگاہ ہشامی حمزہ صاحبقران نامی اور خیمہاے لشکر اسلام بعد تھوڑے قریب
لشکر ساحران استادہ ہوا چاہتے ہین یہ سنتے ہی علامہ جادو پچاس ہزار فوج لشکر ساحران سے لیکر باہر اُس درۂ کوہ بلند کے آیا
اور آتے ہی میدان مین نعرہ کیا کہ ای خداپرستو یہان کیون خیمہ استادہ کرتے ہو خبردار اس مقام سے چلے جاؤ یہان بارگاہ نہ استادہ کرو
ورنہ بہت ذلیل و رسوا ہوگے سب کے سب بلاے سحر مین پھنسو گے پہلوان عادی یہ سنکے غصہ مین ہوا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھکر
نعرہ کیا او ساحران بدکردار او کفار بدشعار یہ بارگاہ ہشامی امیر کے حکم سے استادہ ہوئی ہی یہان شہنشاہ عالیجاہ جلوہ افروز ہونگے
تمھارا یہان اجارہ ہی تمکو خود چاہیے کہ تم لوگ اس مقام سے چلے جاؤ اور جگہ اُترنے کی دو اگر یہ زیادتی و ظلم و جور پیش آؤگے بہت بری
سزا پاؤگے یہ سنکر علامہ جادو غیظ و غضب سے آگ ببولا ہوگیا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مین آیا اور للکارا ای خداپرستو کیون
تم سب اجل رسیدہ ہوکر آئے ہو بس چلے جاؤ ورنہ سب کو قتل کرونگا عادی یہ لاف و گزاف علامہ جادو کی سنکر مقابلے کو آیا
دونون طرف تلوارین کھچ گئین چوٹین چلنے لگین آخر پہلوان عادی زخمی ہوا اور کئی بھائی اُسکے حقیقی مجروح یہ زخم کاری ہوکر بڑی
شکست کھائی پہلوان عادی کے سردارون کے میدان سے قدم اُٹھ گئے علامہ جادو قریب پہلوان عادی کے آیا
سحر کرنے لگا عادی نے تیغۂ آبدار کا جھپیٹا کر وار کیا علامہ جادو نے خالی دیا اور جھپٹکر ہاتھ زنجیر کمر مین ڈالدیا پہلوان عادی نے
ہر چند زور کیا مگر کچھ نہوسکا علامہ جادو نے لنگر اُکھاڑ کر اُٹھا لیا اور زمین پر اس زور و شور سے مارا کہ پہلوان عادی غرق زمین ہوگیا
باقی تمام فوج عادی کی بصد اضطراب و بیقراری شکست خوردہ فراری ہوکے خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین
آئی اور کیفیت سر داسکی بیان کی امیر باتوقیر نے بصد غیظ و غضب ارشاد فرمایا کوئی ایسا ہی کہ اُن ملعونون ساحرون کو قتل کرے
اور خیمے استادہ کرے یہ سنکر کرب غازی بہ ارادہ بازی اُٹھ کھڑے ہوے اور تسلیم بجالا کر کہا اگر حکم عالی ہو تو جاکر اُن کفار کو سزا
کامل دون اور خیمہ برپا کراؤن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے اُنھین خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور دعاے حفظ جان
دیکر رخصت فرمایا کرب غازی اپنے قزاقان جوانمرد کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر آئے اور سامنے درۂ کوہ کے خیمہ استادہ کیا علامہ جادو
کو خبر ہوئی کہ سردار امیر باتوقیر کے کرب غازی نامی و ناموری بصد کر و فر آئے ہین اور سامنے درۂ کوہ کے خیمے استادہ کیے ہین علامہ جادو
تاؤ پیچ غصے سے کھاکر درۂ کوہ سے مع لشکر ساحران باہر آیا اور مقابل لشکر کرب خیمہ اپنا استادہ کیا اور شب کو شراب خواری مین
مصروف ہوا جب نشۂ بادۂ نخوت سے بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا اُس تیز رفتار نے کرب غازی کو خبر دی کہ لشکر ساحران مین
طبل بج رہا ہی کرب غازی نے بھی نقارہ حربی کے بجنے کا حکم دیا رات بھر سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح ترک مشرقی نے میدان نیلوفری مین
جلوہ آرائی کی یعنی نیر اعظم آفتاب عالمتاب طلوع ہوا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
مورچے بندیان ہوگئین سب برے صفین برابر سے ڈٹ گئین چیونٹی کے بھی نکلنے کا راستہ نہ رہا نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کے
دل کے ولولے بڑھانے لگے علامہ جادو میدان مین بصد کبر و نخوت گھینڈ بڑھا کر آیا مبارز طلب کیا کرب غازی اُسکے مقابلے کے
واسطے گھوڑا اُڑا کر آئے علامہ جادو نے چین بجبین ہوکر کہا کہ تمنے یہان خیمہ کیون کیا ہی ابھی خیمہ اُکھڑوا لیجاؤ حکم شاہ جادوان بلاجان جادو

نہین ہی کہ یہان کوئی خیمہ برپا کرے پہلوان عادی کو ابھی مین گرفتار کر چکا ہون اور فوج کو اُسکے مار کر بھگا دیا اب تم میرے مقابلے کو آئے ہو تم کیا کر سکتے اسمین بہتر ہی کہ چلے جاؤ یہ زحمت نہ اُٹھاؤ ورنہ مارے جاؤگے دام بلا مین پھنسوگے یہ کلام اُس بیہودہ گو کا سنکر کرب غازی بصد جانبازی بہت طیش مین آئے اور مُنھ غصے سے سرخ ہوگیا نعرہ کیا **نعرۂ کرب** کرب شہسوار رم یل نامدار نظر کردہ شیر پروردگار + او نالائق یہ لاف و گزاف ہی شرط کہ زبان تیری گدی سے کھینچ لون او بیخبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے صدہا شہر تجھسے جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین اس طلسم کی کیا اصل ہی انشاءاللہ تعالی اس حصار طلسمی کو بھی شکست کرینگے اور فتحیاب ہونگے غرض کہ بعد گفتگوے بسیار اُس نابکار سے لڑائی شروع ہوئی مگر کرب غازی ہزار ہزار جانبازی کرتے ہین کوئی حربہ اُس ساحر پر کارگر نہین ہوتا کیونکہ سحر اُس ساحر کا زبردست ہی لیکن کرب غازی بھی اُس نابکار سے مغلوب نہین ہوتا کہ یہ شیر بیشۂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور نظر کردۂ غالب کل غالب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب ہی علامہ نے جھنجھلا کے ایک ناریل سحر کا کرب غازی شیر حجازی پر کھینچ مارا کرب غازی پر تہ ناریل نابکار نے اثر کیا زمین شق ہوئی اور کرب غازی غرق زمین ہوگیا علامہ جادو نے چاہا کہ اب فوج کرب پر حملہ آور ہو فوج متفرق ہوگئی سب بد حواس ہوئے نہایت ہجوم یاس ہوا ہاتھ جان سے دھوکر عاجز و زار بصد اضطرار ہوے اور سب بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کرنے لگے اے ربنا اے دستگیر بیکسان وای چارۂ مجبوران ہمارے سردار و آقا کو اس ستمکش ساحر نے گرفتار سحر کیا اب بے سر پاؤن کے ہم کیا کرین کیونکر جنگ و جدال کرین تو قادر و توانا ہی مدد کر اس بلا کو رد کر یہ بیان ہو رہا تھا کہ یکایک ایک سمت سے نعرۂ کوہ شگاف جگر خراش ہوا کہ زمین ہل گئی آسمان تھرایا کلیجے ساحرون کے ہلنے لگے **نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران** + امیر عرب ضیغم روزگار + کند صف شکن خسرو نامدار زنیتم بمیدان جنگ آزما + بہو شود الامان الامان + سبھون نے دیکھا بصد شان و شوکت امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان جہان حمزۂ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر و سرداران نامور پہونچے مگر اُسوقت امیر پہونچے ہین کہ دن تمام ہو چکا تھا علامہ جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اور درۂ کوہ کی طرف لشکر کو خیمون مین حکم اُترنے کا دیا امیر باتوقیر بھی بارگاہ مین داخل ہوے لشکر فیروزی اثر بھی خیمون مین فروکش ہوا لیکن کرب غازی کے گرفتار ہونے کا حال سنکے بہت متاسف ہوے ہر چند صبر کیا کہ شب بھر بیدار رہے نیند نہ آئی بلکہ خاصہ بھی نہ تناول فرمایا مگر علامہ جادو نے جو لشکر اسلام کی جمعیت بیشمار دیکھی بہت حیران و پریشان ہوا اور نہایت خوف کیا کہ ایسا نہو کہ یار ہمارے لشکر پر حمزہ اپنا لشکر لیکر آپڑین تو پھر بُری ہوگی اسمائے سحر زبردست پڑھکر گرد اپنے لشکر کے حصار کھینچا اور دستک دی کہ کوئی لشکر مین آنے نہ پائے اور پھر خیمے مین آکر شرابخواری مین مصروف ہوا جب نشۂ بادۂ نخوت سے چور اور بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا ادھر بھی لشکر اسلام کے بادشاہ کو خبر طبل جنگ ساحران ہوے حکم کوس حربی ہوا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جدال و قتال رہی جب سردار کاروان نجوم خسرو انجم سپاہ قلعۂ مغربی مین محصور ہوا اور شہنشاہ گیتی افروز بصد نور شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا دونون لشکر مسلح و مکمل ہوکر بعزم جدال و قتال میدان مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز نقابت کرکے دل جوانان درہ پوش و پہلوانان ذی ہوش کا بڑھانے لگے حال بہادران و ماسبق و دلیران گذشتہ کا سنانے ولولے غازیون کے دلون کے بڑھانے لگے شعر

جوانان ذی ہوش جنگ آزما / دلیران و لشکر شکن بے ریا
بزرگون کا تم نام روشن کرو / کرو لاشون سے میدان رزمی بھرو
رہیگی نہ دولت نہ حشمت مدام / جہان مین بڑا ہی شجاعت کا نام
وہ ہین کون سہراب و اسفندیار / ہوا جنکا دنیا مین عز و وقار
نہ مُنھ موڑے جرار پیکار سے / سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے
کرو کام ہنگام ہی کام کا / کرو صفدری وقت ہی نام کا
زمانے مین کوئی نہ کام آئیگا / فقط نام ہی نام رہ جائیگا
ہوا نامور رستم پہلوان / لڑائی مین جرات کا کام انشان
اُنھون نے بڑے موکے سر کیے / تہ تیغ میدان مین لشکر کیے
شجاعت بھی ہی کار عمدہ سحر / کہ بیکار ہین جس سے سارے ہنر

الغرض اُسطرف علامہ جادو میدان رزمگاہ مین آیا لشکر

اسلام سے مبارز طلب ہوا مالک اژدر بادشاہ سے اجازت حرب لیکر مقابلہ علامہ جادو آئے اور نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ مالک اژدر
منم مالک اژدر پہلوان + بہنگام پیکار شیر ژیان + اور نیزہ خاراشگاف تان کر علامہ جادو پر مارا علامہ جادو نے
اسم سحر پڑھکر دم کیا اور ستک دی نیزہ طویل دست زبردست مالک اژدر سے نکلکر دور جا کر گرا مالک نے جھنجھلا کر تلوار میان سے
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ سر ساحر نابکار پر مارا تلوار بھی ہاتھ سے مالک اژدر کے چھوٹ کر گری مالک متعجب ہو کر رہ گیا علامہ جادو نے
مالک اژدر کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا خاک اڑی زمین شق ہوئی مالک اژدر زمین میں سما گئے علامہ
نے پھر للکارا مبارز طلب کیا فرہاد خان بمقابلہ علامہ جادو لشکر سے نکلکر میدان میں آئے بعد گفتگو کے بسیار لڑائی ہونے لگی
علامہ جادو نے سب حربے فرہاد خان کے رد کرکے اُنھیں بھی بزور سحر گرفتار کرکے مارا وہ بھی غرق زمین ہوے الغرض اسی طرح
علامہ جادو نے سحر سے چالیس سرداران زبردست اور پہلوان دلیر کو پکڑ کر غرق کر دیا جب شام ہوئی طبل بازگشت بجوا کر اپنے
خیمے میں پھر گیا دوسرے روز پھر صبح کو میدان حرب میں آیا اُسدن بھی بڑا معرکہ پڑا مگر پچاس سرداروں کو گرفتار کرکے لیگیا
القصہ سات روز تک میدان جنگ میں ہنگامہ نبرد گرم رہا چار سو سردار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے لشکر کے علامہ
نے گرفتار کر لیے آٹھویں روز حسب دستور پھر میدان جنگ میں علامہ جادو آیا اور للکار کر پکارا ای خدا پرستو دیکھا تمنے
کہ میں نے سات روز میں تمھارے لشکر میں تلاطم ڈالدیا کیسے کیسے سرداروں کو پکڑ لیا کیسے کیسے بہادروں کو زیر کیا اگر تم اب بھی
سامری کو سجدہ کرو تو بہتر ہی ورنہ سب کے سب مارے جاوگے ہزیمت اُٹھاوگے غازیان لشکر اسلام و مجاہدان فوج خوش انجام نے آواز دی کہ
او نابکار لعنت ہی تجھپر اور تیرے سامری پر علامہ جادو کو غصہ آیا پھر میدان میں لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا یہ سنکے امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان اسم اعظم دم کرکے چلے گھوڑے کو جولان کیا علامہ جادو پکارا ای جوان کیوں تو اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی امیر نے
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران + امیر عرب ضیغم روزگار + بوصف شکن خسرو نامدار + زتیغم بمیدان جنگ آزما
ہر سو شود الامان الامان + فرمایا او نابکار تو اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا ابھی تجکو تہ شمشیر آبدار کرتا ہوں یہ سنکر علامہ جادو
نے سحر کیا برق چمک کر صاحبقران پر گری امیر باتوقیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ برق سحر لیٹ گئی علامہ جادو اژدہا بنکر دوڑا اقلاب آتشین
مُنھ سے چھوڑا صاحبقران زمان نے پھر اسم اعظم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جھپٹ کر ہاتھ مارا اژدہے کے دو ٹکڑے ہوگئے زمین پر اژدہا
تڑپنے لگا خون کا تھالا بھر گیا آندھی سیاہ اُٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوا علامہ جادو کے پیروں کا شور و غل چار طرف بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من علامہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامہ جادو فی النار
ہوا امیر باتوقیر لشکر ساحران پر جا پڑے اسم اعظم ورد زبان بیتحاشا شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام بھی کمک کو آگیا وہ تلوار
چلی کہ خون کے دریا بہ گئے لاشوں کے انبار ہوے سروں کے جابجا ڈھیر لگ گئے برکت سے اسم اعظم کی ساحروں کا سحر بھول گئے آخر کار
شکست فاش لشکر ہزیمت اثر کفار نے کھائی ایسا بھاگے کہ بھاگنے کا راستہ ملا بہت سے پہاڑوں سے ٹکرا کے مرگئے تہ شمشیر صاحبقران
ہوے آخر جو کچھ باقی رہے بھاگے مگر سرداران لشکر اسلام جو اسیر بلاے سحر ہو گئے تھے اُنکو بھی ساتھ لیے چلے گئے اور لاش علامہ جادو کی
لیجا کر سامنے بلاجان کے رکھدی اور کیفیت معرکہ و حالات ہزیمت بیان کیے بلاخان نے سرداران لشکر اسلام کو قید کیا اور لڑائی موقوف
کی اور طلسم بند ہو کر بیٹھا خبرداروں نے یہ سب اخبار مع کیفیت بلاجان جادو بیان کی اور عرض کیا ای امیر اب بلاجان جادو
آپ سے نہ لڑیگا طلسم بند ہو کر بیٹھا ہی حمزۂ صاحبقران زمان نے بلاجان جادو کو بلایا اور فرمایا کہ اب کیا تدبیر کیجیے
مریخ جان نے عرض کیا آپ نہ گھبرائیے خاطر جمع رکھیے اس حصار کے اُسنے سات دیواریں سحر سے بنائی ہیں میں رد سحر پڑھکر دیواران سحر
معدوم کردونگا اور وہ ہاتھ لوح نقد میری ہیکل میں لکھا ہوا ہی اور صورت اُسکے پڑھنے کی یہ ہی کہ رد ناوک یہ اسم گلاب خالص پر دم
کرکے کہ سیل ذرلادی پر طاق میں زرین ہال بیٹھا کر ہال کر رہا ہو اُسپر چھڑکونگا وہ حصار برطرف ہوجائیگا دوسرے روز وہی اسم بدستک تار

دم کرکے دیوار پر مارونگا تیسرے روز عرق کیوڑہ خالص پر پڑھونگا اور چوتھے روز زعفران عمدہ پر پڑھونگا اور پانچوین روز عنبر پر دم کرونگا اور چھٹے روز عود نایاب پر پڑھونگا اور ساتوین روز عطر خالص پر دم کرکے مارونگا بفضل ایزدی و تائید صمدی ساتون دیوارین سحر کی معدوم ہوجائینگی چنانچہ جب حمزۂ صاحبقران زمان سے رخصت ہوکر مریخ جان چلا خبردارون نے بلا جان جادو کو خبر دی کہ مریخ جان برائے شکستن حصار سحر آتا ہی بلا جان جادو سنکے گھبرایا یہان مریخ جان جادو واسم باطل السحر پڑھکر دیوار حصار سحر معدوم کرنے لگا یہانتک کہ چھہ دیوارین حصار سحر بلا جان جادو کی معدوم کین ایک دیوار باقی رہی خبردار نے بلا جان جادو کو خبر دی کہ ایک دیوار حصار طلسم اور باقی ہی چھہ دیوارین معدوم ہوچکین بلا جان یہ سنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا کہ کل یہ بھی دیوار معدوم ہوجائیگی حصار برطرف ہوجائیگا لشکر خدا پرستان اندر قلعے کے آجائیگا پھر بڑی مشکل ہوگی کوئی ایسا نہین کہ مریخ جان جادو کو پکڑ لائے اُسوقت ترانہ عیار آیا اور عرض کیا کہ آپ رنجیدہ نہون مین مریخ جان جادو کو گرفتار کیے لاتا ہون بلا جان جادو بہت خوش ہوا کہا تجکو اسکے عوض بہت کچھ انعام واکرام دونگا ترانہ عیار بلا جان جادو کو سلام کرکے روانہ ہوا اور اپنی صورت ایک فراش کی بنائی جس جگہ مریخ جان بیٹھا تھا وہان آیا اور فراش کی نوکری بدلا دی دوسرے فراش کی جگہ پر آپ بدلی کرکے آپ ہی شب کے وقت سامنے مریخ جان کے روشنی کی اور بیہوشی اُڑائی مریخ جان کی ناک مین جو دھوان بیہوشی کا بھرا مریخ جان جادو فوراً بیہوش ہوگیا ترانہ عیار نے زبان مین مریخ جان کی سوزن دیا اور حلقہ کمند سے مشکین باندھین اور پشتارہ باندھکر نکلا جلد دوڑتا ہوا آیا اور بلا جان کے سامنے آکر وہ پشتارہ رکھدیا بلا جان جادو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای ترانہ عیاری ای کا نام ہی تو بڑا خوش تدبیر و ذی فہم ہی کیا کہنا پھر اُس مکار ترانہ عیار کی صفت و ثنا کرکے خلعت زرین دیا اور مریخ جان جادو کو ہوش مین لاکر کہا کہ او ناہنجار تو اپنی بدذاتی سے باز نہین آتا ظلم و بدعت سے ہاتھ نہین اُٹھاتا مسلمانون سے جاکر ملا کیا تجکو ہاتھ آیا میرے مٹانے کی تدبیر کی ہی یہ بھی گردش تیری تقدیر کی ہی دیکھ پچھتائے گا بُری طرح مارا جائیگا مریخ جان نے کچھ جواب نہ دیا بلا جان جادو نے مریخ جان کو قید کیا اور مجلس کے داروغہ سے تاکید کی کہ یہ مجرم بڑا زبردست ظالم اظلم ہی اس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی راحت نہ دینا قید شدید مین رکھنا اگر یہ چھوٹ جائیگا قیامت برپا کریگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسکو بڑی مشکل سے گرفتار کرایا ہی پھر بلا جان جادو نے ترانہ عیار کو خلوت مین بلایا اور کہا ای ترانہ تو فخر عیاران عیار ہی تو نہایت شعبدہ کردار ہی مجکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساربان زادے سے بڑا اندیشہ اور دغدغہ ہی اگر تو کسی حکمت سے کسی تدبیر سے یا کسی عیاری سے یا کسی شعبدہ بازی سے عمرو کو پکڑ لائے تو مین تجھے بہت خوش کرون مالا مال کردون برابر عمرو کے جواہر بیش بہا تولکر تجکو دون یہ سنکے ترانہ عیار ناہنجار نے عرض کیا بہت اچھا ابھی جاتا ہون اسکی تدبیر لگاتا ہوا اگر بن پڑتا ہی تو عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے بلا جان جادو کو سلام کیا اور لشکر امیر باتوقیر حمزہ کی طرف روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ جب مریخ جان جادو بہ عیاری ترانہ عیار ناہنجار گرفتار ہوا امیر باتوقیر کو فوراً خبر ہوئی کہ مریخ جان جادو نے چھہ دیوارین حصار سحر کی معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی جو ترانہ عیار بلا جان جادو نے مریخ جان کو گرفتار کیا اور لیگیا اب مریخ جان جادو بحکم بلا جان جادو قید شدید مین ہی حمزۂ صاحبقران نے یہ سنکے بڑا رنج کیا اور بہت متاسف ہوئے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کوئی تدبیر شہر بلا کے لے لینے کی نکالو تم شہنشاہ عیاران عیار ہو تم اس فن مین نامدار و نمودار ہو تمھارے سامنے لقمان بھی طفل مکتب ہی بقراط بھی ایک مبتدی ہی ارسطو کی کیا حقیقت ہی لقمان تمسے دفتر عیاری کا درس لے فلاطون تمسے برسون پڑھے سوائے تمہارے کوئی ایسا نہین ہی کہ شہر بلا پر قبضہ کرے اگر تم اپنی کوشش دستی سے شہر بلا مین قبضہ کرو تو نصف مال بلا جان جادو کا مین تمکو دونگا خواجہ نے کہا ای امیر سب یونہین کہتے ہین مگر کوئی بموجب اقرار کے دیتا نہین قول کی پابندی بہت مشکل ہی دینے کا دل کسی کا پاس نہین ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ مین اقرار اس امر کا کرتا ہون جیسا چاہو عہد و پیمان لیلو مین کبھی اپنے اقرار سے نہ پھرونگا جو کہتا ہون اُتنا ہی کرونگا عمرو نے ہنسکر کہا کہ اچھا آپ ایک پرچہ کاغذ پر اقرار نامہ لکھکر رجسٹری کامل کرا دین تو کیا مضائقہ ہی امیر باتوقیر نے

فرمایا ابھی ابھی مین تحریر کرتا ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران زمان نے کاغذ پر اقرارنامہ لکھکر مہر اپنی ثبت کرادی اور حاشیہ پر عمرو نے
سرداران لشکر اسلام کی گواہیان کرا دین بعد ازین کاغذ لکھوا کر اقرارنامہ داخل زنبیل کیا اور امیر باتوقیر سے رخصت ہوا چاہتا ہے کہ یکایک پہلوان عادی
اندر بارگاہ امیر کے آیا اور عرض کیا اے امیر باتوقیر ترانہ عیار بلاجان جادو حاضر در دولت فیض منزلت ہے امیدوار باریابی کا ہے اسکو
کیا حکم ہوتا ہے امیر باتوقیر نے پہلے تو سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ اے پہلوان عادی ترانہ عیار بلاجان جادو کو میرے سامنے بلا لاؤ
پہلوان عادی پھر کے بدر بارگاہ سے آیا اور ترانہ عیار بلاجان جادو کو اپنے ہمراہ لیکر داخل بارگاہ فلک جاہ امیر باتوقیر
ہوا ترانہ عیار روبروے حضوری حضور فیض گنجور ہوکر بارگاہ سلطانی پر جھکا اور آداب سلام بہ قواعد شاہانہ بجا لایا اور دعاے
دولت واقبال اور حمد وثناے حمزۂ باکمال مین مصروف ہوا اور دست بستہ خدمت پایان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور مین یہ
عرض پرداز ہوا کہ اے سلطان سلطانان واے شاہان شاہان زمانہ اے ثانی سلیمان جہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اس غلام
ناکام نے آج شب گذشتہ یعنی کل کی رات شب کو عالم رویا مین بسبب بیداری طالع بخت خفتہ ایک بزرگوار مقبول صورت کو اس ہیئت
مبارک سے دیکھا ہے کہ قبا وعبا وجبہ در بر عمامۂ سفید بر سر حربہ ہاتھ مین نورانی صورت ریش سفید دراز کنٹھہ دار دیدہ لیے ہوے یون
فرماتے ہین اے ترانہ پنبہ غفلت کو گوش کفر نیوش سے نکال دیکھ اب ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زمانہ تھوڑا ہے دین اسلام
قبول کر کج ادائی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دو رخ مین نہ جل نور دین اسلام سے دیدۂ دل روشن کر یہ کلام خوش انجام وعدہ وبندہ ان
برگزیدۂ باری تعالی کے سنکر کانپنے لگا چشمہ چشم سے اشک حسرت وندامت بہنے لگے تیزی شعلہاے آتش دوزخ سے ڈرا جسم تمام مثل بید
بید کے تھرتھر کانپا انھین بزرگوار نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا دل کو کسی قدر تقویت ہوئی انھون نے آئین دین اسلام تلقین فرمائے
اسی عالم رویاے صادقہ مین یہ غلام اسلام لایا بصدق دل مسلمان ہوا بیدار ہوتے ہی خیال مین آیا اب تیرا اس کفرستان مین کیا
کام ہے تیرا تو نیک انجام ہوا اگر یہان اب تو ٹھہرا اور بلاجان جادو کو تیرے مسلمان ہونے کی خبر ہوگئی تو وہ تجھکو قتل کریگا اب خدمت امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران مین چل لہذا مستدعی ہون کہ زیر قدوم میمنت لزوم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اپنی عمر بسر کرون امیر
حمزۂ صاحبقران زمان چونکہ نیک طینت خالص طبیعت ہین اسکے فریبانہ کلام نہ سمجھے کہ یہ عیار شعبدہ کردار فریب دیتا ہے آخر کو دغا
کریگا ترانہ عیار سے یہ مژدہ ترقی اسلام سنکے ہرچند کہ بظاہر تھا بہت خوش ہوے ترانہ عیار کو خلعت دیا خشت زرین نشین کیا وہ ضلالت شعار
بدکردار نابکار ترانہ عیار حضوری امیر باتوقیر مین یون عرض رسا ہوا کہ اگر خواجہ عمرو عیار نامدار نمودار میرے ہمراہ شہر بلا کو تشریف
لیچلین تو مین بلاجان جادو کو گرفتار کرادون امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے راے اس ترانہ عیار کی پسند کی اور
عمرو سے فرمایا اے خواجہ تم ساتھ اسکے شہر بلا کو جاؤ اور موافق راے ترانہ عیار کے کارروائی گرفتاری بلاجان جادو کی کرو کہ موقع
بھی اچھا ہے اور یہی مناسب ہے اس سے بہتر پھر وقت ہاتھ نہ آیگا اور جو کچھ ہمارے تمھارے عہد وپیمان ہے بموجب تحریر اقرارنامہ عمل مین آیگا
خواجہ عمرو نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور یہ شعر پڑھا شعر دوست دشمن میشود صاحب بوقت عاجزی * خون زخم آہوان رہ میبرد صیاد را
اور بخدمت امیر باتوقیر مین عرض کیا کہ اے صاحبقران زمان مین ساحرون سے دہشت کرتا ہون نیک وبد آغاز وانجام خوب سوچ
لیجیے مجھکو جانے مین کچھ انکار نہین مصرع ع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ مین
سوچ چکا ہون انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا بسم اللہ جاؤ تامل نکرو خواجہ عمرو یہ سنکر مجبور وناچار بنا بر حکم حمزۂ نامدار ہمراہ ترانہ عیار
ضلالت شعار روانہ شہر ہوے بعد قطع منازل وطی مراحل ساتھ ترانہ عیار نابکار کے شہر بلا مین پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ وپیراستہ
دو طرفہ دکانین خوشنما سنگین پختہ دکاندار خوش وخرم بہشت آباد ہر چیز بازار مین مہیا ہے اور عمدہ عمارات پر تکلف خواجہ شہر کو
دیکھتے سیر کرتے چلے جاتے ہین کہ ترانہ عیار اپنے گھر پر عمرو بن امیہ ضمری کو لیگیا بہت خاطر ومدارات سے پیش آیا مکان کے اندر
لیجاکے بٹھایا اور آپ وہان سے بلاجان جادو کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ مین عمرو کو فریب دیکر اپنے گھر تک لایا ہون خاطر ومدارات

کرکے مکان کے اندر بٹھلا آیا ہون بلاجان جادو یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر نہایت مسرور و شاد ہوا اور ترانہ عیار سے کہا ای ترانہ تونے بڑا کارنمایان کیا عمرو کو فریب دے کر لایا یہ تیرا ہی کام تھا کیونکہ صریحاً مجکو مسلمان اپنا دشمن جانی سمجھتے ہین اور دشمن کے گھر مین ہمراہ ملازم دشمن کے اُسکے کہنے سے چلے آنا بہت مشکل ہی نہین معلوم تونے ایسی کونسی عیاری کی کہ وہ تیرے ہمراہ بے تامل آیا اور امیر نے آنے دیا ترانہ عیار نے کہا ای بلاجان جادو امیر نے خود حکم کرکے بھیجا ہی بلاجان جادو نے کہا ای ترانہ عیار تو بھی بلاے بیدرمان اور آفت روزگار ہی کہ ایسے جہاندیدہ اور گرم و سرد عالم کشیدہ ذائقہ تلخین و شیرینی روزگار چشیدہ زبان دریدہ کو فریب مین ایسا لایا کہ وہ برضا و رغبت شہر بلا مین آیا اب مین حمزہ کو مع لشکر اسلام و سرداران خوش انجام کے گرفتار کرلونگا وہ کھٹکا اور دغدغہ جو میرے دل مین تھا سب مٹ گیا یہ کہکر بلاجان جادو نے وہین سے سحر کیا اور دستک دی خواجہ عمرو گھر مین ترانہ عیار کے سحر مین مبتلا ہو گئے بلاجان جادو نے ترانہ عیار سے کہا کہ ای ترانہ جا اور عمرو کو دربار مین حاضر کر ترانہ عیار مکان پر اپنے آیا اور ساتھ تمام عیارون کو بھی لایا خواجہ عمرو مکان مین ترانہ عیار کے بیٹھے ہین مگر سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ کچھ خبر سر و پا کی نہین ہی ترانہ عیار نے بسہولت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کیا اور مسلسل بہ غل و زنجیر کرکے سامنے بلاجان جادو کے ترانہ عیار نے خواجہ عمرو نامدار کو حاضر کیا بلاجان جادو بغیظ و غضب و بہ کبر و نخوت کہنے لگا ای عمرو تونے دیکھا کہ مین کیسا زبردست ساحر ہون کہ تجھسے عیار طرار خنجر گذار کو پکڑ بلایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون ایسے عذاب شدید سے تجکو قتل کرونگا کہ سننے والون کو عبرت ہو اور تجھسے خوف کرین اور دھاک تا لشکر اسلام ہو یہ کہکے حکم کیا کہ بلاؤ جلادون کو ساحر بموجب حکم اپنے سردار کے دوڑے جلاد ستم ایجاد کو بلا کر لاے جلاد سامنے بلاجان جادو کے حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ غلام حاضر ہین جو حکم سرکار جلالت شعار ہو بجا لائین جسکو حضور فرمائین اُسکو ابھی قتل کرین ہمین کیا عذر ہی بلاجان جادو نے حکم دیا کہ لیجاؤ اس ناعیار ساربان زادے کو قتل کرو دیر نہ لگاؤ کہ یہ بڑا ساحر کش ستم رسیدہ کافران ہی جلاد بے بنیاد نے بڑھکر خواجہ عمرو کا غصے سے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور نطعے پر لیجا کر بٹھایا اور تیغہ خونخوار چوڑے پھل کا میان سے نکالا اور ہاتھ سے باڑھ کو دیکھا خواجہ عمرو نے صورت اُس جلاد خونخوار کی بحسرت یاس دیکھی وہ جلاد مریخ چشم زحل ہیئت عقرب طبیعت سنگدل آتش مزاج خواجہ عمرو سے کہنے لگا ای ساربان زادے بہت تونے ظلم و ستم کیے ہین صدہا ساحران زبردست تونے قتل کرڈالے مگر یہان بلاجان جادو کے ہاتھ سے تجکو جانبری نہوگی کہ بڑا قتال دشمن ہی جلاد یہ کہکر تیغہ خونخوار تولکر سر پر عمرو کے منتظر حکم اخیر بلاجان کا کھڑا ہوا عمرو اُس عالم یاس مین فکر کرتے کرتے سوچا کہ ای خواجہ تجکو تو دخل ہر فن مین کامل ہی الحان داؤدی مین بھی دخل بخوبی رکھتا ہی یہ سوچکر ہفت پیوند کی جوڑی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کیا اور گانے لگا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ وہ گانا بجانا ہی کہ جسکی تاثیر سے پتھر موم ہو پانی ہو کر بہ جاے فولاد نرمی پیدا کرے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہی جلاد تو سنتے ہی وہ گانا بجانا بت بنکر کھڑا رہگیا ایسا محو ہوا کہ تیغہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا بلاجان جادو آواز پر خواجہ عمرو کی ایک دل کیا ہزار جان سے عاشق ہوگیا بیخود ہو کر آنکھین بند کرلین اسطرح جھوم کر سر ہلانے لگا جیسے کسی پر بھتنا چڑھ بیٹھتا ہی اور کھیلتا ہی اُسی عالم بیخودی مین جلاد کو منع کیا کہ اس عیار طرار فریب دادہ دل ناشکیب کو قتل نہ کرنا یہ دواے دل رنجوران ہی پھر خواجہ عمرو سے پکار کر کہا ای عمرو اگر تو میرے سامنے ہر روز گایا بجایا کرے تو تیرا قصور معاف کردون اور تیرے خون سے درگذر کرون اپنے پاس تجکو رکھون خواجہ عمرو نے جب بلاجان جادو کو محو بیخودی دیکھا اور اپنے اوپر مہربان بدرجۂ کمال پایا جواب دیا کہ ای بلاجان جادو مجکو تعجب تھا کہ تو مجکو قتل کرتا ہی مین تو مثل نقش حب دل بشر مین رہنے کے قابل ہون مگر خیر اتنی گردش طالع نارسا تھی جو تیرے سامنے ہتک ہوئی بلاجان جادو نے کہا ای عمرو مجکو تیرے اس فن و کمال کا حال مطلق نہ معلوم تھا جبھی تو حمزہ تجکو بدل عزیز رکھتے ہین مین کیا جانون کہ تو ایسا صاحب کمال ہر فن مین بیمثال ہی جبتک انسان کا انسان سے سابقہ نہین پڑتا اُسکا عیب و ہنر نہین ظاہر ہوتا ہندوؤن کی مثل مشہور ہی مثل سونا جانیے کسے اور آدمی جانیے بسے * دوسرے شیخ سعدی کا بھی قول بہت درست اور ٹھیک ہی قول سعدی تا مرد سخن نگفتہ باشد

عیب و ہنرش نہفتہ باشد ٭ در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ خواجہ عمرو نے جواب دیا اے بلا جان جادو تو سچ کہتا ہی اگر تو مجھپر سر رحم و لطف ہوا ہے تو میں تیرے حکم سے باہر نہیں ہوں علاوہ اس گانے بجانے اور خندہ مسخرہ پن کے واسطے بھی موجود ہوں مجکو تو اس شکل و شمائل سے دیکھکر حقیر نہ سمجھ فن سپاہ گری بھی جانتا ہوں فوج قاہرہ سے بھی مقابلے کو بند نہیں ہوں فن شمشیر میں بھی چالاک ہوں عیاری میں یکتا ہوں تو میری صورت دیکھکر گمان تذلیل بیجا بقول سعدی آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ ہر کہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند ٭ روز میدان وانکہ بگریزد بخون لشکرے بلا جان یہ کلام سر بسر التیام خواجہ کے سنکر بہت مسرور و شاد کام ہوا قید سے فوراً رہا کیا خلعت فاخرہ دیا اپنے ہمراہ لیکر بمنزلہ عزیزوں کے داخل محل خاص ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو مکانات و قصر عالیات پر نگاہ کی دیکھا نہایت آراستہ و پیراستہ ہیں ہر جہت پر دے زربفتی پر تکلف پڑے ہوئے دیوارون پر رنگا میزی آب طلائی کی تصویرات نقرئی جابجا کھینچی ہوئی ہیں جنکو دیکھکر بہزاد و مانی حیرت میں آئینہ سے محو ہوں قلم مصوری ہاتھ سے چھوٹ جائے چارطرف آئینہ بندی شیشہ آلات پر تکلف موقع محل پر سجا ہوا ہی اسباب عیش مہیا ہی فرش مخمل زرنگاری کا بچھا ہے بیچ میں ایک مسند جواہر نگار اسپر ایک نازنین مہ جبین حور شمائل پری شمائل گل سے رخسار نرگسی چشم زلفین سنبل تابدار و مشکبار دندان گوہر بیش بہا لب لعلین یاقوت کے ٹکڑے

اشعار

مستانہ جسم میں جو ہے حسن کا خمار	سینہ وہ چاند سا کہ فدا جسپہ ہو قمر	ہر حسن لاجواب ہے جوبن ہے آفتاب	رنگت گلاب کی ہے گلا ہے صراحی دار
کہتی ہیں بلبلیں کہ ہے عالم بہار کا	اللہ ری نازکی صنم جامہ زیب کی	بار گران ہے پیٹ پہ کرتی کریب کی	قد سرو باغ حسن ہے اس گلعذار کا

لباس فاخرہ زیب جسم انور ہی دھوپ چھاؤں کا پائجامہ مصالح ٹکا ہوا پہنا ہے جسکی چہار طرف سیا ہوا دھانی آب رواں کا دوپٹہ جنا ہوا چھوٹے کپڑے جالدار و کامدانی سے سر بسر سجا ہوا

نظم

ہاتھ میں پائنچے دونوں جو اٹھائے اکبار	سرخ اطلس کا وہ پیجامہ سجا ہوئے دامن	جسکی کلیوں کا ہوا غنچہ دہن سے نہ شمار
چٹکیوں میں وہ رفتار اڑایا اسنے	کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار	گلبدن پھر جو مقابل کوئی آیا اسنے
جنبش جسم سے آنچل کا جو ہٹنا بھڑکا	ایک دوپٹہ وہ باشبنم کا پھر اس گل کو اڑھا	مثل خوبان جہان ہونے لگے اسپہ فدا
قمقمہ برق نے سورج کی کرن پر مارا	چادر ابر میں بجلی کو تڑپتے دیکھا	پھر سمٹ اسنے رخ روشن پہ جو تن کر مارا
کامدانی کی سراسر تھی نئی تیاری	ٹھیک پوشاک عجب پہنے ہوئی تھی ساری	کیا سبکدوش پہن کر ہوئی انگیا بھاری
جال میں سونے کی چڑیا جو پھنسی پر باندھے	پیٹ پر کرتی نے جالی تو ہوئی گلکاری	بند کیا محرم زرتار کے کسکر باندھے

زیور مرصع کار سے مستغرق بنی ہوئی سر سے زانو پہ جھکا ہوا نہایت محزون و نالاں غمگین و پریشان بیٹھی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اس حوروش کو دیکھکر کہا کہ یہ کون اور کیون سر زانو سے حیرت پر جھکا ہی بیت سر جھکائے ہوئے سیر دو جہان کرتی ہی ٭ کونسی شے ہی جو آئینہ زانو سی ہی ٭ اسکو ضرور دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیا سحر کہ یہ معشوقہ کس خاندان عالیشان سے ہی اور کسکے فراق میں متحیر و رنجیدہ ہی چہرہ اسکا نہایت مکدر ہی کسکے ہجر کا غم و الم اسکے دل پر ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ اپنے دل سے باتیں کرکے بلا جان جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ یہ حسین مہ جبین کون ہی اور کس خاندان عالیشان سے ہی یہ سنکر بلا جان جادو ہنسا اور کہا اے خواجہ عمرو تمنے اس پریزاد کو نہیں پہچانا یہ ماہرو بیٹی یاقوت شاہ کی ہی اور نام اسکا ملکہ مہر افروز ہی میں اس مہ جبین پر عاشق ہوکر ملک سبائل سے اٹھا لایا ہوں مگر یہ حوروش مجھسے راضی نہیں ہی وصل میرا منظور نہیں کرتی کوئی بات مجکو بن نہیں آتی دل ہمارا اسکی آتش عشق سے جلتا ہی شعلہ ہجر سے جگر کباب ہو رہا ہی بادۂ وصال آفتاب رو کی آٹھ پہر تمنا ہی دیکھیے کب ساحل مراد پر زورق آرزو پہونچے گوہر وصل قلزم جمال پری تمثال سے کب ہاتھ لگے اے خواجہ میں ہر وقت ملول و غمگین رہتا ہوں چشمہ چشم گوہر بار ہو رہے تمنا اپنا دھو کر الم طوفان ہجر سہتا ہوں خواجہ عمرو نے جو یہ کلام غم انجام اس ناکام بلا جان جادو سے اسنے

مسکرا کر کہا کیون گھبراتے ہو دل الم فراق سے تم ہو خاطر جمع رکھو مین اسکو بہت جلد راضی کرونگا اس بات کی کیا حقیقت ہے مین نے کو چہ سیا شی مین بڑے بڑے کام کیے ہین جسکے پاس طائر خیال نہ پہونچ سکتا تھا اُسکو راضی کر کے بلوا لیا ہے اور ہم بستری سے مسرور کیا ہے بلا جان جادو نے کہا اے خواجہ اگر تم اسے راضی کر دو گے تو تمام عمر ممنون احسان رہونگا خط غلامی لکھ دونگا خواجہ عمرو اور بلا جان جادو بھی باتین کرتے ہوے آہستہ آہستہ اُس نازنین کے پاس آئے بلا جان جادو ملکہ مہر افروز کے پاس بیٹھ گیا جو نہین بلا ملکہ مہر افروز کا زانو بلا جان سے دبا کر پیچھے ہٹ گئے خواجہ عمرو بھی سامنے ہنستے ہوے بیٹھ گئے بلا جان جادو نے کہا اے خواجہ کچھ گا کر کوئی غزل درد آمیز سناؤ کہ دل پھنسا ہوا زلف جانان کے کا ہے پریشانی از حد اظہار ہا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے بڑی ہفت بیوندی نکالی اور اکان داؤدی سے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

تمہین مشہور ہوتا تھا مجھے بدنام ہوتا تھا
مرے دلکو مجازی سے حقیقت ہو گئی حاصل
یہی وہ ... باقی ... کا کام ہوتا تھا
چلے آئے جو ... امر تقدیری
تجھی پر خون مرا ... ہنگام ہوتا تھا
بھلا یا کیا ... تجھی نے اپنے عاشق کو
چراغ زندگانی گل قریب شام ہوتا تھا
نہ یہ سمجھا تھا مین فرقت مین آخر جان جائیگی
یہی ہر صبح ہوتا تھا یہی ہر شام ہوتا تھا
گئی جان حزین جو یاس کی بیڑی محبت مین

پھنسا ہو دل ہر اُس گیسوے پیچاں کا پیچیدہ
یہی اس عشق کے آغاز کا انجام ہوتا تھا
ہوے دو ... ابروے خمدار کے کشتے
تمھارا نام ہوتا تھا ہمارا کام ہوتا تھا
رہینگے تا قیامت قبر مین ہم یہ نہ سمجھے تھے
ہمارے اور تمھارے نامہ و پیغام ہوتا تھا
عدم ... دنیا مین اُٹھا ... رنج و غم کیا
تمھارا وصل مجکو موت کا پیغام ہوتا تھا
محبت کے ثواب ... ہین اور ...
اسی مین کام اسکا ای بت خود کام ہوتا تھا

محبت کا مری آخر بُرا انجام ہوتا تھا
مری تقدیر مین آخر اسیر دام ہوتا تھا
رہین محروم ہمسے مست اک جام سبوحی کو
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہوتا تھا
ادھر تو نے صدا دی وصل کی شب مین ادھر بسمل
اسی منزل پہ دنیا کا سفر اتمام ہوتا تھا
پہونچکر تا بہ گیسوے جان آخر کھوئی اس دل نے
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہوتا تھا
خیال رخ مین گر تڑپون تو اُلجھوں گیسوؤن مین
وہ ای دل ہو چکا قسمت مین جو آرام ہوتا تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو لحن داؤدی سے یہ غزل بصد جوش و خروش گائی اور ہفت پیوندی تال سرسے ٹھیک بجائی سمان بندھ گیا اور بلا جان جادو محو ہو کر جھومنے لگا آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے روتے روتے ہچکی لگ گئی خواجہ عمرو نے جانا دم ٹوٹ رہا ہے سرای فانی کو ناری چھوڑتا ہے جسوقت خواجہ عمرو نے گانا موقوف کیا بڑی دیر کے بعد بلا جان جادو کو ہوش آیا حواس درست ہوے اور ملکہ مہر افروز بھی خواجہ عمرو کا گانا سنکر شگفتہ خاطر ہو گئی غزل سرائی خواجہ عمرو سے نہایت خوش ہوئی سر اُٹھا کر خواجہ عمرو کو دیکھنے لگی دل مین کہتی تھی کہ یہ خوش آوازی یہ لحن داؤدی خواجہ عمرو کی زمانے مین سنا کرتے تھے کہ سواے خواجہ عمرو کے کوئی مرد ایسا غزل سرا اور یگانہ ساز مسلمانون مین نہین ہو کیا تعجب ہے کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار حمزہ صاحبقران زمان ہو خیر ای ملکہ چپکی بیٹھی رہو آپ ہی معلوم ہو جائیگا الغرض بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو نے بلا جان جادو کو اشارہ کیا کہ تم اس صحبت سے اُٹھکر باہر چلو تو مین کچھ باتین ملکہ مہر افروز سے رضامند ہونے کی کرون بلا جان جادو اشارہ خواجہ عمرو کا سمجھ گیا اور وہان سے اُٹھکر باہر اُس قصر کے چلا آیا اور امور مین مشغول ہوا عمرو نے جب ملکہ مہر افروز کو تنہا پایا تو پوچھا ای ملکہ تم یہان کیونکر آئین کچھ کیفیت اپنی بیان کرو مجکو تمنے پہچانا یا نہین ملکہ مہر افروز نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ بخوبی تو نہین پہچانا مگر عقلیہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار و خنجر گذار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ہین خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا کہ جب تمنے مجکو پہچان لیا تو کسواسطے پریشان خاطر ہو ہنسو بولو شگفتگی سے بات کرو انشاء اللہ ہم تم ملکے اس کافر بیدین بلا جان جادو کا کام تمام کرتے ہین تھوڑا ہی عرصہ اور باقی ہے اب تم اپنے آنے کا بیان حال کہو کہ اس کافر کے پھندے مین کیونکر پھنسین ملکہ مہر افروز نے بحسرت غنچہ لب وا کیا منہ سے پھول جھڑنے لگے شعر کسی کے عشق نے دیوانہ ایسا کر دیا مجکو بھلا یا دین دنیا کو اُسی کی یاد کا ہی

اے خواجہ مین عاشق نثار فریفتہ گل رخسار نبیرۂ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اسد نوجوان ہون باغ بہشت
لقاے اسد شیر دل کو نکال لائی تاب مفارقت محبوب خوش اسلوب نہ لا سکی راہ مین لشکر لقاے بے بقا نے اُس نبیرۂ صاحبقرانی کو
گھیر لیا اس نوجوان سے تلوار چلنے لگی مجکو اسی معرکۂ کارزار مین سے غافل پاکر ایک پنجہ اُٹھا کر سوے آسمان بلند ہو گیا مین اُس
عالم اضطرار مین بیہوش ہو گئی جب میری آنکھ کھلی اسی قصر مین اس زشت رو اور بدخو بلا جان جادو کے پہلو مین مین نے اپنے تئین
پایا یہ ناہنجار سیہ کار مجھسے طالب وصل ہوا اسوقت تک تو مین نے اپنی آبرو کو اس سگ ناپاک سے بچایا ہے مگر اس ستمکش جفا جو
بلا جان جادو نے اب بہت سر اُٹھایا ہے آبرو بچتی نہین معلوم ہوتی اسد کی محبت مین بھی اپنی جان دونگی اسکا وصل
کسی طرح نہ منظور کرونگی اے خواجہ کیونکر اس گبر ناہنجار سے ہمصحبت ہونا گوارا کرون مین مسلمان ہون دین اسلام بطفیل فرزندان امیر
حمزۂ صاحبقران قبول کر چکی ہون یہ ساحر کافر بدخلق بدسرشت ہے اے خواجہ عمرو بیستا خرمن دل برق ظلم و جور سے پامال ہے
آبرو رہجاے اگر تو نقد جان کیا مال ہے + خواجہ عمرو نے یہ سب کیفیت سنکر ملکہ مہر افروز سے کہا کہ مین تو آہی چکا ہون اب تم کیون
گھبراتی ہو مین تمہارا شریک حال ہر طرح ہون خدا کو یاد کرو اُسکی شان کبریائی پہ نظر رکھو ملکہ مہر افروز خواجہ عمرو کے کہنے سے اُس سیاہ رو
بلا جان جادو کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوا کی ایک دن خواجہ عمرو نے ملکہ مہر افروز سے کہا کہ آج مین اس نابکار زشت رو بلا جان جادو
کو بیہوش کرتا ہون اب سیر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے یہ کہکے صحبت ملکہ مہر افروز مین شراب بیہوشی کی تیاری کی اور بلا جان جادو کو پلادی جب
بلا جان جادو بیہوش ہوا کپڑے سب اُسکے اُتار کے ایک صندوق مین بند کیا اور قفل بہت بھاری اُس صندوق مین لگا دیا اور اُسکو
اس سبب سے قتل نہ کیا کہ ہنگامہ برپا ہوگا اور زخمی اُٹھانا ہوگا غرضکہ وہ صندوق ایک کوٹھری کے گوشہ مین اُٹھا کر عمرو نے رکھدیا ملکہ
مہر افروز نے کہا کہ اے خواجہ مین ایک تمکو مژدہ مسرت آمیز فرحت انگیز سناتی ہون فلان مکان مین سرداران لشکر اسلام مقید بقید
شدید ہین پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ حیلہ صاف ہو جائیگا اُن سب بیچارے سرداران لشکر اسلام کو رہا کرکے صاف نکل چلو خواجہ عمرو
مہر افروز کی یہ بات سنکر نہایت خوش ہوے اور فورًا روانہ ہوے عقب دیوار زندان آکر کمند ماری اور بالاے دیوار زندان آئے
دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام بیچارے محزون و ناکام سب کے سب طوق و سلاسل پہنے بیٹھے ہین خواجہ عمرو اندر زندان خانے کے اُترے اور تمام
سردارون کو اُس قید شدید سے رہا کیا اور سب سردارون کو ہمراہ لیکر ابھی دو سے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے ترانہ عیار بلا جان
جادو دو سو عیار فتنہ انگیز ساتھ اپنے لیے ہوے گشت کرتا ہوا چلا آتا ہے خواجہ عمرو نے سردارون سے کہا غضب ہوا یہ خبیث مقابل
ہوگیا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے ترانہ عیار مع عیاران ہمراہی کے جب قریب پہونچا عمرو کو اور سب سردارون کو جو قید تھے پہچانا
اور للکارا او ناعیار یہ تو نے کیا کیا بلا جان جادو کے قیدیون کو چھوڑ دیا کہان جاتا ہے مین آپہونچا یہ کہکے تلوار کھینچکے جھپٹا خواجہ
عمرو نے خنجر کھینچا تلوار چلنے لگی عیار زخمی ہو ہوکر پسپا ہونے لگے کچھ مارے گئے جب دو چار گھڑی گذری لڑائی ہو رہی ہے ترانہ عیار
بلا جان جادو ان عیارون کو لڑتا ہوا چھوڑ کر تنہا شہر بھاگا کہتا تھا شاید بلا جان جادو کو عمرو نے مار ڈالا یا قید کیا جب ترانہ عیار
دوڑتا ہوا ملکہ مہر افروز کے محل مین آیا دیکھا کہ ملکہ بھی پابرکاب بیٹھی ہے چونکہ عیار تھا صاف پہچان گیا کہ ملکہ کا بھی ارادہ عمرو اور سردارون کے
ہمراہ بھاگ جانے کا ارادہ ہے بالکل آمادہ ہے ترانہ عیار بلا جان جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی بلا جان کو تلاش
کرنے لگا مگر کہین نہ پایا نہایت مضطر و پریشان ہوا مگر بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر بلا جان جادو مارا جاتا تو فورًا حال دریافت ہو جاتا
یقین ہے کہ عمرو نے کوئی عیاری کی ضرور بیہوش کرکے کہین چھپا دیا ہے یہ دل مین اپنے سوچکر کونا کونا اُس قصر کا ڈھونڈھنے لگا
جب کوٹھری کے اندر پہونچا دیکھا ایک صندوق مقفل رکھا ہے دل سے کہا اے ترانہ عیار بلا جان جادو اسی صندوق مین
بند ہے جلدی سے اُس صندوق کو کھولا اُس بدمست و سیاہ رو بلا جان جادو کو اُس صندوق مین بیہوش پایا ترانہ عیار نے
بلا جان جادو کو صندوق سے اُٹھا نکالا ہوش مین لایا اچھی طرح ہوشیار کیا ساری کیفیت بلا جان جادو سے ترانہ عیار نے بیان کی

وہ سیاہ رو بلاجان جادو یہ سنتے ہی وہان سے سحر کرنے لگا آخر ایسا سحر کیا کہ عمرو اور سب سردار فوراً بیہوش ہو ہو کر پڑے اور ایسی غفلت کی بیہوشی سوار ہوئی کہ عیارون نے سب کو مع عمرو باندھکر قید کر لیا اور خوشی خوشی سامنے بلاجان کے سب سردارون کو مع عمرو کے گرفتار کرکے لائے اُس نابکار نے پھر ازسرنو اُن سب کو مسلسل و مطوق کرکے قید سخت مین رکھا جب دوسرے دن محل مین آیا ملکہ مہرافروز کو نہایت کدر خاطر پایا دل کو رنج و الم ہوا قاعدہ ہی کہ جسپر عاشق اور فریفتہ و شیفتہ ہو جب اُسکو کوئی صدمہ ہوگا اپنے تئین بھی اُس سے زیادہ اندوہ ملال ہوگا۔ بلاجان جادو ملکہ مہرافروز کو رنجیدہ خاطر دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوا اور ہاتھ گردن نازنین مین حمائل کرکے یون کہنے لگا ای آرام جان غمزدگان و ای راحت رسان دل مشتاقان تم آج اسقدر مکدر و رنجیدہ کیون ہو خود بخود تم پریشان و مضطر و غمگین ہو مین نے تو کل سے آج تک تجسے دل نازک پر ملال لانے کا کچھ ذکر بھی نہین کیا کہ ایسا ہو مین کچھ تذکرہ مصرکہ بے عنوانی کا کرون اور خلاف خاطر تردد و ماثر باعث جبین ہو تو میری مسرت او چین مین فرق آئیگا اگر اس مقام پر کوئی اور ہوتا اور ایسی حرکت ناشائستہ کرتا تو مین بہت بری طرح اُس سے پیش آتا اگر تم سے کچھ نہین کہسکتا کہ مین تمپر عاشق ہون اور تمکو اپنا سردار جان سمجھتا ہون اب بھی بہتر ہی کہ میرا وصل تم منظور کرو اور مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرو دل عاشق جانسوز کا نہ ملول کرو ملکہ مہرافروز نے سر جھکا کر جواب دیا کہ بلاجان جادو وہ قصور مجھسے بڑی خطا ہوئی فقط مین نے تقدیر آزمائی کے واسطے یہ حرکت کی تھی اسمائے سچ پوچھتا ہو تو اس امر مین عمرو کا مطلق قصور نہین ہی کیونکہ وہ مجھکو منع کرتا رہا کہ ای ملکہ مہرافروز ایسا امر نہ کرنا چاہیے اس کام کا انجام بد ہوگا مگر مین نے اُسکے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا اور ایسی خطا کی بلاجان جادو اس عذر و معذرت ملکہ مہرافروز سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ کہ خیال فاسد دل مین اُس زشت خو بلاجان جادو کے تھا وہ بالکل نکلگیا اور یقین کامل ہوگیا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی کچھ تقصیر نہین ہی اُسی وقت خواجہ عمرو کو زندانخانے سے طلب کیا جب خواجہ عمرو سامنے بلاجان جادو کے آئے ایسی عجیب باتین کین اور کلام مذاق آمیز کہے کہ بلاجان جادو ہنسنے لگا اور دوبارہ خلعت سے خواجہ عمرو کو سرفراز کیا خواجہ شریک صحبت خلیہ خاص ہوئے دور شراب چلنے لگا بلاجان جادو نے کہا ای خواجہ کچھ گاؤ دل ہمارا کوئی غزل اچھی سی سننے کو چاہتا ہی خواجہ عمرو نے یہ سنکے بلاجان جادو سے جوڑی ہفت پیوندی نکالی اور سُر ملا بھیروین کی دھن مین ایک تان اڑائی اور یہ غزل عاشقانہ لحن داؤدی گائی غزل: زیست سے ہین ہین اپنے مرنے پر عبث غمناک تھا

وصل مین فرقت کا ڈر تھا ہجر مین غمناک تھا
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب ادراک تھا
کاکلین شانون پہ لہراتی تھین کالون کی طرح
کوئی بسمل تھا تو کوئی بستہ فتراک تھا
چھوڑ کر مجھ ناتوان کو پاس غیرون کے گئے
مین تو تھا محجوب لیکن دل مرا بیباک تھا
ای ستمگر کیون نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
دھجیان اسکا گریبان اسکا دامن چاک تھا

اچھین سے عاشق ترا کیسدن تہ افلاک تھا
لوگ گلشن مین گل صدبرگ سمجھے تھے جسے
یار تھا میرا کہ اپنے وقت کا ضحاک تھا
دور سے دیکھ آتا تھا جا کر کسی محبوب کو
کیون جلایا یار نے کیا مین خس و خاشاک تھا
یار کو دیتا تھا ہیم بیقراری کی خبر
دل مرا کیون چاک ہوتا کیا تری پوشاک تھا
ہی تعجب قتل کرتے کرتے کیون قاتل کا

کیون نہ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تھا
عشق مین جو تھا دیوانہ تھا یا وحشی مزاج
اصل مین وہ گل نہ تھا میرا دل صدچاک تھا
دیکھکر قاتل کو یہ حالت دلون کی ہوگئی
ہجر مین مین سست تھا پر دل مرا چالاک تھا
اسکے باعث یار سے کین وصل مین گستاخیان
ہجر کی شب دوستو نالہ ہمارا ڈاک تھا
عشق مین رسوا ہوا عاشق بھی اور معشوق بھی
مین مہیائے قضا تھا اور وہ سفاک تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو یہ غزل باکمال داد دی گائی بھیروین کی دھن کا سمان دکھایا رنگ جمایا ملکہ مہرافروز ہجر اسد نوجوان مین ایسی بیقرار ہوئی کہ حجاب پنجہ حنائی منھ پر رکھکر رونے لگی یاد قامت محبوب نے دل دکھایا جلسہ وصل اپنا یاد آیا گل نرگس قطرہ شبنم اشک حدقہ چشم سے نکلکر ٹھہر گئے کچھ بہ کر گل عارض ملکہ مہرافروز پر وصل کر آئے لعل لب یا پارہ یاقوت مرجھا کر غنچہ سوسن کی طرح ہو گئے کیونکہ سرمہ گین چشم سے جو اشک حسرت بہے سیاہی سرمہ دنبالہ دار کی رخسارون سے لب جان بخش عشاق تک دوڑی

عجیب کیفیت اُسوقت جمال بے مثال چہرۂ ملکہ مہر افروز خوش مقال نے دکھائی گویا باغ حسن پر عجائب بہار آئی خواجہ شکل و شمائل ملکہ مہر افروز
کی دیکھکر مسکرانے لگی اور بلا جان جادو کا تو یہ حال ہوا کہ بے تیغ ذبح ہو گیا غزل سُنکے ایسا عالم محویت ہوا کہ سر اپنا زمین پر
دے مارا حقیقت مین عشق تو بلا ہے جان آفت روزگار ہوتا ہی جب سامان معشوق کا بندھ جاتا ہی پھر کچھ آنکھ سے نہین سوجھتا ہر
ہر بار ملکہ مہر افروز سے لپٹا جاتا تھا ہاتھ گردن نازنین مین حائل کیے دیتا تھا ملکہ پیچھے ہٹی جاتی تھی غیرت سے گڑی جاتی تھی غرضکہ بڑی
دیر کے بعد بلا جان جادو جامۂ انسانی مین آیا ہوش و حواس درست ہوے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ہر روز یہی جلسہ عیش
و عشرت رہتا ہی بلا جان جادو مشتاق وصال ملکہ مہر افروز ہی ہجر مثل ماہ روز اول کا ہیدہ ہوا جاتا ہی چہرہ زرد دل مین درد
آنکھین پرنم دل پر ہجوم غم و الم کوئی مونس ہمدم ایسا نہین کہ اس نازنین مہ جبین کو دل پر راضی کرائے کب تک صدمۂ فراق بار
جانی و محبوب جادو دانی اُٹھائے اب صورت ہی کہ بلا جان جادو شکل بیمار مضطر و ناچار محزون و غمگین رہتا ہی دل پر غم شوق وصال
اُس نازنین بے مثال کا سہتا ہی اسی طرح کئی دن گذر گئے خواجہ عمرو روز بلا جان جادو کو گانا سنایا کرتے ہین خلوت کدے مین
ملکہ مہر افروز کا دل بہلایا کرتے ہین جب ملکہ مہر افروز کہتی ہی کیون اے خواجہ کیا ہوگا روز فراق سے شب وصل محبوب کا کب
بدلہ ہوگا کسطرح اس دام صیاد ظالم سے رہائی ہوگی دیکھیے کب دور شب جدائی ہوگی خواجہ عمرو کہتے ہین اے ملکہ مہر افروز
نہ گھبرا و دل مضطر کو یاد اسد نوجوان مین نہ تڑپا و خدا کو یاد کر و رب اکبر سے طلب امداد کرو پروردگار عالم کوئی صورت بہتری کی
نکالے گا الغرض ایک روز خواجہ عمرو برائے تفریح طبع مکانون اور املاک وغیرہ کی سیر کرنے کو چلے سیر کرتے پھرتے تھے
خوشنمائیان کاریگرون کی اور صناعیان مصوران طلسم کی او ہنبت کاریان مکانات کی دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک
مکان مین وارد ہوے دیکھا وہ مکان نہایت خوشنما بنا ہی اور رکام نقاشان ختنی نے ایسا بنایا ہی کہ روح بہزاد و مانی اُسکی
سیر کرنے کو آئی اور معمارون نے اُسمین ایسی اُستادی ختم کی ہی کہ قصر فلک کی کارنمائی نگہ سے گر گئی ہی مگر وہ مکان خالی پڑا ہی
کوئی اُسمین نہین رہتا ہی آراستگی مکان کی اُسی طرح سے کہ جیسے کسی رئیس کے رہنے کے واسطے سجتے ہین لیکن اُس مکان کے
ایک گوشے سے آواز گریہ و زاری و آہ بیقراری کی چلی آتی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آواز سُنکے حیران و متعجب ہوے اور اُس
آواز کی طرف چلے جب گوشے مین پہونچے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو حسین شکیل طرحدار خوش چشم خوش وضع قید آہن مین گرفتار
سوزن زبان مین مضطر و پریشان بیٹھا ہی اور عجب درد و آہ سے رو رہا ہی خواجہ عمرو اُسکے قریب آئے اور پوچھا اے شخص تو کون ہی
اور کیا نام تیرا ہی کچھ کیفیت اپنی بیان کر اُس جوان رعنا نے اشارے سے کہا کہ مین اس قید شدید مین ہون کیونکر تجھسے ہمکلام
ہون کوئی لکڑی اُٹھا دو تو اُس سے زمین پر لکھکر بتا دون خواجہ عمرو نے ایک لکڑی اُس جوان کو اُٹھا کے لادی اُس جوان
نے زمین پر لکڑی سے اپنا حال اور نام و نشان بتا لکھدیا کہ میرا نام مریخ جان جادو ہی اور مین خدمت امیر حمزۂ صاحبقران
مین مثل چاکران حاضر رہا کرتا ہون مین بحکم امیر کشور گیر دیوار طلسم بزور اسم باطل السحر معدوم کرنے کو آیا تھا چنانچہ چھ دیوارین
سحر کی مین نے معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی جو بلا جان جادو کو خبر ہوئی اُسنے ترانہ عیارہ کو بھیج گرفتار کرایا ہی
جب سے اس قید شدید مین ہون کچھ بس نہین عالم بیکسی اور مجبوری مین تڑپتا ہون اور درد و الم سے روتا ہون کوئی میرا
ہمدم و غمخوار نہین کہ مجکو رہا کرے اور اس بلا سے چھڑائے خواجہ عمرو نے کہا اے مریخ جان جادو اگر تو رہا ہو جائے تو کیا
کار پردازی دکھائے اور کیا کرے اُسنے پھر زمین پر لکھدیا کہ اس سیاہ رو بلا جان جادو کو بزور شمشیر سحر زبردست قتل کرون
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے خوش ہوکے کہا کہ اگر تو اسکا اقرار محکم کرے اور قتل بلا جان جادو پر آمادہ ہو اور دین اسلام قبول
کرے مسلمان ہو جائے تو مین ابھی تجھکو اس بلائے قید آہن سے رہا کر دون مریخ جان جادو نے پھر زمین پر لکھدیا کہ مین ضرور
مسلمان ہو جاؤنگا اور دین اسلام قبول کرونگا اور اطاعت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے سرتابی نہ کرونگا مثل غلامان غلام د

بجا کران جا کر حاضر رہونگا جو کام اہم و ضروری ہوگا اُسمین بدل و جان کوشش کرونگا اور کبھی دغا سے نہ پیش آؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکے اُس سے
بہت خوش ہوے اور چاہا کہ سوزن اُسکی زبان سے نکال لین اور مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ مریخ جان نے پھر زمین پر لکھدیا کہ مین
تمھاری کوشش سے رہا نہ ہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے مریخ جان جادو کیا سبب ہے تو نے مجھے نہ پہچانا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون عیار
طرار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا مریخ جان جادو یہ سنکے اور زیادہ خوش ہوا اور کہا کہ مجھپر سحر زبردست بلا جان جادو کا حاوی
ہے سواے فیروز جادو کے کوئی اُسحر مجھپر سے رد نہین کر سکتا اے خواجہ اسی طرح سے مین پہلے بھی گرفتار ہو کر قید ہو چکا ہون یہ بلا جان جادو
میرا بھائی ہے اور تین بہنین میری تھین نسرین و نسترن و سوسن اے خواجہ عمرو نسرین و نسترن کو اُسنے قتل کیا اور سوسن اُسکے
پاس ہے مین بھی سحر و ساحری مین زبردست ہون بلا جان جادو سے کم نہین ہون بلکہ بلا جان جادو مجھسے ہمیشہ خوف کرتا رہتا ہے کہ
ایسا نہو کہ سحر اُسکا مجھپر چل جاے اور مدام میری تاک مین رہا کرتا تھا عرضکہ ایک روز بلا جان جادو نے مجکو غفلت مین پاکر اپنا حربہ کیا
اُسکا حربہ کارگر ہو گیا فوراً مجکو گرفتار کرکے سوزن میری زبان مین دے دی اب جو زبان بند ہو گئی تو مین کیا کر سکتا مجکو قید کرکے
زنبور جادو کے حوالے کر دیا اُسنے مجکو لیجا کر ایک قلعہ طلسمی مین قید کیا اور وہ قلعہ ایسا تیار کیا کہ انسان تو کیا ہے طائر وہم کا بھی پہونچنا محال ہوا
مین نہایت حیران و پریشان با نالہ و زاری بصد بیقراری ایک گوشہ تنگ و تار مین پڑا رہتا تھا زندگی کے دن پورے کرتا تھا کوئی مونس
دیار مبیش و بس جیب ماساست بیت حال دل کس سے کہتے کوئی نہ تھا + ہان فقط ہمنشین تھی تنہائی + اُسی قلعے مین ایک عمر گذری
کہ ستر برس قید رہا جب پروردگار نے صورت رہائی کی دکھائی اُسکا سامان اسطرح بندھا کہ مہتر قران نامدار عیار طرار خبر گیری
قلعہ طلسم کو آیا اُس سے اول زنبور جادو سے مقابلہ ہوا مہتر قران نامدار نے اُس مکارہ ساحرہ کو بزور تیغ آبدار عیاری سے قتل کیا
اور سر اُسکا کاٹ لیا جسوقت زنبور جادو قتل ہو چکی سحر اُسکا ٹوٹ گیا مہتر قران قلعہ اصلی مین آیا تمام قلعے مین پھرا خوب سیر کی
بعد اُسکے ایک گوشہ مین مسلسل بہ غل و زنجیر مجکو دیکھا مین نے ساری حقیقت اپنی اور نام و نسب اپنا اُسکو بتایا اُسنے بھی
آپ کی طرح سے چاہا کہ سوزن میری زبان سے نکال لے اور مجھکو قید سخت سے رہا کرے مین نے اُسکو بھیجکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان کو بلوایا جب امیر باتوقیر تشریف لاے بڑا معرکہ عظیم ہوا زنبور جادو کا شوہر چنگاسہ جادو کو خبر ہوئی کہ زنبور جادو ہاتھ سے
مسلمانون کے قتل کی گئی وہ اپنے مقام سے دوڑا اور امیر باتوقیر کو گھیرا امیر باتوقیر سے چنگاسہ جادو نے مقابلہ کیا چنگاسہ جادو زیر ہوا
امیر نے اُسکو بیک ضرب تیغ آبدار قتل کیا دو ٹکڑے ہوکے گرا قعر جہنم مین پہونچا امیر حمزہ صاحبقران مجکو رہا کرنے کو آگے بڑھے
دیکھا کہ سامنے نقابدار زرہ پوش ہے اُس سے امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی بڑے بڑے سحر کیے امیر نے بقوت و قدرت پروردگار عالم
و بزور اسم اعظم سب سحر نقابدار زرہ پوش کے باطل کیے آخرکار تیغ آبدار سے اُس نقابدار زرہ پوش کو بھی قتل کیا حمزہ صاحبقران
زمان جب میرے قریب آے مین نے اسم رہائی بتایا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے وہ اسم پڑھ پڑھکر مجکو اُس قید بلا سے
سخت سے رہا کیا مین نہایت ممنون و مشکور ہون کیا یہ احسان کم ہے انسان کو لازم ہے کہ سر سے تنکا اُتارنے کا احسان مانتا اور
حمزہ صاحبقران زمان نے تو میری جان بچاے ایسی بلاے سخت سے نجات دی ہے اگر میرے دم مین دم ہے تو قدم مبارک امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کے کبھی نہ چھوڑونگا اُنکے پسینے پر اپنا خون گراؤنگا اے خواجہ تم ایسا کلمہ کہتے ہو کہ مجھسے دغا نہ کرنا مرد جو منہ سے
کہتے ہین وہ کرتے ہین بقول شخصے قول مردان جان دارد تم مجکو رہا تو ہونے دو دیکھو تو سہی یہان کیسی آفت برپا کرتا ہون تمھارے حکم سے کبھی
باہر نہونگا جو کہوگے وہ کرونگا مگر میری رہائی تمھارے ہاتھ سے تو کسی طرح ممکن نہین ہان تم اپنی کوشش کرکے فیروز جادو کو بلاؤ تو وہ اگر مجکو
رہا کریگا خواجہ نے یہ سنکے کہا اے مریخ جادو فیروز جادو کون ہے مریخ جان نے پھر لکڑی سے زمین پر لکھدیا کہ فیروز جادو ایک مصور
طلسم ہے کہ وہ تصویرین بناتا ہے تمنے دیکھا تو ہوگا کہ بلا جان جادو کے قصر پر تصویرین جو لگی تھین وہ سب اُسی کے ہاتھ کی بنی ہوئی
ہین ایسا خوشنما مصور ہے کہ بہزاد بھی اگر ہوتا تو اُسکے ہاتھ کو چوم لیتا یہ سنکر خواجہ عمرو وہان سے روانہ ہوے اور مریخ جادو سے کہا اپنے کرتم

خاطر جمع رکھنا مین تیری رہائی کی ضرور فکر کرتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے خواجہ عمرو باہر آئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ترانہ عیارہ بلاجان جادو کو سامنے آتے دیکھا خواجہ ٹھہر گئے ترانہ عیارہ نے کہا اے خواجہ عمرو تم کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ آج بیٹھے بیٹھے کچھہ دل گھبرایا تھا مکانات بلاجان جادو کی سیر کو نکلے تھے اُسی طرف سے سب دیکھتے چلے آتے ہین ترانہ عیارہ نے کہا کہ آؤ چلو تھوڑی دیر میرے مکان پر قیام کرو خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلو ترانہ عیارہ خواجہ عمرو کو ساتھہ اپنے لیئے ہوئے مکان پر آیا خواجہ عمرو کو اندر مکان مین لاکر بٹھا دیا دعوت کا سامان کیا گیا یہان شراب کی لاکر سامنے خواجہ عمرو کے رکھین اور نازنین کہا جاکر گرم کی حاضر کین اور کھانے طرح طرح کے لایا دسترخوان بچھایا کھانا چنا خواجہ عمرو کو کھلایا اور بعد طعام لذیذ و آب لطیف کے جام شراب حاضر کیے کباب بطور گزک کھلائے ترانہ عیارہ نے بھی کھانا کھایا پانی پیا اور شغل نائو نوش یعنی شراب بھی ہوا بعد فراغت طعام و نائو نوش سرور انجام خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ عمرو اسوقت تمھاری دعوت کرنے کا یہ باعث ہوا کہ میرا جی چاہا تھا کہ آپ کا گانا سنون کیونکہ آپ کی خوش آوازی اور ترانہ سازی کا تمام شہر والا میں شہرا ہے اگر آپ نے میرے کہنے سے سرفراز فرماکر کھانا نوش فرمایا ہے اور شراب و کباب کا بھی شغل کیا ہے تو میری خاطر سے کچھہ گا سیئے یعنی کوئی غزل عمدہ کسی شاعر نغز کی سنائیے کہ دل محظوظ ہو خواجہ عمرو مجبور ناچار ہوئے کہا اے ترانہ اچھا سن یہ کہکے چوکی ہفت پیوندی نکالی اور کوئی راگنی عمدہ وصف کی اُسوقت بھلی معلوم ہوئی سر ملاکر چھیڑی اور یہ غزل گانے لگے غزل

تو گرفتارون پہ ایسی قید اے صیاد کی
اے صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنہ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگئے
مجھسے یہ کریان نہ اُٹھینگی کبھی صیاد کی
رو رہا ہے قفس مین لاکے گلہائے چمن
رہگئے دل تھام کر وہ مین نے جب فریاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہے جلانے کی مرے
حال وہ مجنون کا کیفیت یہی فرہاد کی

ہین قفس مین سب گھڑی تیلیان فولاد کی
جب رہون زنجیر مین بیداد ہے صیاد کی
کسقدر بے آب یہ تلوار ہے جلاد کی
جس جگہ دیکھا اُجاڑا آشیان اپنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت اندنون صیاد کی
باغ مین ہوگا خزان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کس سے شکایت اُس ستم ایجاد کی
لاکھہ منت اسکی کرتا ہون نہ مگر رکتا نہین

اُسکے کوچے سے اُڑا کر لیچلی بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل مین بھی یہ بیٹھا ہے مجھکو بیڑیان
باغبان مین ہوگئی خو آج کل صیاد کی
نالہ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا
خاک مین ملجائیگی یہ زندگی شمشاد کی
اُسنے کی صحرا نوردی یہ بہارون مین رہا
کیا کرون منت مجکو عادت ہوگئی فریاد کی

خواجہ عمرو نے جو غزل بہ الحان داؤدی گائی ترانہ عیارہ بہت خوش اور آدمی فدا ہو گیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا خواجہ بعد تھوڑی دیر کے ترانہ سے رخصت ہوکر چلے گر پھر اُسی مکان کی طرف آئے اور اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مریخ جان جادو اُسی حال زار مین بیٹھا ہے خواجہ نے کہا اے بھائی تو کہہ تو مین تجکو اپنے ہاتھہ سے رہا کردون مریخ جان جادو نے زمین پر لکڑی سے لکھدیا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مین تمسے کسی طرح رہا نہونگا میرا لکھنا مانو اگر فیروز کتاب دار کو آپ کسی طرح بلا لائین تو البتہ میری رہائی ہوجائے اس امر مین آپ کوشش فرمائین خواجہ یہ کلمہ سنکے وہان سے مہرافروز کے پاس آئے ساری حقیقت مریخ جادو کی بیان کی مہرافروز نے کہا کہ مین فیروز کتاب دار کو ابھی بلواتی ہون یہ کہکر ملکہ نے حکم دیا کہ کوئی فیروز کتابدار کو جاکر بلالائے اور یہ کہدے کہ تصویرین لیتے آئین الغرض حسب الحکم ملکہ کے فیروز کتاب دار تصویرین لیکر حاضر ہوا تصویرین پیشکش کین ملکہ اور خواجہ تصویرون کی سیر کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد فیروز رخصت ہوا خواجہ بھی پیچھے پیچھے اُسکے چلے جب وہ اپنے مکان مین داخل ہوا خواجہ پھر کے چلے آئے دن عیش و نشاط مین بسر کیا جب رات کا وقت ہوا خواجہ فیروز کے مکان مین آئے فیروز نے سامان عیش مہیا کیا اُسوقت خواجہ نے سب حقیقت مریخ جادو کی بیان کی فیروز نے کہا کہ خواجہ سلامت مین حاضر ہون لیکن جبتک بلاجان جادو ہوشیار ہے مجھسے کچھہ نہ ہوسکیگا خواجہ نے کہا کہ یہ ایسی کون سی بات ہے اُسکو گرفتار کیے لیتا ہون دونون آدمی باہم مشورہ کرکے مہرافروز کے پاس آئے فیروز تو ایک مکان مین پوشیدہ رہا ملکہ نے بایمائے خواجہ بلاجان جادو کو طلب کیا جب وہ آکے شریک صحبت ہوا خواجہ نے

شراب بیہوشی آلود پلا کر اُسے بیہوش کیا اُسوقت فیروز جادو باہر آیا بلاجان جادو کے بازو مین ایک تعویذ بندھا ہوا تھا اُسے
کھول لیا اور خواجہ کو ہمراہ لیکے مریخ جادو کے پاس گیا تعویذ کو پانی مین دھوکر مریخ پر چھڑکا سیخچہ زبان سے نکال لیا مریخ جان جادو
فوراً قید سے رہا ہوا تو انائی آگئی سب وہان سے پھر کے مہرافروز کے پاس گئے باہم مشورہ کرکے خواجہ فیروز گنا ہمراہ مریخ جان
جادو مہرافروز لشکر اسلام مین چلے آئے امیر حمزہ صاحبقران سے ساری کیفیت بیان کی امیر حمزہ صاحبقران یہ کل حال
سنکر نہایت خوش ہوئے اور اُدھر صبح کو بلاجان جادو کو ہوش آیا دیکھا تو ملکہ اور خواجہ کا پتا نہین گھبرا کے کنیزون سے دریافت
کیا کہ ملکہ اور خواجہ کہان گئے انھون نے کہا کہ ہم خود انھین ڈھونڈھ رہے ہین اور چارطرف متلاشی ہین کہ ملکہ کہان تشریف لیگئین
بلاجان جادو یہ سنکر نہایت متردد اور متفکر و پریشان ہوا کہ کہان ڈھونڈھون اور کہان جاؤن پھر کچھ سوچ کر باہر آیا اور اپنے پیرون کو
بلوا کر کہا کہ جلد جاؤ اور جاکر خبر لاؤ کہ ملکہ اور خواجہ کدھر گئے ہین یہ سنکر پیر اُسکے بہت جلد جاکر خبر لائے کہ ملکہ مہرافروز اور فیروز گنا اور
اور مریخ جان جادو اور خواجہ عمرو عیار یہ سب لشکر اسلام مین موجود ہین بلاجان جادو یہ خبر سنکر نہایت متوحش اور پریشان
و حیران ہوا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کونسی تدبیر کرون بلاجان جادو تو ادھر اس فکر مین متردد تھا اور اُدھر لشکر اسلام مین
مریخ جادو دفع سحر بلاجان جادو مین مصروف ہوا بلاجان جادو نے سات دیوارین سحر کی بنا کر سد راہ کین تھین اُن دیوارون
کو مریخ جادو نے بزور سحر برطرف کرنا شروع کیا چھ دیوارین تو اُنمین سے بزور سحر برطرف ہوگئین اب ساتوین دیوار کو برطرف کرنے کی فکر
شروع کی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ مریخ جادو نے پہلے ہی امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کر دیا تھا کہ اے امیر با توقیر آپ کو
آج کی شب میری حفاظت بہت لازم اور نہایت پر ضرور ہے اسلیے کہ کہین ایسا نہو کہ محنت میری ضایع و برباد ہو جاے یہ سنکر
امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا تھا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے تمہاری حفاظت کا بندوبست بطور کافی کر دیا جائیگا اُسی وقت
مقبل وفادار خیرخواہ سرکار کو بلا کر ارشاد فرمایا تھا کہ تمھین لازم بلکہ الزم ہے کہ آج شب بھر تم مریخ جادو کی حفاظت اور نگہداشت
بطور کافی کرو اور نہایت ہوشیار اور بیدار رہنا اور خبردار غفلت شعاری کو کام مین نہ لانا مقبل سے یہ ارشاد فرما کر رخصت کر دیا تھا
الغرض مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہوکر حاضر خدمت مریخ جادو ہوا تھا مریخ جادو تو اپنے خیمے مین بیٹھا اور ردسحر مین مشغول ہوا
اور مقبل وفاشعار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے حفاظت اور پاسبانی اور نگہداشت مریخ جادو کی کررہا تھا انکو تو اس حال مین
چھوڑیے اور اب کچھ حال بلاجان جادو کا سنیے کہ اُسکی کیا حالت ہے جب بلاجان جادو نے یہ تماشا دیکھا کہ مین نے جو سات دیوارین
سحر کی بنا کر سد راہ کی تھین اور جنپر مجھے یقین کامل اور پورا وثوق تھا کہ ہرگز ہرگز انمین سے ایک دیوار کو بھی کوئی برطرف نہ کر سکیگا اور اس
مقام پر اب کسی کا سحر کارگر نہ ہو سکیگا انمین سے چھ دیوارین تو برطرف ہو چکین اور اب ایک دیوار باقی ہے تو جسنے چھ دیوارین برطرف
کر دین اُسکے نزدیک اس ایک دیوار کا برطرف کر دینا کیا بات ہے حد سے زیادہ متفکر اور متردد ہوا اور بکمال رنج و ملال نے آکر اُسکو
گھیر لیا عقل اُسکی تشریف لیگئی سوچ رہا ہے کہ اب کیا فکر کرون اور کیا تدبیر کرون الغرض ایک ساحر زبردست کرگس جادو نامے کو اسنے بلا کر کہا
کہ اے کرگس جادو جسطرح تجھسے ہو سکے آج ہی رات کو جاکر کسی نہ کسی طرح مریخ جادو کو باندھ لا اگر تو آج رات ہی رات اُسکو گرفتار کر لائیگا تو مین
تیرا بہت زیادہ ممنون منت و احسان ہونگا یہ سنکر کرگس جادو جلد جلد روانہ ہوا جاتے جاتے ٹھیک دو پہر رات گئی تھی کہ خیمہ مریخ جادو
کے برابر آ پہونچا اور خیمے کے برابر آکر چاہتا تھا کہ سحر کرنا شروع کرے قضاے کار اور اتفاقات روزگار مقبل وفادار کی نظر کرگس جادو
پر جا پڑی کہ کوئی ساحر تاک لگائے ہوئے خیمے کے برابر کھڑا ہوا ہے بس نظر کا پڑنا تھا کہ مقبل وفادار نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کر بھر زور ایسا
تاک کر مارا کہ تیر دو سار ہو گیا اور کرگس جادو کی پشت سے نکل گیا اُسکے گرنے کے بعد بڑی دیر تک ایک غل و شور اور ہنگامہ عظیم برپا رہا
جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور غل و شور موقوف ہو گیا تو ایک آواز آئی کہ مارا جوان کشتے نام من کرگس جادو بود یہ آواز
خیمے مین مریخ جادو نے بھی سنی سنتے ہی اس آواز کے مریخ جادو اپنے خیمے سے باہر نکل آیا اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ

کرگس جادو مرا ہوا پڑا ہو کرگس جادو کو مردہ دیکھا مریخ جادو نہایت خوش و مسرور ہوا اور اپنے خیمے مین جاکر دیوار ہفتم کے برطرف
کرنے مین ہمہ تن مشغول ہوا اُدھر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مریخ جادو چھ دیوارین گرا چکا ساتوین دیوار کے گرانے مین
مصروف ہو بلاجان جادو نے کرگس جادو کو مریخ جادو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اُسکا کام مقبل نیکنام نے تمام کیا امیر یہ سنکر
نہایت خوش ہوے اور ادھر مریخ جادو نے دیوار ہفتم کا بھی فیصلہ کیا وہ بھی نیست نابود ہوئی اب جو یہ رنگ بلاجان جادو نے
دیکھا کہ کرگس جادو بھی پھر کر نہ آیا اور یہان ساتون دیوارون کا خاتمہ ہوگیا معلوم ہوتا ہو کہ کرگس جادو بھی مارا گیا اور بلاجان جادو نے
اپنا کام بخوبی انجام دیا قلعہ کو توپ و تفنگ اور اسلحہ جنگ سے خوب درست و آراستہ کیا اور ہر طرح کا بند و بست کر کے لڑائی کا پیام دیا کہ
یہ سب جھگڑے بازیان تو ہو چکین سحر و ساحری کی باتین ختم ہوئین لیکن اب اگر آپ کو دعوی مردی اور مردانگی کا ہو اور غرہ صاحبقرانی ہو تو بسم اللہ
میدان مین نکلیے اور تیغ و تیر و گرز و شمشیر سے ہمارا مقابلہ کیجیے یہ سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے عزم بالجزم کر دیا کہ ہم خود تنہا جاکر زبان
تیغ سے اسکو جواب دینگے اور جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے یہ مردود ازلی اور مقہور سرمدی اپنے دل مین سمجھا کیا ہو جو اسطرح کے کلام لغو اور بیہودہ
منھ سے نکالتا ہو اللہ اسکی بھی یہ مجال ہو جب امیر کشور گیر کا یہ ارادہ مستحکم مریخ جادو اور فیروز کتاب دار کو معلوم ہوا فورًا دونون کے
دونون حاضر خدمت فیضدرجت طلازمان والاشان امیر حمزہ صاحبقران ہوے اور بعد ادب گذارش کیا کہ ہمارے نزدیک یہ عزم
صاحبقرانی کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ حضور یہ قلعہ جعلی ہو تو کا قاعدہ نہین ہو حضور کو اس امر مین سمجھ بوجھکر قدم اُٹھانا
چاہیے اور بہت احتیاط سے چلنا چاہیے امیر قلعہ گیر نے التماس مریخ جادو اور فیروز کتاب دار کو سنکر قبول فرمایا اور اپنے ارادے سے
باز رہے لیکن بلاجان جادو پر جون جون دیر گذرتی ہو خواب و خور حرام ہوتا جاتا ہو اور نہایت پریشان حال اور مختل الحواس ہو کہ
اب کیا فکر و تدبیر کرے آخر اُسی پریشانی مین ترانہ عیار کو بلا کر کہا کہ اے ترانہ یہ وقت تمہارے خاموش رہنے کا نہین ہو اے ترانہ یہ وقت
مدد ہو اور تمہارے حوصلہ اور عالی ہمتی سے یہ امر بہت بعید ہو کہ تم خاموش بیٹھے رہو اے ترانہ اگر آج رات کو تم جاکر کسی طرح امیر کو گرفتار
کرلا دو تو مزا ہو اور لطف عیاری و ساحری ہو ورنہ سب کچھ ہیچ پوچ ہو اگر تم امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرلاے تو بڑا کام کیا
مین تمھین ایسا مالا مال کر دونگا کہ تم بھی حد سے زیادہ خوش و مسرور ہوگے دولت دنیا سے ایسا نہال کر دونگا کہ تمہارے پاس رکھنے کی جگہ
نہ ملیگی ترانہ نے یہ سنکر کہا کہ خیر منھ سے تو نہ کہونگا مگر جو کام کرونگا اُسے آپ خود دیکھ لینگے یہ کہکر اُسی وقت بلاجان جادو سے رخصت ہو کر
راتی راتا قلعے سے نکلکر داخل لشکر اسلام ہوا اور اپنی صورت تبدیل کر کے خیمہ خوابگاہ امیر حمزہ صاحبقران کے برابر آیا اور آتے کے
ساتھ ہی خنجر کمر سے نکالکر سراچہ کو چاک کیا اور خیمۂ صاحبقرانی مین داخل ہوا اور امیر با توقیر کے پلنگ کے برابر آکر بیٹھ گیا اور بیلہ عیاری اپنے
ہاتھ مین پہنکر ہاتھ کو چرب کر کے اور کفچہ مین داروے بیہوشی رکھکر امیر کشور گیر کے دماغ سے ملا دیا جب امیر حمزہ صاحبقران نے
نفس کشی کی تو داروے بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی بس بیہوشی کا دماغ مین چڑھنا تھا کہ ترانہ تو لوٹ مار کر امیر کے پلنگ کے نیچے چھپ گیا
اور ادھر امیر حمزہ صاحبقران کو بڑے زور سے چھینک آئی آنکھ کھولکر داہنے بائین نظر کی جب کسی کو گرد اگرد نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکر
آنکھ بند کر لی اور بیہوش و بدحواس ہوگئے بس امیر کا بیہوش ہونا تھا کہ ترانہ عیار امیر کے پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پلنگ کے نیچے
سے نکلکر اپنے بازو سے حلقہ ہاے کمند کھولے امیر با توقیر کو باندھ لیا اور کمند مین باندھکر چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ بدوش کر کے
صحیح و سلامت اُسی سراچہ کی راہ سے جسے خنجر سے چاک کیا تھا صاف لیے ہوے نکلگیا اور یہان کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی اور راتی راتا
چلنا شروع کیا جاتے جاتے صبح ہوتے داخل قلعہ ہوا یہان بلاجان جادو تیرہ رو بصد آرزو انتظار ترانہ جادو مین کھڑا ہوا تھا
کہ ترانہ سامنے سے پشتارہ بدوش نظر آیا بلاجان جادو ترانہ کو دیکھکر آگے بڑھا اور جاکر ترانہ کے قریب چپکے سے پوچھا کہ کیون ترانہ
خیر تو ہو جلد بیان کر کہ اپنا کام کر آیا یا نہین ترانہ نے جواب دیا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہوتے ہین اے بلاجان جادو مبارک ہو کہ
مین امیر حمزہ صاحبقران کو جاکر گرفتار کر لایا اور صاف نکلا ہوا چلا آیا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی بلاجان جادو نے پوچھا کہ اے ترانہ

سمجھ کہ تو امیر کو گرفتار کر لایا ترانہ نے عرض کیا کہ یہ دیکھیے تو پشتارہ میرے کاندھے پر ہے ای بلا جان جادو مین نے جاتے کے ساتھ ہی
سراپردے کو خیمہ خوابگاہ امیر کے چاک کیا اور چاک کرکے خیمہ کے اندر گیا اور داروے بیہوشی سنگھا کر حلقہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر
عیاری مین باندھکر پشتارہ بدوش کرکے آیا بس یہ سنکر بلا جان جادو کی جان مین جان آگئی ترانہ جادو کو خلعت دیا اور حسب
وعدہ بہت کچھ زر و مال ترانہ جادو کو دیا کہ وہ نہایت مسرور ہوا بعد اسکے اسی وقت آہنگرون کو بلایا فوراً آہنگر حاضر ہوے بلا جان
جادو نے آہنگرون سے حکم کیا کہ بہت جلد حمزہ کو طوق اور ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر زندانخانے مین بھیجدو اسی وقت آہنگرون نے
ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق پہنا دیا اور بلا جان جادو نے امیر کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود
وہ کافر ناپاک مصروف عیش و عشرت ہوا دربار آراستہ کیا حکم دیا کہ تمام عیاران ناہنجار اور ساحران بدکردار آکر مجتمع ہون سامان
شراب خواری مہیا کیا جاے طائفون کو حکم ملا کہ آکر مجرا کرین بموجب حکم تمام عیار اور سردار اور ساحر دربار مین بلا جان جادو کے
حاضر ہوے کل سامان شراب خواری لا کر مہیا کیا طائفے آنا شروع ہوے جب کل ساز و سامان مہیا ہو چکا اور دربار بھی مملو ہو چکا
تو اسنے تمام عیارون اور سردارون اور ساحرون کو خلعت و انعام تقسیم کیے کہ آج مین نے اپنے دشمن پر فتح پائی اور اسکو اسیر کر لیا
ترانہ کو باردگر خلعت و انعام دیا ناچ شروع ہوا اور شراب کا دورہ ہونے لگا جب سب کے سب نشہ مین چور ہوگئے اور بلا جان
جادو کو بھی خوب نشہ ہو گیا تو اسوقت بلا جان کو ایسی کی سوجھی چوبدار کو حکم دیا کہ لاو حمزہ کو دربار مین حاضر کرو بموجب حکم چوبدار
جھپٹتا ہوا گیا اور جلد حمزۂ صاحبقران کو لا کر حاضر دربار کیا جب امیر دربار ناہنجار مین داخل ہوے تو بطریق اہل اسلام سلام کیا
جواب سلام تو وہان کون دیتا تھا مگر جواب مین سلام کے حمزہ پر طعن و تشنیع شروع کی کہ کیون ای حمزہ اب کیا سامان تجکو نظر
آتا ہے اور اپنے کو یہان کسطرح پاتا ہے اب بھی ہواے صاحبقرانی دماغ مین آتی ہے اور اب بھی بوے امارت مشام جان مین جاتی ہے
اب بھی کچھ حکومت و سلطنت کا سمان پیش نظر ہے اب وہ سرداری کہان ہے اور اب کیا حال ہے کچھ کہو تو یہ سب باتین سنکر امیر نے جواب دیا
کہ مین اپنے کو یہان اسطرح پاتا ہون کہ جسطرح شیر روباہون مین ہوتا ہے یا رستم چند کینہ خواہون مین یہ کلام حیرت انجام امیر باتوقیر کا سنکر
اُس مردود ازلی کو غصہ آگیا اور جام شراب کا کہ اسکے ہاتھ مین تھا امیر باتوقیر پر کھینچ مارا کہ وہ سینۂ بے کینۂ امیر پر آکر لگا جام بھی ٹوٹ گیا اور شراب
بھی امیر باتوقیر پر گری پس شراب کا امیر پر گرنا کہ یہ حال ہوا امیر کا کہ بسبب غیظ و غضب کے اعضا امیر کے کانپنے لگے اور منہ سرخ ہو گیا
زمانہ ناہنجار اور فلک کج رفتار پر نظر کی اور دنیاے دنی پیش نگاہ بالکل تیرہ و تاریک ہو گئی اور اسی غیظ و غضب اور حالت تعب
مین جو زور کیا تو وہ سب طوق و سلاسل مثل تار ہاے عنکبوت ٹوٹ گئے اور ساری قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اور اُس قید سے بالکل
آزاد ہوے بلا جان جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کل قید جسم امیر سے جدا ہو گئی اُس ملعون ازلی نے سحر کرنا شروع کیا وہ کافر جو سحر کرتا
جاتا تھا اور امیر کشور گیر رد سحر کرتے جاتے تھے کسی قسم کا سحر امیر پر کارگر نہ ہوتا تھا جب بلا جان جادو نے یہ رنگ دیکھا کہ امیر باتوقیر پر
سحر کارگر نہین ہوا تو تیغ کمر سے کھینچکر امیر حمزۂ صاحبقران پر حملہ آور ہوا امیر نے وار اُسکا خالی دیا تیغ اُسکا زمین پر گرا سر بلا جان
جادو کا جھک گیا بس اُسکا سر جھکنا تھا کہ امیر باتوقیر نے اس بلا کا گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ کاسۂ سر اُسکا سو ٹکڑے ہو گیا اور وہ
ملعون زمین پر گر کے تڑپتے تڑپتے رہرو راہ عدم ہوا اور شعلہ افروز نار جہنم ہوا بس اُسکا واصل جہنم ہونا تھا کہ لپک کر
امیر کشور گیر نے سپر اور شمشیر اُس ملعون ازلی اور مقہور سرمدی کی اپنے قبضے مین کی اُن کفار ناہنجار نے جو یہ رنگ دیکھا کہ اب تلوار
امیر کے ہاتھ مین آگئی اب بھلا کون امیر سے جان بچائیگا بس یہ سوچ کر چار طرف سے ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر جب یا علیؑ مدد
کہکر تلوار مارتے تھے ایک ہاتھ مین دس دس اور بیس بیس واصل جہنم ہو رہے تھے تیغ بیدریغ سے امیر باتوقیر کی جاے پناہ نہ تھی
خون کا دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے ایک تھوڑی ہی دیر مین تمام عیار اور ساحر بر بزیر گرنے لگے ہر ایک کی جان پر
بن گئی سب کو امید منقطع ہو گئی کہ اب امیر کی تیغ بیدریغ سے پناہ ملنا دشوار ہے اور فتح پانا تو ایک امر محال ہے اور بعید از خیال ہے

اور امیر برابر سن سن تلواریں مارتے ہوئے اس سرے سے اُس سرے تک اور اس غول سے اُس غول تک یا علیؑ ولی کہتے ہوئے
لاش پر لاش گراتے ہوئے نکل جاتے تھے اور علی الاتصال نعرہ ہاے شیرانہ بلند کر رہے تھے کہ گنبد فلک ہل رہا تھا اب جو باقی ماندہ ساحر
وغیرہ تھے اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ بھلا بلا جان جادو ایسے ساحر زبردست سے تو امیر با توقیر کا بال بیکا نہو سکا قید بھی کیا زندانخانہ بھی
دکھایا سب حیلے پورے کرنا چاہے مگر پھر بھی کچھ نہو سکا اور آخر کار مارا گیا اور اپنے ساتھ لگے اتنے ساحر اور عیاروں کا خون کرا دیا
تو بھلا ہم لوگ کب امیر حمزہ صاحبقران سے عہدہ برآ ہونگے اگر اپنی جان بچانا ہو اور خیریت منانا ہو تو بہتر یہ ہی کہ اطاعت حمزہ
اختیار کرو اور سامنے حمزہ کے چلکر سر اطاعت جھکاؤ یہ سوچ کر یکبارگی سب نے شور الامان الامان یا امیر حمزہ صاحبقران
بلند کیا یہ سنکر امیر نے جواب پایا کہ امان بشرط ایمان تمام ساحر دست بستہ خدمت میں امیر با توقیر کشور گیر کی نہایت ادب سے سر جھکاے
ہوے حاضر ہوئے اور حسب ہدایت و ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مطیع اسلام ہوئے معلوم ہوا کہ وہ
نقابدار سرخ پوش بھی بلا جان جادو تھا امیر سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت نہایت عجز و انکسار سے بجا لائے تمام مال و اسباب
اور زر و جواہر قلعہ کا اپنے قبضہ میں کیا اور چند روز وہاں قیام فرما کر مہر افروز کو سپرد خواتین معظمہ کر کے کوچ فرمایا اور دربند
خار کیہ کا راستہ لیا اب یہاں سے امیر حمزہ صاحبقران کو تو یہیں چھوڑ دیجیے اور حال اُدھر کا گوش دل سے سماعت کیجیے
کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور مہتر قران اور اسد نوجوان باغ بہشت میں جہان افروز وغیرہ سے ادھر ہمصحبت ہیں
اور لقاے روسیاہ بمعیت بختیارک و گردمرد و یاقوت شاہ شریک صحبت عیش ہے ناچ ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے
جام مئے ارغوانی گردش میں ہے راگ والے چھیڑ رہے ہیں رباب و مرچنگ بج رہا ہے نہایت عیش اور نشاط کی صحبت ہے سب کے
سب نشہ میں چور رہیں کہ اسد نے لقا سے خطاب کیا کہ اے خیرہ سر میں شاہزادہ بدیع الزمان کو تو اپنی دامادی میں قبول کر
یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اچھا میں نے بھی تقدیر کی اور بختیارک سے کہنے لگا کہ او بختیارک بہت جلد جہان افروز کا نکاح شاہزادہ
بدیع الزمان کے ساتھ پڑھدے بختیارک نے فوراً صیغہ عقد کا پڑھدیا نکاح نامہ لکھا گیا قران نے اُس نوشتہ پر لقا کی مہر
کروالی جب شاہزادہ بدیع الزمان کا نکاح جہان افروز کے ساتھ ہو گیا اور سارا مرحلہ عقد طے ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم مہر افروز کو اسد نوجوان کے ساتھ منعقد کر دو یاقوت شاہ نے بھی اس امر کو بطیب
خاطر قبول کیا اور بختیارک سے کہا کہ مہر افروز کا عقد بھی اسد نوجوان کے ساتھ پڑھدو بختیارک نے مہر افروز کا صیغہ عقد
اسد نوجوان کے ساتھ پڑھدیا جب دونوں عقد نکاح واقع ہو چکے تو آپس میں یہ صلاح ہوئی کہ یہاں سے جہان افروز
اور مہر افروز کو لیچلیے تو نہایت مناسب ہے مہتر قران نے یہ سنکر کہا کہ کونسا امر مشکل ہے اور اسمیں کیا دقت ہے میں ابھی لیے
چلتا ہوں بات ہی کیا ہے بس قران یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بختیارک کو اپنے ساتھ لیکر وہاں سے چلا باغ بہشت سے نکلکر لقا
کے اصطبل کا راستہ لیا اور بختیارک سے راہ میں کہا کہ اے بختیارک میں تو اصطبل کو جاتا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو مگر کچھ کہنا
سننا نہیں اور جو کچھ میں داروغہ سے اصطبل کے بات چیت کروں تو تم اتنا کرنا کہ اُسکی تصدیق کر دینا اور اگر بختیارک تمنے اُسکے
کچھ بھی خلاف کیا تو یہ سمجھ لو کہ جان ہی سے مار ڈالونگا اور ذرا بھی تامل نہ کرونگا اب اسوقت میں ہوں اور تم ہو کسی کو یہ
خبر بھی نہو گی بختیارک نے کہا کہ میری کیا مجال جو میں آپ کی عدول حکمی اور خلاف ورزی کروں آپ ہر طرح سے اطمینان
رکھیے جو کچھ آپ داروغہ اصطبل سے ارشاد فرمائیگے میں ضرور اسکی تصدیق کر دونگا مجھے اُسمیں عذر ہی کیا ہے آپ چلیں تو سہی
غرض مہتر قران اور بختیارک باغ بہشت سے نکلکر اصطبل میں آئے اور داروغہ اصطبل سے مہتر قران نے کہا کہ بہت جلد سو
گھوڑے تیار کر کے خاصہ کے مجھے دو میں بحکم لقا یہاں آیا ہوں تعویق نہ کر داروغہ حیران ہوا کہ بھلا اسوقت سو گھوڑوں
کا کیا کام ہے حیران ہو کر صورت دیکھنے لگا کہ بختیارک نے کہا کہ تمھیں اس امر میں کیا مداخلت ہے اے مضراب گلہ بان حکم ہے خداوند

لقا کا کہ جتنے گھوڑے مہتر قران مانگیں اُتنے گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے اسکے حوالے کرو تعویق نکرو یہ سنکر مضراب
گلہ بان نے کہا کہ اگر حکم خداوند لقا کا ہی تو بہت مجھے آمین کیا عذر ہی میں ابھی سو گھوڑے کیا اگر دو سو گھوڑے کہیں تو تیار کرکے
حوالے کردوں الغرض مضراب گلہ بان نے اُسی وقت سو گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے مہتر قران کے حوالہ کردیے
مہتر قران خوش خوش وہ مرکب تیز رفتار لیے ہوئے مع بختیارک پھر باغ بہشت میں آیا اور بدیع الزمان اور اسد سے
عرض کیا کہ بسم اللہ اُٹھیے کہ میں نے سامان راہ روی مہیا کرلیا اب جو بدیع الزمان نے غور کرکے دیکھا تو لقا اور گردمرد
اور یاقوت شاہ اور بختیارک کو تنہا پایا سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانے پوانے جا چکے تھے بس وقت فرصت کو غنیمت جانکر
دارو ے بیہوشی اُڑائی وہ جسکے سبب بیہوش ہوکر گرے بس جھٹ پٹ مہتر قران اور اسد نوجوان اور شاہزادہ
بدیع الزمان نے لقا اور بختیارک اور گردمرد اور یاقوت شاہ کو کس کس کر ستون سے باندھ دیا اور مہر افروز اور
جہان افروز کو اُنکے مال اور اسباب اور کنیزوں سمیت اپنے ہمراہ لیکر باغ بہشت سے نکلے اور مرکبان صبا رفتار اور تیز دم پر
سوار ہوکر شہر سے جلد جلد باہر آئے اور کوہستان کا راستہ لیا جب مہتر قران اور اسد اور بدیع الزمان مع مہر افروز
و جہان افروز اور کل ساز و سامان جاچکے تو بعد تھوڑی دیر کے لقا کو ہوش آیا اب جو دیکھتا ہی تو خود بھی ستون سے
بندھا ہوا ہی اور گردمرد اور یاقوت شاہ اور بختیارک بھی ستون سے بندھے ہوئے ہیں یہ دیکھکر لقا بہت ہی گھبرایا
کہ ارے یہ کیا غضب ہوا اور اسی حالت میں چلایا کہ ای بندگان من مرا دریابید لقا کی یہ آواز سننے کے ساتھ ہی ہر چہار
طرف سے ساکنان بہشت دوڑ پڑے آکر کیا دیکھتے ہیں کہ خداوند ستون سے بندھے کھڑے ہوئے ہیں اور میاں یاقوت
شاہ اور بختیارک اور گردمرد بھی ستون سے کسے ہوئے کھڑے ہوئے ہیں حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی غرض جسطرح ہوا
لقا اور یاقوت شاہ اور بختیارک و گردمرد کو ستون سے کھولا جب میاں لقا اُس قید و بند سے آزاد ہوئے تو جلدی تمام
وہاں سے قیلولوں پر آئے اور آنے کے ساتھ ہی نقارہ دربار کا بجوایا نقارہ دربار کے بجتے ہی تمام سردار اور عیار وغیرہ مقرب بارگاہ
آآکر حاضر دربار ہوئے جب دربار جمع ہوچکا اور سب سردار آچکے تو لقا نے گنجاب اور قہرمان عجم اور اجل خشت انداز اور
قہر بن عنتر سو کیا ے طوفانی اور سہیل آتشباز وغیرہ سے خطاب کیا کہ ای سرداران نیک اطوار و نمکخواران وفادار سرکار
میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ جلد یہاں سے جاؤ اور بدیع الزمان اور اسد اور قران نور خالص چکیدہ قدرت جہان افروز کو
باغ بہشت سے لیکر بجالا کی و تیز دستی نکل گئے ہیں اُنھیں جاکر جلد گرفتار کرلاؤ ورنہ عذاب و عقاب خداوندی میں مبتلا ہوگے
اور کہیں کے نہ رہوگے یہ حکم محکم سنتے ہی گنجاب اور قہرمان عجم اور اجل خشت انداز اور قہر بن عنتر سو کیا ے طوفانی
اور سہیل آتشباز مع بختیارک ولد الزنا و دیگر ساحران و عیاران زبردست و چالاک بجمعیت فوج بیشمار تعاقب میں مہتر قران
اور اسد اور بدیع الزمان کے روانہ ہوئے لیکن اسطرف بدیع الزمان اور اسد و مہتر قران جہان افروز اور مہر افروز
وغیرہ کو لیے ہوئے دامن کوہ میں پہونچے سب آپسمیں بیٹھے ہوئے بعیش و عشرت تمام باتیں کررہے تھے کہ یکایک اسد جو بیٹھا ہوا تھا
یا گھبراکر اور بدحواس ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور متوحش ٹہلنے لگا بدیع الزمان نے جو یہ حال دیکھا قران سے کہا کہ ای مہتر قران میں نے
اسد کو کبھی ایسا سراسیمہ نہیں دیکھا جیسا کہ اسوقت اسد بدحواس اور پریشان ہوگیا ہی ذرا دیکھو اسکا حال کیا ہی یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں کہ سامنے سے گرد و غبار کا ایک تتق اُٹھا اور گنجاب وغیرہ لشکر لیے ہوئے پہونچے اور چار طرف سے آکر گھیر لیا اور آواز دی
کہ ای مغضوبان خداوند لقا ہوشیار ہوجاؤ کہ اجل تمھاری تمھارے سر پر آگئی ہی مارے جاؤگے اگر کچھ دعویٰ مردی ہو تو پہاڑ سے نیچے
اُترآؤ ورنہ ہم وہیں آکر تمھیں گرفتار کر لینگے اور نہایت ذلت و خواری سے سامنے خداوند لقا کے لے جائینگے جب یہ آواز بدیع الزمان
نے سنی تو قران سے کہا کہ اسد نے شاید سواد لشکر دیکھ لیا تھا اسوجہ سے مضطر ہوگیا ہی اچھا پھر اب بتاؤ کہ تمھاری کیا رائے ہی

قران نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے نیچے اُتر چلیں اگر قضا آکے برابر ہوئی ہے تو یہاں بھی آئیگی اور وہاں بھی اور اگر فتح ہوئی تو پھر کیا کہنا ہے اور اگر یہاں سے نہ چلے تو وہ سب یہاں ضرور چڑھ آئینگے پھر اس دامن کوہ میں اتنی سی جگہ نہیں ہے کہ جہاں لڑ بھی سکینگے گرفتار ہو جائینگے دل کا حوصلہ دل ہی میں رہ جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہاڑ کے نیچے چلے چلو اور خدا پر تکیہ کر کے لڑنا شروع کرو اگر نصرت الٰہی شامل حال ہو جائیگی تو یہ فوج کیا ہے اگر اسکے تگنی اور چوگنی بھی سامنے آئیگی تو اُسے بھی مار کر ہٹا دینگے یہ مشورہ پسند آیا اور اسد اور قران اور بدیع الزمان پہاڑ سے نیچے اُترے فوج لقا تو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے کھڑی تھی انکے آتے کے ساتھ ہی سب کے سب ٹوٹ پڑے اور جا بجا تلواریں کھینچ گئیں جنگ پر مستعد ہو گئے تلوار چلنے لگی اسد و بدیع الزمان اور مہتر قران نے لڑنا شروع کیا یہاں تو اسد اور بدیع الزمان اور مہتر قران لڑ رہے ہیں انکو اسی حال پر لڑتا چھوڑ دے اور اب حال شاہزادہ مخادر سپاہ کا سنیے کہ جو یہاں سے شہر زر تاشیہ کو روانہ ہوا تو اُسنے جا کر شہر زر تاشیہ میں عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اور بعد قتل عنجق بن سہیم شیر شکار زرہسپ نیزہ دار سے جا کر ملاقات کی اور اُس سے کہا کہ ای زرہسپ نیزہ دار میں تمہارے پاس اسلیے آیا ہوں کہ میں نے عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اب تم ملکہ گیتی افروز کی حفاظت کرو اسکی نگہداشت بخوبی کی عمل میں لاؤ میں ملک سائل کو جاتا ہوں کہ میرا چچیرا بھائی شاہزادہ بدیع الزمان وہاں موجود ہے میرا قیام اب یہاں محض بے سود ہے زرہسپ نیزہ دار نے یہ سنکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور آپ تشریف لیجایئے میں ہر طرح قلعہ کی اور ملکہ کی نگہداشت کرونگا کسی کو آنکھ بھر بھی کر کے قلعہ زر تاشیہ کی طرف نہ دیکھنے دونگا یہ سنکر شاہزادہ مخادر سپاہ ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اُسنے بصد اشتیاق گلے سے لگایا اور بہت سی تشفی و دلاسا دیا اور چار روز وہاں قیام کر کے ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہو کر بیست سواران ہمراہ کہ جنکی تعداد سات ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھی روانہ ہوا جلد منزل بمنزل براہ کوہ و جبل طے کرتا ہوا چلا آتا تھا آتے آتے اُسوقت وہاں پہونچا کہ جسوقت یہاں شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد نوجوان اور مہتر قران چند عورتوں سے ہزارہا کفار کے حلقے میں گھرے ہوئے تھے برابر تلوار چل رہی تھی یہ تینوں جوان اُس ہزارہا کی جمعیت میں اسطرح بے خوف و ہراس لڑ رہے تھے کہ ذرا بھی خیال تنہائی نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکے ساتھ بھی ہزارہا کی جمعیت ہے اگر اُنسے کچھ زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے کسی طرح کی شکستگی و ہراس چہرے پر نہ تھا یہ تینوں بہادر ادھر سے اُدھر اس غول سے اُس غول تک اس پرے سے اُس پرے تک اسطرح تلواریں مارتے ہوئے نکل جاتے تھے کہ جسطرح شیر غضبناک جمعیت روباہ پر حملہ آور ہوتا ہے شور گیر و دار بلند تھا آوازہ گیر و بزن گنبد فلک کو ہلا رہا تھا خون کا ایک دریا بے موج بہ رہا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے تھے جوں جوں لاش پر لاش گرتی تھی دوں دوں انکی جرائتیں اور بڑھتی جاتی تھیں اور بڑھ بڑھ کے تلواریں مار رہے تھے لیکن اس معرکہ عظیم میں مہتر قران عجب کام کر رہا تھا کہ ناموس کی حفاظت کرتا تھا اور برابر لڑ بھی رہا تھا جب کوئی ناموس کی جانب بڑھتا فوراً قران نے ناموس کو پس پشت کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو گیا اور مارنا شروع کیا جو سامنے آتے تھے مار کر انکو پسپا کر دیا اسطرح ہاتھ سب میں برابر چل رہا تھا کہ گویا ہاتھ میں قوت برقی کا پورا اثر آگیا تھا یا ہاتھ اسکا برق کے سانچے میں ڈھال دیا تھا ہاتھ برابر چل رہا تھا سیکڑوں کفار دوں کو داخل جہنم کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا نظم

سریع السیر چون باد بہاری ‏— جہاں سر ہنگ کے خنجر گذاری
بلائے جان و جسم کا فرانم ‏— غلام حیدر و مہتر قرانم

ادھر بدیع الزمان عالیشان کا نعرہ شیرانہ بلند تھا یہ تیغم بیبے ملک اسلام شد ✦ کہ سر فتنہ بد اختر نام شد ای ناہنجارو کہاں بھاگ کر جاؤگے اور کہاں میری تیغ بیدریغ سے تمکو پناہ ملیگی اگرچہ یہ سب بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے سیکڑوں کے وار سے بار کر رہے تھے مگر اُس لشکر کثیر اور جم غفیر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک ہزار میں سے ایک کم ہو گیا کچھ معلوم بھی نہ ہوتا تھا مگر اللہ پر تکیہ کیے ہوئے یہ جری برابر لڑ رہے تھے اور اُنسے بڑھے ہوئے تلوار کر رہے تھے اور اپنے خدا سے استعانت چاہتے تھے کہ یکایک قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اسد اور مہتر قران اور بدیع الزمان چند عورتوں سے اس فوج

لشیر سے لڑ رہے ہین کہ جسکا اور چھور ہی نہین معلوم ہوتا تاب باقی نہ رہی بس کھینچکر پکار کے افراسیابی نعرہ کرکے کفار پر آ پڑا اور صفون کو
درہم برہم کرتا ہوا مارتا پیٹتا جسطرح ہوسکا بدیع الزمان کے پاس آیا صاحب سلامت ہوئی تلوار کھینچکر مع فوج یہ بھی ٹوٹ پڑا قضاے کار
اتفاقات روزگار یہ توڑنے مین مصروف تھے کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی دختر یاقوت شاہ یعنی ملکہ مہر افروز کو نہایت پھرتی اور
چالاکی و عجلت سے اُٹھا لیگیا قاسم نے دیکھا کہ مہر افروز کے غائب ہوجانے سے جہان افروز نہایت ہی مضطر اور پریشان ہی اور گھبرا گھبرا کر
ہر چہار طرف بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھ رہی ہی کہ یکایک یہ کیا سانحہ ہوا کہ میری مصاحب اور ہمراز مجھسے جدا ہوگئی قاسم نے مہروند سے
کہا کہ ای مہروند جسطرح ہوسکے بہت جلد جہان افروز کو یہان سے بچاکر لیجا اگر تو صحیح و سلامت با آسایش و آرام ملکہ جہان افروز کو نکال لیجائیگا
اور کسی قسم کا رنج و صدمہ جہان افروز کو نہ پہونچیگا تو مین تجکو بہت انعام و اکرام دونگا اور تجھسے بہت خوش ہونگا یہ حکم قاسم کا سنکر مہروند آگے
بڑھا اور بہت چالاکی اور تیزدستی سے ملکہ جہان افروز کو مع اسکی کنیزان ہمراہی اور اسباب ضروری کے صاف نکال لیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام
کے ہمراہ کیا اور مظفر سے کہا کہ ملکہ جہان افروز کو بہت جلد اور نہایت ہوشیاری سے قلعہ زرتاشیہ مین پہونچا دو دیکھو حکم ہی قاسم کا کہ کسی قسم کا
صدمہ اور رنج و تکان ملکہ جہان افروز کو نہ پہونچے مظفر ملکہ جہان افروز کو لیکر قلعہ زرتاشیہ پر روانہ ہوا اب جب یہ خرخشہ بھی موقوف ہوا تو اب
باطمینان تمام لڑنا شروع کیا اور چارون آدمی ایک جگہ جم گئے بے پناہ ہاتھ تلوار کے پڑنے لگے بڑی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کہ اثناے جنگ مین
گھوڑا بدیع الزمان کا مارا گیا قاسم نے مہروند کی طرف دیکھکر کہا کہ ارے جلد کوئی مرکب کہین سے جاکر لا فوراً یہ سننے کے ساتھ ہی مہروند لپک
گیا اور بہت جلد ایک مرکب تیز رفتار صبادم ہم پہونچا کے لے آیا اور خدمت بدیع الزمان مین حاضر کیا بدیع الزمان فوراً اُس اسب تیزگام پر سوار
ہوکر مصروف کارزار ہوے نہایت جرأت و تہور سے مقابلہ کیا مگر یہ قلیل آدمی اُس فوج کثیر اور جم غفیر کا کہانتک مقابلہ کرتے آخر کار لڑتے لڑتے
جتنے ہمراہی شاہزادہ قاسم کے تھے وہ سب مارے گئے اور جو چند لوگ بچگئے تھے وہ تاب مقاومت نہ لاسکے اور مفرور ہوگئے پھر بھی چارون
دلاور یکہ و تنہا باقی رہگئے مگر اب یہ بھی لڑتے لڑتے تھک چلے ہین کہ بختیارک نے گنجاب سے کہا کہ اب یہ چارون خداپرست بھی یہان سے
جایا چاہتے ہین جہان افروز تو جا ہی چکی ہی جسطرح ہو ان چارون کو گرفتار کرلینا چاہیے اگر اب بھی تعویق و تامل کیا تو یہ صاف نکلکر چلے
جائینگے اور پھر کسی سے نہ ہوسکینگے سواے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور عتاب خداوندی مین الگ مبتلا ہونگے جلد کمندین
مارکر انکو گرفتار کرلو اب راستہ کسکا دیکھتے ہو کہو عیارون سے کہ جلد حلقہ ہاے کمند کھولکر ان مفسدون کو پکڑ لین الغرض حکم بختیارک سنکر گرد و [illegible]
اور ارم زاد ملک چار سو عیارون کو ساتھ لیکر حلقہ ہاے کمند کشادہ کرکے آگے قضاے کار اتفاقات روزگار قاسم اور بدیع الزمان و اسد
تو گرفتار ہوگئے لیکن مہتر قران بہ حسن تدبیر حقہ ہاے آتشین مارتا ہوا صاف اُس ہنگامے سے نکل گیا اور کوئی بال بیکا نہ کرسکا وہ تو اُدھر نکلگیا
گنجاب نے چاہا کہ قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کو اُسی جگہ قتل کرین کہ قہر بن عنتر سوکیاے طوفانی مانع آیا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ
خطا پاؤ گے یہان قصد قتل نہ کرو بلکہ سامنے خداوند کے لیچلو جیسا وہ کہین عمل کرو خداوند کو اختیار ہی کہ چاہین قتل کرے یا عفو کرے ہم لوگون کو
اس امر مین کوئی مداخلت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم پابند حکم ہین ہمین حکم گرفتار کرلانیکا ہی گرفتار کرکے لیچلو خود رائی سے کچھ حاصل نہین ہی بلکہ موجب عقاب و
عذاب ہی اگر ہمنے یہان قتل کیا اور خداوند لقا کے یہ امر خلاف ہوا تو بتلاؤ کہ پھر کیا ہوگا الغرض یہ راے عنتر سوکیاے طوفانی کی سب کو پسند
آئی اور انکو گرفتار کرکے وہان سے پھرے اور قاسم و بدیع الزمان کو زیر گنبد گیتی نما لائے اور لقا سے خبر کی کہ ای خداوند قیدی حاضر ہین لقا نے حکم کیا کہ
اچھا میرے سامنے لاؤ قاسم اور بدیع الزمان و اسد کو سامنے لقا کے لائے لقا نے انکو دیکھکر حکم کیا کہ ان تینون کی گردنین ماری جائین کہ انھون نے
بہت بڑی خطا اور گستاخی ہماری جناب مین کی ہی ہرگز یہ لائق عفو نہین ہین جب گھبراے مہتر شناس نے دیکھا کہ اب انکی گردنین ماری جاتی ہین اور
کسی طرح جان انکی نہ بچیگی تو نہایت ہی حیران ہوا کہ کیا فکر و تدبیر کرون کہ جان انکی بچ جاے ایک لمحہ کے لمحہ غور کیا بعد غور کے لقا سے کہا کہ یا خداوند
ایک امر میرے ذہن مین آتا ہی اگر اجازت پاؤن تو گذارش کرون لقا نے کہا کیا مضائقہ ہی بیان کرو کیا کہتے ہو گھبراے نے التماس کیا کہ خداوند میرے
نزدیک یہ مناسب ہی کہ خداوند انھین قتل نہ کرین بہتر یہ ہی کہ پسران حمزہ کو قید کیجیے کسواسطے کہ حمزہ قریب ملک سبائل کے آچکا ہی جسوقت

وہ یہان آئیگا تو آپ اُس سے کہلا بھیجیے گا کہ ای حمزہ اگر تو مجکو سجدہ کرے تو مین ابھی تیرے فرزندون کو رہا کیے دیتا ہون اور اگر تو مجکو سجدہ نہ کریگا تو
مین اُنھین ضرور قتل کرونگا حمزہ بدیع الزمان و قاسم کو بہت دوست رکھتا ہی اور نہایت چاہتا ہی کمال ہی کہ حمزہ کو ان فرزندون سے الفت ہی
ضرور بالضرور آپ کو سجدہ کریگا اور یہی ہمارا مطلب اصلی ہی آپ اسقدر بیقرار و بیتاب کیون ہوتے ہین عجلت نہ کیجیے یہ سنکر لقا نے کہا کہ نہایت
مناسب ہی کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی اور مین نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی یہ سنکر گمراہ نے التماس کیا کہ یا خداوند کہین ایسا نہو کہ
شیطان بارگاہ خداوندی بختیارک خداوند کو اس ارادہ سے باز رکھیے اور انکو قتل کرا دے لقا نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای گمراہ تم گھبراؤ نہین اگر وہ شیطان
بارگاہ ایسا چاہیگا بھی تو کیا ہو سکتا ہی کہین تقدیر بھی بدل سکتی ہی جو تقدیر ہو گئی سو ہو گئی تم اطمینان رکھو یہ کہکر حکم دیا کہ جاؤ لیجاؤ ان خدا پرستون
کو زنگار شاہ اپنے پاس قیطول چارم مین قید رکھے اور معذب بعذاب شدید کرے یہ خدا پرست نہایت ہی عذب اللسان اور وسیع التقریر ہوتے ہین
اگر لاکھ لاکھ منت سماجت کرین مگر ایک ساعت نہ بچائے اور شدید عذاب مین تخفیف نہ کیجائے ورنہ درصورت خلاف ورزی عدول حکمی مستحق عذاب
و عقاب خداوندی بیداد ہوگا خبردار ہمارے حکم کے خلاف نکیا جائے وہ بیچارے زنگار شاہ کے پاس قیطول چارم مین مقید بقید شدید ہوے اور زنگار شاہ
نہایت سختی سے پیش آیا بعد اسکے اُس ضلالت پناہ نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ ای یاقوت شاہ بہت جلد ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو
ایک لاکھ سواران جرار سے روانہ کرو کہ وہ بہت جلد جاکر شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج اور بالکل پامال کر آئین اور گیتی افروز و جہان افروز نور خاص جلیدہ
قدرت کو پامال کر لائین یاقوت شاہ نے آکر حکم لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو فوراً سنایا وہ دونون ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے
ہمراہ لیکر شہر زرتاشیہ کو روانہ ہوئے مہروند عیار اسوقت تک یہان موجود تھا مضطر و پریشان اور حیران ہوکر یہان سے بھاگا کل حال جاکر ملکہ گیتی افروز
سے بیان کیا کہ ای ملکہ آپ کیا غافل بیٹھی ہوئی ہین لشکر لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس لیکر یہان پہونچ گیا ہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت
اُنکے ساتھ ہی معلوم ہوا ہی کہ حکم لقا یہ ہی کہ بالکل شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج کر ڈالو اور بالکل کسی کی رعایت نہ کرو اسطرح تباہ کرو کہ درخت تک کاٹ ڈالو
ای ملکہ گیتی افروز اب کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کہ یہ بلا کسی طرح سے ٹلے ای ملکہ میرے تو ہوش و حواس باختہ و پراگندہ ہو گئے ہین یہ سنکر ملکہ گیتی افروز
بھی حیران ہوگئی اور کہنے لگی کہ ای مہروند سچ ہی میری بھی عقل حیران ہی کہ کیا فکر کرون مگر ہان ایک تدبیر میرے ذہن مین اسوقت یہ آتی ہی کہ امیر حمزہ کی
خدمت مین طلب کمک کے لیے عریضہ لکھون مہروند نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہنے لگا کہ ہان ای ملکہ میرے نزدیک بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہی
کہ آپ ضرور خدمت صاحبقران مین عریضہ روانہ کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ بہتر قلم دوات منگاؤ مہروند نے قلم دوات کاغذ لاکر حاضر کیا ملکہ
نے خط لکھنا شروع کیا کہ بعالیخدمت فیضدرجت بلند مرتبت امیر حمزہ صاحبقران اعظم اللہ الرحمن و مد ظلہ السبحان - بعد ازان ہدائے ہدایائے تسلیم
بصد تکریم و ابلاغ مراسم تعظیم بخدمت آن منبع عطوفت و کرم سرچشمہ رافت و اعطاف اتم گذارش دلدوز ملکہ گیتی افروز یہ ہی کہ حضور اس زمانہ مین
یہ کنیز ایسی مضطر و پریشان ہی کہ جسکا اظہار بیرون از حد بیان ہی حضور موفور السرور پر اسوقت امداد و کمک ہماری لازم بلکہ الزم ہی چھپر افواج ظلم و ستم
کی چڑھائی ہی ضیغم خون آشام اور سہیم بن عنکبوس لشکر بیشمار کہ جسکی تعداد ایک لاکھ سوار ہی بحکم لقا لیکر قلعہ زرتاشیہ پر آئے ہین اور معلوم ہوا ہی کہ
حکم لقا ضیغم اور سہیم کو یہ ہی کہ اسطرح شہر زرتاشیہ کو تباہ و برباد اور تاخت و تاراج کرو کہ کسی کا نشان نہ باقی رہے درخت تک اُس شہر کے کاٹ کے
پھینکدو اور کسی قسم کی رعایت نہ کرو پس حضور کو ہماری حفاظت اور ان کفار اشرار کی شر سے نگہداشت لازم ہی اور سوائے حضور کے مین اسوقت کس سے
گذارش کرون اور کون میرا حامی و ناصر ہی کھانا وہان نوش فرمائیے اور ہاتھ آکر قلعہ زرتاشیہ مین دھوئیے والتسلیم یہ عریضہ لکھکر اپنی مہر کی اور لفافہ
بند کرکے مہروند کو دیا اور کہا کہ ای مہروند تو بہت جلد اس خط کو امیر کشور گیر تک پہونچا دے تامل نکر مہروند اُس خط کو لیکر مثل پیک صبا رفتار بطرف لشکر
ظفر پیکر امیر حمزہ کے روانہ ہوا اب مہروند تو خدمت امیر مین جاتا ہی

اب دو کلمے داستان مہتر قران کے سنیے

کہ مہتر قران جو اُس جنگ سے بھاگا تو پوشیدہ گمراہ کے پاس آیا اور کل کیفیت گمراہ سے بیان کی کہ قاسم اور بدیع الزمان اور اسد توان کفار
کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے آپ نے سنا ہی ہوگا اور کل کیفیت معلوم ہی ہوگی گمراہ ای گمراہ مین بڑی کوشش سے حلقہ ہاے آتشین ... ہوا

نہ آیا اور تم تک پہونچا ہوں اب بیان کرو کہ قاسم اور بدیع الزمان کس حالت مین ہین اور اُنسے اور لقا سے کیسی بنی گرد نے کہا کہ ہان جب قاسم اور بدیع الزمان بسبب
گرفتار ہو کر لقا کے سامنے آئے تو لقا نے حکم قتل دیا تھا بالفعل تو مین نے اس حیلے سے اُنکو بچا لیا ہو کہ ای لقا جسوقت امیر یہان آئینگے تو اُنسے کہلا بھیجنا کہ ای حمزہ اگر مجھکو
سجدہ کرو تو مین ابھی تمھارے فرزندون کو چھوڑے دیتا ہوں ورنہ قتل کر دونگا لقا کو یہ رائے میری پسند آئی ہو اور ابھی تو لقا نے اُنکو زنگار شاہ کے پاس قید کر دیا
ہو اور قتل سے اُنکے دستبردار ہو گیا ہو آیندہ دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہی گرامی قران مین نے ایک عریضہ لکھا ہی جسطرح ہو سکے اس عریضہ کو امیر تک پہونچا دو
مہتر قران عریضہ گرد سے لیکر طرف لشکر امیر روانہ ہوا مگر چلتے چلتے ایک چالاکی بڑی عیاری یہ کی کہ سیلچہ اور میلچہ دونون لقا کے بھانجے ہین
اُنکو بعیاری حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے گلیم عیاری مین پشتارہ باندھکر اپنے ساتھ لے لیا کہ یہ دونون بھانجے لقا کے امیر حمزہ کے پاس قید رہینگے
اور جلد جلد راہ کو طی کرتا ہوا روانہ ہوا اور یہان لقا کو خبر ہوئی کہ مہتر قران بڑی عیاری کر گیا کہ چلتے چلتے سیلچہ و میلچہ کو گرفتار کر لیگیا اور
اُنکے بستر خواب پر سے باندھ لیگیا یہ سنکر لقا کو بہت بڑا صدمہ ہوا کہ ہائین چلتے چلتے اسنے بڑی چالاکی کی اور کس پھرتی سے دونون کو گرفتار کر لے گیا
اور افسوس کہ یہان کسی کو مطلق خبر نہوئی مگر کچھ سوچ کر گرد مرد اور ارہزاد کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو تو مہتر قران ہی اُنکو اُٹھا لیگیا ہی یا اور کوئی غائب کر لیگیا گرد مرد
اور ارہزاد جو سیلچہ اور میلچہ کی خوابگاہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ بیشتر مہتر قران کا ہی جاکر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند بیشک یہ کام مہتر قران کا تھا اُسی کا
بیشتر معلوم ہوتا ہی اور وہی بہ عیاری اُن دونون کو سہیر کر لیگیا ہی لقا نے گرد مرد اور ارہزاد سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تم دونون جاکر سیلچہ اور میلچہ کو
چھڑا لاؤ اور اُن دونون کو خلعت دے کر رخصت کیا گرد مرد اور ارہزاد دونون بلباس عیاری کے اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوئے بعد طے
منازل اور قطع مراحل کے جب لشکر مین پہونچے تو اپنی صورتین تبدیل کر ڈالین اور ایک دن پھر تفحص حال کیا معلوم ہوا کہ سیلچہ اور میلچہ دونون کرب غازی
کے لشکر مین مقید ہین غرض بوقت شب یہ دونون جہان سیلچہ اور میلچہ تھے وہان آئے اور دور سے کھڑے ہو کر ہوا کا رخ دیکھکر دارو سے بیہوشی اُڑانا شروع
کی تمام پاسبان اور محافظ بیہوشی سونگھکر بیہوش ہو گئے ان دونون نے اُسی حالت بیہوشی مین گردنین اُن سب پاسبانون کی کاٹ ڈالین سیلچہ اور میلچہ کو
چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ بدوش ہو کر دربار لقا کی راہ لی اور پہر رات باقی تھی کہ لشکر اسلام سے نکل گئے جب صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ کوئی آکر
رات کو کرب کے لشکر سے سیلچہ اور میلچہ کو چھڑا لیگیا اور تمام محافظون کو بھی مار ڈالا ہی تو مینے خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے امیر کے آئے
عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ تمنے کچھ سنا کہ یہان کیا ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ حضور ارشاد ہو کیا ہوا غلام کو تو کچھ معلوم نہین امیر
کشورگیر نے فرمایا کہ ای خواجہ کوئی ذات شریف آکر رات کو سیلچہ و میلچہ کو لشکر کرب سے چھین لیگیا اور ساتھ کے محافظون کو بھی مار ڈالا خواجہ نے کہا کہ پھر جیسا
ارشاد ہو امیر نے کہا خواجہ جلد دریافت کرو کہ اُنکو کون چرا لیگیا اور یہ کسکا کام ہی خواجہ امیر کے پاس سے اُٹھے اور جاکر دیکھا تو بیشتر گرد مرد اور ارہزاد کا پتہ پایا امیر سے آکر عرض کیا
کہ یا امیر بیشتر گرد مرد اور ارہزاد کا معلوم ہوتا ہی یہ سنکر امیر نے خواجہ سے کہا کہ جلد سیلچہ اور میلچہ کو لے آؤ کہ وہ تو میرے پاس بالعوض قاسم اور بدیع الزمان کے
قید تھے اگر یہ دونون چھوٹکر لقا کے پاس پہونچ گئے تو لقا میرے تینون فرزندون کو مار ڈالیگا ای خواجہ جسطرح ہو سکے جلد جاؤ اور جاکر اُن دونون کو اُن مفسدون
کے ہاتھ سے چھڑا لاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ بہت مناسب غلام جاتا ہی اور بلباس عیاری سکاپیہ بدن پر آراستہ کرکے یہان سے چلنے لگا قران نے جو
خواجہ کو جاتے دیکھا خواجہ سے کہا کہ اُستاد ہم بھی تمھارے ساتھ ہین اور امیر سے عرض کیا یا امیر مین بھی اُستاد کی مدد کو جاتا ہون امیر نے ارشاد کیا کہ بہت
مناسب القصہ خواجہ تو روانہ ہوئے اور قران بھی کچھ عیارون کو ساتھ لیکر تعاقب مین گرد مرد اور ارہزاد کے روانہ ہوا لیکن عمرو بہت جلد جلد چلا جاتا
تھا قران سے پیشتر جا پہونچا دیکھا کہ گرد مرد و ارہزاد دونون چند عیارون سے پشتارے لیے چلے جاتے ہین خواجہ نے کہا کہ او نابکارو کہان جاؤ گے
تم امیر کے قیدیون کو لیکر بھاگے ہو دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہون گرد مرد و ارہزاد نے جو آواز عمرو کی سُنی بجان نکل گئی عیارون سے کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا
وہ مفسدہ پرداز آ پہونچا سب نے پوچھا کہ کون گرد مرد نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہ سنکر سبھون نے کہا کہ پھر کیا خوف ہی اکیلا ہی تو ہی کیا کر سکیگا اُسے مار لیجیے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ آ پہونچے کھینچ تیغ اُن نابکارون پر گر پڑا کافر بھی چار طرف سے ٹوٹ پڑے تیغ چلنے لگا خواجہ بھی بڑے زور مین لڑ رہا ہو نہایت
شور و دلاوری سے تیغ زنی کر رہا ہی مگر تنہائی سے نہایت ہی پریشان ہی ایک تھوڑی دیر گذری تھی کہ مہتر قران بھی چند عیارون سے آ پہونچا اور
ہاتھ کر بغدا اُن کافرون پر گر اب تو خواجہ اور قران دونون شریک ہو گئے مار کر سب عیارون کو بھگا دیا اور سیلچہ و میلچہ کو چھین لیا گرد مرد بھی بھاگا گر ارہزاد

گھرا ہوا اٹھا لڑتے لڑتے جب اُسنے دیکھا کہ جان نہیں بچتی ہی سامنے ایک کنوان تھا اِدھر اُدھر دیکھکر بہ جلدی تمام دھم سے اُس کنوئیں مین کود پڑا جلد جلد اُس کنوئیں کو کنکر پتھر اور مٹی سے پاٹ دیا مگر ابرِ نزاد نقب زنی کرکے اُس کنوئیں سے لقا کی خدمت مین روانہ ہوا اور ادھر قران اور خواجہ اُس کنوئیں کو پاٹ کر سلیچہ اور مبلیچہ کو چھین کر امیر کی خدمت مین آئے بار دگر اُن دونون کو قید مین کرکے دربند خارکیہ کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان امیر حمزہ صاحبقران کا دربند خارکیہ پر پہونچنا اور بیرخاراکن کا مزاحم ہونا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب بعد چلے جانے امیر حمزہ دربند خارکیہ پر پہونچے اور یہ خبر بیرخاراکن کو معلوم ہوئی کہ امیر حمزہ دربند خارکیہ پر آتے ہین تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ کو توپ و تفنگ سے آراستہ کیا امیر نے دوسرے روز دربند والون سے حال بیرخاراکن کا دریافت کیا کہ آخر بیرخاراکن کا قصد کیا ہی اور اُسنے یہ سامان قلعے کی درستی کا کیون کیا ہی دربند والون نے امیر سے بیان کیا کہ ای امیر ہم تو یہ سمجھے تھے کہ بیرخاراکن تو مدت سے مسلمان ہی حضور جسوقت یہان تشریف فرما ہونگے بیرخاراکن فوراً دروازہ قلعہ کا کھولدیگا اور خدمت مین حاضر ہوگا نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ حضور کی خدمت مین نہین آیا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور سہ پہر کو خود سوار ہوکر سامنے قلعے کے آئے امیر کا قلعے کے سامنے آنا تھا کہ وہان سے دو ایک گولے چلے امیر گولے کی زد سے ہٹ گئے اور ہرکارون کو بیرخاراکن کے پاس روانہ کیا کہ وہ جاکر بیرخاراکن کو یہ پیام دین کہ تو تو مرد مسلمان ہی بصدق دل ایمان لاچکا ہی پھر کیا سبب ہی کہ تونے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور ہمارے پاس نہ آیا الغرض ہرکارے رولی ہلاتے ہوئے دروازے پر قلعہ کے پہونچے پیغام امیر کا بیرخاراکن کو پہونچایا کہ ای بیرخاراکن امیر نے یہ پیغام دیا ہی کہ ای بیرخاراکن ہم تو تجھے مسلمان سمجھے تھے پھر کیا سبب ہی کہ تونے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور ہمارے پاس نہ آیا بیرخاراکن نے یہ پیغام امیر کا سنکر جواب دیا کہ میری جانب سے خدمت مین امیر کی گذارش کرو کہ مجھے چند مسئلے استفسار کرنا ہین اگر حضور اُسکا جواب عنایت فرمائین تو مین آپ کی اطاعت اختیار کرون اور ابھی دروازہ قلعے کا کھولدون مجھے آپ کی اطاعت سے کچھ عذر نہین ہی یہ سنکر ہرکارون نے بیرخاراکن سے کہلا بھیجا کہ جو مسئلے تمکو استفسار کرنا ہون وہ تم لکھکر ہمکو دو ہم اُسے امیر کی خدمت مین لے جائین اور جواب باصواب اُسکا تمکو لادین صرف اتنے امر پر تمنے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور خدمت امیر مین نہ آئے اگر تم خود چلے آتے اور اگر اُن مسئلون کو پوچھتے تو کیا وہ مسئلے حل نہ ہوتے الغرض بیرخاراکن نے چند مسئلے ایک کاغذ پر لکھکر اُن ہرکارون کو دیے ہرکارے اُس کاغذ کو لیے ہوے خدمت امیر مین آئے امیر نے اُس کاغذ کو کھولا اور پڑھا تو اُسمین چند مسئلے لکھے ہوے تھے اُسمین سے مسئلہ اول یہ تھا کہ مین رحمت خدا سے بھاگتا ہون بس وہ کونسی رحمت ہی کہ جس سے بندہ گریز کرتا ہی دوسرا سوال یہ تھا کہ مین گوشت بے ذبح کے کھاتا ہون تیسرا سوال یہ تھا کہ مین بے نکاح و متعہ کی ہوئی عورت سے مباشرت کرتا ہون بس وہ کونسی عورت ہی کہ بے نکاح و متعہ مباشرت اُس سے درست و جائز ہو چوتھا مسئلہ یہ تھا کہ مین نماز بے وضو کیے ہوے پڑھتا ہون۔ بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای امیر اگر آپ ان سب مسئلون کا جواب باصواب عنایت فرمائیگے اور میرے ذہن نشین ہو جائیگا تو مین بے تامل آپ کی اطاعت اختیار کرونگا اور دروازہ قلعے کا کھولدونگا مجھے عذر و تامل نہ ہوگا جسوقت امیر سب مسئلے پڑھ چکے تو قلم دوات اُٹھا کر جواب لکھنا شروع کیا کہ جواب مسئلہ اول یہ ہی کہ وہ رحمت الٰہی جس سے لوگ بھاگتے ہین وہ بارش ہی کہ جب پانی برستا ہی تو لوگ اپنے اپنے مکانون مین چلے جاتے ہین اور زیر آسمان کھڑے نہین رہتے جواب مسئلہ دوم یہ ہی کہ وہ جانور کہ گوشت جسکا بلا ذبح کیے ہوئے حلال ہی وہ مچھلی ہی جواب مسئلہ سوم کا یہ ہی کہ وہ عورت کہ جسکے ساتھ بغیر نکاح و متعہ مباشرت جائز ہی وہ کنیز ہی جواب مسئلہ چہارم یہ ہی کہ وہ نماز جو بے وضو پڑھی جاتی ہی وہ نماز میت ہی امیر نے یہ لکھکر ہرکارون کو دیا کہ جلد جاکر بیرخاراکن کو دی آوین ہرکارے گئے اور جاکر وہ کاغذ بیرخاراکن کو دیا جب بیرخاراکن نے وہ جواب باصواب پڑھا تو ساکت ہوا اور اُسی وقت بے تامل دروازہ قلعے کا کھولکر قلعے سے باہر آیا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا امیر کی دعوت کا سامان کیا قلعے مین لیگیا کل اہل دربند کو مطیع اسلام کیا خزانہ لقا اسکی تحویل مین تھا وہ بجنسہ امیر کو حوالہ کیا امیر نے کئی روز قیام کیا اور خارکیہ سے طاوسیہ کا رستہ لیا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ کا دربند طاوسیہ پر پہونچنا اور مہتر قران کا واسطے رہا کرنے بدیع الزمان اور قاسم کے جانا

جب امیر مع لشکر اسلام دربند طاوسیہ پر پہونچے بارگاہ برپا ہوئی تب بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ فرمایا اور امیر نے دل صاحبقرانی کو رونق بخشی جملہ سردار کرسیون پر متمکن ہوئے امیر کی نگاہ قاسم اور بدیع الزمان کے خالی دنگلون پر پڑگئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور ادھر اُدھر دیکھکر ارشاد کیا ہمارے عیارون مین کون ایسا بہادر ہی کہ جو جاکر شاہزادونکو چھڑا لاے عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر دونون شاہزادونکے ساتھ آپ کا نواسا سعد بھی قید ہی یہ سنکر فرمایا کہ جو کوئی اُن تینون کو چھڑا لائیگا مین اُسے دولت سے مالامال کردونگا یہ سننا تھا کہ قران سامنے آیا اور عرض کیا کہ غلام اجازت پائے تو شاہزادونکو چھڑا لائے فرمایا اچھا اور اُسی وقت خلعت منگا کر دیا قران چالیس عیارونکو لیکر لباس فقیرانہ پہنکر روانہ ہوا بعد چند دن کے سبائل مین پہونچا اور لشکر لقا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ گرد و مرد و افراد چلے آتے تھے

برابر جو پہونچے نگاہ اُنکی فقیرون کے غول پر جو پڑی نگاہ اولین مین گردمرد اور ارمزاد نے پہچان لیا کہ یہ فقیر جو سبکا سر منشا ہی یہ مہتر قران ہی اور جو پشمینہ پوش ہی یہ گلباد عراقی ہی اور وہ جو سرخ کفنی پہنے ہی وہ برق فرنگی ہی اسی طرح سبکو تاڑ لیا اور آپسمین کہا کہ کسی طرح گرفتار کیا چاہیے گردمرد نے کہا کہ یہ بلاے بے درمان اور آفت جان بھلا کسکے ہاتھ آئینگے مار پیٹ کر نکل جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ کسی کو انکے پیچھے پیچھے بھیجو کہ وہ انکا مسکن دریافت کر لاے جسوقت انکا ٹھکانا دریافت ہو جائیگا عیارون کو ساتھ لیجا کے گھیر کر انھین گرفتار کرینگے ارمزاد نے اس راے کو پسند کیا اور سنقر نام ایک عیار کو کہ شاگرد ہی گردمرد کا انکے پیچھے پیچھے روانہ کیا کہ یہ جہان جاکر اُتریں وہان کا ٹھکانا دیکھ آئے لیکن مہتر قران تو ایک بلا کا عیار ہی اُسنے گردمرد اور ارمزاد کے نقش جبین سے مدعا انکا دریافت کر کے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ ان حرامزادون کا یہ ارادہ ہی سبھون نے کہا کہ خلیفہ جی پھر جیسی آپکی صلاح ہو وہ کیا جاے مہتر قران نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا اور سب سے کہا کہ شہر کے اندر تو قیام مناسب نہین ہی کہ اگر گھر گئے تو مفت مین مارے جائینگے یا گرفتار ہو جائینگے سب نے کہا کہ پھر چلیے صحرا مین قیام کیجے قران نے کہا کہ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ ان سے بھاگ جائین اور قطع نظر اسکے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کے رہا کرنے کو آئے ہین جسطرح بنے انھین چلکر چھڑائیے ساتھ والون نے کہا کہ پھر خلیفہ جی جو کچھ ہم سے کہیے ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے رہیے الغرض قریب دروازہ شہر کے ملتمس شاہ ابدال کا ایک تکیہ تھا قران سب کو لیکر اُسی تکیہ پر آیا اور ابدال سے صاحب سلامت کی کہ عشق اللہ ہی دوست اُسنے کہا کہ آؤ بابا سدا راعشق ہی قران نے اپنے ساتھ والون سمیت وہین بستر لگایا سنقر نے جاکر گردمرد اور ارمزاد کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام ملتمس ابدال کے تکیہ پر اُترے ہین یہ دونون سنکر بہت خوش ہوے اور عیارون کو جمع کرنے لگے کہ چلکر عیاران اسلام کو للکارین اور لڑکر گرفتار کرین مگر یہان جو مہتر قران تکیہ پر آکے بیٹھا ابھی اچھی طرح بستر نہ لگاے تھے کھانے کی تیاری بھی نہ کی تھی کہ ایک شخص نے آکر مہتر قران کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کھانا نہ پکائیے جو کچھ آش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی چلکر تناول فرمائیے بلکہ مکان میرا حاضر ہی اُسین رہیے تکیہ پر کیون تکلیف اُٹھائیے اُس شخص کی آواز سنکر ابو الفتح نے پہچان لیا کہ یہ اخی سعید میرا باپ ہی قران سے کہا کہ خلیفہ جی یہ میرے باپ ہین چلیے چین سے انکے مکان مین آرام کیجیے اور رہیے غرض اخی سعید سب کو لیکر اپنے مکان مین آیا اور پوشیدہ تہخانے مین ٹھہرایا تمام لوازم ضیافت ادا کیے کھانا کھلایا سب بعد کھانا کھانے کے سو رہے اور ادھر گردمرد اور ارمزاد کئی ہزار عیار ساتھ لیے ہوے تکیہ پر آئے دیکھا کہ تکیہ پر فقط ملتمس ابدال اور اُسکے دو چار مرید بیٹھے ہوے ہین ملتمس ابدال سے ملتمس ہوے کہ یہان چند فقیر آکر اُترے تھے وہ کیا ہوے اور کہان گئے اُسنے کہا کہ بابا وہ لمحہ بھر یہان ٹھہرے تھے کہ ایک شخص آیا اور اپنے ساتھ اُنھین لیگیا گردمرد نے کہا کہ جنگل کی طرف گئے یا شہر کی طرف جاتے دیکھا ہی گردمرد اور ارمزاد وہان سے پھرے اور اپنے عیارون سے کہا کہ تلاش کرو کون انکا دوست ایسا ہی کہ جس نے ہمارے دشمنون کو اپنے یہان امان دی ہی عیارون نے چار طرف جستجو کرنا شروع کی ادھر مہتر قران کو اخی سعید کے مکان مین تیسرا روز ہوا اور ابھی تک کوئی تدبیر بن نہین پڑی ہر لحظہ یہی فکر ہی کہ کیونکہ اسد اور قاسم اور بدیع الزمان کو رہا کیجیے کہ دفعتاً آواز نقارہ شادیانی کی بلند ہوئی مہتر قران نے اخی سعید سے پوچھا کہ اے بھائی اخی سعید یہ نقارہ کیسا بج رہا ہی اور اسوقت نقارہ بجنے کی کیا وجہ ہی اخی سعید نے بیان کیا کہ سنئو بات یہ ہی کہ سال بھر مین دو روز نوروز کے قرار دیے گئے ہین ایک نوروز کوچک اور ایک نوروز بزرگ نوروز کلان مین تو لقا اپنا دیدار سب کو دکھاتا ہی اور عالم عالم جوق جوق خلائق مشتاق دیدار لقا ہو کر آتی ہی اور بڑا مجمع کثیر اور ازدحام عظیم ہوتا ہی کہ یکسر صبا کا بھی گذر دشوار ہو جاتا ہی اور بروز نوروز کوچک تمام سرداران ذوالاقتدار اور افسران سرکار اپنی اپنی دختران ناکتخدا کو کمال عزوشان اور نہایت بناؤ سنگار سے آراستہ و پیراستہ کرکے باغ بہشت لقا مین لاتے ہین اور لقا بھی اُس روز داخل بہشت ہوتا ہی اور باغ بہشت از سر نو آراستہ کیا جاتا ہی اور لقا اُن سب دختران

تاکتخدا کے ساتھ مشغول عیش و عشرت و اختلاط ہوتا ہی جسکو وہ پسند کرتا ہی اور اُسکی نظر رغبت پڑتی ہی اُسے اپنے تصرف مین لاتا ہی باپ اُسکا فخر یہ اِس امر کو قبول کرتا ہی اور اپنے ابنائے جنس مین تفاخر کرتا ہی کہ میری بیٹی آج کے روز نظر کردہ خداوند لقا ہوئی چنانچہ آج کے روز نوروز کو چک ہی یہ اُسی کا نقارہ بجا ہی یہ سُنکر مہتر قران نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کل چلو ذرا اس تماشے کو بھی دیکھ آئین اور اس نوروز کوچک کی بھی سیر کر آئین دیکھو تو یہ ہی کیا ہر ایک چلنے پر آمادہ ہو گیا غرض رات کی رات تو مہتر قران نے وہین بسر کی صبح کو باغ بہشت مین نوروز کی تیاری ہونے لگی مہتر قران اُن چالیسون عیارون کو لیکر صورتین تبدیل کر کے باغ بہشت کے دروازے پر آ کھڑا ہوا دیکھتا کیا ہی کہ برابر سواریان امیران عظام اور رؤسائے بلند احتشام سرداران دوالاقتدار افسران باوقار کی دخترون کی چلی آتی ہین ہر ایک سواری کے ساتھ وہ وہ تزک و احتشام ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ سواریان بڑی بڑی جلیل القدر اور جلیل الشان شاہزادیون کی ہین اور برابر داخل بہشت ہوتی چلی جاتی ہین گویا پردہ قاف مین پریان چلی آتی ہین اتفاق کار گرد مرد عیار کی بیٹی شور انگیز قلعہ زر تاشیہ مین ملکہ جہان افروز کے ساتھ تھی گرد مرد عیار قبل نوروز اپنی دختر کو ملکہ جہان افروز کے پاس سے جاکر بدقت تمام چرا لایا تھا اُسکی بھی سواری بہت سی سواریون کے بعد بڑے تزک و احتشام سے گذری کہ ہزارہا عیار جلو مین تھے اور تمام ساز و سامان امیرانہ ہمراہ تھا جب سواری دروازۂ بہشت کے قریب پہونچی ناگاہ ایک جھونکا ہوا کا آیا پردہ محافے کا اُٹھ گیا نگاہ مہتر قران کی شور انگیز پر پڑی ایک تو یہ سابق ہی سے عاشق تھا آج خوب آراستہ و پیراستہ دیکھا تو ہزار جان عاشق ہو گیا یا تو ایک حصہ عشق تھا یا ہزار حصہ ہو گیا دل پکڑ لیا بیقراری سے حال تباہ کیا ہر چند ضبط کیا مگر کچھ نہ ہو سکا غش کھا کے گر پڑا ساتھ والون نے پوچھا کہ اُستاد کیا ہی جبکہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ غش کر گیا پانی چھڑکا جب ہوش آیا کہا کہ خلیفہ یہ کیا ہوا ہمنے ایسا حال آپ کا کبھی نہین دیکھا قران نے دیکھکر کہا یہ جو محافے مین گرد مرد کی بیٹی بیٹھی ہی مین اسپر بہت دنون سے عاشق ہون اسوقت جو اس پر نظر پڑ گئی تاب ضبط باقی نہ رہی بیقرار ہو گیا دیکھیے حضرت عشق ہمارا کیا حال بناتے ہین بہشت لقا مین جانے کا قصد ہی دیکھیے آیندہ پھر کر آتے ہین یا وہین مر کر رہ جاتے ہین اور رہین تو بغیر معشوق کے لیے ہوے ہرگز نہ پھرونگا یہ کہکر کہا کہ تمہارا خدا نگہبان ہین تو باغ بہشت مین جاتا ہون اور اپنی محبوبہ کو لاتا ہون سب نے کہا کہ خلیفہ جو حال آپکا وہ ہمارا ہم تنہا آپ کو نہ چھوڑینگے القصہ سب فرداً فرداً داخل باغ بہشت ہوے جا کر باغ بہشت مین کیا دیکھا کہ عجب صحبت ہی چہار طرف ناچ ہو رہا ہی ستار چھڑ رہا ہی انجمن عیش و عشرت برپا ہی اور ایک قصر عالیشان مین تمام امرا و رؤسا کی بیٹیان زرنگار کرسیون پر جلوہ گر ہین وہین شور انگیز بھی بیٹھی ہی قران ایک گوشہ مین کھڑا ہوا بہ نگاہ حسرت و یاس شور انگیز کو دیکھ رہا ہی اور اپنے دل مین سوچ رہا ہی کہ کس طرح شور انگیز کو لے بھاگے مگر کچھ بن نہین پڑتی اور کوئی بات سمجھ مین نہین آتی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اسی اثنا مین ارمزاد ادھر سے آتا تھا اُسنے قران کو دیکھ پایا کہ قران ایک باغبان کی صورت بنا کھڑا ہوا ہی یہ دیکھکر لقا سے جا کر عرض کیا کہ یا خداوند مہتر قران بہشت کے اندر ایک گوشہ مین بصورت باغبان بنا ہوا کھڑا ہی اور اس تاک مین ہی کہ شور انگیز کو لے بھاگے لقا پوچھنے لگا کہ کیا یہ وہی قران ہی کہ جسنے مجھے گرفتار کر کے رسیون سے باندھ دیا تھا ارمزاد نے عرض کی کہ حضور ہان وہی مہتر قران ہی لقا کہنے لگا کہ مین نے تقدیر کی کہ مین اُس سے کچھ تعرض نہ کرونگا یہ سُنکر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت تو آپ اُسے چھوڑے دیتے ہین مگر پھر ایسا وقت نہ ملے گا جسطرح ہو اسے قتل کیجیے یا گرفتار کر لیجیے مصرع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین لقا نے یہ سُنکے کہا کہ اچھا مین نے تقدیر کی کہ اُس بندے مغضوب کو جلد پکڑ لاؤ یہ سنکر ارمزاد بہت سے زبردست عیار ساتھ لیکر چلا اب وہاں کا حال سنیے کہ مہتر قران تصویر حیرت بنا ہوا سامنے ملکہ شور انگیز کے بے خوف کھڑا ہوا تھا کہ چہار جانب سے عیاران کفار اور کہان نابکار نے قران کو گھیر لیا پیچھے پکڑ پکڑ کے قران پر دوڑے قران نے جو یہ دیکھا کہ ان حرامزادون نے چہار طرف سے نرغہ کر لیا ہی اور حملہ کیا چاہتے ہین پکڑنے کے لیے یا علی ابن ابی طالب کہکر قران اُن پر گرا اور برابر مارنا شروع کیا جسکے بعد اپڑ گیا

دو ہی ٹکڑے تھا ایک دو گھڑی کا عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ دس بیس عیار جان سے مارے گئے اور دس بیس عیار ایسے زخمی ہوئے کہ اُٹھنے بیٹھنے کی قوت باقی نہ رہی ایک غل و شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا تمام نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہ تمکین اُٹھ اُٹھکر بھاگین ملکہ شور انگیز بھی اُٹھکر ایک طرف چلی گئی قران لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا ہوا ایک گنبد کے پیچھے پہونچا تو جا کر کیا دیکھا کہ لقا وہان کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا ہے لقا پر نظر پڑنا تھا کہ ساری لڑائی بھڑائی چھوڑ کر یا علی یا ولی کہکر جو ایک جست کرتا ہے تو گنبد کے اندر تھا اور ایک نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار بھلا مین تجھے کب زندہ چھوڑونگا کھڑا تو رہ کہان جاتا ہے لقا نے آواز دی کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا یہ کہکر لقا وہان سے بھاگا اُسکا بھاگنا تھا کہ قران بھی اُسکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے ایک مقام پر ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا قران اُس دروازہ کو دیکھتے ہی اُس دروازے کے اندر داخل ہوا اور اندر سے کُنجی اُسکی چڑھا دی اب جو آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑی سی دھابلی کبوترون کی بنی ہوئی ہے قران جلدی سے اُس ڈھابلی مین گھس گیا ہر چند اُن عیاران ناہنجار نے جستجو کی اور ہر طرف ڈھونڈھا لیکن قران کا کہین پتا نہ ملا مجبور ہو کر پھر گئے اور جا کر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند قران غائب ہو گیا ہے اور اُس کا کہین پتا نہین لگتا یہ سنکر بختیارک نے عرض کیا کہ قران کہین گیا نہین ہے جائیگا کہان یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہے کوئی چالا کی ذہن مین آئی ہے اُسکے لیے یہین کسی کونے مین پوشیدہ ہو رہا ہے دیکھ لینا یہین سے نکلیگا ارمزاد نے یہ سنکر کہا کہ ہم تو ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی نہین چھوڑی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو ہم تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے اب ملک جی آپ چلیے اور چلکر ڈھونڈھیے آپ بھی اپنا حوصلہ مٹا لیجے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ مین تو اُس سے نہایت خائف ہون اور جو ڈر نہ لگتا تو مین بیشک جاتا اور ڈھونڈھ لاتا ارمزاد نے کہا کہ حتی المقدور مین نے ڈھونڈھنے مین کمی نہین کی ہے اور ہر طرف ڈھونڈھ آیا مجکو تو کہین نہین ملا اب پھر جاتا ہون اور جا کر تلاش کرتا ہون بس یہان حال مہتر قران کا سنیے کہ انھون نے دن تو اُس کبوتر خانہ مین بسر کیا اور رات کو بھوکھ جو لگی تو اُس دھابلی سے کھانے کی تلاش مین نکلے جیسے ہی وہان سے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ لقا کیواسطے مرغ کے کباب تیار ہو رہے ہین اور خاص شراب زمرد شاہ کے پینے کی گلابیون مین بھری رکھی ہوئی ہے یہ دیکھنے کے ساتھ ہی قران جھپٹ کر ایک چوبدار کی شکل بنکر کباب و شراب لیکر وہان سے چلتے ہوے اور پھر اُسی دھابلی مین آ گھسے وہین بیٹھکر خوب کباب کھاے اور خوب شراب چوری کی پی یہان تو مہتر قران اپنی دھابلی مین بیٹھے ہوے شراب و کباب اُڑایا کیے اور وہان دوسرا چوبدار آیا کہ لقا نے شراب طلب کی ہے اور کباب مانگے ہین جلد لاؤ لوگون نے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ ایک چوبدار شراب بھی لیگیا اور کباب بھی لیگیا اب کباب کہان اب اور تیار کیے جائین تو ہون اچھا جاؤ تیار کر لین تو بھیج دیے جائینگے اُس چوبدار نے لقا سے کہا کہ کباب تو ایک چوبدار پہلے ہی لے آیا ہے اب وہان کباب تیار نہین ہین تیار کیے جاتے ہین تیار ہو لین تو آتے ہین یہ سنکر لقا نے کہا کہ میرے پاس تو نہ شراب آئی نہ کباب آئے نہ مین نے کسی چوبدار کو بھیجا تھا بختیارک یہ سُنکر کہنے لگا کہ مین نے تو عرض کیا تھا کہ مہتر قران یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہے میرے ذہن مین تو یہی آتی ہے کہ اُسکو بھوکھ لگی ہوگی یہ شراب و کباب چوبدار کی شکل بنکر وہی لیگیا ہے اُسی کا یہ کام ہے ورنہ اور کسکی مجال ہے کہ خداوند کے کھانے پینے کی چیز اسطرح لیجاے کہ پتا نہ لگے یہ سنکر لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ تو اسوقت ہے کہان عقل تیری کدھر چرنے گئی ہے ارے مہتر قران یہان کہان اُسے تو میرا دست قدرت اُٹھا لیگیا مشرق یا مغرب کسی طرف ڈال آئیگا بختیارک نے کہا کہ خداوند یونہین ہوگا آپ بجا فرماتے ہین اب سنیے کہ یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان جو مہتر قران نے شراب و کباب اُڑاے تو خوب نشہ ہوا اس نشہ کے عالم مین تصویر خیالی اپنی معشوقہ دلفریب کی نظرون مین پھرنے لگی تو عجب حال ہو گیا دل دھڑکنے لگا آنسوؤن کا تار بندھگیا اور اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ شاید میری قسمت مین وصال محبوب نہین ہے جب تو لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہون کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی خداوندا اب تو مجکو فراق ملکہ شور انگیز مین نہ تڑپا اور جلد وصال محبوب سے کامیاب کر دے اور اگر وصال محبوب میری قسمت مین نہین ہے تو مجکو دنیا سے اُٹھا لے کہ اب مجھسے صدمۂ فراق یار نہین اُٹھ سکتا اور درد قلق و کرب ہے مہتر قران پر

کہ العیاذ باللہ آخر کار اُسی عالم بیقراری اور بیتابی مین جھٹ اُس دھابلی سے نکلکر دربار لقا کی طرف روانہ ہوا وہان جو آکر دیکھا تو کیا
دیکھتا ہی کہ صحبت عیش و عشرت برپا ہی ناچ ہو رہا ہی گرداگرد لقا کے تمام سرداران و کل عیاران نامدار بیٹھے ہوے ہین اور اُسوقت
ملکہ شور انگیز سامنے لقا کے ناچ رہی ہی تمام حضار محفل تعریفین کر رہے ہین اور ہر شخص گویا ایک وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی لقا
بھی محو ہو رہا ہی ایک عجیب عیش و عشرت کی صحبت گرم ہی یہ دیکھکر مہتر قران کو بھلا کب تاب رہتی ہی بیتاب ہو گیا اور چپکے چپکے لوگون
کی آڑ مین پوشیدہ ہو کر شور انگیز کے پاس پہونچا اور اُس سے چپکے سے آگے بڑھ کے کہنے لگا کہ اے یار جانی اور اے محبوب جاودانی
مین تو تیرے عشق مین از حد بیتاب و بیقرار ہون یہانتک کہ بیخوف و خطر بیقرار ہو کر یہان چلا آیا اور مطلق اپنی جان کا خوف نہ کیا اگر
تجھے بھی مجھسے کچھ محبت ہی اور مجھے چاہتی ہی تو بسم اللہ کہکر میری گردن پر سوار ہو لے مین تجھے لے بھاگون پھر کسی کی اتنی مجال
نہین ہی کہ تجھے مجھسے لیجاسکے شور انگیز تو مہتر قران پر بصد دل فریفتہ تھی ہی اُسے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا جلدی سے جست کر کے
قران کی گردن پر ہو بیٹھی مہتر قران چلتا ہوا ایک تھوڑی دور پر جا کر آواز دی کہ اے کافران ناہنجار و اے ساحران نابکار آگاہ ہو
شعر منم آتش خرمن کافران + منم برق جانسوز مہتر قران + ذرا آنکھین کھولکر دیکھو مین اپنی معشوقہ کو لیے جاتا ہون اب دیکھون
تو کس مین اتنی تاب و طاقت ہی کہ جو ملکہ شور انگیز کو مجھسے لے لیتا ہی اس آواز کا پہونچنا تھا کہ ایک غلغلہ اور ایک شور برپا ہوا میان لقا تو
ڈر کے مارے دم بخود ہو گئے مگر اور لوگ قران پر دوڑ پڑے قران ایک طرفۃ العین مین بہتون کو مار کر صاف نکل آیا اور اُسی کبوتر خانہ
مین آپ بھی گھس رہا اور شور انگیز کو بھی وہین بٹھالا اور کہنے لگا تم اب تو اس دھابلی مین بیٹھ رہو جب یہ شور و غل ہو چکے گا تو اُسوقت
باغ بہشت سے نکل چلینگے وہ کہنے لگی کہ تمھین اختیار ہی جب چاہو جب لے چلو میری جان تمھارے ساتھ ہی اب یہانکا حال سنیے کہ جب
قران غائب ہو گیا تو بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند ملاحظہ کیا آپنے کہ قران شور انگیز کو کسطرح لے بھاگا لقا نے جواب
دیا کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تھی اے بختیارک یہ تقدیر بالائی تھی اور یہ کہکر حکم دیا کہ کل عیار جائین اور ڈھونڈھین تلاش کرین
جہان کہین قران ملے اُسے پکڑ لائین یہ حکم سنکر عیاران لقا نے جا کر ڈھونڈھنا شروع کیا ہر چند لاکھ لاکھ فکرین کین کوئی جگہ
ایسی نہین تھی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن کہین پتا نہ لگا آکر لقا سے عرض کیا کہ خداوند ہم ہر طرف ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی نہین
ہی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن ہمین تو کہین پتا نہین لگتا خدا جانے کسطرف چھپ رہا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند مہتر قران
ابھی تک باغ بہشت سے باہر نہین گیا ہی کچھ ایسا حکم بندوبست کیا جائے کہ وہ بہشت سے نکلکر باہر نہ جانے پائے یہ سنکر لقا نے کہا کہ تقدیر
کی ہی مین نے کہ تمام دروازے بہشت کے بند کر دو اور چہار طرف سے پہرے قائم کر دو کہ قران نکلکر جانے نہ پائے اس حکم کے سنتے ہی اُسی وقت سب بندوبست
پر بندوبست ہو گیا چوکی پہرے سب قائم کر دیے گئے خوب اچھی طرح ہر جانب بندوبست ہو گیا اب اُدھر کا حال سنیے کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز
کے اُس دھابلی مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح ہو گئی کبوتر باز کبوترون کو دانہ دینے آیا دروازہ دھابلی کا کھولا کہ کبوترون کو نکالے اور دانہ اُنکے
سامنے ڈالے پانی دے کہ قران نے ہاتھ دھابلی سے نکالکر کبوتر باز کا ہاتھ اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا اُسکا گرنا تھا کہ قران
دھابلی سے نکلکر اُسکی چھاتی پر چڑھے اور کمر سے خنجر نکال کے اُسکی گردن پر رکھدیا کبوتر باز کے ہواس جاتے رہے ہوش اُڑ گئے کہنے لگا کہ تو کون ہی
قران نے جواب دیا کہ آگاہ ہو منم مہتر قران سر بندۂ کافران اگر تو مسلمان ہو جائے اور دین حق کو قبول کرے تو بھلا ہی مین تجھے بھی
رہا کیے دیتا ہون اور اگر اسلام نہین قبول کرتا تو مین ابھی تجھے مار ڈالونگا وہ کبوتر باز یہ سنکر کہنے لگا کہ بہت اچھا آپ اسقدر برہم
کیون ہوتے ہین مین نے لقا پر لعنت کی اور اسلام قبول کیا یہ سنکر مہتر قران نے اُس کبوتر باز کو چھوڑ دیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور
قران سے کہنے لگا کہ اب یہ فرمائیے آپ کا ارادہ کیا ہی مجھسے کچھ کہیے تو اور چلیے میرے ساتھ غریب خانہ پر جبتک مزاج
مبارک مین آئے تشریف رکھیے جبتک کوئی راستہ نکل جانے کا نکلے اُسوقت تک میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہو جیے خانۂ من
خانۂ شماست مہتر قران اُس کبوتر باز کے ہمراہ اُسکے مکان مین چلے گئے لیکن یہ خبر اُڑتی اُڑتی یاقوت شاہ کو پہونچی کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز

بہرام کبوترباز کے مکان مین ہی یہ خبر سنکر یاقوت شاہ خود بہرام کبوتر باز کے مکان پر آیا اور پوچھا کہ کیون بہرام تو نے مہتر قران
اور شور انگیز کو اپنے یہان چھپایا ہی اگر چھپایا ہو تو جلد بتلا دے ورنہ تیرے لیے بہتر نہو گا بہرام نے کہا کہ ای جبرئیل قدرت کیا مین
خداوند کا دشمن ہون کہ خدا پرست کو اپنے گھر مین چھپاؤنگا آپ کو میری جانب ایسا گمان ہین نہین سمجھ سکتا کہ کہانتک زیبا ہوگا اور اگر
کسی نے آپ سے ایسا بیان کیا ہو تو بالکل جھوٹھ اور محض مجھپر افترا اور اتہام ہی یاقوت شاہ کو یقین ہو گیا کہ اسکے گھر مین قران ہرگز
نہین ہی اور وہان سے واپس آیا قصہ کوتاہ دن تو یون گذرا رات کے وقت میان مہتر قران ایک خواجہ سرا کی صورت بنے اور
بہرام کبوتر باز کو بھی ایک خواجہ سرا کی صورت بنایا اور شور انگیز کو ایک برقع اوڑھا کر دونون کو اپنے ساتھ لیا اور باغ بہشت
سے لیکر چلا آتے آتے جب دروازے پر پہونچے دربانون نے قران سے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ عورت تیرے ساتھ کون ہی
قران نے جواب دیا کہ میرا نام خواجہ آہن پوش ہی اور یہ عورت طاؤس شاہ کی بیٹی ہی اسکے پیٹ مین درد اٹھا ہی بحکم لقا مین اسکو
اسکے گھر لیے جاتا ہون دربان یہ سنکر چپ ہو رہے اور قران وہان سے چلتے ہوے اسی طرح بہانہ بازیان کرتے ہوے پانچون دروازون
سے جلد جلد گذرتے ہوے چھٹے دروازے پر پہونچے وہان اتفاقات روزگار و قضاے کار ارہزاد بخشی بیٹھا ہوا تھا قران نے
اور ارہزاد سے جو تقریر ہوئی ارہزاد نے پہچان لیا کہ خواجہ آہن پوش کیسا یہ تو مہتر قران ہی شور انگیز کو لیے جاتا ہی اٹھکر شور انگیز
کے پاس آیا کہ ذرا مین اسکی صورت تو دیکھون طاؤس شاہ کی بیٹی کو تو مین پہچانتا ہون یہ خیال کرکے شور انگیز کے پاس اگر چاہا کہ مین اسکے
برقع کو اٹھاکر صورت دیکھون جیسے ہی ارہزاد شور انگیز کے پاس آیا کہ مہتر قران نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے بھلا تیری یہ طاقت ہی
کہ تو طاؤس شاہ کی بیٹی کو بے پردہ کریگا یہ کہکر ایک عصا اسکے پر مارا کہ وہ منھ کے بل سامنے آیا اسکا گرنا تھا کہ ایک دوسرا عصا اور
اور اسکے سر پر جمایا کہ سر اسکا شق ہو گیا عیار دوڑ پڑے ارہزاد کو اٹھایا اور قران سے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اسے لے جائیے قران
ملکہ شور انگیز کو لیے ہوے زن زن کرتے ہوے اخی سعید کے مکان مین پہونچے تمام عیاران اسلام وہان موجود تھے قران کو
دیکھکر ان سب نے پوچھا خلیفہ جی آپ کہان تھے ہم نے آپ کو چہار طرف ڈھونڈھا جب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے تھک گئے اور کہین
آپ کا پتا نہ لگا تو مجبور و ناچار باغ بہشت سے نکلکر یہان چلے آئے یہ سنکر مہتر قران نے کہا کہ تم سب نے نہایت مناسب اور بہت بہتر کیا
کہ یہان چلے آئے غرض مہتر قران بیٹھے آپسمین باتین ہونے لگین قران نے تمام حال اپنا ان سے بیان کیا صحبت عیش و عشرت
برپا ہوئی رات بھر خوب ہنگامہ تہنیت بلند رہا اور وہان کی سنیے کہ جب صبح ہوئی ارہزاد کو لیے ہوے لوگ لقا کے سامنے آئے سب
سرگذشت بیان کی بختیارک خوب اچھلا خوب کودا اور پکارا کہ اجی حضرت وہ خواجہ آہن پوش نہ تھا وہ مہتر قران تھا کہ شور انگیز
کو لیکر نکل گیا مگر ابھی شہر کے باہر نہین گیا اگر جلد خبر لی جائیگی تو شاید وہ ہاتھ لگ جاے لقا پکارا کہ ای ارہزاد سن قسم ہی مجھے اپنی خدائی کی
کہ اگر تو نے قران کا سراغ لگا دیا تو خیر ورنہ تو یہ یاد رکھنا کہ مین تجھے دوزخ خاویہ مین ڈلوا دونگا اور مطلق کسی امر کا خیال نہ کرونگا
ارہزاد نے یہ سنکر بہت سے عیارون کو اپنے ہمراہ لیا اور ہر چہار جانب ہر ایک گلی کوچہ مین ہر بازار مین تلاش کرنا شروع کیا ہر روز
ڈھونڈھنے جاتا تھا اور محروم واپس آتا تھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پریشان ہو گیا ایک روز اخی سعید کے مکان کے
نیچے سے گذر ہوا دیکھتا کیا ہی کہ اخی سعید کے مکان کے نیچے مرغ کے پر ڈھیر بھر پڑے ہوے ہین اس روز تو ارہزاد دیکھتا ہوا
چلا گیا مگر کچھ جی کھٹک گیا دوسرے روز پھر اسی طرح سے گذر ہوا پھر اسی طرح ڈھیر مرغون کے پر دن کے دکھائی دیے کہ اخی سعید
کے مکان کے نیچے پڑے ہوے ہین جب یہ سحر کہ دو روز ارہزاد نے دیکھا تو ایک روز اخی سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ مین نے
دو روز برابر دیکھا کہ تمھارے مکان کے نیچے مرغون کے پر بہت پڑے رہتے ہین تمھارے گھر مین اسقدر مرغ روز ذبح ہوکر کیا ہوتے ہین
اخی سعید نے کہا کہ پھر تمکو اس سے کیا بحث ارہزاد نے کہا کچھ نہین یونہین پوچھتا ہون خلاف عادت روزمرہ جو تمھارے یہان
اس کثرت سے مرغون کے پر دیکھے تو پوچھا کہ آخر تمھارے یہان کیا کام ہی جو اسقدر مرغ ہر روز ذبح ہوتے ہین اخی سعید نے کہا کہ ہی کیا

کچھ مرغ نکلا پاؤ پکا کر کھاتا ہون کچھ مرغون کے کباب بھنواتا ہون یہ سنکر ازہزاد چپ ہو رہا مگر ازہزاد کو جو شبہ گذرا تھا اور جی کھٹک گیا تھا
تو کامل اطمینان نہ ہوا اور اخی سعید کے بیان پر کچھ وثوق نہ ہوا رات کے وقت ایک نہایت تیز و طرار الالک عیار کو جو فن عیاری مین نہایت
کامل تھا ازہزاد نے بلاکر کہا کہ اے عیار جلد جا اخی سعید کے مکان پر اور اُسکے کوٹھے پر کمند ڈال کے چڑھ جا ذرا تو وہ تو لے کہ مہتر قران
تو اخی سعید کے مکان مین نہین ہے یہ سنکر وہ عیار اسباب عیاری تیار کر کے اور جامۂ عیاری اوڑھ کر اخی سعید کے مکان پر آیا اور
آتے ہی اخی سعید کے کوٹھے پر کمند ڈالکر چڑھ گیا کوٹھے پر سے جھانک کے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ میان مہتر قران اپنے پاس بہت سے
عیارون کو لیے بیٹھے ہین خوب شراب اُڑ رہی ہے مرغ کے کباب کھا رہے ہین گانا بجانا ہو رہا ہے طنبورہ چھڑ رہا ہے ملکہ شور انگیز خوب
ایک نغمہ سناکے گا رہی ہے مہتر قران المست ہو رہے ہین اور عیار بھی منتشر ہین چور ہو رہے ہین شور انگیز کی تعریفین کر رہے ہین کہ واہ
واہ شور انگیز واہ کیا کہنا ملکہ شور انگیز بھی جھوم رہی ہے جون جون وہ عیار تعریف کرتے ہین شور انگیز اور قیامت کی تانین لے رہی ہے
اور خوب جی توڑ توڑ کے گا رہی ہے کہ در و دیوار مست ہو رہے ہین مرغان ہوا بالا سے ہوا ٹھہر گئے اور شور انگیز کے گانے سے عالم وجد مین
آکر جھوم رہے ہین یہ عیار صاحب جو تعریف لیگئے تھے ساری عیاری بھول گئے اور وہ خیال بالکل رفو چکر ہو گیا یہ بھی المست ہو گئے
غرض ایک تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عیار ہوشیار ہوا تو اُسنے قصد کیا کہ اب وہان سے پھرے اور جاکر ازہزاد کو خبر کرے کہ میان
مہتر قران مع متعدد عیارون کے اخی سعید کے مکان مین بیٹھے ہوئے ہین اور شور انگیز بھی وہین موجود ہے یہ قصد کرکے منہ موڑا ہی
تھا کہ مہتر قران کی نظر اُس عیار پر پڑ گئی وہین سے جو لپک کے جست کرتے ہین تو کوٹھے پر تھے اور آتے کے ساتھ ہی ایک بغدہ
بالکل دلی کہ جو اُس عیار کے سر پر کیا تو دو ٹکڑے ہو گئے لاش اُس عیار نابکار کی اٹھا کے کسی مقام مخفی پر گاڑ دی اور وہان چار پہر رات
ازہزاد اُس عیار کے انتظار مین بیٹھا رہا جب وہ عیار پھر کر نہ آیا اور رات ساری گذر گئی تو ازہزاد کو یقین ہو گیا کہ ضرور بالضرور
عیاران اسلام اخی سعید کے مکان مین جمع ہین اور وہ شاگرد میرا مارا گیا دن تو اس افسوس و قلق مین بسر کیا جب رات ہوئی
تو خود ازہزاد اخی سعید کے مکان پر آ کے کمند ڈال کے کوٹھے پر آیا پہر رات باقی تھی کہ دیکھا تمام عیاران اسلام مع مہتر قران کے
چھپر کھٹ پر پھیلا کے سو رہے ہین یہ دیکھکر دبے پانون کوٹھے پر سے اُتر آیا اتنی رات تو جون تون بسر کی جب صبح ہوئی تو ازہزاد نے جاکر
لقا کو خبر کی کہ مہتر قران مع چالیس عیاران اسلام کے اخی سعید نان پز کے مکان مین موجود ہے اور شور انگیز بھی
مہتر قران کے ساتھ ساتھ ہے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اُسنے آگے بھی ملک اصفہان اور ملک ترکستان مین دکان کھولی
تھی اور وہان بھی عیاران اسلام کا مددگار رہا تھا یہ تو عمرو کا بھوتی ہے بظاہر لقا پرست ہے اور بباطن خدا پرست ہے یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اسی وقت
آتش باز جائین اور اخی سعید نان پز کے گھر مین آگ لگا دین اور کچھ عیار جاکر اُن عیارون کو پکڑ لائین بموجب حکم لقا ایک
بارہ ہزار عیاران نابکار اور گبران ناہنجار ایک دم سے چلے اور جاکر اخی سعید کے مکان کو چار طرف سے گھیر لیا اور اخی سعید کو
آواز دی کہ او نان پز نکل تو سہی ارے مردود آج تیرا حال تاکید مالی ہم پر منکشف ہوا کہ ظاہر مین تو نے دام تزویر پھیلا کر اظہار
لقا پرستی کیا تھا اور باطن مین خدا پرست ہے اور بخوف دشمن عیاران اسلام کو اپنے گھر مین مخفی کرتا ہے دیکھ تو آج تیرا کیا حال ہو گا اور ہم
کیا حال تیرا کرینگے کہ تو بھی یاد کرے کہ کمر زور کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے نکلتا ہے تو نکل ورنہ تیرے مکان مین آگ لگا دی جائیگی کہ تو جل
بھن کر اسی مکان مین خاک ہو کر رہ جائیگا بس اخی سعید گھر سے باہر نہ نکلا تو آتش بازون نے آکر چار طرف سے آگ لگا دی
مہتر قران نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ چارون جانب سے آتش بغض و عناد بھڑکنے لگی اور اگر اسی مکان مین بیٹھے رہین گے تو ہرگز جانبر نہ ہونگے
بس یہ خیال کرکے اُن چالیسون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر کوٹھے پر آیا اور آتے کے ساتھ ہی حقہ ہائے آتشین اُن عیاران نابکار
پر دھڑا دھڑ مارنا شروع کیے کہ زنا شتر کرتا ہو گیا اندھیرا ہو گیا تھا کہ اُن چالیسون عیارون کو مہتر قران لیکر کوٹھے سے
کود پڑے اور خنجر و تیر اور بغدہ لیکر اُن عیاران نابکار اور گبران ناہنجار پر جو گرے تو ایک طرفۃ العین مین بہت سے عیارون کو جان سے

ہلاک کیا اکثرون کو زخمی کیا بتون کو جلا دیا کہ جتنے کافر خدا سر تھے اُن سب کو قرار واقعی سزا مل گئی اور جتنے ہلاکت سے بچے تھے وہ
سب بھاگ گئے اور لقا کو خبر کی کہ مہتر قران نے تمام عیارون کا ستیاناس کر دیا اور ہمارا کوئی دسترس نہ چل سکا یہ سنکر
لقا نے حکم دیا کہ اب برق انداز جائین اور گھر کو اخی سعید کے جلا دین یہ سنکر برق انداز اخی سعید کے مکان پر گئے
اور چارون طرف سے اُسکے مکان کو گھیر کے عیاران اسلام کو للکارے کہ اے بدبختو ہوشیار ہو جاؤ اگر تمکو کچھ دعوی ہو تو نکل آئے
یہ یاد رہے کہ ابکی تمہاری جان بری نہ ہوگی قضا تمہارے سر پر آگئی خداوند لقا کا حکم ہے کہ ہم تمکو جلا کر خاک کر دین اگر دعوی مردی
ہے تو نکل آؤ اور لڑ بھڑ کر جان دو اور نہین تو اسی مکان کے اندر جلکر رہ جاؤ گے یہ سنکر تمام عیاران اسلام علی علی کر کے مکان سے
اخی سعید کے باہر نکلے اور خدا کا نام لیکر لڑنا شروع کیا اُدھر سے غلیلے اور تفنگ چلنے لگے ادھر سے بھی عیاران اسلام نے تلوارین
اور خنجر ہاتھون مین لیکے بیخوف و خطر لڑنا شروع کیا لیکن یہ کل چالیس عیار ہین اور اُدھر برق اندازون کی جمعیت بارہ ہزار سے
بھی کچھ زیادہ ہے ایک کا جواب ایک ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک دو کا مقابلہ کر سکتا ہے اور یہان تو ان چالیسون پر بارہ ہزار کا مجمع ہے
گویا ٹڈی دل گر پڑا ہے عیاران اسلام مضطر و بیحواس ہین کہ خدا ہی عزت رکھے اور وہی ان نابکارون کی شر سے امان دے تو دے
ورنہ کوئی صورت بچاؤ کی معلوم نہین ہوتی مگر خدا کو یاد کر رہے ہین اور جہانتک قوت و یاوری دیتا ہے برابر مارے جاتے ہین اُدھر اخی سعید
اپنے مکان کے اندر دعائین مانگ رہا تھا کہ تو ہی ان نابکارون کی شر سے بچائیگا تو بچ جائینگے تیرا ہی آسرا ہے اور تیری طرف رجوع ہے ہم سبکی
خداوندا واسطہ اپنی خدائی کا تو مجکو اور ان سب عیاران اسلام کو ان کفار بدکردار سے امان دے اور اپنی پناہ مین لے اور عیاران
اسلام کو ان بیحیاؤن پر فتحیاب کر اور ان سب کو واصل جہنم فرما اور عیاران اسلام کو محفوظ رکھ تو ہی اس ہنگامۂ عظیم مین انکا حافظ و نگہبان ہے
کہ یہ سب ان کفار سے تیری راہ پر لڑ رہے ہین اور تیرے ہی نام پر ان سبھون نے اپنی جانون کو ہیچ سمجھ لیا ہے اگر تیری نظر التفات ہو جائے
اور یہ کوشش انکی تو قبول کرے تو سارے کام بن جائین خداوندا اگر نصرت تیری انکے شامل ہو جائے تو ابھی یہ سب مظفر و منصور ہین
اور اسی دم ان کفاران لقا پرست کا کام بالکل تمام ہے پھر کیا قدرت ہے انکی کہ دم بھر لڑ سکین اخی سعید تو ادھر یہ دعائین مانگ رہا
ہین اور ادھر مہتر قران اُن سب عیاران اسلام کو جرات دلا رہے ہین خبردار اے مردان جرار ہمت نہ ہارو کہ نصرت و فیروزی منجانب اللہ
تمہارے شریک حال ہے تم ضرور فتحیاب ہوگے اس بات کا خیال نہ کرنا کہ یہ کفار بدکردار بکثرت ہین بھائیو کم من فئة قليلة
كثيرة اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب نصرت و فیروزی من جانب اللہ شامل حال ہو جاتی ہے تو بہت تھوڑے سے آدمی بہت بڑی جماعت پر غالب
آجاتے ہین کچھ خوف و ہراس کا مقام نہین ہے کہ ان اللہ معنا خداوند عالم جسکے نام پر ہم کوشش کر رہے ہین وہ ہمارے ساتھ ہے یہ
نعرہ مہتر قران کا سنکر وہ چالیسون جوانمرد جان توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مہتر قران بھی بغدہ ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہے ایک بڑا
ہنگامۂ عظیم برپا ہے جری گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ اتفاقات روزگار بھرام اسے اختر شناس جو اپنے فن مین نہایت کامل اور
عدیم المثال تھا اور وہان سے قریب رہتا تھا اُسکو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی عیار سے کہا کہ تو اپنے شاگردون کو ساتھ لیکر اخی سعید کے مکان مین
نقب کنی کر کے جلد پہونچ اور اخی سعید کو اُسکے ساتھیون سمیت میرے گھر مین لے آ کہ وہ بہت تھوڑے ہین اگرچہ بہت جی توڑ
توڑ کر لڑ رہے ہین لیکن کہانتک آخر مارے جائینگے تجکو بہت سا انعام دونگا یہ سنکر وہ عیار اپنے شاگردون کو لیکر اخی سعید کے
مکان کی طرف چلا اور جھٹ پٹ نقب زنی کر کے اخی سعید کے مکان مین آیا دیکھا کہ اخی سعید دعا کر رہا ہے اور قران بھی نہایت
حیران و پریشان ہے کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے نہ تو اس لشکر کثیر پر اتنے سے آدمی فتحیاب ہو سکتے ہین نہ کوئی اور راہ نکلتی معلوم
ہوتی ہے اگرچہ یہ سب جی توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مگر کہانتک لڑینگے آخر مارے جائینگے اسی خیال مین قران تھا ہی کہ دفعتہً طبقہ زمین
کا ٹوٹا اور ایک شخص خاک آلودہ اُس نقب سے نکلا قران کو تو فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی ہمارا دشمن ہے نقب کھود کر آیا ہے چاہا کہ
بڑھکر اُس پر حملہ کرے کہ اُسنے آواز دی کہ ہائین قران کیا کرتے ہو ارے مین تمھارا دوست ہون دشمن نہین ہون بلکہ تمھارا

جان بچانے آیا ہون تو میرے ساتھ نقب مین چلے چلو اخی سعید نے جو اُسکی آواز سنی پہچان گیا کہ یہ شخص گھرا اختر شناس
کا عیار ہے ضرور ہماری کمک پر آیا ہوگا یہ سوچ کر قران سے کہا کہ تم کچھ خیال نہ کرو اور بخوف و خطر بلا تکلف اسکے ساتھ نقب مین چلے چلو
اور یہ تو گویا تائید غیبی ہے اسکو غنیمت ہی سمجھو پس یہ سنتے ہی مہتر قران مع شور انگیز اور تمام عیاران اسلام کے اُسکے ساتھ ہوئے
اور اخی سعید بھی مع مال و اسباب اُن سب کے ساتھ اُس نقب کی راہ سے گھرا اختر شناس کے مکان مین داخل ہوا
اور دہرہ نقب کا بند کر دیا اور یہان کا حال سنیے کہ یہ نابکار سمجھے کہ سب عیاران اسلام اور اخی سعید اور مہتر قران مکان کے
اندر بھاگ گئے یہ سمجھکر اخی سعید کے گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بہت ہی خوشی خوشی آکر لقا سے بیان کیا کہ ہم نے تمام گھر
اخی سعید کا پھونک دیا اور تمام عیاران اسلام جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے یہ سنکر لقا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے تو
کئی ہزار برس پیشتر سے یہی تقدیر کی تھی کہ یہ سب جل بھن کر خاک سیاہ ہو جاینگے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین
کی تھی کہ کوئی خدا پرست جلا دیا جاے یا خداوند اگر ایک بھی انمین کا گرفتار ہو کر آتا یا کسی کی لاش وہان سے آتی یا کوئی زخمی آتا
تو مجھکو یقین آتا اور جل کر مر جانے کا یقین ہو جاتا وہ سب زندہ و سلامت ہین کسی نہ کسی طرف نکلے ہوے چلے گئے ہونگے ایک بھی جلکر
خاک سیاہ نہین ہوا لقا نے کہا کہ او مردود نامعقول تو بڑی [illegible] دن گذر کر دیتا ہے اور ہمیشہ میرے برعکس کہا کرتا ہے دیکھا ایک
نہ ایک دن اس برعکسی پر ضرور بالضرور تو جہنم مین ڈالا جائیگا بختیارک تو اتنا کہکر چپکا ہو رہا کہ خیر آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ مین جو کہتا تھا سچ ہے یا جھوٹھ ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سنیے

کہ صاحبقران نے چند روز تک تو مہتر قران کا انتظار کیا لیکن جب مہتر قران پھر کر نہ آیا تو رو کر فرمایا کہ افسوس ہمارے فرزندون کی
قسمت مین رہائی نہین ہے خدا جانے مہتر قران کس بلا مین گرفتار ہو گیا عمرو نے جو صاحبقران کو آبدیدہ پایا کرسی ہیرا سے اٹھ کے
آداب بجا لایا اور ملتمس ہوا کہ اے شہریار آپ رنجیدہ نہ ہون مین جا کر تینون شاہزادون کو چھڑا لاتا ہون امیر نے خوش ہو کر اُسے
خلعت دیا اور دس ہزار توڑے انعام کے دیے اُسوقت عمرو نے لباس عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور پاے شاطری مارتا ہوا
ملک سبائل کو روانہ ہوا دو روز کی رہروی مین تمام مسافت طے کر کے داخل ملک سبائل ہوا چونکہ سابق ازین عمرو ملک سبائل
کی سیر کر چکا ہے اس سبب سے ہر گلی کوچہ سے واقف تھا تمام شہر مین پھرتے پھرتے اخی سعید کے مکان پر پہونچا دیکھا کہ تمام مکان جل بھن کر
خاک سیاہ ہو گیا ہے نہایت افسوس کیا رات کے وقت گھرا اختر شناس کے پاس ایک خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا گھرا سے
ملاقات کی چپکے چپکے حال اپنا اُس پر اظہار کر کے مہتر قران اور اخی سعید کا حال استفسار کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ اخی سعید پر
کیا آفت پڑی اور مہتر قران اس مقام پر قاسم اور بدیع الزمان کی رہائی کے لیے آیا تھا اُس پر کیا گذری اگر آپ کو کچھ حال اُنکا
معلوم ہو تو بتائیے گھرا نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین خواجہ وہ سب میرے مکان مین موجود ہین اور بفضل خدا صحت سے ہین تمام قصہ اور سرگذشت
مہتر قران کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی بعد اسکے جس جگہ اخی سعید اور مہتر قران اور تمام عیاران اسلام بیٹھے تھے وہان
عمرو کو لایا سبھون نے اُنسے ملاقات کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگایا اور اخی سعید کو بہت دلاسا دیا کہ گھر تمہارا اگر جل گیا ہے
تو جل جانے دو کچھ اُسکا رنج و ملال نہ کرو تمہارے لیے اور اس سے بہتر بن جائیگا اور قران سے کہا کہ تمنے اخی سعید کا گھر خاک سیاہ
کروایا تمھین اس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا تمہارے ہاتھ آیا قران نے یہ سنکر جواب دیا کہ اُستاد مال و اسباب اخی سعید کا سب
برقرار ہے ایک چیز بھی ضائع و برباد نہین ہوئی ہان گھر البتہ جل گیا تو اُسکے عوض مین گھرا اختر شناس نے اور گھر اُسے دیدیا
ہے آپ اسقدر متردد کیون ہین عمرو نے کہا اچھا یہ تو سب صحیح ہے مگر اے قران یہ تو تم بتاؤ کہ تم یہان عشق و عاشقی کا دم بھرنے آئے تھے
یا شاہزادگان والا تبار کو رہا کرنے قران نے کہا کہ اُستاد مین انکی فکر سے کسی وقت غافل تھوڑی ہون مجکو ہر وقت وہی فکر ہے

اور یہ واقعہ تو شدنی تھا جو پیش آگیا عمرو نے کہا کہ اے قرآن سنو حمزہ صاحبقران قاسم اور بدیع الزمان کی جدائی مین بہت
ہی بیقرار ہین زار زار مثل ابر بہار کے رویا کرتے ہین یہ سنکر قرآن نے کہا کہ اچھا اُستاد پھر جیسا آپ ارشاد فرمایئے اور جو تدبیر ٹھہرایئے
ہم ہر طرح موجود ہین عمرو نے گہرا اختر شناس سے پوچھا کہ تمھین یہ بھی معلوم ہے کہ قاسم اور بدیع الزمان کس کے پاس قید ہین
اور انکا کیا حال ہے اُسنے بیان کیا کہ ہان مجھے معلوم ہے لقا نے اپنے خالو زنگار خون آشام کے سپرد کر دیا ہے عمرو نے کہا کہ اے گہرا اے
اختر شناس مین ایک زن حسینہ بیعدیل اور بے مثل کی صورت بنتا ہون تم مجکو کسی طرح زنگار شاہ کے حوالے کر دو اور اُسکے آگے
میری بہت سی تعریفین کر دو کہ یہ عورت ہر ایک فن مین دخل رکھتی ہے گہرا نے اقبال کیا کہ اچھا مین اسکی تدبیر کرتا ہون اور جسطرح ہو سکتا
ہے تمھین زنگار شاہ تک پہونچائے دیتا ہون یہ کہکر دوسرے روز زنگار شاہ کی دعوت کی اور زنگار شاہ کو اپنے گھر مین بلایا عمرو
ایک نازنین مہ جبین کی صورت بنکر سامنے زنگار شاہ کے آیا اسطرح ناچا اور اسطرح گایا کہ زنگار شاہ نہایت ہی محظوظ ہوا اور گہرا اے
اختر شناس سے پوچھا کہ کیون وزیر عظیم یہ کنیز آپ نے کب مول لی ہے اور کس قیمت کو ہاتھ لگی ہے گہرا اے اختر شناس نے اُسکی تعریفین
کرنا شروع کین کہ یہ عجب خوش کردار اور نیک اطوار عورت ہے کہ قابل بیان نہین ناچنے گانے مین لاجواب ساقی گری مین انتخاب افسانہ
گوئی مین بیمثال مصاحبت مین باکمال زنگار شاہ نے جو یہ وصف سنے وجد کرنے لگا کہ خوبصورت ایسی خوش سیرت ایسی گہرا اے
اختر شناس سے کہا کہ اگر اس کنیز کو تم مجھے بخشدو تو نہایت احسان کرو گہرا نے کہا کہ اور کسی کو تو مین ہرگز نہ دیتا مگر آپ خالوے
قدرت خداوندی ہین شوق سے لے جایئے اور اپنی خدمت مین رکھیے اور اپنے کام مین لایئے زنگار شاہ نہایت گہرا اے
اختر شناس کا ممنون ہوا اور اُس کنیز کو اپنے گھر مین لایا اور آتے ہی صحبت عیش آراستہ کی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا
عمرو نے اٹھکر اپنی ساقی گری دکھائی شراب پلائی اور خوب ناچا اور گایا زنگار شاہ نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا اور تخلیے
کرا کے عمرو سے مشغول اختلاط ہوا اب باہم شراب چلنے لگی کباب اڑنے لگے عمرو نے کئی جام شراب بیہوشی آلود کے زنگار شاہ کو پلا
یہانتک کہ اُس کافر بدمست کو مستی سوجھی اور عمرو کو اپنی گود مین کھینچ لیا چھاتیون پر ہاتھ ڈالدیے دیکھا کہ سینہ بالکل صاف ہے یہ دیکھکر
بہت ہی حیران ہوا پوچھا اے نازنین مہجبین یہ کیا کہ سینہ تیرا بالکل سپاٹ ہے اُسنے کہا کہ پھر ارے صاحب تمھین استعجاب کس امر کا ہے ابھی میرا
سن ہی کیا ہے کوئی گیارھوان سال ہوگا یہ سنتے ہی زنگار شاہ اور بھی زیادہ خوش ہوا کہ خوب یہ تو باکرہ ہے اچھی چیز ملی اب پھر اختلاط
کرتے کرتے ازار بند پر جو ہاتھ ڈالتا ہے تو ایک عضو ہاتھ مین آگیا اب تو اور بھی گھبرایا پوچھا کہ اے نازنین یہ کیا ہے عمرو نے کہا کہ یہ خنجر بغلانی
ہے وقت بیوقت کے واسطے لگا رکھا ہے غرض زنگار شاہ نے چاہا کہ ٹانگون مین دبا کر پاجامہ اُسکا اتارے کہ عمرو تڑپکر اسکی بغل سے
نکل گیا زنگار شاہ اٹھکر دوڑا کہ ہائین جان صاحب کہان جاتی ہو میری جان تمپر نثار ایک ذرا ٹھہر دیہ سنکر عمرو اور دور ہٹ گیا
زنگار شاہ ایک چند ہی قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا بس اسکا بیہوش ہو کر گرنا تھا کہ عمرو نے جھٹ سے اُسے اٹھا کر پلنگ کے
نیچے ڈالدیا اور خود زنگار شاہ کی صورت بنکر در زندان خانہ پر آیا اور دو قرابے شراب کے ان دربانون کو دیے جو زندان خانہ پر چار
حافظ متعین تھے اُن سب نے وہ شراب خوب پی اور پی پی کر خوب بیہوش ہوئے انکا بیہوش ہونا تھا کہ عمرو زندانخانہ کا دروازہ
توڑ کر زندانخانہ مین داخل ہوا آگے کیا دیکھا کہ اُس قیدخانہ مین قاسم اور بدیع الزمان اور اسد نوجوان مایوس بیٹھے ہوئے آپسمین
باتین کر رہے ہین کہ افسوس صد افسوس ہم تو یہان اس حال پر اختلال مین مبتلا ہین اور امیر کشورگیر نے ہماری خبر بھی نہ لی کہ ہم
پر کیا گذر گئی خواجہ عمرو کو ہماری رہائی کے لیے بھی نہ بھیجا کاش خواجہ ہی کو بھیج دیتے افسوس ایسی ساعت سے اسیر ہوئے تھے
کہ آجتک کوئی شکل رہائی کی نہ نکلی اور چھوٹنا نصیب نہ ہوا آپسمین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک شخص کو دیکھا کہ خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے
ہوئے آیا اور پکارا کہ مین بحکم زمرد شاہ آیا ہون کہ تمھارے سر کاٹ کر لے جاؤن انھون نے کہا کہ ہم خود آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا
بیٹھے ہوئے ہین تم شوق سے ہمارے سر کاٹ کر لے جاؤ بلکہ اگر تم ہماری گردنون سے یہ بار سر اتار لوگے تو ہم تمھارے ممنون ہونگے

مگر ہان البتہ وصیت ہماری یہ ہے کہ اگر لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین تمھارا گذر ہو جاے تو بعد سلام اتنا پیام ہمارا کہدینا کہ قاسم اور اسد
نوجوان اور بدیع الزمان بے یار دیار در عالم بیکسی مین مارے گئے ہین فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا اور ایک ایک سورۂ فاتحہ سے
روح کو ہماری شاد کر دینا اور ہمارے خون ناحق کا عوض لقا سے ضرور لینا یہ کہکر بے اختیار رو دیے انکے رونے پر ہرچند عمرو نے
ضبط کیا مگر کسی طرح ضبط نہ ہو سکا اور ایک چیخ مار کر رو دیا اور دوڑ کر دونون شاہزادون سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے شاہزادو گھبراؤ
نہین اور رؤ نہین مین تمھارا غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون بحکم امیر تمھاری رہائی کے لیے آیا ہون اسد و قاسم اور بدیع الزمان
بھی بہت خوش ہوے اور خواجہ سے لپٹ گئے خوب گلے مین ہاتھ ڈالکر روئے جب رونے سے افاقہ ہوا تو خواجہ نے انھین زنبیل مین ڈال
لیا اور زندانخانہ سے نکلکر جلد جلد اُسی راہ طے کر کے گھر اسے اختر شناس کے مکان مین لایا سارا حال اُس سے بیان کیا اور
اُسی شب کو کل عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر بخدمت امیر حمزہ صاحبقران مین روانہ ہوا جلد جلد بعد طے منازل اور قطع مراحل
جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا تو بدیع الزمان اور قاسم اور اسد نوجوان کو زنبیل سے نکالا اور بعض عیارون کو حکم دیا کہ تم
جلد جا کر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر کرو کہ بفضل خداے تعالی شاہزادے رہا ہو کر آئے ہین عیار دوڑے اور جا کر امیر حمزہ
صاحبقران کو اطلاع دی کہ حضور شاہزادے رہا ہو کر آئے ہین امیر نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ سب کے سب شاہزادون کے
استقبال کو جائین یہ حکم سنتے ہی تمام سردار بہت ہی خوش خوش گئے اور جا کر شاہزادون کو استقبال کر کے لائے قاسم و بدیع الزمان
اور اسد نوجوان نہایت خوش و مسرور بخدمت بابرکت امیر کشور گیر مین حاضر ہوے شرف ملازمت حاصل کیا دوڑ کر امیر باتوقیر کے
قدمون پر گر پڑے امیر نہایت مسرور اور خوشنود ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا کئی روز بزم عشرت اور جشن مسرت برپا ہوا
سب کے سب کیسے خوش و مسرور ہوے امیر نے سبھون کو انعام و اکرام اور خلعت سے سرفراز کیا جب کئی روز پیہم جشن ہو چکا تو امیر
باتوقیر وہان سے کوچ کر کے طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوے مع لشکر ظفر موج بیشۂ فیض رسان مین تشریف لائے خواجہ
عمرو برسم بالا دوی آگے نکل آیا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ اُس دامن کوہ مین ایک پہاڑ طرب انگیز اور فرحت خیز
ہے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین طرح طرح کے درخت لگے ہوے ہین چشمہ ہاے آب نہایت پر ضیا اور مصفا لبریز ہین ہواے مسرت بخش
آ رہی ہے کہ جس سے دل مین قوت اور آنکھون مین تراوٹ پیدا ہوتی ہے ایسی خوشبو چلی آتی ہے کہ جس سے دماغ تازہ ہوا جاتا ہے اور مشام جان
کو راحت پہونچتی ہے یہ دیکھکر عمرو چارون طرف پھرتے پھرتے سیر کرتے کرتے غافل نیرنگ فلک ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے آکر لیٹ رہا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جو آنے لگے تو عمرو کو نیند آگئی اور بیہوش ہو کر سو گیا اب نیرنگی گردون سنیے کہ ایک عیار تیز و طرار
غول زرینہ جنگ برادر شیوہ عیار رہنے والا ملک ہامان دران کا سیر کرتا ہوا اُسی مقام پر آیا اور عمرو کو زیر درخت بیخبر سوتا پایا
اور پہچان کیا کہ یہ تو قاتل ہے تیرے بھائی کا بس عمرو کو فوراً بیہوشی سنگھا کر حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کر کے اور چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ بردوش ہو کر روانہ ہوا ارغنون اور ارغن اُسکے آقا زادے تھے یعنی عنقاے تیغزن جو ہاتھ سے ہاشم تیغزن کے در بند
عنقا کوہ پر قتل ہوا تھا اُسکے بیٹے تھے اُنکے پاس لیکر چلا جسوقت سامنے ارغنون اور ارغن کے پہونچا پشتارہ عمرو کا سامنے رکھدیا
ارغنون اور ارغن نے استفسار حال کیا غول زرینہ جنگ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ خواجہ
عمرو ہین تو وہ بہت مسرور ہوے اور غول زرینہ جنگ سے نہایت خوش ہوے اور خواجہ کو ایک چاہ تاریک مین قید کیا اب یہانکا
حال سنیے کہ امیر باتوقیر نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کئی روز گذر گئے کہ عمرو کا کہین پتا نہین ہے نہایت متردد ہوے کہ خواجہ کہان چلا گیا اور کیا
آفت و مصیبت خواجہ پر گذر گئی ورنہ یہ کبھی ممکن نہ تھا کہ خواجہ کو بے میرے دیکھے چین آتا اور وہ میرے پاس نہ آتا کچھ دال مین کالا
ضرور ہے یہ سوچ کر امیہ اور سیارہ سے کہا کہ اے امیہ و سیارہ جاؤ اور اپنے باپ کی خبر تو لاؤ دیکھو تو وہ کہان ہے اور کس حال
مین ہے یہ دونون حکم کے ساتھ ہی بانے عیاری کے تن پر آراستہ کر کے روانہ ہوے بھاگتے جاتے تفحص کنان لشکر مین ارغنون اور ارغن

ارغن

ارعن کے پہونچے اپنی صورتین بدلکر داخل لشکر ہوے حال خواجہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ غول زرینہ جنگ ارغنون اور ارعن
کا عیار پکڑ لایا ہے اور وہ کئی روز سے یہان قید ہے یہ سنکر امیہ تو ایک باورچی کی شکل پر متشکل ہوا اور سیارہ ایک نان پز کی صورت بنا اور
اُس لشکر مین ایک دکان نہایت پرتکلف کھولی اور رات کے وقت نقب زنی کر کے زندانخانہ مین عمرو کے پاس پہونچے چاہا کہ عمرو کو
چھڑا لائین کہ غول زرینہ جنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند امیہ و سیارہ پر مارے امیہ تو اسیر بلا ہو گیا لیکن سیارہ تڑپ کر نکل گیا
غول زرینہ جنگ نے مشکین امیہ کی باندھ لین اور عمرو کے پاس قید کر کے روانہ ہوا اب حال سیارہ کا سنیے کہ زندانخانہ سے
نکلتے ہی یہ تو اپنی دکان پر آیا اور بہت سا کھانا پکا کر داروے تند بیہوشی آغشتہ کر کے زندانخانہ مین لایا کہا یہ کھانا ارعن اور ارغنون نے
بھیجا ہے کہ وہ جو لوگ رات بھر قیدی کی حفاظت کرتے ہین اُنکے لیے لیجاؤ اُن سب نگہبانون نے وہ کھانا آپسمین تقسیم کر لیا اور خوب پیٹ
تان تان کے کھایا ایک دو گھڑی کے بعد سب کے سب بیہوش ہو کر گرے بس جھٹ پٹ سیارہ نے دروازہ زندان کا کھولکر عمرو اور امیہ
دونون کو رہا کیا اور اسی وقت وہان سے لشکر اسلام کا راستہ لیا جلد جلد راہ طے کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ قضاے کار غول زرینہ
جنگ آپہونچا اور نعرہ کیا ارے ناعیارو کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہان بھاگو گے یہین آپہونچا اور پیچھا پکڑ کے دوڑا عمرو نے
اُسکے کئی شاگردون کو مار کر ڈھیر کر دیا اور غول زرینہ جنگ کے ایسے دو چار پتھر مارے کہ آنکھین اُسکی پتھرا گئین اور عمرو کے سامنے سے
بھاگا عمرو اُسکے تعاقب مین چلا آتے آتے ایک عظیم الشان دریا ملا غول زرینہ جنگ تو اُس دریا مین کود پڑا عمرو وہان سے پھر آیا
جلد جلد راہ طے کر کے خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور تمام حال زابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے امیر با توقیر دونون
عنقاے نیغزن کے لشکر اپنا لیے ہوے سر راہ پڑے ہوے ہین کہ لشکر اسلام کا سد باب کیجیے اور اُدھر سے کسی طرح نہ گذر نے دیجیے یہ سنکر
صاحبقران نے مقبل سے کہا کہ بہت جلد ایک چوکی لا کر بچھا دو اور ایک خلعت زرتار اور ایک شمشیر اور ایک جام شربت اور ایک بیڑا پان کا لا کر
اُس چوکی پر رکھو مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر با توقیر جلد جلد وہ سب اشیا لا کر مہیا کیے جب وہ سب سامان درست ہو چکا تو امیر
شور گیر نے غازیان فیدا اور مجاہدان تہور شعار سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے جوانان با ہمت اور اے بہادران پر صولت تم مین سے کون ایسے دو
بہادر ہین کہ جا کر ارعن اور ارغنون کو زندہ پکڑ لائین یا اُن دونون کے سر کاٹ کر لے آئین پوری بات ابھی امیر با توقیر کے مُنھ سے نہ نکلی تھی
کہ ادھر سے شاہزادۂ رستم شکوہ انجم گروہ سرفتنۂ ملک باختر بدیع الزمان نامور اپنے دنگل سے اٹھا اور ادھر سے قبۂ دین ستون
اسلام کرب پرحرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دونون نے دست بستہ آکر خدمت صاحبقران
مین عرض کیا کہ اگر حکم والا شرف صدور پاے تو ہم دونون غلام جا کر اس مہم کو سر کر لائین یہ سنکر صاحبقران نے شاباش و مرحبا
کہا اور فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے جاؤ حق سبحانہ و تعالی تمھارے ارادے مین برکت دے اور یہ کہکر اُسی وقت شاہزادے بدیع الزمان
اور کرب غازی کو خلعت و انعام دے کر روانہ لشکر ارغنون اور ارعن کیا ان دونون غازیان جرار اور بہادران کرار نے
جلد جلد راہ طے کی اور سامنے لشکر کفار بدکردار کے بارگاہ اپنی استادہ کرا دی ہرکارون نے یہ خبر ارغنون اور ارعن کو پہونچائی
کہ کرب غازی اور شاہزادۂ بدیع الزمان لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آئے ہین یہ سننا تھا کہ فوراً حکم دیدیا کہ طبل جنگ ہماری
جانب سے بجایا جاے صبح کو ہم ان دونون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا گیا ادھر شاہزادۂ بدیع الزمان
اور کرب غازی نے بھی سامان جنگ مہیا کیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوے اور نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جانبین سے صفین
آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہوا نقیب نیب دے کر نکل گئے ارغنون ارعن سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑا چمکا کر میدان
مین آیا ادھر بدیع الزمان بھی نکلکر مقابل ارغنون کے ہوا اُدھر سے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ منم برج خوبی و شہ انجمن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن + بہ تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سرفتنۂ باختر نام شد + ادھر سے ارغنون نے بھی
جواب دیا الغرض بعد گفتگوے بسیار ارغنون نے بدیع الزمان کے بزد وار کیا بدیع الزمان نے نہایت ہی پھرتی سے

اُسکے نیزہ کو اپنے نیزے پر روکا اور چند ہی لمحون مین برچھا ارغنون کا ہاتھ سے گر گیا برچھے کا گرنا تھا کہ اُس گبر ناہنجار نے نہایت
ہی غیظ مین آکر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسکے وار کو اپنی سپر پر روک کے لپک کے اس زور سے اسکی کلائی
مضبوط پکڑ لی کہ ہاتھ اسکا فشردہ ہو گیا اور تلوار اسکی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اُسکے ہاتھ سے تلوار کا گرنا تھا کہ بدیع الزمان نے اب
جو ایک ہتھوڑا سا پیچھے ہٹکر اور یا علی کہکر ایک وار تلوار آبدار کا کیا تو صاف اس گبر ناہنجار کے دو ٹکڑے ہوے اور مرکب سے
نیچے گر پڑا بس اسکا گرنا تھا بھائی نے بھائی کی لاش جو دیکھی خون آنکھون مین اتر آیا اور تاب باقی نہ رہی اسپ دوڑا کر یہ چلا
ہو کے للکارتا ہوا دوڑا اُدھر سے کرب غازی بہت ہی جلد جلد گھوڑے پر سوار ہو کر بدیع الزمان کے قریب آئے اور کہا اے
بدیع الزمان اب تم پیچھے جاؤ شاباش دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اب تم تھک گئے ہو اتنے بڑے کافر کو گرایا ہے اب مین اس مردود
ازلی کا مقابلہ کرونگا ہر چند بدیع الزمان نے انکار کیا مگر کرب نے کسی طرح نہ مانا اور بدیع الزمان کو قسمین دے کر پھیر دیا اور آپ
بنفس نفیس ارغن کے مقابلہ کو آیا ادھر سے کرب غازی اور ادھر سے ارغن سامنے آیا ارغن نے آتے کے ساتھ ہی کرب غازی
پر ایک تلوار لگائی کرب غازی تلوار اسکی روک کے اب جو یا علی ولی کہکر تیغہ سر جوش کا ایک وار کرتے ہین تو سر تا راکب و مرکب چار ٹکڑے
تھے بس ارغن کا مارا جانا کہ فوج ارغن و ارغنون کی دوڑ پڑی اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی کے ساتھی بھی دوڑ
اور تلوارین کھینچ کھینچ کر اُس لشکر پر حملہ آور ہوے بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اگرچہ وہ لوگ بھی بڑی دلیری سے لڑے مگر انکا مقابلہ کب کر سکتے
تھے آخر شکست کھا کر بھاگ نکلے جب میدان لشکر مخالف سے خالی ہوا تو بدیع الزمان اور کرب غازی اپنی فرودگاہ مین آئے
نذرین فتح کی گذرنے لگین بدیع الزمان اور کرب غازی نے فتح نامہ کی عرضی امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین ارسال
کی کہ الحمد للہ والمنہ غلامون نے بامداد خدا اور باقبال حضور فتح پائی ارغنون اور ارغن مارے گئے لشکر انکا مفرور ہوا جیسے ہی یہ نامہ امیر
کو پہونچا پہلے امیر با توقیر سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری بجالاے اور بعد اُسکے خلعتہاے پرتکلف اُن دونون کے واسطے روانہ کیے اور بعد
روانگی خلعتون کے خود بھی مع لشکر ظفر پیکر وہین تشریف لائے بدیع الزمان اور کرب غازی کو بار دگر خلعت سے سرفراز فرمایا اور دونون
کو گلے سے لگایا پھر عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ ذرا ملک سباحل کی تو خبر لاؤ خواجہ امیر سے کئی ہزار روپیہ لیکر ملک سباحل کی طرف
روانہ ہوا غافل اپنی دھن مین راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ غول زرینہ جنگ آکر پشت پر سے عمرو کے لپٹ گیا اور بغل مین داب کر
لے چلا خواجہ نے اُسکی بغل مین ایک ایسا خنجر رسید کیا کہ غول زرینہ جنگ بیقرار ہو گیا اور ہاتھ اُسکا ڈھیلا ہو گیا اُسکا ہاتھ ڈھیلا
ہونا کہ عمرو تڑپ کے اُسکی بغل سے نکلکر ایک طرف کو راہی ہوے غول زرینہ جنگ پھر عمرو کے پیچھے دوڑا عمرو نے پلٹ کر حلقۂ
کمند اُسکے پاؤن مین ڈالدیے کہ وہ غول بادیۂ ضلالت اُلجھکر گرا بس اُسکا گرنا کہ خواجہ جھٹ خنجر کھینچ اُسکے سینہ پر سوار ہوے دیکھا کہ اُس
مردود کی کمر مین ایک نامہ ہے اُس نامے کو نکالا اور نکالکر پڑھا تو ارغنون اور ارغن نے لقا کو لکھا تھا کہ میرے عیار غول نے
خواجہ عمرو کو گرفتار کر لیا ہے اور مین نے اُسے قید کر دیا ہے اب جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن کہیے زندہ مقید خدمت عالی مین روانہ
کرون اور اگر حکم ہو تو سر اُسکا کاٹ کر روانہ لشکر ظفر پیکر کرون اُس نامہ کو تو عمرو نے اپنے پاس رکھا اور اُس غول بادیہ ضلالت
سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تو مین تجھے ابھی چھوڑے دیتا ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا اُسنے کہا کہ مین نے
آپ کی اطاعت قبول کی اور لقا پر لعنت کی مجکو لقا پرستی سے کچھ سروکار نہین خواجہ نے کہا کہ مجھے ہرگز تیری بات کا اعتبار نہین ہے
اُسنے قسمین کھائین اور کہا کہ اب آپ یقین ہی جانین کہ مجھسے کبھی خطا نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ اچھا ہم تمھین زمین مین گاڑے دیتے ہین
تم یہین رہو جس وقت ہم اُدھر سے پھر آئینگے تو تمھین یہان سے رہا کر دینگے یہ کہکر عمرو نے زمین کھود کے اُسے کمر تک گاڑ دیا غول زرینہ جنگ
نے کہا کہ مجھے کوئی درندہ آکر کھا جائیگا یہ سنکر عمرو نے چند زنگ اُسکے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ جب کوئی جانور تیرے
پاس آئے تو تو گردن اپنی ہلانا زنگ کی آواز سے وہ بھاگ جائیگا یہ کہکر عمرو وہان سے روانہ ہوے طے مراحل اور قطع منازل

کرتے ہوے جب قریب ملک سباآل کے پہونچا تو اپنی صورت کو بشکل غول زرینہ جنگ بنا کر داخل شہر ہوا اور رسیدہ بارگاہ
یاقوت شاہ مین آیا اور وہ نامہ جو غول زرینہ جنگ سے ہاتھ لگا تھا وہ یاقوت شاہ کے ہاتھ مین دیا یاقوت شاہ اُس
نامہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اُسے خلعت و انعام دیا اور وہ نامہ لیکر لقا کے پاس آیا اور وہ نامہ لقا کو دیا لقا دیکھکر بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ ہمنے تو کئی لاکھ برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی جلدی جلد اُو اور ارغنون اور ارعن کے عیاروں سے کہو کہ عمرو کو زندہ
ہمارے پاس پکڑ کر لے آوے یہ حکم سنکر یاقوت شاہ چلا ہی تھا کہ بختیارک نے کہا کہ یا خداوند اُس عیار بد کردار کا یہان زندہ آنا
میرے نزدیک کسی طرح مناسب نہین ہے عمرو کا سر ہی طلب کیجیے تو بہتر ہے یہ سنکر لقا نے یاقوت شاہ سے پکار کر کہا کہ اے جبرئیل
قدرت اچھا اُسکو زندہ یہان بلوانا اچھا نہین ہے تم سر ہی اُسکا منگوا لو تو بہتر ہے یہ حکم سنکر یاقوت شاہ لقا سے رخصت ہو کر اپنی
بارگاہ مین آیا اور غول زرینہ جنگ کو حکم محکم لقا کا سنایا غول زرین جنگ نے جو یہ حکم سنا کہا بہت اچھا مین گیا اور سر اُسکا ابھی
لایا آپ اطمینان خاطر رکھین اب سنیے یہان تو یہ گفتگو ہوئی اور وہان حال غول زرینہ جنگ اصلی کا سنیے کہ یہان زمین مین گڑا
ہوا حیران اور پریشان کھڑا ہوا تھا کہ قضاے کار از اتفاقات روزگار کچھ ہیزم کش وہان آئے کہ لکڑیان درختون مین سے کاٹ کر
لے جائین اُن سب کو دیکھکر غول زرینہ جنگ نے آواز دی کہ ارے صاحبو مجھکو ایک ظالم زبردست نے زمین مین گاڑ دیا ہے
برائے خدا مجھے اس بلا سے نجات دو اور زمین سے نکالو اُسکی آواز سنکر پہلے تو وہ لوگ بہت ہی خائف ہوے کہ معلوم نہین اس
صحراے لق و دق مین یہ کوئی بھوت ہے یا پریت ہے کون بلا ہے کون اسکے پاس جاے بعد اسکے سب نے آپس مین یہ صلاح کی کہ اچھا
کچھ ہو ذرا چلکر سب ملکے دیکھو تو ہے کون آخر ہم بھی اتنے آدمی ہین ہمارا بنا لیگا کیا اور اگر کسی طرح کی گزند پہونچانے کا قصد کریگا تو ہم بھی مار ڈالینگے
اگر واقعی کوئی آدمی کسی بلا مین اتفاقات روزگار سے مبتلا ہو گیا اور کسی ظالم کے پھندے مین پھنس گیا ہے تو قربۃً للہ
کسی کی جان بچانے مین بڑا ثواب ہے اب جا کر دیکھتے ہین تو واقعی وہی امر ہے جیسا کہ اُسنے پکار کر کہا تھا الغرض اُن سب نے زمین
سے اُسے نکالا اور اُس بلا سے نجات دی یہ بدبخت یہان سے رہائی پاتے ہی بارگاہ یاقوت شاہ کی طرف روانہ ہوا جلد
جلد راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور اپنے دل مین کہتا جاتا تھا کہ اے غول زرینہ جنگ معلوم نہین کہ عمرو نے یاقوت شاہ
کے دربار مین پہونچکر کیا مکاری کی ہوگی اور کیا آفت برپا کر رکھی ہوگی ضرور بالضرور تیری شکل بنکر یاقوت شاہ کے دربار مین
گھسا ہوگا اور نہین معلوم کیا کیا حرکات کر رہا ہوگا یہی منصوبہ گانٹھتا ہوا طے منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب دربار یاقوت شاہ
مین پہونچا تو جا کر کیا دیکھا کہ عمرو یاقوت شاہ کے دربار مین اُسکی صورت بنا غافل بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہے بس پیچھے سے آتے کے
ساتھ ہی عمرو کے لپٹ گیا اور اُسنے گرفتار کرکے مشکین خوب مضبوط باندھ لین خواجہ بہت ہی حیران ہوا کہ یہ کیا سبب ہوا
پلٹ کے جو دیکھتا ہے تو غول زرینہ جنگ کھڑا ہوا ہے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ ارے بڑا غضب ہوا یہ کمبخت آ پہونچا اگر
دل کڑا کرکے پکارا کہ اے یاقوت شاہ یہ عمرو ہے کہ میری شکل بنکر تیرے دربار مین آیا ہے اور مجھے غافل پاکر گرفتار کر لیا ہے غول
زرینہ جنگ نے آواز دی کہ اے جبرئیل قدرت یہ بالکل غلط کہتا ہے بلکہ یہ عمرو ہے کہ میری صورت بنکر تیرے دربار مین آیا ہے اور
مین غول زرینہ جنگ اصلی ہون اے جبرئیل قدرت اس کمبخت نے اثناے راہ مین مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مجھے جان ہی سے
مارے ڈالتا تھا جب مین نے بظاہر اسلام قبول کیا تو یہ کمبخت مجھکو تا کمر زمین مین گاڑ کر یہان چلا آیا مجھکو تو ہیزم کشون نے جب
نکالا ہے تو مین یہان تک آیا ہون ورنہ وہین مر کر رہ جاتا اور کوئی درندہ اگر کھا جاتا اگر آپ کو میرے کہنے کا یقین نہو تو مجھکو اور اسکو
دونو کو گرم پانی سے نہلوائیے حال کھل جائیگا کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون ہے القصہ یاقوت شاہ نے پانی گرم کروا کے دونون کو
نہلوایا عمرو اپنی صورت اصلی پر نکلا اور غول زرینہ جنگ اپنی ہیئت اصلی پر نکل آیا یاقوت شاہ نے جا کر لقا سے بیان کیا
کہ وہ قاصد جو نامہ ارغنون اور ارعن کا لیکر آیا تھا وہ خواجہ عمرو عیار تھا اب غول زرینہ جنگ ارعن اور ارغنون کا

عیار پیدا ہوا ہی اور اُسنے آکر عمرو کو گرفتار بلا کیا ہی لقا نے کہا کہ اچھا اُس مکار بدکردار عمرو عیار کو ہمارے سامنے لے آؤ اُسی وقت عمرو کو سامنے لقا کے لائے بختیارک نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ دھوکے مین آکر گرفتار بلا ہوئے مگر خاطر جمع رکھیے آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا کیا مجال ہی جو کوئی آپ سے آنکھ بھی ملائے یا بجروی سے پیش آئے آپ کا تو دستور قدیم ہی کہ جسنے آپ کو قید کیا اُسی حریف کو آپ نے صید کیا آپ گرفتار کیا ہوئے گویا شکار آپ کے ہاتھ لگا خواجہ عمرو نے کہا او مردک بختیارک شیطان درگاہ تو مجھسے مضحکہ کرتا ہی تو بھول گیا کیا یاد نہین مین نے بارہا تیری جان بچائی بختیارک نے ہاتھ باندھکر عرض کیا میری کیا تاب و طاقت کہ آپ سے مضحکہ کرون مگر اسمین میرا بالکل اختیار نہین عمرو نے کہا استاد جی کیا مضائقہ ہی خیر سمجھا جائیگا الغرض لقا بے بقا نے کہا ای عمرو اگر تجکو جان بچانی ہی تو مجکو سجدہ کرو ورنہ آج تم میرے ہاتھ سے کب بچے ہو ابھی تہ تیغ کرتا ہون عمرو دل مین سوچا کہ اگر اس مقام پر کچھ بھی کسیطرح کی عیاری نہ کروگے مصلحتاً کچھ باتین اسکے حسب دلخواہ نہ بناؤگے تو مفت مین جان جائیگی عمرو نے دل مین تصور خیالی کرکے کہا ای خداوند لقا مین تجکو سجدہ کرتا ہون اپنے فعل سے باز آتا ہون یہ کہکے عمرو بھی اُس جگہ کو چھوڑکے دوسرے مقام پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو لقا بے بقا کی طرف سجدے کو زمین پر جھک کے اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیون کی محراب عبادت سجدہ گاہ پروردگار جلیل القدر برائے ترک کفر دلیل بنائی اور سر اپنا سجدے کے لیے اُس محراب انگشت پر رکھا اور دل کو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور زبان عجز بیان سے بہ تضرع و زاری بدرگاہ جناب باری عرض کیا کہ ای عالم الغیب و ای داننده راز دل مجبوران مین سجدہ تیری درگاہ بے نیاز و بارگاہ کارساز مین کرتا ہون یہ لقاے بے بقا مردود درگاہ خدا ہی یہ کافر کیا چیز ہی مین اس پر لعنت کرتا ہون اور تجکو سجدہ کرتا ہون کہ اسوقت بے اس فعل ناجائز کے کوئی چارا مجکو نہین بن پڑتا جان بچانے کا حکم تو نے ہر طرح سے دیا ہی وہی فعل مین نے اسوقت کیا ہی لعفو لعفو ابھی خواجہ عمرو سجدے مین تھے کہ لقا نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ تازہ کو سجدے سے اُٹھاؤ ہم سرفراز کرینگے اور بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے پاس رکھینگے یہ حکم لقا سنتے ہی بڑھ کے بختیارک نے سر خواجہ عمرو کا سجدے سے اُٹھایا اور کہا کہ ای خواجہ تمھاری سب خطا معاف ہوگئی تم اب مقبول بارگاہ خداوند لقا ہوے لقاے بے بقا بہت خوش ہوا اور خواجہ عمرو کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور مقام صدر پر بٹھایا ہر کافر سے بفخر یہ خواجہ عمرو کو بلوایا خواجہ عمرو اپنی شرارتون سے کب باز آتے ہین ایک ایک سے اشارے بازی ہوتی ہی پردے پردے مین مزے کرتے ہین بختیارک کو ہاتھ کے اشارے سے دھمکاتے ہین کہتے ہین کہ دیکھو تو ابکی کیسا تم سب کو مزا چکھاتا ہون کہ عمر بھر ذائقہ زبان سے نہ جائے لقاے بے بقا خواجہ عمرو کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ای عمرو اگر امیر مجھسے صلح کرلین اور میری پیروی کرین تختگاہ لقا کو اپنی سجدہ گاہ بنائین تو مین اُنکو اپنے تخت حکومت اور ملک و مال کا مالک و مختار کردون کہ پھر بندگان درگاہ خداوند لقا کا خون ناحق نہ ہو عمرو نے کہا ای خداوند لقا مین اگر جاؤن تو امیر حمزہ صاحبقران زمان کو سمجھا کرلے آؤن اور تیرا مطیع کرا دون کیونکہ مین جو کچھ صاحبقران سے کہدیتا ہون وہ منظور کرلیتے ہین میرے کہنے کے علاوہ دوسرے کی بات پر عمل نہین کرتے ہین لقا نے کہا مین تجکو بہت خوش اور مال و دولت سے سرفراز کرونگا عمرو نے دل مین کہا کہ او مردود تو مجکو بہکاتا ہی مین کب راہ راست سے پھرتا ہون تجپر اور تیرے پرستارون پر لعنت کرتا ہون لقاے بے بقا سے عمرو نے کہا مجکو تیری اطاعت سے اب کام ہی تو جو حکم کرے وہ بسر و چشم بجالاؤن کچھ عذر نہ کرون لقا یہ سنکر بہت مسرور ہوا بختیارک نے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ بے مثل و بے نظیر ہین آپ کے ذکر سے زبان ذائقہ پاتی ہی آپ کا کیا مذکور ہی آپ جو کچھ فرماتے ہین صحیح و درست ہی خواجہ عمرو نے لقا کی طرف دیکھکے عرض کیا کہ حضور دیکھتے ہین بختیارک مجھپر طعن کرتا ہی لقا یہ سنکر بختیارک پر خفا ہوا اور جھڑک دیا کہا کہ او شیطان درگاہ تجکو ہمارے امور خدائی مین کیا دخل ہی ہمنے بارہ سو برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے عرض کیا خداوند سچ فرماتے ہین یہی ہوگا عمرو بیشک ایسا ہی شخص ہی جیسی کہ تقدیر اسکے واسطے کی گئی لقا نے کہا چپ رہ بیہودہ بک بک اگر ابکی تو نے کچھ خلاف خداوندی منہ سے کہا

تو آتش جہنم مین ڈلوا دونگا بجلیتا ادک ڈر کر چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے کہا اگر آپ مجکو امیر باتوقیر کے لینے کے لیے بھیجتے ہین تو اس سامان و
تزک سے بھیجیے کہ دیکھنے والون کو رشک آئے مین آپکی صفت وثنا بیان کرونگا امیر کو میرا سامان و وقار اور جاہ وتجمل دیکھکر حوصلہ
ہوگا لقا نے کہا یہ بندہ درگاہ سچ کہتا ہے اُسنے حکم دیا کہ لاؤ اور سب سامان ابھی درست کرو الغرض خلعت زرین خواجہ عمرو کے
زیب جسم کیا تاج جواہر نگار عمرو کے سر پر رکھا پٹکہ مرصع کار مزین بہ کمر کیا ڈاب الماس تراش کی لگائی ولایتی بہت عمدہ خواجہ عمرو کو
دی شاہانہ طور پر عمرو کو آراستہ وپیراستہ کرکے تخت جواہر نگار پر بٹھایا کہارون کو وردیان کارچوبی پہنادین کچھ نقیب کچھ خواص کچھ
اور ملازم برائے خدمت خواجہ عمرو کے ساتھ کیے ڈنکا بہادری کا ہمراہ اور بارہ سو سوار زرین پوش مرصع کلاہ ہمراہ رکاب سعادت
انتساب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کر دیے وہ سوار کہ جنگی پوشاکین زرق برق ہتھیار چمکتے ہوے گھوڑے اُنکے چست وچالاک
ابلق وسبزہ وکمیت وسمند سوار سب کے سب خاص اردلی کے جوان تھے جو ہر وقت دربارگاہ خاص خداوند لقا بے بقا پر
رہا کرتے تھے خواجہ عمرو کی سواری کے ساتھ ہوے خواجہ عمرو تخت پر سوار کہار مثل پریزادان تخت کو اٹھائے ہوے چلے باجے
وردی کے بجے ڈنکا ہوا سواری خواجہ عمرو کی چلی چپ وراست پیش وپس سوار تخت کو گھیرے ہوے نقیب آگے آگے نقابت
کرتے ہوے اس شان وشوکت وجاہ وتجمل سے سواری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملک سبائل سے عین بازار سر
چوک ہو کر نکلی لوگ تماشے کو دو رستہ کھڑے ہوگئے آپسمین سب بازاری اور دوکاندار کہتے تھے کہ یہ سواری کس شہنشاہ کی ہے ہمنے ایسا
جاہ وحشم شان وشوکت وقار وتجمل کسی کا نہین دیکھا نقیبان بلند آواز کہتے جاتے تھے کہ ای اہل شہر سبائل وای تماشا بینان بازاری خبردار
آگاہ ہو کہ یہ عز وشرف یہ حشم وخدم درگاہ خداوند لقا سے آج تک کسی کا نہین ہوا یہ بندۂ تازہ بندگان خداوندی شہنشاہ عیاران
عیار سلطان طراران طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار نامدار ہے غرضکہ اس سامان وحشمت واجلال سے سواری خواجہ عمرو
کی شہر سبائل سے نکلی قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے دوسری منزل پر پہونچے بارگاہ خواجہ عمرو کے واسطے استادہ
ہوئی اور خیام وغیرہ فوج وسواران زرین پوش کے لیے نصب کیے سب اپنے اپنے خیمون مین اُترے خواجہ عمرو بارگاہ مین
داخل ہوے سب سردار سواران حسب معمول آنکر بیٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا کہ بھائیو ہم تم سے بہت خوش اور راضی ہین اب
جسوقت اُدھر سے پھر کر چلینگے تم سب کے عہدے خداوند لقا سے کہکر بڑھائینگے اور تم لوگون کی ترقی کرائینگے مگر اسوقت ہمارا دل چاہتا
ہے کہ کوئی چیز عمدہ تمکو دین کہ تم بھی خوش ہو اور تمام عمر ہمارے احسان کو فراموش نہ کرو کچھ تو تم بھی یاد کرو اُن سب سردارون نے کہا
ہم آپکے تابعدار ہین آپ ہمارے مالک ومختار ہین آپ ہماری توقیر نہ بڑھائین تو جائے تعجب ہے وہ چیز عمدہ کیا ہے جو آپ
فرماتے ہین لائیے مرحمت کیجیے اُسکی صفت وثنا بیان فرمایے خواجہ عمرو نے کہا میرے پاس شربت سامری ایسا نایاب ولاجواب ہے
کہ جو کوئی اُسکو پیے از سر نو جوان تازہ کی قوت آجائے اور جو چالاکی اور عقل ودانشمندی وعیاری مجھ مین ہے وہ سب اُسکو
حاصل ہو یہ کہکے زنبیل سے گھڑے شربت کے نکالنا شروع کیے ایک ایک گھڑا ہر ایک افسر کو دیا اور کہا اپنے اپنے جرگہ مین جاکر پلاؤ
اور تم بھی خوب پیو وہ سب افسر گھڑے شربت سامری کے اُٹھا لیگئے اور سب کو پلانا شروع کیا جب شربت کم ہوا پھر آئے اور خواجہ
عمرو سے کہا کہ اتنے آدمی اور باقی ہین خواجہ عمرو نے ایک ایک گھڑا اور تقسیم کر دیا لوگ متعجب ہین کہ خواجہ عمرو بڑا صاحب کمال
ہے کہ گھڑے شربت سامری کے تھیلے سے نکلتے چلے آتے ہین جسقدر طلب کرو موجود مین پھر کہارون کے جمعدار کو بلایا اور ایک
گھڑا شربت سامری کا اُسکو بھی دیا کہا لے جاؤ تم کسواسطے محروم رہو پی لو یاد کروگے پھر ایک گھڑا خواصون کو بھی دیا اور ایک
نقیبون کو دے کر کہا کہ لو تم پر بھی نظر توجہ ہماری ہے یہ شربت سامری پیو اور خوش ہو الغرض سب کو خواجہ عمرو نے وہ شربت پلایا خوشی القصہ جو معلوم ہوا تو
وہ لوگ ایک جام کے بدلے دو دو تین تین جام چڑھا گئے انجام اندیشون کو نہ سوجھا کہ کیا ہوگا یہ شربت تلخی جان بنکر کیا رنگ
دکھائیگا غرضکہ گردش فلک کا ان سب کے واسطے سامنا ہوا تا نصف شب سب پر بیہوشی نے اپنا اثر کیا وہ پڑاؤ لشکر کا شہر خاموشان

ہو گیا گویا سب دریائے خواب عدم میں غرق ہو گئے خواجہ عمرو بارگاہ سے باہر نکلے تمام سواروں کے خیموں کی طرف آئے سیر کی دیکھا
کہ سب بیہوش ہیں کسی کو مطلق خبر نہیں سب سواروں کے کپڑے اُتارے اور ہتھیار لیے داخل زنبیل کیے پھر کہاروں کی طرف
آئے سبکی وردیاں پگڑیاں اُتاریں اور دھوتیاں کھولیں زنبیل میں رکھ لیں پھر اُسی طرح خواصان خاص و نقیبان بلند
آواز جتنے ملازمان ہمراہ تھے سب کو برہنہ کر کے ڈالدیا اور کپڑے اُتار کر داخل زنبیل کیے اور تاج و تخت بھی اپنا داخل زنبیل کیا اور
مقراض آبدار نکال کر سب کی داڑھیاں و مونچھیں تراش کر پھینکدیں اور ایک پرچہ کاغذ قلم تیز رقم سے تحریر کر کے افسر کلاں کے سر
کے بالوں میں خوب جکڑ کر باندھ دیا اُس پرچہ کاغذ میں یہ مضمون بلاغت مشحون تھا کہ او حرزہ درازی او کافر ابدی نمرود شاہ باختری لقاے
بے اتقا دیکھ منم شہنشاہ عیاران و سرگروہ طراران خنجر گذاران تیمار شکستہ ریش لقا پرستان و سرکوب کافران جہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یون عیاری
شاہانہ کر کے نکل آتے ہیں تجھ پر اور تیرے پرستاروں پر ہزار ہزار لعنت کرتے ہیں او جاہل اجہل او ابلہ فریب بد عمل سجدہ کیں نے اپنے پروردگار کو
کیا کیا تھا تو کیا مردہ دہیو غازیان دیندار و سرکوب ضلالت شعار تو دشمنوں میں سے بصد جاہ و تجمل بہ شوکت و حشم صاف مونچھوں پر
تاؤ پھیرتے ہوئے چلے آتے ہیں اور بفضل خداے عزوجل بال بھی نہیں بیکا ہوتا بس فقط زیادہ اللعین والعذاب یہ پرچہ کاغذ لکھ کر موے
سر افسر کلاں سواران لقاے بد لقا میں باندھ دیا اور سب گھوڑے کھولے اور ایک ایک گھوڑے کی باگ ایک ایک کی دمچی میں
باندھ دی اور آگے کے گھوڑے پر آپ سوار ہو لیے سب گھوڑوں کو سرپٹ اُڑاتے ہوئے راہ گیروں کو تماشا دکھاتے ہوئے کہ بارہ سو
گھوڑے آگے پیچھے دوڑتے چلے آتے ہیں ایک تتق گرد آسمان تک بلند ہے اُس شان و شوکت اور بصد کروفر و لاتیں تولتے ہوئے
طرف لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل خوش و خرم جب خدمت فیضدرجت
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران میں پہونچے تمام کیفیت غول زرین چنگ کی بیان کی اور اپنا گرفتار ہونا اور حال
رہائی کا اپنی اور عیاروں کی سب امیر باتوقیر سے عرض کیا اور گھوڑے امیر کو دیے صاحبقران بہت ہنسے اور خواجہ عمرو کو خلعت دیا
اِدھر کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تمام سواران و افسران و خواصان و نقیبان و کہاران وغیرہ کو بیہوش کر کے اور کپڑے
وغیرہ اُتار کے ننگا مادرزاد سب کو کر کے طرف امیر باتوقیر کے روانہ ہو گئے وہ سب کے سب رات بھر بیہوش پڑے رہے صبح کے وقت ہوشیار
ہوئے آنکھیں کھلیں گویا خواب عدم سے بیدار ہوئے اپنے تئیں از سرتا پا برہنہ پایا اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں کپڑے کا نام نہیں نہ اسباب
نہ وردیاں نہ گھوڑے نہ تخت و تاج وغیرہ ہی بارگاہ عمرو میں سناٹا پڑا ہی بھیروں ناچتا ہی اپنے اپنے افسروں سے کہا واہ واہ
کیا خوب خداوند لقا نے تقدیر کی تھی عمرو نے عیاری کر کے کیا رنگ دکھایا سب کو ننگا کر کے چلا گیا اب بتاؤ کیا کریں کیونکر ملک
سبائل تک جائیں کپڑا لتا کس سے مانگیں اس جنگل صحرا میں کون کس کی خبر لے یہ کہکے چہروں پر جو ہاتھ پھیرتے ہیں کسی کی
مونچھ میں ایک بال نہیں ریش پر پشم کا وبال نہیں اور زیادہ گھبرائے کہا او عمرو سب کے چہرے بگاڑ گیا ہر ایک کو خر دمنڈا
کر گیا یہ کیا غضب ہوا اب شہر سبائل میں کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہے کیا کریں اور کیا نہ کریں افسر تمام خاموش
اور ششدر و حیران و دل پریشان مہر سکوت لب پر شعر رہا سکتے ہیں خاموش نہ کہہ سکتے ہیں + گربہ کی طرح بیٹھے ہوئے تکتے ہیں + آخر
کار وہ نابکار سست بنیاد ننگے مادر زاد عطر پر آگے پیچھے ہاتھ رکھ کے سب کے سب ایکبار اُٹھ کے بھاگے ملک سبائل کا راستہ
لیا جب دوڑتے دوڑتے تھک جاتے تھے دفعتہً سب بیٹھ جاتے تھے تھوڑی دیر دم لیکر پھر اُٹھکر دوڑے پھر کوس بھر چل کے ایک
جگہ بیٹھ گئے جو کوئی راہ گیر آتا جاتا دیکھتا تھا دور سے ڈر کے مارے بھاگ جاتا تھا کہتا تھا یہ کیا بلا نازل ہوئی یہ جنوں کا لشکر کہاں سے
آ ملا یا کس پہاڑ سے غیر کی شکل انسانی بنکر نکل آئی بھاگو یہ بن مانس ایسا نہو کہ آدمیوں کو کھا جائیں ہر قریہ میں ہر قصبے میں ہر دیہ میں
جو شخص انکو دیکھ دیکھ بھاگا اُسنے ہر جگہ تلاطم ڈالدیا جو راہ میں سڑک پر گانون ملے ہیں سب لوگ عورت مرد بچے جوان
بوڑھے نکل نکل کر ڈر کے مارے بھاگ گئے گانون کے گانون خالی کر دیے ایک تلاطم عظیم اس صحرا سے تا ملک سبائل برپا ہو گیا

ہو گیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سب سوار مع سردار پیادہ پا اس ہیئت عجیب و غریب سے اٹھکر دوڑتے تھے کیونکہ یہ لوگ خائف ہو کر
انکو دیکھ کر بھاگتے تھے کہ داڑھیاں مونچھیں ندارد خرد منڈے بال سر کے بڑے بڑے آنکھیں غلافی قد لمبے لمبے تاڑ سے ننگ دھڑنگ
نہ آگے لتا نہ پیچھے پتا ہاتھوں سے آگا پیچھا چھپائے صحرا کی خاک جو دوڑنے میں اڑا اڑا کر جسم پر سب کے پڑی تھی اور ہیئت بدل گئی تھی صاف
بھتنوں کی شکل معلوم ہوتی تھی اس شکل و شمائل کے غول کے غول دیکھ کر کیونکر شہری و دہقانی ڈر ڈر کر بھاگتے مگر واضح ہو کہ سب قوموں
میں کہار کی قوم بہت بیباک و بے شرم ہوتی ہے کیونکہ اس قوم کو گانے اور ناچنے اور مٹکنے کی کچھ غیرت نہیں ہے اکثر راہ میں بھی جھانجھ ڈھرک
بجا کر ناچتے اور مٹکتے ہیں اور جب کہار یہ قوم دس بیس ملکر سفر کو جاتے ہیں تو اپنے اسباب کے ہمراہ جھانجھ ڈھرک ضرور ساتھ لیکر نکلتے ہیں کہ بعد
فراغت کرنے کار و بار سرکاری کے رات کو فرصت کے وقت شغلیہ پہر چار گھڑی بجاتے ہیں کہ ذرا دل بہلے چنانچہ یہ کہار بھی اپنے جھانجھ
ڈھرک ساتھ لیے گئے تھے جب خواجہ عمرو سب کو بیہوش کر کے اسباب اور کپڑے وغیرہ لینے لگے تو جھانجھ ڈھرک خواجہ عمرو نے نہیں لیے
وہیں چھوڑ دیے کہ یہ مہمل چیز ہے اسکو وہ لیکر کیا کرتے چنانچہ کہاروں نے اور کچھ اسباب اپنا اور وردیاں وغیرہ تو نہ پائیں مگر ڈھرک پڑے
تھے اٹھا لیے اور انکو راہ میں بجانا شروع کیا اور مٹک مٹک کر گاتے اور ناچتے چلے کبھی دوڑے کبھی اچک کر ایک جگہ بیٹھ گئے تماشے میں داخل
اور ایک تماشا پیدا ہوا بستی والے ٹیکروں پر چڑھ چڑھ کر غول کے غول غٹ کے غٹ ان مہا نحس و شوم کی سیر کرنے لگے لڑکے سب
ہنس ہنس کر تالیاں بجاتے تھے عجب کیفیت تھی کبھی کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی الغرض اسی طرح وہ سب بارہ تیرہ سو آدمیوں کا غول بہیئت
جسم تنگ دھڑنگ سر سے پا تک آگے پیچھے گرد و غبار میں آلودہ خرد منڈے بنے ہوئے غول کے غول کہار انکے بیچ میں گاتے بجاتے
ناچتے مٹکتے شہر سبائل میں داخل ہوئے لوگ دیکھتے ہی گھبرائے بچے بوڑھے عورت مرد ڈر کر بھاگے دکانداروں نے دکانیں کھلی چھوڑ
چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے شہر میں ایک تلاطم عظیم پڑ گیا غدر ہو گیا بھگدڑ کا سامان نظر آیا لوگ غل مچانے لگے ارے بھاگو مارو نکالو یہ بھتنوں
کا لشکر کہاں سے شہر میں گھس آیا ہے یا خداوند لقا کے فرشتوں کی فوج کہیں سے شکست کھا کے بھاگ آئی ہے یہ لوگ ننگ دھڑنگ ایک ایک
سے پکار کر کہتے ہیں ارے بھائیو تم لوگ ہم سے کیوں ڈرتے ہو ناحق خوف کرتے ہو نہ ہم لوگ بھتنے ہیں نہ خداوند لقا کے فرشتے ہیں تباہ
کردہ فلک بے پیر ہیں ہم سب لوگ وہی سوار ہیں جو عمرو کی سواری کے ساتھ ادھر سے گئے تھے عمرو نے بیہوش کر کے ننگا کر دیا
آپ چلا گیا اب ہم تباہ و برباد ہو کر ننگے بھاگے چلے آتے ہیں یہ لوگ سب کہتے ہیں سمجھاتے ہیں مگر بلا سے انکی کوئی نہیں سنتا لوگ
دور سے ڈھیلے پتھر اینٹیں مارتے ہیں اب وہ بیچارے آفت کے مارے زخمی ہو کر اور زیادہ بھاگنے لگے جب شہر سبائل میں یہ ہنگامہ
یہ تلاطم برپا ہوا شدہ شدہ لقائے بے بقا کو بھی گنبد گیتی نما پر خبر ہوئی کہ آج شہر سبائل میں عجیب تلاطم عظیم برپا ہے نہیں معلوم بھتنوں
کا لشکر کہاں سے آ گیا ہے یا آپ کے فرشتوں کی فوج شکست کھا کر مسلمانوں سے بھاگ آئی ہے عجب ہیبتناک شکلیں ہیں کہ دیکھنے سے جنکو
ڈر معلوم ہوتا ہے لقائے بے بقا نے ان خبرداروں کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو کیا جھک مارتے ہو دور ہو سامنے سے ایسی خبر تم
واہیات نہ لایا کرو میرے شہر میں بھتنوں کا کیا کام ہے اور میرے فرشتے شکست کھا کر کیوں بھاگنے لگے میرے فرشتے کیا ایسے بودے
ہیں کہ مسلمانوں سے شکست کھا کے بھاگینگے وہ بڑے بڑے بہادروں سے بھی نہیں دبتے ہیں مجھ ایسے خداوند کے فرشتے ہیں میرے فر
بغیر میرے حکم کے کسی سے لڑنے کو کیوں جانے لگے پھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ من جا کے خبر تو لا کہ یہ کیا معرکہ ہے
بختیارک نے کہا ای خداوند مجکو عقل سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ وہ جو آپ نے سوار اور کہار وغیرہ عمرو کے ہمراہ رکاب کیے تھے شاید راہ میں کچھ
ان پر افتاد پڑی عمرو نے شاید کچھ عیاری کی ہے وہی بھاگے ہوئے آئے ہونگے بختیارک تو بڑا جہاندیدہ بلا رسیدہ آفت کا پرکالہ ہے اڑتی ہوئی
چڑیا کو پہچانتا ہے بختیارک ابھی یہ لقائے بے بقا سے کہہ رہا تھا کہ زیر گنبد گیتی نما ایک غلغلہ بلند ہوا اٹا نا باندھنا پکڑ لینا کی صدا
آئی لقا گھبرایا بختیارک سے کہا جاتا نہیں دیکھے خبر لینے کہ کیا آفت ہے بختیارک یہ سنکے قیطولوں پر سے اترا لقا نے خود
دریچہ ہائے گنبد گیتی نما سے دیکھا صدہا غول مثل غول بیابانی کے بھتنوں کے مانند سر پا ننگے مادر زاد مونچھیں داڑھیاں ندارد

خاک مین اٹے ہوے آگے پیچھے کو اپنے ہاتھون سے چھپاے ہوے چلے آتے ہین اور کچھ لوگ مثل کہارون کے ہڑک بجاتے گاتے ناچتے اُچکتے مٹکتے آتے ہین انکو کچھ غیرت ننگ کھلے کی نہین ہی سب بندگان خداوند ہنستے ہین لقا سے بھی دیکھکر ضبط نہو سکا آخر کو ہنس دیا اُن سبھون نے دُہائی دے کر غل مچایا کہ ہم لوگ وہی سوار زرین پوش ہین جنکو خداوند لقا نے عمرو کے ہمراہ کیا تھا جنگل مین عمرو نے ہمکو بیہوشی کا شربت پلا کر لوٹ لیا ڈاڑھیان مونچھین تک کاٹ ڈالین ہم سب کے سب ننگے مادر زاد منزلون سے بھاگتے ہوے آتے ہین ہم تماشا بن گئے راہ مین لوگ پھبتیان کہتے تھے واہ واہ کیا خداوند نے اچھی تقدیر کی خوب اپنی قدرت دکھائی کہ اس وہاڑون کو پہونچے کپڑا لتا ایک نصیب نہین کہ ستر ڈھانپتے بختیارک نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند خوب آپ نے بندۂ تازہ عمرو کی بارہ سو برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ اُسنے یہ رنگ تو دکھایا ان بیچارون کا یہ حال بنایا لقا نے کہا یہ سب بندے میرے راندۂ درگاہ تھے نافرمانی خداوند کی کرتے تھے اسلیے انکے واسطے یہ تقدیر کی گئی تھی اب اپنی سزا کو پہونچ گئے جاؤ کہدو ان سب کی خطا معاف کی اور اسباب گھوڑے جوڑے اور انعام اکرام مرحمت ہوے سب لوگ نہا دھو کر کپڑے پہن کر معزز ہو گئے تمامی شہر مین اس واقعہ کی مہینون آپسمین ہنسی دل لگی رہی بختیارک نے کہا یا خداوند مین نے جو اُسوقت گذارش کیا تھا آپ نے مجکو جھڑک دیا تھا مین خاموش ہو رہا لقا نے کہا ہمنے عمرو کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی اور ان بندگان کیواسطے اسطرح کی تقدیر کی اگر اب کی عمرو گرفتار ہو کر آئیگا تو اُسکو تقدیر کر کے قتل کرونگا

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو | شکست اب نہ ہونگے جام و سبو
چڑھائی ہو رندون کی میخانہ پر | یہ جنگ و جدل ایک پیمانہ پر
یہ ہی منقلب جام یا ہین حباب | یہ دریا لہو کا ہی یا ہی شراب
سحر بس اب آ اپنے مطلب پہ تو | مضامین اعلا کی کر جستجو
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا | حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بیڑا اٹھا ہے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے | کس کر کمر بند جو ہی ہو تو درد شکم ہوا
لوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیز آب ہر قدم | کانٹون پر آبلون سے ہمارے ستم ہوا
چورکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز | قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

اثر کیمیا دینے مین پہ سلو نہی | کہ ہو دخت رز آج کل فتنہ جو
خم مے لنڈھے ہین کہ سیلاب ہی | کہ میخانہ مین بحر خوناب ہی
تڑپ برق کی بوتلون سے نمود | ہر ایک موجۂ می ہی تیغ سشود
اُس ترک کی ثنا مین جو صرف قلم ہوا | خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا | پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا | دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ | چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا
بلبیت نگارندۂ معنی لاجواب | رقم کرد این داستان انتخاب

پیغام رسان نامۂ حیرت شمامہ زبان سخندانی مخبران وفا طبع رسائی وجودت ذہن نکتہ دانی قلم تیز رقم کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون رواں کرتے ہین کہ جب مہر وند عیار طرار بصد تیز رفتاری عرضی ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ قدرت دختر زمرد شاہ باختری لقا سے بے دغائی لیکر طرف لشکر امیر باتوقیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کے روانہ ہوا مثل صرصر تیز و تند کے چلا شعر ہوا سکے گھوڑے پہ جسوقت مین سوار ہوا + ہر ایک آہو سے باد صبا شکار ہوا + بموجب حکم ملکہ گیتی افروز کے مہر وند عیار طرار اثناے راہ مین ایسا اُچکتا دوڑتا چلا کہ جو دیکھتا تھا کہ یہ انسان بے پر مثل طائر تیز پرواز اڑتا جاتا ہی کہ قدم اسکے ہوا بھی نہین پا سکتی شعر یہ تیز و تند چلا کے بیہر اختلاف عنصر + نہ پائی گرد قدم بھی ہوا کے گھوڑے نے + بعد قطع منازل و طے مراحل مہر وند عیار تیز رفتار لشکر حمزہ نامدار مین پہونچا اور عرضی ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کی صاحبقران زمان کے سامنے پیش کی امیر باتوقیر نے فوراً لفافہ چاک کر کے عرضی کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ ای صاحب حشمت و اقبال و ای درخشندہ کوکب شوکت و اجلال بخشندۂ تاج و تخت سلاطین سکندر زمان اقلیم مصر و چین سلطان سلطان و شاہان شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زید اللہ اقبالکم و اجلالکم پس از قواعد آستان بوسی بخدمت جامع بشان بساط فیض مناط حضور سلیمان ہو ر بزبان خامۂ ادب شمامہ سخن پرداز ہوتی ہون کہ یہ کنیز ناچیز ملکہ گیتی افروز خادمۂ خاص فیض اختصاص نامی نامور ان فخر سہراب

در ستم دوران شاہزادہ کا ماسق قاسم نوجوان اس کشاکش مین نجات ہی مشکل ہی مخمس

جدائی ہجر کی ہر روز خون رلاتی ہے	شب سیاہ مجھے صبح تک اڑاتی ہے
یہ گردش فلکی غم نئے دکھاتی ہے	نہ جان جاتی ہے میری نہ موت آتی ہے
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

اے سرپرست مجبوران واے مددگار بیکسان فلک دور دوار اور چرخ ناہنجار اب یہ بلا ڈالنے والا ہے آفت تازہ لانے والا ہے یہ شاد سرباز غم فراق ہجر جوش اسلوب راحت جگر وجان حمزۂ صاحبقران زمان اٹھانے کی تحمل نہ تھی مگر کیا کرے بیچارہ ناچار صدمۂ ہجر دلدار کو خانۂ دل مین جگہ دی روح کو تودہ بنا کر سینہ مین وقف تصور ناوک مژہ چشم یار جانی کیا تھا اب سنا ہے کہ تیغ خون آشام اور ستم اشکبوس برائے بربادی قلعۂ زرتاشیہ و تاراجی مال حرمت ناموس جگر گوشۂ صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ قاسم عالیشان آگئے ہین مسدس

کہتی ہون چرخ سے نہ ستم کر تو اتنا بس	مانند زلف یار نہ تو سانپ بن کے ڈس	تنہا ہون راستہ چھپا ہے کوئی اور نہ پیش وپس
سامان کچھ اور ہو گیا تھی دل مین کچھ ہوس	ظالم نہ ظلم کر کہ ہے دنیا مجھے قفس	مین آپ مر رہی ہون پیا بن ترس ترس

اے سالار کاروان ہمت وشجاعت واے خسرو خسروان ملک صولت وشوکت یہ التجا میری مقبول بارگاہ فلک جاہ حضور فیض گنجور ہو کہ میری حرمت کا آپ کو خیال وپاس ضرور چاہیے اگر اسوقت بیکسی مین میری کمک نہ کی تو اپنی جان دونگی اور ہتک حرمت گوارا نہ کرونگی فقط زیادہ حد ادب تحریر گستاخانہ کو معاف فرمائیے گا مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ، یہ مضمون مصیبت انگیز دردامیز عرضی ملکہ گیتی افروز غم رسیدہ والم اندوز کا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو پڑھا بیساختہ برخاستہ مزاج ہوئے بس جبین پر چین کر قبضۂ شمشیر پر نظر کی طرف دیکھا اور شربت شیرین وصاف جام تلۂ عقیق مین بھرواکر دربار عام فلک احتشام مین رکھا فرمایا اے بہادر عالی منزلت واے دلیران فلک مرتبت تم مین سے کوئی ایسا جری ودلیر ہے کہ یہ جام شجاعت نظام نوش کرے اور ملکہ گیتی افروز دختر لقائے بے بقا کو قلعۂ زرتاشیہ سے بصد رفعت وجلالت وبحرمت وعزت ہمراہ لائے یہ کلام شجاعت فرجام امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا سنکر شاہزادۂ عادمغربی وشاہزادۂ ہاشم تیغزن نے قصد اٹھنے کا کیا امیر باتوقیر نے فرمایا اے میوہ ہاے نخل گلشن شجاعت واے گلہاے چمن ہمت تمہارا لینا مناسب نہین ہے یہ سنکے وہ دونون شاہزادے ساکت رہے اسوقت ہمسر سہراب ورستم دستان وہم نبرد تہمتن ونریمان فخر یلان جہان مالک اژدر پہلوان دنگل سے اپنے اٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ اے افتخار شجاعان عرب وعجم واے صاحب وقار وحشم وخدم اے امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اس خدمت فیضدرجت کو بسر وچشم بجا لاؤنگا اور ملکہ گیتی افروز دختر زمردشاہ باختری کو بصد اعزاز واکرام وبعز واحتشام بحفاظت تمام ہمراہ اپنے لاکر داخل محلات معلی کرونگا یہ کہکر وہ جام شربت شیرین بصد عز وتمکین اٹھا کر پی لیا اور امیر باتوقیر سے اسی وقت رخصت ہو کر دربار فلک اقتدار امیر باتوقیر سے چلے آے اور اپنے ہمراہیان فوج جرار کو حکم کمربندی دیا کیا مجال تھی کہ دیر ہو فوراً فوج جرار تیار ہو کر مسلح ومکمل ہو کر کوچ پر آمادہ ہوئی ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار ہمراہ رکاب مالک اژدر نامدار ہوے جو نیزہ باز جنگی جلالت وتہور سے مریخ فلک کا نپے خورشید کو لرزے کی تپ چڑھی ایک ایک جوان صف شکن غازی وجرار ونامدار وہ نیزے انکے جنکے سامنے خطوط شعاعی تجلی ہو لرزان رستم سے پہلوان کا دل ہو وہ پھل نیزون کے چمکتے ہوے جنکے آگے کرن خورشید کی شرماتی تھی برق جہندہ تڑپ کر رہ جاتی تھی وہ سنانین وبنانین دل سنگ سخت کو برمائین بجلیان چمک کر شرما جائین سب جوانمرد نیزہ بازی مین استاد ہزارون بندیزے کے یاد گھوڑے انکے ابلق وکمیت وسرنگ زیر ران عجب سج دہج کے سپید جوان سرداران جوانکا مالک اژدر سا نامور جو کہ اژدر کو چیر ڈالے فوجون کو شکست دے پہلوانون کو زیر کرے سر پر پٹی زرتارکی باندھے ہوے تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ دو سر ہاتھ مین مغرق بہ سلاح جنگ فوج ظفر موج کو ہمراہ لیکے طرف قلعۂ زرتاشیہ روانہ ہوا آگے پیچھے سردار نامدار نیزے لیے ہوے اسپہاے تیز رفتار پر سوار نیزے برق مثال ہاتھون مین لیے ہوے تلوارین حمایلون مین پڑی ہوئی گھوڑون کو رو مین اڑاتے ہوے شان وجرات وشوکت دکھاتے ہوے مثل شیران غضبناک کے چلے تا عسکرین پر

واضح ہو کہ مالک اشدر نامور مع لشکر ظفر پیکر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دارون سے بعد کروفر بموجب حکم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران طرف قلعۂ زرتاشیہ کے روانہ ہوے

اب دو کلمے داستان قلعۂ زرتاشیہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب وہ عنبر کوثر لال
ارے جلد پلوا ہی حالت سقیم
کہ دیکھون تماشاے جنگ و جدل
کوئی دم مین ہوتی ہی جنگ عظیم
سحر کی طرف اسکی اب تاک ہی
چلے دور پر دور پیمانے کا
تجھے کچھ ہی بنت العنب کی خبر
غضب کی وہ علامہ بیباک ہی خجستہ
دگر گون ہی اب رنگ میخانے کا
ہی یارون کے جگر پر اسکی نظر

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
منھ مین تنکا تھا کہ گلچین پئے بیداد آیا

کیا سمجھکر مین سوے گلشن ایجاد آیا
آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت جو سوے باغ مین ناشاد آیا
نظر آنکھون کو نہ یان بھی وہ پریزاد آیا
دم الجھنے لگا دل بر سر فریاد آیا

سلسلہ گیسو سے جانانکا تجھے یاد آیا
دوش پر دام جو ڈالے ہوے صیاد آیا

کیا بتاؤن دل بیتاب نے صدمہ جو سہا
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
ڈنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرت مین رہا

وہ خرامان جو ہوا باغ مین سب نے یہ کہا
دیکھو طاؤس چمن بنکے پریزاد آیا

بسکہ ارمان تھا سے آمد فصل گل کا
مست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا
نہ رہا چین کا رہا ہوش نہ کچھ بلبل کا

قفس تنگ مین خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ مین دستہ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس اپنا وطن
ہوش آیا تو اٹھا کر ستم چرخ کہن
کیون نہ جاری ہو زباں پر مری ہر دم یہ سخن

مجھ سا حیرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن
شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

بلبلان ترانہ زن نکتہ شوخ و شنگ + ہمو دندانہ رقام این حال جنگ + صف آرایان میدان رزمگاہ عبارات رنگین و ہنر آزمایان مضمون جدال و قتال جراءت آئین شمشیر قلم کو معرکہ کارزار صفحہ قرطاس پر موزونیت طبع سے حرف افشان کرتے ہین کہ جب ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس مع لشکر کفار بیحد و بیشمار بحکم شہنشاہ باختری لقاے بے بقا قریب قلعۂ زرتاشیہ کے پہونچے سامنے قلعہ کے کچھ فاصلے پر میدان مین خیمے برپا کیے سرداران و جوانان و پہلوانان و نامآوران لشکر کفار کے مع سوار و پیادے بصد کبر و غرور بہکر و زور اُترے اور خیمون مین داخل ہوے یہان ملکہ گیتی افروز دختر لقا کو بھی خبر ہوئی مظفر بن ضیغم خون آشام کہ رفیق و شفیق شاہزادہ قاسم نوجوان کا ہی اور بڑا بہادر و دلاور و زبردست ہی ملکہ نے مظفر کو بلایا اور کہا ای مظفر بن ضیغم خون آشام تیرا باپ بربادی زرتاشیہ کو آیا ہی اور مجکو گرفتار کرکے لیجائیگا میری حرمت مین فرق آئیگا مظفر نے کہا ای ملکہ دوران کیا مجال اور کیا تاب و طاقت رکھتا ہی جبتک میرے دم مین دم ہی کوئی تمھاری طرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھ سکتا اگر شیر بھی تمسے دشمنی کا ارادہ کرے کلے چیر کر پھینکدون آپ نہ گھبرائیے انشاءاللہ تعالی مین اسکو زیر کرونگا اور مظفر و منصور ہونگا یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوا فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے مقابلہ مین لشکر کفار کے خیمے برپا کرو مظفر بن ضیغم خون آشام مسلح و مکمل ہوکر مع فوج ظفر موج کے آیا اور خیمے برپا ہوے حاکم قلعہ زرتاشیہ نے بھی فوج اپنی بھیجدی اور سرداروں سے کہدیا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام کے ہمراہ جنگ و جدل مین رہنا مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بفضل الہی طبل جنگ بجے ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر سب پہلوان و دلاوران و جوانان جنگ سامان جدال و قتال مین مصروف رہے صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائیان اور مورچے بندیان ہونے لگین دونون لشکر چار طرف مثل ابر سیاہ و سرخ و زرد کے چھاگئے اور پہلوانان چار صفون سے میدان جنگ مین مثل ماند رعد کے گرجنے لگے۔ گلستانون کی کلیان تلوارون کی برہنہ چلین کہ رستم اشکبوس نے

گھوڑا صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام نعرہ کرکے صف
جنگ سے شبدیز فلک سیر کو مہمیز کرکے نکلا بعد گفتگوے بسیار سہیم اشکبوس نے نیزے کا بند باندھا مظفر نے ناخن جرأت
سے وہ بند نیزے کا کھول دیا سہیم اشکبوس نے جھنجھلا کر نیزہ تان کر سینے پر مظفر بن ضیغم خون آشام کے مارا مظفر جوانمرد
نے اپنے نیزے سے نیزہ سہیم کا ہوائی کر دیا سہیم اشکبوس منہ دیکھتے رہ گیا مظفر نے کہا اے سہیم کیا منہ دیکھتا ہے تلوار
میان سے لے کوئی حوصلہ بہادری نہ رہ جائے سہیم اشکبوس نے تلوار کھینچ کے وار کیا مظفر نے خالی دیکے تلوار میان سے
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ رکابوں میں پاؤں استوار کرکے مارا سہیم اشکبوس نے جلدی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ
تیغہ آبدار مظفر بن ضیغم خون آشام کا سر سہیم اشکبوس پر پڑا مع سپر کے دو ٹکڑے کرکے تا دو ابرو در آیا سہیم اشکبوس نے دہانہ
مارا کہ تیغہ جھنا کر نکل گیا سہیم اشکبوس گرا عیار کفار جلدی سے سہیم اشکبوس کو اٹھا لے گئے یہ دیکھتے ہی ضیغم خون آشام مثل فیل
مست کے چنگھاڑتا ہوا صف لشکر کفار سے نکلا میدان رزمگاہ میں آکر نیزہ زمین پر گاڑا اور للکار کر کہا او مظفر یہ کیا تو نے حرکت
ناشائستہ کی کہ خداوند لقا کی اطاعت و پرستش سے ہاتھ اٹھایا اور مسلمانوں کا شریک ہوا جسطرح فضل بن گیا ہے خون آشام
نے لشکر بدیع الزمان کا شریک ہو کر بدیع الزمان کا ساتھ دیا اسی طرح تو بھی ملک قاسم کا مطیع ہو گیا تجھکو ہاتھ آیا جو تو
خداوند لقا سے پھر گیا خداوند لقا تجھکو بخشش و انعام دیتا تھا خلعت سے سرفراز کرتا تھا دیکھ اب بھی میرے کہنے پر عمل کر میرے
ساتھ چل میں خداوند لقا سے تیری خطا بخشوا دونگا انعام و اکرام و خلعت و زر دلوا دونگا مظفر نے کہا اے ضیغم اسوقت میں پاس
و لحاظ پدری نہ کرونگا تو مجھکو عبث بہکاتا ہے اور راہ حق سے نہ پھرونگا کیوں زیادہ باتیں بناتا ہے رشتہ الفت پدری کو قطع کر چکی ہی گو
بھی میدان ہے نیزہ ہاتھ میں اٹھا تلوار میان سے کھینچ دو دو ہاتھ تلوار کے چلیں دم میں فیصلہ ہو جسکو خدا دے وہ لے یہ سنکے ضیغم
خون آشام نے بڑھ کے نیزہ زمین سے اکھاڑا مظفر نے بھی نیزہ اٹھایا باپ بیٹے میں نیزہ بازی ہونے لگی ضیغم خون آشام نے ازرو
طعن کہا اے مظفر میں جانتا ہوں جس دل پر تجھکو سارا گھمنڈ سپاہ گری کا ہے تو نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی ملک قاسم سے خوب
سیکھی ہوگی آج اسکا جوہر دکھا مظفر نے کہا تو مجھ پر کیا طعنہ زنی کرتا ہے شہزادہ ملک قاسم عالیشان کی خدمتگزاری اور
فرمانبرداری کی بدولت سب ہنر جنگ اور سپاہ گری اور بہادری کے حاصل ہیں دیکھ تو آج پروردگار کیا کرتا ہے یہ سنکے
ضیغم خون آشام نے بڑھکر ایک بند باندھ کے نیزے کا ہاتھ نکالا مظفر نے وہ بند کھولکے نیزے سے نیزے کو اڑا دیا ایک
جھٹکے میں نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے نکل آیا انی سے انی لڑی چنگاریاں اڑیں ڈانڈ ڈانڈ سے ملی گویا دو سانپ گتھے ہوئے
ہوائی ہوئے نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی نیزے ہٹکر گرا لشکر میں تحسین و آفرین کا شور ہوا مظفر بھی مسکرانے لگا
کسی نے پکار کر کہا کیا خوب بیٹا باپ کا نیزہ اڑا لے گیا ضیغم خون آشام غیرت سے کھسیا جھکر داب سے تیغہ خونخوار کھینچا اور کہا او
مظفر ابھی تک خیریت ہے تو ہاتھ باندھکر میرے پاس چلا آ میں تجھکو سینے سے لگا لوں تقصیر تیری بحل کروں خداوند لقا سے
تیری خطا بخشوا دونگا خلعت و انعام دلا دونگا ورنہ تو بڑی سزا پائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دنیا میں لوگ مجھکو برا کہینگے
مگر تیری خطا نہ سمجھینگے لشکروں میں بھی چرچا ہوگا کہ بیٹے کو باپ نے مار ڈالا کچھ پاس فرزندی نہ آیا مظفر نے کہا کیوں یاوہ
کلام لاطائل کو طول دیتا ہے اب تلوار کا ہاتھ لگا مجھکو عبث لالچ دیکے بہکاتا ہے اب میدان جنگ میں تجھکو کب
چھوڑتا ہوں ضیغم نے کہا او مظفر کیا تجھکو سودا ہوا ہے کیوں اپنا خون میرے ہاتھ سے کراتا ہے مظفر یہ سنکے چیں بجبیں ہوا
تلوار میان سے کھینچ لی اور بڑھکر وار کیا ضیغم خون آشام نے خالی دیا تلوار مظفر کی خالی گئی ہاتھ چھوٹا پڑ گیا ضیغم نے کمر کی
جھکائی دیکے سر مظفر کے ہاتھ مارا مظفر نے پھرتی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ آبدار ضیغم خون آشام پورا اسپر
مظفر کے بیٹھا کہ سپر کو کاٹ کر خود فولادی کو چاک کیا تا دو ابرو اتر گیا مظفر نے چالاکی سے سپر شکستہ کو پھینک کے دستانہ

مارا کہ تیغۂ آبدار چھنتا ہوا سر سے نکل کر گردن رہوار تک پڑا سر مرکب منظفر دلاور کٹ گیا منظفر زمین پر گرا ضیغم خون آشام نے چاہا
کہ دوسرا ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارے کہ منظفر کا کام تمام کرے لشکر منظفر تلواریں کھینچ کر آ پڑا منظفر کو لوگ ہاتھوں ہاتھ قلعہ میں اٹھانے گئے
مگر جا دریں خون کی منظفر کے منہ پر برابر گر رہی تھیں غشی کا عالم ہو گیا یہاں لشکر کفار بھی تلواریں کھینچ کے بڑھا جنگ مغلوبہ ہو گئی
تلوار سے چلنے لگی خون کے کھالے بہہ سے دونوں طرف کے جوان زخمی ہوئے بہت سے مارے گئے تلاطم عظیم برپا ہوا تلواروں
کی جھنکاریں فلک تک پہونچیں مریخ فلک گھبرایا عطارد نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا لشکر منظفر نے شکست کھائی بے سردار کے فوج
کیونکر لڑ سکتی تھی بہت سے جرار مارے گئے بہت سے لوگ متفرق ہو کے صحرا کی طرف نکل گئے کہ بہت سے بھاگ کر قلعہ میں چلے گئے
قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا پل تختہ اٹھا دیا خندق پر آب کر دی منظفر بن ضیغم خون آشام جب زخمی ہو کر قلعہ میں آیا حاکم قلعہ
زرتاشیہ کو شکست لشکر کی خبر ہوئی قلعہ کا بندوبست کر دیا مگر تلاطم عظیم برپا ہو گیا کنیزوں نے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ اے ملکہ
منظفر بن ضیغم خون آشام بہت زخمی ہوا خدا اسکو بچائے اور پہلوانان لشکر بھی زخمی ہوئے سپاہی بہت سے قتل ہو گئے
کچھ لوگ لشکر کے قلعہ میں بھاگ کر آئے ہیں پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا ہے پل تختہ اٹھا کر خندق پانی سے بھروا دی ہے ضیغم خون آشام
لشکر کفار لے کر لب خندق آ پہونچا ہے خندق کو پھاندا چاہتا ہے اب پھاٹک قلعہ کا توڑ کر لشکر کفار قلعہ میں گھس آئیگا ملکہ
گیتی افروز یہ سنکر گھبرا گئی بدحواس ہو گئی ہاتھ پاؤں کے طوطے اڑ گئے طائر ہوش و حواس پرواز کر گئے اشک گرم آنکھوں
میں بھر لائی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے یہ خمسہ بحالت جانگزا پڑھنا شروع کیا خمسہ ہی کہا تھا دل بیقرار سے پہلے
تڑپ کے آہ کر اس حال زار سے پہلے + نہ اٹھا غنچۂ دل ہائے خار سے پہلے + نہ فکر کرنے دی کچھ انتظار سے پہلے
ہزار حیف کہ موت آئی یار سے پہلے + کنیزیں بھی ملکہ کے دوران کے ساتھ رونے لگیں آنسوؤں سے منہ دھونے لگیں ملکہ
گیتی افروز کو اب سوا اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ گیسوئے تابدار مثل زلف لیلائے شب کھول کر بکھرا دیے اور سوئے آسمان
دونوں ہاتھ بلند کیے کنیزوں سے کہا میں دعا کرتی ہوں تم آمین کہو پھر زبان عجز بیان سے بہ تضرع و زاری درگاہ جناب باری
میں یوں التجا کرنے لگی کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز اے خالق کل مخلوقات و اے آسان کنندۂ مشکلات و مہمات
رحمت کاملہ اپنی نازل کر کہ یہ طوفان قلزم آفات دفع ہو اے نوح غریبان اس کنیز کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لے اس شعلۂ
آتش ناربان پر دغل سے نجات دے پھر جوش عشق محبوب جانی و خیال چہرۂ یار جاودانی میں یہ اشعار مصیبت آثار
پڑھنے شروع کیے

اشعار

شاں قلزم ذخار دل ہے طوفان میں
بہار آنے نہ پائی کہ پھر خزان آئی

بچا جو تجھ سے وہ وصل یار دیکھیگا
یہ خوف ہے کہ نہیں اشک چشم گریان میں

جو اس خزان سے بچیگا بہار دیکھیگا
ارے بلا یہ بلا کیسی باغبان آئی

ابھی ملکہ گیتی افروز بصد سوز دل درگاہ جناب باری میں بآہ و زاری و بصد
بیقراری دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یہاں ضیغم خون آشام لشکر کفار نامی لے کر لب خندق آ پہونچا
چاہتا ہے کہ گھوڑے کو اڑا دے خندق کے پار جائے کہ ناگاہ جانب دشت سے ایک تتق گرد اٹھا اور مثل باد تند کے وہ غبار
دوڑتا چلا آتا ہے جسطرح سے ساون بھادوں میں کوہ سے کالی گھٹا جھوم کر اٹھتی ہے اور ہوا کے زور پر اڑتی چلی آتی ہے بعینہ
یہی کیفیت ظاہر ہوئی اور اس ابر میں ہزاروں بجلیاں چمک رہی ہیں مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر رہ جاتی ہیں لشکر کفار کے لوگ
پشت مدین مرکب پر کھڑے ہو کر تعجبانہ دیکھنے لگے جب وہ ابر گرد چاک ہوا دکھائی دیا نیزہ برق وار شہسوار ابلق کمیت و سبز رنگ پر سوار
مثل صرصر تیز رفتار سر پٹ باگیں اٹھائے چلے آتے ہیں ڈاڑھیاں منہ میں دبائے ہوئے تلواریں زیب کمر کیے ہوئے نیزے
ہاتھوں میں تانے ہوئے سنانیں نیزوں کی مثل برق کے چمکتی ہوئی آگے سب کے سردار نامدار مثل شیر غضبناک کوہ پیکر
ہمسر رستم دلاور بصد کر و فر نیزہ ہلاتا ہوا اردہے گھوڑا ڈالے چلا آتا ہے یہاں یہ معرکہ عظیم جو نظر پڑا وہیں سے نعرہ کیا

نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ✤ بہنگام پیکار شمشیر زبان ✤ خبردار او گبرنابکار کہان جاتا ہی مین آپہونچا آگاہ ہو منم مالک اژدر شیر غضنفر غلام نبی جاکر حیدر ابھی تجھکو اس ظلم کی سزا دیتا ہون تہ تیغ بیدریغ کرتا ہون یہ نعرۂ دلخراش ضیغم خون آشام سُنکر ملتفت ہوکر جو دیکھا مالک اژدر جوش شجاعت مین للکارتا چلا آتا ہی ضیغم نے خندق کی جانب سے باگ گھوڑے کی پھیری میدان پکڑ کے نیزہ ہلانے لگا مالک نے کہا او ضیغم مین مخبرون سے سُن چکا ہون کہ آج صبح سے تو نے بڑا تلاطم فوج مین ڈالا ہی مظفر کو بھی تو نے زخمی کیا مجھ سے تجکو اپنے فرزند کا بھی پاس نہ آیا لشکر کو شکست دے کے بھگا دیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا او شغال مثل صید لاغر تجھکو گرفتار کرتا ہون تیرے ہمراہیان لشکر کو سزا سخت دیتا ہون دم بھر مین شمشیر آبدار سے خون کے دریا بہینگے سر مثل حباب سیل فنا مین غوطہ [illegible] کیا حقیقت ہی اس لشکر کی کہین پتا بھی نہ لگیگا انشاء اللہ ایک ایک سردار گوشۂ پناہ ڈھونڈھتا پھریگا ضیغم یہ کلام تُرشت مالک کے سُنکر نہایت طیش مین آیا غصہ سے ہونٹھون کو چبایا صورت مار سیاہ غیظ سے بل کھا کر نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا مالک کو ایک بند زبردست باندھ کر نیزہ مارا مالک نے نیزے پر نیزے کو روک کے ایک ایک بند ناخن جرأت سے کھول دیا اور ڈانڈ کو ڈانڈ مین اُلجھا کر جھٹکا مارا کہ نیزۂ ضیغم مثل ہوائی ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا ہوگیا ضیغم یہ دیکھکے رہگیا دل مین بہت خفیف ہوا کہ بہادری مین بٹا لگا سکۂ ناموری مٹ گیا دیکھیے اب نقد جان پر کیسی بنتی ہی مگر دل کو قوی کر کے تیغہ آبدار میان سے نکال لیا اور بڑھ کر مالک اژدر کو پکارا کہ ای مالک یہ تو بتاؤ تمھاری آنکھ پر پٹی زرتاش کی کسواسطے چڑھی ہی کیا آنکھ تمھاری بیکار ہی مالک اژدر نے تلوار تولکر کہا او کور باطن تو آپ اندھا ہوگا مجکو پروردگار عالم نے وہ آنکھ اژدہا چشم شیر جیون عنایت کی ہی کہ ایک نگاہ غضب سے میری بڑے بڑے بہادر دہل کر مر گئے ہین اگر ابھی پٹی آنکھ سے کھولکر نگاہ ڈالون تو اور تیرا لشکر دہل کر مر جائے شیرون کا زہرہ آب ہو ضیغم نے کہا کیون زیادہ تر لاف بہادری کی جتاتے ہو ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ کہکر ضیغم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے خالی دیکر کمر زنجیر پر ہاتھ ڈالدیا ضیغم کو قابض زین سے اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کر کے آواز دی کہ او کافر ازلی وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی اُس لقا پرست نے کچھ جواب نہ دیا مالک نے کہا ہی شرط کہ زمین پر مارون کہ تو پیوند خاک ہو جائے ضیغم نے گردش بخت دیکھی مالک نے ضیغم کو اپنے عیارون کے حوالے کیا عیاران مالک نے ضیغم کو لاکر لشکر مین قید کیا اُدھر مالک نے کفار پر حملہ کیا صدہا زخمی ہوئے ہزارون قتل کیے کفار کے پانون اُٹھ گئے ساکھے تمے سپاہی بھاگ نکلے تاب جنگ نہ لاسکے سہیم اشکبوس زخمدار کوسے کر راہی ملک سیائل ہوئے ملکہ گیتی افروز قریب در قلعہ سر کھولے ہوئے دعا کر رہی ہی ابھی دعا ناتمام تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی ای بی بی مبارک ہو تمھاری دعا مقبول درگاہ خدا ہوئی لشکر اسلام کمک کو آیا سردار اُسکا مالک اژدر ہی ایک لاکھ اسی ہزار سوار سے آکر ضیغم کو گرفتار کیا لشکر کفار کو شکست دی بڑی خونریزی ہوئی باقیماندہ بھاگ گئے اب مالک سردار لشکر اسلام بعد کردن خوش وخرم جانب قلعہ آتا ہی یہ سُنکے ملکہ نے سجدۂ شکر کیا پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ خندق پر ڈالدیا تمام سردار ورفقاے مظفر پیشوائی کر کے مالک اژدر کو بڑے جاہ وحشم سے قلعہ مین لے گئے مالک نے جو مظفر کے سر پر زخم کاری دیکھا ٹانکے دلوائے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی ملکہ گیتی افروز سے کہا ای مخدرۂ شہزادہ عالی شان دو ہی ناموس قاسم نوجوان آپ مع ملکہ جہان افروز کے سوار ہوکر تشریف لے چلین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی یہ سُنکے ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز بہت خوش ہوئین محافے طلب کیے سوار ہوکر مع کنیزان پریرویان روانہ ہوئین مظفر ہرچند کہ زخمدار تھا مگر سوار ہوکر ہمراہ چلا اور حاکم قلعۂ زرتاش بھی پچاس ہزار فوج جرار سے براے محافظت ناموسان شہزادگان ساتھ ہوا مالک نے

لیث عرب حارث عرب کو مع پچاس ہزار نیزہ دار کے ہمراہ کر کے محافون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ نیزہ دار ہر وقت گرد محافون کے
راہ مین رہین محافظت کا بڑا خیال رہے کیونکہ یہ ناموس بلقیس عصمت سلیمان منزلت شہزادگان عالی شان و نور دیدہ
صاحبقران کی ہین اب راست و چپ پیش و پس فوج ظفر موج بیچ مین محافے منزلین طی کرتے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے قافلہ
سے مالک اژدر و حاکم قلعہ و مظفر عالت زرخمدار بھی بسہولت شکار کھیلتے خرم و مسرور آتے ہین یہان حارث
عرب و لیث عرب دونون سردار نامدار لشکر جرار ہمراہ لیے ہوے گرد محافون کے زیر کوہ فلک شکوہ پہونچے ناگاہ
درہ کوہ سے ایک نقابدار نمد پوش بصد جوش و خروش جلوہ گر ہوا اور وہین سے نعرۂ شیرانہ کہا کہ اے نیزہ داران لشکر
بلشمار و اے پہلوانان جرار اس کوہ کی طرف سے نہ آؤ ادھر کو ہٹ جاؤ ورنہ سزا سے معقول پاؤ گے حارث عرب
و لیث عرب نے کہا کہ تھا ہراہ عام ہر کسی کا اجارہ نہین ہین کون روک سکتا ہے خبردار ادھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا
ہمارے ساتھ ناموس شہزادگان عالی حسب و والا نسب جگر گوشۂ امیر عرب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان
کے ہین یہ سنکر وہ نقابدار نمد پوش غصہ سے آگے بڑھا اور للکار کر پکارا خبردار آگے قدم نہ اٹھانا بس بہتر ہی کہ
پیچھے پلٹ جاؤ اور دوسری طرف سے راہ لو لشکر حارث عرب وغیرہ نے نہ مانا نقابدار نمد پوش بڑھ کر قریب
محافون کے آیا حارث عرب و لیث عرب نے تلوارین کھینچین چاہا کہ دونون طرف سے نقابدار نمد پوش پر آپڑین نقابدار
نمد پوش بجرأت و ہمت آگے بڑھا اور دونون سردارون کو دونون ہاتھون مین قاش زین سے اٹھا لیا اور دو دو ہچکولے دے کر
زمین پر بٹھا دیا اور للکار کر کہا کہ کیا تمکو مار دون جاؤ اپنے سردار حمایتی کو بلا لاؤ حارث عرب و لیث عرب دونون بھاگے
ہوے مالک اژدر کے پاس گئے مگر بہو اس بصد یاس با حال پریشان غمگین و نالان تھے سردار نامدار مالک اژدر جرار
سے کہنے لگے کہ وہ سامنے درہ کوہ سے نقابدار نمد پوش باہر آیا اور اسنے ایک مرتبہ ہم دونون کو زیر کر کے ایک ایک ہاتھ
قاش زین سے اٹھا لیا اور زمین پر بٹھا دیا اور لشکر کو محافون کے گرد سے ہٹا دیا اور محافون پر قبضہ کر کے درہ کوہ مین لے گیا
یہ سنتے ہی مالک اژدر نہایت غضبناک ہوا مظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی غصہ آیا مگر عالت زرخمدار ہی مین ہر حاکم قلعہ
زرتاشیہ بھی گھبرایا سب بتعجیل تمام گھوڑون کو دوڑاتے ہوے لشکر مین آئے اُس نقابدار نمد پوش نے بصد شوکت و شان
محافون کو لیجا کر درہ کوہ مین داخل کیا اور دونون شہزادیون کو دیکھکے کہا اے فرزند اے پارۂ جگر تم نگھبرانا تم میری دونون
آنکھین ہو ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز نے سلام کیا نقابدار نمد پوش نے بشفقت تمام بزرگانہ مثل فرزندون کے
دونون کو سینے سے لگایا یکایک مالک اژدر نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان
ہنگام پیکار شیر ژیان + کہان ہے وہ نقابدار نمد پوش کہ جو محافے ناموسان شہزادگان عالی وقار کے درہ کوہ مین
لے گیا آگے مقابلے کو دیکھین تو وہ کیسا زبردست ہے کہ ناموس بیگانہ پر قبضہ کیا یہ آواز سنتے ہی نقابدار نمد پوش درہ
کوہ سے باہر آیا ادھر ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز ہراسان ہو کر درگاہ جناب باری مین عرض کرنے لگین اے
پروردگار عالم یہ کیا مصیبت ہے کیا گردش بخت بدکردار ہے کہ ایک بلا سے ابھی نجات پائی تھی حواس بخوبی نہ درست ہوے تھے
کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوے تو مدد کر اور بعزت و حرمت لشکر امیر با توقیر مین پہونچا ملکہ دوران تو دعا مین مشغول
ہوئین یہان نقابدار نمد پوش نے نکلتے ہی درہ کوہ سے نعرۂ کوہ شگاف کیا مالک اژدر نے کہا اے نقابدار یہ زیادتی
کہ بیگانی ناموس پر قبضہ کر کے درہ کوہ مین لے گیا یہ کام رہزنون کا ہے شریف ایسا فعل نہین کرتے ہین ابھی اسکا مزا
چکھاتا ہون یہ کہکر نیزہ سنبھالا نقابدار نمد پوش نے کہا او زبان دریدہ ہمارا مال تھا ہم لے گئے ہمین اختیار ہے تو
کون ہے بس زیادہ کلام نہ کرنا تو کیا مزا چکھائیگا مین ابھی تجکو تلخی مرگ سے آشنا کرتا ہون یہ کہکر نیزہ خطی تان کر مارا

سنان

سنان نیزہ و نیزے پر پڑی چنانچہ ایک سو ستائیس طعنین آپس مین رد و بدل ہوئین ایک مقام پر مالک نے سنان نیزہ سے
سنان نیزہ کو ہوائی کیا نقابدار نمدپوش نے ترچھے ہو کر ڈانڈ پر ڈانڈ ماری مالک اژدر کا نیزہ دو ٹکڑے ہو کر گرا مالک
نے بڑھکر گریبان پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نمدپوش بھی دست و گریبان ہوے آخرکار دونون گھوڑون سے کود پڑے زور ہونے
لگے جو پیچ نقابدار نے باندھا مالک نے اسکا توڑ کیا جب مالک نے اٹھانے کا قصد کیا نقابدار کا لنگر اکھڑ نہ سکا تمام
لشکر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو شیر غضبناک گتھے ہوے ہین یا دو فیل مست لہر رہے ہین اسی حال مین دو
روز برابر گذر گئے لشکر مالک اژدر کے عیار مثل طائر تیز پرواز دوڑے گئے اور امیر باتوقیر زلزلۂ قاف سلیمان حمزۂ
صاحبقران زمان سے جاکر سب روداد اول سے آخر تک بیان کی اور عرض کیا اے خسرو جہان روزگار اے خسرو تاجدار عالیوقار
امیر باتوقیر حمزۂ نامدار بے آپکے تشریف لیجائے ہوے یہ مہم سر نہوگی ناموس شہزادگان فلک نشان درۂ کوہ مین داخل ہین
یہ سنتے ہی امیر باتوقیر گھبراکر اٹھ کھڑے ہوے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر روانہ ہوے اور شہزادہ بدیع الزمان و ملک
قاسم نوجوان و عمرو بن امیہ ضمری اور سردار و عیار بھی ہمراہ رکاب فلک نقاب ہوے جلد جلد گھوڑے اڑاتے
ہوے مثل صرصر تیز و تند کے پہنچے قریب درۂ کوہ کے ہجوم لشکر مالک اژدر کا دیکھا نعرہ کیا کوہ جنبش مین آگیا
زمین کو زلزلہ ہوا آسمان گردش مین آیا نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + منم صف شکن حمزۂ نامدار
زنتیغم بہ میدان جنگ آزمان + ہمہ سو شود الامان الامان + حمزۂ صاحبقران کے ساتھ ہی نعرۂ بدیع الزمان عالیشان
ہوا کہ دشت بلاخیز لرزنے لگا نعرۂ بدیع الزمان ۔ بدیع الزمانم گرد روزگین + توانم زدن آسمان بر زمین + بعد اسکے نعرہ
ہوا شہزادہ ذیشان ملک قاسم نوجوان کا کہ جنگل گونجنے لگا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش
خاوری + صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم + صفدر آنم قاسم عالی ہمم + یہ نعرۂ شیرانہ سنتے ہی عیار طرار تراشندۂ ریش کفار عمرو
نامدار نے بھی نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم + بخت بداختر ببرم + از محفل خسروان چو گردم ساقی + جام
قدح و سبو و ساغر ببرم + اسی طرح سے اور سرداران نامور و پہلوانان جگر نعرے کرتے ہوے ساتھ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کے پہونچے مگر لندھور بن سعدان کہ یہ کسی وجہ سے پیچھے رہگئے تھے فوراً فیل مست کو ہولتے مثل رعد گرجتے
برق کے مانند آئے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریار اگرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن
سعدان + امیر کشور گیر میدان رزمگاہ مین جو پہونچے دیکھا کہ مالک اژدر اور نقابدار نمدپوش دونون گتھے ہوے زور
کر رہے ہین کبھی نقابدار ریل کر لیجاتا ہے کبھی مالک آگے کھینچ لاتا ہے حمزۂ صاحبقران زمان بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے
اور سب بھی اس زور آوری و نمک نمایان کے تماشائی ہوگئے مگر لندھور بن سعدان بنا بر مذاق و مزہ ہر بار کہتے ہین ہان
بھائی یک چشم کیا کہنا تمہارا کیا مذکور تمہاری یہ آنکھ کا قصور ہے جو لنگر نقابدار نمدپوش کا نہین اٹھ سکتا ہے مالک اژدر
یہ جواب دیتے ہین بس بس چونچ بند رکھو زیادہ ریزہ نہ کرو ابھی ہانپتے کانپتے آئے ہو ذرا دیر دم لو دیکھو مین ابھی نقابدار
کو زیر کیے لیتا ہون مگر امیر باتوقیر خیال کرتے ہین تو اب مالک اژدر بعض بعض مقام پر زور مان جاتا ہے کیونکہ عرصہ بھی دو
روز کا ہوا ہے کہ برابر زور کرتا ہے لنگر نقابدار کا جان پر کھیل کر اٹھا رہا ہے مگر نقابدار نمدپوش زمین سے جنبش بھی نہین
کرتا اب صاحبقران زمان سوچے کہ ایسا نہو کہ نقابدار مالک کو ریل کر لیجاوے تو بڑا غضب ہوگا مالک اژدر لشکر
مین بہت خفیف ہوگا کیونکہ کسقدر زرد رنگی کرنے لگا ہے یہ سوچکر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد سے کود کے تکبیرون کی
صدائین دونون طرف سے بلند ہوئین یا حیدر کرار کی آواز آئی امیر باتوقیر دل مین کہتے ہین کہ یہ نقابدار نمدپوش بھی
اہل اسلام سے معلوم ہوتا ہے نہین معلوم یہ کون بندۂ خدا ہے غرضکہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے بڑھکر دہنا ہاتھ

نقابدار پر ڈالا اور بایان ہاتھ مالک اژدر کے بازو پر رکھکر روکا اور کہا ای مالک اژدر بس زیادہ زور نہ کرو اُدھر نقابدار نمد پوش سے فرمایا کہ ای نقابدار چھوڑ دو امتحان ہو چکا پھر کبھی سمجھ لینا مالک اژدر نے کہا ای امیر باتوقیر آپ نہ دخل دیجیے مین ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا ہون امیر منع کرتے ہین مالک نہین مانتے ہین جب صاحبقران مالک اژدر کا ایک ہاتھ چھڑاتے ہین مالک دوسرا ہاتھ نقابدار پر ڈال دیتے ہین اسی کشاکش رستخیز مین اتفاقاً ہاتھ مالک کا چہرۂ نقابدار نمد پوش پر پڑا نقاب مالک کے ہاتھ مین اُلجھ کر اُلٹ گئی اب رُخ روشن کھلا آفتاب عالمتاب درخشان ہوا دیکھا تو فرزند جگربند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران علمشاہ عالیشان ہین امیر باتوقیر کو علمشاہ نے جھککر مجرا کیا حمزۂ صاحبقران نے بڑھکر سینہ سے لگالیا ادھر قاسم عالیشان اور بدیع الزمان نے بھی سلام کیا اور جتنے سردار نامدار تھے تعظیم علمشاہ فلک جاہ کو جھک گئے مالک اژدر نے آداب بجالا کر دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ عالی منزلت ای صاحب شوکت و عظمت غضب کیا تھا آپ نے کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا اظہار نہ فرمایا مجھکو بے ادبی کا مرتکب کیا عفو فرمائیے خادم لاعلم و بے قصور ہے اگر ایسے ہی غلامون سے پوشیدگی کرینگے تو ہم خادمون کا کہان ٹھکانا لگیگا کاہے کو جان بچیگی علمشاہ آسمان جاہ نے فرمایا کہ اگر محافے مین نے روکا کر درہ کوہ مین اُتروالیے تو کیا ہوا امیری ہو بھاوج ہین مین نے دعوے سے روکا مگر تم لوگون نے نہ مانا حارث عرب ولیث عرب لڑے تھے مین نے اُٹھا لیا تھا قتل کرنا مناسب نہ جانا غرضکہ شہزادۂ علمشاہ ذیجاہ کے ملتے ہی امیر باتوقیر کو بڑی خوشی ہوئی کہ برسون کے بعد راحت جان فرحت دل تازگی روح سے ملے ہمراہ اپنے سب کو لیے مع محافہای ناموسان و مخدرات عالی شان کے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے قاسم نوجوان کو علمشاہ فلک جاہ نے گلے سے لگایا پیار کیا شہزادہ بدیع الزمان بھی بھیر برادر بجان برابر علمشاہ آسمان پناہ سے ملے تمامی سرداران لشکر امیر کو علمشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہوئی اور کئی روز تک جشن رہا

دوسری داستان حیرت بیان و عبرت نشان روانگی امیر باتوقیر و کشور گیر امیر حمزہ صاحبقران بہ طرف دربند عقابیہ

اشعار

پلا ساقیا اب وہ جام شراب
وہ مے دے کہ جو ہووے با آب و تاب
کہ ہے جسکے پینے مین بیحد ثواب
جو ہو رنگ مین مثل لعل شراب
وہ مے دے کہ ہے جسکا پینا مباح
وہ مے جسکے پینے مین ہون سرفراز
وہ مے دے کہ ہے جس مین دین کی بناء
کہ کرنا ہے طے راہ دور و دراز

راویان اخبار عبرت انگیز و ناقلان روایات حیرت خیز طرازندۂ عبارات باصفا و معنی سنجان مضامین بیش بہا اس مضمون حیرت مشحون کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر کئی روز تک دربند خارکیہ مین قیام فرما چکے اور پیر خار اکن کے مہمان رہ چکے تمام اہالیان دربند کو شرف اسلام سے مشرف فرما چکے تو اُس وقت حکم قضا شیم نے بنام پہلوان عادی یون شرف اصدار پایا کہ اب مابدولت اقبال طرف دربند عقابیہ کے عنان عزیمت کو منعطف فرمانے کا عزم بالجزم رکھتے ہین اور اب دربند خارکیہ مین ہمارے قیام کی کوئی زیادہ ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی ہے اب تم بعجلت تمام سامان سفر مہیا کرو اور بارگاہ سلیمانی اور تمام خیمہ جات کو درست و مہیا کرکے دربند عقابیہ کی راہ لو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر خود امیر کشور گیر نے بارگاہ شاہی مین جلوہ افروزی فرمائی ادھر سامان سفر درست ہونے لگا اس مقام پر بنابر آگاہی ناظرین با تمکین اتنا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معمولات امیر کشور گیر سے یہ بات ہے کہ جب کوچ فرماتے ہین تو بارگاہ سلیمانی اور دیگر سامان ضروری کو مع تھوڑی فوج ضروری کے بمعیت پہلوان عادی کے پہلے روانہ کردیتے ہین اور بارگاہ شاہی امیر باتوقیر کے ساتھون ساتھ رہتے ہین جب منزل مقصود پر آ دھے معلی پہونچ لیتا ہے اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہو لیتی ہے تو اسوقت امیر باتوقیر وہان پہونچتے ہین اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوتے

ہین الغرض جب سب سامان ضروری مہیا ہوچکا اور ہر ایک ساتھ والا چلنے پر آمادہ ہوچکا تو تمام پیش خیمہ لدنا شروع ہوا
اور کوچ کی تیاری ہوئی شعر لدا پیش خیمہ بصد دھوم دھام ٭ کہ کھلبلی پڑی بر سر روم و شام ٭ تمام سامان اپنے ہمراہ لیکر
پہلوان عادی مع تھوڑی سی فوج ضروری کے طرف دربند عقابیہ کے روانہ ہوئے جب پہلوان عادی روانہ ہوچکے
تو اب امیر کشور گیر نے بھی چلنے کا سامان درست کیا جب پیر خار اکن کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ پیش خیمہ امیر باتوقیر کا
روانہ ہوچکا ہی اور اب خود بھی جانے کا سامان کر رہے ہین اور عنقریب تشریف لے جائینگے تو اُسوقت پیر خار اکن بصد ادب
دست بستہ خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر کو مجرا کیا اجازت بیٹھنے کی ملی جب پیر خار اکن بیٹھ لیا تو اُسوقت اُسنے
عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہی کہ حضور کا پیش خیمہ بسمت دربند عقابیہ روانہ ہوچکا ہی اب حضور بھی عنان قصد روانگی کو
طرف دربند عقابیہ کے منعطف فرمائینگے تو ایسی صورت مین فقیر کو بہ نظر خیر خواہی یہ عرض کرنا ہی کہ حضور حاکم دربند عقابیہ
کا طیران زرین بال ہی لقا کا فرشتۂ قدرت کہلاتا ہی اور ساحر بھی بلا کا زبردست ہی کہ بڑے بڑے زبردست ساحر
اُس سے پناہ مانگتے ہین مناسب و بہتر یہ ہی کہ حضور قبل از روانگی کوئی تدبیر اُسکی بھی ضرور غور فرمالین اگرچہ اقبال حضور سے یہی
توقع ہوتی ہی کہ وہ کمبخت کیا کر سکتا ہی مگر احتیاطاً شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ یہ سنکر امیر
باتوقیر تھوڑی دیر تک دریاے فکر مین غوطہ زن رہے اور بعد اُسکے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کو طلب فرمایا جب
خواجہ سامنے امیر کے آئے تو اُسوقت ارشاد فرمایا کہ ای مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری بہار افزاے
اُردوے معلاے صاحبقرانی عیار طرار لشکر سلطانی جرار و کرار خواجہ عمرو عیار عزم بالجزم ہمارا یہ ہی کہ اب ہم دربند
عقابیہ کی طرف عنان عزیمت کو منعطف کرین پہلوان عادی پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہوچکا ہی مگر اُسوقت
خیرخواہ سرکار پیر خار اکن نے آکر یہ بیان کیا ہی کہ حاکم دربند عقابیہ کا طیران زرین بال لقا کا فرشتۂ قدرت نہایت
زبردست ساحر اور بڑا کافر خاسر ہی اُسکی تدبیر پہلے سے لازم و الزم ہی کہ وہ کمبخت خیمہ کے پہونچتے ہی کوئی آفت نہ برپا
کرے اور کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ کرے بس بہتر اور مناسب تو یہ ہی کہ اس تدبیر کے واسطے آپ تشریف لیجائیے اور اس امر
اہم و دشوار کو آپ انجام دیجیے کہ اس امر مین ہماری بیحد خوشنودی ہی اور تمھارے واسطے ہماری خوشی سے بڑی بہبودی
ہی جب عمرو یہ سب کلام امیر باتوقیر کا سُن چکے تو عرض کیا کہ سنیئے ای حمزۂ صاحبقران اب مجکو آپ اس امر مین معاف
رکھین اور کسی اور شخص کو اس کام کے لیے تجویز فرما کر روانہ فرمایئے مین تو متعدد مقامات پر بحکم سرکار جاچکا اب وہ لوگ جو
سیکڑون اور ہزارون کی تنخواہین پاتے ہین اور بڑے بڑے دعوے جرأت اور دلاوری کے فرماتے ہین وہ جائین اور
اُنھین حکم کیجیے کہ اب وہ اس کام کو انجام دین اور حق نمک کو ادا کرین اور ای امیر میرے بیان کرنے کی حاجت نہین ہی
آپ خود ہی واقف ہین کہ سرکار سے مجکو تین روپیہ ماہواری پیادون کی تنخواہ ملتی ہی بیتیا لے تک میرے گھس گئے ہین
بادھرے تک ٹوٹے جاتے ہین کپڑا ایک پھٹ گیا ہی کوئی حیثیت درست نہین ہی یہ مٹھی مٹھی جو جو تمام لشکر سے آپ نے معین کیے
ہین اور یہ تین روپیہ مہینا جو خزانۂ سرکار سے ملتا ہی اسمین میری کیا بسر ہو سکتی ہی فقط حضور کی محبت اور بچپنے کا ساتھ مجبور
کرتا ہی کہ جہان حضور بھیجتے ہین بلا عذر و تامل چلا جاتا ہون مگر حضور کو ہمارا خیال بھی نہین ہی جو حضور کے یہان سے سیکڑون
کماتے ہین اور بیشمار زر و مال پایا کرتے ہین وہ آخر کس دن کے واسطے ہین اور کس دن کے لیے اُنکو رکھا ہی مین اب نہ جاؤنگا
اور اگر جاؤنگا تو ہمراہ رکاب ہی رہونگا اور خداوندا ایک تو مین ساحرون سے ڈرتا ہون مین جاکر کیا کرونگا اور دوسرے مین
کیا میری ہستی کیا اگر دل پر جبر کر کے چلا بھی جاؤن تو وہ اتنا بڑا ساحر زبردست ہی کہ اُسکے مقابلے اور رد سحر کے لیے بڑے
بڑے لوگ جانا چاہیے ہین نہ کہ مجھ سا حقیر اب جب امیر نے یہ دیکھا کہ عمرو اب باتین بنائے جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ

آجکل مفلس ہو کچھ روپیہ کی اسے ضرورت ہو اب یہ سوچے کہ کیا تدبیر ہو کہ یہ جلدی سے جائے اور اس کام کو انجام دے اور اسکی
ضرورت بھی رفع ہو جائے الغرض یہ مشورہ بادشاہ اسلام امیر کشور گیر نے قلم دوات کاغذ منگوا کر پرچہ لکھا کہ جو اس مہم کو جا کے
سر کرے اور طیران زرین بال کو جا کے پکڑ لائے ہم دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت بیش بہا اور ایک تلوار آبدار نہایت قیمتی اسے عطا کرینگے
اور یہ پرچہ لکھکر تمام عیاروں کو بلایا اور اور سرداروں کو بھی جمع کیا اور کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس کام کو انجام دے اور
اس مہم اہم کو سر کرے وہ اس پرچے کو اٹھائے اور رقم مندرجہ پرچہ ہذا کا مستحق ہو اور علاوہ اس رقم کے ہماری خوشنودی
اور اپنی بہبودی کا مستحق ہو یہ کہکر اس پرچہ کو اس طرف کنارے کو ڈالدیا کہ جدھر خواجہ عمرو کھڑے ہوے تھے اور بھی عیار
اور سرداران لشکر امیر لپکے اور قصد کیا کہ اس پرچے کو بڑھکر اٹھالیں اور خشتہائے زرین سے اچک اچک کر دوڑے مگر یہ لالچی
اور طامع زر خواجہ عمرو کب چوکتے ہیں اور کب اس پرچے کو چھوڑتے ہیں یہ چونکے تو فقط اسی کے تھے کہ امیر باتوقیر سے کچھ قبول کرا لیں
تو پھر جائیں اس کام کو انجام دیں اب جب دیکھا عمرو نے کہ مطلب تمہارا تو حاصل ہوگیا اور جو چاہتے تھے وہ گویا مل گیا ہی فوراً
عمرو آگے بڑھے اور لپک کر بعجلت تمام ہاتھ بڑھا کر اس پرچے کو اوچک ہی تو لیا اور ان سب عیاروں اور سرداروں سے للکار کر
کہا کہ او ناہنجارو جانا مرگو نا عیارو کیوں کمبختیاں آئی ہیں کیوں اپنی شامتیں بلواتے ہو اور عمداً اجل کے منہ میں جاتے ہو
اور موت کا لقمہ ہوتے ہو ہٹو پرے ہٹو تم کیا کر سکو گے اور جاکر کیا بناؤ گے ارے جائینگے تو ہمیں جائینگے اور اس کام کو انجام بھی
تو ہمیں دینگے اور اس مہم کو سر کرینگے تو ہمیں سوائے ہمارے کسی اور میں بھی تم میں سے اتنا جگرہ ہی کہ اس مشکل کے پہاڑ کو اپنے
سر پر اٹھائے اور اس بوجھ کو سنبھالے اس کام پر کیا ہی ذراتی اتنی ہمت میں کون گیا اور کسنے اپنی جان کو کچھ نہ سمجھا سوائے
ہمارا اسکا جگرہ اور حوصلہ ہی کہ جو ادھر کا رخ کریگا بس لے بس جائیے آپ سب صاحب اپنے اپنے ٹھکانے پولانے بیٹھیے اور یہ کہکر
اس پرچہ کو لیے ہوے امیر کے سامنے بڑھے اور کہا کہ اے امیر اگر یہ سچ ہی تو میں یوں نہ مانونگا اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت فرمائیے
تو پھر میں ابھی جاتا ہوں قبلہ بندہ نواب دم بھر نہ ٹھہریگا بس آپنے مہر کی اور بندہ روانہ ہوا گھڑی بھر کی بھی دیر نہ لگیگی یہ
سنکر امیر باتوقیر ہنسے اور پرچہ کو لیکر انگشتر مہری اتار کر اپنی مہر اس کاغذ پر ثبت کردی اور خواجہ عمرو کے حوالے کردیا
خواجہ عمرو عیار اس کاغذ کو لیکر روانہ ہوے منطقہ زر بفتی پتکا یہ سفر لاتی گو ہمیں عیاری اپنے بدن پر چست
کرکے دربند عقابیہ کی راہ لی اور عیار بھی عقب میں خواجہ کے روانہ ہوے جلد جلد منزل بمنزل راہ وہ
وجنگل طے کرتے ہوے جاتے ہیں

لیکن اب یہاں پر دو کلمے داستان طیران زرین بال کے بیان کردینا مناسب ہی کہ وہ کس نابکار
اور ساحر بدکردار کس حال سے ہی اور کس کیفیت میں ہی

جب طیران زرین بال نے خبر آمد آمد پیش خیمہ صاحبقرانی کی سنی کہ لشکر ظفر پیکر امیر حمزہ صاحبقران نے اس
دربند کی طرف عنان عزیمت جولان کی ہی اور عنقریب پیش خیمہ صاحبقرانی یہاں پر جلوہ افروزی کیا چاہتا ہی تو اسکے
ہوش و حواس خمسہ جاتے رہے اور ساری سحر و ساحری بھول گیا اور دماغ رفو چکر ہوگیا عقل باختہ ہوگئی اسی گھبراہٹ
میں ملکہ عربدہ جو کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی تو اس سے کہا کہ اے ملکہ عربدہ جو پیش خیمہ امیر حمزہ صاحبقران سر پر
آتا ہی اور عنقریب اردوے معلاے صاحبقرانی اسطرف نزول اجلال فرمائیگا اے ملکہ عربدہ جو تو بہت جلد جاکر پیش خیمہ امیر
اور عیاران اسلام کو جسطرح ہو گرفتار کرلے اور جسطرح ہوسکے دربند عقابیہ کو اس بلا سے بچا دے کہ تیرے سوا اس
کام کے لائق اور دوسرا کوئی شخص میرے ذہن میں نہیں آتا اگر تو اس کام کو باخیر و خوبی انجام دیگی تو یہ باعث
خوشنودی ہمارا اور تمہاری بہبودی کا ہوگا اے ملکہ عربدہ جو یہ وقت اس قسم کا ہی کہ تم جاکر اس مہم اہم کو سر کرو اور

اس بلا سے بے درمان کو بہانسے مانو اے ملکہ اگر اس امر مین کچھ بھی تعویق اور تامل تمنے کیا اور یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ بنائے
نہ بنیگی اور سوائے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ابھی لشکر صاحبقرانی راہ ہی مین ہی اور سرحد دربند عقابیہ
پر نہین پہونچا ہی اب عنقریب آیا ہی چاہتا ہی دو ہی ایک منزل راہ باقی ہی ایک ہی آدھ دن مین یہان آجائینگے اور ہم منھ دیکھکر
رہ جائینگے یہ سنکر ملکہ عربدہ جو نے سامان سفر اور عیاری وغیرہ درست کرکے اپنی راہ لی اور طیران زرین بال سے کہا کہ اے
طیران زرین بال منھ سے تو کچھ نہ کہونگی مگر خیر جو کچھ کام کرونگی وہ تم خود ہی دیکھ لوگے تو سہی جو اس لشکر کو تاخت و تاراج نہ کردون
اور نہین تو اپنا نام پھر سے بدل ڈالون آجتک مین نے کسی بات کو منھ سے نہین نکالا اور اب جس بات کو منھ سے نکالا ہی یا تو
اُسے پورا کر آؤنگی اور یا پھر منھ نہ دکھاؤنگی یہ باتین کرکے طیران زرین بال کے پاس سے اُٹھی اور جلد جلد اپنا سب اسباب
درست کرکے ساتھ ستر خواصین نہایت چست و چالاک کہ وہ قریب قریب اپنے فنون عیاری اور ساحری اور عربدہ جوئی وغیرہ
مین ملکہ عربدہ جو کے برابر تھین اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوئی اور ایک دس بارہ کوس دربند عقابیہ سے نکل کر ایک باغ تھا
نہایت پر فضا اور طرب خیز اور فرحت انگیز اُس مین جاکر فروکش ہوئی اور ایک شخص تھا آہوان جادو نام وہ ملکہ عربدہ جو کا
کوکا تھا اور نہایت فنون ساحری اور عیاری اور شعبدہ بازی مین مشتاق بلکہ یگانۂ آفاق تھا مثل و نظیر اپنا نہ رکھتا تھا اُس باغ
کے قریب قیام پذیر تھا اُسے کسی کو بھیجکر طلب کیا اور کہلا بھیجا کہ اے آہوان جادو مین ایک نہایت اشد ضرورت سے اس جگہ
فروکش ہوئی ہون اور تمھارا آنا یہان پر ضرور اور واجبات سے ہی بس تمکو چاہیے ہی کہ اپنا سازو سامان عیاری و ساحری
درست کرکے جلد میرے پاس چلے آؤ کھانا وہان کھاؤ ہاتھ یہان دھوؤ مین تمھارے انتظار مین یہان ٹھہری ہوئی ہون
تم آلو تو کوئی مشورہ ٹھہرا کر اور کوئی بات قرار دے کر کار بند ہون جب آدمی ملکہ عربدہ جو کا آہوان جادو کے پاس پہونچا بس
اُسی وقت وہ اپنا سازو سامان درست کرکے اُس باغ کی طرف روانہ ہوا جب اُس باغ مین پہونچا اور ملکہ عربدہ جو سے ملاقات
ہوئی سارا حال ملکہ عربدہ جو نے بیان کیا کہ اے آہوان جادو لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا قریب پہونچا ہی طیران زرین بال
نے مجکو روانہ کیا ہی کہ مین پہونچکر سد راہ ہون اور اُس لشکر کو روکون اور عیاران اسلام کو گرفتار کر لون تو اے آہوان جادو
مین نے تمکو اسواسطے بلایا ہی اور اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تو اس جگہ ٹھہری ہون اور تم آگے بڑھکر محل مناسب دیکھکر ایک چوکی
آہوان سحر کی تیار کرو اور خود بھی بشکل آہوے صحرائی بنکر اپنے کو اُس گلۂ آہوان سحر مین ڈال دو اور غور کرتے رہو کہ جب لشکر
اسلام تمھارے قریب آجاوے تو تم بزودی زود اُسکو کسی نہ کسی طرح گرفتار کرکے اپنے قابو مین کر لو اور مجکو خبر کر دو مین تمھارا پیغام
سنتے ہی بہت جلد پہونچ جاؤنگی آگے جیسی تمھاری راے ہو یہ سنکر آہوان جادو نے جواب دیا کہ بہت مناسب اور
نہایت انسب ہی کہ آپ یہین قیام فرمائیے مین آگے بڑھکر ایک چوکی آہوان سحر کی قائم کرتا ہون اور آپ کے ارشاد کے
موافق اپنے تئین بھی اُس گلۂ آہوان مین ڈالدونگا اور آپ کو بوقت ضرورت خبر کر دونگا یہ کہکر آہوان جادو نے ایک چوکی
آہوان سحر کی آگے بڑھکر قائم کر دی اور خود بھی ایک آہو کی شکل اُسی گلۂ آہوان مین چھپ رہا اب اسکو تو اسی حال پر چھوڑیے
اور حال خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کا گوش دل سماعت فرمائیے کہ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری جب یہان سے روانہ ہوئے
تو مہتر قران حبشی اور برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے اب بھاگا بھاگ
دو منزلہ اور سہ منزلہ برابر طی کرتے ہوے اور راہ دشت و جبل علی الاتصال قطع کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور جو منزل
ایک دن مین طی کرنے کی ہی اُسکو دو ہی پہر مین طی کر لیتے ہین کسی مقام پر قیام نہین جب ساتھی بہت ہی تھک جاتے ہین
اور طاقت رفتار باقی نہین رہتی اور وہ نہایت مجبور کرتے ہین کہ خواجہ اب تو برائے خدا قیام کیجیے اب طاقت رفتار نے
بالکل جواب دیدیا ہی مگر یہ کسیکی نہین سنتے جب خود ہی کچھ بھوکھ معلوم ہوتی ہی اور ساتھ والے حد سے زیادہ مضطر ہوتے ہین

تو ایک دم کے دم کسی مقام دلکشا اور فرحت افزا مین قیام کرتے ہین اور جو کچھ میوہ دانہ جنگلی مل جاتا ہی یا اور جو کچھ از قسم
غذا میسر ہو جاتا ہی اُسے کھا پی کر شکر خدا بجالاتے ہین اور پھر آگے چلتے ہین اسقدر تیز چلے کہ اگرچہ پہلوان عادی اپنا سامان
لیکر عمرو سے بہت پیشتر چلے تھے مگر بھلا عمرو کا مقابلہ کب کر سکتے تھے اور انکے برابر کب چل سکتے تھے راستہ مین پہلوان عادی
سے ملاقات ہوئی خواجہ نے پکار کر کہدیا کہ ہم بڑھتے ہین تم بھی جلد قدم بڑھاے ہوے چلے آؤ اور تیز جانا شروع کیا
جاتے جاتے جیسے ہی قریب اُس گلۂ آہوان کے پہونچے اور آگے بڑھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ایک آواز خوفناک پیدا ہوئی کہ
باش باش او ناہنجار کہان جاتا ہی ہم آ پہونچے دیکھ تو کیسی سزا ملتی ہی بس جیسے ہی یہ آواز خواجہ نے سنی جھپ اپنے عیار دوست
الگ ہو کر گلیم عیاری اوڑھ کر بلباس فقیرانہ علٰحدہ ہو رہے اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ مقام خالی از سحر نہین ہر دہیان کوئی
ساحر ضرور ہی میرا احتیاط و پیچ بیکار نہ تھا یہ کہکر جلدی سے وہان سے قدم اُٹھایا اور ایک تھوڑی دور پر ایک چشمہ پانی کا نہایت
پر ضیا اور باصفا تھا کنارے اُس چشمے کے بیٹھ کر جھٹ سے ایک تھالی نکال کر ستو گھولنے لگے یہ بیٹھے ہوے ستو گھول رہے تھے
کہ یکایک اور سب آہو تو وہین کھڑے رہے مگر اُس گلۂ آہوان سے ایک بہت بڑا آہو چوکڑی بھر کے اُس فقیر کے پاس
آیا اور زمین پر گر کے ایک لوٹ مار کر بشکل انسانی متشکل ہوا اور اُس فقیر کو آکر نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا
فقیر نے کہا کہ بابا یہ تو کچھ فقیر کی سمجھ مین نہ آیا کہ کبھی جانور ہی اور کبھی آدمی کیا کوئی اسم تجھے یاد ہی کہ جسکی وجہ سے تو جب
چاہتا ہی جانور بن جاتا ہی جب چاہتا ہی آدمی کی شکل ہو جاتا ہی یہ کیا معرکہ ہی کچھ فقیر سے بیان تو کر اور ارے بابا اگر تو
کوئی بھوت پریت ہی اور فقیر کو کھانے کے ارادے سے آیا ہی اور بھوکھا ہی تو فقیر کے لقمہ کرنے سے کیا حاصل ہی یہ ستو حاضر
ہین فقیر سے لے اور کھا اور مجھے چھوڑ دے فقیر کی سوکھی ہڈیون مین کیا مزا ملیگا اُسنے جواب دیا کہ بابا جی تم گھبراؤ نہین
مجھے تم سے کوئی سروکار نہین ہی مین تمھارے کھانے کے لیے نہین آیا ہون اور نہ بھوکھا ہون کہ تمھارے ستو کھاؤن بابا جی
بات یہ ہی کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا در بند عقابیہ کی طرف آتا ہی اُس لشکر مین خواجہ عمرو عیار ضرور ہوگا اور
مجھے اُسکا تفحص ہی اُسی کے ڈھونڈھنے کے لیے نکلا ہون بابا جی تمنے تو عمرو کو نہین دیکھا فقیر نے کہا کہ بابا مین تو عمرو کو نہین
پہچانتا کہ وہ کون ہی بابا یہ تو بتلاؤ کہ وہ کون ہی اور کس قسم کا آدمی ہی اور اُسکے تفحص کی تمکو کیا وجہ ہی اُسنے جواب دیا کہ بابا
بات یہ ہی کہ وہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا بڑا زبردست عیار ہی اور نہایت تیز و چالاک ہی لشکر امیر کا در بند
عقابیہ پر چڑھائی کرنے کو آتا ہی اور امیر کا قاعدہ ہی کہ پہلے وہ کسی سردار کو روانہ کرتے ہین تو اس بھر کہ مین یقین ہی کہ امیر نے
پہلے اُسی کو بھیجا ہوگا مین بحکم ملکہ ہرند جو اُسکے گرفتار کرنے کو نکلا ہون یہ سنکر فقیر رونے لگا اُسنے پوچھا کہ بابا تم روئے کیون
آخر تمھارے رونے کی کیا وجہ دیکھ ... یہ سنکر فقیر نے کہا کہ بابا میرا حال کچھ قابل استفسار اور لائق اظہار نہین ہی اُسنے
کہا کہ بابا جی کچھ تو بیان کرو جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فقیر نے رو رو کر کہا کہ بابا آج رات کو مین نے ایک گاؤن مین جو
یہان سے بہت ہی قریب ہی قیام کیا تھا مین تو سو رہا بس کوئی شخص آکر میری عمر بھر کی کمائی جو مین نے کن کن دقتون سے
صحرانوردی کرکے جمع کی تھی اُٹھا لیگیا اور بابا مجھے بالکل خبر نہین ہوئی اب سحر کو جو مین اُٹھا دیکھتا کیا ہون کہ فقیر کی تو جمع
جتھا جو کچھ تھی وہ غائب ہو گئی اور بابا یہ کٹھری پڑی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ لشکر امیر کا قریب آپہونچا اور وہ شخص جو کٹھری میری
چُرا لیگیا وہ عمرو ہی تھا اور اپنی کملی سے ایک کٹھری نکالکر سامنے اُسکے پھینکدی کہ دیکھ بابا یہی کٹھری وہ کمبخت چھوڑ گیا اُسنے
پوچھا کہ بابا جی اسمین کیا ہی فقیر نے کہا کہ بابا کھول کر دیکھے ہین نے تو اپنے رنج و صدمہ مین اب تک اُسکو کھولکر نہین دیکھا
اُسنے اُس کٹھری کو کھولکر دیکھنا شروع کیا دیکھا بہت سے گدڑے چیتھڑے نکلے اور اُس گدڑے مین ایک بلوری سرمہ دانی
اور نہایت خالص سونے کی سلائی رکھی ہوئی تھی اُسنے کہا کہ بابا جی میرے نزدیک تو تمھاری سب جمع کے برابر یہ

سرمہ دانی

سرمہ دانی اور سلائی ہوگی تم اسقدر اُداس کیون ہوتے ہو فقیر نے کہا کہ بابا مجھے مال دنیا سے کیا کام ہی میری کٹھری مین
معلوم نہین کیا کیا چیزین تھین اور کن کن مخلوقون سے ہاتھ آئین تھین یہ کہکر کہنے لگا کہ بابا اچھا دیکھو تو اس سرمہ دانی کے اندر
سرمہ بھی ہی یا اور کچھ ہی اُس شخص نے اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی تو اُس سرمہ دانی مین سے ایک دھوان سا اُڑا اور
دماغ مین اُسکے جو بو گئی وہ شخص بیہوش ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا بس اُسکا زمین پر گرنا کہ خواجہ نے اپنی جگہ سے اُٹھکر تیغہ کمر
سے کھینچا جھٹ سے اُسے ذبح کر ڈالا بس اُسکے ذبح ہوتے ہی ایک غل اور شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور ایک سیاہ آندھی
چلی اور وہ جنگل تمام دھوان دھار ہوگئی جب وہ دھوان اور آندھی برطرف ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہرا نام من آہوان جادو
بود بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی خواجہ عمرو تو شکر خدا بجا لائے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ فال تو اچھی ہوئی ہی انشاء اللہ
اس معرکہ مین بھی امیر کی فتح ہوگی اور وہ آہوان سحر جو کھڑے ہوئے تھے وہ سب زمین پر گرے اور لوٹین مار کر سبکے سب بشکل
انسانی متشکل ہوکر وہان سے بھاگے اور جا کر ملکہ عربدہ جو سے یہ ساری حقیقت بیان کی کہ اے ملکہ ہم سب آہو بنے ہوئے
کھڑے تھے کہ ایک چشمہ پر ایک فقیر آکر بیٹھا آہوان جادو بشکل انسانی متشکل ہوکر اُسکے پاس گیا اور جاکر اُس سے کچھ باتین
کین اور ہمکو اُسی جگہ کھڑا رہنے دیا معلوم نہین کیا باتین ہوئین کہ ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ اُس فقیر نے ایک کٹھری نکالکر اُسکو
دی آہوان جادو نے اُس کٹھری کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی اور ایک سونے کی سلائی نکلی آہوان جادو نے اُس
سرمہ دانی کو کھولا جیسے ہی اُس سرمہ دانی کو کھولا ویسے ہی وہ بیہوش ہوکر وہ زمین پر گرا اور اُس فقیر نے اُسے اُٹھکر ذبح کر ڈالا
ہم سب مجبور ہوکر چلے آئے کیونکہ ہم بغیر حکم آہوان جادو کیا کرسکتے تھے یہ سنکر ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ افسوس آہوان جادو
مارا گیا گویا نصف قوت میری سلب ہوگئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ فقیر مقرر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار تھا سوائے اُسکے
یہ چالاکی کسی مین نہین ہی اور یہ کہکر اپنی خواصون سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہرو ہم آتے ہین اور ایک جوگن کی شکل بنکر تمام بدن
پر بھبوت ملا ایک سیاہ ہی زرد باندھ لی بانسری ہاتھ مین لی اور ایک ستار ہی کندھے پر رکھی جوڑا سر پر باندھا اور تمام بانے
فقیری کے زیب بدن کرکے روانہ ہوئی اور یہان کا حال سنیے کہ ابھی خواجہ عمرو وہان بیٹھے ہوئے تھے کہ پہلوان عادی پیش خیمہ
صاحبقرانی کو لیے ہوئے آپہنچے خواجہ سے ملاقات ہوئی پہلوان عادی نے پوچھا کہو اُستاد کیا نقشا ہی اور کیا گذری خواجہ نے
کہا کہ اچھی گذری ایک بڑے زبردست ساحر اور بڑے چالاک عیار آہوان جادو کو واصل جہنم کیا فال تو اچھی آئی ہی دیکھیے
اب آیندہ کیا نتیجہ ہوتا ہی پہلوان عادی نے کہا کہ اُستاد گھبرانے کی کوئی بات نہین ہی خداوند رب العزت اچھا ہی کریگا
عمرو نے کہا کہ ہان گھبراہٹ کاہیکی ہی انشاء اللہ اچھا ہی اچھا ہی یہ کہکر پہلوان عادی سے کہا کہ اچھا اب تم اسی مقام پر
قیام کرو اور بارگاہ سلیمانی استادہ کرو لشکر کو بھی اُترنے کا حکم دو کیونکہ قرینہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہان سے دربند عقابیہ کی
سرحد شروع ہی یہ سنکر پہلوان عادی نے حکم دیا کہ یہین فرودگاہ لشکر معین کی گئی تمام لشکر اسی جگہ اُترے اور قیام کرے
اور بارگاہ سلیمانی قائم کی جائے حسب الحکم پہلوان عادی کے لشکر اُترنا شروع ہوا اور خدام نے اُس مقام کو بہت جلد
صاف و شفاف کرکے خیمے نصب کرنا شروع کیے جب سب لشکر اُتر چکا اور خیمے سرداران لشکر کے برپا ہو چکے تو اب
پہلوان عادی خود اُٹھے اور بارگاہ سلیمانی کے استادہ کرانے مین مشغول ہوئے **اشعار** بپا خیمہ شاہ والا ہوا
شرف اُس زمین کا دو بالا ہوا ٭ زمین کا خطاب آسمان سے تھا ٭ مرے سامنے تیری ہستی ہی کیا ٭ الغرض وہ جوگن جلد جلد اُس
باغ سے نکل کر روانہ ہوئی اور یہان سب سامان درست ہو چکا قریب خیمون کے اکثر لوگ ٹہلنے لگے دیکھا کہ ایک جوگن سامنے
سے کچھ اشعار اپنی بانسری مین گاتی ہوئی چلی آتی ہی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا گا رہی ہی ابھی سب اُس جوگن کو دیکھ
رہے تھے کہ یکایک ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ اس لشکر سے نکلکر اُس جوگن کی طرف بڑھا یہ لوگ اب حیرت سے دیکھنے لگے کہ

لشکر صاحبقران مین جوگی کہان اسقدر جلد کس طرف سے آیا اب اس جوگن نے جو جوگی کو آتے دیکھا تو اور بھی لہک لہک کر گانے لگی گر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا گاتی ہی لیکن آواز ایسی دلکش ہی کہ اپنی طرف کھینچے لیتی ہی مگر غور کرکے جب سنا تو اشکل سے معلوم ہوا کہ کچھ اشعار فقیرانہ گا رہی ہی اور گانے کے ساتھ ایک شگر بیٹھی ہی یہ جوگی بھی اُسکے قریب بیٹھ گیا اب یہ سبب غور سے جو کان لگاکر سنتے ہین تو کیا سنتے ہین کہ وہ جوگن اپنی بانسری مین یہ خمسہ گا رہی ہی خمسہ

ہوا ہی ان دنون چرچا یہان تک بینوائی کا	بچھا ہے ہر در پر خورشید کا کاسہ گدائی کا	فقیرون نے کیا ہی زاہدہ یہ ساری خدائی کا
طریقہ سیکھا اونہون نے لیا صاحب حیائی کا	غرض رنگا ہی زنگ ایک ایک سلطان بے ریائی کا	

القصہ یہ جوگی اُسکی بانسری سنتے سنتے گویا مست ہوگیا اور اپنی بانسری اُٹھا کر یہ بھی گانے لگا ایسا گایا کہ وہ جوگن بھی اُسکی بانسری سنکر مست ہوگئی اور بہت تعریف کی کہ واہ واہ واہ آپ کو تو اس فن مین مجھسے بھی زیادہ دستگاہ معلوم ہوتی ہی کچھ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ آپ کون شخص ہین اور کہان سے آتے ہین اُس جوگی نے اُس جوگن کا حال پوچھا کہ تم اپنی سرگذشت پہلے بیان کرو پھر مجھسے پوچھنا مین کون ہون اُس جوگن نے کہا کہ غزل

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہین
جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
تیغ نگاہ خشم ہی تیری نہین حریف
خون جگر سے مین بھی تو دامن کشیدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون بہبود القول

گریان بشکل شیشہ و خندان بطرز جام
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
نہ آپ سے زبان نہ دعا لم ہین ورنہ مین
ظالم مین قطرہ قطرہ خون چکیدہ ہون
غافل ہی کیون ترا مری فرقت سے گُذر لی
جو کچھ کہ ہون سو ہون غم آفت رسیدہ ہون

اے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہی کہ کس پر ہو داد خواہ
اس حسرت آرزو سو بلب نارسیدہ ہون
کرتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن مین تو
اے غنچہ مین نالہ بناحق بریدہ ہون

یہ سنکر اُس جوگی نے کہا کہ اے صداآ ہمنے سب کچھ ماجرا کہانی سنی اور تمنے بیان کی لیکن اس سے کوئی خاص مطلب پیدا ہوا اور نہ کوئی صاف صاف بات اس سے منکشف ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور یہان تمھارے آنے کی کیا وجہ ہی مین پوچھتا کچھ ہون اور تم جواب کچھ دیتی ہو صاف صاف بیان کرو کہ جس سے کوئی مطلب پیدا ہو یہ سنکر اُس جوگن نے کہا کہ اب جو تمکو استفسار حال منظور ہی بر اس فقیرنی کے اصرار ہی تو اب داستان حیرت بیان اور قصہ عبرت نشان اس آوارہ وطن غریب دیکھیں کہ سنو کہ مین اور شوہر میرا نہایت حسین و خوبصورت ہی اپنے گھر مین بے کھٹکے چین اور آرام سے بسر کرتی تھی اور جو اقوت لایموت ہو جاتا تھا بے منت خلق اپنے گھر مین سب سے الگ تھلگ رہا کرتی تھی نہ کسی کا لینا نہ کسی کا دینا نہ کسی سے غرض نہ مطلب مگر اتفاقات روزگار شوہر نامدار میرا الظلم و ستم کشا ان ناہنجار و ستم شعار ان بدکردار گرفتار رنج و آزار ہوگیا اور اس نالائق روزگار ظالم و جفاکار زبردست دشمن تیزدست گبر بدمست کافر لقا پرست جو فرشتہ قدرت اتھا مشہور ہی اور نام اُسکا طبران بن ہامان ہی اُسکے قلعہ مین مقید بہ قید شدید اور معذب بہ عذاب سخت و صعب ہی اور اُسکو لاکھ کر رو کرو تدبیرین اور فکرین کین مگر وہ کافر خاسر کسی طرح رہا نہین کرتا اُسی کے فراق مین مین نے اپنا یہ حال بنایا ہی اور اُسی کے ہجر مین دلکو صبر و قرار نہین ہی دن گریہ و زاری مین اور ساری رات نوحہ و بیقراری مین گذر جاتی تھی رات دن اختر شماری اور ماتم و زاری مین بسر ہوتی تھی آخرکار جب دل کو قرار نہ ملا اور حال نہایت ابتر ہوا تو ایک شب دل نے یہی کہا کہ بس اب جوگن بنکر نکل چل اور کوہ و صحرا کی راہ لے یہ خیال کرکے روتے روتے آنکھ لگ گئی اور بیخبر سو گئی تو اثناے خواب مین قریب صبح ایک بزرگوار نورانی شکل کو دیکھا کہ نہایت ہی عظم و شان و جلالت و وقار سے سیر سے

پاس تشریف لائے ہین اور بہت سا خدم و حشم اور بہت سے خدام والا مقام اُنکے ساتھ ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ اے عورت بیقرار
و مضطر نہو اور اس قدر نوحہ و زاری اور گریہ و ماتم نہ کر تو جسطرح ہو سکے یہان سے نکل اور راہ دشت و جبل اختیار کر ایک صحرا
مین تجھے ایک شخص اس شکل و شمائل کا ملیگا نام اُسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہی لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان
سلطانان کا بہت بڑا عیار زبردست ہی تو اُس سے جا کر ملاقات کرنا کہ وہی طیران زرین بال کا قاتل ہوگا وہی اُسے
قتل کریگا اور تیرے شوہر کو قید سے رہا کر کے تجھسے ملا دیگا تو اطمینان رکھ یہ خواب دیکھکر مین اُٹھی اور اپنے دل مین خیال
کیا کہ یہ خواب رویائے صادقہ ہی یا میرے تصور کی تصدیق ہو گئی اور اپنے دل مین یہ یقین کر لیا کہ ضرور مین اپنے ارادے پر
کامیاب ہونگی اور ضرور میرا شوہر مجھسے مل جائیگا یہ سوچ کر کل اسباب فقیری مہیا کر کے اپنے بیگانے کو چھوڑ کر گھر بار اور مال و
اسباب سے منہ موڑ کر جنگل کی راہ لی کئی مہینے مجھے صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے گذر گئے ہین اور اب حال میرا یہ ہی مصرع
پائون سوجے ہوئے تلوون مین چبھے ہین کانٹے ٭ مگر ابتک تو اُس شکل و شمائل کا کوئی آدمی نہین ملا اور میرا مقصد دل حاصل
نہین ہوا اس فقیر نے یہ حال سنکر اُس جوگن سے کہا کہ اگر تمھین کچھ شکل اُسکی جو اُن بزرگ نے بتائی تھی یاد ہو تو مجھسے
بھی بیان کرو اُس جوگن نے کہا کہ صورت تو اب مجھے نہین یاد رہی کیونکہ کئی مہینے کا ذکر ہی مگر ایسی احتیاط سے مین نے
اُسی وقت خواب سے اُٹھکر اُسی خیال پر ایک تصویر کھینچ لی تھی وہ البتہ میرے پاس ہی اس جوگی نے کہا کہ وہ تصویر مجھے
دکھا سکتی ہو اُسنے کہا کہ ہان تصویر کے دکھا دینے مین کیا عذر ہی اور وہ تصویر نکال کر اُس جوگی کو دکھائی اب جو یہ جوگی اُس
تصویر کو دیکھتا ہی تو ہو بہو خواجہ عمرو ہی کی تصویر ہی اب یہ جوگی اپنے دل مین یہ سوچا کہ عورت تو کچھ سچی معلوم ہوتی ہی اپنے
تئین بتلا بھی دو اور نام اپنا ظاہر بھی کر دو اگر یہ عیارہ اور ساحرہ ہوتی تو اس بیان کو ظاہر کرنے مین یہ روتی نہ جاتی بس
یہ سوچ کر اُس جوگن سے کہا کہ اے جوگن تم اس تصویر کو بھلا میری صورت سے ملا کر تو دیکھو کہ میری صورت سے ملتی ہی یا
نہین اس جوگن نے کہا کہ کیون اسکی کیا وجہ ہی یہ سنکر اُس جوگی کو ہنسی آئی اور وہ جوگی کہنے لگا کہ ارے نصیبا تیرا
جاگ اُٹھا آگاہ ہو کہ مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار لشکر امیر حمزہ صاحبقران سلطان سلطانان ہون یہ سنکر
اُس جوگن نے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا کہ تمھین عمرو ہو کیونکہ اگر تم عمرو ہوتے تو تمکو جوگی بننے کی کوئی وجہ نہ تھی اور لباس
فقیرانہ اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی عمرو نے کہا کہ سُن اے جوگن مجکو جوگی کی شکل بننے کی یہ وجہ تھی کہ تجکو ایک زبردست
عیارہ اور فریبی سمجھا تھا تو اس لحاظ سے جوگی کی شکل بنکر تمھارے حال کو کھوج کرنے آیا تھا اب جو تم ایک سچی عورت
معلوم ہوئین تو مجکو چھپانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اپنے کو پوشیدہ کرنے کی کوئی جہت نہ تھی مگر اس مقام پر ناظرین
کو خیال رہے کہ اس عرصہ مین اور اتنی دیر کی گفتگو مین اکثر لوگ قریب و جوار کے اور بھی نکل آئے اور دیکھ رہے ہین کہ اس
جوگی اور جوگن سے کیا باتین ہو رہی ہین اور عیاران لشکر اسلام بھی متعجب ہین کہ آخر یہ معرکہ کیا ہی یہ جوگی کون ہی اور یہ
جوگن کون ہی غرض اُس جوگی نے جھٹ قلعہ مار کر اپنی صورت اصلی پیدا کی اب جو اُس تصویر کو ملا کر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ بیشک یہی خواجہ عمرو ہین بس یہ دیکھنا تھا تمام لوگ کف افسوس ملنے لگے اور مہتر قران وغیرہ نے کہا کہ اُستاد غضب کیا
اور ادھر فورا ایک پنجہ آسمان سے گرا اور خواجہ کو اُٹھا لیا جیسے ہی خواجہ کو پنجہ لیچلا ویسے ہی وہ جوگن بھی جھٹ پٹ
بالا ہوا اُڑ چلی اور پکار کر کہا کہ او نا عیارو بس اسی بل پر دعوئے عیاری ہی دیکھو عیاری اسکا نام ہی اور یون اپنا
کام کرتے ہین اور اسطرح اپنے حریف کو گرفتار کرتے ہین خیر اب مین فلان باغ مین جاتی ہون اور وہین قیام پذیر ہون
اگر تم سبکو کچھ دم و داعیہ ہی تو اپنے اُستاد کو آکر چھڑا لینا ہم بھی دیکھین کہ تم کیسے عیار ہو اور اگر تم نہ آئے اور آکر اپنے اُستاد
کو نہ چھڑایا تو آج سے پھر نام عیاری نہ لینا وہ جوگن یہ کہکر چلی گئی اور یہان ان سبکو کمال تاسف ہوا کہ افسوس ہمسے

اُستاد نے ذکر بھی نہ کیا اور اُس جوگن کے پاس چلے گئے اور گئے تو ایسے مبہوت ہوگئے کہ آخر اُسکے پھندے مین پھنس گئے کہ مہتر قران حبشی نے برق فرنگی اور ابوالفتح اصفہانی کی طرف دیکھکر خطاب کیا کہ آیا تم مین سے کسی سے ہوسکتا ہی کہ جاکر اُستاد کو چھڑا لاسے یہ کلام مہتر قران کا سنکر برق فرنگی بول اُٹھا کہ ہان ہم جائینگے اور انشاء اللہ اُستاد کو چھڑا لائینگے آخر ہم کس دن کے لیے ہین اور ہم نہ جائین تو لعنت ہی ہماری زیست پر اور لعنت ہی ہماری غیرت پر کہ اُستاد تو پھنس جائین اور ہم کوئی فکر اُنکی رہائی کی نہ کرین اور یہ کہکر مہتر قران تو ایک طرف کو روانہ ہوے اور یہ جرأت برق کی دیکھکر اورون کو بھی حوصلہ ہوا اور اپنی اپنی طرف چلے مہتر قران حبشی بھی تھوڑی دور پر ایک جھیل تھی اُسکے کنارے بیٹھکر فکر عیاری کرنے لگے اور حال عیارون کا دریافت کرینگے

اب اس مقام پر دو کلمے داستان ملکہ عربدہ جو کے بیان کیے جاتے

کہ وہ اپنے باغ مین پہونچی اور پہونچنے کے ساتھ ہی ایک نامہ طیران زرین بال کو روانہ کیا کہ اے طیران زرین بال مین نے باقبال خداوندی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار تیز دست لشکر صاحبقران کو تو گرفتار کر لیا ہی مگر بیس ستر مین چند عیاران لشکر اسلام سے وعدہ کر آئی ہون کہ اگر تم سب مین کچھ دم داعیہ ہی تو عمرو کو آکر چھڑا لینا اور گویا بہت پر اتنا دلا آئی ہون یقین ہی کہ وہ سب بفکر رہائی خواجہ عمرو عیارہ نکلینگے اور میرے باغ تک آئینگے پس اُنکو بھی گرفتار کرون تو مع عمرو حاضر قلعہ عقابیہ کرون بعد اسکے لشکر کی خبر لونگی اور اگر لات و منات نے مدد کر لی تو سارے لشکر کا ناس کر لونگی بعد اسکے خواجہ عمرو کو ایک ستون سے کسکر باندھ دیا اور لشکر صاحبقرانی سے لیکر اپنے باغ تک پیر بٹھا دیے کہ جو کوئی عیار جس حیثیت سے ہمارے باغ کا قصد کرے فوراً خاک اُڑکر ہمکو خبر کرے اور بعد اُسکے اُن ساٹھ ستر خواصون کو بلا کر سامان شرابخواری مہیا کیا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ملکہ عربدہ جو مع اپنی خواصون کے شرابخواری کر رہی ہی اور جو درد جام مین بچ جاتا ہی اُسے خواجہ پر پھینک دیتی ہی اور کہتی ہی کہ کیون خواجہ کیا نقشا ہی اسوقت تمھارے دل پر کیا گذر رہی ہی بس خواجہ صاحب اسی بل بوتے پر آپ کو یہ دعوے تھے اور اسی بھونڈی عیاری پر یہ ڈینگین تھین اب کہو تمھارا کیا حال بناؤن یہ کہتی ہی اور ہنستی ہی اور وہ خواصین بھی قہقہے مار رہی ہین اور خواجہ عمرو اُس ستون سے بندھے ہوے چپکے اس سکوت مین کھڑے ہوے ہین کہ افسوس مین کس بلا مین پھنس گیا اور اس عیارہ نے کیسا دام تزویر مین مبتلا کر لیا کہ یکایک خواجہ عمرو نے دیکھا کہ خاک کے تتق اور بونڈرے بن بنکر آتے ہین اور ایک آواز اُس خاک سے پیدا ہوتی ہی کہ اے ملکہ عربدہ جو ہوشیار ہو جاؤ کہ مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی صورت بنا ہوا آتا ہی عمرو اس آواز کو سنکر حیران ہوا کہ یہ طلسم کیا ہی اور کیا سحر ہی کہ سامنے سے دیکھا مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی شکل بنا ہوا چلا آتا ہی اور اس حسن و جمال سے آتا ہی کہ بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہو لیے ہین اور اسکی صورت ہی دیکھتے ہوے چلے آتے ہین یہ دیکھکر عمرو نے منھ پیٹ لیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ افسوس یہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوا چاہتا ہی یہ کمبخت کیا خاک عیاری کریگا اور کیا اس ساحرہ کا بنا سکیگا جب پہلے ہی اسکے آنے کی خبر ہوگئی اور اللہ اکبر کیسی غضب کی یہ ساحرہ ہی کہ زمین تک اسکے قابو مین آگئی اور برابر خاک تک اُڑ اُڑکر خبر کر رہی ہی کہ یکایک وہ باغبان بچی ملکہ عربدہ جو کے سامنے آئی اور جھک کر نہایت ادب سے ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ شکر ہی لات و منات کی جناب مین کہ آج حضور نے کس مدت کے بعد اس باغ کو سرفراز فرما کر رونق تازہ بخشی حضور نے تو مجھے کاہیکو پہچانا ہوگا اے ملکہ یہ کنیز آپ کے باغ کے داروغہ کی بیٹی ہی آپ کے ورود مسعود کی خبر سنکر حاضر خدمت ہوئی ہون اور تھوڑے سے گلہاے خوش رنگ برنظر خدام والا مقام کے لیے لائی ہون اور یہ کہکر تھوڑے سے پھول نہایت خوشرنگ ملکہ کو نذر دیے اور کہا کہ مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف یہ دیکھکر ملکہ نے کہا کہ ہان جستر

برق فرنگی یہ پھول تو خوب لائے کیوں مہتر برق فرنگی یہ پھول تو خوب بیہوشی کے ہونگے یہ باتیں سنکر مہتر برق کے ہوش
و حواس جاتے رہے سمجھے کہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہے یہاں سے بھاگنا چاہیے یہ خیال کر کے مہتر برق فرنگی بھاگا ہی چاہتے
تھے کہ ملکہ عربدہ جو نے آواز دی کہ بگیر فوراً زمین نے مہتر برق فرنگی کے پاؤن پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے
ملکہ نے حکم دیا کہ جلد مہتر برق فرنگی کو گرفتار کر لو اور مثل خواجہ عمرو کے اسکو بھی کسکر برابر عمرو کے ستون سے باندھ دو
یہ بیچارے بھی گرفتار ہو گئے وہ لوگ جو انکے ساتھ ہوے تھے یہ رنگ دیکھکر بھاگ گئے اور ایک غل ہو گیا کہ مہتر برق فرنگی بھی
ملکہ عربدہ جو نے مثل خواجہ عمرو کے گرفتار کر لیا اب سنیے کہ مہتر برق فرنگی تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ عربدہ جو پھر شراب خواری
مین مشغول ہوئی کہ یکایک خواجہ نے دیکھا کہ ایک کتا نہایت ہی خوش قطع خوش قد سبک خرام سامنے سے چلا آتا ہے
اب مہتر برق فرنگی اور خواجہ دونون دیکھ رہے ہین کہ یہ کتا کہان سے آیا ہے کہ یکایک ایک بونڈلا خاک کا اٹھا اور ایک
آواز پیدا ہوئی کہ ای ملکہ عربدہ جو ہوشیار ہو جاؤ کہ ضرغام شیر دل ایک نہایت ہی خوبصورت کتے کی صورت بنا ہوا
آتا ہے اور یکایک وہ کتا بھی قریب آیا خواجہ عمرو کے دل پر ایک ہو گری پڑی کہ لیجیے میان ضرغام بھی گرفتار ہوے
اب جو ملکہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ کتا قریب ملکہ کے آگیا کہ ملکہ نے آواز دی کہ آؤ آؤ میان ضرغام اچھے تو رہے اسوقت
کہان سے آتے ہو بس یہ آواز سنکر وہ کتا زمین پر لوٹا اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا تو واقعی ضرغام ہے چاہتا ہی تھا جائے
کہ ملکہ عربدہ جو نے آواز دی کہ بگیر بس فوراً زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو
بھی گرفتار کر لو اور خواجہ عمرو کے برابر کسکر ستون سے باندھ دو یہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گیا اور ستون سے باندھ دیا گیا اور ملکہ
بہت شدت سے ہنسی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ واہ واہ خواجہ صاحب یہ شاگرد بھی آپ کا کس قدر ہوشیار ہے کیا کہنا ہے خواجہ
تو سہی کہ جتنے آپ کی رہائی کے لیے آئین ان سب کو آپ کے برابر باندھ دون کیا کہنا کیا شاگرد ہین اور کیا استاد ہین اجی خواجہ صاحب
اب بھی تو کوئی عیاری کیجے معلوم نہین کہ وہ کونسے ناعیار ہونگے اور کون لوگ ناتجربہ کار ہونگے جنکو آپ نے پھانس لیا ہو گا ہم تو جب
آپکی عیاری جانتے کہ جب ہمسے کوئی چالاکی آپکی پیش جاتی یہ سنکر خواجہ نے جواب دیا کہ ہان ای ملکہ جو تم کہتی ہو سب بجا ہے بیشک
تمھارے پھندے سے کوئی نہین بچیگا اور تمسے چھوٹکر کوئی نہین جاسکتا لاریب جو آئیگا وہ گرفتار ہو گا یہ باتین ہو رہی تھین
کہ پھر ایک لمحہ بھر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ ایک ساحر نہایت ہی مہیب شکل زرد زرد آنکھین سر پر جوڑا بندھا ہوا اور کچھ چکنی چکنی
لٹین کاندھون پر چھوٹی ہوئی ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بڑے بڑے زرد زرد دانت ہونٹھون کے باہر نکلے ہوے ایک عجیب
ہیبناک شکل ایک دہقانی کو لیے ہوے سامنے سے چلا آتا ہے اور خاک کے بونڈلے اٹھ اٹھکر چلے آتے ہین اور یہ برابر آواز
آتی ہے کہ ای ملکہ عربدہ جو ہوشیار ہو جاؤ اور آگاہ ہو کہ ابو الفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اور ایک دہقانی کو
مہتر قران کی شکل بنائے ہوے آتا ہے یہ آواز سنکر خواجہ عمرو ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے کہ ہاے افسوس میرے ساتھ یہ
وہ تو پھنس ہی چکے تھے اب ابو الفتح بھی آتا ہے یہ بھی گرفتار ہو جائیگا اس بدبخت کے سامنے کسی کی عیاری نہ چل سکیگی
ارے جب مجکو اسنے گرفتار کر لیا مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل پھنس چکے تو اب کون اسکے پھندے سے بچ سکیگا الغرض
جب قریب ملکہ عربدہ جو کے آیا جھک کر ادب سے سلام کیا اور ملکہ عربدہ جو سے کہا کہ ای ملکہ یہ نمکخوار حاضر ہے اور دیکھیے مہتر قران
ہے غلام نے اسکو گرفتار کر لیا ہے اسکو بھی خواجہ کے ساتھ مقید کیجیے ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آہا ہا آؤ آؤ میان ابو الفتح
آؤ تم تو ہمارے قدیمی خیر خواہ ہو آؤ بیٹھو بیشک تمنے بڑا کام کیا ہمارے بڑے دشمن کو گرفتار کر لیا ابو الفتح کے تو یہ سنکر
چھکے چھوٹ گئے قصد کیا کہ بھاگے ملکہ عربدہ جو نے نہین ہی آواز دی کہ بگیر فوراً زمین نے پاؤن اسکے پکڑ لیے اور یہ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا
فوراً ملکہ نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھی گرفتار کر لو اور اسکو بھی کسکر ستون سے باندھ دو فوراً حکم کے ساتھ ہی بیچارہ ابو الفتح بھی

گرفتار ہو گیا ملکہ خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ایک جام شراب مین کچھ درد باقی تھا وہ اُٹھا کر ابو الفتح پر پھینک دیا اور کہنے لگی واہ میان
ابو الفتح کیا کہنا اصفہانی ایسے ہی زبردست و عیار ہوتے ہین کیا زبردست عیاری اور کس قیامت کی چالاکی کی ہی کہ دل
دھڑ کر گیا یہ کہکر اور زور سے قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ اجی میان صاحب وہ اور ہی عیار ہونگے جنپر آپکی پست عیاری اور
یہ پھیکی اور سیٹھی چالاکی چل جاتی ہوگی بس ایسی ہی تیز دستیون پر عیاری کا دعوی تھا واہ خواجہ صاحب آپکے یہ شاگرد بھی بڑے
ہی تیز طبیعت معلوم ہوتے ہین اب خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیردل اور ابو الفتح اصفہانی چارون شخص مجبور و
بےبس عاجز و بیکس بندھے ہوے کھڑے ہین اور یہ بدبخت لکاتہ طعن و تشنیع کر رہی ہی اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہی
خوش خعلیان کر رہی ہی الغرض جب یہ خبر وحشت اثر مہتر قران کو معلوم ہوئی کہ برق فرنگی اور ضرغام شیردل اور ابو الفتح اصفہانی یہ
تینون شخص باری باری گئے اور انکے بنائے کچھ نہ بنی بلکہ گرفتار ہو گئے نہایت صدمہ ہوا اور بہت افسوس کیا تھوڑی دیر تک
دریاے فکر مین غوطہ زن رہے بعد اُسکے کچھ سوچ کر سر زانو سے اُٹھا کر یا علیؑ ولی شاہ مردان مدد دے کہکر اُٹھ کھڑے ہوے
نعرہ پکڑ کے باغ ملکہ عبدہ جو کا راستہ لیا ادھر سے تو مہتر قران حبشی چلے اور اُدھر خاک اُڑی اور جا کر ملکہ عبدہ جو کو خبر
کی کہ مہتر قران حبشی اپنی اصلی صورت پر آتا ہی خواجہ نے جو یہ آواز سنی گویا روح سلب ہو گئی آنسو نکل آئے اور کہنے لگے
کہ افسوس مہتر قران بھی پھنسے اور ابو الفتح سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابو الفتح مجکو یقین یہ ہوتا ہی کہ جب مہتر قران بھی آئیگا اور
یہ لکاتہ اُسکو بھی گرفتار کر لیگی تو تو پھر ہم پانچون آدمیون کو ضرور تہ تیغ کریگی افسوس ہی کہ موت کہان اور کیونکر آئی کہ ملکہ عبدہ جو نے
کہا کہ لیجیے خواجہ صاحب آپکے وہ چوتھے شاگرد بھی تشریف لاتے ہین اور تکلف یہ ہی کہ بصورت اصلی تشریف لاتے ہین کوئی
عیاری بھی نہین کی معلوم ہوتا ہی کہ یہ شاگرد آپکے بڑے بہادر اور نہایت منچلے ہین جوش شجاعت مین بصورت اصلی تنہا تشریف
لاتے ہین شاید مجھسے لڑنے کو تشریف لاتے ہین اچھا کیا مضائقہ ہی آئین اپنا حوصلہ وہ بھی پورا کر لین اور یہان مہتر قران حبشی
نے چلتے چلتے یہ خیال کیا کہ ارے قران آخر یہ کیا معرکہ ہی مصرع جو گیا ملک عدم کو وہ وہین کا ہو رہا ۔ اور یہ کیا رنگ ہی کہ جو گیا وہ جاتے
ہی گرفتار ہو گیا اب مہتر قران یہ خیال کرتے جاتے ہین کہ ناگاہ نظر انکی پاؤن کی طرف پڑ گئی تو کیا دیکھتے ہین کہ جب زمین پر قدم
پڑتا ہی تو گرد اُڑ کے ایک تتق بنکر اُس باغ کی طرف جاتا ہی بس فوراً انکے ذہن مین یہ امر آیا کہ کچھ نہین بات یہ ہی کہ اس لکاتہ نے
زمین پر اپنے پیر بٹھا دیے ہین کہ جو عیار ہماری طرف چلے زمین ہمکو خبر دیدے یہی سبب ہی جو اُس باغ کا قصد کرتا ہی فوراً بگولا
خاک کا اُٹھکر اُس باغ مین جا کر اطلاع کر دیتا ہی فوراً ہی ایک پڑیا داروے بیہوشی کی نکال کر ہاتھ مین لے لی اور جب قدم
آگے بڑھانا چاہتے ہین تو زمین پر وہ داروے بیہوشی پہلے ڈال دیتے ہین کہ قدم انکا اُس داروے بیہوشی پر پڑتا ہی اور
خاک کے ساتھ وہ داروے بیہوشی بھی اُڑ کر اُڑ کر اُس باغ کی طرف جاتی ہی اور اُن صراحیون
اور جامہاے شراب مین جا کر گرتی ہی القصہ اسی طرح مہتر قران وہ داروے بیہوشی زمین پر ڈالتے ہوے اور برابر پاے
شاطرا مارتے ہوے چلے جاتے ہین اور ملکہ عبدہ جو قہقہہ مار مار کر ہنس رہی ہی اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہی اور بہت خوش ہی کہ اب
مہتر قران بھی آتا ہی اُسکو بھی گرفتار کرتی ہون اور برابر خواجہ عمرو سے کہہ رہی ہی کہ لیجیے خواجہ صاحب اب آیا مہتر قران اور اب
آیا خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ خدا ہی تمہاری شر سے بچائے تو بچیے ورنہ کوئی تمسے بچ سکتا ہی کہ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ مہتر قران
حبشی پاے شاطری مارتے ہوے یا علیؑ ولی کے نعرے کرتے ہوے جلد جلد چلے آتے ہین عمرو کی نظر جو انپر پڑی دیکھا کہ بے
تحاشا چلے آتے ہین کلیجا دھک سے ہو گیا مگر مہتر قران بیخوف و ہراس چلے آتے ہین جب ملکہ عبدہ جو سے سامنا ہوا تو انھون نے
پکار کر آواز دی کہ آگاہ ہو اے ملکہ عبدہ جو نعرہ سریع السیر چون باد بہاری ۔ جہان سرہنگ در خنجر گذاری ۔ بلاے جسم و
جان کافرانم ۔ غلام حیدر و مہتر قرانم ۔ ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا اور یہ کہکر نعرہ ہاتھ مین کھینچکر دوڑے انکے دوڑنے پر اور اس

جرأت پر وہ بھی حیران ہوگئی اور اپنی جگہ سے اُٹھی مگر اُس دارو بیہوشی نے جو مہتر قران نے خاک کے ساتھ اُڑادی تھی خوب
بیہوش تو کر ہی دیا تھا ایک چند ہی قدم چلی تھی کہ دھڑ سے بیہوش ہو کر گری اُسکے گرتے ہی وہ ساٹھ ستر خواصین بھی دھڑ دھڑ
جو جہان تھی وہ گری خلاصہ یہ کہ وہ سب گر پڑین پس مہتر قران نے نام مبارک حضرت امیر المومنین سید الوصیین غالب کل غالب
اسد اللہ الغالب کا لیکر ملکہ عبدہ جو کے سر پر اس زور سے تبر مارا کہ ایک سر کے دو ہو گئے اور اُن ساٹھ ستر خواصون کے
بھی سر کاٹ کر پھینک دیے مگر ملکہ عبدہ جو کے سر پھٹتے ہی ایک جانور اُسکے سر سے پیدا ہوا اور دربند عقابیہ کی طرف طیران
ہوگیا اور یہان مہتر قران نے جب اُسکے قتل سے فراغت پائی تو خواجہ عمرو کے پاس آے اور سلام کیا خواجہ نے دعا
دی مہتر قران نے خواجہ اور ابو الفتح اور ضرغام شیردل اور برق فرنگی کو ستون سے کھولا سب آپس مین بغلگیر ہوے
خواجہ نے دوڑ کر مہتر قران کو گلے سے لگالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ واہ بیٹا کیا کہنا سواے تمھارے یہ کام کسیکا نہ تھا
کہ اسطرح بیخوف وہراس آکر اس کام کو انجام دیتا مگر یہ چالاکی تمھاری میرے ذہن مین نہ آئی کہ تمنے کیا کیا مہتر قران نے کل کیفیت
بیان کی کہ اُستاد یہ بات ہی کیا تھی یہ کہو کہ کسی کی سمجھ مین نہ آیا اُستاد بات یہ تھی کہ اس کمبخت نے زمین پر اپنے بہر معین کر دیے
تھے جو شخص اسطرف کا قصد کرتا تھا خاک کے بگولے اُٹھکر خبر دیتے تھے مین نے جو غور کیا تو یہ امر میری سمجھ مین آگیا فوراً ایک
بٹوا بیہوشی کی نکال کر اپنے زیر قدام ڈالتا ہوا یہان تک چلا آیا وہ بیہوشی اُس خاک کے ساتھ اُڑ آئی یہ سارے کرشمے
اُسکے تھے بس یہ سنا تھا کہ عمرو وجد کر گیا اور جیب سے ایک ٹوپی ابرک کی زنبیل سے نکال کر مہتر قران کے سر پر پہنادی
کہ واہ مہتر قران کیا کہنا کیا ذہن لڑا ہی سبحان اللہ سبحان اللہ مہتر قران نے سر جھکا دیا اور ٹوپی پہنکر ایک اشرفی نکال کر نذر دی خواجہ
نے کہا کہ مہتر قران اسوقت تو ہمکو زیبا تھا کہ تمنے اتنے بڑے کار دشوار گذار کو انجام دیا اور ایسا کار نمایان کیا ہم تمکو کچھ دیتے
نہ کہ تم اُلٹے ہمین دو مگر بیٹا عادت کے خلاف ہے اور یہ کہکر اشرفی مہتر قران کے ہاتھ سے اُٹھا کر نذر زنبیل کی اور بعد اُسکے ان
پانچون آدمیون نے جتنا مال و اسباب اُس باغ مین تھا اُس سبکو اپنے قبضہ مین لیکر اپنی راہ لی اور شکر خداوند جل علی بصد
عجز و نیاز بجالائے کہ خداوندا شکر ہے تیرا کہ تو نے اس بلا سے نجات دی جلد جلد وہ راہ طے کر کے لشکر صاحبقران مین آئے سب سے
آکر ملے سبکے سب خوش و مسرور ہوے دوسرے روز حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی داخل لشکر ہوے سبھون نے
شرف قدمبوسی حاصل کیا خواجہ نے کل کیفیت اپنی اسیری اور ابو الفتح اور ضرغام شیردل اور مہتر برق فرنگی کی گرفتاری
اور مہتر قران کی چالاکی اور عیاری کی بیان کی یہ حال سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوے مہتر قران کو بلاکر خلعت بیش بہا
اور ایک تلوار آبدار اور ایک خنجر جواہر نگار دیا اُس روز و شب کو وہان قیام کیا جشن تہنیت برپا رہا صبح کو وہان سے کوچ
کر کے دربند عقابیہ کا راستہ لیا جلد جلد وہ دس بارہ کوس طے کر کے داخل دربند ہوے اور طیران زرین بال سے کہلا
بھیجا کہ اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہو اور اپنی خیر منانا ہو تو فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ اطاعت لقا کو ترک کر شرف
سلام سے مشرف ہو اور ہماری اطاعت کر اور اگر یہ امر منظور نظر نہین ہے اور کچھ دم داعیہ ہے تو کل صبح کو میدان مین نکل آ
اور ہمارا مقابلہ کر جب یہ پیام امیر با توقیر کا اُسنے سنا تو نہایت غیظ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ اے حمزہ تمکو اپنی صاحبقرانی کا بڑا
دعوی ہے بہتر تمھاری ان سب باتون کا جواب زبان تیغ سے دونگا کہ تم بھی یاد کروگے ایلچی امیر کا واپس آیا شب کو طیران
زرین بال نے طبل جنگ بجوا دیا طبل جنگ کی آواز سنکر امیر نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
جب صبح ہوئی تو طیران زرین بال نے عقاب فیل سوار کو یہ بہت بڑا پہلوان تھا بمعیت چار ہزار ساحران نمود آمد کے
روانہ کیا وہ کافر خاسر اُن ساحرون کو لیے ہوے میدان مین آیا اور لشکر آراستہ کیا میمنہ و میسرہ قلب و جناح فوج
مرتب کیے اور اُدھر سے حسب الحکم امیر کشور گیر مہلائل جنگ عراقی اور ہلال اصفہانی فوج صاحبقرانی لیکر میدان کارزار

مین آگئے اور فوج کو ترتیب کیا بعد ترتیب فوج اُسطرف سے عقاب فیل سوار چنگھاڑتا للکارتا آگے بڑھا اور لشکر امیر
صاحبقران سے یہ دونون سردار پے در پے مقابلہ مین عقاب فیل سوار کے گئے اور مجروح ہوئے اُسوقت عقاب
فیل سوار نے آواز دی کہ بس اسی بل بوتے پر طیران زرین بال فرشتۂ قدرت زمردشاہ کا مقابلہ کرنے کو آئے تھے
واہ واہ کیا کہنا کس شان و شوکت سے یہ دونون سردار لڑے ہین دیکھو مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی اپنے ارادے
سے باز آؤ اور خداوند خدا کو سجدہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہوگے اور امیر تمھارا گرفتار کرلیا جائیگا کیون دیدہ و دانستہ
جان دیتے ہو ارے اپنی خیر مناؤ اسکے آواز دیتے ہی نعرۂ رستم پیل تن و پیل کن علمشاہ والا حشم بلند ہوا کہ آگاہ ہو او کافر
نابہنجار و بدکردار عقاب فیل سوار منم رستم پیل تن و پیل کن کشندۂ دیو و پیل سفید ہی کیبتان فرنگی یعنی شیر علمشاہ رومی
شہ فیل زور ہون کہ برتخت مرزوق افگندہ شورپشت و نالائق روزگار ہے بدکردار نابکار کیا لاف و گزاف لغو اور مہمل بک رہا ہے او
بدبخت اگر تجکو اپنی جان بچانا ہو تو جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ اور ہماری اطاعت اختیار کر دائرۂ اسلام مین داخل ہو
ورنہ یہ یاد رکھنا کہ تو اور یہ تیرا لشکر سب واصل نار سقر ہوجائیگا عقاب فیل سوار یہ نعرہ سنکر سامنے آیا اور برابر آکر چاہتا تھا
کہ علمشاہ پر گرز کا وار کرے کہ فوراً علمشاہ نے اپنا مرکب اُسکے قریب لیجاکر یا علی مدد کہکر ہاتھ بڑھا کے دست نحس اُسکا
پکڑلیا اور اس زور سے کلائی دبائی کہ فشردہ ہوگئی ہاتھ سے اُسکے گرز چھین کر اُسی کے گرز کا جو ایک وار کرتے ہین تو وہ ملعون مع
فیل تھلتھل ہوکر رہگیا اور علمشاہ نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور وہ چار ہزار ساحران نابکار بھاگے صدائے تحسین و آفرین
لشکر صاحبقران سے بلند ہوئی خود امیر نے بھی جوش مسرت مین علمشاہ کی تعریف کی علمشاہ وہین سے امیر کے سلام کو
جھکے تھے کہ فوراً ایک پنجہ بہت زور سے کڑک کر گرا اور علمشاہ کو اٹھالیگیا امیر با توقیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت غمگین و ملول
ہوئے اور وہان سے پھر کر خیمہ مین تشریف لائے اور خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے آئے تو امیر نے ارشاد
کیا کہ اے خواجہ دیکھا تمنے کہ کام بنکر بگڑ گیا ایک پنجہ آسمان سے گر کر علمشاہ کو اُٹھالیگیا خواجہ اسکی فکر کرو اور جسطرح
ہوسکے داخل قلعہ ہو اور علمشاہ کو چھڑا لاؤ کہ یہ کام سوائے تمھارے اور کسی سے ناممکن ہے یہ کلام امیر کشور گیر کا خواجہ عمرو
نے سنکر عرض کیا کہ حضور پریشان خاطر نہون یہ غلام جاتا ہے اور انشاءاللہ العزیز علمشاہ کو چھڑا کر لاتا ہون آپ ہر طرح
اطمینان رکھیے خدا مالک ہے اُسیکی نصرت و اعانت چاہیے السعی منی والاتمام من اللہ یہ کہکر خواجہ عمرو وہان سے اُٹھے
اور آکر ساز و سامان درست کرکے قلعہ کی راہ لی بہت جلد جلد اپنی راہ طے کرکے قریب قلعہ آئے اور چار طرف قلعہ کے
تفحص و تجسس کیا مگر کسی جانب سے قلعہ مین جانے کی راہ نہ پائی ہر طرف سے راہ کا مسدود پایا اور ہر جانب قلعہ کے ایک دیو
سا بلند ہے جب خواجہ نے کسی طرف سے راہ اندرون قلعہ جانے کی نہ پائی تو نہایت ملول ہوئے اور دریائے فکر مین غوطہ زن
ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے اور کونسی فکر کی جائے کہ علمشاہ کو اس بلا سے نجات ہو تھوڑی دیر تک تو غور کیا کیے
بعد تھوڑی دیر کے سر زانوئے فکر سے اُٹھا کر جیب سے ایک کلاذت کی شکل پر متشکل ہوکے ایک چشمۂ آب پر کہ جو قلعہ سے متصل
تھا جاکر بیٹھے اور ایک نہایت غمگین اور ملول صورت کرکے کچھ آنسو بھی آنکھون مین ڈبڈبائے بال بھی پریشان کرلیے
غرض اس شکل و شمائل سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک تھوڑی دیر کے بعد سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا جب وہ قریب
خواجہ کے آیا تو انکی یہ شکل شمائل محزون و غمگین دیکھکر انکے پاس آکھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ تم کون ہو کہان سے آئے
ہو اور یہان قریب قلعہ تمھارے بیٹھنے کی کیا وجہ ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ارے بھائی میرا حال پُر اختلال قابل اظہار
و لائق استفسار نہین ہے مین اپنا حال تمسے کیا بیان کرون کہ ایک کوہ غم و الم مجھپر ٹوٹ پڑا ہے اور وہ عظیم صدمہ دل پر گذر گیا ہے
کہ گویا کلیجا پھٹ نکل گیا ہے اُس ساحر نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو کوئی خلاصہ کیفیت کہو تو سہی شاید ہمسے کوئی کام تمھارا نکل جائے

ای شخص مجکو تیری صورت محزون دیکھکر نہایت ہی ترس آتا ہی کہ یا این کبر سنی تجھپر کیا مصیبت آگئی ارے یہ دن تو تیرے گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہنے کے تھے خیر کچھ اپنا حال بیان تو کر اب دیکھا خواجہ نے کہ یہ مرد دام تزویر مین آگیا اور کیا عجب ہی کہ اس سے کوئی کام نکل جاے یہ سوچ کر ایک ٹھنڈھی سانس بھر کر اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگے کہ سُن ای بھائی اگرچہ فسانہ میرا قابل اظہار نہین ہی مگر جب تجھکو اصرار ہی اور مین تجھکو اپنے حال پر شفیق پاتا ہون تو بیان کرتا ہون کہ مین ایک کلاونت ہون ایک مدت سے انتہائی مصیبت و رنج مین مبتلا تھا بسبب کبر سنی کے چلنے پھرنے سے بھی مجبور ہون نہ کہین جا سکتا ہون نہ آ سکتا ہون برابر دو دو تین تین فاقے گذر جاتے تھے جب حال میرا بہت ابتر ہوا تو مین اپنی جگہ سے جسطرح ہو سکا گرتا پڑتا اس قصد سے نکلا کہ جا کر طیران زرین بال سے ملاقات کرون اور اپنا گانا بجانا سناؤن شاید وہ میری کفالت کرے اور یہ مصیبت میری کٹے گرتا پڑتا چلا آتا تھا کہ یہان سے قریب ایک گانون مین آکر ٹھہر گیا اور ایک قطاع الطریق نے آکر تمام سامان گانے بجانے کا مین وستار وغیرہ سب چھین لیا اور مجکو ایک دو تین گھونسے رسید کیے مین رو کر رہگیا اور کچھ نہ بنا سکا کچھ اس ڈر سے اُس ساحر سے یہ قصہ بیان کیا کہ اُسکے بھی آنسو نکل آے اور کہنے لگا کہ خیر اگر سب سامان گانے بجانے کا چوری گیا تو آواز اور گلا تو تمھارا تمھارے پاس ہی مین تمکو اپنے ساتھ قلعہ مین طیران زرین بال کے پاس لیے چلتا ہون اور چلکر تمھارا گانا سنواتا ہون جو تمھاری تقدیر کا ہو گا مل جائیگا یہ کہکر انکو اپنے ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا جب داخل قلعہ ہوا اور طیران زرین بال سے ملاقات ہوئی تو اُس سے ذکر کیا کہ حضور ایک کلاونت کہ جو نہایت اپنے فن موسیقی مین اکمل ہی باسید منزلت و کرامت حضور موفور السرور حاضر ہوا ہی اور شرف قدمبوسی حاصل کرنے کی اجازت چاہتا ہی طیران زرین بال نے کہا کہ اچھا اُسے بلاؤ کیا مضائقہ ہی ہم اُسکا گانا سنینگے یہ سنکر وہ ساحر وہان سے اُٹھا اور آکر انکو اپنے ساتھ لیگیا جب طیران زرین بال کے سامنے آے تو نہایت ادب سے سلام کیا طیران زرین بال نے کہا کہ تم بہت کبیر السن ہو بیٹھ جاؤ یہ کلاونت سلام کر کے بیٹھ گیا اُس ساحر نے کل روداد انکی حرف بحرف طیران زرین بال سے بیان کی اور بعد اُسکے بہت کچھ تعریف کی کہ حضور اگرچہ یہ کلاونت کبیر السن ہی اور کوئی ساز و سامان بھی پاس نہین رہا اُسکے رنج و صدمہ سے اور زیادہ ضعف و ناطاقتی نے آکر گھیر لیا قوت قلبی سلب ہو گئی اور جسطرح یہ کلاونت قصد کرتا ہی اُسطرح آواز نہین نکل سکتی مگر حضور ان سب امور پر وہ الحان اور وہ آواز ہی کہ باید و شاید حضور میری تو زبان نہین ہی جو مین تعریف کر سکون اور حضور جسوقت سنینگے اُسوقت خود ہی آپ پر منکشف ہو جائیگا اسکا گانا سنکر در و دیوار بست ہو جاتے ہین وہ دلکش آواز ہی کہ انسان کیا ذکر ہی چرند و پرند آکر جمع ہو جاتے ہین اور جب تک یہ گایا کرتا ہی اُسوقت تک سر جھکاے ہوے اسکا گانا سنا کرتے ہین یہ سنکر طیران زرین بال نہایت ہی خاطرداری اور دلجوئی سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ ای کلاونت تو گھبرا نہین ہر طرح کا اطمینان رکھ ہم ضرور بالضرور تیرا گانا سنینگے مگر آج تو تو ہمارے یہان قیام پذیر ہو اور آرام و آسائش سے بسر کر ہم کل اسم اعظم صاحبقران کو بند کر کے جشن تہنیت برپا کرینگے اور تیرا گانا سنینگے یہ کہکر ملازمون سے حکم کیا کہ اس کلاونت کو لیجاؤ ملازم طیران زرین بال آکر اسکو لیگئے اور ایک نہایت معقول جگہ پر اسکو ٹھہرایا اور ہرطرح کی آسائش و آرام کا خیال رکھا اب یہ اپنے دل مین خوش ہین کہ پھندے مین پھانس لیا اور یہ ملعون دام تزویر مین آگیا اگر خدا نے مدد کی تو بیڑا پار ہی اُس روز شب خوب آسائش و آرام سے بسر کی دوسرے دن طیران زرین بال نے اتنی مہلت نہ پائی کہ اسم اعظم کو بند کرتا مگر حسب وعدہ جشن کی تیاری کی تمام قلعہ آراستہ کیا گیا کل سرداروں اور ساحرون کو حکم ہوا کہ آج شب کو ہم جشن کرینگے سب کے سب سر شام سے حاضر بارگاہ ہون پھر تمام طائفون کو حکم پہونچا غرض ہر طرح کے سامان اور اسباب عیش و جشن مہیا کیے جب شام ہوئی اور بارگاہ آراستہ ہوئی کل قلعہ مین روشنی ہوئی مقربان بارگاہ آنا شروع ہوے جب سب حاضر ہو چکے اور دربار مملو ہو چکا تو اُسوقت طائفون کو حکم ہوا کہ وہ مجرا کرین جب طائفے مجرا کر چکے تو اُسوقت انکو بھی

حکم ہوا کہ اب وہ کلاونت بھی گاے بموجب حکم انھون نے بھی گانا شروع کیا لحن داؤدی مین تو انکا حصہ ہی تھا اسطرح گاے کہ سب حاضرین دربار مست ہوگئے اور طیران زرین بال نے بہت تعریف کی کہ واہ میان بڈھے واہ کیا کہنا اور اُس ساحر سے جو انکو لیگیا تھا کہا کہ فی الواقعی جیسا تمنے بیان کیا تھا ہمنے کچھ اُس سے بھی زیادہ پایا اب جو دیکھا خواجہ نے کہ اسنے میری تعریف کی کہنے لگے کہ حضور اگرچہ کوئی سامان موسیقی میرے پاس نہین گر میری آواز تو ہی طیران زرین بال نے کہا کہ ہان بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو گو تمھارا سن اس قابل نہین ہے کہ تمھارے منھ سے آواز بھی نکلے مگر معلوم نہین کہ کیا محنت اور جانفشانی تمنے کی تھی کہ اب اسوقت تمھارا یہ حال ہے اور یہ آواز ہے واہ واہ کیا کہنا اب طیران زرین بال نے جو تعریف کی تو پھر کیا کہنا تھا جتنے حاضرین محفل تھے سب کے سب ہمزبان ہوگئے اور ہر طرف سے صداے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی اب خواجہ سلام کرتے جاتے ہین اور خوب لہک لہک کر گا رہے ہین ایسا گاے کہ سُنتے سُنتے سب حاضرین محفل خود رفتہ ہوگئے طیران زرین بال نے ایک خلعت نہایت پُر تکلف منگوا کر دیا اور بہت کچھ انعام و اکرام دیا جب دیکھا خواجہ نے کہ اب عیاری خوب طرح چل گئی تو اُسوقت طیران زرین بال سے کہا کہ حضور مجکو صرف اسی فن مین دخل نہین ہے بلکہ فن ساقی گری مین بھی ایسی مہارت ہے کہ شاید و باید لیکن اب بڈھے کے ہاتھ سے کون پیے گا یہ سنکر طیران زرین بال نے کہا کہ شراب منگاؤ جام و صراحی لاکر رکھی گئی خواجہ نے جام بھر بھر کے اور دارو بیہوشی ملا ملا کر سبکو دینا شروع کیا سب نے نشے مین مست ہوکر لاف و گزاف بکنا شروع کیا کوئی کہتا ہے کہ ہم دربار مین گانا سن رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ آسمان کندھے پر بیٹھا ہے غرض عجب ہے وہ ایک عجیب رنگ مین ہے آخر جب سب لوگ خوب بیہوش ہو ہو کر گرے اور طیران زرین بال بھی بیہوش ہوکر گرا بس فوراً عمرو نے ایک تکلا اُسکی زبان مین کو نچ دیا اور وہان سے بصورت داروغہ زندانخانہ متشکل ہوکر قید خانہ کی طرف آے اور محافظان زندانخانہ کو شراب بیہوشی پلاکر قتل کیا اور داخل زندانخانہ ہوے اور علمشاہ کو قید سے رہا کیا اب جو علمشاہ وہان سے آے تو داخل قلعہ ہوے عقاب فیل سوار کے ہمراہی کھڑے تھے اُنسے مقابلہ ہوا خوب تلوار چلی مگر انجام کار بہت سے بھاگے اور اکثر نے اطاعت اختیار کی اور امان پائی پھر طیران زرین بال سے پوچھا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو رہا کر دیا جاے ورنہ قتل کیا جائیگا اُسنے انکار کیا علمشاہ نے اُسے تہ تیغ کیا اور اور جو ساحر وہان بیٹھے تھے اُنھین بھی قتل کیا مابقی کو شرف اسلام سے مشرف کرکے مظفر و منصور خدمت امیر مین حاضر ہوے امیر نہایت خوش ہوے اور خواجہ اور علمشاہ کو خلعت بیش بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا

دو کلمے داستان ایلچی گری لندھور کے امیر کی جانب سے بیان ہوتے ہین

پلادے ساقی لو بھول سی مرکہ دل کو اب میرے بیکلی ہے
نسیم گلشن مین چل رہی ہے صبا ادب سے ٹہل رہی ہے
پلادے بھر بھر کے سبکو ساغر نہ کر تامل جو کی ہے دعوت
لگی ہے ہمکو بھی تاک اُسی کی نہ آج چھوڑینگے میکدے مین
ہے عشق زہر ہلاہل ایسا کہ اس سے مشکل بہت ہے بچنا
ملے وہ میکش تو خط یہ دینا مگر زبانی بھی کہیو قاصد
عطا کر ایک جام افتاب کہ فصل گل آگئی ہے ساقی

بہار آئی چمن مین نکلے ہین طیور کا غل گلی گلی ہے
ہر ایک شاخ نہال تازہ خوشی سے پھولی ہے اور پھلی ہے
یہ کیسا سوچ اور بچار ساقی دلون مین رندون کے کھلبلی ہے
ہمارے جرگے سے آج ٹھکے ساقی کدھر کو بنت العنب چلی ہے
سمجھ نہ قند مکرر اسکو نہ جان مصری کی یہ ڈلی ہے
پلا شراب وصال جلدی کہ جان کوئی دم مین اب چلی ہے
بہار مضمون کی اب ہوا تو سحر کے گلشن مین بھی چلی ہے

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین	دشت مین گہ جانب کہسار ہین	اے گریبان چند تیرے تار ہین
اب یہان دست جنون بیکار ہین	اپنے ہاتھون درپئے آزار ہین	

ہی ہمارا کونسا صحرا نہ پوچھ | کسقدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھ | ہمکو ہی کیا آج کل سودا نہ پوچھ
ای جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ | مست ہین در کار خود ہشیار ہین

ایک ہین پیش قضا شاہ و گدا | اس سرا مین اب نہین مسکن سوا | ہی جرس کی رات دن آتی صدا
عاقلو اُٹھو چلو بیٹھے ہو کیا | رہرو ملک عدم تیار ہین

سوسن گل آرزوے یار ہین | چشم نرگس جستجوے یار ہین | عالم گلشن ہی کوے یار ہین
استفسار گفتگوے یار ہین | بلبلین کھوے ہوے منقار ہین

بیت نویسندۂ معنی بے النظیر ؂ رقم کرداین داستان دلپذیر ؂ منشیان عبارت مکاتیب گوناگون و محرران مضامین خطوط
بوقلمون کلک جواہر سلک کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون روان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران زمان بعد عیش و عشرت جلسۂ شادی ملاقات فرزند جگربند صاحب عز و جاہ شہزادۂ علمشاہ فلک پناہ
سے فرصت کر چکے ایک روز دربار فلک اقتدار مین جام کلہ عفریت پر از شربت سلسبیل رکھوا دیا اور فرمایا ای بہادران نامور
و ای شیران پرجگر تم مین سے کوئی ہی ایسا کہ اس شربت خوشگوار کو بہتر از آب حیات جانکر گوارہ کرے اور یہ نامہ میرا
لیجاکر اپنے سامنے زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا سے پڑھوا دے مگر شرط یہ ہی کہ خود گنبد گیتی نما پر جاکر لقا کے ہاتھ
مین دے اور وہ عبارت نامہ اول سے آخر تک سب پڑھلے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نہایت خرم و شادان
اپنے ڈنگل سے کودے اور دست بستہ عرض کیا ای فخر سلاطین زمن و ای خسروان صف شکن زیر کنندۂ شجاعان دوران
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ خاکسار خادم آستان فلک نشان متمنی ہی کہ اس عہدۂ
جلیل پر فائز ہو اور اس نامۂ اعزاز شمامہ کو جانب ملک سائل لیجاے اور لقاے بے بقا سے ملاقات کرکے گنبد
گیتی نما پر ہاتھ مین اُسکے دے کر پڑھوا دے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ای لندھور میری بھی یہی تمنا تھی اور مین یہی چاہتا تھا یہ سنکر
لندھور تسلیم بعد تعظیم بجالاے اور وہ جام خوشگوار و شیرین اُٹھاکر پی لیا مالک اژدر بھی اُسوقت اپنے ڈنگل پر
شکن تھے چپکے سے بمذاق تہذیب لندھور سے کہا ای برادر آپ ہی آپ مزے اُڑاے سارا جام شیرین چڑھا گئے ہماری
صلاح بھی نہ کی ناظرین پر واضح ہو کہ ان دونون مین اکثر مزاح ہوا کرتی ہی لندھور نے جواب دیا ای برادر تمنے ایک آنکھ
سے خوب دیکھا مین کچھ چشم سے بات نہین کرتا ہون مالک اژدر نے کہا ای بھائی گوش دل سے ایک شعر سنو کسی فارسی گو نے
کیا خوب فرمایا ہی شعر زدو چشم دیدم تو در رہ دیدہ ام ؂ ازین بہ کہ یک را ہمہ دیدہ ام ؂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے
سیف ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے لقاے بے بقا کو تحریر کرو کہ راہ راست پر آے کجروی دین و کفر
پرستی سے باز رہے سیف ذوالیدین نے دست بستہ عرض کیا سمعاً و طاعتاً سیف ذوالیدین ایک نہایت ذی فہم و صاحب ادراک منشی بے بدل
و خوشنویس بے مثل تھے کہ عطارد فلک انکے قلم فیض رقم کی صفت و ثنا کرتا ہی کسی محرر خوش تحریر کی کیا تاب جو انکے سامنے قلم پکڑ سکے اور عبارت لکھ سکے
غرض بموجب ارشاد امیر باتوقیر خامۂ ہدایت شمامہ اُٹھاکر قلم برداشتہ نامہ لکھنا شروع کیا اول حمد پروردگار عالم و عالمیان بعد نعت رسول مختار عالیشان پھر
شکایت کجروی روزگار و فلک ناہنجار آخر مین نصیحت و ہدایت تحریر کرکے حضور فیض درجت امیر باتوقیر کیا صاحبقران زمان نے فرمایا ای سیف ذوالیدین
پڑھو اس نامے کو سناؤ ہمکو کیا تحریر کیا ہی سیف ذوالیدین نے نامۂ ہدایت شمامہ پڑھنا شروع کیا نامہ حمد و سپاس بقیاس اُس منشی یکتا کی کہ جسنے قلم
قدرت سے اپنے لفظ کن تحریر فرمایا اور اُسی لفظ کن کے ارشاد کرنے سے تمام آسمانون اور زمینون کو پیدا
کیا عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ کو بنایا دشت و جبال و صحرا و دریا پیدا کیے شمس و قمر و نجوم کو نور قدرت
سے منور کیا ملائکہ کو آسمانون پر رضوان و حور و غلمان کو بہشت عنبر سرشت مین بنایا کیا اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اشعار

اُسکی صنعت کا کیا بیان کیجے — قدرت حق کو کیا عیان کیجے
اُسنے پیدا کیا ہی لوح و قلم — اُسنے پیدا کیا بہشت و ارم
بحر و بر اور سارے دشت و جبل — ائین سب بین ہی بس اُسی کا کل
اُسنے کیا کیا کیے شجر پیدا — کیسے کیسے ثمر کیے پیدا
سوے نرگس بغور دیکھو تو — گل ریحان کا ظہور دیکھو تو
بھینی بھینی وہ جوہی کی خوشبو — موتیے کی وہ تیز سب سے بو
دیکھے انسان جو شان بیبود — نظر آجاے قدرت معبود
کیسا سنبل کو پیچدار کیا — گل سوسن کو سوگوار کیا
طائرون کی وہ نغمہ پردازی — مور و تیہو کی وہ خوش اندازی
کیا سحر اُسکی صنعتین ہون رقم — وجد مین آکے رک گیا ہی قلم

اُسنے پیدا کیا زمین و زمان — اُسنے پیدا کیا مکین و مکان
آتش و آب اور ہوا و خاک — اُسنے پیدا کیا بہ قدرت پاک
مہ و خورشید و کوکب و افلاک — ریزہ سنگ و ذرہ ہاے خاک
کیسے کیسے چمن بنائے ہین — گل ہر اک رنگ کے کھلائے ہین
بیلا البیلا پن دکھاتا ہی — جوبن اپنا چمن دکھاتا ہی
وہ چنبیلی کی نکہت افشانی — دل شگفتہ وہ غنچہ ریحانی
سرو و شمشاد کو کیا استاد — اُسکی خاطر ہی قمری دل شاد
کیسے کیسے طیور پیدا ہین — بلبلین گل پہ دل سے شیدا ہین
فاختہ کی وہ جابجا کو کو — غل کہین لا الہ الا ہو

بشر صنعت صانع روزگار پر نظر کرے صناعی وحدہ لاشریک کا دم بھرے اُس خالق کل مخلوقات نے کیا چیز نہین پیدا کی ہر رنگ مین اُسکی قدرت نمائی کا ظہور ہی زمین سے آسمان تک

نور علی نور ہی نعت

کرین اظہار حق کی وحدت کا — لیکے آدم سے تا بہ جن و بشر — کتنے پیدا کیے ہین پیغمبر — حکم انکو دیا ہدایت کا
جو نہ مانیگا ہوگا وہ محجوب — راستے سے لگائین ہر اک کو — نیک اور بد بتائین ہر اک کو — پیروی اُنکی ہی بشر پہ وجوب
ای سحر حمد خالق عالم — کیا مجال بشر کرے جو رقم

ای بانی کفر و ضلالت واہی رہبر جادۂ جہالت ای کفر نماے طلسم ہستی واہی نوشندۂ بادۂ بدمستی واہی خود پرست کنشتی واہی رواج دہندۂ مملکت زرتشتی واہی ایجاد کن کفر و ضلالت و فسونگری زمردشاہ باختری لقاے بے بقا علیہ اللعن والعذاب اہی سزاوار لعنت و ملامت پس از تہنیت ہدایت قلم رہنما طریق خداداني سے تجکو تحریر کیا جاتا ہی کہ تو کس خواب خرگوش مین ہی کون سے گوشۂ غفلت مین بیٹھا ہی گوش دل سے پنبۂ غفلت کو نکال جادۂ کفر پر پانون کو نہ ڈال کچھ تجکو ملک عدم کا بھی حال معلوم ہی منزل اول قبر کی ہی وہ گوشۂ تنہائی آس پاس نہ کوئی دوست نہ بیٹا نہ بھائی وہ زمین کا سونا خاک غربت کا بچھونا وہ فشار قبر زمین کا پینا مشت استخوان کا بسر ہو جانا پسلیون کا ٹوٹنا ہڈیون کا چورا ہونا الْعَظَمَةُ لِلّٰہ وہ نکیرین کا تنہائی مین آنا وہ شکلین ہیبتناک بال اُنکے دراز قد و قامت طولانی آنکھین بڑی بڑی خونناب مثل شعلۂ آتشین ایک ہاتھ مین گرز آتشین دوسرے ہاتھ مین سقیفہ آتشین وہ سب عقرب واژدر وہ سوال اُنکے جنکا جواب خوف و دہشت سے انسان نہین دے سکتا اُس وقت بیکسی پہ کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے یہ دولت و حشمت یہ حکومت و سلطنت اور دعوی خدائی کچھ کام نہ آئیگا رہ رہکر پچھتائیگا آخر کار دوزخ کا سامنا شعلۂ آتشین کا بھڑکنا تلافی عصیان سے عذاب کا ہونا معاذ اللہ اللہم احفظنا من بلایا الدنیا دوسرے وہ قیامت کا آنا حشر کا قائم ہونا سوا نیزے پر آفتاب عالمتاب تانبے کی زمین وہ گرمی وحدت مہر تابان سے زمین اسقدر جلتی ہوئی کہ پاے نگاہ اگر ایک قدم چلے سو آبلے پڑین اپنے عرق جسم مین سراپا سب غرق کوئی کسیکا آشنا نہین نفسی نفسی کا شور اُسوقت ہادی و رہنماے کون و مکان پیغمبر آخر الزمان اُمتی اُمتی کہتے آئینگے سفارش کرکے سبکو بخشوائینگے رحمت پروردگار عالم کا نزول ہوگا جو اُسمین شمول ہوگا داخل بہشت عنبر سرشت کیا جائیگا جیسے کفار ضلالت شعار دعوی خدائی کرنے والے پروردگار عالم سے نہ ڈرنے والے قعر جہنم مین پھینکدیے جائینگے ابد الآباد تک آتش دوزخ مین جلینگے ای غافل کفر پر لعنت کر ہوشیار ہو بادۂ نخوت سے پرہیز کر کفر سے ہاتھ اُٹھا یہ دعوی خدائی ترک کر وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اسلام پہ مائل ہو کفر پہ لعنت کر دین محمد مصطفے کا رواج

کہ وہ بھی بداختر اور ابدبر الدجی شمس الضحی نجم الہدا شفیع روز جزا مالک دوسرا ہین اُنپر درود پڑھا کر کفر و کافری پر صبح شام
لعنت کیا کر ای لقاے بے بقا اس بہملات و مزخرفات سے اگر دست بردار ہوا اور دین اسلام سے شاد کام ہو کر وحدانیت
پروردگار و خالق کل مخلوقات کا مقر ہو یکتائی رب العزت کو خانۂ دل مین جگہ دے تو علاوہ تیری حکومت و مملکت کے اور
اپنے ملکون مین سے بھی تجکو دون اور بادشاہ ہفت اقلیم تجکو کرون ورنہ تجکو اختیار ہے تیرا اگلا ہے اور میری شمشیر آبدار ہے
جب تک میرے دم مین دم ہے تابندگی و بخشش تیغ دودم ہے تمامی کفرستان کو نیست و نابود کردونگا طوفان نوح کا سامان دکھا دونگا
فقط زیادہ علیہ اللعن والعذاب سیف ذوالیدین نے یہ نامۂ ہدایت شمامہ لیکر بحضور حمزۂ صاحبقران پیش کیا امیر باتوقیر
مضمون نامہ سے بہت مسرور ہوے اور کہا اے سیف ذوالیدین اسکا تم لفافہ کرکے بند کرو سیف ذوالیدین نے لفافہ
مین رکھ کے بند کیا اور لفافے پر تحریر کیا کہ بعونہ تعالی لفافۂ ہذا از جانب فخر شہنشاہ زمان تاج بخش سلاطین جہان سلطان
سلطانان شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بدست مردود ازلی کافر ابدی نمرود شاہ
باختر ہی لقاے بے بقا علیہ اللعن والعذاب کے پہونچے امیر کشور گیر نے بعد عزت و توقیر یہ تقریر کی کہ جو کوئی دارا ے ہند
لندھور بن سعدان کی دعوت کرکے اس مرحلۂ عظیم پر رخصت کریگا مین اُس سے بہت خوش ہونگا اُسنے گویا میری دعوت
کی یہ سنکے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے گل گلشن دین و ایمان و اے بلبل بوستان ہندوستان آج پہلی دعوت تمہاری میرے
یہان ہے لندھور نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعتاً بسم اللہ بہت خوب بادشاہ نے دعوت کا سامان بڑے کر و فر سے کیا
کھانے بہت عمدہ عمدہ پکوا ے دارا ے ہند لندھور بن سعدان وقت چاشت بارگاہ بادشاہ ذوی الاقتدار کی
طرف چلے راہ مین ایک شخص نے آکر سلام کیا لندھور نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین یاقوت شاہ کا خدمتگار ہون
لندھور نے کہا تو میری ملازمت اختیار کریگا اُسنے عرض کیا مین بسر و چشم آپ کی نوکری کرونگا لندھور نے کہا چل میرے
ساتھ آج سے تو میرا نوکر ہے وہ شخص لندھور کے ہمراہ ہوا لندھور بارگاہ فلک جاہ بادشاہ مین آے بادشاہ نے
اپنے سامنے دسترخوان بچھوایا کھانے چنوا ے ہر قسم کے طعامہاے لذیذ و نفیس منگوا ے لندھور نے بعد اعزاز و
اکرام دعوت کا کھانا کھایا آب خنک پیا شکر خدا کیا بادشاہ بہت خوش ہوے اور خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا
دوسری دعوت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لندھور بن سعدان کی بڑی دھوم دھام سے کی اور جتنے
لندھور کے ہمراہی ہین سب کی ضیافت کی ہنگام چاشت لندھور اُسی خدمتگار کو ساتھ لیکر حاضر بارگاہ فلک اشتباہ
امیر باتوقیر ہوے سفرۂ استبرق و سندس بچھوایا گیا کھانے طرح طرح کے چنے پلاؤ زردہ قورمہ سالن روٹیان باقرخانی
شیرمال خستہ خستہ شیر برنج بہت عمدہ اسی طرح کے سب کھانے نادرات و نایاب تھے لندھور نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب
سرد پیا خدمتگار نے بھی خوب تنکے کھایا کچھ پوٹ باندھ لیا امیر باتوقیر نے خلعت فاخرہ دے کر رخصت کیا تیسری دعوت فرزند
جگر بند امیر باتوقیر علمشاہ رویجاہ نے اُسی سامان و تزک سے کی اور خلعت دیا بہت مسرور ہو کر خوش کیا چوتھی دعوت
شہزادہ نامی بدیع الزمان عالیشان گرامی نے اسیطرح کی پانچوین دعوت شہزادۂ ملک قاسم نوجوان نے
بعد عز و شان کرکے رخصت کیا چھٹی دعوت مالک اژدر نے بڑے کر و فر سے کی اور ساتوین دعوت بہرام
نے بھی لندھور کی کرکے رخصت کیا الغرض اسی طرح سب سردارون نے لندھور کی جدا جدا دعوت کی
اور رخصت کیا مگر اُس خدمتگار نے خوب عمدہ کھانے جو لندھور کے آگے سے بچے وہ کھاے اور باندھکر لے آیا جب
لندھور کو دعوت سے فرصت ہوئی امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ ایک لاکھ اسّی ہزار کی جمعیت دارا ے ہندوستان لندھور
بن سعدان کے ہمراہ ہو چیدہ چیدہ سوار لشکر مین چھانٹ کر لندھور کے ہمراہ دیے کچھ نیزہ دار کچھ [illegible]

صف شکن کچھ تیر انداز نوجوان پہلوان جری دلیر رزمگاہ کے شیر نیزہ دارون کے نیزے مانند برق کے چمکتے تیغ زنون کی تلوارین
ایسی ہوئی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارین دو ٹکڑے ہو کمانداروں کے تیر و کمان صورت قوس و قزح تودۂ دل دشمن نشانہ کرنے کو لیس
حریف چلا اگر گوشون مین چھپین سہم سہم کر رہ جائین خنجر آبدار کافر کا خون بہانے کو تیار تبرون سے شکل ظفر آشکار ہو غرض لشکر
مین کوچ کا سامان ہونے لگا گھوڑون کے نعل نقرئی اور طلائی کیلون سے بندھنے لگے وہ نعل طلائی جنپر بدر کامل صدقے
ہو کیلون پر اختر تابندہ نثار ہون وہ گھوڑے کمیت و سبز رنگ جنپر ابلق لیل و نہار بلا گردان ہر ہر جوڑ بند عمدہ تقوتھنی نایاب
گردن صراحی دار دم چنور مثل طاؤس طناز باریک جلد کشادہ کفل خوش انداز بری پیکر تیز رفتار باد صبا انکی ٹھوکرون مین آے
تو پس جاے صرصر تیز و تند گرد سوار بھی نہ پاے زین پوش کارچوبی سجے ہوے زیور طلائی سے آراستہ مثل پری چھم چھم کرتے
پھرتے ہین فیلون کی تیاری بڑے شان و شوکت کی ہتکلین فیلون کی آئینہ بند دانتون پر خول سونے کے چڑھے ہوے
خرطومین مرصع کار طلائی گل بوٹے بنے ہاتھ پاؤن رنگے ہوے جھولین زربفت کی پڑی ہوئی ڈوریان ریشم ہفت رنگ
کے کسے ہوے ہیکلین جڑاؤ سونے کی گلے مین گھنٹے سونے کے پڑے ہوے زنجیرین سونے چاندی کی اس ساز و سامان
آراستہ پیراستہ مگر دارا ہندوستان لندھور بن سعدان کا ہاتھی جسکا نام فیل میمونہ مبارک ہے وہ بڑے تزک
و ساز و سامان سے سجا سجایا مستغرق بجواہر مقیش کے رسون سے گدی کسی ہوئی جھول کارچوبی پڑی ہوئی دانتون پر
چوڑیان جواہر نگار چڑھی ہوئی رنگ طلائی اور نقرئی سے خرطوم رنگی مستک پر چوگرد چھوٹے چھوٹے آئینے بیچ مین ایک بڑا
آئینہ لگا ہوا کہ عکس اسکا دور تک پڑتا ہے ہر سوار سامنے آکر اپنی صورت کا بناؤ دیکھ لیتا ہے امیر با توقیر نے چالیس ار بے
زر و جواہر و اسباب کے ہمراہ کیے تمام ہمراہیان لشکر لندھور کو صاحبقران نے خلعت سے سرفراز کیا دارا ہند
لندھور بن سعدان بھی غرق سلاح جنگ ہو کر خلعت فاخرہ پہن کر آراستہ ہوے خود فولادی سر پر رکھا زرہ جامۂ فولادی
بر مین پہنا دستانہ فولادی ہاتھون مین جوشن و بکتر زیب جسم کیے پٹی زرتاش کی ماتھے پر باندھی چلم منھ پر ڈالی کمربند زرین سے کمر
چست و چالاک کی ڈاب و پرتلہ مرصع کار گلے مین پہنے تیغ ولایتی کمر سے لگائی نیزۂ خطی تسمۂ قربوس مین ڈال کر بازو مین لیا
کمان دوش پر لگائی ترکش کمر مین لگایا گرز گاؤسر ستر من کا پنجۂ شیر گیر مین پکڑا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کو آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ خادم رخصت ہوتا ہے نامہ ہدایت شمامہ مرحمت فرمائیے امیر با توقیر نے وہ نامہ عنایت
کیا لندھور نے بہ فخر یہ وہ نامہ پگڑی مین رکھ لیا صاحبقران زمان نے فرمایا ای لندھور تمکو پروردگار عالم کے
سپرد کیا شعر فتح و فیروزی مبارک ہو دل ناکام کو ٭ شاد ہو دل کام ہو پہنچاے خدا انجام کو ٭ دیگر ٭ بسفر رفتنت مبارک
باد ٭ بسلامت روی و باز آئی ٭ لندھور بن سعدان بعد عز و شان امیر با توقیر سے رخصت ہو کر چلے بارہ ہزار زرہ پوش
تیغ زنون اور لاکھ نیزہ دار مرصع پوش جرار نامدار باقی اور سب خنجر گذار تبر دار کماندار آگے پیچھے جلو دار ہاتھیون
پر سرداران ذیوقار ڈنکا ہوتا ہوا اور دیون کے باجے بجتے ہوے قرنا پھنکتی ہوئی ترہی کا شور نوبت نقارون کا غلغلہ
بڑے کروفر سے لشکر ظفر پیکر روان ہوا آگے آگے سقے گلاب اور کیوڑے سے آبپاشی کرتے ہوے عود و عنبر کے لخلخے
مجمر طلائی مین سلگتے ہوے علمہاے بلند ہاتھیون پر شقہاے زرین کھلے ہوے نقیباے بلند آواز ہٹو بڑھے جلو کی
نہیب دیتے ہوے اور نگاہ روبرو کی صدائین لگاتے ہوے اس شان و شوکت سے چلے جو کوئی راہ مین دیکھتا تھا
کہتا تھا کہ یہ سواری بڑے بادشاہ عظیم الشان کی ہے جو اس کر و فر جاہ و جلال صولت و شوکت سے آتی ہے لشکر لندھور کا طومار
تھا کہ جس جگہ لندھور فرو کش ہوتا تھا کوسون تک خیمہ ہاے رنگا رنگ استادہ ہوتے تھے وہ پڑاؤ فوج لندھور
کا اس جنگل مین بمنزلہ آبادی شہر کے معلوم ہوتا تھا القصہ اسی طرح منزل بمنزل جادۂ منازل تحقیق و راہ مراحل

تدقیق طی کر کے قریب مُلک سبائل کے پہونچے ہرکارون نے جاکر زمرد شاہ باختری لقاخداے باختر کو خبر دی کہ لشکر اسلام
کی مُلک سبائل پر چڑھائی ہو کوئی پہلوان زبردست بڑے جاہ وحشم اور شان وشوکت سے آتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اب جہان لشکر
ظفر اثر لندھور نامور کا پہونچا ہی اُسی مقام پہ لقاے بے لقا نے دو پہلوان نامی ایک تو پرخاش اژدر گیر اور دوسرا
فرخاش اژدر گیر دونون کے ساتھ فوج کفار کر کے بھیجی اور کہا کہ جا کے روک لو لشکر اسلام کو کہ شہر سبائل مین داخل نہ ہونے
پائے بموجب حکم زمرد شاہ باختری پرخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر فوج کفار ہمراہ لیے ہوے اُس مقام پر آئے
جہان لشکر لندھور فروکش تھا لشکر کفار کے بھی مقابلے مین لشکر اسلام کے خیمے ہوے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا
صبح کو دونون طرف لشکر صف آرا ہوے نقباے بلند آواز نقابت کر گئے پرخاش اژدر گیر گھوڑا چمکا کر میدان جنگ
مین آیا ادھر سے لندھور بن سعدان صف لشکر اسلام سے فیل میمونہ مبارک کو ہولتے ہوے نعرۂ شیرانہ کر کے نکلے
نعرۂ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم ٭ منم گرد نریمانم منم رستم پہلوانم ٭ پرخاش اژدر گیر نے بڑھکر نیزے
کا وار کیا لندھور نے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا ڈانڈ نیزے کی پکڑ کے جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے ظالم کے نکل گیا پرخاش اژدر گیر
نے تلوار کھینچی لپک کر ہاتھ مارا لندھور نے بارھ بچا کر بایان ہاتھ قبضۂ تیغ خونخوار پر ڈال دہنا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر گھوڑے
سے اُٹھا لیا چکر دے کر بالاے آسمان اُچھالا اور فوراً تیغۂ فولادی ڈاب سے کھینچا گرتے گرتے پرخاش اژدر گیر کو ایک
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی فرخاش اژدر گیر تاؤ پیچ کھا کر صف لشکر کفار سے گرز تولتا ہوا نکلا اور غصے مین
آتے ہی گرز گران سر کا وار کیا لندھور نے گلہ عمود پکڑ کر جھٹکا مارا فرخاش اژدر گیر منھ کے بھل گھوڑے کی گردن پر آرہا
اور گرز ہاتھ سے نکل گیا فرخاش اژدر گیر اگر گھوڑے کی ایال نہ پکڑے تو منھ کے بھل زمین پر گرے گھوڑا اُچھل ڈالے استخوان
چور ہو جائین فرخاش اژدر گیر گھوڑے کی ایال تھام کر سنبھل گیا تلوار میان سے کھینچ کر ایک ہاتھ مارا لندھور نے اُسے
گرز پر روکا تلوار پینٹ پڑی گرز کی ضرب سے تلوار ٹوٹ گئی اُسے خدمتگار لندھور نے آواز دی اے فرخاش کیا یہ تیری
تلوار گلی تھی جو ٹوٹ گئی لندھور خدمتگار کے فقرے پر ہنس پڑا اور وہی گرز تان کر مارا مع راکب و مرکب پست ہو کر زمین پر گرا
کاسۂ فرخاش و کمر راہوار چور چور ہو کر پیوند زمین ہوا فوج کفار تلوارین لیکر آپڑی ادھر سے لشکر لندھور تلوارین کھینچ کر
ٹوٹ پڑا جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی آخرکار فوج کفار کو شکست فاش ہوئی لشکر کفار کے لوگون نے لاشین دونون کی
اُٹھالین اور طرف شہر سبائل کے بھاگے لشکر اسلام نے بہت سے کفار قتل کیے جب فوج شکست خوردہ زیر گنبد گیتی نما پہونچی
بختیارک نے لقا سے کہا کہ جو خداوند نے پرخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر کو واسطے روکنے لشکر اسلام کے بھیجا
تھا اُن دونون کی لاشین آئی ہین اور بہت سے پہلوان فوج مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی بھاگ آئے ہین لقا نے کہا
ہمنے انکے لیے یونہین تقدیر کی تھی انکی لاشون کو بہشت خداوندی مین پہونچا دو ہم اُنھین پھر زندہ کرینگے غرض کہ انکی لاشین بہشت
خداوند لقا مین لیجا کے رکھدین یہان زمرد شاہ باختری نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز کو کرہ خشت انداز
سے کو فوج کثیر ساتھ کر کے کہا کہ جاؤ لشکر اسلام کو قتل و قمع کر کے ہٹا دو بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور
کرہ خشت انداز اُنہ سلام کر کے ہمراہ جمعیت فوج کثیر کے روانہ ہوے جہان لشکر اسلام ہمراہ لیے ہوے لندھور
فروکش تھا وہان بہمن خشت انداز وغیرہ نے مع لشکر کفار کے خیمے کیے شب کو طبل جنگ اُدھر بجنے لگا ادھر بھی لشکر اسلام
مین کوس حربی بجا نقارۂ رزمی گرگرانے لگا صبح کو صفین آراستہ ہونے لگین نقباے بلند آواز صداے جنگ وجدال
دینے لگے نیزہ دشتہ برچھیانے لگی بہمن خشت انداز نے گھوڑا صف سے نکال کر کاوے پہ لگایا مبارز طلب کیا لندھور
بن سعدان اپنے فیل میمونہ کو ہولتے ہوے گجگ لگاتے ہوے لشکر اسلام سے نکل کر میدان وغا مین آئے اور وہ

نعرہ کیا کہ رستم کی روح کفن مین دہل گئی گھوڑے لشکر کفار کے اس نعرے سے ڈر ڈر کر چراغ پا ہوے نعرۂ لندھور منم
دارای ہندستان ولندھور بن سعدان ؛ دلیر وغازی ولشکر شکن باشم سر میدان ؛ بہمن خشت انداز نے نیزہ
سنبھالا لندھور نے بھی نیزۂ خطی اُٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی بہمن خشت انداز نے کئی مقام پر نیزے کی
جھکائیان دیکر سر لندھور پر نیزہ مارا خود فولادی نیزۂ خونخوار سے اُلجھ کر زمین پر گرا دوبلّے مین نامۂ ہدایت شمامہ
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا رکھا تھا وہ بھی جڑ سے نیزے کی گر گیا لندھور کو خبر نہوئی مگر وہ خدمتگار کہ جسکو لندھور
نے بروز دعوت بادشاہ جم جاہ ہنگام کوچ نوکر رکھا تھا وہ ہر وقت ساتھ لندھور کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا تھا اب جسوقت
سے برخاش اژدر گیر اور فرخاش اژدر گیر کو لندھور نے قتل کیا اور فوج لقا کو شکست دی کہ سب کفار بھاگے اور
لاشین اُن دونون کفار کی اُٹھا لے گئے اُسوقت سے وہ خدمتگار بھی غائب ہوگیا لندھور سمجھے کہ اب وہ خدمتگار اپنے شہر مین آگیا
یاقوت شاہ کے پاس پھر چلا گیا کہ اُسی کا تو وہ خدمتگار پہلے سے نوکر تھا لیکن وہ خدمتگار کہین گیا نہین فقط گلیم اوڑھکر روپوش
ہوگیا تھا مگر اُسی لشکر مین غائبانہ رہتا تھا اور ہر وقت لندھور کے ساتھ ساتھ مثل سایہ کے پھرتا تھا مگر اپنے تئین لندھور
پر ظاہر نہ کرتا تھا وہی خدمتگار اسوقت بہمن خشت انداز کی لڑائی مین مثل سایہ کے غائبانہ لندھور کے ساتھ تھا
جسوقت کہ بہمن نے نیزہ سر لندھور پر مارا اور خود لندھور کا نیزے سے اُلجھ کر گرا ساتھ ہی خود کے دوبلّے سے نامہ امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کا بھی گرا لندھور کو خبر نامے کے گرنے کی نہوئی اُسی خدمتگار نے جو گلیم اوڑھے غائب
تھا وہ نامہ بڑھکر اُٹھا لیا لندھور لڑائی مین بہمن خشت انداز کی مشغول رہے کہ یکایک ملک قہرش سوکیا ے
طوفانی شکار کھیلتا ہوا اُس طرف آیا دیکھا کہ میدان کارزار آراستہ ہی دو طرف لشکر صف آرا ہین بہمن خشت انداز سرگرم
وغا ہی فوراً گھوڑا اُڑا کر لشکر اسلام مین پہونچکر پوچھا کہ یہ کس سے کارزار ہی بمقابلۂ بہمن خشت انداز یہ کونسا جرار ہی اور
یہ لشکر کہان سے آیا ہی لشکر اسلام کے ایک سوار زرہ پوش نے کہا کہ لشکر اسلام ہی اور یہ سردار ملازم قدیم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہی نامہ ہدایت شمامہ امیر کشورگیر کا لیکر پاس زمرد شاہ باختری کے
آیا ہی اُس سے فوج لقا لڑ رہی ہی کل زمرد شاہ باختری نے دو پہلوان زبردست مع فوج گران بھیجے تھے ایک برخاش
اژدر گیر اور دوسرا فرخاش اژدر گیر دونون کو ہمارے سردار نے قتل کیا فوج کو مارے تلوارون کے بھگا دیا وہ لوگ
لاشے اُنکے اُٹھا کر بھاگ گئے آج پھر لقا نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور گریہ خشت انداز کو مع فوج کثیر
کے بھیجا ہی اس سردار ایلچی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے سرگرم کارزار ہین ملک قہرش سوکیا ے طوفانی نے
کہا کہ تمہارے سردار کا کیا نام ہی اور کس عہدے کا قائم مقام ہی جو حمزہ صاحبقران کی ایلچی گری کرکے زمرد شاہ
باختری کے پاس آیا ہی اُس سوار زرہ پوش نے کہا کہ یہ سردار ہمارا شہزادۂ ہندوستان ہی اور نام اسکا دارا ے
ہند لندھور بن سعدان ہی دربار امیر باتوقیر مین سب سرداران نامی وگرامی کے بالا دست داہنی طرف ذنگل زرین
پر بیٹھتا ہی ملک قہرش یہ سنکر چپ ہو رہا وہان سے گھوڑا نکال کر میدان نبرد مین آیا اور آواز دی ای بہمن خشت انداز
لڑائی موقوف کر دا اپنے لشکر مین چلے آؤ کوئی ایلچی سے جنگ وجدل کرتا ہی اور ایلچی بھی وہ ایلچی کہ جو تمام لشکر امیر باتوقیر
کی ناک ہی اُس سے یہ جنگ بیباک ہی خداوند لقا کو مین سمجھا دونگا یہ سنکر بہمن خشت انداز لشکر مین اپنے آیا اور
قہرش نے سبکی کمرین کھلوا دین لڑائی موقوف کی اور کہا کہ خبردار کوئی سپاہی پیدل سوار لشکر لقا کا لشکر اسلام
سے نہ بولے ہرگز تکرار اور جنگ وجدل نہ کرے تم سبکے سب اپنے سردارون بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز
اور گریہ خشت انداز کے ہمراہ مین قیام پذیر ہو یہ کہکر گھوڑا اڑھا کر پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور یہ طور

صلح ملا اور لندھور کا ہاتھ پکڑ کے لشکر اسلام مین لایا اور کہا کہ مین نے بہمن خشت انداز وغیرہ کو منع کردیا ہی اب آپ سے ہرگز
کوئی نہ لڑیگا اور نہ دغا کریگا آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیجیے کہ سب کمرین کھولین آب وخورش مین مشغول ہون مین آپ کے
آنے کی اطلاع خلاصہ طور پر زمرد شاہ باختری خداوند لقا سے کرتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے مجھکو آپ کے آنے کی وجہ اور آپکا
نام نامی و اسم گرامی دریافت ہوگیا لندھور اُسکے کلام نرم اور خوش خُلقی پر بہت محظوظ ہوے اور اُس سے پوچھا کہ ای بھائی
تمھارا کیا نام ہی اور تمکو دربار لقا مین کیا عہدہ ہی اُسنے کہا کہ میرا نام ملک قہرش سوکیاے طوفانی ہی جو آپ کو عُہدہ
دربار امیر با توقیر مین ہی وہی عہدہ مجھکو بھی دربار خداوند لقا مین ہی اٹھارہ ہزار سردار کا بالا دست دہنی طرف خداوند لقا کے
دنگل زرین پر بیٹھتا ہون لندھور بن سعدان خوش و خرم ہوے قہرش کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمہ مین لاے اور بہت
خاطر و مدارات سے پیش آئے بعد تھوڑی دیر کے قہرش لندھور سے رخصت ہوکر دربار زمرد شاہ باختری مین آیا اور
دست بستہ عرض کیا کہ ای خداوند لقا آپ نے یہ کیا ایلچی حمزہ صاحبقران سے فوج کو لڑنے کا حکم دیا اتنے بندگان خداوند
کا خون ناحق ہوا مین نے بخوبی دریافت کرلیا ہی یہ فقط نامہ داری کرکے صاحبقران کی آیا ہی لڑنے کا ارادہ مطلق نہین
ہی اور ایسا جوان خوبرو طرحدار نامدار ہی کہ باید و شاید اور دربار مین نہایت معزز سرداران لشکر اسلام مین بالا دست
بیٹھنے والا دہنی جانب کا مثل ہیرے عُہدے کے نام اُسکا دارا ے ہند لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان
ہی آپ کی خداوندی سے بعید ہی کہ ایسے بندے پر نظر رحمت نہو اور خلق و مروت اور خاطرداری سے پیش نہ آئیے شیوہ
خداوندی یہ ہی کہ اُسکو باعزاز و اکرام بلائیے دعوت و ضیافت کیجیے کیونکہ وہ نامہ بر ہی بقول شخصے ایلچی را زوالے نیست
شعر کب ایلچی پہ ظلم و تعدی درست ہی ۔ گر یہ نہین تو پھر یہ خداوندی سست ہی ۔ یہ سنکر لقاے بے بقا اُس دربار عام مین
نادم و محجوب ہوا اور بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ یہ بندہ ہمارا بہت درست کہتا ہی ہمنے اسکو تقدیر یہ کیا ایسی
سمجھ اور عقل دی کہ ایسی دانشمندی کی اسنے بات کہی ای بختیارک جیسا بندہ کہ قہرش سوکیاے طوفانی ہی ہمارا اگر
کوئی ایسا لایق ہوگا اور ایسی اطاعت موافق رضاے خداوندی کے کوئی نکریگا ہمنے بھی اسکے واسطے وہ تقدیر عمدہ
اور اعلی کی ہی کہ کسیکی ایسی نہ کرینگے اور نہوگی پھر قہرش سے کہا ای بندہ مقبول درگاہ خداوندی جاؤ اُس ایلچی کو مع لشکر
کے زیر گنبد گیتی نما لاکر فروکش کرو اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ سے کہا کہ تم جاکر ایلچی صاحبقران کی دعوت
بصد اعزاز و اکرام بڑے سامان و تزک سے کرو کہ وہ بھی محظوظ و شاد ہوکر جاے یہ سنکر قہرش سوکیاے طوفانی
گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر لندھور بن سعدان مین آیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کی اطلاع خداوند لقا سے بطور خوبی
مین نے کی اور تمام کیفیت نامہ داری بیان کی خداوند لقا کا حکم صادر ہوا ہی کہ آپ مع لشکر ظفر اثر شہر مین داخل ہوجیے
اور زیر گنبد گیتی نما قیام فرمائیے اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ کو آپ کی دعوت و ضیافت کا حکم ملا ہی وہ سامان
دعوت مین مصروف ہین جب آپ تشریف لیجائیےگا آپ کی دعوت ہوگی یہ سُنکے لندھور نے حکم دیا کہ لشکر کوچ کرکے
شہر سبائل مین داخل ہو زیر گنبد گیتی نما خیمے برپا کیے جائین وہین ہم قیام کرینگے بموجب حکم لندھور لشکر ظفر اثر کوچ
کرکے شہر سبائل مین داخل ہوا زیر گنبد گیتی نما خیمے استادہ ہوے لشکر اسلام بعد انتظام رونق افروز ہوا لندھور
بن سعدان شہزادہ ہندوستان خیمۂ فلک حشم مین جلوہ گر ہوے بعد تھوڑی دیر کے بہرام محمل نشین اور
مہران شاہ سامان دعوت لشکر ظفر پیکر ہمراہ اپنے لیکر آے ہزارہا خوان طعام لذیذ عمدہ عمدہ طرح طرح کے کھانے خوانون
مین چنے ہوے خوان کسنون سے کسے ہوے صدہا دیگین پلاؤ کی جسمین گھی برابر کا چڑھا ہوا صدہا دیگین زردے کی جس مین قند
پڑ دلنا کھپا ہوا صدہا دیگین دوپیازہ کے سالن کی تلے ہوے آلو اور تلی ہوئی اروی کہ شوربہ اُسمین بالکل نہ تھا گھی کے تار پر

باورچی نے رکھا تھا روٹیاں خمیری صدہا چھکڑون پر لدی ہوئی لشکر لندھور مین لاکر ایک مقام پر ڈھیر کردین اور بہرام
محل نشین اور مہران شاہ خیمۂ لندھور مین آئے اور سب خوان طعام لذیذ کے رکھوا دیے اور لندھور سے عرض
کیا کہ ای سرور عالیشان و ای شہزادۂ ہندوستان یہ دعوت قبول ہو مدعاے دلی حصول ہو یہ نان خشک آپ بھی نوش
فرمائیے اور سردارون کو بھی کھلوائیے اور کھانا بہت سا باہر ہی لشکر مین تقسیم کر دیجیے یہ ہدیہ محتاج ہی مصرع گر قبول افتد
زہے عز و شرف ؛ لندھور بن سعدان نے کہا مین دعوت رد نہین کرتا ہون مگر تمھاری دعوت اسطرح قبول کرونگا
اگر تم دین اسلام مین آؤ وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو لقاے بے بقا پر لعنت کرو وہ کافر ازلی و ابدی ہی پروردگار
قادر و توانا رزاق مطلق خالق کل مخلوقات ہی ہر شی کا وہ پیدا کرنے والا ہی ہر چیز کا موجد و بانی خداوند عالم ہی بسبب شعبدہ
کفر ہین اسیر مطلق اعتبار نہ کرو اور اعتقاد درست رکھو آتش دوزخ سے پرہیز کرو محکمۂ حشر و نشر سے خوف کرو دین اسلام
برحق جانو شرلعیت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عمل کرو کہ تمھاری نجات ہو عصیان سے رستگار
ہو توبہ کرو باب اجابت کھلا ہوا ہی شعر دنیا و آخرت مین حفاظت اسی سے ہی ؛ تو بہ بڑی سپر ہی گنہگار کے لیے ؛ انسان
کو لازم ہی کہ سرکشی چھوڑ دے عجز و انکسار اختیار کرے یہ دفتر نصیحت بفصاحت و بلاغت لندھور بن سعدان شہزادۂ
ہندوستان نے جو سا منے بہرام محل نشین او مہران شاہ کے کھولے آئینۂ دل زنگ کفر سے صاف ہو گیا بیاض
سینۂ بے کینہ سے حروف کفر پرستی آب ایمان و دین اسلام نے بالکل دھو ڈالے دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ
ای رہنماے جادۂ نجات و ای رہبر راہ دین اسلام ہمنے لقاے بے بقا پر لعنت کی اور ہم وحدانیت رب العزت
اور پیغمبری شاہ رسالت محمد مصطفی علیہ التحیۃ و الثنا کے قائل ہوے ہمکو آپ کلمۂ طیبہ تلقین فرمائیے اور دعوت ہمنوا قبول
کیجے لندھور نے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا پھر دعوت انکی قبول کی دسترخوان بچھوایا
کھانا چنا گیا ہر رنگ کا طعام کئی رنگ کا پلاؤ کئی رنگ کا زردہ سفیدہ شیر برنج کئی رنگ کے سالن کوفتے کباب کئی طرح
کے چپاتیان شیرمالین باقرخانی خستہ بہت عمدہ لندھور مع رفقاے ہمراز کھانے لگے اور بہرام محل نشین اور
مہران شاہ کو بھی اپنے ساتھ کھلایا وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھے روپوش تھا اُسنے جو ایسے ایسے نادر کھانے دیکھے جی للچایا
منھ مین پانی بھر آیا جو کھانا لندھور نے کھا کر چھوڑ دیا اُسکو اُٹھا کے غائب کر لیا جب پیالے اور پلیٹ سے لندھور
نے ہاتھ ہٹایا وہ غائب ہو گیا لندھور کو بھی تعجب ہوا بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی حیرت ہوئی کہ عجب
معرکہ ہی دسترخوان پر سے پیالے پلیٹین خود بخود غائب ہو جاتی ہین غرضکہ کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے
شکر خدا کیا بہرام محل نشین اور مہران شاہ خدمت لندھور مین حاضر رہے لقاے بے بقا کو یہ سب خبرین متواتر
پہونچین بختیارک نے کہا ای خداوند یہ ایلچی امیر حمزۂ صاحبقران کا دیکھیے کیا کرتا ہی آپ بھی تقدیرین کیا خوب کر رہے
ہین لقا نے جھڑک دیا او شیطان درگاہ چپ رہ تجکو امور خداوندی مین کیا دخل ہی اور یاقوت شاہ سے کہا تم جاؤ دعوت
کرو اور قہرش کو حکم دیا کہ لندھور ایلچی امیر حمزہ کو لاؤ اور سیر کراؤ کہ وہ سامان خداوندی دیکھکر سجدہ کرے ملک قہرش
بموجب حکم خداوند لقا لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے خداوند لقا کا دریاے رحمت جوش پر ہی آپ کو یاد کیا ہی
اور سیر کرانے کا حکم ہوا ہی لندھور نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مسلح و مکمل ہو کر اُٹھ کھڑے ہوے اور
سرداران لشکر ظفر اثر سے اپنے لندھور نے کہا کہ تم سب یہین آراستہ و تیار رہو مین نزد شاہ باختری کے پاس
نامہ لیکے جاتا ہون ؛ یہ کہکر بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر جاری کیا اور قدم آگے بڑھایا ساتھ قہرش کے چلے دیکھا کہ یاقوت شاہ
جسپر تمثیل قدرت ہزار ہا چھپرون سے آتا ہی اُس سے لندھور نے ملاقات کی اور وہ اپنے مقام صدر پر لیگیا دعوت کا

پہنچا دیا لندھور نے کہا مین بغیر تمہارے دین اسلام قبول کیے دعوت نہ کھاؤنگا یاقوت شاہ نے خوانہائے طعام کی طرف
جو خیال کیا دیکھا کہ سب خوانون کی مہرین ٹوٹی ہوئی ہین چھتریان جو خوانون کی اُٹھا کر دیکھین سب ظروف طعام جھوٹے
کیے ہوئے ہین یاقوت شاہ حیران ہوا متعجب ہوکر کہنے لگا کہ ان خوانون کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا یہ کسنے سب ظرفون مین
سے ذرا ذرا سا کھانا کھا کر جھوٹا کر دیا لندھور بھی متعجب ہوا مگر ہنسکر کہا اے یاقوت شاہ یہ کھانا اور کون کھانے والا ہی تمھارے
خداوند کی روح نے میرے بدلے یہ کھانا اُلش کر دیا اب تم سب تبرک سمجھ کے یہ کھانا کھالو یاقوت شاہ یہ سنکر غصہ ہوا منہ سرخ ہوگیا
دیدے نیلے پیلے نکال کر رہ گیا کچھ کر نہ سکا کہ خداوند لقا اسیر پر سر رحمت ہی لندھور رخصت ہوکر قہرش کے ساتھ چلے آگے بڑھکر
تحویل زحل پیشانی سے ملاقات ہوئی کہ اُسکے ساتھ چالیس ہزار سوار زرین پوش تھے قہرش نے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ یہ ایلچی
صاحبقران ہین خداوند لقا نے یاد کیا ہی اور آگے بڑھے تو اجل سپر جنگ آہن پیشانی ملا اُسکے ساتھ بھی چالیس ہزار
آہن پوش تھے قہرش نے اشارہ کرکے اُسکو بھی ہٹا دیا بعد اُسکے سہم بن مارگیر کو دیکھا کہ چالیس ہزار سوار مسلح کلاہ لیے ہوئے صف آرا
کھڑا ہی تھا مگر قہرش کے سبب سے کچھ نہ بولا جب وہان سے آگے بڑھے کہ ملک حرمان سیکائیل قدرت اور انتقاش بن
اقسام عزرائیل قدرت اور مخنوس خون آشام اور ملک خنباج زرین بال و جمشید زرین رقص داماد یاقوت شاہ
اور سیلان زنگی و قطران زنگی و ازرق فیل سوار سنگ انداز و معرب بن سلسلہ و سلبی و ہیبت رعد آواز
و اسلم دُردہ گوش اور یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو بھی اُن سب کے ہمراہ پایا وہان یاقوت شاہ نے پھر لندھور
بن سعدان کو ٹھہرایا اور تصویر لقا اُس مقام پر نصب تھی یاقوت شاہ نے وہ تصویر لندھور کو دکھائی اور کہا کہ اے
لندھور اس تصویر خداوند لقا کو سجدہ کرو لندھور نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا کفر بکتے ہو مین سوا
پروردگار کے کسی کو سجدہ نہین کرتا ہون مگر جسدن امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان یہان آکر سجدہ کرینگے مین بھی سجدہ
کرونگا یہ سُنکے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت تاؤ پیچ کھاکر چپ ہو رہا ایک سماک ہزبر پیشانی خلعت زرین لیکر آیا لندھور
سے کہا کہ یہ خلعت درگاہ خداوند لقا سے مرحمت ہوا ہی اسکو زیب جسم کرکے داخل بارگاہ قدرت ہو نا لندھور نے کہا مین کافر
کا خلعت نہین پہنتا ہون کیا مجکو بارگاہ امیر با توقیر مین خلعت کی کچھ کمی ہی یہ لیجا لو ہٹاؤ مجکو خلعت کے پہننے کا ارمان نہین ہی سماک
گفتگو کو طول ہوا کہ لندھور کو غصہ آگیا لندھور نے طمانچہ زور سے سماک ہزبر پیشانی کے گال پر مارا وہ قلعہ بازی کھاکر گرا
مرگیا سرداران لقا نے بڑھکے قبضون پر ہاتھ ڈالے خروج آمادہ جنگ ہوئی لندھور نے بھی تلوار پکڑکے نعرہ شیرانہ کیا تلوار چلتے
چلتے رہ گئی کیونکہ ملک قہرش سوکیا بے طوفانی نے ایک ایک سردار کو منع کیا اور سمجھا دیا کہ لندھور مہمان خداوند لقا ہی
اس سے جنگ نہ کرو کہ قہر خداوند لقا نازل ہو عتاب خداوندی مین گھر جاؤ سب سردار دست بہ قبضہ ہوکر رہ گئے خاموش
ہو رہے بختیارک نے لقا سے کہا اے خداوند آپ نے جسکے ہاتھ خلعت بھیجا تھا اُسکو لندھور نے مار ڈالا اور کسی کو بھیجیے اور
خلعت نوازی جہاندار ای فرمائیے لقا نے کہا چُپ رہ کیا بکتا ہی ہمنے اُسکے لیے ایسی ہی تقدیر کی تھی پھر زمرد شاہ باختری نے
ایک ملازم کے ہاتھ خاصے کا کھانا بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے کہو اے بندے تجھپر خداوند لقا کی نظر رحمت ہی کہ تو دربار
خداوندی مین آکر ایسے ایسے گناہ کرتا ہی اور خداوند تجکو معاف کرتے ہین تو کھانا تو کھالے کہ رضائے خداوندی یہی ہی
ملازم خاص خداوند لقا نے من و عن پیام لقا بیان کیا اور وہ خاصے کا کھانا آگے رکھدیا لندھور نے کہا یہ کھانا
کافر کا ہی مجکو کھانا حرام ہی اور مین کفر و کافر پر لعنت کرتا ہون ملازم لقا وہ کھانا پھیر لیگیا لقا سے بختیارک نے کہا اور
کھانا بھیجیے جسقدر لندھور کی خاطر کرتے جائیے گا اُسکا غرور بڑھتا جائیگا لقا نے کہا او شیطان درگاہ پھر تو بولا جو پیچ بند
نہین رکھتا بختیارک چُپ ہو رہا اور لقا کے پاس سے اُٹھکر وہان چلا آیا جہان لندھور تھا اور لندھور سے آڑ کرکے

کھڑا ہوا غرضکہ قہرش سوکیاے طوفانی نے لندھور بن سعدان سے کہاکہ اب سوار ہوجیے چلیے یہ سنکے لندھور
کھڑے ہوگئے۔ بختیارک نے چپکے سے طہماس ہیل گردان کے پاس آکر کہاکہ ای طہماس جسوقت لندھور سوار ہو
تو ہاتھی لندھور کا ٹھہرا کر مارنا گھڑلے اختر شناس نے یہ کلام بختیارک ناکام کا سنا لندھور بن سعدان سے اثنا راہ
مین کہدیا کہ بختیارک نے شرارت سے یہ تدبیر کی ہی لندھور ہنسا کہاکہ اوشیطان سامنے آتو اپنی بدذاتی سے نہین
چوکتا خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہکر لندھور سوار ہوے فیل میمونہ مبارک سے کہا ای میمونہ طہماس کو پکڑکے مارڈال فیل میمونہ مبارک
نے خرطوم بڑھاکر طہماس نابکار کو پکڑکے کھینچ لیا اور خرطوم پیچیدہ کرکے شل چارے کے خرطوم کو گردش دینا شروع کی
طہماس کے استخوان تو پہلے ہی چرچرا کے ٹوٹ گئے تھے اب سر ٹکرا کر طہماس کو فیل میمونہ نے مارڈالا ایک ہلڑ ہوا لندھور
نے فیل میمونہ سے کہا بس چھوڑدے فیل میمونہ نے طہماس کی لاش کو اُٹھاکر پھینکدیا چھپٹکر بختیارک نے لقا سے کہا
ای خداوند لندھور کے ہاتھی نے طہماس کو مارڈالا لقا نے کہا طہماس کی لاش کو بہشت مین لیجاؤ شاید ہاتھی لندھور
کا کثرت سے ہماری فوج کی بھیڑ کا ہوگا لندھور نے لجک دی ہوگی ہاتھی بگڑگیا طہماس کو مارڈالا ہے اسی طرح اسکی
تقدیر کی تھی جاؤ طاؤس قدرت سے کہو کہ اپنی پشت پر سوار کرکے ساتون بہشتون کی سیر کراے بختیارک نے طاؤس
قدرت سے کہاکہ حکم خداوند لقا کا یہ ہی کہ تو اپنی پشت پر سوار کرکے لندھور کو ساتون بہشتون کی سیر کرا لاؤ مگر بہ شرارت دشمنی
وبدذاتی بختیارک نے طاؤس قدرت کے کان مین چپکے سے کہاکہ لندھور کو اپنی پشت پر سوار کرکے بلندی پر سے پھینکدینا
کہ لندھور گرکر مرجاے کہ یہ دشمن خداوند لقا ہی وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھکر روپوش ہوگیا تھا وہ تو ہر وقت مثل سایہ کے لندھور
کے ہمراہ ہی مگر لندھور کو نہین معلوم اُس خدمتگار نے یہ کلام شرارت انجام بختیارک کا سنا کہ وہ عالم روپوشی مین اُس جگہ کھڑا
تھا اور کوئی اُسے نہ دیکھ سکتا تھا جسوقت لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سے اُترکے طاؤس قدرت کی پشت پر سوار
ہوا اور طاؤس قدرت نے اُڑنے کا قصد کیا وہ خدمتگار برابر طاؤس قدرت کے کھڑا تھا اُسنے اسکی دُم کے مقام پر چھوٹا را
ہاتھ کے اشارے سے اُسکا خانہ دیکھا تو طاؤس قدرت اُچھلنے لگا لندھور خائف ہوے کہ ایسا نہو کہین گرادے طاؤس
قدرت نے اُسی اُچھلنے مین دو چار ہاتھ پرواز کی مگر اُس خدمتگار غائب نے اُنگلی اُس مقام سے نہ ہٹائی طاؤس قدرت
اور زیادہ بیچین ہوا تاب ضبط باقی نہ رہی اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کوئی آس پاس نہین دل مین کہتا ہی یہ کیا مصیبت ہی بختیارک
کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا ہی آخر قہرش وغیرہ نے آواز دی ای طاؤس قدرت آج تیری پرواز کا یہ کیا طور ہی تو کیون اُچھلتا کودتا
ہی کیا لندھور کو گرادیگا طاؤس قدرت نے کہا ای قہرش عجب تلاطم کا سامنا ہی دریاے مصیبت موجین مار رہا ہی
ذرا تم غور سے دیکھو تو کہ میری پشت کی طرف کیا کوئی کانٹا اُلجھ گیا ہی یا کوئی کیل چبھی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شی
اُسطرف سے کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہی یہ کہتے کہتے اور ذرا بالشت بھر طاؤس قدرت اونچا ہوا اگر پرواز نہین کیا جاتا ایسی
بیچینی ہوئی کہ دم پر بن گئی اُچھل اُچھل کر پہلو بدلنے لگا لندھور نے دیکھا اب مین گرا چاہتا ہون یہ سب لوگ ہنسینگے چوٹ
مفت مین لگیگی مانند گھوڑے کے زور سے آسن دباکے بیٹھ گئے چمائی طاؤس قدرت کی ہڈیان پسلیان چور اچورا
ہوگئین طاؤس قدرت ہاے مرگیا کہکر بیہوش ہوکے دھم سے زمین پر گر پڑا لندھور اُچھلکر الگ ہوگئے طاؤس قدرت بیہوش ہوکر
مرگیا روح طاؤس قدرت طرف گلشن آتشین کے سیر کرنے کو پرواز کرگئی بختیارک نے دوڑکر خداوند لقا سے طاؤس قدرت
کی کیفیت سب بیان کی لقاے بے بقا سنکر چپ ہو رہا بعد اُسکے حکم کیا کہ قہرش سوکیاے طوفانی کو ہمارے پاس
بلالاؤ بختیارک گیا اور قہرش کو بلاکے لایا لقاے بے لقا نے کہا ای قہرش یہ کیا سانحہ گذرا قہرش نے سب کیفیت
خداوند لقا سے بیان کی کہاکہ نہین معلوم کہ یہ کیا سبب تھا کہ طاؤس قدرت بیان کرتا تھا یا کوئی عارضہ اُسکو لاحق ہوا

کچھ حال نہ کھلا کہ کیا تھا اور کیا ہوا لقا نے کہا ہمنے اسکی ایسی ہی تقدیر کی تھی اسکو بھی بہشت خداوندی میں ڈلوا دو اور تم لندھور
بن سعدان کو کہ وہ ایلچی ہے صاحبقران کا اپنے ہمراہ لیجاکر بخوبی تمام وبہ عیش وعشرت ساتون بہشت خداوندی کی سیر کراؤ
لندھور کو مسرور وشاد کرو یہ سنکے قہرش سوکیاے طوفانی سلام کرکے پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور کہا
اے مہمان زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا مجکو حکم ہوا ہے کہ تو لندھور کو ساتون بہشت خداوند کی سیر کرا لا حضور چلیں
مین اب ساتون بہشتون کی سیر اچھی طرحسے کرا لاؤنگا یہ سنکر لندھور بن سعدان ہمراہ قہرش سوکیاے طوفانی کے
بہشت کی سیر کو روانہ ہوے قہرش سوکیاے طوفانی شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو خوش وخرم ہمراہ لیے
بہشت اول مین داخل ہوا لندھور نے دیکھا کہ پھاٹک گوہر آبدار کا ہے چوکھٹ بازو مرصع کار سونے کے ہین کنڈی زمرد
کی زنجیر در یاقوت کی ہے پایہ نیلم کے جڑے ہین عجب حسن وخوبی کا دروازہ ہے کہ کبھی دیکھا نہ سنا دیوارین سونے کی چہار طرف
اُسپر مرصع کاری بہت عمدہ کی ہوئی آگے جو بڑھے عجب بہار تازہ نظر آئی اشجار میوہ دار پر عجب جوبن ہے زمرد کے پتے نیلم کی
ٹہنیان یاقوت کے پھل ہیرے کے پھول تھالون مین شیر وشہد بھرا ہے ہر نخل نہال ہے میوون کے بار سے شاخین جھوم جھوم کر
زمین بوس ہوتی ہین کسی چمن کی زمین سونے کی ہے کسی چمن کی زمین چاندی کی ہے اُسپر پھول جو رنگا رنگ کے بکھرے ہین
عجب بہار تازہ دیتے ہین جس چمن کی سیر کیجیے دل وہین بہلتا ہے آگے بڑھنے کو دل نہین چاہتا کہین گل ریحان اپنی بہار دکھاتا
ہے کہین گل نسرین ونسترن کھلکھلاتا ہے کہین چنبیلی جوبن پر ہے کہین بیلا البیلا پن دکھا رہا ہے کسی جگہ نرگس کے اشارے
ہین کہین سوتیا کھلکھلا کر ہنس رہا ہے گل دوپہریا اپنے رنگ پہ ہے گل داؤدی عجب ڈھنگ پر ہے سوسن زبان درازی کرتی
ہے گل مہندی دمسازی کرتی ہے گل عباسی اپنا رنگ دکھاتا ہے نسیم سحر پیام بہار دمبدم لاتی ہے سرو شمشاد وجد مین کھڑا جھوم رہا ہے باغبان
شاد شاد پھرتے ہین صیاد کا نام نہین خزان کا اس مین کام نہین باد بہاری گلچینی کرتی جاتی ہے اُس چمن پر بہار مین نہ شام ہے نہ
صبح دن ہے نہ رات ہر دم سہانا وقت نظر آتا ہے دل عجب مزے اُٹھاتا ہے کہین غنچے مسکرا کے وابستگی گلون کی دکھاتے ہین کہین کلیان
پھولون کی کھل رہی ہین کہین پتیان گلہاے شگفتہ کی ہواے شادابی سے کھل رہی ہین طاؤس رقاصی کرتے ہین کبک
محو خرام ناز ہین مرغان چمن کی خوش الحانیان ہین بلبلون کی نواسنجیان ہین طیور زمزمہ پرداز ہین ہمصفیران چمن طرانہ ساز
ہین فاختہ کوکو کرکے شور کرتی ہے شعر جوبن ہے کسقدر چمن لالہ زار پر ✦ مستی پہ بلبلین ہین تو گل ہین بہار پر ✦ آگے بڑھے
تو دوسری کیفیت نظر آئی قصر زبرجد کیسا آراستہ وپیراستہ ہے اور کسقدر وسیع وبلند ہے کہ اس حد سے اُس حد تک نگاہ دوڑنے
مین رہ جاتی ہے در ودیوار وسقف وزمین مین اس حسن سے زبرجد تراش کر کاریگر نے جڑے ہین کہ کسی ٹکڑے کا جوڑ کسی
جا محسوس نہین ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگ زبرجد کو تراش کر صانع نے رکھ دیا ہے تمام چھت پر دے برنگ زبرجدی
مرصع کار آئینہ بندی چہار طرف جابجا تصویرین لقاے بے بقا کی قلم جادو نگار سے ایسی طرح طرح کی کھنچی ہوئی ہین کہ اگر
بہزاد و مانی دیکھین دنگ ہو جائین اپنے ہاتھ کاٹ کے پھینکدین سامنے اُس قصر عالیشان کے دو نہرین ہین ایک شہد وشیر
سے مملو ہے ایک آب صاف وشفاف سے مثل گوہر آبدار کے بھری ہے ایک گویا سلسبیل ہے دوسری مانند نہر لبن کے ہے صحن
قصر زبرجد مین جب خراماں خراماں لندھور بن سعدان پہونچے دیکھا حوران بہشت کا جمگھٹ غلمان کا غول ساتھ
چلا آتا ہے کمسنین کمسنین قد موزون نوخواستہ کندنی رنگ صورتین مثل آفتاب ومہتاب پیشانیان کوکب تابندہ رسیلی آنکھین
پھول سے گال غنچہ سے لب سلک گوہر آبدار دندان صراحی دار گلا آئینہ کے مانند سینہ اُسپر دو جام بادہ حسن اوندھے ہوے
جوبن اُبھار پر دست وپا خوبصورت بازو بھرے بھرے بعضون کی چھنڈیان گندھی ہوئی بعضون کے جوڑے بندھے ہوے
بعضون کی چوٹیون مین نقرئی وطلائی موباف پڑے ہوے چہار طرف سے قہرش اور لندھور کو گھیر کر آکھڑی ہوئین

کوئی مسکراتی ہے کوئی منھ پر ہاتھ رکھے ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہے کوئی کسی کو گدگداتی ہے کوئی کسی سے اشارے کرتی ہے کوئی کسی کا
ہاتھ پکڑے ہے کوئی کسی کے شانے پر رخسار رکھے ہے وہ حوریں اس ناز و انداز سے کھڑی ہوئی لندھور کے سامنے خوش فعلیاں
کر رہی ہیں کہ ایک حور کی چوٹی طلائی سوباف کی گنگا غائب ہوگئی اُسنے جو سر پہ ہاتھ رکھ کے دیکھا تو چوٹی ندارد جو حور اُسکے
پاس کھڑی تھی اُس سے پھر کر کہا واہ بہت واہ تمکو ایسی ہنسی دل لگی نہیں بھاتی ہے تمنے میری چوٹی کاٹ لی کیا تمکو ملا اُس حور
نے کہا واہ خوب کچھیں خیر ہے کیا تمنے خواب دیکھا کہیں میرا نام نہ لگانا دیکھو کہیں میرے پاس قینچی تھی جو میں نے تمہاری
چوٹی کاٹ لی ہیں تو تمسے الگ کھڑی ہوئی ہوں یہ لیجئے وہ حور بولی او ہی لو اور غضب ہوا دیکھو کسی نے میری بھی چوٹی کاٹ لی اُدھر
اُدھر پھر کر دیکھا جو حور اُسکے پاس کھڑی تھی اُس سے کہا اری بوا یہ کیا تمکو سوجھی کہ میری چوٹی جھٹ سے اُڑا لی میں نے کس مصیبت
سے بال بڑھائے تھے وہ حور زیادہ طرار تھی تیوری چڑھا کے بولی کچھ شامت آئی ہے تیری بلا تیری چوٹی کاٹتی تیرے بال جان کا
وبال میں لیکے کیا کرتی نوج اوئی ایسی دل لگی کسی سے نہیں کرتی جو حور کہ افسر کلان حوران بہشت کی تھی وہ الگ
کھڑی ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ مستانو خوب تم نے اپنے تئیں جھگڑے میں ڈالا ہے اور حوروں نے کہا کیا میں جھوٹ کسی پر تہمت
لگاتی ہوں کہیں تمھیں تو نہیں چوٹیاں کاٹ کر الگ ہو گئی ہیں وہ حور بولی چل چخے مجھسے ایسی بھونڈے پن کی باتیں نہ کر اب تو منڈلی
ہوگئی کونے میں بیٹھ رہ وہ حور یہ ابھی کہہ رہی تھی کہ اُسکی بھی چوٹی جڑ سے اُڑ گئی وہ چلائی ہے ہے غضب ہوا مجھ پر بھی آسمان مصیبت
کا ٹوٹ پڑا میں نگوڑ ماری بھی منڈلی ہو گئی کیا ستم ہوا سو تم یہاں آنا قہر ہو گیا حوروں میں ایک چلبلاہٹ پڑ گئی قہرش سوکیا کے
طوفانی بھی حیران تھا کہ کوئی آس نہ پاس یہ کیا ماجرا ہے آپ سے آپ چوٹیاں حوروں کی کٹ کے غائب ہوئی جاتی ہیں اور
لندھور بھی ششدر ہو کے چہار طرف دیکھنے لگے کوئی نظر نہ آیا ہنس کے حوروں سے کہا کہ یہاں کوئی تمھاری چوٹیاں
کاٹنے والا دکھائی نہیں دیتا میں جانتا ہوں تمھارے خداوند لقا اپنے دست قدرت سے چوٹیاں کاٹ لیتے ہیں شاید تمھارے
خداوند بال خور ہیں جب اسی طرح پانچ چار حوروں کی چوٹیاں سونے چاندی کی کٹ گئیں بہشت لقا میں چل پوں حوروں
میں ہونے لگی قہرش نے کہا ارے کاہیکو آپس میں لڑتی ہو بیچاریاں نا بہشت خداوند لقا میں کرتی ہو اپنے اپنے سروں پر
ہاتھ رکھکے چوٹیاں ہاتھ سے پکڑ لو قہرش کے کہنے سے سب نے چوٹیاں اپنے ہاتھ سے پکڑ کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ لیا
کہ آواز آئی بہت بڑا نقصان ہمارا ہوا تمھارا کیا فائدہ ہوا الغرض کہ بعد تھوڑی دیر کے قہرش نے لندھور سے کہا
اب تشریف لے چلیے دوسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور قہرش کے ساتھ روانہ ہوا قہرش لندھور کو لیکر دوسرے
بہشت میں پہونچا وہاں لندھور بن سعدان نے جا کر بہشت دوم لقائے بے لقا کا دوسرا رنگ ملاحظہ کیا دوچند بڑھ
آگیا دیکھا کہ اس بہشت کا پھاٹک نہایت بلند و خوشنما یاقوت احمر کا ہے چوکھٹ بازو گوہر آبدار کے ہیں کنگورے مرجان
کے زنجیر کھپراج کی پٹا و جڑاؤ سونے کا لگا ہے دیواریں چاندی کی منقش کی ہوئی جب اندر جا کے دیکھا زمردی درخت
ہیں پتے یاقوت کے شاخیں نیلم کی پھل گوہر آبدار کے مانند سفید و صاف چمک رہے ہیں پھول کندنی رنگ کے
ہیں زمین سونے کی ہے تھالے درختوں کے کیوڑے سے بھرے ہیں ہر چمن تازہ رنگ دکھاتا ہے ہر پھول خوشی سے
کھلا جاتا ہے غنچے مسکراتے ہیں اپنی دلبستگی سے خاموش ہیں کھلکھلا کر ہنس نہیں سکتے ہیں ایک طرفہ چمن نافرمان شگفتہ
ہے ایک سمت داغہائے لالہ تشبیہ داغ روشن ہیں نرگس کی ٹکٹکی لگی ہے سوسن محو سکوت ہے سنبل زلف حور کا جوبن
دکھاتی ہے سرو و شمشاد خوبان چمن کو اکڑ کر حسن دکھاتا ہے طاؤس و چکور زیر نخل میوہ دار خراماں ہیں مرغان چمن
زمزمہ پرداز ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں کلیاں چمن تازگی شمیم گل سے مہک رہی ہیں قصر لعل بے بہا کا سامنے ہے صحن قصر میں
ایک حوض پر از آب نایاب ہے کونوں پر حوض کے گلدستے زمردین ناندوں میں لگے ہوئے ہیں قصر کی سقف و زمین

ودر و دیوار لعل بیش بہا کی گویا یہ قصر ایک ڈال ڈھلا ہوا ہی چھت پہ دے مرصع کار تصویرین لقا کی سونے کا کام کیا لگی ہین
آئینے فرشی دھرے ہین حورون کا جمگھٹا ہی خوش فعلیان کر رہی ہین مگر خداوند لقا کا دم بھر رہی ہین اشعار ہر طرف تازہ کار
تازہ جمال ٭ دلربا خوش ادا نرالی چال ٭ ہی ہر اک حور تازہ جوبن پہ ٭ اک نئی ہی بہار گلشن پہ ٭ ناز و انداز ہیئی رنگت ٭ بھولی بھولی
ہر ایک کی صورت ٭ کوئی چلتی ہی چال مستانہ ٭ کوئی کرتی ہی ناز جانانہ ٭ غنچہ لب کوئی مسکراتی ہی ٭ مثل گل کوئی کھلکھلاتی ہی
سرمہ گین ہی کسی کی چشم سیاہ ٭ کوئی ہی مہر اور کوئی ہی ماہ ٭ گہرا کاجل کوئی لگائے ہی ٭ لب پہ کوئی دھڑی جمائے ہی ٭ مسی
الھڑ پنے کے جھکے دن ٭ بانکی ترچھی ہر ایک کم کم سن ٭ لندھور بن سعدان دیکھکر گلشن بے خزان کو وجد کر گیا حورون
کی طرف محو تماشا تھا کہ قہرش سو گیا سے طوفانی نے کہا کہ اب چل کے تیسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ہمراہ قہرش
کے وہان سے روانہ ہوے تیسرے بہشت کے دروازے پر آسے نیا رنگ دیکھا پھاٹک عالیشان وسیع بے انتہا
ہیرے کے پٹ عقیق زرد کے چوکھٹ بازو زمرد کا پٹاؤ موتی کے گنڈے لعل بیش بہا کی زنجیر فیروزے کے کوٹے دیوار ہا
بہشت جواہر نگار مینا کاری خوشنما کی ہوئی لندھور دیکھکے حیران ہو گیا داخل بہشت جب ہوا عجب کیفیت نظر آئی کہ
نہالہاے تازہ پر عجب حسن دیکھا یاقوت کے اشجار پتے گوہر بار پھول فیروزی پھل کندنی زمین بلورین مخملیشی سبزہ
وہ ٹیڑیون پر دوب جو جمی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی چمن پہ افشان کرن کی آفتاب نے چھڑک دی ہی زمین باغ بہشت
بالکل زرریز معلوم ہوتی ہی طائر خوشنوا شاخون پر چہک رہے ہین سبزہ روش چمن لہک رہے ہین ہماے حسن سایہ فگن ہی
حسین حسین باغبان سونے چاندی کی کھرپیان لیے ہوے چمن بندی کر رہے ہین قصر زمردی عجب جوبن پر ہی فلک ہفت رنگ بھی
دیکھنے کا مشتاق ہی چھت پر دون سے جواہر نگار سے آراستہ ہی فرش مخمل سرخ کا بچھا ہی شیشہ آلات سے درست تصویرین
لقا کی مینا کاری کی ہوئی لگی ہین صحن چمن مین عجب شان و شوکت کا حوض ہی آب یاقوتی سے لبریز ہی فوارے چھوٹ
رہے ہین حورون کا غول جابجا پھر رہا ہی غلمان خرامان خرامان ادھر سے ادھر جاتے ہین لندھور جب باغ بہشت
سوم کی سیر کر چکے قہرش نے کہا اب چوتھے بہشت مین چلیے لندھور کا دل وہان سے آنے کو نہ چاہتا تھا مگر بہ مجبوری قہرش
کے ساتھ چلے آے چوتھے بہشت مین قہرش لندھور کو لیگیا چوتھے بہشت کا دروازہ ایسا تھا کہ جسکے پٹ فیروزے کے
تھے چولون مین سونے کی شامین نشیب و فراز مین لگی ہوئی یشب کے چوکھٹ بازو ماہی پشت کی کیلین جڑی ہوئی سنگ مر
کا پٹاؤ گنڈے زنجیر گنگا جمنی دیوارین بلور کی مگر سب پر مینا کاری کی ہوئی اور رنگا میزی بنی ہوئی نہال باردار شاخین
سونے کی پتے عقیق زرد کے پھل یاقوت احمر کے پھول چاندی کے عجب خوشنما درخت ہین کہ ہیرون جنکو دیکھا کرے دل کو
سیری نہو پھولون کے نخل طیور منقار دن سے گلہاے شگفتہ کھٹک کر گراتے ہین باغبانیان گلچینی جابجا کرتی ہین
باد صبا کہین پر فرش گل بچھاتی ہی نسیم سحر غنچون کو شگفتہ کرتی ہی نرگس محو تماشا ہی سوسن مسکراتی ہی گلاب خندہ زنی کر رہا ہی کیوڑا
عطر بیزی مین مشغول گیندا ہزار ہزار جوبن دکھاتا ہی معشوقون کے حسن کو گیند دھڑ کا بناتا ہی سبزہ نوخیز خواب مین ہی ہر چمن عالم
شباب پر ہی قصر طلائی اپنا رنگ دکھاتا ہی جواہر کے نگینے ہشت پہل ترشے ہوے جڑے ہین اندر سے باہر تک نقرئی ایک
نہر مصفا بہ آب زمرد رنگ لہرین مار رہی ہی حورین کنارے پر نہر کے جمع ہین کوئی ہاتھ منہ دھوتی ہی کوئی آپس مین بچھولیون
کو چھینٹے پانی کے دے کر خوش فعلیان کرتی ہی کوئی پٹیون کا سنگار کرتی ہی کوئی آئینہ مین نظارہ بار بار کرتی ہی کوئی شانے
سے زلفون کو سلجھاتی ہی کوئی چوٹی کسی سے گندھواتی ہی غرض اپنے اپنے رنگ مین سب مصروف مین عجب طرح
کے جلسے ہین شگفتگی دل کے ولولے ہین لندھور نظارہ کنان ایک ایک جانب ہی قہرش کہتا ہی اب آگے چلیے پانچوین
بہشت کی سیر کیجیے دل زیادہ نہ لگائیے قدم آگے کو اٹھائیے لندھور ناچار و مجبور وہان سے بھی روانہ ہوے قہرش

پانچوین بہشت مین لندھور کو لیگیا اُس مین جاکر دیکھا کہ بلورین پھاٹک پارے کی قلعی سے شفاف کیا ہوا صاف صورت زیبا از سر تا پا دکھائی دیتی ہی مرصع کار چوکھٹ بازو جواہر نگار پٹاؤ نقرئی چولین سونے کی کیلین الماس تراش زنجیر کُنڈے عقیق یمن کے دیوارین شیشے کی ایسی صاف وشفاف کہ جسکا جی چاہے باہر سے باغ بہشت پنجم کی سیر کرلے درخت اُن میودن سے لدے ہوے جنکو دیکھکے ذائقہ زبان پر آئے توڑ توڑ کے کھانے کو جی للچائے پھولون کے زیر درخت انبار نازک نازک شاخون پر پھولون کی پختگی کا بار بلبلون کے غول طائرون کے زمزمے گنجشک کا شور طائر اس شاخ سے اُس شاخ پر اُڑکے بیٹھتا ہی کوئی طائر کر بال کرکے بال و پر صاف کرتا ہی کوئی گلون کی شادابی کا دم بھرتا ہی قصر بلورین آئینہ دار آراستہ و پیراستہ ہی کار چوبی پردے پڑے ہین فرش مخمل زنگار رنگ کا بچھا ہوا کنج و دنگل کرسیان قرینے سے لگی ہین مسہری پر سنگار کا سامان دھرا ہی گلابیان بادۂ گلرنگ کی ہین کشتیان میوون کی برابر چنی ہین جلسہ جا بجا رقص ہو رہا ہی ہمصفیران چمن یکرنگ ترانہ ساز ہین حوران گلشن فرحت افزا جمع ہین ہمسن ہمسن جوبن والیان نو مردشاہ کی پرستار عجب طرز جوانی کے عالم مین تن تنکے اینڈنے مین حسن کا اُبھار دکھا دکھا کر دل لیتی ہین کچھ شیشے کے قصر اندر جانے کی حاجت نہین ہی باہر سے بخوبی جلسۂ جشن کا تماشا دیکھیے لندھور بھی دور سے دیکھکے مثل نقش تصویر ہوگیا قہرش نے کہا اب تشریف لیچلیے چھٹے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ملک قہرش سو کیا سے طوفانی کے ساتھ روانہ ہوے قہرش لندھور کو لے کے چھٹے بہشت مین آیا وہان کا اور ہی رنگ دیکھا پھاٹک کے پٹ لعل بے بہا کے چوکھٹ بازو ہیرے کے پائزے یاقوت احمر کے پٹاؤ زبرجد کا زنجیر کنڈے پکھراج کے دیوارین گوہر آبدار کی درخت جواہر نگار شاخین مرصع کار پتے کندنی پھل گوہر آبدار کے پھول افشانی سرخ و زرد زمین الماس رنگ کاہ دھانی پھول جابجا زعفرانی عجب بہار دے رہے ہین غنچے وجد کے عالم مین جھومتے ہین مرغان چمن منقارون سے منھ چومتے ہین اشجار چمن مین عجب طرح کی ہی بہار ٭ کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار ٭ شگفتہ کہین ہی گل یاسمن ٭ کسی جا ہی نسرین کہین نسترن ٭ کہین داغ لالہ کے روغن چراغ ٭ خوشی سے ہین غنچے کہین باغ باغ ٭ چنبیلی کہین اور کہین موگرا ٭ کسی جا ہی جوہی کہین موتیا ٭ کہین خوش نما سنبل پیچدار ٭ کہین چشم نرگس کو ہی انتظار ٭ کہین سرو و شمشاد نوخواستہ ٭ لب جو بصد حسن آراستہ ٭ کسی نخل پر بلبلون کا ہجوم ٭ کہین طائرون کے ہی نغمے کی دھوم ٭ خرامان کہین کبک ہین اور چکور ٭ کہین رقص کرتے ہین گلشن مین مور ٭ سحر ہی عجب رنگ بر سر چمن ٭ ز محو تماشا ہو بہر گلبدن ٭ سامنے قصر نیلم وہ شان و شوکت دکھا رہا ہی کہ فلک زبرجدی شرما رہا ہی جب عکس اُس قصر کا شعاع آفتاب عالمتاب سے اُس گلشن زنگار رنگ پر پڑتا ہی عجب بہار نظر آتی ہی دیکھ دیکھکر طبیعت محو ہوئی جاتی ہی صحن قصر مین جو حوض مرمرین ہے گوہر آبدار ہی عکس قصر سے پانی بر رنگ آسمانی نظر آتا ہی حوران بہشت کا جابجا جمگھٹا چمن حسن کا جوبن دکھاتی پھرتی ہین ادھر اُدھر اٹھلاتی پھرتی ہین کوئی ہنستی چلی آتی ہی کوئی آپ ہی آپ کھیلاتی سے مسکراتی ہی کوئی لندھور کو اشارہ کرکے بلاتی ہی کوئی قہرش کو دور سے ٹھینگا دکھاتی ہی کلم ہاتھ مین ہاتھ کوئی ڈالے ہوے ٭ پائنچے کوئی ہی سنبھالے ہوے ٭ کوئی مارے دوپٹے کی گاتی ٭ کوئی جوبن پہ اپنے اتراتی ٭ کوئی پہنے ہی محرم زرتار کسی کی کُرتی آستینون دار ٭ حوریتیان کوئی بنا ے ہی ٭ کوئی لاکھا غضب جمائے ہی ٭ کوئی ڈالے ہی نقرئی موباف ٭ کسی کی زلف شانون سے تا ناف ٭ کسی کے ہاتھ پاؤن مین وہ حنا ٭ پسکے دل پائمال جس سے ہوا ٭ صورت ایک ایک کی قیامت ہی چال ہر ایک کی پر آفت ہی ٭ سرو قد کوئی کوئی غنچہ دہن ٭ کوئی گلرو ہی کوئی رشک چمن ٭ کہر اگر کسی کے کاجل ہی ٭ چلبلی کوئی کوئی چنچل ہی ٭ سحر ایک ایک شوخ اور طرارہ ٭ سحر ہی ناز اور بلا رفتار ٭ الغرض وہان بھی لندھور بن سعدان محو جمال حوران ہو گئے قہرش نے ہاتھ تھام کے کہا لے آیئے تشریف لایئے ایک بہشت اور باقی ہی وہ دیکھ لیجیے

بخوبی سیر کر لیجیے کا بیکو کسی نے باغ دنیا مین بہشت دیکھا ہوگا ایسی ایسی حورون کا کب نظارہ کیا ہوگا یہ سنکے لندھور
بن سعدان ہمراہ قہرش سو کیا سے طوفانی کے چلے مگر عجب عالم محویت مین کہ لقا سے بے تقا کو کیونکر نہ کفر پرست
سجدہ کرین جب ایسے ایسے کارخانے کفر کے اُسنے تیار کیے ہین کہ جسمین عقل نہین کام کرتی بے وقوف و نادان کا کیون نہ پانو
جادۂ راست سے ڈگمگا جاے جبھی تو اس سامان فسون کار پر دعوی خدائی کرتا ہی اور لندھور لعنت ہو لقا سے بے لقا
پر اور اُسکے پرستارون پر وہ صناع روزگار رب اکبر اگر چاہے یہ طلسم کفر دم بھر مین فنا ہو جاے اور اپنے دست
قدرت سے ایسے ایسے طلسم ہزارہا آن واحد مین تیار کر دے کیا حقیقت اسکی ہی قہرش بھر لندھور کو ساتھ
لیے ہوے بہشت ہفتم مین آیا وہان کا تو عجب رنگ اور عجب طرز اور عجب تازہ بہار دیکھی دور ہی سے نکہت گلہاے
رنگارنگ آنے لگی ہواے عطر بیز قدم آگے کو بڑھانے لگی نظر جو دروازے پر پڑی دیکھا نہایت عالیشان بلند نشان
پھاٹک کے دونون پٹ جڑاؤ جواہر کے ہین کہ سونے چاندی کی پترون پر لعل و یاقوت نیلم پکھراج ہیرا مرجان ستون نگینے
گول گول ترشے جڑے ہین اور گرد نگینون کے مرصع کاری کی ہوئی ہی اسی طرح کے جو کھٹ پٹا و زنجیر وغیرہ سب
ایکڈل پھاٹک بنا ہی دیوارون پر بھی جو گرد دونون طرف اندر باہر بھی کام کیا ہوا ہی زینت بھی اسی صورت سے سارے بہشت
کی آراستہ ہی قصر بھی جواہر نگار ہی ساز و سامان اُسکا مرصع کار ہی صحن بہت وسیع نہر اور حوض مین آب شیرین شیر و
شربت و نبات کے لبریز چھلک رہا ہی حورین غلمان رضوان عجیب حسن و جمال بے مثال کے باغبان باغبانیان بیلچے کھرپیا
لیے ہوے آبکشی چمنون کی کر رہے ہین صورتین وہ اُنکی جو دیکھے محو جمال ہو کر دریاے حیرت مین غرق ہو مگر باہیبت حسن نمونہ
پاے باغبانیون کی عجب ہیئت زربفت کے لہنگے کار چوبی مصالح لگا ہوا تار شمار کے دوپٹے بنت کی آستینون دار کرتیان
جھنسی جھنسی پہنے ہین چوٹیون مین لچکا سنہری روپہلی لپٹا ہوا لہنگے پھڑکاتی ہوئی چمن کی کیاریون مین ادھر سے اُدھر پانی پہونچاتی پھرتی
ہین آپس مین خیلاین ہوتے جاتے ہین زیور جواہر نگار ہین سر سے پانو تک لدی ہوئی ہین چلتے ہین چھم چھم آواز آتی ہی تو اہل دل
ملک عدم کی بنیاد اُڑی جاتی ہی حورون کی یہ آرائش ہی دھوپ چھاؤن کی اطلس کے پائجامے جنکے پائنچون کا استغنا دکھا
کر گر چمن تازہ مین پھیلادین مثل ابر کے چمن بھر مین سایہ ہو جاے دھوپ کا نام نہ آوے کریب دگل دھانی چمپئی دوپٹے
کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تازگی آے اور وہ دوپٹے اسطرح اوڑھے ہوے سر سے دوش پر پشت دلکر ٹکی ہوئی ایک سرا اُسکا سینے
پر پڑا ہوا محرم کرتی آب رواں کی نہایت چست جسم سے لپٹی باوجودیکہ پوشاک و لباس پہنے ہوے ہین مگر ضیاے حسن
چھن چھن کے تجلی دیتی ہی رنگتین گوری گوری چاند سے چہرے منور آنکھین کوکب درخشان پیشانیان ستارون کے
مانند تابندہ گیسوے تابدار مشکبو بصورت سنبل دوش پر پڑے ہین دانت گوہر آبدار کی صورت صاف شفاف
چمک رہے ہین سینہ آفتاب سا اُسپر دو کنول بلورین روشن ہین استعارہ بوٹا سے قد ہین قامت زیبا مین چال
معتدل چنانچہ عشق عاشق شیدا کو جان گسل دلے کیتے ہین یہ ناز و ادا سے ہر اک کا دل خورشید انکے حسن کے ہی
سامنے خجل دیکھے جو چشم شوق سے روے نگار کو اُن کیلیے تمام ہے وہ دل بیقرار کو اس سج دھج کی اس حسن و
جمال کی لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان نے جو حورین دیکھین منھ مین پانی بھر آیا شوق وصال گلعذار ہوا
لاحول کہکے آگے بڑھے ہر چند حورین اشارے کرتی ہین مگر لندھور نے رُخ بھی نہین کیا گلہاے شگفتہ کی سیر کرنے
لگے دیکھا نہالان گلشن نایاب میوہاے شیرین سے لدے ہوے شاخین زمین بوس ہین باد صبا پیام شادابی دیتی
ہی نسیم کے چلنے سے ہر ٹہنی وجد مین آ کے جھونکے لیتی ہی پھول کھلکھلا کر ہنستے ہنستے گرے پڑتے ہین غنچے نسیم کے آنے جانے
سے تبسم کرتے ہین لالہ رویون کے گل مشتاق ہین سنبلستان تک پہونچنے مین مشتاق ہین بلبلین شاخون سے

اُتر اُتر کر فرش گل پر بیٹھتی ہین کبھی منقارون مین پھول لے کر اُڑ جاتی ہین لندھور یہ تماشا دیکھتے پھرتے ہین کہ ناگاہ طائرون کا
غول ایک چمن مین آکر بیٹھا دیکھا عجب قسم کے جانور ہین کہ کبھی ایسے طائر نگاہ سے نہ گذرے تھے منقارین لعل و یاقوت
کی پنجے نیلم و زمرد کے پر پکھراج کے جا بجا فیروزے جڑے ہین دُمین عقیق زرد کی ہین چوٹیان گوہر آبدار کی گردن سے
پوٹے تک پر ہیرے کے ہین جا بجا رنگ کندنی چمک رہا ہی جب پرواز کرتے ہین اور جس جگہ اُنکا سایہ پڑتا ہی وہ زمین
مرصع کار معلوم ہوتی ہی لندھور نے اُن طائرون کو بہت پسند کیا کہا حقیقت مین ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اب نہایت
عالم وجد ہوا جہان ٹھہرے محو تماشا ہو گئے قہرش نے کہا کہ بس اب سیر کر چکے یا نہین چلیے اور کہین کی سیر کیجیے لندھور
یہ سنکر روانہ ہوے قہرش سوکیاسے طوفانی ہمراہ زیر قیطول اول آیا اور کہا کہ آپ ایک ذرا اور توقف کیجیے کہ بہ
اذن خداوند لقا سے لے آؤن تو پھر آپ کو لیچلون لندھور بن سعدان وہان ٹھہر گئے قہرش لقا کے پاس آیا اور کیفیت
لندھور کے سیر کرانے کی بہشتون مین بیان کی لقا نے کہا اب قیطولات کی سیر کراتے ہوے ہمارے پاس لاؤ قہرش
یہ سنکے لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ تشریف لیچلیے لندھور قہرش کے ساتھ چلے راہ طی کر کے جب لندھور قیطول اول
پر آے دیکھا کہ مثل چاند کے ایک گردہ تجلی بخش روشن و منور ہی اور بہت سے عیار آراستہ و پیراستہ بیٹھے ہین لندھور
کو دیکھکے اشارے بازیان کین لندھور نے خیال بھی نہ کیا آگے بڑھے جب لندھور قیطول دوم پر پہونچے دیکھا کہ ایک
پہلوان زبردست ہی نام اُسکا مہر منقار کلنگ ہی اور وہ دبیر فلک ہی اُسکو عطارد بھی کہتے ہین ایک دوات زمرد
کی پانچسو من کی اور ایک لوح ایک سو بیس گز کی ہیرے کی اور قلم یاقوت کا بیس گز کا یہ سب اُسکے آگے رکھا ہی
جو کچھ حکم ہوتا ہی زمرد شاہ باختری کا وہ تحریر کرتا ہی جب لندھور وہان پہونچے عطارد بہ لطف پیش آیا اور لندھور
سے کہا آپ بھی کچھ لکھیے لندھور نے قلم یاقوتی اُٹھا کر اُس لوح پر لکھدیا کہ لقاے بے بقا زمرد شاہ باختری
پر ہزار ہزار لعنت ہی وہ منقار نابکار عطارد فلک نہایت غصہ ہوا اور نیلے پیلے دیدے نکال کر کہا ہی لندھور
یہ تو نے کیا لکھا لندھور نے جواب دیا جو مجکو آتا تھا وہ مین نے لکھدیا مہر منقار دبیر فلک نے وہ دوات اُٹھا کر لندھور
پر کھینچ ماری لندھور نے کلہ عمود کا ذ سر پر دوات روکی کلہ عمود سے ٹکر کھا کر دوات زمین پر گری گرتے ہی غائب ہو گئی
سبکو تعجب ہوا عطارد متحیر ہو گیا قہرش بھی یہ تماشا دیکھکے دنگ ہوے کہ دوات گرتے ہی زمین پر غائب ہو گئی کیا کوئی
افسون لندھور کو بھی یاد ہی یہان وہ دوات اُسی خدمتگار گلیم پوش نے اُٹھا کر داخل زنبیل کی جو لندھور کے
پاس سے غائب ہو گیا تھا وہ لندھور کے برابر ساتھ ہر جگہ مثل سایہ کے ہی اب کچھ کچھ لندھور بھی سمجھے جاتے ہین
جلسے چوٹیان حوران بہشت لقا کی کٹ گئین ہین کچھ سر ہوے ہین مگر بخوبی نہین قہرش نے لندھور سے کہا مین
اُس وقت سے بہت متعجب ہون جیسے حوران بہشت خداوند لقا کی چوٹیان کٹین ہین کہ کیا سانحہ درپیش ہوا
اور اب یہ دوسرا تماشا اور دیکھا کہ دوات تمھاری کلہ عمود مین ٹکر کھا کر میرے سامنے یہان گری
اور فوراً غائب ہو گئی کیا کچھ آپ کو بھی افسون نگمہ ہی مین دخل ہی اور کچھ پڑھکر آپ نے کیا پھونکدیا تھا لندھور نے کہا
اے قہرش مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مین نہین جانتا کہ دوات کیا ہو گئی تمنے دیکھا کہ مین نے تو دوات کو چھوا بھی
نہین اور نہ مجھکو اُن حورون کی چوٹیان کٹنے کا بھید ثبوت ہوا مجکو خود حیرت ہوئی تھی کہ خود بخود چوٹیان حورون
کی کٹ گئین جب مین نے کہا کہ سر پر اپنے ہاتھ رکھ کے چوٹیان اپنی اپنے ہاتھ سے تھام لو آواز آئی تھی کہ تمنے برا
کیا میرا نقصان ہوا مین خود ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھا کہ یہ آواز کسکی ہی مین سمجھا کہ کچھ لقا کی یہ بھی کارستانی ہی اب
دوات گم ہوئی مجکو اسکا بھی حال نہین معلوم مین جانتا ہون کہ لقاے بے بقا نے تقدیر کر کے اپنے دست قدرت

سے دوات اُٹھالی جسکے پاس ہوگی حمر منقار دبیر فلک غضبناک ہوا اور لوح وقلم اُٹھا کے چاہا لندھور کو مارے لندھور
نے ایک طمانچہ بڑھکر مارا احمر منقار زمین پر گرا ہاتھ سے لوح وقلم چھوٹ گیا وہ بھی فوراً غائب ہوگیا دبیر فلک طمانچہ
کھا کر پھڑکنے لگا طائر روح ناری کا پھڑکتے پھڑکتے آشیانہ جہنم میں پہونچا ساتھ والے اُسکے ملازم لقا بے بقا
بڑے بڑے زبردست پہلوان وہاں مسلح وکمل موجود تھے انھوں نے ارادہ لندھور سے لڑنے کا کیا قہرش
سوکیاے طوفانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں قیطول پر دنگا فساد ہوا چاہتا ہی اگر یہاں لڑائی ہوئی تو بڑی خونریزی
ہوگی اور توقیر آسمان دوم اور زہرہ شاہ باختری کی خداوندی میں دھبا لگ جائیگا قہرش نے سب کو منع کیا اور کہا کہ خبردار
لندھور سے قصد جنگ وجدال نہ کرنا کہ یہ مہمان خداوند لقا ہی تم پر عتاب وقہر خداوندی نازل ہوگا یہ سنکے وہ سب
رُک گئے اور لندھور سے نہ بولے قہرش لندھور کو ساتھ لے کے قیطول سوم پر لایا اور وہاں لندھور نے دیکھا
کہ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہی مگر سراپا جسم و دست و پا مرصع کا ہی لندھور نے پوچھا اسکا کیا نام ہی قہرش
نے کہا اسکو خنگ مرصعی ناہید فلک کہتے ہیں اتنی دیر میں لندھور نے پوچھا اور قہرش نے جواب دیا ناہید فلک
غائب ہوگیا قہرش نے کہا ابھی ابھی تو خنگ مرصعی ناہید فلک قیطول پر بیٹھا تھا ابھی غائب ہوگیا کون اسکو
اُٹھا لیگیا لندھور نے کہا میں نہیں جانتا کہ اُسکو کون لیگیا کچھ وہ جوان ذرا سی خاک کی پڑیا تھوڑی ہی جو مٹھی میں
کسی نے دبا لی اتنے بڑے جوان پہلوان کو اُٹھا کر کون فوراً لیکے غائب کر لیگا سوائے لقا کے یہ اُستادیاں مکر کی
کون جانتا ہی اُسنے تقدیر کرکے اپنے پاس بلا لیا ہوگا یہ کہکر لندھور آگے بڑھے جب قہرش سوکیاے طوفانی
لندھور کو قیطول چہارم پر لائے لندھور نے دیکھا کہ سونے کا آفتاب وزن میں چار سو من کا بنا کر قائم کیا ہی
لندھور بڑی دیر تک اُس سورج کو دیکھا کیے قہرش سے پھر کر آفتاب کی بڑی تعریف کی کہا کہ ای قہرش یہ سورج
جسنے بنایا بہت خوب بنایا قہرش نے کہا کہ سوائے خداوند لقا کے کون بنا سکتا ہی لندھور نے کہا کہ واہ واہ دل
کیا خوب سونے کو جلا دی ہی تمھارے خداوند معلوم ہوتا ہی کہ سنارے کے کاریگر ہیں قہرش مسکرا کر چپ رہا
اب جو پھر کر دیکھا تو آفتاب بھی غروب ہوگیا قہرش نے گھبرا کر کہا کہ سورج کو کون لیگیا اور کیونکر غائب ہوگیا لندھور
نے کہا جہاں تم ہو وہاں میں ہوں مجھے کیا معلوم آفتاب کہاں گیا میں جانتا ہوں شاید میرے دکھانے کو خداوند
نے تمھارے تقدیر کی ہوگی آفتاب غروب ہوکر گہن میں آگیا ناظرین پر واضح ہو کہ آفتاب اُسی خدمتگار گلیم پوش غائب
نے نذر زنبیل کر لیا لندھور سمجھ گئے کہ بیشک وہی عیار طرار میرے ہمراہ آیا ہی غرضکہ قہرش لندھور کو وہاں سے
لیکر ساتھ ساتھ قیطول پنجم پر آئے دیکھا کہ زہرابہ مریخ صولت بہرام فلک ہی اور ایک ہاتھ اُسکا سونے کا ہی لندھور
بغور دیکھا کیے دیکھتے دیکھتے زہرابہ مریخ صولت بہرام فلک کا ہاتھ فوراً خودبخود کٹ گیا لندھور کو تعجب ہوا قہرش
متحیر ہوکر کہنے لگا کہ ابھی تو اسکا ہاتھ سالم تھا آپ کے آتے ہی یہ بیدست ہوگیا کسنے اسکا ہاتھ کاٹ لیا لندھور نے
کہا میں کیا جانوں کہ اسکا ہاتھ کسنے کاٹ لیا اور یہاں اُسی خدمتگار گلیم پوش جو غائب ہوگیا تھا اُسنے کاٹ کے
داخل زنبیل کیا قہرش لندھور کو پھر قیطول ششم پر لایا لندھور نے دیکھا کہ مشتری قاضی فلک ششم ہی کہ نام اُسکا
کہاے اختر شمار ہی اور گوہر آبدار بصد جلوہ گری آویزاں ہیں ہی دور سے ستارہاے تابندہ معلوم ہوتے ہیں
لندھور وہاں سے آگے بڑھے قہرش سوکیاے طوفانی قیطول ہفتم پر لندھور بن سعدان کو ہمراہ اپنے لایا تھا
زحل کو دیکھا کہ اُسکے ایک ہاتھ میں چھ ہاتھ نقرہ وطلا کے لگے ہیں جیسے درخت کی شاخ میں شاخیں ہوتی ہیں لندھور
کھڑے ہوکر اُسکو بھی بحیرت تمام مشاہدہ کرنے لگے قہرش سے کہا کہ تمھارے خداوند لقا نے ستارہ زحل کیا خوب

بنایا ہی کیا کنا بڑے کاریگر ہین قہرش نے کہا سب خداوند لقا کے دم کا ظہور ہی آتنی دیر کے ہمکلام ہوئے ہین رحل کے
جھون ہاتھ قلم ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کسنی کاٹ لیے اور کیا ہوئے قہرش کو بہت تعجب ہوا کہا کہ ای لندھور اسکے
بھی ہاتھ کٹے اور نہ معلوم ہوئے لندھور نے کہا مجھے خود تعجب ہی مگر ای قہرش یہ سب کار پردازی میرے دکھانے کے لیے
لقائے بے بقا مکر و شعبدے سے کرتا ہی اُسنے ان دونون کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی ہوئی جب ہاتھ ان دونون کے قلم
ہو گئے اب لندھور آگے جو بڑھے دیکھا کہ بلا تشبیہ عرش اعلے کا سا بنا ہی وہان ایک پردہ کارچوبی مرصع کار پڑا ہی
کہ اُسکو حجاب قدرت زمرد شاہ باختری کہتے ہین اور اُسپر یہ لکھا ہی کہ یہ قدمگاہ زمرد شاہ باختری خداوند لقا ہی اور ایک
زنجیر طلائی بہت گندہ وہان لٹکی ہی قہرش سو کیا سے طوفانی نے پردہ حجاب خداوند لقا اُٹھایا لندھور اندر داخل
ہوئے قہرش وہین تھم گیا وہ دربار مین نہ گیا لندھور نے دربار لقا مین آتے ہی کہا سلام علیکم یعنی جو خدا پرست ہو
اُسپر میرا سلام پہونچے بختیارک نے جواب دیا علیکم السلام سب اہل ایمان دربار دیکھنے لگے لقا نے بختیارک کی
طرف بغیظ و غضب دیکھا گہرا سے اختر شناس بیٹھا تھا چونکہ یہ خدا پرست ہی اُسنے لقا سے کہا کہ بختیارک شیطان
درگاہ ہی اسکی بات کچھ قریب قیاس نہین ہی لندھور نے دیکھا کہ سب سردار اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین کہین جگہ
میرے بیٹھنے کی نہین ہی پیچھے پلٹکر دیکھا کہ قہرش سو کیا سے طوفانی نہین ہی پھر لقا نے قہرش کو بھی بلوایا وہ آکر
اپنے دنگل زرین پر متمکن ہوا اُسوقت شہزادۂ ہندوستان دارائے ہند لندھور بن سعدان نے بصد جوش و
خروش کہا ای زمرد شاہ باختری ایک ذرا ادھر ملاحظہ کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان کا مین نامۂ ہدایت شمامہ لے کر آیا ہون چار قدم اُٹھکر نامے کی تعظیم کر اور ساڑھے تین قدم میری تعظیم کر اور پچاس
کشتیان زر و جواہر کی اس نامۂ فیض شمامہ پر منگوا کر تصدق کر اور پچاس کشتیان میری نذر کر جب اس نامے کو پڑھکر جواب
لکھ لقائے بے بقا کلام لندھور بن سعدان سنکر منغص ہوا کہ گہرائے اختر شناس اور قہرش سو کیا سے طوفانی
نے دست بستہ عرض کی کہ ای خداوند بندے اسی طرح ناز کرتے ہین اور خداوند کا ناز برداری شیوہ ہی اگر بندون
کے کلام کا جواب بعتاب خداوند دین تو رحمت مین فرق آتا ہی آپ کو بخشش و کرم کرنا چاہیے بندون کا جبر ہر طرح
اُٹھانا ضرور ہی استقبال و تعظیم تو موقوف رکھیے مگر ہان کشتیان زر و جواہر کی منگوائیے لیکن بختیارک بولے جاتا ہی مثل
زاغ صحرائی کے کائین کائین کیے جاتا ہی اُسکو منظور یہ تھا کہ جنگ و جدل ہو اور لندھور کو لقائے بے بقا قتل کا
حکم دے کہ خونریزی خوب ہو مگر جب گہرائے اختر شناس اور قہرش سو کیا سے طوفانی نے لقا کو سمجھایا رحمت کا
نام سنتے ہی وہ خر بے دم مثل گدھے کے پھول گیا اور کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر آگے لندھور بن سعدان ایلچی صاحبقران
زمان کے رکھوا دین گہرائے اختر شناس اور قہرش سو کیا سے طوفانی نے لندھور کو اشارہ کیا کہ استقبال موقوف
رکھو اور نذر قبول کرو لندھور بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہا اور خدمتگاران زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا کو حکم
دو کہ یہ کشتیان تم سب ملکے لوٹ لو یہ تمھین لوگون کا حق ہی مین لے کے کیا کرونگا اب ناظرین والا تمکین پر یہ فقرہ ذکر
ہدین حسن اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو کہ یہ حقیر و فقیر سراپا تقصیر احقر کونین شیخ تصدق حسین
مترجم اس داستان مین اکثر مقامات پر جس خدمتگار عائب کا کنایۃً و اشارۃً ذکر کرتا چلا آتا ہی وہ سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری عیاران عیار نمودار و نامدار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہین کہ گلیم اوڑھکر پہلے ہی روپوش ہو گئے تھے مگر مثل سایہ
کے ہر وقت ہر جگہ دارائے ہند لندھور بن سعدان کے ساتھ ہی ساتھ رہے چنانچہ اس دربار لقائے بے بقا
مین بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ موجود تھے جسوقت لندھور نے خدمتگاران لقا کو کشتیان لوٹنے کا حکم دیا خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نے اُسی روپوشی مین سب کشتیان اُٹھاکر نذر زنبیل کین بلکہ اُس جگہ کی خاک تک نہ چھوڑی اب جو
خدمتگار چہار طرف سے کشتیون پر گرے وہان کی خاک تک نہ باقی رہی اُن خدمتگارون کے گرتے ہی خواجہ نے
اُسی روپوشی مین جال الیاسی مار کر سب خدمتگارون کی پگڑیان کھینچ لین اور نذر زنبیل کین خدمتگارون نے دیکھا
کہ ہم مین سے کسی کے سر پر پگڑی ایک بھی نہین ہے سر اُٹھاکر کہا واہ واہ واہ خداوند نے کیا خوب تقدیر کی کہ کشتیان لوٹنا
کیسا یہان تو پگڑیان تک غائب ہوگئین لندھور کے آتے ہی دربار خداوند لقا مین اندھیر ہوگیا یہ مثل اصل ہوگئی
مثل چراغ گل پگڑی غائب صاحبو دن دہاڑے اندھیر یہ سنا تھا بختیارک نے یہ دھوم دیکھکر سلام کیا اور
صلواۃ کے دو فقرے پڑھے اور ہنسکر کہا واہ اُستاد جی واہ مانتا ہون یہان بھی آپ کے جال ہمتیال کا ظہور ہوگیا
کیون ہو شعر باوجودیکہ بال و پر نہ تھے آدم کے ✽ وہان پہونچے فرشتے بھی جہان جا نہ سکے ✽ زمردشاہ باختری نے
بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اے شیطان درگاہ کیا ہے یہ تو کیا بکتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے
خداوند آپ کو میرے افعال سے کیا مطلب ہے مین نہین معلوم کیا منھ سے بک رہا ہون اور کیا مجکو دکھائی دیتا ہے
الغرض لندھور آگے بڑھا دیکھا کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہے اب سوچتے ہین اور دل مین لندھور کہہ رہے
ہین کہ دربار لقا مین دہنی طرف جا کے صدر پر ضرور بیٹھنا چاہیے نہین تو بڑی سُبکی کی بات ہے یہ سوچ کے لندھور
دہنی طرف لقاے بے بقا کے قریب آیا کہ قہرش کے دنگل کے پاس ایک بڑا نامی و گرامی کہ نام اُسکا شمعون
شیر چشم تھا اپنے دنگل زرین پر متمکن تھا اُسکے پاس آکر لندھور نے کہا کہ اے شمعون شیر چشم تو ذرا اس مقام سے
ہٹ جا تو مین تیرے خداوند کو یہ نامہ بہ ہدایت شمامہ فرستادہ حمزۂ صاحبقران زمان پیش کر کے پڑھوا دون
اُس پہلوان زبردست شمعون شیر چشم نے کہا کہ واہ مین تو اپنا دنگل تمکو نہ دونگا تم تو بڑے زبردست
آے کہ دربار سے اُٹھاے دیتے ہو بھلا تمھارے اُٹھانے سے تو مین کیا اُٹھونگا تمھاری کیا حقیقت ہے یہ سُنکے لندھور
بن سعدان کو نہایت غصہ آیا ایک طمانچہ اس زور سے شمعون شیر چشم کو مارا کہ گردن اُس پہلوان کی
پشت کی جانب پھر گئی طنطنہ مین آکر وہ نابکار اُٹھا کہ لندھور کے لپٹ جاؤن لندھور بن سعدان نے
ایک لات اس زور سے ماری کہ شمعون شیر چشم زمین پر گر کر بیگن کی طرح ڈھلکتا ہوا پائین فرش آیا اور ہچکیان
لینے لگا آخر کار وہ دھنیان جھری کا لیا لک اُسی جگہ زمین کند ہوکر سویا یعنی راہی جہنم ہوا اور سرداران لقاے
بے بقا لگر اُٹھا چاہتے تھے قہرش سوکیاے طوفانی نے اشارے سے منع کیا کہ خلاف حکم زمردشاہ باختری ہوگا
عتاب و قہر خداوندی نازل ہوگا لندھور مہمان اور ایلچی حمزۂ صاحبقران ہے مصرع ایلچی کو کبھی زوال نہین ✽ خطا شمعون
شیر چشم کی تھی دم بھر کے واسطے لندھور کو کیون نہ جگہ بیٹھنے کی دی غرضکہ جیسے ہی شمعون فی النار ہوا لندھور
بن سعدان لپک کر دنگل زرین پر دہنی طرف لقاے بے بقا کے بیٹھ گئے اب جو زمردشاہ باختری لقاے
بے بقا کو لندھور بن سعدان نے دیکھا عجیب ہیبت سے تخت جواہر نگار پر متمکن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نادیہ بیل کو
بناؤ سنگار کر کے تخت پر بٹھا دیا ہے یا تماشا کسی قسم کا بنایا ہے فقط اتنی کسر باقی ہے کہ ایک لٹھ کا پردے کے باہر آکے
پکارے کہ بھیا ٹکٹ صورت عجب قطع کی رنگت ایسی جیسے جھلا ہوا اپلا کا شلغم آنکھ جیسے پیوندی بیر بچپنہ سرخ ہوکر
پکٹے پڑجائین گال ایسے جیسے کہ کریلا امرود بڑے بڑے ہونٹھ دونون فلفل دراز کے مانند ناک مثل شکرقند
فیض آبادی کے ماتھا جیسا پالک کے ساگ کا جوڑا اپنا کان بڑے بڑے بڑی کرک کی صورت دانت ایسے کہ جیسے
لسن کے برابر رکھے ہین سر گون کدو ہاتھ لوکی سے بال سگے ہری ہپ زریش جھٹے کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہے سر پالک

مین گوہر شاہوار بڑے بڑے برابر سے پروئے ہوئے اور ہر سلک گہر کے نیچے زمرد و یاقوت لگے ہوئے تاج جواہر نگار سر پر
ایسا جسمین لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم و ہیرا و گوہر و مرجان جڑا بڑا بیش قیمت برابر سے جڑا ہوا گوہر شاہوار کا مالا گلے
مین ہاتھون مین لعل و یاقوت کی سیلیان لباس مرصع کار پہنے آنکھون پر مثل چلمن کے موتی کی لڑیان پڑی ہوئی منہ چھپائے
تخت نخوت پر بیٹھا ہی دارا ے ہند لندھور بن سعدان نے دو بغلے مین ہاتھ ڈالا کہ نامہ ہدایت شمامہ امیر با توقیر کا نکالون
اور لقا ے بے بقا کو دون دیکھا دو بغلے مین نامہ نہین جی سن سے ہوگیا ہاتھ پانون کے طوطے اڑ گئے طائر روح
پرواز کرنے کو موجود ہوا دل مین کہا کہ افسوس ای لندھور اتنی محنت کر کے اور جان پر کھیل کے تو آیا اور نامے کو کہین
راہ مین گرا دیا ایک تو یہ کہ امیر با توقیر کیا لعنت کرینگے دوسرے اس کافر ازلی و ابدی کے آگے جھوٹھا ہونگا یہ لقا
کہینگے کہ لندھور فریب کر کے یہان تک آیا تھا نامہ نہین لایا تھا فقط دھوکا دیا تھا یہ سوچ کر رنگ رو متغیر ہوگیا کہ ناگاہ پشت
سے آواز آئی کہ بسم اللہ ای لندھور نامہ لو اب جو دیکھا داہنی طرف زیر بغل ایک ہاتھ پیدا ہوا آستین دبی نامہ ہدایت شمامہ
رکھا ہوا ہی لندھور اُس ہاتھ کی شناخت کر کے بہت خوش ہوے اور نامہ اُٹھا لیا اور کہا کہ بھائی تو نے وہ احسان
آج کیا ہی کہ عمر بھر نہ بھولونگا ہمیشہ ممنون رہونگا پھر لقا ے بے بقا کے آگے لندھور نے جا کر کہا کہ یہ نامہ زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہی اسکو سب اول سے آخر تک پڑھ لیجیے اور جواب اس نامے کا تحریر کیجیے یہ
سنکر زمرد شاہ باختری لقا ے بے بقا نے وہ نامہ لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے لیا اور سب تمام و کمال پڑھا اور
منہ غصے سے مانند چقندر کے سرخ ہوگیا اور سر کدو سا ہلا کر کھچڑی سی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ حمزہ بڑے دعوی بہادری
اور شہزوری پر ہین ہیں اُنکی کیا حقیقت سمجھتا ہون لندھور تیرا فقط خیال و پاس مہمان اور ایلچی گری کا ہی نہین تجکو
قتل کرتا اور خاک تیری جہنم مین جلا دیتا یہ کہکے نامے کے پھاڑنے کا قصد کیا کہ لندھور نے لپک کر ہاتھ سے لقا ے
بے بقا کے نامہ چھین لیا اور چاہا تلوار کھینچ کر لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھون پہلے ہی اس نابکار کافر بدبخت کا کام تمام
کرون پھر جیسا ہوگا دیکھونگا شعر اپنے پھندے مین یہ صید آج اگر آئیگا ؛ نام رہ جائیگا اور وقت نکل جائیگا ؛ بختیارک
نے جو لندھور بن سعدان کے تیور بگڑے دیکھے ڈر کے مارے چپکے سے پردہ بارگاہ کے باہر چلا آیا مگر قہرش
سو کیا ے طوفانی اور گہرا ے اختر شناس نے لندھور کو روکا اور منع کیا کہ آپ ایلچی ہین آپ کو یہ زیادتی مناسب
نہین ہی جواب طلب کیجیے اور تشریف لیجائیے لندھور نے کہا کہ نامہ پھاڑنے سے تجکو کیا غرض اور بیہودہ بکنے سے تجکو کیا
کام جو تیرے مزاج مین آئے جواب اس نامے کی پشت پر لکھدے اب اگر ہمارے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران علیہ السلام
کی شان مین کوئی کلمہ بے ادبانہ کہا تو ابھی زبان تیغ آبدار سے جواب دونگا کہ یہ سب تاج و تخت خاک مین ملجائیگا قہرش
نے لقا سے کہا کہ لندھور ایلچی صاحبقران ہی آپ کو اس سے کیا مطلب ہی خداوندی کے خلاف ہوتا ہی اور
رحمت مین فرق آتا ہی فقط آپ جواب تقدیر کر کے لکھدیجیے جو کچھ منظور خداوند ہو زمرد شاہ باختری نے کہا کہ میر منشی
سے کہدو کہ لکھدے اس نامے پر کہ خداوند لقا کو جنگ و جدل منظور ہی اگر حوصلہ ہو مقابلہ کر کے لڑ لو لندھور نے
کہا کہ میر منشی کی کیا طاقت ہی کہ اس نامہ پر لکھ سکے تو آپ خود ہاتھ سے لکھ جو لکھنا ہو قہرش نے کہا کہ خداوند آپ رحمت
کو کیون دریا ے قہر مین اپنے ڈبوتے ہین ناہیت سے تو اس نامہ کے آپ آگاہ ہو چکے دو کلمے خود ہی لکھدیجیے رحمت
کا نام سنکر وہ دبلی مثل سگ الست کے پھول کر کپا ہوگیا تخت پر تن بیٹھا اور قلم لے کر لکھدیا اُس نامے کی پشت
پر کہ مجکو جنگ منظور ہی یہ لکھکر نامہ لندھور کو دیا دارا ے ہند لندھور بن سعدان نامہ امیر با توقیر کا لے کر اُٹھ
کھڑا ہوا اور سلام علیکم کہکے بنتا ہوا باہر پردہ بارگاہ کے آیا لندھور کے ساتھ قہرش سو کیا ے طوفانی بھی اُٹھ کے

بارگاہ لقا سے چلا آیا دل مین سوچا کہ قیطولات پر فوج لقا اور سرداران فوج لقا بگڑے ہوئے جا بجا کھڑے ہونگے ایسا ہو کہ لندھور سے کہین فساد ہو جسطرح سے مین اپنے ساتھ لندھور کو لایا ہون اُسی طرح ساتھ لے جا کر لشکر تک لندھور کو پہونچا کر مع لشکر لندھور کو رخصت کر کے روانہ کر دون یہ سوچ کر لندھور کا ہاتھ پکڑ لیا اور باتین کرتا ہوا قیطولات سے بخیر و عافیت اُتار کر لایا اور لشکر مین لندھور کو پہونچا دیا جب لندھور اپنے خیمہ مین آئے اور قہرش کو بھی ہمراہ لائے قہرش نے کہا اے لندھور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے آپکے مقابلہ ہو اگر آپ مجکو زیر کر دیجیے تو مین دین اسلام قبول کرون اور اگر مین آپ کو زیر کرون تو آپ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے لندھور نے کہا کہ بسم اللہ ابھی قہرش نے کہا کہ آج موقع نہین ہے میری حمیت نہین قبول کرتی کہ آپ نامہ صاحبقران کا لے کر آئے ہین اور جواب لے کر چلے ہین اور مین آپ سے مجادلہ کرون پھر کبھی دیکھا جائیگا لندھور نے کہا تمکو اختیار ہے جب تمہارا جی چاہے مقابلہ کر لینا یہ سنکر قہرش سوکیا سے طوفانی رخصت ہوا اور لندھور نے مع لشکر فیروزی اثر کوچ طرف امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے کیا ادھر جاسوسان ہوشیار اور خبرداران تیز رفتار نے آگے بڑھکر حمزۂ صاحبقران زمان کو خبر فرحت اثر دی کہ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان خرم و شادان مع لشکر ظفر نشان آتا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مع سرداران و پہلوانان بہت دور تک پیشوائی کو دارائے ہند لندھور بن سعدان کی تشریف لائے اور لندھور کو بڑے جاہ و حشم سے ہمراہ اپنے مع سرداران نامور و لشکر ظفر اثر کے دربند فیض بخش پر تشریف لیگئے اور بڑی خوشی کی لندھور نے جواب نامہ بحضور امیر کشور گیر پیش کیا اور تمام و کمال کیفیت ملکہ سبا ئل اور قہرش کا اپنے ساتھ لیجانا اور ساتون بہشت کا احوال سیر کرنے کا اور ساتون قیطولات کی روئداد اور حجابون کا حال اور بارگاہ لقائے بے لقا کا معرکہ اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کا روپوش ہو کے ساتھ جانا اور ہر جگہ کی عیاری خواجہ عمرو کی اور نامہ خواجہ عمرو کا دینا سن و عن سب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے لندھور بن سعدان نے ہنس ہنسکر بہ شگفتگی خاطر بیان کیا امیر باتوقیر سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے لندھور تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہاری بہادری و دلیری وجہ المسرد ہی مین کوئی شک نہین پھر کئی روز تک اسی دربند فیض بخش پر جلسۂ جشن و شادی لندھور کے آنے کا رہا اور وہین خیمے اور بارگاہین ہر پا رہین کہ وہان سے پل مشکبار قریب تھا صحرائے رحمت سے ملا ہوا

دو کلمے داستان عشرت بیان شادی جبرئیل قدرت کی ساتھ ملکہ حباب بانو دختر بادشاہ سلیث زرین کے

پلا ساقیا جام عشرت فزا　کہ درد والم ہین ہر دل مبتلا　بنے میکدہ حجلہ ہائے عروس　دلھن بیاہ لاتا ہے آج اک جرید
یہ میخانہ بزم عروسی سے بنے　مگر رندون مین خوب گاڑھی چھنے　تماشا ہو جسوقت آئے برات　عیان دشت مین ہو شب برات
حسینون کی خاطر تھی اگلی دلھن　ملے ہر حسینون کو یہ گلبدن　دکھا ساقیا حسن بنت العنب　بٹھایا ہے کس حجلہ مین اسکو اب
اسی کی سجے تاک ہر اک سحر　کہ جسکے ہین مشتاق شمس و قمر　خمسہ

خوش نمی آید بیاد تو گل خندان مرا　میچکد لخت جگر از دیدۂ گریان مرا　گرمی سوز درونم سوختی پنہان مرا
سوج اشکے گر نہ باشد در شب ہجران مرا　کیست تا آبے زند بر آتش سوزان مرا
گر بکویش می روم پوشیدہ از چشم رقیب　حملہ می سازد بجان ناتوان من عجیب　وای بر ناکامی تقدیر و حسرت بر نصیب

اگر بہ شاخ گل نشیمن رخنہ گردد عندلیب ۔۔۔ بے قفس ہرگز میسار بد ازین بستان مرا

بر سر ہر کس فتد چون سایۂ زلف دوتا ۔۔۔ بہ بلا ئیش سر بصحرا میکشد جان در بلا ۔۔۔ عقدۂ کارم نشد از ناخن تدبیر وا

بر امید زلف چوگان تو گردون سالہا ۔۔۔ ہمچو گوے پا و سر افگندہ در میدان مرا

آہ شامم نالۂ شب گریۂ وقت سحر ۔۔۔ ناتوانم کرد چون مور ضعیف و بے جگر ۔۔۔ شد وجودم صورت موہوم در چشم بشر

بسکہ گشتم در غم ہجرش نسو باریک تر ۔۔۔ می تواند داشت چشمش در صف مژگان مرا

بیت نگارندہاے عبارات نور بہ رقم گرد این داستان سرور بہ شاطان عروس مضامین حسن و جمال و حجلہ نشینان ذی عبارت تازہ خیال نوشاہ قلم شادی رقم کو صفحۂ قرطاس نگارین پر یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شہزادۂ ہندوستان دارا اے ہند لندھور بن سعدان جواب نامۂ ہدایت شمامہ زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا سے لیکر بصد کر و فر خدمت فیض درجت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہو چکے زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا نے پھر از سر نو آراستگی قیطولات وغیرہ کی کرائی قندیل ہاے منور و ستارہاے تابندہ گوہر شاہوار وغیرہ اور شیشہ آلات سے مزین کیے اور آرائش حجاب قدرت لقاے بے بقا بطور عمدہ ہوئی اور ساتون بہشت کو بھی آراستہ و پیراستہ کیا اور دربارداری اور جشن کفر پرستی مین سب سردار مصروف ہوے کہ ایک روز یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بصد التجا بروۂ حجاب قدرت مین آیا اور بہ گریہ و زاری عرض کیا کہ ای خداوند یہ بندۂ ناچیز تیرا کب تک بے جورو کے رہیگا ملکہ گوہر ملک کو تو بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران زمان پسند کر لیگئے اب بغیر جورو کے مجھسے رہا نہین جاتا یہ سنتے ہی ایک آواز قہقہہ کی آئی اور حکم ہوا ای یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نور چکیدۂ خداوند آؤ اسوقت تمھاری آہ و زاری اور نالۂ و بیقراری نے دین اور دنیا کو متزلزل کر دیا دریاے رحمت خداوند جوش مین آیا ہم تمھاری شادی ابھی کیے دیتے ہین تم کیون گھبراتے ہو اور مضطربانہ آہ و زاری کرتے ہو ملکہ حیات بانو دختر بادشاہ سلیث زرین کمر کو ہمنے اپنی آغوش خداوندی کے واسطے رکھا تھا کہ نور قدرت اعلا اسکے پیٹ مین اُتارینگے مگر اسوقت تیری اضطرابی اور آہ و زاری سے دل قدرت بیچین ہو گیا ملکہ حیات بانو کو ہمنے تجھے دیا یہ سنکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بہت شاد ہوا اور آداب و تسلیمات بجالا کر سجدے کو درگاہ خداوند لقا مین جُھک گیا لقاے بے بقا نے اُسی وقت تصویر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی مصوران رشک بہزاد دوانی سے کھنچوا کر ہمراہ نامۂ مسرت شمامہ بطور رقعہ شادی کتخدائی کے مشاطہ صرصر تیز رفتار عیار طرحدار کے ہاتھ بادشاہ سلیث زرین کمر کے پاس بھیجی سلیث زرین کمر نے اُس نامۂ مسرت شمامہ کی پانچ قدم تعظیم کی اور ہاتھ پر لے کر چوما شعر اُس نامہ کو چشم و سر پہ رکھا ؛ دل پہ کبھی کہ جگر پہ رکھا ؛ آنکھون سے لگا کر وہ نامہ کھولا تصویر یاقوت شاہ کو دیکھا اور کھڑے ہو کر وہ نامہ بہ آداب تمام پڑھا پھر اس نامہ بر صرصر تیز رفتار کو ایک خلعت جواہر نگار دیا اور اُس سے کہا کہ ای نامہ بر پہلے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے سجدہ بارگاہ خداوندی مین کرنا اور پھر کہنا کہ اس بندۂ بارگاہ خداوندی کو بسر و چشم قبول و منظور ہی حضور تاریخ معینہ برات وغیرہ لکھ بھیجین یہ غلام اُس کنیز ناچیز کو عروس بناے اور حضور برات شاہانہ بھیج کر دلھن کو بیاہ لیجائین مجکو کچھ عذر نہین مشاطہ عروس گلعذار صرصر تیز رفتار عیار طرحدار جواب نامۂ مسرت شمامہ لے کر آیا خداوند لقا سے عرض کیا لقاے بے بقا نے اُسی وقت تاریخ برات مقرر کر کے لکھ بھیجی اور بیان سامان شادی کتخدائی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کرنا شروع کیا قیطولات پر تمام شیشہ آلات جھاڑ مردنگیان وغیرہ لگائین شہر سائل آئینہ بند کر کے آراستہ و پیراستہ کر دیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ

اس مقام پر یہ مضمون رہ گیا تھا کہ جسوقت تاریخ برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت مقرر ہو چکی ایک نامہ بدین مضمون خدمت فیض درجت امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مین زمرد شاہ باختری لقاے بے لقانے تحریر کیا کہ امی فخر شجاعت و ہمت داعی زینت لشکر صورت و شوکت شاہنشہ شاہان جہان تاج بخش سلاطین دوران امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان آپ کو بعد سلام کے تحریر کیا جاتا ہی کہ ابھی ہفتہ عشرہ جنگ موقوف رہے کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی کرنا منظور ہی آپ سے مہلت طلب کرتا ہون اور آپ اپنے لشکر مین بھی حکم دیجیے کہ کوئی سوار و پیدل لشکر اسلام یا سردار نامدار آپ کا ہمارے اہل لشکر وغیرہ سے نہ بولے اور کسی طرح کا فساد نہ کرے فقط زیادہ والسلام * نامہ امیر باتوقیر نے پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارے تمام لشکر مین حکم دیدو کہ آٹھ دس روز تک کسی ساکن ملک سبائل یا اہل لشکر لقاے بے لقا سے کوئی نہ بولے اور فساد نہ کرے بلکہ میری راے یہ ہی کہ ہماری طرف کا کوئی اُدھر کو نہ جاے جب تک اُسکے یہان سامان شادی کا پھیلا ہی کیونکہ کسی طرح کی زیادتی ہماری طرف سے عائد ہو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لقاے بے لقا کہلا بھیجا کہ تمھارا عذر ہمنے منظور کیا تم شادی کرو کوئی تمسے نہ بولیگا یہ سنکے لقاے بے لقا نے سامان شادی کا تخذا اُن مہیا کیا تمام شہر سبائل کو آئینہ بند کرکے شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا در شہر سبائل سے تا کوہ دو شاخ و کوہ البرز و یل مشکبار حتی کہ دلہن کے مکان تک دو رستہ ٹھاٹھر واسطے چراغان کے استادہ کیے گئے اور تمام جنگل اور جھاڑیان کٹوا کر سڑکین بہت عمدہ پختہ تیار ہوئین اور یہان سے وہان تک ٹھنڈھی سڑکین ہوائی گئین سقون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ سڑک موتی محل کا لطف معلوم ہوا دلہا کے مکان سے تا درخانۂ عروس سڑک پر فرش مخملی بچھوایا عود و عنبر دسارہا کے کھلنے جابجا روشن کیے گئے ہر قسم کی دکانین دونون طرف سڑکون پر جم گئین

تلیج و تنگ جتن تانہ ہونے لگا تھم
کہ حسن اُنکا سب پر ہمو دار ہی
کوئی ساری ململ کی باندھے ہوے
جوان کوئی اور کوئی نوخواستہ
کوئی لب پہ لاکھا جمائے ہوے
اُچھاتے مزے جنکو کھا کر زبان
معرق جواہر ہین اور عمدہ رخت
معطر ہین بیلا چنبیلی کے ہار
کہین خوانچے والے تھے یا صدوقا
برات آتی ہی طرف ہی یہ دھوم

دکانون کے نبو برابر تنے
کوئی بانکی ہی اور یہ ترچھی کوئی
کوئی گندمی اور کوئی چمپئی
کسی کی عجب سرمگین چشم ہی
کہین کنجڑنون کی ہی ابر قطار
اشارون مین گاہک کا دل لیلیا
جو دو چار یار آشنا آرہے
کسی سمت کو شور ہی بے حساب
کٹورے بجاتے ہین سقے کہین

دکاندار ہر قسم کے آجمے
حسین خوبرو سیدھی سادی کوئی
پری رو کوئی بیتئی رنگ کی
ہی خوش ایک تو ایک پر خشم ہی
طرحدار و طرار اور ہوشیار
بڑے ناز غمزے سے سودا دیا
چلم پر چرس کی ٹرے دم پہ دم
بہت گرم اور نرم سیخچے کباب
برہمن ہین پانی پلاتے کہین

تنبولن وہ ایک اک طرحدار ہی
کوئی گلبدن رخت پہنے ہوے
ہر اک زیور زر مین آراستہ
کوئی پٹیان پٹری بنائے ہوے
رکھین چھبڑیون مین وہ ترکاریان
کہین ساقنون کی جو کانون تک
صدا آرہی ہی کہین بار بار
کسی سمت حلوائیون کی قطار
تماشائیون کا دو رستہ ہجوم

وہان تو یہ سامان اور بڑی دھوم دھام شادی برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی ہو یہان لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین بھی خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی ہی آج برات آنے والی ہی اُسکا بڑا سامان و اہتمام لقا نے کیا ہی دیکھنا چاہیے کہ عجب تماشا ہوگا سب سردارون نے مشورہ کرکے کرب غازی سے کہا کہ کسی صورت سے چلیے تماشا برات کا دیکھین کرب غازی نے کہا کہ امیر باتوقیر کا حکم قطعی ہی کہ کوئی اُسطرف رُخ نہ کرے مین نہین اجازت دلا سکتا البتہ اسد شیر دل سے کہو کہ آجکل اُنکا جاہ بسیار ہی یا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کا کہنا بہت مانتے ہین کیا عجب ہی کہ حکم دیدین سب سردار اسد نامدار کے پاس گئے

اور کہا کہ ای اسد شیر دل آج برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی آنے والی ہی بڑی کیفیت کے ساتھ آراستگی ہوگی قابل دیکھنے
کے یہ بھی تماشا ہی کسی صورت سے آپ چلیے خواجہ سے اجازت لے کر تماشا برات کا دیکھ آئین اسد شیر دل تو خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کی خصلت سے آگاہ ہین سب سردارون سے کہا کیا دوگے کسی سردار نے کہا ہم پانچسو روپیہ دینگے کسی نے کہا ہم دوسو
روپیہ دینگے کسی نے کچھ کسی نے کچھ اقرار کیا غرضکہ اسد شیر دل نے سب سے رقعہ مہری روپیہ کا لکھوا لیا اور سب سردارون
کو ہمراہ لے کر اسد شیر دل بارگاہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر آئے اُسوقت خواجہ عمرو باطمینان تمام خیمے مین ملکہ
سیمین تن سے مصروف جستجوئے اختلاط تھے کہ اسد شیر دل نے آواز دی کہ دادا جان مین آتا ہون خواجہ نے اندر خیمے
کے بلا کر کہا ای نور چشم ای راحت دل اسد نامور اسوقت بے محل تمھارے آنے کا کیا سبب ہوا اسد نے کہا کہ حضور کئی
روز سے بسبب اطمینان کے برآمد نہوے تھے قدمبوسی کا فدوی مشتاق تھا دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا اس سبب سے حاضر ہوا
خواجہ عمرو نے کہا ای فرزند یہ بات قریب قیاس نہین کوئی ایسا ہی اسوقت امر ضروری ہی جو تم آئے ہو سچ بتاؤ میرے سر کی قسم
کیا کام ہی اسد شیر دل نے کہا ای دادا جان تمام سرداران لشکر ظفر پیکر مشتاق برات کے دیکھنے کے ہین اور یہ پرچہ کاغذ مہری
سبھون نے دیے ہین اگر آپ اجازت دیجیے تو برات کا تماشا ہم سب الگ سے کھڑے ہو کر دیکھ آئین وہ کاغذ مہری سب سردارون
کے خواجہ عمرو کو اسد نے دیے خواجہ عمرو نے وہ کاغذ تو لیکے پاس اپنے رکھ لیے اور کہا ای فرزند جگر بند امیر بانوقیر کا حکم
محکم قضا تسلیم تو یہ ہی کہ کوئی ہمارے لشکر سے لقا کی طرف رخ نہ کرے یہ سب برات کا تماشا دیکھنے پر آمادہ ہین نہین معلوم
کیا ہو کیا نہو اُس عرصہ مین اگر کوئی فساد ہو تو مجھپر بڑی بدنامی آئیگی اور امیر بانوقیر بہت خفا ہونگے لیکن اچھا بیٹا
تمھاری خاطر مجھکو ہر طرح منظور ہی جاؤ سب سے روپیہ نقد تحصیل لاؤ مین خود ساتھ لیچل کے تمھین اور ان سبکو بھی تماشا برات
کا دکھا لاؤنگا یہ سنکے اسد شیر دل آئے اور سب سردارون سے روپیہ تحصیل کر لیگئے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے
آگے رکھدیا خواجہ عمرو نے ملکہ سرو سیمین تن سے کہا کہ مین خود ان سب کو ساتھ لیجا کر تماشا برات کا الگ سے دکھا لاؤنگا
نہین تو یہ سب آفت برپا کرینگے یہ کہکے باہر خیمہ کے آئے اور کہا کہ صاحبو تم سبکی دل لگی اور تماشے نے کیا پریشان کیا ہی
خدا خیر کرے پھر ان سبکو ہمراہ لیے ہوے یعنی عالمشاہ فلک جاہ اور شہزادہ بدیع الزمان عالیشان اور شہزادہ قاسم
نوجوان اور اسد شیر دل اور ہاشم تیغزن اور لندھور بن سعدان و مالک اژدر نامور وغیرہ کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
ساتھ لے کر پل مشکبار پر آئے اور ایک مقام پر علاحدہ دیکھکر فرش بچھوا کر سب بیٹھے کہ الگ سے تماشا برات یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت کا دیکھین تھوڑی دیر کے بعد آواز باجے کی آئی سب لوگ تماشائین اور دل کا انداز وغیرہ ہوشیار ہوگئے ناگاہ نشان کا
ہاتھی نظر پڑا اُسکے بعد اور صدہا ہاتھیون پر نشان اور ماہی مراتب شاہی بعد اُسکے ڈنکا ہاتھی پر ہوتا ہوا ڈفلے تاشے ڈھول بجتے
ہوے نوبت خانہ نقارخانہ تختون پر سجا ہوا کہار وردیان کارچوبی پہنے وہ تخت اُٹھائے ہوے جب یہ سامان آگے بڑھ گیا
دیکھا کہ جلوسی اونٹ بہت سے سجے سجائے مہارین ریشم ہفت رنگ کی جھولین مخمل کی اُنپر کارچوبی پڑی ہوئی اُسکے بعد گھوڑے
جلوسی کوتل زیور جواہر سے آراستہ صدہا آگے پیچھے نکل گئے اُسکے بعد پھر یہ باجے تاشے ڈھول روشنچوکی انگریزی باجا
ارگن باجا جب یہ بھی سب سامان آگے بڑھ گیا دیکھا سوارون کے رسالے طرح طرح کے دریائے آہن مین غرق گھوڑے
اُنکے کیسے کیسے ترکی و تازی و عراقی و عربی کلیلین کرتے ہوے ڈگڑی چوکڑی کے ساتھ چلے جاتے ہین اُسکے بعد پیدل ہزارہا
پلٹنین ہر رنگ کی ہر طرح کی ہر وضع کے سلاح جنگ سے آراستہ برابر قطار باندھے ہوے سامنے سے نکل گئین اب
اُسکے بعد پھر اُسی طرح سے باجے بجتے تاشے ڈھول مجیرے انگریزی ارگن بصد جوش و خروش اُنکے پیچھے تخت طوائفان
پر پیرویان کے کہار کاندھون پر اُٹھائے اور اُن تختون پر طبلہ سارنگی مجیرے بجتے ہوے پریان اُنپر ناچتی گاتی تھین

اُڑاتی چلی جاتی ہین بھولی بھولی صورتین اُنکی حسین حسین کمسن کمسن بانکی ترچھی نازو انداز نخرے غمزے قیامت کی نگاہین آفت
کی چتونین عجب سج دھج کی کہ جنکو دیکھ کے پیر فلک محو ہو جاے گرد و پیش سرداران لشکر لقاے بے بقا اہتمام برات کا
کرتے ہوے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے سواریان زنانی سکھپال فنسین محافے ہزار در ہزار آتشبازی برابر چھوٹتی ہوئی
اس سامان وجلوس وشان وشوکت سے برات گئی مگر دولھا کو کسی نے نہ دیکھا کوئی تو کہتا ہی کہ کسی ہاتھی پر ہوگا کوئی
کہتا ہی کہ سکھپال مین بیٹھ گیا ہی کوئی ہنسکے کہتا ہی کہ ارے فنس مین بند تھا جتنی زبانین اُتنی باتین نقش کلام
مختلف العام اسکو کیا کہیے ؎ زبان خلق کو نقارہ خدا کہیے ؎ ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت دولھا بنکر اپنے مقام پر بیٹھا رہا اپنی طرف سے سرداران اُولوالعزم کو دلھن بیاہ کے لانے کے واسطے
بھیجدیا اسوجہ سے کہ خداوندزادہ کا جانا غیر مناسب تھا دوسرے یہ کہ زور جوانی کے چڑھا ہوا اُمنگ مین بھرا ہوا
یاقوتی فلک سیر تیز وتند دکھا کر انتظار عروس یعنی ملکہ حیات بانو کا راستہ دیکھ رہا ہی کہتا ہی یا خداوند ایسی تدبیر کیجیے
کہ جلد دُلھن بیاہ کر آے فیصلہ ہو جاے دور یہ دکھ حجاب ہون شربت وصال سے سیراب ہون الغرض جب برات چلی
گئی بھیڑ کم ہوئی خواجہ نے کہا کہ اب چلیے ایسا نہو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر ہو جاے تو غضب ہوگا بہت
خفا ہونگے سرداران لشکر اسلام نے کہا کہ ای خواجہ تھوڑی دیر اور توقف کیجیے کہ پھرتی ہوئی برات دیکھ لین کہ جہیز کیسا
ہی اور دلھن کا محافہ کیسا ہی کس سامان سے اُدھر سے بیاہ کر دلھن کو لاتے ہین اور کیسی برات آتی ہی دوسری کیفیت
بھی دیکھ لین تو پھر لشکر مین چلین غرض وہان ٹیکرے پر سب کے سب بیٹھے رہے شغل شعر خوانی ہوا کیا خواجہ عمرو تانین
اُڑایا کیے لحن داؤدی سنایا کیے رات بھر اُس جگہ جمگھٹے جشن اور جلسے رہے صبح ہوتے ہی برات کی آمد شروع
ہوئی اُسی سامان و اہتمام سے دُلھن کو بیاہ کر لاے وہی دھوم دھام وہی نوبت نقارے بجتے ہوے باجے
طرح طرح کے اُسی طرح تخت پر پریان ناچتی ہوئی تانین بھیرون کی اُڑاتی ہوئی وہی رسالے آراستہ وپیراستہ وہی
پیدل نجیب پلٹنین مسلح ومکمل وہی سبز پوش سردار لشکر لقا کے رات بھر کے جاگے ہوے نشۂ شراب سے آنکھین
چڑھی ہوئی جھومتے چلے جاتے ہین جہیز بے انتہا اونٹون پر ہاتھیون پر لدا ہوا پیچھے سب جلوس جہیز کے محافہ دلھن
کا جواہر نگار مرصع کار بڑے نگینے بیش قیمت لعل ویاقوت زمرد وپکھراج ہیرے سونے کے جڑے ہوے آفتاب کے مانند
چمکتا ہوا سونے کا ڈولا معلوم ہوتا ہی مقیشی ڈوریون سے چوبندی کسی ہوئی ؎ شعر ؎ اُسی پر جان دیتا ہون مثال قیس مرتا
ہون ؎ کسا رہتا ہی جو بندش سے پردہ جسکی محمل کا ؎ گرد محافہ جواہر نگار کے صدہا خواصین مشاطہ خدمتین پری چہرہ حور شمائل
گلبدنین کچھ جوانین طرح طرح کے بناؤ کیے ہوے سرخ جوڑے پہنے سرمہ کاجل سے آراستہ گلوریان ہونٹون کلون مین دبی
ہوئین سر سے پا تک زیور طلائی پہنے ہوے چھم چھم کرتی پایۂ محافہ عروسی تھامے ہوے ہنستی بولتی چلی آتی ہین کہاریان
ہرنی ہیکل نازنین حسین مہ جبین نازو اندازین طاق عشوہ وادا مین شہرۂ آفاق چھریرے پاؤن مین مچھلی دار چھلّے سوہیون کے
سر پر نشیلی آنکھین گہرا گہرا کاجل دیا مسّی کی دھڑیان جمی ہوئی پان کی لالی ہونٹون پر جسن سے لاکھون کا خون ہو
زربفت کے لہنگے گوٹے پر بنت کارچوبی بیچ مین چھڑیان لگی ہوئی کامدانی کے دوپٹے جو گرد بنت لچکا ٹنکا ہوا کارچوبی
بنگلے کی محرم کرتیان بوٹ کارچوبی پاؤن مین دلھن کا محافہ اُٹھاے ہوے جھمجھماتی چلی آتی ہین سرداران لشکر اسلام چھماچھم
کی آواز سنکر کھڑبڑا کر اُٹھے ٹیکرے سے اُترکر لب سڑک آکھڑے ہوے برات کا تماشا برابر سے بخوبی دیکھنے لگے
حسب اتفاق محافے کی چوبندی کسی ہوئی تھی ہوا کا گذر مطلق نہ تھا دُلھن کو محافے مین گرمی زیادہ معلوم ہوئی سر چکرانے
لگا طبیعت بیچین ہوئی دایہ سے کہا ارے محافے کی چوبندی کھلوا دو کہ ذرا ہوا آے دل بشاش ہو دایہ سے

فوراً جو بندی کھلوادی ذرا ذرا ہوا آنے لگی دل کو فرحت ہوئی طبیعت سنبھلی سب سرداران لشکر کوئی کسی طرف دیکھ رہا
ہے کوئی کسی کو تکتا ہے مگر ہاشم تیغزن کی نگاہ ملکہ حیات بانو عروس شب اول پر پڑی کلیجا تھام کے منہ سے آہ کی اُدھر
ملکہ حیات بانو کی بھی نگاہ فوراً چہرۂ بے مثال ہاشم پر پڑی وہ بھی دل دونوں ہاتھوں سے مسوس کر رہ گئی اُف اُف
کرنے لگی مگر کیا کرے کیا چارہ کہ ناگہان پردہ محافے کا پھر گرا ہاشم تیغزن نے یہ شعر پڑھا شعر دیکھ لینے میں ذرا اوٹ
نہ جانے تیرے ہاتھ ﴿ لیلی اتنا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری ﴾ دیگر سینہ سے تیر عشق پار ہوا ﴿ دل کلیجا جگر فگار ہوا ﴾ اب
تاب ضبط کہاں ادھر انکا حال غیر اُدھر اُسکا دل بےچین اُدھر برات آگے بڑھی ادھر ہاشم بیتاب و بیقرار ہو کر خواجہ عمرو
کے پاس آکر کہنے لگے اے خواجہ مجکو تو اس عروس نے شمشیر ابروے خمدار سے گھایل کیا دل پر قابو نہیں چین کسی پہلو نہیں
شعر کیا حال ہو بیان دل بیقرار کا ﴿ سینہ میں اب ہے جان پہ عالم فشار کا ﴾ اے خواجہ منھ کو کلیجا نکلا آتا ہے دل سے
صبر نہیں کیا جاتا ہے اب میں اپنی جان دونگا خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا اے ہاشم تیغزن زیادہ مستیاں نہیں کرتے
اسمیں انسان ذلیل و رسوا ہوتا ہے اسی واسطے تم آئے تھے برات کا تماشا فقط حیلہ تھا عشقبازی کا سلسلہ تو خوب
نکالا واہ واہ کیا کہنا اگر یہاں کسی کو ثبوت ہوا تو تم مارے جاؤ گے میں بھی رسوا ہونگا مجکو صاحبقران سے بڑی
ذلت ہوگی تم صاحبقران کے مزاج کو جانتے ہو تمہاری صورت سے نفرت ہو جائیگی ہاشم تیغزن نے کہا کچھ ہو مجھسے
تاب ضبط ممکن نہیں کوئی دم میں جان جایا چاہتی ہے شعر ممکن نہیں ہے صبر دل بیقرار سے ﴿ [illegible] ﴾
اے خواجہ عمرو اگر تم اتنا کام کرو کہ برات میں اسوقت غلغلہ برپا کرا دو تو پانچ ہزار روپیہ تم کو دونگا خواجہ نے کہا خیر جاؤ
ہے تمہاری اچھا دیکھو میں اسوقت کیا کرتا ہوں یہ کہکر کرب غازی سے کہا اے کرب قیطاس خون آشام پہلوان
زبردست سردار لقا تم کو نگاہ بد سے دیکھتا ہے کرب تو دیوانہ ہے بقول شخصے دیوانہ را ہوئے بس است
فوراً کرب غازی دست بقبضہ ہو کر اُس پہلوان کی طرف جھپٹا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ سب کے سب ہراسانی پراگندہ
ہو گئے نعرہ کرب غازی ﴿ کرب شہسوار ہم نیل نامدار ﴾ ظفر کردہ شمشیر بہ ورد گار ﴿ باش او کجا ہے نابکار کب تجھے چھوڑتا
ہوں تو زندہ و سلامت میرے ہاتھ سے نکل جائیگا قیطاس خون آشام نے تلوار کھینچکر ماری کرب غازی نے خالی
دے کر تیغ کرب اُوتشن عاد مغربی کا ہاتھ مارا سر قیطاس خون آشام کے مثل برق جہندہ چمکتے ہی اُس نابکار کو کاٹ
کے زیر تنگ اُتر آیا وہ نامردود منھ کے گرا اُدھر اسد شیر دل نے نعرہ ہیچ اژدہا چشم کو چشم کو للکارا اُس سردار نے ساطور اُٹھا
اسد پر مارنے کا قصد کیا اسد نے زیر بغل خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس بغل پر پڑا اور اُس بغل کو کاٹتا ہوا نکل گیا
اسد بن کرب غازی نے اُس نابکار کو مار کر نعرہ کیا کہ سب دہل گئے نعرہ اسد ﴿ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ﴾ بدرد
دل شیر و چرم پلنگ ﴿ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان بھی مسلح زنگی پر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ لندھور
منم لندھور بن سعدان ﴿ منم شیر نیستانم ﴾ منم گرد و نریمانم ﴿ منم رستم پہلوانم ﴾ مسلح زنگی سردار لقا نے اژدہ پشت نہنگ
کا ہاتھ مارا لندھور نے گرز پر روک کے وہی گرز گران سر اُس ستمگر پر مارا وہ پہلوان زبردست مع گرز گردن تک پیوند زمین
ہو گیا مالک اژدر نعرہ کر کے ازرق اژدہا چشم پر جا پڑے نعرہ مالک اژدر ﴿ منم مالک اژدر پہلوان ﴾ بہنگام
پیکار شیر ژیان ﴿ ازرق اژدہا چشم نے تلوار ماری مالک نے خالی دے کر دو زانو بیٹھ کر برچھا مارا کہ سینہ پر کینہ
کافر کو توڑ کر پار گذر گیا ناگاہ فرخ شہسوار قلندر کا بھی نعرہ ہوا نعرہ فرخ شہسوار قلندر ﴿ منم صفدر و نامی و نامدار
قلندر جری فرخ شہسوار ﴾ ازرق آہن خوار نے آتے ہی فرخ شہسوار قلندر کو ساطور مارا فرخ شہسوار نے
اُسکا وار روک کر تیغۂ آبدار کا ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا یکایک اُدھر سے علمشاہ فلک جاہ نعرہ کرتے ہوئے

چھپٹے کہ باش او نابکار ناہنجار ہنم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دویل ہندی وکشندہ کپیتان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ
رومی شہ فیل زور جو کہ بر پشت مرزوق انگندہ شور جو شعر لیلا زرین کمر نے جو دیکھا کہ علمشاہ جوش وخروش میں تیغ
کپیتان علم کیے ہوئے چلا آتا ہے جھپٹ کر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ فلک پناہ نے وار اسکا خالی دے کر ہاتھ تیغ
جمدار تیغ کپیتان کا جو مارا اسنے پر اُس مردود کے ٹکڑے اُسکے نصف جسم کاٹتا ہوا فرس ابلق رنگ سے گذر گیا وہ نابکار دو ہو کے
زمین پر مع مرکب گرا شہزادہ بدیع الزمان نور چشم صاحبقران نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز میں
تو اکثر زدن آسمان بر زمین تیغ زرہ پوش سردار زبردست لشکر لقا نے تلوار شہ حکر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے
بانہو بچا کر ایک ہاتھ تیغ پر ڈالدیا دوسرا ہاتھ کمر زنجیر میں ڈال کر گھوڑے سے اٹھا لیا اور سر سے اپنے تصدق کر کے
آسمان کی طرف اچھال دیا پھر گرتے ہوئے شمشیر آبدار سے چورنگ کیا اب چار طرف غل وشور ہوا کہ لشکر اسلام
سے سرداران امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان آپہونچے لینا جانے نہ دینا گھیر کر گرفتار کرو دم لینے کی مہلت نہ دو ادھر ہاشم
تیغ زن شمشیر علم کیے ہوئے اُس ٹکڑے میں لڑتے ہوئے قریب محافے کے پہونچ گرد محافہ عروس کے چند سردار تھے اُنکو
جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ تلوار کے مارے وہ زخمی اور گھائل ہو کے گر پڑے ہاشم برابر محافے کے پہونچ گئے پردہ اُلٹ کے محافے کا
ہاتھ پھیلا کر ملکہ حیات بانو سے کہا اے محبوبہ جانی و اے آرام جاودانی اب دل بہت مضطر و بیتاب ہے آغوش میں عاشق کی آ کر
سینہ سے سینہ لب سے لب ملاؤ ملکہ حیات بانو تو پہلے ہی سے حسن وجمال صورت بے مثال شہزادہ ہاشم تیغ زن دیکھکر فریفتہ
وشیفتہ ہو گئی تھی دمبدم پردہ محافے کا اٹھا اٹھا کر دیکھتی جاتی تھی کہ وہ راحت دل مشتاقان وصیدہ عاشق بیجان کہاں
ہے جیسے ہی چہرۂ آفتاب مثال پر نگاہ ملکہ حیات بانو کی پڑی اور آوازہ ہاشم تیغ زن کی سُنی بیقرار ہو کر دونوں ہاتھ آرزو
شوق وصال شہزادہ ماہ تمثال میں پھیلا دیے گویا اشارہ تھا کہ مجھکو آغوش تمنا سے موصلت میں لیلو ادھر ہاشم تیغ زن
بھی یہی چاہتے تھے فوراً ملکہ حیات بانو عروس تازہ کو محافے سے کھینچ کر گھوڑے پر اپنی پشت کی جانب بٹھا لیا ملکہ
حیات بانو دونوں ہاتھ کمر ہاشم میں ڈال کر لپٹ گئی گویا دل بیقرار و طپان شدوح نیمجان کو تسکین ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا
اے ہاشم گوہر مدعا ہاتھ آیا مطلب دل بیقرار حاصل ہوا اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ملکہ کو لے کے نکل جاؤ پھر جو کچھ ہو گا
سمجھا جائیگا ہاشم تیغ زن شمشیر آبدار علم کیے ہوئے کافروں کو مارتے پیٹتے لڑتے بھڑتے ملکہ حیات بانو کو لے کر نکل گئے
اب عمرو نے سرداران لشکر اسلام کو آواز دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران عالی وقار کیوں جمے ہوئے لڑ رہے ہو بہتر
ہے کہ یہاں سے نکل چلو اب مناسب نہیں ہے کہ دم بھر ٹھہرو یہ صدائے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنتے ہی تمام سرداران
عالی ہمت بصد صولت و شوکت تلواریں مارتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اب جو دیکھا تو تمام کہاریاں مغلانیاں خواصیں
وغیرہ غل وشور کرتی ہیں ارے لوگو دوڑو خبر لو محافہ خالی ہو گیا ملکہ حیات بانو عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو
کوئی نکال لیگئے برات لٹ گئی سناٹا ہو گیا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب برات میں تہلکہ و تلاطم ہوا اور سرداران لشکر
اسلام سے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو کی بن پڑی جتنا جہیز تھا سب لے کے نذر زنبیل کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال واسباب
تھا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا غرضکہ برات ساری متفرق و پریشان ہوئی آدمی سب تتر بتر ہو گئے بھاگے ہوئے ملک
سپائل میں آئے یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ راہ میں خدا پرست برات کا تماشا دیکھنے کو آئے تھے اُنسے خوب
تلوار چلی فلاں فلاں سردار نامی مارا گیا بہت سے زخمی اور گھائل ہو کے آئے ہیں دلھن کو محافے میں سے نکال کر لے گئے
اسباب تاخت ہو گیا خواصیں مغلانیاں ملکہ کی شور کرتی ہیں ہم سب تباہ ہوئے دولھا نے کچھ خبر نہ لی یہاں یاقوت شاہ
اپنے رنگ میں نشہ پیے ہوئے دلھن کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ اب دلھن آتی ہو گی بادۂ وصل سے سیراب ہونگے

نے اڑینگے گل گلشن جوانی شگفتہ وشاداب ہوگا اسکی خبر نہ تھی کہ عین بہار مین خزان آجائیگی بلبل مدعا صیاد کے پھندے مین پھنس گئی شکار کو اپنے دوسرا صید کر لیجائیگا یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نے یاد جمال جہان آرا و جوش وصال بجر مدعا مین کف افسوس ملکر یہ خمسہ پڑھا خمسہ

ہیہات دیدہ جلوۂ جانان شود نشد ۔ روزے بہار حسن گل افشان شود نشد ۔ لطفے بحال زار پریشان شود نشد
من خواستم کہ مشکلے آسان شود نشد ۔ خالی درت ز فوج رقیبان شود نشد

غرضکہ یہ خبر سنتے ہی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نہایت متردد و متفکر اور بحر تم ہوا تغیر اکبر و مرد سے کہا کہ تو جا کر دریافت تو کر کہ کونسا خدا پرست میری عروس تازہ ملکہ حیات بانو کو لیگیا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت غم رسیدہ گریبان دریدہ سامنے خداوند لقا کے آیا اور بہ تضرع وزاری بصد اضطراب و بیقراری کہنے لگا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسی تقدیر کی تھی کہ میری عروس نو نازنین مہ جبین مہر تمکین حسین ملکہ حیات بانو کو خدا پرست چھین لیگئے بڑے غضب کی بات ہی کہ پہلی ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اب ملکہ حیات بانو کو کہ یہ عروس بنی ہوئی تھی کسی اور خدا پرست نے قبضہ مین کیا لقا نے کہا ای یاقوت شاہ جبرئیل قدرت خمسہ

آسان نیست منزل عشق است بس اہم ۔ رنج و بلا و آبلہ پا ئی و درد و غم ۔ بتخانہ چیست عزم نکردم سوے حرم
عمرے بپاے سرہ نوشتہ سپردہ ام ۔ اکنون شاخ حسن تا بہ فرمان شود نشد

ای نور خالص قدرت کیون گھبراتا ہی کیون گریہ وزاری کرتا ہی تیرے رقیب کا سر کٹوا کر منگوالونگا ذرا حال تو دریافت ہو جاے یاقوت شاہ نے کہا کہ جسکے پاس گوہر ملک ہی اُسکا تو حال معلوم ہی کہ وہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران ہی مگر جو حیات بانو کو لیگیا ہی اُسکا ابھی نہین حال دریافت ہوا ہی لیکن معلوم ہوجائیگا لقاے بے بقا نے حکم دیا کہ جاؤ اور طبل تمہاری بجواؤ کہ رات کو سر بدیع الزمان کا کٹکر آجائیگا یاقوت شاہ نے قیطولون سے اُتر کر حکم لقاے بے بقا سنا دیا کہ طبل تمہاری بجے کہ رات کو بحکم خداوند بدیع الزمان پسر حمزہ کا سر کاٹا جائیگا ہرکارے یہ خبر لیکر لشکر ظفر پیکر اسلام کی طرف روانہ ہوے اب ادھر کا حال سنیے کہ ہاشم تیغزن ملکہ حیات بانو کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین آے ملکہ حیات بانو کو بٹھایا شغل بوس وکنار مین مصروف ہوے اور سردار سب اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے خواجہ عمرو ہاشم تیغزن کے خیمہ مین زر دینے لینے کو گئے وہ جو دو سو یان ہر کہ آر ای ہاشم تیغزن سے اقرار کیا تھا ہاشم تیغزن نے بموجب اقرار کے سب روپئے عمرو کو دیے خواجہ عمرو جب روپیہ لیچکے ہاشم سے کہا کہ ای ہاشم تیغزن حمزۂ صاحبقران کو یہ پرچۂ اخبار ضرور گذریگا کہ تم ملکہ حیات بانو کو چھین لائے ہو وہ نہایت بغضب مین تمہاری صورت سے بیزار ہو جائینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ عمرو جان پھر مین کیا کرون آپ میرے مزاج سے خوب واقف ہین کہ مین نے کبھی عدول حکمی صاحبقران کی نہین کی مگر مبادا ملکہ حیات بانو مجھسے چھن گئی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا آپ دس ہزار روپیہ اور مجھسے لیجیے اور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ حیات بانو ہاتھ سے نہ جاے کہ اب بالفعل اسی سے میری زندگی ہی خواجہ عمرو پھر ملکہ حیات بانو کی طرف مخاطب ہوے اور کہا کہ بی بی جو کچھ تمہارے دل مین ہو مجھسے صاف صاف بیان کر دو تمکو قسم ہی اُسی کے سر کی جسکو تم چاہتی ہو کہ تم کس سے راضی ہو تمہاری رغبت زیادہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی طرف ہی یا ہاشم تیغزن سے راضی ہو کیونکہ وہ تمہارا ہمقوم ہی اور خداوند لقا کا نور خالص ہی اور یہ مخیر نصیب ہی کہ اہل اسلام امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا پارۂ جگر ہی ملکہ حیات بانو نے یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ مجھے ہاشم تیغزن بجبر نہین لاے ہین مین انپر خود عاشق و فریفتہ ہو کر انکے ساتھ چلی آئی اگر مجکو کوئی انکے پہلو سے جدا کریگا تو مین اپنی جان

دیدونگی یہ سنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ہاشم تیغزن لاؤ تو وہ دس ہزار روپیہ مرحمت کیجیے اب بن آن پہونچی
قرار ہو چکا چین کیجیے مزے اُڑائیے ملکہ حیات بانو کے ساتھ عیش و نشاط زندگی کے مزے لوٹو اب کون شخص ملکہ
حیات بانو کو لے سکتا ہی پھر خواجہ عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا ای ملکہ سنو میری باتین لوح دل پر نقش کالحجر کرو جو
کچھ مین تمکو فہمائش کرون وہی تم جب امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا سامنا ہو اور وہ پوچھین سب بیان کرنا ملکہ نے
کہا عمو جان بہت خوب جو کچھ فرمایے گا وہ مین یاد کر رکھونگی ہاشم تیغزن سے کہا پہلے دسون توڑے روپیون کے تو
لاکر رکھدیجیے تو پھر عرض کرون ہاشم نے اُسی وقت دس توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے عمرو نے ملکہ حیات بانو
سے کہا کہ تم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کرنا کہ ای امیر مجکو عالم خواب مین ایک بزرگوار نورانی شکل نے
مسلمان کیا تھا اور صورت ہاشم تیغزن کی دکھائی تھی اور فرمایا تھا ای ملکہ حیات بانو یہ جوان رعنا تیرا شوہر ہوگا مین برابر
ہین محافے مین سے دیکھتی آئی تھی جب مین نے انکی صورت بینظیر کو پہچانا انکے ساتھ چلی آئی اب عمر بھر انکا اور میرا ساتھ ہی
اور عزت و حرمت کنیز کی آپ کے ہاتھ ہی ملکہ نے خواجہ عمرو سے کہا مین یہی صاحبقران سے کہدونگی الغرض خواجہ
نے وہ روپیہ اُٹھاکر نذر زنبیل کیا اور ملکہ حیات بانو کو تعلیم و فہمائش کرکے وہان سے چلے آئے پھر بارگاہ سلیمانی
مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو سلام کرکے کرسی مرصع پر متمکن ہو صاحبقران
زمان پرچہ اخبار ملاحظہ فرما رہے تھے جب پرچہ اخبار ملاحظہ فرما چکے سر اُٹھاکر عمرو سے کہا ای خواجہ خوب تمام سرداران کو
ساتھ لیجاکر برات کا تماشا دکھایا اور خوب کشت و خون کرایا اگر کوئی سردار نامدار مارا جاتا تو مین تمھارا کیا کرتا خواجہ عمرو
نے کہا ای شہریار عالی وقار سب سردار نامدار مجھسے ضد ہوئے کہ ہمکو لیچلو اور تماشا برات کا الگ سے دکھلاؤ مین مجبور
ہوکر ان سبکو لیگیا مگر کشت و خون تو اس دیوانے کے سبب سے ہوا کہ یہ وحشت مین آکر دوڑ پڑا امیر با توقیر نے فرمایا
کہ عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو ہاشم تیغزن چھین لایا یہ اُس بیوقوف کمبخت نے کیا غضب کیا ای خواجہ مین
سمجھ گیا یہ کچھ سب فتنہ پردازی اور شعبدہ بازی تمھاری ہی اسلامی مذہب مین مطلق جائز نہین کہ زن شوہر دار پر نگاہ
ڈالے بہتر یہ ہی کہ ہاشم سے کہو اُس عروس کو ابھی اُسکے دولہا کے پاس بھجوادے ورنہ بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا
تمام عمر اُسکی صورت نہ دیکھونگا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو غصہ آگیا ہی منہ سرخ ہی
نگاہ غیظ سے دیکھ رہے ہین عمرو نے دست بستہ عرض کیا ای امیر مجھے اس امر مین کچھ دخل نہین آپ کو اختیار ہی جسطرح
چاہیے اُس سے پیش آئیے صاحبقران زمان بصد عظم و شان نہایت غیظ و غضب مین سوار ہوکر جانب خیمہ ہاشم
تیغزن چلے مگر خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب حمزۂ صاحبقران زمان ہین لیکن بار بار راہ مین آپ
کو سمجھاتے جاتے ہین ای صاحبقران زمان ہاشم تیغزن آپ کا فرزند جگر بند رشید و سعید نہایت صاحب غیرت
ہی کوئی کلمہ سخت اُس سے نہ کہنا کہ وہ اپنی تئین ہلاک کرے صاحبقران زمان غصہ مین بھرے ہوے عمرو کی بات
کا کچھ جواب نہ دیتے تھے جب قریب خیمہ ہاشم کے پہونچے ہاشم تیغزن امیر با توقیر کی خبر آمد سنکے اپنے خیمہ سے باہر آئے
جھک کر سلام کیا قدم مبارک کو دوڑ کر بوسہ دیا امیر با توقیر نے فرمایا ای ہاشم وہ عروس یاقوت شاہ کی کہان ہی
ہاشم تیغزن نے عرض کیا کہ غلام کے خیمہ مین حاضر ہی صاحبقران زمان بے تکلف خیمہ ہاشم مین چلے گئے ملکہ حیات بانو
نے جو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو آتے دیکھا اُٹھکر بصد آداب سلام کیا اور قدوم میمنت لزوم امیر با توقیر صاحبقران کا
کو چوم کر بصد حجاب و شرم و لحاظ جو جو کچھ کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سکھادیا تھا وہ سب سر جھکا کر بیان کیا
امیر با توقیر نے جو سنا کہ ملکہ حیات بانو پہلے ہی سے مسلمان تھی اور خواب مین دیکھکر ہاشم تیغزن کو عاشق و شیدا ہوئی تھی

ہنسکر فرمایا اے ہاشم تیغ زن شہر عروس تمکو مبارک خوش نصیب اسکا ذکر ماہ مہر کے پہلو مین جلوہ گر پایا اے فرزند مبارک
ہو مین تجھ سمجھ تھا یہان کچھ اور واقعہ ہے پھر ملکہ حیات بانو سے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا اے ملکہ مخدرۂ ہاشم
تیغ زن اسوقت ہمارے پاس تمکو رونمائی مین دینے کو کچھ نہین ہے کیا تمکو دین مگر ہان یہ تختہ ہمارے بازو کا لو تم اپنے بازو
پر باندھ لو یہ وہ تختہ ہے جو عالم طفولیت مین ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہماری شادی ہوئی تھی ہمکو جنات دیے مین یہ تختہ ملا
تھا یہ کہکر وہ تختہ ملکہ حیات بانو کے بازو پر آپ باندھ دیا اور بہو کو گلے سے لگایا سر پہ دست شفقت پھیرا فرمایا اب
کیا مجال کسی کی جو تمپر آنکھ ڈال سکے یہ کہکر صاحبقران زمان یہان سے آکر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے
چار گھڑی دن باقی تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر لقاے بے بقا مین طبل تہاری بجا ہے اسواسطے کہ رات کو شہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کے دشمنون کا سر کٹ جائیگا امیر با توقیر نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ مسخرہ جاتا رہیگا
اور سرداران باختر جو مسلمان ہو چکے تھے مثل طور سمرکن اور پیر خار اکن وغیرہ کے وہ حاضر دربار جلالت آثار تھے اُنسے
پوچھا کہ تم اس امر مزخرفات سے واقف ہو کہ ملعون کیا بکتا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اور تو ہم نہین جانتے
ہین مگر یہ ہمنے اکثر دیکھا اور سنا ہے کہ زمرد شاہ باختری کا جس شہر پر قہر و غضب آتا ہے وہ شہر تمام آپ سے آپ سنگسار
ہو جاتا ہے اور جس شخص پر جب کبھی عتاب آیا اُسکا سر صبح کو خود بخود کٹا ہوا پایا صاحبقران زمان یہ سنکر نہایت مشوش
ہوے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی جادوگر اسکا مطیع ہے یا کسی دیو کا یہ کام ہے کہ وہ غائبانہ آتا ہے اور اپنا کام کر جاتا ہے پھر
بدیع الزمان سے فرمایا اے فرزند آج تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا بہت خوب القصہ سب
ایک جگہ بیٹھے اور شب بیداری کی تیاری ہوئی سر شام سے نمازین پڑھکر خاصہ نوش کیا اور پھر ورود وظائف مین مصروف
ہوے ادھر لقاے بے بقا نے ڈیڑھ پہر رات گئے دیو زرین چنگ سے کہا کہ تو سر بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران
کا کاٹ لا وہ دیو زرین چنگ بحکم لقاے بے بقا و سر سنگ دو پہر رات گئے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بیٹھے ہوے ہین اور بدیع الزمان بھی وہین موجود ہین چپکے چپکے
چلا اس گمان پر کہ کوئی نہ دیکھے اور بدیع الزمان کا سر کاٹ لون جب قریب آیا سب نے دیکھا کیونکہ سرمۂ سلیمانی
سب کی آنکھون مین دیا ہوا تھا اُس سرمہ کی یہ صفت ہے کہ جسکی آنکھ مین یہ سرمہ لگا ہوا ہو اُسکو دیو پری جن وغیرہ سب
معلوم ہوتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ ایک دیو آسمان سے اُترا اور بدیع الزمان کی طرف چلا امیر با توقیر نے سب کو
منع کیا کہ تم مین سے کوئی نہ بولے اور خبر ہو جب پر یہ جائیگا وہ خود اس سے سمجھ لیگا لیکن دیو زرین چنگ جب
بدیع الزمان کے قریب آیا اور ہاتھ اُسنے بڑھایا کہ بدیع الزمان کو پکڑکر سر خنجر سے کاٹ لے شہزادہ بدیع الزمان
نے ہاتھ دیو کا پہونچے سے پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل سامنے آیا بدیع الزمان نے ایک گھونسا اُسکے سر پر مارا
کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا مرکر گر پڑا غل ہوا کہ وہ دیو کو مارا صاحبقران زمان نے طور سمرکن اور پیر خار اکن سے
کہا کہ یہی دیو تھا جو ہر ایک کو مار ڈالتا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور یہی تھا جو ہلاک کیا کرتا تھا اور لقاے بے بقا کا بڑا
ادارہ مدار تھا غرضکہ لاشہ اُس دیو زرین چنگ کا اُٹھوا کر باہر پھنکوا دیا ہرکارے خبر لیکر دوڑے یاقوت شاہ
کے پاس آکر کہا کہ دیو زرین چنگ شہزادہ بدیع الزمان کا سر لینے گیا تھا بدیع الزمان نے اُسکو مار ڈالا اختیار کے
بے ہنسکے کہا کہ یا خدا افسوس یہ خدا پرست بھلا دیو کے مارنے سے کہین مر جائینگے اُنھون نے ہزارہا دیو مار ڈالے ہین حمزۂ صاحبقران
نے پردۂ قاف مین بڑے بڑے سرکشان قاف کو زیر کیا ہے اس دیو زرین چنگ کی بھلا کیا حقیقت تھی جو آپ نے خدا پرستون کے
مارنے کے واسطے بھیجا تھا اُس سے اُنکا بال بھی بیکا نہوا اور مفت اُس دیو زرین چنگ کی جان گئی لقا نے کہا کہ ہمنے اسکے لیے

بھیجا

یہی تقدیر کی تھی یہان دربار لقا مین یہ گفتگو تھی کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کہ کوہ مقناطیس سے زرنگ بن
سہلان گراز دندان لاکھ سوار زرین پوش کی جمعیت اپنے ہمراہ لے کر خداوند لقا کی مدد کو آتا ہی یہ سنتے ہی لقا نے بہ
پکارا کہ اے بندگان قدرت مرا ایمینیہ دیکھو مین نے اپنے بندۂ خاص الخاص کو بلایا ہی اب وہ خدا پرستون کا کام
تمام کریگا سب سردارون کو حکم دیا کہ ہمارے اس بندۂ خاص کو استقبال کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ سنتے ہی فوراً
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت قیطولات سے اُتر کر مع سرداران درباری کے پیشوائی کو آیا اور زرنگ بن سہلان
گراز دندان کو استقبال شاہانہ کرکے خداوند کے پاس لایا زرنگ نے آتے ہی لقا کو سجدہ کیا اور پایۂ تخت کو
بقدوم لقاے شوم بوسہ دیا اور دنگل زرین پر متمکن ہوا زرنگ نے حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک
نے بیان کرنا شروع کیا یہان زرنگ بن سہلان گراز دندان سے بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک ہرکارہ
نے آکر عرض کیا اے خداوند لقا کوہ لخت صحرا النشین بھی ساٹھ ہزار سوارون سے آتا ہی اور ساتھ اُسکے دو
بیٹے مصلائیل کے ہین ایک کا نام سیاہ ملک سیاہ کلاہ اور ایک کا نام بہروز غول بچہ کہ فن عیاری مین بے مثل و بے نظیر
ہین اور مصلائیل کے ایک بیٹے کا جو نام بہروز غول بچہ ہی اُسکا سبب یہ ہی کہ ایک کنیز مصلائیل کی ایک روز
کسی کام کو صحرا کی طرف گئی وہان غول نے اُسے گھیرا اور بجبر اُس کنیز سے صحبت ہوا اُسی وقت سے اُسکو حمل
رہ گیا تھا اُس سے یہ بہروز غول بچہ پیدا ہوا اس سبب سے اُسکو اسی نام سے پکارتے ہین اور دو عیار
اور بھی صحرا النشین کے ساتھ ہین ایک کا نام طارق اور ایک کا نام سارق ہی الغرض جب لقاے بے بقا نے
ان سب کے آنے کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ کو واسطے استقبال پہلوانان جرار کے بھیجا یاقوت شاہ
سب کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لایا اور وہ سب سجدہ کرکے لقاے بے بقا کو اور بوسہ قدم ہر دو سے دے کے دنگلہاے زرین
پر متمکن ہوے کوہ لخت صحرا النشین نے احوال اہل اسلام پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا سب
بیان کیا اور کہا کہ عیار حمزہ صاحبقران بلاے بے درمان ہی جسدم ہر دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا ہی ابھی چاہے
تو میری صورت بنکر یہان آئے اور تم نہ پہچان سکو ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ بختیارک تو اپنے خیمہ مین گیا
وہ دربار لقاے بے لقا مین نہ تھا مگر یہ جو کوہ لخت صحرا النشین سے حال بیان کر رہے تھے یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بصورت بختیارک بنے ہوے باتین کر رہے تھے جب بختیارک نقلی نے کوہ لخت سے یہ کلمہ کہا کہ عمرو عیار
حمزہ صاحبقران بلاے بے درمان ہی دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا ہی اگر وہ ابھی چاہے تو میری صورت بنکر آئے تم
ہرگز اُسکو نہ پہچان سکوگے کوہ لخت بختیارک نقلی سے کہتا تھا کہ کیا بکتا ہی تجھ سا احمق کہہ جانے پہچان سکیگا تو مجکو
فریب دیتا ہی مین ایسا نہین ہون کہ اصلی کو اور نقلی کو نہ پہچانون بس واہیات باتین میرے سامنے نہ بنا ابھی
گرز چلاؤنگا تو تجکو سزا دونگا یکایک بختیارک اصلی بھی سامنے سے نظر آیا بختیارک نقلی نے یعنی عمرو نے کہا اے
کوہ لخت دیکھ جو مین کہتا تھا وہی پیش آیا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا چلا آتا ہی خوب غور سے دیکھو کہ میری شکل ہی اور اسکی شکل مین
کچھ بھی فرق ہی یہ سنکر بہروز غول بچہ نے دوڑ کر بختیارک اصلی کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ باش اے دزد بارک گردن تو ایسا
ہمکو سمجھتا ہی کہ ہم تجھے نہ پہچانینگے ارے غضب کیا تو نے بختیارک تو بیٹھا ہی اور تو اسکی شکل بنکر آیا اور تجکو خوف نہ معلوم
ہوا کہ لوگ پہچانکر قتل نہ کر ڈالین بختیارک اصلی چلایا کہ یارو یہ کیا اندھیر ہی تم لوگون کو اپنا پرایا نہین سوجھتا ہی
جیاجیو بختیارک اصلی مین ہون وہ بختیارک نقلی عمرو ہی مگر بختیارک اصلی کی اُس ہلڑ مین کون سنتا ہی اُدھر سے
یاقوت شاہ بھی پکارا کہ عمرو کو جانے نہ دینا خبردار مار لینا غرضکہ بختیارک اصلی کو خوب مارا اور ستون سے

باندھدیا اور سب شراب‌خواری مین مشغول ہوے بختیارک نقلی اُچھل رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آج اس دشمن کو مین مارے ڈالتا ہون اسکا زندہ رہنا بہتر نہین یہی رخنہ پرداز ہے یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ اسکو قتل کرو کہ آج سے رخنہ پردازی مٹ جاے عیاری کا خاتمہ ہو لوگ تلوارین کھینچکر دوڑے جب بختیارک اصلی نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی مارا جاؤنگا بہت بڑی ہنسی اُسوقت بختیارک اصلی نے اشارہ کیا کہ مین دوہزار روپیہ اپنی جان کے عوض مین دیتا ہون آپ مجکو بچا لیجیے اب رحم کیجیے مین آپ کی تابعداری سے باہر نہین ہونگا اُسوقت بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ سے کہا کہ پیرو مرشد میری صلاح یہ ہے کہ اسکو کل صبح کو میدان مین لیجاکے سامنے حمزہ کے قتل کیجیے گا یاقوت شاہ بھی کچھ سمجھا بختیارک نقلی کا کہنا منظور کیا اور حکم دیا کہ آج اسکو نہ قتل کرو لوگون نے ہاتھ روکا بختیارک اصلی قتل ہونے سے بچگیا لیکن اب کیفیت بختیارک کی سنیے کہ یاقوت شاہ سے بختیارک نقلی نے کہا کہ حضور آج اس جلسہ دعوت سرداران و پہلوانان مین سب کو مین شراب عمدہ پلاؤنگا یقین ہے کہ ان سب نے کبھی عمر بھر ایسی شراب نایاب و عمدہ نہ پی ہوگی یاقوت شاہ بہت خوش ہوا اور کہا بہت مناسب ہے کہ آج تو ہی ساقیانہ دورہ جام بادہ خوشگوار کر بختیارک نقلی نے سامان شراب‌خواری اُٹھکر مہیا کیا شیشہ و خم و سبو و مینا کیے کنٹر و گلابیان بادہ لالہ رنگ کی لبریز کین اور بخوبی حسب دلخواہ بیہوشی اُسمین ملائی اور کنٹر و گلابیان شراب خالص کی لا لاکر جام بھر بھر کر سب کو پلانا شروع کیا سب اہل محفل جوش مستی و سرور مین بعد جوش دل یہ نظم رندانہ اور غزل مستانہ پڑھ پڑھ کے جام پر جام ساغر پر ساغر چڑھانے لگے غزل

ارے ساقی مستانہ دکھا اب روے جانانا
ادا ہے جسکی بانکی ترچھی چتون چال مستانہ
غضب بنت العنب کا آج کل ہے حسن جانانہ
نظر آتا ہے ہردم دور گردون دور پیمانہ
گھرا اندھیر ہے آنکھون مین ہر دم ہول اُٹھتا ہے

رہے آباد میخانہ پلایا جام شاہانہ
تری محفل مین ہے کیا جمگھٹا یارون کا رندانہ
کوئی میخوار دیوانہ ہے کوئی رند مستانہ
کوئی دم مین یہان پہ تشنہ ہے رنگ لائیگا
دہر تو آج شاید زلف مین کرنے لگا شانہ

اسی رشک پری پر ہے دل بیتاب دیوانہ
چلے اے ساقی گلفام اب تو دور پیمانہ
ہمارے جام مین ہے جام جم کی ساری کیفیت
نظر آتا ہے مجکو صاف ہفتقلیم کوے جانانہ

یہ غزل آبدار ہر ایک نابکار نے

زبان پر جاری کرکے جام بادہ گلرنگ پیے اور بعد تھوڑی دیر کے سب بیہوش ہوے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ سب بالکل بیہوش مثل خواب عدم کے ہوگئے خواجہ اُٹھے اور زنبیل سے سو قیدی نکالے اور اُن سب اسیرون کے ہاتھون مین ایک ایک ڈلی گڑ کی تھی کہ وہ مزا لے لے کر کھا رہے تھے خواجہ نے اُن سب قیدیون سے کہا ان بیٹا جوانو شاباش سب کے کپڑے اُتار لو ننگا مُچا کر دو تمکو اور گڑ کھلاؤنگا بختیارک بندھا ہوا یہ تماشا ستون سے دیکھ رہا ہے اور اپنی مصیبت مین تو ہے مگر گھڑی گھڑی مسکرا رہا ہے غرضکہ اُن قیدیون نے سب کو ننگا کیا کپڑے اُتار کر ایک جگہ ڈھیر کیے عمرو نے جال الیاسی مار کر سب کپڑے سمیٹے اور نذر زنبیل کیے پھر سب سردارون کے اور عیارون کے چہرے تبدیل کیے آدھے منھ کالے اور آدھے لال رنگے جتنے کہ یاقوت شاہ تک کی صورت بیجا کی بنائی اور سب کے ہاتھون مین ایک ایک تلا جوتی کا باندھدیا مگر سردار کو وہ تخت صحرانشین کو اُٹھا کر ایک الگ جگہ لٹادیا اور اُسکا بھی منھ سیاہ و سُرخ رنگ سے زرد ٹیکے دیے اور بہروز غول بچہ کو شکل پریزاد معشوق خوش انداز بنایا آنکھون مین کاجل دیا بالون مین تیل خوشبودار ڈال کے شانہ کیا پٹیان گُٹھی نکالین اُفشان ماتھے پھیری ہونٹھون پر لاکھا پان کا جمایا ہر شاک معشوقانہ نکال کے پہنائی حرم مین کنٹوریون کے مقام پر گوڈر رکھدیا اور گودمین اُٹھا کر لاکے برابر پہلو مین کوہ تخت کے لٹادیا دونون کو کروٹ سے کر کے پانؤن پر پانؤن رکھدیے سینہ سے سینہ ملحق کردیا لب سے لب ملادیے اور ایک ڈوری زنبیل سے نکال کر ایک کے کمربند سے دوسرے کا کمربند باندھ کر

ازار بندی برشتہ کردیا اور سب مال و اسباب لے کر سب کا ہمراہ لیا کر کے لشکر اسلام کی طرف راہی ہوئے اب اس صحبت
شعبدہ بازی کا حال سنیئے کہ جب صبح ہوئی بیہوشی دفع ہوئی ہوشیاری کا عالم ہونے لگا مکھیان جو منھ پر شراب پینے
کی وجہ سے بیٹھنے لگیں ہاتھ سے جیسے مکھی اڑائی جوتی کا تلا منھ پر پھپٹ سے پڑا آخر کار دو ایک ہوشیار ہوکر منھ پر تلے جوتی کے
مارتے مارتے اٹھ بیٹھے ایک ایک سے کہنے لگا واہ جی واہ ایسی دل لگی نہیں بھاتی جوتیاں منھ پر مارتے ہو وہ کہتا ہی تم ہمارے
منھ پر جوتیاں مارتے ہو یہ کہتا ہی تم ہمارے منھ پر جوتیاں لگاتے ہو آخر سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے دیکھا ایک کا کمر بند ایک
کی کمر سے بندھا ہی آپس میں جوتی چلنے لگی وہ اسکو تلا جوتی کا لگاتا ہی یہ اسکو مارتا ہی بختیارک ستون سے بندھا ہوا ہنس رہا ہی پیٹ
مین مارے ہنسی کے بل پڑ رہے ہین چٹا چھٹ کی جو آواز آئی یاقوت شاہ کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سب سردارون
اور عیارون کے ہاتھ مین جوتی کے تلے ہین آپس مین اچک اچک کر چٹا چھٹ مار رہے ہین اور منھ سب کے آدھے
کالے آدھے لال ہین بجا کی شکل بنے ہوئے سب بدافعال ہین ایک طرف سیکڑون کالے کالے لڑکے کھڑے
ہوئے گڑ کی ڈلیان کھا رہے ہین یاقوت شاہ یہ معرکہ دیکھ کر ہنسنے لگا کہا واہ عجب بھتنون کا لشکر جمع ہوا ہی
گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی بختیارک نے چلا کر کہا ای جبرئیل قدرت جسکو آپ بختیارک اصلی سمجھے تھے وہ عمرو تھا
اُسی نے یہ کرشمہ کیا ہی شراب مین بیہوشی سب کو پلا کر اسباب لوٹ مار کر چلا گیا اور یہ نقشہ بنا گیا جسکو آپ بختیارک
نقلی کہتے تھے وہ مین بندھا ہوا پڑا ہون یہ تلاطم اور شور جو ہوا کوہ بخت کی بھی آنکھ کھلی دیکھا ننگا برہنہ بالکل پڑا ہوا ہون اور پہلو
مین معشوق حسین مہ جبین آراستہ و پیراستہ ہونٹھون پر ہونٹھ رکھے ہوئے سینہ سے سینہ ملائے لیٹی ہی خوش ہوا کہا خداوند
لقا نے تقدیر کر کے مہمان نوازی کی کہ ایسا معشوق دلفریب میرے واسطے بھیجا واہ کیا قدرت خداوند لقا ہی جب
اپنے بندون پر ایسی رحمت کرے کیونکر لائق سجدہ نہو یہ کہکر اُسی معشوق سے لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا بہروز
غول بچہ کی جو آنکھ کھلی کہنے لگا ای کوہ بخت یہ تو کیا کرتا ہی مین بہروز ہون عورت نہین ہون اُسنے کہا ای جان جہان
گھبراؤ نہین خداوند لقا کی عنایت ہوئی کہ تجھ سی خوبرو کو میرے واسطے بھیجا بہروز نے کہا ارے تو کچھ دیوانہ
ہو گیا ہی اندھیر کرتا ہی عورت مرد کو نہین پہچانتا غرضکہ دونون مین ہشت مشت ہونے لگی کوہ بخت غالب آیا بہروز
کو دبا بیٹھا بہروز غول بچہ نے غل مچایا سیا ملک سیاہ کلاہ نے جو آواز بہروز کی سنی جو اُسکا بھائی ہی جھپٹ کے آیا
عجب تماشا دیکھا کہ کوہ بخت ننگا برہنہ پڑا ہی اور بہروز بشکل معشوقانہ لباس محبوبانہ سے آراستہ پیراستہ نیچے
کوہ بخت کے دبا ہی سیا ملک نے کہا ای کوہ بخت یہ کیا تجھکو ہو گیا ہی تو میرے بھائی کو مارے ڈالتا ہی عمرو
یہ سب کرشمہ نو کر گیا ہی ہوش مین آ یہ عورت نہین ہی یہ بھائی میرا بہروز غول بچہ ہی اتنی دیر مین اور سردار و
عیار بھی آئے اُنھون نے بھی یہ تماشا دیکھا بختیارک قہقہہ لگا رہا ہی کوئی ہنستا ہی کوئی مسکراتا ہی غرضکہ بہروز غول بچہ
کو کوہ بخت سے چھڑایا بختیارک نے کہا ای کوہ بخت میرے کہنے کا تجھکو یقین نہ آیا دیکھا عمرو نے کیا حال تم
سب کا کیا کیسا وہ عیار طرار ہی دیکھو تم سب کی کیا گت بنا کر عمرو چلا گیا کوہ بخت بہت شرمندہ اور خجل ہوا بختیارک
نے کہا بڑا بول تمھارے پیش آیا اُدھر بہروز غول بچہ نہایت منفعل ہوا غرضکہ سب کے سب اپنے اپنے ہاتھ منھ دھو
پوشاک و لباس بدل بدل کر اپنے اپنے مقام پر آبیٹھے بختیارک کو ستون سے کھولا بختیارک نے کہا ای بہروز غول بچہ
دیکھا تو نے عمرو کی چالاکی اور طراری و جراری کو عیار ایسے ہوتے ہین بہروز غول بچہ غصے مین آکر اٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ اگر مین اس ساربان زادے کو گرفتار کر کے نہ لایا تو نام اپنا بہروز غول بچہ نہ رکھا سب نے منع بھی کیا مگر وہ
کمر بستہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا راہ مین صورت اپنی تبدیل کی داخل لشکر ظفر پیکر اسلام ہوا تو تھوڑا سا دن باقی

تھا ادھر اُدھر پھر کر گذارا رات کو بارگاہ سلیمانی کے در پر ٹہلنے لگا جب ڈیڑھ پہر رات گذر گئی دربار برخاست ہوا تمام
سرداران امیر با توقیر اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیمون مین آئے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری بھی اپنے خیمہ کی طرف چلے
بہروز غول بچہ بھی پیچھے پیچھے عمرو کے ساتھ چلا عمرو نے خیمہ مین آکر سب عیارون کو رخصت کیا آپ کھانا کھا کر پلنگ پر
لیٹا جسوقت عمرو سو گیا بہروز قنات کا پردہ چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا عمرو کو خواب راحت مین غافل پایا بجرأت تمام عمرو
کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر عمرو کا سر کاٹ لیا اور ایک صندوق عمرو کے پلنگ کے پاس رکھا تھا وہ صندوق
اُٹھا لیا اور جدھر سے آیا تھا اُسی راہ سے نکل کر راہی طرف سپائل کے ہوا رات کو اپنے خیمہ مین آکر دم لیا صبح کو بارگاہ
یاقوت شاہ مین آیا بختیارک بھی وہان بیٹھا ہوا تھا بہروز نے کہا دیکھو جو مین نے کہا تھا کرکے دکھا دیا مین عمرو کا سر
کاٹ لایا بختیارک نے کہا کہان ہے اُسنے ایک رومال بندھا ہوا آگے یاقوت شاہ کے رکھدیا اور ایک صندوق
لا کے سامنے رکھا کہا کہ اس رومال مین تو عمرو کا سر ہے اور اس صندوق مین کچھ مال ہے وہان رکھا تھا مین اُٹھا لایا ہون
بختیارک ہنسنے لگا کہا اچھا اس رومال کو کھولو جسوقت بہروز نے رومال کھولا دیکھا کہ کاغذ کا سر ہے بہروز غول بچہ
نہایت متعجب ہوا اور بختیارک قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہا اے بہروز دیکھا عمرو بلا ہے بے درمان ہے آفت روزگار ہے
بھلا وہ کسی کے ہاتھ آتا ہے اے بہروز اس صندوق مین کیا ہے بہروز نے کہا مجھے نہین معلوم اسمین کیا ہے مین تو مال سمجھ کے اُٹھا
لایا ہون اسمین کچھ مال ہوگا بختیارک نے کہا کیا عجب ہے جو اس مین اُستاد جی آرام کرتے ہون ذرا اسکو ہوشیاری
سے کھولنا گرد اس صندوق کے سب عیارون کو کھڑا کرلو پھر صندوق کو کھولو جب وہ صندوق سے باہر آئے عمرو کو گرفتار کرلو
یہ سنکے بہروز نے سب عیارون کو صندوق کے گرد کھڑا کیا سب عیار حقہ ہاے آتشبازی اور کمندین لیکر چار طرف
کھڑے ہوے جسوقت صندوق بہروز غول بچہ نے کھولا عمرو فوراً جست کرکے صندوق سے باہر آیا عیارون نے حقہ ہاے
آتشبازی مارے اور چہار طرف سے کمندین عمرو پر پڑین خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے فوراً مشکین خواجہ عمرو کی باندھین
یاقوت شاہ نے بختیارک سے کہا کہ جلد جاکر خداوند لقا سے گرفتاری عمرو کا حال بیان کرو بختیارک خوشی خوشی
لقاے بے بقا کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند بہروز نے عمرو کو گرفتار کیا ہے فوراً اسکو حکم قتل دیجیے ایسا
ہو کہ عمرو کے قید ہونے کی خبر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو پہونچے وہ کسی سردار کو بھیجکے عمرو کو چھڑا لین لقاے بے بقا
نے بہ مشورہ بختیارک عمرو کے قتل ہونے کا حکم دیا بختیارک وہان سے یاقوت شاہ کے پاس آیا عرض کیا اے
جبرئیل قدرت عمرو کے واسطے قتل ہونے کا حکم قطعی دیجیے کہ فوراً عمرو کو قتل کرو یاقوت شاہ نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ
جب جلاد حاضر ہوے کہا لیجاؤ اس ساربان زادے کو جلد قتل کرو تاخیر نہ ہو جلاد کشان کشان عمرو کو لیگئے نطع پر بٹھایا
اور جلاد نے بنیاد تیغہ کھینچ کر دوڑا بار بار ادھر کو دیکھنے لگا کوہ نحنت پکارا اس مجرم کے قتل مین اتنی تاخیر کرتا ہے تو ہٹ جا
مین آپ اسکو قتل کرونگا اور عمرو کو آواز دی باش او دزد مکار تو نے ہمارے بڑے بڑے دہاڑے کیے منہ آدھے کالے آدھے
لال بنائے سب کو ننگا کیا بہروز کو عورت کی شکل بنا کر میرے پہلو مین لٹایا اب کہان جاتا ہے یہ تلوار تیرے خون سے
سرخ کرونگا ابھی سر کاٹ کے پھینکونگا یہ دن تو بھول گیا تھا عمرو پکارا او کافر بے دین مین اب بھی تیری وہی گت
بنانے کو موجود ہون تو کہان میرے ہاتھ سے بچکے جائیگا اور تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کرسکے بختیارک نے کہا سچ
ہے پیر و مرشد آپ کی مرنے کی عادت نہین یہ سب دیوانے ہوگئے ہین اپنے حق مین کانٹے بوتے ہین اُنھین کی خرمن
ہستی پر برق گریگی یہ کبھی پار نہونگے آپ بیشک زندہ ہو جائینگے یہ سب منہ دیکھتے رہجائینگے عمرو نے کہا ملک جی
تم بھی ہمارے قتل کرانے مین کمی نہ کرو دیکھو تو پروردگار عالم کیا کرتا ہے اگر زندگی ہے تو پھر انپر جوتا تیز کرونگا اور اگر

قضا آگئی ہی تو مجبوری مگر مین جانتا ہون کہ اس نابکار کے ہاتھ سے میرا رونگٹا بھی میلا نہوگا یہ سنتے ہی کوہ بخت اُٹھا
اور پکارا کہ او ناعیار خموش کیا بکتا ہی یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ عمرو کو قتل کرون خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اب بچنا
مشکل ہی یہ ضرور قتل کریگا ہرگز نہ چھوڑیگا بس خواجہ عمرو کی آنکھون سے باران اشک مثل ساون کی جھڑی کے
جاری ہوے اور تڑپکر درگاہ الٰہی مین دعا کی ای حاجت رواے دو جہان ای چارہ کن مجبوران وای مددگار بیکسان
وای حلال مشکلات انس و جان اسوقت بیکسی مین سوا تیرے کون امداد کرنے والا ہی تو مجھکو اس بلا سے نجات
دے اس کافر کے ہاتھ سے بچالے ای پروردگار تو صادق الاقرار ہی مجھ بندۂ ناچیز کا تو ہی مددگار ہی کوہ سراندیپ پر
تو مجھسے اقرار کرچکا ہی کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منہ سے موت نہ طلب کریگا اُسوقت تک تو نہ مریگا یہ کیا ہوا مین نے
تو ابھی اپنے منہ سے ایک مرتبہ موت نہین مانگی پھر کیون ملک الموت کا سامنا ہی نظم

رحیم رحم کر آفات سے بچا مجھکو ❊ کسی طرح سے کر اس قید سے رہا مجھکو
سوا ترے نہیں اس رنج کا کوئی درمان ❊ تو کارساز ہی مشکل مری کر آسان
مدد کن ای مرے پروردگار رب انام ❊ سُن التماس تو ہی ذوالجلال والاکرام
یہ بلبلا کے دعا کی انھون نے جبکہ سحر ❊ بس آیا جوش مین دریاے رحمت داور

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کوہ بخت ناہنجار تیغ آبدار کھینچ کر عمرو کی جانب
چلا قریب نہ آنے پایا تھا کہ ایک آواز غیب سے آئی مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ۔ اور آواز کے آتے ہی
ایک پنجہ آسمان سے گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا کوہ بخت منہ دیکھکے رہ گیا بختیارک نے کہا تم لوگ دیوانے ہو گئے
ہو عمرو کو کبھی نہین قتل کرسکوگے نہین معلوم وہ اب کہان سے کہان پہونچ گیا پھر بختیارک نے جاکر لقا سے سارا
کیفیت عمرو کی بیان کی لقا نے کہا ای بندگان من قدرت مرا ببینید و تماشاے خود بہ بینید یہ میرا ید قدرت تھا
جو عمرو کو لیگیا سب بے دینون نے کہا یا خداوند آمنا و صدقنا لیکن خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کے قتل ہونے کی
جو خبر مشہور عام ہوئی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے بھی سنا کہ عمرو قتل کیا گیا دل کو صدمۂ عظیم ہوا کف
افسوس مل کر دل پُر درد سے ایک آہ سرد کھینچی کہا ہاے میرا بچپنے کا یار وفادار اب کہان پاؤنگا ایسا جرار و نامدار
مہتر قران نے جو سنا بیقرار ہو گیا مہتر قران ہمیشہ سے عاشق زار اپنے اُستاد خواجہ عمرو کا ہی چلایا ہاے اُستاد
کیا غضب ہوا انکو کس دشمن نے قتل کیا مین ابھی اُسے مار ڈالونگا یہ کہکر لشکر امیر با توقیر مین حال خواجہ عمرو کا دریافت
کیا معلوم ہوا کہ بہروز غول بچہ عیار کوہ بخت صحرا نشین بہدین رات کو خواجہ عمرو کو پکڑ لیگیا تھا اب سنا کہ
خواجہ عمرو مارے گئے بس یہ سنتے ہی مہتر قران بحال پریشان نالان و گریان چاک گریبان دیوانہ وار وحشی
مثال دنیا آنکھون مین تیرہ و تار روتا پیٹتا خاک سر پر ڈالتا ہوا طرف ملک سبائیل کے چلا اتنا جلد دربار لقا
بے بقا مین آیا جس طرح سے کہ آندھی مین ہواے تیز و تند چلتی ہی یا تیر کمان سے نکل کر سناٹا بھرتا ہوا جاکر ہدف
پر پہونچتا ہی مہتر قران جسوقت دربار لقاے بے بقا مین پہونچا سامنے شہاب فیل گردن ایک پہلوان زبردست
بیٹھا تھا مہتر قران نے اُس سے پوچھا کہ خواجہ عمرو کو تو نے کیا کیا شہاب فیل گردن نے جواب دیا او حبشی تو کیا
بکتا ہی کچھ دیوانہ ہو گیا ہی مہتر قران جست کر کے اُسکے برابر آیا اور فوراً گُفدہ تانکر مارا شہاب فیل گردن مثل خیار
تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا عیقور فیل بازو یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا کہ ارے حبشی تو نے غضب کیا
ایسے خوشرو و بہادر پہلوان کو مارا اب مجھ سے بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا مہتر قران نے خالی
دی اور جھپٹ کر گُفدہ مارا عیقور فیل بازو کی [illegible] دل مثل علم تار ہو گئی وہ بھی واصل جہنم ہوا بہروز غول بچہ یہ معرکہ
دیکھکر للکارتا ہوا دوڑا باش او ناعیار مین آپہونچا اب بچ کر کہان جائیگا دو پہلوانان زبردست کو تو نے مار لیا ارے

قاتل عمرو میں ہوں اب تیرا بھی کام تمام کرتا ہوں یہ کہکر بہروز نے پنجہ مارا مہتر قران نے باڑھ بچا کر قبضہ پر
ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے جھٹکا دیکر خنجر بہروز کا چھین لیا اور بہروز غول بچہ کو بزور قوت اُٹھا کر بغل
میں دبا کر بھاگا سرداران و عیاران لقائے بے لقا نے ہر چند تعاقب کیا مگر کسی نے نہ پایا ناچار ہو کر پھر آئے اور
مہتر قران بہروز کو پکڑے ہوئے بغل میں دبائے ہوئے دربار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان میں لایا اور مشکیں باندھکر
اُسکو دربار میں آگے امیر با توقیر کے ڈالدیا اور کہا یہی بدذات اُستاد خواجہ عمرو کو پکڑ لیگیا تھا امیر با توقیر نے فرمایا کہ
ای بہروز تو سچ سچ بیان کر کہ عمرو کو کیا کیا بہروز نے کہا ای امیر با توقیر آپ کو میری بات کا اب اعتبار آئیگا مگر میں قسم کھاتا ہوں
زہرہ و شاہ باختری خداوند لقا کی کہ عمرو مارا نہیں گیا بروقت قتل ہونے کے آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ عمرو کو لیگیا
مہتر قران نے کہا ای امیر با توقیر اس کافر کی بات کا کیا اعتبار ہے جھوٹا ہے جان کے خوف سے یہ کلمہ کہتا ہے میں ابھی اسے
ہرگز نہ چھوڑونگا امیر با توقیر نے فرمایا تمھیں اختیار ہے مہتر قران نے بہروز کو قید کیا آپ پھر ملک سبائل میں چھپتا ہوا آیا
شہر میں ایک مکان خالی پڑا تھا اُس مکان میں بیٹھ کر نقب کھودنا شروع کی بختیارک کے مکان میں دوسرا سر نقب کا
نکالا اور بختیارک کی مشکیں باندھکر اپنے لشکر میں لایا دربار میں امیر با توقیر کے سامنے ڈالدیا اور کہا کہ حضور آپ بختیارک
سے اُستاد خواجہ عمرو کا حال دریافت کیجئے امیر با توقیر نے فرمایا او بختیارک سچ بتا کہ عمرو کو کیا کیا بختیارک نے کہا ای
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عمرو کے قتل کرنے کا حکم لقا نے دیا تھا جسوقت جلاد نے نطعے پر بٹھایا اور تیغہ کھینچکر سر پر آیا
عمرو نے دعا کی ایک پنجہ آسمان سے گرا عمرو کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو قتل نہیں ہوئے مہتر قران نے کہا یہ بھی جھوٹا ہے پھر
بختیارک کو بھی قیدخانہ میں بھیجدیا دوسری شب کو مہتر قران پھر سبائل میں آیا اور گرد مرد اور ارمزاد دونوں
ایک مقام پر خیمہ میں سوتے تھے مہتر قران خیمہ میں آیا اور دونوں کو بیہوش کر کے پشتارہ دونوں کا باندھا اور
لیکر راہی ہوا جب لشکر اسلام میں پہونچا صبح کو دربار میں امیر با توقیر کے حاضر ہوا اور پشتارہ کھول کر گرد مرد اور ارمزاد
کو ستونوں سے باندھدیا اور تازیانہ لیکر کھڑا ہوا اور کہا ای گرد مرد و ای ارمزاد اگر تمکو جان عزیز پیاری ہو تو سچ سچ بتاؤ کہ خواجہ
عمرو کہاں ہیں نہیں تو مارے تازیانوں کے تمہارا کام تمام کر دونگا اُن دونوں نے کہا کہ قسم ہے ہمکو اپنے دین و مذہب
کی عمرو مارا نہیں گیا اُسکو ایک پنجہ آسمان سے اُٹھا کر لیگیا آگے آپ مالک و مختار ہیں چاہیں ہمکو مار ڈالیں چاہیں
جان بخشی کریں امیر با توقیر نے کہا ای مہتر قران بہروز بھی یہی کہتا تھا اور بختیارک بھی یہی بیان کرتا تھا اور یہ
دونوں بھی یہی اظہار کرتے ہیں اب معلوم ہوا کہ عمرو زندہ ہے مارا نہیں گیا کوئی دوست خواجہ عمرو کا عمرو کو پنجہ میں دبا کر
اُٹھا لیگیا ہے مہتر قران نے عرض کیا ای شہریار مجھے ان چاروں کے کلام کا اعتبار نہیں ہے میں جا کر خود لقائے بے بقا
سے حال دریافت کرونگا امیر با توقیر نے کہا تمھیں اختیار ہے مہتر قران نے گرد مرد اور ارمزاد کو بھی قید کیا اور آپ
صورت تبدیل کر کے داخل شہر سبائل ہوا اس فکر میں تھا کہ کسی طرح قیطولوں پر پہونچوں قضائے کار اتفاقات
روزگار معشوق لقا مہر چہرہ قیطولوں پر سے آتا تھا اپنے مکان پر جاتا تھا مہتر قران نے کسی سے اُسکا حال و نام
دریافت کر کے اپنی صورت خدمتگار کی بنا کر اُسکے ساتھ ہو لیا جب وہ مکان میں آیا اور پوشاک اُتار کر بیت الخلا
گیا مہتر قران نے اُسی جگہ جا کر مہر چہرہ کو بیہوش کیا اور ایک کونے میں اُسکو ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر پوشاک
اُسکی پہن کر لقا کے پاس چلا راہ میں اکثر لوگ کہتے تھے ای مہر چہرہ تم ابھی گئے تھے اور ابھی چلے آئے کیا سبب ہے
مہر چہرہ نقلی نے کہا کہ خداوند نے ایک کام کو بھیجا تھا اب پھر خداوند لقا کے پاس جاتا ہوں غرضکہ قیطولوں کو
طے کر کے جب لقا کے پاس پہونچا لقائے بے بقا نے کہا ای محبوب قدرت تو کہاں تھا ادھر آ میرے گلے سے لگ جا

منھ پر منھ رکھدے مین تجکو پیار کرونگا مہتر قران لقا کے قریب آیا ہاتھ بڑھاکر چاہا اسکو گلے سے لگائے مہتر قران نے
لقا کو ایک طمانچہ مارا لقا طمانچہ کھاکر گرا مہتر قران لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور نعرہ کیا نعرہ مہتر قران منم مہتر قران
عیار باشم شیرافگن و صف شکار باشم سردار ملک حبش جرار و نامور او مرد درست راست کہدے کہ استاد خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو تو نے کیا کیا ورنہ ابھی بغدے سے تیرا کام تمام کرتا ہون لقاے بے بقا نے دیکھا کہ اسوقت
اس خلیہ مین کوئی آس پاس نہین ہے فقط تنہائی ہمنشین ہے لقاے بے بقا نے ہنسکر کہا کہ او بندۂ گستاخ تو خداوند سے
اپنے ایسی بے ادبی کرتا ہے تجکو جہنم مین جلنے کا ڈر نہین ہے مین نے عمرو کو کچھ نہین کیا فقط قتل کا حکم دیا تھا مگر جب جلاد
قتل پر عمرو کے مستعد ہوے ایک پنجہ آسمان سے گرا وہ عمرو کو اٹھا لیگیا تو کیون رنجیدہ و غمدیدہ ہے مین نے ایسی تقدیر
کی ہے کہ عمرو زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے او بندۂ بے ادب تو مجھ ایسے خداوند کو کیون مارے ڈالتا ہے مجھے چھوڑ دے بگر
مہتر قران نے نہ چھوڑا لقا کو خوب مسل کر پامال کرنے لگا جب تو لقاے بے بقا چلایا اے بندگان خداوند
لقا دوڑو اپنے خداوند کی مدد کو پہونچو مہتر قران مارے ڈالتا ہے یہ آواز استغاثۂ خداوند لقا املاق شاہ
نے سنی گھبرا گیا جلدی سے پردۂ حجاب قدرت کو اٹھاکر دیکھا کہ ایک حبشی خداوند کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور
بغدہ تانے ہے بس فوراً تلوار کھینچکر املاق شاہ دوڑا مہتر قران نے لقا کو تو چھوڑ دیا اور املاق کی طرف
جھپٹا لقاے بے بقا ڈر کے مارے تخت کے نیچے گھس کر چھپ گیا املاق نے بڑھکر مہتر قران کو تلوار ماری
مہتر قران نے تلوار اسکی روک کر بغدہ مارا اس بغل سے اس بغل تک کاٹتا ہوا نکل گیا املاق دو ٹکڑے ہو
گرا ہاروت بن سہیل عاد دوڑا تیغہ مہتر قران پر مارا مہتر قران نے اچک کر خالی دی اور ایک ہاتھ بغدے
کا سر پر ہاروت کے لگایا کاٹتا ہوا ناف تک اتر گیا ہاروت گر کر زمین پر تمام ہو گیا لقاے بے بقا تو خوف سے
زیر تخت خداوندی چھپا ہوا تھا مگر کفار کا چار طرف سے مہتر قران پر ہجوم تھا یکایک طویل زرین بال نے آکر
یہ ہمرکہ جو دیکھا بڑھکر مہتر قران کے پہلو پر تلوار ماری مہتر قران کی چار طرف لڑائی مین نگاہ تھی چوکھا لڑکر ہاتھ
طویل زرین بال کا وار خالی دیا اور پھیرکر ایک الٹ کا ہاتھ مارا دونون پاؤن طویل زرین بال کے اڑادے
وہ کافر واصل جہنم ہوا اب جو سامنے قران کے آیا اسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا جالوت رعد آواز
گنبد گیتی نما پر سے پکارا اے بندگان لقا مہتر قران قیطولون پر سرگرم جنگ ہے حملہ آکر اسے مار لو لوگ
قیطولون پر آنے لگے ہجوم زیادہ ہونے لگا شور گیر و دار بلند ہوا غلغلۂ محشر برپا تھا ناگہان ایک سردار تھا کہ نام
اسکا اژدہا بچۂ باختری تھا اسنے پشت پر آکے مہتر قران پر تلوار ماری تلوار کی چمک دیکھکر مہتر قران نے
پلٹ کر خالی دی اور جھپٹ کر بغدے کا ہاتھ مہتر قران نے مارا اسنے بھی خالی دیا مہتر قران اس سے لپٹ پڑا اور
گلا گھونٹ کر مار ڈالا مہتر قران پھر اژدہا بچۂ باختری سے جدا ہوا اور ہاتھ بغدے کا مارا اسکے شانے پر تیر اشیانہ
بھی کٹ کے جدا ہو گیا عقد عجمی دوڑ کر پکارا ارے او خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا کئی بہادران لشکر لقا کو قتل
کیا مین تیرا قاتل ہون آ ہو بچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر اژدہ پشت نہنگ مارا مہتر قران
نے بغدے سے اسے کو کاٹ کر جو بغدہ مارا عقد عجمی دو ہو کے گرا مہتر قران لڑتا ہوا آگے بڑھا بمشکل تمام
ادھر بڑی دقت سے ایک دریچۂ قیطول طے کیا وہان سے جست کر کے دوسرے دریچہ پر آیا وہان بھی ہجوم کفار کا بہت
تھا دو چار کو مار کے آگے بڑھا دیکھا کہ اب راہ مسدود ہے ہر جگہ ہجوم کفار زیادہ ہے بس یا علی ابن ابیطالب کہکر
وہان سے جست کرکے زمین کی طرف کو چلا اور غور کرکے نیچے نظر جو کی دیکھا کہ نیچے لشکر کفار نابکار بیحد و انتہا

ہجوم کیے تھا مہتر قران نے دل مین اپنے خیال کیا کہ اب تم زمین پر پہونچے اور مارے گئے اس لشکر کے نرغے سے نکلنا بہت مشکل ہی کس کس سے لڑوگے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے ہوجاؤگے یہ سوچ کر نہایت دل مین ہراس و یاس ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اعتقاد بہ دل رجوع کرکے دعا کی یا مولا یا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب شعر یا علی یا ایلیا یا ابو الحسن یا بوتراب ؛ حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب نظم

ہی مدد کا وقت یا ہی سرور کون و مکان
کیجیے امداد اس بیکس کی ای شاہ زمان

آیا ہین اہل زمین اور گرد اسے بدگمان
اپنے فدوی کو شہا جلدی بچانا چاہیے

جان بچنا کافرون سے ہی بہت دشوار یا
ذوالفقار حیدری کا تازیانہ چاہیے

مہتر قران نے جو اوپر سے زمین پر آتے آتے یہ ترٹپ کر دعا کی فوراً قبول ہوئی سعا ایک پنجہ آسمان سے گرا اور مہتر قران کی ٹرار او مین سے مہتر قران نامدار کو اٹھالیگیا سب قیطول والے کفار اور لشکر نابکار مستعد کارزار زمین پر کھڑے تھے اس ارادے پر کہ مہتر قران زمین پر گرا اور ہمنے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرڈالا کہ ہمارے خداوند لقا سے ایسی بےادبی کی اور اسقدر پہلوانان زبردست و دلاور کو اسنے قتل کیا ہی اسکو ہرگز نہ چھوڑو مثل پانی کے مہتر قران کا خون سیاہ بہادو اور جسم کا بوٹی کرکے ڈالدو شعر دل کی دل ہی مین رہی کوئی نہ حسرت نکلی ؛ وہ ستمگر ہوا روپوش جھلک دکھلا کر ؛ ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ روئداد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور کیفیت مہتر قران کی بیان کی جاتی ہی

دو ٹکڑے داستان حیرت نشان خواجہ عمرو و مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی ساقی مہوش گلابیان اب لا
امیدوار ہون ہا یاب سا غنچہ مرکا
بہوش باش تجھے مہ سوار ہی ساقی
ہی اس بہار مین میخواری کی ہوس آئی
سنیگا عمرو کی جسوقت کوئی عیاری
غرور ساقی کو ہی یہ مین غرور نہین غزل
رستگار شاہ مردان گل خدائی ہوگئی
اک طرف مین الطرف ساری خدائی آگئی
آسمان پر جلکے جسکی صورت تیر شہاب
میرے دل مین جب غبار آیا صفائی ہوگئی

زلال سرخ کا بھر بھر کے جام اب پلوا
تو شعبدے کی بس اب ساقیا نہ باتین کر
پلا کدھر کو سے خوشگوار ہی ساقی
غرور مجھسے کریگا تو ہوگا پچیتا وا
تو بھول جائیگا سب میکشی و میخواری
مٹ گئی باطل پرستی حق نمائی ہوگئی
آپ ہی سے خلق کی مشکل کشائی ہوگئی
ترک ہمسے ہوگیا عشق زنخدان صنم
آہ سوزان منھ سے جب نکلی ہوائی ہوگئی
پھینکتے ہین اب تو بیت الصنم کا گنبد

ہوا نہ تجھ سے مین طالب کبھی کسی شہر کا
کہ مجکو عمرو کی لگنی ہی داستان ادھر
ہین وہ نہین ہون کہ ہون دختر رز کا شیدا
کہ پینگے زندہ رہے میکدے یہ سب دھوا
سحر تعلی بیجا یہ کچھ ضرر نہین ؛
کسکی پیدائش سے کعبہ کی صفائی ہوگئی
آفت جان ان بتون کی آشنائی ہوگئی
چاہ غم سے یوسف دل کی رہائی ہوگئی
اکثر آئینون مین خاکستر سے ہوتی ہی جلا
کاکلون کی منزل دل تک رسائی ہوگئی

بیت عجائبات نگارندگان فرخندہ + نمودہ اند رقم داستان زیبندہ + شاد کنندگان دل پژمردہ و غمزدگان تسلی بخشان خاطر مضطر و بیقراران شعبدہ پردازی طبیعت کو بجالا کی و بیباکی میزان بیان مین یون تولتے ہین اور عقدہ لاحل سخن کو ناخن زبان سحر بیان سے بمدد تیزی عقل و فہم و ادراک یون کھولتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو پنجہ زیر تیغہ جلاد نطعے پر سے اٹھا لیگیا خواجہ عمرو حرکت نشیب و فراز سے بیہوش ہوگئے جب اس پنجہ نے قیامگاہ پر پہنچا کر اتارا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا ہواے فرحت افزا دماغ مین پہونچی طبیعت بشاش ہوئی آنکھ جو کھلی دیکھا اور ہی جلسہ ہی دل مین کہا واہ واہ خوب یک نشد دو شد نہ وہ شہر سبا نہ جلاد ہی نہ نطعے ہی دوسرا کارخانہ ہی قدرت خدا کا سامنا ہی پرزادون کا مجمع ہی دلوان بلند قامت چہار طرف مودب کھڑے

ہوے ہین اور ایک جوان حسین مہ جبین طرحدار جرار نامدار شجاع و دلیر ہمشکل شہزادہ بدیع الزمان فلک نشان
ڈنگل جواہر نگار پر بصد صولت و شوکت جلوہ گر ہی خواجہ عمرو اُسکو دیکھتے ہوے قریب گئے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون
ہی جو بدیع الزمان عالیشان سے بہت مشابہ ہی جب نزدیک پہونچے وہ اُس جوان بلند مکان نے خواجہ عمرو کو
جھک کے سلام کیا اور برابر کرسی زرین پر بٹھالیا اور کہا کہ آپ کسی طرح کا خوف دل مین اپنے نہ کیجیے آپنے مجھکو نہین
پہچانا مین بیٹا ہون بدیع الزمان فرزند جگربند حمزۂ صاحبقران کا نام میرا بدیع الملک ہی اور والدۂ ماجدہ
میری بدیع الجمال پری ہی ابھی مین اُدھر سے بروے ہوا تخت پر سوار جاتا تھا آپ کو زیر تیغۂ جلاد بنہاد نطع
پر جو بیٹھا دیکھا دیو سے اُٹھوا منگوایا ارشاد تو کیجیے کہ یہ کیا معاملہ تھا آپ کو کیون قتل کرتے تھے خواجہ عمرو نے
حال بیان کیا اور کہا ای فرزند سمجھ تمام زمانے کے قرضدار ہین آجکل بہت تنگ ہین بدیع الملک نے کشتیان
زر و جواہر کی منگوا کر خواجہ عمرو کو دین خواجہ صفت و ثنا اُسکی کرنے لگے القصہ خواجہ عمرو کی دعوت بڑی
دھوم سے کی جلسۂ عیش و نشاط برپا کیا خواجہ عمرو رات بھر گایا کیے صبح کو بدیع الملک نے ایک کلاہ سیاہ
رنگ کی صندوق مین سے نکال کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ آپ اسکو لین اس مین یہ وصف ہی کہ جب آپ اس
کلاہ کو سر پر پہنینگے آپ کو کوئی نہ دیکھیگا آپ سب کو دیکھینگے خواجہ عمرو نے وہ کلاہ لے لی بہت خوش ہوے اسکے
عوض مین عمرو نے تیغۂ سیف البلاد شہزادے کی نذر کیا شہزادہ والا منزلت نہایت شاد ہوا پھر شہزادہ نے
ایک تاج عمرو کو دیا اور کہا کہ صفت کلاہ اسمین بھی ہی اور چار لعل نصب ہین اگر دیو ہزار اس تاج کے متلاشی ہین اس تاج کو دیوون
سے بچا رکھیے گا خواجہ نے کہا مین بہت حفاظت سے رکھونگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک دیو نے لا کر
مہتر قران کو بھی وہین سامنے بدیع الملک کے اُتار دیا ہوا سے سرگرم قلب جو لگی بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران
کی آنکھ کھلی خواجہ عمرو کو جلسۂ پریزادان مین دیکھا مہتر قران دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ
الحمد للہ والمنہ مین نے آپ کو زندہ و سلامت پایا پھر مہتر قران نے تمام سرگذشت عمرو سے بیان کی عمرو نے کہا اے
مہتر قران مرحبا جزاکم اللہ خیر الجزا کیا کہنا مرد دیندار بہادر و نامدار ایسا ہی کرتے ہین پھر شہزادہ بدیع الملک سے
مہتر قران کی بہت تعریفین کین اور کہا یہ میرا عیار بے بدل بہادر و بے نظیر ہمیشہ سے میرا جان نثار ہی شہزادہ بدیع الملک
نے مہتر قران کو بھی خلعت زرین دیا خواجہ عمرو نے کہا اے شہزادے اب ہمکو لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین
پہونچا دو شہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو حکم کیا کہ ان دونون کو بحفاظت تمام لشکر اسلام مین پہونچا آ وہ دیو
خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے لے اُڑا اور لا کے سامنے لشکر اسلام کے اُتار دیا عمرو
نے مہتر قران سے کہا کہ تم چلو لشکر مین ہم اس تاج کا وصف آزمائین یہ سنکے مہتر قران خدمت امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران مین آیا اور مژدہ سلامتی عمرو کا امیر باتوقیر سے بیان کیا صاحبقران زمان بہت خوش ہوے اور عمرو
و بختیارک وغیرہ کو رہا کر دیا یہ سب قید سے رہائی پا کر لقاے بے بقا کے پاس آئے اور عمرو کی کیفیت بیان
کی یہان عمرو وہی تاج خفا سر پر رکھے قیطولون کو طے کر کے لقا کے پاس آیا اور برابر لقا کے جا کر بیٹھا اور مقراض
نکال کر ڈاڑھی لقا کی کترنا شروع کی جتنے بال کاٹتا تھا جواہر اُنکے نکال کر کمر مین رکھتا جاتا تھا اور بال پھینکے دیتا
تھا ایک دم بھر مین چہارم ڈاڑھی لقا کی عمرو نے کاٹ لی بختیارک پکارا یا خداوند یہ کیا تماشا ہی آپ کی ڈاڑھی خودبخود
کتری چلی جاتی ہی آپ کو نہین معلوم ہوتی ہی لقا نے جو ہاتھ اپنا ڈاڑھی پر پھیرا حیران و پریشان ہوا قضاے کار
وہ دیو جو ان دونون یعنے خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے اوپر سوار کر کے بدیع الملک کے پاس سے یہان

پہونچانے کے واسطے لایا تھا اُنے ذج خفا کی جستجو تھی ساتھ ساتھ عمرو کے چھپا ہوا آیا تھا کہ کسی طرح سے تاج لے لیجیے پس اُس دیو
نے جو تاج عمرو کے سر پر دیکھا بزور دی تمام تاج سر سے عمرو کے اُتار لیا اور راہی ہوا جسوقت وہ تاج سر سے عمرو کے اُتر
گیا خواجہ عمرو سب پر ظاہر ہو گئے دیکھا سب نے کہ مقراض ہاتھ میں ہے اور ڈاڑھی لقا کی کتر رہے ہیں پس لقا عمرو کو
دیکھتے ہی پکارا کہ ہاں اوزدبا ریگ مردن تو ڈاڑھی خداوندی کی کاٹتا ہے عمرو نے جو دیکھا کہ تاج سر سے اُتر گیا اور حال تیرا
سب پر ظاہر ہو گیا بہت مضطر و پریشان خاطر ہوا چاہتا تھا کہ جست کر کے نکل جائے سب دوڑ پڑے اور عمرو کو پکڑ لیا عمرو
نے کہا اے خداوند اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو بھی صاحب کشف و کرامات ہے اور واقف اسرار کائنات ہے میں غائب ہو کر تیری
ڈاڑھی کترنے آیا تھا تو وہ عالم الغیب ہے کہ حال میرا تجھپر کھل گیا سہو پوشیدہ نہ رہا یہ کہکر سجدے کو جھک گیا لقا نے رحمت
پر نگاہ کر کے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو جاؤں حمزہ کو سمجھا کر لے آؤں کہ وہ بھی تجھے سجدہ کرے اور تیرے
قہر و غضب سے ڈرے لقا نے کہا اے عمرو میں نے ستر ہزار برس پیشتر ہی یہ تقدیر کی تھی تو اب جلد جا اور حمزہ کو سمجھا کر ہمراہ اپنے
لے آ عمرو غنیمت جانکر چلا قیطولون پر سے اُترا اور لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا جب خدمت فیض درجت امیر باتوقیر
میں آئے آداب بجالائے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے پھر خواجہ نے شہزادہ
بدیع الزمان سے کہا کہ ہم تو تمہارے صاحبزادہ بدیع الملک کے پاس ہو آئے اور اُنکو تیغہ سیف البلاد بھی دیا اور
اُنھوں نے ایک تاج ہمکو دیا تھا اُس میں یہ صفت تھی کہ ہم سب کو دیکھتے تھے ہمکو کوئی نہ دیکھتا تھا اُسی تاج کو ہم سر پر رکھے
لقا کے پاس پہونچے اور بیٹھکر ڈاڑھی لقا کی کترنے لگے چہارم ڈاڑھی کتر رہی تھی کہ اُنھیں کا وہ دیو تاج اُتار لیگیا ہم سب پر
ظاہر ہوئے کُفار نے پھر ہمکو گرفتار کر لیا قتل ہونے کا سامان تھا مگر اپنی عیاری سے بچ کر چلے آئے بدیع الزمان نے کہا
اے خواجہ اُس سے دریافت کیا جائیگا پھر وہ تاج مل جائیگا اُسوقت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کہا اے خواجہ اب
ہوشیار ہو جاؤ کہ اب حریف بڑے بڑے زبردست آئے ہوئے ہیں خواجہ نے کہا اے صاحبقران زمان آپ بھی خبردار رہیے
کہ داماد نہنگ بن سہلان گراز دندان کا زرنگ گراز دندان میرے سامنے کہتا تھا کہ میں حمزہ کو قتل کر کے پاس گنج
کے چیر کر پھینکدونگا یہ سنتے ہی امیر باتوقیر کو جلال آگیا اور قہر و غضب میں تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے
خواجہ برب کعبہ اگر ابھی جاکر اُس کافر نابکار کو سزائے سخت نہ دی تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہر چند عمرو نے کہا کہ اے صاحبقران
سر میدان اُس سے سمجھ لینا اسقدر تعجیل بہتر نہیں مگر امیر باتوقیر کب کسی کی سنتے ہیں از حد غصہ تھا بارگاہ سلیمانی سے
باہر نکل آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تمام سردار پیچھے پیچھے تھے کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلیں امیر باتوقیر نے مڑ کر
فرمایا ساتھ میرے کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے تم سب چلے آنا یہ کہکر اشقر دیوزاد کو تیز کیا باگ اُٹھائی گھوڑا اسقدر ہی
کے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو بھی ردیں ساتھ مرکب کے چلے جاتے تھے دل میں کہتے تھے کہ اے عمرو تو نے ناحق یہ کلمہ
حمزہ کے سامنے کہا دیکھیے اب خدا کیا دکھاتا ہے یہاں تک کہ حمزہ صاحبقران آتے آتے بصد جاہ و جلال و ہیبت و اقبال داخل
لشکر کفار ہوئے اور در بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچ کے اشقر دیوزاد سے اُترے دردانہ اندر بارگاہ یاقوت شاہ کے چلے
گئے اندر پہونچتے ہی بطریق اسلام سلام کیا اور پکارے کہ کہاں ہے زرنگ گراز دندان کہ وہ کہتا تھا حمزہ کو قتل کر کے پاس گنج
کے چیر کے پھینکدونگا اب میں موجود ہوں وہ آئے میرے سامنے اگر قوت رکھتا ہو مجھکو چیر ڈالے بختیارک نے جو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو مثل شیر غضبناک کے بپھرے ہوئے دیکھا دم نکل گیا روح فنا ہو گئی کہا کہ آج خداوند لقا کی خیر نہیں
یہ دم بھر میں قیطولون کو اُلٹ دیگا بارگاہ تہ و بالا کر دیگا قیامت برپا ہو جائیگی مگر اُسوقت یاقوت شاہ نے خائف ہو کر جواب دیا
کہ زرنگ گراز دندان یہاں نہیں ہے قیطولون پر خداوند لقا کے پاس ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بلاؤ اُسے یاقوت شاہ

نے بختیارک سے کہا کہ تم جاکر خداوند لقا سے کہو کہ حمزہ صاحبقران زمان بہ رنگ گرارز دندان سے مقابلہ کرنے کو آئے ہین
آپ انھین رخصت کیجیے اذن جنگ دیجیے بختیارک فوراً قیطولون پر خداوند لقا کے پاس آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لقا نے کہا
ای بختیارک حمزہ سجدہ کرنے آیا ہی اُسے میرے پاس بلا لاؤ بختیارک یاقوت شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ حکم خداوند لقا ہی کہ صاحبقران کو
قیطولون پر لیچلیے یاقوت شاہ نے امیر باتوقیر سے کہا کہ کیا ارادہ ہی صاحبقران نے کہا چلو مین چلنے کو موجود ہون یاقوت شاہ
امیر باتوقیر کو ہمراہ اپنے لے کر چلا اس اثنا مین تمام سردار بھی آگئے تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ ساتھ چلے جسوقت امیر باتوقیر
دروازے پر قیطولون کے آئے اشقر دیوزاد سے اُتر کر نردبان قیطول اول پر چڑھے آگے آگے یاقوت شاہ تھا اور پیچھے
پیچھے صاحبقران چلے آتے تھے دیکھا امیر نے کہ عجب شان و شوکت قیطول اول کی تھی تمام عمارت نقرۂ مصفّی کی بنی ہی ماہتاب
ایک حوض نقرئی بنا کر اُسے حیران پر چڑھایا تھا دو ریان اُس مین کلابتون کی باندھی تھین ہمصورت فرشتگان ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے
ادھر اسی حوض نقرہ ہمشکل مہتاب کو کھینچتے تھے وہان ایک پہلوان زبردست کہ نام اُسکا ظہیر اژدر خشم تھا بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا کہ ای حمزہ
سجدہ کرو خداوند لقا کو کہ یہ فلک اول مسکن قمر نقرئی ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ لاکھون لاکھ لعنت ہی اور کروڑ در کروڑ نفرین اُسکے
پرستاران پر پس یہ سنکر ظہیر اژدر خشم بہت غصہ ہوا اور تیغ کھینچکر صاحبقران پر مارا امیر نے لپٹ تیغ شمشیر پر روک کر تیغہ عقرب
سلیمانی کا ہاتھ لگایا کہ وہ نحس اکبر مثل شق القمر کاسہ سر سے تا ناف دو ہوکے گرا غل ہوا کہ ظہیر اژدر خشم مارا گیا یاقوت شاہ
دوسرے قیطول پر لیکر آیا دیکھا کہ ایک شخص لوح و قلم اور دوات کئی سونے کی سامنے لیے بیٹھا ہی نگاہ جو صاحبقران پر اُسکی
پڑی آواز دی کہ ای حمزہ یہ آسمان دوم ہی دبیر فلک کا یہ مقام ہی مجھے عطارد قرطاس نویس کہتے ہین ای حمزہ لقا کو سجدہ کر
اور اس لوح پر قلم کو اُٹھا کر جو مطلب رکھتا ہو لکھدے کہ تیرا مطلب بر آئے بہتری ہو جائے صاحبقران نے کہا لاحول و لا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم اور قلم اُٹھا کر لوح طلا پر تحریر کیا کہ لعنت بادبر لقائے ضلالت بنیاد۔ پس عطارد قرطاس نویس نے جو یہ لکھا
ہوا پڑھا نہایت غضب مین آیا اور وہی لوح طلائی اُٹھا کر امیر باتوقیر پر ماری صاحبقران نے روک کر وہ تختی اُسکے
ہاتھ سے چھین لی اور اُسکے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ آواز پیدا ہوئی کہ بھون سے جاتا کہ قیطول
اُلٹ گیا اکثر تو اسی عطارد قرطاس نویس کے اُٹھانے مین مصروف ہوے خواجہ عمرو نے دوات و لوح و قلم کہ صد ہا روپیہ کا
سونا تھا اُٹھا کر زنبیل کی یاقوت شاہ پھر تیسرے قیطول پر صاحبقران کو لایا وہان دیکھا کہ سامان عجیب کیفیت کا ہی جلسہ
راگ رنگ کا جمع ہی عبیر و گلال اُڑ رہا ہی پچکاریان رنگ کی چل رہی ہین اور ایک نازنین نہایت حسین مہ جبین خوشتر و طرحدار
نازک ادا حور لقا لباس ملمع پہنے ہوے چنگ اُسکے ہاتھ مین سامنے کھڑی ہی اور نام اُسکا ناہید چنگی ہی جیسے ہی امیر باتوقیر کو
آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای حمزہ یہ فلک سوم مقام زہرہ ہی اور مجھے ناہید چنگی کہتے ہین اگر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے مین تیری
خدمت کو موجود ہون صاحبقران اُسپر بھی نفرین کرکے آگے بڑھے چوتھے قیطول پر آئے دیکھا کہ تمام مکان طلا کا ہی
اور چھت مین مثل آفتاب کے ایک کرہ سونے کا بنا ہوا آویزان ہی اور لوگ مانند فرشتگان اُس آفتاب کو گردش دیتے رہتے
ہین کبھی ادھر سے اُدھر جاتا ہی اور کبھی اُدھر سے ادھر آتا ہی ایک پہلوان کہ نام اُسکا لیث شیر چنگال ہی بیٹھا ہوا تھا اُسنے امیر سے
خطاب کیا او بے ادب تو فلک شمس پر آیا اور اب تک سجدہ خداوند لقا کو نہ کیا امیر کشور گیر نے تیور بدلا او بدذات کیا واہیات
بکتا ہی لقائے بےبقا کیا چیز ہی جسکو کوئی سجدہ کرے یہ کلمہ سنکر لیث برہم ہوا اور اُٹھا کر دونون چنگال امیر باتوقیر پر مارے
صاحبقران نے دونون ہاتھ پہونچون کے برابر سے پکڑ کے جھٹکا دیا کہ منہ کے بل وہ سامنے گرا امیر نے اوپر سے اُسکے سر پر
ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا صاحبقران آگے بڑھے پانچوین قیطول پر پہونچے
دیکھا وہ مکان یاقوت احمر کا ہی اور زہرابہ مریخ صولت فلک پنجم کا مالک ہی اور پانچ ہاتھ اُسکے ہین ہر ہاتھ ایک ایک

حربہ ہو جیسے ہی صاحبقران اُسکے پاس پہونچے وہ پکارا ای حمزہ جلد خداوند لقا کو سجدہ کرو نہین تو میرے ہاتھ سے مارے
جاؤ گے امیر باتوقیر نے نعرہ کیا او تیرہ روزگار کیا خرخشات بکتا ہی زہرابہ نے پانچون حربے صاحبقران پر مارے امیر نے پانچون
خالی دیے اور اُسکے عوض مین تیغۂ عقرب سلیمانی جو زہرابۂ بدصورت پر مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے قیطول
ہشتم پر آئے وہ گھراے اختر شناس کا مقام ہی قائم مشتری ہی اُس قیطول کا نام ہی وہان سے قیطول ہفتم پر آئے وہ
فلک مقام زحل ہی اشکال ستارہ چشم ایک گینڈا سنجار ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی اُسنے بھی صاحبقران سے کہا کہ زمرد شاہ باختری
خداوند لقا کو سجدہ کر امیر باتوقیر نے کہا کہ تیرے خداوند لقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت ہی اُسنے گرز گران ہنگ
امیر باتوقیر پر مارا صاحبقران نے عمود اُسکا پکڑ کر چھین لیا اور وہی عمود گران اُس نابکار کے سر پر مارا اشکال ستارہ چشم
گر کر پیوند زمین ہو گیا یاقوت شاہ تھرانے لگا صاحبقران اشکال ستارہ چشم کو مار کر دربارگاہ لقاے بے بقا پر آئے
یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم مارا ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندگان من چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ نے جواب دیا
کہ حمزہ ساتون قیطولون کے سردارون کو قتل کر کے یہان پہونچا ہی اب کیا اُسکے واسطے حکم خداوند لقا ہی آواز آئی کہ ہمارے
سامنے لاؤ حکم پر پردہ دار نے پردہ اُٹھایا صاحبقران نے اندر پردے کے قدم رکھا دیکھا کہ قصر رفیع نہایت وسیع ہی سب مقامون سے
بلند تر یہ مقام ہی فلک اطلس اس قصر کا نام ہی گنبد گیتی نما اسی کو کہتے ہین اس قصر مین اسقدر گنجائش ہی کہ اٹھارہ ہزار پہلوانان
نامی و سرداران اولوالعزم دنگلہاے زرین پر گرد تخت لقاے بے بقا کے متمکن ہین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بے اندیشہ
و بےخوف و بیم آواز بلند فرمایا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو خداے عزوجل کو وحدہ لاشریک جانتا ہو یکایک چہار طرف سے ایک
غل ہوا کہ او خداپرست سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے اپنے خداے نادیدہ کی مدح و ثنا کرتا ہی لیکن لقا نے کہا کہ ای
حمزہ مین تو یہ سمجھا تھا کہ تو مجھے سجدہ کرنے آیا ہی اب معلوم ہوا کہ تیرے دماغ مین کچھ اور ہی سمایا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کہان
ہی زرنگ گراز دندان کہ وہ دعوی کرتا ہی کہ مین حمزہ کو شل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدونگا اُسوقت میرے سامنے آئے تو
اُس مردود کو حقیقت کھل جائے نہنگ بن سہلان گراز دندان نے کہا کہ ای حمزہ آ پہلے مجھسے پنجہ تو کر لے صاحبقران برابر
اُسکے آئے اُسنے ہاتھ بڑھایا اور اپنی اُنگلیان امیر کی اُنگلیون مین ڈال کر خوب زور کیا امیر باتوقیر نے زور اُسکا اُٹھا کر اب جو
زور کیا پنجہ اُسکا پھیر دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ ہاتھ اُسکا شانے کے پاس سے اُکھڑ گیا وہ بیہوش ہو کر گرا زرنگ گراز دندان
بیتاب ہو کر للکارا ارے حمزہ تو نے غضب کیا اور دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ایک شور برپا ہوا امیر باتوقیر نے پہر بھر کے بعد
لنگر اُسکا توڑ کر زمین پر دے مارا چاردن شانے چت گرا امیر کشورگیر نے ایک ٹانگ اُسکی پاؤن کے نیچے دبائی اور دوسری
ٹانگ دونون ہاتھون سے پکڑ کر بحول و قوت الٰہی چیر کر مثل کرباس کہنہ و بوسیدہ کے نصف ادھر نصف اُدھر پھینکدیا اور
نعرہ کیا کہ دیکھیون پہلوان زبردست کو چیر ڈالا یہ دیکھ کر لقا نہایت درہم و برہم ہوا اور اشارہ کیا کہ مار لو اس بے ادب کو جانے
نہ دو بس یہ سنتے ہی ضیغم خون آشام و قاہر قہرمان عجمی امیر کی طرف دوڑے ایک طرف سے ضیغم نے تلوار ماری صاحبقران
نے خالی دی وہ تلوار قاہر قہرمان عجمی پر پڑی اُسکے شانے پر زخم کاری لگا دوسری طرف سے قہرمان نے وار کیا امیر نے وہ
بھی خالی دیا تلوار قہرمان کی ضیغم خون آشام کے سر پر پڑی تا ابرو اُسکے اُتر آئی وہ زمین پر گرا امہات گرہ پیشانی دوڑا
اور کہا کہ ارے خداپرست تو نے غضب کیا دونون کو آپس مین لڑوا دیا آپ الگ رہا یہ کہکر تلوار کا ایک ہاتھ مارا امیر نے اُسکی تلوار
سر پر روک کر جو تیغۂ عقرب سلیمانی مارا کاسۂ سر سے تا ناف اُتر گیا وہ بھی گر کر مر گیا الماس گراز چشم نے آرۂ پشت نہنگ
مارا امیر نے اُسکے آرے کو کاٹ کر تلوار اُسی طرح شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی قیطاس فیل گردن بڑھکر للکارا اور تیغ
برابر آکر امیر کو مارا امیر نے اُسکے وار کو روک کر تیغۂ سلیمانی کا ہاتھ کمر پر اُسکی لگایا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر

گو وہ لخت تیرہ پیشانی سے مقابلہ ہوا اُسنے سلاح ماری صاحبقران نے سلاح قلم کرکے ہاتھ گردن پر اُسکی ایسا ہاتھ تیغ
سلیمانی کا صفائی سے مارا کہ صاف سر اُسکا تن سے جدا ہوگیا پھر قاہر زہر ترکیب سے سامنا ہوا اُسپر بھی توقف نہ کیا اُسکو بھی قتل کیا
اب بارگاہ لقا مین لاش پر لاش گر رہی ہی عمرو پشتیبانی کر رہا ہی نیچے قیطولون کے جو سرداران لشکر اسلام کھڑے ہوئے تھے
اُنسے وہان تلوار چلنے لگی غلغلہ بلند ہوا محشر تازہ برپا ہوگیا ادھر علمشاہ سے اور شیر کوہی سے مقابلہ ہوا شمشیرزنی ہونے لگی
شیر کوہی نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے وار اُسکا رد کرکے شیر کوہی کو شکار کیا بدیع الزمان سے سردار تیغ آزما سے سامنا ہوا
اُسنے تیغ آزمائی کی بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مین اُسکی صفائی کی شہزادہ ملک قاسم ادھر آتے ہوئے چلے آتے تھے کہ سہیل عقرب
سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار مارنے کو ہاتھ اُٹھایا قاسم نے جھک کر جنبر بر بغل تیغہ پلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا اُس بغل پر پڑا اُس بغل سے
کاٹ کر نکل گیا ہاشم شیغزن سے اور مہارن بن قہرمان سے سامنا ہوگیا وہ کافر حملہ آور ہوا ہاشم نے خالی دے کر کمر تکیہ مین ہاتھ
ڈال کر مرکب سے اُٹھا لیا اور آسمان کی طرف اُچھال کر گرتے ہوئے چرنگ کیا اُسپر وار اس ترکیب کے ساتھ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ
بہت سے نامی سرداران لقا اور بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے اور امیر بانو قیر کا تو یہ عالم ہوا کہ قیطولون پر شل
ہوگئے تین پہر کامل تیغزنی کرتے ہوئے گذر گئے ہر چند چاہتے ہین کہ زمرد شاہ تک پہونچین اسقدر ہجوم کفار ہی کہ لقا تک جا
نہین سکتے چہار طرف تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین پہلوان شل ہوگئے ہین امیر بانو قیر کو یہ دعوی تھا کہ ہر ایک کافر
کو قتل کر رہا ہون اور نیچے قیطولون کے میرے سردار تیغزنی کرتے ہین مگر کسی طرح ہجوم لشکر کفار کم نہین ہوتا بادل کی طرح چلے آتے
ہین امیر گھبرا گئے آخر کار بدرگاہ پروردگار دل کو رجوع کیا اور یہ دعا کی کہ ای قاضی الحاجات ای حلال مہمات تو مدد کر اور مجھکو
کافرون پر فتحیاب کر تیر دعاے حمزۂ صاحبقران زمان ہدف مراد پر پہونچا اور یہ دعا کا اثر ہوا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور صاحبقران
کو اُس ہنگامۂ کفار سے اُٹھا کر بسوے آسمان لے کر روانہ ہوا اور ایک پنجہ لقا سے بے لقا کو لیگیا مجمع کفار مین غلغلۂ عظیم برپا
ہوا لوگ دہشت مین آ آکر زمین پر منہ کے بل گرنے لگے بہت سے پہلوان گوشون مین پنہان ہوے بختیارک یہ رنگ دیکھکر
تخت کے نیچے چھپ گیا دل مین یہ ڈر سمایا کہ مبادا کوئی پنجہ مجھے بھی نہ اُٹھا لیجاے اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ وہ مجمع کفار جس سے
کشمکش بہت تھی سب پاشان ہوگیا راہ قیطولون پر کی صاف ہوگئی خواجہ عمرو قیطولون سے اُترکے نیچے آئے اور
سرداران لشکر کو بہ آواز بلند پکارے کہ ای بہادران نامی و گرامی ای سرداران جرار اب کیون تیغزنی اسقدر کر رہے
ہو حمزہ کو اور لقا سے بے لقا کو تو دو پنجے آسمان سے کرکے اُٹھا لیگئے اب ناحق مصروف جنگ و جدل ہوا اپنے لشکر ظفر اثر کی
طرف چلو توقف نہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو شقر دیوزاد کو لے کر چلے اور لشکر اسلام مین اور سب سردار بھی آکر اپنے اپنے خیمون مین
داخل ہوے عمرو نے سب حال صاحبقران کا خدمت بادشاہ کیوان جاہ مین بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای خواجہ
ایسے ہنگامے مین صاحبقران کو پنجہ کا اُٹھا لیجانا بہتر ہوا یہ کام کسی دوست کا ہی دشمن کا نہین کہ اندیشے کا مقام نہین مگر
ای خواجہ سیاہ کلاہ عیار بہت لاف و گذاف کرتا ہی کہ عمرو کی کیا حقیقت ہی تو خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار مین
ابھی جا کر اُسے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین پہونچا وہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم خداوند لقا کہان
چلے گئے کوئی کہتا تھا کہ بقدرت اُٹھا لیگیا کوئی کہتا تھا کہ فرشتے آسمان پر لیگئے اسی اثنا مین عمرو سامنے سے دکھائی دیا مگر خواجہ
بصورت اصلی تھی جدھر بختیارک بیٹھا تھا اُدھر رخ کیا بختیارک نے جیسے ہی خواجہ کو بصورت اصلی آتے ہوئے دیکھا
جان نکل گئی جسم مین تھرتھری پڑ گئی کہ دیکھیے کوئی آفت تازہ اور نہ آئے جلدی سے کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ پیر و مرشد
آیئے تشریف لایئے اسوقت بے محابہ کدھر آنے کا اتفاق ہوا کیون قدم رنجہ فرمایا کیا خیال اقدس مین آیا یاقوت شاہ نے جلد ایک
سے کرسی منگوا کر عمرو کے بیٹھنے کو بچھوا دی جام شراب گلرنگ پیش کیا اور بعد اُسکے پوچھا کہ ای خواجہ خیر تو ہی صاحبقران کہان گئے

ہوگی عمرو نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ سیامک سپاہ کاہ بہت لاف زنی کرتا ہے مین اُس سے مقابلہ کو آیا ہون سیامک پکارا
کہ اے عمرو بہتر ہے کیا مضائقہ ہے مگر پہلے میری دعوت قبول کیجیے میرے خیمہ مین چلیے عمرو اُٹھ کھڑے ہوے کہا چلو سیامک اپنے خیمہ
مین خواجہ کو لایا اسباب دعوت سامنے مہیا کیا آپ بھی بیٹھا پان کی گلوری اپنے خاصدان مین سے نکال کر عمرو کو دی
کہا اسے نوش کیجیے عمرو نے بے تکلف اُسے کھا لیا اور دوسری گلوری اپنے پاس سے نکال کر جلدی سے چبا لی کہ وہ رفع بیہوشی
کی تھی خواجہ عمرو پر مطلق بیہوشی کا اثر نہو العبد اُسکے عمرو نے ایک گلدستہ پھولون کا سیامک کو دیا اور کہا کہ اسے ملاحظہ کیجیے
سونگھیے کیا اچھی اسکی خوشبو ہے سیامک نے جو اُسکو سونگھا فوراً ایک چھینک آئی بیہوش ہوکر گرا عمرو سیامک کا پشتارہ باندھکر
راہی طرف لشکر اسلام کے ہوا اور لاکر سرہنگ ملی کے حوالے کیا کہ اسے اچھی طرح سے رکھنا پھر لشکر کفار کی طرف چلا جب
قریب پہونچا صورت اپنی سیامک کی بنائی بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا بختیارک نے پوچھا تمھین تو عمرو پکڑ لیگیا تھا تم
کیونکر رہا ہوے سیامک نقلی نے کہا کہ مکر اسلام اختیار کرکے چھوٹ آیا پھر کرسی پر بیٹھ کے باتین کرنے لگا اور یہ فکر ہوئی
کہ ان کافرون کو بیہوش کیجیے مال و اسباب اُنکا لے لیجیے قضاے کار بہروز غول بچہ تعاقب مین عمرو کے یہان سے تھا کہ عمرو
نے سیامک کا پشتارہ سرہنگ ملی کے سپرد کیا اور آپ پھر بارگاہ یاقوت شاہ کی طرف گیا بس یہ تیرہ روزگار اسی وقت
عمرو کی صورت بنکر خیمہ مین عمرو کے آیا اور سرہنگ ملی کو بلا کر سیامک کو اُس سے لیلیا اُسے تو رخصت کیا اور خود تمام
مال و اسباب عمرو کا لیکر وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین سیامک کو ہوش مین لایا اور اُس سے کہا کہ یقین ہے عمرو تیری
صورت بنکر بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا ہوگا نہین معلوم کیا فساد برپا کیا ہو تو جلد جا اور وہان کی خبر لے سیامک سیدھا
بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا سبھون نے دیکھا کہ ایک سیامک تو بیٹھا تھا دوسرا سیامک یہ کہان سے پیدا ہوا ادھر سے عمرو
نے نعرہ کیا اور نہ باریک گردن تو پھر شکل بنکر یہان آ پہونچا یہ شاید تو نہ جانتا تھا کہ مین اس مقام پر موجود ہون اُدھر سے
کوہ بخت ثانی للکارا اور چاہا کہ سیامک کو گرفتار کرے سیامک نے کچھ نشان اور پتے ایسے دیے کہ کوہ بخت سیامک
کو پہچان گیا کہ سیامک اصلی یہی ہے اور وہ عمرو ہے بس قصد کیا کہ عمرو کو پکڑ لے عمرو نے جو دیکھا کہ اب افشاے راز ہوگیا
ایک جست کرکے برابر کوہ بخت کے آیا اور ایک دھول سر پر مار کے تاج اُسکے سر سے اُتار لیا ادھر سے سیامک نے جو
پر لپکا عمرو نے ایک لات ماری وہ چت گرا عمرو صاف نکل کر چلا گیا اور اپنے لشکر مین آکر سرہنگ ملی پر بہت خفا ہوا کہا
کہ تو نے غضب کیا اتنی بھی تمیز نہ کی کہ یہ عمرو ہے یا کوئی اور ہے سیامک کو تو نے دیدیا اگر تو نے صورت نہ پہچانی تھی تو آنکھین
پہچان لین ہوتین میری سی آنکھین تو اور کسی کی نہین ہین تو ایسا اندھا ہوگیا کہ آنکھون سے بھی نہ پہچان سکا سرہنگ نے کہا
اُستاد اب تو مجھسے خطا ہوگئی آیندہ مین اس طرح سے دھوکھا نہ کھاؤنگا غرضکہ عمرو نے بہت سرزنش اُسے کی اور پھر لشکر کفار
کی طرف راہی ہوے اور سوچے کہ کسی طرح بہروز کو گرفتار کیجیے اور اپنا مال و اسباب اُس سے لیجیے لیکن سیامک کا حال
سنیے کہ یہ لشکر اسلام مین آیا اور ایک فراش کی صورت بنائی اور ہاشم تیغ زن کو چھکا کر پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کر لیچلا اتفاقاً
لشکر کفار سے طارق عیار سیامک کا شاگرد اُدھر سے آتا تھا پشتارہ ہاشم کا اُسے سیامک نے دیدیا اور کہا کہ تو اسے
لیچل مین جاتا ہون شاید اور کوئی سردار لشکر اسلام کا ہاتھ لگجاے تو گرفتار کر لاؤن طارق وہ پشتارہ لے کر لشکر
کفار کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین طارق کو اس شدت سے پیشاب کی ضرورت ہوئی کہ ضبط نہو سکا پشتارہ پیٹھ
پر سے اُتار کے ایک طرف کو رکھدیا اور ایک مقام پر بیٹھ کے پیشاب کرنے لگا قضاے کار خواجہ عمرو لشکر کفار کی طرف سے پھرے
ہوے چلے آتے تھے شب ماہ تھی دور سے دیکھا کہ ایک پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہے اور ایک شخص بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہے
عمرو نے حلقہ ہاے کمند درست کیے ہوے چپکے چپکے دبے پاؤن برابر اُسکے آیا جیسے ہی طارق پیشاب کرکے اُٹھا خواجہ نے

حلقہ ہاے کمند یار کے جھٹکا دیا وہ گرا عمرو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا مشکیں باندھ لیں طارق کو گرفتار کرکے پشتارہ اُٹھا کر راہی
طرف لشکر اسلام کے ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا دیکھا اُدھر سے سیامک خالی پھرا ہوا آتا ہے عمرو کو جو دیکھا پیچھہ
گھبرا کر دوڑا عمرو سوچا کہ تو پشتارہ بدوش ہے مفت میں مارا جائیگا بھاگا سامنے سے اور درختوں کی آڑ میں ہو کر پشتارہ ایک
کنارے رکھکر آپ برہمن کی صورت بنکر ایک کوئیں کے پاس آ بیٹھا سیامک جو وہاں آیا اُس برہمن سے پوچھا کہ ایک
شخص دبلا پتلا پشتارہ بدوش ادھر سے گیا تھا تو نے دیکھا ہے یا نہیں اُس برہمن نے کہا کہ ہاں ایک شخص خوف زدہ سا
اُدھر سے دوڑا ہوا آیا اور اس کوئیں میں پھاند پڑا سیامک سیاہ کلاہ جگت پر کنوئیں کی جھک کر دیکھنے لگا برہمن نقلی نے
پیچھے سے دھکیل دیا سیامک کنوئیں میں گر پڑا اُس کنوئیں میں پانی بہت کم تھا سیامک کے پانوں تہ کو جا لگے مگر سیامک یہی
اپنے دل میں کہتا تھا کہ عمرو نے بے موت مارا اب تو کہیں کا نہ رہا بس سیامک مکر کرکے پکارا اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مجکو
اب کنوئیں سے نکال لیجیے میں مسلمان ہوتا ہوں دین اسلام قبول کرتا ہوں خواجہ نے یہ سنکے کمند کنوئیں میں لٹکائی کہا اے
سیامک کمند کو پکڑ کے نکل آ سیامک جب کنوئیں سے نکلا خنجر کھینچکر دوڑا اور کہا کہ او مکار ساربان زادے غضب کیا تھا تو
اب میں بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہوں عمرو بھی خنجر پکڑ کے جھپٹے اور آواز دی کہ باش او خیرہ سر میں تیرا کام تمام کرتا
ہوں یہ کہکے خنجر بازی کرنے لگے اُدھر ہاشم تیغزن کو عمرو و فتیلہ رفع بیہوشی دے آیا تھا ہاشم جو بعد تھوڑی دیر کے ہوش میں
آئے حلقہ ہاے کمند بقوت و جرأت توڑ ڈالے اور چلے شاہراہ آکے دیکھا کہ سیامک اور عمرو سے خنجر چل رہا ہے دونوں
لڑ رہے ہیں ہاشم پیچھے سے آکر سیامک سے لپٹ گئے سیامک کو پکڑ لیا عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے مشکیں سیامک کی
باندھ لیں اور طارق اور سیامک کو مع ہاشم تیغزن کے لشکر اسلام میں لائے . بارگاہ سلیمانی میں سامنے بادشاہ
اسلام کے ہاشم تیغزن و عمرو حاضر ہوے عمرو نے طارق و سیامک کو حضور میں بادشاہ اسلام کے حاضر کیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا اے سیامک و طارق دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کیے جاؤ گے مفت جانیں جائینگی غرضکہ از رو ے مکر دونوں مسلمان
ہوے لقا پر لعنت کی کلمۂ طیبہ دونوں نے پڑھا بادشاہ اسلام نے رہا کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اب یہ فکر ہوئی کہ بہروز کو
بھی گرفتار کرکے لانا چاہیے یہ سوچ کر لشکر کفار کی طرف خواجہ چلے اتفاقات روزگار اُدھر سے بہروز غول بچہ آتا تھا سیامک کی
اور طارق کی فکر میں خواجہ اُسکو دیکھکے آڑ میں ہو گئے اور خنجر کے غلاف میں جلدی سے دود بیہوشی بھر کر ریگستان میں خنجر گاڑ دیا
قبضہ اُس خنجر کا سونے کا تھا اُسکو باہر زمین کے نکالدیا ناگاہ بہروز نے دور سے دیکھا کہ ریگستان میں کچھ چمک رہا ہے جب قریب
اُسکے آیا معلوم ہوا کہ قبضہ ہے اُسکو ریگستان میں سے نکالنا چاہا وہ قبضہ زمین میں گڑا ہوا تھا نہ نکلا جب بہت زور بہروز نے کیا
اور کھینچا تو دیکھا کہ خنجر ہے مگر مٹی اُسکے میان پر بہت جمی ہے خنجر کو کھینچا جب نہ کھنچا آخر کو منھ کے برابر لا کے خوب زور کیا خنجر کھنچ آیا اُسکے
میان سے غبار بیہوشی جو اُڑا دماغ میں بہروز کے پہونچا فوراً بہروز چھینک کھا کر گرا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے اور مشکیں بہروز
کی باندھ لیں اور اُسکو سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جب بہروز ہوش میں آیا بادشاہ اسلام نے بہت بہروز کو نصیحت کی
انجام کار وہ مکار بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مکر سے مسلمان ہوا بادشاہ نے اُسکو بھی رہا کیا ہر چند عمرو نے کہا اے بادشاہ یہ تینوں
سیاہ قلب ہیں صدق دل سے اسلام نہیں لایا ہے اسکو نہ چھوڑیے دغا کریگا فرمایا اے خواجہ اقرار لسانی ہمیں کافی ہے تصدیق
قلب ہو خواہ نہو اگر بصدق یہ اسلام میں نہیں آیا اپنی سزا کو پہونچیگا ہمارا کیا نقصان ہوگا اپنا سر کھائیگا یہ کہکر مشکیں اُسکی
کھلوا دیں القصہ دن تو گذرا رات کو طارق و سیامک و بہروز تینوں لشکر اسلام سے بھاگ کر چلے گئے صبح کو خواجہ عمرو نے
بادشاہ سے عرض کیا کہ دیکھا حضور نے وہ تینوں ملعون بھاگ کر چلے گئے حضور نے محنت بھی میری برباد کی فرمایا جبر سے پکڑ لانا
اب ہم کچھ دخل نہ دینگے چاہتا مار ڈالتا چاہتا بخش دیتا

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور لقاے بے لقا بد ایمان کے بیان کیے جاتے ہین ـ ساقی نامہ

پلا ساقیا جام صہباے نور
ترا میکدہ آسمان ہوگیا
مئے لالہ گون کی ہے جلوہ گری
پرستان کا ہے سراسر سمان
سحر کر عیان اسم والا تبار

ہے چاردہ کا ہوا ہے ظہور
کواکب کا جلوہ عیان ہوگیا
اتر آئی شیشے مین گویا پری
اکھاڑا ہے پریون کا گویا یہان
امیر عرب حمزۂ نامدار

رہین کب تک ابر کی اسیر ہین
ہر اک ساغر مے ہے خورشید ضو
عجب حسن پر آج میخانہ ہے
وہ گل کون ہے ساقی گلعذار

کواکب ہین پہلوے خورشید ہین
جھلکتے ہین اک جام مین نجم سو
کہ دربار ساقی کا شاہانہ ہے
کہ ہے جسکی آمد برنگ بہار

غزل

گلشن مری نگاہ مین عالم ہے خار کا
اللہ رے ارتفاع ترے خاکسار کا
ہین خاص کوچہ گرد ہون ملک تتار کا
چال اپنی بھول جاے ابھی چرخ کجروش
رہتا ہے جیسے باغ مین موسم بہار کا
کس سمت کو یہ توسن عمر روان گیا
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا

دھوکا ہر ایک گل پہ ہے رخسار یار کا
ہے لامکان مکان مرے مشت غبار کا
اللہ رے اضطراب دل بیقرار کا
انداز دیکھ لے جو یہ رفتار یار کا
ایسا فلک نے نامورون کو مٹا دیا
ملتا نہین پتا جو ہمارے غبار کا
ابر آسمان پر آے تو زاہد پیے شراب

ہر دم خیال ہے جو کسی گلعذار کا
کانٹے پہ ہے گمان مرے جسم زار کا
سودا ہے مدح گیسوے مشکین یار کا
تختہ الٹ پلٹ ہے ہمارے مزار کا
اسطرح چندروز کا مہمان ہے شباب
چھوڑا نشان بھی نہ کسی کے مزار کا
جس سمت چاہتا ہے یہ لیجاتا ہے مجھے
ہے انتظار رحمت پروردگار کا

بیت منقش کن جدول لاجواب ؎ نوشتند از طرز نو این کتاب

چمن آرایان بوستان نازنینان جلوہ نمایان مہ جبینان و فصیحان بلاغت نشان و سخنوران نکتہ بیان اس داستان عالیشان کو بہ طبیعت آرائی قلمبند کرکے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اُس ہنگامۂ کفار ناہنجار سے مع لقاے بے لقا دو پنجے اُٹھا لیگئے کرہ ہوا مین آکر بہ تیزی باد صرصر دونون بیہوش ہوے اور بعد کئی ساعت کے جب ہوش آیا دیکھا کہ بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہے اور اُس بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہے اور تخت پر ایک پریزاد نہایت خوبصورت حسین مہ جبین چہرہ مثل خورشید درخشان آنکھین نرگسی ابرو ہلال عید یا شمشیر تیران مژہ ناوک دلدوز عاشقان رخسار پھول سے لب برگ گل سے دندان گوہر نایاب سینہ صورت آئینہ قد شمشاد گلشن حسن تاج مکلل بجواہر سر پر پوشاک فاخرہ زیب جسم اور تخت پر بصد صولت و شوکت متمکن ہے اور دو جوان رعنا مثل آفتاب و مہتاب گلعذار غنچہ دہن زینت گلشن حسن و خوبی تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کا سن کرسیون پر جلوہ گر ہین نور جمال بمثال چہرون سے ہویدا ہے آثار ہمت و شجاعت و نشان شان و شوکت جبینون سے پیدا ہے اور تمام گرداگرد دیوان بلند قامت دست بستہ کھڑے ہین پریزادان ماہ طلعت مثل گلدستہ ہاے گلستان حسن و جمال با ادب حاضر ہین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان متحیر و متفکر ہوکر دیکھنے لگے اُس پریزاد اورنگ نشین و مہ جبین اور اُن جوانان ماہ پیکر و مہر تمکین نے اُٹھکر باادب بقواعد شاہانہ مجرا کیا اور قدوم میمنت لزوم پر امیر کشورگیر کے بوسہ دیا اور بصد اعزاز و اکرام اُس تخت جواہر نگار پر لاکر بٹھایا حمزۂ صاحبقران زمان نے اُن تینون گلپیرہنون کو گلے سے لگایا مگر جسوقت لقاے بے لقا کی آنکھ کھلی صاحبقران کو اس عزت و توقیر سے دیکھا جلکے خاک ہوگیا پکارا کہ ارے یہ کیا غضب ہے حمزہ میرا ایک ادنی بندہ ہے اُسکی تو یہ عزت و حرمت کی اور مین زمرد شاہ باختری کہ تم سب کا خدا اور خالق جن و بشر ہون میری توقیر کی اور بات بھی نہ پوچھی اے خیرہ سرو میرے غضب سے ڈرو ایسا نہو کہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دون اُن سب نے جواب دیا کہ او گبر ناہنجار ہی شتر کہ تجھے دیو سے کھلوا دیا جاے بہت بک بک نہین خاموش رہ

اور اگر تجھے کچھ دعوی خدائی ہی تو آ ہمسے کُشتی لڑ اور ہمین زیر کر اُسوقت ہم جانین کہ تو کچھ قدرت رکھتا ہی لقا پکارا کہ آ دیوین
تم سب کو زیر کرونگا قدرت خداوندی کی دکھاؤنگا القصہ امیر باتوقیر نے اشارہ کیا کہ لقا کو بھی جگہ بیٹھنے کی دیا جائے
دیوون سے ایک کرسی منگوا کر بچھوادی اُسپر لقا کو بھی بٹھایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حال سے مجھکو آگاہ
کرو کہ تم کون لوگ ہو اُسوقت وہ پریزاد تخت نشین لب گوہر بار سے دُر فشان ہوئی کہ ای شہریار عالیوقار ای بخشندۂ تاج
تخت سلاطین روزگار یہ کنیز شاہزادہ بدیع الزمان فلک قدر و عالیشان کی زوجہ ہی اور حضور فیض گنجور کی بہو ہی نام
میرا ملکہ بدیع الجمال پری ہی اور یہ دونون آپکے پوتے ہین اِسکا نام نور العیان اور اُسکا نام نور الزمان ہی اور ہمراہ
پریزاد ایک میرا بھائی ہی اُسکو دیو قہقہہ سہ چشمی اُٹھا لیگیا ہی اُسکے چھڑانے کو یہ دونون ظلمات مین بدیع الملک پسر
بدیع الزمان گیا ہی کہ وہ بھی آپکا ایک پوتا ہی وہ ملکہ بلقیس پری کے بطن سے ہوا ہی اسوقت مین اُسکی مدد کو جاتی تھی
کہ آپکو ہنگامہ کفار مین مضطر و پریشان دیکھا دیوون سے حکم کر کے آپکو مع لقا بے بقا اُٹھوا منگایا ناظرین نکتہ بین
پر واضح ہو کہ یہ بدیع الملک پسر بدیع الزمان ہی اور ایک بدیع الملک شہزادہ نور الدہر کا بھی بیٹا ملکہ قمر چہرہ کے بطن سے
بھی پیدا ہوگا یہ مقام قابل اعتراض نہین ہی الغرض امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے نور العیان اور نور الزمان
سے فرمایا کہ ای فرزند و لقا بے بقا سے تم کچھ فیصلہ کرلو بعد اُسکے پھر سمجھا جائیگا اُسوقت بحکم شہزادگان والا شان
اکھاڑا دیوون نے تیار کیا پہلے نور العیان نے اور لقا بے بقا سے کشتی ہوئی زور کرتے کرتے دوپہر کے بعد لقا کو زیر کیا
اور کہا کہ او گبر نابہنجار دین اسلام قبول کر اُس بیحیا نے جواب دیا کہ مین اسوقت مصلحتاً تیرے ہاتھ سے زیر
ہوگیا ہون ورنہ تو مجھے کیا زیر کرسکتا ہی او بے ادب اپنے خداوند سے یہ گستاخی کہ تو مجھسے کہتا ہی کہ دین اسلام قبول کر ارے
بندے میرے غضب سے ڈر بے ادبی نہ کر یہ سنکر نور العیان نے برہم ہوکر ایک دیو سے حکم کیا کہ اس کافر مرتد کو کھاجا وہ دیو لقا
کی طرف لپکا صاحبقران زمان نے منع کیا اور فرمایا ای فرزند اگر اسکو دیو نے کھالیا تو میرے واسطے نہایت بدنامی ہوگی کہ
حمزہ نے لقا کو دیوون سے کھلوا دیا مناسب یہ ہی اب تم مجکو اور اسکو وہین پہونچا دو نور العیان نے عرض کیا کہ آج تو حضور استراحت
فرمائین شریک جلسۂ دعوت ہون کل دیکھا جائیگا الغرض اُس روز امیر باتوقیر و لقا بے بقا اُسی مقام پر رہے جلسۂ عیش و عشرت
شب بھر رہا دوسرے روز نور العیان اور نور الزمان نے حمزہ صاحبقران کو تخت پر سوار کر کے رخصت کیا اور دیوون سے
کہا کہ بحفاظت تمام حضور کو لشکر اسلام مین پہونچا آؤ اور ایک دیو سے خطاب کیا کہ لقا کو اسکے قیطولون پر پہنچا آ وہ دیو بحکم نور العیان
اور نور الزمان لقا بے بقا کو پشت پر سوار کر کے قیطولون پر پہونچا گیا اُدھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بصد کروفر
تخت پر سوار لشکر مین داخل ہوئے تمام سرداران لشکر جرار امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد شاد ہوئے بادشاہ اسلام نے طبل
شادمانی بجوایا نوبت نقارے خوشی سے صدائین بلند کرنے لگے اُدھر لقا بھی اپنے قیطولون پر آیا نقارہ درباری بجوایا بختیارک
و یاقوت شاہ وغیرہ خوشی خوشی آئے تمام دربار آراستہ ہوا لقا بے بقا تخت پر متمکن ہوا دورہ شراب چلنے لگا لقا
بے بقا نے جب خوب شراب پی نہایت بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل صبح کو سوار قدرت نکل کر سب خدا پرستون کا
کام تمام کریگا اُس بدمستی مین شراب کا نشہ زیادہ تھا لقا کے خیال مین آیا کہ کل تو خود لقا بدار بنکر خدا پرستون سے سامنا
کریگا غرضکہ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے فوراً خبر لے کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بادشاہ اسلام سے
آکر عرض کیا کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی کل صبح کو سوار قدرت لقا معرکہ آرا ہے شبرد ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کچھ
اندیشہ نہین حکم دیا جائے کہ یہان بھی بہ تائید یزدانی و بفضل ربانی کوس حربی نوازش مین آئے القصہ رات بھر جانبین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے سرداران لشکر ادھر بھی اور اُدھر بھی منتظر ہین کہ دیکھین آج کارزار

تو لشکر کفار سے کون نکلتا ہو کہ یکایک پلنگ کوہ کی طرف سے ایک نقابدار ہالہ پوش مرکب پر سوار نظر آیا اور آتے ہی لشکر
اسلام سے مبارز طلب ہوا ادھر لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب شہسوار دلدل
مالک جزو کل یعنی کرب غازی بادشاہ اسلام سے رخصت جہاد لے کر مرکب تیز رفتار چھیڑ کر نقابدار ہالہ پوش کے مقابلہ کو آئے
بعد از ترکاوہ زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی مگر نیزۂ نقابدار کو کرب غازی نے ہوائی کر دیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی
کرب غازی نے نعرہ کیا نعرۂ کرب غازی کرب شہسوار میل نامدار نظر کردۂ شیر یزدان دگار ہو شیار باش او نقابدار
ناہنجار یہ کہکے نیام انتقام سے شمشیر آبدار مثل برق جہندہ پہل تلوار کا چمکنے لگا نقابدار نے بڑھکر تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی
نے بعد جانبازی وار اس کا روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار بجلی کی طرح کوندکر
سپر پر پڑی سپر کو مثل گردۂ ورق سیاہ قلم کر کے سر مین در آئی کاسۂ سر نقابدار کا کٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی نقابدار نے
دستانہ مار اتلوار جھٹکا کر نکل گئی زخم کاری لگا سر سے ایک دریا خون کا جاری ہوا تاب مقاومت نہ لا سکا باگ گھوڑے کی
پھیر کر فراری ہوا عیار نقابدار کو ہمراہ لے کر پلنگ کوہ کی طرف بھاگا اتفاقاً ادھر سے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری دونوں عیار
طرار و جبار ہمراہ لیے ہوئے پلنگ کوہ کی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک نقابدار عرصۂ کارزار
کی جانب سے خون مین نہایا ہوا زخمی انتہا کا گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہی اور ایک عیار بھی اسکے ساتھ ہی عمرو نے اپنے
عیارون سے کہا کہ یہ دونون جانے نہ پائین گھیر کر پکڑ لو وہ عیار خواجہ عمرو نامدار دوڑے دونون کو گھیر لیا عیار نقابدار
یعنی گرد مرد نابکار تو بھاگ گیا نقابدار کو گرفتار کر لیا عمرو نے نقاب الٹ کر دیکھا تو لقاے لقا روسیاہ ہی عمرو نے
اپنے عیارون سے کہا کہ اگر اسے حمزۂ صاحبقران کے پاس لیچلتا ہون تو وہ رحم دل ہین ترس کھاکر چھوڑ دینگے اس سے
یہ بہتر ہو کہ اس بیحیا نابکار ازلی کو نہین قتل کر دون یہ کہکر عمرو لقا کو اسی حالت زخمداری مین دامنۂ کوہ مین لائے اور باندھ کر بٹھا دیا
عیار عمرو نامدار کے لقا کو گھیرے ہوئے گرد کھڑے رہے خواجہ عمرو نے تلوار کھینچی لقا نے آواز دی ای بندگان بے ادب تم
غضب کرتے ہو قہر خداوندی سے نہین ڈرتے ہو مجھ ایسے خدا کو قتل کرتے ہو دیکھو اگر قہر و غضب مین آؤنگا تو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا
عمرو نے جواب دیا او مردود مین ابھی تیرے ٹکڑے اڑاتا ہون یہ گفتگو تھی کہ ناگاہ دیو زرین بال نمایان ہوا اور لقا کو اٹھا لیگیا
عمرو ناچار مع عیاران جرار وہان سے پھرا اور لشکر اسلام کی طرف چلا ادھر کا حال سنیئے کہ لشکر اسلام میدان رزمگاہ سے
پھر کر اپنے اپنے مقام کی طرف آئے امیر با توقیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور سرداران لشکر سے فرمایا کہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نقابدار
کون تھا کرب غازی نے عرض کیا کہ مجھے تو لقاے بیحیا معلوم ہوتا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آئے مجرا کیا اور تمام حال بیان
کیا امیر نے فرمایا کہ یہ کیا اس بیحیا کو سوجھی تھی کہ نقابدار بنکر لڑنے آیا اب ادھر کا حال سنیئے کہ دیو زرین بال نے لقاے
بیحیا کو اٹھا کر قسطلون پر لا کر اتارا سب سردار جمع ہوئے زخم مین ٹانکے لگے قہرش بن عنطر سوکیاے طوفانی نے لقا
سے کہا یا خداوند آپ طبل جنگی بجوا دین کل مین خدا پرستون سے لڑونگا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لے کر
راہی ہوئے لشکر اسلام مین آکر دربار امیر مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی کل قہرش بن
عنطر سوکیاے طوفانی مقابلے کو آئیگا یہ سنکر لندھور بن سعدان نے امیر با توقیر سے عرض کیا کہ حضور میرے
نام پر طبل جنگ بجوائین قہرش بن عنطر سوکیاے طوفانی سے مین وعدہ کر چکا ہون کل مین اس سے ہمنبرد ہونگا امیر
با توقیر نے فرمایا ای دارائے ہند بہتر ہی کل تم قہرش کو زیر کر کے مسلمان کرو غرضکہ لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا
رات بھر تیاری جنگ مین معروف رہے صبح کو میدان جنگ تیار ہوا جانبین مین صفین آراستہ ہوئین لقاے بے لقا گنبد
گیتی نما مین بیٹھا صفوف جدال و قتال دیکھ رہا ہی جس وقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقباے بلند آواز نقابت

کر کے چلے گئے قہرش بن عنطر سوکیہا ے طوفانی فیل مست پر سوار ہوا پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر یاقوت شاہ سے اجازت
حرب و ضرب لے کر میدان رزمگاہ میں آیا اور بڑے شد و مد سے مبارز طلبی کی ادھر لشکر اسلام سے شہزادہ ہندوستان
دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام فلک مقام سے رخصت جنگ و جدال لے کر معرکہ جنگاہ
میں اپنے فیل یعنی میمونہ مبارک کو جھکا کر نعرہ شیرانہ کرتا ہوا آیا نعرہ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم
منم گردنہ ریامم منم رستم پہلوانم بآ جسوقت قہرش نے لندھور کو آتے ہوئے میدان کین دیکھا بہ ارادہ لگا درزنی
ہاتھی کو ہول کر دو بڑا انجرات و دلاوری لگا ورزنی ہوئی بعدہ لاف زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ
قہرش بن عنطر سوکیہا ے طوفانی قریب گلوگاہ دارائے ہند لندھور بن سعدان آیا تھا کہ لندھور نے جھڑ بے
وسنانے کی ہاری انی نیزہ قہرش کی جھڑ گئی لندھور نے نیزہ طویل سے اپنے نیزہ قہرش کو ہوائی کر دیا قہرش نے گرز
اٹھایا عمود بازی ہونے لگی کئی وار گرز قہرش کے لندھور روک کے للکارا کہ باش او قہرش ایک ہلکی سی ضرب میری
بھی اٹھالے تب جانوں کہ تو بڑا جری و بہادر ہے قہرش نے کہا اے لندھور تم دریغ نہ کرو پوری ضرب گرز گاؤسر کی لگاؤ
لندھور نے کہا اے قہرش تو میری ضرب گرز گاؤسر کا متحمل نہو سکیگا جب قہرش نے قسم دی لندھور مجبور ہوا اور
دونوں ہاتھ سے گرز کو پکڑ کے تانا اور قہرش پر ضرب گرز گاؤسر لندھور نے لگائی قہرش نے خالی دی وہ گرز گران سر لندھور
بن سعدان فیل قہرش پر پڑا فیل مست فوراً تڑپ کر مر گیا قہرش کشتی پر آمادہ ہوا لندھور بھی فیل میمونہ مبارک سے کود پڑا
کشتی ہونے لگی دونوں لشکر کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں دونوں پہلوانوں کے لنگر جمے ہوئے ہیں اکھڑ نہیں سکتے چھ شبانہ روز
برابر زور ہوا کیے ساتویں دن ایک مقام پر لندھور نے قہرش کے ایک گھونسا کھا ے گلو پر مارا قہرش بیتاب ہو گیا یقین
تھا کہ پھڑک کر دم نکل جائے اسی حالت میں لندھور نے لنگر اکھیڑ کر قہرش کو زمین پر مارا قہرش زمین پر چیت گرا لندھور
نے زیر کر کے قہرش کو باندھ لیا لندھور عرصہ کارزار سے قہرش کو لے کر لشکر کی طرف پھرے ادھر لشکر کفار مجبور و ہیار
اداس حیران و پریشان پھر گئے لقا کو قہرش کے گرفتار ہو جانے کا بہت رنج ہوا صاحبقران زمان لندھور پر زر نثار کرتے
ہوئے لائے بہت خوش ہوئے خلعت فاخرہ لندھور کو دیا اس روز دربار امیر با توقیر نے نہیں کیا عالم شادمانی میں مشغول
رہے دوسرے دن آکر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز ہوئے فرمایا لاؤ قہرش بن عنطر سوکیہا ے طوفانی کو جسوقت
قہرش دربار عالم پناہ میں آئے صاحبقران زمان کو سلام کیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی ساقی بچے کو اشارہ کیا
وہ جام شراب گلرنگ لبریز کر کے پلانے لگا جب قہرش کا دماغ ساغر ایاغ پی کر گرم ہوا دل باغ باغ ہوا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا اے قہرش اب یہ بتا کہ لندھور نے تجھے کیونکر زیر کیا قہرش نے مصلحتاً کہا جی ہاں واقعی لندھور
نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا پھر تجھکو اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے قہرش نے باادب عرض کیا مجھے کچھ عذر نہیں ہے حضور
کا غلام حلقہ بگوش ہوں لقا پر میں لعنت کرتا ہوں اور اطاعت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی بسر و چشم قبول کی امیر گیتی گیر
نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا قہرش از سر صدق اسلام لایا امیر با توقیر نہایت خوش ہوئے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں کو کہ قید آہن
قہرش کی دور کریں قہرش نے عرض کیا کہ آہنگروں کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ کہکر فوراً زور کیا سب قید توڑ کر پھینکدی صاحبقران
زمان نے قہرش کو خلعت عنایت کیا مگر قہرش مسرور نہوا بلکہ مکدر خاطر ہو کر خلعت قبول کیا امیر با توقیر نے دیکھا کہ قہرش
خلعت پر مکدر رہا غنچہ خاطر اسکا شگفتہ نہوا امیر با توقیر نے فرمایا اے قہرش تم اسوقت کیوں ملول ہو سبب بتاؤ جو کچھ
حوصلہ ہو دل میں نکالو قہرش نے دست بستہ امیر با توقیر سے یہ عرض کیا کہ اسوقت میں نے چند مصلحتوں سے کہدیا
تھا کہ میں لندھور سے زیر ہو گیا ورنہ حضور نے میری طاقت اور زور کو ملاحظہ فرمایا اگر لندھور میری شہرگ گلو پر گھونسا

نہ مارتا اور مجکو زیر کر لیتا تو مین جانتا گھونسا کھا کر مین بیتاب و بےبس ہو گیا یہ سنتے ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کو غیظ آ گیا اور غصہ سے منھ سرخ ہو گیا فرمایا بلاؤ تو لندھور کو کہان ہی جب لندھور سامنے آئے صاحبقران زمان
کو دیکھا کہ غصے سے منھ سرخ ہی بیٹھے غیظ سے کانپ رہے ہین لندھور کو دیکھتے ہی فرمایا اے لندھور تو نے قہرش کو کیونکر زیر کیا
لندھور نے کہا جسطرح بہادر زیر کرتے ہین اُسی طرح مین نے بھی قہرش کو زیر کیا امیر نے فرمایا تو جھوٹھ بولتا ہی قہرش
کی شہرگ گلو پر گھونسا مارا بیخود و مجبور کر دیا کیا اسی طرح بہادر دغا و فریب سے زیر کرتے ہین تو قابل بارگاہ مین آنے
کے نہین ہی بس دور ہو چلا جا دربار سے میرے اور کبھی میرے سامنے آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو بہت بُری طرح پیش
آؤنگا اور عمرو سے غصہ ہو کر امیر با توقیر نے کہا کہ جلد میرے دربار سے اس دغاباز ہندی کو نکالو میرے دربار مین
ایسے دغاباز ہندی کا کچھ کام نہین ہی یہ سنکے لندھور بن سعدان بادیدہ گریان دربار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
زمان سے باہر آئے اور اپنے دونون بیٹے فرہاد خان یکضربی اور ارشیون پریزاد کو ساتھ لے کر اپنے لشکر مین آئے
اور سرداران لشکر کو بلا کر کہا کہ بھائیو ہمپر تو عتاب صاحبقرانی آیا ہی مجکو نہ اب فوج سے غرض ہی نہ مال و متاع سے کام ہی
سپاہگری و بہادری سے ہاتھ اُٹھایا اب تم سب فرہاد خان یکضربی اور ارشیون پریزاد کی اطاعت کرنا کبھی عدول حکمی انکی کوئی
نہ کرے ہمراہ رکاب میرے دونون بیٹون کے رہنا اور فرہاد خان یکضربی اور ارشیون پریزاد سے کہا کہ خبردار اطاعت و
فرمانبرداری امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے باہر ہونا ہر وقت مثل غلامان حلقہ بگوش خدمت فیض درجت
مین حاضر رہنا اگر تمنے میرے خلاف حکم کیا تو میری پیٹھ قبر سے نہ لگیگی اور حشر کے روز تمہارا دامنگیر ہونگا دونون بیٹے لندھور
کے رونے لگے اور کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین لندھور نے کہا جو مین کہتا ہون ایسا ہی کرنا رونے سے کچھ حاصل نہین
تمکو خدا کے سپرد کیا سرداران لشکر لندھور نے عرض کیا کہ خداوند آپ کیون فقیری اختیار کرتے ہین پروردگار عالم
نے آپ کو گیارہ لاکھ سوار و پیادہ ایسے لشکر جرار کا حاکم کیا ہی اپنی اقلیم ہندوستان مین چلکر بادشاہت کیجیے فوجون کو شکست
دیجیے ملکون کو تسخیر فرمائیے لندھور نے کہا بیشک یہ سب ممکن ہی مگر واللہ مین اطاعت صاحبقران زمان کو سب سے بہتر
سمجھتا ہون اب فرمانبرداری امیر با توقیر کی چھوڑ کے حکومت و سلطنت و سپاہگری و بہادری نہ کرونگا مجکو زندگی اپنی دشوار ہی
بس اب سپاہگری کا میری خاتمہ ہو چکا چندے مین فقیری اختیار کر کے مر جاؤنگا کیا مین اب زندہ نہ ہونگا اس کلام مصیبت انجام
پر لندھور کے لشکر مین تلاطم ہو گیا شور گریہ و زاری لشکر مین بلند ہوا ہر شخص چیخین مار کر کے رونے لگا ایک ہنگامۂ درد انگیز
و ماتم خیز برپا ہوا لندھور نے سب اسلحہ اُتارے خود و زرہ و دستانہ چہلتہ و چہلم و بکتر اور نیزہ و شمشیر تفنگ و تیر و کمان و
خنجر و تبر یہ سب قبل میموئہ مبارک پر رکھدیے اور کہا کہ اے میموئہ اب تو صحرا کی راہ لے مین تجھسے اب رخصت ہوتا ہون قبل میموئہ مبارک
زار زار روتا ہوا مثل ابر نوبہار کے طرف ایک صحرا کے راہی ہوا اور لندھور بیٹون سے اور سب عیارون سے اور سرداران لشکر سے رخصت ہو کر جانب
صحرائے پُر آشوب روانہ ہوئے مگر تھوڑی سی خاک اُٹھائی اور گریبان چاک کر کے سر پر ڈالی اور منھ پر ملی اور گیروا تہمد باندھ کر غریبانہ بھیس کیے گھومنے پھرنے
کرنا شروع کی اور یہ شعر زبان پر جاری کیے شعر نرگس نے آنکھ پھیر لی بلبل جدا ہوئی ٭ چلیے اب اس چمن سے یہان کی ہوا پھری
دیگر بلبل سے گل سے باد صبا سے بگڑ گئی ٭ لو بلبلہ سبھا کی سبھا سے بگڑ گئی ٭ جو جو آگے بڑھتے ہین خیال جدائی خدمت امیر با توقیر
کا آتا ہی اشک حسرت آنکھون سے بہاتے ہین اور یہ عبرت آمیز تضمین پڑھتے ہین تضمین کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جائے ہی
کوئی تلاش معیشت مین جان کھپائے ہی ٭ مین تجھ سے پوچھون کہ اے دل کدھر کو جائے ہی ٭ وہ بھر کے آنکھون
مین آنسو یہ کہہ سنائے ہی ٭ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان محبت بہ کوے یار روند

دوسرے کلمے داستان والاشان شوکت نشان قہرش بن عنطر سوکیا سے طوفانی کے

معرض تحریر مین لائے جاتے ہین ۔ ساقی نامہ

بجا رکھو ارے ساقیا ہوش تو
تلاطم ہے میخانے مین ساقیا
خم و جام و مے کا پتا بھی نہین

پلا جلد اب جام سرجوش کو
ارے آج تو نے غضب ہی کیا
ہے قلقل مین شیشے کی ہنگامہ آرا

نہ کر اتنے زہد و ورع کا ادعا
زمانے کو کیسا ہوا انقلاب
بس آ اپنے مطلب پہ اے ساقی

مناسب ہے ملوا دے جو کچھ شراب
کہ بہتی پھرے مثل بارش شراب
کہ دربار حمزہ ہے بیٹھے نظر اشتعال

فقیری سلطنت ہے خاکسار کوئے جانان کو
دماغ اسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو
کیے ہین کافر و دیندار ان زلفون نے سودائی
حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو

مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
جنون کے جوش مین کرتا ہون نکار دوست پر ستم
ہوئی ہین جان کا جنجال ہندو اور مسلمان کو

مذاق اسکو ہے جو چوسے لب شیرین جانان کو
نکلچاتا ہون صحرا توڑ کر دیوار زندان کو
جنون کے جوش مین ایسا گلے کو ہمنے گھونٹا ہے

بیت نمایندہ نقش راز نہان + رقم می نماید این داستان

جلوہ نمایان ضیاے خورشید فلک جرات و ہمت و ضیا پردازان تجلی ماہ آسمان صولت و شوکت اختر سپہر بہادری و دلاوری کو یون درخشندہ و تابان کرتے ہین کہ جب داراے ہند لندھور بن سعدان رستم زمان پر عتاب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان آیا اور دربار سے اپنے نکالدیا اور حکم کیا کہ کوئی میرے سامنے ذکر لندھور کا نہ کرے اور جو سعی و سفارش لندھور کی کریگا اسکو بھی مین اپنے دربار مین نہ آنے دونگا اگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو دربار مین امیر باتوقیر کے بہت گستاخ و دلیر تھے ڈرتے ڈرتے امیر سے کہا کہ اے حمزہ لندھور نے سب اپنا مال و متاع و لشکر بیٹون کے سپرد کیا سلاح جنگ وغیرہ کھول کے فیل میمونہ پر لادے اور اُس سے کہا کہ جدھر تیرا جی چاہے صحرا کی طرف چلا جا آپ روتا ہوا اور تمھاری جدائی مین خاک اُڑاتا ہوا گریبان چاک منھ پر خاک بیابان کی لگا کر فقیری بھیس کر کے ایک طرف کو چلا گیا امیر باتوقیر نے چین بہ جبین ہوکر فرمایا خواجہ اب کبھی لندھور کا ذکر میرے سامنے نکرنا یہ ذکر تھا کہ بیٹے لندھور بن سعدان کے فرہاد خان پکھرلی اور ارشیون پریزاد دونون دربار مین امیر باتوقیر کے سامنے آے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کسواسطے میرے دربار مین آے ہو باپ تمھارا فقیری اختیار کر کے جانب صحرا گیا تم اپنا لشکر خیمہ ڈیرہ لے کر ملک ہندوستان کی طرف جاؤ مجھے کچھ تمھاری فوج اور لشکر کی پروا نہین ہے اُن دونون نے عرض کیا کہ ہم قدم مبارک حضور کے چھوڑ کر ہرگز نہ جائینگے اطاعت و فرمان برداری مین حضور کی بدل و جان حاضر رہینگے امیر نے فرمایا تمھین اختیار ہے بیٹھو اپنے مقام پر مین تمپر جبر نہین کرتا ہون نہ مجھے تمھاری اور نہ تمھارے لشکر کی پروا رکھتا ہون وہ دونون سردار سلام کر کے اپنے اپنے دنگل پہ متمکن ہوے امیر باتوقیر قہرش بن غضنفر سے کہ بیاے طوفانی کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا اے قہرش مجھے زور آوری اور قوت و بہادری کا دعوی ہے کہ تو کہتا ہے کہ لندھور نے شہرگ گلو پر گھونسا مارا اسوجہ سے مین عاجز ہو گیا ورنہ مین کبھی کسی سے زیر ہوتا اچھا تو اُٹھ مجھسے زور کرے جسقدر اور جسطرح تیرا جی چاہے کر تیرے دل کا حوصلہ نکل جائے قہرش بن غضنفر بیاے طوفانی نے عرض کیا کہ حضور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے آنکھ ملا سکون اب تو یہ خادم حضور کا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہے اطاعت و فرمان برداری سے آپ کی مجھے کیا عذر ہے حضور کبھی ایسا نہو گا امیر باتوقیر نے قسم کھا کر کہا اے قہرش برب کعبہ مین مجبور کر کے جبر یہ کسی سردار کو اپنے پاس نہین رکھتا ہون مین تیرا عذر کبھی نہ مانونگا جبتک کہ مین تجھسے مقابلہ نہ کرلونگا اور تو بھی زبان سے اقرار نہ کریگا کہ مین زیر ہوا اُسوقت مین تجھسے راضی ہونگا جب قہرش نے دیکھا کہ امیر باتوقیر کسی طرح نہین مانتے چپ ہو رہا امیر کشور گیر اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا اے قہرش اور زیادہ کچھ نہین فقط اتنا کر کہ تو میرا لنگر اُٹھا لے یا مین تیرا لنگر اُٹھا لون یہ کہکر صاحبقران زمان میدان مین بیٹھ گئے اور قہرش زور کرنے لگا کس طرح سے قہرش بن غضنفر بیاے طوفانی نے

جد و کد کرکے زور کیا مگر مطلق پاؤن ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی نہ ہٹ کے آسے زمین پابوس صاحبقران رہی اگر ذرا بھی پاے مبارک
کو ہزار دقت وخرابی لغزش ہوئی فوراً اشارہ لنگر پارنے کا کیا تا پھر پاؤن زمین مین غرق ہو گئے اور قہرش سے ہرگز ہرگز
لنگر صاحبقران زمان کا زمین سے نہ اکھڑ سکا قہرش پسینے پسینے ہو کر غرق عرق حجاب ہوا پہر بھر کامل قہرش نے طاقت و قوت
دکھائی کہ نہایت تھک گیا اور امیر کا بال بھی قہرش سے نہ بیکا ہوا یہ دیکھکر صاحبقران زمان اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا
کہ اب تو بیٹھ جا مین زور کرکے تیرا لنگر اُٹھاے لیتا ہون ناچار و مجبور قہرش بقوت تمام اپنا لنگر قایم کرکے زمین پر بیٹھ گیا
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے کمر زنجیر مین اُستوار ہاتھ ڈال کے لنگر توڑ کے پہلے ہی زور مین گھٹنون تک لاے
اور دوسرے زور مین سینہ سے زیادہ اُٹھا لاے تیسرے زور مین ہاتھ سر سے بلند کرکے نعرۂ تکبیر کیا اور کئی مرتبہ ہاتھ سے
جنبش دے کر فرمایا کہ کیون اے قہرش اب کیا کہتا ہی اگر کہ تو بلند کرکے دے مارون کہ تو پیوند زمین ہو جاے قہرش نے عرض
کیا کہ حضور اب مین زیر ہوا مجھکو چھوڑ دیجیے نہین مر جاؤنگا اور پھر دوبارہ بصدق دل مسلمان ہوا اور اقرار وحدانیت
پروردگار کیا اور کلمۂ طیبہ جو تعلیم پا چکا تھا زبان پر بفصاحت جاری کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے اُسکو اُسی
مقام پر بہ آہستگی بٹھلا دیا دربار مین سب پر رعب و داب صاحبقرانی زیادہ ہوا امیر نے اور بادشاہ اسلام نے پھر قہرش
کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور صاحبقران زمان نے قہرش کو دست راست پر بیٹھنے کی جگہ دی ہرکارون نے
فوراً جاکر لقاے بے لقا کو خبر دی کہ قہرش بن عنطر سوکیاسے طوفانی نے زیر ہو کر امیر حمزۂ صاحبقران زمان سے دین
اسلام بصدق دل قبول کیا اور مسلمان ہو گیا زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا یہ سنتے ہی نہایت غیظ و غضب مین آیا
اور گرد مرد عیار سے کہا کہ جلد جا قہرش کو گرفتار کر لا کہ اُسکو تنبیہ معقول کرون سزاے سخت دون گرد مرد عیار فوراً حکم
لقا سنکر اُسی وقت قیطولون سے اُترکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام کے آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا اور بارگاہ سلیمانی
کے آگے ٹہلنے لگا جب دو پہر رات گئی اور دربار امیر باتوقیر برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے قہرش
بھی بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمہ مین آیا یہ خدمتگار شعبدہ کردار ایک گوشۂ خیمہ مین پوشیدہ ہو رہا جب قہرش بن
عنطر سوکیاسے طوفانی شدت خواب سے بالکل غافل ہو گیا گرد مرد عیار بشکل خدمتگار قریب قہرش کے آیا اور
فنون عیاری سے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر قنات خیمہ چاک کرکے اور قہرش کو لیکر طرف ملک سبائیل کے بھاگا اور
لاکے سامنے یاقوت شاہ کے وہ پشتارہ رکھ دیا یاقوت شاہ نے فوراً قہرش کو اُسی حالت بیہوشی مین مسلسل بزنجیر و
طوق اور ہتھکڑی کرکے قید کیا جب قہرش کو ہوش آیا اپنے تئین طوق و زنجیر مین مسلسل پایا نہایت متردد و متحیر ہوا
یاقوت شاہ قہرش کو قید کرکے سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے لایا قہرش نے بطریق اسلام سلام کیا
لقاے بے لقا اور زیادہ غصہ مین ہوا اور کہا اے بندہ بے ادب تو نے مجھے تو سجدہ نہ کیا آسمان کے خدا کی تعریف
کرکے سلام بہ طریق اسلام کیا بس بہتر یہ ہی کہ اپنے آئین قدیم پر قائم ہو اور مجھکو سجدہ کر مین تیری خطا معاف کردون قہرش
نے کہا او بدمست کافر الکفر تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہی مین دین اسلام قبول کر چکا پاک و پاکیزہ ہو گیا پروردگار
عالم کو سجدہ کرونگا اور تجھپر لعنت کرونگا قہرش کا بھائی ہزبر بن سماک کھڑا تھا اُسنے قہرش کو ایک لات ماری اور برہم
ہو کر للکارا کہ او بھیا تو خداوند لقا کو برا کہتا ہی جسکا نمک برسون کھایا اُس سے یہ نمک حرامی کرتا ہی یہ دیکھکر قہرش بن عنطر سوکیاسے
طوفانی کو غصہ آیا اور للکار کر کہا او ہزبر شوریدہ بخت کھڑا تو رہ معلوم ہوا تیری قضا آ پہونچی اور یہ کہکے قہرش نے غصہ
مین ہاتھون کی ہتھکڑیان اور پاؤن کی بیڑیان اور گلے کا طوق ایک ہی جھٹکے مین توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان
اُٹھا کر ہزبر بن سماک پر کھینچ مارین کہ سر ہزبر نا ہنجار کا پاش پاش ہو گیا وہ ظالم گرا اُسی کی تلوار لے کر لقاے بے لقا

پر جھپٹا لقاے بے لقا اُٹھ کر بھاگا نیچے تخت کے چھپ گیا اور سب سردارون نے کہا کہ اس بندۂ بے ادب کو جلد مار لو یہ سنتے
ہی کفار نے چہار طرف سے قہرش کو گھیر لیا ہجوم کر کے قہرش پر آپڑے قہرش نے تلوارین مارنا شروع کین اُسوقت پیغمبر
نامرسل لقاے بے لقا سپہ فیل عاد یہ کہہ کر دوڑا باش او ظالم تو نے اپنے بھائی ہزبر بن سماک کو مار ڈالا اب تو میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا اور جھپٹ کر تلوار قہرش پر ماری قہرش نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ ملعون دو ٹکڑے
ہو کر گرا اب قہرش لڑتا ہوا چلا جو کافر دہنے بائین پیش و پس آیا قہرش نے اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ساتوین
قیطول سے کفار کی صفائی کرتا ہوا چھٹے قیطول پر آیا وہان قباد اژدر چشم تلوار کھینچے کھڑا تھا پکارا کہ او خدا پرست
کہان جاتا ہے یہ کہکے تلوار ماری قہرش نے وار اُس نابکار کا پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا تلوار قہرش
کی کمر پر پڑی وہ ظالم مثل خیار تر کے قلم ہو گیا قہرش وہان سے بڑھا قیطول پنجم پر آیا وہان اژدر قاقم پوش
تھا للکارا کہ او قہرش کہان آتا ہے تو نہین جانتا کہ مین بہرام فلک ہون یہ کہکے اژدر پشت نہنگ کا ہاتھ مارا قہرش
نے اُسکے آرے کو تلوار سے کاٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا وہ تلوار شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی وہ ظالم گرا قہرش آگے بڑھا
کارزار کرتا ہوا قیطول چہارم پر آیا وہان مغفور شیر گیر سے سامنا ہوا اُسنے ایک گرز گران سر قہرش پر مارا قہرش
نے کلۂ عمود پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے نکل گیا قہرش نے وہی گرز اُٹھا کر مغفور شیر گیر کے
سر پر مارا سر پاش پاش ہو کر جسم مین ایک خون کا تھلتھلا بنکر رہ گیا قہرش وہان سے آگے بڑھکر قیطول سوم پر پہونچا
وہان قارن ازرق چشم سے سامنا ہوا اُسنے بھی تلوار کا ہاتھ مارنے کو بلند کیا قہرش کی تلوار زیر بغل چل گئی اس
بغل کو کاٹ کر اُس بغل سے نکل گئی وہ مردود دو ہو کر گرا وہان سے قہرش لڑتا ہوا دوسرے قیطول پر آیا وہان
عُطارد اژدہا چشم دبیر فلک سے مقابلہ ہوا عطارد نے لوح طلا قہرش کے مارنے کو اُٹھائی قہرش نے اُسکے ہاتھ سے
وہ تختی طلائی چھین لی عُطارد اژدہا چشم نے دوات سونے کی کہ کئی سومن کی تھی قہرش پر کھینچ ماری قہرش نے
اُسی تختی پر روکی عطارد نے سونے کا قلم کہ پچاس گز کا تھا قہرش پر مثل نیزۂ طویل کے مارا قہرش نے قلم پر ہاتھ ڈال
جھٹکا مار کر چھین لیا اور وہی مثل سنان نیزہ عُطارد کے سینہ پر مارا کہ توڑ کر پُشت کے پار گذر گیا پھر لکان دے کر قلم کو نکالکے
عُطارد اژدہا چشم کا لنگر اُٹھا کر زمین پر مارا کہ وہ مردۂ صد سالہ ہو گیا وہان سے لڑتا ہوا قیطول اول پر آیا وہ
مقام گرد مرد عیار کا تھا اُسکے ہمراہ بھی عیار بہت سے وہان تھے اُنسے خوب تلوار چلی کہ تُرک فلک نے کانون
پر ہاتھ رکھ لیے مریخ فلک تھرتھرانے لگا ایک سوار زرین پوش سے مقابلہ ہوا قہرش پاپیادہ تھا اور وہ گھوڑے
پر سوار تھا قہرش پر اُسنے نیزہ تانا قہرش نے بوڑی نیزے کی تلوار سے قلم کر دی اُس نے ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قہرش
نے بچ کر خالی دی ڈانڈ کٹی ہوئی زمین پر گر ہی قہرش نے جھپٹ کر ٹانگ اُس سوار زرین پوش کی پکڑ کے کھینچ لی وہ
سوار زمین پر گرا قہرش نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا وہ سوار دو ہوکے گرا قہرش اُس سوار کے گھوڑے پر جھپٹ کر جا بیٹھا
تلوارین مارتا ہوا جنگ و جدال کرتا ہوا قریب شام کنارے پر لشکر کفار کے پہونچا وہان سے جو مرکب تیز و تند کی باگ
اُٹھائی سرپٹ گھوڑا اُڑاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا اُدھر کا حال سُنیے جب گرد مرد عیار قہرش بن عنظر [illegible]
کو پکڑ لیگیا صبح کو لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ کوئی قہرش کو پکڑ لیگیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو بھی خبر ہوئی
کہ قہرش کو عیار لشکر کفار پکڑ لیگیا فرمایا بڑا غضب ہوا عمرو سے فرمایا اے خواجہ جلد جاؤ دریافت کرو کہ لقاے بے لقا
قہرش کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے کہ سہ پہر کو خبر آئی کہ قہرش کو یاقوت شاہ مسلسل بہ طوق و زنجیر کر کے قیطولون پر
سامنے لقا کے لیگیا تھا وہان قہرش نے قید آہن اپنی توڑ ڈالی اور مارے تلوارون کے سب قیطولون کو درہم برہم

کر دیا بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا اب قیلولون سے نیچے اُترا ہوا ور ٹھہرا ہوا چار پہر کامل اُسکو جنگ و جدل کرتے ہوے ہو چلے ہاتھ بھی تھک گیا ہوا یہ سنکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا لاؤ اشقر دیوزاد مرکب صبا رفتار کو اگر قہرش مارا گیا تو بڑا غضب ہوگا لقاے بے بقا کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے تمام سرداران لشکر اسلام بھی پیچھے صاحبقران کے گھوڑے اُڑاتے ہوے روانہ ہوے تھوڑی دور صاحبقران بڑھے تھے کہ عمرو نے دور سے دیکھکر کہا اے امیر باتوقیر قہرش بن عنطر سو کیا ہے طوفانی وہ گھوڑا اڑاے ہوے میدان سے چلا آتا ہوا اور شمشیر برہنہ خون سے آلودہ ہاتھ مین ہے جب قہرش قریب آیا دیکھا کہ تلوار سے خون کی بوندین ٹپک رہی ہین اور خود بھی از سر تا پا خون مین ڈوبا ہوا ہے امیر باتوقیر کو دیکھتے ہی قہرش مجرے کو خم ہو گیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے قہرش مین تیرا حال سنکر کمک کو چلا تھا اور یہ سردار بھی سب تیرے لینے کو ہمراہ میرے ہوے تھے قہرش نے جب یہ پرورش صاحبقران کی دیکھی گھوڑے سے کود پڑا اور قدمون پر صاحبقران زمان کے گر پڑا اور رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دے کر گرد صاحبقران کے پھرا امیر باتوقیر قہرش کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آے خلعت دیا قہرش نے بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے دعا دی اور یہ شعر پڑھا شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا

ترا دولت ہمیشہ یار بادا

دو کلمے داستان جرأت نشان لندھور بن سعدان سے کے بیان کیے جاتے ہین

بده ساقیا جام آرائے جم
مکن چشم پوشی که رندانه ام
فقیرانه سازم لباس شهی

علم شد بمیدان نشان علم
که زینت ده جام جمشیدانه ام
کلاه گدا به که تاج شهی

که آیا نه مکن عطا ساقیا
بده باده ای رح صاحب نبت العنب
من آنم که خاطر غنی داشتم

بیا تا کجا انتظارت سبیا
که از سالها عاشقم بی سبب
چو انکاشت آن خدر انکاشتم

سحر دید این گردش روزگار
کرانیم بر روے لیل و نہار

غزل

لہو میرا کاسہ سر کاسۂ حباب ہوا
شکارگاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو مجھ سے زمانے مین وہ خراب ہوا
لیا مدام مجھے اشک آتشین نے تیز

دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
ہمیشہ طالع خفتہ کہین نہ بس جاے
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

بہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
ہوا سے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجکو خاکساری نے
یہ سر یہ اسکے ہی بے ڈھب ہجوم خواب ہوا

بیت نگارندۂ حرف جنگ و جدال
نمودند ارقام این قیل و قال * قلندران جادۂ انکسار طبیعت بوریا نشینان صحراے فکر و ذہن وجودت اس نظم شر کو بہ زبان قلم فصاحت و بلاغت رقم صفحۂ قرطاس نیر و اساس پر مثل شمشیر آبداریون جلوہ نما کرتے ہین کہ جب شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد عتاب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اپنے دونون بیٹون اور عیارون اور اپنے گیارہ لاکھ سوار و پیادہ کے لشکر ظفر اثر کو چھوڑ کر لباس فقیرانہ پہن کر اور کشکول کو لے کر جانب صحراے پُر آشوب روانہ ہوا اگر نہایت حیران و پریشان گریان و نالان خاک بسر چاک گریبان بادیہ پیما تھا وہ دشت ہولناک کہ جہان نہ کوئی درخت نہ کوئی جھنڈی سواے سایۂ افلاک کوسون سایہ نہین سنسان چٹیل میدان تمازت آفتاب حد سے زیادہ دھوپ کڑی لون چلتی ہے بگولے جابجا زمین سے اُڑ اُڑ کے سر بہ فلک کھنچے ہین میدان کرۂ نار ہے پانون زمین پر رکھا نہین جاتا پانے نگاہ مین چھالے پڑتے ہین زمین تابہ آہن ہے آسمان کو گرمی سے تپ چڑھی ہے اُس لون مین ذرے خاک کے اُڑ کر جسم پر گرتے ہین اور فوراً آبلے ڈالتے ہین پیاس کی شدت سے حلق مین کانٹے پڑے ہین مگر منزلون پانی کا نام نہین جھیلین تال تلیان سوکھی پڑی ہین اگر کسی جھیل مین پانی کسی قدر نظر آیا شدت تشنگی سے پانی کی چاہ مین اُس جھیل کے کنارے دوڑ

کے آئے دیکھا پانی مثل آب حمام کے کھول رہا ہی مچھلیان اُسکی اُبھر کر حدت سے سیخ موج پر کباب ہوئی جاتی ہین اُنگلی پانی مین ڈالنے کو دل نہ چاہا مایوس ہو کے پلٹے زبان سے ہونٹھ چاٹنے لگے عجب صدمۂ و آلام مین کبھی یہ ڈھکا کا ہیکو اُٹھائے تھے اپنے بخت برگشتہ پر اشکبار فلک کجرفتار چرخ ستمگار کی شکایت مین زبان پر یہ اشعار پڑھتے چلے جاتے ہین اشعار

بخت بد کی تو بُرائی ہی سراسر آشکار
خار کے سر پر کرے داماں گل کا سایبان
زیر دریا بار برساتا ہی ابر خشک و تر
ایک قطرہ پینے نہین گاہے جیناق

پھر دلا تو دیکھ تو یہ کجروی آسمان
ہنس کو ہوتی چُگا تا ہی جدا یہ بے تمیز
خشک رکھے مزرعۂ امید پیر و جوان

پا برہنہ خار پر مجکو پھرائے دشت مین
پوست کھینچے ہی ہما بنکے یہ منت استخوان
تا کجا کیجیے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج

پاؤن مین اسقدر آبلے پڑے ہین کہ دو قدم چلنا دشوار ہی چیتھڑے پھاڑ کر پاؤن مین باندھے ہین جب خار مغیلان تلوون مین چبھتے ہین آسمان کی طرف بحسرت و یاس دیکھکے یہ شعر پڑھتے ہین شعر خاکسارون پر نہ کر اے چرخ یہ ظلم و ستم ؛ خار مین تو آبلے ہین آبلے مین خار ہین ؛ دیگر دور مین تیرے اے فلک ہمنے ؛ دشت و صحرا نہ بیابان دیکھا ؛ اے چرخ کجرفتار و اے فلک ناہنجار بس معاف کر ظلم سے ہاتھ اُٹھا اپنی گردش اسقدر نہ دکھلا اب تاب تحمل نہین پاے استقلال کو ایسا نہو کہ حرکت ہو غضب ہو جائے جو کہین پاؤن ڈگمگا جاے پھر یاد پروردگار مین بصد آہ و زاری و ونالہ و بیقراری یہ شعر ورد زبان کیا شعر تحمل اب نہین بندے سے اس اذیت کا ؛ امیدوار ہون پروردگار رحمت کا اے کارساز مطلق و اے بندہ نواز برحق اب تو اپنا کرم و فضل شامل حال کر پاے غمزدگان دشت مصیبت جادۂ اعتقاد سے نہ ہٹے شعر بلا پر بلا ہو جفا پر جفا ؛ رہون پر مین ثابت قدم یا خدا ؛ اسی حالت اضطرار مین با دل بیقرار تین شبانہ روز چلے شعر تھا پیاس کی شدت سے زبس صدمۂ جانکاہ ؛ چھالے تو قدم آگے بڑھانے نہین دیتے ؛ ناگاہ دوسرا صحرا دس نظر آیا اُسمین کہین کہین درخت کا سایہ دھوپ اُسی طرح لون کی وہی شدت گرمی کی وہی حالت خاک اُڑتی ہوئی سبزہ بالکل مرجھایا ہوا گل کملائے ہوئے غنچے سوکھکر صورت خار ہو گئے بہار کا کہین نام نہین خزان سراسر پھیلی ہوئی سموم منہ چل رہی ہی طائر مارے گرمی کے پر ڈالے دیتے ہین بلبلین منقارین کھولے ہانپ رہی ہین مرغان چمن کی کہین صدا نہین طیور زمزمہ سرا نہین اگر جا بجا شجر بھی ہین سب بے برگ و بار خزان سراسر آشکار طیور کے غول اُڑ اُڑ کر اُدھر سے ادھر بیٹھے کہین امن کی جا نہین پاتے چند اشجار خزان دیدہ نظر آئے اور اُن درختون مین پتے زرد زرد لگے ہین مگر سایہ ہی لندھور بہ صورت فقیرانہ اُس مقام پر آئے دیکھا ایک چشمہ ہی کئی روز کے تو پیاسے تھے اُس چشمے پر بیٹھ گئے ہاتھ منہ دھونے لگے پانی اُس چشمے کا نہ بہت گرم تھا نہ ٹھنڈا تھا سمویا ہوا معلوم ہوتا تھا غنیمت جان کے دو چار گھونٹ پانی کے پیے ہوا سے گرم و سرد جسم کو لگی طبیعت کسی قدر ٹھہری کچھ ہوش و حواس بجا ہوئے ایک درخت کو تکیہ کر کے لیٹ گئے جب دل سنبھلا اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر اُٹھا نہ گیا پاؤن دونون سوجے ہوئے تھے طبیعت خستہ دل پژمردہ آخر کار اُسی درخت کے نیچے پڑے رہے رات بھر ہوش نہ آیا صبح کو بیدار ہوئے اُسی چشمہ پر آکے ہاتھ منہ دھویا کچھ پانی ادھر پیا صحرا کی طرف راہی الغرض پھر چلتے چلتے ایک صحراے سبزہ زار ملا جا بجا درخت گنجان ہرے ہرے پتے دو تک ہر شجر کا سایہ گل خودرو کھلے ہوئے غنچے سربستہ مہک دے رہے ہین طائر جا بجا چہک رہے ہین سبزہ ایسا شاداب گویا مخمل زنگاری کا فرش بچھا ہی طائرون کے زمزمون کی صدا آرہی ہی بلبلین نغمہ سنجیان کرتی ہین نسیم سحر مژدۂ بہار لاتی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی صبا اٹکھیلیان کر رہی ہی شمیم گلہاے رنگارنگ سے دماغ لندھور کا معطر ہو گیا ٹھنڈی ہوا جو بدن کو لگی جان مین جان آگئی شعر پھرے خزانے دن چمن روزگار کے ؛ پھر رنگ آتے ہین نظر ہمین فصل بہار کے ؛ جا بجا چاہ جھیل تالاب پانی سے لبریز گرد و نواح گاؤن قریے آباد ویرو

جوان دلشاد و جابجا زراعت تیار عورت مرد بچے بوڑھے جوان چلتے پھرتے ہین اُس کیفیت کو دیکھتے ہوے لندھور راہ راہ جاتے ہین دل شگفتہ طبیعت بحال ہوئی آگے جو بڑھے بہت سے درخت باردار میوہ دار ایک تکیہ پر نظر آئے بہت خوش ہوے جب قریب پہونچے دیکھا ایک قلندر بزرگ صورت پاکیزہ سیرت ریش درازہ پلکین بڑھی ہوئین سر کے بال کمر تک گیرو اتہمد باندھے ہوے ننگے سر شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا ہو حق کرتا ہی لندھور بھی بصورت فقیر پہونچتے ہی صدا دینے لگے بابا اللہ ہی اللہ ہو حق اللہ اور پاک ذات اللہ سائین کا تکیہ اُسی کے نام پر شعر نہ ہی وہ لطف شاہی مین نہ کیفیت امیری مین ٭ مزا سائین سے جو پایا ہی ای بابا فقیری مین ٭ لندھور فقیر یہ صدا لگا کر سامنے قلندر کے خاک پر بیٹھ گئے قلندر نے کہا ای بچہ تو کون ہی اور تیرا کہان سے آنا ہوا تو کس چادر کا قلندر ہی کس در کا فقیر ہی کسکا تو مرید اور کون تیرا پیر ہی اپنے مُرشد کا نام بتا لندھور نے کہا ای بابا شعر کیا پوچھتا ہی مذہب و مشرب فقیر کا ٭ دل سے مرید خاص ہون اللہ پیر کا ٭ دیگر چند عرصے سے ہوے باشند سے ہم اس راہ کے ٭ کچھ نہ پوچھو حال بس ہم ہین فقیر اللہ کے ٭ اُس قلندر نے یہ اشعار فقیرانہ سُنکر نہایت وجد کیا اور کہا ای بچہ تیرے چہرے سے شان شہزادگی ہویدا ہی شوکت امیری صورت سے پیدا ہی زبان ایسی شُستہ و رفتہ کہ جسکے بیان سے دل مزے اُٹھاتا ہی تو نے صاف اپنا حال نہ بیان کیا سب کچھ کہ گیا اور پھر کچھ نہ کہا اپنی کیفیت سے آگاہ کر نام و نسب بتا تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی لندھور نے کہا ای بابا قلندر مین اپنا حال کیا بیان کرون مخمس

گلرخو عالم آشنا ہین ہم
ہم سے کیا پوچھتے ہو کیا ہین ہم
اک چمن کیسے بار ہا ہین ہم
گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
گل خندان پہ یہ فدا ہین ہم

جرم ثابت ہوا ہی کیا ہمپر
نہین کھلتا یہ ماجرا ہمپر
ظلم افلاک سے پڑا ہمپر
اہ ہتوا اسقدر جفا ہمپر
ارے اک بندہ خدا ہین ہم

کبھی ہم تھے گلون کی صحبت مین
گاہ تھے بلبلون کی صحبت مین
رہتے تھے مہوشون کی صحبت مین
تھے مزے اُن سیمون کی صحبت مین
خاکسار اب تو اک گدا ہین ہم

ای بابا قلندر کہان تک کہئے کہین شعر کبھی دیر مین تھے کسی بُت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جاکے دعا ٭ تیرے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھُٹے ٭ اب تم اپنا نام بتاؤ کاسۂ فقیری پلاؤ تو پھر بولگے دل چاہے مزے گدائی کے اُڑین فقیر نے کہا ای بچہ میرا نام دال قلندر ہی ایک مدت سے تکیے کا باشندہ ہون مالک کی یاد مین مریدون مین بسر کرتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر لندھور نے ساری کیفیت اپنی ظاہر کرکے کہا ای دال قلندر اب تو مجکو کاسۂ گدائی پلا مین بھی تیرا مرید ہوکے بیٹھونگا اللہ اللہ کیا کرونگا دال قلندر نے کہا ای بچہ لندھور فقیری بہت مشکل ہی تجھ سے ضبط اور ربط نہ ممکن ہوگا تو ایسا شجاع و دلیر صاحب شوکت و شان شہزادہ ہندوستان کیون گدائی اختیار کرتا ہی دنیا کو ترک کرکے کوچۂ فقر مین قدم دھرتا ہی لندھور نے کہا ای بابا دال قلندر اب تو مین نے دنیا کو ترک کیا کوچۂ گدائی مین قدم مارا ہی کاسۂ فقیری پلا دیجیے ارکان گدائی تبلائیے مرید کیجیے اسی تکیہ پر آپ کی خدمت شب و روز کیا کرونگا شان معبود کا دم بھرونگا دال قلندر مجبور ہوا بہت کچھ سمجھایا مگر لندھور نے نہ مانا کاسۂ فقیری پیا اور دل طرف ولی اللہ کے رجوع کیا لندھور تکیے پر دال قلندر کے پاس رہتے ہین یہ آواز لگایا کرتے ہین حق اللہ و پاک ذات اللہ الغرض یہ خبر ہرکاران لشکر لقا نے یاقوت شاہ کو دی کہ خداوند اسے ہند لندھور بن سعدان بدشتاب حمزہ ہوا اور بارہ امیر باتوقت سے لندھور چلا گیا فلان صحرا مین

دال قلندر

دال قلندر کا مرید ہو کر فقیری اختیار کرکے سب لشکر و حکومت چھوڑ کر تکیے پر بیٹھا ہے یاقوت شاہ نے فوراً جا کر خداوند
لقا سے یہ حال بیان کیا لقا نے کہا ہمنے بارہ سو برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی پھر میلاد قدرت کو حکم کیا تو جا اور میری طرف
سے لندھور کو پیام دے اے بندہ من نہ گھبرا تا خوب کیا جو تو نے امیر کی رفاقت سے دست برداری کی میرے
پاس چلا آ میری خداوندی کا اقرار کرکے سجدہ کر مین تجکو اپنے لشکر کا مالک و سردار کرونگا دست راست پر جگہ
دونگا جہان قہرش بن عنطر سو کیا سے طوفانی بیٹھتا تھا شان و شوکت تیری بڑھاؤنگا اپنی رحمت سے تیرا
تیرا اعلا و اعلا کرونگا اے میلاد اچھی طرح سے اسکو سمجھانا جبر و تعدی نہ کرنا میرے بندے کو خرم و شاد کرکے
میرے پاس لانا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سردار ہے کہ اسکو سب لقا پرست حرامی کہتے ہین نہ اسکی مان کا پتا
ہے نہ باپ کا کہین نشان ہے وہ کہتے ہین کہ میلاد کو لقا نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے غرضکہ میلاد قدرت
بیس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لے کر طرف تکیے دال قلندر کے روانہ ہوا یہان یہ کیفیت ہے کہ دال قلندر
شیر کی کھال پر بیچ مین بیٹھا ہے اور گرد سب مرید ہین لندھور بن سعدان بانہ فقیری کا پہنے ہوئے زیر بغل برا کی
آہن رکھے ہوئے برابر دال قلندر کے پوست شیر پر بیٹھے صدائے ہو حق لگا رہے ہین ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری جو دربار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین آئے دیکھا دنگل لندھور بن سعدان کا
دست راست پر خالی ہے نہایت دل کو صدمہ ہوا چونکہ عمرو کو لندھور سے بڑی محبت ہے اور لندھور کو بھی ہر وقت خیال
عمرو کا رہتا ہے مثل صاحبقران زمان کے کیونکہ یہان جبل القمر کی راہ مین حمایت نہین کی تھی غنچہ خاطر عمرو کا پژمردہ ہوا مگر
رعب صاحبقران سے کچھ نہ کہہ سکے تھوڑی دیر دربار فیض آثار مین ٹھہر کے چلے آئے اور طرف صحرا کے چلے ایک مقام پر
بیٹھ کے رنگ روغن عیاری کا نکال کر صورت فقیرانہ بنائی اور کچھ سوچتے ہوئے اپنے ذہن مین چلے جب بعد قطع
مسافت صحرا نوردی تکیہ دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ دال قلندر بیچ مین شیر کی کھال پر بیٹھا ہے اور برابر اُسکے
لندھور بن سعدان بصورت فقیرانہ بیراگی پر جھکے یا الحق کی صدا دے رہے ہین اور گرد تمام مرید چیلی چاپڑ ہین
عمرو بصورت قلندر تکیہ پر آئے اور پکارے کہ یاد اللہ کی دم بدم دال قلندر نے اور سب مریدون نے اور
لندھور نے یاد اللہ کی یہ فقیر لندھور کے پاس بیٹھ گیا لندھور نے کہا کہ سائین تمھارا کیا نام ہے اور کہان سے
اسوقت آنا ہوتا ہے اس فقیر نے کہا کہ میرا نام افضال قلندر ہے فقیرون کا کام سیاحی و دشت نوردی کرتے پھرتے
ہین فقیر رو مین ادھر بھی آ نکلے غرضکہ افضال قلندر سے پہلے تو فقیرانہ باتین ہوئین لندھور نے پوچھا اے افضال قلندر
اس زمانے مین لشکر حمزہ کی طرف تو نہین پھیرا ہوا افضال قلندر نے کہا کہ سنا ہے لندھور امیر سے جدا ہو کر فقیر
ہو گیا کسی صحرا کو چلا گیا دست راست امیر سونا ہے لندھور نے کہا لشکر امیر مین ایک ہمارا دوست کہ نام اسکا
خواجہ عمرو ہے نہین معلوم وہ کیسا ہے افضال قلندر نے کہا فضل خدا سے اچھا ہے مگر اُسکو لندھور کے چھوٹنے کا بڑا رنج
ہے افضال قلندر نے ایسی باتین کین کہ دال قلندر مسرور ہوا اور مرید بھی سب خوش ہوئے مگر لندھور نے ایک
آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا شعر جب پانون اُٹھ گیا چمن روزگار سے ؛ بلبل کو کیا غرض ہے نسیم بہار سے ؛ دال قلندر
نے کہا اے بچہ کیا خیال آیا اور کیا تو نے کہا فقیر بولا اے بابا نہین معلوم فقیر کس دھن مین کیا بڑ بڑاتا ہے افضال قلندر
بھی یہ سنکے محزون خاطر ہوا اور نکال کے کچھ تھیلی سے پرشاد ذرا ذرا سب کو بانٹا اور کہا لو بابا کیا یاد کروگے کہ
سائین آیا تھا کچھ پرشاد بابا فرید کا دے گیا تھا ان سبھون نے اُس پرشاد کو آنکھون سے لگایا اور کھایا تھوڑی
دیر کے بعد سب بیہوش ہو گئے افضال قلندر یعنے خواجہ عمرو نے ایک پرچہ کاغذ اپنے نام کا لکھ کر وہان ڈال دیا

اور سب سامان فقیرانہ وغیرہ دال قلندر اور سب مریدون کا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اُسی پرچہ کاغذ مین یہ بھی لکھدیا کہ مین عمرو بن اُمیہ ضمری ہون خالی کیا جاتا دال قلندر کا سرتا بہ تا کیا تمھارے پاس کیا تھا جو مین لیتا تمھارے دیکھنے کو میرا دل بہت چاہتا تھا اسواسطے خاص تمھاری ملاقات کو آیا تھا ای بھائی لندھور اب جاکر تمھاری اطلاع لشکر مین کرونگا غرض خواجہ عمرو سب لے دے کے وہین گلیم اوڑھ کے روپوش ہو رہے جب لندھور کو ہوش آیا اور دال قلندر وغیرہ بھی ہوشیار ہوے وہ پرچۂ کاغذ لندھور نے پڑھا اور ہنسکے کہا واہ بھائی صاحب خوب دل لگی کی تمھارے آنے سے ہمارا دل بہت خوش ہوا ماشاء اللہ کیا کہنا یہ ذکر تھا کہ فوج لقا کے نقارے کی آواز آئی مُریدون نے دال قلندر سے کہا ای مُرشدجی نہین معلوم یہ فوج ادھر کیون آئی ہی لقا کی کسپر چڑھائی ہی ناگاہ فوج لقا نے چہار طرف سے گھیر لیا اور میلاد قدرت پاس لندھور کے آیا اور کہا ای لندھور خداوند لقا کی تیرے اوپر نظر رحمت ہی اُسنے کہدیا ہی کہ لندھور کو میرے پاس بصد عزت و تکریم لاؤ مین اپنے پہلو مین قمرش بن عنطر سو کیا ے طوفانی کے مقام پر بٹھاؤنگا رتبہ بڑھاؤنگا سالار کل فوج کا کرونگا وہ عزت و توقیر تیری ہوگی کہ حمزہ نے کبھی نہ دیکھی ہو لندھور نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی او ر لقا کیا گیدی ہی جا کہدے کہ کیا جھک مارتا ہی حمزہ پر میری جان فدا ہی گو اُنسے جدا ہو کر چلا آیا فقیری اختیار کر لی مگر غلامی سے اُنکی باہر نہین ہون میلاد قدرت نے کہا ای لندھور کیون تیری قضا آئی ہی خداوند لقا کی اطاعت کر نہین مارا جائیگا لندھور نے کہا او نابکار دور ہو کیون فقیرون کو ستاتا ہی لقا سے کہدے کہ او مردود ازلی اب تو مین نے لشکر اور جنگ و جدل سے ہاتھ اُٹھایا فقیری اختیار کی اب مجھسے کیا مطلب ہی نہ میرے پاس لشکر نہ رفیق و یار نہ سامان جنگ و جدل نہ ہتھیار مجھسے خبر ہو میلاد قدرت نے کہا معلوم ہوتا ہی تو زندہ نہ جائیگا مین تیرا سر کاٹ کے لے جاؤنگا یہ کہکر تلوار ماری لندھور نے بیراگی آہنی پر روکی تلوار میلاد کی ٹوٹ گئی میلاد نے دوسری تلوار لے کر لندھور پر وار کیا وہ بھی ضرب لندھور نے بیراگی پر روکی اور جھپٹ کر بیراگی آہنی میلاد پر ماری میلاد کا سر پاش پاش ہو گیا سب فوج نے غلبہ کیا لندھور بیراگی آہنی سے لڑنے لگا ادھر خواجہ عمرو لشکر اسلام مین آے اور آتے ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے دست بستہ عرض کیا ای امیر لندھور تو فقیر ہو کر دال قلندر کے تکیہ پر بیٹھا تھا اُسکو فوج لقا نے گھیرا ہی میلاد سردار فوج مارا گیا فوج نے نرغہ کیا ہی تلوارین اُس تنہا پر پڑ رہی ہین لندھور زخمی ہو کر جھوم رہا ہی صاحبقران زمان نے سنکر خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اسوقت کی عرض و معروض تمکو معاف کی اگر آیندہ ایسی خطا ہوگی کہ لندھور کا ذکر میرے سامنے کروگے تو تمھاری زبان کاٹ لونگا مین کیا کرون جو لندھور مارا جاتا ہی جیسا کیا ہی ویسا اپنی سزا کو پہونچے میری بلا سے جو زخمی ہو کر جھوم رہا ہی یہ کلام امیر فلک مقام بہ نسبت لندھور بن سعدان سنکر تمام سردارون کو رنج ہوا اور بادشاہ جم جاہ سعد بن قباد فلک پناہ بھی بہت متردد و متاسف ہوے کہ افسوس لندھور کی مفت جان جاتی ہی مگر ہاے امیر حمزہ کسی طرح نہ مانینگے کیا کہون مگر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری امیر کے سامنے سے ہٹ کے آڑ مین آے اور بدیع الزمان کو اشارہ کر کے بُلایا شہزادہ بدیع الزمان امیر با توقیر کے پاس سے اُٹھ کے باہر آے کہا ای بدیع الزمان ایسا شیر جوان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان مفت مارا جاتا ہی اور کوئی تدبیر نہین بن پڑتی امیر کسی طرح نہین مانتے کیا کرون مجکو بڑا رنج ہی شہزادہ بدیع الزمان نے کہا خواجہ مین تو جاکر لندھور کا شریک ہوتا ہون اسمین جو کچھ ہو یہ کہکر گلگون باختری رہوار تیز رفتار فلک سیر باد پیما پر یوش پر سوار ہو کر فوراً جانب صحرا انگیزۂ دال قلندر کی طرف روانہ ہوے ادھر کا حال سنیے کہ لندھور فوج لقا سے بے ہتھیارون کے لڑ رہا ہی بیراگی آہنی فقط ہاتھ مین ہی بیس ہزار کا ہجوم یہ تن تنہا کیا ہو سکتا ہی زخمی بھی

ہو چکا ہی وہان ہرکارون نے خداوند لقا کو خبر دی کہ لندھور کے ہاتھ سے میلاد قدرت مارا گیا لندھور بھی زخمدار
ہو چکا ہی فوج خداوند لڑ رہی ہی بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے لندھور کو آپ کچھ کم سمجھے ہین وہ بے فوج
کے ہزارون پر بھاری ہی لقا نے کہا ہمنے اسکی بھی یہی تقدیر کی تھی اُسکو بہشت مین لیجا کے ڈال دو ایکی نوروز کے دن زندہ
کردینگے لندھور سے وہ کیون لڑا اُس بندے سے ہمارے کوئی مقابلہ نہ کرے کوئی اُس سے نہ بولے اور نہ ستاے مگر
اُسوقت دربار لقا مین گنجاب بن گنجور ملک حیران دیوکش موجود تھا بختیارک نے اُس سے چپکے سے کہا کہ تو
نہین اب جاکر لندھور سے عوض اپنی زوجہ ملکہ غنچہ خاتون کا لیتا کہ اسوقت لندھور یکہ و تنہا بے فوج
اور بے ہتھیار کے لڑ رہا ہی زخمدار ہو چکا ہی جاکر مارے گنجاب نے کہا ای ملک جی کیونکر لندھور سے مقابلے کو جاؤن
خداوند منع کرتے ہین کہ خبردار لندھور سے کوئی نہ بولے اُسکو اپنے حال پہ چھوڑ دو ایسا نہو کہ غضب خداوندی
آئے بختیارک نے کہا کہ خداوند کو کیون خبر کرو چلے جاؤ فتح کر کے چلے آؤ ہرچند بختیارک نے گنجاب کو اُبھارا
مگر گنجاب نے منظور نہ کیا آخر بختیارک نے کہا کہ اچھا اپنے کسی سردار کو بھیجدے جب گنجاب مجبور ہوا اور بختیارک
نے بہت غیرت جورو کی دلائی اُسوقت گنجاب نے اپنے دونون بیٹون کو اشارا کیا ای تفرہیت بن گنجاب وای
عفرہیت بن گنجاب تم لاکھ سوار و پیادے لیجا کر لندھور کو مار آؤ یہ سنتے ہی فورا تفرہیت بن گنجاب و عفرہیت
بن گنجاب دونون فوج لے کر روانہ ہوے جب تکیۂ دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ تنہا لندھور بے ہتھیارون
کے بیراگی آہنی سے لڑ رہا ہی ہزارون کشتہ کیسو ہوے پڑے ہین لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی تفرہیت بن گنجاب
گھوڑا اڑا کر سامنے لندھور کے آیا اور للکارا کہ باش او خدا پرست مین تفرہیت بن گنجاب آپہونچا اب کہان میرے
ہاتھ سے بچ کے جائیگا یہ کہکر تلوار ماری لندھور نے بیراگی پہ روک کے بیراگی ماری تفرہیت نے خالی دے کر
پھر ہاتھ تلوار کا مارا کاسۂ سر پہ پڑا تا دو ابرو اُتر گیا لندھور نے بیراگی تلوار پہ ماری تلوار چھنا کر نکل گئی لندھور
کے منہ پر چادر خون کی آپڑی سر دونون ہاتھون سے پکڑ لیا جھومنے لگا دال قلندر اور سب مرید اُسکے دوڑے کھنگر پتھر ہاتھین
ہاتھون مین اُٹھالین فوج کو مارنا شروع کیا فوج لقا تلوارین مارتی ہی اور مریدان دال قلندر ڈھیلون سے کفار
کو ہلاک کرتے ہین مجمع کثیر کفار کا ہی شور زن بگیر بلند ہی لاشون پر لاشین گر رہی ہین ناگاہ ایک تتق گرد بیابان سے بلند
ہوا مثل باد تند آگے آگے بگولے دوڑتے چلے آتے ہین شعر از دامن دشت و کوہ او زنگ بہ گردے برخاست تو تیا
رنگ بہ ایک سوار جرار و نامدار تلوار تولے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان ہستم آن پہلوان
رستم شکوہ بہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ بہ زدستم بسے ملک اسلام شد بہ کہ سر فتنۂ باختر نام شد بہ باش ای کفاران پر دغا
مین آپہونچا آتے ہی تلوارین مارنا شروع کین کشتون کے انبار کر دیے کسی کو اُٹھا کر زمین پہ مارا کسی کا سر تلوار سے
اُڑ گیا کسی کی کمر پہ ہاتھ مارا دو ہو کے گرا کسی کو مع راکب و مرکب چور نگ کیا اُدھر سے مارتے ہوے تفرہیت بن گنجاب
کی طرف آے اُس نابکار سے مقابلہ ہوا تفرہیت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تلوار تفرہیت کی سپر پہ پڑی سپر کاٹ کر کاسۂ سر سے تا دو ابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار چھنا کر
نکل گئی چادر خون کی منہ پہ آئی بدیع الزمان زخم کاری کھا کر جھومنے لگے مریدان دال قلندر کھنگر پتھر مارتے
ہوے دوڑے اب بدیع الزمان کو تاب جنگ نہین کفار کا ریلا پڑ رہا ہی لندھور کہہ رہا ہی ای شہزادہ بدیع الزمان
آپ کیون اس بلا مین پھنسنے کو آے مین تو اپنی جان دینے پر آمادہ بیٹھا تھا آپ نے غضب کیا کہ میرے واسطے
آپ یہان آکر زخمی ہوے صاحبقران زمان آپ سے بہت آزردہ ہونگے بدیع الزمان نے کہا ای لندھور مین

چاٹونگا نہین تمھارا ساتھ دونگا یہان یہ باتین لندھور اور بدیع الزمان مین ہو رہی تھین اُدھر کفار کا بلوہ
تھا مُریدان ذوالقلندر ڈھیلون سے لڑ رہے تھے کہ یکایک پھر نعرہ ہوا النعرہ قہرش بن عنطر سو کیا سے طوفانی
ہستم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم ٭ غلام حمزہ صاحبقران شیر نیستانم ٭ باش او کفار نابکار مین آپہونچا اور آتے ہی
آب شمشیر آبدار سے سر برسانا شروع کیے کہ تفریت بن گنجاب گھوڑا اڑھا کر قہرش کے سامنے آیا قہرش نے للکارا
تفریت نے تلوار ماری قہرش نے وار اُسکا روک کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور چرخ
دے کر زمین پر تفریت کو مارا کہ پیوند خاک ہو گیا بھائی اُسکا عفریت بن گنجاب بھائی کو اس حال خراب سے دیکھکے مثل
اژدہے کے بل کھا کے لپکا قہرش نے للکارا او نامرد ٹھہر کہان جاتا ہی عفریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا قہرش جب
تک سپر کو چہرے کی پناہ کرے کہ تلوار عفریت کی قہرش کے سر پر پڑی قہرش نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی ساتھ ہی قہرش
نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُس موذی کے شانے پر پڑا تلوار زیر بغل کاٹتی ہوئی اُتر آئی اُدھر وہ ملعون زمین پر گرا
ادھر قہرش سر پر زخم کاری کھا چکا تھا گھوڑے پر دسنبھل سکا زمین پر گر کے مثل شیر جھومنے لگا لندھور پکارا ای قہرش
غضب کیا تو نے تو کیون آیا قہرش نے کہا یہ کب ہو سکتا ہی کہ میری وجہ سے عتاب صاحبقران مین آ گیا دربار
سے نکالا گیا اور مین تیرا یہ حال سنکر نہ آتا میری حمیت کب تقاضا کرتی تھی جو کچھ ہوا سو ہوا مین تیرے ہمراہ ہون مصرع
ہر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ اودھر ہرکارون نے خبر لقا ے بے بقا کو دی کہ فرزند گنجاب کے تفریت بن گنجاب و عفریت
بن گنجاب مارے گئے لقا پہلے تو گنجاب پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے جنگ و جدل نہ کرنا اور اُس سے
نہ بولنا تو نے اپنے بیٹون کو کیون بھیجا کہ لندھور بھی زخمی ہوا تیرے دونون بیٹے بھی مارے گئے مگر جب سنا لقا نے کہ اور
سردار اب لشکر صاحبقران سے جانے لگے چنانچہ بدیع الزمان گیا تھا وہ بھی زخمی ہوا قہرش بن عنطر بھی لشکر امیر سے
گیا وہ بھی زخمی ہوا اور سردار بھی جائین تو کیا عجب ہی سہیل اژدر چشم کو حکم کیا کہ لاکھ سوار ہمراہ لے جا کر خدا پرستون کو
قتل کر سہیل اژدر چشم بموجب حکم لقا ے بے بقا لاکھ سوار جرار ساتھ لیکر آیا دیکھا کہ لندھور بن سعدان و بدیع الزمان
و قہرش بن عنطر سو کیا سے طوفانی تینون کا یہ عالم ہی کہ زخمدار ہی ہین آنکھین بند کیے جھوم رہے ہین اور مُریدان
ذوالقلندر ڈھیلون اور پتھرون سے لڑ رہے ہین سہیل اژدر چشم نے حکم کیا کہ مارلوان جبلی جاٹرون کو میدان
مین تلوار چلنے لگی کہ نعرہ ہوا کہ دل فوج کفار کے دہل گئے نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر و
چیرہ م پلنگ ٭ باش ای نابکارو مین آپہونچا یہ کہکر آتے ہی سہیل اژدر چشم پر حملہ کیا سہیل نے خالی دے کر ہاتھ تلوار
کا مارا سر پر پڑا تا دابرو تلوار اُتر آیا اسد نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی چادر خون کی منہہ پر آ پڑی آنکھون مین
تاریکی چھائی اسد شیر دل صورت ضیغم جھومنے لگا ساتھ ہی اسد شیر دل کے زخمی ہوتے کے نعرہ کوہ شگاف ہوا
کہ گاو زمین دہل گئی مریخ فلک کانپ اُٹھا نعرہ کرب غازی کہ رب شہسوارم یل نامدار ٭ نظر کردہ شیر پروردگار ٭
باش او مست بادہ کبر و نخوت مین تیرا قاتل آپہونچا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا تو نے غضب کیا کئی سردار
نامی و نامور کو زخمدار کر دیا سہیل اژدر چشم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کرب غازی شیر حجازی نے بصد
جانبازی باڑھ بچا کر ہاتھ قبضہ شمشیر سہیل اژدر چشم پر ڈال دیا تلوار جھٹکا دے کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی اور
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر فرس سے اُٹھا لیا اور بلند کر کے پکارے کہ او موذی سہیل اژدر چشم یون کافرون کا بل
بہادر نکال دیتے ہین یہ کہکر اُسکو اچھالا گرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر نامرد زمین
پر گرا تکبیر کہکر گھوڑا اڑھایا تلوارین مارتے ہوئے فوج کفار مین ڈوب گئے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا کشتون کے

پشتے ہوگئے سرون کے ڈھیر تنون کے انبار لگے غل اور شور لشکر کفار مین بلند ہوا کہ اے بھائیو مرگ مفاجات کا سامنا ہی ملک الموت آگئے اب جانین بچنا دشوار ہین مگر کرب غازی بصد جانبازی لاکھون کے نرغہ مین تلوار پکڑے جو دھنس گئے دو چار تلوارین اگر سر پر پڑگئیں زخمی ہوگئے خون مین نہائے سر سے پانک سترابور کپڑے خون سے گلنار گھوڑا بھی خون کی چھینٹون مین افشان وہ معرکۂ عظیم اُس صحرا مین ہوا کہ ترک فلک چکر مین آیا زمین لالہ گون ہوگئی گویا سبزۂ صحرا کو باغبان اجل نے خون سے سینچا تھا قباح پلنگینہ پوش مع چار ہزار قزاقون کے جو تلوارین کھینچ کر کفار پر آپڑا فوج کو مسمار کردیا تہلکہ ڈال دیا بھاگنے کا رستہ نہ ملا مگر عیاران لشکر لقا اپنے سردارون کی لاشین اور جسقدر مارے گئے سب کی لاشین اٹھا اٹھا کے لے بھاگے میدان صاف ہوگیا یہان سرداران لشکر اسلام جو زخمدار ہوگئے تھے سب گھوڑون سے اُترے تکیہ پر آئے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ بوجہ اختصار کے کل دست راستیون کے آنے کی کیفیت نہین بیان کی ورنہ کل سرداران دست راست شریک جنگ ہوئے اور سرداران لقا کے ہاتھ سے زخمی ہوئے کرب غازی تشریف لائے سب کے زخمون مین ٹانکے دیئے گئے پٹیان مرہم سلیمانی کی جڑ ھائین لندھور ایک ایک سے کہنے لگا کہ آپ لوگون نے کیا غضب کیا کہ امیر با توقیر کا ساتھ چھوڑ کے یہان آئے اور زخمی ہوئے صاحبقران کے خلاف ہوا ہوگا وہ آپ لوگون سے بیزار ہونگے ایک مجھ متنفس کے واسطے آپ سب نے یہ زحمتین اُٹھائی ہین نہایت ممنون و مشکور ہوا اُن سب سردارون نے کہا کہ اب ہم تیرے ساتھ ہین اے لندھور اب ہم کہان جاتے ہین یہین ڈیرے ہونگے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جب عمرو نے بدیع الزمان کو دربار صاحبقران سے اشارے سے بلا کر حال لندھور کا بیان کیا اور بدیع الزمان لندھور کی طرف چلے تو قہرش بن عنطر سو کیا ہے طوفانی تازہ مسلمان بھی پیچھے سے اُٹھکے خواجہ عمرو کے پاس آیا وہ بھی حال لندھور سنکر روانہ ہوا اسی طرح سب سردار دست راستی صاحبقران مع کرب وغیرہ حال لندھور کا سنکے راہی ہوئے مگر جو کوئی سردار اس معرکہ مین لشکر امیر با توقیر سے گیا اور زخمی ہوا فوراً ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی کہ فلان سردار لشکر اسلام سے گیا وہ زخمی ہوا ہر ہرکارون نے گھڑی گھڑی کی خبر از آغاز جنگ لندھور تا اختتام کارزار گرمی بازار دمدمہ امیر با توقیر کو پہنچائی امیر کشور گیر خبرین سن سنکے اور متغیر ہوتے ہین بادشاہ جم جاہ سن سنکے دست تاسف ملتے ہین اور کہتے ہین افسوس نہین معلوم امیر کے ذہن مین کیا آگیا ہی کہ نہین مانتے خدا سب کو بچائے جب اختتام لڑائی کی خبر امیر کشور گیر کو ہرکارون نے پہونچائی بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک پناہ نے سجدۂ شکر کیا اور امیر نے فرمایا کہ ہمارے دست راست کے سردار سب آج ہمارے لشکر سے چلے جائین لندھور کا ساتھ دین آج شب کو ہماری فوج مین اُنمین سے کوئی نہ رہے ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا پھر عیارون کو بلایا اور حکم دیا کہ تم بھی اپنے اپنے آقا کے پاس جاؤ اُن عیارون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم خانہ زاد آپ کے تابع فرمان ہین ہم کہین ہرگز نہ جاینگے فرمایا نہین ہم تم سب کو حکم دیتے ہین بخوشی کہتے ہین کہ تم سب اپنے اپنے سردار کے پاس جاؤ جب تمھارا آقا نہین تو تمسے کیا مطلب ہی بعد اُسکے فرہاد خان بکفری وارشیون پر زاد کو بلا کر کہا کہ تم بھی اپنے باپ کے پاس جاؤ تمھارا یہان کچھ کام نہین اُن دونون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم کو چھوڑ کر ہرگز ہم نہ جائینگے ہمسے کیا خطا ہوئی جو حضور ہمسے آزردہ ہوتے ہین فرمایا مین تمسے آزردہ نہین ہون بخوشی تمام و برضا و رغبت تمسے کہتا ہون کہ تم سب مع لشکر لندھور کے اسی وقت چلے جاؤ مجکو دست راستیون مین سے کسی کا اب اپنے لشکر مین رکھنا منظور نہین مین کسی کے بھروسے پر لشکر کشی نہین کرتا ہون پروردگار عالم سے مدد کا ہر وقت طلبگار رہتا ہون غرضکہ سردار دست راستی صاحبقران کے اور عیار اور دونون بیٹے لندھور کے

مع اپنے لشکر کے لشکر امیر باتوقیر تیار آے اور لندھور وغیرہ کے شریک ہوے یہان امیر کشورگیر نے سرداران دست چپ کے رتبے بڑھاے اور اعزاز و اکرام کیا اور عمدہ عمدہ خلعتون سے سرفراز فرمایا ادھر کا حال سنیئے سرداران دست راست صاحبقران اور عیاران اُن سرداروں کے اور فرہاد خان بلکفر بی دار شمعون پریزاد مع لشکر کے لندھور کے پاس تکیہ دال قلندر پر آے اور مخبرون نے بیان کیا کہ امیر باتوقیر سب سرداران دست راست سے آزردہ ہو گئے اور حکم کر دیا ہی کہ کوئی اس مین سے ہمارے لشکر مین نہ رہے لندھور کو سنکر بہت ملال گذرا سب سردار اُسی تکیۂ دال قلندر پر فروکش ہوے اب دال قلندرا لکھ باد شاد فقیرون کا بنا یا ایک تاج زرین نیا اور کدار بصورت دُم ہدہد ہوا کر پہنایا اور اُسکے سب حیلی چاپڑ کو لنبی لنبی کلاہین پہنائین سر الگیان دو شاخہ اور ایک شاخہ آہن کی آبدار بنی ہوئین ہاتھ مین دین اور تہمدین گیروی سب کے بندھی ہوئین ہوحق ہوحق کرنے لگے وہ تکیہ عجب کیفیت کا مقام ہو گیا دکانین طرح طرح کی آس پاس جم گئین تکیہ کے گرد بازار آراستہ ہو گیا بنیے بقال پنساری بزاز صراف قصاب تنبولی نانبائی حلوائی کنجڑے ہر طرح کی چیز مہیا ہر واے خوانچہ والے پھیری کر رہے ہین کٹورا بج رہا ہی ڈھول گھمک رہا ہی چوک کا سمان نظر آتا ہی وہ تکیہ دال قلندر کا صاحب عشرتکدہ ہو گیا حق اللہ کی صدا بلند سب شاد و خورسند

دو کلمے داستان حیرت نشان لقاے بے بقا و لندھور بن سعدان وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا جلد جام شراب شراب مصفا کی خواہش ہے اب	کہ گردش مین ہر قدح آفتاب کہ زندون کے دل پر ہی پیچ و تعب سحر لب کے جام مے ارغوان	گدایانہ دے ساقیا جام تو وہ دے ساقیا جام ذی قیمت بجوش و خروش آج لکھ داستان مخمس	اس آغاز کا دیکھ انجام تو فقیری مین شاہی کی ہی کیفیت

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین	وحشت مین گہ جانب کہسار ہین	اور گریبان چند تیرے تار ہین
کب یہان دست جنون بیکار ہین	اپنے ہاتھون در پے آزار ہین	
عشق مین اُس ابروے خمدار کے	ہو ن قریب مین منزل دشوار کے	سر گیا گر چھ رہین اُس یار کے
درد و غم رنج و الم بیزار کے	بس یہی دو چار ماتمدار ہین	
گو نہین راحت مکان دہر مین	گل ہین لیکن بوستان دہر مین	بیٹھے ہین ہم ہستان دہر مین
آبرو ہی عاشقان دہر مین	آپ کے آگے ذلیل و خوار ہین	
ہی ہمارا کون سا صحرانہ پوچھ	کسقدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھ	ہمکو ہی کیا آج کل سودا نہ پوچھ
ای جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ	مست ہین در کار خود ہشیار ہین	
ایک ہی ہر بزم قفس شاہ و گدا	اس سرا مین اب نہین مسکن روا	ہی جرس کی رات دن آتی صدا
غافلو اٹھو چلو بیٹھے ہو کیا	رہرو ملک عدم تیار ہین	
موسم گل آرزوے یار مین	چشم نرگس جستجوے یار مین	عالم گلشن ہی کوے یار مین
انزلی رہ گفتگوے یار مین	بلبلین بھولے ہوے منقار ہین	

بہیت نمایندہ نطق و ذہن لطام فہنین ساز و آراستہ این کلام ؛ مخبران رود اد کیفیت نزاد طریقۂ شاہ گدا و مظہران حالات حقیقت آیات جادۂ فریب و دغا زبان قلم شجاعت رقم بر لبعد صولت و شوکت عبارت تازہ و بے اندازہ لاکر یون حل مشکل کرتے ہین۔ کہ جب سہیل اثر در چشم ہاتھ سے کریب غازی کے واصل جہنم ہوا اور

فوج کفار نے شکست کھائی نامرد فرار ہو گئے لقا کو ہرکارون نے خبر دی لقائے بے بقا نے سب کشتے اُٹھوا منگائے
اور کہا کہ ابکی بہروز نوروز سب کو زندہ کرونگا گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش کو ایک تو سوختنی جوہر دس کے
چھن جانے کی تھی کہ غنچہ خاتون لندھور کے ساتھ نکل آئی اور عقد کرلیا دوسرے اب دو بیٹون کے قتل ہونے کا
بوجہ لندھور نہایت صدمہ و ملال ہوا اسی رنج و غم مین تھا کہ جہتر سنجانی عیار طرار گنجاب سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو لندھور کو کوئی عیاری کر کے اُٹھا لاؤن آپ اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے کہ آپ کے دل کا کچھ بخار دفع ہو گنجاب
بن گنجور نے کہا کہ بہتر ہے جلد جا اور لندھور کو پکڑ لا الغرض جہتر سنجانی بارادہ گرفتاری لندھور ہوا کے گھوڑے
پر سوار ہو کے طرف تکیۂ دال قلندر کے روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ بعد کئی دن کے بادشاہ اسلام سعد بن
قباد شہریار نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ ای امیر ایک عرضی شہزادہ بدیع الزمان کی بمضمون
عذر و معذرت برائے عفو خطا آئی ہے اب آپ میری خاطر سے اُسکا قصور معاف کیجیے اور لشکر مین بلا لیجیے امیر باتوقیر
نے کہا ای بادشاہ آپ کے خلاف ہوگا مین کبھی یہ بات نہ مانونگا آپ انکے بارے مین جیسا کچھ ارشاد کیجیے گا اور جو کچھ
فرمائیے وہ مجکو بدل منظور ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے مگر سرداران دست راستی کے جدا ہونے کا نہایت
صدمہ و ملال ہے الغرض اُدھر جہتر سنجانی صحرا نوردی کرکے ایک مقام پر ٹھہرا اور رنگ روغن عیاری کا نکال کے
بصورت فقیر بنکر روانہ ہوا جب تکیۂ دال قلندر پر پہونچا دیکھا وہ تکیہ مثل شہر کے آراستہ و پیراستہ ہے کیفیت چوک و
نخاس کی پیدا ہے جابجا جلسۂ تازہ دکانداروں سے صحرا آراستہ ہر چیز ہر طرح کی مہیا کٹورا کھنک رہا ہے کوچہ کوچہ
پھولون کی بو باس سے مہک رہا ہے تکیے پر ایک تخت مثل اورنگ شاہی جلوہ نما ہے دال قلندر اُس تخت پر
بصد تمکنت و حشمت تاج بر سر لباس خوشنما فقیرانہ در بر متمکن ہے اور سرداران لشکر اسلام بصد عز و تمکین مرید بنے
بیٹھے ہین اور کچھ چیلی چاپڑ لنبی لنبی ٹوپیان پہنے ننگے بدن فقط تہمد گیروی باندھے گرد مشغول کاروبار ہین
اور لشکر بیشمار دور تک صحرا مین فروکش ہے جہتر سنجانی یہ کیفیت دیکھکر بہت ہنسا کہا خوب ایک میلہ جمایا ہے ایک
شہر فقیرون نے الگ بسایا ہے جہتر سنجانی بصورت فقیر اُس گروہ مین گیا اُن فقیرون سے یاد اللہ ہوئی اور
دال قلندر نے پوچھا ای درویش تیرا کیا نام ہے اُس فقیر نے کہا مجکو درویش پاکی کہتے ہین سب فقیر بخاطر
و مدارات درویش پاکی سے پیش آئے تھوڑا رات مین شریک کیا فقیر رہنے لگا بعد کئی دن کے ایک روز فقیر پاکی
نے رات کو اُس جلسۂ فقرا مین ایک شیشی عطر کی نکالی کہ وہ شیشی طلوانہ خوشبوے بیہوشی تھی آگے دال قلندر کے
رکھدی کہ وہ سردار اُن فقیرون کا ہے اور مرشد اُن مریدون کا ہے اور کہا کہ ای بابا دال قلندر یہ فقیر کئی روز
سے مہمان تھا اب ہو ایک روز مین آگے کی سیر کرینگا فقیر کے پاس سواے محتاجی و غریبائی کے کیا ہے مگر حقیر
یہ تحفہ فقیرون کی نذر کرتا ہے اس مین عطر سلیمانی مثل تبرک کے ہے ای بابا دال قلندر تم ذرا ذرا سب کو تقسیم
کردو دال قلندر درویش پاکی سے بہت خوش ہوا اور شیشی اُٹھا کے ذرا ذرا سب مریدون کو اور چیلی چاپڑون
کو دیا سب نے وہ عطر سونگھا خوشبو تیز تھی دماغ پھٹ گئے سرور مثل نشہ کے پیدا ہوا ہنگام شب تھا خواب
راحت کا زمانہ قریب آچکا تھا سب اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے درویش پاکی
اُٹھا دیکھا مرشد جی تخت پر پڑے ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہین لندھور کے پاس آیا جلدی سے
پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے لے بھاگا جلدی جلدی دوڑتا ہوا مانند ہوا کے دربار یاقوت شاہ مین
آیا اور پشتارہ سامنے گنجاب بن گنجور کے رکھدیا پشتارہ کھلوا کر لندھور کو فوراً غُل و زنجیرون سے مسلسل کیا بیڑیان

ہتھکڑیاں طوق آہنی پہنایا زنجیر میں جکڑ دیا گنجاب نے جاکر خداوند لقا سے عرض کیا یا خداوند لندھور کو بیہوش
کر کے گرفتار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے دونوں بیٹے تقریت و عفریت کا بدلہ لوں لقاے بے لقا نے کہا ہمنے
بھی یہی تقدیر کی تھی جلد لندھور کو زیر قیطول لیجا کر اسے بیہوشی کے عالم میں قتل کرو کہ ہوشیار نہونے پاے یہ
سنکے گنجاب آیا اور جلاد کو کہا کہ حکم خداوند لقا کا ہے کہ لندھور کو اسی عالم بیہوشی میں لیجاکر قتل کرو لندھور
کو جلاد بدنہاد زیر قیطول اُٹھا لاے اور اسی طرح عالم بیہوشی میں نطع پر لٹا دیا اور جلاد تیغہ جوڑے پیچھے کا بہت آبدار
لندھور کے سر پہ کھینچ کر کھڑا ہوا اب حکم لقاے بے بقا کا منتظر ہے کہ ناگاہ ایک خدمتگار نے جلاد بدنہاد کو اشارہ کیا
اور ایک اشرفی دکھائی اور کہا کہ یہ اشرفی لے اور پھر ہری عطر کی پہلے اس مجرم کو سنگھا دے اور پھر جب تو قتل کرنا جو
پہلی دھار خون کی اس مجرم کی رگ گردن سے نکلے اُس میں یہ روئی ڈبو کر مجکو دیدے جلاد نے منظور کیا اُس خدمتگار
نے وہ روئی اور ایک اشرفی جلاد کے ہاتھ پر رکھدی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ خدمتگار عیار ہے نام اسکا
خوردک بن گرد مرد اسکو خواجہ عمرو نے اپنا بیٹا کر کے عیاریاں سکھائیں تھیں اب جلاد بے بنیاد واسطے قتل
لندھور کے منتظر حکم لقاے بے بقا ہے اتنے میں بختیارک حکم خداوند لقا لے کر آیا اور کہا کہ او جلاد ہاتھ پاؤں بچا کر اپنے
کام میں مشغول ہو حکم خداوند لقا قطعی ہے کہ لندھور کا کام تمام کر جلاد حکم خداوند لقا سے آگے بڑھا پہلے تو وہ روئی
لندھور کی ناک سے لگا دی اور پھر تلوار کھینچ کر بائیں کا ڈورا انگلی سے دیکھنے چاہتا ہے صفائی کا ہاتھ گردن پر لندھور
بن سعدان کی لگاے کہ یکایک لندھور کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا اپنے تئیں مسلسل دیکھا جلاد آمادہ قتل ہے ادھر جلاد
نے ہاتھ تیغہ کا مارا ادھر لندھور نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر تیغہ جلاد روکا وہ تیغہ ہتھکڑیوں پر پڑا ہتھکڑیاں کٹ کے ہاتھ سے
لندھور کے گریں لندھور نے ایک طمانچہ جلاد بے بنیاد کو مارا جلاد کا منہ پشت کی طرف پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر
گرا جہنم واصل ہوا اب لندھور نے زور کر کے قید آہن کو توڑ ڈالا اور بڑھکر وہی تیغہ جلاد اُٹھا لیا اور نعرہ کیا
نعرہ لندھور بن سعدان جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہندستان اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان پائش
ای نابکاران و کفار کہا اور لڑنا شروع کیا جسکو بڑھکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوا ایک شور و غل زیر قیطول
بلند ہوا اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا لقا نے پوچھا یہ غل کیسا ہے بختیارک نے کہا یا خداوند کیا خوب آپ نے تقدیر کی ملاحظہ
کیجیے ہنگامہ قتل برپا ہے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے لقا نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے نہ خبر ہونا ہمارا کہنا کسی نے نہ
مانا اگر ہم ایسی تقدیر نہ کرتے تو یہ بندے اپنی سزا کو نہ پہنچتے اسواسطے یہ تقدیر کی کہ لندھور بیہوش ہو کر گرفتار ہو پھر
تقدیر کی کہ قتل ہوتے وقت ہوشیار ہو اور انکو قتل کرے یہاں تو یہ محشر تازہ برپا ہے اُدھر خواجہ عمرو نے امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ لندھور بن سعدان کو مہتر سنجابی عیار گنجاب نام بیہوش کر کے اُٹھا لیگیا تھا
وہاں قید آہن میں مبتلا ہوا قتل کا حکم ہوا تھا لندھور نے قید توڑ ڈالی اور اکیلا کفار سے لڑ رہا ہے صاحبقران نے
کہا میں کیا کروں میری بلا سے عمرو نے کہا ایسا نہو تنہا لاکھوں میں گھر کے مارا جاے صاحبقران نے فرمایا خبردار خواجہ
اب مجھسے نہ کہنا میں تمکو پہلے بھی منع کر چکا تھا پھر تمنے لندھور کا ذکر میرے سامنے کیا اب میرے سامنے لندھور کا
نام نہ لینا خواجہ خاموش ہو رہے دربار سے باہر آکے تکیہ دال قلندر کی طرف چلے اور وہاں بدیع الزمان سے
کہا تم یہاں کیا بیخبر بیٹھے ہو کچھ لندھور کی بھی خبر ہے بدیع الزمان نے کہا خواجہ کچھ مفصل حال بیان کرو عمرو نے
کہا وہاں لندھور قتل ہوتے تھے قید آہن توڑ کر لڑ رہے ہیں بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوے گھوڑے پر
سوار ہو کر طرف ملک سبائل کے روانہ ہوے ہم تو سب سردار دست راستی صاحبقران زمان جو تکیہ پر

دال قلندریہ کے قریب تھے دفعۃً دفعۃً کر کے آگے پہنچے شہزادۂ عالیشان یعنی بدیع الزمان مثل باد صرصر کے سرپٹ
گھوڑا اُڑاتے ہوئے شہر سبائل میں داخل ہوئے دیکھا کہ لشکر دیو رنگ مثل دریائے قہار موج زن ہے اور بڑے بڑے
سردار جمع ہیں بارگاہ یاقوت شاہ صورت حباب استادہ ہے مگر لندھور تیغۂ آبدار تولے ہوئے شناوری اُس قلزم
ذخار کی کر رہا ہے جس غول میں دھنس گیا تتر بتر کر دیا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان منم
فخر سہراب و رستم و قارن ؂ بدیع الزمان غضنفر دمارۂ باش اے کافران بجیاد نابکاران ؂ یہ دعا یہ کہکر تلوار کھینچ کر جا بجا
مارے تلواروں کے فوج کو بچھا دیا ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لندھور کو دیا لندھور گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے
لگا کہ یکایک اور نعرہ ہوا نعرۂ قہرش بن عنطر سوکرانے طوفانی منم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم ؂ غلام حمزۂ صاحبقرانم
شیر نیستانم ؂ یہ کہکر تلوار کھینچ کر مثل موجۂ دریا لشکر میں ڈوب گیا اتنے عرصہ میں اور نعرہ ہوا نعرۂ اسد شیردل اسد
شہسوارم کہ در روز جنگ ؂ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ؂ اسد نامدار صد شوکت و وقار تلوار پکڑ کر اُس فوج دریا موج
کو مارتا ہوا چلا گیا کہ ساتھ ہی اس نعرے کے اور نعرہ ہوا کہ زمین کانپنے لگی لوگ دہل گئے نعرۂ کرب غازی کرب
شہسوارم یل نامدارم ؂ نظر کردۂ شیر پروردگارم ؂ پھر تو سرداروں اور عیاروں اور اہل لشکر اسلام کا تار بندھ گیا
ایک آیا اور دو آئے اور چار آئے ایک کے بعد ایک کا آنا شروع ہوا چہار طرف تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے
لگی شہزادہ بدیع الزمان سے اطہر بیل گردان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے ایک وار میں جو رنگ کیا مظہر بیل گردان
کو بعد اُسکے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا طویل کرسی نشین کو قہرش نے مارا اسی طرح ایک ایک سردار نامدار نے بڑے بڑے
سرداران اولوالعزم کو قتل کیا مگر کرب غازی نے قیامت برپا کی تہلکہ فوج میں ڈالدیا بدیع الزمان نے بڑھکر بارگاہ
یاقوت شاہ پر قبضہ کیا مار کر کفار کو بھگا دیا اب کرب غازی کا ارادہ ہوا کہ قیطولون پر لقا کے چڑھ چلیے اور تمام سرداران
کو قتل کر کے قصر ہائے نادرہ ہمسران فلک کو مٹائیے اور آج ہی خاتمہ کر دیجیے خون کے دریا بہہ رہے تھے گھوڑوں کے سُم
خون میں رنگین تھے ستر اَسی ہزار سرداران نامی مارے گئے اور حشرات الارض کا تو شمار نہیں ایسا کشت و خون اس سے
ہوا کہ لقا گھبرا گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند کیا آج سب کا خاتمہ کرا دیجیے گا قیطولون کو تڑوا دیجیے گا اب
سرداران لشکر اسلام بعد اولوالعزم قیطولون کی طرف پلٹے ہیں اگر یہ سردار قیطولون پر آ گئے تو جانیے کہ قیامت
آ گئی بالکل نشان نہ باقی رہینگے کئی ہزار آپ کے لشکر کے سرداران نامی مارے جا چکے ہیں یہ سرداران لشکر اسلام
بڑے سخت جان ہیں کہ زخمی تو ہیں مگر مثل شیر غضبناک جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہے ہیں جلدی طبل امان بجوائیے بچنے
والی تقدیر کیجیے اب کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی لڑائی بگڑ گئی بدیع الزمان نے یاقوت شاہ کی بارگاہ چھین لی یا خداوند
دیکھیے کہنا مانیے جلد تقدیر کیجیے نہیں تو قیطول لٹ جائیگا سبائل تباہ ہو جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگا جب نہایت
تلاطم اور از حد ہنگامہ اور بے انتہا تہلکہ اور غلغلۂ عظیم برپا ہو چکا گویا روز قیامت قائم ہو گیا تھا اُسوقت لقا
نے بختیارک کے کہنے سے طبل امان کے بجنے کا حکم دیا بختیارک اُٹھکر پکارا جلد طبل امان بجے تباہی کے آثار ظاہر
ہو گئے بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزار ہا بندگان خداوند آج مارے گئے غرضکہ طبل امان بجا فوراً سرداران لشکر
اسلام نے لڑائی سے ہاتھ روک لیے تلواروں کو خون سے پاک کر کے میان میں کیا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان
بارگاہ یاقوت شاہ اپنے ہمراہ لے کر تکیۂ دال قلندر کی طرف روانہ ہوئے لندھور بن سعدان و کرب غازی
سب سرداروں اور عیاروں کو ہمراہ لیکر مع لشکر بفتح و فیروزی خوش و خرم و مع کشتگان لشکر اسلام و زخمیان خوش انجام
عقب میں بدیع الزمان نامور کے تکیۂ دال قلندر کی سمت آئے بدیع الزمان عالیشان نے تکیہ

آگرہ ہی بارگاہ یاقوت شاہ برپا کی اور دال قلندر کو اُسی طرح پھر تخت نشین کیا تاج شاہانہ پہنایا عیش و عشرت مین مشغول ہوئے پھر وہی ہو حق کی صدائین بلند ہوئین یا اللہ کے نعرے ہونے لگے اُدھر لقانے اپنے کشتگان نجس کو اُٹھوایا زخمون کی مرہم پٹی ہوئی قیطولون وغیرہ کی آراستگی کی بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی ویسی تقدیر نہ کیا کیجیے سوچ سمجھ لیا کیجیے آج تو بے سمجھی آپ کی کی ہوئی تقدیر نے آگ لگا دی تھی مگر خیریت گذری لقانے کہا او شیطان درگاہ تجھکو امور خداوندی مین کیا دخل ہے یہ سب تقدیرین بہتر ہزار برس پیشتر کی ہوئی ہین جنکا اب سامنا ہوتا چلا آتا ہے اور ابھی کیا ہے اب تو تماشا ہماری تقدیر کی ہوئی کا دیکھیگا تو دنگ ہو جائیگا تو اتنی سی تقدیر مین ڈر گیا خبردار تو کچھ نہ بولا کر سب دیکھا کر مین اپنے بندون کو کیا کر کے دکھاتا ہون غرضکہ بختیارک نے کہا درست ہے بجا ہے آپ ایسے ہی خداوند ہین پھر لقا تخت پر متمکن ہوا دربار مین سب سرداران نامی آ آکر بیٹھے اور باتین بھی لڑائی کی ہوا کین ہر ایک سردار لشکر اسلام کی بہادری کا مذکور رہا لقانے سب کشتگان نجس سردارون وغیرہ کے اُٹھوا کر بہشت مین ڈالوا دیے اور کہا کہ ابکی بروز نوروز یہ سب زندہ ہونگے

دوسرے کلمے داستان جرأت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور رزم سردشاہ باختری لقائے بے لقا کے بیان کیے جاتے ہین ۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام | لڑائی کا کرنا ہے پھر انتظام | نیا رنگ ہے اب دکھا ساقیا | کوئی جام تازہ پلا ساقیا

عطا کر وہ جام مئے آتشین | چمکتی نظر آئے شمشیر کین | شراب ایسی ہو منقلب بیدرنگ | لہو کی ہو بارش بہ میدان جنگ

الٹ ساقیا دخت رز کی نقاب | دکھا جام مین جلوۂ آفتاب | نہ ترسا برائے خدا اب مجھے | جزا اسکی خالق سے تجھکو ملے

ہے خانہ بدوشی سراسر عیان | دو عملہ مین بلبل کا ہے آشیان | سحر ایسی باتون سے کیا کام ہے | کہ خورشید حسرت لب بام ہے غزل

دل تنگ آئیگا سنکر غل مری فریاد کا | تنگ ہوگا حوصلہ مثل قفس صیاد کا | ہمصفیر ایسا اثر ہے گریۂ فریاد کا

موم کی صورت پگھل جائے قفس فولاد کا | دیکھ پائے قد اگر گلشن مین اُس جلاد کا | چشم قمری مین ہو سولی ہر شجر شمشاد کا

رکھ نہ او نادان بھروسا عالم ایجاد کا | طور اس گلزار مین ہے نکہت برباد کا | اُٹھ گیا ہے کونسا مجنون کہ اے لیلی ادا

غل مچا ہے خانۂ زنجیر مین فرہاد کا | ہم نہ بھولے حرف مطلب کو کتاب عشق مین | اے معلم دیکھ تو عالم ہماری یاد کا

جی لگا ہے ہم گلون سے کیا خزان کا خوف ہے | کیا بھروسا ہے بہار گلشن ایجاد کا | جوش وحشت مین ہوا ہون مثل عنقا بے نشان

کیا پتا پائے کوئی مجھ خانمان برباد کا | طعمۂ موج فنا سے ہوگا دم مین منہدم | خانۂ تن ہے حباب اک سیل بے بنیاد کا

کیا عجب شوق اسیری مین اگر منقار سے | بلبلین دامن پکڑ لین دوڑ کر صیاد کا | بیت گشتا بندہ دفتر ذ بجمال بنمودند

ارقام این طرفہ حال و قلعہ کشایان مضامین حیرت آگین جدال و قتال و فتح کنندگان کارزار مطالب نظم و نثر و شجاعت مآل اس داستان حرب و ضرب کو بزبان خامۂ دو زبان قلمبند کر کے شمشیر آبدار فکر کو میدان طبیعت مین یون جلوہ نما فرماتے ہین کہ بعد ہنگامۂ شمشیر زنی بیشمار لقائے بے لقا کو سرداران اولوالعزم و پہلوانان نامی و نامور کے قتل ہونے کا صدمۂ عظیم ہوا اور اُن سب کی لاشین اُٹھوا کر بہشت مین ڈلوا دین لیکن یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب چوٹی کے سردار چیدہ چیدہ پہلوان مارے جانے لگے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا پرست ایک کو بھی زندہ نہین چھوڑینگے کمال بہادر و دلاور ہین اسی فکر مین تھا کہ بختیارک آیا اور لقا کو مکدر خاطر پایا پوچھا یا خداوند آج آپ کا مزاج کیسا ہے اسوقت آپ مکدر ہین کیا کوئی نئی تقدیر اور کی لقانے کہا او شیطان درگاہ تو کیا بکتا ہے جبوزہ اور جاطہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی کو جلد بلا لا بختیارک گیا اور تینون سرداران نامی و قوی ہیکل

کو بلا کر لایا لقا نے بے بقا نے حکم دیا کہ تین لاکھ سوار ہمراہ بیشۂ فیض رسان پر لیجاؤ اور حمزہ کو مع کل سرداران لشکر کے قتل کرو اور اس بار کسی کو اُترنے نہ دینا خدا پرستون کا کام تمام کرنا یہ حکم سنکر طہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی نے سجدہ کیا اور قدم پر لقا کے بوسہ دیا اور تین لاکھ کا لشکر لے کر طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہوئے بعد اُسکے لقا نے قہرمان کو بلایا کہ یہ پہلوان ساکنان بہشت سے ہے لاکھ سوار اسکے بھی ہمراہ کر کے حکم دیا کہ تم بھی بیشۂ فیض رسان پر جاؤ اور خدا پرستون کا خون بہاؤ اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اے زمرد شاہ باختری خداوند لقا خضران کوہی مع لشکر کے آیا ہے لقا نے کہا لاؤ میرے سامنے جب خضران کوہی داخل بارگاہ لقائے بے بقا ہوا لقا کو سجدہ کیا قدم پر بوسہ دیا لقا نے کہا تم بھی بمقابلۂ حمزۂ صاحبقران جاؤ یہان نہ ٹھہرو خضران کوہی حکم لقا سنکر مع دو لاکھ فوج کے بیشۂ فیض رسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مضراب زنگی فیل سوار تین لاکھ کی جمعیت سے آتا ہے لقا نے اُسکو بھی بلا کر حکم دیا کہ جاؤ بیشۂ فیض رسان پر اور لشکر امیر حمزۂ صاحبقران کو چہار طرف سے گھیر لو اور خدا پرستون کو قتل کرو مضراب زنگی بھی سجدے کو جھک گیا پھر مع تین لاکھ فوج کے روانہ ہوا الغرض اسی طرح جو سردار اطراف و جوانب کے آتے گئے زمرد شاہ باختری اُنکو برائے قتل خدا پرستان بھیجتا گیا یہ لشکر بیشمار مثل مور و ملخ بیشۂ فیض رسان مین جب پہونچے ہرکارون نے امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان کو خبر دی کہ لشکر کفار کی چڑھائی ہے اور فلان فلان سردار اپنی اپنی فوج لے کر بیشۂ فیض رسان پر آچکا ہے اور سردار بھی لشکر کثیر لیے ہوئے چلے آتے ہین امیر با تدبیر نے فرمایا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے فوج کفار کو آنے دو ادھر طہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی نے شام ہی سے طبل جنگ بجوا دیا اُدھر لشکر صاحبقران زمان مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاریان جنگ و جدال کی ہوا کین ناگاہ خسرو انجم سپاہ بچہرۂ نورانی قلعۂ مغرب مین محصور ہوا اور ترک نقابدار خونین پوش بصد حدت و تیزی مزاج برہم و برخاستہ خاطر ہو کر میدان نیلگون مین تخت شعاع پر جلوہ گر ہوا یہان صبح کو دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوئے نقیبان بلند آواز بصد سوز و گداز نقابت کر کے چلے گئے لشکر لقا مین نشانہاے جنگی علم ہوئے پھریرے سیاہ کے کھل گئے نیزون کی انیان بجلیون کے مانند چمکنے لگین ڈھالون کی گھٹا جھوم کر اُٹھی پہلوانان زبردست مثل رعد گرجنے لگے فوج کے کل کے دل مثل بادل کے جھکنے گھوڑون کی تگاپو سے زمین ہلنے لگی اُدھر لشکر کفار سے ارماس زنگی بڑے طنطنے سے نکلا پہلے نیزہ ہلایا پھر گھوڑے کو کاوے پر ڈال کر مبارز طلب کرنے لگا اور للکارا اے خدا پرستو کوئی ایسا بہادر ہے کہ میدان جنگ مین مجھسے مقابلہ کرے ادھر لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت حرب لے کر میدان جنگ مین آیا اور نعرہ کیا باش او نابکار ارماس زنگی نے گھوڑا بڑھا کر وار کیا مندویل اصفہانی نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا ارماس زنگی نے تلوار سپر پر روکی دوسرا ہاتھ مارا مندویل اصفہانی نے سپر کو چہرے کا پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین اُتر آئی مندویل اصفہانی نے بجرأت تمام دستانہ مارا تلوار چھینا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی یہ رنگ دیکھ کے ہومان جنگ عراقی نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکالا اور للکار کر ارماس زنگی کے قریب آگئے ارماس کی تلوار انکے سر پر بھی پڑی خود سر کاٹ کے کاسۂ سر مین آئی یہ بھی زخمی ہوے انکے بعد اسد شیر گیر اذن جنگ لے کر میدان مین آئے ارماس نے انکو بھی مجروح کیا بعد انکے اسد بچہ گیر سے مقابلہ ہوا ارماس زنگی نے انکو بھی گھائل کیا پھر اسد اسدان لڑنے کو آئے وہ بھی ارماس زنگی کے ہاتھ سے زخمی ہوے

پھر اسکے بعد امیدوار گیر بصد عزت و توقیر شمشیر آبدار تولے میدان جنگ میں آئے ارماس زنگی سے خوب لڑے آخرکار
زخمی ہوئے ارماس زنگی ان سرداران دست چپ کو زخمی کرکے کبر و نخوت سے جھومنے لگا بہادری اپنی جتانے لگا
دمبدم للکار رہا تھا کہ آئے کوئی لشکر اسلام سے میرا مقابلہ کرے امیر با توقیر یہ کلام اُس نابکار کے سن سنکے غصہ ہوتے ہیں مگر
نہایت تشویش و تردد میں آخرکار شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دوسرے دن میدان جنگ پھر صف آرا ہوا وہی سامان لشکر
وہی شور و غل وہی کفار کا کبر و غرور وہی نقیبان بلند آواز کی نقابت بعد اسکے وہی سردار ارماس زنگی لشکر کفار سے
تنتا ہوا نکلا اور میدان میں آکر مبارز طلب کیا آج ادھر لشکر امیر با توقیر سے عمرو بن رستم برادر قاسم عالیشان گھوڑا بڑھا کر
نکلے اُدھر ارماس زنگی آیا ادھر سے عمرو بن رستم بڑھے بعد اسکے دونوں نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ ارماس زنگی کو بڑی
شد و مد سے عمرو بن رستم نے ہوائی کیا ارماس نے تلوار کھینچی عمرو بن رستم نے بھی تلوار میان سے لی ارماس نے وار
تلوار کا کیا عمرو بن رستم نے خالی دیا ارماس نے پھر جھکائی دے کر سر کا ہاتھ مارا عمرو بن رستم نے جلدی سے سپر کو پناہ کیا مگر
تلوار ارماس کی سپر کاٹتی ہوئی خود سے گذر کے تا ابرو پہونچی عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر
خون کی چہرہ پر آئی سر ہاتھوں سے پکڑ کے جھومنے لگے ارماس زنگی نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور رسید کرے مارے کہ سمت
لشکر امیر با توقیر سے نکل کر شہزادہ ملک قاسم نوجوان نے نعرہ کیا کہ ارماس زنگی دہل گیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق
دین پروری ؛ شہسوار لال پوش خاوری ؛ صاحب اقبال و جاہ و حشم ؛ صفدر اعظم قاسم عالی ہمم ؛ بس قاسم عالیشان
تلوار کھینچکر ارماس زنگی پر جا پہونچے ارماس زنگی بھی باگ اٹھا کے بڑھا گھوڑے سے گھوڑا مل گیا سپر سے سپر لڑ گئی بعد تکاور زنی
کے نیزہ بازی ہونے لگی ارماس زنگی نے نیزہ مارا نیزہ سینہ تک نہ پہونچا تھا کہ قاسم نے تلوار کی ضرب دی نیزہ ارماس زنگی
مثل نیشکر خام کے قلم ہوگیا نامرد کے ہاتھ میں کٹی ہوئی ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قاسم نے شمشیر آبدار بریدہ ڈانڈ روکی مثل
خیار تر کے کٹ گئی ارماس زنگی نے تلوار کھینچکے وار کیا اللہ رے بہادری قاسم کی باڑھ بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا ایک جھٹکا
دے کر تلوار ارماس زنگی کی چھین لی دوسرا ہاتھ کمر زنجیر میں ڈالکر زین فرس سے اُٹھا لیا ہاتھ بلند کرکے ارماس زنگی
کو اچھالا جب ظالم فراز سے طرف زمین کے چلا گرتے گرتے ہاتھ تلوار کا مارا ظالم دو ہوکے گرا تحسین و آفرین کی صدا
بلند ہوئی امیر با توقیر یہ تماشا دیکھکے بہت خوش ہوئے ادھر قاسم نے نعرہ تکبیر بلند کیا یہ دیکھکر ہمراہیان ارماس یعنی
زنگیان سیاہ شور چہار طرف سے شہزادہ ملک قاسم نوجوان پر ٹوٹ پڑے قاسم سے گھمسان کی تلوار چلنے لگی امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان نے گھبراکر علمشاہ کو اشارہ کیا علمشاہ نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکال کے تیغ کپتان فرنگی
میان سے کھینچا اور نعرہ کرکے جا پہونچے نعرہ علمشاہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہاتھ کو برتخت مرزوق افگندہ شورہ منم رستم
سپلیتن و پیلکن کشندہ دیول ہندی ؛ کپتان فرنگی پاش ارزنا بکاران و بیجا او ستم شعار و قتال کفار آپہونچا ادھر
مالک اژدر سے بھی امیر با توقیر نے فرمایا کیا دیکھتے ہو یارو کے انکو ہٹا دو یہ سنتے ہی مالک اژدر صفدر و نامور گھوڑا
بڑھا کے چلے اور تلوار کھینچ کے نعرہ کیا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ؛ بہنگام پیکار شیر ژیان ؛ آتے ہی
غول میں زنگیوں کے دھنس گئے تلوار چلنے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے خون کے دریا بہے زمین لالہ گون ہوگئی پھر تو دیکھا
کہ کوہ کی جانب سے جتنے سردار دست چپ تھے سب لشکر کفار پر تلواریں کھینچ کھینچ کے آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی ہنگامہ عظیم
برپا ہوا ایک گرد اڑی مضطرب ہر تن فیل سوار ہیں لاکھ زرہ پوش نیزہ دار تلوارین ولایتی آبدار بڑی ہوئیں اور بڑا
اُسکے ایک نقاب سرخ پوش نیزہ طویل ہاتھ میں زرہ کے ہار آئینے پیٹ دستانے ہاتھوں میں جھلم منہ پر جھیلہ ڈالے
بلند سے مرکب باد رفتار پر سوار سب سے آگے شور و غل مچاتے للکارتے ہوئے آئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کے گرے

اب تو وہ تلوار چلی وہ کشت وخون ہوا کہ ترک فلک تھرا گیا مریخ آسمان ڈر کے چھپ گیا وہ نعرے بزن و بگیر کے لشکر کفار مین ادر
خداپرستون مین نعرہ تکبیر بلند ہوئے میدان رزمگاہ نمونۂ میدان حشر ہو گیا جابجا کشتون کے ڈھیر ہوے خون کے دریا بہہ گئے دن بھر برابر تلوار چلی
ادھر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش ادھر قاسم نوجوان وعلمشاہ عالیشان و مالک اژدر پہلوان یہ لوگ ساتھ
کے لڑنے والے تھے تلاطم ڈالدیا قیامت برپا کردی دس ہزار سرداران لشکر کفار علاوہ حشرات الارض کے قتل ہوے ادھر
ڈیڑھ سو سردار نامی ونامدار دست چپی حمزۂ عالیوقار جان بحق تسلیم ہوے قریب شام طبل بازگشت لشکر کفار
مین بجا سرداران لشکر اسلام ادھر پھرے امیر باتوقیر سب کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے زخمیون کی زخمبندی
ہوئی خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے سرداران لشکر اسلام کی لاشین اٹھوا کے گڑوائین ادھر سرداران لشکر کفار اپنے
اپنے خیمون مین گئے عیارون نے کشتے لشکر لقا کے اٹھوائے سردارون کی لاشین گڑوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے
دلوائے مگر نقابدار سرخ پوش نے بعد بجنے طبل بازگشت کے پھرتے وقت یہ کہا ای خداپرستو یہ سرداران دست
راستی کے نکال دینے کا بدلہ ہے اور ابھی کیا ہے آگے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نقابدار سرخ پوش
کی طعنہ زنی پر حیران تھے خواجہ سے کہا کہ ای عمرو یہ نقابدار کون تھا کچھ ثبوت نہ ہوا ادھر شہزادہ ملک قاسم بار بار یہی کہتے
تھے کہ یہ کون نقابدار بن کے آیا ہے جسنے میرا بانہ سرخ پوشی کا اختیار کیا ہے خواجہ اسکو ضرور دریافت کرو یہ نقابدار کون
ہے اور کہان سے آیا ہے غرض دو پہر رات گئے لاشین مقتولون کی اٹھوانے سے لشکر کفار نے فراغت پائی بعد دوپہر رات
کے طبل جنگ لشکر کفار مین بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی پھر تیاری کارزار کی ہونے لگی صبح ہوتے ہی
ادھر لشکر کفار میدان جنگ مین آ کے جمنے لگا صف بندیان ہونے لگین میدان درست ہوا اور ادھر خداپرست
بھی مسلح و مکمل ہو ہو کر آنے لگے مقابل مین صفوف لشکر کفار کے گھوڑے چمکا چمکا کر ٹھہرنے لگے بعد اسکے نقباے بلند
آواز نقابت کر گئے کہ وہی سردار مضراب زنگی فیل سوار میدان مین آیا مبارز طلبی کی سرداران دست چپی مقابلے
کو نکل کر لشکر اسلام سے آئے بہت سے زخمی ہوے پندرہ سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا سرداران لشکر اسلام
اپنے خیمون مین آئے سرداران لشکر کفار ادھر اپنے اپنے خیمون مین گئے لاشین دونون طرف کی اٹھوائی گئین غرضکہ
اسی طرح چار دن برابر میدانداری ہوئی اور بہت سے سردار مارے گئے زخمیون کا شمار نہین امیر باتوقیر کو بھی کمال
تشویش ہے بادشاہ لشکر اسلام نہایت متفکر و متردد ہین کہ سرداران دست راستی یون نکل گئے اور سرداران دست
چپی برابر روز قتل ہوتے چلے جاتے ہین دیکھیے انکی لڑائی کیونکر فتح ہوتی ہے پروردگار عالم کیا دکھاتا ہے خواجہ عمرو بھی بہت
گھبرائے حیران و پریشان قلندر کی شکل بنکے تکیۂ دال قلندر کی طرف روانہ ہوے جب تکیہ پر پہونچے فقیرون کے
مانند ان فقیرون سے یاد اللہ کی مگر لندھور نے پہچان لیا اور ہنسکر کہا ای خواجہ عمرو لشکر مین خیر و عافیت تو ہے امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مزاج مبارک تو اچھا ہے عمرو نے کہا لشکر اسلام کی کیا خیریت پوچھتے ہو چار روز سے لشکر کفار
کی چڑھائی ہے زنگی دکوہی قیامت ڈھا رہے ہین سرداران دست چپی امیر باتوقیر کئی سو قتل ہوے اور بہت سے
زخمی ہو کر پڑے پھڑک رہے ہین جب سے لشکر لقا کی طرف سے مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش آیا
ہے آفت برپا کردی ہے خلاصہ یہ کہ اب کل تین سردار نامی و گرامی دست چپی مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے باقی ہین اور
سب زخمی و قتل ہوے یقین ہے یہ بھی کل اسکے ہاتھ سے مارے جائینگے امیر کو بھی بہت تشویش ہے بادشاہ اسلام بھی بہت
متردد ہین فقط تمکو خبر دینے کو آیا تھا لندھور نے کہا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین ممنون تمہارا ہوا کہ تمنے مجھکو بھی خبر دی
خیر انشاء اللہ جیسا کچھ بن پڑتا ہے کرتا ہون خواجہ عمرو تو یہ سنکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوے لندھور آپس

مین مشورہ کرکے آمادۂ جنگ ہوے اور کل سرداروں اور عیاروں کو مع لشکر دال قلندر یعنی وہی سب مُرید اور چیلی چاپڑ
دال قلندر کے سب کو ہمراہ لے کر طرف لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے روانہ ہوے مگر اس صورت سے کہ دال قلندر
کو بادشاہ بنایا تخت پر سوار کیا تاج سر پر رکھا ہاتھ مین سونٹا آہنی دیا اور سب چیلی چپاڑ بنے ہوے قلندر سب کے سر پر لنبی
لنبی ٹوپیان لوکدار سوزنی کی ہاتھون مین برگیان آہنی وہ سب فقیرون کا لشکر مع دال قلندر اپنی اپنی زبان مین عجب
عجب بولیان بولیان حق اللہ کے نعرے اور ہو حق کرتے ہوے اُسوقت میدان رزمگاہ مین پہونچے ہین کہ صفین آراستہ ہوچکی
ہین نقیبان نقابت کرچکے ہین مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سُرخ پوش میدان مین مبارز طلب کر رہے ہین امیر
باتوقیر کے لشکر کی جانب بارگاہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو شہزادہ بدیع الزمان نے استادہ کرایا ہے فقیرون کی صف
باندھکر دال قلندر نے امیر باتوقیر کو مجرا کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے بکراہت منھ پھیر لیا اور کہا اے خواجہ یہ
فقیرون کی فوج کہان سے آئی ہے خواجہ نے یہ کلام امیر خوش انجام کا سنا عرض کیا یہ سب غلامان حضور فیض گنجور سے
ہین صاحبقران نے فرمایا تو غلط کہتا ہے اس مین کوئی میرا دوست نہین ہے یہ سب فقیر بے تدبیر ہین یہان میدان مین مضراب
فیل سوار جو کہ کوہ گیارہ سو من کا ارہ پشت نہنگ باندھے مبارز طلب کر رہا تھا اور طعنہ زنی کے کلام بڑھ بڑھ کر زبان بخبث سے
نکال رہا تھا کہ دال قلندر نے کہا اے بابا لندھور لینا اس بدذات کو یہ فقیر کے سامنے لاف وگزاف کر رہا ہے لندھور
بن سعدان شہزادۂ ہندوستان شکل قلندری بنائے ہوے پندرہ سو من کی بیراگی آہنی ہاتھ مین لیے ہوے
فیل میمونۂ مبارک پر سوار شکل شیر غضبناک آگے بڑھے اور نعرہ کوہ شگاف کرتے ہوے میدان جنگگاہ مین آئے نعرہ
لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم منم گُرد دریاآم منم رستم پہلوانم تا اسقدر تیز فیل میمونۂ مبارک کو بڑھایا
کہ فیل مضراب زنگی سے فیل میمونہ لڑگیا اور فیل مضراب ضرب مان گیا مگر مضراب زنگی نے لگا ورزنی کے ہوتے ہی ارہ
پشت نہنگ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بیراگی آہنی پر روکا ارہ پشت نہنگ بیراگی پر بیٹھ پڑا لندھور
نے فیل سے فیل کو ملا کر کمر زنجیر مین مضراب زنگی کے ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہکر فیل سے جدا کرکے مضراب کو اُٹھا لیا
ہاتھ سر سے بلند کرکے زمین پر اُس برگشتہ بخت کو مارا کہ چارون شانے چت گرا لندھور فیل میمونہ سے کود کر چھاتی پر
مضراب زنگی کی آیا ایک پائون اُسکا اپنے پائون کے نیچے دبایا اور ایک پائون اُسکا دونون ہاتھون سے پکڑ امثل
کرباس کہنہ کے چیر کر مضراب زنگی کو پھینکدیا یہ دیکھکر لشکر مضراب زنگی اور نقابدار سُرخ پوش تلوارین کھینچکے لندھور
پر ٹوٹ پڑے فوراً سرداران لندھور و بدیع الزمان و کرب غازی وغیرہ تلوارین پکڑ پکڑ کے آ پڑے اور سب ساتھ والے
دال قلندر کے بیراگیان اُٹھا اُٹھا کے فوج مین دھنسے دال قلندر بھی سونٹا آہنی لیے ہوے لڑنے لگا خوب گھمسان کی
تلوار چلی بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا سرداران لشکر کفار مار کے ڈالدیے لشکر لقا کو مسمار کر دیا زنگیان و کوہیان کو از سر
تا پا خون مین نہلا دیا بھاگنے کا راستہ نہ ملا میدان رستخیز صاف ہوگیا خضران کوہی اپنی فوج کو لے کر کوہ کی طرف چلا گیا
نقابدار سرخ پوش بھی کسی طرف کو نکل گیا مگر امیر باتوقیر آج کھڑے تماشا دیکھا کیے اپنے کسی سردار دست چپی کو میدان
جنگ مین جانے نہ دیا دال قلندر لندھور کو ساتھ لیے ہوے مع تمام سرداران نامی و گرامی بارگاہ یاقوت شاہ مین
آیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بھی مع سرداران دست چپی بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے جب دربار جمع ہوا
اور امیر باتوقیر زینت دہ دربار فلک اقتدار ہوے خواجہ عمرو کو بلایا اور فرمایا اے خواجہ لندھور نے میرے دکھانے
کو پہلوان زبردست سردار لقا مضراب زنگی فیل سوار کو چیر ڈالا کل مجھسے اور لندھور سے مقابلہ ہے طبل جنگ میرے نام
لشکر مین بجوا لیے یا تو وہ مجھکو زیر کرکے چیر ڈالے یا مین اُسکو چیر کر پھینکدون لگا دہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہے بڑا شہزوری کا

دعوی کرتا ہی مین کیا اُسکی حقیقت سمجھتا ہون عمرو نے کہا ای حمزہ کیا مجال اُسکی اور کیا تاب و طاقت اُسکی کہ ایسے بہادر کا مقابلہ
کر سکے آپکے دکھانے کو اُسنے نہین چیرا بلکہ کافر جانکے اُسکو مارا اشکار جسطرح صیاد کے قابو مین آجائیگا وہ اُسکو اُسی طرح
صید کریگا صاحبقران زمان نے چین بہ جبین ہوکر فرمایا ای عمرو تجھکو کیا دخل ہی ہماری باتون مین تجھسے جسطرح کہتے ہین وہ کہ
جا ابھی نامہ میرا لندھور کے پاس لیجا اگر وہ طبل جنگ نہ بجوائیگا تو مین خود سبقت کرونگا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت حمزہ صاحبقران
کا مزاج بہت برہم ہی خاموش ہو رہا اور نامۂ جلالت شمامہ امیر باتوقیر عمرو لے کر لندھور کے پاس آیا سب سرداروں نے
عمرو کی تعظیم کی اور کرب و بدیع الزمان وغیرہ خوش ہو ہوکر گلے ملنے لگے مگر خواجہ عمرو کو بشاش نہ پایا سب نے کہا ای خواجہ آپ کو تو مسرور
ہونا چاہیے یہ مقام نہایت خوشی کا ہی لیکن آپ رنجیدہ خاطر ہین عمرو نے کہا ای بابا باپ تمھارا عرب سو سمار خوار ریگ بیابان شمار
ہی اُسکی مروت و محبت کو سب جانتے ہین جس سے بہ پاس داری و خلق پیش آتا ہی اُسکو عالم بالا پر چڑھاتا ہی اور جس سے
بے مروتی کرتا ہی اُسکو خاک مین ملا دیتا ہی اس عرب مین بالکل مروت و حمیت نہین دیکھو کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان
رفیق و ہمنشین تھا اُسنے اتنا بڑا کام کیا کہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے دشمن جان کو یون بے تہذیبی کے ساتھ مارا
اور تمکو ناگوار خاطر ہوا امیر باتوقیر کہتے ہین کہ لندھور نے میرے دکھانے کے واسطے مضراب زنگی کو چیر ڈالا یہ کہکر نامۂ امیر کشورگیر
لندھور کے ہاتھ مین دیا کہ خود تم پڑھ لو جو کچھ تحریر ہی لندھور نے نامۂ امیر باتوقیر لے کے سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا
لفافہ پر بوسہ دے کر کھولا تو دیکھا نامہ مین یہ تحریر ہی نامہ ای پہلوان دوران و ای رستم زمان و ای فخر سہراب و نریمان و ای زیر کنندۂ
یلان گردن کشان شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان زیدکم اللہ قوتکم یہ نامہ فیض شمامہ حمزہ صاحبقران کی
طرف سے ہی کہ کیا خوب فنون سپاہگری تجھکو یاد ہین کس زور و شور اور کس قوت و طاقت سے تُونے مضراب زنگی کو چیر کر
پھینکدیا کہ تمام اہل لشکر تیری بہادری پر فخر و مباہات کرتے ہین یہ تُونے ساری زور آزمائی مجھکو دکھائی اور ہمت و شجاعت
اپنی جتائی مگر ای لندھور میرے طائر عنقا نگاہ مین تو پر پشہ سے بھی کم ہی خیر جو کچھ ہوگا کل معلوم ہو جائیگا گذشتہ را
صلواۃ ای لندھور تجھکو قسم ہی جناب شیث پیغمبر علی انبینا و علیہ السلام کی کہ طبل جنگی میرے نام پر بجوادے کل مجھسے تجھسے
مقابلہ ہوگا یا تو مجھکو زیر کرکے چیر ڈالنا یا مین تجھکو چیر کر پھینکدونگا فقط زیادہ والسلام اور طول کلام بیجا ہی دو فقرون مین
فیصلہ ہی لندھور یہ نامہ پڑھتے ہی آبدیدہ ہوا اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر جان حزین یہ ناصحا کیا سخت اپنی ہی بنی نہ تاب وصل
دارم نہ طاقت جدائی خواجہ عمرو نے کہا ای لندھور کس کسطرح مین نے امیر باتوقیر کو سمجھایا کوئی پہلو فہمایش کا مین نے
نہین اُٹھا رکھا سب نشیب و فراز دکھایا مگر صاحبقران نہین مانتے ہین کہتے ہین کہ بغیر مقابلہ کیے لندھور سے نہ رہونگا اُسوقت
لندھور بن سعدان رونے لگا کہا افسوس صد ہزار افسوس ایسے آقائے نامی و نامور صاحب شوکت و حشمت زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ساتھ چھٹتا ہی اور ایسے ایسے احباب مثل خواجہ عمرو وغیرہ سے جدائی ہوتی ہی
کہ تا قیامت پھر ملاقات نہوگی کس واسطے کہ مین امیر باتوقیر سے نہ مقابلہ کر سکتا ہون نہ لڑ سکتا ہون سوا اسکے کہ آج رات کو جام
زہر پی کر صاحبقران پر جان اپنی فدا کرونگا اور سب کے گلے ملا ایک ایک سے بغلگیر ہوکر خوب رویا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد ٭ دیگر حیف آشنا وہ دن کے نہ کسی جالنشان رہے گلشن
سے چھٹ کر بلبل نالان کہان رہے ٭ یہ کہکر نعمان ہزارا کو حکم دیا کہ ای رفیق قدیم ہمارے اب ساغر عمر ہمارا لبریز ہو گیا پیک
اجل آپہونچا جام زہر ہلاہل جلد تیار کر یہ سُنکر سرداروں نے کہا کہ ای نعمان ہزارا خبردار ایک جام زہر نہ تیار کرنا بلکہ اتنے
جام زہر تیار کرکے رکھ کہ جسقدر ہم سب سردار ہین ہمراہ لندھور کے سب جام ہلاہل پینگے اور لندھور کے ساتھ ہی جان
دینگے بعد لندھور کے مزا زندگی کا نہین ہی مگر بدیع الزمان عالیشان نے ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی عرضی ای فتحاب

سلاطین روزگار ای ناظم ناظمان اقلیم کارزار ای زینت دہ اورنگ جہانداری ای بخشندۂ تاج شہریاری پشت و پناہ خسروان عالیشان
دستگیر بیکسان و مجبوران جلوہ نمای محفل سلطان زینت گلزار بزم شبستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان ادام اللہ اقبالکم و اجلالکم بعد آداب تسلیمات و قواعد کورنشات و پس از آستان بوسی بجبہ بت فیضدرجت باریابان آستان
فلک نشان بصد عجز و انکسار بہ جانباز و کمترین خدمت گزین گنہگار بے پایان یعنی بدیع الزمان یون عرض پرداز ہے کہ ایک
لندھور بن سعدان خادم خادمان بارگاہ عالیشان صاحبقران زمان کے ہمراہ بہت سی جانین قدوم میمنت لزوم پر تصدق
ہونگی کل صبح کو ان سب کی لاشین دربارگاہ فلک پناہ پر پڑی ہونگی اور لندھور کے ساتھ ہم سب فرزندان امیر باتوقیر
کی لاشین زیر قدم مبارک ہونگی لہذا عرضی یہ پیش کر کے حضوری حضور مین غلام یہ التجا کرتا ہے کہ برائے خدا و رسول ہماری
خطائین معاف فرمایئے گناہ بحل کیجیے شعر گناہگارون کو بھی پرورش دکھاتے ہین ٭ رحیم ہاتھ کرم سے نہین اٹھاتے ہین ٭ زیادہ ادب
مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭ شہزادہ بدیع الزمان نے یہ عرضی قلم گہربار رقم سے مرقوم کر کے خواجہ عمرو کو دی
اور کہا کہ یہ عرضی بخدمت امیر باتوقیر پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کہا کہ مجکو اسوقت مناسب حال یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرضی کسی اپنے
رفیق و شفیق کے ہاتھ بھیجو تو بہتر ہوگا عرضی میرا لیجانا اچھا نہین بدیع الزمان نے بھی کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے ہو میری عقل
نے سہو کیا تھا یہ کہکے ورقائے زنجیرہ خوار کو بلایا یہ نہایت رفیق و شفیق بدیع الزمان کا ہے وہ عرضی شہزادہ بدیع الزمان
نے ورقائے زنجیرہ خوار کو دی اور کہا کہ جلد بخدمت فیض منزلت عالیشان صاحبقران زمان یہ عرضی لیجا دست
بستہ حضور مین حاضر کرنا ورقائے زنجیرہ خوار عرضی بدیع الزمان لے کر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان کو مجرا کیا اور ہاتھون پر رکھکر باادب عرضی بدیع الزمان حضور مین پیش کی امیر کشورگیر نے وہ عرضی سب اول سے
آخر تک ملاحظہ کی اور فوراً جواب عرضی بدیع الزمان کا مرقوم فرمایا جواب عرضی ای نور چکیدۂ صاحبقرانی و روشنی دیدہ
دل عبد یزدانی نوبادۂ گلشن شجاعت و نونہال چمن جرأت و ہمت صاحب وقار رستم دوران فخر سہراب و نریمان
آرام روح صاحبقران یعنی بدیع الزمان نوجوان اطال اللہ عمرکم و قدرکم بعد دعائے مزید حیات و ترقی درجات کے معلوم
ہو کہ عریضہ تمھارا آیا ملاحظۂ صاحبقران سے گذرا تمنے بیکار استدعائے عفو خطا کی تم چلے آؤ کیا مین تمکو منع کرتا ہون لیکن
بہ نسبت لندھور عذر و معذرت تمھاری کوئی ہرگز نہ مانونگا ای بدیع الزمان اگر خدانخواستہ سب اولاد میری مر جاے
مین بغیر لندھور سے مقابلہ کیے ہوے نہ راضی ہونگا قسم ہے مجکو جناب خلیل پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کی کہ گو وہ طبل جنگ
نہ بجوائیگا مگر مین طبل وغا بجواتا ہون اور مزا اس شہزوری کا دکھاے دیتا ہون زیادہ دعا شعر نرالا رنگ ستم پیشہ یہ
دکھاتا ہے ٭ گناہ کرتا ہے اور مجھ سے بخشواتا ہے ٭ یہ جواب عرضی بدیع الزمان لکھکر ورقائے زنجیرہ خوار کو دیا اور لشکر
مین حکم کیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم صاحبقران کوس حربی پر چوب پڑی ادھر ورقائے زنجیرہ خوار جواب عرضی کے
خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان کی آیا جواب عرضی کا پڑھکر سب مایوس ہوے اور کہا ای لندھور نقارۂ سلیمانی
اور نقارۂ سکندری پر ادھر چوب پڑ گئی غضب ہو گیا اب جان نہ بچیگی اسطرف بھی نقارۂ مرگ بجا لندھور نے
بدیع الزمان وغیرہ کو سمجھایا کہ للہ آپ میرے ساتھ جان نہ دیجیے راندۂ درگاہ صاحبقران زمان فقط ایک مین ہون آپ لوگون
سے کیا سروکار ہے اور یہ کہکر نعمان ہزار سے کہا کہ لا جام زہر ہلاہل کا نعمان جب جام زہر لبالب کر کے لایا اور لندھور
ہاتھ مین لے کر بیٹھا ادھر کا حال سنیے کہ امیر باتوقیر نے دو پہر رات گئے دربار برخاست کیا علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین
گئے اور صاحبقران زمان خوابگاہ مین تشریف لیگئے عمرو بھی اپنے خیمہ مین گئے مگر رات بھر امیر باتوقیر کو بھی انتظار صبح مین نیند
نہ آئی خواجہ عمرو کو بھی لندھور کی طرف سے بڑی فکر ہے علمشاہ وغیرہ تمام شب بیدار رہے اور نہایت متردد و متفکر

تھے خصوصاً شہزادۂ علمشاہ نوجوان کو کمال درجہ تشویش تھی آخر تاب تحمل نہ لا سکے اور مع چند سرداران نامی وگرامی کے در بارگاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان پر گئے وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر بارگاہ مین تشریف شریف نہین رکھتے ہین تمام حاجب و دربان بیہوش پڑے ہوئے ہین سراچہ بارگاہ سلیمانی کا چاک ہی علمشاہ عالیجاہ یہ احوال جانگزا دیکھکر متردد ہوئے اور دل مین خیال کیا بلکہ یقین کامل اس امر کا ہوا کہ لندھور بن سعدان نے اپنے عیار کو بھیجا ہوگا وہ امیر باتوقیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہی بس یہ خیال کر کے شاہزادۂ ذیجاہ علمشاہ گرد و ن بارگاہ کو کمال غیظ آیا اور سرداران نامی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ دیکھو لندھور نے بزدلی وخوف جان سے ہمارے قبلۂ وکعبہ کو اپنے عیار سے چڑوا منگایا ہی یہی باعث تھا کہ شب کو صحبت عیش ونشاط آراستہ کی تھی سرداران نامی وگرامی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بیشک یہی وجہ اُنکی خوشی وسرور کی تھی علمشاہ عالیجاہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اُس ہندی کو سزائے معقول دیتا ہون یہ کہکر شہزادۂ علمشاہ بصد غیظ وغضب مع چند سرداران نامی ونامدار کے طرف بارگاہ لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے یہان لندھور وغیرہ نے نماز سحر سے فارغ ہو کر جامہائے زہر آلو د تیار کرائے تھے ہر ایک سردار جان اپنی دینے پر آمادہ تھا لندھور خود ہر ایک سردار کو سمجھاتا تھا کہ تم سب کیون ہلاک ہوتے ہو میرے ہمراہ ناحق جان دیتے ہو راندۂ درگاہ امیر باتوقیر مین ہون تم لوگون سے کیا واسطہ ہی مگر کوئی سردار نصیحت لندھور کی نہ سُنتا تھا ہر ایک مستعد جام زہر پینے پر بیٹھا تھا لندھور کے ہاتھ مین بھی جام زہر تھا اشک حسرت آنکھون مین بھرے تھے لب پر آہ سرد تھی چہرہ کثرت رنج وغم سے متغیر تھا ارادہ تھا کہ جام زہر نوش کرے ناگاہ شہزادۂ علمشاہ ذیجاہ نے آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر پوچھا ہیچ کہ ای لندھور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو تو نے چڑوا منگایا ہی اور اب ہم لوگون کے دکھانے کے واسطے نامردی پر کمر باندھی ہی جام زہر ہاتھ مین لے کر بیٹھا ہی یہ کلام علمشاہ عالیجاہ کا سُنکر لندھور بن سعدان نے جام زہر آلود زمین پر پھینکدیا نہایت پریشان خاطر ہوا رنگ چہرہ متغیر ہوگیا اور یہ کہا ای فرزند علمشاہ اس بات کی مجھکو مطلق خبر نہین مین تو آپ اپنی جان دینے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر باتوقیر کو چُڑوا کے کیا کرتا علمشاہ فلک پناہ نے کہا کہ ای لندھور بن سعدان مین ہرگز نہ مانونگا جلدی امیر باتوقیر کو پیدا کرو لندھور نے قسم کھائی اور کہا ای علمشاہ تمھین اپنے دل مین انصاف کرو کہ بھلا مجھسے حمزۂ صاحبقران زمان کی جناب مین ایسی بے ادبی ہوگی تمھارا کدھر خیال ہی علمشاہ ہرگز نہین مانتے لندھور کی قسم کا بھی اعتبار نہین کرتے ہین بگڑتے ہین اور غصہ کرتے ہین لندھور قسم پر قسم کھا کھا کر عذر کر رہا ہی سب سردار اور بدیع الزمان بھی کہتے ہین کہ آپ کا خیال غلطی پر ہی یہان امیر کو کوئی چڑا کر نہین لایا ہی علمشاہ کو یقین نہین آتا ہر گز کسی کا کہنا نہین مانتے آخر کار لندھور کو لوگ سامنے سے علمشاہ کے الگ لیگئے کہ ایسا نہو علمشاہ اسوقت غصہ مین بھرے ہوے ہین لندھور کو تلوار مارین سب سردار ہاتھ جوڑ جوڑ کر عذر و انکسار کر رہے ہین بدیع الزمان اور کرب داسبہ وہاشم سمجھا رہے ہین اور علمشاہ مثل شیر غضبناک بپھرے ہوے کھڑے ہین

دو کلمے داستان حیرت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مینا سا قیا بھرئے لالہ رنگ سے		کہ لڑنے کی رندون کو ہو پھر امنگ سے		نہ سیری مری ہو گی اک جام سے		وہ کر دے سے گئے جس سے آرام سے

جو شیدائے روئے دل آرام ہی | اُسے عمر بھر عیش سے کام ہی | تمنائے دل جلد حاصل ہو اب | وہ مہ پاش کرے جلد مجھکو طلب
تڑپ کر بسر شب ہوئی ای سحر | نہیں بھولی یاد رخ سیمبر

غزل

جو کہ سنتا نہیں بھولے سے حقیقت میری
مجھسے فرماتے ہیں وہ سُنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہیں نزع میں رنگت میری
واعظا تذکرہ باغ جناں کون سُنے
لیسکے جو رنہ جسکو وہ ہی دولت میری
دل کو وہ لے گئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اسمین خو آپ کی ہی اسمین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہاں مالک و مختار ہی تو
روز عاشور ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھوں سے بخشا
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

کیوں نہ جائے کو وہاں چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہیں اُنکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا بہر طور کیا کرتے ہیں
سامنے آنکھوں کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا بہر حال انھیں رہتا ہی
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہی جنت میری
آپ شرماتے ہیں کیوں میرے یہاں آنے سے
میری عزت کا سبب ہو گئی ذلت میری
گر انھیں بھی کوئی ملجائیگا اُنسا بیرحم

ہائے اُس شوخ پہ آئی ہی طبیعت میری
خاک سے کوچہ جانان کی ہی طینت میری
ای مسیحا یہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہیں خانہ اغیار میں دعوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہیں دینار و درم
نہیں شکوہ جو وہ کرتے ہیں شکایت میری
باغ میں دیکھتے ہیں کیا گل و بلبل کو صنم
اُنکے دل میں ہی محبت کہ عداوت میری
بیخطا آرزوئیں کشتہ ہوئی ہیں لاکھوں
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
ای جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

بیت نویسندۂ دفتر نہ رنگارنگ چنین کردہ رقم این کارزار ہ تیغ آزمایان معرکۂ فصاحت و بلاغت جرأت نمایان میدان صولت و شوکت شمشیر زبان قلم ہمت شیم کو بہ صیقل طرازی طبیعت صف لشکر مضامین میں یون رواں کرتے ہیں کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو وہ نقابدار سرخ پوش جو خضران کوہی کے ہمراہ میدان کارزار میں آیا تھا چھ اٹھا کر لے گیا اور زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کو دیدیا لقا دیکھتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہمنے بارہ ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی لیجاؤ حمزہ کو مسلسل بقید آہن کرکے قتل کرو فوراً جلاد آئے اور زیور آہن بہت بھاری یعنی طوق و زنجیر ہتھکڑیاں اور بیڑیاں صاحبقران کو پہنا کر قتل کرنے کے واسطے بٹھایا جب امیر با توقیر نطع پہ بیٹھے بحکم لقا جلاد تیغۂ آبدار کھینچکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا اور لقاے بے بقا نے دروازہ اُس بہشت کا کھلوا دیا جسمین سرداران لقا تھے اُدھر کا پھاٹک قلعہ کا بند کرا دیا حکم کیا کہ یہاں اب بغیر ہمارے حکم کے نہ کھلنے پاے اور کوئی اُدھر سے نہ آنے پائے یہاں کا حال سُنیے کہ علمشاہ تیغہ کہنیاں کھینچے ہوئے آمادۂ قتل لندھور ہیں کہ یکایک نعمان ہزارہ عیار لندھور گھبرایا ہوا آیا اور چپکے سے کان میں لندھور کے کہا ای دارا اے ہند آپ کو کچھ خبر بھی ہی صاحبقران کو نقابدار سرخ پوش چرا لیگیا اب امیر با توقیر مسلسل بہ طوق و زنجیر زیر تیغہ جلاد مایوس بیٹھے ہیں لقاے بے بقا قتل کا حکم دیا چاہتا ہی خواجہ عمرو بھی قریب لندھور کے کھڑے تھے کچھ کچھ اُنھوں نے بھی قیافے سے بات کو سمجھا کہ امیر کا ذکر ہی نعمان سے علیحدہ بلا کے پوچھا کیا ہی نعمان نے سب حال بیان کر دیا خواجہ چپکے سے پلٹے اور اپنے خیمے میں آکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر سبائل کی طرف چلے ادھر لندھور بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا اور گھوڑے پہ سوار ہو کر سرپٹ گھوڑا اُڑاتا ہوا مثل باد صرصر کے سبائل کی طرف روانہ ہوا یہاں نعمان نے تمام سرداران دست راستی و دست چپی سے امیر کا حال بیان کیا علمشاہ نے پوچھا کہ لندھور کہاں چلا گیا نعمان نے امیر کی سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہیں گیا ہی اُدھر لندھور بن سعدان نے پہونچتے ہی قریب

لشکر کفار کے نوہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ؂ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
نعرہ کرتی ہی تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آپڑے کہا باش ای نابکاران جیا ابھی صفائی سے دیتا ہون بس تلوار
چلنے لگی دم بھر مین لشکر کفار کو درہم وبرہم کردیا کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہادیے در قلعہ پر پہونچے
دیکھا دروازہ بند ہر اب گھبراے کہ کیا کیا جاے غصہ مین آکر پھاٹک قلعہ کا توڑ کے پھینکدیا دراّنہ قلعہ کے اندر داخل
ہوے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے قلعہ مین آے امیر کے پاس پہونچ گئے دیکھا صاحبقران مسلسل بہ زیور آہن
زیر تیغ جلاد بیٹھے ہین خواجہ نے امیر سے کہا ای حمزہ قید توڑ کے کفار کو مارو لندھور بھی آگیا ہی کفار سے تلوار
چل رہی ہی امیر با توقیر نے کہا کہ نہین اب مجھکو قتل ہو جانے دو جینا مجھکو منظور نہین دل زیست سے بہت سیر ہو چکا
عمرو نے کہا امیر خدا کا واسطہ میرا کہا مانو قید توڑ و نہین تو مُفت سرداران نامدار تمھارے قتل ہونگے اب
سردار آنے لگے ہین امیر نے کہا مین ہرگز قید نہین توڑونگا مجھکو قتل ہونا منظور ہی اسوقت تو مجھسے نہ بول یہان
سے چلا جا جو مجھسے نہین دیکھا جاتا ورنہ مین تجھکو بھی گرفتار کرادونگا اُسوقت بختیارک نے یہ کیفیت دیکھی ہنسکر
صلوات پڑھی یعنے صلواۃ بر محمد لعنت بر زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا نے کہا یہ تو نے کیا سبق پڑھا
بختیارک نے کہا یا خداوند نہین معلوم مین آپ ہی آپ کیا بکتا ہون لقا نے پھر طہماس آہن خوار کو اشارہ
کیا کہ یہ سرداران اہل بہشت سے بڑا پہلوان زبردست تھا لقا نے کہا کہ تو دیکھ رہا ہی اور لندھور قتل و قمع
کر رہا ہی خونریزی ہو رہی ہی طہماس آہن خوار بحکم لقاے نابکار مقابلے کو لندھور کے آیا لندھور نے
للکارا کہ باش او بیحیا طہماس آہن خوار نے تلوار ماری لندھور نے خالی دی وہ تلوار طہماس کی مرکب
لندھور پر پڑی مرکب گرا لندھور کود کے الگ ہوا مرکب لندھور کا مر گیا طہماس آہن خوار نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے روکتے ہی روکتے سر پر پڑا خود کاٹ کے کاسۂ سر سے تا دو ابرو اُتر گیا
لندھور نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی منھ پر آئی لندھور مثل شیر جھوم کر گرا دونون
ہاتھون سے سر پکڑ لیا خواجہ عمرو نے بڑھکر امیر سے کہا ای حمزہ از براے خدا قید آہن کو توڑ سے
لندھور زخمی ہو کر گر چکا بڑا غضب ہو جائیگا امیر نے کہا خوب ہوا کہ لندھور زخمی ہوا مین ہرگز قید نہ توڑونگا
تو نہین مانتا ہی ہٹ جا میرے سامنے سے نہین تو تجھکو بھی مین گرفتار کرادونگا عمرو پھر چپ ہو رہا ادھر کا حال سُنیے
کہ جسوقت لندھور نے نعرہ کیا تھا اُسی وقت نعرۂ لندھور سُنتے ہی علمشاہ فلک جاہ تیغہ کپیتان تولے ہوے
گھوڑے پر سوار ہو کر مثل صبا کے در قلعہ پر آے اور سب سرداران دست راستی اور دست چپی بھی آگے
پیچھے تلوارین لیے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے قلعۂ سبائل کی طرف چلے آتے ہین جسوقت علمشاہ عالیجاہ
قلعہ کے اندر داخل ہوے وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ و دیلہا ہندی و کشندہ
کپیتان فرنگی شعر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہنگام بر تخت مرزوق افگندہ شور ؂ باش ای نابکاران بیحیا مین آپہونچا
یہ کہکے تیغہ کپیتان فرنگی کو کھینچا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ زمرد شاہ باختری نے ابوسعید آہن خوار
کی طرف اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر علمشاہ کی طرف جھپٹا علمشاہ نے للکارا کہ ٹھہر او نابکار مین تیرا کام تمام کرتا ہون
ابوسعید نے جھپٹ کر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابوسعید کی سپر پر پڑی سپر کو کاٹا
خود سر کو چاک کیا کاسۂ سر سے گذرتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار جھنجھنا کر نکل گئی
علمشاہ نوجوان کی جرأت کو دیکھنا چاہیے اللہ اکبر کیا جری و بہادر تھے کہ زخم سر کاری کھا کر نعرہ

بڑھکے ابوسعید آہن خوار کو زین فرس سے اُٹھالیا اور سر سے اونچا کرکے فرمایا کہ اوکافر ماروں زمین پر کہ ہڈیان پسلیان چورا ہو کر واصل جہنم ہو جلد بتا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی اگر تو بصدق دل مسلمان ہو اور کلمۂ طیبہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے تو ابھی امان دون اور جانبری تیری کرون ابوسعید فوراً بصدق دل مسلمان ہوا کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا علمشاہ عالیشان نے اُسی طرح ابوسعید کو گھوڑے پر بٹھا دیا ادھر زخم سر مین ہوا لگی اور چادر خون کی منہ پر آئی بیقرار ہو گئے گھوڑے سے اُتر کے جھومنے لگے جو کافر قریب آتا تھا تلوار مارتے تھے ابوسعید علمشاہ کی طرف سے لڑنے لگا عمرو نے امیر سے کہا ای حمزہ اب تو علمشاہ بھی زخمی ہوے اور خون مین نہائے ہوے جھوم رہے ہین اور آپ قید نہین توڑتے از براے خدا جلد قید توڑ کے کفار کو قتل کیجیے نہین تو آج سب سردار مارے جائینگے امیر نے کہا مین قید نہ توڑونگا آج مین اپنی جان دونگا تو نہین مانتا یہان سے چلا جا ورنہ مین تجھکو گرفتار کرا دونگا یہ کہکے کہا ارے یارو یہ عمرو کھڑا ہی پکڑ نہین لیتے ہو لوگ دوڑے مگر عمرو کو کسی نے نہ پایا امیر نے کہا یہ عمرو کھڑا ہی تمکو نہین دکھائی دیتا مین دیکھ رہا ہون جلد اسکو پکڑ لو قتل کرو سب لوگ عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی نیمچۂ برق مثال کھینچا اُس سے تلوار چلنے لگی یکایک نعرۂ بدیع الزمان کا ہوا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رُستم وقار ؂ بدیع الزمان صفدر و نامدار ؂ اور وہین سے تلوار کھینچ کے کفار کو قتل کرنا شروع کیا قہرمان عجمی گھوڑا بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی تلوار ماری بدیع الزمان کے سر پر پڑی کاسۂ سر شگافتہ ہوا از سر تا پا خون مین نہا گئے حال دگرگون ہوا سر تھام کر جھومنے لگے کہ نعرہ شہزادہ ملک قاسم نوجوان کا ہوا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ؂ شہسوار لال پوش خاوری ؂ صاحب اقبال و جاہ و ذیحشم ؂ صفدر آنم قاسم عالی ہمم ؂ وہین سے تلوار کھینچی کُفار کو مارنے لگے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا خضران فیل گردن تلوار کھینچکر جھپٹا قاسم نے للکارا کہ باش او نامرد خضران فیل گردن نے بڑھکے تلوار ماری قاسم نے سپر پر روکی تلوار نے سپر کو کاٹ کر سر کو زخمی کیا قاسم بھی زخمی ہو کر شہزادۂ بدیع الزمان کے مانند جھومنے لگے شہزادہ قاسم کے بعد مالک اژدر کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ؂ بہنگام پیکار شیر ژیان ؂ اب مالک اژدر بھی تلوار پکڑ کے لڑنے مین مشغول ہوے کہ بہمن تُرک کوہستانی سامنے سے تلوار کھینچے ہوے دوڑا مالک اژدر نے بھی وہین سے ڈانٹا کہ او نابکار خبردار کہان آتا ہی ہوشیار ہو بہمن ترک کوہستانی نے آتے ہی تلوار کا وار کیا مالک اژدر نے بھی ساتھ ہی تلوار کا ہاتھ مارا ادھر تلوار کھا کر مالک اژدر زخمی ہوے اور اودھر بہمن ترک کوہستانی گھائل ہو کر زمین پر گرا مالک اژدر بھی زخمدار ہو کر گھوڑے پر جھومنے لگے اب نعرہ کرب غازی کا ہوا نعرۂ کرب کرب شہسوار رم یل نامدار ؂ نظر کردۂ شیر پروردگار تلوار میان سے کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ایک ایک وار مین دو دو کو چورنگ کیا جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ گھائل ہو کر سنبھل نہ سکا ساری فوج مین تلاطم ڈال دیا مگر یہ بھی زخمدار ہوے اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی کہ نعرۂ اسد شیر دل کی آواز آئی نعرۂ اسعد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ؂ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ؂ تلوار علم کرکے لشکر کفار پر جھپٹے اور لڑنے لگے مگر زخمی ہوے لیکن کارزار مین کمی نہین تلوار برابر مار رہے ہین کہ شاہزادۂ ہاشم تیغزن کا نعرہ ہوا نعرۂ ہاشم منم صف در و غازی وصف شکن ؂ شجاع و جری ہاشم تیغزن ؂ اور تمام لشکر کفار کو للکارا باش ای نابکاران

بیچا یہ کہکے تلوار پکڑ کے قتل و قمع کرنے لگے اب تو برابر سردار پر سردار دو دو چار چار ملکر گھوڑے دوڑاتے ہوے
آ پہونچے اور لشکر بھی آگیا انبوہ کثیر ہوا تلوار چلنے لگی امیر بانوقیر دیکھ رہے ہین کہ ناگاہ بادشاہ سعد بن قباد ملک
نژاد لشکر لیے ہوے آے اور پہلوان و دلاور نعرے کرتے ہوے تلوارین لیکر مصروف پیکار ہوے حمزہ صاحبقران
ہر ایک سردار کی جانبازی اور دست درازی دیکھ رہے ہین اور زخمون کو بھی ملاحظہ کر رہے ہین کہ کیسے شیر دلاور زیب لشکر
لشکر نامی و نامور زخم کھا کھا کے جھوم رہے ہین خون مین نہاے ہوے جا بجا پڑے ہین مگر امیر بانوقیر قید نہین توڑتے
عمرو آگے ہر بار ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتا ہی اے امیر خدا کا واسطہ قید توڑ و نعرہ کرو لڑائی فتح ہو ورنہ سب سردار یونہین
گھائل ہونگے سر بازی کر کے مارے جائینگے امیر یہی فرماتے ہین ارے یارو کیا غضب ہی عمرو کو مار نہین لیتے عمرو کا یہ حال
ہی کہ جب کفار برابر آجاتے ہین جھپٹ جھپٹ کر نیمچے کا ہاتھ مارتا ہی اپنے کو بچاتا ہی مگر عمرو بھی زخمی ہو چکا ہی ادھر حالت زخم اسی
مین لندھور کا حال بہت متغیر ہوا خاک و خون مین تڑپنے لگا غرضکہ تڑپ تڑپ کر لندھور نے اپنے تئین امیر بانوقیر
تک پہونچایا سر شگافتہ خون آلودہ قدمون پر امیر بانوقیر کے ڈالدیا امیر نے پائون اپنا لندھور کے سر کے نیچے سے ہٹا لیا
لندھور کبھی بیہوش ہو جاتا ہی کبھی ہوش مین آتا ہی ادھر سردارون سے جدا تلوار چل رہی ہی کفار قتل ہو رہے ہین سردار
بھی امیر کے زخمی ہو رہے ہین اب جو لندھور کو ہوش آیا تڑپ کر قدم پر صاحبقران کے جا پڑا رنگ رو متغیر ہو گیا
آنکھین پتھرا گئین زخمی کو پیاس بھی زیادہ ہوتی ہی زبان خشک منھ سے نکال کر پانی کا اشارہ کیا اسوقت وہان پانی
کہان تھا زبان خشک ہونٹھون پر پھیر کر رہگیا مگر اسی حالت اضطرار مین ہاتھ جوڑ کر امیر بانوقیر سے عرض کیا کہ اے
تاج بخش سلاطین و اے پرورندہ عاجز و مسکین اے عیسی دوران مسیحاے زمان حمزہ صاحبقران اب وقت آخری
ہنگام احتضار ہی عفو خطا کیجیے گناہ بخش دیجیے کوئی دم کا مہمان ہون جان کھنچ کے ہونٹھون پر آئی ہی ملک الموت
کا سامنا ہی چاہتا ہون کہ بمنزل عدم سبک ہو جاے یہ وقت غلام نوازی کا ہی حق وفاداری مجھسے ادا نہوسکا
خطا معاف کیجیے یہ غلام اب حضور پر سے تصدق ہوتا ہی شعر یہ خانہ زاد قدیم اب تمام ہوتا ہی ٭ قدم پہ آج فدا یہ
غلام ہوتا ہی ٭ یہ کہکے لندھور کہ اہا آنکھین بند کرلین چہرہ اور زیادہ متغیر ہوا امیر بانوقیر نے یہ سب باتین عجز
و انکسار کی سنکر لندھور بن سعدان پر جو نظر کی دریاے محبت نے جوش مارا آنسو ٹپک پڑے مگر وہ قطرۂ گوہر
آبدار رخسارۂ لندھور پر گرے لندھور بن سعدان نے غش سے پھر آنکھین کھولدین اور چہرۂ نورانی امیر بانو
کو بغور دیکھا بس امیر بیتاب ہو گئے ایک چیخ مار کر چاہا گلے سے لپٹا لین مگر ہاتھون مین ہتھکڑیان تھین مجبور ہوے
لندھور نے پھر چشم نیم وا سے رخ صاحبقران زمان دیکھا امیر نے بیقرار ہو کر ہتھکڑیون کو جھٹکا مارا ہتھکڑیان ٹوٹ
گئین حمزہ صاحبقران زمان لندھور بن سعدان کا سر بہ شفقت و محبت سینے سے لگا کر کہنے لگے ہاے
میرے یار وفادار اے میرے جانباز و سردار امیر کو چھوڑ کر ابھی ملک عدم کو راہی نہونا افسوس صد ہزار
افسوس یہ کیا گردش چرخ کجرفتار ہی کہ تجھکو اس حال زار مین اور عالم بیکسی مین دیکھا امیر بانوقیر یہ کہتے جاتے
ہین اور اشک حسرت چشم شوق سے بہاتے ہین کہ عمرو نے بڑھکے کہا اے امیر للہ قید توڑیے سب سرداران نامی
زخمی ہو چکے ہین کرب و اسد و ہاشم تیغزن وغیرہ لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ کوئی بیچیا تلوار مارے آپ بھی زخمی ہو چکے
اور اس مجروح یعنی لندھور کا ابھی کام تمام ہو جاے عمرو ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ دو نابکار آمادۂ قتل امیر بانوقیر
تلوارین تولے ہوے دوڑے امیر کو غصہ آگیا فوراً قید توڑ کر پھینکدی اور لندھور کا سر زمین پر رکھ دیا اور
جھپٹ کر دونون نابکارون کو دونون ہاتھون مین پکڑ کے اٹھا لیا اور دونون کے سر ٹکرا کے زمین پر مارا کہ اتنے

اُٹھکر پورا ہوکر پیوند خاک ہوا اور بد مذہب ہوے عمرو نے دو گُرز امیر کو دیے امیر لڑنے لگے اُسکو مار ا اور
اسے قتل کیا اور کسی کو گرُز سے اچھال دیا تلوار سے چور گرگ کیا کسی نامرد کو چیر کر پھینک دیا ایک تلاطم عظیم محشر زا
برپا تھا کشتوں کے ڈھیر ہو رہے تھے سر خاک پہ لوٹتے پھرتے تھے اُدھر کریب غازی بعہد جانبازی اور آ
شیر دل بعہد جرأت و ہمت اور ہاشم شمشیرزن مارتے مارتے کفار کو قتل کرتے کرتے قریب قیطولون کے پہونچے
بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند اب امیر نے بھی قید توڑ ڈالی شمشیرزنی کر رہے ہیں ہزارہا آج کشتہ ہوے
میری رائے اکسیر اعظم ہوگی جلد طبل امان بجوائیے سرداران امیر قریب قیطولون کے آپہونچے آج سہائل
کا خاتمہ ہو جائیگا خداپرست بڑے سخت جان ہیں یہ کبھی مرتے نہیں زخمی تو سب ہیں مگر قیامت برپا کر رہے ہیں
آج تخت خداوندی کو دم بھر میں خداپرست سب تہس نہس کر دینگے آپ خود دریچوں سے ملاحظہ کر لیجیے لقا
بے لقا نے خود دریچہ ہاے گنبد گیتی نما سے دیکھا تو معرکہ محشر نظر آیا جی چھوٹ گئے گھبرا گیا طبل امان بجنے کا حکم
دیا فوراً طبل امان بجنے لگا سرداران لشکر اسلام جا بجا لڑتے لڑتے رک گئے امیر باتوقیر جلدی سے لندھور
کے پاس آئے لندھور کو خاک سے اُٹھایا بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا کہ جلد
ہمارے لشکر کے سرداروں کی لاشیں اُٹھوا اور زخمیوں کو بھیجو فیض رسان پر لشکرگاہ میں بھیجو عمرو لاشیں
اُٹھوانے میں مصروف ہوے علمشاہ و بدیع الزمان و ہاشم و قاسم وغیرہ کو گھوڑوں پر سوار کر کے اور
لوگ ہمراہ کیے اور لشکرگاہ میں پہونچایا بدیع الزمان اور علمشاہ ابوسعید آہن خوار کو بھی ساتھ لے آئے
بادشاہ اسلام اور امیر باتوقیر مع لندھور سب کو ہمراہ لے کر طرف بارگاہ سلیمانی کے آئے امیر باتوقیر نے
اپنے سامنے لندھور و علمشاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے زخموں میں ٹانکے دلوائے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے سب کے زخموں پر پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائیں اور علاج معالجہ سب کا جلدی جلدی کیا لندھور نے
دربار عام میں بیٹھ کر دست بستہ امیر سے تقصیر معاف کرائی صاحبقران زمان نے لندھور و علمشاہ
وغیرہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور بدستور قدیم اپنے اپنے مقام پر تمام سرداران دست راست اور سرداران
دست چپ کو جگہ بیٹھنے کی دی سب سردار مجرا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر متمکن ہوے جشن تازہ برپا ہوا اُدھر
لقا بے لقا نے بختیارک کو حکم دیا کہ سرداروں کی لاشیں اُٹھوا کر مقتولوں میں ڈالدو اور انکو نوروز کو پھر
زندہ ہو جائینگے فوراً بختیارک نے سرداروں کی لاشیں اُٹھوا کر تکیہ لقا بہشت میں ڈلوادیں زخمیوں کے
ٹانکے دلوائے پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں آراستگی قلعہ وغیرہ کی گئی لقا بے لقا نے دربار میں شغل
شراب خواری کرنا شروع کیا

دوسری داستان زینت لستان کوچ کرنا امیر باتوقیر صاحبقران زمان کا مع لشکر ظفر پیکر بقصد فیض رسان سے طرف ملک سہائل کے

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
دو رندوں کی دھوم [illegible]

کہ سامان ہو عیش کا روزگار
وہ شیشوں کے قلقل کا [illegible]
رقم کردہ رنگین فسانہ [illegible]

دکھا جھلک میخانہ آراستہ
دکھا جلوہ چہرہ آفتاب [illegible]
کہ جامہ کا ہو رنگ [illegible]

کہ جام [illegible] ہوں [illegible]
لگا دے [illegible] جام [illegible]

ہاتھ میرا کسطرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کسطرح سر کے لیے باحسن [illegible] چھوڑ دے
دوستی سے [illegible] چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جبکہ ہو آہن [illegible]

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوف خدا | اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا | طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے ہما
دام سے تن اور تن سے جان ہوجائے رہا | آہ بے کس ہے مجھکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعۃً ہوجائے سب گلشن اُسے بیت الحزن | بھول جائے ہم صفیرون کی بھی سب انجمن | خار ہوجائین نظر مین کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ مین اُس گل کے گر دیکھے چھری بہر چمن | ہو یقین ای باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

بیت عبارت نویسان روداد نوبہ رقم میکنند این بہ ایجاد لوبہ قطع کنندگان منازل معرکہ آرائی لعبد گرہ غرہ وطی کنندگان مراحل آرائش وزیبائی لشکر ظفر پیکر اس داستان شوکت بیان کو بہ نوک قلم تیز رقم یون مرقوم کرتے ہین کہ بعد معرکہ آرائی و جنگ و جدل لقاے بے لقانے باہر ملک سبائل کے یعنی ناکے پر کہ اُسکو کوہ دو شاخہ کہتے ہین ایک گنبد عالیشان رشک آسمان خوشنما و مزین نہایت عمدہ تعمیر کرایا اکثر وہان آ کے مع اپنے سرداران وغیرہ کے لقاے بے لقا بیٹھا کرتا تھا اور سیر و تماشا دیکھتا تھا ایک روز ہرکارون نے خبر دی کہ آج لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا بہ ایں فیض رسان سے کوچ ہوا طرف ملک سبائل کے آتا ہے اور کوہ دو شاخہ پر اُتریگا یہین مقام ہوگا زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا واسطے سیر دیکھنے لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام وغیرہ کے اُسی گنبد عالیشان پر مع سرداران وغیرہ کے آکر بیٹھا بختیارک بھی آنکر حاضر دربار لقاے بدکردار ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ زنداک قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہم کل یہان سے کوچ کر کے قریب ملک سبائل کوہ دو شاخہ مقام کرینگے نین ڈوری جائے اور سامان لشکر کے اُٹھنے کا ہو صبح کو پہلوان عادی بن معدیکرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا سبائل کی طرف کوہ دو شاخہ پر لیجاؤ اور خیمے بارگاہین وہین استادہ کرو پہلوان عادی نے تسلیم بجا لا کر تمام خیمے اور بارگاہین اور مال و اسباب چھکڑون پر اُشترون پر لدوا کر روانہ کیا اور بارگاہ سلیمانی شتر بینہ کو برستانی پر بار کرا کے طرف ملک سبائل کوہ دو شاخہ پر پہنچے نقارہ کوچ بلند ہوا ایک خیمہ بعد دھوم دھام شہر کی ہلچل برسر روم و شام بعد اُسکے تمام سرداران و شہزادگان و شہریاران و عیاران اور بادشاہ جمشید یعنی سعد بن قباد اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نیک نہاد مع لشکر ظفر پیکر بسمت کوہ دو شاخہ مرکبان پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہان زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا گنبد بلند رفعت پر بیٹھا ہے اور بختیارک بھی حاضر ہے کہ یکایک سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ سواران نیزہ دار جھنڈے اور نشان گھوڑے ٹٹو وغیرہ کہ جنپر خیمے بارگاہین لدو سرداران و لشکریان وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہین اور پیچھے اُنکے کئی ہزار سوار مسلح بلکمل ساتھ ساتھ عادی بن معدیکرب بصد شان و شوکت نمودار ہوئے جب زیر قلعہ لقاے بے لقا پہونچے زمرد شاہ باختری نے بختیارک سے پوچھا ای شیطان درگاہ یہ کون ہے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ شہزادہ تنگ رحل ہے عادی بن معدیکرب نام اُسکا ہے اور چوالیس بھائی اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اسکے ہمراہ ہے یہ بڑا شیر دلیر جری و بہادر ہے اسکا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ دوبارہ پھر گرد اُڑی دیکھا کہ بڑی بھیڑ لشکر کی ہے کہ سوارون کے سر ہی سر معلوم ہوتے ہین اور نیزون کی انیان مثل برق جہندہ کے چمکتی ہین اور گھوڑون کی ٹاپون سے زمین کو جنبش ہے جب زیر قلعہ آئے دیکھا کہ تیت سپہر گردان ساٹھ ہزار سوار سے آیا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکو تیت سپہر گردان کہتے ہین پیچھے اُسکے مندویل اصفہانی پچاس ہزار سوارون سے گذر گیا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام مندویل اصفہانی ہے پھر بعد اُسکے محویل جنگ عراقی پچاس ہزار سوار تیغزن سے گذرا لقا نے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام محویل جنگ عراقی ہے پھر بہرام سیستانی اسی ہزار نیزہ دار سے

آیا لقا نے کہا اسکا کیا نام ہی بختیارک نے کہا اسکو بہرام سیستانی کہتے ہین بعد اُسکے دیکھا کہ حروم ہردلی بھی چالیس ہزار دیوانے نہنگ بچے دریائی وغیرہ ساتھ لیے ہوے بڑے جاہ وحشم اور دھوم دھام سے آیا دیوانون کی فوج دیکھکر لقا بہت متعجب ہوا بختیارک سے پوچھا ارے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ حروم ہردلی ہی دیکھیے تو یہ دیوانے کیا تماشا کرتے جاتے ہین ساکنان ملک سائل دو رستہ دور تک کھڑے سیر آمد لشکر اسلام کی دیکھ رہے ہین اُنکو کوئی دیوانہ ہو کر ستے ڈراتا ہی کوئی اُچک کر جھپٹتا ہی کوئی خالی چلا جاتا ہی عجب ہیئت کی یہ دیوانون کی فوج ہی یا خداوند یہ سب سردار جنکو آپ نے دیکھا ہی یہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے ابتدا سے اس زمانہ مین زیر کیے ستھے وہ سب کے سب مع اپنی اپنی فوج کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران کے رہتے ہین اور یہ سب سردار اطاعت و فرمانبرداری مین مثل غلام حلقہ بگوش کے حاضر رہتے ہین سرداران نامی و گرامی دست راستی و دست چپی اب آئینگے وہ قابل ملاحظہ کے ہین کہ کیا ثبات و شوکت و جرأت و ہمت چہرون سے ہویدا ہی یہ ذکر تھا کہ دور سے گرد اُڑی گھوڑون کی تگا پو کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ شہزادۂ چین و ماچین یعنی بہرام گرد بن خاقان چین آیا تین لاکھ فوج جرار ایک ایک اُسمین رود دار و نمود آ لقا نے اُسے دیکھ کر بختیارک سے پوچھا کہ یہ کون سردار ہی اور کہان کا رہنے والا ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوند اسکا نام بہرام گرد ہی یہ شہزادۂ چین و ماچین ہی بعد اُسکے مالک اژدر صفدر نامور لصیب جاہ و وقار ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیے ہوے آیا اپ عجب شان و شوکت سے لباس فاخرہ زیب بدن پٹی زرتاش کی ایک آنکھ پر چڑھی ہوئی مسلح و مکمل مرکب صبا رفتار پر سوار لقا نے یہ دیکھکر بختیارک سے دریافت کیا کہ کون سا پہلوان و سردار ہی بختیارک نے کہا یا خداوند نام اسکا مالک اژدر ہی لقب اسکا غلام نبی چار حیدر ہی لقا نے پوچھا اسکی آنکھ پر کیا بندھا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند ایک آنکھ مالک اژدر کی اژدہا چشم ہی اس آنکھ سے جسکو دیکھ لیتا ہی وہ انسان دہل کر مرجاتا ہی اس سبب سے اس آنکھ پر پٹی زرتاش کی بندھی رہتی ہی امیر نے خود منع کر دیا ہی کہ خبردار اس آنکھ سے کسی کو نہ دیکھنا کہ کوئی دہل کر مرجاے اور خون ناحق ہو جبسے یکچشمی دیدہ بازی ہی ناگاہ بڑی دھوم دھام سے شہزادہ ملک قاسم ذیجاہ و ذیحشم کی آمد ہوئی دیکھا کہ چار سوار تیغ زن و نیزہ دار صفدر و جرار زرق برق بنے ہوے گھوڑے پر ہی پیکر ساز و یراق سے آراستہ سب مسلح و مکمل ساتھ ہین اور سلطان بن ضیغم خون آشام عزق بدریاے آہن ہمراہ رکاب فیض اکتساب ہی اور برادر حقیقی عمر و بن رستم برابر گھوڑے ملاے ہوے ہی اور ماموں اُنکے قیماس خان جلاوری کس جاہ و تجمل سے انتظام فوج جرار کا کرتے ہوے آتے ہین اور بارگاہ افراسیابی اُشترون پر بار کی ہوئی ہمراہ ہی اور آپ بصد رعب و داب مرکب حورلقا پری پیکر پر لادس روش صبا رفتار پر سوار لباس شاہانہ جسم مین تاج شہزادگی سر پر تیغہ بلارک افراسیابی ہاتھ مین بڑے کر و فر سے چلے آتے ہین زمرد شاہ باختری نے دیکھکر کہا اے بختیارک جلد بتا کہ یہ کونسا جوان عالیشان ہی بختیارک نے ہنسکر عرض کیا کہ اس جوان فلک نشان شہزادۂ عالیشان کو نہین پہچانا آپ اپنا جد بھول گئے یہ فرزند فرخ نہاد داماد آپکا زوج ملکہ گیتی افروز شہزادہ ملک قاسم فرزند علمشاہ رومی رستم زمان کا اور پوتا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا ہی لقاے بے بقا یہ سُنکر دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اب دیکھا کہ شہسوار قلندر بصد کر و فر دو لاکھ فوج ہمراہ بڑے عز و جاہ سے آیا پوچھا لقا نے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ بھی بیٹے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے فرخ شہسوار قلندر ہین بعد اُسکے پھر دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغ زن

جوانمرد وصف شکن دو لاکھ فوج جرار ہمراہ نہایت جاہ وحشم سے آے لقا نے کہا یہ کون جوان فلک نشان عالی ہمت ہی
بختیارک نے کہا یہ بھی فرزند جگر بند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران شہزادہ ہاشم تیغزن شوہر ملکہ حیات بانو
عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا ہی کہ جسکی برات مین معرکہ عظیم ہوا تھا عین پل شاد گام پر لقا نے یہ سنکے
اور زیادہ سکوت کیا کہ یکایک گرد اڑی دیکھا کہ اجوب خان شش گزی سات گھوڑون کی بگھی پر سوار کس
شکل سے کہ ایک صندوق لاجوردی بگھی پر رکھا ہی اُسپر بہ آرام تمام لیٹا ہوا چلا آتا ہی ایک کوچبان کوچ بکس پر بیٹھا ہی
اور تین پہلوان زرہ پوش آگے کے اُن گھوڑون پر سوار ہین جو بگھی مین جتے ہین اور جاکر آگے آگے بگھی کے دوڑتے
ہوے صداے ہیبٹ جانے والا دیتے ہوے چلے آتے ہین اور گرد بگھی کے چالیس ہزار فوج جرار ہی زمرد شاہ
باختری نے پوچھا اے بختیارک سب کچھ تو دیکھا مگر یہ بتا کہ اس بگھی پر نئے فیشن کا پہلوان ہی اس سردار کا کیا نام
ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوندا ابھی آپ نے دنیا کا کیا دیکھا ہی اب ملاحظہ فرمایئے اس سردار نامی ونامدار
کا نام اجوب خان شش گزی ہی یہ بروقت پیکار اسی صندوق سے جست کر کے اُڑتا ہی اور حریف کو مارتا ہی
گویا اسکے پر لگے ہین کہ مثل شہباز کے دشمن کو شکار کرتا ہی زمرد شاہ باختری مسکرایا اتفاقاً اُسوقت لقا
شراب پی رہا تھا جام بادہ ناب ہاتھ مین اُس بدمست کے تھا تھوڑی سی شراب اُس جام کی پی کر باقی جھوٹھی شراب
اجوب خان شش گزی پر پھینکدی بدذات نے شرارت اپنی دکھائی فوراً اجوب خان شش گزی نے اُس
صندوق مین سے بصورت مرغ شکاری اُڑ کے ایک لات زمرد شاہ باختری کو ماری وہ لات اُسکے ہونٹھون
پڑی دو دانت آگے کے ٹوٹ کر لقا کے حلق مین جا رہے منہ سے لقاے بے بقا کے خون بہنے لگا کھونڈا ہوگیا
اجوب خان شش گزی فوراً لات مار کے پھر اپنے صندوق مین آکر اُسی طرح لیٹ رہا بختیارک نے کہا دیکھا آپ نے
امتحان کر کے یہ کیا ہوا خداوند کے منہ مین کھڑکی ہوگئی دانت ٹوٹ گئے خون تو منہ سے پونچھیے لقا نے کہا ہمنے
یہی تقدیر کی تھی تو نہین جانتا یہ بندہ ہمارا بڑا بے ادب ہی کہ اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخی
کی مین رحم دل ہون نہین تو اسوقت اسپر غضب نازل کرون بروز معرکہ اسکو سزاے سخت دی جائیگی اُس
بے ادبی کا بدلہ لیلیا جائیگا اب جو دیکھا تو جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن بہادر اور ثریاے زنگی شہزادہ زنگبار
اور طویل زنگی آئے تیس تیس ہزار سوار جرار نامدار انکے ساتھ ہین لقا نے پوچھا یہ کون سے سردار ہین بختیارک نے
کہا یہ شہزادہ زنگبار ہین جو سب کے آگے ہی اُسکا نام جہانسوز تبرزن بہادر ہی اور جو بیچ مین ہی اُسکا نام نامی
ثریاے زنگی ہی اور جو سردار پیچھے ہی اُسکا نام طویل زنگی ہی اتنے مین پھر گرد اُڑی دیکھا شہزادہ دوران رستم زمان
علمشاہ نوجوان سات لاکھ فوج جرار وعلمدار ونامدار کی جمعیت ہمراہ لیے ہوے بڑی دھوم دھام کر و فر سے آے اور
آلا گرد فرنگی اور بالا گرد فرنگی خادمانہ ساتھ ہین اور آپ سلاح جنگ سے آراستہ زرہ خود وبکتر چار آئینہ پہنے
تاج شہریاری سر پر تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ مین لقا نے پوچھا یہ کون جوان رعنا ہی بختیارک نے کہا خداوندیہ
سردار اولوالعزم جگر گوشۂ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران رستم زمان ہی علمشاہ نوجوان نام اسکا ہی اور رستم پیلتن پیلفگن
کشندہ دویل ہندی وکشندہ کپتان فرنگی بھی کہتے ہین یہ مذکور تھا کہ دیکھا شہزادہ ہندوستان داراے ہند
لندھور بن سعدان جانشین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا آیا ہمراہ اُسکے
نو لاکھ فوج نیزہ دار کماندار تیغزن تبرزن ایک ایک صفدر وصف شکن ہی اور آپ فیل ہیمونہ مبارک
پر سوار مسلح ومکمل تیغہ شرافشان ڈاب مین گرز گاؤسر اراپے پر گڑگڑاتا ہوا لقاے بے بقا نے دیکھکر پوچھا

یہ کون سا سردار ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوند آپ نے اسکو نہین پہچانا یہ شہزادہ ہندوستان دارائے ہند
لندھور بن سعدان گرد جانشین حمزۂ صاحبقران دست راستی اول درجہ کا ہی جو ایلچی گری کرکے نامۂ امیر با توقیر
لیکر دربار خداوندی مین آیا تھا لقا یہ سنکر چپ ہو رہا بعد اُسکے شہزادہ بدیع الزمان نور چکیدۂ صاحبقران زمان
مع اپنے رفقائے سنجانی کے آئے اور ساٹھ لاکھ فوج ظفر موج غرق سلاح جنگ مرکبان کمیت و سبز رنگ پر سوار بتزک
جاہ و حشم سے آئی بارگاہ طہمورث کا شتر ون پہ بار آپ مرکب پری پیکر فلک سیر پر سوار اسلحۂ زرق برق سے آراستہ
تیغۂ طہمورث دیو بند تولے ہوے چہرۂ بیمثال مانند ماہتاب جلالت صورت آفتاب عالمتاب لقائے بے بقا نے
دیکھکر کہا یہ سردار ان نوجوان خوش جمال کس خاندان سے ہی اور کیا اسکا نام ہی بختیارک نے جواب دیا یا خداوند اتنا
جلد آپ بھول گئے اس جوان عالیشان کو بھی نہ پہچانا یہ راحت قلب و جگر روح و جان حمزۂ صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان
ہی یہ دوسرا داماد ملک نژاد شوہر ملکہ جہان افروز نور چکیدۂ قدرت کا ہی زمرد شاہ باختری نے کہا مین اپنے کس کس
بندے کو پہچانون ایک دو چار ہون تو نگاہ قدرت مین رہین ای شیطان درگاہ مین بھلا تو ہی منصفی سے بتا کہ اسقدر
بندون کو کیونکر پہچان سکتا ہون جو اُسوقت سامنے آئے اُنکو دیکھ لیا پھر سہو ہو گیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ
بہت سچ اور صحیح و دُرست فرماتے ہین بعد اُسکے کرب غازی شیر حجازی صفدر و صف شکن فخر سہراب و نریمان فوج
قزاقان ہمراہ لیے ہوے مسلح و مکمل فرس طاؤس صورت پر سوار زیر قلعۂ لقا جو آئے لقا نے دیکھکر کہا یہ کونسا سردار
جوان فلک نشان ہی بختیارک نے کہا یہ داماد امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہی کرب غازی اسکا نام ہی اب جو
دیکھا تو اسد شیر دل بصد جاہ و تجمل مسلح و مکمل مرکب باد پیما پر سوار ہمراہ اسّی ہزار فوج جرار بصد شوکت و شان آئے
لقا نے دیکھکر کہا یہ طفل کمسن کون ہی بختیارک نے عرض کیا کہ یہ شہزادہ اسد شیر دل بن کرب غازی نواسا حمزۂ
صاحبقران زمان کا ہی اور داماد یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا شوہر ملکہ مہر افروز ہی اب اُسکے بعد حاکمان
دربند اپنی اپنی فوج کے ساتھ مثل پیر خار اکن کے آتے ہین اور لقا بختیارک سے ایک ایک کا نام پوچھتا ہی کبھی تاسف
کرتا ہی کبھی منغص ہوتا ہی نظم

رقم کرتا ہی خامۂ دوزبان
وہ گلدستۂ گل مہکتے ہوے
کہ دم بند تھے جنسے کفار کے
چلو باغبانون کہ آئی بہار

سنین یان سے اب داستان نامۂ
صفائی وہ رستے کی ہوتی بھلی
سوارون کی آگے لگین ڈگریان
پس و پیش لشکر کے وہ دل کے دلیل
عجب شد و مد سے سواری چلی

کہ سکتے مین ہین آسمان و زمین
زمین پانی سے منھ کو دھوتی ہوئی
ہس انمین کوئی کوئی نوجوان
تماشا کنان تھا فلک بر محل
ہر اک سمجھا باد بہاری چلی

سواری صاحبقران زمان
سڑک آگے سقے چھڑکتے ہوے
وہ غول ایسے عیار طرار کے
نقیبون کی وہ مثل بلبل پکار
الغرض بعد گذر جانے فوج

جرار و سرداران نامدار و رفیقان عالیوقار و فرزندان فلک اقتدار اراب جو زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا و بختیارک
بیجیا وغیرہ نے دیکھا کہ سواری مثل باد بہاری زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی بڑے
اہتمام و انتظام اور شان و شوکت سے مع بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک نہاد آتی ہی خاکروبان سرگرم آگے
آگے صفائی سڑک کی کرتے آتے ہین سقے دریا دلی سے آبپاشی مین مصروف ہین ملازمان شاہی گلدستے گلہائے
خوشبودار کے صدہا ہاتھون مین لیے ہین لخلخے برابر عنبر و سارانکے ہزارہا سُلگ رہے ہین کوسون تک دشت مہک
رہا ہی اور نیزہ دارون کی قطار کہ سنانین جنکی مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین تبغزنون کی بھیڑ گھوڑے اُنکے ترکی و تازی
کمیت و سبز رنگ ابلق لیل و نہار اُنپر صدہا فوج بیشمار ہمراہ رکاب سعادت انتساب غول کے غول دل کے دل
ایک طرف مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری ایک لاکھ اسّی ہزار عیار طرار مع سرہنگ

و شہزادوں ہمراہ لیے ہوے روئین چلے آتے ہین سواری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد
کی آگے آگے دو علم ظفر شمیم نشان فتحمندی جنسے سراسر ہویدا ہی اور صداے آواز بلند و خوش الحانی شبکہاے منشور لامع النور
سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہی کیونکہ یہ علمہاے خوشنما جنکے پنجے مثل پنجۂ خورشید تابان و درخشان ہین ان علمون
کو حکیم خواجہ بزرجمہر نے اپنی صنعت و حکمت سے تیار کیا تھا وہ علمہاے بلند نشان کہ پھریرے جنکے رشک
کہکشان نقیبان خوش الحان یہ صدائین لگاتے چلے آتے ہین شعر آداب و قاعدے سے ذرا باہلو جلو بنا آے نہ
اڑکے گرد گل نوبہار پر ٭ دیگر تھم کر ہر اک قدم پہ نسیم سحر چلے ٭ کہہ دو صبا جھکاے ہوے اپنا سر چلے ٭ کوئی نقیب نگہ روبرو
کی صدا دیتا ہی کوئی نقیب ترقی جاہ و اجلال حشمت و اقبال کی آواز لگاتا ہی ڈنکے پر چوب قدم قدم پہ پڑتی ہوئی طبل
و دہل صداے سلامت و باکراست دیتا ہی دوست شاد دشمن پامال کا نعرہ ہی شعر وہ شہنا نوازون کی پیاری دھنین
جنھین گوش زہرا فلک پہ سنین ٭ نقیبون کی آوازین خاطر پسند ٭ نگہ روبرو کی صدائین بلند ٭ امیر باتوقیر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہمراہ رکاب بادشاہ فلک پناہ سعد بن قباد شہریار گردادر
شہزادگان منزلت نشان سواری بڑی شد و مد اور دھوم دھام اور اہتمام و انتظام سے زیر قلعۂ لقاے بے لقا
کنہ زکر کوہ دو شاخہ پر پہونچی خیمے بارگاہین چھولداریان تنبو قناتین استادہ ہوئین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
و بادشاہ کیوان جاہ سعد بن قباد عالیشان بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور تمام شہزادگان منزلت نشان
و سرداران نامور مع لشکر ظفر پیکر خیمہ ہاے زنگار رنگ مین اترے لقا سے بختیارک نے عرض کیا کیون خداوند
آپ نے جاہ و تجمل حشم و خدم لشکر اسلام کا ملاحظہ کیا لقا نے کہا ای بختیارک جب ہماری فوج آئیگی تہلکۂ عظیم
برپا ہوگا یہ کہکے وہان سے قیطولون پر گنبد گیتی نما مین آیا دربار آراستہ ہوا لقا تخت پر متمکن تھا کہ خضران کوہی
نے آکر عرض کیا یا خداوند آج طبل جنگ بجوائیے کل نقابدار سرخ پوش لشکر اسلام سے مقابلہ کریگا لقا نے
کہا ای خضران کوہی ابھی طبل جنگ کیونکر بجواؤن ابھی مجھکو سردارون کے آنے کا انتظار ہی جنگ کی تقدیر نہین
لکھی ہی ادھر امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کو بلایا اور فرمایا ای خواجہ جاؤ ذرا لشکر لقا کی خبر لاؤ
خواجہ عمرو بموجب حکم امیر باتوقیر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے اور طرف لشکر لقاے بے لقا کے روانہ
ہوے جب صحرا مین پہونچے دور سے ایک خیمہ رشک پیچوۂ فلک نظر پڑا اس صحراے سبزہ زار مین عجب تازہ بہار
دیکھی گل خودرو عجب کیفیت دے رہے تھے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک تا بہ فلک جاتی تھی بھینی بھینی بو اس
صحرا مین پھیل کر مشام دل کو بساتی تھی جابجا سرو کے درختون پر قمریون کا ہجوم کہین تیہو کی صدا کہین نعرۂ حق سرہ
کی دھوم علی العموم صداے مرغ سحری سے وہ خندۂ کبک دری کہین فاختہ کی کوکو کی صدا کسی شاخ گل پر بلبل کی نوحہ گری غرض عجیب
خوشگوار وادی ہینا کا بہ زمردنگار تھا جو شجر میوہ دار تھا سامنے باغبان قدرت کے نگونسار تھا دشت پر بہار رشک
گلشن پستی و بلندی سے ہموار تھا گویا سبزۂ زمردگون آبپاشی نسیم سے نم تھا گلچینان چمن کو بھی نوک خار سے غم نہ
تھا قطعہ گل جو تھا اس دشت مین بنجار تھا ٭ سبزہ رشک سبزۂ رخسار تھا ٭ نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا ٭ تھا نہ تھا صحرا
خلد کا گلزار تھا ٭ ایسے صحراے سبزہ زار مین وہ خیمۂ دلکش منزل صورت قصر گلشن شدادی معلوم ہوتا تھا ہر گلشن
مثل شاخ گل کے شگفتہ پردہ و قنات مثل حجاب زمردگون بوقلمون ڈوریان رنگہاے گل ہفت رنگ کی بٹی ہوئی
خواجہ عمرو کیفیت صحرا و منزلت خیمۂ زنگار رنگ دیکھکر بہت شگفتہ خاطر ہوے خیال مین آیا کہ اس خیمے
مین چلکے دیکھے کہ اسمین کون ہی اور اسکا خیمہ ہی ایک گوشے مین بیٹھ کر رنگ روغن عیاری کا نکال کر ایک

گویے کی شکل بنے اور ایک طنبور از زنبیل سے نکال کر ہاتھ مین لیا اور خیمۂ عالی منزلت کے پردے کے آگے طنبورا چھیڑ کر گنگنانے لگے دو چار تانین ادھر اُدھر کی مارین اور چند شعر اس غزل کے لحن داؤدی مین گانے غزل

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا — دم کے جانے کا نہایت غم رہا
سنتے ہین لیلا کا خیمہ تھا سیاہ — اُسمین مجنون کا سدا ماتم رہا

جسمین رونے کی حقیقت تھی مرے — ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
واہ رے دلچسپی رخسار یار — سیر ہی تپلی کا وہان تل جم رہا

میرے رونے پر جو اُسنے ہنس دیا — برق چمکی ابر باران تھم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر — تو نہ چونکا اب تلک دن کم رہا

خواجہ عمرو یہ غزل بصد خوش الحانی گا رہے تھے کہ ایک کنیز نے آکر پردہ خیمۂ نورانی کا اُٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند کنیزین مثل سیارگان ایک آفتاب صورت مہر طلعت حور شمائل بدر کامل کے گرد کھڑی ہین خواجہ عمرو دیکھتے ہی ہزار جان سے حسن چہرۂ زیبا پر شیفتہ و فریفتہ ہوے اُف کرکے کلیجا پکڑ لیا شعر آنکھ سے آنکھ جبکہ چار ہوئی ؛ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ؛ گانا بجانا بھول گئے عیاری کیسی گرفتاری کیسی بے تحاشہ خیمۂ نورانی مین داخل ہوے ملکہ شمیمہ بنت خضران نے کہا کیا تو عمرو ہی خواجہ عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون بلکہ ایک گویّا ہون ملکہ نے کہا کیا نام ہی خواجہ نے کہا میرا نام کلاونت رنگا رنگ ہی ملکہ شمیمہ نے کہا ای میان رنگا رنگ بیٹھو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم اپنا حال کہو کہ اس صحرا مین تم کیون آئین اور کون ہو ملکہ شمیمہ نے کہا مین عمرو کی تلاش مین آئی ہون میرا نام شمیمہ بنت خضران ہی خواجہ عمرو یہ سنکر ہاتھ باندھکر کھڑے ہو گئے اور کہا ای ملکہ مین شیفتۂ جمال بیمثال کا تیرے ہو گیا نقد دل تو رونمائی مین دیچکا اب چھپانا کیا ضرور ہی مین ہی عمرو بن اُمیہ ضمری ہون یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مجھکو قتل کر سر کاٹ لے تجھکو اختیار ہی شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ؛ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آے ؛ شمیمہ دیکھکر کہنے لگی ای خواجہ عمرو مین یون نہین تجھکو قتل کرونگی تو جا کوئی عیاری کرکے آ تو میرے تیرے مقابلہ ہوگا مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسی عیاری کرتا ہی یہ سنکے خواجہ روانہ ہوے راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے پوچھا استاد کہان سے آپ آتے ہین خواجہ نے کہا شمیمہ کو گرفتار کرنے گئے تھے وہان خود شکار ہو گئے اُس شہباز حسن و جمال شمیمہ نے طائر دل کو میرے صید کیا تیر نگاہ یہی رخسار کا نشانہ ہوا ای مہتر قران شعر ایسا بیخود ہوا مین دل نہ رہا قابو مین ؛ عشق حسن رُخ محبوب کا دیوانہ ہون ؛ دیگر مرغ دل مار اڑا چشم سیاہ یار سے ؛ پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا ؛ اسقدر محو جمال ہوے زلف یار ہون ؛ ہر نفس اپنا برنگ تار سنبل ہو گیا ؛ مہتر قران نے کہا اُستاد شمیمہ عیارہ مکارہ کامل ہی ذرا ہمت ہوشیاری کے ساتھ رہیے گا جو عیاری کیجیے گا سمجھ بوجھ کے کیجیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے دربار امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران مین آے اور عرض کیا حضور مین حال دریافت کر آیا ہون وہ جو نقابدار سرخ پوش جنگ مقابلے کو آیا تھا وہ شمیمہ بنت خضران کو ہی عیارہ تھی اور وہی دربار فساد اب ہو رہی ہی میرے پیچھے پڑی ہی بعد اُسکے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آے متفکر تھے کہ کونسی عیاری کرکے شمیمہ کو اپنے قبضے مین لاؤن بہشت دست راست اُٹھا کر دیکھا تین سو ساٹھ مکاریان دست بستہ سامنے آکھڑی ہوئین اُسمین سے ایک کو پسند کرکے اُٹھ کھڑے ہوے اور رنگ روغن عیاری کا نکال کر مہتر گردمرد کی شکل بنے اور خیمۂ محبوب یعنی شمیمہ حسینہ کی طرف روانہ ہوے جب در خیمۂ شمیمہ پر پہونچے پکار کر آواز دی ہم مہتر گردمرد عیار خداوند لقا کنیزون نے آواز گردمرد کی سنکر خیمہ مین بلا لیا شمیمہ گردمرد کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آپ اسوقت کدھر تشریف لاے اور مجھ ناچیز کو کیون سرفراز کیا گردمرد نے چند خوشے انگور کے شمیمہ کو دیے اور کہا کہ خداوند لقا نے یہ تجھکو تحفہ عنایت کیا ہی اور یہ نامہ بھیجا ہی اور فرمایا کہ یہ میوۂ بہشت اُسکو دینا کہ اسکے کھانے سے تجھکو اور زیادہ جوش و ولولہ شجاعت و عیاری کا ہوگا عمرو کو جلد گرفتار کرکے بھیجنا شمیمہ نے وہ خوشۂ انگور

ہاتھ مین لیے اور کہا حکم خداوند لقا بسر و چشم بجا لاؤنگی اسوقت میرا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا تمکو دیکھکر تسکین
خاطر ہوئی اور ایک کرسی زرنگار رکھی تھی شمیمہ نے کہا اس کرسی پہ بیٹھو وہ کرسی بظاہر تو عمدہ تھی مگر نہین معلوم کہ
کچے تاگے سے بنی ہوئی تھی جیسے ہی گردمرد نقلی اُس کرسی پر بیٹھا ایک آواز تراقے کی پیدا ہوئی اور گردمرد نقلی چوتڑون
کے بل کرسی کے اندر دھنس گیا اور فوراً دو پنجے کرسی کے اندر سے پیدا ہوئے ادھر فوراً گردمرد نقلی نے جست کی
دیکھا کہ کرسی پر اور آپ پنجے گردمرد نقلی حلقہ ہائے کمند مین پھنسے ہوئے تھے گردمرد نقلی نے کہا واہ واہ واہ خوب
خاطرداری گردمرد کی تمنے کی ہی شمیمہ نے کہا اے گردمرد مجھکو تمھارے اوپر عمرو کا شک ہی کہ شاید عیاری کرکے
آیا ہو اور ابھی تک مجھکو شک ہی یہ کہکے کنیزون سے کہا گرم پانی لا کے ہاتھ منھ گردمرد کا دھلاؤ جیسے ہی کنیزون نے
گرم پانی سے منھ دھلایا چہرہ اصلی عمرو کا نمایان ہوا کنیزین اوہی اوہی کرکے پاس سے ہٹ گئین شمیمہ نے
عمرو کو دیکھ کے کہا شاباش او دزد باریک گردن مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون دیکھا تو نے میری ہشیاری کو کیا حقیقت
تیری عیاری کی ہی مین نے فوراً پہچان لیا خوشہ انگور بیہوشی میرے کھلانے کو لایا تھا سچ کہنا کیا جھوٹ کہتی ہون عمرو
کی کمر مین ایک بڑا خنجر لگا ہوا تھا فوراً خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون یہ کہکے خنجر کمر سے کھینچا
ایک شرارہ دھوین کے ساتھ میان سے خنجر کے نکلا ملکہ شمیمہ کو اور جو کنیزین پاس کھڑی تھین اُنکو چھینکین آئین
اور تڑاق سے گر گئے بیہوش ہوئین عمرو نے زور کرکے حلقے کمند کے توڑے اور نعرہ کیا اسنم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری دیکھو یون عیاری کرتے ہین یہ کہکے شمیمہ کا پشتارہ باندھا اور لے کر چلے کنیزین دوڑین عمرو نے
للکارا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ سب کو مار کے ابھی ڈال دونگا تمکو کیا دخل ہی ہمارے اُسکے عیاری کی لڑائی
ہی یہ کہکر روانہ ہوے وہ ہنگام شب چاندنی چھٹکی ہوئی انجم کی انجمن فلک پر تابندہ صحرا سنسان باد شمیم تھم تھم کر چل رہی
ہی گلہاے صحرا مہک دے رہے ہین خواجہ پشتارہ لیے چلے جاتے ہین کہ راہ مین ایک طرف سے آواز دردناک پیدا ہوئی
تھم کر سنا کوئی شخص مجروح کے آہ آہ کر رہا ہی اُس صدا کی طرف متوجہ ہوکر چلے دیکھا کہ ایک غار مین ایک نازنین
مہ جبین حسین مہ تمکین تلوار سے گھائل پڑی ہوئی خون ہر زخم سے جاری ہی سینے پر تلوارین ایسی بے جگہ پڑی ہین
کہ شجر حسن کے دونون کولے شگافتہ ہوکر دو پھاکین ہوگئے ہین خواجہ عمرو کو دیکھکر حال اُس رشک مہر کا بہت
رنج ہوا پوچھا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی اُسنے صداے حُزن سے کہا میرا نام ماہ طلعت ہی ایک شخص اس گانون
مین سے اُٹھا لایا تھا طالب وصل ہوکر آمادہ ہوا مین مانع ہوئی اور اُس سے راضی نہوئی اُسنے مار کے مجھکو اس
غار مین ڈال دیا اے شخص تیرا احسان ہوگا یہ بتانین سونے کے اور جو کچھ زیور ہی تو یہ سب لے لے مجھکو اس قریہ
مین پہونچا دے کار ثواب ہی اور تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو کو بھی زیور اُسکا دیکھکر لالچ آیا دل مین کہا اے عمرو
یہ بیچاری بہت زخمی ہی اور یہ قریہ بھی قریب ہی اسکو پہونچا دو اور زیور لے لو بس پشتارہ شمیمہ کا رکھدیا اُسنے پوچھا
اسمین کیا ہی خواجہ نے کہا کہ اسمین کچھ اسباب میرا ہی تجھے اس سے کیا کام مین تجھکو تیرے گھر پہونچا دیتا
ہون تو خاطر جمع رکھ یہ کہکر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ماہ طلعت کے پاس آے اور چاہا خواجہ نے کہ
اُسکو پکڑ کے اُٹھائین کہ ماہ طلعت نے حقہ بیہوشی کھینچ مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکے گرے ماہ طلعت
نے اُٹھکر خواجہ عمرو کی مشکین باندھین اور ملکہ شمیمہ کا پشتارہ کھول کے اُسمین عمرو کا پشتارہ باندھا اور
شمیمہ کو ہوشیار کیا ملکہ شمیمہ نے آنکھین کھول کر اور یہی کرشمہ دیکھا پوچھا اے ماہ طلعت وزیرزادی یہ
کیا معرکہ ہی ماہ طلعت نے کہا آپ کو عمرو بن اُمیہ ضمری بیہوش کرکے لیے چلا تھا مین نے اسطرح سے عیار کی

کر کے آپ کو رہا کیا اور عمرو کو گرفتار کیا یہان تو یہ ذکر تھا کہ پشت سے ایک دیو کے للکارنے کی آواز آئی پلٹ کر جو دیکھا ایک دیو طویل القامت سیاہ رنگ جسیم وضخیم قریب آیا اور کہا منم فرشتہ فرشتگان مقرب خداوند ہون ای شمیمہ وای ماہ طلعت اسوقت خداوند تیری نہایت فخر و مباہات کرتا ہی اور کہا کہ جو کچھ تو کارگذاری کر رہی ہی مین سب دیکھ رہا ہون پہلے وہ تقدیر کی تھی کہ تو نے عمرو کو گرفتار کیا پھر بشریت پر تجھکو چھوڑا خود تو گرفتار ہوئی اب پھر ہمکو رحم آگیا اسطرح کی تقدیر کی کہ ماہ طلعت وزیرزادی نے تجھکو رہا کر اسکے عمرو کو گرفتار کرایا شاباش مرحبا کیا کارنمایان کیا ای شمیمہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کر کے بھیجدے یا خود تو ساتھ لیکر چل شمیمہ نے کہا ای فرشتہ قدرت میری طرف سے خداوند سے عرض کرنا کہ یہ سب بندہ نوازی اور قدرت نمائی خداوند کی ہی جو کچھ کہ مجھ ناچیز سے ظہور مین آیا ورنہ لونڈی کی کیا اصل وحقیقت ہی عمرو کو تو مین نے گرفتار کیا ہی آپ کی خدمت مین بھیجتی ہون مگر مین اسوقت آنے سے معذور ہون کہ بسبب گرفتار ہونے کے خستگی ہی مجھکو اسوقت چلنا ایک قدم دشوار ہی پھر کسی وقت حاضر ہونگی یہ کہکے خواجہ عمرو کا پشتارہ اُس فرشتہ قدرت کو دیا فرشتہ قدرت نقلی نے عمرو کو قبضہ مین کر کے پشتارہ دوش پر لگایا اور آپ لُغدہ لے کر بصورت اصلی نعرہ کیا

نعرہ مہتر قران سریع السیر چون باد بہاری ٭ جہان سرہنگ و رخنجر گذاری ٭ بمیدان اژدر آتش فشانم ٭ منم مہتر قران شیر ژیانم ٭

باش او عیارہ مکارہ یون عیاری کرتے ہین یہ دیکھکر شمیمہ نیمچہ کھینچکر مہتر قران پر جھپٹی اور پکاری او عیار مکار تو نے مجھکو بڑا دھوکھا دیا کہان جاتا ہی یہ کہکے ہاتھ نیمچے کا مارا مہتر قران نے لُغدے پر روکا اور کہا کہ اُستانی اب نہ ہاتھ نیمچے کا مارنا ہین تمکو نہین مار سکتا ہون کہ تم اُستاد کی منظور نظر ہو معشوقہ محبوبہ اُستاد ہو چکی ہو ورنہ ایک ہی ہاتھ مین لُغدے سے دو ٹکڑے کرتا غرضکہ دو چار ہاتھ نیمچہ کے شمیمہ نے مارے مہتر قران نے کچھ خالی دیئے کچھ لُغدے پر روکے اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو لیکے نکلا ناگاہ خواجہ عمرو بھی ہوشیار ہوئے مہتر قران نے ساری حقیقت بیان کر دی اُدھر مہتر قران نامور کو شمیمہ بنت خضران کو ہی نے آواز دی ذرا ٹھہر جاؤ عمرو سے مجھے کچھ کہنا ہی غرضکہ شمیمہ و ماہ طلعت قریب خواجہ عمرو و مہتر قران کے آئین مہتر قران صورت زیبائے ماہ طلعت پر فریفتہ تو ہو چکا تھا اُنکی دیکھنے مین ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو کر بیتاب ہو گیا اور کہا ای جان جہان ای آرام دل بیتابان مجھکو تم اپنی غلامی مین قبول کرو سینہ سے لگاؤ تو صبر و قرار آئے دل محزون شگفتہ ہو ماہ طلعت نے کہا او موئے مونڈی کاٹے کچھ شامت تیری آئی ہی منھ بنوا اپنا جو معشوق حسین وجمیل دیکھا پھسل گئے عاشق ہو گئے جا پہلے گڑھیا کے پانی سے منھ اپنا دھو آ تو پھر عشق و عاشقی کرنا مہتر قران نے کہا انشاءاللہ تمھارے وصل سے دل شاد خانۂ ویران کو آباد کرینگے غرضکہ ملکہ شمیمہ نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا کہ تیری بھی عیاری دیکھی اور تیرے شاگرد کی بھی عیاری دیکھی جا آج اپنے لشکر مین طبل جنگ اپنے نام پر بجوا میرے اور تیرے میدان رزمگاہ مین مقابلہ ہوگا جو کچھ ہونا ہی ٭ کل ہو جائیگا دم بھر مین میرا یا تیرا فیصلہ ہو جائیگا کل مین میدان جنگ و جدال مین دُلہن بنکر آؤنگی عروسانہ جلوۂ حسن و جمال دکھاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا ای معشوقۂ خانہ زیب وای محبوبۂ دلفریب شعر

تمھاری نذر کو ہر ایک آن حاضر ہی ٭ سر و دل و جگر و روح جان حاضر ہی ٭

عاشق کو کیا عذر ہی جو کچھ کہ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن اگر ارشاد حضور ہو تو سر اپنا کاٹ کر رکھدون اشعار

سر بکف سامنے فوراً دل بسمل آئے	کھینچکر خنجر خونخوار جو قاتل آئے
ذبح اسطرح کرا کہ دم بھی نہ تڑپون گر کر	چین بسمل کو تہ خنجر قاتل آئے

پانؤن مین طاقت رفتار نہین حیرت ہی	قطع کرنے کو جو دل عشق کی منزل آئے
انتہا عشق کی معلوم کسی کو نہ ہوئی	یہ وہ دریا ہی نظر جسکا نہ ساحل آئے

یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر لشکر اسلام کی طرف آئے بلکہ شمیمہ اور ماہ طلعت اپنے خیمہ کی جانب چلین شمیمہ نے آکر اپنے باپ خضران کوہی سے کہلا بھیجا کہ آپ خداوند لقا سے اجازت لے کر طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے اور آپ فوج لے کر جلد آئیے جسوقت خضران کوہی کو یہ معلوم ہوا بحکم خداوند لقا طبل بجوایا اور فوج لے کر خضران کوہی روانہ ہوا ادھر کا حال سنئیے کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دربار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین آئے اور عرض کیا ای امیر باتوقیر آج میرے نام پر کوس حربی ہے کل میدان کارزار مین شمیمہ بنت خضران کوہی عروس نوبنکر آئیگی اور مین بھی دولھا بنکر میدان جنگ مین جاؤنگا آج میری حضور سے اور سب سرداران و شہزادگان سے رخصت ہی جو کچھ خطا ہوئی ہو بحل کر دیجیے عمرو کی آج رات آخری ہی امید حیات قطع ہوگئی کسواسطے کہ مین اُسکا عاشق زار ہون میرا ہاتھ اُسپر نہ اُٹھیگا اور وہ مجھکو ضرور قتل کریگی امیر باتوقیر نے یہ سنکے آنکھون پر رومال رکھ لیا اور اشک حسرت بہانے لگے سردار سب روتے تھے شہزادون کو نہایت صدمہ و ملال ہوا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سمجھاتے تھے کہ ای خواجہ عمرو کل تم مقابلہ کو شمیمہ بنت خضران کے نہ جاؤ کسی اور کو اُسکے مقابلے مین بھیجدو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا حضور یہ کبھی مجھسے نہ ہوگا عمرو کل بمقابلہ شمیمہ بنت خضران کوہی ضرور جائیگا اور جان اپنی دیگا پھر تو لشکر اسلام مین ایک محشر تازہ برپا ہوا ادنی اور اعلی پیر و جوان سب خواجہ عمرو کے لیے روتے تھے اور کف افسوس مل مل کے کہتے تھے کہ بڑا غضب ہوگا اگر خواجہ عمرو شمیمہ کے ہاتھ سے مارے گئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اپنا بہت بُرا حال کرینگے کہ خواجہ عمرو ساتھ کے کھیلے ہوے بچپنے کے رفیق ہین اور اپنے بھائی سے بڑھکر خواجہ عمرو کو سمجھتے ہین یہان یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ شمیمہ بنت خضران کوہی کے نام پر بجا ہی اور ابھی اپنے مقام سے خضران کوہی مع فوج کے چلا ہی یہ سنکر بموجب رائے خواجہ عمرو امیر باتوقیر نے کوس حربی کا حکم تو دیدیا مگر نہایت صدمہ و ملال ہوا اگرچہ وزاری کو ترقی ہوئی اور دربار امیر باتوقیر محفل ماتم خانۂ رنج و غم ہوگیا غرضکہ لشکر اسلام مین کوس حربی بجا گویا نقارۂ عزا نواز مین آیا خواجہ دربار امیر باتوقیر برخاست کرکے اپنے خیمے مین آئے اور سب عیارون کو جمع کیا اور ایک ایک سے وصیت کرکے رخصت ہوے اور کہا کہ کل ہماری برات کے ساتھ ایک تکلیف اور کرنا کہ ہمکو منزل اول تک پہونچا دینا پھر تم لوگون سے تا حشر خواجہ عمرو کوئی کام لینے کو ملک عدم سے نہ آئیگا عیاران لشکر اسلام اسیر رنج و آلام سب کے سب چیخین مار مار کر رونے لگے اور ہر ایک عیار خواجہ عمرو کے گلے مل مل کے روتا تھا اور وداع کرتا تھا وہ صحبت بزم عزا تھی نالہ و آہ کی صدا تا بہ فلک جاتی تھی وہ شب قیامت کی شب تھی سیارے بھی اس مہر سپہر عیاری کے لیے محزونی اپنی ظاہر کرتے تھے کہ ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے تھے عجب دردناک وہ رات تھی ایک شب ظاہر مین باقی حیات تھی الغرض دو پہر رات گئے تمام عیارون کو رخصت کیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری مشغول بہ تیاری عیاری ہوے اپنے تئین دولھا برات کی رات کا بنایا خلعت شاہانہ پہنا آنکھون مین سرمہ دیا شملہ سر پر رکھا اور پھولون کا گہنا پہنا بدھی بیلے کی گلے مین طرہ گچھے دار کان مین لگایا سہرا بھاری بیلے کے پھولون کا شملے پر باندھا بالون مین تیل لگایا منھ مین الکیس پان کا بیڑا دبایا عطر سہاگ کا خوب لگا کر دولھا بنکر تیار ہوے اُسوقت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری پر وہ حسن نوشاہی تھا کہ شمع محفل مثل پروانے کے صدقے ہوئی تھی ترک فلک بلا گردان ہوا مہتاب و آفتاب نے تارون کو نچھاور کرکے صدقے اُتارا الغرض خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے وہ دو پہر رات اُسی اہتمام عروسی مین بسر

کی ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر ستکر دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لے کر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری
قبۂ چرخ اخضری پر چمکا کہ یکایک نوشاہ روز عالم افروز آفتاب جہانتاب نے دامن سحاب نور کو بصد آب و تاب کھینچا
تابندگی سے بیحجاب ہوکر بند نقاب شعاع کو دور کیا کہ دیکھا سبھون نے نوشاہ مشرق نے آسمان پر ظہور کیا تمام عالم
ایجاد کو نور سے پُر نور کیا از زمین تا چرخ برین ضیاے نور چہرۂ نوشاہ مہر سے معمور مگر جب ماہ تابان آمد مہر درخشان
سے بشکل حیران نہایت پریشان ہوکر دامن کہکشان مین پنہان ہوا بس صبح ہو گئی شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری
پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ۞ عیاران لشکر اسلام ایک لاکھ اسی ہزار درخیمۂ خواجہ عمرو پر حاضر ہوے یہان خواجہ
تخت شاہانہ پر دولھا بنکے بیٹھے عیارون نے تخت کو اُٹھایا بارگاہ امیر باتوقیر پر حاضر ہوے صاحبقران زمان سے وداع
ہوتے وقت عرض کیا کہ اے امیر آج جام حیات میرا لبریز ہو گیا مین شمیمہ کا عاشق زار ہون میرا ہاتھ اُسپر مارنے کو
نہ اُٹھیگا اور وہ مجھکو بیشک قابو پاکر نہ چھوڑیگی ضرور قتل کریگی جو مجھ سے خطا ہوئی ہو بحل کیجیے سب سرداران لشکر
اسلام میرا کہا سنا معاف کرین کہ اب سفر ملک عدم قریب ہے یہ منزل قبر بہت سخت ہے وہ تنہائی کا سامنا وہ تاریکی
لحد نکیرین کا مقابلہ نہ کوئی دوست نہ آشنا اقربا نہ ہمدم نہ مونس اعمال کی پرسش دریاے عصیان کی طغیانی سواے
ناخداے کشتی دو جہان پروردگار عالم کوئی حامی و مددگار نہین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے اس عبرت آمیز کلام پر
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اشک حسرت آنکھون مین بھر لاے منھ پر رومال رکھ کے رونے لگے تمام سردارون
مین کہرام گریہ و زاری کا پڑا لشکر اسلام مین بھی شور گریہ خواجہ عمرو کی جدائی کا بلند ہوا ہاے خواجہ ہاے خواجہ کا غل
تھا عیارون مین ہاے اُستاد کی صدا بلند تھی ہر شخص خواجہ سے گلے مل مل کر بصد شور و شین الوداع الوداع کہتا تھا
تخت روان پر خواجہ دولھا بنے ہوے عیار وہ تخت کاندھون پر اُٹھاے گریہ و زاری کرتے ہوے چلے تمام لشکر اسلام ہمراہ ہے
اور سرداران عالیشان بصد صورت غمناک ساتھ ساتھ تھے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بھی بچشم پرنم بصد
رنج و الم سردارون کے بیچ مین اسطرح وہ تخت روان دولھا کا جاتا تھا گویا تختہ تابوت پر کسی بادشاہ کا جنازہ
بڑی دھوم دھام سے مقبرے کی طرف جاتا ہو اور سب ادنی اعلی فوج و رعایا سردار و ملازم روتے ہوے ساتھ
ہون الغرض اس صورت سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری میدان کارزار مین آے اُدھر لشکر کفار نابکار اور
خفران کوہی گھوڑے پر سوار اور شمیمہ بنت خفران کوہی برات کی شب کی دلھن بنی عطر سہاگ مین بسی
تخت عروسی پر تمکن گھونگھٹ ڈھائی ہاتھ کا سہرا مقیشی سر سے بندھا ہوا شاہانہ جوڑا زیب جسم گویا آفتاب عالمتاب
کرن مین پنہان غرض دونون تخت میدان رزمگاہ مین اُترے شمیمہ نے للکارا اے عمرو ہوشیار ہو قضا تیری آپہونچی
کس خواب خرگوش مین ہے کھینچ نیمچہ مقابلہ کر خواجہ نے کہا اے جان جہان اے راحت و آرام دل عاشقان معاذ اللہ تجھسی
معشوق خوبرو حسین جمیل شکیل پر نیمچہ براے قتل اُٹھاؤن جن ہاتھون سے یہ ارادہ کرون وہ ہاتھ میرے قطع ہون اے
پیاری غنچہ دہن گلبدن مین تجھپر جان صدقے ہے روح نثار ہے یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے اے دلبر عاشق کو کیا عذر ہے
حاضر ہے سر کاٹ لے شعر بحل کر دیا جدا کر تیغ سے ۞ کیا عذر عاشق کو تری آغوش مین سر جان جان توڑ اے بیٹھے مین
شمیمہ نے کہا اے عمرو کیون مکر کی باتین کرتا ہے نیمچہ کھینچ میرے تیرے مقابلۂ جنگ ہو خواجہ نے کہا اے جانی مین کبھی تجھپر
نیمچہ نہ کھینچونگا شعر لگا قتال ظالم ہاتھ اک شمشیر ہران کا ۞ یہ حسرت ہے کہ سر کٹ کر گرے آغوش عاشق مین ۞ یہ سنکر شمیمہ نے
کہا دیکھ اے عمرو پچتاویگا نیمچہ کھینچ میرا وار روک مین حجت تمام کر چکی یہ تیری عیاری مکاری کی باتین مین نہین سنتی اب
مارتی ہون ہاتھ نیمچۂ قضا شمیم کا کہ سر کٹ کے اُدھر گر یگا پھر کچھ تیرے بناے نہ بنیگا خواجہ نے کہا اے محبوب مین کہتا

ہون دیر نہ لگا عاشق کو بغیر وصل معشوق جینا دشوار ہی جلد سر کاٹ لے شعر حاضر یہ سر ہی کاٹ لو خون بھی بحل کیا ٭ ہو انفراغ عشق کا جھگڑا تمام ہو ٭ یہ سنکے شمیمہ عیارہ نیمچہ کھینچ کر جھپٹی ادھر خواجہ عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر بلاؤ عشقبازون کو ذرا جرأت مری دیکھین ٭ تہ شمشیر جانان یون سر تسلیم رکھتے ہین ٭ شمیمہ نے ہاتھ نیمچہ کا لپک کر عمرو کو مارا سر خواجہ عمرو کا کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ گر کے خاک پر تڑپنے لگا خون کا دریا جاری ہوا یہ تماشا تمام لشکر اور سب سردار دیکھتے تھے جیسے ہی عمرو کا سر کٹا صاحبقران آنکھون پر رومال رکھکے رونے لگے سرداران لشکر اسلام مین شور و شیون و ماتم شروع ہوا ایمان جیسے ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا بدن سے سر جدا ہوا اور لاش زمین پر گری فوراً لاش سے آواز آئی شعر ایک دن مرتا سو اب مر گیا عاشق تیرا ٭ وصل کی رہگئی ای جان یہ حسرت باقی ٭ شمیمہ عیارہ دوڑ کر لاشۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری پر آئی اور پکاری ہائے افسوس ای خواجہ مین کیا جانتی تھی کہ تو میرا ایسا عاشق زار ہی شعر میرے عاشق تری کیا مفت گئی جان افسوس ٭ مین نہ سمجھی تھی کہ ہی دل سے تو شیدا میرا ٭ ای فدا کنندۂ جان زار و ای دلدادۂ محبوب اب مین تیری لاش کو اُٹھا کر ہم آغوش کرونگی سینے سے سینہ لگاؤنگی بوس و کنار سے روح کو شاد کرونگی تیرے غم مین ہمیشہ سوگ نشین رہونگی یہ کہکر لاش کو کھینچا اور سربالین لاش بیٹھ گئی اور کس اشتیاق و دلسوزی و محبت سے کٹی ہوئی گردن اپنی آغوش مین رکھی مسیحائی معشوقانہ ظاہر کرنے کا قصد کیا یکایک لاش آغشتہ بخون و خاک نے بصد شوق و اشتیاق دل مبتلائے فراق دونون ہاتھ اُٹھا کر گردن محبوب جانی مین حمائل کیے اور وہ بنے ہوے ظاہر مین تھے حلقہ ہائے کمند شمیمہ عیارہ و مکارہ پر پڑے وابستۂ محبت تازہ گرفتار ہوئی یہان خواجہ عمرو نے کٹا ہوا خول مقوے کا خون بھرا ہوا سر اصلی سے اپنے نیچے اُتارا اور جھپ سے اُٹھکر نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ خال رُخ بختک بد اختر ببرم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ جام و قدح و سبو و ساغر ببرم ٭ باش او عیارہ مکارہ محبوب دلفریب و معشوق جامہ زیب دیکھا میری عیاری کو تو نے یہان لشکر اسلام مین تو تمام شہزادون نے واہ واہ کا شور مچایا سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا عیاری کی ہی دل دوستان شاد شاد کیا دشمنون کو برباد کیا ای خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کیا کہنا تمہارا مثل و نظیر نہین تمہارے سامنے کون عیاری کر سکتا ہی ادھر ملکہ شمیمہ منفعل و محجوب ہوئی ماہ طلعت وزیرزادی ملکہ شمیمہ کی لپک کر مثل برق کے پاس شمیمہ کے آئی اُسنے بھی خواجہ کی بڑی تعریف کی اور کہا ای ملکہ حقیقت مین عیاری اسکا نام ہی اب اس سے بڑھکے کوئی کیا عیاری کریگا شمیمہ نے کہا ای ماہ طلعت تو منصف ہی بیشک یہ شخص عیار کامل ملکہ شہنشاہ عیاران عیار و سلطان طراران خنجر گذار ہی مین تو اب اسکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی دین اسلام بصدق دل منظور کرتی ہون یہ ذکر تھا کہ خضران کوہی اپنے سرداران لشکر سے بڑھکر آیا اور اپنی بیٹی شمیمہ سے خواجہ عمرو کی بہت صفت و ثنا کی اور کہا مین بھی دین اسلام قبول کرتا ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو آسے دین اسلام قبول کرے اور اطاعت صاحبقران عالیشان کی کرے غرضکہ خواجہ عمرو ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیرزادی و خضران کوہی وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد اور امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کی بہت تعریف کی خواجہ نے مجرا کیا سب سردارون نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا خوش ہو کر ملے عیار ایک لاکھ اسّی ہزار سب خواجہ سے بغلگیر ہوے سبھون نے کہا آج پھر از سر نو زندگی ہوئی ملکہ شمیمہ اور خضران کوہی اور ماہ طلعت وزیرزادی نے از سر صدق مسلمان ہو کر کلمۂ طیبہ پڑھا زمرد شاہ باختری لقا سے بے انتہا نفرت کی بت پرستی سے دست بردار ہوے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا صاف چہرے پہ نور دین اسلام نظر آیا وحدانیت

پروردگار کے قائل ہوے امیر با توقیر و بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیمون مین گئے خواجہ عمرو شمیمہ کو ہمراہ لیے ہوے اپنے خیمہ مین گئے امیر با توقیر نے انعقاد جلسۂ جشن شادی و خرمی عمرو کے زندہ ہونے کا لشکر اسلام مین حکم دیا اور بارگاہ سلیمانی مین بھی جشن ہوا کیا خواجہ عمرو بھی بعد شادی و سرور نائو نوش مین مشغول ہوے

شعر وہ شب شب برات تھی دن روز عید تھا شادی یہ تھی ہر اک کو میسر بہم ہوے

دو کلمے داستان حیرت نشان جمعیت سرداران زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا و جنگ و جدل رستم زمان علمشاہ نوجوان سے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا تو زلال فرنگ
یقین ہو کہ چمکینگی پھر جھلیپان
نہ دے طول اب داستان کو سحر

کہ رندون کو ہو جنگ کی پھر امنگ
یہان ہوگا پھر خون کا دریا روان
بس اب مختصر کر بیان کو سحر

ہوا چاہتا ہے پھر اب جمگھٹا
ارے ہوش مین آ ذرا ساقیا

اٹھا چاہتا ہے پھر اب غلغلہ
ہوا چاہتا ہے تلاطم بپا

غزل

جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیمہ ہوگیا
جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہوگیا

خوب محشر کر کے بربا یار کو دکھلا دیا
سیر سے اُسکے درمیان غفلت کا پیدا ہوگیا
طوف کے حیلہ سے ہم بھی گھورتے کو جا لگینگے
سنگ آہو سایہ اپنا دشت بیان ہوگیا
بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام مے

پی گئے آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
آج اور رفتار جانان کار فردا ہوگیا
سایۂ قامت بھی کیا بڑھتا ہے تیری ہی طرح
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلا ہوگیا
خود نما خیب ہوگیا آئینہ سودائے عشق
مست ہین اللہ کے جو منہ سے نکلا ہوگیا

اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا
وا سے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبی ہوگیا
سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہوگیا

بیت بہر فتنہ ساز ندگان فساد

نگارندہ مضمون جنگ و جہاد و سخنوران میدان کارزار و نبرد آزمایان ہنگامہ گیر و دار جمعیت لشکر مضامین اعلا کو بہ طبع آرائی توسن رسا بہ نوک سنان قلم تیز رقم صفحۂ جنگاہ مین یون صف آرا کرتے ہین کہ جب خضران کوہی مع چند سرداران نامی و گرامی اور اپنی بیٹی ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیر زادی وغیرہ بعد عیاری عروسی و نوشاہی خواجہ عمرو دولت دین اسلام سے یہ سب غنی ہوے اور فیضیابی خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان سے شرف اطاعت و فرمانبرداری حاصل کیا خوش و خرم لشکر اسلام مین رہنے لگے اُدھر زمرد شاہ باختری لقا سے بے لقا کو خبر ہوئی کہ خضران کوہی اور شمیمہ بیٹی اُسکی مع ماہ طلعت وزیرزادی وغیرہ کے مسلمان ہوئی نہایت غیظ و غضب مین آیا اور بختیارک سے کہا یا خداوند یہ کیسی تقدیر آپ نے کی کہ خضران کوہی و شمیمہ و ماہ طلعت وغیرہ لشکر اسلام مین چلے گئے لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین ان بندون نے نافرمانی میری کی اب سایۂ سحاب رحمت سے اپنے انکو نکال دونگا دیکھ تو کہ انکے واسطے کیا ہوتا ہے اب تقدیر کرتا ہون سردار آنے والے ہین وہ انکو گرفتار کر کے جہنم مین ڈال دینگے یہ سب اپنی سزا کو پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی یا خداوند قاقم کوہ کی طرف سے ببران ببر سوار و ملک بنا لک غول و خمر کلاہ گردن پیشانی کئی لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آتے ہین لقا نے حکم دیا کہ سردار ہمارے لشکر کے جائین اور استقبال کر کے بڑے حشم و خدم سے سب کو لائین فوراً سرداران لشکر لقا گئے اور سب استقبال کر کے بڑے اہتمام سے اُن سردارون کو لائے جسوقت وہ تینون سردار بارگاہ لقا مین داخل ہوے پہلے سجدہ کیا پائے تخت زمرد شاہ باختری کو بوسہ دیا ببران ببر سوار نے حال لشکر اسلام دریافت کیا بختیارک نے کہا سرداران اسلام نے بڑے بڑے سرداران خداوند کو مار ڈالا اور بھی خونریزیان ہوئین بہت سے سردار شریک لشکر اسلام ہوے چنانچہ فی الحال خضران کوہی اور ملکہ شمیمہ بیٹی اُسکی اور وزیرزادی ماہ طلعت شریک مسلمانان ہوئی ببران ببر سوار غصے سے مثل اژدرمان کے پیچ و تاب کھا کر رہگیا اور لقا سے عرض کیا یا خداوند طبل جنگ کا حکم دیجیے

لقا نے بختیارک سے کہا کہ جا کر طبل جنگی لشکر میں بجوا بختیارک گیا اور طبل جنگی کے بجنے کا حکم دیا یہاں لشکر لقا میں طبل جنگی بجنے لگا
اُمیر ہرکاران لشکر اسلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور اقبال اسلام یاور رہے بہران ببر سوار وغیرہ کوہ
قاف سے آئے ہیں اور طبل جنگی بجا ہے صاحبقران نے بھی کوس حربی کے بجنے کا حکم دیا یہان لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی رات بھر دونوں طرف لشکروں میں سامان حرب و ضرب ہوا کیا صبح کو دونوں لشکر میدان رزمگاہ میں آ کر صف آرا ہوئے نقبا سے
بلند آواز نے نقابت کی بہران ببر سوار بڑی شد و مد سے صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر اسلام سے
سہراب ظلمانی اور مہراب ظلمانی یکے بعد دیگرے گھوڑے اُڑاتے ہوئے مقابلہ بہران ببر سوار کے آئے نیزہ بازی تیغ بازی ہوئی
دونوں زخمی ہوئے بہران ببر سوار مثل رعد کے گرجنے لگا اور مبارز طلب کرنے لگا یہ سنتے ہی کرب غازی بعد لاوری
گھوڑا چھیڑ کر میدان میں آئے اور نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار مرد نامدار منظر کردۂ شیر پروردگار بعد تگادوری ہمسری کے
نیزہ بازی ہوئی چند طعن میں نیزہ بہران کے ہاتھ سے ہوائی ہو گیا بہران ببر سوار نے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر وار کیا کرب
غازی نے پشت شمشیر بردار اسکا روکا اور ہاتھ تیغہ کر پس عاد مغربی کا بڑھکر مارا نامرد نے سپر پر روکا تیغہ سپر کاٹ کے کاسۂ سر میں بیٹھ گیا
کرب غازی نے جو تیغہ بزور کھینچا دو ابرو سے آگے بڑھکر خون میں ڈوبا ہوا نکل آیا بہران ببر سوار گرا چاہتا تھا کہ فوج کفار تلواریں
کھینچ کر آ پڑی بہران کو سنبھالا کرب غازی پر سب حملہ آور ہوئے ہم اہیان کرب غازی بھی تلواریں پکڑ کر جھپٹے اور سرداران لشکر
اسلام بھی گھوڑے بڑھا کر شریک جنگ ہوئے کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا رستم زمان علمشاہ نوجوان
تیغ کپیتان فرنگی کھینچکر ملک بنالک غول پر جا پڑے نعرہ کیا منم رستم پہلتن پہلکین کشندہ دو پیل ہندی وکشندہ کپیتان فرنگی
شعر علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شورہ بنالک غول نے تیغ کا ہاتھ مارا علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ بنالک غول سپر کو چاک کر کے تا دو ابرو اُتر گیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا فوراً اُسی حالت زخمداری میں علمشاہ
نے جو تیغہ کپیتان فرنگی کا ہاتھ مارا بنالک غول کی سپر کاٹتا ہوا سر بخس سے گذر گیا زخم کاری لگا گرتے گرتے بچا ادھر چادر خون
کی منہ پر علمشاہ کے آ پڑی عیار نے آ کر علمشاہ کو سنبھالا ادھر ملک قاسم عالیشان گھوڑا دبا کر کوہ لخت کے برابر آئے کوہ لخت نے
تلوار کا وار کیا قاسم نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا کوہ لخت زخمی ہو کر جھومنے لگا کفار بیچ میں آ گئے کوہ لخت کو ہٹا لیگئے بدیع الزمان
نے بنالک غول کے اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا بنالک غول کو علمشاہ زخمی کر چکے تھے اب اور گھائل ہوا قہرش بن عنظر سوکیا ہے طوفانی نے
طوفان بن سماک کو مجروح کیا ضیغم خون آشام نے بڑھکر قہرش کو للکارا کہ تو نے کیا غضب کیا کہ طوفان کو مارا جوار میں آ پہنچا قہرش نے
بڑھکے اُسے بھی ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی زخم کاری کھا کر گرا مظہر پیل گردان نے قہرش پر بیلچہ کھینچ مارا قہرش نے بیلچہ اُسکا پشت
شمشیر پر روکا اور ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا جو مارا مظہر پیل گردان دو ٹکڑے ہو کر فی النار و سقر ہوا ادھر کوہ لخت بھی اپنے زخم کو
باندھے ہوئے لڑ رہا تھا کہ قضاے کار قہرش سے مقابلہ ہو گیا کوہ لخت نے تلوار کا وار کیا قہرش نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار
قہرش کی مثل برق کے خود کوہ لخت پر چمکی ہر چند اُسنے اپنے کو بچایا مگر تلوار قہرش کی بے پناہ تھی سر پر کوہ لخت کے پڑی تنگ مرکب سے نکل کر
خون افشانی کرنے لگی اُس روز کی جنگ مغلوبہ میں سرداران لشکر اسلام کے ہاتھ سے تین ہزار کفار نامی سردار و پہلوانان حرار مارے گئے
اور علمشاہ کے سر سے اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخرکار مرکب کو لشکر امیر کی طرف موڑا اور تیغہ کپیتان کو میان میں کر کے
دونوں ہاتھ مرکب کی گردن میں ڈال دیے مرکب باد رفتار لشکر گاہ امیر کی طرف تو نہ لیگیا اور کسی طرف نکلا چلا گیا وقت شام کا تو قریب آ چکا تھا
دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجنے لگا سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیموں میں آئے صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی کی طرف مراجعت
فرمائی خواجہ عمرو اور عیاروں نے کشتوں کو اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیوں کی مرہم پٹیاں کیں اُدھر کشتگان نجس اپنے کفار نے
اٹھوائے اور زخمیوں کی زخم دوزیان کرنے لگے اُدھر امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی میں جلوہ گر ہوئے دربار جمع ہوا سب سرداروں کی

دیکھا مگر علمشاہ رستم زمان کو نہ پایا خواجہ سے فرمایا علمشاہ کہان ہین عمرو نے کہا اے امیر مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا علمشاہ کو کسی طرف لے کر نکل گیا اے خواجہ جلد جاؤ علمشاہ کو تلاش کرو عمرو نے کہا اے امیر میرا جانا مصلحت نہین عیاران لشکر کفار یہ سمجھینگے کہ عمرو ڈر کر بھاگ گیا لہذا اگر حکم ہو تو اور عیارون کو تلاش علمشاہ مین بھیجون امیر با توقیر نے فرمایا بہتر ہے غرضکہ خواجہ عمرو نے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ علمشاہ کا پتا نہین ہے نہین معلوم زخمی ہو کر کدھر کو چلے گئے گھوڑا انکا رن مین کہان چلا گیا تم لوگ جلد جاؤ اور پتا علمشاہ کا لگاؤ یہ سنکے چند عیار بموجب حکم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے رخصت ہو کر ایک طرف روانہ ہوئے

دوسرے داستان حیرت نشان رستم زمان علمشاہ عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف	دکھائے جوانی کا عالم ضعیف	کدھر ہے تو اے ساقی بے خبر	بہار ندم گشتہ کی تو خبر
وہ مینوش جب تلک نہ آئیگا یان	نگیگا نہ میخانے کا کچھ نشان	یہ مینوار ہی ہے ساقیا بدمزا	ہر اک رند ہے فکر مین جابجا
مناسب ہے پہلو تہی تو نہ کر	مئے ارغوان کی نہین کچھ خبر	سحر شام سے ہے تردد یہی	نہ اہل نشان کی خبر کچھ ملی خمسہ

نگاہ آنکھ سے اے یار ماہرو نکلے — کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے — تری تلاش مین جو جا ہے چارسو نکلے

ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے — کہ پردہ کعبہ کا الٹون وہان بھی تو نکلے

بیت نویسندہ دفتر لاجواب رقم کردایں داستان انتخاب کہ جسوقت مرکب باد رفتار علمشاہ نامدار کو عرصہ کارزار سے لے نکلا اور کوہستان کی راہ لی علمشاہ پہ نہایت ضعف طاری تھا مرکب رات بھر چلا رہروی کرتے کرتے صبح کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا مرکب گاہ سبزہ زار کی چرائی مین مصروف ہوا جب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پی کر سیراب ہوا ناگہان مرکب نے جھرجھری لی پشت زین سے علمشاہ زمین پر گر پڑے عالم بیہوشی مین پڑے رہے مگر مرکب وفادار برائے حفاظت سوار زخمدار بالین علمشاہ پر کھڑا رہا قضا کار ادھر قافلہ خواجہ بہرام کا آتا تھا ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار نہایت مجروح صحرا مین پڑا ہے اور مرکب اسکا کھڑا ہوا محافظت اسکی کر رہا ہے ملازمون نے آکر خواجہ سے بیان کیا خواجہ بہرام بازرگان خود آیا اور علمشاہ نوجوان کو اٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا اسی وقت جراح کو بلوایا زخم کو دھلا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی اور ملازمون کو خدمت علمشاہ کے واسطے حکم کیا جسوقت کہ تسکین دل مجروح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا آنکھ کھلی خواجہ بہرام کو سرہانے اپنے مشغول خدمتگذاری دیکھا فوراً علمشاہ اٹھ بیٹھے خواجہ بہرام نے علمشاہ سے استفسار حال کیا علمشاہ نے کہا کہ نام میرا جمشید ہے مین سوداگر ہون قزاقون نے مجھے آکر جنگل مین گھیرا میرے ملازمون سے تلوار چلی سب مارے گئے مین تنہا انسے لڑا زخمی ہوا مرکب مجھکو عالم بیہوشی اور زخمداری مین لے کر ادھر نکل آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس جگہ پایا خواجہ بہرام سے علمشاہ نے پوچھا آپ اب اپنا نام بتائیے کہ آپ کون ہین اسنے کہا مجھکو خواجہ بہرام بازرگان کہتے ہین چندے تم یہان رہو ہمارے پاس استقامت اختیار کرو ہم سب سامان تمھارا درست و تیار کر دینگے القصہ علمشاہ وہان رہنے لگے چندے مین زخم سر اندمال پہ آکر روبصحت ہوئے اور غسل صحت کیا زخمداری سے فرصت پائی ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے خواجہ بہرام سے کہا کہ یہ شخص ہمین خود قزاق معلوم ہوتا ہے اسکے باعث سے خوف بہت بڑا ہے کہ ایسا نہو یہ شخص کسی وقت غفلت مین دغا کرے بہ حرکت قزاقی پیش آئے اپنے ساتھیون کو بلا کر قافلہ لوٹ لیجائے صلاح وقت یہ ہے کہ شب کو اسے سوتا چھوڑ کر نکل چلیے خواجہ بہرام نے کہا یہ مناسب ہے میرے بھی ذہن مین تمھارا کہنا آیا بہتر تو یہ ہے کہ آج شب کو کوچ کر چلو الغرض علمشاہ کو عالم خواب مین چھوڑ کر خواجہ بہرام مع قافلہ کے کوچ کر کے راہی ہوا یہان صبح کو علمشاہ جو بیدار ہوئے اپنے تئین اکیلا ایک پلنگ پر پایا کوئی قافلہ والون مین سے نظر نہ آیا نہایت حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کیسا طلسم تھا جو نظر سے غائب ہو گیا مگر مرکب علمشاہ عالیشان اسپ بالا کبود فرنگی موجود تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے چلتے چلتے کوئی دس کوس زمین طے کی ہوگی کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اس درہ کوہ کے اندر داخل ہوئے دیکھا کہ کچھ لوگ مرد قتل کیے پڑے

ہین

ہین اور کچھ لوگ زخمدار نہایت مجروح دکھائی ہین اور خواجہ بہرام بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی علمشاہ خواجہ بہرام
کو پہچانکر برابر اُسکے آئے اور پوچھا کہ ای خواجہ بہرام یہ کیا حال تمھارا ہی اور کسنے تمکو درخت سے باندھ دیا خواجہ بہرام نے کہا ایک
شخص سکندر رُوزِرد یہان رہتا ہی اُسنے تمام قافلہ میرا لوٹ لیا لوگون کو میرے قتل کیا اور یہ سب زخمی ہوئے پڑے ہین مجھے اس درخت
سے باندھکر چلا گیا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام مین نے کیا قصور تمھارا کیا تھا کہ تم مجھکو اُس صحرای لق ودق مین تنہا چھوڑکر راہی
ہوئے اُسنے کہا ای شخص حقیقت تو یہ ہی کہ مجھسے بہت بڑی خطا ہوئی ہین ان ہوا خواہون کے بھڑکانے سے تمکو تنہا چھوڑکر جنگل مین چلا آیا
اُسی سبب سے اس گناہ مین مبتلا ہوا اور تمھارے صبر مین گرفتار ہوا کیونکہ مین تمکو قزاق سمجھا تھا کہ تمکو غافل پاکر نکل آیا اُس بدگمانی کا یہ نتیجہ
ظاہر ہوا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام اسکا کچھ خیال نہ کرو اور کسی طرح کا غم نہ کھاؤ پروردگار مالک وحافظ ہی انشاءاللہ اُسی
سکندر رُوزِرد کو گرفتار کرکے تمھارا مال واسباب نہ دلواؤن تو نام اپنا پھر علمشاہ رومی نہ رکھون ای خواجہ بہرام بگوش دل سنو مین نے
اپنا حال مصلحتاً تمسے پوشیدہ کیا تھا مین فرزند جگربند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا علمشاہ
رومی رستم زمان ہی یہ کہکر خواجہ بہرام کو درخت سے کھولا اور فرمایا ای خواجہ بہرام اب تم یہان توقف کرو مین جاتا ہون اور
سکندر رُوزِرد کو تلاش کرکے لاتا ہون خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار اب آپ حیران وپریشان ہونے کو کہان جائیے گا اُس ملعون
کو کہان پائیے گا علمشاہ نے اُسکے کہنے کو نہ مانا اور روانہ ہوئے ہرچند خواجہ بہرام نے تعاقب کرکے منع کیا مگر علمشاہ مرکب صبا رفتار
کو چھیڑکر روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ مثلہ کوہ بیرہی اور اُسکے پھاٹک پر چند قزاق بیٹھے ہوئے وہی مال
تقسیم کررہے ہین ناگاہ اُن قزاقون نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک شخص پوشاک فاخرہ پہنے مسلح ومکمل مرکب پریوش پر سوار چلا آتا ہی
دوڑکر سکندر رُوزِرد کو اطلاع دی سکندر رُوزِرد جھپٹ کر پھاٹک پر آیا بغور دیکھا ایک طریق نام دُزد کو بھیجا اور کہا تو جاکر اس شخص
کا پہلے حال دریافت کرنا اور بعد اُسکے گھوڑا اور ہتھیار اس جوان کے چھین لینا اور کپڑے اُتروا لینا زندہ چھوڑکر چلا آنا کہ اُسکا جدھر جی
چاہے چلا جائے وہ طریق دُزد گھوڑے پر سوار ہوکر مثل آندھی کے چلا قریب آنا کیسا دور ہی سے علمشاہ کو للکارا او جوان کہان جاتا ہی
یہ گھوڑا اور ہتھیار ہمین دیئے جا علمشاہ نے نعرہ کرکے کہا او حرامزادہ وہ مال واسباب اُس بیچارے سوداگر کا لوٹ کر بہت دلیری پر
آگئے ہو مین اسواسطے آیا ہون کہ تم سب کو قتل کرکے جن جن کا مال واسباب تمنے چھینا ہی اُنکو دلواؤنگا جا تو کہدے سکندر رُوزِرد سے کہ اگر
تجھکو زندہ رہنا منظور ہی تو مال واسباب خواجہ بہرام کا دیدے ورنہ بزور شمشیر سب مال واسباب تجھسے لیلونگا طریق دُزد پکارا کہ
ای جوان بیچ ہی تو ایسا ہی سرکش ودلاور ہی کہ ہمسے بھی بل کی لیتا ہی تو کیا مال چھین لیگا اپنی جان ومال کی خیر مانگ بھلا اب میرے ہاتھ
سے بچکر تو کہان جاتا ہی یہ کہکر جھپٹا اور تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور چکر دیکر جو زمین
پر مارا سینہ تک غرق زمین ہوگیا روح نجس اُسکی راہی جہنم ہوئی یہ دیکھکر دس قزاق اور وہان سے للکارتے ہوئے دوڑے آتے ہی
علمشاہ سے تلوار چلنے لگی تو اُنمین سے مارے گئے اور ایک اپنی جان بچاکر بھاگ گیا یہ دیکھکر سکندر رُوزِرد کو غصہ آگیا بارہ ہزار
قزاقون سے تلوار کھینچے ہوئے آپہونچا علمشاہ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی تین پہر جنگ عظیم رہی یہان تک کہ اب علمشاہ رومی سے اور سکندر رُوزِرد
سے مقابلہ ہوا سکندر رُوزِرد نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ نے باڑھ بچاکر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو
اُستوار تھام کر زین فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے پکارے کہ او سکندر رُوزِرد لعنت کر لقائے بے بقا پر اور دین اسلام قبول کر کلمہ پڑھکر
پاک وصاف ہو وحدانیت پروردگار کا قائل ہو نہیں تو ابھی تجھکو مارتا ہون کہ پیوند زمین ہوجائیگا اُسنے کہا کہ آپ مجھکو اپنے حسب ونسب
سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون ہین علمشاہ عالیشان نے فرمایا کہ تو نے جو سنا ہوگا لرزۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اُنکا
مین فرزند جگربند ہون نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی سکندر رُوزِرد نے عرض کیا مجھکو بدل آپ کی اطاعت منظور ہی اور
بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون علمشاہ نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور بہ آہستگی گھوڑے پر بٹھادیا اُسی وقت سکندر رُوزِرد نے

اپنے ملازمون کو بھیجکر خواجہ بہرام کو بلوایا اور سب مال و اسباب سکندر رُوز و نے دیدیا علمشاہ نے پوچھا ای خواجہ بہرام اب تم یہان سے کسطرف جاؤ گے خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار مرصع حصار یہان سے بہت قریب ہی وہین جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین تمکو پہونچاے دیتے ہین دوسرے روز وہان سے کوچ کیا بعد قطع مسافت شہر مرصع حصار مین آے کاروانسرا مین اُترے دوسرے روز ایک دُکان سر چوک بکرایہ لی اُسمین خواجہ بہرام بازرگان آکر بیٹھا دُکان کو اسباب تجارت سے آراستہ و پیراستہ کیا علمشاہ بھی وہان بیٹھے اتفاقاً حاکم شہر کی طرف سے ایک شخص پہلوان نہایت تن و توش کا محصول مال تجارتی لینے کو آیا بہرام بازرگان نے کہا ای بھائی ابھی ہم وارد شہر ہوکر دُکان بکرایہ لے کر اُترے ہین ابھی تو اچھی طرح سے مال تجارتی دُکان پر لگایا بھی نہین ہے کہ تم محصول لینے کو مال کا آئے جب ایک مہینا گذریگا اور کچھ مال بِک جائیگا اُسی وقت محصول تجارتی ہمسے لیلینا ہمین محصول دینے مین کیا عذر ہی اُسنے کہا ہم یہ کچھ نہین جانتے ہمکو حکم اسی طرح ہی یا تو محصول مال تجارتی سرکار مین داخل کرو یا اس شہر سے ابھی چلے جاؤ علمشاہ اس گفتگو پر بہت برہم ہوے اور کہا کہ جاؤ سرکار مین ہماری نالش کرو ہم محصول ابھی ہرگز نہ دینگے اُس پہلوان نے غصہ سے ہاتھ بڑھاکر کچھ اسباب دُکان کا پھینکدیا علمشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا پُشت کی طرف پھر گیا اور تیورا کر گرا بازار مین ہلڑ ہوا شدہ شدہ یہ خبر حاکم مرصع حصار کو پہونچی کہ آج اس شہر مین ایک نیا سوداگر آیا ہی اُس سے اور ملازم سرکار سے بابت محصول کے فساد ہوا وہ ملازم سرکار مارا گیا حکم ہوا کہ دریافت کرو وہ کون سوداگر ہی اور اُسکے کس ساتھ والے نے ہمارے کس ملازم کو مار ڈالا لوگون نے کہا کہ خواجہ بہرام بازرگان ایک سوداگر کہین سے آیا ہی اُسکے بیٹے نے کوتوال شہر کو مار ڈالا یہ سنکے حاکم مرصع حصار نے مہران دُرد رگوش کو ایک سردار بہت بڑا زبردست تھا اُس سے کہا کہ تو جاکر اُس تاجر کے بیٹے کا سر کاٹ لا مہران دُرد رگوش یہ سنکر بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لے کر آیا دُکان بہرام بازرگان کی گھیر لی اور پکارا کہ کسنے کوتوال شہر کو مارا ہی نکل کر سامنے آئے علمشاہ عالیشان مسلح و مکمل ہوکر آہو مال اکبود فرنگی مرکب خنیم شکار پر سوار ہوکر سامنے آے اور کہا کہ ہمنے اُسکو مارا ہی اور تجھکو بھی مارینگے اُسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مار لو اسے یہ سنتے ہی ہمراہی اُسکے تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے علمشاہ نے بھی تیغہ کپتان کو کھینچا تلوار چلنے لگی بہت سے لوگون کو مارکر مہران دُرد رگوش کے برابر آ پہونچے مہران نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اُسکی روک کر جو تیغہ کپتان کا ہاتھ مارا تیغہ مہران دُرد رگوش کے سر پر پڑا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہی اُسکے لاش مہران دُرد رگوش لے کر بھاگ گئے حاکم مرصع حصار کے سامنے آکر بیان کیا کہ یہ بھی اُس سوداگر بچے کے ہاتھ سے مارا گیا وہ نہایت زبردست اور طاقتدار و بہادر ہی حاکم مرصع حصار بہت برہم ہوا اپنے سپہ سالار کو بھیجا کہا کہ جاکر اُس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا یا سر کاٹ کر لے آ جسطرح وہ ہاتھ آے غرضکہ وہ سپہ سالار کہ نام اُسکا چلبی فیل جبین تھا فوج کثیر ہمراہ لے کر آیا اور علمشاہ و سوداگر کو گھیر لیا علمشاہ نے تلوار کھینچی اور لڑنے لگے علمشاہ نے دم بھر مین وہ تلوار زنی کی کہ لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتے ہوگئے خون کا دریا بہنے لگا فوج سامنے سے فرار ہوئی علمشاہ نامدار مارتے ہوے برابر چلبی فیل جبین کے آے اور نعرہ کیا کہ آپ نہین سامنا کرتا فوج کو لڑوا تا ہی نامردی دکھاتا ہی چلبی فیل جبین نے غصہ ہوکر تلوار ماری علمشاہ نے وار اُسکا روک کر جو تیغہ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا سپر اُسکی دو ٹکڑے ہوئی نامرد نے سر اپنا بچایا پیچھے پر مرکب کے ہٹ آیا تیغہ علمشاہ گھوڑے کی گردن پر پڑا سر مرکب کا اُڑکر اُدھر گرا یہان راکب و مرکب تہ و بالا ہوکر گرے علمشاہ کود کر مرکب سے سینہ پر چلبی فیل جبین کے چڑھ بیٹھے اور فرمایا لعنت کر لقا پر اور دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون وہ کافر از روے خوف جان اسلام لایا طوطے کی طرح کلمہ پڑھا علمشاہ نے اُسکو جان کی امان دی علمشاہ سے اُسنے کہا اب آپ میرے ساتھ دربار حاکم مرصع حصار مین چلیے مین آپ کو اُس سے ملوا دونگا اُسکو بھی مسلمان کرادون علمشاہ اُسکے ہمراہ روانہ ہوے یہان اُس سپہ سالار نے ایک ملازم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ یہ شخص سوداگر بچہ نہین ہی پسر حمزہ ہی مجھکو بھی اسنے زیر کیا مین ظاہر مین بخوف جان مسلمان ہوا اگر مین دین اسلام ظاہر نہ قبول کرتا تو یہ مجھکو بھی قتل کرتا اب مین اُسکو اپنے ہمراہ لے کر آپ کے دربار مین آتا ہون آپ کو اختیار ہی

خواہ گرفتار کیجیے خواہ چھوڑ دیجیے یا قتل کیجیے القصہ جب علمشاہ دربار مین حاکم مرصع حصار کے آے وہ دیکھتے ہی علمشاہ
کو تخت سے اُتر کر کھڑا ہو گیا جھک کر باادب مجرا کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ پسر حمزۂ صاحبقران
زمان ہین اور دین آپ کا برحق ہی اب مین لقاے بے ایمان پر لعنت کرتا ہون اور مسلمان ہوتا ہون مجھکو کلمہ پڑھایئے علمشاہ نے
کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اُس مردود ازلی نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور علمشاہ کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے علمشاہ
نے کہا ہم تاج بخش بزور شمشیر ہین مگر خود تخت نشینی نہین کرتے تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے یہ کہکر حاکم مرصع حصار
کو تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوے الغرض حاکم مرصع حصار نے علمشاہ کی دعوت کی اور کھانے مین بیہوشی
شریک کرکے علمشاہ کو کھانا کھلایا جب علمشاہ والاجاہ بیہوش ہو گئے فوراً گرفتار کیا اور غل و زنجیر مین اسیر کرکے قلعۂ
افلاکیہ مین بھیجدیا اور خواجہ بہرام بازرگان کا بھی سب مال و اسباب تجارتی لوٹ کر اُسے بھی قید کیا ناظرین والاتمکین
پر واضح ہو کہ اس قصہ کو تو یہین چھوڑ اب حال لشکر امیر باتوقیر کا بگوش دل سماعت فرمایئے کہ ببران ببر سوار تو ہاتھ سے
سرداران لشکر اسلام کے یہان زخمی ہوا تھا مگر اپنے عیار زردہنگ سے کہا کہ جسطرح ہو تو بدیع الزمان کو گرفتار کرلا
تجھکو اُسکے عوض مین بہت کچھ انعام دونگا زردہنگ نے کہا بہت خوب مین بدیع الزمان کو گرفتار کیے لاتا ہون زردہنگ
عیار ببران ببر سوار رات کو خدمتگار کی شکل بنکے شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کرکے پشتارہ باندھکر
لے آیا ببران ببر سوار نے کہا ای زردہنگ تو ان دونون کو یونہین گرفتار کیے ہوے قلعۂ زرین حصار مین لیجا
اور وہان ان دونون کو قید کر زردہنگ عیار ببران ببر سوار بموجب اپنے آقا کے حکم کے اُن دونون کو لے کر طرف قلعۂ
زرین حصار کے روانہ ہوا اور وہان لیجا کر اُن دونون شہزادون کو قید کیا یہان لشکر اسلام مین جب صبح ہوئی ایک
شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ رات کو کوئی عیار شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو چُرا کر لیگیا حمزۂ صاحبقران زمان
یہ حال سنکر بہت متردد و متفکر ہوے اور صدمۂ عظیم ہوا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بُلا کر بہت خفا ہوے اور کہا کہ تم نہایت
غافل رہتے ہو عمرو نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو مین ابھی جاکر رہا کرتا ہون
یہ کہکر خواجہ عمرو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو مجرا کرکے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اُسوقت پہونچے کہ
زردہنگ عیار قید بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی لے کر طرف قلعۂ زرین حصار کے روانہ ہو چکا تھا بارگاہ مین یہی چرچا
اور ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اور بختیارک دربار مین بیٹھا ہوا ببران ببر سوار سے کہہ رہا ہی کہ تمنے چُرا لیا
کہ قید کرکے پسران حمزہ کو اپنے شہر مین بھیجدیا اب یہ بتاؤ کہ تمھاری کوئی اولاد بھی ہی یا نہین ببران ببر سوار نے کہا
ملک جی فقط ایک بیٹی گھر کی آنکھون کا تارا ہی اُسی کی روشنی خانۂ دل والدین مین ہی بختیارک نے کہا ای ببران بس اب
شہر بھی تمھارے ہاتھ سے گیا اور وہ دختر بھی تمھاری قبضے مین خدا پرستون کے گئی ببران ببر سوار یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور
کہا ای ملک جی یہ کیا تم واہیات بکتے ہو خبردار اب اسطرح کی گفتگو مجھسے نہ کرنا بختیارک چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے یہ تمام
گفتگو سنی اور وہان سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آے اور سارا حال بیان کیا اور کہا کہ قید شہزادون کی شہر
زرین حصار مین گئی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جاے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ جب تک شہزادون کو چھڑا کر نہین
لاتا ہون جبتک مجھکو چین نہین ہی یہ کہکر خواجہ عمرو شہر زرین حصار کی طرف روانہ ہوے پیچھے عمرو کے مہتر قران حبشی
بھی چلے لیکن حال وہان کا سنیے کہ زردہنگ عیار کہ اسکا نام اکثر راویون نے بلاانگیز بھی لکھا ہی یہ دونون شہزادون کو
لے کر شہر زرین حصار مین پہونچا اور چار سوق چوک مین دو لکڑیان زبردست بڑی بھاری گاڑ دین اور پنجرے مین دونون
شہزادون کو بند کرکے اُسمین لٹکا دیا اور نگہبانی کے واسطے عیارون کو وہان مقرر کیا اور اُن عیارون سے کہدیا کہ جو کوئی انکے

حال پر تاسف کرے یا یہان آنکر ٹھہرے اُسکو فوراً گرفتار کرلینا بحکم قطعی اپنے عیارون کو دے کر بلاانگیز وہان سے چلا آیا یہان
سہ پہر کو خواجہ عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر شہر زرین حصار مین داخل ہوے جابجا یہ چرچا سنا کہ پسران حمزہ کو
بلاانگیز عیار پکڑ لایا ہے چارسوق مین عقابین پر چڑھایا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے چوک مین دیکھا کہ واقعی بدیع الزمان اور ہاشم کو
قفس آہنی مین قید کرکے لٹکایا ہے یہ دیکھتے ہی عمرو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور روتا ہوا چلا گیا غرض دن اُتنا چپکے چپکے
گریہ وزاری مین گذار ڈیڑھ پہر رات گئے تھوڑی سی مٹھائی حلوائی کی دکان سے لی اور اُسمین بیہوشی ملاکر خوانون مین لگائی اور
کسنا اُسپر کس کے خوانپوش ڈال کے زیر عقابین آیا اور اُن عیارون کے آگے لاکر وہ خوان رکھدیے اور کہا کہ مہتر بلاانگیز
نے یہ مٹھائی کے خوان تمکو بھیجے ہین سب عیارون نے خوشی خوشی آپس مین تقسیم کرکے خوب کھائی بس کھاتے ہی سب
بیہوش ہوے خواجہ عمرو بصورت اصلی بنکر عقابین کے اوپر آیا پنجرون سے لپٹ کر خوب رویا اور کہا آؤ مین تمھین پنجرون سمیت
لیچلون بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن نے کہا عمو جان ہمین یون چھوٹنا منظور نہین ہے ہم رہا ہوکر اپنے پانون سے جائین تو کیا
مضائقہ ہے ورنہ ہمین قید کی تکلیف اُٹھانا منظور ہے عمرو نے سمجھایا کہ یہ جہالت اچھی نہین ہے تمھارا باپ بھی جب عقابین پر چڑھا
تھا تو یونہین اُسکو بھی جہالت نے گھیرا تھا آخر کو مہینے قید رہا آؤ مین تمکو زنبیل مین ڈال کر لیچلون کہنا مانو جہالت نہ کرو بدیع الزمان
اور ہاشم تیغزن نے نہ مانا عمرو ناچار ہوا اشیرمال و کباب وغیرہ نکال کر پیہ دونون شہزادون نے کھائے اور شکر خدا بجالائے
بعد اُسکے سوہن نکال کر قفل پنجرے کا کاٹنے لگا آواز قفل کے ریتنے کی بلند ہوئی سامنے مکان بلاانگیز کا تھا وہ آواز سے سوہن
کی چونکا اور روشنی کرواکر دیکھا کہ پنجرے سے ایک سیاہ چیز لپٹی ہوئی ہے معلوم کیا کہ یہ عمرو عیار ہے قفل کاٹ رہا ہے دو سو عیار ہمراہ
لے کر چلا اور دور ہی سے للکارا او ناعیار مین آپہونچا تو کہان جائیگا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھا تمنے حریف آپہونچے اور تم قید سے
نہ چھوٹے یہ کہکر عمرو جست کرکے ایک طرف کو دکر راہی ہوے بلاانگیز جو زیر عقابین آیا دیکھا کہ سب عیار بیہوش پڑے ہین اور عقابین پر کوئی نہین
ہے بلاانگیز سبھون کو ہوش مین لایا اور بہت سرزنش کی اور پھر بلاخیز اپنے چچا کو وہان مقرر کیا اور کہدیا کہ خبردار رہنا کہ پسران حمزہ قید سے نہ رہا
ہونے پائین اُسنے کہا کہ کیا مجال جو کوئی عقابین پر نگاہ ڈال سکے یہ سنکے بلاانگیز چلا گیا بلاخیز بلاکیش مع دو ہزار عیار محافظت کو بیٹھا ناگاہ دیکھا
کہ ایک حجام سامنے سے نمودار ہوا بلاخیز پکارا کہ میان خلیفہ ہماری حجامت بناتے جاؤ اُسنے کہا بہت اچھا مین حاضر ہوا دیکھیے تو
کیسا مونڈتا ہون اُس حجام نے آتے ہی کٹوری مین پانی لیا لنگی بچھائی سر کے بال خوب پانی سے بھگوئے اور اُسترا نکال کر سلی پر تیز کیا
کہ جلدی سے سر اسکا کاٹ لیجیے کہ ناگاہ بلاانگیز آپہونچا عمرو کو پہچانا آواز دی کہ چچا جان ذرا ٹھہریے گا پہلے مین حجامت بنوا لون تو پھر آپ بھی
بنوائیے گا یہ کہکر دوڑا عمرو کسوت ملبیٹکر بغل مین دباکر پچھلے پانون ہٹا بلاانگیز آگے بڑھتا آتا ہے عمرو پیچھے ہٹتا جاتا ہے آخرکار بلاانگیز پکارا کہ
ارے حجام کیا تو میری حجامت نہ بنائیگا حجام نے کہا ابھی تیرے مونڈنے کا وقت نہین ہے تجھکو پھر مونڈونگا یہ کہکر قدم اُٹھا کر عمرو چلا
بلاانگیز پکارا ارے یارو یہ حجام عمرو عیار ہے یہ سنکر لوگ دوڑے مگر کوئی قریب گردباد عمرو کے بھی نہ پہونچ سکا عمرو جست و خیز
کرکے صاف نکلا چلا گیا بلاانگیز نے اپنے چچا سے کہا واہ چچا واہ اسوقت اگر مین نہ آجاتا تو آپ مونڈے جاتے یقین تھا
کہ وہ آپ کا سر کاٹ لیتا اُسنے کہا کہ واقعی مین نے اُس نابکار کو نہین پہچانا تھا میری زندگی تھی کہ تو نے آکر مجھے بچا لیا
بلاانگیز نے کہا کہ اب تو اُس بلاے بے درمان سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر بلاانگیز چلا گیا یہان بعد پہر بھر کے عمرو ایک سقے کی صورت
بنکر مشک کاندھے پر رکھے ہوے لنگی کھاروے کی بندھی ہوئی کٹورا کھنکاتا ہوا سامنے سے دکھائی دیا ایک عیار نے
اُنمین سے آواز دی کہ میان بہشتی ہمین پانی پلاتے جاؤ بہشتی دوڑ کر قریب آیا دو چار عیارون کو پانی پلاکر بلاخیز کے پاس
پانی لایا چاہتا تھا کہ بلاخیز کو پانی پلاے اُدھر سے بلاانگیز پھر آپہونچا یکبارگی عمرو کو پہچانا اور دور سے پکارتا ہوا میان
بہشتی پہلے پانی مجھے پلاؤ عمرو بہت دور تھا اُسکے تیور سے دریافت کرلیا کہ بلاانگیز نے مجھے پہچان لیا اب اے عمرو تیری

آبرو ریزی ہوگی بھلا خواجہ عمرو اب وہان کب ٹھہرتے ہین پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پکارے کہ باش او ناہنجار تو مجھے گرفتار کرنے آتا ہی بھلا مین کب تیرے ہاتھ آتا ہون یہ کہکر عمرو بھاگے وہان سے سب عیار دوڑے یہ کہتے ہوے ارے لینا پکڑ نا جانے نہ دینا یہ بھی عمرو عیار ہی یہ سُنکے عمرو جست وخیز کرکے نکل گئے بلاانگیز نے سب کو سرزنش کی کہا ارے کیا غضب ہی کہ یہ مکار ہر مرتبہ تمکو فریب دیتا ہی اور تم نہین پہچان سکتے ہر ایک عیار نے کہا کہ اُستاد ہم عمرو کو ہرگز نہین پہچان سکینگے آپ خوب اُسے پہچانینگے اور آپ ہی خوب اسکے فریبون کو دریافت کرینگے غرضکہ بلاانگیز سب کو سرزنش کرکے چلا گیا سہ پہر کے وقت عمرو دال ہونٹھ والا بنکر آیا ایک عیار نے اُنہین سے پکارا دال ہونٹھ والے ہوت ارے میان ادھر آو ہمین بھی دال ہونٹھ کھلاو یہ سنکے دال ہونٹھ والا آیا خوانچہ اُتارا پیسے پیسے کی دال ہونٹھ سب کو دینا شروع کی ہنوز وہ دال ہونٹھ کسی نے نہ کھائی تھی کہ بلاانگیز آگیا اور آواز دی کہ اس دال ہونٹھ والے کو پکڑ لو جانے نہ دو خبردار کوئی اس دال ہونٹھ کو نہ کھاے اسمین زہر ملا ہوا ہی عیارون نے دال ہونٹھ پھینکدی عمرو کو پکڑنے کو دوڑے عمرو بھلا کسکے ہاتھ لگتا ہی خوانچہ وہین چھوڑ کر جست وخیز کرکے نکل گیا عیار پھر کر چلے آے بلاانگیز نے کہا کیون صاحبو اگر ایسی ہی غفلت ہی تو یہ قیدی کاہیکو قید رہینگے عمرو چھڑا لیجائیگا جب دن کو یہ حال ہی تو دیکھیے رات کو کیا ہوتا ہی اور کس فریب اور شکل سے عمرو آتا ہی سبھون نے کہا اُستاد کیا مجال جو اب عمرو یہان قدم بھی رکھ سکے ہم سب ہوشیار رہینگے یہ سُنکے بلاانگیز چلا گیا اُن سب نے سر شام سے چہار طرف روشنی کرائی دور دور تک پنجشاخے گڑوائے گئے تمام میدان روشن ہوگیا وہ رات دن معلوم ہوتا تھا بلاخیز مع عیارون کے ہوشیار وخبردار تھا کُرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا تمام عیارون کو گرد بٹھا کے دیکھ رہا تھا کوئی عیار بیٹھا تھا کوئی عیار کھڑا تھا کوئی ٹہل رہا تھا کوئی باتین عمرو کی کر رہا تھا یہان عمرو نے ایک پُتلا کاغذ کا بہ رنگ سیاہ بنایا اور اُسکے پانون مین پہیے لگا کے دور استادہ کر دیا اور خود بھی لباس سیاہ پہنکر اُس پُتلے کی آڑ مین کھڑا ہوا قضاے کار عیارون کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص سیاہ دور کھڑا ہوا ہی سب نے بلاخیز کو دکھایا کہا دیکھیے تو یہ عمرو کھڑا ہوا ہی یا اور کوئی ہی یہ کہکے دو ایک پتھر اُس پُتلے پر مارے اُسنے خالی دیے اب اور بھی سب کو یقین ہوا یہ عمرو عیار ہی تمام عیار للکارتے ہوے دوڑے کہ عمرو کو پکڑ لینا جانے نہ دینا یہان عمرو نے اُس پُتلے کو ہوا کے رُخ پر چھوڑ دیا کہ وہ پُتلا اُڑتا ہوا چلا تمام عیار اُسکے پیچھے پیچھے شور دار وگیر کرتے ہوے دوڑے کوئی عیار عقابین پر نہ باقی رہا عمرو اُدھر سے جست وخیز کرکے عقابین پر آے اور قفس آہنی کے پاس پہونچکر شیر بال وکباب نکال کر ہاشم و بدیع الزمان کو کھلاے کہا آؤ اس پنجرے سمیت تمکو لیچلون دونون شہزادون نے جواب دیا ہمین یون چلنا منظور نہین ہی عمرو قفل پنجرے کا کاٹنے لگا کہ اس اثنا مین بلاانگیز کی آنکھ کھلی عقابین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش عقابین سے لپٹا ہوا پنجرے کا قفل کاٹ رہا ہی وہین سے بلاانگیز نے للکارا او دزد باریک گردن بھلا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین آپہونچا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا ارے کمبختو آج بھی تم رہا نہوے مین ناچار ہون کہ نہایت سعی وکوشش کرکے تم تک آتا ہون اور تمنے جہالت پر کمر باندھی ہی یہ کہکر عمرو جست کرکے وہان سے راہی ہوے بلاانگیز عیارون کو لیے ہوے پہونچ گیا چارون طرف سے عمرو کو گھیر لیا اور پکارا کہ باش او دزد باریک گردن آج تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو پکارا او ناہنجار تو میرا کیا کرسکتا ہی یہ کہکر عمرو نے گلیم زنبیل سے نکالی اور گلیم کو چکر دے کر پکارا خبردار مین آیا اور کملی اُن عیارون پر پھینکی عیار تو اُس کملی پر تلوارین مارنے لگے عمرو دوسری طرف سے کودا اور پنجہ پکڑ کر عیارون سے لڑنے لگا پنجے کا ہاتھ پڑنے لگا لیکن اُدھر وہ جو اُس پُتلے کے پیچھے گئے تھے اُنکا حال سنیے کہ وہ پُتلا تو ہوا پر اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی اور یہ سب اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین یہان تک کہ ایک مقام پر وہ پُتلا ایک درخت مین اٹک کر رہگیا اور اُن عیارون نے برابر اُسکے پتھر مارنا شروع کیے آواز کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی دیکھا تو وہ پُتلا بانس کی کھپاچون کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہی آپس مین کہا واہ واہ واہ اُس مکار نے بڑا دھوکا دیا بلاخیز نے

کہا ارے تم سب کے سب عقابین پر سے چلے آے قیدیون کو تنہا چھوڑ دیا کہین ایسا نہو کہ عمرو قیدیون کو عقابین پر سے
چھڑا لیجاے جلد چلو یہان سے غرضکہ یہ سب کے سب عیار بھاگتے ہوے زیر عقابین آے دیکھا کہ بلا انگیز سے اور عمرو سے
تلوار چل رہی ہی یہ بھی اُکے شریک بلا انگیز کے ہوے اور پکارے کہ او مکار ہمین تو تو نے فریب دے کے اُس پُتلے کے
پیچھے دوڑا دیا آپ ادھر آیا دیکھ اب ہم تیرا کیا حال کرتے ہین اب بے قتل کیے نہ چھوڑینگے عمرو نے کہا ای بد ذاتو تم میرے
پیچھے ناحق پڑے ہو میرا بال بھی بیکا نہوگا اور دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر غول مین سے ایک جست کی بس جسطرح ہوائی جاتی ہی یا شرارہ
سنگ سے نکلتا ہی اسی طرح ہر جگہ میدان پکڑتا جست کرتا چلا عیار ہر چند دوڑے مگر کوئی اُسکے برابر نہ پہونچ سکا لیکن بلا انگیز
نے عمرو کا تعاقب نہ چھوڑا یہ چلا آتا ہی یہانتک کہ صبح کی روشنی ہوکر دن نکل آیا اور عمرو قلعہ کے دروازے کے پاس
پہونچا سوچا کہ اگر شہر کی طرف پھرتا ہون تو گرفتار ہو جاونگا باہر باہر شہر کے چلنا چاہیے بس شہر کے باہر باہر چلا صحرا کا راستہ لیا
آتے آتے دیکھا کہ ایک بلندی ہی اُس ٹیلے کے اوپر چڑھ گیا اور ایک درد رسیدہ کی شکل بنکر وہان لیٹا اس اثنا مین بلا انگیز
عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا آ پہونچا دیکھا کہ اُس بلندی پر کہین پتا نہین جب اُس ٹیلے پر آیا بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک بیمار پڑا ہوا
کراہتا ہی اور گدڑی اوڑھے ہوے ہی ایک ٹھوکر ماری کہ ارے تو کون ہی اُسنے آواز حزین سے جواب دیا کہ ارے ظالم کیون مجھ
آزاری کو ایذا دیتا ہی بلا انگیز نے کہا کہ منھ تو اپنا کھول اُسنے چہرے سے گدڑی اُٹھائی بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک شخص بہت زار و
ناتوان پڑا ہوا ہی مگر آنکھون سے پہچان لیا کہ یہ عمرو ہی بس چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور چادر مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر
لگا کے وہان سے راہی ہوا شہر مین آتے ہی شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد کہو کیا ہوا بلا انگیز نے کہا عمرو کو پکڑ لایا اتفاق روزگار
ہران پرسوار کی بیٹی ملکہ سرو سیمتن نہایت حسین شکیل جمیل ہی اُسپر بلا انگیز عاشق و فریفتہ ہی اور کبھی کبھی کسی بہانے سے
اُسے جاکر دیکھ لیتا ہی اب خیال مین گذرا کہ عمرو کو ملکہ سرو سیمتن کو دکھلائے اور ملکہ سرو سیمتن کا حسن و جمال عمرو کو دکھاے یہ سوچ کر
اپنے چچا بلا خیز سے کہا کہ آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین جاکر ایک نگاہ ملکہ کو اسے دکھلاؤن بعد اُسکے قتل کرون بلا خیز نے
کہا ای فرزند اسکو عورتون مین نہ لیجا یہ شخص سحر زبان سحر بیان ہی اگر چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہوگا بہت غنیمت جان کہ یہ
ہاتھ آگیا بلا انگیز نے کہا چچا جان آپ کو خبر ہی مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایسے مکار کو چھوڑ دونگا بلا خیز نے منع کیا کہ او نادان
عمرو کو وہان نہ لیجا میرا کہنا مان بلا انگیز کے سر پر تو عشق کا بھوت سوار تھا یہ کب کسی کا کہنا مانتا ہی دوسرے یہ کہ اپنے سامنے
عیاری مین کسی کو بہتر نہین جانتا ہی عمرو کو لیے ہوے باغ مین ملکہ سرو سیمتن کے آیا یہان ملکہ اُسی وقت سوکر اُٹھی تھی مسند
ناز پر جلوہ گر تھی کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ بلا انگیز آیا ہی اور عمرو عیار کو گرفتار کرکے لایا ہی اُسکی صورت عجیب و غریب آپکے
دکھانے کو در دولت پر حاضر ہی ملکہ نے کہا اچھا بلا لو بلا انگیز عمرو کو نہلا دُھلا کر صورت اصلی بناکر سامنے ملکہ سرو سیمتن کے
لایا عجیب صورت ملکہ نے دیکھی کہ کبھی ایسی شکل نگاہ سے نہ گذری تھی ملکہ نے ایک انیس خاص سے کہا کہ بلا انگیز سے کہو کہ ذرا
اسے یہان چھوڑ جاؤ کہ مین اُمی جان کو اسکی صورت اصلی دکھاؤنگی سہ پہر کو آکر اسے لیجانا بلا انگیز نے جو یہ پیغام سنا کہا یہ بدقت
تمام میرے ہاتھ آیا ہی ایسا نہو کہ مین اسے یہان چھوڑ جاؤن اور یہ یہان ہاتھ سے چھوٹ جاے ملکہ نے جو سنا کہ بلا انگیز
نے عدول حکمی کی نہایت بد دماغ ہوئی حکم دیا کہ جلد اسے یہان سے نکالو میرے سامنے سے بلا انگیز کو ہٹاؤ بلا انگیز نے
دیکھا کہ ملکہ آزردہ ہوئی عرض کیا کہ مین اسے چھوڑے جاتا ہون پھر ایک درخت سے عمرو کو باندھکر بلا انگیز چلا گیا
اُسوقت ملکہ نے کہا ارے اسکی نگہبانی کرو ایسا نہو کہ یہ چھوٹ جاے لوگ نگہبانی کے واسطے مقرر ہوے ملکہ سرو سیمتن
نعمت خانہ مین خاصہ کھانے کو بیٹھی گیتی آرا سے کہا ارے کسی نے عمرو کو بھی کھانا دیا یا نہین جلد جاکر عمرو کو کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ
گیتی آرا کھانا لے کر آئی لیکن عمرو نے جسوقت سے ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا ہی عاشق ہوگیا ہی اپنے دل مین عجیب عجیب خیال

باندھ رہا ہے کہ ناگاہ گیتی آرا خوان کھانے کا لائی اور کہا کہ لے موے مونڈی کاٹے ساربان زادے تقدیر نے رسائی کی کہ ملکہ نے دسترخوان
پر سے تیرے واسطے کھانا بھیجا ہے جلد کھانا کھا عمرو نے کہا کہ ہاتھ تو میرے بندھے ہوے ہین کھانا کیونکر کھاؤن وہ ہنسکے بولی اے نکار
شامت کے مارے تو چاہتا ہے کہ ہاتھ تیرے کھولدیے جائین یہ ہرگز نہوگا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے کھانا عمرو کو کھلایا خواجہ عمرو تو ہوشیار
و چالاک عیار ہے گیتی آرا سے چونچلے کرتا گیا اور کھانا کھاتا گیا جب عمرو کو گیتی آرا کھانا کھلا چکی خوان اٹھوا کر لیگئی یہان ملکہ کھانا
کھا کر سو رہی سہ پہر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھو دایہ جان کو اپنی بلایا عمرو کو دکھایا وہ دیکھکر عمرو کو ڈر رہی اور کہا کہ بیٹیا یہ کوئی جن ہے آدمی نہین
ہے جلد اسے یہان سے نکالو یہ کہکر چلی گئی ملکہ سرو سیمتن گاتی خوب ہے اسکی آواز کا شہرہ ہے اسوقت تمام گائنین آکر بیٹھین ساز ملے
ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ مین لیا اور بعد حسن علم موسیقی یہ غزل گانے لگی

غزل

جیسا بیتاب ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ابتدا ہی مین ہوا عشق مجھے آفت کا
او ستمگار ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھکر ضعف مرا ہنسکے وہ خسرو بولا
نجد مین شور سلاسل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہے
باغ مین شور عنادل کبھی ایسا تو نہ تھا

روز آزار دیا کرتا ہے دل کو میرے
شور دریا لب ساحل کبھی ایسا تو نہ تھا
کیا ہوا یار جو صورت نہین اب دکھلاتا
عشق ابرو مین وہ کامل کبھی ایسا تو نہ تھا
نہین سنتا مری جو چاہتا ہے کرتا ہے
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا

یہ تپان صورت بسمل کبھی ایسا تو نہ تھا
ہاے بے درد وہ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا
بیگنہ مجھکو کیا قتل نہ کچھ رحم آیا
میری جانب سے وہ غافل کبھی ایسا تو نہ تھا
میری بیڑی کا سنا غل تو کہا لیلی نے
ایسا وارفتہ ہے اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ایکی کس رنگ سے آئی ہے بہار اے گلچین

یہ غزل ملکہ سرو سیمتن نے اس خوش آوازی سے گائی کہ ساتھ والیان وجد کرکے
جھومنے لگین اور تعریفین کرنے لگین ملکہ سرو سیمتن نے کہا کہ عمرو کو بھی میرے سامنے لاکر بٹھاؤ وہ بھی میرا گانا سنے کہ اسنے
بڑی بڑی محفلین دیکھی ہین اور اچھی اچھی گانے والیون کو سنا ہے دیکھون کہ میرا گانا اسکے پسند آتا ہے یا نہین گیتی آرا عمرو
کے لینے کو چلی عمرو نے یہان جیسے گانے کی آواز سنی ہے بیتاب ہے دل تڑپ رہا ہے کہ گیتی آرا نے آکے کہا ارے عمرو او ساربان زادے
چل ہوے تجھکو ملکہ کا گانا سنواؤن ایسی خوش آواز ایسی تانین کبھی تو نے خواب مین بھی نہ سنی ہونگی پھر عمرو کو درخت سے
کھولکر گیتی آرا لائی اور ستون سے باندھدیا ملکہ سرو سیمتن دائرہ بجا کر پھر گانے لگی تمام انیسین جلیسین صدقے قربان ہونے
لگین عمرو چپکا کھڑا ہوا تھا ملکہ کو بغور دیکھ رہا تھا مطلق گانے کی تعریف نہ کی ملکہ خوب جھوم جھوم کر گائی عمرو نے گردن تک
نہ ہلائی ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے رکھکر عمرو سے پوچھا اے شخص تو نے سر تک نہ ہلایا معلوم ہوتا ہے تجھکو میرا گانا نہین پسند
آیا عمرو نے کہا تمھارا کیا کہنا خوب گاتی ہو اچھا شغل ہے دو گھڑی دل بہلاتی ہو مگر اے ملکہ گانا فن ایک شے دیگر ہے ہر شخص نہین
جانتا ہے دل اپنا سب بہلا لیتے ہین گانے والے کا فقط منہ چڑھا لیتے ہین ملکہ سرو سیمتن اسوقت نہایت خوش مزاج تھی عمرو
کے کہنے پر ہنسنے لگی مگر ملکہ کی ساتھ والیون نے کہا کہ بلا لون یہ بن مانس گانے کی کیا قدر جانے آپ کا مثل زمانے مین نہین
بھلا اسے کیا تمیز ہے یہ بھی آدمی کوئی چیز ہے ملکہ بولی صاحبو تم کیا جانو اسنے بڑے بڑے بادشاہون کی صحبتین دیکھی ہین عمرو سچ کہتا
ہے کہ گانا اور چیز ہے ایک نے کہا ارے عمرو تو تو ملکہ کے گانے کی حقیقت نہین جانتا کچھ تجھے بھی دخل ہے عمرو نے کہا ہان
ہوا کچھ آئین بائین شائین مین کر لیتا ہون ملکہ سرو سیمتن نے کہا جب ہی تجھکو میرا گانا پسند نہین آیا اے عمرو بھلا کچھ گاؤ تو سہی
عمرو کو ستون سے کھلوا کر اپنے پاس بٹھایا عمرو نے سازندون سے کہا ساز ملاؤ ان سب نے ساز ملا کر چھیڑنا شروع کیا خواجہ
عمرو گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے تانین اڑانے لگے

غزل

ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہین
عاشقون کو یہ قضا جائی ترے کوچے کی

گیسوے یار کے پابند ہین اک مدت سے
صورت سایۂ دیوار رہا کرتے ہین

عاشق ابروے خمدار رہا کرتے ہین
اس سلاسل مین گرفتار رہا کرتے ہین
الفت چشم مین دنیا کی خبر کیا ہمکو

نشۂ عشق مین سرشار رہا کرتے ہین
آج کل وصل صنم فضل خدا سے ہی نصیب
میرے ہمدم یہی دو چار رہا کرتے ہین
سر میدان وہ کبھی تیغ ادا کھینچین تو

ہوش آتا نہین موسیٰ کی طرح مدت سے
بخت خفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہین
بیٹھا کرتے ہین جو اُس گل کا دبا کر پہلو
ہم تو مرجانے پہ تیار رہا کرتے ہین

محو نظارۂ دلدار رہا کرتے ہین
درد و رنج و الم و غم سے بہلتا ہی دل
غیر کی آنکھ مین ہم خار رہا کرتے ہین

یہ غزل عاشقانہ جو خواجہ عمرو نے خوش الحانی سے گائی ملکہ ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور محفل مین سب کو ایسا عالم وجد ہوا تمام انیسین جلیسین محو ہو کر کیفیت تصویر رہ گئین خواجہ عمرو ایک غزل عاشقانہ کی دو چار تانین لگا کر چپ ہو رہے ملکہ بولی اے شخص تو چپ کیون ہو رہا گائے جا آج تک ایسی صدائے دل آویز کسی کی نہین سُنی اے عمرو واقعی سچ ہی مجھکو گانا نہین آتا یہ علم اور چیز ہی بیشک تیرا مثل نہین ہی عمرو نے کہا اے ملکہ مین خاک گاؤن ہاتھ تو میرے بندھے ہوے ہین ہاتھ کھلین تو البتہ کچھ بجا کر تمھین سناؤن اُسوقت تم محظوظ ہو ملکہ نے حکم دیا کہ ہاتھ اسکے کھولدو انیسون نے سمجھایا کہ بلا بلون یہ مکار ہی چھوٹ جائیگا ملکہ نے کہا کہ جلیسین چہار طرف سے عمرو کو گھیرے ہوے کھڑی رہینگی ممکن نہین کہ یہ کہین جا سکے غرضکہ ہاتھ عمرو کے کھولدیے گئے عمرو نے پھر سازندون کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ اور آپ جوڑی ہفت بند ہی کی کمر سے نکال کے قُفلیان دُرست کر کے منہ پر اُسنے رکھ کے پھونکا خوب خوب بجایا خوب خوب گایا ملکہ کا یہ عالم تھا کہ آنسو آنکھون سے جاری تھے کبھی اُٹھکے عمرو کے گرد پھرتی تھی ہزار جان سے ملکہ سرو سیمتن عمرو پر عاشق ہوگئی پھر عمرو کے پانون بھی کھلوا دیے اور جلیسون سے کہا کہ تم اسکے گرد سے ہٹ جاؤ یہ یہان بیٹھا ہوا گا رہا ہی اب یہ یہان سے ہرگز نہ جائیگا مگر بلا انگیز جو عمرو کو چھوڑ کر یہان سے گیا عیارون کے پاس آیا بلا خیز چچا نے اسکے پوچھا کہ کیون عمرو کو کیا کیا اُسنے کہا کہ ملکہ سرو سیمتن کے پاس چھوڑ آیا ہون وہ اپنی مان کو بھی صورت عمرو کی دکھانگی سہ پہر کو جا کر لے آؤنگا یہ کہکر اپنے گھر گیا کھانا کھایا سو رہا سہ پہر کو پھر میدان خونی تیار کیا اور عمرو کو لینے چلا جب دروازے پر باغ کے پہونچا محلدار سے اور بلا انگیز سے ساز تھا تمام حال عمرو کا اُسنے بلا انگیز سے بیان کیا اور کہا کہ اب عمرو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہی اے بلا انگیز دیکھ تو مدت سے ملکہ یہ عاشق ہی تجھے آج تک یہ دن نصیب نہوا کہ ملکہ تجھے اپنے سامنے بٹھاتی اور عمرو اُسکے روبرو بیٹھا ہوا ہی خوب مزے اُڑ رہے ہین بلا انگیز یہ کیفیت محلدار سے سنتے ہی آگ ہو گیا ہو دوڑا وہان جا کر دیکھا کہ عمرو گا رہا ہی اور ملکہ نشۂ عشق خواجہ عمرو مین بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہی یہ دیکھتے ہی بلا انگیز نے کچھ ملکہ سرو سیمتن کا لحاظ و پاس نہ کیا اور پکارا کہ او سرو سیمتن تو نے عمرو کو چھوڑ دیا وہ گا رہا ہی اور تو سُن رہی ہی اب حال معلوم ہوگا تجھے اور عمرو کو تو پھر گرفتار کر کے لیے جاتا ہون ملکہ نے پکار کر کہا او جل ککڑے نگوڑے کچھ تیری شامتون نے گھیرا ہی جا دور ہو یہان سے جو تیرا جی چاہے شوق سے میرے باپ سے کہلا بھیجنا مین نے اسکا گانا سنا اور چھوڑ بھی دیا یہ سنتے ہی عمرو نے نعرہ کیا کہ بانش او بجیا مین آیا مجھے اب تو گرفتار کر یہ کہکے نیمچہ کھینچکر عمرو چلا بلا انگیز نے بھی نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی ایک مقام پر عمرو نے جھکائی دے کر جو ایک ہاتھ نیمچہ کا مارا بلا انگیز زخمی ہوا پیشانی سے خون بہنے لگا عمرو پکارا او بلا انگیز اب تیرے اور بھی حمایتی آتے ہونگے زیادہ ٹھہرنا یہان مناسب نہین ہی دیکھ ہم جاتے ہین اور تجھسے کہے جاتے ہین کہ ہم ہر شب ملکہ سرو سیمتن کے پاس آئینگے رات بھر رہینگے اور صبح کو چلے جائینگے اب تو ہمین روک لے تو جانین کہ بڑا مرد ہی یہ کہکر جست و خیز کر کے نکل گیا ہر چند بلا انگیز نے تعاقب کیا مگر عمرو کب ہاتھ آتا ہی غائب ہو گیا بلا انگیز ناچار و مجبور وہان سے پھر اپنے عیارون سے اور چچا بلا خیز سے تمام ماجرا بیان کیا بلا خیز نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ عورتون مین عمرو کو نہ لیجاؤ وہ نہایت ذوفنون ہی بہر طور چھوٹ جائیگا تو نے نہ مانا آخر کار دھوکھا اُٹھایا وہ مکر کر کے چھوٹ گیا بلا انگیز نے کہا چچا جان مین پھر اُسے گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اور اب تو وہ مجھسے کہگیا ہی کہ مین ہر شب

ملکہ سرو سیمتن کے باغ مین آوٗنگا صبح کو چلا جاوٗنگا کسی روز تو وہ میرے ہاتھ آجائیگا اب عقابین کو در باغ ملکہ سرو سیمتن پر گاڑنا
چاہیے اور جب عمرو آجائے تو اُسے پکڑ لینگے تم سب مستعد بیٹھے رہو اُسی وقت عیارون سے قفس بدیع الزمان وہاشم نوجوان
کے اُس عُقابین پر سے اُتار لیے اور عُقابین کو اُکھیڑ لیا بلا انگیز بارہ ہزار عیار ساتھ لیے ہوے دَن ولی دہاتے بجاتے
ہوے دروازے پر باغ کے آئے پہلے عُقابین کو نصب کیا بعد اُسکے دونون قفس لٹکائے عیار گرد عقابین کے بیٹھے بلا انگیز
نے جتنے مکان عُقابین سے مُلحق تھے وہ سب کھُدوا ڈالے بالکل لگاؤ عُقابین پر جانے کا نہ رکھا وہ مکان ملکہ کی مُصاحبون
اور خواصون اور مُغلانیون اور بیشخدمتون کے تھے ایک ایک بلا انگیز کو گالیان اور کوسنے دیتی تھی کہ اس موٗے منحوس
نے نہبت سر اُٹھایا ہی جلدی اسکا زور ڈھی جاے یہ موئے کا ٹاٹا غارت ہو خاک مین ملجاے ملکہ کو جسوقت یہ خبر پہونچی اور زیادہ
دشمن ہوگئی مگر چُپ ہو رہی کہ بے بس تھی کیا کرتی ادھر بلا انگیز نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو کوئی ملازم ملکہ کا زن و مرد کسی
کام کو باغ سے نکل کے باہر جاتا تھا اور پھر باغ مین آنے کا ارادہ کرتا تھا اُسکو نہلا کے دیکھ لیتا تھا کہ عمرو تو نہین ہی
پھر چھوڑ دیتا تھا اور عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے وہین موجود تھے سب تماشا دیکھ رہے تھے یہان تک کہ دن تمام
ہوا قریب شام ایک اصیل کی صورت بنکر کچھ گھی ایک دیگچی مین لیے اندر باغ کے چلے گئے عیار سب بلا انگیز کے
شاگرد دن بھر پکڑ دھکڑ کرتے کرتے کوسنے گالیان کھاتے کھاتے تنگ آگئے تھے کسی نے بھی نہ پوچھا کہ یہ کون جاتا ہی؟
عمرو دروازے پر آئے محلدار کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ ارے یہ گھی کسکے واسطے لائی ہی عمرو نے کہا کہ گیتی آرا نے
منگایا تھا محلدار نے کہا اری نیکبخت گیتی آرا تو مصاحب خاص ملکہ سرو سیمتن کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتی ہی وہ کیون
گھی منگانے لگی ماما نے کہا ای بوا محلدار اگر تمکو یقین ہنو تو جاکر پوچھلو محلدار یہ کلام اُس ماما کا سنکر اندر باغ کے گئی اور جاکر
گیتی آرا کو الگ بُلاکر کہا کہ ای بی بی تمھارے گھر سے گھی آیا ہی کیا تمنے منگایا ہی گیتی آرا نے کہا کہ محلدار کیا تمکو خبط ہو گیا ہی
پہلے جاکر اپنی فصد کُھلواؤ پھر مجھسے گھی کا ذکر کرو ملکہ میری ہزارون برس سلامت رہے ہمارے مجھے موے گھی کی کیا پروا ہی جو کسی سے
منگواؤنگی کسی اور نے منگوایا ہوگا یہ سنکر محلدار اُس ماما کے پاس آئی اور آکر کہا کہ گیتی آرا تو قسمین کھاتی ہی کہ مین نے نہین
گھی منگوایا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے گیتی آرا کا نہین نام لیا تھا راحت افزا کا نام لیا تھا تمنے گیتی آرا سے جاکر
پوچھا محلدار وہان سے راحت افزا کے پاس آئی اور آکر اُس سے بھی پوچھا راحت افزا نے بھی یہی جواب دیا کہ بوا
محلدار مجھے ملکہ کے صدقے سے ہمہ نعمت کھانے کو ملتی ہی مجھے گھی منگانے کی کیا ضرورت ہی جب کئی پھیرے محلدار نے
اسی طرح پیغام سلام مین کیے چونکہ محلدار موٹی زیادہ تھی بسبب توند کے چلنا دشوار تھا دو چار مرتبہ کی آمد و رفت مین سانس
پھول گئی ہانپنے لگی اور یہ کہکر بیٹھ گئی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھی اور پیغام و سلام اگر ایسی ہی اب جانکھی ہی تو مین اس نوکری
کو آگ لگاؤنگی مجھسے سو سو پھیرے نہین ہو سکتے ادھر ملکہ سرو سیمتن بھی نہایت اُداس پریشان حال مثل تصویر یاس عمرو
کے دھیان مین بیٹھی چپکی راہ تک رہی تھی کھانا بھی نہین کھایا تھا کہ محلدار کا بکنا سنا اور صورت بھی دیکھی کہ پسینے پسینے ہوگئی
ہی دم چڑھ گیا ہی سانس پیٹ مین نہین سماتی ملکہ نے کہا ای محلدار یہان آؤ کچھ مجھسے تو بیان کرو کہ کیا ماجرا ہی کیسا گھی کیسی
ماما محلدار نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای حضور ملکۂ عالم قربان جاؤن صدقے جاؤن بڑی دیر سے ایک کالی سی ماما آپکی
ڈیوڑھی پر کھڑی ہی گھی کی پتیلی ہاتھ مین ہی کبھی کہتی ہی کہ گیتی آرا نے گھی منگایا ہی کبھی کہتی ہی راحت افزا نے گھی منگایا ہی
یہ لوگ قسمین کھاتے ہین جب سے میری جان گیند دھڑکے مین پڑ گئی ہیر اپھیری کرتے کرتے ٹانگین ناحق ٹوٹ گئین اور پھر بھی
گھی والی کا اب تک پتا نہ لگا ملکہ نے کہا محلدار خفا نہو جانے دو اُس ماما کو میرے پاس لے آؤ جسنے گھی منگوایا ہوگا وہ خود
پہچان لیگی وہان سے یہ سنکر محلدار پھر ڈیوڑھی پر آئی اور آکر اُس ماما سے کہا کہ اری نیکبخت تجھسے ڈرا چاہیے تو نے تو

دوڑاتے دوڑاتے مجھکو ہلاک کر ڈالا کوئی ہمدردی نہیں اقرار کرتی کہنے لگی منگوایا ہو تو میرے ساتھ وہین چلی چل جسکی تو ماما ہو گی
وہ آپ تجھے پہچان لیگی محل خانہ بہت خانہ ہین تیری بی بی کو کہان ڈھونڈتی پھرون ماما نے کہا چلو مین خود چلتی ہون غرضکہ محلدار ماما کو
ساتھ لیے ہوے ملکہ کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا ارے تو کسکی ماما ہو اور کسکے واسطے یہ گھی لائی ہو ماما نے کہا حضور آپ کے
واسطے یہ گھی لائی ہون بہت تحفہ مسکہ گھی ہو دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہو جی چاہے سونگھ لیجیے ملکہ نے کہا مین تجھے کیا جانون تو
کون ہو عمرو نے کہا سبحان اللہ ایک ہی دن مین آپ مجھے بھول گئین کل ہی آپ سے وعدہ کر گئی تھی کہ دو رات کو آیا کرونگی خدا
جانے کس جانبازی سے یہان تک آئی اب ملکہ سمجھی کہنے لگی کیا تو عمرو ہو یہ سنکے عمرو نے کہا غنیمت ہو کہ اب بھی آپ نے پہچانا
اتنا کہو لاپن اچھا نہین فہمیدہ کو بات کا اشارہ کافی ہو افشاے راز کرنا بہتر نہین ملکہ پکاری ارے یہ تو نے کیا شکل بنائی
ہو صورت اصلی اب اپنی دکھلا عمرو نے گرم پانی منگوا کر منھ دھویا ہاتھ دھوئے بصورت اصلی ہوگیا ملکہ نہایت مسرور ہوئی
خوشی سے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا گویا سوکھے دھانون پانی پڑگیا سب ساتھ والیون نے کہا ہی خواجہ کیا تم ملکہ پر جادو کر گئے تھے
کہ آٹھ پہر گذر چکے ہین کہ تمھاری یاد مین نہ سوئین ہین نہ آرام کیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ کچھ پیا ہی عمرو نے کہا مین نے بھی اسوقت تک
کچھ نہین کھایا ہی غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا آپ کھایا اور عمرو کو بھی کھلایا مصاحبون کو دیا بعد اسکے صحبت راگ
رنگ کی آراستہ ہوئی ملکہ نے عمرو سے جو جو فرمائش کی وہ عمرو نے گایا گیا اور ساز بجایا گیا اور ملکہ بھی دائرہ ساتھ عمرو کے
بجاتی تھی اور گاتی تھی دوپہر رات گئے تک صحبت گانے بجانے کی رہی بعد اسکے ملکہ اپنی خوابگاہ پر آئی اور ایک پلنگڑی سونے کی واسطے
عمرو کے برابر اپنے چھپر کھٹ کے بچھوائی ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا صبح کو عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر ایک روتے کی صورت
بنکر راہی ہوا تمام عیار مکار جو گرد سامنے دروازے پر باغ کے عقابین کے پاس دیکھا کیے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا اس اثنا
مین بلا انگیز آیا عیارون سے پوچھا کہو عمرو آیا تھا یا نہین سبھون نے کہا استاد کیا ایسا اندھیر ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک
ڈال کر چلا جاتا عمرو ہرگز نہین آیا بلا انگیز خوش ہوا ابھی بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اصیل زیبا اسکا نام تھا بلا انگیز نے اسکو بہت
سا مال کھلایا تھا اکثر ملکہ کا حال وہ اس سے کہا کرتی تھی جب وہ باغ سے ملکہ کے باہر آئی بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب
وہ پاس آیا کہا سن تو موذی کا بیٹا کیسا عیار طرار ہی کہ عمرو شام سے اندر باغ کے آیا ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا گایا بجایا
رات کو سویا صبح کو باغ سے چلا گیا بلا انگیز نے کہا کیونکر آیا اور کیونکر گیا وہ بولی اصیل کی صورت بنکر آیا روتے کی صورت
بنکر روانہ ہوگیا موے یہ سب عیار دیکھا کیے اور کسی نے نہ پہچانا بس یہ سنتے ہی بلا انگیز جل کر خاک ہوگیا غصہ سے آگ
ببولا بنا ہوا وہان سے پھرا تمام عیارون پر آکر خفا ہوا اور کہا کہ ارے تم سب تو کہتے تھے کہ عمرو باغ مین نہین گیا وہ تو
اصیل کی صورت بنکر دیگچی مین گھی لیے ہوے شام کے وقت گیا رات بھر اندر باغ کے رہا صبح کو روتے کی شکل بنکر نکل گیا
تم سب غافل بیٹھے رہے اسی منھ پر دعوی عیاری کا کرتے ہو واہ واہ سبھون نے کہا استاد واقعی سچ ہی ایک اصیل شام
کو دیگچی گھی کی لیے ہوے اندر باغ کے گئی تھی اور صبح کو بہت سویرے دھوندھلکے ایک روتا نکلا تھا مگر خیر اب جو کچھ ہوا سو ہوا
اب ہم ہوشیار ہین کیا مجال جو اب عمرو باغ مین جاسکے بلا انگیز تو چلا گیا یہان دن بھر غل و شور برپا رہا ایک ایک اصیل ایک
ایک روتا پکڑا گیا جب انکو گرم پانی سے نہلایا صورتین انکی جیسی تھین ویسی ہی رہین تب جانے دیا عمرو ایک گوشے مین کھڑا
تماشا دیکھا کیا جب دو گھڑی دن رہا عمرو ایک دال سوٹھ والے کی شکل بنکر خوانچہ ہاتھ پر رکھے آیا تمام عیارون کو دال سوٹھ
کھلائی اور انکی نگاہ بچا کر باغ مین گھس گیا وہی محلدار موئی بڑھی پیچھے دوڑی کہ ارے موے تو اندر کہان چلا جاتا ہی
باغ سے باہر نکل عمرو اسکی کب سنتا ہی سیدھا وہان آیا جہان ملکہ بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی انیسون سے کہہ رہی تھی کہ
کل تو عمرو آیا تھا آج دیکھیے آتا ہی انہین کہ ناگاہ عمرو نے آواز لگائی دال سوٹھ گرماگرم ریوڑ پان کرارے ہر ایک خواص پکاری

ارے موئے تو یہان زنانے مین چلا آیا کیا تیری شامتین آئی ہین تجھکو اس مقام پر آتے ہوے خوف نہ آیا حبشنین سب ایک مرتبہ
چوب چماق پکڑکر عمرو پر یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ لینا پکڑنا اسے جانے نہ دینا عمرو بھلا کسکی مار کھاتا ہی اور کسکے ہاتھ آتا ہی کود
پھاند کر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے واسطے دال موٹھ لیکر آیا ہون اور آپ مجھے مار کھلواتی ہین ملکہ نے تامل
کرکے کہا کیا تو عمرو عیار ہی عمرو نے جواب دیا کہ ہان ہون تو سہی پھر تم بھول گئین اور نہ سمجھین یہ آپ کا جانباز حاضر ہو ملکہ بھی
بے اختیار ہنس پڑی اور حبشنون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس دال موٹھ والے سے نہ بولنا یہ عمرو عیار ہی ملکہ سرو سیمتن
نے پھر عمرو سے کہا کہ اس خوانچے کو پھینکو اور صورت اصلی اپنی بناؤ عمرو نے خوانچہ ہاتھ سے رکھدیا اور ہاتھ منھ اپنا گرم
پانی سے دھویا لباس بدلا بصورت اصلی بنکر ملکہ کے پاس بیٹھے ملکہ سرو سیمتن بہت خوش ہوئی مثل گل خندہ زن ہوکر
کہنے لگی کہ مین جانتی تھی کہ آج تم نہ آؤگے عمرو نے کہا کہین ایسا بھی ہوسکتا ہی کہ جو منھ سے کہون وہ نہ کرون پھر ملکہ
نے کھانا منگوایا عمرو کے ساتھ کھایا بعد اُسکے تمام شب گانے بجانے مین گذری دو گھڑی رات رہے سے عمرو
ایک ماما کی صورت بنکر باغ سے نکل کر صحیح و سلامت چلا آیا صبح کو بلا انگیز نے اپنے عیارون سے پوچھا کہ باغ مین
عمرو آیا تھا یا نہین اُن سب نے کہا کہ اُستاد ہماری دانست مین غیر آدمی کوئی اندر باغ کے نہین گیا بلا انگیز نے کہا کہ
خیر معلوم ہو جائیگا انتظار مین ماما زیبا کے بیٹھا رہا جسوقت کہ وہ ماما باغ سے باہر آئی اپنے پاس بلاکر بلا انگیز نے
پوچھا کہ کہو کیا حال ہی عمرو آیا تھا یا نہین اُسنے سب حال بیان کیا بلا انگیز نے ایک ایک عیار کو سرزنش کی اور کہا کہ تم
سب کے سب کیسے غافل بیٹھے رہتے ہو آئندہ روند کو نہین دیکھتے عمرو دال موٹھ والا بنکر اندر باغ کے گیا رات بھر
وہین رہا صبح کو نکل کر چلا گیا یہ سُنکر ایک نے دوسرے کا منھ دیکھا اور کہا کہ واہ میان کل دال موٹھ والا جو آیا تھا ہم سب کو
دال موٹھ دے کر باغ کی طرف چلا گیا تھا پھر ہمنے اُدھر سے پھرتے نہین دیکھا بلا انگیز نے کہا ارے تم لوگ دو بار ذلیل
کروا چکے اب تو ہوشیار رہو وہ بولے اُستاد منھ سے تو کہنا ناحق ہی اب جائیگا تو حال معلوم ہوگا بلا انگیز تو چلا گیا سب
عیار ہوشیار ہوکر بیٹھے جو باغ کے اندر سے باہر آتا ہی اور پھر جانے کا قصد کرتا ہی اُسے عیار گرفتار کرتے ہین عمرو کھڑا ہوا تماشا
دیکھ رہا ہی گلیم اوڑھے ہوے پوشیدہ ہی جب چار گھڑی دن رہا اُسوقت عمرو ایک مالن کی شکل بنکر چنگیر پھولون کا ہاتھ مین لے کر
باغ کی طرف چلا عیارون نے عمرو کو چہار طرف سے آکر گھیر لیا اور کہا کہ میان دیکھو آج عمرو مالن بنکر باغ مین چلا ہی خوب ہی
بھیس بدلا ہی اسے جانے نہ دو یہ سُنکر بلاخیز پکارا کہ گرم پانی لاؤ اسکا منھ دُھلاؤ ملکہ سر سے پانون تک نہلاؤ عمرو نے جو دیکھا
کہ عیارون نے گھیر لیا اب تدبیر گرفتار کرنے کی ہی وہی چنگیر اُن عیارون پر کھینچ مارا اور نیمچہ پکڑکر دوڑا لڑنے لگا دو چار
کو زخمی کیا پھر جست و خیز کرکے اُس غول مین سے نکل کر میدان پکڑا ایک طرف کا راستہ لیا عیارون نے ہرچند تعاقب کیا
مگر کوئی گرد قدم تک بھی نہ پہونچ سکا سب عیار تو تھک گئے مگر بلاخیز پیچھے پیچھے عمرو کے للکارتا چلا جاتا ہی کہ او دُزد باریک گرد تن
کہان جائیگا جہان پوشیدہ ہوگا جاکر مارونگا عمرو بھی پکار رہا ہی کہ او نامہنجار چلا تو آ یہان تک کہ ایک ویرانے مین پہونچا کہ وہان
بوے انسان تک نہ تھی اُسوقت عمرو ٹھہر گیا اور للکارا کہ او نامرد مجھے تو ایسا بودا سمجھا ہی کہ تعاقب مین چلا آتا ہی دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہون بلاخیز نے برابر عمرو کے پہونچتے ہی ایک ہاتھ نیمچے کا مارا عمرو نے روکا نیمچہ بازی ہونے لگی عمرو نے
لڑتے لڑتے دوسرے ہاتھ مین حلقے کمند کے درست کرکے بلاخیز پر مارکے جھٹکا دیا بلاخیز گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
مشکین باندھ لین کہا کہ کیون او بیحیا مزا میرے تعاقب مین آنے کا پایا بلاخیز نے کہا حق یہ ہی کہ تجھ ایسا عیار مین نے نہین دیکھا
اب مین نے غلامی تمھاری اختیار کی اور اسلام لایا عمرو نے کہا او مکار بھلا مین کب تیرے فریب مین آتا ہون بلاخیز نے جواب
دیا مین مطیع ہون آپ کا جی چاہے بخشدیجیے جی چاہے قتل کیجیے عمرو نے کہا اچھا اگر تم ہمارے دوست ہو تو ہم تمھین زمین مین

گاڑے جاتے ہین رات بھر یہان رہو صبح کو ہم آکر تمھین لیجائینگے یہ کہکر بلاخیز کو سینے تک زمین مین گاڑ دیا اور دونون ہاتھ اُسکے پیٹھ
پر اُسکی باندھ دیے بلاخیز نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھکو کوئی جانور درندہ کھاجائیگا عمرو نے کہا نہین تمھین کوئی نہین کھائیگا ہم اسکی
بھی تدبیر کیے جاتے ہین پھر زنگ شکستہ نکال کر گلے مین بلاخیز کے باندھدیا اور بتادیا کہ جسوقت کوئی جانور درندہ تمھاری طرف
رُخ کرے گردن اپنی ہلادینا زنگ بجینگے وہ جانور انکی صدا سے بھاگ جائینگے تمھارے پاس نہ آئینگے پھر بلاخیز نے کہا مین
بھوک سے ہلاک ہوجاؤنگا عمرو نے کچھ خمیری روٹیون کے ٹکڑے نکال کر سامنے بلاخیز کے رکھدیے اُسنے کہا ہاتھ تو میرے
بندھے ہوے ہین کیونکر کھاؤنگا عمرو نے جواب دیا منھ جھکاکر کُتّے کی طرح کھالینا یہ کہکر خود بلاخیز کی صورت بنکر وہان سے
روانہ ہوا کوئی پانچ چار گھڑی رات گئی ہوگئی کہ زیر عُقابین آیا عجب عالم تھا خاک منھ پر پڑی ہوئی تھی لباس پارہ پارہ تھا ہم
کے ٹکڑے اُڑے ہوے تھے عیارون نے پوچھا ای بلاخیز کیا ہوا اُسنے کہا کہ عمرو بلا بے درمان ہی دیکھو یہ حالت میری ہوئی
اور وہ ہاتھ نہ آیا عیارون نے کہا ارے میان تمھاری جان بچگئی یہی غنیمت ہی غرض دو چار باتین کرکے چلم ہاتھ مین لیکر دروازے
پر باغ کے آیا محلدار سے کہا مجھے آگ لادو محلدار نے کہا مونڈی کاٹے کیا مین تیری لونڈی ہون کہ آگ لادون بلاخیز نے
کہا خیر تم نہ جاؤ ہم آپ ہی لے آئینگے اور حسبت کرکے محلدار کو پھاند کے اندر باغ کے چلا پیچھے پیچھے محلدار دوڑی ارے موے کہان
جاتا ہی عمرو ایک طرفۃ العین مین وہان آیا جہان ملکہ سرو سیمتن بیٹھی ہوئی اپنے دل سے کہہ رہی تھی افسوس آج عمرو یہان کسی
طرح نہ آسکیگا مصاحبین عرض کر رہی ہین کہ صدقے جاؤن بلالون عمرو مالن بنکر تو آیا تھا مگر ان عیارون مونڈی کاٹون نے
اُسے نہ آنے دیا ملکہ بولی خیر عمرو یہان آئے یا نہ آئے مگر اپنی جان سے سلامت رہے ان شیاطین کی شر سے بچ جاے
مجھے بڑا دھڑکا ہی کہ یہ موے ہزارون ہین وہ اکیلا ہی یہ ذکر تھا کہ غُل ہوا وہ جو عیار گرد عُقابین کے رہتے ہین اُنمین سے
ایک عیار اندر باغ کے چلا آیا ہی ترکنین دوڑین عمرو کب اُنکے ہاتھ آتا ہی حسبت وخیز کرکے ملکہ کے برابر آپہونچا اور ملکہ
سے کہا واہ سبحان اللہ ہم تو تمھارے واسطے اس محنت ومشقت سے آئین اور آپ خیال مین بھی نہ لائین واہ کیا انصاف ہی ملکہ
نے آواز پہچانکر کہا ارے صاحبو یہ کسکے پیچھے دوڑتی ہو یہ تو عمرو ہی خبردار کوئی اسکے پاس نہ آئے اور کوئی اسپر ہاتھ نہ اُٹھائے جتنی
جلشین ترکنین تھین وہین ٹھہر گئین ملکہ نے عمرو سے کہا خواجہ اب اپنی اصلی صورت جلد بناؤ عمرو نے منھ ہاتھ دھویا بصورت اصلی
بنا ملکہ کے پاس آکر بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ ہمین تو آج تمھارے آنے کی امید نہ تھی عمرو نے کہا ملکہ مین تو آج دن سے آتا تھا مگر
یہ بدذات مجھے پہچان گئے سب نے آکر گھیر لیا غُل مچایا مین اپنی جان بچاکر بھاگا بلاخیز عیار نے میرا پیچھا کیا مین اُسکے ہاتھ نہ آیا صحرا
مین جاکر اُسکو مین نے گرفتار کیا مشکین باندھکر نصف قد سے زمین مین گاڑ دیا ہی اور اُسکی صورت بنکر یہان آیا اس سعی وکوشش سے تم تک پہونچا
ہون ای ملکہ مجھکو ثابت ہوتا ہی کہ کوئی تمھاری صحبت مین کا بلاانگیز سے ملا ہوا ہی کسواسطے کہ جو شکل بنکر مین یہان آتا ہون بلاانگیز کو اسکی
خبر ہوجاتی ہی نہین معلوم کون سی عورت یہان کی بلاانگیز سے ملی ہوئی ہی کہ رات بھر کی ساری کیفیت بلاانگیز سے کہدیتی ہی ملکہ نے
کہا کہ ای خواجہ مجھے نہین معلوم کہ کون سی عورت بلاانگیز سے ملی ہوئی ہی اگر مجھے اُس عورت کی اطلاع ہوجائے
تو قحبہ کی ناک چوٹی کٹوا ڈالون اور گدھے پر سوار کراکر تشہیر کرادون کہ آیندہ پھر کوئی ایسی حرکت چغلی کھانے کی نہ کرے
عمرو نے کہا خیر دریافت ہوجائیگا یہ امر پوشیدہ نہ رہیگا غرضکہ کھانا آیا دونون نے کھایا صحبت راگ رنگ آراستہ
ہوئی شغل گانے بجانے کا ہونے لگا ملکہ سرو سیمتن بھی دائرہ بجانے لگی دو پہر رات گئے تک یہ صحبت رہی بعد اُسکے
دونون اُٹھے اپنے اپنے پلنگ پر آکر سو رہے صبح کو عمرو ایک ماما کی شکل بنکر باغ سے چلا گیا جب باہر باغ کے آیا گلیم عیاری
اوڑھکر ایک طرف کو بیٹھ رہا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ بلاانگیز آیا عیارون سے حال پوچھا کہ کہو رات کی کیفیت کیا ہی عیارون
نے کہا اُستاد عمرو رات کو مالن کی شکل بنکر آیا تھا ہمنے اُسے اندر باغ کے جانے نہین دیا ارادہ کیا کہ گرفتار کرلین

وہ بھاگا بلاخیز اُسکے پیچھے دوڑا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ماما زیبا دروازے سے باغ کے نکلی اور بلاانگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ اُسکے پاس آیا ماما زیبا نے تمام حال شب کا بیان کیا اور کہا او موے بلاانگیز عیار در اصل تو وہی لنگوٹا گھسکھدا ہی اور تیرے ساتھ والے بھی سب ایسے ہی ویسے ہین کہ یہ سب بیٹھے دیکھا کرتے ہین اور عمرو روز رات کو آتا ہی ملکہ کے ساتھ عیش کرتا ہی اور صبح کو چلا جاتا ہی اور ملکہ بھی اُسپر عاشق ہو گئی ہی بے عمرو کے کھانا نہین کھاتی جبتک عمرو نہین آلیتا ہی بیقرار رہتی ہی بلاانگیز بولا خیر معلوم ہوجائیگا سو دن چور کے ایک دن شاہ کا بھی ہو جائیگا غرض یہ باتین کر کے ماما زیبا تو چلی گئی بلاانگیز ادھر پھرا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے دیکھ رہا تھا ماما زیبا کو پہچانا اور دلمین کہا کہ یہی سب حال بلاانگیز سے کہدیتی ہی خیر شام کو اس سے بھی سمجھا جائیگا پھر خواجہ عمرو وہان سے راہی ہو لئے اب حال سنیے بلاخیز کا جسکو خواجہ عمرو رات کو نصف گاڑ کر چلے آئے تھے بلاخیز رات بھر زمین گڑا رہا جب کوئی گرگ دہلنگ آیا اُسنے اُن لوگون کو بچایا وہ بھاگ گیا صبح کو آیند و روند جو ادھر سے گذرے یہ چلایا ارے مین چچا ہون مہتر بلاانگیز کا مجھے عمرو نے گرفتار کیا ہی اور اس مقام پر گاڑ دیا ہی ذرا مجھکو آکر رہا کر دو لوگون نے اُسے زمین سے نکالا پھر مشکین کھولین بلاخیز بحال تباہ وہان سے آیا بلاانگیز سے تمام حال اپنے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا بلاانگیز نے کہا ہان مین پہلے ہی سارا ماجرا سن چکا اور مین آپ دن بھر اس مفسد کی تلاش کرتا ہون لیکن کہین نہین پاتا ہون آخر کار مجبور و ناچار ہو کے آتا ہون اور پھر اب اُسکی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اب جتنے عیار ہین سب زیر عقابین بیٹھے ہوئے ہین اور آپسمین کہرہے ہین کہ عمرو بلاے بے درمان آفت روزگار ہی اُسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی جب پانچ چھ گھڑی دن باقی رہا عمرو بندر والے کی شکل بنا اور بندر نچاتا ڈگڈگی بجاتا ہوا ایک طرف سے پیدا ہوا اور اُن عیارون کے سامنے آکر بندر نچانے لگا جتنے عیار تھے غافل شعبدہ بازی خلک سے ہو کر تماشا دیکھنے لگے عمرو نے بہت اُنھین خوش کیا ہر ایک عیار نے پیسہ پیسہ دو دو پیسے دیے اسی اثنا مین شام ہو گئی تھی کہ وہان سے پھر کر دروازے پر باغ کے آیا ماما زیبا بیٹھی ہوئی تھی ڈیوڑھی سے پکارا کہ محلدار صاحب ذرا ہمارا تماشا اپنی ملکہ کو دکھا دو تمھارا احسان ہوگا کچھ ہمکو ملجائیگا پیٹ پلیگا ہمین سے چہارم تم بھی لے لینا محلدار نے کہا کہ چل چپکے مردے یہان سے ملکہ ہماری اپنے رنج مین آپ بیٹھی ہوئی ہی وہ اسوقت تماشا نہ دیکھیگی عمرو نے کہا تم جاکر ذکر تو کرو وہ تماشا بندر کا جو دیکھیگی دل بہل جائیگا محلدار اُٹھ کر چلی عمرو بھی ساتھ ہی اُسکے داخل باغ ہوا ادھر محلدار ملکہ کے سامنے آئی اُدھر غل ہوا کہ ارے بندر والا باغ کے اندر چلا آتا ہی محلدار نے جو پھر کر دیکھا واقعی وہی بندر والا ہی ایک لکڑی لیکر دوڑی اور پھر ایک پکاری ارے موے بندر والے تو محل مین بغیر بلائے چلا آیا یہ کہکے سب عورتین مارنے کو دوڑین عمرو کسی کی مار کب کھاتے ہین بندر کو اُچھوڑ دیا آپ اُچک کر آگے بڑھ گئے جست و خیز کر کے ملکہ تک پہونچے کہا واہ ملکہ آپ ہمین بلواتی ہین اور ذلیل کرتی ہین نوکر چاکر تمھارے مارنے کو دوڑتے ہین ملکہ بولی مین نے کب تجھے بلوایا تھا عمرو پکارا اچھا ابھی سویرا ہی پھرا جاتا ہون کہتی آرا پکاری ای ملکہ معاذاللہ بالون یہ بندر والا نہین ہی خواجہ عمرو ہین بندر والے کی اتنی بھی مجال تھی کہ بے محابہ محل مین چلا آتا ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہی پھر عمرو کو پکاری خواجہ تم ہو تو آؤ اپنی شکل اصلی بناؤ عمرو اسیوقت گرم پانی سے ہاتھ منہ دھو کر ہیئت اصلی بنا کر ملکہ کے پاس آ بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ تم تو خوب بندر والے بنے عمرو نے کہا ای ملکہ کیا کہون ان کمبخت عیارون میمون خصلتون کے خوف سے

ایک نئی شکل بنکر آتا ہون ملکہ ہنسنے لگی پھر عمرو نے کہا ای ملکہ آج مجکو معلوم ہو گیا کہ جو عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہو اور مفصل حال اُسکو سب بتا دیتی ہی ملکہ نے کہا ای خواجہ بتاؤ تو وہ کون سی عورت ہی عمرو نے کہا اچھا سب اپنے ملازمون کو بلاؤ ملکہ نے سبکو بلایا ایک ایک سامنے سے گذرنے لگی جب زیبا سامنے آئی عمرو نے کہا یہی صبح کو بلا انگیز سے کچھ باتین کر رہی تھی اور یہی اُس سے ملی ہوئی ہی ملکہ نے اُسے بندھوا کر خوب پٹوایا کہ بے دم ہو گئی ملکہ نے کہا اسے کوٹھری مین بند کرو بعد اسکے ملکہ نے عمرو کے ساتھ کھانا کھایا شغل گانے بجانے کا ہوا دو پہر رات گئے ملکہ اور عمرو سورہے صبح کو اُٹھ کر ملکہ سے کہا جاتا ہون یہ کہکر بارہ دری کی آڑ مین گیا ماما زیبا کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ پکاری ارے اس نگوڑی کو کسنے کھولا عمرو بولا ملکہ چپ رہو مین ہون خواجہ عمرو ماما زیبا کی صورت ای ملکہ اب مین باہر باغ کے جاتا ہون دیکھو تو آج کیسا شگوفہ کھلتا ہی خدا نے چاہا تو آج بلا انگیز کو گرفتار بلا کرتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ تمنے تو کیا جلد شکل بدلی عمرو نے جواب دیا کہ مین طرفۃ العین مین ہزار شکلین بدلتا ہون یہ کہکر دروازۂ باغ کی طرف چلا یہان بلا انگیز صبح سے آیا ہی حال عمرو کا عیارون سے پوچھ رہا ہی وہ کہتے ہین ہمنے آتے جاتے کسیکو آج نہین دیکھا یہ ذکر تھا کہ ماما زیبا نقلی نے باغ سے باہر نکلکر ایک گوشہ مین جاکر بلا انگیز کو اشارہ کیا بلا انگیز پیچھے پیچھے چلا جب وہ اکیلا ہوا ماما زیبا سے نقلی نے کہا ارے موے مین تیرے باعث سے بدنام بھی ہوئی نہین معلوم کون مردہ عمرو سے یہان کا حال کہدیتا ہی تو سر جھکا مین تیرے کان مین جو کچھ کہنا ہی کہدون بلا انگیز نے سر جھکایا کہ بات ماما زیبا کی سُنے عمرو نے حلقے کمند کے مار کر جھٹکا دیا کہ بلا انگیز منہ کے بل گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا چادر عیاری مین باندھ کر پشتارہ پیٹھ پر لگایا ایک طرف کا راستہ لیا کوئی چند قدم چلا تھا کہ ایک دھوبی ملا کہ وہ لادی کپڑون کی بیل پر لادے ہوئے لیے جاتا تھا عمرو نے بعیاری اسیر کر کے اُسے زمین مین تا نصف گاڑ دیا اور بیل اُسکا لیکر اُسی بیل پر بلا انگیز کو لاد کر چلا ادھر تمام عیارون نے دیکھا کہ بلا انگیز کو بڑی دیر ہوئی کہ ابھی تک نہین پھرا دو چار عیار جو آگے بڑھے اُنھون نے دیکھا کہ نہ بلا انگیز ہی نہ وہ عورت ہی عیار اپنا سر پیٹ کر پکارے کہ بلا انگیز کو عمرو پکڑ لے گیا ارے جلدی تلاش کرو جتنے عیار تھے سب کے سب دوڑے بلا خیز بھی مضطر و بے حواس ہو کر چلا عمرو ایک نالے کے برابر پہونچا بیل کو ہانکتا ہوا چلا جاتا تھا اتنے مین عیارون نے آگھیرا اور کہا کہ اس لادی مین کیا ہی ہمین دکھلا دے دھوبی نے کہا اسمین سب زنانے کپڑے ہین اور تم لوگ نا محرم ہو مین تمھین ہرگز نہ دکھاؤنگا اُن سب نے کہا کہ ہم بغیر دیکھے تجھے نہ جانے دینگے آخر عمرو بولا کہ تم مین ایک شخص کو دکھاؤنگا بلا خیز نے کہا کہ تو مجھے دکھا دے عمرو نے اُسے الگ لیجا کر ایک نیمچہ اُسکی کمر پر مارا بلا خیز کے دو ٹکڑے ہوئے عیارون نے دور سے دیکھا کہ اس دھوبی نے بلا خیز کو مار لیا نیمچے کھینچ کھینچکر للکارتے ہوئے سب عیار دوڑے عمرو کو گھیر لیا عمرو سے نیمچہ چلنے لگا دس پانچ کو مار کر غول مین سے اُن عیارون کے نکل گیا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا نا چار و مجبور بلا انگیز کو پشتارے سے نکالا ہوش مین لائے اُسکی جو آنکھ کھلی چچا کی لاش سامنے دیکھی اور دو چار عیارون کو بھی کشتہ پایا نہایت افسوس کیا صدمۂ عظیم ہوا سب عیارون نے کہا کہ اتنا غنیمت جانیے کہ آپ ہی بچ گئے ورنہ وہ آپ کو بھی مار چکا تھا الغرض لاشین اُٹھوائین پھونکین جلائین بعد اُسکے بلا انگیز سب عیارون کو ساتھ لیکر زیر قلعہ مین آیا سب کو بٹھایا ایک ایک پر تاکید کی کہ خبردار بہت ہوشیار رہنا

سب کو تاکید کرکے چلا گیا اُس شب کو عمرو ایک عیار بلا انگیز کی صورت بنکر اُن نا عیارون مین آکر بیٹھا ادھر اُدھر
کی باتین کرکے دروازہ باغ پر آیا سب کو غافل کرکے محلدار کو سلام کیا اب محلدار عمرو سے واقف ہوگئی ہی کہ ہر روز
یہ ایک نئی شکل بنکر آتا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ آؤ ملکہ تمھارے انتظار مین بیٹھی ہی جلدی جاؤ عمرو باغ کے اندر آئے پھر غل ہوا
کہ ایک عیار گھسا آتا ہی ملکہ بولی ارے مردارو کیون غل مچاتی ہو عمرو ہی آتے ہو چپ رہو وہ سب کی سب چپ ہو رہین
عمرو ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے کہا خواجہ تشریف لائے صورت اصلی اپنی بناکر دکھلائیے عمرو گرم پانی سے ہاتھ منھ دھوکر
بصورت اصلی بنکر پاس ملکہ کے آبیٹھے ملکہ نے پوچھا کہ خواجہ یہان بڑا ہلڑ تھا کہ عمرو بلا انگیز کو پکڑ لے گیا کچھ عیار
عقابین پر رہ گئے تھے باقی سب چلے گئے تھے عمرو نے تمام قصۂ گذشتہ بیان کیا ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب اپنی حفاظت
کرو دشمنون سے اپنے تئین بچاؤ عمرو نے کہا ای ملکہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی کھانا آیا ملکہ بھی تمام دن کی بھوکی تھی
عمرو نے اور ملکہ نے کھانا کھایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود رہی دو پہر رات گئے یہ صحبت برخاست ہوئی اپنی
اپنی خوابگاہ پر سو رہے صبح کو جب عمرو جانے لگے کہتے گئے ای ملکہ ماما زیبا کو چھوڑ دو کہ ذرا وہ آج اپنے دوستون
کے ہاتھ کی بھی مار کھالے غرض عمرو تو اُسی طرح گلیم عیاری اوڑھے ہوئے نکلے چلے گئے ملکہ نے ماما زیبا کو کوٹھری
سے نکال رہا کیا اُسیوقت باغ سے باہر نکلوا دیا ماما زیبا باہر نکلکر چلی یہان بلا انگیز جو صبح کو آیا تھا عیارون سے
حال پوچھ رہا تھا کہ کہو رات کو کیا گذری کہ ناگاہ ماما زیبا باغ سے باہر نکلی غل ہوا کہ وہ زیبا آئی اور اُسنے
بھی بلا انگیز سے اشارہ کیا پاس بلایا بلا انگیز تو اُسکی صورت سے جلا ہوا تھا حکم کیا عیارون سے کہ اس
قطامہ کو پکڑ لو خوب مارو عیار اُسے پکڑ کے جوتیان مارنے لگے یہانتک مارا کہ ماما زیبا سوج پھول کے اپلا
ہوگئی اُسوقت ماما زیبا پکاری ارے او مونڈی کاٹے بلا انگیز تیری دوستی مین وہان ملکہ سرو سیمتن نے
مار کر نکال دیا اور یہان تو نے مار کھلوائی دوست دشمن کو تو نے نہ پہچانا بلا انگیز کو یقین ہوا کہ یہ عمرو نہین ہی ماما زیبا
ہی نہایت منفعل ہوا اور اُسکو اپنے گھر بھجوا دیا اور عیارون سے کہا کہ یارو عمرو تو نمایا نہ ہمارے اوپر جوتیان مارتا
ہی اور ہم اُسکا کچھ نہین کر سکتے آج سے مین تم سبھون سے رخصت ہوتا ہون مین بھی پوشیدہ ہوکر عیاری کرونگا
جبتک اُسکو نہ پکڑونگا تمھین صورت نہ دکھاؤنگا اب مین جاتا ہون ہر ایک نے کہا جائیے زمرد شاہ
باختری خداوند لقا آپ کو عمرو پر فتحیاب کرے بس بلا انگیز وہان سے آیا اور تلاش مین عمرو کی مصروف ہوا لیکن
عمرو قریب دوپہر کے ایک مغل کی صورت بنا ہوا عبا اوڑھے ہوئے ایک نانبائی کی دکان پر آیا اور اُسے
دو روپیے چوان کے بنے ہوئے دیے کہ ہمین کھانا کھلاؤ اُسنے کہا آپ بیٹھیے دکان کے اندر نانبائی نے
بلا کر مغل کو بٹھایا اور کھانا بہت تحفہ تحفہ خوانین لگا کر دیگشو کے ہاتھ بھیجا اُسنے عمرو کے آگے لگایا ہاتھ عمرو
کے دھلا کر عمرو کو کھانا کھلایا دو چار لقمے کھائے تھے کہ بیہوشی سی عمرو کو معلوم ہوئی سر اُٹھا کر دیگشو
کو دیکھا اب سمجھا کہ یہ بلا انگیز ہی اُدھر اُس دیگشو نے للکارا کہ باش او دزد باریک گردن سنم ممتر بلا انگیز کہان
جائیگا عمرو چاہتا تھا کہ فتیلۂ رفع بیہوشی کمر سے نکال کر سونگھے کہ بلا انگیز نے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو
جست کرکے کمند سے نکل کر نیچے دکان کے کود اگر بیہوش ہوگیا بلا انگیز دوڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مشکین کسنے لگا یہ دیکھکر نانبائی اور سب لوگ پکارے کہ ہان ہان کیا کرتا ہی بلا انگیز نے کہا ارے
تمھین کیا معلوم یہ عمرو ہی اور مین بلا انگیز ہون مین نے اسے آج بعد مدت گرفتار کیا ہی مین اسے
بے مارے نہ چھوڑونگا اس نے غضب کیا ہی کہ میرے چچا کو مار ڈالا ہی اور عیارون کو قتل کیا ہی سب نے کہا

که مهتر ہی لیجاہے ہم اور کچھ سمجھے تھے معاف کیجئے بلا انگیز بصورت اصلی بنا اور عمرو کا پشتارہ باندھ کر لے چلا
اپنے گھر مین لا کر کوٹھری مین بند کیا زوجۂ بلا انگیز اسوقت پاخانہ مین گئی ہوئی تھی کنیزون سے کہا خبردار اس
کوٹھری کو کوئی نکھولے اسمین میرا چور بند ہی یہ کہکر باہر آیا اپنے عیارون کے پاس چلا کہ اُن سب کو جمع کرکے
لاؤن اور گدھا منگواؤن عمرو کو اُسپر سوار کرکے منھ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کرون اور دروازے پر
باغ کے ملکہ کے سامنے قتل کرون بلا انگیز تو اس فکر مین تھا یہان عمرو کو ہوش آیا آپ کو ایک کوٹھری
مین بند پایا باہر کوٹھری کے عورتون کے بولنے کی آواز سُنی معلوم کیا اُس ہیجیانے اپنے گھر مین قید کیا ہی بس
بلا انگیز کو پکار پکار کر لگا گالیان دینے زوجۂ بلا انگیز جو پاخانہ سے نکلی اُسنے سنا کہ کوئی شخص کوٹھری مین سے
بلا انگیز کو گالیان دے رہا ہی زوجہ نے بلا انگیز کی پوچھا کہ ارے یہ کون ہی کنیزون نے کہا ہمین نہین معلوم
مہتر جی ایک شخص کو لا کر کوٹھری مین بند کر گئے اور کہ گئے ہین کہ کوئی اس کوٹھری کو کھولے نہین زوجہ بلا انگیز
کی دروازے کے پاس کوٹھری کے آکر یہ پکاری کہ ارے تو کون ہی اور کیون بلا انگیز کو گالیان دیتا ہی اور
تجکو کیون بلا انگیز نے قید کیا ہی عمرو نے کہا اگر چھوٹا ہوتا تو مردود کو سزا دیتا خیر اب تو وہ مجھے پکڑ لایا ہی
جسوقت چھوٹونگا تو بتا دونگا زوجۂ بلا انگیز نے پوچھا ارے کچھ کہ تو سہی یہ مونڈی کاٹا تجکو کیون پکڑ لایا ہی عمرو
نے کہا مین مدت سے اس شہر مین رہتا ہون اور ایک بیٹی اُس شخص کی ہی مگر ابھی وہ ناکتخدا ہی سن اُس کا پندرہ
برس کا ہی اُسپر یہ بہت مدت سے عاشق تھا مجھسے کہا کرتا تھا کہ تو میرے ساتھ اس کا عقد کردے مین قبول
نہ کرتا تھا آج یہ مجھے بدنما فریب پکڑ لایا ہی اور اب جا کر میری زوجہ کو فریب دیگا اور اُس دختر کو اپنے قابو
مین کریگا زوجہ نے بلا انگیز کی کہا اے شخص مین تجھے اس شرط سے رہا کیئے دیتی ہون کہ تو جا اور اپنی دختر
اور زوجہ کو لیکر اس شہر سے نکل جا عمرو نے کہا مین کیونکر شہر چھوڑ سکتا ہون کہ مین دو ہزار روپیے کا قرضدار
ہون وہ لوگ مجکو نہ جانے دینگے اگر قرض ادا ہوجاے تو ایک گھڑی بھر مین اس شہر مین نہ ٹھہرون بلا انگیز کی
زوجہ نے قفل تڑوا کر عمرو کو باہر نکالا اور دو توڑے روپیون کے دیئے اور کہا کہ اپنا قرض دے کے آج ہی
یہان سے خبردار چلا جا عمرو نے کہا بہت اچھا اب مین یہان کیون ٹھہرنے لگا یہ کہکر چلا اور گھر سے باہر نکلکر
ڈیوڑھی مین پوشیدہ ہو کر کھڑا ہو رہا اور یہان زوجہ نے بلا انگیز کی بال اپنے نوچے کپڑے پھاڑے چلانے لگی
کہ ہاے مجھپر یہ مونڈی کاٹا سوت لاتا ہی اور کنیزون سے کہا یہ مردہ جسوقت قدم رکھے خوب مارنا غرض سب کنیزین
مستعد ہو کر وہان بلا انگیز کی زد و کوب کے لیے بیٹھین لیکن اس طرف بلا انگیز جو اپنے عیارون مین آیا کہا تھا کہ
مین عمرو کو پکڑ لایا اب گدھا لے چلو اُسکو گدھے پر سوار کرکے منھ کالا کرکے جوتیون کا ہار گلے مین ڈالو تمام شہر مین عمرو کو تشہیر
کرو اور بعد اُسکے لا کر اُسکو اُسی باغ کے دروازے پر قتل کرو اُن سب عیارون نے کہا بہت اچھا اُسیوقت
وہ سب عیار گئے اور ایک گدھا دھوبی کا لائے جب مہتر بلا انگیز کے دروازے پر پہونچے بلا انگیز نے کہا
تم سب باہر ٹھہرو مین عمرو کو یہین لاتا ہون یہ کہکر اندر مکان کے چلا عمرو چپکا ڈیوڑھی مین کھڑا ہوا دیکھا کیا اور دل
مین یہ تجویز کی کہ بلا انگیز اب جورو کی جوتیان کھا کر پھرے تو گرفتار کرون بلا انگیز نے جیسے ہی قدم گھر کے اندر
رکھا اپنی زوجہ کو دیکھا کہ بھوت اُسپر سوار ہی عجب حال ہی چڑیل بنی ہوئی بیٹھی ہی پوچھا کہ صاحب یہ کیا حال بنایا
ہی وہ جلتی بولی سوت مونڈی کاٹے شامت زدہ گدھے مجھپر سوت لوٹنے کی ہی مان کے پاس سے ہوکر
آیا ہی تو اب میری حال پرسی کرتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ لینا اس مردے کو جانے نہ دینا

بس یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین کسی نے کالی ہنڈیا مارنے کو اٹھائی کسی نے چولہے کا توا لیا کوئی ڈوئی لیکر دوڑی کوئی
کرچھا لیکر چلی کسی نے دست پناہ تانا کسی نے جلی ہوئی لکڑی چولہے کی کھینچ لی بلا انگیز کو اسطرح سب نے مارنا
شروع کیا یہ اکیلا کنیزین اتنی سبھون نے گھیر لیا لینا لینا کرکے پل پڑین اسقدر بلا انگیز کو مارا کہ ادھ موا ہوا سیاہ
کا منہ سوج کر اپلا ہو گیا بلا انگیز پکار رہا ہے کہ ارے صاحب کچھ میری تقصیر تو بتاؤ کیون مجھے کنیزون سے
مار کھلوائی زوجہ اسکی بولی کہ او مردوے تو اس مغل کی بیٹی پر عاشق ہو کر مغل کو پکڑ لایا تھا یہان لاکر قید کیا تھا
اسواسطے کہ اسکی بیٹی سے عقد کرے بلا انگیز پکارا ارے صاحب ذرا سنو تو سہی مغل کیسا اور کسکی دختر مین
تو کسی سے نہین واقف ہون مین تو عمرو عیار کو بڑی مشقت سے لایا تھا کہین تو نے اسے چھوڑ تو نہین دیا
وہ بولی مین نے اسے تو اسی وقت چھوڑ دیا بلکہ دو ہزار روپیے اسے اپنے پاس سے دیے اور کہا کہ تو جسکا
قرضدار ہے تو ابھی اسکو روپیہ دے کر اس شہر سے نکل جا بلا انگیز نے یہ سنکر اپنا منہ پیٹ لیا کہ بی بی تو نے بڑا
غضب کیا میری ساری مشقت و محنت برباد کر دی اور وہان سے باہر چلا جیسے ڈیوڑھی مین آیا وہان چھپا
تھا عمرو نے ساتون طبقے کمند کے گانٹھ کے مارے اور جھٹکا دیا بلا انگیز گرا عمرو چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا مشکین
باندھین اور کہا کہ او بیچارہ تو سہی اگر تیرے عیارون سے تجکو قتل کر دیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا فوراً بلا انگیز
کو اپنی صورت بنا کر بیہوش کر کے ڈال دیا اور خود بلا انگیز کی صورت بنکر ڈیوڑھی سے باہر آیا جتنے عیار باہر کھڑے
تھے اُن سے کہا کہ صاحبو مین اس مکار کو باہر نہین لایا کہ وہ سحر بیان اور سحر زبان ہے ایسا نہو کہ وہ کہے کہ مین تو
بلا انگیز ہون اور یہ عمرو ہے اور تم لوگ مجھسے برگشتہ ہو جاؤ اور مجھی کو گرفتار کر لو اس سے بہتر یہ ہے کہ مین اسکا سر
کاٹ کے تمھارے پاس لیے آتا ہون سبھون نے کہا اُستاد ہم ایسے نہین ہین کہ اسکے فریب مین آجائین اور عمرو
کو بلا انگیز سمجھین آپ شوق سے اسکو باہر لایے کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکال لین ہماری طرف سے آپ خاطر جمع
رکھیے القصہ عمرو اسے سخت دیر کرکے اندر آیا اور بلا انگیز کو ہوش مین لا کر باہر لے کر آیا سب نے لات مکی جوتا
تھپڑ مارنا شروع کیے بلا انگیز پکار رہا ہے ارے صاحبو مین بلا انگیز ہون کیا غضب ہے کہ تم لوگ مجھے نہین پہچانتے
یہ عمرو ہے مین بلا انگیز ہون اس ہلڑ مین کون اسکی سنتا ہے ہر ایک مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اگر تو ہی بلا انگیز
ہے مگر ہم تجھے مارینگے اور تیرے ٹکڑے اڑا دینگے تیرے ہاتھ سے ہمارے بہت عزیز مارے گئے ہین ہم اصلی
بلا انگیز کو اُن سب عیارون نے ایسا مارا کہ بیدم کر دیا اسی وقت بلا انگیز نقلی نے عیارون سے کہا کہ تیل
توے سے اسکا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرو اور کوچہ کوچہ گلی گلی پھراؤ اُن سب عیارون نے عمرو
نقلی کا منہ کالا کر کے جوتیون کا ہار گلے مین پہنا کر گدھے پر سوار کیا اور تمام شہر کے ہر گلی کوچہ مین
تشہیر کرتے ہوئے دربار ملکہ سرو سیمتن پر لائے اور گدھے پر سے اُتارا اور زیر عقابین بٹھایا بلا انگیز
نقلی نے تیغہ کھینچا اور بلا انگیز اصلی کو ایک ہاتھ تیغہ کا بھیٹ کر مارا کہ سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا لاشہ خون مین
لوٹنے لگا بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن عقابین پر دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو کو بلا انگیز گرفتار
کیے ہوئے منہ کالا کر کے گدھے پر سوار لایا اور تیغہ مارا سر کٹ کے عمرو کا زمین پر گرا بس جیسے ہی عمرو قتل ہوا اُن
دونون اسیرون نے سر اپنا قفس سے ٹکرانا شروع کیا بے اختیار رونے لگے ادھر ملکہ سرو سیمتن در باغ سے
دیکھ رہی تھی جب عمرو کا سر کٹکے زمین پر گرا اور لاش تڑپنے لگی تاب ضبط باقی نہ رہی دروازہ کھولکر دوڑی جتنی
چوب چماق لیے ہوئے ملکہ کے ساتھ کنیزین عیارون پر دوڑین عیار تو دونون قفس ہاشم تیغزن اور

بدیع الزمان کے یہ مع بلاانگیز نقلی کے چلے گئے ملکہ سرو سیمتن لاش عمرو نقلی کی اُٹھا لائی اندر باغ کے دفن
کر کے قبر بنائی اور اُسپر مجاور بنکر بیٹھی زار زار مضطر و بیقرار ہوکر روتی تھی اور کہتی تھی کہ ای عمرو مین یہ نہ جانتی تھی
کہ تو میرا عاشق زار ہی ہائے مین یہ نہ جانتی تھی کہ تو ناشاد و نامراد دنیاے فانی سے طرف ملک جاودانی کے
کوچ کریگا مین اپنے وصل سے تجکو شاد کرتی حسرت دل نکل جاتی اب مین بھی اپنی جان دونگی بغیر تیرے
زندگی ہونا مشکل ہی ہائے افسوس تجھ ایسا عاشق صادق نہ ملیگا جو حق عاشقی کا ہی اُس سے زیادہ چاہا جو منھ
سے کہا مرتے دم تک نباہا شعر بلبل کو چھٹ کے گل سے بھلا کیا قرار ہو ٭ کیونکہ بہار باغ نہ آنکھون مین خار ہو
دیگر ای فلک مین کیا کہون اب اس تری بیداد کو ٭ قطع ہوتے باغ مین دیکھا قد شمشاد کو ٭ پھر لباس فاخرہ
تبدیل کیا اور پوشاک سیاہ پہنی شال عزا دوش پر ڈالی فقیرانہ بھیس کر کے دھونی رماکے قبر عمرو نقلی پر بیٹھی بین
کر کے رونے لگی اب حال بلاانگیز نقلی کا سنیے کہ یہ اُن سب بلاانگیز اصلی کے عیارون کے ساتھ مکان مین
آیا قفس بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کا کوٹھری مین رکھوا دیا اور اکیلا کوٹھری مین گیا اور زنجیرون کے پاس
بیٹھ کے کہنے لگا ای شہزادو یہ تمنے کیا غضب کیا کہ سر اپنے قفس سے ٹکرائے اور حالت تباہ کی ارے نہین
عمرو زندہ ہون اور بلاانگیز کو مین نے اپنی صورت کا بناکر قتل کیا یہ سُنکر ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان
بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے عجب مژدۂ جان بخش سنایا خدا تمھین زندہ و سلامت رکھے خواجہ عمرو نے
پھر سوہن نکال کر جلدی سے قفل قفسونکا کاٹا اور کہا تم بیٹھے رہو جب مین تمکو آواز دون فوراً وہان
چلے آنا الغرض عمرو اُنکو بہت تسکین اور دلاسا دے کر باہر نکلا اور عیارون سے کہا کیون صاحبو تم مجھے
پہچانتے ہو ای عیاران بلاانگیز بتاؤ مین کون ہون سب عیار یہ سنکے حیران ہوئے اور پکارے کہ اُستاد آپ
یہ کیا کہتے ہین پہلے یہ فرمایے کہ یہ کیا معاملہ ہی ہم ایسے اندھے ہین کہ آپ کو نہ پہچانینگے آپ ہمارے اُستاد مہتر
بلاانگیز ہین اُسوقت خواجہ عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ٭ خال رخ بجنگ بداختر
بہ برم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم ٭ بس نیمچۂ سر شگاف کھینچا اور کہا
واقعی تم سب اندھے ہو کر مجھے نہ پہچانا مین بلاانگیز نہین ہون مین نے بلاانگیز کو اپنی صورت کا بناکر
ملکہ سرو سیمتن کے در باغ پر قتل کیا ای عیاران بلاانگیز اگر تمکو میری اطاعت کرنا منظور ہو تو دین اسلام قبول
کرو اور لقا پر لعنت کرو اور اگر یہ نہین منظور ہی تو مین کچھ مزاحمت نہ کرونگا تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ
مین نے ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان کو قید قفس سے رہا کیا یہ کہکر آواز دی ای ہاشم تیغزن و
ای بدیع الزمان صف شکن قفس سے باہر نکل آؤ یہ سنکے دونون شہزادۂ عالیشان قفس سے نکل کر باہر
دروازے پر آئے اب عیاران بلاانگیز کو یقین ہوگیا کہ یہ فی الحقیقت عمرو ہی اور بلاانگیز مارا گیا ہر ایک
عیار پکارا کہ ای خواجہ عمرو ہمنے لقا پر لعنت کی اور ہم دین اسلام قبول کرتے ہین آپ کی اطاعت
سے کسی طرح باہر نہونگے یہ سنکے عمرو نے صورت اصلی اپنی بنائی سب عیار آکر قدمبوس ہوئے
دین اسلام اختیار کیا بعد اُسکے عمرو گھر مین بلاانگیز کے گیا اور زوجہ سے اُسکی کہا کہ مین تمھارا ممنون ہون
کہ تمنے مجھے رہا کیا تھا اب تم جو کچھ مجھسے کہو مین اُس امر کو بسر و چشم بجا لاؤن اُسنے کہا مجھے خدمت مین
ملکہ سرو سیمتن کی پہونچا دو عمرو نے کہا اچھا کل ہم تمھین وہان پہونچا دینگے یہ کہکر مال و اسباب
بلاانگیز کا لے لیا اور رات کو بصورت اصلی ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان کو لے کر باغ مین

ملکۂ سرو سیمتن کے پہونچا دونون شہزادون کو پہلے باہر ٹھہرا گیا آپ اندر باغ کے آیا ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا کہ بصورت فقیرانہ شال غا دوش پر ڈالے ہوئے ایک قبر تازہ پر بیٹھی بین کر کے رو رہی ہے کبھی قبر سے لپٹ جاتی ہے کبھی سر زانو پٹینے لگتی ہے خواجہ عمرو ہنستے ہوئے قبر کی طرف آئے اور آواز دی اے ملکۂ عالم یہ کیا ہے کہ تمنے اپنا یہ حال بنایا ہے ملکہ سرو سیمتن نے جو عمرو کی شکل دیکھی اور آواز سنی دوڑ کے لپٹ گئی اور رو رو کر کہا اے خواجہ تمکو میرا جذبۂ عشق قبر سے باہر نکال لایا یہ بتلاؤ کہ ملک عدم سے تم کیونکر یہان آئے سنتی ہون کہ جو کوئی ملک عدم کو روانہ ہوتا ہے پھر وہان سے پھر کے نہین آتا کہ منزل ملک عدم نہایت سخت و دشوار اور دور و دراز ہے وہان سے پھر کے آنا کیسا خبر بھی نہین معلوم ہوتی ہے جلد اپنا حال زار بیان کرو خواجہ عمرو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور ہنسکر کہا ملکہ مجھے کون مار سکتا ہے مین زندہ ہون مین نے تو بلا انگیز کو اپنی صورت بنا کر قتل کیا تھا ملکہ یہ سنتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جاے مثل گل تازہ شگفتہ ہوئی خواجہ عمرو کو بارہ دری کیطرف ہاتھ پکڑ کے لے چلی عمرو نے کہا شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی عقابین سے رہا ہوئے میرے ساتھ آئے ہین انکو بھی مین جا کر لے آؤن پہلے انکے واسطے کوئی مقام عمدہ رہنے کو تجویز کرو ملکہ اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا خواجہ جلد انکو لاؤ مین اپنی آنکھون پر انکو بٹھاؤنگی عمرو گیا اور ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان صف شکن کو ہمراہ لیکر آیا ملکۂ سرو سیمتن نے ایک قصر عالیشان مین انکو لیجا کر بٹھایا اور ہمہ اشیا اسی وقت منگوا کر مہیا کر دی خادمون کو حکم کیا کہ خدمت کیواسطے رہو سب نوکر چاکر خدمت مین حاضر ہوئے عمرو انکو اچھی طرح سے بٹھا کر ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے فوراً کھانے کا سامان کیا خوانون مین طرح طرح کے طعامہاے لذیز چنوا کر کسنون سے خوان کسوا کر اپنی مہر کر کے بڑے اہتمام سے بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کے پاس وہ خوان طعام بھیجے اور گیتی آرا کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ دونون شہزادون کو باادب شاہانہ خاصہ نوش کرا کے آنا جس چیز پر انکی رغبت دیکھنا اور وہ نہو فوراً منگوا لینا گیتی آرا تو ادھر کھانا کھلانے شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ ہاشم تیغزن کو گئی ادھر ملکۂ سرو سیمتن نے بشگفتگی خاطر دستر خوان بچھوایا خواجہ عمرو نے اور ملکہ نے بھی کھانا کھایا بعد فراغ کھانے وغیرہ کے محفل حسن آراستہ ہوئی گائنون کو ملکہ نے طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو بھی بلوایا مسند زرین پر جلوہ گر کیا صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طبلے سنجیرے بجنے لگے گانا شروع ہو گیا ملکۂ سرو سیمتن نہایت شاد شاد بپہلوے خواجہ عمرو مین متمکن ہوئی دونون شہزادے مسند پر مثل آفتاب و ماہتاب کے بیٹھے کنیزان خاص و خواصان فیض اختصاص گرد مثل ہالہ اس ماہ شب چہاردہ کے کھڑی ہوئی ہین کوئی صورت گل شگفتہ ہو کر ہنس رہی ہے کوئی مثل غنچۂ نیم وا کے مسکراتی ہے کسی کی مثل نرگس ٹکٹکی لگی ہے کوئی مثل سوسن زبان بند کیے خاموش ہے کوئی چہیتی چلبلی طبیعت کی ہے کچھ رہ رہ کے شعر پڑھتی ہے شعر

چلو چمن مین بہار آئی سیر گل دیکھین + ہر ایک غنچۂ سربستہ کھلکھلانے لگا دیگر باغ مین آج تازہ باغ کھلا + عندلیبو عجب تماشا ہے +

الغرض دو پہر رات تک صحبت راگ رنگ کی رہی بعد اسکے بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن وہان سے اٹھ کر اپنے قصر عالیشان مین آئے آرام کیا بار بیدار بنیان جو کی پہرے پر معین ہوئین عمرو نے اس روز اپنا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھوایا رات کو صحبت برخاست کر کے ایک پلنگ پر سوئے شب وصل کا سامنا ہوا عقدۂ دل عاشق و معشوق کے کھل گئے غنچۂ سربستہ شگفتہ ہوا باغ مراد مین بہار آئی شعر

گذر رہی شب وصال وہ بوس و کنار مین + تا صبح خوب غنچۂ دل کی گرہ کھلی +

ناگاہ طلایہ گرد سپہر یعنے ماہ شب چہاردہم ہمراہیان

نجوم فلک سے جانب مغرب روانہ ہوا اور مرغ زرین بال فلکی یعنی آفتاب عالمتاب گلدستۂ قصر فلک نیلوفری پر بلند پروازی کرکے بصدائے اللہ اکبر جلوہ گری کرنے لگا صبح ہوگئی طیور حمد الٰہی مین مصروف ہوئے زمزمہ پردازی کرنے لگے بلبلین چہکنے لگین مرغان خوش الحان کی صدائین تکبیر دن کی بلند ہوئین نسیم سحر چلنے لگی نرگس چونک کر آنکھین ملنے لگی پھولون کی کلیان چٹکین فرش گل سے چمن آراستہ ہوئے بھینی بھینی بو گلون کی چارسو سے صبا لانے لگی دونون شہزادے بیدار ہوئے فرض خدا ادا کیا سپاس پروردگار سے زبان تر ہوئی ملکۂ سرو سیمتن اور خواجہ بھی اُٹھے خواجہ نے ملکہ سے کہکر اسطبل شاہی سے گھوڑے پری وش صبا رفتار منگوائے پھر پوشاک شاہانہ زنبیل سے نکالکر دونون شہزادون بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بدلوائی اور تلوارین ولایتی دشمن کش دونون کو دین خود وزرہ مغفر و چار آئینہ اور دستانے وغیرہ سے دونون شہزادون کو آراستہ کرکے مسلح و مکمل کیا اور کہا چلو ایوان شاہی مین کفار کو تہ تیغ کرو ضرب شمشیر سے سردارون کو زیر کرو اور سکہ دین اسلام کا جاری کرو الغرض شہزادۂ بدیع الزمان و شہزادۂ ہاشم تیغزن گھوڑون پر سوار ہوئے اور ہمراہ خواجہ کے ایوان بادشاہی مین آئے وہان سہیل نایب بیران ببر سوار موجود تھا آتے ہی شہزادۂ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان منم نخر سہراب و اسفندیار ✤ بدیع الزمان صفدر نامدار ✤ سہیل نایب بیران ببر سوار ایوان شاہی سے باہر آیا دیکھا کہ پسران حمزہ تیغ بکف آگئے فوج کو آواز دی سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے فوج چارون طرف سے سمٹ کر گرد شہزادون کے آگئی شہزادۂ بدیع الزمان مقابلہ پر سہیل کے آئے اور ادہر ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرۂ ہاشم منم صفدر و غازی و صف شکن ✤ شجاع و جری ہاشم تیغزن ✤ شمشیر آبدار کھینچ کر فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کفار کی لاشون کے پشتارے ہو گئے ادہر سہیل نے تلوار کا وار شہزادۂ بدیع الزمان پر کیا شہزادے نے عجب پھرتی و چالاکی کی کہ وار بچا کر تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور سہیل کی تلوار چھین لی پھر کمر زنجیر کو پنجۂ شیر گیر سے محکم تھام کر سہیل کو اُٹھا لیا اور فرمایا تھا حمد اینت پروردگار بین کیا کہتا ہے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر دین اسلام قبول کر ابھی تیری جانبری ہوتی ہے ورنہ مار دونگا زمین پر کہ تن و توش تیرا گرد برد ہو جائیگا تیری خاک کا بھی پتا نہ لگیگا سہیل نے کہا بصد قول دین اسلام قبول کرتا ہون آپ کی اطاعت سے باہر نہونگا کلمہ مجکو پڑھا دیجئے اور مسلمان کیجئے بدیع الزمان نے سہیل کو کلمۂ طیبہ تلقین کیا اور جان بخشی کی سہیل کو بدیع الزمان نے چھوڑ دیا سہیل نے اپنے تمام لشکر و اہل شہر کو مسلمان کیا دین اسلام کا اُس شہر مین رواج ہوا سہیل نے شہزادۂ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بڑی دھوم اور سامان سے دعوت و ضیافت کی کئی روز تک اُس شہر مین جشن عام رہا بعد اُسکے خواجہ عمرو نے چلنے کا سامان کیا ملکۂ سرو سیمتن کو ایک محافے مین سوار کیا اور کئی ہزار عیار تازہ اسلام لائے ہوئے ہمراہ محافے کے کردیے اور حکم کردیا کہ بہت حفاظت اور خبرداری و ہوشیاری سے ملکہ کو لے جانا اور بارہ ہزار سوار جرار لیکر ہمراہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن طرف لشکر اسلام روانہ ہوئے

دو کلمے داستان عجائب بیان رستم زمان عملشاہ نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا دہ سے لاجواب وہ ساقی پلا جام گلرنگ آج ذرا جلد پلوا کوئی جام تو	نظر مین سمائے نہ پھر آفتاب ہے بیرنگ میخانہ کا رنگ آج کسی رند کی ہے مجھے جستجو	وہ مے دے کہ رندون سے ہون ہوش گم جو ساقی مرا دستگیری کرے فلک تو عجب شعبدہ باز ہے	ضعیفی مین آئے جوانی کا رنگ دل زار ترک اسیری کرے کہ نا ساز قلقل کی آواز ہے

ثمر کی لب بالب دکھانے لگا | رہ گئی دوری بسبب بتانے لگا | آخر ہی جو تائید پروردگار | ابھی دور کرتا ہوں ظلم ایکبار

غزل

شب فرقت مجھے جینہ بیر و پاو آتا ہے
یہ ہر سو شور ہوتا ہے کہ وہ جلاد آتا ہے
ترے کوچے میں وہ بھی ٹھوکریں کھاتا ہے وہ قاتل
کبھی مجنون کبھی وامق کبھی فرہاد آتا ہے
اڑاتا خاک صحرا میں جو ہیں دیوانہ جا نکلا
فرا دیکھو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہے
نہیں اٹکھیلیوں کی چال چلتا ہے ...

دل غمگین تڑپ کر تا لب فریاد آتا ہے
تڑپتا دیکھتا ہوں میں کہیں جو مرغ بسمل کو
اٹھا کر جو کہ برسوں عشق کی افتاد آتا ہے
چڑھی ہے آستین ابرو پہ بل ہے تیغ کھینچے ہے
کہا مجنون نے لیلی سے مرا استاد آتا ہے
عدم میں بھی رواج اکثر ہے ... گلزار جو ہر گل
ہماری خاک کو کرتا ہوا برباد آتا ہے

سوئے مقتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہے
دل بیتاب اپنا صاف مجھکو یاد آتا ہے
ہر اک کرتا ہے سیر ی سیر کی صحرا سے الفت میں
ترے تیور سے میرے قتل کو جلاد آتا ہے
مجھے وہ دیکھکر ہنستے ہیں ... غیر ...
گریبان چاک سوئے گلشن ایجاد آتا ہے

بیت نویسندہ دفتر خوش بیان

قلم گرد این تازہ تر داستان ہا رہبران جادۂ جستجو و کوشش وسعی کنندگان منزل تلو تلم تیز رفتم کو صحرائے صفحۂ قرطاس پر اپنی طبیعت آرائی سے مضامین نو پیدا کرکے یوں رواں کرتے ہیں کہ جب رستم زمان علمشاہ رومی ادھر قلعۂ افلاکیہ میں اور یہاں بدیع الزمان صف شکن و ہاشم شیغزن کو بالا انگیز عیار بہران پر سوار اٹھاکر لیگیا اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری بتلاش شہزادگان بحکم امیر بالاتوقیر حمزۂ صاحبقران روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کو تلاش میں شہزادوں کی عرصہ زیادہ ہوا مہتر قران حبشی نے صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو غلام جاکر خبر خواجہ عمرو استاد کی لائے امیر بالاتوقیر نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہے جاؤ مہتر قران فوراً روانہ ہوا الغرض چلتے چلتے منزلیں طی کرکے ایک مقام پر دوراہا ملا کہ وہاں سے ایک راہ طرف شہر زرین حصار کے گئی تھی اور ایک راہ شہر مرصع حصار کی طرف نکل گئی تھی اور وہی راستہ قلعۂ افلاکیہ کا بھی تھا مہتر قران وہاں ٹھہرا آیندو روند سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ راہ زرین حصار کی ہے کہ جہاں بدیع الزمان اور ہاشم شیغزن قید ہیں اور خواجہ عمرو رہا کرنے کو گئے ہیں اور وہ راہ مرصع حصار کی ہے اور اسی طرف راستہ قلعۂ افلاکیہ کا بھی ہے جہاں علمشاہ رومی قید ہیں مہتر قران سوچا کہ استاد عمرو تو خود ولی اللہ ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا اے قران تو پہلے چلکر علمشاہ کو قید سے رہا کر بعد اسکے استاد کی خبر کو چل مہتر قران یہ دل میں سوچ کر مرصع حصار کی طرف روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا دیکھا کہ ایک خواجہ سرا حبشی صحرا میں شکار کھیل رہا ہے قران نے ایک خدمتگار کی صورت بنکر اس خواجہ سرا کو آکے سلام کیا اسنے پوچھا کہ تو کون ہے مہتر قران نے کہا کہ غریب مسافر نوکری کی تلاش میں نکلا ہوں اس حبشی کا خواجہ عنبر نام تھا اسنے کہا کہ ہمنے تمہیں نوکر رکھا ہمارے ساتھ رہا کرو قران نے سلام کیا شکار کھیل کر جب وہ اپنے گھر کو آیا اور شکار کا گوشت ملکہ مرصع بانو کے واسطے بھیجا کہ یہ بیٹی تھی مرصع قبا کی اب مہتر قران کو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ سرا بادشاہ مرصع قبا کی بیٹی کا ہے ایک روز مہتر قران نے اس خواجہ سرا کو بیہوش کیا اور بعدہ انکال کے اس حبشی کا سر کاٹ لیا اور لاش اسکی مع سر کے زمین میں ایک مقام علیحدہ پر دفن کردی اور آپ اس کافر خواجہ سرا کی شکل بنکر مالک مرصع قبا کے سامنے آیا آداب بجالایا اور ملکہ مرصع بانو کی طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرکے کہا پیر مرشد غلام شکار کو گیا تھا وہاں آیندو روند کی زبانی معلوم ہوا کہ عمرو ہاشم و بدیع الزمان کے رہا کرنے کے واسطے شہر زرین حصار کو گیا ہے اور کچھ عیار اور بھی اسکے پیچھے پیچھے آئے ہیں کیا عجب ہے کہ کوئی عیار یہاں بھی پسر حمزہ علمشاہ رومی کی خبر سنکر آیا ہو آپ ذرا ہوشیار رہیے گا

بادشاہ نے کہا ای عنبر تو شب و روز میرے پاس رہا کر قران نے عرض کیا بہت اچھا مہتر قران نے اسی
شب کو مالک مرصع قبا کو بیہوش کیا اور اسکی صورت بنکر تخت شاہی پر صبح کو بیٹھا اور حکم کیا کہ پسر حمزہ کو لاؤ یا تو
وہ دین لقا یعنی اختیار کرے نہین تو آج ہی مین اُسے قتل کرونگا لوگ اُسی وقت قلعہ افلاکیہ کو گئے اور
علمشاہ کو لائے علمشاہ نے آکر دربار مرصع قبا مین بطریق اسلام سلام کیا مالک مرصع قبا نقلی نے کہا
ای پسر حمزہ رسی جل گئی مگر بل نہین جلا تو اس قید شدید مین بھی گیا لیکن کلمہ و کلام وہی ہی یا تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ
کر نہین تو آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو علمشاہ نے جواب دیا او کافر خاسر مجھے تو نے بفریب اسیر و گرفتار کیا
اگر تو بمردی گرفتار کرتا تو جو کچھ تو کہتا وہ مین قبول کرتا اور اب جو کوئی مجھے زیر کرے مین دین اُسکا قبول کرنے کو موجود
ہون مالک مرصع قبا نقلی نے سب سرداروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہر کوئی تم مین سے ایسا کہ پسر حمزہ کو بقوت بازو
زیر کرے کسی سردار نے جواب نہ دیا مگر ایک پہلوان تھا کہ برجیس پیلتن اُسکا نام ہی نہایت قوی ہیکل دیو پیکر چالیس
ارنج کا قد و قامت اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ اگر حکم ہو تو مین اس پسر حمزہ کو سر میدان باندھلون اور حلقہ بگوش اپنا کردن
اُسنے کہا کہ کیا مضایقہ ہی غرض بادشاہ مرصع قبا نقلی نے حکم دیا کہ جلد اکھاڑہ تیار کرو اور آہنگر کو بلاؤ جسوقت آہنگر آئے
بادشاہ نے کہا کہ ابھی قید آہن اسکی دور کرو یہ سنکر علمشاہ رومی نے قید اپنی توڑ کر آپ پھینک دی جب اکھاڑا
تیار ہو چکا برجیس پیلتن سے بادشاہ نے کہا کہ جا اکھاڑے مین اور پھر علمشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا ای پسر حمزہ
اگر تم اسکو زیر کروگے تو مین تمکو رہا کر دونگا علمشاہ نوجوان اکھاڑے مین آئے اور خم ٹھونک کر مائل بکشتی ہوگئے
دو پہر کامل اُس پہلوان سے روز ہوا آخر کار علمشاہ نامدار نے اُس پہلوان زبردست کو زیر کیا پچھاڑ کر اُسکو
چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مارے ڈالتا ہون اُس نے کہا مین دین
اسلام قبول کرتا ہون اور آپ کا مطیع و فرمانبردار مدام رہونگا علمشاہ نے اُسکو کلمۂ طیبہ تلقین کیا مالک
مرصع قبا نقلی نے تمام سرداران و افسران فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ صاحبو دین اسلام اور اطاعت پسر حمزہ برحق
ہی اور واجب و لازم ہی مین نے تو دین اسلام قبول کیا تم بھی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرو مذہب اسلام
اختیار کرو اُن سب نے کہا ہم بصدق دل اسلام لائے دین حمزہ قبول کیا بعد اُسکے مالک مرصع نقلی نے علمشاہ
عالیشان سے کہا کہ ای شہریار مین مہتر قران آپ کا خادم ہون آپ کے چھڑانے کیواسطے آیا تھا اور یہان کے
بادشاہ کو مین نے قید کر لیا علمشاہ نے فرمایا کہ اُسے لاؤ ہمارے سامنے مہتر قران گیا اور اندر سے مالک مرصع قبا
کو صندوق مین بند کرکے لایا علمشاہ نے اپنے سامنے صندوق سے نکلوایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب وہ ہوش مین
آیا علمشاہ کو سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا مہتر قران نے تمام حال اُس سے بیان کیا اور کہا کہ اب تو بھی دین
اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار ایک مشکل صعب رکھتا ہون اگر اُسے حل کیجیے
تو مین بھی دین اسلام اختیار کرون آپ کی اطاعت شب و روز کیا کرون علمشاہ نے فرمایا بیان کر اُس نے
کہا کہ میرے شہر سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی کہ کوہ مرگ اُسے کہتے ہین جو ذیحیات وہان جاتا ہی وہ زندہ پھر کر
نہین آتا ہی اور اکثر آدمی شہر مین سے بھی غایب ہو جاتے ہین ہر چند لوگ اُنھین ڈھونڈھتے ہین مگر پھر اُنکا پتا نہین لگتا
آپ یہ راز مجھپر کھولدین تو بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مین نے اکثر لقا سے بھی کہلا بھیجا کہ یہ مشکل میری
آسان کیجیے وہان سے جواب آیا کہ خداوند فرماتے ہین کہ وہ پہاڑ ہمنے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اُسکا حال سوا ہمارے
اور کوئی جان نہین سکتا تم اس راز کے افشا کرنے کے درپی نہو علمشاہ عالی وقار یہ سنکر کہنے لگے کہ ای مالک مرصع قبا

ہم بتائید آلہی انشاءاللہ جب اس راز کو تم سب پر منکشف کرینگے اُسی وقت تمسے سوال اسلام لانے کا کرینگے یہ کہکر مہتر
قران سے کہا کہ ہمارا گھوڑا اسپ کبود لاؤ مہتر قران نے جلدی سے مرکب تیز رفتار کو منگوا کر حاضر کیا علمشاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے مہتر قران بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب علمشاہ
گردون جناب ہوا جب وہاں پہونچے دیکھا کہ دیو تیرہ شا ہین بیٹھے ہوئے ہین اور مدت سے یہ تینون شیاطین
اس مقام پر رہتے ہین جو آدمی ادھر سے آتا ہی وہ کھا لیتے ہین اور اکثر جا کر شہر مین سے بھی آدمیون کو پکڑ لاتے ہین
جسوقت علمشاہ کو ایک دیو نے آتے ہوئے دیکھا خوش ہوا بغلین بجاتا دوڑا اور اپنی بولی مین کہتا تھا کہ خداوند
ابلیس پر تلبیس نے لقمۂ چرب میرے واسطے بھیجا ہی جب قریب علمشاہ کے وہ دیو پہونچا دست درازی
کی علمشاہ نے ہاتھ دیو کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ دیو جھکا علمشاہ نے گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیئے اور
زور کشمکش کے ہونے لگے وہ دونون دیو جو قلۂ کوہ پر بیٹھے تھے پکارے کہ ارے یہ کیا کھیل کر رہا ہی ہمکو
نہ دیگا تو آپ کھا جا اسکا راستہ دیکھتا ہی کیون عرصہ کرتا ہی یہان اس دیو کی جان پر بنی ہوئی تھی اس دیو نے کچھ
اُن دونون کو جواب نہ دیا ادھر علمشاہ نے اڑنگی پر چڑھا کر بقوت ایزدی مارا کہ وہ چارون شانے چت گرا
فوراً چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اسی طرح وہ دونون دیو جو اور تھے اُنکو بھی زیر کیا اسی اثنا مین ان دونون
تینون دیوون کی عفریتہ ملعونہ وہ ساحرہ بھی تھی مثل آندھی کے دوڑی ہوئی آئی علمشاہ نے دیکھا کہ ایک
بلائے سیاہ بحال تباہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سامنے سے چلی آتی ہی جسوقت اُس لکاتہ کی علمشاہ پر نگاہ پڑی
ہزار جان سے مائل ہوئی شیفتہ و فریفتۂ جمال بے مثال شہزادۂ فلک جلال ہوکر پکاری کہ او آدم زاد تو نے خوب
کیا جو ان تینون کی مشکین باندھ لین یہ موئے مونڈی کاٹے تمام خلایق کو آزار رسانی کرتے تھے اب
تو آ میرے پاس کہ مین تجھپر عاشق ہوئی ہون تجھے پیار کرون سینہ سے لپٹاؤن گلے لگاؤن یہ کہکر ہاتھون
کو پھیلا کر دوڑی علمشاہ نے پکار کر کہا او لکاتہ خبردار میرے پاس نہ آنا نہین تو قتل ہو جائیگی اُس لکاتہ
نے کہا کہ تو شاید مجھے نہین جانتا ہی ارے مین ساحرۂ زبردست ہون ایک دم مین تجھے خاک سیاہ کر دونگی
یہ کہتی ہوئی علمشاہ کی طرف بڑھی جسوقت برابر آئی علمشاہ نے تلوار کھینچی اُس ملعونہ نے چند سرسون
کے دانے پڑھکر مارے علمشاہ کا ہاتھ خشک ہوگیا عفریتہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا اپنی
طرف کھینچا بس علمشاہ کو لیکر چلی مہتر قران نے جو یہ دیکھا کہا بڑا غضب ہوا ایک پتھر گوپھن کے
گلے مین دے کر مارا اُس عفریتہ کے سر پر پڑا مغز سر کے چار ٹکڑے ہوگئے وہ ملعونہ گری اور تڑپ کر مر گئی اسب
پر اسکے خاک اُڑا کر شور و غل مچانے لگے آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوگئی چہار طرف سے سناٹا ہوا جب بعد تھوڑی
دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتۂ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب
دل نرسیدیم اب جو علمشاہ نے دیکھا تو وہ دیونی مری ہوئی پڑی ہی علمشاہ پھر صحیح و سالم ہوگئے اور
طاقت وہی عود کر آئی بس علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن تینون دیوون کے پاس آئے اور
فرمایا کہ اگر تم تینون دین اسلام اختیار کرو تو مین تمکو امان دون اور رہا کر دون اُن سبھون نے
ابلیس پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا علمشاہ کی اطاعت کی علمشاہ نے اُنھین رہا
کیا اور کہا تم میرے ساتھ شہر مین چلو وہ بولے ہم حاضر ہین مگر ماں کی لاش کو گاڑ تو پ لین تو
چلین علمشاہ نے کہا اچھا غرضکہ اُنھون نے اُس ملعونہ کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور ساتھ علمشاہ

سکے ہوئے علمشاہ انھیں ساتھ لیے ہوئے مالک مرصع قبا کے پاس آئے اور سرمۂ سلیمانی دلوایا اور
اُن دیوؤن کو دکھایا تمام حال بیان کیا کہ یہ دیو اُس پہاڑ پر رہتے تھے آدمیون کو کھا جاتے تھے اب خدا چاہیگا
تو کوئی ضایع نہوگا اُسوقت مالک مرصع قبا کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اسلام قبول کیا اور ملکہ مرصع بانو
کا عقد علمشاہ کے ساتھ کردیا تمام شہر اسلام لایا ہرطرف اسلام قایم ہوئی اسلام آباد ہوا کفر بے بنیاد ہوا مہتر قران
نے علمشاہ سے کہا کہ اے شہریار شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن شہر زرین حصار مین قید مین خواجہ عمرو انکے
چھڑانے کو عرصہ سے گئے ہوئے ہین اب مجھے اُنکی بھی خبر لینا ضرور ہے علمشاہ نے کہا مین بھی چلتا ہون
اے قران اُنکی مدد کو نہ جانا مروت سے بعید ہے الغرض علمشاہ نے مالک مرصع قبا کو وہین چھوڑا اور آپ
کچھ لوگ ہمراہ لیکر مہتر قران کے ساتھ شہر زرین حصار کو چلے لیکن جسروز کہ خواجہ عمرو نے بلا اخیر عیار ہیران
بیر سوار کو اپنی صورت بناکر قتل کیا اور سر اُسکا در شہر پناہ پر لٹکایا تھا اُسی دن اتفاق سے اُمید اور سیاہ عمرو
کی خبر کو آئے تھے سر خواجہ کا دروازہ پر شہر کے آویزان دیکھکر گریان چاک گریان و نالان لشکر اسلام کی طرف
روانہ ہوئے تھے اُسکے تیسرے دن علمشاہ اور مہتر قران شہر زرین حصار مین پہنچے تمام شہر اسلام لا چکا
تھا والی شہر نے دین اسلام قبول کیا تھا علمشاہ و مہتر قران نے ہاشم و بدیع الزمان اور خواجہ عمرو سے
ملاقات کی بہت خوش ہوئے ایک رات جشن اُسی باغ مین رہا صبح کو یہ سب کے سب لشکر اسلام کی طرف
روانہ ہوئے جسوقت دو تین منزل لشکر اسلام رہگیا عمرو ان سب سے رخصت ہوکر پہلے لشکر اسلام مین پہونچا
لیکن گلیم عیاری اوڑھلی دیکھا کہ پہلوان عادی ایک مقام پر خیمے کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور کھانا سب انتہا پک
رہا ہے دیگیں پلاؤ و زردے کی دم پر لگی ہوئی ہین مگر ہر ایک افسوس کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بھائیو غضب ہوگیا خواجہ عمرو
قتل ہوئے ایسا وفادار دنیا مین نہ پیدا ہوگا بدیع الزمان اور ہاشم کو شہر زرین حصار مین رہا کرنے گئے تھے
وہان اپنی اُن دونون شہزادون پر سے نثار کی آج اُنکا سوم ہے ہر ایک کو چاہیے ہے کہ دعاے مغفرت سے ضرور
اُنکو یاد کرے کہ وہ محسن سبکے تھے عمرو نے اپنے دل مین ہنس کر کہا کہ واہ واہ تماشا ہوگیا خوب این گل دیگر
شگفت اے عمرو تم زندہ اور سلامت ہو اور یہان تمہارے تیجے کے فاتحہ کی تیاری ہوگئی خیر ایک ہماؤ اور ہاتھ
آیا دیکھا جائیگا دن تو وہ گذار ارات کے وقت عمرو ایک خبیث کی صورت بنکر پہلوان عادی کی خوابگاہ مین
آئے اور پہلوان عادی کی چھاتی پر چڑھکر گلا گھونٹنے لگے پہلوان عادی گھبرائے چونکا صورت دیکھکر
خائف ہوا اُٹھ کر پکارا تو کون ہے مگر گھگی بندھ گئی عمرو نے باواز ہیبتناک کہا تو مجکو نہین جانتا تو ایسا غافل دنیا
مین ہے مین ملک الموت ہون عمرو کو فرشتے اسوقت بہشت کی طرف لیئے جاتے تھے اثنا سے راہ مین مجھے
ملاقات ہوئی اُس نے منت و عاجزی مجھ سے کہا کہ آپ کا احسان ہوگا میرا ایک کام کر دیجیے ایک میرا دوست
شفیق ہے کہ نام اُسکا پہلوان عادی ہے لشکر اسلام مین مقیم ہے اُسے بھی اپنے ساتھ لیتے آئیے کہ بہشت مین میرا
دل بہلے تنہا بہت گھبراؤنگا لہذا مین تجھے لینے کو آیا ہون میرے ساتھ چل کچھ عذر نہ کر پہلوان عادی نے
ڈرتے ڈرتے کہا بہت اچھا مجکو کیا عذر ہے حکم بجا لاؤن مگر جو آپ مانیے تو ایک بات عرض کردون مین نے
تین توڑے اشرفیون کے بڑی مشقت سے جمع کیے ہین وہ آپ مجھسے لے لیجیے اور تین دن کی مجکو مہلت
دیجیے ملک الموت نے کہا یہ بہت دشوار ہے لیکن تیری خاطر بھی کرنا ضرور ہے اچھا لا سجہ لینگے پہلوان عادی اُسی وقت اُٹھا اور
وہ تینون توڑے اشرفیون کے لاکر ملک الموت کو دیدیے ملک الموت نقلی توڑے لیکر راہی ہوئے اور پہلوان

عادی صبح کو اُٹھا اور بارگاہ صاحبقران زمان مین آکر حاضر ہوا بعد مجرا کرنے کے بیٹھا امیر باتوقیر سے رات کا حال سب
بیان کیا صاحبقران زمان متحیر ہوے فرمایا کہ ای پہلوان عادی تم کچھ احمق ہوے ہو تمکو کیا خبط ہو گیا ہی بھلا کہین
ملک الموت بھی رشوت لیتے ہین خدا جانے یہ کیا اسرار ہی تم ڈرو نہین اسیطرح دوسرے روز بہرام وغیرہ نے
بھی اور کئی سردارون نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے آکر بیان کیا کہ آج ہمارے پاس بھی ملک الموت
آئے تھے ہمسے بھی رشوت لے کر چھوڑ گئے نہین تو ساتھ اپنے لیے جاتے تھے امیر باتوقیر یہ سُنکر ہنسنے لگے اور سوچتے
سوچتے خیال مین آیا یقین ہی کہ عمرو زندہ ہی یہ ساری شعبدہ بازی اُسی کی ہی خدا ایسا کرے کہ وہ زندہ ہو امیر
باتوقیر نے سب سردارون سے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کہ ہم بھی دیکھین ملک الموت کیسے ہین اور کیونکر آتے
ہین اور کسطرح رشوت لیتے ہین دربار خدا مین رشوت کا کام نہین غرضکہ دوسرے روز سب سردار بارگاہ
سلیمانی مین امیر باتوقیر کے پاس رہے دو پہر رات گئے ایک شخص کو دیکھا کہ دو سینگ اُسکے سر پر لباس
بھیڑ کی کھال کا پہنے ہوے آنکھین دونون سُرخ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے سامنے سے چلا
آتا ہی وہین سے پکارا پہلوان عادی کو کہ او شکم بزرگ تو نے تین روز کی مُہلت مانگی ہی اب تو یہان آکر چھپا ہی
کیا یہان بچ جائیگا مین آج تیری قبض روح کرونگا یہ کہکے پہلوان عادی کی طرف چلا پہلوان عادی کانپتا ہوا
امیر باتوقیر کے پیچھے جا کر چھپا اُس شخص نے کہا مین وہین آتا ہون کیا حمزہ تجھے بچا لینگے پہلوان عادی کا مارے
ڈر کے وہان پیشاب خطا ہو گیا صاحبقران بھی کچھ اُسکی صورت سے خائف ہوے مگر دل کو مضبوط کر کے
پکارے کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب دیا مین ملک الموت ہون امیر نے فرمایا کہ ملک الموت کو کسی نے
آج تک بے پردہ نہین دیکھا تو کوئی ساحر معلوم ہوتا ہی اور پہلوان عادی سے تجھے کیا دُشمنی ہی جو اسطرح
ڈراتا ہی دور ہو یہان سے نہین تو مارا جائیگا ملک الموت نقلی نہایت غضبناک ہوا اور قریب آیا امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران پر ہاتھ دوڑایا صاحبقران نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا کہ وہ منھ کے بل سامنے امیر کے
آیا امیر باتوقیر چاہتے تھے کہ طمانچہ مارین کہ آواز پیدا ہوئی کہ ارے تو عمرو کو مارے ڈالتا ہی یہ سنتے ہی امیر
باتوقیر صاحبقران بہت خوش ہوے فرمایا کہ خواجہ آؤ جلد صورت اصلی اپنی دکھاؤ تمھارے دیکھنے کو دل تڑپتا
ہی عمرو نے کہا ای حمزہ ہاتھ میرے چھوڑ دیجیے امیر نے ہاتھ عمرو کے چھوڑ دیے عمرو بصورت اصلی بنکر
قدمون پر گرا امیر باتوقیر نے اُسے گلے سے لگا لیا سب سردار بھی نہایت خوش ہوے اور عمرو سے ملے
عمرو نے از ابتدا تا انتہا حال تمام بیان کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ و مہتر قران اور شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ
ہاشم تیغ زن یہ سب کے سب پیچھے آتے ہین لیکن یہان جو ہرکارے لشکر کفار کے باہر جاسوسی لگے ہوے تھے اُنھون نے
عمرو کے آنے کی اور ہاشم و بدیع الزمان اور علمشاہ کے رہا ہو جانے کی اور بلا انگیز کے مارے جانے کی خبر جا کر یاقوت شاہ
سے بیان کی اور عرض کیا کہ ملکہ سرو سیمتن دختر بہران ببر سوار عمرو پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گئی تمام شہر اسلام آباد
ہوا ملکہ سرو سیمتن بھی ساتھ آئی ہی بختیارک بھی وہان حاضر تھا ہنسکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ناچ کر مٹک کر یہ اپنی زبان
سے کہنے لگا تا دھنا بھئی تا دھنا اور بہران ببر سوار کے آگے آ کر بہت جُھک کر سلام کیا اور کہا کہ سُنا آپ نے
جو کچھ کہ ہرکارون نے آکر خبر دی جو مین نے آپ سے اُس دن عرض کیا تھا وہی ظہور مین آیا آپ اُسوقت میرے
اوپر بہت خفا ہوے تھے دُختر بلند اختر کو آپ کی مُرشد کامل ہادی آگاہ دل رہنمائی کر کے اپنی راہ پر لگا کر لے آئے
اور شہر آپ کا سارا خدا پرست ہو اسلام سب نے قبول کیا بہران ببر سوار نے ندامت سے بختیارک کو کچھ جواب

مریا اور خنجر کھینچ کر اپنے پیٹ مین مار اپشت کے پار گذر گیا ہیران ببر سوار اُسی وقت تڑپکر مر گیا سب نے
اُسکا نہایت غم و الم کیا لاشش کو اُس نا ری کی جلوا دیا جب لقا کو خبر ہوئی اُسکو بھی بہت صدمہ ہوا چُپ
ہو کے رہگیا اسی سوچ مین لقا بیٹھا ہوا تھا کہ دیو زرین بال کچھ دیوون کو ہمراہ اپنے لیے ہوے آیا اور
کہا کہ جب فرماییے مین خدا پرستون پہ سنگ باران کرون لقا سے بے لقا نے کہا کہ پوچھنے کی کیا حاجت ہی
کل جا کر خدا پرستون پر سنگ باران کرو دیو زرین بال یہ سُنکر چلا گیا اور کوہستان مین جا کر پتھر اکھیڑ اکھیڑ
کے جمع کرنے لگا یہ ارادہ تھا کہ کل خدا پرستون کو سنگسار کرونگا اور ادھر لقا نے حکم دیا کہ طبل قہاری
بجے کہ کل سب خدا پرست سنگسار ہو جا ئینگے یاقوت شاہ نے طبل قہاری بجایا ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر لے کر دوڑے آکر اُنھون نے صاحبقران زمان سے دربار مین عرض کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
وہ سنگ دل کیا سنگسار کریگا وہ سخت بیجا ہے یہان بفضل ایزدی نقارے پر چوب پڑی اور عمرو سے فرمایا
کہ جلد جاؤ اور خبر لاؤ کہ اسکی کیا اصل ہی عمرو نکل کر بارگاہ سلیمانی سے چلا تھا کہ ایک پنجہ اُٹھا کر عمرو کو لے گیا
عمرو ہر چند پکارا کہ ارے تو کسکے دھوکھے مین مجھے لیے جاتا ہی تو کون ہی کچھ اپنا حال تو بتا وہان کون سُنتا تھا
عمرو کو جب تک ہوش رہا چلاّ یا کیا آخر کار گُرہ ہوا مین آکر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ ایک خیمۂ عالیشان برپا ہی اور بدیع الجمال پری اور بدیع الملک دونون ایک تخت جواہر نگار پر
جلوہ گر مین جیسے ہی خواجہ عمرو کو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوے اور جھک کر سلام کیا کُرسی جواہر نگار پہ خواجہ عمرو کو
بٹھایا عمرو نے بدیع الملک سے کہا کہ ای صاحبزادے تمنے خوب سلوک میرے ساتھ کیا تھا میرے مارے جانے
مین کچھ فرق نہ رکھا تھا کلاہ تمنے دی بھی اور چھینوا بھی لی بدیع الملک نے قسم کھائی کہ خواجہ مجھکو مطلق خبر اسکی نہین یہ
کہکر تمام دیوون کو سامنے خواجہ کے بُلایا اور کہا کہ جسنے کلاہ خواجہ سے چھینی ہی وہ ابھی لاکر حوالے کر دے
نہین تو جسکے پاس وہ کلاہ نکلے گی مین اُسے قتل کرونگا جس دیو نے کلاہ خواجہ عمرو کی لے لی تھی اُسی وقت
لاکر حوالے کر دی عمرو بہت خوش ہوے بعد اُسکے عمرو نے کہا کہ ای ملکہ بدیع الجمال عجب مصیبت لشکر اسلام
پہ ہی کہ لقاے بے بقا نے طبل قہاری بجوایا ہی اور مشہور ہی کہ کل لشکر اسلام پہ سنگ باران ہونگے یہ ذکر
تھا کہ دیو دوڑے ہوے آے اور عرض کیا کہ کئی ہزار دیو دامنۂ کوہ مین پتھر جمع کر رہے ہین انکا ارادہ
یہ ہی کہ کل لشکر اسلام کو سنگسار کرینگے ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے ملکہ سے عمرو نے کہا کہ سنا
تمنے ملکہ بدیع الجمال پری نے کہا کیا مجال اُن ملعونون کی جو ایک خدا پرست کو بھی سنگسار کر سکین ہم
پہر رات رہے سے اُدھر چلینگے اور پھر سب دیوون کو حکم قطعی دیا سب کے سب تیار رہین غرض پہر رات
رہے سے بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری سب دیوون کو ساتھ لے کر مدد لشکر اسلام
کو راہی ہوے اور ادھر ہاشم تیغزن اور شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ عالیشان چلے آتے
تھے اور تینون دیو جو شہزادون نے زیر کیے تھے وہ بھی ان سب کے ہمراہ تھے قضاے کار ایک
دیو اُنہین سے شکار کھیلنے کو گیا تھا وہ بدحواس بھاگا ہوا سامنے علمشاہ کے آیا اور علمشاہ سے آکر
عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار دیو زرین بال کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے دامنۂ کوہ مین پتھر جمع
کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ کل صبح کو ہم سب ملکر لشکر اسلام پر سنگ باران کرینگے علمشاہ فلک پناہ یہ سنتے
ہی ایک دیو پر خود سوار ہو ے اور اُن دونون دیوون پہ ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان صف شکن کو سوار

کیا جلد لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین چار پہر رات سب نے نمازین پڑھین اور گریہ وزاری
کیا کیے اور دعائین مانگا کیے جب وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی ایک آندھی آئی آواز دیوون کے گرجنے
کی ملبند ہوئی اور پتھر آسمان سے گرنے لگے تمام لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم پڑ گیا ناگاہ علمشاہ اور شہزادہ
بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی دیوون پر سوار ہو کر پہونچے اور تلوارین کھینچ کر اُن دیوان زشت خو پر گرے
قتل وقمع کرنے لگے ادھر سے شہزادہ بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے
آپہونچے اور اُن دیوون پر گرے سب دیو اپنے حربے پکڑ کر مستعد کارزار ہوے آپس مین جنگ
وجدل ہونے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے ہاتھ پانوُن دیوون کے جدا ہو کر زمین پر گرے قضاے کار
شہزادہ بدیع الزمان سے اور دیو زرین بال سے مقابلہ ہو گیا اُسنے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الزمان
نے ضرب اُسکی خالی دے کر تیغۂ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا سر اُسکا کاٹ کر تا جگر گا اُتر گیا وہ دیو دو ٹکڑے
ہو کر آسمان سے زمین پر گرا علمشاہ سے اور دیو زرین تن سے سامنا ہوا دیو زرین تن نے
زاغنول مارا علمشاہ نے زاغنول اُسکا خالی دے کر تیغۂ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سر اُس
دیو زرین تن کا مثل شاخ شجر زرد اُڑ گیا دیو قبیح زرین بال سے اور ہاشم تیغزن سے مقابلہ ہوا اُس دیو
نے وار کیا ہاشم نے بھی خالی دے کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جو مارا کمر پر اُس دیو کی تو دو ٹکڑے ہو کے
گرا بدیع الملک نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام دیوون کو مار کے بھگا دیا آسمان سے زمین پر خون برس رہا تھا
کیونکہ یہ لڑائی جو دیوون مین ہوئی تھی زمین پر نہ اُترے تھے اوپر ہی اوپر لڑے لشکر اسلام اور سب سوار
لشکر اسلام دنگ تھے جتنے دیو کہ مطیع دین اسلام تھے اُنھون نے پتھر اُن دیوان کفار سے چھین چھین
کے عمرو کے اشارے سے لشکر کفار کو سنگسار کرنا شروع کیا ہزارہا کافر مارے گئے اور کفار ہر چند
غل وشور مچایا کیے کہ اے فرشتگان مقرب خداوند لقا ہمین کیون سنگسار کرتے ہو لیکن وہان کون
سنتا تھا بلکہ آواز پر پتھر اور زیادہ برستے تھے یہان تک کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر غل وشور کرتا ہوا
بھاگا اور اندر شہر کے سب کے سب چلے آئے دروازہ شہر کا بند کر لیا دیوون نے چاہا تھا کہ اندر
شہر کے بھی سنگباری کرین مگر خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری مانع ہوے کہ صاحبقران کے خلاف ہوگا
اب جانے دو دور کرو دیو سب پھر آئے بدیع الجمال پری اور بدیع الملک سے بدیع الزمان سے ملاقات
ہوئی بدیع الملک نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے سینے سے لگا لیا اور سب ملکر خدمت
بابرکت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوے یہان صاحبقران زمان
بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوے اپنے سردارون سے فرما رہے تھے کہ نہین معلوم پروردگار عالم نے دفعتہً
کس مددگار کو بھیجدیا کہ اس آفت کو اُسنے لشکر اسلام پر سے برطرف کیا یہ صرف پروردگار رحیم وکریم کی رحمت ہی
اور شان وحدانیت ہی مگر صاحبو مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ دیو سب پتھر آسمان سے مار رہے ہین کیونکہ
صاف دیوون کے گرجنے کی آواز آسمان سے آتی ہی ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اے امیر آپ درست فرماتے ہین یقیناً
یہی امر ہمکو بھی معلوم ہوتا ہی یہان تو بارگاہ سلیمانی مین امیر باتوقیر اور سردارون مین یہ ذکر تھا کہ یکایک
شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ و ہاشم تیغزن اور خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری وغیرہ آسمان سے اُترے
اور قدمبوسی حمزۂ صاحبقران زمان کی حاصل کی امیر باتوقیر نہایت خرم وشادان ہوے علمشاہ

اور بدیع الزمان وغیرہ کو گلے سے لگایا اور بدیع الملک اور بدیع الجمال پری سے صاحبقران ملے اور
بہ شفقت پیش آئے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت صاحبقران سے بیان کی یہ سُنکے امیر
نے سب کو بہت تحسین و آفرین کی بدیع الملک اور بدیع الجمال پری کو خلعت فاخرہ عنایت کیا جب شہزادہ
بدیع الملک حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہو کر روانہ ہوے اتنے مین ہرکارے لشکر اسلام کے آئے
اور دعاے دولت وحشمت و اقبال اور ثناے ہمت واجلال امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کرکے عرض
کیا کہ لشکر لقاے بے بقا قلعہ بند ہوا ہی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر ظفر پیکر جاے اور چہار
طرف سے قلعہ کو گھیر لے القصہ لشکر اسلام فوراً روانہ ہوا اور آکر چہار طرف سے قلعہ کو محاصرہ کر لیا بارگاہ
سلیمانی بھی وہین آکر برپا ہوئی جہان پر خیمہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا تھا مگر یاقوت شاہ بسبب خوف
سنگساری کے اُسوقت جو بھاگ کر زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند
یہ کیسی آپ نے تقدیر کی تھی کہ اُلٹا ہمارا لشکر سنگسار ہوا بہت لوگ مارے گئے آخر کار لشکر سب وہان
سے بھاگ آیا زمرد شاہ باختری نے جواب دیا کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تھی بلکہ یہ تقدیر بالائی ہوئی
اے نور خالص قدرت نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو اب مین ایسی تقدیر کرونگا کہ ایک خداپرست زندہ نہ رہیگا مین نامہ
لکھتا ہون شہر عنطلی آباد کو کہ وہان ساٹھ لاکھ جادوگر رہتے ہین اور نائب میرا زرد ہشت جادو ہی
وہ وہان رہتا ہی اور خدائی کرتا ہی اُسے مین اب اپنی مدد کے واسطے طلب کرتا ہون کہ سب ساحران
نامی وگرامی وہان کے آکر ان خداپرستون کو نیست و نابود کر دینگے یہ کہکر اُسی وقت میر منشی کو بُلا کر حکم دیا
کہ عنطلی آباد کو بنام زرد ہشت جادو میری طرف سے ایک نامہ بہت جلد تحریر کر مضمون نامۂ لقا
اے بندۂ بندگان خاص با اختصاص من یعنے خداوند لقا زمرد شاہ باختری واے پرستار پرستاران
خلاصۂ درگاہ خداوند خداوندان یعنے زرد ہشت جادو نائب و جانشین خداوند لقا از جانب
زمرد شاہ باختری تخت نشین خداے سجدہ گاہ بندگان ہی کہ خداپرست اب بہت سرکشی کرتے
ہین اور یہ قلعہ ملک سبائل کے آ گئے ہین مین نے ہزارہا تقدیرین اُن سب کے نیست و نابود ہونے
کی کین مگر سب تقدیرین اُلٹی پڑین کوئی تدبیر پیش نہ گئی اے بندۂ خاص الخاص درگاہ من تجھکو بہ تاکید
اکید لکھوا جاتا ہی کہ اب اپنے خداوند کی مع لشکر ساحران نامی و نامدار سے آکر مددگاری کر اور اگر
ان سب خداپرستون کا خاتمہ کر دیا خدائی زمرد شاہ باختری کی خوب چمکیگی اگر تمکو آنے مین عرصہ ہوا تو قیامت
آئیگی خداوندی ساری مٹ جائیگی اے بندۂ من دیر مناسب نہین ہی کھانا وہان کھاؤ ہاتھ یہان دھو تھوڑا
لکھے کو بہت سمجھو تاکید مزید جانو فقط یہ مضمون تازہ لکھکر میر منشی نے نامہ کو ملفوف کیا اور وسواس عیار کو بُلا کر
وہ نامہ دیا اور کہا یہ نامہ لے کر عنطلی آباد مین اسطرح جلد جا کہ جیسے طائر وہم و خیال مقام فکر پر پہونچتا ہی زرد ہشت جادو
کو دینا اور جواب لے کر جلد آنا وسواس عیار ستمگار مثل طائر فکر نامہ لے کر سر سے باندھا اور شہر عنطلی آباد کو روانہ ہوا
ادھر کا حال سُنئے کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے کہ ایک شتر سوار نامہ
فیض شمامہ جناب خواجہ عبد المطلب کا لے کر خدمت با برکت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین
حاضر ہوا اور بعد قواعد شاہانہ مجرا سعد بن قباد اور امیر با توقیر کو کیا پوچھا امیر با توقیر نے اے شتر سوار
تیرا کہان سے آنا ہوا عرض کی غلام مکہ معظمہ سے آتا ہی یہ کہکر ایک نامۂ فلک شمامہ پگڑی سے نکال کر ہاتھون پر رکھکر

پیش کیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ ہاتھ سے اُٹھا کر کھولا اور پڑھنے لگے نامہ ای راحت
روح و قرۃ العین وای نور دیدۂ والدین ای گل حدیقۂ عزلبستان ای غنچۂ نو دمیدۂ بوستان جہان وای زیب اورنگ
ہمت و شجاعت وای زینت طراز ملک ہندوستان و ولایت سر دفتر لشکر اسلام و تاج بخش شاہان ذوی الاحترام
آرام بسرور دل مہجوران فخر سلاطین جہان سلطان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان اطال اللہ
عمرکم بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات عالیات و اشتیاق دیدار فرحت آثار تمکو یہ لکھا جاتا ہو ای
فرزند ارجمند بالفعل شہر مکہ معظمہ پر ابو عمرو بن شداد حبشی فوج قاہرہ لے کر بصد شد و مد چڑھ آیا ہو اور نہایت
زور دون پر ہو کہ لاف و گزاف ہر کس و ناکس کے سامنے کرتا ہی لہذا تمکو قلمی ہوتا ہو کہ دیکھتے ہی نامے کے
فوراً کوچ کرو اور بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ اگر تمھارے آنے مین دیر ہوئی تو ہم سب کا استیصال
ہو جائیگا اور حرمت خانہ کعبہ مین فرق آئیگا ای نور چشم خانہ دل کو ہمارے روشن کرو ویرانہ بیت الحزن
دل تردد منزل کو بہار جمال سے اپنے رشک گلشن کرو فقط زیادہ والدعا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
زمان یہ نامہ نغز شمامہ پڑھکر بہت متردد ہوئے اور بادشاہ اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار کی طرف
مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مین نے مدت سے والدین ماجدین کی زیارت نہین کی ہی نہایت دیکھنے کا مشتاق
بھی تھا اب بالفعل یہ مہم بھی درپیش ہی بغیر میرے جائے یہ مہم سر نہوگی اب مین تو مکہ معظمہ کو جاتا ہون اور
عجیل ماہرو کو اپنا جانشین کر کے چھوڑے جاتا ہون یہ سب سردار پہلوان آپ کی خدمت والا منزلت
مین موجود ہین آپ کی فرمانبرداری مین ہرگز قصور نہ کرینگے جو حکم آپ کا ہوگا وہ بسر و چشم بجا لائینگے اور اب بالفعل
لڑائی بھی لشکر کفار سے ملتوی ہی جبتک مین وہان سے آؤن آپ بخوشی و خرمی بسر کیجیے یہ کہکر عجیل ماہرو
کو اپنے دنگل زرین پر بٹھایا اور سب سردارون کو بخوبی فہمایش کر دیا اور ملک قاسم نوجوان اور شہزادہ
بدیع الزمان کو بغلگیر کر کے ملوا دیا اور کہا کہ خبردار آپس مین کسی طرح کا رنج و ملال نہو جھگڑا اور فساد نہ کرنا
سب لشکر فیروزی اثر کا بندوبست کر کے اٹھ کھڑے ہوے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے گرد لشکر خطہ کھینچکر
وہ پانی چھڑک دیا جب ان سب امور سے فارغ ہوئے بارگاہ مین تشریف لائے رات کو تو وہین رہے
صبح کو سب سے رخصت ہو کر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر سوار ہوے طرف مکہ معظمہ کی راہ لی
اب فقط امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مکہ معظمہ کی طرف
چلے ہین باقی تمام سردار اور لشکر جرار اسی مقام پر فروکش ہی یہ خبر ہرکارہ ان لشکر کفار نے جا کر لقاے بے بقا
زمرد شاہ باختری کو پہونچائی کہ صاحبقران اور عمرو اور مقبل لشکر سے اپنے طرف مکہ معظمہ کے
جاتے ہین یہ سنکر بختیارک نے زمرد شاہ باختری کو صلاح دی کہ یا خداوندا ایسے مین میدان صاف ہی
اگر جادوگر عنظلی آباد سے آجائین تو خدا پرستون کا بہت جلد خاتمہ کر دین لقا نے گرد مرد سے کہا تو
ابھی جا عنظلی آباد کو اور جلد ساحرون کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر آ بحکم خداوند لقا گرد مرد بھی
عنظلی آباد کو روانہ ہوا لیکن وسواس عیار نامۂ لقاے نابکار لیے ہوئے مالک بن زرد ہشت کے پاس
پہونچا اس نے نامۂ لقاے بے بقا لے کر پہلے چوما چاٹا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اسکے
وہ نامہ پڑھا اسی وقت کلثوم جادو و امہات جادو کو بلا کر کہا تم دونون ابھی جاؤ اور خدا پرستون کا خاتمہ
کر دو وہ دونون بحکم مالک بن زرد ہشت بزور سحر پر پرواز پیدا کر کے طرف آسمان کے اڑین اور جانب

ملک سبائل روانہ ہوئے بعد اسکے وسواس عیار و زرد بہشت نے خلعت دیکر رخصت کیا یہان لقا گنبد
گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک شعلہای آتش آسمان پر چمکے اور دو جادوگرنیان اژدر آتش نشان پر سوار آسمان
سے اترین اور لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ ہم عنطلی آباد سے آپ کی مدد کو آئے ہین لقا سے بے بقا بہت
خوش ہوا اور کرسیان جواہرنگار ان کو بیٹھنے کو دین اور بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا بختیارک نے انکے
سامنے حال سارا جادوگرون کے مارے جانے کا بیان کرنا شروع کیا کہ اس طرح سے شہر ام الجبال
کشمیر اندر کوٹ چاہ مار ان خداپرستون نے تباہ کیا مگر تم اچھے وقت آئی ہو کہ لشکر خداپرستان مین سرغنہ
کال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نہین ہین دونون نے کہا کہ ملکہ جی اگر عمرو ہوتا تو کیا کرتا خیر اس سے کیا بحث
ہے اب تم خلاصہ بیان کرو کہ ہمین خداوند لقا نے یہان کس واسطے طلب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ
خداوند خداپرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آ گئے ہین اب عاجز ہو کر مع لشکر وامنہ ہو کر بیٹھے ہین تم کو
اس لیے بلایا ہے کہ تم ان خداپرستون کا استیصال کرو ان دونون جادوگرنیون نے کہا کہ ابھی ہم دیکھتے آئے
ہین کہ گرد شہر کے لشکر خداپرستان پڑا ہوا ہے بس ہم اگر سحر کرینگے تو شہر والے بھی مارے جائینگے اگر لشکر مسلمانان
یہان سے کسی طرح ہٹے تو ایک چشم زدن مین ان سب خداپرستون کو غارت کرین بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تحریر کیجیے کہ ہم بارادۂ جنگ و جدال قلعہ سے باہر آتے ہین
تمکو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو یہان سے ہٹا کر وہان لے جاؤ جس مقام پر اترے ہوئے تھے اب اس مقام پر
ہمارا لشکر آ کر قیام پذیر ہوگا لقا سے بے بقا نے اسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا بادشاہ اسلام کو لکھا
گلنوم جادو اور امہات جادو نے اسم سحر پڑھ کر اس نامہ پر دم کر دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد لے جا
کر لشکر اسلام اس نامے کو دیکھتے ہی فوراً اٹھ جائیگا القصہ وہ نامہ لقا بختیارک نے ارمزاد کو دیا کہ تو
یہ نامہ خدمت بادشاہ اسلام مین لے جا ارمزاد بحکم لقا سے بے بقا نامہ سحر آلود لیکر لشکر اسلام
مین آیا اور سامنے بادشاہ اسلام کے پیشکش ملازمان والا کیا بادشاہ اسلام نے دبیر سے فرمایا کہ اسی
کو پڑھو اس نے باواز بلند پڑھ کر سنایا مضمون نامۂ لقا سنکر بادشاہ اسلام نے سب سردارون سے فرمایا
کہ صاحبو حمزۂ صاحبقران حصار اسم اعظم گرد لشکر ظفر پیکر کھینچ گئے ہین ہم کیونکر اس حصار کو توڑ کر نکل جائین
بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن شہزادہ قاسم عالیشان نے کہا کہ اگر
صاحبقران بھی ہوتے تو بیشک خیمہ و بارگاہ یہان سے اٹھوا کر اور جگہ استادہ کرتے لشکر کو اس مقام پر
سے علیحدہ لے جاتے یہ تو عین نامردی ہے کہ حریف تو ہمسے لڑنے کو آئے اور ہم آسے نہ آنے دین بدیع الزمان
نے کہا یہ بھی عین جہالت ہے کہ فرمان بادشاہی سے تم سرتابی کرتے ہو جو حکم کہ حمزۂ صاحبقران دیگئے
ہین اس کے خلاف کرتے ہو قاسم نے جواب دیا کہ ہم دادا جان کے قاعدے پر چلتے ہین اور ہم تو اپنا
خیمہ یہان سے ہٹائے لیے جاتے ہین اس وقت قاسم و بدیع الزمان مین یہان تک گفتگو بڑھی
کہ قریب تھا دونون طرف تلوارین کھنچ جائین اور دست راستیون مین اور دست چپیون مین فساد ہو آپس
مین خونریزی ہو جائے اس وقت بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھکر پہلوان عادی کو حکم دیا کہ جلد ہی
یہان سے لے چلو جہان پہلے خیمے تھے وہین خیام استادہ کرو آپس مین فساد ہونا اچھا نہین پہلوان
عادی بحکم بادشاہ اسلام خیمے طنبو قناتین اور بارگاہ سلیمانی اشترون اور ہاتھیون پر بار کروا کے

روانہ ہوئے جہان اُترے ہوئے تھے وہین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی خیمے وغیرہ برپا کیے گئے سب سردار
ولشکر جرار وہین قیام پذیر ہوئے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے ارمزاد نے لقا سے جا کر عرض کیا کہ تمام
لشکر اسلام یہان سے اُسی جگہ کوچ کرکے قیام پذیر ہوا جہان پہلے دامنہ یلنگ کوہ پر تھا اب یہان میدان
ہوگیا گلنوم جادو اور امہات جادو نے یہ خبر جب سُنی لقا سے عرض کیا یا خداوند اب ہم وہان جا کر
دامنہ یلنگ کوہ پر مقام کرتے ہین آپ ہمارے واسطے سامان سحر اور کھانا پانی شراب کباب برابر بھیجے
جایے گا تین روز مین سب خداپرستون کا کام تمام کر دینگے یہ کہکے لقا سے سب بقا سے رخصت ہو کر
وہ دونون جادوگرنیان دامنہ یلنگ کوہ مین آ اُترین لقا نے تمام اسباب سحر اور ریلا کو زردے کی قابین بھرے ہوئے
کے پیالے شراب کی گلابیان کباب کی تشتریان یہ سب اُن دونون جادوگرنیون کے پاس بھیجدین
اور روز و شب اسی طرح سے جایا کیا اگر بختیارک نے کہا ذرا جو لوگ اُن کے پاس جائین چھپ کے
جائین کوئی لشکر اسلام کا نہ دیکھ لے الغرض جب سامان سحر اُن کے پاس پہونچا اُن دونون نے خون خوک
سے غسل کیا اور اُسی خون سے چوکا دیا اور وہی گوشت بھینٹ بھیرون کو دیا اور شراب بھی دی اور
منقل آتش سامنے رکھکر کالے تلون پر اسم سحر پڑھکر آگ مین ڈالنا شروع کیا اب دھوان آگ مین
اُٹھنے لگا اور آسمان پر جمع ہو کر ایک گہرا ابر تیرہ و تار بنگیا اور جاکر لشکر اسلام پر چار طرف چھایا ہواے
تند چلنے لگی بجلی چمکنے لگی رعد کی آواز مہیب بلند ہوئی کہ دل دہلنے لگے ترشح شروع ہوا پہلے پھوار پڑی پھر
چھوٹی چھوٹی بوندیان بعد اُسکے بڑے زور شور سے برسنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مینھ تھم گیا
اولے پڑے کہ ایسے اولے دیکھے نہ سُنے ہزار ہا من کی ایک ایک سل آسمان سے گری بعد اُسکے
برف باری ہوئی کہ سردی کے مارے ہر ایک آتش مزاج کانپنے لگا برف سے راہین بند ہوگئین لشکر کے
جوانون کے پہلوانون کے دست و پا بے قابو ہوگئے بڑے بڑے شیر دل آتش تن گرم مزاج سمور
و قاقم مین چھپنے لگے ہر چند لحاف بھاری بھاری منون کی روئی کے رضائیان کمل لوئی دوشالے سب
عمدہ عمدہ اوڑھے تھے مگر سردی کم نہوتی تھی عجب لشکر اسلام کی صورت ہوگئی تھی کہ دانت سے دانت بجنے لگے ہونٹھ
مارے سردی کے نیلے ہوگئے اکثر جو بہت ضعیف و ناتوان تھے جاڑے کے صدمے سے مر گئے لشکر اسلام
مین ایک تلاطم برپا تھا دو شبانہ روز برف باری ہوئی تیسرے روز گلنوم جادو اور امہات جادو
نے یہ لقا سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمام خداپرستون کو محض بیکار کر دیا ہے ہمنے اسقدر برف برسائی ہے کہ گرد لشکر
کے برف کے انبار لگا دیے ہین جابجا پہاڑ برف بنکر حائل ہوگئے ہین کیا ممکن ہے کہ اب وہ نکل کر کہین
جا سکین یا سردی کے مارے حس و حرکت کر سکین ایک طرف ہم راستہ کیے دیتے ہین آپ اپنا لشکر
بھیجین کہ وہ سب خداپرستون کو قتل کرین اُدھر لشکر کفار کا حال سنیے کہ یاقوت شاہ بعد اُن جادوگرنیون
کے جانے کے تمام لشکر کو اپنے شہر سے باہر کیا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوا افوج و سپاہ گرد اطراف
مین لشکر خداپرستون کے اُتری دن تو گذرا شب کو خبر لقا و یاقوت شاہ کو پہونچی کہ برف باری لشکر اسلام
پر ہو رہی ہے لقا نے پکار کر کہا اے بندگان من ببینید قدرت مرا وہ شخص دیرگیر ہے مگر سخت گیر ہے ہر چند
مین نے چاہا کہ یہ خداپرست راہ راست پر آجائین مگر نہ آئے اور مجھکو آزار پہونچایا کیے مین نے ایک مرتبہ
غضب اپنا نازل کیا کہ سب کے سب غارت ہوجائین ہر ایک کافر پکارا کہ ایا خداوند آمنا و صدقنا جب

تیسرے دن یہ پیغام جادوگرون کا پہونچا لقائے بے لقا نے سنتے ہی حکم دیا کہ طبل قہاری بجے اور گنجاب
سے کہا کہ جا بڑے دم شمشیر سے بدیع الزمان کی موت تقدیر کی ہے اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کہا کہ تو
قاسم کو تہ شمشیر کر اسی طرح ہر ایک سردار سے خطاب کیا کہ فلان فلان سردار لشکر حمزہ کو قتل کر القصہ صبح کو یاقوت شاہ
سوار ہوا اور تمام لشکر کو ساتھ لے کر چلا یہان لشکر اسلام کا یہ حال ہے کہ ہاتھ پاؤن شدت سرما سے اکڑے ہوئے
ہین بیدم پڑے ہین ناگاہ ایک طرف سے کفار پیدا ہوئے اور للکارتے ہوئے تلوارین کھینچ کر لشکر پر آ پڑے
قتل عام ہونے لگا نوبت سے سردار و لشکری اہل اسلام کے ہاتھ سے کفار کے شہید ہوئے لیکن بدیع الزمان
جو اپنے خیمہ سے نکلے اور تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوئے برابر گنجاب کے پہونچے گنجاب نے ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے دست عیشدار سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ہاتھ کانپ کر بارے سردی کے
سر سے ہٹ گیا ادھر تلوار گنجاب کی سر پر پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کر فرق پر آئی تا دو ابرو پڑا زخم کاری
لگا بدیع الزمان نے دستانہ مار تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر اسی حالت زخمداری مین جو کانپتا ہوا ہاتھ تلوار کا گنجاب
کو مارا تیغ کر گردن اُس ظالم کی چار ٹکڑے ہوئی اُدھر بدیع الزمان کے زخم سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ
غش آگیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین حمایل کر دیے مرکب لے کر عرصہ کارزار سے نکل گیا یہان قاسم سے
اور گاؤ لنگی سے مقابلہ ہوا گاؤ لنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالم اضطراب سرما مین بیخود تھے جب تک سپر سپر پر
لائین تلوار گاؤ لنگی کی ہڈی کاٹتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی فوراً قاسم نے دستانہ مار تلوار نکل گئی مگر قاسم نے
بھی فوراً تلوار نکلنے کے بعد ہاتھ تیغ بیلارک افراسیابی کا مارا کمر پر پڑا گاؤ لنگی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا گرا یہان زخم
سر سے جو خون جاری ہوا بیہوش ہو گئے گردن سے گھوڑے کی لپٹ گئے انکو گھوڑا میدان کارزار سے لے کر
نکل گیا لندھور سے اور سوکیائے سرکش سے سامنا ہوا اُس نے اُرہ مارا جب تک گرز گاؤ سر سنبھالے اُرہ
سر بلندھور کے بیٹھ لندھور بھی زخمی ہوا مگر فوراً اُدھی گرز سترہ سو من کا جو دو دستی تھام کر مارا سوکیائے سرکش
کے سر پر پڑا راکب و مرکب گرد برد ہو کر پیوند زمین ہو گئے پتا بھی نہ لگا لندھور کو شدت درد زخم سے غش آنے
لگا آخر بیہوش ہو گیا فیل بیمونہ مبارک لندھور کو بھی میدان سے لے نکلا کسی طرف کو روانہ ہوا مالک اژدر
سے اور قہرمان عجمی سے سامنا ہوا قہرمان عجمی نے جو تیغہ مارا مالک کے سر پر پڑا سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو
اُتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن اسی حالت مین مالک نے سنان نیزہ دو دھاری
قہرمان پر ماری وہ نیزہ سینہ پر پڑا پشت کے پار گذر گیا قہرمان گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہان مالک کے زخم
سر سے خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا بیہوش ہو گئے مرکب مالک اژدر کو بھی لے کے نکل گیا اسی طرح
ہر سردار نامدار ایک ایک کافر ناجی کو مار کر میدان رزمگاہ سے کسی طرف کو نکل گیا کرب غازی اپنے برادران
نامی کو لیکر بارگاہ سلیمانی کو اشترون پر لاد کر کسی طرف کو چل کھڑے ہوئے اسد شیر دل بھی ہمراہ کرب غازی کے
گئے کفار سے لڑتے لڑتے ایک طرف کو راہی ہوئے جب بادشاہ اسلام سعد بن قباد نے دیکھا کہ سب
سردار ایک ایک کر کے زخمدار ہو کر چلے گئے اور تمام لشکر نکل گئے میدان صاف ہو گیا آخر کار بادشاہ بھی
مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوئے مگر کفار نے روکا کارزار ہونے لگی کفار سے اور بادشاہ سے
تلوار چلنے لگی بادشاہ نے بھی وہ جنگ و جدل کی کہ صف لشکر کفار درہم و برہم ہو گئی بادشاہ نے گھوڑے
کی باگ اٹھائی ایک سمت کو راہی ہوئے تھے کہ یاقوت شاہ درمیان راہ مل گیا برابر آتے اُس نے تلوار ماری

مگر چونکہ دست و پا بسبب برف باری ایسے بے قابو تھے کہ سر چہرے تک نہ آسکی تلوار یاقوت شاہ کی فرق
پر بار شاہ کے پڑی تا دو ابرو اُتری بادشاہ نے بھی دستانہ مارا تلوار کھینچا کے سر سے نکلی فوراً ہاتھ تلوار
کا بادشاہ نے یاقوت شاہ کو مارا سر پر یاقوت شاہ کے تلوار بادشاہ کی پڑی یاقوت شاہ بھی زخم
کاری کھا کر چکر کھانے لگا بادشاہ خون زخم سر مین ڈوب گئے بیہوشی کا عالم طاری ہوا اگر دن مرکب مین ہاتھ
حمایل کر دیے مرکب لیکر بادشاہ کو چل کھڑا ہوا ناظرین ذوالاتمکین کو واضح ہو کہ جسقدر سرداران لشکر اسلام زخمدار
چلے گئے ہین ان سب کا حال فرداً فرداً بیان کیا جائیگا اور ناموس حمزۂ صاحبقران زمان کو مہتر قران مع
تمام عیارون کے ہمراہ لیے کرتے آتشبازی کے مارتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اور ملکہ گیتی افروز اور فتنہ انگیز
وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکر علٰحدہ علٰحدہ صحرا کی طرف نکل گئین یہان لشکر کفار نے جو دیکھا تو تمام خیمے خالی پڑے
ہین میدان صاف ہو کوئی لشکر اسلام سے آدمی کیسا جانور بھی نہین لشکر اسلام سے ظاہر مین لشکر کفار کے سبب سے
قتل ہوئے لیکن کوئی سردار نامی و نامدار لشکر اسلام سے مارا نہین گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسقدر اہل اسلام
اُس روز شہید ہوئے کہ یاقوت شاہ نے اُن کے سر کٹوا کر چوبیس ہزار کلہ منار بنوائے اور لاشون کو ایک گڑھا
کھدوا کر ڈلوا دیا اور آپ خوشی خوشی بفتح و فیروزی جنگاہ سے پھرا باجے خوشی کے دف و چنگ کو کفار بجاتے
ہوئے دہل شادی کے پیٹتے ہوئے تک سباکل مین داخل ہوئے یاقوت شاہ نے مجرا کیا اور خوشخبری
فتح کی سنائی لقاے بے بقا پکارا اے بندگان من قدرت مرا و عتاب و قہر من بہ بیند بختیارک سے کہا یا
خداوند مجھکو مفصل خبر معلوم ہوئی کہ کوئی نامی سردار لشکر اسلام کا نہین مارا گیا سب سردار لڑ بھڑ کر زخمی ہوئے اور
مرکب اُن کے عرصۂ کارزار سے انھین نکال لے گئے دیکھیے پھر جمعیت کرکے آئینگے بہتر یہ ہے
کہ چار طرف کو نامے لکھیے اور روانہ کیجیے کہ جہان کہین کوئی اُن مین سے سردار پہونچے وہان کا حاکم اسے گرفتار
کرکے آپ کی خدمت مین بھیجدے لقاے بے بقا نے راے بختیارک کی پسند کی میر منشی کو حکم کیا کہ فوراً
نامے لکھکر چہار طرف کو روانہ کرو اُن نامون مین یہی مضمون مندرج ہو کہ عرصۂ کارزار سے سردار لشکر حمزہ
زخمی ہوکر نکل گئے ہین جہان پہونچین گرفتار کرکے فوراً خدمت خداوند لقا زمرد شاہ باختری مین روانہ
کرو کہ خشنودی خداوند لقا ہے تاکید مزید جانو ایسے نامے لکھوا کر سانڈنی سوارون کے ہاتھ چہار طرف کو روانہ
کیے اس قصہ کو یہین چھوڑا انشاءاللہ آگے کیفیت سرداران زخمی کی فرداً فرداً عرض کی جائیگی

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

گلابی کا اک جام دے ساقیا
عجب رنگ گردون ندل ہے مدام
نہ ساغر نہ شیشہ نہ جام و سبو
ہوئی ختم تمہید بس اک سحر

ادہر طبع موزون پھر سے ساقیا
نہ دو دن کسی کو رکھا شاد کام
گئے لالہ گون بن گئی بس لہو
بس آ اپنے مطلب پہ اک آخر

وہ مینوش جسکا ہے سار طہور
وہ رندون کا مجمع پریشان ہوا
وہ ساقی خمخانہ لا جواب

فلک نے کیا دور مین اسکو دور
غضب ہے یہ میخانہ ویران ہوا
سفر کو گیا ہے لبعد اضطراب

غزل

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
بہا خون کوے قاتل مین اسی کو خون بہا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز فتنہ زا سمجھے
جو اسیر بھی نہ وہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اسے تیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے
وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے
فلک سے ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
برائی مین ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے

برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے	تجھے ای سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے	پڑین تیغہ سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
وہ ہم سے خاکساروں کو جلا کر خاک کیا سمجھے	ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے	

بیان نویسندۂ قصہ دل پسند

قلم بند کرندہ اوراق چند ہو سیاحان منازل مضامین خوش آئین و نوخیز بادیہ پیمایان مراحل طبع رسا و جودت انگیز گل عنبر بیز گلشن سخندانی غنچہ نوحدیقہ خوش بیانی کو شاخ قلم تیز رقم سے صحرا صحرا چمن چمن یون معنبر و معطر کرتے ہین کہ امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے جدا ہوکر رہ نورد جانب مکہ معظمہ ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک روز اثنا سے راہ مین عجب خواب پریشان دیکھا فوراً گھبرا کر بیدار ہوئے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو سوتے مین سے بیدار کیا اور کہا ای بھائی اسوقت مین نے ایک خواب پریشان حال دیکھا ہی عمرو نے کہا بیان فرمایئے صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ دیکھا مین نے کہ ایک دریا خون کا موج مار رہا ہی گرداب ہزار ہا پڑتے ہین موجین اُس دریاے خون کی شمشیر خونچکان کا رنگ دکھا رہی ہین اور آب خونناب بحر کا زور و شور ہوش و حواس کھوتا ہی ماہیان بحر خون اچھل اچھل کر خشکی مین گرتی ہین اور پراگندہ چہار جانب نکل گئی ہین اور بدیع الزمان اور قاسم اسی دریاے خون مین غوطہ مار رہے ہین اور پکار رہے ہین کہ یا صاحبقران ہمکو اس ورطۂ ہلاکت سے نکالئے طوفان بے پایان سے بچایئے یہ خواب دیکھکر جو مین چونکا ہون میرا دل نہایت مضطرب اور دردمند ہی اسوقت وہ پریشانی ہی کہ قابل بیان کے نہین عمرو نے عرض کیا ای حمزہ خواب و خیال کی بات کا خیال نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین جگہ نہ دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ مجھکو تشویش و فکر زیادہ ہوتی جاتی ہی تم اسوقت جاؤ اور خبر لشکر اسلام کی لاؤ کہ مجھکو اطمینان ہو عمرو نے مجبوری عرض کیا کہ بہت خوب اور یہ کہکر رخصت ہوا اور حمزہ کو مجرا کرکے جلد روانہ ہوا خواجہ عمرو چلتے چلتے قریب ملک مسافر آباد کے پہونچے ایک جنگل کوسون تک جلا ہوا دیکھا ہر شجر سوختہ ہوکر ریگ بیا مثل چنار با مثل سنگ آتشین گرم ہی سبزۂ صحرا جابجا خاک سیاہ ہر ریگ بیابان تپ رہی ہی سنگریزے جلکر کوئلے ہو گئے ہین خواجہ دیکھتے بھالتے اُس صحراے سوختۂ آتش کو چلے جاتے ہین کہ آگے بڑھ کر کچھ آبادی مثل قریہ کے نظر پڑی جب وہان خواجہ عمرو پہونچے تو باشندگان قریہ سے دریافت کیا کہ یہ صحرا کوسون تک کیون جلا ہوا ہی اُن سب نے بیان کیا کہ زمرد شاہ باختری نے شہر عنطلی آباد سے دو جادوگرنیان ملوائین یعنی اُمہات جادو اور گلثوم جادو اُنھون نے لشکر اسلام پر سحر کیا تھا اس قدر برف باری ہوئی کہ تمام لشکر اسلام بے قابو اور بے حس و حرکت سردی لگنے سے ہوا اور بہت سے آدمی اُسی سردی سے ہلاک ہوگئے مگر اُسی عالم برف باری مین یاقوت شاہ و تیغ آب وغیرہ لشکر لقا کو لے کر لشکر اسلام پر گرے خوب تلوار چلی بڑا کشت و خون ہوا سرداران نامی لشکر اسلام زخمدار ہوکر صحرا کو چہار جانب نکل گئے لشکر اسلام پراگندہ ہوکر تباہ و برباد ہو گیا کچھ سرداران لشکری خدا پرستان نے آکر اس صحرا مین پناہ لی حاکم یہان کا محکوم خون آشام ہی بحکم خداوند لقا اُس نے تمام صحراے سبزہ زار کو جلا کر پھونک دیا بہت سے خدا پرست یہان جلکر خاک ہو گئے خواجہ عمرو نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا ایسا نعرہ کیا کہ صحراے سوختہ لرزنے لگا اور خواجہ عمرو چیخین مار کر بیساختہ رونے لگے اور بیان کرنے لگے کہ ہاے افسوس یہ سب سرداران نامی و نامدار خدا پرست تباہ و برباد ہوکر عالم زخمداری مین کہان نکل گئے کیا جانے زندہ ہین یا مر گئے یا جل کر اسی صحرا مین خاک ہو گئے ہاے غضب میرا مال و اسباب بھی لٹا کس کس محنت و مشقت سے پیدا کیا تھا او

ناموس کا میرے نہیں معلوم کیا حال ہوا خدا جانے کدھر گیا حیف کہ ناموس کا بھی ساتھ چھوٹا اور مال بھی تلف ہوا ای عمرو تو کسی کا نہ رہا زندہ در گور ہو گیا بڑی دیر تک بیٹھے رویا پیٹا کئیے اور بیان کیا کیے الغرض بعد گریہ وزاری و آہ و بیقراری کے خیال میں آیا دل سے کہا ای عمرو اس کافر رو سیاہ محکوم خون آشام کو تو پہلے چل کر سزاے معقول دے کہ اس نے اہل اسلام کو جلا کر خاک کیا ہے یہ سوچ کر اٹھے اور وہاں سے ایک گوشہ میں آئے اور روغن عیاری نکال کر ایک گویے کی صورت بنکر داخل شہر مسافر آباد ہوئے اور چوک میں بیٹھ کر رباب بجانا شروع کیا اور آگے اپنے ایک چادر بچھائی راہ گیر آ آ کر کھڑے ہونے لگے طفل و جوان و پیر کا ہجوم ہوا جس نے سنا وہ نہایت خوش و محظوظ ہوا اور اس نے اپنے حسب لیاقت انعام دیا عمرو نے اسی چادر پر جو ملا ڈال دیا یہاں تک کہ تمام شہر میں شہرہ ہو گیا کہ ایک گویا بڑا استاد کامل کسی شہر سے آیا ہے اور وہ رباب خوب بجاتا ہے شدہ شدہ محکوم خون آشام کو بھی خبر ہوئی محکوم خون آشام بہت مشتاق ہوا اور چوبدار بلانے کو اس گویے کے بھیجا چوبدار بحکم محکوم خون آشام گویے نقلی کے پاس آیا اور اس سے کہا ای گویے تجھکو محکوم خون آشام نے بلایا ہے اور نہایت مشتاق ہے جلدی چل اگر وہ تجھسے خوش ہو گئے راضی ہو گا تو بہت کچھ انعام دیگا خواجہ عمرو گویے کی صورت بنے ہوئے ہمراہ چوبدار کے دربار میں محکوم خون آشام کے آئے محکوم خون آشام نے کہا میاں گویے کچھ گاؤ بجاؤ عمرو بیٹھ کر رباب بجانے اور یہ غزل گانے لگا غزل

الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہیں نکلے
ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہو پیدا
کرا لاکھوں کام اس سے دور کے بے درد نکلے
مرے دل میں جو حسرت ہے نکالوں میں کہاں اسکو

چھپے کیا ہے شوق حسن گندم گون گندم پر
ترے ہر ناز پر سو سو کا دم ای نازنین نکلے
تصور اس لب شیرین کا آجائے اگر دل میں
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ یہ زیر زمین نکلے

عدو سے آتش زن کے گھر سے میرا ہمنشین نکلے
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے
خدا دے دور بینش اور اس چشم تصور کو
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر آنکھین نکلے

یہ غزل عمرو خوب گایا اور خوب ہاتھ سے بتا بتا کر ناچا کہ محکوم خون آشام محو ہو گیا بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام دیا اور گویے سے کہا کہ تمکو ہمنے نوکر رکھا آج سے تم ہمارے ملازم خاص ہو روز بوقت تخلیہ کے گایا بجایا کرو عمرو خوش ہوا دعائیں دینے لگا کہ اعلیٰ عمر آپ ہر دم اقبال یاور ہے ہر روز صحبت عیش گرم رہتی ہے اور گانا بجانا ہوا کرتا ہے محکوم خون آشام بہت شاد و مسرور رہتا ایک دن خوشی میں آکر عمرو نے کہا کہ آج ساقی گری میں کرونگا شراب عمدہ تیار کر کے میں پلاؤنگا رنگ نو جماؤنگا محکوم خون آشام نے حکم دیا کہ آج بادۂ گلرنگ تیرے ہی ہاتھ سے پئینگے یہ سنکے عمرو نے گلابیاں شراب کی اور جام زرنگار ہاتھ میں اٹھا لیے اور ساغر بادۂ خوشناب بھر بھر کے دینا شروع کیا ایک ایک جام پی کے سب بدمست ہوئے اور عمرو نے گانا شروع کیا ایسا رنگ جمایا کہ سب بے ہوش ہو گئے محکوم خون آشام بھی نہایت بیہوش ہوا عمرو اٹھا اور نعرہ کیا یہاں کسی کو خبر نہیں سب مال و اسباب عمرو نے لیا اور داخل زنبیل کیا اور ناک محکوم خون آشام کی جڑ سے کاٹ لی اور رقعہ لکھکر اس مضمون کا وہاں ڈال دیا ستم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری او محکوم خون آشام بدانجام تو نے جو یہ اہل اسلام کو جلایا اسکا یہ عوض ہے کہ فقط تیری ناک کاٹ لی جان سے نہیں مار ڈالا بموجب مثل نکٹا جیا برے حال بس خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت وہاں سے راہی ہوئے صبح کو بیٹا محکوم خون آشام کا القاش خون آشام باپ کے سلام کو آیا اس نے عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ باپ کو نکٹا پایا خون کا تھالا بندھا ہوا ہے سب کے سب بیہوش پڑے ہیں ایک پرچہ کاغذ وہاں پایا اسکو پڑھکر نہایت غصہ ہوا اور تلوار کھینچکر باپ کو ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر الگ جا گرا لاشہ

تڑپنے لگا بعد اسکے تمام اہل صحبت اور ملازمون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا تو اپنا نام
القاش خون آشام نہ رکھا یہ کہکر تیاری مین لشکر کی مصروف ہوا اور کوچ کا سامان کرنے لگا ارادہ کارزار کا
لشکر اسلام سے ہوا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنئے کہ جب اسباب و مال لوٹ کر اور ناک کاٹ کر حکم
خون آشام کی روانہ ہوا آتے آتے قریب ملک سبائل کے پہونچا شام کا وقت قریب آگیا تھا ایک تکیہ فقیر
کا نظر پڑا اُس تکیہ پر آکر قیام کیا کہ رات یہان بسر کر دیجئے صبح کو ملک سبائل مین چلکر مفصل اہل اسلام کا حال
دریافت کیجیے وہ فقیر جو اُس تکیہ پر رہتا تھا اُسنے عمرو کے آگے ایک کاسہ آش اور کچھ روٹیان رکھین خواجہ عمرو
نے بسم اللہ کہکے نوالہ توڑا اور چاہتا تھا کہ منہ مین نوالہ رکھے کہ فقیر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ ذرا ٹھہر جایے اس
کھانے کو نہ کھایے اس مین زہر ملا ہوا ہی مین مرد مسلمان ہون کافرون کو زہر دے دے کر مار ڈالتا ہون اہل اسلام
کا دوست کفار کا عدو ہون عمرو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اُس سے حال لشکر اسلام کا پوچھا فقیر نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای مرد دیندار چوبیس ہزار کلہ منار مسلمانون کے سر کٹوا کر لقا
نے بنوا لئے ہین تمام لشکر اسلام کی صفائی ہوگئی یہ کہکر زار زار رونے لگا عمرو نے اُسے دلاسا دیا اور نام اپنا اظہار
کیا کہ منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دیکھنا تو کیسا ان کفار سے عوض لیتا ہون الغرض رات کو وہان رہے صبح کو اٹھ کر
داخل ملک سبائل ہوئے جب پل تورایان اور پل مشکبار پر آکر پہونچے وہ کلہ منار چوبیس ہزار نظر آئے اور ایک
ابر آسمان پر گھرا دکھائی دیا بعد اُسکے پلنگ کوہ کی طرف جو نگاہ کی دیکھا تو ایک ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہی اور دھوان
اٹھتا معلوم ہوتا ہی تمام صحرا دھوان دھار ہی دل مین عمرو نے خیال کیا کہ وہ جادوگرنیان جنھون نے لشکر اسلام کو تباہ
کیا اور برف باری کی وہ یہی ہین پہلے چل کر ان دونون کو فی النار کرو بعد اُسکے اپنے ناموس کی جستجو کرو یہ خیال
کرکے پلنگ کوہ کی طرف روانہ ہوا جب دامنہ پلنگ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک چوبدار لقا سے سب لقا
کا کئی اونٹون پر کھانا اور شراب اور کباب نقل میوہ لدوا لادے ہوئے چلا جاتا ہی عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر
آگے بڑھا اور راہ مین ایک مقام پر جا کر بیٹھ رہا جب وہ چوبدار اس فقیر کے قریب پہونچا فقیر نے دعائین دین
کر بابا خدا تیرا بھلا کرے فقیرون سے بھی کچھ واحد شاہد ہوتا جا یہ سنکر چوبدار اور شتربان پکارے کہ شاہ صاحب
ہم ایک بلا مین گرفتار ہین دعا کیجیے کہ اس عذاب سے نجات پائین پھر آپ کو خوب سیر ہوکر نعمتین کھلائین فقیر
نے کہا بابا معبود فضل کریگا کچھ کہو تو کہ وہ کیا عذاب ہی اُن دونون نے کہا شاہ صاحب ایک دو جادوگرنیان
آئی ہوئی ہین ایسی کنجوس مکھی چوس ہین کہ صبح کو اگر کوئی اُنکا نام لے تو شام تک اُسکو کھانا کھانے کو نہ ملے انھین
کے زہر مار کرنے کو یہ کھانا اور شراب و کباب وغیرہ لیے جاتے ہین شب و روز ہمکو ادھر سے اُدھر اور اُدھر
سے ادھر پھیرے پھیرے کرتے گذرتی ہی مگر ایک کوڑی اُن کمبختون سے حاصل نہین ہوتی فقیر بولا بابا کیون گھبراتے
ہو ایک دو روز کی اور تکلیف ہی پھر اُن دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور لو یہ خاک ذرا سی چاٹ لو دیکھو تو آج
ہی تمھارے واسطے کیا فلاح و فراغت ہوتی ہی چوبدار اور شتربان اس راز کو خاک نہ سمجھے وہ خاک جلدی
سے لے کر کھا گئے وہ قتال جان بیہوشی تھی حلق سے اُترتے ہی ایک چکر آیا بیہوش ہوکر گرے عمرو
نے وہ کھانا اور شراب و کباب اور میوہ وغیرہ آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا اور پھر مہرین اُسی طرح درست
کرکے اُن دونون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا وہ جو ہوش مین آئے گھبرا کر اُٹھے عمرو نے گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا
دیکھا چوبدار و شتربان نے کہ وہ فقیر نہین ہی بہت متردد و خائف ہوکر جلدی سے روانہ ہوئے عمرو بھی گلیم عیاری

اوڑھے ہوئے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیے جب وہ چوبدار اُن اونٹون کو لیے ہوئے وہان پہونچے جہان گلنوم جادو
اور اصہات جادو بیٹھی تھین دیکھتے ہی دور سے پکارین کہ او موندی کاٹو آج کیا غضب ہو گیا جو تمنے دیر لگائی
معلوم ہو گیا کہ اب تمھاری بھی شامتین آئی ہین اُنھون نے کہا حضور ہماری کیا مجال ہی ہمارا اس مین کیا قصور
ہی کھانے کے پکنے مین دیر ہوئی ہم کیا کرین جسوقت ہمکو باورچیون نے تیار کرکے خوان دیے اُسوقت ہم لیکر آئے وہ
بولین کہ خیر سمجھا جائیگا ذرا اس کام سے فراغت پائین تو تمکو اس دیر کرکے آنے کی سزا دلوائین چوبدار نے کہا مین
خداوند سے کہدونگا کہ میری کچھ تقصیر نہین آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہی القصہ وہ خوان کھانے کے اور میوے کے اور
اور گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی اونٹون پر سے اُتار کے کھولین مگر یہ لکاتہ دونون بڑی سن رسیدہ ہین سو سو برس
کے سن ہین جیسے ہی کھانا کھانے کو بیٹھین نوالہ منھ کے برابر لائین بو داروے بیہوشی کی ناک مین پہونچی بس نوالہ ہاتھ
سے پھینک دیا اور چوبدار کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا چوبدار کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا شتربان خوف سے
تھر تھر کانپنے لگا اُن دونون لکاتاؤن نے پوچھا کہ تم دونون سچ سچ بتاؤ کہ راہ مین تم سے کس شخص سے ملاقات ہوئی
تھی اور کہان پر تم لوگ ٹھہرے تھے اُن دونون نے ڈر کر صاف صاف کہدیا کہ سچ تو یہ ہی کہ راہ مین ایک فقیر سے ملاقات
ہوئی تھی وہان ٹھہر گئے تھے اُسنے ایک خاک ہمین کھانے کو دی تھی ہم اُس خاک کے کھاتے ہی بیہوش ہو گئے اور گر پڑے
تھے پھر ہمین کچھ خبر نہین کہ کیا ہوا اُن جادوگرنیون نے جانا کہ شاید یہان اُس ساربان زادے عمرو کا گذر ہو گیا
ہو اُنکو آتا ہوا دیکھکر ضرور فریب مین لایا ہوگا اور عجب نہین کہ ان لوگون کے ساتھ اپنی صورت بدل کر یہان بھی آکر
موجود ہوا ہو یہ خیال جو دل مین اُن جادوگرنیون کے آیا ایک اسم سحر کا پڑھکر ہاتھ کو جنبش دی کہ تین بجلیان چمک کر اُس
چوبدار اور شتربان پر گرین خرمن ہستی اُنکی جلا کر خاک سیاہ کر دی بعد اُسکے اُن دونون نے صلاح کی کہ انہین ہرگز عمرو عیار
نہ تھا اور کہین ہوگا گلنوم نے کہا کہ اچھا اگر یہی امر ہی تو مین جاکر اُسے ڈھونڈھتی ہون جہان ملیگا گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکر
وہان سے روانہ ہوئی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا جب وہ تلاش کرتی ہوئی چلی
عمرو جست کرکے برابر اُسکے پہونچا اور پیچھے سے حلقہ ہائے کمند اُسپر مارے کہ وہ پھنسکر چت گری عمرو اُسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھا اور داروے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور اُسکی صورت بنکر اصہات جادو کے پاس آیا
کہا ارے عمرو بڑا عیار طرار ہی ہر چند تلاش کیا مگر پتا نہ لگا اصہات نے کہا خیر مُوا کہان جائیگا مگر ای بہن غافل اس
سے نہ رہنا چاہیے سونڈی کاٹا بڑا ہوشیار و مکار ہی الحاصل وہ کھانا وغیرہ تو زمین مین دفن کر دیا مگر اصہات
جادو کو بھوکھ بہت بشدت لگی ہوئی تھی کچھ میوہ پانی سے دھو کر کھایا گلنوم نقلی نے اُٹھکر اصہات جادو کو پانی پلایا
اور کہا چلو بہن ہم تم دونون اُس ساربان زادے کو ڈھونڈھ لائین اُسنے کہا اچھا اور یہ کہکر اُٹھکر چلی بس
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی عمرو نے نعرہ کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور گلنوم کو بھی زنبیل سے پھر نکالا اور دونون
کی زبانون مین سوزن دی اور منھ اُن روسیاہون کا آدھا لال آدھا کالا کرکے گدھے پر دونون کو سوار کیا
اور آپ گلے مین ڈھول ڈالکر ڈھنڈھورئیے کی صورت بنکر لشکر کفار کی طرف سے چلا اور ہر قدم پکارتا جاتا تھا کہ
جو جادوگر لقا کی مدد کو آئیگا اُسکا یہی حال کیا جائیگا اور چوب دن سے ڈھول پر لگاتا تھا اسی طرح عمرو قریب
بارگاہ یاقوت شاہ کے آیا اور وہان بھی ٹھہر کر یہی کہا کہ جو کوئی ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ بھی سزا پائیگا یہ کہکر
اُن دونون جادوگرنیون کو دو دو جوتیان مارین یاقوت شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا سب سردار جمع
تھے بختیارک بھی موجود تھا کہ ارمزادے آکر خبر دی کہ ایک ڈھنڈھورا دربار بارگاہ پر دو عورتون کو

اپنے ساتھ لیے گدھون پر سوار کیے ہوئے تمام شہر مین پھرا کر لایا ہی اور یہ آواز دے کر بلاتا ہی کہ جو ساحر لقائی
مدد کو آئیگا وہ بھی سزا پائیگا یہ صدا لگا کر چوب ڈھول پر مارتا ہی اور دو دو جوتیان اُنپر لگاتا ہی بختیارک نے
یہ کیفیت سنتے ہی صلوۃ پڑھی اور پکارا کہ مرشد کامل ہادی و رہنماے دل اُن دونون جادوگرنیون کو پکڑ لائے
پھر بختیارک نے **یاقوت شاہ** سے کہا کہ ابھی تک تو وہ زندہ ہین اگر چھوٹ سکین تو چھڑا لیجیے نہین تو آپ کی دوستی
مین جان بھی اُنکی جائیگی **یاقوت شاہ** یہ سنکر مع سرداران لشکر کفار اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے باہر آیا کہ پھر عمرو نے
آواز لگائی کہ جو ساحر لقائی مدد کو آئیگا وہ اسی طرح سزایاب ہوگا اور ڈھول پر چوب لگائی پھر تیغ کھینچکر ایک ایک
ہاتھ صفائی کا اُن دونون کو لگایا کہ مانند ششل خیار تر خام کے سر اُن دونون جادوگرنیون کے اڑ گئے جیسے ہی اُن جادوگرنیون
کے سر بدن سے کٹکر گرے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند و تیز چلی دن کی شب ہو گئی خواجہ عمرو نے نعرہ
کیا منم قاتل ساحران غدار شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری **یاقوت شاہ** نے اُسی تاریکی مین پکارا لینا
عمرو کو جانے نہ دینا لوگ دوڑے خواجہ عمرو بھلا کس کے ہاتھ آتے ہین جست کرکے برابر **یاقوت شاہ** کے آئے اور
ڈھول مار کر تاج **یاقوت شاہ** کا اُتار لیا اور بختیارک کی دستار زرین لے لی اور قلمدان لیتا ہوا دو چار کو مار کے
صاف نکلا چلا گیا ہر چند لوگون نے تعاقب کیا مگر کسی نے گرد قدم بھی نہ پائی اتنی دیر مین جب تاریکی دفع ہوئی دو آوازین
پیدا ہوئی کشتی مرا نام من امہات جادو و گلنوم جادو بود افسوس مردیم و جان نہادیم و بمطالب خود نرسیدیم
یاقوت شاہ نے تاج اور منگواکر سر پر پہنا اور اُن جادوگرنیون کی لاشون کو اُٹھواکر جلوا دیا اور لقا سے جاکر
تمام حال بیان کیا لقا نے یہ سنکر کہا کہ اُن دونون کو غرور ہو گیا تھا کہ ہمنے آکر زمرد شاہ باختری کی مدد کی خدا
پرستون کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا اس سبب سے ہمنے تقدیر پلٹ کر یہ کی کہ عمرو کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کر قتل
ہون یہ سنتے وہان بیٹھے تھے پکارے یا خداوند آپ کا کلام حق ہی غرور آپ کو کب پسند ہی پھر کر دم دے لقا نے کہا کہ تو
جاکر عمرو کو پکڑ لا اگر مرد ہو جب حکم لقا بے بقا جستجوے عمرو مین چلا مگر عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنیے کہ جسوقت
قتل کرکے جادوگرنیون کو راہی ہوا جستجوے ازواج امیر با توقیر اور اپنے حال و ناموس کی تلاش مین روانہ ہوا دامنہ صحرا
سے نکلکر کوہستان کا راستہ لیا جاتے جاتے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی اُسپر کچھ لوگ معلوم ہوتے ہین جب قریب آیا مہتر قران
کو پہچانا کہ مع جمیع عیاران لشکر اسلام کوہ پر موجود ہین خواجہ نے یہین سے مہتر قران کو آواز دی سب عیارون نے اور مہتر
قران نے عمرو کو پہچانا پہاڑ پر سے اُترکے آئے خواجہ عمرو کو سب نے سلام کیا اور اُستاد اُستاد کہکے قدمون سے عمرو کے
لپٹ گئے خواجہ عمرو بہت خوش ہوئے اور گلے سے لگایا مہتر قران سے پوچھا کہ ہم مال و ناموس تمھارے سپرد کر گئے تھے
تمسے اُسکی محافظت نہو سکی مہتر قران نے کہا کہ اُستاد مین بڑی جانبازی و سرفروشی کرکے آپ کے ناموس اور امیر حمزہ
کے ناموس کو نکال لایا ہون اور کمال جانفشانی کرکے بال بھی آپ کا تاراج نہین ہونے دیا یہ سنکے عمرو نے پشت پر ہاتھ اپنا شفقت
و مہربانی سے پھیرا اور بہت تحسین و آفرین کی مہتر قران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے پہاڑ پر آیا عمرو تلاش حمزہ صاحبقران
مین گئے وہان عمرو کو دیکھتے ہی ایک کہرام مچگیا ایک ایک عورت اپنے شوہر اور اپنے فرزندون کو یاد کرکے رونے لگی
عمرو نے سب کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ تمھارے وارث سب زندہ ہین فقط زخمی ہو کر جدا جدا نکل گئے ہین
انشاء اللہ تعالی سب کے سب بشان و شوکت آئینگے اور تم سے ملینگے اب مین اُن سب کی تلاش مین جاتا ہون
بعنایت جامع المتفرقین ایک ایک کو ڈھونڈھکر لاؤنگا ناموسان امیر با توقیر مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ملکہ طور بانو
حاملہ تھی اور زمانہ وضع اُسکا قریب تھا ناگاہ اُسوقت درد زہ شروع ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے برج حمل سے

مثل آفتاب تاباں یا مانند ماہ شب چہاردہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ چہرہ اُسکا خورشید کے مانند تابندہ تھا پیشانی سے آثار شان و شوکت پیدا تھے جبین مبین مثل کوکب ضیا پرور کے درخشندہ تھی دائیوں نے لڑکے کو نہلایا دھلایا اور سب نے پیار کیا دائیوں نے نال کاٹ کے ملکہ طور بانو کی آغوش تمنا میں دیا وہ پیار کرنے لگی سب عورتین آ آکر مبارکباد دینے لگین عمرو بھی شاد و مسرور بیٹھے تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا اور اُس لڑکے کو اُٹھا کر لیگیا ملکہ طور بانو شور گریہ و زاری کرنے لگی پچھاڑین کھاکر رونے لگی عمرو بھی نہایت متفکر و متردد ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہوا مگر ملکہ طور بانو کو سمجھانے لگے اور تسلی دینے لگے اور سب عورات معظمہ ملکہ کو گلے سے لگاکر تشفی دیتی تھین اور کہتی تھین کہ اے ملکہ طور بانو تمھارا تو فرزند جگر پارہ کا پیدا ہوا گم ہو گیا اگر خدا چاہیگا تو پھر ملجائیگا ہمکو دیکھو اور ہمارے دل و جگر پر غور کرو کہ کیسے کیسے فرزند جوان رعنا صاحب شوکت و شان لڑ بھڑ کر غائب ہو گئے خدا جانے کہ زندہ ہین یا مارڈالے گئے کوئی امید اُنکے ملنے کی ظاہر انہین معلوم ہوتی مگر شان پروردگار بہت بڑی ہے شاید کہ پھر ہمسے ہمارے جگر گوشہ و پارۂ دل ملین تو تم بھی صبر کرو اگر خدا چاہیگا فرزند کی زندگی رکھنا منظور ہوگی تو پھر وہ زندہ رہیگا اور تمسے ملجائیگا یہ سنکر ملکہ طور بانو چار ناچار ہو کر صبر کا پتھر سینہ پر رکھکے خاموش ہو رہی اور نظر بہ قدرت پروردگار کی خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ طور بانو گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو مین تمھارے بھی فرزند دلبند کی جستجو کرونگا اگر خدا چاہیگا تو تمھارے نور نظر کو تمسے ملا دونگا یہ کہکر سب سے رخصت ہوئے اور مہتر قران کو بہت تاکید کی کہ سب سرداران لشکر اسلام کو لیے ہوئے ساتھ ناموسان امیر با توقیر کی بہت حفاظت کرنا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوئے

دو کلمے داستان شوکت نشان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف ۔ جوانی کا دے رنگ طبع ضعیف

طبیعت دکھائے اولوالعزمیاں ۔ مضامین اعلیٰ ہون ہردم عیاں

نہ کر سستیاں ساقی شوخ و شنگ ۔ ہو مطلوب دلکو شراب ترنگ

کوئی جام چالاک دے ساقیا ۔ اگر طیب و پاک دے ساقیا

سحر کو نہین درد کی چاہ ہے ۔ وہ مُل دے جو خجلت دہ مہ ہے

غزل

نکالے موج سے دریا حباب کا ساغر ۔ بھرا ہوا جو پیے وہ شراب کا ساغر

مدام ہو مئے خون جگر کا نوشندہ ۔ بجائے جام ہے چشم پرآب کا ساغر

وہ کون مست ہے ساقی کہ جسکی خاطر سے ۔ سبو فلک کا ہے اور آفتاب کا ساغر

بھرا ہے شبنم گل سے شراب کا ساغر ۔ سحر کو گل نے جو دیکھا ہے غش مین ہے بلبل

بیت نگارندۂ صفحے بعدیل + غودند مضمون نورا سبیل بجرأت نمایان میدان معرکہ آرائی و یکہ تازان عرصۂ کارزار مردانگی و توانائی شمشیر قلم شوکت رقم کو صفحۂ قرطاس پر یون روان کرتے ہین کہ جسوقت خسرو خاور سیاہ ملک قاسم فلک جاہ میدان کارزار مین گاؤلنگی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بیہوش ہو کر گردن راہوار مین ہاتھ ڈال دیے اور گھوڑا قاسم کو عالم زخمداری مین لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تمام رات مرکب بادرفتار نے راہروری کی اور صبح کو ایک دامن کوہ مین آکر پہونچا گھاس کھائی پانی پیا پھر سری جولی قاسم ذیشان پشت زین سے بروئے زمین گر پڑے مگر وہان سبزہ زار نہایت لطیف تھا گھوڑا بھی بالین سوار کھڑا ہوا چرا مین مشغول رہا اتفاق کار وہان قافلہ خواجہ مظفر بازرگان کا اُترا ہوا تھا خواجہ مظفر اُسوقت برائے تفریح مع چند ملازمون کے اُٹھا اور سیر کرتا ہوا اُس مقام پر آیا جہاں ملک قاسم نوجوان بیہوش پڑے ہوئے تھے خواجہ مظفر نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا مثل خورشید درخشان سراپا خون مین غلطان زخمدار بیہوش پڑا ہوا ہے اور گھوڑا اُسکا بالین پر کھڑا ہے خواجہ مظفر

پاس اُس جوان کے آیا اور ہوشیار کیا مگر عالم زخمداری مین ایسی غشی طاری تھی کہ ہوش نہ آیا جب تو خواجہ
مظفر بازرگان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس جوان حسین کو اُٹھا کر ہمارے خیمے مین لے چلو سب ملازم
خواجہ کے شاہزادہ قاسم کو اُٹھا کر اپنے قافلے مین لائے اور خیمۂ خواجہ مظفر مین داخل کیا خواجہ نے جراح کو
بلا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھاہے مرہم کے چڑھوا دیے اور آپ خدمت مین مصروف ہوا جب دل
کو تسکین خاطر خواہ ہوئی بڑی دیر مین شاہزادے کو ہوش آیا شاہزادہ قاسم نے بالین پر اپنے خواجہ مظفر کو
خدمت گذاری مین پایا قاسم عالی شان بسم اللہ کہکے اُٹھ بیٹھے خواجہ مظفر نے حال پوچھا کہ ای جوان رعنا
تو کون ہی اور کہان تجھسے تلوار چلی تھی کس کے ہاتھ سے تو زخمی ہوا قاسم نے کہا کہ مین بھی سوداگر بچہ ہون
میرے قافلہ پر قزاق آپڑے میرے ہمراہی خوب خوب لڑے آخر سب مارے گئے مین بھی زخمی ہوا مرکب
مجکو لے کر ادھر نکل آیا خواجہ مظفر نے کہا ای جوان مین لاولد ہون میرے کوئی اولاد نہین ہی مین چاہتا ہون
کہ تجھکو مین پسر بناؤن تو میرے پاس رہ عیش و عشرت مین بسر کر قاسم نے قبول کیا خواجہ مظفر بہت خوش ہوا
اور اپنے ناموس مین لے گیا قاسم نوجوان خوش و خرم رہنے لگے خواجہ مظفر کی ایک کنیز تھی کہ خواجہ اُس کنیز سے
بہت مانوس تھا وہ کنیز نورجمال قاسم بیمثال دیکھکے عاشق ہوگئی اور دو پہر رات گئے قاسم عالیشان
جس جگہ آرام کر رہے تھے وہان آئی اور پاؤن شاہزادہ قاسم کے دبانے لگی قاسم کی فوراً آنکھ کھل گئی
بیدار ہوگئے دیکھا کہ ایک زن سبزہ رنگ کمسن جوانی کی امنگ مین پلنگ کے نیچے پٹی کے پاس بیٹھی ہوئی پاؤن دبا
رہی ہی شاہزادہ قاسم نے پوچھا تو کون ہی اُس نے کہا مین حرم ہون خواجہ مظفر بازرگان
کی جس وقت سے تمکو دیکھا ہی اُس وقت سے دلدادہ ہوئی ہون اور شیفتہ و فریفتہ ہون جو تم مجھسے
ہمصحبت ہو اور مطلب دل حاصل ہو تو مین خواجہ مظفر کو زہر دے کر مار ڈالون اور تمام
مال و اسباب کا تمھین مالک کر دون شاہزادہ قاسم نے اُس کنیز سے کہا کہ او مردار کیا بکتی ہی دور ہو
میرے پاس سے اُسنے چاہا کہ لپٹ جاؤن دونون ہاتھ گردن مین قاسم کے ڈالون کہ قاسم نے ایک اُلٹا
ہاتھ مارا کہ وہ دور جا کر گری ایسی چوٹ لگی کہ ہونٹھ پھٹ گئے آبدیدہ ہو کر وہان سے چلی گئی یہان
قاسم پھر سو رہے مگر اُس مکارہ نے صبح کو جا کر خواجہ مظفر کو چڑکایا اور کہا کہ اچھے شخص کو فرزند
اپنا کیا ہی کہ وہ شب کو میرے پاس آیا طالب وصل ہوا مین نے انکار کیا اُس نے میرا یہ حال بنایا
خواجہ مظفر بازرگان نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اسی وقت اپنے گماشتون کو جمع کر کے تمام کیفیت ان سے
بیان کی اور کہا اسے قتل تو کیا کرون مگر یہی اسکی سزا ہے کہ سوتا مین تنہا چھوڑ کر چلا جاؤن سب نے کہا
جیسا مناسب جانیے وہ کیجیے القصہ دن تو گذرا جب رات ہوئی قاسم کو سوتا چھوڑ کر خواجہ مظفر
بازرگان مع تمام قافلے کے کوچ کر کے وہان سے چلا گیا صبح کو جو قاسم عالی شان بیدار ہوئے
دیکھا سناٹا پڑا ہی نہ کوئی آدمی ہی نہ آدم زاد قاسم سمجھے کہ یہ اُسی عورت کا فساد ہی کہ خواجہ مظفر
بازرگان تجھے سوتا چھوڑ کر یہان سے چلا گیا یہ سوچ کر قاسم عالی شان فوراً اُٹھے مرکب باد رفتار
موجود تھا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہولے دو تین کوس آئے ہونگے کہ پس پشت سم مرکب کی آواز آئی پیچھے پھر کر
دیکھنے لگے دیکھا کہ خواجہ مظفر کا غلام کہ نام اُسکا الماس ہی چلا آتا ہی جس وقت وہ برابر ہوا تو نعرہ
کیا کہ او باش او مفسدہ پرداز تجھے خواجہ نے اپنا فرزند بنایا تو نے اُسکے ناموس پر نگاہ بد ڈالی تجھکو اسکی

سزا دون یہ کہکر تلوار اُس غلام خواجہ نے کھینچی اور قاسم ذیشان پر وار کیا شاہزادہ قاسم نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور پکارا کہ او الماس ہم اولاد حمزہ صاحبقران زمان ہین ہمسے ایسی حرکت نہین ہوتی ہی ہم پرائے ناموس پر بدنظر نہین کرتے ہین وہ فاحشہ خود میرے پاس طالب وصل آئی تھی زہر کی پڑیا ہاتھ مین لائی تھی اور کہتی تھی کہ اگر تم کہو تو خواجہ مظفر کو زہر دیکر مار ڈالون اور تمھین مال و اسباب کا مالک کر دون یہ سنکر مین نے اُس فاحشہ کو اُلٹا ہاتھ مارا کہ دور جا کر گری اُس نے نہین معلوم کہ خواجہ سے کیا جاکر کہا کہ وہ مجکو سوتا چھوڑ کر رات کو مع لشکر کوچ کر گئے الماس نے کہا ای شہریار یہ امر مجکو نہین معلوم تھا قاسم نے پوچھا اب خواجہ کہان ہین اُس نے عرض کیا کہ ایک درۂ کوہ مین اُترے ہوئے ہین یہ سنکے قاسم نوجوان نے الماس کو امان دی اور اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور ہمراہ الماس غلام خواجہ مظفر کے پاس روانہ ہوئے جب درۂ کوہ مین قدم رکھا دیکھا کہ جا بجا لاشین پڑی ہوئی ہین تھالے خون کے بندھے ہوئے ہین اور مظفر بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی قاسم نے کہا ای مظفر اُس قحبہ کنیز کے اغوا کرنے سے ہم پر بدگمانی کر کے ہمین چھوڑ کر تنہا وہان سے چلے آئے اپنے نزدیک ہمین طعمۂ گرگ و شیر کر چکے تھے مگر سچ بتاؤ کہ تم اپنی سزا کو پہونچے یا نہین ہمین تو پروردگار عالم نے اپنی محافظت مین رکھا خیر گذشتہ را صلوات نیکی نیک راہ بدی پیش راہ اب یہ بیان کرو کسنے تمھارا یہ حال کیا خواجہ مظفر نے کہا کہ مجھے نہ معلوم تھا کہ قزاق یہان رہتے ہین مین غافل یہان آکر اُترا کوئی چار گھڑی گذری ہوگی کہ قزاق قافلے پر آپڑے سب کو قتل کیا سارا مال و اسباب لوٹ لیا مجھے درخت سے باندھ دیا قاسم نے خواجہ کو درخت سے کھولا اور کہا کہ ای خواجہ بازرگان خاطر جمع رکھو ابھی جاکر اُن قزاقون کو سزا دیتا ہون اور تمام مال و اسباب تمھارا تمھین دلائے دیتا ہون یہ کہکر قزاقون کی تلاش مین قاسم نوجوان بصد عز و شان روانہ ہوئے آگے بڑھکر دیکھا کہ وہ قزاق سب کے سب قوم زرنگ سے ہین اسباب جو لوٹ کر لائے ہین ایک مقام پر بیٹھے ہوئے حصہ بانٹ کر رہے ہین وہین سے شاہزادہ قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم + صفدر انام قاسم عالی ہمم + او تیرہ روزگار حرامخوار وہین آپہونچا سزا دینے کو تجنے بیخطا ناحق سوداگرون کا مال لوٹا ہی اُن قزاقون نے جو قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مرصع لباس گھوڑے پر سوار نعرہ کرتا چلا آتا ہی آپسمین کہا کہ سونے کی چڑیا تقدیر سے خود بخود اُڑکر آئی ہی بھائیو لینا گھوڑا اور لباس اسکا جانے نہ پائے دس قزاق مجتمع ہوکر قاسم کے سامنے آئے اور تلوارین کھینچکر قاسم کو چارون طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان تیغ بیلارک افراسیابی کو کھینچکر نو قزاقون کو داخل جہنم کیا اور ایک بھاگ گیا وہ بارہ ہزار قزاقون کو اپنے ہمراہ لیکر آیا قاسم کو چہار طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغ بیلارک افراسیابی سے ایک طرفۃ العین مین بہت سے قزاقون کو مارا بہروز زنگی کہ سب قزاقون کا سردار تھا اُسکے برابر قاسم پہونچے بہروز نے تلوار ماری قاسم نے بارھ بچا کر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار ماری قاسم نے اور تلوار بہروز کی چھین لی اور بہروز کو پشت زین فرس سے بچالاکی ایک ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھا لیا اور کہا او بہروز زنگی دین اسلام قبول کر اور کلمہ زبان پر جاری کر نہین تو مارتا ہون کہ پیوند زمین ہوجائیگا

بہروز نے عرض کیا کہ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے شاہزادۂ قاسم عالی شان نے فرمایا کہ ای بہروز آگاہ
ہو مین نور عین و فرزند رستم دشکوہ علمشاہ حق پژدہ نبیرۂ امیر باتوقیر نہ لرزۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان کا ہون بہروز زنگی یہ سنکر پکارا اُٹھا مین نے دین اسلام قبول کیا کلمۂ طیبہ پڑھا اپ مطیع و فرمانبردار آج سے
آپ کا رہونگا قاسم عالیشان نے اُسکو مسلمان کیا شاہزادۂ قاسم نے اُسیوقت خواجہ مظفر کو بلاکر اسباب اُسکا
اُسے دلادیا خواجہ مظفر بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور اُس لکاتہ کنیز کو مار ڈالا کہ جس نے شاہزادۂ قاسم کو بہتان
لگایا تھا شاہزادۂ قاسم عالی شان سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن قاسم نوجوان نے بہروز زنگی سے کہا کہ اب
تو قزاقی کو چھوڑ دے اور کسی کا مال و اسباب نہ لوٹنا بہروز نے اُسی وقت قزاقی سے توبہ کی اور کچھ لوگ
اُسکے پاس قید تھے اُسکو شاہزادۂ قاسم کے سامنے لایا قاسم نوجوان نے اُن سب کو رہا کروادیا مگر اُنمین
ایک جوان تھا نہایت وجیہ حسین متین شکیل جمیل آثار سرداری اُسکے چہرے سے ظاہر شاہزادۂ
قاسم نے اُس سے پوچھا تو اپنا حسب و نسب بیان کر اُسنے کہا مین شاہزادہ ہون ملک معدانیہ
کا اور فرزند ہون معدان شاہ کا شکار کھیلتا ہوا اُس طرف کو آنکلا تھا اِسکے ہاتھون سے گرفتار
ہو گیا مدت بعید سے قید تھا اب آپ کی وجہ سے رہائی پائی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلامی مین رہون
قاسم نے کہا کہ کیا مضائقہ لقا پراور پرستارہ ان لقا پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اُس نے کہا
ای شہریار مین لقا پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا وہ بصدق دل مسلمان
ہوا بعد اُسکے اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ میرے شہر مین تشریف لیچلین قاسم نے کہا
کہ اچھا تو پہلے اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا مجھکو شاہزادۂ حمید لعل قبا کہتے ہین یہ سنکر شاہزادۂ
قاسم نوجوان ہمراہ حمید لعل قبا کے روانہ ہوئے جب قریب شہر کے پہونچے خبرداروں نے یہ خبر
معدان شاہ کو دی کہ شاہزادۂ حمید لعل قبا بیٹا تمھارا بعد مدت مدید کے آیا ہی قزاقون
کے پاس قید تھا سردار قزاقان کو نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شاہزادۂ ملک قاسم نوجوان نے زیر کر کے
مسلمان کیا اور اُسنے حمید کو قید سے چھڑایا ہی وہ بھی دین اسلام قبول کر کے آیا ہی معدان شاہ لغت
پدری سے یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا اور قاسم کو استقبال کر کے لایا قدمبوسی شاہزادۂ قاسم کی حاصل
کی اور اپنے بیٹے حمید لعل قبا کو گلے سے لگایا قاسم کو ایوان شاہی مین لیکر آیا اور تمام اسباب
دعوت و ضیافت مہیا کیا قاسم نوجوان نے معدان شاہ سے کہا کہ بیٹا تمھارا حمید لعل قبا
مسلمان ہو گیا اب مناسب ہی کہ تم بھی لقاے بے بقا کی پرستش سے دستبردار ہو اور دین اسلام
قبول کرو تو مین دعوت قبول کرون معدان شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار بھائی میر العلان
لعل قبا ہی پہلے اُسے مسلمان کر لیجیے تو پھر مین بھی دین اسلام قبول کرونگا قاسم نے پوچھا
وہ کہان ہی معدان شاہ نے کہا وہ اپنے شہر مین ہی قاسم نوجوان اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے
اور شہر لعلانیہ کو کوچ کیا جب قریب ملک لعلانیہ کے پہونچے ملک لعلان کو خبر ہوئی کہ معدان
شاہزادہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان لڑنے کو آیا ہی لعلان شاہ یہ خبر سنکر لشکر لیکر شہر سے
باہر آیا طبل جنگی بجوایا ادھر قاسم نے معدان شاہ سے کہا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ القصہ رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے کارزار ہوئے لعلان لعل قبا میدان مین آیا مبارز

طلبی کی شاہزادۂ قاسم بھی اُدھر سے نعرہ زن ہوئے نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاوری + صاحب اقبال دیباۂ ذیحشم + مفخر اشرف قاسم عالی ہمم + اور گھوڑا دوڑا کر اُدھر سے قاسم نوجوان اُدھر سے دہ ملک لعلان لعل قبا مقابلے پر رسید ان رزم مین آیا بعد لگاوٹ زنی وہمسخنی لعلان نے نیزہ مارا شاہزادۂ قاسم نے نیزے سے اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا لعلان لعل قبا نے تلوار کھینچی اور بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادۂ قاسم نے بڑھ کیا کر ہاتھ ڈالدیا قبضۂ شمشیر کو جھٹکا دے کر تلوار اُسکے ہاتھ سے نکال لی اور کمر زنجیر کو مضبوط تھام کر زین فرس سے اُٹھا لیا اور کہا کہ او لعلان لعل قبا مسلمان ہو دین اسلام قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کہا لعلان لعل قبا نے کہ اگر میری بیٹی ملکہ لعلپوش کو دیو عراق اُٹھا کے لیگیا ہی اور دامنۂ چمن کوہ مین لیجا کر رکھا ہی اگر آپ اُسکو اُس دیو کی قید سے نجات دیجیے اور اُسکو چھڑا کر مجھسے ملا دیجیے تو مین مسلمان ہون اور دین اسلام قبول کرون قاسم نے اُسے چھوڑ دیا اور کہا کہ کل ہم وہان چلینگے انشاء اللہ اُسکو رہا کرینگے غرض وہ روز تو گذرا دوسرے روز قاسم چمن کوہ کی طرف روانہ ہوئے یہان دیو عراق ملکہ لعلپوش کو لایا ہی ایک مکان نہایت عمدہ و نفیس تعمیر کیا ہی اور ایک باغ لطیف بنایا ہی اُسمین ملکہ لعلپوش کو رکھا ہی اور آپ بھی رہتا ہی شب و روز صحبت تخلیہ ہی اور اسی شہر کے بادشاہ اُس دیو کے خراج گذار ہین سب کے سب اطاعت و فرمانبرداری اُس دیو کی کرتے ہین بلکہ اکثر بادشاہون کی بیبیون اور بیٹیون کو دیو عراق اُٹھا لایا ہی وہ ملکہ لعلپوش کی خدمت مین رہتی ہین اور بارہ سو عورتین اور علاوہ اُنکے رہتی ہین ملکہ لعلپوش کے یہان تریا راج ہی مرد کا نام نہین روز مینا بازار لگتا ہی کوہستان مین رونق ہی چوک و نخاس کی کیا حقیقت ہی بازار خوب آراستہ شب کو چراغان بیحد و انتہا ہر قسم کا اسباب ہر جگہ سے ہزارہا عورتین لے کر آتی ہین بڑی بڑی خریداری ہوتی ہی القصہ شاہزادۂ قاسم عالی شان وہان آئے تمام کوہ مین مینا بازار لگا ہوا دیکھا سیر کرتے ہوئے اُس چمن کوہ مین پہونچے جو عورت شاہزادہ قاسم کو دیکھتی تھی منع کرتی تھی کہ اُدھر نہ جاؤ دیو عراق تمکو کھا جائیگا شاہزادۂ قاسم کہتے تھے کہ مین خود اُسکو سزائے سخت دینے کو آیا ہون غرضکہ اُس مقام پر کہ جہان لعلپوش رہتی ہی دیکھا کہ ایک بارہ دری بہت تاباب و عمدہ مصفا و خوشنما ہی اور آگے اُسکے چمن بندی ہی باغ مین ایک چبوترہ ہی شاہزادۂ قاسم آکر اُسی چبوترے پر بیٹھ گئے نازنینان و مہجبینان و حور وشان نے جو جمال بیمثال قاسم نوجوان کو دیکھا منھ مین سب کے پانی بھر آیا اور کہا ای جوان حسین تو یہان کیا اپنی جان دینے آیا ہی ایک دیو عراق یہان رہتا ہی قد اُسکا ایک ہزار گز کا ہی اُسنے لاکھون آدمیون کو کھا لیا ہی تیری کیا حقیقت کیون اپنی جوانی گنواتا ہی اسمین خیر ہی کہ یہان سے چلا جا قاسم نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ اُس دیو عراق کو مار کر ملکہ لعلپوش کو لیجاؤن اور اُسکے باپ سے اُسکو ملاؤن یہ سنکر ایک نازنین نے جا کر ملکہ سے حال بیان کیا کہ ایسا ایک جوان حسین و مہجبین یہان وارد ہوا ہی کہ ہمنے اس شکل و شمائل کا آدمی نہین دیکھا اور وہ کہتا ہی کہ مین دیو عراق کے قتل کرنے کو آیا ہون اور ملکہ لعلپوش دخت کو اپنے ہمراہ لیجا کر اُسکے باپ سے ملا دونگا ہرچند ہم سب منع کرتے ہین کہ تو اُس مقام پر نہ بیٹھ چلا جا وہ نہین مانتا ملکہ اس خبر کو سنکر اُس جوان کا نہایت اشتیاق ہوا اُسکے دیکھنے کیواسطے بارہ دری سے اس جاہ و حشم سے برآمد ہوئی کہ ہمراہ سو نازنینان مہجبینان دردر گوش مرصع پوش چہار طرف سے گھیرے ہین اور ملکہ سرخ جوڑا پہنے ہوئے

مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ دریائے حسن مین غرق چہرہ مانند خورشید تابان کے چمکتا ہوا
ذرے تمام عکس سے منور مثل اختر تابان و درخشان جیسے ہی سامنے شاہزادہ ملک قاسم نوجوان کے
ملکہ لعلپوش آئی دیکھتے ہی اُسکے حسن وجمال بیمثال کو شاہزادہ قاسم دلدادہ و فریفتہ ہوگئے اُدھر ملکہ
بھی دیکھتے ہی شاہزادہ قاسم عالیشان کو عاشق و شیدا ہوگئی شعر ایک تیر نگاہ عشق نے بس + کام دونون طرف
کیا اپنا + شاہزادہ قاسم نے اُف کرکے جگر کو تھام لیا اُدھر ملکہ لعلپوش شمشیر عشق و حسن وجمال کی گھائل ہوکر
عالم بیخودی ہوگیا دل مین اپنے کہا ای لعلپوش اس جوان بیمثال کے ساتھ اپنی جان دینا قبول ہو بس یہ
خیال کرکے قاسم کے پاس آئی اور کہا ای عزیزہ ای بادشاہ حسن وجمال جان سے زیادہ کوئی چیز نہین ہو تو کیون
آمادہ مرگ ہوکر یہان آیا ہی پہلے پہل دل کو اس بلائے عشق مین پھنسایا ہو قاسم نے کہا ای ملکہ ہمنے
ہزارون دیوؤن کو مارا ہو اسکی کیا حقیقت ہو انشاء اللہ تعالیٰ بفضل ایزدی تم اپنی آنکھ سے دیکھ لینا
کہ کیونکر اس دیو عراق کو مارتا ہون ملکہ نے ساتھ والیون سے کہا کہ جلد شراب و کباب لاؤ اُسیوقت تمام
سامان عیش مہیا ہوگیا ملکہ نے جام شراب لالہ گون لبریز کرکے شاہزادہ قاسم کو دیا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم
مین تمہارے ہاتھ سے یہ جام نہ پیونگا جسوقت تم مسلمان ہوگی اُسوقت تمہارے ساتھ ہم نا و نوش ہونگا ملکہ
نے کہا ای شہریار مین تو اب تمہاری لونڈی ہوچکی ہو جو کچھ حکم کروگے بجالاؤنگی یہ کہکر لقاے بے بقا اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی دین اسلام قبول کیا اُسوقت شاہزادہ قاسم نے جام بادہ
گلفام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر نوش کیا اور خود دوسرا جام لبالب کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی بے اندیشہ انجام جام
لے لیا اب دونون باہم سرگرم عیش و نشاط و سرور و انبساط اور مشغول و اختلاط بے اختیار ہوئے گانیوالیان
آکر موجود ہوئین ناچ رنگ شروع ہوا چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک دیو کوہ پیکر
طویل قامت سر بفلک کشیدہ ظاہر ہوا اور ہاتھ مین اُسکے میوے کی ڈالیان تھین اپنی معشوقہ کے واسطے
لیے آتا تھا ملکہ نے شاہزادہ قاسم سے کہا ای شہریار غضب ہوا وہ دیو عراق آپہونچا شاہزادہ قاسم
نے کہا کیا اندیشہ ہو آنے دو خوف نہ کرو یہ کہکر قاسم ذیشان کھڑے ہوگئے اُس دیو نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ پہلوے رقیب مین مشغول عیش ہو غصہ سے یہ سرخ آگ کا انگارا ہوگیا دل مین جل بھن کے
خاک سیاہ ہوا مثل رعد کے گرجتا ہوا دوڑا اور پکارا کہ او آدمزاد تونے کیا غضب کیا میری جان جہان
معشوقہ آرام جان پر قبضہ کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا ادھر قاسم نوجوان نے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ زمین لرزنے لگی بارہ دری جنبش مین آئی جتنی نازنینان سیمین تنان اندر بارہ دری کے تھین مارے ڈر کے باہر
نکل آئین دو چار کنگرے سقف کے گرے سب نے جانا کہ زلزلہ آیا اب یہ عمارت گرا چاہتی ہو ملکہ مثل بید کے تھر تھر کانپنے
لگی کہا خدا خیر کرے اس دیو کے ہاتھ سے اس شہریار خوش جمال و بیمثال کو خدا بچائے حافظ حقیقی جان کا انکی نگہبان
ہو یہان آتے ہی دیو عراق نے شاہزادہ قاسم پر وار شمشاد ماری وہ ضرب اگر کسی دیوزاد پر پڑتی تو مثل غبار تر
کے دو ٹکڑے ہوتا مگر دلاوری جرأت و ہیبت شاہزادہ قاسم نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران کی ضرب وار شمشاد
اس خوبصورتی سے خالی دی کہ وہ دیو بیہودہ کے بھل گرا شاہزادہ قاسم نے دونون شاخین تھام کر
اُس شجر ظلم و بدعت کو جھٹکا دیا کہ سر اُس دیو عراق کا زمین بوس ہوا عراق قاسم سے لپٹ
گیا قاسم نے گردن مین ہاتھ دونون ڈالدیے کشتی ہونے لگی بڑے معرکہ کے

زور ہوے نہایت زبردست پیچ ہوے چار پہر کامل دیو عراق سے اور قاسم عالیشان سے کشتی ہوئی
ایک مقام پہ قاسم نے عراق کو بیل کر قینچی پانون کی لگا کر اڑنگا مارا کہ دیو عراق بے قابو ہو کر گرا فورا
قاسم مثل شہباز کے اُس صید کو دبا بیٹھے اُدھر وہ دیو گرتے ہی نصف زمین مین دھس گیا تھا اب جو قاسم
اُسکو دبا بیٹھے تو اُسکی جان پہ بنگئی زیر ہو کر اُس صید اجل گرفتہ نے مارے خوف کے کھیسین نکالدین گڑگڑانے لگا
قاسم نے للکار کر کہا او دیو عراق بس اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو بہتر یہ ہی کہ ابلیس پرستی کو ترک
کر شیاطین پر لعنت کر دین حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام اختیار کر حق پرستی قبول کر نہین تو ابھی تجھکو
مار ڈالونگا دیو عراق تو ہانکنی مین تھا ملک الموت کا سامنا تھا جان پہ بنی ہوئی تھی دل مین اپنے اُس
دیو نے کہا کہ بیشک یہ آدمزاد مجھے مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا ایسے زبردست آدمزاد سے کبھی سامنا
نہوا تھا اسکے سامنے دیو وجن و پری کی کیا حقیقت ہی دیو عراق نے دل کو سنبھال کے ضبط کر کے
شہزادۂ قاسم سے پوچھا کہ آپ کون ہین مجھے آگاہ کیجیے شہزادۂ خاور سیاہ فلک جاہ نے کہا تو نے

سنا بھی ہوگا نعرہ	آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لعل پوش خاوری	صاحب اقبال و جاہ و حشم
صفدر وقت قاسم عالی ہمم	ہستم شاہزادہ ملک قاسم ذیشان نبیرۂ امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان		

حمزۂ صاحبقران زمان یہ سنکے وہ دیو عرق عرق ہو گیا مثل چوب بید کے کانپنے لگا بصدق دل حق پرستی
اختیار کی دین حضرت سلیمان علیہ السلام جان و دل سے قبول کیا قاسم اُسے چھوڑ کے اُٹھ کھڑے
ہوے وہ دیو اُٹھا گرد جھاڑ کے کھڑا ہوا اور اندر بارہ دری کے گیا اور ایک صندوق طلائی اُٹھا لایا
اور سامنے شہزادۂ قاسم کے رکھدیا ملک قاسم نے پوچھا کہ اسمین کیا ہی دیو نے عرض کی کہ حضور خود
کھول کر ملاحظہ فرمالین چنانچہ قاسم نے اُسے وا کیا رضوان پری کو دیکھا وہ رضوان پری جسے
طلسم مہمات مین قید سے جادوگرون کے چھڑایا تھا بس اُس سے استفسار حال کیا اُسنے کہا کہ
شہریار ایک مدت مدید سے مین اسکی قید مین گرفتار ہون قاسم نے اُسے بھی رہا کیا اور دیو عراق اور
رضوان پری دونون کو ایک سفارش نامہ لکھکر دیا کہ تم جا کے آسمان پری کو دینا وہ تمھاری بہت آبرو
کریگی دیو عراق اور رضوان پری دونون شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے رخصت ہو کر چلے گئے
اب قاسم مالکہ لعل درخت کو سوار کرکے لعلان لعل قبا کے پاس لایا وہ جبھی سے اپنی ملا اور بعد اُسکے
اپنی فوج و لشکر سمیت اسلام لایا اور لعل درخت کی شادی شہزادۂ قاسم کے ساتھ کردی قاسم
اُس سے کامیاب ہوا چنانچہ اسی نازنین سے لعل بن قاسم پیدا ہوگا القصہ قاسم نے چند روز یہان رہکر
لشکر جمع کیا جب لاکھ سوار کے قریب ہو گئے تب وہان سے کوچ کر کے دامنہ پیل کوہ مین آکر اُترے
دوسرا دن تھا کہ خبر آئی کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھانجا ضیغم خون آشام کا تین لاکھ سوار کی جمعیت
سے ادھر آتا ہی لقا پرست ہی اور نہایت زبردست ہی ملک قاسم نے کہا آنے دو اگر آتا ہی کچھ اندیشہ
نہین ہی یہان تک کہ لشکر آردشیر کا برابر آپہونچا اور مقابل مین لشکر شاہزادۂ خاور سیاہ کے
اُترا آردشیر نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑے قصہ مختصر چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے
صف باندھکر کھڑے ہوے بعد آراستگی میدان قتال نقباے بلند آواز نے نقابت کی آردشیر

کوہ پیکر دیو بند نے اپنے مرکب کو پرے سے بڑھایا میدان مین گھوڑا جھکا کر آیا مبارز طلب کیا ابھی پوری بات
اُسکے مُنھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شہزادۂ قاسم ادھر سے اپنے مرکب کو جھکا کر چلا آردشیر دوڑ کے لگا اور زن ہوا
کوئی چار قدم مرکب قاسم کا پیچھے پسپا ہوا اور کوئی سات قدم گینڈا آردشیر کا پیچھے ہٹ گیا مسل کر رانون مین
مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی مین مصروف ہوے قاسم نے چند طعن
مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا آردشیر نے غیظ و غضب مین آ کر گرز قاسم پر مارا قاسم نے گرز کو اُسکے رد کر کے جو
اپنا گرز اُسپر مارا مرکب آردشیر کا مارا گیا اُسنے پیادہ ہو کر چاہا کہ قاسم کے مرکب کو زخمی کرے قاسم
پشت زین سے کود پڑا آردشیر سپر تلوار ہاتھ سے رکھ کر بارادۂ کشتی دوڑ پڑا قاسم نے بھی آلات حرب
کمر سے کھول کر رکھدیے اور دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر آردشیر پر چلا دونون دست و گریبان ہوے
کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن قاسم نے اُسے زیر کیا اور مشکین باندھ کر اپنے لشکر مین
لیکر آیا اور داخل بارگاہ ہوا آردشیر سے کہا دین اسلام قبول کر آردشیر کوہ پیکر ذی فہم تھا
اُسیوقت لقاے بے بقاے زہردشاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت و ملامت کی اور از سر صدق دین
اسلام قبول کیا اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا قاسم عالیجاہ نے اُسے خلعت فاخرہ عنایت کیا کرسی
زرنگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی آردشیر نے شہزادۂ قاسم سے عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار یہان سے
تین منزل پر برق اندازون کا قلعہ ہے اُسمین خزانہ ہے یاقوت شاہ کا لیکن وہ قلعہ پہاڑ پر ہے نہایت اُستوار
ہے ہاتھ آنا اُسکا بہت دشوار اور مشکل ہے ممکن نہین کہ کوئی قلعے پر جاسکے کیونکہ اُس پہاڑ کی گھاٹیون پر کئی
کئی ہزار من کے پتھر رکھے رہتے ہین اور جہان حریف نے جانے کا قصد کیا تو لوگ وہ پتھر وہان سے
ڈھلکا دیتے ہین کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہے ہر چند سعی و کوشش کیجیے لیکن وہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین
آتا ہے قاسم نے آردشیر سے کہا کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو ہم اُس قلعہ کو بھی ضرور لینگے اور وہان کا خزانہ
بھی اپنے قبضے مین کر لینگے یہ سنکر حمید لعل قبا نے شہزادۂ قاسم سے عرض کیا کہ اے شہریار ابھی تک کسی
شخص پر میرے مسلمان ہو جانے کا حال نہین کھلا ہوا ہے اور وہ جو مالک ہے اُس قلعے کا مربوط برق انداز
مجھسے اور اُس سے نہایت دوستی اور ملاقات ہے مین اکثر اُسکی ملاقات کو جاتا ہون اگر آپ میرے
ساتھ اپنی صورت تبدیل کر کے چلیے تو مین آپکو قلعے کے اندر پہونچا دون قاسم نے کہا کہ مین اتنا ہی
چاہتا ہون کہ قلعے کے اندر کسیطرح پہونچ جاؤن پھر قلعے کا لے لینا مشکل نہین ہے بیک طرفۃ العین قلعہ لیلونگا
حمید لعل قبا مستعد ہوا قاسم نے بارہ ہزار سوار اپنے لشکر مین سے چھانٹ لیے اور اُسی وقت کوچ
کر کے قریب قلعہ برق انداز آن کے پہونچا اور اُن بارہ ہزار سوارون کو کہا کہ تم دامنۂ کوہ مین پوشیدہ
بیٹھے رہو جب ہم قلعے کے اندر پہونچ جائین اور نعرہ کرین اُسوقت تم سب کے سب اپنے مرکبون کو دوڑانا
دروازہ قلعے کا کھل جائیگا بے تکلف چلے آنا اُنھون نے کہا بہت اچھا بس قاسم وضع اپنی تبدیل کر کے ہمراہ
حمید لعل قبا کے ہو لیے حمید لعل قبا دس بارہ آدمیون کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اور پکار کے
کہا کہ جا کر مربوط برق انداز سے کہدو کہ حمید لعل قبا تمھاری ملاقات کو آیا ہے لوگون نے جا کر مربوط سے کہا
اُس نے جو یہ خبر سنی کہا کہ جلد حمید لعل قبا کو لاؤ لوگون نے دروازہ کھولکر حمید کو اندر بُلا لیا حمید لعل قبا
نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا ابھی بند نہ کرنا مین ٹھہرونگا نہین دو دو باتین کر کے پھر آتا ہون یہ کہکر چلا بارگاہ

مین مرلوط کی آیا اُسنے تعظیم کرکے کرسی جواہر نگار حمید لعل قبا کو بیٹھنے کو دی حمید اُس کرسی پر خود نہ بیٹھا شہزادۂ خاور سیاہ کو بٹھایا اور خود مودب کھڑا رہا مرلوط نے پوچھا اے حمید لعل قبا یہ کون شخص ہی جسکا تونے اسقدر اعزاز کیا اُسنے کہا اے مرلوط یہ میرا آقا ہی مین اسکا غلام ہون اُسنے کہا نام اسکا کیا ہی حمید نے کہا کہ اسے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان شہزادۂ ملک قاسم خاور سیاہ کہتے ہین مین اسی شخص کے طفیل بادیہ کفر و ضلالت سے نکلا سرچشمۂ ہدایت پر آیا اور لقاے بے لقا پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا اُسوقت مرلوط برق انداز نے کہا تو نے غضب کیا کہ دغا سے اپنے ساتھ اسے یہان لے آیا مگر جائیگا کہان تجھکو اور اسکو دونون کو مار ونگا اور لوگون سے کہا کہ مارلو ان دونون کو چہار طرف سے کفار کا ہجوم ہوا قاسم نے اور حمید لعل قبا نے بھی تلوارین کھینچکر لڑنا شروع کیا تلوار چلنے لگی مگر قاسم چند آدمیون کو مار کر برابر مرلوط برق انداز کے آئے اور تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھالیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون زمین پر کہ پیوند خاک ہو جائیگا مرلوط پکارا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اُدھر سوار بھی قاسم کے آگئے تھے تھوڑے سے اہل قلعہ مارے گئے تھے کہ صدا الامان کی بلند ہوئی ملک قاسم نے سب کو امان دی بتخانے تڑوا ڈالے مسجدین بننے لگین مرلوط برق انداز نے اُسی شب دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور کھانے طرح طرح کے پکوائے اور بہت اعزاز و اکرام سے شہزادۂ قاسم کی دعوت کی بعد فراغت آب و طعام شہزادۂ خاور سیاہ محفل عیش و نشاط مین تشریف لائے طائفے کسبیون کے آکے جمع ہوے اور رقص ہونے لگا اُس محفل مین ایک نازنین یہ خمسہ بصد ناز و ادا و حسن و خوبی گانے لگی خمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کی جو یا ہو چارسو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دلمین آرزو تیری
خوشا وہ باغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
مقام ہو گا کئی دن کے بعد مدفن مین
یقین ہی اٹھیگی جان اپنی آکے گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب ہی رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ ناتوان ہون جیسے پھول بار خاطر ہی
وہ گل ہوئے ہین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
کیا ہی زرد ہوا نے شش جہت مین جمال
ترے فراق مین ہر سو رہی ہی فکر وصال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چارسو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قرآن قسم ہی قرآن کی
جو لب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچ کے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

آل کار نہ تقدیر سے ہوا ثابت | نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت | مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت | قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

بہاے آنکھ سے آنسو بہ رنگ شبنم صبح | سفید ہی آنکھون کی دکھلا رہی ہی عالم صبح | وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح | چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان | ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان | یہ حسن و عشق کے جلوے مین دیکھو افتادان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان | کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی | فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی
دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہی | صبا ہی کے ہمین حصہ مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان | مقابلہ کرے تجھسے کوئی مجال کہان | جو کند ذہن ہین کٹتے ہین سنکے تیرا بیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان | رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

یہ خمسہ اُس نازنین نے لحن داؤدی مین اسطور سے گایا کہ تمام حاضرین محفل محو ہو گئے صداے واہ واہ ہر شخص کے منھ سے نکلنے لگی اور شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوے اور کئی کنٹھے یاقوت احمر کے اور کئی کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر اُسکو دین اور فرمایا کہ مجھکو اسوقت گانا عیار طرار خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار کا یاد آگیا الغرض شب بھر یہی جلسہ رہا بعد دعوت و ضیافت کے تمام خزانہ یاقوت شاہ کا قاسم کے حوالے کیا قاسم وہان سے باہر آیا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا کہ سیارہ ڈھونڈھتا ہوا پہونچا قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ سردار آپکے قیماس خان خاوری وغیرہ بھی یہان سے قریب ایک جنگل مین پڑے ہوے ہین قاسم نے اُنھین بلوایا وہ ملاقات سے مشرف ہوے قاسم نے کہا کہ مین لشکر کشی لقا پر کرونگا لیکن ذرا بدیع الزمان کا حال معلوم ہولے اور سیارہ سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لا سیارہ خبر لینے کو روانہ ہوا لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہی مالک اشتر و ابراہیم بن مالک کا کہ یہ دونون لشکر اسلام سے نکلے سرگردان تباہ و پریشان ایک دامنہ کوہ مین پہونچکر یکجا ہوے وہان سے شہر زلزالیہ مین پہونچے ہین زلزال شاہ اُس مقام کا حاکم تھا اُسنے جو خبر مالک اشتر کے آنے کی سنی ایک سردار کو اپنے بھیجا کہ اس خدا پرست کو جاکر گرفتار کر لا وہ آیا مالک سے مقابلہ ہوا آخرکار مالک نے اُسے گرفتار کیا اُسنے ازروے خوف اسلام اختیار کیا اور رات کو بھاگ کر زلزال کے پاس گیا تمام حال کہا زلزال خود مالک کے مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی مالک نے چند طعن مین نیزہ اُسکا نکال لیا زلزال نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری مالک نے رد کی شمشیرزنی ہونے لگی بعد شمشیرزنی کے نوبت کشتی کی آئی دوپہر کی کشتی مین مالک اشتر نے زلزال کو زیر کیا اور چھاتی پہ چڑھکر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ لقا پر لعنت کر دین اسلام اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ روسیاہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اور مالک اشتر کو اپنے لشکر مین لیگیا دعوت کا سب سامان مہیا کیا مالک اشتر کو کھانے مین بیہوشی دی مالک اشتر کو آثار بیہوشی جو معلوم ہوے پکارا کہ ای زلزال تو نے میرے ساتھ دغا کی اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ خداپرست ہو نہایت زبردست ہو تم سے کوئی سرمکھ ہو کر نہین لڑ سکتا ہی تمکو جسنے اسیر کیا ہی مکر و فریب کیا ہی مالک اشتر یہ گفتگو سنکر برہم ہو کر اُٹھے بس اُٹھنا تھا کہ ایک چکر آیا اور بیہوش ہو کر گرا ابراہیم اُٹھانے کو مالک کے اُٹھا وہ بھی گرا زلزال کے لوگ دوڑ پڑے دونو کی مشکین باندھلین اور قید سخت مین گرفتار کیا اور زندان مین بھیجدیا یہ جاکر قید مین بیٹھے

مجبور ہوے شکر خدا بجا لائے دوسرے دن زلزال شاہ نے مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو چاہا کہ دونون کو قتل کرے مگر وزیر نے اُسکو منع کیا کہ ابھی انکا قتل کرنا میری راے ناقص کے نزدیک مناسب نہین پہلے آپ کو اطلاع کرنا انکی گرفتاری کی خداوند لقا زمرد شاہ باختری کو ضرور ہے جیسا حکم وہان سے آئے ویسا بجا لائیے آگے آپ کو اختیار ہے زلزال شاہ کو راے وزیر کی بہت پسند آئی اور اُسی وقت ایک عرضی خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی خدمت مین اس مضمون کی تحریر کی کہ اے مقدر رکُن بندگان معاصی واے بخشندۂ جان دل و روح پرستاران باختری خداوند لقاے بے بقا زمرد شاہ ذیجاہ زاد مقدرۂ اتکم بعد زمین بوسی ونقوش قدوم کار خدائی لزوم کو سجدہ گاہ اپنا بنا کر یہ بندۂ کمترین عقیدت کیش دست بستہ یون عرض رسا ہے کہ کل اس بندۂ عاصی نے سرحد زلزالیہ مین مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک سرداران لشکر اسلام کو پایا بہ ہزار معرکہ آرائی و بہ جہد جدال وقتال و بہ مکر و زور گرفتار کرکے مسلسل بہ قید آہن زندانخانہ مین رکھا ہے لہذا عرضی ہذا پیش کرکے امیدوار ہون کہ بعد ملاحظہ عرضی ہذا اُنکے لیے جو حکم محکم فرمایا جائے بجا لاؤن اگر حکم قتل ہو تو قتل کرون اور اگر وہان طلب ہو تو کچھ فوج ہمراہ کرکے حاضر خدمت کرون زیادہ حد ادب فقط یہ عرضی زلزال شاہ نے لفافہ مین بند کرکے عیار کو دی اور کہا کہ جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لے کر جلد آ وہ عیار طرف ملک سبائل کے روانہ ہوا اتفاقاً عیار زلزال شاہ تو عرضی لیے ہوے ادھر سے جاتا ہے اور اُدھر سے سیارہ عیار طرار شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ کا آتا ہے راہ مین ملاقات ہوئی سیارہ نے اُس سے پوچھا کہ تو کسکا عیار ہے اور کہان جاتا ہے اُسنے کہا مین شہر زلزالیہ سے آتا ہون اور زلزال شاہ کا عیار ہون خداوند لقا کی خدمت مین عرضی زلزال شاہ کی لیے جاتا ہون سیارہ نے فوراً اُسے حلقہ ہاے کمند مار کر گرفتار کیا اور پشتارہ باندھ کر خدمت ملک قاسم مین لا کر حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ عیار ہے زلزال شاہ کا شہر زلزالیہ سے آتا ہے یہ عرضی زلزال شاہ کی لقا کے پاس لیے جاتا ہے مین نے گرفتار کرکے حاضر کیا ملاحظہ کیجیے کہ عرضی مین کیا لکھا ہے اور کیا معرکہ درپیش ہے شہزادہ قاسم نے جو عرضی پڑھی نہایت صدمہ ہوا اور سردارون سے بیان کیا کہ مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک شہر زلزالیہ مین قید ہو گئے ہین اور زلزال شاہ واسطے اجازت قتل کے عرضی لقا کو لکھتا ہے اب مین پہلے مالک اژدر کو رہا کر لاؤنگا تو پھر اور طرف ارادہ کرونگا یہ کہکے طرف شہر زلزالیہ کے کوچ کیا جب قریب شہر زلزالیہ کے پہونچے زلزال شاہ کو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران قاسم ذیشان مالک اژدر کے رہا کرنے کو آئے ہین زلزال بھی اپنی فوج لے کر باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر آراستگی جدال وقتال مین سب مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوے نقیبان بلند آواز نے نقابت کی زلزال شاہ میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کرنے لگا ادھر شہزادہ ملک قاسم گھوڑا بڑھا کر مقابلے مین آئے بعد تگاورزی وہمسخنی کے زلزال شاہ نے نیزے کا وار کیا قاسم نے پھرتی و چالاکی سے ڈانڈ نیزۂ خونخوار کی تھام کر جھٹکا مارا نیزہ زلزال شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا قاسم نے نیزہ چھین کے اپنے لشکر کیطرف پھینک دیا زلزال شاہ نے تلوار میان سے کھینچکر ہاتھ مارا قاسم نے ہاتھ بڑھا کر قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور تلوار چھینکر اپنے لشکر کی طرف پھینکدی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زلزال شاہ کو زین فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے پکارے او نابکار لقاے بے بقا پر لعنت کر اور پرستش اُسکی چھوڑ دے اور پروردگار عالم وحدہٗ لاشریک کو برحق جان کر سجدہ کر دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون کہ پیوند خاک ہو کر جہنم واصل ہوگا زلزال شاہ نے کہا اے شہریار مین نے لقاے بے بقا

اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا آپ کی اطاعت و فرمانبرداری بجان و دل مدام کرونگا قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا از بسکہ صدق زلزال شاہ مسلمان ہوا قاسم نے اُسکو اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا زلزال شاہ نے عرض کیا ای شہریار اگر اجازت ہو تو اپنے سرداران لشکر اور لشکریون کو بھی مسلمان کرون قاسم نے کہا بہتر ہی یہ تو عین تمنائے دلی ہی زلزال شاہ بعد حکومت و دبدبہ و بزور شمشیر تمام فوج و سرداران لشکر وغیرہ کو دائرۂ اسلام مین لایا بعد اُسکے شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ کو ہمراہ لے کر مع لشکر داخل شہر ہوا اور تمامی شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے گروا دیے دَیر توڑ کر مسجدین تعمیر کرائین پھر مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو رہا کر کے حاضر خدمت فیضدرجت قاسم عالیشان کیا مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک نے جو نور جمال بیمثال قاسم باکمال کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی زلزال شاہ نے بڑے سامان اور بڑی دھوم دھام سے شہزادہ قاسم عالیجاہ کی دعوت کی اور تمام لشکر اسلام کو مدعو کر کے بڑا جشن عام کیا رات بھر جلسۂ عیش و صحبت شراب و کباب و محفل راگ رنگ رہی سب سرداران لشکر بھی جمع رہے اور مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک وغیرہ شریک جشن نوروزی ہمراہ شہزادہ ملک قاسم رات بھر رہے شعر صبح دمیدہ گشت ماہ شبنین بخانہ رفت ٭ روے سحر سپیدیار پاین بہانہ رفت ٭ صبح کو شہزادہ قاسم زلزال شاہ سے رخصت ہو کر سرداران لشکر و مالک اژدر و ابراہیم بن مالک ان سب کو ہمراہ لے کر روانہ ہوے جب کوہ نرل پر آکر پہونچے سیارہ عیار طرار سے کہا کہ جا کر خبر بدیع الزمان کی لاؤ کہ وہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین سیارہ عیار قاسم سے رخصت ہو کر بہ تلاش شہزادہ عالیشان جگرگوشۂ حمزہ صاحبقران یعنی شہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان قرۃ العین صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
اُسی مَی کی ہی ساقیا اب تلاش
بہار آئی ہی گلشنون مین ہی شور
کہین رند کرتے ہین بد مستیان

کہ جس جام گل مین ہو بوے گلاب
نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش
شگفتہ ہین گل رقص کرتے ہین حور
کہین طائرون کی ہی گل گشتیان

بہار آئی بلبل کے ہین چہچہے
وہ گلرنگ جام آج ساقی ملے
چکور اک طرف زمزمہ ساز ہین
سحر باغ عالی مین تازہ بہار

سُنا شیشۂ مَی کے تو قہقہے
کہ جس سے ہر اک غنچۂ دل کھلے
کہین بلبلین نغمہ پرداز ہین
دکھاتی ہین نیرنگیان یہ ہزار

غزل خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
خزان مین بلبل نالان کا ہی یہی نالہ
خزان کے بعد جو ای باغبان بہار آئے

ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
یقین تو ہی کہ نہ بھولا سماؤن تربت مین
چمن مین جلد الٰہی کہین بہار آئے
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ

شفیق و مونس و ہمدم بھی کوئی پاس نہین
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
ضرور پھول چڑھانا مزار بلبل پر
جھک کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے

بیت شگفتہ کن گلشن داستان ٭ معطر کنند این گل بیخزان ٭ نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہاے مضامین زنگار رنگ کو یہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحۂ سبزہ زار مصفا پر یون معطر کرتے ہین کہ جسوقت گل حدیقۂ سرداری مومنان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنے شہزادہ بدیع الزمان نیرنگی فلک کج رفتار مین سموم آفت آسمانی سے مثل گل خزان دیدہ بہ پژمردگی کشیدہ گنجاب کے ہاتھ سے زخمی ہوے مگر اُسی عالم خمداری مین گنجاب کو مار اور آپ بیہوش ہو کر گردن رہوار سے لپٹ گئے مرکب بادرفتار اُنکو

ے کر صحرا کی طرف نکل گیا دن بھر رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب شہر جمشیدیہ کے پہونچا اُس مقام پر ایک باغ شگفتہ و
شاداب جمشید شاہ کی بیٹی ملکہ مرصع کا تھا اور اُس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ تھا زیر دیوار باغ مرکب سے شہزادہ
بدیع الزمان عالم بیہوشی مین گر پڑے اور مرکب ادھر اُدھر چرا کرنے لگا قضاے کار داروغۂ باغ کہ نام اُسکا
جنلاح تھا باغبانون کو ہمراہ لیے باہر باغ کے براے تفریح طبع آیا کہ وقت سحر تھا آفتاب نہ طلوع ہوا تھا ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی نسیم دبے پاؤن خرامان خرامان آتی تھی صبا اٹکھیلیان کرتی ہوئی ادھر سے اُدھر جاتی
تھی شبنم آبپاشی کر چکی تھی کیفیت سبزہ زار تھی عالم بہار نظر آتا تھا طیور جا بجا چہک رہے تھے گل خود رو دہک رہے
تھے اُسی سبزہ زار مین دیکھا کہ ایک گھوڑا ابری پیکر با ساز مرصع نگار نرم گیاہ چرا کر رہا ہی مگر زین ڈھلا
ہوا آغشتہ بخون ہی داروغۂ جنلاح نے باغبانون سے حکم کیا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی پکڑ لاؤ باغبان چہار طرف سے
گھیر کر اُس گھوڑے کی طرف دوڑے جب مرکب حور دشت نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف آتے ہین مثل
غزال رمیدہ طرارہ بھر کر اپنے سوار کی بالین پر آکھڑا ہوا باغبان جو قریب آئے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان
رعنا ماہ طلعت مہر صورت زخمدار آغشتہ بخون اسطرح پڑا ہی جیسے شفق مین خورشید تابان جلوہ گر ہو مرکب نے
کسی باغبان کو پاس اپنے راکب کے نہ آنے دیا ٹاپون سے مارنے لگا اور منہ سے کاٹنے کو دوڑا
باغبان پھر آئے اور داروغۂ جنلاح سے سب کیفیت بیان کی جنلاح خود آیا اور مرکب کو چمکار کر کھڑا ہوا
اور شہزادہ بدیع الزمان کا حال دیکھکر بہت تاسف کیا اور گھوڑے کی باگ ڈور تھام کے شہزادہ بدیع الزمان
کو باغبانون سے اُٹھوا کر اپنے باغ مین لایا پہلے زین پوش اور ساز وغیرہ مرکب کا اُتروا کر گھوڑے
کو بندھوا دیا پھر جراح کو شہر جمشیدیہ سے بُلوایا مجروح کی زخم دوزی کرائی اور مرہم پٹی کی آپ خدمت مین
حاضر رہا اور باغبانون کو براے خدمت مقرر کیا جب دل کو تسکین ہوئی زخمون کو راحت ملی غش سے آنکھین
کھولین ہوشیار ہوے آہستہ سے آہ سرد کھینچ کے اُٹھ بیٹھے اپنے تئین ایک باغ نوبہار مین پایا کیفیت چمن
شاداب دیکھکر غنچۂ دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ اشجار باردار جھوم رہے ہین میوے گوناگون لگے ہین غنچے
مسکرا رہے ہین پھول کھلکھلا کے ہنس رہے ہین رنگینی گلہاے رنگا رنگ صناعی باغبان قضا و قدر کی
دکھا رہی ہی بلبلون کے چہکنے کی صدا آرہی ہی طائران خوش الحان حمد الہی مین مصروف ہین سبزہ جا بجا
پٹریون پر مثل فرش مخمل زنگار رکھے ہی وہ باغ شہزادہ بدیع الزمان کو بہت پسند آیا دل کو فرحت ہوئی روح
کو قوت ہوئی داروغۂ باغ مسمی جنلاح نے شہزادہ بدیع الزمان سے کہا کچھ اپنا حال بیان کیجیے شہزادہ
بدیع الزمان نے کہا مین سوداگر بچہ ہون راہ مین قزاقون نے سب مال لوٹ لیا تلوار چلی ملازمین میرے
سب مارے گئے مین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو بیہوشی مین لے کر ادھر نکل آیا تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو
اور یہ باغ کسکا ہی اور حاکم یہان کا کون ہی داروغہ نے عرض کیا کہ اس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ [illegible]
جمشید شاہ کی ایک دختر نیک اختر ملکہ مرصع ہی نور نظر والدین ہی اُسکی وجہ سے دل کو اُنکے آرام و چین ہی
وہ اس باغ کی مالک ہی اور مین داروغہ اس باغ کا ہون شہزادہ بدیع الزمان سُنکے چپ ہو رہے چند روز
مین بدیع الزمان نے زخمداری سے صحت و نجات پائی اچھے ہوے غسل صحت کیا اُس باغ مین مثل بلبل کے
رہنے لگے شعر یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا ؛ بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین ؛ ایک روز ملکہ مرصع
دختر نیک اختر جمشید شاہ براے گلگشت چمن باغ مین آئی بدیع الزمان نے آمد آمد گل حدیقۂ حسن و جمال ملکہ مرصع

ہمیشال سُنکر کان کھڑے کیے اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر بے سبب کیونکر کہون ہر گل ہی خندان باغ مین ❊ کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین ❊ اُدھر باغبان منتظم بہار گلشن شگفتہ خاطری سے یہ صدا لگا رہے ہین شعر آیا ہی سیر چمن کو وہ گل پردہ دار ❊ آشیان خالی کرین مُرغ خوش الحان باغ مین ❊ ایک طرف نسیم سحر اہتمام صفائی و چمن آرائی مین مشغول ہی ایک سمت باد صبا جاروب کشی شاخہاے سنبل و ریحان سے کر رہی ہی غنچے چٹک چٹک کر بالب خندان افسردہ گلون کو دے رہے ہین اور گلہاے رنگین خود کھل کھل کر اُس گلعذار کے گرد نچھاور ہو کر گر رہے ہین شہزادہ بدیع الزمان عالیوقار یہ رنگ باغ تازہ دیکھ کر نہایت باغ باغ ہین کہ داروغہ باغ گھبرایا ہوا آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ آئیے بدیع الزمان داروغہ کے ساتھ گئے داروغہ نے ایک گوشۂ چمن مین لاکر شہزادہ بدیع الزمان نامدار کو بٹھا دیا اور کہا کہ آپ یہان سے باہر نہ نکلیے گا کیونکہ دُختر نیک اختر جمشید شاہ ملکہ مرصع آج سیر باغ کو آئی ہی اور اُسکو مرد کی صورت سے نہایت نفرت ہی ہین ایسا نہو کہ آپ کے آنے کی اُسکو خبر ہو جائے مجھپر عتاب آئے ملکہ یہین بیٹھے بیٹھے اپنے سامنے ہار بہت عمدہ عمدہ باغبانون سے گندھوا کر اور ڈالیون مین لگا کر بھیجا ملکہ کی نذر کیے جائینگے شہزادہ بدیع الزمان وہان گوشۂ باغ مین بیٹھے اور باغبانون سے ہار گندھوانے لگے مگر ایک ہار زرد چنبیلی اور سفید چنبیلی کے پھولون کا بنا کر خوشنما بطور ہدیہ اپنے ہاتھ سے گوندھ کر اور ڈالی مین لگا کر ہمراہ اُن ڈالیون کے ملکہ کے پاس بھیجا باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت عمدہ اور شفاف بنا تھا اُسپر نمگیرہ مرصع کار کھنچا ہوا تھا اور اُسمین فرش مخمل زنگاری کا بچھا ہوا تھا اور چہار طرف کرسیان جواہرنگار و مزین سامنے نمگیرے کے پائین فرش گلدستے پھولون کے آکر رکھے گئے اور چنگیرون مین ہار بھی باغبانون نے لاکر لگا دیے کہ ملکہ مرصع خرامان خرامان گلگشت چمن کرتی ہوئی زیر نمگیرہ آکر کرسی جواہرنگار پر جلوہ گر ہوئی انیسین جلیسین سب لباس فاخرہ پہنے ہوے گرد ملکہ کے آکر بیٹھین سات سو خواصین زمرد پوش و دُر در گوش سامنے اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہوئین مالنین زرق برق بنی ہوئین ڈالیان لگا کے اور چنگیر ہارون کے مزین حضوری کر کے بہ آداب قاعدہ تسلیم بجا کر سامنے سے ہٹ گئین ملکہ اُن گلدستون کی بہار دیکھنے لگی اور پھولون کی ڈالیون کی سجاوٹ ملاحظہ کر کے جسوقت چنگیرون پر ملکہ کی نگاہ پڑی بغور سب کو دیکھا حکم کیا کہ چنگیرین ہمارے پاس لاؤ مالنین دوڑ کے آئین اور چنگیرین اُٹھا کر سامنے ملکہ کے رکھین وہ جو ہار شہزادہ بدیع الزمان گل حدیقہ صاحبقران نے اپنے دست شاخ گل حسن و جمال و پنجۂ مرجانی سے بنایا تھا اُس ہار کو ملکہ مرصع نے بہت پسند کیا اور گیتی آرا وزیرزادی سے کہا کہ اری خیلا بھلا بتا تو سہی ڈالیان پھولون کی رکھی ہین چنگیرون مین ہار ہر رنگ کے خوشنما مزین ہین اسمین کون سی ڈالی تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی کون سا ہار نوبہار اچھا ہی اور عمدہ بنا ہوا ہی اُسنے کہا کہ ای ملکۂ عالم بلا لون صدقے جاؤن وہی ہار قابل گلے کے ہار کے ہی جو پسند میری غنچہ دہن گل پیرہن کے ہو ملکہ بولی مجھے تو اس ڈالی کا ہار نہایت پسند آیا ہی یہ کہکر اُس ہار نوبہار کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور بغور دیکھا تاثیر دست حق پرست شہزادہ بدیع الزمان اُس ہار کے پھولون کی خوشبو مین ایسا اثر کر گئی تھی کہ دل ملکہ مرصع کا خود بخود اُسپر مائل ہوا اور اُن گلون کی خوشبو سے بوے محبت آنے لگی مگر گچھون مین پھولون کے جو نگاہ کی تو اُسمین کاغذ کے کچھ پھول کٹے ہوے لگے تھے اور اُن پھولون کی پتیون مین ایسے اشعار عاشقانہ تحریر تھے اشعار

فصل وداع ہوش ہی موسم نادنوش ہی
رنگ ہی اُسکے جسم پہ گل سے کہین زیادہ تر
دل کا یہ حال ہوگیا صورت چشم وگوش ہی

صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم ہر سحر
آے برہنہ گر نظر سینہ کہین سُرخ پوش ہی

لالہ و گل کا جوش ہی بُلبلون کا خروش ہی
نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہی
پھرے یہ تیرے گلبدن جب سے مری نظر [illegible]

پڑھتے ہی ان اشعار محبت آثار کے رنگ چہرۂ گل شگفتہ کا ظاہر مین صورت

گل سرخ ہو گیا مگر دل مین جو نکہت الفت عاشق دلجو نے اثر کیا تھا باغ باغ بھی تھی چین بہ جبین ہوئی نیمچۂ ابروے خمدار غلاف عتاب حسن و جمال
سے کھینچکر علم کیا اور پکار کر کہا که بلاؤ تو جنّاح داروغۂ باغبانان کو یه کون سا عاشق تازہ ہمارا اس باغ مین پیدا ہو کر رنگ لایا ہی کیا خوب تو صاحبو
این گل دیگر شگفت عمر بھر کے بعد یه آج نئی بات سنائی دی ہی عشق و عاشقی کو کیا جانون فرا اُن سرو باغ عاشقی کو میرے سامنے لاؤ
که مین اُسکی سرکشی کو دیکھون جسنے یه اشعار عاشقانه ہار نوبہار عشق مین گوندھکر بھیجے ہین یه سُنکے جنّاح داروغۂ باغبانان مثل بید خشک کے
کانپتا ہوا سامنے آیا سر جھکا کر آداب بجا لایا ملکه نے کہا ای جنّاح اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہی تو سچ سچ اور صاف صاف بتادے که یه ہار کسنے گوندھا ہی
اُسنے کہا حضور قربان شوم اس خانه زاد نے گوندھا ہی ملکه نے کہا ای جنّاح بھلا ایسا ہی دوسرا ہار میرے سامنے گوندھ دے تو مین جانون که یه
ہار تو ہی نے بنایا ہی اور سواے اسکے یه اشعار عاشقانه تو نے کہان پاے تجھکو کسنے یاد کرائے کیونکر اسمین تو نے گوندھے جنّاح نے دست بسته عرض
کیا ای ملکه عالم بیٹا میرا ملک ایران سے آیا ہی وہ ہر فن مین بہت لائق و قابل ہی سچ تو یه ہی که یه ہار دلکشا جانفزا اُسنے بنایا ہی ملکه نے کہا که جا اُسے
کو تو ہمارے سامنے لا جنّاح داروغۂ باغبانان وہان سے آیا او شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا ای بھلے آدمی یه تو نے کیا غضب کیا جو مین کہتا تھا وہی
سامنا ہوا یه جو تو نے ہار بنایا تھا اُسمین اشعار عاشقانه درج کر دیے تھے اب چلیے ملکه نے بلایا ہی دیکھیے تو کیا ہوتا ہی شہزادۂ بدیع الزمان
نے دل مین کہا که جو مقصود تھا وہ ہاتھ آیا مطلب یه تھا که کسی صورت سے ملکه کا سامنا ہو جاے پھر جنّاح داروغۂ باغبانان سے کہا که خوف کس بات
کا ہی اگر ملکه نے بلایا ہی تو مجھے لے چل دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی جنّاح شہزادہ عالیشان کو اپنے ہمراہ لے کر چلا مگر راستے مین جنّاح نے شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا
مجھے اندیشه ہی که ایسا نہو ملکه تمکو قتل کرے عبث تمھاری جان جاے بہتر یه ہی که تم کہین یہان سے چلے جاؤ تمھاری جان بچ جاے مجھپر جو گذریگی وہ گذریگی
ظلم و ستم سہلونگا ملکه سے کہدونگا که وہ بھاگ گیا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا که مین نے کون سی تقصیر کی ہی جو بھاگ جاؤن تو اگر اپنے ساتھ نه
لیجائیگا تو مین خود ملکه کے سامنے چلا جاؤنگا یہان یه ذکر تھا که دو حبشنین اور دو انیسین ملکه کی دوڑی ہوئی آئین که ای جنّاح تو نے غصه کیا ملکه خفا
ہو رہی ہین جلد اپنے بیٹے کو لے چل مگر اُن حبشنون نے جو حُسن و جمال بے مثال شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو دیکھا نہایت متحیر ہوئین اور تماشا
کیا وہ بھی شہزادۂ بدیع الزمان کو سمجھانے لگین که ای عزیز مصر حُسن و خوش صورت ماہ کنعان کیون چاہ بلا مین جان بوجھ کر ڈوبتا ہی جو کچھ
تیرا باپ کہتا ہی یہی بہت مناسب و انسب ہی تو یہان سے بھاگ جا اپنے حسن و جمال اور جوانی پر رحم کر اس تازہ شباب لاجواب کو
خاک مین نه ملا کچھ دن خلک بدکردار سے حذر کر ملکه نہایت سفاک بیباک قتال جہان عربده جو ہی اگر حکم قتل دیا تو کچھ نہو سکیگا
لیکن بدیع الزمان نامدار کسی کو جواب نہین دیتے ہین خاموش سب کے ساتھ چلے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے که اور دو حبشین
بھی ملکه کی ملین مگر وہ بھی شکل و شمائل شہزادۂ بدیع الزمان کی دیکھکر دنگ ہو گئین غرضکه شہزادۂ بدیع الزمان سامنے ملکۂ مرصع پوش
کے آے جو نہین نگاہ چہرۂ زیباے گل گلزار حسن و جمال ملکۂ مرصع پوش حور خصال پری تمثال پر پڑی شیفته و فریفته ہو گئے
اور ملکه کی نگاہ شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان فلک مکان پر پڑی وہ بھی ہزار جان سے دل داده عاشق ہو گئی اثر عشق نکہت گل سے
ہار کے تو پہلے ہی ہو چکا تھا اب نور شمع محفل حسن پر پروانه ہو گئی مگر ظاہر مین اُسی طرح غیظ و غضب آشکار کیا نیمچۂ ابروے خمدار کی تلوار
کھینچ کے دوڑی کہا واہ واہ یہی ہمارے عاشق زار ہین مین بھی تو دیکھون کیسا کوچۂ محبت مین قدم ڈالا ہی سر جھکاؤ مین ہاتھ تلوار کا
لگاؤن خون عاشقی کا رنگ دیکھون جنّاح باغبانون کا داروغه بیتاب ہو گیا دوڑ کر ملکه کے قدمون پر گر پڑا که اس غلام کے
سر کو جدا کیجیے اور اسکو بخشدیجیے که یه مسافر تازہ وارد ہی خطا معاف کیجیے اشعار

جوش پر لائی ہی بجلی ابر دریا بار کو ✻ ہاے تڑپ دل مین خیال ابروے خمدار کو

یه سُنکر ملکه نے ہاتھ تلوار کا روک لیا شہزادۂ بدیع الزمان نے مسکرا کر یه اشعار پڑھے نظم

اس سے بہتر ہی گلے پر پھیر دو تلوار کو ✻ مر گیا ہون دیکھکر مین ابروے خمدار کو
تیز ہر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو ✻ چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو

رو رہا ہون دیکھکر برق نگاہ یار کو ✻
میان ہی مین ایکدم بھر نہین ہی چین اس تلوار کو
کیون چھپاتے ہو دکھا کر ابروے خمدار کو
میرے مرقد پر بھی رکھدینا اسی تلوار کو
ہم نه چھوڑینگے تمھارے ابروے خمدار کو

نقد دل اب دے کے لینگے مول اس تلوار کو
یون نزاکت سے گران ہی سُرمہ چشم یار کو
جام میں آنکھون کے بھر دو شربت دیدار کو

کر دیا نوع دگر سُرمے نے چشم یار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
دیکھو چشم لطف سے مجھ ہجر کے بیمار کو

ملکہ مرصع پوش یہ اشعار جانگداز عشق آمیز سُنکر مثل غنچہ نو دمیدہ مُسکرانے لگی اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی کہا کہ اے جناح مجھکو یہ خیال آگیا کہ مین اسے کیا قتل کرون میرے باپ کا قدیم ملازم ہو اور یہ بیچارہ آفت کا مارا مسافر تازہ وارد ہی خیر لیئے اپنے بیٹے کو مین نے معاف کیا یہ سنکے جناح داروغہ باغبانان شہزادہ بدیع الزمان کو لے کے جلدی وہان سے روانہ ہوا ایک دو ہی قدم چلا تھا کہ ملکہ نے پھر بلایا اور کہا اے جناح ہمنے تیرے بیٹے کی تنخواہ بھی مقرر کی اور اب کہین اسکو جانے نہ دینا اسی طرح اُس طالب دیدار کشتہ شمشیر ابرو نے خدا رنے ہر بہانے اور حیلے سے کئی بار اُس گلشن نو بہار کو بلایا کبھی کھانا مقرر کیا اور کبھی مکان رہنے کو بتایا بدیع الزمان نامدار ہر بار سامنے ملکہ کے آتے تھے شربت دیدار سے سیراب ہو کر یہ شعر پڑھتے تھے نظم دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے ❊ جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے ❊ دل اُس نگاہ ناز سے ہمنے لڑا دیا ❊ آگے نصیب ہی جسے پروردگار دے ❊ غرضکہ جب جناح شہزادہ بدیع الزمان کو لے کر چلا تاکید کی کہ قدم جلد اُٹھاؤ ایسا نہو کہ ملکہ بلا کر قتل کرے مزاج بدل جائے شہزادہ عالی تبار بدیع الزمان نامدار نے کہا اے جناح تم ابھی بےخبر ہو کچھ عقل نہین رکھتے ہو بات کا اشارہ بھی نہین سمجھتے ہو ملکہ مجھپر عاشق ہو گئی وہ خود کشتہ تیغ نگاہ میری ہو گئی ہی مجھکو اب کیا قتل کریگی جناح یہ سنکے بدیع الزمان پر اور زیادہ خفا ہوا شہزادہ بدیع الزمان اُسکے جھنجھلانے پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے اے جناح کیون خفا ہوتے ہو ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی گھبراؤ نہین مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ❊ ادھر بدیع الزمان نظر سے ملکہ کی اوجھل ہوئے آگے بڑھ گئے ادھر ملکہ مُرصع پوش کا دل بیقرار ہوگیا بیتابانہ وہان سے اُٹھ کھڑی ہوئی رنگ چہرے سے پرواز کرگیا بُلبل دل قفس جسم مین تڑپنے لگا عشق گل نوخواستہ گلشن حسن و جمال مین بیتاب ہو گئی حالت غیر ہونے لگی عجب کیفیت فور اُبھر پہونچی گلون کا کھلکھلا کر ہنسنا ناگوار ہوا غنچون کا چٹکنا طبع نازک پر بار ہوا صبا جو شاخہائے گل سے بڑھکر قریب آئی معلوم ہوا کہ موجہ نسیم کا کوڑا پڑا گھبرا کر بارہ دری مین آئی اکیلی پلنگ پر لیٹ رہی سب انیسون جلیسون سے حکم کیا کہ تم سب جاؤ باغ کی سیر کرو اسوقت میرے پاس کوئی نہ آئے اسیطرح بیقرار رہی یہان وہ دن گذرا شب آئی کالی بلا کا سامنا ہوا الفت محبوب کا خیال آیا آہ سرد کھینچکر دل پُر درد سے کروٹین لینے لگی اشک حسرت مثل قطرۂ شبنم گل سے رخسارون پر بہنے لگے یہ اشعار جانگداز پڑھنے لگی اشعار

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
تو ہوتا جو ستم کب یہ خدائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت اُمید

کاش عیسے کے عوض موت ہی آئی ہوتی
دور ہی سے کیے ابرو کے اشارے ہردم
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

گر نہو شمع تو معدوم ہین سب پروانے
پاس سینے آن کے تلوار لگائی ہوتی

یہ اشعار پڑھے اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوئی شب ہجر دلدار گذر رہی اور صبح فراق نمودار ہوئی صدائے مرغ سحر سے سنان علم مہجوری دل مین گڑتی تھی آٹھ پہر مین ایسا ناتوانی نے زور کیا تھا کہ فرش خواب سے اُٹھنے مین گر پڑتی ہر چند باغ مین مرصع پوش تھی مگر یہ جانتی تھی کہ خارستان مصیبت مین پڑی ہون نغمہ بلبل نالۂ جانکاہ جانتی تھی طائر دل کے چہکنے کو شور گریہ و زاری سمجھتی تھی بارہ دری چہار طرف بیت الحزن معلوم ہوئی حواس خمسہ منتشر ہو گئے چھکے چھوٹے ایک دو ہی دن مین تپ غم ہجر چڑھی منہ اُتر گیا آنکھون مین حلقے پڑ گئے نحیف و زار و ناتوان ہوگئی صورت تار مسطر رگین جسم زار کی نظر آنے لگین لیکن صفحۂ دل پر یہ اشعار عاشقانہ نقش ہوگئے بار بار یہ اشعار پڑھکر روتی تھی اشعار

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہی
ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہی
کھا لیا ہی وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھوٹا
کہ ترے درد کو بھی دل مین چھپا رکھا ہی

اس لگی کو تو کلیجے مین چھپا رکھا ہی
نا امیدان وفا کا یونہین دل رکھتے ہین
آج اس حرف تسلی نے لٹا رکھا ہی

دیکھ لینے کو ترے دم یہ لگا رکھا ہی
آپ نے خاک مین جسطرح ملا رکھا ہی
اسقدر تو ہی ترا یہ وہ نشستین پاس وفا

الغرض وہ دن بھی یونہین بیقرار رہی و اشکبار رہی و آہ و زاری مین گذرا جلیسین و انیسین جب اندر خلوتگاہ مین آنے کا قصد کرتی تھین ملکہ مرصع پوش مانع ہوتی ہی کہ خبردار اندر قدم نہ رکھنا

کیا ہمارے عتاب کو تم لوگ بھول گئے ابھی شمشاد کو حکم دے کر سولی دلواؤنگی سنبل پُر پیچ سے کوڑے کھلواؤنگی پھر پکاری اے نرگس تو کیسا پہرا دے رہی ہو آنکھ نہین دکھاتی اری سوسن کیون خموش ہو زبان نہین ہلاتی ملکہ مرصع پوش نے بہت کچھ تاکید شدید کی مگر گیتی آرا کو وہ زیادہ منہ چڑھی تھی وہ ورانہ گوشۂ خلوتگاہ مین چلی گئی یہ سوچ کر کہ دیکھون توکہ آج تیسرا روز ہوا ہو ملکہ کسی ضروریات کو باہر نکلی نہ ہاتھ منہ دھویا نہ چوکی پر گئی نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ کسی سے بات کرتی ہو نہ ہنستی ہو یہ آخر ماجرا ہی کیا ہو بلا سے ملکہ آج چاہے مار ڈالے چاہے زندہ رکھے مین تو جاکر حال دریافت کرونگی یہ دل مین سوچ کر اندر داخل ہوئی اور آتے ہی قدمون پہ ملکہ کے سر رکھدیا اور پکاری ای ملکہ ہماری خطا معاف ہو اسوقت لونڈی جان پر کھیل کر آئی ہو شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار مین آئے پھر ملکہ کی جھٹ پٹ بلائین لے کر گیتی آرا نے کہا اری جاؤن صدقے جاؤن آپ کا مزاج کیسا ہو تیسرا دن ہوا ہو کہ بارہ دری کے باہر قدم رنجہ نہین فرمایا ہو کیا دل کا حال ہو کچھ بیان کیجیے مجھسے تو نہ چھپائیے مین تو حضور کی ہمراز قدیم ساتھ کھیلی ہوئی ہون کیا مجھکو حضور محرم راز اپنا نہین جانتی ہین ناز تصور کرتی ہین میرے پاس بھی تو حضور نے ایک ہمرازی کا خزانہ جمع کیا ہو سوا اسکے اور کوئی خدمت عنایت نہین کی جب گیتی آرا نے ایسی چاپلوسی اور خوشامد کی باتین ملکہ مرصع پوش کے سامنے چپکے چپکے کین ملکہ بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہی غصہ نہ کیا ملکہ نے ہاتھ گردن مین گیتی آرا کے ڈال کر کہا کہ لو ذرا مجھکو اٹھا کر بٹھا گیتی آرا نے سر کے پیچھے ہاتھ دے کر ملکہ کو اٹھا کر بٹھایا اور بچشم نم کہنے لگی کہ ہی ہی یہ دو دن مین واری تمہارا کیا حال ہو گیا جیسے خدا نخواستہ آپ سے دور برسون کا بیمار ہوتا ہو ای ملکہ عالم آپ ایسی نڈھال ہو گئین آج تو آپ کا نرالا ڈھنگ ہو چہرہ ایسا سست گیا رنگ بالکل بے رنگ ہو شعر آنکھ نے آئینہ حیران کی صفت پیدا کی زلف نے حال پریشان کی صفت پیدا کی ملکہ نے جب گیتی آرا کو اپنا دوست دلسوز پایا بیان کیا کہ ای گیتی آرا اب میں تیرے راز درد دل کو کیا کہون نہ کچھ کہہ سکتی ہون اور نہ اب ضبط کر کے چپ رہ سکتی ہون ای گیتی آرا جب سے نور حسن و جمال چہرۂ بیمثال اُس باغبان بچے کا دیکھا ہو صبر و قرار دل سے جاتا رہا ہو شیفتہ و فریفتہ ہو گئی مگر ای گیتی آرا اتنا حسرت لعنت ہو ایسے دل پہ کہان جا کے ہو پھنسا تو دیکھ تو مطیع ہو اکس ذلیل کا گیتی آرا نے کہا بلا لون قطعہ دل کے آنے مین اختیار ہو کیا یہ شریف و رذیل کیا جانے اپنے مطلب سے کام ہو اسکو آبرو کی ذلیل کیا جانے مین صدقے جاؤن اگر دل اُس باغبان بچے پر آگیا ہو تو اُسکو بلائیے پاس بٹھائیے دل بہلائیے آغوش تمنا مین لیجیے پیار کیجیے سوا میرے کوئی اس راز سے آگاہ نہوگا ملکہ نے کہا ای گیتی آرا وہی مین ہون کہ مرد کی صورت سے ہزارون کوس بھاگتی تھی نفرت کُلّی تھی یا مین خود عاشق زار ہو گئی اور ایسی قوم رذیل پر مر جاؤنگی اس سبکی کو ہرگز گوارا نہ کرونگی گیتی آرا نے کہا واری ایک بات تو ہو اُسمین وہ گل حدیقۂ حسن و جمال سرو سہی بے مثال اگرچہ باغبان زادہ ہو مگر چہرے سے اُسکے داب شاہان اور سطوت خسروانہ معلوم ہوتی ہو مگر نہین معلوم اسمین کیا بھید ہو کس فلک بیمثال کا خورشید ہو اور یہ بھی سہی تو اُسکے چہرے پر تو نہین باغبان زادہ تحریر ہو یہ آپ کی بیجا تقریر ہو اُسکو بلائیے چین کیجیے مزے اُڑائیے ملکہ نے کہا ای گیتی آرا یہ بہت مشکل ہو سخت دشوار ہو بس معلوم ہو گیا کہ منزل عدم در پیش ہو ناحق پس و پیش ہو پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا بادۂ وصال محبوب نصیب مین نہین تم کیا کرو اور مین کیا کرون بخت بدکردار نے برائی کی نظم

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اُٹھائیے

دل کو بٹھا کے سینے مین کیا کیا اُٹھائیے
ہم بھی جگر کو تھام لین دل کو سنبھال لین
دل چاہتا ہو پھر کوئی جھٹکا اُٹھائیے
ای ناتوانی دل بیمار الامان

کس کس کا داغ ای ستم آرا اُٹھائیے
تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اُٹھائیے
یون خاک مین ملائیے اس چشم شوق کو
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اُٹھائیے

دل کا اُٹھائیے کہ جگر کا اُٹھائیے
دام بلائے زلف سے باندھا ہو سلسلہ
پلکون سے اُسکا نقش کف پا اُٹھائیے
ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہو بار عشق

ہمت یہ کہ رہی ہی کہ تنہا اُٹھا سیے | ہی گیتی آرا عجب مخمصہ مین جان ہی شوق دل زار و اُلفت دلدار تو یہ کہتی ہی کہ

اُس گُل شگفتہ سرو قد کی ہم آغوش ہی کر شعر منہ پہ ہو منہ تو سینے پہ سینہ ہو یار کے نہ جی چاہتا ہی بوسے بھی لین گلعذار کے اور غیرت کا یہی رہ رہ کر تقاضا ہی کہ اے ملکہ مرصع پوش کیا تو نے اس باغبان بچے سے دل لگایا ہی تف ہی تیری اوقات کہان ذلیل و خوار ہوے کوئی ہی کس اندھے کنوئین مین گری ہی اے گیتی آرا مین اسی رنج و غم و فکر و تردد مین دور و نزدیک ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کچھ بن نہین پڑتا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی بند دو عالم مین ہمارا آشیان ہی بند مگر غالب یہی راے ہوئی ہی کہ ہرگز ہرگز باغبان بچے سے ہمصحبت ہو اپنی جان دیدے آج اس گلشن فانی سے طرف باغ جاودانی کے مثل بلبل پرواز کر گیتی آرا نے کہا کہ نادار ہی ایسا ارادہ نہ کر نا یا تو اُسکو بلاؤ گلے سے لگاؤ پیار کرو ہمصحبت عیش ہو یا دل سے عشق کو بھلا دو مطلق خیال اُسکے چہرہ زیبا کا اُٹھا دو اُٹھو چلو پھرو گلگشت چمن کرو کھاؤ پیو دل بہلاؤ عشق کا نام زبان پہ نہ لاؤ ملکہ نے کہا اے گیتی آرا دل نہین مانتا معلوم ہوتا ہی کہ اب اجل بہت قریب ہی مصرعہ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی اے گیتی آرا جلد ہی امان جان کو بلاؤ اور کہدو کہ اب وقت اخیر ہی ایک نظر اگر دیکھنا ہو دیکھلین اور سب جلیسین انیسین کہان ہین بلاؤ سرخ جوڑا شہانہ منگاؤ کہ ہم آج دُلھن بنینگے آپ ہی آپ تنہائی مین حسرت دل نکالینگے یہ سُنکے گیتی آرا اُٹھی تمام جلیسون انیسون کو بلایا خواصان خاص کو طلب کیا گویا دربار جمع ہو گیا ایک کنیز سے ملکہ کی مان کو بلوایا اُدھر کشتی مین لگا کر سرخ جوڑا عروسی کا داروغہ توشہ خانہ لائی ملکہ مرصع پوش اُٹھی اُسی مقام پہ سلفچی آفتابہ حاضر ہوا ہاتھ منہ دھو کے عوض مین تیل کے عطر سہاگ کا بالون مین لگایا جسم مین ملا پوشاک کو بسایا کنگھی چوٹی ہوئی پٹیان نکالی گئین مانگ بھری افشان چنی کاجل لگایا دھڑی جمائی شعر جبین افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی ہی ملی مسی جو ہونٹون پہ تو پھولا تختۂ سوسن کا وہ زیور جواہر نگار جسم پہ آراستہ کیا جوڑا سرخ عروسی کا پہنا گھونگھٹ نکال کر بیٹھی کہ ملکہ مرصع پوش کی مان آئین یہ سامان دیکھکر دنگ ہو گئین مگر بیٹی کی دونون ہاتھون سے بلائین لین ملکہ مرصع پوش نے کہا امان جان آپ ہمکو جی بھر کے دیکھ لیجیے پھر رخصت کیجیے کہ وقت انتقال میرا قریب ہی موت آ پہونچی ہی مان ملکہ کی رونے لگی بیٹی کو سینے سے لگایا ملکہ بھی زار زار مثل ابر نوبہار گریان ہوئی ملکہ کے رونے پر تمام جلیسین انیسین خواصین کنیزین ملازم غیر ملازم عزیز و اقربا یگانہ و بیگانہ یہ سب جمع ہو گئے تھے برابر سب کا شور نالہ و زاری آہ و بیقراری بلند ہوا اُسوقت وہ باغ ماتمسرا ہو گیا بعد اُسکے مان نے ملکہ کی پوچھا کہ مجھکو اس سامان بیت الحزن اور نالہ و زاری کا سبب نہین معلوم ہوتا لوگو کوئی کچھ حال تو کہو کہ کیا ماجرا ہی ملکہ مرصع پوش تو شرم سے سر جھکا کر گھونگھٹ مین خاموش ہو رہی گیتی آرا نے بیان کیا اور ساری کیفیت سے والدہ ملکہ کو آگاہ کیا اور کہا کہ اس سبب سے ملکہ آج جان دینے پر آمادہ ہین یہ سُنکے مان نے اپنی بیٹی کو پھر گلے سے لگایا منہ چوما اور کہا بیٹا تم شوق سے اپنے محبوب جانی اور یار جاودانی کو بلاؤ ہمصحبت ہو مزے اُڑاؤ مین تمھارے باپ کو سمجھا دونگی تم کیون اپنی جان کھوتی ہو منہ اشک گرم سے دھوتی ہو دنیا کے یہی کارخانے ہین رنگ چمن ہمیشہ بنا رہے ہین کس کسطرح مان نے اُسکو سمجھایا جلیسون انیسون نے بھی بہلایا ملکہ نے مطلق کسی کا کہنا نہ مانا اور مان سے کہا اے امان جان آپ تشریف لیجائیے منظور فقط ایک نظر آپ کو دیکھنا اور دکھانا تھا اب جیسی بن پڑیگی وہ کر گذرینگے یا جان دینگے یا جیتے رہینگے الغرض مان تو ملکہ مرصع پوش کی روپیٹ کے چلی گئی ملکہ نے گیتی آرا سے کہا کہ جاؤ اُس گل نونہال حسن و جمال کو لاؤ مرتے وقت اُسکو ایک نظر اور دیکھ لین جان دیتے وقت اُسکو بھی اپنی شکل دکھا دین یہ سُنکے گیتی آرا شہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی اور کہا اے صاحب چلیے ملکہ نے بلایا ہی ذرا دیکھیے کہ آپ کی محبت مین کیا حال بنا یا ہی بدیع الزمان جب یہ سنا سناٹے مین آے ہوئے ہمراہ گیتی آرا کے آئے سامنا ملکہ کا ہوا دیکھا ملکہ مرصع پوش

وطھن نئی ہوئی بیٹھی ہی اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے اشک حسرت آنکھونسے جاری شہزادہ بدیع الزمان نامدار دلدادہ و فریفتہ تو پہلے ہی سے تھے جب اُس عروس حسن و جمال کا یہ رنگ ناز و ادا دیکھا اور زیادہ عشق کے دریائے طغیانی کے گھونگھٹ مین یون چہرہ نورانی اُس خورشید لقا کا تھا کہ جیسے ماہ شب چہاردہ ہالے مین ہوتا ہی نور چھن چھن کے جلوہ گری کر رہا ہی شہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران آکر سامنے ملکہ مرصع پوش کے بیٹھ گئے اور کہا ای غیرت مہر حسن و خوبی وای ماہ کنعان و یوسف محبوبی دیکھ تیرے عشق مین یہ حال میرا ہوا ای یار جانی مین تجھپر عاشق تو ہوئی مگر غیرت نے گوارا نکیا کہ تجھ باغبان بچے سے ہمصحبت ہوتی اور وصل تیرا اختیار کرتی اسوقت جو تجھکو بلایا فقط یہ سبب اور منشا دل کا تھا کہ آخری وقت تجھکو اور ایک نظر دیکھ لون اور تجھکو بھی اپنی حالت بیتابی دکھادون کہ میرا ارمان نا کتخدا دنیا سے فانی سے عشق محبوب خوش اسلوب مین جاتی ہون بس اب تجھے اختیار ہی چاہے یہان بیٹھا رہے چاہے چلا جا مین تو اپنے تئین اس شمشیر آبدار سے ہلاک کرتی ہون اور تجھپر جان و دل فریفتہ و شیفتہ نثار کرکے مرتی ہون اشعار

روز مرگ آرزو ہی تا بکی غم سہ کیجیے
عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجیے
باغبان عیش سے اپنی یہی ہی التجا
جب نکلے اپنا ہمدم مثل رستم کیجیے

تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حالت غم کو نہ بھولا چاہیے شادی مین بھی
اب خزان جلدی بہار نخل ماتم کیجیے
مرگیا اُس گلبدن کے غم سے مین زار و نحیف

رفتگان کا بھی خیال ای اہل عالم کیجیے
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجیے
مرگئے مین عشق کے کشتہ قدم ہا چاہیے
واسطے میرے کفن کے قطع شبنم کیجیے

ملکہ مرصع پوش بصد جوش و خروش یہ اشعار عشق آثار پڑھ کر شمشیر آبدار اُٹھا کر چاہتی ہی کہ اپنے گلے پر پھیرے کہ شہزادہ بدیع الزمان نے بصد عز و شان جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک دو باتین مجھسے اور کر لو پھر تمکو اختیار ہی یہ جان نثار بھی مرنے پر تیار ہی تم باغبان بچہ کسے سمجھی ہوئی ہو ہرگز ہرگز بخدا لایزال مین باغبان بچہ نہین ہون مین گل گلشن سردار مومنان و مسلمانان ہون مین نونہال تازہ باغ دین اسلام بصد احترام ہون مین فرزند و جگر گوشۂ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہی مین نے بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک حرمان و دیوکش کو ملک سنجان سے بھگا دیا اب حال مین ایک معرکۂ عظیم اور درپیش ہوا تھا کہ قریب ملک سمایل کے بڑی جدال و قتال ہوئی تھی لشکر اسلام سے کارزار ہوئی وہان مجھسے اور گنجاب سے پھر مقابلہ ہو گیا گنجاب نے مجھے زخمی کیا مگر بفضل ایزدی مین نے زخمدار ہو کر گنجاب ملعون کو مارا لیکن زخم کاری جو لگا تھا خون بہت جاری ہوا اُسکے باعث غش طاری ہوا بیہوشی کے عالم مین مین نے گردن مرکب مین ہاتھ حمایل کر دیے گھوڑا مجھکو اُس معرکۂ کارزار سے لیکر طرف صحرا کے نکل آیا تمہارے باغ کی دیوار کے نیچے مرکب نے پھریری لی مین اُسی عالم بیہوشی مین گر پڑا چونکہ زخمی بہت تھا صدمۂ زخمکاری سے ہوش نہ آیا جناح وارثہ باغبان تمہارے باغ سے نکلا اُسنے دیکھا میری حالت زار پر اُسکو رحم آیا وہ اُٹھا لایا چارہ گری زخم کی کی مجھکو علاج کر کے اچھا کیا یہ اُسکا البتہ نہایت مجھپر احسان ہی فقط تمہارے خوف سے اُسنے مجھکو اپنا بیٹا قرار دیا ورنہ مین اُسکا بیٹا نہین ہون کیون اپنے تئین ہلاک کرتی ہو اور مجھپر ناحق اپنا خون کا ذمہ دھرتی ہو اشعار

بند نقاب عارض دلدار توڑ دیجیے
رو رو کے اگر منایے ہاتھونکو جوڑ کر

باغ مراد عشق کی دیوار توڑ دیجیے
کہتا ہی دل نہ خاطر دلدار توڑ دیجیے

بس سر اُٹھا کے مصحف رخ میرا دیکھیے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دیجیے

یہ اشعار پڑھ کر شہزادہ نامدار بدیع الزمان عالی وقار نے گھونگھٹ اُلٹ دیا اور کہا ای ملکہ اب دل سے خیال بیجا دور کر دل کو مسرور کر یہ اشعار زبان پر لائے گھونگھٹ نقاب کے بدلے
کر و فراق کی باتین حجاب کے بدلے + نہین ہی دیکھنے کی تاب صورت خورشید + شعلۂ حسن ہی منہ پر نقاب کے بدلے

ملکہ ماہ مرصع پوش نے اسنے جو چہرہ نورانی شہزادہ بدیع الزمان پر غور سے نظر کی اور کیفیت تمام و کمال حسن پر مقدر
خوش ہوئی کہ جامہ سے باہر ہوگئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے مثل گل کے کھلکھلا کر ہنسی بڑی کلی خنچہ دل شگفتہ ہوا
اور بولی بس نہ ہنسی زبان کھولی کہا اے شہریار مجھکو یہی یقین تھا کہ تم اس باغبان کے بیٹے ہو مگر افسوس پہلے کسی طرح
ثابت نہوا میری قسمت میں اتنی تکلیف اور رنج و غم تھا ہوا الغرض گفتی اراں نے سبکو استار کیا ایک ایک جلیس
انیس جو اس کنیز پر ایک حیلے بہانے سے ہٹ گئی تخلیہ ہوا دونون ہمصحبت ہوئے عاشق و معشوق نے گرد کدورت
آب وصل سے دھو دیا غنچہ سربستہ ہوائے بہار سے کھل گیا سرو قامت نہال تازہ نظر آیا وہ وصال کا جام پی کر سرشار
ہوئے نشہ محبت سے چور آنکھین مخمور دل کا سرور ہوا غم مفارقت دونون طرف سے دور ہوا مگر حسب والدہ ملکہ
مرصع پوش ہا نے سنا کہ وہ نوجوان کہ جسپر ملکہ عاشق ہوئی ہے وہ باغبان بچہ نہین ہے نور عین حمزہ صاحبقران
ہے اور اب ملکہ اس سے ہمصحبت ہے جام شراب دور مین ہے نشہ عشق سے مست ہے یہ سنکر نہایت خوش ہوئی جانکہ
جان آئی لوگون نے کہا کہ بہتر ہوا جان تو ملکہ کی بچ گئی مبارک ہو اسنے خود جوڑا اپنا آراستہ کر دیا اور دلبا جوڑا کہ حسب
و نسب مین اعلے اور اعلا لیکن جمشید شاہ کو خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ملکہ مرصع پوش ایک خداپرست پر عاشق
ہوئی اور باغ مین اپنے اس خداپرست سے ہمصحبت ہے جمشید شاہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا جہنم کا کندہ تو تھا آتش
حسد سے دل سینہ مین مثل چولھے کے دہکا کہا تو اس اجل رسیدہ کو مرد کی صورت سے نفرت تھی مین نے ربرو ستی
یاقوت شاہ جیسا بہادر شہزادہ کے منظور نظر کرائی تھی یا اب ایسی آوارہ ہوگئی کہ ایک خداپرست سے ہمبستری اختیار کی اور
اسکے ساتھ اپنے باغ مین رہی ہے ظاہر کرنے کو گرم اختلاط ہے ابھی جا کر دونون کو قتل کرتا ہون یہ کہکر تلوار ٹیک کر اٹھ
کھڑا ہوا اور کچھ فوج ساتھ لیکر باغ مین آیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے گھیر لو اور آپ یکہ و تنہا داخل باغ جمشید ہوا
جس وقت بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مرصع پوش اور بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ایک مسند پر بیٹھے مین
ہم آغوشی کا موقع ہے بوس و کنار ہو رہا ہے گردنون مین ہاتھ حمایل ہین منھ پر منھ لب بلب سینہ بسینہ جمشید شاہ
نے یہ دیکھکر للکارا کہ او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے غضب کیا پردہ عصمت خداپرست سے چاک کرایا کہان جاتی ہے دیکھ تو
کیسی سزا اسے معقول دیتا ہون اور اس خداپرست کو تو ابھی قتل کرتا ہون پھر تلوار کھینچ کر جھپٹا للکار کر پھر پکارا کہ اے
خداپرست و برباد کن ناموس شہریاران دیکھ تو تیرا حال کرتا ہون بغیر مارے کب چھوڑتا ہون اور اس گیسو بریدہ
ننگ خاندان کو بھی تیرے ساتھ ہی قتل کرونگا مگر شہزادہ بدیع الزمان نامدار مطلق کچھ خبر نہوئے نہ تیور میلے ہوئے
جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے جب جمشید شاہ نے برابر آ کے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے
ملکہ مرصع پوش کو تو پشت کے پیچھے کر دیا اور دونون گھٹنون کے بھل اٹھ کر ایک تھپکی دی کہ تلوار اسکی ہٹ پڑی ہا
ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور مروڑ کر پنجہ اسکا تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر جمشید کو اٹھا لیا اور تین چکر دے کر
زمین پر مارا اور چست کر کے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ او نابکار دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مارے
ڈالتا ہون جمشید شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پر اور اسکے پرستارون پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا
بدیع الزمان نے اسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا جمشید شاہ مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان اسکے سینہ پر سے اٹھکھڑے
ہوئے جمشید شاہ نے قدوم میمنت لزوم بدیع الزمان لیے اور کہا کہ اب مین مطیع و فرمانبردار اور
غلام حلقہ بگوش ہوا امیدوار ہون کہ اب آپ اپنے حسب و نسب سے غلام کو آگاہ کیجیے شہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نام میرا شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہے سرفتنہ ملک باختر بھی

کو سب کہتے ہیں جمشید شاہ نے دست بستہ عرض کیا اب آپ اندر شہر کے تشریف لے چلیے شہر کو اسلام آباد
کیجیے شہزادہ ذیجاہ ہمراہ بادشاہ کے شہر جمشیدیہ مین داخل ہوئے دولت دین اسلام سب کو عزت کی
تب اسنے توڑوا ڈالا اسنے مسجدون کی بنیادین جا بجا ڈلوادین سکہ نام پر بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد و نیکنام کے جاری
کیا جھنڈا دین اسلام کا کھڑا کیا جب جمشید شاہ مع اپنے سرداران نامور کے خلعت دین اسلام سے سرفراز
ہو چکا عقد ملکہ ہماے مرصع پوش کا ساتھ شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے کردیا اُسی باغ مین شہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ ہماے مرصع پوش دونون رہنے لگے ہر روز جلسہ صحبت عیش شراب و کباب راگ
رنگ کے مزے اُڑتے ہین فلک رشک کرتا ہے درپے ظلم و جور ہے آزار کا پہلو ڈھونڈھتا ہے ایک روز شب کو شہزادہ
بدیع الزمان اُسی باغ مین ملکہ ہماے مرصع پوش سے ہمبستر تھے کہ عقب دیوار باغ سے آواز رونے کی آئی بے چین
ہوگئے اُٹھ کھڑے ہوئے روشنی ہمراہ لیکر اُس آواز کیطرف چلے جب باہر دروازہ باغ کے آئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت
زار و ناتوان ضعیف و نحیف بیٹھا ہے اور بار بار آہ سرد کھینچکر اشک گرم بہاتا ہے اور شکایت فلک کجرفتار کی کرتا ہے
شہزادہ بدیع الزمان نے اُسکے پاس آکر کہا اے شخص تو کون ہے اور کیا مصیبت تجھپر فلک کجمدار نے ڈالی ہے اُسنے
کہا تجھسے کیا بیان کرون تو جا اپنا کام کر اگر کوئی میری دادرسی کرنیوالا ہو تو اُس سے اپنا درد دل بیان کرون شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ تو اپنا حال تو اظہار کر جو مشکل ہوگی مدد پروردگار سے ابھی آسان ہوجائیگی اُسنے
کہا کہ تم نام و نشان اپنا اظہار کرو تو پھر حقیقت حال گذارش کرون شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مین فرزند
ارجمند امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہون اور نام شہزادہ بدیع الزمان نامدار ہے
اُسنے کہا کہ نام میرا سعد ہے مین وزیر جمشید شاہ کا بیٹا ہون اور جمشید کی چھوٹی بیٹی پر والہ و شیدا ہون اور
وصل اُسکا جمشید شاہ نے ایک شرط پر موقوف رکھا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ ایک سیاہ پوش دامنہ کوہ مین
مقیم ہے جو اُسے جاکر زیر کرے مین اُسکے ساتھ اُسکی شادی کردونگا اے شہریار مین اُس سے مقابلہ کرنے گیا تھا اُسنے
مجھکو گرفتار کرلیا تھا مگر اس عہد پر مجھکو رہا کیا کہ خبردار آیندہ پھر یہان پر آنیکا قصد نہ کرنا مین وہان سے اپنی جان
لیکر روانہ ہوا مگر ولولہ محبت نے ایسا دیوانہ کر رکھا ہے کہ مجکو اپنی جان کا کچھ پاس نہین اُسی بیقراری کے عالم مین
بار دگر ورزش اور کثرت ڈنڈ مگدر کی ایسی بہم پہونچائی اور طاقت بڑھائی کہ پھر حوصلہ اُسکے مقابلہ کا ہوا اور
جوش عشق مین اُس سے مقابلے کو گیا اُسنے پھر مجھے زیر کیا اور پیشانی پر میری داغ دیکر چھوڑدیا اور کہدیا کہ اگر
ابکی پھر تو آئیگا تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اے شہریار بسبب خوف جان اب مین اُسکے مقابلے کو نہین جا سکتا
مگر اشتیاق اور آرزوے وصل محبوب خوش اسلوب مجھے بے تیغ ذبح کیے ڈالتا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اے سعد اگر تو اس نحوست کفر کو چھوڑ کر دین اسلام بصدق دل قبول کرے اور لقا پر لعنت کرے اور مسلمان ہوجاے
تو مین تیرے ساتھ جاکر اُس سیاہ پوش کو زیر کرون اور شادی تیری ملکہ کے ساتھ کردون سعد نے کہا مجکو بدل
قبول اور منظور ہے اگر حکم ہو تو آپ کو سجدہ کرون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ تو کیا کہتا ہے توبہ کر سجدہ
پروردگار عالم و عالمیان کو شایان اور زیبا ہے بس یہ کافی ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور خدا کو وحدہ لا شریک جان اور لقاے
بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر دین اسلام مین آکر مسلمان ہو وہ بہر طور رضامند ہوا شہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا خیر اسوقت تو تو جا صبح کو آنا اور اسی دروازہ باغ پر ٹھہرا رہنا مین تیرے ساتھ چلونگا اور دامنہ کوہ
مین قدرت پروردگار کا تماشا دکھاؤنگا اور انشاء اللہ تعالے اُس سیاہ پوش کو زیر کرونگا یہ کہکر شہزادہ

شہزادہ بدیع الزمان باغ مین تشریف لائے اور سعد چلا گیا ملکہ ہمائے مرصع پوش سے کیفیت سعد وزیرزادے
کی بیان کی ملکہ نے کہا کہ صاحب اُسے مدت سے یہی سودا ہی اور وہ جو سیاہ پوش دامنہ کوہ مین رہتا ہی
اُس سے کوئی نہ عہدہ برا ہوا ہی اور نہ ہو گا مقابلہ کیسا راستہ تک اُدھر کا بند ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا
کہ ای ملکہ خدا نے چاہا تو کل اُس سیاہ پوش کو جا کر زیر کرونگا ملکہ ہمائے مرصع پوش نے بہت سمجھایا اور نہایت
مصر ہوئی کہ ای شہریار اُس کمبخت کے مقابلے کو ہرگز نہ جانا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ کہنا تمھارا
ہرگز نہ مانونگا انشاء اللہ ضرور کل جا کے اُسکو زیر کرونگا الغرض وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی شہزادہ بدیع الزمان
نے چلنے کا سامان کیا ملکہ ہمائے مرصع پوش نے منع کیا مگر شہزادے نے نہ مانا مجبور ہو کر ملکہ نے باپ کو اپنے بلوایا
جمشید شاہ نے بہت بہت منع کیا مگر شاہزادۂ نامدار نے جمشید شاہ کا بھی کہنا نہ مانا قصہ مختصر شہزادہ بدیع الزمان عالیشان
ہمراہ سعد کے روانہ ہوئے یہان ملکہ مرصع پوش دلگیر ہو کر گوشۂ محبت مین رہ گئی مگر دیوانہ وار مضطر و بیقرار کبھی
بارہ دری سے باہر آتی ہی اور کبھی فرش خواب پر جا کر لیٹ رہتی ہی کبھی انیسون جلیسون سے کہتی ہی صاحبو دعا
کرو کہ شہزادہ بدیع الزمان بفتح و فیروزی خیر سے پھر کر جلد آئے خدا نور جمال بیمثال شہریار دکھائے ملکہ کا تو یہ حال
ہی کہ بصد پریشان مضطر و نالان دعائے خیریت برزبان ہی اُدھر شہزادہ بدیع الزمان جب درہ کوہ مین پہونچا
سُم مرکب کی آواز بلند ہوئی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت قوی ہیکل قوی بازو صاحب تن و توش
سیاہ پوش کرگدن پر سوار ایک تابوت اُسکے ساتھ سامنے سے ظاہر ہوا اور شہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر
للکارا کہ او اجل رسیدہ اسطرف تو کہان آتا ہی پھر جا اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہی شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرہ بدیع الزمان منم قہر سہراب و رستم وقار + بدیع الزمان صفدر نامدار + باش او مردود تو نے
اُدھر کی راہ مسدود کی آمد و شد خلائق بند کی مین تجھکو سزا دینے آیا ہون وہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش
قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا تو مجھکو سزا دینے آیا ہی خیر معلوم ہو گا کہنے کو تو یہ کلمہ لاف و گزاف اُسنے منھ سے نکالا مگر شان
و شوکت و رعب و جلالت سطوت و صولت شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر نہایت حیران اور ششدر ہوا
پہلے تو بہت سا بدیع الزمان کو سمجھایا کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو کیون کسی کیواسطے زحمت اُٹھاتا ہی اپنی جان
کو گنواتا ہی بعد اُسکے نیزہ اُٹھا کر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے طعن نیزے کی رد کر کے نیزہ اُسکا چھین
لیا اُسنے تلوار کھینچ کر وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے بفنون سپہ گری تلوار بھی اُسکی چھین لی وہ گینڈے پر سے
کود پڑا شاہزادہ بدیع الزمان بھی مرکب باد رفتار سے اُترے اسلحہ اُتار کر زین مرکب پر رکھدیے کشتی ہونے لگی
کوئی زور کوئی پیچ اُسنے باقی نہ اُٹھا رکھا بالفضلہ تعالے تیسرے دن شہزادہ بدیع الزمان نے زور اُسکا توڑ کر لنگر اُٹھا کر
جو مارا پیوند زمین اور نقش زمین ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور پکارے کہ دین اسلام
قبول کر بتون پر لعنت کر نہین مارے ڈالتا ہون اُسنے کہا کہ آپ اپنے نام اور حسب نسب سے اچھی طرح آگاہ
کیجیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ نام تو مین نے اپنا پہلے ہی تجھپر ظاہر کر دیا تھا اب پھر تجھکو بخوبی آگاہ کیے دیتا ہون
مین نور عین و راحت جان فرزند نوجوان امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا ہون اور نام
میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہی اُسنے کہا ای شہریار مین تین برس سے مسلمان ہون اور مین اسلام
قبول کر چکا ہون الحمد للہ اب مراد میری بر آئی مین تو اسکا منتظر تھا قدوم میمنت لزوم کا مشتاق تھا اور نام
میرا قارن کرگدن سوار ہی باپ میرا ملک شمائل کا بادشاہ تھا نام اُسکا شمائل شاہ تھا اتفاقاً سے

بے لقا جو پریا ہے جب وہ ظلمات سے یہان آیا دیو پری بہت سے اوسکے ساتھ تھے اُسنے زبردستی ملک سنبل مہری
باپ سے چھین کر عمل اپنا کرلیا اور باپ کو میرے قتل کیا اُس زمانے مین سن میرا دو برس کا تھا مان میری مجھکو لیکر
وہان سے بھاگی اس دامنہ کوہ مین آکر پناہ لی اور سکونت اختیار کی جب مین سن تمیز کو پہونچا تو اُسنے مجھسے ساری
کیفیت بیان کی مین نے زہر طاقت و قوت بہم پہونچائی جوادھر سے آتا تھا مین اپنا زور اُسپر آزماتا تھا جس شخص کو
مین نے دو تین روز کی کشتی مین زیر کیا اُسکو اپنا رفیق بنایا اور جسکے کچھ بھی نہ پایا اُسکو چھوڑ دیا اور اُس سے کہدیا کہ
جلد چلا جا اپنے پھر ادھر آنے کا قصد نہ کرنا چنانچہ اسیطرح منتخب کرکے مین نے چالیس ہزار رفیق جرار و نامدار جمع کیے ہین
اب میرا ارادہ ہوا تھا کہ لقاے بے لقا پر لشکر کشی کرون کہ شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی
صورت فرماتے ہین ای قارن ابھی لقا پر لشکر کشی نہ کرنا یہان فرزند رشید امیر با توقیر حمزہ صاحبقران شہزادہ
بدیع الزمان آنے والا ہے اور وہی تجھے زیر کریگا تو اُسکے ساتھ لقاے بے لقا پر لشکر کشی کرنا بس مین آپ کا نہایت منتظر
تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی شہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ تابوت تیرے ساتھ کیسا ہے اُسنے کہا
کہ یہ تابوت میری مان کا ہے غرضکہ بدیع الزمان اُسکے سینے پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور قارن کو گلے سے لگایا قارن
نے دعوت و ضیافت شہزادہ بدیع الزمان نامدار کی بڑی دھوم سے کی دوسرے روز شہزادہ بدیع الزمان
کو ساتھ لیکر شہر جمشیدیہ مین آیا جمشید شاہ نے جو دیکھا کہ قارن غلام حلقہ بگوش ہوگیا ہے نہایت حیران ہوا
اور کہا کہ حقیقت مین اولاد حمزہ صاحبقران زمان بڑی زبردست ہے کیسے کیسے جرارون اور بہادرون اور
دیوزادون اور پریزادون کو زیر کیا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے جمشید شاہ سے فرمایا کہ ای بادشاہ جو شرط تیری تھی
وہ پوری ہوئی قارن کو زیر کرکے مین گرفتار کر لایا ہون اب تجھکو لازم ہے کہ شادی اپنی بیٹی کی سعد کے ساتھ
کردے اُس بادشاہ جمشید شاہ نے بموجب حکم شہزادہ بدیع الزمان اُسیوقت عقد ملکہ گل چہرہ دختر
نیک اختر خسروانی کا سعد کے ساتھ کردیا اب یہ کیفیت ہے کہ شہزادہ بدیع الزمان دن بھر تو بارگاہ مین جمشید شاہ
کی رہتے ہین اور رات کو باغ مین ملکہ ہماے مرصع پوش کے پاس جلوہ افروز ہوتے ہین اور ہرکارے سرداران
لشکر اسلام کیواسطے چہار طرف روانہ کیے کہ خبر سرداران لشکر اسلام کی دین ایکدن شہزادہ بدیع الزمان
بارگاہ جمشید شاہ مین جلوہ افروز تھا کہ ہرکارون نے آکر جمشید شاہ کو خبر دی کہ ایلچی ہوشنگ شاہ فیل دندان
اور کاؤس شاہ فیل دندان کا آیا ہے یہ خبر سنتے ہی جمشید شاہ کی رنگت زرد ہوگئی مگر کہا کہ بلاؤ ایلچی کو جب
ایلچی اندر بارگاہ کے گیا سلام کیا جمشید شاہ نے دنگل پر بٹھایا ایلچی نے نامہ جمشید شاہ کو دیا جمشید شاہ
نے دبیر سے کہا کہ نامہ پڑھو دبیر سرکار نامہ پڑھنے لگا لکھا تھا ای جمشید شاہ ہمنے سنا ہے کہ تمھاری دختر
نیک اختر ملکہ ہماے مرصع پوش کے حسن کا بہت شہرہ ہے اور وہ نہایت حسین مہ جبین شکیل و جمیل ہے ہم بہت
اُسکے مشتاق ہین اب تمکو مناسب ہے کہ فوراً پڑھتے ہی نامہ مسرت شمامہ کے اُس حور وش کو محافہ مین
سوار کرکے ہمراہ ایلچی بادولت کے کردو اور اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے وہین آکر تمام شہر کو قتل کرکے
بیخ و بنیاد قلعہ کی کھدوا کر پھینکدونگا آخر کو پھر بہت پچھتاؤگے ایسانہ کرنا بقولے چرا کارے کند عاقل کہ باز آید
پشیمانی بہت تاکید مزید جانو شہزادہ بدیع الزمان نے جو یہ مضمون نامہ وحشت شمامہ سنا نہایت
غضبناک ہوا اور دبیر کے ہاتھ سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینکدیا ایلچی نے جو دیکھا کہ مثل سرداروں کے
ایک شخص ہے اُسنے نامہ چاک کرکے پھینک دیا اور بادشاہ نے کچھ جواب بھی نہ دیا پس غصہ ہوکر تلوار کھینچکر بدیع الزمان

کو بڑھ کے ایک ہاتھ مارا کہ شہزادہ بدیع الزمان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکے تلوار اُسکی چھین لی اور ایک طمانچہ ایسا زور
سے مارا کہ گردن ایلچی کی پشت کی جانب پھر گئی اور زمین پر گر کے مانند لوٹن کبوتر کے لوٹنے لگا اور بیہوش
ہوگیا بعد ایک لمحہ کے جو آنکھ کھولی شہزادہ بدیع الزمان کو سامنے بیٹھے دیکھا پھر آنکھ بند کرلی بدیع الزمان نے
پکارا او مردک مین نے تجھکو ایلچی سمجھ کے زندہ چھوڑ دیا دور ہو جا میرے سامنے سے وہ اس کلمہ کو بہت غنیمت سمجھا
مڑ کے بھی ادھر نہ دیکھا جلدی سے اُٹھ کے سیدھا ایوان شاہی سے نکل کر باہر آیا اور اپنے شہر کیطرف بھاگا
جب کاؤس و ہوشنگ کے سامنے آیا وہ نامہ چاک شدہ اُنکے آگے پھینک دیا اور تمام کیفیت بیان کی
ہوشنگ سے بیان کی ہوشنگ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور تیغہ کھینچکر ایلچی کے مارا اور کہا او نامرد کے تو نے نامے کو ذلیل
کروایا زندہ پھر کر وہان سے کیون آیا تجھکو وہین جان دیدینی تھی تیغہ ہوشنگ ایلچی کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر ایلچی
زمین پر گرا ہوشنگ نے تیغے کا خون پونچھ کر غلاف مین کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا دو لاکھ سوار خونخوار لشکر سے چھانٹے
اور انکو اپنے ہمراہ لیکر اُسیوقت طرف شہر جمشیدیہ کے کوچ کیا منزل بمنزل آتے آتے جب
قریب شہر جمشیدیہ کے ہوشنگ و کاؤس مع لشکر پہونچے ہرکارون نے خبر جمشید شاہ کو دی کہ ہوشنگ
و کاؤس مع لشکر کے آپہونچے جمشید شاہ نے بدیع الزمان سے کہا ای شہریار یہ دونون بلا کے زبردست
ہین رستم و اسفندیار کو اپنے سامنے پشہ سے بھی کمتر جانتے ہین شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ آنے
دو کیا ڈر ہے خدا حافظ و نگہبان ہے وقت پر سمجھ لیا جائیگا پھر فرمایا ای جمشید شاہ اگر تم زیادہ اُنسے خوفناک
ہو تو یہین رہو میرے ہمراہ چلو مین تنہا اُن سے مقابلہ کو جاؤنگا یہ سنکر قارن کرگدن سوار نے عرض کیا کہ
ای شہریار آپ بھی نجائیے مین اُن دونون کو جاکر باندھ لاتا ہون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای قارن آجتک
یہ نہین اتفاق ہوا کہ ہم امن و امان سے بیٹھے رہے ہون اور کسی رفیق کو حریف سے لڑنے کیواسطے بھیجدین یہ شیوہ
بہادری اور مردانگی نہین ہے ای قارن ایسا نہوگا جب ہمپر ایسی ہی کوئی افتاد پڑے تو تم ہمارے شریک ہوکے کارزار
کرنا القصہ فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر شہزادہ بدیع الزمان شہر سے باہر آئے سامنے لشکر کاؤس و ہوشنگ
کے خیمے برپا ہوئے ہوشنگ شاہ نے جو یہ خبر سنی کہ پسر حمزہ لشکر لیکر مقابلہ کو آیا ہے اور اُسی نے نامہ چاک کرکے
پھینکدیا تھا فوراً حکم دیا تھا کہ طبل جنگ بجے کل اس خداپرست کو اگر سزا بخوبی نہ دی ہو تو نام اپنا ہوشنگ شاہ
نہ رکھا ہوگا اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر نے یہ خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو پہونچائی شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے بموجب حکم محکم شہزادہ عالی تبار بدیع الزمان
نامدار کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر آلات حرب و پیکار کی درستی دونون لشکرون مین رہی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے جسوقت میدان تیار ہوچکا نقیبا نے بلند آواز سے نقابت کی بعد اُسکے
پہلوانان زبردست مثل رعد کے گرجنے لگے کہ یکایک اُدھر سے ہوشنگ شاہ فیل دندان میل فولادی
ہاتھ مین لیے ہوئے کرگدن پر سوار میدان مین آیا اور للکار کر کہا کہ کہان ہے وہ شخص جسنے نامہ میرا چاک
کرکے پھینک دیا میدان جنگ مین میرے مقابلے کو آئے قارن کرگدن سوار نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو مین
جاؤن شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ای قارن تم اس سے مقابلے کو نجاؤ کہ وہ میرا نام لیکے للکار رہا ہے مجھی
کو مناسب ہے کہ اس سے مقابلے کو جاؤن تم تماشا دیکھو کہ پروردگار کیا کرتا ہے یہ کہکر مرکب کو چمکا کر مثل برق تند
کے عرصہ کارزار مین آگئے وہ گینڈا دوڑا کر نگاور زن ہوا تو دس قدم گینڈا اُسکا مرکب ضیغم شکار شہزادہ بدیع الزمان

نے پیچھے ہٹا دیا پھر ہوشنگ شاہ نے گینڈا دوڑا کر نگاور زنی کی دوبارہ گینڈا ہوشنگ کا تو قدم بھر پیچھے
ہٹ گیا پھر للکار کر پوچھا کہ او خدا پرست نام تیرا کیا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ ＊ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ＊ آگاہ ہو او ہوشنگ کافر ازلی مین فرزند جگر بند امیر با توقیر
رزا کہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہون نام میرا شہزادہ بدیع الزمان ہے اور سر فتنہ ملک باختر جو سنا
ہو وہ مین ہون اُسنے کہا خیر معلوم ہوا اور نیزہ سر شگاف کا اُسنے وار کیا اور کہا کہ اے بدیع الزمان لے روک
تو نوک نیزۂ قتال کی سہے شہزادہ بدیع الزمان نیزہ تانکر سے چلے نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعنین نیزے کی بدیع الزمان
نے رد کرکے نیزہ ہوشنگ شاہ کا ہوائی کر دیا ہاتھ دیکھے رہگیا نہایت خفیف ہوا تاؤ پیچ غصہ سے کھاکے
تیغۂ آبدار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک ہاتھ سے مع قبضہ شمشیر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ کمر مین
ڈالدیا ہوشنگ شاہ بھی لپٹ پڑا زور کشمکش کے ہونے لگے آخرکار ہوشنگ گینڈے سے کود پڑا اور
بدیع الزمان بھی گھوڑے سے اُترے کشتی ہونے لگی چار پہر کامل زور دونون مین ہوا کیا شام کیوقت شہزادہ
بدیع الزمان نامدار نے لنگر ہوشنگ شاہ کا توڑا اور اُٹھا کر زمین پر مارا مشکین باندھکر لشکر مین اُٹھوا لائے
رات کو کاؤس نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ حربی پر چوب پڑی دوسرے دن صبح کو دونون
لشکر میدان جنگ مین آکے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے کاؤس فیل دندان گینڈا دوڑا
کر میدان رزمگاہ مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے قارن کرگدن سوار شہزادہ بدیع الزمان سے اجازت
لیکر مقابلے کو میدان مین گیا بعد نگاور زنی نیزہ بازی ہوئی قارن کرگدن سوار نیزہ کاؤس نکال لے گیا
کاؤس فیل دندان نے تلوار کھینچی جھپٹ کے قارن کو ہاتھ مارا قارن نے بہ فنون سپہ گری تلوار کاؤس کی
چھین لی کاؤس گینڈے سے کود پڑا قارن بھی گینڈے سے کودا کشتی ہونے لگی دو دن کامل کشتی کا زور
ہوا تیسرے دن کاؤس کو قارن نے زیر کرکے مشکین باندھ لین اور خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان کی لایا شہزادہ بدیع الزمان نے قارن کرگدن سوار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور میدان رزمگاہ
سے مراجعت کرکے بارگاہ عالی منزلت مین آئے سب سرداران لشکر بھی حاضر بارگاہ شہزادہ والاقدر ہوئے
ہوشنگ و کاؤس کو بلایا وہ جب سامنے آئے فرمایا کہ اے ہوشنگ و کاؤس آج تمھارا قتل ہونے کا
دن ہے اگر دین اسلام قبول کرو اور لقا اور پرستاران لقا پر لعنت کرو تو تمھاری جان بخشی کردون ورنہ ابھی
تہ تیغ بیدریغ کرونگا ہوشنگ و کاؤس دونون مسلمان ہوئے از سر صدق ایمان لائے لقاے بے لقا پر لعنت
کی کلمہ طیبہ پڑھکر طیب و طاہر ہوئے دین اسلام قبول کیا شہزادہ بدیع الزمان نے انکو رہا کیا ہوشنگ
و کاؤس نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا اور بجان و دل اطاعت شہریار منظور کی اور شریک شہزادہ بدیع الزمان
ہوئے بدیع الزمان نامدار نے بعد فتحیابی وہان سے شہر جمشیدیہ کا راستہ لیا مع سرداران لشکر و لشکریان ہمراہ
داخل شہر جمشیدیہ ہوئے ہرکارون نے پہلے سے خبر بادشاہ جمشید شاہ کو پہونچائی کہ شہزادہ بدیع الزمان
نامور سر فتنہ باختر فرزند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بصد کر و فر ہوشنگ فیل دندان و کاؤس فیل دندان کو مطیع و
فرمانبردار کرکے داخل شہر جمشیدیہ ہوئے ہین اور دونون خلعت دین اسلام سے مخلع ہوئے بادشاہ جمشید شاہ
بہت خوش ہوا جلسۂ جشن تازہ مہیا کیا ملکہ ہمارے مرصع پوش نے جو سنا بہت مسرور و شاد ہوئی باغ مین
صحبت عیش و نشاط اور جلسہ جشن آراستہ کرکے سبکو جوڑے دیے خلعت دیے ناچ و رنگ و ناو نوش کا سامان مہیا ہوا

دو کلمے داستان شجاعت نشان رستم زمان علم شاہ رومی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی نواے ساقی مہ جبین
سبب تو بتا ساقی روزگار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
تصور ہی اُس مہر کا ہر گھڑی
اُسی گل کی ہی سر بسر مجھکو تاک

پلا ساغر بادہ ہی دلحزین
تلاطم ہی یون آج کل آشکار
مدد کر مدد کر خدا کے لئیے
ہی اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
اُسی جستجو مین اڑاتا ہون خاک

تصور ہی خورشید کے نور کا
وہ مینو نفس ہی ساقیا اسطرف
ارے ساقی بیخبر تند خو
یہ ہی میکدہ مین غم و ہم کا جوش
جہان تیرہ و تار ہی اے سحر

پلا جام صہباے انگور کا
جو ہی صاحب شان اور ذی شرف
مجھے دی مئے ناب جام و سبو
کہ بے اُسکے بیکار ہی نا و نوش
وہ خورشید رو جلوہ آئے نظر

غزل بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

اُتار دن مثل پری آفتاب شیشے مین
کہینگی مست قناعت ہی تجھکو بادہ فروش
عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے

ابھی تو صورت فوارہ گردن مینا
اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
بتاے رکھتے مین ساقی اگر دیا چاہے
عوض شراب کے رکھے خضاب شیشے مین

بیت سخن ساز کہ معنے ساز کردہ ✣ سخن را چنین آغاز کردہ ✣ سیاحان منازل مصیبت و آلام

دو دشت نوردان صعوبت و الم انجام دمجروحان خاطر مصیبت ماثر اس داستان حیرت بیان کو یون زیر قلم شجاعت رقم کرتے ہین کہ جب اُس تلاطم دریاے ناگہانی و آفت آسمانی مین صورت حباب گرداب بلا سے پریشان ہوئے اور یاقوت شاہ لشکر کفار لیکر تلوار چلنے لگی سب سردار زخمدار ہو ہو کر نکل گئے رستم زمان علم شاہ نوجوان کو حالت زخمداری مین مرکب باد رفتار لیکر صحراے پر آشوب کیطرف لے نکلا علمشاہ بیہوش گردن مرکب سے لپٹ گئے رات بھر گھوڑے نے بادیہ پیمائی کی صبح اُسکو ایک صحراے سبزہ زار مین ہوئی وہ صحراے سبزہ زار قریب شہر آہن حصار کے تھا وہان ایک مقام پر گھانس چرنے لگا بعد اُسکے ایک چشمے پر گر پانی پیا پھر چرے جو ہی علمشاہ نوجوان پشت زین سے عالم بیہوشی مین زمین پر گرے جسوقت ہواے صحراے سبزہ زار نے فرحت دل دردمند کو دی اور خوشبوے گل خودرو نے مشام روح کو تازگی بخشی غش سے آنکھین کھول دین ہوش مین آئے اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ سر چشمہ آب شفاف پر آئے پہلے زخم کو اپنے ہاتھ سے دھوکر رومال سے پونچھا اور زخم کو خشک کیا بعد اُسکے بڑی بڑی چینیو ٹے درختون کی جڑ سے پکڑے اور زخم پر لگا کے ٹانکے دیے اور اوپر سے کس کر باندھ دیا پھر مرکب پر سوار ہو کر چلے آتے آتے شہر آہن حصار مین داخل ہوئے دیکھا کہ شہر خوب آباد ہی رعایا دل شاد ہی کمال زیب و زینت اور رونق شہر مین ہی پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور بادشاہ یہان کا کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کا نام آہن حصار ہی اور حاکم یہان کا بچہ رو ئین تن ہی مگر بالفعل وہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی مدد کو گیا ہوا ہی اب بھائی بچہ رو ئین تن کا کہ نام اُسکا ملک جدید ہی وہ اُسکے قائم مقام کل حکومت پر حکمران ہی علمشاہ رومی یہ سب حال دریافت کرکے کاروانسرا مین داخل ہوئے بھٹیارے کو ایک اشرفی دی اور کہا کہ ہمارے واسطے کھانا بہت عمدہ تیار کر اور گھوڑے کے لیے دانہ گھانس مہیا ہو اور ایک جراح کو جلد بلا لا کہ ہمارے زخم کا علاج کرے اُسنے پوچھا پیر و مرشد یہ زخمی آپ کہان ہوئے علمشاہ نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاقون نے تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور مجھے زخمی کیا اُسی حالت زخمداری مین گھوڑا مجھے لیکر ادھر نکل آیا یہ سنکے بھٹیار فوراً جراح کو بلا لایا جراح نے زخم کو دیکھکر بہی مرہم کی چڑھائی ایک ہفتہ بھر مین علمشاہ نے زخمداری سے نجات پائی غسل صحت کیا ایکدن صبح کو علمشاہ رومی شہر کی سیر کو

نکلے دیکھا کہ خلایق ایک طرف کو چلی جاتی ہی غول کے غول غٹ کے غٹ پڑے دوڑتے ہین علمشاہ نے دریافت
کیا کہ یہ لوگ کہان جاتے ہین کیا کوئی کہین تماشا ہوتا ہی یا آج اس شہر مین کسی قسم کا میلہ ہی لوگون نے بیان
کیا کہ اب جو اس شہر کا حاکم ملک جدید ہی اسکی ایک بیٹی نہایت حسین مہ جبین مہر تمکین نازنین خوبصورت
پری پیکر حور وش گلعذار سیم تن غنچہ دہن سرو قد ہزارون مین ایک ہی اور نام اسکا ملکہ زر مہر ہی شہرۂ حسن و جمال
سنکر عشق مین مبتلا ہوکر دور دور سے آتے ہین مگر وصل سے اسکے ناکام رہجاتے ہین ملکہ زر مہر کی ایک شرط
ہی جو اسکی شرط کو بجا لائے وہ اسکے وصل سے کامیاب ہو علمشاہ نے پوچھا اے بھائی اسکی شرط کیا ہی ان سب نے
کہا ملکۂ زر مہر یہ کہتی ہی کہ جو کوئی نقابدار سیاہ پوش پر غالب ہووے وہ جوان میرے وصل کا طالب ہو لیکن آجتک کسی
نے اس سے مقابلہ کیا کوئی اس نقابدار سیاہ پوش پر غالب نہ آیا گوہر مقصود قلزم عشق سے ہاتھ نہ لگا اے جوان
آج وہی روز ہی کہ ایک بادشاہزادہ کسیطرف سے آیا ہوا ہی عشق ملکۂ زر مہر مین مبتلا ہی آج اس شہزادے کا نقابدار
سیاہ پوش سے مقابلہ ہی یہ لوگ سب کے سب اسکی لڑائی کا تماشا دیکھنے کو جاتے ہین علمشاہ رومی نے
کہا کیون بھائیو ہم بھی چلین تماشا دیکھنے کو ان لوگون نے کہا چلیے کسیکی مناہی نہین جلسۂ عام ہی قابل دید تماشا
عجیب ہی یہ سنکے علمشاہ نوجوان بصد عز و شان ان سکے ساتھ ہوئے جب معرکۂ امتحان مین پہونچے علمشاہ
نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک قصر نہایت خوشنما و رفیع ہی اس قصر عالیشان مین ملک جدید
بیٹھا ہی اور دختر نیک اختر اسکی ملکۂ زر مہر پہلو مین مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہی اور گرد اسکے سات سو
خواصین در در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غرق لباسہاے پر تکلف پہنے اپنے عہدون پر موجود ہین مگر متوجہ
معرکہ آرائی دیکھنے پر ہین اور تمام خلایق ادنی و اعلے خرد و کلان جمع ہین گویا عیش باغ کے میلے کا سامان ہی لیکن
اسکے سب تماشائی معرکہ آرائی نقابدار و شہزادۂ نامدار کا دیکھتے ہین مگر دیدۂ دل ملکہ کیطرف ہین عجب کیفیت ہی
یکایک علمشاہ نوجوان نے دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش سامنے سے پیدا ہو گھوڑا اڑاتا ہوا اس
مجمع عام کے بیچ مین سے میدان وسیع مین آیا اور نیزہ تول کر آواز دی کہ کون اجل رسیدہ گریبان دریدہ عاشق
زار ملکۂ زر مہر تاجدار ہی اور کون خواہان وصل یار گلعذار ہی سامنے میرے آکے اور مقابلہ کرے علمشاہ کھڑے
ہوئے بغور دیکھ رہے ہین کہ ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت صاحب حسن و جمال شان و شوکت مین بیمثال
کوئی بیس برس کا سن و سال مرکب پری پیکر پر سوار سامنے نقابدار کے مجمع عام سے نکل کے آیا اور للکارا
کہ او نقابدار سیاہ پوش کیا جوش و خروش کرتا ہی مین آیا دیکھ تو کیسا زیر کرتا ہون کہ تو بھی یاد کرے نقابدار
پکارا کہ اے جوان کیون ناحق اژدر قضا مین قدم رکھتا ہی اپنے ارادے سے باز آ وصال ملکہ سے ہاتھ اٹھا اس
جوان نے کہا کہ عشق معشوق جو لقا مجھکو اس ارادے سے باز نہین رہنے دیتا ولولۂ دل محبت منزل آمادۂ جانبازی ہی
اب جو کچھ ہو شعر قدم جب عشق مین دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین + متاع جان کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہین
دیگر گستہ ہوتا ہی ہمین نقش قدم پر اسکے کوچۂ یار کو ہم پہلے ہی مقتل سمجھے + یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش
نے کہا تجھے اختیار ہی اسواسطے ہمنے سمجھا دیا اچھا آ پہلے مجھسے چوگان بازی کر یہ سنکے وہ جوان مصروف چوگان بازی
ہوا ہر چند جد و جہد کی مگر نقابدار سیاہ پوش بہت ذی ہوش تھا گوے آہن نہ لگا بعد اسکے نیزہ بازی
ہوئی چند طعنین نیزے کی رد کر کے نقابدار نے نیزہ جوان رعنا کو ہوائی کر دیا اب نوبت شمشیر زنی کے آئی اس
جوان حسین نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار پر تلوار کو روکا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالکے جھٹکا دیا تلوار اس

جوان کے ہاتھ سے نکل گئی نقابدار تلوارین دونون پھینک کر لپٹ پڑا اُس جوان نے بھی ہاتھ دونون نقابدار
کی گردن مین ڈالدیے آخرکار دونون پشت مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین پہر کامل زور ہوا اُسنے پیچ باندھا
اسنے توڑ کیا اسنے پیچ کیا اسنے توڑ کیا اسیطرح بعد تین پہر کے نقابدار نے لنگر اُس جوان نازنین کا اُکھیڑا اور اُٹھا کے زمین
پر مارا زیر کرتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر چاہتا ہی کہ اُس جوان شوکت نشان کو ذبح کرے بس دیکھتے
ہی علمشاہ رومی بیتاب ہوگئے اُس جوان کے حسن وجمال اور کمسنی پر ترس آگیا دلمین کہا ای علمشاہ یہ جوان ناحق
قتل ہوتا ہی اسے بچانا چاہیئے فوراً للکارے کہ او نقابدار تیرہ درون خبردار اس جوان کو قتل نہ کرنا اگر تونے اسکو
ذرا بھی زخمی کیا تو مین تیرا کام تمام کرونگا نقابدار سیاہ پوش نے جو پھیر کر دیکھا کہ مہر طلعت ماہ صورت سنان
شاہانہ آشکار شوکت خسروانہ چہرے سے نمودار مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہی نقابدار اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ تو کون ہی جو اسکی جانبداری اور حمایت کرتا ہی علمشاہ نے فرمایا او ظالم مجھکو اسکی جوانی
اور کمسنی اور حسن وجمال پر رحم آیا مجھسے اسکا قتل ہونا دیکھا نہ گیا پس بہتر یہ ہی تو اسکی خونریزی سے باز آ نہین تو مین
تجھے قتل کرونگا نقابدار سیاہ پوش یہ سنکر بہت ہنسا اور پکار کر کہا کہ خوب این گل دیگر شگفت تو نے تو
مجھکو قتل کیا ارے او اجل رسیدہ کیا تیری بھی شامت آئی ہی تو بیکار جان دیتا ہی تجھے اس قصہ سے کیا کام ہی
اور مجھپر تو کسکی کیا تاب وطاقت ہی جو غالب آئے علمشاہ نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ ہو تو حال کھلے یہ لن ترانی اور
یہ لاف وگزاف تو سب بھول جلے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا آئی ہی خیر اچھا لے
آ تجھکو اور اُسکو دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا یہ کہکر وہین چوگان بازی شروع کی نقابدار گو علمشاہ سے نکال لیگیا
پھر نیزہ بازی ہوئی ستر طعنون کے بعد علمشاہ کا نیزہ بھی نقابدار سیاہ پوش نے ہوائی کردیا علمشاہ نے تلوار
کھینچی شمشیر زنی کی بھی برابر چوٹین خالی نکل گئین علمشاہ نقابدار سے عہدہ بر نہو سکے آخرکار نوبت کشتی کی آئی
دو روز کامل زور ہوا کیے علمشاہ نے جو پیچ باندھا وہ توڑ کرکے نکل گیا لنگر نقابدار کا علمشاہ سے نہ اُٹھ سکا گویا
زمین نے پانون نقابدار سیاہ پوش کے پکڑ لیے آخر کو نقابدار سیاہ پوش نے علمشاہ کو زیر کیا اور مشکین
باندھین علمشاہ دلمین اپنے سمجھ گئے یہ کوئی ساحر زبردست ہی جو مین اسپر غالب نہ آسکا جب نقابدار نے
علمشاہ کو گرفتار کیا ملک جدید نے پکار کر کہا کہ یہ شخص بیخطا ہی قتل نہ کرنا دونون کو گرفتار مسلسل بغل وزنجیر کرکے زندانخانے
مین قید کرو پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر لوگون نے اُس جوان کو اور علمشاہ کو علیحدہ علیحدہ زندان خانہ مین قید کیا علمشاہ
نہایت اداس اور پریشان کمال مضطر وحیران زندانمین بیٹھے کہ دو پہر رات سے گئے دروازہ زندان کا کھلا علمشاہ
نے مڑکے دیکھا کہ ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چہرہ مثل ماہ شب چاردہ کے روشن سامنے سے آئی تاریکی
زندان اُسکے حسن وجمال سے دور ہوگئی زندانمین دن کے مانند روشنی ہوئی وہ نازنین آکر علمشاہ کے پاس بیٹھ
گئی اور محبت سے دونون ہاتھ گردن مین حمائل کیے اور کہا ای عزیز جان مشتاق محبت والفت تیری بیقرار کرکے
یہان لے آئی ہی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کیا تو انسان فخر حسینان جہان ہی اور
وہ تو دیو اور سحر ساز زبردست ہی نام اُسکا دلو جلاّد جادو ہی وہ تو پیار سے محبت سے باہین گردن مین ڈالے
باتین کیا کی یہان علمشاہ بھی اُسکے دلدادہ و فریفتہ ہونے بوس وکنار ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے اُس نازنین
نے کہا کہ تو اپنا نام ونشان بتا کہ تو کون ہی علمشاہ نے کہا کہ مین فرزند رشید وجگر گوشہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا رستم شکوہ علمشاہ رومی ہی لشکر اسلام سے زخمی ہوکر

ادھر نکل آیا تھا اس نقابدار سیاہ پوش کی کیا تاب وطاقت جو مجھکو زیر کرتا مگر اسکے ساحر ہونے کا حال نہ معلوم
تھا ورنہ مین اُسکو کب زندہ چھوڑتا خیر اب تو پھنس گئے دھوکا کھایا گرفتار ہو گیا مگر انشاء اللہ پروردگار قادر و توانا ہے
یہ مردود کہان جاتا ہے کوئی سامان کبھی تو پروردگار عالم مہیا کریگا پھر دیکھا جائیگا اب تو اپنا نام و نشان بتلا کہ تو کون ہے
اور کہان سے آئی ہے اُس نازنین نے کہا اے شہریار مین چھوٹی بیٹی ہون بادشاہ ملک جدید کی نام میرا زر چہر ہے مین
بھی کل اس قصر مین اپنی بہن زر مہر کے پاس بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی جب تم گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتے ہوئے نقابدار
سیاہ پوش سے مقابلہ کو آئے تمہارا حسن و جمال دیکھکر مین عاشق و شیدا ہوئی جب تم گرفتار اُسکے ہاتھ سے
ہوئے مجھکو نہایت صدمہ و الم ہوا جب تم زندان خانہ مین بھیجے گئے مجھکو تمسے ملنے کا آسرا ہوا اسوقت بہ تدبیر کامل
مین تم تک پہونچی ہون یہ کہکے ایک پرچہ دیا اور کہا کہ اسپر جو دعا لکھی ہے اُسے تم نور وزیر پڑھو کہ اس دعا کی برکت سے
تمہارے پاس ایک دیو سفید آئیگا جو کچھ تم اُس سے کہوگے وہ حکم تمہارا بجا لائیگا وہ دعا کا پرچہ علمشاہ نے لیلیا اور
ملکہ زر چہر چلی گئی مگر اتنا کہتی گئی کہ اے شہریار ذرا اپنے عاشق کو نہ فراموش کرنا بعد اُس نازنین کے جانے کے علمشاہ
وہ دعا پڑھنے لگے اسیوقت ایک دیو سفید رنگ آکے حاضر ہوا اور با ادب سلام کیا دست بستہ کھڑے ہو کر عرض
کیا کہ غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے حضور نے کیون یاد فرمایا ہے علمشاہ نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ دیو جلاد جادو کو مارون
اور زیر کرون اُس دیو سفید نے عرض کیا کہ غلام بھی ایک مشکل سخت مین گرفتار ہے اگر حضور میری مشکل کو حل کرین تو مین
دیو جلاد جادو کے قتل کرنے کی تدبیر بتادون علمشاہ نے فرمایا کہ پہلے تو اپنی حاجت کو بیان کر اُس دیو نے کہا کہ مین
ایک صندوق سد استقافیل سے لیے ہوئے آتا تھا کہ باغ مین سہراب شاہ کے پہونچا خیال مین آیا کہ یہان بیٹھکر
کچھ کھالی لون صندوق زمین پر رکھدیا مین گلگشت باغ مین مصروف ہو کر کچھ انار وغیرہ توڑ توڑ کر کھانے لگا یکایک ملک
سہراب شاہ وہان آگیا اُسنے اپنے ملازمون سے وہ صندوق اُٹھوا کر قبضہ مین کیا مین نے جو دور سے دیکھا دوڑا مجھکو
سہراب شاہ پر نہایت غصہ آیا للکار کر اُسپر جا پڑا وہ بھی بہت طاقتدار ہے لپٹ پڑا مجھسے اور اُس سے کشتی
ہونے لگی بڑی دیر تک سہراب شاہ سے زور ہوا کیا جب مین نے دیکھا کہ اب میرا زور گھٹا اور سہراب شاہ
غالب ہوا چاہتا ہے زیر کرکے مار ڈالیگا مین ڈر کے مارے اپنے تئین چھڑا کر سہراب شاہ سے بھاگا آجتک
اُدھر کا خوف سے رخ نہین کیا اگر آپ وہ میرا صندوق مجھکو سہراب شاہ سے دلوا دیجیے تو پھر مین آپ کو دیو جلاد
کے قتل کرنے کی تدبیر بتادون علمشاہ نے پوچھا کہ سہراب شاہ کس شہر مین رہتا ہے دیو سفید نے عرض
کی کہ شہر سہرابیہ مین یہان سے بہت قریب ہے چہار طرف اُس شہر کے دریا جاری ہین اور صحرا نہایت
سبزہ زار ہے وہان سہراب شاہ حکومت و بادشاہت کرتا ہے علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے وہان لیچل مین
تجھکو صندوق دلوا دونگا دیو سفید نے کہا کہ مین سہراب شاہ کے سامنے نجاؤنگا علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے
بالاے بام قصر سہراب شاہ اُتار دیجیو پھر مین سمجھ لونگا دیو سفید نے یہ سُنکے علمشاہ رومی کو اپنے کاندھے
پر بٹھا کر روانہ ہوا پہر بھر مین بالاے ہوا اُڑتا ہوا قصر سہراب شاہ پر پہونچا بام قصر پر علمشاہ کو اُسنے اُتار دیا
اور آپ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا علمشاہ رومی زیر بام قصر اُتر کر آئے دیکھا کہ سہراب شاہ
تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام سردار گرد دربار مین جمع ہین جب علمشاہ رومی سامنے سہراب شاہ کے پہونچے
سہراب شاہ کی نگاہ علمشاہ پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہوا چہرہ نورانی
مثل خورشید تابان پیشانی صورت بدر کامل شان و شوکت چہرے سے ہویدا رعب و جلالت پیدا سہراب شاہ

حیران ہوا کہ یہ کون ہے اور یہان کیونکر آیا بغور دیکھنے لگا جب علمشاہ قریب آئے سہراب شاہ نے پوچھا کہ
تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور یہان تیرا گذر کیونکر ہوا علمشاہ نے باواز بلند پکار کر کہا مین فرشتہ قدرت
زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا ہون بحکم خداوند لقا مین جہان چاہتا ہون چلا جاتا ہون مجھے کسیکی اجازت
طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے اسوقت مجھکو خداوند لقا زمرد شاہ باختری نے بھیجا ہے کہ وہ جو صندوق تو نے
دیو سفید سے چھین لیا ہے میرے پاس بھیجدے سہراب شاہ نے نام خداوند لقا زبانی فرشتہ قدرت
کے سنا یقین کامل ہوا کہ یہ بیشک فرشتہ قدرت ہے فوراً تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑا ہوا تعظیم و تکریم کے بعد فرشتہ قدرت
لقا کو اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا اسباب دعوت برائے فرشتہ قدرت
مہیا کیا زمرد شاہ باختری کا حال پوچھنے لگا علمشاہ نے بھی کچھ کہا کچھ نہ کہا تھا کہ اس اثنا مین انتروت جادو مان
گلنوم جادو اور امہات جادو کی آئی اور وہ سہراب شاہ پر عاشق و فریفتہ ہے علمشاہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا
پہلے سہراب شاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے سہراب شاہ نے کہا کہ یہ فرشتہ قدرت خداوند لقا زمرد شاہ
باختری ہے وہ جو صندوق مین نے دیو سفید سے چھینا تھا اُسکے یہ لینے آیا ہے انتروت جادو نے کہا اے بھولے بادشاہ
کچھ تو احمق ہو گیا ہے تو اسکو کیا جانتے ہین اسے خوب پہچانتی ہون یہ فرزند رشید حمزہ صاحبقران زمان ہے یہ کبھی فرشتہ
قدرت زمرد شاہ باختری نہین ہے میری دونون بیٹیون گلنوم جادو اور امہات جادو نے جا کر لشکر خدا پرستان
پر سحر کیا تھا برف باری سحر سے بہت دنون تک کی ادھر جبرئیل قدرت خداوند لقا یاقوت شاہ فوج لیکر خدا پرستون
پر آ پڑا تمام خدا پرست تباہ و برباد ہوگئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اسی تباہی مین نکل کر اسطرف چلا آیا ہے یہ کہکر علمشاہ
سے انتروت جادو مخاطب ہوئی کہا کیون اے پسر حمزہ سچ بتا تو یہان کیونکر آیا ہے اور مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑتی
ہون تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر چاہتی تھی کہ سحر کرے مگر علمشاہ رومی بھی تو ماشاء اللہ بہت فہمیدہ
اور ذو العقل ہین جیسے ہی یہ آئی تھی اسیوقت علمشاہ رومی دست بقبضہ ہو بیٹھے تھے معاً اس کلام انتروت
جادو کے تیغ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا سر پر انتروت جادو کے پڑا اسفل تک کاٹتا ہوا آر پار ہو پر کالے اس ساحرہ کے
ہو کر گرے فوراً وہ بلا ہی سوئے سقر جہنم ہوئی سیاہ آندھی اٹھی ہوائے تند چلی تلاطم مثل طوفان سمندر کے برپا ہوا
پیرون نے اُسکے شور و غل مچایا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی رفع ہوئی پر کالہ ہائے لاش ساحرہ سے ایک صدائے
مہیب آئی کشتی مرا نام من انتروت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب بخود نرسیدیم اس ساحرہ
فاحشہ کے قتل ہوتے ہی سہراب شاہ نے سرداروں کو حکم کیا کہ اس خدا پرست کو مار لو جانے نہ دو کفار ہجوم
کر کے چارطرف آئے علمشاہ رومی نے نعرہ کیا کہ در بار لرزنے لگا نعرہ علمشاہ منم رستم پیلتن و پیل کن کشندہ
دو پیل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی یعنے شہر علمشاہ رومی است فیل زور معرکہ بر تخت مرزوق افگندہ شورہ
بس نعرہ کرتے ہی سہراب شاہ پر جا پڑے مگر کفار بیچ مین آگر حائل ہوگئے علمشاہ سہراب شاہ تک
نہ پہونچ سکے کارزار ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی ایوان شاہی مین کشتون کے ڈھیر ہوگئے سرون
کے انبار لگ گئے علمشاہ رومی تلوارین مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر آئے دیکھا وہان اور زیادہ کفار کا
ہجوم ہے وہان وہ تلوار چلی کہ بنہ بذات خدا کفار کے دانتون پسینہ آگیا جسکو علمشاہ رومی نے ہاتھ تیغ کپتان
فرنگی کا مارا دو ٹکڑے ہو کر فی النار و السقر ہوا سہراب شاہ تخت پر سوار ہو کر پکارتا پھرتا ہے فوج کو للکار رہا ہے ارے تم
کیسے جانباز ہو ایک متنفس کو گرفتار نہین کر سکتے چہار طرف بھاگتے پھرتے ہو غرض کہ اسیطرح گھمسان کی لڑائی دو پہر کامل

رہی علمشاہ رومی لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر تخت سہراب شاہ کے پہونچے للکار کر پکارے
کہ او کافر خاسر خبردار آگے تخت نہ بڑھانا مین آپہونچا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون سہراب شاہ یہ سنکر
غصہ ہوا تلوار کھینچ کر ہاتھ مارا علمشاہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تلوار سہراب شاہ کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور فرمایا کہ او کافر اسیمین بہتری ہے کہ دین اسلام قبول کر نقابیر اور اسکی پرستارون پر
لعنت کر نہین تو مارتا ہون کہ ابھی تو ناپاک پیوند خاک ہوتا ہے سہراب شاہ از سر صدق مسلمان ہوا کلمہ طیبہ پڑھکر
دین اسلام قبول کیا اور پکار کر آواز دی کہ خبردار اب کوئی اس شہریار سے نہ لڑے مین تمام حلقہ بگوش اس شہریار
ذوالفقار کا ہون فرمانبرداری انکی قبول کی اسلام لایا اسیوقت تمام لشکر کفار نے تلوارون کو میان مین کیا اور
سب کے سب مسلمان ہوئے سہراب شاہ کو علمشاہ نے چھوڑ کر تخت پر بٹھا دیا سہراب شاہ علمشاہ
رومی کو بڑے اعزاز و اکرام سے ایوان شاہی مین لایا اور دعوت و ضیافت نہایت تزک اور بڑی دھوم سے
کی رات بھر جلسہ عیش و نشاط راگ رنگ اور دورہ شراب و کباب مین سب کے سب مصروف رہے صبح کو علمشاہ
نوجوان نے فرمایا کہ ای سہراب شاہ لاؤ وہ صندوق کہان ہے سہراب شاہ نے وہ صندوق ملازمان
دربار سے منگوا کر پیشکش علمشاہ کیا علمشاہ نے دیو سفید کو بلا کر صندوق دیدیا اور کہا کیون ای دیو سفید
پہچان لے یہی صندوق ہے اسنے عرض کیا کہ حضور یہی صندوق ہے علمشاہ نے کہا کہ اس صندوق کو کھولو مین دیکھون
تو اسمین کیا چیز بند ہے اس دیو سفید نے وہ صندوق کھولا دیکھا کہ اسمین ایک پریزاد نہایت حسین و خوبصورت
مثل ماہ تابان بیٹھی ہے گویا برج مین بدر کامل جلوہ گر ہے دیو سفید نے عرض کیا کہ ای شہریار مین اسیر عاشق و فریفتہ ہون یہ
مجھپر دلدادہ و شیفتہ ہے علمشاہ نے فرمایا جاؤ چین کرو تم دونو مزے اڑاؤ مگر دیو جلاد جادو کے قتل کی تدبیر بتلاؤ
اس پریزاد نے اس صندوقچہ مین سے ایک تلوار نکال کر دی کہا کہ اس تلوار سے اسکو قتل کیجیے گا اور دیو سفید
نے عرض کیا ای شہریار وہ جو اسم اعظم آپ کو یاد ہے جسکے باعث سے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اطاعت
و فرمانبرداری حضور کی مین نے قبول کی یہ اسی اسم اعظم کی برکت ہے آپ اسی اسم اعظم کو پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیجیے گا
دیو جلاد جادو کا سحر مطلق اثر نکریگا علمشاہ نے دیو سفید کو رخصت کیا دیو سفید اس پریزاد کو اسی صندوق
مین بند کر کے آداب بجا لایا اور صندوق لیکر راہی ہوا علمشاہ نے کہا ای سہراب شاہ اب مین شہر
آہن حصار کو جاؤنگا اور سہراب شاہ سے تمام کیفیت اپنے گرفتار ہو جانے کی اور مدد سے ملکہ زرچہر
دختر ملک جدید کی رہائی پانیکی بیان کی سہراب شاہ نے کہا ای شہریار مین آپ کے ہمراہ رکاب سعادت
انتساب چلونگا علمشاہ رومی ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار جرار کے طرف آہن حصار
کے روانہ ہوئے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو ملک جدید کو خبر ہوئی کہ وہ شخص جو اس جوان کیطرف سے نقابدار
سیاہ پوش سے لڑا تھا زندان خانہ سے غائب ہو گیا دروازہ زندان خانہ کا کھلا ہوا ہے ہتھکڑیان بیڑیان
سب وہین ٹوٹی پڑی ہین ملک جدید نے ملازمان شاہی سے کہا کہ جلد دریافت کرو کہ کون اسکا دوست
تھا جو اسکو چھڑا کر لیگیا لوگون نے بہت بہت کوشش و جستجو کی مگر مطلق سراغ نہ لگا ملکہ زرچہر حیران تھی کہ وہ
دیو سفید اسکو کہان لیگیا کیا ماجرا ہوا غرض کہ بعد چند روز کے خبردارون نے خبر دی کہ وہی جوان شجاع خونریز انجام
سے غائب ہو گیا ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے لشکر جرار کی جمعیت سے آتا ہے دروازہ شہر پناہ پر خیمے
استادہ کیے ہین ملک جدید نے سنکر کہا خیر سمجھا جائیگا مگر علمشاہ رومی نے ملک جدید سے کہلا بھیجا کہ

کل ہم اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کرینگے میدان رزمگاہ تیار کر رکھنا ملک جدید نے دوسرے دن
شہر مین منادی کرائی کہ آج اُسی شخص سے پھر مقابلہ نقابدار سیاہ پوش سے ہے جسکو اُس روز نقابدار نے زیر کیا
تھا اور تیاری میدان جنگاہ کا حکم دیا بموجب مشتہر ہونے خبر کے تمام خلایق جوق جوق گروہ گروہ تماشے کو جمع ہوئی
وہی سب سامان مُہیّا ہوا ملک جدید اور ملکہ زرمہر اور ملکہ زرچہر مع خواصان مرصع پوش اُسی قصر عالیشان
پر آکے بیٹھین اُدھر علمشاہ رومی مسلح و مکمل ہوکر اور وہی اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر چلے
اور ملک سہراب شاہ مع سواران جرّار ہمراہ رکاب سعادت مآب اکتساب ہو بصد جلال و حشم و شوکت و خدم
میدان رزمگاہ مین ایک طرف کو اپنی فوج جرّار لیکر جلوہ آرا ہوئے کہ یکایک دیکھا نقابدار سیاہ پوش بصد جوش
و خروش مرکب مشکی پر سوار سامنے آیا اور للکارا کہ کہان ہے وہ اجل رسیدہ جو مجھسے مقابلہ کو آیا ہے علمشاہ
نوجوان فوراً مرکب خوش رفتار کو جھپکا کر اپنے ہمراہیون کے غول سے نکلے اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام میدان لرزنے
لگا اور کہا کہ منم علمشاہ رستم پیلتن و پیلافگن کشندہ و دبل ہندی و کشندہ کپتیان فرنگی یعنی شعر علمشاہ رومی نخبہ فیل زور
کہ بخت مرزوق افگندہ شورہ او تیرہ روزگار مین تیری جان سخت کا دشمن ہون او سیاہ رو تیری روح نجس کے
قبض کرنے کو مین مثل ملک الموت کے ہون دیکھ تیرے سر پر قضا کھیلتی ہے جام حیات تیرا لبریز ہوا آتشکدہ
ابدی مین تجھکو بھیجتا ہون نقابدار نے پہچانا اور کہا کہ ارے تو تو ایکمبار مجھسے مقابلہ کرچکا ہے مین نے تجھکو زیر کیا تھا اب
پھر تو آیا ہے کیون بیحیائی اختیار کی ہے جان عزیز کو غنیمت جان میرے سامنے نہ آ علمشاہ نے کہا وہ وقت گذر گیا
آج تجھکو معلوم ہوجائیگا سارا غرور تیرا اور لاف زنی اسفل کیطرف سے نکل جائیگی آج مین کب تجھکو زندہ چھوڑتا
ہون شعر اگلی باتون کا یاد کیا لانا + اب دکھا مجھکو جوہر ذاتی ٭ یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نے تاؤ پیچ
کھا کر چوگان ہاتھ مین لیا اور کہا کہ آ پہلے چوگان بازی کے ہنر دکھا علمشاہ رومی نے فرمایا بسم اللہ اُدھر تو نقابدار
چوگان بازی مین مصروف ہوا اُدھر علمشاہ نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا دو چار ہاتھ مین یہ برکت اسم اعظم علمشاہ
گو اُسنے نکال لیگئے نقابدار سیاہ پوش کو کمال حیرت ہوئی جھنجھلا کے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا علمشاہ نے اسم
اعظم پڑھ کے دم کیا اور نیزہ بازی مین مصروف ہوئے ستر طعن علمشاہ نے نقابدار سیاہ پوش کی رد کردین آخرکار
نیزہ اُسکا ہوائی کیا نقابدار اور زیادہ حیران ہوا اور دلمین کہا کہ تو تو روئین تن آہنی بدن ہے یہ تیر اکیا کر سکتا ہے یہ سوچ کر
تلوار کھینچی علمشاہ نے بھی وہی شمشیر آبدار جو معشوقہ دیو سفید یعنی پریزاد نے دی تھی علم کی نقابدار نے تلوار ماری
علمشاہ نے پشت شمشیر پر روکی فوراً اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور ہاتھ شمشیر آبدار روئین شگاف کا نہایت صفائی سے
بڑھ کر لگایا نقابدار نے بائین ہاتھ سے سپر چہرے پر لایا گویا ابر سیاہ نے کوہ سیاہ کو دبایا پھل شمشیر آبدار کا سپر کو چمکتا تہ قامت
منحوس پر معلوم ہوا پھر جو پلک جھپکنے کے بعد دیکھا برق غضب قہار کے مانند ریز تنگ مرکب مشکی شمشیر سڑپ کر نکل آئی
برابر سے اُس کافر خاسر کے دو ٹکڑے تھے علمشاہ رومی نے نعرہ تکبیر کرکے قبضہ شمشیر جو پیچکان کو چوم لیا بس ایک شور
و غل برپا ہوا اُس ساحر کے پیر اپنے سر پیٹنے لگے آندھی سیاہ چہار طرف سے اُٹھی نہ تیرہ و تار ہوگیا تلاطم عظیم مثل
طوفان فوج کے اُس بحر جنگاہ مین اُٹھا ہر شخص خایف و ہراسان ہوا بعد عرصہ بعید کے تاریکی رفع ہوئی روشنی
ہوگئی شور و غل موقوف ہوا تلاطم ہر طرف ہوگیا آواز مہیب پیدا ہوئی کہتی ہرامن دیو جلاد جادو بود افسوس مردیم
و جہان دادیم بمطلب خود نرسیدیم دیکھا سب نے کہ رستم زمان شہزادہ علمشاہ نوجوان با شمشیر برہنہ مرکب پر نشستہ
پر جلوہ گر ہے اور ایک ہزار گز بختہ طولانی اُس دیو جلاد جادو کے دو پر کالے سامنے پڑے ہین اور خونکا دریا یہان سے

وہان تک جاری ہی ملک جدید قصر عالیشان سے اُترکر دوڑا اور آسکے علمشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا
کہ پہلے حضور اپنے نام و نشان حسب و نسب عالیشان سے آگاہ کیجیے علمشاہ رومی نے فرمایا کہ فرزند رشید
جگر بند سعید امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور نام رستم زمان شہزادہ علمشاہ
رومی عالیشان ہی ملک جدید یہ سنکر از سر صدق مسلمان ہوا دین اسلام قبول کیا کلمۂ طیبہ پڑھکر پاک و طاہر ہوگیا
تمامی شہر اور لشکر کو دائرۂ اسلام مین لایا سکۂ سیم و زر نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد عالی نژاد کے جاری کیا بتخانے
شوالے دہیرے سب منہدم کرکے مسجدون کی بنا کی صدائے ناقوس ہر طرف سے بند ہوگئی تکبیر کے نعرے جابجا بلند ہونے
لگے آوازین اللہ اکبر کی چہار جانب سے آتی تھین ملک جدید شہزادہ علمشاہ نوجوان کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے بڑے
سامان و اہتمام سے تعظیم و تکریم مع فوج کرتا ہوا ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ تخت پر جلوہ فرمایے علمشاہ نے کہا کہ نہین
ہم اسکے شایان نہین ہین ہمارا فعل تاج بخشی ہی بادشاہت کرنا نہین ہی تجھکو یہ تخت و تاج مبارک رہے یہ کہکر علمشاہ
نے ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملک جدید نے صحبت عیش مہیا کی سامان
دعوت و ضیافت ہوا علمشاہ نوجوان نے فرمایا اے ملک جدید وہ شخص کہان ہی جسنے اُس روز لقا بدار سیاہ پوش
تیرہ درون نے زیر کیا تھا ملک جدید نے عرض کیا کہ زندانخانہ مین ہی علمشاہ نے کہا کہ اُس جوان کو بلواؤ اے ملک جدید
نام اُس جوان کا کیا ہی اور کہان کا باشندہ ہی ملک جدید نے کہا اے شہریار نام اُس جوان کا فرہاد ہی اور فلان شہر
کا شہزادہ ہی عشق ملکہ زرمہر مین جان شیرین اپنی دینے پر آمادہ ہوا تھا یہ کہکر حکم کیا کہ شہزادہ فرہاد کو زندانخانے سے
جلد لاؤ پھر علمشاہ رومی سے عرض کیا کہ کچھ کیفیت اپنی تو حضور ارشاد فرمائین کہ زندانخانے سے آپ کہان غائب ہوگئے
تھے اور پھر یہان کیونکر تشریف فرما ہوئے اُسوقت علمشاہ رومی نے اُس ایوان شاہی مین تخلیہ کرایا اور حال بیان
کرنے لگے زرچہر کا عاشق ہوکر زندانخانے مین آنا اور اسم اعظم اُسکا بتانا اور دیو سفید پر سوار ہوکر شہر سحر ابیہ مین
جانا اور وہان ساحرہ کو قتل کرنا اور سہراب شاہ کو دائرۂ اسلام مین لانا اور تمام شہر کو اسلام آباد کرنا اور دیو سفید کو
صندوق دلا دینا یہ سب حال ملک جدید سے بیان کیا ملک جدید سُنکر بہت خوش ہوا مثل گل غنچۂ خاطر کھل
گیا دل باغ باغ ہوا فکر سے فراغ ہوا دلمین یہی خیال کیا اور کہا اے ملک جدید پروردگار عالم نے تجھکو ایسا داماد نجیب الطرفین اعلی
حسب والا نسب صاحب شوکت و شان جری دلاور شجاع بہادر عطا کیا کہ روے زمین پر اسکے ثانی کا شاید کوئی اور ہو
شکر کر لاکھ لاکھ اُس کارساز مطلق کا یہ کہکے فلک کی جانب سجدۂ شکر کو جھک گیا جب سر سجدہ سے اُٹھایا داماد کو سینے سے
لگایا ناگاہ چوبدار نے عرض کیا کہ شہزادہ فرہاد کو لوگ زندان خانے سے لائے ہین علمشاہ نے حکم کیا لاؤ ملازم اور داروغہ
زندان خانہ شہزادہ فرہاد کو مسلسل بہ زنجیر آہن سامنے لائے اور پھر دربار اور جلسہ جشن آراستہ ہوا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے ملک سہراب شاہ بھی کرسی جواہر پر متمکن ہوا علمشاہ نے شہزادہ فرہاد کی قید آہن
حدادکو بلواکر کٹوائی اور کرسی جواہر اپنے برابر بیٹھنے کو دی شہزادہ فرہاد بھی جلوہ گر ہوا علمشاہ نے ملک جدید سے
کہا کہ اب تمکو لازم ہی کہ زرچہر کا عقد شہزادہ فرہاد کے ساتھ کردو ملک جدید نے عرض کیا کہ مین نے تو دونون بیٹیان آپ کی
کنیزی مین دین آپ کو اختیار ہی جو چاہیے کیجیے علمشاہ نے شہزادہ فرہاد سے فرمایا اگر تم دین اسلام قبول کرو اور بتون پر لعنت
کردو کلمہ پڑھو تو تمھاری شادی تمھاری معشوقہ کے ساتھ کردی جاے شہزادہ فرہاد نے عرض کیا مجھکو قبول اور منظور ہی اُسیوقت
علمشاہ نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا فرہاد نے بتون پر لعنت کی دائرۂ دین اسلام مین آیا مسلمان ہوا علمشاہ نے ملکہ زرچہر
کی شادی شہزادہ فرہاد کے ساتھ کردی اور اپنا عقد ملکہ زرمہر کے ساتھ کیا ملک جدید نے بہت بڑی خوشی کی اور سامان

جلسۂ عام کا حکم دیا تمامی شہر کو آئینہ بند کیا آراستگی دکانہاے آہن حصار کی تاکید شدید کی جوڑے خلعت اندر سے باہر بہت تقسیم کیے انعام و اکرام بٹنے لگا طرح طرح کے نکہا نے نخبت ہو کر تمام ملازمون اور شہریون اور طائفون وغیرہ کو روز تقسیم ہونے لگے بڑی دھوم دھام سے شادی علمشاہ کی ملکۂ زرمہر کے ساتھ ہوئی اور ملکۂ زرمہر کی شادی شہزادہ فرہاد کے ساتھ ہوئی مبارک سلامت کی دھوم علے العموم پڑی تمام رسوم ظہور مین آئین دولہا کو ملکۂ حدید ملکہ کے پاس محل مین اپنے ساتھ لایا دلھن کی مان نہایت مسرور و شادکام خوشی سے پھولے نہین سماتی ہی باغ تمنا مین بہار آئی گھڑی گھڑی عروس کی بلائین لیتا دولہا کے نثار ہوتا غرضکہ دن اسی جشن و شادی مین گزرا شب زفاف آئی تخلیہ ہوا دولہا دلھن چھپر کھٹ پر جلوہ افروز ہوئے ماہ کامل خیمۂ مشرق سے فوج سیارگان لیکر براے تماشاے عروس و نوشاہ فلک زنگارگون پر متجلی ہوا گیا اے شب نورانی ہمراہ بدر کامل بصد ناز و انداز معشوقانہ خرامان خرامان گلشن روزگار کی بہار دیکھنے کو چلی یہان دولہا دلھن ہم آغوش ہو کے بوس و کنار ہونے لگے مصرع سینہ بہ سینہ لب بلب بیٹھین کٹی تمام شب ❊ تا نصف اللیل جام زلال وصال دولہا دلھن نے نوش کیا شراب وصل سے خوب سیراب ہوگئے باغ تمناے مشتاقان مین بہار آئی نسیم سحر جوش جوانی نے گل آرزو کھلا دیا غنچۂ وابستۂ گلشن حسن و جمال شگفتہ ہوگیا اشعار ❊ باغ مین آمد بہار ہی آج ✦ چشم نرگس کو انتظار ہی آج ✦ آنے والا ہی اک صنوبر قد ✦ قمریونکا یہ غل ہزار ہی آج ✦ چشم نرگس بھی وا ہی گلشن مین ✦ کسی گلرو کا انتظار ہی آج ✦ ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چلتی ہی ✦ گلشن نظم پر بہار ہی آج ✦ الغرض دختر ملک حدید ملکۂ زرمہر کے یہان آسی رات کو ماہ شب چاردہ نے برج حمل مین جلوہ گری کی بحر حسن و جمال کی صدف آرزو مین گوہر بے بہاے مقصود نے قیام کیا چنانچہ بعد انقضاے مدت حمل ملکۂ زرمہر کے شہزادہ عالی تبار صاحب عز و وقار شجاع و نامدار پیدا ہوا کہ جسکا ذکر بعل نامے مین گذارش کیا جائیگا اور اسم مبارک نام نامی بھی صاحبزادہ گرامی قدر کا عرض کیا جائیگا القصہ بعد چندے کے شہزادہ فرہاد علمشاہ عالی نژاد سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو راہی ہوا باپ اُس شہزادے کا فرخ مجوق تھا اُسکو بھی شہزادہ فرہاد نے ہزار ہزار صفت و ثنا دین اسلام کی کر کے مسلمان کیا اور تمام شہر کو اپنے اسلام آباد کیا مسجدین بنوائین بتخانے تُڑوا ڈالے بعد اُسکے اپنے باپ فرخ مجوق کو ہمراہ لیکر شہزادہ فرہاد پھر خدمت فیض درجت شہزادہ علمشاہ رومی مین آکر حاضر ہوا علمشاہ نے مع شہزادہ فرہاد و فرخ مجوق و سہراب شاہ وغیرہ شہر آہن حصار مین رہنا اختیار کیا اور ہرکارے چہار طرف براے خبرگیری شہزادہ قاسم عالیشان و شہزادہ بدیع الزمان وغیرہ روانہ کیے

دو کلمہ داستان فرحت نشان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادہ سبے ربا ✦ ترے دور مین غدر ہی جا بجا

عجب میکدے مین ہی اب قیل و قال ✦ خم و شیشہ کا ہی غیر حال

ہی بے لطف کیفیت بادہ نوش ✦ تر و دین ہی شیشۂ و خم خموش

زمانے کی آب و ہوا ہی خراب ✦ سراسر نظر آتا ہی انقلاب

ہی ہنگام مستی عجب امتحان ✦ اگر دشمن ہی ساقی کا پیر مغان

بہت میکدہ اب ہوئے رنگ ہی ✦ ہر اک بادہ خوار آج دل تنگ ہی

نہ مے ہی نہ ساقی عجب طور ہی ✦ حقیقت مین اب اور ہی دور ہی

سحر دشمن جان ستان ہین حبیب ✦ اکسیکی خطا کیا یہ اپنے نصیب

غزل یہ زمانہ عالم خواب ہی پی تشنہ مثال سراب ہی

یہ ہین سب سپین کے اسباب جتنے نہ عذاب ہی نہ ثواب ہی

نہ وہ وقت عیش خوشی رہا نہ وہ لطف ذوق گنہ رہا

ہی روان عدم کو یہ کاروان جسے دیکھو پا برکاب ہی

جو مکین ہی نقش بر آب ہی جو مکان ہی شکل حباب ہی

گئی باغ دہر سے فصل گل ہوئی بلبلو نکا وہ شور و غل

نہ وہ دل رہا نہ وہ جی رہا نہ وہ عمر ہی نہ شباب ہی

ہو جشن تم ترسے بہاتے ہین جگر اپنا غم سے جلاتے ہین

نہ پھرے عدم کو جو چل بسے ہی سزا خبر اُکی خبر کسے

نہ وہ پیتے ہین نہ جام مل نہ شراب ہی نہ کباب ہی

ہی سمند عمر رواں دواں لئے آگے پیچھے ہین بہ زمان

ای پیتے ہین آسے کھاتے ہین نہ شراب ہی نہ کباب ہی

بیت نگارندۂ داستان عجیب ✦ رقم کرد این ماجراے غریب ✦ صاحبان صمصام برق نظام سخنور و زرہ پوشان شوکت

فشان اہل ہنر شمشیر آبدار سخن کو غلاف دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون علم کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہندوستان دارائے ہند لندھور بن سعدان اُس طوفان سماوی اور اُس تلاطم کارزار مین مجمع لشکر اسلام سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے فیل میمونہ مبارک لندھور کو لیکر نکلا اور راہی صحرائے وحشت خیز ہوا رات بھر روان دوان دشت و بیابان مین رہا صبح کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا وہان بھی نہ ٹھہرا ہوائے دشت و کوہسار جو ٹھنڈی ٹھنڈی جسم مجروح کو لگی روح کو تازگی دلکو فرحت ہوئی لندھور بن سعدان کو ہوش آیا دامن کوہ مین پہونچکر فیل میمونہ کو روکا شفقت و محبت سے چمکاری دی فیل میمونہ ہاتھ پانون پھیلا کر بیٹھ گیا لندھور بن سعدان اترے اور درختون سے چھوٹنے لیکر زخم مین ٹانکے لگائے اور پھر اُسپر سوار ہو کے ایک سمت کو روانہ ہوئے چند فرسنگ چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے دونون بیٹے پارۂ جگر نور نظر فرہاد خان بکفری اور ارشیون پریزاد ہمراہ فوج قلیل لیے ہوئے آتے ہین اُن دونون نے جو اپنے پدر بزرگوار کو اس حال سے آتے دیکھا پہلے جھک کر سلام کیا پھر دوڑ کر قدمون پر بوسہ دیا ساتھ ساتھ اپنے باپ کے روانہ ہوئے آگے بڑھکر آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ کوئی بستی یہان سے قریب ہے کہ نہین لوگون نے کہا کہ آگے بڑھکر تھوڑی دور پر ایک قلعہ ہے اور حاکم اُس قلعہ کا زہر خوار تندخو ہے لندھور نے یہ سنکر اُسی قلعہ کیطرف راستہ لیا آتے آتے سامنے قلعہ کے پہونچے مع فرزند و فوج قلیل کے لندھور نے وہین قیام کیا خبردارون نے زہر خوار تندخو کو خبر دی کہ خدا پرستون پر زمرد شاہ باختری نے اپنا غضب نازل کیا ہے وہ سب تباہ و برباد ہوئے ہین چنانچہ لندھور بن سعدان مع اپنے دونون بیٹون کے کچھ جماعت قلیل سے ادھر آیا ہے اور سامنے قلعہ کے اُترا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک نامہ بر بھی ملک سبائل سے از جانب زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا زہر خوار تندخو کے سامنے حاضر ہوا اور پگڑی سے نامہ نکالکر دیا زہر خوار تندخو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم کر کے نامہ لیا چوما آنکھون سے لگایا سر پر رکھکر سجدہ کیا پھر نامے کو کھولکر پڑھا لکھا تھا اے زہر خوار تندخو تجھکو یہ نامہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی طرف سے پہونچے معلوم ہو تجھکو کہ ہمنے خدا پرستان یعنے لشکر اسلام پر قہر و غضب اپنا نازل کیا اور سبکو برف باری کر کے مار ڈالا اگر شاید کوئی سردار خدا پرست اُسمین تباہ ہو کر تمھاری حد مین آجائے فوراً گرفتار کر کے یہان بھیجدو فوراً پڑھتے ہی نامے کے نامہ بر سے کہا کہ ایک روز تو یہان قیام کر لندھور بن سعدان یہان آیا ہے کل مین اُسکو گرفتار کر کے تیرے ہمراہ کر دونگا یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون اور جمعیت لشکر کثیر وہین ہو بموجب حکم زہر خوار تندخو باہر قلعہ کے خیمے برپا ہوئے فوج سب آکر جمع ہوئی زہر خوار تندخو بھی داخل بارگاہ ہوا شام سے شرابخواری میں مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا جب نشۂ شراب مین مست ہوا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے فوراً طبل جنگ پر چوب پڑی ادھر لندھور بن سعدان نے نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر سامان جنگ مین لشکر دونون مصروف رہے صبح کو میدان کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوئے نقیبان بلند آواز نہیب دے کر چلے گئے زہر خوار تندخو نے مرکب جمکا کر نکالا میدان مین آیا اور للکار کے پکارا اے خدا پرستو غضب خداوند لقا مین گرفتار بھی ہوئے تو بھی تمھارا غرور نہ گیا کہ گھر پر چڑھ کر لڑنے آئے ہو کیا کچھ ایسا ہمکو ذلیل و خوار سمجھے ہو خیر کیا مضائقہ ہے جسکو آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین مقابلے کو آئے یہ سنکر فرہاد خان بکفری لندھور سے رخصت لیکر میدان مین سامنے زہر خوار تندخو کے آیا پہلے نگاوری ہوئی پھر ہمسخنی ہوئی نیزہ بازی ہونے لگی فرہاد خان بکفری نے چند طعنون مین نیزۂ زہر خوار تندخو ہوائی کر دیا زہر خوار نے تلوار کھینچکر وار کیا فرہاد خان بکفری نے ہاتھ قبضہ پر اُسکے ڈال کر تلوار چھین کے اپنی کمر مین رکھی اور کمر پٹکے مین ہاتھ ڈال کر پشت زین سے زہر خوار تندخو کو اُٹھا لیا خوناب سرخ چشم کہ بھائی حقیقی زہر خوار کا تھا اُسنے جو دیکھا کہ بھائی اسیر گرفتار ہو گیا فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار طرف سے گھیر کر لوٹ پڑو اور خدا پرستون کو مار لو فوج کفار نے چہار طرف سے ہجوم کیا

فرہاد خان یکضربی زہرخوار کو ہاتھ سے نکلنے پایا تھا کہ فوج کفار تلوارین کھینچکر آپڑی فرہاد خان نے اُسی ملعون کو بجاے سپر کر کے لڑنا
شروع کیا اُدھر ارشیون پریزاد سے اور خونناب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا خونناب نے تلوار کا وار کیا ارشیون پریزاد
نے لپٹ کر تلوار اُسکی چھین لی اور بند کمر مین ہاتھ ڈالا کر اُٹھا لیا لیکن خونناب سرخ چشم جو مثل ماہی کے بلندی پر تڑپا بند کمر خونناب
سرخ چشم کا ٹوٹ گیا ارشیون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا زمین پر گر کر بھاگا لشکر اسلام مین ایک شور و غل ہوا لینا پکڑ لینا اُدھر
زہرخوار تندخو کے بھی بند کمر پر ایک کافر کی تلوار پڑی بند کمر کٹا ہاتھ سے فرہاد خان یکضربی کے زہرخوار بھی چھوٹ کر فرار ہی ہوا
خدا پرستون نے تلوارین مارنا شروع کین لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے تمام مال و اسباب لشکر کفار
لوٹ لیا اور قلعہ پر جا کر نرغہ کیا چہار طرف سے گھیر لیا دوسرے روز لشکر اسلام نے طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر چڑھائی کی اُدھر سے
کفار نے پتھر مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان نے سبکو منع کیا کہ آگے نہ بڑھو آپ تنہا قلعہ پر چلا جب دروازے پر قلعہ
کے پہونچا گرز گران سنگ ستر ہ سو من کا دونون ہاتھ سے تھام کر پوری ضرب کا تُلا کر در قلعہ پر مارا مع برج دروازہ قلعہ کا گرا
لندھور چاہتا تھا کہ اندر قلعہ کے جاے کہ زہرخوار تندخو اور خونناب سرخ چشم ہاتھ باندھ کر سامنے لندھور کے آئے اور قدم
سے لندھور کے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ ہم جان و دل مطیع ہوئے لقاے بے بقا پر لعنت کی مسلمان ہوئے کلمہ پڑھ کر دین اسلام
قبول کیا لندھور نے اُنکی جان بخشی اور بہ فتح و فیروزی لندھور پھرے بارگاہ مین آئے فوج خیمون مین مقیم ہوئی تب سے
استراحت کی دوسرے دن زہرخوار تندخو کی اور خونناب سرخ چشم خدمت فیضدرجت شہزادۂ ہند لندھور بن سعدان
مین آئے اور بڑی عزت و احترام سے مع فرزندان لندھور و فوج جرار ہمراہ لیکر شہر مین آئے اور تمام لشکر کو مسلمان کیا
اور شہر کو اسلام آباد کیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکضربی و ارشیون
پریزاد و دیگر سرداران صحبت عیش و نشاط مین بیٹھے ہوئے ہین دور شراب چل رہا ہے ناچ رنگ ہو رہا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
دعا و ثنا بجا لائے بعد اُسکے عرض کیا اے شہریار قہرمان دیو ہرہ سرداران بدیع الزمان کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے
لندھور بن سعدان یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فیل ہیمونہ پر سوار ہو کر چلا اور فرہاد خان یکضربی و ارشیون
پریزاد و زہرخوار تندخو و خونناب سرخ چشم چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوئے جب قریب اُس
مقام کے پہونچے کہ جہان لشکر کفار جمع تھا قہرمان کو خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران
زمان آ پہونچا اپنے لشکر کو قہرمان نے حکم دیا فوج صف آرا ہوئی اُدھر لندھور نے بھی فوج کو آراستہ کیا قہرمان
میدان رزمگاہ مین آیا مبارز طلب کیا لندھور بھی آ کر مقابل ہوا بعد ہمچنین نیزہ بازی ہونے لگی لندھور بن سعدان
بصد فنون سپہ گری نیزہ اُسکا نکال لیگیا قہرمان نے تلوار کا وار کیا لندھور نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار قہرمان کی
چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر پشت زین مرکب سے اُٹھا لیا فوج کفار بارادۂ کارزار چہار طرف سے دوڑ پڑی لندھور نے
جلدی سے قہرمان کی مشکین باندھکر داراب کے حوالے کیا اور آپ تیغہ کھینچکر لشکر کفار سے لڑنے لگا تمام سرداران لشکر
اسلام تلوارین کھینچکر چہار طرف سے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی سیکڑون کفار واصل جہنم ہوگئے دوپہر
کامل کارزار رہی انجام یہ ہوا کہ لشکر کفار بھاگا شکست فاش ہوئی ہزیمت نمودار ہوئی نقارے بند لندھور بن سعدان بفتح و
فیروزی مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین آئے قہرمان دیو ہرہ کو سامنے بلایا اور کہا او کافر خاسر اگر تجھکو جان عزیز ہے تو
لقاے بے لقا پر لعنت کر دین اسلام مین آ قہرمان خوف جان سے طوطے کیطرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لندھور سے عرض کیا کہ
ابتو مین مطیع دین اسلام ہوا امیدوار ہون کہ دعوت میری آپ قبول کیجیے لندھور نے کہا کیا مضائقہ ہے دوسرے دن لندھور
مع فرزندان خیمۂ قہرمان مین گئے قہرمان نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا دسترخوان بچھایا لندھور بن سعدان نے مع

فرزندون کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے لگا تو دوران سر ہوا لندھور کو شک ہوا قہرمان سے کہا تو نے میرے ساتھ دغا کی کھانے میں بیہوشی دی قہرمان نے کہا تم خداپرستون کو جسنے گرفتار کیا انہیں فریب و دغا سے پکڑ لیا تمسے کوئی شمشیرزنی میں سربسر نہیں ہوسکتا لندھور برہم ہوکر اٹھا تھا کہ بیہوشی نے غلبہ کیا زمین پر گرا فرہاد خان یکضرلی و ارشیون پریزاد لندھور کو بچانے اٹھے تھے کہ انپر بھی بیہوشی کا طمانچہ پڑا چکر کھا کر گرے الغرض جتنے لندھور کے ساتھ آئے تھے وہ سب بیہوش ہوئے قہرمان نے سبکو گرفتار کیا اور اونپر ڈال کر ملک سبائل کو لیکر روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادہ اسفندیار گیلانی کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
عبث ہے تو رندو نگاہ لیسے عدو
نہو مستعد قتل میں تیش پہ آج
نہو سے پہنچے تو علم کا رواج

ارادہ نہ کر جنگ و پیکار کا
ذرا خوف کر دل میں قہار کا
عبث بے خطا ہو رہا ہے خفا
روا رکھ نہ رندو نہ ظلم و جفا

نہ کر غصہ اتنا بس اب رام ہو
نہ اس بیکسی میں تو بدنام ہو
پلا ساقیا جام تسکین دل
سحر کا دل زار ہے مضمحل

غزل
چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمیدانم
نہ از ملک عراقیم نہ از خاک خراسانم
دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکے دیدم
نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم

نہ ترسائی یہودیم نہ گبرو نہ مسلمانم
نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش
یکے بینم یکے دانم یکے گویم یکے خوانم
اگر در عمر خود یکدم نہ بے یار بر آوردم

نہ شرقیم نہ غربیم نہ بریم نہ بحریم
نہ از آدم نہ از حوا نہ از فردوس رضوانم
مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد
ازان وقتے پشیمانم پشیمانم پشیمانم

بیت
نویسندۂ دفتر لاجواب × نوشتند این داستان انتخاب × رہ نوردان وادی مصیبت و یاس و گرفتاران دام حسرت و ہراس

اس داستان صحبت نشان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ جب شہزادہ اسفندیار گیلانی لشکر اسلام میں اُس تلاطم کارزار سے کسی سردار لشکر لقاے بے بقا کے ہاتھ سے زخمی ہوئے خون مثل دریا کے بہنے لگا غش طاری ہوا گردن رہوار میں ہاتھ حمائل کر دیے گھوڑا اُس تلاطم سے نکلا صحرا کی طرف روانہ ہوا رات بھر چلا صبح کو ایک صحراے سبزوزار لہلہاتی ہری ہری گھانس دیکھکر چرنے مین مصروف ہوا جب خوب سیر ہوا چشمہ پر آب شفاف پر آکے پانی پیا پھر ہری جولی شہزادہ اسفندیار زین مرکب سے زمین پر گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے ہواے سرد جو جسم مجروح میں لگی ہوش آیا آنکھیں غش سے کھولدین دیکھا کہ صحرا میں تنہا پڑا ہے مرکب بالین پر کھڑا چرتا ہے آہستہ سے اُٹھے چشمہ پر آکے زخم دھویا چھوٹے پکڑ کر ٹانکے لگائے کچھ اثمار صحرائی توڑ کر کھائے چشمے پر اگر آب خوشگوار پیا جب سیر و سیراب ہوچکے مرکب پر سوار ہوکر چلے چند فرسنگ راہ طے کی تھی آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک لاجوردی پر تابندگی زیادہ دکھانے لگا دھوپ تیز ہوگئی گرمی کی شدت ہوئی تاب و تپش خورشید تابان نے پریشان کیا جو اس مقتل ہے خیال میں آیا کسی درخت کے سایہ میں چل کے بیٹھ رہو ایک جانب کو سر اُٹھا کر جولگاہ کی دیکھا کہ چند درخت سبز نہایت سایہ دار ہین اُن درختون کے نیچے کچھ آدمی بیٹھے ہین اُسی طرف کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ تکیہ ہے اور ایک درویش عبادت کیش بوریاے فقر پر بیٹھا ہے سن میں ہمسر خضر ہوگا ریش دراز مثل ابریشم سفید تا بسینہ پلکین بڑی بڑی مونچھین کھڑی کھڑی رنگ سرخ و سفید رشک گلاب آنکھیں خون کبوتر تن و توش کچھ نہیں بلکہ نحیف و زار پیشانی پر گھٹا سجدے کا ہاتھ میں کنٹھا سلیمانی سجادہ سامنے بچھا ہوا کچھ جپ رہا ہے اور گرد اُس فقیر زیب حصیر عبادت کے چند چیلے فقیر بنے ہوئے جمع ہین مگر کس صورت سے کہ کوئی افیون قوام گھول رہا ہے کوئی سوا گز کا سونٹا لیے ہوئے مٹی کی کونڈی میں بھنگ گھونٹ رہا ہے کوئی بالشت بھر کی چلم چرس کی منھ سے لگائے ہوئے دم مارتا ہے کوئی کالی مٹی کا حقہ بڑا بینید پیدا اسپر ڈیڑھ خمہ سیاہ نیچہ موٹی ڈکا منھ لگائے ہوئے منھ سے دھوئین اُڑاتا ہے اُن سب مریدون میں ہر ایک کی زبان پر یا ہادی یا مرشد کامل ورد ہے رہ رہ کے غل اُٹھتا ہے شہزادہ اسفندیار گیلانی کو یہ صحبت اُن فقیرون کی پسند آئی پاس اُس درویش عبادت کیش کے آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے گویا ایک

درخت سے بالڈور لبنی کرکے باندھ دیا اور اُس درویش سے کہا کہ شاہ صاحب مین بھی آپ کا مرید ہوتا ہون اب تارک دنیا
ہوکر صحرا نشینی اختیار کرونگا فقیر نے کہا ای بابا ابھی سن تیرا بہت کم ہی صورت مثل آفتاب درخشان کے ہی طرحدار و صفدار
چہرے سے رعب و جلالت ہویدا ہی پیشانی سے شان و شوکت پیدا ہی وضع سپاہانہ ہی تو کیون مرید ہوتا ہی بابا فقیری کا بندھ
نہ سکیگا اس فقیری مین اول تو غمخواری بہت چاہیئے ہی پیدائش سے دستبردار ہونا پڑتا ہی کوچہ فقر امی بہت ٹیڑھا ہی اس
مقام پر پہونچنا بہت مشکل ہی ای بابا تجھسے فقیری نہو سکیگی تو ارادہ اس راہ پر آنے کا نکر مجھکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ تو اپنے
مادر و پدر سے روٹھکر گھر سے چلا آیا ہی ای بابا فقیر کی خوشی یہ ہی کہ تو اپنے گھر کو جا اپنے مان باپ سے ملا رہ جو کچھ اُنھون نے
کہا ہوگا تیری بھلائی کیواسطے کہا ہوگا شہزادہ اسفندیار نے کہا ای شاہ صاحب یہ امر نہین ہی مین ایک سوداگر تھا قزاقون نے
میرا مال و اسباب لوٹ لیا اور قافلے کو میرے قتل کیا مجھسے بھی تلوار چلی مین بھی زخمی ہوا اب مین تنہا رہگیا میرا جی یہی چاہتا ہی
کہ ترک دنیا کرکے فقیری اختیار کیجیے درویش نے بہت سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار نے نمانا تب درویش نے کہا مرید ہونا بھی بہت
مشکل ہی فقیری اختیار کرنا دشوار ہی کیونکہ اول بہت سے روپیونکا صرف ہی پہلے کھانا بہت سا عمدہ پکوایا جاے فقیرون کو
جمع کرکے کھلایا جاے پھر سب فقیرون کے سامنے پیالہ فقیر کا تجھے پلایا جاے جب تیری مریدی ٹھیک ہی اور چند کلمات فقیری
تجھکو تعلیم کیے جائین جب فقیری تیری کام کی ہی اور سب فقیرون کی کملی مین بیٹھ سکیگا شہزادہ اسفندیار نے کہا یہ اسباب
جو میرے پاس ہی اسکو فروخت کیجیے اور آپ جسطرح چاہیے بطور کامل جہانسے کرکے فقیرون کو جسقدر منظور ہو جمع کرکے
کھلوایئے فقیر نے اُسپر بھی عذر کیا اور سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار گیلانی نے نمانا تمام اسلحہ اتار از زرہ و بکتر و خود و چار آئینہ و جھلم
و دستانے موزے را نکے تیر و کمان و نیزہ و گرز و شمشیر و تبر و خنجر و سپر و چہلتہ ٹیکا وغیرہ سب درویش کے آگے رکھدیے فقیر نے
مریدون سے اٹھواکے اندر ایک گوشہ مین مکان کے رکھوا دیا اور روپیہ اپنے پاس سے نکال کر کھانا عمدہ پکوایا اور تمام اطراف
کے فقیرون کو جمع کیا جلسہ فقرا برپا ہوا یا معبود یا موجود یا ہادی یا مرشد یا داتا کی صدائین بلند ہوئین بنگ چرس اور گانجہ
اُڑنے لگا افیون گھلنے لگی حقے سب بڑے بڑے سٹے کے ڈیڑھ حجے فقیر پینے لگے کھانے چکھنے لگے عجب غلغلۂ عظیم اُس صحرائے
لق و دق مین برپا تھا تین روز تک جما اور رہا تیسرے روز سب فقیرون کی دبرو اُس درویش نے پیالہ جھوٹا اپنا شہزادہ اسفندیار
گیلانی کو پلا کر مرید کیا اسفندیار مرید ہوکر شاہ صاحب کی خدمت مین رہنے لگا تمام طریقے فقیری کے بتائے کلمات عجایب تعلیم
کیے شہزادہ اسفندیار عرصے تک وہان رہا ایک شب اسفندیار اپنے فرش پر سو رہا تھا کہ ایک فقیر بہت موٹا تیار
مسنڈا مسنڈا آکر اسفندیار کے پاؤن دبانے لگا اسفندیار کی جو آنکھ کھلی بیدار ہوا یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا ایک لات اُسکے زور
سے ماری وہ فقیر دور جا کر گرا غصہ جو آیا وہی سونٹا لیکر اُٹھا جتنے فقیر سو رہے تھے سبکو پیٹنا شروع کیا سب غل و شور و ہائی
تہائی مچانے لگے مگر سبکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے اپاہج ہوے اُس فقیر مسنڈ مسنڈے نے اُس درویش عبادت کیش کو کہ نام اسکا کاشف قلندر
تھا اٹھا کر پیٹھ پر لادا اور ایک طرف کو نے بھاگا یہان یہ کیفیت جو شہزادہ اسفندیار گیلانی نے دیکھی اُٹھکر بندھی مین
درویش کی گھسے اپنا سلاح سب جو کہ فقیر نے چھپا کر رکھا تھا اُسے اپنے جسم پر آراستہ کیا اور کچھ نقد روپیہ اشرفی لیا
مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوے رات بھر اُس صحرا مین چلے صبح کو قریب شہر خضرانیہ کے پہونچے آیندو روند
سے دریافت کیا کہ یہ شہر کونسا ہی لوگون نے کہا شہر خضرانیہ اسکا نام ہی شہزادہ اسفندیار شہر مین آئے دیکھا تو شہر
نہایت آباد و خوش و خرم ہی عمارات عالیشان اور بڑے بڑے بلند مکان جابجا آراستہ و پیراستہ ہین دوکانین دو رویہ پختہ
بنی ہین دوکانوں مین جمیع اشیاے نادرہ بیچ رہے ہین شہزادہ عالیشان چہار طرف پھر کر سیر کرنے لگے آہستہ آہستہ مرکب
تیز رفتار چلا گیا شہزادہ ذی قدر کیفیتین شہر کی آراستگی اور زیبائیش دوکانون کی دیکھتے جاتے ہین ایک مقام پر جو پہونچے

دیکھا خلائق کے غول کے غول ایک سمت کو چلے جاتے ہیں شہزادہ اسفندیار نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں نو وارد ہیں فرمایا کہ ہاں بھائی سوداگر ہوں ابھی چلا آتا ہوں پیچھے اسباب اور آدمی بھی آتے ہونگے کہا تم بھی وہیں جاتے ہو جہاں یہ لوگ چلے جاتے ہیں وہاں کیا تماشا ہے ہمیں بھی آگاہ کرو اسنے کہا کہ اس شہر کے بادشاہ خضران شاہ کی ایک دختر نیک اختر نہایت حسین و مہ جبین نازنین مہر تمکین شکیل جمیل صورت ہے دو دن رات کا چاند جبیں سے خورشید تابان شرمندہ پھول سے عذار نرگس سی آنکھیں بوٹا سا قد مگر زور بیحد رکھتا ہے قوت بالائی طاقت میں رستم و نریمان سے زیادہ ہے اسکی شرط یہ ہے کہ جو کوئی بیل کو ایک ہاتھ پر اٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر وہاں سے اتر آئے اسکے ساتھ میں اپنی شادی کروں اور خود بھی گائے کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے بام قصر پر جاتی اور پھر اتر آتی ہے چنانچہ آج ایک شہزادہ فرزند فرخ شاہ مجوق کہ نام اسکا خرم سبز پوش ہے وہ مثل بلبل شیدا گل چہرہ دختر خضران شاہ کے داغ عشق میں گرفتار ہوا ہے عالم اسکا رشک گلہائے خزان دیدہ ہے بہار باغ جوانی کو اپنی مٹائے آیا ہے پھول سے ہاتھوں سے بار عظیم اٹھانے آیا ہے نہیں معلوم اسکے غنچہ دل میں کیا بوئے گل محبت ملکہ گل چہرہ سمائی ہے کہ صبا و اجل اس عندلیب آوارہ خانماں کو قفس عشق میں بند کر کے لایا ہے سوائے اسکے کچھ اسے سوجھتا نہیں جان دینے پر آمادہ ہے شہزادہ اسفندیار نے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے چلتے ہیں غرض کہ اس شخص کے ہمراہ شہزادہ اسفندیار بھی روانہ ہوئے جب اس اشتہارگاہ میں پہونچے دیکھا کہ ایک میدان وسیع اور ایک قصر رفیع ہے اس قصر پر خضران شاہ بصد کبر و غرور بیٹھا ہے اور پائین قصر عالیشان ایک تالاب پر آب شفاف و صاف گرد اس تالاب کے دکانیں لگی ہوئی ہیں طرح طرح کی اشیا بکتی ہیں خلائق کا ہجوم تماشائیوں کی دہوم ہے ایک میلے کا سماں معلوم ہوتا ہے خوانچے والے ادہر ادہر آوازیں لگاتے ہیں تماشائی سودا خرید خرید کے کہاں ہیں

نظم

دکھاتا ہوں میلے کا کچھ یاں سماں	طبیعت کو روکا نہ ہرگز نہ کی	معشوقوں کی طرف ہے جھکی	قلم تھم نہ کر اسقدر تیز یاں
کہ ہے جوش تالاب کے چار سو کا	تماشائیوں کا وہ ہر جا ہجوم	وہ دوکانداروں کے سودے کی دھوم	لکھو حال کیا اشتہارگاہ کا
ہر اک جا خریداروں کی صف کی صف	کہیں ساقیوں کی ہیں بالیں بڑی	جوانوں کی آنکھیں ہیں انسے لڑی	وہ دوکانیں آراستہ ہر طرف
خریدار ترکاریاں بے شمار	کسی جا ہیں کوسے کیلے کہیں	ہیں امرودوں کے ڈھیر اکیلے کہیں	کہیں کنجڑنوں کی جمی ہے قطار
کہیں ہیں شکر قند بن آلی ہوئی	کسی سمت حلوائیوں کی قطار	مٹھائی ہے جنکی شیرین نثار	کہیں چاندیاں بیچی لونڈوں کی
کبابی نے ڈیرے کہیں ڈالے ہیں	صدائیں لگاتے ہیں یہ بار بار	کباب آکے لوجیٹ بیٹھے خریدار	کہیں گشت میں خوانچے والے ہیں
مرا پیڑا کھالے تو ہو بہتر خرد	کسی جا ہیں صراف اور جوہری	رو پے پیسوں سے ہیں دکانیں بھری	تنبولن کہیں کرتی ہے گفتگو
صدا دیتے ہیں یہ بجوش فروش	خریدار و لو موتیا کھل گیا	ہتھیلی میں ہے آکے بیالا سا	لیے ہاتھوں پر ہار وہ گلفروش
وہ سے جسکو ہو عشقبازی کا شوق	کٹورا کھنکتا ہے وان جابجا	ہے میلے میں سقوں کا بھی جمگھٹا	یہ جوہی کے کنگن یہ بیلے کے طوق
پیو گنگا جل دل ہو ٹھنڈا المگن	سحر میلے کا دیکھ کر جمگھٹ	ہر اک آکے شوقین اسجا ڈٹا	بجا ڈول کہتے ہیں یہ برہمن

شہزادہ اسفندیار رونق بازار صورت گلزار دیکھ کر رنگ بلبل فرحان و شادان ہوا سے ہر طرف خرامان خرامان پھر کر سیر کرنے لگے کہ یکایک شور و غل ہوا وہ ملکہ گل چہرہ آتی ہے شہزادہ اسفندیار گھوڑا بڑھا کر آگے آئے دیکھا کہ ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ نقاب روئے تابان پر ڈالے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار بصد عز و وقار ایک طرف سے آئی اور میدان میں آکر کھڑی ہوئی اتنے میں ایک گائے بہت موٹی تازی خوبصورت اور ایک بہت بڑا زبردست ناگوری بیل ملازمان شاہی لائے ملکہ گھوڑے سے اتری اور بیل کے ڈوپٹہ کی گانٹی باندھ کر ایک ہاتھ سے گائے کو اٹھا لیا اور لیکر بام قصر پر چلی اور وہ بام ایکسو اکیس زینے کا بلند میں تھا آسیر کسی سبکی کے ساتھ چڑھ گئی اور پھر ملکہ فورا وہی گائے اسی ہاتھ میں لیے اتر آئی اور مطلق طبع نازک پر بار گران نہوا گائے کو اسی

جگہ چھوڑ کر مرکب حور وش پر سوار ہو بیٹھی صدائے تحسین وآفرین چہار طرف سے بلند ہوئی ملکہ گل چہرہ نے پھر بآواز بلند ندا
کی کون اس مجمع عام میں ملکہ گل چہرہ دختر خفران شاہ کا عاشق زار ہے اور دلدادہ و فریفتہ ہو کر وصل کی چاہ رکھتا ہے آئے
وہ میرے سامنے اور پیل کو اٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر اسیطرح مثل میرے پھر کے اسی جگہ پیل کو لے آئے شرط کو میری
پورا کرے اسکے ساتھ میں اپنی شادی کروں جام بادۂ وصل پلاؤں اور اگر اس حوصلے پر شرط میری وہ نہ پوری کریگا اس پیل
کو اٹھا کر بام پر نہ لیجا سکیگا تو گرفتار ہو کر ابھی سامنے میرے قتل کیا جائیگا شہزادہ اسفندیار ہنوز مرکب صبا رفتار پر بیٹھے تماشا
دیکھتے ہیں کہ ایک جوان سبزہ رنگ تاج شاہانہ بر سر پوشاک فاخرہ در بر بیس بائیس برس کا سن والدین کی مرادوں کے دن
صاحب حسن و جمال شان و شوکت میں بیمثال ایک غول سے نکل کر مرکب پریوش کو جھپکا کر میدان میں سامنے ملکہ کے آیا
دیکھنے والوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہی خرم سبز پوش فرزند جگر بند فرخ شاہ مجوق ہے دیکھیے اس نازنین مہ جبین سے یہ
پیل زبردست ناگوری کیونکر اٹھ سکتا ہے اور کسطرح لیجائیگا مفت اسنے اپنی جان دی اس عمر کے درخت کی کونپل بھی نہ
ٹوٹی ہمکو اسکے حسن و جمال پر رحم آتا ہے اب ملکہ گل چہرہ کے عشق میں بہار گلشن جوانی پر اسکے خزان آجائیگی مگر خرم سبز پوش
بصد ولولہ و جوش اس پیل کے پاس آیا اور ایک ہاتھ میں اسکو اٹھا لیا لیکر بام قصر بلند پر چلا ابھی چار زینے طے کیے تھے کہ
چکر آیا پاؤں کانپے زینے پر سے گر پڑا پیل ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ بیہوش ہو گیا ملازمان شاہی نے دوڑ کر پکڑ لیا مشکیں
باندھ لیں خفران شاہ نے آواز دی کہ اس جوان کو جلد قتل کرو کہ سبکو عبرت ہو بار دگر کوئی حوصلہ عشق ملکہ گل چہرہ کا
نکرے دعوی بیجا سے باز رہے اسیوقت جلاد آکر حاضر ہوے اور ہاتھ پکڑ کر اس جوان کا نطع پر لائے ادھر خفران شاہ
نے حکم دیا جلاد نے تیغہ جوہر کے چھٹے کا میان سے کھینچا انگلی سے باڑھ کو دیکھا کہ تیسرا حکم خفران شاہ دیا چاہتا تھا
ادھر جلاد نے دو قدم ہٹکر تیغہ تولا کہ شہزادہ اسفندیار بصد عز و وقار ٹھہر گئے تاب نہ رہی اس جوان حسین پر رحم آگیا مرکب
حور لقا کو جھپکا کر برابر جلادوں کے آئے اور فرمایا کہ او جلاد خبردار اس جوان حسین نازنین کو قتل نکرنا میں اسکے بدلے اس پیل
کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بام بلند پر لیجاتا ہوں اور پھرے لاتا ہوں شرط کو ملکہ کی پوری کرونگا اسکو قتل نہونے دونگا لوگوں
نے دیکھا کہ ایک جوان حسین چہرہ مثل خورشید تابان شب روشن پیشانی مانند کوکب درخشان کے تابندہ اکیس بائیس برس کا
نوخاستہ [illegible] صاحب شان و شوکت [illegible] دلاور رستم زمان فخر تہمتن
پہلوان [illegible] دیکھ کے حیران ہوا اور خفران شاہ بھی شہزادہ اسفندیار کو دیکھ کر دنگ ہو گیا ملکہ ہزار جان
سے عاشق ہو گئی لیکن خفران شاہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ جوان صاحب شوکت و شان اس شخص کے عوض پیل
اٹھانے کو کہتا ہے اپنے سامنے شہزادہ اسفندیار نوجوان کو بلایا اور بہت سا سمجھایا کہ اے گل باغ حسن و جوانی تو اپنی جان
کو مثل سبزے تو خیر لیوں پامال کرتا ہے کیوں بہار گلشن حسن بہ خزان کو ٹالتا ہے تجھے اس شہزادے سے کیا واسطہ ہے شہزادہ اسفندیار
بولا اچھا تو اسپر رحم آیا ہے اور اسکی طرفداری کرتا ہوں اور اگر مجھسے پیل نہ اٹھیگا تو مجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا
خفران شاہ نے کہا ایسا ہی ہوتا ہے اگر تجھسے پیل نہ اٹھیگا تو تجھکو ہم نہ چھوڑینگے شہزادہ اسفندیار نے کہا مجھے قبول
ہے خرم سبز پوش کو جلادوں سے چھڑا دیا لیکن خرم سبز پوش سمجھا کہ یہ جوان شاید خود ملکہ پر عاشق ہوا ہے طالب وصل ملکہ گل چہرہ
ہے اگر یہ جوان شرط جیتا بھی تو ملکہ اسے دیگا پھر وصل سے محروم رہجائیگا اس سے تو مرجانا بہتر ہے شہزادہ اسفندیار سے کہا
کہ آپ میری جانبداری کا خیال ناحق کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپکو خود ولولہ عشق کا ہوا ہے اگر آپ شرط جیتیے گا تو خود
ملکہ گل چہرہ کو لیجائیگا وصل سے دل شاد کیجیےگا میری موت ہر طرح ہے میں بہر کیف وصل سے ملکہ کے محروم رہونگا شہزادہ
اسفندیار نامدار نے کہا کہ یہ خیال تیرا غلطی پر ہے ہم کبھی پرائے معشوق پر نظر نہیں ڈالتے یہ فقط خدا راہ کا سودا کرتے ہیں

اے برادر تو کھڑا تماشا دیکھ کہ خدا کیا کرتا ہے میں ابھی شرط جیت کر تیرے ساتھ ملکہ گل چہرہ کی شادی کیے دیتا ہوں مگر خرم سبز پوش
کو شہزادۂ اسفندیار کا کلام تصدیق نہوا مطلق یقین نہ لایا شہزادہ اسفندیار قریب بیل کے گھوڑے سے اتر کر آئے اور اجارہ
داروں سے پکار کر کہا کہ اس بیل پر اور کچھ بوجھ بھاری لا کر رکھو تو میں اٹھاؤں وہ سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا کہ پہلے
خالی بیل تو آپ اٹھا لیجایئے پھر بوجھ بھاری اٹھایئے گا شہزادہ اسفندیار نے مسکرا کر آستینیں چڑھائیں اور بسم اللہ کہکر بیل کو
ایک ہاتھ پر اٹھا لیا بے تکلف مثل گل سبک کے لیکر بام قصر پر چڑھ گئے اور فوراً وہاں سے پھر بیل کو اسی ایک ہاتھ پر لیے ہوئے اتر
آئے اور مطلق کچھ معلوم بھی نہوا پھر پکار کر فرمایا کہ اب اسپر کچھ اور رکھدو لوگوں نے امتحان قوت کیواسطے اس بیل پر اس قدر
بوجھ رکھا کہ وہ بیل بیٹھ گیا اور اٹھ نہ سکا مگر شہزادۂ اسفندیار نامدار دوسری بار اس باردار بیل کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے بام قصر
پر لیگئے وہاں تھوڑے عرصہ تک اس بیل کو لیے ہوئے کھڑے رہے اور سنا کیئے کہ چہار طرف شور تحسین و آفرین بلند ہے خرم
سبز پوش مگر دردمند ہے بالاتفاق سب اس مجمع عام میں کہہ رہے ہیں کہ یارو ہمنے آجتک ایسا جوان حسین زبردست طاقتدار
نہیں دیکھا نہ سنا خضران شاہ قصر سے نیچے اتر کر خوشی کے مارے چلا تھا کہ اس جوان رستم خصال کو گلے سے لگاؤں اور تعریف
کروں کہ اسوقت ملو اس عیار ضیغم خون آشام کا آیا اور اسنے مجمع خلائق دیکھکر ایک شخص سے استفسار حال کیا لوگوں نے
کیفیت سب بیان کی کہ یہ جوان عالیشان آدمی کا ہے کو دیو کا زور رکھتا ہے بیل کو مع بار عظیم اٹھا کر کوٹھے پر لیگیا اور پھر اسیطرح
لیے چلا آیا مطلق تیور نہ میلے ہوئے اور نہ طبع نازک پر بار ہوا ملو اس عیار یہ سنکر آگے بڑھا کہا ایں تو دیکھوں کہ یہ کون جوان
رعنا و قدآور ہے ملو اس عیار ضیغم خون آشام نے جو غور سے نگاہ کی خوب پہچانا اور خضران شاہ کے پاس جاکر کہا اے خضران
میں اس جوان رعنا کو خوب پہچانتا ہوں تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے ارے غافل ہوشیار ہو پنبۂ غفلت گوش دل سے نکال
سن زمرد شاہ باختری خداوند لقا نے ان دنوں خداپرستوں پر اپنا غضب نازل کیا ہے بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور بہت
سے خداپرست تباہ و برباد ہو کر چہار طرف نکل گئے تمام ملک باختر میں نسخے تاکیدی خداوند لقا کے آئے ہوئے ہیں کہ جہاں خداپرست
ملجائیں اور ہاتھ آئیں یا زندہ گرفتار کر کے بھیجدینا یا سر کاٹ کے خدمت خداوند لقا میں روانہ کرنا ارے یہ فرزند جگربند
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان ہے اسے جلد گرفتار کر کے قید کر یا مار ڈال خضران شاہ نے اسیوقت فوج کو طلب
کر کے حکم کیا کہ پسر حمزہ کو جلد گرفتار کرو یا مار ڈالو اور ہرکاروں کو دوڑایا کہ جلد کمک لیکے آؤ کچھ فوج خضران شاہ کی اس مقام
پر موجود تھی وہ بحکم خضران شاہ تلواریں کھینچ کھینچ کے شہزادۂ اسفندیار پر دوڑی اور غل و شور بلند ہوا کہ لینا پکڑنا اس
خداپرست کو جانے نہ دینا کفار للکارتے نیچے اس قصر کے آئے جہاں شہزادۂ اسفندیار نوجوان بیل کو لیے ہوئے بام
پر کھڑا تھا دیکھا شہزادہ عالیشان نے کہ کفار بلوا کر کے بجبر چلے آتے ہیں پس بیل کو بام سے نیچے پھینک دیا دس کفار جو زیر
بام قصر کھڑے ہوئے تھے وہ کچل کر مر گئے اور وہیں سے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تیغۂ آبدار کو کھینچکر نیچے بام قصر کے اتر پڑے اور نعرہ گوش شگاف
کر کے کفار پر جا پڑے نعرہ سفیدیارم فخر رستم شجاع و دلیر * کہ در فوج باشیم غرندہ شیر * جگربند صاحبقران زمان
کہ نامم شد اسفندیار جوان تیغۂ آبدار سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا خرم سبز پوش بھی مع اپنے ہمراہیوں کے شریک شہزادہ
اسفندیار نوجوان ہوا غلغلۂ دار و گیر برپا ہو گیا تماشائی اپنے گھروں کو بھاگے سیلہ پریشان ہو گیا ایک ایک دکاندار
دکان اپنی چھوڑ کر راہی ہوا میدان صاف ہو گیا شہر کے ہر جا بجا خون کا دریا جاری ہوا لاشوں کے ڈھیر ہوگئے شہزادہ اسفندیار
لڑتے ہوئے مرکب کے پاس آئے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوتے رعایا کو خوف طاری ہوا اپنے اپنے گھروں کے دروازوں
کی کنڈیاں بند کر لیں کہا اب بڑا خوف و بیم ہے ہنگامہ اندر شہر کے برپا ہے ایسا نہو کہ شہر لٹ جائے لیکن لشکر کو جو خضران
کے خبر ہوئی اسیوقت بلوا کر کے فوج والے چار طرف سے آگئے شہزادہ اسفندیار کو گھیر لیا ہزارہا کفار شہزادے پر آ ٹوٹے

ادھر شہزادہ اسفندیار کا یہ حال تھا کہ بیخوف و خطر لڑ رہا تھا بے پناہ تیغہ آبدار کا ہاتھ پڑ رہا تھا خرم سبز پوش کے ساتھ والے
قتل ہوئے مگر سیکڑوں کفار کو مار کر مرے جسقدر طول کارزار کو ہوتا تھا بلوہ کفار کا زیادہ ہوتا جاتا تھا اور خفران شاہ تخت پر
سوار ایک ایک کو پکار رہا تھا للکار رہا تھا ارے نامردو دو آدمی ہیں انکو بھی تم پکڑ نہیں سکتے بھاگ گئے بیحیا ہو لعنت ہے تمہاری
بہادری پر تف ہے تمہاری اوقات پر شہزادہ اسفندیار نے مرکب کو خفران شاہ کیطرف بڑھایا صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا
رستمانہ لڑتا ہوا قریب تخت خفران شاہ کے پہونچا جو بڑے جری بہادر مقرب بادشاہ تھے انسے تلوار چلنے لگی ایک طرفۃ العین
میں ان سب کو مار کر گرا دیا شہزادہ اسفندیار برابر تخت خفران شاہ کے آیا اور نعرہ کیا اور گبر نابکار کمان جا چکا تھا سیر کے
ہاتھ سے ادھر خرم سبز پوش بھی ہمراہ شہزادہ اسفندیار نوجوان کے تھا اسنے چاہا کہ خفران کو تلوار کا ہاتھ ماردوں شہزادہ
اسفندیار نے منع کیا اے برادر ابھی تم ٹھہرو یہ میرا شکار ہے تم اور کفار کو قتل کرو میں اسے مارے لیتا ہوں خفران شاہ
نے اسفندیار پر تلوار ماری شہزادے نے دم شمشیر کو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مرد ڈھا کر تلوار خفران شاہ کی
چھین لی اور تلوار اسکی اپنے قبضہ میں کر کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے خفران شاہ کو اٹھا لیا کلوس عیار
پاس تخت خفران شاہ کے تھا بھاگا خرم سبز پوش نے تیر و کمان کیانی میں جوڑ کر مارا سینہ کلوس کا نشانہ ہوا تیر سینہ
کی پسلیاں توڑ کر پشت کے پار نکل گیا کلوس زرد و سیاہ ہو کر چلانے لگا گوشت اسکی تلاش ہوئی زمین پر تیورا کے گرا
فی النار و السقر ہوا شہزادہ اسفندیار نامدار نے خفران شاہ کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور فرمایا لعنت کر لقا پر دین
اسلام اختیار کر نہیں تو مارتا ہوں کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا خفران شاہ پکارا اے شاہزادہ اسفندیار نامدار لاکھ لاکھ لعنت ہے
لقا پر اور سب اتباع پر اور اسکے پرستاروں پر اور آپکا مطیع و فرمانبردار ہوا شہزادہ اسفندیار نے خفران شاہ کو تخت
پر رکھدیا خفران شاہ تخت سے کود پڑا قدموں پر شہزادے کے گرا اور کلمہ پڑھ کر از سر صدق اسلام لایا مسلمان ہو کر
اپنی فوج کو پکارا کہ خبردار کوئی تلوار نہ مارے جنگ موقوف کرو میں اس شہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا میں اسلام
لایا جسکو مسلمان ہونا ہو وہ میرے شہر میں رہے نہیں ابھی اس شہر سے نکل جاے ہر طرف سے آواز آئی کہ ہم سب نے
لقاے بے لقا پر لعنت کی ہمیں اس کافر سے کچھ کام نہیں ہے ہم بھی سب مسلمان ہوئے خفران شاہ خوش ہوا شہزادہ
اسفندیار نوجوان نامدار و عالیشان کو بڑے جاہ و حشم سے ایوان شاہی میں لایا اور کہا کہ آپ تخت سلطنت پر جلوہ
افروزی فرمایے میں آپکی نیابت کرونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا اے خفران شاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تیرا تخت
و تاج تجھکو مبارک رہے یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر خفران شاہ کا تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملازموں سے
کہا کہ دیکھو خرم سبز پوش کہاں ہے جلد اسے لاؤ چوبدار بصد عز و افتخار خرم سبز پوش کو لائے شہزادہ اسفندیار نے برابر اپنے
کرسی پر بٹھایا جلسہ جشن شادی آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا شہزادہ اسفندیار
نامدار نے کہا اے خفران شاہ اب تم اپنی بیٹی ملکہ گل چہرہ کی شادی خرم سبز پوش کے ساتھ کردو یہ بھی شہزادہ کوئی اور
نہیں ہے خفران شاہ نے جواب دیا کہ میں آپکا غلام حلقہ بگوش ہوں وہ کنیز ناچیز ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اسکو حضور
اپنی کنیزی میں لیکر رکھیں شہزادہ اسفندیار نے فرمایا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے کہ کسیکے ناموس پر قبضہ کریں فقط
میں نے اسی جوان کیواسطے اسکے عوض میں ہیل اٹھا کر پہونچا دیا تھا یہ ملکہ گل چہرہ کا عاشق زار ہے اور یہی مستحق ہے خفران شاہ
نے عرض کیا کہ مجھے کیا عذر ہے آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیں اس کنیز ناچیز کو بخشدیں پھر شہزادہ اسفندیار نامی نامدار نے
خرم سبز پوش کیطرف مخاطب ہوکے فرمایا اے شہزادہ خرم سبز پوش تو اگر دین اسلام اختیار کر اور لقا پر لعنت کر از سر صدق
مسلمان ہو جا کہ تو تیری معشوقہ مہ جبین نازنین تجھکو حوالے کر دوں اور شادی تیری اسکے ساتھ کر دوں خرم سبز پوش از سر

صدق مسلمان ہوا کلمہ پڑھکر دائرۂ اسلام مین آیا شہزادہ اسفندیار نے ملکہ گل چہرہ کی شادی اُس جوان خرم سبزپوش کے ساتھ کردی شادی کتخدائی ملکہ گل چہرہ کا جشن عام تین روز تک اندر سے باہر تک رہا خفران شاہ نے سینکڑوں جوڑے خلعت انعام و اکرام تقسیم کیا خفران شاہ خرم سبزپوش اور شہزادہ اسفندیار کو ہمراہ لیکر محل مین آیا ماں دولھن کی شاد شاد ہوئی دولھاکی بلائین لین خفران شاہ نے کہا کہ ای صاحب شہزادہ اسفندیار نامدار فرزند حمزہ صاحبقران عالی وقار کی بدولت مجھکو دولت اسلام بھی ملی اور تمھاری نور دیدہ ملکہ گل چہرہ کو ایسا بر بھی ہاتھ آیا غرضکہ بعد دن گذرنے تخلیہ کی صحبت ہوئی شب زفاف کا سامنا ہوا وصل معشوق خوش اسلوب ہاتھ آیا گوہر امید صدف آرزو کو ملا غنچۂ نو شگفتہ گلشن حسن و جمال بے مثال ملکہ گل چہرہ کھل کر پھول ہوا بادۂ وصل سے دونون سیراب ہو گئے خوش و خرم رہنے لگے ایک روز خرم سبزپوش نے خدمت شہزادہ اسفندیار عالی وقار مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خادم اپنے شہر کو جاے اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کر کے خدمت حضور مین حاضر کرے شہزادہ عالی وقار نے فرمایا بہتر ہے کیا مضائقہ خرم سبزپوش بڑے جاہ و حشم سے اپنی معشوقہ محبوبہ عروس تازہ ملکہ گل چہرہ کو ہمراہ لیکر اپنے شہر مین آیا باپ اُسکا فرخ معجوق بیٹے سے ملا بہت خوش ہوا بہو کو پیار کیا بہت سا زر و جواہر نثار کیا خرم سبزپوش نے تمام حقیقت اول سے آخر تک اپنے باپ سے بیان کی اور کہا کہ آپ بھی لقا پرستی ترک کیجیے زمردشاہ باختری پر لعنت بھیجیے دین اسلام قبول فرمایئے کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہین کفر پرستی بیکار ہے فرخ معجوق بلفہمائش فرزند جگربند خرم سبزپوش مسلمان ہوا لقا پر لعنت کی اور تمام لشکر کو بھی مسلمان کیا اور شہر کو اسلام آباد کیا اور خرم سبزپوش کے ہمراہ شہر خفرانیہ مین آیا قدمبوسی شہزادہ اسفندیار گیلانی حاصل کی شہزادے نے یہان بھی تمام شہر خفرانیہ کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدین تعمیر کرائین شہزادہ اسفندیار گیلانی نے خفران شاہ سے ایکروز کہا کہ اب ہمکو رخصت کرو اب ہم بھی جاینگے خفران شاہ نے عرض کیا کہ غلام بھی حضور کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوگا الغرض خفران شاہ نے بعد دعوت ضیافت فرخ معجوق و خرم سبزپوش کہا اب تمھارا کیا ارادہ ہے انھون نے کہا ہم بھی زیر قدوم میمنت لزوم شہزادہ اسفندیار گیلانی کے رہینگے شہزادہ اسفندیار نامدار نے شہزادہ خرم سبزپوش کو اور فرخ معجوق شاہ کو خلعت زرین دیا اور ہمراہ اپنے لیکر مع خفران شاہ کے بہ جمعیت چالیس ہزار جرار لشکر ظفر اثر طرف ملک سمائل کے کوچ کیا اور منزل بمنزل روانہ ہوئے

تو کچھ داستان حیرت نشان ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار کی کے بیان کیے جاتے ہین

کہان ہے نوای ساقی روزگار　　لبالب پلا جام مے خوشگوار
صدا کیسی قلقل کی ہے یان بلند　　مجھے بھی عطا کر تو اے دل پسند

گلابی پلا پھول سی خوشگوار　　کہ ہے باغ مینا دمے ہر بہار
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور　　کہ ہو غنچۂ دل کو ہر دم سرور

پلا دے وہ جام مئے لالہ فام　　کہ زاہد بھی ہونٹھون کو چاٹے مدام
مجھے چاہیے وہ مئے خوشگوار　　کہ ہو دور گردون بھی جس پر نثار

زلال تولا کی ہے جستجو　　نہ منہ سے لاکر لگا دے سبو
نہ کر دیر اے ساقی بے نظیر　　لگا منہ سے جام مئے دلپذیر

اسیقا ہون مشتاق ہین دل کباب　　کہ جس مے سے شرمندہ ہو آفتاب
سحر کو وہ دے بادۂ سرخ فام　　نظر آئین مضمون رنگین تمام

غزل

ہم میکشون کی ہجر مین حالت خراب ہے　　قاضی و محتسب کا کلیجا کباب ہے
فصل بہار آکے خزان یار ہو گئی　　مہمان چند روز یہ عہد شباب ہے
کس مست نے ہے کی سوے دریا نگاہ گرم　　خوناب ہے شراب بط ہی کباب ہے
روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہے　　انگور مین ہنوز ہماری شراب ہے
چند سے مین پاک صحبت باطن سے جنس ہو　　پانی شراب ہو گیا ماہی کباب ہے
فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے　　کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہے
خاطر نہ اسکی توڑیے جام شراب سے　　سر کہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیت　توسن فلک بادیہ پیما

یون ہمراہ سخن کو طے کرتا ہے عبارت آراے دشت نوردان سخنوری وسلسلہ بندان مسلسل گوہر مضامین طبع دلبری اس
داستان جوہر بیان کو بازار نکتہ سنجی وقدر شناسی مین یون ارزان کرتے ہین کہ جب ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار بچی ان دونون
نے طوفان آفت آسمانی سے لشکر اسلام مین تلاطم عظیم محشر تازہ برپا دیکھا در خیمہ سے نکل کر ملکہ کی بیساختہ تہ دل سے آہ کی دیکھا کہ
فلک کجرفتار سے برف باری ہو رہی ہے یاقوت شاہ فوج لیے لڑ رہا ہے تلوارین مثل بجلیون کے اس گھنگھور گھٹا مین چمک رہی
ہین اور سرداران لشکر اسلام زخمدار ہو ہو کر جانب صحرا نکلے جاتے ہین لشکریان اسلام گوشہ امن ڈھونڈھتے پھرتے ہین
حشرات الارض تمام فراری ہین ملکہ گیتی افروز نے فتنہ عیار بچی سے کہا اے فتنہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ورنہ قتل
کیے جاوینگے بہتر یہ ہے کہ گھوڑے لاؤ ہم تم گھوڑون پر بیٹھ کر کسیطرف نکل چلین فتنہ نے کہا یہ راے بہتر تو ہے مگر بی بی اپنے اور
میرے حالات پر خیال کرو کہ انجام اسکا کیا ہوگا کہ ایام حمل ہم تم دونون کے حد معینہ کو پہونچ چکے ہین پورے دن ہین نہین معلوم
صحرا مین دردزہ ہو اور سامان وضع حمل ہو اس خوف جان و تلاطم واضطراب مین کیا ہوگا ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اے فتنہ
جو کچھ ہو مشیت ایزدی مین کیا چارہ اس بلا سے تو نجات پا جاوینگے جیسی گذریگی ویسی سہینگے فتنہ نے کہا جو کچھ مرضی آپکی
مین حکم بجا لاتی ہون یہ کہکے اصطبل مین آئی دو مرکب تیز رفتار برق دم لائی ان پر کچھ اسباب ضروریات بھی رکھ لیا اور
دونون سوار ہوئین نقاب چہرے پر ڈال کے ہتھیار لگا کر جانب صحرا روانہ ہوئین گھوڑے پری پیکر صورت غزالان طرارے
بھرتے ہوے چلے جاتے ہین بادیہ پیمائی تیز پروازی مین مشغول ہین رات بھر دونون مرکب بادیہ پیماے صحراے وحشت افزا مین صبح
کو ایک صحراے سبزہ زار بہار فرحت افزا مین پہونچے ملکہ نے گھوڑے کی باگ روک لی کہ فتنہ کا بھی مرکب برابر مرکب ملکہ
گیتی افروز کے آیا ملکہ نے کہا اے فتنہ تھوڑی رات سے تیسرے درد ہے مگر اب زیادہ معلوم ہوتا ہے خدا کے لیے اب کہین مقام
کر ٹھہر جا مجھسے اب گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا درد کی زیادہ شدت ہے ایسا نہو کہ مین گر پڑون فتنہ نے کہا اے بی بی یہ صحراے
لق ودق تنہائی کا عالم ہم تم دونون عورتین ہین آشوب زمانہ اسطرح پر ہے دشمنون کا ڈر ہے ایسا نہو کہ پردۂ عصمت
مین فرق آئے یا جان جائے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو جائے کوئی قتل کرے خواہ کوئی پکڑ لے اب تو درد کے مارے دم نکلا جاتا ہے
تو جلد مجھکو گھوڑے سے اتار نہین مین اب گرا چاہتی ہون فتنہ گھوڑے سے اتری اور ملکہ کے گھوڑے کی باگ تھام کے
درختون کے جھرمٹ مین لائی کہ وہان پر ایک چشمۂ آب صاف وشفاف بھی تھا اور آس پاس درختون کی اوٹ تھی بیچ مین
میدان گرد اسکے سبزۂ نوخیز مثل مخمل زنگاری کے اگا ہوا جا بجا گل خودرو کھلے ہوے لپٹین پھولون کی بھینی بھینی چلی آتی ہین ان
درختون پر طائران خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین یاد پروردگار مین منقارین کھولے جھک رہے ہین حمد الٰہی
ورد زبان ہے فتنہ نے ملکہ گیتی افروز کو اس مقام پر لا کر مرکب پری پیکر سے اتارا دردزہ اور زیادہ ہوا مثل ماہی بے آب تڑپنے
لگی فتنہ نے زین پوش بچھا دیا جسقدر آفتاب عالمتاب بام فلک پر بلند ہوتا جاتا تھا دردزہ کی شدت زیادہ ہوتی جاتی تھی فتنہ
عیار بچی اکیلی مضطر و بیقرار کبھی پائنتی آکے پاؤن پکڑتی کبھی سرہانے بیٹھ کے سر ملکہ کا گود مین لیتی کبھی اٹھا بٹھاتی ہے کبھی لٹا دیتی ہے
جب ملکہ شدت درد سے چلاتی اور یہ کہکے رونے لگتی ہے کہ اوہی مر گئی ہائے دم نکلا پیٹ پھٹا جاتا ہے عرق عرق ہوئی جاتی
ہون کوئی جیسے چھری بھونکتا ہے فتنہ عیار اٹھا اٹھا کے بٹھاتی ہے سینے سے لگاتی ہے کبھی پیٹ سہلاتی ہے کبھی دعائین مانگتی ہے کہ پروردگار
تو جلد مشکل آسان کر اس صحرا مین تو ہی حافظ و نگہبان اور کفیل حال بیکسان ہے کبھی ہنسکے ملکہ سے کہتی ہے کہ بی بی چپکے چپکے
اوہی آہ کرو کوئی راہ گیر آتا جاتا سنکر سیدھا کھڑا ہو کر حال پوچھنے لگیگا اس سے کیا کہوگی بڑی غیرت کی بات ہے دل پر
ضبط کرو آہستہ آہستہ آہ سرد بھرو گر ہوش ہوائی نہ دکھلاؤ اگر ایسا ہی تھا تو ایسکو ایسی کی تھی جو اسکا یہ انجام تکلیف
کے ساتھ پیش آیا اے شہزادی نہال وصال عشق کا یہی پھل ہے سب عورتون کو یہی راہ درپیش ہے اسمین ناحق رونا پیٹنا اور

پس و پیش ہی مگر اسوقت مجھکو ایک شعر برجستہ کیا خوب یاد آیا ہی بادشاہزادی زیب النسا جو مخفی تخلص کرتی تھی کیا سچی بات اُسنے نظم کی ہی شعر ای صدف تشنہ بمیر و سوئے نیسان منگر * بہر یکقطرۂ باران جگرت لنگافند * ملکہ گیتی افروز نے اُس عالم اضطراب مین فتنہ سے کہا کہ ای سردار اسوقت بھی دل لگی تری نہین جاتی ہم تو اپنے حال مین مضطر و بیقرار ہین تجکو ہنسی سوجھی ہی شعر پڑھنے کی فتنہ نے کہا ای ملکہ یہ محل خوشی کا ہی رنج کا مقام نہین روز مولود شہزادۂ عالی وقار ہی بڑہ دلکو جلوۂ نور آفتاب عالمتاب شہریاری کا انتظار ہی الغرض یہی ذکر تھا کہ قریب زوال نیر اعظم درد زہ کی شدت ہوئی ملکہ گیتی افروز نے ایک چیخ زور سے ماری کہ آفتاب برج شہریاری و خورشید آسمان جہانداری برج حمل سے طالع ہوا تمام صحرا نور جمال بیمثال مولود مسعود سے مطلع انوار ہو گیا فتنہ نے دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت مہ جبین مہر تمکین حسین نازنین پیدا ہوا چہرے سے سطوت شاہانہ رعب و داب و جلالت خسروانہ نمود ہو افتنہ بہت شاد و مسرور ہوئی اور مبارک مبارک پکارنے لگی اور تالیان بجا کی یہ اشعار تہنیت آمیز پڑھنے لگی نظم

رہے آباد یہ آغوش جہان مین ہردم
مہر وشش یہ سحر و شام مبارک ہووے
اس مصیبت مین دیا حق نے ہمین طفل حسین

شادی جلوۂ گلفام مبارک ہووے
راحت جان و دل آرام مبارک ہووے
پھلے پھولے یہ گلستان جہان مین گلرو
مژدۂ عشرت و آرام مبارک ہووے

عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے
اس مہ چاردہ کا نور رہے جلوہ نما
بلبل دل کو گل اندام مبارک ہووے
فتنۂ عیارہ یہ اشعار تہنیت آثار

پڑھتی جاتی تھی اور کار و بار زچہ کا کرتی جاتی تھی پھر اُس طفل حسین کو بصد شادی گود مین لیا نال کاٹ کے چشمۂ آب صاف پر لیجا کر نہلایا پاک و طاہر کر کے گود مین ملکہ گیتی افروز کی دیا ملکہ نے آغوش تمنا مین اُس پارۂ جگر کو لیا پیار کیا مگر یہ کلمہ زبان سے کہا کہ یہ طفل عجب نحس قدم پیدا ہوا ہی کہ ہم اس تباہی مین ہین نہین معلوم باپ پر اسکے کیا گذری اگر یہ مولود مسعود باعث محمود پیدا ہوا ہی تو پدر نامدار اسکا زندہ و سلامت رہیگا اور بصد عیش و عشرت جلد آکر ملیگا اور اگر یہ کمبخت ہی تو مر جائے یہ کہکے ملکہ گیتی افروز رونے لگی فتنہ نے کہا ای ملکہ کیون روتی ہو ہلاک ہوتی ہو پروردگار عالم سے دعا کرو کہ یہ لڑکا بھی زندہ رہے اور وارث بھی بخیر و عافیت ملے فتنہ یہ کہہ رہی تھی کہ دفعتہً اُسکو بھی درد زہ شروع ہوئے ملکہ سے کہا بی بی جس عالم مین تم تھین مین بھی اُسیمین پھنسی ہون درد ہو رہا ہی اور اب زیادتی ہوتی جاتی ہی تاب ضبط ممکن نہین کوئی دم مین آہ پیر بھی منہ سے نکلتی ہی ملکہ نے کہا کیون ری مردار چرخہ اب اُس مزے سے تو آگاہ ہوئی مجھکو ہنسی مین کہجاتی تھی اب مین بھی اسیطرح تیرے ساتھ پیش آؤن فتنہ نے کہا ای ملکہ اسوقت اضطرار و بیقراری مین جو کچھ کہو بجا ہی اگر زندہ رہی تو پھر جواب دونگی غرضکہ شام تک درد شدید ہوتا گیا ہنگام غروب آفتاب لڑکا پیدا ہوا مگر وہ لڑکا مشابہ بصورت عمرو تھا فتنہ نے اُسکا بھی نال کاٹا نہلا دھلا کر گود مین لیا دونون ایک درخت کی آڑ مین بیٹھی ہوئی تھین کہ ناگاہ صحرا مین ایک جانب سے نتق گرد اُٹھا ملکہ گیتی افروز نے دیکھکر کہا ای فتنہ غضب ہوا فوج کفار آپہونچی اب جائین بھی کیونکر آبرو بھی گئی کیا کرین کہان بھاگ کر جائین فتنہ نے کہا ای ملکہ آبرو بچانا مقدم ہی یہ کہکے اپنے لڑکے کو دامان بیشہ از مین چھپا لیا ملکہ نے اپنے طفل کو پوشیدہ کر لیا اُسوقت فتنہ کے پاس قلم دوات کاغذ موجود تھا ملکہ نے اُس سے لیکر ایک سفارش نامہ لکھا اُسکا یہ مضمون تھا کہ یہ فرزند جاربند بڑے خاندان عالی کا ہی اسکے بزرگون کا پردہ دنیا پر مثل و نظیر نہین ہی جو کوئی اسکو لیکر پرورش کریگا وہ بھی رتبۂ اعلے کو پہونچیگا مین ماں اسکی ہون بہ سبب خوف جان و آبرو اسکو چھوڑ کر جاتی ہون اسی مقام پر اسوقت پیدا ہوا ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ مضمون جلو ریشمین پرچہ کاغذ پر لکھکر اُس طفل حسین کے بازو پر باندھ دیا اس عرصہ مین وہ گرد قریب تر آئی آواز سم اسپان آنے لگی بس ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیارہ ان دونون کو یہ دہشت دلون مین سمائی کہ اُن لڑکون کو آغوش سے زمین پر

لٹا دیا اور آپ بہ خوف جان و آبرو گھوڑون پر سوار ہو کر راہی ہوئین پیچھے بھی پھر کر نہ دیکھا کہ یہ لڑکے ہمنے جنے ہین یا کسی
اور عورت نے جنے ہین افسوس یہ فلک کجرفتار کا ظلم و جور دیکھیے کہ انسے کیا سلوک کرتا ہی کن دردون سے اور کن دکھون
سے تو اُس صحراے لق و دق مین اُن لڑکون کو جنا اور اسطرح اپنی جان و آبرو کا خوف کر کے اُس صحراے سنسان مین
ڈالکر چلین گئین کاشکہ اُن لڑکون کو بھی گود مین گھوڑون پر لیلیتین تو کیا ہوتا جو سرنوشت ہوتی ہی وہ پیش آتی ہی القصہ
ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیارہ بچی بیہ دونون تو گھوڑون پر سوار ہو کے ادھر روانہ ہوئین وہ دونون طفل صغیر ایک
مثل اختر دوسرا رشک بدر منیر بیچارے وہین پڑے رہگئے اتفاق روزگار وہ فوج کفار نہ تھی سوداگر کا قافلہ تھا اور
نام سالار قافلہ کا فرخ بازرگان تھا رہنے والا شہر فرنگوشیہ کا تھا اسباب تجارتی بیچنے کیواسطے جابجا شہرون سے
خرید کرتا پھرتا تھا مگر اب اپنے شہر کو سب مال و اسباب لیے ہوئے ہمراہ جاتا تھا اُسی صحرا مین وہ سوداگر مع قافلہ کے اُترا
خیمے استادہ ہوئے سب قافلہ والے اُترے فرخ بازرگان ہنوز خیمے مین نہ داخل ہوا تھا کہ آواز لڑکون کے رونے کی
ایکطرف سے آئی فرخ بازرگان نے گوش برآواز ہو کر کہا کہ صحرا مین لڑکون کے رونے کی آواز کہان سے آتی ہی گماشتے
اُسکے ہمراہ تھے اُن سے کہا کہ کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر جاؤ صحرا مین تلاش کرو کہ لڑکون کے رونے کی آواز کدھر سے آتی ہی
یہ کیا ماجرا ہی گماشتے سوداگر کے دو چار آدمی ہمراہ لیکر صحرا مین تلاش کرنے لگے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے دو لڑکے ابھی فقط
کی پیدائش معلوم ہوتی تھی مثل نجم و ماہ دو ہفتہ زمین پر پڑے ہوئے ہین ایک ملازم نے دوڑ کر فرخ بازرگان سے
اطلاع کی فرخ بازرگان خود آیا لڑکون کو دیکھکر بہت خوش ہوا زمین سے اُٹھا کر چھاتی سے لگایا پیار کیا شاد شاد دونون
کو لیے ہوئے اپنے خیمے مین آیا اور کہا کہ پروردگار نے مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے ایسے فرزند عنایت کیے ہزار ہزار شکر
ہی فرخ بازرگان نے ملکہ گیتی افروز کے فرزند ارجمند کا نام ایرج رکھا کس سبب سے کہ بیٹا فرخ بازرگان کا جو طفلی مین
اُسکا نام ایرج تھا اسواسطے اسکا بھی نام ایرج رکھا کہ خدا نے عوض مین بیٹا دیا اور فتنہ کے بیٹے کا نام شاپور رکھا
کیونکہ فرخ بازرگان کے باپ کا نام بھی شاپور تھا اب ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ اکثر راویون کے قول معتبر سے
معلوم ہوتا ہی کہ ایرج و شاپور لشکر اسلام کے ایسے بیابان مین پیدا ہوتے ہین اور بعض راویون نے لکھا ہی کہ برباد یا
بلد امین ایرج و شاپور پیدا ہوئے ہین غرضکہ فرخ بازرگان اُسی صحرا مین اُس شب قیام کر کے صبح کو ملک فرنگوشیہ
کیطرف کوچ کر گیا ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ گیتی افروز اور فتنہ یہ دو کون جو وہان سے بھاگین گھوڑون کی باگین
جو اٹھائین مثل آندھی کے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے چلے آتے آتے ایک بیشہ مین پہونچے قضاے کار الماس زنگی
ایک غلام زمرد شاہ باختری کا کہ وہ سابق مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا تھا جب زمرد شاہ باختری کو عشق الماس کا
منکشف ہوا عتاب خداوندی اپنا نازل کر کے لقاے بے لقا نے الماس زنگی کو نکالدیا تھا اُسنے آکر اس بیشہ مین سکونت
اختیار کی اور کچھ آدمی بدمعاش جمع کر کے بیشہ قزاقی کرنے لگا جسوقت ملکہ گیتی افروز اور فتنہ اُس بیشہ مین
نقابدار بنی ہوئی پہونچین اُسوقت سر راہ بیٹھا ہوا الماس زنگی سیر سبزہ زار کر رہا تھا جیسے ہی دو نقابدارون کو آتے
دیکھا وہین سے اُٹھکر للکارا اے نقابدارو اُسی جگہ ٹھہر جاؤ گھوڑے روک لو اگر تمکو اپنی جانین عزیز ہین تو گھوڑے اور اسباب
و مال جو تمھارے پاس ہو وہ سب مجھکو دیدو اور جدھر چاہو چلے جاؤ ورنہ تم دونون کو تہ تیغ آبدار بیدریغ کرونگا ملکہ گیتی افروز
نے گھوڑا روک لیا فتنہ نے آگے بڑھکر الماس سے کہا کہ اے شخص تیرا دین کیا ہی الماس زنگی نے کہا مین لقاپرست
ہون فتنہ نے کہا یہ شہزادی لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز ہی خداپرستون کے قبضہ مین تھی زمرد شاہ باختری نے اب
خداپرستون پر غضب نازل کیا سب خداپرست مارے گئے کچھ تباہ ہو کر نکل گئے یہ بھی تباہی کی ماری سر بصحرا وہان سے

بھاگی اب جو تقدیر دکھائے الماس زنگی نے جیسے ہی نام ملکہ گیتی افروز کا سنا بہت شاد و مسرور ہوا اور دلمین کہا کہ گیا
وسیلہ تیری عفو تقصیر کا ہاتھ آیا اب یقین ہے کہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری مہربان ہوا اور میرے گناہ سے درگذرے
کہ میرے معشوق کو میرے پاس خود خداوند لقا نے تقدیر کرکے بھیجدیا الماس نے فتنہ سے کہا کہ اری مین تو انکھین کے جرم
عشق مین راندہ گیا تھا اب کیا ہے یہ خود میرے پاس گھر بیٹھے چلی آئین میرے کاشانہ کو رونق افروز کرین مین انکی
غلامی کرونگا یہ کیفیت جو ملکہ گیتی افروز نے دیکھی اور الماس زنگی کا نام سنا کانپ گئی دلمین کہا کہ جان و آبرو مفت
گئی اب کوئی چارہ سوا اسکے نہین ہے کہ جان دے جاے فتنہ سے کہا کہ مین تو اپنے تئین ہلاک کرتی ہون ابھی اپنی جان
دیتی ہون اسکے ہاتھ سے آبرو نہ بچیگی شعر باوہ گر جاے اگر جاے سو باقی رہے ✦ جان جائے یا نجائے آبرو باقی رہے دیگر
دنیا کے سب امور ہین عزت کیواسطے ✦ دیتے ہین اپنی جان کو حرمت کیواسطے ✦ فتنہ انگیز نے کانمین ملکہ گیتی افروز
کے کہا بلا لون صدقے جاؤن کیون اپنی تم جان دو کسواسطے ہلاک ہو تم گھبرائی کیون ہو اس موئے موند چھی کاٹے کو
مین زہر دے کے مار ونگی تم خاطر جمع رکھو ملکہ یہ سنکے چپ ہو رہی غرضکہ الماس دونون کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان
مین لایا ایک مقام پاکیزہ مین لاکر بٹھایا بہت خاطر و مدارات کی اور بچھونون کی سیج آدمیون سے درست کرائی اور ملکہ گیتی افروز
سے طالب وصل ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ گھبراتے کیون ہو تال کرو آج تھکی ماندی راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے ہین
ذرا انکا دل ٹھکانے ہونے دو پھر لطف وصل حاصل کرنا اب تو یہ تمہارے قبضہ مین ہین کیا کہین چلی جائینگی الماس یہ
سنکے چپ ہو رہا دو روز تک خبر نہو ائی تیسرے دن پھر پیام وصل ملکہ گیتی افروز کو دیا اور سامان شب وصلت
کیا فتنہ نے کہا بہتر ہے اب کوئی عذر نہین باقی مگر ہار پھول پان مٹھائی وغیرہ تم یہان یہ سب بھیجدو ہم سیج وغیرہ درست
کرینگے یہ کام مردون کا نہین ہے یہ امور عورات سے ہین عورتون ہی سے خوب بن پڑتے ہین الماس زنگی راضی ہو گیا
خوشی خوشی سب چیزین منگوا کر آدمی کے ہاتھ بھیجدین یہان فتنہ انگیز نے مٹھائی کو خوب آغشتہ بہ زہر ہلاہل کیا اور سب
ملازمان الماس زنگی کو وہ مٹھائی تقسیم کرادی سب نے خوشی خوشی کھائی اور قدرے مٹھائی اسمین الماس ملاکر الماس
زنگی کو دی اور کہا کہ یہ ملکہ گیتی افروز کی جھوٹی مٹھائی ہے فقط تمہین کو کھانا چاہیے الماس مسرور و شاد ہوا اور فریبے
اُس مٹھائی کا زہر بار کیا فتنہ نے ہار پھول وغیرہ کو بے ہوشی مین بسا کر الماس کو دیا اور کہا کہ ملکہ نے تھوڑے نکال کے
تمکو دیے ہین کہ یہ تم اپنے پاس رکھو غرضکہ تخلیہ ہوا ملکہ گیتی افروز کے پاس الماس زنگی آیا جیسے ہی پلنگ پر پاؤن اسنے
رکھا کلیجے مین درد اٹھا تڑپنے لگا ایسا تڑپا کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپتے تڑپتے مرگیا اُدھر جتنے ملازم اُس الماس زنگی
کے تھے سب کے سب یکایک گر گر کے راہی فی النار والسقر ہوئے ملکہ گیتی افروز فتنہ انگیز سے بہت خوش ہوئی کہ خدا
بچایا سجدہ شکر کیا پھر تمام مال و اسباب الماس زنگی کا لیکر قبضہ مین کیا بہت سے آدمی نوکر رکھے سوداگری صورت بنی تمام
مال و اسباب لدوا کر وہان سے روانہ ہوئی جاتے جاتے ملک فضلانیہ مین آکر پہونچے اور شہر مین چوک ایک
دکان بڑی عالیشان بکرایہ لی اور مال سوداگری سے آراستہ کرکے بشکل سوداگر بیٹھی اور فتنہ انگیز گماشتہ
بنکر کاروبار سوداگری کرنے لگی اور سب ملازم حاضر ہو کر مصروف دکانداری وغیرہ ہوئے مگر ملکہ گیتی افروز متفحص دیدار جمال
بیمثال شہزادہ ملک قاسم فرخندہ خصال کی رہی کہ شاید دل تمنا منزل کو پھر خورشید جمال جہانتاب کی زیارت نصیب ہو اسی فکر
اور سوچ مین ہر روز صبح سے شام تک مردانہ بھیس کیے ہوئے سوداگری ہوئی دوکان پر بیٹھی رہتی ہے ملازم حاضر ہین فتنہ انگیز
بھی مردانہ بھیس کیے ہوئے نیابت ملکہ کرتی ہے گماشتہ کا روبار سوداگری مین مصروف ہین اکثر بادشاہ فضلانیہ مالک
دار اب شاہ فضلہ نشین کی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز ہمراہ فیروز حسن و جمال خدم و حشم اور بہ خواجہ و قار برائے حمام جاتی

اُدھر سے جاتی تھی اور ملکہ گیتی افروز بصورت سوداگر مردانہ بھیس کیے ہوئے دُکان پر بیٹھی تھی اور تمام ملازم گرد و پیش دست بستہ کھڑے ہوئے تھے کہ نگاہ ملکہ مہر افروز کی سوداگر پر پڑی حسن و جمال بے مثال چہرۂ نورانی مثل آفتاب عالمتاب دیکھکر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگئی اُف کر کے ہاتھ سے دل تھام لیا تیر عشق نے جگر کو دو پارہ کیا دیکھتی ہوئی حمام خانے کو چلی گئی جب اُدھر سے پھری کنیزوں سے چپکے سے کہا کہ مہرے کو حکم دے کہ وہ اس سوداگر سے کہے کہ عمدہ عمدہ اشیاے سوداگری لیکر در دولت پر آئے اور تاکید کردی کہ ساتھ ہی اپنے لائے ہم بہت سا اسباب خرید کرینگے کنیزوں نے چوبداروں کو حکم ملکہ مہر افروز کا سنا دیا چوبدار سوداگر کی دُکان پر آئے سوداگر کو آداب بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور کو بادشاہ مالک دار اب شاہ فلک نشین کی بیٹی ملکہ مہر افروز نے یاد کیا ہے اور مال سوداگری بہت تحفہ تحفہ عمدہ عمدہ مانگا ہے جلد ہمراہ ساتھ لیکے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی یہ سنکر بہت متردد ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ جاؤ اسباب ساتھ لیلو مضائقہ کیا ہے فکر و تردد کس بات کا ہے ملکہ ناچار ہوئی اور اسباب نایاب ہمراہ گماشتوں کے لیکر پیچھے پیچھے مہرے کے روانہ ہوئی جب در دولت فیض منزلت ملکہ مہر افروز پر سوداگر پہنچا مال و اسباب اندر محل کے بھیجدیا آپ باہر بیٹھا رہا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ کیا سوداگر نہیں آیا لوگوں نے عرض کیا کہ باہر در دولت پر حاضر ہے حکم ہو تو بلالیں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ سوداگر کو اندر بلالو مال اپنے ہاتھ سے آکر دکھائے محلدار گئی اور سوداگر کو ہمراہ لیکر محل میں آئی ملکہ مہر افروز چلمن کے اندر بیٹھی سوداگر کو چلمن کے پاس کرسی جواہر نگار پر بٹھایا ملکہ مہر افروز نے چلمن کے اندر سے پوچھا کہ اے تاجر تیرا کیا نام ہے سوداگر نے کہا مجھکو خواجہ خورشید کہتے ہیں ملکہ مہر افروز نے کہا اچھا مال تحفہ تحفہ دکھاؤ سوداگر اشیاے نادرہ دکھانے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اندر پردے کے ہاتھ بڑھا کر رکھدو سوداگر اندر چلمن کے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ دینے لگا ملکہ مہر افروز نے وہ صندوقچہ لیکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پستان نایاب پر ہاتھ رکھ لیا اور پوچھا اے سوداگر بتاؤ یہ ڈبیاں کیسی ہیں سوداگر نقلی پہلے تو نہایت شرمایا پھر بہ کمال درجہ تعریف اُن ڈبیوں کی کرنے لگا کہ اے ملکہ ان حق گہربار کا کیا کہنا انہیں آب مروارید سے بیش قیمت بھرا ہوا ہے انکا جوہری سواے دل عاشق زار کوئی نہیں ہوسکتا ہاتھ کے چھونے سے روح کو تازگی اور دلکو فرحت ہوتی ہے انھیں ساغروں میں وہ بادۂ عشق بھرا ہوا ہے کہ جسکے خمار سے روح بے چین اور دل بیقرار ہے

مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہے خورشید کا یقین

رکھے ہیں یا چنگیر میں گلہاے یاسمین
سینہ ہے آئینہ قد آدم دھرا ہوا
دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہیں مشتعل
شیشے شراب کے ہیں کہ گنبد حباب کے

لوح بلور سے بھی مصفا ہیں یہ کہیں
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا
ہوتے ہیں فرقدین یہاں صاف محتمل
یا ہیں حباب چشمۂ آب حیات کے

پہنچتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہیں
یہ چھاتیاں ہیں یا کہ ہیں الماس کے کنول
کرتا گمان انار کا ہے سخت بیتدل

سوداگر نے پستان و سینہ ملکہ مہر افروز کی ایسی تعریف کی کہ ملکہ مہر افروز غرور حسن سے پھول کر مثل گل نوبہار شگفتہ ہوگئی مگر سوداگر نے چپکے سے کہا اے ملکہ یہ فعل ناشائستہ رسوا کریگا میں بھی ذلیل ہونگا اور تم بھی بدنام ہوگی ملکہ بولی اے خواجہ خورشید مجھے کچھ بدنامی کا ڈر نہیں ہے میرے باپ نے اجازت دیدی ہے کہ جسے میں پسند کروں اُسکے ساتھ اپنی شادی کرلوں یہ کہکر چلمن اُلٹ دی اور کہا کہ میں اب تمھیں نہ جانے دونگی میں تو تمھارے حسن و جمال بے مثال پر اسیوقت عاشق ہوئی تھی جب میں حمام جاتی تھی مبتلا اُسکے عشق ہو کر تمکو اسباب کے خریدنے کے حیلہ سے بلایا ہے یہ سنکے ملکہ گیتی افروز دل میں نہایت متردد و متفکر ہوئی اور ملکہ مہر افروز سے کہا اگر تمھارا یہی ارادہ ہے تو آج تم مجھے جانے دو اور اپنے باپ سے اسکا ذکر کرو اگر وہ رضامند ہوگا تو کیا مضائقہ ہے ہم تمھارے ساتھ عقد کرینگے جام بادۂ وصال پلا ئینگے ملکہ مهر افروز نے کہا خیر بہتر ہے غرض کہ ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی وہاں سے

یہ حیلہ کر کے چلا آیا اور فتنہ انگیز سے تمام کیفیت کہی فتنہ انگیز نے کہا تم خوف نکرو دیکھا جائیگا ادھر ملکہ مہر افروز نے
باپ سے کہلا بھیجا ای وارث سریر سلطنت فضلانیہ وای پدر بزرگوار خواجہ خورشید ایک سوداگر کسی شہر کا یہان
آیا ہی نہایت حسین وشکیل ولیاقت دار اور صاحب شان وشوکت ہی مین اسپر دلدادہ وفریفتہ ہوئی ہون آپ میری شادی
اُسکے ساتھ کر دیجیے داراب شاہ فضل نشین تو مدت سے اسی فکر مین تھا کہ کوئی ایسا لایق ومتین اور صاحب حسب و
نسب ہو تو ملکہ کی شادی اُسکے ساتھ کر دیجیے یہ پیغام ملکہ مہر افروز کا سنتے ہی داراب شاہ فضل نشین بہت خوش
ہوا اسیوقت خواجہ خورشید کو بلوایا دیکھتے ہی صورت بے نظیر مثل ماہ منیر خود عاشق ہو گیا اور کہا ای خواجہ خورشید مین
جیسا داماد ڈھونڈتا تھا ویسا ہی تجھکو پایا اب مین اپنی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو تمسے منسوب کرتا ہون خواجہ خورشید
سوداگر نقلی یعنی ملکہ گیتی افروز نے فتنہ انگیز کے مشورے سے جواب دیا کہ ہمارے یہان یہ رسم ہی کہ چھ مہینے تک
جورو کے ساتھ نہین سوتے ہین اتنے زمانے تک ہمبستری نہین کرتے ہین اگر یہ رسم آپکو منظور ہو تو مجھکو قبول ہی بادشاہ
نے کہا کہ مین ملکہ مہر افروز سے پوچھکر اسکا جواب دونگا اسیوقت بادشاہ نے ملکہ مہر افروز سے جا کر پوچھا ملکہ مہر افروز
نے کہا کہ مجھکو منظور ہی داراب شاہ فضل نشین نے بڑی دھوم سے سامان شادی کیا تمام ملازمین اور
رعایا کو جوڑے تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے انعام بانٹے کئی روز تک تمامی شہر مین جلسۂ جشن شادی ملکہ مہر افروز
رہا اور چراغان کا حکم ہر شب گلی گلی ناچ رنگ کوچہ کوچہ گانا بجانا تھا جسدن برات ملکہ مہر افروز کی ہوئی ہی اُسدن کا
سامان اگر لکھون تو بہت طول ہو مطالب داستان مین فرق آئیگا خلاصہ یہ کہ خواجہ خورشید سوداگر کے رہنے کے
واسطے ایک مکان عالیشان فرش فروش جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ کرا دیا اُسی مکان مین خواجہ خورشید سوداگر کی
برات اس دھوم سے آئی فلک کو دیکھکر حیرت ہوئی مگر داراب شاہ نے بھی اسقدر جہیز ومال ومتاع دیا
کہ قابل تحریر نہین خواجہ خورشید سوداگر دو گھڑی دن رہے دلھن کو بیاہ کر لائے اور اُس مکان عالیشان مین اُتارا
شب زفاف مین فقط بوس وکنار شب بھر ہوا کیا پہر رات رہے دولھا دلھن اپنی اپنی کروٹ لیکر سو رہے صبح کو خوش
وخرم دونون اُٹھے ملکہ عاشق زار خواجہ خورشید ہی اگر دم بھر نہین دیکھتی تو بیچین ہو جاتی ہی ایک دسترخوان پر خواجہ خورشید
اور ملکہ مہر افروز اور فتنہ انگیز بشکل عیار مردانہ وار نئی کھانا کھاتی ہین خواجہ خورشید کو جسدن کھانا کھانے مین عرصہ
ہو جاتا ہی ملکہ بھی خاصہ نہین تناول کرتی ہی یہ عشق ملکہ مہر افروز کا حال ہی شام سے دوپہر رات تک خواجہ خورشید
ملکہ مہر افروز کے پاس گرم اختلاط تخلیہ مین ہین روز مشغلہ شراب وکباب کبھی بوس وکنار کبھی چاہ پیار کی باتین کبھی ہجر کی
شکایتین کبھی وصل ہونے کی گھاتین رہتی ہین بعد نصف شب کے خواجہ خورشید سوداگر اپنی خوابگاہ پر آکر آرام کرتا ہی
ملکہ مہر افروز بصد جان سوزی پژمردہ دل ہو کر پلنگ پر پڑی رہتی ہی سونا کیسا نیند کسے آتی ہی اختر شماری کرتے کرتے صبح ہو جاتی ہی
دن آہ بھر کے گذر رہے ہین ایام وصال کی مشتاق ہر دن گنتی ہی کہ ابھی اسقدر زمانہ شب وصل کے آنے کا باقی دیکھیے کیونکر زندگی
ہوتی ہی بادۂ وصل کے ذائقہ سے کب زبان ناکام آشنا ہوتی ہی شعر الہی جلد گذر جائین ہجر کے ایام ٭ شب وصال کی امیدوار رہتی ہون
چھ پہر کامل صحبت عیش ونشاط بصد انبساط ہی مگر دو پہر علیحدگی ہی اُسپر بھی یہ بیقراری اور اضطرابی ہی کہ چندے مین صورت ماہ منیر ملکہ
مہر افروز کاہیدہ ہو گئی اسیطرح جب چند روز گذرے اور ملکہ مہر افروز کی بیتابی اور بیقراری زیادہ بڑھنے لگی ایکدن
اپنی انیسون اور جلیسون سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ صاحبو میری تو عقل مین بسبب عشق خواجہ خورشید کے فتور آ گیا
ہی آخر تم لوگ بھی فہم وادراک رکھتے ہو عقل سے دریافت کرو یہ بات میری کچھ سمجھ مین نہین آتی ہی بڑا تعجب کہ مین تو اس سوداگر
پر جان دیتی ہون دل سے عاشق زار ہون اور اسکو مطلق میری پروا نہین ذرا سی بھی محبت نہین معلوم ہوتی ہی میری جان پر بنی ہی نظم

ہمتو اس عشق مین ہین گو کنارے پہونچے
کبھی پہونسے سے کیطرح دلاسا بھی نہین
اب سحر ہین اُس ماہ لقا کے ہر شب

اُس ستمگار و دل آزار کو دیر و ابھی نہین
مرغ بسمل کیطرح ہاتھو تڑپتے ہین مدام
چاندنی کا یہ تماشا مجھے بھاتا بھی نہین

ہم جو روتے ہین تو یہ دیکھکے ہنس دیتا ہی
شکل تک وہ گل بیخار دکھاتا بھی نہین
اے ھما جواب مجھے کچھ نہین بن پڑتا نہ

اسکو چھوڑ سکتی ہون نہ صدمۂ ہجر ہر روز کا اُٹھا سکتی ہی شعر بہر سو کچھ بتا دکیا کیجیے + جی مین آتا ہی جان دیدیجیے
ایک جلیس اُنمین سے بولی اے ملکۂ عالم واری جاون بلاون کیون جان دو کسواسطے صدمۂ ہجر سہتی ہو رات دن تو تمھارے
پاس رہتا معشوق گلے کا ہار ہی ہر وقت شغل بوس و کنار ہی مگر کیا کرے اپنے خاندان کی رسم سے ناچار ہی ضبط کیجیے دل پر اسقدر
صدمۂ شوق وصل نہ کیجیے چھ مہینے گذر جانے دیجیے پھر شراب وصال محبوب پیجیے جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا ملکہ مہر افروز نے
کہا اب مجھمین تاب ضبط باقی نہین ہی دوسری انیس نے بلائین لیکر عرض کیا لونڈی صدمے نے شرم حجاب دور کیجیے پیارے سے
محبوب کے گلے مین بانہین ڈالکر وصال چھیڑیے محبت سے باپ کا نام لیکے ڈرائیے دھمکائیے شاید جوش مردانگی سے
غیرت آجاے آپکا مطلب دل حصول ہو تیسری ہمراز نے کہا اے ملکۂ عالم مین ایک ترکیب بتاؤن اس سے بہتر کوئی
حکمت نہین ہی اگر آپ بھی پسند کیجیے حضور اپنے یار جانی محبوب جاودانی کو صحبت تخلیہ یا صحبت جشن کرکے شراب ارغوانی
تیز و تند پلائیے کہ نشہ مین بیہوش ہو جاے پھر تو لی گوہر مقصود حاصل کیجیے ملکہ نے کہا اسقدر شراب کیونکر پلاؤن اسنے
ہوش کیا کہ مین آپکو اسکی بھی ترکیب بتائے دیتی ہون حضور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر بین پہلے ساغر اپنے منھ سے
لگاکر قطرہ بھر آپ نوش کرین سارا جام اسکو پلادین پہلے دو ایک جام تو وہ خوشی سے پی لیگا اگر پھر انکار بھی کریگا تو اسکو
قسمین دے کر پلا دیجیے گا عاشق معشوق کیواسطے یہ بات کیا مشکل ہی ملکہ مہر افروز کو یہ صلاح بہت پسند آئی اُدھر ملکہ فتنہ انگیز
سے روز کہتی تھی ہاے فتنہ ابتک حال کچھ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ کا نہ معلوم ہوا کہ کہان ہین اور کسطرف
گئے ہین فتنہ انگیز تسلی و دلاسا دے کر کہتی تھی کہ بلاؤن صبر کیجیے معلوم ہوا جاتا ہی جہان پر ہین ملکہ گیتی افروز فتنہ سے کہتی
تھی مجھکو یہ وہم ہی کہ ایسا نہو میرا راز اس ملکہ پر کھل جاے تو غضب ہو جاے نہین معلوم کیا انجام ہو فتنہ نے کہا اگر آپکا
حال کھل بھی جائیگا تو آپ کہدیجیے گا کہ مین تو پہلے ہی عذر کرتی تھی مگر تمنے زبردستی عقد کیا ملکہ گیتی افروز یہ سنکے چپ ہو رہی
الغرض یاسمی سب کو یہان ملکہ مہر افروز نے سامان سوداگر کے بیہوش کرنے کا کیا شراب تازہ و تیز و تند نہایت نشہ کی عمدہ
عمدہ منگوائی کلابیان بھر بھر رکھین اور گزک کیواسطے کباب نایاب کباب گرم گرم تیار کروالیے اور مٹھائی بہت نادر منگوا کے خوانچین
چنوائی گلدستے پھولون کے عمدہ عمدہ بیلا چنبیلی موتیے کے خوشبودار چنگیرون مین آراستہ کراے گلوریان سونے چاندی کے
ورق کی جواہر نگار کے خاصدان مین چھوٹی الاچیان چکنی ڈلیان دو رخی حلوا اشترون مین یہ سب پہلے ہی صحبت کی آراستگی
ہوگئی غرضکہ شام ہوئی سوداگر قصر ملکہ مہر افروز مین داخل ہوا ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور پائین فرش سے گلے مین بانہین ڈالے ہوے
منھ پہ منھ رکھے ہوے مسند پر لائی خواجہ خورشید بیٹھ گیا ملکہ مہر افروز آغوش مین ہو بیٹھی مگر خواجہ خورشید نے دیکھا کہ ملکہ
نے جلسۂ عیش و نشاط زیادہ کیا ہی اور کسیقدر بیتابیان بھی کرتی ہی کبھی لپٹ کر منھ سے منھ ملا کر بوسے لیتی ہی کبھی زانو پر ہاتھ
دوڑا کے آگے بیجاتی ہی اسوقت خواجہ خورشید ہاتھ پکڑ کے لپٹ جاتا ہی اور کہتا ہی اے جان جہان کیون گھبراتی ہو روز
وصل بھی اب قریب ہی چند روز کی کشمکش باقی ہی غرضکہ دور شراب چلنے لگا ملکہ مہر افروز نے گلابی اور جام زرنگار
رنگ دہ جام جم ہاتھ مین لیا اور بادۂ لالہ گون سے لبریز کیا پہلے ایک قطرہ آپ پیا پھر خواجہ خورشید کو
دیا گردش سب انیسین جلیسین بیٹھی ہین کوئی ہنستی ہی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی کوئی مذاق کرتی ہی کوئی کہتی ہی شعر
گلفام خود جو شوق سے جام شراب دے + کس دل سے پھر نہ پینے کا اسکو جواب دے + خواجہ خورشید نے جام شراب ارغوانی

جاتا کہ ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیئے ملکہ مہر افروز نے کہا جان جان ہمارے ہاتھ سے پیو خواجہ خورشید نے جاہا جھکر ساغر مینہ کو منھہ لگائین کہ عکس کاکل مشکین ملکہ مہر افروز اُس زلال صاف مین نظر آیا یہ شعر بر جستہ زبان پر جاری کیا شعر کیا عکس ہی یہ زلف کا جام شراب مین * یہ بال ہین پڑے قدح آفتاب مین * ملکہ نے کچھہ کہا ہیو مین تمکو بتائے دیتی ہون شعر ہین عکس اپنے رخ کے غزالے شراب مین * لہرا رہے ہین زلفون کے کالے شراب مین * غرضکہ خواجہ خورشید نے اسیطرح بہزار دل لگی و مذاق ہاتھ سے ملکہ مہر افروز کے کئی جام پیے بعد چار پانچ ساغر پینے کے اب خواجہ نے انکار کیا کہ ملکہ بس اب زیادہ نہ پلاؤ رات کو طبیعت بہت ہی ہوگی تکلیف ہیو چکی ملکہ نے کہا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم تم خوب شراب پیین خوب نشئے جمین اور گانا بجانا راگ رنگ سنکر آج خوب ہمارے تمہارے اختلاط اور بوس و کنار ہو کچھہ تو دل فرقت منزل کا دور غبار ہو خواجہ خورشید انکار کرتے جاتے ہین ملکہ جام پر جام قسمین دیکے پلاتی ہی اور کباب وغیرہ بھی کھلاتی ہی کبھی منھہ پاس لب معشوق کے لیجاتی ہی کیفیت بوسہ و ان یار اٹھاتی ہی الغرض سب گلابیان پلاکر خواجہ خورشید کو خالی کین آخر کا ایک جام رہگیا ملکہ کے ہاتھ مین یہی چاہتی تھی کہ یہ بھی خواجہ خورشید کو پلا دون مگر خواجہ خورشید اب کسیطرح نہین پیتا پیار بھی کرتی ہی منت سے بھی کہتی ہی مگر خواجہ خورشید کہتا ہی ملکہ اب یہ جام ہماری خاطر سے تمہین پی جاؤ مجھکو اب نہ پلاؤ آج اسقدر شراب تمہارے کہنے سے پی ہی کہ مین نے کبھی عمر بھر ایک وقت خاص مین ایسی شراب نہین پی دیکھیے رات کیسی کٹتی ہی طبیعت بے کیفیت ہو رہی ہی ملکہ کہتی ہی ہمارے سر کی قسم اور ہماری جان کی قسم یہ جام پیلو اب نہ پلاؤنگی خواجہ خورشید انکار کرتا ہی اور کسیطرح نہین پیتا ہی جب تو ملکہ نے وہ جام شراب آگے خواجہ خورشید کے رکھدیا اور پیار سے باہین گلے مین ڈالکے بوسے لیکر کہنے لگی نظم

گر بد مزہ ہی منھہ تو نہین کچھہ مضائقہ
ہین ذائقہ دون تمکو دہن کے لعاب کا

انکار اب جو کرتے ہو جام شراب سے
لو نوش کرو پہلے یہ لقمہ کباب کا
منت سے اتنو کہتی ہون میر الہو پیئے

کیا کچھہ خیال آگیا روز حساب کا
اسپر بھی گرچہ بدمزگی کا ہو کچھہ ظہور
گر پی نہ لے اٹھا کے یہ پیالہ شراب کا

خواجہ خورشید یہ اشعار عاشقانہ اور کلام عاجزانہ سنکر مجبور ہو گیا کہا ملکہ خیر تمہاری خوشی بہر کیف کرنا منظور جو کچھہ حال ہو اب یہ جام پینا ضرور ہی یہ کہکر وہ ساغر آفتاب رنگ بادۂ سرخ فام سے بھرا ہوا اٹھا کر پی گیا اور یہ شعر پڑھا شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے * زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھہ ولی نہین * خواجہ خورشید نے وہا کہ کچھہ کباب نوش کیجیے اور گلوریان کھائین سر خروئی کیواسطے اتنا کلمہ وہی زبان سے کہا آج کچھہ اور جی چاہتا ہی کیا کرین مجبور ہین ملکہ نے ہاتھ پکڑکر ہنسکے کہا چلیے جو کچھہ چاہیے نوش کیجیے خواجہ خورشید نے کہا ابھی صبر کرو نہ گھبراؤ شعر بیتابیان نہ ای دل ناکام چاہیین آپہونچا ہی قریب زمانہ وصال کا * اب صحبت مین سب انیسین جلیسین بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی گائنین خوش لہجہ و خوش تانین اڑا رہی ہین کس مزے سے گا رہی ہین اب جو ملکہ مہر افروز نے دیکھا کہ خواجہ خورشید کو نشہ کی طغیانی ہوئی آنکھین بند کر کے جھومنے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا ای جان جان راحت دل مشتاقان خوابگاہ پر جاؤ آرام کرو مین بھی صحبت برخاست کرتی ہون اب سوؤنگی خواجہ خورشید یہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا لڑکھڑاتا ہلتا ہوا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا ملکہ سے انسی انیس نے کہا جسنے یہ صلاح بتائی تھی کہ اب حضور اٹھیے جایئے پہلو مین اپنے یار جانی محبوب جاودانی کے لیٹیے مزے اڑایئے ملکہ اُسکے کہنے سے اٹھی اور پلنگ پاس خواجہ خورشید کے آئی کھڑے کھڑے پلٹ گئی حجاب مانع ہوا دست درازی نہ کرسکی پھر اس انیس علامۂ دہر نے آمادہ کرکے ملکہ کو بھیجا ملکہ گئی پاس بیٹھی شرم سے اٹھکے چلی آئی اسیطرح کئی بار ایسا ہوا مگر ملکہ مہر افروز کا حوصلہ بہ سبب شرم و حجاب کے نہ پڑا کیونکہ ملکہ مہر افروز ناکتخدا تھی ابھی اس کوچہ سے نابلد ہی فقط جذبۂ عشق نے حوصلہ وصل پر از خود رفتہ کیا مگر حجاب جو حائل ہی وہ مانع ہوتا ہی آخر جب انیسون جلیسون نے دیکھا کہ ملکہ کا شرم سے حوصلہ نہین پڑتا تب ہمارا

بھی لحاظ و حجاب کرتی ہو کہا سنیے کہ اب ہم اپنے مقام خوابگاہ پر جاتی ہین حضور نہ شرمائین تخلیہ مین شراب وصل یار جانی سے سیراب ہون یہ کہکر سب اُٹھ اُٹھ کر چلی گئین مگر تاک جھانک مین رہین کہ دیکھین ملکہ کیونکر شراب وصل پیتی ہی غرضکہ پردے پڑ گئے تنہائی ہو گئی اب ملکہ مہر افروز اُٹھی اور خواجہ خورشید کے پلنگ پر آئی پہلے ہاتھ سے خواجہ خورشید کو جگایا مگر خواجہ خورشید نشہ شراب مین ایسا بیہوش تھا کہ اُسکو اپنے سہو یائی بھی مطلق خبر نہ تھی جگانے سے ملکہ مہر افروز کے بالکل ہوشیار نہوا کروٹ بھی نہ لی جب تو کچھ حوصلہ ملکہ کا بڑھا چاہا برہنہ کر دے کمربند کھولا ساغر اشتیاق لیکر صراحی وصل کو تلاش کیا کہین نہ پایا مثل اپنے خواجہ خورشید بھی نظر آیا طپش عشق کم نہ ہوئی صورت آئینہ حیران رہگئی شکل زلف مشکین پریشان ہوئی خواجہ خورشید کو اسیطرح چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی مسند پر آکر خواصان خاص کو پکارا سب انیسین جلیسین آکر حاضر ہوئین اُس فکر و تردد اور پریشانی مین جو دل مین گدگدی ہوئی ملکہ مارے ہنسی کے لوٹنے لگی ملکہ کے ہنسنے پر سبکی سب ہنسنے لگین اور کہنے لگین واری جاؤن بلا لون کچھ کہو تو سہی کیا ہوا کہا گو ہر مدعا سے بھی زیادہ کوئی چیز ہاتھ لگی جو نہین بتاتی ہو ہنسے جاتی ہو ادھر ملکہ کی ہنسی کم نہین ہوتی جو بیان کرے آخر کار اُن سب ہمرازون نے ملکہ کو سنبھالا کچھ ہنسی کم ہوئی ملکہ نے بیان کیا کہ صاحبو مین کس سے گوہر وصل حاصل کرون وہ تو مثل میرے تمہارے عورت ہی مرد نہین ہی صدف شوق بحر عشق ٹٹولتی رہگئی گوہر مدعا نہ ہاتھ لگا صدف آرزو دریاے امید پر سے پیاسی چلی آئی ایک بھی قطرہ نہ پایا کہ لب تر کرتی یہ سُنکے سبکی سب بہت متعجب ہوئین کہا نہین معلوم اسمین کیا اسرار ہی بس جو ہونا تھا ہو چکا عشق بیکار ہی الغرض ملکہ مہر افروز بھی اپنے پلنگ پر جا کے سو رہی صبح کو جب ملکہ گیتی افروز ہوشیار ہوئی کمربند اپنا کھلا ہوا پایا گھبرا کے اُٹھی پوشاک و لباس کو درست کر کے پہنا ملکہ مہر افروز کے پاس مسند پر آکر بیٹھی انیسین جلیسین ملکہ مہر افروز کی طعن تشنیع کرنے لگین ملکہ گیتی افروز نے ملکہ مہر افروز سے کہا اے ملکہ ذرا تخلیہ کروا ان سبکو ہٹا دو کچھ تمسے باتین کرنا ہین ملکہ مہر افروز نے سبکو وہان سے ہٹا دیا بالکل تخلیہ ہو گیا ملکہ گیتی افروز نے کہا مین تو پہلے ہی شادی نہ کرتی تھی مگر تمنے نہ مانا فقط اپنی عزت و حرمت بچانے کیواسطے مردانہ لباس پہن کر سوداگر بنی تھی اب تمسے اپنا حال کیا بیان کرون مین عجب تباہی کے جہاز مین ہو کے دریاے مصیبت مین غلطان ہو رہی ہون خدا کسی پر ایسی مصیبت نہ ڈالے تم میرے حسن پر فریفتہ ہوئین میرا شوہر مجھسے زیادہ حسین و جمیل ہی نہایت خوبصورت صاحب شان و شوکت ہی مین تمسے وعدہ کرتی ہون جسوقت وہ آجائیگا تمہاری شادی اُسکے ساتھ کر دونگی مین اُسی کو تلاش کرتی پھرتی ہون ملکہ مہر افروز نے کہا کہ تمہارے شوہر کا کیا نام ہی کس خاندان سے ہی ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ مین کہدونگی اسوقت موقوف رکھو موقع نہین ہی یہ کہکر ملکہ گیتی افروز اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے مکان مین آئی فتنہ انگیز سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ جس بات کا خیال تھا اور خوف تھا اُسیکا سامنا ہوا خدا آبرو بچائے جلدی کہین میرا شوہر مجھسے ملجائے ادھر کا حال سنیے کہ بادشاہ فضلانیہ داراب شاہ فضلہ نشین کو عالم خواب مین ایک مرد بزرگوار نے مسلمان کیا اور کہا کہ تو نے اپنی بیٹی ملکہ مہر افروز کی شادی جسکے ساتھ کی ہی وہ مرد نہین ہی ارے غافل وہ عورت ہی وہ بیٹی ہی زمرد شاہ باختری کی نام اُسکا ملکہ گیتی افروز ہی اور وہ ناموس ہی نبیرہ حمزہ صاحبقران والا شان کا اور نام نبیرہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کشورگیر کا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ ہی داراب شاہ فضلہ نشین یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا محل مین خجستہ اختر ملکہ مہر افروز مین آیا اور کیفیت خواب کی تمام بیان کی اور کہا اے ملکہ مسرور ہو اور خاطر جمع رکھو تیری شادی بڑے عالی خاندان نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوگی اور مین نے تیری شادی

جسکے ساتھ کی ہی یہ دختر لقا ہی ملکہ گیتی افروز نام ہی اُسکے ساتھ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آنا اور بڑی خاطر و
مدارات کرنا داراب شاہ پھر ملکہ مہر افروز اپنی دختر کو ساتھ لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو
تمہارے حالات سے بالکل آگاہی ہوئی آج رات کو سو گئے مین بخت خوابیدہ میرے بیدار ہوئے عالم رویا مین
مجھکو ایک بزرگوار مقدس کہ چہرہ اُنکا مثل آفتاب کے روشن تھا انھون نے مجھکو دولت لازوال دین اسلام
عنایت کی مجھکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ای ملکہ گیتی افروز مجھکو بشارت دی ہی کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران زمان
خاور سیاہ شہزادہ ملک قاسم ملک جاہ کہ جو تمہارا شوہر ہی وہی ملکہ مہر افروز کا بھی زوج ہوگا الحمد للہ کہ کفر پرستی ترک
کرکے اس غلام حلقہ بگوش حمزۂ صاحبقران زمان کا بھی اوج ہوگا کیونکہ بن دیکھے اُنکے نام پر اسلام لایا
ہون ای ملکہ گیتی افروز اب تم بہ عیش و راحت خاطر جمع سے رہو تمکو کسیطرح کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر افروز کے ساتھ
دل بہلاؤ اب مین ہرکارے چہار طرف روانہ کرتا ہون اور سراغ لگاتا ہون انشاء اللہ بہت جلد ونکا پتا معلوم
ہوا جاتا ہی جہان پر وہ مقیم ہین ملکہ گیتی افروز یہ مژدہ سُنکر شکر الٰہی بجالائی دلکو تسکین ہوئی داراب شاہ
فضلہ نشین نے اُسیوقت ہرکارون کو چہار طرف روانہ کیا اور حکم تاکیدی دیدیا کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان
شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ کی جلد خبر لاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین یہ سُنکے ہرکارے
تیز قدم صبا رفتار بحکم بادشاہ نامدار کے جلد روانہ ہوئے تیسرے دن خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے اور مبارکباد
دی اور عرض کیا کہ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ دامنہ میل کوہ مین مع جماعت لشکر کثیر اُترے ہوئے
ہین دس بارہ ہزار سوار جرار تحت حکم اُس نامدار کے ہین داراب شاہ نے یہ مژدۂ فرحت افزا سُنکر ہرکارون کو
خلعت سے سرفراز کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور خبر خیریت اثر کا مژدہ دیا اور کہا کہ انشاء اللہ آج ہی
خدمت بالسعادت شہزادہ ملک قاسم مین جاتا ہون خاطر جمع رکھو یہ کہکر کچھ تحائف عمدہ لیکر خدمت فیضدرجت ملک
قاسم والاشان مین اُسی روز روانہ ہوا داراب شاہ جب دامنہ میل کوہ مین پہونچا خبردارون نے شہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ کو خبر دی بادشاہ داراب شاہ فضلہ نشین حاکم شہر فضلانیہ تحائف و ہدایا
ہمراہ لیے ہوئے قدمبوسی حضور کو آیا ہی شہزادے نے چند سردارون کو بھیجکر باعزاز و اکرام اُسکو بلوایا جب
وہ حاضر خدمت ہوا آداب و سلام بطریق اسلام بجا لایا اور تحفے پیش کیے اور کیفیت خواب اور حال اپنے
اسلام لانے کا بیان کیا بعد اُسکے کہا کہ ملکہ گیتی افروز میرے محل مین جلوہ آرا ہین ملکہ مہر افروز میری دختر سے
شغل صحبت رہتا ہی یہ مژدہ سنتے ہی قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوئے غنچۂ دل باغ باغ ہو گیا اُسیوقت چند سوار
جرار لیکر ہمراہ داراب شاہ فضلہ نشین کے روانہ ہوئے جب داخل شہر فضلانیہ ہوئے دیکھا کہ شہر بہت آراستہ
اور پیراستہ ہی ہر گلی کوچہ آئینہ بندی عجیب مقام دلپسند ہی قاسم نوجوان تمام شہر کی سیر کرتا ہوا ایوان
شاہی مین پہونچکر محل مین مع داراب شاہ داخل ہوا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم والاجاہ پہلے ملکہ
گیتی افروز کے پاس آئے ملکہ گیتی افروز دیکھتے ہی قاسم نوجوان کو دوڑ کر لپٹ گئی عاشق و معشوق گلے
ملکر زار زار مثل ابر بہار خوب روئے بعد اُسکے مسند زرنگار پر دونون جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز نے
حال اپنا بیان کرنا شروع کیا اگر از سر نو ملکہ گیتی افروز کی زبانی تحریر کرون تو بہت طول ہوگا ایک دفتر دوسرا
تیار ہو خلاصہ یہ کہ کیفیت لڑکے کی پیدا ہونے کی اور اُسکو جنگل مین چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے آنا اور
الماس غلام لقا کے پاس پہونچنا اور فتنہ انگیز کا اُسکو زہر دے کر مار ڈالنا اور وہان سے شہر فضلانیہ مین

سوداگر بچہ آیا ملکہ مہر افروز کا عاشق ہونا اور اُسکے ساتھ شادی ہونا پھر اُسکا پہچان لینا سب بیان کیا شہزادہ
قاسم سب کیفیت سنتے جاتے تھے کسی مقام پر تاسف کرتے تھے کسی جگہ پر آبدیدہ ہوتے اور کبھی سنکر
ہنس پڑتے تھے لیکن ملک قاسم اُس لڑکے کی تباہی پر نہایت ملول ہوئے مگر ملکہ سے کہا کہ بی بی صبر کرو
پروردگار عالم تمکو اور فرزند عنایت کریگا ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ملکہ مہر افروز نے مجھپر بڑا احسان کیا ہے
اب میری خوشی یہی ہے کہ تم اُس سے عقد کر لو کہ میں ملکہ مہر افروز سے وعدہ کر چکی ہوں مگر ملکہ مہر افروز نے جو شہزادہ
ملک قاسم عالیشان کو پوشیدہ ہو کہ دیکھا ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اور اپنی انیسون جلیسون
سے کہا کہ میں نے تو آج تک کوئی بشر جوان ایسا اور اس حسن و جمال کا نہیں دیکھا اگر تمہاری نظر سے کوئی
ایسا گذرا ہو تو بیان کرو اُن سبھون نے کہا بلا ان حقیقت میں اس طرح کا بشر شکیل جمیل مہ جبین مہر جبین
شان و شوکت میں بے نظیر حسن میں ہو ہمنے تو آج تک نہیں دیکھنے میں آیا صانع قدرت نے اسکو اپنے
دست قدرت سے خود بنایا ہی ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب دیکھیے ملکہ گیتی افروز نے جو مجھسے وعدہ کیا تھا وہ
وفا کرتی ہی یا نہیں انیسون نے عرض کیا واری جائیں صدقے جائیں ملکہ گیتی افروز صادق الوعدہ واثق الاقرار
ہی کیوں نہ وعدہ وفا کرینگی کبھی اُسکی بات میں فرق نہوگا وہان تو یہ تذکرہ تھا ادھر ملکہ گیتی افروز نے داراب شاہ
کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے ملکہ مہر افروز سے وعدہ کیا تھا جب خاور سپاہ شہزادہ ملک قاسم آئینگے
میں تمہارا عقد اُنکے ساتھ کر دونگی سو اب میں نے نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ قاسم عالیشان
کو رضامند عقد اپنے پر ملکہ مہر افروز کے کیا ہی تم سامان شادی کتخدائی ملکہ مہر افروز درست اور مہیا کر دیں
اپنے ہاتھ سے ملکہ مہر افروز کو عروس بناؤنگی الغرض کہ وہ شب تو ہم آغوشی ملکہ گیتی افروز میں بسر کی
بادہ وصال سے ملکہ گیتی افروز اور شہزادہ قاسم سیراب ہوئے غنچہ دل کھلا طبیعت شگفتہ ہوئی شعر
ای فلک دیکھ ترے ظلم سے کیا ہوتا ہی ۔ بچھڑے مل جاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہی ۔ القصہ صبح کو شہزادہ قاسم دربار میں
داراب شاہ خضر التمین کے تشریف لائے داراب شاہ دیکھتے ہی ملک قاسم نوجوان کو تخت پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت سلطنت پر جلوہ افروزی فرمائیں شہزادے
نے فرمایا ای داراب شاہ ہم تاج بخش ہیں خود بادشاہ نہیں ہیں کسیکا ہم تاج و تخت نہیں لیتے ہیں یہ
کہکے ہاتھ پکڑکے داراب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا داراب شاہ نے عرض
کیا کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو حضور کی کنیزی میں حاضر کروں شہزادہ عالیوقار
نے فرمایا کہ ہمیں قبول و منظور ہی اُسیوقت ترنج خوشبو کا شہزادہ ملک قاسم پر مارا مبارک و سلامت
کی صدائیں دربار میں بلند ہوئیں یہ بھی رسم اُس شہر کی تھی داراب شاہ خوش ہوا شادی کی تیاری
ہونے لگی پہلے مانجھے کا سامان ہوا پھر ساچق کی بڑی دھوم سے تیاری ہوئی مہندی کا سامان عجب شکوہ
اور جلوس سے ہوا برات کا سامان ہونے لگا ادھر بادشاہ داراب شاہ نے مانجھے کے دن سے حکم
چراغان شہر میں دیدیا تھا ہزارہا دیگیں نفیس نفیس کھانون کی روز پختہ ہوتی تھیں اور تمام شہر کو کھانا
تقسیم ہوتا تھا بادشاہ نے ہزارہا جوڑے ملازم و غیر ملازم کو تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے ناچ رنگ گلی گلی
کوچہ بکوچہ معین ہوا کہ ہر کس و ناکس ناچ دیکھے راگ رنگ سے دل بہلائے دور دورہ شراب ارغوان برائے
رعایا و ملازم اسقدر افراط سے کہ خم کے خم جا بجا لنڈھے پڑے ہوئے ہیں آٹھ پہر سبکے نشے جمے ہوئے ہیں

لوگوں کے بادۂ ارغوانی سے دل بیزار ہو ہو گئے الغرض برات کی شب آئی ملکہ گیتی افروز نے شہزادہ ملک قاسم کو نہلا کر پوشاک فاخرہ پہنا کے دولھا بنایا بدّھی پھولون کی پہنائی سہرا پھولون کا مقیشی شملے پر سر سے باندھا طرہ لگا کر نوشاہ بنایا پھر برات بڑے سامان سے سجا کر روانہ کی بعد اسکے ملکہ مہر افروز کے قصر مین گئی اور ملکہ مہر افروز کو خوشی خوشی عروس بنایا پہلے روغن خوشبودار بالون مین لگا کر کنگھی چوٹی کی پٹیان نکالین مانگ بھری کہکشان دیکھکر نثار ہوئی پھر آنکھون مین کاجل دیا پتلیون کو ابر ہ کے اور آبدار کر دیا افشان چنی افشان جو پیشانی پہ گیا چاندی جھلکی ملی مسی جو ہونٹھون پر تو پھولا تختہ سوسن کا + پھر ملکہ گیتی افروز نے عروس کو پھولون کا گہنا پہنایا عطر سہاگ مین نہلا دیا وہ بھینی بھینی خوشبو پیدا ہوئی کہ دماغ دل ہر ایک کا معطر ہو گیا جب سہرا دلھن کے سر سے باندھا حسن چمن چمن کے چھوٹ دینے لگا مہ و خورشید نثار ہوئے فلک مشتاق دید ہو کر بیقرار ہوا زہرہ مشتری مبارکباد دینے لگین یہان ملکہ گیتی افروز دلھن کو آراستہ کر رہی تھی ادھر برات بڑی دھوم دھام سے تمام شہر مین گشت کر کے دروازے پر دلھن کے آئی صحبت جشن اور جلسہ راگ رنگ مین برات اُتری شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ دولھا بنے ہوئے محل مین داخل ہوئے غرضکہ بعد رسومات مستورات بڑے ساز و سامان اور حشم و خدم دلھن کو بیاہ کر لائے داراب شاہ نے جہیز سے بجا دے لا دیئے قاسم عالیشان نے دلھن کو بیاہ لا کر اپنے قصر عالیشان مین اُتارا ملکہ گیتی افروز نے حجلۂ عروسی خوب گلہائے خوشبودار و عطر سہاگ سے بسا کر شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کر کے دلھن دولھا کو بعد عیش و عشرت اسی حجلۂ عروسی مین داخل کیا گویا مہر و ماہ ایک برج مین جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز بھی بعد شادی باہر حجلہ کے جاگتی رہی اور فتنہ انگیز سے باتین ہنسی دل لگی کی ہوا کین ادھر شہزادہ ملک قاسم نوجوان ملکہ مہر افروز سے ہمصحبت ہوئے بادۂ وصل سے جام اشتیاق ملکہ مہر افروز عروس تازہ کا دولھا نے لبالب کر دیا غنچۂ وابستہ کھل کیا گلشن امید مین بہار آئی دل عروس باغ باغ ہوا گوہر مراد صدف آرزو کو ملا صبح کو دونون دلھن دولھا بادۂ وصل سے مخمور نشہ مین چور چور اٹھے دولھا نے اٹھکے جلد حمام کیا پوشاک فاخرہ دوسری زیب جسم نورانی کی نماز پڑھی ایوان بادشاہی مین تشریف لائے مسند شوکت و حشمت پر جلوہ افروز ہو کے حکم دیا کہ ابھی بتخانے کھدوا دو مسجدین تعمیر ہون بموجب احکام شہزادہ عالیمقام فوراً تعمیل ہوئی دہرے شوالے سب منہدم ہو گئے مسجدین بنایے گئین سکہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے نام کا جاری ہوا آثار کفر ناپدید ہو گئے نشان اسلام ظاہر ہوئے جھنڈا دین اسلام کا گڑ گیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ عشرہ شہزادہ ملک قاسم نے وہان قیام کیا بعد اسکے ملکہ گیتی افروز اور ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین تشریف لائے ملکہ حور دخت سے دونون کو ملوایا ملکہ حور دخت نے اپنے مقام خاص پر دونون کو بٹھایا ہنسی خوشی باتین ہونے لگین بعد اسکے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذی جاہ نے برائے تلاش شہزادہ نامدار بدیع الزمان عالی وقار ہرکارون کو یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ جلد جستجو اور کوشش کر کے شہزادہ بدیع الزمان کا پتا لگاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین اور کیا ارادے رکھتے ہین

دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادہ فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہے تو اے ساقی تندخو | پلا ساغر بادۂ مشکبو
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی | قسم تجھکو میرے دل زار کی
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی | قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
رہیگا تو کب تک مجھے بر الم | مناسب ہے زندون پہ لطف و کرم
تجھے اب مری آرزو کی قسم | تجھے آج میرے لہو کی قسم
تجھے میرے داغ جگر کی قسم | تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم

قسم ہے تجھے میری فریاد کی | قسم تجھکو ہے مجھسے ناشاد کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو | بلا جلد مجھکو مئے مشکبو
دکھادے سحر کو بصد آب و تاب | تمنا ہے دیکھون رخ آفتاب

غزل

بود ویرانہ مگر عرشش معلے کردہ
من گرفتار بلا تنہا نیم ای جان جان
رخنہا انداختی خود فتنہ برپا کردہ

عاشق جانباز را کردہ ہلاک از تیغ ناز
ہر کسے را عاشق زلف چلیپا کردہ
آمدی ہر کشتہ خود قم باذنی گفتہ

خانہ خود ای صنم اندر دل ما کردہ
ہر سر راہش فگندی و تماشا کردہ
ساختی مومن کسے را کردہ کافر کسے
ای شوم قربانت اعجاز مسیحا کردہ

بیت چنین کاتبان جلالت نصیب + نوشتند این داستان عجیب + شہسواران اشہب تیزگام عرصہ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند باد رفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم تیز رقم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت سلطان نامدار و مرزبان خراسانی اُسی تاریکی شب اور عالم برف باری مین لشکر کفار سے ہمنبرد ہو کر زخمی ہوئے سبھون پر بیہوشی کا عالم طاری ہوا گر دنون سے رہوارون کی لپٹ گئے گھوڑے اُس تلاطم سے لیکر نکلے اور جانب صحرا روانہ ہوئے وحش صبا پر پانون جما کر مرکبان باد رفتار ایسا سرپٹ دوڑے کہ ہوا بھی تھک کر گرد قدم تک نہ پہونچی پیچھے رہ گئی گھوڑے طراری بھرتے ہوئے صورت غزالان نکل گئے رات بھر اسیطرح چلے صبح کو ایک دامنۂ کوہ مین پہونچے بھوکھے پیاسے تھکے ماندے چار پہر کی مسافت عظیم اٹھائے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار قریب دامنۂ کوہ جو دیکھا ہری ہری دوب پر بیتابانہ منھ ڈالدیا گھانس کھانے لگے جب خوب سیر ہوئے ایک چشمۂ آب پر دوڑ کا کر پانی پیا جان مین جان آئی مرکبون کے ہوش و حواس درست ہوئے خنکی پاکر پھر ہریان جولین تینون سوار پشت مرکبان سے بروے زمین گر پڑے مرکب گرد اپنے سوارون کے مشغل چرا کرتے رہے جب آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک پر آیا حرارت زیادہ ہوئی دہوپ نے تیزی دکھائی اُن تینون زخمدارون کو ہوش آیا اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ ایک درخت کے سایہ مین آئے سامان زخمدوزی قربوس مین موجود تھا نکالا ایک نے دوسرے کے زخم مین ٹانکے لگائے بعد اُسکے پٹیان مرہم کی چڑھائین دوسرے قربوس مین کچھ خشک کلچے روغنی ہمراہ تھے انھین ان تینون شہسوارون نے کھایا پانی پیا شکر خدا کیا پھر باہم کہنے لگے کہ افسوس صد افسوس کیا لشکر اسلام پر تباہی آئی ہے کیا مجمع خاص خداپرستان فلک ناہنجار نے پراگندہ کیا ہے خدا جانے شہزادہ بدیع الزمان نامدار و ملک قاسم عالیوقار پر کیا گذری نہین معلوم بادشاہ اسلام سعد بن قبلہ شہریار کہان گئے اور لندہور بن سعدان اور مالک اژدر نوجوان کیا ہوئے مرزبان نے کہا ای شہزادو جسطرح ہمکو اور تمکو پروردگار نے زندہ و سلامت رکھا یون نہین وہ بھی سب صحیح و سلامت ہونگے پھر بفضل خدا سے سب ملینگے یہ بھی گردش سیارگان ہے جو ایسی تباہی ظہور مین آئی کہ ایک ایک سردار نامدار متفرق ہو گیا ایک کی دوسرے کو خبر نہین کہ کون کون زندہ ہے اور کون کون مار ڈالا گیا اب بھی پروردگار عالم رحم کرے وہ جو قران صعب خواجہ زادون نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا آفتاب اُسی برج مین آگیا ٹھیرو قیام کرو تھوڑی دیر کسی آیندہ روندہ سے حال ملک سبائل کا دریافت کر لینگے الغرض وہ دن اور وہ رات اُسی صحرا مین زیر کوہ بسر ہوئی صبح کو دوسرے دن گھوڑے اپنے کسے اور سوار ہوگئے اور ارادہ کیا تھا کہ ایکطرف کو گھوڑے اٹھائین کہ دیکھا ایک شخص خون مین سر سے پانو تک نہایا ہوا مرکب تیز رفتار پر سوار گھوڑا مع حواس آپ بیہوش زخمدار سامنے سے بھاگا چلا آتا ہے مرزبان نے آگے بڑھ کر اُسے روکا اور ہوشیار کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تجھے کسنے زخمی کیا ہے تو کسکے

خوف سے بھاگا چلا آتا ہی اُسنے کہا کہ یہان سے دو کوس پر ایک درہ کوہ ہی وہان طوفان وزد بڑا نابکار و ناہنجار رہتا ہی قافلہ سوداگرون کا وہان جاکر اُترا تھا اُسنے سبکو قتل کیا اور مال و اسباب سب لوٹ لیا ایک مین زخمی ہوکر بچا اسطرف کو بھاگا یہ سُنکے شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان نامدار نے کہا کہ اب تو نہ گھبرا دم لے سایہ مین ٹھہر جا زخم کو دھو ہم تیرے مُلک لگا دین پٹی مرہم چڑھا دین پھر تیرے ساتھ چلکے قزاقون کو مار ڈالینگے اُسنے کہا کہ ہرگز ہرگز تم لوگ اُدھر کو نہ جانا وہ ظالم بڑے خونخوار ہین فوج بادشاہی اُنکا کچھ کر نہین سکتی وہ لشکر سے بھی نہین دبتے تم تین آدمی اُنکا کیا کر سکو گے اور مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگا یہ کہکر گھوڑا بھگائے ہوئے چلا گیا اِدھر شہزادگان مع مرزبان خراسانی اُس درہ کوہ کیطرف اُسوقت پہونچے کہ طوفان وزد تمام سوداگرون کو قتل کر چکا ہی اور اب چاہتا ہی کہ مال و اسباب اُٹھوا کر لیجائے کہ شہزادہ فرخ شہسوار سبکے آگے پہونچا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ طوفان وزد ملعون کانپ اُٹھا نعرہ فرخ شہسوار منم صفدر و نامی و نامدار + شجاع و جری فرخ شہسوار + فرمایا کہ باش او وزد نابکار کیا غضب کیا تو نے ان بیگناہون کو قتل کیا مین آپہونچا اب کیا مجھے زندہ چھوڑتا ہون ساتھ ہی اُسکے نعرہ شہزادہ فرخ بخت عالیوقار کا ہوا نعرہ فرخ بخت جری و صفدر و شیر حجازی منم جرار فرخ بخت غازی + خبردار او ستمگار دیکھا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا تیسرا ابھی نعرہ برابر اُن دونون شہزادون کے ہوا نعرہ مرزبان خراسانی چنان نامدار و دلاور حشم + منم مرزبان خراسانیم باش او کافر ازلی و ابدی ابھی تجھکو تہ تیغ آبدار کرتا ہون ان بیگناہون کے خونکا عوض لیتا ہون اُس کافر نے جو پلٹ کر دیکھا کہ تین آدمی مرکبان پری پیکر پر سوار لباسہائے جواہر نگار پہنے ہوئے گھوڑے دریائے جواہر مین غرق سامنے چلے آتے ہین اُنکے نعرے سُنکر مطلق کچھ اعتنا نہ کی بلکہ بہت خوش ہوا اپنے ساتھ کے قزاقون سے کہا کہ آج اچھے کسی شخص کا منہ صبح کو دیکھا تھا کہ یہ قافلہ بھی لوٹا اور انکو بھی اب مار کر یہ دولت لازوال یعنی جواہر بے بہا اور سب اسباب انکا چھین لو یہ سُنکے وہ کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے شہزادون وغیرہ نے بھی تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی مگر تینون بہادر پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہین کیا مجال جو کوئی دہنے بائین یا پشت پر سے ان پر حملہ آور ہو تین ہزار قزاق ان تینون کے مقابل مین تھے اُنمین سے چار سو قزاق اُن بہادرون کے ہاتھ سے مارے گئے ہوش و حواس سبکے جاتے رہے بھاگ کھڑے ہوئے وہ نامرد سب دور ہی سے لینا لینا کرتے تھے نزدیک ان شجاعان اولوالعزم کے نہ آتے تھے شہزادہ فرخ بخت سلطان گھوڑا اُڑا کر دہنی طرف قزاقون پر جا پڑا اور مرزبان خراسانی بائین طرف والون پر آکر گرا اور شہزادہ فرخ شہسوار سامنے نعرہ کرتا ہوا جھپٹا جہان طوفان وزد تھا اُس غول پر آیا دس بیس کو مار کر برابر طوفان وزد کے پہونچا طوفان وزد نے تلوار ماری شہزادہ فرخ نے پشت شمشیر پر وار اُسکا روکا اور جھکائی دے کر جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اب اُسکے قتل ہونے سے تمام قزاق بیدل ہوگئے بدحواس و پریشان ہوکر بھاگے دو چار کو شہزادگان عالیوقار نے زندہ گرفتار کر لیا تھا وہ اسلام لائے اور جہان طوفان وزد رہتا تھا وہان شہزادون وغیرہ کو لیکر آئے شہزادون نے اُسکے متعلقون کو بھی جو وہان باقی رہگئے تھے مسلمان کیا اور مال و اسباب جسقدر طوفان وزد کا تھا وہ سب اپنے قبضہ مین کرکے ایک طرف کا راستہ لیا اور تینون نے اپنی صورت سوداگرون کی بنائی منزل بمنزل چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچے کہ نام اُس شہر کا شہر طوفانیہ تھا کاروانسرا مین اُس روز اُترے دوسرے دن سر چوک ایک دکان بہت عمدہ کرایہ کو لی کچھ اسباب سوداگری اُس دکان مین آراستہ کرکے بیٹھے مگر حال لشکر اسلام کا وہان سے

باشندون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ جتنے سردار نامی و گرامی لشکر اسلام کے تھے وہ سب متفرق ہو کر جدا جدا نکل گئے نہ کوئی ان مین گرفتار ہوا ہی اور نہ کوئی انمین قتل کیا گیا ہی اب تلاش انکی بموجب نامہ جات زمرد شاہ باختری ہو رہی ہی اور یہ حکم لقا بے لقا ہی کہ جو جہان سرداران لشکر اسلام و دیگر خدا پرستون سے ہاتھ آئے یا اسکو گرفتار کر کے بھیجدو یا قتل کر ڈالو شہزادہ فرخ شہسوار ز غیرہ نے سجدہ شکر کیا اور درگاہ خدا مین بتضرع و زاری دعا کی کہ ای جامع المتفرقین و یا آلہ العالمین تو ہر حالمین اپنے بندون کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہی اور تو کارساز مطلق ہی ہم سبکو ایک جگہ جمع کر دے اسیطرح روز صبح سے شام تک یہ تینون مرد باخدا دکان پر بیٹھے رہتے ہین اور آپسمین یہی ذکر اور دعائین ہین ایکروز اسی شہر طوفانیہ کا بادشاہ کہ نام اسکا سلسلہ سرخ پوش ہی اور بیٹی اسکی ملکہ ستارہ بانو ہی اتفاقات روزگاران سوداگرون کی دکان کیطرف سے وہی ملکہ ستارہ بانو محافے مین سوار اپنے باغ سے پھری ہوئی آتی تھی جب برابر دکان کے سواری آئی ہوا سے پردہ محافے کا جو اٹھا شہزادہ فرخ شہسوار گاؤ تکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور ملازم گرد دست بستہ کھڑے تھے ملکہ ستارہ بانو کی آنکھ شہزادے پر پڑی اور شہزادے کی نگاہ ملکہ ستارہ بانو سے لڑی ادھر ملکہ نے کلیجے کو تھام کر آہ کی ادھر شہزادہ فرخ نے اف کہکے دل پکڑ لیا ملکہ دیکھتے ہی شہزادہ فرخ کی عاشق و شیدا ہوئی شہزادہ فرخ ملکہ ستارہ بانو پر شیفتہ و فریفتہ ہوا نظم

رہ گئے دل تھام کر یہ اسطرف وہ اسطرف	بن چھری کے ذبح تھے گو ضبط کر کے رہ گئے	دیکھتے ہی اک نظر یہ اسطرف وہ اسطرف
حال دل کس سے کہین کہ ہر نہ اشک خون بہین	زخمی تیغ نظر یہ اسطرف وہ اسطرف	مرغ بسمل تھے مگر یہ اسطرف وہ اسطرف
عاشق صادق تھے یہ اسطرف وہ اسطرف		وصل کی شب کی ہے چاہ اور لب پہ ہے فریاد واہ

نورحال شہزادہ ہمثال دیکھ ملکہ محافے مین تڑپ کر رہ گئی اور سواری آگے بڑھ گئی حسن مہ جبین مہر تمکین نازنین حسین ملکہ ستارہ بانو کا نظارہ کر کے شہزادہ فرخ شہسوار قلندر بیتاب ہو گیا تصویر ملکہ ستارہ بانو بہزاد عشق نے لوح دل پر نقش کر دی آنکھون کے تلے وہ چاند سی صورت ستارہ بانو کی پھرنے لگی ہوش و حواس فتنہ ہو گئے سوداگری فراموش ہوئی یاد معشوق دلفریب جامہ زیب آٹھ پہر رہنے لگی ادھر ملکہ ستارہ بانو محل مین اپنے آکر داخل ہوئی مگر عجب حال پر ملال دلکا تھا کہ تصویر حسن و جمال و بے مثال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کی لوح قلب پر مانی عشق نے ایسی کھینچ دی کہ صورت مجنون وہ لیلے شمائل دیوانی ہو گئی ایک انیسون جلیسون مین بھی بیٹھنا موقوف کر دیا قصر مین اکیلے منہ ڈھانپے ہوئے چھپر کھٹ پر پڑی رہتی تھی سب انیسین ہنستی تھین باتین کرتی تھین دل بہلاتی تھین مگر کسیکو جواب نہ دیتی تھی کسی شغل کیطرف متوجہ ہوتی تھی سب پوچھتی تھین واری جائین صدقے جائین کچھ حال دل فرمایئے کیا ایسا صدمہ ہی کہ دو روز مین منہ ست کیا برسون کی بیماری ظاہر ہوتی ہی ملکہ کچھ نہ کہتی تھی خاموش خیال یار جانی محبوب جاودانی مین کبھی اشک خون بہاتی تھی کبھی ادھر ادھر کروٹین لیتی کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ اشعار پڑھتی تھی اشعار

کرد بمن جو دلربا انچہ کہ کرد خوب کرد	بردہ دلم بیک ادا انچہ کہ کرد خوب کرد	جان ز فریب بردہ صبر و شکیب بردہ
ہیچ نمیکنم گلہ انچہ کہ کرد خوب کرد	گفتم ازو چہ کردہ تیر غمزہ مرا زدی	داد جواب بر ملا انچہ کہ کرد خوب کرد

الغرض ایک جلیس ملکہ کی جو زیادہ سب سے منہ چڑھی ہوئی اور ہمرازی مین پیش سب سے رہا کرتی تھی اسنے ایکبار تنہا پا کر ملکہ سے بہ قسم پوچھا کہ ای ملکہ بلاؤن مجھسے تو آپ ارشاد کیجیے کہ یہ ماجرا کیا ہی مین اسکی تدبیر کرون آپکو صلاح بتاؤن ای ملکہ عالم تمکو قسم ہی کہ جسکے شوق دیدار فرحت آثار اور تمنائے وصلت مین یہ حال بنایا ہی مجھسے صاف صاف حال ارشاد فرمایئے اشعار

شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہے	بیٹھے بیٹھے کھنچی جاتی ہو یہ نقشا کیا ہے	

لب پہ عاشق ہوئین مائل ہوا دل کسکی طرف	صورت آئینہ حیران ہو یہ نقشا کیا ہی
دل کو اُلجھا دیا ہی پیچ مین کن زلفون کے	کچھ کہو حال پریشانی کا سودا کیا ہی

یہ کلام محبت التیام اُس جلیس کا سنکر ملکہ ستارہ بانو نے کہا ای ہمدم و ہمراز وای جلیس دمساز شعر کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا ﴿ بن کہے بھی رہا نہین جاتا ﴾ اُس روز جو مین گلگشت باغ کر کے پھری راہ مین سر چوک تازہ گل کھلا کہ ایک گل حدیقۂ حسن وجمال سرو قامت بیمثال کو دیکھا کہ یہ شکل سوداگر دکان پر بیٹھا ہی اُسپر مین شیفتہ و فریفتہ ہوئی ہون اور اُسکے عشق مین دل بیقرار ہی دمبدم یہی تقاضا ہے دل مضطرب ہی کہ پھر اُسطرف جائیے ایک نظر اُس دُر کامل کو دیکھ آئیے یا اُسکو کسی صورت سے یہان بلوائیے اُس جلیس نے عرض کیا کہ بلا لون یہ کتنی بڑی بات ہی اُسکو یہان بلوایے مال سوداگری خرید کیجیے اور اپنا اظہار عشق کر کے جنس وصل کی بھی مشتری ہوجیے ملکہ خوش ہوئی اور کہا کہ بلوا دو الغرض ملکہ ستارہ بانو کی طرف سے ڈیوڑھی پر کہلا بھیجا کہ چوبدار جلد جاے اور وہ جو سوداگر نیا آیا ہی اُسنے دکان سر چوک لی ہی اُسکو بلا لاؤ اور اُس سے کہو کہ ملکہ ستارہ بانو نے تجھکو یاد کیا ہی مع اسباب سوداگری کے میرے ساتھ چلو یہ حکم ملکہ ستارہ بانو سنکر چوبدار گیا اور سوداگر سے کہا کہ آپ کو ہماری ملکہ ستارہ بانو دختر سلسلہ سبز پوش نے طلب کیا ہی مال سوداگری عمدہ عمدہ لیچلیے ملکہ خریدار ہی شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے جو نام ملکہ ستارہ بانو کا سنا عاشق تو ملکہ پر ہو چکا تھا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اُسیوقت جواہر کے صندوقچے اور کچھ پشمینہ وغیرہ لیکر دو چار گماشتے بھی ہمراہ ہوے اور ساتھ اُس چوبدار کے در دولت پر ملکہ ستارہ بانو کے آئے محلدار نے جا کر عرض کیا کہ سوداگر مع اسباب کے حاضر ہی ملکہ نے حکم دیا کہ اندر مع اسباب کے بلا لاؤ کہ وہ اسباب اپنا اپنے ہاتھ سے دکھائے ایسا نہو کہ مین اُسکا اسباب منگواؤن اور کوئی رقم غائب ہو جاے سوداگر کو شک آئے محلدار یہ سنکے باہر آئی اور کہا کہ ای میان سوداگر ملکہ کے مزاج مین بہت احتیاط ہی تم آپ اسباب لیکر اندر چلو اور ملکہ کو دکھاؤ فرخ شہسوار نے صندوقچے جواہر کے اور بدریان دوشالے رومالون کی کنیزان محل کو دین کہ تم لیچلو اور آپ ہمراہ محلدار کے داخل محل خاص ہوا دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ اور پیراستہ ہی قصر خاص کے آگے چلمنین ہفت رنگ پڑی ہوئی ہین ملکہ ستارہ بانو اندر اُسکے مثل آفتاب کے جلوہ گر ہی مہر جمال چہرہ بیمثال کی شعاع سے تیلیان چلمن کی مثل خطوط شعاعی ایسی تابندہ تھین کہ نگاہ اُن پر نہین ٹھہر سکتی فرخ شہسوار قلندر یہ حسن دیکھکر زیادہ دلدادہ و شیدا ہوا اپنے دلمین کہا کہ دیکھیے انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہی چلمن کے برابر کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر فرخ شہسوار بصد عز و وقار بیٹھ گیا جب تو دکان پر سوداگر کو دور سے دیکھا تھا اب جو قریب سے دیکھا تو چہرہ پر نور مثل نیر اعظم درخشان پایا ولولۂ عشق کا وہ چند غلبہ ہوا قریب تھا کہ پردۂ چلمن ہٹا کر بیتابی مین لپٹ جاے مگر شرم وحیا ملازمون کے سامنے مانع ہوئی گلوریان ورق نقرہ وطلائی اور الائچیان اور چکنی ڈلیان ورق لگی ہوئی جواہر نگار خاصدان مین رکھکر فرخ شہسوار قلندر کیواسطے چلمن کے اندر سے بھیجین فرخ شہسوار نے وہ خاصدان لیلیا ملکہ کو سلام نہ کیا ملکہ ستارہ بانو دلمین سمجھ گئی کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی یہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا بیٹا ہی سوداگر کا یہ قیافہ کہان اسکے چہرے پر تو عجب دبدبہ شاہانہ ہی بعد اُسکے ملکہ ستارہ بانو نے عطر کا کنیز کے ہاتھ بھیجا فرخ شہسوار نے عطر بھی لیکر پوشاک ولباس مین لگایا اور بصد تمکنت وحشمت وبصد شوکت واجلال شہزادہ فرخ شہسوار خوش جمال بیٹھا ہی اور ملکہ بغور صورت دیکھ رہی ہی لاکھ جان سے اُن اداؤن پر دلمین نثار ہو رہی ہی خیال یہ ہی کہ سوداگر چلا جائیگا تو جدائی اسکی مجھسے اُٹھ نہ سکیگی ناگاہ محلدار پھر آئی اور کہا ای ملکہ بلا لون اسباب جلد

دیکھہ لیجیے کہ سوداگر بچہ باہر جاے ملکہ کو یہ کلمہ نہایت شاق گذرا اور کہا تجھکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی مین آج اسکی دعوت کرونگی کل اسباب دیکھکر رخصت کرونگی محلدار نے عرض کیا کہ بلاؤن آپکو اختیار ہی آپ کچھہ نافہم نہین ہین فضل خدا سے سبطرحکا عقل وشعور آپ کو ہی ملکہ نے کہا تو شوق سے میرے باپ سے کہدے کہ مین نے سوداگر کی دعوت کی ہی محلدار نے عرض کیا کہ لونڈی حضور کی خیرخواہ ہی بدخواہ نہین ہی ملکہ نے کہا پھر جو مین کہتی ہون تو وہ کر محلدار نے کہا فرمایئے ملکہ نے کہا کہ سوداگر کے ساتھہ والون کو رخصت کردے اور انکو لیجاکر فلان بارہدری مین بٹھا اور اسباب بھی اُنکا وہین لیجل محلدار نے جاکر ہمراہیان فرخ شہسوار کو رخصت کیا اور فرخ شہسوار قلندر کو لیجاکر بارہ دری مین بٹھایا یہان ملکہ ستارہ بانو نے محلدار کو اور تمام مصاحبون کو اور خواصون کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور سر سے پاتک زیور جواہر سے مزین کیا اور بہت سا روپیہ نقد دیا اور سب سے کہا کہ صاحبو تم میرا حال دل کیا جانو کہ دو روز سے کیا گذر رہی ہی مین اس سوداگر پر عاشق ہون اگر اس سے جدائی ہوئی تو میری زندگی نہوگی تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی سب نے کہا بلائین آپکے مرین دشمن دشمنون پر آپکی بلا لگے آپ شوق سے اسکے ساتھہ عیش کیجیے مزے اڑائیے جام وصل پیجیے ہم آپکا حال کسی سے نکہینگے ملکہ نے ان سبکی طرف سے تو دلکو مطمئن کیا اور اس بارہدری مین اگر ایک چلمن ڈلوادی اُسکی آڑ مین بیٹھی اور فرخ شہسوار سے باتین کرنے لگی اور حال پوچھنے لگی کہ تمھارا وطن کہان ہی یہان کیونکر آنا ہوا کیفیت سے اپنی آگاہ کرو یہ سنکر فرخ شہسوار ہنسنے لگا اور کچھہ حال اپنا مجملاً بیان کیا ملکہ جوشش عشق مین تم سمجھی کچھہ نہ سمجھی ہنسی دل لگی مذاق ہونے لگا یہان تک بےتکلفی ہوئی کہ ملکہ نے چلمن اُلٹ دی اور شہزادہ فرخ کا ہاتھہ پکڑکر اپنے پاس بٹھا لیا فرخ شہسوار نے جو بیچا بانہ ملکہ ستارہ بانو کو دیکھا عشق اور زیادہ ہوا ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا ملکہ نے فوراً اسباب عیش ونشاط طلب کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی اور جام یاقوت نگار کنیزون نے لاکے حاضر کیے ملکہ نے شہزادہ فرخ شہسوار کے سامنے وہ سب رکھا اور کہا کہ نوش فرمایئے دور ہ بادہ ناب سے دل شاد کیجیے جام لبالب کرکے پیجیے اُسوقت شہزادہ فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا اے ملکہ مین اہل اسلام سے ہون اور امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا فرزند جگربند ہون نام میرا شہزادہ فرخ شہسوار ہی قلمرو ہی لقا سے بے لقا نے ساحرون سے سحر کروا کے برف گردائی لشکر لقا پر آیا لشکر اسلام تباہ ہوکر متفرق ہوگیا بہت مارے گئے کچھہ لوگ زخمی ہوکر نکل گئے چنانچہ مین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو اسطرف نکال لایا میرے ہمراہ دو آدمی اور ہین اے ملکہ تم جسوقت تک مسلمان نہوگی مین تمھارے یہان کی کوئی چیز نہ کھاؤنگا یہ سنکر ملکہ بہت خوش ہوئی فوراً کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کیا اور مغنیان نغمہ پرداز طلب کیا فوراً سب حاضر ہوئین ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

رنگ پان جب تیرے ہونٹھون پر نمایان ہوگیا
مہر دبازار آپ کا اے ماہ کنعان ہوگیا
میری تربت پر عجب ماتم کا سامان ہوگیا
جو نیا غم آیا میرے گھر مین مہمان ہوگیا
ذکر جی کا وعظ مین اسنے سر منبر کیا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہوگیا
یوسف دل سیکڑون ڈوبے نہین جنکا پتا
روز عید فطر روز عید قربان ہوگیا

خشک مارے شرم کے لعل بدخشان ہوگیا
سبزہ خط روے جانان پر نمایان ہوگیا
کچھہ ہوا نے خاک اڑائی ابر گریان ہوگیا
گردِ غم مین تربتین ہین حسرتون کی سیکڑون
شکر ہی رندو کہ زاہد بھی مسلمان ہوگیا
سیر ہونے کی نہی یہ کھانے نہین دیتا مجھے
چاہ کنعان یار کا چاہ زنخدان ہوگیا
مرتے مرتے تم پر اکیلے مین یہ انسے کہہ دیا

جب سے انکے حسن کا جلوہ نمایان ہوگیا
اب مجھتے مصحف رخسار جانان ہوگیا
دار دنیا مین نہین غم دوست مجھسا بھی کوئی
دل ہمارا غیرت گور غریبان ہوگیا
حیف ہی دل بھی ہمارا ہوگیا انکی طرف
حلق کا میرے فلک بھی ہاے دربان ہوگیا
دیکھے آرائش قاتل کٹے لاکھون گلے
آج تنہائی مین افشاے راز پنہان ہوگیا

جان کو جل جلکے وصل کی خبر اتنا تو ہوا
رشک دیوان بلالی اپنا دیوان ہوگیا
بزم میں اپنی جلاتے ہین مجھے کسواسطے
مین بھی اپنے وقت کا گویا سلیمان ہوگیا
کونسی بلبل کا ماتم ہے بپا گلزار مین
سیر الطالع بھی مزاج ماہرویان ہوگیا
جوش وحشت مین ہے یکسان ظاہر و باطن کا حال
نام اسکا خلق مین خورشید تابان ہوگیا
جسکے گرد بیٹھے ہو تم اے طائران خوشنوا

بزم مین روشن تو نام شمع سوزان ہوگیا
دوش پر رکھکے جنازہ لیگئے تا قبر سب
آپ کے نزدیک مین بھی شمع سوزان ہوگیا
دام سے صیاد کے صدقے مین چھٹا تو ملا
چاک دامن تک جو ہر گل کا گریبان ہوگیا
ایک تم ہو جو نہ آئے فاتحہ کو بھی کبھی
دیکھیے چاک جگر چاک گریبان ہوگیا
میرے سر کو یار نے زانو پر اپنے رکھ لیا
کیا جنون گلزار مین آکے غزلخوان ہوگیا

کی تمنا ہمنے جو موزون ابروون کی یار کے
چلتے چلتے دوستون کا اور احسان ہوگیا
سارے عالم کے پریرویون سے جھگڑ کر لڑا ہی
ہمصفیرو مین مگر پابند احسان ہوگیا
چار دن بھی راستی پر اب کبھی رہتا نہین
ابر تک اکثر لحد پر میری گریان ہوگیا
آسمان پر پڑگیا تھا عکس روے یار کا
عشق کا اسکے آج مین ممنون احسان ہوگیا

بعد اسکے شہزادہ فرخ شہسوار اور ملکہ نے ساتھ ہی کھانا کھایا جام شراب پیا مشغول اختلاط ہوئے بوس و کنار ہونے لگے غنچۂ دل ملکہ کا شگفتہ ہوا تھا رشک باغ ہوئی بادہ شراب پیکر آنکھین نشیلی ہوگئین خمار مے وصال سے مست ہوگئی ایسی مسرت و انبساط اور عیش و نشاط مین سات شبانہ روز گذرے تمام خیال دنیا و مافیہا دونون کو فراموش تھا ہر ایک نشۂ شراب وصل سے بیخود و مدہوش تھا آٹھوین روز فرخ شہسوار نے کہا کہ اے ملکہ آج ذرا جاکر اپنے ہمراہیون سے مل آؤن نہین معلوم ان پر کیا گذری ہوگی سبکے سب گھبراتے ہونگے کل پھر تمہارے پاس آؤنگا ملکہ نے کہا بسم اللہ آپ اُدھر تشریف لیجایے مین بھی سات روز سے ماں کے سلام کو نہین گئی ہون آج مین بھی ذرا جاکر ہو آؤن الغرض فرخ شہسوار تو رات کو نکل کر اپنی دکان پر آئے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے تمام کیفیت بیان کی وہ خوش ہوکر ہنسنے لگے ادھر ملکہ ستارہ بانو جھرمٹ مین انیسون اور جلیسون کے اپنی ماں کے پاس آئی سلام کیا ماں نے گلے سے لگایا پوچھا کہ اے جان اور مہربان تم سات روز سے جو نہین آئین مزاج کیسا تھا ملکہ نے عرض کیا کہ اے امان جان کچھ طبیعت ایسی پریشان تھی کہ آنے کو دل نہ چاہا یہ ذکر تھا کہ بادشاہ سلسلہ سرخ روش آیا بیٹی کو سینہ سے لگایا پیار کیا اُدھر انیسین ملکہ ستارہ بانو کے ساتھ جلیسان والدہ ملکہ کے آپسمین ملکر بیٹھین قاعدہ ہے کہ اگر چند عورتین ایک جگہ ملکر بیٹھتی ہین تو تمام دنیا کے ذکر مذکور کرتی ہین ہر ایک ہر طرح کا جھگڑا نکال کر کہنے لگی چنانچہ انیسان ملکہ مین سے ایک نے یہ ذکر چھیڑا کہ ملکہ ستارہ بانو ایک سوداگر بچہ پر عاشق ہوئی ہے اسکو اپنے قصر عالیشان مین بلایا تھا سامان عیش و نشاط مہیا کیا سات دن تک اس سے صحبت رہی خوب جشن کیے وصل محبوب کے مزے لوٹے آج آٹھوین روز وہ سوداگر اپنے مکان کو گیا تو ملکہ بھی ماں کے سلام کو آئی الغرض جب ملکہ ستارہ بانو اپنی ماں سے رخصت ہوکر اپنے قصر عالی مین چلی آئی مصاحبون نے ملکہ کی ماں سے یہ حال کہا سنکر بادشاہ جو محل مین داخل ہوا اُس نے بھی یہی کیفیت لوگون سے سنی بادشاہ سلسلہ سرخ لوش سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا کہ اس ننگ خاندان سے تو بعد کو سمجھونگا پہلے تو اس مفسد کو سزا دیتا ہون یہ کہکے ایک پہلوان نامی کو حکم دیا کہ تو فلان سوداگر کو گرفتار کر لا نام اس پہلوان کا عوج قوی بازو ہے یہ حکم سنکر وہ پہلوان دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان شہزادہ فرخ شہسوار شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے وہی ذکر ملکہ ستارہ بانو کا کر رہے ہین اور مرزبان خراسانی کہ رہا ہے کہ اے شہزادے انجام اسکا اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ اب اس شہر سے کسی اور طرف کو نکل چلیے شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا کہ ہم اولاد حمزہ صاحبقران

ہین اس شہر کو بغیر اسلام آباد کیے نہ جائینگے یہان یہ ذکر تھا کہ دیکھا عوج قوی بازو سامنے سے فوج لیے ہوئے آتا ہی
شہزادہ فرخ نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب عوج قوی بازو سامنے آیا اور فوج سے کہا کہ دُکان کو چہار طرف
سے گھیر لو بموجب حکم سرداران فوج نے دُکان کو چارو طرف سے گھیر لیا اور شہزادون پر نرغہ کیا مرزبان خراسانی
نے کہا کہ دیکھا آپ نے جو مین کہتا تھا وہی ہوا شہزادہ فرخ شہسوار نے چین بہ جبین ہو کر جواب دیا کہ اے
مرزبان تم ہمارے نہ شریک ہو یہان سے چلے جاؤ مرزبان نے کہا کہ یہ تو کبھی نہو گا اتنے مین عوج قوی بازو
للکارا او سوداگر بچے تو نے غضب کیا کہ ناموس شاہی پر نگاہ بد ڈالی اور خلل انداز عصمت ملکہ ستارہ بانو
کا ہوا حکم تو یہ ہی کہ ابھی سوداگر بچے کا سر کاٹ کر لے آؤ مگر مجھکو تیرے حسن و جوانی پر رحم آتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو میرے ساتھ
ہاتھ رومال سے باندھ کر بادشاہ کے پاس چل مین تقصیر تیری معاف کرا دونگا یہ سُنکر شہزادہ فرخ شہسوار بعد
عزو وقار پکارا او کافر بدکیش مردان جنگ آزما و شجاعان نامور کہین ہاتھ باندھ کی جاتے ہین جان دینا قبول
کرتے ہین یون ہتک بہادر نہین منظور کرتے ہین دور ہو سامنے سے کیا بکتا ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر عوج قوی بازو
کیطرف غیظ و غضب مین چلے اور ساتھ ہی انکے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی تلوارین
کھینچکر جھپٹے عوج قوی بازو نے فوج کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو ایکایک دو ہزار تلوارین کھنچ گئین ابر ستم مین
بجلیان تیغون کی چمکنے لگین تینون بہادرون سے تلوار چلنے لگی مانند شیر کے جھپٹ جھپٹ کر حملہ آور ہونے لگے
جسکو تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر کے گرا دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ کفار کے ہوش و حواس منتشر ہو گئے منہ پھیرنے
لگے شہزادہ فرخ شہسوار لڑتا ہوا تلوارین ملتا ہوا برابر عوج قوی بازو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اورون کو
لڑواتا ہی تو نہین سامنا کرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے جب عوج نے دیکھا کہ سوداگر بالکل پاس آپہونچا
پکارا کہ او جوان معلوم ہوا کہ قضا تیری سر سے ہاتھ سے آئی ہی تو نے بہت سے آدمیون کو مارا ہی یہ کہکر تیغہ مارا شہزادہ
فرخ شہسوار نے پشت شمشیر پر روکا اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا عوج قوی بازو کے سر پر مارا تلوار مثل برق چمک کر
آئی سر کو کاٹ کر کاشانہ جسم مین پہونچی شہزادہ فرخ نے ہاتھ کو زور سے نکال دی گھوڑے کو دو پارہ کرتی
ہوئی زیر تنگ جا کر نکلی زمین سے بلند ہو کر تلوار کو بوسہ دیا غل ہوا کہ عوج قوی بازو مارا گیا سبحان اللہ کیا ہاتھ
صفائی کا لگایا کہ ایک ہی ضرب مین راکب و مرکب کے دو ٹکڑے کیے ہرکارون نے لپک کر بادشاہ سلسلہ سرخ پوش
کو خبر پہونچائی کہ جسکو آپ سوداگر بچہ سمجھے ہوئے ہین وہ جوان سوداگر نہین ہی ہمنے خوب اُسے پہچانا وہ پسر حمزہ صاحبقران
زمان ہی عوج قوی بازو کو اُسنے ٹکڑے کر کے ڈالدیا سلسلہ سرخ پوش یہ سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا اور اپنے
سپہ سالار سہیم گرگ سوار کو حکم دیا کہ تو جا کر اس خداپرست کا استیصال کر یہ سُنکر سہیم گرگ سوار اسیوقت
فوج جرار لیکر روانہ ہوا یہان شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی یہ تینون
کفار سے لڑ رہے ہین بڑے بڑے پہلوان سامنے سے انکے بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنا نہین کر سکتا اور مرزبان
دونون کو سمجھا رہا ہی کہ اے شاہزادو بس بہت لڑے مال و اسباب کا خیال نہ کرو نکل چلو بڑی بہادری اسیکا
نام ہی کہ جان بچا کر نکل جائیے شہزادہ فرخ شہسوار کہہ رہا ہی کہ اے مرزبان تم چاہو چلے جاؤ مگر ہین تو اس شہر کو اسلام
کرونگا فضل خدا شامل حال چاہیے ہی جو منظور خدا ہی وہ ہوگا یہ شیوہ ہمارے خاندان کا نہین ہی ایکایک اور کمک
فوج کفار کی آپہونچی سہیم گرگ سوار فوج بیشمار لیکر آپڑا پھر تلوار چلنے لگی مگر سہیم نے دیکھا کہ تین بہادر
دریا سے خونخوار نہنگانہ و پلنگانہ کارزار کر رہے ہین اپنے رفقا سے سہیم نے کہا کہ اگر یہ دلاور زندہ ہاتھ آجائین تو بہتر

تو بہتر ہی ہر ایک نے لشکر کفار مین سے سہیم گرگ سوار کو جواب دیا جنابت خداوند تعالے باختر شی ان تینون بہادرون کو
ہم زندہ گرفتار کیے لیتے ہین یہ کہکر رفقائے سہیم اور ابو العزی آگے بڑہے تینون سے تلوار چلنے لگی یہان تینون دلاور پہلو
بہلو لڑ رہے تھے لاش پر لاش گرتی تھی سر خاک پر لوٹتے پہرتے تھے یہان تک کہ کفار اب پسپا ہونے لگے دور ہی سے لینا
لینا کرتے ہین پاس نہین آتے ہین پھر ہرکارون نے سلسلہ سُرخ پوش کو خبر دی کہ فوج نے رُخ پھیر دیے ہین شکست
ہوا چاہتی ہی سلسلہ سُرخ پوش فوج لیکر خود آیا جب میدان رزمگاہ مین پہونچا دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بازار بند ہی شہر
مین ہلچل پڑی ہوئی ہی خلائق کوٹھون پر چڑھی ہوئی تماشا لڑائی کا دیکھ رہی ہی اور چہار طرف آواز تحسین و مرحبا
کی بلند ہی کہ سبحان اللہ کیا تینون بہادر و شجاع ہین اُس دلاوری سے لڑ رہے ہین کہا بے پناہ ہاتھ تلوارون کے پڑ رہے
ہین ہاتھیہ خدا پرستونکا فقط نام ہی سنتے تھے کبھی دیکھا نہ تھا بر حق ان کے برابر کوئی جری و دلیر دنیا مین نہو گا القصہ
صبح سے شام تک کارزار مین شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے وہ شمشیر زنی کی
کہ بارہ سو کفار جان سے مارے گئے اور زخمی تو بیشمار ہوے یہانتک کہ رات ہو گئی اور شب تاریک مین گھوڑے تینون جرارون کے
مارے گئے شہزادے وغیرہ پیادہ ہوکر لڑنے لگے انجام کار تینون متفرق ہو گئے ایک سے ایک کا ساتھ چھوٹ گیا
کوئی کسیطرف ہو رہا کوئی کہین ہو رہا کوئی کسی جانب کو آگیا اب کافرون نے پشت پر سے حربے کرنا شروع کیے مرزبان
خراسانی اور فرخ بخت سلطان تو زخمون سے چور ہوکر گرے کفار سے نے دوڑکر اُن دونون کو تو گرفتار کر لیا مگر فرخ شہسوار
کارزار کر رہا تھا کہ قریب صبح کے ایک سر کٹا ہوا جو پانؤن کے نیچے آگیا ٹھوکر کھا کر گرا اوپر سے ہزارون کفار ٹوٹ پڑے
شہزادہ فرخ شہسوار کو بھی پکڑ لیا سامنے بادشاہ سلسلہ سُرخ پوش کے تینون بہادرون کو لائے سلسلہ سُرخ پوش
نے اپنے سامنے قید آہن مین مسلسل کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا اور لاشین کفار کی بازار سے اُٹھوائی گئین سلسلہ سُرخ پوش
نے افسران فوج و سرداران لشکر اور سہیم کو خلعت دیے اور وہان سے پھر کر ایوان شاہی مین آیا جب محل مین
داخل ہوا تو مان نے ملکہ ستارہ بانو کی بیٹی کو بلا کر کہا کہ او کمبخت یہ تو نے کیا کیا کہ خدا پرستون سے تو نے عشق بازی کی ملکہ نے
کہا امان جان دل سے مین ناچار ہو گئی دام محبت مین گرفتار ہو گئی البتہ اپنے قصر عالیشان مین تو اُسکو بلایا صحبت شراب و کباب
رہی لیکن سوائے ہنسنے بولنے کے اور کچھ اُس سے کسیطرح سروکار نہ تھا پردۂ عصمت فاش نہین ہوا جو لوگ میرے ہمراہ
ہین وہ بھی اس کیفیت سے خوب آگاہ ہین یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ محل مین خبر آئی کہ وہ خدا پرست جو سوداگر بنکر آیا تھا زخمدار
ہوکر گرفتار بہ قید آہن ہو گیا ملکہ ستارہ بانو مثل خورشید تابان کے یہ خبر وحشت اثر سُنکر تھرانے لگی اور ایک آہ سرد دل پُر درد
سے کھینچکر زار زار رونے لگی سر پٹک کر مان کے آگے جان کھونے لگی اور مان سے کہا ای والدہ ماجدہ اُسکے ہجر مین اب زندگی
بیکار ہی بہتر یہ ہی کہ اب مجکو بھی قتل کر ڈالیے اور اگر آپ نہ قتل کیجیے گا تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرونگی ہرگز یہ صدمہ
جانگزا اُٹھا کر نہ جیونگی اشعار ای اجل جلد آنہ کر عرصہ + سیر جینے سے دل ہوا میرا + ایسے محبوب سے فراق ہو جب
زندگی کا مزا رہا کیا اب + قطع ہو جلد رشتہ ہائے حیات + مین ہون اور روز بانو ہیہات + ای والدہ ماجدہ اگر آپ مجکو
نہ قتل کرائیے گا تو اپنے ہاتھ سے مین اپنی تئین ہلاک کرتی ہون یہ کہکے انگشتری الماس کی اُنگلی سے اُتاری اور اُٹھی کہ اسکو
پیس کے کھا لونگی یہ دیکھ کے مان کے دل کو نہ قرار آیا بیتاب ہو گئی اظہر من الشمس ہی کہ مان کی مامتا تو بڑی ہوتی ہی
اپنے اپنی کلیجے کو مثل ہیمۂ خشک کے جلا دیتی ہی اس کلام سے مان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آگیا آہ کھکے کلیجا پکڑ لیا اور بیٹی سے لپٹ
گئی چھاتی سے لگایا پیار کیا کہا خفا نہو تمھارا فعل دل کو راحت ہی جو کچھ تمھاری خوشی ہی وہ ہمارے آنکھون سر کلیجے
ٹھنڈک اگر تجکو تیرا باپ قتل کریگا تو مین بھی اپنی جان دونگی یہ ذکر تھا کہ سلسلہ سُرخ پوش تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے

ہوئے آیا اور پکارا کہ کہان ہی وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اُس نے خوب مجکو رسوا کیا پہلے اُسے قتل کرونگا بعد اُسکے خداپرست کو قتل کرونگا ملکہ ستارہ بانو باپ کو غضبناک دیکھکر دوڑکے قدمون پہ گر پڑی اور کہا کہ یہ گنہگار حاضر ہی بسم اللہ سر جسم سے جدا کیجیے اس لونڈی کی تمناے دلی بھی یہی تھی مان ملکہ کی روتی دوڑی اور کہا صاحب مین ہاتھ جوڑتی ہون پہلے مجھے کیفیت سُن لو تو قتل کرنا درحقیقت اس نالائق سے حرکت ناشائستہ تو وقوع مین آئی مگر مین خوب دریافت کرچکی کہ پردہ ناموس مین کسیطرح کی خرابی نہین واقع ہوئی ہی غنچہ گلشن عصمت کو ہواے شگفتگی ابھی تک نہین لگی کھلنا کیسا مرجھانگی سے پھول بھی نہین ہوا ایس میری خاطر سے اسکی خطا کو معاف کرو جانے دو خون سے اسکے درگذرو ہاتھ منھ دھوڈالو غصہ کم ہو جاے اور اگر اسکو تیغ بیدریغ کروگے تو پہلے مجھے قتل کرو کہ مین اسکا خون آنکھ سے نہ دیکھون مین اس داغ کی متحمل نہونگی کیونکہ سواے اسکے اور کوئی اولاد میرے نہین ہی جسے دیکھے جیونگی مجھ ناشاد کی یہی آنکھ کا دیدہ ہی کاشانۂ دل کا میرے یہی چراغ ہی مجھ بلبل نالان کا اسکی راحت و آرام سے دل باغ باغ ہی یہ کہکے ملکہ ستارہ بانو کے گلے پر گلا رکھ دیا اور کہا لے ای جلاد جلد بنیاد ای ستم ایجاد دونون گلے ایک ہی مرتبہ تیغ بیدریغ سے کاٹ لے یہ کیفیت دیکھکر سلسلہ سرخ پوش ناچار مجبور ہوا خون سے اُسکے درگذرا تیغ کو میان مین کیا اور کہا آج تو مین نے اسے چھوڑ دیا ہی مگر بارو دیگر اگر اس سے پھر ایسی حرکت نالائق ہوگی اور مین سنونگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا جاؤ لیجاؤ میرے سامنے اسے نہ رکھو یہ کہکر محل سے باہر چلا گیا آکر تخت حکومت پر بیٹھا عوج قوی بازو کی لاش کو دفن کرایا زخمیون کی زخمون مین ٹانکے دلواے مرہم پٹی کرائی جراح کو انعام دیا پھر حکم کیا کہ لاؤ ان خداپرست کو اُدھر کا حال سنیے کہ تینون بزرگوار زندان خانے مین قید ہین حمزۂ بان خراسانی شہزادۂ فرخ شہسوار سے کہ رہا تھا کہ آپ نے دیکھا کیا انجام ہوا ہمارے کہنے پر آپ نے عمل نہ کیا اگر اُسوقت نکل چلتے تو کوئی کچھ نہ کرسکتا سپاہی کے چھتیس فن ہین اُنمین سے نکل جانا سپاہی کیواسطے کچھ عیب نہین ہی بقول سعدی شیرازی کی ہر جا

چو کب توان تاختن + کہ جا ہا سپر باید انداختن + شہزادۂ فرخ شہسوار نے جواب دیا ای حمزۂ بان خراسانی تمھاری ہوشی اور بہادری سے تعجب ہی کہ ایسے کلمے زبان پہ لاؤ ہم اولاد صاحبقران ہین ایسی ایسی سختیان بہت اُٹھائی ہین اکثر مصیبتین پیش آئین ہین لیکن ہمیشہ خدا نے تفضل کیا ہی اور آپ بھی اُسی کے افضال کے امیدوار ہین پروردگار چاہیگا تو قید سے بھی رہائی ہو جائیگی کیون گھبراتے ہو اور بموجب تمھاری فہمائش کے شیخ سعدی شیرازی کا بھی قول ٹھیک ہی نامرد سپاہی بہادر دلیر شجاع کو چاہیے ہی جہان تک ہوسکے کوشش شمشیر زنی مین کرے جان جانے سے ہرگز نہ ڈرے مدد خدا پہ نگاہ رکھے کار خیر مین مستعد رہے پھر وہ قدرت نمائی اپنے فضل و رحمت کی دکھا نیگا یہان قیدیون مین یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر جو بادشاہ نے اگر داروغۂ زندان خانہ سے کہا کہ بادشاہ سلسلہ سرخ پوش نے قیدیان خداپرست کو طلب کیا ہی جلد لے چلو دیر نہ کرو یہ سنتے ہی داروغہ اُسیوقت زندان خانہ مین آیا اور تینون خداپرستون کو زندان خانہ سے نکالا سر زنجیر پکڑ کر لے چلا جب ایوان شاہی مین آیا شہزادۂ فرخ شہسوار وغیرہ نے کچھ اندیشہ نہ کیا اور بطریق اہل اسلام سلام کیا کفار بالاتفاق سب کہنے لگے کہ رسی جل گئی مگر بل نہین گیا شجاعت مین خلل آیا مگر دماغ کا خلل نہین گیا شہزادۂ فرخ شہسوار نے باواز بلند کہا کہ ہمین کسنے بہ دلیری و جوانمردی گرفتار کیا ہم شجاعت مین فرد ہین ہمکو کوئی تم مین سے بہادر نہین معلوم ہوتا ہی سب کے سب نامرد ہین ہان اگر کوئی شخص ہمین اپنی قوت بازو سے زیر کرتا تو ہم اُسکو شجاع جانتے سر میدان کوئی غالب آتا تو اُسکی بہادری کو مانتے سلسلہ سرخ پوش نے کہا کہ او خداپرست دو روز تک تو لڑا کیا اور ہزارون آدمیون کو تو نے مارا پھر اب یہ کلمہ کہتا ہی اور یہ کلام کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو لقا خدا سے ملتجی ہو سجدہ کر دین خداپرستی سے ہاتھ اُٹھا ابھی تجکو رہا کردون نہین تو تجکو قتل کردونگا شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا او لاحول ولا قوة

ہم لقاے بے لقا پر لعنت کرتے ہین اپنے پروردگار عالم عالمیان کی حمد و نعت اور نمازین پڑھ کر اُسی کو سجدہ کرتے ہین
کہ بس وہی خداوند کریم مطلق ہی جس نے ایک لفظ کن مین تمام مخلوق کو پیدا کیا ہی وہی لائق سجدہ ہی تو اور لقاے
بے لقا تیرا اور پرستارا اُسکے سب قابل لعن ہین تو ہمکو قتل کرنے پر کیا دھمکاتا ہی شوق سے قتل کر ہم مرنے سے نہین ڈرتے
ہین ہر وقت یاد پروردگار مین بسر کرتے ہین یہ سنکر سلسلہ سُرخ پوش نہایت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ جلد بلاؤ
جلادون کو کہ خدا پرستون کا جلد کام تمام کرین چوبدار جاکر فوراً جلادون کو بلا لایا جلاد حاضر ہوئے سلسلہ
سرخ پوش نے حکم کیا کہ لے جاؤ ان تینون خدا پرستون کو قتل کرو بموجب حکم سلسلہ سُرخ پوش کے جلاد اُن تینون
قیدیون کو سر زنجیر پکڑکر لے گئے اور نطع پہ بٹھایا کنٹوپ پہنائے سب شروط مجرمون کے سامنے بیان کیے گلون پر
خط کونے کے کھینچے حکم اول تو وہ تھا کہ جب نطع پر بٹھایا جب حکم دوم ہوا تیغ جلادون نے کھینچے اُنکے وہ چوڑے پھل
آبدار کہ ایک اشارے مین تناور درخت دو ٹکڑے ہو لنا جلادون نے پھر اُنگلی سے اچھی طرح باڑھ تینون کی دیکھی اور ہاتھ مین
لیکر تولنے لگے تیسرے حکم کے امیدوار ہوے کہ اتنے مین کچھ وزیر سلسلہ سُرخ پوش کے دل مین خود بخود یہ بات آئی
دست بستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور میری راے یہ ہی کہ ان خدا پرستون کو بے حکم خداوند لقا آپ قتل کرتے
ہین مناسب نہین ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ کچھ فوج ساتھ کرکے اِن تینون خدا پرستون کو خدمت خداوند لقا بادشاہ
باختر مین بھجوا دیجیے وہ چاہے قتل کرے چاہے جان بخشی دے آپ کیون انکے خون ناحق مین شریک ہوجیے سلسلہ
سرخ پوش نے یہ صلاح وزیر خوش تدبیر کی بہت پسند کی اور خلعت دیا پھر سہیم گرگ سوار کو حکم کیا کہ تو ان خدا
پرستون کو اپنے ساتھ ملک سبائل مین لے جا اور جبریل قدرت یاقوت شاہ کے حوالے کر آ سہیم اُٹھا اور
جلادون کو برخاست کیا اور قیدیون کو سر زنجیر پکڑکر لے آیا داخل زندان کیا فرخ شہسوار نے مرزبان خراسانی
سے کہا کیون اے مرزبان دیکھا تم نے افضال پروردگار کو جب تک قضا نہین کوئی کچھ کر نہین سکتا جس خدا نے
یہ سامان کیا اور اسوقت قتل ہونے سے بچایا وہ رہا بھی کر دیگا بشر کو چاہیے ہی سختی سے گھبرائے نہین صبر
اور شکر پروردگار بجا لائے غرضکہ سہیم گرگ سوار نے دو روز مین اپنے سفر کا سامان کیا تیسرے روز تیار ہوکر
بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لے کر ملک سبائل کا ارادہ کیا اور شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت
سلطان اور مرزبان خراسانی اُن تینون کو ارابے پر ڈال کر روانہ ہوا منزل بمنزل نہایت ہوشیاری اور خبرداری
اور چوکسی سے اُن قیدیون کو لیے جاتا ہی قضاے کار دامنہ پیل کوہ کی طرف سے سہیم گرگ سوار
بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اور بیچ مین ارابے اُن تینون قیدیون کے گذرا اور سیارہ شہزادہ ملک قاسم
نوجوان کا عیار خبر کیواسطے سرداران لشکر اسلام کی نکلا تھا اور سرداران لشکر اسلام کو تلاش کرتا پھرتا تھا
اسنے جو دیکھا کہ تین شخص غل و زنجیر مین مسلسل ہین ارابے پر سوار اور گرد اُن کے فوج کفار ننگی تلوارین ہاتھون مین
لیے ہوئے اور برچھے تانے ہوئے چلے آتے ہین سیارہ قریب آیا بغور دیکھکر پہچانا کہ شہزادہ فرخ شہسوار
اور شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی قید آہن مین گرفتار ہین مگر نہایت زخمدار ہین لوگون سے
سیارہ نے دریافت کیا کہ یہ تینون شخص کیونکر قید ہوئے اور انکو کہان لیے جاتے ہو انھون نے تمام سرگذشت
سیارہ سے بیان کی سیارہ یہ کیفیت دیکھکے اور حال اُن کا تمام سُن کے سر پر پانون رکھکر بھاگا شہزادہ ملک
قاسم نوجوان کی خدمت مین حاضر ہوا اداب بجا لایا اور احوال شہزادگان وغیرہ کا سب بیان کیا یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی ملک قاسم عالیشان تلوار پکڑکر اُٹھ کھڑے ہوے خادم سے گھوڑا طلب کیا جب راہوار آیا بسم اللہ کہکر

پشت مرکب پر سوار ہوکر دامنۂ سیل کوہ کیطرف روانہ ہوئے پیچھے پیچھے آردشیر کوہ پیکر دیو بند بارہ ہزار سوار جرار
ہمراہ لے کر چلا ادھر کا حال سنیے کہ شہزادۂ فرخ نے جو سیارہ کو پہلے آتے دیکھا اور پھر مضطرب تھا اس ایک ناف دور تک گر
جاتے دیکھا کچھ دل مین سمجھ گیا مگر زبان سے کہا کہ ای مرزبان اب خدا نے مدد کی زمانۂ رہائی بہت قریب ہی دیکھو
قدرت نمائی پروردگار عالم کہ کیا ہوتا ہی تم سب پریشان تھے اور ہمکو ہراس زیادہ تھا یہ کہکر شہزادۂ فرخ شہسوار نے لنگر مارا
ارابہ چلتے چلتے رک گیا آگے بڑھ نہین سکتا ہرچند بیل آگے سے زور کرکے کھینچتے ہین اور پیچھے سے فیل مست
ریلتے ہین مگر ارابہ ہل نہین سکتا جب کفار کو معلوم ہوا کہ قیدیون نے لنگر مارے ہین اس سبب سے ارابہ چل نہین سکتا
سب کفار تلوارین تول کر برچھے تان کر دھمکانے لگے اور کہا ای قیدیون لنگر اپنے توڑ دو نہین تو ہم تمکو یہین قتل کرینگے
قیدی سنکے کہتے ہین ای ملعونو کیا بکتے ہو یکایک دیکھا شعر از دامن دشت و کوہ و اور رنگ + گردے برخاست تو تیا
رنگ + یکایک دامن گرد شگاف ہوا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لاپوش خاوری + صاحب اقبال و
جاہ و ذی حشم + صفدر نامور قاسم عالی ہمم + باشنید ای کافران بیحیا و ای ستمگاران پر دغا خبردار مین آپہونچا تم مجکو نہین جانتے
ہو مین کون ہون عم شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالی جاہ لعل خفتان خون ریز خاوری اب مین کب چھوڑتا
ہون تم میرے عم نامدار فلک اقتدار کی قید ملک سبائل کو لیے جاتے ہو یہ کہکر تیغہ بلارک افراسیابی وہین سے
کھینچا اور گھوڑا جھکا کر فوج کفار پر گرے سیہم گرگ سوار نے جو یکہ تاز میدان جانبازی کو تنہا دیکھا فوج سے کہا
کہ مار لو اسکو یہ خداپرست جانے نہ پائے اور کچھ لوگون سے کہا کہ تم ننگی تلوارین کھینچے ہوئے قیدیون کے گرد کھڑے
رہو اور خود بھی تیغہ کھینچکر قاسم کی طرف چلا مگر برش تیغ قاسم سے رعشہ بدن مین پڑگیا ہوش و حواس باختہ ہوگئے
قاسم نے جس کو ہاتھ تیغۂ بلارک افراسیابی کا مارا دو ٹکڑے ہوکر گرا تسمہ نہ باقی رکھا قاسم عالی جاہ کارزار ہو رہی
تھی کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھی بارہ ہزار سوار جرار لے کر پہونچا اور شہزادۂ خاور سیاہ کے شریک ہوکر لڑنے
لگا ادھر یہان جب جنگ و جدل شروع ہوئی ہی ادھر ہرکاروں نے خبر لے کر سلسلہ سرخ پوش کے پاس پہونچ گئے جاتے ہی
اور خبر دی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شہزادہ ملک قاسم عالی شان دامنۂ سیل کوہ مین اترا ہوا تھا اسکو خبر ہوئی
وہ بارہ ہزار سوارون سے آکر گرا ہی قیدیون کو چھڑائے لیے جاتا ہی غضب کی لڑائی ہو رہی ہی سیکڑون آدمی کام
آچکے سلسلہ سرخ پوش اسیوقت چالیس ہزار سوار جرار لے کر روانہ ہوا اور مثل آندھی کے فوج لیے ہوئے سلسلہ
سرخ پوش چلا آتا ہی اسوقت میدان کارزار مین آکر پہونچا ہی کہ ملک قاسم سے اور سیہم گرگ سوار سے سامنا ہوا
ہی بس آتے ہی سلسلہ سرخ پوش نے فوج کو حکم کیا کہ چہار طرف سے گھیر کر ٹوٹ پڑو ادھر سیارہ عیار قاسم نامدار
نے جا کر لشکر مین شہزادۂ خاور سیاہ کے خبر کی کہ جلد کمر بندی ہو اور جلد چلو کفار کا نرغہ شہزادہ ملک قاسم پر ہی جنگ
مغلوبہ ہوگئی ہی لشکر مین یہان خبر سنتے ہی کئی لاکھ کی جمعیت سے سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کے دوڑے طرفۃ العین مین
آکر اپنے آقا کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی خون کا مینھ برسنے لگا سنانون کی برقین چمکتی تھین سرون کے اولے پڑتے
تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ گوش گردون پہونچتی تھی پہلوان مثل رعد کے گرج رہے تھے وہ گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ
کفار تاب مجادلہ اور مقابلہ نہ لاسکے پسپا ہونے لگے ادھر قاسم نوجوان لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر تخت
سلسلہ سرخ پوش کے پہونچا رفقائے سلسلہ سرخ پوش سے تلوار چلنے لگی قاسم تے ہوا خواہان سلسلہ سرخ پوش
کو قتل کیا مقابل سلسلہ سرخ پوش کے آیا سلسلہ سرخ پوش نے تلوار کا وار کیا قاسم نوجوان نے
بفنون سپاہ گری تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اٹھالیا اور بجائے سپر اجل نابکار کو

اپنے چہرے کی پناہ کیا اُدھر آر دشیر کوہ پیکر دیو بند سے اور سہیم گرگ سوار سے مقابلہ ہوا سہیم نے تلوار ماری آر دشیر
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا اسپر کو کاٹ کے سر پہ تلوار پہونچی وہان سے کاٹتی ہوئی چلی سینہ کو چاک کر کے
زیر تنگ آئی زمین کو بوسہ دیا سہیم گرگ سوار دو ٹکڑے ہو کر نصف ادھر نصف اُدھر گرا ادھر تو ہزار ہا کفار بھاگ کھڑے
ہوے اور ہزار ہا تہ شمشیر آبدار ہوے اور بہت سے کفار لشکر اسلام نے گرفتار کر لیے شہزادۂ فرخ شمسوار
و شہزادۂ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے یہ جو رنگ دیکھا قید مین اپنی اپنی توڑ کر تلوارین پکڑ کر کفار سے
کارزار کرنے لگے جب تمام کفار کا قتل عام ہو چکا اور بہت سے کفار بھاگ گئے میدان لاشوں سے بھر گیا تو قاسم عالیشان
وغیرہ نے تلوار کو روکا لشکر اسلام نے بھی تلوارین میان مین کین ملک قاسم نے سلسلۂ سرخ پوش کو سیارہ عیار
کے حوالے کیا اور آپ خدمت مین شہزادۂ فرخ شمسوار و فرخ بخت نامدار کی آے جھک کر سلام کیا فرخ شمسوار
نے قاسم کو گلے سے لگایا فرخ بخت بھی قاسم سے ملے اور مرزبان سے بھی ملاقات ہوئی قاسم نے وہین بارگاہ
استادہ کرائی شہزادۂ فرخ شمسوار و فرخ بخت نامدار و قاسم عالیشان و مرزبان وغیرہ نے داخل بارگاہ ہو کر جلوہ افروز ہوے
ملک قاسم نے سیارہ سے کہا لاؤ سلسلۂ سرخ پوش کو سیارہ نے مسلسل پیش کیا آہن سلسلۂ سرخ پوش
کو حاضر خدمت فیضدرجت ملک قاسم وغیرہ کیا شہزادہ ملک قاسم نے فرمایا اے سلسلۂ سرخ پوش
یا تو دین اسلام قبول کر لقا سے بے بقا پر اور اسکے پرستارون پر لعنت کر یا آمادۂ مرگ ہو یاس قضا ہو مین ابھی
تجھکو قتل کرتا ہون سلسلۂ سرخ پوش نے عرض کیا مین مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے لقا سے بے بقا پر اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا ملک قاسم نے اُسی وقت سلسلۂ سرخ پوش کو قید آہن
سے رہا کیا سلسلۂ سرخ پوش نے قاسم سے عرض کیا اگر حکم ہو تو آپ کے عم نامدار شہزادۂ فرخ شمسوار کو مین
اپنے شہر کو لیجاؤن اور اپنی دختر کو انکی کنیزی مین حاضر کرون کہ وہ منظور نظر بھی انکی ہے قاسم نے کہا کیا مضائقہ بسم اللہ
سلسلۂ سرخ پوش شہزادۂ فرخ شمسوار کو ساتھ لے کر شہر مین اپنے آیا اور ستارہ بانو کا شہزادۂ فرخ شمسوار کے
ساتھ عقد کر دیا فرخ شمسوار نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا سب ملازم وغیرہ مسلمان ہوے بتخانے توڑ ڈالے مسجدین بنوائین
سکہ بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری کیا کئی روز تک جشن عام و جلسۂ شادی ہوا صحبت شراب و کباب
راگ رنگ برپا رہی بعد اُسکے شہزادۂ فرخ شمسوار سلسلۂ سرخ پوش سے رخصت ہوے ملکہ ستارہ بانو کو
ہمراہ لے کر لشکر ملک قاسم مین آئے قاسم نوجوان استقبال کر کے اپنے عم نامدار شہزادۂ فرخ شمسوار
کو بارگاہ مین لائے ایک ہفتہ عشرہ وہان قیام کیا پھر شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر
تیار ہو ہم ملک سبائل کی طرف کوچ کرینگے اب اس داستان شوکت بیان کو تو اس مقام پہ چھوڑیے انشاء اللہ بروقت عرض کیجائیگی

دو گھڑی داستان حیرت نشان شہزادۂ ہاشم تیغزن عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

مئے عشرت افزا پلا ساقیا
ترے میکدے مین ہے یہ قیل و قال
لڑائی کا گھر تیرا میخانہ ہے
لگا ہے مرا اُس طرف بند و بست

کہ دور فلک نے عجب غم دیا
کہ ہر خم مین ہے دُرد جام زلال
سو جسنے پی لی وہ دیوانہ ہے
سحر مین ازل سے ہون بدمست الست

پلا بادۂ عیش کا اب تو جام
یہ سارا ہے بنت العنب کا فساد
مجھے ایسی مے کی نہین چاہ ہے

ترے دور مین غدر ہے صبح و شام
کہ رندون کا کھویا ہے صبر و شکیب
ترے بادے سے مجھکو اکراہ ہے

غزل

لگاتے ہین دل نازک بہت سفاک خود سر سے
ہم اپنے آئنے کو توڑتے ہین سخت پتھر سے
وہ کیا خوش ہون بھلا آ در سبب کینہ پرور سے
سوا ہین تار بستر کے نظر مین میری اژدر سے
شگفتہ غنچہ کو ہوتے نہین دیکھا ہے صرصر سے
یہ لاغر ہو گیا ہون الفت زلف معنبر سے
انھین میں ہو بجا دست خط شوق لکھتا ہون کبوتر سے

ترے شہپر کی قوت ہو سوا جبریل کے پر سے
چھڑکتے ہین پسینا ابروون کا پونچھکے سب ہاے
نہین ہی خار صحراے جنون کم ہمکو نشتر سے
دلِ سوزان لیے اپنا اُدھر سے ہم جو گذرینگے
جواب تلخ تیرا ہی سوا قند مکرر سے
نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہی
یہ مطلب ہی کرینگے قتل تجھکو دم مین خنجر سے
لیے ہین خواب مین بوسے لب حور اشمائل کے
قیامت تک نہ اُٹھینگے صداے صور محشر سے
دلِ مضطر کو لیلے ساتھ مین کسواسطے ڈھونڈھون
کفن میرا بنے بعد فنا مریم کی چادر سے
تماشا گردشِ چشمانِ ساقی سے یہ ہوتا ہی
نیا پایا بھاہا زخم دل کا دامان پیمبر سے

ترے ابرو کی گردش نے جنھین بیدم کیا دم مین
وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہین آب خنجر سے
سحر دیکھی کبھی اسکی نہ دیکھی انتہا اُسکی
سرک جائیگا خورشید فلک میدان محشر سے
بھرے ہین سیکڑون مضمون شوقیہ عبارت مین
سوا ہی فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
ازل کے روز سے گردش رہی مجھ زندہ کیش کو
مگر دھویا ہی ہمنے منھ کو اپنے حوض کوثر سے
خجل ہین بعد مردن دیکھنے مجھکو جو آئے ہین
طریق عشق کے رہرو کو کیا مطلب ہی رہبر سے
نہ آتے وہ مگر اقرار ہی کر لیتے آنے کا
کہ اکثر بزم مین شیشے بدل جاتے ہین ساغر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا

اُنھین سفاک نہلاتا ہی واجب آب خنجر سے
تصور فصل وحشت مین ہی انگشت حنائی کا
مشابہ ہی شب فرقت تری زلف معنبر سے
نہین ممکن اگر طرز وصل پہ منھ سے نہین کہدے
نہ اُٹھیگا ہمارا خط لکھی بال کبوتر سے
سوال وصل پہ اُس تُرک کے ابرو کو جنبش ہی
مشابہ ہی خط تقدیر میرا خط ساغر سے
تری پازیب کی جھنکار نے جنکو سُلا یا ہی
الگ بیٹھے ہوے ہین منھ چھپاے اپنا چادر سے
جلی ہی جان اُس محبوب باعصمت کی الفت مین
نہ یہ سمجھے زیادہ ہی جواب صاف خنجر سے
زلیخا نے عبث پیراہن یوسف نہین پھاڑا
خدا محفوظ رکھے ای جنون ناز ستمگر سے

بیت نگارندۂ دفتر داستان بنوشت ست این تازہ تہ داستان ؛ صاحبان صمصام برق نظام سخنوری و رزہ پوشان جلالت بنیان مضامین دلاوری و صفدری شمشیر آبدار زبان کو میدان سخن مین یون مصروف جنگ و جدال تحریر و تقریر کرتے ہین کہ جسوقت برف باری سحر ساحران سے ہاتھ پانؤن سردی پاکر کمزور اور بے حس ہو گئے یاقوت شاہ فوج کفار لے کر گرا اگرچہ اُسی عالم مین سرداران لشکر اسلام نے وغا کی خوب لڑے کفار سے مگر زخمی ہوے اُسی حالت زخمداری مین مرکب راکبون کو اپنے لے کر جدھر منھ اُٹھا پائے نکلے چنانچہ نور العین حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ صف شکن ہاشم تیغزن بھی زخمی ہوے سر سے پا تک خون مین نہا گئے مرکب کی گردن مین ہاتھ ڈال کر لپٹ گئے مرکب اُسی حالت اضطراب مین اپنے راکب کو ایک سمت صحرا کو لے نکلا سرپٹ دوڑتا چلا گیا رات بھر بادیہ پیمائی کرنے کی صبح کو ایک بیشہ مین آکر پہونچا وہ بیشہ نہایت سبزہ زار تھا جا بجا درخت گلہاے خودرو کے لگے ہوے تھے کہین اشجار میوہ دار تھے اُن پر طیور زمزمہ سرائی مین مشغول حمد پروردگار عالم تھے پر جھاڑ جھاڑ کر چہکار رہے تھے مرکب ہاشم تیغزن بھی ہری ہری گھاس دیکھکر ایک مقام پر چرا مین مصروف ہوا پھر جا کے ایک چشمۂ آب پر پانی پیا خنکی جو معلوم ہوئی پھر ہری لی ہاشم تیغزن پشت مرکب سے زمین پر گرا اُسی فرش گیاہ سبز پر پڑا رہا مرکب پھر شغل چرا مین مصروف ہو گیا قضاے کار اُس بیشہ مین ایک دیوانہ مع جماعت کے رہتا تھا نام اُس دیوانے کا مصروع دیوانہ تھا وقت صبح کا تھا برائے تفریح سبزے کی سیر کو وہ اپنے بیشے سے نکلا اور سیر سبزہ زار کی ادھر اُدھر کرنے لگا آگے جو بڑھا دیکھا ایک مرکب پری پیکر ساز و یراق جواہر نگار سے آراستہ ہری دوب کھا رہا ہی مصروع دیوانہ کا دل للچایا خیال مین آیا کہ اس مرکب حور وش کو پکڑ لے چلیے کہ اسپر مال و دولت بہت ہی یہ سوچ کر جانب مرکب چلا جب گھوڑے نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر بانہین سوار نامدار آکر کھڑا ہوا مصروع دیوانہ جو اُسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین ماہ طلعت مہر صورت زخمدار آغشتہ بخون اُس فرش مخمل سبز پر یون پڑا ہوا ہی کہ جیسے شفق مین آفتاب ہو مصروع دیوانہ کو اُسکے حال زار پر کمال رحم آیا دل مین کہا کہ نہین معلوم

اس جوان رعنا سے کہان تلوار چلی جو یہ اسقدر زخمی ہوا ہی کہ سراپا خون مین ڈوب گیا اسکو اُٹھوا کر لے چلو اور اسکا
علاج کرو جب ہوش آئیگا تو حال دریافت کر لینگے بس یکایک ایک چیخ ایسی زور سے ماری کہ جیسے ہاتھی جنگل
مین چنگھاڑتا ہی اُسکی آواز سے اُسکے ہمراہی آکر موجود ہوئے مصروع دیوانہ نے اُن آدمیون سے
کہا کہ اس جوان کو اُٹھا لاؤ اور اس گھوڑے کو بھی پکڑ لاؤ اور جلد جرّاح کو تلاش کرو کہ مین اسکا علاج کراؤن وہ
لوگ شہزادہ ہاشم تیغزن کو اور مرکب پری پیکر کو لے کر بیشہ مین آئے شہزادہ ہاشم تیغزن کو پلنگ پر لٹا دیا اور
گھوڑے کو ایک مقام پر باندھ دیا مصروع دیوانہ پاس ہاشم تیغزن کے بیٹھ گیا کہ اتنے مین جرّاح آکر حاضر ہوا دیوانے
نے کہا ای جرّاح دیکھ تو اس زخمی کو کہ کیا حال اسکا ہی اور یہ اچھا ہو جائیگا جراح نے کہا کہ یہ جوان زخمدار بہت جلد
اچھا ہو جائیگا دیوانے نے کہا کہ پھر اسکا علاج کر یہ کہکے دس روپیے جراح کو دیے جراح نے اُسی وقت زخم کو دھو
کپڑے سے خشک کیا ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی دیوانے نے کہا ای جراح تو اب یہان سے جا نہین اس زخمی
کے پاس بیٹھا رہ اسکا علاج اچھی طرح دل لگا کے کر کہ یہ جوان جلدی صحت پائے جراح نے کہا حضور مین یہ روپیہ گھر مین
دے آؤن اور جو جو دوائین چاہیے ہین وہ سب لے آؤن تو پھر ہر وقت حاضر رہونگا تا ہنگام صحت اس جوان زخمدار
کے کہین نہ جاؤنگا دیوانے نے کہا جو کچھ دوائین وغیرہ تجھکو چاہیے ہونگی وہ مین یہین اپنے آدمی سے منگوا دونگا
اور یہ کہکر اور دس روپیے جرّاح کو دیے اور کہا کہ یہ اپنے گھر بھجوا دو جرّاح نے وہ سب روپیے اپنے گھر بھیجدیے پھر
مُرغ کے چوزے اور اشیاے علاج یہ منگوائے ادویہ مرہم اور کچھ کپڑا واسطے پٹی اور جو چاہیے کے اور علاج کرنے
لگا دن بھر مین دو دو بار جیسا چاہیے مرہم کے بدلے تیسرے روز زخم مین پیپ پڑگئی درد اور اذیت زخمون مین ایسی ہوئی
کہ شہزادہ ہاشم تیغزن ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ مین پلنگ پر لاجورد کے مین لیٹا ہون اور خادم
گرد خدمت کے واسطے موجود ہین جرّاح پاس بیٹھا ہوا علاج کرنے مین مصروف ہی حیران ہوا کہ پروردگار عالم
نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سامان اس زخمداری مین مہیا کر دیا شکر پروردگار کیا لیکن قوت ابھی گویائی کی نہ پائی
جو کلام کرتے چپکے پڑے رہے سب کو بغور دیکھ رہے تھے یہ خبر دیوانے کو ہوئی کہ وہ جوان زخمدار ہوش مین
آیا ہی بیتابانہ دوڑ کر آیا مگر یہان ہاشم تیغزن بسبب نقاہت اور تکلیف اور درد زخم کے پھر بیہوش ہوگئے
دیوانہ پکارا ای جوان زخمدار میرے آتے ہی تو نے آنکھین بند کر لین اب ہوش مین آ اور آنکھین کھول کے باتین
کر کچھ حال اپنا بیان کر جرّاح نے کہا ابھی اچھی طرح ہوشیار نہین ہوا ابھی ایک ذرا آنکھین کھولی تھین پھر بند کر لین
زخم کاری کا صدمہ کلام مین حارج ہی دیوانے نے پوچھا کب ہوشیار ہوگا اُسنے کہا یقین ہی کہ کل تک ہوشیار
ہو کر باتین کریگا آج مُرغ کا شوربہ اسے پلاتا ہون جرّاح سے دیوانے نے کہا کہ اگر کل اس زخمدار کو ہوشیار
نہ پایا تو تجھکو قتل کرونگا جرّاح تو جانتا ہی تھا کہ یہ شخص دیوانہ ہی جو کچھ دل مین آتا ہی وہ کرتا ہی جراح نے عرض کیا
کہ مین آپ کا ہر طور مطیع و فرمانبردار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے جان بخشی کیجیے صحت دینا ہوش مین لانا خدا کا
کام ہی وہ دیوانہ جراح کو بنگاہ خشم آلود سے دیکھتا ہوا چلا گیا لوگون سے کہ گیا کہ یہ جرّاح بھاگ کر جانے نہ پائے کل
مین اسکا شوربہ پکاؤنگا جرّاح نہایت پریشان ہوا غرض جراح نے شوربہ مُرغ تیار کیا اور اُسمین کچھ دوائین طاقت
کی ملائین اور شہزادہ ہاشم کو ہوشیار کر کے پلا دیا اور پٹی مرہم کی بدل دی اسی طرح کئی بار شوربہ مُرغ کا ادویہ ملا کر
پلایا ہاشم تیغزن کا رات بھر تو وہی حال رہا صبح کے وقت شہزادہ ہاشم کو پھر ہوش آیا لوگون نے تکیے گرد لگا دیے
ہاشم تیغزن اُٹھکر بیٹھے لوگون سے استفسار کیا کہ یہ مکان کسکا ہی اور میرا علاج کون کرتا ہی لوگون نے

کہا کہ مصروع دیوانہ یہان رہتا ہو وہ آپ کو صحرا سے اپنے بیشہ مین اُٹھا لایا ہو یہان ہاشم تیغ زن سے لوگ باتین کر رہے
تھے کہ دیوانہ سامنے آتے دکھائی دیا لوگون نے کہا یہی مصروع دیوانہ ہو شہزادہ ہاشم نے دیکھا کہ ایک شخص عجب شکل
کا ہو اور عجیب و غریب اُسکی قطع ہو گوکھا پریشان حال بالون کی سر پہ تبیان بنی ہوئین لٹے لٹے غلیتے شانون پر پڑے
ہوے زنجیر ہاے آہنی کمر سے بندھی ہوئین ہین چو دست کاندھے پر رکھے جھومتا چلا آتا ہو مگر جوان نہایت
قوی ہیکل ہو پیلتن معلوم ہوتا ہو فیل مست کی کیا حقیقت ہو تنومند رُستم کے مانند خوبصورت خوشرو رنگ گلاب کا
پھول دل مین اپنے کہا ای ہاشم اگر یہ مسلمان ہو جائے تو کیا خوب بات ہو پس شہزادہ ہاشم نے دل سے یہ
بات کہکے چاہا کہ تعظیم کے واسطے اُٹھین جراح نے منع کیا کہ ابھی حرکت نہ کیجیے زخم آملے ہین ایسا نہو کہ انگور پھٹ جائے
ٹانکے ٹوٹ جائین دیوانہ بھی قریب آکر پکارا ای عزیز ابھی خبردار اُٹھنا نہین کہین زخمون مین تکلیف نہو پھر دیوانہ شہزادہ
ہاشم کے پاس کرسی بچھوا کر بیٹھا دیکھا ہاشم کو کہ چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہو جوان نہایت ملیح خوش اندام
حور لقا ہو دیوانے کے دل مین خود بخود ایک محبت پیدا ہوئی پوچھا کہ ای بہادر تجھے کس سے جنگ و جدال ہوئی یہ
زخم کاری کیونکر تیرے لگا اور تو کون ہو نام و نشان اپنا بتا کچھ حال اپنا بیان کر شہزادہ ہاشم نے کہا کہ مین سوداگر تھا
قزاقون سے راہ مین لڑائی ہوئی لوگ میرے مارے گئے اسباب لُٹگیا مین زخمی ہو گیا گھوڑا مجھکو عالم بیہوشی مین ادھر
لے کر نکل آیا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین تمھارا بہت ممنون ہوا کہ اس حال زار مین تم میرے شریک ہوئے اور زخم کا
میرے علاج کیا دیوانہ بولا کہ تو اچھا ہولے تو پھر زور و قوت کی تیرے آزمایش ہوگی اگر تو مجھسے زور کریگا تو مال و اسباب بہت سا
تجھکو دونگا اور بعزت و شان اور بہ حرمت تجھکو رُخصت کرونگا شہزادہ ہاشم نے کہا بہت اچھا غرضکہ بعد دو ہفتہ کے ہاشم
تیغ زن نے غسل کیا دیوانے نے جراح کو سو روپئے دے کر رُخصت کیا پھر صحبت عیش جلسہ عشرت دیوانے نے
برپا کیا کئی روز تک راگ رنگ اور دور دورہ شراب رہا بعد اُسکے اکھاڑہ تیار ہوا ایک روز قرار دے کر سب کو جمع کیا ہاشم
اور مصروع دیوانہ دونون اکھاڑے مین چٹ لنگوٹ باندھکر اُترے خم ٹھونک کر آمادہ بہ کشتی ہوے دیوانے نے
ہاشم کی گردن مین ہاتھ ڈالے اور ہاشم تیغ زن نے دیوانے کی گردن پکڑی زور ہونے لگے پیچ مشکل مشکل کے بندھنے
لگے دن بھر برابر کشتی ہوئی قریب شام شہزادہ ہاشم تیغ زن نے اُس مصروع دیوانہ کو زیر کیا اور چھاتی پہ چڑھ بیٹھے
اور کہا ای مصروع دیوانہ مین نے اپنا حال مصلحتاً چھپایا تھا مین سوداگر نہین ہون مین فرزند جگر بند امیر با توقیر زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغ زن ہو پھر تمام کیفیت بیان کی تباہ ہو جانا لشکر
اسلام کا اور اپنا زخمی ہو کر ادھر نکل آنا سب اُسپر ظاہر کیا بعد اُسکے حمد پروردگار عالم اور یکتائی و وحدانیت رب اکبر
اور مذمت دین لقاے بے لقا بیان کی اور یہ بھی کہدیا کہ ای دیوانے مین تجھپر جبر و زیادتی نہین کرتا ہون کس وجہ
سے کہ تو میرا محسن ہو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ جان میری بچائی اسطرح دلسوزی سے روپیہ خرچ کرکے علاج کیا کہ
مجھکو صحت ہوئی مین محسن کُش نہین ہون میرے خاندان کا یہ طریقہ نہین ہو اگر تیرا جی چاہے دائرہ اسلام مین آ اور نہ جی
چاہے تیرا دین اسلام نہ قبول کر تجھے اختیار ہو مگر یہ مین کہے دیتا ہون کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہین ہو خواہ
میری اطاعت کر خواہ مجھکو رُخصت کر مصروع دیوانہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ جوان رعنا فرزند حمزہ صاحبقران زمان ہو
اور یہ بھی دیکھا کہ یہ مجھپر غالب آیا تو اس سے مغلوب ہو اکہنے لگا ای شہریار مجھکو بخوبی تصدیق ہوا کہ آپ کا دین
اسلام برحق ہو اور لقاے بے لقا گمراہ کاذب مطلق ہو مین دین اسلام قبول کرونگا مگر اس شرط سے کہ
مین ایک مشکل سخت مین گرفتار ہون اگر آپ اُس مشکل کو میری حل کیجیے تو مین بہ صدق دل دین اسلام

قبول کرون شہزادے نے فرمایا کہ بیان کرو تو اُسنے کہا ای شہریار مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہون اور چچا میرا مجھسے
زبردست ایسا ہی کہ ایک اونٹ سارا ہر روز کھاتا ہی نام اُسکا آصف شتر خوار ہی چالیس ہزار سوار جرار زبردست
اُسکے ہمراہ رہتے ہین اگر میری معشوق خوبرو کو مجھسے ملا دیجیے اور چچا میرا اُسکے ساتھ عقد کر دے تو گویا آپ نے مجھکو
بے دامون مول لے لیا مین نے سنا ہی کہ خاندان آپ کا حلال مشکلات ہی جس نے آپ سے دل رجوع کیا اُسکی مشکل آسان
ہو گئی مجھکو دین اسلام قبول کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مین آپ کا عمر بھر غلام حلقہ بگوش ہون شہزادۂ ہاشم تیغزن
نے کہا اب پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملائینگے پھر سوال دین اسلام لانے کا کرینگے یہ کہکر اُسکو چھوڑ دیا اور سینے سے
اُسکے اُٹھکھڑے ہوئے اور کہا ای مصروع چل ہم تیرے ساتھ چلتے ہین مصروع دیوانہ اُسیوقت ہاشم
تیغزن کو ہمراہ لیکر بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب قریب پہونچے خبر معلوم ہوئی کہ آصف
شتر خوار شکار کو گیا ہوا ہی یہ سنکے ہاشم تیغزن نے مصروع کو مع فوج اُسی جگہ چھوڑا آپ یکہ و تنہا شکارگاہ
کی طرف روانہ ہوے اُسوقت پہونچے کہ آصف شتر خوار شکار کھیل کے پھرا ہوا آتا ہی خیمہ کیطرف اپنے جاتا ہی
شہزادۂ ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا کہ ای آصف شتر خوار مین تیری تلاش مین آیا ہون خوب ہوا جو تجھسے یہین
ملاقات ہو گئی آصف نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین متین عالی مرتبت صاحب شان و شوکت
مرکب پری پیکر ضیغم شکار پر سوار سامنے سے چلا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ کون ہی گھوڑا بڑھا کر برابر ہاشم تیغزن کے
آیا مگر نہایت مغرور اپنی شجاعت کا بہت غرور بادۂ نخوت سے از حد چور بے شعور نشۂ کبر دماغ مین بھرا ہوا مست
بنا ہوا کسی کو اپنے سامنے موجود نہ جانتا تھا کسیکی حقیقت کچھ نہ سمجھتا تھا للکارا کہ تو کون ہی اپنا نام و نشان
بیان کر شہزادۂ ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرۂ ہاشم منم صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن
او آصف شتر خوار مین فرزند جگر بند امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون آصف
نے کہا او خدا پرست تو غضب خداے باختری مین گرفتار ہی اُسپر مجھسے دعوی مقابلہ کرتا ہی اور تلاش کر کے مجھسے
لڑنے کو آیا ہی میرے پاس شقہ خاص خداوندی ہی اُسکا یہ مضمون ہی کہ جو خدا پرست تمھاری سرحد مین آئے
اُسے گرفتار کر لینا صحیح و سلامت نہ جانے دینا واہ کیا عنایت خداوند لقا زمردشاہ باختری کی ہی کہ تو آپسے میرے
پاس چلا آیا مگر ای جوان مجکو تیرے حسن و جمال اور گلشن جوانی پر رحم آتا ہی اگر دین لقا اختیار کرے تو مین تجھے
اپنی جان کے ساتھ رکھونگا اور مالک اپنی فوج کا کرونگا ہاشم تیغزن نے جواب دیا کہ جب تو مجھپر غالب آئیگا جو
کچھ تو کہیگا قبول کرونگا آصف نے کہا خیر تو مجھسے مقابلہ کر لے جو کچھ تیرا جی چاہے حربہ کر ہاشم تیغزن نے
کہا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہی ہم لڑائی مین پہلے سبقت نہین کرتے ہین یہ سنکے آصف نے نیزہ مارا شہزادہ
ہاشم تیغزن نے نیزے پر نیزہ اُسکا روکا نیزہ بازی کے فن ختم ہونے لگے اس اثنا مین فوج آصف خبر سنکے
آگئی اور ادھر سے مصروع دیوانہ اپنی فوج کو لیکر آپہونچا آصف نے جو مصروع کو دیکھا کہ الگ علیحدہ کھڑا
ہوا ہی پکار کر کہا کہ او دیوانے مین سمجھ گیا تیرے تیور سے کہ تو ہی اِسکو مجھسے مقابلہ کرنے کو لایا ہی اور یہ جوان
تیری طرف سے کارزار کرنے آیا خیر اس دشمن کو گرفتار کر لون تو پھر تجھسے سمجھونگا مصروع دیوانہ پکارا کہ ای
چچا جان پہلے اپنی خیر تو منا لیجیے تو پھر دشمن کو گرفتار کیجیے گا اور مجھسے بھی سمجھ لیجیے گا اب تو آپ خود گرفتار کوئی دم
مین ہوا چاہتے ہین ادھر ہاشم تیغزن نے دو گھڑی کے بعد سر طعن مین نیزہ آصف کا ہوائی کیا آصف
کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور للکار کر کہا ای جوان مین ایسا بہادر اور زبردست ہون کہ کسی سے نے

آجتک میرا نیزہ ہوائی نہین کیا تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا نکال دیا میری جرأت مین فرق آگیا یہ کہکر جھنجلا کے تیغہ خونخوار کھینچا شہزادہ ہاشم تیغزن پر وار کیا ہاشم نے پھرتی سے جھک کر خفیفی دی تیغۂ آصف پٹ پڑا فورًا قبضے پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تیغہ اسکا چھین لین مگر ممکن نہوا زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب تھک کر بیٹھ گئے آخر کو دونون اپنے مرکبون سے کود پڑے آستینین تا مرفق چڑھالین دامان قبا چہار طرف سے دونون نے گردان لیے کشتی ہونے لگی کوئی دقیقہ زور اور قوت کا کسی نے نہ باقی رکھا بڑے بڑے زبردست پیچ کیے دن بھر کشتی ہوئی شام کو شہزادہ ہاشم تیغزن نے آصف شترخوار کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور تلوار کھینچ کے گلے پر رکھدی اور کہا کہ ای آصف بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پر لعنت کر اور دختر کو اپنی مصروع دیوانہ کے ساتھ منسوب کر دے نہین تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون آصف نے کہا کہ میری ایک شرط ہی اگر اسے آپ پورا کر دیجیے تو مین آپ کی اطاعت بدل وجان قبول کرون اسی وقت یہ کلام آصف سنکر ہاشم تیغزن اسکی چھاتی پر سے اتر آئے اور کہا کہ اپنی شرط کو بیان کر ہم پہلے تیری شرط پوری کر لینگے تو پھر سوال اسلام لانے کا کرینگے مصروع دیوانہ نے ڈر کر کہا ای شہریار آپ اسکو زندہ نہ چھوڑیے گا نہین تو دغا کریگا اسکو مار ڈالیے مصروع سے ہاشم نے کہا اب یہ کیا دغا کریگا اگر دغا کی سزا پائیگا اب تو اپنے چچا سے مل جا اور کدورت آئینۂ دل سے نکال ڈال پھر شہزادہ ہاشم نے دونون کو سمجھا کر ملوایا بغلگیر کروا دیا اور آصف سے فرمایا کہ اب تو اپنی شرط بیان کر آصف نے عرض کیا ای شہریار حضور میرے قلعے مین تشریف لیچلین پہلے مین دعوت آپ کی کرون تو کام اپنا بیان کرون شہزادہ ہاشم نے دعوت اسکی قبول کی آصف شترخوار ہاشم تیغزن کو اپنے قلعے مین لیکر آیا جس نے حسن وجمال شہزادۂ ہمیتال کا دیکھا مثل آئینہ حیران رہگیا آپسمین سب کہتے تھے کہ خداپرست ایسے حسین وجمیل آفتاب صورت ہوتے ہین الغرض آصف نے بڑی دھوم سے دعوت کا سامان کیا ہاشم تیغزن بہت خوش ہوئے اور بعد دعوت نوش فرمانے کے آصف شترخوار سے کہا کہ اب تو شرط اپنی بیان کر آصف نے عرض کیا کہ یہان سے تین منزل پر ایک دامنہ کوہ ہی اسمین ایک قلعہ ہی وہان بہرام دیوانہ رہتا ہی مین نے شکارگاہ مین اسکی بیٹی کو دیکھا ہی وہ نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ ہی کہ اسکے حسن کے آگے آفتاب وماہتاب شرمندہ ہین مین اسپر عاشق ہو گیا اور وہ بھی مائل ہوئی فقط آپسمین نظارے اشارے رمز وکنایہ ہوئے تھے کہ بہرام دیوانہ آگیا مین اسکے خوف سے بھاگا وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیے ہوئے چلا گیا پھر میرا حوصلہ اسکی طرف جانے کا نہ پڑا مگر مین اسکے عشق مین نہایت مضطر وبیتاب ہون اگر آپ میرے معشوق کو مجھسے ملا دین تو مین بدل وجان دین اسلام قبول کرون مسلمان ہو جاؤن ہاشم تیغزن نے کہا کہ چل تو مجھے وہان پہونچا دے آصف نے ایک جوڑی ہرکارے کی ہاشم تیغزن کے ساتھ روانہ کی جب دامنۂ کوہ مین پہونچے ہرکارے خوف سے تھم گئے اندر درہ کوہ کے نہ گئے مگر ہاشم یکہ وتنہا درۂ کوہ مین داخل ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ لوگ دکھائی دیئے وہ ہاشم تیغزن کو دیکھکر پکارے کہ ای اجل رسیدہ تو کون ہی جو ادھر آتا ہی کیا تجھے نہین معلوم کہ یہان دیوانہ بہرام صحرانشین رہتا ہی بھاگ اس مقام سے اگر وہ دیوانہ تجھے دیکھ لیگا تو تجکو مار ڈالیگا شہزادہ ہاشم نے جواب دیا کہ مین اسی صورت دیوانہ سے مقابلہ کرنے آیا ہون مین اسکے سر سے ابھی بھوت کبر ونخوت کا اتار دونگا لوگ یہ کلام ہاشم خوش انجام سنکر ہنسے اور کہا کہ خیر اگر آپ ایسے ہی زبردست ہین تو جائیے ہم منع نہین کرتے الغرض ہاشم وہان سے

آگے بڑھے اُدھر ایک شخص نے جا کر بہرام صحرا نشین کو خبر دی کہ ایک اجل رسیدہ آپ سے مقابلہ کرنے کو
آتا ہے بہرام اُسیوقت اُٹھا اور چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے چلا جب سامنے سے ہاشم تیغ زن
کو آتے دیکھا للکارا کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو کشان کشان کہان سے لیکر آئی ہے یہ کہکر جھپٹا بہادر آکر ہاشم
پر چوبدست گران سنگ کا وار کیا شہزادہ ہاشم تیغ زن نے دونون ہاتھون سے چوبدست اُسکی پکڑ لی اور کشمکش
سے زور ہونے لگے بہرام چوبدست کو ہاتھ سے چھوڑ کر ہاشم تیغ زن سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی
کے پیچ ہوا کیے قوت و طاقت کے امتحان ہوتے شام کو ہاشم تیغ زن نے بڑی جد و جہد سے لنگر اُسکا توڑا
اور اُٹھا کر تین بار چکر دیا پھر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار نکال کر گلے پر رکھدی اور کہا کہ دین
اسلام قبول کر لقائے بے لقا پہ اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر بہرام نے کہا کہ مین بیشک آپ سے زیر ہوا مگر
دین اسلام ابھی نہین قبول کرونگا چاہین آپ مجھکو قتل کرین چاہین جان بخشی کرین مین ایک حاجت رکھتا
ہون اگر آپ وہ میری حاجت برلائینگے تو مین بیشک بصدق دل دین اسلام اختیار کرونگا شہزادۂ ہاشم
نے فرمایا بیان کر کہ وہ حاجت تیری کیا ہے بہرام نے عرض کیا کہ مین ہوشنگ شاہ دریا نشین کی بیٹی پر عاشق
ہون اگر وہ میرے ہاتھ آجائے تو مین لقا پرستی چھوڑ کر دین اسلام قبول کرون پر آپ پہلے فرمایئے کہ کیا آپ
خدا پرست ہین اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے کہا کہ مین نور عین امیر با توقیر زلزلہ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادۂ ہاشم تیغ زن ہے یہ کہکے اُسے چھوڑ دیا اور
اُسکے سینے سے اُتر آئے فرمایا پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا لون تو پھر تجھکو مسلمان کرون بہرام صحرا نشین ہاشم
تیغ زن کے قدمون پر گرا اور کہا قربانت شوم مین آپ کا غلام حلقہ بگوش تا حیات ہون پھر بہرام ہاشم تیغ زن
کو اپنے مکان مین لے گیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی دوسرے دن ہاشم تیغ زن نے احوال ہوشنگ
پوچھا کہ وہ کہان ہے بہرام نے عرض کیا کہ دریا کے اندر ایک قلعہ ہے وہان اُسکی بود و باش ہے ایکدن مین کشتی پر
سوار ہوکر شب ماہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے بیٹی ہوشنگ شاہ کی بجرے پر سوار نازنینان پری چہرہ
حور لقا گرد بیٹھی ہوئی چہلین آپسمین کرتی ہوئین ملکہ کو سیر دریا دکھاتی تھین یکایک نگاہ میری اُسکی
دوچار ہوئی ایک برچھی عشق کی کلیجے کے پار ہوئی اُف کہکے مین نے دل اپنا پکڑ لیا مین دیکھتا رہگیا
وہان طرفۃ العین مین بجرہ اُسکا کنارے قلعہ کے جا کر لگا وہ مہوش فوراً اُترکے داخل قلعہ ہوگئی
مین نے ارادہ کیا کہ قلعۂ ہوشنگ پہ جاؤن دیکھا تو وہان توپین برجی اور آہنی لگی ہوئی ہین دل کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ کشتی حیات طوفان اجل مین آجائے اور جہاز عمر دو روزہ غرق فنا ہو بھلا موجۂ تار نفس
کی کیا ہستی دہشتناک ہوکر پھر آیا حوصلہ آگے بڑھنے کا نہوا مگر محبت مین اُس بحر خوبی کی تلاطم مین پڑا ہوا
ہون دریائے بیکنار عشق مین غوطہ زنی کرکے تڑپ رہا ہون شدت فرقت سے اُس موج قلزم حسن کے صورت
حباب دل مین پھپھولے پڑے ہین ندی آنسوون کی چشمۂ چشم خونبار سے جاری ہے ہر بار لہر اُسکے پاس جانے کی آتی ہے مگر گرداب
خوف بیچ مین حائل ہوجاتا ہے اُس پار جا نہین سکتا تڑپ کر رہجاتا ہون پیچ و تموج سمندر رنج پر ماہی دل
بریان منھ سے شعلۂ آہ کے ہمراہ دھوان نکلتا ہے سینہ مثل تابۂ آہن کے دھکا کرتا ہے شہزادۂ ہاشم
تیغ زن نے کہا اے بہرام مین اُسکی ماہیت سے بالکل نہین واقف ہون کچھ کچھ آگاہ ہوا ہون تم سوداگر بنکر
میرے ساتھ چلو مین قلعے مین کسی صورت سے پہنچ جاؤن پھر ہوشنگ شاہ کو گرفتار کرکے تمہاری معشوق

کو نکسے ملا دونگا بہرام یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اُسی وقت اسباب تجارت کا درست کیا قافلہ باشی ہاشم
تیغزن بنا اور وہان سے سوار ہوکر روانہ ہوئے بڑی دقت سے جب قلعۂ ہوشنگ مین آئے کاروانسرا مین
اُترے دوسرے دن کشتیان نذر کے واسطے ہاشم تیغزن ہمراہ لیے بارگاہ ہوشنگ شاہ مین پہونچے
ہوشنگ شاہ نورجمال شہزادۂ ہاشم ذی کمال دیکھکر کہنے لگا کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی اسکے چہرے سے رعب شاہانہ
ثابت ہی اور وضع سپاہانہ ہی کو والقیس بن اقسام کہ دربار لقا کے چوبدارون کا افسر تھا اُسکا عرف سیہ فام
کہ نام اُسکا الماس ہی اُسوقت وہ بھی ہوشنگ شاہ کے پاس موجود تھا اُس نے چپکے سے ہوشنگ شاہ
سے کہا کہ مین اسکو پہچانتا ہون یہ خداپرست ہی بیٹا ہی حمزۂ صاحبقران زمان کا ہاشم تیغزن اسکا نام ہی
آج کل غضب خداوندی سے لقا کے لشکر خداپرستون کا تباہی مین آگیا ہی یہ سوداگر بنکر ادھر نکل آیا ہی یہ سنکر
ہوشنگ شاہ نے ہاشم تیغزن کو آواز دی ای پسر حمزہ مین نے تجھے پہچانا اگر تو لقا پرستی اختیار کرے تو
مین تجھے بہت عزت و آبرو سے اپنے پاس رکھون نہین تو باندھ کر تجھے خداوند لقا کی خدمت مین بھیجدونگا یہ سنکر
ہاشم تیغزن نے للکارا کہ او کافر تو کیا بکتا ہی خموش ہو بس ابتو مجھے تو پہچان گیا خود مین تجکو دائرہ اسلام مین
لانیکو آیا ہون جب تو دین اسلام قبول کریگا تو تیری بیٹی کی شادی بہرام کے ساتھ کردونگا ہوشنگ
یہ سنتے ہی نہایت غضبناک ہوا لوگون سے کہا کہ جلد اس خداپرست کو گرفتار کرلو سب چہارطرف سے ہاشم
تیغزن پر ٹوٹ پڑے ہاشم تیغزن بھی تلوار کھینچکر جھپٹے لڑائی ہونے لگی بہرام کاروانسرا مین تھا اُسکو
بھی خبر ہوئی کہ دربار ہوشنگ شاہ مین ہاشم تیغزن سے اور کفار سے تلوار چل رہی ہی یہ بھی تین چار سو آدمی
اپنے ہمراہ لیکر دوڑا یہان ہاشم تیغزن تلوارین مارتا ہوا ایوان شاہی کے باہر نکل آیا ہی اور ہوشنگ شاہ
تخت پر سوار ہوکر فوج کو اپنی للکارتا ہوا چلا کہ بہرام دیوانہ بھی آپہونچا اور چوبدست آہنی پکڑکر کفار سے لڑنے
لگا ہوشنگ شاہ نے جو دیکھا کہا کہ ان دونون کو مین قتل کرتا ہون اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے
پھر فوج کو اپنی پکارا کہ ای بہادرو جو کوئی ان دونون کا سر کاٹ کے لائیگا یا زندہ گرفتار کریگا مین اسکو عہدۂ
وزارت دونگا عہدۂ وزارت کا نام سنکر تمام فوج نے جانین اپنی لڑادین اور ہاشم تیغزن اور بہرام
صف شکن پر بڑھ بڑھکر حملہ کرنے لگے مگر جب خدا مددگار ہو تو دشمن کیا کرسکتے ہین ہاشم و بہرام پہلو بہ پہلو
پشت بہ پشت جھپٹ جھپٹ کے تلوارین مار رہے ہین مثل شیر ژیان کفار کو للکار رہے ہین غرضکہ تین پہر کامل
دونون نے شمشیرزنی کی بہرام کے ساتھ والے مارے گئے پہردن باقی تھا کہ ہاشم نے بہرام سے کہا کہ فوج کفار
بہت ہی ہرطرف سے مثل گھٹا کے امڈی چلی آتی ہی اور تمہارے ہمراہی بھی قتل ہوچکے جبتک کہ ہوشنگ
شاہ نہ گرفتار ہوگا کچھ نہوگا مین آگے تلوارین مارتا ہوا ہوشنگ کی طرف بڑھتا ہون تم میرے پیچھے پیچھے لڑتے ہوئے
آؤ یہ کہکر ہاشم تیغزن اور بہرام صف شکن تلوارین مارتے ہوئے اُس طرف چلے جدھر ہوشنگ تخت پر کھڑا فوج کو
للکار رہا ہی اور اشتعالک دے رہا ہی آتش کارزار بھڑک رہی ہی ایک چشم زدن مین صدہا کفار قتل کرکے تخت
ہوشنگ شاہ کے پاس پہونچے ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا او نامرد مجھ اکیلے پہ ہزارہا آدمیون کو بھیجتا ہی آپ
سامنا نہین کرتا ہی یہ کہکر گھوڑا تخت سے ملادیا جب ہوشنگ نے دیکھا کہ ہاشم برابر آگیا اُسوقت تلوار کھینچکر
وار کیا ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین کر زمین پر پھینکدی اور کمرزنجیر مین ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اُٹھالیا
اور کہا کہ ہی شرط ماردون تجھے زمین پر کہ پیوند خاک ہوجائے بہتر یہ ہی کہ لعنت کر لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نہین

ابھی مارے ڈالتا ہون اگر اسلام اختیار کریگا تو جان بخشی کرونگا ہوشنگ شاہ نے پکارا ای شہریار مین دین
اسلام اختیار کرتا ہون مین تمھاری فرمانبرداری اور اطاعت بدل وجان اختیار کرونگا ہاشم تیغزن
نے اُسے چھوڑ دیا ہوشنگ شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوگیا اور لقا پر لعنت کی اور اپنی بیٹی کی شادی
ساتھ بہرام کے کردی کہ وہ مدت سے اُسپر عاشق و شیدا تھا ہوشنگ شاہ نے عرض کیا ای شہریار اب مین
آپ کا غلام حلقہ بگوش ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اور فوج کو پکار کر آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار
کی قبول کی اب کوئی خبردار نہ لڑے یہ سُنکے تلوارین سب نے میان مین کین پھر ہوشنگ شاہ ہاشم و بہرام
کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا صحبت عیش آراستہ کی جلسۂ جشن ہوا جام مئے ارغوانی
کو گردش ہوئی عین گرمی صحبت مین ہوشنگ شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی آنکھون مین آنسو بھر لایا شہزادہ
ہاشم تیغزن نے جو ہوشنگ شاہ کو آبدیدہ دیکھا کہا ای بھائی خیر باشد کیا حال ہی کچھ بیان کرو ہاشم نے اپنے
دل مین کہا کہ یہ بھی شاید کسی پہ عاشق ہی ہوشنگ شاہ نے کہا ای شہریار کیا عرض کیا جاسے مین عجب درد
لاعلاج مین مبتلا ہون کہ اُسکی چارہ گری بہت دشوار ہی شہزادے نے کہا بیان تو کرو اُسوقت ہوشنگ شاہ
نے کہا ای شہریار مین ایک روز شکار کھیلتا اپنے شہر سے بہت دور نکل گیا ایک دامنۂ کوہ مین پہونچکر شام ہوگئی
اب مین وہان سے شہر کی طرف پھرا آتے آتے وہان ایک مقام نظر آیا چارطرف چراغان تھا جب قریب اُن
چراغان کے پہونچا دیکھا کہ شب ماہ کی تیاری ہی نازنینان مہ جبین اور حسینان مہر تمکین کا جلسہ ہی مین ایک درخت
کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر تماشا رقص کا دیکھنے لگا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین کو صورت مثل آفتاب درخشان
پیشانی پر کاکل آنکھون سے چشم غزالان شرمندہ ابرو ہلال عید یا کمانچہ بران مژگان ناوک دل دوز رخسارے گلاب
کا پھول لب مثل غنچہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل تابدار قد سرو باغ حسن نوبہار عجب شان وشوکت سے جلوہ گر دیکھا
ناوک عشق سینے کے پار ہوا دل و جگر عاشق کا فگار ہوا ایسا شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ رات بھر اُسکے عشق مین قرار کا
جال بہتیال کرتا رہا وہ جلسۂ حسینان جہان مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھا کی صبح کو وہ جلسہ برخاست ہوا وہ حور وش
اُٹھکر خیمۂ نورانی مین چلی گئی مین وہان سے چلا آیا پھر جو لشکر لیکر وہان گیا صحرا مین سناٹا نظر آیا آدمی کیسا
چڑیا کو نہ پایا ناچار ہوکر اُس مقام پر سے پھرا ہرکارون کو حکم دیا کہ تم دریافت تو کرو کہ کون اس صحرا مین شب
کو صحبت آرا تھا کیسا جلسہ تھا ہرکارون نے کئی دن کے بعد دریافت کرکے بیان کیا کہ بیٹی دلیر قلعہ دار کی ملکۂ اقلیم
غنج دلال شب ماہ کی کیفیت دیکھنے صحرا مین آئی تھی چاندنی کا تماشا دیکھتی تھی یہ سنکر مین نے چاہا کہ دلیر
قلعہ دار پر لشکر کشی کرون معلوم ہوا کہ وہ بڑا زبردست ہی اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہی میرا جو حملہ نہ چلا بارہا
جنگ و جدال میرا جانا اور اُس سے عہدہ برا ہونا بہت دشوار تھا یہ سنکر شہزادۂ ہاشم نے کہا ای ہوشنگ
تم خاطر جمع رکھو ہم دلیر قلعہ دار کو زیر کرکے تمھاری معشوقہ تمھین دلوا دینگے تم ہمین وہان لیچلو ہوشنگ شاہ
نے کہا کہ مین اپنے لشکر سمیت آپ کے ہمراہ ہوتا ہون حضور تشریف لے چلین ہاشم تیغزن نے کہا کچھ فوج کے
لیکر چلنے کی حاجت نہین بلکہ تنہا مین یہان سے جاؤنگا اور بعنایت الٰہی دلیر قلعہ دار کو پکڑ لاؤنگا القصہ ہاشم
تیغزن دوسرے دن فقط ہوشنگ و بہرام اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے لشکر ہوشنگ شاہ
پیچھے پیچھے چلا بعد قطع مسافت دشت و کوہ شہزادۂ ہاشم تیغزن سامنے قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ
قلعہ کا بند ہی توپین بڑی بڑی برنجی و آہنی کھنچی چھ منی برجون پر قلعے کے چڑھی ہین اور قلعہ نہایت بلند اور

مستحکم ہی ہاشم تیغزن سوچنے لگا کہ قلعہ مین کیونکر داخل ہون دیکھا کہ کچھ گڈریے بکریان اور بھیڑین لیے
ہوئے قلعہ کو جاتے ہین ہاشم تیغزن مرکب سے اُترکر ساتھ اُن سب کے ہو لیا اور اُن سے باتین کرتا ہو دروازہ
قلعہ کے پاس پہونچا قلعہ دار نے دروازہ کھول دیا ہاشم بھی اُن گڈریون کے ساتھ داخل قلعہ ہوا قلعہ دار نے
جو ہاشم تیغزن کو دیکھا کہا تو کون ہی جوان چرواہون کے ساتھ آیا ہی ہاشم تیغزن نے کہا مین پیغام ہوشنگ شاہ
کا لیکر دلیر قلعہ دار کے پاس آیا ہون اُس نے کہا کہ قلعے کے باہر جاکر کھڑا ہو ہم تیری اطلاع دلیر
قلعہ دار سے کرتے ہین اگر وہ بلوائیگا تو ہم تجھے بلا لینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین تو سیدھا یہان سے دلیر
قلعہ دار کے پاس جاؤنگا دیکھون تو مجھے کون ایسا ہی جو روک سکتا ہی قلعہ دار نے چاہا کہ ہاشم کی کمر مین
ہاتھ ڈالے ہاشم تیغزن نے ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا دوسری جانب پھر گیا اور رخسار پر زخم پڑ گیا خون
بہنے لگا چکر کھا کر گرا تڑپنے لگا ساتھ والے اُسکے تلوارین پکڑکر دوڑے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی
ہاشم تیغزن نے جو دس بیس کو مار کر گرا دیا نامرد سب بھاگے ہاشم تیغزن آگے بڑھا وہ جو لوگ بھاگے تھے اُنھون نے
جاکر دلیر قلعہ دار کو خبر دی کہ ایک شخص گڈریون کے ساتھ اندر قلعے کے چلا آیا ہی قلعہ دار نے روکا تھا اُسکو ایسا طمانچہ
مارا کہ وہ گرکر تمام ہو گیا اور وہ لڑتا ہوا ادھر چلا آتا ہی دلیر قلعہ دار نے کہا کیا وہ بڑا طاقتدار اور بہادر ہی
کوتوال کو حکم دیا کہ جاکر اُسے پکڑ لاؤ ارقم کوتوال اُسی وقت دو ہزار پیادے ساتھ لیکر چلا جب وہان پہونچا
جہان ہاشم تیغزن سے تلوار چل رہی تھی پس دور ہی سے للکارا کہ پکڑ لو اس جوان کو جانے نہ پائے پیادون نے
چہار طرف سے نرغہ کیا ہاشم نے اُن سے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرفۃ العین مین سو پچاس کو مار کر برابر ارقم
کے ہاشم تیغزن پہونچ گئے اور پکارے کہ او نابکار دور ہی سے غل مچاتا ہی پاس نہین آتا ہی ارقم نے دیکھا کہ ایک
جوان رعنا حسین شکیل شمشیر آبدار مثل افعی خونخوار علم کیے ہوئے آپہونچا ارقم پکارا کہ اے جوان یہان کی قضا تیری
تجھے لائی ہی یہ کہکر تلوار ماری ہاشم تیغزن نے سپر پہ تلوار اُسکی روکی اور بڑھکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا دیکھا
سبھون نے کہ ایک برق خود پر ارقم کے چمکی پلک جھپکتے ہی زیر تنگ فرس ارقم جاکر زمین پر بوسہ دیا اور مثل
بجلی کے وہان سے تڑپتی ہوئی نکلی غل ہوا کہ کوتوال مارا گیا دلیر قلعہ دار کا زور آدھا ہو گیا مگر پیادے
گھیرے ہوئے ہاشم تیغزن سے لڑ رہے ہین دلیر قلعہ دار کو خبر ہوئی کہ ارقم کوتوال اُس جوان کے ہاتھ
سے مارا گیا یہ سنکے دلیر قلعہ دار غضبناک ہوا تلوار ٹیک کر اُٹھا گھوڑے پہ سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر
چلا اُسوقت پہونچا ہی کہ ہاشم تیغزن پیادون کو بھگا کر ایک مقام پر کھڑا ہوا جوش جرأت مین جھوم رہا
ہی اور لوگ دور سے لینا لینا کا غل مچا رہے ہین نزدیک اُسکے کوئی نہین آتا کہ دلیر قلعہ دار سامنے سے
دکھائی دیا سب بڑھکر پکارے کہ اے دلیر قلعہ دار یہی شخص قلعے مین چلا آیا ہی دلیر قلعہ دار کی جو نگاہ چہرۂ
بےمثال ہاشم تیغزن پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان عجب شان و شوکت و صولت و جلالت کا ہی کہ آج تک ایسا
شکیل جمیل صاحب حشم و خدم نہین دیکھا مثل آئینہ دیکھتے ہی حیران رہگیا فوج کو حکم کیا کہ جہان تک
ہوسکے اس جوان کو زندہ گرفتار کرلو لوگون نے کہا کہ یہ شیر غضبناک کبھی زندہ ہاتھ نہ آئیگا اسکا شکار ہی
ہو جانا بہت دشوار ہی ایکدم مین اس نے لاشون کے پشتارے کر دیے خون کے دریا بہا دیے پر لڑتے لڑتے
مر جائیگا مگر کیا ممکن ہی جو زندہ ہاتھ آئے دلیر قلعہ دار نے کہا کہ مین خود اسے گرفتار کرونگا یہ کہکر یکہ و تنہا
ہاشم تیغزن کی طرف بڑھا اور سب فوج سے کہا تم کھڑے ہوے تماشا دیکھو جسوقت دلیر قلعہ دار قریب

ہاشم تیغ زن کے پہونچا پکارا کہ ای غریب تو کون ہی اور کیون میرے قلعے مین آیا ہی ہاشم نے للکار کر کہا ای دلیر قلعہ دار مین پسر حمزۂ صاحبقران زمان ہون نام میرا ہاشم تیغ زن ہی ہوشنگ شاہ تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اُسکی معشوقہ کو اُسے دلوانے آیا ہون دلیر قلعہ دار کا دل سینے مین آتش حسد سے جلنے لگا منھ سرخ آگ کا انگارہ غصّہ سے ہو گیا کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا اب تو کہان جائیگا مین تجھے قتل کرتا ہون یہ کہکر نیزہ مارا ہاشم نے طعن کو اُسکی رد کیا غرضکہ پچاس طعن مین نیزہ اُسکا ہاشم نے ہوائی کر دیا دلیر قلعہ دار نے غصہ سے تلوار کھینچ کر ماری ہاشم تیغ زن نے بڑھ بچا کر قبضے پہ ہاتھ ڈالدیا اور کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو دلیر قلعہ دار گھوڑے سے کود پڑا اور آلات حرب کمر سے کھولکر رکھدیے اور آستینین چڑھائین اور دامن گردانے اور مثل بلبل دونون گتھ گئے کشتی ہونے لگی زور کے امتحان ہوئے کبھی یہ پچاس قدم پیچھے اُسکو ریل لے گئے کبھی وہ دس بیس قدم آگے لایا اسی طرح دو شبانہ روز ہاشم تیغ زن اور دلیر قلعہ دار سے کشتی رہی تیسرے دن ہاشم نے دلیر قلعہ دار کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا لیا سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر مارین کہ دلیر قلعہ دار پکارا کہ امان چاہتا ہون ہاشم تیغ زن نے کہا کہ لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اُسنے کہا مین نے لقا پر لعنت کی اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور ہی ہاشم نے اُسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج سے کہا کہ تم بھی دین اسلام قبول کرو وہ سب کے سب بولے کہ آپ کے ہمراہ ہم بھی ہین جو دین آپ کا وہی دین ہمارا ہی غرضکہ دلیر قلعہ دار ہاشم تیغ زن کو ایوان بادشاہی مین لایا سامان دعوت کا مہیا کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مئے ارغوانی کا دور ہوا ہاشم تیغ زن نے کہا ای دلیر قلعہ دار مین عجب حیرت مین ہون کہ جہان پہونچا اور جسکو زیر کیا اُسکو عاشق تن پایا اُسنے کہا مین فلان معشوق پر فریفتہ ہون میری معشوق مجھے دلا دیجیے پھر مجھے مسلمان کیجیے چند روز ہوئے ہین کہ مین اسی جھگڑے مین پڑا ہون تم اپنا حال کہو کہ کس پر عاشق ہو یا کسی پر نہین مائل ہو ہر چند دلیر قلعہ دار بسبب دہشت اور خوف جان کے ظاہر مین مسلمان ہوا تھا مگر دل مین مکر و دغا تھی اس خیال مین تھا کہ کسی صورت سے ہاشم تیغ زن کو گرفتار کیجیے مگر عاشق و فریفتہ ملکہ قمر سیلان ہمشیرہ مفتوح کوہی پہ جو تھا یہ کلام فرحت التیام شہزادۂ ہاشم تیغ زن جو سنے رونے لگا ہاشم تیغ زن نے پوچھا کہ بیان تو کر کس پر عاشق و دلدادہ ہو دلیر قلعہ دار بولا کہ یہان سے دو منزل پر ایک دامنۂ کوہ ہی وہان مفتوح کوہی رہتا ہی اور بہن اُسکی ملکہ قمر سیلان ہی اُسنے ایک برج تختہ لالہ زار پر بہار مین بنایا ہی وہان آکر وہ جلوہ افروز ہوا کرتی ہی ایک دن مین شکار کھیلتا ہوا اُدھر نکل گیا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے سامنے اُسکے برج کے پہونچا اور وہ اسی برج نورانی پر مثل آفتاب تابان کے جلوہ گر تھی دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال کو ہزار جان سے شیدا و دلدادہ ہو گیا دیر تک کھڑا ہوا اُسکو دیکھا کیا گویا تصویر گلی بنکر رہگیا نگاہ میری اُسکی طرف لڑی ہوئی تھی دل میرا اُسکے پہلو مین تھا فقط قالب خاکی زیر برج تھا حیرت زدہ آئینۂ جمال جہان آرا کی دید کرتا تھا یکایک زنجیرون کی جھنکار بلند ہوئی کیا دیکھتا ہون کہ ہزار ہا دیوانے چلے آتے ہین مین ایسا خوفناک ہوا کہ بھاگا دم بھر نہ ٹھہرا پھر کبھی اُس طرف نہ دیکھا رخ بھی نہ کیا پس حضور جہان آپ نے چار عاشقون کو معشوقون کے وصل سے کامیاب کیا ہی مجھ بیچارے کو بھی بہ مراد دلی فائز فرمایئے ہاشم تیغ زن نے کہا بہتر ہی تم پہلے ہوشنگ شاہ کو بلا کر وعدہ کرو کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرونگا پھر مین تمھاری

معشوق کی فکر مین جاؤن دلیر قلعہ دار نے کہا مین ہوشنگ شاہ کو بلواتا ہون مگر یہ نہایت دغا شعار ہی اس
دغا باز نے ہوشنگ شاہ کے پاس کسی کو نہ بھیجا اور ہاشم تیغ زن سے کہا مین شکار کھیلنے جاتا ہون ابھی آتا ہون
یہ کہکر جانوران شکاری ساتھ لیکر راہی ہوا یہان بعد اسکے چلے جانے کے ہاشم تیغ زن کے دل مین خیال آیا کہ
تو مفتوح کوہی کو زیر و زبر کرکے ملکہ قمر سیلان کو لے آ غرضکہ لوگون سے راستہ دریافت کرکے چلا دلیر قلعہ دار
جو شکار کھیلنے گیا تھا جب شکار کھیل کے پھیرا خیمہ مین داخل ہوا کھانا کھایا کباب شکار کے گوشت
کے کھائے جام شراب کئی پیئے جب نشے مین سرشار ہوا تصویر ملکہ قمر سیلان آنکھون کے سامنے پھرنے لگی اسی
تصور مین ولولۂ عشق ہوا کہ چلکر ملکہ قمر سیلان کو اس برج سے اٹھا لاے یہ سوچ کر تیرہ بخت تصور مہروش
مین اٹھ کھڑا ہوا گھوڑے پہ سوار ہوکر روانہ ہوا جاتے جاتے جب قریب پہونچا دو کوس پر ملکہ قمر سیلان
کا برج رہگیا ہوگا قضائے کار ادھر سے مفتوح کوہی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دلیر قلعہ دار کو جو دیکھا للکارا کہ
ارے تو کہان جاتا ہی دلیر قلعہ دار نشے مین تھا بے اختیار منہ سے نکلا کہ مین اپنی معشوقہ ملکہ قمر سیلان
کے پاس چلا ہون مفتوح کوہی نے جو نام ملکہ قمر سیلان کا سنا آگ ہوگیا وہین سے للکارا او بدکردار تو میری
بہن پر عاشق ہوا ہی رہ تو جا تجکو عاشقی و معشوقی کا اسوقت مزا چکھاتا ہون اگر تجکو اسوقت نہ مارا ہو تو مفتوح
اپنا نام نہ رکھا ہو دلیر قلعہ دار بولا مجکو کیا تو نے حلوائے بے دود سمجھا ہی مفتوح نے کہا تو بھی تیرا حلوا تجھی کو
کھلاتا ہون دلیر قلعہ دار نے یہ سنکر تلوار کھینچی اور مفتوح کو بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا مفتوح نے تلوار اسکی
میل فولادی پر روکی اور جھپٹ کر وہی میل فولادی جو مارا تو سپر دلیر قلعہ دار کی الٹ گئی گردن
پھر گئی کاسۂ سر پھٹ گیا تیورا کر گرا مثل ماہی تڑپ کر مر گیا مفتوح کے ہمراہیون نے ایک ایک عضو
اسکا کاٹ کے صحرا مین پھینک دیا مفتوح پھر شکار کھیلتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اب ناظرین والا تمکین
ملاحظہ فرمائین کہ ہاشم تیغ زن جو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن رہے اس تختہ
لالہ زار مین پہونچے وہان کی ہوا و فزا دیکھکر نہایت دل باغ باغ ہوا غنچۂ خاطر کو شگفتگی ہوئی دیکھا کہ
سامنے ایک برج سرخ پتھر کا بنا ہوا مثل برج خورشید تابان منور و نورانی ہی چہار طرف کے دروازے
اسکے جو کھلے ہین سب کیفیت برج کے اندر کی معلوم ہوتی ہی جھاڑ کنول ہانڈیان جھابے دیوارگیریان
لگی ہین فرش بہت تکلف کا کیا ہوا ہی اور ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چودہ پندرہ برس کا سن چہرہ
آفتاب درخشان کے مانند چمکتا ہوا پیشانی اختر تابندہ زلف سیاہ مثل سنبل پیچان رخسارے پھول سے
بدر کے مانند درخشان گویا ماہ کامل کے گرد ہالہ ہی اور آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کمان کیانی
پلکین سنان نیزہ لب غنچۂ سوسن دندان قطرۂ شبنم یا گوہر آبدار قد سرو سا رنگ گلاب تازہ کا نارنجی جوڑا
پہنے ہوئے اسی برج منور مین جلوہ افروز ہی شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہی جوانی کی راتین مرادون کے دن
اس خورشید رو سے وہ برج ایسا منور ہی کہ جلوۂ برج نورانی سے تمام صحرا روشن ہی اور گھاس پر طلا
و نقرہ کی رنگامیزی معلوم ہوتی ہی ذرے زمین کے چمکتے مین رشک انجم فلک ہین اور گرد اس مہ جبین کے
کئی سو نازنینان پری چہرہ حور لقا حاضر ہین اور صحبت رقص برپا ہی ہاشم تیغ زن دیکھتے ہی اس مہروش
کو عاشق ہوگئے صورت تصویر حیرت زدہ محو نظارۂ جمال بے مثال تھے کہ ایک انیس خاص ملکہ کی
شہزادہ ہاشم تیغ زن کو دیکھتے ہی دنگ ہوگئی کہ ایسا جوان حسین شکیل جمیل طرحدار خوش وضع صاحب

شان و شوکت اور رعب و جلالت کا کبھی نہ دیکھا تھا ان نئیں نے اور اپنی ہمجولیون کو بھی دکھایا سب کی نگاہ ہاشم
تیغزن پہ پڑی وہ محو جمال ہو کر مثل آئینہ حیرت زدہ ہو گئین ملکہ نے ایک ایک انیس جلیس کی طرف دیکھا
کہ جانب سبزہ زار نرگس وار سب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین پوچھا ارے کمبختو تم سب کی سب بغور
ٹکٹکی باندھے کس کو دیکھتی ہو ایک نے اُسمین سے عرض کیا شعر گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
رہتی ہین دو دو پہر بند + دوسری نے کہا ارے خیلا کیا بکتی ہی چپ رہ تیسری نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
بالا لون یہ تو دیوانیان ہین آپ فراز برج نورانی سبزہ زار کی طرف ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے جو جھک کر نگاہ
کی دیکھا کہ سبزہ زار چاندنی کا کھیت ہی ماہتاب چرخ چہارم سے اتر آیا ہی یا خورشید تابان نے برج فلک سے
اس طرف دورہ کیا ہی چہرۂ نورانی پہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی نگاہ خیرگی کرتی ہی حسن و جمال شہزادۂ ہاشم اقبال
دیکھکر اپنا حسن و جمال بھول گئی ہاشم تیغزن پہ ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوئی حسن یوسف صاحبقرانی
کی خریدار ہو گئی صورت زلیخا بیقرار ہوئی دایہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر فسانہ حسن یوسف کا
سنا کرتے تھے ہم اکثر + دکھایا صانع قدرت نے صحرا مین ان آنکھون سے + ای دایہ تو ذرا اس جوان رعنا کو جاکر
بلا تو لا مین اس سے پوچھون تو سہی کہ کون ہی اور کیون یہان کھڑا ہی کسکی تلاش مین ہی یہ سنتے دایہ گئی اور ہاشم
تیغزن کو اپنے ساتھ لے آئی ملکہ قمر سیلان شہزادۂ ہاشم آفتاب جمال کی تعظیم کو اٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑکر
پاس اپنے بٹھا لیا ساقی گلفام کی طرف اشارہ کیا کہ لا جلد گلابیان بادۂ ناب کی قابین کباب کی ساقی
مہ جبین نے کشتیان شراب و کباب کی لاکر فوراً حاضر کین جام جہان نما گردش مین آیا دور شراب چلنے لگا
کباب نوش کیے ملکہ قمر سیلان نے درج دہن کو وا کیا گوہر آبدار کلام شہزادۂ ہاشم تیغزن پہ نثار کرنے
لگی عرض کیا کہ آپ کا اسم گرامی نام نامی کیا ہی اس کنیز کو کچھ اپنے احوال حسرت مآل سے آگاہ کیجیے شہزادۂ
ہاشم تیغزن نے فرمایا کہ فرزند ارجمند حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادۂ ہاشم تیغزن ہی
تم اپنا حال بتاؤ تمھارا کیا نام ہی ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہی شہزادے نے کہا کہ دلیر قلعہ دار
تم پہ عاشق ہی مین اُسکے واسطے تمھین لینے آیا ہون ملکہ قمر سیلان نے کہا ای شہریار دلیر قلعہ دار تو
قطرۂ گندیدہ ہی وہ میرے دریاے عشق مین کیا غوطہ زنی کریگا مگر ہان ای بحر حسن و خوبی وای موج دریاے محبوبی
وای گوہر یکتاے قلزم شان و شوکت وای لعل بے بہاے سمندر رعب و جلالت اگر آپ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی
کنیزی مین قبول فرمائیے تو بجان و دل حاضر ہون اور اگر حضور اُسکے نامزد مجھکو کرینگے تو مین اپنے
تئین انگشتری الماس سے کشتہ کرونگی شہزادۂ ہاشم تیغزن تو خود بھی ملکہ قمر سیلان پہ جی سے
مائل ہین مگر مجبور ہین کوئی چارہ نہین کہ یہ خلاف خاندان حمزۂ صاحبقران زمان ہی کہ دوسرے کی
معشوقہ پہ قبضہ کرنا دل مین کہتے ہین ای ہاشم ہر چند کہ تو بھی عاشق زار جمال ملکہ قمر سیلان ہی اور
ملکہ خود بھی اسطرح کہتی ہی مگر آجتک کبھی ایسا فعل تجھسے نہین واقع ہوا ہی کہ کسی کی معشوقہ خوبرو پر نگاہ بد
ڈالی ہو انجام اسکا کیا ہوگا کبھی ایسا نہ کرنا چاہیے ہاشم تیغزن اسی فکر مین اسی سوچ مین ملکہ کے قریب
چپ بیٹھے ہوئے ہین ملکہ ہر بار زانو پہ ہاتھ رکھکے کہتی ہی کہ حضور کچھ زبان معجز بیان سے ارشاد کیجیے ہاشم تیغزن
کچھ جواب نہین دیتے ہین اتفاقاً مفتوح کوہی جو شکار کھیل کر پھرا اسی طرف سے گذرا خیال مین مفتوح
کوہی کے یہ آیا کہ بہن کو اپنی دیکھتے چلیے جب مفتوح کوہی سامنے برج کے آیا ملکہ کی جو اپنے بھائی پر نگاہ پڑی شہزادہ

ہاشم تیغزن سے بہ منت و عجز ہاتھ جوڑ کر خوف زدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ ایک دم بھر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے بھائی میرا مفتوح آتا ہی مجھے دیکھکر ابھی چلا جائیگا ہاشم تیغزن نے کہا کہ بہتر ہی اور تلوار ٹیک کر اُٹھے اور دروازے کی طرف چلے ملکہ نے کہا ای شہریار اُدھر آپ نہ جائیے کہ اسی طرف سے تو وہ چلا آتا ہی شہزادۂ ہاشم تیغزن نے فرمایا ای ملکۂ قمرسیلان ہم اولاد حمزۂ صاحبقران زمان ہین ہم کبھی کسی سے پوشیدہ نہین ہوتے ہین چھپنا کام نامردون کا ہی دلیر ہم مقابلہ ہوتے ہین یہ کہکر دروازے سے باہر نکلا اور مفتوح کو ہی اُدھر سے آتا تھا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت بصد شان و شوکت برج سے ملکہ قمرسیلان کے نکلا ہی مفتوح نے للکارا تو کون ہی اور یہان کیون آیا تھا شہزادۂ ہاشم نے نعرہ کیا نعرۂ ہاشم شیر صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن + او مفتوح کو ہی مین فرزند امیر کشور گیر زاز کہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون یہان اسلیے آیا ہون کہ دلیر قلعہ دار کی معشوقہ کو تجھسے لونگا مفتوح کو ہی یہ کلام حیرت نظام شہزادۂ ہاشم تیغزن سنکے غصہ سے مثل بید کے تھر تھر کانپنے لگا کہا او خداپرست دلیر قلعہ دار کو تو مین نے مار کے صحرا مین ڈال دیا اب تو بھی ٹکڑے اُسکی لاش کے دیکھ لے کیا تو میری بہن کے پاس صحبت آرا تھا اب تجھے بھی قتل کیے بغیر نہین کب چھوڑتا ہون یہ کہکر چوبدست کا ہاشم تیغزن پر وار کیا شہزادے نے چوٹ بچا کر دونون ہاتھون سے چوبدست کو پکڑ لیا اور چاہا کہ جھٹکا دے کر چھین لون مفتوح کو ہی چوبدست کو چھوڑ کر ہاشم تیغزن سے لپٹ گیا اور قصد کیا کہ اس جوان کو مثل ریزۂ خاک کے پیس ڈالون مگر جسم ہاشم تیغزن فولاد کا پایا کچھ اثر بھی نہ ہوا کشتی ہونے لگی مفتوح کو ہی زور آزمائی کرنے لگا جو پیچ سخت باندھا ہاشم نے اُسکا توڑ کرکے رد کر دیا چار پہر رات کشتی ہوا کی صبح کو ہاشم تیغزن نے لنگ مفتوح کو ہی کا توڑ کر ایک ہاتھ سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے کہا کہ دیکھا تو نے زور خداپرستون کا بفضلہ تعالے ہم دشمنون پر اور کفار پر یون غالب آتے ہین مفتوح کو ہی پکارا ای شہریار الامان الامان شہزادۂ ہاشم نے کہا ای مفتوح امان جان کی بشرط ایمان اگر تو لقاے بے بقا پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر تو ابھی تجھکو امان دون اور جان بخشون مفتوح کو ہی نے پکار کر کہا کہ لاکھ لاکھ لقاے بے لقا اور اُسکے پرستارون پر لعنت ہی مجھکو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے اب سروکار ہی مین نے دین اسلام قبول کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا شہزادۂ ہاشم نے اُسے ہاتھ سے زمین پر کھڑا کر دیا مفتوح کو ہی دوڑ کر شہزادۂ ہاشم تیغزن کے قدمون پر گر النعلین پاے نور عین حمزۂ صاحبقران کو بوسہ دیا اور اُٹھکر کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا ہاشم تیغزن نے پوچھا ای مفتوح دلیر قلعہ دار کیونکر تیرے ہاتھ سے مارا گیا مفتوح نے کہا مین شکار کھیلتا ہوا ادھر سے جاتا تھا وہ اُدھر سے آتا تھا مین نے اُس سے پوچھا تو کہان چلا اُس نے کہا کہ مین ملکہ قمرسیلان پر عاشق ہون طالب وصل ملکہ قمرسیلان جاتا ہون اُسکو لے جاؤنگا مجھکو یہ کلمہ اُسکا اسقدر ناگوار ہوا کہ مین آمادہ اُسکے قتل پر ہوا انجام کار اُسکو مین نے مار ڈالا اور اُسکی لاش کے ٹکڑے کرکے صحرا مین پھینکدیے چیل کوے کتے بھیڑیے کھا گئے ہونگے شہزادے نے کہا تو نے بہت برا کیا مفتوح نے کہا ای شہریار مین کبھی اُسے اپنی بہن نہ دیتا مگر ہان آپ اپنی کنیزی مین اُسکو رکھیے شہزادۂ ہاشم نے کہا کہ اب تم تو اپنا حال کہو کہ کہین تم تو کسی پر عاشق نہین ہو مفتوح نے ایک آہ سرد کھینچی اور آنسو آنکھون مین بھر لایا شہزادہ سمجھا کہ یہ بھی

عاشق تن ہی کسی پر فریفتہ ہی پوچھا اى مفتوح تم کیون آنکھون مین آنسو بھر لائے کچھ حال تو بیان کرو مفتوح
نے عرض کیا کہ حضور چلکر ملکہ قمر سیلان کے پاس بیٹھین تو مین اپنا حال عرض کرون شہزادہ ہاشم تیغزن اُسی
برج منور کی طرف چلے ملکہ قمر سیلان نے جو دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغزن مفتوح پر فتحیاب ہوا فوراً سجدہ
شکر کیا غرضکہ ہاشم تیغزن جب ملکہ کے پاس آئے ملکہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر مسند زرنگار
پر بٹھایا شہزادے نے کہا اى ملکہ تمھارا بھائی تو اسلام لایا اب تم بھی مسلمان ہو ملکہ نے عرض کیا کہ مجکو
بہر کیف تمھاری اطاعت و فرمانبرداری منظور ہی مجکو مسلمان ہونے مین کیا تامل ہی پھر شہزادے نے کلمہ
طیبہ اُسکو تعلیم کیا ملکہ کلمہ پڑھکر دائرہ اسلام مین آئی ہاشم تیغزن نے کہا اى ملکہ عجب تفضل آلہی شریک
حال ہوا کہ دلیر قلعہ دار مارا گیا نہین تو ہمارے تمھارے وصل ممکن نہ تھا بڑی مشکل پڑتی ملکہ بولی
اى شہریار مین اپنی جان دیتی مگر دلیر قلعہ دار کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرتی فقط میری زندگی تھی جو وہ مارا
گیا پھر ملکہ قمر سیلان نے حکم کیا کہ خاصہ لاؤ فوراً آکر دسترخوان بچھا شہزادہ ہاشم اور ملکہ نے کھانا
کھایا رات بھر کا جاگا ہوا تھا آرام فرمایا دوسرے دن صبح کو مفتوح کو ہی آیا ملکہ بھائی کی تعظیم کو اُٹھی
مفتوح نے شہزادہ ہاشم تیغزن کو سلام کیا پاس آکر بیٹھ گیا ساقی بچہ ن کو اشارہ کیا دورہ بادہ ناب ہوا جب
دو تین جام شراب پر نوبت پہونچی اور دماغ گرم ہوا نشہ شراب کا چڑھا کہ ہاشم تیغزن نے فرمایا اى
مفتوح اب حال اپنا خلاصہ بیان کرو مفتوح نے کہا اى شہریار یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہی کہ
نام اُسکا حالفقیہ ہی پادشاہ وہان کا مرزبان شاہ ہی مجھسے اُس سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی
تھی مرزبان شاہ مجکو اپنے شہر مین لے گیا وہان میری دعوت و ضیافت کی بعد الفراغ دعوت
مین رخصت ہو کر چلا شہر سے باہر نکلا تھا کہ بیٹی مرزبان شاہ کی اپنے باغ سے آتی تھی ہوا سے پردہ
محافے کا اُڑا میرا اور ملکہ کا سامنا ہوا تیر عشق جگر سے پار ہوا دل بہت بیقرار ہوا سواری اُسکی اُسطرف
نکل گئی مین اپنے شہر کو آیا پیغام مرزبان شاہ کو بھیجا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو
اُس نے پیغامبر کو نکلوا دیا اور میرا دشمن جانی ہو گیا اى شہریار مرزبان شاہ زبردستان روزگار سے طرانامی
و نامدار ہی چار لاکھ کی جمعیت سواران جرار لشکر بیشمار رکھتا ہی کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ابت
دشوار ہی کہ اُسکی بیٹی سے وصل ہو اُسکے عشق مین مجکو رات دن بیقراری اور آہ و زاری ہی اگر
آپ میری مددگاری کیجیے گا تو زندگی ہوگی ورنہ یونہین فراق مہ جبین مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا
شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا اى مفتوح تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری معشوقہ کو تمسے ملا دونگا مفتوح نے
کہا اى شہریار فوج اسقدر کہان ہی کہ آپ اُس سے جا کر سامنا کیجیے گا ہاشم تیغزن نے کہا اى مفتوح
ہمنے جو ملک فی الحال لیے وہ تنہا فتح کیے ہین مرزبان شاہ سے بھی اکیلا جا کر مقابلہ کرونگا مدد پروردگار
کا طالب ہون وہ حافظ حقیقی ہر وقت ہر مقام پر تنہائی مین اور غیر تنہائی مین نگہبان ہی فوج اور لشکر
کی کچھ حاجت نہین ہی مفتوح کو ہی نے گرد سپر کے نعلین پا کو بوسہ دیا اور ہاتھ جوڑ کے عرض
کیا اى شہریار مجھے آپ کو وہان تنہا جانے دینا گوارا نہین ہی شہزادہ ہاشم تیغزن نے فرمایا اچھا اگر تمھاری
یہی خوشی ہی تو تم فوج لے کر الگ الگ جلو دامنہ کوہ مین پوشیدہ اُترنا تماشا دیکھنا ہرکارے خبر کے
واسطے لگائے رکھنا جس وقت تم کو خبر پہونچے کہ مین مرزبان شاہ پر فتحیاب ہوا اُسوقت تم فوج لے کر

چلے آنا مفتوح نے کہا بہت خوب بسر وچشم القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن یکہ وتنہا العبد کروفر شہر جالقیہ کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل شہر جالقیہ مین پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ وپیراستہ ہی دُکانین پختہ دوطرفہ ہین دُکاندار آباد خوش وخرم ہر چیز عمدہ دُکانون پر موجود ہی بازارون کی سیر کرتے ہوئے خراماں خراماں کاروانسرا مین آکر اُترے بھٹیارے کو آواز دی مہترجی ادھر آؤ جب بھٹیارہ قریب آیا ایک اشرفی کندلی کلدار نکال کر اُسکے آگے پھینکدی اور گھوڑے سے اُترے اور کہا گھوڑا ہمارا باندھدو اور گھانس دانے کا اسکے سامان کرو اور کھانا ہمارے واسطے پکاؤ بھٹیارے نے خوشی خوشی وہ اشرفی اُٹھالی اور گھوڑا شہزاد کا ٹہلا کر باندھا چار جامہ کھول کر کوٹھری مین رکھا بھٹیاری سے کہا ارے چودھرائن تو میان کو حقہ پانی دے وہ ہاتھ منھ دھوئین حقہ پیئین مین دانے گھانس کی فکر مین جاتا ہون اور سودا کھانا پکانے کا بھی لیتا آؤنگا غرضکہ مہترانی نے ڈیڑھ خمہ حقہ کُہنی دار بھر کے آگے شاہزادے کے رکھا اور گرم پانی کا لوٹا بھر کر لائی واسطے ہاتھ منھ دھونے کے غرض شہزادہ ہاشم تیغزن نے ہاتھ منھ دھو کر حقہ پیا رات کو کھانا قورمہ چپاتیان نوش کین کھانے پینے سے فراغت کرکے بھٹیاری نے پلنگ سیج سجا کر تیار کردیا شہزادے نے آرام کیا صبح کو گھوڑا کسوا کر شہر کی سیر کو چلے جاتے جاتے چوک مین پہونچے دیکھا کہ ایک مقام پر خلائق کا ہجوم ہی جب قریب پہونچے تو ملاحظہ کیا کہ ایک کمان اور ایک بدرۂ زر چوکی پر سنگ مرمر کی رکھا ہی اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا ہی شہزادہ ہاشم تیغزن نے گھوڑے کو روک لیا اور اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی ہی اور یہ بدرۂ زر کیسا ہی اُسنے شہزادہ ہاشم تیغزن کے حسن وجمال کو دیکھکر بہت متحیر ہو کر کہا اے جوان صاحب شوکت وشان ہمنے کبھی تمکو اس شہر مین نہین دیکھا شاید تو نیا وارد ہی اپنا نام ونشان بتا شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا پہلے تم اس کمان کا حال بیان کرو تو پھر مین اپنے نام اور حسب ونسب سے آگاہ کرونگا اُس کرسی کے احمق نے کہا کہ یہ کمان مرزبان شاہ کی ہی یہان اسواسطے رکھوا دی ہی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لیگا یہ بدرۂ زر پائیگا اور اگر ارادہ کھینچنے کا کرکے نہ کھینچ سکیگا گردن مارا جائیگا شہزادہ ہاشم تیغزن مرکب سے کود پڑے اور کہا کہ ہم اس کمان کو کھینچتے ہین اگر ہمسے نہ کھینچ سکیگی تو تم ہمین قتل کرنا یہ کہکر وہ کمان ہاشم تیغزن نے ہاتھ مین اُٹھالی اُس جوان کرسی کے احمق نے ہر چند منع کیا کہ اے جوان تو اس کمان کو رکھدے ہرگز کھینچنے کا قصد نہ کر نا نہین تو مفت مین جان تیری جائیگی اور یہ کمان بھلا تجھسے کیا کھنچیگی اس کمان کو بڑے بڑے طاقتدار نہ کھینچ سکے جو دعوی رستمی اور دنوا ہمتنی رکھتے تھے تو ان ہاتھ پاؤن پر اتنا بڑا دعوی کرتا ہی ہاشم تیغزن مطلق اُسکے کہنے کو سماعت مین نہ لائے اور چلّے پر کمان کے ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور گوشے سے گوشہ ملا دیا تحسین وآفرین کی صدا چار طرف سے بلند ہوئی واہ واہ کا غل ہر جانب سے اُٹھا ہر شخص نے کہا کہ ایسی طاقت آجتک ہمنے کسی مین نہ دیکھی ہمیشہ اس شخص کو خدا نظر بد سے بچائے رکھے وہ جوان کرسی نشین دنگ ہو گیا مثل آئینہ کے حیرت زدہ ہو کر چہرۂ بے مثال شہزادہ ہاشم تیغزن دیکھنے لگا شہزادہ ہاشم نے وہ بدرۂ زر اُٹھا لیا اور کھڑے کھڑے اُسی جگہ غربا اور مساکین ومحتاجین کو سب تقسیم کردیا آپ اُسمین سے ایک پیسہ نہ لیا لوگ اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شخص بڑا سخی داتا ہی کہ اس مشقت وجانکاہی سے تو یہ بدرۂ زر ہاتھ آیا اور یون دم بھر مین اسنے اسی جگہ بانٹ دیا ہرکارون نے یہ خبر مرزبان شاہ کو پہونچائی کہ ایک جوان نہایت حسین وشکیل وارد شہر ہوا ہی اُسنے کمان آپ کی کھینچ کے دونون گوشے ملا دیے اور بدرۂ زر

مسافرین کو بانٹ دیا مرزبان یہ خبر سنکر بہت متحیر ہوا اور حکم کیا کہ اُس جوان رعنا کو بکمال عزت و توقیر حشمت
و خدم سمیت ہمارے پاس لاؤ بموجب حکم بادشاہ وزرا و امرا اور تمام سرداران جلیل القدر برائے استقبال شہزادہ
ہاشم تیغ زن آئے اور شہزادے سے ملاقات کرکے کہا کہ بادشاہ آپکا مشتاق زیارت حسن و جمال چہرۂ بیمثال
ہی تشریف لیچلیے ہاشم تیغ زن بصد کروفر اُن سب کے ہمراہ بارگاہ مرزبان شاہ مین آئے بادشاہ نے
شہزادہ ہاشم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اہل دربار بہ نگاہ غور سراپا حیران صورت شہزادے کی دیکھنے لگا
بادشاہ نے ساقی بچون کو اشارہ کیا وہ اُسیوقت کشتیان شراب و کباب کی لائے دور بادۂ ناب سے چلنے لگا
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام زرنگار لیکر بادۂ گلفام سے لبریز کیا اور شہزادہ ہاشم سے کہا کہ پیجیے
نوش کیجیے ہاشم تیغ زن نے کہا کہ مین جام شراب تمھارے ہاتھ سے نہ پیونگا مجھپر یہ شراب حرام ہے تم لقا پرست
ہو اور مین خدا پرست ہون مرزبان شاہ کو دیکھتے ہی ہاشم تیغ زن سے ایک محبت دلی پیدا ہو گئی
تھی کہنے لگا ای جوان رعنا اگر مین تجکو زیر کرون تو لقا پرستی اختیار کریگا ہاشم نے کہا کہ ہان اگر مین تجھسے
زیر ہو جاؤنگا تو لقا پرستی اختیار کرونگا اور اگر تو زیر ہو جائیگا تو مین تجکو مسلمان کرونگا مرزبان شاہ نے
قبول کیا اور حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو اُسیوقت اکھاڑہ تیار ہوا ملازم جانگیا اور لنگوٹ دو کشتیون
مین لگا کر لائے بادشاہ ہاشم تیغ زن کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا دونون نے لباس اُتارے جانگیا اور لنگوٹ
زیب بدن کیا دونون اکھاڑے مین آئے خم ٹھونک کے پینترے بدلے ہاتھ ملاتے ہی لپٹ پڑے کشتی ہونے
لگی کلہ بکلہ شانہ بشانہ سے داؤن پیچ اور زور آزمائی قوت نمائی ہو رہی ہے مگر کوئی غالب نہین آتا
دونون برابر جٹے ہوئے ہین یہانتک کہ شام ہو گئی مرزبان شاہ نے کہا ای جوان بس اب شام ہو گئی رات
کو استراحت کرو صبح کو پھر لڑینگے ہاشم تیغ زن نے کہا ای مرزبان شاہ تم دن بھر لڑا کیے کچھ ہوا اسیطرح
یہ سو دن گذر جائینگے اور کچھ انجام نہوگا اور کوئی کسی پر غالب نہ آئیگا بہتر یہ ہے کہ بغیر فیصلہ ہوئے
ہم تم جدا نہون مرزبان شاہ بولا کہ تاریک شب مین کون تماشا دیکھیگا شہزادے نے کہا کہ روشنی منگواؤ
کیا مشکل ہے بادشاہ نے حکم کیا کہ روشنی اچھی اچھی طرح سے ہو جائے بموجب حکم بادشاہ مشعلچی دستیان طلائی
جلا کر حاضر ہوئے ایک جا ماہی بتیون کے جھاڑ چہار طرف اکھاڑے پر رکھدیئے گئے پیشتاخے قرلی دور
تک ہزارہا گڑ گئے ہزارے طلائی جلا کے بال کے گچھے مارنا شروع کیے اسقدر روشنی اکھاڑے سے دور تک چہار طرف ہوئی
کہ گویا آگ لگ گئی اگر سوئی زمین پر گرے آدمی اُٹھا لے ادھر خوان میوے کے اور کاسے دودھ کے لبالب آئے
مرزبان شاہ نے خوب میوہ کھایا دودھ پیا پھر تازہ ہو گیا شہزادہ ہاشم کی بھی صلاح کی ہاشم تیغ زن نے کہا کہ ہر چند
مین نے صبح سے مطلق کچھ نہین کھایا ہے مگر اب بھی نہین کھاؤنگا یہ میرا معمول نہین اب یکہی مرتبہ کھانا کھاؤنگا
اور پانی پیونگا ہر چند مرزبان شاہ نے اصرار کیا مگر ہاشم تیغ زن نے رخ بھی نہ کیا مرزبان شاہ نے کہا
ای جوان تو مجھے بدنام کریگا لوگ کہینگے کہ حریف کو بھوکا پیاسا کرکے پکڑ لیا مین نہین چاہتا ہون کہ کوئی بات
بدنامی کی میرے ذمے عاید ہو ہاشم تیغ زن نے کہا تمھین کوئی نہین بدنام کریگا ہمارا تو یہ دستور ہی
نہین ہے کہ ہم بغیر فیصلہ جنگ کچھ کھائین پئین غرضکہ پھر دونون سرگرم معرکہ کشتی ہوئے تمام رفقا بادشاہ کے اور
سرداران اولو العزم اور شہر کے امیر غریب تماشا دیکھ رہے ہین سب کی نگاہ لڑی ہوئی ہے ازبسکہ دونون پسینے مین
غرق ہین اکھاڑے مین جا بجا پسینے سے کیچڑ ہو گئی ہے غرضکہ رات بھر اسی طرح کشتی ہوا کی پیچ بندھا کیے توڑ

ہوا کیے آخر صبح ہو گئی دوسرے روز پہر دن باقی تھا کہ مرزبان شاہ ہاشم تیغ زن کو ریل کر دوڑا سے گیا چہ سات قدم بر جا کے ایک جھٹکا دیا کہ ایک زانو ہاشم تیغ زن کا زمین سے جا لگا ہاشم نے لنگر مارا ہر چند مرزبان شاہ نے زور کیا کہ لنگر ہاشم کا اُکھیڑ لے مگر مطلق جنبش بھی نہ ہوئی گویا زمین نے پانون پکڑ لیے مرزبان شاہ عرق عرق ہو کر ہانپنے لگا عاجز ہو کر ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا ای جوان مین تو اپنا زور آزما چکا اب تجھے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرنا اُس وقت ہاشم تیغ زن نے دونون بازو مرزبان شاہ کے تھامبے اور ریل کر دس گیارہ قدم دوڑا سے گیا وہان جا کر دفعۃً جھٹکا مارا دونون گھٹنے مرزبان شاہ کے زمین سے جا لگے مرزبان شاہ چاہتا تھا کہ لنگر مارے ہاشم تیغ زن نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ اللہ اکبر کیا اور زور کر کے لنگر توڑا ایک ہاتھ سے مرزبان شاہ کو اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے کئی بار چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارین کہ مرزبان شاہ پکارا الامان الامان ای جوان یہ حمیّت سے بعید ہی جسکو زیر کرتے ہین اُسکو ذلیل نہین کرتے ہین ای رستم عرصۂ صولت و شوکت وای فخر دلیران میدان ہمت و جلالت مین نے اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کی آج سے مین آپ کا غلام حلقہ بگوش ہون بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ مین مثل آپ کے کوئی شجاع و بہادر نہوگا ہمیشہ تعریفین مردانگی و شجاعت اہل اسلام کی سنا کرتا تھا آج آنکھون سے دیکھ لیا ہاشم تیغ زن نے مرزبان شاہ کو اُسی طرح ہاتھ سے رکھ دیا وہ اُٹھکر گرد پھرنے لگا ہاتھ آنکھون سے لگائے قدوم میمنت لزوم کو بوسے دیے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر تمام سردارون کو بلایا افسران فوج کو طلب کیا اور سب سے کہا کہ جسکو میرے پاس رہنا ہو وہ لقا پر لعنت کرے دین اسلام قبول کرے سب نے کہا لقا پر ہمنے لعنت کی دین اسلام اختیار کیا پھر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑکر مسجدین تعمیر کرائین سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا جھنڈا دین اسلام کا گڑ گیا مرزبان شاہ نے شہزادے کی دعوت و ضیافت کی ہاشم تیغ زن نے کہا ای مرزبان جب سے مین اسطرف آیا ہون جسکو زیر کیا اُسنے دین اسلام قبول کرنے مین عذر کیا کہ مین فلان مقام پر فلان ملکہ کا عشق رکھتا ہون میری معشوقہ کو مجھسے ملا دیجیے تو مین دین اسلام قبول کرونگا چنانچہ مفتوح تمھاری بیٹی پر عاشق ہی اُسکی معشوقہ کی فکر مین تمھارے شہر مین آیا تھا مرزبان نے کہا ای شہریار مفتوح کی تو کیا مجال تھی کہ اسطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکتا یا میری بیٹی کے عشق کا نام زبان پر لاتا مگر آپ کے فرمانے سے مجکو کچھ عذر و انکار نہین القصہ شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے سب عاشقون کو اور سب معشوقون کو وہین بلوایا اور ایک کا ایک کے ساتھ عقد کر دیا اور اپنا عقد ملکہ قمر سیلان کے ساتھ کیا بعد اُسکے ہرکارون کو چار طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد سرداران لشکر اسلام کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور بعد کئی دن کے خبر لائے کہ دامنۂ ہیل کوہ مین شاہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ کا لشکر اُترا ہوا ہی شہزادۂ ہاشم نے بھی لشکر فراوان ساتھ لیکر اُسی طرف کا راستہ لیا

دو کلمہ داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام سعد ابن قباد عالیمقام کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا جام وہ عطر بیز
کہ جس مے کے پینے سے ہو نشہ تیز

عجب رنگ کی ہو مے سرخ فام
بھرے ہین قرابے لہو سے تمام

تلاطم ہوا چاہتا ہی عیان
ترا میکدہ ہوگا مقتل نشان

بڑا معرکہ اب تو درپیش ہی
ہر اک رند ساقی جگر ریش ہی

چمک برق کی ہی کہ موج شراب
الم سے ہی دل میکشون کا کباب

جو ساغر مین شمشیر کی لہر ہی
وہ رندون کے حق مین بڑا قہر ہی

سحر توسن کلک چالاک کر
روان جلد اب سوے افلاک کر

غزل

کونسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہی

بزم مین باہم ہجوم شمع اور پروانہ ہی
ابر ہر صحن چمن ہی ساقی مستانہ ہی

دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہی
ہر طرف کو خندۂ برق و گل و پیمانہ ہی

داغ سودا جو نظر آتا ہی اک پیمانہ ہی
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہی

روح قالب مین نہین ہو بزم مین پروانہ ہی
سرخوشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
اب نہالِ آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی
ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی

بید مجنون میری تربت پر ہوا بو یا جو تخم
یہ خرابات جہان بھی گور ہی میخانہ ہی
محو ایسے خانۂ رنگین مین مہمان ہو گئے
میری شمع قبر بھی موج ہوا پروانہ ہی

استخوان سونگھا مرا جس شخص نے دیوانہ ہو
نام سرسبزی کا ہی جسکا بوستان دہر مین
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب قبلہ نہ ہو

بیت نویسندۂ دفتر لاجواب
رقم کردا ین داستان انتخاب ✦ شجاعان عرصۂ جانبازی و یکہ تازان میدان سرفرازی توسن کلک کو یون ہمیز کرتے ہین کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد و شہریار عالیمقام جب اُس معرکۂ آفت خیز بلا انگیز یعنے برف باری مین بارگاہ فلک جاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر لقا یاقوت شاہ لیکر آگیا ہی سرداران لشکر اسلام وغیرہ سے تلوار چل رہی ہی مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر چلے میدان کارزار مین آکر تلوار کھینچی لڑنا شروع کیا جب ایک سردار لشکر لقا سے مقابلہ ہوا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اُسی عالم زخمداری مین اُس کافر کو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا ادھر زخم سے چادر خون کی منھ پر آئی بیہوش ہو گئے رہوار کی گردن مین ہاتھ حمائل کر دیے مرکب میدان جنگگاہ سے طرف صحرا کے نکل گیا بگٹٹ قدم اُٹھاتے ہوئے دوڑتا چلا رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب طلسم خوشرنگ کے پہونچا ایک صحرا سے پر فزا ملا کہ وہ متعلق شہر بیرا سے تھا مرکب سبزہ زار دیکھکر تھم گیا ہری ہری گھانس کھانے لگا جب خوب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پیا خنکی جو قلب کو پہونچی پھریری لی بادشاہ بحالت زخمداری مین بیہوش تھے زمین گیاہ پر گر پڑے مرکب پھر چرا مین مصروف ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب اُس شہریار کو ہوش آیا اپنے تئین صحرائے سبزہ زار مین پایا بسم اللہ کہکے اُٹھے چشمے پر آئے زخم سر کو پانی سے دھویا رومال سے خشک کیا قربوس زین فرس سے سوزن و رشتہ نکالا زخم سر مین ٹانکے دیے مرہم بھی موجود تھا ایک پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی فوراً درد سر کے زخم کا موقوف ہو گیا گھوڑے پر سوار ہوکے ایک طرف کو چلے جاتے جاتے ایک اور صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سبز مثل فلک زنگاری کے ہی خیال مین آیا کہ آج کی شب یہین بسر کیجیے کچھ تو دل مجروح کو راحت ملے یہ سوچ کے قریب اُس گنبد سبز کے آئے گھوڑے سے اُترکے اُس گنبد مین داخل ہوئے دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین و وجیہ بصورت نازنین مہ جبین مہر تمکین مسند ناز پر جلوہ گر ہی بادشاہ اسلام دیکھتے ہی اُس حور لقا کو عاشق ہو گئے وہ پریزاد تعظیم کیواسطے اُٹھی اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو مین مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہین اور کیونکر ادھر آئے بادشاہ اسلام نے تمام حال اپنا بیان کیا اور اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے کہا مین پریزاد ہون مجکو ساحر بزور سحر ساحری یہان لے آئے ہین پھر اُس نے تمام اسباب صحبت جشن اور سامان جلسۂ عیش مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی منگائین بادشاہ اسلام شریک جلسۂ عیش ہوئے دور ہی چلنے لگا پھر اُس نے کھانا منگوا کر دسترخوان بچھوایا آپ بھی کھانا کھایا بادشاہ کو بھی کھلایا بعد فراغت نا و نوش وغیرہ باہم مشغول اختلاط ہوئے بادشاہ اسلام نے اُس پریزاد کے گلے مین دونون ہاتھ ڈال دیے اور منھ کے پاس منھ لیجا کر ارادہ بوسہ لینے کا کیا کہ ایک بوے بد اُس گندہ دہن کے منھ سے آئی فوراً منھ ہٹا لیا ہاتھ گردن سے نکال لیے نفرت کلی ہو گئی بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ خود ساحرہ ہی بس ذرا سرک کے اُس سے بیٹھے اُس نے کہا اے شہریار یہ کیا یا تو ایسی گرمجوشی تھی یا یہ سرد مہری ہوئی فرمائیے کیا سبب ہی جو آپ نے مجھسے کنارہ کشی کی بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ ناگاہ لگا کہ تو جادوگرنی ہی مجکو پریزاد بنکر صورت دکھائی منھ مثل سنڈاس کے ہی ایسی بوے بد آتی ہی کہ نفرت ہو گئی دماغ پریشان ہو گیا وہ بولی کہ اے شہریار سوا اسکے گندہ دہنی کے اور تو کوئی عیب مجھ مین نہین ہی حسن و خوبی مین جمال رکھتی ہون سن بھی کم ہی بادشاہ نے فرمایا اور لگا کہ مجکو فریب دیتی ہی دو سو برس سے تیرا سن کم نہین ہی وہ ستمین

کہنے لگی کہ مجھکو ابھی پندرھوان برس شروع ہی ابھی اچھی طرح کھیل کود سے بھی واقف نہین ہون بادشاہ نے فرمایا
ہم جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوتے ہین اُس مکارہ نے کہا کہ ان باتون مین تم بہت خراب ہوگے مجھے ناراض
نہ کرو بادشاہ نے کہا او لکانہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین یہ سنکر برہم ہوئی اور سحر جو کیا ہاتھ پانون بادشاہ کے کرخت ہوکر رہ گئے
اُسنے کھینچ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور کہنے لگی کہ اے شہریار مین تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون ایسی
چاہنے والی تو نہ پائیگا دیکھ پچھتائیگا نہین تو میرا مطلب دلی بر لا بادشاہ نے کہا مجھکو جان دینا قبول ہی مگر تجھسے
ہمبستری منظور نہین یہان یہ ذکر تھا کہ ایک تخت پریزاد کا آسمان سے اُترا گلاب پری اُسکا نام تھا کاخ شمیم
جسم سے معطر ہوگیا بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی پاس آکر اُس ساحرہ کے بیٹھی پوچھا کہ یہ آدمزاد کون
ہی وہ ساحرہ بولی کہ یہ شخص بڑا ذی مرتبہ صاحب شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام ہی خداوند لقا نے لشکر
پر اسکے ساحرون سے برف باری کرائی لشکر اسکا تباہ ہوگیا یہ خراب و خستہ ہوکر ادھر نکل آیا مین اسکو دیکھکر عشق
مین دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہون مین کہتی ہون یہ میرا کہنا نہین مانتا شراب وصل سے سیراب نہین کرتا اگر اسنے
میرا کہنا نہ مانا تو مین بھی اسکو گرفتار کرکے لقا خداے باختری کے پاس بھیجدونگی چاہے وہ قتل کرے چاہے
چھوڑ دے یہ ذکر تھا کہ لکایک دو تخت اور آسمان پر سے اُترے ایک تخت پر روح افزا پری سوار تھی دوسرے پر
گلران پری بیٹھی تھی یہ دونون پریزادین بھی بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی مائل و شیدا ہوگئین پاس آکر بیٹھین
اُس ساحرہ سے حال بادشاہ کا پوچھا یہ کون شخص ہی بادشاہ اسلام بھی اُنکو دیکھکر حیران ہوکر روح افزا پری کی طرف
مائل ہوئے مگر اس ساحرہ کی وجہ سے خاموش رہے اُس ساحرہ نے اُن پریزادون سے کہا کہ تمھارا یہان بیٹھنا مناسب
نہین ہی کسواسطے کہ ایسا نہو ملک حارث یہان چلا آئے اور تمھین یہان بیٹھے ہوئے دیکھلے تو غضب ہوجائیگا اور
ملک حارث سے بادشاہ طلسم خونریز جادو سے بہت ملاقات ہی جادوگر اُسکے کفیل حال ہین اُن پریزادون
نے کہا کہ ہم گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جائینگے اور آپسمین صلاح کی کہ اس ساحرہ کو پیٹ کر مار ڈالو یہ لگاتی جاتی ہی
کہ اس سے عیش و عشرت کرے اور ہم محروم رہین یہ مشورہ باہم کرکے اُٹھین تینون فنون جادو کے پاس آکر کہنے لگین
کہ آپکی قدمبوسی کرلین تو چلے جائین سرا ایک نے دونون ہاتھ پکڑے اور دوسری نے دونون پانون پکڑے
اور ایک نے لپٹ کر ہاتھون کو پکڑا اور نیلانہ کری ایک چھاتی پر چڑھ بیٹھی دونون ہاتھون سے پکڑ کر اس ساحرہ
کا گلا گھونٹ دیا وہ سحر بھی نکرنے پائی تڑپ تڑپ کر مرگئی تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی پریزادون نے اُسکی شور و غل مچایا ہوا اتنے
چلی جب بعد تھوڑی دیر کے وہ بلا نے تازہ دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذو فنون جادو بود افسوس
مردیم و جاندادیم بہ مطلب خود نرسیدیم بادشاہ اسلام کے ہاتھ پانون کھل گئے پھر وہی طاقت آگئی اندھیرا دفع
ہوگیا بادشاہ نے اُن تینون پریزادون سے کہا مجھپر تمھارا کمال احسان ہوا اس ساحرہ کو مارا میری جان بچائی
اُن پریزادون نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کی کنیزین ہین آپ کی محبت مین ہمنے اسکو مار ڈالا بادشاہ اسلام اُن پریزادون
کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم سب کون ہو اور یہ کونسا مقام ہی اور یہ ساحرہ کون تھی اور یہان کے
بادشاہ کا کیا نام ہی اُن پریزادون نے کہا اے شہریار یہان ایک طلسم ہی کہ نام اُسکا طلسم خونریز ہی ہم اُسی طلسم
کے رہنے والے ہین اور یہ ساحرہ بھی اُسی طلسم کی تھی اور یہ علاقہ شہر بیرانیہ کا ہی ملک حارث یہان کا حاکم ہی
بادشاہ اسلام کہا کہ ایسا ہو سکتا ہی کہ تم لوح طلسم خونریز ہمین لا دو کہ ہم طلسم کو فتح کرین اُنھون نے عرض کیا اے
شہریار ہمین معلوم نہین کہ لوح طلسم خونریز کہان ہی یہ ذکر تھا کہ قضائے کار ملک حارث طلسمی بھی وہان آگیا بادشاہ اسلام

کو پریزادون مین بیٹھے دیکھا آگ ہوگیا کلیجا آتش حسد سے جلنے لگا للکارا کہ او فتنہ پرداز تو کون ہی جو پریزادان طلسم سے صحبت آرا ہی اب تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا بس تلوار کھینچکر جھپٹا پریزادین تو الگ ہٹ گئین بادشاہ اسلام بھی تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوے اور ملک حارث سے ہم مقابلہ ہوکر لڑنے لگے حارث نے برابر بادشاہ کے آکر تلوار ماری بادشاہ اسلام نے باڑھ بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا او تلوار اُسکی چھین لی پھر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور مشکین اُسکی باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور آپ پھر صحبت پریزادان مین آکر جلوہ آرا ہوے مگر حیران تھے کہ یہ تینون پریزادین عشق کا دم بھرتی ہین دعوا محبت کا کرتی ہین اور ان تینون نے تمپر احسان کیا ہی اُس جادوگرنی کو مارا ای کس سے مشغول اختلاط اور سرگرم ارتباط ہو جیے اسی فکر مین بیٹھے ہوے اُن پریزادون سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے تھے کہ یکایک آسمان پر برق و شعلہ آتش نمایان ہوے پریزادون کے ہوش اُڑ گئے فوراً پرواز کرکے چلی گئین بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت زشت رو سیاہ فام طویل القامت اژدر آتش فشان پر سوار سامنے سے نمودار ہوئی بادشاہ ملک حارث کو جو درخت سے بندھا ہوا دیکھا بہت غضبناک ہوئی پوچھا ای بادشاہ تجھکو کسنے گرفتار کرکے درخت سے باندھ دیا ملک حارث نے کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی اسنے مجھکو زیر کرکے گرفتار کیا اور درخت سے باندھ دیا اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام کی طرف بنگاہ قہر و غضب دیکھا اور کہا ارے تو کون ہی بادشاہ اسلام نے نعرہ کرکے کہا او نکارہ مین تیرا قاتل ہون اور تلوار کھینچکر جھپٹے اُسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ انکا خشک ہوگیا بدن مین طاقت نہ رہی اُس ساحرہ نے کہا کیون تو مجھپر تلوار کھینچکر آیا تھا مجھکو بھی کوئی اور سمجھا تھا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر مشکین باندھ لین اور ملک حارث کو درخت سے کھولا اور کہا کہ تو اس خداپرست کو لیجا جو تیرا جی چاہے اسکا حال کر ملک حارث بادشاہ اسلام کو لیے ہوے اپنے شہر مین آیا قید آہن مین گرفتار کیا اور زندانخانہ مین بھیجدیا دوسرے روز اپنے سامنے بلوایا جسوقت وہ شیر بیشۂ شجاعت نہنگ دریاے ہمت مسلسل بقید آہن دربار مین ملک حارث کے آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا ملک حارث نہایت برہم ہوا او للکارا کہ او خداپرست بہتر یہ ہی کہ لقاپرستی اختیار کر نہین تو مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا بادشاہ اسلام نے کہا کہ لعنت ہی لقاے بے بقا اور اُسکے پرستارون پر ملک حارث نے تاؤ پیچ کھاکر جلاد کو طلب کیا جب جلاد حاضر ہوا حکم دیا کہ اس خداپرست کو قتل کر جلاد حکم قتل پاتے ہی بادشاہ اسلام کے برابر آیا چاہا کہ زنجیر کا سرا جھک کر اُٹھائے بادشاہ اسلام نے نعرۂ جگر خراش کرکے جلاد کو للکارا کہ دور ہو او مردود جلاد دہل کر گر پڑا اور دوران سر ایسا ہوا کہ پھر نہ گیا بعد چند روز کے وہ جلاد اُسی عارضہ مین مر گیا وزیر خوش تدبیر ملک حارث کا بیٹھا تھا اُسنے ملک حارث سے بہ آہستگی کہا کہ حضور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ یہ شخص بڑا نامی و گرامی ہی آپ اسے قید رکھیے اور ایک عرضی بخدمت خداوند لقا زمرد شاہ باختری روانہ کیجیے اُسمین یہ مضمون ہو اے تقدیر کنندۂ بندگان خود و پرورش سازان پرستاران یہ عرضی مجھ ناچیز و ذلیل بندۂ بندگان خداوندی کی بحضور خداوند لقا زمرد شاہ باختری پیش ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام میرے پاس قید ہی اُسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی اُسکو مسلسل بقید شدید کرکے بھیجدیا جاے یا قتل کیا جاے جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن ملک حارث نے راے وزیر با تدبیر کی پسند کرکے اور اسی مضمون کی عرضی لکھوا کے طائر طلسمانی عیار کو بلا کر حوالے کی اور کہا جا جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لے کر جلد آ اور یہان حارث نے حکم کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ اور اُسمین اس خداپرست کو بند کرکے سر کوہ عقابین پر چڑھاؤ او پہرہ بہت جو کسی کے ساتھ مقرر ہو اور پہرے والون کو حکم دو کہ جو کوئی اسپر رحم کرے یا زیر عقابین کھڑا ہوکر اس سے بات

کرے اُسکو گرفتار کر لو اُسی وقت بموجب حکم حارث بادشاہ اسلام کو قفس آہنی مین بند کر کے سر چوک عقابین پر لٹکایا
اور پہرا چوکی سرداران لشکر کا معین کیا وہان طائر طلسماتی عیار حارث کی عرضی لے کر مثل پرند کے اُڑتا ہوا طرف سبائل کے
روانہ ہوا قضارا سے کار سہر مشبیہ یہ سے شہزادہ بدیع الزمان نے اُمیہ عیار کو بھیجا تھا کہ جا کر سرداران لشکر اسلام کی خبر لاے
اُمیہ صحرا صحرا اور کوہ کوہ تلاش مین سرداران لشکر اسلام کی پھر رہا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک عیار کو دیکھا کہ جست و خیز کرتا ہوا
چلا جاتا ہو خیال مین گذرا کہ اس عیار کو گرفتار کرنا چاہیے اُمیہ نے یہ سوچ کر عیاران کفار مین سے ایک عیار کی صورت
بنائی اور سامنے طائر طلسماتی کے آیا اور دست بستہ ہو کر پوچھا کہ بھائی تم کہان جاتے ہو طائر طلسماتی نے کہا تم کون ہو اور
کہان سے آتے ہو اُمیہ نے کہا مین عیار ہون خالوے قدرت لقا خیغم خون آشام کا لشکر خدا پرستون کا تباہ ہو گیا ہی مین
اُنھین ڈھونڈھنے نکلا ہون کہ کہان کہان کس کسنے اسیر کیا ہی اور کہان قید ہین طائر طلسماتی نے کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد
بن قباد شہریار عالیمقام شہر ببر انیہ مین قید ہین اور اب قفس مین بند کر کے سر چوک عقابین پر چڑھائے گیے ہونگے مین عرضی
ملک حارث کی لیے ہوے ملک سبائل کو خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون اُمیہ اُسکے ساتھ باتین ادھر اُدھر کی بناتا
ہوا چلا تھوڑی دور پہونچا تھا کہ پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند عیاری طائر طلسماتی پہ اُمیہ نے مارے اور جھٹکا دیا طائر طلسماتی
اُلجھ کر گرا اُمیہ چھاتی پہ اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور کہا او حرامزادے عیار سکار منم امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان تیرے آقا مردود نے بادشاہ اسلام کو قید کیا اب مین تجھے لیے چلتا ہون خدمت شہزادہ بدیع الزمان مین وہ جو
کچھ مناسب جانینگے تیرے حق مین کرینگے غرضکہ اُمیہ نے طائر طلسماتی عیار کو بیہوش کر کے پُشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے
خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی لایا اور تمام حال شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سنکر
شہزادہ بدیع الزمان گھبرا گئے اور بڑا ملال ہوا طائر طلسماتی عیار حارث کو تو قید کیا اور سب سردارون سے رُخصت
ہوے اور کہا کہ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام کو رہا کرنا واجبات سے ہی تم سب کے سب یہین
رہو اب مین جاتا ہون اور چندے مین بادشاہ لشکر اسلام کو رہا کر کے لاتا ہون سب سردارون نے کہا کہ حضور ہمین
بھی لیتے چلیے شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا تمھارا وہان کچھ کام نہین ہی ایسا نہو کہ مین فوج و لشکر ساتھ لیکر جاؤن اور
ملک حارث خبر سنکر بسبب دشمنی کے بادشاہ اسلام کو مار ڈالے اور تنہا جانے مین اس امر خاص کا اندیشہ نہین ہی
یہ کہکر اُمیہ عیار کو ساتھ لے کر شہر ببر انیہ کو روانہ ہوے بعد قطع مسافت صحرا و کوہ و دشت شہر ببر انیہ مین پہونچے
خرامان خرامان بازار کی سیر کرتے چلے جلتے ہین جب اُس مقام پہ پہونچے جہان بادشاہ اسلام عقابین پہ آویزان تھے
قریب آکر دور ہی سے آداب شاہی بجا لاے اور پکارے ای شہریار مین فقط آپ کی رہائی کے واسطے یہان آیا ہون
زیر عقابین وہ جو نگہبان اور پاسبان تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان حسین شکیل مرکب پری پیکر پہ سوار قیدی سے
کھڑا باتین کر رہا ہی پکار کر کہا کہ ای شخص حکم شاہی یہان نہ تو ٹھہرنے کا ہی نہ قیدی سے باتین کرنے کا ہی جو کوئی اس
گنہگار سے بات کریگا وہ گرفتار ہو جائیگا ہمین تیری جوانی پہ رحم آتا ہی کہ کیا تجھکو اسیر کر کے لیجائین بہتر یہ ہی کہ تو جلد
یہان سے چلا جا نہین تو اس مجرم کی طرح تو بھی قید ہو جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکارا کہ او تیرہ روزگار یہ بادشاہ
لشکر اسلام ہی مین اسے چھڑا لینے آیا ہون تم تین تین روپیہ کے پیادے ناحق میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
بچے تمھارے فاقے کر کے مرجائینگے تم کچھ مزاحمت نہ کرو چپکے کھڑے تماشا دیکھو وہ مردود کا فر کب ماننے والے تھے
ایک ہی مرتبہ سب غل مچا کر دوڑے کہ اس جوان کو پکڑ لو باندھ لو مجرم کا حمائتی بنکر آیا ہی شہزادہ بدیع الزمان نے تلوار
کھینچکر مارنا شروع کیا سو پچاس کو مار کے ڈال دیا باقی سب بھاگ کھڑے ہوے دور سے لینا لینا پکڑنا چلا رہے ہین

پاس نہین آتے کچھ بھاگ کر ملک حارث کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ملک حارث نے فرہاد طلسماتی کو بھیجا
کہ جاکر دیکھو تو سہی کون شخص ہے اُسکی بھی مشکین باندھکر لے آ فرہاد طلسماتی دو ہزار سوار لے کر ساتھ اپنے زیر عقابین
آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین تلوار برہنہ لیے زیر عقابین کھڑا ہے اور لاشین بہت سی پڑی ہوئی ہین فرہاد طلسماتی نے حکم
کیا کہ چہار طرف سے اس جوان کو گھیر کر یکلخت شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار پکڑ کر آ پڑے لڑائی ہونے لگی بہت سے کفار
کو مار کر پاس فرہاد طلسماتی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد اورون کو لڑنے کو بھیجتا ہے آپ نہین مقابلہ کرتا ہے فرہاد طلسماتی
شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی برش تیغ سر شگاف دیکھکر خوف سے مثل بید خشک کے تھر تھر کھڑا ہوا کانپا کیا جب
دیکھا کہ شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے پاس آ گیا مجبور و ناچار ہو کر لڑنا پڑا کوئی بچاؤ کی صورت نہ معلوم ہوئی
دیکھا کہ اب جان ہر طرح جائیگی دو چار ہاتھ اگر بن پڑے تو لڑ لو یہ سوچ کر تلوار کھینچی شہزادہ بدیع الزمان جب برابر اُسکے
آے اُسوقت فرہاد نے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر آبدار پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا فرہاد
مع کرگدن چار ٹکڑے ہو کر گرا ملک حارث کو خبر ہوئی کہ فرہاد طلسماتی واصل جہنم ہوا ملک حارث نے زعدان
طلسماتی سے کہا کہ تو جاکر اُس جوان کا سر کاٹ لا زعدان طلسماتی فوج لے کر روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا جہان
بدیع الزمان بلند نشان لڑ رہے تھے دیکھا کہ اُس یکہ تاز میدان دلاوری اور تیغ باز عرصۂ صفدری کے کوئی قریب نہین
جاتا سب دور دور ہٹے ہوے کھڑے ہین اور شور دار و گیر کر رہے ہین اور لاش فرہاد طلسماتی کی سامنے پڑی ہے ڈر
کے مارے کوئی اُسکی لاش بھی نہین اُٹھا سکتا زعدان طلسماتی وہین سے گرجا للکار کر کہا او خداپرست اب تو کہان جاتا
ہے میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ فرہاد کو مار ڈالا شہزادہ بدیع الزمان غیظ سے کانپنے لگے زعدان طلسماتی پر مثل برق چمک کر
آے زعدان نے فوج سے کہا مار لو اب اسکو پناہ نہ دو شہزادے پر فوج نے نرغہ کیا شمشیر بدیع الزمان بجلی کی طرح تڑپکر
گرنے لگی غضب کی تلوار چلی لاش پر لاش بدیع الزمان نے گرائی خون کے دریا بہے شہزادہ تلوارین مارتا ہوا کفار کو للکارتا
ہوا زعدان کی طرف چلا جب برابر زعدان طلسماتی کے بدیع الزمان پہونچے نعرہ کیا او کافر خاسر ہوشیار ہو مین آیا
جب زعدان نے دیکھا کہ وہ شیر قریب آ گیا پکارا کہ او خداپرست قضا تیری میرے سامنے تجھکو لے کر آئی ہے یہ کہکر
تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا ایک بجلی زعدان طلسماتی پر تڑپکر گری فوراً گرز مین عجم کو چلا دیا
زعدان کے دو ٹکڑے ہوے ملک حارث کو خبر ہوئی کہ زعدان طلسماتی بھی مارا گیا اور صدہا آدمیون کو لشکر کے
مار کر گرا دیا وہ جوان بڑا زبردست ہے سر فتنۂ ملک باختر اُسکا لقب ہے شہزادہ بدیع الزمان اُسکا نام ہے یہ سنکے ملک حارث
نے کہا کہ اس خداپرست کا قتل کرنا واجبات سے ہے یہ کہکر ملک حارث لشکر کثیر ساتھ لے کر آیا آتے ہی شہزادہ بدیع الزمان
پر نرغہ کیا ہزارہا آدمیون کا اُدھر ہجوم ادھر بدیع الزمان یکہ و تنہا مگر واہ ری جرأت و ہمت ذرا اندیشہ نہین مطلق ہراس کا
نام نہین جسطرح لڑ رہے تھے اُسی طرح شمشیر زنی کیے گئے کبھی حملۂ رستمانہ کیا کبھی ہمہمۂ ضیغمانہ کیا چہار طرف لشکر کفار مین ایک غلغلۂ
دار و گیر برپا تھا شہزادہ بدیع الزمان ایسی شمشیر زنی کر رہے تھے کہ میدان رزمگاہ مین ہر زبان تیغ سے صداے تحسین و آفرین
بلند تھی یہانتک کہ وہ شیر بیشۂ وغا تیغ زنی او صف شکنی کرتا ہوا برابر تخت ملک حارث کے پہونچا اور نعرہ کیا او ملک
حارث خبردار ہو مین آ پہونچا اب بچکر میری تلوار سے کہان جائیگا وہ جو اُسکے نمکخوار قدیم و جانباز گرد تخت کے تھے تلوارین
کھینچ کھینچ کر آ پڑے شہزادہ بدیع الزمان سبکو علف شمشیر آبدار کرکے ملک حارث کے برابر آے حارث نے تلوار کھینچکر
وار کیا بدیع الزمان نے بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار ملک حارث کی چھین لی اور بایان ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر
تخت پر سے ملک حارث کو اُٹھا لیا اور بجاے سپر کے اپنے چہرے کی پناہ کیا اور کفار سے شمشیر زنی کرنے لگے لشکر کفار حمار طرف

فراری ہوا ہر ایک شور و غل کرنے لگا ارے خداپرست نے ملک حارث کو پکڑ لیا جانین اپنی لڑائی مین لڑا دو جلد اس خداپرست
کو مار لو یہ کہکر سب چہار طرف سے بلوہ کرکے دوڑے اور شور مچانے لگے مگر جب شیر غضبناک کے پنجہ مین شکار آجاتا ہی کب
چھوٹتا ہی اب جو بدیع الزمان کے مقابلہ مین آجاتا ہی اور تلوار اُٹھاکر مارتا ہی بدیع الزمان حارث کو سپر کر لیتے ہین اور وہ چلاتا ہی
ارے یارو کسپر تلوارین لگاتے ہو مجھے زخمی کرتے ہو وہ لوگ آواز سنکر ملک حارث کی تلوارین روک لیتے ہین جب شہزادہ
بدیع الزمان تلوار کا ہاتھ مارتے ہین وہ شقی دو ٹکڑے ہوکر گرتے ہین آخرکار لڑتے لڑتے بدیع الزمان نے دیکھا کہ فوج
ملک حارث کی بہت ہی مین نے ہزارہا کفار قتل کیے مگر کمی نہین ہوتی کہان تک قتل کرون چار پہر لڑتے ہوے ہو چکے ہین ملک
حارث سے خطاب کیا کہ او ملک حارث بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون کہ ابھی پیوند زمین ہو جائیگا ملک حارث
نے کہا اے شہریار اب مجھے چھوڑ دیجیے مین نے غلامی آپ کی اختیار کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرتابی نہ کرونگا مگر اس شرط
سے کہ طلسم خونریز کو فتح کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہمین قبول و منظور ہی پھر حارث کو تخت پر بٹھا دیا وہ فوراً تخت پر سے
کود کر قدم پر گرا نعلین پا سے شہزادہ بدیع الزمان سے آنکھین ملین بوسے دیے اور پھر اپنی فوج سے کہا کہ مین تو مطیع و فرمانبردار
اس شہریار عالیوقار کا ہوا تم سب تلوارین اپنی میان مین کر لو علیحدہ ہو جاؤ سب سرداران لشکر و لشکری وغیرہ تلوارین روک
کے کنارے ہو گئے بدیع الزمان عقابین کے پاس آے قفس کو فوراً اُتروایا بادشاہ اسلام کو نکالا آداب بجالائے قدمون کو بوسہ
دیا بعد اُسکے حمام کراکر لباس فاخرہ پہنایا ایوان بادشاہی مین لاکر تخت پر بٹھایا ایک کرسی پر ملک حارث بیٹھا ایک کرسی جواہر نگار
پر شہزادہ بدیع الزمان جلوہ گر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی سامان عشرت مہیا ہوا جام شراب ارغوانی گردش مین آیا وہ دن تو دعوت
و ضیافت مین بسر ہوا دوسرے روز بدیع الزمان نے ملک حارث سے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو کہ مجھے جاکر حد طلسم
خونریز بتادے اُسنے کہا کہ آپ وہان نہ جائیے مین بصدق دل ایمان لایا ہون شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب یہ ممکن نہین کہ ہم
اس ارادے سے باز رہین ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہین جو منہ سے کہتے ہین وہی کرتے ہین اپنے ہچشمون کو کیا منہ دکھائینگے
جو سنیگا وہ کہیگا کہ فرزند حمزہ صاحبقران بدیع الزمان نے ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور طلسم کشائی نہ کرسکا میری آنکھ سب کے
سامنے نیچی ہوگی القصہ شہزادہ بدیع الزمان وہان سے ایک شخص کو ساتھ لیکر طلسم خونریز کی طرف روانہ ہوے اُس گنبد
تک تو حارث بھی ساتھ آیا جب بدیع الزمان آگے بڑھے ملک حارث وہین ٹھہر گیا شہزادہ بدیع الزمان آتے آتے سامنے
قلعہ طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد جوہر دار کا ہی تمام برج اُسکے آراستہ و پیراستہ ہین اور ہر برج مین ایک زنگی خونخوار
تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی اور گرد قلعہ کے خندق بہت گہری ہی اُسمین خون بھرا ہوا ہی اور ہر محراب قلعہ سے خون
جاری ہی اُسی خندق مین خون گر رہا ہی شہزادہ بدیع الزمان کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادہ
بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان ہی
اُسمین بہت سے کمرے چہار طرف بنے ہین اور بیچ مین چمن بندی ہی ہر جانب نہرین جاری ہین اور ایک حوض ہی کہ اُسکے کنارے پر
بہت سی لاشین پڑی ہین خون اُنکی کٹی ہوئی گردنون سے بہ رہا ہی بدیع الزمان نے جو غور کرکے نگاہ کی دیکھا کہ مرزبان خجستانی
اور سہیل اردبیلی کی لاشین پڑی ہین پہچان کر بکمال افسوس کیا اسی تاسف مین ابھی تھے کہ ایک شخص کو آتے ہوے دیکھا
کہ بال اُسکے سرخ ہین اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لندھور بن سعدان کو پکڑے لیے آتا ہی اور لندھور کی آنکھون سے آنسو
جاری ہین وہ مرد سرخ مو لندھور کو کنارے حوض کے لایا اور لٹاکر چاہا کہ ذبح کرے کہ شہزادہ بدیع الزمان بیتاب ہو گئے
اور نعرہ کیا کہ باش او تیرہ روزگار میرے سامنے تو میرے عمو سے نامدار کو قتل کرتا ہی پہلے میرا سر کاٹ لے پھر لندھور کو
مارنا یہ کہکر چاہا کہ تلوار کھینچکر جا پڑین کہ ایک آواز آئی خبردار اے شہریار ارادہ تلوار مارنے کا نہ کرنا نہین تم بھی مارے جاؤگے

شہزادہ بدیع الزمان نے کبھی داہنی طرف دیکھا کبھی بائین طرف نگاہ کی کہ یہ کسنے آواز دی مگر کوئی نظر نہین آیا اس عرصہ مین
اُسنے لندھور کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر چلا گیا لاش لندھور بن سعدان کی تڑپنے لگی خون بکر حوض مین گیا تھوڑی دیر کے
بعد پھر وہی شخص ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑے کشان کشان لایا اور اُنھین بھی حوض پہ لایا چاہا کہ ذبح کرے شہزادہ بدیع الزمان
نے ارادہ کیا کہ جاکر شہزادہ ہاشم تیغزن کو بچائین کہ پھر آواز آئی کہ ایکبار تمکو منع کیا تمھارے خیال مین نہین آیا پھر اُسی پہ
تیغ بکف حملہ آوری کا ارادہ ہی کچھ سواے افسوس کے ہاتھ نہ آئیگا ناحق بلا مین پھنسو گے ہرگز اُدھر رُخ نہ کرنا بدیع الزمان
نے پھر ادھر اُدھر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی مگر کوئی نہ معلوم ہوا وہ جلاد سُرخ مو ہاشم تیغزن کو ذبح کر کے چلا گیا بدیع الزمان
سکتے کے عالم مین خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ایک ساعت کے بعد وہی شخص سُرخ مو علمشاہ نوجوان کو گرفتار کیے ہوے
لایا اور بدیع الزمان کو دکھا کر ذبح کرنے لگا شہزادہ بدیع الزمان بیتابانہ تلوار کھینچکر دوڑے کہ پھر آواز خشمناک آئی اے شہزادے
کیا سنتے اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتے ہو اسکے پاس گئے اور بلا مین پھنس گئے ناحق جان جائیگی
اور کچھ نہو سکیگا اب بدیع الزمان سمجھے کہ بیشک یہ آواز کسی دوست کی ہی جو فعل ناجائز کا مانع ہی فوراً رُک گئے اور وہ شخص
علمشاہ کو ذبح کر کے چلا گیا بدیع الزمان حیران و پریشان دیکھ رہے ہین کہ ایک اژدر آتش فشان سامنے سے نمودار ہوا
اور شعلہ آتش منھ سے چھوڑنا شروع کیا بدیع الزمان نے تیغہ کھینچا اور ارادہ کیا کہ اژدہے کو مارون پھر آواز آئی خبردار تلوار
اسپر نہ مارنا منھ مین اژدہے کے چلا جا یہی راستہ ہی طلسم کا بدیع الزمان نے دل مین کہا واہ اچھی دوستی ہی کہ دہان اژدر مین بھیجتے
ہین آواز آئی کہ ہماری دوستی کا حال تھوڑی دیر مین کھل جائیگا اور اگر منھ مین اس اژدہے کے نہ جاؤ گے تو آخر کو پچھتاؤ گے
بدیع الزمان نے دیکھا کہ اژدہا منھ کھولے ہوے اپنی جگہ پہ قائم ہی آگے نہین بڑھتا دل مین اپنے کہا کہ اے بدیع الزمان ہرچہ
بادا باد چلو منھ مین اژدہے کے جو کچھ ہو یہ خیال کر کے آنکھین بند کر لین اور منھ مین اژدہے کے جا کر کود پڑے پھر جو آنکھ کھلی
تو اپنے تئین دروازے پر ایک حمام کے پایا خیال مین گذرا کہ مدت سے حمام نہین کیا ہی چلو حمام کر لو جب اندر حمام کے گئے دیکھا
حمامی موجود ہین کنگھی کیسہ لے کر بڑھے شہزادہ بدیع الزمان نے لباس جسم نازنین سے اُتارا لنگی باندھی حمامیون نے
بدن پر بہت ملا پھر کیسہ کیا پھر اُسکے بدیع الزمان حوض مین اُترے اور چاہا کہ نہائین دیکھا حوض مین پانی نہین ہی بلکہ خون سے
بھرا ہوا ہی شہزادہ دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہا کہ پروردگار عالم یہ کیا ماجرا ہی پھر قصد کیا کہ حمامیون سے
اسکی کیفیت دریافت کرین کسی کو نہ پایا حمام مین سناٹا ہی دیکھا ارادہ کیا کہ حوض سے نکلین آواز آئی خبردار اب حوض سے
باہر نہ آنا بہتر یہ ہی کہ حوض مین غوطہ لگاؤ بدیع الزمان نے اپنے دل مین کہا کہ ابتک تو اس دوست کے کہنے سے کسی آفت
مین نہین پھنسے ہو جو کچھ یہ دوست کہتا ہی وہی کرو بس ایک بار بسم اللہ کہکر حوض مین غوطہ مارا اب جو اُبھرے تو دیکھا نہ وہ
حمام ہی نہ کہین حوض کا نام و نشان ہی سامنے ایک مکان پُرتکلف نظر آیا اُس مکان عالیشان مین داخل ہوے دیکھا اُسمین کمسن
کمسن حسین نازنین پریزادان ماہ طلعت و حور نژادان مہر صورت جمع ہین اور ایک پریزاد نہایت خوبصورت ماہ پیکر چہرہ مثل آفتاب
تابان تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے تخت مرصع کار پر جلوہ نما ہی شہزادہ بدیع الزمان متحیر متردد کھڑے ہوے تھے کہ اُس نازنین
تخت نشین نے آواز دی کہ یہان تشریف لائیے اس کاشانے کو سرفراز فرمائیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا مین بالکل برہنہ ہون وہان
کیونکر آؤن ایک پریزاد نے لباس لا کر دیا بدیع الزمان نے اُس پوشاک کے پہننے کا قصد کیا دیکھا کہ سارا لباس خون مین آلودہ
نہایت متحیر ہوئے اس اثنا مین ایک پریزاد نے وہی لباس جو حمام مین اُتارا تھا لا کر دیا شہزادے نے لباس اپنا پہن لیا اور اُس
پریزاد حور نژاد نازنین تخت نشین کے پاس جا کر بیٹھے اور اُس سے استفسار حال کیا اُس ماہ جبین مہر لقین نے کہا کہ میرا نام
غلمان پری ہی اور مین عاشق ہون معدن قباد عالی نژاد پر اور ہر مقام پر مین آپکو آواز دیتی تھی نہین تو خدا جانے کس بلا مین آپ

گرفتار ہوجاتے اب اگر آپ مجھسے وعدہ حتمی کرین کہ بعد طلسم کشائی کے عقد میرا ساتھ سعد بن قباد شہریار کے کرادین تو مین بھی
آپ کی مددگاری کرون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے غلمان پری ہم لوگ احسان فراموش نہین کرتے ہین اور اولاد
صاحبقرانی کا یہ شیوہ نہین کہ دوست کے ساتھ بدتمنی پیش آئین تم خاطر جمع رکھو پہلے تمہارا عقد اُس شہریار عالیوقار کے
ساتھ کرادونگا بعد اُسکے اور کچھ کام کرونگا یہ ذکر تھا کہ گلاب پری آئی اُسنے بھی ایسے ہی کلام کیے بعد اُسکے گلران پری
ظاہر ہوئی وہ بھی بادشاہ اسلام کی عاشقی کا دم بھرنے لگی شہزادہ بدیع الزمان نے ایک ایک سے اقرار کیا کہ مین بادشاہ
اسلام کے ساتھ تمہارا عقد کرادونگا یکایک ایک آواز بلند ہوئی کہ باش او خیرہ سر تو پریزادان طلسم سے ہمصحبت ہے خبردار
ہو مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے تو کہان جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک دیو کہ یہ منظر قد ہزار گز کا دارشمشاد
ہاتھ مین لیے آسمان سے چلا آتا ہے مگر جسم اُسکا اطلس کا معلوم ہوتا تھا بدیع الزمان اُٹھکر اُس دیو کی طرف چلے اور نعرہ کیا
باش او دیو نابکار مین تیرے مقابلہ مین آتا ہون دیکھ تو او موذی کیسا آج تیرا سر کچلتا ہون کہ روح تیری یاد کرے اور مزے
قہرہاے نخل جہنم کے اُٹھاے یہ دیکھکر وہ پریزادین تو پرواز کر کے چلی گئین دیو ناہنجار آگے بڑھا اور وار شمشاد شہزادہ بدیع الزمان
پر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے ضرب اُس دیو کی خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار صاف شہزادے کی اُسکے بدن پر سے
اُچٹ گئی خط بھی نہ پڑا کاٹنا کیسا دیو ہنسا اور پھر وار شمشاد ماری بدیع الزمان جست کر کے دور جا کھڑے ہوئے
وار شمشاد زمین پر پڑی کئی ہاتھ زمین دھنس گئی خاک بہت اُڑی دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت کھانا بھی نصیب نہوا کہ
شہزادہ بدیع الزمان اُس تیغ گرد سے نکل کر پکارے کسکو تو نے مارا مین تو قاتل تیرا موجود ہون یہ کہکر پھر ایک
ہاتھ تلوار کا مارا ایک موے جسم بھی اُس دیو کا نہ کٹا اب یہی رد و بدل ہو رہی ہے کہ دیو وار شمشاد مارتا ہے شہزادہ خالی دے کر
تلوار مارتا ہے تلوار اثر نہین کرتی یکایک پھر گلران پری پیدا ہوئی اور تیغہ روئین شگاف شہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور
کہا کہ اس تیغہ آبدار روئین شگاف سے اس دیو ناہنجار کو قتل کیجیے وہ پریزاد تیغہ دے کر غائب ہو گئی بدیع الزمان نے وہی
تیغہ کھینچ کر علم کیا اب پھر دیو نے وار شمشاد جھپٹ کر ماری شہزادے نے خالی دے کر ہاتھ اُسی تیغہ آبدار کا مارا وہ تیغہ مثل برق
کے چمکا فور آخرمن ہستی اُس دیو نابکار کی جلادی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور و غل ہوا محشر تازہ برپا ہوا صداے مہیب
پیہم آتی تھی ارے تو نے بڑا ستم کیا کہ اطلس جادو کو مارا اگر اب تیرے ساتھ ہزار جانین ہونگی بسلامت نہ جانے پائیگی ناگاہ
ایک دیو سیاہ رنگ سامنے سے پیدا ہوا بدیع الزمان اُسکی طرف تیغہ آبدار علم کر کے چلے اُس دیو نے قریب آکر زاغنول
مارا بدیع الزمان نے پینترا بدل کر زاغنول خالی دیا اور جھپٹ کر اُسی تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا اُس دیو نے زاغنول پر روک کر پھر
وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے پھر وار اُسکا رد کر کے تیغے کا ہاتھ مارا وہ پھر بچا گیا اب رد و بدل ہو رہی ہے بدیع الزمان بھی خالی دے رہے
ہین وہ دیو ایسا چالاک ہے کہ ہرگز چوٹ نہین کھاتا پہر بھر کامل اسی طرح رد و بدل ہوا کی کہ ایک مرتبہ دیو سامنے سے بدیع الزمان
کے فرار ہوا اور پکارا کہ مین آتا ہون موت تیری لینے جاتا ہون شہزادہ بدیع الزمان حیران کھڑا ہوا تھا کہ دیکھیے اب کیا
یہ آفت تازہ لاتا ہے کہ غلمان پری اتنے عرصہ مین آئی اور لوح طلسمی اُسنے لا کر دی اور کہا لیجیے جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل
کیجیے بدیع الزمان نہایت خوش ہوے اور لوح طلسمی لے کر دیکھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اب جو دیو آئے اُسپر یہ اسم پڑھکر دم
کرو اُسکی پھرتی اور چالاکی سب دفع ہو جائیگی پھر یہ دوسرا اسم تیغہ آبدار پر دم کر کے مارنا دیو ناہنجار دو ٹکڑے ہو کر گریگا ابھی
بدیع الزمان لوح کو پڑھ رہے تھے کہ دیو نے للکارا کہ خبردار ہو تیری موت مین لے کر آیا ہون اور ایک بڑی سی چٹان پتھر
کی سبے ہوے آیا اور چرخ دے کر بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان اُسے خالی دے کر دور جا کھڑے ہوے اور
اسم لوح پڑھکر دیو پر دم کیا فوراً دیو کی طاقت سلب ہو گئی اب شہزادہ بدیع الزمان نے برابر ہو نچکر نعرہ کیا اور

دوسرا اسم شمشیر پر دم کرکے ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم بہ مطلب خود نہ رسیدیم
اب جو روشنی ہوئی اور شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا تو نہ وہ مکان تھا نہ اُس مقام کا نام و نشان تھا دو لاشین
اُن دیوون کی پڑی ہوئی تھین مطالعۂ لوح مین مصروف ہوے بحکم لوح طلسمی ایک جانب کو روانہ ہوے کوئی
پہر بھر رہروی کی ہوگی کہ ایک دریاے قہار نظر آیا اُسکے کنارے پر آکے دیکھا کہ دریاے مواج جوش زن
ہے ہر ایک موج شمشیر آبدار سے کم نہین ہے ہر ایک حباب مثل چشم اژدر کے آنکھین نکالے ہوے ہے حباب فلک
چشم حسرت سے اُس چشمۂ قہار کو خود جھُکا ہوا دیکھ رہا ہے گرداب دریا صورت قرص آفتاب سحاب تلاطم مین کبھی ظاہر
کبھی پنہان ہین ماہیان تہ نشین طوفان آب سے اُچھل اُچھل کر کنارے پر گرتی ہین ماہیت سے دریاے بے پایان
کی کوئی آگاہ نہین ہو سکتا شہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو نکال کر دیکھا اُس لوح مُکاشفہ مین یہ تحریر تھا کہ اُس
لوح کو اس دریا مین ڈالدو کہ یہی لوح کشتی کی صورت پیدا کریگی اُسپر سوار ہو کر روانہ ہو مگر جہان پہونچنا اس لوح سے
غافل نہ رہنا لوح کو دیکھ لینا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے لوح طلسمی اُس دریاے قہار مین ڈال دی وہ
لوح طلسمی پانی مین گرتے ہی غرق ہو گئی اب جو شہزادہ بدیع الزمان نے ملاحظہ کیا تو لوح بصورت کشتی دریاے
قہار کے اندر سے اُبھرتی چلی آتی ہے جب وہ لوح بصورت کشتی کنارے پر آئی شہزادہ بدیع الزمان اُس کشتی پر
سوار ہو کر روانہ ہوئے وہ کشتی مانند تیر زبردست چلی جاتی تھی کہ بعد ایک ساعت کے ایک میل بہت بڑا درمیان
اُس دریاے قہار کے نظر پڑا کشتی زیر میل پہونچکر گرد اُس میل کے چکر کھانے لگی یکایک دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی
اُس میل طویل پر سے لٹکی شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے پھر لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تو اُس لوح مین لکھا ہوا
تھا کہ ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی کو تھام لو اور دوسرے ہاتھ سے کشتی کا سرا پکڑ کر اُٹھا لو کہ یہ کشتی پھر وہی لوح طلسمی
ہو جائیگی اور زنجیر طلائی پکڑ کر اوپر اس میل طویل کے چڑھ جاؤ وہان زینے بنے ہوئے ہین اُسی راہ سے نیچے
اُترنا اور خبردار خبردار لوح طلسمی سے غافل نہونا شہزادہ بدیع الزمان نے بموجب تحریر احکام لوح طلسمی کے
عمل کیا ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی تھامی اور دوسرے ہاتھ سے کشتی پکڑ کر اُٹھا لی وہ کشتی وہی لوح ہو گئی زنجیر طلائی کو
مضبوط پکڑ کر میل پر چڑھ گئے اور زینون کی راہ سے نیچے اُترے وہین پہونچے جہان حوض بھرا ہوا تھا اور اُس مرد سُرخ
موے نے جہان لندھور بن سعدان اور ہاشم تیغزن وغیرہ کو ذبح کیا تھا اب جو بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی شخص
سرخ موا پیر با توقیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کو کشان کشان لایا اور ارادہ ذبح کرنے کا کیا شہزادہ بدیع الزمان
یہ معرکہ جانگزا دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ضبط کرکے لوح طلسمی کو دیکھنے لگے لوح طلسمی مین لکھا ہوا تھا کہ اسی
طلسم کشا یہی شخص بادشاہ طلسم خونریز ہے اور اسی کا نام خونریز جادو ہے اس اسم کو تلوار پر دم کرکے اسپر حربہ کرو اور دوسرا
اسم اعظم جو حاشیہ پر لوح کے تحریر ہے پہلے وہ اپنے اوپر دم کرلو شہزادہ بدیع الزمان نے جلدی سے لوح تو بغل مین رکھی اور اسم
اعظم پڑھتے ہوے دوڑے اور نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار کہان جاتا ہے تو میرے ہاتھ سے ہین آپہونچا وہ مرد سرخ مو
اس عرصہ مین حمزۂ صاحبقران زمان کو ذبح کرچکا تھا مگر بدیع الزمان بھی برابر اُسکے پہونچے اُس مرد سُرخ موے نے
وہی تیغۂ خون آلود کا شہزادہ بدیع الزمان پر وار کیا اس یکہ تاز جرأت و ہمت و شجاعت نے وار اُسکا اپنی تلوار پر
روکا کہ جھناتے کی آواز بلند ہوئی کہ گوش فلک ہفت سر کر ہو گئے شہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا بڑھکر مارا اُس شخص
خونخوار نے خالی دیا اور سحر کیا کچھ پڑھکر دستک دی کہ سات بجلیان چمک کر آسمان سے شہزادہ بدیع الزمان

عالیشان پر گرین مگر لوح کی برکت سے سرد ہوکے رہ گئین اُس ساحرہ خونخوار نے دو تین سحر زبردست اور بھی کیے مگر شہزادہ
بدیع الزمان پر ان سحرون کا بھی کچھ اثر نہوا جب اُس ساحرۂ ناہنجار و بدکردار نے دیکھا کہ کوئی سحر میرا اس خدا پرست
پر کارگر نہین ہوتا اُسوقت زمین پر گر کے مثل ماہی بے آب لوٹا اور خاک مین ملکر غائب ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان نے
ہنسکر پکارا کہ ہم خدا پرستون کو شگون نیک ہاتھ آیا کہ ساحر زبردست کو خاک مین ملایا یکایک ایک شیر ڈکارتا ہوا پیدا
ہوا اور شہزادہ بدیع الزمان کی طرف جھپٹا شہزادہ بدیع الزمان نے جو عکس لوح طلسمی کا اُس شیر پر ڈالا صورت اصلی
اُس ساحر کی ہوگئی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکار کر کہا او کافر ذرا اپنی صورت
تو آئینہ مین دیکھ اُسنے تھیلی سے نکال کر آئینۂ طلسم جب اپنی صورت دیکھی بہت حیرت ہوئی ہوش اُڑ گئے ارادہ کیا کہ جان
بچا کر بھاگ جاؤن پر پرواز پیدا کرکے اُڑون کہ شہزادہ بدیع الزمان نے اسم لوح پڑھکر ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر مارا اُس
ساحر زبردست کے دو ٹکڑے ہوے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا خاک اُڑ کے بلند ہوئی صدائے تحسین و آفرین آئی کسی نے
کہا وہ ساحر خونخوار کو مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی زمین طلسمی مثل ہنڈولے کے گردش
مین آئی فلک کو سکتہ ہوگیا پھر اُس ساحر کے غل مچانے لگے عجب محشر تازہ برپا ہوگیا بڑی دیر تک ایک تلاطم عظیم رہا جب
تاریکی دفع ہوگئی اور ہوائے تند چلنا موقوف ہوگئی آواز آئی کشتی مرا نام من بادشاہ طلسم خونریز جادو لبو دا افسوس مُردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب بالکل روشنی ہوگئی دیکھا شہزادہ بدیع الزمان نے کہ درمیان قلعہ کے کھڑا ہوا ہون
اور لاش دو پارہ اُس سیاہ رو کی خون مین آلودہ پڑی ہے نہ وہ حوض پُر از خون ہے نہ وہ لاشین لندھور و صاحبقران وغیرہ
کی ہین شہزادہ بدیع الزمان شمشیر برہنہ ہاتھ مین تولے ہوے کھڑے ہین کہ چہار طرف سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی لینا
لینا پکڑنا مارنا اس مفسد کو یہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز جادو ہے جانے نہ پاے گھیر کر اسکو قتل کرو اب جو دیکھا شہزادہ بدیع الزمان
نے تو ساحرون کا چہار طرف سے بلوہ ہوا ہزارہا ساحر مثل ٹڈی دل کے اُمنڈے چلے آتے ہین اور اُن ساحرون کے آگے آگے
روح افزا پری کہ وہ وزیرزادی بادشاہ طلسم کی ہے اُسنے تمام ساحرون کو للکارا کہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز کو پکڑلو شہزادہ
بدیع الزمان تلوار کھینچکر جھپٹے اور تلوارین مارنا شروع کین اُن ساحرون نے سحر کیا مگر شہزادہ بدیع الزمان پر سحر کی تاثیر نہوئی
لوح کی برکت سے سحر ساحرون کا باطل ہوگیا بدیع الزمان تلوارین مارتے ہوے چلے جاتے ہین ایک قیامت کا سامنا ہے جس ساحر
کو مارا تاریکی ہوگئی پھر اُسکے غل مچانے لگے اب ساحر پسپا ہونے لگے کہ شہزادہ بدیع الزمان جھپٹ کر برابر روح افزا پری کے
پہنچے اُسنے ہرچند سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب تو اُسنے اپنے کان کی بجلی اُتاری اور سحر کا اسم پڑھکر شہزادہ بدیع الزمان پر ماری
دیکھا بدیع الزمان نے کہ ہزارہا بجلیان آسمان پر چمکنے لگین اور بدیع الزمان پر تڑپ تڑپ کر ایک ایک بجلی آسمان سے
گرتی تھی اور لوح کی برکت سے سرد ہو جاتی تھی کچھ اثر نہ کرتی تھی پھر اُس ساحرہ نے جوڑے سے یاقوت کا ٹکڑا نکال کر اُسپر
سحر پڑھکر بدیع الزمان پر پھینک مارا وہ یاقوت مثل شعلۂ جوالہ کے بھڑک کر گرا اور ٹھنڈا ہوکر زمین پر رہگیا ناگاہ یہ
آواز آئی ای طلسم کشا کھڑے ہوے کیا تماشا سحر کا دیکھتے ہو اس ساحرہ کا کام کیون نہین تمام کرتے یہ سنکے شہزادہ
بدیع الزمان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا اُس ساحرۂ سیاہ رو کو مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر وہ ساحرہ زمین پر گری دنیا اندھیر ہوگئی
شور و غل برپا ہوا پھر اُسکے اپنا سر پیٹنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من روح افزا
جادو لبو دا افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ دو ٹکڑے لاش ساحرہ کے خون
مین غلطان پڑے ہین تمام ساحر دوڑ کر قدمون پر شہزادہ بدیع الزمان کے گر پڑے اور کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش
ہین ہماری جان بخشی کیجیے ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین اتنے عرصہ مین غلمان پری آئی اور کہا کہ ای شہریار

مبارک ہو طلسم خونریز فتح ہوگیا خدا نے آپ کو اس بادشاہ طلسم خونریز پر مظفر و منصور کیا پھر گلاب پری اور گلران پری اگر موجود ہوئین خزانون کے نشان بتائے اور مال و اسباب طلسمی شہزادۂ بدیع الزمان نے تمام اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے شہر پیر انیہ مین آئے ملک حارث استقبال کرکے شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو بارگاہ مین لایا شہزادہ بدیع الزمان نے تمام کیفیت فتح طلسم خونریز کی سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کی بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار سنکر بہت خوش ہوئے بعد اُسکے شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے عرض کیا کہ شہریار والا تبار غلمان پری آپ پر عاشق و فریفتہ ہی اور اُسی کی مدد سے مین نے طلسم خونریز کو بھی فتح کیا لوح طلسمی اُسی نے مجھے لاکر دی بادشاہ اسلام سعد بن قباد نے فرمایا کہ ای فرزند تمکو اس امر مین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرنا چاہیے القصہ شہزادہ بدیع الزمان نے بصد عظم و شان عقد بادشاہ اسلام کا ساتھ غلمان پری کے کردیا پھر شہزادۂ بدیع الزمان نے ملک حارث سے کہا کہ اب تم بھی دین اسلام قبول کرو اور اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملک حارث نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے تو پہلے ہی آپ سے گذارش کیا تھا کہ آپ طلسم کشائی کو نہ جائین مین نے لقاے بے لقا پر لعنت کی اور آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوا غرضکہ ملک حارث کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور تمام شہر کو اسلام سے آباد کیا نشان دین اسلام گڑ گیا سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا شہزادۂ بدیع الزمان مع مال طلسمی و خزانہ وغیرہ کوچ کرکے شہر جمشیدیہ مین آئے قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ وغیرہ استقبال کرکے لشکر مین لائے شہزادۂ بدیع الزمان ایک روز وہان رہے دوسرے روز خزانۂ طلسمی اور پیش خیمہ اپنا ملک حارث کے ساتھ طرف ملک سبائل کے روانہ کیا ملک حارث ہمراہ پیش خیمہ و خزانہ مع اپنے لشکر کے چلا آتا ہی قضاے کار سیارہ عیار ملک قاسم کا خبر کے واسطے شہزادۂ بدیع الزمان کی نکلا تھا اُسنے لشکر اور پیش خیمہ اور خزانہ آتے ہوے دیکھا تمام حال دریافت کرکے خدمت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ مین آکر سب حال بیان کیا قاسم نے جو سنا کہ سرفتنۂ باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور طلسم خونریز کو فتح کرکے بصد شان و شوکت ملک سبائل کو جاتے ہین اور خزانۂ کثیر بھی ہمراہ ہی ملک قاسم نے سنکر کہا کہ اس کُشتی گیر نے میرا خزانہ جو طلسم دقیانوس کا میرے ہاتھ آیا تھا وہ سب چھین لیا تھا اب مین بھی اسکا خزانہ چھین کر اپنے قبضہ مین کرونگا پس آردشیر سے کہا تم جاکر خزانہ چھین لاؤ آردشیر اُسی وقت چالیس ہزار سوار ساتھ لے کر چلا اور راہ مین آکر لشکر ملک حارث کو روکا اور للکار کر کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا یہ خزانہ ہمارے شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے طلب کیا ہی جلد خزانہ لیچلو قاسم ذیجاہ کی خدمت مین مع مال و خزانہ کے حاضر ہو نہین تو تم سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ملک حارث نامور گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا اور پکارا کہ یہ مال و خزانہ سرفتنہ باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور کا ہی کیا مجال کسی کی جو اس مال و خزانہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے آردشیر نے کہا کہ او بادگنج تجھکو مار کر یہ خزانہ لیجاؤنگا اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کو دونگا غرضکہ بگفتگوے بسیار اُن دونون مین تلوار چلی ملک حارث آردشیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج نے ملک حارث کی شکست کھائی سب لوگ ملک حارث کو لے کر بھاگے آردشیر تمام مال و خزانہ اپنے قبضہ مین کرکے خدمت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ مین روانہ ہوا ادھر فوج ملک حارث کی بھاگی ہوئی چلی آتی تھی کہ قضاے کار قارن کرگدن سوار اثناے راہ مین ملا دیکھا کہ فوج کچھ بھاگی ہوئی چلی آتی ہی اور بہت سے لوگ اُسمین زخمی ہین کچھ لاشین بھی ساتھ ہین قریب آکر حال دریافت کیا اُن فراریون نے تمام کیفیت بیان کی معلوم ہوا کہ ملک قاسم کے رفیق نے ملک حارث کو زخمی کیا اور تمام خزانہ و مال طلسمی بھی چھین لیا قارن کرگدن سوار نے کہا کہ مین اپنے آقا کا مال و اسباب کب جانے دیتا ہون

اُسی وقت مع اپنے ہمراہیون کے جھپٹا گھوڑے بگٹٹ اُٹھائے یہان آردشیر خزانہ لے کر دو کوس آیا تھا کہ نعرے کی آواز آئی آردشیر
تھم گیا دیکھا کہ سامنے سے قارن کرگدن سوار مع فوج کے یون للکارتا ہوا چلا آتا ہی کہ باش او تیرہ روزگار اب مین تجھے
کب جانے دیتا ہون کہ مال طلسمی میرے آقائے نامدار و مولائے قدرشناس بدیع الزمان نیک اساس کا لیجائے
آردشیر صفین باندھکر اپنے لشکر کی مستعد جنگ ہو کر کھڑا ہوا قارن کرگدن سوار برابر آردشیر کے کرگدن کو
بڑھاکر آیا اور للکار کر کہا کہ تو نے غضب کیا سر فتنۂ باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا خزانہ چھین لیا اور ملک
حارث کو زخمی کیا کیا تو نہین جانتا ہی کہ ایسے رفیق و جانباز ہمراہ رکاب سعادت انتساب شہزادہ بدیع الزمان
عالیشان کے ہین اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو خزانہ و مال طلسمی میرے آقائے نامور کا میرے حوالے کر آردشیر
نے کہا کہ تیری کیا اصل و حقیقت مین سمجھتا ہون بھلا تیرا آقا تو مجھسے آکر خزانہ چھین لیجائے قارن کرگدن سوار یہ
کلام سُنکر غضبناک ہوا اور تلوار میان سے کھینچی آردشیر نے چالاکی سے تلوار ماری قارن کرگدن سوار نے
تلوار اُسکی روک کر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مار اسپر کو کاٹ کر سر پر آردشیر کے پڑا تا دو برو تیغۂ آبدار اُتر آیا آردشیر
نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آردشیر کے آئی غشی طاری ہوئی رفقا تمام آردشیر کے
دوڑے قارن کرگدن سوار بھی تلوار لے کر جھپٹا اس اثنا مین قارن کرگدن سوار کی فوج بھی آپہونچی لڑائی
ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی لشکر آردشیر کا شکست کھاکر بھاگا کچھ لوگ آردشیر کو لے کر بھاگے قارن کرگدن سوار
نے خزانہ و مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ مین کیا آردشیر کی جو فوج بھاگی تھی وہ سب خدمت شہزادۂ خاور سپاہ
قاسم عالم پناہ مین پہونچی تمام حال بیان کیا ملک قاسم نہایت برہم ہوے اور تہمتن خان اور قیماس خان کو
حکم دیا کہ قارن کرگدن سوار سے خزانہ چھین لاؤ وہ دونون سرداران نامی و گرامی فوج لے کر بہت جلد روانہ ہوئے
قارن کرگدن سوار ابھی تھوڑی دور پہونچا تھا کہ نعرہ تہمتن خان اور قیماس خان کا ہوا قارن کرگدن سوار
نے پھر کر دیکھا اور کرگدن کو پلٹا یا فوج بھی قارن کرگدن سوار کی پھر کر آئی قارن برابر تہمتن خان کے پہونچا
بعد گفتگوے بسیار دونون مین تلوار چلنے لگی آخر کار قارن کرگدن سوار ہاتھ سے تہمتن خان کے زخمی ہوا ہمراہی
اُسکے قارن کرگدن سوار کو لے کر بھاگے تہمتن خان اور قیماس خان دونون سرداران شہزادہ خاور سپاہ
خزانہ و مال و اسباب طلسمی لے کر روانہ ہوے تھے کہ ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان
کو خبر ہوئی کہ قارن کرگدن سوار زخمی ہوا لوگ اُسکے بھاگ گئے اور تہمتن خان اور قیماس خان خزانہ لے کر راہی
ہوے یہ سنکر ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان فوج لے کر جھپٹے راہ مین آکر ان دونون سرداروں
کو روکا او للکار کر کہا باش ای را ہزنون ہم آپہونچے یہ خزانہ ہمارے آقائے نامدار کا کہان لیے جاتے ہو یہ کہکر فوج لیے
ہوئے لشکر تہمتن خان اور قیماس خان پر دونون سردار گرے تلوار چلنے لگی ہوشنگ شاہ اور قیماس خان سے سامنا
ہوا قیماس خان نے تلوار ماری ہوشنگ شاہ نے ضرب اُسکی رد کر کے تلوار کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی چار اُنگل
اُتر گئی اُسنے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی سر سے دریا خون کا جاری ہو گیا غش آنے لگا لوگ قیماس خان کے بیچ مین آگئے
قیماس خان کو لیگئے کاؤس شاہ نے تہمتن خان کو زخمی کیا پھر بھر کامل جنگ مغلوبہ رہی انجام کار کاؤس شاہ
اور ہوشنگ شاہ قیماس خان اور تہمتن خان کو شکست دے کر تمام خزانہ و مال طلسمی لے کر چلے اُدھر ہرکارون
نے شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ کو خبر دی کہ تہمتن خان اور قیماس خان دونون زخمی ہوے فوج بھاگ گئی ہوشنگ شاہ
اور کاؤس شاہ خزانہ و مال طلسمی لے کر روانہ ہوے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم

عالیجاہ گھوڑے پر سوار ہو کر جھپٹے دیکھا سامنے کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ مع فوج کے دونون سردار خزانہ لیے ہوے
جاتے ہین وہین سے نعرۂ جگرخراش کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ صاحب اقبال وجاہ
و ذیحشم ٭ صفدر انجم قاسم عالی ہمم ٭ باش اے ہرزہ کارو مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے تمنے میرے سردارون
کو زخمی کیا اور خزانہ چھین لیا یہ آواز جو صحرا مین بلند ہوئی فوج تھم گئی کاؤس شاہ پیل دندان و ہوشنگ شاہ پیل دندان
ٹھہر گئے کہ قاسم برابر آکر پہونچے یہان ہرکارون نے شہزادہ بدیع الزمان سے تمام رود و گذشتہ کی خبر بیان کی بدیع الزمان
بھی گھوڑے پر سوار ہو کر مثل باد صبا کے چلے یکایک دور سے سرفتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان ناہور کا نعرہ ہوا نعرہ
بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ ٭ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ٭ خبردار اے راہزنو یہ مال و خزانہ طلسمی ہے کون چھینتا ہے
ہے مین آپہونچا یہ نعرہ کرکے اپنے لشکر مین آے ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے کہا
او خاوری اب تو نے قزاقی پر کمر باندھی ہے راہزنی کرکے پرایا مال و خزانہ چھینتا ہے قاسم نوجوان نے کہا او گشتی گیر تو نے ملک
بربرین طلسم دقیانوس کا خزانہ میری فوج سے چھین لیا تھا آج مین اُسکا عوض تجھسے لونگا اس خزانے کو نہ چھوڑونگا شہزادہ بدیع الزمان
نے کہا مین ہرگز یہ خزانہ تجھکو نہ دونگا او خاوری دیکھ یہ جہالت اچھی نہین ہے ابھی لشکر اسلام تباہ ہو چکا ہے پھر خدا نے فضل کیا
کہ یہ ساز و سامان آنکھون سے دیکھا اور مین نے اور تو نے بفضل ایزدی یہ جمعیت پیدا کی چلکر اُس کافر خاسر لقاے بے بقا
سے انتقام لینا چاہیے مین نے بڑی کاہش سے طلسم خونریز کو فتح کرکے خزانہ پایا ہے اور تو مجھسے چھینے لیتا ہے یہ کیا انصاف
ہے قاسم نے کہا اب جو کچھ ہو مین بغیر خزانہ لیے ہوے یہان سے نہ ٹلونگا اس صحرا مین بڑا کشت و خون کرونگا اور لقاے
بے بقا مردود ازلی کہان جاتا ہے اُس سے بھی اب چل کے سمجھ لیتے ہین دونون شہزادون مین باہم یہی گفتگو ہو رہی تھی
قاسم کہتے تھے ہم خزانہ لے کر ٹلینگے بدیع الزمان کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ دینگے آخر نوبت یہ جنگ و جدال پہونچی دونون شہزادون
نے تلوارین میان سے کھینچ لین ادھر سے فوج ملک قاسم کی بڑھی اُدھر سے فوج شہزادہ بدیع الزمان کی آگے بڑھی
دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہو گئین ابھی آپس مین تلوارین کھنچی تھین جنگ آغاز ہونے پائی تھی کہ صحرا سے تتق غبار
کا اُٹھا بعد نصف ساعت کے شعر ٭ ز دامن دشت و کوہ او رنگ ٭ گرد سے برخاست توتیا رنگ ٭ دیکھا سبھون نے کہ فوج
چلی آتی ہے سنانین نیزون کی چمک رہی ہین گھوڑون کی ٹاپون سے صحرا متزلزل ہے جب وہ سب فوج قریب آئی پہچانا کہ رستم
پیلتن و پیلکن لشندۂ دیل ہندی شندۂ کپتان فرنگی شہزادہ علمشاہ رومی گھوڑا اڑاے ہوے سردارون کے بیچ مین
چلے آتے ہین اور سہراب شاہ و فرخ معجوق اور ملک حدید وغیرہ مع چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے عقب مین دوسری
سمت کو جو صحرا کی طرف دیکھا تو اور کچھ فوج چلی آتی ہے جب وہ نزدیک پہونچی تو معلوم کیا کہ ہاشم تیغزن مع بیس ہزار سوار
جرار کے ظاہر ہوے شہزادہ علمشاہ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان مستعد جنگ ہین تلوارین دونون کے
ہاتھون مین کھنچی ہوئی ہین دونون طرف کی فوج آمادۂ پیکار ہے مرکب اڑا کر دونون کے درمیان مین آگئے اور کہا کہ یہ کیا ہے
کیون آپس مین لڑے مرتے ہو دشمنون سے جنگ کرکے دل کا حوصلہ نکالو کافرون کو تہ تیغ بیدریغ کرو دونون شہزادون
نے علمشاہ رومی کو جھک کر سلام کیا اور تمام سرگذشت بیان کی اس اثنا مین مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شہنشاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو بن اُمیۂ نامدار بھی آکر پہونچے دیکھا کہ فوج بیحد و بیشمار اور بیچ مین ہزار بارہ سو چھکڑے
خزانے کے کھڑے ہوے ہین خواجہ نے لوگون سے حال دریافت کیا سب نے کیفیت ساری بیان کی خواجہ عمرو جھپٹ کر
وہان آے جہان یہ معرکۂ عظیم در پیش تھا دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم تلوارین تولے ہوے کھڑے ہین اور بیچ مین اُن
دونون کے علمشاہ رومی ہین دونون کو سمجھا رہے ہین جب خواجہ عمرو بھی پہونچے دونون کے آئے بدیع الزمان اور قاسم

نے سلام کیا خواجہ نے کہا یہ کیا حرکت ناشائستہ ہی کیون آپس مین لڑتے ہو غصہ مین باہم کٹے جاتے ہو ٹھہرو ہم فیصلہ کیے
دیتے ہین بس تلوارین میان مین کرلو جو ہم کہین وہ تم دونون قبول کرلو قاسم و بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا جو کچھ فرمائیے
ہمکو قبول و منظور ہی خواجہ عمرو نے کہا یہ خزانہ ہم امانت اپنے پاس رہنے دیتے ہین تم دونون مین سے جسکا لشکر اور ہشتین خیمہ
پل طاؤسیہ سے پہلے اُس پار اُتر جائے وہی اس مال کا مالک ہی وہی اپنے قبضہ مین لائے قاسم و بدیع الزمان نے اس
شرط کو قبول کیا دونون شہزادے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے ادھر قاسم نے اپنا ہشتین خیمہ آردشیر کو دیکر دیو بند کو دیکر
روانہ کیا اور کہدیا کہ جلد پل طاؤسیہ کے اُس پار لیجا کر خیمہ ہمارا استادہ کرو اُدھر شہزادہ بدیع الزمان نے قارن گرگدن سوار کو ہمراہ
لشکر کرکے ہشتین خیمہ اپنا روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد لشکر کو پل طاؤسیہ سے اُتار کر اُس پار لیجاؤ اور خیمہ ہمارا استادہ کرو دونون سردار
بہ تعجیل تمام روانہ ہوے پل طاؤسیہ پر آکر باہم مقابلہ ہوا آپس مین یہ تکرار ہو رہی تھی آردشیر کہتا تھا ہم پہلے جائینگے قارن کہتا
تھا کہ پہلے ہم ہشتین خیمہ مع لشکر کے اُس پار لیجائینگے کہ اُدھر سے قیماس خان اور تہمتن خان پہونچے ادھر سے ہوشنگ شاہ اور
کاؤس شاہ آئے مباحثہ اور زیادہ بڑھا ناگاہ شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ ملک قاسم عالیشان بھی آپہونچے اور اُسی
طرح تکرار ہوئی پھر نوبت بجنگ وجدال آئی تلوارین کھنچا چاہتی تھین کہ اتنے مین خواجہ عمرو آپہونچے اور کہا کہ پھر تمنے فساد کیا
بس ہٹو جاؤ یہان سے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو ہم دونون کے ہشتین خیمے ساتھ اُس پار پل طاؤسیہ کے لیجائینگے غرضکہ
دونون مین صفائی خواجہ عمرو نے کرادی بدیع الزمان اپنے خیمہ مین گئے اور قاسم اپنی بارگاہ مین داخل ہوے اب
یہان سے ناظرین والاتمکین زمرد شاہ باختری لقا سے بے بقا کا حال سنین کہ وہ کافر خاسر مردود ازلی زمرد شاہ باختری
اپنے قبیلون پر بیٹھا ہوا ہی اور دورہ سردارون کا گرد بندھا ہی جام شراب گردش مین ہی ساقی بچے حسین حسین نازنین گلابیان
شراب ارغوانی کی اور جام زرنگار ہاتھ مین لیے ہوئے پلا رہے ہین صحبت عیش و نشاط بصد انبساط جمع ہی چنگ و رباب نوازش مین
ہین ہر ایک کافر سرگرم بادہ خواری ہی کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور ہاتھ اُٹھا کر عوض دعا بد دعا دینے لگے اور
عرض کیا کہ شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ اور شہزادہ بدیع الزمان نامور لشکر بے پایان و افواج فراوان ساتھ لیے ہوے
آتے ہین بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی کو کہ وہ ملک باختر مین بے مثل بے نظیر تھے اُنکو زیر کرکے رفقا بنا کر لائے ہین بختیارک
تو یہ سنکر صلواۃ پڑھنے لگا اور تالیان بجا کر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ہنسکر لقا سے کہا کیون خداوند مین نے آپ سے پہلے ہی کہا
تھا کہ یہ لوگ مارے نہین گئے پھر باشوکت وشان جمعیت بہم پہنچا کرکے آئینگے سنا آپ نے یا نہین کہ سر فتنۂ باختر اور شہزادۂ خاور سپاہ
دونون ظاہر ہوے اور ہشتین خیمے اُنکے آتے ہین لقا سے بے بقا نے کہا اے شیطان درگاہ من مین نے اپنی قدرت کاملہ سے
اُنھین محفوظ رکھا اسی طرح تقدیر کی تھی پھر سبائیل حشمت انداز اور شمائیل حشمت انداز سے کہا کہ تم ابھی جاؤ اور ہشتین خیمہ اُنکا تم
چھین لاؤ یہ دونون فوراً روانہ ہوے اور ساتھ اُنکے بارہ بارہ ہزار سوار جرار تھے جب وہ جا چکے اُنکے عقب سے مظفر
پیل گردان اور غضنفر پیل گردان سے کہا کہ تم بھی جاؤ مگر تم ملک قاسم کی سپاہ پر گرنا اور وہ دونون بدیع الزمان کی فوج
کو تہ و بالا کرینگے یہ دونون لاکھ بیلدارون سے بمقابلۂ شہزادۂ خاور سپاہ چلے اب سنیے کہ اُمیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا خبر
کے واسطے یہان آیا ہوا تھا اُسنے جو مظفر و غضنفر کو پل طاؤسیہ کی طرف جاتے دیکھا لوگون سے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ
یہ ہشتین خیمے قاسم و بدیع الزمان کے چھیننے جاتے ہین اُمیہ نے کہا ان دونون کو گرفتار کیا چاہیے بس گرد مرد کی شکل بنکر
سامنے مظفر و غضنفر کے آیا اور کہا کہ تم آگے نہ جاؤ یہین اُترو جسوقت خدا پرست غافل ہونگے مین تمکو لیجاؤنگا تمام
مال و اسباب و خیمہ چھین لانا اسطرح لڑکر بندگان خداوند لقا کا خون کرنے سے کیا فائدہ مثل مشہور ہی یک جنگ دوسر
دارد ہوشیارون پر جاؤ نہین معلوم کیا اُفتاد پڑے مظفر پیل گردان و غضنفر پیل گردان یہ سنکر دونون بہت خوش

ہوئے اور وہین خیمے استادہ کرائے مع فوج کے اُسی جگہ اُترے اُمیہ وہان سے قارن کے پاس آیا اور اُس سے کہا
کہ منظفر و غظفر دونون بحکم لقا تسے بیش خیمہ چھیننے آتے ہین قارن کرگدن سوار نے کہا کچھ پروا نہین اگر آتے ہین تو آنے دو
اُمیہ عیار نے کہا اگر تمھاری راے ہو تو بسہل و آسانی مین اُنکو گرفتار کرلاؤن جنگ و جدل کی نوبت نہ آئے اُسنے
پوچھا کیونکر اُمیہ نے کہا رات کو تم خیمہ خالی کردو اور مال و اسباب چھوڑ کے چلے جاؤ اور کمینگاہ مین چھپ کر بیٹھو وہ لشکر پر
آکر گرینگے خیمہ و اسباب لوٹینگے جسوقت گرانبار ہوکر چلین تم کمینگاہ سے نکل کر آنا اور گرفتار کرلینا قارن یہ تدبیر سنکر
بہت خوش ہوا اُمیہ سے کہا کہ جسطرح تم کہتے ہو ایسا ہی کرینگے اُمیہ نے کہا پھر مین اُنھین جاکر لاتا ہون یہ کہکر گرد مردی
سے نکل بنکر منظفر و غظفر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آج رات کو جاکر غفلت مین سب مال و اسباب خیمے چھین لو اُنھون نے
کہا اچھا اُمیہ دو پہر رات گئے سب لشکر اور دونون سردارون کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر قارن پر آیا منظفر و غظفر نے دیکھا
کہ یہان کوئی نہین ہے بالکل سناٹا ہے اُمیہ نے کہا کہ آپ کے خوف سے سب خداپرست بھاگ گئے اب یہ دونون گرے
اور فوج انکی اسباب و مال باندھ باندھ کر گرانبار ہوئی پہر رات رہے ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ قارن کرگدن سوار کمینگاہ سے
نکلا اور آتے ہی اُن کفار پر گرا ایک ایک نے چار چار کی مشکین باندھ لین منظفر و غظفر مع اپنے لشکر کے اسیر ہوگئے شہزادۂ
بدیع الزمان نے یہ خبر سنکر اُمیہ و قارن کو خلعت بھیجا اب سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کا حال
سنیے کہ ان دونون نے طوفان عیار کو بھیجا تھا کہ آردشیر کی خبر جاکر لا طوفان عیار براے خبر آردشیر چلا جاتا تھا اُدھر سے
سیارہ عیار قاسم کا آتا تھا طوفان کو آتے ہوئے دیکھکر مخفی ہوا اور آگے بڑھکے تھوڑی دور پر حلقہ ہاے کمند زمین
پر عین راہ مین خس پوش کیے اور آپ ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب طوفان عیار اُس مقام پر پہونچا جہان حلقہ ہاے
کمند بچھے تھے دو ایک قدم چلا پانون حلقہ مین کمند کے پڑے سیارہ نے کمند کو جھٹکا دیا طوفان عیار اُلجھکر زمین
پر گرا سیارہ جھپٹ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ اُسکا لے کر آردشیر کی خدمت مین آیا اتفاقاً
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی وہان پہونچے طوفان کو تو لشکر مین قید کیا اور آپ طوفان کی صورت بنکر سبائیل خشت انداز
اور شمائیل خشت انداز کے پاس آئے اور کہا کہ سب خداپرست منزل کے تھکے ہوئے پڑے ہین تم چلکر شبخون
مارو اور سب کو قتل کرو بارگاہین چھین لو اور اسباب لوٹ لو وہ دونون سرداران لقاے بے لقا اس امر پر مستعد
ہوئے اور دو پہر رات گئے فوج لے کر پہونچے لشکر آردشیر پر آئے آردشیر بموجب فہمائش خواجہ عمرو خیمے وغیرہ
خالی کر کے چلے گئے تھے تمام لشکر کو لے کر کمینگاہ مین بیٹھ رہے جسوقت وہ دونون خشت انداز مع فوج کے آئے
کسی کو وہان نہ پایا سمجھے کہ ہمارے ڈر سے خداپرست بھاگ گئے تمام مال و اسباب لوٹا اور خیمے چھکڑون پر
بار کرائے اور نکلنے کا قصد کیا آردشیر فوج کو لے کر آیا اور نعرۂ شیرانہ کرکے چار اسپ کافرون کو گھیر لیا
یہ بسبب گرانباری کے کسی کا ہاتھ بھی نہ ہل سکا تمام خشت انداز گرفتار ہوگئے قاسم نے جو یہ حال سنا آردشیر
کو خلعت بھیجا خواجہ عمرو نے شہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم سے جاکر کہا کہ ان ہیبدارون کو اور
خشت اندازون کو اپنے لشکر مین قید رکھو کہ ان سب سے مقابلے مین ملک سبائل کے قلعہ بنوائینگے
دونون شہزادگان والاقدر نے یہ صلاح خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی بہت پسند کی اور بارگاہین اور
خیمے وغیرہ اپنے اپنے ملک قاسم اور شہزادۂ بدیع الزمان نے روانہ کیے اور دونون شہزادون نے یہ
کہدیا کہ جس جگہ پر پہلے ہماری بارگاہین اور خیمے وغیرہ استادہ تھین وہین پر اب بھی جاکر استادہ کرو یہ سنکر
قارن کرگدن سوار اور آردشیر کوہ پیکر دیوبند دونون سردار نامی و نامدار برابر پہونچے اور پھر ہی تکرار

ہونے لگی ہر ایک چاہتا تھا کہ ہم اپنا خیمہ پہلے استادہ کرین کہ اسد بن کرب غازی آکر پہونچے اور کہا کہ سوائے ماموں جان کے
اور کسی کا خیمہ یہان نہین استادہ ہوگا کہ اتنے عرصہ مین ہاشم تیغزن بھی آپہونچے اسد شیر دل سے اور اسنے تکرار ہونے لگی
یہانتک کہ متواتر سرداران دست راست اور دست چپ آنے لگے پھر بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی آپہونچے اور
مباحثہ اور تکرار ہوتے ہوتے نوبت شمشیر زنی پر آئی ہونون کی طرف تلوارین کھنچ گئین ہر چند خواجہ عمرو منع کرتے ہین اور دونون
طرف سمجھاتے ہین مگر کوئی نہین سنتا اُدھر لقائے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی اور بختیارک کہرہا ہی کہ یا خداوند
یہ تقدیر آپ نے بہت اچھی کی ہی کہ سب خدا پرست آپس مین لڑ بھڑ کر مر جائین لقائے بے بقا کہرہا ہی کہ مین نے اپنی قدرت
سے ان سب کو زندہ رکھا اگر اب بھی ان سبھون نے مجھکو سجدہ نہ کیا تو ابکی مرتبہ ایسا غضب نازل کرونگا کہ کوئی زندہ نہ
بچیگا ادھر ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان چاہتے ہین کہ آپس مین لڑ مرین ناگاہ بوق کی آواز بلند ہوئی قبۂ
دین ستون اسلام کرب پرخرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق وغرب بارگاہ سلیمانی لیے ہوے پہونچے اُدھر بادشاہ
اسلام سعد بن قباد بڑے جاہ و احتشام سے تشریف لائے کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور
اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تخت پر بٹھایا اور قاسم و بدیع الزمان سے کہا کہ کیون آپس مین رنج وملال
کرتے ہو اس جنگ بے سود کو موقوف کرو تم سب ملکر ایک جگہ رہو جھگڑے فساد سے کیا حصول یہ دیکھ کر اور دشمن
ہنسینگے اُسوقت سب کے سب علیحدہ ہوے خدمت بادشاہ جمجاہ مین آئے نذرین دین خلعت پائے سب نے
اپنے اپنے خیمے استادہ کرائے بارگاہ صاحبقرانی بھی استادہ ہوئی بادشاہ اسلام نے جلوس فرمایا دربار شاہی آراستہ
ہوا سرداران دست راست و سرداران دست چپ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے اُدھر لقا نے یاقوت شاہ
کو حکم دیا کہ مین نے تقدیر کی ہی تم اپنا لشکر لیجاؤ مقابلے مین خدا پرستون کے اور اپنی بارگاہ استادہ کراؤ اُسی وقت یاقوت شاہ
بھی بارگاہ اپنی لے کر مقابلے مین لشکر اسلام کے آیا اور خیمے بارگاہ استادہ کرائی فوج لقائے بے بقا اُتری دوسرے دن سے
آمد سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے سرفتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے رفقائے جدید
اور ہمراہیان قدیم کو لے کر آئے مثل قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ پیل دندان و کاؤش شاہ
پیل دندان و جمشید شاہ وغیرہ اور اگلے رفقا مین نضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ سات لاکھ سواران جرار و
دلیران نامدار کی جمعیت ہی یاقوت شاہ اپنی بارگاہ کے باہر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی اور لقائے بے بقا گنبد گیتی نما
پر بیٹھا ہو انظارہ کنان ہی اور بختیارک کہرہا ہی کہ یا خداوند مین نے جو آپ سے کہا تھا کہ ان سرداران نامی مین سے
کوئی نہین مارا گیا آپ کو یقین نہ آتا تھا اب دیکھا آپ نے کسقدر جمعیت پیدا کر کے یہ پھر آئے ہین لقا نے کہا فقط یہ
مین نے قدرت نمائی تم سب کو اپنی دکھائی ہی کہ پھر بچا دیا موت پلٹا دی اگر اب بھی یہ مجھکو سجدہ نہ کرینگے تو ایک طرفۃ العین
مین ان سب کو غارت کرونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک اور تیتق گرد اُٹھا جسوقت دامن غبار چاک ہوا دیکھا کہ شہزادہ
خاور سپاہ یعنی ملک قاسم عالیجاہ اپنے سردارون کو ساتھ لیے ہوے بڑے جاہ و حشم سے آئے مثل لعلان لعل قبا
و فیروز لعل قباد و سعدان شاہ و آرد شیر کوہ پیکر دیوبند و مظفر بن ضیغم خون آشام و قیماس خان خاوری
وغیرہ بارہ لاکھ کی جمعیت ہمراہ اور بیچ مین محافہ ملکہ گیتی افروز اور مہر افروز کا گرد اُسکے کہاریان حسین حسین کمسن
کمسن مرصع پوش ہر ایک دُر در گوش اور ناظر بجکانے بھی ہمراہ بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے کچھ پہچانا کہ یہ سواری
کسکی ہی لقائے بے بقا نے کہا مین نہین جانتا کہ یہ کسکی سواری ہی بختیارک نے عرض کیا یہ سواری نور خالص چکیدۂ
قدرت ملکہ گیتی افروز کی ہی لقائے بے بقا نے برہم ہو کر کہا او شیطان درگاہ من تیری شیطنت کسی طرح سے نہین

جاتی کچھ تیری شامت آئی ہو یہان تو یہ گفتگوئے مذاقیہ لقاے بے بقا و بختیارک بیچ یا مین ہو رہی تھی اُدھر بعد آنے شہزادۂ خاورسپاہ ملک قاسم عالیجاہ کے یہ تتق گرد کا اُڑا اسپ اہل لشکر اُسی جانب دیکھنے لگے سب نے دیکھا کہ شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکفربلی وار شیون پر یراد سکے تمام لشکر ہندی سے بصد صولت وشوکت نمودار ہوے بعد اُسکے مالک اژدر مع ابراہیم بن مالک اسّی ہزار سواران عرب نیزہ دار جرار سے آئے بعد انکے آنے کے اسد شیردل بن کرب غازی ظاہر ہوے چالیس ہزار اسیر زادے اور بارہ ہزار قزاق بوقین بجاتے ہوے ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے بعد اسکے رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ دو پیل ہندی وکشندۂ کپتان فرنگی یعنے شہزادۂ علمشاہ رومی اپنے رفقاے جانباز و سرفروش کو مثل ملک حدید اور ملک سیراب شاہ اور فرخ سنجوق کوہی اور رفقاے قدیم مثل آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی وغیرہ کے ساتھ لیے ہوے پہونچے بعد اُسکے شہزادۂ ہاشم تیغزن صفدر و صف شکن بھی آے مصروع دیوانہ اور آصف شترخوار اور بہرام صحرانشین اور ہوشنگ شاہ دریانشین اور فتاح کوہی اور مرزبان شاہ یہ سب کے سب مع سات لاکھ سواران جرار کے ہمراہ رکاب بصد آداب وقاعدہ چلے آتے تھے بعد اسکے فرخ شہسوار قلندر اور فرخ تخت سلطان چالیس ہزار فوج سے آگئے اُسکے بعد اسفندیار گیلانی چالیس ہزار سوار جرار سے آے پھر تو آمد آمد آگے پیچھے سرداران لشکر اسلام کی ہو ئی قطار بندھی ہوئی تھی پیش و پس چلے آتے تھے اور ملازمت بادشاہ اسلام سعد بن قباد کی حاصل کرتے تھے یاقوت شاہ مثل تصویر حیرت کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور لقاے بے بقا بحالت متحیر و متردد و متفکر گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تقدیر مین سنے نہین کی یہ تقدیر بالائی ہوئی ہی نہین معلوم کہ یہ سب سرداران لشکر اسلام فوجین جمع کر کے کہان سے لاے ہین بہت بڑا اجماؤ کر کے سب کے سب آئے ہین بختیارک کہتا تھا کہ یا خداوند یہ خداپرست بڑے صاحب اقبال ہین جدھر جاتے ہین اُس ملک کو بے سر کیے نہین آتے ہین یہ باتین سنکر لقاے بے بقا بختیارک پر بہت خفا ہوا آخر کو گنبد گیتی نما پر سے جھنجھلا کے اُٹھ گیا ادھر بادشاہ اسلام جو بارگاہ سے ٹہلتے ہوے باہر تشریف لاے دیکھا کہ ٹیل تو امان اور ریل مشکبار پر لاشون کا انبار ہی اور سرون کے کلہ منار بنے ہوے ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جب تباہی لشکر اسلام پر آئی تھی اسمین یہ سب مرزبان لشکر اسلام قتل ہوے تھے جب سے لاشین یونہین پڑی ہین اور ان سب کے سر کاٹ کر لقاے نے کلہ منار بنوا دیے ہین نہایت صدمہ و ملال ہوا ملازمون سے حکم دیا کہ ان سب بیچارون کی تکفین و تدفین کرو اور ان سب کا ایک گنج شہیدان بنواو و ملازم بادشاہ لشکر اسلام سرگرم کار خیر ہوے کہ اس اثنا مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری تمام ناموس حمزۂ صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے پہونچے تمام سردار اُن سب کو استقبال کر کے لائے اور داخل بارگاہ شاہی کیا مہترقران حبشی کہ اُس شب تیرہ و تاریک اور بارش برف مین ناموسان حمزۂ صاحبقران زمان کو ساتھ لے کر مع بارگاہ ہشتامی کے بھاگ گئے تھے یہی ناموس کے ہمراہ آئے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام نے عمرو اور مہترقران کو خلعت سے سرفراز فرمایا بعد اُسکے شہزادۂ بدیع الزمان نے خزانۂ طلسم خونریز کا خواجہ عمرو سے طلب کیا اُدھر ملک قاسم نے کہا کہ یہ خزانہ میرا ہی مین لونگا عمرو نے کہا کہ صاحبو کیون آپس مین تکرار کرتے ہو یہ خزانہ نہ تمھارا ہی نہ انکا ہو یہ سب مال بادشاہ کا ہی کسواسطے کہ پہلے تو بادشاہ اسلام طلسم خونریز مین تشریف لیگئے تھے دوسرے یہ کہ بادشاہ کا حکم ہی کہ سامنے ملک سبائل کے ایک قلعہ مستحکم

بنکر تیار ہو اور اتنا بڑا قلعہ بنے کہ تمام سردارون کے ناموس اُسمین رہین اور قصر عالیشان اُسمین بنین اور یہی خشت انداز
اور یہی بیلدار جو گرفتار ہوے ہین اُس قلعہ کو بنائین شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو برابر منظور ہوا اور کہا
کہ اچھا کیا مضائقہ ہی اس روپیے سے یہان قلعہ ہی بنکر تیار ہو غرضکہ اُسی وقت سے عمرو نے قلعہ کی بنیاد
ڈالی اور خشت اندازون اور بیلدارون سے قلعہ بنوانا شروع کیا اور شہزادہ عمرو بن رستم کہ بڑے بھائی شہزادہ
ملک قاسم کے ہین اُنکو دارو غہ عمارت کا کیا ادھر تو عمارت قلعہ وہان تیار ہونے لگی اور اُدھر لقاے بے بقا
نے نامے لکھ لکھکر جا بجا روانہ کیے مدد جا بجا سے طلب کی بعد اُن نامون کے بھیجنے کے ایک روز لقاے بے بقا
گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جوڑی ہرکارون کی دوڑی ہوئی آئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ نجہ رُوئین تن
لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے شہر روئین حصار سے آتا ہی یہ خبر سنتے ہی لقاے بے بقا نے تاج سر اپنا
کج کیا اور پکار کر کہا ای بندگان من دیکھو تو اب بلوایا ہی مین نے اپنے پہلوان قدرت کو کہ ان خدا پرستون کا
وہ کام تمام کرے یہ کہکر طبل شادمانی بجوایا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت سے کہا کہ تمام سردارون کو اپنے
ہمراہ لے کہ جلد جاؤ اور ہمارے پہلوان قدرت کو استقبال کرکے بڑے جاہ و احتشام سے لاؤ یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت مع بختیارک اور تمام سردارون کے روانہ ہوا اگر طبل شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی اور گوش
ہمایون بادشاہ اسلام سعد بن قباد مین پہونچی خواجہ عمرو سے کہا کہ جاکر جلد خبر لاؤ کہ یہ طبل کیسا بجتا ہی خواجہ عمرو
اُسی وقت لشکر کفار مین آے دیکھا کہ تمام کفار ایک طرف کو چلے جاتے ہین آپ بھی صورت اپنی تبدیل کرکے ایک
پیادے کی صورت بنے اور بختیارک کے ہاتھی کے پیچھے ہو لیے اور اُسکی پیٹھ پر سونٹے مارنا شروع کیے
کہ ہاتھی بختیارک کا بڑھکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے ہاتھی کے آگے ہوگیا بختیارک نے پیچھے پھر کے
دیکھا اور گھُرک کر کہا کیا تو اندھا ہی کہ میرے ہاتھی کو یاقوت شاہ کے ہاتھی سے آگے بڑھاے دیتا ہی کیا تو جوتیان مجھکو
کھلوئیگا عمرو نے بائین آنکھ کا تل بختیارک کو دکھا دیا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین جان نکل گئی کلیجا
دھڑکنے لگا ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ خود جوتیان لگا لیجیے مگر یاقوت شاہ سے نہ ذلیل کرائیے عمرو نے پوچھا کہ یہ تو
بتاؤ کہ کہان جاتے ہو بختیارک نے کہا کہ نجہ روئین تن کے استقبال کو کہا خیر چلے چلو غرضکہ دو تین کوس
سب کے سب آے تھے کہ غبار سامنے سے اُٹھا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک گبر ناہنجار گُندہ
ناتراش پچاس انچ کا قد ہی اور ایک ساطور اُسکے ہاتھ مین ہی اور دونون طرف سے دو ساقی بچے حسین کمسن شراب
پلاتے چلے آتے ہین اپنے دل مین عمرو نے کہا کہ خدا جانے کس کس مسلمان کو اس سے ایذا پہونچیگی غرضکہ سب
کُفار تو اس سے ملاقات کرکے اُسے اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوے عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین آے اور
حال نجہ روئین تن کا بیان کیا بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام نے فرمایا کہ خدا اے ما بزرگ است
پروردگار عالم جو ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا مگر یہان نجہ روئین تن لقا کے سامنے آیا پہلے اُس کافر نے لقا کو سجدہ کیا
اُس مردود نے دست نجس اپنا اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندۂ خاص ہی اور خلعت اُسکو سپہ سالاری کا دیا یہ بھی شوم خلعت
پہنکر مرغ زرین بنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین آکر بیٹھا تھوڑی دیر گذری تھی کہ جوڑی ہرکارون کی پھر آئی اور خبر دی کہ القاش
خون آشام تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی لقاے خوش ہوکر اُسکے واسطے بھی سب کو استقبال کے لیے بھیجا تمام سردار گئے
اور استقبال کرکے اُسے لاے اُسنے بھی آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر بارگاہ یاقوت شاہ مین آکر دنگل پر متمکن ہوا اگر نجہ روئین تن سے
مقدم بیٹھا صحبت عیش بر پا ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا قضاے کار یہان لقاے بے بقا کو بذریعۂ اخبار اطلاع ہوئی کہ

شہر عجم مین بیٹا بدیع الزمان کا کہ نام اسکا شہزادہ نور الدہر ہی ملکہ گوہر ملک سے پیدا ہوا ہی اور سن اُسکا کوئی سات
برس کا ابھی ہی بس جیسے لقا نے نام نور الدہر کا سنا رعشہ بدن مین پڑ گیا کانپنے لگا تاج گھبراہٹ مین سر سے نیچے گر پڑا
نجومیون کی طرف مخاطب ہو کر کہا دیکھو تو اس لڑکے کے ہاتھ سے مجھے کیا ایذا پہونچیگی سب نجومیون نے علم سے
اپنے حال دریافت کیا اور کہا کہ یہ طفل برباد کن خدائی حضرت خداوند لقا ہوگا ابھی اسکے استیصال کی تدبیر کرنا
مناسب ہی لقا نے اُسی وقت ایک شقہ القاش خون آشام کے نام لکھوایا کہ تو جا کر ملک عجم مین فرزند جگر بند
شہزادہ بدیع الزمان نامدار یعنی نور الدہر عالی وقار کا سر کاٹ لا وہ شقہ جب تیار ہوا گردمرد کو دیا کہ تو القاش
کے پاس لیجا گردمرد نے شقہ لاکر بخجہ رویین تن کے ہاتھ مین دے دیا بخجہ رویین تن سمجھا کہ یہ شقہ سپہ سالاری
کا مجھے ملا ہی ایک تو بادہ غرور سے بدمست ہو رہا تھا اور زیادہ متکبر ہوا القاش کو مقدم بیٹھا دیکھکر غضبناک ہوا
اور کہا کہ او القاش سپہ سالار خداوند لقا کے باختر مین ہون تو کون ہی جو مجھسے مقدم ہو کر بیٹھا اُٹھ وہان سے
اور مجھسے زیر دست آکر بیٹھ دیکھ یہ شقہ سپہ سالاری کا میرے نام آیا ہی القاش خون آشام یہ سنکر آگ ہو گیا اور
کہا تیری لیاقت کیا ہی جو مین تجھسے زیردست ہو کے بیٹھون لا تو وہ شقہ کہان ہی دیکھون تو اُسمین کیا لکھا ہی بخجہ نے جواب
دیا کہ مین شقہ تجھے نہ دونگا القاش نے کہا مین زبردستی تجھسے لیلونگا بخجہ نے بگڑ کر کہا کہ کیا تیری طاقت ہی جو شقہ مجھسے
لے سکے القاش نے ہاتھ بڑھایا کہ شقہ چھین لے بخجہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا القاش اُٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی بختیارک
اُچھلنے لگا اور ہنس کے پکارا کہ کوئی ہی شرط مجھسے بدنے والا کون جیتے کون ہارے اب تمام کفار حیران ہین تماشا
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ پہر بھر کشتی کامل ہوئی آخر کو القاش خون آشام نے بخجہ رویین تن کو اُٹھا لیا اور سر پر
چرخ دے کر بقوت تمام زمین پر مارا کہ بخجہ رویین تن کا کولا اُتر گیا اور بیہوش ہو گیا القاش خون آشام نے وہ
شقہ لیکر پڑھا اور مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ صاحبو دیکھو یہ شقہ تو خداوند نے مجکو لکھکر بھیجا ہی اور یہ بیحیا کہتا ہی کہ مجکو
سپہ سالاری کا شقہ آیا ہی اب مین اِسے زندہ نہ چھوڑونگا اور چاہا کہ اُسکی چھاتی پر چڑھ کے دم فنا کر دے کہ بختیارک
اور یاقوت شاہ نے منع کیا اور کہا کہ جیسا اسنے کیا تھا اپنی سزا کو پہونچ چکا اب جانے دیجیے اتنی دیر مین بخجہ
کی بھی آنکھ کھلی القاش نے اُس سے کہا کیون یہ تیری کیا حرکت بیجا تھی کہ شقہ تو خداوند نے مجکو بھیجا اور تو نے
دبا رکھا مجھے واجب ہی کہ اب تجھے مار ڈالون بختیارک نے بخجہ سے کہا ارے کمبخت عذر و معذرت کر بخجہ عذر کرنے لگا
بختیارک نے بخجہ کو اُٹھا کر پانون پر القاش کے ڈال دیا اور کہا کہ بس اب اسکو معاف کرو دونون آپسمین
مل جاؤ القاش نے اُسے گلے سے لگا لیا اور خطا اُسکی معاف کی یہ خبر خداوند لقا کو پہونچی حکم دیا کہ بخجہ کو اُٹھا کر
باغ بہشت مین پہونچا دو اور القاش کے واسطے خلعت بھیجا اور حکم دیا کہ القاش سے کہو کہ جلد ملک عجم کی طرف
جاؤ القاش خون آشام تین لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیکر بارادۂ قتل شہزادہ نور الدہر ملک عجم کو روانہ ہوا
یہان جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آکر پہونچائی اور تمام حال بخجہ اور القاش
کی کشتی کا بیان کیا اور عرض کیا کہ القاش برائے قتل شہزادہ نور الدہر فرزند بدیع الزمان کے گیا ہی ابھی ہمارے
سامنے جانب ملک عجم القاش روانہ ہو گیا شہزادہ بدیع الزمان یہ خبر سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے اُسوقت تمام سردارون کی طرف دیکھکے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا تم مین سے کہ جانب ملک عجم جا کر شہزادہ
نور الدہر کو اس کافر کی شر سے بچائے ابھی یہان بادشاہ کے مُنہ سے پوری بات نہ نکلی تھی کہ اپنے ذکل پر سے
کرب بر حرب صفدر و غازی نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب کہ شہزادہ بدیع الزمان سے کمال الفت و محبت

رکھتے ہین اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور دست بستہ کہا کہ غلام اِس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام بہت
خوش ہوئے اور کرب غازی کو خلعت دیا اور بدیع الزمان کا یہ عالم ہوا کہ پھول کر جامے مین نہ سماتے تھے ایسے
مسرور ہوئے کہ کرب غازی سے لپٹ گئے اور کہا کہ بھائی تمھارا جانا میرے جانے سے بہتر ہے بسم اللہ جاؤ
حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہو کرب غازی بارہ ہزار قزاق لیکر جانب ملک عجم روانہ ہوئے انکو تو راہ لین
چھوڑیے اُدھر کا حال ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین کہ جب القاش خون آشام ملک عجم کو روانہ ہو چکا ہاروت
بن جالوت رعد آواز لقا سے عرض پرداز ہوا کہ آپ میرے حق مین تقدیر برجستہ کیجیے تو مین ان خدا پرستون
کو میدان مین نکل کر مار ڈالون لقاے بے لقا نے ہاروت بن جالوت رعد آواز سے کہا کہ تیرے دم شمشیر مین
سب خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے یہ کہکے اُسکو خلعت دیا ہاروت خلعت وغا پہنے ہوئے یاقوت شاہ
کے دربار مین آیا اور دنگل پر بیٹھکر شرابخواری کرنے لگا جب بادۂ ناب سے دماغ خوب گرم ہوا بدمستی کا نشہ
چڑھا یاقوت شاہ سے کہا اے جبرئیل قدرت آپ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت یاقوت شاہ نے طبل جنگ
لشکر مین بجوایا شور وغل برپا ہوا کہ خدا پرستون سے کل سامنا ہے سب اپنی تیاری کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام
بارگاہ سلیمانی مین تخت سلیمانی پر جلوہ افروز تھے کہ آواز نقارے کی آئی خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
ذرا خبر تو لاؤ کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ہاتھ باندھکر خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ
سرہنگ کی اور ابو شہاب لشکری آپہونچے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ بادشاہ کا اقبال یاور جاہ وجلال کی ترقی
لشکر اسلام کا اوج موج ہمیشہ بڑھے شعر الٰہی تخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + وہ دونون دعا وثناے
شاہی کرکے عرض کرنے لگے کہ لشکر لقاے بے لقا مین ہاروت بن جالوت رعد آواز کے نام پر طبل جنگ
بجا ہے کل کفار آمادۂ کارزار ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم
بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون طرف لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات
بھر یہی سامان رہا صبح کو سرداران لشکر اسلام آکر در دولت شاہی پر موجود ہوئے بادشاہ اسلام نماز صبح پڑھکر وظیفہ
سے فراغت کرکے تخت پر سوار ہو کر بارگاہ کے برآمد ہوئے سردارون نے مجرا کیا افسر چوبدار مرد ہے سنے
ایک ایک کا بہ قاعدۂ شاہانہ سلام پیش کیا تخت بادشاہی وہان سے مثل تخت سلیمان کے چل نکلا آب کوچہ سلامت
مین سواری بادشاہ اسلام کی چلی جاتی تھی دو رستہ سلامی اُتر رہی تھی ہر لشکر کے سردار نے شمشیر بکف بادشاہ سلامت
کے روبرو آکے سلامی کی یہانتک وعدہ گاہ میدان مصاف مین بادشاہ اسلام کی سواری پہونچی تخت بادشاہی قلب
لشکر مین ٹھہرا دست راستی دست راست کو اور دست چپی دست چپ کو اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے دیکھا کہ اُدھر بھی
آمد لشکر کفار کی شروع ہے اس صورت سے کہ ہر پرے اور ہر صف کے بعد باجا بجتا ہوا قرنا کا شور بوق کی آواز بلند نقارون
پر چوب پڑتی ہوئی ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے اُن باجون اور ڈنکے کے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھی تخت پر سوار خوبی
مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بے دین بیٹھا ہوا مگس رانی کرتا ہوا چلا آتا ہے اور گرد و اطراف مین
اور سوار چلے آتے ہین آگے تخت یاقوت شاہ کے ہاروت بن جالوت رعد آواز زرہ پہنے ہوئے خود
آہنی سر پر رکھے ہوئے دستانے ہاتھون مین گرگدن سیاہ رنگ پر سوار بصد کبر و نخوت چلا آتا ہے تخت یاقوت شاہ
کا ایک طرف کو آکر قائم ہوا اور تمام فوج پیچھے تخت کے کھڑی ہوئی ہے ہاروت سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر استادہ
ہوا میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح ساقہ وکمینگاہ آراستہ ہو گیا بیلدارون نے نکلکر تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا

تبر داروں نے جھنڈی جھاڑی کو کاٹ کر پھینک دیا سقون نے آب پاشی کی نقیبوں نے نکل کر نہیب دی لشکر کفار مین
علمہائے خوک پیکر علم ہوئے مثل ستارۂ دنبالہ دار کے چمکنے لگے آواز نفیر اور گنج نفیر کی مانند ہوئی ہاروت اپنے گینڈے
کو جولان کر کے سامنے تخت یاقوت شاہ کے آیا گینڈے سے اُتر کر سلام کیا اور اجازت پیکار طلب کی عرض کیا
امیدوار ہون کہ میدان رزمگاہ مین جا کر خدا پرستون کا کام تمام کرون یہ سنکر یاقوت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو زمرد شاہ
باختری کی حفاظت مین دیا اس عرصے مین زمرد شاہ باختری بھی گنبد گیتی نما پہ آکر بیٹھا ہاروت بن جالوت نعرہ آواز
دور سے خداوند لقا کو سجدہ کر کے میدان حرب کو روانہ ہوا گینڈے کو چمکا کر میدان وغا مین آیا اور مبارز طلب کیا
للکار کر آواز دی خدا پرستو خداوند لقا نے تمپر غضب اپنا نازل کیا تھا تم سب کے سب پریشان و تباہ ہوگئے تھے خداوند
نے پھر اپنی قدرت نمائی کی کہ تم سب کو بچایا تم سب فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر یہان آئے اور اُسپر بھی تمنے خداوند لقا کو سجدہ نہ
کیا اب بہتر یہ ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ کر دیا جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ لاف و گزاف اور کلام
مہملات سنکر اہل اسلام نے لعنت و ملامت کرنا شروع کیا اور قارن کرگدن سوار گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت
بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے آیا اور گینڈے سے اُتر کر مجرا کیا اجازت میدان حرب چاہی بادشاہ
نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پروردگار عالم تمہارا حافظ و نگہبان ہے خداوند کریم کافر پر فتحمند کرے یہ کہکر جام کلۂ عفویت
عنایت کیا قارن کرگدن سوار جام کو پیکر آداب بجا لایا اور گینڈے پر سوار ہو کے ایک چمک ماری کہ گینڈا مثل
برق چمک کر برابر ہاروت کے آیا ہاروت اُس سے نگاور زن ہوا برابر سے دونون گینڈے ہٹے تھے پھر دونون
مین ہسل کر گینڈون کو ایک دوسرے کے مقابل کیا ہاروت نے قارن سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا تو مجکو نہین
جانتا میرا نام قارن کرگدن سوار ہے مین بیٹا ہون سبائل شاہ کا یہ ملک سبائل میرے ہی باپ نے بنوایا تھا
لقائے بے بقا نے ظلمات سے آکر چھین لیا اور ظلم و ستم کیا کہ اُسنے میرے باپ کو مار ڈالا اب مین اسی واسطے
آیا ہون کہ اپنے والد ماجد کا ملک اس گبر نا ہنجار سے لون ہاروت یہ سنکر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ خیر اب حال تیرا
معلوم ہوا اب جنگ و جدل تجھسے فیصلہ ہوگا لے حربہ پیکار سنبھال قارن نے کہا مین نے دین اسلام اختیار کیا
ہے خدا پرستون کا یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کرے جب پروردگار تیرے حربے سے بچائیگا تو
مین بھی تجھپر حربہ کرونگا ہاروت نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر قارن کرگدن سوار پر مارا قارن
نے اُسکا نیزہ اپنے نیزے پر روکا جب طعن رد ہو گئی پھر بند باندھکر نیزہ مارا قارن نے روک کر پھر رد کیا اسی طرح
بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوئی آخر کو قارن نے نیزۂ ہاروت ہوائی کر دیا ہاروت نے جھنجھلا کر تیغہ آبدار کھینچا اور
قارن پر وار کیا قارن نے چاہا کہ تیغہ اُسکا چھینکر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لے کہ گینڈے کے پاؤن سونگھانے مین
جاتے رہے گینڈے نے سکندری کھائی قارن کی نگاہ بہک گئی اور ہاتھ اچٹ گیا تلوار ہاروت بن جالوت نعرہ آواز
کی قارن کے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی قارن نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی
منھ پر آپڑی غشی طاری ہوئی ہاروت نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارے کہ قارن کا کام تمام ہو اُسی وقت
شہزادۂ بدیع الزمان اپنے رفیق نامی کے واسطے بیتاب ہو گئے اور پودھا باگ کا لیا اور وہین سے نعرہ کیا کہ اے
او گبر نا ہنجار کندۂ ناتراش دست خود را نگہدار او بیحیا مین آپہونچا کیا غضب کرتا ہے زخمی کو مارنے کا ارادہ ہے بس
یہ نعرہ کر کے برابر ہاروت کے آپہونچے قارن کو لوگون کے سپرد کیا وہ لیکر لشکر اسلام مین آگئے شہزادۂ بدیع الزمان
ہاروت کے مقابلے پر ٹھہرے اور فرمایا کہ او نامرد یہ کیا حمیت مردانگی ہے کہ کوئی بھی زخمی پر ہاتھ مارنے کو اٹھاتا ہے تو نے

قصد مار ڈالنے کا قارن کے کیا ہارون نے کہا کہ مین ہی نے تو اسکو زخمی کیا کسی اور کا تو زخم خوردہ نہین تھا اور اسکو
تو دعوے خداوند لقا کے مار ڈالنے کا تھا وہ تو بہت کچھ ارادہ کرکے آیا تھا اپنے باپ کا بدلہ لیا چاہتا تھا اسکے غرور نے
اسکو پست کیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ اب بعد صحت کے وہ ایسا ہی کریگا کیون کیا تو اسکو کچھ کم مردان
شجاع سے سمجھتا ہی ہارون نے کہا تم اسکی قسمت سے آ گئے نہین تو مین اسکو زندہ نہ چھوڑتا دعوی بہادری سب
اسکا باطل کر دیتا شہزادے نے کہا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہی تو اور تیرا خداوند کیا ہی ہر یہان شہزادہ بدیع الزمان
نامدار اور ہارون مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی ہرکارے دونون لشکرون کے خبر لینے کو دوڑے
جب گرد و غبار برابر لشکرون کے پہونچکر فرو ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کے نمودار ہوئے اور بعد اسکے
سامان جلوداری بہت کچھ تھا کہ تمام صحرا آدمیون سے بھر گیا دیکھا کہ ایک شخص گردن سیاہ تنگ پر سوار نہایت قوی ہیکل تنومند
پچاس آرنج کا قد لاکھ فوج کی جمعیت کے بیچ مین چلا آتا ہی ہرکارے لشکر اسلام کے نام اسکا دریافت کرکے آئے اور
بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ یہ پہلوان جو آیا ہی نام اسکا زرنگ بن سہیلان گراز وندان ہی لقا سے بے لقا کی مدد
کو آیا ہی غرضکہ وہ پہلوان بصد غرور و نخوت تخت یاقوت شاہ کے قریب آیا اور آداب بجا لایا اور پہلوے یاقوت شاہ
مین ٹھہر کر تماشا ہارون کی لڑائی کا دیکھنے لگا یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور ہارون بن جالوت رعد آواز سے
گفتگو ہو رہی تھی کہ زرنگ نے پوچھا کہ کس کس سے یہ مقابلہ ہی بختیارک نے کہا کہ ہارون بن جالوت رعد آواز
اسطرف سے ہی اور ادھر سے شہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہی یہ سنکر وہ سر ہلا کے رہ گیا ادھر بعد گفتگو
بسیار ہارون نابکار نے وہی تیغہ خون آلود کا وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قبضہ و دنبالہ
تیغ ہارون کا سپر سخت سے آشنا ہو کر پھولون مین سپر کے وہ خار تیغہ باغی الجھ گیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کی اوجھڑ
دے کر جھٹکا مارا کہ قبضہ شمشیر نابکار کے ہاتھ سے چھوٹ گیا شہزادے نے فوراً تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا ظالم نے
گھبرا کر سپر سے چہرے کی پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا حیات خود کو فنا کرکے آب تیغہ آبدار حلق سے اس ناری کے
اتر گیا وہان سے جو تیغہ آگے بڑھا چاک کرتا ہوا کوہ سینہ پر کینہ گینڈے کے دو ٹکڑے کرکے زمین کو بوسہ دیا تحسین
و آفرین کا غل ہوا بختیارک نے چلا کے کہا وہ ہارون بن جالوت رعد آواز مارا گیا چار ٹکڑے گینڈے سمیت
ہو گئے برق تیغہ شہزادہ بدیع الزمان نے خرمن ہستی ہارون بن جالوت رعد آواز کو جلا دیا یاقوت شاہ
نے بختیارک سے کہا کہ فوج کو حکم دو کہ بدیع الزمان کو گھیر کر مار لو چار طرف سے نرغہ کرکے جا پڑے بختیارک نے
منع کیا کہ نرغہ کرنا اچھا نہین ہی ناچار یاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور زرنگ بن سہیلان کو لیکر
پھرا اور لاش ہارون بن جالوت رعد آواز کی سامنے لقا کے بھیجدی لقا سے بے لقا نے حکم دیا کہ اسے
دریاے رحمت مین ڈال دو کہ ابکی نوروز مین تقدیر کرکے پہلے اسے زندہ کرونگا مگر زرنگ بن سہیلان نے
لقا کی خدمت مین جا کر اس کافر کو سجدہ کیا جب زرنگ نے سر سجدے سے اٹھایا لقا نے خلعت سے سرفراز
کیا زرنگ بن سہیلان اسی طرح خلعت پہنے ہوئے یاقوت شاہ کے ساتھ بارگاہ مین آکر ذرا کل نخوت پر متمکن ہوا
احوال اہل اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے مسخرے پن کے ساتھ حال اہل اسلام کا بیان کیا اور کہا کہ بہادری اور
شجاعت اور پرش تیغ اسلام آپ نے میدان رزمگاہ مین خود آنکھون سے دیکھ لی زرنگ نے کہا ملک جی تم
دیکھنا کہ مین ان خدا پرستون کو کسطرح مارتا ہون کیسی لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا ہون یہ کہکر شراب خواری
کرنے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے

اُسی وقت یاقوت شاہ نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے لگی ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر لقا مین زرنگ بن سہیلان کے نام پر طبل جنگ بجا ہے اُسکا ارادہ ہے کل معرکہ آرائے نبرد ہو بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی کوس حربی بجے بہ حکم بادشاہ اسلام لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری کارزار رہی صبح کو بادشاہ اسلام مع غازیان دینداروِ مجاہدان والا تبار معرکہ آرائے پیکار ہوئے اُدھر کفار بد شعار سامنے لشکر اسلام کے آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقباے بلند آواز نے میدان مین نکل کر نقابت کی ہان بہادرو جرار و شیر دلو آج روز نام و ننگ ہے عرصۂ زیست بہت تنگ ہے نیکنامی و بدنامی کے کام کا خیال نہ کرو رستمانہ میدان مصاف مین جنگ کرنا چاہیے قوت و شجاعت دکھاؤ دشمنون کو مارو آپ ہنس ہنس کے تن پر گل زخم کھاؤ گلشن دغا کو سرسبز کرو خون بہ سیے میدان کارزار مین بہاؤ عرصۂ جنگ کو لالہ زار کرو قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹاؤ یہی شیوۂ مردانگی ہے بعد مرنے کے لڑائی کی حسرت اپنے دل مین نہ لیجاؤ لڑو بھڑو کافرون کو جہنم مین بھیجو شربت شہادت نوش کرو کیونکہ دنیا ایک سرائے فانی ہے کسی کو بقا نہیں ابیات

پہرے تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب
کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
دیکھے جو ہین حیات دوروزہ کے رنگ ڈھنگ
ہر عضو تن ہے پالو کی دیوار ہائے ہائے

لوٹی خزان نے رونق گلزار ہائے ہائے
نقش اُنکی جائے ہے سر بازار ہائے ہائے
انگر سراب دشت حباب اور نقش آب
غنچے چٹک کے کہتے ہین ہر بار ہائے ہائے

پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہائے ہائے
سرو فتادہ قامت محشر خرام ہے
ہستی یہ کہتے رہتے ہین یہ چار ہائے ہائے
ہستی نہ کیون خراب ہو قصر ثبات کی

نقیبون نے جو یہ اشعار مصیبت آثار پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد و بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین دلیران اہل اسلام تو ایسے بیتاب اور بےچین و لولۂ شجاعت سے ہوئے کہ عجب نہ تھا کہ کافرون پر گھوڑے اُٹھا کر جا پڑین اُدھر بود و دن کو بھی جو حمایۂ دغا اور کچھ خیال باپ دادا کے نام و ننگ کا آ گیا اُسوقت زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے اپنے گھوڑے کو نحجب مار کر گنبد گیتی نما کی طرف پھرا سامنے لقا کے جب لقا تخت نخوت پر بیٹھا ہوا تھا زرنگ نے اُسے سجدہ کیا وہان سے جالوت رعد آواز نے پکار کر کہا کہ خداوند لقا نے تیرے دم شمشیر مین خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے جا خدا پرستون کا کام تمام کر زرنگ بن سہیلان یہ سنکر اُدھر سے پھرا یاقوت شاہ کو مجرا کیا گینڈے کو جولان کر کے چلا جب نصف میدان بمقام کارزار آیا پہلے اپنی سلحشوری دکھائی بعد اُسکے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر للکارا ای خدا پرستو جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آمادۂ قضا ہو کر صف لشکر سے نکلے اور میرے مقابلے کو آئے ابھی کلام اُس کافر بد انجام کا ختم نہونے پایا تھا کہ لشکر اسلام سے فیروز لعل قبا رفیق جدید شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ اپنے مرکب تیز رو کو بڑھا کر تخت بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور اُتر کے مرکب سے مجرا کیا دست لبستہ ہو کر اجازت میدان حرب چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد خدا کیا پروردگار عالم تمکو بہ فتح و فیروزی واپس لائے بعد اُسکے از روے شفقت و محبت جام شربت منصوری عنایت فرمایا فیروز لعل قبا نے وہ جام پی کر دعا و ثنائے شاہی کی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب مرکب اُڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے پہونچا زرنگ اُس سے نگاور زن ہوا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے فیروز لعل قبا نے تمام حسب و نسب اپنا بیان کر کے کہا کہ مجکو فیروز لعل قبا کہتے ہین زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے کہا کہ ای فیروز تو تو پرستاران زمرد شاہ باختری مین تھا تجھے کیا ہوا کہ تو نے پرستش اُسکی چھوڑ دی اور خدا پرستون کے شریک ہوا فیروز لعل قبا نے کہا کہ لقا بے لقا

لائق پرستش نہین ہے مین نے اسپر بیعت کی اور دین اسلام قبول کیا یہ سنتے ہی زرنگ آتش حسد سے جل بھنکر کباب ہوا
نشۂ شراب مین تو بدمست ہو ہی رہا تھا کہنے لگا کہ تجھے بے مارے نہ چھوڑونگا حربہ دغا ہاتھ مین لے اور دل کا حوصلہ نکال
فیروز لعل قبا نے جواب دیا کہ مین سبقت دغا مین نہ کرونگا خدا پرستون کا یہ شیوہ نہین ہے خلاف بہادری جانتے ہین
زرنگ نے کہا کہ معلوم ہوا تجکو بھی گھمنڈ اپنی شجاعت و جوانمردی کا ہے یہ کہکر گینڈے کو پیچھے ہٹایا اور خبردار خبردار کہکر
نیزہ مارا فیروز نے نیزے پر نیزے کو رد کیا دو بارہ پھر نیدا باندھکر زرنگ نے نیزہ مارا وہ بھی طعن فیروز نے رد کی اسی طرح
چار گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی دونون کی سنانین اور نیانین تار تار ہو گئین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین اسپ ڈانڈ سے ڈانڈ
لڑنے لگی یہانتک کہ برچھون کے ٹکڑے اڑ گئے ناچار ٹوٹی ہوئی چھڑین ہاتھ سے پھینک دین تلوارین کھینچ لین زرنگ نے
وار تلوار کا کیا فیروز نے اسکی تلوار کو سپر پر رد کیا فیروز لعل قبا نے زرنگ کو تلوار ماری زرنگ نے پشت شمشیر پر رد کی
اور اسی الجھاوے مین سے نکال کر تلوار کا وار فیروز پر کیا فیروز نے سپر پر رد کیا مگر زرنگ کی تلوار کا ہاتھ پورا پڑا تھا سپر کاٹ کر
چار انگل سر مین اتر آئی فیروز نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے ایک پرنالہ خون کا جاری ہوا فیروز کو غش آنے لگا
لعلان لعل قبا نے جو فیروز لعل قبا کو دیکھا کہ زخمی ہو گیا گھوڑا دوڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے آیا
فیروز کو لوگون کے حوالے کر کے لشکر مین بھیج دیا آپ زرنگ کا سامنا کیا زرنگ نے وہی شمشیر خون آلود لعلان لعل قبا
پر ماری لعلان نے سپر پر رد کی اور جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اسنے اسکی بھی تلوار پشت شمشیر پر رد کی اسی طرح کئی وار
تلوار کے دونون طرف سے چلے دونون نے روک کر رد کر دیے پھر لعلان لعل قبا نے تلوار ماری زرنگ نے خالی
دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا لعلان کے سر پر پڑا سپر کٹی خود کٹا چار انگل تلوار سر مین اتر گئی لعلان نے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا لعلان گھوڑے پر جھومنے لگا میدان شاہ نے جو دیکھا کہ لعلان لعل قبا
زخمی ہوا لشکر اسلام سے گھوڑا نکال کر جھپٹا اور برابر زرنگ کے آیا لعلان لعل قبا کو تو لوگون کے حوالے کیا آپ
ہمنبرد زرنگ سے ہونے لگا زرنگ نے بڑی جد و جہد کر کے اسکو بھی زخمی کیا غرضکہ دو پہر تک کئی سردار قاسم کے
زخمی ہوئے اور زرنگ بصد غرور و تکبر جھوم جھوم کر پھر مبارز طلب کرنے لگا اسوقت شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ
بیتاب و بیقرار غصے سے ہو گئے منہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آئے اور اجازت میدان جدال و قتال طلب کی بادشاہ اسلام نے دعائے فتحمندی و فیروزی دے کر فرمایا
کہ تمکو خدائے عزوجل کے سپرد کیا جاؤ دشمن کو قتل کرو یہ سنکر ملک قاسم نے مجرا کیا اور گھوڑا اچھالکر بہ تعجیل تمام مقابل
زرنگ ابن سہیلان گراز دندان کے آ رہے بختیارک نے جو شہزادہ خاور سیاہ کو میدان حرب مین دیکھا یاقوت شاہ
سے کہا کہ اب زرنگ کا بچنا اور زندہ رہنا نہایت محال ہے ملک قاسم کی تلوار بلائے بے درمان ہے اور یہ بڑا شجاع و
دلیر ہے یاقوت شاہ نے کہا کہ زرنگ بھی بہت زبردست پہلوان ہے اور فن سیاہ گری مین بہت چست و چالاک ہے
قاسم کو مار لیگا بختیارک نے جواب دیا کہ اچھا دیکھ لیجیے گا ابھی حال معلوم ہوا جاتا ہے مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دم
بھر مین حقیقت آئینۂ حیرت کی کھلی جاتی ہے مگر سرشتۂ حیات زرنگ بچتا نہین معلوم ہوتا ہے ادھر زرنگ بن سہیلان گراز دندان
سے اور شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نوجوان سے بعد تگادرزنی کے گفتگو ہوئی زرنگ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تجکو حمزہ
سے کیا علاقہ ہے ملک قاسم نے فرمایا مین نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان ہون اور داماد ہون تیرے خداوند لقا زمرد شاہ
باختری کا نور چشم ہے بقدرت ملکہ گیتی افروز کو مین بیاہا ہون نام میرا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ ہے زرنگ
نے کہا او خدا پرست تجسے یہ حال کون پوچھتا ہے تو زبان دراز ہے کہ خداوند لقا کے حق مین اسطرح کے کلمے کہتا ہے معلوم ہوا کہ

قضا تیری دامنگیر ہوئی ہی خبر حربہ دغا کو سنبھال میدان جانبازی کو دیکھ بھال قاسم نے کہا ہمارے خاندان کا یہ دستور
نہیں ہی ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے دشمن کا وار روک کر ضرب لگاتے ہین جب تک تیغ ہندی جاری ہوتا ہی زرنگ
نے کہا میرا حربہ غضب خداوندی ہی کوئی اُسکا متحمل نہیں ہو سکتا قاسم نے کہا او نابکار وہ غضب اب تیرے جان پر نازل
ہوگا زرنگ بولا کہ یہی تلوار سب خدا پرستون کے خون مین نہائی ہی آنہین کے لہو کا اسکی زبان کو چسکا پڑا ہوا ہی اسی
تلوار سے تجھکو بھی ماردنگا یہ کہکر وہی تیغ خون آلود قاسم پر ماری قاسم نے بڑہکے اُسکی تلوار کو روکا ہاتھ قبضہ پر ڈال کے
ہاتھون کو اُس نامرد کے مروڑا اور جھٹکا دے کر تلوار زرنگ بن سیلان گراز دندان کی چھین لی اور جھوتی سے تلوار
زمین پر پھینک کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور کہا کہ کیون او زرنگ بدکردار دیکھا کیا تیرے غضب نے دنگی
زمانہ دکھائی یہ کہکر زرنگ کو تین بار سر پر چرخ دیا اور آسمان کی طرف پھینکا جب وہ مغرور نیچے گرنے لگا بلارک افراسیابی
کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بختیارک صلواۃ پڑھنے لگا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے
اسے جو رنگ ہوائی کہتے ہین مگر فوج زرنگ کی جو کھڑی ہوئی تھی وہ دوڑی اور قاسم پر نرغہ کیا قاسم تلوار لیکے اُنپر جا پڑا
ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ جاؤ قاسم کی کمک کرو یہ سُنکے تمام غازیان دیندار اور مجاہدان
شور شعار نعرے کر کے تلوارین کھینچ کھینچکر کفار پر جا پڑے اُدھر سے یاقوت شاہ نے اپنے لشکر کو بھیجا دونون لشکر
آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوگیا غلغلۂ دار و گیر ہر جانب بلند ہوا لاش پر لاش گر رہی تھی قصہ
چہار طرف میدان حرب مین پڑتی تھی اور قاسم و بدیع الزمان آپسمین دکھا دکھا کر تلوارین مار رہے تھے قاسم
نوجوان کفار کو چورنگ کرتے تھے بدیع الزمان نامدار جسکے تلوار کا ہاتھ مارتے تھے اُسکے مع مرکب چار پرکالے ہوتے تھے
اُدھر لندھور بن سعدان اور مالک اژدہا صاحب نیزہ دو سرچشمک چل رہی تھی لندھور گرز سے پیوند زمین کرتے
تھے مالک اژدر پہلوان کو برچھے پر اُٹھا لیتے تھے کبھی مالک پکارتے تھے او ہندی دیکھ یون حریف کو ہلاک کرتے
ہین کبھی لندھور بن سعدان للکار کر کہتے تھے او عرب ہوشیار خوار ریگ بیابان شمار دیکھ یون کفار کو پیوند خاک کرتے
ہین اسی طرح دست راستون اور دست چپون مین لاگ ڈانٹ کی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے باندھ دیے تھے
سرون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون کے دریا بہ رہے تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ قصر فلک نیلگون جاتی تھی مریخ فلک
کانپ رہا تھا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا تھا ترک فلک چکر مین آیا چار پہر دن یونہین برابر تلوار چلی شام کو بختیارک
نے یاقوت شاہ سے کہا کہ بس اب طبل بازگشت بجوائیے آپ دیکھتے ہین کہ خدا پرست کسطرح لڑتے ہین کیسی تلوارین
مارتے ہین لشکر آپ کا رخ پھیرے یا سپاہی بھاگتے پھرتے ہین خدا پرست جنگ و جدال کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے
چلے آتے ہین ایسا نہو کہ قریب قیطولون کے پہونچ جائین اُسوقت بہت مشکل ہوگی لڑائی بگڑ جائیگی کچھ بنائے
نہ بنیگا یاقوت شاہ بھی سمجھا کہ بختیارک سچ کہتا ہی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے ادھر تو طبل پر چوب پڑی اُدھر دونون لشکر
جدا ہوگئے کفار نے لاش زرنگ وغیرہ اُٹھائی اور زخمیون کو اُٹھا کر لیگئے بادشاہ اسلام لشکر اسلام کو و سرداران نامدار وغیرہ کو
ہمراہ لیکر اپنی اپنی بارگاہون اور خیمون مین داخل ہوئے مگر اکثر غازیان دیندار کے نخل جسم پر گلہائے زخم کھلے ہوئے اور
لباس پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی تھین مگر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے ترقی بہار گلشن اسلام سے دل باغ
باغ تھے آپسمین مثل طائران زمزمہ پرداز کے خوش فعلیان کرتے تھے بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الزمان اور
ملک قاسم پر زر نثار کیا غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار کو خلعت سے سرفراز کیا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے
دلوائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھوا دین یہان یاقوت شاہ نے لاش زرنگ وغیرہ سامنے لگا کے بیحد بیقراری

زرنگ رورو کے کہنے لگے یا خداوند ہمارے سردار کو زندہ کیجیے لقا سے بے لقا بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ کیا خداوندی
اپنے حکومت کرتے ہو اس گمراہ کو مین نے خود قتل کر ڈالا جاؤ لیجاؤ میرے سامنے سے لاش اسکی اور پھینکوا دو رفقاے
زرنگ ناچار و مجبور ہو کر ٹکڑے لاش زرنگ کے لیکر اُسکے وطن کو چلے گئے لقا نے حکم کیا کہ باغ بہشت سے پہلوان
قدرت کو نکالو زخم بختیہ رو ملین تن کا اچھا ہو چکا تھا غسل صحت کر چکا تھا لوگ اُسکو لیکر لقا کی خدمت مین آئے بختیہ نے
سجدہ کیا لقا نے آستین رحمت پشت بختیہ کی جھاڑ دی اور خلعت دیا وہ خلعت سرفرازی پہنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ
مین آکر بیٹھا دور شراب ناب ہوا بعد شراب پینے کے ناچ کا تماشا دیکھنے لگا بختیارک نے حال ہاروت اور زرنگ
کے مارے جانے کا بیان کیا بختیہ نے کہا اب مین آیا ہون ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ پھر شراب خواری کرنے
لگا جب خوب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کل یہ خدا پرست ہین اور مین
ہون یاقوت شاہ نے اُسی وقت لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے اور عرض کیا
کہ بختیہ رو ملین تن جو زخمدار ہو گیا تھا اب وہ اچھا ہوا ہے آج اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہے کل اُس سے مقابلہ ہے بادشاہ
اسلام نے کلمۂ رضینا بالقضا فرما کر حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجے خواجہ عمرو اُسی وقت نقارخانۂ
سلیمانی اور نقارخانہ جمشیدی مین آئے ہر ایک داروغۂ نقارخانہ نے خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو اُنکی نذرین قبول
کرکے طبل اسکندری کے برابر پہونچے غاشیۂ زربفتی اُتار کر دوال طبل اسکندری پر ماری آواز طبل اسکندری کی ایسی بلند
ہوئی کہ تمام لشکر اسلام مین خبر ہو گئی کہ آج طبل اسکندری بجا ہے کل لشکر اسلام سے سامنا ہے ہر ایک اپنے اپنے آلات
حرب کو درست کرنے لگا کمر ہمت چست باندھی چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو فوجین میدان
جنگ کی طرف روانہ ہوئین لشکر اسلام مین در دولت بادشاہی پر سرداران اولوالعزم کا اژدہام ہوا بادشاہ اسلام تخت سلیمانی
پر سوار ہو کر محل خاص سے برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا چوبدار پکارے کہ نگاہ روبرو قبلۂ عالم سلامت بادشاہ اسلام
بعد غرور احتشام راست و چپ کی جانب ملاحظہ فرماتے جاتے تھے اور ایک ایک کا بعد لطف سلام لیتے جاتے تھے
سواری بادشاہ اسلام کی کوچۂ سلامت سے گذرتی جاتی تھی اور دروستہ سلامی اُترتی جاتی تھی تمام سرداران عالیشان
جلو مین چلے آتے تھے یہانتک کہ وعدہ گاہ مصاف مین سواری پہونچی قلب سپاہ مین تخت بادشاہی آکر قائم ہوا
اور سرداران لشکر داہنی بائین جانب کھڑے ہوئے اور سب فوج کے پرے پشت بر جم گئے اُدھر سے لشکر کفار کی
آمد ہوئی یاقوت شاہ تخت پر سوار غواصی مین بختیارک شیطان درگاہ لقا مگس رانی کرتا ہوا داہنی طرف ہرمز و فرامرز
بن نوشیروان فوج کیانیون کی ہمراہ لیے ہوئے بائین طرف ضیغم خون آشام سرداران باختر ہمراہ آگے آگے تخت
کے بختیہ رو ملین تن پیراہن آب روان کا پہنے ہوئے غرضکہ آتے آتے سامنے لشکر اسلام کے لشکر کفار صف باندھکر
کھڑا ہوا اور ایک طرف کو تخت یاقوت شاہ آکر ٹھہرا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیبون نے
نقابت کی بعد اُسکے بختیہ رو ملین تن نے گینڈا اپنا بہ پیراگنبد گیتی نما کے سامنے اُتر کر لقا کو سجدہ کیا بعد اُسکے یاقوت شاہ
سے اجازت میدان حرب طلب کی یاقوت شاہ نے کہا اے بختیہ جا تجھے سپرد خداوند لقا کیا بختیہ سلام کر کے گینڈے
پر سوار ہوا اور گینڈا اُڑا کر میدان وغا مین آیا خوب سلحشوری کی بعد ازان للکار کر کہا اے فرقۂ خدا پرستان تم مین سے
جسکو تمنائے مرگ ہو وہ سامنے میرے آئے اور مجھسے مقابلہ کرے ابھی کلام مبارز طلبی نہ ختم ہونے پایا تھا کہ
منظفر بن ضیغم خون آشام رفیق شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم زیجاہ مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
آیا اور اجازت میدان جانے کی چاہی بادشاہ اسلام نے ازروے شفقت جام شربت خوش مزا مرحمت کیا اور فرمایا

که پروردگار عالم نگہبان ہی تجکو خدا کے سپرد کیا مظفر جام شربت پی کر آداب بجالایا اور مرکب پر سوار ہوکر سامنے نجخہ روئین تن
کے آیا نجخہ تنگاور زن ہوا دونون کی سپرین لڑین بھوبون مین تسے سپرون کے چنگاریان آگ کی جھڑین مرکب دونون
کے پسپا ہوئے پھر رانون مین مرکبون کو مسل کر ایک دوسرے کے مقابل آیا نجخہ نے مظفر سے کہا کہ تو تو بھائی زمرد شاہ
باختری کا ہی یعنی لڑکا خالوے قدرت خداوند لقا کا ہی خدا پرستون کے فریب مین آگیا دین اسلام اختیار کیا ارے
خداوند لقا سے پھر گیا اب بھی اگر تو راہ راست پر آئے اور خداوند لقا کو سجدہ کرے تو مین خداوند کے پاس تجھے لیجا کر
تیری تقصیر معاف کرا دون مظفر پکارا او گبر نابکار مین نے خداوند دو جہان کو سجدہ کیا ہی مخلوق کا پرستار مین نہین
ہوتا مین تیرے خداوند لقا پر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون تو کیا مجھکو بہکاتا ہی اب میدان وغا مین جو تجھسے ہو سکے قصور
نہ کرنا نجخہ یہ گفتگو سنکے غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام
پر مظفر نے نیزہ اسکا گانٹھا مشت کو اسکی سست پایا جھٹکا دیا کہ نیزہ اسکی مشت سے نکل گیا نجخہ کے منہ پر بسبب
شرم کے ہوائیان چھٹنے لگین روز روشن اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا جھنجھلا کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ آبدار کھینچ
پکارا کہ او مظفر تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کر دیا دیکھ یہ تیغۂ آبدار ہی خبردار رہنا یہ کہکر مظفر پر وار
تیغۂ آبدار کا کیا مظفر نے بڑھکر سپر بردار روکا قبضہ دونالہ سر پر آشنا ہوا مظفر نے بھی تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نجخہ روئین تن
نے اپنے سینے پر تلوار کو روکا تلوار مظفر کی یون اچٹ گئی جسطرح گھڑیال پر سے موگری اچٹ جاتی ہی اور جھنجھناہٹ
کی آواز آتی ہی نجخہ روئین تن نے پھر تلوار ماری مظفر نے پشت شمشیر پر تیغہ اسکا روکا اور تلوار کا ہاتھ پھر نجخہ پر مارا
نجخہ روئین تن نے تلوار سینہ پر روکی وہ بھی تلوار اچٹ گئی مطلق اثر نہ کیا اسی طرح پہر بھر کامل دونون مین تلوار چلی کہ نجخہ
تیغہ مارتا تھا مظفر سپر پر روکتا تھا یا پشت شمشیر پر مگر مظفر جو تلوار کا وار کرتا تھا تو نجخہ روئین تن سینہ سپر کر دیتا تھا
بعد پہر بھر کے نجخہ نے دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ خدا پرست بڑا چالاک ہی تلوار تیری نہین کھاتا آخر پیترا بدل کے کترا کر
جو سر پر ہاتھ مارا گوشۂ سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا چار انگل اتر گیا مظفر نے چالاکی سے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا
دریاے خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا نجخہ نے چاہا کہ اس مرد مسلمان کا کام تمام کرے کہ موت بن
سارنج للکارتا ہوا جھپٹا کہ او نامرد تو کیا کرتا ہی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی اڑا کر مرکب کو برابر نجخہ کے پہونچا مظفر کو تو لوگون کے
ہاتھ بھجوا دیا نجخہ نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ میرے صید زبون کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجھکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا موت
بن سارنج نے کہا کہ تجھکو آئین مردمی سے کچھ بہرہ نہین ہی زخمی کو تو ایک پیر زال چاہے تو مارے نجخہ نے کہا خیر اب اسکے عوض
مین تجھکو مارونگا غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کے تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار کی رد و بدل رہی موت بن سارنج نے
کتنی ہی تلوارین نجخہ پر مارین مگر ایک بھی کارگر نہین ہوئی کہین خط تک اسکے جسم برہنہ پر نہ پڑا جب تلوار موت بن سارنج
کی ٹوٹ گئی تو میل آہنی ارابے پر لدا ہوا تھا وہ اٹھا کر نجخہ پر مارا نجخہ نے اسے بھی رد کیا متواتر سات میل لینے نجخہ
پر مارے نجخہ نے ساتون میل رد کر دیے پھر نجخہ نے تلوار جھپٹ کر ماری دہنا ہاتھ موت بن سارنج کا زخمی ہوا اسے
ہاتھ سے خنجر پہلو پر نجخہ کے مارا خنجر بھی اسکا اچٹ گیا نجخہ نے پھر تلوار ماری کہ سر موت بن سارنج کا زخمی ہوا اور بیہوش
ہو گیا نجخہ نے چاہا کہ بڑھکر موت بن سارنج کا سر کاٹ لے کہ قیطاس اژدر پوش للکار کر جھپٹا گھوڑا اڑا کر برابر
نجخہ کے آیا موت بن سارنج کو تو لوگون کے ہاتھ لشکر مین بھیج دیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی قیطاس اژدر پوش
شام تک لڑا کیا انجام کار یہ بھی ہاتھ سے نجخہ کے زخمی ہوا شام کو طبل بازگشت یاقوت شاہ نے بجوایا دونون لشکر
اپنے اپنے خیمون کی طرف بڑھے یاقوت شاہ نجخہ پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تھا نجخہ کے واسطے خلعت

بھیجا ادھر بادشاہ اسلام زخمیون کو گھایل دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ عجیب طرح کا ردیین تن ہر کہ کسی کی تلوار اسپر اثر نہین کرتی دیکھیے اسکے ہاتھ سے کس کسکو ایذا پہونچتی ہر بادشاہ اسلام جب داخل بارگاہ ہوئے فرزندون عزیزون کو بلوایا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ پھر تختہ نے طبل جنگ بجوایا ہر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین یہان بھی نقارۂ رزمی بجے قصہ مختصر تختہ ردیین تن نے سات روز تک میدان آرائی کی اور بہت سے سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کیا اکثر تو جان سے مارے گئے ساتوین روز پہر دن چڑھا باقی تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا ہرکارے خبر کے واسطے دوڑے گرد جب نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار عیار ہر ایک چست و طرار جوڑیان خنجر کی ہاتھون مین لیے ہوئے پیچھے زیب کمر سپرین دوش پر رکھے ہوئے آپسمین خنجر زنی اور پنجہ بازی کرتے ہوئے چلے آتے ہین اور اسکے سرگروہ دو بھائی ہین کہ بڑے کا نام سیالک سیاہ کلاہ اور چھوٹے کا بہروز غول بچہ ہر ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ سابق مین انکا حال گزارش کر چکا ہون کہ یہ دونون آئے تھے اور ڈر کر چلے گئے تھے اب پھر دوبارہ یہ دونون مع عیارون کے آئے ہین سامان جنگ و جدال درست کرکے لائے ہین القصہ میدان رزمگاہ مین پہونچے اور آکر یاقوت شاہ کو مجرا کیا اور صف باندھکر بارہ ہزار عیار کھڑے ہوئے یکایک ادھر گرد صحرا کی طرف سے اٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ چالیس ہزار عیار ڈفلے نفیر انکے آگے بجتے ہوئے علم و نشان فوج انکے کھلے ہوئے سلحشوریان کرتے ہوئے دکھائی دیے اور تین عیار انکے آگے آگے چلے آتے تھے ایک انمین بارہ سنگے کی کھال کا لباس پہنے ہوئے تھا کہ نام اسکا گورزن پوست پوش تھا اور دوسرا عیار جوڑی خنجر کی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے عیارون سے معروف خنجر زنی تھا نام اسکا سعید خنجر گزار تھا اور تیسرے عیار کا نام نوادر سنگ انداز تھا بیس من کا پتھر گوپھن مین رکھکر مارتا تھا ان سبھون نے بھی آکر یاقوت شاہ کو سلام کیا نذرین گذرانین غرضکہ ان عیارون کے آنے مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر پھرے بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ یہ سب بلائین عیارون کی تمھارے واسطے آئی ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ پیر و مرشد پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہر جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور مین تو سیالک و بہروز دونون کو گرفتار کر چکا تھا مگر حضور نے چھڑوا دیا اور یہ بھاگ کر چلے گئے تھے اب پھر اپنا سامان درست کرکے آئے ہین خیر سمجھا جائیگا یہی باتین کرتے ہوئے بادشاہ اسلام و خواجہ عمرو داخل بارگاہ ہوئے ادھر یاقوت شاہ ان عیارون کو ساتھ لیے ہوئے لقا کے سامنے آیا سب کو سجدہ کروایا خلعت دلوایا پھر اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین داخل ہوا صحبت عیش برپا کی ساقیان پریچہرہ کو حکم دیا دورۂ بادۂ ناب ہوا جام زرنگار گردش مین آیا بختیارک نے بہروز سے کہا پہلے تم جو آئے تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے مقابلہ کرکے ذلیل ہو چکے ہو عمرو وہ بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہر اسپر کوئی عیاری کارگر نہوگی اور نہ کوئی عیار غالب آئیگا بہروز نے کہا ملک جی اب مین وہ بہروز نہین ہون ہر روز مشق میری بڑھتی گئی ہر اب سر میدان اسکو مارونگا ادھر نوادر سنگ انداز نے بہت سی لاف و گزاف کی کہ مین نے ملک تصویریہ باختر مین عمرو کا شہرہ سنا تھا اسی واسطے آیا ہون کہ اسکو سر جنگ مقتول کرون ادھر گورزن پوست پوش اور سعید خنجر گزار نے بہت سی لنترانیان کین بہروز بولا کہ مین پہلے اس سان بازادے سے لڑون بعد اسکے جسکا جی چاہے اس سے مقابلہ کرے اور یاقوت شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے کل مین ہون اور عمرو ہر بختیارک نے کہا کہ ابھی تم آئے ہو جلدی کرنا اچھی نہین ہر دو ایک روز ٹھہرو بعد اسکے طبل جنگ اپنے نام پر بجوانا اور سامنا عمرو سے کرنا بہروز نے کہا کہ ابھی

ہین جبتک اُس سے نہین لڑتا ہون مجھے چین نہین ہی کل مین ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا بختیارک نے کہا ہم بھی
تماشا دیکھینگے القصہ اُسوقت بہروز کے نام پر طبل جنگ بجا ہرکارے سے خبر لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر
ہوئے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا بہروز عیار نے طبل جنگ بجوایا ہی عمرو نے کہا ای
شہریار مجھے عیاری سے کچھ مطلب نہین وہ میرا کیا کریگا مین میدان مین نہ جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جب
بہروز میدان مین تمھارا نام لیکر پکاریگا تم کیونکر نہ جاؤگے عرض کیا مین لشکر ہی مین نہ رہونگا بادشاہ نے کہا تم
ایک مرتبہ اُسکو گرفتار کرکے لے چکے ہو اب کیون ڈرتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مفلس کا دل تھوڑا ہوتا ہی
اُس سے کچھ نہین ہوسکتا بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ ہم تمھین دینگے قاسم و بدیع الزمان و لندھور بالاتفاق
بالاتفاق بولے کہ ایک ایک ہزار روپیہ ہم بھی آپ کی نذر کرینگے قصہ مختصر جتنے سردار تھے سب نے کہا کہ ہم
روپیہ بھیجے کسی نے دوسو کسی نے چارسو کسی نے پانچسو روپیہ دینے کا اقبال کیا عمرو نے کہا یہ سب زبانی جمع خرچ
ہی کوئی مجکو دینے والا نہین معلوم ہوتا اگر نقد میرے حوالے کردو تو مین جانبازی کو موجود ہون اُسی وقت سب نے
نقد روپیہ منگوا کر رکھدیے عمرو نے سب روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جا کر نقارہ خانے مین طبل جنگ اپنے نام پر
بجوایا پھر تو جتنے عیار تھے اپنی تیاری مین مصروف ہوئے رات کو جا کر میدان عیاری درست کیا صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے ادھر بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام میدان جنگ مین پہونچے اُدھر سے یاقوت شاہ
اور بختیارک اور تمام کفار آئے ایک طرف سے عیاران لشکر اسلام نمودار ہوئے اور زیر کنگرہ آکر بیٹھے ایک طرف سے
بہروز غول بچہ اور سیاک سیاہ کلاہ اور لواد سنگ انداز اور گوزن پوست پوش اور سعید خنجر گذار اپنے
عیارون کو ساتھ لیے ہوئے میدان مین آئے دونون لشکر نگران تھے کہ دیکھین کون عیار کسکی طرف سے نکلتا ہی
اور کیا کرتا ہی کہ ایک مرتبہ بہروز غول بچہ صندوق عیاری سے کودا نقارے سے لیکا گنبد کیتی نما پر سے بیٹھا ہوا تماشا
دیکھتا ہی پہلے بہروز غول بچہ نے پھر کر تقاشی طرف سجدہ کیا اور پھر یاقوت شاہ سے اجازت میدان لیکر جست کرکے
چلا گویا آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا تھا اُسی اُچکنے مین پنجہ کھینچکے ہاتھ نکالنے لگا ایک بجلی چمکتی معلوم ہوتی تھی جب زمین پر
گرنے لگتا تھا پنجہ پر پاؤن رکھ لیتا تھا اُسیتے ہی سہارے مین پھر جست کرکے آسمان پر جاتا تھا چار گھڑی تک اسی طرح
پروے ہوا پنجہ کے ہاتھ نکالا کیا بعد اُسکے زمین پر کھڑے ہو کر دم لیا پسینا خشک کیا تمام لشکر اسلام تماشا کھڑا دیکھتا ہی
گویا بنت قلع کرکے تماشا کر رہا ہی غرضکہ پھر للکارا کہ ای عیاران لشکر اسلام کہان ہی عمرو میرے مقابلے کو آئے یہان
جو دیکھا تو عمرو کا نام و نشان بھی نہین ہی چہار طرف تلاش کیا کہین نہ پایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو سب کو ذلیل
کر دا کے چلا گیا کہ اسمین سر ہنگ کی نے عمرو کی عرضی لا کر پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ غلام خانہ کعبہ کو گیا جو آپ کو حاجی اور
مجاورون کو بھیجا ہو وہ مجھے بھیجیے گا مین اُنکو تقسیم کر دونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو نے اچھا نہ کیا جو چلا گیا
لندھور نے کہا حضور اُنکے دستور سے واقف ہین کہ وہ ظاہر ہو کر حریف سے نہین سامنا کرتے ہین غائب ہو کر
لڑتے ہین یہی باتین یہان تھین کہ خبر بہروز کو بھی پہونچی کہ عمرو لشکر مین نہین ہی کسی طرف بھاگ گیا اُسنے کہا کہ میرے
خوف سے عمرو چلا گیا پھر پکارنے لگا ای عیاران لشکر اسلام عمرو تو بھاگ گیا اب تم مین سے کوئی میرے مقابلے کو آ
چالاک بن عمرو صندوق عیاری سے کودا تھا کہ جا کر اُس سے سامنا کرے کہ صحرا کی طرف سے ایک مرد بر تخت
پر سوار لباس شاہانہ پہنے ہوئے گرد اُسکے روشنی کی بجتی ہوئی نمایان ہوا اور کنگرہ اُسکا آکر استادہ ہوا نیچے کنگرے
کے تخت اُسکا رکھا گیا کہ بہروز نے پھر للکارا کہ کوئی مجھسے مقابلہ کرنے عیاران لشکر اسلام سے نہین آیا کہ وہ مرد ضعیف

تخت پر سے اُترا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا مین اور آہستہ آہستہ میدان کو چلا بختیارک نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ مرد پیر عمرو ہے اس شکل کا بنکر آیا ہے کسی کو کہنا بختیارک کا باور نہ آیا مگر بہروز نے اُس مرد ضعیف کو دیکھا
اور پکارا او اجل رسیدہ تو کون ہے جو میرے مقابلے کو آیا ہے عمرو تو میرے سامنے سے بھاگ گیا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا
اسے کیون اپنی شامت لایا ہے وہ مرد ضعیف بولا او چھوکرے عمرو تو ولی اللہ ہے تجھسے کیا بھاگیگا مین اُسکا ایک ادنی
مرید ہون پہلے مجھسے تو عہدہ برآ ہو لے تجھ ایسے سو عیار اگر ہون تو گرفتار کرکے نیچا دکھاؤن بہروز یہ سنکر آگ ہو گیا
اور گوپھن کے گلے مین پتھر رکھکر مارا اُس مرد پیر نے خالی دیا بہروز نے جتنے پتھر مارے سب خالی دیے اور اپنا حملہ
بہروز پر نہ کیا بہروز نے کمند ہاتھ مین لی اور اُس مرد پیر پر ماری وہ حلقہاے کمند مین سے نکل گیا اُسکے دام
مین نہ آیا بہروز نے خنجر مارنا شروع کیا پہلے یکدستی خنجر مارا پھر دودستی خنجر مارے کوئی خنجر اُس مرد ضعیف نے
نہ کھایا اور ہنسکر کہا او چھوکرے ہم تعلیم یافتہ خواجہ عمرو کے ہین تو کیا ہمسے عہدہ برآ ہوگا اور دیکھ ہم تجھے باندھے
لیتے ہین بہروز نے کہا تیری قضا آئی ہے اور پنجہ ہاتھ مین پکڑ کر پنجہ زنی کرنے لگا وہ مرد ضعیف ہنس رہا تھا اور اپنے
کو بچا رہا تھا اور بہروز غضبناک ہو کر پیچھے مار رہا تھا ایک دو گھڑی کے بعد وہ مرد ضعیف بہروز کے سامنے سے
بھاگا اور بہروز اُسکے پیچھے دوڑا للکارتا جاتا ہے او مرد ضعیف بڈھے میدان جنگ سے کہان جاتا ہے بے مارے
نہ چھوڑونگا وہ بھاگتے بھاگتے ایک گڑھے مین جاکر گر پڑا بہروز جو آیا اُس گڑھے مین جھانکنے لگا دیکھا کہ چاہ تاریک
ہے کچھ سوجھتا نہین وہ تو جھانک رہا تھا قضاے کار وہ مرد ضعیف برابر اُس گڑھے کے دوسرا گڑھا تھا اُسمین سے
نکلا اور حلقہاے کمند بہروز پر مارے بہروز حیران ہوا کہ یہ روز بد کا سامنا کیونکر ہو گیا یہ بلا کہان سے آئی اور
حلقہاے کمند مین اسیر ہو کر گرا پس وہ مرد ضعیف چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور صورت یہ ہے
کہ اُس پیر مرد نے نعرہ کیا نعرہ عمرو + عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ بختک بداختر ببرم + در محفل خسروان
جو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبوح سافر بہ برم + منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار جب خواجہ نے بہروز کو گرفتار کیا اور نعرہ مارا یہ سنکے بختیارک صلوۃ پڑھنے لگا اور
یاقوت شاہ سے کہنے لگا کہ آپکو میرے کہنے کا یقین نہ آیا تھا اب ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمرو ہے یا نہین القصہ تمام
لشکر اُداس و پریشان ہے سیامک سیاہ کلاہ بھائی بہروز غول بچہ کا کمال رنجیدہ تھا کہتا جاتا تھا کہ اسکا عوض
مین عمرو سے لونگا مگر عمرو بہروز کو باندھے ہوئے بادشاہ اسلام کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا بادشاہ اسلام
نے عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ صبح کو کے وقت بہروز کو ہمارے سامنے لانا عمرو نے بہروز کو غل و زنجیر مین گرفتار
کرکے عیارون کے سپرد کر دیا صبح کو بادشاہ اسلام نے تخت بادشاہی پر جلوس فرمایا سب سردار آکر حاضر ہوئے
بہروز کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا بادشاہ اسلام نے پوچھا اے بہروز تجھے کیونکر عمرو نے گرفتار کیا اُسنے عرض
کیا کہ جسطرح عیار عیارون کو گرفتار کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا اے بہروز بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر لقا پرستی
چھوڑ دے پرستاران لقاے بے لقا پر لعنت کر نہین تو مارا جائیگا یہ کہکر بہت سی مذمت لقا کی بیان کی اور توحید
خداے عزوجل کی بزبان فصیح بیان فرمائی مگر بہروز نہایت سیاہ قلب تھا کب بصدق دل اسلام لانے والا
تھا دل مین اپنے خیال کیا کہ اگر اسوقت کہنا نہ مانونگا تو مارا جاؤنگا عرض کی کہ مین نے لقا پر لعنت کی اور
پڑھ کر از روی ترس طوطے کیطرح مسلمان ہو گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین اسے اپنا عیار بناؤنگا
بہروز کو عالمون کے سپرد کیا کہ ملا لیتے دین اسلام کے تعلیم کرو بہروز سیاہ اُن عالمون کی صحبت مین

اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین رہنے لگا چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک دن خیال مین آیا کہ تو کہان تک مسلمانون
مین پڑا رہیگا اور خداوند لقا پر لعنت و ملامت سناکریگا بہتر یہ ہے کہ اب یہان سے چل اور بن پڑے تو بادشاہ اسلام کا
سر کاٹ کر لیچل غرض ایک رات کو بہروز نے فراشون مین بیٹھکر شراب مین بیہوشی ملائی اور سب فراشون کو بیہوش
کیا اور اُٹھکر قنات کو چاک کر کے اندر جھانکنے لگا قضائے کار اُسروز طلایہ کے گشت پر اسد بن کرب غازی
تھا چہار طرف پھرتا ہوا خیمہ بادشاہ اسلام کے پاس آیا دیکھا کہ تمام فراش بیہوش پڑے ہوئے ہین اور ایک شخص
قنات چاک کئیے ہوئے جھانک رہا ہے اسد نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا کہ او روسیاہ تو کون ہے کیا بادشاہ اسلام کے
قتل کرنے کی فکر مین ہے باش او تیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بہروز غول بچہ اسد شیر دل
کی آواز سنکر گھبرا گیا اور وہان سے ہٹکر چاہا کہ بھاگے کہ اسد شیر دل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا بہروز کے
دو ٹکڑے ہوئے لاش زمین پر تڑپی اسد شیر دل نے روشنی منگوا کر اُسے جو دیکھا پہچانا کہ یہ تو بہروز روسیاہ ہے
غرض اسد شیر دل نے لاش اُسکی لوگون کے سپرد کی اور آپ اور طرف چلا گیا جب رات گذری اور صبح ہوئی بادشاہ
اسلام ہنوز خوابگاہ مین تھے کہ پرچہ اخبار گذرا کہ شب کو حضور کے قتل کرنے کی فکر مین ایک عیار تھا اُسے اسد شیر دل
نے مارا پھر جو روشنی منگوا کر دیکھا تو وہ بہروز تھا بادشاہ اسلام نے تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرمایا دربار سرداران سے
معمور ہوا اسد شیر دل نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ بشنے تمنے رات کو مارا ہے اُسکی لاش منگواؤ اسد نے
اُسکی لاش منگوائی بادشاہ اسلام نے دیکھکر فرمایا کہ مین سمجھا تھا کہ یہ روسیاہ بہ صدق دل مسلمان ہوا تھا مگر سیاہ قلب
تھا کیا اسلام لاتا لاش اسکی گھورے پر پھنکوا دو اُسی وقت لاش اُس سیاہ رو کی گھورے پر پھنکوا دی گئی بادشاہ اسلام
نے اسد کو خلعت منگوا کر دیا ہرکارون نے کفار کے جو باہر لگے ہوئے تھے یہ خبر جا کر یاقوت شاہ کو دی کہ بہروز
غول بچہ مارا گیا اسپہ سیاہ کلاہ سنکر رونے لگا گریبان چاک کیا اور بہ حال تباہ جاکر لاش بہروز کی گھورے
پر سے اُٹھا لایا اور سامنے لقا کے بے لقا کے لاش اپنے برادر بہروز کی رکھدی اور رو رو کر کہا یا خداوند اسے
زندہ کر دیجیے کہ مین نے اسے فرزندون کی طرح پالا ہے اسکے مرنے سے گویا مین مر گیا لقائے بے لقا نے یہ سنکر
کہا اے سپاہ ملک نہ گھبرا ہم اسے زندہ کر دینگے مگر ابھی نوروز کو تو خاطر جمع رکھ پہلے اسے زندہ کر لینگے تو بعد کو اور
کسی کو زندہ کرینگے اور ابھی اور طرح کی تقدیرین کرینگے سپاہ ملک لاش بہروز کی بھیجکر لایا اور ایک صندوق لاکر
اُسمین لاش رکھی اور زمین مین دفن کر دی اور قبر اُسکی بنا کر اُسپر فقیر بنکے بیٹھا ہر چند لوگ سمجھاتے تھے سپاہ ملک کو
صبر نہ آتا تھا آب و طعام چھوڑ دیا تھا یہان یاقوت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ بیٹا دودہ زنگی کا قطران
دو لاکھ سوار سے آتا ہے اور ملک شالک غول گردوانی اور کوہ تخت شیر شکار اُسکے ساتھ ہین یاقوت شاہ
نے لقا سے آکر عرض کیا لقا نے حکم دیا کہ بندۂ خاص الخاص میرا آتا ہے جاؤ استقبال کر کے اُسکو لاؤ اُسی وقت تمام
کافر خاص واسطے استقبال قطران کے روانہ ہوئے اثنائے راہ مین اُس سے ملاقات ہوئی بہ اعزاز و اکرام سب کے
سب پیش آئے اور اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین لائے قطران وغیرہ نے لقا کو سجدہ کیا اُسنے دست تخبش
اپنا سر پر پھیرا خلعت برگزیدگی عطا کیا اور پکارا کہ تو بندۂ خاص میرا ہے جا تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت
تقدیر کر دی ہے قطران وہان سے اُٹھکر یاقوت شاہ کے ساتھ نیچے فیلون کے اُترا اپنے لشکر مین نہ گیا
یاقوت شاہ کے دربار مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب دو چار جام پیے اور
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا کیفیت اہل اسلام کی پوچھی بختیارک موجود تھا اُسنے از ابتدا تا انتہا سارا حال بیان کیا

اور کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بلاے بے درمان ہین خداوند لقا کی بیٹیان تک چھین کے لیگئے اور ابھی
تمام لشکر اسلام پر برف باری کرائی تھی سب خداپرست تباہ ہو گئے پھر سب کے سب جمعیت کثیر اپنے ہمراہ لیکر یہان
آگئے ہین بار دیگر خداپرستون نے سر اُٹھائے ہین اور بالفعل تو بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران کی شان و شوکت
سب سے زیادہ ہی ابھی طلسم خونریز اُسنے فتح کیا ہی قطران نے کہا ملک جی تم دیکھنا کہ اُسکا مین کیا حال
کرتا ہون ایسی سرخنگ معقول دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا ساری کشتی اور لشکر کشی بھول جائیگا اور اگر میری دہشت سے
وہ میرے مقابلے کو نہ آیا تو لشکر اسلام مین گھس جاؤنگا اور اُسے پکڑ لاؤنگا نجنبارک نے کہا ای قطران خدا خیر کرے
تمنے بڑی لاف و گزاف کی ہی قطران بولا ملک جی تم مجھے ڈراتے ہو مین کسی خداپرست کی حقیقت نہین جانتا
ہون رستم کو نہین مانتا ہون قضاے کار جاسوسان لشکر اسلام نے یہ سب کیفیت جاکر بارگاہ سلیمانی مین
بادشاہ اسلام کی حضور مین بیان کی شہزادۂ بدیع الزمان عالی شان نے جو سنا کہ قطران مجھے بہ حقارت یاد کرتا ہی
نہایت غیظ و غضب طاری ہوا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جی چاہتا ہی کہ ابھی جاکر اُسکی گوشمالی کیجیے بادشاہ
اسلام نے ارشاد کیا کہ سر میدان اُس سے سمجھ لینا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین اُسنے ایک نامہ بھیجتا ہون
دیکھون کیا جواب دیتا ہی اور دبیر کو بلا کر کہا کہ ایک نامہ قطران کو اس مضمون کا لکھو کہ مین سنتا ہی کہ تو نے بارگاہ
یاقوت شاہ مین بیٹھکر مجھکو بہ بدی یاد کیا ہی بہادرون کا یہ شیوہ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ کل سر میدان نکل کر مجھسے مقابلہ
کر دیکھون تو کیسا شجاع ہی نہین تو مین آکر سزاے معقول تجھے دونگا تمام لاف و گزاف بھول جائیگا دبیر نے یہی
مضمون لکھکر پیش کیا بدیع الزمان نے اُسے خلعت دیا اور پکار کر کہا کہ کوئی ہی ایسا کہ نامہ ہمارا قطران کے پاس
لیجائے اور جواب لائے یہ سنتے ہی اسد شیردل بن کرب غازی اپنے ڈنگل پر سے اُٹھے بدیع الزمان کو
سلام کیا اور کہا کہ ماموں جان مین آپ کا نامہ لیکر جاؤنگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ تم جاہل ہو تم نہ جاؤ اسد
نے کہا کہ ماموں جان مین جہالت نہ کرونگا بسہولت نامہ دے کر جواب لے آؤنگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو مین
اپنے تئین ہلاک کرونگا کسواسطے کہ مین جس امر کا ارادہ کرتا ہون پھر اُس سے باز نہین رہتا ہون بدیع الزمان
یہ سنکر ناچار ہو گئے کہا خیر بہتر ہی جاؤ مگر خبردار کسی سے جہالت کر کے لڑنا نہین اسد شیردل نے نامہ لیکر سر سے باندھا
اور اپنے قزاقون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے ہرکارون نے قطران کو خبر دی کہ ایلچی بدیع الزمان کا تمھارے پاس
آتا ہی نجنبارک نے کہا ای قطران تمھاری لاف و گزاف کی خبر بدیع الزمان نے سنی ہوگی جو نامہ تمکو لکھا ہی اب
ایلچی اُسکا یہان آتا ہی ضرور سرکشی دکھائیگا قطران بولا کہ آنے دو دیکھا جائیگا اُسوقت بارگاہ سے یاقوت شاہ
کی اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ ایلچی خداپرست کا آتا ہی اُسے روکنا نہین آنے دینا نجنبارک کو بھلا
کب چین آتا ہی بارگاہ یاقوت شاہ سے اُٹھکر قطران کے پاس آبیٹھا لیکن اسد بن کرب غازی جب
لشکر مین قطران کے داخل ہوا جو علم و نشان سامنے آیا اُسے گرا دیا ان بدعتون کی خبر قطران کو پہونچی بولا کہ
ایلچی ہی اُس سے کچھ کہو نہین نجنبارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ ایلچی سرکشی دکھاتا ہوا آئیگا قطران
بولا کہ خیر سرکشی دکھانے سے کیا ہوتا ہی یہانتک کہ اسد شیردل دربارگاہ قطران پر آیا تمام جلوخانے کو خالی
کرا کے اپنے آدمیون کو وہان قائم کیا اور آپ اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ کافران ہیمون خصلت و خرسہاے
بادیۂ ضلالت بیٹھے ہوئے ہین بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام غیب سے آیا کفار نے مانند مار بل کھایا
قطران نے چاہا تھا کہ کرسی اسد شیردل کے بیٹھنے کو منگوائے اسد بلداے باختری کی طرف متوجہ ہوا

اور اُس سے کہا کہ تو دنگل اپنا ایک لحظہ کے واسطے خالی کر دے کہ مین بیٹھ جاؤن اور نامہ دے کر جواب نامہ کا لیلون
پھر تو اپنے دنگل پر آ بیٹھنا بلدا نے کہا کہ کیون مضطرب ہوتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی تو اُس پر بیٹھکر گفتگو کر لینا لحظہ
بھر ٹھہرے رہنے مین کیا پاؤن تیرے تھک جاوینگے اسد شیر دل نے کہا کہ مین تیرے دنگل پر بیٹھونگا اور اگر
نہ اُٹھیگا تو زبردستی تجکو اُٹھا دونگا بلدا پکارا تیری کیا طاقت ہی جو تو مجھے اس دنگل پر سے اُٹھا دے اسد نے
ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کر دنگل پر سے کھینچ لے اُسنے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اور چاہا کہ طمانچہ مارے اسد نے دوسرے
ہاتھ سے ایک ہی خنجر اُسکے سینے پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا وہ تڑپ کر مر گیا اسد نے لاش اُسکی نیچے ڈال دی
اور آپ اُسکے دنگل پر بیٹھکر لنگر مارا کہ چارون چولین دنگل کی چرچرا گئین بختیارک نے آگے بڑھکے سلام کیا اور
کہا کہ پیر و مرشد سبحان اللہ خوب آپ نے جگر داری کی آپ کا اور آپ کے خاندان کا تو یہی دستور ہی قطران نے
دیکھا کہ اس ایلچی نے میرے سپہ سالار کو مار ڈالا برہم ہو کر پوچھا کہ تو کس واسطے آیا ہی اسد نے کہا کہ نامہ لایا ہون شہزادہ
تہمتن گرو رستم شکوہ داماد لقا و گنجاب شہزادہ بدیع الزمان نامدار کا قطران نے کہا کہ لا نامہ دے مین دیکھون
تو کیا لکھا ہی اسد شیر دل نے جواب دیا کہ پہلے نامے پر زر نثار کر اور چند قدم استقبال کر دونون ہاتھ پھیلا اُسوقت
نامہ تجھے دیا جاوے بختیارک چاہتا تھا کچھ فتنہ انگیزی کرے کہ ایک دھول اُسکے سر پر پڑی کہ پگڑی دربار ہی
بختیارک کی اُچھل کر دور جا گری بختیارک سمجھا کہ پیر و مرشد کامل بھی یہان موجود ہین پس بختیارک نے
قطران سے کہا کہ خداوند لقا نے ہمیشہ اُنکے نامے کی تعظیم کی ہی تم بھی اگر تعظیم کرو گے تو تمہاری عزت
نہ گھٹ جائیگی قطران نے پہلے کشتیان اشرفیون کی منگوا کر نامے پر نثار کین مگر اُسمین سے ایک حبہ کسی کے ہاتھ
نہ آیا خواجہ عمرو نے بہ چالاکی جال الیاسی مار کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے قطران اُٹھا استقبال کیا دونون ہاتھ پھیلا
نامہ لیا منشی کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے پڑھو منشی نے بہ آواز بلند وہ نامہ پڑھا قطران نے سنکر نہایت پیچ و تاب
کھایا اور کہا کہ اس نامے کا جواب فقط جنگ ہی القصہ اسد بن کرب غازی جواب نامہ لیکر خدمت شہزادہ
بدیع الزمان نامدار مین آیا تمام حال بیان کیا بدیع الزمان نے اسد کو گلے سے لگا لیا اور نہایت خوش ہوئے بہت
تعریف کی بادشاہ اسلام نے خلعت دیا یہان قطران اپنی بارگاہ سے اُٹھکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین آیا سب
سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مین مناسب نہ سمجھا کہ ایلچی سے بے ادبی پیش آؤن نہین ذرا سے اشارے مین وہ مار لیا جاتا
اگر بتائید تعالے خداے باختر ہی سر میدان سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا آپ طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے
یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جیسے طبل جنگ بجا اور آواز کوس حربی کی بلند ہوئی ہرکارے خبر لیکر خدمت
بابرکت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے دعا و ثناے شاہی بجا لاے عرض کیا کہ قطران نے طبل جنگی بجوایا ہی بادشاہ نے
فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی بہ فضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی آواز
طبل سکندری کی گونجی سب غازیان دیندار مطلع ہوگئے کہ کل لشکر لقا سے مقابلہ ہی چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری ہوا کی جسوقت صبح ہوئی میدان داری کا بندوبست ہوا دونون لشکر معرکہ کارزار مین آکر مثل صف مژگان صف آرا
ہوئے جب میدان تیار ہو چکا اور نقیباے بلند آواز نقابت کر چکے قطران بن دود زنگی نے گینڈے کو اپنے جولان
کیا لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا اُسکے سامنے آکر گینڈے سے اُترا خداوند لقا کو سجدہ کیا یاقوت شاہ
سے رخصت میدان حرب طلب کی عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خدا پرستون کا کام تمام کردون اُسنے کہا جا تجھے زمرد شاہ باختری
کے سپرد کیا قطران پھر گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلحشوری کی اور پکارا اے خدا پرستو کوئی میرے

مقابلے کو آئے جیسے تمنا سے سوت ہو یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر گھوڑا چمکا کر قریب تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت پیکار حاصل کی مجرا بجا لا کے پودھا باگ کا لیا اور سامنے قطران کے آئے قطران تگاور رن
ہوا دس قدم مرکب قطران کا پیچھے ہٹ گیا اور پانچ قدم مرکب فرخ شہسوار قلندر کا ہٹا جو مرکبون کو رانون مین مسل کر
ایک دوسرے کے مقابل ہوا قطران نے دیکھا کہ ایک جوان حسین صاحب شوکت وشان ہے کہا کہ اپنا نام ونشان
بیان کرو اُس بہادر نے فرمایا کہ مین فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا فرخ شہسوار قلندر بعد کروفر
ہے قطران نے کہا کہ دین لقا پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا فرخ پکارا سے کہ او بے حیا کیا کمینا ہے
مین لقا سے بے لقا اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون قطران نہایت خشمناک ہوا اور کہا کہ خیر معلوم ہوا
اب تو حربہ پیکار سنبھال اور حسرت دل اور حوصلہ سپاہگری نکال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے کہا کہ اہل اسلام
کا یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو پہلے وار کر بعد اسکے ہم سمجھ لینگے شیر کو بغیر ٹوکے غیظ نہین آتا قطران نے بڑھکر
نیزہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو رد کا سنانین نیزون کی لڑین چنگاریان آگ کی اُڑنے لگین
نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے نیزہ قطران کا ہوائی کر دیا قطران نیز
ہوا آب خجالت مین غرق ہوا اور نہایت خشمناک ہو کر تیغہ کمر سے کھینچا اور للکارا کہ خبردار ہو اور بڑھکر تیغے کا وار
کیا شہزادہ فرخ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ اُسکا گوشہ سپر پر پڑا سپر کو قلم کر کے تا دوابرو سر مین اُتر آیا
فرخ شہسوار نے دستانہ مارا تیغہ چھٹکر نکل گیا لیکن چادر خون کی منھ پر آ پڑی اُسی حالت زخمداری مین جھپٹ کر
تلوار ماری قطران نے خالی دی تکان جو پہونچی ہوا زخم مین بھی سر قربوس سے لگ گیا بیہوش ہو گئے
قطران نے فرخ کو باندھکر اپنے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارزطلبی کی شہزادہ ہاشم تیغزن گھوڑا چمکا کر سامنے
قطران کے آئے بعد از گفتگوے بسیار نوبت جنگ وجدال پہونچی قطران نے وہی تیغہ خون آلود شہزادہ
ہاشم تیغزن پر مارا ہاشم نے تلوار اُسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا قطران نے پشت تیغ پر رد کا پھر تیغے کا وار کیا
ہاشم نے پھر رد کر دیا دو گھڑی تک تلوار چلا کی ایک مقام پر ہاشم نے چاہا کہ تلوار اُسکی چھین کر قاش زین سے
اُٹھا لے گھوڑے کو رانون مین مسلا کہ وہ چمک کر بجلی کی طرح چلا قضاے کار وہان موشخانہ تھا نہ تھا گھوڑے کا
پاؤن موشخانے مین جا پڑا خود سر سے اُلٹ گیا ہاشم تیغزن گھوڑے کو سنبھالنے لگا اس عرصے مین قطران
کا تیغہ چار انگل سر مین اُتر گیا زخم کاری لگا خون جاری ہوا ہاشم تیغزن نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا
رومال سے زخم سر باندھنے لگا لیکن قطران نے مہلت نہ دی دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا ہاشم تیغزن نے اپنے
تئین بچایا تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا مرکب کا سر قلم ہوا ہاشم گھوڑے سے کود پڑے اور گینڈے سے قطران
کے پشت پر ہیچ کرگدن قطران کو اُٹھا لیا قطران گینڈے سے کود پڑا ہاشم نے گینڈے کو چرخ دے کر مارا گینڈا
تڑپ کر مر گیا قطران دوڑ کر لپٹ گیا دست وگریبان کشتی ہونے لگی مگر ہاشم تیغزن کے جو زخم کاری لگا تھا خون
بہت بہا قطران نے ہاشم کی مشکین باندھ لین اور لشکر وہان سے پھر آیا یاقوت شاہ قطران پر زر نثار کرتا
ہوا لیگیا اُدھر اہل اسلام اداس و پریشان پھرے یہان جسوقت یاقوت شاہ قطران کو لیے ہوئے اپنی
بارگاہ مین داخل ہوا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا بختیارک نے کہا اے قطران خداپرستون کا
دستور ہے کہ جسکو پکڑ لیجاتے ہین اُسکو تلقین مذہب اسلام کرتے ہین اگر اُسنے دین اسلام قبول کیا تو اسکو چھوڑ دیا
نہین تو قتل کیا تمنے بھی دو فرزندان حمزہ کو گرفتار کیا ہے اُنکو بلا کے کہو کہ لقا کو سجدہ کرین اگر وہ تمھارا کہنا مان جاوین

تو بہتر ہی ورنہ قتل کا حکم دو قطران نے فرخ شہسوار اور ہاشم تیغزن کو بلایا یہان اُنکے زخمون مین ٹانکے لگے غل و زنجیر
مین گرفتار بیٹھے ہین کہ داروغہ زندان خانے کا آیا اور سر زنجیر پکڑ کر لیچلا جسوقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار بارگاہ مین
یاقوت شاہ کی پہونچے بہ طریق اہل اسلام سلام کیا قطران نے کہا ای خدا پرستو قید مین گرفتار ہو مگر یہ کلمہ کلام بیہودہ
کرتے ہو اگر زیست اپنی چاہتے ہو تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ کرو نہین تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو شہزادون نے
کہا او نامرد تو نے حالت زخمداری مین ہمین گرفتار کر لیا ہی اسپر یہ گفتگو کرتا ہی ہم لعنت کرتے ہین لقا پر اور اُسکے پرستارون
پر جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران نے چاہا کہ بختیارک کے مشورے سے جلادون کو بلاے اتفاقاً نامہ دودہ زنگی
آیا کہ ہم مشتاق ہین خدا پرستون کو دیکھین اگر تمنے گرفتار کیا ہو تو ہمارے پاس بھیجدو قطران زنگی جو مضمون نامہ
سے آگاہ ہوا جلادون کا بلوانا موقوف رکھا فوراً جلدا سے قوی ترکیب سے کہا کہ تم دونون کو اپنے ساتھ لیکر جنوبیہ
باختر کو جاؤ بختیارک نے کہا ای قطران مین نے کہا تھا کہ خدا پرست مرنا نہین جانتے تمنے دیکھا انکی زندگی کا یہ سبب
پیدا ہو گیا اب تو یہ دونون یا تو راہ مین رہا ہو جائینگے یا وہان پہونچ کے چھوٹ جائینگے قطران نے کہا ملک جی مین
شب کو روانہ کرونگا کسی خدا پرست کو انکی روانگی کی خبر نہو گی اور جلدا سے قوی ترکیب سے کہا کہ رات ہی کو کوچ
کر کے یہان سے تو جا جلدا نے بہت جلد اپنا سامان جانے کا کیا اور شب کے وقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار
کو ارابے پر ڈال کر بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر طرف جنوبیہ باختر کے روانہ ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر لیکر خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شب کو کفار نے شہزادہ ہاشم تیغزن اور شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کو مسلسل بہ غل
و زنجیر کر کے ملک جنوبیہ باختر کو بھیجدیا ہی بادشاہ اسلام یہ سنکر بہت متردد ہوئے خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا
ای خواجہ ہاشم و فرخ کی رہائی کی تدبیر کرو اور اگر غفلت کرو گے تو ایسا نہو کہ کفار انکو مار ڈالین بڑی مذمت حمزہ صاحبقران
سے ہوگی عمرو نے عرض کیا جو حضور فرماتے ہین بجا ہی اگر غلام انکی رہائی کو جاتا ہی تو یہان لشکر اسلام کی حفاظت کون
کریگا کہ بڑے بڑے کافر دیجیا عیار آئے ہوئے ہین دوسرے میرے جانے سے وہ عیار کہینگے کہ عمرو ہماری دہشت
سے بھاگ گئے لہذا میرا جانا یہان سے کسی طرح مناسب نہین ہی اور سردار دل مین کسی سردار کا جانا انکی رہائی کے
واسطے بھی بہتر نہین سمجھا جاتا کسواسطے کہ بختیارک مردود نے سکھا دیا ہوگا کہ جب کوئی انکی رہائی کو آئے تم دونون کے
سر کاٹ لینا اب یہان کام عیاری کا ہی کہ بہ تدبیر جا کر چھڑا ئے مہتر قران حلبش نے جو عمرو سے سنا اُٹھکر کھڑا ہوا اور
شہنشاہ گیتی پناہ کو مجرا کیا اور کہا کہ غلام اُن شہزادون کی رہائی کو جاتا ہی اگر خدا چاہتا ہی تو چھڑا لاتا ہی بادشاہ اسلام نے
مہتر قران کو خلعت دیا اور کئی ہزار روپیے مرحمت فرمائے قران نے وہ خلعت اور روپیے تو عمرو کو دے دیے اور
کہا اُستاد انھین اچھی طرح سے رکھیے گا اور آپ انکی رہائی کے واسطے روانہ ہوا یہان لشکر قطران زنگی مین طبل جنگ
بجا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال تیاری میدان جدال ہوئی نقیباے بلند آواز نے نقابت کی قطران
لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ سے اجازت پیکار لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی و شہنشاہ
عراقی وغیرہ کئی سردار اُس سے مقابلہ کر کے زخمی ہوئے قریب دو پہر خورشید آسمان صاحبقرانی شہزادہ بدیع الزمان
نامی و گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد تگادرزنی کے گفتگو ہوئی قطران کو معلوم ہوا کہ یہی
بدیع الزمان ہین للکار کر کہا کہ ای خدا پرست بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے بدیع الزمان
نے کہا او گبر نابہنجار مین تو لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران

نے نیزہ شہزادہ بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بدیع الزمان نے ستر طعنون کے بعد نیزہ اسکا ہوائی کر دیا قطران نے شرمندہ ہو کر تیغہ کھینچا اور پکارا کہ تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا اب خبردار رہ یہ کہکے قطران نے تیغہ مارا بدیع الزمان نے وار اسکا روک کے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا قطران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر پر پڑی سپر کو دو نیم کر کے تلوار سر پہ آئی چھ انگل سر مین اُتر گئی قطران نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار سر سے نکل گئی گینڈے کی گردن پر پڑی سر کٹ کے الگ جا پڑا قطران گینڈے سے گرا فوج قطران کی تلوار کھینچکر بدیع الزمان پر آ پڑی بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگا تلوار چلنے لگی ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو واسطے کمک کے بھیجا اُدھر سے یاقوت شاہ کی فوج دوڑی جنگ مغلوبہ ہوئی ہنگامہ محشر انگیز برپا ہوا ایک ایک سے لڑ رہا تھا غضب کی تلوار چل رہی تھی لوگون مین قطران کو گینڈے کے نیچے سے نکالا قطران زخم سر اپنا باندھکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور اہل اسلام سے لڑنے لگا ادھر سے وہ لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے لڑتا ہوا شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ آتا تھا دونون مین باہم مقابلہ ہوا قطران نے تیغہ مارا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کے ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا لگایا سپر کو قلم کر کے تیغہ سر پر آیا زخم اسکا چوپارہ ہو گیا اُسنے پیچھے گینڈے کو ہٹایا تیغہ سر سے نکلا گینڈے پر پڑا اُسے بھی قلم کیا قطران پھر گینڈے سے گرا اور بیہوش ہو گیا بہت سے زنگی بیچ مین آ گئے قاسم کے ہاتھ سے قطران کو بچا کر لے بھاگے غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی دونون طرف کے ہزارہا آدمی کام آئے آخر کار بمشورہ بختیارک یاقوت شاہ طبل بازگشت بجوا کر پھرا اُدھر بادشاہ نے حکم دیا کہ جتنے اہل اسلام مارے گئے ہین انکو اُٹھوا کر گنج شہیدان مین دفن کرا دو اور آپ زخمیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے جراحون کو بلوا کر زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے ادھر قطران بن دود زنگی کے زخم کا علاج جراحون کو بلا کر ہونے لگا

دو کلمہ داستان حیرت نشان مہتر قران جانش کا جانا طرف ملک جنوبیہ باختر کے اور عیاری کر کے چھڑانا ہاشم تیغزن فرخ شہسوار کو

پلا ساقیا جام حیرت نما رہائی کی تدبیر کچھ تو بتا وہ اس گلشن حسن مین گل کھلا	کہ عیاری نوکا ہو سانا کھٹکتا ہے اب بلبل دل مرا کہ خار الم باغیون کو نہین	چھڑا دام غم سے مجھے ساقیا بلا سے چمن مین بہار آئی ہے بڑی یہ طالع ہے امید کا	کوئی جام تو نے نہ مجھکو دیا ہمین تو قفس کی فضا بھائی ہے کہین ہین مگر ہو خورشید کا غول

ہمصفیرو اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے بات جو میرے مسیحا کی ہے وہ اعجاز ہے پنجہ مژگان حسین ہے پنجہ شہباز ہے	طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے شعر کہنے مین جو ماداُ اسکا خرام ناز ہے جان آ جائے تن بیجان مین وہ آواز ہے کر دیا میرے دل بیتاب نے رسوا مجھے	خانہ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے کلک مین جائے صریر صور کی آواز ہے کیون نہ اے صیاد میرا طائر دل ہو شکار آشکارا جا بجا اے یار تیرا راز ہے

بدیت دانندہ داستان تحریر سیکر و رقم خلاصہ تقریر گرفتاران زندان مصیبت و رنج و ملال و سلسلہ بندان مسلسل زنجیر پائے استقلال دابستہ مصیبت والالم طبع اندوہ التیام کو محبس فکر و تردد سے یون رہا کرتے ہین کہ جب شاہزادگان والاتبار یعنی شاہزادہ فرخ شہسوار و ہاشم تیغزن صف شکن زخمداری مین گرفتار ہو کر بحکم قطران بن دود زنگی ملک جنوبیہ باختر کو روانہ ہو گئے اور بموجب اخبار جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام کے حکم سے مہتر قران عیار طرار برائے رہائی شاہزادگان عالی وقار جلد جاتے جاتے قریب ملک جنوبیہ باختر کے

پہونچا مگر مہتر قران راستہ بھول کر دوسری راہ سے گیا تھا کہ اثنا ے راہ مین کہین ملاقات جلد اسے قوی ترکیب
سے ہنوئی جلدا قید شاہزادون کی لیکر داخل ملک جنوبر باختر ہوا اور ہاشم و فرخ کو خلخال زنگی خداماد و ملک
دودۂ زنگی کا تھا اُسکے حوالے کیا اور بیان کیا کہ مین خداپرستون کے خوف کے مارے کوہستان کی راہ سے قید انکی لیکر
آیا ہون کسواسطے کہ خداپرست چہار طرف پھیلے ہوئے ہین انکو بحفاظت تمام رکھیے خلخال زنگی نے فرخ و ہاشم
کو اُسی وقت زندان مین بھیج دیا بعد اُسکے ایک عرضی اس مضمون کی دودۂ زنگی کو لکھی کہ قید فرزندان حمزہ کی قطران
کے پاس سے آئی ہے دودۂ زنگی نے قمری عیار کو غیرہ باختر سے بھیجا کہ جا کر پسران حمزہ کو لے آ قمری عیار
چلا آتا تھا کہ مہتر قران نے دیکھا کہ ایک عیار کمال چست و چالاک دوڑتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے قریب آکر صدا
دی کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر قمری نے دیکھا کہ ایک حبشی بہت ڈھنگا یا نہا ے عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے ہے دل مین کہا اے قمری نہین معلوم یہ کسکا عیار ہے مگر کسی زنگی کا عیار معلوم ہوتا ہے بس پکارا کہ تو اپنا حال پہلے
بیان کر کہ کون ہے قران نے کہا مین عیار قطران زنگی کا ہون ملک دودۂ زنگی کے پاس جاتا ہون اُسنے کہا کہ مین
دودۂ زنگی کا عیار ہون خلخال زنگی کے پاس جاتا ہون قران نے پوچھا خلخال زنگی کون ہے اُسنے کہا دودۂ زنگی
کا داماد ہے اگر تم بھی ہمارے ساتھ چلو قران نے کہا تم کس کام کے واسطے جاتے ہو بیان کرو وہ بولا مین یہ نامہ اُسکو
جاکر دونگا اور قید پسران حمزہ کی اُس سے لاؤنگا قران نے کہا چلو مین بھی اسی خبر کے واسطے آیا ہون قطران نے
انکو پکڑ کر یہان بھیجا تھا وہ دودۂ زنگی کے پاس پہونچے یا نہین پہونچے قران یہی باتین کرتا ہوا ساتھ ہو لیا چند قدم
چلا تھا کہ قران نے چند قدم پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے اُسپر مارے کہ قمری گرا قران نے بغدہ اُسکی کمر پر مارا کہ قمری
کے دو ٹکڑے ہوئے نامہ اُسکے سر سے کھول لیا اور لاش ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکدی اور اُسی کی صورت بنا کر روانہ
ہوا جب ملک خلخال زنگی کے پاس آیا وہ نامہ اُسے دیا خلخال زنگی نے نامہ پڑھا اور کہا تم دو ایک روز یہان
ٹھہرو ہم قیدیون کو تمھارے ہمراہ کیے دیتے ہین مگر اے قمری تو سیاہ بہت ہوگیا ہے کہا ان دنون مین محنت بہت
سخت پڑی ہے دھوپ مین بہت دوڑا ہون اس سبب سے رنگ سیاہ ہوگیا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ خبردار نے خبر دی
کہ طاؤس الحرمین بیاپ وصال خداوند مہتر گردھرد آتا ہے کہا کہ جلد بلاؤ مہتر قران تو پوشیدہ ہوگیا مہتر گردھرد اندر بارگاہ
کے آیا خلخال زنگی کو سلام کیا اُسنے کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ تم کیونکر آئے ہو اُسنے کہا کہ مین لوشا پادشاہ کلنگان کو
گیا تھا اُدھر سے ہوا اُستے بہت محبت تھی تمھارے دیکھنے کو چلا آیا خلخال نے پوچھا کہ لوشا پادشاہ کیون گئے تھے
بولا کہ طہماس سفون قدرت خداوند ہے اُسے بلانے گیا تھا خلخال زنگی نے کہا بہر وہ آتا ہے گردھرد نے جواب
دیا کہ طہماس کا آنا حمزہ کے آنے پر موقوف ہے خلخال نے لشکر اسلام کا حال پوچھا گردھرد نے بہت سی تعریفین سرداران
لشکر اسلام کی بیان کین خلخال نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عیار حمزہ کا عمرو نام ہے بے دربان ہے گردھرد نے کہا
حقیقت مین وہ آفت روزگار ہے مگر اے خلخال میرے نام سے عمرو کا جلتا ہے میری صورت سے اُسکی جان نکلتی ہے مین نے
بہت بہت برا حال اُسکا کیا ہے اور اب کی یہ ارادہ ہے کہ ناک کان عمرو کے کاٹ لون اور خداوند نے بھی یہی تقدیر کی ہے کہ
مین اُسکو نکٹا بوچا کر دون خلخال بولا کہ تو بیک وصال خداوند لقا ہے حقیقت مین خداوند تیری خاطر بہت کرتے ہین پھر
صحبت عیش برپا کی گردھرد کی دعوت و ضیافت کی مگر مہتر قران نے جو یہ کلمہ و گفتگو گردھرد کی سنی آگ ہو گیا دل مین
کہا کہ دیکھو بیچا میرے اُستاد کے حق مین کیا کیا کلمے کہتا ہے خبر کہان جاتا ہے سمجھ لیا جائیگا ساقی کی صورت بنا کر صحبت
مین شریک ہوا شراب مین بیہوشی ملا کر ساری صحبت کے لوگون کو پلائی سب کو بیہوش کیا اور گردھرد کے ناک کان کاٹ

لیئے اور ایک رقعہ لکھکر اس مضمون کا اسکی موچھ مین باندھ دیا کہ او بیحیا تو نے بہت لاف و گزاف کی تھی اور کہا تھا کہ عمرو کے
ناک اور کان کاٹ ڈالونگا یہ خبر عمرو کو پہونچی اُوہ آسنے آکر تیری ناک اور کان کاٹ لیئے اگر چاہتا تو تیرا سر کاٹ
ڈالتا مگر تجھپر رحم آگیا زندہ چھوڑ دیا اب اگر پھر ایسے کلمے بیہودہ منہ سے نکالیگا تو جان سے مار ڈالونگا قصہ مختصر رات
بھر تمام صحبت بیہوش اور مدہوش رہی صبح کو سب کو ہوش آیا اور خلخال کو جب ہوش آیا عجب رنگ صحبت کا دیکھا
مال و اسباب کی قسم سے کچھ نہ تھا منہ سب کے کالے تھے اور گردھمرد نکٹا بوچا ایک رقعہ اسکی موچھ مین بندھا ہوا تھا
گردھمرد نے اس رقعے کو پڑھکر کہا کہ مجھے حیرت ہی کہ عمرو یہان کیونکر آیا اور خداوند نے یہ کیا تقدیر کی خلخال زنگی
نے کہا تو نے بہت سی لن ترانی کی تھی خداوند ناخوش ہوئے تیرا یہ حال کر دیا غرور کسی کا خداوند کو پسند نہین آتا اب
تجکو لازم ہی کہ جا کر خداوند کے پاس بہت سا عجز و انکسار کر پھر تیرے ناک اور کان ہو جاینگے غرضکہ جراح کو طلب کیا
اسنے گردھمرد کے ناک اور کان مین ٹانکے دیئے مرہم کا پھاہا چڑھا دیا دو روز گردھمرد وہان رہا بعد اسکے علاج اپنا
کرتا ہوا ملک سمائل کو روانہ ہوا جب خدمت لقا مین پہونچا تمام حال بیان کیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ ایسی تقدیر
کرونگا کہ تو عمرو کو ماریگا ناک اور کان کٹنے کا خلعت دیا مگر یہان مہتر قران نے پھر قمری عیار کی صورت بنکر خلخال
سے کہا کہ اب پسران حمزہ کی قید میرے ساتھ کر دیجیے کہ مین خدمت مین دودہ زنگی کی لیجاؤن خلخال نے
اپنے سپہ سالار سے کہا کہ نام اسکا زنگارین سلسلہ ہی کہ تم قیدان خداپرستون کی عمرو بیہ باختر مین لیجاؤ اسنے
کہا بہت اچھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیئے اور ہاشم و فرخ کو ارابون پر ڈال کر عمرو بیہ باختر کو روانہ ہوا پہلی
منزل مین قمری عیار یعنی مہتر قران نامدار زنگارین سلسلہ سے صحبت آرا ہوا خوب ساقی گری کر کے تمام اہل صحبت
کو بیہوش کیا زنگارین سلسلہ کو قتل کیا اور کسی مقام پر لاش اسکی چھپا دی اور آپ اسکی صورت بنکر سو رہا صبح کو جو
اٹھا ہاشم و فرخ کو زندان خانہ سے بلایا اور کہا کہ مجھے شب گذشتہ کو خواب مین ایک بزرگوار نے مسلمان کیا اور مین نے
تمھاری غلامی اختیار کی مجھے طریقہ دین اسلام تعلیم کرو ہاشم و فرخ نے کہا اچھا اسنے آہنگرون کو بلوا کر قید دونون
کی کٹوانا چاہی اور ہاشم و فرخ نے خود قیدین توڑ کر پھینکدین اور زنگارین سلسلہ نقلی نے دونون شاہزادون کو حمام کرایا
پوشاکین بدلوائین دنگلون پر بٹھایا اور افسران فوج سے کہا کہ تمھین اگر میرا ساتھ دینا ہو تو اسلام لاؤ نہین تو
میرے پاس سے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ہمنے لقا پر لعنت کی اور مسلمان ہوئے شہزادون سے کلمہ پڑھکر
از سر صدق دین اسلام اختیار کیا اسوقت زنگارین سلسلہ نے کہا کہ صاحبو مین عیار ہون لشکر اسلام کا نام
میرا مہتر قران حبشی ہی مین نے قمری عیار کو مارا اب زنگارین سلسلہ کو قتل کیا اپنے دونون آقاؤن کو
قید سے چھڑا لایا سبھون نے کہا اب ہم تو مسلمان ہو چکے آپ کے ساتھ ہین مہتر قران نے صورت اصلی اپنی
بنائی ہاشم و فرخ بہت خوش ہوئے اس روز وہین رہے دوسرے روز کوچ کر کے ملک جنوبیہ باختر پر آئے
یہ خبر خلخال شاہ کو ہوئی کہ دونون خداپرست چھوٹ گئے کوئی عیار خداپرستون کا کہ مہتر قران اسکا نام ہی اسنے
پہلے قمری کو مارا بعد اسکے زنگارین سلسلہ کو قتل کیا ہاشم و فرخ کو رہا کیا اب وہ دونون بہ ارادۂ رزم و پیکار
آئے ہین خلخال نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے مین دونون کو قتل کرونگا اور سر انکے دودہ زنگی کی خدمت
مین بھیجونگا اور معلوم ہوا کہ اسی عیار نے ناک اور کان گردھمرد کے کاٹے ہین مین نے تبدیل رنگ سے پہلے
ہی پہنچانا تھا کہ یہ قمری نہین ہی مگر پھر غافل ہو گیا غرضکہ لشکر خلخال شاہ کا مقابلے مین لشکر ہاشم کے آیا خلخال
اپنے خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا اور شرابخواری کرنے لگا جب خوب نشہ مین بدمست ہوا حکم کیا کہ طبل جنگی

بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین ہاشم و فرخ کی آئے دعا دے کر عرض کیا کہ طبل جنگ خلخال شاہ نے بجوایا ہے شہزادوں نے حکم دیا کہ بہ فضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین صف آرا ہوئے سہیلان زنگی اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار اُسکے مقابلے کو چلے ہرچند ہاشم نے کہا کہ برادر آپ بزرگ ہین میرے قبلہ و کعبہ کی جگہ ہین آپ نہ جائیے مین جاونگا فرخ بولا بھائی مین اپنے ہوتے تمھین نہ جانے دونگا یہ کہکر مرکب کو جھپکا کر سامنے سہیلان زنگی کے آئے سہیلان تگاور زن ہوا بعد اُسکے کہا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا کہ زنگار بن سلسلہ زنگی کو ارادہ میرا بھائی تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور اگر تو لقا کو سجدہ کرے تو تیرے قتل سے باز آؤن فرخ نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سہیلان غضبناک ہوا اور نیزہ مارا فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا سہیلان خشمگین ہوا اور تیغہ کھینچکر فرخ شہسوار پر وار کیا فرخ نے سپر پر روکا اور جھپٹ کر اپنی تلوار کا وار کیا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی سر کو کاٹ کر زیر تنگ جا کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا گینڈے سمیت سہیلان کے چار ٹکڑے ہو گئے خلخال شاہ نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو حکم کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو زنگیون کی فوج چہار طرف سے زغہ کر کے ٹوٹ پڑی فرخ شہسوار بھی تلوار پکڑ کر تھا ہاشم تیغزن بھی کمک کو آ گیا تلوار چلنے لگی ہاشم لڑتا ہوا قریب تخت خلخال شاہ کے پہونچا چند آدمیون کو مار کر خلخال کے برابر آیا اُسنے تلوار کا ہاشم پر وار کیا ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر خلخال شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے قتل کرتا ہون خلخال شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پرستی پر لعنت کی اور دین اسلام اختیار کیا آپکا غلام حلقہ بگوش ہوا ہاشم نے اُسے چھوڑ دیا اور کلمۂ طیبہ اُسکو تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام اپنی فوج کو دائرۂ اسلام مین لایا ہاشم و فرخ کو شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا پڑ گئی دو روز شہزادۂ فرخ شہسوار و شہزادۂ ہاشم تیغزن وہان مقیم ہوئے بعد اُسکے خلخال شاہ کو تو وہین چھوڑا آپ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے مع مہتر گران ملک سبائل کو روانہ ہوئے

دو کلمے داستان شجاعت نشان شہزادۂ نورالدہر عالی مقام و التقاش خون آشام کے بیان کیئے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
گرج رعد کی قلقل مینا میں ہو
پلا دے جو اک جام اے گلعذار

لڑاتا ہے خالی سبوے سبو
تلاطم مین ہے ساقی ہر ایک شے
کھلے دفتر نظم باغ و بہار

ہر اک جام مین برق کی ہے چمک
الم سے ہے رندون کا اب دل کباب
کسست قلم کی سحر سے عنان

پڑا ہے کشاکش مین ترک فلک
حد جرعہ دیکھیے ہے لہو سی شراب
کہ ہو دیکھکر دنگ پیر مغان غزل

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجایب دلبری
تا نقش می بندد فلک کس را نہ دادہ این نمک
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
عالم ہمہ یغماے تو خلق خدا شیداے تو
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
صورتگر نقاش چین گر صورت یارم ببین
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
این نرگس شہلاے تو آوردہ رسم کافری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
یا صورتی کش این چنین یا ترک کن صورتگری

بیت طراز ندۂ معنی کالعدم + نمایان کنا

آنہ صریر قلم یکہ تازان میدان جرأت وہمت وشجاعان عرصۂ شوکت وجلالت شبرنگ قلم خورشید حشم کو میدان قرطاس
فلک اساس مین بجودت طبع آرائی یون جولان کرتے ہین کہ جب القاش خون آشام بہ حکم لقاے بدانجام تین لاکھ
سوار جرار لیکر ملک عجم کی طرف براے استیصال شہزادہ صاحب وجلال نورالدہر بن بدیع الزمان عالی خصال روانہ ہوا
تھا مطابق خبر جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام نے کرب غازی کو واسطے کمک شہزادہ نورالدہر کے بھیجا یہان
القاش خون آشام بدانجام جب قریب ملک عجم کے پہونچا خبر اسکے آنے کی فضل بن گیاہور خون آشام کو ہوئی کہ ارادہ
قتل نورالدہر القاش آشام آتا ہی فضل اُسی وقت در محل خاص پر آیا اور ملکہ گوہر ملک کو بلاکر حال بیان کیا
ملکہ گوہر ملک یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گئی اور کہا اے فضل یہان سواے تیرے کوئی دوسرا نہین ہی جلد
کسی کو شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان کے پاس روانہ کر کسی تدبیر سے ہمکو اس کافر خام
کے شر وفساد سے محفوظ رکھ فضل بن گیاہور خون آشام نے عرض کیا کہ آپ گھبراتی کیون ہین جبتک میرے دم مین
دم باقی ہی اور بدن پر سر ہی کیا مجال کسی کی جو میری زندگی مین آپ کی طرف یا شہزادہ نورالدہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے اگر القاش
آتا ہی تو آنے دیجیے کیا تاب طاقت جو قالب طائر وہم خیال بھی اسکا آسکے یہ کہکے اور تسلی دلاسا بہت کچھ دے کر اپنی لشکر کو
حکم کیا کہ ابھی قلعے سے سات کوس آگے بڑھکر خیمے استادہ کرو اور سب فوج وہین اترے مین آتا ہون تو لشکر فضل
قلعے سے نکل کر سات کوس کے فاصلہ پر خیمے استادہ کر کے فروکش ہوا اُدھر القاش خون آشام بھی آیا پوچھا یہ
لشکر کسکا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ یہ لشکر فضل بن گیاہور خون آشام کا ہی اسی لشکر کے مقابل مین القاش
نے بھی خیمے برپا کیئے اور لشکر اترا اور القاش خیمے مین داخل ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے شراب جواری شروع
ہوگئی ناچ شروع ہوگیا القاش نے اسقدر شراب پی کہ نشے مین بدمست ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگی بجے
اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر فضل بن گیاہور خون آشام کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگی
بجا ہی فضل بن گیاہور خون آشام نے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی سب
اپنی اپنی تیاری کرنے لگے جب رات گذر گئی صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی میدان
قتال القاش عرصۂ پیکار مین آیا مبارز طلب کیا ایک ایک کو للکارا کہ جسکو حوصلہ جنگ ہو وہ نکل کر آئے مجھسے
مقابلہ کرے یہ سنتے ہی فضل اپنے مرکب کو چمکا کے سامنے القاش کے آیا القاش تلوار زن ہوا
پانچ پانچ سات سات قدم دونون مرکب پیچھے ہٹ گئے پھر گھوڑون کو رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل
ہوا القاش نے کہا اے فضل تو میرا عموزاد بھائی ہی بہتر یہ ہی کہ دین قدیم پر قایم ہو لقا پرستی اختیار کر اور بدیع الزمان
کے لڑکے کو میرے حوالے کر دے کہ مین اُسے خدمت مین خداوند لقا کی لیجاؤن فضل بن گیاہور خون آشام
نے جواب دیا کہ او گبر ناہنجار وکندۂ ناتراش لاکھ جان میری شہزادہ نورالدہر فرزند جگر بند شہزادہ بدیع الزمان
پر نثار ہی یہ مجھسے تو امید نہ رکھ کہ مین اُسے تیرے حوالے کردون اب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنکر القاش
نہایت برہم ہوا کہا کہ ابھی تجکو معلوم ہوا جاتا ہی تیری قضا دامنگیر ہوئی ہی خیر تو اپنے دل کی آرزو نکال لے جو حربہ ہو
وہ سنبھال لے اور وار کر فضل بن گیاہور خون آشام نے نیزہ اُسپر مارا القاش خون آشام نے
نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد فضل نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش
کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی مثل مار سیاہ غصے سے بل کھا کے تیغ کھینچا اور کہا کہ اے فضل سے روک میرے
تیغے کا وار دیکھون کیسا تو بہادر ہی اور خدا پرستون کا تعلیم یافتہ ہی یہ کہکر القاش نے تیغ مارا کہ سپر فضل کی قلم

کر کے تا دا بر و سر مین اتر گیا فضل نے دستانہ مارا تیغہ چھینا کر نکل گیا لیکن دریا خون کا جاری ہوا اسوقت القاش
نے چاہا کہ اور دوسرا ہاتھ تیغہ کا مار دن بھائی فضل کا لیس بن گیا ہور خون آشام تلوار کھینچ کے القاش پر جا پڑا
فضل کو تو لوگون کے حوالے کیا اور آپ مقابل ہوا بعد گفتگو کے لیس نے تلوار کا ہاتھ مارا القاش نے پشت پر تیغے کی
روک کر دی تیغہ بہک کے لیس پر مارا تیغے نے سر کو قلم کیا لیس ترچھا ہو گیا تیغہ شانے پر پڑا شانہ کٹا ہوا ہاتھ کٹ کے
جھولنے لگا تیسرے بھائی فضل کا قیس بن گیا ہور خون آشام نے جو یہ دیکھا ہمین سے تلوار کھینچ لے چھپا لیس
کو تو لوگ اٹھا لیگئے قیس سے چار گھڑی تک تلوار چلی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک القاش نے سات بھائی
حقیقی فضل بن گیا ہور خون آشام کے گھائل کیئے اور للکار کر کہا اے خدا پرستو آج تو مین نے جنگ موقوف کی کل رات
ہو گئی ہے کل سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمے کی طرف ہوا اب
سردار اور فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی القاش اپنے خیمے مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا سب سردار
جمع ہوئے صحبت عیش مین شرابخواری ہونے لگی جب بادۂ ناب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا اودھر فضل مع
زخمدار بھائیون کے خیمے مین آئے جراحون کو بلوا کر زخم کے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھوائین کہ خبر آئی القاش خون آشام
نے طبل جنگ پھر بجوایا ہے آپس مین صلاح کی کہ کل القاش سے کوئی سامنا کرنے والا نہین معلوم ہوتا بہتر یہ ہے کہ رات
کو بھاگ کر قلعے مین داخل ہون یہ مشورہ باہم کر کے شب کو وہان سے بھاگے دوپہر رات گئے قلعۂ عجم مین داخل ہوئے
دروازے چار طرف قلعے کے محکم بند کر لیے گولہ اندازون کو انعام و اکرام دے کر توپون پر مستعد کر دیا تمام قلعہ آراستہ ہوا
ملکہ گوہر ملک کو خبر ہوئی کہ فضل مع اپنے بھائیون کے زخمدار ہو کر آیا ہے ملکہ کمال رنج و ملال ہوا اور فکر انتہا
کی ہوئی مگر فضل نے کہلا بھیجا کہ حضور خاطر جمع رکھیں یہ قلعہ بہت مضبوط ہے کوئی دفعتہً نہ لے سکیگا یہان
صبح کے وقت القاش کو خبر ہوئی کہ فضل بھاگ کر قلعۂ عجم مین چلا گیا القاش نے کہا کہ قلعے مین جا کر اسے مار ڈالونگا
اب وہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اسیوقت کوچ کر کے قلعۂ عجم پر آیا حکم دیا لشکر کو کہ چہار طرف سے قلعہ کا محاصرہ
کرو فوج نے چارون طرف سے نرغہ کیا دوسرے دن القاش سامنے قلعے کے آیا گوشے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا
اور پکار کر کہا اے خدا پرستو بیسر بدیع الزمان کو میرے حوالے کرو مین کسی کو زحمت نہ پہنچاؤنگا یہان سے چلا جاؤنگا
نہین تو تمام قلعے کے لوگون کو قتل کر کے نور الدہر کو مار ڈالونگا کسواسطے کہ حکم خداوند لقا ہے باختر کا بھی یہی کام
اہل قلعہ پکارے کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہرگز ہم شاہزادہ نور الدہر کو نہ دینگے اور خدا چاہیگا تو تجکو مار لینگے اے
کافر خاموش تجھسے ہو سکے قصور نہ کر القاش خون آشام یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا وہان سے پھرا اپنے خیمے مین آیا بیٹھتے ہی
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین قلعے پر یورش کرونگا اسی وقت کوس حربی بجنے لگا خبر ہوئی قلعے والون کو فضل نے بھی
نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دونون طرف سامان جنگ ہونے لگا یہان فضل بن گیا ہور خون آشام نے گوہر ملک
سے کہلا بھیجا اے ملکۂ عالم آپ شاہزادہ نور الدہر سے اس لڑائی کی اطلاع نہ کیجیے کسواسطے کہ وہ اگر سن پائیگا تو بیشک جنگ
مین شریک ہوگا قصور نہ کریگا انشاء اللہ مین ان کفار سے سمجھ لونگا ابھی صاحبزادہ بلند اقبال بہت کمسن ہے کل سات
برس کی عمر ہے فن جنگ سے آگاہ نہین کوئی معرکہ ابھی آنکھ سے بھی دیکھا نہین لڑنا کیسا اگرچہ اولاد صاحبقران نشان
ہے کہ بہادری اور شجاعت اور ہمت و مروت اس خاندان عالیشان پر ختم ہے جہانتک ہو سکے ابھی کارزار سے بچائیے
ملکہ گوہر ملک یہ سنکر شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار کو لیکر تہ خانے مین جا بیٹھی اور ناچ و راگ کی محفل صحبت
آراستہ کی اسطرف لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو فضل فیلبند دروازے پر قلعے کے آکر بیٹھا ہوا

اور رفیق اُسکے گرد و اطراف مین بیٹھے مگر سب آمادۂ مرگ کفن سرون سے باندھے ہوئے تھے اُدھر سے القاش
فوج قاہر ساتھ لیکر سامنے آیا گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا فوج کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا اگر حکم ہو تو
قلعے پر یورش کرین کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم اپنے حوصلے نکال لو پھر جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا تم آنکھون سے دیکھ لینا
یہ سُنکر فوج نے قلعہ پر یورش کیا گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے چلے فولادی سپرین ہاتھون مین لیے اور تلوارین ٹہرے کاٹ کی
علم کیے ہوئے اُدھر جو دیدبان دیکھ رہے تھے اُنھون نے کہا کہ کفار یورش کیے ہوئے آتے ہین فضل سے عرض
کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی فضل نے ہوائی دی گولہ اندازون نے گولے مارنا شروع کیے وہ کافر آگے چلے آتے تھے ایک
بارہ جو توپون کی ٹری آگے کی قطار تو اُڑ گئی پیچھے کے لوگ مارے ڈر کے کچھ تو بھاگ کر دور کھڑے ہوئے اور کچھ
فوج وہین ٹھہر گئی یہان گولہ اندازون نے جو بارٹھ مارنے کا تار باندھ دیا ہزار ہا کفار مر گئے القاش نہایت خشمناک
ہوا فوج سے کہا کہ بس ہٹو تم قلعہ لیچکے اور تم فتح کر چکے اب ہم تنہا قلعے کو لیتے ہین دیکھو تم خدا پرست شادیانے شکست کے بجاتے
ہین تمکو غیرت نہین آتی ہے یہ کہکے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر یکہ و تنہا قلعے کی جانب رخ کیا دیدبانون نے
یکہ سوار جو آتے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ القاش خود آتا ہے اُسی وقت گولہ اندازون نے پھر گولے مارنا شروع
کیے چارون طرف سے بارہ گولے کی پڑنے لگی مگر القاش گولون کو رد کرتا ہوا برابر خندق تک آ پہونچا ادھر توپون
کا دھوان چوطرف ہوا روشنی ہو گئی دیکھا کہ القاش گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے خندق پر کھڑا ہوا ہی قلعے مین ایک
ہلچل مچگئی فضل نے کہا مین تو دروازۂ محل خاص پر بیٹھتا ہون وہان تمسے جو کچھ ہو سکے وہ کرو مگر القاش خندق
کو پھاند کر اس پار آیا اور گرز گران سنگ دروازۂ قلعہ پر دو تین بار مارا دروازہ قلعہ کا ٹوٹ گیا القاش اندر قلعے کے
داخل ہوا تلوار کھینچ کر لوگون کو قتل کرنے لگا فوج بھی آکر اُسکے شریک ہوئی اہل قلعہ سے تلوار چلنے لگی القاش
خون آشام لوگون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب دروازۂ محل خاص کے پہونچا ایک غل ہوا
القاش خون آشام دروازے پر محل کے آ گیا گوہر ملک کو خبر ہوئی بے اختیار نور الدہر کی صورت دیکھکر رونے لگی نور الدہر
نے کہا کہ ای والدۂ ماجدہ آپ کیون روتی ہین کچھ حال تو بیان کیجیے ملکہ گوہر ملک کے منھ سے بسبب رونے کے
آواز نہ نکلتی تھی کچھ اور خواصین روتی پیٹتی دوڑتی ہوئی آئین اور کہا کہ قریب ہے کہ اب القاش خون آشام محل کے
اندر چلا آئے شہزادۂ نور الدہر نے پوچھا کہ القاش خون آشام کون ہے سبھون نے عرض کیا کہ بلا یون
ایک کافر ہے وہ لقا کی طرف سے ہم سب کو قتل کرنے آیا ہے اور تمھاری جان کا دشمن ہے یہ سنتے ہی نور الدہر
مثل شعلۂ جوالہ کے بھڑکنے لگا اور نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجکو پہلے سے نہ خبر کی یہ حال مجھسے پوشیدہ رکھا مین نے
جو پوچھا کہ یہ توپین کیسی چلتی ہین تو اماں جان نے فرمایا کہ تمھاری سالگرہ ہے اُسکی خوشی کی توپین چلتی ہین خیر اب حال
معلوم ہوا اگر القاش خون آشام کے جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ کیے ہون تو نام اپنا بھی نور الدہر نہ رکھون یہ کہکر
ایک تیغچہ ولایتی چھوٹا سا اُٹھا لیا جو زر کمینہ وہ سزاوار اُس قامت پر تھا اور باہر چلا ملکہ گوہر ملک دوڑ کے
لپٹ گئی اور کہا ای فرزند ابھی تیرا سن لڑنے کے قابل نہین ہے تو نہ جا مجکو خوف ہے کہ ایسا نہو کہین دشمن
تیرے زخمی ہو جاے مین شہزادۂ نور الدہر ملکہ گوہر ملک کے روکنے سے نہ رُکا اور اپنے تئین چھڑا کر چلا جو کھلائی
ودایہ وغیرہ راہ مین بہت روکتی تھین شاہزادہ ہاتھ جھٹکا دیتا تھا کہ وہ گر پڑتی تھین یہ آگے بڑھ جاتا تھا آگے
آگے شہزادۂ نور الدہر چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے تمام عورتین محل کی غل مچاتی آتی تھین شہزادۂ نور الدہر اُسوقت
باہر نکلا کہ القاش سامنے محل کے آ پہونچا ہے اور فضل اپنے بھائیون سمیت آمادہ ہے کہ پہلے اپنی جان نثار

گرون کو دیکھا شہزادہ نورالدہر نہایت غضبناک تیغہ کھینچے ہوئے آیا اور فضل سے کہا کہ جاے تعجب ہی کہ ایسا معرکہ گذرا
اور ہمکو خبر تک نہ کی میرے دادا نے تو سات برس کے سن مین طاہر و مطاہر عادی کو چیر ڈالا تھا یہ کہکر شہزادہ آگے
بڑھا اُدھر القاش خون آشام قتل کرتا چلا آتا تھا کہ نورالدہر کو دیکھا مانند ماہ شب چاردہ کے چہرہ روشن ہی اپنے
دل مین کہا یہی پسر بدیع الزمان ہی تیغہ تول کر دوڑا کہا کہ مین تیرا ہی تو سر کاٹنے آیا ہون جو لوگ کہ اس پاس شہزادے
کے تھے بھاگے مگر شہزادہ نورالدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر + نشہ
ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر + باش او گبر ناہنجار کسی نے مجھسے تیرے آنے کی خبر نہ کی نہین تو باہر قلعہ سے نکلکر
تجھسے مقابلہ کرتا اور ترے خون سے تیغکو تر کرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکے القاش خون آشام نے یہی تیغہ
خون آلود نورالدہر پر مارا شہزادے نے ترچھے ہوکر خالی دیا القاش تیغے کی جھونک مین منہ کے بل آگے جھکا شہزادہ
نورالدہر نے جھپٹ کے خنجر مارا کہ سپر کو کاٹ کے اُسکے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا القاش پیچھے ہٹا خون سر سے نکل گیا
خون کی چادر منہ پر آئی القاش خون پونچھنے لگا نورالدہر نے بڑھکر دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا شانے پر القاش
کے پرا ہاتھ بیکار ہوگیا القاش گھبرا کر کچھ دست پاچہ ہوا تھا کہ شہزادے نے تیسرا ہاتھ تلوار کا ہو مارا کہ جبڑے سے
اُچٹ کے سینہ پر پڑا کہ خانہ تن کے دونون کواڑ کھل گئے القاش خون آشام بدحواس ہوکر بھاگا نورالدہر نے
للکارا او نامرد کہان بھاگا جاتا ہی مین آیا یہ کہکر پیچھے اُسکے شہزادہ جھپٹا ملکہ گوہر ملک اور تمام عورتین محل کی ڈیوڑھی پہ
کھڑی تماشا شہزادے کی لڑائی کا دیکھ رہی تھین ہر ہاتھ پر ملکہ گوہر ملک کہتی تھی ماشاء اللہ خدا تجکو اس بلا سے بچاے
اور نظر بد سے محفوظ رکھے پس آگے نہ جاؤ وہان کفار کا ہجوم ہی ادھر القاش نے بھاگ کر فوج کو پکارا کہ اس لڑکے
کو مارو کفار تلوارین کھینچے ہوئے دوڑے ادھر فضل بن گیاہو اپنے بھائیون کو لیکر آپڑا اور فوج قلعہ کی تلوارین
کھینچکر دوڑی جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی جسکے بڑھکر شہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گرپڑا ہزارہا آدمیون کو شاہزادے نے قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے کفار بھاگے جاتے ہین
اور بچھڑا ہوتے ہین نورالدہر اُنکو قتل کرتا ہی یہان تو یہ جنگ مغلوبہ ہی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی کہ یکایک قلعہ
کے پھاٹک سے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ قلعہ کی زمین ہلنے لگی نورالدہر نے سنکر دیکھا کوئی سامنے نظر آیا
کہ بعد دوسری بار آواز اُسی نعرے کی ہوئی نعرہ کرب غازی ہستم کرب غازی یل نامدار + نظر کردۂ شیر پروردگار
باش او کافر بہیا مین آپہونچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا کرب غازی بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچکر
آپڑے کفار کو قتل کرنا شروع کیا اُدھر القاش خون آشام زخمون سے چور چلا جاتا تھا جسوقت قریب کرب نامدار
کے پہونچا تھم کر ایک رومال سر سے باندھا اور ایک رومال سے شانے کو کسا اور پٹکا کمر سے کھول کے سینہ کو خوب
کسکے باندھا کرب غازی نے کہا اے القاش اسقدر تجکو کسنے زخمی کیا القاش نے شرمندہ ہوکر کہا کہ اس
لڑکے سے مقابلہ ہوا تھا زخمی ہوگیا یہ کہکر تیغہ کا وار کرب غازی پر کیا کرب غازی نے اُسکا تیغہ سپر پر روکا اور
بڑھکر تیغہ کرب نوش عادسوزی کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا زخم سر چار پارہ ہوگیا تیورا کر گرا لوگ اُسکو اُٹھا لیگئے
کرب غازی فوج کفار سے لڑنے لگا ناگاہ سامنے سے شہزادہ نورالدہر کو آتے دیکھا تیغہ خون آلود ہاتھ مین
خون کی چھینٹین کپڑون پر پڑی ہوئین کفار سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کرب غازی نے جو غور سے نگاہ
کی دبدبہ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا پایا بیقرار ہوکر جانا کہ نورالدہر یہی ہی دوڑ کر گلے سے لگالیا نورالدہر کرب کو
کیا جانے کہ یہ کون ہین فضل بن گیاہو شہزادے کے ساتھ تھا اُسنے کہا اے شہزادے سلام کیجیے یہ آپکے

بھوپھاجان کرب غازی ہین یہ سنکر نورالدہر نے جھک کر سلام کیا کرب غازی نے گلے سے لگالیا اور
پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا فضل نے عرض کیا القاش شہزادے کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگ گیا تھا جو آپ نے آکر
اُسکو گھایل کیا القصہ فوج قزاقان جو ہمراہ کرب غازی نامدار کے آئی تھی اُسنے مار کر فوج کفار کا ستھراو کر دیا اور
جو باقی رہے اُنکو باہر قلعے کے نکال دیا نورالدہر اور کرب غازی مع اپنی فوج کے کفار کو مارتے ہوئے دو کوس
تک چلے آئے لاش پر لاش گرادی فوج کفار پسپا ہوکے بھاگی آخرکار کرب غازی نورالدہر کو ساتھ لیکر بہ فتح
وفیروزی پھرے قلعے کے اندر داخل ہوئے کرب غازی کہتے تھے کہ سبحان اللہ اے فرزند خوب لڑے ماشاءاللہ مرحبا جزاک اللہ
مارنے سے بھگا دینا بہتر ہوتا ہے نورالدہر کہتے تھے کہ پھوپھاجان جب القاش قلعے کے اندر چلا آیا اور محلسرا
کے دروازے پر پہونچ چکا اُسوقت تک مجھسے کسی نے خبر نہین بیان کی اس معرکہ کا حال چھپایا اول تو باہر قلعہ کے
ایک میدان داری ہوئی فضل سے اور اُسکے بھائیون سے لڑائی ہوئی فضل بھی زخمی ہوا اور اُسکے ساتون
بھائی بھی زخمی ہوئے اس معرکے کی مجکو مطلق اطلاع نہین جب قلعہ بند ہوا اور وہ ملعون قلعہ پر چڑھ آیا تو مین نے پوچھا
کہ یہ توپین آج کیسی چلتی ہین اماں جان نے مجھسے حیلہ کرکے کہا کہ آج تمھاری سالگرہ ہے اُسکی خوشی کی توپین چلتی ہین
نورالدہر یہ سب حال بیان کرتے چلے آتے ہین کرب غازی تعریفین کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ہین یہان گوہر ملک
دروازۂ محلسرا پر مخزون وبیقرار مع خواصون وغیرہ کے کھڑی ہے اور دعائین فتح وفیروزی کی کر رہی ہے کہ لوگون نے
آکر خبر دی کرب دلاور پھوپھا شہزادہ نورالدہر کے آگئے اُسنے تلوار پھوپھا بھتیجے نے کی کہ فوج کفار شکست کھاکر
بھاگی شہزادہ نورالدہر ہمراہ رکاب کرب غازی خوش وخرم چلے آتے ہین ملکہ گوہر ملک نے سجدۂ شکر
ادا کیا جب شہزادہ سامنے ملکہ کے آیا ماں کو سلام کیا ملکہ گوہر ملک نے بیتابی سے فرزند کو لپٹا لیا اور پیار کیا
ملازم عورتین بلائین لینے لگین کرب غازی ساتھ شہزادے کے آتے آتے در محل پر آکر ٹھہر گئے ملکہ گوہر ملک
نے اندر بلا لیا کرب غازی نے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا ملکہ نے خلعت دیا اور کہا کہ بھیا تم نورالدہر
کو اپنا غلام سمجھو اور اسے تعلیم کرو کرب غازی نے کہا کہ میرے یہ مرشدزادے ہین مجھے جو کچھ آتا ہے مین قصور
نہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن ملکہ گوہر ملک نے نورالدہر کو کرب غازی کا شاگرد کیا بہت سی شیرینی خوانون
مین چنوا کر اُنکے آگے رکھی اور نذر خدا کرکے تقسیم کرائی کرب غازی نورالدہر کو فنون سپہگری بتانے لگے
شہزادہ نورالدہر کا ذہن اور جودت طبع ایسی تھی کہ جو کچھ کرب غازی نے نورالدہر کو ایک مرتبہ بتایا وہ لوح
دل پر نقش کالحجر ہوگیا چند عرصے مین فنون نیزہ بازی اسپ بازی وشمشیر بازی وتیر افگنی ودہر کشتی وغیرہ کے نورالدہر
نے کرب غازی سے حاصل کیے ایک تو از جانب پروردگار عالم شجاع ودلیر وجری وبہادر صاحب قوت
تھے کیونکہ یہ امیر کشورگیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے پوتے ہین جنھون نے سات برس
کے سن مین طاہر ومطاہر عادی کو مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا تھا دوسرے یہ تعلیم یافتہ کرب غازی
کے ہین فنون سپاہگری مین یکتا ہوئے اب ایسے حیثیت وچالاک اسی سن مین ہوئے کہ کبھی الشان وجن
ودیو پری کی حقیقت نہین جانتے بڑے بڑے پہلوان زبردست رستم نظیر سہراب صفت کو مثل مور ضعیف کے
سمجھتے ہین تلوار کے دھنی زور ور شجاعت تمتنی رگ رگ مین بھرا ہوا ہے القصہ مختصر اُدھر کا حال سنیئے کہ القاش
کو جو لوگ لیکر بھاگے لشکر مین آئے اور وہان سے تمام لشکر القاش کوچ کرکے ایک دامنۂ کوہ مین جاکر چھپا
علاج القاش خون آشام کا کرنے لگے چند روز مین القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور کہا کہ جب تو

مین زخمی ہوگیا تھا اب جلکر نور الدہر کو مارونگا اور اُس دیوانے کا بھی کام تمام کرونگا یہ کہکر لشکر کو کوچ کا حکم دیا مع
لشکر دامن کوہ سے روانہ ہوا اور اُسی قلعۂ عجمی پر آیا ہرکارون نے یہ خبر کرب غازی کو دی کرب غازی بھی
اُسی وقت لشکر ہمراہ لیکر شہر سے باہر آئے نور الدہر بھی ساتھ تھے اُدھر سے لشکر القاش کا آپہونچا
دونون لشکر مقابل جدا جدا اُترے القاش نے شام کو طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا
رات بھر جانبین مین اسلحہ پیرائی رہی کہ صبح کو میدان جنگ مین صف آرائی ہوئی نقیب نشیب دے کر چلے گئے
القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا کرب غازی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد از گفتگوے
بسیار نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اُسکا ستر طعنون مین ہوائی کیا القاش خون آشام نے
تیغہ کھینچا اور کہا کہ او دیوانے خبردار سپر سے تیغے کی پناہ نہین ہے یہ کہکر وار کیا کرب غازی نے چاہا کہ تیغہ اُسکا
چھین کر اُسے اُٹھالین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا تیغۂ القاش سر پر پڑا تا دو ابرو
اُتر آیا کرب غازی نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا خون کا دریا جاری ہوا زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھال کر
چمکایا اور القاش کے آکر تیغہ کرنوس عاد مغربی کا ہاتھ مارا سپر کو قلم کرکے چار اُنگل القاش کے سر مین اُتر آیا
القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ کرنوس عاد مغربی سر سے القاش کے نکل کر گردن پر گینڈے کی پڑا کہ سر گینڈے
کا مثل خیار تر کے قلم ہوگیا القاش گینڈے سمیت زمین پر گرا فوج القاش تلوارین کھینچکر کرب غازی پر آپڑی
کرب غازی تیغۂ خون آلود علم کیے ہوئے آپڑا شہزادہ نور الدہر مع فضل بن گیاہور خون آشام وغیرہ کمک
کو کرب غازی کی آگئے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین لوگون نے القاش کو گینڈے کے
نیچے سے نکالا القاش زخم سر باندھکے پھر لڑنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر سے القاش سے مقابلہ ہوا القاش
پکارا آج تجھسے عوض اُس روز کا لونگا اور برابر ہوکر القاش خون آشام نے تیغۂ خون آلود کا وار کیا شہزادہ نور الدہر
نے تیغۂ القاش پشت شمشیر پر روک کر وہی تلوار القاش خون آشام کو ماری کہ زخم سر جس جو پارہ ہوگیا القاش
بیہوش ہوکر گرا کفار پھر اُسے بچاکر لے بھاگے دو تین گھڑی تلوار میدان رزمگاہ مین اور چلی ہوگی کہ ہمت ہار کر
کفار شکست کھاکر بھاگا شہزادہ نور الدہر مع کرب غازی تعاقب مین فوج کفار کے تارتے ہوئے قتل کرتے
ہوئے دور تک نکل گئے پر اُدھر لشکر کفار کو نہ ٹھہرنے دیا تمام مال واسباب چھوڑ کر لشکر کفار فراری ہوا اہل اسلام
مال واسباب کفار کا لوٹنے لگے نور الدہر نے چاہا تھا کہ پھر تعاقب مین جائین کرب غازی نے منع کیا
نہ جانے دیا شہزادہ نور الدہر کو پھیر لائے وہان سے ہوکر بارگاہ مین اپنی آئے لباس رزم اُتارے پوشاک
بزم زیب جسم کرکے بیٹھے صحبت عیش برپا کی جام ہائے ارغوانی گردش مین آیا کھانا کھایا آرام فرمایا دوسرے دن
کوچ کرکے قلعۂ عجم کی طرف چلے کرب غازی اور نور الدہر اور فضل بن گیاہور خون آشام باتین کرتے
ہوئے چلے آتے تھے سامنے دروازۂ قلعہ کے پہونچے تھے کہ ناگاہ ایک پنجہ آسمان پر سے پیدا ہوا شہزادۂ نور الدہر
کو اُٹھا لیگیا کرب غازی اور فضل بن گیاہور خون آشام وغیرہ دیکھتے رہگئے کچھ نہو سکا ملکہ گوہر ملک
نے یہ حال جو سنا سر پیٹنے لگی خاک اُڑانے لگی نجومیون سے دریافت کیا کہ حال نور الدہر کا بیان کرو منجمون نے
عرض کیا کہ شہزادہ مانند اقبال زندہ وسلامت ہے بعد چند روز کے بخوبی تمام ملاقات ہوگی یہ اولاد صاحبقران ہے
ابتدا سے بار ایسی مصیبت مصیبت بہت پڑتی ہے اور بہر لوگون نے بھی ملکہ کو تشفی دی کرب غازی نے ہرکارے
اور سانڈنی سوار تلاش مین نور الدہر کی چارون طرف روانہ کیے اُدھر کا حال سنیے کہ شہزادۂ نور الدہر کو جیب

پنجہ اُٹھا کر لیگیا شہزادہ حرکت ہوا سے آسمان سے بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار
نہایت پُربہار ہی اور سامنے ایک دیو کریہ منظر ہزار گز کا قد کھڑا ہی نورالدہر نے اُس دیو سے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اسلیے
کہ ہان مین تمکو اُٹھا لایا ہون نورالدہر نے فرمایا کہ تو مجکو کسواسطے لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو خیار ہی اور
مین ملازم ہون دیو قہقہہ سہ چشمی کا اور دیو قہقہہ بیٹا ہی سمندرون ہزار دست کا اور سمندرون بادشاہ بردۂ ظلمات
کا تھا ایک دن دیو قہقہہ سہ چشمی نے نجومیون سے پوچھا کہ باپ میرا زلزلۂ قاف کو جک سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان کے ہاتھ سے مارا گیا تھا میری قضا کسکے ہاتھ سے ہی نجومیون نے اپنے علم کے زور سے دریافت کرکے کہا
کہ تیری قضا حمزۂ صاحبقران کے پوتے کے ہاتھ سے ہی اور وہ ملک عجم مین پیدا ہوا ہی مگر ابھی کمسن ہی اُس سے تجکو
ضرور ضرر پہونچیگا قہقہہ نے اُنھین نجومیون سے تصویر تیری کھنچوائی اور کہا کہ جو دیو اُس لڑکے کو پکڑ لاے مین
اُسے بہت سا انعام و اکرام دون مین تصویر تیری لیکر بردۂ قاف سے چلا پردۂ دنیا پر پہونچکے تجکو سرجا تلاش
کرتا پھرا آج تو میرے ہاتھ آیا مین تجھے اُٹھا لایا اب جو تجکو دیکھا نہایت فربہ پایا خیال مین آیا کہ اسکے تھاپے گوشت
اسکا بہت مزے کا ہوگا اے آدم زاد اب آ تو میرے منھ مین کود پڑ کہ تجھے پیلا کر نگل جاؤن نورالدہر نے فرمایا کہ منھ اپنا
کھول اُس دیو نے آنکھین بند کر لین اور منھ مانند قعر بلاے جبے درمان کے کھول دیا نورالدہر دوڑ کر لپٹ گئے
اور للکارے کہ او حرامخوار بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین نورالدہر نے
اُسے پچھاڑا اور چھاتی پر اُسکی چڑھکے دھڑ سے گردن نحس کھینچ لی لاش اُسکی تڑپنے لگی مگر نورالدہر اُسے مار کر پچھتایا
کہ اب تو کدھر جائیگا اگر اِسے نہ مارتا تو یہ تجھے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دیتا اب سپرد بیابان مرگ ہوئے آخرکار
مجبور و ناچار ایک طرف کو چل نکلے جاتے جاتے قریب شام دور سے ایک قافلہ دکھائی دیا قریب پہونچکر جو دریافت
کیا معلوم ہوا کہ قافلہ کسی سوداگر کا آتا ہوا ہی خوشی خوشی داخل قافلہ ہوئے جو کوئی اہل قافلہ صورت نورالدہر کی
دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا کہ کبھی ایسا جوان شکیل جمیل صورت مثل آفتاب تابان کے ہم آج تک ایسا کوئی نوجوان نظر سے نہین
گذرا آپسمین سب نے چرچا کیا کہ نہین معلوم یہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی مگر شہزادۂ نورالدہر سیر قافلہ کی کرکے
[illegible] خیمہ تک قافلہ پہونچا نام اُس قافلہ باشی کا خواجہ فضل بازرگان تھا ہمیشہ صحرا کی سیر کرتا رہتا تھا دشت نوردی
اور بادیہ پیمائی کا کمال شوق تھا اُسوقت باہر خیمہ کے بیٹھا ہوا تھا اور چند گماشتے بھی پاس اُسکے بیٹھے تھے کہ ناگاہ
نورالدہر نے جاکر سلام کیا خواجہ کی نگاہ جو حسن و جمال چہرۂ بے مثال شہزادۂ نورالدہر پر پڑی دیکھا ایک
طفل حسین سمن بین مہر تمکین ہی چہرہ مثل آفتاب درخشان کے دمک رہا ہی بنگاہ اولین خود بخود دل مین
اُسکے محبت نورالدہر کی پیدا ہوئی بلاکر نورالدہر کو کرسی پر بٹھایا استفسار حال کیا کہ اے نوبادۂ گلشن
کامگاری و اے نونہال چمن بختیاری تو اس بیابان میں کہان وارد ہوا ہی شہزادہ نورالدہر نے کہا اے خواجہ ساکن
مین سوداگر بچہ ہون جہاز پر سوار دریا مین چلا آتا تھا کہ قضاے کار طوفان آیا سب قافلہ غرق ہوگیا مجکو حافظ
حقیقی نے بچایا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر پہونچا تختے پر سے اُترکر ایک طرف روانہ ہوا آتے آتے یہان
خضر طالع رستا نے پہونچایا ہی خواجہ فضل نے کہا کہ تم میرے پاس رہو تو مین تمکو فرزندون کی جگہ سمجھون
کسواسطے کہ میرے کوئی اولاد بھی نہین ہی نورالدہر نے کہا مین آپ کی غلامی مین موجود ہون خواجہ فضل
شہزادۂ نورالدہر کو اندر خیمے کے لیگیا بہت اچھی طرح پیش آیا ساتھ اپنے کھانا کھلایا برابر اپنے پلنگ کے
پلنگ شہزادۂ نورالدہر کا بچھوایا القصہ شب وہین گذری صبح کو خواجہ فضل نے کوچ کیا کئی دن کے بعد

شہر خضرانیہ میں پہونچا سرچوک دکان سوداگری کی آراستہ کرکے بیٹھا بادشاہ شہر خضران شاہ ہے ایک روز داماد ملک خضران شاہ تھا
کہ نام اسکا فولاد دیوانہ تھا بازار کی سیر کرتا ہوا دکان پر خواجہ فضل کے آیا اور اسباب تجارت کا دیکھنے لگا ایک دوشالہ بہت
بھاری رکھا ہوا تھا اسے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا اور لیکر وہاں سے چلا شہزادہ نورالدہر نے کہا ای شخص یہ کیا زبردستی ہے کہ مال
تو نے لیلیا اور قیمت داخل نہ کی اور سیدھا یہاں سے چلا یہ کہکر اٹھا اور دوشالہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا فولاد دیوانہ
نہایت برہم ہوا اور ایک طمانچہ نورالدہر کو مارا اور کہا او سوداگر بچے تو نے دوشالہ میرے ہاتھ سے چھین لیا شہزادہ
نورالدہر نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے اس فولاد دیوانے کے مارا کہ گردن اسکی پشت کی جانب
پھر گئی منقلب المیت ہو گیا تیورا کے گرا تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مر گیا غل ہوا کہ سوداگر بچہ نے داماد بادشاہ کو
مار ڈالا خواجہ فضل نے نورالدہر سے کہا کہ یہ کیا تو نے غضب کیا اب مال بھی گیا اور جان بھی گئی نورالدہر
نے کہا کہ خواجہ تم نہ گھبراؤ جو کچھ ہوگا میں سمجھ لونگا اگر بادشاہ کو خبر ہوگی اور لوگ میرے پکڑنے کو آئینگے میں انسے لڑونگا تمسے
ہرگز کوئی متعرض نہوگا تم اپنا مال و اسباب لیکر جدھر تمھارا جی چاہے چلے جاؤ خواجہ فضل پکارا ای عزیز یہ تو کیا کہتا ہے میں نے
تجھے اپنا فرزند کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تجھسے دست بردار ہو جاؤں اور تجھے قتل کراؤں یہاں تو یہ ذکر تھا اور ادھر فولاد کے
ملنے جانے کی خبر خضران شاہ کو ہوئی کہ ایک سوداگر کے بیٹے نے فولاد دیوانہ کو مار ڈالا بادشاہ سنکر نہایت برہم ہوا اور ایک
پہلوان کہ نام اسکا طفلاے ترک تھا اس سے کہا کہ تو جا کر سوداگر بچے کو پکڑ لا وہ پہلوان دو ہزار جوان ساتھ لیکر روانہ ہوا
خواجہ فضل کی دکان کو گھیر لیا نورالدہر مسلح و مکمل ہو کر اٹھا مرکب پر سوار ہو کر آیا طفلاے ترک سے مقابلہ کرنے کو
موجود ہوا طفلاے ترک نے جو شاہزادے کو دیکھا پوچھا کہ کیا تیرے ہی ہاتھ سے فولاد دیوانہ مارا گیا ہے نورالدہر نے
جواب دیا کہ ہاں اسنے اکثر زیادتی کی تھی زبردستی دکان پر سے اسباب سوداگری اٹھائے لئے جاتا تھا میں نے منع کیا کہ
یہ کیا طریقہ ہے تو اسباب بے قیمت کے لیے جاتا ہے اسنے پہلے مجھے طمانچہ مارا میں نے ہاتھ اسکا پکڑ کر طمانچہ جو مارا وہ طمانچہ قضا کا
ہو گیا فولاد دیوانہ گرا اور تڑپ کر مر گیا طفلاے ترک نے کہا اب اگر تو ہاتھ باندھے ہوئے میرے ساتھ بادشاہ کی خدمت
میں چلا چل تو میں گناہ تیرا معاف کرا دوں قتل ہونے سے بچوا دوں نورالدہر نے کہا او بیحیا میں نے کیا جرم کیا ہے جو
میں ہاتھ باندھکر بادشاہ کے سامنے جاؤں اور تو معاف کرا دیگا جا دور ہو نہیں تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا طفلا
نے یہ سنکر لوگوں سے کہا کہ پکڑ لو اس طفل کو یہ سنتے ہی ہمراہیان طفلاے ترک نورالدہر کی طرف دوڑے شاہزادہ
نورالدہر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی چند آدمیوں کو مار کر برابر طفلاے ترک کے پہونچا اور للکارا کہ او نامرد اوروں کو تو
مجھسے لڑواتا ہے آپ نہیں سامنا کرتا ہے طفلاے ترک نے بھی تلوار کھینچی اور کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری آگئی ہے یہ کہکر تیغہ
آبدار کا نورالدہر پر وار کیا شہزادے نے تیغہ اسکا پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ شمشیر برق مثال کا مارا تلوار خود سر شکن ہو کر چمکتی
ہوئی معلوم ہوئی پلک جھپکنے میں زیر تنگ فرس زمین پر جا کر بوسہ دیا غل ہوا کہ طفلاے ترک مارا گیا ساتھ والے
اسکے فراری ہونے لگے کچھ لوگ نورالدہر سے سرگرم کارزار ہوئے یہ خبر خضران شاہ کو پہونچی کہ طفلاے ترک
کو بھی اسنے مارا خضران شاہ یہ سنکے الیاس وزیر سے بولا کہ تو فوج قاہرہ ساتھ لیجا اور اس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا
یا اسکا سر کاٹ لا الیاس وزیر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا آتے آتے جب چوک میں پہونچا دیکھا کہ ایک ہنگامہ برپا ہے
نورالدہر خواجہ فضل کی دکان کے آگے کھڑا جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں ہے خون کہنی سے ٹپک رہا ہے لوگ
اسے گھیرے ہوئے ہیں مگر دور دور کھڑے ہیں پاس کوئی نہیں آتا وہیں سے لینا لینا کا غل مچاتے ہیں الیاس
وزیر نے فوج سے کہا کہ اس طفل کو پکڑ لو فوج الیاس وزیر کی نرغہ کر کے آ پڑی پھر تلوار چلنے لگی ایک طرفۃ العین میں

لاش پر لاش نور الدہر نے گرا دی کشتون کے پشتے باندھ دیے لوگون نے جو یہ عالم ہوش تیغ کا دیکھا سامنے سے فراری ہونے لگے
پھر بھر کابل نور الدہر کو کارزار کرتے ہوئے گذرا نہا خلعہ عظیم تھا کہ یہ بہادر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا جو اسکے منھ پر چڑھیگا وہ مارا جائیگا
بہت سے کافر خاسر مغرور بحواس ہو ہو کر بھاگے جاتے تھے اس عرصے مین خضران شاہ بھی فوج ہمراہ لیے
ہوئے پہونچا شہزادہ نور الدہر تین پہر کامل لڑا آخر کار ہزارہا آدمیون کو مار کر قریب تخت خضران شاہ کے
پہونچا اور تلوار اسکی چھین کر تخت پر سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مار ڈالونگا خضران شاہ
نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے کہ حضور کس برج فلک ہمت و شجاعت کے آفتاب ہین اور کس
صدف دریاے صولت و شوکت کے گوہر نایاب ہین شہزادہ نور الدہر نے کہا اے خضران شاہ آگاہ ہو مین
اسیر کشور گیر زندہ قاف ثانی سلیمان کوچک حمزہ صاحبقران عالی شان کا پوتا ہون اور سر فتنہ مالک باختر شہزادہ
بدیع الزمان نامور کا فرزند جگر بند ہون نام میرا شہزادہ نور الدہر ہے القاش خون آشام کو شکست
دے کر پھرا تھا کہ اثناے راہ سے مجھکو ایک دیو اٹھا لایا اور ایک صحرا مین لا کر اتارا مین نے اس دیو سے سبب اپنے
اٹھا لانے کا دریافت کیا دیو نے کہا کہ مین ملازم قہقہہ سر چشمی کا ہون اور وہ تیرا دشمن جان ہے اسکو نجومیون سے دریافت
ہوا کہ تیری قضا اس شہزادہ نبیرہ کوچک سلیمان حمزہ صاحبقران شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ سے ہے
غرضکہ اسنے قصد دین دا کیا اور چاہا کہ مجھکو مسلم نگل جاے حافظ حقیقی کی مدد سے اس موذی کو مین نے تلوار کے گھاٹ اتارا
تنہا وہان سے پھر چل کھڑا ہوا عین صحرا مین خواجہ فضیل سوداگر قافلہ لا مین خواجہ فضیل کے ساتھ ہو لیا خواجہ فضیل مجھے
تمھارے ملک مین لایا یہان یہ واقعہ پیش آیا خضران شاہ یہ سنکر خوف جان سے بظاہر مسلمان ہوا اور فوج کو آواز دی
کہ خبردار اس شہریار سے کوئی نہ لڑے نور الدہر نے خضران شاہ کو چھوڑ دیا خضران شاہ نے طوطے کی طرح
کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور نور الدہر کو ساتھ لیکر ایوان شاہی مین آیا سامان دعوت مہیا کیا نور الدہر نے خواجہ فضیل
کو بلا کر خلعت گران بہا دیا اور کہا کہ ہم تمھارے نہایت ممنون ہین کہ تمھارے ساتھ یہانتک آ گئے اور یہ شہر تمنے مسخر کیا
اب تمھارا جدھر جی چاہے بے تکلف چلے جاؤ کوئی تمسے مزاحم نہوگا خواجہ فضیل تو رخصت ہو کر چلا گیا دو روز کے بعد
خضران شاہ نے نور الدہر کو کھانے مین بیہوشی ملا کر بیہوش کیا پھر شہزادہ نور الدہر کو قید آہن مین گرفتار کر کے ہوش
مین لایا اور پکارا او نبیرہ حمزہ تو نے دیکھا کہ لقا کی مدد سے کیونکر مین تجھپر غالب آیا اب بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نور الدہر
نے فرمایا کہ لقا پر لعنت ہے اور نیز اسکے پرستارون پر ہزار ہزار لعنت ہے خضران شاہ نے برہم ہو کر حکم دیا کہ اسے زندان
مین لیجاؤ مین کل اسے قتل کرونگا لوگون نے نور الدہر کو لا کر قید کیا لیکن جب قید شہزادہ نور الدہر کی داروغہ زندان خانہ
لیکر چلا زیر قصر دختر خضران شاہ ملکہ مہر افروز کے گذرنا اسوقت ملکہ مہر افروز اپنے کمرے مین بیٹھی ہوئی تھی اور
دریچے جو اس قصر مین سر راہ تھے اسمین چلمنین پڑی ہوئی تھین قضاے کار جو دریچون مین سے جو ملکہ مہر افروز نے
جھانک کے دیکھا اس خورشید رو بدر کامل آسمان صاحبقرانی پر ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو گئی انھین جلیسین
پاس حاضر تھین انسے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ قیدی کسکی ہے اور اسے کہان لیے جاتے ہین غرضکہ معلوم ہوا کہ یہ ماہوش گل
حدیقہ صاحبقران نوبادہ گلشن شہزادہ بدیع الزمان ہے اور نام اسکا نور الدہر ہے زندان خانے مین لیے جاتے
ہین خضران شاہ کو اسنے زیر کیا وہ از روے ترس جان مسلمان ہوا اب دغا و مکر سے اسنے شہزادے کو اسیر کیا
ہے آج زندان خانہ مین رہیگا کل قتل کیا جائیگا اتفاقاً جو قید خانہ کہ زیر دیوار قصر ملکہ مہر افروز تھا اسی مین داروغہ
زندان خانہ نے نور الدہر کو قید کیا ملکہ مہر افروز کو جب نور الدہر کی حقیقت معلوم ہوئی اور زندان خانے

بھی تھا معلوم ہوا رات کے وقت کچھ مٹھائی تحفہ اور نفیس بیہوشی آلود خوانون مین چنوا کر اپنے ساتھ کنیزون کے سر پر
رکھوا کے لیچلی اور اپنے کوکا شہریر تیز رفتار کو بھی ہمراہ لیا جب زندان خانے کے دروازے پر آئی سرکلان زندان سے
اظہار کیا یہ خوان مٹھائی کے قیدیون کے کھلانے کے واسطے محل سے آئے ہین تم دو ایک ڈلیان مٹھائی کی قیدیون کو
لیجا کر کھلاؤ اور باقی سب مٹھائی تم آپسمین تقسیم کر کے کھاؤ ہم کہدینگے کہ مٹھائی قیدیون کو بھیج گئی سب سرکلان زندان
نے وہ مٹھائی باہم بانٹ لی اور کھانا شروع کیا اُن نابکارون کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مٹھائی جان شیرین لیکے نکلی مرگ
چکھائیگی ذائقہ حالت نزع زبان پر آجائیگا کسی کو بالکل بدمزہ نہ معلوم ہوئی اُسی وقت سب نے زہر مار کر لی وہ مٹھائی
کھاتے ہی سب کو کرب پیدا ہوا ہر ایک از خود رفتہ ہوگیا کوئی کہین گرا کوئی کہین گرا گرتے گرتے سب پاسبان و نگہبان
بیہوش ہوگئے شہریر تیز رفتار نے خنجر کمر سے نکال کر سب کو قتل کیا اور دروازہ زندان خانہ کا کھول کر ملکہ مہر افروز
کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس لیگیا شاہزادہ نور الدہر نے جو اُس نازنین زہرہ جبین کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
پری تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ زا ہے دہن تنگ کو غنچۂ گل سے تشبیہ دینا قصور ہے اُسمین یہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی
کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین
دلربائی یہی شعر صادق آتا ہے شعر مثال چشم او آمد محالش + مگر چشم دگر باشد بمثالش + بے اختیار زبان سے شہزادہ
والاقدر کی آہ نکل گئی اُس گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم
کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرے پر اُداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینا رعب حسن و جمال سے غش آگیا اپنے
بیمار کے سرھانے پر جا کر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا وہ اشک گرم جو عارض شہزادہ
نور الدہر پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے
نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے دلدار پایا شہریر تیز رفتار سے پوچھا تو کون ہے اور یہ نازنین خورشید جمال خوش خصال
کون ہے اسنے کہا یہ نازنین دختر خضران شاہ ہے نام ملکہ مہر افروز ہے اور مین ملکۂ عالم کا کوکا ہون نام میرا شہریر تیز رفتار
ہے جسوقت سے ملکہ مہر افروز نے تمکو دیکھا ہے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہے مفارقت مین تمہاری بہت مضطر و بیقرار ہے جب
کسی طرح تاب ضبط نہ رہی اس تدبیر سے یہان تک آئی کہ مٹھائی کھلا کر پاسبانون اور نگہبانون کو بیہوش کر کے مین نے
قتل کیا آپ زندان مین داخل ہوئی آپ بھی قید آہن اپنی دور کیجیے کیونکہ آپ تو حمزۂ صاحبقران کے پوتے ہین
آپ کے نزدیک ان آہنی کڑیون کی کیا حقیقت ہے آپ کو تو موم سے زیادہ نرم معلوم ہونگی یہ سنکے شہزادہ نور الدہر نے
قید آہن کو توڑ ڈالا اور ملکہ مہر افروز کے ہمراہ چلے ملکہ مہر افروز شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر زندان خانے سے نکلی
باغ ملکہ مہر افروز جو شہر کے باہر تھا اُسمین شہزادۂ والاجاہ کو لیجا کر رکھا شہزادۂ نور الدہر نے ملکہ مہر افروز کو مع اُسکے ہمراہیون
کے مسلمان کیا اور باغ مین بہ عیش و عشرت متمکن ہوئے لیکن یہان صبح کے وقت جو خضران شاہ کو خبر ہوئی کہ
کوئی رات کے وقت زندانخانے کے نگہبانون اور پاسبانون کو قتل کر کے قیدی کو چھڑا لیگیا کوتوال کو حکم دیا کہ جلد
قیدی کو تلاش کرو کوتوال شہر گلی گلی کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہے خلقت کہ ہر ایک کہتا ہے کہ ایک خدا پرست
کو زندان خانے سے کوئی چرا کر لیگیا اور تمام پاسبانون اور نگہبانون کو قتل کر گیا اب یہان کا حال بگوش دل سماعت
فرمائیے کہ یہ دونون والہ و شیفتہ اور عاشق و دلدادہ یعنی ملکہ مہر افروز اور شہزادۂ نور الدہر دلسوز باغ مین
سرگرم عیش و عشرت ہین کہ ایک خواص مضطر و بدحواس رات کو آئی اور اُسنے کان مین ملکہ مہر افروز کے
کچھ کہا کہ رنگ ملکہ مہر افروز کا زرد ہوگیا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین نور الدہر نے پوچھا کیا ہے اے ملکہ کچھ حال

تو بیان کر تمھارا چہرہ اسوقت متغیر کیون ہوگیا اس خواص نے چپکے سے تمھارے کان مین کیا کہا جو تم گھبرائی ہو ملکہ
مہر افروز نے کہا ای شہریار یا تو اسی وقت ہمکو تم اپنے ساتھ لیکر کہین نکل چلو یا ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرو شہزادہ
نورالدہر نے کہا کچھ کیفیت تو ظاہر کرو اسوقت ملکہ مہر افروز نے رو کر کہا کہ صاحب ایک بادشاہ ہے شہر ششتری حصار
کا نام اسکا خسرو شاہ ہے اسنے میری خواستگاری کے واسطے اپنے سپہ سالار قارن فیل زور کو میرے باپ
کے پاس بھیجا ہے وہ شہر سے تین کوس پر آکر اترا ہے ای شہریار اب مین اپنی جان دونگی اور اسکے ساتھ نہ جاؤنگی نورالدہر
نے گلے مین پیار سے باہین ڈال کے بوسہ لب و دندان لیا اور کہا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ کچھ اندیشہ نہ کرو خاطر جمع رکھو میرے
سامنے کسی کی کیا مجال جو تم پر آنکھ ڈال سکے قارن فیل زور کیا جان رکھتا ہے جو تمکو لیجائیگا مین اسے خود جاکے
سزا دونگا ملکہ مہر افروز یہ سنکے چپ ہو رہی شاہزادہ نورالدہر دو گھڑی رات رہے سوار ہوکر قارن فیل زور
کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب اسکے لشکر مین پہونچے معلوم ہوا کہ قارن بارگاہ خضران شاہ مین گیا ہے
شہزادہ وہان سے پھر کر داخل شہر ہوا جسنے راہ مین نورالدہر کو دیکھا وہ حیران ہوا کہ یہ تو زندان خانے سے غائب
ہوگیا تھا آج پھر دکھائی دیا جب شہزادہ نورالدہر آتے آتے در بارگاہ خضران شاہ پر پہونچا بے تکلف داخل
بارگاہ ہوا بہ طریق اہل اسلام سلام کیا برابر تخت خضران شاہ کے کرسی جواہر نگار خالی رکھی ہوئی تھی اسی کرسی پر
آکر بیٹھ گیا خضران شاہ نے نورالدہر کو دیکھکر پہچانا مگر شرمندہ ہوا کچھ نہ کہا الیاس وزیر اور تمام امیر حیران تھے
کہ یہ تو قید خانے مین سے غائب ہوگیا تھا اب کہان سے پیدا ہوگیا مگر نورالدہر نے قارن فیل زور کو نہایت
پسند کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ زیر ہو تو اچھا جوان وجیہ ہے ابھی تھوڑی دیر نورالدہر کو بیٹھے ہوئے گذری ہوگی
کہ قارن نے کہا کہ ای خضران شاہ مین خسرو شاہ کا نامہ لایا ہون خضران نے کہا لاؤ قارن نے نامہ ہاتھ مین
خضران کے دیا بادشاہ نے دبیر سے کہا کہ پڑھو کیا لکھا ہے دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اس نامے مین لکھا تھا کہ ای
خضران شاہ ہمنے تمھاری بیٹی کے حسن کی تعریف بہت سنی ہے لہذا ہم اپنے سپہ سالار قارن کو بھیجتے ہین تمھین
لازم ہے کہ نامہ دیکھتے ہی اپنا فخر و افتخار سمجھکر بیٹی کو اپنی سوار کرکے بھیجدو نہین تو بزور شمشیر تجھسے چھین لونگا خضران
چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے نورالدہر نے دبیر سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینک دیا اور قارن سے کہا ای قارن
تو نے یہ مثل سنی ہے یا نہین مثل خورشتی بخوشی سودا برضا۔ تو چاہتا ہے کہ بزور دختر خضران شاہ کو لیلے کیا تاب و طاقت
اور ای قارن بگوش ہوش سن رکھ ملکہ مہر افروز مجھسے تعلق رکھتی ہے جو کوئی مجھپر غالب آئیگا وہ ملکہ مہر افروز کا خواستگار ہو
قارن فیل زور نے دیکھا کہ اسنے میرے آقا کے نامے کو پھاڑ ڈالا قارن کا رفیق اسفندیار اسکے پہلو
مین کھڑا تھا اس سے قارن نے کہا تو اسے نامے کو چاک کرنے کی سزا دے اسفندیار اٹھا اور نورالدہر
سے کہا ای عزیز ادھر آ ابھی تجھکو نامہ چاک کرنے کی سزا میدان مین چلکر دونگا نورالدہر اٹھکر کھڑے ہوئے اور دونون
نے اسلحۂ جنگ کھول کے رکھدیے اور باہم دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی پہر بھر مین نورالدہر نے اسفندیار
کو کشتی مین زیر کیا اور قارن کی طرف مخاطب ہوئے ای قارن اٹھ اب میرے تیرے زور آزمائی ہو قارن
غیظ و غضب مین آکر اٹھ کھڑا ہوا اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر شہزادہ نورالدہر کی طرف جھپٹا نورالدہر
اس سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور کشتی کا ہوا کیا اب قریب تھا کہ نورالدہر قارن کا
لنگر توڑ کر زمین سے اٹھالین اور زمین پر دے مارین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نورالدہر کو اٹھا کر لیگیا
قارن متعجب ہو کر رہگیا اور اپنی کرسی پر آبیٹھا خضران شاہ نے بیان کیا کہ یہ لڑکا نبیرۂ حمزہ صاحبقران تھا

پھر تمام حقیقت خضران شاہ نے قارن کے سامنے بیان کی اور کہا کہ یقین ہے اسکو کوئی دیو اٹھا کے لیگیا پہلے بھی ایک دیو ملک عجم سے اٹھا لایا تھا اب ذرا حال اسکا مجھسے بخوبی معلوم ہوے کہ کہان گیا ہے پھر مین کسیکو تمہارے ساتھ کردونگا یہ کہکے چہار طرف اپنے احباب اور عزیزون کو اسی وقت نامے روانہ کیے کہ نبیرۂ حمزہ نور الدہر ہمارے شہر سے غائب ہوگیا ہے جہان ہو پہنچے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دو یہ خبر محل مین ہوئی ایک ہمراز انیس نے ملکہ مہرافروز سے کہا کہ بلاؤن شہزادہ نور الدہر آپ کے پاس سے بارگاہ بادشاہ مین پہونچا اُسکے سامنے نامہ خسرو شاہ بہ خواستگاری حضور پڑھا گیا شہزادے نے سُنکے وہ نامہ چاک کر ڈالا اسی بات پر قارن بگڑا اُس سے مقابلہ ہوا شہزادہ مصروف کُشتی تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا نہین معلوم شہزادہ کہان گیا خضران شاہ نے اُسکی گرفتاری کے واسطے جابجا نامے لکھے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہرافروز رونے لگی اور عشق شہزادہ نور الدہر مین بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار برسون ہی ہجر وصل نہین اکدم نصیب + کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب + ہون میسر ہی خاک کو جو تمہارے قدم نصیب + کھایا کرین نصیب کی سر کی قسم نصیب + مجنون سیاہ خیمہ لیلی کے گرد پھر + اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب + یہ کہکر بے اختیار مثل ابر نوبہار زار زار روئی ایک تو عالم بیقراری دوسرے یہ خیال کہ اب قارن کے ہمراہ مجکو خضران شاہ کردیگا عمر بھر شاہزادے سے جدائی رہیگی اب ملین اپنی جان دونگی مفارقت مین یار جانی و محبوب جاودانی کی زندہ رہنا دشوار ہے انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھاتی ہین لیکن کسی طرح ملکہ کو صبر نہین آتا ایک انیس ہمراز و دمساز بہلا کے صحن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی گلہاے چمن نے رنگ عارض دلدار دکھایا غنچہ کو دیکھکے اپنے غنچہ دہن کا دہن یاد آیا نرگس پر جو نگاہ پڑگئی فوراً تصویر چشمان یار آنکھون مین پھر گئی سرو جو بار نے قد دلدار کی یاد دلائی اور وحشت دل دونی ہوئی دل مین خار الم کھٹکنے لگا سکتے کے عالم مین کھڑی رہی جب ذرا دل نے قرار کیا فرمایا یہان کا ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز ہے اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا مجھے ایسے باغ کے نام سے بیر ہے افسوس یہان بھی کچھ نہ آرام پایا تم نے ہمارا دل نہ بہلایا انیسین جلیسین سمجھانے لگین تسلی دلاسا دینے لگین مگر ملکہ نے سر و سینہ پیٹ پیٹ کے برا حال کیا کھانا پینا چھوڑ دیا اور تنہائی مین پلنگ پر تصور مین شہزادہ نور الدہر کے پڑی رہنے لگی اُدھر کا حال سُنیے کہ شہزادہ نور الدہر کو جو دیو لیکر سوے آسمان روانہ ہوا نور الدہر کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا تھا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا کہ مجھے دیو اٹھاے لیے جاتا ہے پوچھا کہ کہان مجھے لیے جاتا ہے اُسنے کہا کہ دیو قہقہہ سر حبشی نے تجھے طلب کیا ہے نور الدہر نے ایک گھونسا اُس دیو کے مارا وہ بلبلا گیا اور زمین پر جلدی سے اُترا کہ دوسرا گھونسا شہزادے نے اور مارا وہ دیو آسمان سے بر روے خاک گرا اب نور الدہر اُسے کب چھوڑتا ہے تیسرا گھونسا جو اُسکے سر پر مارا سر اُس دیو کا پھٹ گیا زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور پکارا کہ اے آدم زاد ہم دونون دیو قہقہہ سر حبشی سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ تجھے خدمت مین قہقہہ سر حبشی کی پہونچا دینگے دونون تیرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر فی النار و السقر ہوا نور الدہر نے اُسے مار تو ڈالا مگر نہایت پریشان ہوے کہ اب تو کدھر جائیگا دیو اگر زندہ ہوتا تو بہ سبب خوف جان جہان سے مجھے لایا تھا وہان پہونچا دیتا آخر کار مجبور و ناچار ایک طرف کو چلے دن بہت کم تھا تھوڑی دیر مین شام ہوگئی نور الدہر نے ایک ہرن کو شکار کیا اور اُسکے کباب بناکے وہان کھائے اور مغربین کی نماز پڑھکر ایک درخت بلند پر چڑھکر بیٹھ رہے کبھی غنودگی زیادہ نیند کی آتی تھی غافل ہوجاتے تھے گھبرا کر کبھی چونک کے اُٹھ بیٹھتے تھے اپنی والدۂ معظمہ و مکرمہ کے چھوٹنے کا غم تنہائی کا الم صدمۂ شب فراق معشوق کی ملاقات کا اشتیاق ملکہ مہرافروز کی جدائی کا خیال دل پر ہجوم رنج و ملال جب آہ کرتے ہین

خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور محبت زورون پر تپش قلب نے بیقرار کیا جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ
سحری چمکا شاہزادہ نماز صبح پڑھکر ایک طرف کو روانہ ہوا پہر بھر چلے تھے کہ سامنے سواد شہر معلوم ہوا اُسی جانب متوجہ ہوئے دوپہر ڈھلے
داخل شہر ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب چوک مین پہونچے ایک شخص سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور
بادشاہ یہان کا کون ہی یہ سرزمین کسکی حکمرانی مین ہی لوگون نے کہا کہ بادشاہ یہان کا اساس زرین قبا ہی اور
شہر کا نام اساسیہ ہی نورالدہر کاروانسرا مین آکر اُترے رات وہین بسر کی صبح کو پھر شہر کی سیر کے واسطے چلے جاتے
جاتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا آدمی غول کے غول غٹ کے غٹ ایک سمت چلے جاتے ہین لوگون سے پوچھا
کہ یہ سب لوگ مجمع کیے ہوئے کہان جاتے ہین اُنھون نے کہا کہ دو پہلوان زبردست بادشاہ کے سامنے کشتی لڑینگے
انکی کشتی کا تماشا دیکھنے ہم سب جاتے ہین شہزادۂ نورالدہر بھی سب کے ساتھ ہو لیے آتے آتے وہان پر پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین ایک قصر رفیع تھا اُس قصر مین بادشاہ بیٹھا ہوا اور میدان مین خلائق کا ازدحام ہجوم
عام تھا اور زیر قصر شاہی اکھاڑہ تیار تھا وہان پہلوان زبردست چت لنگوٹ باندھے ہوئے اپنے شاگردون کے
حلقے مین کھڑے ہوئے خم ٹھوک رہے تھے اور ہر طرح کے باجے ڈھول وغیرہ بجتے تھے یکایک قصر پر سے ایک
چوبدار نے آواز دی کہ حکم بادشاہ عالیجاہ ہی کہ کشتی شروع ہو یہ سُنکر وہ دونون پہلوان اکھاڑے مین اُترے اور پیترا بدل کے
ہاتھ ملانے لگے آخر کو ہاتھ گردنون مین ڈال کے لپٹ پڑے کشتی کے پیچ بندھنے لگے توڑ ہونے لگے کبھی وہ ریل کے ادھر لاتا ہی
کبھی زور کرکے یہ اُسطرف ریل لیجاتا ہی پہر کامل کشتی ہوتی ناظرین پر واضح ہو کہ اُن کشتی گیرون کا نام ایک کا قہماس کشتی گیر اور ایک
کا طہماس کشتی گیر تھا آخر کار زور پہلوانی ہوتے ہوتے قہماس نے طہماس کو اُٹھا کے زمین پر مارا طہماس کشتی گیر چارون شانے
چت گرا لوگ سامنے سے قہماس کے لیگئے اور قہماس پکارا کہ ایہا الناس کہان ہی رستم سیستان اور کہان ہی سام بن نریمان
کہ داد پہلوانی آکر دے اور کہان ہی حمزۂ صاحبقران اور کہان ہی بدیع الزمان کشتی گیر کہ اگر میرا حلقۂ غلامی پہنے پھر قصر بلند
کی طرف سر اُٹھا کے کہا کہ ای بادشاہ اساس زرین قبا خط منشور پر میرے مُہر کر دے شہزادۂ نورالدہر یہ لاف و گزاف اُس
پہلوان ناانصاف کی سنکر بیتابانہ دوڑے اور سامنے قہماس کے آکر نعرہ کیا کہ او یاوہ گو یہ تو کیا بکتا ہی یہ کیا شجاعون کا نام بےادبی
سے لیتا ہی ہرگز تیرے خط منشور پر مُہر نہوگی بادشاہ کے شہر مین ایسے ایسے تجھسے لوگ بہت پڑے ہین اور بڑے
بڑے زبردست پہلوان طاقت دار شجاع و دلیر ہین کہ تجکو تنبیہ کرین اور تیری گوشمالی کرین پہلے تو مجھسے لڑ نے
بعد اُسکے خط منشور پر مُہر کرانا قہماس کشتی گیر نے دیکھا کہ ایک طفل حسین نازنین ماہ طلعت مہرصورت کوئی سات آٹھ برس
کا سن کھیلنے کے دن یہ دعوی بہادری و شجاعت کا کرتا ہی قہماس بہت ہنسا اور کہا ای طفل نازنین معلوم ہوتا ہی
کہ شاید تو نے بھی دو چار ڈنڈ کیے ہین کچھ طاقت آئی ہی اسی سبب سے تن تنکے مجھسے ارادہ لڑنے کا کرتا ہی ای طفل سنتا ہی جب وہ نہین
تو یہ تیلی نازنین سی گردن توڑ مروڑ کے رکھدونگا جا میرے سامنے سے چلا جا اب نہ کچھ زبان سے نکالنا نورالدہر دوڑکر اُس پہلوان
سے لپٹ گئے اور ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا قہماس کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا کچھ زور آور ہی وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اساس زرین قبا
دیکھ رہا تھا مگر حیران تھا کہ یہ طفل ماہ طلعت مہرصورت کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُدھر تمام خلق تماشہ بین متعجب تھی اور
حسن و جمال شاہزادہ نورالدہر بےمثال کو دیکھ رہی تھی اُدھر شہزادۂ نورالدہر اور قہماس سے زور ہو رہا تھا دو گھڑی
کشتی لڑتے ہوئے گذری ہوگی کہ نورالدہر نے قہماس کشتی گیر زبردست کا لنگر توڑ کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا سب نے شور تحسین مچایا
نورالدہر نے اُس پہلوان زبردست کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور اُسکی چھاتی پر چڑھکر پکارا کہ او قہماس بہتر یہ ہی کہ
دین اسلام قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ چاہتا تھا کہ پکار کر کہے کہ ارے یہ شخص مسلمان ہی مار لوگ

کہ نور الدہر نے بگڑ کر گردن کو اسکی جھٹکا دیا کہ نرخرے سمیت گردن اُسکے دھڑ سے کھینچ لی ایک غلغلہ ہوا کہ یاروبینہ نے ہاتھی
کو مار ڈالا چہار طرف سے صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی شاگردون نے قماس کے چاہا کہ نور الدہر
پر حملہ آور ہون بادشاہ نے حکم دیا ان کشتی گیرون کو مار کر نکال دو اور اس جوان حسین کو ہمارے پاس لے آؤ سب لوگ
شاہزادہ نور الدہر کو اساس زرین قبا کے پاس لیگئے نور الدہر کو بادشاہ نے خلعت دیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے بارگاہ مین اپنی لایا کرسی زرنگار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا کہ اے عزیز مصر حسن و خوبی واے ماہ کنعان محبوبی تو
کس باغ کا پھول ہے اور کس نہال تازہ کا ثمر خوشنما ہے کون ہے اور کیونکر یہان آنا ہوا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا
کہ مین سوداگر ہون قافلہ میرا تباہ ہو گیا قزاقون نے لوٹ لیا مین ادھر بربادی کے عالم مین نکل آیا اساس زرین قبا نے
کہا اب تم میرے پاس رہو کیا مضائقہ ہے گردش سیارگان سے تباہی و بربادی بھی ہو جاتی ہے پھر سامان ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ نامہ
خضران شاہ کا آیا اساس زرین قبا نے اُس نامہ کو پڑھوایا اُس نامہ مین تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان کی
بھی تھی جب اُس نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تصویر نور الدہر کی دیکھی اور صورت پر شاہزادے کی بغور نگاہ کی
تصویر سے شاہزادہ نور الدہر کو مطابق پایا دل مین اپنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی نبیرہ حمزہ ہے ناظرین پر واضح ہو کہ تحریر
دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ اساس زرین قبا بھائی حقیقی خضران شاہ کا ہے غرضکہ اُسوقت تو اساس زرین قبا
خاموش ہو رہا نامے کا مضمون کسی سے کچھ نہ بیان کیا شب کے وقت نور الدہر کو بیہوش کر کے گرفتار کیا اور صبح کو غل و زنجیر
مین اسیر کر کے خضران شاہ کے پاس بھیج دیا اب کچھ کیفیت ملکہ مہر افروز کی سنیے کہ ملکہ بعد غائب ہو جانے شہزادہ
نور الدہر کے دیوانہ وار عاشق جمال شہزادہ نامدار ہو کر شہر خضرانیہ سے نکل گئی اور ایک دامنہ کوہ مین جا کر چھپ
رہی ہر چند خضران شاہ نے تفحص کیا مگر ملکہ کا پتا نہ ملا قارن فیل زور بھی تلاش مین ملکہ کی تھا اور ڈھونڈھتا پھرتا
تھا جو بعد چند روز کے قید شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی شہر خضرانیہ مین پہونچی خضران شاہ نے اپنے
سامنے دربار مین نور الدہر کو بلایا اور کہا کہ اے خداپرست دیکھا تو نے میرے اقبال کو اب بہتر یہ ہے کہ لقا کو
سجدہ کر نہین تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو شہزادہ نور الدہر نے باواز بلند پکار کر کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے لقا پر
اور اُسکے پرستارون پر تجھے اختیار ہے چاہے قید رکھ چاہے قتل کر خضران شاہ نے برہم ہو کر حکم کیا کہ میدان خونی
تیار ہو کل صبح کو ہم اس خداپرست کو قتل کرینگے تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہو گئی کہ کل نبیرہ حمزہ جو شہر اسکاسیہ سے
گرفتار ہو کر آیا ہے قتل کیا جائیگا الغرض جب رات گذر گئے صبح ہوئی شہر کے باہر میدان خونی تیار ہوا تھا وہان
ایک بڑا انبوہ عام تھا خلایق کا اژدحام تھا اور ہر شخص سن سنکر دور دور سے حال خداپرست کے قتل ہونے کا
چلا آتا تھا غرضکہ لوگ شہزادہ نور الدہر کو وہان لائے خضران شاہ اور قارن فیل زور بھی آئے چاہتے
تھے کہ نور الدہر کو دار پر کھینچین اور تیرباران کرین کہ یکایک ایک غبار سبز کوہستان کی طرف سے اٹھا سبھون نے
دیکھا کہ ایک آسمان زمردین زیر فلک نیلگون پیدا ہوا اور وہ ہوا کے زور مین اسی طرف برابر دوڑتا ہوا
چلا آتا ہے اور اُس عکس غبار فیروزی سے تمام میدان خونی سبزہ زار ہو گیا شہرپناہ کی دیوارین زمردین
معلوم ہونے لگین زمین کا رنگ ایسا مائل بہ سبزی ہوا کہ گویا مخمل زرنگار کا فرش کوسون تک ہے ذرے چمکتے ہوے فیروزے
کے نگینے ثبوت ہوتے ہین گلشن فلک زبرجدی پر آفتاب مثل گل نیلوفر کے ہے یہ تیزی رنگ عکس غبار سبز کی ہے کہ جو شخص
میدان خونی مین ہے اُسکا لباس سفید مانند دھانی پوشاک کے ہے ہزارہا آدمیون کی نگاہین اُسی غبار سبز کی طرف
لڑی ہوئی ہین کہ یکایک دامن گرد چاک ہوا اور وہین سے یہ شور کی آواز آئی کہ خبردار او نابکاران پر مکر و دغا

وا دے جلادان بے حیا نبیرۂ حمزہ کو قتل نہ کرنا نہیں تو مین تم سب کو تہِ شمشیر آبدار کرونگا اب کیا دیکھتے ہین سب لوگ کہ ایک
نقابدار سبز پوش مرکب سبزہ رنگ پر سوار شمشیر بدوش گھوڑا بے تحاشا ڈالے ہوئے چلا آتا ہی اور پیچھے
اُسکے چار سو نقابدار اور ہین مگر وہ بھی سبز پوش ہین اور گھوڑے بھی سب کے سبزہ رنگ ہین تلوارین
لیئے ہوئے ساتھ اپنے سردار کے گھوڑے اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین یہ رنگ دیکھ کے قارن
فیل زور اپنے مقام سے اُٹھا اور بڑھ کے للکارا کہ او نقابدار سبز پوش تو کون ہی جو اس خدا پرست مجرم
خضران شاہ کی حمایت کرنے کو آیا بہتر یہ ہی کہ وہین سے پلٹ جا یہ میدان خونی ہی یہان نہ آ ورنہ مارا جائیگا
یہ سُنکے نقابدار سبز پوش کو غیظ آگیا پکارا کہ نبیرۂ اسیر حمزہ کو رہا کرنے آیا ہون یا تیرے دھمکانے سے پلٹ
جانے کو آیا ہون اور یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کے ایک ہاتھ قارن کو مارا قارن نے تلوار کی پشت پر
تلوار کو روکا اور نقابدار پہ وار تلوار کا کیا نقابدار پر تلوار قارن کی جو پڑی نقابدار سبز پوش زخمی ہوا
ساتھ والے نقابدار کے آپڑے اور نقابدار سبز پوش کو بچا لیگئے قارن فیل زور پھر اپنے مقام پر آبیٹھا
اور پکارا کہ ای جلادو جلد نبیرۂ حمزہ کو دار پر کھینچو جلادان بے حیا شہزادۂ نور الدہر کو زیر دار لائے اور قصد
کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو دار پر کھینچین کہ جانب صحرا سے ایک تتق گرد اُٹھا بعد چشم زدن کے شعر از دامن دشت و کوہ او رنگ
گردے برخاست تو تیار نگ + وہین نعرہ کوہ شگاف ہوا نعرہ کرب شعر کرب شہسوارم یل نامدار + نعرہ کردہ
شیر پروردگار اور ساتھ کرب غازی کے فضل بن گیا ہور خون آشام بھی للکارا کہ باش او کفار نبیرۂ حمزہ
شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو دار پر نہ کھینچنا مین آپہونچا اب کہان بچکے جاؤ گے غرضکہ کرب غازی اور
فضل بن گیا ہور خون آشام مع چالیس ہزار سواران جرار تیغ بکف آگرے قارن بھی اپنے مقام سے ہوا اُٹھا اور فوج کو
آواز دی سب تلوارین کھینچ کھینچ کے دوڑے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی میدان خونی مین ہلچل پڑ گئی
لوگ مضطر و بحواس ہو کر بھاگنے لگے شاہزادۂ نور الدہر نے جو کرب غازی کے نعرے کی آواز سُنی قید توڑ ڈالی
اور ایک کافر سے لپٹ کر تلوار چھین لی اور کارزار کرنے لگے مگر پیدل ہین کرب غازی نے جو دیکھا کہ
نور الدہر قید توڑ کر پیادہ لڑ رہا ہی ایک سوار نابکار کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
کرب غازی نے اُسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نور الدہر کو لاکر وہ گھوڑا دیا شہزادۂ نور الدہر مرکب
سوار ہوا اور سرگرم پیکار ہو کر تلوارین مارنے لگا اب اور فوج خضران شاہ اور قارن فیل زور کی آگئی
اُدھر سے اسپالس زرین قبا لشکر اپنا لیے آپہونچا ادھر اتفاق سب پھرا یہان کرب غازی کے اور
فوج فضل بن گیا ہور خون آشام کی کہ یہ سب پیچھے رہگئے تھے اور کرب غازی اور فضل آگے چند سوارون
سے گھوڑے سرپٹ دوڑا کر آگئے تھے وہ سب بھی پہونچ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قیامت کی تلوار
چلنے لگی دونون شہزادون کی پوشاکین لہو کی چھینٹون سے افشان تلوارون کا خون بہ بہ کر کہنیون سے
ٹپکنے لگا وہ لڑائی ہوئی کہ ترک فلک کانون پر ہاتھ رکھے تھا خورشید لرز رہا تھا مریخ فلک کے جسم مین رعشہ تھا
عطارد کے ہاتھ سے قلم چھٹ گیا تلوارون کی جھنکار آسمان تک جاتی تھی پُراگشت رخون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے
مارے گئے اہل اسلام کم قتل ہوئے کفار بہت سے جہنم مین گئے ہنگامۂ آفت خیز غلغلۂ محشر انگیز برپا تھا نور الدہر
لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا کہ قارن فیل زور سے مقابلہ ہوا قارن فیل زور نے للکارا او نبیرۂ حمزہ سر روز
تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا وار کیا شہزادۂ نور الدہر نے پشت شمشیر آبدار پر تلوار قارن کی

روکی اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ قارن کی سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی اُسنے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی خون کا دریا بہنے لگا بیہوش ہو گیا لوگ قارن کو لے بھاگے اور شہر مشتری حصار کیطرف راہی ہوئے
کرب غازی لڑتے ہوئے برابر تخت خضران شاہ کے آئے خضران نے تلوا ماری کرب غازی نے خالی دیکے
خضران کو تخت پر سے اُٹھا لیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے اساس زرین قبا کو پکڑ لیا اساس وزیر
شہزادہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا نقابدار سبز پوش جو زخم کھاکر بیہوش ہو گیا لوگ اُسی عالم بیہوشی مین نور الدہر
کے پاس لائے اور کہا کہ آپنے اس نقابدار سبز پوش کو نہین پہچانا یہہ ملکہ مہر افروز ہی تمھارے عشق مین یہان سے
نکل کر دیوانہ وار دامنہ کوہ مین جاکر چھپی تھی ہم سب کنیزین بھی ہمراہ ملکہ کے تھین اب جو سنا کہ دشمن آپکے دار پر
کھینچے جاتے مین دل بیتاب کو قرار نہ آیا کہا مین بھی ساتھ شہریار کے جان دونگی نقابدار سبز پوش بنکر آپکے پاس آئی
شہزادہ نور الدہر کو سنکر بہت ملال ہوا اور کہا اچھا ملکہ کو انکے باغ مین لیجاؤ اور زخم مین ٹانکے دلواؤ علاج کرو
مین آتا ہون وہ سب کی سب ملکہ کو اُسی عالم بیہوشی مین لیگئیں اور باغ مین پہونچا یا جراح کو بلوا کے زخم مین
ٹانکے دلوائے اور علاج کرنا شروع کیا یہان کرب غازی خضران شاہ کو لیے ہوئے سامنے شہزادہ نور الدہر کے
آئے فضل بن گیا ہور خون آشام اساس زرین قبا کو لایا نور الدہر نے کہا کہ ان دونون کو قید مین رکھو
سمجھا جائیگا اور اب اسی ہنگامے مین مع کرب غازی و فضل بن گیا ہور خون آشام تلوارین مارتے ہوئے
کافرون کو قتل کرتے ہوئے شہر کے اندر آئے اہل شہر جو سامنے آگیا اُسکو قتل کیا شہر مین پہر بھر کامل قتل عام
رہا لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور کہین پناہ تلوارون سے غازیون کی نہ ملتی تھی القصہ چہار طرف سے شور الامان
بلند ہوا تمام رؤسائے شہر اور افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے نور الدہر کے آئے اور دین اسلام سب نے
قبول کیا شہر مین امن ہوئی نور الدہر اور کرب غازی اور فضل بن گیا ہور آکر ایوان شاہی مین جلوہ گر ہوے حکم دیا
کہ لاؤ خضران شاہ کو اور اساس زرین قبا کو اُسی وقت لوگ دونون کو مسلسل بطوق و زنجیر لائے نور الدہر نے
کہا اے خضران شاہ و اے اساس زرین قبا تم دونون دین اسلام قبول کرو نہین تو مین ابھی تم دونون کو
قتل کرونگا یہہ سنکے دونون نے اقرار بیعت کی اور دین اسلام قبول کیا نور الدہر نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ فقرات
حمد و نعت اور مذمت لقائے بے بقا کے بیان کیے وہ دونون از صدق مسلمان ہوے نور الدہر نے دونون کو
قید سے رہا کیا دونون قدمون پر شاہزادے کے گرے اور گرد پھرے نور الدہر نے فضل سے کہا کہ تمھارے
آنے سے پہلے ایک نقابدار سبز پوش میری مدد کو آیا تھا اور ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا اب معلوم ہوا کہ وہ
دختر خضران شاہ ملکہ مہر افروز ہی اور مجکو اُسنے پہلے بھی قید سے آکے چھڑایا تھا ذرا مین اُسے دیکھ آؤن
یہہ کہہ کر بارگاہ سے اُٹھا اور باغ کیطرف روانہ ہوا اب سب کو ثبوت ہوا کہ نور الدہر ملکہ مہر افروز پر
عاشق ہی خضران شاہ نے کرب غازی سے کہا کہ مینے ملکہ کو کنیزی مین شہزادہ نور الدہر کی دیا کرب غازی
نے کہا کہ کیا مضایقہ مگر ادھر نور الدہر باغ مین ملکہ مہر افروز کے آیا ملکہ کے زخم مین ٹانکے لگ چکے تھے پٹی مرہم کی
چڑھ چکی تھی شاہزادہ نور الدہر ملکہ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہہ تمنے کیا غضب کیا کہ لڑنے کو چلی
گئین عورت پر جہاد حرام ہی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون دل بیتاب نے یہی صلاح دی کہ چل کر تمھارے
ساتھ اپنی بھی جان دیجیے بیقراری مین کچھ انجام کا خیال نہ آیا آتش عشق شعلہ ور ہوئی جہان تیرہ و تار آنکھون مین ہوگیا کچھ
نہ سوجھا سوائے اسکے کہ شہریار کی مدد کو چل اور بن پڑے تو چھڑا لا نور الدہر نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور بوس و کنار مین

مشغول ہوئے پھر ملکہ سے حال خضران شاہ کے مسلمان ہونے کا بیان اور کیفیت لڑائی کی سب کہی ملکہ مہر افروز
نہایت خوش ہوئی القصہ رات تمام نور الدہر نے شغل بوس و کنار مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین آئے کرب غازی
اور خضران شاہ وغیرہ نے تعظیم و تکریم کی بعد اُسکے خضران شاہ خود ملکہ مہر افروز کے پاس گیا اور باغین سے
سوار کر کے محل مین لایا اور عقد ملکہ مہر افروز کا نور الدہر کے ساتھ کر دیا شہزادۂ نور الدہر عیش و عشرت مین
مصروف ہوا مگر قارن فیل زور جو زخمی ہو کر یہان سے بھاگا دو منزل پر دامن کوہ مین ٹھہرا اور اپنے رفیقون سے
کہا کہ صاحبو مین بادشاہ کے سامنے کیا مُنھ لیکر جاؤن جس کام کے واسطے آیا تھا اُسکا انجام نہ دے سکا بلکہ ہاتھ سے
نبیرۂ حمزہ کے زخمی ہو گیا اور وہان سے بھاگا اور کچھ نبیرۂ حمزہ کا نہ کر سکا یہہ کہکر رونے لگا چالاک عیار نے
اُس سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاؤن قارن نے کہا اے چالاک اگر تو نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لا
تو مین برابر اُسکے زر و جواہر تجکو تولدون چالاک نے اُسی وقت کمر ہمت چست کر کے بانے عیاری کے اپنے
بدن پر درست کیے اور شہر خضرانیہ کو روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا صورت بدل کر شہر مین داخل ہوا
قضا ہے کار نور الدہر اور ملکہ دونون باغین تھے چالاک حال دریافت کر کے رات کے وقت کمند مار کر دیوار
باغ پر آیا اور اُتر کے دیوار سے باغین داخل ہوا اور درختون کی آڑ مین چھپ رہا شاہزادے کی صحبت دیکھ کر
ناری جلگیا دو پہر رات گئے جب سب سو رہے چالاک نے بیہوشی نکال کر ہوا کے رخ پر اُڑائی کہ باب داریان
اور پاسبانیان سب بیہوش ہو گئین اُسوقت اُسنے آکر ملکہ اور نور الدہر کو بیہوش کیا ملکہ کو وہین چھوڑا نور الدہر کو
گرفتار کر کے پشتارہ باندھا اور پشت پر لاد کے روانہ ہوا یہان صبح کو جو ملکہ مہر افروز بیدار ہوئی شہزادے
پہلو مین نہ پایا اُسی وقت تلاش مین شہزادے کی ملازمون کو روانہ کیا مگر کہین پتا نہ لگا کرب نے سنا کہ باغ سے
نور الدہر غائب ہو گیا کمال فکر ہوئی کہ شہزادے کو کون لیگیا خضران شاہ نے کہا کہ مجکو یقین آتا ہے کہ شہر مشتری حصار
مین بہتا شہزادے کا لیگیا ملکہ مہر افروز کی خواستگاری کیواسطے قارن فیل زور وہان سے آیا تھا
وہ یہان سے زخمی ہو کر بھاگا ہے کرب غازی اور فضل بن گیا ہور نے اُسی وقت ہرکارون کو خبر کیواسطے
روانہ کیا مگر یہان چالاک عیار شہزادۂ نور الدہر نامدار کو لیے ہوئے قارن فیل زور کے پاس آیا پہلے تو
قارن نے چالاک عیار کو خوش ہو کر گلے سے لگایا اور زر و جواہر بہت سا دیا اور آہنگرون کو بلوا کر قید بند مین
شاہزادۂ نور الدہر کو گرفتار کیا بعد اسکے نور الدہر کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ مین تجھے سامنے خسرو شاہ کے
لیے چلتا ہون وہان تجھے چھوڑ دونگا لیکن اگر خسرو شاہ تجھے پوچھے کہ قارن تجھے کیونکر پکڑ لایا کہنا کہ ایک ڈانڈ
نیزے کی ماری تھی کہ مین بیہوش ہو گیا اور گر پڑا یہہ میری مشکین باندھ کر لے آیا یہہ سنکر شہزادۂ نور الدہر چپ ہو رہا
کچھ جواب نہ دیا جب قارن وہان سے کوچ کر کے داخل شہر مشتری حصار ہوا خسرو شاہ نے قارن فیل زور کے
استقبال کے واسطے لوگون کو بھیجا سب لوگ قارن کو باعزاز و اکرام لائے جسوقت سامنے خسرو شاہ کے
پہونچا خسرو شاہ نے پوچھا کہ ارے بیان کر تو نے کیا کارروائی کی قارن نے کہا ملکہ تو آپکے کام کی رہی نہین
وہ نبیرۂ حمزہ پر عاشق ہو گئی لیکن اُسی نبیرۂ حمزہ کو مین گرفتار کر کے لے آیا ہون خسرو شاہ نے کہا یہ خدا پرستون کا
بڑا شہرا سنا ہے تو کیونکر اُسپر غالب آیا اُس نے بیان کیا کہ مجھ سے معرکہ کارزار مین مقابلہ ہوا مین نے ایک ڈانڈ نیزے کی
مار کر اُسکو گرا دیا اور مشکین باندھ لین خسرو شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ نبیرۂ حمزہ کو قارن نے فوراً نور الدہر کو طلب کیا
شہزادۂ نور الدہر غل و زنجیر مین گرفتار داخل بارگاہ خسرو شاہ ہوا جب سامنا خسرو شاہ کا ہوا بطریق اہل اسلام

سلام ہے کیا خسرو شاہ نے جو حسن وجمال شہزادۂ بیمثال کا دیکھا صورت آئینہ حیران ہوا اور کہا کہ او نبیرۂ حمزہ
رستی جلگئی بل نہین گیا تجکو قارن پکڑ لایا ہی اور تو اسطرح کے کلام کرتا ہی اگر زندہ رہنا اپنا چاہتا ہی تو لقا کو سجدہ کر
مین تجھے ابھی چھوڑدونگا نور الدہر نے کہا اے خسرو شاہ قارن کی بھلا کیا تاب وطاقت تھی جو مجھے گرفتار
کرتا ہان چالاک عیار مجھے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور اے خسرو شاہ مین دین لقا پرستی جب اختیار کرون جو تو
زیر کرکے گرفتار کرے یہہ سنکر خسرو شاہ نے قارن کی طرف دیکھا اور کہا کہ او قارن کچھ سنا تو نے کہ نبیرۂ حمزہ
کیا کہہ رہا ہی قارن نے شرمندگی سے سر اپنا جھکا لیا خسرو شاہ نے کہا کہ جلد قید اسکی دور کرو اسوقت نور الدہر نے
خود اپنی قید کو توڑکر پھینک دیا خسرو شاہ نے نور الدہر کو حمام کروایا پوشاک بدلوائی اور کہا اگر مین تجھپر غالب
ہون تو لقا پرستی اختیار کریگا نور الدہر نے کہا ہان پھر مجکو کچھ عذر نہوگا القصہ دوسرے دن اکھاڑہ تیار ہوا پہلے
قارن مقابلہ کو آیا نور الدہر نے دو پہر مین اُسکو زیر کیا پھر خسرو شاہ سے کشتی ہوئی دو دن کامل زور اور پیچ
کشتی کے باہم ہوے اُسکو بھی شہزادۂ نور الدہر نے زیر کیا خسرو شاہ اور قارن فیل زور مسلمان ہوے
لقا پر لعنت کی کلمہ پڑھ کر اسلام لاے تمام شہر مشتری حصار کو دائرۂ اسلام مین لاے نور الدہر نے خسرو شاہ
کہا کہ ابھی تم اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہ کرو بلکہ یہہ مشہور کرو کہ ابھی نبیرۂ حمزہ قید مین گرفتار ہی یہان تو یہہ بندوبست
تھا اُدھر کرب غازی کو شہر خضرانیہ مین ہرکارون نے جاکر خبر دی کہ چالاک عیار قارن فیل زور کا نور الدہر کو
پکڑ لیگیا اب قارن نے شہزادۂ نور الدہر کو غل وزنجیر مین گرفتار کرکے شہر مشتری حصار کو روانہ کیا اور آپ بھی چلا گیا
یہہ سنکے کرب غازی مع فضل بن گیا ہور خون آشام وہان سے کوچ کرکے شہر مشتری حصار کو چلے اور نامہ
خسرو شاہ کو لکھا کہ شاہزادہ نور الدہر نبیرۂ حمزہ کو تمنے قید کیا ہی نامہ دیکھتے ہی نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر
میرے پاس چلے آؤ نہین تو تمام شہر کو قتل کرونگا عیار کرب نامدار کا نامہ لیکر خسرو شاہ کے پاس آیا نامہ اُسکے ہاتھ مین
دیا خسرو شاہ نے وہ نامہ دبیر سے پڑھوایا ایک نقابدار سبز پوش برابر تخت کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا
اُس نے نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیلیا اور چیر کر پھینک دیا اور اُس عیار سے کہا کہ نامہ اپنا لیجا اور کہدینا اُنکی موت آئی
کہ قضا تجکو گھیر کر یہان لائی ہی جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادہ پیکار ہین عیار وہ نامہ چاک چاک لیے ہوے
کرب غازی کے پاس آیا جو کچھ نقابدار سبز پوش نے کہا تھا وہ حرف بحرف بیان کیا کرب غازی یہہ سُنکے
نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر کرب غازی مین کوس حربی بجنے لگا ہرکارون نے خبر خسرو شاہ کو
پہونچائی کہ لشکر مین کرب غازی کے طبل جنگ بجا ہی خسرو شاہ نے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے لاکر نقارۂ رزمی بجوایا
رات بھر جانبین مین درستی آلات حرب وپیکار رہی صبح کو دونون لشکر میدانمین صف آرا ہوے جب میدان جدال آراستہ
ہوا نقیب نقابت کرکے چلے گئے نقابدار سبزپوش خسرو شاہ سے اجازت کارزار لیکر میدانمین آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی مرکب جولان کرکے سامنے نقابدار کے آئے نگاور زن ہوے برابر سے دونون مرکب پیچھے ہٹے
پھر رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی
کہ سنانین اور بنانین برچھون کی بیکار ہوگئین ڈانڈ بر ڈانڈ جوڑی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہاتھ سے نیزے پھینک دیے
نقابدار نے گرز مارا کرب غازی نے شمشیر سکندری پر روکا اور شمشیر کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے گرز پر روکا
مگر گھوڑا نقابدار کا تاب نہ لاسکا کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی نقابدار مرکب سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر کرب غازی کے
گھوڑے پر جھپٹا کہ پی کرے کہ کرب غازی بھی اپنے مرکب سے کود پڑے اور نقابدار کیطرف چلے کہ نقابدار سپر تلوار وغیرہ

زمین پر رکھکر کرب غازی کیطرف جھپٹا کرب غازی نے بھی شمشیر و سپر وغیرہ ڈالدی اور دوڑ کر نقابدار سے لپٹ گئے کشتی ہونے لگی برابر دونون کشتی لڑا کیے چار پہر دن کشتی رہی نہ تو نقابدار ہٹا نہ کرب غازی ہٹے یہان تک کہ شام ہوگئی اُسی طرح کشتی ہوا کی آخر روشنی دونون طرف سے آئی ہزار ہا پنجشاخے والے کہ پنجشاخے چاندی کے صدہا سونے کی دستیان لیے ہوے دستی والے خواصان خاص دونون طرف کے یکے بلورین سرخ و سبز و سفید روشن کیے ہوے آکے موجود ہوے رات بھر دونون مین کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا غالب و مغلوب دونون مین کوئی نہ معلوم ہوتا تھا یہان تک کہ چار شبانہ روز کشتی ہوئی پانچوین روز کرب غازی نے اپنے دلمین کہا نہین معلوم یہ نقابدار کون ہے کہ پانچ روز سے مجھسے کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت برابر سے کشتی لڑ رہا ہے زور مین طاقت مین ہمت مین جرائت مین ایک سر مو اسنک نہین فرق آیا یہ قوت و شجاعت سوائے اولاد صاحبقرانی کے کون رکھتا ہے اور مجھسے نہ اسطرح مقابلہ کرسکتا ہے مین نے بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا اور بڑے بڑے شجاعون کو شکست دی ہے کہ جنکو دعوے یکتائی اپنی قوت و جرائت پر تھا یہ دلمین تصور کرکے بند نقاب تھام کے ایک جھٹکا دیا بند نقاب ٹوٹ گیا ایک آفتاب درخشان طالع ہوا ابدر کامل شرمندہ ہوکر چھپ گیا دیکھا تو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہین مثل آئینہ کرب غازی حیران ہوے اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا سبب تھا جو تمنے مجھسے مقابلہ کیا مین نے تو پہلے ہی دلمین سوچا تھا کہ سوائے اولاد صاحبقران کے اسطرح مجھسے کوئی نہین لڑسکتا پانچ روز ہوے کہ دونون مین کوئی غالب و مغلوب نہوا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای پھوپھا جان مجکو فقط اپنی آزمائش منظور تھی کہ دیکھون آپ سے زور و طاقت ہمت و جرائت مین کم ہون یا برابر ہون کرب غازی نے کہا کہ اولاد صاحبقران زمان ہو تمپر کون غالب آسکتا ہے مگر مین یہ خیال کرتا ہون کہ اگر وقت بد کے سبب سے میرے ہاتھ سے کوئی زخم تمپر آجاتا تو مجکو صدمہ عظیم ہوتا اور بدیع الزمان سے مجکو نہایت ندامت ہوتی تمنے بُرا کیا پروردگار عالم نے بڑی خیر کی غرض کہ دونون لشکر ایک ہوگئے خسرو شاہ سب کو ہمراہ لیے ہوے شہر جعفرانیہ مین آیا اور بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت سبکی کی کئی روز تک جشن عام رہا بعد چند روز کے ملکہ مہرافروز کو ساتھ لیکر شاہزادہ نور الدہر و کرب غازی مع لشکر کے ملک عجم کو روانہ ہوے جب قلعہ عجم مین پہونچے ملازمت ملکہ گوہر ملک کی حاصل کی ملکہ گوہر ملک نے بیٹے کو اور بہو کو گلے سے لگایا پیار کیا اور بہت سا زر و جواہر تصدق کیا بڑی خوشی کی جشن عام رہا تمامی قلعہ مین روشنی کئی روز تک ہوئی تمام بازار آئینہ بند ہوے ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ ہوا کیا قصر عالی بڑے تزک و سامان سے سجا اگر اُسکی سجاوٹ اور آرائش جشن تحریر ہو تو کمال طول ہوگا خلاصہ یہ کہ قصر فلک اُسکے سامنے پست ہوگیا جو آتا اور اُس قصر کو دیکھتا تھا یہ شعر پڑھتا تھا شعر یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے ٭ زمین جسکی چہارم آسمان ہے ٭ القصہ شاہزادہ نور الدہر عالیمقام اپنی والدہ ماجدہ سے بعد ایک ہفتہ عشرے کے رخصت لے کر چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع کرب غازی نقابدار سبز پوش بنکر ملک سیائل کی طرف اس ارادے سے روانہ ہوے کہ چلکر دادا جان کی ملازمت حاصل کیجیے اور والد ماجد یعنے شاہزادہ بدیع الزمان عالی منزلت سے قدمبوس ہوجیے

دو بکلمے داستان جرائت نشان معرکہ آرائی لشکر ظفر اثر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامور لقائے بے بقائے بداختر سے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف　جوانی دکھائے یہ طبع ضعیف
ارے ساقیا معرکے کی ہے جنگ　وہ دے جام ہو دل کو جس سے امنگ
جوانی کا پیری مین یان جوش ہے　تو کس فکر مین آج خاموش ہے

مرے سامنے لا کے رکھدے جو تو
تہیہ کیے ہون مین سو جام کا
نہین مے یہ وہ ہے شراب الست
مین طالب ہون جسکا وہی ذوالجلال
سحر بس نہ کر قیل و قال اب سوا
مدح حیدرؑ سے کمیت خامہ دلدل ہوگیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہوگیا
ابتداے عشق مین جیسے تحمل ہوگیا
نوجوانون کے مرنے سے نہو ہرگز ملول
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہوگیا

چڑھا جاؤن مین خم کے خم اور سبو
مگر وہ شراب مصفا پلا
ہوے جسکے نشہ سے مرسل بھی مست
ہمیشہ اُسی مے کی جانب ہے دھیان
کہ ساقی کوثر کرینگے عطا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا
مجلس جمشید برہم ہوگئی قلقل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار پھانسی تھی
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا

مزا ایک ساغر مین ہوے کا گیا
جسے ہم پہ شارع نے جائز کیا
نہ اس مے کی جانب تو کیجیو خیال
ادھر کا نہ کیجیو کبھی تو گمان
غزل سے حافظ منقبت مین بے تامل ہوگیا
گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہوگیا
انتہاے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
مومنون کا مصحف رخسار سے قل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری اے جنون جو خود بخود

بیت یہ اب نکتہ بیان دفتر کشا + مضامین نو لکھتے ہین پر صفا +

شجاعان عرصۂ کارزار مضامین جرأت آئین و بہادران میدان حرب و پیکار طبع رنگین شمشیر خامۂ دو زبان کو بصد صولت و شوکت و بہمت و شجاعت معرکۂ رستخیز سخن مین علم کرکے یون صرف کارنمایان ہوتے ہین کہ محاذی مین ملک سائل کے لشکر اسلام بصد شوکت و احتشام فروکش ہے او مقابلہ فوج کفار بدکردار سے پڑا ہوا ہے اور نجہ روئین تن باغ بہشت لقاے بے بقا سے براے پیکار باہر آیا ہے اور اُس نے طبل بجوا کر میدان داری کی ہے پہلے روز بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا دوسرے روز پھر میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر نجہ روئین تن کے مقابلہ کو آیا بعد لگاو رزنی کے نیزہ لندھور کے مارا لندھور نے نیزہ پھیر لیا دو گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو لندھور نے نیزہ اُسکا ہوا کی کیا نجہ نے غضب مین آکر گرز لندھور کے مارا لندھور نے اُسکے گرز کا وار رد کر کے جو گرز گاؤ سر مارا نجہ نے گرز لندھور کا روکا گرز رک کے ہاتھ تھراے دونون گرز آگرا چیتنے ہوے سر پر پھرے ایک آنکھ کا ڈھیلا حلقۂ چشم سے باہر نکل پڑا بیہوش ہو کر گرا لندھور نے کفار کو آواز دی کہ نجہ روئین تن کی خبر کو یہ صدا سُنکر نجہ کے لوگ دوڑے اور پاس نجہ کے آکے دیکھا کہ نجہ زمین پر بیہوش پڑا ہے اور گینڈا تڑپ رہا ہے اور ایک آنکھ اُسکی بیکار ہوگئی ہے سب لوگ نجہ کو اُٹھا کر لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے سرداران لشکر اپنے خیمون مین گئے بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے بختیارک نے یاقوت شاہ سے ہنسکر کہا کہ دیکھا آپ نے زبردست کے سامنے نجہ روئین تنی نجہ کی کام نہ آئی ایک ضرب گرز لندھور سے نجہ کی آنکھ نکل پڑی وہ بھی پورا ہاتھ نہین پڑا اچٹتا ہوا گرز لگا لقاے بے بقا کو جو خبر ہوئی حکم دیا کہ نجہ کو داخل بہشت کرو لوگ اُسکو باغ بہشت مین لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا چند روز کے بعد نجہ اچھا ہوا باغ بہشت سے آیا لقا کو سجدہ کیا زمرد شاہ باختری نے خلعت اُسے دیا نجہ خلعت پہن کے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دور شراب چلنے لگا جب جوش بادۂ ناب سے سرشار ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا لشکر مین شور و غل ہوا کل پھر کفار سے مقابلہ ہے رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نجہ روئین تن گینڈا دوڑا کے میدان مین آیا لشکر اسلام کیطرف پکارا کہ سواے لندھور کے اور جسکا جے چاہے میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتے ہی

شاہزادۂ بدیع الزمان بصد عظم وشان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نجہ کے مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی
وہمسنتی نیزہ بازی ہوئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نجہ نے تلوار کھینچ کر بدیع الزمان کو
وار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا نجہ نے سینہ سپر کر دیا تلوار نے
جھنجھنانے کی صدا دی بقد صاف اُچٹ گئی دو تین وار تلوار کے اسی طرح چلے آخر کار شاہزادۂ بدیع الزمان نے
ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھین کر گینڈے سے اُٹھا لیجیے یہ سوچ کر مرکب کو رانون مین دبا کر جولان کیا
کہ تدبیر بغل اُسکے پہونچون ناگاہ مرکب کا پانون ہوش خانے مین جا رہا نجہ نے بھر کر تلوار ماری سر پر
شاہزادۂ بدیع الزمان کے پڑی تا دو ابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر خون کا
دریا جاری ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان زخم سر باندھنے لگے کہ نجہ نے دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارا سر پر پڑا
زخم چوپارہ ہو گیا اب نوبت غشی کی بہم پہونچی قارن جو رفیق شاہزادۂ بدیع الزمان تھا بیتاب ہو کے
ہمرہ لشکر اور بدیع الزمان کو بچایا آپ سامنے آگیا تلوار چلنے لگی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا نجہ اسلام کئی سرداروں کو
زخمی کر کے پھر گیا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدانداری کی دوپہر تک سرداران دست چپ کو زخمی کیا
دوپہر کو شہزادۂ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی وہمسنتی و نیزہ بازی تلوار چلنے لگی
عین معرکہ آرائی مین مرکب شہزادۂ قاسم کی باگ کا تسمہ ٹوٹ گیا گھوڑا بے باگ ہو کر دوڑا قاسم مرکب کو سنبھالتے رہ گئے
اور نجہ رویین تن نے بڑھ کر تلوار ماری سر پر قاسم کے پڑی تا دو ابرو اُتر گئی قاسم نے دستانہ مارا
تلوار نکل گئی قاسم نے زخم سر کو باندھ کر گھوڑے کو سنبھالکر ہاتھ تلوار کا نجہ رویین تن کے سر پر مارا نجہ کے سر پر
تلوار پڑی مگر کارگر نہوئی مطلق اثر نہوا نجہ نے دوسری تلوار اور قاسم کو ماری کہ شانہ بھی قاسم کا زخمی ہوا القصہ
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے ادھر بادشاہ اسلام نے زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر کفار بھی
فرودگاہ مین پھر آئے نجہ رویین تن لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شرابخواری کرنے لگا
جسوقت نشۂ شراب مین چور ہوا طبل جنگ بجوایا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدی
نقارۂ رزمی بجے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ اکثر کاتبان دفتر سابق اپنے دفتر مین اسلیے حال نجہ رویین تن کا تحریر
کرتے ہین کہ نجہ رویین تن ایک مہینہ کامل لشکر اسلام سے لڑا صدہا سردار اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور
اکثر جوانان لشکر اسلام مارے بھی گئے اُسروز جو میدان مین آکر کھڑا ہوا اور مبارزطلبی کی ہنوز لشکر
اسلام سے کوئی برائے مقابلۂ نجہ رویین تن نہ نکلا تھا کہ صحرا کی طرف سے غبار سبز و مرصع کار اُٹھے کہ
کوسون تک میدان مینا کار ہو گیا ذرے مثل اختر تابندہ گرد کے ساتھ اُڑتے کبھی سبز کبھی طلائی
معلوم ہوتے ہین ہر برگ سبزۂ صحرا پر میناکاری ہو گئی اشجار جا بجا طلائی ہین اور خورشید کا بھی رنگ رخ بدلگیا ہے
دونون لشکر والون نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا شعر از دامن دشت وکوہ او رنگ ہا گردے برخاست تو تیار نگ ہا
چالیس ہزار علم مرصع کار نمایان ہوئے کہ اُنکے پھریرون پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے
ہتھنالین شتر نالین فیلبان بانون کی خاص برداروں کے غول مرکب باساز و یراق مرصع پیدا ہوئے
بعد اُسکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے ہویدا ہوئے اور تین نقابدار ایک مرصع پوش دوسرا پلنگینہ پوش
تیسرا قیر ینہ پوش مرکبان پری پیکر پر سوار چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور ایک طرف کو
آکر میدان کارزار مین قایم ہوئے دیکھا تینون نقابدارون نے کہ ایک گبر ناہنجار کشندۂ ناتراش میدان مین

مبارز طلبی کرتا ہی اور کلمات لاف وگزاف زبان پر جاری ہین نقابداروں نے حال دریافت کرنے کے
واسطے عیاروں کو بھیجا عیاروں نے حال دریافت کرکے نقابداران عالیوقار سے آکر عرض کیا
کہ ایک کافر کہ نام اسکا نجہ ار روئین تن ہی تمام لشکر اسلام کے سرداروں وغیرہ کو اس نے زخمی کیا ہی سینہ بھر
لشکر اسلام مین تلاطم ڈال رکھا ہی اور کوئی حربہ اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا ہی اب کوئی مقابلہ کرنے والا اُس سے
نہین ہی یہ سنکے نقابدار مرصع پوش نے کہا یہ میرا شکار ہی اب مین اسے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر مرکب بری پیکر کو
اُڑایا اور مقابلہ نجہ ار روئین تن کے آیا نجہ نے جو ایک نقابدار مرصع پوش کو بارادۂ رزم و پیکار اپنی طرف
آتے دیکھا گینڈا دوڑا کر پیلے تنگا وروزن ہوا مرکب نقابدار کا ساڑھے تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اردین تن کا
چھ قدم پسپا ہوا پھر گینڈے نے کو چک مارکے آگے بڑھا یا نقابدار نے مرکب کو دباکر رانون مین جمکایا اور برابر
مقابلہ ہوا بختیارک نے یا قوت شاہ سے کہا کہ نجہ کی خیریت نہین معلوم ہوتی صحیح و سالم پھرکر آج
میدان جنگ سے آنا غیر ممکن ہی اُدھر نجہ نے نقابدار مرصع پوش سے للکار کر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہا نام
تیرا ہی نقابدار نے فرمایا مجھے ملک الموت قابض ارواح کفار کہتے ہین نجہ خشمناک ہوا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار کو
مارا نقابدار مرصع پوش نے چند طعنون مین نیزہ نجہ ار روئین تن کا ہوائی کردیا اتفاق کار شاہزادہ
بدیع الزمان زخمی تھے مگر تماشا میدان کارزار کا دیکھنے کو چلے آئے تھے نقابدار پر جو نگاہ پڑی
دریاے الفت پر ہی نے جوش مارا قریب نہ تھے دور نقابدار سے کھڑے ہوئے تھے مگر
محبت پیدا ہوئی خواجہ عمر سے کہا کہ جاکر تم نقابدار کو آگاہ کردو کہ یہ کافر خاسر روئین تن ہی ذرا سمجھ بوجھ کے
اس سے لڑنا خواجہ عمر دوڑے ہوے آئے اور نقابدار مرصع پوش سے کہا اے بہادر دہر اور
داے فخر شجاعان روزگار ذرا اس کافر نجہ سے ہوشیار رہنا کہ یہ بدکار روئین تن آہنی بدن ہی اسپر
کوئی حربہ اثر نہین کرتا نقابدار نے کہا کہ فضل خدا شامل حال چاہیے انشاء اللہ مین اسکو زیر کرتا ہون
یکایک نجہ نے تلوار ماری نقابدار نے آنے ہی تلوار خیال مین کرکے ایک تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی
نقابدار نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار نجہ کی چھین لون نجہ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑی کشمکش نجہ
روز ہونے لگے آخر کو مرکبون سے نیچے اُتر کر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی پہر دن باقی تھا کہ نقابدار نے
نجہ کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھالیا تمام لشکر کفار کو حیرت ہوئی کہ یہ نقابدار سب سرداران
لشکر اسلام سے زبردست ہی اور لشکر اسلام مین تحسین و آفرین کا شور و غل ہوا بادشاہ اسلام نے
پکار کے کہا اے نقابدار مرصع پوش سبحان اللہ ماشاء اللہ اجرکم اللہ کیا کہنا اس کافر خاسر کو اسیطرح
یہی نکالنا چاہیے ہی اُدھر بختیارک نے یا قوت شاہ سے کہا کہ کیون مین نہ کہتا تھا کہ نقابدار کے
ہاتھ سے آج نجہ کا بچنا مشکل ہی وہی ہوا نہ یا تو مار ڈالیگا یا گرفتار کرلیگا یہان نقابدار مرصع پوش نے
نجہ ار روئین تن پہلوان زبردست کو سر سے اونچا کرکے تین بار چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر
چڑھ کر اُسکی مشکین کس کر باندھ لین خواجہ عمر تعریفین کرنے لگے شہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے
باچھین مثل گل کھل گئین اور زیادہ محبت الفت کا ولولہ ہوا خواجہ عمر برابر کہہ رہے ہین اے نقابدار سبحان اللہ
مرحبا آفرین صد آفرین کیا کارنمایان کیا ہی اگر رستم ہوتا تو حلقۂ غلامی ترا گوش جان مین پہن لیتا نقابدار نے
عمر کو سلام کیا اور کہا کہ لو یجاؤ اس مردود ازلی کو اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر کرو چاہین اسکو

قتل کرین چاہیں وہ اسکو قید آہن مین رکھیں مگر بہت ہوشیاری سے اسکو قید مین رکھنا کہ یہ کافر دغاباز نہ
ایسا نہو کہ بھاگ جائے اور پھر زنجیر فولادی اُسکی کمر سے کھول کے اُسکو جکڑ دیا اور ایک سرا اُس
زنجیر کا خواجہ عمرو کے ہاتھہ مین دیا نخچہ روئین تن کو خواجہ عمرو نے کر میدان سے پھرے اُدھر کفار نے
طبل بازگشت بجوایا اور سب مضطر و مایوس شرمندہ خاطر ہوکر اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر نقابدار
مرصع پوش مع لشکر کے جانب صحرا روانہ ہوگیا اور دامن کوہ مین آکر خیمے برپا کروا کے اُترا خواجہ عمرو نخچہ کو
لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے بادشاہ اسلام نے نخچہ سے کہا کہ ای نخچہ لقا پرستی پر لعنت کر دار کا اسلام مین
آ مسلمان ہوجا اُس کافر بدکیش نے جواب دیا کہ لاکھہ جانین ہون تو خداوند لقا پر نثار کردون مین کبھی مسلمان
نہونگا فرمایا اگر مسلمان نہوگا تو پھر مارا جائیگا نخچہ نے کہا کوئی مجھے نہین مار سکتا اُسوقت بادشاہ اسلام نے
سردارون کو حکم دیا کہ تہ شمشیر اسکو کرو سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے چارطرف سے نخچہ پر تلوارین
پڑنے لگین مگر کوئی تلوار اُسکے بدن پہ اثر نکرتی تھی نخچہ ہنس رہا تھا تب بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو سے کہا
کہ کسی تدبیر سے نخچہ کو قتل کرو عمرو نے مسکرا کر کہا کہ حضور ملک الموت کو کچھہ رشوت دیجائے تو وہ آکر
قبض روح کرین اور مجھے آپ خوب جانتے ہین کہ مفلس ہون ایک حبہ میرے پاس نہین ہی بادشاہ اسلام نے
ہنسکر فرمایا کہ خواجہ تمھارا مذاق کسی وقت نہین جاتا اچھا دو ہزار روپیہ دینگے عمرو کہا کہ روپیہ منگوا لیجے
بادشاہ نے دو توڑے روپیون کے عمرو کو منگوا دیے عمرو نے وہ روپیے کر داخل زنبیل کیے اور
نخچہ روئین تن کو چوبمیخہ کرکے باندھ دیا اور بہت سا سیسہ گرم کرکے اُسے پلا دیا کہ تڑپ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا لاشہ اُسکا گھوڑے سے پرے پھینک دیا کفار یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوے لقا نے کہا کہ نخچہ کو اپنی روئین تنی پر
نہایت غرور ہوا تھا اس سبب سے مین نے اُسے فنا کیا مگر ایکی نوروز مین نخچہ کو پھر زندہ کردونگا بختیارک
یا قوت شاہ کو سلام کرکے ناچنے لگا اور زبان سے کہنے لگا تا دھنا تا دھنا لیکن اسطرف شہزادہ بدیع الزمان
اور بادشاہ اسلام اور قاسم وغیرہ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ نقابدار مرصع پوش وغیرہ کی
خبر لاؤ کہ یہ کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ نقابدار کے لشکر کیطرف رخ بھی نہ کرونگا سب نے کہا کہ خواجہ صاحب
خالی نجایے ہمسے تھوڑا روپیہ لے لیجیے خفا نہوجیے ہم جانتے ہین کہ جب آپ مفلس زیادہ ہوتے ہین اُکھڑی
باتین کرتے ہین غصہ ہوتے ہین غرضکہ سب نے ملکر پانچ ہزار روپیہ دیے عمرو یہان سے لشکر نقابدار کیطرف
روانہ ہوا اور صورت ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر نقابدار ہوا پہلے ایک صراف کی دکان پر بیٹھ کر
روپیہ کا سکہ دیکھا اُسپر فقط نقابدار صاحبقران زمان کھدا ہوا تھا متحیر ہوا کہ یہ نقابدار صاحبقرانی کا
دعوی کرتا ہی کون ہی القصہ تمام لشکر کی سیر کرتا دربارگاہ نقابدار مرصع پوش پر آیا کہ دیکھا نقابدار
مرصع پوش دنگل شوکت پر جلوہ گر ہی اور دو نقابدار اور داہنے بائین متمکن ہین عمرو کھڑا ہوا
دیکھہ رہا تھا کہ قضاے کار عیار نقابدار کا آیا اور اُس نے بہ نگاہ غور دیکھا اور عمرو کو پہچانا
اور نقابدار مرصع پوش سے چپکے سے کہا کہ یہ فقیر عمرو ہی آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہی نقابدار نے کہا
کہ ہمارے پاس خواجہ عمرو کو بلا لاؤ عیار نقابدار کا عمرو کے پاس آیا اور کہا شاہ صاحب چلیے آپ کو
نقابدار نے طلب کیا ہی کچھہ آپ کو ملجائیگا عمرو نے کہا بابا جو کچھہ فقیر کو دینا ہو یہین دیدو وہان نہ لیجاؤ
اُس عیار نے اور کچھہ عیارون کو اشارہ کیا کہ اس فقیر کو گھیر کر لے چلو اور اگر یون نہ چلے تو پکڑ لیجلو

القصہ عمرو کو گرفتار کرکے نقابدار کے سامنے لائے عمرو نے کہا بابا یہ کیا انصاف ہی کہ فقیرون پر ظلم ہوتا ہی اور
لوگ ایذا پہونچاتے ہین نقابدار نے کہا کوئی تمسے نہ بولیگا سچ بتاؤ تم کون ہو کہا عیار ہون لشکر کفار سے
خبر کیواسطے یہان آیا تھا نقابدار نے کہا اگر یہ عیار لشکر کفار کا ہی تو جلد اسے قتل کرو اور جو اہل اسلام
مین سے ہی تو مین آپ اسکا سر کاٹونگا عمرو نے جو یہ نقشا دیکھا کہ ہر طرح جان جانے کے سامان ہین اب چھپانا
اپنے تئین بہتر نہین پکارا انتم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نقابدار نے کہا کہ اچھا اپنی
صورت اصلی بنا کر دکھاؤ عمرو نے گرم پانی منگوا کر ہاتھ منہہ دھویا بصورت اصلی بنا نقابدار از فرط خوشی
عمرو کو رہا کرکے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور کہا کہ خواجہ تم میرے افشاء راز کیواسطے آئے تھے اگر تمہارے مقام پر
کوئی اور ہوتا تو مین اسے زندہ نہ چھوڑتا مگر تم معین لشکر اسلام ہو یہ سمجھ کر کچھ نہ کہا اور اگر تم اب بار دگر صورت بدل کر
آئے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے قسم کھائی کہ اب نہ آؤنگا نقابدار نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر
خواجہ عمرو کو دین عمرو نے دعائین دینا شروع کین اور رخصت ہو کر اپنا راستہ لیا مگر پھر راستے سے پھر کے نقابدار کے آگے
کہا امیر نقابدار مرحبا آفرین تمنے زر و جواہر تو مجھے بہت سا دیا لیکن نام تمہارا اگر معلوم ہو جاتا تو اور بھی
بہت کچھ میرے ہاتھ آتا نقابدار للکارا کہ پھر وہی کلام لاطائل زبان سے نکالا بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا
اور تیر و کمان اٹھایا عمرو جست و خیز کرکے نکلا ہوا چلا گیا جب خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا حال بیان کر
اور کہا کہ زندگی میری تھی جو بچ گیا اب بار دگر نقابدار کے لشکر مین جانے کا ارادہ نہ کرونگا دوسرے روز
خواجہ عمرو لشکر کفار مین خبر کیواسطے گئے چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے باتین
کرنا رکی سننے لگے کہ نوادر سنگ انداز پیچھے آکر عمرو کے لپٹ گیا اور غفلت مین گرفتار کر لیا عمرو پکارا کہ
مجھسے کیا خطا ہوئی وہ پکارا کہ اے بدنفس او بدنہاد حرامزادے مین نے تجھے پہچانا چوبدار کی شکل بنکر
یہان آیا ہی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ سلامت نکل جائے عمرو نے ہر چند نالہ و زاری کی
مگر وہ کب سنتا ہی آب گرم منگا کر عمرو کو نہلایا رنگ و روغن عیاری کا چھوٹ گیا صورت اصلی عمرو کی
نکل آئی نوادر سنگ انداز نے آہنگرون کو بلا کر غل و زنجیر مین گرفتار کیا بختیارک نہایت
خوش ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب اسکو جلد قتل کروا دیجیے تاخیر نہ کیجیے تقدیر نہایت زبردست تھی کہ عمرو
یون ہاتھ آگیا اور کل کا ذکر ہی کہ نجم کو اس نے کس عذاب الیم سے قتل کرایا ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ القاش
خون آشام عمرو کا جانی دشمن ہی وہ نجم کی مہم فتح کیے ہوئے آتا ہی عرضی اسکی آچکی ہی وہ آکر اسے ماریگا
بختیارک نے کہا مرشد کا جب تک قید مین رہنا معلوم کبھی وہ کسی طرح سے چھوٹ جائینگے نوادر سنگ انداز
نے کہا کیا مجال کسی کی جو ہماری قید سے عمرو کو چھڑا لے جائے پھر قفس آہنی منگوا کر عمرو کو بند کیا اور سامنے
بارگاہ یاقوت شاہ کے لٹکا دیا اور کہا کہ لٹکتے جی دیکھین تو کون عمرو کو چھڑا لے جاتا ہی اور یہ کیونکر چھوٹتا ہی
یاقوت شاہ عرضی القاش کی لیے ہوئے لقا کے پاس گیا اُس عرضی مین لکھا تھا کہ مین نے مہم شہر عجم کی فتح کی
اُس لڑکے کو مار ڈالا اب خدمت خداوند لقا مین حاضر ہوتا ہون لقا یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور کہا
کہ اسکو خلعت بھیجو بختیارک نے عرض کیا مظفر پیل گردان اور سبائیل خشت انداز مدت سے
قید مین گرفتار ہین اور قلعہ رفد الامان بناتے ہین اگر انکو القاش چھڑا لائے تو بہتر ہی لقا نے
اسی مضمون کا نامہ لکھوایا کہ اے القاش تم راہ سے بیت الحرمان کی آؤ کنارے دریائے سبائل کے

خدا پرست قلعۂ ذوالامان بنوا رہے ہین اور لاکھہ بیلدار اور خشت انداز ہمارے یہان کے قیدمین
اُنھین چھڑاتے لاؤہم تمسے بہت رضامند ہوے اور زیادہ خوش ہونگے القصہ یہ نامہ ارمزاد تخشبی کو مع خلعت
دیکر روانہ کیا یہان نوادر سنگ انداز نے یاقوت شاہ سے کہا کہ عمرو کو تو مین نے پکڑ لیا
اب اور عیار خدا پرستون کے جو نامی اور نامور ہین اُنکو سر میدان گرفتار کرونگا اب طبل جنگ بجوایئے
بختیارک بولا ای نوادر عمرو تو شاہنشاہ عیاران ہی مگر بعضے بعضے اور عیار بھی بلا سے بے درمان ہین
اور آفت روزگار نہایت طرار و فرار ہین جسوقت اُنمین سے کوئی مقابلے کو آئیگا تب حال معلوم ہوگا نوادر
پکارا کہ ملک جی تماشا دیکھنا کہ مین نے کیا کیا غرضکہ یاقوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام مین آئے اور بیان کیا کہ نوادر سنگ انداز نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی اور عمرو کو
غافل پاکر گرفتار کر لیا ہی اور اب اُسکا ارادہ ہی کہ سر میدان اور عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرون بادشاہ
اسلام نے سب عیارون کیطرف دیکھکر فرمایا کہ صاحبو عمرو تو مبتلائے بلا ہو گیا اب تم لوگون کو چاہیے
کہ سب کے سب متفق ہوکر اس کافر بد کیش کو سزا پہونچاؤ اور خواجہ کو قید سے چھڑالاؤ ہر ایک نے عرض کیا
کہ حضور انشاء اللہ ہم اپنی جان لڑا دینگے اور اُستاد کو چھڑا لائینگے القصہ لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے گنبد گیتی تا پر لقاے بے لقا
آکر بیٹھا اُدھر سے عیاران لشکر اسلام آئے نگیرون کے نیچے صندوقہاے عیاری پر متمکن ہوے ادھر سے
عیاران کفار آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو کے بھی قفس کو عقابین پر لاکر لٹکا دیا اور کئی ہزار عیار
عقابین کے گرد آکر کھڑے ہوگئے اور عمرو سے کہا کہ تم بھی تماشا عیارون کے مقابلہ کا دیکھو غرضکہ جب صفین
لشکرون کی جانبین مین آراستہ ہوچکین اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے اُسوقت نوادر سنگ انداز
لقا کو سجدہ کرکے یاقوت شاہ کے سامنے آیا اجازت میدان چاہی یاقوت شاہ نے کہا کہ تجکو
خداے باختری کے سپرد کیا نوادر وہین سے جست کرکے آسمان پر گیا اور پنجہ کے ہاتھ لگانے لگا جب گرنے
لگتا تھا پنجہ پیٹ کرکے پانوُن کے نیچے رکھ لیتا تھا اور اُسی پنجہ کے سہارے سے پھر آسمان پر اُڑ اُڑ
جاتا تھا چار گھڑی تک آسمان سے نہ اُترتا تھا پھر جو زمین پر آتا تھا تو عرق عرق ہو جاتا تھا بعد اسکے دیر تک
ٹھہرا پسینہ خشک کیا جب خوب دم لیا پکارا ای عیاران لشکر اسلام آؤ میرے مقابلے کو تمھارے سردار
واقسہ کو تو مین نے پکڑ لیا تمکو بھی گرفتار بلا کرتا ہون یہ سنکے بس کتارۂ کابلی صندوق عیاری سے
کود ا بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اجازت خواہ میدان جنگ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پروردگار
عالم کی حفظ و امان مین دیا کتارہ جست و خیز کرتا ہوا سامنے نوادر سنگ انداز کے آیا نوادر نے
پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی کتارہ نے نام اپنا بتایا بعد گفتگو کے سنگ زنی ہونے لگی دونون عیار گوپھن پکڑے
ہوئے پتھر مار رہے تھے تڑاق پڑاق کی آواز بلند تھی پتھر پر پتھر روک رہے تھے پتھر چورا ہو ہو کر گرتے تھے
چار گھڑی تک سنگزنی رہی آخر کار ایک مقام پر نوادر نے جھلاوا دیکر جو سینہ پر کتارہ کے پتھر مارا
کتارہ تڑپ کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا نوادر نے دوڑ کر مشکین باندھ لین اور اُسکو اُسی عقابین سے لاکر
باندھ دیا جسپر عمرو کا قفس آویزان تھا اور پھر مبارز طلب کیا مختر زیرک خطائی نوادر سنگ انداز کے
مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے نوادر نے کمند ماری اُسنے خالی دیکر حلقہ ہاے کمند نوادر مارے وہ بھی صاف نکل گیا

ایک گھڑی پھر کمند بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا پھر خنجر زنی ہوئی اُس سے بھی کچھ نہوا نیچہ چلنے لگا
دونون باہم نیچے مار رہے تھے ایک دوسرے کو چاہتا تھا کہ زخمی کرے مگر کوئی کسی کے ہاتھ کا زخم نہ کھاتا تھا کہ
نوادر سنگ انداز نے پیچھے ہٹکر ایک پتھر برک خطائی پر مارا اُسنے نیچے پر روکا تھا کہ نیچہ اُسکا ٹوٹ گیا وہ پتھر
زانو پر اُسکے پڑا کہ برک خطائی اُسکے صدمے سے گرا نوادر نے اُسکے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اسی طرح
شام تک سات عیارون کو نوادر سنگ انداز نے زخمی کر کے گرفتار کیا گئی ہیدا اندار یون مین سر سنگ مصری
اور اسلم پیادہ رو اور امیہ وسیارہ وغیرہ کو پکڑ لیا اور اُسنے یہ دستور رکھا تھا کہ جب میدان سے پھر کر
جاتا تھا عمرو کو اپنے ساتھ لیے آتا تھا عیارون نے دیکھا کہ نوادر سنگ انداز حریف نہایت سخت ہے اور پتھر
اُسکا کئی من کا ہے کوئی اُسکی ضرب کی تاب نہین لا سکتا ناچار ہو کر بیٹے عمرو کے اور شاگرد وغیرہ مہتر قران حبشی کے
پاس آئے اور کہا کہ آپ خلیفہ ہین اور جان خواجہ عمرو ہین بلکہ جان بخش عمرو ہین آپ مدد کرینگے تو یہ کافر گرفتار ہوگا
قران نے کہا کہ صاحبو مین حاضر ہون جانبازی کو مگر تم مین سے ایک ایک مجھسے بہتر ہے کوئی مجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے
جب قصد کرو گے اُسے پکڑ لوگے الحاصل مہتر قران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا کفار کو خبر ہوئی بختیارک نے
نوادر سنگ انداز سے کہا کہ اب تم اس بلائے سیاہ کے ہاتھ سے نہ بچوگے اُس نے کہا ملک جی اِسکو
نہ مارا تو اپنا نام نوادر سنگ انداز نہ رکھا رات بھر تیاری کی صبح کو دونون طرف کے عیار معرکہ آرائے کارزار
ہوئے صفین آراستہ ہوئین عمرو کا قفس عقابین پر لا کر لٹکایا گیا اور عیارون کو بھی اُسمین بند کیا جو گرفتار ہوگئے تھے
غرضکہ نوادر سنگ انداز لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا خوب سلحشوری کی
بعد اُسکے مبارز طلب کیا مہتر قران حبشی اپنے صندوق عیاری سے کودا بادشاہ اسلام کو آداب بجا لاکے
اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا سپرد خدا کیا بعد اُسکے جست کر کے نوادر کے سامنے آیا اُسنے
دیکھا کہ ایک حبشی نہایت ڈھنگا چست چالاک ہے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ منم مہتر قران حبشی خادم خاص
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار نوادر نے کہا اُستاد تیرا اسیر ہے پاس قید ہے تجکو شرم نہین آتی مجھسے مقابلہ
کرتا ہے جواب دیا کہ او تیرہ روزگار یہ اُستاد غافل کھڑے ہوئے تیرے ہاتھ لگ گئے نہین کسی کی مجال ہے کہ کوئی
اُنھین پکڑتا اور دیکھ مین نہایت تجھے آسانی سے گرفتار کیے لیتا ہون اسی بات پر کچھ میرے اور تیرے شرط ہو جائے
پوچھا کیا شرط ہے مہتر قران نے کہا کہ ایک ایک صندوق پر از جواہر نوادر نے کہا کہ اچھا ہوچکی شرط صندوق منگوا لیے
ادھر مہتر قران نے ایک صندوق پر از جواہر طلب کیا اُدھر نوادر نے بھی صندوق منگوا کر رکھا نوادر سے
مہتر قران نے کہا کہ مین دیکھون اس صندوق مین کیا ہے اور دوڑ کر نوادر سنگ انداز کا صندوق کھولا
اُسمین صرف کنکر پتھر بھرے تھے مہتر قران ہنسا کہا خوب صندوق جواہر کا منگوایا نوادر سنگ انداز شرمندہ ہوا
اور کہا اچھا تیرے صندوق مین دیکھون کیا ہے اور کیسا جواہر ہے مہتر قران نے کہا شوق سے دیکھو وہ جواہر
بیش بہا ہے کہ کبھی نظر سے کسی کی نہ گذرا ہوگا چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا نوادر آیا صندوق کا قفل کھولا
تختہ اُٹھایا قضا رے کار اُسمین مہتر قران اصلی بیٹھا ہوا تھا اور یہ مہتر قران نقلی تھا شاگرد مہتر قران
اصلی کا اور نام اسکا چست عیار تھا جیسے نوادر سنگ انداز نے جھک کر دیکھا مہتر قران نے
حلقہ ہائے کمند مار کے گردن مین نوادر کی پڑے قران نے جھٹکا دیا کہ نوادر گرا چست عیار اُسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھا مہتر قران نے نوادر کی مشکین باندھ لین اور پکارا کہ اے کافران بے حیا دیکھو یون نوادر سنگ انداز کو

گرفتار کرتے ہین عیاران کفار دوڑے کہ نوادر کو چھڑالین چست عیار نوادر کو میدان جنگ سے
لے کر بھاگا اور مہتر قران بغدہ پکڑ کے عیاران کفار پر جھپٹا عیاران لشکر اسلام اور جو تھے وہ سب
کمک کے واسطے مہتر قران کی آئے تیغ و خنجر چلنے لگا خلقہ ہائے کمند اور حقہ ہائے آتشبازی پڑنے لگے
عجب غلغلہ محشر انگیز پیدا تھا کہ گوش فلک گنگ ہو گئے تھے عیاران اسلام عیاران کفار سے لڑتے ہوئے
عقابین کے پاس آئے اور چاہا کہ عمرو کو چھڑالین قفس کو عقابین سے اُتارین اُسوقت گوزن پوست نوش
قفس عمرو کا اُتار کر بھاگا امیر اور عیار مانند برق خطائی وغیرہ کے جو اسیر تھے اُنکو عیاران اسلام نے
چھڑا لیا انجام کار طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت دیا نوادر
سنگ انداز کو غل و زنجیر مین قید کیا لیکن گوزن پوست نوش قفس عمرو کا لیے ہوئے بارگاہ یاقوت شاہ مین
پہونچا بختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھیے آج عمرو چھوٹ گیا ہوتا بہتر یہی ہے کہ اسے جلد قتل کیجیے
یاقوت شاہ نے چاہا کہ جلاد کو طلب کیجیے عیارون نے عرض کیا جب تک نوادر سنگ انداز رہا نہو
اسکا قتل کرنا بہتر نہین یاقوت شاہ نے کہا کہ عیار سچ کہتے ہین جب تک القاش خون آشام بھی آ جائیگا
بختیارک بولا ای یاقوت شاہ عمرو قید نہین رہیگا چھوٹ جائیگا گوزن پوست نوش نے کہا کہ کیا مجال
کسی کی جو ہماری قید سے چھڑا لیجائے ہم رات بھر بیٹھ کر پہرا دینگے اور وہان سے قفس عمرو کا لیکر اپنے خیمہ مین آیا
تمام عیار ایک جگہ بیٹھے ناچ دیکھتے تھے شغل میخواری کرتے تھے اور عمرو کو ستون سے باندھ دیا دور شراب کا
اور ہڈیان کباب کی اُس پر پھینک دیتے تھے خواجہ عمرو اپنے حال کثیر الاختلال پر روتے تھے پروردگار عالم سے
دعا کرتے تھے کہ ای کارساز مطلق وای مشکل کشای دوجہان تو میری مشکل کو آسان کر اور اس قید سخت سے
رہا کر ابھی دعا ختم ہوئی تھی کہ دیکھا خورد دک ہی گرد ہر پنج عیارون سے شراب پیکر اُنھین ملتے ہوے آیا
سب نے اُٹھ کر تعظیم کی لیکن خورد دک نے جو عمرو کی صورت دیکھی خنجر کھینچ کر دوڑا کہ اسے ابھی قتل کر ڈالے
گوزن پوست نوش مانع ہوا کہ اسے القاش کے سامنے قتل کرینگے ابھی تامل کیجیے خورد دک نا چار
صحبت مین آ کر بیٹھا شراب جو اپنے ساتھ لایا تھا ساقیون کو دی کہ اسے پلاؤ لیس جام دکار خوانی گردش مین آیا
دو پہر رات گئی تھی کہ رنگ صحبت کا دگرگون ہوا ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا یہان تک کہ تمام صحبت بیہوش
ہو گئی فقط خورد دک اور جو عیار اُسکے ساتھ آئے تھے وہ ہوشیار تھے عمرو خوش ہوا کہ تو نے جو اسے فرزندی کا
آج اُسنے حق فرزندی ادا کیا تیرے چھڑانے کو آیا عمرو نے کہا ای خورد دک مرحبا صد مرحبا کیا کہنا خوب تو نے
حق فرزندی ادا کیا اب مجھے جلد رہا کر خورد دک نے کہا مین تجھے قتل کرونگا کسواسطے کہ پہلے جب مین تجھکو
قتل کرنے پر آمادہ ہوا سب نے منع کیا تھا خاص تیرے قتل کے لیے مین نے اپنی صحبت کو بیہوش کیا
کہ اب بے اندیشے تجھے قتل کرون عمرو پکارا کہ حق فرزندی یہی ہوتا ہے خورد دک بولا اگر چاہتے ہو کہ مین
تمھین چھوڑ دون تو لکھ دو کہ مین شاگرد خورد دک کا ہوا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت انکار کرنا مناسب نہین ہے
مفت جان جائیگی جلدی سے ایک نوشتہ مہری تحریر کر دیا کہ مین خورد دک کا شاگرد ہوا خورد دک نے
وہ نوشتہ اپنے پاس رکھ لیا اور عمرو کو رہا کر دیا اور کہا کہ مین ابھی انھین سب کے ساتھ رہتا ہون کہ آپ بدنام
نہو آپکو اختیار ہے جہان آپکا جی چاہے چلے جائیے اور جو چاہیے کیجیے عمرو نے تمام صحبت کو لوٹا اور گوزن
پوست نوش کا پیٹ چاک کر کے اُلٹا لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈال دیا اُسمین یہ مرقوم تھا کہ ای کافر ناگاہ ہو

مین اپنی عیاری سے آپ چھوٹا اور تمام صحبت کا اسباب لوٹا اور گوزن کو مار کر چلا گیا یہان صبح کو جو عیاران کفار ہوش مین آئے اپنا حال خراب دیکھ کر حیران ہوے سامنے عمرو بھوستون سے بندھا ہوا تھا دیکھا کہ وہ نہین ہے رقعہ اُٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ عمرو چھوٹ گیا نہایت متعجب ہوے کہ اسنے کیا عیاری کی کیونکر چھوٹا اب جو اپنی صحبت مین دیکھتے ہین تو گوزن پوست پوش نہین تلاش کیا کہین پتا نہ لگا اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھا تو ایک مقام پر اُلٹا لٹکا ہوا ہے اور پیٹ اُسکا چاک ہے نہایت صدمہ و ملال سب کو ہوا شدہ شدہ یہ خبر بختیارک کو پہونچی بختیارک اُٹھ کر ناچنے لگا اور کہا تا دھنا تا دھنا پھر پکارا صلواۃ پر محمد لعنت بر لات اعظے و منات بنطے اور یاقوت شاہ سے کہا کہ حضور مرشد کامل رہا ہو گئے میرا کہنا کسی کو باور نہ آتا تھا دیکھا وہی سامنا ہوا اِسکو تو نہین چھوڑ سے اُدھر کا حال سُنیے کہ ارقراد بخشی خلعت اور نامۂ لقا لیے ہوے القاش خون آشام کے پاس پہونچا القاش نامہ پڑھ کر قلعۂ ذو الامان پر آیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوا لشکر اسلام کو قتل کرنا شروع کیا عمرو بن رستم کہ وہ سیر عمارت قلعۂ ذو الامان تھا اُسکو خبر ہوئی اُسی وقت سوار ہو کر آیا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے باش مین آ پہونچا جب سامنے القاش کے گیا القاش نے پوچھا کہ یہ تو نے ہی بندگان خداوند لقا کو قید کیا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہان القاش بولا کہ پہلے تجھے مارونگا بعد اُسکے اُنھین چھڑاؤنگا یہ کہکر برابر گیا تلوار چلنے لگی دو گھڑی تک تلوار چلی ہوگی کہ ایک مقام پر القاش نے تلوار عمرو بن رستم کی رد کر کے وار تیغۂ آبدار کا کیا سپر کو قلم کر کے سر پر عمرو بن رستم کے پڑا تا دو ابرو اُتر آیا عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اُسی حالت زخمداری مین تلوار القاش پر ماری القاش نے خالی دی تکان جو ہوئی عمرو بن رستم کو غش آگیا القاش نے چاہا کہ اُسی بیہوشی مین عمرو بن رستم کو تلوار مارے کہ لوگ عمرو بن رستم کے آ پڑے اور بچا لیگئے القاش خون آشام نے ہمراہیان عمرو بن رستم کو شکست دی مظفر پیل گردان اور شمائیل خشت انداز وغیرہ کو قید سے رہا کر لیا اور خدمت مین خداوند لقا کی روانہ ہوا مگر شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے جو سنا کہ القاش خون آشام قلعۂ ذو الامان پر آیا ہے اور عمرو بن رستم سے لڑائی ہو رہی ہے اور تلوار چل رہی ہے فوراً سوار ہو کر روانہ ہوئے اُسوقت پہونچے ہین کہ القاش وہان سے روانہ ہو چکا اور عمرو بن رستم زخم مین ٹانکے دلوا رہے تھے قاسم نے جو یہ حال شہزادۂ عمرو بن رستم کا دیکھا نہایت ملول اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ یہ کافر کہان جاتا ہے سر میدان اس سے سمجھونگا اور پھر کر اپنے لشکر مین آئے ادھر القاش کو کفار استقبال کر کے لقا کے پاس لیگئے القاش نے پہلے لقا کو سجدہ کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین خداوند کے حکم سے پسر بدیع الزمان کو قتل کر آیا کسی کو وہان زندہ نہین چھوڑا القاش سے بے بقا نے کہا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی جو کچھ ظہور مین اب آیا ہے پھر القاش کو خلعت دیا القاش نے مظفر پیل گردان اور شمائیل خشت انداز کو حاضر خدمت خداوند لقا کیا لقا نے اُنکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دنگل شوکت پر بیٹھا پوچھا کہ مین نے راہ مین سنا تھا کہ دزد باریک گردن عمرو عیار قید ہے اُسے میرے سامنے لاؤ کہان ہے بختیارک نے سلام کر کے کہا کہ کل رات کو عمرو قید سے چھوٹ گیا ہے گوزن پوست پوش کو قتل کر گیا اور رئیس کی قید مین بھی تھا القاش نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے سمجھا جائیگا پھر دربار دہ ناب

پہ چلنے لگا خوب نشہ مین چور ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین ہون اور خدا پرست ہین ناظرین پر واضح ہو کہ
بعض دفتر کی عبارت سے یہ ظاہر ہی کہ نخجر روئین تن نقابدار سبز پوش کی قید سے چھوٹ کر چلا آیا ہی اور
النقاش کے سامنے میدانداری ہوئی ہی اور سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کرتا ہی پھر نقابدار
سبز پوش آکر نخجر روئین تن کو گرفتار کرکے عمرو کے حوالے کرتا ہی عمرو اسے کسیسہ پلا کر مار ڈالتا ہی اور لاش کو
اسکی گدھے پر سوار کرکے اور دھندھوریا بنکے لشکر کفار مین لاتا ہی تمام لشکر مین تشہیر کرکے دربارگاہ یاقوت شاہ
آتا ہی اور ہر جگہ پر یہی صدا دیتا ہی کہ جو لقا کی مدد کریگا اسکا یہی حال ہوگا بختیارک ہر ایک کو آگاہ کرتا ہی کہ یہ
دھندھوریا عمرو ہی اور یہ لاش نخجر روئین تن کی ہی جسکو گدھے پر ڈال کر تشہیر کر رہا ہی کفار دوڑے کہ عمرو کو
پکڑین عمرو چند آدمیون کو مار کر صاف نکلا چلا گیا کفار لاش نخجر روئین تن کی اٹھا لائے اور بحکم لقا دریاے
رحمت لقا مین ڈلوا دیا بعد اسکے النقاش خون آشام نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین النقاش خون آشام نے
اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر جابجا بین مین درستی آلات
حرب و پیکار رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین
اور میدان حرب تیار ہوا نقیبان نے بلند آواز نقابت کر گئے النقاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور
یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ طلب کی یاقوت شاہ نے کہا کہ سپرد خداوند لقا کیا
النقاش خون آشام گرگدن پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور سرا پا میدان کا دکھایا تھوڑی دیر تک
ٹھہر کر دم لیا بعد اسکے مبارز طلب کیا فوراً مندویل اصفہانی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
مقابلے کو آیا النقاش مندویل سے نگاوند زن ہوا برابر سے دونون کے مرکب پسپا ہوے پھر مرکبون
رانون مین دبا کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا النقاش نے استفسار نام ونشان کیا مندویل نے
نام اپنا بتایا النقاش نے اسے سمجھایا کہ مندویل دین لقا پرستی اختیار کر مندویل نے لقا پر لعنت کی
النقاش بہت خشمناک ہوا اور نیزہ مارا مندویل نے نیزے کو نیزے پر لیا چار گھڑی تک نیزہ بازی
رہی کسی کا مطلب فتحیابی حاصل نہوا آخرکار نیزے دونون نے پھینک دیے النقاش نے تیغ کھینچ کر
مندویل پر وار کیا مندویل نے سپر پر روکا تیغ سپر کو کاٹ کر سر مین در آیا تا دو ابرو اتر گیا مندویل نے
دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا خون سر سے جاری ہوا مگر اسی حالت زخمداری مین جرات کرکے تلوار کھینچ کر چلا
کہ غش طاری ہوا النقاش پکارا اے خدا پرستو اسے لے جاؤ یہ زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا اب گرا چاہتا ہی
اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو یہ سنکر شہنشاہ عراقی مرکب اڑا کر سامنے النقاش خون آشام کے
آئے مندویل کو لشکر مین روانہ کیا اب مقابلہ النقاش سے کرنے لگے بعد حرب وضرب کے اسکی
تیغ خون آلود سے شہنشاہ عراقی بھی زخمی ہوے شام تک چند سردارون کو النقاش خون آشام نے
زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز جو میدانداری کی بہت سے رفیق شہزادہ
بدیع الزمان کے اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے تیسرے روز پھر معرکہ آراے نبرد ہوا مبارز طلب کیا
شہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا تھا کہ النقاش کے مقابلے کو جائین کہ یکایک صحرا کی طرف سے
غبار کا ستون اٹھا جب برابر آکر شق ہوا تو دیکھا کہ ایک جوان دیوپیکر بلند قد قوی ہیکل چالیس ہزار سوار سے

آکر پہونچا کہ نام اُسکا دیو چنگال تھا اور رفیق تھا شاہزادۂ بدیع الزمان عالیوقار کا الغرض ابرہا سے دیو چنگال نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور قدمبوسی شاہزادۂ بدیع الزمان کی حاصل کی اور اجازت طلب کارزار کا ہوا شہزادۂ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت پیکار دلوائی ابرہا سے دیو چنگال میل گران سنگ کاندھے پر رکھکر القاشش خون آشام کے مقابلے کو آیا بختیارک نے ابرہا کو دیکھ کے یاقوت شاہ سے کہا کہ اس سے القاشش عہدہ برا نہو سکیگا مگر یہان القاشش سے اور ابرہا سے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی ابرہا نے القاشش کا نیزے سے نیزہ توڑ ڈالا القاشش نے غصہ ہوکر گرز ابرہا کو مارا ابرہا نے میل فولادی پر روکا مرکبون کی تگاپو سے گرد و غبار بہت سا بلند ہوا ابرہا نے اُس تتق غبار سے نکل کر ایک میل فولادی القاشش کو مارا القاشش نے گرز پر روکا تھا کہ ہاتھ القاشش کا تھرا گیا میل القاشش کے شانے پر پڑا شانہ القاشش کا زخمی ہوا میل شانے سے اُچٹ کر گینڈے کے سر پر آگرا مغز سر گینڈے کا پاش پاش ہوا القاشش مع گینڈا تھرا کے زمین پر گرا بیہوش ہوگیا فوج القاشش کی ابرہا پر دوڑ کے آپڑی ابرہا اُدھر لڑنے پر متوجہ ہوگیا بادشاہ اسلام نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا کہ ابرہا کی کمک کرو سرداران اسلام وغیرہ تلوارین کھینچ کر سب آ گئے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی القاشش کو تو کفار اُٹھا کر لے بھاگے ابرہا لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ قطران بن دودہ زنگی سے مقابلہ ہوا قطران نے اژدہ پشت نہنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روکا اور وہی میل جو قطران کو مارا مع گینڈے پاش پاش ہوکر خون کا تھلتھلا بنکر رہگیا بعد اُسکے غلام زمرد شاہ باختری سپہ فیل عاد مقابلے کو آیا ابرہا نے اُسے بھی جہنم واصل کیا شام تک شتر سرداران نامی جو بڑے کافر ازلی تھے ابرہا کے ہاتھ سے مارے گئے پھر طبل بازگشت بجگیا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پھرے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ابرہا کو خلعت دیا اور تحسین و آفرین کی مگر اسطرف کفار القاشش خون آشام کو زخمی اور بیہوش سامنے لقا کے لاے لقا نے حکم دیا کہ اسے باغ بہشت میں داخل کرین اور زخم کا علاج کرین بختیارک نے کہا یا خداوند ابرہا بھی بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہے اُس سے کوئی عہدہ برا نہوگا لقا نے سیامک سیاہ کلاہ عیار سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تو جا کر ابرہا کو پکڑ لا سیامک اُسی وقت روانہ ہوا اور صورت بدل کر داخل لشکر اسلام ہوا خیمہ ابرہا کا دریافت کر کے گرد خیمے کے پھرنے لگا دیکھا کہ امیہ عیار کئی مرتبہ آیا اور گیا جب رات زیادہ گئی سیامک امیہ کی صورت بنکر ابرہا کے پاس آیا اور کہا کہ آج تمھاری نگہبانی کے واسطے یہین رہونگا اور کھانا بھی اُس نمکحرام نے ابرہا کے ساتھ کھایا جب ابرہا سو رہا پہلے دروازے پر آکر بیٹھا سب پہرے والون کو شراب بیہوشی کی پلائی جب وہ بیہوش ہوے اندر جا کر خدمتگارون کو اور خاصبردارون کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر صاف لیے ہوے چلا گیا صبح ہوتے یاقوت شاہ کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ لیجیے ابرہا حاضر ہے یاقوت شاہ نے سیامک کو خلعت دیا اور ابرہا کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ہوش مین لایا ابرہا نے جو آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار بارگاہ کفار مین پایا اور وابستہ غل و زنجیر دیکھا حیران ہوا کہ تو کہان اور کفار کہان کیونکر یہان آیا کون تجھے اسیر کر کے لایا نعرہ کیا اے کافران بد فا معلوم ہوا کہ تمنے مجھے عیار کے ہاتھون گرفتار کروایا ہے بڑے نامرد ہو کہ زبردست دیکھکر دغا سے

گرفتار کیا یہ کیسی لقا کی خدائی ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ ہمین تقدیر خداوندی مین دخل نہین ہی یا تو اب لقا کو
سجدہ کر نہین تو آمادۂ مرگ ہو ابرہا نے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون لقا پر یاقوت شاہ برہم ہوا اور جاکر
لقا سے حال ابرہا کا بیان کیا لقا نے کہا ہمارے بہشت و دوزخ اُسے دکھاؤ لوگ ابرہا کو پہلے باغ بہشت مین
لیگئے تمام باغ کی وہان سیر کرائی بوقلمونی گلہاے رنگارنگ جو دکھائی غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا تازگی روح ہوئی
اُس گرفتاری مین بھی چہرہ بشاش ہوا پھر انہین حور و غلمان دکھانے کو جواہر نگار مکانون مین لائے
عجب کیفیت نظر آئی ہر ایک حور پیار سے گلے مین بانہین ڈالے دیتی ہی اور یہ کہتی ہی کہ ارے دیکھ یہ تصویر
لقا ہی سجدہ کر ہم سب تیری خدمت کو حاضر ہین ابرہا یہ سب کیفیتین دیکھتا ہی مگر لقا پر لعنت کرتا ہی پھر
شیر و شہد کی نہرین دکھائین ہر جگہ تازہ تر کیفیتین پیش آئین لیکن ابرہا کی زبان پر کلمۂ لعین بر لقاے خداے
باختری جاری رہا بعد اُسکے ساتون دوزخ مین لیگئے وہان کی عقوبت اور عذاب و عقاب چاہ ماران کے
اژدہاے پر پیچ و تاب دکھائے زنگیان آدم خوار لباس چرمی پہنے ہوئے بصورت مہیب نظر آئے
ابرہا نے کچھ خوف نہ کیا اور وہان بھی لقا پر لعنت کی وہان سے لوگ پھر لقا کی خدمت مین لیگئے اور
تمام حال عرض کیا لقا نے کہا لاؤ اُسے میرے سامنے ابرہا کو قیطولون پر لیگئے ابرہا نے لقا کو دیکھا ایک شخص
نہایت قدآور جسیم لحیم بال بال در و جواہر مین غرق تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے گبران نابکار
اور کافران تیرہ روزگار بیٹھے ہین ابرہا نے سلام بطریق اسلام کیا لقا نے کہا ای ابرہا تجھے لایق و لازم ہی
کہ مجھے سجدہ کر دیکھ تو کیسا زبردست تجھے مین نے پیدا کیا ہی کیا قوت و طاقت دی ہی ابرہا پکارا او ملعون
یہ کیا بیحیائی ہی کہ تجکو دعوی خدائی ہی اور پھر ایسا مجبور رہی کہ مجکو عیار کے ہاتھ پکڑوا بلوایا اگر تو مجھے چھوڑ دے
اور بار دیگر تو یا کوئی پہلوان زبردست تیرا مجکو پکڑ لے تو مین تجھے سجدہ کرتا ہون ورنہ بسواے لعنت
تیرے حق مین میرے منھ سے اور کچھ نہ نکلیگا لقا یہ کلمے سنکر آگ ہوگیا آتش حسد سے جلا شعلۂ غیظ دہان تنور
جسم سے نکلے اور دیو پرندہ سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ اس بندۂ بے دین کو اُٹھا کر آسمان پر لیجا اور
وہان سے زمین پر پھینک دے کہ استخوان اسکے سرمہ ہو جائین دیو پرندہ بحکم لقا ابرہا کو اُٹھا کر آسمان پر
لیگیا اور وہان سے چرخ دے کر زمین پر پھینک دیا ادھر کا حال سنیئے کہ صبح کو لشکر ابرہا مین غل ہوا کہ ابرہا
بستر خواب سے غائب ہو گیا شہزادۂ بدیع الزمان نے جب سنا نہایت پریشان ہوئے امیہ عیار سے
کہا کہ دیکھ تو کون ابرہا کو لیگیا امیہ نے جو آکر دیکھا پتیر اسیامک کا پہچانا شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی لقا نے سیامک عیار کے ہاتھ ابرہا کو گرفتار کروا لیا بدیع الزمان نے فرمایا کہ جاکر
خبر تو لا اور دریافت کر کہ ابرہا کے ساتھ کفار نے کیا سلوک کیا امیہ جو خبر کو گیا سنا کہ ابرہا کو باغ بہشت
کی سیر کو بھیجا ہی شہزادۂ بدیع الزمان سے آکر حال بیان کیا فرمایا ای امیہ تو ابرہا سے غافل نہونا ابرہا کے
چھڑانے کی تدبیر کر امیہ نے عرض کیا بہت خوب پھر دو روز کے بعد امیہ گیا تو کچھ سراغ ابرہا کا نہ معلوم ہوا
مجبور پھر آیا اور بدیع الزمان سے عرض کیا کہ ابرہا کا کچھ حال نہین کھلتا کہ کیا ہوا لقا نے اُسے کہان بھیجدیا
لیکن اب ناظرین والا تمکین حال ابرہا کا ملاحظہ فرمائین بموجب دفتر کے بیان کیا جاتا ہی کہ ابرہا کو جو
بحکم لقا دیو پرندہ نے جو آسمان پر سے زمین پر پھینکا تو ابرہا ایک دریا مین گرا پہلے تو غرق ہو گیا پھر پانی نے
جو ابرہا کو اُبھارا اشناوری کر کے کنارے پر ایک صحرا مین نکلا تمام لباس پانی مین تر تھا پہلے تو قید کو توڑ کر

پھینک دیا پھر لباس اُتار کر خشک کیا وہی لباس پہنکر ایک سمت کو روانہ ہوا قضاے کار ایک جوان کو
دیکھا کہ ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑاے چلا آتا ہی آتے آتے اُس جوان نے ابرہا کے برابر آکے آہو کو صید کیا
پھر نگاہ اُسکی جو ابرہا پر پڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو پیکر سامنے سے چلا آتا ہی وہ جوان ابرہا کے پاس آیا
استفسار حال کیا ابرہا بولا کہ ایک عجز ناچیز ہون اور غریب الوطن ہون دریا کی راہ سے آتا تھا طوفان آیا
لوگ میرے اور سب اسباب دریا مین غرق ہوگیا مین تنہا شناوری کرکے نکل آیا اُس نے پوچھا کہ دین تیرا
کیا ہی ابرہا بولا کچھ نہین جو شخص مجکو قوت و طاقت سے زیر کرے اور مجھ پر غالب آے لے مین اُسکا دین اختیار کرو
اُس نے کہا اچھا تم میرے ساتھ آؤ جب وہ جوان ابرہا کو ساتھ لے کر اپنے شہر مین آیا ایک مکان اُسکو
رہنے کو دیا اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جہان ابرہا دریا سے
نکلا ہی اُس جزیرے کا نام جزیرہ مرغان ہی اور بادشاہ وہان کا ہشام کوہ نشین ہی اور بیٹا اُسکا ارقم کوہ پیکر ہی
وہی ارقم کوہ پیکر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ابرہا سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے شہر مین ابرہا کو لیگیا القصہ
ارقم ابرہا کو اپنے شہر مین لے کر آیا بعد دو روز کے ابرہا سے اور ارقم کوہ پیکر سے کشتی ہوئی ابرہا نے
زیر کیا اور کہا کہ ای جوان نام میرا ابرہاے دیو چنگال ہی ارقم نے کہا کہ ماں میری اکثر کہتی تھی کہ براق کوہ مین
بھائی میرا ہی کہ نام اُسکا ابرہاے دیو چنگال ہی معلوم ہوا کہ وہ تمھین ہو میرے ماموں ہوتے ہو آؤ ہم تم مین
بغلگیر ہون غرضکہ ارقم کوہ پیکر نے ابرہا کی دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی اور کہا کہ یہان سے
شہر شنکالیہ بہت قریب ہی اور وہان خدائی نمرود شاہ کی ہی ایسا خداوند صاحب کشف و کرامات کہین
نہوگا اگر مناسب جانیے تو شہر شنکالیہ مین چلیے اور نمرود شاہ کو قابل پرستش دیکھیے تو اُسے سجدہ کیجیے
نہین تو کوئی مانع نہوگا وہان سے پھر آیے گا ابرہا نے اپنے دلمین کہا کہ چل کر اُس کافر کو دیکھ تو سہی ارقم سے کہا
کہ اچھا چلونگا دوسرے روز ارقم کوہ پیکر ابرہا کو ساتھ لے کر روانہ ہوا ایک منزل طی کی تھی دوسری
منزل تھی کہ سامنے سے سم مرکب کی آواز آئی دیکھا کہ ہزارہا سوار اور پیدل چلے آتے ہین اور چوبدار
ویساول وغیرہ عصاہاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے ہوے لباس زرین پہنے ہوے اہتمام کرتے چلے
آتے ہین بعد اُنکے دیکھا ایک جوان مہر طلعت ماہ صورت چہرہ اُسکا آفتاب کے مانند روشن نہایت حسین
شکیل پندرہ سولہ برس کا سن لباس سبز رنگ پہنے سر سے پانون تک دریاے جواہر مین غرق مرکب پری پیکر پر
سوار چلا آتا ہی ابرہا کی نگاہ جو اُس پر پڑی از خود رفتہ و مبہوت ہو کر دیکھنے لگا تیر عشق نے جگر کے تودے کو
نشانہ کر دیا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے مگر ضبط کر کے رہ گیا کلیجا ہاتھون سے پکڑ لیا ارقم کوہ پیکر اسکے ساتھ تھا
اُس سے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہی ارقم نے کہا کہ یہ خداوندزادہ بیٹا نمرود شاہ ہی زیور شاہ
اسکا نام ہی آیے چل کر اسکی قدمبوسی کرین ابرہا تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح اُسکے پاس پہونچیے ارقم کے
ساتھ چلا ارقم نے قریب پہونچ کر زیور شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ یہ پہلوان آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہی
ابرہا نے نذر دکھائی اُس نے دونون ہاتھ پھیلا دیے ابرہا زیور شاہ سے لپٹ گیا عجب دلکو سرور حاصل تھا
ہر بار قصد کرتا تھا کہ بوسہ اُس رخسار نازک کا لیجیے مگر شرم و رعب و جلال مانع ہوتا تھا رہ جاتا تھا
لیکن گلے سے لپٹا ہوا تھا الگ نہوتا تھا اور زیور شاہ بھی دونون ہاتھ ابرہا کے گلے مین ڈالے ہوے تھا
یہان تک کہ ابرہا بے اختیار ہو کر رونے لگا زیور شاہ نے پوچھا کہ روتے کیون ہو ابرہا نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ

کہ آپ کے قدمون سے ایکدم جدا نہون زیور شاہ بولا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تجھے ہر وقت اپنے پاس رکھونگا
اُسوقت ابرہا خوش ہو کر زیور شاہ کے ساتھ ہولیا زیور شاہ نے اپنی سواری کا مرکب اُسکو دیا ابرہا
سوار ہوا غرضکہ زیور شاہ اپنے ساتھ شہر سنکالیہ مین ابرہا کو لایا قیطول خدائی اُسکو دکھائے کہ زمین سے
تین کوس بلندی پر تھے اور سب قیطول چار تھے اور چارون درجے جواہر نگار تھے القصہ دوسرے دن
زیور شاہ ابرہا کو اپنے ساتھ قیطولون پر لیگیا ابرہا نے وہان ایک گبر نابنجار کو تخت پر بیٹھے دیکھا سلام کیا
اور کہا یا خداوند کچھ کرامات اپنی مجھے دکھایئے تو مین سجدہ کرون نمرود بولا کہ جو کچھ تو کہے مین دکھاؤن جیسے کہ
اُسے بلوادون ابرہا بولا کہ خداوندا مین ایک مدت سے بادشاہ گنبد گویان مقناطیس شاہ کی بیٹی پر
عاشق ہون اُسے بلوادیجیے اور وہ یہان سے چھ مہینے کی راہ پر ہی نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا ابھی اور پشت کے
پیچھے نمرود شاہ کے پردہ زربفتی پڑا ہوا تھا اُس پردے کی طرف خطاب کر کے کہا کہ جلد مقناطیس شاہ کی
بیٹی کو لاؤ ابرہا دیکھ رہا تھا کہ ایک ساعت کے بعد وہی ناز نین جسے ابرہا نے طلب کیا تھا اُس نے ایک درجے
مین سے سر باہر نکالکر کہا کہ یا خداوند کنیز حاضر ہی نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا وہ پاس آئی نمرود شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر ابرہا کے حوالے کیا ابرہا بہت خوش ہوا پھر نمرود شاہ نے کہا کہ ای ابرہا اور کچھ مانگ ابرہا نے
کہا یا خداوند میرا دشمن ہی فولاد شبان وہ ملک کو تباہ کرتا ہی اُسے گرفتار کیجیے پھر نمرود شاہ نے پردے مین سر ڈالکر کہا
کہ کوہ براق سے جلد فولاد شبان کو لاؤ ایک ساعت نگذری تھی کہ فولاد شبان کو اسیر غل و زنجیر مین کر کے
سامنے نمرود کے کسی نے ڈالدیا نمرود پکارا ای ابرہا یہی دشمن ہی تیرا اسے جو اسکے حق مین تجھے منظور ہو
وہ کر ابرہا نے کہا آپ کو اختیار ہی نمرود نے اُسے زندان خانے مین بھیجدیا اور ابرہا سے کہا اب تجکو مرا اعتقاد ہوا
یا نہین اگر اور کوئی امتحان باقی ہو تو وہ بھی کر لے نہین تو سجدہ کر ابرہا نے کہا دل مین اپنے کہ یہ ملعون یا خود ساحر ہی
یا ساحر اسکے معین ہین تو اگر اسے سجدہ نکریگا یہ بیشک اب بدی کے ساتھ پیش آئیگا دوسرے یہ کہ تو زیور شاہ پر
دلدادہ ہی اور عشق مین دین و مذہب کچھ باقی نہین رہتا بالفعل تو اسے اب سجدہ کر اور اپنے معشوق کے پاس رہ
کہ جان بچے پھر آیندہ دیکھا جائیگا یہ دل مین خیال کر کے نمرود شاہ کو ابرہا نے سجدہ کیا اور پروردگار عالم کو
شاہد کیا کہ ای رب اکبر تو مافی الضمیر سے خوب آگاہ ہی کہ مین اسے بہ مجبوری سجدہ کرتا ہون ورنہ ہرگز یہ قابل پرستش نہین ہی
نمرود شاہ ابرہا کے سجدہ کرنے سے بہت خوش ہوا پہلوان قدرت اُسے خطاب دیا اور ابرہا نقاب زرد
منہ پر ڈال کر ساتھ زیور شاہ کے رہنے لگا چندروز گذرے تھے کہ نمرود شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو
ہم اپنے قیطولون سمیت ملک باختر کو جائینگے وہان لقا نے اپنی خدائی ظاہر کی ہی اُسکی گوشمالی کرینگے اور
خدا پرستون سے سجدہ کروائینگے اُسی وقت لشکر مین کوچ کی تیاری ہونے لگی جب سامان کوچ درست ہو چکا
نمرود شاہ مع قیطولون کے ملک سمائل کو روانہ ہوا اُسکو تو اثناے راہ مین چھوڑ دیجیے

دوسرے کلّے داستان پیکار نشان لشکر اسلام وجنگ القاکش خون آشام وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا پھر سے تیز و تند
کہ ہی معرکے کی بیان اب ستیز
غضب کی لڑائی کا سامان ہی

کہ ہونے نہ پائے مرا ذہن کند
یہ سکہ ہمیشہ رہے ہو وہ ضرب
کشاکش مین ساقی مری جان ہی

وہ چوکھی پلا جسکا ہو نشہ تیز
ذرا برق کرے تو آلات حرب
عجب تہلکہ ہوگا زیر فلک

کہ کانپینگے انشان و جن و ملک
کریگا وہی فتح یہ معرکہ
بوستان خسدا اور نائید ہی
گئے ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر
میرے خون سے پڑگئے چھالے تری تلوار پر
ہوگیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا آئینہ

کسی سشیر کی آج چمکیگی تیغ
نقاب منور مین جو ہی چھپا
غزل شعر کہتا ہون کسے کے ابرو خمدار پر
کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
جسم رہ جائے سلامت اور دو ٹکڑے ہو دل
خون ثابت ہی مرا اس مغربی تلوار پر

بہائیگی کافر کا خون بیدریغ
سحر معرکہ قابل دید ہی
قطع ہین میرے قلم پر بارہا ہی تلوار پر
دیکھا و قاتل مری آتش مزاجی کا اثر
کاٹ ایسا ستم ہی تیغ نگاہ یار پر

بیت جو ہین کاتبان جلالت حشم ÷

یہ لکھتے ہین اب استان برق دم ÷ شہسواران میدان مضامین یکہ تازی و یکہ تازان عرصہ کارزار خیالات جانبازی شبدیز قلم جلالت حشم کو میدان صفحۂ قرطاس بیدا ساحت پر برائے معرکہ آرائی نظم و نثر یون جولان کرتے ہین کہ جب القاش خون آشام ابرہا دیو چنگال کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بحکم لقائے بے لقا باغ بہشت مین برائے علاج زخمدار گیا بعد چند روز کے اچھا ہوا اور غسل صحت کیا باغ بہشت سے نکلا پہلے لقا کی خدمت مین حاضر ہوا آداب پرستندگی بجالا کے سجدہ کیا وہان سے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا اور آہنگرون کو بلوا کر ایک نقشہ گرز کا انھین دیا کہ جلدی اسے تیار کرے لاؤ آہنگر موافق اُسی نقشہ کے گرز بنا کر لائے صفت اُس گرز مین یہ تھی کہ جسوقت حریف پر گرز پڑے تو اُسمین سے تین سیخچے پیدا ہون ایک سیخچہ حریف کے سر مین پیوست ہوجائے اور دو سیخچے حریف کے دونون شانون مین پار ہوجائین غرضکہ جب یہ گرز بنکر آیا القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے پہلے دعائین دین اور ثنائے شاہی بجالائے بعد اُسکے عرض کیا کہ القاش خون آشام نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی بہادران صف شکن اور دلاوران تیغزن سامان جنگ مین مصروف ہوئے رات اُسی حال مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ لے کر معرکۂ کارزار مین آیا سراپا میدان کا پہلے سکو دیکھا یا پھر مبارز طلب کیا مہلیل جنگ عراقی اپنے ہاتھی کو ہول کر برابر القاش کے پہونچا القاش دوڑکر نگاورزن ہوا بعد اُسکے استفسار نام و نشان کیا پھر نیزہ بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا نیزے ہاتھ سے پھینک دیے القاش نے گرز اپنا اُٹھا کر مہلیل پر مارا مہلیل نے گرز کو سپر فولادی پر روکا کہ گرز مین سے تین سیخچے نکل آئے ایک مہلیل کے سر مین در آیا اور دو شانون مین پیوست ہوگئے زخم کاری لگے تین فوارے خون کے جاری ہوئے مہلیل بیہوش ہوگیا اہل اسلام دوڑے اُسے بچا کے لیگئے القاش نے پھر مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی مقابلے کو آیا بعد گفتگو وہی گرز القاش نے مارا کہ مرزبان بھی زخمی ہوا پھر القاش نے مبارز طلب کیا جمشید ظلماتی مقابلے کو نکلا وہ بھی ہاتھ سے القاس کے مارا گیا پھر القاش نے للکارا کہ آئے اور کوئی میرے مقابلے کو یہ سنکے بہرام صحرانشین نے آکر سامنا کیا وہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک کئی آدمیون کو زخمی کر کے القاش پھرا دونون لشکر داخل خیمہ ہوئے القاش نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور پکارا اے خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکے قارن گرگدن سوار بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر میدان مین آیا بعد تگاورزنی و سخنی کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا القاش نے جو گرز مارا قارن زخمی ہوا پھر القاش پکارا کہ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے

آر دشیر کوہ پیکر دیو بند کہ رفیق ہی قاسم عالی شان کا اُس نے مرکب کو اُڑایا سامنے القاش کے آیا
القاش نے نام اُسکا پوچھا اُس نے کہا مجکو آر دشیر کوہ پیکر دیو بند کہتے ہین القاش نے کہا تو خداوند
لقا کے عزیزون مین ہو کر شراکت خدا پرستون کی کرتا ہی آ میرے ساتھ چل مین خداوند سے تیری تقصیر معاف کرادون
آر دشیر نے جواب دیا او کافر خاسر مین نے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی القاش یہ سنکر برہم ہوا
اور کہا لا حربہ اپنا اُسوقت آر دشیر نے نیزہ مارا القاش نے گرز سے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور وہی گرز
آر دشیر کو مارا کہ سر بھی اور شانے بھی آر دشیر کے زخمی ہوئے پھر مبارز طلب کیا اسد شیر دل
بن کرب غازی مقابلے کو آئے بعد گفتگو کے تلوار القاش پر ماری اُس نے دستہ گرز پر تلوار رو کی
اسد نے دوسری تلوار ماری وہ بھی القاش نے رد کی اخیر کو اسد شیر دل تلوار پکڑ کر مثل ابر باران
تیز کے برس پڑا تلوار پر تلوار پڑنے لگی القاش کو روکنا مشکل ہو گیا گرز تو القاش نے ہاتھ سے پھینک دیا
اب سپر پر تلوار اسد شیر دل کی روکنے لگا دو گھڑی تک اسد نے خوب تلوارین مارین مگر کوئی القاش پر
پڑی نہین سب اُس نے رد کین جب ہاتھ اسد کا سست ہوا تو القاش نے تلوار ماری کہ اسد کی سپر
پڑی سپر کو قلم کر کے چار انگل سر مین اُتر گئی اسد نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی اُس حالت مین اسد نے
القاش کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے وار اُسکا روک کے چاہا کہ پھر تلوار مارے کہ ابراہیم بن مالک
دوڑ پڑا اسد پر سینہ سپر کیا اور لوگون کے حوالے کر دیا آپ سامنا کیا دو ایک تلوار کے ہاتھ ابراہیم بن مالک سے
بھی چلے القاش نے رد کر دیے پھر القاش نے جو تلوار ابراہیم بن مالک کو ماری ابراہیم بھی زخمی ہوا
الغرض کہ سات میداندارون مین بہت سے سرداران دست چپ و سرداران دست راست القاش کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے آٹھوین روز القاش پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لاف و گزاف کرنے لگا شہزادہ
بدیع الزمان چاہتے تھے کہ مقابلے کو القاش کے جائین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور نقابدار سبز پوش اور نقابدار
فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش چالیس ہزار سوار جرار سے نمودار ہوئے میدان کارزار مین آ کر
ایک جانب کو قائم ہوئے القاش نے بار دگر مبارز طلبی کی تھی کہ نقابدار سبز پوش نے مرکب پری پیکر کو اُڑایا
اور برابر القاش کے آیا شہزادہ بدیع الزمان کو تو نقابدار سبز پوش سے کمال محبت ہی عمرو نے کہا
کہ عمو جان آپ نقابدار کو جا کر آگاہ کر دیجیے کہ گرز سے القاش کے خبردار رہنا بلکہ حتی الامکان گرز کی
لڑائی اُس سے نہ لڑنا عمرو فوراً جھپٹا اور نقابدار کو آ کر سلام کیا اور القاش کے گرز کا حال بیان کر دیا
نقابدار ہنسکر بولا کہ فضل ربانی چاہیے ہی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر مقابل القاش کے ہوا بعد تگا ور زنی اور ہمسنختی
نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے چند طعن مین نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش نے برہم ہو کر گرز نقابدار کو مارا
نقابدار نے آتے ہوئے گرز کو خیال کر کے کلہ عمود کو پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ گرز القاش کے ہاتھ سے چھوٹ گیا
القاش نے تلوار کمر سے کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر وار کیا نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے وار اپنی تلوار کا کیا
کہ سپر کو اُسکی قلم کر کے سر پر القاش کے آئی تا ذوابرو اُتر گئی القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تلوار
سر سے نکل کے ہاتھی پر پڑی کہ سر ہاتھی کا قلم ہوا القاش تیورا کر مع ہاتھی کے زمین پر گرا القاش کے ہاتھ مین
ضرب آئی شانہ اُکھڑ گیا بیہوش ہو گیا ہمراہیان القاش تلوارین کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر دوڑ پڑے
نقابدار سبز پوش بھی اُنپر جا پڑا نقابدار فیروزہ پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش یہ دیکھتے ہی مع چالیس ہزار

سوارون کے تلوارین کھینچ کے لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی یاقوت شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا ادھر
بادشاہ اسلام نے بھی غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار سے کہا کہ کیا دیکھتے ہو مدد کرو نقابدار سبزپوش کی
لشکر اسلام تکبیرین کہہ کہہ کر لشکر کفار پر تلوارین پکڑ پکڑ کے گرے شہزادۂ بدیع الزمان بھی تلوار کھینچ کر جھپٹے
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار گھمسان کی چلنے لگی ہنگامہ محشر انگیز برپا ہوا تیر فلک کانپنے لگا مریخ کو لرزہ چڑھا خورشید کی
تب و تاب خوف سے کم ہو گئی کشتون کے پشتے بندھ گئے سر ہزارہا مثل پارہ ہا سے حباب ٹھوکرون مین
آنے لگے خون کے دریا جاری ہوے لاش پر لاش گر رہی تھی وہ دونون نقابدار بھی دہنے بائین نقابدار سبزپوش کے
چلے آتے تھے کہ مظہر پیل گردان اور نقابدار فیروزہ پوش سے سامنا ہوا اُس نے کئی سو من کا بیلچہ پھرا کر نقابدار
فیروزہ پوش پر مارا نقابدار فیروزہ پوش نے بیلچہ اُسکا تلوار سے قلم کیا اور وہی تلوار جو اُسکو جھپٹ کر
ماری مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے اُدھر نقابدار پلنگینہ پوش سے اور طاہر خشت انداز سے
مقابلہ ہوا اُس نے کئی سو من کی خشت ماری نقابدار پلنگینہ پوش نے اُسے خالی دے کر ہاتھ تیغ آبدار کا
مارا کہ اُسکی کمر پر پڑا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے ادھر نقابدار سبزپوش لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا
قریب علمدار کے پہونچا بختیارک نے کہا ای یاقوت شاہ جلد طبل بازگشت بجواؤ نہین تو کوئی دم مین علم
قلم ہوا چاہتا ہی شکست روبکار ہی یاقوت شاہ نے اُسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا دونون علحدہ ہو گئے
کفار النقاش کو لے کر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مع لشکر مراجعت کی نقابدار سبزپوش مع اُن دونون
نقابدارون کے فوج اپنی لے کر پھرا خواجہ عمرو پھر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوے ساتھ ہو لیے
ای نقابدار سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا النقاش خون آشام کو سر جنگ معقول آپ نے دی اب امیدوار ہون
کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مطلع فرمایے کہ سب مشتاق ہین خصوصاً شہزادۂ بدیع الزمان سر فتنۂ
ملک باختر نہایت آرزومند ہین نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ مین نے آگے بھی تمسے کہا تھا کہ تم استفسار
نام میرا نہ کرنا اور اب بھی تمسے کہتا ہون کہ نام میرا نہ پوچھو اصرار نام کے دریافت کرنے مین نہ کرو جب مجھسے
اور حمزۂ صاحبقران سے تصفیہ ہو جائیگا اُسوقت نام میرا تم سب پر ظاہر ہو گا عمرو نے کہا ای نقابدار سبزپوش
تم جوان تردردان پر چڑھتے ہوے ہو حمزۂ صاحبقران زمان ہر چند زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہین اور کشور گیر
شیر بیشۂ شجاعت جرأت و قوت و ہمت مین یکتا و بے نظیر مگر اب بوڑھے ہو گئے ہین وہ تمسے نہ لڑ سکینگے بلکہ اسباب
صاحبقرانی تمکو دیدینگے مین بغیر نام دریافت کیے ہوے نہ جاؤنگا کہ ہر ایک سردار نے مجھے بہت کچھ دینے کو
کہا ہی نقابدار سبزپوش نے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ خواجہ تم چلے جاؤ نہین تو میرے ہاتھ سے تمکو ضرر پہونچیگا عمرو بولا
کہ مین کیا تمسے ڈرتا ہون جو ہو سکے تمسے اُسمین قصور نہ کرو نقابدار نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے
تیر نکالا عمرو نے سر سے گوپھن کھولی اور اُسکے کلہ مین پتھر دیا نقابدار سبزپوش نے کہا ای عمرو تجھے جان سے
تو کیا مارون مگر دانہ لعل کا جو تیرے تاج مین لگا ہی اُسی کو اُڑا دیتا ہون یہ کہکے تیر کمان مین پیوست کر کے
عمرو کے لعل بے بہا کو جو تاج مین ٹنکا تھا اُس سے تاکا ہمت و شجاعت نے چلا کے صدا دی کہ قربان نگاہ و شست
جرأت نقابدار سبزپوش کے ادھر نقابدار سبزپوش نے چلہ کھینچا اُدھر عمرو جست کر کے آسمان پر چلا گیا
نقابدار نے ہاتھ روک لیا تیر نہ مارا جب عمرو زمین پر آیا اُسوقت تاک کر تیر لگایا وہی دانہ لعل بیش بہا کا
تاج سے اُڑ گیا عمرو نہایت پریشان ہوا اور سمجھا کہ بے شک نقابدار سبزپوش مار ڈالیگا یہان نقابدار نے دوسرا

کمان مین پیوست کیا تھا کہ عمرو پکارا ای نقابدار اب آپ تیر و کمان کو تکلیف نہ دیجیے مین جاتا ہون یہ کہکر
بعل کا دانہ اُٹھا کر بھاگا لشکر اسلام مین آیا اُدھر نقابدار سبز پوش صحرا کی طرف راہی ہوا لیکن عمرو جب
بارگاہ سلیمانی مین پہونچا پکارا ای صاحبو تم سب میری جان کے پیچھے پڑے ہو آج نقابدار سبز پوش نے
مجھے مار ڈالا ہوتا ایسا تیر مارا تھا کہ میرا کام تمام ہوا ہوتا مین ہرگز اب نقابدار کیطرف رخ بھی نہ کرونگا سب کے
سب ہنسکر چپ ہو رہے اب لشکر کفار کا حال سُنیے کہ یوگ القاش خون آشام کو زخمدار بیہوش سامنے
لقا کے لائے لقا نے حکم دیا کہ اسے بھی باغ بہشت مین پہونچاؤ یوگ القاش کو باغ بہشت لقا مین لیگئے اور
علاج مین اُسکے معروف ہوئے یہان لقا سے بے بقا گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا تھا اور بختیارک کہ رہا تھا
ای خداوند اب خدا پرستون سے کون سامنا کریگا لقا جواب دیتا تھا تجھے کار خانہ خدائی مین میرے
کیا دخل ہین کہ یکایک جوڑی ہرکارے کی آئی ہاتھ اُٹھا کر چپکے چپکے بدعادی ظاہر مین ثنا کی اور عرض کیا
کہ ملک فرتیا کوہ عقرب چشم آتا ہی اور بیٹے گیرنگ شاہ زرائل کے اور پہلوان مُلک شمار یہ اور رانا ملہ
اور امنوس حصار کے اُسکے ساتھ ہین لشکر بے پایان ہمراہ رکاب اُسکے ہی لقا سے بے بقا یہ خبر سنتے ہی
نہایت خوش ہوا اور پکارا کہ ای بندگان من قدرت مرا بہ بنیید مین نے اپنے پیغمبر زور کو بلایا ہی کہ خدا پرستون کا
کام تمام کرین اور بجواؤ طبل شادمانی اور تمام سردار ہمارے مع گہرائے اختر شناس اُسکے استقبال کو
جائین اور باعزاز تمام اُسے لے کر آئین اور حکم دیا کہ قیطول آراستہ کیے جائین تزئین قیصر ہائے بہشت وغیرہ ہو
القصہ طبل شادمانی بجنے لگا تمام سردار پیشوائی کو ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کی روانہ ہوئے تمام
قیطولون کی آراستگی ہونے لگی جب صدائے طبل شادمانی بلند ہوئی عمرو لشکر اسلام سے خبر کیواسطے
روانہ ہوئے لشکر کفار مین آئے تمام حال دریافت کر کے پھرے بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کیا
لقا کا پیغمبر زور بڑی دھوم دھام سے آتا ہی وہ لوگ جو کبھی قیطولون سے نیچے نہ اُترے تھے اُسکے
استقبال کو گئے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تم اُس شخص کو جاکر دیکھو تو سہی کس قد و قامت کا پہلوان ہی
کس شکل و شمائل کا انسان ہی خواجہ عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے اُدھر
سب سرداروں نے آپس مین مشورہ کیا کہ چلکر آمد پیغمبر زور لقا کی دیکھا چاہیے مگر ساتھ پوشیدگی کے
کسی پر ظاہر نہو آخرکار یہ صلاح ٹھہرائی کہ خواجہ عمرو کے پاس چلو اور کچھ روپیہ دینے کو کہو وہ کسی طرح ہم سبکو
لیجاکر آمد اُسکی دکھا لائینگے القصہ سترہ سو سردار ملکر خیمہ مین عمرو کے آئے اور کہا کہ خواجہ آپ ہمکو بھی
لیتے چلیے اور آمد ملک فرتیا کوہ کی دکھالایے خواجہ نے کہا مین تم لوگون کو نہ لیجاؤنگا سب نے سو سو روپیے
سامنے خواجہ کے رکھدیے اُسوقت خواجہ نے مجبور ہوکر ایک ایک سے کہا کہ اچھا مین تمکو اس شرط سے
تماشا دکھانے آمد سواری ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کا لیے چلتا ہون کہ وہان جاکر کوئی شر اور فساد نہ برپا کرنا
سب نے جواب دیا کہ خواجہ آپ خاطر جمع رکھین ہم اپنے مقام سے ہلنے کے بھی نہین اُسوقت عمرو نے
سبھون کی صورتین بدلنا شروع کین قاسم و بدیع الزمان کو سوداگر بنایا اور فرخ شہسوار و فرخ بخت
و ہاشم تیغزن و اسد شیر دل وغیرہ کو گماشتون کی طرح بنایا اور آپ بھی سوداگر کی صورت بنکر سبھون کو ساتھ
لیکر وہان سے روانہ ہوئے اور پل تو امان اور پل مشکبار برائے دیکھا ہجوم خلائق اور انبوہ عالم ہی دو طرفہ
لوگ کھڑے ہوئے ہین بیچ مین آمد و رفت کی راہ ہی خواجہ عمرو نے ایک بلندی پر لاکر اُن سب کو کھڑا کیا اور کہا

کہ تم یہان سے بیٹھ کر تماشا دیکھو سبھون نے دیکھا کہ ایک میلہ لگا ہوا ہی ہر طرف خوانچے والے پھر رہے ہین اپنی صدائین لگاتے ہین کوئی کہ رہا ہی کباب گرما گرم مصالے کے کوئی پکارتا ہی پیڑا برفی خلیبی اور گلابی حلوا سوہن اور کوئی خوانچے والا آواز لگاتا ہی لونگ چڑے کباب کہین سے صدا آتی ہی گنڈیریان بہشتی پونڈے کی کہین کٹورا کھنک رہا ہی بہشتی پانی پلاتے ہین کہین برہمن ڈول کھنکھناتے ہین کوئی پکار رہا ہی بارچوبی کے طوق کنگن بیلے کے گلوری والے اپنی طرف اپنی سرخروئی دکھا کر گلوریان کھلا رہے ہین حقے والے حقہ پلا پلا کر دھوئین اُڑاتے ہین عجب سمان ہی کیفیت سورج کنڈ کے میلے کی دکھائی دیتی ہی کہین ڈھولک بجتی ہی کہین تانین اُڑتی ہین یہ کیفیت میلے کی دیکھتے دیکھتے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ جبرئیل قدرت یاقوت شاہ تمام سرداران لقا سے بے لقا کو ہمراہ لیے ہوے مع بختیارک و گمراہے اختر شناس بصد حشم و خدم سامنے سے دکھائی دیا وہ استقبال کو ملک فرتیا کوہ عقرب چشم سے لیے جاتا تھا جب وہ نکل گیا پھر میلے کیطرف مخاطب ہوکر سبکے سب تماشا دیکھنے لگے اشعار

عجب کیفیت ہی عجب جمگھٹا
خلائق تماشائی ہی جا بجا
سڑک پر وہ مجمع تھا بے انتہا
ہوا سرد اُسنے لگی یک بیک
ہتو اور بچو کی صدا اٹھی بلند

فلک بھی جھکا تھا کہ دیکھون ذرا
دو رستہ تماشائیون کے تھے غول
نہ چیونٹی کے جانے کا تھا راستہ
سواری کا سامان نمودار تھا
سوار آگے دوڑا کے آئے سمند

سواری کا سامان جو دیکھا نہ تھا
ہر اک چیز کھاتے تھے لیکے مول
سڑک پر جو چھڑکاؤ تھا دو رنگ
نہایت تزک بہر کفار تھا
غرض کہ آگے آگے سوار

براے اہتمام سواری ایک کو روکتے تھے ہٹاتے تھے بعد اُسکے دیکھا رسالے نئے انداز کے اور یاقوت شاہ مع سرداران لقا ملک فرتیا کوہ کو ہمراہ لیے ہوے آہستہ آہستہ چلا آتا ہی سرداران لشکر اسلام نے ملک فرتیا کوہ عقرب چشم کو دیکھا بعد اُسکے اور سرداران ملک فرتیا کوہ مثل ارجین بن جلیل اور سلسلہ بن سلاسل اور عیقور ارمنوسی وغیرہ کے کمال شوکت و شان سے گذرے پیچھے اُنکے کافور آدم خوار اور ماہور آدم خوار وغیرہ چنگال آہنی اُنکے ہاتھون پر چڑھے ہوے ہیئتین عجیب اور صورتین مہیب سامنے دکھائی دیے اسد بن کرب غازی کو اسوقت دیوانگی کا جوش ہوا کھینچ کر تلوار نعرہ جگر فراش کرکے آدم خوار دن پر دوڑا ہر چند قاسم ذیشان اور بدیع الزمان منع کرتے ہین کہ یہ کیا وحشت ہی کہان جاتے ہو وہ کب کسی کی سنتا ہی للکارتا ہوا برابر اُن کافردن کے پہونچا اور کافور آدم خوار کو تلوار ماری کافور آدم خوار نے تلوار اسد شیر دل کی چھین کے پشت زین سے اُٹھا لیا اور باندھ کر عیقور ارمنوسی کے حوالے کیا شہزادہ خاور سیاہ قاسم ذیجاہ و سرفتنہ ملک باختر بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اسد شیر دل گرفتار ہو گیا للکارتے ہوے کافور آدم خوار کیطرف دوڑے پھر تو جتنے سرداران لشکر اسلام تھے نعرے کرکے کفار پر آ پڑے تلوار چلنے لگی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا صدہا نقار مارے گئے لاشون کے ڈھیر ہوے خون کی ندی بہی عین گرمی جنگ مین نقابدار سبزپوش مع نقابدار فیروزہ پوش و نقابدار پلنگینہ پوش کے پہونچا اور سرکہ سرداران لشکر اسلام ہو کر کفار سے کارزار کرنے لگا اور تلوارین مارتا ہوا کفار سے لڑتا بھڑتا برابر عیقور ارمنوسی کے پہونچا اسد شیر دل اُسکے ہاتھ مین تھا نقابدار سبزپوش نے عیقورہ کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر چھین لیا عیقورہ نے نقابدار سبزپوش کو تلوار ماری نقابدار نے اسد کو اپنے عیار کو دیا اور تلوار عیقورہ کی سپر پر روکی اور بڑھ کے ہاتھ تلوار کا مارا عیقورہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا

سہیلان عقرب چشم نے جو دیکھا کہ عبقور مارا گیا بیقرار ہوگیا تاب نہ باقی رہی نقابدار پر تیغ کھینچ کر آپڑا اور جلدی سے وار کیا نقابدار نے وار اوسکا رد کرکے جو تلوار کا ہاتھ مارا برق شمشیر خود پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین پر بوسہ دیا نقابدار اوسکو قتل کرکے صاف اسد شیر دل کو لیے ہوے اوس ہنگامہ لشکر کفار سے نکل گیا قاسم و بدیع الزمان وغیرہ بھی تلوارین مارتے ہوے نکلے چلے گئے یہان کفار لاشین دونون کافرون کی لیکر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے اور بیان کیا کہ یہ خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے بختیارک نے کہا کہ خداپرست ملک فرتیاکوہ عقرب چشم کو اپنی شمشیر زنی دکھانے آئے ہونگے یہ سنکے ملک فرتیاکوہ نے کہا ملک جی یہ کہان جائینگے میرے ہاتھ سے تمام خداپرستون کا مین استیصال کرونگا غرضکہ ملک فرتیاکوہ لقا کی خدمت مین آیا پہلے سجدہ کیا پھر بوسہ پایۂ تخت کو دیا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا بعد اوسکے یاقوت شاہ پھر ساتھ اپنے لیکر بارگاہ مین آیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ شہزادہ بدیع الزمان نے امیہ سے کہا کہ نقابدار اسد شیر دل کو لیگیا ہی تو خبر تو لا کہ وہ کیونکر اسد شیر دل سے پیش آتا ہی امیہ عیار بادل مضطر شاطری مارتا ہوا چلا یہان نقابدار اسد شیر دل کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین داخل ہوا کرسی زرنگار اسد کو بیٹھنے کے واسطے دی اور اسد سے خطاب کیا کہ تو اطاعت میری اختیار کر اسد پکارا او نقابدار سبز پوش تو نے احسان مجھپر اسی واسطے کیا تھا کہ مین تیری نوکری کرون یہ کبھی مجھسے نہوگا مین نبیرۂ صاحبقران زمان ہون نقابدار سبز پوش نے کہا کہ تو میرا غلام ہی تجھے اپنی غلامی مین رکھونگا اسد شیر دل نے برہم ہوکر کہا او مغرور یہ کیا واہیات تو کلام کرتا ہی پدر بزرگوار میر گرب غازی نظر کردہ شاہ ولایت ہی جو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے غلام کا فرزند ہو وہ کب کسی کا غلام ہوسکتا ہی نقابدار سبز پوش اسد شیر دل کو چھیڑ رہا ہی اور اوسکی باتون پر ہنس رہا ہی آخر کو اسد نے کہا ای نقابدار سبز پوش جب تک تیرا نام و نشان مجکو معلوم نہوگا مین ہرگز تیرے پاس نہ رہونگا انجام کار وہ تینون نقابدار اسد شیر دل کو ساتھ لیکر ایک گوشہ مین آلئے اور نقابین اوٹھا کر صورتین اپنی دکھائین اب جو اسد پر ثابت ہوا قدمون پر نقابدار سبز پوش کے گرا اور کہا حقیقت مین آپ کا غلام ہون کبھی آپ کی خدمت سے جدا نہونگا اور نقابدار کے پاس رہنے لگا امیہ عیار نے یہ خبر جا کر بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان سنکر نہایت متعجب ہوے اور کہا واہ وا این گل دیگر شگفت القصہ لقائے بے بقا نے حکم دیا کہ ملک فرتیاکوہ کو مع اوسکے سردارون کے باغ بہشت مین داخل کردو یہ سنکے یاقوت شاہ اوسکو باغ بہشت مین لیگیا اور دعوت مین اوسکی بڑا اہتمام ہی غرض باغ بہشت مین ملک فرتیاکوہ کی دعوت بڑی دھوم سے ہوئی اتفاقاً عمرو بھی صورت اپنی بدل کر خبر کو لشکر کفار کی آیا ہوا تھا ان سب کے ساتھ وہ بھی داخل بہشت ہوا دیکھا صحبت عیش برپا ہی کفار بیٹھے ہوے شرابخواری کر رہے ہین ناچ ہو رہا ہی جام شراب گردش مین ہی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک طرف سے گردھر داور ارمزاد اور سعید خنجر زن اور سیامک سیاہ کلاہ اور سگ دندان وغیرہ اور عیار بھی ہمراہ اوسکے آئے بختیارک بھی وہان موجود تھا اوس نے کہا ای گردھر داو ارمزاد یہان تم کیون ان عیارون کو ساتھ لائے ہو ان دونو نے کہا ای ملک جی خداوند لقا کا حکم ہوا کہ سب عیار بھی باغ بہشت مین صحبت آرا ہون بختیارک چپ ہو رہا عمرو ایک عیار کی صورت بنکر ان عیارون مین شریک ہوگیا وہ سب عیار علیحدہ اکر ایک جگہ صحبت آرا ہوے عمرو اس فکر مین تھا کہ ان سب کو بیہوش کیجیے یکایک دو پہر رات گئے خود بخود آثار بیہوشی ظاہر ہوے ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا

کسی کو دریا معلوم ہوا دوڑا کہ اُس دریا مین نہائے وہ لڑکھڑا کر بحر بیہوشی مین غوطہ زن ہوا کسی کو سانپ تنے ہوئے
دکھائی دیا وہ لاٹھی لے کر اُٹھا کہ اس سانپ کو مارے بیہوشی ایسی ہو رہی تھی کہ طمانچہ مار کر سر کسی کا لہولہان کرنے لگا
صاحب فراش ہوا کوئی کسی کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ تمھاری چار آنکھین ہین اُس نے کہا کہ چار چشم تم ہو ہماری تو
دو آنکھین ہین ذرا پھوٹے دیدون سے دیکھو تو دونون آپس مین غصہ ہوے لڑنے کو اُٹھے گر کر بیہوش ہو گئے
غرضکہ اسی طرح مین سب کے سب عجیب و غریب حرکتین کر کے بیہوش ہو گئے عمرو حیران تھا کہ کس نے ان سب کا
بیہوش کیا اِدھر اُدھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا ارادہ کیا کہ اُٹھ کر اپنا کام کیجیے ایک آواز آئی کہ خبردار
کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا عمرو نے پھر کر دیکھا کہ عیار نقابدار سبز پوشش ہی عمرو عیار نقابدار کی طرف دوڑا
کہ اُسکو گرفتار کیجیے وہان پر حلقہائے کمند سبز پوشش تھے عمرو اُلجھکر گرا عیار نقابدار نے دوڑ کر عمرو کی
مشکین باندھ لین اور ستون سے باندھ دیا عمرو نے کہا مجھکو کیون باندھا ہی آدھا مال تو لے آدھا مجھے دے
اُس عیار نے کہا کہ ایک حبہ تجھے نہ دونگا اور تمام زر و جواہر سب کا لے کر چلا کہ وہان سے چلا جائے عمرو نے کہا
کہ یہ خلاف شیوہ مسلمانی ہی کہ مجھکو کافرون مین چھوڑے جاتا ہی مین مارا جاؤنگا اُس نے کہا کہ اچھا ایک نوشتہ
تو لکھ دے کہ مین شاگرد ہوا عیار نقابدار سبز پوشش کا تو مین تجھے رہا کر دون ورنہ تجھے اختیار ہی عمرو نے
ناچار ہو کر نوشتہ لکھدیا اُس عیار نے ہاتھ عمرو کے کھولدیے اور وہان سے راہی ہوا عمرو نے پانون
آپہی کھولے اور جو اسباب باقی رہا تھا اُسے لے کر داخل زنبیل کیا عیارون کے مُنھ کالے کیے اور سعید خنجر زن
عیار کو کہ اُس نے سر محفل عمرو کو بہت برا کہا تھا اُسکا پیٹ چاک کر کے لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈالدیا
اور وہان سے روانہ ہوا صبح کو گرد مرد وغیرہ جو ہوشیار ہوے اور اپنی صورتون کی خرابیان دیکھین
بہت حیران ہوے رقعہ جو اُٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ یہ کام عمرو کا ہی القصہ لاش سعید خنجر زن کی لقا کے
پاس لائے لقا نے حکم دیا کہ اِس لاش کو لے جا کر دریاے رحمت مین ہمارے ڈالدو ایکی نور و نہ مین اسکو
زندہ کر دونگا لیکن اب حال سنیے نوادر سنگ انداز کا اسے جو مہتر قران سر میدان پکڑ لے گیا تھا
یہ مسلمان ہو کر چھوٹ گیا تھا اُسکے خیال مین آیا کہ آج چل کر نقابدار سبز پوشش کو پکڑ لاؤن یہ سوچ کر چلا بارگاہ
نقابدار سبز پوشش کے پاس پہونچ کر ایک فراش کی صورت بنا اور فراشون مین ملگیا سب فراشون کو
بیہوش کیا اور خدمتگار بنکر اندر خیمہ کے آیا میوہ کھلا کر تمام خاصبردارون کو اور سب خدمتگارون کو
بھی بیہوش کیا بعد اُسکے نقابدار کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے
نکل کر تمام لشکر نقابدار طی کر کے لشکر کفار کی طرف راہی ہوا اتفاقات روزگار مہتر قران لشکر کفار مین
گیا ہوا تھا سلسلہ جن سلاسل کو گرفتار کیے ہوے لیے آتا تھا قضاے راہ مین دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ
بردوش چلا آتا ہی مہتر قران نے نعرہ کیا ارے تو کون ہی اور یہ کس کا پشتارہ ہی اُس نے کہا کہ مین نوادر
سنگ انداز ہون نقابدار سبز پوشش کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہون مہتر قران نے کہا او دغاباز معلوم ہوا
کہ تو فریب سے اسلام لایا تھا دھوکا دے کر لشکر اسلام سے نکل آیا خیر جو کچھ کیا تو نے بہتر کیا لا نقابدار کو
میرے حوالے کر دے اور پھر جدھر جی چاہے چلا جا ورنہ تجھے مار ہی ڈالونگا نوادر سنگ انداز نے کہا
او سر دزد تو مکاری سے مجھے پکڑ لے گیا آج مین اُسکا عوض تجھسے لونگا یہ کہکر پتھر گوپھن مین دے کر قران پر مارا
مہتر قران نے اُسے رد کیا ان دونون مین سنگ زنی ہونے لگی قضاے کار سنگ نوادر بالا دستی کو نکلا تھا

وہ بھی یہان اُپہونچا رعیارون کو لڑتے ہوئے دیکھ کر وہین سے آواز دی ارے کیا تم دونون چور ہو جو مال پر
لڑ رہے ہو نوادر سنگ انداز پکارا ارے سنگ دندان تو اسوقت یہان خوب پہونچا مہتر قران نے مجھے گھیرلیا
وہ یہ سنتے ہی نیمچہ عیاری پکڑ کر دوڑا مہتر قران اُن دونون سے لڑنے لگا کہ سرہنگ ملی اور سیارہ ادھر سے
پہونچے شریک مہتر قران ہوئے اُدھر سے سیا مک سیاہ کلاہ وغیرہ آگئے اسطرف امیہ اور چالاک بھی
آئے اب برابر سے عیارون مین لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر گذری تھی کہ دو اژدر گیر لشکر کفار سے آپئے
اور عیاران لشکر اسلام پر تلوارین کھینچ کر گرے عیارون نے تیغے کھینچے اُنکی تلوارین چلتی تھین انکے پیچھے
چلتے تھے مگر نہایت مضطر تھے کہ کیا کرین یکایک نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار
سبز پوش کی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے ایک اژدر گیر نقابدار پلنگینہ پوش نے مارا دوسرے کو نقابدار
فیروزہ پوش نے قتل کیا ادھر مہتر قران نے نوادر سنگ انداز کو جھپٹ کر بغدہ مارا صاف سر جس اُسکا
اُڑگیا زمین پر گرا مہتر قران نے پشتارہ نقابدار سبز پوش کا دیکر نقابدار پلنگینہ پوش کے حوالے کیا
غرضکہ کچھ کافر ارے گئے کچھ بھاگے مہتر قران سلسلہ بن سلاسل کو لیکر مع اپنے عیارون کے لشکر اسلام کیطرف
روانہ ہوا نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش کو لیگئے صبح کو یا قوت شاہ کو خبر
ہوئی کہ نوادر سنگ انداز نقابدار سبز پوش کو لیے ہوئے پشتارہ بدوش آتا تھا اور ادھر سے مہتر قران
سلسلہ بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوئے جاتا تھا اثنائے راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی بعد استفسار حال
دونون مین لڑائی ہونے لگی مہتر قران کے ہاتھ سے نوادر سنگ انداز مارا گیا مہتر قران نے نقابدار سبز پوش کو
چھڑا لیا اور سلسلہ بن سلاسل کو مہتر قران لیگیا یا قوت شاہ نے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بڑے بڑے
کارنمایان کرتے ہین کہ تعریف جسکی ممکن نہین سیا مک سیاہ کلاہ نے کہا کہ اگر حکم خداوند ہو تو سلسلہ بن سلاسل کی
خبر لاؤن اور عمرو کو سر میدان مارون یا قوت شاہ نے کہا کیا مضایقہ ہے القصہ دن تو گذرا رات کو سیا مک
سیاہ کلاہ لشکر اسلام مین گیا اور مہتر چست عیار کی شکل بنکر سلسلہ بن سلاسل کو چھڑا لایا یا قوت شاہ اُس سے
بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اُسکے سیا مک نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی
ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے
تمام عیار نگیرون کے نیچے صندوقہائے عیاری پر بیٹھے نقارے بقائے گنبدگیتی نما پر متمکن ہوا نقیب صدائے نہیب
دے کر پکارے کہ کون سا عیار طرار ہے کہ میدان جنگ مین ہنر اپنا دکھائے اُسی وقت سیا مک نے نقاکو سجدہ کیا
اور یا قوت شاہ سے اجازت لے کر میدان رزمگاہ کو جلا جست کر کے آسمان پر گیا وہان خوب نیمچہ کے
ہاتھ خالی لگائے بعد اُسکے زمین پر آیا پکارا کہ کہان ہے عمرو آئے میرے مقابلہ کو اسطرف لشکر اسلام مین خواجہ سلامت
عمرو عیار کا کہین نام و نشان بھی نہین ہر چند لوگون نے عمرو کو تلاش کیا کہین نہ پایا جب سیا مک نے سنا
کہ عمرو نہین ہے پوشیدہ ہو گیا لاف و گذاف کرنے لگا اور ہمارا زبان زادہ مجھسے کیا لڑ سکیگا بھاگ گیا میرے سامنے سے
خیر اب اور جس عیار کا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر سمک یلطاقی چاہتا تھا کہ سیا مک سیاہ کلاہ کے
مقابلے کو جائے کہ صحرا کیطرف سے ایک پیر مرد بالشت خمیدہ لکڑیکا گٹھا سر پر رکھے ہوئے نمایان ہوا اور
سیا مک کیطرف چلا بختیارک نے صلوۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد کامل کیا کیا صورت بدل کر آتے ہین یا قوت شاہ
ہنسا اور کہا کہ تجکو سوائے عمرو کے اور کوئی نہین معلوم ہوتا بختیارک نے کہا خیر دیکھ لیجیے گا آپ کو حال معلوم ہو جائیگا

مگر وہ پیر مرد برابر سیامک کے آکر مع گٹھے کے گر پڑا اور اُٹھ کر رونے لگا ہائے پیرانہ سالی وائے پیرانہ سالی
اور سیامک سے کہا کہ یہ گٹھا ذرا اُٹھا کر میرے سر پر رکھ دے سیامک نے کہا کہ تو میدان رزم مین کیون آیا
پیر مرد نے کہا کہ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا ہی سیامک آیا اور جھک کے چاہا کہ اسکا گٹھا لکڑیون کا اُٹھا کر
اُسکے سر پر رکھ دے کہ عمرو نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ سیامک گرا عمرو اُسکے سینہ
چڑھ بیٹھا اور مشکیں باندھ لین اور پکارا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بختیارک یہ سنکر تادھنا تادھنا کہکے ناچنے لگا یاقوت شاہ سے کہا یہ دیکھا
حضور نے آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا یہ خواجہ عمرو ہی یا اور کوئی ہی الغرض دونون لشکر پھر گئے
بادشاہ اسلام نے عمرو کو خلعت دیا سیامک کو پھر زندانخانے مین گرفتار کیا قضائے کار اُس اثنا کو
شہزادۂ بدیع الزمان شام سے طلایہ کی گشت پر تھے چہار طرف پھرتے پھرتے گرد لشکر اسلام کے
دو پہر رات گئے ایک بلندی پر آکر فرش بچھوا کر بیٹھے صحرا کا سناٹا ہوا کی سبک خیزی گل خودرو کی بھینی بھینی
مہک شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دور سے کچھ آدمی آتے معلوم ہوئے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھ تو
یہ کون آتا ہی امیہ چلا قریب ہو نکر دیکھا کہ نقابدار سبز پوش اور نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار
فیروزہ پوش شب ماہ کی سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین اور کچھ رفیق بھی ہمراہ ہین دوڑ کر امیہ نے
شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ حضور وہی نقابدار سبز پوش وغیرہ آتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان
نام نقابدار سبز پوش کا سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم آگے بڑھے کہ نقابدار قریب آگئے شاہزادۂ
بدیع الزمان پکارے کہ ای نقابدار عالیمقدار مین نہایت آپکی ملاقات کا مشتاق تھا نقابدار کی نگاہ
جو شاہزادۂ بدیع الزمان پر پڑی مرکب سے کود پڑا جھک کر سلام کیا بدیع الزمان اُس سے لپٹ گئے
اور کہا ای نقابدار جب سے تمھین مین نے دیکھا ہی کمال آرزو تھی کہ دو چار گھڑی کسی مقام پر صحبت آرا ہون
نقابدار بولا کہ میرا بھی یہی جی چاہتا تھا پھر وہ دونون نقابدار بھی بیٹھے شاہزادۂ بدیع الزمان سے
ملے سلام کیا غرض ایک مقام پر سب بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا عین گرمی صحبت مین
نقابدار نے بدیع الزمان سے کہا کہ آپ خواجہ کو بلوایئے مین اُنکے گانے کا نہایت مشتاق ہون
بدیع الزمان نے امیہ عیار سے کہا کہ جاؤ خواجہ عمرو کو بلا لاؤ امیہ عمرو کے پاس آیا اور بیان کیا
کہ آج اسطرح کی صحبت ہی آپکا نقابدار سبز پوش بہت مشتاق ہی چلیے خوش الحانیان دکھایئے سب کو
خوش کیجیے منایئے انعام و اکرام اشرفیان روپے رول لیجیے یہ سنکر عمرو امیہ کے ساتھ ہو لیا اُسوقت وہان پہونچا
نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے مالا مروارید سفید کا گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا عمرو دعائین دے کر
نے نوازی کرنے لگا عین گرمی صحبت مین عمرو کی نگاہ عیار نقابدار سبز پوش پر پڑی خیال گذرا کہ ایسا ہو
کہ یہ کہے عمرو میرا شاگرد ہی بالنہری ہاتھ سے رکھ دی نقابدار سبز پوش نے پوچھا کہ خواجہ گاتے گاتے
تم پریشان کیون ہوئے عیار نقابدار بولا کہ اپنے اُستاد کو خواجہ نے دیکھ لیا نقابدار سبز پوش نے کہا
ارے یہ شہنشاہ عیاران ہین انکا اُستاد کون ہی اُس نے کہا یہ میرا شاگرد ہی میرے پاس نوشتہ اسکا مہر
موجود ہی نقابدار نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے کہا ای نقابدار سبز پوش خلاصہ حقیقت اسکی یہ ہی
کہ مین باغ بہشت لقائے بے بقا مین عیاران کفار مین شریک بیٹھا ہوا تھا اور یہ بھی وہان کہین پوشیدہ

موجود تھا اس نے اُن سب کو بیہوش کیا اور مین شعبدہ بازی فلک سے غافل ہو کر اسکی کمند فریب مین گرفتار ہو گیا اس نے میری مشکین باندھلین اور ستون سے کس دیا اور سب عیارون کا مال اور اسباب لوٹ کر چلا مین پکارا کہ اے شخص تم ان کفار مین کیون وابستۂ دام مصیبت کیے جاتا ہی یہ سب کے سب جسوقت ہوش مین آئینگے مجھکو قتل کرینگے اس نے کہا کہ تم نوشتہ اس مضمون کا لکھ دو کہ مین تمھارا شاگرد ہوا تو ابھی چھوڑ دون ورنہ اسی طرح مقید چھوڑ کر چلا جاؤنگا مجبور ہو ناچار مین نے ایک نوشتہ لکھ دیا اس نے اُسی وقت مجکو رہا کیا یہ وجہ ہی کہ عیار آپ کا اپنا شاگرد مجھکو کہتا ہی اور مین دیدہ و دانستہ فن عیاری مین اس سے نہین مغلوب ہوا اور ایسے چھوکرے میرے بہت سے دیکھے بھالے ہوے ہین نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ سنا تونے کہ خواجہ عمرو کیا کہتے ہین عیار نقابدار نے کہا جب کیسے مین خواجہ عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے کہا کہ مین ابھی موجود ہون یہی گوی میدان ہی شہزادہ بدیع الزمان نے کہا یون لڑنا اچھا نہین شرط بدکے کوئی عیاری کرو حال معلوم ہو جائیگا کہ کون عیاری مین کسپر غالب آتا ہی عمرو نے کہا مین ہر طرح موجود ہون غرض یہ دونون لشکر کفار کی طرف عیاری کرنے کو چلے مگر علحدہ علحدہ روانہ ہوے عمرو جو لشکر کفار مین پہونچا پہر رات باقی تھی آتے آتے لقا کے قیطولون کے نیچے پہونچا قضاے کار گرد مرد عیار قیطولون پر اسوقت پکار رہا ہی کہ ارے کوئی مزدور یہان ہی اسوقت مزدوری کریگا عمرو نے دلمین کہا یہی موقع خوب ہی ایک مزدور کی صورت بنکر سامنے گرد مرد کے آیا گرد مرد نے کہا فلیتہ روشن کرکے میرے ساتھ چل عمرو فلیتہ روشن کرکے گرد مرد کے آگے ہوا جب کوچۂ طولانی مین پہونچا فلیتہ گل کر دیا اور بیہوشی منہپر ڈالکر کہا کہ حضور یہ فلیتہ نہین مجھسے جلتا گرد مرد نے فلیتہ اُس مزدور سے لیا اور کہا کہ مین اسے روشن کیے دیتا ہون اور منھ کے برابر فلیتہ لاکر پھونکا فلیتے مین سے جو دھوان بیہوشی آلود اُٹھا دماغ مین گرد مرد کے پہونچا گرد مرد بیہوش ہو کر گرا عمرو نے دماغ اپنا بند کر لیا تھا بیہوش نہوا غرض گرد مرد کو مین باندھ کر پشتارہ لیگیا اور سامنے نقابدار سبز پوش کے رکھدیا لیکن عیار نقابدار سو گیا تھا گرد مرد کی شکل بنکر خوابگاہ یاقوت شاہ مین پہونچا سب عملہ کو بیہوش کیا یاقوت شاہ کو بیہوشی دیکے پشتارہ باندھکر لے آیا اور پشتارہ بدیع الزمان کے سامنے رکھدیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم دونون نے اپنی اپنی پوری عیاری کی اب بروقت تمسے اسکے تصفیہ ہو جائیگا الغرض صبح کو نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور بدیع الزمان داخل لشکر اسلام ہوے عمرو نے بادشاہ اسلام سے گرد مرد اور یاقوت شاہ کا حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بالفعل انھین قید کرو اور سیامک سیاہ کلاہ عیار کو بلاکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اُس نے کہا کہ پہلے مجھے رہا کیجیے مین راہ و رسم سے اسلام کی آگاہ ہو لون تو مسلمان ہون عمرو نے کہا اے شہریار بجائی انکار و سیامک راہ راست پر آیا جو یہ تیرہ درون دین اسلام قبول کریگا یہ فریب کرتا ہی کبھی مسلمان نہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھین اختیار ہی جو چاہو سو کرو عمرو نے اُسی وقت سیامک کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بند بند اُسکا جدا کرکے سگان شکاری کو کھلوا دیا ادھر لشکر کفار مین صبح کو غلغلہ ہوا کہ یاقوت شاہ بارگاہ سے غائب ہو گیا لقا نے کہا بلاؤ گرد مرد کو جب گرد مرد کو تلاش کیا اُسے بھی نہ پایا شاگردون نے اُسکے کہا کہ گرد مرد بھی رات سے غائب ہی کہ اسی اثنا مین پرچۂ اخبار گذرا کہ رات کو عیار نقابدار یاقوت شاہ کو گرفتار کر لے گیا اور عمرو گرد مرد کو پکڑ لے گیا

یہ دونون لشکر اسلام مین قید ہین اور سیاک عیار کو عمرو نے قتل کیا لقا نے کہا یہ مین نے تقدیر نہین کی تھی
یہ بالائی تقدیر ہوئی یہی ذکر تھا کہ خبر آئی القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور خدمت خداوند
لقا مین آتا ہی غرض کہ القاش نے آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا لقا نے
بے لقا نے القاش خون آشام کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا مین نے تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے
سب خدا پرست مارے جائینگے اُسی وقت القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام
مین حاضر ہوے عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہان بھی بفضل ایزدی طبل حربی
بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے
بعد صفوف آرائی نقیب نقابت کر گئے پھر القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا
فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر مقابلے کو آئے بعد لگا درزنی او ر ہمسنختی کے نیزہ بازی
ہوئی فرخ شہسوار نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش خون آشام نے وہی گرز سہ شاخہ فرخ شہسوار کو
مارا سر پر گرز پڑا سر کو توڑ کر ایک سینچ کا سرہ سر مین درآیا اور دو سینچ دونون شانون مین پیوست ہوگئے
تین زخم فرخ شہسوار کے لگے تین فوارے خون کے جاری ہوتے فرخ شہسوار کو غش آگیا یہ دیکھتے ہی
فرخ بخت سلطان کو تاب نہ آئی مرکب کو اُڑا کر میدان مین آئے فرخ شہسوار کو اپنے لشکر کے
عیارون کو دیا آپ القاش سے سامنا کیا کھینچکر تلوار القاش پر جھپٹے اور ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے
گرز پر روک کر وہی گرز گران سر جو فرخ بخت کو مارا فرخ بخت سلطان بھی زخمی ہوے اسی طرح تا شام
کئی سردارون کو اس مردود القاش خون آشام نے مجروح کیا اور طبل باز گشت بجوا کر پھر اپنے
خیمے مین داخل ہوا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان جنگ مین آیا دو تین سردارون کو زخمی کیا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان بصد شوکت و شان مقابلے کو القاش خون آشام کے آئے بعد لگا درزنی
و ہمسنختی نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند طعن مین نیزہ اُس کا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز مارا بدیع الزمان
نے چاہا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھین کر قاش زین سے اُٹھا لین کہ گھوڑے نے بدیع الزمان کے سکندری
کھائی خود سر سے اُلٹ گیا سر برہنہ پر گرز جو آکر پڑا تین زخم کاری لگے مگر بدیع الزمان نے اپنے تئین سنبھالا
گھوڑے کو روکا اور چاہا کہ اب ایک ہاتھ تلوار کا القاش کو مارین کہ خون زخمون سے اسقدر جاری ہوا
کہ غش طاری ہوا القاش نے قصد کیا کہ بدیع الزمان کو باندھ لے یکایک نقابدار سبز پوش کا نعرہ
کوہ شگاف ہوا باش او گبر نابکار دست خود را نگہدار اینک رسیدم القاش صدائے نعرۂ ذوالفقار سنکر
رکا کہ نقابدار سبز پوش آ پہونچا شہزادہ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کیطرف پھیرا اور آپ مقابل ہوا القاش
نے کہا اے نقابدار اُس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا آج تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہون
نقابدار سبز پوش نے للکار کر کہا او تیرہ روزگار یہ میدان جنگ ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما
بزرگ است القاش خون آشام نے وہی گرز جھپٹ کر نقابدار کو مارا نقابدار نے پھرتی سے تلوار
کھینچکر دستۂ گرز پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ گرز مثل خیار قلم ہوگیا القاش نے تلوار کھینچکر نقابدار پر ماری نقابدار نے
بار تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار القاش کی چھین لین مگر القاش بھی کچھ ایسا
کمزور نہ تھا کہ نقابدار اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لیتا کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کار مرکبون سے دونون اُتر پڑے

اور کشتی لڑنے لگے تین پہر کامل کشتی ہوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایک مقام پر القاش کا لنگر
توڑا چاہا تھا کہ القاش کو اُٹھا کر زمین پر مارے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نقابدار کو اُٹھا کر لیے چلا
گیا القاش خون آشام نے للکار کر کہا ای خدا پرستو دیکھا تمہے نقابدار سبز پوش پر غضب زمرد شاہ باختری کا
نازل ہوا اب کل تم سب کو قتل کرونگا پھر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون نقابدار نہایت اُداس و پریشان
اپنے لشکر کو چلے اور سرکار سے چہار طرف تلاش کرنے کو نقابدار سبز پوش کی روانہ کیے ادھر لشکر اسلام
پھر آیا سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے بادشاہ اسلام نے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر نقابدار
کیطرف سے بہت پریشان تھے کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا القاش نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ رضینا بالقضا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی رات بھر بہادر آلات حرب کو آراستہ کرتے رہے صبح کو دونون فوجون کا میدان مین پرا بندھا
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال القاش نے لقا کو سجدہ کیا اور میدان جنگ مین آیا کئی رفیق ہاشم تیغزن کے
مثل آصف شتر خوار وغیرہ القاش کے مقابلے کو آئے فائز بدرجۂ شہادت ہوے دوسرے دن شاہزادہ
خاور سپا قاسم عالیجاہ کے رفیق شہید ہوے تیسرے روز جو القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا
الجوب خان ششش گزی نے نکل کر مقابلہ کیا دیکھا القاش خون آشام نے کہ تیس چالیس گھوڑے
چلے آتے ہین اور ایک گھوڑے پر ایک صندوق بڑا اسا رکھا ہوا ہی اور چہار طرف اُس صندوق کے شیشے لگے ہوے ہین
جب وہ گھوڑے بہیئت مجموعی قریب آکر پہونچے القاش نے دیکھا کہ تختہ صندوق کا اُٹھا اور اُس
صندوق سے الجوب خان ششش گزی باہر نکلا القاش خون آشام نے پوچھا ای جوان یہ صندوق
کیسا ہی اور یہ گھوڑے کیسے تیرے ہمراہ ہین الجوب خان نے جواب دیا کہ تجھکو معلوم ہو جائیگا اب لا حربہ
اپنا کسی طرح کا قصور نہ کر القاش نے کہا تم خدا پرستون مین پیشدستی کیا نہین کرتے الجوب خان نے کہا
بیشک القاش نے کہا ای خبردار ہو یہ کہکر گرز گران سنگ مارا الجوب خان نے تختہ صندوق کا کھینچ لیا
اور اندر صندوق کے بند ہو گیا وہ گرز گران صندوق پر پڑا گرز اُچٹ گیا الجوب خان پھر باہر نکلا القاش
نے کہا اب تو اپنا حربہ کر الجوب خان نے کہا خبردار ہو یہ کہکر ایک ایک تازیانہ گھوڑون کو مارا وہ چالیسون
گھوڑے گرد القاش خون آشام کے پھرنے لگے اسقدر خاک اُڑی کہ آفتاب چھپ گیا دن کی شب تیرہ
ہوگئی القاش کو کچھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ تیرہ روزگار آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چارون طرف دیکھ رہا
تھا اور جب اُن آئینون پر نگاہ القاش کی پڑتی تھی آنکھ جھپک جاتی تھی یہان تک کہ جب خوب تتق گرد و غبار
کا بندھا الجوب خان نے دونون پائون صندوق پر مارے اور آسمان کی طرف اُچھل گیا اور
اوپر سے اُترتے ہوے دونون موزے القاش کے شانون پر مارے القاش پریشان ہو گیا
الجوب خان پھر آسمان پر اُچھل گیا القاش صندوق کی طرف دیکھتا تھا کہ الجوب خان نے
پھر دونون موزے القاش کو مارے اب کی منھ مین القاش کے آکر لگے اور موزون مین الجوب خان کے
نعل آہنی خاردار لگے ہوے تھے منھ سے اور شانون سے خون بہنے لگا زخم کاری ہو گئے القاش خون آشام
نے اپنے ہاتھی کو میدان سے بھگایا الجوب خان نے بھاگتے ہوے پھر دو موزے اور مارے
کہ سر بھی زخمی ہوا القاش چلایا کہ یارو مجھے اس بلا سے جلدی بچاؤ القاش تو آگے آگے بھاگا جاتا ہی

الجوب خان تعاقب مین اُسکے موزے مارتا ہوا چلا آتا ہی یہان تک کہ بھاگتے بھاگتے اور مار کھاتے
کھاتے القاش بیہوش ہوکر گرا اور لوگ اُسکے دوڑے القاش کو بچا لیگئے الجوب خان ششش گزی خوش
وخرم پھر کر آیا طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام نے الجوب خان ششش گزی
کو خلعت سے سرفراز کیا مگر القاش کو جب کفار لشکر مین لے کر آئے لباس اُسکا اُتار کے دیکھا کہ تمام
گوشت القاش کے شانون کا اور پشت کا اور سر کا کاسہ اور منہ اور رخسارے پاش پاش ہوکر
جدا ہوگیا ہی جراحون نے بدقت تمام ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا پندرہ روز کے بعد القاش کچھ اچھا
ہوا بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا بختیارک نے پوچھا ای القاش اب کیا ارادہ ہی القاش نے کہا
مین سب سے لڑونگا مگر اُس بلا سے سامنا نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای القاش ہم تمکو اُسکے مار ڈالنے
کی تدبیر بتائے دیتے ہین تم ڈرو نہین شوق سے اُس سے مقابلہ کرو القاش نے کہا ملک جی مین تمام عمر
تمہارا ممنون و احسانمند رہونگا بختیارک نے کہا ای القاش جسوقت گھوڑے تمہارے گرد پھرنے
لگین اور خاک اُڑانے لگین تم صندوق کیطرف نہ دیکھنا آسمان کیطرف نگاہ کیے رہنا جب الجوب خان
موزے مارنے کے قصد پر قریب تمہارے آئے تم دونون پانون اُسکے پکڑ لینا اتنی قوت وطاقت اُسمین
نہین ہی کہ تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے پس تم اُسے گرفتار کر کے سر پر چرخ دینا اُسکے ہوش وحواس
باختہ ہوجائینگے اُسوقت تمہین اختیار ہی چاہنا وہین مار ڈالنا چاہنا یہان لے آنا القاش خون آشام
بختیارک سے یہ تدبیر سنکے بہت خوش ہوا اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا الجوب خان
ششش گزی اُسی طرح پھر مقابلے کو آیا القاش خون آشام نے بموجب تعلیم بختیارک کے الجوب خان
جیسے ہی اُچھل کر آسمان پر گیا القاش نگاہ کیے رہا جب وہ اوپر سے موزے مارنے کو نیچے آیا دونون
پانون الجوب خان کے القاش نے مضبوط پکڑے اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر
چڑھ کر الجوب خان کو چیر کے پھینکدیا ایک شور وغل ہوا کہ الجوب خان ششش گزی مارا گیا بادشاہ
اسلام نے لشکر اسلام مین اُسکی ماتمداری برپا کی اور فاتحہ خوانی ہوئی اور صاحب دفتر بموجب ایک روایت
کے تحریر فرماتے ہین کہ الجوب خان ششش گزی القاش خون آشام کے ہاتھ سے مارا نہین گیا
فقط زخمی ہوگیا تھا الجوب خان ششش گزی کو ایرج نامدار ابعہد عزو وقار معرکہ میدان کارزار مین چیر ڈالیگا
ہین الغرض بعد قتل ہوجانے الجوب خان ششش گزی کے القاش خون آشام نے پھر طبل جنگ بجوایا
اور میدان مین آیا اُسروز جمشید عراقی اور طومان شمشیر زنگی مقابلے کو گئے ہاتھ سے القاش کے مارے گئے قصہ مختصر
سات دن کی میدانداری مین چار سو سردارون کو زخمی کیا اور تین سو ساٹھ سردارون کو مارا کہ قبرین
اُنکی اُسی میدان مین بنی ہوئین تھین آٹھوین روز پھر القاش میدان مین آیا کمال نخوت وتکبر سے لاف
وگزاف کیا اور للکارا ای خداپرستو بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا راوی القصہ
کہ اُسوقت دو چار سردار لشکر اسلام مین صحیح وسالم تھے باقی سب سرداران نامی وغیرنامی وغیرہ عالم زخمداری
مین مبتلا تھے جیسے ہی القاش نے مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام متفکر ہوے اور ہر کب پیا طلب کیا اور فرمایا کہ آج ہم
القاش کے مقابلے کو جائینگے اب کون ایسا سردار ہی کہ جسکو مقابلہ القاش کے واسطے بھیجین خادم مرکب
بادرفتار تیار کر کے لایا بادشاہ اسلام چاہتے ہین کہ گھوڑے پر سوار ہون جانب صحرا سے گرد اٹھی

دم بھر کے بعد دیکھا شعر؛ از دامن دشت و کوہ و اورنگ ٭ گردے برخاست توتیا رنگ ٭ گھوڑون کی
ٹاپون کی آواز آنے لگی بیرقین نشانہاے لشکر اسلام کی چمکنے لگے انیان سنانون کی مثل برق جہندہ کے معلوم ہوئین کرّون
کی صدائین آئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر کشورگیر صاحب عزت و توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان اشقر دیوزاد پر سوار اور ہمراہ رکاب سعادت اکتساب مقبل وفادار بصد عز و وقار اور بہرام گرد
بن خاقان چین بصد جاہ و تمکین اور چالیس ہزار سوار جرّار و نامدار نمودار ہوے خواجہ عمرو یہ کہتا ہوا
کہ قربانت شوم قربانت شوم آگے حمزۂ صاحبقران زمان سے قدمبوس ہوا اول حال القاش بدمعاش
کے کبر و نخوت اور لاف و گذاف اور شور و شر کا بیان کیا حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال گذرا
جب آگے بڑھے بہت سی قبرین بنی ہوئین میدان رزمگاہ مین دیکھین پوچھا ای خواجہ یہ قبرین کن
کن لوگون کی ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ حضور یہ سب قبرین سرداران لشکر اسلام کی ہین کہ وہ
ہاتھ سے کفار کے مارے گئے ہین اور ہزارہا اہل اسلام گنج شہیدان مین دفن ہین صاحبقران زمان بادل
نالان روداد سرداران لشکر اسلام کی سنکے رونے لگے اور دعاے مغفرت کی پھر بادشاہ اسلام کے
سامنے آئے بادشاہ اسلام کو سلام کیا بادشاہ اسلام بھی بغلگیر ہوے اور فرمایا کہ بعد تمھارے جانے کے
فلک کجدار نے بڑی بڑی گردشین دکھائین کہ بیان اُسکا ایک دفتر طولانی ہی الآنوبت باینجا رسید کہ جو دیدی الغرض
کہ صاحبقران زمان گھوڑا چمکا کر میدان جنگ مین آئے اور مقابلے پر القاش بدمعاش کے اشقر دیوزاد کو روکا
نخچیارک نے جو امیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران زمان کو میدان کارزار مین بمقابلۂ القاش دیکھا اپنے دل مین کہا
کہ آج القاش کا جام حیات لبریز ہوگیا اب امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بچنا اور زندہ رہنا القاش کا ممکن نہین بس لڑائی
کا بھی آج فیصلہ ہوگیا یہان القاش خون آشام صاحبقران سے پیلے تگاور زن ہوا بعد گفتگوے بسیار القاش
نے نیزہ مارا امیر کشورگیر نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز سہ شاخہ آہنی مینخون کا
صاحبقران پر مارا امیر کشورگیر نے وہ گرز القاش کا چھین لیا القاش نے جھنجلا کر تیغۂ خونخوار کمر سے کھینچکر
صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے ایک تھپکی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور القاش کا ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھین لیا
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُس نامرد کو اُٹھا لیا اور فرمایا دین اسلام قبول کر لقاے بے بقا کی پرستاری سے ہاتھ اُٹھا
کفر پرستی چھوڑ دے القاش نے انکار کیا کہ کبھی ایسا نہوگا امیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران کو غصہ آگیا دونون
ہاتھ سے دونون ٹانگین القاش بدمعاش کی پکڑ کے مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا زمین سے آسمان تک
صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی سب کفار مغموم ہوے لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا دیکھتا تھا
متحیر ہوا اور خائف ہوکر وہان سے اُٹھ گیا مگر دوسرے راوی نے یہ لکھا ہی کہ جب القاش بدمعاش نے
دین اسلام نہ قبول کیا امیر کشورگیر نے اُسکی مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے سپرد کیا خواجہ عمرو نے پاس یاقوت شاہ کے
ایک ہی زندانخانے مین قید کیا اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ اسلام نے بہت تحسین و آفرین کی
صبح کو امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی جلوہ افروز ہوے یاقوت شاہ کو زندانخانے سے بلایا تلقین بدین اسلام کی
اُسنے جواب دیا کہ جسوقت لقا سے فیصلہ ہو جائیگا مین بھی اسلام لاؤنگا فرمایا لیجاؤ اسے زندانخانے مین
لیکن ادھر نخچیارک نے لقا سے کہا یا خداوند عیاران لشکر اسلام کیا کیا کار نمایان کرتے ہین کوئی ایسا عیار
نہین کہ جاکر یاقوت شاہ اور القاش کو چھڑا لاے لقا نے گوسنج دربندی اور سگ دندان عیار سے کہا

کہ مین نے تقدیر کی ہی تم دونون جاکر نور خالص قدرت کو چھڑالاؤ وہ دونون عیار حکم لقا پاکر روانہ ہوے اور
صورتین اپنی بدل کر داخل لشکر اسلام ہوے زندانخانہ یاقوت شاہ کا دریافت کرکے آئے اور ایک جاے
تنہائی مین نقب کھودنا شروع کی اور دوسرا مہرہ نقب کا زندانخانے مین نکالا یاقوت شاہ اور گردم مرد کو
قید سے چھڑایا القاش وہان سے علیحدہ قید تھا ان چارون نے چاہا کہ وہان بھی جائین اور القاش کو
چھڑالائین مگر ممکن نہوا چلے گئے صبح ہوتے داخل لشکر کفار ہوے یاقوت شاہ اور گردم مرد کو لقا کے سامنے لائے
وہ بہت اُنسے خوش ہوا دونون کو خلعت دیا یہان صبح کو جو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ اور
گردم مرد چھوٹ گئے عمرو پر بہت خفا ہوے کہ خواجہ تم بہت غفلت کرتے ہو کہ حریف قید سے چھوٹ گئے
اور تمکو خبر نہوئی یہ ذکر تھا کہ خبر آئی کہ قہرش بن سو کیاے طوفانی سلسال سے لڑنے گیا سلسال نے اُسے
بدغا گرفتار کرلیا امیر با توقیر نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم کیا کہ لاؤ القاش خون آشام کو فوراً لوگ القاش کو
لے کر سامنے امیر کے آے صاحبقران نے القاش سے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر القاش نے
لقا پرستی پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا اور حال قہرش کے قید ہو جانے کا سنا عرض کیا اگر حکم صاحبقرانی
ہو تو جاکر قہرش کو قید سے چھڑالاؤن امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی پھر امیر با توقیر نے خلعت منگوا کر القاش کو دیا
القاش نے اپنے لوگون کو لشکر کفار سے طلب کیا اور کوچ کرکے ترکستان کی طرف روانہ ہوا اور ایک روایت
دفتر سے معلوم ہوتا ہی کہ القاش ابھی مسلمان نہین ہوتا ہی قید رہتا ہی اور عمرو گھر زاد ختنی قہرش کی مدد کو
جاتا ہی ادھر کا حال سنیئے کہ بارگاہ یاقوت شاہ مین ملک فرنتیا کو مع اپنے پہلوانان زبردست کے بیٹھا
ہوا ہی اور صحبت عیش برپا ہی جام شراب گردش کر رہا ہی کہ کافور آدم خوار نے عرض کیا ای نور خالق خداوند
آپ طبل جنگ بجوایے کل مین خدا پرستون سے سامنا کرونگا اُسی وقت طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر اسلام مین
خبر ہوئی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہی امیر عالی مقام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے
کافور آدم خوار میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا قارن کرگدن سوار اُسکے مقابلے کو گیا بعد گفتگو کے
کافور آدم خوار نے دونون چنگال اپنے قارن کرگدن سوار پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے مین در آے فوارہ
خون کا سینے سے قارن کے جاری ہوا اور ایسا صدمہ قلب پر قارن کے پہونچا کہ وہ بیہوش ہو گیا کافور آدم خوار نے
قارن کو گینڈے سے اُٹھا لیا شہزادۂ بدیع الزمان کو تاب باقی رہی بغیر اجازت بادشاہ اسلام کے نعرہ
کرتے ہوے گھوڑا دوڑا کر چلے او کافر بدکیش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے خبردار مین آپہونچا یہ کہکے مثل شعلہ کے
جوالہ برابر کافور آدم خوار کے پہونچکر قارن کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور امیر کے حوالے کیا کافور آدم خوار نے
غیظ مین آکر چنگال اپنے شہزادۂ بدیع الزمان پر مارے بدیع الزمان نے چنگال اُسکے بچاکر پہونچون کے پاس سے
ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا دیا وہ منھ کے بھل سامنے آیا بدیع الزمان نے اوپر سے قبضہ تلوار کا مارا
کہ سر آدم خوار کا پھٹ گیا پھر گر کر تمام ہو گیا ایک شور ہوا کہ وہ کافور آدم خوار کو مارا یہ دیکھ کے ماہور آدم خوار
دوڑا اور بدیع الزمان کو للکارا کہ ارے خدا پرست تو نے غضب کیا ایسے بہادر کو مار ڈالا یہ کہکر قریب
آکر ارّۂ پشت نہنگ شہزادۂ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے ارّہ اُسکا تلوار کی باڑھ پر روکا ارّہ اُسکا
کٹ گیا ماہور آدم خوار نے چنگال آہنی مارے بدیع الزمان نے جو خالی دے کر تلوار ماری دونون ہاتھ اُسکے

کٹ گئے ماہور ہاتھون کو اپنے دیکھنے لگا بدیع الزمان نے دوسرا ہاتھ اور تلوار کا مارا کہ ماہور آدم خوار کی
کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا غرض کہ شام تک بدیع الزمان نے سترہ کافرون کو واصل جہنم کیا شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر گئے صبح کو پھر میدان داری ہوئی ارجل بن جلیل میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ نے پودھا باگ کا لیا بادشاہ اسلام سے اجازت
لے کر میدان جنگ مین ارجل کے مقابلے کو آئے بعد تیغ و گرز زنی و کشتی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ اسکا
چند طعن مین ہوائی کر دیا ارجل نے تلوار کھینچ کے قاسم پر وار کیا شہزادہ خاور سپاہ نے وار اسکا رد کر کے جو
ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب ارجل بن جلیل کے چار ٹکڑے ہوئے قاسم صف شکن نے آواز دی ای کفار
ارجل کی لاش کو میدان سے لیجاؤ اور کسی پہلوان زبردست کو مقابلے کو بھیجو یہ سنکے سلسلہ بن سلاسل کمال
غیظ و غضب سے آکر حملہ ور ہوا قاسم ذیجاہ نے تلوار اسکی جبین کو ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر
سلسلہ بن سلاسل نے جواب دیا کہ لاکھ جانین لقا پر نثار کرتا ہون قاسم نے سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سلسلہ بن سلاسل
سینے تک زمین مین غرق ہو گیا روح نجس اسکی ڈر کر راہی طرف جہنم کے ہوئی غرض کہ شام تک انیس سرداران کفار
قاسم نے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین آئے بادشاہ اسلام نے قاسم ذیجاہ کو
بلوا کر خلعت فاخرہ دیا رات کو ملک فرتیاکوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر با توقیر کو خبر ہوئی کوس
حربی بجنے کا حکم دیا نقارۂ رزمی لشکر اسلام مین بھی بجا علی الصباح دو دریاے لشکر گران صحرائے کارزار مین طوفان
خیز ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان رزم تیار ہوا نقیب نہیبت دے کر چلے گئے ملک فرتیاکوہ نے
گرگدن کو جولان دے کر لقا کو سجدہ کیا پھر یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان حربگاہ مین آیا اور للکارا
ای خدا پرستو تمنے بڑے بڑے میرے پہلوان قتل کیے اب جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو
آوے یہ سنکے سر فتنہ باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب صبا رفتار کو اڑا کر سامنے بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت طلب ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے یہ سنکر بدیع الزمان نے
تسلیم کی اور گھوڑا چمکا کر مثل برق جہندہ اس کافر ظالم کے سامنے آئے ملک فرتیاکوہ دوڑ کر لگاور زن
ہوا بعد استفسار نام و نشان نیزہ مار شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی
آخر کار ستر طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کر دیا ملک فرتیاکوہ نے غصہ مین آکر مثل مار سیاہ بل کھایا اور تیغ
خونخوار کمر سے کھینچکر وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر اسکی قلم ہوئی
ملک فرتیاکوہ پیچھے ہٹ گیا تلوار شہزادہ بدیع الزمان کی گینڈے کے سر پر پڑی گردن گینڈے کی
کٹ گئی ملک فرتیاکوہ گینڈے سے کود پڑا اور شہزادہ بدیع الزمان کے مرکب کی طرف دوڑا شہزادہ
بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ یہ مرکب کو ہلاک کرنے آتا ہے یہ بھی پشت زین فرس سے کود پڑے ملک فرتیاکوہ نے
بڑھ کر تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا ملک فرتیاکوہ نے تلوار پشت تیغ پر
روکی اسی طرح دو گھڑی کامل باہم مقابلہ رہا اور تلوار چلی شہزادہ بدیع الزمان نے ایکبار سر جتا کر
جھکائی دے کر جو ہاتھ کمر کا مارا تلوار مثل صابون کے کاٹ کر نکل گئی ملک فرتیاکوہ دو ٹکڑے ہو کر
زمین پر گرا لاشکے ٹکڑے تڑپنے لگے ایک شور و غل ہوا کہ ملک فرتیاکوہ کو مارا فوج اسکی تلوارین
کھینچ کے دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان تلوار پکڑ کر ان پر آ پڑا ادھر سے سرداران لشکر اسلام بدیع الزمان

کی کمک کو آئے اُدھر فوج کفار ملک فرتیاکوہ کے لوگون کی شریک ہوئی اہل اسلام اور کفار کے تلوار
چلنے لگی صداے گیرودار بلند ہوئی عین گرمی جنگ مین نیرنگ بن گیرنگ سے اور شاہزادہ علم شاہ سے
مقابلہ ہوا اُس نے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی رد کرکے تیغہ کپیتان فرنگی کا ہاتھ مارا مع کمر گردن
چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا نیرنگ ارکلوسی سے اور ہاشم تیغزن سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری ہاشم تیغزن نے
تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر تھام کر اُٹھالیا اور چکر دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا
دو ٹکڑے ہوکر گرا یلغار قمر پیشانی لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ شہزادہ بدیع الزمان للکار کر اُسپر جھپٹے ابھی بدیع الزمان
برابر یلغار کے نہ پہونچے تھے کہ شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ درمیان سے مرکب کو چمکا کر قریب
یلغار قمر پیشانی کے پہونچے یلغار نے تلوار ماری قاسم نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا
مارا یلغار قمر پیشانی بھچین سے کٹ کر دو ہوا اس عرصہ مین شہزادہ بدیع الزمان بھی پہونچ گئے دوسرا ہاتھ
تلوار کا شہزادہ بدیع الزمان نے یلغار کی کمر پر مارا کہ چار ٹکڑے یلغار قمر پیشانی کے ہوے ایک شور
اُٹھا کہ یلغار قمر پیشانی مارا گیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا اے ترک تنگ چشم یلغار سے
تو مین لڑتے آتا تھا تو کیون بیچ مین کود پڑا اور میرے صید کو شکار کیا شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے کہا
اگر دشتی گیر مین تو اُسے کشتہ کر چکا تھا تو نے آکر کیون اُسکو تلوار ماری یہان دونون مین تکرار ہو رہی تھی
نوبت تلوار کی پہونچی تھی کہ ایک طرف سے حمزۂ صاحبقران لڑتے ہوے پہونچے اور ایک جانب سے
علم شاہ ملک جاہ تلوارین مارتے ہوے آگئے دونون کو جدا کرکے سمجھا دیا رفع شر ہوگئی پھر قاسم و بدیع الزمان
کفار سے مصروف کارزار ہوے امروز کی لڑائی مین جتنے ملک فرتیاکوہ کے ہمراہی سرداران نامی تھے
وہ سب غازیان دیندار کے ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ کہ ملک فرتیاکوہ کی فوج کے باقی رہ گئے
وہ لاش ملک فرتیاکوہ کی اُٹھا کرلے بھاگے ہزارہا کافر جہنم داخل ہوے قریب شام کے طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش و کمال مسرور پھرے کفار
ملک فرتیاکوہ کے مارے جانے سے نہایت پریشان ہوے لشکر کفار مین ایک سناٹا ہے دوسرے دن کا
ذکر سنیے کہ لقاے بے بقا اپنے قیطول پر فکر و تردد مین خاموش بیٹھا ہوا ہے اور بختیارک بار بار کہتا ہے
یا خداوند اب کیا ہوگا کون خدا پرستون سے سامنا کریگا کیسے کیسے پہلوان زبردست خدا پرستون نے مارے ہین
لقا سنتا ہے مگر کچھ جواب نہین دیتا ہے کہ ناگاہ ہرکارے کی جوڑی دوڑی ہوئی آئی بعد ثناے خداوندی کے
عرض کیا کہ خداوند نمرود شاہ شہر شنکالیہ سے نو لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آپہونچا اور بیٹا اُسکا زیور شاہ
تمام فوج کا سردار ہے اور ایک نقابدار زرد پوش اُسکا سپہ سالار ہے اور قیطول اُسکے ہمراہ ہین معلق ہوا ہین
یعنے زمین سے بہت بلند ہین لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان من قدرت مرا ببینید مین نے
اپنے بھائی کو بلایا ہے کہ ان خدا پرستون کا کام تمام کرے پھر یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم تمام سرداران کو
لے کر استقبال کو جاؤ اور نمرود شاہ کو لاؤ کہ وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہے یاقوت شاہ اُسی وقت
تمام سردارون کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا دیکھا کہ کئی فرسنگ کے دورے مین قیطول
نمرود معلق ہوا ہین اور نیچے قیطولون کے لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے یاقوت شاہ نے زیور شاہ کے پاس کہلا بھیجا
کہ ہم لقا کی طرف سے استقبال کے واسطے آئے ہین زیور شاہ نے جاکر نمرود شاہ سے عرض کیا نمرود شاہ نے کہا

کہ جاکر اُس سے کہدو کہ مین لقا کی مدد کو نہین آیا ہون بلکہ اپنی خدائی ظاہر کرنے آیا ہون جو مجھے اگر سجدہ کریگا
اُسے امان دونگا ورنہ سزا پہونچاؤنگا اور لقا کا کیا منھہ ہی جو وہ دعوی خدائی کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ مجھے اگر سجدہ کرے
نہین تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یاقوت شاہ یہ پیغام سنکر پھر آیا اور لقا سے بیان کیا لقا یہ سنتے ہی
بہت برہم ہوا اور پکارا کہ اسکی بھی شامت آئی ہی ابھی اسے خاک سیاہ کردونگا بختیارک نے کہا یا خداوند
آپ گنبد گیتی نما پر سے دیکھیے کہ قیطول نمرود کسقدر بلند ہین معلوم ہوتا ہی کہ سامری اسکے شریک حال ہین
لقا نے جو بالاے بام گنبد گیتی جاکر دیکھا واقعی قیطول نمرود معلق ہوا پر دکھائی دیتے ہین اور زمین سے
بہت بلند ہین اسکے ہوش اُڑ گئے حیران ہوکر دیکھا کیا تصویر گلی بنگیا پھر بختیارک سے کہا اے شیطان درگاہ تو دیکھنا
ایسی تقدیر کرتا ہون کہ یہ سب خاک سیاہ ہوجائین مگر کہتے تو یہ کہا قیطولون کو دیکھکر مُنھہ مین پانی بھر آیا گویا جواہر
پیش بہا ئے بنے ہوے قیطول ہین کہ یہ قیطول اُسکے سامنے گرد ہوگئے یہان تو یہ فکر و تردد تھا اُدھر امیر گیتی ستان کو
جو خبر ہوئی کہ نمرود شاہ اس عظم و شان سے آیا ہی اور قیطول اُسکے طبقہ ہوا پر قائم ہین بارگاہ سلیمانی سے
باہر نکلکر قیطولون کو دیکھا سنکے فرمایا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اُسی وقت دبیر کو بلواکر ایک نامہ نمرود شاہ کے
نام لکھوایا اور فرخ شہسوار قلندر سے کہا کہ تم یہ نامہ نمرود شاہ کے پاس لیجاؤ اور جواب باصواب اسکا جلد
لاؤ فرخ شہسوار قلندر ایلچی صاحبقران بنکر روانہ ہوے بارگاہ زیور شاہ مین پہونچے اور زیور شاہ کو
خبر ہوئی کہ ایلچی حمزہ صاحبقران زمان کا نامہ لیکر آیا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو لوگ فرخ شہسوار قلندر کو سامنے
زیور شاہ کے لیگئے فرخ شہسوار نے بعد اداے شرائط نامہ امیر با توقیر اظہار کیا کہ نامہ سواے نمرود شاہ کے
اور کسی کے ہاتھہ مین نہ دونگا زیور شاہ فرخ شہسوار قلندر کو ہمراہ اپنے قیطولون پر لیگیا دیکھا فرخ شہسوار نے
کہ ایک گبر ناہنجار کندہ ناتراش تخت جواہر نگار پر متمکن ہی بطریق اہل اسلام فرخ شہسوار نے سلام کیا نمرود شاہ نے
کرسی جواہر نگار پر فرخ شہسوار کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبالب بادہ گلرنگ کا پیش کیا مگر فرخ شہسوار نے
نہ پیا نمرود پکارا کہ اے ایلچی حمزہ تو مجھے سجدہ کر فرخ نے کہا کہ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر اُسوقت نمرود شاہ نے
نقاب اپنے چہرے سے الٹ دی اور کہا اے ایلچی دیکھ تو میری طرف اب راویان دفتر کا یہ بھی بیان ہی کہ نمرود شاہ کے
تاج مین ایک لعل بے بہا سحر کا بنایا ہوا ایسا نصیب تھا جسکی نگاہ اُس لعل پر پڑی وہ سجدہ کرنے کو نمرود علیہ اللعن
جھک گیا جیسے ہی فرخ شہسوار قلندر کی نگاہ لعل پیش تاج کے پڑی مسحور بسحر ہوکر نمرود کو سجدہ کیا اور پکارا کہ بیشک
تو خداوند برحق اور آفریدگار مطلق ہی القصہ فرخ شہسوار قلندر مبتلاے سحر ہوکر مطیع نمرود شاہ ہوے اور
وہین رہے مگر نمرود شاہ نے جواب نامے کا لکھواکر فرخ شہسوار کے لوگون کو دیدیا وہ بیچارے سبب وہان سے
چلے آئے اور صاحبقران کو جواب نامے کا دیا اور تمام کیفیت فرخ شہسوار کی بیان کی کہ فرخ شہسوار قلندر نے
نمرود شاہ کو سجدہ کیا امیر با توقیر پیچ و تاب کھاکر رہ گئے فرمایا بیشک یہ کارخانہ سحر کا ہی انشاء اللہ اس کافر سے سمجھا جائیگا
لیکن یہان نمرود شاہ اپنے قیطولون پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا میدان مین بہت سی قبرین بنی ہوئی ہین عیار اسکا
سامرۂ جنی اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر یہ قبرین کیسی ہین وہ گیا اور حال
دریافت کرکے آیا بیان کیا کہ ایک سردار ہی لشکر کفار کا القاش اُسکا نام ہی اُسنے بہت سے سردار
لشکر اسلام کے مارے اُن مقتولون کی یہ قبرین ہین نمرود نے کہا القاش کہان ہی اُسنے کہا کہ لشکر
اسلام مین قید ہی نمرود شاہ نے سامرۂ جنی سے کہا کہ القاش خون آشام کو اُٹھا لا سامرۂ جنی گیا

لشکر اسلام مین اور القاش کو اُٹھا لایا جب القاش خون آشام نمرود شاہ کے سامنے ہوش مین
آیا نمرود شاہ کو دیکھا اور لعل بے بہا پہ نگاہ پڑی القاش نے نمرود شاہ کو سجدہ کیا ادھر صاحبقران
نے جو سنا کہ القاش زندانخانے سے غائب ہو گیا پوچھا کہ قید القاش کی کسکے سپرد تھی لوگون نے کہا کہ القاش اسد شیر دل
بن کرب غازی کے حوالے تھا امیر با توقیر نے اسد کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمھارا اسود ائی بن اسقدر پڑھا
اور اسقدر غفلت کی کہ القاش تمھاری قید سے چھوٹ گیا اور تم کو خبر نہ ہوئی اسد شیر دل سر جھکا کر چپ
ہو رہے کچھ جواب نہ دیا جب بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے ہرکارون کو خبر کیواسطے روانہ کیا کہ جلد دریافت
کرو کہ القاش کو کون لیگیا ہرکارے فوراً دریافت کرکے آئے اور اسد شیر دل سے کہا کہ نمرود شاہ نے
اپنے عیار سامرہ جنی سے القاش کو اُٹھا منگایا اسد شیر دل اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر سامنے
لشکر نمرود شاہ کے آئے اور بے تکلف نمرود شاہ کو گالیان دینے لگے نمرود شاہ قیطولون پر بیٹھا
ہوا تماشا صحرا کی سیر کر رہا تھا اسد کو جو دیکھا سامرہ جنی سے کہا کہ اسے اُٹھا لا سامرہ جنی اسد کو پکڑ کر
اوپر قیطولون کے لیگیا اسد کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین سامنے نمرود شاہ کے پایا اور فرخ شہسوار اور
القاش کو بھی وہان بیٹھے دیکھا اسد پکارا او گبر ناہنجار ایک تو تو نے میرے قیدی کو منگوالیا دوسرے اب مجھکو بھی
اپنے پاس طلب کیا یہ کہکر تلوار کھینچکر اُٹھے نمرود نے جلد اپنے نقاب مُنھ سے اُٹھا دی اور پکارا ای جوان برمن نگر
برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا اسد کی نگاہ جو اُسکے تاج پر پڑی بے اختیار مبتلائے سحر ہو کر سجدے مین جھک گیا اور کہا
کہ تو خداوند برحق ہی مین آجتک تجھے بھولا ہوا تھا اب پہچانا یہ کہکر اسد رونے لگا نمرود شاہ نے نقاب مُنھ پر
ڈال لی اور اسد کو بہت سی تسلی و تشفی دی اور کرسی جواہر نگار پہ بٹھایا رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ فرخ شہسوار
اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام یہ تینون نمرود پرست ہو گئے لقا کو یہ سنکر کمال رشک
ہوا اور ہاتھ مل مل کر کہنے لگا کہ مجھکو تمنا رہی کہ آجتک مجھکو کسی خدا پرست نے سجدہ نہ کیا لیکن حمزہ
صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خدا خیر کرے یہ عجب سحر اس کافر کا ہی یہان نمرود شاہ نے فرخ و اسد
سے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو سمجھا کر لاؤ کہ مجھے سجدہ کرے اسد نے کہا کہ یا خداوند یہ کام عمرو کا ہی اگر وہ آئے اور
آپ کو سجدہ کرے تو بیشک حمزہ کو بھی بہر طور لاکر سجدہ کروائے نمرود نے کہا ہم ابھی عمرو کو بھی بلواتے ہین
یہ کہکر سامرہ جنی سے کہا تو جا کر عمرو کو اُٹھا لا اُسنے اسد سے صورت عمرو دریافت کی اور روانہ ہوا یہان
ڈیڑھ پہر دن چڑھے دربار برخاست ہوا اور عمرو اپنے خیمے کو چلا کہ ایک پنجہ کمر مین اُسکی پڑا اور اُٹھا کر لیچلا
عمرو ہرچند چلایا کہ ارے تو نے دھوکا کھایا مجھے اور کسی کے شبہہ سے لیے جاتا ہی کچھ آواز نہ آئی طبقہ ہوا پر ہو چکے
آنکھیں عمرو کی بند ہو گئین بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین سامنے تخت نمرود شاہ کے پایا
اور دیکھا فرخ شہسوار قلندر اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام سامنے نمرود شاہ کے دست بستہ
بیٹھے ہوئے ہین عمرو نے جھک کر نمرود شاہ کو سلام کیا نمرود شاہ نے اسد سے پوچھا یہی عمرو ہی اسد نے کہا
کہ یا خداوندی یہی عمرو ہی نمرود شاہ پکارا ای عمرو مین نے تجکو اسواسطے بلایا ہی کہ پہلے تو مجھے سجدہ کر پھر حمزہ کو سمجھا کر
لا اور مجھے سجدہ کروا عمرو نے کہا یا خداوند مین مدت سے حضور کا مشتاق تھا نہایت قدمبوسی کا شوق تھا
آج آرزوے دلی میری بر آئی یا خداوند مین لاکھون روپیے کا قرضدار ہون نمرود نے کہا ہم تیرا قرضہ
ادا کر دینگے پھر نمرود شاہ نے پچاش کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر عمرو کو دین عمرو نے وہ سب مال نذر زنبیل کیا

اور دو اُنگلیوں کی محراب بنا کر اُس کافر خاسر کو سجدۂ ظاہری کیا اور دل میں کہا کہ ای پروردگار عالم تو شاہد رہیو کہ میں تجھکو سجدہ کرتا ہوں یہ مسخرہ کافر از لی ہی لایق سجدہ تو ہی نمرود شاہ عمرو سے بہت خوش ہوا اور اُسے خلعت بہت بھاری منگوا کر دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش میں آیا نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تو اب جا کر حمزہ کو سمجھا کہ وہ بھی مجھے آکر سجدہ کرے عمرو بولا یا خداوند آپ کیوں گھبراتے ہیں یہ میرا ذمہ ہی میں حمزہ کو مع سرداران نامی و گرامی کے جا کر لے آؤنگا اور آپ کو سجدہ کرا دونگا نمرود نے کہا تو اب مجھے لشکر حمزہ میں بھجوا دوں عمرو نے عرض کیا کہ ابھی خداوند کو میں نے اچھی طرح دیکھا نہیں جب دل میرا زیارت خداوند سے سیر ہو جائیگا تو جاؤنگا دوسرے یہ کہ خداوند نے میرے کمال و ہنر ابھی نہیں ملاحظہ فرمائے ہیں نمرود شاہ چپ ہو رہا اسدین کرب غازی نے کہا یا خداوند خواجہ عمرو کو علم موسیقی میں ایسا دخل ہی کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تم بڑے صاحب کمال ہو کچھ گاؤ بجاؤ اپنا ہنر دکھاؤ عمرو نے کہا میں موجود ہوں پھر جتنے سازندے وہاں حاضر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ تم ساز ملاؤ میرے ساتھ ہی رہو کسی تان میں مجھسے جدا نہ ہو جانا سبھوں نے کہا حضور کیا مجال پھر سب ساز ملانے لگے عمرو نے بانسری کمر سے نکالی اور ایک چیز پھڑکتی ہوئی گنگنائی کہ اُسی گنگنانے سے سب کے دل بیچین ہو گئے غرض کہ سازندون نے ساز ملا کر چھیڑا اور عمرو بانسری بجا کر یہ غزل گانے لگا غزل

کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خواروں میں	کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہی ہزاروں میں	ستمگاروں میں عیاروں میں دلداروں میں ہے رشک
بچے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگاروں میں	یہ توبہ توڑ کر کیوں جا ملی پرہیزگاروں میں	کہاں ہے دختِ رز اے محتسب ہم بادہ خواروں میں
ہوئے گرم عناں جب ہوش و صبر و تاب و عقل و دین	ملیگا بعد میرے پھر تجھسا قدردان اسکو	قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگواروں میں
	دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچوں سواروں میں	اس شعر پر نمرود شاہ نے بہت تعریف کی

اور کہا پھر اس شعر کو کہنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حسب فرمائش نمرود شاہ مردود الا کے پھر اس شعر کو خوب لہک لہک کے اسطرح گایا کہ نمرود شاہ اور بھی بے چین ہو گیا اور خواجہ عمرو کی بہت تعریفیں کرنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ عمرو اس شعر کو پھر کہو خواجہ عمرو نے سہ بارہ پھر اسی شعر کو اس انداز سے گایا کہ نمرود شاہ خود رفتہ ہو گیا پھر اسی شعر کو گوایا یہاں تک کہ سو مرتبہ اسی شعر کو خواجہ عمرو سے کہلوایا اور نمرود شاہ خوب اُچھلا کودا بہت خوش ہوا تمام حاضرین مست ہو گئے نمرود شاہ ایسا اُسوقت خوش اور راضی خواجہ عمرو سے ہوا کہ بہت سا مال و زر دیا رات گیر قت بعد کھانا کھانے کے نمرود شاہ نے پھر خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ ہم بہت مشتاق ہیں تمہارے گانے کے خواجہ عمرو نے عرض کیا یا خداوند میں موجود ہوں سازندوں سے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا وہ سب ساز ملا کر چھیڑنے لگے خواجہ عمرو نے نَی کمر سے نکالی اور گنگنائے نمرود شاہ نے کہا ای عمرو اُسی غزل کے باقیات اشعار گاؤ عمرو نے وہی غزل جہاں سے اُسوقت چھوڑی تھی شروع کی اور بانسری بجا کر گانے لگا اشعار

دکھائینگے صدف محشر میں ہم کتنے نکلتے ہیں	فرشتوں سے سر روز جزا تکرار ہوتی ہی	لگا رکھا ہے ہمکو بھی کسی نے جان نثاروں میں
سنبھل کر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقراروں میں	جو پوچھا اُسنے کوئی ہی امیدواروں میں	حقیقت برق کی کیا ہے مگر اُس سے بھی ڈرتے ہیں
انھیں لوگوں کے آنے سے تو میخانے کی عظمت ہی	خدا کے سامنے قسمیں کھانا دیکھنا ڈرنا	ہمیں تو آپنے ٹھہرا دیا بے اعتباروں میں
کہ اب بیتاب ہوں پر لوٹ ہی امیدواروں میں	قدم تو شیخ نے تشریف لائے بادہ خواروں میں	تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیسا ہوتا
	وہ کترا کر چلے ہیں میکدے سے حضرت زاہد	بر سر مرشد میں ہاتھوں ہاتھ لانا انکو یاروں میں

یہ غزل جو عمرو نے نَی بجا کر گائی تمام صحبت محو ہو کر بہت بنگئی اور نمرود شاہ کا یہ حال ہوا کہ مست ہو کر بیخود ہو گیا جب ہوش آیا

بہت خوش ہوا اور عمرو کو بہت سا زر و جواہر دیا اس عرصہ مین قریب دو پہر رات کے پہونچی عمرو نے کہا یا خداوند
مین ساقی گری خوب کرتا ہون یہ بھی مین نے کمال حاصل کیا ہی منھ سے گاتا جاتا ہون ہاتھ سے ساز بجاتا ہون پانؤن سے
ناچتا ہون پھر ہاتھ سے جام شراب بھی بھر کر پلاتا ہون ایک ہی دورے مین یہ سب کام کرتا ہون نمرود نے کہا واہ وا
یہ کمال تینے خوب حاصل کیا ہی دیکھون تو سہی عمرو نے کہا کہ میخانہ میرے حوالے ہو جاے تاکہ کوئی محروم نہ رہے
اُسی وقت نمرود نے داروغہ میخانہ کو بلا کر حکم دیا کہ میخانہ عمرو کے سپرد کردو عمرو نے تمام میخانہ دیکھا
اور سب سامان میخواری درست کیا اور بیہوشی ملا کر تمام عملے کو شراب تقسیم کردی اور بہت تحفہ شراب
گلابیون مین بھر کر صحبت مین لایا پہلے جام زرنگار بادۂ گلرنگ کا نمرود شاہ کو لبریز کر کے دیا پھر زیور شاہ کو
ایک جام شراب بھر کر دیا پھر تمام صحبت والون کو ایک سرے سے ایک ایک جام شراب بھر بھر کر دیا سب بلا نوش چڑھ
گئے ایک ایک سردار ذی ہوش اور ایک ایک ساحر بلا نوش عجیب و غریب حرکتین کرنے لگا یہان تک کہ نمرود شاہ
خود ناچنے کو اُٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب کی صورتین
انواع و اقسام کی بدل کر بنائین اور نمرود کی ڈاڑھی تمام مونڈی اور ایک طرف کی مونچھ مقراض سے اُڑا دی
اور دوسری مونچھ مین ایک رقعہ لکھکر باندھ دیا مضمون خلاصہ اُس رقعہ مین یہ تحریر تھا ای نمرود دشمن رب ودود
اگر خراج ڈاڑھی کا ماہ بماہ ہمین بھیجے جائیگا تو ڈاڑھی تیرے منھ پر جمیگی نہین تو یونہین منڈا جایا کریگی پھر عملے
والون کو روسیاہ کیا اور رقعہ نمرود کی جانب سے اس مضمون کا لکھا کہ ای سامرۂ جنی تو جلد عمرو کو
لیجا کر لشکر اسلام مین پہونچا دے اور اُس نوشتے پر مہر نمرود کی ثبت کر کے پہر رات رہے سامرۂ جنی
کے پاس گیا اور وہ نوشتہ از جانب نمرود مردود سامرۂ جنی کو دیا سامرۂ جنی اُٹھا اور اُسی وقت عمرو کو
اپنی پشت پر سوار کر کے لشکر اسلام مین پہونچا آیا یہان حمزۂ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کیواسطے کمال
افسوس مین تھے کہ ناگاہ عمرو دوسرے دن صبح کو آیا آداب شاہی بجالایا اور تمام کیفیت نمرود مردود کے
دہان کی صاحبقران سے بیان کی اور کہا کہ اب مین پوشیدہ ہوتا ہون نہین تو اگر ابکی گرفتار ہو کر جاؤنگا تو نمرود
پھر زندہ نہ چھوڑیگا اُدھر کا حال سنیے کہ صبح کو جو نمرود کو ہوش آیا اور اپنا حال خراب دیکھا اور رقعہ پڑھ کر
مضمون سے آگاہ ہوا کہ عمرو یلا کا ہی شل مار سیاہ بہت تاؤ پیچ کھایا اور غصہ ہو کر کہا بلاؤ سامرۂ جنی کو جب
سامرۂ جنی حاضر ہوا نمرود پکارا عمرو کہان ہی سامرۂ جنی نے رقعہ مہری نمرود کو دکھا دیا اور عرض کیا
بموجب اس رقعہ کے مین عمرو کو اپنی پشت پر سوار کر کے لشکر اسلام مین پہونچا آیا یہ سنکر نمرود مردود
نہایت برہم ہوا اور کہا مین نے یہ رقعہ نہین لکھا تھا جا جلد عمرو کو گرفتار کر لا اگر وہ نہ آئیگا تو تجھے خاک سیاہ
کردونگا سامرۂ جنی یہ عتاب نمرود شاہ دیکھکر پیتا ہوا عمرو کی تلاش مین چلا بعد سامرہ کے جانے کے نمرود
مردود نے حال اپنا اسپنکفیل دعین دیوا فلاک سے بیان کیا دیوا فلاک بہت بڑا ساحر زبردست ہی
اُسنے کہا کہ آپ طبل قہاری بجوائیے کل خداپرستون کے لشکر پر اسقدر مار و عقرب برساؤنگا کہ سب کا
کام تمام ہو جائیگا کل ایک خداپرست زندہ نہ بچیگا نمرود دشمن رب ودود بہت خوش ہوا اور زیور شاہ سے
کہا کہ طبل قہاری بجواؤ کل ہم تمام خداپرستون کا خاتمہ کرینگے زیور شاہ نے قسطلون سے نیچے اُتر کر حکم دیا
کہ طبل قہاری بجے بموجب حکم زیور شاہ طبل قہاری لشکر نمرود مین بجنے لگا ایک شور و غل برپا ہوا
کہ کل خداپرستون پر غضب خدا نازل ہوگا ہرکارے یہ خبر سنکر خدمت بادشاہ اسلام مین گئے

اور دعا و ثنا بجالا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ مین طبل قہاری بجا ہی اور ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ کل لشکر اسلام پر غضب
خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا اور مار و عقرب آسمان سے برسینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خدا سے
بزرگ است ہمارے یہان بھی لشکر اسلام مین طبل بجے حسب الحکم امیر با توقیر طبل سکندری پر چوب پڑی
اُدہر لشکر لقا مین بھی خبر پہونچی بختیارک نے کہا کہ ساحر نمرود شاہ کے شریک ہین وہ سحر سے
مار و عقرب برسائینگے حمزہ اسم اعظم سے اُنھین رد کردینگے کچھ بھی نہوگا خیر ہم بھی تماشا دیکھینگے کہ کل کیا ہوتا ہی
غرض کہ رات بھر لشکر کفار مین جلسہ عیش و عشرت رہا لشکر اسلام مین تمام شب نماز مین اور تضرع و زاری
رہی اور دعائین کر کر کے بسر کی صبح کو حمزہ صاحبقران زمان اور تمام سرداران عالیشان دیکھ رہے
تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر کوہ کیطرف سے اُٹھا ہزارہا بجلیان کوندنے لگین اور آواز گڑگڑاہٹ
اور گڑگڑاہٹ کی اُس ابر مین سے بلند ہوئی یہان تک کہ وہ ابر تمام لشکر اسلام پر محیط ہوگیا اور کچھ ترشح شروع
ہوئی اور بجاے اولون کے مار و عقرب برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہو کر وہ شخص بہ جاتا تھا دم بھر
مین تلاطم لشکر اسلام مین پڑگیا عمرو و کلیم عیاری اوڑھے ہوے حمزہ صاحبقران کے پاس کھڑا ہوا تھا آواز دی
ای حمزہ اسم اعظم کیون نہین پڑھتا یہ کارخانہ سحر کا ہی صاحبقران نے اُسی وقت اسم اعظم پڑھ پڑھ کر
جو دم کرنا شروع کیا مار و عقرب برسنا موقوف ہوگئے پھر بار دگر اسم اعظم جو پڑھ کر دم کیا تو وہ ابر بھی
غائب ہوگیا نقارۂ شادمانی لشکر اسلام مین بجے دیوا فلاک جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سحر بالکل رد ہوگیا
جا کر نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند حمزہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی کہ میرا سحر رد کردیا مگر مین اب کچھ اور تدبیر
کرونگا آپ گھبرائیے نہین سب خدا پرستون کا کام تمام ہوا چاہتا ہی یہ خبر لقاے بے بقا کو بھی ہوئی کہ ابر غضب
نمرود جو لشکر خدا پرستان پر محیط ہوا تھا طرفۃ العین مین برطرف ہوگیا مگر کچھ لوگ بھی لشکر حمزہ کے ضایع ہوے لقا نے
کہا نمرود شاہ دروغ گو ہی اُس سے کیا ہو سکیگا مین سب خدا پرستون کو غارت کرونگا یاقوت شاہ سے
کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ کل سوار قدرت ہمارا پیدا ہوگا اور خدا پرستون کا استیصال کریگا یاقوت شاہ
اُسی وقت قسطولون کے نیچے آیا اور اپنی بارگاہ مین گیا اور طبل جنگ کا حکم دیا لشکر کفار مین طبل جنگ بجنے لگا
ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی بجا اُدھر نمرود کے لشکر مین بھی کوس حربی پر
چوب پڑی رات بھر تینون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوے
جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے دیکھا کہ پلنگ کوہ کیطرف سے ایک
نقابدار سفید پوش بصد جوش و خروش نہایت قد آور پیدا ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا
بختیارک سمجھ گیا یہ خداوند لقاے باختری ہی شہزادۂ بدیع الزمان بصد عظم و شان گھوڑا چمکا کر مقابلے کو
آے نقابدار پہلے تو تنگا ور زن ہوا بعد اُسکے ہمسخن ہوا کہ ای بدیع الزمان بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کر نہین تو
مارا جائیگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تو یہ کیا جھک مارتا ہی مین لقا پر لعنت کرتا ہون یہ سنکر نقابدار
برہم ہوا اور نیزہ مارا بدیع الزمان نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کردیا نقابدار نے غضبناک ہو کر تلوار
کھینچی اور بڑھ کے وار کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کر کے وار تلوار کا نقابدار کی
روکا اور جھپٹ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا نقابدار کی سپر کو قلم کر کے تیغ سپر پر آیا تا دو ابرو اُتر گیا نقابدار نے
دستانہ مارا تیغ چھنا کر نکل گیا زخم کاری سر پر لگا سر سے خون کا دریا جاری ہوا نقابدار نے زخم سر کو خوب کس کر باندھا

اتفاق کار سیاہ عیار نے شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ سے جاکر کہا کہ یہ نقابدار خود لقا ہے بے بقا جو
شہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قاسم نے دلمین کہا کہ مجھسے اور اُس کشتی گیر سے
شرط ہی کہ جو لقا کو مارے وہ دنگل رستم سے پس اگر لقاے بے بقا بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا
تو وہ بیشک دنگل رستم پر قبضہ کریگا یہ خیال کرکے مرکب کو اُڑایا اور نقابدار کے پاس آکر للکارا او نقابدار
حریف تیرا مین ہون اور بڑھکر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے سپر پہ تلوار کو روکا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر
سر پر پڑی کہ خود سر چپا پارہ ہو گیا نقابدار نے سر پیچھے کو ہٹا لیا تلوار سر نقابدار سے نکل کر گردن مرکب پر
پڑی سر مرکب کا جدا ہو گیا مرکب مع نقابدار زمین پر گرا عیار جو نقابدار کے ہمراہ تھا اُسنے بڑھکر اُٹھا لیا
اور دوسرے مرکب پر سوار کیا اور میدان جنگ سے لیگیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا
او برگشتہ چشم مین تو نقابدار سے لڑ رہا تھا تو کیون آیا قطع نظر اسکے یہ کونسی بہادری ہی کہ زخمی کو تو نے
مارا قاسم نے جواب دیا کہ او کشتی گیر تجھے کیا اسمین تیرا کیا ضرر ہوا ایک ہاتھ تلوار کا تو نے مارا ایک مین نے مارا
تو عبث مزاحمت کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا اسکا عوض مین تجھسے لونگا یہ کہکر تلوار علم کی قاسم نے بھی
تیغ کو تولا بدیع الزمان نے جھپٹ کر ہاتھ مارا قاسم نے رد کردیا قاسم نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے خالی دی غرض کہ قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی یہانتک کہ ایک ہاتھ تلوار کا قاسم پر پڑا قاسم
زخمی ہوے بدیع الزمان بھی قاسم کے ہاتھ سے مجروح ہوے علم شاہ قاسم کی حمایت کو آے ہاشم تمعزن
بدیع الزمان کی کمک کو پہونچے ادھر لندھور بن سعدان آے اور مالک اژدر سے تکرار ہونے لگی
پھر تو دست راستی ایک طرف تھے اور دست چپی ایک جانب تھے اُسطرف امیہ و سیارہ مین مباحثہ
ہوا نصف عیار ایک طرف نصف عیار دوسری سمت ہوے قریب تھا کہ بڑا کشت و خون ہو تمام لشکر
اسلام مین ہلچل پڑ گئی بادشاہ اسلام ہرچند سمجھاتے ہین اور منع کرتے ہین کہ صاحبو آپس مین کیون لڑتے ہو
کٹے جاتے ہو یہ معرکہ اچھا نہین ہی اسکا انجام برا ہوگا لشکر کفار مین سخت ہنسی ہوگی مگر کوئی بادشاہ اسلام کی
سنتا نہین اور یہان اُسروز حمزۂ صاحبقران زمان بہ سبب درد سر کے میدان جنگ مین آئے نہ تھے
عمرو نے دوڑ کر امیر باتوقیر کو خبر دی کہ قاسم اور بدیع الزمان سے تلوار چل رہی ہی سرداران دست راستی
ایک طرف ہین اور دست چپی ایک جانب کو ہین ایسا نہو کہ کشت و خون آپس مین ہو جاے جلدی تشریف
لیچلیے نہین تو آپسمین لڑکر مر جائینگے یہ خبر سنتے ہی امیر باتوقیر بہ تعجیل تمام مرکب پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آے
دیکھا کہ قاسم اور بدیع الزمان دونون زخمی ہین تلوار چل رہی ہی حمزۂ صاحبقران نے وہین سے دونو
کو للکارا کہ کیا کرتے ہو تلوار بین روک لو خبردار اب نہ ہاتھ لگانا بموجب صداے امیر باتوقیر دونون
شہزادونے ہاتھ روک لیے صاحبقران نے آکر دونون کو علیحدہ کیا لشکر مین لاے پھر تو دست
راستی اور دست چپی باہم مل گئے صلح ہو گئی معانقے کیے گلے ملے ایک کو ایک سے پرخاش نہ تھی امیر باتوقیر
شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو ساتھ لے کر بارگاہ سلیمانی مین آے عمرو سے پوچھا کہ یہ کسبات پر
تکرار ہوئی عمرو نے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ تم تو سلیم الطبع تھے
کیون قاسم سے اُلجھے اور قاسم تو ہمیشہ سے آتش خو شعلہ مزاج ہی اُسکو مین کیا سمجھاؤن تمکو کچھ لحاظ و پاس
میرا بھی نہ آیا عجب نالایق ہوا امیر باتوقیر نے جو شہزادہ بدیع الزمان سے یہ کلمات سخت سست کہے

عمرو [illegible]

بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا بارگاہ سے چپکے اُٹھے چلے آئے اور اپنے خیمے میں داخل ہوئے پہلے
جراح کو بلا کر زخموں میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوائی پھر فقیرانہ لباس زیب جسم کرکے چلے اور ملتمس ابدال
قلندر کے تکیے پر آ بیٹھے شعر گجروی پیرہن ہے اگر پیر فلک آٹھوں پہر ٭ اے جوان دل بادشاہی سے گدائی خوب ہے ٭ اب یہ جیب
روایات راویان اخبار مصیبت خیز و ناقلان حکایت دفتر ماتم انگیز کے تحریر کیا جاتا ہے کہ جب حمزہ صاحبقران زمان نے
القاش کو زیر کیا تھا اُسوقت کرب غازی اور فضیل بن گیاہور خون آشام کہ نقابدار بنے ہوئے
شریک نقابدار سبز پوش تھے دونوں آکر صاحبقران کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے تھے اور
حال شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بیان کیا تھا اور لشکر اسلام میں رہتے تھے اب جو بدیع الزمان
آزردہ خاطر ہو کر چلے گئے فضیل بن گیاہور نے صاحبقران سے کہا کہ اے شہریار آپ ناحق شہزادہ بدیع الزمان پر
خفا ہوئے شہزادے کا کچھ قصور نہ تھا صاحبقران کو کمال غصہ طاری ہوا اُسی غیظ و غضب میں فرمایا اے گیاہور اگر
تم جنبہ بدیع الزمان کرتے ہو تو تم بھی اسی وقت میرے دربار سے چلے جاؤ اب دم بھر نہ ٹھہرو تمکو ہمارے
امور میں کیا دخل ہے فضیل بن گیاہور خون آشام بھی لشکر سے نکل کر پاس شہزادہ بدیع الزمان کے فقیر بنکر
جا بیٹھا ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکضربی بھی لشکر اسلام سے نکل کر شریک بدیع الزمان ہوئے آخر کار
رفتہ رفتہ چند سرداران دست راست لشکر سے جدا ہو کر شریک بدیع الزمان ہوئے یہ خبر لقا کو ہوئی
کہ بدیع الزمان ملتمس ابدال کے تکیہ پر فقیر ہو کر بیٹھا ہے گردہمرد سے کہا کہ تو جا کر ہمارے پاس لے آ گردہمرد
گیا اور بدیع الزمان سے آکر کہا کہ خداوند لقا نے آپ کو بلایا ہے شہزادہ بدیع الزمان بصورت قلندرانہ
فقیری زیب جسم کیے ہوئے ساتھ گردہمرد کے چلے جب سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے
کہا کہ مجھے سجدہ کریں تجھے کمال عزت و آبرو سے رکھونگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بالفعل میں تارک دنیا ہوا ہوں
جب آپ خدا پرستوں سے فیصلہ کر لینگے اُسوقت سمجھ لیا جائیگا لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے مجھکو منظور ہے یہ کہکر شہزادہ
بدیع الزمان کو خلعت فاخرہ دیا اور باعزاز و اکرام رخصت کیا شہزادہ بدیع الزمان پھر اُسی طرح بہیئت
فقیری قلندر بنکر تکیہ پر آ بیٹھے اب اس قصہ کو تو یہیں چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا دہ دے انگبین ٭ کہ دیتے ہیں جان اپنی جسم پرین
بگوش آج کلمہ یہ سن ساقیا ٭ ارے تو سہی سر کو دھن ساقیا
طلسمات کا تیرے فتاح ہوں ٭ پر آشوب صحرا کا سیاح ہوں
نشہ کی نہ ساقی ذرا ہیچو ٭ مجھے تو وہی جام مے دیجیو
سحر کا بھی کچھ غنچۂ دل کھلے ٭ کبھی تو ذرا لطف صحبت ملے

عجب ذی حشمت زنے ہی باندھا طلسم ٭ ہوا کا کہ پایان کبھی کانہ اسم
مرا اور ترا آج ہے سامنا ٭ قدم معرکے سے نہ پیچھے ہٹا
طلسمی اگر تیرا اسپنا نہیں ٭ مرا نام مفتوح مستانہ ہے
دکھا مجھکو جلسہ عجب شان کا ٭ سمان جسمین ہے سبب پرستان کا

اشعار

تو از سر در گہ بانہ آئی بصد خوبی و رعنائی

دیگر اشعار فارسی در نعت

ذرے باشد کہ از رحمت بر و خلق بکشائی
می درم از م فراقش ہر شبے صد پیرہن
عشق او ہر گہ رود گر یہ رود تن از سرم

ملامت گو ہے حاصل کہ رخ از دست بستانی
می برم صد آہ زہر دم ز بہر روے او
پیرہن را از گریبان تا بہ دامن می درم
بشکرم گر روے آن مہ بیہ سازم خویش را

دران معرض کہ چون یوسف جمال زیر دہ بکشائی
ز دے اور اگر بینم داغ ہجرت می برم
از سرم ہرگز نخواہد رفت یاران عشق او
خویش را سازم فدا گر بین بر دیش بنگرم

از کرم خود دل مرا خالی مکن از عشق خود | عشق خود چون روح در قالب بدار ای از کرم | بیت نگارندۂ معنی دلپذیر نوشتہ است

این داستان بے نظیر و فتاحان طلسم معنی مضامین رنگین و طلسم کشایان ترجمہ عبارات خوش آئین کلید سخن رنگا رنگ سے قفل ذہن قلب کو بجودت ذہن و طبع آرائی یون کھولتے ہین کہ شاہزادۂ والا اقتدار نور الدہر اور جن بدیع الزمان عالیوقار بصد عز و افتخار سعیدان کارزار رزمین القاش خون آشام سے لڑ رہا تھا اور زور کشتی کا ہو رہا تھا اور پیچ معرکے کے بند ہو رہے تھے یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادۂ نور الدہر کو اوٹھا لیگیا کرہ ہوائی مین پہونچکر بیہوش ہو گئے تھے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین سلاسل و زنجیر مین پایا دیکھا ایک دیو نہایت طویل تخت پر متمکن ہے اور گرد اوسکے بہت سے دیوان سرکش بیٹھے ہین شاہزادۂ نور الدہر نے بطریق اسلام سلام کیا وہ دیو کہ جو تخت پر بیٹھا ہے نام اوسکا دیو قہقہہ سہ چشمی ہے نہایت برہم اور پر غضب ہوا اور للکار کر کہا کہ او نبیرۂ کوچک سلیمان تیرے دادا کے ہاتھ سے باپ میرا مارا گیا اور تیرے باپ نے بیٹون کو میرے قتل کیا مین نے تجھکو اسواسطے پکڑ بلوایا کہ اونکے خون کا تجھسے عوض لونگا اب اگر تو خداوند ابلیس کو سجدہ کرے تو مین تیری جان بخشی کر دونگا ورنہ تجھے قتل کرونگا شاہزادۂ نور الدہر نے جواب دیا کہ مین ابلیس پر تلبیس پر لعنت کرتا ہون اور تجھے تو نے غفلت مین پکڑ وا بلوایا ہے اگر اسوقت قید نہ ہوتا تو اس کلام ناکام کا تجھے مزہ چکھا دیتا تجھسے زیادہ نامرد کوئی نہوگا کہ مجبور کرکے زور کلام دکھاتا ہے دیو قہقہہ نے یہ بات سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا کہا کہ بلاؤ جلاد کو اسے قتل کرے فوراً جلاد بے بنیاد حاضر ہوا دیو قہقہہ نے حکم دیا کہ لیجاؤ اسکو اور ابھی قتل کرو جلاد بحکم دیو قہقہہ زنجیر پکڑ کر شاہزادۂ نور الدہر کو لے چلا اب شاہزادۂ نور الدہر کو یقین مرگ ہو گیا مایوس ہو کے چہرہ اوتر گیا بلبل روح قفس جسم مین پھڑکنے لگا بیقرار ہو کر جانب پروردگار دل کو رجوع کیا اور بدرگاہ قاضی الحاجات یہ دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز وقت بیکسی و مجبوری مین سوا تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے ای رب جلیل اس عبد ذلیل کو پنجہ قضا سے بیرحم سے بچا لے نظم

ای مرہم زخم دل دلفگاران | ای چارۂ کار خستہ کاران
بگذار چنین ذلیل و خوارم | از راہ کرم برآر کارم | سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
منمای رہم بجانب خویش | در وادی معصیت اسیرم | بگذار کہ تشنہ لب بمیرم
خجلت زدہ ام زکردۂ خویش | وز شرم سرم فگندہ در پیش | چون آمدہ ام بعذر خواہی
نومید مکن مرا الٰہی | بردار ز مطرح ہلاکم | بگذار بسیان خون و خاکم

اودھر تیر دعا سے شہزادۂ نور الدہر ہدف مراد پر ابھی نہ پہونچا تھا اودھر جلاد بد نہاد نے قطع پر بٹھا کر گلے پر خدا کو سے کا کھینچا اور تیغہ خونخوار میان سے نکالا اب منتظر حکم اخیر دیو قہقہہ سہ چشمی ہے قضا سے کار دیو اعتکاف کہ وزیر ہے دیو قہقہہ کا اوسنے دست بستہ عرض کیا ای شاہ دیوان میری عقل کے نزدیک ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے چندے اسکو قید رکھیے پھر سمجھ بوجھ کے قتل کیا جائیگا اب کیا ہمارے قبضہ سے جا سکتا ہے دیو قہقہہ نے کہا خیر تجھکو اختیار ہے جہان تیرا جی چاہے وہان اسکو لیجا کر قید کر دیو اعتکاف نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرم کو پھیر لاؤ جلاد قتل شاہزادہ سے باز رہا اور دیو اعتکاف نے نور الدہر کو قصر الحجر سلیمانی مین بھیجدیا اور دیو عزاب کو اوسکی پاسبانی کے واسطے مقرر کیا اور کئی دیو دیو عزاب کے ماتحت کر دیے نور الدہر مضطر و نالان حیران و پریشان اوس قید مین رہتے تھے اور ہر وقت

دعا پروردگار سے اپنی رہائی کی کرتے تھے ایک دن ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار مع چند دیو کے
اُدھر سے گذری دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا مسلسل بہ غل و زنجیر خاک پر بیٹھا ہی مگر چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے
درخشان ہی نہایت اسکو صدمہ ہوا پھر بر سر رحم اگر دیوون سے کہا کہ تم مین سے دو دیو اسکے پاس جائین اور
حال اسکا دریافت کرین کہ یہ کس فلک خوبی کا بدر کامل ہی اور کس آسمان حسن و جمال کا خورشید تابان ہی
دیو گئے اور جا کر پاسبانون سے دریافت کیا اُنھون نے کہا یہ قیدی ہی شاہ دیوان قاف قہقہہ
سہ چشمی کا اور ہم کچھ نہین جانتے ہین اُن دیوون نے آکر قریشیہ سلطان سے یہی بیان کیا قریشیہ سلطان
نے کہا خیر اسکا حال خود اسی سے دریافت کر لینگے دو دیوون سے کہا کہ مین آگے چلتی ہون تم اُسکو
جا کے اُٹھا لاؤ قریشیہ سلطان تو اُدھر روانہ ہوئی اور دیو ادھر نور الدہر کے اُٹھانے کو آئے
نور الدہر غمدیدہ با چشم پر آب قید مین بیٹھے تھے دیو موکل نگہبانی کر رہے ہین کہ ذرا آنکھ موکلون کی
جھوکی تا کہ ایک آسمان سے پنجہ گرا اور شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا شاہزادہ
کرہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہو گیا یہ دیو خوف سے دیو موکلان مجرم کے نور الدہر کو لے کر بھاگے راہ مین تھک گئے
ایک کوہ پر شاہزادہ نور الدہر کو اُتار دیا اور آپ نیچے کوہ کے اُتر کر مصروف سیر صحراے سبزہ زار
ہوے یہان دیو موکلان نے قیدی کو نہ پایا چہار طرف تلاش کیا کہین پتا نہ لگا آپسمین کہا کہ وہ جو دیو
پوچھنے کو آئے تھے وہی اس قیدی کو اُٹھا لیگئے ہین ابھی راہ مین ہونگے دور نہ گئے ہونگے چلو چل کر اُس
قیدی کو چھین لائین یہ صلاح کر کے چند دیو جو پاسبان نور الدہر تھے روانہ ہوے آتے آتے دیکھا
کہ ایک صحراے سبزہ زار مین وہی دیو ٹہل رہے ہین وہین سے للکار کر اُترے اور اُن دیوون سے
لڑائی ہونے لگی انجام کار یہ دو دیو تھے وہ دیو پاسبان بہت سے تھے اُنھون نے ان دونون دیو کو
مار ڈالا مگر کہین قیدی کو نہ پایا تمام صحرا مین تلاش کیا پتا نہ لگا خیال کیا کہ یہ دیو ہمسے لڑنے لگے اور کوئی
انہین سے قیدی کو لے بھاگا مجبور و ناچار وہ دیو پھر آئے اور دیو غراب سے کیفیت سب بیان
کی اور دیو غراب نے جا کر دیو اعتکاف کو خبر دی کہ کوئی دیو قیدی کو اُٹھا لیگیا دیو اعتکاف
وزیر دیو قہقہہ کو سنکر تاسف ہوا کہ شکار پنجہ سے نکل گیا دیکھیے دیو قہقہہ کیا کہتا ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب تک
دیوون مین لڑائی ہوا کی نور الدہر اُسی کوہ پر بیہوش پڑے رہے بڑی دیر کے بعد ہوش جو آیا
اپنے تئین ایک کوہ پر تنہا پایا اتنے عرصہ مین دیوان قہقہہ اُن دونون دیوون کو مار کر چلے گئے یہان
شاہزادہ نور الدہر حیران ہی کہ مین تو نہین سمجھ سکتا یہان کیونکر آگیا اُسی وقت قید آہن کو توڑا اور
نیچے پہاڑ کے اُترے دیکھا کہ خون کا دریا جاری ہی اور دو دیو قتل کیے ہوے پڑے ہین خیال مین گذرا
کہ یہی مجکو اُٹھا لائے ہین وہ جو پاسبان تھے تعاقب مین آئے ہونگے اُن سے لڑائی ہوئی یہ دونون
مارے گئے خیر خس کم جہان پاک گوشت خر دندان سگ تجھکو کیا ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھے ہر چند
وہ صحراے سبزہ زار تھا ہر طرف سے ہوا گشت ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی تھی نکہت گل خود در و مشام کو بساتی
تھی شگفتگی صحراسے دل باغ باغ ہوا جاتا تھا طائران خوش الحان کا چہکنا اچھا معلوم ہوتا تھا
مگر راہ سے نابلد تھے دو قدم چل کر ٹھہر جاتے تھے دلمین کہتے تھے کدھر جائین کس سے دریافت
کرین کہ یہ کونسا صحرا ہی یہان سے کسی شہر کا بھی راستہ ہی غرض کہ اسی طرح شاہزادہ نور الدہر بہ جبر و قہر تین دن کامل چلا

نہ کوئی بستی نظر آئی نہ کوئی شہر ملا سوا سے سنسان میدان یا آسمان و زمین کے آدم زاد کا پتا نہین کہین کہین کچھ طائر بولتے پرواز کرتے مل گئے نہ دانے سے کام نہ پانی سے آشنا بھوکے پیاسے چلے جاتے ہین چو تھے روز کچھ درخت سامنے دکھائی دیے اور چند آدمیون کی آواز آنے لگی شاہزادۂ نور الدہر اُسی طرف کو چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک تکیہ ہی اُسپر ایک فقیر مرد پیر نورانی صورت سفید ڈاڑھی بال سر کے بڑے بڑے تہمد گیروی باندھے دو شاخہ چوب شجر پر تکیہ کیے ہوے یاد اللہ کی دمبدم کرتا ہی اور چند مرید گرد اُسکے بیٹھے ہو حق حق کرتے ہین شاہزادۂ نور الدہر نے پاس آکر صدا دی شاہ صاحب اللہ اللہ ہی یہ کہکے اسنے فقیر کے بیٹھ گیا اُس مرد فقیر نے از سر تا پا شاہزادۂ نور الدہر کو دیکھا اور پوچھا بابا کدھر سے تیرا آنا ہوا نور الدہر نے کہا مصیبت کا مارا افلاک کا ستایا خانمان برباد ہون آپ نام نامی اسم گرامی کیا ہی اُس فقیر نے کہا مجکو افضال قلندر کہتے ہین نور الدہر نے کہا شاہ صاحب پہلے کچھ کھلوایے کہ ہوش و حواس درست ہون چار پانچ روز کا بھوکا ہون نہ کچھ کھایا ہی نہ پانی پیا ہی افضال قلندر نے کہا کہ بابا کیون مضطر ہوتا ہی پروردگار عالم رزاق مطلق ہی جا وہ سامنے درخت ہی اُسکا ایک پتا کھٹک کے مُنھ لگا دینا اُسمین سے شیر شیرین پیدا ہوگا جسقدر چاہے پی لینا اور ہم سب بھی وہی پیتے ہین وہ روزی رسان برحق سیر و سیراب کر دیتا ہی دنیا کی ہمہ نعمتون کا مزہ حاصل ہوتا ہی شاہزادۂ نور الدہر اُس درخت کے پاس گیا بموجب ارشاد فیض بنیاد فقیر خوش تقریر دودھ پی کر خوب سیر و سیراب ہوا شکر خدا کیا پھر افضال قلندر کے پاس آیا اور سب لباس اُتار بانا فقیری کا اختیار کیا اور افضال قلندر کے پاس رہنے لگا افضال قلندر کو نور الدہر سے کمال محبت ہوگئی اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آتا تھا اور بہت دل سے عزیز رکھتا تھا بعد چند روز کے افضال قلندر نے کہا ای عزیز قریب یہان سے قریب قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام ہی وہان آج جلسہ ہی تمام پرستان جمع ہوگا تم بھی میرے ہمراہ تماشا دیکھنے چلنا عجب کیفیت کا جلسہ ہوتا ہی قابل دیکھنے کے یہ صحبت عشرت ہی اور اہتمام و انتظام یہان کی صحبت کا بہت قرینے کے ساتھ ہوتا ہی کہ مالک قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام رحیم جنی بھائی عبد الرحمن جنی کا ہی جو ملکہ قرلشیہ سلطان کے یہان ہی اور بہن ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران زمان کی ملکہ سلیمان پری ناظمہ قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام ہی نور الدہر نے یہ سنکر کہا شاہ صاحب مین ضرور آپ کے ہمراہ چلونگا اور تماشا اُس جلسے کا دیکھونگا غرض کہ شام کے وقت افضال قلندر نور الدہر کو ساتھ لے کر جلسۂ قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام مین چلے تھوڑی رات گئے اُس جلسے مین پہونچے نور الدہر نے دیکھا کہ تمام پرستان جمع ہی ایک ایک پری حسین نازنین شکیل جمیل صورتین آفتاب و مہتاب کے مانند سب بیٹھی ہین گرد پریزادان مہروش ہین ہزارہا دیو طویل القامت کھڑے ہین روشنی بے انتہا ہی کوسون تک چراغان ہی فرش زرنگار بچھا ہوا ہی چہار طرف مردنگیان اور کنول بلورین روشن ہین جام شراب گلرنگ کا دور ہی عیش عشرت کا طور ہی ناچ ہو رہا ہی نئی نئی تانین اُڑ رہی ہین بیچ مین سبکے مسند جواہر نگار پر ملکہ قرلشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ سلیمان پری اور ملکہ غلمان پری جلوہ افروز بزم عشرت ہین بصد ناز و حسن و ادا بیٹھی ہوئی ناچ دیکھتی ہین افضال قلندر کو جو آتے دیکھا بصد عزت و تکریم بلا کر بٹھایا شاہزادۂ نور الدہر بلباس فقیری ساتھ تھے برابر افضال قلندر کے بیٹھے تمام پریان شکل و شمائل و حسن

نور الدہر کو دیکھ کر دنگ ہو گئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ شاہ صاحب کا مرید تو بہت حسین وخوبصورت ہی
اس لباس فقیری مین بھی جلوہ شاہانہ چہرے سے ہویدا ہی نہین معلوم یہ کون ہی اور کس کا صاحبزادہ ہی غرض کہ بیٹھی ہوئی
ناچ دیکھ رہی ہین کہ ایک پریزاد نے آکر ملکہ قریشیہ سلطان سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ جواہر پری
دختر نیک اختر ملکہ آسمان پری کہ بہت علیل تھین اسوقت اُنکی طبیعت زیادہ بے لطف ہو گئی دانت بیٹھ گئے
غش آگیا بیہوش پڑی ہین نبضین ساقط ہین دریاے مرض جوش پر ہی گرد سب کھڑے ہوے رو رہے ہین
آپ ذرا تشریف لیے چلیے ملاحظہ تو کیجیے یہ سنکے ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری وسلیمان پری وغلمان
پری یہ سب آبدیدہ ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئین تمام صحبت درہم وبرہم ہو گئی ملکہ قریشیہ سلطان نے افضال قلندر کیطرف
دیکھکے کہا شاہ صاحب خوب ہوا کہ اسوقت آپ یہان تشریف فرما ہین ذرا چلکر ملکہ جواہر پری کو دیکھیے
کہ کیا ماجرا ہی ایک زمانہ بعید سے یہ بیمار ہی اور کسی طرح اُسکو صحت نہین ہوتی اب عارضہ بہت طول پر ہی چنانچہ
اس جلسہ مین وہ بھی آئی ہوئی ہی اسوقت اُسکا بہت حال دگرگون ہو گیا ہی یہ سنکے افضال قلندر ہمراہ لے کر
نور الدہر کو ساتھ ملکہ قریشیہ سلطان کے چلے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ عقد نور الدہر کا بعہد طفولیت
ساتھ اسی جواہر پری کے ہو چکا ہی جو بیمار ہی اور یہ عقد عبد الرحمن جنی نے پڑھا تھا اور کاغذ تحریری بقلم
عبد الرحمن لکھا ہوا بازو سے شاہزادہ نور الدہر پر بندھا ہوا ہی اور نور الدہر نے زبانی اپنی والدہ ماجدہ ملکہ
گوہر نگار کے بھی اکثر سنا تھا کہ عقد میرا ملکہ جواہر پری دختر نیک اختر آسمان پری کے ساتھ ہو چکا ہی اب جو نور الدہر نے
اسوقت نام ملکہ جواہر پری سنا دلمین کہا ای نور الدہر یہ وہی نازنین ہی جسکے ساتھ تمہارا عقد ہوا تھا اب کشتی
طوفانی تمہاری ساحل مراد پر پہونچی غرض کہ ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ افضال قلندر کو ہمراہ لیے ہوے
بالین ملکہ جواہر پری پر پہونچی اور کہا شاہ صاحب ملاحظہ کیجیے شاہ صاحب بیٹھ گئے اور زائچہ کرنے لگے چونکہ
افضال قلندر صاحب کمال فقیر ہی اور علم رمل وغیرہ مین نہایت دخل ہی ادھر شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ جواہر پری پر پڑی دل سے فریفتہ وشیفتہ ہو گئے چاہتے تھے کہ
پروردگار عالم کوئی سامان ایسا ظہور مین لاے کہ اس معشوقہ عدیم المثال کی ہم آغوشی ہو کہ یکایک افضال قلندر نے
بعد غور کرنے زائچہ وغیرہ کے سر اُٹھایا اور فرمایا اے ملکہ قریشیہ سلطان یہ ابھی اچھی ہوئی جاتی ہی ساعت
اسکی صحت کی آپہونچی یہ جو صاحبزادہ میرے ساتھ آیا ہی یہ اسکا مسیحا ہی اور صداے کلام اسکی مریض عشق کے
واسطے شربت شفا ہی ایک دم بھر کیواسطے ان دونون کو تخلیہ مین کرادو ابھی ابھی اسکو صحت کلی ہی کیونکہ جسکا عقد
عہد طفولیت مین جواہر پری کے ساتھ ہوا اور عبد الرحمن جنی نے عقد پڑھا وہ یہی لڑکا ہی اور نام اسکا دریافت
کر لو کہ شاہزادہ نور الدہر ہوگا یہ سنکر ملکہ قریشیہ سلطان پہلے متعجب ہوئی پھر بہت خوش ہوئی اور اُسی وقت
تخلیہ کر دیا اور نور الدہر سے کہا ای مسیحاے درد فراق ای دواے مرض اشتیاق جائیے اور اپنے بیمار محبت کو
جلد اچھا کیجیے شاہزادہ نور الدہر بالین پر ملکہ جواہر پری کی آیا اور لخلخہ زلف معنبر اپنا اُس مریض الفت کو
سُنگھایا فوراً جواہر پری کو ہوش آیا آنکھین کھولدین کہا تو کون ہی نور الدہر نے کہا تمہارا مسیحا ہون نام میرا
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار ہی یہ سنتے ہی جان تازہ تن بیجان مین آگئی گویا آب تازہ نہال خشک مین
پہونچ گیا غنچہ دل شگفتہ ہوا گل رخسار پر اُسی وقت تازگی آگئی اُٹھ بیٹھی دونون عاشق ومعشوق گردنون
مین بانہین ڈالکر خوب ہمکنار ہوے نور الدہر بوسہ لب ودندان لینے لگے غرض کہ بعد تھوڑی دیر کے

ملکہ جواہر پری نے خواص خاص کو آواز دی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ
آسمان پری دوڑ کے لپٹ گئین اور سب بلائین لینے لگین ایک شادی تازہ ہوگئی صحبت جشن آراستہ کی گئی
دورہ جام شراب کا ہوا ناچ ہونے لگا کہ یکا یک ایک تڑاقہ آسمان پہ ہوا سب پریزادان و دیوان جانب
آسمان سر اٹھا کر دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو بشکل مہیب و بہیئت عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز
مانند شجر کوہ بلند کے آیا دیوون نے بڑھ کے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا آنے دو
نہ روکو دیکھون تو یہ کونسا دیو ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا اسکا مطلب ہی جب وہ دیو قریب آیا
ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور تیرا کیا مطلب ہی اُس دیو نے کہا
کہ نام میرا دیو فلک ہی اور دیو قہقہہ سہ چشمی نے مجھکو بھیجا ہی کہ نبیرۂ حمزہ قید مین سے نکل گیا جہان ملے
پکڑ لاؤ مجھکو تم لوگون سے کچھ غرض نہین مین نبیرۂ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہی یہ سنکے شہزادۂ نورالدہر
بصد خشم و قہر للکارا کہ او دیو مرید فلک ناسعید کیا مجال تیری جو مجکو تو لیجاے یہ سنکے دیو فلک نے وار شمشاد
اٹھائی ملکہ قریشیہ سلطان اپنے دیوون سے اشارہ کرکے بڑھی کہ اسکو مار ڈالے افضال قلندر
نے منع کیا کہ تم کوئی اس دیو سے نہ بولو شاہزادۂ نورالدہر خود اس سے سمجھ لیگا ادھر شاہزادے نے بھی کہا
کہ آپ کوئی صاحب تکلیف نہ فرمائین مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ موذی میرے ہاتھ سے بچکے کہان
جائیگا آپ دیکھیے مین اسکا ابھی سر کچلتا ہون ادھر دیو فلک ناہنجار نے وار شمشاد شاہزادۂ نورالدہر
پر ماری شاہزادۂ نورالدہر دونون ٹانگون کے بیچمین اُس دیو کے ہوگیا وہ وار شمشاد خالی آکر زمین پر پڑی
گئی ہاتھ زمین مین دھنس گئی اور وار شمشاد کی جھونک مین دیو فلک بھی جھک گیا شاخین اُسکی زمین مین
گر گئین نورالدہر پھر نکل کر آگے آئے اور دونون ہاتھون سے دونون شاخین پکڑ کے بل دیا اور بزور
و قوت جھٹکا مارا کہ دونون شاخین دیو فلک کی جڑ سے اُکھڑ آئین دیو فلک سیدھا انہونے پایا تھا
کہ شاہزادے نے وہی شاخین اُسکو کھینچ مارین کہ دیو فلک زخمی ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا نورالدہر نے
جست کرکے ہاتھ اُسکی گردن مین ڈال کے کھینچا آخر کار دیو فلک بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان
ملکہ قریشیہ سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور قوت صاحبقرانی کا امتحان
ہورہا ہی پہر بھر کامل دیو فلک سے کشتی ہوئی انجام کار شاہزادۂ نورالدہر نے لنگر دیو فلک کا توڑا
دیو فلک گھبرا گیا چیخنے لگا یہان نورالدہر نے اُسکو اٹھا کر چرخ دیا اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین پر مارا
گویا پہاڑ پھٹ کر گرا دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے
دوڑ کر گلے سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ تمھین قصر البحرین سلیمانی مین دیو قہقہہ سہ چشمی کے یہان قید تھی
مین نے اپنے دو دیوون سے تمکو اٹھوا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ اُن دونون میرے دیوون کو دیو قہقہہ
ملعون کے دیوون نے مار ڈالا شاہزادۂ نورالدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان کی ملکہ
آسمان پری ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بہ سبب شرم و لحاظ اپنے بزرگون کے
اشارے سے نورالدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلا دیے کہ آؤ گلے سے لگ جاؤ پروردگار نے ہماری دعا
کو قبول کیا کہ تم اس بلا سے محفوظ رہے جان بچگئی شاہزادے نے بھی اشارے سے جواب دیا صبر کرو صبر کرو
عنقریب ہی کہ دورۂ جام شراب و وصال ہوا اور بوس و کنار علی الاتصال ہو یہ بہادری و شجاعت اور

زور و طاقت جو شاہزادۂ نور الدہر کی دیکھی تمام دیو تھر تھر رعب و جلال نبیرۂ حمزۂ صاحبقران سے کانپنے
لگے ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہوگئین پھر ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا کہ ای شاہزادے
تمھارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ میرا نام نور الدہر ہی مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران
زمان زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون اور فرزند جگر بند سر فتنۂ باختر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کا ہون ملکہ قریشیہ سلطان
نے اُسی وقت تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نکالکر جو چہرۂ خورشید جمال نور الدہر سے مطابق کی سر مو
فرق نہ تھا خوش ہوگئے ملکہ آسمان پری سے کہا لو صاحب خوش ہو خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیجدیا اب مبارک ہو
داماد کو آج ہی یہین سے سامان برات مہیا کرکے پردۂ قاف مین لیچلو یہ سنکے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان
ماہ لقا جمع ہوے شاہزادۂ نور الدہر کو حمام کرایا پوشاک بدلوائی طرہ بدھی پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو
عروس بنایا جوڑا شہانہ پہنایا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا سہرہ باندھ کے تخت عروسی پر دونون کو سوار کیا
گیا تمام دیوزادا اور پریزاد شاد شاد بصد انداز باہم عجب کر و فر سے برات لے کو پردۂ قاف کیطرف چلے
ایک تخت ملکہ قریشیہ سلطان کا اور ایک تخت پر سلیمان پری ایک تخت پر غلمان پری اور ایک پر
آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علیحدہ علیحدہ تخت پر بیٹھے ہوے برات شاہزادۂ نور الدہر و ملکہ
جواہر پری کی لیے جاتے ہین راہ مین ایک پہاڑ تھا جب اُس کوہ کے قریب برات پہونچی قضاے کار ملک
مکلل خان مالک طلسم گوہر بار سلیمانی براے سیر کوہ پر آیا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک برات پریزادان
باہوش لیے جاتے ہین اور آگے پیچھے بہت سے تخت پریون کے دیو لیے چلے آتے ہین مجمع کثیر ہی ہزارون کی
بھیڑ ہی فورًا مکلل خان نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور ہاتھ بلند کرکے روشنی چراغ کی تمام برات کو دکھائی
جیسے ہی عکس چراغ کی روشنی کا پڑا فورًا سب کے سب بیہوش ہوگئے مکلل خان قریب انکے آیا
دولہا دُلھن کو اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری کو گرفتار کرکے لیگیا اور تمام برات
کو چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سب کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے بیہوشی دور ہوئی دیکھا نہ تو
دولہا دُلھن ہین اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ ملکہ قریشیہ سلطان ہین سب کے سب مایوس ہوکر
آہ و زاری کرتے ہوے بصد رنج و الم پردۂ قاف کیطرف چلے ادھر کا حال سنیے کہ مکلل خان جو نور الدہر
و ملکہ جواہر پری وغیرہ کو گرفتار کرکے لایا غل و زنجیر مین قید کرکے زندانخانے مین بھیجدیا جب نور الدہر
وغیرہ ہوشیار ہوے اُسنے اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا نام تیرا ہی شاہزادے نے فرمایا میرا نام نور الدہر ہی
مین نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان ہون مکلل خان نے کہا تو ہی طلسم کشا ہی خوب اسوقت ہاتھ آگیا
کل تجھکو قتل کرونگا یہ پریان کون کون ہین نور الدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی تھی اُسکے
ساتھ میری شادی ہوئی ہی اور وہ ملکہ قریشیہ سلطان ہی اور یہ ملکہ آسمان پری ہی ماں جواہر پری
کی مکلل خان نے کہا سب کو کل قتل کرونگا یہ کہکر پھر شاہزادہ نور الدہر کو زندانخانے مین بھیجا آجروس جنی
کہ بیٹا مکلل خان کا ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ اور کچھ پریزادون کو مکلل خان نے گرفتار کرکے
بغل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید کیا ہی یہ سنکے اجروس جنی مشتاق دید گرفتاران زندانخانے
مین آیا دیکھا کہ ایک نبیرۂ حمزہ اور تین پریان قید ہین جسوقت نگاہ اجروس جنی کی جمال چہرۂ بیمثال
نور الدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہوگیا اور دلمین محبت نور الدہر کی پیدا ہوئی دلمین کہا کہ افسوس

آوازدی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری دوڑکے لپٹ گئین اور سب بلائین
لینے لگین ایک شادی تازہ ہوئی محبت جشن آراستہ کی گئی دورہ جام شراب ہوا ناچ ہونے لگا کہ یکایک ایک تراقہ
آسمان پر ہوا سب پریزادان و دیوان جانب آسمان سر اٹھا کر دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو بشکل مہیب و ہیئت
عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز مانند شجر کوہ بلند کے آیا دیوؤن نے بڑھکے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ
سلطان نے کہا آنے دو نہ روکو دیکھون تو کہ یہ کونسا دیو ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا اسکا مطلب ہی جب دیو
قریب آیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا اور کیا تیرا مطلب ہی اُس دیو نے کہا کہ نام
میرا دیو فلک ہی اور دیو قہقہہ سہ چشمی نے مجکو بھیجا ہی کہ نبیرہ حمزہ قید مین سے نکل گیا ہی جہان ملے پکڑ لاؤ مجکو تم
لوگون سے کچھ غرض نہین مین نبیرہ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہی یہ سنکے شہزادہ نورالدہر بصد خشم و قہر للکارا
کہ او دیو مردود فلک ناسعید کیا مجال تیری جو مجکو تو لیجاوے یہ سنکے دیو فلک نے دار شمشاد اٹھائی ملکہ قریشیہ
سلطان اپنے دیوؤن سے اشارہ کرکے بڑھی کہ اسکو مارلون افضال قلندر نے منع کیا کہ تم کوئی اس سے
دیو کو شاہزادہ نورالدہر آپ خود سمجھ لیگا ادھر شاہزادہ نے بھی کہا کہ آپ کوئی صاحب تکلیف نہ فرمائین مین
ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ موذی میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا آپ دیکھیے مین اسکا ابھی سر
کچلتا ہون ادھر دیو فلک ناہنجار نے دار شمشاد شہزادہ نورالدہر پر ماری نورالدہر دونون ٹانگون کے بیچ مین
اُس دیو کے ہو گیا وہ دار شمشاد خالی آکر زمین پر پڑی اور کئی ہاتھ زمین مین دھنس گئی اور دار شمشاد کی
جھونک مین دیو فلک بھی جھک گیا کہ شاخین اسکی زمین مین گڑ گئین نورالدہر پھرتی سے نکل کر آگے آئے
اور دونون ہاتھون سے شاخین پکڑکے بل دیا اور بزور قوت جھٹکا مارا کہ دونون شاخین دیو فلک کی
جڑ سے اکھڑ آئین دیو فلک سپید ہا انھونے پایا تھا کہ شاہزادے نے وہی شاخین اسکو کھینچ مارین کہ دیو فلک
زخمی ہوا اور بقصد بھاگنے کا کیا کہ نورالدہر نے جست کرکے ہاتھ اسکی گردن مین ڈالکے کھینچا آخر کار دیو فلک
بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان قریشیہ سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے
ہین اور قوت صاحبقرانی کا امتحان ہو رہا ہی پہر بھر کامل دیو فلک سے کشتی ہوئی انجام کو شاہزادہ نورالدہر نے
لشکر دیو فلک کا توڑا دیو فلک گھبرا گیا چھٹنے لگا یہان نورالدہر نے اسکو زمین سے اٹھا کر چرخ دیا اور نعرہ
اللہ اکبر کرکے جو زمین پر مارا گویا پہاڑ پھٹ کر گرا دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صداے تحسین و آفرین بلند
ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے دوڑ کے گلے سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ تحقیق شہر البحرین سلیمانی دیو قہقہہ سہ چشمی
کے یہان قید تھے مین نے اپنے دونون دیوون سے تمکو اٹھا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ میرے ان دونون
دیوؤن کو دیو قہقہہ ملعون کے دیو نے مار ڈالا شاہزادہ نورالدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان
کی ملکہ آسمان پری ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بسبب شرم و لحاظ اپنے بزرگونکے
اشارے سے نورالدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلادیے کہ آؤ گلے سے لگ جاؤ پروردگار نے
ہماری دعا کو قبول کیا کہ اس بلا سے محفوظ رہے اور جان بچ گئی شاہزادہ نے بھی اشارے سے
جواب دیا صبر کرو صبر کرو عنقریب ہی کہ دور جام شراب وصال ہو اور بوس و کنار سے الا اتصال ہو بہادری
شجاعت اور زور و طاقت جو شاہزادہ نورالدہر کی دیکھی تمام دیو تھر تھر رعب و جلال نبیرہ حمزہ سے
کانپنے لگے ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہوگئین ملکہ قریشیہ سلطان نے

پوچھا کہ اے شاہزادہ تمھارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ نام
نورالدہر ہے میں نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان زلزلۂ قاف کوچک سلیمان ہوں اور فرزند جگر بند سرفتنہ باختر
شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہوں ملکہ قریشیہ سلطان نے اُسی وقت تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان
نامور منگا کر جو چہرہ خورشید جمال نورالدہر سے مطابق کی سرمو فرق نہ تھا خوش ہو کے ملکہ آسمان پری
نے کہا لو صاحب خوش ہو خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیجدیا اب مبارک ہو والا تو آج ہی یہیں سے سامان برات
مہیا کر کے انکو قاف میں لیچلو یہ سنکے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان ماہ لقا جمع ہوئے شہزادہ نورالدہر
کو حمام کرایا پوشاک بدلوائی طرہ بدھی پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو عروس بنایا جوڑا سہانا پہنا گہنا پھولوں کا
زیب جسم کیا سہرا باندھ کے تخت عروسی پر دونوں کو سوار کیا گرد تمام دیوزاد اور پریزاد شاد و شاد و بصد ہزار دھوم
عجب کر و فر سے برات لیکر پردۂ قاف کی طرف چلے ایک تخت پر ملکہ قریشیہ سلطان اور ایک تخت پر سلیمان پری
ایک تخت پر عثمان پری اور ایک تخت پر آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علیحدہ علیحدہ تخت پر بیٹھے ہوئے
برات شاہزادہ نورالدہر و ملکہ جواہر پری کی گھر لیے جاتے ہیں راہ میں ایک پہاڑ ملا جب اس کوہ کے قریب
برات پہونچی قضاے کار ملک گوہر شاہ مالک طلسم گوہر بار سلیمانی کہ برائے سیر کوہ آیا تھا اُسنے دور سے دیکھا
کہ ایک برات پریزادوں کا ہوش لیے جاتے ہیں اور آگے پیچھے بہت سے تخت پر لوگ دیو لیے جاتے ہیں مجمع
کثیر ہے ہزاروں کی بھیڑ ہے فوراً گوہر شاہ نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور اُٹھاکر ہاتھ بلند کرکے روشنی چراغ
کی تمام برات کو دکھائی جیسے ہی عکس چراغوں کی روشنی کا پڑا فوراً سبکے سب بیہوش ہو گئے گوہر شاہ قریب
انکے آیا دولہا دلہن کو اور ملکہ قریشیہ سلطان کو اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرکے لے گیا اور تمام
برات کو چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سبکی آنکھیں کھلیں ہوشیار ہوئے بیہوشی دور ہوئی دیکھا کہ نہ تو
دولہا دلہن ہیں اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ قریشیہ سلطان ہیں سب کے سب مایوس ہو کر آہ و زاری
کرتے ہوئے بصد رنج و الم پردۂ قاف کی طرف چلے اب ادھر کا حال سُنیے کہ گوہر شاہ جو نورالدہر و ملکہ جواہر پری
وغیرہ کو گرفتار کرکے لایا غل و زنجیر میں قید کرکے زندان خانے میں بھیجدیا جب نورالدہر وغیرہ ہوشیار ہوئے
اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا نام تیرا شاہزادے نے فرمایا میرا نام نورالدہر ہے میں نبیرۂ صاحبقران فرزند
بدیع الزمان ہوں گوہر ملک نے کہا تو ہی طلسم کشا ہے خوب اسوقت ہاتھ آگیا کل تجھکو قتل کرونگا یہ پریاں
کون کون ہیں نورالدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی ہے اسکے ساتھ میری شادی ہوئی
اور وہ ملکہ قریشیہ سلطان ہے اور یہ ملکہ آسمان پری ماں جواہر پری کی ہے گوہر شاہ نے کہا سبکو کل
قتل کرونگا یہ کہکر پھر نورالدہر کو زندان خانے میں بھیجدیا اجروس جنی کہ بیٹا گوہر شاہ کا ہے اسکو خبر ہوئی
کہ نبیرۂ حمزہ اور کچھ پری زادوں کو گوہر شاہ نے گرفتار کرکے غل و زنجیر زندان خانے میں قید کیا ہے یہ سنکے
اجروس جنی مشتاق دید گرفتاران زندان خانے میں آیا دیکھا کہ ایک نبیرۂ حمزہ اور تین پریاں قید ہیں جسوقت
نگاہ اجروس جنی کی جمال چہرہ بیمثال نورالدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہو گیا اور دل میں محبت نورالدہر کی
پیدا ہوئی دل میں کہا کہ افسوس صد افسوس ایسا جوان رعنا مہر صورت ماہ پیکر حسین شکیل جمیل طرحدار
شجاع جرار نامدار کل قتل ہو جائیگا اسکی رہائی کی کچھ کوشش کرنا چاہیے یہ سوچ کر اپنی ماں کے پاس آیا اور
سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے والدہ مجکو نبیرۂ حمزہ کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ ہوا اور جب سے

ہین نے اُسکو دیکھا ہو اُسوقت سے اُس سے محبت دلی مجکو ہو گئی ہو کوئی تدبیر ایسی بتائیے کہ وہ رہا ہو کر بچ جانے
ماں نے اُسکی کہا اے اجرو س تو کیون رنج کرتا ہو مین تجکو تدبیر بتائے دیتی ہون تو چراغ جمشید جلا کر اپنے باپ
کو بیہوش کر کے گرفتار کر اور ان سب قیدیون کو چھوڑ دے یہ سُنکے اجروس جنی خوش ہوا اور اُسی وقت چراغ
جمشیدی جلا کر جو گوہر شاہ پر عکس اُس چراغ کی روشنی کا ڈالا فوراً گوہر شاہ بیہوش ہو گیا اجروس جنی نے گوہر شاہ
کو غل و زنجیر مین اسیر کیا اور شہزادہ نور الدہر وغیرہ کو رہا کر دیا اور ہاتھ باندھ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار مین حضور کا عاشق و شیدا ہون اور شل غلام حلقہ بگوش
کے مجکو تصور کیجیے آپ کی محبت سے مین نے اپنے باپ گوہر شاہ مالک طلسم گوہر بار کو قید کیا ہو کہ اُسنے
آپ کو گرفتار کیا تھا اُسنے میرے ساتھ ملاحظہ کیجیے یہ کہکے سب قیدیون کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور گوہر شاہ
کو ہوشیار کیا جب گوہر شاہ ہوشیار ہوا اجروس سے کہا کہ مجھے کیون تو نے گرفتار کیا اور نبیرۂ حمزہ کو کیون
چھوڑ دیا اجروس جنی نے کہا آپ کو اس جوان عالیشان خورشید رو سمن بو دلیر بہادر صاحب شان و شوکت
عالی خاندان والا شان پر رحم نہ آیا کوئی ایسے شاہزادۂ بلند مرتبت کو قید کرتا ہو اور قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہی
گوہر شاہ نے کہا اے اجروس یہی طلسم کشا ہی طلسم گوہر بار کو مٹا دیگا شہر کو برباد کر دیگا مجکو تجکو قتل
کر کے رواج دین اسلام کا دیگا اجروس جنی نے کہا اگر آپ اسکے ساتھ کوئی احسان کیجیے گا تو یہ بھی آپکے
ساتھ برائی نہ کریگا یہ بڑا عالی خاندان صاحب عز و شان ہو احسان فراموش اور ہوتے ہین یہ ایسا
نہ کریگا اور سوا اسکے بقول اللہ تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان گوہر شاہ نے کہا اے اجروس
نبیرۂ حمزہ سے تو عہد کر لے کہ اگر تم طلسم نیرنگ کو فتح کرو تو تمکو چھوڑ دون اور دین اسلام قبول کر دون
شاہزادہ نور الدہر نامدار نے فرمایا کہ تو مجکو راستہ نیرنگ کا بتا دیتا ہی بافضال ایزدی و پروردگار عالم
طلسم نیرنگ کو فتح کر دونگا یہ سنکر اجروس جنی نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ بھی اقرار کیجیے کہ بعد رہا ہو جانے
کے شاہزادہ نور الدہر سے بہ دغا نہ پیش آؤنگا ورنہ مین ابھی آپ کو قتل کرتا ہون اور نبیرۂ حمزہ کو چھوڑے
دیتا ہون گوہر شاہ نے بہ قسم اقرار کیا کہ اگر نبیرۂ حمزہ طلسم نیرنگ فتح کریگا تو مین دغا سے نہ پیش آؤنگا اجروس جنی
نے یہ سنکر گوہر شاہ کو رہا کیا اور صحبت عیش و عشرت برپا کی جام شراب گردش مین آیا بڑی دھوم سے دعوت
و ضیافت سبکی کی تمام رات ناچ و راگ و رنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے
ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ جواہر پری کو رخصت کیا ملکہ قریشیہ سلطان
اور ملکہ آسمان پری نور الدہر کو گلے سے لگا کر رونے لگین اور دعائین دے کر کہتی تھین کہ پروردگار عالم
پھر تمکو بخیر و عافیت و بہ فتح و نصرت ہمسے ملائے یہ کہکر رخصت ہوئین اور پردۂ قاف کی طرف
بعجلت تمام روانہ ہوئین

اب دو کلمے داستان عجائب و حیرت نشان بیان ہوتے ہین کہ شہزادہ والا تبار نور الدہر
عالی وقار ابن بدیع الزمان نامدار بصد عز و افتخار طلسم نیرنگ کے فتح کرنے کو روانہ ہوئے ہین

مدہوش ہوں او ساقی بے خبر	کہ پیچار ومی اب ورا بے خبر	عطا کر کوئی جام اگر اور ہر	شراب طلسمات کا دور ہے
صدا قلقل مے کی ہو یوں بلند	چھلکتا ہے جیسے طلسم سپند	نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم	فقط عنصری کا ہے یہ طلسم
طلسم اب کرو فتح یہ تاک ہو	کہ اندوہین یہ رند بیباک ہے	گلابی پلا مجھکو بھی ساقیا	کہ ہر جام مینا وہی پُر مینا

بلا ظلم کا سامان نہ حاشا دکھا | عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
عجائب غرائب تماشا دکھا | کہ زاہد بھی ہو نیٹھونکو جائے مدام
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور | سحر چاہیے وہ مے پر بہار
کہ ہو غنچہ دل کو میرے سرور | کہ ہو دور گردون بھی غمخوار

دیگر خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بہار چیست
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
شد تہی شیشہ عمر از مے ہستی و ہنوز
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
اشعار قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ساغر پہ ساغر آج چڑھائینگے بزم مین
پڑ جاتا ہے جو عکس رخ لاجواب کا

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
دیگر فصل گل قیت و حریفانہ شرابی نہ زدم
بزم می گرم نشد سیخ کبابے نہ زدم
دیگر ساقی بخور بادہ کہ افروز جام ما
چھپنا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
ہرگز کرینگے خوف نہ روز حساب کا
بیت نحن سنج و غواص دریاے ہوش

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شناس
بر لب شیشہ دل قطرہ آبے نہ زدم
شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
ساغر مین دیکھ لیتے ہین خورشید کی ضیا
چنین ریخت گوہر بدامان گوش

رہروان طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب غواصان طلسم و سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین و طلسم کشایان وبادیہ پیمایان صحراے وحشت آگین انساف کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دے کر بصد کروفر اس راہ پرخطر طلسم کو یون طے کرتے ہین کہ جب شاہزادہ عالی منزلت نور الدہر ذی مرتبت ابن بدیع الزمان نے بصد صولت و شوکت ملکہ فرشتہ سلطان وملکہ آسمان پری کو رخصت کیا اجروس جنی سے کہا اے برادر اب تم مجکو راستے سے طلسم نیرنگ کے لگا دو اور نشان راہ اُس دشت و صحرا کا بتا دو اجروس جنی ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادہ نور الدہر نامدار ہوا اور اُس صحراے پرخطر تک آیا جہان سے ڈانڈا طلسم نیرنگ کا لگا ہوا تھا وہان ٹھہر کر اجروس جنی نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار خدا حافظ و ناصر مین یہان سے آگے نہین جا سکتا ہون آپ تشریف لیجائیے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً یہ غلام بھی کہین نہ کہین مل جایا کریگا اگر حضور کے ہمراہ نہین رہ سکتا اجروس جنی قدمبوس ہو کر شاہزادے سے رخصت ہوا اور جانب صحراے پرآشوب مرکب کو ہٹایا مثل باد صبا گھوڑا اڑا دو صحراے وحشت انگیز و دشت بلاخیز کو سون تک سنسان نہ انسان نہ حیوان نہ کوئی درندہ نہ پرندہ نہ چرندہ کوئی درخت سایہ دار دور تک چٹیل میدان تمازت مہر عروج پر دھوپ کڑی خاک گرم اُڑتی ہوئی ذرہ خاک صحرا و میدان دشت صورت بھنبھنے بگولے جا بجا اُڑتے ہوئے پیاس کی شدت پسینہ مین از سر تا پا غرق گھوڑا ہانپتا ہوا کف منہ سے جاری عرق جسم کے قطرے ٹپکتے ہوئے مجبور و ناچار نور الدہر نامدار و نور طلسم کشائی مین چلے جاتے ہین دن بھر مرکب تیز رو مثل باد تند اُڑاتے ہوئے چلے رات ہو گئی ایک مقام پر گھوڑا روک لیا تھم گئے خیال مین آیا کہ آج کی رات اسی جگہ مقام کیجیے صبح کو پھر کسی طرف کی راہ لیجیے یہ سوچ کے مرکب سے اُترے زین پوش بچھا کر اُسی میدان مین لیٹ رہے راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے تھکے ماندے سو گئے فوراً خواب ہوا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک پیر مرد بصد عزت و توقیر تشریف لائے ہین اور سرہانے کھڑے ہوئے ہین نور الدہر اُسی خواب مین سلام کو جھکا اس پیر مرد نے شاہزادے کا سر سینہ سے لگایا اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا اے شاہزادہ نور الدہر تو بڑا نصیبے ور ہے کہ بخت رسا تجکو اس وحشت و بیابان مین لایا انشاء اللہ بمراد دلی کامیاب ہوگا اور طلسم نیرنگ کو تو فتح کریگا اور خزانہ طلسمی اور مال و اسباب تیرے ہاتھ آئیگا وہ دولت لازوال ملیگی کہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوئی ہوگی

اور ایک نازنین پری پیکر حور رخ ماہ جبین مہر تمکین صاحب حسن و جمال کہ اپنا نظیر انسان و جن پری مین نہین رکھتی ہے
عاشق و شیدا ایزدی ہوگی بعد فتح طلسم اسکو مالک و مختار کرنا اے شاہزادہ نور الدہر بہت ہوشیار و خبردار رہنا غفلت
کسی مقام پر کرنا اب تو بسم اللہ کہکے ہنگام صبح جانب مشرق روانہ ہو تین فرسنگ کے بعد ظہور طلسم ہوگا پھر اس پیر مرد نے
ایک انگوٹھی مثل انگشتری سلیمانی کہ وہ ہمہ صفت موصوف تھی عنایت کی اور فرمایا کہ اس انگوٹھی کی بہت احتیاط
اور نگہبانی کرنا یہ انگوٹھی ہر جگہ تمھارے کام آئیگی اسکی برکت سے کوہ سخت موم ہو جاے گا آتش و آب و ہوا
و خاک کا کام سب اس سے متعلق ہی دریا مین کشتی ہی خشکی اور تازگی جگر کو بخشتے بھوک پیاس مین کام آوے جنگ و
جدال مین تیغ و سپر بجاے دشمن کو زیر کرے بلا کو ٹالے ڈوبتے ہوے کو طوفان سے نکالے اور دو اسم جو اسپر
کندہ ہین یکبعد دیگر مرتبہ پڑھنا ایک دریا جوش ماریگا ایک حباب پیدا ہوگا اور قریب تیرے لہراتا ہوا آویگا تو
اس انگوٹھی کو منھ مین رکھ لینا اور داہنی طرف دیکھنا ایک سنگ سفید نظر آئیگا پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھنا اسکے پاس
ایک سنگ فیروزہ رنگ آئیگا اسپر بیٹھکے روانہ ہونا ورنہ اس دریاے ذخار مین تو ڈوب جائیگا غرضکہ وہ مرد پیر سب
تدبیرین فہمائش کرکے غائب ہو گیا شاہزادہ نور الدہر صبح کو بیدار ہوا دیکھا کہ ہاتھ مین وہی انگوٹھی ہی شکر خدا
بجالایا اور زین پوش گھوڑے پر ڈالکر سوار ہوا اور جانب منزل مقصود روانہ ہوا آگے بڑھکر بموجب حکم پیر مرد
اسم پڑھا ایک بحر ذخار جوش مارتا ہوا داہنی طرف دیکھا کہ ایک سنگ سفید ہی اسکی طرف چلے کہ اسکے پاس پانی مین
بہتا ہوا ایک سنگ فیروزی آیا اسپر نور الدہر سوار ہوا وہ سنگ مثل کشتی آب روان پر چلا اور انگوٹھی کو شاہزادے
نے منھ مین رکھ لیا بھوک پیاس دفع ہوگی ایک ہفتہ اسی سنگ کشتی نما دریا مین چلے آٹھوین روز ایک گنبد
شکست نظر آیا اور کشتی بلورین اس شکست گنبد سے پیدا ہوئی وہ بہتی ہوئی قریب شاہزادے نور الدہر
کے آئی اسپر شاہزادہ نور الدہر سوار ہوا وہ کشتی بلورین موجزن ہوئی پانی مین بہتے بہتے ایک طرف کو روانہ
ہوئی دو ساعت مین پانچ سو فرسنگ وہ کشتی نکل گئی ناگہان تلاطم آب روان پیدا ہوا طوفان نظر آیا حباب
ساحل سے ٹکرانے لگے موجین آب دم شمشیر ہوگئین اس طوفان مین ایک نہنگ آتشی پیدا ہوا اور وہ قریب
اس کشتی بلورین کے آیا اور بزور دم کشی کی اور شعلہ آتش منھ سے نکالے دریا مین آگ لگ گئی پانی کھولنے
لگا حدت سے اسکی شاہزادہ نور الدہر بیہوش ہوگیا وہ کشتی اسی گرداب طوفان مین ڈگمگانے لگی

اب دو سطرے داستان حیرت بیان پہونچنا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا صحراے منقش نگار مین بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان صحراے مصیبت و مصیبت خیزان بیابان صعوبت اس داستان وحشت بیان کو یون
زیر قلم جواہر رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان حدت گرمی سے بیہوش ہوگئے
نہین معلوم کشتی کہان جاتی ہی آپ کہان ہین مگر بعد چند ساعت کے جو ہوش آیا آنکھین کھولین نہ وہ دریا
نظر آیا نہ کشتی کو پایا اپنے تئین ایک صحراے بینو سواد مین پڑے دیکھا کہ نام اس صحرا کا منقش نگار ہی
ہر برگ کا وہ تار مقیشی مینا کار معلوم ہوتا ہی اور ایسا اس صحرا مین چمک ہی کہ چشم خیرہ کی کرتی ہی ہر درخت
جواہر نگار ٹہنیان ہیرے کی پتے زمرد کے خوشہ ثمر نخل یاقوت کے نظر آتے ہین اور بعضے درخت
چاندی سونے کے ہین کہ پتے اُن مین مینا کا ہین اور پھل مروارید کے ہین اور قطرے شبنم کے اُن
پتون پر جو شب کو گرے ہین گویا گوہر آبدار جڑے ہین ہواے خوشنما چلی آتی ہی نسیم اٹھلاتی ہی

فزاے دلچسپ روح کو تازگی دیتی ہو طایر عجب رنگ کے ہین کوئی سونے کا طایر ہو کوئی چاندی کا کوئی زمردنما
ہو کوئی یاقوتی ہو شاخون پر بیٹھے چہک رہے ہین گل ہر رنگ کے جابجا مہک رہے ہین غنچے مسکرا مسکرا کر چٹک
رہے ہین اُن درختون کے ہر برگ اور ہر شاخ سے آواز یہ آرہی ہو کہ افسوس صد افسوس گل نودمیدہ
گلزار صاحبقران دہر بوستان بدیع الزمان یعنی نور الدہر عالیشان کس خارستان بلا مین پھنسا آب
بہار جوانی پر اسکے خزان آجائیگی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر کا دل ہلگیا پروردگار عالم کی طرف دل رجوع
کیا وہ وقت صبح صادق کا تھا توکل بخدا کرکے ایک طرف چل کھڑے ہوے مگر چہرہ اُداس عالم یاس
دل مین یاد پروردگار زبان پر حمد ثناے کارساز مطلق ابھی چند قدم چلے تھے دیکھا کہ سامنے
ایک قلعہ صدف آبدار کا ہو اور صبح کو جو ہنگام طلوع نیر اعظم ہو اور عکس جو آفتاب کا اس پر پڑتا ہو
مثل گوہر آبدار کے تجلے ہو روشنی اُسکی صورت ید بیضا جلوہ گری کرتی ہو اور کنگورے اُس قلعہ
کے طلائی ہین اور اُسپر گل بوٹے ترشے ہوے یاقوت اور زمرد کے جڑے ہین اور ہر کنگورے
کی نوک پہ ایک ایک گوہر شب چراغ نصب ہو اور اُس قلعہ کا پھاٹک اتنا بڑا اور چوڑا ہو کہ چار فیل
مست اُس پھاٹک کو روز بند کرتے ہین مگر اُس در قلعہ پر صفا پر ایک تاجدار لباس سفید پہنے ہوے
تاج الماس سر پر رکھے ہوے اور چار قسب مروارید در پر کرسی جواہر نگار پر متمکن ہو اور ایک ہاتھ
مین جام الماس تراش ہو اور دوسرے ہاتھ مین صراحی یاقوت نگار ہو کبھی وہ تاجدار شراب گلرنگ سے
جام بھرتا ہو اور کبھی جام سے صراحی مین وہ شراب اُنڈیلتا ہو اور اُسکے دہنے بائین دو نازنینان مہر تمثال
وحسینان ماہ جمال نخچیر پریزادان الماس پوش پہ منہ سر خمیدہ کمر دست بستہ کھڑی ہین اور وہ حسن اُنکا
ہو کہ آفتاب و مہتاب کو تاب نظارہ نہین ہو سر سے پانک دریاے جواہر مین غرق ہین اور گیسوے تابدار
نازنینون کے ایسے ہین کہ اگر بالاے بام قلعہ سے مثل تار کمند کے لٹکائین تو زمین پر پہونچین اور جو زمین
سے قلعہ کی دیوار پر پھینکین تو مانند حلقہاے کمند کے جا پڑین اور بال بال گوہر شاہوار پرویا ہوا اور خوشبو سے
اُن زلف عنبر کی تمام صحرا بسا ہوا ہو اور اُس قلعہ کے چار کونون پر چار برج ہین اور ہر ایک برج کی شکل
مثل اسد خونخوار کے ہو اور بال اُن شیرون کے مانند تار مقیش کے چمکتے ہوے اور روشن
ہین اور پشت پر اُن شیرون کی ایک ایک چاندی کا پتلا ڈھلا ہوا ہو اور اُن پتلون کے ہاتھ مین ماہی
مراتب بصد کر و فر ہو کہ ذکر اسکا خلاصہ عرض کیا جائیگا اور ایک لکہ ابر سفید بالاے سر تاجدار مثل
آئینہ سکندری کے سایہ کیے ہوے ہو اور اس سے ابر باران مروارید سفید ہو گویا آسمان سے زمین تک
مینہ انکا سہرا بندھا ہوا ہو اور ہر قطرہ آب ٹپا ہوتی ہو اور ہر موتی مثل قمقمہ خورشید کے درخشان ہو یہ
حال ہو کہ زیر ابر گرد اُس تاجدار کے موتیون کا انبار ہو اور گرد اُس قلعہ صدفی کے بلور کے خندق ہین اور
ایک گھاٹ کلان الماس تراش خندق پر کھڑا ہی ہو جس طرح سے سڑک آہنی پہ ریل ہوتی ہو کہ دو پاؤن
اُس گھاٹ کے اُس پار خندق کے ہین اور دو پاؤن گھاٹ کے اس پار خندق کے ہین اور شاخین گھاٹ
کی بہت بڑی بڑی خم کھائی ہوئی زمین مین پیوست ہین گویا پھاٹک اُس قلعہ کا ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہو
اور ایک زینہ بلورین گھاٹ کی پشت پر اور پشت اُس گھاٹ کی وسعت مین بہت چوڑی ہو کہ دو آدمی اُسپر
پہونچان مین برابر بیٹھین اور تکیون سے گھاٹ کے دو فوارے دودھ کے جاری ہین کہ وہ خندق مین

گرتے ہین اور خندق لبالب کنارون تک دودھ سے بھری ہی گویا دریاے شیر موجزن ہی اور دیو مردار بداہیت
گرتے ہین اُنکا خود بخود گنبد بنکر تیار ہوتا ہی اور جا بجا بالاے قلعہ نصب ہو جاتا ہی اور ہر ایک گنبد مین عجائب
و غرائب طلسم کا کارخانہ ہی کسی برج مین دو پہلوان کشتی لڑتے ہین اور کسی برج مین دو شخص پیچ کرتے ہین
اور کسی برج مین عقد عروسی ہی کہ عاشق و معشوق بوس و کنار مین مشغول ہین اور کسی برج مین کوئی
عورت نازنین لڑکا جنتی ہی غرضکہ اسی طرح عجائبات ہر برج مین ہین شاہزادہ نور الدہر یہ کارخانہ
طلسم دیکھکر بہت متحیر ہوے

اب دو کلمے داستان عجائب بیان جاتا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا پل گاو پر سے قلعہ مین

طلسم نمایان عجائب و غرائب رنگین طراز و نقش نگاران طلسمات شعبدہ باز نوانداز اس مضمون حیرت خیز و وحشت
انگیز کو بزاد قلم عجائب رقم سے یون منقش کرتے ہین کہ جب شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے یہ
کارخانہ طلسم مشاہدہ کیا طوطی آئینہ حیران حیران دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قدم جانب قلعہ بڑھایا
اور انگوٹھی کو کھینہ سے نکالکے دعاے انگشتری پڑھنا شروع کی قریب اُس گاے کے پہونچا اور دعا
پڑھکر اسپر سوار ہوا ابھی اچھی طرح سے گاے پر نہ بیٹھا تھا کہ اس گاے نے تین بار آواز دی یا ساحری
یا ساحری صداے گاو صحراے منقش نگار مین گونج گئی زمین کو تزلزل ہوا تمام قلعہ مین تلاطم پڑگیا وہ
ناہید ارکہ جو کرسی جواہر نگار پر بیٹھا تھا جلدی سے اُٹھے جام و صراحی ہاتھ سے بمد قد کرکے شہزادہ نور الدہر
پر خندق پر آب مین ڈالدیا کہ شیر دون مین تلاطم پڑگیا اب جو نور الدہر نے دیکھا ہزارہا کشتیان لیے ہوے
بنچہر تورے پوش مرصع کار پڑے ہوے نازنینان پری پیکر چلی آتی ہین اور ہر کشتی مین سامان آرائش عروسی اور تختہ ہاے گل کاغذ
سعدہ عمدہ تمرانی دل و جگر کے نیے فرزو دون کے سرون پر ہین اور مشعلین جنکی بتیان طلائی اور تخشا تجر نقرئی ہزارہا روشن ہین اور
جلوس بیحد تھا اور ان کشتیون مین عجب سامان تھا کوئی تھا کسی مین نقل و بادام کسی مین مٹھائی کسی مین خلعت عروسی کسی مین
قند کے تودے کسی مین گلوریان کسی مین گہنا یعنی زیور کسی مین سہرا یقینی جسپر کرن خورشید تابان کی نثار ہو اور ادہر
قلعہ کے دو پہر برادین جھکی ہوئی تماشا دیکھتی تھین لیکایک وہ سیدھی ہوگئین اور ہاتھون مین جھتابین آتشبازی
کی لیکر داغ دین تمام صحراے لق و دق و میدان وسیع روشن اور منور ہوگیا اُن جھتابون کی روشنی کا جو عکس قلعہ
مین چار طرف پھیلا ہزار ہا پتلے مرصع کار اور جواہر نگار چار طرف دیوار ہاے قلعہ پر نظر آنے لگے اور پلہ ہاے
نازنینان پری پیکر نے جو بال اپنے لٹکا دیے زمین پر مثل مار سیاہ کے لوٹنے لگے اور سو دو سو پتلے دہی تار ہاے
گیسوان تھام نیچے قلعہ کے اُتر آئے اور جسین تیلونکے یہ سب سامان تھے کوئی تھالی سونے کی
لیے تھا اسمین حناے خوشرنگ و باریک پسی ہوئی کسی کے ہاتھ مین تھالی اُسمین سرمہ دانی اور سلائی اور شانہ
اور روغن خوشبو مثل عطر سوہاگ کے کسی کے ہاتھ مین آئینہ اسکندری اور کسی کے ہاتھ مین غازہ گلگونہ کسی کے
ہاتھ مین کشتی سہرے کی اور کوئی کشتی خلعت عروسی لیے ہوے کسی کے سر پر چوکی جواہر نگار کسی کے ہاتھ مین
سبو چہ طلائی پر از آب گو ہر ناب اب جو نور الدہر نے دیکھا ایک خیمہ عالیشان مرصع نگار استادہ ہی وہین
یہ سب لاکے جمع کیا اور نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ سب اُس خیمہ فلک حشم مین لے گئین حمام کرایا پوشاک
شاہانہ براے عروسی پہنائی تمام جسم و لباس مین عطر ملا بالون مین شانہ کیا آنکھون مین سرمہ دیا

نرگس نے شرم سے منھ پھیر لیا تاج جواہر نگار سر پر رکھا پھولوں کا گہنا پہنایا دست و پا حنا بند کر کے سہرا باندھا مسند شاہانہ پر زیر شامیانہ یاقوت نگار کو بٹھایا اور سب مثل براتیوں کے بیٹھے تھوڑی دیر تک ناچ ہوا بعد سب جلوس آراستہ مثل برات کے لیچلے شاہزادہ نوشاہ کو کشتی مروارید پر سوار کیا اور ہزار ہا کشتیوں پر سب براتی سوار ہوئے اس خندق پر خشک میں کشتیاں رواں ہوئیں ناظرین پر واضح ہو کہ طول کا تو خندق کے کہیں پتا نہیں مگر عرض اس خندق کا ہزار گز کا تھا دولہا کی کشتی آگے روشن چوکی اور باجے ہر رنگ کے بجتے تھے رقاصان پربدشمائل ناچتے ہوئے چلے جاتے تھے دو پٹے چپ و راس دولہا کے مور چھل ہلا رہے تھے

اب حال گوشۂ اول یعنی برج اول کا بیان کیا جاتا ہی

یہانتک کہ گوشۂ اول قلعہ کے یعنی برج اول میں پہونچے کہ وہ برج زبرجد کا تھا اس برج کا پتلہ شیر پر سوار تھا مع شیر کود پڑا اور شریک جلوس برات شاہزادہ ہوا اور اسکے ہاتھ میں شمع تھی وہ بھی بجانے لگا جب برج کے اندر برات پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ یہاں شام کا وقت ہی آفتاب غروب ہو چکا ہی مہتاب طلوع ہوا ہی اور شفق یاقوت رنگ آسمان پر ظاہر ہی مگر شفق سے بارش خون برابر ہی کہ تمام خندق خون سے بھری ہوئی ہی اور جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا ہی مثل چراغ کے روشن ہوتا ہی انہیں قطروں خون کے ہزارہا چراغ ضیا بار ہیں اور دروازے پر بادشاہ کے سب سرخ پوش ہیں اور زیور یاقوت نگار پہنے ہیں اور ہاتھوں میں سب کے مقراضیں اور تختہ کاغذ سرخ کا ہی وہ سب مقراض سے پرچے کاغذ کے کاٹ کاٹ کے ہوا میں اڑا رہے ہیں سب پرچے کاغذ کے اڑ اڑ کر مثل قمقمہ او قندیل کے معلق ہوا پر روشن ہیں تمام برات کا جلوس اور دولہا سیر کرتا ہوا عد گوشہ یعنی برج اول سے گذر کر برج دوم پر پہونچا

اب حال گوشۂ دوم یعنی برج دوم کا بیان کیا جاتا ہی

سب نے دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار نشان اسکے ہاتھ میں ہی وہ پتلہ برات کو آتے دیکھتے ہی مع شیر برج سے کود پڑا اور شریک جلوس برات ہوا برات کو لیکر وہ پتلہ آگے آگے نشان لیے ہوئے جانب مغرب کی طرف چلا وہاں وقت نصف شب کا تھا اور روشنی چاند کی تیزی پر تھی وہ تاجدار کہ جسکو در قلعہ پر بیٹھے دیکھا تھا لباس گلشنی پہنے ہوئے اور زیور نیلم زیب جسم کیے ہوئے مجمر آتشیں ہاتھ میں لیے ہوئے خوشبویات سلگا رہا ہی اور کبھی مجمر کو رکھکر مقراض سے تار مقیش کے طلائی اور نقرئی کتر کتر کے ہوا میں اڑا دیتا ہی وہ ریزہ ہائے تار مقیش طلائی نقرئی مثل ستاروں کے ہزارہا معلق ہوا پر روشن ہیں اس مقام پر جو خندق کو دیکھا تو روشنائی دوات کی بھری ہوئی ہی سب کے سب تماشا دیکھتے ہوئے گوشۂ سوم یعنی برج سوم میں پہونچے

اب حال گوشۂ سوم یعنی برج سوم کا بیان کیا جاتا ہی

دیکھا سب نے کہ یہاں بھی ایک پتلہ شیر پر سوار ماہی مراتب طلائی اسکے ہاتھ میں ہی مع شیر برج سے کود کر شریک جلوس برات نوشاہ ہوا اس برج میں جو پہونچے تو وقت نصف النہار کا دیکھا ٹھیک دوپہر اور زمین و آسمان پکھراج نگار ہی اور جو چیز برج میں ہی وہ پکھراج نگار ہی وہاں بھی ایک تاجدار پکھراج پوش اور چتر پکھراج اسکے سر پر لگا ہی اور ایک آئینہ پکھراج کا اسکے ہاتھ میں ہی کہ عکس اسکا جو آفتاب پر پڑتا ہی

عجب کیفیت دھوپ چھاؤن کی نظر آتی ہی اور کوسون اُس آئینہ کا عکس دوڑتا ہی مگر تمازت آفتاب قیامت کی ہی شاہزادہ حدت سے اسکی نہایت بیچین و مضطر ہوا وہان خندق مین آب زعفرانی رنگ کا بھرا ہوا ہی یہ سب سیر کرتا شاہزادہ مع برات کے برج چہارم پر پہونچا

اب حال کوشۂ چہارم یعنی برج چہارم کا بیان کیا جاتا ہی

دیکھا کہ ایک پتلا شیر پر سوار ڈنکا آگے رکھا ہوا اور چوب ہاتھ مین ہی برات دیکھتے ہی مع شیر کود پڑا اور ہمراہ جلوس ہو لیا اور ڈنکا دھوان دھون پیٹنے لگا یہانتک کہ تمام برج کو طی کر کے حد اول تک پہونچے دیکھا وقت صبح کا ہی اور خندق شیر سفید و آبدار سے موجزن ہی جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہان سے برات چلی تھی دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا اور تمام پریزادان زن و مرد زرگوش مرصع پوش عروس کی طرف سے تختہای زرنگار دوش پر لیے منتظر دولھا کے ہین دولھا کو دیکھتے ہی سب کے سب خوش ہوے اور استقبال کر کے شاہزادہ نورالدہر کو تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور لعل و گوہر نثار کرتے ہوے اور نوبت تاشے مرفے ہر رنگ کے باجے بجاتے ہوے قلعہ کے اندر چلے تماشائی ہزار در ہزار گرد و پیش تھے بڑا ہجوم عام تھا کتخدائی کا شور شادی کا اژدحام تھا پھر دروازہ اُسی طرح بند ہو گیا

اب دوسری داستان عشرت بیان جانا دولھا نے ہوے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا قلعہ طلسمی کے اندر و کتخدا ہونا نورالدہر کا دیگر حالات عجیب و غریب دیکھنا بیان کیے جاتے ہین

مشاطگان حجلۂ عروس وقت کتخدائی و جلوہ نمایان چہرۂ نوشاہ معنی حسن دلربائی عروس قلم شاہانہ رقم کے ساتھ عبارت آرائی طبع رسا کے یون منعقد کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان عالی منزلت بصد صولت و شوکت و بہ تجمل تمام مع براتی و جلوس وغیرہ داخل قلعہ طلسمی ہوے دیکھا کہ عروس کی طرف سے چند آدمی مستغرق بجواہر مع جلوس شاہانہ منتظر دولھا کے کھڑے ہین جب قریب قصر زمرد سواری دولھا کی پہونچی دولھا کو نہایت شان و شوکت سے قصر زمردین مین لاے کہ وہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ تھا رسم شربت وغیرہ کیا گیا بعد اسکے دیکھا کہ دو مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سرون پر عبائین و قبائین جسم مین جزبین زمردی ہاتھون مین سامنے سے ظاہر ہوے اور انھون نے عقد شاہزادہ نورالدہر ساتھ عروس کے پڑھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی رقاصان خوش گلو نے مبارکبادی ناچ ہونے لگا پھر شاہزادے کو محلسرا مین لاے رسم آرسی مصحف وغیرہ ہوا بعد اُسکے سامان رخصت عروس کا ہوا اسباب جہیز نکلنے لگا گنگا جمنی مسہری و پلنگ طلائی اور صندوق پٹارے چاندی سونے کے صدہا اور کجاوے ظروفات طلائی و نقرئی مسی کے ہزارہا اور گھوڑے اور ہاتھی جواہر مع ساز و عراق سے آراستہ محافہ زرنگار براے عروس غرضکہ دُلھن کو محافہ مین سوار کیا اور فیل مرصع کار پر دولھا کو بٹھایا تمام قلعہ طلسمی مین گشت کر کے قصر یاقوتی مین دولھا دلھن کو لاے بعد تمام رسومات عرف کے شب زفاف آئی شاہزادہ نورالدہر نے قصد مقاربت کیا مگر پہلے بوس و کنار خوب ہوا پھر بعد کشود بند عروس حور وش پیرزال عروس ایک آہ سرد کھینچ کے زار زار رونے لگی اور مثل ابر نوبہار دیدۂ گریان سے آنسو جاری تھے گویا جھڑی ساون بھادون کی لگ گئی اور شاہزادہ نورالدہر سے اُس عروس نے اسی عالم

اشکباری مین کہا کہ ای جوان رعنا مجھ بے نصیب نے کیا قصور تیرا کیا ہی جو تو مجھکو مارے ڈالتا ہی نور الدہر نے
حیران ہوکر کہا ای پری پیکر مین کیا کرتا ہون جو تو روتی ہی غرضکہ شاہزادہ عروس کی گریہ وزاری اور آہ وبیقراری
دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوکر یوہین صورت تصویر سکتے مین رہگیا اور یہان دریاے اشک عروس نے طغیانی کی
اسقدر آنسو بہے کہ بحر ذخار جوش مارنے لگا اور تمام اسباب غرق ہوگیا اور وہ عروس نمک کیطرح گھلنے لگی
پانی مین ملکر غرق ہوگئی کہ نشان بھی باقی نہ رہا تمام قصر اور اسباب ڈوب گیا نور الدہر بھی غوطے کھاتے کھاتے
بظاہر ڈوب گیا مگر بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا نہ وہ قصر پایا تو نہ اسباب جہیز نہ آرائش حجلہ
نہ عروس ہی اپنے تئین ایک حجرۂ تاریک مین مسلسل بہ طوق و زنجیر آہنی گرفتار پایا کہ ایک بوریاے کہنہ اور
نہایت شکست پر بیٹھا ہون تین دن اسی صورت سے گذرے کسی نے خبر بھی نہ لی اور نہ آب و غذا میسر
ہوئی چوتھے روز دیکھا کہ سامنے چند جلاد و ستمگار مثل فرشتگان عذاب جنکے ہاتھون مین آلات حرب طرح طرح
کے پاس شاہزادے کے آئے اور شاہزادے کو غضبناک ہوکر کھینچتے ہوئے لیکر چلے اور کہتے تھے ای
ظالم عروس پری پیکر کو تو نے مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کیا جاتا ہی شاہزادہ حیرت مین ہی اور اہل شہر حسن و
جمال شاہزادے پر تاسف کرتے ہین اور کہتے ہین ای جوان تجکو اپنی عروس پر رحم نہ آیا یہانتک کہ کشان
کشان شاہزادے کو ایوان سلطانی مین لائے وہان ملک مروارید سفید پوش کو دیکھا کہ تخت جواہر نگار
پر متمکن ہی اور تاج مرصع زیب سر ہی نور الدہر کو دیکھکر اُس بادشاہ نے کہا او ظالم اظلم او قاتل عروس
اول خطا تو نے یہ کی کہ اس طلسم مین داخل ہوا اگر ہمارے ارکان دولت نے تیرے ساتھ یہ سلوک
کیا جیسا کہ تیرے ظہور مین آیا اُسکے عوض مین تو نے عروس پری رو کہ جو حسن و جمال مین بے عدیل تھی
اُسکو تو نے مار ڈالا شاہزادۂ نور الدہر یہ سنکر بہت متعجب ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا عرض کرون یہ راز
میری سمجھ مین نہین آتا مین نے اُس عروس کو ہرگز نہیں مارا بلکہ اُن رسومات کو عمل مین لایا جنکا دنیا مین رواج
ہی مین خود حیرت مین ہون کہ یہ مین نے کیا کیا اور کیا ہوگیا اگر ایسا جانتا تو ہرگز ہرگز عروس کو ہاتھ نہ لگاتا
بادشاہ سنکے خاموش ہو رہا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ خواجہ مشتری اختر شمار مفتی طلسم کو جلد بلاؤ
فوراً ملازم شاہی گئے اور خواجہ مشتری کو ہمراہ لیکر آئے نور الدہر نے دیکھا کہ ایک مرد پیر کہ عمامہ
صندلی سر پر جبہ سفید زیب جسم چادر سفید نورانی نفیس و نادر دوش پر پڑی ہوئی ایک ہاتھ مین تسبیح مروارید
سفید اور دوسرے ہاتھ مین عصاے ضعیفی ریش سفید تا بہ ناف چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سن
پانچ ہزار برس کا دہنے بائین خادم تھامے ہوئے بہ تقدس تمام سامنے تخت بادشاہ مروارید کے آئے
بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم و تکریم کرکے بڑی عزت و افتخار سے ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور سب
کیفیت نور الدہر اور عروس کی بیان کی اور کہا کہ اس مسئلہ مین کیا حکم آپ کا ہی اس مجرم کو کیا سزا دیجاے
خواجہ نے کہا کہ بموجب کتاب طلسم کے صورت مسئلہ یہ ہی کہ اس مجرم کو بیابان نورانی مین کہ جو صحراے
قمر سیر مشہور ہی اس صورت سے قید ہو کہ قفس فولادی مین اسکو بند کرکے چاہ آسیا مین جو میل
بلند ہی اُسمین وہ قفس لٹکا دیا جاے مگر کھانا اسکو عمدہ اور لذیذ کھانے کو اور پانی سرد و شیرین
پینے کو دیا جاے بعد چالیس روز کے اگر یہ زندہ رہا تو قتل کیا جاے اور نگہبان مستعد اور بیدار ہمیشہ
مقرر ہون بادشاہ نے اُسی وقت قفس فولادی منگاکر نور الدہر کو قید کیا اور طائر چرخی کو طلب کیا

فوراً ایک طائر کلان اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اس قفس کو صحرائے قمر سیر مین چاہ آسیا کے میل پر لٹکا دے اُسوقت خواجہ نے قلم و دوات منگا کر سینہ پر کچھ طائر جنی کے لکھ دیا اور کہا بموجب اُسکے عمل کرنا طائر جنی کچھ چمکارا اور قفس شاہزادہ نور الدہر کو منقار سے پکڑ کر اُڑا ایمان شاہزادہ نور الدہر نے اُس تحریر خواجہ کو بخوبی نہ پڑھا کچھ پڑھنے سے رہگیا بسبب طائر جنی کے پرواز کرنے کے نگاہ نور الدہر کی تحریر پر قائم ہوئی انشاء اللہ اس تحریر سینہ طائر کا جو خواجہ مشتری اختر شمار منفی طلسم نے لکھا ہو آگے ذکر کیا جائیگا

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نور الدہر کا صحرائے قمر سیر میل چاہ آسیا پر قفس مین بند ہو کے بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان صحرائے رنج و ملال و مصیبت خیزان بیابان اندوہ و حزن نال کلک صعوبت سلک لوحیط بلائے چاہ طلسم کر کے مثل گردش فلک ناہنجار یون آسیا گردانی کرتے ہین کہ جب طائر جنی قفس شاہزادہ نور الدہر جن بدیع الزمان نامدار منقار مین لیکر بصد تیز پروازی اڑتا ہوا صحرائے قمر سیر مین پہونچا وہ وقت صبح کا تھا اس بیابان نورانی مین سوا سو میل بلورین بنے ہوئے تھے اور ہر میل سے اوپر ایک ایک ماہ شب چہاردہ درخشان تھا کہ تمام صحرا روشن تھا اور ہر میل مثل آسیا کے گردش مین اور ایک ایک قفس فولادی ہر میل پر لٹکا ہوا تھا اُس مین ایک ایک جوان رعنا صورتین مثل آفتاب و مہتاب کے قید تھا اور اُس صحرا مین ایک چاہ ہو کہ مثل آسیا کے اُسکو گردش ہو اور دور اُس چاہ کا پچیس ہزار گز کا ہو اور درمیان چاہ کے ایک میل بلورین نہایت بلند قائم ہو اور اوپر اُسکے ایک ماہ شب چہاردہ جلوہ گر ہو کہ جسکے روشنی سے تمام چاہ اور بیابان منور ہو طائر جنی پرواز کر کے اُس میل بلورین پر پہونچا اور قلابہ مین قفس نور الدہر کو لٹکا دیا اسقدر گردش اُسکی بڑھی کہ طائر خود بخود چرخ زنی کرنے لگے کسی ساعت قرار نہوا ہر شام کو طعام لذیذ اور آب سرد اور میوۂ خوشگوار آتے تھے اور تبدیلی پاسبانو کی ہر شام کو ہوا کرتی تھی یہ جانور چلے جاتے تھے اور دوسرے جانور نئے جو آتے تھے تو یہ جانور اپنا سینہ اُن جانوران جدید کے سینہ سے ملتے تھے انکے سینے کے نقش سب اُنکے سینون پر ظاہر ہوتے تھے اور وہ جانور اُن جانورون سے کہتے تھے کہ جو تحریر نقوش ہو اُسی پر عمل کرنا ہی حکم شاہ اور خواجہ مشتری ہی کسی وقت جانور غافل نہوتے تھے غرضکہ اسی صورت سے ایک مہینا گذرا دس روز قتل مین شاہزادہ نور الدہر کے باقی رہے ایک روز نور الدہر نے خیال کیا کہ یہ خط جو طائرون کے سینون پر تحریر ہین کچھ تو اُس روز پڑھا تھا باقی اسکا اب پڑھنا چاہیے یہ سوچ کر روشنی ماہتاب مین خط اُن طائرون کے سینہ کے پڑھے اُس مین تحریر تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے نظر بخدا رکھو تیری رہائی ہو جائیگی اپنے کو اس چاہ مین اگر گرا دے تو قید سے چھوٹ جاے پھر خیال مین آیا کہ انگشتری کو بہت دنون سے نہین دیکھا ہی جب سے ہم بلا مین پھنسے اب دیکھنا چاہیے کہ انگشتری مین کیا حکم ہو انگوٹھی نکالکر جو پڑھا اُس مین بھی یہی حکم تحریر تھا کہ تو اپنے تئین چاہ مین ڈالدے سوچا کہ نور الدہر آخر تو قتل کیا جاؤنگا جان ہر طرح نہ بچے گی اس سے بہتر یہ ہی کہ چاہ مین اپنے کو گرا دے تعمیل حکم بھی ہو جائیگی یکایک شاہزادہ نور الدہر کو جوش آیا بسم اللہ اللہ اکبر کہکے قید آہنی اور قفس فولادی کو بقوت صاحبقرانی توڑ ڈالا اور کنوئین مین کود پڑا غلغلہ عظیم ہوا لینا پکڑنا مارنا یہ ظالم ظالم طلسم آباد سے جاتا ہو نور الدہر گرتے ہی چاہ مین بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے

جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین پایا دیکھا زمین جا بجا شق ہے اور اُس شگاف زمین سے ہزار ہا سانپ نکلکر
شاہزادے کی طرف دوڑے نور الدہر نے فوراً انگشتری دیکھا اسم پڑھا وہ سانپ پاس نور الدہر
کے نہ آئے مگر جسوقت شاہزادے نور الدہر چاہ مین کودا وہ سب طائر پاسبان شور کرتے ہوے
اُس چاہ مین پھاند پڑے اور گرتے پڑتے عقب مین شاہزادے کے دوڑے مگر صحراے خارستان مین آکر
سب غائب ہو گئے شاہزادہ بھی ایک طرف کو چلا چند قدم کے بعد دیکھا کہ ایک سیاہ فیل کہ دانت اُسکے بڑے
بڑے مثل مشعل کے جلتے ہوے سامنے آیا اور شاہزادے پر حملہ کیا نور الدہر کے پاس نہ تلوار نہ نیزہ نہ گرز
نہ تیر نہ کمان کوئی آلات حرب پاس نہین مجبور ہو کر بقوت صاحبقرانی دندان فیل پکڑکر جھٹکا مارا
نور الدہر کے پانوٴن زمین مین دھنس گئے ہر چند زور کیا پانوٴن نہ نکلے آخر وہین سے کشمکش ہونے
لگی اب پانوٴن نور الدہر کے اور زیادہ زمین مین دھنسے جاتے ہین فیل نے خرطوم اپنی نور الدہر کی کمر مین
لپیٹ کر اوپر اچھالدیا شاہزادہ نور الدہر ایک صحراے ریگستان مین آکر گرا نصف زمین مین دھنس گیا
ہر چند چاہا اور زور کیا کہ اس مین سے نکلین مگر نہ نکل سکے جو زور کرکے اُبھرتے ہین اور زیادہ غرق
زمین ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ تا گلو اُس ریگ گرم مین غرق ہو گئے شاہزادے کی عضو عضو مین درد
کثرت کے ساتھ ہونے لگا کہ نوبت جان کنی ہو گئی

اب دو کلمے داستان مسرت بیان ملاقات ہونا شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار سے اور کنیزان ملکہ دروانہ گوہر پوش سے اُس صحرا مین بیان کیے جاتے ہین

بزم آرایان مضامین عیش و عشرت و جستجو کنندگان معنی عبارات رنگین بفصاحت زبان مسرت
بیان کو طبع آرائی سے یہ تکلم یون گویا کرتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر جب تا گلو غرق بحر طلسم صحراے
ریگستان ہو گیا مجبور و ناچار خیال کیا کہ اب زندگی محال ہے افسوس صد افسوس نہ یار ہے نہ مددگار ہے
پھر دلکو رجوع طرف پروردگار کے کیا اور یون دعا کرنے لگے اے مالک زمین و زمان و اے مختار دو جہان
تو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلا سے نجات دے اس عرصہ مین وقت شام کا ہو گیا ایک طرف نگاہ جو کی ایک
بنگلہ یاقوت سرخ کا نظر پڑا کہ نہایت وہ شیشہ و آلات اور فرش پردے وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ناظرین والا
تمکین کو معلوم ہو کہ وہ مقام صحراے سبزہ زار سیرگاہ ملکہ دروانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید سفید پوش
بادشاہ طلسم گوہر بار کا تھا اور کبھی کبھی ملکہ دروانہ گوہر پوش شب ماہ کی سیر کرنے کو آیا کرتی تھی اتفاقاً
اُسی روز کہ شب ماہ چہاردہم تھی سیر کرنے کو اس صحرا مین شب ماہ کی آئی تھی وہان اُسنے ایک بنگلہ یاقوت
نگار آراستہ کرایا اور پانچ سو خواصون پری نژاد حور وش کو ہمراہ لیکر داخل بنگلہ ہوئی اور مسند جواہر نگار
پر بیٹھی سامنے گلابیان شراب سرخ کی اور کشتیان کباب کی اور جام زرنگار سے ساقیان ماہرو نے
زیبائش بزم عشرت کی اور جو لازمے بزم عیش و نشاط کے ہوتے ہین سب موجود ملکہ نے کیفیت
شب ماہ اور سامان عیش و نشاط دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر برجستہ زبان پر جاری کیا

شعر
بے یار لطف ہے نہین بزم نشاط مین ✤ گر ہے تو ایک یہ ہے الم انبساط مین ✤ ادھر خواصان پری پیکر
اسراے سیر شب ماہ چاندنی کی کیفیت دیکھتی ہوئی ادھر اُدھر پھرنے لگین ناگاہ دو چار خواصین کمسن
الھڑ اٹکھیلیان کرتی آپس مین ہنستی بولتی اُس طرف کو جا نکلین جدھر ریگستان مین شاہزادہ نور الدہر

تاکلو غرق ہی دور سے خیال کرکے ایک نے دوسری خواص سے کہا کہ بہن ذرا دیکھنا وہ ریگستان مین کیا چمک رہا ہی یا تو کوئی
آئینہ بلورین سیدھا کھلا رکھکر چلا گیا ہی اُسکی ضیا تڑپ دے رہی ہی یا دوسرا چاند ریگستان مین سے اوپر پیدا ہوا ہی
اُسکی چمک کے سامنے ماہ فلک کی جلوہ گری پست ہی اسکو دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی یہی تعجبانہ باتین کرتی ہوئی
خواصین قریب شاہزادہ نور الدہر کے پہونچین دیکھا کہ ایک جوان حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سی صورت
ہر چند چہرہ آغشتہ بخاک ہی مگر آئینہ نو حسن جہان آرا پر نہین ٹھہرتی ہی فقط سر باہر اور تاگلو ریگ بیابان مین غرق
ہی اُن سب خواصون کو شاہزادے پر ترس آیا اور سب نے ملکے ریگستان سے نکالا شاہزادہ نور الدہر عالم
غشی مین بیہوش تھا فرش خاک پر شاہزادے کو ڈالدیا کچھ خواصین نو حسن و جمال دیکھکر محو تھین اور کچھ خواصین
جوانی پر شاہزادے کی افسوس کر رہی تھین کوئی دور کھڑی تھی کوئی نزدیک سے دیکھ رہی تھی کوئی جسم نازنین
کی خاک جھاڑتی تھی کوئی دباتی تھی کوئی پاؤن سہلاتی تھی کوئی سر زانون پر رکھے بیٹھی تھی اب جو خواص ادھر ادھر
پھرکے سیر کرکے آئی اکٹھی ہو گئی دم بھر مین گرد شاہزادے کے ہجوم پریزادان ہو گیا گویا ماہ کے گرد ہالہ تھا غرضکہ
ایک خواص نے دوڑکے ملکہ دردانہ گوہر پوش کو خبر کی ملکہ دردانہ گوہر پوش باشتیاق حسن و جمال
شاہزادہ بیمثال اُس خواص خاص کے ساتھ خود آئی اور دیکھتے ہی حسن چہرہ نورانی شاہزادہ نور الدہر پر عاشق
و فریفتہ ہو گئی فوراً خواصون سے کہا صاحبو اُسوقت سے کتنے اس جوان کو ریگستان مین سے نکالا ہی اور اسی جگہ
ڈالدیا تمھارے دل مین کچھ رحم نہین آیا جلدی اُٹھاؤ اور بنگلہ مین لیچلو غرضکہ خواصون نے ملکہ کی شاہزادہ نور الدہر
کو ہاتھون ہاتھ اُٹھایا اور باہستگی بنگلہ مین لیکر آئین ملکہ نے عرق گلاب اور کیوڑا شاہزادے کے چہرے پر چھڑکا
قطرے گلاب اور کیوڑے کے جو رخسارون پر پڑے رہے ثابت ہوا برگ گل ریحان پر شبنم ہی یا چاند کے گرد
ستارے ہالہ کیے ہین بعد تھوڑی دیر کے شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا بسم اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے جیسے ہی جمال
چہرہ ملکہ دردانہ گوہر پوش پہ نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدا ہو گیا بغور روے منور ملکہ دردانہ
کو دیکھنے لگا گویا تصویر آئینہ تھا ملکہ بھی متحیر تھی مگر حیرت زدگی مین دلپر ضبط کرکے کہا ای جوان مجھکو تو اس صورت
سے کیون دیکھتا ہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ جسوقت کہ مین داخل طلسم نیرنگ ہوا اہل طلسمیان نے
میری شادی بڑی دھوم دھام اور انتظام و اہتمام سے کی عروس میری بعینہ مشابہ تمھاری شکل و شمائل
کے تھی تمھاری صورت مین اور اُس عروس کی شکل مین سرمو فرق نہین ہی مگر وہ عروس ہنگام شب زفاف
اسقدر آہ و زاری کرکے روئی کہ اشکون کا دریا جاری ہوا عروس تو مثل شمع بزم کے گھلکر غرق ہو گئی اور
تمام اسباب و قصر ڈوب گیا مین بھی اُس مین غرق ہوا پھر جو ہوش آیا طلسم مین قید ہوا پروردگار عالم نے
اُن سب مرحلون سے نجات دیکر یہانتک پہونچایا ہی تمکو اپنی عروس سمجھ کر بہ نگاہ محبت دیکھتا ہون یہ
سنکر ملکہ دردانہ گوہر پوش ہنسی اور کہا ای جوان اہل طلسم میری صورت کا پتلہ بناتے ہین اور جو
کوئی طلسم مین داخل ہوتا ہی اُسکے ساتھ ضرور اُسکی شادی کرتے ہین جو کچھ طلسم مین تمپر گذرا ہی یہی کیفیت
سبکے واسطے ہوتی ہی چالیس روز تک وہ قید رہتا ہی بعد چالیس روز کے اسکو قتل کرتے ہین اور اصل ملکہ
دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید سفید پوش مین ہون وہ جو کچھ کہ گذر گیا کارخانہ طلسم مین خواب
و خیال تھا ای جوان رعنا پری پیکر اب تو اپنا نام و نشان بتا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم پہلے تم اپنا نام
بتاؤ اور اپنے باپ کا نام و نشان و سلطنت سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا میرا نام ملکہ دردانہ گوہر پوش ہی

مین بیٹی ہون ملک عروازرید سفید پوش بادشاہ طلسم کی یہ سب حد طلسم گوہر بار ہی میرا باپ یہان کا مالک ہی اب
حضور اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائین شاہزادے نے کہا کہ نام میرا نور الدہر ہی مین فرزند بخت جگر شفیقہ
ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہون اور پوتا زلزلہ قاف ثانی سلیمان کوچک امیر کشورگیر حمزہ
صاحبقران زمان وعالیشان ہون یہ سنکے ملکہ خوش ہوئی اور ہاتھ گردن مین ڈالکر لیٹ گئی بوس وکنار
ہونے لگا پھر جام شراب ناب کا دور ہوا روح کو راحت دل کو سرور ہوا ہم آغوش عاشق ومعشوق ہوئے شراب
وصل نے سیراب کیا غنچہ دل شگفتہ ہوکر چہرہ زیبا سے گلفام باغ باغ ہوا غرضکہ شب بھر ملکہ نے عیش وعشرت مین
بسر کی صبح کو شاہزادے کو اسی بنگلہ مین چھوڑ کر چلی گئی خواصین خدمت شاہزادہ والا منزلت مین حاضر رہین
ہر روز یہی معمول تھا کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش شب کو آتی تھی رات بھر عیش ونشاط اور بوس وکنار مین بعد
شوق بسر کرتی شربت دیدار اور شراب وصل سے سیراب ہوتی اور صبح کو چلی جاتی ایک شب شاہزادہ نور الدہر
نے کہا ای ملکہ عالم مین اس صحرای پرآشوب مین تنہا رہتا ہون اور میرے پاس کسی قسم کا سلاح جنگ سپر
تلوار کا ہونا احتیاطاً ضرور ہی ملکہ دردانہ گوہر پوش اپنے باپ کے سلاح خانہ سے ہتھیار بسبب طرح کے
چھپا کر لائی اور شاہزادے کو دیے شاہزادہ نور الدہر کا جب دل گھبراتا ہی صحرا مین چند قدم شکار کھیلنے کو
چلا جاتا ہی ایک دن دایہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کہ پیر فرتوت اور فتنہ پرداز ملکہ ثانی ابلیس تھی دل مین اپنے
سوچی کہ ملکہ پہلے تو کبھی کبھی سیر صحرای سبزہ زار کو جایا کرتی تھی اب کیا سبب ہی جو ہر روز رات کو جاتی ہی اور صبح کو
آتی ہی کچھ اس مین اسرار ہی ایک شب وہی دایہ فتنہ انگیز بزور سحر پیچھے پیچھے چھپ کر ملکہ دردانہ گوہر پوش
کے اس صحرا مین بنگلہ کے پاس آکے درختون کی آڑ مین کھڑی ہو رہی دیکھا کہ بنگلہ مین نہایت تکلف کی روشنی ہی
اور سامان عیش ونشاط مہیا ہی اور قہقہے اڑ رہے ہین اور ایک مرد کی باتون کی آواز آتی ہی تھوڑا اور
زیادہ قریب بنگلہ کے آئی شاہزادہ نور الدہر کو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے ہم آغوش دیکھا منہ پر منہ رکھا
ہی بہم بوسہ بازی اور عشق مجازی کا ظہور ہی دیکھتے ہی نہایت غضبناک ہوئی ضبط نہو سکا دردانہ للکارتی ہوئی
بنگلہ کے اندر چلی آئی اور کہا او ناسعود بدیدہ شوخ دیدہ تجھ سا بے ست سے بیاہ اور عشقبازی کی کیا اٹھ پہر مین دنیا
مین مصروف ہو دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون ملک عروازرید بادشاہ طلسم سے کہکر تجھکو سزای معقول
دلواؤنگی اور اس خیرہ سر کا تو مین ابھی کام تمام کرتی ہون یہ کہکر تھیلا اسباب سحر کا کھولا اور اس مین سے کچھ نکالا
ماش ہے کے اور کچھ سوے اور رائی نکالی اور اسم سحر پڑھنے لگی شاہزادہ نور الدہر نے خیال کیا کہ میری طاقت نہ
غرق آب لا پورا تیر وکمان اٹھاکر ایک ناوک قضا ششم چلہ کمان مین جوڑ کر دہان ساحرہ پرناک کے مارا لب و
دہان دایہ ساحرہ نشانہ ہوے زخم کاری لگا سب سحر اسی پر پھٹ گیا خون کی ندی جاری ہوئی زمین پر گر کے
لوٹنے لگی دیکھا کہ وہ ساحرہ اژدہا بنکر شاہزادہ پر جھپٹی شاہزادے کی انگشتری بھی اسکو دیکھکر گرز اٹھا کر جوش مین
ساحرہ کے سر پہ مارا وہ ساحرہ بہ شکل اژدہا گرد برد ہوگئی سر پاش پاش ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی صحرا تیرہ وتار
ہوا پھر شور وغل مچانے لگے آوازین آئین تلاطم عظیم برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی دفع ہوئی اور شور
موقوف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نوشابہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بہ مطلب دل نرسیدیم
اب جو لاش پر ساحرہ کی شاہزادہ نور الدہر کی نظر پڑی دیکھا کہ سر کے ٹکڑون پر کچھ حرف لکھے ہوے ثبوت ہوتے
ہین نور الدہر نے خواصون سے کہا کہ ٹکڑے سر کے جمع کرکے ملاؤ دیکھون تو کیا لکھا ہی جب خواصون نے سر کے

مگر سب جمع کرکے لاش سے ملائے شاہزادے نور الدہر نے بغور خیال کرکے تحریر پارہ ہاے سر ساحرہ پر نگاہ کی تو نشان لوح طلسم کا ملتا ہی اور صاف ثبوت ہوتا ہی جہان لوح طلسمی ہی

اب دو کلمے داستان شوکت بیان پتا معلوم ہونا لوح طلسم کا شاہزادہ نور الدہر اور ہاتھ آنا پھر لوح کا بجد وجہد

مجلسیان مضامین نو بہ رسائی طبع سلیس و کوشش کنندگان عبارات رنگین بہ رہبوئی قلب جلیس کوچہ دل مردود منزل پر قلم برداشتہ مضمون خفی منجلی کرکے یون تحریر کرتے ہین بیت بجو بندۂ لوح دار طلسم جو کہ جویا شد زان پاے مردی واسم جسوقت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے ٹکڑون پر سر سنگاہ کی نشان اور پتا لوح طلسمی کا بایا ایسے خوش ہوے کہ شادی مرگ ہو کو بیہوش ہوگئے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا شکر خداے عزوجل بجا لائے اُن پارہ ہاے سر ساحرہ پر یہ تحریر تھا ای طلسم کشا مغرب کی طرف روانہ ہوتے بڑھکر حوض سنگ مرمر کا ہی نہ وہ گلاب سے بھرا ہوا ہی اور اُس حوض پر فوارے لگے ہین اُن مین خون تازہ جوش زن وہ قطرے خون کے جو حوض مین گرتے ہین پانی مین اُن قطرون سے مچھلیان سفید خون افشان پیدا ہوکر تیرتی ہین وہ انگشتری شش افتمال ہاتھ مین پہنکر حوض مین کود پڑ سب پانی خشک ہو جائیگا بقوت و زور صاحبقرانی فوارہ ن کو بھی ریل کر کرادے ایک غار عمیق نظر آئیگا آنکھین بند کرکے اُس غار مین کود پڑنا شور و غل بہت بلند ہوگا مگر کچھ خیال نہ کرنا اُس میدان محشر نما سے خوفناک ہوتا ہر چند وہ میدان بعینہ نمونہ میدان حشر ہوگا کہ گویا آفتاب قیامت قریب سر حدت مہر سے زمین مثل تابہ آہن کے ہوگی ہواے گرم سے شعلے آگ کے نکل کر جسم کو جلا دینگے پیاس کا یہ غلبہ ہوگا کہ زبان تالو سے لپٹ جائیگی سر سے پانوٴن تک عرق جسم مین غرق ہوگا دل مضطر بدحواس ہوگا مزاج منتشر ہو جائین تو وہی انگوٹھی مُنھ مین رکھ لینا کسی قدر تسکین ہوگی بلاے آتش سحر سے محفوظ رہیگا ورنہ جسم تمام دم بھر مین سوکھ کر کانٹا ہو جائیگا گل امید ہاتھ نہ آئیگا یہ سب تماشا دیکھتے ہوے اور تکلیف و اذیت اُٹھاتے ہوے چلے جانا کہین پل بھر نہ رکنا آگے بڑھکر ایک مکان خس و خاشاک کا نظر آئیگا اُس مکان خس پوش مین داخل ہونا وہان کورے کورے گھڑے کورے کورے بوٹے کاغذی آبخورے آب سرد سے بھرے ہوے رکھے ہونگے دل بے اختیار پینے کو پانی چاہیگا مگر ہرگز ہرگز وہ پانی نہ پینا ورنہ تمام جسم پانی بنکر بہ جائیگا اور تو مر جائیگا ایک تکیہ دار وہان بیٹھا ہوگا وہ تجھے جام آب لبریز کرکے دیگا اُس جام آب کو لیکر اسم انگشتری پڑھکر اسپر دم کرنا اور وہ پانی اُس تکیہ دار کے سر پر پھینکدینا فوراً شعلۂ آتش پیدا ہونگے وہ فقیر تکیہ دار مع مکان خس پوش جلکر خاک ہو جائیگا پھر ایک دھوان اُس آگ سے اُٹھکر بلند ہوگا وہ دھوان ابر باران بنکر پانی برسائیگا آگ تمام ٹھنڈی ہو جائیگی پھر ہوا تند چلیگی وہ خاکستر مکان سوختہ کو اُڑا کر پراگندہ کردیگی اس اثنا مین ایک جانور بہت بد صورت قفنس پیدا ہوگا ہمراہ اُس جانور کے پیچھے پیچھے چلے جانا مگر اُس جانور کے سایہ تلے نہ آنا ورنہ جلکر خاک ہو جاٴوگے پھر وہ جانور بیابان ہولناک مین پہونچیگا کہ وہان ریگستان سیاہ ہوگا وہان آسمان سے اُتر کر کوڑا اپنے تنکے خشک سمیٹ ایک جگہ جمع کریگا اور اُسکے اوپر بیٹھیگا تم علحدہ ہو کر تماشا دیکھنا اُس خاشاک پر بیٹھکر وہ طائر منقار سے آتش شعلہ زن کریگا اُس کوڑے مین آگ لگ جائیگی وہ طائر بھی جلکر کباب ہو جائیگا بلکہ تمام سیاہ بنجائیگا شور و غل ایسا ہوگا کہ عالم محشر نظر آئیگا مگر تم کان اپنے بند کرلینا کہ وہ آوازین کان مین نہ پہونچین ورنہ دیوانے ہو جاوٴگے

تھوڑی دیر میں نظر کرنا اس طائر سوختہ کی خاک سے ایک بیضہ گھوڑے کے مانند پیدا ہوگا ہر چند تم اسکو توڑو گے وہ بیضہ ہرگز نہ ٹوٹیگا پھر اُسی بیضے میں ایک آبلہ سرخ پیدا ہوگا جب وہ پھوٹیگا تو حشر برپا ہوگا پس طلسم کشا کو لازم ہے کہ وہی اسم انگشتری تیر پر دم کرکے نقطۂ سرخ کو تاک کر نشانہ بنائے اگر تیر اُس آبلہ پر پڑا تو لوح طلسمی ہاتھ آئیگی اور جان بھی بچیگی ورنہ کبھی برف باری میں مبتلا ہوگا کبھی آتش باری میں پھنسکر خاک ہو جائیگا اے طلسم کشا اس طلسم میں مرحلہ صعب درپیش ہونگے سب طلسمات سے یہ طلسم نہایت سخت اور خوفناک ہے جب تک زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کوچک حمزۂ صاحبقران زمان قدم رنجہ نہ فرمائینگے فتح ہونا اس طلسم سخت کا بہت مشکل ہے اور لوح بغیر طلسم سے نکالکر عمل کرے دشوار تر ہے ہاں اے طلسم کشا تو اگر ایسا ہی صاحب اقبال و جلال مثل سکندر دوران و رستم دستان کے ہے تو پہلے ارادہ کو بڑھا ورنہ دستیابی لوح طلسم سے اور فتح مہمات سے باز رہ یہ عبارت طولانی شاہزادہ نور الدہر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نے جب پڑھی دقائق اسرار حقیقی سب منجلی ہوے بسم اللہ کہکر براہ خدا کمر ہمت چست باندھی اور طلبگار مدد الٰہی ہوکے جانب مغرب روانہ ہوے بموجب تحریر فقرات نصیحت آمیز تمام مرحلہ صعب طے کرکے اُس تکیہ پر مکان خس پوش میں پہونچے دیکھا کہ کورے ظروف گلی آب سرد سے بھرے رکھے ہیں اور شاہزادے کا شدت تشنگی سے ہونٹھوں پر دم تھا مگر مطلق اس پانی کیطرف اعتنا نہ کیا ہرچند کہ پیاسا ہوتا ہی اس فقیر نے جام آب سرد سے بھر کر شاہزادہ نور الدہر کو دیا شاہزادے نے وہ جام آب سرد لیکر اسم انگشتری دم کیا اور اُس فقیر کے سر پر وہ پانی چھڑک دیا وہ فقیر جلنے لگا اور تمام مکان میں آگ لگ گئی شور و غل پیدا ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ہوا نام من اژدہا جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل نہ رسیدیم اب لوح طلسم کشا کے قبضہ میں پہونچی میں پاسبان لوح طلسم گوہر بار تھا میرا تو طلسم کشا نے خاتمہ کیا پھر اسی طرح مرحلہ آخر کو طے کرکے بیضۂ طلسم کو بقوت و زور کی اسم اعظم توڑا ہزارہا آوازیں لڑکون کے رونے کی بلند ہوئیں شاہزادہ نور الدہر حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر کوئی نظر نہ آیا وہی سامان حشر نمودار ہوا جب سب باہر طرف ہوئی دیکھا لوح الماس زنجیر مروارید میں بندھی ہوئی قلابۂ فلک طلسم میں لٹکی ہے آواز آئی کہ اسم اعظم جو انگشتری پر کندہ ہے وہ پڑھکر بسم اللہ کہکے لوح لیلو اب کیا دیکھتے ہو کس بات کا تامل ہے خدا نے عجب نعمت عظمے عنایت کی جائے شکر و سپاس و حمد بیقیاس پروردگار عالم کی ہے شاہزادہ نور الدہر نے یہ سنکر اسم اعظم انگشتری پڑھا اور لوح زنجیر سے نکال لے گئے ہیں یعنی لی لوح طلسمی پر جو نگاہ کی اُس میں لکھا تھا اے طلسم کشا اگر خدائے کریم یاور و مددگار ہے اور لوح طلسم گوہر بار بھی دستیاب ہوئی اب فتح طلسم کر مقام شکر ہے کہ خدا نے عجب دولت لازوال عطا کی غنیمت جان اور بہت ہوشیار رہنا کہ بغیر لوح طلسمی کوئی کام اس طلسمات میں تو نہیں کر سکتا تھا ہزارہا بلائیں اس طلسمات میں قائم کی ہوئی ہیں کسواسطے کہ یہ طلسم گوہر بار شمس الطلسمات اور معدن آفات ہے اور یہ طلسم بنایا ہوا آصف برخیا کا ہے اس میں دنیا کے تحفہ جات اور عجائبات سلطنت ہیں اور اس طلسمات میں بہت بڑا ایک خزانہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا ہے وہ اسکا انتظار کیا ہوا ہے جو طلسم کشائی کرے اور جسکے ہاتھ لوح طلسمی آئے اُسکا حق ہے وہ قبضہ کرکے تحت تصرف میں لائے اور چار سو حکیم جن و انسان میں سے منتخب کیے گئے اور تیس ہزار جادوگر جن دلشیر و دیوزاد میں سے چھانٹے گئے تھے کہ وہ یکتائے روزگار اور بلائے بے درمان تھے انھوں نے اس طلسم گوہر بار کو باندھا ہے اور آگے اسکے طلسم نیرنگ ہے کہ وہ بھی اسی طلسم سے متعلق ہے وہاں بھی لوح طلسمی کام دے گی جب یہاں سے دہانۂ کل طلسم فتح ہو تب طلسم کشا

لقب تیرا ہوا اور بفضل خدا اگر ہمت چست ہے تو چند روز مین طلسمات فتح ہے تمام جہان کہہ سال کو جلد نکلما سے دیر نہ ہو کہ اس طلسم کے ظاہر و باطن محافظت کرو اور ساحران کا یقین کو اس طلسم کے مرحلات پیمود کیا ہے کہ ہر ایک و حملہ عجائب و غرائب ہے کہ جسکی دیدہ شنید ہے کمال ہوشیاری اور دانشمندی سے قدم دھرنا اور لوح کی ہدایت حفاظت کرنا کہ ہر ایک جن و دیو و پری کاہ و سحر برگ و ثمر طائر و وحشی اور آسمان و زمین طلسم کے سب دشمن ہین شاہزادہ نور الدہر عبارت لوح پڑھکر بہت خوش ہوئے اور سجدے مین پہنچکر دو رکعت نماز شکر بجالائے کہ ایسی قسمت پروردگار نے مجھ عبد ذلیل و حقیر کو بخشی اور دعا کی اے پروردگار عالم اے کارساز مطلق اے معبود برحق تو ہی میرا معین و مددگار ہر حال مین رہنما ہے کہکر سر سجدے سے اٹھایا اور کمر ہمت کو چست باندھا پھر لوح کو ملاحظہ کیا حکم پایا کہ جانب شمال روانہ ہو فوراً شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نبیرہ حمزہ صاحبقران بصد عز و شان و خرم و شادان شمال کی جانب یعنی انکی طرف چلے ان کو تو راہ طلسم مین چھوڑیئے اور اب ادھر کا حال بغور سماعت فرمایئے

اب دو کلمے داستان سحر دفتر عاشقان ثابت قدم ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید بادشاہ طلسم گوہربار کے بیان کیے جاتے ہین کہ فلک ہفت طلسم مین ملکہ دردانہ گوہر پوش کو بہ سبب عشق شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کے ملک مروارید بادشاہ طلسم نے غرق کروادیا

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
کہ دل سوزش عشق سے ہو کباب
ہوا ہون مین اب غرق دریائے عشق
خدا جانے کیا مجھکو دکھلائے عشق
کوئی جام اب چلتے چلتے پلا
نہ شاید ادھر پھر ہو آنا مرا

کسی کی مجھے یاد یان لائی ہے
بہت دور صبر و شکیبائی ہے
پھر اسکا مجھے عشق پیدا ہوا
ذلیل و حقیر اور رسوا ہوا
سحر بادہ ناب کی تر نہ پیا ہ
کہ خورشید مطلب ہے اب دو پہر

دگر جو کچھ ابھی بار گذر گئی کہین کیا جو یار گذر گئی
نہ ہوئے فراق کے کچھ گلے نہ حجاب سے وہ نکلے ملے
ہوئی شمع بزم مین کیا خجل وہ گل آکے جو ہوا متصل
جو کسی کی مجھسے نظر پھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
کبھی حال قیس پہ تھا عجب کبھی کوہکن پہ ہوا تعجب
نہیں اس مین نامہ کو بھی وفا مین تڑپ تڑپ کے گذر گیا
ترے ما اس طرف جو نظر اٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
وہ جو میرے پاس سے اٹھ گیا مرے ہوش بھی نہ بچا

غرض ایسی لگا ر گذر گئی شب انتظار گذر گئی
رہے دل کے دل ہی مین حوصلے شب وصل یار گذر گئی
یہ پکارا سینہ مین داغ دل کہ مری بہار گذر گئی
جو بصارت آنکھ مین تھی مری شب انتظار گذر گئی
مری روح تنگ سے ہو کے جب سوئے کوہسار گذر گئی
یہ نہ پوچھا مجھسے کہ تجھپہ کیا ارے جاننثار گذر گئی
یہ اپنی تھی برچھی نگاہ کی کہ جگر کے پار گذر گئی
یہ بتا تو مجھسے کہ تجھپہ کیا دل بیقرار گذر گئی

بیت نگارندہ دفتر دلبری + رقم کردہ داد عشق پری + غافلان محفل دلربائی و مجوران بادیہ ناشکیبائی بعد درد و الم فراق و اشتیاق مالایطاق حسن حسین مہر تکین سادہ لوحی سے صفحۂ قرطاس تسوید اساطیر پریوں بنوک قلم اشتیاق رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے بصد خشم و قہر ساحرہ مکارہ نوشابہ جادو کو قتل کیا اور تیرہ بہر کا سر ساحرہ سے تیا لوح طلسم گوہربار کا ملا فوراً مغرب کی طرف روانہ ہوا ہرچند کہ حسن و جمال ملکہ دردانہ گوہر پوش پر شیفتہ و فریفتہ ہے مگر ضبط کرکے اور شیشۂ دل پہ سنگ صبر رکھکر شوق لوح طلسم گوہربار مین چلے اور آتش ہجر سے پیکر پرورش کو پھر کر بھی نہ دیکھا مگر آئے نہ تاب [illegible] امیزرو اے ملکہ عالم بس اب صبر کرو اور یاد خدا مین مصروف رہو [illegible] غافل ہونا انشاء اللہ بہت جلد حصول لوح

طلسمی و فتح پانے طلسمات کے اگر زندہ رہتے اور پھر آتے تو ملاقات کرتے تیغ عقدہ ہجر ناخن وصال سے کھینچتے شہزادہ نور الدہر
تو ادھر روانہ ہوا جب تک سامنا تھا شاہزادہ کا رہا گھر جس دیکھا کی جب شاہزادہ نور الدہر نگاہ سے روپوش ہو گیا
ملکہ کو ایک عالم فراموش ہو گیا آتش فراق تو سینہ میں مشتعل ہوئی سیخ تار نفس پر دل و جگر جلکر کباب ہوا پہلے
بین ہوک اٹھی آہ کے ساتھ دھوان منہ سے نکلا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دین و دنیا فراموش ہو گئی تڑاق
سے زمین پر گری بیہوش ہو گئی دانت بیٹھ گئے نبضیں ساقط ہو گئیں ہاتھ پانوں برد ہو گئے خواصیں گھبرائیں
کوئی شیشہ گلاب خالص کا لائی کسی نے عنبر کیوڑے کا لپکے منھ پر عرقیات خوشبودار چھڑکے لخلخے سنگھاے ہوا پنکھے
کی دی مگر ملکہ وردانہ گوہرپوش ہوشیار نہ ہوئی نبض دیکھکر خواصیں زیادہ بدحواس ہو گئیں تخت ہوادار
پر لٹا کر ملکہ کو اسی وقت قصر ملک مروارید سفیدپوش کی طرف روانہ ہوئیں جب سامنے بادشاہ طلسم
گوہربار کے پہنچیں ملک مروارید نے وہ تخت روان مانند تختہ تابوت کے دیکھا اور ملکہ وردانہ گوہرپوش کو
بشکل میت کے پایا پوچھا ارے کیا ہوا کچھ بیان کرو کہ میری پارہ جگر روشنی چشم چراغ خانہ طلسم گوہربار
پر کیا افتاد پڑی جو یہ حالت اس کا ہوا مردہ ہو گئی اور خواصون نے عرض کیا اے بادشاہ طلسم پہلے ملکہ کا تدارک
ہوشیار ہونے کا کیجیے کہ غش سے افاقہ ہو آنکھیں کھولیں بات کریں تو ہماری جان میں جان آئے اور
حواس ہمارے درست ہوں تو کیفیت گزارش کریں غرضکہ بادشاہ طلسم نے علاج ملکہ وردانہ کا فوراً کیا
گلاب و کیوڑا و عرق خوب سا چھڑکا اسی وقت نسخے کئی طرح کے تیار کر کے سنگھاے اور ہوائیں معطر دین بیان
ملکہ وردانہ کی ماں ملکہ گوہر بانو سر پیٹنے لگی رو رو کے پچھاڑیں کھانے لگی اور یون بیان پردرد کرتی تھی
ہے ہے میری بیٹی نہال تازہ کو کسی کی نظر لگ گئی میرے گل حدیقہ حسن و جمال کو کس ہوائے تند کا تھپیڑا لگا
مرجھا گئی یہ غنچے سے لب بند مردہ ہو گئے نرگس سی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے پھول رخسار کمہلا کر رہ گئے ملکہ گوہر بانو
کے رونے پیٹنے سے تمام محل میں تلاطم ہو گیا اندر سے باہر تک ہر شخص مضطرب الحال تھا وہ قصر شاہی تو
غمکدہ تھا الغرض بڑی دیر کے بعد ملکہ وردانہ گوہرپوش کو ہوش آیا باپ نے اٹھا کے بٹھایا ماں نے
پیار کیا گلے سے لگایا بلائیں لیکے پوچھا اماں صدقے یہ تمکو کیا ہو گیا کچھ حال دل بیان کرو دشمن تمہارے
ایسی مردہ پڑے ہوئے تھے واے ہمدردی کچھ پیٹھ میں آگئی یا کسی بدنظر کی تیر آنکھ پڑی یا نصیب اعدا
کچھ عارضہ ہوا ملکہ وردانہ گوہرپوش نے کہا مجھے نہیں معلوم کیا ہوا خود بخود میں گر کر بیہوش ہو گئی غرضکہ اسی وقت
صدقے بیٹے اترنے لگے خیرات جاری ہوئی مگر ایک خواص نے ملک مروارید سفیدپوش اور ملکہ گوہر بانو
سے تمام روداد بیان کی شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہو کر قصر یاقوتی میں لانا اور عیش و عشرت میں کیفیت
وصل و بوس و کنار اور قتل ہونا نوشابہ جادو کا ہاتھ سے شاہزادے کے اور پتا پاکر لوح طلسم گوہربار کا چلے
جانا نور الدہر کا اور ملکہ کا فراق میں یہ حال ہونا حرف بحرف سب کہا ملکہ گوہر بانو تو یہ کیفیت سنکر سکتے کے
عالم میں چپ ہو کے رہ گئی مگر بادشاہ طلسم گوہربار ملک مروارید سفیدپوش نہایت غضبناک ہوا لیکن
سمجھکا ضبط کیا ملکہ وردانہ گوہرپوش کو بلایا اور کہا اے ملکہ وردانہ تو خدا پرست پر عاشق و فریفتہ ہوئی
ہو اور اپنا دین ترک کر کے دین اسلام قبول کیا ہو بہتر ہے کہ یاد خدا پرست اور خیال حسن دلربا دل سے نکال
اور دین اسلام سے دست بردار ہو توبہ کر ورنہ میں تجکو دریا میں ڈبو دونگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے
اگر تجکو جان عزیز ہے تو میری فہمائش پر عمل کر ملکہ وردانہ نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر چپ ہو رہی مگر یاد معشوق

خوش اسلوب وخیال حسن وجمال محبوب مین اپنا حال پریشان کیا دانہ پانی چھوڑ دیا اور یہ مسدس پڑھنا شروع کیا

مسدس تپ فراق جگر سینہ مین جلاتی ہی
نہ یار آتا ہی یارب نہ جان جاتی ہی
فراق چمن کی نہ صحرا کی سیر بھاتی ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
لبون تک آ کے مری گھٹ گھٹ کے روح آتی ہی
عجیب طرح کا الٰہی عذاب ہی دلکو

پھر خیال جو بزم عیش ونشاط صحبت دلدار کا اور فقرہ وہم آغوشی شاہزادہ نور الدہر اور ذائقہ وصل وبوس و
کنار کا آتا ہی تو فلک کی طرف دیکھتی ہی اور کہتی ہی شعر اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے + میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
کبھی آہ سرد دل پُر درد سے کھینچ کر بیساختہ یہ شعر پڑھتی ہی شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے
گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ اودھر ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عشق شاہزادہ نور الدہر مین یہ حال
بصد ملال ہی اودھر ہر روز ملکہ مروارید سپید پوش بادشاہ طلسم گوہر بار ملکہ دردانہ کو سمجھاتا ہی یہ
مطلق اُسکے کہنے کو خیال مین بھی نہین لاتی کہ ہنگ بد دماغ کیا بکتا ہی اپنے رنگ عشق مین غلطان محبت
مین شاہزادہ نور الدہر کی مبہوت ہی آسیب عشق سر پر سوار ہی نہ اپنے سر وپا کا دھیان نہ کھانے پینے کا
ہوش یاد محبوب مین جوش وخروش ہی کبھی ہنستی ہی کبھی روتی ہی کبھی دل سے آپ ہی آپ باتین کرتی ہی نہ دلکو
صبر وقرار ہی ہر وقت اضطرار ہی غرضکہ ملک مروارید سپید پوش نے آٹھ دن تک سب طرح سے سمجھایا
ملکہ دُردانہ نے نہ مانا ایک ۔ دربار بادشاہ طلسم کو غصہ آیا نہایت برہم وغضبناک ہوا حکم کیا کہ ملکہ دردانہ
گوہر پوش کو دریاے طلسم کی کشتی پر سوار کرو اور بیچ دھارے مین لے جا کر کشتی کو ڈبو دو کہ یہ بے
شوخ دیدہ اپنی سزا کو پہونچے ملازم شاہی نے ملکہ دُردانہ گوہر پوش کو سوار کیا خواصون نے جو دیکھا کہ اب
ملکہ دریاے طلسم مین غرق ہو جائیگی سب رونے پیٹنے لگین اُن سب مین چالیس خواصون کو تاب نہ آئی
دوڑ کے کشتی مین ملکہ کے ساتھ بیٹھ گئین ملاح وغیرہ کشتی سے اُتر آئے اور کشتی چل نکلی جب بیچ دھارے
مین پہونچی کشتی رک کر چکر کھانے لگی یکایک کشتی مع ملکہ دردانہ گوہر پوش وخواصان خاص دریاے
طلسم مین غرق ہو گئی لوگ کنارے پر تماشا دیکھا کیے راوی بیان کرتا ہی کہ یہ خبر سنکر تمام شہر کے دکاندار
اور رعایا اور تمام ملازم شاہی دریاے طلسم پر تماشا دیکھنے کو جمع ہوے تھے کنارے اُس قلزم ذخار کے
دور تک میلہ لگا ہوا تھا ہر قسم کے دکاندار خوانچے والے ترکاری والے میوہ فروش اور انواع انواع طرح کی
چیزین بک رہی تھین لوگ خرید رہے تھے حلوائیون کی دکانون پر خریدارونکا ہجوم تھا تنبولی تنبولنین
گلوریان بنا بنا کر جوانون کو دیتی تھین ہر ایک سرخرو ہو کر دریا پر آ کھڑا ہوتا تھا ساقنون کے پالون سے
پیچھے یارونکا جمگھٹا تھا چرس کے دم پڑ رہے تھے ڈھولک بج رہی تھی طعنین اُڑتی تھین لوگ قہقہے لگاتے تھے
کہ یکایک غل ہوا کہ وہ ملکہ دُردانہ گوہر پوش کی کشتی ڈوب گئی سب غرق دریاے طلسم ہو گئے لوگ افسوس
کرنے لگے ناگاہ ماں ملکہ دردانہ گوہر پوش کی ملکہ گوہر بانو روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی ہاے کے نعرے
کرتی بیٹی کی ماتم مین دریا پر آئی اور مقام ڈوبنے کشتی کا لوگون سے دریافت کر کے دریاے طلسم
مین کود پڑی وہ بھی غرق ہو گئی یہان میلہ کنارے دریا کے صبح سے جو جمع رہا دو پہر رات گئے یہ نشست رہی
جا بجا ناچ کا سامان طوائفین نامی نامی خوش گلو ناچ گانا کر رہی تھین اور قصہ کہانی بجانا ہو رہا تھا طرح طرح کے تماشے
تھے ہر قسم کے اشیاء خرید وفروخت ہوتے تھے دو پہر رات ۔ گذرا دریا سے ایک آواز بلند ہوئی کہ سب نے سنی
افسوس ہزار افسوس شربت وصال شاہزادہ نور الدہر سے نہ سیراب ہوئی اور کس حسرت سے جان دی

بعد اسکے سب نے سنا کہ بہت سے آدمیونکی آہ وزاری کی آواز آتی ہی اور کلمات حسرت و یاس سب کی زبان پر
جاری ہین یہ سنکے سب تماشبین رونے لگے اور ملکہ کے حال پر افسوس کرنے لگے اور محزون و نالان با چشم
گریان و باآہ دل سوزان میلہ برخاست کرکے اپنے اپنے گھرون کو پھرے انکو تو اب یونہین چھوڑیئے

اب دو کلمے داستان حیرت نشان جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کا لوح آویزان پر اور عجائبات مشاہدہ کرنا بیان کیے جاتے ہین

سیاحان وحشت و صحرای طلسمات و بادیہ پیمایان کوہ و بیابان عجائبات مجلس آرائی عبارات رنگین زبان مسافر
قلم مسافت رقم یون لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر مامور بحکم لوح فرخندہ سیر وہان سے جانب
شمال روانہ ہوئے دس کوس چلے ہونگے کہ ایک صحرای ہولناک مین پہونچے کہ منزلون کہین درخت و گیاہ
کا نام نہین صاف چٹیان کہسون میدان لیکن سبز رنگ کی زمین ہی مثل طوطے کے پرون کے اور کہین ایسی
نرم زمین ہی مانند کچھار کے جیسے لب دریا تراوت زمین پر محسوس ہو شاہزادے کا پانون اُس زمین مین
دھسنے لگا آگے چلنا مشکل ہوا گویا زمین قدم گیر ہی سمجھے کہ یہ قریب طلسم ہی بقوت صد جبر اپنے پانون نکالے
تیز رفتاری کی دیکھا سامنے درۂ کوہ ہی اور نقش و نگار اُس پہاڑ پر مثل نگارخانہ چینی کے ہی اور بلندی اُس
پہاڑ کی زمین سے ہزار گز ہی اور زنجیر طلائی بہت عمدہ خوشنما باریک کڑیونکی آسمان سے پیدا ہو کر آئی ہی اُس
مین وہ پہاڑ لٹکا ہوا ہی ہر چند تمازت آفتاب بہت تیز ہی اور دھوپ تمام میدان مین پھیلی ہوئی ہی لیکن
زیر کوہ بلکہ سایہ کوہ کے قریب بھی دھوپ نہین آتی ہی جب اُس کوہ کے قریب شاہزادہ پہونچا دیکھا کئی ہزار نقش
مثل نقش سلیمانی اُس پہاڑ پر کھنچے ہوئے ہین اور زیر کوہ عجب میدان سبزہ زار ہی کہ دور سے دیکھے جان مین
جان آتی ہی روح تازی ہوتی ہی غنچہ دل پر شگفتگی آتی ہی ہری ہری دوب پر فرش مخمل سبز کا گمان ہی صاف
معشوقانہ مین برستا ہی اور کنارے سبزہ زار کے ایک حوض آب لطیف و خوشگوار سے لبریز ہی اور جانوران
صحرائی اُس سبزہ زار مین ہر طرف چہک چہک کر پرواز کرتے ہین کبھی منقارین کھولکر زیر سایہ کوہ آبیٹھتے ہین کبھی
غول کے غول طائران زمزمہ ساز خوش انداز کے بٹیریون پر حوض کی بیٹھ کر منقارین پانی مین ڈالے
ہین ہر چند شاہزادہ نور الدہر عالیجناب تمازت آفتاب سے اضطراب مین تھا اور شدت تشنگی سے بیتاب
تھا لیکن زیر کوہ اور قریب سبزہ زار نہ آیا دور ہی سے کھڑے ہو کر سب سیر دیکھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا
لوح مین یہ مرقوم تھا کہ جانب چپ دس قدم جاکر کوہ کے محاذی مین کھڑے ہو کر لوح کو مقابلہ مین آفتاب
کے بلند کرکے عکس اس لوح کا کوہ پر ڈالو جب تمکو دو لکیرین کوہ پر کھنچی معلوم ہون ایک سیاہ اور ایک
سفید اُسکے بیچ مین جاکر لوح سے کوہ پر ایک لکیر باریک کھینچو اور کھڑے رہو اگر لکیر کھینچنے مین عرصہ کیا
تو عذاب شدید مین گرفتار ہوگے بعد اُسکے وسط کوہ تارہاے باریک بزرنگ سفید مثل عنکبوت دیکھوگے
اسم اعظم لوح مبارک پڑھکر اُن رشتہ ہاے باریک پر دم کرنا اور دوسری بار پڑھکر اپنے اوپر
از سرتا پا ہر اعضا پر دم کرنا جو تار اُن مین سب سے زیادہ باریک ہو اسکو تھام کر کوہ پر چڑھ جانا پھر وہان
پہونچکر لوح دیکھنا شاہزادہ نور الدہر یہ عبارت لوح پڑھکر مسرور ہوا اور چلا جیسے ہی چاہتا ہی کہ
درمیان ان خطون کے داخل ہو کہ ایک آواز آئی اے طلسم کشا ہرگز ان لکیرون کے بیچ مین نہ آنا
کہ سراسر دغا و فریب ہی زحمت اٹھاؤگے دوسری آواز اور آئی کہ فلان لکیر کے نیچے جانا چاہیے تیسری

آواز آئی کہ یہ سب اہل طلسم تمکو فریب دینے مین مناسب و لازم ہی کہ زیر خط سبز جاؤ کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا مگر شاہزادہ
نور الدہر نے کسی کی آواز پر خیال نہ کیا کہنا اُنکا سماعت مین نہ لائے الغرض دونون لکیرون کھینچ مین آگے
اور لوح سے کوہ پر لکیر کھینچ دی کہ مثل تار عنکبوت تار نمایان ہوے بحکم لوح اُنہین سے ایک باریک تار کو تھام کر
کوہ پر چڑھ گئے اُس کوہ سے تین بار آواز آئی الحذر الحذر الحذر اور کوہ اسطرح جنبش مین آیا جیسے کوئی جھولا جھلا
شاہزادہ نور الدہر کوہ پر سے گرا چاہتا تھا کہ لوح کو پھر اُٹھاکر دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ہوشیار باش قریب تیرے
درخت یاسمن ہی اوپر اُسکے مکڑا مثل اسپ توانا کے سیاہ رنگ کا بیٹھا ہی اور اُسکے پشت پر خال ہاے سفید ہین
اور ایک سو اُسکے پانون ہین اب وہ تجھپر حملہ کریگا اور منھ سے اپنے دھوان سیاہ آتش آمیز نکالیگا تو اس لوح
کو اپنے تمام جسم پر مل لے ورنہ دھوان یہ تجھکو اُڑا لیجائیگا اور بلا مین گرفتار ہوگا اور جو اسم کہ زیر لوح لکھا ہی
پڑھکر اپنے اوپر اور اُسکے اوپر دم کرنا ایک غار عمیق بقدر آدم طویل پیدا ہوگا اُس غار مین اپنے تئین گرا دینا
فورًا وہ مکڑا غار کے منھ پر مثل سرپوش کے آ بیٹھیگا اور ہر پانون کو اپنے حرکت دیگا ہر ایک پانون سے اُسکی
بلائین جدا جدا پیدا ہونگی کسی پانون کی حرکت سے آتش باری ہوگی کسی پانون کی حرکت سے سنگ باری ہوگی
کسی پانون کی حرکت سے برف باری پیدا ہوگی اور کسی پانون کی حرکت سے زلزلہ آئیگا کسی پانون کی حرکت سے
سانپ بچھو ظاہر ہونگے اگر اُسکے سب پانون کی حرکتونکی تاثیر بیان کرون تو مضمون اصل مطلب مین طول
ہوگا اے طلسم کشا جسوقت وہ مکڑا غار پر آ بیٹھے تم دیکھنا اُسکے شکم پر ایک خط سفید ہی اُس خط پر اسم حاشیہ
لوح کا پڑھکر تیر پر دم کرکے مارنا اگر تیر نے خطا کی تو جل جاؤگے اور اگر دوسری جگہ تیر پڑا قید ہو جاؤگے
اگر مقام خط سفید پر پڑا تو وہ دل حریف نشانہ ہوگا یعنی مرکر خاک سیاہ ہو جائیگا شاہزادہ نور الدہر نے بموجب
حکم لوح مبارک اُسی طرح تیر جو خط شکم عنکبوت پر مارا فورًا وہ مکڑا ہدف ہوا کنارۂ غار پر تڑپنے لگا پھر اُسکے
چلاتے آندھی سیاہ اُٹھی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آثار قیامت برپا ہوے بعد تھوڑی دیر کے جب تسلط ہوا روشنی
ہوئی آواز مہیب آئی کشتی مرا نام من عنکبوت جادو بود افسوس مردیم و ماندادیم بمطلب دل نہ رسیدیم آگاہ
شدی منم دربان طلسم باطن بودم اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تو ایک لاشہ بہت بڑا ساحر زبردست
کا پڑا ہی اور ایک چوکی سنگ مرمر کی ہی اُسپر اپنے تئین استادہ دیکھا اور ایک چشمۂ آب اُس چوکی کے کنارے ہی
اور تجلی سے اُسکے بیابان مین وہ روشنی ہی کہ تاب دیکھنے کی نہین ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ نور آفتاب کا ہی سر
اُٹھاکے آسمان کی طرف جو دیکھا ایک کمان نورانی گویا ز آفتاب درخشان سے بنائی ہی اور اُس کمان مین
جو محراب دروازہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہی اور اُس دروازے مین ایک عفریت قوی ہیکل گوشے کمان کے پکڑے
کھڑا ہی شاہزادے نے لوح کو اُٹھا کر دیکھا اُس مین لکھا ہوا ہی کہ اس چشمۂ آب سے چلو بھر اور اسم پیشانی لوح
کا اُسپر دم کرکے اُس چشمہ پر ڈالدو پانی بستہ ہوکر سنگ بلورین ہو جائیگا پشت لوح پر جو نقش ہی انگشت شہادت
سے اوپر اُس چوکی کے لکھدو وہ چوکی سنگ مرمر کی مثل تخت سلیمانی اُڑکر بائین طرف اُس دیو کے پہونچیگی
دیو حملہ آور ہوگا وہ سنگ بلور منھ پر اُس دیو کے کھینچ مارنا سر اُس دیو کا شق ہوکر پارہ پارہ ہو جائیگا کاسۂ
سر سے اُس عفریت کے ایک سفید مہرہ پیدا ہوگا فورًا اسکو اُٹھا لینا اس اثنا مین دوسرا دیو اور آکر حملہ کریگا پارۂ
سر شکست عفریت اُس دیو ثانی پر مارنا اور ایک پارہ سر شکست عفریت اول اس چشمۂ آب مین ڈالدینا وہ دیو
بھی اُس چشمہ مین کود پڑیگا اور غوطے کھانے لگیگا جب تک وہ دیو ثانی پارہ سر شکست عفریت اُس چشمۂ آب سے

ڈھونڈھ کر نکلنے تم اُس مہرے کو مثل ناقوس پھونکنا اُس مہرے سے آواز ترانہ کی نکلے گی وہ دیو تابانی جلکر خاک
ہوجائیگا وہ چوکی قریب کمان پہونچ گی ہاتھ سے کمان نہ چھونا ورنہ جل جاؤ گے بلکہ چوکی سے سنگ مرمر کی جست
کرکے حلقہ کمان پر کچھ خوف نہ کرنا پھر جو کچھ دیکھنا موافق لوح کے عمل مین لانا شاہزادہ نورالدہر نے بموجب حکم تحریر
لوح اسی طرح کیا ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لینا پکڑنا مارنا یہ خیرہ سر طلسم کشا طلسم باطن سے نکل جانے نہ پائے
شاہزادہ حیران چارطرف دیکھ رہا اور عس رہا ہے کوئی نظر نہیں آتا صدائین ہولناک اور آوازین بزن بگیر کی بلند ہین

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان جانا شاہزادہ نورالدہر کا حلقہ کمان یعنی خانہ طلسم باطن مین اور گرفتار ہونا بلاے طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

مصیبت حیران بلاہاے طلسم باطنی وصعوبت انگیزان اسباب ہاے ظاہری مرحلہ آفت سحر کو قدرے
طے کرکے مسافت غم والم کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر جسوقت جست کرکے حلقہ کمان
پر پہونچے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا اندر ایک دروازہ عالیشان زرنگار کے پایا کہ محراب اُس
دروازے کی مانند کمان زرین کے تھی چار جانب اسکے کچی دیوارین قد آدم بلند کولے دروازے کے پختہ
گویا وہ کمان دروازہ اُسکا تھا بسم اللہ کہکے شاہزادے نے اندر قدم رکھا اندر اُسکے جاکے دیکھا کہ ایک میدان
وسیع ہے لیکن حرارت آفتاب ایسی شدید ہے کہ تمام جسم پر آبلے پڑے جاتے ہین دم بھر کے بعد تشنگی نے غلبہ اسقدر کیا
کہ زبان مین کانٹے پڑگئے حلق خشک ہوگیا یارا ے تکلم نہ رہا بدحواس ہوگئے موت کی لذت زبان پر آگئی یقین
ہوا کہ اب روح جسم سے نکل جائیگی اگر حال زار شاہزادہ تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا مختصر شاہزادہ نورالدہر
بہ ہزار خرابی جلد جلد راہ کرہ نا طے کرتا ہوا چلا مگر طاقت بالکل زائل ہوگئی امید زیست منقطع ہولی
قریب تھا کہ بیہوش ہوکے گرے ناگاہ دور سے ایک قلعہ بہت بلند دکھلائی دیا اور گرد اسکے نہایت عمدہ دلچسپ
سبزہ زار ہے ہر برگ کاہ و شجر شاداب اور قریب سبزہ زار فالیز تربز کی ہے کھیت لہکتا ہوا تربز بڑے بڑے
تر و تازہ لگے ہوئے ہین کہ شادابی اسکی خانہ چشم ناظرین مین کھپی جاتی ہے خیال کیا کہ دس بارہ قدم کا فاصلہ
ہے اب چلکے ذرا اس کھیت پر ٹھہریے اور ہوا کھائیے کہ قدرے غنچہ دل کی پژمردگی دور ہو پھر دیکھا کہ ایک ایک
گگرا پیتل کا پانی سے بھرا رکھا ہے شاہزادہ شکر خدا بجا لایا اور قدم جلدی اُٹھایا جسقدر آگے بڑھتے جاتے
ہین وہ قلعہ وہ کھیت وہ گگرا ہندوانہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے دیکھا تو جتنے فاصلے پر تھا اتنے ہی فاصلے پر ہے دو پہر کامل
اُسکے پیچھے چلے اور اس قلعہ اور کھیت کے پاس نہ پہونچے آخر مایوس ہوے تاب نہ لاسکے بیخود ہوکے زمین
پر گرے یقین ہوا اب موت آپہونچی زندہ زار اپنے حال زار پر رونے لگے پھر یاد آیا کہ اے نورالدہر لوح کیون
نہین دیکھتا اُسی وقت لوح کو اُٹھاکے دیکھا لکھا ہوا تھا اے طلسم کشا میدان آدم سوز مین پہونچکر قریب
ہلاکت ہوا اور پیچھے فالیز تربز کے کیون دوڑا دوڑی کرتا ہے کھیت تک تربز کے نہ پہونچیگا یہ اسم لوح
ایک مشت خاک پر پڑھکر دم کر اور دور ہو اپنے سامنے فالیز تربز کے چھڑک دے پھر فالیز تربز کے
پہونچ جائیگا پھر لوح کو دیکھا کہ اس مرحلے کا طے کرنا نہایت دشوار ہے کہ یہ بہت صعب ہے شاہزادہ نورالدہر
نے بموجب حکم لوح عمل مین لاکر جو دیکھا تو کنارے کھیت کے کھڑا ہون مگر پیاس کی شدت سے شعلہ آتش
سینہ مین بھڑکنے لگا دل مثل کباب کے بریان ہوا جاتا ہے اُس گگرے کو جو دیکھا تو بہت بڑا کئی مشکون سے
بھی زیادہ ہے خنجر کمر سے کھینچکر ہندوانے گگرے پر مارا اصلاً اثر نہ ہوا ناچار ہوکر ایک سنگ گران وہیں سے

اُٹھاکر اُس گگرے پر مارا آواز تراقہ کی پیدا ہوئی وہ گگرا پھٹ گیا ایک غلغلہ دار و گیر بلند ہوا وہ گگرا جب پاش پاش
ہو کر پھیلا اس میں سے زنبورین سرخ رنگ کی اُڑین اور بلند ہو کر اسقدر بڑھیں کہ مانند بندر کے ہو گئیں سر پر شاہزادہ
کے پرواز کرنے لگیں اُن میں ایک زنبور سیاہ رنگ سب سے بڑا مانند گوسفند سیاہ کے ہے اور نیش اُسکے مثل
ناوک سر تیز ہیں آخرکار اسقدر افراط زنبورون کی ہوئی کہ آفتاب چھپ گیا یکایک کیفیت پر جو زنبورین گرین تربزون
میں لپٹ گئیں تربزون سے آب شیرین اسقدر بہا کہ دریائے عظیم جاری ہوا تمام میدان بحر زخار ہو گیا کہ شاہزادہ
کے گھٹنون تک پانی آگیا زنبورین اُڑ اُڑ کے جسم شاہزادہ نورالدہر پر بیٹھکر نیش زنی کرنے لگیں لیکن برکت
سے لوح کے زہر نیش زنبوران موثر نہوا مگر صدمہ جسم پر کمال ہوا تھا رنگ چہرہ نازنین شاہزادہ کا زرد ہو گیا
ہر چند چاہا کہ لوح کو دیکھیں مگر زنبورون نے مہلت لوح دیکھنے کی نہ دی ناگاہ شاہزادہ نورالدہر کو معلوم
ہوا جیسے کوئی گلے سے لوح کھینچتا ہے ایک آہ سرد دل پر درد کر کے لوح گلے سے اُتار کے مستحکم کر کے ہاتھ میں
پکڑی اب صدمہ نیش زنبوران سے تاب ضبط نہ باقی رہی آنکھ بند ہو گئی جس وقت زنبورون کا شاہزادے پر
بہت ہجوم ہوا ناچار حیران و پریشان ہو کر لوح سے ان زنبورون کو مارنا شروع کیا برکت ہوائے لوح سے
تمام زنبورین اُڑ گئیں شاہزادے کو کسی قدر تسکین ہوئی آنکھ کھلی دیکھا سب زنبورین دور دور اُڑ رہی ہیں
جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا ایسی غفلت نہ کیا کر اگر ایک ساعت اور اس بلا میں مبتلا رہتا لوح
ہاتھ سے نکل جاتی اب اسی زراعت پر خیال کر کہ ایک درخت میں گل زرد ہے اسپر وہی زنبور سیاہ بیٹھی ہے اسم حاشیہ
لوح پیکان تیر پر دم کر کے اُس زنبور سیاہ کو نشانہ کر فوراً شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے ایسا ہی کیا جیسے
ہی تیر پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے مارا وہ زنبور سیاہ نشانہ ہوا غبار سیاہ زمین سے اُٹھا شور و غل ہونے لگا تلاطم
عظیم برپا ہوا بعد دو گھڑی کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور نیش زن جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و مطلب دل نہ رسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ ایک لاشہ بہت بڑا سیاہ رنگ کا پڑا ہے مگر
جوتی منقش دار ہے شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم جوتی اُٹھا لو بحکم لوح جوتی زمین سے
اُٹھالی اور آگے کو روانہ ہوئے دو چار کوس چلے تھے کہ ایک درخت صندل سرخ کا دیکھا ہر پتے سے اُسکے
قطرے خون تازہ کے ٹپکتے ہیں اور خاک بھی اس صحرا کی مثل صندل سرخ کے ہے اور ہوا بہت خوشبودار ہے شاہزادہ
بحکم لوح اُس درخت پر چڑھ گیا اور اسم لوح پڑھا درخت جھومنے لگا شاہزادہ خوف سے ایک شاخ میں
لپٹ گیا اسقدر تکان درخت کو ہوئی اور ہوا تیز چلی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیہوش ہو گیا

اب دو کلمے داستان صعوبت بیان پہنچنا شاہزادہ نورالدہر کا مرحلہ میدان کلہ ہائے خندان پر بیان کیے جاتے ہیں

عجائب نمایان طلسم تازہ خیال و شعبدہ پردازان نیرنگ روزگار فسون خصال میدان طلسم طبیعت میں زبان سحر
بیان کو یون گویا کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نورالدہر تکان سے درخت صندل سرخ کے بیہوش ہو گیا
یقین تھا کہ شاخ درخت ہاتھ سے چھوٹ جائے اور شاہزادہ زمین پر گرے مگر دم بھر کے بعد جب تکان درخت کی
موقوف ہوئی ہوش آیا دیکھا نہ وہ صحرائے احمر ہے نہ وہ درخت صندل ہے ایک میدان وسیع ہے اُس میں سیکڑون
کلہ ہائے تازہ یعنی انسانون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں اُن سرون میں ایک سر تاجدار ہے اور پاس اُس
سر تاجدار کے ایک بارہ برس کی نازنین مہ جبین کا سر ہے کہ وہ بیٹی اُس تاجدار کی ہے اُس سر نازنین کی درخشندگی

سے تمام میدان مین روشنی مثل آفتاب و مہتاب کے ہی اور ہر سر کی آنکھین مثل چشم مردم ذی حیات گردش کرتی
ہین اور پلکین زیر و بالا کی جنبش مین ہین مگر مردمک چشم ہر طرف حیرت زدہ نگران ہی اور تمام کلہ ہاے تازہ رہ رہ کر
خندہ زنی کرتے ہین اور اُن سرون مین ایک کاسہ سر بہت بڑا ہی مثل مٹکی کے یکایک وہی سر بولا سلام علیک
شاہزادے نے جواب سلام دیا اُس سر نے کہا آفرین صد آفرین ای جوان تو بڑا صاحب ہمت اور شجاع و دلیر ہی
کہ اس طلسم پر بلا کو پاک و صاف کیا اب توقف نہ کر کہ بلاہاے عظیم آمادہ تیری ہلاکت پر ہین جلدی جلدی قدم
اُٹھا اور درمیان سے ہمارے نکل جا اور بعیش و عشرت بسر کر یہ تماشاے عجیب و غریب نہ دیکھ اس سر تاجدار
نے کہا ای شاہزادے ہرگز اس بچیا کے فریب مین نہ آنا یہ ساحر مکاری کرتا ہی ایسا نہو کسی بلا مین گرفتار کرے
جلدی اس کاسۂ سر ستمگار کو توڑ ڈال کہ ہم سب زندہ ہو جائین اور مین ان سب انسانون کو ہمراہ لیکر مع دختر و پسر کے
تیری خدمت مین حاضر ہون اُس تاجدار کی دختر اور بیٹے نے کہا ای پدر بزرگوار یہ طلسم کشا نہایت غریب پرور ہی
شاید ہمپر تمپر رحم کرے دختر بولی مین اسکی کنیز ہون پسر نے کہا مین غلام حلقہ بگوش ہون یعنے یہ بھی صدا دینے لگے
اور اکثر سرون نے پھر کہا ہمارے کہنے پر عمل کر دیہ سب دروغ گو ہین سر تاجدار ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ ہو
آدمیون کا کہنا نہ ماننا اور ایک مشت استخوان کہنہ کے کلام پر عمل کرنا کام عقلمندون کا نہین ہی شاہزادہ نہایت
حیران اور متعجب ہوا کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون کہ خیال لوح پر گیا کہ اب پھر لوح دیکھنا چاہیے فوراً لوح کو ملاحظہ
کیا اس مین لکھا تھا کہ تاج زنبور نیش زن کے دو حصہ کر و نصف کاسۂ سر کلان پر اور نصف سر تاجدار پر رکھدو
اور علٰحدہ سرون سے ہو جاؤ شاہزادے نے یہی کیا یکایک آواز تراق تراق کی پیدا ہوئی کلہ تاجدار و کاسۂ سر
کلان قد آدم زمین سے بلند ہوا اور ہوا پر ٹھہرا اور دونون سر آپس مین لڑنے لگے اور کہتے تھے کہ اب کام بگڑ گیا
سر کلان بلند ہو کر اپنے کو کلہ تاجدار پر دے مارتا تھا اور کلہ تاجدار کاسہ سر کلان کو کاٹتا تھا اور جتنے سر میدان
مین پڑے تھے وہ سب مانند ہو کر خون کے تالاب مین گر پڑے اور غوطے کھانے لگے بعد ایک دم کے وہ سب
سر جسم ہو کر لباس سُرخ پہن کر نکلے مگر تمام خون تالاب کا خشک ہو گیا وہ سب کے سب بصورت امرا و وزرا
ہو کر کلہ تاجدار اور کاسہ سر کلان کو بغور دیکھنے لگے پھر تالیان بجا کر ناچنے لگے لیکن دختر تاجدار و پسر
تاجدار مرصع و زیور جواہر نگار سے آراستہ ہو کر جام صراحی ہاتھ مین لیکر مثل طاؤس طناز پاس شاہزادہ
نور الدہر کے آئی پہلے پسر تاجدار نے ہاتھ شاہزادے کا پکڑا اور کہا مجھکو ای جان جہان گلے سے لگا لے شاہزادہ
نے لاحول پڑھکر ہاتھ جھٹک دیا پھر دختر تاجدار برہنہ ہو کر شاہزادہ نور الدہر سے لپٹ گئی اور منہ پر منہ
رکھکر بوسے لینے لگی اور طالب وصل ہوئی شاہزادے نے لاحول پڑھکے اسکو ایک لات ماری کہ وہ
دور ہٹکے گری اس اثنا مین ضربت کاسۂ سر کلان کی کلہ تاجدار پر پڑی کہ کلہ تاجدار ریزہ ریزہ ہو کر گرا دختر
و پسر اس تاجدار کے مع امرا و وزرا غائب ہو گئے اور ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین تمام
آسمان چھپ گیا اور بارش کاسہ ہاے سر کی ہوئی پانی زور سے برسنے لگا شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا ای طلسم کشا اگر ایک قطرہ بھی پانی اوپر تیرے گرا تو تو ہلاک ہو جائیگا لوح اپنے سر پر رکھ لے تا اس بلا سے
محفوظ رہے شاہزادے نے یہی کیا لیکن دیکھا جو کاسۂ سر زمین پر گرتا ہی صدف بن جاتا ہی اور ہر صدف منہ اپنا
کھولے ہی جو قطرہ آب ابر سے گرتا ہی صدف مین آجاتا ہی وہ گوہر ہو جاتا ہی تمام میدان صدفون سے اور گوہر آبدار سے
بھر گیا بعد ایک ساعت کے بارش باران موقوف ہو گئی وہ تمام موتی اور سیپیان میدان سے غائب ہو گئین

ناگاہ ابر سے ایک صداے مہیب پیدا ہوئی اور ایک کاسہ سر مانند برج کلان کے پیدا ہوا اور زمین پر گرا گرتے ہی
استخوان کاسہ سر ریزہ ریزہ ہو گئے اُس مین ایک جانور نہایت بڑا ہفت رنگ کا نکلا اور تمام ریزہ ہاے استخوان کو
سب کھا گیا اور آسمان پر ابر کثیف بلند ہوا اور شاہزادے کے گرد مینہ برسنے لگا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ بارش موقوف ہو جاے اور ہمارے ریزہ استخوان سر کلان کھا گیا ہے اور گرد سر پھرے بعد سات بار چرخ
کرنے کے قصد تجھ پر کرنے کا کریگا اسکی منقار کو نہ دیکھنا ورنہ چشم خیرگی کریگی چاہیے کہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر
اُس پر دم کریے اور لوح اوپر سر کے رکھو تو جب ہما قصد کرنے کا تیرے سر پر کرے اسم لوح پڑھکر دم کرنا پھر
قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے یہی کیا جیسے ہی ہما نے قصد کرنے کا سر پر
شاہزادے کے کیا شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح پڑھکر دم کیا ایک شعلہ جوالہ لوح سے نکلا اور اُس ہما کو
جلا دیا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا مہیب صدائین آنے لگین ہواے تیز و تند چلی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من ہماے جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب دل نہ رسیدیم اب جو شاہزادے
نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست کی لاش جلی ہوئی پڑی ہی شاہزادے نے شکر خدا کیا

اب دو کلمے داستان فرحت نشان پہونچنا شاہزادہ نور الدہر کا میلہ مین اور گم ہو جانا لوح کا اور آنا القا بدار کا بیان کیے جاتے ہین

تماشا بینان سواد طلسم نیرنگ و سیر کنندگان مجمع ساکنان چین فرنگ و گم کردگان لوح دانشمندی و حیرت زدگان
آئینہ ہستمندی اس داستان عجائب بیان کو یون زیر قلم حیرت رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے بعد
خشم قہر ہماے جادو کو مارا اور آگے کو بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا دو تین کوس کے بعد ایک صحراے سبزہ زار وادی
مینو سواد رشک گلشن شداد نظر پڑا گیاہ سبز خوشنما گل خود رو جا بجا شگفتہ ہواے سرد فضاے دلکش طائرونکی
چہچہہ زنی نرگس کی ٹکٹکی یاسمن کا کھلنا باد صبا کی عطر بیزی دلکو بیکل کرتی ہی سامنے دور سے سواد شہر معلوم ہوتا ہی
لوگ آتے جاتے نظر آتے ہین ایک طرف دریا بہتا ہی کہ اُس مین شعلہ آتش بھڑکتے ہین ایسی آگ اُس مین
شعلہ زن ہی کہ اگر آہن سخت اُس دریا مین پڑ جاے پگھل کر پانی ہو جاے اور اُس دریا پر کاغذ کا پل بندھا ہوا ہی کاہ تراش
اُس صحراے سبزہ زار سے گھانس چھیل کر اُسی پل پر سے جاتے ہین شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا
تھا کہ اُس کاہ تراش کے ہمراہ روانہ ہوا اور عظمے آباد مین داخل ہو اُس کاہ تراش کی یہ شکل ہی کہ پشت اُسکی
مانند سل سنگ سیاہ کی ہی اور جسم اُسکا سرخ ہی قد اُسکا طویل ہی آنکھین اُسکی زرد ہین شاہزادے نے موافق حکم
لوح کے اُس کاہ فروش کو تلاش کیا جب وہ پشتارہ گھانس کا باندھکر چلا شاہزادہ اُسکے عقب مین روانہ ہوا
جب وہ پل کاغذ پر پہونچا شاہزادہ بھی اُسکے قدم بقدم رکھتا ہوا روان تھا یہانتک کہ رہبری سے سنگ پشت
جادو کے پل سے صحیح و سالم گذر کر شہر عظمے آباد مین پہونچا دیکھا شاہزادے نے کہ عمارت اُس شہر کی سنگ
سلیمانی کی ہی آدمی شہر کے تمام مرد و زن پیر و جوان خرد و کلان یک چشم ہین شاہزادہ دیکھکر حیران ہوا
دروازے مین شہر کے جب قدم رکھا دیکھا کہ دکانین حلوائیونکی آراستہ ہین تھال اچھی اور برنجی برابر چنے
اوپر تلے ہین کڑھاؤ بھٹی پر چڑھے ہوئے ہین کہین جلیبیان اور امرتیان تلی جاتی ہین کہین پوریان
کچوریان پک رہی ہین کہین مٹھائیان رنگ رنگ کی بن رہی ہین گرم گرم یہ اشیا دیکھکر جی للچایا ذائقہ
زبان پر ہر چیز کا آیا شاہزادہ نور الدہر مثل آئینہ حیران ہوا اور پوچھا حلوائیون سے ارے اعتقادو تم

تو یہ کیا طلسم ایک چشم ہی اُن حلوائیون وغیرہ نے جو دو چشم شاہزادے کو دیکھا پہچان گئے سب نے ملکر شور و غل
مچایا کہ ارے دوڑو طلسم کشا آگیا لینا پکڑنا مارنا اسی نے ہمارے جادو اور عنکبوت جادو وغیرہ کو مارا ہی مراحلات
کو شکست کرکے دریائے طلسم سے صحیح و سالم عبور کرکے سنگ پشت جادو کے ہمراہ آیا ہی یہ سُنکے شاہزادہ
نہایت متوحش ہوا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو سر پر رکھکے چپ ہو رہو شاہزادے نے لوح سر پر رکھ لی نظر
سے اہل شہر اور دوکاندار ونکے غائب ہوگیا سب کے سب متعجب ہو ڈھونڈھنے لگے ایک ایک سے دست
گریبان ہوا اور ایک ایک سے کہتا تھا ارے تم لوگ خواب دیکھتے ہو شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا
اے طلسم کشا اس شہر مین ایک پیر مرد ہی اسکو تلاش کرو کہ وہ اپنے گھر مین کوٹھے پر عبادت خدا کرتا ہی مگر یہ
خیال رکھنا کہ اسی طرح مانند اس پیر مرد کے ہر گھر مین ایک ایک پیر مرد عبادت فریبیہ مین مشغول دیکھوگے کہین اس دام مین نہ آجانا تمھاری
اسیری کی لگاتین ہین سب پیر مرد اصلی وہ ہی کہ سرنگون ذکر خدا مین مشغول ہی کسی جانب نہین دیکھتا ہی اور پیر مرد جو ہین وہ ادھر
اُدھر دیکھتے ہین اُس پیر مرد سے ملاقات کرو اور مہمان اُسکا ہو وہ جو کچھ کہے وہ شکر قبول کر عمل مین لا القصہ شاہزادہ نور الدہر گھر گھر اُس پیر مرد
کو تلاش کرنیلگا ہر گھر مین جاتا ہی اور دیکھکر پھر آتا ہی مگر ہر پیر مرد کو ایک صورت شکل کا اور ایک ہی طریقہ کا بیٹھا دیکھتا
ہی یہانتک کہ پانچ سو گھر دیکھے اور ایک ہی صورت کے پیر مرد پائے مطلق فرق بال بھر کا نہ تھا قریب تھا کہ
فریب طلسمیان مین آئین آخر ایک گھر مین جو گذر ہوا جوے صدق و راستی دماغ مین پہونچی عقل سے دریافت
کیا کہ یہی دوست صادق معلوم ہوتا ہی اس پیر مرد کو بھی اُن سبکی صورتون سے مشابہ پایا اور جملہ علامت
بموجب تحریر لوح مہیا دیکھے نام اُس پیر مرد کا طاہر جنی تھا اول سلام علیک کی اُسنے سر اُٹھا کے دیکھا اور ملاقات
کرکے بمدارات بٹھایا شاہزادے کو غسل کرایا مسافت سفر راہ طلسم دور ہوئی طعام لذیذ کھلایا شاہزادہ نور الدہر
کو جو بہت عرصہ سے خواب و خورش حرام تھا اب اطمینان تمام سوئے راحت پائی آٹھ دن اُس پیر مرد کے یہان
مہمان رہے بموجب تعلیم پیر مرد زکوٰۃ اسم کی دی آخر وقت شام برائے سیر شہر کو چلے طاہر جنی نے ایک نقش
پیشانی پر شاہزادہ نور الدہر کے لکھ دیا کہ کوئی شخص نہ پہچانے جب شاہزادہ بازار مین پہونچا جملہ خاص و عام
کو ایسا آراستہ و پیراستہ اور خوش و خرم پایا کہ گویا تیاریِ سامان جشن کی کرتے ہین جیسے روز عید ہی باہم
ہوکے عیش و عشرت کے اسباب خرید کرتے ہین اور ایک منادی ڈھول گلے مین ڈالے ہوئے شہر مین ڈھنڈھورا پیٹتے
کہے یہ ندا کرتا ہی کہ کل میلے کا دن ہی آج سے اطلاع اسواسطے سبکو دیجاتی ہی کہ یہ جشن عظیم ہی تمام خاص و عام
کو حکم عام بادشاہ عالی مقام کا ہی کہ شاہ سے گدا تک لباس رنگین فاخرہ غرق بجواہر ہو کر میلے مین آئے شاہزادہ
نور الدہر یہ سب کیفیت شہر کی دیکھکر پھرا اور گھر مین طاہر جنی کے آیا سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو
مین بھی جاکر کل میلے کی سیر کرون طاہر جنی نے کہا اے شاہزادے تو ہنوز طفل مکتب ہی کہ بُرائی اور بھلائی کو نہین
دیکھتا ہی اول یہ کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات ہی اور تو یہانکی طلسم کشائی کریگا ایسا نہو کہ فریب طلسمیان مین آجائے
یہ مرحلہ فریب کا ہی اور اسکے آگے پردہ عجائب سب سے زیادہ مشکل ہی بعد اُسکے مرحلات چہل فانوس نہایت
سخت و صعب ہی مین کہے دیتا ہون کہ اب یہان سے لوح کی بہت حفاظت کرنا اور کوئی کام بغیر حکم لوح ہرگز
نہ کرنا نہین پچھتائیگا اور لوح ہاتھ سے نکل جائیگی آخر کار شاہزادہ نور الدہر لوح گلے مین پہنکر میلہ کی سیر
دیکھنے چلا بازار مین جو پہونچا دیکھا کہ خرد و کلان سوار و پیادہ لباس رنگین بقدر مقدور عمدہ عمدہ پہنے چلے جاتے
ہین یہ بھی اُن سب کے ہمراہ روانہ ہوا جب میلے مین پہونچا دیکھا کہ اہل حرفہ اسباب سوداگری طرح طرح کا

دکانون نیرآراستہ کیے بیٹھے ہین کہین مال تجارتی انواع اقسام کا ہی کسی جا حلوائی دکانین لگائے مٹھائی بیرنگی کی
جمائے ہین کہین کنجڑین ترکاریان عمدہ عمدہ لیے بیٹھی ہین کہین میوے فروش ہین کسی جا تنبولی تخت
ڈالے گلوریان وسادہ بانون کی نفیس لگا رہے ہین کسی مقام پر بساطی کہین پھول والے ہین کہین
نانبائی کہین بھنگیرون کے ڈیرے ہین چرس اڑتی ہی چھینٹون پر دم پڑتے ہین ڈھولک بج رہی ہی تماشبین
راگ و رنگ مین مصروف شاہزادہ نورالدہر یہ سب دیکھتا ہوا زیر درخت مولسری پہونچا کہ وہان میلے
کا رنگ خوب جمع ہوا تھا یہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگا ناگاہ اُس درخت پر ایک جوڑا کبوتر کا بیٹھا تھا
کہ رنگ اُسکا سیماپیہ تھا شاہزادے نے سُنا کہ اس کبوتر کے جوڑے نے بہ آواز بلند نر نے مادہ سے بزبان
انسان فصیح یہ کہا کہ آج کے روز بموجب قاعدہ طلسم معلوم ہوتا ہی کہ اس درخت کے نیچے طلسم کشا ضرور آئیگا
اور کیا عجب ہی جو اس میلے مین برائے سیر آیا ہوا ایک مدت سے انتظار مین طلسم کشا کے اس درخت پر مقیم ہون
اور بہ جرم دوستی اُسکے بلا مین گرفتار ہون مادہ نے کہا کہ ذرا سر جھکا کر دیکھ تو سہی یہ جوان رعنا کہ جسکے چہرے
سے نور اقبال اور لبشان و شوکت و اجلال مثل خورشید تابان درخشندہ ہی یہی طلسم کشا ہو نر نے کہا
اگر فی الحقیقت یہی جوان عالیشان طلسم کشا ہی تو اسکو چاہیے کہ ہمکو نجات دے مین اُسکے کام مین آؤن
اور ایک آثار طلسم کشائی یہ بھی ہی کہ اس میلے مین کسی پر عاشق ہو اور معشوق کی وجہ سے طلسم توڑے لیکن
اُس مین شرط یہی ہی کہ قول محبوب کا اپنے قبول کرے شاہزادہ یہ کلام طائر کا سنکر حیران ہوا آگے میلہ
دیکھنے کو روان ہوا وہ جوڑا کبوتر کا بھی اڑ گیا سب آدمی شہزادے کو میلے مین دیکھ دیکھ کے آپس مین چشمک
کرتے ہین مگر کوئی معترض شاہزادے سے نہین ہوتا ہی شہزادہ نورالدہر نے دیکھا کہ میلہ تو بہت بڑا
ہی اور مجمع کثیر ہی مگر سب ایک چشم ہین یہانتک کہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور چارپائے ہر قسم کے ایک آنکھ کے
ہین اور جو دریا کہ شاہزادے کو راہ مین صحرائے سبزہ زار کے کنارے اور رو داخلہ شہر ملا تھا وہی بحر زخار
یہان بھی ہی کنارے اُسکے بڑا ہجوم اور کثرت خلائق بے انتہا ہی شاہزادہ نورالدہر بھی کنارے دریا کے
آیا دیکھا کہ ایک کشتی بہت بڑی اور نہایت وسیع ہی تختے اُس کشتی کے برابر جڑے ہین اور لکڑیون کا عود و
صندل کی انبار لگا ہی اور ریت سے آدمی گھڑے مٹی کے اُن لکڑیون کے انبار پر ڈال رہے ہین اور اُس
انبار پر لکڑیون کے ایک چوکی صندل کی بچھی ہی اور ریت سے سپاہی تلوارین کھینچے ہوئے گرد اُسکے
کھڑے ہین مگر بہت ہوشیار اور کچھ آدمی لب دریا کے سنہرے کے سر سے پا تک لگائے ہوئے بوریا
کنارے پر بیٹھے ہین مگر سب کے سب اُدھر اُدھر دیکھتے ہین کہ گویا کسی کا انتظار ہی شاہزادہ نورالدہر بھی
کھڑا تماشا بغور دیکھ رہا ہی

اب وہ ٹکڑے داستان معیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نورالدہر کا عاشق حسن و جمال زن ستی ہو کر اور سمجھانا ولیعہد کا نورالدہر کو میلے مین بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران دام عشق حسینان طلسم رنگین و اسیران قفس حسن و جمال نازنین اس داستان محبت خیز الم
انگیز کو یون منزل بیان مین ٹولتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر نے درمیان میلے کے لب دریا کھڑے
ہو کر یہ کیفیت زورق طلسم کی دیکھی حیران ہوا ناگاہ غلغلہ عظیم گوشہ صحرا سے اٹھا شاہزادہ نورالدہر
اُسی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ اُس طرف مجمع خلائق بہت ہی اور لوگ چلے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر ایک

ٹیکرے پر چڑھ گیا کہ وہ بہت بلند تھا زیر سایہ درخت کھڑا ہو رہا اور دیکھا کہ وہ ہجوم اور ہنگامہ ہے اور کثرت
آدمیون کی ہے کہ زمین نظر نہین آتی شاہزادہ درخت پر چڑھ گیا اب جو دیکھا تو عجب سامان نظر پڑا کہ ایک
تخت مرصع پر ایک معشوق خوبرو پری پیکر حور وش ماہ جبین مہر تمکین بلاے جان عاشقان لباس
سرخ پہنے ہوئے اور لاشہ شوہر خون چکان زانوون پر رکھے ہوے مردانہ وار بیٹھی ہے اور ناریل نقرئی اور
طلائی ہاتھ مین ہین اور گلہاے خوشبودار اور پانو کے بیڑے بہت سے اور سپاریان سنو آگے تخت
پر رکھے ہین لے لیکر آدمیون کو تقسیم کرتی ہے اور با آواز بلند کہتی جاتی ہے یا ساحری ست یا ساحری ست
اور بہت سے مرد اور عورتین جو اسکے تخت کے گرداگرد ہین وہ ہر طرف پان اور ڈلیان اسپر نثار کرتے
ہین اور کچھ لوگ مورچھل اسکے سر پر ہلا رہے ہین جو شخص اس سے پوچھتا ہے اسکو جواب دیتی جاتی ہے اور
برہمن بہت سے گرد تخت کے ناقوس پھونکتے ہین اور سنکھ و طبل و دف بجتے چلے جاتے ہین شاہزادہ
نور الدہر کی جو نگاہ چہرۂ نورانی پری جمالی حور خصال پر پڑی دفعتہً ایسا عاشق و شیفتہ ہوا کہ دیوانوں کی
شکل جیسے کوئی عاشق صد سالہ ہوتا ہے شاہزادہ بیخود ہوگیا چہرے پر اثر عشق جمال بیمثال سے مردنی
چھا گئی ہاتھ پانون بیقابو ہوگئے نور الدہر درخت پر سے گر پڑا اور بیہوش ہوگیا جب آنکھ کھلی ہوشیار
ہوا دیوانہ وار اس پری پیکر کی سواری کی طرف دوڑا ہر قدم پر گر پڑتا اور خاک مین غلطان ہوکر اٹھکر
پھر اسکی طرف دوڑتا تھا اسی بیخودی مین گریبان قبا تا بدامن چاک اور لباس پرزے پرزے کرڈالا اور چیخین
مارکر روتا ہوا دوڑا کبھی زبان سے یہ کہتا تھا اے پیاری اے آرام جان عاشق اے قتال جہان ذرا سواری کو روک
لے تیرے عاشق کا ہوگئو نبر دم ہے کبھی یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا تھا شعر پیادہ پا ہون روان سوے کوچہ
قاتل + اجل مری مرے سر پہ سوار راہ مین ہے + غرضکہ شاہزادہ مبتلاے عشق افتان و خیزان قریب
اس مہ جبین کے پہونچا دیکھا کہ وہ گل اندام غنچہ لب پھول وغیرہ سب آدمیون کو دیتی دور والون پر پھینکتی
ہوئی آتی ہے انکی طرف کوئی پھول نہین آتا برجستہ پڑھکے اسکو سنایا شعر گل پھینکے ہین اورونکی طرف بلکہ
ثمر بھی + اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی + یکایک شور ہوشیار باش باادب باش کا ہوا معتمان سواری ہٹو
بچو کرتے ہوے آتے ہین نقیب نگہ روبرو صدا دیتے ہین چوبدار خاص بردار برچھی بردار کچھ سوار کچھ پیادے
جلوس مین ہین بطور شاہانہ سواری چلی آتی ہے فوج کے سوار مرصع پوش باادب صفین باندھے ہوے
دو جانب کھڑے ہین سلامی ہوتی ہے بعد جلوس سواری کے دیکھا کہ ایک جوان صاحب شان و شوکت
و حشمت و رفعت تاج شاہانہ سر پر رکھے فیل پر عماری مین سوار اور دو شخص راست و چپ چنور ہلاتے
ہوے سواری کے ہمراہ ہین جتنے امیر و غریب دور و قریب کھڑے تھے سلام کو جھک گئے نور الدہر نے
دریافت کیا کسکی سواری ہے ان سب نے کہا کہ یہ سواری شہزادۂ ولیعہد بہادر بادشاہ طلسم کی ہے ولیعہد نے
جو حال پریشان نور الدہر کا دیکھا کہ لباس پرزے پرزے خاک مین آلودہ روتا شور و غل کرتا پیچھے تخت زن
ستی ہونے والی کے دوڑا جاتا ہے دریافت کیا لوگون سے یہ کون ہے سب نے عرض کیا کہ یہ تو عاشق زن
ستی پر ہوا ہے ولیعہد نے کہا اسے ہمارے پاس بلالو ملازم اسکے نور الدہر کو سامنے اسکے لیگئے ولیعہد نے جو
روے مبارک شاہزادۂ نور الدہر کا دیکھا بہت پسند کیا اور خوش ہوکر بر سر رحم ہوا سمجھایا اے جوان یہ تو نے
اپنا کیا حال کیا ہے ایک زن ستی پہ عاشق ہوا ہے یہ مقدمات طلسم مین ہوش مین آ ہوشیار ہو نور الدہر

جامہ

خاموش کھڑا رہا اور سب آدمیون نے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ولیعہد آپ کیا غضب کرتے ہین اسکو فہمایش کیجئے مین
خاموش رہیے کچھ نہ کہیے ولیعہد ناچار ہوکر خاموش ہو رہا مگر حال زار نور الدہر پر نہایت رنج تھا شاہزادہ ولیعہد
نے کہا ای یارو مین امتحان کرتا ہون کہ یہ طلسم کشا ہی یا کوئی اور ہی یہ تو ایسا بیہوش ہی کہ اسکو اپنے دست
و پا کا بھی ہوش نہین یہ طلسم کشائی کیا کریگا مگر شاہزادہ نور الدہر خود رفتگی سحر سے ایسا مدہوش ہی کہ کچھ دست
و پا کی خبر نہین دین و دنیا فراموش ہی دلکو یہی ولولہ او جوش ہی کہ قریب تخت محبوب کے پہونچون اور حسبت کرکے تخت
پر پہلو سے دلربا مین جا بیٹھون مگر آدمی جو اسکو گھیرے ہوے ہین وہ جانے نہین دیتے ہین مگر دیکھا جوڑا کبوتر کا
ہی جو درخت مولسری پر بیٹھا باتین کر رہا تھا اب جو دیکھا تو مادہ سر پر زن ستی کے سایہ فگن ہی اور نر سر پر
شاہزادہ طلسم کشا کے صورت چتر پر پھیلائے ہوے ساتھ ساتھ ہی اور مادہ بار بار زن ستی کے کان مین
کچھ کہتی ہی وہ زن ستی سر ہلا کے رہجاتی ہی جب سواری زن ستی کی قریب دریا کے پہونچی اور شاہزادہ
نور الدہر زیادہ بیتاب ہوا زن ستی نے بھی کنکھیون سے نور الدہر کی طرف دیکھا اور لوگون سے کہا کہ
اس دیوانے کو میرے پاس لاؤ مین دو باتین اس سے کرلون لوگ شاہزادہ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ
سامنے اس زن ستی کے لائے زن ستی نے شاہزادہ سے کہا ای شاہزادہ تو کسواسطے دیوانہ ہوگیا ہی
مین تو چند عرصہ کی مہمان ہون دنیا مین ساتھ اس لاش کے کہ یہ میرا شوہر ہی جلکر خاک ہو جاؤنگی یہ انبار جو لکڑیون کا
سامنے تو دیکھتا ہی یہ سامان میرے جلنے کا ہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای جان جہان واے مجھکو تو بعد
ایک ساعت کے جل جاے اور مین زندہ رہون جو تیرا حال وہی اس عاشق و فریفتہ کا بھی حال ہوگا زن
ستی نے کہا یہ تجھکو اختیار ہی شاہزادہ نے کہا مین بعد تیرے دم بھر زندہ نہ رہونگا آتش فراق سے جلنا اچھا
نہین بلکہ ساتھ تیرے جلنا بہتر ہی اُس نازنین نے کہا یہ دستور دنیا نہین شاہزادہ نے کہا مجھکو دستور سے
کچھ سروکار نہین دلبرا اختیار نہین جو دل چاہے وہ ہوگا غرضکہ زن ستی کنارے پر دریا کے پہونچی تخت سے
اُتری پا برہنہ اُس انبار پر لکڑیون کے آئی وہان ایک چوکی چوبی بچھی تھی لاش اپنے شوہر کی آغوش
مین لیکر اُس چوکی پر بیٹھی چار طرف خاکروب کھڑے ہوے اور چار طرف سپاہی تلوارین کھینچے ہوے مستعد
ہوے کہ شاید زن ستی بھاگ جاے تو تلوار سے قتل کرین اگر تلوار سے بچکر نکل جاے تو خاکروب ان کے
حوالے کرین کہ قاعدہ مذہب ہنود مین یہی ہی شاہزادہ نور الدہر گرد انبار ہیزم کے پھرتا ہی مگر جانے
نہین پاتا یہانتک کہ آگ اُن لکڑیون مین دیدی گئی شاہزادہ ناچار ہوکر رہ گیا پشت کی طرف سے
لکڑیونکو ہٹاتا ہوا قدم بقدم جماتا او پر انبار کے چلا وہ لکڑیان لغزش قدم سے جو ایک مرتبہ گریں سب
لکڑیان پھیل گئین شاہزادہ لکڑیون کے ڈھکیلنے سے دریا مین گرا غوطے کھانے لگا بیہوش ہوگیا بعد
ایک ساعت کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک چھوٹے سے باغچے مین دیکھا وہ چھوٹا سا باغ نہایت آراستہ و
پیراستہ تھا دیکھنے سے اُس باغ کے غنچۂ دل شگفتہ ہوا پژمردگی دلکی دیوانگی فوراً دور ہوئی سامنے دیکھا کہ تختہ بلور پر
ایک چوکی صندل کی بچھی ہی اسپر ایک زن سیاہ فام بیٹھی ہی اور اسباب سحر سامنے اسکے رکھا ہی اور لوح
گلے مین اُسکے ہی اور آپ طوق در زنجیر مین مسلسل ہین دست و پا شاہزادے کے سحر سے بے حس و حرکت
ہین طاقت بدن مین نہین ہی اور وہ ساحرہ عتاب کے کلام نور الدہر سے کرنے لگی شاہزادہ خاموش
عالم سحر مین بیہوش پھر اُس ساحرہ نے ایک پتھر اُٹھا کر دیوار پر مارا کہ دیوار شگاف ہوگئی وہی ساحرا بھی

شگاف دیوار سے آیا جو کاہ تراش کی صورت بنا ہوا اور زاولی سحرا سے سبزہ زار میں ملا تھا اور اُسکے ساتھ پل کا نذر پرست
ہوکر شہر میں داخل ہوے تھے اور نام اُسکا سنگ پشت جادو تھا وہ شگاف در سے آکر دست بستہ کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ اے ملکہ خوب کام کیا تو نے کہ لوح چھین لی اور طلسم کشا کو قید کر لیا شاہزادے نے سنگ پشت جادو کو پہچانا
کہ اتنے میں اُسی شگاف در سے ایک ساحر اور آیا اُسنے سلام کیا ملکہ نے کہا اے بوتیمار جادو طلسم کشا کو اپنی
قید میں رکھو یہ سنکر بوتیمار جادو نے شاہزادے کو ہاتھ پکڑکر کھینچا اور ایک شیشۂ کلان خالی اُسکے پاس تھا
شیشہ شاہزادے کے منھ سے ملایا اور اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور ہر بار اسم سحر پڑھکر شاہزادے پر اور شیشہ
پر دم کیا شیشہ تو مثل تنور کلان یا خم کلان کے ہو گیا وہ شیشہ زمین پر رکھ دیا اور پھر اسم سحر بوتیمار جادو پڑھنے
لگا نورالدہر مع طوق و زنجیر اُس شیشہ میں کود پڑا بوتیمار جادو نے منھ شیشہ کا بند کیا اور سنگ پشت جادو
کے حوالے کیا اور کہا کہ اس شیشہ سحر کو تو بادشاہ اعظم کے پاس لیجا اور عرض کرنا کہ ملکہ مشک فام جادو
عقب میں لوح لیے آتی ہے یہ سنکے سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے نورالدہر کا اُٹھا کر پرواز پیدا کر کے
چلا ہر چند شاہزادے نے شیشہ میں زور کیا اور لنگر بار اگر شیشہ نہ ٹوٹا سنگ پشت جادو نے جو شیشہ میں
دیکھا خوف زدہ ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو مع شیشہ راہ میں چھوڑکر چلا گیا

اب وہ داستان سحر نشان ملکہ مشک فام جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

نو سازان طلسم مضامین رنگارنگ و طلسم نمایان عبارات داستان گوے خوش آہنگ ان فقرات فصیح کو
بزبان سحر بیان طلسم کشائی خامہ سحر بیان سے صفحۂ قرطاس لوح اساس پر ہیرا سے تحریر یوں نارواں کرتے ہیں
جب سنگ پشت جادو و شیشہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پرواز پیدا کر کے لے اڑا اور بوتیمار
جادو بھی اُسی شگاف در سے چلا گیا وہ شگاف دیوار برابر ہو گیا اور ملکہ مشک فام جادو لوح گلے میں
پہنے ہوے چوکی پر سنگ سحر کے بیٹھی مگر اب یہ ارادہ ہے کہ اس باغ سے لوح لیکر خدمت بادشاہ میں جاؤں
اور کیفیت طلسم کشا بیان کر کے لوح دے آؤں ناگاہ نقابدار شنجرفی پوش بوضع فقرا پیدا ہوا اور وہیں سے
نعرہ کیا او فحبہ مشک فام جادو ہوشیار و خبردار ہو میں آپہونچا اور تلوار کھینچ کے جھپٹا اُس ملعونہ نے چاہا
سحر کروں بسبب لوح کے سحر بھول گئی اس عرصہ میں نقابدار قریب آگیا اور چاہا نقابدار نے تلوار مارے کہ ملکہ
مشک فام جادو نے گلے سے لوح اُتار کے رکھدی اور سحر کرنے لگی نقابدار نے کہا کہ اب سحر کا اثر ہو چلا ہے
اور زمین پر لوح رکھی ہے جھپٹ کر لوح اُٹھا کر گلے میں ڈالی طبیعت بحال ہوئی اثر سحر دفع ہو گیا ملکہ مشک فام جادو
کف افسوس ملنے لگی نقابدار نے چاہا ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر ماروں وہ ساحرہ ملعونہ سحر کر کے عقاب کی صورت
بنگئی اور ہنستی ہوئی تڑاقی سے اُڑ کر روانہ ہوئی نقابدار بھی باغ سے پھرا اور تلاش شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان میں روانہ ہوا وہاں سنگ پشت جادو و شیشہ شاہزادے کا صحرا میں چھوڑ کر چلا گیا
تھا بعد تھوڑی دیر کے پھر آیا اور شیشہ اُٹھا کر سینہ پر رکھا اور سو گیا یہاں نقابدار شنجرفی پوش بتلاش
طلسم کشا صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت چلا آتا ہو ناگاہ صحراے فیروزہ میں نقابدار شنجرفی پوش کا گذر ہوا دور سے
دیکھا کہ سنگ پشت جادو صحرا میں سبزے پر چت پڑا سوتا ہے اور شیشہ طلسم کشا کا سینہ پر رکھا ہے اور دونوں
ہاتھوں سے شیشہ کو مضبوط پکڑے ہے اور ایک اژدہا گرد سنگ پشت جادو کے حلقہ کیے دم منھ میں لیے ہوے
بیٹھا ہے جب نقابدار شنجرفی پوش قریب پہونچا لوح کو سامنے اُسکے جلوہ دیا اژدہا خوفناک ہو کر بھاگا اور غائب ہو گیا

نقابدار نے شیشہ سنگ پشت جادو کے سینہ سے اُٹھایا اسکو مطلق خبر نہوئی ایسی غفلت کی نیند تھی کہ ہوشیار
نہوا نقابدار نے لوح کو شیشہ کے مُنھ پر رکھدیا شیشہ سے تڑاقے کی آواز آئی اور ٹوٹ کر چور ہوگیا شاہزادہ
نورالدہر بحالت اصلی ہوگیا نقابدار سبز قبا پوش بکمال ادب تسلیم بجالایا اور لوح کو شہزادے کی نذر کیا
شہزادہ بہت خوش ہوا اور لوح لیکر گلے مین پہن لی اور نقابدار کو دوڑ کر گلے سے لگالیا اور کہا ای نقابدار
مین بہت ممنون ہوا تو نے کمال احسان مجھپر کیا مین عمر بھر اس بار احسان سے سبکبار نہونگا اب تو اپنا
نام و نشان بتا نقابدار سبز قبا پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ مین حضور کا غلام حلقہ بگوش ہون میرا حال
حضور کو بعد طلسم کشائی کے ظاہر ہوگا یہ کہکر نقابدار ایک طرف کو روانہ ہوگیا یہان شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا ایک پارہ سنگ پر اسم لوح دم کرکے اس ساحر کو ماردے ساحر کشتہ ہوجائیگا شاہزادہ نورالدہر
نے بحکم لوح ایک پارہ سنگ اُٹھاکر اسم لوح دم کیا اور سنگ پشت جادو پر کھینچ مارا وہ ساحر فوراً تڑپ کر
مرگیا تمام صحرا تیرہ و تار ہوا ہواے تند چلنے لگی ہیرون نے شور و غل مچایا شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا بعد تھوڑی دیر
روشنی ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من سنگ پشت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل نرسیدیم
شاہزادہ نورالدہر بعد قتل ہونے سنگ پشت جادو کے وہان سے روانہ ہوا پھر اُسی میلے مین آکر
پہونچا اور اُسی درخت مولسری کے نیچے آکر دیکھا کہ میلہ سُست ہے اب کچھ وہان کے لوگ چپ چپ باتین
کرتے ہین شہزادے نے پھر لوح کو نگاہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا کوئی ایسی غفلت کرتا ہے بڑا غضب
کیا تھا تو نے اگر تیرے واسطے مدد غیب سے نہوتی تو تو قید شیشہ سحر مین پڑے پڑے مرجاتا یہان تو یہ تیری
کیفیت ہوئی اب اسکے آگے پردہ عجائب اور مرحلہ جہل فانوس ہین وہان تو کیا کریگا خیر گذشتہ را صلوات
اب آیندہ ایسا نہ کرنا اب ایک تیر اسم لوح پر دم کرکے کبوتر کے جوڑے پر مار وہ اسی مولسری کے
درخت پر بیٹھے ہین شاہزادہ نورالدہر نے خاطر جمع کرکے ایک تیر ترکش سے نکالا اسپر اسم لوح
دم کیا اور کمان مین جوڑ کر کبوتر کے جوڑے پر مارا دونون یعنی نر اور مادہ ایک ہی تیر سے چھد کر
نشانہ ہو درخت کے نیچے گر کر پھڑکنے لگے اُس میلے مین سب اندھیرا ہوگیا ہوا تند و تیز چلنے لگی
میلہ تہ و بالا ہوا قیامت کے آثار ظاہر ہوے پھر چار طرف سے شور و غل مچانے لگے جب روشنی
ظاہر ہوئی وہ آوازین آئین کشتی مرا نامم مگیران جادو و طیور جادو بودند افسوس مردیم و جان دادیم
بہ مطالب دلہا نرسیدیم ہمہ کارہاے طلسم متعلق بما بودند افسوس صد افسوس بند و بست ہم شکستند
اب جو شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا کہ وہی زن ستی تخت پر درمیان میلے کے کھڑی ہے شاہزادہ نورالدہر
کو دیکھکر اُس زن ستی نے کہا ای شاہزادہ ناحق تجکو دریاے طلسم مین ڈالا جب تو نے قصد اوپر انبار لکڑیون کے
آینکا لیا تھا ہیرون نے لکڑیان گرادین تو دریاے طلسم مین گر کر غرق ہوگیا مین نجانتی تھی کہ یہ فقط
خواب پریشان تھا تو زندہ رہا پھر اس طلسم مین آیا مین وہان تیری منتظر رہی اسی انتظاری مین
مین نے اپنا جلنا موقوف کیا اور تجکو تلاش کرتی ہوئی یہان آئی اب تو ہمراہ میرے چل آ تخت پر
بیٹھنے شاہزادہ نورالدہر قوت لوح سے سمجھ گیا تھا کہ لوح میرے قبضہ مین ہے اور مین ہوشیار
ہون غافل نہین ہون یہ ملعونہ میرا کیا کرسکتی ہے شاہزادے نے جواب دیا بہت خوب آیا خاطر ہوا
اگر آپ اُسی وقت مہربانی کرتین تو یہ طول و طویل فراق کیون ہوتا زن ستی نے کہا کہ خطا ہوئی عفو کر

یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے ہاتھ اُس ستی کا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل اُسکے آگے گر ہی شاہزادے نے لوح اُسکے سر پر ماری کہ زن ستی تڑپنے لگی تخت جو بالا ہوا تھا وہ زمین پر آرہا وہ ملعونہ تڑپ تڑپ کر مر گئی شور غل اُٹھا تاریکی چھا گئی اور اُسکے سر سے آگ کے شعلے پیدا ہوے تخت جلنے لگا اسقدر شعلۂ آتش بھڑک کر بلند ہوے کہ تمام درخت جلنے لگے سب میلے کے لوگ جل جل کر خاک ہو گئے صحرا جلا شہر تمام جلا پل دریا کا جلکر خاک سیاہ ہو گیا اب شہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ یہان سے وہان تک نہ شہر ہی نہ دریا ہی نہ پل نہ صحرا ہی نہ کوئی درخت ہی نہ کوئی آدمی نہ طائر ہی سناٹا پڑا ہی شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا بموجب حکم لوح عمل مین لائے یہان آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مشتنک خام جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب خود نہ رسیدیم شہزادہ نور الدہر وہان چپکا کھڑا ہی اور حیران حیران چار طرف دیکھتا ہی اور ہنستا ہی اور شکر خدائے عز و جل بجا لاتا ہی

اب دو کلمے داستان مصائب نشان زحمت اُٹھانا شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا درمیان طلسم مرحلہ پنجم کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران رنج و بلاے طلسمات عجائب و غرائبات نہایان مصیبت و آلام طلسم غرائب اس داستان صعوبت خیز بلا انگیز کو بطرز نو بہ مفہوم ناظرین والا تمکین یون مرقوم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے مشتنک خام جادو کو مار ا بعد تھوڑی دیر کے دم لیکر آگے بڑھے پانچ چار کوس چلے تھے کہ بیابان دلکش صحراے سبزہ زار کوسون کا میدان نظر پڑا ہر چند گیاہ سبز اور گل خودرو سفید و زرد و سرخ ہین مگر دھوپ کی اسقدر تیزی ہی کہ پھول پتے گیاہ سبز وغیرہ سب مرجھائے ہوئے ہین شاہزادہ نور الدہر تو بہت عرصہ کا بھوکھا پیاسا تھا گرمی کے سبب سے تشنگی و گرسنگی کی زیادہ شدت ہوئی بیتاب ہو گئے قدم اُٹھانا مشکل ہوا مگر چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا کچھ درخت طولانی ایک طرف لگے ہین جب اُن درختون کے قریب پہونچے معلوم کیا کہ تو درخت ناریل کے ہین اور ہر درخت پر ایک ایک لنگور بڑی بڑی دُم کا بیٹھا ہی اور ناریل توڑ توڑ کر ہر ایک لنگور کھا رہا ہی اور چند ناریل زیر درخت زمین پر پڑے ہین شاہزادہ بھوکھا پیاسا تو بہت تھا خیال مین گذرا کہ یہ ناریل کھائیے کہ کچھ دلکو تسکین ہو یہ سوچکر درختونکے نیچے آئے اور چاہا کہ ناریل اُٹھا کر کھائین کہ ایک مرتبہ سب لنگورون نے بآواز بلند قہقہہ مارا اور تالیان بجا کر درختون پر ناچنے لگے اور مثل انسان کے بزبان فصیح آپس مین کہنے لگے کیون یارو دعا ہماری مستجاب ہوئی طلسم کشا بغیر دیکھے لوح کے نیچے درختون کے آگیا اب کہان جا سکتا ہی شاہزادہ نور الدہر جو نام لوح کا سنا گویا خواب غفلت سے چونک اُٹھا چاہا کہ لوح اُٹھا کر دیکھے اب سحر کب مہلت دیتا ہی مگر اب لوح کے دیکھنے سے کیا ہو گا کیونکہ اب تو اُسکے قابو مین آگئے فوراً لنگورون نے دُمین اپنی پھیلا کر شاہزادے کی دست و گردن و کمر مین ڈالکر لپیٹا اور اپنی طرف کھینچنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لنگور دُمون سے مجکو کھینچے لیتے ہین لنگر چھاجھترا لی مار کشاکش ہونے لگی لنگور اپنی طرف کو کھینچتے ہین شاہزادہ اپنی طرف کو زور کرتا ہی مگر نہ شاہزادہ اُدھر ہٹتا ہی نہ لنگور درخت سے گرتے ہین اور نہ اُنکی دُمین ٹوٹتی ہین آخر شاہزادہ نے ایک ہاتھ سے تلوار کھینچی اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کھینچا اور دُمون پر لنگورونکی مارنا شروع کیا سیکڑون ہاتھ مارے

مگر کوئی دم نہ کٹی بلکہ خط بھی خنجر و شمشیر کا دُمپر نہ پڑا شاہزادہ حیران ہوا چاہا کہ لوح کو دیکھے اور سایہ سے درختونکے نکل آئے اُن
لنگورون نے پھر دمون سے شاہزادہ کو کھینچا اب نہ لنگور شاہزادے کو لوح دیکھنے دیتے ہین اور نہ درختونکے نیچے سے
نکلنے دیتے ہین شاہزادہ مبتلائے بلا ہوکر حیران و پریشان بلکہ نادم و پشیمان ہی اور اپنے تئین ہزار ہزار نفرین
کرتا ہی کہ تونے بے دیکھے لوح کے کیون ادھر قدم ڈالا اودھر لنگور قہقہے لگاتے ہین طعنہ کرتے ہین نہ ناوک ہائے
تشنیع سے جگر شاہزادۂ نور الدہر کا چھلنی ہو گیا ہی ایک اُنمین سے کہتا تھا کہ ناشدنی نے جرأت طلسم کشائی کی تھی آخر اپنی
سزا کو پہونچا دوسرا ہنسکر کہتا کہ چند جانورون سے تو عہدہ برا نہوسکا طلسم فتح کیونکر کریگا ایک نے کہا کہ دعوے صاحبقرانی
بھی رکھتا ہی مگر کچھ زور نہ دکھایا ایک نے اُنمین سے کہا کہ مین حیران ہون کہ باوجود ایسی نافہمی اور بیعقلی کے یہ طلسمکے
اتنے مرحلے طلسم کے شکست کرکے یہانتک کیونکر آیا ایک نے کہا شاید شاہ نگہبان طلسم اُسکا عاشق ہوا ہوگا
خود مرحلے شکست ہوگئے ایک نے قہقہہ مار کر کہا کہ اب تو مثل عورت بیوہ کے عاجز و مجبور ہوا ایک نے کہا کہ تم سب
تماشا دیکھو مین ایک ناخن سے اسکا کام تمام کرتا ہون شاہزادہ اُن لنگورون کی باتین سُن سُنکے نہایت تنگ آیا
اور غصہ ہوکر کہا او بیحیاؤ نیچے درخت کے آؤ تو دیکھون مین تمہارا زور کہ تم سب کیا کرتے ہو درخت سے غل مچاتے ہو
پاس نہین آتے ہو القصہ اسی مخمصہ مین شام ہوگئی اور تاریکی شب پھیل گئی اُسوقت وُہین لنگورون نے اپنی جگہ
درختون سے اُترے اور چہار طرف سے وُہین پھیلا مین شاہزادہ جست کرکے ایک درخت کلان پر چڑھ گیا اور شاخ
محکم پر بیٹھکر درخت کو مضبوط پکڑ لیا لنگورون نے دُمین اپنی درخت مین لپیٹین اور زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھڑ آیا
سب لنگور دُمین اپنی لپیٹے ہوئے درخت کو کھینچتے ہوئے لیچلے شاہزادہ مضبوط درخت پکڑے بیٹھا ہی اور درخت
کے ساتھ کھنچا ہوا چلا جاتا ہی یہانتک کہ ایک فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ دور سے روشنی دکھائی دی جب قریب اُس روشنی
کے وہ لنگور مع درخت شاہزادے کو کھینچتے ہوئے پہونچے شاہزادے نے دیکھا کہ چاردیواری پختہ باغکی ہی اور دروازہ
کھلا ہوا ہی اندر دروازے کے ایک لنگور برابر گاے کے ابلق رنگ کا شیر کی کھال پر بیٹھا ہی اور تاج شاہی سر پر ہی
اور مجمر آتش شعلہ ور سامنے اُسکے رکھی ہی وہ سب لنگور دست بستہ سامنے اُسکے آئے اور کہا ای تاجدار مژدہ باد کہ
طلسم کشا کو ہم گرفتار کرکے لائے ہین وہ تاجدار لنگور اُٹھا اور جست کرکے اُن سبکو گلے سے لگایا وہ سب تالیان
بجاکر شور و غل کرنے لگے اور اندر باغ کے شاہزادے کو مع درخت کے لیگئے اور درخت کو لنگورون نے
زمین پر گرا دیا ناچار ہوکر شاہزادہ اُتر آیا باغ کو جو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب ہی ہر طرف گلہائے رنگا رنگ کی
بھینی بھینی خوشبوئین چلی آتی ہین ایک طرف کو چبوترہ سنگ مرمر کا بہت بلند اور وسیع ہی اُسکے پاس بارہ دری
نہایت خوشنما آراستہ و پیراستہ ہی پردے بادلی کے پڑے ہین اور چار طرف ملحق دیوار باغ صحنچیان بنی ہین ہر صحنچی مین
فرش نفیس مخمل سبز کا بچھا ہی دیوار گیریان اور شیشے بڑے بڑے اور تصویرین نہایت نادر و خوبصورت چارطرف
لگی ہین اور سقف کار چوبی کہ جس مین جھالر مقیشی ٹکی ہی لگی ہی اور پلنگ ڈوریون سے کسے ہوئے اونچے پڑے
ہوئے ہین ہر پلنگ پر اُن صحنچیون مین ایک ایک لنگور بیٹھا ہی جس لنگور نے اپنے مقام سے طلسم کشا کو
دیکھا تالیان بجاتا غل مچاتا دوڑا اب شاہزادہ نور الدہر کے گرد کھڑے ہوئے تالیان بجا رہے ہین اور شور و
غل کر رہے ہین شاہزادہ نہایت حیران و پریشان دلمین کہتا ہی کہ ای پروردگار کس بلا مین مبتلا ہوا ذرا سی
نادانی مین کہ لوح کو نہ دیکھا آفت مین پھنس گیا یہ دیکھکر وہ لنگور ابلق رنگ جو تاجدار تھا اُسنے سب لنگورونکو
غصہ ہوکر ڈانٹا اور کہا کہ جاؤ دور ہو قیدی کے پاس غل نہ کرو یہ بیچارہ چند ساعت کا مہمان ہی کیون حیران و

پریشان کرتے ہو غرضکہ وہ لنگور تاجدار شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر بارہ دری مین لایا آپ مسند پر بیٹھا اور شاہزادے کو
سامنے بٹھایا لوحشنی پاس سے شاہزادے کے ہٹادی کہ لوح کو نہ دیکھے شاہزادہ بے اختیار تھا دست و پا قالب
مین نہ تھے قوت بسبب سحر کے جاتی رہی تھی اٹھ نہ سکتا تھا لیکن برکت لوح سے ایذا نہ پہونچتی تھی غرضکہ
اسوقت تاجدار لنگور نے کہا کہ اے عزیز کوئی تیرا دوست ایسا نہ تھا کہ تجکو منع کرتا کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات
جہان سے ہی یہان نہ جا اب تو یہان رہ اور چند ساعت عیش و عشرت مین یہان بسر کر بعد اسکے تو
قتل کیا جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آیا ورنہ ابھی مین تجکو تہ تیغ بیدریغ کرتا اور تو اس امر پر غرور و تکیہ نہ کر لوح
طلسمی میرے گلے مین ہی اب لوح تیرے حق مین بیکار ہی تجکو کچھ کام نہ دیگی کیونکہ جب ہم لوح تجکو دیکھنے
نہ دینگے تو تو ہمارا کیا کر سکیگا

اب دو گھڑی داستان حالات و حکایات عجائب و غرائب طلسم کے بیان کیے جاتے ہین

نگاران عجائبات رنگین و طلسمیان حکایات خوش آئین اس داستان عجائب غرائب گلستان کو طرز آراے
و پیرایۂ کلام حیرت مقام گلدستہ مضامین سے صفحات مضامین یون زیب و زینت کرتے ہین کہ جب
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو لنگوران ساحران نے سحر سے طلسم مین گرفتار کیا اور تاجدار
لنگور سے سامنا ہوا اسنے کہا اے طلسم کشا اب تمھاری کوشش بیکار ہی اور دغا سے تمکو گرفتار کرکے نہ قتل
کرونگا پھر اس تاجدار لنگور نے آواز دی کہ اے قرمساق جادو جلد آؤ دیکھا شاہزادے نے کہ ایک لنگور
مسخرہ وضع آیا اس سے تاجدار نے حکم کیا کہ سامان میخواری تیار کرکے حاضر کر اور مغنیان و رقاصان
کو جلد بلا فوراً قرمساق جادو نے بموجب حکم تاجدار گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی سامنے
لاکے رکھین اور سامان صحبت عیش و نشاط مہیا کیا اور دو درخت سیب کے سامنے بارہ دری
کے باغ مین تھے قرمساق جادو نے کچھ اپنی زبان مین ان درختون سے کہا یکایک وہ درخت
شگاف ہوے اور جوڑا موسیقار کا درختون سے پیدا ہوا اور سامنے تاجدار لنگور کے آیا اور اوپر
ان درختون کے طاؤس زرین بال بیٹھے تھے کہ پر پرواز اسکے زمردین اور منقارین یاقوت کی اور
گردنین نیلم و زبرجد کی بوٹہ دار اور دُمین انکی مرصع نگار تھین اور مالے مروارید کے گلون مین پہنے
اور گھنگھرو طلائی پاؤن مین وہ طاؤس درخت سیب سے اترکر چھم چھم کرتے ہوے سامنے تاجدار
لنگور کے آکھڑے ہوے موسیقار کے جوڑے نے مثل زمزمۂ ساز کے زور زور سے آوازین نکالین
اور طاؤس زرین بال مرصع نگار ان آوازون کی تال سم پر قدم اٹھا کر ناچنے لگے
تمام صحبت وجد کرنے لگی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار محو تماشا ہوکر رہگیا کبھی
یہ ناچ کا سما نگاہ سے نہ گذرا تھا اور کانون سے نہ سنا تھا باوجود صدمہ گرفتاری کے دل سینہ
مین نہایت محظوظ اور خوش ہوا ناگاہ پھر قرمساق جادو عین کیفیت رقص مین آیا اور
تاجدار لنگور سے دست بستہ عرض کیا کہ اے تاجدار ملکہ بوزینہ جادو دختر حضور کیہان ظہور
تشریف لائی ہین ہر چند مین نے حیلہ و حوالہ کیا کہ اسوقت صحبت رقص مین آپ کا جانا مناسب
نہین ہی کہ طلسم کشا بیٹھا ہی مگر ملکہ نے نہ مانا کیا حکم ہوتا ہی تاجدار نے کہا کہ آنے دو کیا مضائقہ وہ
بھی ناچ دیکھیگی اب جو شاہزادۂ نور الدہر نے دیکھا تو ملکہ بوزینہ جادو بہ شکل انسان چودھ برس کا سن

الھڑپنے کے دن حسین نازنین خوبصورت سبزہ رنگ دریاے جواہر مین غرق نور حسن از ناخن پاتا بہ فرق لباس
مکلل بجواہر زیب جسم ہمراہ چند خواصین درّ و در گوش مرصع پوش تخت جواہر نگار پر سوار کہاریان حسین حسین
کمسنین تخت کاندھون پر اُٹھاے ہوے سامنے بارہ دری کے سنگ مرمر کے چبوترے پر آئین اور تخت اُتارا
ملکہ بوزینہ جادو سامنے اپنے پدر تاجدار کنگور کے آئی اور تسلیم بجالائی اور پہلو مین تاجدار لنگور کے بیٹھ گئی
ناچ دیکھنے لگی قمر مساق جادو نے شاہزادہ نورالدہر سے کان مین جھک کر باہستگی کہا کہ اگر ان
پریزادون مین سے کوئی پسند خاطر ہو تو لا کر آپ کے پہلو مین بٹھادون شاہزادہ نورالدہر ہنسا اور
کچھ جواب نہ دیا پھر قمر مساق جادو نے ملکہ بوزینہ جادو سے اور خواصان مہ جبینان سے کہا کہ اس وقت
ذرا شاہزادہ طلسم کشا کا کچھ باتین مذاق کی کر کے دل بہلاے کہ صحبت عیش و طرب ہی ملکہ نے کہا او قمر مساق
کچھ دیوانہ ہوا شامت آئی ہی کیا قضا سر پر تیرے کھیلتی ہی اسی سبب سے تو مین ایسی بہن کو ساتھ
نہ لائی کہ وہ زیادہ چلبلی ہی اور مسوڑ بہت تاجدار کے خلاف ہوگا غرضکہ صحبت راگ و رنگ تو وقت پہر جوان
چڑھا گیا ہر قسم کے پر تکلف طعام ہاے لذیذ رکھے گئے تاجدار لنگور اور ملکہ بوزینہ جادو کھانا کھانے
کو بیٹھے شاہزادہ نورالدہر کو بھی بلایا کہ اے طلسم کشا آؤ کھانا کھاؤ شاہزادہ نورالدہر نے جواب دیا
کہ مین آپ لگے یہان کا کھانا نہین کھا سکتا ہون تاجدار نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم خدا پرست ہو اور
ہم لوگ عالم کفر مین ہین اور ساحر ہین مگر تم مہمان ہمارے ہو ہمین ضرور ہی کہ تم کھانا کھاؤ اور ہمپر اتنا
د خاطرداری اور دعوت و ضیافت واجب و لازم ہی ورنہ ہم بھی نہ کھائینگے اگر تم یہ کھانا نہین کھاتے ہو
تو اچھا میوہ وغیرہ کھاؤ کہ یہ تو خشک چیز ہی غرضکہ کھانے پینے سے جب فرصت ہولی کچھ باتین ادھر اُدھر کی
ہونے لگی صبح ہوگئی نسیم سحر چمن شگفتہ زار مین اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی باد صبا سے نور و زہی ناز و انداز سے
بنا بنا کر قدم ہر روش پر دھرتی تھی پھول کھل کھلا کر ہسنے غنچے مسکراے سرو و شمشاد وجد مین آکر جھومے
طیور زمزمے کرنے لگے جب بخوبی صبح کی روشنی ہوئی ملکہ بوزینہ جادو نے اپنے باپ سے یہ کہا
کہ ابا جان کیا سہانا وقت ہی جی چاہتا ہی کہ آپ بھی چلیے صحن چمن مین گل و بلبل کی سیر دیکھیے ہواے
ہوی ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہی عجب کیفیت کی صبح ہی آپ مرغوب طبع ہو اگر حکم ہو تو مین تکل اڑاؤن اور سازندے
بھیروین بجائین طاؤس ناچین تاجدار نے کہا اے نور چشم مین کیا مضائقہ مگر مین تو اب بڈھا ہوا
مجکو کھیل کود زیبا نہین تم جاؤ طلسم کشا کو ہمراہ لو ناچ دیکھو گانا سنو تکل اڑاؤ دل بہلاؤ یہ سنکر ملکہ
بوزینہ جادو شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی شاہزادہ نورالدہر ترسان و لرزان اور خائف
اور دہشتناک ملکہ کے ساتھ ہمراہ جب صحن مین آیا گوشہ سے کنکھیون مین لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ اے طلسم کشا جو کچھ ملکہ بوزینہ جادو کہتی ہی قبول کرو اور ایک طلسم ہر وقت بتایا جائیگا القصہ ملکہ
بوزینہ جادو صحن مین آئی اور ناچ گانا ہونے لگا ملکہ نے چرخی و ڈور کی منگا کر تکل اڑائی پھر شاہزادے
کے ہاتھ مین چرخی دی کہ تم بھی اپنا دل بہلاؤ جب شاہزادہ نورالدہر نے چرخی اور تکل ہاتھ مین لی
تکل نے زور باندھا اور شاہزادے کو اوپر ہوا کے کھینچنے لگی شاہزادے نے ڈور تو ہاتھ مین لپیٹ
لی اور زور دکھا جسقدر الی کیا مگر پیش نہ آیا تکل نے شاہزادے کو اوپر کھینچا شاہزادہ نورالدہر کے
پانون زمین سے اٹھ گئے اور بلند ہوئے کرہ ہوا مین پہونچ کے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے

جب ہوش آیا اپنے تئین زمین آہن پر پایا کہ وہ میدان بطور احاطہ کے گول تھا اور اس زمین کو گردش
مثل آسیا کے تھی شاہزادہ اُٹھا مگر بہ سبب گردش کھڑا ہوا گیا گر پڑا اسی طرح کئی بار اُٹھے اور گر پڑے
عقل سے دریافت کیا کہ یہ دائرہ زمین مثل کمہار کے چاک کے پھرتا ہی کہ پانوٴن زمین پر قائم نہین ہوتے
ناظرین پر واضح ہو کہ اس میدان کو دائرہ سرگردان کہتے ہین یہ بھی ایک طلسم کا احاطہ ہی شاہزادے نے
چاہا کہ لوح دیکھین مگر گردش کے سبب سے نظر حرفون پر نہ پڑی اور تمازت آفتاب اسقدر تھی کہ جسم
پھُکا جاتا ہی دھوپ کی تیزی سے سر مین بھیجا پکنے لگا نہایت تکلیف ہوئی شاہزادہ نور الدہر گھبرائے گرمی
سے بد حواس ہو گئے آخر کو لوح سر پر رکھ لی کہ سایہ لوح سے گرمی مین دھوپ کی تیزی تمازت آفتاب سے
کچھ تو محفوظ رہون غرضکہ برکت لوح مبارک سے قلب کو آرام ہوا مگر جب سایہ نقوش لوح اُس زمین
پر پڑا گردش بھی موقوف ہو گئی اب شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ایسی غفلت
کوئی کرتا ہی کہ لوح کو بالکل نہ دیکھا اگر اسوقت حکم لوح سے ناریل کے درختون کے نیچے جاتے ایسی تکلیف
نہ اُٹھاتے اب دائرہ سرگردان مین ہر طرف لوح کا سایہ ڈالو اور تلاش کرو کہ ایک درخت ان درختون مین ہی
کہ وہ نہایت بلند اور تناور ہی اور شاخین اُسکی سُرخ ہین اور پتے اُسکے سیاہ ہین اور اُن پتون مین سفید
تل ہین یہ اسم پڑھکر ایک جھٹکے مین اُس درخت کو اُکھیڑ لو البتہ صاحبقران زمان ہوتے اور وہ چاہتے تو
درخت کو اُکھیڑ سکتے تھے ورنہ کوئی کیا اُس درخت کو اُکھاڑ سکتا ہی تم ہمیشہ اس دایرے مین سرگردان
رہتے الغرض شاہزادے نے بحکم لوح اس درخت کو تلاش کر کے اُکھاڑا زیر درخت ایک غار نمایان ہوا
شاہزادے نے بحکم لوح اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پھر اپنے تئین ایسی
باغ لنگوران مین دیکھا اُسی کسمت شاہزادے کو بہ سبب لوح کے دلجمعی تھی جب نظر لنگور تاجدار کی شاہزادے
پر پڑی ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ افسوس تیرہ نہر جادو نے دغا کی یہ کہکر دُم اپنی دراز کی چاہا کہ شاہزادے
کو دُم مین لپیٹے اب شاہزادہ نور الدہر کب اُسکے جال مین طلسم کے آتا ہی تاجدار نے آواز اور سب لنگورون
کو دی کہ لینا پکڑ نا مار نا اس خیرہ سر کو سب لنگور آواز سنکر اپنے اپنے پلنگ سے اُٹھ کر دوڑے شاہزادے نے
دیکھا کہ اب دم تاجدار قریب آ گئی ہی اسم لوح تیر پر دم کر کے کمان مین رکھا اور مردمک چشم راست تاجدار
پر تاک کے مارا تاجدار لنگور تڑپ کر گرا ایک برق اُسی چشم زخمدار سے پیدا ہوئی شعلے اُس برق کے
جا بجا باغ مین گرے تمام باغ اور بارہ دری جلنے لگی چمن لالہ زار آتش بہار ہو گیا شور و غل برپا ہوا
آندھی سیاہ اُٹھی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام ہمن میمون تاجدار جادو
بود افسوس عمریم وجان داد یم بہ مطلب دل نہ رسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیاہ فام
کی پڑی ہی اور ایک کرگس بزرگ آسمان سے اُترا اور کلیجہ لاش کا کھانے لگا شاہزادے نے بموجب
حکم لوح اسکو بھی تدبیر سے مارا پھر شور و غل ہوا ہوا ئے تند چلی تاریکی ہو گئی بعد عرصے کے جب روشنی
ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام ہمن تیز پر جادو بود اے شاہزادے اُس احسان کا یہی بدلہ ہی تجکو ہمنے قتل ہونے
سے بچایا [illegible] اُڑا کر لیگیا تھا دائرہ سرگردان مین پہونچایا شاہزادے نے کہا کہ تو اپنی سزا کو پہونچا
شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب اُن درختون کے نیچے جا جہان تو گرفتار ہوا تھا اب تو
اُن لنگورون پر طعنہ زنی کر اور جو کچھ تیرے دل مین آئے اُنکو کہ اب وہ لنگور عاجز ہین تیرا کچھ نہین کر سکتے

درحقیقت اب کیا تاب اور کیا مجال جو وہ لنگور شاہزادے کو کچھ کہہ سکین بموجب حکم لوح ایک مشت خاک شاہزادے نے اُٹھاکر اسم لوح پر دم کرکے درختون پر جھڑک دی ایک جھونکا ہوا کا ایسا تیز و تند چلا کہ آپس مین لڑکے اور آگ اُن درختون سے مثل چنار کے پیدا ہوئی درخت جلنے لگے اور سب لنگور آپس مین ٹکرٹین لڑ لڑکر گرے سر اُنکے پاش پاش ہوگئے اور تڑپ تڑپ کر مرگئے تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آوازین آنکی لاشون سے آئین کشتی مرا نامیم ناشناسان طلسم جادوان

بود ندا فسوس مردیم و جانہا دادیم و بمطالب دلہا نہ رسیدیم

اب دو کلمے داستان مصیبت نشان احوال مرحلۂ ششم کا اور جو میدان حرب و فوج خیال مشہور ہے اور گم ہوجانا لوح طلسمی پاس سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے بیان کیا جاتا ہے

مرحلہ طی کنندگان میدان حرب و ضرب حال پرملال دگم کردگان لوح خاطر متردد ماتم وہم و خیال اس کیفیت داستان عجائب نشان کو طبیعت آزائی سے صفحۂ قرطاس حیرت اساس پر قلم تیز رقم سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے اُن ساحرون کو مارا گرد و غبار اور تاریکی دور ہوئی آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا ایک میدان وسیع ہے اور اس میدان مین دور تک بہت بڑا فرد کش ہزارہا بلکہ لاکھون آدمی معلوم ہوتے ہین غور کرکے جو نگاہ کی آواز طبل سکندری کان مین آئی اور علم اژدہا پیکر نشان لشکر اسلام دیکھا اور آدمی لشکر کے شناسا معلوم ہوے اور قیطولہا سے لقا سے بےلقا وغیرہ نظر آنے لگا اور علم و نشان اپنے لشکر کا پہچانا اور اسد شیردل اور کرب غازی اور فضل بن کیا ہور خون آشام کو بھی سامنے عالم نقابداری مین دیکھا کہ گھوڑے ٹہل رہے ہین اور شبرنگ عبادہ وغیرہ مع سردار لشکر ظفر پیکر چلے آتے ہین اور بلازمت نقابدارون کی حاصل کرتے ہین شاہزادہ نورالدہر سمجھا کہ طلسم کو ہر بار کو فتح کیا مین نے آتے آتے شاہزادہ اپنے لشکر مین پہونچا اور تمام سرداران لشکر نے نذرین دین اور طبقہاے زر و جواہر نثار کیے شاہزادہ نے حال لشکر امیر کا پوچھا فضل بن کیا ہور خون آشام نے عرض کیا کل شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے اور فلان سردار لشکر لقا سے مقابلہ ہوا اتفاقیہ معرکہ سے دن بھر کشتی ہوئی وقت شام وہ سردار زیر ہوا اور مسلمان ہوا لشکر اسلام مین داخل ہوا چنانچہ آج شاہزادہ بدیع الزمان کے یہان وہ سردار مدعو ہے مہمانداری کا سامان بڑے تزک سے ہو رہا ہے شاہزادہ نورالدہر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور اپنے خیمہ مین داخل ہوا خبردارون نے خبر آکر دی کہ تمام حضور کے حالات کی خبر اور داخلۂ حضور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو پہونچی امیر کشور گیر نے بہت سے خوان کشتیان زر و جواہر واسطے تصدق کرنے حضور کے بھیجی ہین اور سرداران لشکر اسلام لیے ہوے آتے ہین شاہزادہ نورالدہر نے حالات طلسم کشائی و عجائبات سحر و ساحری اپنے سردارون کے سامنے بیان کیے جب دن گذرا اور شب ہوئی شاہزادہ بعد فراغ طعام دربار برخاست کرکے خوابگاہ پر آئے اور پلنگڑی جواہر نگار پر آکے آرام کیا کہ مدت کی کسل اور ماندگی تھی بےخبر ہوکے باطمینان تمام سو گئے جب رات نصف گذر گئی طلایہ لشکر مین پھرنے لگا ناگاہ شور نشور لشکر امیر کشور گیر سے اُٹھا گویا قیامت قایم ہوئی ہے شاہزادہ گھبرا کر چونک اُٹھا

بیدار ہو کر پوچھا یہ غل کیسا ہی جلد خبر لاؤ مگر صداے جانگاہ نالہ وآہ کی آواز سے متوحش ہوا اُٹھ کر کپڑے پہنے نقاب چہرے پر ڈالی تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوے یہانتک کہ بلندی پر سے لشکر امیر کی طرف دیکھا کہ تمام لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی اور ہزار ہا مہتابین اور پنجشاخے اور مشعلین روشن ہین اور حمزۂ صاحبقران زمان اور سرداران اولوالعزم سر برہنہ چاک گریبان فریاد وآہ وزاری کرتے ہین اور امیر ہاتو قیر مع سردار سب خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے اپنے تیئن ہلاک کرتے ہین اور بار بار قصد اپنے تیئن مار ڈالنے کا ہی لندھور و مالک و ملم شاہ وغیرہ امیر کشور گیر سے لپٹے ہوے ہین منع کرتے ہین اور سمجھاتے ہین اور قاسم سب سے زیادہ بیتاب ہو کر کبھی خیمہ مین جاتے ہین کبھی گھبرا کر باہر آتے ہین اور کوئی چیز بطور تابوت کے ہی کہ لوگ اُسکو کاندھون پر لیے ہین دوشالہ سبز اُسپر پڑا ہی اور درمیان مین اُنکے ایک شخص قوی ہیکل روتا ہوا دست بستہ غل وزنجیر مین گرفتار پیچھے تابوت کے ہی شاہزادہ نور الدہر دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا رونے لگا قریب تھا کہ اپنے تیئن تلوار سے ہلاک کرے گرب وسید و فضل نے تھانبا اور سمجھایا اور شبرنگ عیار سے کہا کہ جاؤ جلد خبر لاؤ کہ یہ کیا واقعہ ہی شبرنگ عیار اور دو شاہزادہ آہستہ آہستہ چلا کہ راہ مین آکر شبرنگ نے گریبان چاک کر کے سامنے شاہزادہ کے پچھاڑین کھائین اور آہ وزاری کرنے لگا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ چراغ صاحبقرانی بازوے امیر کشور گیر ٹوٹ گیا اے شہریار جس سردار لقا کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے زیر کیا تھا وہ بظاہر مسلمان ہوا تھا اُسنے بدیع الزمان سے دغا کی کہ سوتے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو قتل کیا نام اُس سردار لقا کا بے لقا سلیمان شاہ تھا اتفاقاً امیہ بن عمرو اُدھر آیا اُسوقت اُسکو معلوم ہوا اُسنے دوڑ کر امیر ہاتوقیر سے خبر کی اور وہ مار کر بھاگا اُس ملعون اور بیحیا کو شاہزادہ قاسم نے دوڑ کر پکڑا غل وزنجیر مین گرفتار کیا یہ پیچھے جنازے کے تیار ساہی ملعون ہی اب تابوت دریا پر لیے جاتے ہین وہان غسل دیکر گورستان پر لیجائینگے شاہزادہ نور الدہر نے جو یہ کلمہ شبرنگ عیار کی زبانی سُنا ایک نعرہ مارا کہ زمین جنبش مین آئی آہ دلخراش جگر سے کھینچ کر بیہوش ہو گیا کرب غازی و اسد شیر دل و فضل بن گیاہور خون آشام نے بھی اپنے تیئن زمین پر گرا دیا اور رونے لگے جب ہوش آیا شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر لشکر امیر کی طرف براے مشایعت جنازہ چلے جب قریب تابوت کے پہنچے جنازے سے لپٹ کر ایسا رو کہ دل سنگ آب آب ہو گیا اور نقاب عالم بیقراری مین نوچ کے پھینکا دی جب امیر کشور گیر کو معلوم ہوا کہ یہ نور الدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہی گلے سے لپٹا کر خوب روئے اور بیہوش ہوگئے اور تمام آدمیون نے دیکھکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو قیامت برپا کی شاہزادہ نور الدہر نے عرض کی کیون جناب دادا صاحب قاتل میرے پدر مرحوم کا زندہ عقب تابوت چلا آتا ہی اور مین دیکھتا ہون براے قتل اس نابکار کے حکم دیجیے کہ مین اسکو قتل کرون امیر ہاتوقیر نے اجازت قتل قاتل بدیع الزمان نامدار دی اور فرمایا کہ اس بیحیا کو قتل کرو شاہزادہ تلوار کھینچ کر قاتل بدیع الزمان پر جھپٹا اور قصد مار ڈالنے کا کیا اُس پہلوان اسیر نے عرض کیا اے شہریار کیا شرط بہادری یہی ہی کہ مجکو عالم مجبوری واسیری مین قتل کیجیے ہر چند مین جانتا ہون کہ آپ نے پنجہ روئین تن اور القاش خون آشام کو زیر کیا ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ نام میرا بلند ہو اور اگر آپ کو دعوی صاحبقرانی ہی تو حکم دیجیے کہ میرے ہاتھ کھولدین اور سلاح جنگ مرحمت کیجیے

جب مجکو زیر کیجیے تو آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے شاہزادہ نورالدہر نے حکم کیا کہ ہاتھ
اسکے کھولدو اور سلاح جنگ دیے میدان رزم اُسی وقت تیار ہوا اور روشنی مشعل و نجشا سنے دیغرہ کی تیار کی
گئی اور مقابلہ اُس پہلوان سے ہونے لگا بارہ طعن نیزہ پہلوان شاہزادے نے ہوائی کیا اُسنے گرز مارا نورالدہر
نے گرز اسکا چھین لیا اُسنے تلوار کھینچی شاہزادے پر وار کیا نورالدہر نے ہاتھ بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا
وہ پہلوان نورالدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہانتک کہ صبح ہو گئی ناگاہ امیر نے آواز دی ای پہلوان
لینا اب نہ چھوڑنا اُس پہلوان نے عین کشتی مین لوح طلسم پر ہاتھ ڈالدیا شاہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا اُس
تکان مین رشتہ لوح ٹوٹ گیا وہ پہلوان لوح لیکر جست کر کے علیحدہ ہوا اسوقت لشکر نقلی یعنے فوج لقا ہزار
نقلی و فوج امیر نقلی و فوج لقاے نقلی نے تالیان بجائین اور قہقہے مارے اور کہا کیون ای طلسم کشا
دیکھا تو نے اس طرح لوح طلسم چھین لیتے ہین

اب دو کلمے داستان مصائب نشان اسیر ہونا شہزادہ نورالدہر کا دغا سے وحشت آباد مین بیان کیے جاتے ہین

اسیران رنج و بلا و گرفتاران فریب و دغا داستان اسیری شاہزادہ نورالدہر کو یون تحریر کرتے ہین
کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے دیکھا کہ اس مکر و دغا سے لوح لیکر ساحر بھیا بھاگا کمال
افسوس ہوا اور عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب مکر و فریب کے لشکر تھے اور یہ سب غلط ہی فقط دغابازی ہی
امیر نقلی کہ نام اُسکا رستم جادو تھا اُسنے اُس پہلوان کو خلعت دیا اور شاہزادے کو مسلسل بطوق و زنجیر کر کے
فاروس جادو کہ علمشاہ کی صورت تھا اسکو دیا اور کہا بیشہٗ وحشت آباد مین لیجاکر اسکو شاخ درخت
صندل مین لٹکا دیں بعد فراغ انتظام اسکو مع لوح طلسم اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین
پہونچاؤنگا اور دس ساحر زبردست فاروس جادو کے ہمراہ کیے کہ تم اسکی پاسبانی بطور حکم کرنا اور اب
امیر نقلی یعنی رستم جادو نے لوح پہلوان جادو سے لیکر گلے مین پہن لی اور پہلوان جادو کو مع عرضداشت
بخدمت بادشاہ طلسمی یعنے مکلل خان جادو کے بھیجا یہان فاروس جادو مع ساحر جادو کے شاہزادہ نورالدہر
کو مسلسل بطوق و زنجیر لیکر بیشہٗ وحشت آباد کو روانہ ہوا بیشہٗ وحشت آباد مین پہونچکر سر زنجیر شاخ درخت
صندل مین باندھ کر شاہزادے کو لٹکا دیا اور براے حراست مع دس ساحرون کے وہان بہت
ہوشیار بیٹھا ادھر پہلوان جادو مع عرضداشت و مژدہ لوح طلسمی خدمت بادشاہ مکلل خان جادو
مین آیا بادشاہ بہت خوش ہوا اور خلعت پہلوان جادو کو مرحمت کیا اور پہلوان جادو کی دربار عام
مین بڑی صفت و ثنا کی اور انعام و اکرام بہت کچھ دیا اور اپنے وزیر دانشمند جادو کو واسطے لینے
رستم خان جادو کے بھیجا اور حکم کیا کہ اگر رستم خان جادو کے آنے مین ابھی تامل ہو تو لوح اس سے لیکر
جلد آؤ جب دانشمند جادو وہان آکر پہونچا اور رستم جادو کو خبر ہوئی کہ وزیر خاص دانشمند جادو مع
خلعت فاخرہ کے آیا بادشاہ مکلل خان جادو نے بڑے اعزاز و اکرام سے میرے لینے کو اپنے وزیر
خاص دانشمند جادو کو بھیجا ہی بہت خوش ہوا مثل گدہے کے پھول گیا اور کبر و نخوت سے کہنے لگا کہ اب
برابر مرتبہ مین ہوگا بادشاہ نے میرا یہ اعزاز و اکرام کیا القصہ رستم جادو دانشمند جادو کے استقبال
کو آئے اور ہمراہ اپنے دربار مین رستم جادو کے لائے دانشمند جادو نے آکر شقہ بادشاہ مکلل خان جادو

کا رستم جادو کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا اور بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ لوح طلسمی بادشاہ نے طلب
کی ہی رستم جادو نے دانشمند جادو کو لوح طلسم حوالے کر دی اور دانشمند جادو کی دعوت و ضیافت
کی اور بہت تحفہ واسطے بادشاہ مکلل خان جادو کے رستم جادو نے دانشمند جادو کو دیے اور عرض
کیا یہ سب میری طرف سے خدمت بادشاہ میں پیش کرنا اور میں بھی حاضر ہونگا اور تم پہونچنے نہ پاؤ گے

اب دو کلمے داستان عشرت نشان رہائی پانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار بحکم خدائے عز و جل اور پھر دستیاب ہونا لوح طلسم کو ہر بار بیان کیا جاتا ہی

کارسازان عیش و عشرت افزائے روزگار و مژدہ برداران فرح و مسرت آرائے لیل و نہار اس نکتہ
شادی دلپذیر حصول لوح طلسم کو ہر بار کو طرز بیان فرحت نشان میں یوں لاتے ہیں کہ دانشمند جادو
وزیر باتدبیر مکلل خان جادو بعد دعوت و ضیافت رستم جادو سے لوح طلسمی حاصل کر کے اور تحفہ
و تحائف برائے بادشاہ لیکر رستم جادو سے رخصت ہوا لوح طلسمی گلے میں ڈالی اور بصورت عقاب
کوچک اڑ کر چلا کسواسطے کہ ساحر زبردست تھا منھ لوح کا ہوا کی طرف کیا اور پشت لوح کی اپنی طرف
کر کے پرواز کیا جب بیشہ وحشت آباد میں گذر اسکا ہوا دیکھا کہ شاخ درخت صندل میں طلسم کشا لٹکا
ہی مشتاق جمال ہو کر درخت صندل کی اس شاخ پر بیٹھا جس شاخ میں شاہزادہ نور الدہر قید تھا
اسکے نیچے کی شاخ میں شاہزادہ نور الدہر لٹکا ہوا ہی اور اوپر کی شاخ پر بصورت عقاب دانشمند جادو
بیٹھا بقدرت خدائے عز و جل ظاہر ہوئی اسباب رہائی شاہزادہ نور الدہر پیدا ہوئے کہ چند شگوفوں
اور پتوں سے لوح مس ہو گئی تمام درخت مثل موم کے پگھلنے لگا اور پانی ہونے لگا بھاپ اسکی
جو طوق زنجیر میں شاہزادے کے لگی قید آہن موم کی طرح پگھل کر ٹکڑے ہوا درخت صندل کے پھٹے
اور گرے دانشمند جادو اور شاہزادے نور الدہر بھی درخت کے نیچے گرے پاسبانوں نے شور
کیا کسنے قیدی کو رہائی دی دانشمند جادو بھی حیران ہوا کہ یہ قیدی کیونکر رہا ہوا شاید کوئی ساحر
حسن شاہزادے پر عاشق ہوا ہی اسنے یہ کاروائی کی ہی آخر کار دانشمند جادو نے چاہا کہ زمین پر لوٹ مار کر بصورت اصلی ہوں شاہزادے
نے دیکھا لوح گلے میں اس عقاب کے ہی خیال کر کے جو لوح پر نظر کی لکھا تھا ای طلسم کشا اگر ایسی گرفتاری میں یہ اسم جو پشتیائی
لوح پر تحریر ہی تین مرتبہ پڑھ کر کف دست پر دم کرو اور زور سے تالی بجاؤ شاہزادہ فوراً حکم لوح بجا لایا ادھر دانشمند جادو نے
بھی بصورت اصلی ہو کر فاروس جادو کو آواز دی اس عرصہ میں شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح تمام کر کے تالی بجائی
فوراً تمام نگہبانان مع دانشمند جادو بیہوش ہوئے شاہزادہ نور الدہر نے لوح دانشمند جادو
کے گلے سے اتار کر اپنے گلے میں پہن لی اور سجدہ شکر کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا اپنے تئیں پھر درمیان
انھیں تینوں لشکروں کے پایا شاہزادہ لوح طلسمی کی طرف سے تو خاطر جمع کر چکا تھا نقاب منھ پر
نہ ڈالی شور لشکر میں ہوا سب آدمی آپس میں چشمک اور اشارے کرنے لگے شبرنگ نقلی اور کرب
نقلی اور اسد نقلی اور فضل نقلی یہ کہتے ہوئے دوڑے ای شہریار الحمد للہ آپ کو پھر صحیح و سلامت
دیکھا ہمکو کمال حیرت ہی کہ اس پہلوان نے آپ کو کیونکر قید کیا ناگاہ امیر نقلی دست شوق پھیلا کر دوڑا
اور کہا ای فرزند جگر بند معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر یہاں مخفی تھا بے لقا کی طرف سے موجود تھا
اسنے سحر میں تمکو قید کیا میں نے خواجہ کو عقب میں تمہارے بھیجا ہی شکر خدا کہ تم بخیر و عافیت خود آئے

شاہزادہ نورالدہر یہ سنکر خود بھی واسطے پیشوائی کے چند قدم آگے بڑھا جب قریب پہونچا امیر نقلی نے چاہا کہ دست شوق
ظاہری گردن مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ڈالے شاہزادہ نورالدہر نے اسم لوح پڑھا اور
لوح کو مانند حلقہ کمند کے گردن مین امیر نقلی کے ڈالکر جھٹکا دیا سر امیر نقلی کا بدن سے جدا ہو کر ادھر جا پڑا الممال شور
و غوغا بلند ہوا کہ گویا قیامت کے آثار ظاہر ہوے شاہزادہ لوح نیچے پانوٴن کے رکھکر کھڑا ہو گیا وہان حلق بریدہ
امیر نقلی سے ذریرا خون کا جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ ایک دریاے زخار چشم زدن مین بھر گیا اپنون لشکر دم بھر مین
غرق ہو گئے اور بوجہ خون ساحر کی تمرقی ہونے لگی کل اشیا اس میدان و گرد نواح کے نابود ہو گئے اب جو شاہزادے
نے دیکھا چہار جانب دیوارین بہت بلند اور خون کا دریا بہ رہا ہی مگر درمیان زیر قدم برکت لوح سے زمین باقی ہی اور گرد
و غبار اندھا ہی بالکل تاریکی چھائی ہوئی ہی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد چند ساعت کے جب میدان صاف ہوا اور تاریکی
دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من رستم جادو سپہ سالار لشکرہاے طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم و برباد
شدیم و بہ مطلب دل نرسیدیم

اب دو کلمے داستان شوکت نشان مرحلہ ہشتم کہ جسکو چہل فانوس کہتے ہین بیان کیے جاتے ہین

طرازندگان مرحلات مطالب دقیق و جلوہ نمایان قمقمہ ہاے فقرات رنیق بعد زیب و زینت محفل عیش منزل سامعین
و ناظرین ہین شمعہاے مضامین کو فانوس طبیعت سے نکالکر یون روشن کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نامور نے رستم جادو سپہ سالار لشکر طلسم کو مارا سجدہٴ شکر درگاہ باری تعالے مین بجا لایا اور
آگے قدم کو بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے وہان دیکھا کہ وقت شام کا ہی اور ترک آفتاب
قلعہٴ مغرب مین محصور ہو گیا ہی ایام آخر ماہ ہین چاند طلوع نہین ہوا تارے جا بجا چھٹکے ہین وقت طلوع قمر آخر شب
بلکہ قریب صبح کے ہی لیکن صحرا بہت نورانی ہی روشنی بے انتہا معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نورالدہر بہت بھوکھا اور پیاسا
تھا پروردگار عالم سے دعا کی ای رزاق مطلق و ای روزی رسان برحق تو رحم کر مین عبد حقیر و ذلیل ہون تو رب کریم
و جلیل ہی میری مشکل کو آسان کر اپنی قدرت کاملہ سے خوان نعمت عطا کر ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی دیکھا وہی
نقابدار سبز مخملی پوش مع خوانہاے طعام لذیذ و سبوہاے آب سرد وغیرہ کے آیا اور بعد ادا ے سلام و نیاز
و قدمبوسی شاہزادہ عالیمقام کے عرض کیا کہ تشریف لائیے بیٹھیے خاصہ نوش فرمائیے آب سرد سے دل کو تر و تازہ
کیجیے وہ نقابدار گھوڑے سے اترا اور زرینپوش کا فرش کیا دسترخوان بچھایا تکلف کھانا چنا شاہزادے نے
بسبب احتیاط کے لوح کو دیکھا لکھا تھا شوق سے کھانا کھاوٴ پانی پیو کچھ خوف نہ کرو یہ تمھارا دوست صادق
ہی تمھاری محبت سے یہان کھانا و پانی وغیرہ لیکر آیا ہی شاہزادے نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا کھانا شروع کیا
دیکھا کہ کباب مرغ بریان بہت عمدہ تلے ہوے اور شیرمالین خستہ اور لوزبادام نفیس اور میوے بہت نادر
و خوش ذائقہ سالن کئی طرح کے پلاوٴ گرم گرم تر تراتا زردہ و سفیدہ شیرینی خوش ذائقہ موجود ہی
اور کوزہ ہاے کاغذی آب سرد و خوشگوار سے لبریز ہین شاہزادہٴ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار
نے خوب آسودہ ہو کر وہ سب کھانے کھائے خوش ہوے پانی پیکر ڈکارین لین شکر خدا بجا لائے
ہاتھ منھ دھویا گلوریان ورق نقرئی لپٹی ہوئی کھائین حقہ نوش فرمایا نہایت کھانے لذیذ کھا کر خوش
ہوئے اور باطمینان تمام چند ساعت اس مقام پر تشریف فرما ہوے اسوقت فرمایا ای برادر عزیز

نام اپنا تبلاکون ہو تو اور اس شفقت و مہربانی کا کیا سبب اُس نقابدار شنگرفی پوش نے کہا کہ اطاعت و فرمانبرداری کا سبب
انشاء اللہ آپ پر ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے وہ نقابدار آداب بجالا کر رخصت ہوا اور چلتے وقت یہ کہا ای شہریار یہ مرحلہ چہل فانوس
ہی یہان بہت ہوشیار رہیےگا اور لوح سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکر نقابدار نے مرکب صبا رفتار کی باگ لی اور اسطرف کو
روانہ ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے بعد چلے جانے نقابدار شنگرفی پوش کے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا جانب مغرب
روانہ ہو اگر تیرا دل چاہے کہ تماشا چہل فانوس کرے اور گرفتاری اُسکی دیکھے ایک فرسخ تک جا وہان نخلستان خرما ہی
اور ہجوم درختونکا مثل باغ کے ہی درمیان اُن درختون کے ایک نرہ دیو ساحر ہوا ہی کا مرحلہ چھپین گر اُسکو مارنا شاہزادہ
بموجب حکم لوح نخلستان خرمے کی طرف چلا جب قریب اُن درختون کے پہونچا دیکھا کہ ایک دیو خونخوار بشکل مہیب
سو رہا ہی کہ اُسکے ہیبت سے رستم کا کلیجہ پانی پانی ہو جاے شاہزادہ نور الدہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ وہ دیو
خونخوار جاگ اُٹھا دیکھا کہ ایک شاہزادہ حسین نازنین سامنے کھڑا ہی مثل فیل مست کے چنگھار کر للکارا او خیرہ سر اس
طلسم آباد مین تو آیا اور تمام ساحرون کو مار کر یہان پہونچا اور مرحلات کو شکست کر کے اس مرحلہ پر آیا ہی وہ مرحلہ طلسم
چہل فانوس ہی کہ شیران دشت نبرد اور دیوان و ساحران زبردست ادھر آتا کیسا رخ کر کے اس طرف کا نہین جوتے
ہین اور تو آگے میرے سر پر موجود ہو گیا اب آیا ہی تو آ معلوم ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ نرم و نفیس اور خوش
ذائقہ میرے کھانے کے واسطے بھیجا بہت عرصہ کے بعد مہربانی خداوند ابلیس کی مجھپر ہوئی شکرانہ اُسکا بجا لاتا ہون
یہ کہکے سجدے کو جھک گیا اور شکر ابلیس بجا لا کر سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ناچنے لگا اور مسخرگی کرنے لگا بعد اُسکے
شاہزادے سے کہا ای خوراک لطیف و نفیس اس بندہ ابلیس کے مین آنکھین اپنی بند کر کے منھ کھولون
تو شوق سے میرے منھ مین کود پڑ یہ کہکر منھ اپنا اُس دیو پلید نے کھولا اور آنکھین بند کر لین شاہزادے کو
دہنہ غار عمیق نظر پڑا یا پھاٹک بہت بڑا قلعہ طلسم جسیم ہونا یا کا کھل گیا شاہزادے نے اسم لوح کو پڑھکر اُس دیو پر دم
کیا اور اُسکے سر کے اوپر بھی طرف آسمان کے دم کیا ایک ٹہنی ہری پتلی درخت خرما بحکم لوح ٹوٹ کر دیو پر گری
شاہزادے نے چند پارہ سنگ بہت بھاری اُس دیو کے منھ مین ڈالدیے دیو شاہزادے کو جانکر منھ چلانے لگا
دیو نے دیکھا کہ دانتون سے چیب نہین سکتا کہنے لگا غذاے لطیف میری تو سواے ہڈیون
کے گوشت نہین رکھتا کیا تو بالکل اسی ہڈیونکا ڈھانچہ ہی یہ کہکر دیو نے آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہزادہ کھڑا ہی نہایت
غضبناک ہو کر کہا ای بنی آدم خداوند ابلیس کی خاطر سے مین چاہتا ہون کہ تجکو ایذا اور تکلیف نہو تو نہین مانتا
اب تجکو پکڑ کر کھا لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور ارادہ پکڑنے کا کیا شاہزادہ نے وہی شاخ درخت خرما اٹھا
اور اسم لوح اُسپر پڑھکر دم کیا اور دیو کے پہلو پر مارا بدن دیو خونخوار کا پھٹ گیا چوب درخت سے کام تلوار
کا کیا خون کا فوارہ جاری ہوا دیو تڑپ گیا چاہا کہ اُٹھکر بھاگے شاہزادے نے اسم لوح پڑھکر اُسکے سر پر دم
کیا گرد سر اُسکے آگ بھڑکنے لگی دیو بھاگ نہ سکا پھر چاہا کہ طرف آسمان کے اُڑ جاے دیکھا تو پر پرواز بند تھے
ہوے ہین دیو بہت حیران ہوا شاہزادے نے دو بارہ وہی چوب درخت ماری دیو زیادہ بیتاب ہو کر چلایا ای
آدمزاد یہ تازیانہ تو کہان سے لایا مجکو خداوند ابلیس نے روئین تن بنایا تھا کوئی حربہ مجھپر اثر نہ کرتا تھا یہ تازیانہ
کیا چیز ہی شاہزادے نے دو چار لکڑیان اور ماریں دیو فریاد کرنے لگا چلا کر کہا ای ابلیس تو نے مجکو کیسا
روئین تن بنایا تھا کہ ایک دشمن کے تازیانے نے مجکو بیتاب کیا اور آدمزاد مجھپر غالب آیا شاہزادے نے ایک
لکڑی اور ماری دیو تڑپ کر کبھی تو ابلیس کو گالیان دیتا تھا کبھی عجز و عاجزی کرتا تھا شاہزادے نے پھر دو تین لکڑیان

مارین دیو زمین پر لوٹنے لگا اور کہنے لگا ای آدمزاد شاید ابلیس تجہپر عاشق ہوا کہ ملعون نے مجکو چھوڑدیا شاہزادہ ہنسا
اور ابلیس کو گالیان دین دیو نے کہا ای ابلیس تجکو آدمزاد گالیان دیتا ہی اتپو راضی ہوا تو الغرض شاہزادے نے
اسقدر لکڑیان مارین کہ تمام جسم دیو کا پلپلا ہوگیا اور شاخ پھٹ گئی ایک دراز لکڑی مین پڑگئی اُس دراز مین
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک انگوٹھی رکھی ہی وہ انگوٹھی شاہزادے نے اُس مین سے نکالکے ہاتھ مین پہن لی اور
کمر سے اس دیو کے زنجیر کھولکر ہاتھ باندھ دیے اور اسم لوح پر پڑھکر اُسکے منہ پر دم کیا وہ دیو بالکل گونگا ہوگیا
پھر سر زنجیر پکڑکر شاہزادہ کھینچتا ہوا چلا ہر چند وہ دیو زور کرتا تھا مگر وہ زنجیر نہ ٹوٹتی تھی اور زیادہ مضبوط ہوتی جاتی
تھی اور وہ انگوٹھی جو درخت سے ہاتھ آئی تھی مثل مشعل کے اُس مین روشنی تھی کہ اُسی کی روشنی مین شاہزادہ
چلا جاتا تھا کہ دور سے روشنی چراغون کی دکھائی دی زمین سے آسمان تک ایک نور کی تجلی تھی گویا پہاڑ سراپا
روشن تھا جب قریب اسکے پہونچے دیکھا کہ کوہ طلائی ہی ایسی اس پہاڑ مین چمک اور روشنی ہی جیسی آگ بھڑکتی
ہی فانوس مرصع کار ہزارہا روشن ہین اور وہ پہاڑ ہوا مین معلق گردش کرتا ہی اور چرخ مارتا ہی اسکی گردش
سے زمین و آسمان نورانی ہو رہا ہی ایک طرف کیفیت روشنی کی تھی ایک جانب لطف بیابان ہی جب شاہزادہ
نورالدہر قریب پہونچا دیکھا کہ ایک چمن لالہ زار کھلا ہوا ہی گلہاے رنگین شگفتہ و شاداب غنچے مسکرا رہے ہین
ہر برگ گل پر شبنم کے قطرے مثل گوہر شب چراغ منور ہین اور ہر گل لالہ چراغ کی طرح روشن
ہی اور ہر شاخ گل مانند شمعہاے مومی و کافوری کے جلوہ گری دکھا رہی ہی کہ روشنی اسکی زمین سے آسمان
تک پھیلی ہی جیسے ہزارہا چراغ جلتے ہین درمیان چمن نورانی دیکھتے ہین اور عکس سے اُن چراغون کے
اوپر سے نیچے تک اُس کوہ طلائی کے یہ تجلی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی اور کوہ مشبک ایسا ہی اُس مین ہزارہا
روزن ہین اور ہر روزن کوہ طلا سے پریزادان مہروش منہ نکالے ہوئے تانین اُڑا رہی ہین اور
سبکی جدا جدا تانین اور سُر ہین کوئی بھیرون الاپتی ہین کوئی بہاگ کی تانین لگا رہی ہین کوئی کھماج
کی لے مین گاتی ہین کوئی دیس کی چیزین اُڑاتی ہین کوئی پیلو اور جنگلا وغیرہ سناتی ہین گویا تمام کوہ
چہرہ دار نورانی پرستان معلوم ہوتا ہی اور کیفیت گانے بجانے کی علحدہ علحدہ سرون سے دلکو حظ دیتی
ہین ان نغمون کی صدا سے وہ کمال علم موسیقی کا ثبوت ہوتا ہی کہ اگر تانسین اور بیجو باورے بھی سنتے تو اپنے
کان پکڑکر سر جھکا لیتے محو ہوکر رہجاتے پتھر موم خام ہوجاتا تھا انسان کا کیا ذکر ہی کہ وہ تو خود علم موسیقی
ہی ہواے چمن لالہ زار سے صحرا عطر بیز تھا کہ تمام میدان معطر ہو رہا ہی شاہزادہ نورالدہر نے جو نگاہ
اوپر کی دیکھا کہ چوٹی پر کوہ کے ایک چوکی الماس تراش بچھی ہی اور ایک لڑکا نازنین مہ جبین حسین شکیل جمیل چودہ
برس کا سن کھیل کود کے دن غارتگر جان عاشقان پامال کن دل مشتاقان حسن پریزادان اُسکے سامنے گرد ہی
انسان اگر دیکھے بسمل ہوجائے فرشتہ بچشم سے دیکھے دیوانہ بن جائے اسی چوکی پر مثل لڑکون کے کھیل رہا ہی دونون گیسو ناگ کے
مانند دوش پر لہراتے ہین مشک بو ہے زلف عنبرین صحرا مین مہک چارسو پھیل رہی ہی جب باد صبا سے
وہ گیسو اڑے معلوم ہوا کہ نافہ تاتار کا دہنہ کھل گیا تمام میدان معنبر ہوگیا اور لباس الماس نگار بیچ
جسم نازنین ہین اور سر پر وہ تاج جواہر نگار کہ جسکی قیمت خراج ہفت اقلیم بھی کم ہی جلوہ گری تاج کی
ایسی کہ شب کی روشنی ماند ہی اور کھیل اُسکا یہ ہی کہ کاسہ پر از آب آگے اُسکے رکھا اُس مین قرص صابون گھولتا ہی
اور نی طلائی منہ سے لگا آپ صابون مین ڈبوکر آسمان کی طرف پھونکنا شروع کیا صدہا حباب آب نی طلائی سے

ہوا مین اُڑتے جاتے ہین اور ہر حباب مثل فانوس بلور خوش تراش مرصع کارمدور جلادار بغیر شمع و چراغ ایسے روشن ہین کہ بعینہ شمع مومی کے ضو دکھاتے ہین تمام حباب پر نور قطار باندھے ہوئے ہوا پر قائم ہین دو زمانہ عالم نور ہی اور جس جگہ زمین پر عکس فانوس حباب نور پڑتا ہی فرش آئینہ وار زمین پر معلوم ہوتا ہی گویا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر گر رہے ہین وہ فانوس ہاے حباب ہزار ہا ستارے دکھائی دیتے ہین شاہزادہ حیران چمن لالہ ہاے شب چراغ کو اور رکوہ چہرہ دار کو اور چمک اور رخسار ہاے پریزادان اور نغمے ہر ایک سے اور حسن اُس لڑکے کا اور فانوسین حباب پر نور ستارہ دار کی اور گردش اُنکی جلوہ تاج سر نازنین اور حظ سبزی صحرا کی دیکھکر مثل نقش دیوار ہوگیا اور عرصہ تک محو تماشا رہا لیکن حکم لوح سے ممانعت تھی کہ حد مین فانوسون کی روشنی کے نجاتا یا وصفیکہ فانوسین برابر آگے پیچھے روشن ہین آخر تماشا دیکھنے کو اول دیوار پر سر لٹکا کر جھانکا کہ وہی دیو جو فانوس مین پہونچا اُس نازنین نے تالی بجائی چہرے پریزادونکے جو روزن سے نکلے ہوئے تھے وہ ہنسنے لگے تمام فانوسین آپس مین لڑکر ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوئین اور ہوا مین غلطان ہوکے مثل شمشیر الماس رنگ کے ہوگئین اور اُسی دیو کے سر پر پڑین کہ سر اُسکا پارہ پارہ ہوگیا اور ہر ستارہ مانند ستارہ ہاے آتشبازی کے ہوئے جیسے لوہا وقت تپانے کے پھول دیتا اور وہ چھٹک کر جسپر گرتے ہین جلا دیتے ہین جب وہ آفت برطرف ہوئی اس نازنین نے پارہ ہاے حباب آب کو اور زیادہ پراگندہ پہلے سے بھی دو چند سہ چند کیا سامان نور افشانی زیادہ ہوگیا شاہزادے نے دیکھا اب روشنی اول سے دو چند ہوگئی اگر باپ نور ضعیف دور بھی ہو تو دکھلائی دے باوجود اس روشنی کے لوح کا ایک حرف شاہزادے کو معلوم ہوا لوح پر تاریکی چھاگئی شاہزادہ حیران ہوا کف افسوس ملنے لگا ناگاہ عکس انگشتری کا لوح پر پڑا حرف لوح کے معلوم ہوئے عبارت پڑھی گئی شاہزادہ خوش ہوا انگوٹھی کی روشنی مین لوح کو دیکھا دلکو تقویت بحکم لوح لوح کو زیر قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا

اب دو کلمے داستان جرأت بیان قتل کرنا نور افشان جادو کو اور فتح کرنا محلہ ہفتم کو نور الدہر کا بیان کیے جاتے ہین

فتح کنندگان محلات طلسم الطبع رنگین و تماشا نمایان عجائبات فانوس ہاے نور افشانی مضامین دلنشین داستان پسند خاطر ناظرین کو قلم برداشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نے لوح طلسمی کو زیر قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا وہ لوح مثل تخت سلیمانی کے ہوا پر اُڑکر بلند ہوئی اور برابر فانوسون کے شاہزادے نور الدہر کو لائی وہان پہونچکر دوسرا اسم لوح پڑھا وہ لوح تختہ تھا پر فانوسون کے اوپر بلند کرکے لیگئی اور قریب اُس نازنین کے سر کے پہونچی شاہزادہ نور الدہر نے سر سے اُس نازنین کے تاج اُتار کر اُچھالدیا وہ تاج ہوا پر مثل قمقمے کے اُڑنے لگا اُس نازنین نے جو سر اُٹھا کر دیکھا غل مچا لی تاج مثل ترنج آتشین کے ٹوٹا شرارے اس سے نکلے اور ہر فانوس پر گرے تمام فانوسین سرخاب بنکر اُڑ گئین شاہزادہ نور الدہر نے گیسوے تابدار اُس نازنین کے پکڑ کر ہاتھون کو اُسکے اُسی رسن زلف معنبر ہی سے باندھا اور وہ انگوٹھی کہ جو شاخ درخت سے پائی تھی وہ ہن نازنین پر چھاپ دی شہر پر اُسکے نقش مُہر کا ظاہر ہوا

اور زبان ولب اُسکے بستہ ہو گئے اور اُسے کاسہ آب صابون میں وہی انگوٹھی کا نقش دھو کر نصف پانی آسمان کی طرف اُچھال دیا
وہ پانی دور تک پھیل گیا اور زبان معجز بیان سے شاہزادے سے نورالدہر نے فرمایا کہ بحق اسماے پاک خاتم مبارک
اس آب صابون کے پھینکنے سے ظلمت ظاہری و باطنی دور ہوا اور روشنی سفیدی سحر نمودار ہوا اور نصف پانی جو کاسہ
مین باقی رہا اُسکو زمین پر چھڑک دیا ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا بعد ایک ساعت کے ہوا صاف ہوئی اور زرد روشن
ظاہر ہوا اب جو دیکھا تو وقت زوال آفتاب عالمتاب کا تھا ہزار ہا تنور آتشین شعلہ ور بجاے ہر گل لالہ پیدا ہو گئے
اور ہر تنور مین آگ دہکتی ہوئی بھری تھی شاہزادہ نورالدہر نے وہی نے طلائی اٹھا کر پھونکی اُس نے سے آواز شور
اسرافیل کی پیدا ہوئی غول جو سُرخابون کا ہوا پر اُڑ رہا تھا وہ غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو سب کے سب
سُرخاب زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور پنجون مین اُنکے اور منقارون مین اُنکے ایک ایک ہری لکڑی
درخت کی تھی وہ نوچ کر کھاتے ہین اور چند سُرخاب مثل طاؤس آہنی کلان کے پکڑ کر اُن سرخابون کو ذبح
کرتے ہین اور لکڑیون کو چُن چُن کر جمع کرتے ہین جب انبار لکڑیون کا ہوا سب سرخاب سمٹ کر یکجا ہوئے اور
منقارین اپنی ان سرخابون کے چھپوئین اور گرد شاہزادے کے حلقہ باندھا جیسے کچھ شاہزادے سے
کہین گے شاہزادہ نورالدہر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ لوح لے لین آخر شاہزادے نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا اے طلسم کشا تلاش کرو کہ اس نازنین کے سر کے بالون مین ایک تعویذ ہے چھوٹا سا اُسکو نکال کر اُن
سرخابون کے حوالے کرو شاہزادے نے تلاش کر کے تعویذ نکالا اور سرخابون کو دیا سرخابون نے وہ
تعویذ لیکر ایک تنور مین ڈالدیا فوراً اُس تنور مین سے ایسی آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی کہ پردے کان کے پھٹ
گئے اور گوش دل گنگ ہو گیا شعلۂ آتش اُس تنور سے بھڑک کر اُچھلے اور لکڑیون کے انبار پر پڑے لکڑیان جلنے
لگین گویا صحرا مین آگ لگ گئی لیکن دھوان جو تنور سے نکلا وہ شعلۂ آتش نہ تھا وہ دھوان زمین پر آکر طاس بنگیا
اور گرد انبار لکڑیون کے جو حلقہ سرخابون کا تھا بسبب دھوئین کے انکی آنکھون سے پانی جاری ہو گیا اسقدر
آب چشم سرخابان کی طغیانی ہوئی کہ وہ طاس لبریز ہو گیا اور تمام سرخاب اُڑ کر شاہزادہ نورالدہر کے سر پر
سایہ فگن ہوئے شاہزادہ اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے آیا دیکھا کہ ہر سوراخ مین زینے ہو گئے تھے اور ہر چہرہ
پریزادان کاغذی تصویر تھی جب قریب طاس کے آئے ہر چند وہ لڑکا تڑپا مگر شاہزادے نے نہ چھوڑا
اور اسکو آب چشم سرخابان کے طاس مین ڈالدیا وہ لڑکا اُس مین غوطے کھانے لگا آب طاس جوش زن ہو کر
اُس نازنین کو اُچھال کر ڈبونے لگا شاہزادے نے دیکھا کہ یکایک وہ لڑکا پیر فرتوت ہزار سالہ روسیاہ ایسا ہو گیا
کہ غول صحرائی بھی صورت سے اُسکی ڈر جاے شاہزادہ نے آیۂ لاحول پڑھا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ آب
نہ طاس نہ دھوان نہ شعلۂ آتش شاہزادے نے اُسکی ٹانگ پکڑ کے کھینچی اور تنور آتشین مین ڈالدیا وہ لاش
فریاد کرنے لگی آتش تنور سرد ہو گئی بیردن نے اُسکے نکالکر لاش اُسکی باہر پھینکدی شاہزادے نے آواز
دی او مجرمان ساحر بیچارا مدت سے قید مین اس ملعون کے پڑے تھے اب رہا ہوا اور اپنا اپنا انتقام اس
ملعون کی لاش سے لو یہ سُنتے ہی تمام سُرخاب جمع ہو کر دوڑے اور لاش پر ساحر کی آلئے اور منقارون
سے اور پنجون سے لاش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے لگے ایک آواز مہیب آئی کشتی مرا نام من نور افشان
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تمام سرخاب اُس ساحر کی لاش کا گوشت سیلم
نوچ نوچ کر کھا چکے چاہا سب سرخابون نے کہ اُڑ جائین شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر ان مین سے

ایک بھی سرخاب زندہ نکل جائیگا آفت بپا کریگا پھر طلسم کشا کا بچنا محال ہی شاہزادے نے فوراً چلو مین آب طاس لیکر تنور مین ڈالا خود بخود تمام سرخاب تنور مین کود پڑے اور جل کر خاک ہو گئے جسطرح پروانے شمع پر اپنے تئین گرا کر جلا دیتے ہین وہ سب سرخاب بآواز بلند کہنے لگے اے جوان تونے ہمسے دغا کی ہمنے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تونے جلا دیا بعد اُن سب کے جل جانے کے گرد و غبار دفع ہوا تاریکی دور ہوئی ابر اُٹھا موتی برسنے لگے

دو کلمے داستان عجائب نشان حالات مرحلۂ ہشتم و حکایات قصر عالیشان کی کہ دیوارین اُسکی مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہین اور طلسم نیرنگ پردہ عجائب کے بیان کیے جاتے ہین

جلوہ طراز این عجائبات نیرنگ بیان گہرافشان و حکایت نویسان حالات مرحلۂ طبع رنگین نشان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو صفحۂ آئینہ وار پر قلم معجز رقم سے یون لکھتے ہین۔ کہ جب شاہزادہ نورالدہر نے نورافشان جادو کو اس دھوم دھام سے مارا اور ہوا نشین کو بھی جلا کر خاک سیاہ کیا اب جو سر اُٹھا کر چہار طرف میدان مین دیکھا سامنے چہار دیواری مثل آئینۂ سکندری کے صاف و شفاف ہی آگے بڑھکر جو غور سے نظر کی سراپا آئینہ کی دیوارین ہین کہ اُن شیشون مین سے چارون طرف نشان محراب کے معلوم ہوتے ہین اور اندر اُسکے پردے چھٹے ہوئے ہین شاہزادہ حیران ہوا کہ پردۂ اصلی کونسا ہی اور دروازہ اصلی کو ہی پھر دل مین کہا کہ سب پردے اُٹھا کر چلو پردۂ اصلی معلوم ہو جائیگا ایک پردہ اُٹھا کر جو دیکھا دیوار آئینہ کی پھر نظر آئی اسی طرح چند پردے اُٹھائے ہر پردے مین دیوار آئینہ دیکھی اُسوقت عقل سے دریافت کیا کہ عکس پردۂ اصلی کا ان دیوارون پہ پڑتا ہی مگر حیران تھا کہ عکس مقابل مین ہوتا ہی کہ راس و چپ عکس پڑتا ہی آخر ہر پردے کو اُٹھا کر گئے رفتہ رفتہ پردۂ اصلی تک پہونچے دیکھا کہ پردۂ اصلی اسقدر باریک ہی کہ تمام کیفیت اُس طرف کی ادھر دکھائی دیتی ہی اور ہر پردے پر تصویر مرصع کار کھنچی ہوئی ہی شاہزادہ دیکھکر محو تماشا ہو گیا اسطرح نظر ڈالکر غور کیا کہ جیسے آنکھہ اُسی مین جم کر رہ گئی خیال کیا یہی تصویرین برابر سے پھیلی ہوئی ہین اور دوسری طرف پردے کے بارش کو پھر آباد دکھائی دیتی ہی اور برابر تصویر کے ابر تصویر برق کا چھایا ہوا ہی اور نیچے برق تصویر کے چند مسافر ہین شہزادے نے دیکھا وہ ابر دوسری طرف فرو ابر مینہ برساتا ہی اور برق کی چمک ہوتی ہی اور چند مسافر آتے ہین برق جنندہ سے جل جاتے ہین پھر دیکھا ایک تاجدار کی تصویر ہی مع چند قراول اور بازدار کے مثل شکارگاہ کھنچی ہوئی ہی اُس طرف میدان اصلی ہی ہر تصویر اصلی ایسا ہی سحر کہ دکھاتی ہی شاہزادے نے ایک تصویر کو بعینہ اپنی صورت سے مشابہ پایا مگر اس صورت سے کہ ہاتھ پاؤن بندھے ہوئے بارگاہ دیوان مین بیٹھا ہی اور ایک دیو بصورت مہیب تخت نحوست پر متمکن ہی جن حیثیت سے دربار دیو قہقہہ سے چشمی مین گرفتار ہو کر گئے تھے اُسی صورت اور اُسی لباس سے اپنے مشابہ تصویر دیکھی شاہزادہ نورالدہر تصویرات کو دیکھکر اور زیادہ مشتاق ہوا پردہ اُٹھا کر اندر گیا اور نزدیک سے اُن تصویرات کو دیکھا ہر جگہ سے یہ مقام نہایت پسند آیا ہاتھ اُٹھانے کو بڑھایا آواز مہیب پیدا ہوئی اور کسی نے کر تھام کر تین قدم دور اُن تصویرون سے ہٹا دیا تین بار شاہزادے نے ارادہ اُٹھانے کا تصویرون کے کیا اور تینون بار ایسا ہی ہوا پھر آواز آئی کہ ایک ایک جگہ سے یہان تک آیا تو اور سیر کرنے سے خوش نہوا اب ارادہ اندر جانے کا رکھتا ہی تو دوسری بار اور عظیم ترین نعرہ ہوا کہ آواز سے پردہ پھٹ گیا اور اُسمین سے ایک شیر ببر اٹھارہ گز کا ہمہمہ کرتا ہوا ڈکارتا ہوا نکلا اور نورالدہر پر حملہ کیا شہزادے نے بحکم لوح تیر گوشۂ کمان مین جوڑ کر مارا کہ گوش راست پر شیر کے پڑا وہ شیر زمین پر گر کے لوٹا اور اژدہا بنگیا اور آگ کے شعلے منھ سے نکالنے لگا

شاہزادے نے تلوار ماری پھر اژدہا بھی زمین پر لوٹا اور فیل آتشین بنگیا دانت اُسکے نیزۂ بلند کے مانند تھے
شاہزادے نے خنجر کمر سے کھینچکر خرطوم پر مارا خرطوم فیل کی کٹگئی فیل زبردست زمین پر گرا اور لوٹ مار کر نہنگ
بنگیا شاہزادے نے لوح مثل آئینہ اُسکے مقابل کر کے دکھائی وہ بشکل عجیب وغریب نہایت مہیب ہوکر للکارا
شاہزادے نے دیکھا کہ چہرہ اُسکا دیو کا ہی اور گردن اونٹ کی ہی اور پنجے شیر کے ہین اور پشت نہنگ اور سینہ
پلنگ کا ہی اور دُم اژدھے کی ہی اور کان فیل مست کلان کے ہین اور آنکھین جلاد کی ہین اُس دیو نے کہا او
خیرہ سر کون ہی تو کہ میری کسی صورت سے نہ ڈرا کیا تو جگر و دل فولاد سے سخت تر رکھتا ہی پھر شاہزادے کی طرف
دونون ہاتھ بڑھاے شہزادے نے اسم پڑھکر دست و بازو پر اپنے دم کیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُس دیو کو اُٹھا لیا
اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا کہ وہ تڑپنے لگا پھر ایک پانوٗن اُسکا دونون ہاتھ سے مضبوط پکڑا اور پانوٗن
اُسکا اپنے پانوٗن کے نیچے دبایا بقوت صاحبقرانی چیر کر پھینک دیا شور و غل اُٹھا ہنگامۂ قیامت خیز
محشر انگیز برپا ہوا تاریکی چہار طرف چھا گئی ہواے تیز و تند چلنے لگی جب روشنی ہوئی اور سب آفتین برطرف
ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من پردہ دار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب
جو شاہزادے نے اُسکی لاش کے ٹکڑون پر نگاہ کی تو ایک لیموے سبز دل سے اُس دیو کے باہر نکلا ہوا تھا
شاہزادۂ نور الدہر نے بحکم لوح وہ لیموے سبز اُٹھا لیا اور پاس پردے کے آیا اور دیو سفید کی تصویر کو ڈھونڈھنے لگا
تلاش کرتے کرتے جب دیو سفید کی تصویر ملی وہ لیموں تصویر کے ہونٹھون پر ملدیا دیو سفید نے جمائی لیکر منہ مثل غار
عمیق کے کھولا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اُس تصویر کے منہ مین کودا اُس غار عمیق مین جسوقت شہزادہ گرکر بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا اپنے تئین اُسطرف پردے کے پایا فرمایا عجب پیچیدہ راہ پردے کی نکالی ہی جب شاہزادہ
اُسطرف آیا دیکھا وہی کیفیت ہی جو اُسطرف تھی وہی تصویرین وہی پردے وہی دروازہ وہی برق وغیرہ حیران
ہوا کہ اُسطرف اِدھر کا سامان و کیفیت دکھائی دیتی ہی اب اسطرف جو آیا اُدھر کا حال من وعن وہی ظاہر ہوتا ہی
عجیب وغریب ماجرا ہی محو تماشاہی صنعت بانیان طلسم متحیر ہوکر دیکھنے لگا

پہونچنا شاہزادۂ نور الدہر کا پردۂ ظلمات مین چشمۂ آب حیات تک

دانندگان ماہیت بحر زخار طبع روان و آشنایان کیفیت ظلمات مضامین بے پایان چشمۂ داستان رنگین بیان کو
صورت آب حیوان جاری کرتے ہین شعر چہ افسون با دل دیوانہ میکرد * کہ از ہر آشنا بیگانہ میکرد * شہزادہ
نور الدہر نے اُسی تماشاگاہ مین دیکھا کہ ایک طرف کو بیابان ہی اُن تصویرات عجائبات کو دیکھتے ہی بیابان کی
طرف چل نکلا تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ ایک سیاہی نظر پڑی جب وہان پہونچے تو دیکھا ایسی تاریکی ہی کہ زمین
و آسمان کچھ نہین دکھائی دیتا راہ مطلق نہین سوجھتی ایسی سیاہی اور تاریکی کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی وہ اندھیرا
اگر خضر بھی ہو تو راہ بھول جاے پیچھے پھر کے جو اب دیکھا تو وہ پردے بھی نہین تھے ہزارہا آوازین مہیب
اُس ظلمات مین آتی ہین شاہزادہ خائف و ہراسان ہوا لوح کو اپنے تمام جسم پر ملا مگر کچھ نہ دکھائی دیا نہایت حیران و پریشان
دل مین خیال کیا ایسا نہو کوئی لوح لے لے یکایک ایک آواز کان مین آئی شہریار غافل کیون پریشان ہی لوح
کو ہاتھ مین لیکر اپنے سامنے کر شاہزادۂ نور الدہر نے لوح کو مقابل مین کیا نور لوح ایسا ساطع ہوا کہ دس قدم
کے فاصلے تک جلوہ گر ہوئی اُسکی روشنی مین چلے دیکھا کہ سامنے سے ہزارہا ریچھ اور بندر بلے سے بڑھ چلے آتے ہین
اور قریب آکر شہزادہ پر حملہ آور ہوتے مگر جو روشنی مین لوح کی آتا ہی جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی شہزادہ بموجب حکم لوح

چلا جاتا ہے ان ریچھون مین ایک ریچھ زرد رنگ کا تھا کہ تمام سو ہاے بدن منقش طلائی کے تھے اور روشنی مین لوح کی
نہایت تابندگی ہوتی تھی شہزادہ بحکم لوح جستجوے سنگریزہ کرنے لگا دیکھا کہ ہزارہا سنگریزے پکھراج و زمرد کے پڑے ہین
اور طول و عرض مین برابر ہین اور رنگ سب کا یکسان ہے شہزادہ حیران ہوا کہ کونسا سنگریزہ اٹھاؤن آخر اسم لوح
پڑھ کر دم کیا دود سیاہ کی تاریکی ہر طرف ہوئی اور رنگ سنگریزون کا متغیر ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک سنگریزہ
افشانی ہے کہ سفید نقطے اوپر اسکے بنے ہوئے ہین اُس سنگریزے کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور اسپر دم کیا اور اس ریچھ پر
کھینچ مارا پیشانی پر اُس ریچھ کے پڑا کاسۂ سر ریچھ کا زمین پر گر کے مر گیا ایک غلغلہ اٹھا ہنگامۂ محشر برپا ہوا بعدہ آواز آئی
کشتی مرا نام من نمراسن جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم شہزادے نے بموجب حکم لوح پھر
سر اسکا اٹھا کر آگے ہاتھ کیا رفتہ رفتہ اُس جگہ پہونچے کہ غول زاغان سیاہ کا بیٹھا ہوا تھا جیسے پہاڑی کوّے ہوتے ہین
اور کچھ ریچھ شہزادے کے پیچھے سے آئے جب ریچھ حد مین اُن کوّون کے پہونچے ایک کوّا بہت بڑا پہاڑی غول سے جدا
ہوا اور زمین پر لوٹ کر بھیڑیے کی صورت بنگیا اور جھپٹ کر ریچھ کو پکڑ کے پھاڑ ڈالا دوسرے ریچھ نے حملہ کیا بھیڑیے نے اسکو
بھی لپٹ کر پھاڑا اور نوچ کر کھالیا اسیطرح چند کوّے اور ریچھ لڑ لڑ کر کشتہ ہوئے شہزادہ کھڑا تماشا دیکھا کیا جب شہزادے
نے دیکھا کہ قطار کوّون کی دو طرف بیٹھی ہے بیچ مین راہ خالی ہے نور الدہر نے مغز سر اُس ریچھ کا بیچ مین اُن کوّون کے
ڈالدیا سب کوّے مغز کھانے کیواسطے جھٹک پڑے منقارون سے نوچ نوچ کر کھانے لگے بہت سے کوّے
کھاتے مر گئے شہزادہ آگے روانہ ہوا یہانتک کہ چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ دو سنگریزے پڑے ہین ایک سنہرا
ایک سیاہ ہے کنارے پر اُس چشمہ کے گڑے ہین شہزادے نے اُن سنگریزون کو اٹھا کر اسم لوح پڑھا اور دم
کیا کوّون کے غول پر پھینک مارا کوّے خوش ہو کر راضی ہوئے سب مرے ہوئے کوّون کو منقارون سے
اٹھا کر کنارے پر چشمہ کے لائے ازبسکہ وہ چشمہ قد آدم عمیق تھا اور پانی اُسکا سفید و آبدار مثل گوہر نایاب کے
تھا مگر کوّے اُڑ کر اُس چشمے مین غوطہ زن ہوئے اور منقارون مین اپنی پانی بھر کر لائے اور قطرہ قطرہ زاغہاے
کشتہ پر چھڑکا سب مرے ہوئے کوّے زندہ ہوگئے شہزادے کو دیکھکر حیرت ہوئی اور عقل سے معلوم کیا کہ یہ
چشمہ چشمۂ آب حیات ہے شہزادہ بھی راہ کی مسافت اٹھائے ہوئے تکلیف گرمی کی سہے ہوئے نہایت پیاسا تھا
کمال پانی پینے کی چاہ ہوئی بہت خوش ہوا چاہا کہ کسیطرح پانی پیجے دیکھا کئی ڈول طلائی اور کئی رسّیان کلابتون
کی اور پیالے زرین کئی کنارے پر چشمہ آب حیات کے رکھے ہین مگر حکم امتناعی لوح کا پہلے ہی صادر ہوچکا
کہ اے طلسم کشا ہرگز اس چشمہ کا پانی نہ پینا ہرچند تشنگی غلبہ کرے یہ پانی نہ پینا چاہیے لیکن شاہزادہ کا ادھر تو
پیاس سے غیر حال اور سامنے آب خوشگوار صاف و شفاف بسبب تشنگی کے شوق آب حیات مین ایسا محو ہوا
کہ دل بیتاب ہو گیا حکم لوح دل سے فراموش ہوا ڈول طلائی اٹھا کر رسّی مین باندھا اور پانی کھینچ کر جام لبریز کرکے
چاہا کہ پانی پئین ابھی جام آب قریب لبون کے پہونچا نہ تھا کہ کسی کی آواز کان مین آئی اے شہریار ہرگز یہ پانی
نہ پینا شہزادے نے پھر کر دیکھا ایک پیر مرد سبز پوش عصاے زرین ہاتھ مین ندا کرتا چلا آتا ہے اے شہزادے
تھم جا بیقرار نہو مین آیا جب وہ پیر مرد قریب آیا شہزادے نے پوچھا آپ کون ہین اور مجھسے کیا کام ہے اُس
پیر مرد نے کہا منم خضر رہنما اے فرزند یہ چشمہ سحر ہے اسکا ہرگز پانی نہ پینا اگر ایک قطرہ آب اس چشمہ کا حلق سے اترا
تمام جسم تیرا پانی ہو کر بہ جائیگا شہزادے نے کہا مین نہایت پیاسا ہون اب تاب ضبط نہین اُس پیر مرد نے کہا
مین ابھی پانی لاتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک کوزہ پُر آب نکالا شہزادے کو دیا شہزادے نے وہ کوزہ منہ سے لگا کر پانی پی لیا

پیر مرد نے باواز بلند کہا نوش جان پیتے پانی شہزادہ بیہوش ہوکر گرا پیر مرد نے لوح گلے سے شہزادے
کے اُتار کر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادۂ نورالدہر کو بزور سحر قید کرکے اُٹھایا اور لیکر طرف دیجور جادو
کے روانہ ہوا ناظرین والاتمکین کو معلوم ہو وجہ شہزادۂ نورالدہر کے قید کرنے کی یہہ کہ جب شہزادۂ
نورالدہر نے پردہ دار جادو اور خراش جادو کو مارا اور لاشین اُن دونون ساحرون کی سامنے
مکلل خان جادو کے گئین مکلل خان جادو مع ملک مروارید سامنے خداوند دیجور جادو کے فریاد
و استغاثہ کرتے ہوئے آئے کہ طلسم کشا نے ایسے ساحران زبردست کو قتل کیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا
دیجور جادو نے اپنے وزیر مدبر جادو کے کان مین کچھ چپکے سے کہا مدبر جادو چشمۂ آب کی طرف روانہ
ہوا مدبر جادو نے جام آب بیہوشی پلا کر شہزادۂ نورالدہر کو گرفتار کیا اور لوح لیکر آپ پہنی اور شہزادے
کو لیکر سامنے دیجور جادو کے آیا دیجور جادو نے حکم کیا کہ تمامی طلسم مین منادی ندا کرے کہ سب آدمی خرد و
کلان اس طلسم مین کل صبح کو آکر جمع ہون طلسم کشا جلایا جائیگا اور لوح لیکر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادے
کو زندان مین قید کیا مگر مخبران اخبار دفتر صحیحہ تحریر کرتے ہین کہ جب مدبر جادو شہزادۂ نورالدہر کو گرفتار
کرکے سامنے خداوند دیجور جادو کے لایا دختر دیجور جادو ملکہ مغرور خودپسند پہلوے پدر مین بیٹھی تھی
حسن و جمال بیمثال شہزادہ نورالدہر دیکھتے ہی عاشق و فریفتہ ہوگئی اور ناوک عشق شہزادۂ نورالدہر نے
ایسا جگر و دل ملکہ مغرور خودپسند گھائل کیا کہ فوراً غش کرگئی خداوند دیجور جادو گھبرا گیا اُسیوقت کیوڑا
گلاب منگا کر چہڑکا لخلخہ سونگھایا ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی دین بڑی دیر کے بعد ملکہ مغرور خودپسند کو ہوش
آیا کنیزان خاص بازو تھام کر قصر مین لائین ملکہ نے تمام اپنی کیفیت دایہ سے کہی کہ وہ ملکہ مغرور خودپسند
کی ہمراز تھی دایہ نے کہا بلالون واری جاؤن آپ کیون مضطر و بیتاب ہین آج ہی شب کو اُسکو رہا
کرکے لاؤن گی وہ تمام دن ملکہ کو فراق یار کی بیقراری مین گذرا جب شام ہوئی دایہ اُٹھی کہ نام
اُس دایہ کا سوسن جادو تھا زندان خانہ مین آئی اور شہزادہ نورالدہر کو رہا کرکے لے گئی شہزادہ
نورالدہر ملکہ مغرور خودپسند کے سامنے آیا ملکہ خوش ہوئی اور برنگ گل شگفتہ کے باچھین کھل گئین
اور شہزادے کو مسند جواہر نگار پر بٹھایا دایہ یعنے سوسن جادو کو خلعت پرزر سے سرفراز کیا محفل
عیش و نشاط آراستہ و پیراستہ کی گلابیان شراب کی اور کشتیان سامنے رکھی گئین ملکہ مغرور
خودپسند نے جام بادۂ گلفام لبریز کرکے پہلے شہزادہ نورالدہر کے آگے پیش کیا شہزادہ نورالدہر نے
کہا مین تمہارے ہاتھ کی کوئی چیز نہین کھا سکتا ہون نہ پی سکتا ہون ای ملکہ جب تک تم دین اسلام
قبول نکروگی مین ہرگز نہ تمکو ہاتھ لگاؤن گا نہ تمہاری کسی چیز کو چھوؤن گا ملکہ نے فوراً بخوشی دین اسلام قبول کیا
شہزادے نے ارکان دین اسلام اور کلمۂ توحید تلقین کیا چند خواصین بھی مسلمان ہوئین جام شراب
گردش مین آیا دورہ مے چلنے لگا دمِ مزاج شروع ہوا طعنین اُڑنے لگین عجب کیفیت جشن تھی مگر ایک کنیز ملکہ
کی کہ نام اُسکا چنپا تھا وہ مسلمان نہ ہوئی تھی عداوت طلسم کشا کو دلمین رکھکر دیجور جادو کے پاس آئی اور
تمام کیفیت جشن اور دورۂ بادۂ ارغوانی اور رہائی طلسم کشا زندان خانے سے سب دیجور جادو کے
سامنے بیان کی دیجور جادو آگ بگولا ہوگیا اور چنپا کنیز ملکہ کو ساتھ لیکے قصر ملکہ مین آیا شہزادے کو
ملکہ کے پہلو مین پایا فوراً سحر کرکے دونون کو گرفتار کیا اور بارگاہ مین اپنی لایا شب کو قید رکھا ہنگام سحر حکم کیا کہ میدان

خونی تیار ہو دونون کو قتل کرونگا فوراً میدان خونی بنا کر آراستہ کیا ہزار ہا خورد و کلان تماشا دیکھنے کو
آئے گویا میلہ جمع ہو گیا دیچور جادو نے جلادون سے کہ دونون کو حوالے کیا جلاد لیکر میدان خونی مین
مجرمون کو نطعی بٹھایا دیچور جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا اور تمام امرا و وزرا ساحران غدار آکر سیر دیکھنے
کو حاضر ہوئے یکایک میدان خونی مین ایک مقام پر زمین شق ہو گئی اور اسمین سے پریان تخت لیے ہوئے
نکلین ایک پریزاد خوبصورت تخت پر جلوہ آرا تھی وہ تخت سامنے دیچور جادو کے آکر اترا پریون نے
پہلے سجدہ کیا پھر کہا ای خداوند دیچور جادو ملکہ مغرور خودپسند آپ کی دختر نیک اختر کو خداوند نمرود شاہ
نے طلب کیا ہی کسواسطے کہ آپ نے فرزند ارجمند زیور شاہ کے ساتھ ملکہ کا نام زد کیا دیچور جادو خاموش ہو رہا
کچھ جواب نہ دیا پریون نے ملکہ کو اٹھا کر تخت پر بٹھایا اور پریان تخت لیکر روانہ ہوئین مگر چلتے وقت یہ کہا کہ خداوند
نمرود شاہ نے کہدیا ہی کہ جب تمہارا دست قدرت نکلے طلسم کشا کو اور لوح طلسمی حوالے کرنا ہم لوح معدوم
کر دینگے بعد تھوڑی دیر کے زمین سے دست قدرت نمرود شاہ نکلا اور طلسم کشا کو بھی اٹھا لیا آواز آئی کہ
لوح دیدو کہ ہم فوراً لوح طلسمی کو ایسا معدوم کرین کہ کوئی نہ پا سکے دیچور جادو نے لوح طلسم گلیسے اتار کے دست
قدرت نمرود شاہ کے حوالے کی میدان خونی سے دیچور جادو خوش و خرم پھر کر دربار مین آیا اور صحبت عیش و
نشاط آراستہ کرکے جشن مین مشغول ہوا جام شراب گردش مین آیا بادۂ ناب پی کر بدمست مست ہو گیا ادھر کا
حال سنیے کہ حرکات تیزی دست سحر سے شہزادہ بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوا اور آنکھ کھولی
اپنے تئین باغ مین مسند جواہر نگار پر برابر پہلو سے ملکہ مغرور خودپسند کے پایا اور سامنے مسند کے ایک
نازنین مہ جبین کو دیکھا شہزادے نے پوچھا تو کون ہی اس نازنین حور پیکر نے کہا مین بھی حضور کی کنیز دختر مہر جادو
بہجان اور عاشق آپ کا نقابدار شنجرفی پوش ہی آپ خاطر جمع رکھیے انشاء اللہ پہلے عقد آپ کا نقابدار شنجرفی پوش
کے ساتھ کرونگی پھر اپنے ساتھ کرونگی یہ کہکر لوح گلے مین شہزادے کے ڈالدی شہزادہ بحکم لوح دروازہ
مشرقی کے باہر آیا دیکھا کہ وہی چشمۂ آب حیوان ہی جہان سے گرفتار ہوئے تھے پھر شہزادے نے چاہا کہ پانی
پئین آواز آئی ای شہریار غافل ایسی غفلت کیا کرتا ہی یہ پانی ہرگز نہ پینا ہرگز نہ پینا شہزادے نے دیکھا کہ وہی
نقابدار شنجرفی پوش شیر ببر پر سوار کہ آنکھین اس شیر کی مانند مشعل کے تابان اور آدھا جسم شیر کا اور
آدھا جسم غول صحرائی کا اس شیر کی آنکھ کی تجلی سے تمام میدان ظلمات روشن ہو گیا غرضکہ نقابدار شنجرفی پوش
سامنے شہزادے کے آیا آداب سلام بجا لایا اور عرض کیا ای شہریار یہ کیا خلاف لوح آپ نے کیا ہرگز قریب
چشمۂ آب حیات کے نہ جانا اور مطلق اسکا پانی نہ پینا شہزادے نے کہا مین بہت پیاسا ہون نقابدار
شنجرفی پوش شیر پر سے اترا زرین پوش کا فرش کیا اور دستر خوان سفید بچھایا طرح طرح کے طعام لذیذ چنے
اور آب سرد و خوشگوار کے جام پیش کش کیے اور خوشۂ انگور لطیف و تازہ برائے قوت حاضر کیے
اور کہا بسم اللہ ای شہریار نوش کیجیے شاہزادہ نور الدہر نے خوب سیر ہو کے طعام لذیذ کھایا اور خوشۂ انگور
نوش کیے اور کئی جام آب سرد و خوشگوار پیکر سیراب ہوکے شکر خدا بجا لائے نقابدار نے کہا ای شہریار
اس مقام پر بہت ہوشیار رہیے گا آپ داخل طلسم پردۂ عجائب ہوئے اور یہ شیفتہ قدیم اول سے آپکو
سمجھاتا چلا آتا ہی لوح سے نہایت خبردار رہیے گا شاہزادے نے کہا نام اپنا بتاؤ اور مقام کا پتا دو نقابدار
نے کہا انشاء اللہ سب آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ ہرچند پوچھا کیا اور بہت مصر رہا مگر نقابدار شنجرفی پوش حیلہ

حوالہ کرکے رخصت ہوا اور چلا گیا شہزادہ نے لوح کو دیکھا بحکم لوح اسم پڑھ کر چشمہ پر دم کیا فوراً مینڈھک بڑے
بڑے پیدا ہوئے اور پشت انکی پتھر کی تھی مینڈھک شہزادے کو دیکھکر ہنسے اور بلند ہونے لگے اسقدر بلند ہوئے
کہ پشت چشمے کے کنارے سے لگ گئی اور پاؤن شاہزادے تک پہونچے شاہزادہ بحکم لوح انکی پشت پر سوار ہوا
اور وہ مینڈھک پانی مین لیکر شاہزادے کو بیٹھے یہان تک کہ تہ آب پہونچے شاہزادے نے منھ اور آنکھین
بند کرکے سانس روکی دم کشی کر لیے سنگ ہو گئے درمیان آب کے جو شاہزادے نے آنکھین کھولین دیکھا
گل نیلوفر کھلا ہوا کنول کے مانند بقدر سد کلان پیدا ہوا شہزادہ اس سید گل نیلوفر پر جا بیٹھا خوشبو نے دماغ
معطر کرکے شہزادے کو بیخود کر دیا وہ پھول لیکر شاہزادہ نور الدہر کو چشمہ آب مین غرق ہو گیا

دوسرے کلمے داستان عالیشان شہزادہ نور الدہر کا چشمہ حیات سے نکل کر پہونچنا کافور مین بیان ہوتے ہین

رہروان غریق محیط چشمہ طلسم عجائب آشنایان سنگین طراز حکایات غرائب اس داستان حیرت بیان کو یون
تحریر کرتے ہین- کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو گل نیلوفر لیکر چشمہ آب حیات مین غرق ہوا شاہزادے نے
آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین صحرائے نورانی مین پایا اور وہ وقت صبح کا تھا لیکن
کثرت سرما اور شدت سردی کی اسقدر تھی کہ رنگ شہزادے کا نیلگون ہو گیا اور دانت سے دانت بجنے لگے
ہاتھ پاؤن مین لرزا پیدا ہوا شاہزادہ تھرتھر کانپنے لگا تحریک نزلہ اور زکام کی شدت ہوئی بوے کافور سے تمام صحرا
بسا ہوا تھا اور کوہ کافور مثل سفیدۂ صبح صادق کے نورانی تھا اور ایک فقیر چوٹی پر کوہ کافور کے بیٹھا تھا لیکن
نصف بدن اس فقیر کا کوہ کافور مین غرق تھا اور نصف بدن باہر تھا مگر بالکل برہنہ جسم پر ایک پارچہ کا نام بھی
نہین اور غرق عرق اسقدر تھا کہ قطرے عرق کے مثل باران کے ٹپکتے تھے اور ایک درخت بہت بڑا سیاہ
مرچ کا قریب اس فقیر کے ہی کہ سایہ اسکا سر پر اس فقیر کے ہی اور شاخین درخت کی گرد کوہ کے ایسی جھکی ہوئی
ہین کہ زمین پر بوسے لیتی ہین اور ہاتھ مین اس فقیر کے دو پنکھے ہین وہ اپنے تئین پنکھا جھل رہا ہی اسپر بھی گرمی
سے عرق ٹپک رہا ہی شہزادہ حیران ہوا کہ تمام صحرا گرد پہاڑ سردی سے اور تخلیہ سے کافور کی یخ ہو رہا ہی اور اس فقیر کا
یہ حال ہی کہ نصف بدن کافور مین غرق ہی اور اسقدر اسکو گرمی کی شدت ہی کہ ہر وقت پنکھے جھل رہا ہی
اور عرق عرق ہوا جاتا ہی اور ہوا سے درخت فلفل سیاہ کو ایسی جنبش ہی کہ خوشے فلفل سیاہ کے گر گر جاتے
ہین ان دانون سے فلفل سیاہ کے بگلے سفید و براق پیدا ہوتے ہین قطار در قطار ہزارہا بگلے اڑ رہے ہین اور
عرق جو فقیر کے بدن سے مثل فوارے کے جاری ہی وہ آب عرق بہہ کر کوہ سے زمین پر گرتا ہی کوہ بھی
اس عرق کی حدت سے پگھل کر جا بجا شگافتہ ہو گیا ہی اس آب عرق کے ساتھ جو ملکر کافور بہتا ہی وہ ایک
چشمہ شیر بہت بڑا گرد کوہ کے موج زن ہی اور بگلے جو خوشۂ فلفل سے پیدا ہوتے ہین کنارے پر اس چشمہ کے
بیٹھکر غوطہ لگاتے ہین اور خوش فعلیان کرتے ہین اور پرون کو آب کافور مین تر کرکے اڑتے ہین اور پہاڑ
پر چھڑکتے ہین ہر قطرہ قرص کافور کا شگافہائے کوہ مین پیوند ہوتا ہی اور کوہ بلند ہوتا جاتا ہی فقیر تو کوہ کو کم کرتا ہی اور
ناقص بناتا ہی اور بگلے آب کافور چھڑک کر درست و بلند کرتے ہین شہزادے کو باوجود اس سردی کے
پیاس کی شدت ہی کہ ہر بار بیتابانہ بڑھتا ہی کہ پانی پیجیے مگر پھر رہ جاتا ہی کہ لوح یاد آئی اٹھا کر دیکھا لکھا تھا ای
طلسم کشا زنہار اس چشمہ کا پانی نہ پینا کہ یہ پانی سم طلسم و فریب ہی دام دغا صیادان طلسم نے بچھائے ہین
پانی پیتے ہی تمام بدن مثل برف کے ہو جائیگا ضبط کرکے نظر بقدرت خدا کر شہزادے کی خاطر جمع ہوئی اور ایک

شاخ درخت فلفل سیاہ کو دیکھا کہ لٹکی ہوئی ہی اور رنگ اُسکا زرد ہی اور کرم خوردہ نہایت کاہیدہ ہی اسم لوح
پڑھکر اُس شاخ پر دم کیا اور ہاتھ سے وہ شاخ پکڑی شاخ درخت اسقدر بلند ہوئی کہ شاہزادہ کوہ سے
اونچا ہوگیا دیکھا کہ موے سر فقیر لعینے جٹے سے خود بخود ایک لٹ بال کی جدا ہوئی اور ایک جانور مثل بلبل کے
برنگ سبز آسمین سے نکلا اور گرد شہزادے کے اُڑنے لگا ہوا پر وانہ سے اُسکے دماغ معطر ہوگیا اُسکی خوشبو
سے غنودگی نے شہزادے پر غلبہ کیا شہزادے نے اپنے تئین ہوشیار کرکے بحکم لوح اسم پڑھکر دم کیا جانور
مثل توپ کے گولے کے ہوگیا اور سر پر فقیر کے چمک کر گرا وہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا تمام میدان اور وسط کوہ
مین تاریکی چھاگئی آندھی سیاہ اُٹھی باد تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام
من کافور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم مگر مکان کوہ کافور وغیرہ سے اور تلاطم سحر سے
شاہزادہ نورالدہر بیہوش ہوگیا

دوسرے کلمے داستان حیرت نشان حالات بیشہ نیرنگ کے بیان ہوتے ہین

بادیہ پیمایان صحراے نیرنگ خیال و دشت نوردان طلسم بیابان وجبال داستان حیرت افزا کو یون مندرج
کیفیت کرتے ہین - کہ جب شاہزادے کو کافور جادو کو مار کر ہوش آیا اپنے تئین ایک صحراے عجیب وغریب
مین پایا دیکھا وقت شام کا ہی یکایک نقابدار شنجرفی پوش آیا زرین پوش کا فرش کرکے دسترخوان بچھایا کباب
مرغ بریان و نان ہاے روغنی آگے شاہزادے کے پیش کش کیے اور کوزہ آب سرد و خوشگوار دیے شکرانہ کرکے
شاہزادے نے کھانا نوش کیا اور کوزے آب سرد کے پیے ہاتھ منھ دھویا شکر خدا کیا نقابدار کھانا شہزادے کو
کھلا کر چلا گیا شہزادے نے سامنے درخت مولسری کا دیکھا کہ ہر برگ اور ہر شاخ و بیخ درخت پر ہزارہا جگنو بیٹھے ہین
اور تمام درخت جلوہ کرمک شب تاب سے روشن ہی گویا ستارے آسمان سے اُتر آئے ہین عجب کیفیت ہی کہ
ایک طرف کو درخت چلتا ہی کبھی آہستہ سے کبھی دوڑتا ہی شہزادہ بھی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی ناگاہ ایک قریہ نظر
پڑا دیکھا کہ فوج کم سن کمسن لڑکون کی کہ سات سات آٹھ آٹھ برس کے سن نصف بدن اُنکا نیچے کا سیاہ اور
نصف بدن اوپر کا سفید سر سے پا تک برہنہ چلی آتی ہی وہان درخت مولسری کا قائم ہوگیا اور لڑکے گرد درخت
کے دوڑنے لگے اور تالیان بجانے لگے آواز سے تالیون کے جگنو اُس درخت سے اُڑ اُڑ کر ان لڑکون کے بدن
مین لپٹ گئے فوراً وہ لڑکے مثل مشعل کے جلنے لگے آخرکار آتشبازی کیطرح جلکر خاک ہوگئے اور پھر شرر اُن لڑکون
کے جسم کا جگنو ہوکر درخت مین لپٹ گیا صبح تک یہی تماشا شاہزادہ دیکھا کیا جسوقت روشنی مہر نمایان ہوئی سب
سامان غائب ہوگیا اور جا بجا زمین شق ہوگئی اور دیوانہ ہاے گاو سوار اُسمین پیدا ہوئے اور ہر دیوانے کے بال سرخ
و سفید اور دراز ہی بالون کی کمر سے نیچے تک اور زنجیرین آہنین پاؤن مین سبکے بندھی ہوئی اور گلون مین زنجیرین طلائی
پڑی ہوئی اور ایک سرا زنجیر کا ہاتھون مین بندھا ہوا اور ایسی بیل گاے کے اوپر سوار کہ جس گاے کی ہیبت سے
شیر بھاگ جاے اور زنجیرون سے رنگین گلے کی چھل چھل کر خون بہتا ہی وہ قطرے خون کے اُٹھکر ہوا مین قائم ہوتے
ہین ان خون کے قطرون سے لال جانور پیدا ہوتے ہین وہ لال جانور اُڑ اُڑ کے دیوانون کے سرون پر بیٹھتے ہین
کاسہ سر نوچ نوچ کر کھاتے ہین جب بالکل کھالیتے دیوانہ مع گاو گر کر پتھر بن جاتا ہے وہ پتھر شگاف زمین کو برابر
کردیتا ہی شہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ دن تو کم چڑھا ہی مگر آفتاب بیچ آسمان پر پہونچا ناگاہ باد تند چلی دیکھا کہ ایک پہاڑ
سیاہ رنگ کا ہوا مین اُڑتا ہوا چار طرف سے چلا آتا ہی اور آکر میدان مین قائم ہوا اور ایک مقام شگافتہ ہوا

ایک تختی سنگ ہوسی کی کہ عرض اسکا ایک فرسخ کا ہوگا درمیان سے کوہ کے نکلی اور اُس تختی پر ایک مہیب صورت کہ قد
اسکا ایکہزار ساٹھ سو گز کا اور ایک دیونی مادہ اسکی اُسی قد وقامت کی پاس اُسکے بیٹھی ہی یکایک دیو دیونی سے
لپٹ گیا اور پچھاڑ کر مجامعت کرنے لگا دیونی غمزہ نخرہ کرتی جاتی تھی اتفاقاً اُسیوقت وہ دیونی حاملہ ہوئی بعد نو دقیقون
کے ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی اور دو ساعت مین وہ بڑہ کر جوان ہوئے پھر باپ نے بیٹی کے ساتھ
عقد کیا اور پسر نے مادر کے ساتھ رنگ جمایا پھر دونون حاملہ ہوئین اور دختر و پسر جنے غرضکہ اسیطرح اُلٹ پلٹ کہ
چھ دورے ہوئے اور چند دقیقون مین سبکے سب جوان ہوکے برابر مادر و پدر کے ہوگئے اور میدان مین ناچنے لگے
اور سب پسر اپنی خواہردن پر عاشق ہوئے آخر آپسمین سب لڑ کر مر گئے مادر و پدر باقی رہے دیونی نے دیو کو کھا لیا اور
آپ تخت پر بیٹھ غائب ہوگئی پھر وہ پہاڑ بھی غائب ہوگیا شہزادہ تعجبانہ دیکھا کیے

ذکر داستان فلک نشان خیمہ ہفت رنگ کے بیان ہوتے ہین

استادگان خیام مضامین و بلند کنندگان بارگاہ عبارت رنگین اس داستان فلک نشان کو زینت طراز صفحہ قرطاس
کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ وہ دیونی مع لاشہاے دختران و پسران تخت پر سوار ہوکے
غائب ہوگئی اور پہاڑ بھی معدوم ہوا اور پہر دن باقی ہی شہزادہ حیران حیران چارطرف دیکھتا تھا کہ سامنے ایک
پہاڑ اور ہفت رنگ کا نظر پڑا اور چارطرف پہاڑ پر گلہاے رنگارنگ اور نہال ہاے تازہ نظر مین لگا یک ایک
ابر ہمرنگ کوہ ہفت رنگ پیدا ہوا اور ہر رنگ کوہ کے مقابل ہوا آسمان آئینہ بنگیا عکس کوہ آسمان مین
نظر آنے لگا اور بجلی کڑکنے لگی رعد گرجنے لگا برق کی تابندگی نگاہ خیرہ کرتی تھی رعد کی آواز سے کلیجے دہلتے
تھے ایک جوڑا سیمرغ کا بہت بڑا ابر سے پیدا ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر آڑ کر بیٹھا سر سے تا قدم لطف رنگ
اُنکے سفید اور لطف رنگ اُنکے سرخ اب ہر رنگ کے ٹکڑے ابر کے جدا ہوئے اور زمین پر گرے جب جھونکا
ہوا کا چلا پھر اُڑ کر بلند ہوئے سات خیمے اُنھین پارہاے ابر سے تیار ہوئے کہ رنگ اُن خیمون کے مختلف تھے
اور طنابین اُن خیمون کی برف کے مانند تھین اور چوبین اُنکی مرصع کار تھین میدان مین ساتون خیمے استادہ ہوئے
اور ایک خیمہ منجملہ خیمہ ہاے ہفت رنگ مثل بارگاہ شاہان اولوالعزم کے بزنگ مخمل زر و زرین کار برپا ہوا اور فرش
وغیرہ مخمل زرد کا مرصع کار اور پردے بھی مخمل زرد کے کار مرصع سے آراستہ اور چلمنین طلائی اور سائبان زربفتی اور
مسند جواہر نگار بچھی ہوئی اور سامان ہیجواری جو بادشاہون کے لائق ہوتا ہی وہ سب موجود تھا اور آواز پریون کے
قہقہہ لگانیکی اور واہ واہ کی صدا پریزادون کی اور صداے خلخال پاے نازنینان برابر چلی آتی ہی اور پاندان کھلنے
اور بند ہوتے کی آواز پیدا تھی اور قلقل مے کا ہر خیمہ مین شور تھا شہزادہ غور سے دیکھ رہا تھا کہ اکثر حسینان و نازنینان
چلمن سے جھانک رہی ہین اور سیمرغ کے جوڑے نے کوہ پر جفتی کھائی اور مادہ نے فوراً انڈا دیا وہ بیضہ ہوا پر
اُڑ کر ٹوٹا دو حصے برابر سے ہوئے اور دونون حصے دربارگاہ زرد پر گرے دونون حوض کی شکل تھے وہ زمین
پر قائم ہوئے اور زردی سے بیضے کی پانی حوضون مین زعفرانی رنگ کا بھر گیا اب پریزادان مرصع پوش بارگاہ
سے باہر نکلے اور سینیان طلائی اور خوان طلائی اور کشتیان طلائی ہاتھون مین تھین وہ سب میدان مین
لاکر رکھدین اور تورے پوش اور خوان پوش اُن پر سے اٹھا لیے اور منہ طرف آسمان کے کرکے منتظر ہوئے
یکایک پھر سیمرغ نے جفتی کھائی اور پہاڑ سے اُتر گئے اور ہوا مین معلق ٹھہرے اور پر و بال نر و مادہ نے اوپر اپنے
گرائے سرخ پر اُنکے جدا ہوکے گرے اور سفید اُنکے جدا ہوکے گرے وہ سب پریزادون نے سینیون اور خوانون اور

کشتیون مین چن چن کر رکھے وہ جوڑا سیمرغ کا بالکل گوشت کا ہو گئے اور زمین پر گر پڑے کہ ایک اژدہا پیدا ہوا
اور اُن دونون کو نگل گیا اور پہاڑ پر جا کے غائب ہو گیا اُن پریزادون نے خوان و سینیان وغیرہ اُٹھائین اور حوض پر
لا کر رکھین اور اپنے دامنون سے ہوا دینے لگے یکایک شعلے اُن پرون سے نکلے اور سب پر جل کر خاکستر ہو گئے سُرخ
پرون کی خاک گلال بنگئی اور سفید پرون کی خاک عبیر بنی اور سینیان وغیرہ اُس عبیر و گلال سے معجون ہو گئین
ناگاہ نسیم سحر چلی نکہت سے گل خود رو کے دماغ بسائے اور وہ گلال و عبیر اُڑ کر حوضون مین گرا حباب ہائے خوشرنگ
پیدا ہوئے اُن حبابون کو پریزادون نے اُٹھا لیا وہ قمقمہ ہولی کے معلوم ہوتے تھے پریزادون نے سب
عبیر و گلال اُن قمقمون مین بھر دیا اور کشتیون مین لگا کر توے پوش ڈال دیے اور اب خیمہ مین جا کر غائب
ہو گئے شہزادہ یہ تماشا دیکھ کر نہایت حیران ہوا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ طلسم بر خلاف
اور طلسمات کے ہی جسقدر تو نے مشقت اور محنت کی ہی اور رنج و الم اُٹھائے ہین اب چند سے عیش
کر اس عیش و طرب مین کسی پریزاد حوروش سے ارادہ مقاربت اور مجامعت کا نہ کرنا کہ کام بنا ہوا
تیرا بگڑ جائیگا شہزادہ نے بموجب حکم لوح اسم لوح کو کف دست پر پڑھ کر اپنے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ اسکی برکت
سے دشمن بھی دیکھے تو عاشق و فریفتہ ہو جائے بعد اُسکے اسم حفاظت کا پڑھ کر اوپر اپنے دم کیا اور دوسرا
اسم پڑھ کر لوح پر دم کیا کہ لوح نظر سے دوسرے کے نہان ہوئی اور حکم لوح تھا اے طلسم کشا تیرے
واسطے لوح خود بخود ظاہر ہوگی جب تک تو حد بیشہ نیرنگ سے باہر نجائے

دوسرے کلبے داستان عشرت نشان خیمۂ چمن اول کے بیان ہوتے ہین

نقاشان عجائبات دل پسند روزگار و مصوران طلسمات بہتر ترین مانی و بہزاد وقار اس داستان
نیرنگ نشان کو زیب و زینت چمن سے مقابلہ کر کے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ جب شاہزادہ
نور الدہر کو لوح طلسمی سے دلجمعی ہوئی پھر بغور خیمہ ہائے رنگارنگ کی طرف دیدہ حیرت سے دیکھنے
لگا کہ خیمۂ اول جو خیمۂ چمن سے مشابہ تھا گویا نگار خانہ سے نکال کر لائے تھے کہ جسکی نقاشی پر بہزاد و
مانی اپنا کان پکڑ کر دنگ ہوتے تھے اُس خیمہ سے ایک پریزاد کہ وضع اُسکی مالیان چمن کی تھی باہر
آیا اور با ادب سلام کر کے عرض کیا کہ حضور اس خیمہ مین تشریف لیچلین صاحب خیمہ آپ کی بہت
مشتاق ہین شہزادے نے کہا کہ صاحب خیمہ کون ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور وہان چلین خود معلوم ہو جائیگا
شہزادے کو اجازت لوح تو ہو چکی تھی ہمراہ پریزاد کے در خیمہ پر آیا پریزادے نے بڑھ کر پردہ اُٹھایا شہزادہ
خیمہ مین داخل ہوا کیا دیکھا کہ خیمہ باغ بہشت ہی ہر طرف گلہائے خوشبودار کھلے ہوئے ہین غنچہ رنگارنگ
مُسکراتے تھا لہائے تازہ ترجھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے
چھوٹ رہے ہین قطرون سے فوارون کے ثبوت ہوتا ہی کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین اتنا بڑا
خیمہ عالیشان ہے کہ چند فرسنگ تک باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہی اور نازنینان پری پیکر باغبین
مثل گلچینان چمن کے خرام ناز مین سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی ہوئی مثل دلہن کے ہی ایک مسند
جواہر نگار بصد زیب و زینت آراستہ ہی اُسپر ایک مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد
حسن و ناز رونق افروز ہی اور گرد اُسکے بہت حسینان و نازنینان کچھ بیٹھی ہین کچھ کھڑی ہین گلابیان
شراب کی اور کشتیان کباب کی رکھی ہین شاہزادہ نور الدہر جاکر برابر اُس حوروش کے بیٹھا اور

شراب شروع ہوا شہزادے نے کوئی جام شراب نہ پیا وہ نازنینین پاس سے اٹھ گئیں تخلیہ ہوگیا وہ خورشید رو شاہزادے سے لپٹ گئی بوس و کنار ہونے لگا مگر جب اُس پری پیکر نے جام شراب کیطرف رغبت کی شاہزادے نے ٹال دیا اور جملہ اسباب عیش و نشاط سے شاہزادے نے دل کو مسرور کیا الغرض کہ تین شبانہ روز آٹھ پہر جشن عیش و عشرت میں مصروف رہا روز چہارم قریب شام اُس مہ جبین نے شاہزادے سے کہا آج جی چاہتا ہے کہ سیر چمن کرین شاہزادہ نور الدہر اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُس گل حدیقۂ طلسم کا تھام کر گلگشت چمن کرنے لگا ایک باغبان نے لاکر ایک گلدستہ گل شگفتہ کا دیا اُس غنچہ دہن نے اپنے ہاتھ مین لیکر سونگھا شہزادے سے کہا کہ تم بھی سونگھو کیا بھینی بھینی خوشبو اس گلدستے سے آتی ہے شہزادے نور الدہر نے وہ گلدستہ لیکر جو سونگھا نکہت گلہاے رنگین نے دماغ جہان کو معطر کردیا اور اُس گلدستے سے بو بہاے لطیف دماغ مین ایسی بسی کہ شہزادہ تڑاق سے زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے اب جو آنکھ کھلی دیکھا خیمہ سے باہر کھڑا ہوا نہایت حیران و پریشان ہوا دلمین خیال جہان آرا اے نازنین مہ جبین کا جو خیال تھا اسمین عشق ہوا اور اشتیاق اُسکے دید کا ہوا

دوسرے داستان مسرت نشان خیمہ دوم کشور روم کے بیان ہوتے ہین

آرایش نمایان طلسم عجایب و غرایب معدوم و زینت طرازان خیمہ ثانی منزلت کشور روم اس داستان رنگین بیان کو یون جلوہ آراے بزم ناظرین کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ سامنے دوسرا خیمہ بصد رفعت و شان بلند مکان استادہ ہے خیمہ اول نظر سے غایب ہوگیا اس خیمہ پر تصویرات اور شکارگاہ قلم کار ایسی تھی کہ بہزاد و مانی بھی دیکھے تو دنگ ہو جاے اسیطرح سے ایک خواص خاص پری چہرہ نازک ادا وضع اہل روم کی خیمہ سے نکلی اور شہزادہ نور الدہر کو بلاکر اپنے ساتھ اُس خیمہ مین لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا ایک صحراے سبزہ زار دلکش روح افزا ہے اور درخت گنجان قریب قریب تر و تازہ ہواے بہار سے نہال ہین طایران صحرائی جابجا زمزمہ سازی مین مشغول ہین کہین غنچہ کہین گل خود رو کھلے ہوئے پھول رہے ہین اور بہت سے نازنینان رومی وضع دُر در گوش مرصع پوش ہاتھون مین باز و جرہ اور تیتر و شکرہ وغیرہ لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین اور ایک ملکہ رومی نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین تاج جواہر نگار زیب سر کیے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار باز ہاتھ مین لیے سامنے شہزادہ نور الدہر کے آئی اور بہ کمال خلق و مروت سلام کیا اور ایک اسپ حور نژاد باساز مرصع منگواکر شہزادہ نور الدہر کو سوار کیا شہزادہ بھی اُنکے ساتھ مصروف شکار ہوا دن بھر شکار کھیلا کیا شام کو بارہ دری مین سب کے سب آئے شغل شراب و کباب جلسہ عیش و نشاط مہیا ہوا بعد نصف شب کے تخلیہ ہوا مشغول بوس و کنار اُس ملکہ رومی سے رہے تین دن تک اسیطرح شاہزادے نے عیش کیا چوتھے روز ملکہ رومی شاہزادے کو ایک بنگلہ مین لیگئی وہان صحبت رقص اور شغل شراب و کباب رہا ایک نازنین نے ایک آہو کو شکار کیا اور اُسکے کباب تیار کرکے لائی ملکہ رومی اور شہزادہ نور الدہر نے وہ کباب کھائے شہزادہ کھاتے ہی آن کی آن مین بیہوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ بارہ دری ہے

نہ وہ بنگلہ ہے نہ وہ صحراے سبزہ زار ہے ایک میدان مین تن تنہا ہون اُن نازنینان پریچہرہ کا کہین نشان بھی نہین ہے حیران

حیران چار طرف دیکھنے لگا غزل

سوتا ہون عجب چین سے کیا خواب عدم ہے
آغوش لحد بھی مجھے آغوش صنم ہے

شاعر ہون مری سیر بھی مانند قلم ہے
جو دم ہے اثر مین کشش تیغ دو دم ہے
خبر داغ جگر کچھ نہ ملا سیم تنون سے
نالہ بھی مری طرح سے پامال ستم ہے
سجدے کے بہانے سے مٹاتا ہون بہت روز
ابتک وہی ظلمت وہی طول شب غم ہے

ایضاً

راز کیا ہمسے کھلین گے گلشن ایجاد کے
حرف تک ہین قید سے آزاد مجھ آزاد کے
ہاے کیا غفلت تھی وہ بھی جستجو تھی مانند دار
آسمان سے لپٹے ہین شعلے مری فریاد کے
یاد کس پردہ نشین کی آگئی عصمت مجھے
بند ہاے زخم ٹھسکے ہین مبارکباد کے
چھٹتے ہین پر دردہ پہلو فراق یار مین
جلوے تھے روح روان مین نکہت برباد کے
قامت و چشم بتان کے وصف لکھنے مین جو ہم
عید دیکھو بیس ماہ رمضان ہوتی ہے
ناز کرتے ہی زیادہ طلب بیجا سے
مجھسے کہتے ہین کہ لو اُٹھو اذان ہوتی ہے

صفحۂ سر عالم ہے تحن نقش قدم ہے
تکالیف جراحت سے بڑھی ہمت احسان
اختر مرے طالع کا مگر شکل درم ہے
لکھا ہے کسی دیدۂ پر آب کا مضمون
پھر لوح جبین پر گلۂ یار رقم ہے

ایضاً

آج تک بھولے نہین مجکو مزے بیداد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے
کب جفاکش ہین سبکرو عالم ایجاد کے
آگئے بیساختہ قابو مین ہم صیاد کے
تو اسیری جوش محرومی ہجوم اضطراب
آکے لب تک رک رہے نالے دل ناشاد کے
ہم شہیدان وفا کا دین و ایمان اور ہے
روز و شب گرم سفر ہین قافلے فریاد کے
کون سنتا تھا الٰہی دلوار نالے رات بھر
مصرع موزون ہین اے تسلیم قابل صاد کے

ایضاً

اپنی خفت سے یہانتک ہوا ہون بار خاطر
زال دنیا مری خواہش سے جوان ہوتی ہے
میری شعرون مین کہان معنی لفظی تسلیم

کچھ کم نہین قاتل سے مجھے عمر گریزان
ہر زخم شگفتہ کف ارباب کرم ہے
باقی نہ رہا حوصلۂ بوسۂ افلاک
گرداب الم دائرۂ حرف رقم ہے
کس بات سے امید سحر ہو مجھے تسلیم
او ستم ایجاد مین صدقے ترے بیداد کے
دام کیا روکین گے تجکو عالم ایجاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے
ہجر کی شب یہ ہجوم جلوۂ اختر کہان
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گر پڑے صیاد کے
چارۂ درمان نے تجکو اور بھی رسوا کیا
سجدے کرتے ہین ہمیشہ پانون پر جلاد کے
پھر نہ دکھلائی کبھی صورت نکل کر جسم سے
منہ سے نکلے قہقہے ہو کر مبارکباد کے
رنج سے صورت آرام عیان ہوتی ہے
بات جو منہ سے نکلتی ہے گران ہوتی ہے
شب وصلت مین نئی طرح سے ترساتے ہین
یہ تو کیفیت دل ہے کہ بیان ہوتی ہے

دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمۂ فرنگ کے بیان ہوتے ہین

ماہیت شناسان بحر مواج طبع رنگارنگ و غوطہ زنان قلزم کیفیت طلسم فرنگ اس داستان حیرت نشان کو بصد موج زنی فہم رسا یون لکھتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر میدان مین متحیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ سامنے خیمۂ اطلس فرنگ بنا ہوا نظر پڑا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جس خیمہ مین شہزادہ گیا اپنے جسم مین اُسی ولایت کی پوشاک اور وہی زبان متکلم شستہ اور رفتہ دیکھی جب بیہوش ہو کر خیمہ سے باہر آیا اپنے تئین میدان مین پایا وہی اپنا لباس جسم مین وہی اپنی زبان تھی غرضکہ شہزادہ متحیر کھڑا تھا کہ ایک نازنین حسین فرنگن اُس خیمہ سے باہر آئی اور شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بحر زخار جاری ہے اور کوسون ترائی کہین کچھار کہین ریتا ہے اور اُس دریا مین ایک مور پنکھی روان ہے اور کشتیان ہر قسم کی ہین کوئی فیل چہرہ کوئی اسپ چہرہ کوئی پری چہرہ آتی جاتی ہین کسیطرف بجرے چھوٹے ہوئے ہین کسیطرف جہازون کی روانی ہے کوئی ان مین جہاز آگ بوٹ ہے کوئی بادی جہاز چلا جاتا ہے ہوا کے رخ پر ناخدا نے جہاز کو ڈالدیا ہے کنارے دریا کے

اس طرف تو برابر سرتاسر عمارت سفید انگریزی طرح کی بنی ہوئی تھی کوٹھیان اور بنگلے اور مکانات انگریزی وضع سے ہین کوئی زرد رنگ کوئی نیلی ہر کسی کا فاختئی رنگ ہی اسی صورت سے سب بنگلے بنے ہین ہر کوٹھی اور بنگلے مین کوچ اور دنگل کرسیان میز لگی ہوئی ہی اسباب انگریزی مہیا ہی اور شیشہ آلات وغیرہ سے سب آراستہ و پیراستہ ہین اور اُس طرف دریاے بے پایان کے بارہ پتھر کی حد ہی کہ وہان فوج انگریزی گورے انگریز سکھ تلنگے ہندوستانی پلٹنین رسالے بارگون مین ہین ایک طرف کو توپخانہ ہی قواعدین ہوتی ہین دمعادے کیے جاتے ہین نئے نئے جنگی ملازم سکھاے جاتے ہین بندوقون کی باڑھین چلتی ہین توپون کی گرابین چلتی ہین کہین گھوڑدوڑ کا تماشا ہی ہزار ہا روپیے کی ہار جیت ہوتی ہی ادھر ملکی بندوبست ہی ایک مقام پر کچہریان ہین کہین خفیفہ کہین ججی کہین فوجداری کی کچہری کہین رجسٹری کی کچہری کہین صفائی کا کسی جا نزول کا محکمہ کسی طرف چنگی کا کسی سمت ٹکسن کا محکمہ ہی ایک طرف کو ریل جاری ہی اسٹیشن عمدہ عمدہ بنے ہوے ہین شہر مین تھانے چوکیان ہین برقنداز سپاہ تھانے دار وغیرہ اُن پر معمور ہین شاہزادہ نورالدہر تمام ملک فرنگ کی سیر کر کے دنگ ہوا اب بنگلے اور کوٹھیون کی طرف جو آیا دیکھا ہر کوٹھی ہر بنگلہ پر فرنگنین حسین خوبصورت گوری چٹی سائے لفیس پہنے ٹوپیان انگریزی طرح طرح کی سر پر رکھے کرسیون پر بیٹھی ہین دریا کی سیر کر رہی ہین ایک طرف کنارے دریا کے کوسون صحرا سے سبزہ زار ہی درخت ہر قسم کے سڑکون پر دو رویہ لگے ہوے ہین ایک طرف منزلون تک زراعت کی بہار ہی خربوزہ و تربوز اور پونڈا وغیرہ کھیتون مین عجب کیفیت دے رہا ہی اور کنارے پر دریا کے ماہی گیر جال پھیلاے ہوے مچھلیان پکڑتے ہین کہین گاذران خوش لہجہ چھیو اچھو کر کے شست وشوے لباس انگریزی مین مصروف ہین غوطہ خور غوطے لگاتے ہین در و لعل و یاقوت پاتے ہین شناوران اُستاد پیر رہے ہین ایک بنگلۂ عالیشان و بلند مین ایک ملکۂ فرنگ آفت جان بلاے بے درمان حسن غضب کا جوبن قیامت کا رنگ سپیدہ اور شہاب بنا یہ عمدہ پہنے تاج سر پر رکھے کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہی اور چند انگریز نین حسین حسین کمسن کمسن گرد اُسکے ستادہ ہین اُس ملکۂ فرنگ نے جو شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی ہی اور چند قدم پیشوائی کر کے شاہزادے کا ہاتھ تھام کر بنگلے مین لیگئی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اُسنے انسے باتین انگریزی مین کہین شاہزادے نے بھی اُسی کی زبان مین جواب دیا بنگلے کو جو نگاہ سے چار طرف دیکھا جھاڑ کنول ہانڈیان لمپ وغیرہ سے مزین ہی کوچ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور کرسیان بھی مرصع کار ہین میزون پر گلابیان شراب کی اور جام زرنگار اور قابین کباب کی چنی ہوئی ہین شاہزادے کو دو ایک جام بادۂ گلرنگ کے پلاے دو چار جام آپ بھی پیے ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی بعد اُسکے تخلیہ ہوا بوس و کنار ہونے لگا عیش و نشاط کا لطف دل اُٹھانے لگا تین روز یہان بھی بسر ہوے چوتھے دن وہ ملکۂ فرنگ کشتی پر ہمراہ شاہزادہ نورالدہر کو لیکر سوار ہوئی کشتی گرداب دریا مین پھنس گئی موج دریا نے کشتی کو ایسا طمانچہ مارا کہ کشتی غرق ہو گئی شاہزادہ نورالدہر غرق محیط غفلت ہو کر بیہوش ہو گیا کچھ دست و پا کی خبر نہ رہی بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ باہر چشمۂ بہار بہکے کھڑا ہون نہ وہ دریا ہی نہ وہ زن و قین مین نہ جلوۂ جمال ماہ سرپان ہی عالم حیرت کا سامان ہی

	اب دوسرے داستان عجائب نشان ملک عجم کے بیان کیے جاتے ہین	

سحر کرآرایان میدان طلسم پریزادان وقوت آزمایان معرکۂ عجائبات ایرانیان اس داستان شوکت بیان کو بطرز نوبون تحریر
کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے ایک خیمہ عالی منزلت بلند رفعت ہی مگر وہ خیمۂ نورانی
مخمل کاشانی کا ہی اور تصاویر پریزادان فارسیان اورنجیان اوسپر بنی ہوئی ہین ایک نازنین بصد ناز وغمزہ
ایرانی وضع مرصع پوشش جوانی کے جوش مین باہر خیمے کے آئی شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ پکڑکر خیمے مین لیگئی
شاہزادۂ نورالدہر جب خیمے مین داخل ہوا دیکھا کہ دورتک میدان وسیع ہی اور بیچ مین ایک بہت بڑا اکھاڑا
ہی اور گرداکھاڑے کے چمن بندی ہی پھول کھلے ہوے ہین نہالہاے تازہ سرسبز وشاداب ہین اور چند
کشتی گیر چیٹے لنگوٹے باندھے ہوے خم ٹھوک کرشلنگین ماررہے ہین مشق کشتی کی کررہے ہین اور ایک طرف ابہزادے
اور وزیرزادے اور شاہزادے چوگان بازی مین مشغول ہین مگر سب ایرانی معلوم ہوتے ہین اور ایک
شاہزادہ لباس شاہانہ زیب جسم تاج سرپر رکھے اسپ قمرسیر پرسوار ہی اور ساتھ اوسکے ایک مرکب پری پیکر
مرصع ساز کوتل استادہ ہی جیسے ہی شاہزادۂ نورالدہر کو آتے دیکھا بکمال اخلاق واشفاق اور بصد داب و
آداب گھوڑا لیکر چند قدم آگے بڑھکر آیا اور شاہزادۂ نورالدہر کو سوار کیا شاہزادۂ نورالدہر کو بھی چوگان بازی
مین مشغول کیا تاشام مصروف اسی شغل لہو ولعب مین رہے جب صبح ہوئی شاہزادۂ ایران طلسم کشا کو ہمراہ
لیکر قصر شاہانہ مین آیا اور صحبت شراب وکباب اور رقص وسرود مہیا ہوئی دن بھر شغل چوگان بازی اور کشتی وغیرہ
مین رہے اور شب کو جلسۂ عیش ونشاط مین خوش وخرم ہین تین شبانہ روز اسی کیفیت مین ہوے شاہزادۂ ایران
نے پوشاک بدلی طلسم کشائی پوشاک بدلوائی آپ بھی عطر لگایا اور شاہزادۂ نورالدہر کو بھی عطر دیا جیسے ہی شاہزادۂ
نورالدہر نے عطر اپنے لباس مین ملا اور بوے عطر دماغ مین پہونچی متواتر چند چھینکین آئین اور شاہزادۂ
نورالدہر بیہوش ہوگیا کچھ خبر دست وپاکی نہ رہی اب آنکھ جو کھلی ہوش آیا وہ سامان عیش نہ پایا باہر چشمۂ ایران
کے اپنے تئین دیکھا مثل آئینہ حیران ہوا

اب دو کلمے داستان جرات نشان چشمۂ سنجاب متعلقۂ ترکستان کے بیان کیے جاتے ہین

جرات آزمایان لشکر طلسمات بے پایان وجائزہ ستانندگان افواج عجائبات ترکستان داستان شوکت بیان کو
زیر مشق کلک جواہر سلک یون کرتے ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر عالم حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے خیمہ کے
سنجاب ترکستان استادہ ہی اور ایک نازنین پری نژاد بدستور قدیم بوضع ترکانہ باہر آیا اور شاہزادۂ نورالدہر
کا ہاتھ پکڑکے ساتھ خیمے مین لیگیا جب شاہزادۂ نورالدہر اندر خیمے کے پہونچا دیکھا طبقۂ زمین مصفا میدان
وسیع ہی اور فوج فوج جوق جوق سوار وپیادے مشق سلحشوری کرتے ہین اور لشکر بے پایان دورتک پڑا ہی
اکثر ہین حرب وضرب کی ہورہی ہین کہین چاندماری ہی کہین دھاوا ہی کہین تلوارین ننگی چمکتی ہین کسی جا نیزون
کی سنانین چمکتی ہین کسی طرف تیراندازی کسی جانب خنجر بازی ہی سب جری وبہادر سوار وپیادے مشغلۂ سپہ گری
مین مصروف ہین ایک طرف کو قصر چہل ستون رفیع ووسیع واقع ہی نیچے قصر کے بہادران جنگ آزما وشجاعان
معرکہ آرا اپنے اپنے ہنر سپہ گری کے دکھلاتے ہین اور اوپر چہل ستون کے قصر عالیشان مین شاہزادۂ بلند
رفعت بصد صولت وشوکت لباس ترکی زیب جسم انور تاج مکلل بجواہر برسر کرسی زرنگار پر جلوہ گر ہی سامنے
جائزہ فوج ظفر موج ہورہا ہی ہر جری ودلیر اپنا اپنا ہنر اور کمال دکھلا رہا ہی افسرون کو دوشالے اور سردارون کو
خلعت ہفت پارچہ سپاہیون کو زرنقد بقدر مراتب سرکار سے مرحمت ہوتے ہین اور گرد چہل ستون پیادہ ولان و

عمدہ واران ترکان باادب استادہ ہین شاہزادۂ ترکستان نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا بصد فخر و افتخار برائے
استقبال طلسم کشا قصر سے اُترا اور شاہزادۂ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ قصر نورانی مین لیگیا اور کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا بہت لطف و مدارات سے پیش آیا اور کشتیان خلعت کی اور توڑے روپیہ اشرفیون کے سامنے
شاہزادۂ نور الدہر کے چنوا دیے اور عرض کیا کہ حضور خلعت و انعام حسب و لیاقت فوج کے عنایت کرین
اور متصدی حساب و کتاب کرتے جائین آپ تنخواہین فوج کی تقسیم کیجیے غرضکہ دن بھر اس شغل مین رہتے
تھے شب کو جلسۂ عیش و عشرت مشغلۂ ناو نوش اور صحبت رقص و سرود مین بسر کرتے تھے تین دن اسی عالم
سرور و نشاط مین بصد انبساط گذرے چوتھے دن کا ذکر ہے کہ قصر عالیشان بلند مکان مین شاہزادۂ ترکستان
اور طلسم کشائے ذیشان کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہین گرد سب ارکان دولت و سلطنت طلسم باادب استادہ
ہین اور زیر قصر تمام فوج پھیلی ہوئی اپنے اپنے ہنر سپہگری دکھاتی ہے امرا و وزرا وغیرہ چوگان بازی کرتے
ہین کہ ایک سوداگر مشکنافہ بیچنے کو لایا شاہزادۂ ترکستان کو دکھایا شاہزادۂ ترکستان نے طلسم کشا سے کہا کہ
مشک نافہ کو دیکھیے اور پسند کیجیے اگر عمدہ ہو تو قیمت اسکی طے کر کے خرید لیجیے یہ سنکر شاہزادۂ نور الدہر نے وہ
مشک نافہ ہاتھ مین لیا دیکھا ناک سے لا کے جیسے سونگھا دماغ مین بوے مشک نافہ نے جا کے مشام
دل کو معطر کر دیا شاہزادۂ نور الدہر بیہوش ہو کر کرسی پر سے گرا چند ساعت کے بعد جب ہوش آیا دیکھا
باہر خیمے کے پڑا ہون کوئی آس پاس نہ وہ فوج ہے نہ شاہزادہ نہ چوگان بازی گرد جھاڑ کے زمین سے اٹھا
حیران ہو کر چار طرف دیکھنے لگا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان احوال ہندوستان بیان کیے جاتے ہین

فتحسان حصار طلسم خواب و خیال و طبع آزمایان معرکۂ عجائبات جدال و قتال شمشیر قلم و زبان کو بصد شوکت و شان
یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شاہزادۂ نور الدہر حیران و پریشان ہر طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک خیمۂ فلک قدر برنگ زنگاری
استادہ ہے اور ایک جوان رعنا مسلح اور مکمل بوضع سردار لشکر بادشاہ ہندوستان خیمے سے نکل کے آیا اور شاہزادہ
نور الدہر کو بصد اعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لیگیا جسوقت شاہزادۂ نور الدہر خیمۂ زرنگار گون مین پہونچا عجیب و
غریب معرکہ نظر پڑا تمام سامان اقلیم ہندوستان کا ہے فوج بیشمار مسلح و مکمل ہے اور قلعۂ عالیشان ایک طرف ہے
اور چہار جانب برج ہین اور گرد قلعے کے فوج ہے اور سرداران نامدار تلوارین کھینچے ہر کہیں کمیت و سمند پر سوار
حصار کیے ہے اور ایک تاجدار بشکل ہندوستانی فیل پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین پشت پر شمشیر آبدار داب مین پڑی ہوئی فوج
کو ترغیب دے رہا ہے کہ ای بہادران اولوالعزم و ای دلیران جگردار جلد قلعے کو فتح کرو اور تلوارین کھینچ کر گھس پڑو شاہزادۂ
نور الدہر جب قریب قلعے کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ بہت مستحکم ہے اور تمام فوج چہار طرف سے گھیرے ہوئے اور توپین
بڑی بڑی گرد لگی ہین گولے قلعے پر مار رہے ہین اور تیر و تفنگ تاک تاک کر لگا رہے ہین بہت سے سپاہی سیڑھیان
دیوارون پر قلعے کی لگاتے ہین کہ دیوارون پر چڑھ کر قلعے مین جا ئین پھاٹک اگر زبردست ہے نہین ٹوٹ سکتا تو کیا مضائقہ
ہر طرح فتح کرنے کی تدبیر لڑاتے ہین سامان قلعہ گیری بہت کچھ ہو چکا ہے یقین ہے بہت جلد قلعہ فتح ہو اور اندر قلعے کے
صدائے آہ و زاری فریاد و نالہ بلند ہے اور آواز دعاؤن کی تا بفلک جاتی ہے شاہزادۂ نور الدہر کو قرینہ سے معلوم ہوا کہ جو
لوگ قلعہ بند ہین وہ مسلمان اور باخدا ہین اور باہر قلعے کے یہ سب فوج کفار چہار طرف بیحد و بیشمار ہے پھر دیکھا شاہزادے
نے کہ ایک پہلوان قوی ہیکل گرز آہنی ہاتھ مین سنبھالے ہوے کنارے پر خندق کے پہونچا اور پکارا باشید ہے

اجل رسیدگان اہل قلعہ جلد قلعے کو کھولدو اور آکے مقابلہ کرو کہ سب مال قلعے کا میرے واسطے ہی یہ سنکے اہل قلعہ
اور زیادہ خائف ہوے صداے دعاؤ استغاثہ اور زیادہ بلند ہوئی اور سب نے مارے ڈر کے ہاتھ جنگ سے
کھینچا وہ پہلوان کرگدن سوار کرگدن سے کود پڑا اور دامن کمر مین گردان کے جست کی خندق کے اُس پار آیا
چاہا کہ گرز گران سر مارے کہ قلعے کا پھاٹک پاش پاش ہو شاہزادہ نور الدہر نے بڑھکر اُس سے پوچھا کہ ای پہلوان
یہ کونسا مقام ہی اور قلعہ کسکا ہی اور یہ فوج کسکی ہی اور کیا باعث جنگ وجدال کا ہی اُس پہلوان نے کہا کہ یہ ملک
ہندوستان ہی اور یہ شاہزادہ جو فیل سوار ہی یہ حاکم سراندیپ اور یہ سب فوج اسکی کفار بت پرست ہی اور سردار
فوج شاروپ تاجدار پسر لشواط ہی پہلے اُس سے جنگ خدا پرستون سے ہوئی تھی وہ قلعہ عقابین پر قتل ہوا اور
وہ پہلوان جو گرز تان کر در قلعہ تک پہونچا ہی نام اسکا شنقار قوی فولاد بازو ہی اور گرز اُسکا سات سو من کا ہی
درمیان مصاف دشمن اسکی ضرب سے بچ نہین سکتا اور ستر ارنج کا قد ہی اور اس قلعے کا نام عنبر حصار ہی اور
حاکم قلعہ ہومان زرین چتر خواہرزادۂ جیپور شاہ ہندی اور قرابت لندھور بن سعدان گرد سے
بھی رکھتا ہی اور جنگ وجدال فقط مذہبی ہی اور شاروپ تاجدار بدلہ خون لشواط کا چاہتا ہی اور ہومان زخمی
ہوکر بھاگا قلعہ بند ہوا ہی یہ سب کیفیت خدا پرستان وظلم وجور کافران سُنکر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بصد
خشم وقہر غصہ ہوا اور آتش غضب سینے مین مشتعل ہوگئی ایک جوان لشکر کفار سے مسلح ومکمل پاس کھڑا تھا کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر اُسکو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا وہ تڑپ کر فی النار ہوا سلاح جنگ اُسکے لیکر زیب جسم انور کیے اور
اُسی کے مرکب پر سوار ہوا اور نعرۂ جگر خراش کیا کہ تمام میدان لرز گیا قلعہ جنبش مین آیا بڑھکر پکارا اوباش او نابکار
او بیحیا شاروپ ستمگار خدا پرستون سے بر سر فساد وکینہ وعناد ہی معلوم ہوا تیری اجل سر پر کھیلتی ہی تو مجکو نہین پہچانتا
منم نبیرۂ امیر کشور گیر زلزلۂ قاف کوچک سلیمان حمزۂ عالیشان ومنم صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ
نور الدہر بن بدیع الزمان یہ صداے نعرۂ کوہ شگاف جو اہل قلعہ نے سُنا ہر چند نام شاہزادۂ نور الدہر کا نہین
جانتے تھے مگر حال فرزندی شاہزادۂ بدیع الزمان سُنکر آگاہ ہوے طبل شادمانی قلعے مین بجنے لگے غل ہوا کہ خدا نے
دعا ہماری مستجاب کی ایسا ہماری مدد کرنے والا پروردگار نے بھیجا ادھر پہلوان شنقار قوی فولاد بازو
نے پھر کر شاہزادۂ نور الدہر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کوئی تیرہ برس کا سن حسن وجمال بےعدیل وبیمثال چہرہ آفتاب
کے مانند تابندہ ہی کہ تمام صحراے کارزار نورانی ہی اور سلاح جنگ کی زیبائش جسم پر ایسی ہی گویا لعبت چینی
ہی شنقار قوی نابکار نعرۂ نور الدہر نامدار سنکر بہت ہنسا اور کہا ای طفل کمسن کیا تو اپنے حسن وجمال پر مغرور ہی کہ ہم
بہادرون و دلیرون سے مقابلہ کرتا ہی مجکو تیرے حسن پر رحم آتا ہی اگر تجکو اپنی جان پیاری ہی تو آ اور لات اعلے
اور منات معلی کو سجدہ کر کہ مین تجکو سرخیل ساقیان شاہزادۂ سراندیپ کرون شاہزادۂ نور الدہر نے بصد خشم
وقہر للکار کر کہا کہ مین لات ومنات پر لعنت کرتا ہون او تنگ ظرف مین ساقی شراب اجل تیرا ہون الغرض بعد قیل و
قال بسیار نوبت جنگ وجدال کی پہونچی شنقار نابکار نے دل مین کہا کہ ایک طمانچہ مارونگا تو کام اُسکا تمام
ہو جائیگا یہ دل مین خیال کر کے دست جفا اُس بیحیا نے بڑھایا اور چاہا کہ مرکب سے اُٹھا لے کہ شاہزادۂ نور الدہر
نے بصد خشم وقہر ہاتھ اُسکا جھٹک دیا اور ایک طمانچہ ایسا اُسکے رخسار نحس پر مارا کہ منھ اُسکا پشت کی جانب پھر
گیا اور کرگدن سے زمین پر گر کے کبوتر کی طرح پھڑکنے لگا شاہزادے نے تلوار کھینچکر مرکب بڑھایا اور ہاتھ شمشیر
آبدار کا اُس صفائی سے مارا کہ سر اُس لعین کا مع متصلات کٹ کر الگ جا پڑا پھر دونون پانوون اُسکے پکڑ کے قلعہ کے پاس کھینچ

کے چہرہ کریہہ نیک دیا شار روپ تاجدار دیکھ رہا تھا فوراً بدن بید خشک کے مانند لرزنے لگا دہشت سے عرق
عرق ہو گیا اب مقابلہ باقی نہ رہی فوج کو اپنی اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو فوج کفار چار طرف سے نرغہ کر کے شاہزادہ
نورالدہر پر گری نورالدہر سے تلوار چلنے لگی جسکو جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوا
آن واحد میں کشتون کے پشتے ہوے سرون کے انبار لگ گئے خون کے دریا جاری ہوے بالشت بھر سم اسپان خون
مین ڈوبے ہوے تھے شار روپ بدحواس و پریشان خائف و ترسان اپنے فیل کو ادھر سے اُدھر دوڑا کے چھپتا
پھرتا تھا اہل قلعہ بالائے قلعہ سے تماشا لڑائی کا دیکھ رہے تھے شاہزادہ نورالدہر تلوار لیے بجلی کی طرح کوند رہا تھا
ابر کفار پھٹ پھٹ کر ادھر اُدھر ہٹتا تھا اس مردانگی و شجاعت و دلیری پر قلعہ دار مع اہالیان قلعہ مسرور و شاداب
تھے اور حسن و جمال بے مثال شاہزادہ بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ تھے آخر قلعے کا دروازہ کھولکر ہومان زرین
چتر فوج لیکر کفار پر گرا اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ قلعے سے ہومان خدا پرست فوج لیکر
نکلا اور کارزار کرنے لگا اور زیادہ حوصلہ بڑھا دل قوی تر ہوا داد شجاعت ہومان پکار پکار کر دینے لگا شاہزادہ
نورالدہر فوج کو قتل کرتا ہوا علمداران لشکر کفار تک جا پہونچا علمداران کو ایک ضرب شمشیر آبدار مع مرکب چورنگ کیا علمہاے
سیاہ سرنگون ہوے اور سہراب جگر دن کو اور طارق آہن دل سہوراس تحرطوم ہیبی و صیقلان شیر دل وغیرہ
کہ یہ سرداران نامی لشکر کفار نابکار میں تھے جب انکو بھی شاہزادہ نورالدہر نے قتل کیا فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے آخر
شار روپ تاجدار نے ہزیمت پائی فوج شکست کھا کر بھاگی بڑا لشکر کفار کے فوج خدا پرستان گری مال و اسباب کافرون کا لوٹ
لیا سرداران فوج ہومان نے اپنی طرف کی لاشین گڑوادین اور کفار کی جو لاشین پڑی رہ گئین اُٹھوا کر دور صحرا
مین پھنکوادین شاہزادہ نورالدہر کو تخت پر سوار کروا کے بفتح و فیروزی دُر و جواہر لٹاتے اور نثار کرتے ہوے
طبل و دف و شہنا و ڈنکا شادیانے کے بجاتے ہوے شان و شوکت سے قلعے مین لاے ہومان ہر چند عالم زعفراری
مین تھا مگر اُٹھکر استقبال کیا اور نہایت شکر گذار ہوا اور کہا کہ آپ کے سبب سے غلام کی اور اہالیان قلعے کی جان بخشی
ہوئی سرداران فوج ہومان نے شاہزادے کو نذرین گذرانین ہومان نے استفسار حال شاہزادہ نورالدہر
کا کیا شاہزادے نے کیفیت بیان کی پھر ہومان نے حکم کیا کہ وہ باغ جسکو فردوس ہند کہتے ہین جلد آراستہ کرو اور
شاہزادے کو بآرام تمام بیجا کر رکھو اور اطاعت و فرمانبرداری سے شاہزادے کی غافل نہ ہو الغرض کہ شاہزادے
کو باعزاز و اکرام بڑی دھوم دھام سے گلشن فردوس ہند مین لیگئے وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا گویا حقیقت
مین فردوس کی طرح میوے گونا گون لگے ہوے گلہاے عنبر بو کھلے ہوے غنچہ ہاے نازک تبسم کنان نہالہاے سبز
و تازہ و شاداب طائران زمزمہ سنج شاخون پر نغمے کرتے تھے بلبلین چہک رہین تھین نرگس اشارہ بازی مین مصروف تھا
شمشاد بادب محو تماشا سرو چمن ایک پاؤن سے استادہ لالہ چراغ دل کی روشنی دکھا رہا تھا عجب کیفیت کا باغ تھا بہشت
شداد کو اُسکے نظارے کا کب دماغ تھا اُس باغ کے بیچ مین قصر یاقوتی نہایت آراستہ و پیراستہ تمام شیشہ آلات
اور چھت پردون سے سجا ہوا تصویرات طرح طرح کی لگی ہوئی صحن قصر یاقوتی مین ایک حوض پر از آب صاف و شفاف
مثل گوہر آبدار فوارے چھوٹتے ہوے کیفیت بہشت عنبر سرشت پیش نظر تھی جب شاہزادہ بارہ دری مین داخل ہوا
پوشاک رزم اُتاری لباس بزم زیب جسم کیا دعوت و ضیافت کا سامان ہوا جلسہ عیش و طرب و صحبت رقص و سرود و رباب برپا
ہوئی جام جم گردش مین آیا ناؤ نوش ہونے لگا تماشے عجائب و غرائب ہوے شاہزادہ بصد عیش و طرب اس گلشن فردوس
ہند مین رہنے لگا آٹھ پہر سامان جشن مہیا رہا انکو تو بس یہین چھوڑیے

اب دو کلمے داستان شکست نشان شاروپ کفر پرست کے بیان کیے جاتے ہین

ہزیمت رسایان فوج کفار طلسمات و شکست نمایان لشکر بت پرستان عجائبات اس داستان شوکت نشان کو معرکۂ بیان مین
بہ تیز زبانی قلم شمشیر شیم یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاروپ تاجدار بیجاپور نابکار مع فوج ضلالت شعار شمشیر زنی شاہزادۂ
نورالدہر نامدار سے شکست کھا کے بھاگا دس فرسنگ کے فاصلے پر قلعۂ عنبر حصار کے ٹھہرا اور مقام کیا اور تخلیہ مین
بیٹھکر اپنے بھائی پر بہت رویا ناگاہ عیار اسکا مقہور رستند خرام آگیا بادشاہ کو جو روتے دیکھا گھبرا گیا کہا اے شہریار آپ کس واسطے
آہ و زاری کرتے ہین اگر حکم ہو تو اُس طفل آفتاب طلعت ماہ صورت کو مع ہومان ہندی گرفتار کرکے لاؤن شاروپ
تاجدار نے مقہور رستند خرام سے کہا اگر ایسا تو کرے اور اُنکو گرفتار کرکے لے آئے تو تجکو مین اپنا وزیر کرون اور
بہت سا زر و جواہر دون وہ ملعون دیمیا زمین خدمت بادشاہ کو بوسہ دیکے پیچھے ہٹا اور اپنے مقام پر آکے بانہا
عیاری سے آراستہ ہوا اور پانچ شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ عنبر حصار کی طرف چلا یہانتک کہ مقہور عیار قریب
باغ فردوس ہند کے پہونچا دیکھا کہ بڑا بندوبست ہے انسان کی کیا مجال طائر خیال کا بھی باغ مین گذر محال ہے ناچار نقب
کی بہتر النقب لاکے درمیان باغ کے نکالا مقہور مع پانچ شاگردون کے جب باغ مین داخل ہوا پہر رات باقی تھی دیکھا
کہ داروغۂ باغ اور سب باغبان پڑے سوتے ہین اُن سب کو بیہوش کرکے بڑے بڑے تھالون مین درختون وغیرہ کے
ڈالدیا اوپر سے نیچے درختون کے گرے ہوئے سوکھے ڈال کر مٹی برابر کردیا بعد سب اُس خس و خاشاک مین چھپ گئے اور آپ
داروغہ کی صورت بنا اور اپنے شاگردون کو باغبان کی صورت بنایا اُنکے مقامات پر پڑ رہا صبح کو آراستگی باغ مین
مثل اُن باغبانون کے مشغول ہوا اور گلہائے شگفتہ و نیم شگفتہ و غنچہ ہائے سرسبز باغ سے گلچینی کرکے جمع کیے اور
سب کو بدارُوئے بیہوشی آغشتہ کیا اور گلدستہ بہت خوشنما بنایا اور باغبانون کی طرح سے بطور نذر سامنے شاہزادے
کے مسند کے پاس رکھدیا ہومان باغبانون کی صناعی پر بہت خوش ہوا انعام بہت سا دیا اور مہتر نیرنگ برق دم
کہ شاگرد دار اب گلیم گی عیار ہومان زرین چتر کا تھا وہ اُسوقت کشتیان زر و گوہر کی برائے نذر شاہزادۂ
نورالدہر بحکم ہومان زرین چتر بارگاہ کو لیے چلا تھا اسوجہ سے مقہور رستند خرام کی عیاری کارگر ہوئی ورنہ
اُس باغ مین دخل پا کے عیاری کرتا بہت مشکل تھا القصہ گلدستون کی خوشبو اُس بارہ دری مین ایسی پھیلی کہ سب مست
ہوگئے اور آپس مین کہتے تھے کہ یہ خوشبو کبھی اس باغ کو نصیب نہ ہوئی تھی فقط قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ نورالدہر
کی وجہ سے تمام باغ اور بارہ دری مین ایسی نکہت گلہائے رنگارنگ کی ہے یہ کہکر سب کے سب بیہوش ہوئے اور جملہ خدمتگار
و اہل کار وغیرہ جو جو کہ باغ مین تھے کسی کو مطلق ہوش نہ باقی رہا اُدھر شاہزادۂ نورالدہر اور ہومان زرین چتر
بھی بسبب بوئے گلہائے گلدستۂ رنگین بیہوش ہوگیا مقہور رستند خرام نے شاہزادے کا پشتارہ آپ باندھا اور
ہومان کا پشتارہ شاگردون سے بندھوایا اور دوش پر رکھکر اُسی نقب کی طرف سے بخوف نیرنگ برق دم جلدی روانہ
ہوا جب مہتر نیرنگ برق دم کشتیان زر و گوہر کی لیکر باغ مین آیا بوئے بیہوشی در باغ سے دماغ مین پہونچی حیران
ہوا فوراً افتیلۂ رفع بیہوشی روشن کرکے ہاتھ مین لیا اور بارہ دری مین شاہزادۂ نورالدہر اور ہومان زرین چتر
کو نہ دیکھا اور تمام لوگون کو بیہوش پایا اور اسباب کچھ نہ نظر آیا عقل سے دریافت کیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہے جب گلدستۂ
بیہوشی دیکھا پہچانا کہ یہ کام مقہور عیار شاروپ کا ہے اُسی وقت اہالیان باغ کو ہوشیار کیا اور آپ بتلاش شاہزادۂ
و ہومان روانہ ہوا اگر مہتر نیرنگ برق دم ایک مدت مدید سے جو بیمار تھا ضعف و نقاہت اور لاغری بیحد تھی ہفتہ
عشرہ ہوا تھا کہ غسل صحت کرکے چلنے پھرنے لگا تھا لیکن جب یہ کیفیت دیکھی تاب نہ آئی باغ سے روانہ ہوا اور خدمت مین

دانا دل وزیر ہومان کی آگے اُس سے تمام حال بیان کرکے باوصف ضعف وناتوانی مثل باد صبا کے اُڑتا ہوا چلا
جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے مقہور مع شاگردون کے چلا جاتا ہے آگے آگے آپ ہے اور پیچھے شاگرد تمام مال واسباب
باندھے شاگردون کو اس سبب سے پیچھے رکھا کہ اگر کوئی تعاقب مین آوے کبھی تو شاگردون سے مقابلہ ہو مین پشتارہ
لیکر نکل جاؤن تیز رنگ نے دیکھا کہ وہ بیچ او تو آگے ہے اور شاگرد اُسکے پیچھے ہین مگر تیز رنگ تنہا تھا اور وہ پانچ آدمی تھے
تیز رنگ الگ الگ چلا شاگردون سے اُسکے کچھ آگے نکل گیا راہ مین ایک گلہ بان گوسپندین چرا رہا تھا اُسکو عیاری سے
بیہوش کیا اور گڑھے مین چھپا دیا اور اُس چرواہے کی صورت بنکر اُسی کی کملی کاندھے پر ڈالی اور بکریون کو ہنکاتا اور
اور غبار بیہوشی راہ مین ڈالتا چلا دیکھا کہ پانچون عیار شاگرد مقہور چلے آتے ہین مگر دو آگے ہین اور تین پیچھے
ہین اور ہوشیاری سے چوکنا ہو کر ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ کوئی عیار تلاش مین عقب سے نہ آتا ہو وہ عیار جب قریب آپہونچے
تیز رنگ نے بکریون کو مار کر دوڑایا اور گرد بیہوشی راہ مین ڈالدی جب غبار ہوا سے اُڑا دو عیار جو آگے تھے بیہوش
ہوگئے اُن تینون نے دیکھا کہ ساتھ کے دونون عیار بیہوش ہو کر گرے اُن تینون نے ناک اپنی بند کرلی اور بکریون
کو مارنا شروع کیا اور چرواہا یعنی حضرت تیز رنگ برق دم عیار کسی گوشہ مین بھاگ کر چھپ گیا وہ تینون عیار
تیز رنگ کے پیچھے نہ گئے اور اُن دونون کو ہوشیار کرنے لگے دل مین خائف ہوئے کہ مبادا ہمراہ اُسکے بہت
سے عیار ہون ہم سب کو پکڑ لین اُدھر تیز رنگ چند قدم پوشیدہ ہو کر آگے نکل گیا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار
تو مدد کر یہانتک کہ اسی راہ مین ایک کوہ واقع تھا اور راستہ نہایت تنگ تھا درمیان کوہ راہ نکل گئی تھی بسبب بلندی
دونون طرف دیوار ہاے کوہ کے روشنی آفتاب کی نہ پہونچتی تھی اسی وجہ سے راہ مین تاریکی تھی تیز رنگ وہین ایک جگہ
پر پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا پہر بھر کے بعد وہ پانچون عیار پہونچے کہ سواے اس راہ کے دوسری طرف راستہ
نہ تھا جھجکتے ہوے جاتے تھے ذراسی آہٹ ہوئی ڈر گئے ادھر اُدھر چشم وا کر کے دیکھنے لگے یکایک ایک مار سیاہ بہت بڑا
نظر پڑا کہ سر اُسکا گھڑے کے برابر تھا جب اُس سانپ کے قریب آئے پتھر مارے کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور مغز سر سے
اُسکے ایک صراحی نکلی اُسمین سے غبار اُڑا کہ پانچون عیار بیہوش ہو کر گرے تیز رنگ جھپٹ کر آیا اور پانچون کو اُٹھا کر
علیحدہ علیحدہ گڑھون مین ڈالدیا اور اب تلاش مقہور مین آگے بڑھا چند قدم آگے چلا تھا دیکھا کہ مقہور دو پشتارے
کاندھون پر رکھے چلا جاتا ہے اور ہر طرف نگاہ ہے تیز رنگ نے للکارا کہ باش اے ناعیار نابکار مین آپہونچا مقہور نے
پیچھے پھر کے دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ تیز رنگ نے ہفت حلقہ کمند ماری مگر مقہور تو نہایت چالاک اور بلاے روزگار
ہی جست کر کے نکل گیا اور کہا کہ مہتر صاحب مین نے تو سنا تھا کہ آپ بیمار ہین آپ کے تو پھوڑے دنبل ہوئے ہین
آپ تو اچھے تندرست ہین تیز رنگ نے کہا کہ بخار آتا تھا دفع ہوگیا اچھا ہوگیا لیکن دنبل ابھی تک باقی ہین تجھسے تو
دغا نہ کرونگا مگر تیرے شاگردون کو مین نے اسیر کیا مقہور حال شاگردون کا سنکر مغموم ہوا اس بات سے ذرا
خوش کہ تیز رنگ حالت بیماری مین ہے تجھسے اسکا کیا زور چل سکیگا یہ کہکر مقابلہ کرنے لگا پہلے کمندین چلین
حلقہ ہاے کمند طرفین سے کٹ کٹ کر گرتی تھین پھر سنگ گوپھن مین رکھکر دونون نے مارے وہ بھی رد ہوگئے پھر تیغے دونون
نے کھینچے وہ بھی چوٹین دونون طرف کی خالی گئین کوئی زخمی نہ ہوا مقہور نے خنجر کمر سے کھینچا اور کہا کہ اب تو خبردار
رہنا کہ میری خنجر بازی کا شہرہ ہے تو نے بھی سنا ہوگا اسی خنجر سے تیرا کام تمام کرونگا اور قسم کھاتا ہون لات ومنات
کی سواے خنجر کے دوسری عیاری نہ کرونگا تیز رنگ نے بھی خنجر کمر سے لیا اور وار روک کر لگانے لگا مقہور
چابکدست تھا اور خنجر بھی اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے چمکتا تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی لیکن مقہور عیار کے دوسرے ہاتھ مین

حلقۂ کمند چھپے ہوئے تھے اور داہنے ہاتھ سے خنجر کا وار کرتا تھا نیرنگ کی نگاہ خنجر کی طرف لڑی ہوئی تھی ناگہان
حلقۂ کمند مقہور نے پھینکے نیرنگ کے ہاتھ اور گردن پر پڑے نیرنگ اُلجھ کر گرا مقہور خنجر لیکر سینہ پر نیرنگ
کے چڑھ بیٹھا نیرنگ نے کہا اے مقہور تو نے بغیر میرے کیے ہوئے خود اپنے دین کی قسم کھائی تھی کہ سوائے خنجر کے
اور کوئی عیاری نہ کرونگا یہ قسم اور یہ دین تیرا کیسا ہے کہ دغا سے کمند ماری مقہور ہنسا اور کہا کہ عیاری اسی کا نام
ہے اس فن عیاری مین جھوٹھ بولنا عیب نہین دشمن کو اپنے جس طور سے چاہے گرفتار کرلے یہ کہکر آمادہ خنجر سے
سر کاٹنے پر ہوا نیرنگ نے کہا کہ خیر اختیار ہے تجکو مگر اتنا رحم کر کہ پانون سے اپنے سینہ میرا نہ دبا کہ سینے مین میرے
دنبل ہین وہ ٹوٹ جاوینگے مین بہت بیچین ہونگا مقہور نے کہا دیکھون کہان تیرے دنبل ہین یہ کہکر گریبان کھولا
دیکھا کہ واقعی سینے مین دنبل ہین اور زرد پانی اور پیپ اُن دنبلون سے جاری ہے اور جو ثابت ہین اُنپر ورم ہے مقہور
نے کہا اے نیرنگ حقیقت مین تیرے سینے مین دنبل ہین اور تکلیف بہت ہوگی مگر مجکو تیری اذیت سے کیا کام ہے
ابتو مین تیرا سر کاٹتا ہون یہ بھی تیرے حق مین دوستی کرتا ہون کہ جملہ امراض کی تکلیف سے تجکو نجات ہو جائیگی
یہ کہکر غصہ سے سینہ اُسکا دبایا اور خنجر لیکر گردن کی طرف جھکا کہ سر کاٹ لون جیسے ہی زانو سے دنبل سینہ کا دبا اور
دنبل پھٹا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اُس دنبل سے دھوان اُٹھا مقہور کے دماغ مین پہونچا مقہور بیہوش ہوکر گرا
پھر مقہور کو کچھ خبر دست و پا کی نہ رہی نیرنگ نے جلدی سے حلقہ ہاے کمند توڑے اور سینہ پر مقہور کے
چڑھ بیٹھا اور فتیلہ بیہوشی کا اور سنگھایا کہ زیادہ بیخبر رہے اور حلقۂ کمند سے اُسکی مشکین باندھین اور نیشتار
شاہزادہ نورالدہر اور ہومان کا کھولا اور دونون کو ہوش مین لایا ہومان نے کہا اے نیرنگ تو نے یہ کیا
نمک حرامی میرے ساتھ کی نیرنگ ہنسا کہا اے شہریار واہ آپ کو گرفتار کرکے مقہور عیار شاروپ نے بھاگا
تھا مین نے آپ کو یہان آکر رہا کیا آپ کہتے ہین کہ تو نے نمک حرامی کی ہے ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی
ہومان نے چاہا کہ شاہزادے کو حلقۂ کمند سے رہا کرے شاہزادے نے خود حلقہ ہاے کمند توڑ ڈالے اور
اُٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ جواہر پاس تھا نیرنگ کو انعام مین بخشا شاہزادہ نورالدہر نے کہا اے نیرنگ
مقہور کو مع اُسکے شاگردون کے گرفتار کرکے شہر مین پہونچاؤ اور زندانخانے مین قید کرو اور سلاح جنگ اور
مرکب ہم دونون کے واسطے جلد لاؤ کہ اسی وقت جاکر شاروپ کو مارونگا ہومان و نیرنگ نے منع کیا کہ مین سمجھ لونگا
آپ نہ جاییے مگر شاہزادہ کب مانتا ہے فرمایا کہ اگر سلاح و مرکب نہ آئیگا تو اسی طرح جاؤنگا اور سزا سے سخت اُسکو دونگا
اس اثنا مین شاگردان نیرنگ بھی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے نیرنگ نے سپاہ کے [illegible] سے باندھے اور عیارون
کے حوالے کیے اور اسباب جو مقہور لایا تھا وہ سب لیکر قلعے کی طرف جلد روانہ ہوا قلعے مین پہونچکر عیارون کو تو
قید کیا اور فوج کو حکم دیا کہ شاہزادہ تنہا بمقابلۂ شاروپ جاتا ہے جلد مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہو اور نیرنگ اسپ و سلاح
براے شاہزادہ نورالدہر و ہومان لیکر چلا جب کہ درمیان مین پہونچا شاہزادے کو اور ہومان کو اسپ و سلاح
جنگ دیے شاہزادہ نورالدہر اور ہومان مع چار ہزار سوار اور نیرنگ عیار کے روانہ ہوئے پہر رات باقی تھی
کہ لشکر شاروپ پر مثل شبخون کے گرے چار غول کرکے چار طرف سے گھیر لیا اُدھر شاروپ منتظر تھا کہ مقہور عیار
شاہزادے کو اور ہومان کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا ناگاہ نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آئی اور شاہزادہ نورالدہر اور ہومان
کے للکارنے کی آواز سنی کہ مارنا ان کافرون کو جانے نہ دینا فوج خدا پرستان بھی تلوارین علم کرکے آپڑی فوج کفار
مین غلغلہ اُٹھا تمام چراغ اور مشعلین بجھا دی تھین اُس اندھیرے مین یہ بجو اسی سب پر چھائی کہ لشکر حریف جاکر اپنی فوج

والون کو مارنے لگے بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا باپ نے بیٹے کو قتل کر ڈالا بھائی نے بھائی کو تمام کیا شاہزادے نے اپنی
فوج کو آواز دی کہ طنابہاے خیمۂ شاروپ جلد قطع کرو بہت سے آدمی خیمے پر آپڑے خیمہ کاٹ کر پھینکدیا شاروپ
اُس شبخون سے نہایت بدحواس ہوا چاہا کہ سلاح جنگ لگاکر باہر خیمے سے نکلے کہ ناگاہ خیمے کی طنابین جو کٹین خیمہ سر پر گرا
شاروپ اُسی طرح خیمے سے نکل کر بھاگا شاہزادے کی فوج کے گھوڑے خیمے پر آپڑے پامال کرنے لگے شاہزادے
نے دیکھا کہ شاروپ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فوج کفار تاب جنگ نہ لاسکی اِدھر
اُدھر بھاگنے لگی مگر شاہزادے نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ایک ایک کافر کو قتل کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد فتح لشکر
ہومان اسباب لوٹنے لگا شاہزادے نے جب فراغت اس معرکے سے پائی تیز تگ سے کہا کہ روشنی لاؤ اور جاے
آرام تجویز کرو کہ کچھ تو راحت ملے مسافت راہ اور تکلیف تشنگی و گرسنگی سے طبیعت بہت کسلمند ہے اب طاقت نہ رہی
کی ہے یہ کہکر مرکب کو دوڑایا کہ خیمۂ شاروپ مین چلکر آرام کیجیے یکایک گھوڑے نے سکندری کھائی شاہزادہ زمین پر گرا بیہوش ہوگیا

اب دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمۂ ہفتم شبیہ بارگاہ سلیمانی کے بیان کیے جاتے ہین کہ جو پردۂ قاف مین بہ آراستگی جلوہ نما ہے

رنگ اندازان رنگار رنگ روزگار و طلسم نمایان فصل نوروز و ہولی برنگ گلنار عین بہار مین قلم ہفت رنگ کی پچکاری بنا
کر سطح کاغذ پر مضامین نو کے حروف یون چھڑکتے ہین کہ جب شاہزادۂ نورالدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی دیکھا باہر خیمے
کے پڑا ہون وہی حالت قدیم اپنی ہے نہ وہ معرکۂ شبخون نہ ہومان نہ فوج ہومان نہ وہ عیار تیز تگ برق دم ہے مگر سامنے
ایک خیمہ نہایت بلند اور وسیع و خوشنما ہے یکایک اُس خیمے سے ایک پریزاد نکلا کہ اُسکو پردۂ کوہ قاف مین دیکھا تھا کہ بیابان
چشمۂ ماہیان زرخیز سلیمانی مین چہل خیمہ ہاے کلان پر کھڑا تھا شاہزادے نے دل سے کہا کیا عجب ہے یہ وہی ہو غرضکہ
وہ بہ تجمیل تمام آیا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ خیمے مین لیگیا شاہزادہ جب داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ایک بارگاہ مثل بارگاہ
سلیمانی برپا ہے اور پریزادان زن و مرد و جنیان و دیوان جابجا پھرتے ہین کچھ جانب بارگاہ جاتے ہین اور کچھ آتے
ہین شاہزادۂ نورالدہر نے جانا کہ یہ سب ملازم ہین اور مالک انکا بارگاہ مین ہے جابجا سامان ہولی کا ہے نہین تو روز جشن
کا ہے پچکاریان رنگ نایاب سے بھری ہوئی اور قمقمے رنگ کے ہاتھون مین لیے ہوے آپسمین سب رنگ کھیل رہے ہین
اور حوض اور نہرین رنگ کی برابر بھری ہین اور سوانگ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور آزادون کے
بلکہ اور طرح طرح کے بیشمار ہین شاہزادہ اُس بارگاہ کا بہت مشتاق ہوا یکایک چند پریزادین بارگاہ سے نکلین اور شاہزادۂ
نورالدہر کو اپنے ساتھ لیگئین جیسے ہی پردہ بارگاہ کا ایک پریزاد نے اُٹھایا اور شاہزادے نے قدم اندر رکھا
دیکھا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سا چہرہ تابان و درخشان پوشاک شاہانہ زیب جسم دریاے جواہر مین غرق
تاج برسر چارقب در بر مسند زرنگار پر بیٹھی ہے دیکھتے ہی شاہزادۂ نورالدہر کو فوراً اُٹھی اور استقبال کرکے مسند ناز
پر بٹھا شاہزادہ تو تیر عشق حسن و جمال بیمثال کا گھائل فراق خورشید لقا مین بیقرار تھا عاشق و فریفتہ ہوگیا ملکہ
شاہزادے سے لپٹ گئی گلے مین بانہین ڈالدین بوس و کنار ہونے لگا کہ اتنے مین اور نازنینان پری پیکر دُر دُر
گوش مرصع پوش رنگ مین ہوتی اور نوروز کے ڈوبی ہوئی اور گلابیان شراب کی اور رقابین کباب کی آگے شاہزادے
اور ملکہ کے رکھین دور دورہ جام شراب چلنے لگا طبیعت کا رنگ بدل گیا ملکہ شاہزادے کا ہاتھ تھام کر اُٹھ کھڑی ہوئی
اور پچکاری مین رنگ بھرا اور شاہزادے پر پچکاری ماری کہ شاہزادہ سر سے پا تک ڈوب گیا مثل گل کھلکھلا
کر ہنس پڑا شاہزادے نے بھی قمقمے خواصون سے لیے اور ملکہ پر مارے ملکہ بھی صورت غنچہ مسکرانے لگی پھر شاہزادے

نے عبیر و گلال رخسار ہاے ملکہ پر ملا ملکہ ادہی ادہی کہکے پیچھے ہٹی شاہزادے نے گلے مین بانہین ڈالکر لپٹا لیا اور خوب پیار کیا غرضکہ اسی شغل مین تین دن گذرے کہ دن بھر تو سب کے سب رنگ کھیلتے ہین اور شب کو نہا دھوکر پوشاک فاخرہ بدلکر صحبت جشن و عیش و عشرت مین مشغول ہوتے ہین شعلے ہین اُڑتی ہین کباب چھپے جاتے ہین ناچ دیکھ رہے ہین دن عید رات شب برات ہے شاہزادہ روز بروز عشق ملکہ خوبرو مین دیوانہ ہے اور عالم جوانی اور جوش و ولولہ ہین تمناے وصال ہے آخر ملکہ سے شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر سوال وصل قبول ہو تو فبہا ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگا ملکہ نے جواب دیا اے شہریار مجکو کیا عذر ہے مگر مین مسلمان ہون بغیر نکاح کے وصل میرا ممکن نہین شاہزادے نے کہا الحمد للہ ہم خرما و ہم ثواب مین بھی مسلمان ہون مجکو عقد منظور ہے یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید عبا و قبا پہنے عمامہ سبز سر پر جریب بادام تلخ ہاتھ مین اندر بارگاہ کے آئے اور عقد ملکہ کا ساتھ شاہزادۂ نورالدہر کے پڑھا شاہزادۂ نورالدہر حکم لوح سے ایسا غافل ہوا کہ بعد رخصت ہونے قاضی جی کے تخلیہ ہو گیا بوس و کنار اور مساس ہونے لگے سامان وصل کا بہم پہونچا عروس آرزو نے بشوق گوہر بے بہا منہ کھولا شاہزادے نے قصد مقاربت کیا دست تمنا بڑھانا چاہا کہ جام شراب وصل ماہ رخسار سے سیراب ہو ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ ولولۂ جوانی اور جوش عشق تمنا و اشتیاق تو بلاے روزگار ہے جب آگ سے خاشاک قریب ہوگی ضرور آتش شعلہ ور ہو کر جلاویگی یہان آفتاب ولولۂ عشق لب بام آچکا تھا کہ ناگاہ وہی نقابدار شنجرفی پوش دور سے دکھائی دیا اور اُسکی صداے بلند کان مین آئی اے شہریار اسقدر غفلت بہوش باش بہوش باش حکم لوح فراموش مکن مین سوقت آپ کو ہوشیار کرنے کو جانبازی کرکے آیا ہون یہانتک آپ کے واسطے سر اپنا ہتھیلی پر رکھکر پہونچا ہون ورنہ یہ وہ مقام طلسم بلاخیز آفت انگیز ہے کہ یہان سواے طلسم کشا کے کوئی آکر سلامت نہین پھر تا بجز دسنے اس کلام نصیحت انجام کے شاہزادے نے ملکہ سے کنارہ کیا اور دل پر سنگ صبر و جبر رکھکر ہاتھ گردن سے نکال لیے ملکہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور ہتھیلی سے ماتھا کوٹا اور کہا یہ کون رفیق طلسم کشا ہے کہ طلسم کو برباد کرنے آیا ہے اسنے تمام محنت ہماری ضایع کر ڈالی پہلے علاج اس ناہنجار کا کرتی ہون بعد اُسکے طلسم کشا سے سمجھا جائیگا یہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے پہلے اسی کا کام تمام کرتی ہون اس عرصہ مین نقابدار شنجرفی پوش روانہ ہوتے ہی غائب ہو گیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ تیر اعشق تجکو بلا مین ڈالیگا لے اب مین رخصت ہوتی ہون مگر دعا سے فراموش نہ کرنا یہ کہکر ملکہ لوٹ پوٹ کر ایک طوطی کی صورت بنگئی اور پیچھے اُس نقابدار کے چلی شاہزادۂ نقابدار کیواسطے نہایت غمناک خاموش فکر نقابدار مین بیٹھا تھا کہ یکایک باد تند ایسی چلی کہ خیمہ اُڑکر علیحدہ گرا اور رقاصین پردے مثل پتون کے اُڑنے لگے پریزادان مہروش غائب ہو گئے شاہزادے نے شدت سے ہواے تند کی سر زانو پر جھکا لیا اور آنکھین بند کر لین خاک اُڑ رہی تھی

اب دو کلمے داستان عشرت نشان کیفیت برج فولادی اور ظاہر ہونا لوح کا اور باہر نکلنا بیشۂ نیرنگ و آئینہ و برگ شجر سے کہ طوطی ہوکر اُڑنا اور حال ماضی واستقبال اور حال پیدا ہونا اور گرفتہ ہونا بدیع الزمان کا شکار مین اور آنا فرامرز کا اور جنگ طہماس کی حمزہ سے اور بھاگنا لقا کا طرف زرایل کے و دیگر حالات

پلا بعد مدت کے ساقی شراب
کہ ہے آتش شوق سے دل کباب
نہ دکھلا مجھے اپنی نیرنگیان
کہ حیران ہون ساقی مین آئینہ سان
ہے اب طوطی و نشہ پرواز پر
ذرا قبضہ ہو اسکو دمساز پر
نہین جلسہ میخانے مین بے سبب
کہ ہے روز مولود بنت العنب
ہے مدت سے اب دل مین شوق شکار
کرونگا کوئی صید مین گلعذار
کوئی دم مین ہوتی ہے جنگ عظیم
مرے دل مین مطلق نہین خوف و بیم

بھگا دونگا میدان سے مین ساقیا | اگر جو حصلہ کچھ تجھے ہو تو آ
سحر گردلیری کا بھرتا ہی دم | ہٹے مسخرے سے نہ ہرگز قدم غزل

تا کی بہ بزم شوق عشرت جا کند کسے
فرصت نمی دہد کہ تماشا کند کسے
دل بردہ است از من و انکار میکند
سودا چنان خوش است کہ یکجا کند کسے

خون را بجاے بادۂ مینا کند کسے
از شاخ گل بہر طرفے جلوہ میکند
ترسم دراز دستے کہ بیجا کند کسے
در باغہاے خلد برین میتوان رسید

خوش گلشن است چمن کہ گلچین روزگار
این آن گناہ نیست کہ حاشا کند کسے
دنیا و آخرت بہ نگاہے فروختیم
قصاب اگر زیارت دلہا کند کسے بیت

نگارندۂ دفتر بیحساب ٭ رقم کرد این داستان لاجواب ٭ عندلیبان شاخسار گلشن طلسم کشائی و نغمہ سنجان بہار
چمن عجائب و غرائب دلربائی جملہ کیفیات گلہاے رنگا رنگ کو شاخ قلم شگفتہ رقم سے گلدستہ مضامین تازہ کے بین السطور
مین یون خیابانی دکھاتے ہین کہ طلسم گوہر بار مین بعبارت فارسی کہ جس مین فقط بعضے پتے اور نشانات ہر ایک طلسم و
عجائبات کے تھے الااس ہیچمدان و بے سر و سامان حقیر پر تقصیر احقر العباد بے بنیاد اذل کونین تصدق حسین داستان گو
و مترجم نے موافق اپنی ہیچمدانی اور کج مج زبانی کے شاہد اصل مطلب کو زیور تقریر و تحریر سے آراستہ کیا ہی یقین ہی کہ
ناظرین والاتمکین ملاحظہ فرما کر بہت محظوظ و مسرور ہونگے اور جہان کہین کوئی خطا اور سہو اس کمترین سے ہو گیا ہو اس
سے چشمپوشی فرما کے الانسان مرکب من الخطاء و النسیان کا مصداق فرماوین مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ شعر بیا
بشنو ای ہمدم راستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ جب شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار نے بعد عرصہ دراز کے زانوے
حیرت افزا سے سر اٹھایا دیکھا نہ وہ خیمہ ہی نہ بارگاہ نہ لشکر ہی کوئی نہین فقط آپ تن تنہا ہین اور میدان لق و دق
ہی لیکن سامنے ایک برج فولادی صیقل کیا ہوا مثل آئینہ کے چمک رہا ہی اور لوح بھی اپنے گلے مین ظاہر ہوئی نور الدہر
نے جانا کہ اب حد بیابان ہیبتناک پُر نیرنگ سے نکل آیا ہون فوراً سجدۂ شکر درگاہ جناب باری مین بجالاے مگر لفت ابدال
شنجرفی پوش کیواسطے نہایت پریشان تھے اور اُسکے لیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کرتے تھے کہ پروردگار
تو میرے دوست صادق رفیق موافق کو زندہ و سلامت رکھنا وہ ملعونہ و علامۂ دہر میرے شیدا تک نہ پہونچے بعد اسکے
قریب برج فولادی کے آئے دیکھا کہ نہایت صفائی و لطافت ہی اور وسعت مین بہت بڑا ہی گرد و نواح اُس برج کے پھر کر
خوب سیر کی پھر اندر برج کے داخل ہوئے دیکھا کہ زنجیر طلائی چھت مین لٹکتی ہی اور سر زنجیر مین ایک آئینہ بہت بڑا مثل سپر
مدور بندھا ہوا لٹکتا ہی اور سمنہ اُس آئینہ کا مشرق کی طرف ہی اور ایک درخت نو دمیدہ اور سر سبز و شاداب مقابل اُس
آئینہ مدور کے ہی اور ایک شاخ اُس درخت سے پیدا ہو کر قریب آئینے کے آئی ہی اور ایک برگ زمردین سر شاخ درخت
سر سبز معلوم ہوتا ہی شاہزادۂ نور الدہر مقابل مین اُس آئینہ کے آیا اور کھڑے ہو کر منھ اپنا دیکھا مگر معلوم نہ ہوا
ہر چند ادھر اُدھر ہٹ ہٹا کر دیکھا ذرا بھی نہ دکھائی دیا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی عکس درخت سر سبز کا تو نظر آتا ہی
مگر میرا منھ نہین دکھائی دیتا ہی اب جو خیال کر کے آئینے مین دیکھا تو عکس درخت کا آئینے مین ظاہر ہی اور طوطی زرین بال
شاخ درخت پر بیٹھی ہی یعنے عکس اُس برگ زمردین کا طوطی ہو گیا منقار سے پر و بال کو کریال کرتی ہی شاہزادۂ نور الدہر
کو دیکھکر اُس طوطی نے کہا اے شاہ جوانان رعنا و اے جگر گوشۂ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان و اے صاحبقران ابن
صاحبقران و اے قاتل جادوگران و اے طلسم کشا السلام علیک اللہ اکبر مقام حیرت اور جاے تعجب ہی کہ تو کہان سے
کہان آکر پہونچا ہی اے طلسم کشا اب جو کچھ چاہے تو مجھسے پوچھ لے حال ماضی کا بیان کرون یا استقبال کا خیر سمن
بیدالیش تیری ملک عجم کی ہی اور باپ تیرا سر فتنۂ ملک باختر شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران ہی اور
تیرا نام شاہزادۂ نور الدہر عالیشان ہی تیرا باپ شکار کو گیا تھا وہان مار ڈالا گیا بعد اُسکے اور قصہ کچھ جھوٹ سچ اُسنے

بیان کیا اور کہا کہ وہ نقابدار سیاہ پوش کہ فرامرز بن قارن عدلی تھا اُسکے بعد جانا لندھور کا اور کشتہ ہونا
داراب گلگیر گی وغیرہ کا بیان کیا بعد اُسکے جنگ القاش خون آشام کی کیفیت کہی پھر کچھ اور حالات کہکر جاتا
شاہزادہ نورالدہر کا کوہ قاف تک اظہار کیا بعد اُسکے حال لشکر امیر با توقیر اور لڑائیان طہماس کی اور بھاگنا لقا
کا طرف نورائل کے اور زخمی ہونا فرخ شہسوار قلندر کا اور زخمی ہونا امیر کا ہاتھ سے طہماس کے کہ یہ کیفیتین
بعد شاہزادے کے واقع ہوئین یہ سب طوطی بیان کرتی جاتی ہی شاہزادہ نورالدہر سنکر حیران ہوتا ہی جب وہ طوطی
یہ سب بیان کرچکی وہ درخت سرسبز و شاداب دفعتہً مع طوطی کے غائب ہو گیا اب آئینے مین عکس چہرۂ شاہزادہ نورالدہر
نظر آیا آئینہ نے آواز دی ای شاہزادے اب طرف گوشۂ غربی کے جاکر ذرا آئینہ دیکھ کہ اُدھر کیا ہی کیفیت گوشۂ غربی
شاہزادہ نورالدہر بشکل آئینہ حیران ہوا اور گوشۂ غربی کی طرف گیا اور پشت پر آئینۂ طلسم کی جو دیکھا اُدھر بھی شیشہ
صیقل دار مثل آئینے کے تھا پشت نہ تھی ہر چند شاہزادہ ہر طرف پھرا مگر پشت آئینہ دکھائی نہ دی گویا آئینے کو گردش
تھی جب گوشۂ غربی مین دیکھا عکس آئینہ مین اپنی صورت نظر آئی اور قلعۂ طلسم گوہر بار مع تاجدار اور نازنینان گیسودراز
مرصع پوش چہرے مثل آفتاب و مہتاب کے منور دیکھے اور گرد قلعہ خندق مثل نہر پُراز شیر وغیرہ اور سامنے قلعے کے
بالائے خندق شیر ایک پتلہ پشت گاؤ پر سوار ہی اور گاؤ آواز دیتی ہی یا سامری یا سامری یا سامری اور بہت سے
پتلے آتے ہین اور شاہزادہ نورالدہر عکس یعنے شبیہ کو اپنی دیکھ رہے ہین کہ وہ سب اُسے دولھا بناتے ہین اور کشتی پر
کر لیگئے ہین بدستور اول جیسا کہ اس حقیر پر تقصیر مترجم نے داستان اول طلسم گوہر بار مین مضامین عجائب و غرائب تحریر
کیے ہین اُسی طرح یہان بھی کیفیت ہی غرضکہ عقد نوشاہ یعنے شاہزادہ نورالدہر کا اُسی عروس پری پیکر کے ساتھ
کرتے ہین اور شب زفاف مین اُنکا عروس سے قدر بلند مثل دریا کے ہوئے ہین کہ تمام قلعہ غرق ہو گیا اور شاہزادہ کو سیر کرکے
اُسی بادشاہ کے پاس لیگئے ہین اور وہی مفتی ہین طائر جنی نے شبیہ شاہزادہ کو بیابان قمر سیر چاہ آسیا مین
قید کیا ہی اور شبیہ شاہزادہ نے حرف مطلب اور حوصلۂ طائران پاسبان بڑھکر اپنے تئین چاہ مین ڈالدیا ہی بعد اسکے
شبیہ شاہزادہ سے اور دُردانہ گوہر پوش سے صحرا مین ملاقات ہوئی اور دایہ دردانہ گوہر پوش کو شبیہ
شاہزادے نے مارا ہی اور کاسۂ سر دایہ مین حروف تحریری سے نشان لوح پایا ہی اور شبیہ شاہزادہ نے
لوح پاکر جملہ مرحلے شکست کیے ہین جو معرکہ کہ شاہزادہ نورالدہر پر گذر چکا وہ سب شاہزادہ نورالدہر آئینے مین
دیکھ رہا ہی اور نقابدار شنجرفی پوش کا ہر جگہ آنا آئینے مین پیش نظر ہی اور کھانا کھلانا نقابدار کا سامنے دکھائی
دیتا ہی چنانچہ پردۂ عجائب مین پہونچنا اور طلسمات کوہ کافور سے صحرائے نیرنگ مین آنا اور تماشا کرنا کرمک
شب تاب کا اور دیوانون کو دیکھنا اور سیر خیمون کی کرنا اور برج فولاد مین روبروے آئینۂ طلسمی کے پہونچنا
اور حال طوطی کا سنکر طرف گوشۂ غربی کے آنا اُن سب کامون سے فرصت پاکے وہ شبیہ شاہزادہ نورالدہر سامنے
شاہزادے کے پاس آئینۂ طلسمی مین آکھڑی ہوئی شاہزادہ نورالدہر ہنسا اور کہا ای شبیہ میری جو کچھ اس
طلسم گوہر بار وغیرہ مین مین نے کیا تو نے بھی کیا اسوقت تک تو کہان پوشیدہ تھی اب آ مین اور تو دونون ملکر جو باقی
طلسم کے مرحلے ہین توڑین اور فتح کرین شبیہ شاہزادے کی ہنسی اور کہا ای شاہزادہ نورالدہر اب تو گوشۂ
شمالی کی طرف جا اور وہان دیکھ کہ کیا ہی کیفیت گوشۂ شمالی شاہزادہ نورالدہر کلام شبیہ سنکر گوشۂ شمال کی
طرف آیا آئینۂ طلسم بھی پھر گیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک بیابان وسیع مین ہجوم مردم خرد و کلان ہی اور نصف
صحرا مین زمین سے آسمان تک دن ہی کہ آفتاب عالمتاب درخشندہ ہی اور دھوپ کی تیزی بشدت ہی کہ جو

شخص اُدھر جاتا ہی مارے گرمی کے بیتاب ہو جاتا ہی اور سراپا پسینے مین عرق عرق ہو جاتا ہی اور نصف صحرا مین زمین سے
آسمان تک رات ہی کہ تارے چھٹکے ہین چاندنی کھلی ہی ماہ چہاردہ کی عجب کیفیت دلچسپ ہی شاہزادے نے دھوپ کی طرف خیال کیا
کہ آفتاب گوشۂ آسمان پر ہی اسی سبب سے نصف طرف دھوپ ہی اور نصف طرف چاندنی جو لوگ کہ چاندنی کی طرف ہین
وہ خاکی رنگ کے لباس پہنے ہین اور جو لوگ دھوپ کی طرف ہین وہ زرد رنگ کی پوشاک زیب جسم کیے ہین اور ایک تالاب
خام پانی سے بھرا ہوا ہی اور سیکڑون برہمن پوتھی کھولے ہوے چاندگہن کی یہ آواز دیتے ہین شگن ساعت کی خیر جان و
مال کی خیرات تمامی مردمان زر و غلہ خیرات کرتے ہین اور مسلمان گہن کی نماز پڑھتے ہین اور بعضے برہمن انگیٹھیان دہکتی ہوئی
آگ ہاتھون پر رکھے پرستش کرتے ہین اور شرار آگ کے اُڑ کر مثل ذرون کے راہ مین پھیلتے ہین وہ تارے بنکر آسمان
پر اُڑ جاتے ہین اور شب تاریک و شب ماہ کی یہ کیفیت ہی کہ اُدھر تو آفتاب غروب ہو گیا تمام تیرہ و تار ہی اُدھر روشنی
چاندنی کی شفاف و صاف ہی اور کچھ لوگ مقیش کتر کر اُس چاندنی مین اُڑاتے ہین وہ ریزۂ مقیش ستارے معلوم ہوتے
ہین اور کچھ لوگ سفید پوش اور کچھ سیاہ پوش ہین کہ نصف تاریکی مین ہین اور نصف چاندنی مین ہین اور اُس جگہ بھی ایک
تالاب ہی کہ اہل ہنود اُسمین نہا کر پرستش کرتے ہین اور لڑکے برہمنون کے خیرات مانگتے ہین مسلمان نمازین پڑھتے
ہین اور ہنود خیرات دیتے ہین اور تاریکی مین جو قطرات شبنم گیاہ و شجر پر گرتے ہین وہ مثل گوہر شبچراغ کے روشن ہین اور
شبنم بکثرت گرتی ہی کہ لاکھون چراغ جلتے ہین بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ دن مع آفتاب شب کی طرف جاتا ہی اور شب
مع ماہتاب دن کی طرف روانہ ہوئی ہی اور آدمی سب جو بیٹھے ہین وہ بیٹھے بیٹھے جو کھڑے ہین وہ کھڑے کھڑے
ہمراہ دن کے چلے جاتے ہین اور آدمی شب کی طرف کے ہمراہ شب آتے ہین گویا زمین و آسمان سب گردش مین ہی
شاہزادہ سب مقامات سے زیادہ اس جگہ نہایت حیرت مین ہوا ناگاہ عکس شاہزادے کا مقابلے مین شاہزادے کے
آیا اور کہا اب تو جنوب کی طرف روانہ ہو اور وہان کا بھی تماشا دیکھ لے شاہزادہ گوشۂ جنوب کی طرف گیا آئینہ بھی
اُسی طرف پھر گیا گوشۂ جنوب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک میدان نہایت روشن ہی اور ایک چبوترہ جواہر
ہفت رنگ کا بہت وسیع ہی اور اُسپر سات سردار کہ جنکی پیشانیون پر ستارے چمکتے ہین وہ ٹہل رہے ہین اور
چبوترہ تین فرسخ مربع مین وسیع ہی اور اُس چبوترے کے سات زینے ہین اور ہر زینہ اُسیقدر وسعت رکھتا ہی کہ ہر ایک
زینے مین ایک محلہ بہت بڑا آباد ہوا اور ہر زینے پر ایک ایک بت جدا جدا خمیدہ کمر کھڑا ہی اور اُس بت کی پیشانی پر
ایک ایک ستارہ علیحدہ علیحدہ روشن ہی زینۂ اول مین چاند روشن ہی اور چاندنی صاف و شفاف
کھلی ہوئی ہی اور دریا اوپر اُس زینہ کے جاری ہی کہ پانی اُسکا زور شور سے بہتا ہی کہ پتھر بھی جو دھارے پر آجاتا ہی
کیسا ہی گران ہو وہ بھی بہا چلا جاتا ہی اور رنگ دریا کے پانی کا سبز ہی اور کشتیان زمردنگار اُس دریا مین روان
ہین اور ہر کشتی تیزی کے ساتھ مثل تیر تیز دم کے پانی پر جاتی ہی اور پیک اور قاصد کشتیون کے اوپر دوڑتے
ہین اور اُچھلتے ہین دم بھر کسی مقام پر پاؤن اُنکے نہین ٹکتے ہین اور وہ سب لباس سبز پہنے اور جواہر زمردین مین از سر
تا پا لدے ہوئے ہین کس واسطے کہ قمر سریع السیر ہی اور یہ سب منسوب بقمر ہین اور رنگ قمر کا سبز ہی بلکہ اکثر اُن لوگون
مین کچھ لوگ لنگ باندھے ہین مگر وہ لنگ بھی سبز رنگ کے ہین اور سامان تسخیر قمر مین مصروف ہین اور انگلی سے کنڈل
کھینچ کے عزیمت تسخیر قمر پڑھتے ہین اور بخور تسخیر قمر کے انگیٹھیون مین مثل لوبان و گوگل وغیرہ کے جلاتے ہین
شاہزادہ یہ تماشا دیکھ کر متعجب ہوا اور دوسرے زینے کی طرف نگاہ کی زینۂ دوم جب شاہزادے نے دوسرے زینے
کی طرف دیکھا تو بہت سے حوض آب نیل کے بھرے ہوئے ہین اور سب آدمی نیلے پوش ہین اور اُس زینے پر

ستارۂ عطارد چمکتا ہے اور کچہریاں دیوؤں کی بہت بڑی ہین اُسمین دبیر اور منشی اور متصدی اور محرر مصروف تحریر
کار وبار ہین مگر سب نیلگون پوشاکین زیب جسم کیے ہین کسواسطے کہ رنگ عطارد کا نیلگون ہے اور ایک صحرا سے
سبزہ زار ہے کہ اسمین گل نیلوفر اور گل سوسن اور گل خود رو شگفتہ اور پر بہار ہین اور بعضے آدمی نیلی لنگیان باندھے ہوے
اور کنڈل اور حصار کیے ہوے بیٹھے ہین اور عزیمت تسخیر عطارد پڑھتے ہین اور نیلم کی زنجیرین دوش پر ڈالے
ہین اور بخور عطارد و لوبان وغیرہ جلا رہے ہین اور قلم نیلم اور دوات نیلم آگے اُنکے رکھی تھی کاغذ نیلگون پر کچھ نقوش
وغیرہ لکھتے ہین اور ایک دریاے آب نیل جاری ہوا اُسمین وہ نقش لکھ لکھ کر ڈالتے ہین شاہزادہ متعجب ہوا اور
اور تیسرے زینے پر نگاہ کی زینۂ سوم شاہزادۂ نورالدہر نے تیسرے زینے پر دیکھا کہ بہت سے مرد اور لڑکیان
کمسن کمسن کتخدا ہین اور اُنکے رنگ سفید ہین اور لڑکیان نہایت شکیلہ اور جمیلہ ہین اور لباس سفید براق اُنکے
جسم پر ہین اور زیور گوہر و الماس سے از سرتاپا لدی ہوئی ہین اور دف و چنگ اور طبل و سارنگی وغیرہ اُنکے ہاتھون
مین ہین بجا بجا کر گاتی ہین اور ناچتی ہین اس مقام پر ستارۂ زہرہ درخشان ہے اور سواے گوہر و الماس کے زیور
کسی طرح کا دوسرا نہین پہنے ہین اور بعضی حوض کی پٹریون پر بیٹھی ہین کہ وہ حوض چاندی کا ہے اور دودھ بہت
عمدہ لذیذ سفید و صاف و شفاف حوض مین بھرا ہوا ہے اور اُسی حوض کی پٹریون پر بیٹھی ہوئی عزیمت پڑھ پڑھ
کے زہرہ کا تسخیر کر رہی ہین اور انگیٹھیون مین بخور سلگ رہا ہے اور مرد لنگ سفید باندھے ہوے عزیمت پڑھ
کے اور بخور کافور وغیرہ جلا کر زہرہ کو تسخیر کرتے ہین شاہزادے نے متحیر ہوکر چوتھے زینے کو دیکھا زینۂ چہارم
چوتھے زینے پر کیفیت جداگانہ نظر آئی سب لوگ زرد پوش زیور طلائی اور یاقوت احمر و عقیق زرد کے پہنے ہین
اور لباس زعفرانی زیب جسم ہے اور کچھ زرد مسالہ مثل ہندوؤن کے پرستش کا بنا ہوا سب کی پیشانیون پر ملا ہوا ہے اور
ستارۂ شمس اس جگہ تابندہ ہے اور سب لوگ تسخیر آفتاب مین مصروف ہین اور صورتین اُنکی یہ ہین کہ ایک مکان دورخا
ہے کہ ایک رخ اُسکا جو مشرق کی طرف ہے سونے کا ہے اور دوسرا رخ اُسکا جو مغرب کی جانب ہے وہ پکھراج کا ہے وقت
طلوع آفتاب رنگ اُسکا سرخ ہوجاتا ہے اور عکس آفتاب کا مشرقی دروازون پر پڑتا ہے اور تمام لوگ صبح سے
دوپہر تک لباس سرخ پہنے ہوے اُدھر کے مکان مین بیٹھے رہتے ہین اور عزیمت تسخیر آفتاب کی پڑھتے ہین اور بخور
نقش شنجرف وغیرہ کے کھینچ کے جلاتے ہین جب ہنگام زوال ہوتا ہے اور آفتاب پر زردی چھا جاتی ہے عکس
آفتاب کا مغربی دروازون پر پڑتا ہے سب لباس زرد پہن کر پکھراج کے مکان مین آکر بیٹھتے ہین اور بخور زعفرانی
جلاتے ہین اور عزیمت پڑھتے ہین اور دو شیر سرخ و زرد مشرق و مغرب مین کھڑے ہین اور آفتاب صبح سے
دوپہر تک سرخ شیر پر سوار ہوکر اور دوپہر سے شام تک زرد شیر پر سوار ہوکر سیر کیا کرتا ہے اور اس زینے پر
نہایت گرمی ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے عرق جسم مین سراپا غرق ہین شاہزادہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور زینۂ پنجم
کی طرف نگاہ کی زینۂ پنجم دیکھا کہ زینۂ پنجم مین مریخ جو جلاد فلک مشہور ہے نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا ہے اور
سب لوگ مسلح اور مکمل سرخ پوش ہین اور وہ سب لوگ ترکی ہین ایک دوسرے سے خواہ مخواہ لڑتا ہے اور قصاب
بہت ہین کہ جانورون کو ذبح کر رہے ہین بعضے آدمی اپنے بدن پر خون ملے ہوے لنگیان سرخ باندھے ہوے چھری
ہاتھون مین لیے ہوے ہنس ہنس کر لڑکون کو ذبح کرتے اور عزیمت تسخیر مریخ کی پڑھتے ہین اور بخور جلاتے ہین شاہزادہ
متحیر ہوا اور ان لڑکون پر شاہزادہ بر سر ترحم ہوا کہتا تھا کہ کیونکر وہانتک پہونچ کے ان لڑکون کی جان بچاے
زینۂ ششم شاہزادۂ نورالدہر اسی حیرت مین تھا کہ زینۂ ششم پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ستارۂ مشتری چمک رہا ہے اور مرد سب

وہان کے عامل وکامل فاضل و عاقل ہین ریشین اُن سب کی دراز اور سفید مثل پیغمبرون کے ہین اور جبہ اور قبا اور
عبا برنگ صندلی و بادامی پہنے ہین اور مدرسے اور اسکول جابجا ہین اُسمین طالب علم بڑے بڑے کاملین
مقرر ہین اور باہم مباحثہ اور مناظرہ علم ریاضی اور ہیئت اور علم ہندسہ اور علم حکمت و نجوم وغیرہ کا ہو رہا
ہی اور امتحان بھی اُسکا ہوتا ہی یہانتک کہ آواز مباحثے کی لفظ بلفظ شاہزادۂ نورالدہر کے کان تک آتی ہی کہ مسئلہائے
دقیق اور مشکل حل ہوتے ہین اور مسندون پر عالم و فاضل صندلی پوشاک پہنے بیٹھے ہین اور شاگردون کو
سبق دیتے ہین اور بعضے مدرسے مین فقرا اور صوفی لوگ تہمدین صندلی رنگ کی باندھے ہوے مریدون کو تعلیم
اور تلقین مقامات اور کیفیت حقیقت اور معرفت و شریعت کرتے ہین اور اکثر جگہ مثل عدالت کے قاضی اور مفتی بیٹھے
ہین اور فتوے ہر طرح کے دیتے ہین اور مقدمات شرعی فیصلہ کرتے ہین اور بعضے لوگ چوب صندل کی مسجد مین
لنگ صندلی رنگ کے باندھے ہوے کمنڈل کھینچ کے روغن بادام آگ پر ٹپکاتے اور صندل کا برادہ برائے
بخور جلاتے ہین اور عزیمت تسخیر مشتری کی پڑھتے ہین شاہزادۂ نورالدہر حیران ہوکر زینۂ ہفتم کی طرف دیکھنے
لگا زینۂ ہفتم شاہزادے نے خیال کیا کہ زینۂ ہفتم کا رنگ سب سے جدا ہی زحل اُدھر اُس زینے کے چمکتا ہی اور
رنگ اس زینے کا سیاہ ہی کہ یہ زینہ لوہے کا بنا ہوا ہی اور تمام یہان کے آدمیون کے رنگ کالے ہین سب قوم
حبشی و زنگی و ہندو معلوم ہوتے ہین اور سب کے لباس بھی سیاہ ہین اور سب ہاتھیون پر اور سورون پر سوار
ہین اور کچھ لوگ کرگدن پر بیٹھے ہین اور زنجیرین آہنی پانوون مین بندھی ہین اور سب مکار اور چور اور اُٹھائی گیرے
ہین اور عورتین یہان کی سب زیور آہنی زیب جسم کیے ہین اور اکثر مرد ساحر معلوم ہوتے ہین کہ سب نے اُن
ساحرون کو اور تسخیر کرنے والون کو تہخانے مین کہ وہان نہایت تاریکی ہی اور کسی کو قبر اور گڑھون مین بٹھایا ہی اور سور
ذبح کرتے ہین اور خون خوک سے کمنڈل کھینچ کے مشک وغیرہ آہن مین شریک کرکے گلاتے ہین اور زیور برائے
قیدی سحر بناتے ہین شاہزادہ متعجب و حیران ہوکر دیکھ رہا ہی ناگاہ عکس شاہزادۂ نورالدہر کا روبرو شاہزادے
کے آئینے مین معلوم ہوا اور لوح مثل شاہزادے کے اُس عکس کے بھی ہاتھ مین تھی اور اُس لوح کو آئینے مین سے مقابل
شاہزادے کے کیا شاہزادۂ نورالدہر نے چاہا کہ لوح اپنی لیکر دیکھے کہ وہ آئینہ غائب ہوگیا اور برج بھی آنکھ سے
اوجھل ہوگئے ایک دھوان سیاہ اُٹھا کہ شاہزادے کو کچھ نظر نہ آیا جب کچھ روشنی ہوئی اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا
شاہزادے نے لوح اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا اب نوبت ساحر کے قتل ہونے کی آپہونچی ہی پردے سے
آئینے تک سب یہی رنگ ہی اُسکے آگے چلا جا وہان ایک باغ ملیگا تو باغ کے اندر بسم اللہ کہکے داخل ہونا اور اسم اعظم
جو لکھا ہی وہ اکیس مرتبہ پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا تاکہ نظر سے سب کی غائب ہو تو اور جو کچھ معرکہ پیش نظر ہو بغیر دیکھے
لوح کے دست اندازی نہ کرنا اور قدم نہ رکھنا

اب دو کلمے داستان شگفتہ نشان جانا شاہزادۂ نورالدہر کا باغ طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

بیت ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے ۔ لو بلبلو چلو کہ دن آئے بہار کے دیگر بہار باغ آپہونچی خزان کا اب گیا موسم
چٹک کر غنچے کہتے ہین چمن مین گل کی آمد ہی ۔ شاہزادۂ نورالدہر بموجب حکم لوح عمل مین لایا دروازے پر اُس باغ لالہ زار
کے آیا دیکھا کہ پختہ دیوارین خشت اور چونے کی بنی ہوئی چہار طرف استرکاری اور رنگآمیزی نہایت صناعی سے کی ہوئی
ہی اور چہار طرف باغ کے ملحق دیوار باغ سے سہ منزلے و چو منزلے کمرے آراستہ بہت بلند عمارت عمدہ طور سے بنی
ہوئی اور مسالے مین استرکاری کے برف اور آتش ملی ہوئی ہی برف سے آتش اور آتش سے برف ضایع نہین ہوتی

ہی جب باغ کے اندر شاہزادہ داخل ہوا دیکھا کہ نازنینان گل پیرہن غنچہ دہن جابجا پھرتی ہین لیکن نصف جسم اُنکے سر سے کمر تک
آگ کے ہین اور کمر سے پاؤن تک برف کے ہین اور درخت تمام باغ مین بیٹھے ہین مگر ہوا پر معلق ہین اور صحن باغ مین
وہی بت کہ جسکے سات سر تھے مع سات ستارون کے بیٹھا ہی اور سوا اُسکے کوئی سامان نہین ہی شاہزادۂ نورالدہر یہ تماشا
باغ چہار عنصر کا دیکھکر بہت حیران ہوا لوح سے خاطر جمع کر کے ایک اسم لوح اُن سب نازنینون اور عمارت باغ پر پڑھکر دم کیا
اور دوسرا اسم مشت خاک پر دم کر کے ہوا پر اُڑا دیا اور لوح اپنے پاؤن کے نیچے رکھکر بیٹھ گیا کہ ایکمرتبہ آتش شعلہ ور
ہوئی اور حرارت آتش سے برف سب پانی ہوگئی اور وہ پانی جو زمین پر پھیلا ایک طوفان عظیم پیدا ہوا اور قمر و آفتاب اور
مریخ اور سر اُس بت کا غائب ہوگیا اور درخت جڑ سے اُکھڑ کے ہوا مین اُڑنے لگے اُس ہوا کے طوفان مین
ستارۂ زحل و مشتری و زہرہ و عطارد بھی اُڑ گئے پھر تمام باغ اُڑ کر بالاے ہوا غائب ہوگیا شاہزادۂ نورالدہر نے
اسم دوسرا اپنی شمشیر آبدار پر دم کر کے اور ایک اسم لوح پر پڑھ کے دم کیا اور شمشیر آبدار کو اُسی ہوا مین حرکت دینا شروع
کی جیسے کوئی حریف کو تلوار مین مارتا ہی بمجرد حرکت شمشیر غلغلۂ عظیم اُٹھا اور ہوا تھمی اور ایک ساحر نظر آیا کہ چہرہ سر اُسکے موم
خام کے ہین اور ایک اصلی سر ہی تخت پر سوار چلا جاتا ہی شاہزادۂ نورالدہر نے لوح کو حرکت دی بلکہ اُچھال دی
لوح اُڑ کر مثل تخت کے برابر اُس تخت کے پہونچی جسپر وہ ساحر سوار تھا شاہزادۂ نورالدہر نے تلوار کو
ہاتھ سے جلوہ دیا کہ ایک برق ہاتھ سے چمک کر گری اور اُس ساحر کو جلا دیا شور قیامت بلند ہوا زمین سے آسمان
تک تاریکی چھا گئی پہر بھر کے بعد ہوا صاف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ زمین مین لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہی آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من شعبدہ باز جادو بود افسوس مردم بمطلب خود نرسیدم اب جو شاہزادۂ نورالدہر نے خیال
کیا تو شام ہوگئی ہی اس عرصہ مین نقابدار شجرفی پوش آیا اور بدستور قدیم دسترخوان بچھایا کباب مرغ اور نان تافتان
روغنی اور کوزۂ آب سرد پیشکش کیے شاہزادۂ نورالدہر نے فرمایا ای نقابدار شجرفی پوش الحمدللہ تجکو
صحیح و سلامت مین نے دیکھا مجکو اُسوقت سے نہایت تردد تھا اور مین دعا کرتا تھا کہ پروردگار اُس ملعونہ کے
ہاتھ سے بچائے ای عزیز یہ تو بتا کہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوئی نقابدار شجرفی پوش نے عرض کیا
ای شاہزادے مین اُسی وقت غائب ہوگیا تھا اُسکا مجھسے مقابلہ نہین ہوا شاہزادے نے پھر طعام نوش کیا پانی
پی کر شکر خدا بجالایا نقابدار نے کہا آج حضور یہین استراحت فرمائین کل صبح کو یہ خادم پھر خاصہ حاضر کریگا
شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا نقابدار سچ کہتا ہی آج رات کو اسی جگہ مقیم ہو شاہزادے
نے نقابدار سے کہا ای بہادر تو نے مطابق حکم کے کہا ہر چند تیرے پاس لوح نہین ہی مگر آگاہی طلسم سے رکھتا
ہی یہ سنکر نقابدار ہنسا اور آداب بجالا کر رخصت ہوا شاہزادۂ نورالدہر نے گرد اپنے حصار اسم لوح کھینچکر شب
وہین بسر کی جب صبح ہوئی نماز خدا بجالا کر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا نقابدار شجرفی پوش سامنے سے چلا آتا ہی
جب قریب شاہزادۂ نورالدہر کے نقابدار آیا آداب تسلیمات بجالایا دسترخوان بچھا کر طعامہاے لذیذ سامنے رکھے
شاہزادے نے حال پوچھا کچھ جواب درست نہ دیا اسلیے کہکر چپ ہو رہا شاہزادے نے غافل ہوکر طعام کھانے کو
نوالہ اُٹھا کر ہاتھ سے چاہتا تھا کہ منھ مین رکھے کہ آواز آئی ای غافل یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ حیران ہوا آواز پر کان
لگائے کیے نوالہ ہاتھ سے رکھدیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچا نقابدار سے کہا ای عزیز یہ آواز تو نے بھی سنی نقابدار
نے کہا یہ ساحر آپ کے دشمن جان ہین آرام نہین چاہتے ایکدم کی بھی آپ کی راحت انکو ناگوار ہی چاہتے ہین کہ بھوکے پیاسے
رہین آپ اب خاصہ تو نوش کیجیے شاہزادے نے پھر ہاتھ ڈالا ابھی نوالہ نہ اُٹھایا تھا کہ پھر آواز آئی ای طلسم کشا یہ

کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہوا ہی آپ بیتاب و مضطرب نہ ہو جیسے ہین آ پہونچا شاہزادہ نور الدہر نے آواز کی طرف منھ پھیرا
مگر کسی کو نہ دیکھا اس عرصہ مین وہ نقابدار اور طعام غائب ہو گیا تھا اب جو ادھر پھر کر دیکھا نہ دسترخوان نہ نقابدار
اور شور و غل کی آواز کان مین آنے لگی ناگاہ اب نقابدار شنجرفی پوش اصلی دسترخوان طعام لذیذ کا لیے ہوئے
آیا اور ایک ہاتھ مین کٹا ہوا سر ایک عورت کا تھا کہ رنگ روے نحس کا سیاہ مثل اُلٹے توے کے پہلے نقابدار نے
آکر مجرا کیا اور وہ سر آگے شاہزادے کے رکھدیا اور عرض کیا اے شاہزادے یہی بیحیا ملعونہ تھی کہ اُس خیمے مین آپ جس سے
طالب وصل ہوئے تھے اُسوقت بھی یہی میری شکل بنکر اور کھانے مین زہر ملا کر کھلانے لائی تھی مین آپ کو برابر آواز دیے
جاتا تھا کہ اے شہریار کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہی آپ تو بالکل غافل تھے خوب ہوا جو آپ نے وہ کھانا نہ کھایا ورنہ بڑا غضب
ہوتا یہی بیحیا خواہر شعبدہ باز جادو ہی اور غیشومہ جادو اسکا نام ہی شاہزادہ بہت خوش ہوا اور کھانا
نوش کیا بعد فراغ طعام شاہزادے نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے نقابدار اب تجھکو نہ چھوڑونگا تو نے
مجھپر بڑے بڑے احسان کیے ہین اسوقت تو اپنے نام و نشان سے مجھکو آگاہ کر نقابدار نے عرض کیا اے شہریار
غلام کا حال حضور کو اب بہت جلد معلوم ہو جائیگا چندے عرصہ اور باقی ہی گھبراییے نہین خاطر جمع رکھیے آج ہی
کل مین یہ راز مخفی منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر آداب بجالایا اور شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہوا اب
یہان سے راویان اخبار برنگینی زبان خوش بیان یہ داستان شوکت نشان یون تحریر کرتے ہین کہ جب
نقابدار شنجرفی پوش شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا شاہزادے نے بھی ارادہ آگے
چلنے کا کیا یکایک ایک طرف سے تتق گرد اُٹھا شاہزادہ متعجب ہوا کہ شاید کوئی لشکر آتا ہی بعد دم بھر کے جب دامن
گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے جاہ و تجمل سے لباس فاخرہ شاہون کے دربار کا پہنے اور تاج سر پر رکھے
ہمراہ تئیس ہزار جادوگر سامنے شاہزادہ نور الدہر کے آیا اور قدمبوس ہو کر ملازمت حاصل کی اور عرض کیا
کہ یہ بندہ مطیع الاسلام ہوا آئین دین اسلام تلقین فرمایے شاہزادے نے فرمایا اے عزیز کچھ اپنا حال بیان کر تو کون ہی اور
مقام تیرا کہان ہی اُسنے عرض کیا اے شہریار جب دیجور جادو کیفیت ملکہ سمن عذار جادو دختر بندہ سے آگاہ
ہوا مین نے یہ کام کیا کہ ملکہ کو اور شاہزادے کو لیگیا دیجور جادو نے مجکو ایسا زد و کوب کیا کہ غلام کو کوئی امید
زندگی کی نہ تھی بعد اُسکے طلسم سے نکالدیا اب غلام خدمت حضور مین پناہ لینے آیا ہی شاہزادہ نور الدہر نے تسلی
اور دلاسا بہت دیا اور اُسکو مسلمان کیا اور وہان سے روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ دیجور کے پہونچے اور دیجور جادو
کو خبر ہوئی دوسرے روز باہر قلعے سے آکر مقابلہ کیا میدان آراستہ ہوا تمام فوج ساحران جمع ہوئی دیجور جادو
میدان مین آکر سحر کرنے لگا شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھکر سحر اُسکا رد کیا اور برابر اُسکے پہونچکر دعاے لوح دم
تیغ برق دم پر پڑھکر دم کی اور تکبیر کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر ساحر نحس پر پڑی سر سے تا ناخن پا اُس ملعون کے
دو پرکالے ہوئے تلاطم پڑ گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری آتش باری ہوئی شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھکر
اُسکو دفع کیا جب میدان صاف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من دیجور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ حکم لوح یہ ہی کہ اسی جگہ مقام کر کہ بادشاہ طلسم تیری ملازمت کو آئیگا
اور صلح کریگا وہ مرد شجاع صاحب عزت و حشمت ہی اُس بادشاہ کا تو بھی اعزاز و اکرام کرنا اور چار مرحلے طلسم کے اور باقی
ہین انکو ہمراہ بادشاہ کے فتح کرنا اور جو تحفہ جات نایاب اس طلسم مین ہین وہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہین ہین
وہ تحفے تو لے اور مشغول طلسم کشائی ہو باقی اسماے لوح تمام ہین والسلام والاکرام شاہزادہ نور الدہر عبارت

لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر خوش ہوا اور اُسی جگہ بیٹھ گیا یکایک جلوس سواری نظر پڑا دیکھا کہ مکلل خان جادو
تخت جواہر نگار پر سوار ابر مروارید سر پر گوہر باری کرتا ہوا چلا آتا ہے مکلل خان جادو نے دور ہی سے تخت کو
ٹھہرایا اور اُتر کر پیدل دست بستہ تیغ بدندان سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا بڑی
تعظیم و تکریم سے ہاتھ پھیلا کر بغلگیر ہوا بادشاہ آداب شاہانہ بجا لاکر ملازمت غلامانہ حاصل کر کے قدمبوس ہوا اور گرد پھر ا بعد
اُسکے اپنے بیٹے شاہزادہ اولوس جنی سے ملازمت حاصل کروائی اولوس جنی کو شاہزادۂ نورالدہر سے کمال
محبت تھی مژدۂ تہنیت اور مبارکباد دی اور مکلل خان نے شاہزادۂ نورالدہر کو تخت پر سوار کیا اور تخت اپنے
کاندھے پر اُٹھایا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا ایوان شاہی میں اپنے لایا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی اور
خزانے جواہر سلیمانی کے اور خرمن خرمن گوہرہائے آبدار اُس طلسم کے اور تحفہ تحفہ اثاث البیت شاہنشاہی اور
ایک بارگاہ ہزار ستون کی کہ نام اُسکا گوہر نگار سلیمانی تھا اور دس ہزار باغات کہ ہر باغ میں گوہرہائے شاہوار
دیواروں میں نصب تھے اور بارہ دریوں میں پردے اور چھتیں جواہر نگار تھیں اور گوہر نگار دنگل آراستہ تھے
یہ سب تحفہ و تحائف شاہزادۂ نورالدہر کی نذر کیے اور ساٹھ ہزار سوار شاہزادے کو ایسے دیے کہ جنکی زینیں
جواہر نگار اور خود گوہر آبدار کے اور اسلحہ میں مروارید بے بہا چسپیدہ اور علمداروں کی بیرقیں گوہر نگار
تھیں اور شاہزادۂ نورالدہر کو وہ سلاح جنگ بادشاہ نے دیے کہ از سر تا پا مع خود و زرہ وغیرہ مشعل گوہر
شبچراغ کے روشن اور خلعت مرصع کار جواہر نگار اور ایک اسپ قمر سیر کہ ساز و یراق اُسکا سراپا گوہر نگار تھا
اور از اثر طلسم سے گلہائے تازہ زیر پا اُس بادپا کے پیدا ہوتے تھے اور دو گلدستے گلہائے رنگین کے دیے کہ ہمیشہ
وہ گلدستے و ولش ہوا پر رہتے تھے اور خوشبو سے اُن گلدستوں کی منزلوں عطر بیز ہو جاتا تھا اور ایک صندوق لباس
آلات عیاری کا دیا کہ اُسمیں قلنوسے اور پاتابے اور گوپھن اور جوڑی خنجر کی اور حقہ ہائے آتشبازی و کمندہائے
گوہر نگار اور گلہائے خوشبودار تازہ و رنگین اُسمیں شگفتہ اور لاکھ صندوق زر سرخ کے ہر صندوق تین گز کا گہرا اور
تین گز چوڑا اور تین گز کا طول اور لاکھ توڑے گوہر بیش بہا کے اور ہزار نافے مشک طلسمی کے دیے اور ایک تیر
گوہر نگار اور ایک سپر آفتاب شکن دی شاہزادۂ نورالدہر نے تمام تحفہ جات عطیہ بادشاہ مکلل خان جادو کے
اپنے قبضے میں کیے مکلل خان نے عرض کیا کہ اے شہریار چار مرحلے طلسم کے اور باقی ہیں حضور اُنکو بھی فتح کریں
شاہزادۂ نورالدہر نے کہا ابھی بسر و چشم منظور ہے پھر شاہزادۂ نورالدہر نے مکلل خان کو عمو کا خطاب دیا اور
اسلام کیواسطے عرض کیا مکلل خان نے کہا کہ جسوقت تک دامہ جادو اور شمشم جادو قتل نہو مجکو معاف کیجیے
بعد قتل ان جادوگروں کے بدل و جان مطیع الاسلام ہونگا پھر شاہزادۂ نورالدہر نے حال نقابدار شنجرفی
پوش کا پوچھا اولوس جنی نے سر اپنا قدم میمنت لزوم شاہزادۂ نورالدہر پر جھکا دیا اور دست بستہ عرض
کیا اے شہریار وہ نقابدار یہ غلام از رخدمتگذار سرکار تھا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور نہایت محبت و شفقت سے
پیش آئے اور کہا اے اولوس جنی تیرا میں بہت ممنون اور احسانمند ہوا اولوس جنی نے حلقۂ غلامی شاہزادۂ
نورالدہر گوش دل میں ڈالا اور عرض کیا کہ میں بچپنے سے شوق عیاری رکھتا ہوں اور مشق عیاری کیا کرتا ہوں
اب امیدوار ہوں کہ حضور میری سعی اور سفارش خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے فرمادیں کہ خواجہ عمرو مجکو اپنا شاگرد
کریں شاہزادۂ نورالدہر نے فرمایا کہ جب میں لشکر امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران میں جاؤنگا پہلے تمکو خواجہ کا شاگرد
اچھی طرح سے کرا دونگا اولوس جنی چپ ہو رہا شاہزادے نے کہا اگر تمکو جلدی منظور ہو تو میں ابھی ایک تمکو سفارشنامہ

لکھ دون اور تحفہ و تحائف اور کچھ زر و جواہر دون تم خواجہ کو میری طرف سے دینا وہ تمکو فوراً بسر و چشم شاگرد کر لینگے
مگر پہلے میرے سامنے قسم کھاؤ کہ مین فتح طلسم کا حال نہ کہونگا اگر وہ پوچھینگے کہ نور الدہر کہان ہین تم کہنا کہ کوہ قاف
مین ملاقات ہوئی تھی ادلوس حبشی نے قبول کیا شاہزادۂ نور الدہر نے ایک خط لکھکر دیا اور ایک خزانہ اور کچھ
تحفے خواجہ کو بھیجے ادلوس حبشی خط اور تحفے اور خزانہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا جسوقت ادلوس حبشی خدمت خواجہ
عمرو بن امیۂ ضمری مین پہونچا تحفے و تحائف وغیرہ پیش کیے اور نور الدہر کی طرف سے خط دیا خواجہ نے
ادلوس حبشی کو شاگرد اپنا کیا یہان جب شاہزادۂ نور الدہر رخصت ہونے لگا تو مکلل خان نے کہا کہ آپکو
ملکہ عنطیہ حبیبہ زوجہ نے میری طلب کیا ہے شاہزادہ محل مین ہمراہ مکلل خان کے گیا عنطیہ حبیبہ زوجۂ مکلل خان
نے شاہزادے کو گلے سے لگا لیا اور تحفے بہت سے دیے نہایت اعزاز و اکرام کیا بعد اُسکے شاہزادۂ نور الدہر نے
اُس مہم سے فراغت کرکے تمام مال و اسباب کو سر بمہر مکلل خان کے سپرد کیا اور رسید مہری مکلل خان سے لے لی
اور کہا اے مکلل خان عموے نامدار یہ سب اسباب آپکے پاس امانتاً چھوڑے جاتا ہون جسوقت چاہونگا لے لونگا
مکلل خان نے عرض کیا اے شاہزادۂ والا تبار یہ غلام حضور فیض گنجور کا خزانچی ہے سرکار کو اختیار ہے جسوقت
آپ طلب فرمایئے گا فوراً حاضر کرونگا بعد اسکے شاہزادے نے کہا وہ چار مرحلہ طلسم کونسے ہین مکلل خان
مع تیس ہزار سوار کے ہمراہ شاہزادۂ نور الدہر کے ہوا اور اُن مرحلات کو بھی فتح کیا اور وہان سے
اپنے شہر کو مع شاہزادۂ نور الدہر مراجعت کی جب ایوان شاہی مین آیا بڑے اعزاز و اکرام سے دعوت و ضیافت
کی اور جلسۂ جشن تمام شہر مین تین دن تک رہا اور مکلل خان بجان و دل مطیع اسلام ہوا اب بادشاہزادے
کو ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید گوہر پوش کی آئی بادشاہ مکلل خان نے ملک مروارید کو طلب
کیا جب ملک مروارید گوہر پوش آیا اور رتبہ و جاہ و تجمل شاہزادۂ نور الدہر کا دیکھا بہت خائف ہوا لیکن سامنے
نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادۂ نور الدہر نے حال ملکہ دردانہ گوہر پوش کا پوچھا ملک مروارید نے کہا
کہ ملکہ دردانہ گوہر پوش آپ کے عشق مین دیوانہ وار مضطر و بیقرار بہت رہتی تھی مین نے اُسکو دریاے طلسم
مین قید کیا ہے یہ سنکر شاہزادۂ نور الدہر نے کہا کہ بلواؤ اُسکو اُسیوقت جنیان گئین اور اپنے ہمراہ لائین شاہزادے
نے جو ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دیکھا نہایت اُسکے حال پر تاسف کیا اور حمام کراکے پوشاک شاہانہ سے آراستہ
کرایا اور عقد کا سامان کیا غرضکہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عقد ساتھ شاہزادۂ نور الدہر کے ہوا صحبت جشن
برپا ہوئی سامان عیش و عشرت کا برپا ہوا وصال ملکہ دردانہ گوہر پوش سے خوش و خرم ہوئے صدف آرزو نے گوہر
مراد پایا غنچۂ دل شگفتہ ہوا چمن خزان رسیدہ مین بہار آئی شعر کیونکر نہ جی کو چین ہو جب دلربا ملے + معشوق اپنا بچھڑا
ہوا جبکہ آملے + اسی اثنا مین ادلوس حبشی بھی شاگردی سے خواجہ عمرو کی فیضیاب ہوکر کمال فن عیاری حاصل
کرکے آگیا اُسکا عقد ملکہ سمن عذار جادو کے ساتھ کیا کہ وہ بیٹی ہے مدبر جادو وزیر دیو جادو کی اب شاہزادہ
چند عرصہ تک رہا ایک روز شاہزادے نے بادشاہ مکلل خان سے کہا کہ عمو جان مجھکو چند جنیون کے ساتھ
کوہ قاف مین دیو قہقہہ کے شہر مین پہنچوا دیجیے کہ اُس سے بدلہ اپنی عداوت کا لیتا ہے کیونکہ وہ میرا دشمن ہے
اور اُسنے دوبارہ پکڑ بلوایا تھا واسطے قتل کے وزیر نے اُسکے کہکر قتل سے مجھکو باز رکھا مگر قید کیا اب مین جاکر اُس
بیحیا کو سزاے سخت دونگا مکلل خان نے کہا اے شہریار دیو قہقہہ سحر حشمی بڑا زبردست ہے آپ اُس سے مقابلہ
نہ کیجیے فرمایا اب مین اُسکو بغیر سزا دیے ہوئے کب مانتا ہون آخرکار مکلل خان نے جنیان چالاک و زبردست کو بلا کر

کہا کہ شاہزادے کو کوہ قاف مین بارگاہ مین دیو قہقہہ سہ چشمی کی پہونچا آؤ جنیون نے تخت جواہر نگار لا کر حاضر
کیا شاہزادۂ نور الدہر مسلح و مکمل ہو کر تیغ گوہر بار سلیمانی کمر سے لگائی سپر آفتاب شکن مزین پشت کی اور تخت پر بیٹھ کے
روانہ ہوئے جنیان تخت اڑاتی ہوئی جانب کوہ قاف چلین ایوان دیو قہقہہ سہ چشمی پر تخت پہونچا شاہزادے
نے کہا تخت یہین اُتار دو اور تم علحدہ کھڑی ہو کر تماشا دیکھو جنیون نے تخت وہین اُتار دیا اور آپ ایک
گوشے مین پوشیدہ ہو گئین شاہزادے نے وہین نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر
شہ ستارۂ حشم شاہزادۂ نور الدہر + یہ کہکر للکارا کہ باش او بیحیا ابلیس پرست مین آپہونچا اب تیری اجل قریب ہی ہاتھ
باندھکر میرے سامنے آ اور اطاعت میری کر ورنہ سزا سے سخت پائیگا دیو قہقہہ سہ چشمی نے جو شاہزادے کو دیکھا
برہم ہو کر ایک دیو سے کہا کہ اسکو پکڑ لو وہ دیو مثل ہاتھی مست کے چنگھاڑ کر دوڑا شاہزادۂ نور الدہر نے تیغ گوہر بار
سلیمانی کو میان سے کھینچکر جلوہ دیا کہ آنکھون مین اُس دیو کی چکاچوند ہوا آنکھین اُسنے بند کر لین اور ہاتھ پکڑنے
کو پھیلائے نور الدہر نے تلوار ماری کہ دونون ہاتھ اُس بہرہ سر کے مثل خیار تر کے کٹ گئے وہ دیو منھ کھولکر
دوڑا نور الدہر نے ڈوب کر داہنی طرف سے ایک ہاتھ گوہر بار سلیمانی کا کمر پر مارا دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
پھر تو دیو قہقہہ نے حکم دیا کہ لینا سب دیو چار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے شاہزادہ بجلی کی طرح کوندنے لگا تیغ گوہر
مثل برق کے چمکنے لگی جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا غرضکہ دیوون کو مارتے ہوئے قریب دیو قہقہہ کے پہونچے
دیو قہقہہ نے وہین سے شاخین جھنکائین شاہزادے نے تلوار پنجہ مین گانٹھ کے شاخین پکڑ کے جھٹکا
دیا کہ وہ منھ کے بھل گرا نور الدہر نے پیچھے ہٹ کے جو ہاتھ تیغ گوہر بار سلیمانی کا مارا گردن پر دیو قہقہہ
کی پڑا سر کٹ کے اُسکا دور گرا لاش تڑپنے لگی جو دیو زخمی پڑے تھے وہ رہ گئے جو باقی زندہ رہے وہ بھاگے
میدان صاف ہو گیا کچھ دیو ہاتھ جوڑکر قدمون پر گرے مطیع شاہزادۂ نور الدہر ہوئے شاہزادہ ایک
شب وہان قیام کرکے تخت پر سوار ہوا اور جنیان تیز رو سے کہا کہ تم مجھکو کوہ قاف مین ملکہ سلیمان پری
کے پاس پہونچا دو جنیان تخت لیکر دوش صبا پر چلین چند ساعت مین درمیان کوہ قاف کے بارگاہ ملکہ
سلیمان پری مین تخت لیے ہوئے پہونچین شاہزادہ تخت سے اُترا سلیمان پری کو سلام کیا سلیمان پری
نے جو جمال بیمثال شاہزادۂ نور الدہر کو دیکھا خوش ہوئی اور گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا
ملکہ جواہر پری کو جو خبر ہوئی ایسی خوش ہوئی کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوا باغ خزان رسیدہ مین بہار آئی پھولون
نہ سمائی تمام قاف مین جشن کا حکم دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا ناچ رنگ ہونے
کے بعد شاہزادہ اور ملکہ خوابگاہ مین آئے اب سامان صحبت وصل ہو ملکہ جواہر پری سے بوس و کنار ہونے لگا
صدف آرزو طالب گوہر مراد ہوئی شعر یون جو تڑپا کرے رویا کرے کیا ہوتا ہے + بچھڑے مل جاتے ہین
جب فضل خدا ہوتا ہے + القصہ دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے نہال حسن جوانی نخل مراد ملکہ جواہر پری
تر و تازہ و شاداب ہو کر بار ور ہوا پھولا پھلا فوراً ثمر لایا ملکہ جواہر پری حاملہ ہوئی بعد انقضائے مدت
معینہ کے آفتاب عالمتاب صاحبقرانی برج حمل سے طالع ہوا یعنے شاہزادۂ ذیقدر والا تبار پیدا ہوا کہ
جسکا ذکر انشاء اللہ تعالے صندلی نامے اور ایرج نامے مین بھی گذارش کیا جائیگا یہان پرستان مین
دھوم ہوئی کہ چلو چلکے جلوۂ نبیرۂ صاحبقران دیکھو اگر اُس قمر لقا کے پیدا ہونے کی دھوم اور چھٹی کا
سامان اور جشن شادی تولد فرزند ارجمند نور الدہر بن بدیع الزمان مفصلاً اور مشرح تا

تحریر کروں تو داستان کو طول ہوگا خلاصہ مضمون مسرت مشحون یہ ہے کہ شاہزادہ نور الدہر نے چندے وصل
ملکہ جواہر پری کے خوب مزے لوٹے ایک روز قریشیہ سلطان آئی شاہزادہ نور الدہر نے سلام کیا قریشیہ
سلطان نے شاہزادے کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کشائی پوچھا شاہزادہ نور الدہر نے کہا فضل خدا سے
ساحروں کو میں نے جاکر قتل کیا اور طلسم گوہر بار فتح ہوا پھر تمام کیفیت طلسم و عجائبات وغیرہ بیان کی اور دیو
قہقہہ سہ چشمی کی لڑائی کا حال کہا یہان یہ ذکر تھا کہ ایک دیو گھبرایا ہوا آیا اور قریشیہ سلطان سے
عرض کیا کہ دیو گراب بن قہقہہ سہ چشمی اور دیو کبریت بن قہقہہ سہ چشمی یہ دونوں بھائی نو لاکھ دیوون
کا لشکر لیکر ادھر آئے ہیں اور شاہزادے کی طرف سے نہایت غضبناک ہیں کہ شاہزادہ نور الدہر نے
دیو قہقہہ سہ چشمی کو قتل کیا اور بہت سے دیو مارے ہیں تمام لشکر دیو زاد برابر کوہ زہر مہرہ کے آپہونچا یہ سنکر
قریشیہ سلطان اٹھ کھڑی ہوئی اور لشکر کو حکم کیا کہ جلد تیار ہوکر کوچ کرو فوراً لشکر دیو زاد مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ
قریشیہ سلطان کے روانہ ہوا اور ملکہ سلیمان پری اور شاہزادہ نور الدہر بھی ہمراہ قریشیہ سلطان کے
ہوئے جب کوہ زہر مہرہ پر لشکر قریشیہ سلطان پہونچا مقابل لشکر کبریت و گراب بن سہ چشمی کے فروکش ہوا
اور خیمے برپا ہوگئے دوسرے دن کبریت وغیرہ نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر قریشیہ سلطان میں بھی نقارۂ
رزمی بجا رات بھر دیوان سرہنگ میں تیاری جنگ رہی صبح کو ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری
اور شاہزادہ نور الدہر لشکر فراوان لیکر میدان میں آئے اور ادھر سے کبریت بن سہ چشمی وغیرہ نو لاکھ
کا لشکر دیوان لیکر رزمگاہ میں مقابل صف آرا ہوا جب طرفین میں صفیں آراستہ ہوچکیں اور نقیب بھی نقابت
کرکے چلے گئے کبریت بن قہقہہ سہ چشمی میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا شاہزادہ نور الدہر نے ارادہ
کیا کہ مقابلے کو اس سے جاؤں قریشیہ سلطان نے منع کیا اور نہ جانے دیا اور آپ اسکے مقابلے کو گئی
بعد گفتگوے بسیار دیو کبریت نابکار نے وار شمشاد اٹھاکر قریشیہ سلطان پر ماری قریشیہ سلطان نے وار
کو اسکے خالی دے کر تیغہ سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ سر پر اسکے پڑا تا جگر گاہ اتر گیا کبریت دو ٹکڑے ہوکر گرا
قریشیہ سلطان نے پھر مبارز طلب کیا دیو سمنگال آیا اور زاغول کا وار کیا قریشیہ سلطان نے بڑھ کر تیغے
کی روک کا زاغول نصف کٹ کر زمین پر گرا اور نصف اسکے ہاتھ میں رہگیا دیو سمنگال نے وہی نصف زاغول جو
ہاتھ میں رہگیا تھا قریشیہ پہ کھینچ مارا قریشیہ سلطان نے اسکو خالی دے کر تیغے کا ہاتھ کمر پر مارا دیو سمنگال
بھی دو ٹکڑے ہوکر گرا اسی طرح شام تک قریشیہ سلطان نے سترہ دیوؤں کو مارا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر
گئی نور الدہر اور آسمان پری مع لشکر ظفر پیکر خیموں میں داخل ہوکر گراب بن سہ چشمی وغیرہ بھی لڑکر
اداس اور پریشان خیموں میں آئے زخمیوں کا علاج ہوا کشتوں کے لاشے اٹھوائے مگر گراب نے تمام
سرداران لشکر کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں ہے کہ جاکر ملکہ قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لاے
دیو اعتکاف کہ وہ فن عیاری میں بھی بہت ہوشیار تھا اسنے کہا کہ اے گراب بن قہقہہ اب خاطر جمع رکھیے میں
آج شب کو قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لاؤنگا جب شب ہوئی لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا یہان کوئی
ڈیڑھ پہر رات گئی تھی کہ ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ کھانا نوش فرماکر خوابگاہ پر جاکر سو رہی دیو اعتکاف نے
وہاں پہونچکر آسمان پر سے بیہوشی اڑائی جتنے نگہبان وغیرہ تھے سب بیہوش ہوگئے دیو اعتکاف اترا اور
خیمے میں ملکہ قریشیہ سلطان کے آیا قریشیہ سلطان کو بھی بیہوش کیا اور حلقہ ہاے کمند سے مشکیں باندھکر صند

لیے ہوئے نکلا چلا گیا اور سامنے دیو گراب بن دیو قہقہہ ستیزی کے لایا دیو گراب نے حکم دیا کہ جلد اسے لیجا کر
کسی مقام محفوظ مین قید کرو دیوا عکاف نے قرلیشیہ سلطان کو لیجا کر قصر اخضر مین قید کیا یہان لشکر قرلیشیہ سلطان
مین صبح کو غلغلۂ عظیم ہوا کہ قرلیشیہ سلطان شب کو فرش خواب سے غائب ہوگئی آسمان پری سنکر نہایت مضطر و غمگین
ہوئی اور شاہزادہ نور الدہر کو کمال رنج و الم ہوا ہر چند سب دیو دوڑ دوڑ کر ڈھونڈھنے گئے اور تلاش کیا مگر
پتا کہین نہ پایا جب شام ہوئی اُدھر گراب بن قہقہہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر دی آسمان پری نے
بھی اپنے لشکر مین کوس حربی بجوایا رات بھر دونون طرف لشکر مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے
کارزار ہوئے جب صفین آراستہ ہو چکین گراب بن قہقہہ ستیزی آپ میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر
آسمان پری سے سیاہک سیاہ کلاہ مقابلے کو نکلا گراب نے کہا او سیاہک تو میرا بھائی ہے ادھر آ کے مل جا
دین ابلیس اختیار کر مین بڑی بڑی عزت و تکریم کرونگا ورنہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سیاہک نے جواب
دیا او گراب نابکار مین نے ابلیس پرستی پر لعنت کی ہے مین ہرگز تیری اطاعت نہ کرونگا گراب یہ سنکر بہت برہم ہوا اور
چقماق چادر اٹھا کر سیاہک پر ماری سیاہک نے وار شمشاد سے چقماق چادر کو کاٹا اور وار شمشاد گراب کو ماری
اُسنے وار شمشاد کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر دار شمشاد چھین لی سیاہک لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
گراب نے پہر بھر کے بعد سیاہک کا لنگر اُکھاڑا اور ایک ہاتھ سے اُٹھا کے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر
چڑھ کر مشکین باندھین اور لشکر مین دیوون کو دیدیا بعد سیاہک کے کئی دیو لشکر آسمان پری سے نکلکر
لڑے ہاتھ سے گراب کے مارے گئے گراب برابر مبارز طلب کرتا ہے اب کوئی دیو مقابلے کو نہین نکلتا ہے
اُسوقت شاہزادہ نور الدہر بصد خشم و قہر ملکہ آسمان پری کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دادی جان اب مجکو تاب
ضبط نہین ہے مین اس نابکار دیو گراب کو مارتا ہون اب وہ چند دیوون کو مار کر بہت غرور کے کلام کرتا ہے کہین
ایسا نہو کہ لشکر پر آ گرے آسمان پری نے سمجھایا شاہزادے نے نہ مانا ہر چند کہا او فرزند تم نہ جاؤ دیوان
لشکر سمجھ لینگے مگر نور الدہر نے نہ مانا اور مرکب چمکا کے سامنے گراب بن قہقہہ ستیزی کے آیا شاہزادے
کو دیکھکر گراب بہت ہنسا اور پکارا او طفل آدم زاد تو مجھسے لڑنے آیا ہے کیون تیری شامت ہے آئی ہے مین تجکو مثل پشے کے
کمتر جانتا ہون تم ایک اُنگلی کے اشارے سے تیرا کام تمام ہوگا شاہزادے نے کہا تو مجکو نہین جانتا ہے صاحبقران
ابن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہون تو نے سنا ہوگا کہ تیرا باپ دیو قہقہہ ستیزی کیونکر مارا گیا
مین وہی جوانمرد نامدار کشندۂ دیو قہقہہ پلید کا نواسا ہون تجکو بھی اُسی حال خراب سے قتل کرونگا گراب نے خشمناک
ہو کر چقماق چادر سر پر گردش دے کر شاہزادے کو ماری نور الدہر نے دیکھا کہ کہین اسکے حربے سے مفر نہین فوراً
اُسکی ٹانگون کے بیچ مین نور الدہر گھس گیا چقماق چادر زمین پر گری وار خالی گیا خاک اُڑی گراب پکارا اے آدم زاد
افسوس تو خاک مین ملگیا مین نے تیرا گوشت بھی نہ کھایا نور الدہر نے للکارا او بھیا تجکو خاک مین ملانے کو مین زندہ
اور سلامت موجود ہون یہ سنکے گراب نے ہاتھ بڑھایا کہ شاہزادے کو پکڑے نور الدہر ہاتھ سے گراب کے لپٹ
گیا گراب بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد جو گراب کا جھکا نور الدہر نے شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور
شاخ کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ جڑ سے شاخ اُسکی اُکھڑ آئی نالاخون کا بہنے لگا گراب بدحواس ہو گیا اور نور الدہر
سے اپنے تئین چھڑا کر بھاگا دیوون سے کہا مجھے بچاؤ اور اسے مارلو لولا کھ دیو ہجوم کر کے نور الدہر پر دوڑ
پڑے نور الدہر بھی تلوار کھینچکر اُن دیوون پر گرا ادھر سے آسمان پری نے اپنے دیوون کو کمک کیواسطے

بھیجا لڑائی ہونے لگی نورالدہر کی تلوار چلنے لگی دیوؤن کی دارین ارغنون رزغول کے حربے ہونے لگے دیو کٹ
کٹ کے گرنے لگے کشتون کے ڈھیر ایک دم مین میدان جنگ مین لگ گئے اُدھر کا حال سُنیے کہ قریشیہ سلطان کو
جس روز دیو اعتکاف نے گرفتار کر کے قصر اخضر مین قید کیا تھا اُسی روز غلمان پری اُس قصر کی سیر کو آئی
تھی اُسنے سُنا کہ ملکہ قریشیہ سلطان یہان قید ہے اپنے دیوؤن سے کہا کہ ان دیوؤن کو مار لو غلمان پری کے دیو
دیوان کفار پر حربے لے لیکر گرے لڑائی ہونے لگی قریشیہ سلطان نے بھی فوراً قید کو اپنی توڑ ڈالا اور لڑنا شروع
کیا دیو اعتکاف سے سامنا ہوا ایک ضرب شمشیر سے اُسکے دو ٹکڑے کیے دیو اُسکی لاش کو لیکر بھاگے پاس
گراب بدنہاد بن قہقہہ سپہر چشمی کے لاے قریشیہ سلطان اور غلمان پری اُنکے تعاقب مین چلے اُسوقت میدان
جنگ مین پہونچے کہ نورالدہر گراب کو زخمی کر چکا ہے لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے قریشیہ سلطان بھی نیمچہ سلیمانی
پکڑ کے شریک جنگ ہوئی یہانتک دیوان کو قتل کیا کہ دیو کفار تاب جنگ نہ لاے بھاگنے لگے قریشیہ سلطان
اور شاہزادہ نورالدہر تعاقب مین چلے آے لشکر کفار کے خیمون کو لوٹ لیا آخر کار سب دیو و سیاہ گراب
کو تخت پر ڈال کے پردۂ ظلمات کی طرف بھاگے قریشیہ سلطان اور نورالدہر اور آسمان پری اپنی فوج
کو لیکر بفتح و فیروزی پھرے شاہزادہ نورالدہر کو بہت تحسین و آفرین کی کہا ای فرزند کیون نہو نبیرۂ صاحبقران
ہو پھر قریشیہ سلطان ملکہ غلمان پری کو ملکہ آسمان پری کے پاس لائی اور کہا کہ انھون نے مجھپر بڑا احسان
کیا کہ قید سے رہائی ہوئی اور یہ بھی ناموس ہین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالی وقار کی آسمان پری نے
غلمان پری کی نہایت خاطر و مدارات کی اور استفسار حال کیا غلمان پری نے کہا کہ مجکو خونریز جادو بادشاہ
طلسم خونریز گرفتار کر کے لیگیا تھا مین طلسم مین قید تھی اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد بھی گرفتار طلسم ہوے
تھے جب شاہزادہ بدیع الزمان رہا کرنے بادشاہ اسلام کو آے اور طلسم کو فتح کیا مین قید سے چھوٹی یہ سنکر
نورالدہر بھی غلمان پری سے ملا اور سلام کیا غلمان پری بھی شاہزادہ نورالدہر کے صدقے ہوئی اور گلے
سے لگایا اور حال لشکر اسلام کا بیان کیا کہ صاحبقران نے آکر القاش خون آشام کو پکڑ لیا مگر اب اندلون بین
نمرود شاہ آیا ہوا ہے اُس سے مقابلہ ہو رہا ہے نورالدہر نے کیفیت لشکر اسلام اور حال صاحبقران زمان
کا سنکر عرض کیا کہ ای پھوپھی جان اب مین پردۂ دنیا پر جاؤنگا مجکو جلد رخصت کیجیے آسمان پری نے بہت سے
تحفے و تحائف شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ کیے اور تخت پر سوار کر کے دیوؤن کو ساتھ کیا شاہزادہ

نورالدہر روانہ طرف لشکر اسلام کے ہوے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان صاحبقران زمان اور لقاے بے لقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ — کہ درپیش یاں معرکے کی ہے جنگ
شراب مصفا کی ہر ایک لہر — نظر آئے ہر اک کو شمشیر قہر
صدائے قلقل مے کی یوں ہو بلند — کہ زخمی ہو جس طرح سے دردمند
سر کافران یوں پڑے ہوں تمام — گریں منقلب ہو کے جس طرح جام
ہو بارش لہو کی الٹ کر شراب — ہر اک برق شمشیر سے ہو کباب
یہ میخانہ ہو صورت رزمگاہ — ہے تلوار اسلام کی بے پناہ
غضب کی سحر جنگ درپیش ہے — کہ ہر ایک کافر جگر ریش ہے
دوستان چند کنم نالہ بیماری دل — کس گرفتار مبادا بگرفتاری دل
باز شب شد من و سودای تو بازاری دل — با سگان سر کوے تو جگر خواری دل
غم زلفت گر دام گرفتاری دل — کہ در موے نگنجد نہ بسیاری دل
آمدہ باز غم او بہوا داری دل — بکن اے دو بخت تو از بہر خدا یاری دل
نہ رفیقی کہ شود در دگر فتاری دل — نہ طبیبے کہ کند چارہ بیماری دل
یا دم آمد شب ہجر ستم و زاری دل — خواب رار و ز وداع است نہ بیداری دل
روز عشق است من و زار طلبگاری دل — ای نفس باش دلے بر سر یاد آری دل

شد مکین یار من وکرد گرفتاری دل	یار آنست کہ امروز کند یاری دل	فرصت کو کہ کنم فکر پرستاری دل	آخر عمر من واول بیماری دل
نیست ای دل کہ مرا راہ کشش دارم	از تو در سینہ خود پارہ آتش دارم	بیت لنگارندہ ملمعی بہ بیدل	+ نویسندگان این داستان جلیل

شجاعان عرصہ کارزار و بہادران فسون نگار بعبرہ کہ آرائی قلم شمشیر شیم تیزی طبع
نازک خیال کو بہ جاہ وجلال وبرنگینی یون تحریر کرتے ہین کہ زہرہ وشاہ مردود القا سے بے بقا اپنے پہلوان
پر بصد کبر ونخوت بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ دہمنہ ظلمات سے ورقا سے فیل پا اور آہن خوار
فیل پا آپ کی مدد کو آتے ہین یہ خبر سنکر لقا سے بے بقا بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ جاؤ استقبال کر
انکو لاؤ یاقوت شاہ ہمراہ بختیارک ضیغم خون آشام وغیرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور پیشوائی کر کے انکو
ساتھ لایا اُن کافرون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور بوسہ پایہ تخت خدائی کو دیا لقا نے انکو خلعت سے سرفراز کیا وہ دونو
خلعت پہن کر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے حال لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کہا کیا پوچھتے ہو حال کچھ قابل بیان کے
نہین ہے جب وہ مصر ہوئے بختیارک نے سب حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اُن دونون نے کہا خیر سمجھا جائیگا اتفاقاً
امیہ عیار نے شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر خبر دی کہ ورقا سے فیل پا اور آہن خوار فیل پا ساٹھ لاکھ فوج
لیکر لقا کی مدد کو آئے ہین بدیع الزمان نے فضل بن گیاہ و رخون آشام اور ہاشم تیغ زن اور فرہاد خان یکضربی
سے کہا کہ بہت دن ہوئے ہین بیٹھے بیٹھے ہاتھ پانون سست ہوگئے ہین اب ذرا ہاتھ پانون ہلانا چاہیے اگر تمھاری صلاح
ہو تو چلکر ان کافرون پر شبخون مارین سبھون نے بالاتفاق کہا بسم اللہ چلیے ہم سب آپ کے ہمراہ ہین یہ کہکے سر شام سے
مسلح ومکمل ہو کر روانہ ہوئے اور دو پہر رات گئے قریب لشکر کفار کے پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نام نامی
اسم گرامی حمزہ صاحبقران کا لیکر لشکر کفار پر گرا اور فرہاد خان یکضربی نے للکارا منم رستم زمان لندھور بن سعدان
فضل بن گیاہ و رخون آشام مالک اژدر کا نام لیکر پکارا ہاشم تیغ زن نے نعرہ کیا منم رستم پیلتن و پلنگ کشندہ
دو پل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی شعر علمشاہ رومی یا شہ فیل زور + کہ بر تخت هرزوق افگندہ شور + یہ نعرے کر کے
چارون بہادر مثل شیر غضبناک تلوارین کھینچکر کفار کو قتل کرنے لگے غل ہوا یاروہوشیار ہو حمزہ نے آکر شبخون مارا
سب پہلوان لشکر کفار کے اپنے اپنے خیمون سے مسلح ومکمل ہو ہو کر نکلنے لگے یہان اِن چارون دلاورون نے پہر
پھر خوب شمشیر زنی کی اور خون کے دریا بہائے اور صاف نکلے چلے گئے مگر تاریک شب مین کفار کو کچھ نہ سوجھتا
یگانہ وبیگانہ کو نہ پہچانا کہ اس ہجوم مین حریف کون کون ہے رات بھر آپسمین تلوار چلا کی ایک دوسرے کو حریف سمجھکر
مارتا تھا جب صبح کی روشنی ہوئی آگاہ ہوئے کہ اسمین حریف کوئی نہین ہے سب کے سب اپنے ہی لشکر کے ہین اور لاشہ
بھی کسی حریف کا نہین ہے آپسمین ایک نے ایک کو قتل کیا ہے ورقا نے کہا کہ حمزہ عجب دغا کی لڑائی لڑتا ہے بختیارک
نے کہا حمزہ کا یہ کام نہین ہے حمزہ نے کبھی کہین شبخون نہین مارا مگر کچھ عجب نہین جو بدیع الزمان نے آکر شبخون
مارا ہو ورقا نے کہا کہ اگر آج شب کو آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا عمرو نے جو یہ حال سنا آکر صاحبقران زمان سے
کہا کہ آپ نے تو خوب طریقہ نکالا کہ لندھور و مالک و علمشاہ کو ساتھ لیکر کفار کے لشکر پر شبخون مارا صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ قسم ہے خدا کی مین نہ تھا یہ میرا شیوہ نہین کہ حریف پر شبخون مارون ہان اگر بدیع الزمان نے میرا
نام لیکر شبخون مارا ہو تو عجب نہین عمرو نے سمجھا حمزہ سچ کہتے ہین عرض کیا کہ جاکر دریافت کرتا ہون اور دل مین اپنے خیال
کیا کہ ملعون ابدال پیر لقا سے بے بقا کا ہے مال و اسباب اُسکے پاس بہت ہوگا چلکر لینا چاہیے القصہ عمرو وہان
سے روانہ ہوا جب قریب تکیے کے پہونچا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی ریش سفید منہ پر عمامہ سر پر تسبیح ہاتھ مین

کی یا لقا یا لقا چیتا ہوا تکیے پر آیا وہان دیکھا کہ بدیع الزمان وغیرہ بیٹھے ہین عمرو نے ملتمس ابدال سے صاحب سلامت
کی اور پکارا عشق اللہ ہو اُسنے جواب دیا کہ سدا را عشق ہو آؤ بابا آؤ عمرو نے پاس اُسکے آکر ہاتھ چومے اور کہا شاہ
صاحب مین بہت دور سے مشتاق تھا اسوا آیا ہون مین نے سنا ہو کہ آپ بڑے حق رسیدہ ہین ملتمس ابدال نے
کہا بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین عمرو پاس بیٹھ گیا باتین کرنے لگا ملتمس ابدال نے پوچھا بابا نام تمھارا کیا ہو کہا شاہ صاحب
میرا نام آپ کیا پوچھتے ہین خاکسار کوچہ گرد درویش فنا مجھے کہتے ہین ملتمس ابدال نے عمرو کی دعوت وضیافت
کی دن بھر عمرو وہان رہا رات کو جتنے فقیر تکیے پر تھے مع ملتمس ابدال سب کو بیہوش کیا اور ہر ایک کا مال و اسباب
لیکر زنبیل مین ڈالا اور ملتمس ابدال کا مال و اسباب سب صندوقون مین سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور کنکر پتھر
اُن صندوقون مین بھر دیے اور وہان سے راہی ہوا یہان جو صبح کو سب بیدار ہوے ہر ایک نے اسباب اپنا
نہ پایا اور درویش فنا کا بھی کہین پتا نہین ملتمس ابدال نے جو صندوق اپنے کھلواے بجاے زر و جواہر کنکر
پتھر بھرے دیکھے مال و اسباب بالکل نہین ہو ملتمس ابدال نے پکارا کہ یہ درویش فنا کوئی عیار تھا کہ سب کو بیہوش
کر کے لوٹ لیگیا کچھ کسی کے پاس نہ چھوڑا بدیع الزمان نے ہاشم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو خواجہ عمرو کا یہان بھی گذر
ہوا یہ کام اُنھین کا ہو ہاشم نے کہا صحیح و درست ہو ہرکارون نے یہ خبر لقاے بے بقا کو پہونچائی کہ ملتمس
ابدال کا سب مال و متاع کوئی بیہوش کر کے چرا لیگیا لقا نے کہا کہ بیس ہزار روپیہ جلد اُسے پہونچاؤ اور کچھ لوگ
نگہبانی کیواسطے مقرر کرو یاقوت شاہ نے اُسی وقت بیس توڑے روپیون کے بھجواے شاہ جی نے روپیہ اپنے
قبضے مین کیے اور اُسی وقت باورچیون کو بلوا کے پلاؤ زردہ دم کروایا اور سالن روٹی پکوایا عمرو نے جو سُنا
کہ بیس ہزار روپیہ ملتمس ابدال کو لقا نے بھیجے ہین اپنے دل مین کہا اللہ دے اور بندہ لے یہ روپیہ کون چھوڑے
چلکر اسکو بھی لیا چاہیے یہ سوچ کر عمرو چلا جب قریب تکیے کے آیا دیکھا کہ کھانا دم پخت ہو رہا ہو ایک سقے کی صورت بنکر
مشک کاندھے پر رکھی کھاروے کی لنگی کا ایک سرا سر پر ڈال لیا اور ڈول رسی لیکر پانی بھرنا شروع کیا جسقدر کھانا
پک پکاکر تیار ہوا بیہوشی آلود تھا جب شام کو سب فقیر جمع ہوے کھانا کھا کر بیہوش ہوے عمرو نے سب روپیہ
صندوقون سے نکالا داخل زنبیل کیا صبح کو سب ہوش مین آے ملتمس ابدال نے دیکھا کہ صندوق سب
کھلے پڑے ہین جب صندوقون کے پاس آیا دیکھا ایک حبہ کسی صندوق مین نہین ہو بلکہ باورچیون کی دیگین
بھی غائب ہین سب حیران و پریشان ہوے وہ جو لوگ نگہبانی کو آے تھے اُنکے ہتھیارون کا بھی پتا نہ تھا وہ
سب نگہبان گئے اور یاقوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یاقوت شاہ نے لقا سے جاکر حال بیان کیا لقا
بے بقا نہایت برہم ہوا اور گردمرد عیار کو بلا کر حکم دیا کہ تو جاکر دریافت تو کر کہ کون ایسا چور ہو کہ فقیرون کا مال
لیجاتا ہو بختیارک نے کہا کہ سواے مرشد کامل کے اور کسی کا یہ کام نہین گردمرد بولا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو
سواے اُس زد باریک گردن کے اور کوئی نہین لقا نے کہا اے گردمرد تو جا مین نے تقدیر کی ہو کہ عمرو کو مار
لیگا گردمرد سنکے بہت خوش ہوا بختیارک نے کہا اے گردمرد خواجہ عمرو سے مقابلے کو جاتے تو ہو مگر دیکھیے
اب پھر ہم تمھین زندہ دیکھین کہ نہ دیکھین گردمرد چین بجبین ہوا اور وہان سے تلاش عمرو مین چلا تکیے پر آیا
سب کو تو دیکھا مگر عمرو کو وہان نہ پایا خیال گذرا کہ لشکر اسلام مین چلکر تلاش کیجیے اور وہین سے پکڑ لائیے یہ قصد
کر کے روانہ ہوا قضاے کار یہان عمرو جو اپنی صورت بدلے ہوے بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا اُس وقت
بختیارک یاقوت شاہ سے کہہ رہا تھا کہ گردمرد کی شامت اب آئی مرشد کامل کی گرفتاری کی فکر مین گئے

ہین عمرو نے سنا اور دل مین کہا کہ آج اس بیچیا کو جہان ملجائے قتل کیجیے یہ خیال کر کے وہان سے تلاش مین گردمرد
کی راہی ہوا ادھر سے تو عمرو جاتا ہی اور اُدھر سے گردمرد چلا آتا ہی اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو کے خیال
مین آیا کہ اسے لڑکر پکڑ لیجیے پھر سوچا کہ جنگ دو سردار داس مردود کو مکر سے گرفتار کیجیے یہ دل مین کہکر
چلا جدھر گردمرد جاتا تھا اُس طرف راہ مین ایک رومال سفید ڈالدیا کہ وہ رومال عطر بیہوشی سے بسا ہوا تھا
آپ کسی گوشے مین پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا جسوقت گردمرد وہان آیا دیکھا کہ ایک رومال پڑا ہوا ہی سمجھا کہ کسی راہ گیر
کا گر پڑا ہوگا اُٹھا لیا دیکھا کہ کچھ اشرفیان بھی رومال مین بندھی ہوئی ہین اور کچھ نقل و میوہ بھی ہی وہ اشرفیان گردمرد
نے کھول لین اور نقل و میوہ کھایا خوشبو عطر کی بھی دماغ مین پہونچی چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے
اُسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور ہوش مین لاکر پوچھا کہ کیا تو میرے قتل کی فکر مین چلا تھا دیکھا تو نے
کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا او بیچارہ تو جا آج تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر سر گردمرد کا کاٹ
لیا اور لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا بعد اُسکے سر کو گردمرد کے اپنی صورت بنا کر ایک رومال مین
باندھا اور آپ گردمرد کی شکل بنا اور یاقوت شاہ کے سامنے آیا اور رومال یاقوت شاہ کے
سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اُس ساربان زادے کا سر کاٹ لیا یاقوت شاہ گردمرد نقلی کو مع سر کے لقا کے پاس
لیگیا لقاے بے بقا نے خلعت سے گردمرد نقلی کو سرفراز کیا اور کہا کہ ای بندگان من دیکھا تمنے کہ مین نے اس
بندے بے ادب کے قتل کیواسطے کیا تقدیر کی تھی کہ کام اُسکا تمام کیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازے مین شہر
سبائل کے لٹکا دو اُسی وقت ملازمون نے سر عمرو نقلی کا دروازے پر شہر سبائل کے آویزان کیا ہرکارے
جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے وہ سب گریبان چاک با آہ و درد ناک خاک اُڑاتے ہوئے خدمت مین صاحبقران
کی حاضر ہوئے اور رو رو کر کہا کہ حضور عمرو گردمرد کے ہاتھ سے مارا گیا سر اُسکا دروازے پر شہر سبائل
کے لٹکا ہوا ہی یہ سنکر حمزۂ صاحبقران زمان نے ایک نعرۂ آہ دلخراش کیا اور فرمایا کہ ہاے میرا یار وفادار مارا گیا
اور سر اُسکا در شہر سبائل پر آویزان ہی مین سر اُسکا ضرور لاؤنگا یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور بارگاہ سے باہر
آئے مرکب پر سوار ہو کر جانب در شہر سبائل روانہ ہوئے سرداران نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب پیچھے
اور وہان جو خواجہ عمرو گردمرد کی صورت بنا ہوا لقا کے پاس موجود ہی اب یہ فکر ہی کہ رات کو ان کافرون کو بیہوش
کر کے مال و اسباب لیجیے اور راہی ہوجیے اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عمرو کے قتل کی خبر سنکر حمزۂ
صاحبقران نے مع سرداران عالیشان ادھر آتے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہی لقا نے بمشورۂ بختیارک
یاقوت شاہ سے کہلا بھیجا کہ حمزہ اگر عمرو کا سر لینے آئین تو لیجانے دینا مانع نہ ہونا اور اگر جنگ کا ارادہ کرکے
آتے ہین تو مقابلہ کرنا فوج تیار رہے عمرو نے جو یہ حال سنا دل مین اپنے کہا کہ اگر تو اپنے تئین اسوقت حمزہ تک
نہ پہونچائے اور ظاہر نہ کریگا تو ناحق کشت و خون ہوگا یہ سوچ کر قیطولون سے اُتر کر چلا خدمت مین حمزۂ صاحبقران
کی آیا اور قریب پہونچکر پکارا کہ حمزہ یہ غلام اور خانہ زاد آپ کا زندہ و سلامت موجود ہی آپ کیون مضطر و پریشان
ہین مین نے گردمرد کو مار کر سر اُسکا اپنے سر کی شبیہہ بنا کر لقا کو لا کے دیا لقا نے دروازۂ سبائل مین وہ سر آویزان
کرایا ہی یہ کہکر قدمون پر صاحبقران کے گرا حمزۂ صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ خواجہ ایسی
عیاری نہ کیا کرو القصہ صاحبقران زمان اثنائے راہ سے عمرو کو ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آئے اور خلعت
گران بہا منگوا کر عمرو کو عطا کیا اور تمام سردارون سے بھی زر کثیر دلوایا ہرکارے لشکر کفار کے جو برائے جاسوسی

لگے ہوئے تھے خبر لیکر لقا کے پاس آئے اور بیان کیا کہ عمرو تو زندہ موجود ہی گردمرد کو مارکر سر اُسکا اپنی شکل بنا
کر یہان لایا تھا یہ سنکے بختیارک تو صلوٰۃ پڑھکر ناچنے لگا اور زبان سے اُچک اُچک کر کہنے لگا تا دھنا تھئی تا دھنا
لقا یہ سنکر بہت رنجیدہ خاطر ہوا خوردک بن گردمرد نے جو سُنا کہ گردمرد مارا گیا اپنا مال و اسباب سب لیکر رات
کے وقت روانہ ہوا صبح کو خدمت مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی آیا اور قدمبوسی حاصل کی اور کہا کہ مین آپکا
غلام ہون اب مجھے کسی سے سروکار نہین ہی عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین
حاضر ہوا اور حال خوردک کا بیان کیا اور کہا کہ اسکو مین نے اپنا فرزند کیا تھا آج لشکر کفار سے یہ نکل آیا
صاحبقران بہت خوش ہوے اور خوردک کو خلعت دیا اور تنخواہ مقرر کی جاسوسون نے یہ خبر لقا کو
پہونچائی کہ بیٹا گردمرد کا جاکر شریک لشکر اسلام ہوا لقا نے غضب مین آکر حکم دیا کہ ابھی اُسکا گھر تاراج کرو
لوگون نے کہا کہ وہ رات کو تمام مال و اسباب اپنا لیگیا بختیارک نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ عمرو نے سابق
مین خوردک کو اپنا بیٹا کیا تھا ارمزادیو لا سچ ہی یہی گفتگو تھی کہ سہیل گاؤ پائے اژدر گیر بیٹھا ہوا تھا
اُسنے کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان خداپرستون کو سر میدان مارونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے لشکر اسلام مین جب خبر ہوئی وہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے سہیل گاؤ پائے اژدر گیر لقا کو
سجدہ کرکے اور یاقوت شاہ سے اجازت لیکے میدان مین آیا چالیس صندوق اُسکے ساتھ تھے سر میدان
للکارا ای خداپرستو جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکے رستم پیلتن علمشاہ رومی بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے سہیل کے پہونچے بعد لگاورزی اُس کافر نے ایک صندوق کھولکر اژدہا
نکالا اور علمشاہ پر چھوڑا علمشاہ اُس سے غافل تھے کہ اژدہا پھنکار مارکر علمشاہ کے قریب آیا اور چاہا
کہ گھوڑے سے لپٹے علمشاہ نے جھک کر ہاتھ تیغہ کپتیان فرنگی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا سہیل
نے دوسرا اژدہا اور نکالکر چھوڑ دیا علمشاہ نے اُسے تیر سے نشانہ کیا یہانتک کہ سہیل نے چالیس اژدہے
صندوقون مین سے نکالکر چھوڑے علمشاہ نے سب کو کشتہ کیا آخرکار سہیل خود مقابلے کو آیا اور بارہ پشت نہنگ
مارا علمشاہ نے وار اُسکا تیغے سے کاٹا اور وہی تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ بڑھکر مارا سہیل گاؤ پا اژدر گیر
مع گینڈے چار ٹکڑے ہوا ایک غلغلہ ہوا فوج کفار چار طرف سے ہجوم کرکے دوڑی علمشاہ رومی تیغہ
پکڑ کے اُنپر گرا اُدھر سے فوج اسلام کمک کو آئی جنگ مغلوبہ ہوگئی دن بھر کشت و خون ہوا کیا ہزارہا کفار واصل
جہنم ہوئے کشتون کے ڈھیر ہوگئے سرون کے جابجا انبار لگ گئے دریا لہو کا میدان رزمگاہ مین بہنے لگا شام
کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اب حال سنیے نمرود شاہ کا کہ اسنے زیور شاہ
کو بلاکر یہ کہا کہ ای نور خالص تم طبل جنگ بجواؤ اور ہمارے پہلوانون سے کہو کہ خداپرستون سے اور
لقا پرستون سے لڑین زیور شاہ قیطولون سے نیچے اُترا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے
بادشاہ اسلام کو مخبر کیا اور کہا کہ لشکر نمرود شاہ مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ بفضل
ربانی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے ادھر یاقوت شاہ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا چار
پہر رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو تینون لشکر عرصہ کارزار مین آکر صف آرا ہوے
بعد آراستگی صفوف لشکرون کے تینون طرف سے نقبائے بلند آواز نے نقیب دی داہنی طرف زیور شاہ

ایک نقابدار زرد پوش کھڑا تھا اور بائین طرف نقابدار سیاہ پوش تھا نقابدار سیاہ پوش نے مرکب اپنا چمکا کر زیور شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین جا کر خداپرستون سے لڑون زیور شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے جاؤ اُسنے مجرا کیا اور گینڈا دوڑا کر میدان مین آیا پہلے خوب سخت شوری کے بعد اُس سے مبارز طلب کیا علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گئے پہلے وہ لگا در زن ہوا بعد استفسار نام و نشان نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار سیاہ پوش نے غضبناک ہو کر تیغے کا وار کیا علمشاہ نے وار اُسکا رد کر کے جو تیغہ اصفہانی فرنگی کا ایک ہاتھ مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا علمشاہ نے پھر مبارز طلب کیا نقابدار زرد پوش مرکب چمکا کر سامنے علمشاہ کے آیا بعد لگا در زنی تہمتنی تلوار چلنے لگی دو گھڑی کے بعد عین معرکہ شمشیر زنی مین گھوڑے نے علمشاہ کے سکندری کھائی خود اُلٹ کر منہ پر آ پڑا اُدھر نقابدار کی تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نقابدار پکارا کہ ای خداپرستو لیجاؤ اسے یہ جوان زخمی ہوا یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے تہمتن خان نکلا علمشاہ کو لوگون کے حوالے کیا آپ مقابلے مین آیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی تہمتن خان نے کئی تلوارین نقابدار کو مارین اُسنے رد کین ایک وار نقابدار نے تیغے کا کیا سر پر تیغہ پڑا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آیا تہمتن خان کو لوگ لیگئے لشکر اسلام مین پہونچا دیا شاہزادہ خاور سیاہ قاسم ذیجاہ نے چاہا کہ مقابلے کو مین جاؤن کہ نقابدار نے لشکر لقا کی طرف منہ کر کے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے تحویل صرع صورت مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے نقابدار نے ایک ہی وار مین دو ٹکڑے کیے غرضکہ چار پہلوانون کو لشکر کفار کے نقابدار نے مارا شام کو طبل بازگشت بجا تینون لشکر پھر گئے اپنے خیمون مین داخل ہوئے مگر امیہ عیار بدیع الزمان بھی دربار خبر کیواسطے آیا ہوا تھا اُسنے جا کر شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان سے تمام حال لڑائی کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان اُسی شب کو مسلح و مکمل ہو کر مع ہاشم شیغزن و فرہاد خان بکیضرلی و فضل بن گیا ہور خون آشام جا کر لشکر لقا پر گرے اور شبخون مار کر کفار کو قتل کرنے لگے شور و غل لشکر کفار مین ہوا کہ خداپرست شبخون آ کر گرے ہین یہ کہتے ہی ہر ایک خیمہ سے سردار جنگی تیار ہو کر نکلے اور رن مہتابین روشن کین کہ شب تاریک روز روشن ہو گیا اُدھر بدیع الزمان کا حال یہ تھا کہ ہر طرف تلوارین مارتے تھے کبھی اس صف پر آ کر گرے کبھی اُس غول پر جا پڑے ہاشم شیغزن اور فرہاد خان بکیضرلی دونون دہنے بائین شمشیر زنی کر رہے تھے اور پشت پر فضل بن گیا ہور خون آشام لڑ رہا تھا بھر رات رہے شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کفار کو قتل کر کے اور دشمنون کو مار پیٹ کر نکل گئے یہان صبح تک آپسمین تلوار چلا کی ایک دوسرے کو حریف سمجھ کر لشکر کفار مین مارتا تھا جسوقت صبح ہوئی دیکھا حریف کا کہین نام و نشان بھی نہین ہر ایک دوسرے کو حریف جانکر قتل کر رہا ہے اُدھر لقا گنبد گیتی نما مین آ کر بیٹھا بختیارک اور تمام سردار آ کر جمع ہوئے لقا نے پوچھا کہ رات کو یہ غل کیسا تھا لوگون نے عرض کیا یا خداوند خداپرست رات کو شبخون آ کر گرے تھے کہ ارمزاد بولا یا خداوند مین نے پہچانا رات کو بدیع الزمان اور اُنکے ہمراہیون نے شبخون مارا تھا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ نے اُنپر اسقدر شفقت کی مگر خداپرست آپکے دوست نہ ہوئے وہ دشمن جان ہین اب وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنکر لقا بے بقا بہت درہم و برہم ہوا اور حکم دیا کہ عظلو قتیل گردن فوج اپنے ساتھ لیکر شمس ابدال کے تکیے پر جاے اور بدیع الزمان وغیرہ زندہ

ہاتھ آے تو بہتر نہین تو سر کاٹ لاے اُسی وقت عنطر فیل گردن اپنے بھائی قاہر فیل گردن کو ساتھ لیکر روانہ
ہوا اُدھر دکگ بن گرد مرد نے شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ فوج کفار آپ کی گرفتاری کیواسطے آتی ہی
ملتمس ابدال یہ سُنکر بہت گھبرایا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب ایسی کیا غرض ہی ہم تکیہ سے آگے
بڑھکر لڑینگے یہان یہ ذکر تھا کہ یتق گرد اُٹھا معلوم ہوا کہ فوج کفار آپہونچی اور للکارا باش او پسر حمزہ خداوند لقا
نے تجھے ایسی پرورش کی اور تو نے شبخون لشکر خداوند پر مارے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین اسی واسطے
آیا ہون کہ تجھکو گرفتار کرون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا کہ لینا پسر حمزہ کو یہ سُنکر چار طرف سے فوج نرغہ کرکے دوڑ پڑی
شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان بکصری اور فضل بن گیا ہور خون آشام یہ
چارون تلوارین پکڑکے کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیر و دار بلند ہوا چارون بہادر دلیر شجاع و جری
لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خون کے دریا بہ رہے تھے عجب ہنگامہ برپا تھا اُدھر بختیارک نے لقا
سے کہا کہ یا خداوند اور کچھ سردارون کو کمک کیواسطے بھیجیے کہ بدیع الزمان بلاے بے درمان آفت جہان ہی
جرأت مین وحید عصر ہی ایک دم مین سب کو کاٹ کر بکریون کی طرح ڈالدیگا لقا نے شمائیل خشت انداز اور سہیل
روئین انداز کو دو لاکھ سوار ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا کہ جہانتک ہوسکے پسر حمزہ بدیع الزمان کو گرفتار کر
لاؤ یہ دونون بھی براے گرفتاری بدیع الزمان مع فوج کے چلے یہان بدیع الزمان کفار سے لڑ رہے ہین
اور فضل و ہاشم تیغزن اور فرہاد خان کی تلوارین بے پناہ چل رہی ہین کہ ایک مرتبہ عنطر فیل گردن للکارتا
ہوا بدیع الزمان کے برابر پہونچا بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا باش او گبر ناہنجار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
عنطر فیل گردن نے غیظ مین آکر برابر سے تیغ کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک
کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تلوار حباب خود سر شکن پر مثل برق کے چمکی چشم زدن مین زیر تنگ جاکر زمین پر بوسہ زن ہوئی
غل ہوا کہ وہ عنطر فیل گردن مارا گیا ادھر قاہر فیل گردن ہاشم تیغزن پر حملہ آور ہوا ہاشم نے وار اُسکا
رد کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا قاہر فیل گردن کے دو ٹکڑے ہوے اس اثنا مین شمائیل خشت انداز
اور سہیل روئین انداز بھی آپہونچے اور سنا اُنھون نے کہ عنطر و قاہر دونون مارے گئے اپنی فوج سے کہا
کہ مار لوان خدا پرستون کو اور دونون تلوارین کھینچکر جھپٹ پڑے فوج کا اور زیادہ ہجوم ہوگیا چار طرف صداے
گیر و دار بلند تھی قیامت کے آثار نمایان تھے اُدھر ہزارہا کفار ادھر چار خدا پرست تلوارین کھینچے ہوے لڑ رہے
تھے ہر ایک کے وار کا جواب برابر زبان شمشیر سے دے رہے تھے تمام دن لڑتے ہوے گذرا رات ہوگئی ادھر
لندھور بن سعدان وغیرہ سے عمرو نے آکر کہا کہ بدیع الزمان اکیلا لڑ رہا ہی لندھور نے چاہا کہ بدیع الزمان
کی مدد کو جاؤن کہ صاحبقران نے فرمایا ای بہادر وجہ بدیع الزمان کی مدد کو جائیگا مین اُس سے بہت بیزار
ہونگا بلکہ وہ میرا دشمن ہی لندھور نے ناچار فسخ عزم کیا یہان شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ لڑتے لڑتے اب
شل ہوگئے ہین ہاتھ رک رک کے چلنے لگا کفار غلغلۂ گیر و دار چار طرف سے کر رہے ہین ہزارہا تلوارین بجلیون کی
طرح سے گرد چمک رہی ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے بدرگاہ جناب باری التجا کی ای پروردگار عالم
ای حلال مشکلات اسم تو حافظ حقیقی ہی تو ناصر و مددگار ہی اب کسی کو حکم کر کہ اس حال پر ملال مین آکر حامی و مددگار ہو

نظم

ہی مدد کا وقت یہ ای خالق کون و مکان
کون ہی تیرے سوا ای دستگیر بیکسان

چار بندہ دن ہی پر ترے ہی یہ ہجوم کافران
جلد اب ای یار یا بچالے بندۂ ناچار کو

ہاتھ ہی کچھ قابو مین نہ ہی دل مین یہ تاب و توان
تیغ قہر آلود سے اب دے سزا کفار کو

ابھی شاہزادۂ والاشان بدیع الزمان دعا کر رہے تھے ناگاہ بیابان کی طرف سے تتق گرد وغبار اٹھا اور نقابدار مرصع پوش
چالیس ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا تمام لشکر کفار دیکھنے لگا وہین سے نقابدار مرصع پوش نے نعرہ کرکے تلوار
کھینچی برابر چالیس ہزار تلوارین کھنچکر علم ہوئین اور برقین چمکنے لگین نقابدار لشکر کفار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی ہنگامۂ
محشر برپا ہو گیا نقابدار مرصع پوش شمائیل خشت انداز کے برابر آکر للکارا باش او گبر ناہنجار میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جائیگا شمائیل خشت انداز نے خشت زرین نقابدار پر ماری نقابدار نے ترچھے ہو کر خالی
دی اور برابر اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سمع کرگدن کے چار ٹکڑے ہوئے سہیل روئین انداز یہ دیکھتے
ہی جھپٹ پڑا اور وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا تین بار چرخ دیکر
آسمان کی طرف اُچھال دیا جب وہ کافر گرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا مثل خیار تر کے دو پر کالے ہو کر زمین پر گرا پھر
افسران فوج کفار کو زیر شمشیر قضا نظیر دھر لیا جسکو ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے دم بھر مین فوج کا ستھراؤ کر دیا
صفین مسمار ہو گئین پرے لوٹ گئے افسر جو مارے گئے پانون فوج کے اُٹھ گئے لشکر شکست کھا کے بھاگا دم
بھر مین میدان صاف ہو گیا نقابدار نے تلوار کو میان مین کیا اور بدیع الزمان کو سلام کرکے رخصت ہوا
اور صحرا کا راستہ لیا شاہزادۂ بدیع الزمان مع ہاشم تیغزن وغیرہ بھی تکیے کی طرف چلے قضا ے کار نمرود شاہ
اپنے ٹیلون پر سے بیٹھا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا ساحرہ حبشی سے کہا کہ تو جا کر پسر حمزہ کو اُٹھا لا ساحرۂ
حبشی فوراً آیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا فضل وغیرہ حیران حیران دیکھتے تھے کہ پنجہ فضل کو بھی اُٹھا
لیگیا ہاشم تیغزن نے فرہاد خان سے کہا کہ یہ بلا کیسی نازل ہوئی یکایک دو پنجے اور پیدا ہوئے اور ہاشم
تیغزن اور فرہاد خان کو بھی اُٹھا لیگئے پہلے تو یہ چارون بیہوش ہو گئے تھے پھر آنکھ جو کھلی ہوش آیا اپنے
تئین چارون نے ایک مکان جواہر نگار مین پایا اور سامنے ایک گبر ناہنجار کو تخت مرصع کار پر متمکن دیکھا کہ بہت
سے کافران ناحق شناس اور اسد والقاشش گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ان چارون نے بطریق اسلام سلام
کیا اسد والقاشش نے جواب سلام دیا ہاشم و بدیع الزمان نے پوچھا ہمین کون یہان لایا ہے نمرود شاہ
نے کہا مین نے تمھین بلوایا ہے لو آؤ مجھے سجدہ کرو یہ کہنے لگے ہم تجھپر لعنت کرتے ہین نمرود شاہ نے نقاب
منھ پر سے اُٹھائی اور پکارا ای پسر حمزہ وغیرہ مصرع بر من نگر بر سن نگر شاید کہ بشناسی مرا شاہزادۂ بدیع الزمان
وغیرہ نے جو روے انحس اُسکا دیکھا اور وہ لعل کہ سحر کا تاج مین نصب تھا اُسپر نگاہ پڑی گرفتار سحر ہو کر نمرود شاہ
کو سجدہ کیا اور روتے ہوئے آکر قدمون پر گرے اور کہنے لگے یا خداوند خطا ہماری معاف کیجیے
کہ ہمنے اب تک نہ پہچانا تھا نمرود نے دست ناپاک اپنا اُنکے سرون پر پھیرا اور خلعت دیکر کرسیون پر بٹھایا
بعد اُسکے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ پسران حمزہ نے مجھے سجدہ کیا نقارۂ شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور حال بدیع الزمان وغیرہ کے سجدہ کرنے کا
نمرود کو بیان کیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کشورگیر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ بھی گرفتار سحر
ہوے ادھر لقاے بے بقا کو خبر ہوئی بختیارک نے کہا یہ خدا پرست کسی کو سجدہ کرتے تھے مگر گرفتار سحر
نمرود ہو کر نمرود شاہ کو سجدہ کیا غرضکہ نمرود شاہ نے ساحرۂ حبشی سے کہا کہ تو لقا کو جا کر اُٹھا لا
ساحرۂ حبشی فوراً چلا لقاے بے بقا گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا بختیارک سے باتین کر رہا تھا کہ ایک پنجہ
پیدا ہوا اور لقا کو اُٹھا لیگیا جب سامنے نمرود شاہ کے نمرود شاہ باختری پہونچا نمرود شاہ نے کہا ای لقا

مین نے تجھے اسواسطے بلوایا ہی تو دیکھ کہ سرداران حمزہ و پسر حمزہ نے مجھے سجدہ کیا تو بھی مجھے سجدہ کر لقا
نے کہا او نمرود شاہ تو ایک شہر شمشکاکیہ کا بادشاہ ہی اور وہان کی خدائی کرتا ہی اسپر غرور تجھکو ہوا اور مین
اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہون تجھے لائق و لازم ہی تو میری پرستش کر نمرود نے کہا ابھی تجھے خاک
سیاہ کر دونگا لقا نے کہا مین اسی وقت تجھکو مار ڈالونگا یہ کہکر نمرود شاہ سے لپٹا نمرود بھی لقا سے دست
و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی لقا کے ڈاڑھی کی جھبلجھل نمرود کے ہاتھ مین نمرود کی ریش کا چھلا لقا کے
پنجے مین کبھی لقا اوپر اور نمرود نیچے اور کبھی نمرود اوپر لقا نیچے کبھی گھو لنا چلا کبھی گٹر پٹی غرضکہ ڈاڑھیان
ایسی دونون کی کھنچین کہ خون بہنے لگا کتون کی طرح دونون ہانپنے لگے سب لوگ خاموش کھڑے تماشا دیکھتے ہین
کہ دو خداوند آپسمین لڑتے ہین کون انکے بیچ مین دخل دے قول شیخ سعدی شیرازی بہت درست و صحیح ہی
قول ده درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند جب خوب دونون تھکے اور ڈاڑھیان
کھنچین اور منہ زخمی ہوے نمرود شاہ چلایا ارے لقا مجھے مارے ڈالتا ہی تم لوگ کھڑے تماشا دیکھتے
ہو اور بچاتے نہین یہ سنکے اُدھر سے دیو افلاک دوڑا اُدھر سے دیو پرندہ کہ وہ بھی آیا ہوا تھا چھٹا دونون
کو جدا کیا نمرود نے کہا اے لقا تو مجھسے لڑتا ہی مین تجھکو دوزخ مین ڈالدونگا لقا نے کہا تو میرا چھوٹا بھائی
ہوکر مجھسے برابری کرتا ہی مین دم بھر مین سب غرور تیرا نکالدونگا دیو افلاک اور دیو پرندہ نے
کہا کہ تم دونون خداوند آپسمین شرط کرو کہ جو خداپرستون کو مٹاے وہی خداوند برحق ہی الغرض یہ راے
دونون کی نمرود و لقا کو پسند آئی اور آپسمین صلح ہوئی دونون خداوند ایک تخت پر بیٹھے صحبت عیش برپا
ہوئی بعد اُسکے لقاے بے بقا دیو پرندہ پر سوار ہوکر اپنے قیلولون پر چلا گیا بختیارک سے جاکر
تمام حال بیان کیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ نمرود شاہ سے کہلا بھیجیے کہ جو تم عمرو کو گرفتار کرکے
قتل کرو تو مین تمھین سجدہ کرون لقا نے کہا اے شیطان درگاہ یہ کام تو کچھ مشکل نہین ہی وہ ساحرہ جینی بھیجکر
پکڑوا بلوائیگا اور قتل کریگا بختیارک نے جواب دیا خداوند عمرو کا قتل کرنا بہت مشکل ہی اگر عمرو وہان گرفتار
بھی ہو تو نمرود کو مار ڈالیگا آپ کی خداوندی قائم رہیگی اور بالفرض عمرو مارا گیا تو ہم پھر سو تدبیرون سے
خداپرستون کا کام تمام کرینگے اور نمرود شاہ سے اور آپ سے صلح کرادینگے الغرض لقا نے دیو پرندہ کے
ہاتھ لکھوا کر رقعہ نمرود شاہ کو بھیجا جب نمرود شاہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا ساحرہ جینی کو لاکر حکم دیا کہ
تو عمرو کو گرفتار کر لا ساحرہ جینی عمرو کی گرفتاری کی فکر مین روانہ ہوا اتفاق کار خوردک عیار قیلولون پر لقا
کے بصورت تبدیل موجود تھا اُسنے یہ سب حال جاکر خواجہ عمرو سے بیان کیا کہ بختیارک نے آپ کے گرفتار بلا ہونے
کی یہ تدبیر ٹھہرائی ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور اُسی وقت صورت اپنی بدلکر لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا
بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا دیکھا تمام کافر بیٹھے ہوے ہین باتین نمرود کی ہو رہی ہین جب دربار
برخاست ہوا اور بختیارک اپنے خیمے کو چلا عمرو بھی پیچھے پیچھے اُسکے روانہ ہوا بختیارک خیمے مین داخل ہوا اور
کھانا مانگا عمرو چوبدار بنکر باورچی خانے مین گیا تمام کھانا اپنے ہاتھ سے خوانون مین لگایا سب کھانا بداروے
بیہوشی آغشتہ کر دیا خوان کھانے کے خیمے مین بختیارک کے لایا خدمتگارون نے دسترخوان بچھا کر بختیارک کو
کھانا کھلایا بختیارک کھانا کھاکر سو رہا جو کھانا بچا ہوا تھا وہ سب خدمتگارون نے کھایا وہ بھی سب بیہوش ہوے
عمرو نے بختیارک کو اپنی صورت بنا کے شاگردون کے ہاتھ لشکر اسلام مین بھیج دیا اور شاگردون کو

سمجھا دیا کہ اسکو ساتھ حمزہ صاحبقران کے رکھنا اور اُس سے کہہ دینا کہ اگر تونے افشاے راز کیا تو اُسی وقت
تجکو سب ملکر مار ڈالینگے اور عمرو آپ صورت بختیارک کی بنکر اُسکے مقام پر سو رہا یہان نمرود شاہ نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے زنبور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری پر چوب پڑی ادھر لشکر لقا مین نقارہ زنگی
بجا چار پہر رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو تینون دریاے بےپایان میدان کارزار مین موج زن
ہوے ہر طرف صفین آراستہ ہوئین نقیباے بلند آواز نکل کر نقابت کی صدا دینے لگے ای بہادرو میدان جنگگاہ مین
آؤ نہر جنگ دکھاؤ نام رستم و سام کا مٹاؤ بعد اُسکے لشکر نمرود شاہ سے فورًا نقابدار زرد پوش زنبور شاہ
سے اجازت میدان لیکر گینڈے کو اپنے جولان دے کر معرکۂ کارزار مین آیا اور پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو وہ آے
اور مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب اپنا چمکاتے
ہوے برابر نقابدار کے آے نقابدار گرز لگا ور زن ہوا بعد بسختی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نقابدار
نے سیل آہنی مارا کہ سر پہ سے اچھل کر گھوڑے کے سر پر پڑا مغز پاش پاش ہو گیا فرخ شہسوار راہوار سے کود
پڑا دونون پیادہ ہو کر کشتی پر آمادہ ہوے آخر کار کشتی ہونے لگی قضاے کار پانوٴن فرخ کا موتخانے مین جا پڑا فرخ
شہسوار گرا ضرب سے گرنے کی ایسا صدمہ پہونچا کہ فرخ شہسوار بیہوش ہو گیا نقابدار نے اُسی عالم
بیہوشی مین مشکین باندھ لین اور لشکر نمرود شاہ مین بھیجدیا بعد اُسکے فرخ بخت سلطان مقابلے کو نقابدار
کے آیا بعد حرب و ضرب کے نقابدار نے اُسے بھی گرفتار کر کے لشکر مین نمرود کے بھیجدیا اب پہر دن آیا ہوگا
کہ نقابدار نے لشکر لقا کی طرف مبارز طلب کیا اُدھر سے سیہ فیل عاد آکر نقابدار کے مقابل ہوا بعد حرب
ضرب گران کے وہ ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ابھی اور کوئی لشکر لقا مین سے نہ نکلا تھا کہ لشکر اسلام سے
شاہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ نقابدار کے مقابلے کو آئے بعد گرز لگا ور زنی و بسختی نقابدار نے سیل
فولادی مارا قاسم نے تیغۂ بلارک افراسیابی سے سیل فولادی کو مثل بیتکر کے قلم کیا نقابدار نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا کہ زیر بغل ڈوب کر ہاتھ تلوار کا مارین کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہوا قاسم گھوڑے
کو سنبھالنے لگے کہ تلوار نقابدار کی سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی
مگر اُسی حالت زخمداری مین جو ہاتھ تیغۂ بلارک افراسیابی کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا نقابدار نے
پیچھے سر اپنا کھینچ لیا تیغہ سر سے نکل کر گینڈے پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی نقابدار گینڈے سمیت زمین
پر گرا فوج نمرود کی دوڑ پڑی اُدھر سے فوج اسلام کمک کو آئی تلوار چلنے لگی نقابدار کو اور قاسم کو لوگ
آکر اپنے اپنے لشکر مین لیگئے یہان تلوار چل رہی ہے دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین لندھور و
ارشیون پریزاد نے ہزار ہا نمرود پرستون کو واصل جہنم کیا ہاشم و بدیع الزمان وغیرہ نمرود کی طرف
سے لڑ رہے ہین اہل اسلام طرح دے رہے ہین کوئی انکا سامنا نہین کرتا ہے نمرود شاہ نے جو لندھور
و ارشیون پریزاد کو دیکھا کہ یہ بڑے بہادر ہین دیو افلاک سے کہا کہ ان دونون کو اُٹھا لا لندھور
اور ارشیون لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کہ دونون کو دو پنجے اُٹھا لیگئے اور بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا لشکر اسلام مین کھڑا ہوا تھا عیارون کے ڈر کے مارے کچھ بول نہ سکتا تھا اور دل مین اپنے کہتا
تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ای بختیارک جو کچھ کیا تو نے اپنے ہاتھ سے کیا نہ عمرو کے گرفتار کرانے کی

تو فکر کرتا نہ بلا میں خود گرفتار ہوتا بختیارک بصورت عمرو کھڑا ہوا یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اور اسکو اُٹھا
لیگیا غرضکہ یہان شام تک جنگ مغلوبہ رہی اور غلغلہ داروگیر برپا رہا یکایک عین جنگ مغلوبہ مین نقابدار سبز پوش
بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر شریک لشکر اسلام ہوا اور لشکر کفار کو قتل کرنے لگا طاہر نمرودی ایک سردار نمرود شاہ
کا تھا وہ للکارتا ہوا برابر نقابدار کے آیا اور تیغہ نقابدار پر مارا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر جو تلوار کا ہاتھ
مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے پھر طارق نمرودی سے سامنا ہوا اُسنے وار نقابدار پر تلوار کا کیا نقابدار
سبز پوش نے وار اُسکا رد کر کے جو تلوار ماری وہ بھی مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا پھر اُدھر سے ضحاک اژدر گیر
آکر نقابدار کے مقابل ہوا ایک اژدہا صندوق سے نکال کر چھوڑا نقابدار نے اژدہے کے دو ٹکڑے کیے پھر
ضحاک اژدر گیر کو بھی مارا غرضکہ نقابدار نے تھوڑی دیر مین بارہ پہلوان نامی کو قتل کیا جب بالکل شام ہوگئی
تاریکی چھا گئی طبل بازگشت بجا نقابدار سبز پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے صحرا کیطرف روانہ ہوا پھر
تینون لشکر اپنے اپنے خیمون کیطرف پلٹے یہانتک نمرود شاہ نے فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان
اور لندھور بن سعدان اور ارشیون پریزاد کو سامنے اپنے بلایا اور کہا کہ دیکھو ان خداپرستون نے
مجھے سجدہ کیا ہے تم بھی مجھے سجدہ کرو لندھور نے نعرہ کیا او گبر نا ہنجار کیا جھک مارتا ہے تجھ اور تیرے پرستارون پر
لاکھ لاکھ لعنت ہے نمرود نے برہم ہو کر کہا کہ معلوم ہوا تم جبتک اپنے خداوند کی صورت نہ دیکھو گے سجدہ
نہ کرو گے یہ کہکر نقاب منہ سے اُٹھائی اور پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا لندھور وغیرہ کی جو نگاہ
اُسکے روے نحس پر پڑی سحر مین گرفتار ہو کر سجدے کو جھک گئے اور پکارے کہ تو خداوند برحق ہے ہم تجھے بھولے تھے
روتے روتے عجیب حال کیا اور قدمون پر گرے نمرود نے دست نحس اُنکی پشت پر پھیرا اور خلعت دیکر اپنے
پاس بٹھایا سامرہ جنی نے بڑھ کر عرض کیا یا خداوند یہ غلام عمرو کو پکڑ لایا ہے حکم دیا کہ آج قید رکھو کل نقابدار کو بلوا کر
سامنے عمرو کو قتل کرونگا سامرہ جنی نے عمرو نقلی کو قید کیا اُدھر خواجہ عمرو بختیارک کی صورت بنے ہوئے
بارگاہ یاقوت شاہ مین موجود ہین تمسخر کی باتین کر رہے ہین ہرکارون نے پرچۂ اخبار گذرانا کہ لندھور و ارشیون
پریزاد اور فرخ شہسوار قلندر و فرخ بخت سلطان اور عمرو گرفتار ہو کر نمرود شاہ کے پاس گئے عمرو
سمجھا کہ اب کل صبح کو ہنگامہ ہوگا آج یہان سے چلیے بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ سے کہا کہ آج مجھکو
بڑے خدشے ہوئے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یقین ہے کہ نمرود شاہ اُسے زندہ چھوڑیگا آج مین خود ساقی بنکر سبکو شراب ناب
پلاؤنگا یاقوت شاہ نے کہا ملک جی تمہاری جو خوشی ہو وہ کرو بہتر ہے تمھین شراب پلاؤ عمرو نے خوان
مین آیا تمام شراب مین داروے بیہوشی آغشتہ کر کے پہلے غلامون کو شراب اچھی اچھی تقسیم کی پھر گلابون مین
تحفہ شراب بھر کر صحبت مین لایا اور تمام محفل کو جام لبریز کر کے پلایا پھر رات سے گئے عجیب و غریب حرکتین کر کے
سب بیہوش ہوئے اُسوقت عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب لیا اور سبکے منہ کالے کیے اور ایک
رقعہ لکھکر وہان ڈالدیا اُسمین یہ لکھا تھا ای کافرو آگاہ ہو مین عمرو ہون اور مین نے اپنی شکل بنا کر بختیارک
کو پکڑوا دیا اور مین تمکو لوٹ کر چلا گیا یہان مجکو کون پکڑ سکتا ہے اور کلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہو گیا صبح کو
نمرود شاہ نے دیو افلاک سے کہا کہ جا کر لقا کو بلا لا دیو افلاک جا کر لقا کو اُٹھا لایا جب لقا سامنے نمرود شاہ کے
آیا پکار کر کہا کہ سلام میرا اُسپر ہے کہ جو مجھے خداے برحق جانے جواب سلام کسی نے نہ دیا نمرود نے کہا او اُلو
تو نے کہلا بھیجا تھا جو تو عمرو کو گرفتار کرے تو مین تجکو سجدہ کرون دیکھ عمرو کو تو مین نے پکڑوا بلوایا اب تجکو لازم

تو مجھے سجدہ کر لقا نے کہا عمرو کہاں ہے لاؤ میرے سامنے نمرود نے ساحرہ سے کہا کہ جا لے آ عمرو کو ساحرہ عمرو نقلی
یعنی بختیارک کو سامنے دربار مین لایا نمرود نے لقا سے کہا کہ یہ موجود ہے چاہے تو اسے قتل کر چاہے بخش
دے تجھے اختیار ہے لقا نے دیکھکر عمرو کو کہا او ساربان زادے اب کہہ کیا حال تیرا کیا جاے تو نے کیا کیا آخر
کمین ہین نمرود نے لقا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ عمرو کو قتل کرے اسوقت بختیارک پکارا ای نمرود شتاد
بھلا عمرو کو کون گرفتار کر سکتا ہے اور وہ کسیکے ہاتھ آتا ہے ارے وہ بلاے بے درمان آفت جہان ہے مجکو عمرو نے اپنی
صورت بنا کر گرفتار کرا دیا مین بختیارک ہون اور عمرو میری صورت بنا ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین موجود ہے
اور کہا کہ اے لقا تو بھی مجھے نہین پہچانتا لقا نے کہا او دزد باریک گردن مین تیرے فریب مین کبھی نہین آؤنگا یکایک
جلاد حاضر ہوا اور ہاتھ پکڑ کر عمرو نقلی کا یعنی بختیارک پکارا ای نمرود بس تیری خدائی معلوم ہوئی کہ تجکو نیک و بد مین
نہین تمیز ہے ارے میرا کہنا اگر تجھے باور نہین آتا تو بختیارک کو بارگاہ یاقوت شاہ سے طلب کر اسیوقت
حال کھلجایگا نمرود نے یہ سنکر جلاد کو منع کیا کہ ابھی اسے قتل نہ کر اور ساحرہ جنی سے کہا کہ جاکر بختیارک کو لا ساحرہ
فوراً روانہ ہوا یہان یاقوت شاہ وغیرہ صبح کو بیدار ہو کر اپنے حال خراب سے آگاہ ہوئے ہین رقعہ پڑھکر معلوم
کیا ہے کہ عمرو نے یہ حال کیا اور صاف نکلا چلا گیا اس اثنا مین خبر پہونچی کہ لقا نمرود کے قیطلون پر گیا اور
بختیارک کے مارے جانے کا سب افسوس کرنے لگے یہ ذکر تھا کہ ساحرہ جنی بھی پہونچا اور کہا کہ تم مین سے بختیارک
کون ہے خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہے یاقوت شاہ نے کہا اے ساحرہ آگاہ ہو بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا نمرود شاہ کے قیطلون پر موجود ہے اور یہ عمرو بختیارک کی شکل بنا ہوا یہان رات کو تھا سبکو بیہوش کر کے
مال و اسباب لوٹ کر لیگیا اور دیکھو رقعہ لکھکر ڈال گیا ساحرہ جنی یہ سنکر حیران ہوا اور وہ رقعہ لیکر سامنے
نمرود کے آیا اور کہا یا خداوند حقیقت مین یہ بختیارک ہے عمرو نہین ہے لیجیے اس رقعہ کو ملاحظہ کیجیے نمرود شاہ
نے وہ رقعہ آپ پڑھا اور لقا کو دیا جب مضمون سے آگاہ ہوا لقا پکارا ای نمرود مین نے ستر ہزار برس تیری بندگی
کی تھی کہ عمرو گرفتار نہو گا نمرود نے جواب دیا کہ عمرو کہاں جائیگا جہان ہو گا وہان سے گرفتار ہو آئیگا القصہ
بختیارک کو چھوڑ دیا بختیارک گرم پانی سے نہا کر بصورت اصلی بنکر آیا نمرود کے قدمون پر گرا اور کہا یا خداوند
عمرو کا گرفتار ہونا بہت دشوار ہے نمرود نے ساحرہ کو بلا کر حکم دیا کہ عمرو جہان ہو گرفتار کر لا ساحرہ نے عرض کیا
خداوند مین اسی فکر مین ہون جسوقت اور جہان عمرو ملگیا مین فوراً اٹھا لاؤنگا لقا نے کہا ای نمرود وہ تیری تقدیرین
چھوٹی ہونے لگین نمرود نے جواب دیا کہ یہ چھوٹی تقدیرین تو ہی کیا کرتا ہے مگر خیر اب خدایہ سون کو غارت کرکے
تو تجھے بلاؤنگا پھر دیو افلاک سے کہا کہ لقا اور بختیارک کو پہونچا آ لقا نے کہا دیو افلاک کی مجکو کچھ ضرورت
نہین ہے میرا فرشتہ قدرت موجود ہے اور دیو رابندہ پر مع بختیارک سوار ہو کر اپنے قیطلون پر آیا تخت خدائی
پر بیٹھا اور دیدار عام کا حکم دیا تمام دنیا مین جو لقا پرست تھا مشتاق دیدار ہو کر آنے لگا یہان کا
حال سنیے کہ لشکر اسلام مین صاحبقران زمان نے کرب غازی سے کہا ای لشکر کردہ شاہ ولایت یہ نقابدار
جو اُس روز آیا اور شریک جنگ ہوا تھا کچھ عجب نہین کہ یہ نور الدہر ہو تم جاکر کوہ و صحرا مین تلاش کرو اور اُسے
ڈھونڈھ لاؤ کرب غازی نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر یکہ و تنہا تلاش نقابدار مین کرب غازی
روانہ ہوئے کہ حال اسکا انشاءاللہ بیان کیا جائیگا ادھر مہتر قران حبش نے جو سنا کہ خواجہ عمرو قیطلون پر
نمرود کے گرفتار ہین یہ حیلہ تھا اسواسطے کہ قیطلون پر نمرود کے پہونچکر اُستاد کو چھڑا لائے کہ ایک دیو مہتر قران کو

اُٹھا لیگیا حال اسکا بھی انشاء اللہ بیان کیا جائیگا لیکن حال سُنیے نمرود شاہ کا کہ اسنے بعد لقا کیجانے کے
دیو افلاک سے کہا کہ تو لشکر خدا پرستان پر آتشباری کر اور شیر و پلنگ برسا کہ خدا پرستون کا استیصال
ہو دیو افلاک نے کہا بہت اچھا آپ طبل قہاری بجوائیے اُسیوقت نمرود نے انور شاہ کو بلا کر حکم دیا کہ
طبل قہاری بجے بجتے طبل قہاری بجا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے پہلے دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے
بعد اُسکے عرض کیا کہ نمرود شاہ کے لشکر مین طبل قہاری بجا ہے رات کو آتشباری ہوگی اور شیر و پلنگ برسینگے
فرمایا کہ نمرود جھک مارتا ہے جو خدا ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور سر شام سے سجادۂ طاعت ایزدی
بچھا بچھا کر نمازین پڑھین اور دعائین مانگنے کو بیٹھے یاربا یا مستغاثی کی آواز لشکر اسلام مین بلند تھی اُدھر دیو افلاک
بہت سے شیر و پلنگ جا کر صحرا سے پکڑ لایا تھا اور ہزارہا گیند آتشین روشن کیے تھے پس دو پہر رات سے گئے
چالیس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر چلا اتفاق کار دیکھیے شان پروردگار ملاحظہ فرمایئے وہ حافظ حقیقی اپنے
بندگان خاص و عام کی حفاظت کرنے والا ہے ہر بلا و آفت سے وہی بچاتا ہے دیو افلاک مع چالیس ہزار دیوان
کے بخیال لشکر اسلام چلا اندھیری رات تھی درمیان صحرا کے آکر راستہ بھول گیا لشکر لقاے بے لقا کیطرف
آنکلا وہان آتشباری شروع ہوئی اور شیر و پلنگ چھوڑ دیے سیکڑون کافر مارے آگ سے جل جل کر خاک
ہوگئے سیکڑون کو شیرون اور چیتون نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا تہلکۂ عظیم برپا ہوا شور و غل اُٹھا بھاگو یہ کیسی قیامت
آئی آسمان سے آگ برستی ہے اور آسمان سے شیر و پلنگ پیدا ہو کر گرتے ہین ہزارہا کفار داخل جہنم ہوئے
یاقوت شاہ بحکم لقا دوڑا گیا اور زیر قیطول نمرود پکارا یہ کیا غضب ہے کیسی غفلت ہے کہ خدا پرستون کا لشکر تو
حفاظت مین رہے اور لشکر لقا تباہ ہو نمرود شاہ نے اُسیوقت سامرۂ جنی کو دیو افلاک کے پاس بھیجا اور
کہا کہ کہنا اے دیو افلاک یہ تونے کیا غضب کیا لشکر لقا کو کیون غارت کیے دیتا ہے دیو افلاک کے پاس
جب یہ حکم نمرود پہونچا دیو افلاک اپنے دیوون کو لیکر پھر آیا اور کہا یا خداوند شب تاریک تھی مین راستہ
لشکر اسلام کا بھول گیا تھا لشکر لقا پر جا پڑا خیر آج شبکو مین خدا پرستون کا لشکر جا کر غارت کردونگا پھر دیو
افلاک شیر و پلنگ پکڑ پکڑ کے جمع کرنے لگا یہان صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ پروردگار نے لشکر اسلام کو تو
محفوظ رکھا ساری آفت لشکر لقا پر آگئی صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا پھر خبر آئی کہ نمرود شاہ نے آج پھر طبل
قہاری بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است جو وہ بہتر جانیگا کریگا اور پھر شام سے تمام اہل اسلا
م نے نمازین پڑھ پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور بتضرع و زاری دعائین مانگنے لگے
دو پہر رات گئے ایک غلغلۂ عظیم آسمان پر ہوا اور دو چار کندے جلتے ہوئے آگ کے لشکر اسلام مین گرے اور
کچھ شیر و پلنگ بھی آئے بہادران و غازیان شمشیر زن نے اُنکو مارا مگر کچھ جیسے آگ سے جلے کہ قضاے کار اُدھر
سے قریشیہ سلطان صاحبقران کی ملاقات کو آئی تھی اور پہلے دیو تندرک کو خبر کیواسطے بھیجا تھا اُسنے
آکر قریشیہ سلطان کو خبر دی تھی کہ آج رات کو دیو افلاک اپنے دیوون کو ساتھ لیکر لشکر اسلام پر جائیگا آگ
اور شیر و پلنگ برسائیگا قریشیہ سلطان نے کچھ دیوون کو لگا رکھا تھا جب دیو افلاک لشکر اسلام پر آیا
اودھر سے قریشیہ سلطان فوج دیوون کی لیکر پہونچی حکم دیا کہ ان بیباکون اور ناہنجارون کو مار لو اور یہی شیر و پلنگ
اور آگ کے کندے لشکر کفار پر چھوڑ دو یہ سنتے دیو قریشیہ سلطان کے پکڑ پکڑ کے دیو افلاک
کے ساتھ والون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا آسمان سے صداے گیرودار آنے لگی دیوون کے ہاتھ پٹون

سر کٹ کٹ کے گرنے لگے پہر رات باقی تھی کہ دیو افلاک اپنے دیوون کو ساتھ لیکر بھاگا دیو قریشیہ
سلطان کے شیر و پلنگ لشکر کفار پر جھپٹنے لگے ہزارہا کافر مارے گئے دیو افلاک نے نمرود شاہ
سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ کے ساتھ بھی لاکھون دیو ہین مین اپنی جان بچا کر بھاگ آیا نہین مین بھی مارا
جاتا اور میرے دیو بھی سب قتل ہوتے اور اب بھی کئی ہزار دیو قتل ہوگئے نمرود شاہ چپ ہو رہا صبح کو
صاحبقران نے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھا تمنے کیا افضال الہی شریک حال ہوا تمام لشکر اسلام
اُس کافر کی شر سے محفوظ رہا بلکہ لشکر نمرود کے لوگ بہت سے تباہ ہوئے یہی ذکر تھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان
تخت پر سوار سامنے سے نمایان ہوئی صاحبقران کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر با توقیر نے قریشیہ سلطان
کو گلے سے لگایا خلعت دیا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ یہ مدد قریشیہ سلطان نے کی کہ دیو ساحر کو مارا اور دفع کیا
قریشیہ سلطان بولی ای امیر با توقیر مجھے خدا نے بر وقت خوب پہونچایا نہین تو دیو افلاک نے تمام لشکر
اسلام کو تباہ کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو دیوون کو خدمت سراپا برکت حضور مین چھوڑتی
جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے کبھی دیو و پری کی مدد نہین چاہی ہرگز کوئی دیو میرے پاس نہ چھوڑنا اور
اب تمکو مناسب ہی کہ تم رخصت ہو کر روانہ جانب قاف ہو قریشیہ سلطان آداب بجا لاکر رخصت ہوئی
اور اندر محل کے گئی خواتین معظمہ سے ملاقات کرکے پردہ قاف کیطرف روانہ ہوئی مگر یہان نمرود نے
القاش خون آشام سے کہا کہ تونے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو مارا ہی اب بھی جاکر ان خدا پرستون
سے مقابلہ کر اور جنگ و جدال کرکے سب کا خاتمہ کر القاش نے عرض کیا بہت اچھا مین موجود ہون نمرود نے
سامری کو حکم دیا اسے تم قیطلون سے نیچے اُتار دو سامری نے القاش کو زلور شاہ کے دربار مین لایا القاش نے
زلور شاہ سے کہا کہ مین خدا پرستون پر شبخون مارونگا یہ سنکے زلور شاہ نے جواب دیا تجھے اختیار ہی مجکو اسمین کچھ
دخل نہین ہی القاش نے لشکر اپنا تیار کیا اور رات کو بارادۂ شبخون چلا قضائے کار راہ لشکر اسلام کی بھول
گیا لشکر لقا پر جا کر اسنے شبخون مارا کفار مین ایک شور گیر و دار بلند ہوا غیغم خون آشام غلغلہ سنکر خیمے سے نکلا
اور گھوڑے پر سوار ہوا اور روشنی مشعلون کی اپنے ساتھ لیے اور اُڑتا ہوا چلا کہ دور سے القاش کو دیکھا
وہین سے للکارا او القاش یہ کیا کیا تونے ہمارے لشکر پر شبخون مارا القاش نے کہا مین خدا پرستون پر جاتا
تھا راہ بھول کر ادھر آ پڑا اب مین پھرا جاتا ہون پہر رات باقی تھی کہ اُدھر سے پھر کر لشکر اسلام پر آکر شبخون کر کے خدا پرستون
کو قتل کرنے لگا یہان حمزہ صاحبقران زمان آرام فرماتے تھے کہ القاش خون آشام کے شبخون کرنے کی خبر
پہونچی اسیوقت سوار ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے القاش کو چلے القاش اُڑتا ہوا آتا تھا کہ صاحبقران سے مقابلہ
ہوا القاش نے تلوار ماری صاحبقران نے خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور
کمر بند زنجیر مین ہاتھ ڈال کر القاش زین سے اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر عمرو کے حوالے کیا فوج القاش شکست کھا کر
بھاگی میدان صاف ہوگیا صاحبقران زمان بفتح و فیروزی پھرے صبح ہو چکی تھی بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
مین آکر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران سے آکر مجرا کیا اور دنگل شوکت پر بصد رفعت متمکن ہوئے عمرو سے فرمایا
لاؤ القاش کو عمرو نے القاش کو غل و زنجیر مین گرفتار سامنے حاضر کیا القاش نے بطریق نمرود شاہ پرستان
سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا دیکھا صاحبقران نے کہ چہرہ القاش کا سرخ ہی صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم
اعظم دم کیا اور کہا کہ اس پانی سے القاش کا منہ دھلاؤ جب القاش خون آشام کا منہ دھلایا القاش ہوش مین آیا

آثار سحر زائل ہوے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا ای القاش بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر پھر چند کلمات مذہب نمرود
پرستی اور مدح وثناو حمد سپاس پروردگار عالم مین بزبان فصیح ارشاد فرمائے کہ زنگ کفر آئینہ دل القاش
سے زائل ہوا اور نور اسلام پیشانی پر جلوہ گر ہوا القاش پکارا ای شہر یار مین نے معلوم کیا کہ دین اسلام اور مذہب
اور آئین اپکا برحق ہی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ القاش کو پڑھایا القاش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا پھر القاش نے
تمام فوج کو اپنی بلایا اور دائرہ اسلام مین لایا خبر نمرود شاہ کو ہوئی کہ القاش شریک لشکر حمزہ ہوا نمرود
نے کہا کہ یہ تقدیر مین نے نہ کی تھی بالائی تقدیر ہوئی اودھر لقا کو خبر پہونچی کہ القاش مسلمان ہو گیا یہ سنکے نہایت
برہم ہو کر قہر بن سماک اژدر گیر نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو میدان مین جاکر
القاش کو للکارونگا اور بنابید خداوندی اسے مار ڈالونگا لقا نے کہا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی القصہ اسیوقت طبل جنگ
بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اودھر نمرود شاہ کے لشکر مین نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر
ہتیاری جنگ تینون لشکرون مین رہی صبح کو تینون لشکر میدان کارزار مین آئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دے کر چلے گئے قہر بن سماک اژدر گیر سامنے لقا کے آیا اور عرض کیا کہ جو اجازت میدان کی ملے تو
جاکر خداپرستون سے مقابلہ کرون لقا نے کہا کہ جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قہر بن سماک اژدر گیر اجازت
حرب لیکر گھوڑا دوڑا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور کہا کہ کہان ہی القاش خون آشام آ سامنے میرے مقابلے
کو القاش خون آشام مرکب اپنا اڑا کر باجازت بادشاہ اسلام سامنے میدان مین قہر بن سماک اژدر گیر
کے آیا بعد تکا ورزی حریفانہ گفتگو کی قہر بن سماک اژدر گیر نے نیزہ مارا القاش نے دو گھڑی نیزہ بازی
مین نیزہ اسکا ہوائی کیا قہر بن سماک اژدر گیر قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچکر القاش پر جھپٹا اور برابر آکے
تلوار ماری القاش نے سپر پر روک کر تیغہ مارا سپر اسکی کاٹ کر تیغہ سر پر آیا تا جگر اتر گیا قہر بن سماک
اژدر گیر واصل جہنم ہوا القاش نے پھر مبارز طلب کیا سماک رعد انداز لقا سے رخصت ہو کر سامنے القاش
کے آیا بعد تکاورزی اور ہمسخنی کے سماک رعد انداز نے کہا کہ ای القاش تو نے بڑے بہادر کو مارا کہان اب
جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار القاش پر ماری القاش نے پشت تیغ پر روک کر وہی تیغہ خون آلود جو
اسکی کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لقا نے فوج کو حکم کیا کہ اسے مار لو جا لے نہ دو تمام فوج کفار نے
القاش خون آشام پر نرغہ کیا القاش بھی تلوار تول کر ان پر آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے فوج اسلام
کمک کیواسطے بھیجی جنگ مغلوبہ ہو گئی ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بند ہو گئے دریا خون کا بہنے لگا شناوران بحر
شجاعت دریاے خون مین ہاتھ تلوار کے لگا رہے تھے کفار بحر فنا مین ڈوب رہے تھے صاحبقران لڑتے ہوئے
برابر علمدار کے پہونچے مع علم اسکو قلم کیا جسوقت علم سرنگون ہوا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی غازیان دیندار نے
تعاقب کیا پڑاؤ پر بھی نہ پاؤن جمنے دیا وہان سے بھی فوج کفار بھاگی اہل اسلام غارت گری کفار پر آمادہ ہوئے
لوٹ شروع ہو گئی لقا بھاگ کر داخل شہر ہوا دروازے شہر کے بند کروا لیئے اہل اسلام مال و اسباب کافرون
کا لوٹ کر مالا مال ہو گئے جتنے کافر مارے گئے تھے انکے سرون کے کلہ کے مینار بنوائے گئے لشکر ظفر اثر
کو صاحبقران نے حکم دیا کہ گرد سائل کے اترو اور خیمے برپا کرو تمام لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا چار طرف
سے سائل کو گھیر لیا رسدین بند کر دین کہ جسمین آب و دانہ کا کفار پر قحط ہوا اب اس داستان کو یہین چھوڑ کے

دو کلمے داستان شوکت بیان کرب غازی کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف
کہ چاٹا کرین دیکھکر لب ظریف
دو اک جام ساقی وہ دے اکی بار
نظر آئے بنت العنب کا سنگار
سحر دید کا اسکے مشتاق ہے
جو خورشید یکتائے آفاق ہے
عطا کر مجھے وہ مئے مشکبو
کہ ہے جستجو جسکی اور آرزو
ہے پوشیدہ گھونگھٹ مین جلوہ تمام
بہت منتظر ہے دل شاد کام

اشعار دیگر

دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
کریگا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ہر اک شمشاد پر عالم ہے انگشت شہادت کا
ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد ہے صانع
تیرے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا
ملی نعمت سعادت کی تیرے در کی گدائی سے
ادائے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

تو وہ خورشید ہے گرددین یکتائی وحدت کا
مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا
کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا
بیت روان کردہ خامہ تیز دم

نمودندایں داستان رارقم بخشش کنندگان عبارت مسرت آئین دمشتاقان جمال پری تمثال شاہد مضامین قلم گلدستہ رقم سے اس داستان شوکت نشان کو بصد طبع آرائی یون تحریر کرتے ہین کہ جب کرب غازی تبلاش لفت ابدار مرصع پوش لشکر اسلام سے چلے ہین صحرا و بیابان ہین جو آیندہ و روندہ ملتا ہے اُس سے پوچھتے ہین کہ لفت ابدار مرصع پوش کو کہین پر دیکھا ہے کوئی پتا نہین بتاتا ہے بعد کئی روز کے ایک شہر مین پہونچے کہ نام اسکا شہر مرجانیہ ہے اور مالک مرجان سرخ پوش وہان کا بادشاہ ہے کرب غازی شہر مین داخل ہوئے اور سیر کرتے ہوے چلے آتے تھے جب درمیان چوک کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر ہجوم خلائق ہے اُسی طرف چلے جب قریب اس مجمع کے آئے دیکھا کہ بیچ مین ایک کمان اور بدرہ زر تخت پر ہے اور ایک شخص کرسی بچھائے ہوئے بیٹھا ہے کرب غازی نے آگے بڑھکر اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی رکھی ہے اور کسکی کمان ہے اُسنے جو ایک جوان خوبصورت صاحب شوکت دشان کو دیکھا کہ دبدبہ شہریاری جبین متین سے ہویدا ہے اور مرتبہ سرداری و سالاری پیشانی سے پیدا ہے سمجھا کہ یہ کوئی نووارد ہے یہان کا رہنے والا نہین ہے اُس کرسی نشین نے پوچھا کرب غازی سے کہ آپ اس شہر مین کب سے آئے ہوئے ہین کرب غازی نے کہا کہ آج ہی آیا ہون اُسنے بیان کیا کہ یہ کمان جہان پناہ فتاح سرخ پوش کی ہے اور یہان بازار مین اسواسطے رکھی ہے کہ جو شخص اسے کھینچے یہ بدرہ زر اٹھا لے اور اگر کسی نے ارادہ کمان کھینچنے کا کیا اور کمان اُس سے نہ کھنچی وہ قتل کیا جائیگا کرب غازی نے کہا کہ مین اسے کھینچون گا وہ کرسی نشین مانع ہوا کہ بڑے بڑے پہلوان اس کمان پر روز آزما چکے ہین اور خفت اٹھائی ہے تم اسکو نہ کھینچ سکو گے ناحق کو ذلیل ہو گے بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلے جاؤ کرب غازی نے جواب دیا اگر مجھسے نہ کھنچ سکے گی تو جسطرح چاہنا مجھسے پیش آنا دار پر چڑھانا یا تیر باران کرانا اُس کرسی نشین نے کہا تمھین اختیار ہے اسوقت کرب غازی گھوڑے سے اُترے اور کمان ہاتھ مین اُٹھائی اور ایک ہی زور مین گوشے سے گوشہ ملا دیا پھر ایک جھٹکا دیا کہ کمان کے دو ٹکڑے ہو گئے تمام مجمع عام مین غلغلہ بلند ہوا کہ اس جوان نے کمان توڑ ڈالی کرب غازی نے ایک بدرہ زر لیکر فقرا کو تقسیم کر دیا جب فتاح سرخ پوش کو یہ خبر پہونچی کہ ایک جوان نے کمان کھینچکر توڑ ڈالی کہا کہ جلد اُسے ہمارے پاس لاؤ چوبدار کرب غازی کے پاس آئے اور کہا آپ کو فتاح سرخ پوش نے بلایا ہے کرب غازی نے جواب دیا کہ اسکا مین نوکر نہین ہون مجھے کیا غرض ہے کہ اُسکے پاس جاؤن چوبدار نے جاکر فتاح سرخ پوش سے اسیطرح کہا اُسنے چند سپاہیون کو بھیجا کہ اُسے جاکر پکڑ لاؤ بیس پچیس سپاہی آئے اور کہا اے جوان ہمارے ساتھ چل

نہین تو زبردستی تجھے پچلینگے کرب غازی نے کہا کیا مجال تمھاری جو مجھے خبر سے لیجاؤ اُن سپاہیون نے چاہا کہ
بلوا کرکے پکڑلین کرب غازی تلوار کھنچکر اُن پر جاپڑا دم بھر مین دس بارہ کو مار لیا باقی بھاگ گئے جاکر فتاح
سُرخ پوش سے بیان کیا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت سے آدمی مارے گئے فتاح نہایت برہم ہوا اور دو ہزار
آدمی اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا اور کہا کہ مین ابھی اُسے مار لونگا یہان کرب غازی تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہی اور لوگ
دور دور مین مگر سب کہ رہے ہین کہ یہ عجب مرد جاہل ہی اب فوج آئے گی اور پکڑ لیجائیگی اسی اثنا مین فتاح
سُرخ پوش بھی آپہونچا دیکھا کہ ایک جوان تیغہ خون آلود ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہی سمجھا یہ وہی شخص ہی جسنے
کمان توڑی ہی حکم دیا کہ اسے بلوا کرکے پکڑلو یا اسکا سر کاٹ لو سب لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے لینا لینا کا غل
ہوا کرب غازی تو مستعد بجنگ کھڑے ہوئے تھے تلوار تول کر کافرون پر جاپڑے اور قتل کرنے لگے گھڑی بھر
مین سو دو سو آدمیون کو مار کر فتاح سُرخ پوش کے پاس پہونچے اور للکارا کہ او نامرد تو میرے مقابلے کو نہین آتا
اورون کو لڑنے بھیجتا ہی فتاح پکارا مین آیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ
کہکے کرب غازی کو تلوار ماری کرب غازی نے پشت شمشیر پر روککر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے
چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ فتاح مارا گیا یہ خبر ملک مرجان سُرخ پوش کو ہوئی کہ سپہ سالار فتاح سُرخ
پوش مارا گیا ملک مرجان نے دوسرے سپہ سالار سے کہا کہ تو جاکر اُس سرکش کا سر کاٹ لا وہ پانچ ہزار سوار
لیکر مقابلے کو آیا اور کرب غازی پر نرغہ کیا کرب غازی اُنسے بھی لڑنے لگے جسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے پھر بھر مین لاش پر لاش گرادی اور برابر پہونچکر قاہر سُرخ پوش سپہ سالار ثانی کو للکارا باش او
نابکار اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اُسنے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے جو تلوار اُسکی روک کر اپنا وار کیا
قاہر سُرخ پوش کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ملک مرجان کو فوراً خبر ہوئی کہ وہ بھی سپہ سالار قاہر سُرخ پوش مارا گیا
طیش غضب مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا چالیس ہزار جرار لیکر کرب غازی کے مقابلے کو آیا اور آتے ہی چار طرف سے
کرب غازی کو گھیر لیا کرب غازی جسطرح کارزار کر رہے تھے اُسیطرح لڑتے رہے ایک شبانہ روز تلوار چلی ہزار
آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے دوسرے روز عیار ملک مرجان شاہ کا کہ عیار سُرخ آسکا نام تھا اُسنے
ملک مرجان سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی اسے گرفتار کرلون ملک مرجان نے کہا کہ فوراً اسے
گرفتار کرو سُرخ عیار چارسو عیارون کو ہمراہ لیکر حلقہ ہاے کمند پکڑ پکڑ کر گھیر لیا چہار طرف سے کرب غازی پر
حلقہ ہاے کمند پڑنے لگے کرب غازی نے دس بیس حلقے کمند کے کاٹے اور دو چار کمند اندازون کو بھی مارا آخرکار
حلقہ ہاے کمند مین گرفتار ہوکر گرے اوپر سے ہزارہا آدمی لوٹ پڑے کرب غازی کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلوا کر غل و
زنجیر مین گرفتار کیا ملک مرجان نے کشتون کی لاشین اُٹھوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھر کر دربار
سے آیا سہ پہر کو دربار کیا اور کرب غازی کو سامنے بلوایا اُس بہادر نے بجوف و خطر لطر طلق اہل اسلام سلام کیا
تمام کافر مانند سر و دم کوفتہ کے پیچیدہ ہوئے اور پکارے کہ اے خدا پرست رسی جل گئی بل نہین جلا کرب غازی
پکارا کہ اے نامرد عیارون سے مجھے گرفتار کروایا ہی اور پھر یہ گفتگو کرتے ہو سمھون نے کہا کہ تم خدا پرستون کو جنھے
اسیر کیا ہی بہ تدبیر اسیر کیا ہی تم وہ بلاے بے درمان ہو کہ تمسے کوئی سر بکف ہوکر نہین لڑسکتا ملک مرجان پکارا
اے خدا پرست تو اپنا نام و نشان تو بیان کر فرمایا مجھے کرب دلاور کہتے ہین مین بہ تلاش نبیرۂ صاحبقران نورالدہر
بن بدیع الزمان نکلا ہون اس شہر مین پہونچکر گرفتار ہوگیا ملک مرجان نے کہا کہ تمھارے حق مین یہ بہتر ہی کہ

کہ دین لقاپرستی اختیار کرو نہین تو قتل کیے جاوگے کرب نے جواب دیا جو کچھ تمسے ہوسکے تم قصور نکرو مین لقا پر اور
اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون ملک مرجان نے حکم دیا کہ اسے زندان خانہ مین لیجاؤ کل صبح کو اسے قتل
کرینگے اور میدان خونی تیار رہو یہ سنکے چارچی نے چارج دیا کہ کل وہ خداپرست قتل کیا جائیگا جسکا جی چاہے وہ تماشا
دیکھنے کو آئے تمام شہر مین غل ہوا کہ وہ خداپرست جسنے دونون سپہ سالارون کو بادشاہ کے مارا ہی قتل کیا جائیگا اور
باہر شہر کے ایک جھیل کے کنارے میدان خونی تیار ہوا صبح کو ملک مرجان نے سرخ عیار سے کہا کہ اس خداپرست
کو تو لیجاکر قتل کر سرخ عیار کرب غازی کو لیکر میدان خونی مین آیا اور کرب غازی کو زیر دار بٹھایا اُسوقت
کرب غازی نے بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کی اے خالق عزوجل تو مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلائے ناگہانی
سے نجات دے اور کافرون کے شر سے بچالے ابھی تیر دعا ہدف اجابت تک پہونچا تھا ناگاہ ایک نقابدار
سرخ پوش مع چارسو نقابدارون کے پیدا ہوا اور اُسنے آکر پوچھا کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی ہے جو قتل کرتے
ہو اُن سب نے کہا کہ یہ خداپرست ہے اور دو سپہ سالارون کو علاوہ فوج کے مارا بادشاہ کا حکم ہے کہ اسے قتل کرو
پوچھا نقابدار نے کہ لڑائی ہونے کا کیا سبب تھا سرخ عیار نے تمام قصہ کمان کے کھینچنے کا بیان کیا
نقابدار نے کہا کہ یہ بیجا ہے کیون اُسنے کمان بازار مین رکھوائی تھی اسے چھوڑدو مین اپنے ساتھ لیجاؤنگا
متنفس نہ ہونے دونگا سرخ عیار بولا کہ ہم بغیر حکم بادشاہ کے نہ جانے دینگے نقابدار نے تلوار کھینچی اور
اپنے لوگون سے کہا کہ ان نابکارون کو مارو لوگ نقابدار کے تلوارین کھینچکر کفار پر آپڑے تلوار چلنے لگی طرفۃ العین مین
عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیے کرب غازی نے بھی قید کو اپنی توڑ ڈالا نقابدار نے کرب کو
گھوڑے پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر صحرا کو روانہ ہوا اگر سرخ عیار بھاگ کر ملک مرجان شاہ کے پاس آیا
اور حال کرب غازی کا بیان کیا کہ ایک نقابدار نے آکر اس خداپرست کو قید سے چھڑایا اور اپنے ساتھ لیگیا
ملک مرجان حیران ہوا اور کہا کہ اس نقابدار کو جلد تلاش کرو کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہان رہتا ہے سرخ عیار
تلاش مین نقابدار کے چلا یہان نقابدار سرخ پوش کرب غازی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک
باغ مین آیا اور ایک بارہ دری مین بٹھایا اور کہا کہ مین ایک ضرورت سے جاتا ہون ابھی آتا ہون یہ کہکر سب نقابدارون
کو ساتھ لیکر چلا گیا مگر کچھ ترکنین اور حبشنین قلماقنیان وغیرہ وہان پہرے پر موجود تھین اور کچھ خواصین تھین مرد کا کہین
نام و نشان نہ تھا کرب غازی نے اپنے دل مین کہا کہ شاید یہ نقابدار عورت ہے ایک سے پوچھا کہ اس نقابدار
کا کیا نام ہے اُسنے کہا وہ آتے ہونگے خود بتادینگے اور وقت شب کا بھی ہوچکا تھا تمام بارہ دری جھاڑ وکنول کی
روشنی سے نورانی ہوگئی تھی کرب غازی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ سو دو سو
فانوسین روشن اور بیچ مین ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب سا اور گرد اُسکے چارسو نازنینان پری پیکر چلی
آتی ہین جب قریب وہ نازنین آئی کرب غازی نے ایک ماہ آسمان حسن و خوبی کو جلوہ گر پایا کہ غرق
از سر تا پا دریاے جواہر مین ہے اور تمام ساتھ والیان دُر در گوش مرصع پوش لباس سرخ پہنے ہوئے ہین یہ
معلوم ہوتا ہے کہ گرد ماہ تابان کے ہجوم سیارگان ہے کرب غازی دیکھتے ہی اُس نازنین کے عاشق وشیدا ہوگئے
اپنے دل مین کہا کہ یہی نقابدار بنکر تیرے چھڑانے کو گئی تھی اور یہ تو یقین نہین آتا کہ نقابدار نے اپنے ناموس کو تیرے
سامنے بھیجدیا ہو اسی خیال مین تھے کہ وہ نازنین مہ جبین پاس آئی کرب غازی اُٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کی اُس
نازنین نے ہاتھ کرب غازی کا پکڑکر مسند پر بٹھایا اور آپ بھی وہان بیٹھ گئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا گانے مین

سامنے آئین ساز بننے لگے ایک خواص خاص نے جام شراب لبریز کرکے کرب غازی کو دیا کرب غازی نے
جام تو لیلیا مگر پیا نہین ہاتھ سے رکھدیا ملکہ نے کہا کہ تم جام کیون نہین پیتے کرب غازی نے جواب دیا کہ
پہلے آپ مجکو اپنے حسب و نسب اور دین و آئین سے آگاہ کیجیے اُس نازنین نے کہا شعر کیا پوچھتے ہو ملت و مذہب
کو ہم کشتہ و غرق شراب عشق جمال حضور ہین ہو کرب غازی نے کہا کہ یہ نقابدار بنکر کیا آپ ہی مجھکو چھڑا لائی ہین
اُس نازنین نے کہا حضور ہان یہ لونڈی باعث رہائی حضور ہوئی نام میرا ملکہ حمرانہ سرخ پوش ہے مین بیٹی ہون
ملک مرجان شاہ کی جس روز آپ گرفتار ہوے تھے اُسی دن مین حمام سے آئی تھی غلغلہ سُنکر پردہ محانے کا اٹھاکر
جو نہین دیکھا عاشق ہوگئی ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا ساتھ والیون نے بہتیرا سمجھایا الیبا ولولہ عشق تھا کہ کچھ نیک و
بد سمجھ مین نہ آیا آخر کار دل پر ٹھانی کہ یا تو جان دیدیجیے یا چلکر اُس جوان رعنا کو چھڑا لیجیے اپنی جان پر کھیل کر گئی اور تمکو
چھڑا لائی اب اگر تمکو بھی مجھسے محبت ہو تو میرے پاس رہو نہین جہان جی چاہے جاؤ مین تمھاری دامن گیر نہون گی
جسطرح ہوگا صبر کرون گی اور دین میرا دین لقا پرستی ہے کرب غازی نے کہا اے ملکہ ایک تو تم میری محسن کہ تمنے میری
جان بخشی کی دوسرے یہ کہ تم ایسی معشوق کے پاس رہنے سے کون انکار کریگا مگر جو ہمسے تمھین محبت ہے تو لقا پر لعنت کرو
دین اسلام قبول کرو پھر کرب غازی نے مذمت دین لقا اور حمد و ثنا پروردگار جل و علا بہ زبان فصیح بیان کی ملکہ
نے کہا کہ صاحب مجھے لقائے بے لقا بھروے موئے لونڈی کاٹے سے کچھ کام نہین مین آپ پر لعنت کرتی ہون اور ابھی
دین اسلام قبول کرتی ہون پھر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ صاحبو اگر میرے ساتھ مسلمان ہوجاؤ وہ سب کی سب
بولین کہ ہمین کیا انکار ہے کرب غازی نے سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کرکے مسلمان کیا اب جام شراب گردش مین آیا
ملکہ حمرانہ سرخ پوش نے اپنے ہاتھ سے جام زمردین بادۂ یاقوت رنگ سے بسریز کرکے کرب غازی کو دیا اور کرب
غازی نے ساغر الماس تراش شراب احمر سے بھرکر ملکہ کو دیا دونون عاشق و معشوق بادۂ گلرنگ نوش کرکے
مشغول اختلاط اور سرگرم عیش و نشاط ہوئے پھر کھانا آیا دونون نے کھانا کھایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود آراستہ
ہوئی دو پہر رات گئے سب اُٹھ اُٹھکر چلے گئے فقط کرب غازی اور ملکہ حمرانہ سرخ پوش رہ گئے اب جو اُن دونون
نے محض تخلیہ پایا گردنون مین باہین پڑین بوس و کنار ہونے لگا ملکہ نے استفسار حال کیا پوچھا کہ صاحب تم اپنے
لشکر سے کیون نکلے تھے کرب غازی نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے پوچھا عجیل ماہ رو تمھارے کون ہین کرب غازی
نے کہا کہ حضرت صاحبقران کے سگے بھائی ہین اور میرے قبلہ و کعبہ ہین اے ملکہ تم کیا جانو عجیل ماہرو کو ملکہ نے
کہا کہ یہان بیابان قضا و قدر قریب ہے اور وہان کا بادشاہ ملک صاعقہ جنی ہے عجیل ماہرو زخمی ہوکر وہان پہونچے تھے
لعل افروز پری اُن کو بیابان قضا و قدر سے اُٹھا لائی تھی زخم اُن کا اچھا کیا وہ لعل افروز سے محبت کرنے لگے
کہ ملک صاعقہ جنی آگاہ ہوا عجیل سے آکر کہا کہ جو تم طلسم پر بزاد ان کو فتح کرو تو مین لعل افروز کی
شادی تمھارے ساتھ کردون عجیل ماہرو بارادۂ طلسم کشائی گئے اور گرفتار ہوئے بعد اُسکے لعل افروز بھی
محبت مین عجیل ماہ رو کے جاکر مبتلائے طلسم ہوگئے اب دونون پتھر کے ہوکر رہ گئے ہین مگر زبان مین طاقت
گویائی باقی ہے باتین کرتے ہین کرب غازی نے کہا اے ملکہ مین طلسم کشائی کو اور عجیل ماہ رو کی رہائی کو جاؤن گا
ملکہ پہلے مانع ہوئی جب کرب غازی نے نہ مانا ملکہ نے کہا مین بھی تمھارے ہمراہ طلسم مین چلون گی یہان
مجھکو اندیشہ ہے کہ باپ میرا اگر میرے حال سے آگاہ ہوا تو خدا جانے کیونکر مجھسے پیش آئیگا کرب غازی نے
ہر چند کہا کہ تمھارا جانا صلاح نہین ہے مین تنہا جاؤنگا ملکہ نے کہا مین اپنے تئین ہلاک کرڈالون گی جو وقت کرب غازی

نے دیکھا کہ ملکہ کسیطرح نہین مانتی چارو ناچار ملکہ کو ساتھ لیکر طلسم کی راہ لی آتے آتے جب صحراے طلسم مین پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا سبزہ زار ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین درخت میوہ دار ہر طرف جھوم رہے ہین نہرین جابجا جاری ہین طائران خوش الحان شاخہاے نخل تر و تازہ پر بہ زبان بے زبانی مصروف حمد باری ہین اور زمزمے اُن کے سننے والون کے دلون کو محو کرتے ہین ہواے سرد چل رہی ہی صبا بے پانون آتی ہی نسیم اٹھکھیلیان کرتی ہی کرب غازی نے ملکہ سے پوچھا کہ یہی صحراے طلسم ہی ملکہ نے کہا ہان یہی ہی کرب دلاور نے پوچھا عجیل ماہ رو کہان قید ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آگے وہ بھی ملین گے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی کہ اے ملکہ حمرانہ تو نے کیون دین اپنا برباد کیا اور اس خدا پرست کا کسواسطے ساتھ دیا کرب دلاور نے چہار طرف دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہی کہ پھر صدا آئی اے حمرانہ تو چلی جا یہان سے نہین تو گرفتار ہو جائیگی کرب غازی نے دیکھا کہ ایک جانور سرخ رنگ درخت پر بیٹھا ہوا یہ صدا دیتا ہی کرب غازی نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ بازو اُس جانور کا زخمی ہوا وہ جانور اُڑا اور پکارا او خیرہ سر اب تجھکو معلوم ہوگا تیر مارنے کی سزا پائیگا کرب غازی نے چاہا کہ دوسرا تیر مارے کہ وہ جانور غائب ہو گیا اور ایک پنجہ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کو اُٹھا لیگیا کرب غازی چلاتے ہوے دوڑے کہ مجھکو بھی ساتھ ملکہ کے لیے جا کچھ آواز نہ آئی کرب دلاور غم مین ملکہ کے پریشان چلے آتے تھے دیکھا کہ اژدر آتش فشان نمودار ہوا اور قلاب آتشین چھوڑ کر دم کشی کی کرب دلاور نے یہ دیکھے لنگر اپنا قایم کیا مگر نہ قائم ہو سکا لنگر اُکھڑ گیا اور کرب غازی غلطان غلطان اُسکے منھ کے قریب پہونچے اور وہان پہونچکر تلوار اژدہے کو ماری لیکن اُسپر خدا بھی نہ ہوا تلوار صاف اُچٹ گئی پھر جو اژدہے نے دم کشی کی کرب غازی کو نگل گیا اب اس داستان مصائب بیان کو یونہین چھوڑیے

دو کلمے داستان افسون فشان منیر قران حبشی عیار طرار کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی لا لا ساقی شراب خاص میخانہ
ادھر تو بہار ہی ساقیا تو بادہ خوارون کو
ملا ہی دخترِ رز تو منھ سے اگر نہ ملتی تو رندون سے
ارے جاتی ہی فصل گل چھائی ہوئی بدلی
نہ پائی زخم کی لذت ہوس دل مین رہی دل کی
صراحی تھی سر پہ ہر حلق خشک قاتل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی

دکھا دن اپنی میخانے مین اب رندونکو طراری
تمنا تھی کہ چھلک کر خوب ہی سیر فلک کرتے
اسی حسرت ہی مین ملجائینگے مردون مین زندہ ہو کر
سحر و کھٹر سے کیا حاصل اب آ کر اپنی مطلب پر
پڑی میرے بدن پر شبکی بجلی تیغ قاتل کی
چھری پھرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہزارون شارع
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانہ دل کی

فلک گردش دکھاتا ہی ادھر خنجر گذارون کی
ترنگ اکدم دکھاتے نشہ کی اور ہر دم بھرتے
کہا سب کچھ نہ پھر ساقی تری مطلق نگہ بدلی
ہی یہ بھی رند میخانہ یہ ظاہر ہو گیا سب پہ
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
غضب ہوگی جدائی میرے حق مین ہتھ عادل کی
شب ہر قدر ہی شب فرقت مین دن روز قیامت ہی
زیادہ صبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی

ہر اک ساعت سے آفت کی گھڑی ہی کس قدر مشکل ہی دلبر کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا وہ پھر ڈھلے سو کھا عروج دو وقفہ خوش بہار تھوڑا ہی بیت درخشندہ آفتاب منیر + رقم گرد افسانہ بے نظیر مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری و شہسواران شعبدہ پرداز میدان طراری و خنجر گذاری کمیت قلم جرات رقم کو عرصہ قرطاس فلک اساس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب منیر قران حبشی طرار و خنجر گذار بتلاش اُستاد عالیجاہ قائد عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار روانہ ہوا راہ مین سے ایک پنجہ آسمان سے گر کے اُٹھا لیگیا کرہ ہوا مین پہونچکر منیر قران بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی منیر قران نے اپنے تئین ایک صحراے سبزہ زار مین دیکھا کہ ایک دیو عفریت منش سامنے کھڑا ہوا خوش فعلیان کر رہا ہی اور ہاتھ اُٹھا کر کہ رہا ہی کہ یا خداوند ابلیس پر تلبیس کیا لقمہ چرب تو نے عنایت کیا ہی منیر قران نے اُس دیو سے پوچھا کہ کیا تو ہی مجھے اُٹھا لایا ہی اسنے کہا ہان پوچھا کیا سبب ہی کیون

اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے بیان کیا کہ مین دیو افلاک کے ہمراہیون مین سے ہون تو زیر قیطول نمرود شاہ کھڑا ہوا
تھا میرا جی للچایا مین نے دیو افلاک سے کہا اگر حکم ہو تو یہ آدمی بہت فربہ ہی اسکو اُٹھا لاؤن اور کھا جاؤن
دیو افلاک نے کہا کہ اچھا کھا جا مگر اُٹھا کر اسکو دور لیجا مین تجھکو کھانے کیواسطے اُٹھا لایا ہون ای آدم زاد مین
مُنھ کھولتا ہون اگر تو چپکے سے میرے مُنھ مین کود پڑے تو نہ دانت لگاؤن نہ ڈاڑھ سے چباؤن تر گٹکے کیطرح
نگل جاؤن منیر قران نے کہا او نابکار مجھکو تو نے ایسا لقمہ نرم و تر سمجھا ہی اب مین بغیر تجھے قتل کیے نہ چھوڑونگا
کیا تو نہین جانتا ہی کہ حمزہ صاحبقران زمان نے ہزارہا دیوون کو قتل کیا ہی مین بھی اُنھین کا غلام ہون دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون دیو یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا مجھے تو ڈراتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ منیر قران کو پکڑ کر مُنھ مین
رکھ لے جب ہاتھ دیو کا قریب منیر قران کے پہونچا منیر قران نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ دیو مُنھ
کے بھل سامنے زمین پر آیا منیر قران نے گردن مین اُس دیو کے ہاتھ ڈالدیا دیو بھی منیر قران سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد منیر قران نے دیو کو پچھاڑا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ کر ایک بغدا مارا کہ سر اُسکا جسم
سے کٹ کے الگ جا پڑا لاش اُس دیو کی وہین تڑپتی ہوئی چھوڑ کے ایک طرف کو چل نکلا تھوڑی دور
بڑھا تھا کہ کچھ آدمی آتے ہوے دکھائی دیے منیر قران نے اُنسے صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ کوئی بستی
آباد بھی یہان سے قریب ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے کئی ملک قریب ہین ایک جانب کو ملک قصوریہ
باختری ہی اور ایک طرف کو ملک انانلیہ ہی اور ایک سمت کو ملک مرجانیہ ہی اُسمین ایک بیابان قضا و قدر ہی کہ سحر
و ساحری کا بالکل سامان ہی مین اُسیطرف سے آتا ہون منیر قران نے پوچھا کہ بیابان قضا و قدر کا کون حاکم ہی
اُنھون نے کہا کہ ملک صاعقہ وہان کا حاکم ہی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ بھائی حمزہ صاحبقران کا عجیل ماہ رو
وہان طلسم پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا وہ گرفتار طلسم ہوکر پتھر کا بنگیا بعد اُسکے کرب غازی طلسم کشائی کو آئے وہ بھی
سراپا پتھر کے ہوکر رہ گئے بلکہ دونون کی معشوقہ بھی اُن کے ساتھ گرفتار طلسم ہوکر تصویرین سنگ کی ہوگئین ہین
مگر مُنھ سے بولتی ہین باتین کرتی ہین منیر قران نے پوچھا وہ طلسم کشا یہان سے کتنے فاصلے پر ہونگے اُنھون
نے کہا یہان سے بہت قریب وہ طلسم ہی اُسیکے بیابان مین وہ گرفتار ہین منیر قران یہ سُنکر بہت حیران و پریشان
اور غمناک ہوا اور دلمین کہا کہ چلکر طلسم کو فتح کیجیے اور عجیل ماہ رو کو اور کرب غازی کو رہا کیجیے پوچھا کہ طلسم پریزادان
کا راستہ کون سا ہی اُنھون نے کہا کہ دہنی طرف چلے جاؤ یہی طلسم کا راستہ ہی منیر قران اُسی طرف روانہ ہوا
دوسرے دن دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا عجیب کیفیت کا دہ درہ کوہ ہی چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی ہواے
سرد چلتی ہی ہر رنگ کے پھول کھلے ہوے طیور جابجا درختون پر چہکتے ہین منیر قران سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ ای منیر قران کہان تو آتا ہی جلد یہان سے پلٹ جا اور حمزہ صاحبقران سے جاکر کہ کہ عجیل ماہ رو اور
کرب غازی طلسم پریزادان مین گرفتار ہین جلد اُنکی رہائی کی تدبیر کیجیے منیر قران نے دیکھا کہ واقعی عجیل ماہ رو
پتھر کا بنا ہوا کھڑا ہی اور پاس اُسکے ایک نازنین بھی موجود ہی مگر مطلق حس و حرکت نہین ہی یہ دیکھکر منیر قران
پکارا ای شہریار مین آپکی رہائی کیواسطے آیا ہون عجیل ماہ رو نے کہا ای قران اس طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہی
اور ابھی کچھ وقت نہین ہی یہان سے پھر جا سکتے ہو جلد چلے جاؤ منیر قران نے نہ مانا اور آگے بڑھا تھوڑی دور
آیا تھا کہ کرب غازی کو بھی دیکھا کہ پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین اور اُنکے بھی سامنے ایک معشوقہ مہ جبین
کھڑی ہی منیر قران کو جو کرب غازی نے دیکھا پکارے ای برادر منیر قران تم اس مقام پر بلا مین کیون آئے

منیر قران نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے آپ کو رہا کرون کرب غازی نے کہا ہم بھی طلسم کشائی کو آئے تھے مگر گرفتار بلا ہوگئے تم اس ارادے سے فتح طلسم کے باز رہو اور چلے جاؤ منیر قران نے کہا اے بہادر اٹھو میں یہان آچکا پھر کر نہ جاؤنگا جو کچھ ہو سو ہو مصرع ع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ✤ کرب غازی نے کہا اے قران ایک اژدہا یہان پیدا ہوتا ہی کہ نام اسکا گنجور جادو ہی اس سے ذرا ہوشیار رہنا منیر قران نے کہا مین کیا ہوشیاری کرونگا توکل بخدا جاتا ہون وہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی یہ کہکر آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے اجل رسیدہ پھر جا یہان سے کہان آتا ہی منیر قران نے دہنے بائین دیکھا کسیکو نہ پایا نعرہ کیا او قرمساق کیا تو مجھے ڈراتا ہی سامنے تو آ حقیقت معلوم ہوجائے یکایک ایک اژدہا سامنے سے نمایان ہوا اور قلاب آتشین چھوڑکر دم کشتی کی منیر قران کا لنگر قائم نہ ہوسکا اور زمین پر گرکے لوٹتا ہوا اسکے منھ کے برابر پہونچا جرات کرکے ایک بغدا اسکے سر پر مارا مگر بغدا کارگر نہ ہوا صاف اچٹ گیا اور وہ اژدہا منیر قران کو نگل گیا اس داستان سے صاحب بیان کو یہین چھوڑیے ان اسیران طلسم پر بزادان کا حال آگے بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان شجاعت نشان لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اور نمرود شاہ بے ایمان کے بیان کیجاتے ہین

نکر ساقی جنگ جواب و درنگ	نشے کی پلا مجھ کہ ہی عزم جنگ	مقابل مین ہی ساقیا وہ حریف	کہ ہی جسکا دین اور ایمان کثیف
وہ بادہ پلا ساقیا با ہوش ہو	کوئی دو دو اب نہ بیہوش ہو	کوئی جام دے ساقیا خم کی خیر	کرون جنگ اسلام کی مین سیر
سحر ہو جو ہنگامہ کارزار	ہو جمع سخن کی چمک آشکار دگر	کسی سے رخ کو چھپا رہا ہی کسیکو چہرہ دکھا رہا ہی ✤ وہ شوخ فتنے اٹھا	

رہا ہی نگار رہا ہی بگھار رہا ہی ✤ کسیکو دولھا بنا رہا ہی کسیکی میت اٹھا رہا ہی ✤ کسیکو گردون نہار رہا ہی کسیکو ظالم رولا رہا ہی ✤ کبھی سمان انکی وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ ہی ✤ یہ رنگ گردون دکھا رہا ہی ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی ✤ دیکھ تجھے اے اجل جو حمد وے اے آتشناک ہوتا تھا ✤ تو جل جا کر محبت مین کبھی خاک ہوتا تھا ✤ تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا ✤ تو میرے سر کو پہلے اپنے فتراک ہوتا تھا پڑا رہتا ہی کیون اس تنگنائے دہر مین بیدل ✤ تجھے اے توسن عمر روان چالاک ہوتا تھا ✤ بیت نگارندۂ دفتر دلکش زنستۂ این داستان باصفا معرکہ آرایان میدان مضامین دل نشین و نبرد آزمایان عرصۂ نظم و نثر رنگین قلم دو زبان سے داستان شجاعت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین ۔ کہ جب لقا بے لقا شکست فاش کھا کر قلعہ بند ہوا اور مقابلہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے اور نمرود شاہ سے ہوا چنانچہ بہت سے سردار نامدار نقابدار زرد پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اور بہت سے سردارون نے سحر مین مبتلا ہوکر نمرود شاہ کو سجدہ کیا دوبارہ پھر نقابدار زرد پوش نے طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے خبر لیکر صاحبقران کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ نقابدار زرد پوش نے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے اور تمام سردارون سے ارشاد کیا کہ یہ نقابدار زرد پوش بلائے بے درمان ہی جو اسکے مقابلے کو جائے سمجھ کے جائے اور دس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر آواز بلند کہا کہ جو اس نقابدار کو ذلیل و خوار یا گرفتار کر لائیگا وہ دس ہزار روپیہ پائیگا یہ سنتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا دوڑکر رقعہ اٹھالیا اور کہا کہ مین اس نقابدار سے مقابلہ کرونگا اور سزائے معقول دونگا لیکن شرط یہ ہی کہ پہلے روپیہ لیلونگا امیر با توقیر نے اسیوقت روپیہ منگوا دیا عمرو نے روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تمام شب دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال نقابدار زرد پوش زلور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد بہت لاف و گزاف کے مبارز طلب لیا حمزہ صاحبقران نے نظر بلند کی عمرو کو نہ پایا تمام لشکر مین تلاش کیا

مگر کہین پتا نہ ملا اسی اثنا مین مہ ہنگ تکی نے عرضی عمرو حمزہ صاحبقران کو دی اور یہ عرض کیا کہ خواجہ عمرو تیرے کو گئے
امیر بانوقیر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت برہم ہوئے فرمایا آیا اس سے کسنے زبردستی کی تھی کہ تو نقابدار زرد پوش سے
مقابلہ کر ناحق اسنے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور مجھکو ذلیل کروایا عمرو کا حال جو نقابدار نے سنا کہ عمرو غائب
ہوگیا اور زیادہ لاف وگزاف کرنے لگا اور کہا کہ وہ ساربان زادہ مجھسے کیا مقابلہ کریگا کسی جری کو میرے مقابلے
مین آنا چاہیے یہ سنکے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے ارادہ میدان کیا کہ ایک صحرا کی طرف سے گرد کا بلند ہوا
اور ایک مرد ضعیف لباس کہنہ پہنے ہوئے مرکب لاغر پر سوار نمودار ہوا اور وہ لاغری مرکب کی کہ تمام ہڈی پسلیان
نکلی ہوئین ہوا کے جھونکے مین گرا پڑتا ہے اور تلوار جو پیر مرد کے پرتلے مین پڑی تھی چلنے مین وہ گھوڑے کی پسلیون
سے ٹکر کھاتی تھی آواز کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوتی تھی جب وہ مرد ضعیف نقابدار زرد پوش کے برابر پہونچا اور للکارا کہ او
نقابدار تو عمرو کا اس بے ادبی سے نام لیتا ہے اسکو تو نہین جانتا ہے کہ عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران و ولی اللہ ہے کسکی مجال ہے
جو خواجہ عمرو سے مقابلہ کرسکے ایک مین اسکا ادنی سا غلام ہون پہلے مجھسے تو سامنا کر دیکھ تو کیسی تجھکو سزاے معقول
دیتا ہون نقابدار پکارا او پیر مرد دور ہو میرے سامنے سے کیون قضا دامنگیر ہوئی ہے پیر مرد نے کہا او نقابدار
خاموش رہ کیون ناحق کتے کیطرح بھونکتا ہے تیری شامت آئی ہے مین تجکو بغیر سزا دیے یہان سے نجاؤنگا نقابدار نے
لشکر اسلام کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ مجھے اس پیر مرد کے قتل کرنے مین شرم آتی ہے تم لوگ اسکو فہمایش کرکے میدان
سے پھیر دو اس مرد ضعیف نے کہا کہ صاحبو یہ نقابدار مجھسے ڈر گیا جنگ مین حیلہ و حوالہ کرتا ہے اگر یہ مجھکو جرمانہ معقول دے
اور اقرار کرے کہ اب عمرو کو برا نکہونگا تو مین اسے چھوڑ دون نقابدار یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا باش او
مرد ضعیف مین ابھی تیرا غرور نکالے دیتا ہون یہ کہکر نقابدار نے نیزہ مارا اس مرد ضعیف نے نیزہ اسکا اپنے نیزے
پر روکا بعد چند طعنون کے اسکا نیزہ ہوائی کر دیا نقابدار یہ حال دیکھکے زیادہ برہم ہوا اور خبردار کہکے تلوار ماری
اس پیر مرد نے گھوڑے کو ترچھا کرکے خالی دی اور ٹکرا اینٹ کا گوپھن مین رکھکر ہاتھ تاک کر مارا کہ ٹھیک بازو پر نقابدار کے
پڑا تلوار ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹ کر گر پڑی ہاتھ اسکا زخمی ہوا کہ دوسرا پتھر اور گوپھن مین رکھکر مارا سینہ پر نقابدار
کے پڑا سینہ بھی نقابدار کا زخمی ہوا اب گھبرایا پکارا یارو مجھکو اس بڈھے سے بچاؤ اور مرکب کو بھگاکر چلا بھاگتے مین اس
بڈھے نے تیسرا پتھر اور مارا کہ پہلو پر پڑا نقابدار سخت عاجز آیا اور مرکب کو سرپٹ بھگایا اور پکارتا جاتا تھا کہ مجھکو اس
پیر مرد نے مار ڈالا نقابدار تو آگے آگے بھاگا جاتا ہے اور پیر مرد پیچھے پیچھے پتھر کا گوپھن مین مارتا ہوا آتا ہے یہان تک کہ نقابدار
بیہوش ہوکر گرا اور ساتھ والے اسکے دوڑ پڑے اور اسکو اٹھا کر لیگئے وہ مرد ضعیف ادھر سے پلٹا اور بیچ مین میدان کے
آکر پکارا کہ ایہا الناس آگاہ باشید منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا تم سبنے کہ اس نقابدار کو کسطرح
میدان سے بھگایا قضاے کار ساحرہ جنی تو عمرو کے گرفتار کرنیکی فکر مین لگا ہوا تھا اسنے جو سنا کہ یہ مرد ضعیف عمرو ہی
میدان سے اٹھا کر لیگیا صاحبقران کو دیکھکر کمال رنج ہوا فرمایا کہ مقرر نمرود نے عمرو کو پکڑوا بلوایا دیکھیے کیونکر عمرو سے
نمرود پیش آتا ہے الغرض طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین داخل ہوئے زبور شاہ نے نقابدار کے
زخم مین ٹانکے دلوائے جہان جہان چوٹ لگی تھی ان مقامون کو خوب سینکا علاج مین بدل نقابدار کے زبور شاہ
مصروف ہوا ادھر ساحرہ جنی عمرو کو لیے ہوئے نمرود شاہ کے پاس پہونچا اور عرض کیا کہ یہ دزد باریک گردن حاضر ہے اسوقت
مشکین عمرو کی بندھی ہوئی تھین نمرود پکارا کہ کیون اے عمرو تجھکو یہ دن یاد نہ تھا جو تونے ڈاڑھی میری مونڈی اب
کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو پکارا یا خداوند بیشک مین گنہگار ہون آپ مجھے قتل کرین کہ مین نے ایسی ہی خداوند کے

ساتھ برائی کی ہے مگر یا خداوند اتنا چاہتا ہون کہ جب تک آپ نظر پر نہین کرتے ہین کوئی امر کسیطرح کا وقوع مین نہین آتا ہی نہین معلوم کیا مصلحت تھی کہ جو آپ نے ڈاڑھی میرے ہاتھ سے مونڈوائی یہ کہکر سجدہ مین جھکا اور دو انگلیون کی محراب بناکر زیر پیشانی رکھی اور کہا کہ وہ شخص آپکا بندہ ہی آپ کو اختیار ہی چاہیے قتل کیجیے چاہیے خطا بخشدیجیے شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے شہزادہ بدیع الزمان اور لندھور جو مبتلائے سحر نمرودی تھے کہنے لگے یا خداوند اب ایسی خطا عمرو سے نہوگی بخشدیجیے گنہہ معاف کیجیے اور عمرو کو اٹھاکر قدمون پر نمرود شاہ کے ڈالدیا نمرود نے سر عمرو کا پانون سے اٹھاکر پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا پھر دوبارہ مگر ایسی خطا نہ کرنا اور گاؤ بجاؤ نمرود عمرو کے گانے بجانے پر ایسا عاشق تھا کہ خطا عمرو کی معاف کی ہر چند ساعرہ جنی نے کہا یا خداوند یہ پھر دغا کریگا یہ بڑا مکار ہی نمرود اسکا کہنا سماعت مین نہ لایا اور عمرو کو خلعت دیا عمرو نے اسیوقت ڈگھر سے نکالی اور بجاکے گانے لگا نمرود بہت محظوظ ہوا غرض کہ عمرو نمرود شاہ کے پاس رہنے لگا نمرود نے دیو افلاک کو خلوت مین طلب کیا اور کہا کسیطرح خدا پرستون کا کام تمام کر دیو افلاک نے عرض کیا یا خداوند حمزہ تو مالک باطل السحر ہی سحر اسکے سامنے پیش نہین جاتا اور جو دیوون سے کام لیتا ہون تو فرشتے سلطان کے دیو لشکر حمزہ پر تعین ہین وہ دم بدم کی خبر بادشاہ قاف کو پہونچاتے ہین کچھ بن نہین آتا مگر ہان ایک صورت ہی کہ میرے دو بھائی بہت بڑے جادوگر ہین ان کو جا کر لاتا ہون کہ وہ اسم اعظم حمزہ کا بند کر دینگے پھر طرفۃ العین مین تمام خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا نمرود نے کہا کہ جلد جاکر انھین لاؤ دیو افلاک تو اپنے بھائیون کے لینے کو چلا گیا یہان نقابدار زرد پوش ایک ہفتہ مین اچھا ہوا اور بارگاہ مین زبور شاہ کے آیا زبور شاہ نے پوچھا ای نقابدار کیا ارادہ ہی اسنے جواب دیا کہ مین ایک عمرو سے تو سامنا کرونگا اور سب سے لڑونگا زبور شاہ نے کہا کہ عمرو تو یہان پلٹکر آیا نمرود شاہ کو سجدہ کیا قبطیون پر موجود ہی نقابدار نے کہا تو پھر آپ طبل جنگ بجوائیے زبور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا النقیب نہیب دے کر چلے گئے اسوقت نقابدار زرد پوش زبور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم دیباچہ لعل خفتان خون ریز خاوری نے اپنے مرکب کو چمکایا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی بادشاہ اسلام نے جام پینے کو عنایت کیا اور فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان اور حافظ و ناصر ہی قاسم عالیشان مرکب پر سوار ہوکر اور اڑاکر مرکب کو سامنے نقابدار زرد پوش کے آیا بعد نگاورزنی کے حریفانہ گفتگو کی اور نیزہ بازی ہونے لگی قاسم نے نیزہ نقابدار زرد پوش کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ماری قاسم نے باسیب سپر رد کی اور تیغہ کھینچا قاسم چاہتے ہین کہ ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا نقابدار زرد پوش کو مارین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور ملک قاسم کو اٹھا لیگیا نقابدار زرد پوش نے پھر مبارز طلب کیا اب لشکر اسلام سے مالک اشتر صاحب نیزہ دوسر نقابدار کے مقابلے کو آئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کے عرصہ مین ایک بند باندھ کر چاہتے ہین کہ نیزہ سے اپنے نیزہ نقابدار زرد پوش کا ہوائی کرین کہ اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور مالک اشتر کو بھی اٹھا لیگیا نقابدار نے پکار کر کہا ای خدا پرستو اور نمرود شاہ کو سجدہ کرو نہین تو تم سب پر غضب نمرودی نازل ہوگا اور اگر نہین سجدہ کرتے ہو تو میرے مقابلے کو آؤ اسوقت صاحبقران نے کسیکو میدان مین نہ جانے دیا اور آپ اشقر دیوزاد کو اڑاکر بمقابلہ نقابدار زرد پوش میدان رزمگاہ مین آئے اور نگاورزن ہوئے تو قدم مرکب نقابدار زرد پوش کا پیچھے ہٹگیا اور تین قدم مرکب صاحبقران

زبان پر لایا ہوا بعد گفتگو کے نقابدار نے تلوار کا وار کیا اسیر کشور گیر نے تلوار اسکی خیال میں کر کے ایک تھپکی دی کہ تلوار
پٹ پڑی صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا دیر تک دار و کشمکش کا ہوئے لگام کی تاب نہ لائے آخر کار دونوں بیچے گھوڑوں
سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو نقابدار نے چاہا کہ اب چلا چاہیے صاحبقران نے نہ جانے
دیا روشنی دونوں لشکروں سے آئی مشعلیں جلنے لگیں لوگ تماشا دیکھنے کو قریب آ گئے سویرے ہوئے رات بھر کشتی رہی دو
شبانہ روز اسیطرح دونوں سرگرم رہے تیسرے دن صاحبقران نے لنگر نقابدار کا توڑ کر ہاتھ سے اٹھا لیا اور سر سے
بلند کیا تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں اور گلباد عراقی کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کیطرف گئے گلباد عراقی نے نقابدار کو غل و زنجیر میں اسیر کر کے زندان خانے میں بھیجدیا
ادھر زبور شاہ نہایت محزون و ملول ہوا اور نمرود شاہ کے پاس آیا اور کہا یا خداوند نقابدار کو حمزہ پکڑ لیگیا نمرود نے
کہا تو کچھ اندیشہ نہ کر میں اسے بلوا لوں گا اور ساحرہ جنی سے کہا کہ قاسم و مالک کو ہمارے سامنے لاؤ ساحرہ جنی نے
دونوں کو لا کر موجود کیا قاسم و مالک نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام نمرود پرست مشتعل ہوئے آتش دیدہ بل کھانے
لگے نمرود پکارا ای خدا پرست تو مجھے سجدہ کر دیکھو کہ بدیع الزمان اور لندھور وغیرہ میرے آگے پرستار ہوئے ہیں قاسم
نے کہا او نمرود بدیع الزمان دھوبی بچہ ہی اصحاب اسکا رفیع کا ذرہ موجود ہی اور میں پوتا ہوں حمزہ صاحبقران کا
ہرگز تجھے سجدہ نہ کروں گا بدیع الزمان پکارا او ننگ چشم تو یہاں بھی ان باتوں سے باز نہیں آتا کیوں شامت تیری
آئی ہے سامنے خداوند کے تجھکو سزا دوں گا ادھر مالک و لندھور سے بحث ہونے لگی قریب تھا کہ ان میں جنگ و جدل ہو
لگے کہ نمرود نے بند نقاب کا کھولا قاسم و مالک کی جو آنکھ اسکے روے نحس پر پڑی اور وہ لعل کہ جو تا جبین نصب تھا
اُس سے نگاہ لڑی بے اختیار سجدے میں جھک گئے اور پکارے کہ یا خداوند ہم نے تجھے ابتک نہ پہچانا تھا اب پہچانا
اور روتے ہوئے قدموں پر نمرود کے آ گرے نمرود نے دست نحس اپنا ان دونوں کی پشت پر پھیرا اور
دلاسا دے کر بائیں طرف اپنے پاس بٹھایا پھر بدیع الزمان سے بغلگیر کروا دیا اور خلعت منگا کر دونوں کو پہنایا
ادھر صبح کو بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ تخت پر آ کر بیٹھے صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سرداروں کا
دور اندھا گلباد عراقی سے فرمایا کہ لاؤ نقابدار زرد پوش کو گلباد نے اسیوقت لا کر حاضر خدمت کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ نقاب اسکے چہرے سے دور کرو گلباد نے بند نقاب کھولکر چہرے سے نقاب اتار لی سبھوں نے
پہچانا کہ یہ تو ابرہا ہے دیو چنگال ہے صاحبقران نے فرمایا ای ابرہا یہ تجھکو کیا ہوا کہ تو کافر ہو گیا نمرود پرستی اختیار کی
ابرہا بولا کہ یا صاحبقران زمان میں نمرود پرست نہیں ہوا ہوں مگر دل سے ناچار ہوں کہ زبور شاہ
پر دل میرا آ گیا ہی ایکدم اُس سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر یا صاحبقران نمرود نے مجھے ایسے ایسے معجزے دکھائے
ہیں کہ میں حیران ہو گیا ہوں اور نمرود کی تعریفیں کرنے لگا اہل دربار کو بہت برا معلوم ہوا النقاش خون آشام
نے اٹھ کر ابرہا کو ایک لات ماری اور کہا کہ او تیرہ روزگار نمرود مردود کی تعریفیں کرتا ہی ابرہا کی آنکھوں میں جہان
تیرہ و تار ہو گیا اور ریتہ کو توڑ کر النقاش سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالیشان
چنگی بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے النقاش اور ابرہا کو پھر پھر لڑتے ہوا تھا کہ ابرہا النقاش کو دبا بیٹھا یکایک دو پنجے
آسمان سے گرے اور ابرہا اور النقاش کو اٹھا لیگئے صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی دیو اور جن نمرود شاہ
کے مطیع ہیں ہر ایک کو اٹھوا منگاتا ہی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بعنایت ایزدی انجام
نیک ہو گا خواجہ نمرود وہاں موجود ہیں جسوقت چاہیں نمرود کو مار لیں گے یا پکڑ لائیں گے اسیر بالتوقیر نے فرمایا

خدا ایسا ہی کرے جب ابرہا اور انقاش دونون نمرود شاہ کے سامنے پہونچے ابرہا نے تو دو انگلیون کی محراب
بناکر نمرود کو سجدہ کیا انقاش چپکا کھڑا رہا نمرود پکارا ای انقاش یہ کیا تو مجھے سجدہ کرکے برگشتہ ہو گیا انقاش پکارا
مین نے عالم بیہوشی مین تجھے سجدہ کیا ہوگا اور معلوم ہی کہ تو ساحر زبردست ہی بہ زور سحر جس سے چاہے سجدہ کرالے
ورنہ تو قابل لعنت کے ہی نمرود نے منھ پر سے نقاب اٹھائی انقاش مسحور بسحر ہو کر سجدے مین جھکا اور روتا ہوا دوڑا
سر قدمون پر رکھدیا نمرود نے اُسے گلے سے لگا لیا بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین نے تیری تقصیر معاف
کی انقاش سلام کرکے بیٹھ گیا مگر نمرود حیران ہی کہ اب کیا کرون کسکو خدا پرستون سے مقابلہ کرنیکو بھیجون لیکا یک
دیو افلاک دونون جادوگرون کو لیے ہوئے آیا کہ نام اُن دونون کا جرہموس جادو اور طہران جادو تھا دونون نے
نمرود کی ملازمت حاصل کی نمرود اُن دونون کو ساتھ لیکر پردے کے اندر چلا گیا اور اُن سے کہا کہ مین حمزہ
کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جسطرح ہو سکے حمزہ کو مارا چاہیے طہران جادو نے کہا مین آج شب کو جاکر حمزہ
کا سر کاٹ لاؤن گا نمرود نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اُسنے کہا کہ مین اُسے غافل کرکے مارون گا یا گرفتار کر لاؤن گا
یہ کہکے سر شام سے طہران جادو روانہ ہوا عقاب کی صورت بنکر تمام لشکر اسلام کی سیر کی دیکھا کہ فرسنگ در فرسنگ
لشکر اسلام اترا ہوا ہی اور سیکڑون شہر آباد معلوم ہوتے ہین وہ سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پر آیا دیکھا بارگاہ مین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہی برابر اُنکے حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہین تمام سردار گرد و اطراف مین
بیٹھے ہوئے ہین اُسنے پہچانا کہ یہی حمزہ ہین کچھ سوچ کر تامل کیا کہ دربار برخاست ہوئے جسوقت دربار برخاست ہوا
اور امیر با توقیر خوابگاہ مین آئے خاصہ کھا کر آرام فرمایا مقبل وفادار پاسبانی کیواسطے آیا خاص بردار جو کی پہرے کے
عہدے پر قائم ہوئے خدمتگار بھی کرینگے مگر مقبل کی یہ صورت ہی کہ اٹھتا ہی اور چار طرف پھرتا ہی اور پھر آکر بیٹھ رہتا ہی
قضائے کار مقبل کی نگاہ آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانور بڑا سا برورے ہوا قائم ہی اور ہر مرتبہ جھک کر صاحبقران
کو دیکھتا ہی خیال مین گزرا کہ یہ کوئی جادوگر ہی کچھ عجب نہین جو صاحبقران کو مضرت پہونچانے آیا ہو اسیوقت تیر کمان
مین پیوستہ کرکے اُس جانور پر مارا طہران جادو اس فکر مین تھا کہ سحر کرکے سب نگہبانون کو بیہوش کیجیے اور صاحبقران
کو پکڑ لیجیے کہ تیر قضا جو سینہ پر پڑا بیشت کو توڑ کر پار نکل گیا طائر روح طہران جادو کی قفس جسم سے پھڑک کر پرواز
کر گئی طہران جادو بصورت مرغ بسمل زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک غل اور شور برپا ہوا بعد اُسکے صدا آئی کشتی مرا
نام مین طہران جادو بود افسوس مردم و جان دادم بمطلب خود نہ رسیدم مقبل وفادار نے لاش اُسکی اٹھوا رکھی
صبح کو صاحبقران زبان سے حال بیان کیا صاحبقران نے مقبل کو خلعت دیا لاش اُس کافر کی پھنکوا دی
ہرکارے یہ خبر لیکر زبور شاہ کے پاس آئے اور حال تمام بیان کیا زبور شاہ نے جاکر نمرود سے کہا کہ رات کو
ایک جادوگر حمزہ کے قتل کی تدبیر مین گیا تھا مقبل نے اُسے تیر سے مارا جرہموس جادو کو سنکر بڑا رنج ہوا جاکر لاش
طہران جادو کی اٹھا لایا بہت رویا پیٹا گریبان چاک کیا اور کہا کہ خیر اسکا عوض خدا پرستون سے مین لونگا اور
تین روز کے بعد اُسنے اسباب سحر منگوا کر ہوم کیا اور خون خوک سے نہایا بلکہ اُسی سے چوکہ دیا اور تھوڑا سا
پی بھی لیا اور ایک پتلہ موم کا بناکر اُسکے منھ اور دل و جگر مین سوئیان چبھوئین اور ایک شیشہ مین اُس پتلے کو
اتارا اور منھ شیشہ کا بند کر دیا اور رات کو پڑ کے سو رہا صبح کو نمرود شاہ سے جاکر کہا کہ مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند
کر دیا اب ایک دن مین کام خدا پرستون کا تمام کرون گا دوسرے دن جرہموس جادو نے ایک ابر سرخ رنگ بناکر آسمان
پر قائم کیا کہ ہر دم پر کالہ ہاے آتش اُسمین نکلتے اور نمرود شاہ سے کہا کہ قبل قہاری بجائیے کل خدا پرستون کو جلا کر

خاک سیاہ کر دونگا نمرود شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہرکارے نے خبر لیکر صاحبقران پاس آئے اور کہا کہ اسم اعظم
آپکا بند کیا گیا ہی اور یہ ابر سرخ رنگ جو آسمان پر قائم ہوا ہی کل اس ابر سے آپ کے لشکر پر آگ برسیگی جسکے اوپر
شعلۂ آتش پڑیگا وہ جلکر خاک ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ حافظ حقیقی ہمارا اور ہمارے لشکر کا نگہبان ہی جو وہ چاہیگا
سو کریگا اور طبل جنگ بجوایا سر شام سے بادشاہ اسلام اور امیر خاقی مقام سب سردارون کو جمع کرکے نمازین پڑھ پڑھکر
دعائین مانگنے یہان عمرو نے نمرود شاہ سے کہا یا خداوند یہ عجب خوشی کا سب ہی ایسی شب کو تو بیداری مین بسر کیجیے
اور قاسم و بدیع الزمان وغیرہ نے بھی نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند آج شب کو عمرو کا گانا سنیے نمرود بولا کہ ہان یہی
مین نے تقدیر کی عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین صحبت کو آراستہ کرون نمرود شاہ نے کہا اچھا بہتر ہی عمرو شرابخانہ مین گیا
اور تمام شراب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کیا اور پہلے تمام عملے والون کو شراب تقسیم کی بعد اسکے بادۂ انگوری گلابیون مینا
ہمراہ لیکے ساقیون کو حوالے کیا اور خود نمرود شاہ کی صحبت مین سب اہل اسلام کو ایک جانب اور کافرون کو ایکطرف بٹھایا
اور بیچ مین گلدستے گلہاے رنگین کے مزین صحبت کئے اور سر شام سے سب فانوسین جھاڑ کنول مردنگیان
ولمپ وغیرہ روشن کروا دیے تمام صحبت کو خوب آئین بند کیا نمرود دیکھکر بہت خوش ہوا اور کاریگری بہت پسند
کی عمرو کو بہت سا زر خلعت دیا عمرو نے کہا یا خداوند آج کی صحبت مین اپنے سب دوستون اور رفیقون وغیرہ کو بھی بلا
لیجیے آج مین ایسا گانا بجاؤنگا اور ایک صحبت جماؤنگا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا نمرود دیدہ دم اٹھا کر اندر گیا اور
جمشید جادو اور دیو افلاک سے کہا کہ آج تم بھی شریک صحبت ہو اور عمرو کا گانا سنو کیونکہ یہ صحبت بھی ایک نادر
ایسی ہمارے یہان کبھی صحبت آراستہ نہوئی ہوگی ہمراہ نمرود کے وہ دونون بھی پردے سے باہر نکل آئے اور
صحبت جشن مین باادب بیٹھے بیٹھے سب نے کھانا کھایا بعد اسکے ساقیان ماہوش نے بصد ناز و ادا ساقی گری کی جام
بادۂ ارغوانی گردش مین آیا تمام محفل کو شراب پلائی جسوقت پہر رات آئی رقص و سرود شروع ہوا سازندون نے ساز
ملائے عمرو نے جوڑی نفیری ہونٹون پر لی اور تفنیان درست کرکے بجانا شروع کیا اور یہ غزل عمرو نے گانا شروع کی غزل

بھلا گردون گیتی کی تاب ہو کیا جان نثارون کی
ترے عاشق بھی نہ پائینگے کبھی ہمسایہ زردارون مین
گنہگارون مین مجھکو دیکھکر کہتا ہی وہ قاتل
گل اپنے رنگ پر رہتے ہین گو بستے ہین خارون مین
پلاتا ہی تو دے یہین مجھے بھی جام دست ساقی
ادا اس امر کا ہر چار یاہم بادہ خوارون مین
گھٹا اٹھی ہی چھلکا دے ہمارے جام ای ساقی
خدا جانے کہ کیا حسن ہی ان ماہ پارون مین
مٹایا ہی فلک نے جنکو قاتل تیرے کوچے مین
کسیکے استخوان تک بھی نہین باقی مزارون مین
ادھر بھی اک نگاہ ناز معشوقانہ ہو جائے

جلا کر بسمل ہوئے جاتے ہین قاتل سے کہ انکار ہو
نہین ہی یہ فنا کوئی کیمیا او گارون مین
کوئی تو جان پر کھیلے ہوے ہی جان نثارون مین
یقین تو ہی کہ آن پھولون سے پھر بوے وفا آئی
جو اپنی آبرو سے ہین نہین ان بادہ خوارون مین
نہو ایسا کہ وقت امتحان کچھ بھول پڑ جائے
برس جائے جو ابر کرم ہم بادہ خوارون مین
شب مہتاب یہ افشان لگا کر کون نکلا ہی
غبار اپنا بھی ملجائے گا اک دن ان غبارون مین
یقین تو ہی کہ رخصت اب نہ یہ جھٹکے رال زاہد کی
کوئی بیٹھا ہوا ہی اور بھی امیدوارون مین

شہید اپنا نہین رکھتے اگر غمخوار واجب مین
اسی کی بیکسی رہتی ہی اسکے غمگسارون مین
بدون کی خو کبھی آتی نہین نیکون کی صحبت مین
ہمارے داغ دل ہوتے ہی جو اس گلرو کے ہارون مین
پیا پینے جو پانی بھی تو لیکر نام ساقی کا
ہمارا نام بھی لکھ لیجیے گا جان نثارون مین
چمکتا چاند آتی ہی خورشید کو بھی سامنے جسکے
نمایان ہی یہ کسکا چاند سا رخ آج تارون مین
مٹے نام و نشان اسکندر و جمشید و دارا کے
کوئی دم بھی جو بیٹھے آکے یہ ہم بادہ خوارون مین
خواجہ عمرو عیار بن امیہ نامدار نے یہ

غزل نایاب بیحجاب ہو کر اس دھن مین ایسی راگنیون مین ڈوبکر گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور سواے واہ واہ کے کسیکے
کچھ زبان پر نہ تھا اسی بیخودی مین ہر ایک شخص روپیہ اشرفی جواہر اپنی لیاقت سے زیادہ خوشی مین آکر خواجہ عمرو کو دینے لگا

یکایک ساقیون کی بادہ پیمائی اور خواجہ عمرو کی ترنم سرائی نے ایسا اثر کیا کہ طرفہ رنگ لا رہے نمرود شاہ بیخود اور مدہوش ہوکر
عمرو کی تعریفین کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ مٹکا کر ناچنے لگا اور عمرو کے پاس آکر تالیان بجا کر انگلیان مٹکا کر کہنے لگا ای عمرو
اسوقت کیا خوب تو گایا بجایا ہی میرا دل تجھسے بہت خوش ہوا اب مین تجھے ہمراہ آسمان پر لیجاؤنگا جتنے لوگ وہان بیٹھے تھے سب
اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہمین بھی لیتے چلیے چند قدم سب کے سب چلے تھے کہ مع نمرود مردود بیہوش ہوکر
گرے اور ایسے بیخبر ہوگئے کہ اپنی حال اور مال کی مطلق خبر نہ رہی خواجہ عمرو اٹھے پہلے تو نمرود کو گرفتار کرکے نذر زنبیل کیا
بعد اسکے دیوافعال اور چیرہ پوس جادو کو باندھکر زنبیل مین ڈالدیا اور آپ نمرود کی صورت بنکر وہین سو رہا
جب صبح کو بیدار ہوا ساحرہ جن کو بلایا اور حکم دیا کہ ان سب سردارون کو نیچے قبطولون کے بارگاہ زبور شاہ
لیجا ساحرہ جنی نے سب کو نیچے قبطولون کے اتار دیا سب سردار بارگاہ زبور شاہ مین جاکر بیٹھے بعد اسکے نمرود نقلی
نے کہا ای ساحرہ تمام ہمارا خزانہ جواہر خانہ توشکخانہ اور قبطولون کے سب آذوقہ وہ بموجب حکم کے سب جاکر اٹھا لایا
عمرو نے سب نذر زنبیل کیا پھر حکم دیا ای ساحرہ تو اپنے ہمراہیون کو ساتھ اپنے لیجا اور لشکر اسلام کی بازارون مین
اور ہاٹ سبائل سے جسقدر روغن زرد اور روغن سیاہ دستیاب ہوئے لا اور قبطولون پر ڈالدے کہ خوب
تر ہوجائین ساحرہ جن نے روغن سیاہ اور روغن زرد مہیا کرکے اسقدر قبطولون پر ڈالا اور تر کیا جو ایک بوند بھی
تیل کی باہر قبطولون سے پڑے تو ان قبطولون پر سے بہکر زمین پر گر پڑے اب مخبران اخبار دفتر فسانۂ رنگین یون
تحریر کرتے ہین کہ قبطول نمرود شاہ کے کاغذ اور بانس سے بنائے ہوئے تھے اور چہار طرف سے رسیون مین جکڑے
بندھے ہوئے تھے دیو ان قبطولون کو پرو سے ہوا لیے رہتے تھے اور خواجہ عمرو کو زبانی نمرود شاہ معلوم ہوچکا تھا
کہ چارون قبطول بانس اور کاغذ کے ہین غرضکہ جب ساحرہ جن تمام قبطولون کو روغنون سے تر کرچکا آکر عرض کیا کہ
بموجب حکم خداوند سب قبطولون کو روغنون سے تر کردیا ہی اسوقت نمرود نقلی نے ساحرہ جنی کو پاس بلایا وہ ڈرتا
ہوا کانپتا ہوا دست بستہ قریب آیا اور سجدہ کرکے عرض کیا میری کیا مجال جو خداوند کے نزدیک آسکون نمرود نقلی نے
کہا کہ تو ڈر نہین بیخوف ہمارے پاس چلا آ کہ تجھے آج اپنی خدائی کا تماشا دکھائینگے جب ساحرہ جن پاس نمرود نقلی
کے آیا ہاتھ اسکا پکڑ کر کھینچا کہ تو ڈرتا کاہیکو ہی مین تجھپر سوار ہونگا اور اپنی خدائی کا تماشا دکھاؤنگا یہ کہکر ساحرہ جن پر نمرود
نقلی سوار ہوا اور سوزن کلان سے ساحرہ جن کی ناک چھیدکر ایک رسن ریشمی اسمین ڈالی اور مثل بیل بدھے کے
ہاتھ باندھی اور ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا ساحرہ جن نے کہا یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا اچھا بیل بدھیا بھینسا بنایا نمرود
نقلی نے کہا ہماری خدائی کا تماشا دیکھنا سہل نہین ہی اب مجھے تو آسمان پر لیچل ساحرہ جن نمرود نقلی کو لیکر اڑا جب خوب
بلند ہوا نمرود نقلی نے حقے آتشبازی کے بہت سے قبطولون پر مارے دفعۃً آگ لگ گئی قبطول جلنے لگے زبور شاہ نے
اسیوقت خیمہ اپنا قبطولون کے نیچے سے ہٹوایا دیکھا کہ ہر کالہ ہائے آتشین چل رہے ہین سمجھا کہ دریائے آتش خداوند
جوشزن ہوا ادھر بختیارک نے جو گنبد گیتی نما پر سے دیکھا کہ قبطولون مین آگ لگی لقا سے کہا یا خداوند مرشد کامل عمرو
عیار نے معلوم ہوتا ہی کہ قبطول نمرود کے جلا دیے وہ دیکھیے آگ لگی ہوئی ہی قبطول پھنک رہے ہین لقا نے کہا کہ ہین یہی
تقدیر کی تھی کہ قبطول نمرود شاہ کے جل جائین ادھر حمزہ صاحبقران کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ قبطول نمرود شاہ
کے جلتے ہین آگ لگ گئی امیر یا توقیر نے فرمایا کہ یہ کام خواجہ عمرو کا ہی الغرض عمرو جب قبطولون کو جلا چکا ساحرہ جن
سے کہا کہ تو مجھے لشکر حمزہ مین لیچل اب ساحرہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو جواب دیا کہ مین لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا عمرو
نے وہ رسی یعنی نکیل اسکی کھینچی کہ ناک ساحرہ کی کٹنے لگی بیچین ہوگیا ناچار ہوکر لشکر اسلام مین لایا اور بارگاہ سلیمانی

پیر لاکر پکارا عمرو نے آواز دی کہ ای حمزہ منم خداوند نمرود شاہ جلد بارگاہ سے باہر آؤ اور بہتر یہ ہی کہ مجھے سجدہ کرو نہین
تو بہت بڑی طرح پیش آؤن گا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان فوراً مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی سے
باہر آئے اور فرمایا کہ لاکھ لاکھ تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہی عمرو نے قلمدوات اور کاغذ زنبیل سے نکالکر ایک
رقعہ لکھا اور سامنے صاحبقران کے پھینکدیا صاحبقران نے اُس رقعہ کو اُٹھاکر پڑھا اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ ای حمزہ
مین عمرو غلام خاص آپ کا ہون اگر نمرود کو باندھکر آپکی خدمت مین حاضر کرون تو کیا عنایت کیجیے گا امیر کشورگیر نے فرمایا
جو مانگوگے وہ پاؤگے عمرو نے سامرہ جن سے کہا کہ تو مجھکو اندر بارگاہ سلیمانی کے لیچل وہ ناچار و مجبور پنجے مین لیکر بارگاہ
سلیمانی مین داخل ہوا اگرچہ عمرو نے سامرہ جن کو نہ چھوڑا اور گرفتار کرکے شکنجے باندھے مین سامرہ جن نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین نے غلامی آپ کی اختیار کی اور دین باطل پر لعنت کی صاحبقران نے سامرہ جن کو قید سے رہا کیا وہ
قدمبوس ہوا اور طوطی کیطرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور ایک لمحہ کے بعد وہان سے غائب ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ
نکالو نمرود کو عمرو نے کہا کہ پہلے رونمائی عنایت کیجیے غرضکہ زر نقد لیکر خواجہ نے پہلے دیو افلاک اور جرجیس جادو
کو نکالا اور اُن دونون کو باجازت حمزہ صاحبقران قتل کیا بعد اسکے نمرود کو زنبیل سے باہر نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی
دیا نمرود کی آنکھ کھلی اپنی حالت کو دیکھکر پکارا کہ مین نے یہ کیا تقدیر کی ہی عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہ او قرمساق کیا بکتا ہی
دیکھ اپنی تقدیر کو مین تجھے گرفتار کرکے لایا اور تیرا کیا حال بنایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ او نمرود اب تو اپنے
اعمال شنیع اور افعال قبیح سے باز آ اور وحدانیت پروردگار عالم کا قائل ہو کہ وہ پیدا کرنیوالا تمام عالم موجودات وغیر موجود
کا ہی بس توبہ کر اور سجدہ بجالا درگاہ جناب باری تعالے مین ابھی تجھکو رہا کرون گا اور جو کچھ طلب کریگا وہ دون گا اور دائم
تیری حمایت کیواسطے موجود رہون گا اور اگر تو اپنی گمراہی سے باز نہ آئیگا تو قتل کرون گا ہرگز زندہ نہ چھوڑون گا اور جن
ساحرون کا تجھے بھروسا تھا اور جن دیوؤن پر تیرا اسرار اور مدار تھا وہ مارڈالے گئے فیطول تیرے عمرو نے جلادیے
تیری خداوندی مین آگ لگادی سب سامان گمراہی تیرا خاک مین فلک کجرفتار نے ملادیا نمرود تیرا قصر نخوت وغرور
ڈھ گیا یہ کلمات نصیحت آیات حمزہ صاحبقران زمان سُنکر وہ روسیاہ پرگناہ نمرود مردود اسی عالم گرفتاری
مین برہم ہوکر پکارا کہ ای حمزہ تو میرے غضب سے نہین ڈرتا اور میرے قہر خداوندی سے پناہ نہین مانگتا ابھی آسمان
کو اشارہ کرون تو تجھپر پھٹ پڑے اور زمین کو حکم دون تو وہ شق ہوجاے اور اُسمین تو سماجاے ای حمزہ تو مجھے کیا
ایسا ویسا سمجھا ہی اور اپنے اسم اعظم پر بھولا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ شر سے باز آ اور مجھکو رہا کرکے سجدہ کر صاحبقران
زمان نہایت طیش مین آکر غضبناک ہوگئے اور جلال آگیا آفتاب کی صورت چہرہ سرخ ہوگیا اور کلمہ کفر سُننے کی
تاب باقی نہ رہی تھر تھر کانپنے لگے اور فرمایا او کافر میرے سامنے ایسے کلمات نالائق وبیہودہ بکتا ہی او سگ ناپاک
دور ہو سامنے سے مرے پھر حکم دیا کہ ابھی میرے سامنے اس کافر نمرود مردود کو دار پر کھینچکر تیرباران کرو اُسیوقت
میدان مین دار استادہ ہوئی منادی نے تمام لشکر مین ندا کی جسے تماشا دیکھنا ہو وہ آئے نمرود مردود حکم حمزہ صاحبقران
زمان سے دار پر کھینچا جاتا ہی جو کافر ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زیست ناپائدار ہی دار دنیا مین نتیجہ کفر پرستی کا اسی دار پر
دارومدار ہی اُس بدکردار کیواسطے بھی ہوگا صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بارگاہ سلیمانی سے باہر تشریف
لائے اور قریب دار کے کرسیان بچھاکر سب بیٹھے اور تیر وکمان سبکے ہاتھون مین تھے حکم کیا کہ جلد اس نمرود مردود
کافر ازلی وابدی کو دار پر کھینچو فوراً حکم حمزہ صاحبقران پاتے ہی جلادون نے دار پر اُس بدکردار کو کھینچ دیا اور صاحبقران
نے مع سردارون کے تیر فقط کمانون مین پیوستہ کیے چاہتے ہین کہ نمرود مردود کو تیرباران کرین کہ دار کے نیچے سے ایک

پھر یکا دھوئین کا دم دار اُٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا میدان خونی مین چہار طرف اندھیرا چھا گیا اور زیر دار خبردار کی
آواز آئی بعد گھڑی بھر کے جب سیاہی تاریکی کی رفع ہوئی دیکھا کہ نمرود مردود دار پر نہین ہی وہ بدکردار غائب
ہو گیا حمزہ صاحبقران کو کمال ملال ہوا چپ ہو کے رہ گئے اور افسوس کیا کہ اگر مین جانتا کہ یہ کافر بزور سحر غائب
ہو جائیگا تو فوراً تہ تیغ آبدار کرتا دار پر اُس بدکردار کو نہ چڑھواتا عمرو نے کہا ای حمزہ معلوم ہوتا ہی کہ نمرود مردود کو کوئی
ساحر اُٹھا لیگیا کس مشقت و محنت سے ہم نے اس کافر کو گرفتار کیا اور پھر زندہ ہاتھ سے نکل گیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے آکر مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ مین سرداران لشکر اسلام ہوش مین آگئے اور نمرود مردود پر لعنت
کی اب آگئے ہین اور لشکر نمرود سے لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی صاحبقران زمان یہ سنتے ہی مع سردارون کے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر کمک اُن سردارون کی جو لشکر نمرود سے لڑ رہے تھے روانہ ہوئے ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ سارا تماشا اور سامان سحر و ساحری کا جو نمرود کے پاس تھا وہ سب دیو افلاک وغیرہ کا بنایا ہوا تھا
جس وقت دیو افلاک کو گرفتار کیا وہ گھبر و ندامت گیا جب اُس دیو افلاک کو قتل کیا دیوار قصر سحر منہدم ہو گئی نمرود
مبتلا بلاے قہر پروردگار ہوا سرداران لشکر اسلام کو ہوش آیا ایک نے دوسرے کیطرف دیکھا اور کہا کہ ہم بارگاہ کفار
مین کیونکر آگئے تھے نمرود پرستوان نے کہا کہ تم سبھون نے خداوند نمرود شاہ کو سجدہ کیا ہی تم سب خداوند نمرود کے بندے
ہو یہ سنکر ہر ایک کو غیظ و غضب طاری ہوا اور تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے اور للکارا او نابکارو کیسی نمرود پرستی ہم کیا
بکتے ہو نمرود پر ہزار ہزار لعنت ہی اب ہم تمھین کیا زندہ چھوڑتے ہین ادھر سرداران نمرود مستعد بہ جنگ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ لو اب تمنے نیا رنگ نکالا ہم کیا تم سے کم ہین القصہ تلوار چلنے لگی غلغلہ محشر انگیز قیامت خیز برپا ہوا اُدھر قبطول ظالم
جلکر گر پڑے تھے اور آتشباری جرموس جادو کا غائب ہو گیا تھا اے بے بقا اور بختیارک اور یاقوت شاہ وغیرہ
آگ سے بالکے فیل بند دروازے پر آ بیٹھے تھے دیکھا کہ وہ قبطول مارے نمرود ہین نہ اُس ابر آتش بار کا پتا ہی جو کہ
جرموس جادو نے بنا کر آسمان پر قائم کیا تھا بس تلوار لشکر نمرود مین چل رہی ہی یکایک اُدھر سے حمزہ صاحبقران
عالیمقدار مع نامداریان دیندار و بہادران تہور شعار و پہلوانان و سرداران نامدار جا پہونچے شریک جنگ ہوئے اب
دونون لشکر باہم مل گئے گھمسان کی تلوار چلنے لگی تند و ہیکل کانپ اُٹھا چلی بدیع الزمان برابر نقابدار زرد پوش کے پہونچا
نقابدار زرد پوش نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکین
باندھکر امیر کے حوالے کیا شہزادہ ملک قاسم لڑتا ہوا قریب زبور شاہ کے پہونچا زبور شاہ نے تلوار ماری ملک
قاسم نے باندھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور مشکین باندھکے عیار
کے حوالے کر دیا اُدھر لندھور بن سعدان اور مالک اشتر پہلوان نے بہت سے کفار قتل کیے آخر انجام یہ ہوا کہ
غرور آغازانہ کا پیش یا فوج نمرود کی شکست فاش کھا کر بھاگی تمام مال و اسباب اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ لشکر اسلام نے
لوٹ لیا نقارے فتح کے بجنے لگے جتنے سرداران لشکر اسلام کے نمرود پرست بزور سحر ہو گئے تھے وہ سب آکر قدمون پر
صاحبقران زمان کے گرے صاحبقران نے ہر ایک کو گلے سے لگایا ساتھ اپنے بارگاہ سلیمانی مین لائے اور خلعت
فاخرہ سے سرفراز کیا بدیع الزمان نے نقابدار زرد پوش کو بلوایا اور قاسم نے زبور شاہ کو طلب کیا اور لاکر ساتھ
امیر کشور گیر کے کھڑا کر دیا صاحبقران نے فرمایا کہ آج ان کو زندان خانہ مین بہت ہوشیاری اور چوکسی سے قید رکھو کل انکا
مقدمہ پیش کیا جائے کسواسطے کہ سب کے سب دن بھر کے لڑے ہین خستہ ہو گئے ہین صاحبقران یہ فرما و نگل شوکت سے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور دربار برخاست کیا جب رات گذر گئی صبح ہوئی اور دربار دُربار حمزہ صاحبقران زمان معمور ہوا صاحبقران

نے کہا سرداران زیور شاہ کو لاؤ اور نقابدار زرد پوش کو بھی بلاؤ اسیوقت سبکے سب حاضر ہوئے صاحبقران
نے بہ کمال عزت و توقیر زیور شاہ کو اور نقابدار وغیرہ کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب انگوری پلاؤ ساقی نے ایک
ایک جام لبریز کرکے سبکو دیا جام شراب سبھون نے پیا جسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران مخاطب
زیور شاہ کیطرف ہوئے اور سمجھانا شروع کیا اور وحدانیت و بزرگی پروردگار سے آگاہ کیا اور نمرود کا دین [illegible]
مجبوری اسکی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیون دیکھا تو نے کہ نمرود کس ذلت و خواری سے گرفتار ہوا اور قیطول اسکا ایک
میرے عیار نے جلا دیے تمام کارخانہ خداوندی نمرود کہ جو سحر سے آراستہ و پیراستہ کیا تھا طرفۃ العین مین مٹا دیا اور
برباد ہوکر تباہ ہو گیا نمرود مردود ہرگز قابل پرستش کے نہین ہی سزاوار پرستاری اور طاعت گذاری پروردگار عالم
ہی کہ جسنے بہ یک اشارۂ کن دو عالم کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کون و مکان لیل و نہار ثوابت و سیارے مہر و ماہ
شام و سحر ہویدا کیا اسقدر صاحبقران نے حمد و ثنائے پروردگار اور کفر نمرود بہ زبان خوش الحان بیان کی کہ نقابدار
زرد پوش نے ایک مرتبہ نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی اور پکارا یا صاحبقران زمان مین حضور کا ہمیشہ سے غلام
ہون فقط زیور شاہ کی محبت سے وہان پڑا ہوا تھا امیر کشور گیر نے اسکو خلعت دیا اور قید اسکی دور کرادی بعد
اسکے زیور شاہ نے کہا ای شہریار مین نے بھی نمرود پرستی اور امورات باطلہ پر لعنت کی غلامی آپکی اختیار کی
لیکن امیدوار ہون کہ مین اور ابریا ایک جگہ پر رہین امیر با توقیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہو پھر جتنے زیور شاہ کے ہمراہی
تھے سب مسلمان ہوئے صاحبقران زمان نے سجدۂ شکر رب الارباب کیا کہ نمرود ایسے کافر پر تو نے مجھکو فتحیاب
کیا بعد اسکے جشن کی تیاری کی تمام لشکر مین ناچ و راگ و رنگ کی صحبت مہیا ہوئی ایک ہفتہ جلسۂ جشن اور صحبت
عیش لشکر اسلام مین ہوا کیا بعد اسکے صاحبقران نے دربار عام فرمایا بارگاہ سلیمانی سرداران لشکر اسلام سے
معمور ہوا عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ ہو اب کچھ تدبیر ملک سبائل کے لینے کی کرو عمرو نے عرض کیا
کہ یا حمزہ صاحبقران یہ کام غازیون کا ہی کہ جان نثاری دکھائین قلعۂ سبائل کو اپنے قبضہ مین لائین فرمایا ای خواجہ
کبھی ہمنے یورش کر کے قلعہ نہین لیا اتنا ہم چاہتے ہین کہ اندر قلعہ کے بے جنگ و جدل ہمین پہونچادو پھر کچھ تمہارا کام نہین
ہم سمجھ لینگے اور جو کچھ تم مانگو وہ تمکو دین عمرو بولا ای حمزہ اگر تم چاہتے ہو کہ قلعہ بے جنگ و جدال ہاتھ آئے تو باغ بہشت
لقائے بے بقا کا مجھے مرحمت ہو جائے مین تمکو مع سرداران لشکر اسلام داخل قلعہ کردون گا القصہ بعد گفتگوی بسیار
نوشتہ اس مضمون کا مہری اپنا عمرو کو دیا کہ اگر مجھکو تم بے جنگ و جدل اندر قلعہ کے پہونچا دوگے تو ہمنے تمہین باغ بہشت
لقائے بے بقا کا بخشدیا عمرو اسیوقت سے فکر قلعہ گیری مین مصروف ہوا ہرکارون نے یہ خبر لقائے بے بقا
کو پہونچائی کہ عمرو نے دعوے کیا ہی کہ قلعہ سبائل کو بے جنگ و جدل لے لونگا بختیارک بولا غضب ہوا اب
قلعہ ہاتھ سے نکل جائیگا لقا سے کہا یا خداوند اگر میری رائے پر شہر کا بندوبست ہو تو شاید کچھ دنون یہ قلعہ آپکے قبضہ
مین رہے اور عمرو نہ لے سکے لقا نے کہا کہ مین نے تجھے اختیار دیا تیرا جسطرح جی چاہے شہر کا بندوبست کر بختیارک اٹھا
اور تمام قلعہ مین پھرا اور جابجا چوکی پہرا اپنے طور پر قائم کیا ایک ایک برج پر تاکید اکید کردی اور چار دروازے
آمد و رفت کے تھے ان پر قرق کہا کہ بغیر ہماری اطلاع کے کوئی اندر قلعہ کے نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ بختیارک
کا بندوبست قلعہ مین ہوا ہی عمرو نے کہا تو بھی عمرو میرا نام کہ اسکے ساتھ قلعہ مین داخل ہون یہ کہکر خواجہ چلے اور چہار طرف
قلعہ کے پھرے مگر کہین قلعہ کے اندر جانیکی راہ نہ ملی ایک روز کنارے دریا کے آئے اور وہان اتنا سراغ پایا کہ یہان سے
راہ شہر سبائل کو گئی ہی مگر دریا دریا جانا ہوگا عمرو بہت خوش ہوئے اور جاکر صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور کچھ سرداران

کو ہمراہ دیجیے کہ بعنایت ایزدی قلعہ کے اندر جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ جن جن کو تمھارا جی چاہے ہمراہ لے لو
عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا چاہتے ہین کہ اُسیوقت ایک عیار عرضی
لیکر ملکہ صاعقہ کی پہونچا اُس عرضی مین یہ لکھا تھا کہ ای شہریار عجیل ماہرو اور کرب غازی اور مہتر قران حبشی
طلسم ہیرزادان مین گرفتار ہوگئے ہین جلد اُن کی خبر لیجیے نہین تو اب میعاد قید کی تمام ہوا چاہتی ہے وہ مار ڈالے
جائینگے امیر با توقیر یہ مضمون عرضی کا پڑھکر چپ ہوئے اور خلعت پر زر قیمتی گران بہا منگوایا اور دربار مین رکھوادیا اور فرمایا
کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ اس خلعت کو زیب جسم دلیری کرے اور طلسم ہیرزادان کو فتح کرکے اُن تینون غازیون کو چھڑالائے
یہ سنتے ہی شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ اپنے دنگل سے اُٹھے اور دست بستہ عرض کیا اگر حکم عالی ہو تو مین
طلسم ہیرزادان کو فتح کرون اور اُن بہادرون کو چھڑا لاؤن صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ بسم اللہ جاؤ فتح کرو عمرو نے
کہا ای شہریار طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہے کچھ آسان نہین میری رائے یہ ہے کہ آپ خواجہ زادون کو بلوائیے اور قرعہ پھکوا کر
احکام نکلوائیے اگر قاسم کے نام پر طلسم کشائی نکلے تو بسم اللہ انکو روانہ کیجیے نہین تو کیا فائدہ جو یہ بھی جا کر اسیر طلسم ہیرزادان
ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای امیر عمرو سچ کہتا ہے صاحبقران نے اسیوقت خواجہ بزرجمہر حکیم کے بیٹون کو طلب کیا
سب خواجہ زادے آئے مگر خواجہ امید نے زائچہ کھینچا اور قرعہ پھینکا اشکال مختلفہ نکلے خوب غور کی جو دیکھا احکام
نکالکر عرض کیا کہ اگر قاسم کے پاس اسباب صاحبقرانی ہوگا تو اُسکی برکت سے قاسم طلسم ہیرزادان فتح کرینگے صاحبقران
نے اسیوقت تیغ قمقام اور زرہ داؤدی قاسم کو دی ملک قاسم نے زرہ زیب جسم انور کی اور تیغ قمقام کمر سے لگایا اور
اُسیوقت بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران زمان سے رخصت ہوکر مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے اور جانب
صحرائے طلسم ہیرزادان روانہ ہوئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ انشاء اللہ آگے انکا حال عرض کیا جائیگا بعد ملک قاسم
کے چلے جانے کے عمرو ستر اسی سرداران نامی وگرامی اور پانچ سو عیار طرار اپنے ساتھ لیکر طرف ملک سبائل کے چلے
اور وہان سے آکر ایک صحرا مین ٹھہرے وہان بہت سے صندوق پر تکلف تیار کرائے کہ پوستین اُنکی بانات سلطانی
اور مخمل کاشانی کی تھین اور ہر صندوق مین ایک ایک سردار کو بیہوش کرکے بتی دار وے بیہوشی کی اُنکے دماغ پر چڑھا کے
بند کیا اور صندوقون کو مقفل کر دیا اور آپ ایک پیر مرد کی صورت بنکر سوداگر کی وضع اختیار کرکے پانچ چار عیارون کو
اپنا گماشتہ مقرر کیا باقی سب عیارون کو صورتین مبدل کرکے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور دریا پر پہونچکر پانچ جہازون پر
سبکو سوار کرکے ملک سبائل کو چلے یہان بختیارک کو جو خبر ہوئی کہ عمرو فوج ساتھ لیکر ملک سبائل کے قلعہ گیری کی
فکر مین غائب ہو گیا ہے بختیارک کے بدن مین رعشہ پڑ گیا کانپنے لگا اپنے دلمین کہا کہ عمرو مرشد کامل ہے جسطرح بنے گا ضرور
قلعہ مین داخل ہوگا مگر فوراً اٹھا اور چہار طرف کے دروازون پر قفل جنگی ڈالدیے اور کنجیان اپنے پاس رکھین اور کہا
کہ بغیر میری اجازت کے کوئی دروازہ قلعہ کا نہ کھولے اور لقا سے بے بقا سے آکر کہا یا خداوند مرشد کامل قلعہ گیری کو آتے ہین
حتی المقدور اپنے تو مین آنے نہ دونگا آیندہ جیسا کچھ ہو لقا سے بے لقا نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی کہ عمرو قلعہ مین
آجائے یہان تو یہ گفتگو تھی وہان خواجہ عمرو سوداگر بنے ہوئے جہازون پر سوار چلے آتے ہین اثناے راہ مین دو دربند
ہین اول دربند دار الحیان پر جہاز آکر پہونچے یہان کا حاکم قارن شاہ دربندی ہے جب جہاز قریب دربند کے پہونچے
اور اُتارنا بھی شروع ہو گیا لوگ قارن شاہ کے آئے اور کہا کہ اسباب اپنا یہان نہ اُتارو حکم خداوند لقا کا ہے کوئی سوداگر
اور کوئی صاحب فوج یہان نہ اُترے مگر ہان جس شخص کے پاس شقہ مہری خداوند لقا کا ہو وہ اُترسکے اُترنے کا مضائقہ نہین
اگر تم شقہ مہری خداوند لقا کا دکھاؤ گے تو اُترنے پاؤ گے یہ خبر خواجہ کو ہوئی کہ مالک دربند کے لوگ اُترنے نہین دیتے شقہ

مہری خداوند لقا کا طلب کرتے ہین خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ ان بھیاؤن کو مارو تمام عیار پہنچے اور خنجر بران کھینچا جوان پر
گر پڑے دم بھر مین ان دو تین سو آدمیون کو مار لیا کچھ لوگ بھاگ کر قارن شاہ کے پاس گئے اور حال بیان کیا
کہ ایک سوداگر اترتا تھا ہم مانع ہوئے اس سے پروانہ طلب کیا اسنے تمام نگہبانون کو قتل کیا اور دربند مین داخل
ہوگیا قارن شاہ نے اپنے بیٹے ترید خان سے کہا کہ جاکر اس سوداگر کو پکڑ لاؤ یا قتل کرو ترید خان دو ہزار سوار
لیکر روانہ ہوا سرہنگ لگی نے خبر آکر عمرو کو دی کہ ترید خان بیٹا قارن شاہ کا فوج لیے ہوئے آتا ہی اسیوقت عمرو
نے سردارون کو صندوق سے نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ کفار آتے ہین ان کو مارو سب سردار مستعد ہوئے کہ
اتنے مین ترید خان آپہونچا اور وہین سے للکارا ای سوداگر غضب کیا تمنے کہ فوج بادشاہی کو مار لیا اب کہان بچکے
جاؤگے اور فوج کو اشارہ کیا کہ انھین مار کر مال اُنکا لوٹ لو لوگ ترید خان کے دوڑ پڑے ادھر سے سرداران اسلام
تلوارین پکڑ کر گر پڑے قتل کرنے لگے لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتارے باندھ دیے رستم زمان علمشاہ نوجوان
لڑتا ہوا برابر ترید خان کے پہونچا اور ترید خان سے مقابلہ ہوا ترید خان نے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اسکی چھین
لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا مشکین باندھ کر عیارون کے حوالے کیا باقی سب جو فوج رہگئی شکست کھاکر بھاگی اور
قارن شاہ سے جاکر حال بیان کیا قارن شاہ نے کہا سوداگر بڑا زبردست ہی مین خود جاؤنگا اور اسے مار لاؤنگا
یہ کہکر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان علمشاہ نے عمرو سے کہا خواجہ یہ تمنے کیا کیا ابھی ملک سبائل تک پہونچنے
بھی نہین پائے ہین کہ لڑائی شروع ہوگئی عمرو نے کہا اور ہم مجھے کیا دخل ہی کہ اس اثنا مین قارن شاہ پہونچا اور للکارا
کہ ای سوداگر غضب کیا تو نے پہلے دریا کے نگہبانون کو مارا بعد اسکے میرے بیٹے کو پکڑ کر قید کیا ادھر سے لوگون نے جواب دیا
کہ ای قارن شاہ یہ سوداگر مصاحب خاص زہرہ شاہ باختری کا ہی اسکے پاس پروانہ مہری خداوند لقا کا موجود ہی
سے یہ ملک باختر مین آتے ہین انھین کوئی نہین روکتا ہی اور نہ انسے محصول مال کا لیتا ہی اور اس سوداگر کے ساتھ
جو کوئی بے ادبی کریگا وہ خداوند لقا کا گنہگار ہوگا قارن شاہ نے کہا وہ پروانہ دکھاؤ کہان ہی کہا یہان تشریف
لائیے سوداگر صاحب آپ کو بلاتے ہین بزرگی کے باعث سے ان کو ضعف بہت ہی نہین تو وہ خود تمہارے پاس
آتے قارن شاہ نے افسران فوج کو ساتھ لیا اور سوداگرون کے قافلے مین آیا دیکھا ایک مرد پیر نورانی شکل کا
لباس سوداگری پہنے ہوئے بیٹھا ہی قارن شاہ نے سلام کیا سوداگر اتنی تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑا ہوا پاس اپنے بٹھا لیا
اور کہا کہ ادرسے کوئی حاضر ہی قارن شاہ کے بیٹے کو جلدی رہا کرو اور اسباب دعوت کا قارن شاہ کے سامنے
مہیا کیا اور صندوقچہ منگوا کر اسے کھولکر پروانہ مہری نکالکر دکھایا قارن نے دیکھا کہ مہر زہرہ شاہ باختری کی پروانہ
پر ثبت کی ہوئی ہی اور مضمون اسمین یہ لکھا ہی کہ ای شاہان باختر خواجہ طاسی سوداگر ہمارا قدیم رفیق ہی کوئی محصول
اس سے کسی سمت کا نہ لے اور جہان جہان یہ جاوے اسے کوئی نہ روکے یہ ہمیشہ ہمارے واسطے اسباب نفیس
لایا کرتا ہی اور جو کوئی اسے روکیگا وہ اسکے ہاتھ سے ذلیل ہوگا اور ہمارا غضب اسپر نازل ہوگا قارن شاہ یہ
مضمون پروانہ کا پڑھکر کانپ گیا پروانہ خواجہ کے ہاتھ مین دے کر کہا کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی معاف کیجیے اور خواجہ
کو اپنے ساتھ لیکر ایوان شاہی مین آیا اور تمام قافلہ کی دعوت و ضیافت کی اور دو ہزار روپیہ نذر کے دیے دوسرے
دن خواجہ وہان سے آگے روانہ ہوئے دوسرے دربند کے قریب پہونچے کہ حاکم وہان کا رعد شمر انداز تھا اور
اسکو لقا کا حکم محکم پہونچا تھا کہ کسیکو اپنے دربندگی طرف سے ملک سبائل کو آنے نہ دینا لوگ رعد شمر انداز
کے دریا کے کنارے مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے تھے کہ جہازون کو جو آتے دیکھا سب نگہبان پکارے کہ جہاز اپنے ادھر

نہ لانا اور اُسیطرف جہازون کو پلٹا لیجاؤ یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ لوگ منع کرتے ہین عمرو نے کہا کہ چلو منع کرنا اُن کا نہ سُنو یہان تک
کہ قریب کنارے کے پہونچے رعد شرر انداز کی فوج نے تیر مارنا شروع کیئے ادھر سے خواجہ نے بھی کہا کہ سنگ فلاخن اُن پر
مارو القصہ سوداگر نقلی مع قافلے کے در بندر مین اُتر گئے رعد شرر انداز کو خبر ہوئی کہ سوداگر اُتر آئے فوراً فوج ہمراہ لیکر چلا
یہان عمرو نے غازیان دیندار کو صندوق سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا کہ ان بیحیائون کو مارو تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
سے اور رعد شرر انداز سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت پر روک کر جو تیغۂ افعی سلیمانی کا ہاتھ ملا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہلکار اُسکے ہاتھ باندھکر سامنے خواجہ کے عذر خواہی کو آئے خواجہ نے رعد شرر انداز کے
بیٹے کو وہان کا حاکم کر دیا اور آپ ایک روز وہان رہ کر ملک سمائل کو روانہ ہوا جب قریب ملک سمائل کے پہونچا
قلعۂ ملک سمائل پر دیدبان بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے جو جہازدان کو آتے دیکھا گولہ اندازون سے کہا کہ جہاز سوداگرون
کے ادھر چلے آتے ہین جلد ان کو اُڑا دو قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا خواجہ نے کہا گولے کی زد سے جہازون کو ہٹا کر لنگر ڈالو
اُسیوقت ناخدا جہازون کو گولے کی زد سے دور ہٹا لیگئے اور جہازون کا لنگر ہوگیا خواجہ نے ایک شخص کو چھوٹی کشتی
پر سوار کرکے قلعہ کیطرف بھیجا وہ شخص کشتی پر سوار ہوکر رومال ہلاتا ہوا چلا نگہبان قلعہ نے جاکر بختیارک سے کہا کہ جہاز
سوداگرون کے آتے تھے ہمنے قلعہ کے اندر نہین آنے دیے مگر ایک شخص اُنھین سے چھوٹی کشتی پر سوار ہوکر رومال
ہلاتا ہوا کچھ پیغام سوداگر کا لیکر آیا ہی بختیارک فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس شخص کو سامنے بلوایا احوال پوچھا
اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سوداگر تمھارے باپ کا ملاقاتی ہی بلکہ اُنھین کے روپیے سے اسنے تجارت کی ہی کروڑ ہا روپیہ
کا مال و اسباب نقد و جنس اسکے پاس ہی اور یہ تاجر اسواسطے آیا ہی کہ سیر اوقت اخیر ہو یہ مال و متاع ملک جی کو سپرد
کردون وہی اسکے مستحق ہین بختیارک نے جو یہ کلمہ سُنا خوش ہوگیا کہا کہ اچھا مین چلکر سوداگر سے ملاقات کرتا ہون
اور اُسیوقت دروازہ کھولکر کشتی پر سوار ہوکر جہازون پر آیا دیکھا کہ ایک سوداگر نہایت ضعیف پلکین تک سفید
رعشہ تمام بدن مین آنکھین بند کیے بیٹھا ہی لوگون نے پکارکر کہا یا خواجہ طوسی ملک بختیارک آپ کی ملاقات کو
آئے ہین خواجہ نے آنکھین کھولکر دیکھا بختیارک نے سلام کیا خواجہ نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تیرا بچپنا
مجھے یاد ہی کہ بارگاہ نوشیروان عادل مین تو اپنے باپ کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور ہائے ملک بختک کہکر خوب رویا
بعد اُسکے اسباب دعوت مہیا کیا ایک نازنین سرخ پوش اندر سے پردے کے باہر آئی اور اس نگاہ دلفریب سے
بختیارک کو دیکھا کہ بختیارک ہزار جان سے اُسپر عاشق و شیفتہ ہوگیا خواجہ طوسی سے پوچھا کہ یہ نازنین کون ہی خواجہ
نے کہا مین نے فلان شہر مین اسے مول لیا تھا نہایت خوش سیرت اور خوبصورت ہی بیٹا یہ نازنین اگر تمھارے
پسند خاطر ہی تو لو حاضر ہی اور مین تو یہ سب مال و متاع تجھے سپرد کرنے کو آیا ہون بختیارک نے کہا کہ خواجہ صاحب
پھر آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا پہلے یہ سب مال و اسباب کی تم سیر کرلو اچھی طرح دیکھ بھال لو
بختیارک نے کہا کہ قلعہ مین چلکر دیکھ لون گا خواجہ طوسی نے کہا کہ پہلے یہ صندوق مال و اسباب کے قلعہ مین بھجوا دو
بعد اُسکے مجھے لیجاؤ الغرض جہاز برابر قلعہ کے آکر ٹھہرے اسباب اُتر کر کاروان سرا مین داخل ہوا جتنے صندوق تھے
ایک ایک صندوق کو دس دس بارہ بارہ آدمی پکڑ کر لیگئے بختیارک نہایت خوش تھا کہ اسقدر خداوند لات اعلے
اور منات بعلے نے مجھکو دیا القصہ پہر رات گئے تک تمام مال و اسباب خواجہ طوسی کا کاروان سرا مین گیا بعد اُسکے
بختیارک کو خواجہ سوار کر کے کاروان سرا مین لایا کھانا بختیارک کے مہان سے آیا تھا خواجہ کو کھلایا بعد اُسکے تمام
قافلے کی دعوت و ضیافت کی ڈیڑھ پہر رات گئے کھانے پینے سے مہلت ہوئی بختیارک نے خواجہ سے کہا اب آپ

آرام کیجیے میں صبح کو خدمت خداوندیں آپ کو پہنچاونگا یہ کہکر وہان سے چلا آیا خواجہ نے تمام سردارونکو صندوقون سے باہر نکالا
فتیلہ رفع بیہوشی سبکو دیا سب کے سب ہوش مین آئے دو چار جام بادۂ سرور کے سبکو پلائے پھر کھانا منگوایا سبکو کھلایا
بعد فراغت آب و طعام عمرو نے کہا کہ صاحبو مبارک ہو کہ قلعہ سبائل مین تم سبکو مین نے لا کر داخل کر دیا اب صبح کو اُٹھکر تم سب
تو معروف جنگ و جدال ہوا اور مین لندھور کو ساتھ لیکر دروازہ قلعہ شہر کا کھولتا ہون اور حمزہ کو مع فوج لاتا ہون القصہ
دو گھڑی رات رہے سے عمرو لندھور کو ساتھ لیکر قلعہ کے دروازے پر آیا اور قلعہ دار کو مار کر دروازہ کھلوایا بعد اُسکے
عمرو نے سفید مہرہ بجایا کہ حمزہ جلد فوج لیکر آؤ مین داخل قلعہ ہوا اور دروازہ کھولدیا صاحبقران زمان تو ہر روز اور
ہر وقت گوش بر آواز منتظر رہتے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز کان مین پہونچی اُسیوقت امیر کشورگیر مع لشکر ظفر
اثر سوار ہو کر چلے مگر یہان بختیارک جو صبح کو بیدار ہوا خیال گذرا کہ اے بختیارک تو نے بڑا غضب کیا اس سوداگر کو
قلعہ کے اندر رہنے دیا آنکھین اُسکی بہت چھوٹی چھوٹی تھین ایسا نہو کہ مرشد کامل سوداگر بنکر اور صندوقون مین سردارانِ
لشکر اسلام کو بند کر کے لائے ہون ذرا چلکر دیکھو تو سہی فوراً گھر سے بختیارک چلا پھر خیال مین گذرا کہ ذرا لقا کے پاس
بھی ہوتے چلیے بختیارک ابھی قیطولون تک لقا کے پاس نہ پہونچا تھا کہ آواز بدیع الزمان اور مالک کے نعرہ
کی بلند ہوئی اور متصل منم منم کی آواز آنے لگی سُنتے ہی اس بیچیادڑ ہو گئے کا تو ہیتاب خطا ہو گیا بھاگا بدحواس لقا
کے پاس آیا اور کہا یا خداوند خدا پرست قلعہ کے اندر آ گئے جلد یہان سے کسی طرف کو بھاگ چلیے لقا نے کہا او بیچیا شیطان مجسم
ایک تو تو نے خدا پرستون کو قلعہ کے اندر بُلا لیا دوسرے مجھے قلعہ سے بھگاتا ہے ارے کہین ایسا ہو سکتا ہے کہ زمرد شاہ آخری
خداوند لقا جو مشہور ہے وہ بندون سے کیونکر بھاگے دیکھو تو سہی مین ان سبکا استیصال کرتا ہون پھر تمام اپنے سردارون کو
ساتھ لیکر قیطولون سے نیچے چلا ہر چند بختیارک منع کرتا ہے سر پیٹتا ہے سمجھاتا ہے یا خداوند میرا کہنا مانیے نجاتیے بھاگ چلیے نہین
انجام بُرا ہوگا لقا نے بختیارک کا کہنا مطلق نہ مانا تاؤ پیچ کھا کر غصہ کی دھن مین چلا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
خداوند کی قضا دامنگیر ہوئی ہے پھر تو بختیارک نے اپنا مال و اسباب سنبھالنا شروع کیا اور لوگون سے کہدیا کہ برق
لے بھاگ گنا اودھر کا حال سنیے کہ امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان داخل شہر سبائل ہوئے اور قلعہ کے پھاٹک پر آکے نعرۂ
کوہ شگاف کیا نعرہ حمزہ

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر جبار	یکے تیغ قمقام و صمصام نام	
یکے تیغ عقرب بلے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بعد اور سردار نعرے کرتے

ہوئے تلوارین کھینچے ہوئے داخل ہوئے ادہر سے نعرہ رستم زمان علمشاہ نوجوان کا ہوا کہ منم رستم پیلتن و پلکن کشندہ
دو دیل ہندی و کشندہ کپتیان فرنگی شعار شیر ادلاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + علمشاہ رومی شہ
فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے سرفتنہ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا نعرہ ہوا النعرۂ بدیع الزمان
منم فخر سہراب و رستم وقار + بدیع الزمان صفدر نامدار + ایک طرف سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا النعرۂ مالک اژدر
منم مالک اژدر خستہ کین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج +
ایک طرف سے نعرہ دلخراش لندھور بن سعدان گرد کا ہوا النعرۂ لندھور منم صاحب عمود و جانشین حمزہ و در گردان
شہ ہندستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شہ بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + نفر مانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندستان
ایک طرف سے فرخ شہسوار قلندر کا نعرہ ہوا النعرۂ فرخ شہسوار قلندر + منم صفدر و نامی و نامور + شجاع و جری فرخ شہسوار
ایک طرف سے نعرہ فرخ بخت سلطان کا ہوا النعرۂ فرخ بخت سلطان ۔ جری و صفدر و غازی منم شیر نیستانم + ز فرزندان
حمزہ اسم فرخ بخت سلطانم + ایک جانب سے نعرہ ہاشم تیغ زن کا ہوا النعرہ ہاشم منم صفدر و غازی صف شکن

تجلاع وجری ہاشم تیغزن + ایک طرف سے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا نعرہ بہرام گرد منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے نعرہ داراب شاہ کا ہوا نعرہ داراب شاہ پیل ناموررشیر دشت وغا + شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ فرامرز عاد مغربی کا ہوا نعرہ فرامرز عاد مغربی جہان پہلوانم پیل نامدار + پسر خواندۂ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرہ جمہور جہان سوز کا ہوا نعرہ شہزادہ جمہور نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن جمہور جہان سوز شہنشاہ تیغ زن + ایکطرف نعرہ پہلوان فہرش بن عنطر سوگیاے طوفانی کا ہوا نعرہ فہرش منم فہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم + غلام حمزۂ صاحبقران شمشیر زنستانم + غرض جدا جدا نعرے پرنور ہوتے چلے گئے جو سردار اور لشکری دروازے مین قلعہ سبائل کے داخل ہوا نعرہ کرتا ہوا اللہ اکبر کہتا ہوا شمشیر بکش بعضے بزن بزن کرتے ہوئے درانہ غول کے غول گھسے غٹ قلعہ مین ٹھسے بعد اُسکے غول بیچ مین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام نعرہ کرتے ہوئے شمشیر آبدار تولے ہوئے پہونچے نعرہ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + چراغ شبستان صاحبقران + فروزندہ تاج و تخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ + شہنشاہ اسلام عالم پناہ + اب قلعہ مین تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر برپا ہوا سرداران نامی ناموران نے لاش پر لاش گرا دی کشتوں کے پشتے باندھ دیے گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے راہین بند ہو گئین کسی کی مجال نہ تھی کہ غازیوں بہادروں کے منھ چڑھتا ایک ہل چل تمام قلعہ مین مچی ہوئی تھی لوگ بھاگ بھاگ کر گھرون مین چھپتے تھے کہین گوشہ امن و امان کسیکو نہ ملتا اکثر آدمیونکی یہ صورت تھی کہ اپنے مکانون مین ساز سینگڑے باندھے ہوئے بیٹھے اپنے ناموس کی حفاظت کر رہے ہین سرداران لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ جو سامنے آیا قتل کیا جو ذرا ابھر گیا ایک ہی ہاتھ مین اُسکو چور نگ کیا کسی نے کسیکو نیزے پر چھید کر اُٹھا لیا کسی نے کسیکو گرز مارا کہ تمام استخوان اُسکے از سر تا پا چور ہو گئے کوئی دور سے تیر اجل کا نشانہ ہوا کسی کا جگر و پہلو خنجر سے فگار ہوا باپ کو بیٹے کی خبر نہ تھی بیٹا باپ کو چھوڑ کر بھاگا بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا اشعار جنگ

لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کسی پر پڑا نیزۂ جان ستان
کسی کے جو سنگ فلاخن پڑا
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
ہزارون کے لاشے زمین پر گرے
تراق عمودان سے رن ہلتا تھا
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
رہے خیر نہ اُس دم کسی کے حواس تھا

اگر بزن بزن کی صدا سر بسر
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
وہ مرد دگر گر تڑپنے لگا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
ہزارون کے منھ جنگ سے پھر گئے
ہر اک پہلوان خاک مین ملتا تھا
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک
پڑی اک بھاگڑ ہوا یہ ہراس

چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کسیکے پڑا سینہ پر آ کے تیر
تبر سے کسیکا ہوا سر شگاف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ گیا
کوئی ہاتھ پا لٹ کا کھا کر گرا
تہا دان یہ دریاے خون اشقر
روان خون کا دریا ہوا جیسا آب
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

ہوے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف
ہزارون کا منھ جنگ سے مڑ گیا
طمانچے ضرب اک اُٹھا کر گرا
کہ گھوڑون کے سم ہو گئے تر بتر
کہ سر کٹ کے تیرے یہ شکل حباب
کہ طائر اُڑے خوف سے دشت کے

حمزۂ صاحبقران زمان برابر کفار کو للکارتے ہین اور تلوارین مارکر

اور پل پہ نعرہ کرتے ہین شعر منم سرکش لشکر کافران + پہ پیشم نگون شد سر کافران + برابر چہار طرف سے یہ صدائے احسنت و آفرین کی آتی ہے واہ رے نامران دین اسلام مرحبا جزاکم اللہ خیرا آج تمنے قلعہ سبائل کو فتح کیا اب کیا بہان کر سکتے ہین بھلا ٹھہر سکتے ہین شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین + رزم آن میسرید می گفت آفرین صد آفرین + ادھر کشتگان نجس و نحس کیواسطے در جہنم مالک نے کھولدیا ادھر راہ فراریون نے دشت دھرائی لی صد ہا ڈوب ڈوب کر دریا مین فنا ہو گئے اُس روز قلعہ سبائل مین اس قیامت کی تلوار چلی دو تک خون کی ندیان بہین اور وہ جو دریا ملک سبائل

مین حائل تھا وہ خون بہ بہ کر دریا مین ملگیا اُس غدر مین بھاگڑ کی بدحواسی مین کفارون کی سپرین جو ہاتھ سے گرین معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے دریا سے خون کی ندی مین آگئے ہین اور منھ نکالے بیٹھے ہین تلوارین جو گرین پڑین تھین غلذی سمجھتے تھے کہ مچھلیان پیر رہی ہین گرز و تبر بہ نہنگان دریا کا شبہ ہوتا تھا اُس عالم اضطراب و بدحواسی مین جو خوفناک ہو کر کفار بھاگے تو ترکش اُلٹ اُلٹ کر تیر گرتے گئے وہ اُس خون کے دریا مین سیہ سے زمین مین گڑ گئے گویا سبزہ بیگانہ باغبان اجل نے خون کفار سے تیسچا تھا یہ دریاے خون کی طغیانی تھی کہ غازیان جو گھوڑے دوڑا کر کفار پر تلوارین مارتے تھے تمام خون کی چھینٹون سے پوشاک رزم اُنکی خون افشان ہو گئی تھی **شعر** چقاچاق خنجر بگردون رسید + کہ از باختر خون بجیحون رسید اُدھر عمرو کی یہ کیفیت تھی کہ کھاروے کا تھان پھاڑ پھاڑ کر بیرقین بنا بنا کر ہر دکان پر جماجیون اور کوٹھیون پر ساہوکار وغیرہ کی گاڑتا پھرتا تھا جو اہل اسلام مین سے لوٹنے کے ارادے پر آتا تھا وہ اُن بیرقون کو دیکھ کر پھر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہان خواجہ عمرو نے اپنا قبضہ کر لیا دست اندازی اس مقام پر بیجا ہے کسواسطے کہ اگر ہم ایک حبہ لینگے تو خدا جانے خواجہ سلامت اُسکے عوض مین کیا ہم سے لے مرینگے عجیب غلغلہ اور تہلکہ اور تلاطم تھا اودھر صاحبقران بہ یاوری اقبال و شوکت و اجلال لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے چلے آتے تھے اور اُدھر سے لقاے بے لقا مع اپنے سردارون کے لڑتا ہوا آتا تھا عین میدان خون ریز مین مقابلہ ہوا صاحبقران سے تلوار چلنے لگی کٹ کٹکے سر کفار کے گرنے لگے ایک چشم زدن مین اُن سبکو مار کر برابر لقا کے پہونچے اور نعرہ کیا یا غش او کیر نا ہنجار اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا لقا پکارا او بندہ بے پیر مین صبر کیے ہوئے قلعہ مین بیٹھا تھا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا اب تجھکو شمشیر قدرت سے قتل کرونگا یہ کہکر تلوار ماری امیر با توقیر نے تھپکی دی اور ہاتھ اُسکا مروڑ کر تلوار چھین لی لقا کچھ دست و پا چہ ہوا تھا کہ صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُسکو اُٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لیکر کفار سے لڑنے لگے اور کفار چارطرف سے حمزہ پر ٹوٹے ہوے تھے ہر بار چاہتے ہین کہ لقا کو چھڑا لین مگر قابو نہین پاتے امیر با توقیر مثل شیر غضبناک کے حملہ کرتے تھے جو سامنے آگیا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جسکا سر کٹ کے دھڑ سے دگر کے مثل ماہی بے آب کے خون کے دریا مین تڑپنے لگا اُدھر ہاتھ مین حمزہ صاحبقران کے لقاے بے لقا یون تڑپ رہا ہے جیسے پنجہ شہباز مین کوئی طائر شکار ہو کر پھڑکتا ہو مگر صاحبقران زمان ہاتھ اپنا تانے ہوئے ہین اُسکو چھوڑتے نہین یکایک بند کمر لقاے بے لقا کا ٹوٹا اور ضیغم کے ہاتھ سے روباہ شکار کیا ہوا چھوٹا گرتے ہی زمین پر لوٹتا پوٹتا خاک و خون مین غلطان و پیچان بھاگ کر لرزان و ترسان بھاگا امیر کشورگیر پھر للکارتے ہوئے جھپٹے ہزارون کفار بیچ مین حائل ہوگئے اُدھر اُنسے تلوار چلنے لگی اور اُدھر لقا پرست لقا کو اُٹھا کر لے بھاگے بختیارک نے پاس آکر لقا سے کہا کیون خداوند میرا کہنا یاد نہ ہوا اب بھی غنیمت ہی کہ تقدیر گریز کی کر دیا اگر ابکی صاحبقران کے ہاتھ آتے تو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے لقا نے کہا ای شیطان درگاہ ستر ہزار برس پیشتر ہی مین نے تقدیر کی تھی پھر ہمراہیون کو اپنے لیکر بھاگا اور دریا کی طرف کا دروازہ کھلوا کر جہازون پر سوار ہو کر راہی ہوا بھاگنے تین شبانہ روز حکم قتل عام رہا ہزارہا کفار غارتیان و ہندار نے قتل کر ڈالے آخر جب بخوبی حمزہ صاحبقران زمان پر ثابت ہوا کہ لقاے بے لقا اس قلعہ مین نہ شہر مین نہ یہان کے گرد و نواح مین ہے بھگوڑا اوم دبا کے بھاگ گیا سنگ نحس سے قلعہ خالی ہو گیا اُسوقت کفار نے جو وہان باقی رہ گئے تھے اور رعایا وغیرہ نے دُہائی بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان کی دینا شروع کی چارطرف سے الامان الامان کا شور بلند ہوا صاحبقران نے حکم امان دیا قتل عام موقوف ہوا رؤسا ے شہر آکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور سب نے کلمۂ توحید پڑھ کر دین اسلام اختیار کیا مسلمان ہوئے نذرین گذرانی

صاحبقران نے قنطلوں کو لٹا کے تڑ داڈالا باغ بہشت کا مال و اسباب اور زر و جواہر عمرو کو دیا تمام لشکر اسلام لوٹ سے قلعہ سبائل کے مالامال ہو گیا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان نے تمام سرداران گرامی کو اور افسران نامی کو اور سپہ سالاروں کو اور فوج کے سب سوار اور سب پیدلوں کو خلعت دیے اور چالیس روز کامل جشن عام کیا اور بڑی خوشی اور مسرت ہر ایک غازی اور دینداروں مجاہد کو فتح ملک سبائل کی حاصل ہوئی

اب دو ورقلمے داستان عجائب نشان شہزادہ جادو سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا اب شراب طلسم
قضا و قدر کا تو سامان دکھا
تجھے حسن بنت العنب کی قسم
وہ بادہ ہو جام دل آویز ہیں

کہ لکھتا ہوں میں خیالی کا کام
پری زاد ہم شکل انسان دکھا
تجھے اپنے عیش و طرب کی قسم
پری دیکھ لوں عکس کر ریز ہیں

لہو کی جام گلگوں پلا ساقیا
سماں وہ دکھا جو کہ نایاب ہو
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی
سحر و شیشہ لکو ہے پیچ و تاب

عجائب کرشمہ دکھا ساقیا
ذرا خوب جو کبھی نہ نایاب ہو
قسم تجکو تصویر گلفام کی
کہ ہوں جلوہ گر اب یہ آفتاب

اشعار گھرا ہی ابر جو کہیں شراب ہو جائے
تو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے
مسافران عدم چلکے قبر میں ٹھہرو
جو منتہی بھی لکھوں تو کتاب ہو جائے
وہ بد نصیب ہوں جاؤں اگر میں دریا پر
یقین ہے دل سوزاں کباب ہو جائے
بیان کروں عرق آلودہ ابرو کا جو وصف
ادھر سے بھی اڑنی کا جواب ہو جائے

ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
فراق میں ہوں اگر اشکبار دیدہ تر
رواروی میں ابھی پا تراب ہو جائے
پلک جھپکتے ہی دنیا ہو درہم و برہم
یقین ہے آب مثال سراب ہو جائے
یہ بات کچھ نہیں اک خدنگ عشق میں ٹوٹوں
تو ادریتیغ زبان پر لعاب ہو جائے
بیت نماینده آن عجائب نشان

وہ مہر بام یہ جو محو خواب ہو جائے
یہ جوش آب ہو گردوں حباب ہو جائے
اٹھائے ہیں جو تمھارے فراق کے صدمے
پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
فراق ساقی جہوش کی اشتعالک سے
ادھر بھی تو اثر اضطراب ہو جائے
سوال آنکی طرف سے ہے لن ترانی کا
رقم میکنند این لکلک ارزبان

سیاحان وادی طلسمات حیرت آیات دشت نوردان میدان عجائبات و غرائبات وحشت سمات داستان طلسم پریزادان کو بطرز نو بیان تحریری سے ناظرین و شائقین کو مسرور کرتے ہیں۔ کہ جب شہزادہ جادو سیاہ ملک قاسم فلک جاہ اسباب صاحبقرانی یعنی زرہ داؤدی و تیغہ قمقام وغیرہ زیب جسم انور کر کے برائے طلسم کشائی طلسم پریزادان کی طرف روانہ ہوئے اور سیارہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل کوہستان بحکم قضا و قدر میں پہونچے دور سے ایک باغ بہشت نظیر نظر پڑا سیارہ سے کہا کہ چلکر ذرا اس باغ میں آرام کیجیے پھر طلسم پریزادان کی راہ لیجیے سیارہ بولا بسم اللہ چلیے مگر نہیں معلوم یہ باغ کس کا ہے قاسم نے کہا کہ وہاں چلکر معلوم ہو جائیگا غرضکہ باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان ہے سناٹا باغ میں نمایاں ہے جب داخل باغ ہوئے طبیعت کو نہایت شگفتگی غنچۂ دل باغ باغ دیکھا کہ باغ بہشت سر سبز و شاداب ہے ہر ایک غنچہ و گل نایاب ہے پھول ہر رنگ کے کھلے ہوئے ہیں اثمار گونا گون کے بار سے لہلہاتے تازہ و تر جھوم جھوم کر زمین کا بوسہ لیتے ہیں طائران خوش الحان کی زمزمہ سازیاں دلکو محو کرتی ہیں شہزادہ قاسم سیر چمن لالہ زار کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہیں انسان کا نشان نہیں سیارہ نے کہا ای شہریار یہ باغ کسی آدمزاد کا نہیں معلوم ہوتا یا تو یہاں کا مالک کوئی دیو یا پریزاد ہے یا طلسم سے اسکی بنیاد ہے قاسم نے کہا تم سچ کہتے ہو مجکو بھی عقل سے ایسا ہی دریافت ہوتا ہے غرضکہ خراماں خراماں بارہ دری میں آکے پہونچے دیکھا فرش بہت تکلف کا ہے بیچ میں مسند مرصع کار بچھی ہے چھت پردوں سے آراستہ ہے شیشہ آلات بوقلموں لگے ہوئے ہیں ایک طرف گنگا جمنی ہے اور ایک سمت مسہری چاندی کی اور ایک جانب چھپر کھٹ سونے کا

جبکہ

جواہرات بیش بہا پائون پر سب کے جڑے ہوے ہین اور چادرین ریشمی مقیش کی زر بند ون سے کسی
ہوئی ہین تکیے سفید اطلس کے لگے ہوے ہین اور قیچی زربفتی پڑے ہوے ہین اور ایک سمت جو نظر
اُٹھا کر دیکھا کچھ خوان طعام اُنپر کسنے کسے ہوے مُہرین کی ہوئین رکھے ہین ایک سمت کشتیان شراب
وکباب کی بھی رکھی ہوئی ہین ایک طرف جو شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے ملاحظہ فرمایا تو
دیکھا آبدارخانہ ہی کہ چاندی سونے کی گھڑونچیان اور لگن رکھے ہین اُنپر کورے کورے گھڑے اور
لوٹے مٹی کے آب سرد و خوشگوار سے بھرے ہوے جُھجھرے گنگا جمنی اُنپر ڈھکے ہوے رکھے ہین اور
اور گلاس بلور کے تھالی جوڑ مین رکھے ہین اور لوٹے چاندی اور سونے کے آب سرد سے بھرے ہوے
ہاتھ منہ دھونے کیواسطے رکھے ہین علاوہ ان سب اشیاے نادرہ اور ظروفات بیش بہا کے تمام اسباب
ضروریات آرائش عیش و نشاط مہیا ہی مگر کوئی آدمی کہین نہین معلوم ہوتا ہی یہ معرکہ دیکھکر سیارہ بن عمرو
نے شاہزادہ ملک قاسم سے کہا اے شہریار والاتبار بیشک یہ باغ و بارہ دری کسی جن یا پری کی ہی یہ
سنکر شاہزادہ قاسم نے کہا کسی کا ہو ہونے دو ہمتو ایسی ایسی بلاؤن مین مبتلا ہونے کو یہان آئے ہین
ڈر اور خوف کس بات کا ہی مثل ہندی جن ڈھونڈھن اُن پائیان گہرے پانی پیٹھ * جو ڈرے
ڈوبن کو وہ رہے کنارے بیٹھ * شعر قدم جب عشق مین دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین * متاع
دل کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہین * یہ فرما کے شاہزادہ قاسم عالیشان مرکب باد رفتار پر سے
اُتر کے اندرون بارہ دری تشریف لائے اور مسند پُر تکلف پر گاؤ سے لگ کر بیٹھ گئے سیارہ
بن عمرو نے شاہزادہ قاسم عالیشان سے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جا کے خوانہاے طعام
کی مُہرین توڑ کے کھانا واسطے حضور کے لاؤن قاسم نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا ہی جا کے کھانا لاؤ ہم
بھی کھائین تم بھی کھاؤ یہ سنکر سیارہ بن عمرو نے جا کر تمام خوانون کی مُہرین توڑ ڈالین اور مُہرین توڑ کر
اُن خوانون مین سے طرح طرح کے عمدہ عمدہ لذیذ کھانے نکال کر لایا اور سامنے شاہزادہ قاسم کے
قاعدے سے دسترخوان بچھا کے چُن دیا شاہزادہ قاسم نے بسم اللہ کہکے کھانا نوش فرمایا آب سرد
وخوشگوار پیا اور شکر خداے عز و جل بجا لاے بعد فراغت آب و طعام کے سیارہ بن عمرو سے
فرمایا کہ اے عیار طرار جاؤ اور میخانہ سے شراب لاؤ سیارہ گیا اور میخانہ مین سے ایک گلابی شراب کی
اور ایک جام بلورین بہت جلد لیکر حاضر ہوا اور دو چار جام شراب کے لبریز کر کے شاہزادے کو دیئے
قاسم نے وہ جام شراب سیارہ کے ہاتھ سے لیکر بے تکلف نوش فرمائے بعد اُسکے سیارہ نے
کچھ کباب وغیرہ پیشکش کیے وہ بھی شاہزادے نے نوش فرمائے اور اُسی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا سیارہ نے
بھی بعد آرام کرنے شاہزادہ قاسم کے کھانا کھایا اور کچھ شراب پی اور براے محافظت شاہزادہ
والاتبار ملک قاسم عالیوقار صحن بارہ دری مین ٹہلنے لگا اور سیر کرنے لگا چہار طرف دیکھتا جاتا تھا
یہی خیال تھا کہ شاید کوئی جن یا دیو و پری نظر آئے نیمچہ ہاتھ مین لیے چہار جانب نگران تھا سہ پہر کیوقت
شہزادہ قاسم آرام کر کے چھپر کھٹ پر سے اُٹھے اُٹھکر منہ ہاتھ دھویا وضو کیا سیارہ نے لا کر سجادہ
بچھا دیا شاہزادہ عبادت خدا مین مشغول ہوا بعد عرصۂ دراز شاہزادہ قاسم نے نماز پڑھکر فراغت
پائی جب وظیفہ شاہزادہ پڑھ چکا سیارہ سے فرمایا کہ اب یہان سے طلسم پر نزدیک و آن قریب ہی وہان چلو

سیارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ میری راے یہ ہی کہ آجکی شب آپ یہین آرام فرمائیے بوقت صبح طلسم کی طرف چلیے ملک قاسم نے کہا ابتک ہم بیان رہے مگر کوئی صاحب باغ نہ معلوم ہوا کہ اس سے کچھ حال دریافت کرتے ابھی یہ باتین دونون مین ہو رہی تھین اور دن بھی چار گھڑی باقی رہگیا تھا کہ یکایک ہوائے تیز و تند چلی سیارہ بن عمرو نے شاہزادے سے عرض کیا ای شہریار والا تبار ہوشیار ہوجائیے یہ ہوا نہین ہی یہ آمد کسی دیو یا پری کی ہی ابھی یہ باتین سیارہ بن عمرو و ملک قاسم مین ہو رہی تھین کہ دیکھا آسمان پر ایک تخت نمودار ہوا جب وہ تخت قریب باغ پہونچا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسینہ جمیلہ شکیلہ سر سے پانک دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے تخت مرصع نگار پر بصد ناز و ادا جلوہ گر ہی شہزادہ قاسم اُس بت سیمین تن غنچہ دہن گل پیرہن کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئے اور مو ہو کے یہ غزل پڑھنا شروع کی

غزل

ہر غمزہ اُس حسین کا ہی امیدوار دل
رکھا بنکے باد صبا کا غبار دل
کہتا ہون تنگ آکے یہ پروردگار سے
آیا ہی بزم یار سے کیا اعتبار دل
روتے ہین یاد کر دل مردہ کو حشر مین
اللہ رے اضطرار ہوا اس اضطرار دل
کب آے دیکھیے دل وارفتہ ہوش مین
قدرت خدا کی درد بنے غمگسار دل
اک دل ہمارے پاس ہی سو خواستگار دل
پہونچا وہ کوے یار مین تو رہگیا یہین
دل کیون دیا اگر نہ دیا اختیار دل
بے یار ہی یہ شکل اُجبا تو یکطرف
سینے کو جانتے ہین ہمارے مزار دل
نخچیر ہی وہی کہ جو کھاے نگہ کا تیر
مدت سے ہی حلال ہمین انتظار دل
پوچھین نہ دل کو صبر و شکیب و قرار دل
گردون نے میری خاک سے بھی کیا سلوک
قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
اب ہین نہ مانون لاکھ بھرین دوستی کا دم
دل مجھکو ناگوار ہی مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین
صیاد ہی وہی کہ جو کھیلے شکار دل

شاہزادہ قاسم تو یہ غزل پڑھ رہے ہین اور وہ پریزاد تخت رواں سے اُترکے بصد ناز و ادا ہمراہ خواصون انیسون جلیسون کے بارہ دری مین آئی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال برج حسن و جمال بارہ دری مین مسند جواہر نگار پر جلوہ گر ہی کہ نور حسن و جمال سے تمام بارہ دری روشن و منور ہو رہی ہی دیکھتے ہی شہزادہ قاسم کو وہ پری ہزار جان سے عاشق و شیفتہ ہوئی اور برابر شہزادہ ملک قاسم کے مسند پر آکر بیٹھ گئی اور بصد ناز یہ مخمس پڑھنے لگی

مخمس

فزدن ہی چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی | سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی | سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی
ہوائے دور سے خوشگوار راہ مین ہی | خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی
ہزارون گل ہین یہین ایک خار راہ مین ہی | دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی | غریب آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی | بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی
ہین اُسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی | خجل ہین روے منور سے اُسکے حور و پری | ابھی سے جان تصدق ہی اُسپہ ہر اک کی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی | ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی
بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین | رہے تمیز ثواب و عذاب ہستی مین | ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین
عدم سے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین | نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی
مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط | رفیق یکدل و یک رنگ خیر خواہ ہی شرط | ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط
طریق عشق مین ای دل عصاے آہ ہی شرط | کہین جو ٹھہرا تو کسی جا اُتار راہ مین ہی
حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار | ہلال برق ہی اعجاز ہی تری رفتار | جلا تا مردے ہی تو دم بدم ہزار ہزار

جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مارہ | شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش | نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرائش | قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزائش

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش | عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے | یہ مجھسے کہتے ہین چلنے ہین ہمنشین میرے | جواب اُنکو یہی کہتا ہون مین تو ان سب سے

نہ رہنما ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے | فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ بڑی دوپہر ہی گرمی کی | زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی | زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی | بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

بعد حسن و خوبی اُس ماہ رخسار نے یہ خمسہ پڑھا اور دس بیس خواصین قسم پریزاد سے جو ہمراہ آئی تھین کچھ بیٹھ گئین اور
کچھ دست بستہ سامنے کھڑی ہو گئین اُس پریزاد نے شہزادہ قاسم سے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو
ایسے بیخوف ہو کر پرائے باغ مین چلے آئے اور مزے سے آکر بارہ دری مین عیش کیا اور کھانا کھایا کچھ
یہ نہ اندیشہ نہوا کہ صاحب باغ آکے کیا کہیگا یہ باغ طلسمی ہی یہان پنکھا طائر بھی نہین آسکتا انسان کیسا
شاہزادہ قاسم نے کہا مین نبیرہ زلزلۂ قاف ثانی کوچک سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہون اور نام میرا
ملک قاسم ہی مجھے کسی کا کیا ڈر اور خوف ہی کئی عزیز میرے اس طلسم مین آکر گرفتار ہوے ہین مین یہان
اسواسطے آیا ہون کہ اُنکو رہا کرون اور طلسم کو فتح کرون اُس پریزاد نے ہنسکر کہا کہ سبحان اللہ کیا طلسم
کو فتح کرنا آسان سمجھے ہو مین تمھاری بھلائی کے واسطے کہتی ہون کہ ہرگز طلسم مین جانے کا ارادہ نہ کرنا
میرے دل مین تمھاری جانب سے محبت پیدا ہوئی ہی اسلیے دوستانہ سمجھاتی ہون نہین تو مین خود تمکو
گرفتار کرتی ملک قاسم نے کہا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ مجھے دربان پری کہتے ہین قاسم
نے کہا ای دربان پری ہم اولاد صاحبقران ہین جس کام کا ارادہ کرتے ہین اُس سے پھرتے نہین ہین جو کچھ
ہو سو ہو مصرع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد ۞ مین ضرور طلسم مین جاؤنگا بموجب مضمون شعر شعر یاتن
رسد بجانان یا جان ز تن برآید ۞ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ۞ دربان پری گفتگو قاسم
کی سنکر حیران صورت دیکھنے لگی کہا ای عزیز مین مجھکو معلوم ہوا کہ تو بالکل جاہل ہی عقل سے بہرہ نہین رکھتا
بھلا یہ تو بتا کہ کسی نے کوئی طلسم بغیر لوح کے بھی فتح کیا ہی جو تو طلسم فتح کریگا ملک قاسم نے جواب دیا
کہ انشاء اللہ بتائید ایزدی لوح بھی ہاتھ آجائیگی کوئی نہ کوئی راہ طلسم کشائی کی نکل ہی آئیگی الغرض شاہزادہ قاسم
دربان پری سے سرگرم اختلاط رہے صبح تک دور بادۂ نشاط رہا صبح کو قاسم نے وضو کرکے نماز
پڑھی دربان پری سے کہا کہ اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون طلسم مین جانے کا ارادہ مصمم ہی اُس وقت
دربان پری نے ایک اسم لکھکر دیا اور کہا کہ تم باغ سے نکل کر سمت مشرق روانہ ہونا جب تھوڑی دور
کچھ تصویرین پتھر کی نظر آئینگی اور بہتین آوازین دینگی اپنے پاس بلائینگی تم ہرگز اُنکی طرف مخاطب نہونا
جدھر جاتے ہو چلے جانا جب تم دریاے خون کے کنارے پہونچنا اُسوقت یہ اسم ایک سو ایک مرتبہ
پڑھکر آسمان کی طرف دم کرنا ایک جانور سفید رنگ کا پیدا ہوگا اور وہ تمھارے سامنے آئیگا
اور پوچھیگا کہ کیون مجھے بلایا ہی اور کیا کام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای سدرہ پری مین طلسم کشا ہون تو مجھکو
جزیرہ احمر مین بکر اس جادو کے پاس پہونچادے کہ لوح طلسم اُس سے حاصل کرون وہ جانور تمکو وہان

پہونچا دیگا آیندہ بکر اس جادو کا مارنا اور لوح حاصل کرنا یہ کام تمہارا ہی اگر لوح تمہارے ہاتھ آگئی تو پھر طلسم
فتح کرنا کچھ مشکل نہین ہی بہت آسان ہی ای عزیز جو حق دوستی کا تھا وہ مین نے ادا کیا جاؤ خدا حافظ و ناصر ہی
مگر ہمین بھولنا نہین یاد رکھنا یہ سنکر قاسم عالیشان دربان پری سے رخصت ہوکر دروازہ باغ سے نکلکر مشرق
کی طرف چلے آدھ کوس چلے ہونگے کہ ایک آواز آئی ای قاسم ہم اس بلا مین گرفتار ہین دردِ عشق مین مبتلا ہین
جلد آکر مدد کرو قاسم نے جو نگاہ کی معلوم ہوا کہ عجبیل ماہرو پکار رہی ہین قاسم نے قصد کیا تھا کہ اُسکے
پاس جائین کہ سیارہ نے منع کیا کہ ای شہریار کیا دربان پری کا کہنا آپ بھول گئے قاسم رُک گئے اور جسطرف
کو جانا تھا چلے ہرچند عجبیل پکاراکی قاسم نے پھر کے بھی نہ دیکھا تھوڑی راہ طی کی ہوگی کہ ایک صدا پیدا ہوئی کہ
ای شہزادہ خاور سیاہ تم کیون اس مقام آفت خیز مین آئے ابھی کچھ نہین گیا ہی خیریت ہی تو جلد یہان سے
پھر جاؤ قاسم نے اب جو دیکھا تو کرب غازی پکار رہا ہی چاہا کہ قریب جاکر کچھ اُس سے گفتگو کرون اور
تسلی و تشفی دون کہ مین تمہاری ہی رہائی کو آیا ہون کہ ایک آواز آئی ای عزیز پہلے تجھکو تیرے عیار
نے آگاہ بھی کیا اور تو نے نہ مانا پھر غافل ہوکے سمت قیدیان طلسم کے چلا خبردار نہ جانا پچھتائیگا یہ
سنکر قاسم ٹھہر گئے چہار طرف دیکھا کہ یہ کسنے آواز دی کوئی نظر نہ آیا سیارہ نے کہا آگے چلیے یہان
قدم کو نہ روکیے یہ مقام ہولناک ہی اور دربان پری نے بھی آپکو منع کر دیا تھا قاسم یہ سنکے آگے بڑھے
چند قدم چلے ہونگے کہ پھر ایک صدائے دردناک پیدا ہوئی کہ ای سیارہ میری خبر لے مین آیا تھا کہ
طلسم کو فتح کرکے عجبیل و کرب کو چھڑاؤن مگر خود گرفتار بلا ہوگیا جلد ہی میری رہائی کی تدبیر کر سیارہ
نے دیکھا کہ مہتر قران پکار رہا ہی سیارہ نے چاہا کہ قران کے پاس جائے قاسم نے کہا ای سیارہ مجھکو
تو تو روکتا تھا اور آپ قیدی طلسم کے پاس جاتا ہی مین ہرگز جانے نہ دونگا سیارہ رُک گیا ہرچند
قران پکارا کیا سیارہ نے کچھ جواب نہ دیا اور جلد ہی قدم اُٹھا کر قاسم و سیارہ آگے بڑھ گئے غرضکہ اسیطرح
صدائین آیا کین کبھی شور نالہ و فریاد کا بلند ہوتا تھا کہ ہم یہان قید مین ہین آکر چھڑاؤ اور کبھی یہ غل ہوتا تھا کہ تم بھی
ہماری طرح گرفتار بلا ہو جاؤگے یہان سے جلد ہی چلے جاؤ قاسم و سیارہ کسی طرف خیال نہ کرتے تھے القصہ آتے آتے
کنارے دریائے احمر کے پہونچے دیکھا کہ دریا خون کا جاری ہی موجین جوش زن ہین بلکہ خون مین ایسی سرخی اور
چمک ہی کہ موتی بھی ایسا نہ چمکیگا قاسم کنارے پر دریا کے بیٹھ گئے اور جو اسم کہ دربان پری نے دیا تھا اُسے
پڑھنا شروع کیا جب اسم تعداد معین کو پہونچا آسمان کی طرف دم کیا ایک دم کے بعد ایک جانور سفید رنگ کا آسمان سے
آیا اور سامنے قاسم کے آکر بیٹھ گیا اور آنکھ ملاکر کہا کیون مجھے طلب کیا ہی قاسم نے کہا ای سدرہ پری مین طلسم کشا ہون مجھے
تم جزیرہ احمر مین بکر اس جادو کے پاس پہونچا دو اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ دربان پری تیری شریک ہوئی آؤ میری پشت پر سوار
ہو مین پہونچا دون پھر قاسم نے سیارہ کو مرکب اپنا دیا اور کہا ای سیارہ تم شہر خوشان مین چلکر ٹھہرو ہم بھی طلسم کو فتح کرکے آئینگے
سیارہ تو گھوڑا لیکر اُدھر کو روانہ ہوا اور قاسم اُس جانور سفید رنگ پر سوار ہوے یہ معلوم ہوا کہ جیسے ہودج مین
بیٹھا ہون غرضکہ وہ جانور قاسم کو لیکر اُڑا ایسا تک بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہونچ گیا ہوا کی تیزی سے آنکھین
قاسم کی بند ہو گئین بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی ای شخص تو جزیرہ احمر مین آ پہونچا ہوشیار ہو
قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا تو تمام جزیرہ سرخ ہو رہا ہی زمین و آسمان درخت و گیاہ سب سرخ ہین قاسم اُس
جانور کی پشت سے نیچے اُترے وہ جانور تو اُڑکر چلا گیا قاسم اندر جزیرہ احمر کے داخل ہوے سیر کرتے

سب چلے آتے تھے کہ ایک جادوگر کو دیکھا جسم اُسکا برنگ لعل احمر سرخ ہی اور شعلہ آگ کے ہر بن مو سے نکل رہے ہیں اور
ایک تخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا ہی جملہ اسباب سحر پاس اُسکے رکھا ہوا اور ایک لوح مدور مانند قرص قمر گلے میں اُسکے پڑی ہی
اور چمک اُسکی مثل آفتاب درخشاں کے ایسی ہی کہ نظر نہیں ٹھہرتی اور برابر وہ سحر خوانی میں مصروف ہی قاسم اُسکی
پشت کی طرف سے چلا کہ قریب پہونچکر ٹوکتے ہی تلوار ماروں لیکن نزدیک اُسکے پہونچتے ہی نعرہ کیا باش او بدکیش جادو
ناہنجار منم طلسم کشا نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ملک قاسم دلیشان ہوشیار ہو کہ میں تجھسے لوح طلسمی لینے
آیا ہوں یہ آواز جو کان میں پکار اس جادو بدخو کینہ جو کے پہونچی گھبراکے پیچھے پھر کر دیکھا ایک جوان رعنا حسین خوبصورت قوی ہیکل
قوی بازو پاس کھڑا ہوا للکار رہا ہی پکار اس جادو نے فوراً کچھ دانے سرسوں اور ماش کے اٹھائے کہ اسم سحر پڑھکر مارے
ملک قاسم نے پھرتی سے تیغ قمقام کھینچکر ایک ہاتھ کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر گرا ایک شور و غل برپا ہوا
کہ پکار اس جادو مارا گیا چار طرف اندھیری چھاگئی آندھی چلنے لگی قاسم نے جلدی سے پہلے لوح طلسمی اُسکے گلے سے
اُتار لی جسوقت وہ سب طوفان برطرف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من پکار اس جادو وائے افسوس مردیم و جان دادیم
بمطلب خود نرسیدیم قاسم نے سجدۂ شکر پروردگار بجا لایا اور بسم اللہ کہکے لوح طلسمی کو دیکھا بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے لکھا ہی ای طلسم کشا اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح تیرے ہاتھ لگے یہ اسم جو جا بجا لوح پر لکھا ہی تو اسے پڑھکر
دریا پر دم کر ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے سر اپنا باہر کریگا اور تیری طرف دیکھکر منہ پھیلائیگا تو اس اسم کو پڑھتا ہوا اُسکے
منہ میں کود پڑنا پھر تو جہاں جائے اور جو کچھ تجھکو نظر آئے بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا قاسم موافق لوح طلسمی کے عمل میں آیا
جیسے نہنگ نے سر اپنا دریا سے نکالکر منہ پھیلایا قاسم وہ اسم پڑھتے ہوئے اُسکے منہ میں کود پڑے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
جو آنکھ کھلی اپنے تئیں اُس مقام پر پایا جہاں وہ پتھر کی تصویریں تھیں اور قاسم دسپارہ کو صدائیں دے رہی تھیں
خیال میں گذرا کہ چلکر پہلے عجیل ماہرو کو رہا کیا چاہیے کہ ایک طرف سے ایک اژدر آتش فشاں نمودار ہوا اور
قاسم پر دوڑا قاسم نے وہیں لوح کو دیکھکر وہی اسم تیغ قمقام پر دم کرکے اُس اژدہے کو ہاتھ مارا کہ اُس اژدہے کے
دو ٹکڑے ہو گئے ایک شور و غل بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد دفع ہونے تاریکی کے ایک آواز آئی کشتی مرا نام من تجو جادو
ای وائے افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب بالکل روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا کہ میں ایک شہر کے دروازے پر کھڑا ہوں بسم اللہ کہکر
شہر میں داخل ہوے دیکھا کہ تمام اہل شہر پریزاد ہیں مگر قاسم کو جسنے دیکھا سلام کیا قاسم کسیکی جانب مخاطب نہوے سیر کرتے ہوئے
بازاروں کی چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک قصر کے برابر پہونچے لوح کو دیکھکر اندر اُس قصر کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سبز و شاداب
ثانی باغ بہشت ہی گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں طائر خوش الحان چہکتے ہیں نہریں سلسبیل کے مانند جاری ہیں اور چاروں طرف پریزادان با طلعت
کا ہجوم ہی تمام ساز راگ رنگ کے بج رہے ہیں گانا ہو رہا ہی ایک سمت عجیل ماہرو اور لعل افروز پری قاتل زنجیر میں گرفتار ہیں عجیل ماہرو کی جو نگاہ
شہزادۂ عالم و سپاہ ملک قاسم فلک جاہ پر پڑی پکارے ای قاسم ہم یہاں اسیر ہیں قاسم نے کہا اژدہے کو تو مار چکا عجیل نے کہا وہ تجو جادو تھا
میں اُسکی بہن کی قید میں گرفتار ہوں قاسم پکارے میں ابھی آپکو رہا کرتا ہوں عجیل نے کہا ای قاسم یہ زنجیریں نہیں ہیں مار سحر ہیں بدن میں لپٹے ہیں
بغیر اس ساحرہ کے قتل کیے ہوئے یہ قید میری دور نہوگی یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای شہریار وہ جھوٹا ہی آپ ادھر آئیے میں کمال اشتیاق ہوں
قاسم نے پھر کر دیکھا کہ ایک پریزاد مہر جمال ماہ تمثال گلابی جوڑا پہنے ہوئے سر تا پا غرق جواہر کھڑکی میں بلا رہی ہی قاسم دیکھتے ہی اُسپر مائل ہو گئے
اور اُسکی طرف چلے جب قریب پہونچے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک قصر عالیشان میں لاکے مسند جواہر نگار پر بٹھایا اور اسباب دعوت مہیا کیا
گانیں آکر موجود ہوئیں گانا ہونے لگا قاسم نے اُس پریزاد سے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا میں بیٹی ہوں بادشاہ طلسم کی اور جبسے تم
اس طلسم میں آئے ہو میں جمال جہاں آرا دیکھکر تم پر عاشق ہوئی ہوں نیز دعائیں مانگتی تھی کہ جلد تمسے ملاقات ہو جبکہ تم یہاں وارد ہوئے اژدر میری ...

یہ کہکر جام پیشکش کیا اُسوقت نگاہ قاسم کی لوح پر جا پڑی دیکھا اُسکو تو شمین لکھا تھا ای طلسم کشا یہ بزرادنہیں ہی گنجور جادو کی بہن ہی مکارہ جادو
اسکا نام ہی خبردار اسکے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا اگر یہ جام تو نے پیا تو تمام بدن مین آگ لگ جائیگی ایک دم مین جلکر خاک ہو جائیگا بہتر یہ ہی جام شراب
اسکے ہاتھ سے لیکر اور یہ اسم اُسپر دم کرکے اسی پر پھینک مارو کہ یہ خود جلکر خاک سیاہ ہو جائیگی قاسم نے اُسیوقت یہ جام شراب اُسکے ہاتھ سے لیکر
اُسی پر مارا تمام بدن مین اُسکے آگ لگ گئی اور ایک دم بھر مین جل بھن کے خاک ہو گئی جو جو اُسکے قریب آیا کہ آگ بجھا کر اسکو بچالے وہ بھی جل گیا
ایک شور و غل اُٹھا آندھی سیاہ چلنے لگی تاریکی ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی ہر نام من مکارہ جادو وائے دافسوس مردیم وجان دادیم
بمطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی ایک میدان لق ودق نظر آیا اور ایک احاطہ سامنے ہی قاسم بحکم لوح اندر اُس احاطہ کے گئے دیکھا کہ
چار چمن شگفتہ ہین گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین میوے جھکتے ہین نہرین جاری ہین اور ایک طرف کرب غازی غل و زنجیر مین گرفتار کھڑے ہوے ہین
قاسم نے کہا ای کرب غازی بہ عنایت الٰہی یہ طلسم فتح کرچکا ہون تمہین چھڑائے لیتا ہون کرب غازی نے کہا اُٹھہر یار مین فرتوت جادو
کی قید مین ہون اور یہ زنجیر مین نہین ہین سانپ سحر کے میرے بدن سے لپٹے ہوئے ہین ابھی قاسم کرب غازی سے کھڑے باتین کررہے تھے
کہ ایک طرف سے ایک مرد پیر سیب بہت خوشرنگ ہاتھ مین لیے ہوئے اور ہمراہ اُسکے چند آدمی ڈالیان میوون کی لیے ہوے ہین اور
وہ اسی طرف چلا آتا ہی قریب آکر قاسم کو سلام کیا اور وہ سیب ہاتھون پر رکھکر نذر دیا اور کہا کہ دیکھیے کیا اسکی بو باس ہی نوش فرمائیے کہ ایسا
سیب آپ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کھایا ہوگا قاسم نے اُسکے ہاتھ سے سیب لیکر کہا کہ مین بھوکا بھی ہون مگر خیال مین آگیا کہ لوح تو پہلے
دیکھ لیجیے اُدھر سے منھ پھیر کر مطالعہ لوح مین مصروف ہوے لکھا تھا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہی فرتوت جادو ہی خبردار یہ سیب نہ کھانا اور
جو کھالیا تو شکم مین آگ لگ جائیگی اور تڑپ کر مرجاؤگے اب اسی سیب پر یہ اسم لوح دم کرکے مارو کہ ابھی تڑپ کر مرجائیگا اور
جب تجھکو پکڑنے یا مارنے کو دوڑین یہ جو حوض سامنے ہی اس مین کود پڑنا قاسم نے بموجب لوح طلسمی اُسپر دم کرکے سیب کھینچکر مارا اور اُسی حوض
مین کود پڑے شور و غل کی آواز کانون مین آنے لگی جب پانون جا کر زمین پر ٹکے دیکھا نہ وہ احاطہ ہی نہ وہ پیر ہی نہ کرب غازی ہی ایک
صفا چٹ میدان ہی مگر سامنے ایک مکان اور نظر آیا بحکم لوح اُس مکان مین داخل ہوئے دیکھا کہ مہتر قران اُس مین قید ہی شہزادہ قاسم
کو دیکھکر پکارا ای شہریار یہان سے چلے جائیے کہ دیو رضوان آتا ہوگا وہ [illegible] دربان اور آفت یہان ہی قاسم نے کہا ای قران
مین تمام طلسم کو توڑ چکا ہون اور ساحرون کو مار ہی تم گھبراؤ نہین اب رضوان دیو نا بکار کو مار ڈالونگا قاسم قران سے یہ باتین کررہے تھے
کہ نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مفسد یہان بھی تو آیا اگر ہزار جانین رکھتا ہی [illegible] تو بھی سلامت نہ چھوڑونگا قاسم نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا قد نہایت بہیبت چلا آتا ہی قاسم اُس دیو کی طرف خود بڑھے اُس دیو نے برابر قاسم کے پہونچکر دار شمشاد
ماری قاسم نے خالی دی کہ دار شمشاد زمین مین درآئی خاک زمین کی بہت سے اُٹھی قاسم نے لوح کو دیکھا اور اسم جانشینہ لوح تیغ قمقام
پر دم کرکے جیسے ہی وہ دیو جھک کر دار شمشاد زمین سے نکالنے لگا ایک ہاتھ قاسم نے کمر پر اُسکی مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر وہ دیو زمین پر
گرا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی کالی اُٹھی ہواے تند چلنے لگی تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ہر نام من رضوان جادو
بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہی شہزادہ قاسم بموجب حکم لوح طلسمی
اُسکے منھ مین کود پڑے آنکھ جو کھلی اپنے تئین ایک میدان مین پایا اور ایک میل عظیم الشان نظر آیا قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا
یہ اسم دم کرکے میل کو اُکھاڑ لو اُس مین ایک مہرہ نقب کا پیدا ہوگا تو اُس نقب مین داخل ہو کہ دوسرا دہنہ نقب کا قلعہ طلسمی کے سامنے ہی
قاسم نے اسم لوح دم کرکے میل کو اُکھاڑا مہر نقب کا دیکھا قاسم داخل نقب ہوے بعد تھوڑی دیر کے نقب سے دوسری طرف
باہر نکلے دیکھا کہ سامنے قلعہ فولاد تاب کا ہی یہ کھڑے ہوکر قلعہ کو دیکھنے لگے کہ فوج ساحرون کی قلعہ سے باہر آئی بادشاہ طلسم تخت پر
سوار تھا قاسم پر تمام ساحرون نے یورش کی قاسم نے اسم لوح پڑھکر لوح سے ایک دائرہ کھینچا اور اُس مین بیٹھ گئے تمام ساحر
چہار طرف سے سحر کررہے تھے مگر کسیکا سحر قاسم پر تاثیر نکرتا تھا جسوقت ساحر سحر کرکے تھک گئے قاسم تیغ قمقام میان سے

کھینچکر ساحرون پر گرے طرفۃ العین مین لاش پر لاش گرا دی کشتون کے ڈھیر کر دیے دریاے خون جاری ہوگیا قاسم ضیغمانہ جنگ کرتے ہوئے برابر بادشاہ طلسم کے پہونچے وہ اژدہا بنکر قاسم کیطرف جھپٹا شہزادۂ قاسم نے عکس لوح کا جو اُسپر ڈالا وہ بصورت اصلی ہوگیا ملک قاسم نے فرمایا او نابکار ذرا اپنی صورت تو دیکھ اُس بادشاہ طلسم نے دیکھا کہ رد سحر ہوگیا ہوش اُڑ گئے چاہا اُسنے کہ بزور سحر پرواز پیدا کرکے ہوائے آسمان ہون آخر بھاگ جاؤن کہ شہزادۂ قاسم نے نعرہ کیا کہ باش او گبر نابکار ساحر نابکار مین آپہونچا اور جلدی سے ایک ہاتھ تیغ قمقام فنا مقام کا مارا کہ اُس سگ ناپاک کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تمام ساحرون کو بڑھکر للکارا کہ اسی مین بہتر ہے کہ تم سب آکر میری اطاعت کرو سبھون نے امان طلب کی اور کہا ہم سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہین کہ اس اثنا مین دربان پری اور سدرہ پری دونون آئین اور شہزادۂ ملک قاسم کو سلام کیا اور مبارکباد فتح طلسم کی دی شہزادۂ قاسم پریون سے باتین کر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک بادشاہ مع لشکر تخت پر سوار بڑے جاہ و جلال سے نمایان ہوا قاسم نے اُن پریون سے پوچھا یہ کون ہے سدرہ پری اور دربان پری نے کہا کہ بیابان قضا و قدر کا بادشاہ ہے اور ملک صاعقہ اسکا نام ہے ابھی وہ بادشاہ شہزادۂ قاسم کے قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک بادشاہ اور نمودار ہوا کہ اُسکے ساتھ بھی فوج کثیر تھی شہزادۂ قاسم نے کہا یہ کون ہے دربان پری نے کہا کہ یہ ملک مرجان سرخ پوش شہر جانیہ کا بادشاہ ہے غرض پہلے ملک صاعقہ نے شہزادۂ قاسم کی ملازمت حاصل کی پھر ملک مرجان آکر قدمبوس ہوا بعد اُسکے سدرہ پری اور دربان پری شہزادے کو قلعۂ طلسمی مین لائی تمام اہل قلعہ نے قاسم کو دیکھا ہر ایک قدمبوس ہوا شہزادۂ قاسم ایوان شاہی مین آئے دربان پری کو خلعت بادشاہی دیکر تخت پر بٹھایا اور فرمایا کہ عجیل ماہرو اور کرب غازی اور مہتر قران حبشی عیار کو جلد بلواؤ اُسیوقت اہل طلسم ساکنان قلعہ تینون کو ہمراہ لائے شہزادۂ قاسم نے عجیل ماہرو اور کرب غازی کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور سب مال طلسمی نکلوایا وہان ایک خزانہ بہت بڑا نکلا قاسم بہت خوش ہوئے بعد اُسکے دربان پری سے عقد کیا شب زفاف ہمبستری ہوئی بوس و کنار ہونے لگا دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے اُسکے سدرہ پری کو دربان پری کا وزیر کیا اور گنج و مال طلسمی سب دربان پری کے سپرد کیا بعد چندے کے پھر اُس سے رخصت ہوکر ملک صاعقہ کے ساتھ شہر قضا و قدر مین آئے اور عجیل ماہرو کا لعل افروز سے عقد کیا عجیل ماہرو اُسکے وصل سے کامیاب ہوئے صدف آرزو کو گوہر مراد ملا خورشید تابان برج حمل مین جلوہ افروز ہوا یعنے لعل افروز پری اُسی شب کو عجیل ماہرو سے بہرہ اندوز ہوکر حاملہ ہوئی اور بعد مدت حمل کے شہزادہ پیدا ہوا کہ نام اُسکا سلیمان ثانی ہے اور خلاصہ حال آخر ایرج نامہ مین تحریر کیا جائیگا القصہ اُسکے شہزادہ قاسم شہر جانیہ مین آئے اور عقد کرب غازی کا ساتھ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کے کردیا اور تمام شہر جانیہ کو اسلام آباد کیا پھر کرب غازی کو تو وہین چھوڑا اور عجیل ماہرو کو شہر قضا و قدر مین رہنے دیا آپ بعد جاہ و حشم مہتر قران حبشی کو ہمراہ لیکر خدمت بابرکت امیر توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین روانہ ہوئے

دو کلمے داستان ندرت نشان لقاے بے لقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ دلفریب
کہ باقی نہیں ہاتھ سے شکیب
یہ کیا ہو گیا کیسی بھگدڑ مچی
شکست آج کس نے انکو دی
بہادر ہوا در صاحب عز و شان
لقب جس جری کا ہے صاحبقران
ستمگر و راس مین خداداد ہی
بہادر ہے کافر کا جلاد ہے
ارے غدر کیسا ہے میخانے مین
تلاطم ہے ہر مے کو بھی پیمانے مین
مین سمجھا نہ ہو یا نہ مجھسے کہو
وہی صاحب اسم اعظم ہے جو
کیا اُس نے میخانہ ہے تباہ
ملی بھاگنے کی نہ ساقی کو راہ

خبر حالات لقا پرستان ذلیل و خوار و فرار بیان کفار نابکار یہ خبر ہے

کہ جب وہ گبر نابکار لقاے بے لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران زمان کے شکست فاش کھاکر دروازۂ پشت قلعہ سے نکل کر مع اپنے سرداران جہازون پر سوار ہوکر دریا کی راہ سے فراری ہوا بعد چند روز کے ملک زرائل کے قریب پہونچا جہاز کنارے دریا کے لگائے لنگر جہازون کا ہوگیا وہان سے زرائل بہت قریب تھا لشکر جہازون سے اُترا خیمے استادہ ہوئے لقاے بے لقا مع سردارون کے بارگاہ مین داخل ہوا دل جمعی کا کہ خاطر جمع ہوئی کہ غازیان دیندار اور شجاعان ضیغم شکار کے ہاتھون سے جان بچی صحیح و سلامت زرائل مین آگیا جب بادشاہ شہر زرائل کو

خبر ہوئی کہ نام اُس بادشاہ کا گیرنگ شاہ زرائلی ہے اور پیغمبر نامرسل لقا ہے ۔ بے لقا مشہور ہی یعنے خدائے باختر ہاتھ سے خدا پرستان کے
شکست کھا کر یہان بھاگ آئے ہین اور کنارے دریا کے خیمے استادہ کرائے اُترے ہین گیرنگ شاہ کو یقین نہ آیا اُسنے نسیم اپنے عیار کو بلا کر
کہا تو جا کر خبر لا لوگ کہتے ہین کہ خدائے باختر شکست کھا کر بھاگ آئے ہین نسیم عیار فورًا دریافت کر کے آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
واقعی سچ ہی زمرد شاہ باختری خداوند لقا خدا پرستون کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگ کے یہان آ رہے ہین اسلئے کہ بلکہ خشکی کی راہ بسبب
لشکر اسلام کے نہین اختیار کی جہاز وان پر سوار ہو کر دریا کے راستہ سے آئے گیرنگ شاہ نے کہا اے نسیم سچ کہتا ہی نسیم عیار نے عرض کیا
اگر جھوٹھ ہو تو جو چاہے سزا دیجیے یہ ذکر تھا کہ پرچہ اخبار اسی مضمون کا گذرا گیرنگ شاہ نے پرچہ اخبار پڑھا اور اُسیوقت استقبال کیواسطے
روانہ ہوا اور خدمت خداوند لقا مین آ کر ملازمت حاصل کی اور اپنے ساتھ لیکر مع فوج لقا کے بے لقا کو وہان سے چلا بعد کئی دن کے داخل شہر زرائل ہوا
تمام شہر مین دھوم ہوئی کہ زمرد شاہ باختری شہر زرائل مین آیا تمام عالم اُسکا دیدار نامبارک دیکھنے کو چلا جسنے روے نجس اس کافر کا
دیکھا لعنت کی گیرنگ لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل ایوان شاہی ہوا لقا کو تخت شاہی پر بٹھایا آپ تخت پیغمبری پر بیٹھا بڑے
دھوم سے لقا کی دعوت وضیافت کی تین روز تک جشن تمام شہر مین رہا ناچ اور راگ رنگ کی صحبت رہی بعد اُسکے گیرنگ شاہ نے
پوچھا کہ یا خداوند کیا سبب ہوا کہ ملک سبائل چھوڑ کر آپ یہان تشریف لائے لقا نے بے نقابہ سنکر رو دیا اور کہا ای گیرنگ شاہ مین نے
کچھ بندے عالم مستی و خواب مین پیدا کیے تھے اور اُنکی تقدیرین کرنا بھول گیا تھا اُنکے ہاتھ سے شکست کھا کر یہان آیا اب اس مقام پر اُنمین سے
خوب تقدیرین کرونگا اور اُن سب کو غارت کرونگا اور اُن بندگان خوابی کے حال سے میر اشیطان درگاہ خوب واقف ہی اس سے سب کیفیت
بندگان خوابی کی پوچھ لو گیرنگ شاہ نے ایک مرد مضحک وضع کو دیکھا اور ہنسکر کہا ای ملک جی کچھ حال بیان کرو وہ کون لوگ ہین بختیارک نے
کہا ای بادشاہ گیرنگ شاہ ای پیغمبر نامرسل خدائے باختر آگاہ ہو کہ ایک فرقہ بندون کا ہی کہ وہ آسمان کے خدائے نادیدہ کو مانتا ہی
اور پولئے دو سو خداوندون کو ہیچ اور لچر بلکہ بالکل باطل جانتا ہی خلاصہ یہ کہ بختیارک نے از ابتدا تا انتہا بنائے فساد اور کیفیت جنگ و جدال
سب بیان کی کہ خداوندون کی بیٹیون کو یون چھین لیا اور خداوند کو اسطرح ذلت و خواری سے شکست دیکر نکال دیا یہ سب کہکر کہا
کہ ای بادشاہ آج تک کوئی ایسا نہین پیدا ہوا کہ اُن پر غالب آتا گیرنگ شاہ نے یہ سب حال سنکر کہا ملک جی یہان اگر خدا پرست
آئینگے تو زندہ پکڑے جائینگے مین ابھی نامہ لکھتا ہون اور طہماس بن عنقویل دیوپر ور کو بلواتا ہون کہ وہ ستون بارگاہ خداوندی ہی
کس واسطے کہ وہ بڑا زبردست ہی بہرام فلک بھی اُس سے اگر سامنا کرے تو عہدہ برآ نہو سکے وہ کسی خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑیگا بعد اُسکے
بیٹا میرا کہ وہ طہماس کا شاگرد ہی نام اُسکا مرزبان بن گیرنگ شاہ ہی وہ سب کا استیصال کریگا بختیارک نے کہا ای گیرنگ شاہ
مثل مشہور ہی مثل اندھا جب دو آنکھین پائے تو بنیا ہوئے ۔ ہم تو یہی چاہتے ہین کہ کوئی ایسا پیدا ہو کہ اس فرقہ خدا پرستان کو خاک مین
ملائے اب تم جلد نامہ لکھکر ستون قدرت کو بلاؤ گیرنگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے کو لکھا کہ ای فرزند ارجمند لقا خدائے باختر
ہاتھ سے فرقہ خدا پرستان کے شکست کھا کر یہان آیا ہی اور دشمن اُسکے تعاقب مین آتے ہونگے تمھین لازم ہی کہ جلد تم اپنے تئین یہان
پہونچاؤ اور دشمنان خداوند کو قتل کر کے پھر خداوند کو لے چلکر قیطول خدائی پر بٹھاؤ تبھی نام وری تمھارے واسطے ہوگی گیرنگ شاہ نے یہ نامہ
لکھکر نسیم عیار کو اپنے دیا وہ اُسیوقت نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے دوسرا نامہ طہماس کو لکھا اُس نامے کا یہ مضمون تھا کہ ای سربیتہ
کلگان صاحب ساطور گران ستون قدرت خداوند لقا طہماس بن عنقویل دیوپر ور آگاہ ہو کہ خداوند نے فرقہ خدا پرستان کی
زشت کرداریون سے نہایت تنگ آ کر اور شکست فاش لشکر اسلام سے کھا کر اور حکومت ملک سبائل کی ترک کر کے شہر زرائل مین داخل ہو کر
سکونت اختیار کی ہی اب عجب نہین کہ وہ فرقہ خدا پرستان یہان بھی آئے اور خداوند لقا کو ستائے ایسا نہو کہ خداوند لقا یہان سے بھی
عاجز و بیزار ہو کر کہین اور چلے جائین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ تم اس نامہ کے دیکھتے ہی فورًا یہان چلے آؤ اور خداوند لقا کی مدد کرو اور اُن
خدا پرستون کا استیصال کرو کہ موجب خوشنودی زمرد شاہ باختری خداوند لقا ہی گیرنگ شاہ نے یہ نامہ ملفوف کر کے وسواس عیار کو

ہاتھ طہماس کے پاس نوشا بادبیشۂ کلنگان کو روانہ کیا نام لین والا مکین پر واضح ہو کہ گیر نگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے مرزبان کو لکھا ہو لہذا اول اُسکا حال بیان کیا جاتا ہی کہ جب نسیم عیار مثل باد تند کے نامہ لیکر خدمت مرزبان بن گیر نگ میں پہونچا مرزبان بن گیر نگ نے بسبب ہونے طہماس اپنے اُستاد کے قریب نوشا بادبیشۂ کلنگان کے ایک بیشہ نہایت سرسبز و شاداب ہو اُسمین ایک باغ روح افزا اور عمارت دلکش بنائی ہو اور اُسمین بصد خرمی و شادی رہا کرتا ہی نسیم عیار مثل باد خزان طرارے بھرتا ہوا گیر نگ شاہ کا نامہ لیکر اُسی باغ مین آیا مرزبان بن گیر نگ کو سلام کرکے نامہ دیا اور زبانی بیان کیا کہ خداوند لقا بدحواس و پریشان ہو کر خدا پرستون سے چھپ گئے ہین گیر نگ شاہ نے ایک نامہ آپکو لکھا ہو اور ایک نامہ طہماس بن عنقویل دیوپرور کو بھی لکھا ہی مرزبان نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور اپنے دل مین کہا اگر طہماس پہلے پہونچ گیا تو اُسی کا نام ہوگا کہ طہماس نے خدا پرستون کو قتل کیا بہتر یہ ہی کہ قبل طہماس کے پہونچنے کے اپنے تئین ملک زرائل مین پہونچا اور خدا پرستون کا استیصال کرکے تیری ناموری ہو بس یہ دل مین خیال کرکے جنگی فوج ساتھ لیکر اُسیوقت ملک زرائل کیطرف روانہ ہوا اور جب قریب شہر زرائل کے پہونچا اُدھر سے سرداران لقا و برادران مرزبان بن گیر نگ شاہ استقبال کے واسطے آئے اور ساتھ اپنے خدمت مین لقا کی لیگئے مرزبان نے گیر نگ شاہ کو سلام کیا اور لقا سے بے بقا کو سجدہ کرکے پائے تخت کو بوسہ دیا لقا نے دست نحس اپنا پشت پر مرزبان کی پھیر کر خلعت دیا مرزبان بن گیر نگ ذنگل شوکت پر آکر بیٹھا اور حال خدا پرستون کا دریافت کیا بختیارک نے سب کیفیت مرزبان سے بیان کی مرزبان نے لقا سے کہا یا خداوند خدا پرستون کو آنے دیجئے کہان جائینگے میرے ہاتھ سے اگر ایک ایک کو چن چن کے نہ مارا ہو تو نام اپنا مرزبان بن گیر نگ شاہ نہ رکھا لقا یہ تقریر مرزبان کی سنکر بہت خوش ہوا اور بختیارک نے بھی مرزبان کی دلیری اور بہادری کو سنکر پسند کیا کہا کیا عجب ہی کہ اس سے کچھ کار جنگ آزمائی بن پڑے کیونکہ جوان اچھا ہی اور بہت قوی ہیکل ہو اب اس مقام پر ان سب کافرون کو مع لقا کے بے بقا عیش و عشرت مین مشغول رکھکر چھوڑ دینا چاہیئے اور حال حمزۂ صاحبقران زمان و لشکر اسلام کا بیان کیجئے

دو کلمے داستان شوکت و نصرت نشان امیر گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کے بعد ہزدستان بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

ده دے ساقیا مے جو جیسی امنگ	کہ نزدیک ہی ساعت نام و ننگ	فراری کی ہی غازیون کو تلاش	سگے ہین کہان بھاگ کر بدمعاش
ارادہ ہی جائین تعاقب کنان	وہان بھی نہ دین دشمنون کو امان	بہے سیل خون سر ہون مثل حباب	شکر دیر تو بھی لے جام سے شراب
چمک برق شمشیر کی ہو عیان	نظر آئے ہر جام مے خونفشان	شجاعت کا رندون کو جوش ہو	تو کیون ساقیا ایسا مدہوش ہی
علم کر سحر تیغ کلک رسا	طبیعت کا جوش و خروش اب دکھا غزل کیا رنگ اُن تون کے طلبگار آچکے		مستیون کو جو نفس صوفیون کو حال آچکے
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے	عاشق نقاب شاہد مقصود اُٹھا چکے	کعبے سے دیر دیر سے کعبے کو جا چکے	کیا کیا نہ اس دور مین ہم ہیچ کو چکے
ہوتی ہی تن مین روح پیام اجل سے شاد	دن وعدۂ وصال کے نزدیک آچکے	پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو گئین	ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے
الٹی نقاب چہرۂ زیبا سے یار سے	دیوار درمیان مین جو تھی اُسکو ڈھا چکے	بیت بجوش طبیعت عبارت نویس خوشنویست ہست این داستان نویس	

شجاعان عرصۂ کارزار و بہادران میدان گیرودار بیت ضیغم تہمکار قلم شوکت و حشم کو معرکۂ سخن مضامین خوش آئین مین برای آرائش صفحۂ قرطاس حرف زنی کرکے یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت امیر کشور گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمانی حمزۂ صاحبقران زمان بعد جاہ و حشم و الہ بسب القا مین جشن فتحیابی سے فراغت پاچکے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سے پوچھا کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ رانڈ کا درگاہ ذوالجلال لقا سے بے بقا و بدخصال یہان سے بھاگ کر کہان گیا ہی مین اس بدکیش و بداندیش کو جبتک تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہین کھینچتا ہون یا مائل بہ ...ہ اسلام مین نہین لاتا ہون مجکو قرار و آرام نہ ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ یہان اسقدر دریافت ہوا ہی کہ لقا سے بے بقا یہان سے بھاگ کر دریائی راہ سے جہازون پر سوار ہو کر مع اپنے پرستارون کے ملک زرائل مین گیر نگ شاہ زرائلی کے پاس پہونچا ہو اور گیر نگ شاہ نے لقا کو دامن پناہ مین اپنے چھپایا ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ جہاز و کشتیان جلد تیار ہون سامان سفر جنگ و جدال جلد درست کیا جائے

ہین وہین جاکر بفضل ایزدی اُسکو مارونگا عمرو نے کہا ای حمزہ آپ جانتے ہین کہ سفر دریا سے مین ڈرتا ہون کشتی کو جگول ملک الموت تصور
کرتا ہون اب مجھکو آپ رخصت کیجیے کہ مین خانۂ کعبہ کو چلا جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین روکتا کون ہی ابھی تشریف لیجائیے القصہ جب
جہاز اور کشتیان تیار ہوچکین اور تمام اسباب لد چکا اور حمزۂ صاحبقران مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیشان ولشکر بیکران
جہازون اور کشتیون پر سوار ہوئے خواجہ عمرو نے کمر باندھی دری کاندھے پر ڈالی اور لوٹا ڈوری دوسرے کاندھے پر رکھا لٹھیا ہاتھ مین
لیکر صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مکۂ معظمہ کو جاتا ہون جو کچھ آپ حاجیون کو بھجوائین میرے نام ہنڈوی ارسال
فرمائین صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اور ایک عرضی تحریر فرمائے خواجہ سے کہا کہ یہ ہمارے پدر بزرگوار عالیمقدار خواجہ
عبدالمطلب نامدار کو دینا عمرو یہ سنکر پائینچے چڑھا کر پانی مین اُترا اور دور سے ہاتھ بڑھایا کہ عرضی صاحبقران سے لیلون امیر باتوقیر نے
ہاتھ عمرو کا پکڑ کر کھینچا اور اُٹھا کر جہاز پر بٹھا لیا اور کہا کہ واہ واہ خواجہ اس سفر وحشت اثر بلکہ بصورت سقر مین ہمکو اکیلا چھوڑکر چلے جاؤگے
ہم تمھین ہرگز نہ چھوڑینگے ہرچند عمرو تڑپا چلایا اُچھلا کودا اچلا غل مچایا لیکن امیر باتوقیر نے کچھ نہ سنا اور نہ ہاتھ عمرو کا چھوڑا عمرو نے
کہا ای حمزہ یہ کیا دغابازی ہی کہ تمنے عرضی دینے کے فقرے سے بلا کر پکڑ بٹھایا مین دریا کے صدمے سے مرجاؤنگا صاحبقران نے کچھ اُسکے
کہنے کی سماعت نہ کی اور حکم دیا کہ جہازون کے بادبان کھول کر لنگر اُٹھا دو غرض جہاز چل نکلے عمرو تڑپ تڑپ کر رہگیا جب جہاز دور نکل آیے
اور کوئی ٹاپو تک آس پاس نہ دکھائی دیا امیر نے ہاتھ عمرو کا چھوڑا اور کہا کہ خواجہ اب جہان جی چاہے تمھارا چلے جاؤ مین مانع نہین ہون
عمرو جو چھوٹا جہاز کی چھت پر آکر دیکھا تو کنارہ دریا کا صد ہا منزل دور ہوگیا بلکہ دکھائی نہین دیتا اب عمرو نے ادھر اُدھر دوڑنا شروع کیا
اس جہاز سے اُس جہاز پر جاتا ہی اُس کشتی سے اس کشتی پر آتا ہی کہ کہین سے کنارہ نزدیک ہو تو جست کرکے چلا جاؤن مگر اب یہ کنارہ کب پاتا ہی
اور رو رو رہجاتا ہی صاحبقران کے سامنے آکر بیہوش ہوکر گر پڑا صاحبقران نے گلاب کیوڑا چھڑکوایا آنکھین کھولین ہوش مین آیا امیر
باتوقیر نے دس ہزار روپے منگواکر عمرو کو عنایت کیے اور کہا کہ خواجہ گھبراؤ نہین بہت جلد اب شہر زرائل مین پہونچتے ہین غرضکہ صاحبقران نے
اہنا رنج چھپائے ہوا اس ایلچی کو دیلے تو قدرے تسکین ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم دریا کی طرف نہ دیکھو آنکھین بند کرلو بیٹھے بیٹھے اب
جہازون کا یہ عالم ہی کہ مثل تیر کمان زبردست چلے جاتے ہین ساتوان روز تھا کہ دور سے سیاہی نمودار ہوئی اور ہوائے تیز و تند چلنے لگی ناخدا
پکارا ای شہریار غضب ہوا وہ طوفان اُٹھا دو رباندھتا ہوا چلا آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کشتیون کو زنجیر بند کردو تاکہ کوئی کشتی نہ جلے
ملاحون نے کشتیان باندھ دیں مگر آندھی جو چلی اور بارش باران ہوئی کشتیان آپس مین ٹکرانے لگین ملاحون نے عرض کیا ایسا نہ ہو کہ کشتیان
ٹوٹ جائین فرمایا کھول دو ادھر عمرو کا یہ عالم تھا کہ کمر سے صاحبقران کی لپٹا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ ای حمزہ مین اسیواسطے سفر دریا سے بھاگتا تھا
کہ دریا مین ایسی آفتین بہت آتی ہین پہر بھر کامل طوفان رہا جہاز کشتیان تلاطم مین پڑی رہین بعد اُسکے ہوا موقوف ہوگئی منھ بھی تھم گیا آفتاب
عالمتاب بلند ہوکر چمکا روشنی ہوئی کشتیون کو جو شمار کیا تو آٹھ کشتیان غائب تھین ایک کشتی شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کی دوسری
کشتی ہاشم تیغزن کی تیسری کشتی اسد شیردل بن عادی کرب غازی کی چوتھی کشتی ابرہائے دیو جنگال کی پانچوین کشتی زیور شاہ کی
چھٹی کشتی ہرومز بردعی دیوانہ کی ساتوین کشتی بہرام گردین خاقان چین کی آٹھوین کشتی فرہادخان یکضربی کی صاحبقران کو
سنکر نہایت رنج والم ہوا اور فرمایا ای پروردگار عالم تو ہی حافظ و نگہبان اُنکا ہی مین نے تیرے ہی سپرد کیا غرضکہ چند روز کے بعد جہاز
کنارے پر پہونچا اور جہان لشکر لقائے بے بقا کا اُترا تھا وہین لشکر صاحبقران کا بھی فروکش ہوا جب تمام و کمال لشکر اُتر چکا پہلے پہر بہا تنیر
نذر کو لایا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے داخل بارگاہ ہوئے تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین فروکش ہوئے دوسرے روز اس گرد و جوار
کے لوگون کو بلا کر پوچھا کہ یہان سے ملک زرائل کتنی دور ہی اُنھون نے کہا کہ سات منزل ہی اور انھین لوگون سے معلوم ہوا کہ پہلے لقا
بھی یہین آکر اُترا تھا صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا ملک زرائل کو لیچلو پہلوان عادی اُسیوقت بارگاہ
سلیمانی شتر و قاطر پر لدوا کر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا ای شہریار آپ جانتے ہین کہ پہلوان عادی ہمیشہ کا

آفت نصیب ہی اور مین نے سنا ہی کہ بیٹا گیر نگ شاہ رزایلی کا کہ نام اُسکا مرزبان ہی بڑا زبردست اور قوی ہیکل ہی اور وہ شاگرد ہی
طہماس بن عنقوبیل دیو پور کا ایسا نہ ہو کہ بارگاہ سلیمانی وہ آکر چھین لیجائے مناسب یہ ہی کہ کسی اور سردار کو بھی تعاقب مین پہلوان
عادی کے بھیجدیجیے کہ وہ ایسے موقع مین پہلوان عادی کا مددگار رہے صاحبقران بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی اُسیوقت جام مئے گلرنگ
اور خلعت منگوا کر رکھوایا اور تمام سرداروں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہی کوئی بہادر البیا کہ پہلوان عادی کی مدد کو جائے اور بارگاہ
سلیمانی کی محافظت کرے مالک اژدر صاحب تیرہ دو سر اپنے ذنگل پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو غلام جائے
اور یہ کہکر وہ جام اُٹھا کر پی لیا اور خلعت پہنکر اسّی ہزار عرب نیزہ دار ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوئے ادھر ہرکاروں نے آکر لقا سے برلقا کو
خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کا آپہونچا اور پیش خیمہ پہلوان عادی لیے ہوئے آتا ہی یہ سنتے ہی لقا کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پانون کے طوطے
اُڑ گئے بدان مین سنسنی پڑگئی چہرہ اُتر گیا بدحواس ہوا ڈر کے مارے کانپنے لگا جام شراب ہاتھ مین تھا گر کر ٹوٹ گیا مرزبان بن گیر نگ نے
جو یہ حال لقا کا دیکھا پوچھا یا خداوند آپ اسقدر مضطر کیون ہین لقا نے کہا ای مرزبان اس عرب کے ہاتھ سے مجھے اسقدر ایذائین پہنچی ہین
کہ نام اسکا سنکر کانپ جاتا ہون آئے ہوئے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہین مرزبان بن گیر نگ نے کہا کہ آپ ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین
نہین موجود ہون اُسکو بخوبی سزا دونگا بختیارک بولا ای پہلوان دوران بارگاہ سلیمانی بھی عجب بارگاہ ہی قابل خداوند کے بیٹھنے کی ہی اور
جو شخص بارگاہ لیے ہوئے آتا ہی وہ بہت بودا ہی اور زخم نصیب ہی مرزبان بن گیر نگ اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ابھی جا کر بارگاہ سلیمانی
چھینے لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ لقا سے باہر آیا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جو تھی منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور علم زنگاری نمایان
ہوئے اور زیر علم شیر پیکر پہلوان عادی کو دیکھا کہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہ معلوم ہوا کہ دیو قالب انسان مین سمایا ہوا ہی اور چالیس بھائی اُسکے
گرد و اطراف مین ہین اور فوج بیشمار پیچھے چلی آتی ہی دل مین اپنے کہا کہ ای مرزبان بختیارک اسے نامرد اور زخم نصیب بتاتا ہی یہ تو عفریت
معلوم ہوتا ہی مگر خیر اسپر جو تو غالب ہوا تو تمام لشکر حمزہ پر غالب ہوا یہ سوچ کر اپنے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا اور آپ مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور للکارا
ای خداپرست یہ بارگاہ جو تیرے پاس ہی میرے حوالے کر کہ مین خداوند لقا کے واسطے لیجاؤنگا تو صحیح و سلامت یہان سے چلا جا پہلوان عادی
نے جو یہ تقریر اُس کافر کی سنی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے آیا اور نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار و کندۂ ناتراش یہ بارگاہ بادشاہ اسلام کی ہی کیا مجال کسیکی جو اس
بارگاہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے یہ سنتے ہی مرزبان بن گیر نگ آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ تجکو مار کر یہ بارگاہ لیجاؤنگا یہ کہکر نیزہ پہلوان
عادی پر مارا پہلوان عادی نے نیزے کو اپنے نیزے پر لیا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین برچھیون کی ناکارہ ہو گئین مرزبان
نے نیزہ پھینک دیا اور تیغہ آبدار کمر سے کھینچا اور رباش کہکر وار کیا پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا نا دو ابرو
اُتر گیا پہلوان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا سر سے جاری ہوا مرکب پر جھوم کر غش کر گیا یہ دیکھکر ذو الخمار عادی کو
تاب ضبط نہ باقی رہی دوڑ کر پہلوان عادی کو لوگون کے حوالے کر دیا اور آپ سامنا کیا اور آتے ہی تلوار کھینچکر مرزبان پر ماری مرزبان نے
حملہ تلوار کی بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار ذو الخمار کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا
یہ دیکھکر بدبست عادی مقابلے کو آیا اُسے بھی مرزبان بن گیر نگ شاہ نے اسیر کیا پھر دریا بار عادی اور بارجد عادی وغیرہ
مقابلے کو مرزبان کے آئے سب کو گرفتار و اسیر کیا پہلوان عادی کو دس بھائیون کے اسیر ہو جانے کا نہایت صدمہ و ملال ہوا اور
فوج کا دہشت مرزبان سے برا حال ہو گیا اب مرزبان مبارز طلب کرتا ہی اور کوئی مقابلے کو نہین آتا آخر کار یہ ارادہ کیا کہ فوج پہلوان
عادی کی جا پڑے اور سب کو مار کر بارگاہ سلیمانی چھین لیجائے ناگاہ دور سے گرد و غبار اُڑا مالک اژدر صاحب تیرہ دو سر مع نیزہ داران جرار
ہمراہ یکایک نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار مین آپہونچا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + فوج مالک کی شریک لشکر پہلوان عادی ہوئی اور مالک اژدر
مرکب چمکا کر سامنے مرزبان بن گیر نگ شاہ کے آئے پہلے نگاوزن ہوئے برابر سے گھوڑے دونون کے بسا ہوئے پھر مرکبون کو رانون مین دبا کر

ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مگر مالک نے نیزہ مرزبان کا ہوائی کیا مرزبان نے تلوار کا
وار کیا مالک اژدر نے وار اسکا روک کر تیغہ مارا مرزبان نے تیغہ مالک کا رد کیا اسیطرح دو گھڑی تلوار چلی کہ دمعارین تلوارون
کی آریان ہوگئین آخرکار تلوارین ہاتھ سے پھینک دین دست وگریبان ہوے گھوڑے آنکے لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونون
مرکبون سے اُترکر سرگرم کشتی ہوئے اور کشمکش کے زور ہونے لگے قضائے کار پاؤن مالک کا موش خانے مین جا رہا اور سیے مرزبان نے
زور کیا کولا مالک کا اُتر گیا مالک صدمے سے بیہوش ہوگئے مرزبان نے مالک کی مشکین باندھکر اپنے لوگون کے حوالے کیا اور چاہا
کہ فوج پر مالک کی جا پڑے یکایک آواز طبل سکندری کی بلند ہوئی ہرکارون نے مرزبان بن گیرنگ شاہ کو خبر دی کہ ہوشیار ہوجاؤ
حمزہ صاحبقران مع لشکر بیکران آپہونچے مرزبان نے اپنے لوگون سے کہا کہ اب بارگاہ کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے پھر سمجھ لیا جائیگا
اور مالک اژدر کو اور پہلوان عادی کے بھائیون کو گرفتار کر کے لیے چلا گیا ادہر صاحبقران جو اُس مقام پر پہونچے پہلوان
عادی کو زخمی پایا اور مالک اژدر کو وہان نہ دیکھا دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ مالک اژدر اور مرزبان بن گیرنگ شاہ سے
کشتی ہوئی تھی انتہائے کشتی مین پاؤن مالک کا موش خانے مین جا پڑا کولا مالک کا اُکھڑ گیا بیہوش ہوکر گرا مرزبان نے باندھ لیا
اور گرفتار کر کے لیگیا اور یہ بھی سنا کہ دس بھائیون کو پہلوان عادی کے بھی پکڑ لیگیا امیر باتوقیر کو یہ سنکر نہایت
صدمہ ہوا بڑا افسوس کیا اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ گری کی اور صاحبقران
زمان زنگل شوکت پر متمکن ہوے سردارون کا دورہ بندھا صحبت عیش برپا ہوئی صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ
خواجہ مجھے اشتیاق ہے مرزبان کے دیکھنے کا سنا ہے مین نے کہ نہایت جوان خوشرو ہے جسطرح ہوسکے تم جاکر اُسے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ
یہ کام مجھسے نہ ہوسکیگا صاحبقران نے اُسوقت دو ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر خواجہ عمرو کے آگے رکھدیا اور فرمایا ای خواجہ اگر مرزبان بن
گیرنگ شاہ کو لے آؤ تو تمکو دو ہزار روپیہ دون عمرو نے عرض کیا کہ آپ مجھسے مرزبان کو لیجیے مین جاکر لا دونگا یہ کہکر اسباب
عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور شہر زرائیل کیطرف روانہ ہوا یہان مرزبان بن گیرنگ شاہ مالک اژدر کو
مع برادران پہلوان عادی کے لیے ہوئے لقاے بے لقا کے سامنے آیا اور ساری حقیقت لڑائی کی بیان کی بختیارک
نے کہا ان خدا پرستون کو جو آپ گرفتار کر کے لائے ہین پہلے انکو قتل کیجیے کسواسطے کہ جو خدا پرست کم ہوے وہی بہی
اُسکو غنیمت جانیے مرزبان نے کہا کہ ابھی مین اُنکو قتل نہ کرونگا جبتک حمزہ کو گرفتار نہ کرلونگا ملک جی تم بڑی
تعریفین خدا پرستون کی کرتے تھے دیکھو مین نے ایک سپہ سالار کو حمزہ کے باندھ لیا اور پہلوان عادی کو زخمی کیا اور اُسکے بھائیون کو بھی
اسیر کیا بختیارک نے کہا خداوند کس پیچ سے آپ نے گرفتار کیا غرض یہی باتین دیر تک رہین یہانتک کہ پہر رات گئے دربار لقا برخاست ہوا
مرزبان اُٹھکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا عمرو بھی اپنی صورت بدلے ہوے بارگاہ لقا مین موجود تھا جیسے ہی مرزبان بن گیرنگ اُٹھا عمرو خدمتگار کی
شکل بنکر اُسکے ساتھ ہولیا مرزبان اپنے مکان مین آیا اور مسند پر بیٹھکر کھانا منگوا کر کھایا کشتیان شراب کی آئین مصروف بادہ گساری ہوا
لیکن جب نشہ شراب کی طغیانی ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رونے لگا عمرو جو بصورت خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
اُسنے قدیم خدمتگارون سے پوچھا کہ مرزبان کیا کہین کسی پر عاشق ہے اُنھون نے کہا ہان یہان فلان محلے مین ایک سوداگر بچی رہتی ہے
اُسپر عاشق ہے عمرو نے جو یہ سنا وہان سے علیحدہ ہوکر ایک پیرزال کی صورت بنکر دروازے پر مرزبان کے آیا اور کہلا بھیجا کہ مین
کہ فلان محلے سے آئی ہون کچھ کسی کا پیغام مرزبان کے پاس لائی ہون مرزبان کو جو خبر ہوئی اُسیوقت اندر بلا لیا پیرزال نے
آتے ہی دونون ہاتھون سے جھڑجھڑ بلائین لین اور ایک رومال عطر سے بسا ہوا اور ایک بٹوا بہت بھاری زربفت کا ڈلیون چھوٹی الائچیون سے
بھرا ہوا مرزبان کو دیا اور کہا کہ یہ آپکے واسطے سوداگر بچی نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم تمھارے عشق مین شمع سان جل جل کے گھلتے ہین
اور تمکو کچھ ہماری پروا نہین ہے ہم تو مجبور ہین تمھین سب طرح کا اختیار ہے مرزبان یہ پیام معشوقہ گلفام کا سنکر

دلہن اپنے خوش ہوا کہ اب صورت وصل محبوب کی اچھی طرح نکل آئیگی مرزبان نے پوچھا ای پیرزال تجکو اُس سوداگر بچی سے
کیا علاقہ ہی پیرزال نے کہا کہ بلا لون وا ای جاؤن مین اُسکی دایہ ہون یہ سنکر مرزبان نے پیرزال نقلی کی بہت خاطر ومدارات
کی کھانا کھلوایا اور ایک مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا ای دایہ رات بہت آئی ہی کہان جاؤ گی یہین سو رہو صبح کو چلا جانا
رات کو تم سے باتین کرینگے ہمارا دل بہلیگا پیرزال نقلی نے کہا بہت اچھا جیسی خوشی آپ کی مرزبان پلنگ پر جا کر لیٹ گیا پیرزال
پلنگ کی پٹی کے پاس آبیٹھی مرزبان نے کہا ای دایہ کچھ ہماری معشوقہ کی باتین کرو دایہ چند یہ عشق اُسکا بیان کرنے لگی جب بڑی رات گئی
تو مرزبان نے کہا ای دایہ اب کوئی کہانی کہو کہ نیند آجائے دایہ نقلی یعنی عمرو نے ایک حکایت عاشقانہ بیان کرنا شروع کی کہ
مرزبان سو گیا کچھ خدمتگار اور چاہبردار ادھر اُدھر جاگ رہے تھے پہلے عمرو نے انکو ڈلیان اور الائچیان کھلا کر بیہوش کیا بعد
اُسکے مرزبان کو بیہوش کرکے پشتارے مین باندھ کر لیگیا صبح ہوتے ہی بارگاہ سلیمانی مین پہونچا وہ وقت ہی کہ بادشاہ اسلام
تخت پر آکر رونق افروز ہو چکے ہین حمزہ صاحبقران اور تمام سردار نامور کے دنگلون پر متمکن ہوئے ہین کہ عمرو سامنے دکھلائی دیا
صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا کارروائی کی عمرو نے مجرا بجا لا کر عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائے غلام مرزبان کو لایا
حسب وعدہ وہ روپیہ عنایت فرمائیے امیر بانوقیر نے اُسی وقت مقبل وفادار سے فرمایا کہ روپیہ عمرو کو دیدو مقبل نے
روپیہ عمرو کو دیدیے عمرو نے روپیہ تو داخل زنبیل کیے اور پشتارہ مرزبان بن گیرنگ شاہ کا کھولا اور کمند آصفانہ
باصفا سے باندھ کر ہوش مین لایا مرزبان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین اسیر پایا اور سامنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر
جلوہ گر ہین اور حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہین مرزبان حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا عالم بیداری ہی کہ عمرو
پکارا ای مرزبان مین تجھے تیری خوابگاہ سے اسیر کر لایا ہون حیران حیران کیون کیون ادھر اُدھر دیکھتا ہی یہ بارگاہ
حمزہ صاحبقران زمان کی ہی اب مرزبان کو معلوم ہوا کہ مین حقیقت مین گرفتار ہوا ہون بس اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ اُس
کمند کو زور کرکے توڑ ڈالے مگر وہ کمند اعجاز پیغمبری اُس کافر کے توڑے سے کب ٹوٹ سکتی ہی ہر چند اُسنے زور کیا
کچھ نہ ہو سکا سخت حیران دلمین اپنے کہا یہ کمند قید آہن سے بھی زیادہ مستحکم ہوگئی صاحبقران نے جو مرزبان بن گیرنگ شاہ
کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان رعنا خوبصورت حسین جمیل قوی ہیکل پہلوان زبردست ہی فرمایا ای
مرزبان مین نے تجھکو فقط دیکھنے کے واسطے بلایا تھا تو اپنے دلمین اور کسی طرح کا خیال نہ کر اور عمرو سے
کہا کہ ای خواجہ کمند اسکے بازو کی کھولدو جلد رہا کردو عمرو نے اُسیوقت کمند کھول کے مرزبان کو رہا کیا
مرزبان نے صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے مرزبان کو کرسی جواہرنگار پر بٹھایا اور اسباب
دعوت مرزبان کے سامنے مہیا کیا اور فرمایا کہ ای مرزبان تو جوان سعید ہی لقا پر لعنت کر وحدانیت پروردگار
کا قائل ہو مسلمان ہو جا مرزبان نے کہا یا امیر جسوقت آپ مجکو زیر کرکے غالب آئینگے مین بیشک دین
آپ کا قبول کرونگا فرمایا کیا مضائقہ ہی صاحبقران اس خلق و محبت سے پیش آئے کہ مرزبان غلام حلقہ
بگوش ہوگیا اور جی اُسکا نہ چاہتا تھا کہ صحبت سے صاحبقران کی اُٹھے مگر دوپہر کے بعد رخصت ہوا
اور وعدہ کیا کہ مین طبل جنگ بجوا کر میدانداری کرونگا امیر بانوقیر نے مرکب بری پیکر سواری کے واسطے
مرزبان کو عنایت کیا اور باعزاز واکرام مرزبان رخصت ہوا یہان صبح کو کفار مین غلغلہ ہوا کہ مرزبان
بستر خواب سے غائب ہوگیا مہتر لنیم عیار گیرنگ شاہ نے پتا عمرو کا پہچانا اور گیرنگ شاہ سے
کہا کہ عمرو عیار حمزہ کا مرزبان کو لیگیا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ مرزبان جوان خوبصورت ہی
حمزہ نے تعریف سنی ہوگی دیکھنے کو بلایا ہوگا کچھ تردد کا مقام نہین ہی وہ جلد چھوٹ جائیگا

مگر ایک امر ہی کہ مرزبان آدھا مسلمان ہو کر امیر کے پاس سے آیا القصہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ مرزبان خیر و عافیت سے ہی بارگاہ حمزہ میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی بختیارک نے کہا میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہدیا تھا کچھ اندیشہ کی جگہ نہیں ہی حمزہ نے فقط دیکھنے کو بلایا ہو گا پھر ہرکارون کو خبر کیواسطے گیرنگ شاہ نے بھیجا غرضکہ شام کو مرزبان داخل بارگاہ لقا ہوا اور حمزہ صاحبقران کی تعریفین خلق و مروت محبت کی دیر تک کرتا رہا اور وہان سے اپنے مکان میں آیا اسیوقت مالک اژدر اور برادران پہلوان عادی کو قید سے رہا کر کے لشکر حمزہ میں بھیجدیا دوسرے دن صبح کو گیرنگ شاہ سے مرزبان نے کہا کہ آپ لشکر قلعہ سے باہر نکالیے گیرنگ نے لشکر کو حکم دیا لشکر کفار قلعہ سے باہر ایک منزل آگے بڑھکر اترا ادھر سے لشکر اسلام آیا بارہ کوس افتادہ ہو گئی خیمے برپا ہوئے تمام لشکر اسلام فروکش ہوا مرزبان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے وہان بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر جانبین میں تیاری جنگ رہی صبح کو میدان اندازی ہوئی دونون لشکر کے کارزار میں صف آرا ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہو گیا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے مرزبان بن گیرنگ لقا سے رخصت ہو کر میدان میں آیا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا دوسرے دن علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا بعد نگاورزنی اور ہمسختی کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے بعد دو گھڑی کے نیزہ بازی میں نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا مرزبان نہایت غضبناک ہوا تیغ کمر سے کھینچکر علمشاہ پر وار کیا علمشاہ نے تیغ کی دیکر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لین ممکن نہ ہوا اور ہونے لگا کمر میں ہاتھ پڑ گئے دونون لنگر چھوڑ کے گھوڑے بیٹھ گئے آخر کار مرکبون سے اتر کر سرگرم کشتی ہوئے اب بخوبی زور کشمکش کے ہونے لگے دن بھر کشتی رہی کوئی کسی پر غالب نہ آیا شام ہو گئی مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوا دونون طرف سے روشنی آئی مشعلین چہار طرف جلنے لگین جسطرح دن رہے تھے اسیطرح دونون لڑا کیے یہان تک کہ صبح ہو گئی غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی جو تھا دن ہوا پہر دن رہے حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد کو دوڑا کر قریب آئے دونون کو جدا کیا مرزبان کی بہت تعریفین کین اور فرمایا کہ ای مرزبان کیا خوب سبحان اللہ کیا لڑے ہو لو اب اپنے لشکر کو جاؤ آسائش کرو رات کو پھر طبل جنگ بجواؤ کل صبح کو ہمسے تمسے مقابلہ ہو گا مرزبان غنیمت سمجھکر میدان سے پھرا ادھر حمزہ صاحبقران علمشاہ کو ساتھ لیکر صفت و ثنا کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے جب مرزبان میدان سے پھر القائے بے بقا کے پاس آیا بختیارک نے کہا ای مرزبان کہو اس رومی کو کیسا پایا مرزبان نے کہا ملک جی علمشاہ بلائے بے درمان اور آفت جہان ہی بختیارک نے کہا تم بچ کر آ گئے غنیمت جانو سجدۂ شکر کرو مرزبان بولا ملک جی کل حمزہ سے مقابلہ ہی اگر اسکو گرفتار کر لیا تو گویا تمام لشکر اسلام پر غالب آیا یہ کہکر شرابخواری میں مصروف ہوا جب نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے ادھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دو دریا ے لشکر دغنت کارزار میں موجزن ہوئے بعد آراستگی میدان جدال و قتال مرزبان سامنے لقا کے آیا سلام کیا اجازت خواہ میدان رزم ہوا اور عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ زور اپنی خدائی کا آج مجھ میں وصل کر دیجیے کہ میں حمزہ کو گرفتار کرون لقا نے دست نحس اپنا اسکی پیٹھ پر مارا کہ مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور کہا تیری پیٹھ کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا مرزبان بہت خوش ہوا اور یہ کہہ کر ... میدان میں پہونچکر پکارا کہ ... سوائے حمزہ صاحبقران کے

اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اُسوقت عمرو نے کلاہ نمدی سر سے اُچھالی اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے
حمزہ صاحبقران سامنے بادشاہ اسلام کے گھوڑے سے اُتر کر آئے اور رخصت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے
جام کلہ عفریت عنایت کیا اور فرمایا کہ خدا حافظ و ناصر صاحبقران جام پی کر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور
مرکب کو بڑھا کر سامنے مرزبان بن گیرنگ کے آئے وہ دوڑ کر نگاور زن ہوا بعد گفتگو نیزے ہاتھوں میں سنبھالے
نیزہ بازی ہونے لگی گھڑی بھر میں نیزہ مرزبان کا صاحبقران نے ہوائی کیا مرزبان نے کہا یا امیر میں نے آپ سے
نیزہ بازی ناحق کی معلوم ہوتا ہی آپکو بہت دخل ہی جبر یہ تلوار برسوں کے جھگڑے فیصل کرتی ہی اب خبردار رہیے گا یہ کہکر
تلوار ماری امیر با توقیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار سپر کے قریب آئی علی ہند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جھولی
اور پنجہ قوی شیر گیر بڑھا کر تلوار کو جھٹکی دی کہ تلوار سٹ بڑی ہاتھ قبضے پر ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لیں مرزبان لپٹ پڑا
زور کشمکش کا ہونے لگا دیکھا کہ گھوڑے تاب لنگر کی نہ لا سکے مرکبوں سے اُتر کر سرگرم کشتی ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو
مرزبان نے چاہا کہ پھر جائے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے ستیزندہ تا گریزندہ گفتہ ہیں بغیر حریف کو زیر کیے ہوئے
میں میدان سے نہیں پھرتا غرض کہ روشنی دونوں طرف آئی عمرو نے جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکالکر روشن کیے کہ تمام
میدان روشن ہو گیا سب تماشا دیکھنے آگے بڑھ آئے کچھ لوگ بیٹھ گئے اور کچھ کھڑے رہے ایک میلہ سا میدان جنگاہ
میں ہو گیا القصہ چہار شبانہ روز کشتی رہی پانچویں دن صاحبقران نے لنگر مرزبان کا توڑا اور کمر زنجیر میں
ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا بعد اُسکے چرخ دیکر زمین پر مارا اور مشکیں باندھکر عمرو کے حوالے کیا اُسوقت طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوئے کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب نے آرام کیا صبح کو حمزہ صاحبقران
زمان بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ فرما ہوئے جب دربار معمور ہو چکا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ لاؤ
مرزبان کو عمرو نے اُسیوقت لاکر موجود کیا مرزبان بن گیرنگ مجرا بجا لایا صاحبقران نے کرسی
جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور جام شراب تواضع کیا جب مرزبان جام شراب پی چکا اور بادۂ ناب سے دماغ
گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای مرزبان لے اب ہمارے وعدے کو ایفا کرو تمنے اقرار کیا تھا کہ آپ مجھ پر غالب
آئیے گا تو مسلمان ہونگا اب تمکو کیا عذر باقی ہی اور یہ کہکر بدست لقا بے بقا کی اُسکے سامنے بیان کی مرزبان نے
کہا کہ میں نے لقا پر لعنت کی اور پرستش سے اُسکی کنارہ کش ہوا امیر با توقیر نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا مرزبان از سر صدق
اسلام لایا بعد اُسکے فوج کو بھی اپنی بلایا اور سب کو مسلمان کیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر لقا میں پہونچائی بختیارک نے
کہا کہ میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مرزبان مسلمان ہو جائیگا گیرنگ شاہ بولا ملک جی مجکو مرزبان کے اسلام
لانے کا بڑا تعجب ہی اُسوقت لقا نے دوسرا شقہ اپنی طرف سے طہماس کی طلب میں بھیجا طہماس مرزبان کے
بلانے سے رکا ہوا تھا جب سنا کہ مرزبان حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مسلمان ہوا اُسوقت تین لاکھ سوار
اپنے ہمراہ لیکر نوشاباد سے کوچ کیا جب طہماس قریب ملک زرائیل کے پہونچا اور لقا نے سنا
کہ طہماس آتا ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور تمام سرداروں کو ساتھ لیکر گیرنگ شاہ زرائیلی استقبال
کیواسطے طہماس کے پہونچا مگر طبل شادمانی کی آواز جو بلند ہوئی صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ خبر تو لاؤ
کہ کیسا نقارۂ شادمانی لشکر کفار میں بجا ہی کون آتا ہی عمرو لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ تمام کفار استقبال کو
طہماس کے جاتے تھے فوراً صورت اپنی بدلکر ایک سپاہی کی شکل بنکر اُنکے شریک ہو گیا کہ طہماس بن عنقیل دیو پرور آتا ہی
اُسکے استقبال کو یہ سب کافر جاتے ہیں عمرو ساتھ اُن سب کے چلا کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ ایک گرد اُٹھی اور جلوہ

سواری کا نمایان ہوا بعد اسکے عمرو نے طہماس کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو واہرمن قامت دیو پیکر
چوراسی ایچ کا قد نہمتن وقار کرگدن پر سوار چلا آتا ہی اور آرا لبے بر ساطور ساڑھے نو سو من کا لدا ہوا کہ جس مین
ساڑھے نو تھو جوڑی بیل کی لگی ہوئی ساتھ ساتھ پیچھے طہماس کے اور تین لاکھ جوان قدآور ہر ایک جری
اور دلاور غرق دریاے آہن ہین عمرو نے جو طہماس کو دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ نہایت زبردست ہی پروردگار عالم
اسکے ہاتھ سے مسلمانون کو بچائے القصہ گیرنگ شاہ طہماس کو اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین آیا طہماس نے
لقا کو سجدہ کیا لقا نے پیراہن بخس اُتار کر طہماس کو پہنا دیا طہماس نے بختیارک کی زبانی تمام حال اہل اسلام کا
سُنکر لقا سے کہا یا خداوند اب تو مین آیا ہون آپکی عنایت سے سب خداپرستون کو مار کر خاک و خون مین غلطان کرونگا
آپ مطمئن رہیے اب کچھ اندیشہ نہین ہی یہ کہکر رخصت ہوا اور تین کوس پر ملک زرائیل سے گیرنگ شاہ کا
ایک باغ تھا کہ نام اُس باغ کا نرگستان ہی اُس مین جاکر اُترا اور عشر البحواری مین مصروف ہوا یہان
خواجہ عمرو پھر کر خدمت صاحبقران مین گیا عرض کیا ای شہریار طہماس بن عنقویل دیوپرور لقا کی مدد کو
آیا ہی مین نے طہماس کو دیکھا کہ عجب بہادر ہی حربہ اُسکا بہت بڑا ہی آجتک مین نے ایسا کافر نہین دیکھا
امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ خداے ما بزرگ است پھر صاحبقران نے اُسیوقت منشی عنبر قلم بہیناد رقم
سیف ذو والیدین کو بلا کر حکم دیا کہ جلد نامہ گیرنگ شاہ کو لکھو کہ چور ہمارا تمھارے پاس آکر چھپا ہی
اُسے باندھکر ہمارے پاس لے آؤ اور دین لقاپرستی کو ترک کرکے دین اسلام قبول کرو نہین تو جو
حال مین نے اور بادشاہان گذشتہ کا کیا ہی اُس سے بدتر تمھارا حال کرونگا سیف ذو والیدین نے اُسی
مضمون کا نامہ لکھکر پیش کیا صاحبقران نے اُس نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور چوکی پر رکھدیا اور سپر و شمشیر و خلعت
وجام شربت سنگی اُسی چوکی پر اُسی نامے کے پاس رکھا اور تمام سردارون سے خطاب کیا ای صفدران دلاوبند
واے دلاوران گردن بلند ہی کوئی تم مین سے ایسا کہ اس نامے کو گیرنگ شاہ کے پاس لیجاے اور شرطین
نامے کی ادا کروا کے نامہ اُسے پڑھوا دے اور جواب باصواب لے آئے یہ بات سنتے ہی ہمرزبان بن گیرنگ شاہ
زرائیلی اپنے ڈنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجالایا پھر دست بستہ عرض کیا ای شہریار اس بارگاہ مین بڑے بڑے
صفدر نامی و گرامی اور صف شکن و تیغزن ہین کہ ایک ایک نے ایسے ایسے کار نمایان کیے ہین کہ رستم و اسفندیار سے
بھی نہین ہوسکتے ہین اور غلام سے کوئی کام ابھی تک نہین ہوا ہی کہ غلام کا نام ہوتا لہذا امیدوار ہون کہ اس غلام تازہ کو
حکم ہو تو یہ نامہ لیکر جاؤن اور جواب اسکا لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ نامے کی شرطین تم جانتے ہو عرض کیا کہ دریافت
کرلین ہین غلام سب شرطین ادا کروا کے نامہ دیگا ورنہ نامے کے ساتھ اپنی جان لگا دیگا نامہ نامی بے توقیر نہ ہونے پائیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ بیجاؤ خداے عزوجل تمھارا نگہبان ہمرزبان نے جام شربت اُٹھا کر پی لیا خلعت کو زیب بدن کیا
نامے کو اُٹھا کر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا صاحبقران نے دو ہزار روپیہ عمرو کو دیکر خفیہ نویسی کو بھیجا مگر ہمرزبان
آتے آتے داخل لشکر کفار ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا تمام آدمیون کو وہان کے ہٹوا دیا اپنے لوگون کو دروازہ بارگاہ پر
قائم کیا آپ مرکب سے اُترکر اندر بارگاہ کے گیا بالطریق اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کافرون نے مثل مار سردم کوفتہ
[illegible] دیکھا یا ہمرزبان آگے اپنے ڈنگل پر بیٹھا طہماس بن عنقویل دیوپرور [illegible] تخت بارگاہ [illegible] باغ نرگستان مین مصروف تھا
ہمرزبان نے تو بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا نے کہا او بندہ [illegible] اور بے [illegible] پہلے ہی نہ آیا تو میرا [illegible] تھا یا اب ایسا
برگشتہ ہوا ہمرزبان نے کہا او گبر ناہنجار اگر تو خدا ہوتا تو بندون کے ہاتھ سے کاہے کو بھاگتا گیرنگ شاہ یہ کلمہ سنکر للکارا او بے سر و ناخلف

اگر تو خدا پرست ہو گیا تھا تو یہاں کیوں آیا مرزبان نے کہا او پدر نابکار تجھکو سزا پہونچانے آیا ہوں اور حمزہ صاحبقران
با اقبال کا نامہ لایا ہوں گیر نگ شاہ نے کہا لا نامہ میرے حوالے کر مرزبان نے کہا کہ جبتک شرطیں نامے کی تو ادا نکریگا
میں نامہ نہ دونگا گیر نگ شاہ نے پوچھا وہ شرطیں کیا ہیں مرزبان بولا پہلے زر سرخ نامے پر سے نثار کر بعد اسکے استقبال کر
پھر تین سلام باادب کرکے نامہ لے گیر نگ نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک چاہتا تھا کہ گیر نگ شاہ کو منع کرے کہ ایک
دھول سر پر پڑی بختیارک سمجھ گیا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں کچھ تیری نہ چلیگی بختیارک نے کہا ای گیر نگ شاہ
لقا نے بھی حمزہ کے نامے کی تعظیم کی ہے تو بھی اعزاز و اکرام کر الغرض گیر نگ شاہ نے کشتیاں زر و جواہر کی منگواکر نامے پر
نثار کیں خواجہ عمرو نے جال الیاسی اُن کشتیوں پر مار کر سب زر و جواہر سمیٹ کر نذر زنبیل کیا وہاں کسی کے ہاتھ ایک حبہ نہ آیا
بعد اسکے سات قدم گیر نگ شاہ نے استقبال کیا اور تین تسلیمیں کرکے نامہ ہاتھ میں لیا اور دبیر کو دیکر پڑھوایا دبیر آواز بلند
وہ نامہ پڑھنے لگا گیر نگ شاہ مضمون نامہ سنکر ایسا برہم ہوا چاہا کہ نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالے فوراً مرزبان
اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیلیا مگر گیر نگ شاہ آگ ہو گیا اور پکارا کہ او بدکردار تو ایسا خداپرستوں کا خیر خواہ ہو گیا
اب کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا یہ کہکر تلوار ماری مرزبان نے سپر سے تلوار اسکی روکی اور تیغہ آبدار کا ہاتھ جھپٹ کر
گیر نگ شاہ کو مارا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا تا دو ابرو اتر گیا زخم کاری سے بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی
فرہاد زرائیلی ایک سردار تھا اُسنے دوڑ کر مرزبان کو تلوار ماری اور کہا تو نے غضب کیا کہ پیغمبر نامرسل لقا کو زخمی
کیا مرزبان نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا فرہاد دو ٹکڑے ہو کر گرا اب مرزبان
لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور بہت سے کفار کو قتل کرکے راہی طرف لشکر اسلام کے ہوا ابھی چند قدم راہ طی کی ہوگی
کہ اُسطرف سے چھوٹا بھائی طہماس کا سیفور بن عنقویل آتا تھا اُسنے جو سنا کہ مرزبان ایلچی بنکر صاحبقران کی
طرف سے بارگاہ لقا میں آیا تھا اور گیر نگ شاہ کو زخمی کیا فرہاد زرائیلی کو جان سے مارا وہ گردن کو دوڑا کر
للکارا کہ او مرزبان ٹھہر میں آپہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا اپنے باپ کو تو نے زخمی کیا یہ کہتا ہوا
برابر مرزبان کے پہونچا اور تیغے کا وار کیا مرزبان نے تیغہ اُسکا خالی ہیں کرکے تھپکی دی کہ تیغہ اسکا چھوٹ پڑا
ہاتھ مروڑ کر تیغہ اُسکا چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر سیفور کو اُٹھا لیا تین بار سر پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا
کہ سیفور نقش زمین ہو کر رہ گیا فوراً اپنے مرکب سے اُترا اور چھاتی پر چڑھ کر بیٹھا اور کہا ای سیفور
دین لقا پرستی کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر سیفور نے کہا میں ہرگز دین لقا پرستی نہ ترک کرونگا
اُسوقت مرزبان نے سر اُس کا پکڑ کر اور پیچ دیکر جھٹکا دیا کہ دھڑ میں سے گردن اُس کی
کھنچ آئی غل ہوا سیفور مارا گیا اور مرزبان مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا
ادھر لاش سیفور کی لیے ہوئے سب کے سب باغ نرگستان میں پہونچے طہماس اُسوقت بیٹھا ہوا
شراب پی رہا تھا کہ لاش سیفور کی سامنے سے دکھائی دی طہماس نے پوچھا کہ اسکو کسنے
مارا لوگوں نے تمام حال بیان کیا کہ مرزبان بن گیر نگ شاہ ایلچی حمزہ کا ہو کر بارگاہ لقا
میں آیا تھا گیر نگ شاہ کو زخمی کرکے فرہاد زرائیلی کو مارا وہاں سے پھر لشکر اسلام کو چلا کہ راہ
میں سیفور نے ٹوکا اُسنے سیفور کے دھڑ سے گردن کھینچلی طہماس نے جو یہ کیفیت سنی شراب خواری
چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور غیظ و غضب میں للکارتا ہوا چلا کہ اب مرزبان میرے ہاتھ سے بچکر
کہاں جائیگا اگر اپنے بھائی کے خون کا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا طہماس نہ رکھا اور گردن پر

سوار ہو کر لیے آلات حرب لگائے ہوئے غصہ مین بھرا ہوا تنہا یہان سے چلا رفیقون نے اس کے قصد کیا تھا
کہ ہمراہ رکاب آسکے چلین طہماس نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آؤ غصہ سے کگک مار کر گینڈے کو
دوڑایا ادھر مرزبان ابھی لشکر اسلام مین نہ پہونچا تھا اثنا سے راہ مین تھا کہ عمرو پیشتر خدمت صاحبقران
مین آیا اور حال مرزبان کی ایلچی گری کا بیان کیا امیر نے حکم دیا کہ خلعت مرزبان کے واسطے لاکر رکھو
مرزبان سامنے لشکر اسلام کے آگیا ہی علم و نشان لشکر اسلام کے معلوم ہوتے ہین کہ طہماس کے نعرے کی آواز
بلند ہوئی کہ او مرزبان تھم جا تو چاہتا ہی کہ میرے بھائی سیفور کو مار کر زندہ نکل جائے مین تجھے کب چھوڑتا
ہون خبردار مین آپہونچا مرزبان نے دیکھا کہ طہماس آپہونچا اپنے دل مین کہا کہ اسکے کیا چارہ ہاتھ ہین اگرچہ خدا
فضل کرے تو اسکو بھی مارے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ بھاگ چلیے طہماس بلاے بے درمان اور آفت
جہان ہی مرزبان نے نہ مانا عنان مرکب کی پھیر کر طہماس کی طرف چلا طہماس برابر اسکے آپہونچا اور للکارا
کہ کیون مین نے تجکو فن سپہ گری اسی واسطے سکھائے تھے کہ تو میرے بھائی کو قتل کرے مرزبان نے کہا کہ وہ زبردستی
میرا سدراہ ہوا میرا اسمین کچھ قصور نہین ہی طہماس نے کہا کہ تو نے اسکو تو گرفتار کر لیا تھا میرے پاس باندھکر
بھیجدیا ہوتا تو نے کیون مار ڈالا مین اسکے خون کا عوض لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا مرزبان نے کہا اب جو کچھ ہوا سو ہوا
اسکو بھی مارا ہی تجھے بھی قتل کرونگا یہ کہکر مرزبان نے تلوار ماری طہماس نے آتے ہوے تلوار کو خیال مین
کر کے جھپکی دی کہ تلوار مرزبان کی بیٹ پڑی لس قبضہ پہ ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھالیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا طہماس
گینڈے پر سے کود کر چھاتی پر مرزبان کی چڑھ بیٹھا اور جسطرح سیفور کا سر مرزبان نے دھڑ مین سے
کھینچ لیا تھا یونہین مرزبان کا سر طہماس نے دھڑ سے کھینچ لیا اور اپنے لوگون سے کہا کہ یہ سر لقا کے پاس
لیجاؤ اور آپ کرگدن پہ سوار ہو کر بلخ نرگسستان کی طرف راہی ہوا ادھر ساتھ والے مرزبان کی لاش لیے ہوئے
بحال تباہ چاک گریبان کیے ہوے خدمت صاحبقران مین آئے یہان عمرو نے امیر بالتوقیر سے آکر
تمام حال بیان کیا اور کیفیت ایلچی گری کی کہی امیر خلعت مرزبان کے واسطے بھیجا چاہتے تھے کہ ناگاہ
لاشہ بیسر مرزبان کا آیا اور ساری سرگذشت بیان کی کہ یون طہماس کے ہاتھ سے مارا گیا امیر نے نہایت
افسوس کیا عمرو سے کہا کہ سر مرزبان کا کسی طرح آسے تو لاش مرزبان کی دفن کیجاے اور دو ہزار روپیہ
عمرو کو دیے کہ سر مرزبان کا لاؤ عمرو اسیوقت لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا یہان گیر ننگ شاہ کے خیمہ مین
ٹانکے لگے مین لاشین کفار کی اٹھوائی گئین ہین ناگاہ کفار سر مرزبان بن گیر ننگ شاہ کا
لیے ہوے دربار مین لقا کے گئے اور عرض کیا کہ طہماس بن عتقویل دیوبچہ نے سر مرزبان کا
بھیجا ہی لقا سے بے لقا سر مرزبان بن گیر ننگ شاہ کا دیکھکر بہت خوش ہوا اور طشت طلا مین
سر کو رکھوایا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ سر مسلمان کا ہی یہان اسے نہ رکھیے کہین اور بھیجدیجیے نہین تو
کوئی زبردست خدا پرست آکر لیجائیگا بلکہ اس سر کے ساتھ بہت سے سر کٹ کے جائینگے یہان یہ باتین
یہ صلاحین ہو رہی تھین کہ عمرو بصورت اصلی بارگاہ لقا مین آیا بختیارک کی طرف نگاہ غضب سے دیکھکر پکارا
او بے حیا یہان تو موجود تھا اور سر مسلمان کا رکھا رہا تو نے بھیج نہ دیا اب ہی بہتر کہ پہلے تجھے قتل کرون بختیارک نے کہا پیرو مرشد
مین نے پہلے ہی یہان سبکو آگاہ کر دیا کسی نے میرا کہا نہ سنا غلام کا کیا قصور ہی عمرو یہ سنکے آگے بڑھا کہ طشت طلا سے سر مرزبان کا

سر اٹھائے کہ بہر رنگ زرین کلاہ سردار گیر رنگ شاہ کا للکارا باش او ساربان زادے اپنی عیاری تو بھولا ہی اور تیری یہی یہ قدرت ہی کہ خداوند کے سامنے ایسے کلام کرے اور یہ کہکر عمرو کو تلوار ماری عمرو نے خالی دیکر خنجر اُسکے سینے پر مارا پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ دیکھکر اور لوگ دوڑے تلواریں کھنچیں لڑائی ہونے لگی عمرو دو چار کو مار کر بختیارک کے قریب آیا ایک ہاتھ اوچھا سا بختیارک کو بھی مارا دیا وہ بھی زخمی ہوا اور سرمرزبان کا مع طشت طلائی اُٹھا لیا اور جست کر کے نقارخانے پر پہونچا اور وہاں سے دیوار و ن دیواروں کو دیکھاند کے بازار میں آیا چہار طرف سے کفار چلاتے ہوئے دوڑے لینا لینا جانے نہ دینا یہ عیار ٹہرا ونہ ہی سرمرزبان کا مع طشت طلائی لیے جاتا ہی لوگ وہی چلاتے رہ گئے کوئی پاس نہ آسکا عمرو وصاف سرمرزبان کا لیے ہوئے نکلا چلا گیا آتے ہی سرمرزبان کا حمزہ صاحبقران کو دیا اور تمام کیفیت بیان کی امیر یا تو تیر نے سرمرزبان کا لاش سے ملا کر دفن کیا اُدھر سرکاروں نے طہماس کو خبر دی کہ عمرو عیار صاحبقران دربار لقا میں آیا تھا اور ادھر کر دو چار کو مار کر دس پانچ کو زخمی کر کے سرمرزبان کا مع طشت طلائی لیگیا طہماس اُسیوقت سوار ہوکے ... لقا میں آیا اور کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوا دیجے کل میں ہوں اور یہ خدا پرست میں دیکھیو تو کیا رنگ میدان رزمگاہ میں ہوگا لقائے بے بقا نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے فوراً نقارہ سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری ہوا کی صبح کو لقائے بے بقا سوار ہوکر وعدہ گاہ مصاف میں آیا گیر رنگ شاہ ایک طرف اپنی فوج لیکر میدان میں کھڑا ہوا ایک طرف طہماس کی فوج اور رایہ ساطور طہماس کا اگر مگر اٹا ہوا عرصہ جنگگاہ میں پہونچا اُدھر سے بھی آمد آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے رستم زمان لندہور بن سعدان مع نو لاکھ سوار جرار ہندی کے دشت مصاف میں آیا طہماس نے بختیارک سے پوچھا کہ حمزہ یہی ہی بختیارک نے کہا یہ سپہ سالار حمزہ کا ہی نام اسکا لندہور بن سعدان ہی یہ ذکر تھا کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دو سراسی ہزار عرب جرار سے نمودار ہوا گرد و پیش اُسکے سنانیں برنائیں نیزوں کی مثل تاروں کے چمکتی آتی تھیں پھر طہماس نے کہا کیا یہ حمزہ ہی بختیارک نے کہا یہ دوسرا سپہ سالار ہی نام اسکا مالک اژدر ہی تاگاہ رستم پیلتن ملکشاہ رومی ساتھ لاکھ سوار جرار فرنگیوں اور رومیوں سے نمایاں ہوا طہماس سمجھا کہ شاید یہ حمزہ ہوگا کہ یہ نہایت شان و شوکت عروج و جلالت کا جوان عالیشان ہی بختیارک نے کہا اے طہماس یہ ثانی حمزہ ہی نام اسکا ملکشاہ رومی ہی اور یہ حال ملکشاہ کا کچھ بختیارک نے طہماس سے کہا بعد اُسکے سلطان سعد فوج یونان و فرنگ ہمراہ لیے ہوئے پیدا ہوا بختیارک نے انکی بھی تعریف کر کے نام بتایا پھر تو تمام سرداران دست اسی اور دست جیسی ایک کے بعد ایک مع فوج ظفر موج میدان رزمگاہ میں آ آ کر قائم ہو گئے اور بختیارک ایک ایک کا حال اور نام و نشان بتاتا گیا یہانتک کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار با دو حشم تخت پر جلوہ افروزی فرماتے ہوئے اور آگے آگے تخت کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار دکھائی دیے اور عرصہ جدال و قتال میں زیر سایہ علم اژدہا پیکر قائم ہوئے بختیارک نے کہا اے طہماس حمزہ یہ ہی جو بادشاہ کے تخت کے آگے ہی آج تک اسپر کوئی جن کوئی دیو کوئی پریزاد کوئی انسان غالب نہیں ہوا جس نے اس سے مقابلہ کیا اسکو اسنے زیر کیا طہماس حمزہ صاحبقران کو دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ انکے سے قد و قامت پر اس نے ایسی قیامت برپا کر رکھی ہی بختیارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں تو سمجھا تھا کہ حمزہ کا قد طہراسپ سے کم نہ ہوگا مگر کچھ بھی نہیں ہی غرضکہ جب میدان میں دونوں لشکر قائم ہو چکے بعد آراستگی صفوف قتال وہ دستی عرصہ جدال چاؤشان بلند آواز نے للکار کر آواز دی کہ کون نامی و نامور دعویدار جرات کا معرکۂ کارزار میں آئے اور بہادری و دلاوری دکھائے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹائے یہ سنکے طہماس ابن ... ... گھوڑے کو اپنے جولان کر کے لقائے بے بقا کے سامنے آیا اور

سجدہ کرکے اجازت میدان طلب کی اُس کافر اکفر نے کہا کہ جا تجکو اپنے یزدان قدرت کے سپرد کیا طہماس پھر گینڈے پر سوار ہو کر میدان
میں آیا پہلے سراپا میدان جنگ کا اور ہنر اپنے دکھائے پھر مبارز طلب کیا ادھر سے القاش خون آشام بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد بتگاورزنی و سخن طہماس نے نیزہ مارا القاش نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تین ساعت
ملعونین ردو بدل کی ہوئین مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے القاش نے تلوار ماری طہماس نے
تلوار اسکی رد کرکے ساطور مارا القاش نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر پر پڑا سپر کو قلم کرتا ہوا ابرو اُتر گیا القاش نے دستانہ
مارا کہ ساطور چھینتا کر نکل گیا سر سے دریا خون کا جاری ہوا غش آگیا طہماس نے مبارز طلب کرکے کہا کہ لیجاؤ القاش کو
وہ زخمی ہوگیا لیث عرب رفیق مالک اژدر کا مقابلے کو آیا لیث عرب نے آتے ہی متواتر دو ہاتھ تلوار کے مارے طہماس نے
دونوں دیکے پھر طہماس نے ساطور مارا کہ لیث عرب بھی زخمی ہوا بعد اسکے قمقمہ شمشیر یمنی لشکر اسلام سے نکلا دو گھڑی تک لڑا
وہ بھی زخمی ہوا اب مالک اژدر صاحب نیزہ ہو وہ خود مقابلے کو آئے بعد بتگاورزنی و گفتگو طہماس کو معلوم ہوا یہ مالک اژدر ہے
سوچا کہ اسکی نیزہ بازی کا بہت شہرہ ہے پہلے اس سے نیزہ بازی کیا چاہیے بس اُٹھا کر طہماس نے نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر
رد کا نیزہ بازی ہونے لگی دو تین گھڑی کے بعد مالک نے طہماس کا نیزہ ہوائی کیا طہماس نے طیش کھا کر ساطور مارا مالک نے
سپر پر رد کا ساطور سپر کو قلم کرکے سر پر آیا تا ابرو اُتر گیا مالک نے دستانہ مارا ساطور چھینتا کر نکل گیا ایک
دریا خون کا سر سے جاری ہوا اُسی حالت زخمداری میں چاہتا تھا کہ پھر تلوار طہماس کو مارین کہ غش طاری ہوا طہماس نے
پھر حربہ نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور ہمراہ لقا کے پھر القا سے بے بقا طہماس بہ سے زر سرخ نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر
حمزہ صاحبقران زخمیوں کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے زخموں میں سب کے ٹانکے دلوائے ابھی
مرہم پٹی سے زخمیوں کے مہلت نہ پائی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ طہماس نے پھر آج طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش ہین اُسی جانبین سے آواز طبل جنگی کی ایسی بلند ہوئی کہ زمین آسمان
تک تزلزل ہوگیا شعر زغریدن کوس گردون شگاف * زمین را درافگند بجنبش بناف * رات بھر دونوں لشکروں میں
سامان جنگ و جدال رہا صبح کو میدانداری ہوئی اسیطرح دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آکر صف آرا ہوئے بہ کثرت
دونوں لشکروں کی تھی کہ کوہ و جنگل آدمیوں کا معلوم ہوتا تھا شعر دو لشکر نہ گویم دو دریائے خون * ببسیاری
از ریگ صحرا فزون * صفوف صفین آراستہ ہو چکیں اور میدان تیار ہوا طہماس لقا سے اجازت لیکر جنگاہ میں آیا
اور مبارز طلب کیا بس عادل شیردل اور فاضل شیردل بھائی تہم ہند لندھور بن سعدان کے مقابلے کو نکلے
دونوں مجروح ہوئے لندھور بن سعدان کو غصہ سے تاب نہ باقی رہی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر ہاتھی کو
ہولتا ہوا سامنے طہماس کے آیا طہماس گینڈے کو دوڑا کر بتگاورزن ہوا تین چار قدم ہاتھی لندھور کا پیچھے ہٹا
اور اسیقدر طہماس کا بھی گینڈا پسپا ہوا لندھور اپنے ہاتھی کو ہولکر آگے بڑھا کے آیا طہماس نے گینڈے کو چابک
مار کر دوڑایا دونوں مقابل یکدیگر ہوئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ طہماس کے ہاتھ سے نکالدیا
طہماس بہت غضبناک ہوا ساطور اپنے بر سے اُٹھا کر لندھور پر مارا لندھور نے بڑھکر ساطور کو روکا
پھل ساطور کا بیچ سے نکل گیا دستہ ساطور کا گرز پر لندھور کے پڑا گرا بناری ضرب ساطور سے ہاتھی لندھور کا
زمین دھس گیا اور لندھور کی یہ حالت ہوئی کہ ضرب گرز صاحبقران لندھور کو یاد آگئی بیہوش ہوگیا لیکن
دونوں ہاتھوں میں جسطرح گرز تھام تھا اسیطرح رہا ایسی گرد اُٹھی کہ لندھور اُس برقع گرد میں پوشیدہ ہوگیا
طہماس سمجھا کہ میں نے لندھور کو مارا یہ سوچ کر لشکر اسلام کو آواز دی کہ لندھور کی خبر لو اور دوسرا جوان مقابلے کو

بھیجے وعیار لندھور کے دوڑے اور اُسی حجاب گرد مین آکر لندھور کو پکارے کہ آنکھ لندھور کی کھلی ہوش آیا ہاتھی کو
ہولکر گرد منہ کی جھاڑتا ہوا پردہ غبار سے نکلا آتے ہی گرز گران سنگ دو دستی پکڑ کے طہماس کو مارا طہماس نے دستہ سا طور پر
گرز کو روکا کہ دونون ہاتھون مین طہماس کے چوٹ تو نہ لگی مگر دھمک سے ازنجہ تا شانہ جھنجھناہٹ ہونے لگی اور رگ و ریشہ
کی ٹوٹ گئی طہماس صدمہ گرد سے بیہوش ہوگیا ابکی گرد پہلے سے زیادہ اڑی کہ طہماس گرد مین روپوش ہوگیا عیار لشکر کفار
سے آئے اور طہماس کو ہوش مین لائے جب طہماس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ گینڈا مر گیا بس گینڈے سے کودا اور غیظ و غضب
مین آکر لندھور کی طرف جھپٹا قریب آکر ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ساری سونڈ ہاتھی کی جدا ہوکر ہاتھ مین طہماس کے
رہ گئی ہاتھی چیخ مار کر گرا لندھور ہاتھی سے کود پڑا طہماس بڑھ کر لندھور سے لپٹا لندھور بھی دست و گریبان ہوا کشتی
ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو بھی وہ دونون جدا نہ ہوے روشنی طرفین سے آئی دونون لشکر مصروف تماشا ہوے
چار پہر رات کشتی رہی کوئی نہ مغلوب ہوا صبح کو بھی دونون اسی کیفیت سے جٹے رہے اسیطرح چار شبانہ روز
طہماس و لندھور مین کشتی رہی پانچوان دن ہوا اور زیادہ جی توڑ توڑ کے دونون لڑنے لگے کبھی لندھور ریلکر طہماس کو
دوڑا لیجاتا ہی اور کبھی طہماس لندھور کو ریلکر دوڑاتا ہی ایک مقام پر طہماس لندھور کو ریلے لیے جاتا تھا اور لندھور
دلکشی کیے ہوے قدم کے شمار پر چلا آتا تھا کہ قضاے کار پانون لندھور کا موشخانے مین چار ہا اور اوپر سے طہماس نے
زور کیا لندھور کا کولا اتر گیا لندھور نے پھر بھی زور کو طہماس کے سنبھالا موشخانے سے پانون اپنا نکالا اور چاہا کہ
طہماس کو ریلے ایسا درد کولے مین اٹھا کہ تمام جسم لندھور کا مانند بید کے تھرانے لگا آخر بیہوش ہوگیا طہماس لندھور کو
روکے کھڑا رہا اور پکارا کہ آکر لندھور کو لیجاؤ اسکا کولا اکھڑ گیا یہ بیہوش ہوگیا فوراً لوگ آئے اور پالکی پر سوار کرکے
لندھور کو لیگئے طہماس بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اُدھر صاحبقران لندھور کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی مین
آئے اور کمنگر طلب کیے کمنگرون نے آکر کولا لندھور کا بٹھلایا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دیے گئے دوسرے روز
صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوے تھے کہ ملک ترکستان سے عرضی زرہ خاقان کی آئی اسکا یہ مضمون تھا
کہ یا امیر شیر گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ادام اللہ ظلکم و زیدکم اللہ اقبالکم واجلالکم بعد آداب
تسلیمات کے خدمت فیضدرجت حضور گیہان ظہور مین اس خادم خاص کی یہ عرض ہی کہ حضور نے قہر غش کو یہان
برائے مقابلہ سلسال بھیجا تھا سلسال نے دغا سے قہر غش کو گرفتار کر لیا اور اب قلعہ خاقان تاراج خطا پر آمادہ ہوا اور
یہان کوئی اُس سے مقابلہ کرنے کے لائق نہین ہی جلد کسی کو مدد کے واسطے بھیجیے کہ اگر سلسال کو سزاے معقول دے صاحبقران
نے تمام سردارون کیطرف دیکھ کے فرمایا کہ اے بہادرو تم مین سے ہی کوئی ایسا کہ قہر غش کی مدد کو جاے اور سلسال کو
سزا دے یہ سنکر القاش خون آشام اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی ترکستان کو
جاتا ہی اُسیوقت امیر با توقیر نے القاش کو خلعت دیا القاش فوراً مع لشکر جرار ترکستان کو روانہ ہوا
منزل و منزل برابر کوچ کرتا ہوا القاش خون آشام ملک ترکستان مین پہونچا مقابل مین لشکر سلسال کے لشکر
القاش بھی اترا سلسال نے جو سنا کہ القاش خون آشام مقابلے کو آیا ہی اسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے
القاش کو خبر دی ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف جدال نقیب نقابت کر گئے سلسال میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور
القاش اُس کے مقابلے کو نکلا بعد لگاورزنی و ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی القاش نے نیزہ سلسال کو ہوائی کیا
سلسال نے جھنجلا کے تلوار کھینچی اور القاش پر وار تلوار کا کیا القاش نے جھکی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور زور

کشمکش کے ہونے لگے آخر کار دونون اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر پڑے اور کُشتی شروع ہوئی چار پہر دن کُشتی ہوئی
شام کو القاش نے سلسال کا لنگر توڑ کر زمین پر دے مارا اور مُشکین باندھ کرلے آیا رات بھر لشکر مین اپنے
سلسال کو قید رکھا صبح کو بلا کر سلسال کو تلقین بدین اسلام کیا سلسال بہ سبب خوف جان طوطے کی طرح
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر آئینۂ دل کدورت دشمنی سے مکدر رہا سلسال نے القاش سے کہا کہ مین اپنے لشکر مین
جاتا ہون سب کو مسلمان کرونگا اور آپکی دعوت کا سامان کرونگا آپ مع سرداران وہین کھانا نوش کیجیے گا سلسال نے
کھانے بہت سے بخت کروائے اور بیہوشی کھانے مین ملادی شام کو القاش مع سردارون کے لشکر سلسال
مین آیا اور کھانا کھاتے ہی سب بیہوش ہوے سلسال نے سب کو گرفتار کرکے قید کیا اور زرہ خاقان مالع کو شکست
دے کر قلعہ مین عمل کرلیا اور قہرش اور القاش وغیرہ کو زندان خانے مین بھیجدیا فقط اب اس قصہ کو یہین چھوڑ دیجیے
اور حال لشکر اسلام اور لشکر کفار کا سماعت فرمایئے کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ
بجا رات بھر سامان جدال رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال وغیرہ طہماس میدان
مین آیا اور سرداران لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگا شام تک کتنے ہی سردار طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوے
اسیطرح کئی میدانداریون مین بہت سے سردارون کو مارا اور بہت سے سردارون کو زخمی کیا اور پھر طبل جنگ
بجوایا ایک روز طہماس نے کہا کہ کل حمزہ سے سامنا کرونگا ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی صاحبقران نے
بھی فرمایا کہ کوئی بہادر اس گبر نابکار پر غالب ہوتے نہین معلوم ہوتا انشاء اللہ کل اس ملعون سے مین خود مقابلہ
کرونگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو معرکہ آرائے نبرد ہوے اور صفین
آراستہ ہوگئین طہماس بن عنقویل دیو پر و رلقاے بے لقا سے رخصت میدان لیکر حربگاہ مین آیا مبارز
طلب کیا اور پکار کر کہا کہ آج سوائے حمزہ کے کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اُسوقت امیر کشورگیر نے فرمایا اے
خواجہ میدان کو قرق کرو عمرو نے فوراً میدان رزمگاہ کو قرق کیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے تب
حمزۂ صاحبقران زمان بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار سے اجازت لیکر اور سب کو رخصت کرکے
اشقر دیوزاد کو اڑا کر میدان مین بمقابلۂ طہماس بداساس چلے طہماس نے جو حمزۂ صاحبقران کو آتے دیکھا دوڑ کر
لگاور زن ہوا چار قدم اشقر ہٹ گیا اور سات قدم طہماس کا گینڈا ایسا ہوا پھر مرکبون کو رانون مین
دبا کر دونون مقابلے کو آئے طہماس نے کہا یا صاحبقران جو حربہ آپکے پاس ہو کیجیے صاحبقران نے فرمایا
کہ ہمارا یہ دستور نہین ہے ہم جنگ مین حریف پر سبقت نہین کرتے یہ سنکر طہماس نے نیزہ مارا صاحبقران نے
بند نیزۂ طویل ناخن شجاعت سے کھولدیا جب نیزہ بازی خوب ہونے لگی چند طعن مین نیزۂ طہماس کا
امیر نے ہوائی کیا طہماس برہم ہوا اور ساطور گران سنگ اڑالیے پر سے اٹھا کر ضرب امیر پر لگائی امیر باتوقیر نے
ساطور سپر پر روکا کہ پھل تو اُسکا پیچھے نکل گیا دستۂ ساطور سپر پر پڑا بار ضرب ساطور سے اشقر دیوزاد
زمین مین غرق ہوگیا ایسی خاک اڑی کہ تتق گرد و غبار مین صاحبقران روپوش ہوگئے مگر صدمۂ ضرب سے امیر
باتوقیر کو غش آگیا فوراً عمرو دوڑا اور گرد گرد کے آکر چرخ مارا اور حمزۂ صاحبقران کو پکارا صداے خواجہ عمرو
بن امیۂ ضمری جو کان مین پہونچی صاحبقران کی آنکھ کھل گئی مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ مرکب اُس تتق
گرد سے لیکر نکلا طہماس نے پھر صاحبقران کو ساطور مارا امیر باتوقیر کا چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا تھا آنکھین اچھی
طرح کھلنے نہ پائی تھین کہ طہماس نے وار کیا صاحبقران کا خیال چوک گیا سپر ہاتھ سے اُٹھائی مگر چہرے تک

سپر نہ آئی تھی کہ ساطور سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اُتر گیا امیر نے دستانہ مارا کہ ساطور چھٹکر نکل گیا
رومال سے زخم باندھکر تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر روکا سپر کو کاٹ کے سر پر طہماس کے پڑا
اچھا سا زخم لگا طہماس نے سر اپنا کھینچا تیغہ سر سے نکل کے گینڈے کے سر پر آیا گردن گینڈے کی قلم ہوئی
طہماس بد اساس مع گینڈا تہ و بالا ہو کر زمین پر گرا لقا نے حکم دیا کہ حمزہ کو مار لو فوج چہار طرف سے تلواریں کھینچکر
آپڑی صاحبقران بھی کفار پر حملہ آور ہوئے تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے مجاہدان تہور شعار اور غازیان
دیندار کو بھی اشارہ کیا کہ لینا ان کفار کو یہ سنکے سب بہادر گھوڑے اُٹھا اُٹھا کر کافروں پر جا پڑے اب لڑائی
گھمسان کی ہونے لگی میدان کارزار عرصۂ قیامت ہو گیا صدائے گیر و دار ہر طرف بلند تھی برابر سے تلوار چل رہی تھی
اُدھر طہماس بھی سنبھلکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا زخم سر باندھکر سرگرم کارزار ہوا عین گرمی جنگ میں
طہماس سے اور علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا طہماس نے ساطور مارا علمشاہ کی سپر قلم ہوئی ساطور سر پر علمشاہ کے
پڑا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے زخم سر کو باندھکر تیغۂ کپتان فرنگی کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر روکا سپر
دو نیم ہوئی طہماس نے سر اپنا بچایا تیغہ بائیں شانے پر پڑا شانہ طہماس کا زخمی ہوا ہزارہا کفار بیچ میں آگئے
دونوں علیحدہ ہو کر لڑنے لگے اب طہماس لڑتا ہوا برابر بادشاہ اسلام کے پہونچا بادشاہ اسلام کو ساطور
مارا بادشاہ اسلام بھی زخمی ہوئے مگر اُسی حالت زخمداری میں طہماس کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دہنا ہاتھ
طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو عرصۂ کارزار سے کفار نکال لے گئے مگر لڑائی رات بھر ہوا کی امیر پر لڑتے لڑتے
ضعف غالب ہوا زخم سر سے خون زیادہ بہا غش آنے لگا تلوار میان میں کی اور دونوں ہاتھ گردن میں مرکب کے ڈالدیے
اشقر دیو نژاد امیر کو عرصۂ کارزار سے ایک طرف لیکر نکل گیا راوی بیان کرتا ہی کہ اُس روز ایسے معرکے کی کارزار ہوئی
اور وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا ترک فلک تھرا گیا لاکھ اہل اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ڈھائی لاکھ
کفار جہنم میں پہونچے القصہ جب زیادہ رات گئی اور لڑائی ہوا کی طبل بازگشت بجا دونوں لشکروں نے مراجعت کی
بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام جب پھر کر آئے صاحبقران کو نہ پایا چہار طرف جستجو کی کہیں سراغ
نہ لگا عمرو نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران زخمی تھے خون بشدت جاری ہوا اُسی حالت میں غش طاری
ہوا ہو گا مرکب اُنکو کسی طرف لیکر نکل گیا بادشاہ اسلام نے فوراً ہرکاروں کو چاروں طرف دوڑایا اور فرمایا
جلد صاحبقران کی خبر لاؤ اور آپ بارگاہ سلیمانی میں مع سرداروں کے داخل ہوئے اور اپنے زخم میں اور تمام زخمیوں کے زخموں میں
ٹانکے لگوائے اُدھر طہماس مع لشکر کفار پھر گیا دربار میں لقا کے داخل ہوا لقا نے طہماس کے زخموں میں ٹانکے لگوائے اس داستان کو یہیں چھوڑتے ہیں

دوسری داستان طوفان نشان ہاشم تیغزن کے بیان کیے جاتے ہیں

آشنایان امواج قلزم مضامین گہربار و غوطہ زنان بحر زخار طبع رسا سے متلاطم روزگار ماہیت ابتدار
داستان رنگین سے آشنا ہو کر دریاے مضامین بعبارت رنگین یوں جاری کرتے ہیں کہ
جسوقت جہاز ہاشم تیغزن کا طوفان دریاے بلاخیز میں تباہ ہو گیا بعد چندے کے
شہر اختریہ میں آکر نکلا دور سے درخت سرسبز اور نشان آبادی کا دکھائی دیا قریب اُس شہر کے پہونچکر جہاز کا لنگر ہوا
اور اُترنا جہاز پر سے شروع ہو گیا یہاں حاکم شہر اختریہ کا اختران شاہ ہی اور دو بھائی اُسکے اور ہیں ایک کا نام
خورشید اختری اور دوسرے کا نام ناہید اختری ہی تینوں بھائیوں میں باہم نہایت موافقت و اتحاد ہی اور
وہ تینوں بھائی ملکر کاروبار سلطنت کا انصرام کرتے ہیں یکایک ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک جہاز کا آج لنگر ہوا ہے

لوگ جہاز پر سے آتے ہین خورشید اختری نے سیارہ عیار کو بھیجا اور کہا تو جلد اس جہاز کا حال دریافت کر
سیارہ روانہ ہوا اور دریا پر آکر ماہیت جہاز تمام و کمال دریافت کی اور آکر خورشید اختری سے بیان کیا کہ
حمزۂ صاحبقران ملک سنبائل سے ملک زرائل کو مع لشکر کثیر دریا دریا جہازون پر جاتے تھے راہ مین
طوفان آیا چند جہاز تباہ ہو گئے یہ جہاز ادھر نکل آیا اس جہاز پر شہزادہ ہاشم تیغزن فرزند جگر بند
حمزۂ صاحبقران زمان ہی خورشید اختری نے یہ حال سنکر قرطاس زرین کلاہ کو اُسکا سردار نامدار ہی
اُس سے کہا تو جاکر پسر حمزہ کو گرفتار کر لا قرطاس زرین کلاہ بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جب دریا کے
کنارے پر پہونچا فوج کو برابر صفین باندھ کر جما یا اُدھر ہاشم تیغزن کو خبر ہوئی کہ فوج کفار گرفتار کرنے کو آئی ہی پانچ سو
آدمی ہاشم تیغزن کے ہمراہ جہاز پر تھے ہاشم تیغزن مسلح و مکمل ہو کر مع بہادران دلاوران جرار کے جہاز
پر سے اُتر آئے اور کنارے دریا کے آکر صف آرا ہوئے قرطاس اپنے گردن کو آگے بڑھا کر للکارا ولیسر حمزہ چل تجکو
ہمارے بادشاہ نے طلب کیا ہی بہتر یہ ہو کہ تو دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو قتل کیا جائیگا ہاشم تیغزن بصد
جلال و تہور جواب دندان شکن اُسکو دیتے ہوے مرکب کو چمکا کر برابر اُسکے آئے کہ او کافر خاسر لقا سے بے لقا کیا
مردود آفاق بانی کفر و نفاق ہی لائق سجدہ پروردگار عالم ہی اور او قرطاس تجکو شرم نہین آتی تو ایسے
بھگوڑے خداوند کی پرستش کرتا ہی وہ ابھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر ملک زرائل مین آیا ہی ہمنے تلوارین
مار کر فیلوں سے لقا کو بھگایا ہی قرطاس زرین کلاہ یہ کلام طعن آمیز ہاشم تیغزن کے سنکر برہم ہوا
کہا او خدا پرست تو غضب خداوند لقا سے تباہ بھی ہوا اور پھر وہی بانکی ترچھی باتین کرتا ہی خیر ابھی حال معلوم ہوا
جاتا ہی اب جو کچھ ہی یہ پاس رکھتا ہو لا اور مصروف جنگ ہو کہ تجکو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لیجاؤنگا ہاشم تیغزن نے
کہا کہ خدا پرستون کا ہمیشہ یہ نہین معمول ہی کہ حریف سے لڑائی مین سبقت کرین اُسوقت قرطاس زرین کلاہ نے
نیزہ مارا ہاشم نے نیزہ اُسکا چند طعن مین ہوائی کیا قرطاس نے غضبناک ہو کر تلوار کا وار کیا ہاشم تیغزن نے
ٹھیک دے کر تلوار اُسکی چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارے کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا
ہون کہ پیوند خاک ہو جائیگا قرطاس نے کہا کہ تجکو معلوم ہوا کہ دین تمھارا برحق ہی ہاشم تیغزن نے اُسے چھوڑ دیا
وہ دوڑ کر قدمون پر گرا اور طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر خوف جان سے مسلمان ہوا ہاشم تیغزن کو اپنے خیمے مین
لیگیا دعوت ضیافت کی اور کھانے مین بیہوشی دے کر گرفتار کر لیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے خورشید اختری
کی خدمت مین لایا جسوقت ہاشم سامنے خورشید اختری کے آئے اُس نے کہا اے پسر حمزہ بہتر یہ ہی کہ دین
لقا پرستی اختیار کر ہاشم تیغزن نے کہا او نامرد دغابازی سے تو نے مجھے اسیر کیا اور ایسے کلام کرتا ہی لاکھ لاکھ
لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر خورشید یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور قصد کیا کہ ہاشم کو قتل کرے دون
وزیر خورشید کا مانع ہوا کہ اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی قید رکھیا اور ایک عرضی لکھکر خداوند لقا کی خدمت مین
روانہ کیجیے جیسا جواب وہان سے آئیگا ویسا عمل مین لائیے گا خورشید نے ہاشم کو زندان خانے مین بھیجدیا اور
عرضی لکھکر خدمت مین خداوند لقا کی بھیجی اُسکا یہ مضمون تھا یا خداوند جہاز خدا پرستون کے تباہ ادھر کو آگئے
چنانچہ ہاشم تیغزن کا جہاز میرے شہر مین آیا اُسے پکڑ کر مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو زندہ بھیجدون یا سر
کاٹ کے روانہ کرون جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن یہ لکھکر سیارہ عیار کو دے کر روانہ کیا سیارہ عرضی لیے ہوے
چلا جب قریب ملک زرائل کے پہونچا قضا سے کار امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا بالا دوی کو نکلا تھا

کہ آواز زنگولون کی کان مین آئی کیمالہ ایک عیار چست وچالاک بالا نے عیار ہی کے بدن پر لگاے چلا آتا ہی امیہ عیار نے
جلدی سے صورت وسواس عیار کی بنکر اس سے ملاقات کی سیارہ عیار نے پوچھا تم کون ہو امیہ نے کہا مین عیار
ہون خداوند لقا کا نام میرا وسواس ہی تم کون ہو اُسنے کہا مین عیار خورشید اختری کا ہون سیارہ میرا نام ہی
مین عرضی بادشاہ خورشید کی لیے ہوے خدمت مین خداوند لقا کی جاتا ہون پھر تمام حال ہاشم تیغزن کا بیان کیا
امیہ عیار اُسکے ساتھ ہو لیا چند قدم کے بعد پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند سیارہ پر ڈالے وہ گرا امیہ نے اُسے باندھ لیا
اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی لایا تمام کیفیت بیان کی اور عرضی خورشید کی حاضر کی بادشاہ اسلام وہ
عرضی دیکھکر مضمون سے آگاہ ہوے سیارہ سے فرمایا اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون سیارہ نے عرض کیا
کہ مین نے آپ کی غلامی اختیار کی پھر کلمہ پڑھکر خوف جان سے اسلام لایا بادشاہ اسلام نے اُسے رہا کیا وہ کافر
اُسی روز بھاگ کر لقا کے پاس پہونچا سارا حال بیان کیا لقا نے اُسکو خلعت دیا اور کہا تو شہر اختریہ کو جا مین
ضیغم خون آشام کو روانہ کرتا ہون ہاشم تیغزن کی قید حوالے کرنا سیارہ اُسیوقت راہی ہوا بعد اُسکے
ضیغم خون آشام کو لقا نے جانب شہر اختریہ روانہ کیا یہان ہاشم تیغزن شہر اختریہ مین قید تھے اور قریب
قید خانے کے قصر ملکہ حیات بانو دختر خورشید کا تھا اُس نے ایک روز جمال بیمثال شہزادہ ہاشم تیغزن کو
دیکھا ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور فراق ہاشم مین بیتاب تھی ایک دن ملکہ نے حال اپنی دایہ سے بیان کیا اور کہا
کہ صورت زندگی کی نظر نہین آتی کسی طرح سے ہاشم کی ملاقات ہو تو بہتر ہی ورنہ مین زندہ نہ رہونگی دایہ نے
سمجھایا اور کہا کہ وہ مسلمان ہی اگر تیرا باپ سُنیگا نہین معلوم کیا حال کریگا علاوہ اُسکے چھوٹنا بھی اُسکا بہت
مشکل ہی ملکہ نے مالا مروارید کا اپنے گلے سے اُتار کے دایہ کے گلے مین ڈالدیا اور کہا کہ تو ایک مرتبہ کسی صورت سے
اُس آفتاب مثال کو دکھادے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دایہ سیارہ عیار کی مان ہی جسوقت ملکہ سے مالا مروارید کا
دایہ نے پایا خیال مین اسکے آیا نقب زندانخانے تک لگایے اور ملکہ کو اُسی نقب سے لیجایے یہ سوچ کر اُس دایہ نے نقب
کھودی اور دہنہ نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اُسی راہ سے ملکہ کو لیکر زندانخانے مین آئی اُسوقت ہاشم مرجھائے
ملول بیٹھے تھے دیکھا طبقہ زمین کا پھٹا اور روشنی نمایان ہوئی اور زن چہل سالہ مشعل ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے ہی اور
پیچھے اُسکے ایک نازنین مہ جبین ہی ہاشم دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے مگر متحیر ہین کہ وہ رشک قمر بصد ناز وادا ہاشم کے
پاس آکر بیٹھکر صورت ہاشم کی دیکھنے لگی دایہ نے کہا بلالون اب چلو تمنے اقرار کیا تھا کہ ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی ملکہ بولی
ای دایہ اب اس شہریار کو چھوڑکر کہان جاؤنگی جو حال اسکا ہی وہ میرا بھی ہونا چاہیے چاہے کوئی مجھے قتل کرے چاہے بخشے
اور ہاشم سے کہا مین نے جبسے تمھین دیکھا ہی عشق مین مبتلا ہون اب تم مجکو اپنی کنیزی مین قبول کرو ہاشم نے
کہا تم اپنے حسب ونسب سے آگاہ کرو دایہ نے کہا ای شہریار یہ بیٹی ہی بادشاہ خورشید اختری کی ملکہ حیات بانو
اسکا نام ہی نہین معلوم تمنے کیا جادو کیا ہی کہ یہ تمپر عاشق ہو کر دیوانی ہو گئی ہی جان دینے پر آمادہ ہی ہاشم نے
کہا کہ مین بھی تو اسکے حلقۂ گیسو مین اسیر ہون یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ جو تمھین مجھ سے الفت ہی تو لقا پرستی پر لعنت کرو
دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جاؤ ملکہ بولی مین تو تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون القصہ ہاشم نے ملکہ کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ملکہ نے کہا ای شہریار مین سوہن لیتی آئی ہون غل و زنجیر کاٹ ڈالیے ہاشم نے کہا مجھ
سوہن کی ضرورت نہین یہ کہکر بقوت صاحبقرانی جھٹکا مارا سب قید آہن ٹوٹ گئی ملکہ اور دایہ دیکھکر حیران ہوئی
ہاشم تیغزن نے کہا ای ملکہ اب مین زندان کے پاسبانون کو مار کر تمھارے باپ کی طرف جاتا ہون یا تو

اُنھیے قتل کرونگا یا مسلمان کرونگا ملکہ اور دایہ شہزادے کے قدمون گر پڑین اور کہا ای شہریار پہلے ہمکو قتل کیجیے
پھر قدم یہان سے باہر نکالیے ہاشم نے کہا تمھین پھر کیا منظور ہی دایہ نے کہا ہم آپکو راہ نقب سے باغ مین
لیے چلتے ہین ملکہ اور آپ عیش و عشرت مین مصروف رہیے ہاشم نے دیکھا اگر ملکہ کا کہا نہین مانتا ہون
تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی کہا خیر جو تمھاری رائے بہتر ہی چلو پھر سمجھ لینگے غرضکہ نقب کی راہ سے ملکہ اور دایہ ہاشم کو
لیے ہوے اپنے باغ مین آئی اور دایہ نے مُہر نقب کا بند کر دیا ہاشم اور ملکہ عیش و عشرت مین مشغول ہوے
از بسکہ ملکہ حیات بانو بالغہ بھی تھی اور مسلمان بھی ہو چکی تھی ہاشم نے صیغہ عقد پڑھکر گوہر مقصود حاصل کیا
ملکہ حیات بانو حاملہ ہوئی کہ اُس سے خورشید ستارہ پرست پیدا ہوگا القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن
ملکہ کے باغ مین بعیش و عشرت رہنے لگے اُدھر ضیغم خون آشام پانچ لاکھ سوار سے قریب شہر اختریہ کے
پہونچا خورشید اختری استقبال کے واسطے آیا ملازمت حاصل کی اور قلعہ مین لایا دعوت و ضیافت کی اور
عرض کیا کہ ہاشم تیغزن پسر حمزہ میرے پاس قید ہی جو حکم ہو اُسکے حق مین کیا جاے ضیغم خون آشام نے
کہا کہ اُسکو میرے سامنے بلواؤ خورشید نے ہاشم تیغزن کو جو طلب کیا سنا کہ وہ زندانخانے سے غائب ہو گیا
خورشید سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ جلد تلاش کرو کون اُسے ہماری قید سے نکال لیگیا لوگ تلاش کرنے لگے
مگر ضیغم خون آشام نے کہا ای خورشید اختری مین اسی واسطے آیا ہون کہ جہان خدا پرست ملین گرفتار کر لے جاؤن اُسنے
کہا کہ آٹھ قلعہ ملک زرائل سے علاقہ رکھتے ہین ایک یہ اور سات قلعے اور ہین مثل شہر نجمانیہ اور مرجانیہ اور
غروبیہ وغیرہ کے ضیغم نے اُسیوقت سات نامے اس مضمون کے لکھوائے کہ آگاہ ہو حکم لقا خداے باختر کا ہی
کہ جو سرداران اہل اسلام سے تمھارے شہر مین آجاے اُسے گرفتار کر کے ہمارے پاس حاضر کرو کہ ہم تم شریک ہوکر
خداوند لقا کے پاس لیچلین کہ یہ موجب خوشنودی خداوند لقا ہی بس اُسیوقت ساتون نامے ساتون شہرون مین روانہ کیے ضیغم اختریہ مین رہا

	دوکلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین	

واقفان ماہیت دریاے بے پایان مضامین اعلیٰ و جوہریان گوہر صدف بحر زخار سخنوری یہ بادر شاہوار مضمون
رفتہ بیان مین یون مسلسل کرتے ہین کہ جسوقت کشتی بدیع الزمان کی در بند سیقولیہ مین پہونچی سیقول شاہ کو
خبر ہوئی کہ خدا پرست کے جہاز تباہ ہوکر ملک زرائل سے ادھر آئے ہین چنانچہ بیٹا حمزہ کا شہزادہ بدیع الزمان تنہا
اس شہر مین آیا ہی اور چارسو آدمیون کی جمعیت اُسکے ساتھ ہی سیقول شاہ نے دو پہلوان ایک کا نام ارشیون
دوسرے کا گاؤشیون بھی دونون کو بارہ ہزار سوار سے بھیجا اور کہا کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ وہ دونون پہلوان فوج
لیکر پہونچا اور بدیع الزمان کو جاکر گھیر لیا اور للکارے ای پسر حمزہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو دین لقا پرستی اختیار
کرو ہم اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے جائین بدیع الزمان نے کہا ای کافر و لقا پر لاکھ لاکھ لعنت ہی وہ بھگوڑا
خود ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر شہر زرائل مین آیا ہی ارشیون اور گاؤشیون یہ کلام سنکر غضبناک
ہوے اور حکم دیا کہ سب لوگ پسر حمزہ کو گھیر کر پکڑ لو چارطرف سے فوج کفار بدیع الزمان پر آ پڑی
شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش کفار کی گرنے لگی کشتون کے پشتے باندھ دیے
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا وہ لوگ جو بدیع الزمان کے ہمراہ تھے سب لڑکر شہید ہوے بدیع الزمان لڑتا ہوا برابر
ارشیون کے پہونچا ارشیون نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ
تیغہ آبدار کا جو مارا ارشیون کے سر پر پڑا زیر تنگ جاکر زمین پر بوسہ دیا گاؤشیون نے جو دیکھا کہ بھائی

مارا گیا ہائے بھائی کہتا ہوا گریبان پھاڑ کر دوڑا اور آتے ہی بدیع الزمان پر وار تلوار کا کیا شہزادے نے تلوار اسکی رد کر کے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا جو کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ اُن دونوں کی لاشیں لیکر بھاگے اور سیقول شاہ کے پاس آکر حال بیان کیا سیقول شاہ نے چالیس ہزار سوار لیکر خود آکر شہزادے پر غول کیا شہزادہ بھی نعرہ کر کے سرگرم کارزار ہوا سیکڑوں کو قتل کیا آخر لڑتا ہوا برتخت بادشاہ کے پہونچا سیقول شاہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کہکر اٹھا لیا اور زمین پر دے مارا اور سیقول شاہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی تجکو قتل کرونگا سیقول شاہ نے کہا کہ میں نے غلامی آپکی اختیار کی مجکو لقا سے کچھ کام نہیں ہی شہزادے نے سیقول شاہ کو چھوڑ دیا وہ بخوف جان کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان کو شہر میں لیکر آیا دعوت کر کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندان میں بھیجا

دوکلمے داستان جرأت نشان بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا دیو چنگال کے بیان کیے جاتے ہیں

افتادگان تلاطم امواج قلزم ذہن رسا و تشنگان ساحل بیکران جمعیت جانفزا اس داستان حیرت نشان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا دیو چنگال کا جہاز تباہ ہو کر در اختران میں جا کر لگا اختر اختران فوج لیکر آیا بہرام اور ابرہا دونوں تلواریں کھینچکر فوج پر گرے اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بہت سے کفار قتل کر کے برابر تخت اختر اختران کے پہونچے اُس نے تلوار ماری ابرہا نے اُسکی تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر تخت سے اٹھا لیا اور پکارا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی قتل کرونگا اختر اختران طوطی کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور شہزادے کو اور ابرہا کو ساتھ لیکر ایوان شاہی میں آیا اور دعوت ضیافت کی اور شراب طعام میں بیہوشی دیکر دونوں کو اسیر کیا

دوکلمے داستان شوکت نشان اسد شیر دل بن کرب غازی اور زربور شاہ کے بیان ہوتے ہیں

جوہریان دُرر دریائے دفتر بیمثال و لعل فروشان بہائے داستان عدیم المثال سلک حروف آبدار کو بہ تسلسل یوں جلوہ گر کرتے ہیں کہ جب اسد شیر دل بن کرب غازی اور انور شاہ در بندر غرو بیہ میں پہونچا اور جہاز سے اُتر کر دونوں سوداگر بنکر شہر میں داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ شہر آباد ہی اور رعایا بہت شاد ہی جتنے آدمی ہیں سب بیلدار ہیں مگر نقشے سب کے درست ہیں سیر کرتے ہوئے کاروانسرا میں آکر اُترے صبح کو یہ غلغلہ سنا کہ دخان ستارہ چشم ایک پہلوان ہی وہ اپنے پہلوانوں کو زور دلائیگا اسد و انور شاہ بھی تماشا کشتی کا دیکھنے کو گئے وہاں پہونچکر دیکھا کہ ہجوم خلائق بہت ہی اکھاڑا آراستہ ڈھول بج رہا ہی کانداروں دوکانیں لگائے بیٹھے ہیں سودا بیچ رہے ہیں اسد شیر دل اور انور شاہ لوگوں کو ہٹا کر اندر اکھاڑے کے جا کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ایک زنگی نہایت قوی ہیکل قوی بازو مانند پیل جنگی کے اکھاڑے میں کھڑا ہی اور بدن اُسکا مانند شیشے کے چمک رہا ہی اور گرد اُسکے سیکڑوں شاگرد جیٹ لنگوٹ باندھے خم ٹھوک رہے ہیں پہلے اُس پہلوان زنگی نے خوب ورزش زور و قوت کی دکھائی ڈنڈ پیلے مگدر ہلائے اور نال اٹھائے بعد اُسکے شاگردوں کو زور دلانا شروع کیا دو دو چار چار کو برابر دے دے پٹکا الغرض بعد اُسکے خم پر خم مارا اور پکارا کہ کہاں ہی رستم دستان کہاں ہی سام و نریمان اور کہاں ہی بدیع الزمان اور کہاں ہی حمزہ صاحبقران کہ آکر حلقہ بگوش میرے ہوں اسد شیر دل یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا انور شاہ نے کہا آپ کیوں خفا ہوتے ہیں یہ کافر اپنے منہ سے بکتا ہی بکنے دیجیے اسد نے کہا میں اسے ابھی سزائے معقول دونگا مجھسے یہ کلمے درشت نہیں سنے جاتے یہ کہکر اُسیوقت جیٹ لنگوٹ باندھ کر اسد اکھاڑے میں کودا اور دخان زنگی کو للکارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی اور کن لوگوں کا نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہی کجا حمزہ صاحبقران کجا تو آ تو مجھسے پہلے مقابلہ کر لے بعد اُسکے انکا نام کیوڑے و گلاب سے

کلی کرکے لینڈ دخان ستارہ چشم نے دیکھا کہ ایک جوان دبلے دبلے ہاتھ پاؤن چھوٹا سا قد مگر چیست و چالاک بیحد ہی
حیران ہو کر کہا کہ ای جوان تجھے میرا کہنا کیون برا معلوم ہوا کیا تو خداپرست ہی اسد شیر دل نے کہا اگر نہ تھا خداپرست
تو اب ہوں تجکو اس کلمات ناشائستہ کی سزا سے معقول دونگا دخان نے کہا ای جوان کیون تیری قضا آئی ہی پیسکر
مار ڈالونگا اسد پکارا کہ یا ایہا الناس قضا اسکی خود سر پر کھیلتی ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کشتی ہونے لگی بادشاہ
وہان کا قطران بن دودہ زنگی تھا وہ بھی یہ خبر سنکر آیا کہ آج ایک شخص نیا دخان ستارہ چشم سے سرگرم کشتی ہی
اسپہ ہجوم اور زیادہ ہوا غرضکہ دوپہر کی کشتی مین اسد شیر دل نے لنگر دخان کا اکھاڑا اور ایک ہاتھ پر اٹھا لیا اور
تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پکارا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دخان پکارا
ایہا الناس یہ خداپرست ہی اور مجکو بھی خداپرست کرتا ہی بادشاہ نے جو سنا لوگون سے کہا اسے مار لو سنتے ہی اسد شیر دل
نے پہلے تو اس کافر کو پکڑ کر چیر ڈالا بعد اسکے اسد تلوار کھینچکر ان کفار پر گرا زیور شاہ بھی اسد کے شریک ہوکر
لڑنے لگا مگر اسد تو نہایت چالاک ہی ایک سوار کو مار کر اسکے گھوڑے پر سوار ہوا اور شمشیر زنی کرتا ہوا برابر قطران زنگی
کے پہونچا قطران نے تلوار ماری اسد نے وار بچا کر قبضے پر ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمربند میں
ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مار ڈالونگا قطران زنگی ڈرا کہ اگر اسکا کہنا نہ مانا تو
بیشک مار ڈالیگا بخوف جان طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج کو پکار کر کہا کہ مین نے اطاعت اسکی
اختیار کی کوئی اس سے نہ لڑے اسیوقت سب نے تلوارین میان مین کین قطران اسد و زیور شاہ کو ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا دعوت و ضیافت کی تیسرے دن شراب و طعام مین بیہوشی دیکر اسیر کیا قضائے کار دوسرے روز
بہانہ ہروم بردعی دیوانے کا اسی شہر مین پہونچا چالیس ہزار سوار جنگی بہادر جری اسکے ہمراہ کنارے دریا کے
اترے ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ دریافت کرو یہ کونسا شہر ہی اور حاکم یہان کا کون ہی ہرکارون نے دریافت
کرکے خبر دی کہ اس شہر کو غروبیہ باختر کہتے ہین حاکم یہان کا قطران زنگی بیٹا دودہ زنگی کا ہی اس نے اسد شیر دل
اور زیور شاہ کو دغا سے قید کر لیا ہی ہروم بردعی یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ اسد نواسا صاحبقران کا ہی
اور میرا آقازادہ ہی مین ابھی جاکر اسے رہا کرتا ہون یہ کہکر چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھکر اٹھا تمام رفیق و افسران فوج
ساتھ ہوے ہروم نے منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ہمراہ نہ آئے یکہ و تنہا چلا جسوقت وہ دور نکل گیا اسوقت
سب تعاقب مین اپنے مالک کے چلے یہ خبر قطران زنگی کو ہوئی کہ چند جہاز خداپرستون کے آئے ہین حکم دیا کہ لشکر ہمارا
تیار ہو لیکن ہروم بردعی دیوانہ داخل شہر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جو اسے دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا یہان تک
کہ ہروم ایوان شاہی کے دروازے پر پہونچا بے خوف و خطر بارگاہ مین چلا آیا بطریق اسلام سلام کیا قطران زنگی
اور تمام اہل دربار حیران ہو کر پکارے او خداپرست تو کون ہی جو بے اجازت داخل بارگاہ قطران شاہ ہوا ہروم دیوانہ
نے للکار کر کہا ای کافران بے حیا تمنے نبیرہ حمزہ صاحبقران کو دغا سے قید کیا ہی مین انکو رہا کرنے آیا ہون یا تو انکو چھوڑ دو
یا ہاتھ اب جان سے دھوؤ اسی مین خیر ہی کہ اسد کو رہا کرو ورنہ سب کو مار کر اپنے آقازادے کو رہا کرونگا قطران نے
اپنے لوگون سے کہا کہ اسے مار لو زندہ نہ جانے پائے یہ سنکر چار طرف سے فوج ہروم دیوانہ پر ٹوٹ پڑی ہروم نے
چوبدست لیکر مارنا شروع کیا جسکو چوبدست ماری اسے پست کردیا قطران غروبی کا ایک سردار تھا اس نے
ہروم دیوانہ کو تلوار ماری ہروم نے چوبدست پر تلوار روکی تلوار اسکی ٹوٹ گئی پھر ہروم نے چوبدست قطران غروبی
پر ماری مغز سر اسکا پاش پاش ہوگیا اب ہروم لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا چار طرف سے اسپر ہجوم ہوا قطران زنگی تخت پر

سوار دُور کھڑا ہوا تھا لوگون سے کہہ رہا تھا کہ اس دیوانے کو مار لو غلغلہ دار و گیر بلند ہے ہرروم بردعی چوبدست پر
چوبدست مار رہا ہے اور نعرہ شیرانہ للکار رہا ہے اب دو چار ہزار آدمی ہرروم بردعی کے بھی آ گئے ہین گھمسان کی لڑائی
ہو رہی ہے دخان ستارہ چشم نے برابر آ کے ہرروم کو تلوار ماری ہرروم نے وار اُسکا رد کر کے چوبدست جو ماری
دہنا ہاتھ دخان کا ٹوٹ گیا دخان بھاگا چہ پلد لے قوی ترکیب سے مقابلہ ہوا اُس نے تازہ پشت پر مارا ہرروم نے
چوبدست پر روکا اور پلٹ کر وہی چوبدست چہ پلد کو ماری کمر اُسکی ٹوٹ گئی فیلان زنگی دوڑا اور کہا اے ہرروم تو نے
غضب کیا پلد کو مارا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ہرروم نے خالی دی اور پھر کر چوبدست
جو ماری سینے پر اُسکے پڑی گر کر جہنم واصل ہوا اب ہرروم کے کوئی منہ نہین چڑھتا لوگ بھاگتے پھرتے ہین ناگاہ
زاغچہ عیار ملک دود کا آیا قطران کو سلام کیا قطران نے کہا اے زاغچہ مین اس خداپرست کے ہاتھ سے نہایت
تنگ آیا ہون کسی طرح اسکو گرفتار کر اُس نے کہا طبل بازگشت بجوایئے اور قلعہ کو پھر جائیے مین اسے اسیر کر لاؤنگا
قطران نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہو گئے ہرروم نے چاہا تعاقب مین جائے کہ زاغچہ عیار نے
صورت اپنی مہتر قران کی بنائی اور پاس ہرروم کے آیا اور کہا کہ آپ دن بھر لڑتے رہے ہین اب کیون تعاقب مین
جاتے ہین اب فرودگاہ کو پھر چلیے آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا ہرروم نے کہا اے قران مین جبتک اسد کو نہ چھڑا لونگا نہ ہونگا
مہتر قران نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے مین اسد کو چھڑا لاؤنگا ہرروم نے کہا مین تمھارے کہنے سے پھرتا ہون یہ کہکر
سب کو ساتھ لیکر مراجعت کی دریا کے کنارے آیا داخل بارگاہ ہوا قران نقلی بھی ساتھ تھا ہرروم بردعی نے
قران نقلی کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب ہرروم سو رہا زاغچہ نے دیکھا کہ غافل خواب ہے ہرروم بلند ہوئی دارو بیہوشی
ہرروم کے دماغ مین دے کر بستر خیمے مین باندھ کر پشت پر لادا اور خیمے کی قنات چاک کر کے روانہ ہوا بھر رات رہے
دروازے پر قلعے کے پہونچا آواز دی قلعہ دار نے پوچھا تو کون ہے زاغچہ نے کہا مین عیار دود زنگی کا ہون دیوانے کو
پکڑ لایا قلعہ دار نے دروازہ کھولدیا زاغچہ باغ مین آیا صبح کے وقت خدمت مین قطران زنگی کی پہونچا سلام کیا پشتارہ
ہرروم کا سامنے رکھ دیا قطران بہت خوش ہوا زاغچہ کو ایک توڑا اشرفیون کا اور خلعت دیا کہا کہ اسے ہوش مین لا
زاغچہ نے پہلے آہنگرون کو بلا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا بعد اسکے ہوش مین لایا ہرروم کی جو آنکھ کھلی اپنے
تئین قید مین پایا اُٹھ کر بطریق اسلام سلام کیا قطران نے کہا اے خداپرست قید مین تو ہے اور پھر وہی گفتگو کرتا ہے اب مین
خداوند لقا کو عرضی لکھتا ہون جو کچھ حکم آئیگا وہ کیا جائیگا یہ کہکر ہرروم کو بھی اُسی قید خانے مین بھیجدیا جہان
اسد و زیور شاہ قید تھے چند روز گذرے تھے کہ نامہ اختر اختران کا پہونچا کہ اگر کوئی خداپرست تمھارے
شہر مین آئے اُسے گرفتار کرو اور ہمین بھی خبر دو کہ یہ دشمن خداوند لقا کے ہین قطران نے اختر اختران کو لکھ بھیجا
کہ تین خداپرست یہان قید ہین اُنکے بارے مین عرضی خداوند لقا کی خدمت مین بھیجتا ہون جو کچھ حکم ہوگا
عمل مین لاؤنگا بعد اسکے ایک عرضی لکھ کر خدمت مین لقا کی روانہ کی اور وہ مضمون سے آگاہ ہوا کہ اسد و زیور شاہ
اور ہرروم بردعی دیوانہ عزو بیہ مین قید ہین لقا نے طاؤس شاہ اپنے سسر سے کہا کہ تو جا کر ان خداپرستون کو یہین قتل کر طاؤس شاہ روانہ ہوا

دوسرے داستان جراءت نشان فرہاد خان یکضربی کے بیان ہوتے ہین

داستان گویان شیرین زبان و قصہ خوانان خوش بیان داستان رنگین نشان کو قلم فرہادی سے یون تحریر
کرتے ہین کہ جب فرہاد خان یکضربی کا جہاز شہر سنگ پارہ مین پہونچا بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جہاز سے اُتر کر
شہر کی طرف چلے تھے کہ سیارہ عیار کو آتے دیکھا فرہاد خان نے اُسے پہچانا اور بلا کر احوال قاسم کا پوچھا

سیارہ نے کہا کہ شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ طلسم پرزادان کو فتح کرکے عجیل ماہرو کی شادی
مین مصروف تھے اور مجکو خبر کے واسطے سرداران لشکر نے بھیجا تھا اب یہ بتاؤ کہ لشکر اسلام کہان ہی فرہاد خان نے
کہا کہ ملک سبائل فتح ہوگیا لقا لے بے بقا بھاگ کر ملک زرائل مین پہونچا حمزۂ صاحبقران اُسکے تعاقب
مین دریا کی راہ سے چلے تھے کہ طوفان آیا سب جہاز تباہ ہوگئے نہین معلوم حمزۂ صاحبقران کدھر گئے مین
اس طرف نکل آیا اب تم میرے ساتھ چلو دیکھین اس شہر کی کیا کیفیت ہی اور کیسی آبادی ہی سیارہ نے پوچھا
آپ کے ہمراہ فوج و لشکر نہین ہی بس مناسب یہ ہی کہ صورتین بدلکر چلیے فرہاد خان کو راے سیارہ کی پسند آئی
صورتین بدلکر داخل شہر ہوے سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اُترے سیارہ عیار پھر سیر کے واسطے نکلا
اتفاق روزگار بادشاہ یہان کا ریحان شاہ ہی اور عیار اُسکا مہتر رنجور ہی وہ بھی ایک طرف سے سیر کنان
چلا آتا تھا سیارہ کو جو دیکھا وضع سے اسکی پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہی پیچھے پیچھے اُسکے چلا یہان تک کہ سیارہ پھرتا ہوا
ایک نانبائی کی دوکان پر آکر پہونچا اور ایک روپیہ جیب سے نکالکر اُس نانبائی کو دیا کہ مین بھوکا ہون میرے واسطے
کھانا لا رنجور عیار خدمتگار کی صورت بنکر کھانا اُس نانبائی سے لیکر بیہوشی اُس مین ملاکر خوان لگا کر سامنے سیارہ کے
لایا سیارہ نے کھانا کھایا ہاتھ دھونے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا رنجور عیار نے مشکین سیارہ کی باندھ لین
اُس نانبائی نے کہا تو کون ہی جو اُسکی مشکین باندھتا ہی اُس نے کہا مین مہتر رنجور عیار کوتوال اس شہر کا ہون یہ کوئی
عیار خداپرستون کا ہی مین نے اس سبب سے اسے گرفتار کیا کچھ حال اس سے خداپرستون کا دریافت کرونگا وہ چپکا رہا
رنجور عیار سیارہ کو گرفتار کرکے لایا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا اور تازیانہ ہاتھ مین لیکر کہا کہ سچ بتا تو کون ہی
نام تیرا کیا ہی اور مذہب تو کیا رکھتا ہی سیارہ نے کہا مین تجارت پیشہ ہون دین لقا پرستی رکھتا ہون ہر طرح
رنجور نے سیارہ کو ڈرایا اور دھمکایا بلکہ دو ایک تازیانے بھی لگائے مگر سیارہ نے اپنا حال نہ بتایا یہی کہے گیا کہ
مین تاجر ہون آخر کار سیارہ کو اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور قفل دروازے مین دیکر چلا گیا سیارہ
اُس کوٹھری مین بیٹھا تھا کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی پکارا افسوس مین غریب الوطن مسافر تھا مجکو ناحق گرفتار بلا
کیا ہی یہ کہکر زار زار رونے لگا ریحانہ بانو دختر رنجور عیار نے جو آواز رونے کی سنی کوٹھری کے پاس آکر پوچھا ارے
تو کون ہی اور کیون روتا ہی سیارہ نے کہا مین غریب الوطن ہون رنجور عیار نے مجھے جبراً قہراً پکڑ لایا ہی اور قید کیا ہی
ریحانہ بانو نے قفل کوٹھری کا توڑا اور دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک جوان صاحب وضع قطعدار لباس
سوداگری پہنے ہوے مشکین بندھی ہوئی بیٹھا ہی ریحانہ بانو دیکھتے ہی سیارہ کو عاشق ہوگئی اور سیارہ بھی اُسپر
فریفتہ ہوگیا ریحانہ بانو نے سیارہ کی مشکین کھولدین اور ایک مکان مین علیحدہ لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا
سیارہ نے اب اپنا حال مفصل بیان کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو عیار کا اور سیارہ میرا نام ہی اگر تمھین مجھسے پیت ہی
تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو پھر گوہر وصل حصول کرو یہ سنکر ریحانہ بانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی سیارہ
صیغہ عقد کا برضا و رغبت ریحانہ بانو کے ساتھ پڑھکر منعقد ہوا اور وصل سے اُس کے دل شاد کیا گوہر مقصود حاصل
ہوا ریحانہ بانو حاملہ ہوئی کہ ایک دختر اُس سے پیدا ہوگی ذکر اُسکا انشاء اللہ ایرج نامے مین کیا جائیگا القصہ
سیارہ رات کو تو وہان رہا صبح کو ایک صندوقچہ اشرفیون کا رنجور عیار کے گھر سے لیکر راہی ہوا اور کاروانسرا
مین آکر فرہاد خان سے تمام حال بیان کیا فرہاد خان نے کہا خوب تمنے اپنے پدر نامدار کا طریقہ اختیار کیا
زر اور زن دونون تمھارے ہاتھ لگے پھر فرہاد خان شہر کی سیر کو نکلا ایک جگہ پہونچکر دیکھا ایک کمان رکھی ہی

اور لوگون کا وہان مجمع ہی فرہاد خان حال اُس کمان کا پوچھنے لگا کہ مفتوح کمانکش ایک طرف سے آیا اور اُس
کمان کے پاس آکر ٹھہرا ہوا قضائے کار رنجور عیار بھی مفتوح کمانکش کے ساتھ تھا اُس نے فرہاد خان کو دیکھکر کہا یہ
خدا پرست ہی مفتوح پکارا تو کون ہی اپنا حال بیان کر فرہاد خان نے کہا کہ آگاہ ہو مین بیٹا ہون لندھور بن سعدان
والیے ہند کا اور فرہاد خان یکضربی میرا نام ہی مفتوح پکارا کہ دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا فرہاد خان نے کہا لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستاران پر دغا باز مفتوح پکارا
کہ مار لو اسکو جانے نہ دو لوگ سب تلوارین کھینچکر دوڑے فرہاد خان بھی تلوار پکڑکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی یکہ
فرہاد خان کا یہ عالم تھا کہ چہار طرف شمشیر زنی کرتا پھرتا تھا سیکڑون کو قتل کیا کہ اظہر سرخ پوش ایک سردار
اُس سے مقابلہ ہوا اظہر نے تلوار ماری فرہاد خان نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوکے گرا
منظر سرخ پوش نے دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا للکارتا ہوا دوڑا فرہاد خان کے سامنے آیا دو مرتبہ تلوار اُس نے
فرہاد خان کو ماری فرہاد خان نے وار اُسکا رد کرکے کمر پر اُسکی ہاتھ تلوار کا مارا اُس کے بھی دو ٹکڑے ہوے اب ریحان شاہ
بھی خبر سُنکر فوج لیکر آگیا لڑنے لگا کفا کی یورش اور زیادہ ہوئی اور فرہاد خان کے ہاتھ ایک ستون ہیکل کوہ بیستون کا
آگیا جس پر فرہاد خان نے وہ ستون مارا بنیاد ہستی اُسکی مٹادی بادشاہ پکارتا تھا کہ ارے ایک شخص تن تنہا
تمہارے ہاتھ نہین آتا او نامردو لعنت ہی سپاہ گری اور بہادری پر اہل فوج طعن و تشنیع سُن سُنکے ہر چند چاہتے ہین
کہ فرہاد خان کو پکڑ لین مگر ممکن نہین ہی فرہاد خان ایسی ستون کی ضربین لگا رہا ہی کہ چرخ پر ستون الامان
کی صدا دیتا ہی کوئی فرہاد خان یکضربی کے پاس نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کرتے ہین فرہاد خان بھی ہر چند
چاہتا ہی کہ بادشاہ تک پہونچ جاؤن لیکن فوج کا اسقدر ہجوم ہی کہ راہ نہین ملتی دن بھر لڑتے گذرا چار گھڑی دن باقی تھا کہ
رنجور عیار آیا اُس سے ریحان شاہ نے کہا ای رنجور یہ خدا پرست ہی صبح سے لڑ رہا ہی کسی طرح ہاتھ نہین آتا
اب خوف یہ ہی کہ اگر رات ہوگئی تو وہ برابر میرے پہونچکر مجھے مار ڈالیگا رنجور عیار نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی
فرہاد خان کو گرفتار کرون ریحان شاہ بولا اگر اسے گرفتار کرلے تو مین تجھے دولت دنیا سے نہال کردون اُس نے
کہا آپ تماشا دیکھیے پھر چار سو عیار اپنے ساتھ لیکر چلا جیسے ہی فرہاد خان کے برابر پہونچا عیارون سے کہا کہ
اس پر تم سب ملکر حلقہ ہاے کمند مارو یہ سُنکر سب مستعد ہوے چار سو حلقہ ہاے کمند پکڑکر فرہاد خان پر گرے اور
کمندین مارین فرہاد خان نے جو عیارون کو دیکھا پکار کر کہا ای نامردو تم پر لعنت ہی یہ کیا مردی ہی کہ اکیلے سے ہزارون
نہ لڑ سکے اب عیارون کو بھیجا ہی کہ دغا سے مجھے گرفتار کرین مگر وہان کون سنتا ہی سب حلقہ ہاے کمند مار رہے ہین
فرہاد خان حلقہ ہاے کمند قطع کر رہا ہی بلکہ دو چار عیارون کو مارا ہی مگر حلقہ ہاے کمند سے کچھ بس نہ چلا آخر
فرہاد خان گرفتار ہوگیا سیکڑون کمندین جو پڑین ہاتھ پاؤن گردن حلقون مین پھنس گئے زمین پر گرا اوپر سے ہزارون آدمی
ٹوٹ پڑے بلوہ کرکے پکڑ لیا اُسیوقت آہنگرون کو بلواکر غل و زنجیر مین اسیر کیا اور سامنے رنجور شاہ کے لائے بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین لیجاؤ القصہ فرہاد خان کو زندانخانے مین قید کیا اور رنجور عیار نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے
ایک عیار کو بھی اسیر کیا ہی وہ بھی خدا پرست ہی جاکر اُسے بھی لاتا ہون یہ کہکر اپنے گھر مین آیا دیکھا کہ کوٹھری کھلی ہوئی ہی بیٹی سے پوچھا کہ مین
اس کوٹھری مین ایک شخص بند کر گیا تھا کسنے اس کوٹھری کو کھولا اور اُس شخص کو کسنے رہا کیا بیٹی اُسکی بولی یہ خطا مجھ کمبخت سے ہوئی وہ روتا
تھا مجکو رحم آیا مین نے اُسے رہا کردیا لیکن وہ ایسا بدذات تھا کہ میری نگاہ بچاکر صندوقچہ تمہارا لیکر چلا گیا رنجور عیار اپنی بیٹی پر بہت
خفا ہوا اور کہا کہ خیر جاتا ہون اُسکی تلاش مین وہ جہان ملجائیگا پکڑ لاؤنگا یہ کہکر رنجور عیار سیارہ کی تلاش مین روانہ ہوا

لیکن سیارہ دیو نے جب دیکھا کہ فرہاد خان اپنی جہالت سے اسیر ہو گیا اس نے شہر سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا یہاں
شہر میں اور اطراف شہر میں چہار طرف خبر مشہور تھی کہ پسران حمزہ اور سرداران حمزہ قید ہو گئے ہیں اب داستان کو یہی تمام کر کے چھوڑ دیجیے

وقعے داستان شعوبت نشان حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہیں

محرران فسانہ عبارات دفتر رنگین و قصہ خوانان تلازمات داستان دلنشین بکودت طبع و بہ رسائی ذہن دراک اس
داستان بلاغت نشان کو یوں قلم آراستہ لکھتے ہیں کہ معرکہ جنگ و جدال میں اشقر دیوزاد نے صاحبقران زمان کو
بسبب زخمداری کے بیہوش پایا صفیں لشکر کفار کی درہم و برہم کرتا ہوا طرارے بھرتا ہوا عرصہ کارزار سے نکل آیا رات بھر
رہ نوردی کی صبح کو قریب قلعہ تجانیہ کے لب دریا آکر پہونچا میدان سبزہ زار جو پایا چرا میں مصروف ہوا وہاں سے
گیاہ سبزہ و نرم کھا کر دریا میں پانی پیا پلٹ کر چلا تھا کہ راہ میں زیر سری کی صاحبقران زمان پشت زین سے بروے
زمین آئے اشقر دیوزاد اسی مقام پر چرنے لگا قضائے کار مادیان بحری دریا سے نکلی اشقر اسے دیکھ کر دوڑا مادیان
پھر دریا میں چلی گئی اشقر بھی تعاقب کنان دریا میں در آیا وہیں مادیان بحری سے اشقر دیوزاد نے جفتی کھائی چنانچہ
کرہ بن اشقر اسی سے پیدا ہوا ہے القصہ اشقر دیوزاد تو مادیان پر مائل ہو کر دریا میں پہونچا ادھر وہ وہیں تھا یہاں
صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ دونوں بیٹے اختران شاہ کے جمعین اور نجم بن اختر شکار کے واسطے نکلے تھے
شکار کھیلتے ہوئے وہاں پہونچے کہ جہاں صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے ان دونوں نے دیکھا کہ ایک
شخص نہایت حسین خوبصورت جمال بے مثال کی جلوہ گری مثل آفتاب درخشاں کے ہے تمام میدان سبزہ زار روشن ہے
عالم زخمداری میں بیہوش پڑا ہوا ہے ان پسران اختران نے اپنے سب آدمیوں سے کہا کہ اس شخص کو اٹھا لاؤ نہیں معلوم
یہ کون ہے اور کہاں اس سے تلوار چلی ہے کہ لڑ بھڑ کر زخمی ہوا جب یہ ہوش میں آئیگا تو حال اس سے معلوم ہو جائیگا القصہ
ملازم بادشاہ صاحبقران کو قلعے میں اٹھا کر لائے اختران شاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا اسکے زخموں میں
ٹانکے دلواؤ اسیوقت جراح کو بلوا کر زخموں میں ٹانکے دلوائے علاج ہونے لگا تیسرے دن صاحبقران کی آنکھ کھلی
اپنے تئیں ایک مکان عالیشان میں پایا اور کچھ لوگ اجنبی نظر آئے پوچھا تم لوگ کون ہو اور مجھے یہاں کون لایا ہے لوگوں نے
کہا آپ کنارے دریا کے زخمی پڑے ہوئے تھے بیٹے بادشاہ کے آپ کو یہاں اٹھا لائے ہیں انہوں نے آپ کے زخموں کا علاج
کروایا ہے اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے کہ ایسی کہاں تلوار چلی تھی آپ زخمی کس کے ہاتھ سے ہوئے تھے صاحبقران نے
بیان کیا کہ طہماس بن عنقویل دیو پرور سے تلوار چلی تھی میں نے اسے زخمی کیا اس نے مجھے زخمی کیا پھر مجھے خبر نہیں رہی
کہ مرکب میرا مجھے لیکر کب عرصہ کارزار سے نکل آیا چند باتیں صاحبقران نے کی تھیں کہ پھر بیہوش ہو گئے
یہ خبر اختران شاہ کو ہوئی اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے یہ خداپرست ہے ہاتھ میں اسکے مہر کی انگوٹھی ضرور ہوگی
وہ انگوٹھی اسکے ہاتھ سے اتار کر کسی کاغذ پر چھاپ کر نام دریافت کرو لوگوں نے جو انگوٹھی اتار کر کاغذ پر چھاپی
تو معلوم ہوا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہے اختران شاہ کو خبر پہونچی اختران شاہ بد اندیش نے وزیر سے کہا کہ اے امین
تو کیا صلاح دیتا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ دشمن ہے خداوند لقا اسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر قیطول خدائی کے چھوڑ کر
چلے آئے ہیں جلد اسے قتل کیجیے اختران شاہ نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار ہو کل صبح کو یہ قتل کیا جائیگا
وزیر بد اندیش نے تمام شہر میں ڈھنڈورا پٹوایا کہ کل صبح کو حمزہ صاحبقران قتل کیے جائینگے جسکا جی چاہے تماشا
دیکھنے آئے الغرض میدان خونی تیار ہوا صبح کو ارہ کش تسمہ کش جلاد مریخ چشم زحل ہیئت آکر جمع ہوئے سولیاں کھڑی ہوئیں
ادھر اختران شاہ جو سویا تو عالم خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں اے اختران شاہ کیوں دام ضلالت میں

گرفتار ہو لقاے روسیاہ کی پرستش چھوڑ دین اسلام قبول کر کے کلمۂ طیبہ پڑھ پاک و طاہر ہو جا اور طریقے دین اسلام کے
حمزۂ صاحبقران سے سیکھ لے نہیں تو بعد مرگ جہنم مین جائیگا یہ کہکر اُن بزرگوار نے تمام کیفیت عذاب دوزخ کی اور
فضا بہشت عنبر سرشت کی دکھائی اختران شاہ عذاب سقر دیکھکر ایسا ڈرا کہ تمام بدن کانپا عرق عرق ہو گیا تمام بستر خواب
پسینے مین شرابور ہو گیا گھبرا کر آنکھ کھل گئی بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھا بد اندیش وزیر کو اُسیوقت بلایا احوال خواب کا بیان کیا
اور کہا کہ مین نے لقاے بے بقا پر لعنت کی اور خدا پرستی اختیار کی بد اندیش نے کہا کہ یہ خواب آپ کا شیطانی ہی
اختران شاہ نے ایک طمانچہ بد اندیش کو مارا کہا او کافر کیا بکتا ہی اور حمزۂ صاحبقران کے پاس چلا پہلے ایک
چوبدار کو بھیجا کہ بہرام و ابرہا کو زندانخانے سے لے آو اور آپ صاحبقران کے قدمون پر آکر گرا اور بصدق دل اسلام لایا
صاحبقران نے قید اپنی توڑ ڈالی اور ساتھ اختران شاہ کے بارگاہ مین آئے اُدھر سے لوگ بہرام و ابرہا کو لائے بہرام و
ابرہا نے قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی اُسطرف بد اندیش وزیر بھاگ کر جمعین و نجم بن اختر پاس گیا اور اُنسے کہا
کہ اختران شاہ تو بہکانے سے شیطان کے مسلمان ہو گیا حمزہ کو قید سے رہا کر دیا اب اگر تم اپنے بزرگون کے دین پر قائم
رہو تو چلکر حمزہ اور اختران شاہ کو مار ڈالو اور سر کاٹ کے خدمت لقا مین لیچلو تمکو وہان سے مرتبہ پیغمبری کا ملیگا یہ دونون
بدکیش بہ اغواے وزیر بد اندیش افسران فوج کو شریک کر کے بارادۂ جنگ آئے اور ایوان بادشاہی کو ہر طرف سے
گھیر لیا خبر اختران شاہ کو ہوئی کہ بد اندیش وزیر پسران اختر کو اغوا کر کے بقصد جنگ و جدال لایا ہی اختران شاہ یہ سنکر
بدحواس ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ای اختران شاہ تو کیون اسقدر پراگندہ ہوا خدا ہمارا نگہبان ہی بہرام
بولا ای اختران شاہ صاحبقران کرور سوار جرار کے لشکر سے نہار رہے ہین یہ چالیس پچاس ہزار فوج کی کیا حقیقت ہے
القصہ حمزۂ صاحبقران زمان با اقبال و جاہ و جلال اور بہرام گردین خاقان چین اور ابرہاے دیو جنگال الیمن بادشاہ
سے باہر نکلے اور تلوارین علم کر کے کفار پر جا پڑے کفار بھی مستعد کارزار ہوئے تلوار چلنے لگی قیامت برپا ہوئی شور دار و گیر
بلند ہوا پہلے تو وہ خیرہ سر بڑھ بڑھ کر آئے تھے کہ یہ تین آدمی ہین ان کو مار لینگے اب جو برش تیغ آبدار دیکھی ہوش اُڑ گئے
حواس جاتے رہے ہاتھ پاؤن پھولے ساری فتنہ انگیزی بھولے غرضکہ ان تینون یکہ تازان عرصۂ شجاعت نے
ہزارون کفار کو قتل کر کے کشتون کے ڈھیر لگا دیے باقیماندہ پسپا ہوتے چلے جاتے تھے اور تعاقب مین صاحبقران
و بہرام و ابرہا تلوارین مارتے تھے آخر کار پیچھے ہٹتے ہٹتے قریب دروازۂ شہر کے پہونچے اور حمزۂ صاحبقران تعاقب کنان
نرغے لئے داہنے بائین حمزہ کے بہرام و ابرہا پشت پر اختران شاہ تھا اب ان شجاعان روزگار اور مردان عرصۂ کارزار کو تو یہین سرگرم پیکار چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کے بیان ہوتے ہین

عندلیبان آشیانہ شاخ نہال گلشن قصہ خوانی و ہمصفیران بہار گلستان خوش بیانی گلہاے داستان رنگین
نزار کو بہ اداے معشوقانہ و بہ ولولۂ عاشقانہ یون تحریر کرتے ہین کہ شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان جو
سیقولیہ مین قید تھے قضاے کار ملکہ طوربالو دختر سیقول شاہ نے اپنے بام قصر سے جمال بیمثال شہزادۂ خوشخصال
دیکھا کہ اُس قید خانہ سے قصر ملکہ طوربالو ملحق تھا فوراً عاشق ہو گئی اور نگہبانان زندان کو مٹھائی بیہوشی آلودہ کر کے
بھیجی وہ سب نگہبان بے حیا مٹھائی کھا کر بیہوش ہوے ملکہ طوربالو شہزادۂ بدیع الزمان کو قید سے
چھڑا کر بیٹھی شہزادہ بدیع الزمان پہلے طوربالو کو دائرہ اسلام مین لائے اور صیغہ عقد پڑھ کر ملکہ کو منعقد کیا
اور ہمبستر ہوئے اور گوہر مقصود سے دامن امید صدف بھرا ملکہ طوربالو حاملہ ہوئی چنانچہ تو برج ماہ پرست ای سے
پیدا ہوتا ہی الغرض دو شبانہ روز ملکہ طوربالو کے ساتھ بدیع الزمان عیش و عشرت مین مصروف رہے تیسرے دن ملکہ سے کہا کہ اب مین چاہتا

سیقول شاہ کو مسلمان کرتا ہوں ملکہ نے کہا ابھی کیا جلدی ہے اچھا چلے جایئگا آپکو اختیار ہے بدیع الزمان
جب ہورہے شب کو ملکہ طور بانو نے کھانے میں بیہوشی دیکر بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور گھوڑے پر ڈالکر
دوسرے گھوڑے پر آپ سوار ہوکر رات کے وقت طرف صحرا کے نکل گئی تین چار کوس شہر سے نکل کر پہونچی ہوگی
کہ ایک بہت تیز وتند ہوا چلی بدیع الزمان کو گھوڑا لیکر ایک سمت کو فراری ہوا ملکہ طور بانو بدیع الزمان سے جدا ہوگئی
غرض رات بھر گھوڑا چلا قریب صبح صحرا میں ایک مقام پر ٹھہر گیا اب بدیع الزمان کو بھی ہوش آیا اپنے تئیں ایک
صحرا میں پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہوا ناچار ایک طرف کو روانہ ہوئے دو پہر دن باقی تھا کہ شہر ختانیہ میں پہونچے
وہاں ایک ہنگامہ کارزار دیکھا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران سے گرم معرکہ کارزار ہے ایک نعرہ کیا انا بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ اور تلوار کھینچکر کفار پر آپڑے شمشیر زنی کرتے ہوئے اور جوہر صف شکنی
دکھاتے ہوئے برابر نجم کے پہونچے نجم نے تلوار ماری شہزادے نے اسکا وار رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار
ٹکڑے ہوکر گرا ادھر جمعین سے اور ابرہا سے سامنا ہوگیا جمعین نے تلوار ماری ابرہا نے جو بدست تلوار
اسکی روک کر جو بدست کا وار کیا مع مرکب جہنم واصل ہوا بداندیش نے جو دیکھا کہ دونوں بیٹے اختران شاہ کے
قتل ہوئے بھاگا اختران شاہ نکلا کہ پیچھا غرام وزیر نہ جانے پائے بہرام نے بہت تعاقب کیا بداندیش
برج قلعہ پر چڑھ گیا بہرام تعاقب میں بداندیش کے برج پر آیا بداندیش قریب برج سے کود پڑا زمین پر سر کے بل گرا اسقدر گیا
روح اسکی بہشت کی طرف پھر گئی تڑپ کر مر گیا بیٹا بداندیش کا کہ نام اسکا بد اختر تھا بھاگ کر شہر اختریہ میں پہونچا
خورشید افسر سے تمام حال بیان کیا ضیغم خون آشام نے کہا کہ جلد کیجئے ان خدا پرستوں کو قتل کرونگا یہ کہکر
لشکر لیکر روانہ ہوا یہاں بعد قتل ہوجانے جمعین اور نجم وغیرہ کے تمام سرداران سپاہ دست بستہ سامنے صاحبقران کے
حاضر ہوئے اور خیر خواہی کی اختران شاہ نے کہا کہ تم اس وزیر بداندیش کا کیا الزام ہے بہکانے سے مجھسے پھر گئے
اور جنگ وجدال کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تقصیر تمہاری معاف کی الغرض تمام فوج اختران شاہ کی مسلمان ہوگئی
اور شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹ گئے مسجدوں کی بنا قائم ہوئی صدائے اذان چار طرف سے آنے لگی دو دن
کے بعد ہرکاروں نے خبر دی کہ ضیغم خون آشام لشکر لیکر آیا ہے امیر المؤمنین نے فرمایا کچھ پروا کی بات نہیں خدا ہمارا
حامی ومددگار ہے یہ کہکر چالیس ہزار سوار جرار ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آئے مقابل میں لشکر کفار کے خیمے استادہ ہوئے
ضیغم خون آشام نے طبل جنگ بجوایا ادھر بھی کوس حربی نوازش میں آیا صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں
صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے ضیغم خون آشام اپنے گینڈے کو بڑھاکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا
شہزادہ بدیع الزمان صاحبقران سے اجازت لیکر اسکے مقابلے کو نکلے بعد گرز زنی اور نیزہ سخنی کے نیزہ بازی ہوئی
شہزادۂ بدیع الزمان نے نیزۂ ضیغم خون آشام کا ہوائی کیا ضیغم خون آشام نے تلوار کا وار کیا شاہزادے نے
وار اسکا رد کرکے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ضیغم خون آشام کی سپر کو قلم کرکے سر پر تیغ پڑا تا ابرو اتر گیا ضیغم خون آشام
سر کا پیچھے کھینچ لیا تیغ سر سے نکل کر گینڈے کی گردن پر آپڑا سر گینڈے کا قلم ہوا ضیغم خون آشام مع مرکب
گرا فوج کفار دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان فوج پر آپڑے صاحبقران بھی بہ کمک شاہزادہ پہونچے بہرام وابرہا بھی
تلواریں پکڑ کر کفار پر گرے اختران شاہ بھی مع چالیس ہزار سوار جنگی کے فوج ضیغم خون آشام سے لڑنے لگا وہ تلوار
چلی کہ پناہ بذات خدا بدیع الزمان اور حمزۂ صاحبقران اور بہرام وابرہا نے وہ شمشیر زنی کی کہ فوج کفار کو قتل کیا فوج
تاب جنگ نہ لا سکی اور ضیغم خون آشام کو زخمی اٹھا کے لے بھاگی حمزۂ صاحبقران بھی تعاقب میں آئے بڑا دور پیچھی انکو نہ ٹھہرنے دیا وہاں

بھی کشت وخون ہوا کفار وہان سے بھاگے تمام مال و اسباب کفار کا اہل اسلام نے لوٹ لیا نقارہ فتح
بجنے لگا بارگاہ صاحبقرانی اُسی مقام پر برپا ہوئی ضیغم خون آشام کو جو کفار لیکر بھاگے دو منزل پر جا کے
ٹھہرے پڑاؤ ڈالا خیمے استادہ کیے ضیغم خون آشام کے زخم مین ٹانکے دیے جسوقت اُسے ہوش آیا ایک
عرضی لقا کو اس مضمون کی لکھی کہ یہ آپ نے کیسی تقدیر کی تم آج مین یہان آکر حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ذلیل و خوار
ہوا کسی اور سردار زبردست کو میری امداد کے واسطے روانہ کیجیے وہ آکر حمزہ کو سزا دے الغرض جب وہ عرضی
لقاے بے بقا کے پاس پہونچی اور لقا عرضی پڑھکر مضمون عرضی سے آگاہ ہوا قہرمان دلیر نبرد اور قہار زرین کلاہ
کو دو لاکھ سوار سے روانہ کیا اس اثنا مین خبر لقا کو ہوئی کہ طہماس نے غسل صحت کیا لقا نے حکم دیا کہ طبل شادیانہ
بجے آواز طبل شادمانی کی بلند ہوئی بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسا طبل شادمانی
لشکر کفار مین بجا ہی عمرو صورت اپنی بدل کر داخل لشکر کفار ہوے لوگون سے ماجرا دریافت کیا کہ طہماس نے آج
غسل صحت کیا ہی عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ طہماس بیٹھا ہوا ہی چپکا کھڑا
ہوکر باتین سُنا کیا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک فتنہ کوش سے عیار مالک بن ملکوت شاہ کا عرضی
لیکر آیا ہی لقا نے کہا بلاؤ جب وہ عیار سامنے آیا لقا کو سلام کیا عرضی گذرانی لقا نے عرضی کو پڑھوایا اُس مین
یہ لکھا تھا کہ بھائی میرا خدا پرستون کے لشکر مین مسلمان ہوگیا ہی اگر وہ ہاتھ آئے تو اُسے گرفتار کرکے میرے پاس
بھیجیے گا لقا نے اُس عیار کو خلعت دے کر رخصت کیا بعد تھوڑی دیر کے اور ایک عیار نامہ لیکر آیا اور ہاتھ مین لقا کے
دیا لقا نے پڑھکر وہ نامہ بختیارک کے حوالے کیا بختیارک نے پڑھا اور اُس نامے کو پھاڑ کر گولی بنا کر نگل گیا
اور لقا سے کچھ کان مین کہا وہ بولا ہان لے بھی یہی تقدیر کی ہی بختیارک نے عیار کے کان مین کچھ کہا وہ عیار
اُسیوقت روانہ ہوگیا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ عیار کسکا تھا اور کیا خبر لایا تھا کہ بختیارک نے
ایسا چھپایا کہ نوشتہ کو پھاڑ کر گولی بنا کر نگل گیا خیر سمجھا جائیگا اب تو اس عیار کو گرفتار کرکے حال دریافت
کرے یہ سوچکر تعاقب مین عیار کے روانہ ہوا جب تک وہ عیار درمیان لشکر کفار کے چلا گیا معلوم کیا جسوقت
لشکر سے نکل کے صحرا مین پہونچا پھر نہ معلوم ہوا کہ زمین اُس عیار کو نگل گئی یا وہ آسمان پر اُڑ گیا ہرچند عمرو نے
تلاش کیا کہین پتا نہ لگا حیران و پریشان خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے
کہا ای خواجہ اسکا تو حال دریافت کرنا واجبات سے ہی غرض بادشاہ اسلام نے عمرو کو دو ہزار روپیے دیے عمرو پھر
لشکر کفار کی طرف بالنے عیاری کے لیکر روانہ ہوا دل مین اپنے یہ تجویز کرتا تھا کہ بختیارک کو پکڑ کر اُس سے حال دریافت
کیجیے یہان بختیارک بارگاہ لقا مین بیٹھا تھا کہ رگ مادر بخطائی حرکت مین آئی حیران ہوا کہ یہ رگ بے وقت
کیون حرکت کرتی ہی کیا پیر و مرشد خواجہ عمرو میرے پاس آتے ہین بس عمرو کا نام لیکر جو ہاتھ رگ پر رکھا وہ
رگ تھم گئی بختیارک نہایت پریشان ہوا دل مین اپنے کہا کہ یہان اگر تو بیٹھا رہیگا تو پکڑا جائیگا عمرو کو آتے ہوئے
کوئی نہ روک سکیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جاکر اپنے خیمے مین بند و بست کرکے بیٹھ رہ اسیوقت دربار سے اُٹھ کر چلا آیا اور خیمے
مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ کوئی غیر شخص میرے پاس نہ آئے اور اگر یہان آئے تو فوراً پکڑ لینا الغرض بند و بست
کرکے خیمے مین بیٹھا مگر از حد پریشان تھا پھر بیٹھے بیٹھے خیال مین گذرا ای بختیارک مرد کامل وہ بلاے بد ہین کہ یہان
کسی کے روکے سے نہ رکینگے بہر صورت خیمے مین چلے آئینگے پس پلنگ سے ایک تکیہ پردہ شاداب ہاکر اُٹھا اور خیمے کی قنات
چاک کرکے نکل بھاگا آتے آتے چکلے مین پہونچا وہان ایک طوائف اسکی آشنا تھی اُسکے گھر مین بے تحاشا گھس آیا اور چراغ بجھا دیا وہ طوائف سمجھی کہ

کوئی چور آیا ہی چور چور کہکے غل مچانے لگی یہ دیکھکر بختیارک اور بھی گھبرایا دل مین کہا کہ لو اب چور بنکر پٹے جلدی سے
بختیارک اُس رنڈی کے پاس آیا چونکہ اندھیرا تھا اُس طوائف نے نہ پہچانا وہ اور بھی اُٹھکر بھاگی ڈر کے
مارے پلنگ پر اوندھی ہو کر گر پڑی بختیارک جلدی سے پلنگ پر آیا اور اُس طوائف کا ہاتھ پکڑکر کہا او جان جہان
ڈرو نہین مین تمھارا قدیم آشنا ہون اُس طوائف نے بیٹھے ہی بیٹھے کہا او موندی کاٹے تجھ سے آشنا او خدا غارت کرے
چوری کرنے آیا ہی اور آشنا بنتا ہی بختیارک نے ہنسکر کہا بی بی مین جان وہ شخص ملک بختیارک شیطان درگاہ
خداوند لقا ہے باختر ہی کیا تم پہچانتی نہین ہو یہ سنکر اُس طوائف کی جان مین جان آئی اور اُٹھ بیٹھی ایک دہتھڑ
بختیارک کے مارا اور کہا کہ او شیطان موئے موندی کاٹے تو نے اسوقت مجھے بہوت مارا تھا یہ آج کیا تجھپر
بنی تھی جو تو نے چورون کی طرح سے آتے ہی چراغ بجھا دیا اور مجکو پریشان کیا کیا ہوا جو ایسا بد حواس ہی بختیارک
نے کہا کہ عمرو میری تلاش مین آتا ہوگا مین اپنی جان بچا کر یہان بھاگ کر آیا ہون وہ طوائف یہ سنکر چپ ہو رہی
بختیارک بھی سناٹے مین بیٹھ رہا ادھر خواجہ عمرو کا حال سنیے کہ عمرو نے پہلے تو بختیارک کو بارگاہ لقا مین
اگر ڈھونڈھا وہان نہ پایا خیمے مین اُسکے آیا دیکھا آج یہان خوب بند و بست ہی بس ایک سپاہی کی صورت بنکر
پہرے والون مین ملکر اور اُن سب کی نگاہ بچا کر اندر خیمے کے آیا دیکھا کوئی پلنگ پر سو رہا ہی دل مین اپنے عمرو نے کہا
تو تو ادھر اُدھر جستجو مین بختیارک کی پھر رہا ہی یہ بے حیا یہان چین سے سوتا ہی عمرو نے ایک لات مار کر کہا اُٹھ
او مردک تکیہ دو شالے مین اینٹ کر پلنگ کے نیچے گر پڑا عمرو سمجھا کہ بختیارک نے مجھسے عیاری کی کہین اور چھپا ہی
تلاش کرنا چاہیے چہار طرف خیمے مین ڈھونڈھنے لگا دیکھا کہ قنات ایک طرف سے چاک ہی اسی راہ
سے عمرو بھی خیمے سے باہر نکلا اور فلیتہ روشن کیا نشان قدم کا دیکھتا چلا آتے آتے چکلے مین پہونچا بختیارک کے
نشان قدم نے اُسی طوائف کا پتا دیا جہان بختیارک چھپا بیٹھا تھا عمرو دروازے پر اُس طوائف کے بھی کم
چپکا کھڑا ہو رہا جاسوسی لینے لگا قضا سے کار اُس طوائف نے پوچھا ارے مسخرے تجھے کیونکر معلوم ہو گیا
کہ عمرو تیرے پکڑنے کو آتا ہی بختیارک نے جھنجلا کر کہا قطامہ چپکی نہین بیٹھی رہتی کیا عمرو سے دھروا دے گی ایسا
نہ ہو کہ عمرو میری آواز سنکر پہچان لے اور گھر مین گھس کر پکڑ لیجائے اسوقت تو مجھسے کچھ نہ پوچھ پھر کسی وقت
تجھسے حال بیان کر دونگا بختیارک نے جو اتنی بات اُس طوائف سے چپکے سے کی عمرو نے آواز پہچانی کہ یہ بختیارک
بولتا ہی عمرو نے صدائے نستعلیق سے پکارا کہ ملک جی صاحب ذرا تکلیف ہوگی باہر تشریف لایئے کچھ مجکو عرض
کرنا ہی نہایت کار ضروری کا سامنا ہی بختیارک نے جو یہ صدا سنی عمرو کی آواز پہچانی بیتاب خطا ہو گیا پسینا منہ پر
آگیا دل دھڑکنے لگا قریب تھا کہ دم نکل جائے اُس طوائف سے کہا کیون ری کٹنی اُسی سے بات کر کے تو نے مجھے
پکڑوا دیا جو آج عمرو مجھسے متنفی بیٹھ آیا تو تجکو کل مار ڈالونگا یہ کہکر ناچار و مجبور کانپتا ہوا باہر گھر کے نکلا
عمرو کو جھک کر سلام کیا عمرو وہان سے بختیارک کو ساتھ لیکر چلا اور صحرا مین پہونچکر حلقے کمند کے
مار کر بختیارک کو گرفتار کیا او مشکین باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور پاؤن سے جوتا اُتار کر مارنا
شروع کیا بختیارک جب سنی جوتے کھا چکا گڑگڑا کر کہنے لگا پیر و مرشد غلام کی کیا خطا ہی حضور غلام کو
کیون ایسی سخت سزا دیتے ہین عمرو نے کہا او مردود آج مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بختیارک بولا کچھ ارشاد ہو
کبھی کسی طرح بھی جان بچیگی یا نہین عمرو نے کہا ہان ایک طرح سے تیری جان بچ جائیگی ایک بات
مین تجھسے پوچھتا ہون اگر تو نے بتا دی تو خیر ہی ورنہ تجکو زندہ نہ رکھونگا بختیارک سمجھ گیا کہ عمرو اُسی

عیار کا حال پوچھیگا ای بختیارک تو اگر اُس حال کو پوشیدہ کرتا ہی تو عمرو تجھے مار ڈالیگا اگر تو مر گیا اور لقا
فتحیاب ہوا تو بیکار ہوا اور اگر لقا قتل کیا گیا تو از صدقہ باپوش ہین دوسرا لقا اور پیدا کر لونگا یہ سوچ کر عمرو کو
جواب دیا کہ پیر و مرشد آپ پوچھیے جو راست راست ہوگا وہ عرض کر دونگا مین نے کبھی کوئی بات چھپائی ہی جو اب
پوشیدہ کرونگا عمرو نے کہا ملکہ جی فلان روز وہ عیار کہان سے آیا تھا اور وہ نامہ کس کا لایا تھا اور نامہ مین
کیا مضمون تھا یہ سچ بتاؤ اور اگر جھوٹ بیان کیا تو مارے جوتون کے فرش زمین کر دونگا بختیارک نے کہا
کہ آپ اتنی سی بات کے واسطے مجھے مارے ڈالتے ہین اب آپ بغور ملاحظہ فرمایئے سنیے لقا نے ایک نامہ مالک
بن زردہشت جادو کے پاس عنطلی آباد کو بھیجا تھا اور مدد طلب کی تھی وہان سے زردوان جادو
بھائی مالک بن زردہشت کا اور ملکہ جادو بیٹی مالک زردہشت کی تیس ہزار جادوگرون سے آتی ہو
وہ عیار اسی مضمون کی عرضی دینے آیا تھا کہ مدد کو آپکی زردوان جادو اور ملکہ جادو آتی ہین عمرو نے
پوچھا کہ لقا نے کیا کہلا بھیجا بختیارک نے کہا کہ لقا نے کہلا بھیجا ہے یہان طہماس اہل اسلام سے لڑ رہا ہے
تم حمزہ کو ڈھونڈھ کر کام تمام کرو کس واسطے کہ حمزہ یہان سے زخمی ہو کر کسی طرف کو نکل گئے ہین وہ عیار یہ پیغام
لقا کا لیکر چلا گیا عمرو نے کہا خیر معلوم ہوا اور بختیارک کو درخت سے کھولکر چھوڑ دیا اور چست و خیز کر کے
وہان سے راہی ہوا بختیارک صبح ہوتے لقا کے پاس پہونچا اور تمام حال بیان کیا لقا نے کہا او بے حیا
یہ تو نے کیا غضب کیا ہمارا پوشیدہ راز عمرو سے کہدیا بختیارک نے کہا میری جان پر بنی ہوئی تھی اگر نہ کہتا
تو مار ڈالا جاتا لقا تاؤ پیچ کھا کر رہ گیا یہان صبح کو عمرو خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام حقیقت بیان کی
بادشاہ اسلام نے فرمایا ای خواجہ جلد جا کر صاحبقران کو تلاش کر کے اس امر سے آگاہ کرو اور پانچ ہزار اس
روپیے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو اسیوقت روپیہ لیکر تلاش مین حمزہ صاحبقران زمان کی روانہ ہوا
ہر ایک سے پوچھتا ہوا چلا جاتا تھا مگر کہین سراغ نہ پاتا تھا دوسرے دن ایک لشکر کمال زرق برق
دکھائی دیا قریب جا کر دیکھا تو وہ لشکر جادوگرون کا تھا عمرو ایک کلانوت کی صورت بنکر داخل لشکر ہوا
اور ایک مقام پر بیٹھکر بانسری بجانا شروع کیا اور تانین لگا کر گانے لگا لوگ آس پاس آکر کھڑے ہوے
اور گانا سنکر روپیہ پیسا دینے لگے یہ خبر زردوان جادو اور ملکہ جادو کو ہوئی کہ ایک کلانوت
نہایت خوش آواز یہان وارد ہوا ہی گانے بجانے مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے ملکہ جادو کو علم موسیقی کی
عاشق ہی حکم کیا کہ اُس کلانوت کو ہمارے پاس لاؤ چوبدار گیا اور عمرو سے کہا کہ ای کلانوت میرے ساتھ چل
تجھے شاہ جادوان نے یاد کیا ہی عمرو اُس چوبدار کے ساتھ وہان آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مسند ناز و ادا
پر متمکن ہی چہرہ مانند ماہ تابان کے درخشان ہی اور سر سے پاؤن تک غرق دریاے جواہر ہی اس پریرو کو
دیکھتے ہی عمرو کی یہ حالت ہوئی کہ ایک دل سے ہزار دل عاشق ہو کر خود رفتہ ہو گیا ہوش و حواس بجا نہ رہے
دل مین کہا ای عمرو اگر یہ ماہ وش اپنی خدمت مین رکھے تو تمام عمر اس سے جدا نہ ہون پھر دیکھا کہ ایک جادوگر
سیاہ فام زشت رو کریہ منظر اسکے پاس بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ قمر برج عقرب مین آگیا ہی حیران ہوا
کہ یہ کون ہی اس اثنا مین ملکہ جادو پکاری ای کلانوت تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا کہ نام میرا اُمید ہی ملکہ نے
کہا اچھا کچھ گا بجا عمرو نے سازندون سے خطاب کیا کہ ذرا تم میرا ساتھ دو تو مین کچھ گاؤن بجاؤن
سازندون نے ساز ملائے عمرو نے رباب نکالکر بجانا شروع کیا اور تانین لگا کر اسنے گانا ایسا گایا

بجایا کہ تمام محفل بیہوش و مدہوش ہوگئی اور انعام و اکرام ملنے لگا بعد اُسکے عمرو نے بانسری کمر سے نکالکر ساتون قفلیان اُسکی درست کرکے کہا ای ملکہ عالم ذرا سے بھی حضور نہیں ساز تو ملے ہوے تھے عمرو نے بانسری بجانا شروع کی ایسا عمرو ہک لگ کے گایا کہ تمام صحبت محو تھی اور ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری تھے احسنت و مرحبا کی صدا بلند تھی روپیے اشرفی جواہر عمرو کو مل رہا تھا لیکن عمرو بھی جان توڑ توڑ کر گا بجا رہا تھا کہ شاید یہ نازنین تیری سیرت ہی پر عاشق ہوجائے اور صورت تو تیری جیسی ہی بہت خوب ہی القصہ جب عمرو گا بجا چکا اور سب ہوش مین آئے زرد وان جادو نے ملکہ جادو سے کہا کہ فرزند مین نے سُنا ہی کہ عمرو عیار بلا سے لے درمان آفت جہان ہی گشتندہ سل حران مشہور ہی اور اُس نے اسی فن موسیقی مین ہزارون کو فریب سے گرفتار ہی مجکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمرو عیار ہی ملکہ جادو تو اسکے گانے بجانے پر فریفتہ ہو چکی تھی منظور تھا کہ یہ میرے پاس سے نہ جائے جواب دیا کہ چچا جان مین اسکو قید کرکے اپنے پاس رکھونگی اور یہ کہکر ایک اسم پڑھکر دم کیا کہ پانون عمرو کے زمین نے پکڑ لیے عمرو پکارا ای ملکہ عالم سبحان اللہ کیا خوب انعام آپ نے دیا کہ مجکو گرفتار کیا زرد وان جادو پکارا کہ تو بیشک عمرو عیار ہی عمرو نے کہا واہ واہ خوب آپ پہچانتے ہین بھلا مین کہان اور عمرو عیار کہان یہ گمان آپ کا سراسر غلط ہی ملکہ جادو پکاری مین تجھے چھوڑونگی نہین عمرو تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کوئی ایسی شکل نکلے کہ مین اُسکے پاس رہون دم بھر جدا نہ ہون ورنہ عمرو تو ایسا چالاک ہی کہ جیسے زرد وان جادو نے اسے پہچانا تھا صاف جست و خیز کرکے نکل جاتا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا الغرض ملکہ جادو نے عمرو کو پکڑکر قفس طلائی منگواکر بند کیا اور ہر وقت اپنے سامنے رکھتی تھی ایک دن عمرو نے عالم تنہائی مین کہا کہ ای ملکہ جادو حقیقت مین مین عمرو ہون اور تمھارے قفس محبت مین گرفتار رہون اب تم چاہو مجھے قتل کرو چاہو رہا کردو اور اگر تم پر عاشق نہ ہوگیا ہوتا تو کیا مجال تھی کسی کی جو مجھے پکڑ لیتا لقب میرا سربرندۂ جادوگران ہی مین نے ہزارون جادوگر دن کو مار ڈالا ہی شہر کے شہر جادوگرون کے خاک مین ملا دیے ہین ملکہ جادو نے کہا او عمرو عیار خبردار میری محبت کا کلمہ پھر زبان سے نہ نکالنا نہین تو مین تجکو قتل کر دونگی عمرو چپ ہو رہا پھر نہ کچھ منھ سے کہا القصہ زرد وان جادو خبر صاحبقران کی دریافت کرکے شہر نخمانیہ کی طرف روانہ ہوا

دو کلمے داستان اشقر دیوزاد کے بیان کیے جاتے ہین

تیز دوان اشہب فلک سیر مضامین وعنان ستان سمند بادیہ پیمائے عبارت رنگین کمیت قلم برق دم کو میدان صفحۂ قرطاس پر یون کاوہ زن کرتے ہین کہ جب اشقر دیوزاد مادیان بحری سے جفت ہوا اور مستی اسکی دور ہوئی اُس دریا سے نکلا دیکھا کہ صاحبقران نہین ہین تلاش کرتا ہوا حمزۂ صاحبقران کو چلا اشقر دیوزاد دوا دوی کرتا ہوا آتا تھا قضائے کار لشکر ضیغم خون آشام کا ایک صحرا مین ملا اشقر سمجھا کہ میرے سوار کو ان لشکر والون نے قید کیا ہی رات کا وقت تھا لشکر پر آیا اور ٹاپون سے مارنا شروع کیا اور دانتون سے کاٹنے لگا لشکر ضیغم خون آشام کو یہ خیال ہوا کہ شاید خدا پرست شبخون آگر ہے مسلح و مکمل ہوکر خیمون سے نکلے ایک دوسرے کو حریف جانکر آپس مین لڑنے لگے رات بھر لشکر مین تلوار چلا کی بہیس ہزار کفار باہم لڑکر مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوے صبح کو معلوم ہوا کہ حریف کوئی نہین ہی فقط گھوڑا صاحبقران کا ہی ضیغم خون آشام سوار ہوکر آیا اور حکم دیا کہ اس گھوڑے کو گھیر لو لوگ اشقر کے تعاقب مین چلے اشقر کا یہ عالم ہی کہ جو نزدیک آتا ہی اُسکا سر پکڑکر دھڑ سے کھینچ لیتا ہی کبھی اگلی ٹاپین مارتا ہی کبھی دولتیان چلتی ہین صدہا آدمی اشقر نے مار ڈالے دور دور سے کفار لینا لینا کرتے ہین پاس نہین آسکتے ہین مگر

چار طرف سے گھیرے ہوئے ہین کہ قضائے کار ایک گرد اُٹھی کرب غازی اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم دیجاہ
اور مہتر قران حبشی کہ طلسم پر زادان کو فتح کرکے پھرے آتے تھے اُنھون نے جو دور سے غلغلۂ شور و گیر سُنا اور
انبوہ کثیر دیکھا مہتر قران سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہے مہتر قران جاکر خبر لایا اور بیان کیا کہ لشکر ضیغم خون آشام
کا اشقر دیوزاد کو گھیرے ہوئے ہے اور اشقر نے ہزارون آدمیون کو مارا ہے ابھی تک کسی کے ہاتھ نہین آیا ہے
یہ سُنکر قاسم و کرب نے کہا کہ خدا جانے صاحبقران پر کیا گذری اور کدھر گئے جو اشقر دیوزاد اکیلا رہ گیا
صلاح وقت یہ ہے کہ ان کفار کو چلکر مارو حمزۂ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہوجائیگا یہ کہکر تلوارین کھینچ لین
اور پہلے نعرہ شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم دیجاہ نے کرکے باگ اسپ تیز رو کی لی نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین
پروری ☩ شہسوار لال پوش خاوری ☩ صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم ☩ صفدر نامی قاسم عالی ہمم ☩
بعد اُسکے کرب غازی نے نعرہ کیا اور گھوڑا فوج مین ڈالدیا نعرۂ کرب کرب شہسوار یل نامدار ☩ نظر کردۂ
شیر پروردگار ☩ سب کے پیچھے نعرہ شاگرد شاہ عیاران عیار طرار و خنجر گذار مہتر قران جرار کا ہوا اور یہ غل تا فلک
چلا نعرۂ مہتر قران سریع السیر چون ابر بہاری ☩ جہان سرہنگ در خنجر گذاری ☩ بہ میدان اژدر آتش فشانم ☩
منم مہتر قران شیر ژیانم ☩ تینون دلاور شجاع و بہادر لشکر ضیغم خون آشام پر گرے اور قتل کرنا کفار کو
شروع کیا تلوار چلنے لگی یہ خبر ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ قاسم و کرب و مہتر قران عیار لشکر پر آپڑے ہین
کفار کو قتل کر رہے ہین فوج کو اپنی للکارا کہ ان خدا پرستون کو مار لو ہر چند قاسم و کرب کے پاس فوج تھوڑی
تھی مگر لڑ رہے تھے دو گھڑی جنگ کو گذری تھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی اور قہرمان دیو نرہ اور قہار زرین کلاہ
آپہونچے ضیغم خون آشام کے شریک ہوئے اُن سے بھی تلوار چلی قاسم لڑتے ہوئے برابر قہرمان کے آئے قہرمان نے
للکارا اور تلوار کا وار قاسم پر کیا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا
سر سے گذر کر زیر تنگ ہوکر زمین پر بوسہ دیا قہرمان مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا کرب غازی سے قہار زرین کلاہ
سے مقابلہ ہوا قہار نے تلوار ماری کرب غازی نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور آسمان کی طرف
اُچھال دیا گرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ چو رنگ ہوکر زمین پر گرا قاسم دیجاہ اب لڑتے ہوئے ضیغم خون آشام
کے پاس پہونچے ضیغم نے تیغہ مارا قاسم نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تیغ بلارک افراسیابی کا مارا ضیغم خون آشام کے زخم کاری لگا کفار
بیچ مین آگئے ضیغم کو اُٹھا لے گئے ادھر کرب غازی سے اوہمرغام سے سامنا ہوا اس نے تیغہ مارا کرب غازی نے
تیغہ کرنیوش پر روک کر جو ہاتھ تیغ کرنیوش کا کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلام ضیغم خون آشام کا
تھا کہ نام اسکا قیروان زنگی نقاش سے اور مہتر قران سے مقابلہ ہوا قیروان نے اُسکو للکارا قیروان نے تلوار ماری
مہتر قران نے تلوار اُسکی رد کرکے جو لغدا مارا قیروان کے سر پر تو دونون ٹانگون سے گذر گیا وہ دو ٹکڑے ہوکر
گرا ان تینون غازیون نے وہ شمشیر زنی کی کہ چار طرف سے صدائے احسنت و مرحبا کی بلند تھی بلکہ شعر ☩ ز خنجر دلیران
ہر دم از چرخ برین ☩ رزم او میدید و میگفت آفرین ☩ صد آفرین ☩ یہان تک کفار کو قتل کیا کہ لاشون کے انبار لگ گیے
اُنجمیون کا حساب نہ تھا ضیغم خون آشام بیہوش تھا سرور اسب مارے جا چکے تھے آخر کفار بد حواس و پریشان
ہوکر بھاگ گئے اور ملک زرائیل کا راستہ لیا یہان قاسم عالیشان اشقر دیوزاد کے پاس آئے اُسکا نام اسباب
صاحبقرانی پہنے ہوئے تھے اشقر نے قاسم کے سامنے سر جھکا دیا قاسم نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ مین تو مانون
صاحبقران کا یہ اسباب صاحبقرانی مین لیکر طلسم پر زادان کو فتح کرنے گیا تھا اے اشقر مجھے حال تو صاحبقران کا تو بیان کر

بعدو

اشتقر نے سر ہلایا کہ مین نہین جانتا کہ اس اثنا مین مہتر قران نے کہا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہی صاحبقران شہر نجمانیہ مین ہین مگر فرہاد خان یکضربی شہر سنگ پارہ مین قید ہی پہلے اسکو چلکر رہا کیجیے قاسم و کرب و قران اشتقر کو لیکر شہر سنگ پارہ کو روانہ ہوے جب وہان پہونچے ملک ریحان شاہ کو خبر ہوئی وہ لشکر اپنا لیکر شہر سے باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر تو تیاری رہی دونون لشکر صبح کو میدان مین صف آرا ہوے سہراب سرخ پوش نے میدان مین مبارز طلب کیا کرب ولاور اُسکے مقابلے کو نکلے بعد رد و بدل اور نیزہ بازی ہو چکی کرب غازی نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہراب نے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے تلوار اُسکی رد کرکے تیغہ کرنیوس کا ہاتھ مارا تیغہ سر پر سہراب کے چمکتا معلوم ہوا تھا کہ زیر تنگ نکل کر زمین پر بوسہ دیکر مثل برق کے تا ریحان شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ اس جوان کو مارو فوج کرب غازی پر چار طرف سے آپڑی کرب بھی آن پر تلوار علم کرکے گرے قاسم کرب کی کمک کے واسطے تلوار کھینچ کر جھپٹے تلوار چلنے لگی دونون لشکر باہم ملکر ایک ہوگئے شعر دو لشکر چو باہم در آمیختند بہ گیتی بر انگیختند شور گیر و دار چہار طرف بلند تھا برابر سے گھمسان کی تلوار چل رہی تھی شہزادہ خاور سپاہ رزم پیکار کرتا ہوا پایۂ تخت ریحان شاہ کے پہونچا بہت سے کفار کو مار کر ریحان شاہ سے مقابل ہوا ریحان شاہ نے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پکارا ای ریحان لعنت کر لقاے بے بقا پر دین اسلام قبول کر نہین تو زمین پر مارتا ہون کہ ابھی پیوند خاک ہوکر رہجائیگا ریحان شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور طبل امان بجوایا دونون فوجین علحدہ ہوئین ریحان شاہ نے تمام فوج کو اپنی مسلمان کیا قاسم وغیرہ کو اپنے ساتھ شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اُسکے فرہاد خان یکضربی کو زندان خانے سے بلوا کر رہا کیا قاسم نے فرہاد خان یکضربی کو حمام کروایا اب ریحان شاہ اُن سے بھی عزت و آبرو سے پیش آیا القصہ شہزادہ خاور سپاہ دو روز وہان رہکر شہر نجمانیہ کو روانہ ہوے اور کرب غازی و مہتر قران وغیرہ بھی ہمراہ تھے

دوسرے داستان حمزۂ صاحبقران زمان کے بیان ہوتے ہین

کاتبان کتب فسانہاے رنگین و مترجمان عبارات و فقرات شیرین اس داستان رنگین نشان کو جستجوے عقل و فہم حرف بحرف طبع آرائی سے بخوش بیانی و رطب اللسانی قلم برداشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان ملک نجمانیہ مین بصد عیش و فرح ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساحران عظلی آباد و ملک زردوان جادو وغیرہ ادھر آتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے بموجب حکم لشکر امیر باتوقیر کا باہر شہر کے مقابل مین لشکر جادوگران کے آ اترا ملک زردوان جادو نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ زرمی پر چوب پڑی ادھر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے جنگ ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و پیراستگی میدان قتال نقیبان بلند آواز نشیب و فراز کرکے چلے لشکر جادوگران سے قاریہ جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین صاحبقران سے رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک تخت پر زردوان جادو سوار ہی اور دوسرے تخت پر ملکہ جادو متمکن ہی مگر نہایت حسین و خوبصورت اور آگے اُسکے ایک قفس طلائی رکھا ہوا ہی خواجہ عمرو اُسمین مقید ہین صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی کہا کہ عمرو کیونکر ان ساحرون کے ہاتھ آگیا غرضکہ قاریہ جادو نے بہرام کو آتے دیکھا ایک تنگ آب خالی اُسکے پاس تھی اسپر اسم دھر کرکے سامنے بہرام کے ڈالدی وہ پھٹے تو پھیل گئی اُس مین سے ہوا نکلنی شروع ہوئی اُس ہوا سے بہرام کا منہ پھر گیا بہرام

سنبھلا اور گھوڑے کو تیز کیا قاریہ جادو نے پھر سحر کیا کہ ہوا اُس مشک سے تیز نکلنے لگی بہرام ہوا لگتے ہی اُلٹ گیا قاریہ جادو
نے چاہا کہ بہرام کو اسیر کرے کہ بہرام نے سنبھلکر قبضے پر ہاتھ ڈالا قاریہ جادو نے دوسری طرح کا سحر کیا کہ زمین شق ہوئی
بہرام اُس میں سما گیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھو اس جادوگر نے بہرام کو اپنے پاس آنے نہ دیا
اور سحر سے غرق زمین کر دیا بدیع الزمان نے عرض کیا کہ بتائید یزدانی و باقبال صاحبقرانی جا کر ابھی اس کافر کو
مارتا ہوں یہ کہکر مرکب چمکا کر للکارتے ہوئے چلے کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے بہرام کو غرق زمین کر دیا اُس نے
سر اُٹھا کر دیکھا اور چاہا کہ اسم سحر پڑھکر دم کرے کہ بدیع الزمان نے ایک تیر قضا نظیر چلہ کمان میں جوڑ کر مارا کہ سینے میں
خطا شعار کے پڑا اور پشت کے پار گذر گیا مرغ روح اُسکا قفس جسم تیرہ سے پھڑک کر نکل گیا اُس ساحر کے مرتے ہی
بہرام نے بھی قید سحر سے نجات پائی جو طاقت زائل ہوگئی تھی پھر عود کر آئی بہرام و بدیع الزمان نے لشکر میں بھیج دیا
اور مبارز طلب کیا اُدھر سے ہمدیگر جادو نکلا مگر اسم سحر کا اپنے اوپر دم کرتا ہوا آیا کہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی ناوک قضا کا
ہدف ہو جائے ہنوز برابر بدیع الزمان کے نہ پہونچا کہ بدیع الزمان نے اُسکو بھی ایک تیر مارا اُسنے چالاکی سحر کیا تیر
اُسکے قربان ہوگئے اور شعلۂ آتش اُس تیر سے پیدا ہوا تیر کو جلا دیا بعد اُسکے پھر اُس نے اسم سحر پڑھا کہ چند پرکالۂ آتش
نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اور اُڑا کر آسمان پر لے گئے ہمدیگر جادو نے اور مبارز طلب کیا صاحبقران نے چاہا خود
مقابلے کو جاؤں یکایک بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی جب قریب آ کر دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ قاسم و عجیل ماہرو ادیب
کرب غازی اور مہتر قران اور فرہاد خان یکصد ولی چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوئے اور آ کر ملازمت
صاحبقران کی حاصل کی قاسم نے جو سنا کہ یہ جادوگر جو میدان میں کھڑا ہے اسنے بدیع الزمان کو گرفتار سحر کیا ہے
قاسم نے کہا میں جاتا ہوں اُسکے مقابلے کو اور اس ساحر کو مارتا ہوں صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر قاسم پر دم کیا
اور فرمایا کہ جاؤ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہے قاسم مرکب کو چمکا کر برابر ہمدیگر کے آئے اس ساحر نے سحر کر کے پرکالے
آتش کے اُڑائے اُن پر کامیابی نہوئی آتش نے کچھ تاثیر نہ کی قاسم نے قریب اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغ بلارک افراسیابی کا مارا
وہ ساحر دو ٹکڑے ہوکر گرا پھر یہی طرح گئی ساحر صفوں سے نکلے قاسم نے انھیں بھی داخل جہنم کیا زرد وان جادو
نے ساحروں سے کہا کہ ایکبار سب کے سب اس خداپرست پر جا پڑو گھیر کر گرفتار کر لو تمام ساحروں کا قاسم پر ہجوم ہوا
قاسم بھی تیغہ پکڑ کے اُن پر جا پڑے ساحروں کو قتل کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغہ کھینچکر
اُن ساحروں پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا یہانتک قتل کیا کہ ساحر بدحواس ہوکے بھاگنے لگے زرد وان جادو
نے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اِدھر صاحبقران بہ فتح و فیروزی داخل لشکر ظفر اثر ہوئے لیکن مہتر قران نے جو
خواجہ عمرو اپنے اُستاد کا حال سُنا تھا کہ ساحروں کی قید میں گرفتار ہیں اُسیوقت خواجہ کی رہائی کے واسطے روانہ
ہوا تھا اثنائے راہ میں ایک مقام پر آواز زنگولوں کی بلند ہوئی مہتر قران پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے دیکھا کہ
ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے دل میں اپنے کہا کہ اس بےحیا کو گرفتار کیا چاہیے آگے بڑھکر حلقے کمند کے خس پوش
کر دیے اور آپ ایک جھنڈی میں چھپ کر بیٹھ رہا وہ عیار جب وہاں پہونچا اور پاؤں حلقہ ہائے کمند پر پڑے
قران شیر کی بولی بولا وہ عیار ٹھہر کر دیکھنے لگا قران نے جھٹکا دیا کہ وہ حلقہ ہائے کمند میں پھنس کر گرا مہتر قران
جست کر کے پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ربند نکال کر پکارا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کہاں جائیگا
اگر تو نے خلاف بیان کیا تو ابھی تجھکو قتل کرونگا اُس عیار نے دیکھا کہ ایک حبشی قوی ہیکل قوی بازو بلند بالا سینے پہ بیٹھا ہے قتل کو
قتل کرنے پر مستعد ہے کہا میں راست راست بیان کیے دیتا ہوں تو مجھے چھوڑ دے قتل نہ کر قران نے کہا اگر تو سچ سچ

بتا دیگا تو بے شبہ تجکو رہا کر دونگا قتل نہ کرونگا اُس نے کہا کہ نام میرا طاؤس ہے بہار ہند مین رہنے والا غرو بیہ باختر کا ہون
قنطران زنگی نے اسد شیر دل اور زنبور شاہ اور بہروم بروعی دیوانہ کو قید کیا اور ایک عرضی لقا کے پاس اس
مضمون کی بھیجی کہ یہ خدا پرست میرے پاس قید ہین انکے واسطے کیا حکم ہوتا ہی چنانچہ وہ عرضی میرے پاس ہی مہتر قران
یہ سُنکر اُسکی چہاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی مشکین باندھکر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی لایا تمام حال سُنایا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسے قید کرو اور اسد وغیرہ کی رہائی کی تدبیر کرو مہتر قران نے عرض کیا اگر مجکو اجازت
ہو تو حضور کے اقبال سے اُن سب کو چھڑا لاؤن امیر باتوقیر نے اُسیوقت مہتر قران کو خلعت دیکر روانہ کیا ادھر
ملکہ جادو نے زرد وان جادو سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوایئے کل مین صبح کو ان خدا پرستون کا استیصال کرونگا
زرد وان جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہنچائی صاحبقران نے فرمایا ہمارے بھی لشکر مین کوس آہنی بجے
بحکم حمزہ صاحبقران ادھر بھی نقارہ زرین نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ رہا
صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار ہوئے جس وقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب بھی نقابت کر کے چلے گئے ملکہ جادو
زرد وان جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئی اور ایک گیند طلائی زمین پر مارا کہ وہ گیند زمین مین غرق ہوگیا
اور جہان حمزہ صاحبقران اور تمام لشکر اسلام کھڑا ہوا تھا وہان کی زمین شق ہوئی اور شعلہ ہاے آتش
نکلے وہ شعلے جسکو چھو جاتے زمین مین [illegible] صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ ان شعلہ ہاے
آتش کا نکلنا موقوف ہوا اور آپ اشقر دیوزاد کو اُڑا کر مقابل مین ملکہ جادو کے آئے امیر نے دل مین اپنے
کہا کہ یہ نازنین نہایت حسین ہے [illegible] عمرو اسپر فریفتہ ہوگیا ہوگا صاحبقران زمان نے کہا ای ملکہ جادو بہتر
ہے کہ دین اسلام قبول کر اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور چند سحر کیے کہ پرکالہ ہاے آتش امیر کی طرف لپکے امیر باتوقیر نے
اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ آگ افسردہ ہوگئی ملکہ جادو نے پھر سحر کیا کہ موجہ آب طوفان خیز صاحبقران
کے غرق کرنے کو چلا اُس نہنگ بحر شجاعت نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ موجہ آب غائب ہوگیا پھر تو
ملکہ جادو خود اژدہا بنکر دوڑی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ اژدہا ادھر آتا ہی قلاب آتشین اسکے منھ سے
نکل رہے ہین پس اسم اعظم پڑھکر آگے بڑھے اور جھک کر دُم اُس اژدہے کی پکڑلی اور اُٹھا کر تین بار چرخ دیا کہ
برکت سے اسم اعظم کی ملکہ جادو وہ صورت اصلی ہوگئی امیر باتوقیر نے فرمایا ای ملکہ جادو اب بھی تو اطاعت
میری اختیار کر اور مسلمان ہو جا نہین تو ابھی تجکو قتل کرونگا ملکہ جادو بولی کہ ای شہریار مین نے اطاعت آپکی
قبول کی اور شہر شعلہ آباد مین آپ کے کام آؤنگی مجھے چھوڑ دیجے فرمایا کیا مضائقہ پھر ہاتھ سے ملکہ جادو کو
چھوڑ دیا ملکہ جادو وہ میدان سے پھر کر زرد وان جادو کے پاس آئی اور کہا کہ عمو جان مین نے تو بہ فریب
اپنی جان حمزہ کے ہاتھ سے بچائی نہین تو قتل ہو جاتی حمزہ مالک باطل السحر معلوم ہوتا ہی کوئی اُس سے
عہدہ برآ نہ ہو سکیگا اُسپر سحر کارگر نہین ہوتا زرد وان جادو نے کہا کہ سچ ہی مجھسے بختیارک نے کہلا بھیجا
تھا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی خیر آج مین اُسکا اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر طبل باز گشت بجوا کر پھر گیا امیر صاحبقران
بھی مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوے رات کے وقت زرد وان جادو نے ہوم کیا اور ایک پتلہ موم کا
بنا کر پیٹ مین اُسکے خوک کا خون بھر دیا اور منھ پر اور دل پر اُس پتلے کے سوئیان چبھو کر شیشے مین بند کر دیا
القصہ رات گذر گئی صبح کو دونون لشکر پھر معرکہ کارزار مین آئے زرد وان جادو اپنے اژدر آتش فشان کو
بڑھا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو اب تم میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے اسم اعظم مین نے حمزہ کا

بند کر دیا ہے اب جو صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہیں تو مطلق یاد نہیں آتا صاحبقران کی رنگت اُسوقت
زرد ہو گئی مگر شب کی تسلی کے واسطے فرمایا کہ یہ جھوٹا ہی اور استفر دلوزاد کو بٹھا کر زردوان جادو کے مقابلے کو
چلے زردوان جادو نے ایک روئی کا پہل جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کیا وہ ابر سرخ رنگ بنکر اڑا اور لشکر اسلام
پر محیط ہوکر آتشباری کرنے لگا گرمی سے آگ کی امیر بھی بیہوش ہوئے اور تمام سردار بھی بیہوش ہو کر گرنے لگے زردوان
نے چاہا کہ سب کو اسیر کرلے کہ عمرو جو قفس میں سامنے ملکہ جادو کے موجود تھا پکارا ای ملکہ اب عمرو زندہ نہ رہیگا
کسواسطے کہ حمزہ کا اسم اعظم بند ہو چکا اور حمزہ اسیر ہوکر مارا جائیگا اور میں پھڑک پھڑک کر مثل طائر بے پر و بال
اپنی جان دونگا یہ کہکر رونے لگا ملکہ جادو کہ عمرو کے گانے پر مائل و مبتلا ہی رونا عمرو کا نہایت ناگوار ہوا
اسوقت ایک صراحی سامنے رکھی ہوئی تھی اُس میں سے پانی لیکر آسمان کی طرف اُچھالدیا اور اسم سحر کا پڑھکر
دم کیا کہ اور اُس ابر آتشبار کے اُپر برف برسنے لگا طرفۃ العین میں وہ سب آگ افسردہ ہو گئی زردوان جادو
حیران ہوا کہ یہ رد سحر میرا کس نے کیا اس اثنا میں ملکہ جادو نے پھر جو اسم سحر کا پڑھکر ایک منقل آتشین پر دم
کیا وہ منقل زمین میں غرق ہو گئی اور جہاں زردوان جادو کھڑا تھا گرداگرد اسکے شعلہ آتشین زمین سے نکلے
کہ زردوان کو لپٹ کر آسمان پر لے گئے اور وہاں سے چھ ٹکڑے اُسکی لاش کے ہوکر گرے صاحبقران کا اسم اعظم
کھل گیا کھینچکر تلوار اسم اعظم پڑھتے ہوئے ساحروں پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا ملکہ جادو بھی ساحروں کو ساتھ لیکر
وہاں سے بھاگ گئی یہاں امیر نے جسقدر تھے سب کو قتل کیا اور شکست دے کر پھرے اُدھر ساحر بھاگ کر عنطلی آباد
کو روانہ ہوئے ملکہ جادو ایک ٹیلہ کوہ پر ٹھہری تھی عمرو کو قفس سے نکالا صحبت آراستہ کی رات بھر گانا سنا صبح کو
کہا کہ لو خواجہ اب تم اپنے لشکر میں جاؤ عمرو نے کہا ملکہ میں تمھارے قدموں سے جدا نہ ہونگا کسواسطے کہ بغیر تمھارے
زندگی میری دشوار ہو جائیگی ملکہ جادو بولی کہ خواجہ اگر تمکو عنطلی آباد میں لے جاؤنگی تو ساحر تمکو زندہ نہ چھوڑینگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ اب تم جاؤ اور سنگ صبر چھاتی پر اپنی رکھو جب عنطلی آباد میں لشکر اسلام آئیگا اسوقت ہم سے
تمسے ملاقات پھر ہوگی ہر چند عمرو نے نالہ وزاری کی مگر ملکہ جادو نے نہ سنا اور بہ زور سحر پرپرواز پیدا کرکے
مع اپنے ہمراہیوں کے اڑ گئی عمرو ناچار و مجبور اُترکر پہاڑ سے روانہ ہوئے اور لشکر اسلام کا رخ کیا یہاں
حمزہ صاحبقران عمرو کے واسطے نہایت متفکر و متردد تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا قدموں سے لپٹ گیا
کان میں امیر کے چپکے سے تمام حال ملکہ جادو کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ تجھسے اسلام لانیکا اقرار کر گئی ہی
اور اُسی کے باعث سے اور بھی جادوگروں پر فتحیاب ہوئے ورنہ کون سی صورت جانبری کی تھی القصہ امیر کشور گیر
نے بصد عزت و توقیر چند دن وہاں رہ کر طرف ملک زرائل کے کوچ کیا اور مع سرداران عالیشان وغیرہ روانہ ہوئے

دوسرے داستان جنگ نشان لقاے بے بقا کے بیان میں

فتح کنندگان کارزار معانی و قلعہ کشایان معرکہ نکتہ دانی اس داستان شکستہ نشان کفار طرفداران لقاے
بے بقا و بد دغا و بے حیا کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا تخت خداوندی پر بیٹھا تھا
کہ ضیغم خون آشام شکست کھائے ہوئے بدحواس و پریشان آیا اور لقا سے کہا کہ یہ کیا خداوندی
تیری ہی کہ ایسی نالائق تقدیر تو نے کی تھی کہ مجھے شکست پر شکست خدا پرستوں سے حاصل ہوئی یا خداوند تو نے
تو کہا تھا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ جاکر حمزہ کا سر کاٹ لا یہ کیسی الٹی پڑی ہے جو حمزہ سے سامنا کیا ذلیل و خوار
ہوا لقا نے کہا ای ضیغم خون آشام میں بالفعل متردد بہت ہوں قبضے خدائی چھین گئے ہیں جب سے یہاں

آیا ہون جو تقدیر کرتا ہون درست نہین پڑتی ضیغم بولا کہ خداوند تو اب بڈھا ہوگیا تجھسے کچھ نہین ہوسکتا لقا بولا
یہ تو کیا واہیات بکتا ہی ضیغم تو لقا سے جلا ہوا تھا دوڑ کر لقا کی ڈاڑھی پکڑلی اور ایک طمانچہ مارا کہا او نانجیب ا
کس نے کہا تھا کہ ایسی تقدیر بین تو کر لقا ضیغم سے دست و گریبان ہوا اور ایک گھونسا مارا کہا کہ خداوند پر تو حکومت
کرتا ہی اب تو دونون مین لات مکی چلنے لگی اور اسکی ڈاڑھی اسکے ہاتھ مین اسکی جھبل جھبل ریش کی اسکے پنجے مین کبھی لقا نیچے ضیغم
اوپر کبھی ضیغم نیچے لقا اوپر مشت مشت لشت ہو رہی ہی سب تماشا دیکھ رہے ہین کہ خداوند سے اور خالو سے قدرت
سے کشتی ہو رہی ہی کوئی دخل نہین دیتا ہی دونون کے دم چڑھ گئے ہین کتون کی طرح ہانپ رہے ہین مگر بختیارک
اٹھکر آیا اور دونون کو چھڑایا اور سمجھایا لقا سے کہا کہ یہ آپکا خالو سے قدرت ہی ذلت اٹھاکر آیا ہی اسکی دلداری کیجیے ضیغم
سے کہا کہ تم خداوند کے غضب سے ڈرو تمھین لازم نہین ہی کہ خداوند سے برابری کرو غرض دونون مین صلح ہوئی صحبت
عیش برپا کی طہماس نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیں مین ان خدا پرستون کو مارونگا اور یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی ادھر بھی نقارہ زرمی نوازش مین آیا
شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جاوشان بلند آواز نشیب و فراز بتا کر چلے گئے
طہماس اپنے گینڈے سے اتر کر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا جا تیرے ساتھ مین معبود خدا پرستون
کی تقدیر کردی طہماس سلام کر کے سوار ہوا میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طول زنگی بادشاہ اسلام سے رخصت
لیکر مقابل طہماس ہوا بعد لگاوز رزنی اور ہمعنی کے نیزہ بازی ہونے لگی لقا نے کہلا بھیجا کہ طول زنگی مالک بن
ملکوت شاہ کا بھائی ہی زندہ گرفتار کر لینا طہماس نے جواب دیا ایسا ہی کرونگا غرضکہ طہماس نے نیزہ طول زنگی
کا نکالدیا طول زنگی نے تیغہ مارا طہماس نے بڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا کشمکش ہونے لگی مرکب لنگر نہ اٹھا سکے
بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو طہماس
نے اسکا لنگر توڑا اور مشکین باندھ کر لقا کے پاس بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر بادشاہ اسلام نے
مراجعت کی لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا طول زنگی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تو مجھے سجدہ کر طول زنگی پکارا کہ لعنت ہی
تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے کہا کہ اسکو زندانخانے مین قید کرو لوگ اسکو زندان مین لے گئے طہماس نے
رات کو طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین کوس حربی بجا رات گذر کر جس وقت صبح ہوئی دونون لشکر مقابل ہوکر
معرکہ آرا ہوے بعد ہوے طہماس اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار قلندر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مقابل طہماس ہوا بعد لگاوز رزنی اور ہمعنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے آخرکار نیزے
ہاتھون سے پھینک دیے تلوارین کھینچ لین فرخ نے تلوار ماری طہماس نے آتے ہوے تلوار خیال مین کرکے تھپکی دی
کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور کشمکش کے ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاکے بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کودکر
دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی دونون جدا نہ ہوے روشنی آئی چار پہر رات کشتی رہی
اسی طرح دو شبانہ روز لڑے تیسرے دن شام کو طہماس نے لنگر فرخ کا توڑا اور اٹھاکر سر سے بلند کیا چرخ دے کر
زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھلین اور خدمت مین لقا کی بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر باغ کرستان کو
چلا گیا بادشاہ اسلام اداس و پریشان پھر کر بارگاہ مین آئے ادھر لقا نے فرخ کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین
بھیجدیا دوسرے دن اپنے سامنے طلب کیا فرخ نے آکر بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کہا اے پسر حمزہ تم لوگون کی
بھی خبط تھی کہ جو کوئی ہم پر غالب آئے اپنے دین مین لائے میرا بندہ خاص طہماس تجھے سر میدان باندھ کر لایا ہی تو مجھے

سجدہ کرین تجھے مرتبہ پیغمبری کا دونگا فرخ شہسوار نے کہا او کافر خدا نے ایک کو ایک پر غالب پیدا کیا ہے طہماس
بیشک مجھ پر غالب ہوا ہین اُسکی اطاعت کرنے کو موجود ہون تجکو کب سجدہ کرتا ہون تجھپر اور تیرے پرستارون پر
لعنت کرتا ہون لقا یہ کلمہ سخت سنکر بہت برہم ہوا سامنے ڈالی انارون کی رکھی تھی اُس مین سے ایک انار اُٹھا کر
فرخ پر کھینچ مارا اور کہا ارے یہ کیا گفتگو کرتا ہے وہ انار سینے پر فرخ کے جو لگا دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہوگئی ایک جھٹکا
دیا کہ زنجیر ہاتھ سے داروغہ زندانخانہ کے چھوٹ گئی ہتکڑی اور بیڑیون کو زور کر کے مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فرخ
نے دوڑکر لقا کی ڈاڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ منہ پر مارا لوگ چارون طرف سے ہان ہان کرتے ہوے دوڑے تلوار چلنے لگی
فرخ شہسوار بہت لوگون کو مار کر بارگاہ سے باہر نکلا اور ایک سوار کو مار کر اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا قضا کار
اُدھر سے طیفور بن سیفور برادر زادہ طہماس کا آتا تھا اُسنے سنا کہ پسر حمزہ بہت سے لوگون کو قتل کیے ہوے
جاتا ہے للکارتا ہوا دوڑا کہ او خداپرست تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین آن پہونچا اور برابر فرخ کے ہوکر
تیغ مارا فرخ نے پشت تیغ پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا طیفور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہیان طیفور
دوڑ پڑے فرخ شہسوار نے اُنکو قتل کر کے راستہ لشکر اسلام کا لیا اتفاقاً طہماس باغ نرگستان مین تفریحاً سواری
کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ فرخ شہسوار نے قید سے لقا کی چھوٹ کر آپکے برادر زادے طیفور کو قتل کیا
اور راہی لشکر اسلام ہوا طہماس برہم ہوکر بولا کہ وہ میری قید سے نکل گیا کہان جاتا ہے جہان ہوگا وہین جاکر
مارونگا فوراً گینڈے پر سوار ہوکر روانہ ہوا فرخ شہسوار سامنے لشکر اسلام کے پہونچ چکا تھا کہ سامنے سے طہماس نے
للکارا کہ باش او خداپرست اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا فرخ ٹھہر گیا جب طہماس برابر پہونچا فرخ
نے تلوار بڑھ کر طہماس کو ماری طہماس نے تلوار ساطور پر روک کے وہی ساطور فرخ کو مارا کہ سپر کو قلم کیا
فرخ نے سر و گردن اپنا بچایا مرکب کی گردن قلم ہوئی فرخ مرکب سے کود پڑا طہماس کے مرکب پر کودا طہماس بھی
گینڈے سے کود کے فرخ سے لپٹا کشتی ہونے لگی مثل زدہ رائیتوان زد پھر بھی کشتی مین طہماس نے فرخ کو
زیر کیا اور اُٹھا کر سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر سر فرخ کا دھڑ سے کھینچ لیا اور سر فرخ کا خدمت
مین لقا کی بھیجدیا اور آپ سوار ہوکر باغ نرگستان کو راہی ہوا اہل اسلام لاش فرخ کی اُٹھا کر لشکر اسلام
مین لے گئے بادشاہ اسلام لاش فرخ کی دیکھکر رونے لگے بارگاہ مین ہنگامہ محشر برپا ہوا سب خرد و کلان
مشغول گریہ و زاری ہوے تین دن تک تقریب ماتم پرسی کی لشکر اسلام مین رہی لاش فرخ کی صندوق مین بند
کر کے سپرد زمین کی یہان سر فرخ شہسوار کا جو لقا کے پاس پہونچا لقا نے طہماس کو خلعت دیا اور بلا کر
طولان زنگی کو فرخ کا سر ہاتھ مین دیکر کہا کہ اسرار زرق چشم کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کر کے فرنگوشیہ کو روانہ کیا اِدھر داستان کو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان مہتر قران حبشی کے بیان ہوتے ہین

ہمسران مضامین نو آئین و کوشش کنندگان عبارت رنگین اس داستان عجائب نشان کو یون لکھتے ہین
کہ جب مہتر قران حبشی اسد شیر دل و زبور شاہ و ہروم بردعی کے رہا کرنے کو روانہ ہوا بعد قطع منازل
و طی مراحل کے شہر عمروبہ مین پہونچا دیکھا کہ شہر کے لوگ سیاہ فام ہین مگر نقشے درست ہین اسد و زبور شاہ
وغیرہ کو ہر طرف تلاش کرنے لگا اسی جستجو مین تھا کہ ایک عیار کو آتے دیکھا قران نے اپنے دل مین کہا کہ اس عیار
کو لیا چاہیے القصہ پیچھے اُسکے ہو لیا جب وہ جاتے جاتے ایک کوچہ ویران مین پہونچا قران نے حلقے کمند کے
مارے اُس عیار کو گرفتار کیا اور چھاتی پر چڑھ کے کہا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا کہ میرا نام مہتر سیاح عیار ہے

قمران نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین ابھی تجھے مار ڈالونگا اُس نے کہا تو اپنے نام و نشان سے آگاہ کر مہتر قمران نے نام بتایا اور کیفیت بیان کی اُسوقت سباج عیار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا مہتر قمران نے بخوبی غور کیا کہ تاریکی کفر کی اُسکے آئینہ دل سے دور ہوئی اور نور اسلام چہرے سے درخشندہ ہونے لگا قمران نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا اے سباج حال میرا سُن کہ چند اہل اسلام یہان قید ہین اُنکو مین چھڑانے آیا ہون سباج قمران کو اپنے مکان مین لے گیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے صلاح ہونے لگی کہ کیا کیجیے کیونکر چھڑائیے سباج نے کہا کہ اسد وغیرہ تو قریب محلسرائے شاہی کے قید ہین اُنکا چھڑانا بہت دشوار ہی قمران نے کہا اے سباج ایک ترکیب سوجھا ہون مین خواجہ سرا بنتا ہون اور تو سوداگر بنکے مجکو بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈال پھر مین سمجھ لونگا سباج نے کہا بہتر ہی اُسیوقت قمران خواجہ سرا کی صورت بنا اور سباج سوداگر بنکر خواجہ سرائے نقلی کو ساتھ لیکر دربار مین بادشاہ کے آیا قطران زنگی کو سلام کیا نذر دی کُرسی پر بیٹھ گیا خواجہ سرائے نقلی اُسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا قطران نے پوچھا اے خواجہ یہ کون ہی عرض کیا کہ یہ حبشی خواجہ سرا ہی نام اسکا عنبر ہی قطران نے کہا اسکو تو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال عرض کیا کہ مین حضور ہی کے واسطے لایا ہون القصہ بادشاہ قطران نے دو ہزار روپیے دے کر سوداگر سے نقلی عنبر خواجہ سرا کو مول لیا اور خواجہ کو خلعت دے کر رخصت کیا قطران نے ہمراہ محلدار کے عنبر نقلی کو محل مین اپنی دختر ملکہ عنبر بانو کے پاس بھیجدیا خواجہ سرائے نقلی جب محل مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بڑی بڑی آنکھین چھٹی چھٹی بھوین سینے پر ابھار غضب کا نمونہ قیامت سرو قامت بوٹا سا قد مایہ ناز طاؤس طنّاز تیرہ چودہ برس کا سن الھڑپنے کے دن مسند جواہر نگار پر متمکن ہی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا ملکہ کو بآئین شائستہ شاہانہ سلام کیا ملکہ نے دیکھا کہ خواجہ سرا نہایت معقول ادب قاعدے سے درست ہی پوچھا نام اسکا کیا ہی جو محلدار ساتھ اسکو لائی تھی اُس نے کہا نام اسکا عنبر ہی اور نہایت صاحب سلیقہ ہی گانا بجانا بھی خوب جانتا ہی ملکہ سنکر بہت خوش ہوئی محلدار کو انعام دے کر رخصت کیا اور قمران کو پاس اپنے بٹھالیا ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگی رات کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی قمران خوب گایا ملکہ بہت محظوظ ہوئی اب رات کے وقت گانا سنتی ہی خوش آوازی پر اسکی فریفتہ ہی ایکدم اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ہی قمران نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھسے بہت مانوس ہی ایکدن ملکہ کو تنہا پاکر کہا اے ملکہ عنبر بانو مجھسے تم واقف ہو مین کون ہون ملکہ نے کہا حال تمھارا ظاہر ہی کہ خواجہ سرا ہو سوداگر سے میرے باپ نے تمھین مول لیا ہی مہتر قمران نے کہا اے ملکہ جو کچھ تم سمجھین اُسکے خلاف ہی ملکہ نے کہا پھر واقعی تم اپنا حال بتاؤ مگر دل مین ملکہ کہتی تھی کہ خدا کرے یہ مرد ہو تو حسرت دل بر آئے القصہ مہتر قمران نے تمام و کمال کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ اگر تمکو مجھسے محبت دلی ہی تو دین لقا پرستی کو ترک کرو خدا پرست ہو جاؤ ملکہ عنبر بانو اُسیوقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اب مہتر قمران نے کہا کہ اے ملکہ حقیقت حال تو یہ ہی کہ تمھارے باپ کی قید مین نواسا حمزہ صاحبقران کا اسد شیر دل بن کرب غازی اور دو سردار لشکر اسلام کے اور گرفتار ہین مین اُنکی رہائی کے واسطے آیا ہون کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ وہ سب قید سے نجات پائین عنبر بانو نے کہا کہ وہ زیر محلسرائے شاہی قید ہین کیونکر رہائی کی صورت ہوگی قمران نے کہا کوئی مکان ایسا بتاؤ کہ وہان سے مین نقب لگا کر زندانخانے مین اپنے تئین پہونچاؤن اور اُنکو چھڑا لاؤن ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی کوئی مکان تجویز کرتی ہون الغرض اُس شب کو قمران نے ملکہ سے عقد کیا اور گوہر مقصد حاصل کیا اُس سے جانسوز بن قمران پیدا ہوتا ہی الحاصل صبح کو ملکہ نے اپنی صحبت والیون سے چند انیسون کو چھانٹا اور اُنکو پوشاک و جواہر بہت سا دیا اور حال اپنا اور مہتر قمران کا بیان کیا اُن سبھون نے کہا بلائین ہم آپکے تصدق ہین

ہرگز افشائے راز نہ کرینگے چنانچہ دوسری شب کو سامنے مہتر قران نے ایک حجرے مین بیٹھکر خنجر سے نقب کنی
کرنا شروع کی پہر رات باقی تھی کہ دوسرا سر نقب کا زندانخانے مین نکالا قضارا سے کار نوک خنجر کی پاؤن مین اسد
کے لگی اسد نے پانون اپنا سرکا کر کہا کہ اب زمین بھی دشمن ہی وہ نہین چاہتی کہ ہم اسیر بیٹھین پانون مین کس نے
کانٹا افسوس صد افسوس کوئی لشکر اسلام سے ہماری خبر کو بھی نہ آیا یہین ہمارا خاتمہ ہوا یہ باتین حسرت و یاس
کی اسد شیر دل کر رہا تھا اور زبور شاہ تسلی دے رہا تھا ناگاہ طبقہ زمین کا ٹوٹا اور ایک شخص سر سے پاؤن تک
خاک مین آلودہ نمایان ہوا ایک ہاتھ مین خنجر آہن اور دوسرے ہاتھ مین فتیلہ عیاری تھا اسد نے پہچانا کہ یہ
قران ہی پکارا ای قران واہ بہت جلد تمنے خبر لی عرض کیا ای شہریار بحر و بر آپکا حال سنتے کے مین وہان سے روانہ ہوا
اب اسی راہ نقب سے نکل چلیے پھر سوہن سے چاہا اسد وغیرہ کی قید کاٹے اسوقت اسد کو غیرت آئی اور پکڑ کر
قید کو جھٹکا دیا کہ مانند ریسمان کہنہ کے توڑ کر پھینک دیا بہروم بردعی اور زبور شاہ نے بھی قید اپنی توڑ ڈالی قران
نے تمام حال اپنے آنے اور ملکہ عنبر بانو کے اسلام لانے کا بیان کیا پھر سب کو ساتھ لیکر ملکہ کے خانہ باغ مین
آیا ملکہ نے اسد وغیرہ کو سلام کیا اور مکان مخفی مین لا کر بٹھایا صبح ہو چکی تھی سب کھانا کھا کر سو رہے دوپہر
ڈھلے بیدار ہوئے قران صبح تو زندانخانے کے نگہبانون نے پوچھا کیا سبب ہی جو قیدیون کی آواز نہین آتی پھر
دروازہ زندان کا کھولا نگہبان اندر آئے دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین اور قیدیون کا نام و نشان نہین
بہت حیران ہوئے جا کر سب نے قطران زنگی سے عرض کیا آج رات کو قیدی غائب ہو گئے قطران بہت خفا ہوا
اور زاغچہ عیار سے بلا کر کہا کہ جا کر سراغ تو لگا قیدیون کو کون لے گیا زاغچہ پہلے زندانخانے مین آیا از بسکہ مہتر قران
مہرہ نقب کا بند کر گیا تھا اور پیر اپنا مٹا گیا تھا ہرگز سراغ نہ لگا ناچار و مجبور شہر مین تلاش کرنے لگا ادھر مہتر قران
نے ملکہ عنبر بانو سے کہا کہ اب تم میرے ہمراہ ہو اور سیاح عیار کے مکان مین چلکر رہو ملکہ عنبر بانو اسیوقت مع
انیسان و جلیسان اٹھ کھڑی ہوئی رات کا وقت تھا مہتر قران اسد و زبور شاہ اور بہروم بردعی اور
ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو ہمراہ لیے سیاح عیار کے مکان مین آیا اس نے سامان دعوت مہیا کیا ادھر صبح کو محل مین
قطران زنگی کے غل ہوا کہ ملکہ عنبر بانو غائب ہو گئی ہر چند تلاش کیا کہین ملکہ کو نہ پایا قطران زنگی زاغچہ عیار
پر خفا ہوا کہا واہ واخوب این گل دیگر شگفت زاغچہ نے کہا کہ پیر و مرشد ابھی یہ لوگ شہر سے باہر نہین گئے ہین
مین خانہ تلاشی کرتا ہون جس کے گھر مین ہونگے معلوم ہو جائیگا پھر عیارون کو بلا کر تاکید بلیغ کی کہ تمام شہر کی
خانہ تلاشی کرو عیار تلاش کرنے لگے خواجہ سرا بھی انکے ساتھ ہوئے ہر محلے مین گھر گھر ڈھونڈھنا شروع کیا
سیاح عیار نے قران سے کہا کہ اب میرے گھر مین بھی تلاشی کرنے کو لوگ آئینگے اسوقت کیا ہوگا اسد شیر دل
نے کہا کہ ہم انھین مارینگے قران نے کہا کہ پہلے لڑ کر اسیر ہو چکے ہو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا بہتر یہ ہی کہ شب کو
قلعے سے نکلے ہوئے چلے چلو اسد نے کہا کہ اس طرح جائینگے تو فراری مشہور ہو جائینگے قران نے جواب
دیا کہ بہادری یہی ہی کہ یہان سے نکل چلو القصہ دو پہر رات گئے اسد و زبور شاہ و بہروم بردعی و مہتر قران
و سیاح عیار و ملکہ عنبر بانو وغیرہ سب کے سب گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے پچھلے پہر قلعے کے دروازے پر
پہونچے قلعہ دار کو تاکید بلیغ تھی کہ کوئی خبردار قلعے سے کسی وقت نہ جانے پائے قلعہ دار اپنے ہمراہیون کو
لیے ہوئے بیٹھا تھا کہ ناگاہ دسم مرکب کی آواز بلند ہوئی اور کچھ لوگ آتے ہوئے سامنے سے معلوم ہوئے قلعہ دار نے
آواز دی کہ تم کون لوگ ہو خبردار ادھر نہ آؤ اسی طرف پھر جاؤ یہ لوگ کب سنتے ہین جسطرح آتے تھے چلے آئے

قلعہ دار نے قریب آکر دیکھا کہ دس بارہ آدمی مرکبوں پر سوار ہیں پکارا کہ تم جواب نہیں دیتے ہو اسد نے کہا
گھبراؤ نہیں پاس آکر بتائے دیتے ہیں اور تلوار میان سے لی قلعہ دار نے جو برق شمشیر کی چمک دیکھی تلوار کھینچکر مع
ہمراہیوں کے دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی قلعہ دار کے ساتھ کوئی دو سو پیادے تھے اسد وغیرہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے
کچھ بھاگ گئے اسد نے قلعہ دار کو مار کر دروازہ قلعے کا کھولا سب کے سب باہر نکل کر روانہ ہوئے وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے
قطران زنگی کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا کہ خدا پرست یوں آئے اور قلعہ دار کو مار کر نکل گئے کچھ عورتیں
بھی انکے ساتھ ہیں قطران نے کہا معلوم ہوا کہ ملکہ عنبر بانو انھیں کے ساتھ ہے اور یہ سارا فساد اسی خواجہ سرا کا تھا
قطران کا ایک سردار ہے کہ نام اُسکا سمند ستارہ چشم ہے اُس سے کہا کہ تو جا کر ان خدا پرستوں کو گرفتار کر لا وہ اُسی وقت
فوج لیکر چلا یہاں اسد وغیرہ سے ناکے پر شہر کے پھر تلوار چلنے لگی اسی اثنا میں سمند ستارہ چشم بارہ ہزار سوار سے
پہونچا اور حکم دیا کہ ان خدا پرستوں کو مار لو سوار چہار طرف سے آگرے اہل اسلام سے اور زیادہ تلوار چلنے لگی
اسد و زلور شاہ و ہیروم بردعی لاش پر لاش گرا رہے تھے غلغلۂ گیر و دار برپا تھا کہ تفرنگ زنگی اور گیسو
بن زنگی چالیس ہزار زنگیوں سے پہونچے اور شریک جنگ ہوئے اب کفار کی یورش اہل اسلام پر اور زیادہ ہوئی لیکن
اسد دلاور حملۂ ضیغمانہ اور جنگ رستمانہ کرتا ہوا برابر سمند ستارہ چشم کے آیا اور نعرہ کیا کہ او گبر نابکار اب تو
میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا سمند ستارہ چشم بھی للکارا کہ او خدا پرست پہلے بھی تو نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا
آخر گرفتار ہوا اب پھر اسیر ہوگا یا مارا جائیگا یہ کہکر تلوار اسد کو ماری اسد نے تلوار اُسکی نپٹ شمشیر پر روک کر
ایک ہاتھ دار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوا اُدھر تفرنگ زنگی سے اور ہیروم بردعی سے مقابلہ ہوا ہیروم بردعی
نے جو بدست ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہوا گیسو بن زنگی قران پر حملہ آور ہوا قران نے خالی دیکر بغدا کمر پر
مارا گیسو بن زنگی دو ٹکڑے ہوا اُس وقت یہ تینوں مارے جا چکے کہ تناور زنگی اور رعزور زنگی اور
طال زنگی ساٹھ ہزار زنگیوں سے آئے اب کوئی لاکھ زنگیوں کی جمعیت ہوگئی اور قطران زنگی بھی تخت پر
سوار تھا اور پکار رہا تھا کہ ان خدا پرستوں کو مار لو سب گھیر کر گرد آگئے تلوار چلنے لگی کہ زلور شاہ سے اور
تناور زنگی سے مقابلہ ہوا تناور زنگی نے از رہ پشت نہنگ مارا زلور شاہ نے تلوار سے از رہ نپٹ نہنگ کو دو نیم
کرکے وہی تلوار تناور زنگی کو ماری کہ شانے کو قلم کرکے زیر بغل آگئی راوی کہتا ہے کہ ایک شبانہ روز اہل اسلام
کو لڑتے ہوئے گذرا نقاہت دست و پا شل ہو چکے تھے اب ایک جگہ کھڑے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہیں جو کافر پاس آتا ہے مارا
جاتا ہے غلغلۂ گیر و دار چہار طرف بلند ہے قطران زنگی چلا رہا ہے کہ انہو خدا پرست لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اب
انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے ادھر اسد وغیرہ کو یقین ہوا کہ اب ہم گرفتار ہوئے یا مارے گئے ہر ایک دعائیں
مانگ رہا ہے کہ اے پروردگار عالم ان کافروں کی شر سے ہمیں بچا اس آفت و بلا سے نجات دے شعر چو عاجز بمانند
دانم ترا * درین عاجزی چون نخوانم ترا * ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی جانب سے گرد اٹھی اور ہاشم تیغزن کوئی
دس بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے آپہونچا یہ ہنگامہ گیر و دار جو دیکھا حال دریافت کیا ابھی اسد وغیرہ کا
نام سنتے ہی تلوار کھینچ کر آپڑا کفار سے شمشیر زنی کرتا ہوا ہزاروں زنگیوں کو مارتا ہوا برابر قطران زنگی کے
پہونچا اور تلوار قطران زنگی کی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تلقین بہ دین اسلام کیا قطران زنگی
از روے ترس اسلام لایا اور تمام فوج کو رزم و پیکار سے مانع ہوا جنگ و جدال موقوف ہوئی ہاشم نے
خیمہ اپنا وہیں برپا کیا اسد و زلور شاہ و ہیروم بردعی و مہتر قران ہاشم تیغزن سے آکر ملے

ہاشم تیغزن نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ایک مقام پر بیٹھے صحبت عیش آراستہ ہوئی دعوت بھیجی ایک دن ہاشم تیغزن رہے دوسرے روز شب کو ساتھ لیکر راہی ملک زرائل ہوئے مہتر قیران بھی ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو سیاح عیار کے حوالے کرکے ساتھ ہاشم تیغزن کے ہولیا اور ملکہ سے کہگیا کہ تم تو یہین رہو ہم تمھارے پاس آئینگے اور تمھین لے جائینگے ملکہ عنبر بانو ناچار و مجبور اسی شہر مین رہ گئی اور وہ سب طرف ملک زرائل کے روانہ ہوگئے

دو کلمے داستان جنگ لنشان ملک زرائل کے بیان ہوتے ہین

قلعہ کشایان کشور سخنوری و فتح کنندگان مضامین دفتری قلم جودت شیم سے صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب فرخ شہسوار قلندر پسر حمزہ نامور طہماس بد اساس کے ہاتھ سے مارا جا چکا اب پھر بعد نخوت دکھر طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا ہی رات بھر جانبین مین سامان جنگ و جدال رہا صبح کو دونون لشکرون سے میدان آراستہ و پیراستہ ہوا جب نقیب نہیب دے کر چلے گئے طہماس گینڈے سے اترکے سامنے لقا کے آیا اجازت طلب ہوا لقا نے کہا جا تو سب خدا پرستون پر غالب آئیگا طہماس گینڈے پر سوار ہوکر لقا کو سلام کرکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے مرزبان خراسانی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے طہماس نے اسکو زخمی کیا پھر اور کئی سردار لشکر اسلام مقابلے کو آئے وہ بھی زخمی ہوئے طہماس برابر مبارز طلب کر رہا ہی سرداران لشکر اسلام مقابلے کو جاتے ہین اور زخمی ہوتے ہین ناگاہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران ذیشان نمایان ہوے اول آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا حال معلوم ہوا کہ طہماس کے ہاتھ سے بہت سے سردار زخمی ہو چکے اور طہماس مبارز طلبی کر رہا ہی فوراً شہزادۂ بدیع الزمان مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام پینے کو دیا اور فرمایا جاؤ تمکو سپرد خدا کیا شاہزادۂ بدیع الزمان رخش سبک عنان پر سوار ہوکر سامنے طہماس کے آئے وہ تگاور زن ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے ساطور مارا بدیع الزمان نے آتے ہوے خیال کرکے تھپکی دی کہ ساطور بٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا ہرچند زور کیا کہ ساطور چھین لون مگر نا ممکن ہوا انجام کار دونون دست و گریبان ہوے زور جو کیے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونون پیادہ ہوکر سرگرم کشتی ہوے تا شام کشتی ہوا کی طہماس کو یہ خیال ہی کہ اگر پسر حمزہ پھر جائے تو مین بھی پھرون اور بدیع الزمان اس فکر مین کہ طہماس کو گرفتار کرلے جاؤن اس خیال مین ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوا رات ہوگئی طرفین سے روشنی آئی میلے کی کیفیت میدان کارزار نے دکھائی دکانداروں آکے دکانین لگانے لگے خوانچے والے آواز لگا لگا کر سودا بیچنے لگے ٹٹو اٹکنے لگا سودا لیکر لوگ چیزین کھانے لگے ادھر صاحبقران و بادشاہ اسلام و تمام سرداران عالیمقام سرگرم تماشا ہوے ادھر لقا اور گیر نگ شاہ وغیرہ سیر دیکھ رہے تھے رات بھر کشتی رہی صبح ہوگئی مگر دونون کا وہی عالم تھا کہ برابر سے کلہ بکلہ اور مشت بمشت لڑ رہے تھے یہان تک کہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن ہوا پہر دن رہے عمر نے کہا ای حمزہ کوئی ان دونون مین غالب و مغلوب نہین ہوتا مین جاکر دونون کو جدا کرتا ہون نہین تو ہلاک ہوجائینگے صاحبقران اشقر دیوزاد کو اڑا کر برابر طہماس و بدیع الزمان کے آئے اور بزور دونون کو صاحبقران نے علیحدہ کیا اور فرمایا ای بہادر و مرحب صد مرحبا خوب لڑے بس زور آزمائی ہو چکی جنگ موقوف کرو کہان تک لڑوگے قریب ہی کہ غش کھا کے گر پڑوگے اور طہماس سے کہا ای دلاور بغیر مجھسے جنگ و جدل کیے ہوئے فیصلہ نہ ہوگا پھر یہ مشقت بیکار ہی اب جاؤ آسائش کرو پھر سمجھ لینا طہماس وہان سے پھرا کنتیارک نے کہا ای طہماس بڑے بیڈھب شخص کے ہاتھ سے آج تم بچکر

آئے غنیمت سمجھو الغرض لقا طہماس پر سے زر نثار کرتا ہوا ایگیا ادھر صاحبقران بدیع الزمان پر سے زر و جواہر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے دنگل شوکت پر بیٹھے گرد و پیش سرداران عالیشان بیٹھے تاگر زبسکہ پانچ
دن کے تھکے ماندے تھے زیادہ امیر نے دربار نہ کیا سویرے ہی برخاست کر دیا سب اُٹھ اُٹھ کے اپنے اپنے
خیمے کو گئے صاحبقران نے بھی خاصہ نوش کیا آرام فرمایا صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری بارگاہ میں آئے بادشاہ اسلام
نے مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردار آکر جمع ہوئے اتفاق کا رنگاہ صاحبقران کی فرخ شہسوار قلندر کے
دنگل پر پڑی خالی پایا بے اختیار دل بھر آیا بادشاہ اسلام سے پوچھا کہ فرخ شہسوار کہاں ہے شہنشاہ گیتی پناہ نے
آبدیدہ ہو کر حال فرخ کے مارے جانے کا بیان کیا اور فرمایا کہ سر فرخ شہر نگونشیبہ کو لقا نے بھیج دیا لاشہ بے سر
اُسکا ہمنے زمین میں سپرد کر دیا ہے صاحبقران زمان یہ سنکر خوب روئے زانو پر ہاتھ مارکر بہت افسوس کیا بعد اسکے
فرمایا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا شخص کہ پانچ ہزار روپیہ ہمسے لے اور سر فرخ کا شہر نگونشیبہ سے لائے کہ ہم سرکو
جسم سے ملا کر دفن کریں یہ کلام صاحبقران عالیمقام تمام نہ ہوا تھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب چرخ طراری ہنر ملا گہر
خواجہ عمرو بن امیہ نامور نے کرسی سے اُٹھ کر مجرا کیا اور یوں عرض پرداز ہوئے کہ غلام جاکر سر فرخ شہسوار کا
لائیگا اور دل میں یہ خیال کیا ای عمرو اثناء راہ میں شہر غنطلی آباد ہے وہاں جاکر ملکہ جادو سے ملاقات کیجیے بس وہ
پانچ ہزار روپیے اُٹھا لیے اور داخل زنبیل کیے اور اسباب عیاری بدن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہاں طہماس نے
ایک روز تو تامل کیا دوسرے دن طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی بجا شب تو سامان میں گذری
جسوقت صبح ہوئی دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہوئے طہماس لقا سے رخصت لیکر میدان میں آیا
یہ سلیح شوری کے مبارز طلب کیا ابرہا دیو چنگال بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر طہماس کے مقابلے کو
آیا بعد لگاوٹ زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے طہماس نے ساطور اپنا آرا لیے پر سے اٹھایا ادھر ہوا
خبردار کیکے مارا ساطور ابرہا کی سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا ابرہا نے دستانہ مارا ساطور نکلا خون جاری
ہوا زخم سر کو باندھ کر چو بدست طہماس کو ماری طہماس نے ساطور سے اُسے قلم کیا ابرہا نے غیظ میں آکر دونوں
چنگال آہنی طہماس کے سینے پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے میں در آئے دو فوارے خون کے جاری ہوئے
طہماس نے پلٹ کے رکابیہ ساطور مارا کہ شانہ ابرہا کا زخمی ہوا پھر ابرہا نے چنگال آہنی مارے کہ طہماس کیا
مگر گیند سے پر چنگال پڑے کہ مغز اُسکا پارہ پارہ ہوگیا طہماس مع گردن تہ و بالا ہوکر زمین پر گرا جوانان لشکر ایک
ابرہا پر دوڑ پڑے ابرہا بھی اُن پر جاپڑا ادھر سے اہل اسلام کمک کے واسطے آئے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار
چلنے لگی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے ادھر ابرہا کے زخم میں ٹانکے دیے گئے ادھر طہماس
کے زخم سیے گئے دونوں کے زخموں کا علاج ہونے لگا بعد ایک ہفتے کے طہماس نے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا میں بیٹھا شرابخواری کرکے ناچ دیکھنے لگا جب خوب نشہ شراب میں بدمست ہوا لقا سے کہا آپ طبل جنگ
بجوائیے کل میں پھر خدا پرستوں سے سامنا کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی
صاحبقران نے بھی حکم دیا لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر طرفین میں سامان جنگ
رہا صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے صاحبقران زمان مع سرداران لشکر اسلام ہمراہ تخت
بادشاہی کے معرکہ کارزار میں آکر زیر علم اژدہا پیکر قائم ہوئے تخت بادشاہی قلب سپاہ میں ٹھہرا دست راست
اور دست چپ کی طرف سرداروں کے پرے بندھ گئے اُدھر آمد لشکر کفر و ضلالت ہوئی لقا بے بقا تخت

بجنس پر سوار ہتیار رک خواصی مین بیٹھے کیرنگ شاہ زرائیل مع لشکر جرار ادھر اُدھر تمام سردار ایک طرف
طہماس بن عنقوبیل دیو پر وادیجی بنا ہوا دریاے آہن مین غرق کرگدن پر سوار ایک طرف آرابے پر ساطور سیاہ ھے
نوسومن کا گرز اُٹھاتا ہوا القصہ دونون لشکر مانند صف مژگان کے مقابل آکر کھڑے ہوئے جسوقت صفین آراستہ
ہوچکین اور چاؤشان بلند آواز نہیب دے کر چلے گئے طہماس لقا سے رخصت ہوکر میدان مین آیا مبارز
طلب کیا کئی سردارون کو مانند بہرام وغیرہ کے زخمی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا تتق اُٹھا اور ایک
نقابدار سفید پوش زیر سایۂ علم سبز رنگ نمایان ہوا کہ اُس علم کے سامنے علمہاے کفار بجبلہ سلامی جھک کر
گر پڑے ہر چند کفار نے علمون کو علم کیا مگر استادہ ہوکر بلند نہ ہوسکے اسواسطے کہ اُس علم پہ کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ لکھا ہوا تھا غرضکہ وہ نقابدار آکر ایک سمت کو قائم ہوا کہ ایک گرد اور ایک طرف سے اُٹھی اور اُس مین سے
پانچ نقابدار مع چالیس ہزار سوار دلیر و جرار کے دکھائی دیے کہ اُن مین ایک نقابدار کبود پوش تھا اور دوسرا نقابدار
زرد پوش تھا اور تیسرا نقابدار سیاہ پوش تھا اور چوتھا نقابدار سرخ پوش تھا اور پانچوان نقابدار
سبز پوش تھا وہ بھی سب آکر ایک طرف میدان کارزار مین کھڑے ہوے کہ طہماس بداساس نے پھر
مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے آواز گرز دم گاو دم نفیری شتری
دماموں کی بلند ہوئی اور نقابدار مرکب کو جھکا کر سامنے طہماس کے آیا پہلے تگا ورزن ہوا طہماس پکارا ای
نقابدار گم نام تو کون ہی کہ میرے مقابلے کو آیا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ہون
نام میرا تجھپر ظاہر ہو جائیگا طہماس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری تجکو میرے مقابلے مین لائی نقابدار
نے کہا کہ اب تجھے خود معلوم ہو جائیگا کہ تیری اجل آئی ہی یا میری قضا مجکو لائی ہی طہماس نے کہا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو لا وار کر نقابدار نے کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پیش دستی حریف پر کرین طہماس نے نیزہ نقابدار
کو مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعن کے بعد نقابدار نے نیزہ طہماس کا
ہوائی کیا طہماس آگ ہوگیا ساطور آرابے پر سے دو کر اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار کو ساطور
مارا نقابدار نے بڑھ کر ساطور کو روکا کہ پھل ساطور کا گذر گیا دستہ ساطور کا سپر پر پڑا کہ مرکب نقابدار کا
زمین مین غرق ہوگیا اور گرد وغبار کا تتق اُٹھا کہ نقابدار گرد مین پوشیدہ ہوگیا طہماس پکارا کہ نقابدار کی
خبر لو دیکھو کیا ہوگیا عیار نقابدار کا آکر گرد گرد کے چرخ مارنے لگا اور پکارا کہ ای رستم زمان نقابدار سفید پوش
عالیشان حریف زیادتی کرتا ہی نقابدار یہ آواز سنکر مرکب کو جھکا کر برق کے مانند سحاب گرد سے نکلا اور گرز گران
طہماس کو مارا طہماس نے چاہا کہ گرز کو بڑھ کر روکے کہ پاؤن گینڈے کے ہو سنبھلنے مین جا پڑے گینڈے نے ٹھوکر
کھائی گرز ساطور پر سے اچٹ کر شانے پر طہماس کے پڑا شانہ اُسکا اکھڑ گیا اور گینڈے کا سر پاش پاش ہوگیا
طہماس مع کرگدن تہ و بالا ہوکر گرا جب دامن خاک چاک ہوا عیارون نے آکر طہماس کو بیہوش دیکھا
بس لشکر کفار نقابدار پر آپڑا نقابدار بھی لشکر کفار پر جا پڑا اُدھر وہ پانچون نقابدار اپنے لشکر کو لیکر یک
جنگ ہوے ادھر بادشاہ اسلام نے بھی لشکر اسلام کو براے مدد نقابدار بھیجا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی
غلغلۂ دار و گیر چار طرف میدان مین بلند ہوا قہار زرین کلاہ کو نقابدار سرخ پوش نے تہ شمشیر کیا
عاد باختری کو نقابدار سبز پوش نے مارا تحویل زرائیل کو نقابدار کبود پوش نے قتل کیا تحویل باختری
کو نقابدار زرد پوش نے مار لیا تحویل عقرب حشم کے نقابدار سیاہ پوش نے ایک ضرب تیغ سے

دو ٹکڑے کیے اس معرکہ جنگ میں بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوے کوئی آٹھ دس ہزار اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز ہوے دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی طرف کو پھرے امیر حمزہ صاحبقران نقابدار سفید پوش کی تعریفین کرتے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شب کو آرام فرمایا صبح کو باعزاز واکرام دربار فرمایا تمام سرداران عالیوقار و پہلوانان نامدار آکر مجتمع ہوے

نقابدار سفید پوش یعنی حارث بن سعد کا علم دین محمد مصطفی لیکر صاحبقران کے پاس آنا اور پیغمبری محمد مصطفیٰ کی خبر دینا اور صاحبقران کا پھر چارون نقابدارون کو یعنے ہاشم واسد و ہرمز بردعی و قران کا آنا اور سبکا مع لشکر دین محمد قبول کرکے جشن کرنا اور اُس علم پر کلمہ طیبہ لکھا تھا

خبر پہونچی کہ نقابدار سفید پوش علم سبز لیے ہوے آتا ہے اور اُس علم ذہی حشم پر کلمہ طیبہ واسم مبارک جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ لکھا تھا یہ خبر سنتے سے حمزہ صاحبقران دیادشاہ اسلام وجملہ سرداران عالیمقام بارگاہ سلیمانی سے استقبال کو باہر نکلے اور آکر علم کے پھریرے کو بوسہ دیے اور آنکھون سے لگایا اور بارگاہ میں لیکر آے نقابدار نے نقاب اپنی منہ پرسے اُٹھائی دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہے امیر نے علم کا حال پوچھا حارث نے بیان کیا کہ مین نے طواف خانہ کعبہ کیا تھا جناب محمد مصطفےٰ شفیع روز جزا مالک ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو پیغمبری ہوئی ہے کہ وہ ختم المرسلین ہیں جانب رب العالمین سے ہین اور کلمہ اُنکا مینے پڑھا ہے مجھے فرمایا کہ تم یہ علم النصرت شیم لیکر لشکر حمزہ صاحبقران زمان مین جاؤ اور سبکو جاکر یہ کلمہ پڑھاؤ کہ دین تازہ رواج پائے اور رونق اسلام زیادہ ہوئے صاحبقران یہ سُنکے نہایت خوش ہوئے کہ ابتک حضرت ابرہیم علیہ السلام کا سب کلمہ پڑھتے تھے اب کلمہ محمد مصطفی پیغمبر خدا کا زبان پر جاری ہوگا اُسروز سے کلمہ طیبہ یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لشکر صاحبقران مین جاری ہوا صاحبقران نے کرب غازی سے فرمایا کہ تم جاکر ان پانچون نقابدارون کو لاؤ کہ یہ کلمہ پڑھکر وہ بھی مستفیض ہون کرب لادر اسیوقت روانہ ہوے اور چارون نقابدارون کو ہمراہ اپنے لائے نقابدارون نے صاحبقران وبادشاہ اسلام کو سلام کیا اور صاحبقران سے قدمبوس ہوے صاحبقران نے حارث بن سعید سے بغلگیر کروایا اور کلمہ طیبہ سے مشرف فرمایا بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ حالات سے تمھارے آگاہ ہون چارون نقابدارون نے یہ سُنکے نقابین چہرون سے اُٹھائین اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ہاشم شمشیرزن اور اسد شیردل اور الور شاہ ہرمز بردعی مہتر قران حبشی ہین وہ سب قدمبوسی کو جھکے صاحبقران نے گلے سے لگالیا اور بہت خوش ہوے مہتر قران نے سب حال اُنکی رہائی کا بیان کیا بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت دیا اب وہ لشکر نقابدارون کا آکر شریک لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے تازگی دین کا جشن کیا عیش وعشرت مین مصروف ہوے ادھر نقالماس کے زخمون کے علاج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے آکر حال نقابدارون کے آنیکا اور کلمہ کے بدل جانیکا بیان کیا نقا نے کہا کچھ پروا نہین میرے استون قدرت اچھا ہوگئے تو ان سبکو ماریگا یہ کہکر صحبت شرابخواری وجلسہ رقص وسرود مین مصروف ہوا

دو کلمے داستان تعزیت نشان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کیے جاتے ہین

تعزیت کنندگان غازی و دیندار وحق شناس وغمزدگان برحال پر ملال خاصان حق پرستان نیک اساس اس داستان الم نشان کو باشک ریزی قلم اندوہ رقم صفحہ قرطاس مصیبت اساس کو یون تر کرتے ہین کہ مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار گریان ونالان لشکر اسلام سے فرخ شہسوار کا سر بُریدہ لینے کو روانہ ہوے تھے دن بھر رہروی بصد تیز رفتاری کرکے شام کو شہر ارشوش حصار مین پہونچے صورت اپنی

کاروان صحرا مین اُترے رات تو وہان بسر کی صبح کو شہر کی سیر کو روانہ ہوئے ناگاہ شمار یہ اور عنا ملا اور نوشتا آباد کو دیکھتا
ہوا نواح عنطلی آباد مین پہونچا یل طلا سے اُتر کر چمنستان مین آیا اور ایک قلعہ دیکھا کہ ہر برج اور ہر کنگرہ سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہیں خیال مین گذرا کہ عنطلی آباد تو پہونچے لیکن ملکہ جادو سے کیونکر ملاقات ہو اسی تصور مین چلا جاتا
تھا کہ ایک آواز آئی ارے کھڑا رہ کہان جاتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ آواز کسکی ہی دلمین کہا کہ یہ مقام جادوگرون کا ہی
جلد یہان سے نکل چل حیرت و خیر کر کے چلا تھا کہ پھر آواز آئی ارے کیون بھاگا جاتا ہی عمرو کب کسی کی سنتا ہی سر پر پانون رکھ کر
دوڑا بلکہ بدحواسی مین گلیم عیاری بھی اوڑھنا بھول گیا کہ پھر صدا آئی کہ اب آ گئے نجا سکے گا عمرو نے دیکھا کہ زمین نے پانو
پکڑ لیے اور ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سامنے دکھائی دیا اور خشم در دن مین برابر عمرو کے آ گیا عمرو نے سلام
کر کے پوچھا اے شاہ جادوان آپکا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے شجرۂ جادو کہتے ہین میرے گھر مین شادی ہی مجھے پانچ آدمیون کا
گوشت چاہیے ہی کہ مہمانون کو کھلاؤن تمہین ایک تو ملا ہی عمرو نے کہا گوشت میرے بدن مین کہان ہی فقط پوست اور
استخوان ہی اور مین مرد افیونی ہون بہت سی افیون کھاتا ہون میرا گوشت استخوان مثل ایلوے کے تلخ ہوگا اُسنے کہا مین افیون
تجھے نہ دونگا اور فربہ کر کے کھاؤنگا ہر چند عمرو نے الحاح و زاری کی مگر اُسنے کچھ نہ سنا اور اسم سحر کا پڑھکر عمرو پر دم کیا
کہ عمرو ایک ہرن کی شکل ہو گیا شجرۂ جادو نے کہا اب تو اس صحرا مین چند دن رہکر فربہ ہو لے تو تجھے لیجا کر کھاؤن یہ کہکر شجرۂ جادو
پر پرواز پیدا کر کے اُڑا ہوا چلا گیا عمرو بصورت آہو اُس مرغزار مین پھرتا تھا اور روتا تھا قضاے کار ایکروز ملکہ جادو
شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو چمنستان عنطلی آباد مین آئی گلشن جادو اور گلستان جادو یہ دو ہمنشین اور کچھ کنیزین وغیرہ
قریب ساٹھ ستر عورتون کے ساتھ تھین ایک مقام بافضا مین فرش کرا کر بیٹھین اور گائنین سامنے آ کر موجود ہوئین
بزم رقص آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آئے ملکہ جادو نے گلشن جادو و گلستان جادو سے کہا کہ اُس روز کا
عمرو کا گانا یاد ہی دونون نے عرض کیا بلا بون عمرو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ملکہ جادو آبدیدہ ہوئی کہا دیکھیے اب اُس سے
کب صحبت نصیب ہوتی ہی یہان یہ باتین ملکہ جادو ہمنشینون مین اپنی کر رہی تھی کہ عمرو بصورت آہو گھاس چرتا ہوا وہان پہونچا
اور ملکہ جادو کو دیکھکر دلمین کہا الحمدللہ کہ وقت اخیر مین اپنے معشوق کو دیکھ لیا اور قریب اُس جلسہ کے آیا ملکہ جادو نے دیکھا
کہ ایک ہرن آدمیون مین چلا آیا ملکہ سمجھی کہ یہ ہرن کسی کا پالو ہی یہانتک کہ عمرو بصورت آہو آ کر ملکہ جادو کے قدمون پر
لوٹنے لگا ملکہ پیار کرنے لگی آہو وہین بیٹھگیا صورت ملکہ کی دیکھنے لگا شراب کی گلابی سے منھ لگا دیا ملکہ نے پوچھا شراب پیے گا
ہرن نے گردن ہلائی کہ ہان پیونگا ملکہ نے جام شراب بھر کر جو دیا وہ ہرن پی گیا اشارہ سے ہرن نے شراب اور مانگی ملکہ نے کہا مجھے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہرن آدمی ہی کسی ساحر نے اسے جانور بنا دیا ہی یہ بات ملکہ کی سنکر وہ آہو رونے لگا اُس سردار غزالان حسن کو یقین
ہو گیا کہ یہ ضرور انسان ہی حیوان اصلی نہین گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ یہ آدمی ہی کسی ساحر نے اسے ہرن
بنا دیا ہی آہو نے پھر سر ہلا کر اشارہ کیا کہ ہان سچ ہی گلشن و گلستان نے عرض کیا کہ بلا بون واری جاؤن پھر اسے آدمی
بنایے ملکہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکر اُس آہو پر دم کیا وہ آہو زمین پر لوٹنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے لوٹ پوٹ کر بصورت اصلی
یعنی آدمی بن گیا اب ملکہ جادو نے دیکھا کہ یہ تو عمرو ہی نہایت مسرور ہوئی پکاری کہ خواجہ تم یہان کہان اور کیا آفت ناگہانی تم پر
آئی یہ کیسے آہو تمکو بنا دیا عمرو نے کہا اے ملکہ مین ایک فرنگوشیہ کو جاتا تھا ادھر فقط تمہاری ملاقات کیواسطے آیا تھا
کہ شجرۂ جادو نے مجھے اس حال کو پہونچا دیا گلشن و گلستان بولین کہ تمہارے آنے سے قبل ذکر تمہارا ہوا تھا ملکہ تمہین
بہت یاد کرتی تھین عمرو نے کہا کہ اپنے جان نثار کو سبھی یاد کرتے ہین غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا عمرو کو کھلایا آپ بھی کھایا پھر
کہا خواجہ ہم تمہاری نوازی کے کمال مشتاق ہین عمرو بولا مین موجود ہون ملکہ جادو نے حفاظت کیواسطے اسم سحر کا پڑھکر

گر چبوترے کے دم کر دیا کہ ایک حصار شیشے کا بنگیا اور اُسمین شبکے تھے ہر شبکے مین خوشہ مروارید آویزان تھے غرضکہ عمرو نے
سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور آپ جوڑی ہفت پیوند کی نکالی اور قفلیان درست کر کے بجانا شروع کیا ایسا ایسا بجایا اور
ایسا ایسا گایا کہ طائر آشیانے چھوڑ کر محویت کے عالم مین عمرو کے برابر آ کے سایہ فگن ہوے جتنے اہل صحبت تھے بیخود تھے
برائے تحسین و آفرین کی آواز چلی آتی تھی ملکہ جادو کا یہ عالم تھا کبھی اُف کہکے دل پکڑ لیتی تھی کبھی آنکھون مین آنسو بھر
لاتی تھی وہ دمسازی نہ تھی گویا سحر سازی جادو طرازی تھی خواجہ عمرو نے صبح تک بجایا بعد اُسکے سب سو رہے دو پہر دن چڑھے
ملکہ بیدار ہوئی اور سب بھی اٹھے کھانا کھایا سیر تماشے مین سبزہ زار کے مصروف ہوے رات کو پھر وہی صحبت برپا ہوئی دوسرے روز
ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب تم اپنے کام کو جاؤ جب وہان سے پھرنا تو ہمسے ملاقات کرتے جانا اور گلشن جادو نے کہا کہ خواجہ کو
سرحد غضنفر آباد سے باہر نکال آؤ خواجہ بحال زار با چشم اشکبار وہانسے روانہ ہوا آذر کوہ اور قلعہ زر نگار اور مشتری
حصار اور ہر جمع حصار اور شہر خرم کو طے کرکے پُل کفیل پر سے گذرا ملک فرنگوشیہ مین عمرو پہونچا صورت اپنی تبدیل کیے
ہوے سیر کنان چلا آتا ہے کہ چوک مین ایک دکان پر ہجوم خلائق نظر پڑا آدمیونکی بھیڑ ہٹا کر اُس مجمع کے برابر آیا دیکھا
کہ ایک طفل مہر طلعت چہرہ آفتاب سے مانند درخشان نو دس برس کا سن دریائے جواہر مین غرق مسند جاہ و جلال پہ
متمکن خال سبز بر خیبر رنگ ہاشمی ہویدا ہے سب علامتین اولاد صاحبقرانی کی اُسکے چہرے سے پیدا ہین دبدبہ شان و شوکت
نمود عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ اولاد صاحبقران یہان کہان عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے اُسنے کہا
کہ یہ بیٹا ہے ملک التجار فرخ بازرگان کا نام اسکا ملک ایرج ہے اور مجمع خلائق سب دیکھنے کیواسطے ہے دلمین اپنے کہا اے عمرو
پاس اسکے چلکے بیٹھیے اور حال فرخ شہسوار سے سرکا بھی دریافت کیجیے القصہ وہانسے علیحدہ ہو کر ایک گوشے مین آکر
رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر کی صورت بنکر پوشاک فاخرہ پہنکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر اُس مجمع کے اندر
آیا دکان کے پاس پہونچکر ایرج سے صاحب سلامت کی ایرج نے جو ایک شخص جلیل القدر کو دیکھا تعظیم کی اور بلا کر اپنے
پاس بٹھایا عمرو نے اب غور سے دیکھا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ کی صورت سے بہت مشابہ پایا بہت حیرت مین آیا
ایرج نے عمرو سے باتین کرنا شروع کین حال پوچھا کہ آپ کون ہین اور کب سے اس شہر مین آے ہین عمرو نے کہا کہ مین
آج ہی آیا ہون اور جہاز میرے پیچھے آتے ہین اور کچھ جواہر بیش بہا اپنے پاس سے نکال کر ایرج کو دکھایا ایرج نے کہا
مین جوہری کو بلا دونگا اور اسباب بھی بکوا دینگے عمرو نے پوچھا مین نے سنا ہے کہ سرپسر حمزہ کا طول زنگی کے گلے
مین پڑا ہوا یہان آیا ہے ایرج نے کہا کہ ہان سرپسر حمزہ کا آیا تھا یہان کا بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ ہے اُسنے
طول زنگی کو چاہا تھا کہ دین بہر اعظم آفتاب تابان کا قبول کرے طول زنگی نے انکار کیا بلکہ کلمات سخت کہے مالک
بن ملکوت شاہ نے طول زنگی کو مع سرپسر حمزہ قلعہ آفتاب نما مین بھیجدیا طول زنگی وہان قید ہے الغرض عمرو حال دریافت
کرکے اُٹھا کہا اب مین جاتا ہون ایرج نے کہا آپ میرے یہان مہمان رہیے عمرو نے کہا کہ مین تردد مین ہون مال و اسباب
میرا آلے تو تمھارے یہان آکے رہونگا عمرو یہ کہکر چلا اور قلعہ آفتاب نما کا راستہ لیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ
بالاے کوہ ہے اور گرد اُسکے دریا ہے اور کشتیون کا پل بندھا ہوا ہے اسی پر لوگ قلعہ مین آتے جاتے ہین عمرو بھی صورت بدلے ہوے
پُل پر سے گذر کر قلعہ مین پہونچا اور ایک گویے کی شکل بنکر دروازے پر قلعہ کے بیٹھکر رباب کو بجانا شروع کیا اور گانے لگا آمد
و روند کا ہجوم ہو گیا اور جو جسکو ممکن ہوا اپنی حسب اوقات عمرو کو دینے لگا قضاے کار بادشاہ اس قلعہ کا اپنے قلعہ مین بیٹھا
ہوا بیرون قلعہ کی سیر کر رہا تھا آواز سرود کی کان مین پہونچی گانیکی صدا سنکے بیچین ہو گیا چوبدار بھیجکر عمرو کو بلوایا جب
عمرو سامنے اُسکے آیا سلام کیا دعا دی بیوت آفتاب پرست نے عمرو سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اور کہان سے آیا ہے عمرو نے

کہا کہ مین کلالوت ہون نیر اعظم آفتاب تابان کا اور نام میرا مُغنی قدرت ہی ازبسکہ تمھارے پاس خدا پرست کا پیر قید
مین ہی لہذا آفتاب تابان تم پر بہت مہربان ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ میرے بندونکو جا کر مخظوظ کر موت آفتاب پرست نہایت خوش
ہوا اور انکو صحبت عیش مہیا کی اور کہا ای مغنی قدرت اب کچھ گاؤ مغنی قدرت نے سازندونکو شریک کرکے رباب بجایا اور
گانا شروع کیا ایسا گایا بجایا کہ سب عالم محویت مین بیخود ہوگئے موت آفتاب پرست بہت خوش ہوا اور انعام بہت کچھ دیا
اور جتنے سردار بیٹھے تھے اُن سب نے قدرے قدرے دیا مغنی قدرت نے کہا ای بادشاہ اور کچھ کمال بھی میرا دیکھیے گا موت نے
پوچھا کہ اور کیا کمال تجھ مین ہی اُسوقت مغنی قدرت نے کہا اگر میخانہ میرے حوالے کر دیجیے تو کیفیت رقص غنائی اور
اس سے زیادہ عمدہ دکھاؤن اور ساقی گری بھی کرتا جاؤن یعنی پاؤن سے ناچون مُنھ سے گاؤن ہاتھ سے جام شراب
لبریز کرکے پلاؤن موت نے کہا کہ پیر میکدے کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا حکم دیا کہ سب میخانہ مغنی قدرت کے حوالے کردو
یہ جو چاہے کرے عمرو نے میخانہ مین آکر تمام شراب کو بیہوشی آلودہ کرکے عالمکو پہلے تقسیم کی اور تحفہ شراب گلابیون مین
بھر کر کشتیون مین لگا کر صحبت مین لایا جام لبریز کرکے ناچتا گاتا چلا اور پہلے بادشاہ کو لاکر پلایا بعد اُسکے تمام صحبت
والون کو ایک جام دیا ساری صحبت عمرو کی ساقی گری کی تعریف کر رہی تھی مگر جبتک وہ شراب پی لی از خود رفتہ و مدہوش
ہوکر عجیب و غریب حرکتین کرنے لگا عمرو نے پہلے ہی حال طول زنگی کا پوچھ لیا تھا اسکو معلوم تھا کہ سامنے حجرے مین
قید ہی جب تمام صحبت بھر مین کسی کو مطلق ہوش نرہا سب بیخود ہوگئے عمرو نے پہلے تمام مال و اسباب صحبت کا لوٹا اور
موت آفتاب پرست کی داڑھی مونڈی اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین اُسکے باندھ دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای ملکوت شاہ
آگاہ ہو کہ طول زنگی تیرے پاس قید تھا اور سر لسبیر حمزہ کا اُسکے گلیمین پڑا تھا لہذا منم مہر سپہر عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار عیار حمزہ صاحبقران عالیوقار گویا
بنکے تیری صحبت مین داخل ہوا اور تجھے بیہوش کرکے طول زنگی کو مع سر لسبیر حمزہ کے لیگیا اور رسم اونابکار آفتاب پرستو
عمرو کا یہ قاعدہ ہی ہر کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہی جو اُسے داڑھی کا خراج دیتا ہی اُسکی داڑھی رہتی ہی ورنہ منڈ جاتی
ہی اگر تو خراج دیگا تو داڑھی تیری رہیگی نہین تو منڈ جایا کریگی اور حجرہ کھول کر آیا طول زنگی کو کھانا کھلایا اور بیہوش
کرکے زنبیل مین ڈال کر قلعہ کے دروازے کے اوپر ٹھہر رہا صبح کو جب دروازہ کھلا پہلے نکل کر عمرو راہی ہوا یہان صبح کو
موت آفتاب پرست مع اہل محفل ہوش مین آیا اپنا اور تمام اہل محفل کا حال خراب پایا دیکھا کہ مونچھ مین ایک کاغذ
بندھا ہی اور داڑھی ندارد چہرہ صفا چٹ میدان ہی خس و خاشاک کا نام نہین کاغذ جو موت شاہ نے پڑھا
معلوم ہوا کہ عمرو یہ گت بنا کر چلا گیا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا بہت منفعل و خجل ہوا عمرو یہان سے چلا شہر عنظلی آباد
مین پہونچا ملکہ جادو نے ساحرونکو لگا رکھا تھا وہ جادوگر عمرو کو ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے شہر عنظلی آباد
کی عمرو کو سیر کرائی عمرو صورت اپنی بدلے ہوے ساتھ گلشن جادو اور گلستان جادو کے تمام شہر عنظلی آباد مین
پھرا اُنکو ملکہ جادو کے پاس ہا خوب گایا بجایا صبح کو ملکہ نے وعدہ کیا کہ جب لشکر صاحبقران یہان آئیگا تو مین
اُنکی مدد کرونگی یہ کہکر عمرو کو سرحد عنظلی آباد سے باہر پہونچا عمرو وہان سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے لشکر صاحبقران کا
کہ رستم زمان شہزادہ علم شاہ نوجوان اپنے خیمے سے آتے تھے اور بارگاہ سلیمانی مین جاتے تھے کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا
اور علم شاہ کو اُٹھا لیگیا یہ خبر صاحبقران کو ہوئی نہایت پریشان ہوے فرمایا تلاش کرو سرکاری ملازم اور
سانڈنی سوار چہار طرف روانہ ہوے لوگ جستجو علم شاہ کی کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو سر فرخ شہسوار کا لیے ہوے
مع طول زنگی کے پہونچا صاحبقران کو اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا اور سر فرخ شہسوار کا زنبیل سے نکال کر سامنے

رکھدیا صاحبقران نے سر فرزند کا اپنے سینے سے لگا لیا اور خوب روئے تمام سردار اشکبار ہوئے گویا غم فرخ شہسوار
تازہ ہو گیا الغرض بعد گریہ و زاری اور ماتم داری کے سر کو جسم سے ملا کر قبر مین دفن کیا قرآن خوان قبر پر مقرر ہوئے
بخورات ہونے لگے شامیانہ زربفتی قبر پر کھنچوایا آپ ان سبکو تو ماتمداری مین شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کے رہنے دیجیے

دو کلمے داستان حیرت بیان علم شاہ عالیشان کے تحریر ہوتے ہین

واقعہ خوانان شیرین زبان و منشیان خوش بیان مشاطہ کلک جواہر سلک سے اس داستان عجائب نشان کو
یون زیب قلم لاتے ہین کہ جب رستم پیلتن و پیلکش شکنندہ دو پیل ہندی رگیتیان فرنگی یعنی شہزادہ علم شاہ فرزند
دلبند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو پنجہ اٹھا لیگیا اور کرتہ ہوا مین پھینکسکر صدمہ باد تند سے بیہوش ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑا ہوا پایا علم شاہ نے
پوچھا تو کون ہے اور کیون مجھے اٹھا لایا ہے دیو نے کہا مین تجھے قلعہ الشتی حصار کو لیجاؤنگا لیکن اسوقت
میرے خیال مین آیا کہ مدت سے گوشت آدمی کا نہین کھایا اب کھانا چاہیے اسواسطے آسمان سے
اترکر یہان ٹھہرا ہون اب مین منہہ کھولتا ہون تو میرے منہہ مین کود پڑ مین تجکو یونہین نگل جاؤن دانت
نہ لگاؤن کہ تجکو اذیت ہوگی علم شاہ نے کہا کہ او تیرہ روزگار تو غافل پاکر مجھے میرے لشکر سے اٹھا لایا
تو نے بڑا غضب ڈھایا اب مین تجھے بے مارے نچھوڑونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا دیو ہنسا کہا کہ تو مجھے ڈراتا ہے
یہ کہکر ہاتھ دوڑایا کہ اٹھا کر منہہ مین رکھلون علم شاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ منہ کے بل وہ دیو
سامنے آیا علم شاہ نے بقوت تمام سر پر ایک گھونسا لگایا کہ مغز اسکا پھٹ گیا گر کر واصل جہنم ہوا مگر علم شاہ
مار کر اس دیو کو پچھتائے کہ اب خدا جانے کدھر جاؤن اور کہان سرگردان پھرون ناچار وہان سے ایک
طرف کو روانہ ہوئے چلتے چلتے دوپہر آگئی دیکھا کہ ایک چرواہا کچھ بکریان اور بھیڑین چرا رہا ہے پیاس کا
غلبہ تھا اس گڈریے کے قریب آکر جو دیکھا تو اس چرواہے کے چہرے سے آثار سرداری و سالاری ظاہر
تھے دل مین اپنے کہا کہ یہ گڈریا نہین ہے کوئی سردارزادہ ہے الغرض علم شاہ نے اس گڈریے سے کہا کہ
مین بہت پیاسا ہون اسنے جلدی سے ایک بکری کا دودھ دوہ کے علم شاہ کو دیا علم شاہ دودھ پیکر سیر و
سیراب ہوئے اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر تو مجکو ہرگز چوپان نہین معلوم ہوتا ہے اسنے
جو یہ کلمہ سنا رونے لگا اور کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون عجب مصیبت مین گرفتار ہون اور آپ میرا
حال سنکر کیا کیجیے گا علم شاہ نے کہا تو بیان تو کر خدا چاہے تو تیری مصیبت دور ہو جائیگی چوپان نے
کہا شاید آپ خدا پرستون مین سے ہین علم شاہ نے کہا کہ مین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران زمان کا ایک
دیو میرے لشکر سے مجھے اٹھا لایا تھا اس صحرا مین واسطے کھا جانے کے مجکو اتارا مین نے اس دیو کو مارا اگر تباہ
و سرگردان پھر رہا ہون اسوقت چوپان نے اپنی تمام مصیبت بیان کی کہا کہ اے شہریار یہان سے
قریب ایک دربند ہے کہ اسکو دربند خسروانہ کہتے ہین وہان کا مین حاکم تھا اور اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا
اتفاقاً قرطاس یکفزلی سپہ سالار سعد سرخ مو حاکم سعدانیہ کا بھی اس نازنین کی محبت کا دم
بھرتا تھا اور مجھسے وہ نہایت رشک و حسد کرتا تھا چنانچہ سعد سرخ مو قرطاس یکفزلی اپنے سپہ سالار
کی خاطر سے فوج لیکر آیا اور مجکو گرفتار کر لیا اور دربند میرا اپنی حکومت سے چھین کر قابض ہوا اور قرطاس یکفزلی
کی شادی میری معشوقہ کے ساتھ کر دی بعد اسکے مجھسے کہا کہ تو میری بکریان چرایا کر نہین تو مین تجھے

مار ڈالونگا جب سے مین نے چار ناچار جو پانی اختیار کی اور چند مدت سے یونہین اوقات اپنی بسر کرتا ہون علم شاہ نے
کہا اے خسرو اگر تو مسلمان ہو جا تو مین سعد سرخ مو کو سزائے سخت دون اور تیرا دربند تجکو دلا کر حاکم سابق دستور
کر دون اُسنے کہا اے شہریار جسوقت آپ اُسے زیر کرینگے اور مجھے حاکم شہر کر دینگے بیشک اسلام لاؤنگا علم شاہ نے
کہا کہ تو مجھے راستہ شہر سعد اپنے بتا دے خسرو نے نشان بتا دیا وہان سے علم شاہ نے دربند خسروانیہ
کا راستہ لیا دوسرے دن صبح کا وقت تھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا جب دامن گرد چاک ہوا
علم شاہ نے دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل گرز گران سنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیے ہوئے پانچہزار سوار کے
ساتھ مین آتا ہے علم شاہ ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہو رہے اور تماشا دیکھنے لگے کہ ایک شخص کی نگاہ
جو پڑی حسن و جمال بیمثال اور جاہ و جلال و شوکت و اقبال شہزادہ ملک خصال کا دیکھکر حیران ہوا
قرطاس سے کہا کہ عجب ایک جوان حسین زیر درخت کھڑا ہوا ہے آجتک ایسا جوان رعنا نہین دیکھا قرطاس نے
کہا ہمارے پاس اُسے بلا لاؤ ایک شخص علم شاہ کے پاس آیا سلام کیا اور کہا آپکو قرطاس یکضربی نے
بلایا ہے علم شاہ نے پوچھا کہ قرطاس کون ہے اور کہانسے آتا ہے کہان جائیگا اُسنے کہا کہ سعد سرخ مو کا یہ
سپہ سالار ہے کچھ تحفے لیے ہوئے شہر آتش حصار کو جاتا ہے علم شاہ نے کہا کہ مجھے اُسکے پاس جانے سے
کیا سروکار ہے اُسنے عرض کیا کہ فقط ملاقات منظور ہے علم شاہ نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس چلا آئے
اُسنے جاکر قرطاس سے یہ سب گفتگو بیان کی قرطاس نے کہا کہ مین خود جاکر دیکھونگا یہ کہکر گھوڑا اپنا بڑھا کر
قریب علم شاہ کے آیا جسوقت چہرہ علم شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی عجب دبدبہ اور شان و شوکت دیکھی کہ دنگ
رہگیا پوچھا اے جوان تو کون ہے حال اپنا بیان کر علم شاہ نے تمام حسب و نسب اپنا اور حقیقت یہان پہنچنے
کی بیان کی اور کہا کہ جاتا ہون سعد سرخ مو کی تنبیہ کرنیکو کہ اُسنے خسرو پر ظلم کیا ہے کہ ملک اُسکا چھین
لیا ہے قرطاس یکضربی نے یہ سُنکر کہا کہ اے عزیز تو اپنے تئین بڑا شجاع اور بہادر جانتا ہے سعد سرخ مو
میرا بادشاہ ہے پہلے مجھسے سامنا کر لے پھر سعد سرخ مو سے مقابلہ کرنیکو جانا علم شاہ نے کہا
مین موجود ہون قرطاس سے کہا جو حربہ رکھتا ہو لا علم شاہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام مین
پیشدستی کرنا ہمارا دستور نہین ہے قرطاس نے کہا اچھا خبردار ہو اور نیزہ اُٹھاکر مارا علم شاہ نے نیزے کو
نیزے پر لیا چند طعن مین نیزہ قرطاس کے ہاتھ سے نکالدیا قرطاس نے غضب مین آکر گرز گران سنگ مارا علم شاہ
نے سپر پر گرز کو روکیا وہ گرز زمین پر گر پڑا اگرد اُڑی کہ سب لوگ گرد مین ہوگئے علم شاہ اُس تتق گرد مین سے
نکلے تھے کہ قرطاس نے دوسرا گرز کا وار کیا وہ بھی علم شاہ نے رد کر دیا قرطاس نے تیسرا حملہ کیا ابکی
علم شاہ نے کلہ عمود پکڑکر جھٹکا دیا اور گرز اُسکے ہاتھ سے علم شاہ نے چھین لیا قرطاس نے جھپٹکر تلوار کا وار کیا
علم شاہ نے ایک تھپکی دیکر تلوار بھی چھین لی قرطاس علم شاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد
علم شاہ نے لنگر اُسکا توڑکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ دین اسلام
قبول کر لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر قرطاس یکضربی نے کہا اے شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی لاکھ لاکھ
لعنت لقا پر اور اُسکے پرستارون پر مگر ایک التماس ہے کہ میری زوجہ خسرو کو نہ دیجیے گا علم شاہ نے کہا تو خاطر جمع
رکھو ایسا نہین ہوگا القصہ قرطاس نے اپنے ہمراہیونکو بلا کر کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا تم اسلام
قبول کرنے مین کیا کہتے ہو سب نے جواب دیا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین غرضکہ ساتھ والے بھی قرطاس یکضربی کے

مسلمان ہوئے قرطاس نے اُسی مقام پر خیمہ برپا کیا علم شاہ کو خیمہ مین لیگیا دعوت وضیافت کی دوسرے دن علمشاہ
کوچ کرکے شہر سعد انیہ پر آئے یہ خبر سعد سُرخ مُو کو ہوئی کہ لشکر حمزہ بارادۂ رزم وپیکار آتا ہے قرطاس کفیلی نے اُس سے گریز
ہوکر دین اسلام قبول کیا اور اطاعت اختیار کی چنانچہ وہ بھی لشکر حمزہ کے ساتھ ہے یہ سُنکر سعد سُرخ مُو لشکر لیکر شہر سے باہر آیا
مقابل مین لشکر علم شاہ کے خیمہ استادہ کرایا داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب خواری ہونے لگی نشہ شراب مین آکر
طبل جنگ بجوایا اُسوقت لشکر علم شاہ مین بھی نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی رات بھر جانبین مین سامان جنگ رہا صبح کو
عرصۂ کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال نقبائے بلند آواز نشیب دیکر چلے گئے قاہر
دربندی سعد سُرخ مُو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قرطاس نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو نکلے
علمشاہ نے اُسے نجانے دیا آپ جاکر مقابل کیا بعد لگاورزنی اور ہم سنجی کے قاہر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری علم شاہ نے سپر پر روک کر جواب ہاتھ تیغہ گیتان فرنگی کا مارا مع مرکب قاہر دربندی کے
چار ٹکڑے ہوئے علم شاہ نے پھر مبارز طلب کیا سعید دربندی مقابلے کو آیا اور آتے ہی حملہ آور ہوا علمشاہ نے
حملہ اُسکا رد کرکے ہاتھ تیغہ گیتان کا کمر پہ مارا شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے علم شاہ نے پھر مبارز طلبی کی
طاہر سُرخ مُو مقابلے کو آیا او برابر آ کے تلوار کا وار کیا علم شاہ نے تلوار اُسکی چھین کر کمربند کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر آسمان کیطرف اُچھال دیا اور گرتے ہوئے ہاتھ تیغہ کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا جب
سعد سُرخ مُو نے دیکھا کہ اُسکے تین پہلوان زبردست تھا دونکو مار ڈالین کہا کہ اس سے کوئی عہدہ برا
ہنو گا فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو چالیس ہزار سوار چہار طرف سے علم شاہ پر ٹوٹ پڑے علمشاہ
بھی تلوار پکڑ کے نعرہ کرتے ہوئے فوج پر گرے خوب تلوار چلی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے دریا خون کا بہا دیا
علم شاہ بھی لڑتے ہوئے قریب اُس بادشاہ سعد سُرخ مُو کے پہونچے رفقائے سعد سُرخ مُو جانبازیان کھانے لگے
علم شاہ اُن سبکو مار کر برابر تخت سعد سُرخ مُو کے آئے سعد سُرخ مُو نے تلوار ماری علم شاہ نے جھپک کر تلوار چھین لی
اور کمربند دست ہاتھ سے تھام کر تخت سے سعد سُرخ مُو کو اُٹھا کر اور سر سے بلند کرکے کہا کہ دین اسلام قبول کر
اور لعنت کر دین لقا پرستی پر اُسنے کہا کہ ایک شرط ہے علم شاہ نے کہا وہ شرط کیا ہے بیان کر کہا کہ اگر شہر آتش حصار
کو آپ فتح کر دین تو مین دین خدا پرستی بصدق دل قبول کرون علم شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے سعد سُرخ مُو
کو چھوڑ دیا سعد سُرخ مُو نے پکار کر کہا کہ ای سردار وا ے لشکریو مین نے اطاعت اِس شہریار کی قبول کی اب
کیون لڑتے ہو جنگ وجدل موقوف کرو سب تھم گئے تلواریں میان مین کین سعد سُرخ مُو علم شاہ کو ہمراہ لیکر
شہر مین آیا دعوت وضیافت کی علمشاہ نے پہلے خسرو دربندی کو بلایا اور سعد سُرخ مُو سے دربند کی حکومت خسرو کو
دلوا دی بعد اُسکے کہا ای سعد سُرخ مُو ہم شہر آتش حصار پر جاینگے اور بتائید ایزدی اُسے بھی فتح کرینگے سعد سُرخ مُو نے
کہا ای شہریار آپ وہان نجایئے مین بصدق دل اسلام لاچکا ہون علم شاہ نے فرمایا کہ ہم لوگون کا قاعدہ یہی ہے
کہ جس امر کا ارادہ کرتے ہین جبتک اُسکو انجام نہین پہونچاتے ہین آرام نہین لیتے ہین تم اپنے شہر مین رہو مین وہان تنہا
جاؤنگا سعد سُرخ مُو نے کہا کہ ساحر وہان کے بڑے زبردست ہین وہان سب کارخانہ طلسم کا ہے آپ وہان نجایئے
علم شاہ نے نمانا اور چند آدمیون سے طرف شہر آتش حصار کے کوچ کرکے روانہ ہوئے اس قصہ کو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان جنگ نشان لشکر اسلام ولشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

بہادران ودلیران میدان جدال وقتال وشجاعان صاحب جلال وشوکت واقبال معرکہ آرائے سرداران لشکر اسلام

بصد صفدری و جوانمردی یون قلم بر داشتہ تحریر کرتے ہیں کہ طہماس بد اساس جب ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے
زخمی ہوا اور وہ نقابدار سفید کون ہی حارث بن سعد ہو جو نشان دین محمدی کا علم کعبہ سے لیکر آیا ہی اُسنے
طہماس کو زخمی کیا طہماس کے زخم کا علاج ہونے لگا بعد چند روز کے طہماس کے زخم اچھے ہوئے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا میں آیا پہلے پرستندگی بجالایا پھر دنگل پر اپنے بیٹھا شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشے میں چور ہوا لقا
سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں خدا پرستوں سے معرکہ آرائے نبرد ہونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر لشکر
اسلام میں ہوئی ادہر نقارۂ رزمی نواز شہر آیا رات بھر جانبین میں تیاری جنگ کی ہوئی صبح کو میدان داری کا سامان ہوا
دونوں لشکر مقابل ہو کر صف آرا ہوئے میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیب نقابت کرکے چلے گئے طہماس لقا سے اجازت لیکر میدان
میں آیا مبارز طلب کیا اسد بن کرب غازی اپنے مرکب کو جنبش دیکر بادشاہ اسلام سے رخصت طلب ہوا بادشاہ اسلام
فرمایا کہ تم قصد جنگ نکرو اور لوگ مقابلہ کرنیوالے ہیں اسد شیر دل نے عرض کیا کہ کیا حضور مجکو ایسا نامرد جانتے ہیں کہ رخصت
میدان حرب نہیں دیتے آپ دیکھو لیجیے گا ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام سرکشی اسکو بھلا دونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد
کیا کہ تمکو اختیار ہی اسد شیر دل بن کرب دلاور بجلی کیطرح کوندتا ہوا برابر طہماس کے آیا طہماس نے بارادہ
جنگ و رزم کرگدن سیاہ رنگ بڑھایا پہلے لگاورزن ہوا پھر حریفانہ لاف زن ہوا طہماس نے اسد کو للکارا
اسد شیر دل نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں برابر رہے اسد نے تلوار ماری
طہماس نے رد کی اسد نے دوسرا وار کیا اُسے بھی رد کیا اب اسد طہماس پر برس پڑا پیہم تلوارین مارنے لگا طہماس کا
یہ حال کہ بہ تیغ چشم بند کر تلوار روک رہا تھا جب ہاتھ اسد کا تھک گیا اور شست ہوا طہماس نے جو مہلت پائی ساطور
مارا اسد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو کاٹ کرتا دوابرو اُترا یا اسد نے دستانہ مارا ساطور ہاتھ سے نکل گیا
چادر خونکی منہ پر آ پڑی غش آنے لگا طہماس نے لشکر کیطرف دیکھکر پکارا کہ اسد زخمی ہوا لیجاؤ اسے اور کسیکو میرے
مقابلے کو بھیجو شاہزادہ خاور سیاہ قاسم ذیجاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اسپ شبرنگ خیز کو جولان کر
مقابلے کو آئے اسد کو لوگون نے ساتھ کرکے پھیر دیا آپ مصروف جنگ ہوئے بعد لگاورزی اور ہمہمی نیزہ بازی ہوئی
قاسم نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے ساطور مارا قاسم نے سپر آہنی کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو دو نیم کر کے
چار انگل سر میں اُتر آیا قاسم نے دستانہ مارا ساطور نکل گیا مگر اُسی حالت زخمداری میں تیغہ بلارک افراسیابی
کا ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی طہماس نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے طہماس کے نکل کے گینڈے پر پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی
طہماس مع کرگدن زمین پر گرا فوج کفار قاسم پر آ پڑی قاسم بھی کفار پر جا پڑے ترک خاوری قاسم کی مدد کو آئے جنگ مغلوبہ
ہو گئی دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے خیموں میں داخل ہوئے زخمیوں کے علاج ہونے
لگے بعد دو ہفتے کے طہماس نہایا بارگاہ میں لقا کی آیا لقا کو سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھا میکشی کرنے لگا جسوقت نشے میں مست ہوا
طبل جنگ کا حکم دیا گبر نگ شاہ نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کی آئے بعد دعا ثنا کے
عرض کیا کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرائے نبرد ہو بادشاہ اسلام نے کہا ہمارے بھی لشکر میں طبل
یزدانی و تبابیدہ ربانی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری گرجا میدان جدال و قتال گونجنے لگا چار پہر
رات غلغلہ سامان جنگ رہا صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے بعدہ آراستگی صفوف لشکر طہماس لقا کے سامنے آیا سلام کر کے
سجدہ کیا اجازت میدان چاہی اُس گبر نابکار نے دست تجبر اپنا پشت پر طہماس کے پھیرا اور کہا کہ جا تجکو میں نے نظر کردہ اپنا کیا اب کوئی ہیچ
تیری زمین سے نہ لگا سکیگا طہماس مجرا کرکے گینڈے پر سوار ہوا خوب سرایا میدان کا دکھایا پھر مبارز طلب کیا غازیان میدان ادر مجاہدان

تہور شعار نے قصد مقابلے کا کیا تھا کہ صاحبقران زمان نے سبکو منع کیا اور میدان کو قرق کروا کر خود بادشاہ اسلام
کے سامنے آئے اور مجرا کر کے اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بسم اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور جام کلہ عفریت
بھر کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نوش فرمایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر میدان میں سامنے طہماس کے آئے
طہماس گینڈا اور ڈر آکر نگاور زن ہوا دو قدم گینڈا طہماس کا پسپا ہوا اور تین قدم مرکب صاحبقران زمان پیچھے ہٹا
طہماس نے چمک مار کر گینڈے کو بڑھایا اور کہا کہ اے حمزہ ایکبار تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے اور آج پھر مقابلے کو آیا ہے تیار ہو
نقابے خدائے باختر آج بے فیصلہ کیے نہ پھرونگا یہ کہکر نیزہ کا وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے پر لیا ستر طعنے نیزہ
طہماس کا ہوائی گیا طہماس برہم ہوا اور ساڑھے نو سو من کا ساطور رکاب سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر مارا
صاحبقران نے سپر گرشت پر رد کا سپر میں نیچے پیدا ہوئے اور ساطور کو پکڑ لیا ہر چند طہماس نے زور کیا ساطور
نہ چھوٹا طہماس پکارا کہ اے حمزہ یہ عجب طرح کی سپر ہے کہ ساطور کو چھوڑتی نہیں امیر نے کہا اے طہماس میں اس سپر کو جو ہے
کی پناہ نگرتا اگر منظور ہے کہ نہ میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوں نہ تجکو میرے ہاتھ سے گزند پہونچے میں چاہتا ہوں کہ میرے تیرے
پر زور آزمائی ہو جائے جو جس پر غالب آئے وہ اسکو اپنے حلقہ اطاعت میں لائے طہماس نے کہا کہ میں موجود ہوں اب
صاحبقران نے سپر کے پیچ ڈھیلے کیے ساطور چھوٹ گیا طہماس ساطور کو ہاتھ سے رکھکر دست و گریبان ہوا مرکب لنگر کی
تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے انجام کار دونوں کو دیر تک کشتی ہونے لگی جنیار کسنے لقا سے کہا اب طہماس میدان سے نہیں
آتا معلوم ہوتا حمزہ دیوبند ہے اسکو باندھکر لیجائیگا لقا بولا کہ تو کیا واہیات بکتا ہے طہماس میرا ستون قدرت ہے نہیں کوئی
اسکو گرا سکتا یہ ذکر تھا کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور تیغدار گرز و ندان اور تیغدار خو کدندان دو لاکھ سوار کی جمعیت
سے آئے اور شریک لشکر کفار ہوئے پھر ایک گرد کا غبار اور اٹھا اور قاہر بن کہر یا چشم چچازاد بھائی طہماس کا لاکھ
سوار سے آیا اور شریک لشکر طہماس ہوا یہاں صاحبقران سے طہماس سے کشتی ہو رہی ہے دن بھر خوب کشتی ہوئی شام
کو بھی جدا نہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی تمام میدان روشن ہو گیا ادھر بادشاہ اسلام مع سرداران ذوی الاحترام
تماشا دیکھنے کو بیٹھ گئے ادھر لقا بھی مع کفار سیر کر رہا ہے چار شبانہ روز برابر کشتی رہی پانچویں روز کہ یہ دن باقی تھا طہماس نے
پکارا اے حمزہ اب ایک روز آخری تجھے گرتا ہوں یہ کہکر ریلکر پیچھا کوئی ساٹھ قدم نیچا کر جھٹکا دیا کہ پایاں گھٹنا خود صاحبقران
کا زمین سے آشنا ہوا صاحبقران نے جو لنگر بار اپشت پائے صاحبقران زمین میں غرق ہو گئی طہماس نے ہر چند
زور کیا مگر اس وقار کے لنگر نے مطلق جنبش نکی آخر کار عاجز ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں کر چکا
اب جو تجھسے ہو سکے قصور نکر صاحبقران اٹھ کھڑے ہوئے اور سینے میں طہماس کے سر دیکرے دوڑے گیارہ قدم پیچھا کر
جھٹکا دیا کہ دونوں زانو طہماس کے زمین پر ٹکے طہماس نے چاہا کہ لنگر مارے صاحبقران نے لنگر قائم ہونے دیا اور ہاتھ پکڑ کر نعرہ
نعرۂ صاحبقرانی کر کے طہماس کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر ٹپکا طہماس نقش زمین ہو کر رہ گیا صاحبقران نے
سینہ پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور عمرو کے حوالے کیا پھر طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے مراجعت فرمائی ادھر لقا نہایت
ادھر پریشان و بدحواس پھرا مگر صاحبقران جو بارگاہ سلیمانی میں آئے دربار کیا خاصہ نوش فرما کر آرام فرمایا صبح کو
بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے دلکل شوکت پر متمکن ہوئے جب دربار معمور ہو چکا عمرو سے
فرمایا کہ طہماس کو لاؤ عمرو نے اسیوقت طہماس کو لا کر حاضر کیا طہماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے
جواب سلام تو نہ دیا مگر کمال عزت و توقیر سے پیش آئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی جام مئے ارغوان تواضع کیا بعد اسکے پوچھا
اے طہماس تمنے تمھیں کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ مجکو تمنے لفنون سپہ گری زیر کیا فرمایا کہ اب شناخت پروردگار عالم میں تم

کیا کہتے ہو کسواسطے کہ ہمارے یہاں انکا دستور ہی کہ جب ہم اتمام حجت کر لیتے ہین تو اُسے اپنے دین کیطرف تلقین کرتے ہین اگر اُسنے دین
ہمارا قبول کیا تو وہ برادر ایمانی ہمارا ہی نہین تو ہم اُسے قتل کرتے ہین یہ کہکر کچھ کلمہ حمد و ثناے پروردگار عالم کے ارشاد کیے
اور مذمت لقاے بے لقا کے بیان کے اور خوف نار دوزخ کا دلایا اور فرمایا ای طہماس اب بھی باطل پرستی سے باز آ اور پرستش
لقا کی ترک کر دین اسلام قبول کر طہماس نے کہا یا امیر جو کچھ آپنے فرمایا سب میرے ذہن مین آیا حقیقت مین لقا قابل پرستش
نہین ہی جھوٹے دعوے خدائی کے کرتا ہی کاذب مطلق ہی دین آپکا برحق ہی لیکن آپ اگر قتل کرینگے کلمہ زبان پر نہ لاتے تو بیشک
مین اسلام قبول کرتا اور اب قتل ہونا مجھے قبول ہی اور دین آپکا اختیار کرنا منظور نہین ہی کسواسطے کہ تمام زمانہ مجھکو کہیگا
کہ یہ طہماس خوف جان سے مسلمان ہوگیا اب مجھے شوق سے قتل کیجیے ہر چند حمزہ صاحبقران نے اور جملہ سرداروں نے
سمجھایا کہ دین اسلام قبول کر طہماس نے نمانا اور کہا کہ اب تو جو میری زبان سے نکلا وہ نکلا القول قول مردان جان دارد
مین اپنے قول سے نہ پھرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تجھ ایسے بہادر کو قتل نکرونگا قید مین رکھونگا اور ارشیلون برزد
سے کہا کہ تم اپنے یہان اسے لیجا کر قید مین رکھو ارشیلون اُسیوقت طہماس کو زندانخانے مین لیگیا ہرکاروں نے یہ خبر لقا
کو پہونچائی کہ حمزہ نے ہر چند چاہا کہ طہماس دین اسلام قبول کرے مگر وہ مسلمان نہوا لقا نے کہا کہ وہ میرا بندہ خاص الخاص
ہی ہرگز مجھسے برگشتہ نہوگا یہ سنکر تیغدار گراز دندان نے کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوایئے کل مین ان سب خداپرستون کا کام
تمام کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے خبر لشکر اسلام مین پہونچائی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو غلغلہ برپا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے ہر چند تلاش کیا کہین سراغ نپایا آخرکار
بادشاہ اسلام نے عمر سے کہا ای خواجہ صاحبقران کی جستجوے بلیغ کر عمر پہلے خواجہ بزرگ امید کے پاس گیا اور کہا کہ آپ
علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ امیر کہان ہین اور مین کسطرف صاحبقران کو تلاش کرنیکو جاؤن اُنھون نے قرعہ پھینک کر رمل مین
دیکھکر دریافت کرکے کہا کہ ای خواجہ تم شہر آتش حصار کیطرف جاؤ اُسیوقت خواجہ عمرو نے عیاری کے درست کرکے اور
کمر ہمت کو چست کرکے روانہ ہوے مگر ازبسکہ طبل جنگ بج چکا تھا دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے بعد صفوف
آرائی و نقابت نقیباے بلند آواز کے تیغدار گراز دندان لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قارن کرگدن
پر سوار اُسکے مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا آسنے تیغہ مارا کہ سپر قارن کے سر پر
پڑا تا دو ابرو اُتر آیا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ غش آنے لگا اُس کافر نے چاہا کہ قارن کو اور تلوار لگا کر شہید کرے
کہ ایرہاے دیو چنگال دوڑ پڑا قارن کو پھیر دیا آپ سامنا کیا تیغدار نے وہی تیغہ خون آلودہ ایرہا کو مارا ایرہا نے تیغہ سپر
پر روک کر دونون چنگال مارے کہ سینے کو اُسکے زخمی کیا بعد اُسکے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ تڑپکر مرگیا فوج اُسکی ایرہا پر حملہ آور ہوئی ایرہا بھی جو دست بدست پکڑ کر اُنکو قتل کرنے لگا اہل اسلام مدد کو ایرہا کی آئے جنگ
مغلوبہ ہوگئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام ایرہا کو زرنثار کرتے ہوے لیگئے کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ تیغدار خوکدندان نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے بعد صف آرائی کے تیغدار خوکدندان سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا
نے کہا جاؤ مجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا تیغدار گینڈے پر سوار ہوکر عرصہ کارزار مین آیا پکارا ای خداپرستو جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکے اردہنبر کو پہکر بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر تیغدار خوکدندان کے مقابلے
کو آیا بعد نگاورزی اور سہم سختی کے نیزہ بازی ہوئی اردہنبر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری سپر کو
اردہنبر کی دو نیم کرکے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی اردہنبر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی اور زخم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کی

وار کیا تیغدار نے جانے دیا آژدسنبر کو تکان جو ہوئی غش طاری ہوا تیغدار نے چاہا کہ آژدسنبر کو تلوار مارے
کہ تہمتن خان خاوری دوڑ پڑا آژدسنبر کو پھیر دیا آپ سامنا کیا تلوار چلنے لگی وہ بھی زخمی ہوا الماس خان مقابلے
کو آیا وہ بھی زخمی ہوا جب کئی سردار تیغدار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اُسوقت اُسنے مرکب تیز رفتار کی باگ لی جیسے یکہ تاز عرصۂ
دلاوری کہتے ہین یعنے شہزادہ خاور سپاہ مالک قاسم ذیجاہ لعل خفتگان جوہر پر خاوری مرکب کو اُڑا کر برابر تیغدار
خوکہ ندان کے آیا بعد تکاورزنی اور ہم سخنی کی وہی تیغہ خون آلود قاسم پر مارا قاسم نے سپر پر رد کیا اور تیغہ پلارک افراسیابی
کا ہاتھ مارا تیغہ خود پر چمکا تھا کہ زیر تنگ جا کر بوسہ زمین کو دیا برابر سے دو پارا ہوا لقا نے چاہا تھا کہ فوج کو اشارہ
کرے قاسم پر لوٹ پڑو لیکن بختیارک نے منع کیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھرے بادشاہ اسلام قاسم
پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے لیگئے لقا بہت اُداس اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا صحبت عیش
برپا ہوئی اور اُسنے خوش ہو کر قاہر بن قہر کہربا چشم نے کہا کہ یا خداوند آپ اُداس ہوتے ہوں طبل جنگ بجوائیے کل مین ان خدا پرستون کو
قتل کر دونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین خبر پہنچی اُدھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکر مین
تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرائے کارزار دونون لشکر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال قاہر بن قہر گینڈے پر سے
اُتر کر لقا کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا کہ جاؤ تمکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قاہر
بار دیگر گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا چند رفیق بدیع الزمان کے اُس سے مقابلہ کرکے
مجروح ہوئے دوپہر دن بدیع الزمان نے خود مقابلہ کیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند
طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا قاہر کو غصہ آگیا بڑھ کر تلوار بدیع الزمان کو ماری بدیع الزمان نے چاہا کہ
تلوار اُسکی ہاتھ سے چھین کر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود بدیع الزمان کا
پھر سے اُلٹ گیا اُدھر قاہر کی تلوار سر برہنہ پر پڑی زخم کاری لگا لیکن بدیع الزمان نے اُسی حالت
زخمداری مین زخم سر کو باندھکر ہاتھ تلوار کا مارا قاہر نے تلوار رد کرکے دوسرا وار جو بدیع الزمان پر کیا شانہ
شاہزادہ کا زخمی ہوا رفقائے بدیع الزمان دوڑ پڑے بدیع الزمان کو لیگئے قاہر بھی طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا اُدھر بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین آئے سب زخمیون کو لاکے ٹانکے دلوائے اُدھر قاہر جو آیا
تو پوشاک رزم اُتاری اور لباس بزم پہنا شراب خواری کرنے لگا جب خوب بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُدھر لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار
مین آئے صفین آراستہ ہوئین قاہر نے لقا سے اجازت لیکر گرگدن کو بڑھایا مبارز طلبی کی کئی سردار رفقائے
شاہزادہ خاور سپاہ مین سے نکلکر میدان مین آئے زخمی ہوئے پھر قاسم ذیجاہ خود مقابلے کو آئے خوب نیزہ
بازی ہوئی قاسم نے نیزہ قاہر کا ٹالدیا قاہر نے غصہ مین آکر تلوار ماری قاسم نے مرکب کو دیا کہ زیر بغل
قاہر کے آئے تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہو کر چلا اوپر سے قاہر کی تلوار پڑی قاسم زخمی ہوئے مگر اسی
حالت زخمداری مین تیغہ پلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا سپر قلم ہوئی قاہر نے سر و گردن اپنی بچائی گینڈے کے سر پر تلوار
پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی قاہر مع گرگدن کے زمین پر گرا کفار دوڑے قاسم سے تلوار چلنے لگی اہل اسلام قاسم
کی مدد کو آگئے اس اثنا مین قاہر بھی گینڈے کے پیچھے سے نکل کر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا شام تک
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیون کے
زخمون مین ٹانکے دلوائے قاہر جو بارگاہ لقا مین آیا لقا نے طماس کے دلکش پر بٹھایا کہا تجکو مین اپنا سپہ سالار

کرونگا قاہر بہت خوش ہوا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آے حال
بیان کیا کہ قاہر کو آج لقا نے دنگل پر طہماس کے بیٹھایا ہی قاہر نے خوش ہو کر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے لشکر
مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لیکن طہماس نے جو سُنا
کہ میرا دنگل قاہر کو ملا چپ ہو رہا بادشاہ اسلام سے کہلا بھیجا کہ کل معرکہ کارزار مین مجکو بھی لیجلیے گا مین بھی تماشا
دیکھونگا بادشاہ اسلام نے ارشیون پریزاد سے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کل طہماس کو بھی لے چلنا القصہ رات
گذری صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آے اور صف آرا ہوے قاہر لقا سے رخصت لیکر میدان مین
آیا کئی سردارونکو اہل اسلام کے زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا اور پکارا کہ ای خداپرستو مجکو طہماس نہ تصور
کرنا کہ اُسے تمنے پکڑلیا اور قید کیا بہتر یہ ہی کہ اگر لقا کو سجدہ کرو نہین تو آج تم سبکو قتل کرونگا طہماس نے جو سُنا کہ
تجکو قاہر بحقارت یاد کرتا ہی قید آہنی کو توڑکر اور کود کر ہاتی پر سے دوڑا برابر قاہر کے پہونچکر پکارا او تیرہ
روزگار ایک تو تو میرے دنگل پر بیٹھا دوسرے مجکو بحقارت یاد کرتا ہی اب تجکو بسزاے سخت پہونچاتا
ہون قاہر بولا ای طہماس اب تو میرے ساتھ لقا کے پاس چلا چل کہ وہ تیری بہت عزت کریگا طہماس پکارا
کہ او نابکار بہادر کسی کی قید سے بھاگتے نہین ہین فقط تجکو تنبیہ کرنے آیا ہون تجکو سزا دیکر پھر وہین چلا جاؤنگا
قاہر بولا اگر تیرا ارادہ لڑنے کا ہی تو آ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا طہماس نے جواب دیا مین پہلے تجپیر حربہ نکرونگا
تو اپنا حربہ کر اُسوقت قاہر نے تیغہ خون آلود طہماس کو مارا طہماس نے آتے ہوے تیغہ کو خیال مین کرکے
تھپکی دی اور تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور
چھاتی پر چڑھکر دھڑ سے سر کھینچکے میدان مین پھینک دیا لقا دیکھ رہا تھا پکارا ارے اس ظالم کو مار لو
فوج کفار دوڑی طہماس کفار مین گھر گیا بادشاہ اسلام نے طہماس کی مدد کیواسطے غازیان دیندار کو بھیجا
تلوار چلنے لگی دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے طہماس بارگاہ
سلیمانی مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ مین آپکا قیدی ہون آہنگرون کو بلائیے کہ زنجیر آہنی
مین مسلسل کرین بادشاہ اسلام نے کہا ای طہماس اب ہم تمھین قید نکرینگے طہماس بولا مین ہرگز نمانونگا
اور خود آہنگر کے پاس جاکر کہا کہ تو مجھے قید بہ زنجیر آہنی کر نہین تو تجھے قتل کرونگا اُسنے ناچار ہو کر پاؤن مین
بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان گلے مین طوق ڈالدیا پھر زندان خانے مین جا بیٹھا مگر قاہر کے مارے جانے سے
لقا ایسا ملول ہوا اور ہول و ہراس اُسروز لقا پر چھایا کہ بھاگکر قلعہ زرائل مین چلا آیا اور قلعہ بند
ہوا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند آج سے کل تک حمزہ نہین ہی طہماس کو زندان خانے سے بلوا لیجیے تو بہتر ہی وہ
تمام خداپرستونکو ماریگا لقا نے وسواس عیار کو بلاکر کہا کہ تو لشکر حمزہ مین جا اور طہماس کو لے آ وسواس
اُسیوقت روانہ ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا صورت بدل کر داخل ہوا طہماس کو تلاش کرتا ہوا قریب
زندان خانیکے پہونچا پہلے نگہبانان زندان کو بیہوش کیا دو پہر رات گئے زندان خانے مین آیا دیکھا کہ طہماس
غافل سو رہا ہی وسواس نے فوراً بیہوشی طہماس کو دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر
وہان سے لے نکلا قریب صبح کے خدمت مین لقا کی پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ یہ طہماس
حاضر ہی لقا نے کہا اسے ہوشیار کرو وسواس نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا طہماس کو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے
لقا کھڑا ہی اور سردار اُسکے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ خواب ہی کہ بیداری ہی لقا پکارا کہ ای طہماس مین نے تجکو بلوایا ہی

وسواس عیار تجھے ایا ہی بیخبر ہو اُٹھ اپنے دلنگل پر بیٹھ طہماس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ زمرد شاہ مین قیدی ہون
خداپرستونکا اور بہادر ونکا یہ دستور نہین کہ قید سے نکلکر بھاگ آئین لقا نے پوچھا اے طہماس تو نے اپنے
بھائی کو مار ڈالا طہماس نے کہا کہ اُسنے لاف و گزاف بہت کی تھی مجھے سُننکی تاب نہ آئی مین نے غصہ مین اُسے
مار ڈالا لقا نے پوچھا کہ کیا تو نے میری پرستش سے ہاتھ اُٹھایا طہماس نے کہا جسطرح مین تیرے پرستارون مین
تھا اُسیطرح اب بھی ہون حمزہ نے ہر چند کہا کہ اسلام اختیار کر مین نے اسلام نہ اختیار کیا یہ سُننکے لقا بہت
خوش ہوا اور پکارا اے طہماس اب تو بے خوف میری بارگاہ مین رہ کسواسطے کہ جو تجھے گرفتار کر لیگیا تھا
اُسے مین نے اپنے غضب مین گرفتار کیا صاحب آتش حصار پکڑ لیگئے بلکہ بیٹا اُسکا علم شاہ پہلے ہی سے جاکر
مبتلا ہے بلا ہو چکا ہے طہماس نے کہا یا خداوند جبتک حمزہ اور اولاد حمزہ زندہ ہے مین خداپرستونکا قیدی
ہون آپنے مجھے ناحق طلب کیا مین اب لشکر اسلام مین جاکر رہونگا گبر زنگ شاہ نے زرائیلی طہماس کی گفتگو
سُنکر بولا کہ اے طہماس تو بڑا گدھا ہے کہ خداوند کا کہنا نہین مانتا اگر تو نے عدول حکمی لقا کی کی تو تجھکو بے مارے
نچھوڑونگا طہماس نے کہا کہ یہ کیا بکتا ہے گبر زنگ شاہ نے برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جھپٹکر ہاتھ مارا طہماس نے
تلوار اُسکی چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور رحیج دیکر زمین پر دے مارا اور دونون پانون پکڑکر چیر ڈالا
اور دونون پارہ جسم آسمان کیطرف اُچھالکر پھینکدے داماد گبر زنگ شاہ مسعود زرین کلاہ یہ
دیکھکر للکارا کہ باش اے طہماس تو نے بڑا غضب کیا کہ پیغمبر یا مرسل خداوند لقا کو مار ڈالا اب میرے ہاتھ سے
بچکے کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا مسعود زرین کلاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اُسکے دربار لقا سے چلا لقا نے چاہا کہ اور سرداروں سے کہکر طہماس کو روکین
اور زندہ نجانے دین بختیارک نے منع کیا کہ اگر طہماس کو اسوقت روکا تو بڑا کشت و خون ہوگا اور
خداپرست اسکی مدد کو آجائینگے قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بہتر یہ ہے کہ طہماس کو دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر نکالدو
القصہ طہماس قلعہ سے نکلکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ سلیمانی مین پہونچا لندھور سے صاحب سلامت کی اور
تمام حال دربار لقا کا بیان کیا کہ لقا نے مجھے بلوایا تھا مگر مین چلا آیا اب مجھے پھر قید کرو لندھور نے جواب دیا کہ کوئی تمھین
قید نکریگا جہان چاہو رہو طہماس نے کہا مجھے یہ منظور نہین ہے جلد آہنگر و تکلو بلاؤ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے طہماس
معلوم ہوا کہ تجھے اندیشہ قتل ہے جو بار بار یہ کہتا ہے کہ مجھے قید کرو طہماس یہ سُنکر بہت برہم ہوا لیکن غصہ کو ضبط
کرکے کچھ نکہا مگر بادشاہ اسلام کیجانب سے دلمین ملال ہوا او بغض و کینہ رہا کہ حال اس کینہ کا آگے کھلیگا الغرض
طہماس زنجیر آہنی پہنکر زندان خانہ مین بیٹھ رہا مگر یہان بعد طہماس کے جانے کے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
آپکو معلوم ہے کہ مرشد کامل نے ملک سبائیل کو کسطرح لیا تھا زرائیل کو بھی خداپرست نچھوڑینگے بہتر یہ ہے کہ
مظفر ارمنوش کے پاس کہلابھیجئے کہ قلعہ کو اپنے آراستہ رکھے لقا نے اُسیوقت بموجب رائے بختیارک کے شقہ لکھکر وسواس
عیار کو دیا کہ جلد اسے مظفر ارمنوش کے پاس لیجاؤ وسواس روانہ ہوا یہان مظفر نے عالم خواب مین ایک مرد پیر بزرگ
کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اے مظفر تو نے اپنی عمر گمراہی مین بسر کی اب بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ تجھ
سے تیغے جہنم مین جائیگا پھر اُسی پیر مرد جلیل القدر نے دوزخ و بہشت دونون مظفر کو دکھائے مظفر عقوبات
دوزخ دیکھکر بہت ہولناک ہوا ایسا ڈرا کہ تمام بدن اُسکا شل بید کے لرزان ہو گیا اُسیوقت دین لقا پر سینے
پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا لیکن کسی سے حال اپنا بیان نکیا جب وسواس عیار نامہ لقا کا لیکر آیا

مظفر نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر لقا کو عرضی لکھی کہ یا خداوند آپ یہان تشریف لائین مین نے قلعہ کو خوب
آراستہ کر رکھا ہی اور اپنے دلمین ارادہ مصمم کیا کہ جسوقت لقا یہان آئے اُسکو پکڑ کر قید کیجیے اور حمزہ صاحبقران
زمان کو نذر دیجیے القصہ وسواس عیار وہ عرضی لیکر رزائل کو روانہ ہوا یہان بادشاہ اسلام کو طماس کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ حمزہ صاحبقران آتش حصار مین قید ہین اُسیوقت جام کلہ فیل نما شربت خوش ذائقہ
سے لبریز کرکے چوکی پر رکھوایا اور فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر کہ جاکر آتش حصار کو فتح کرے اور حمزہ صاحبقران
کو جاکر رہا کرے یہ سُنتے ہی فوراً شاہزادہ بدیع الزمان سرفتنہ باختر اپنے دنگل پر سے اُٹھے اور آداب بجالاکر
بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس خدمت کو بسر و چشم بجالائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ
ہی جاؤ بائین طرفسے شاہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ اُٹھے اور عرض کیا کہ ای شہریار مین بھی اپنے باپ کی مدد کو
جاؤنگا اور شاہزادہ علمشاہ کو رہا کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ اُدھر مہتر قران نے عرض کیا ای
شہریار مین خواجہ عمرو کی مدد کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے اُسے بھی رخصت کیا القصہ یہ تینون بہادر تو یہان سے
شہر آتش حصار کو روانہ ہوے بعد انکے جانیکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لقا قلعہ بند ہی کیونکر قلعہ ہاتھ آئے خواجہ
عمرو ہوتے تو وہ کوئی تدبیر کرتے اگر ہم یورش کرتے ہین تو اہل اسلام مارے جائینگے اتفاقاً جب ملک سبائل کو
صاحبقران نے مسخر کیا تھا اور لقا وہان سے بھاگا تھا تو کہرا سے اختر شناس نے آکر ملازمت بادشاہ اسلام
کی حاصل کی تھی اور بادشاہ اسلام نے عہدہٴ وزارت اُسکو دیا تھا کہرا سے اختر شناس نے عرض کیا کہ ای شہریار
آپ متردد نہون مین آپکو بے جنگ و جدل قلعہ کے اندر پہونچادونگا ایک نقب اس قلعہ مین ہی کہ ایک سرا اُس نقب کا
صحرا مین اور دوسرا دہنہ نقب کا قلعہ کے اندر ہی جب فرمائیے آپکو قلعہ کے اندر لیجاؤن اور لے آؤن بادشاہ
اسلام نے فرمایا اس سے کیا بہتر ہی گلباد عیار سے کہا کہ تم کہرا سے اختر شناس کے ساتھ جاکر نقب کا مہرہ کھدواؤ
اور مٹی سب صاف کراؤ بحول و قوت الٰہی کل ہم قلعہ مین چلینگے القصہ جب نقب صاف ہو چکی بادشاہ اسلام
مع غازیان دیندار و مجاہدان عالیوقار سر شام سے روانہ ہوے صبح ہوتے ہوتے ایوان بادشاہی مین پہونچے
اور ایک ایک سردار نامدار مثل ہاشم تیغزن و فرہاد خان بکفرلی و اسد شیردل بن کرب دلاور و اسفندیار
گیلانی وغیرہ کے نقب سے سر بدر کیا اور نعرہ کرکے تلوارین کھینچ کھینچ کے چلے لقا کو تو بختیارک اپنے ساتھ لیکر مع
یاقوت شاہ و ضیغم خون آشام وغیرہ دروازہ قلعہ کا کھولکر نکل گیا طرف قلعہ ارمنوش کے بھاگا یہان اہل اسلام
نے قتل کرنا شروع کیا اور دروازیکو قلعہ کے کھلوادیا تمام فوج اسلام داخل قلعہ ہوگئی تین شبانہ روز قتل عام رہا آخرکار
چہار طرف سے آواز الامان کی آنے لگی اور روساے شہر ارمنوش اپنے ہاتھ باندھ باندھ کر خدمت مین بادشاہ
اسلام کی حاضر ہوے بادشاہ اسلام نے سبکو امان دی تمام اہل شہر کلمہ پڑھکر اسلام لاے لوٹکا جتنا مال تھا اُسمین سے
دہ یکی نکالکر عمرو کا حق علیحدہ کیا باقی غازیان دیندار نے آپسمین تقسیم کرلیا اور بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر بیٹھے
اور تمام سردارونکو خلعت دیے اور حکم دیا کہ بتخانے کھدوائے جائین مسجدونکی بنا ڈالی جاے چند عرصہ
مین بادشاہ اسلام نے ملک رزائل کو اسلام آباد بنادیا و نسبت اسلامیہ کیا ہر جگہ سے صداے اذان آنے لگی دین
اسلام کا جھنڈا گڑ گیا اور سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا کئی روز تک انجمن جشن فتح پائی ملک
رزائل برپا رہی بعد اسکے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ اب لقاے بے بقا کسطرف بھاگکر گیا ہی کوتوال
شہر رزائل نے کہا کہ لقا بھاگکر قلعہ ارمنوش حصار کو گیا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میر کار سے جاکر

خبر لائین جاسوسان لشکر اسلام اُسیوقت روانہ ہوئے اُدھر کا حال سنیئے کہ لقا سے بے لقا مع بختیارک
اور ضیغم خون آشام اور یاقوت شاہ وغیرہ کے جو زرائل سے بھاگا دو شبانہ روز برابر رستہ چلا ہین
نہ ٹھرا نہ دم لیا تیسرے روز ایک درۂ کوہ مین پہونچکر قیام کیا تمام فوج کفار بھی بھاگی ہوئی وہان آکر جمع ہوئی
جب تمام لشکر جمع ہوچکا لقا سے بے لقا اُس مقام سے کوچ کر کے آگے بڑھا بعد قطع منازل اور طی مراحل
قریب شہر ارمنوش حصار کے پہونچا مظفر ارمنوشی اپنے سرداروں سمیت استقبال کیواسطے آیا قدمبوسی
حاصل کی نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا حسب رقعۂ خاص وسواس عیار کے ہاتھ میرے پاس
آیا تھا اُسی روز سے مین قلعہ کی آراستگی مین مصروف تھا اقبال خداوندی سے خوب قلعہ تیار ہوا ہے لقا بہت خوش
ہوا مظفر ارمنوشی کو خلعت دیا مگر بختیارک نے جو چہرہ مظفر ارمنوشی کا دیکھا نور اسلام اُسکی پیشانی پر ساطع
و لامع پایا کمال حیرت مین آیا دل مین کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ تیرگی کفر کی مظفر کے چہرے پر نہین پائی جاتی
نور اسلام ہویدا ہے بلکہ اثر خدا پرستی کا رخ سے پیدا ہے پھر دل سے بختیارک نے کہا کہ مظفر تو مرد سن رسیدہ
ہے اس سبب سے شاید آثار بزرگی پائے جاتے ہین ورنہ مظفر کو خدا پرستی سے کیا علاقہ اور دین اسلام سے
کیا کام بختیارک بڑی دیر تک اپنے دل سے یہ باتین کرتا رہا اور شش و پنج مین رہا لیکن منہ سے کچھ نکہا القصہ مظفر نے
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب آپ شہر مین تشریف لیچلیے لقا اُسیوقت سوار ہوکر ساتھ مظفر کے ہولیا مظفر
ارمنوشی دامن گردانے ہوئے آستینین چڑھائے ہوئے اہتمام کرتا ہوا چلا آتا تھا اور لقا پر زر نثار ہوتا آتا تھا
لقا مظفر سے بہت خوش تھا یہان تک ایوان پادشاہی مین لقا کو لیکر آیا اور تخت پر بٹھایا صحبت عیش
برپا ہوئی جام گردش مین آیا غرض کہ دن تو یون گذرا رات کو تمام کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی لقا کے سامنے
آیا لقا نے مع اپنے ہمراہیون کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے کو اٹھا بیہوش ہوکر گرا تمام سردار لقا کے اٹھانیکو
دوڑے وہ بھی گرے بختیارک آثار بیہوشی دیکھکر وہین بیٹھا رہا اپنے مقام سے نہ اٹھا لوگون نے مظفر
کے اسکی مشکین باندھلین بختیارک نے کہا ارے صاحبو مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین تو مدت سے مسلمان ہون
مظفر نے حکم دیا کہ اس مردود کو کلمے دو اسکی بھی مشکین باندھلو یہ منافق دو رنگا ہے الغرض سبکو اسیر کر کے
گرفتار غل و زنجیر کیا اسیوقت مظفر فوج اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر آیا دو پہر رات گذری تھی کہ لشکر لقا
پر شبخون مارا اور پکارا ای کافران بیحیا بدانید و آگاہ باشید کہ منم مظفر ارمنوشی اب تم سب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاؤگے مین نے لقا پرستی چھوڑ کر دین اسلام اختیار کیا ہے اور لقا و بختیارک و ضیغم خون آشام
وغیرہ کو گرفتار کیا لشکر مین یہ سنکر ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ مظفر کو مارلو جانے ندو اُسنے غضب کیا کہ خداوند
لقا کو بلایا اور بدغا پیش آیا غرضکہ تلوار چلنے لگی مظفر ارمنوشی نے طرفۃ العین مین لاش پر لاش گرادی
اور بہت سے کافر اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے آخر کار تمام کفار صبح ہوتے ہوتے فراری ہوئے مظفر نے مال و اسباب
لوٹ لیا اور بفتح و فیروزی پھر کر قلعہ مین آیا کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو بیدار ہو کے حکم دیا کہ لاؤ لقا کو میرے سامنے
چوبدار لینے کو روانہ ہوئے یہان لقا جو ہوش مین آیا اپنے تئین مع بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کے گرفتار غل و زنجیر
پایا اُسنے کہا یا خداوند یہ کیسی آپنے تقدیر کی ہے لقا نے کہا کہ یہ تقدیر بالائی ہوئی ہے مین مطلق واقف نہ تھا بختیارک نے
کہا ہمنے پہلے ہی مظفر کی صورت دیکھکر پہچانا تھا کہ خدا پرست ہوگیا ہے مگر ڈر سے کچھ نکہسکے کہ کسیکو یقین نہ آئیگا قید لوگ
یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار آیا اور داروغہ زندان سے کہا کہ لقا کو لیچلو مظفر ارمنوشی نے یاد کیا ہے داروغہ

سر زنجیر پکڑ کر لقا مع بختیارک وغیرہ کے بارگاہ مین لایا لقا پکارا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو مجھکو خدائے باخبری جانے اور خدا جانے منظفر نے کہا او کافر خاسر لعنت ہی تیرے اوپر اور تیرے پرستار و نپر توبہ کر اپنے اعمال قبیح اور افعال زشت سے نہین تو خدا پرستون کے حوالے کر دونگا کہ وہ تیری خوب درستی کرینگے لقا نے کہا او منظفر تو میرے غضب سے نہین ڈرتا اور مجھے سجدہ نہین کرتا منظفر نے لقا کو تکٹی سے بندھوا کر بہت سے کوڑے کھلوائے اور حکم دیا کہ آہنی پنجرے لاؤ اُسیوقت قفس آہنی آکر موجود ہوئے ایک قفس مین لقا اور بختیارک کو بند کیا اور ایک قفس مین یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام کو قید کیا اور دونون پنجرے عقابین مین لٹکا دیے اور کچھ لوگونکو وہان نگہبانی کیواسطے مقرر کیا قضائے کار منظفر ارمنوشی کے دو بیٹے ہین ایک کا نام ناظر سرخ چشم اور دوسرے کا نام منظور سرخ چشم ہی اُن دونون نے کہا ای پدر بزرگوار بہر دشاہ خداوند لقا اٹھارہ ہزار ملک کا بادشاہ اور حاکم ہی آپکو مناسب نہین ہی کہ اُسے اسطرح قید کیجیے اور ایسی تکلیف دیجیے کہین ایسا نہو کہ وہ کوئی تقدیر بد کرے اور ہم سب تباہ و ہلاک ہو جائین منظفر نے کہا او نا ہنجار وہ کافر خاسر کیا تقدیر بد کریگا اسکی کیا حقیقت ہی دیکھو کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا یہان آکر پہونچا وہ دونون چپ ہو رہے مگر آپسمین صلاح کی کہ ملک شمالیہ سے مدد طلب کیجیے اور حال خداوند لقا کا وہان لکھ بھیجیے اور منظفر سے اسکا انتقام لیجیے القصہ ایک خط حاکم شمالیہ کو تحریر کیا کہ آگاہ ہو لقا کو منظفر ارمنوشی نے قید کیا ہی لائق و لازم یہ ہی کہ آکر خداوند لقا کی مدد کرو یہ خط جو ملک شمالیہ مین بھیجا بادشاہ نے وہان کے مضمون خط سے مطلع ہو کر حاکم انا ملہ کو خط لکھا حاکم انا ملہ عادل شاہ جسوقت حال سے لقا کے آگاہ ہوا اپنے ایک سردار زبردست سہیل خشت انداز کو لاکھ سوار کی جمعیت سے ارمنوش حصار کیطرف روانہ کیا ادھر بادشاہ شمالیہ نے بھی کچھ سردار اپنے مع لشکر کے ہمراہ سہیل خشت انداز کے کیے اب اسکے ہمراہ کوئی دو لاکھ کی جمعیت ہو گئی القصہ جب قریب ارمنوش حصار کے پہونچا ہرکارون نے یہ خبر منظفر ارمنوشی کو دی کہ سہیل خشت انداز سپہ سالار عادل شاہ ملک شمالیہ اور انا ملہ سے لقا کی مدد کو آیا ہی منظفر نے دروازے قلعہ کے بند کر دیے تمام قلعہ کو آراستہ کیا گولہ اندازونکو توپون پر مقرر کیا اور ایک عرضی بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کو لکھی کہ لقا ارمنوش حصار بھاگ کر آیا تھا مین نے اُس ملعون کافر کو قید کیا ہی اور فوج اُسکی مدد کو آئی ہی حضور جلد میری مدد کیواسطے توجہ فرمائیے کسی سردار نامی کو جلد بھیجیے یا خود مع لشکر ظفر اثر تشریف فرما ہوجیے یہ عرضی خدمت مین بادشاہ اسلام کی پہونچی نہایت بشاش ہوئے اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا ادھر طبل بجے اور اُدھر فرمایا کہ سامان کوچ کا لشکر مین ہو ہمارا قصد شہر ارمنوش حصار کیطرف ہی اُسیوقت سامان سفر درست ہوا ہر ایک کمر ہمت کو چُست کرنے لگا اب بادشاہ اسلام کو مع لشکر ظفر اثر آمادہ بسفر رہنے دیجیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ و غزل

تصور ہی خورشید کے نور کا
تلاطم ہی یون آج گل آشکار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے

کدھر ہی تو ای ساقی مہ جبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ بینوش ہی ساقیا کسطرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے

پلا ساغر بادہ ہی دل حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہی صاحب شان اور ذی شرف
ارے ساقی بیخبر [illegible]

مجھے دے مئے ناب جام و سبو
مئے سرخ ہو آج یون جلوہ گر
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
پیونگا مئے تند زیر فلک
جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
پلا تو مجھے یون مئے مشکبو
یہ بہت بہتر کیا اسنے کیا اچھا کیا
تھا مریض عشق یہ دل ای مسیحا آپنے
دیگر
گاہ مارا چشم سے لب سے گیے اچھا کیا
خون دل کی مے ہی تیرے واسطے او سفاک
پر یہ مرغا جان میری رات بھر کھایا کیا
عاشق و معشوق دونون جوہر سے بنے
پھر کشش و پیچ ایسی ہی دل آپنے کیسا کیا
درس عشق ایدل کیا تو نے اگر اچھا کیا
تشنگی زخم جگر نے لوٹ پر اچھا کیا
آگئی تھی تیری شامت آہ سے کرنا کباب
آج جو دل لیچلا تیغ و تبر اچھا کیا
تخت دل نوک مژہ پر دیکھکر بولا مریخ
رشک عیسی نے لب اُسکو دیکھکر اچھا کیا
گاہ دیر و گہ حرم مین گہ کلیسا لیگیا
اپنی آہ گرم نے زیر و زبر اچھا کیا
دیگر جہان مین سبے ہی عشق بتان بہت اچھا
ہین دو دن کا عشق مین امتحان بہت اچھا
دعا کے بدلے ملین گالیان مجھے شاباش
فلک نے ہمین دیا ضبط فغان بہت اچھا
کمر کو بال دہن کو عدم اگر کہیے ٭
اگر کہو تو بجا ہی یہ ہان بہت اچھا
وفا کے بدلے یہ جور و جفا بہت اچھا
گلہ مین کیا کرون جو کچھ ہوا بہت اچھا

تقدیر ہی اُس مہر کا ہر گھڑی
پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
ہین آگاہ اس امر سے جز و کل
شعور اپنا لا برا ہے گزک
کرین میرے کہنے کے اوپر عمل
بلطف و عنایت نہو تو شروع غزل
قتل کے وعدے سے کی وعدہ خلافی آپنے
گر نہین اچھا کیا آسکو بہت اچھا کیا
عشق کے مجرم تھے ہم مستوجب گردنکشی
دیدہ و دل سے مہیا ساغر و مینا کیا
یعنی اُسکے روے روشن کے سبب مہر و قمر
جسکے جو قابل تھا وہ اُسکے لیے پیدا کیا
فرقۂ معشوق کو زیبا ہی جو کچھ وہ کرین
گر کتاب عقل رکھی طاق پر اچھا کیا
کوچۂ دلدار مین جو مین گرا بس گرنا
تو نہ بولا وصل مین مرغ سحر اچھا کیا
کچھ غبار دامن خاطر نہ دھویا تو نے آہ
نخل مژگان نے ترے پیدا ثمر اچھا کیا
چارۂ بیچارگان ہی چارہ ناچار آپنے
اُس دل کافر نے رسوا در بدر اچھا کیا
نامۂ عاشق دیا پر وہ نہین کھولیگا ہائے
دگر نہ کہنے کو ہی سب جہان بہت اچھا
کبھی تو قول کو تم فعل سے کرو سچا
بدل یہ مجکو ملا مہربان بہت اچھا
پھنسایا ایسے سر زلف مین دل مجروح
تو کسطرح سے یہ ہووے بیان بہت اچھا
یہ دیکھ عاشق سینہ سپر بھی جانبازی
تجھے ہی آفرین اور مرحبا بہت اچھا
یہ ہوگی داد طلب کرسی صلے پر

ہی اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
وہ ہون جام جنمین ہو ایسی چمک
پڑی میری گھٹی مین ہی تند مُل
مغنی بھی ہون چند وہ سیمبر
مرے روبرو گائے ہر اک غزل
آپنے جو وصل کے اقرار پر اچھا کیا
خیر بہتر کیا کہون جو کچھ کیا اچھا کیا
ہی حیات و مرگ عاشق کھیل یہ اُس شوخ کا
جو رہی اُسنے اگر ہمپر کیا تو کیا کیا
وصل کی شب تیرہ بختی دیکھیے گو وہ ملا
صبح صادق جان ساری رات جلایا کیا
حسن معشوق تو نکو عاشق کے لیے درد
شکوۂ معشوق عاشق آپنے بیجا کیا
تیر مژگان پار ہو جاتا مگر رکھا اسے
ناتوانی نے مری کیسا اثر اچھا کیا
روز جاتا تھا تو پھر آتا تھا بے نیل مرام
تو نے میلی کیا بھلا ای چشم تر اچھا کیا
حضرت عیسی مریض عشق سے مجبور تھے
دست چارہ سازی کھینچا چارہ گر اچھا کیا
چرخ آیا چرخ مین جنبش مین ہی سارے ہین
جو زبانی بھی کہا یہ نامہ بر اچھا کیا
کھڑے ہین آپ جو لیکر کمان بہت اچھا
ہمیشہ کہتے ہو بہتر ہی ہان بہت اچھا
نظارۂ رخ گل ہی نصیب بلبل کو
کیا علاج یہ غنچہ دہان بہت اچھا
کمر کو تار نظر اور دہن کو چشمۂ نور
جو اُسکے قتل پہ باندھی میان بہت اچھا
یہ جان مفت گئی صدمہ ہاے ہجر انسے
اڑا تو خاک ہماری صبا بہت اچھا

بیان ہوتا ہی کہ جب امیر بستر خواب سے غائب ہوئے یعنی ساحر آتش حصار کے اٹھا کے بارگاہ اکو ان مین لائے جب آنکھ کھلی دیکھا سامنے تخت زرنگار پر ایک جادوگر یہ منظر تاج بر سر بیٹھا ہی اور شعلۂ آتش تاج کے کنگروں سے نکلتے ہین اور چند ساحران

غدار گرد اُس نابکار کے بیٹھے ہیں اور اُن ساحرونکی عجب ہیبت کی شکلیں ہیں کسی کے مُنھ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں اور کسی کے کانون سے چنگاریان آگ کی [illegible] ہیں اور کسی کی ناک سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور کسی کی آنکھیں مثل چراغ کی بتی کے سرخ لو دیتی اور کسی کی انگلیان مانند پنجشاخون کے روشن ہین اور کسی کے تمام جسم پر پھپولے ہین اور اُن پھپولون سے ہردم آگ کے انگارے پھٹ پھٹکر نکلتے ہین صاحبقران بہت حیران ہوے کہ یہ عالم خواب کا ہی یا بیداری کا یکایک اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار پکارا اے حمزہ تم کس فکر مین ہو یہ خواب نہین ہی عالم بیداری ہی مین اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار کا ہون مین نے تجھکو پکڑ بلوایا ہی صاحبقران اُٹھے اور دیکھا کہ ہاتھ پانون زنجیر آتشین سے بندھے ہین باواز بلند فرمایا کہ سلام میرا اُس شخص کو پہونچے جو پروردگار عالم کو خدا جانتا ہو اکوان جادو یہ سنکر بنہایت غضبناک ہوا اور پکارا ای حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے بھائی اردوان جادو کو مارا اور ملکہ جادو کو شکست دی اور بہت سے جادوگر تیرے ہاتھ سے قتل ہوے اب ان سبکا عوض تجھسے لونگا اسطرح تجھے مارونگا کہ سیمرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر روئینگے بہتر یہ ہی کہ خداوند زردہشت کو سجدہ کر مین ابھی تیری خطا معاف کر دونگا امیر نے فرمایا او گبر ناہنجار و کندہ ناتراش جبتک خدا نہ چاہیگا ایک رونگٹا بھی بدن سے میرے کم نہین کر سکتا پھر فرمایا او اکوان جادو شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے ٭ یہ سنکر اکوان جادو اور زیادہ غصہ ہوا اور کہا کہ انہیں آج زندان خانے مین لیجاکے رکھو کل حمزہ کو قتل کرونگا یہ سنکر ایک ساحر صاحبقران کے پاس آیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر حمزہ کا زندانخانے مین لیجائے حمزہ صاحبقران کے خیال مین گذرا کہ تم قید سحر مین مقید ہو اسم اعظم تو پڑھو یہ سوچکر اسم اعظم پڑھکر اپنے اوپر دم کیا وہ قید سحر آہنی جسم سے سب دور ہو گئی اور اُس ساحر کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ مُنھ اُسکا پشت کی جانب پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا اور مرغ شکار رسیدہ کے مانند تڑپنے لگا ساحرون نے جو یہ رنگ دیکھا صاحبقران پر آپڑے صاحبقران بھی اُنکی طرف غصہ مین چلے ساحر سحر کرنے لگے کسی نے رائی سرسون ماش کے دانے پڑھکر مارے کسی نے ناریل سحر کرکے پھینکا کسی نے مار و عقرب ڈالے کسی نے شیر و اژدر دوڑائے کسی نے آگ برسائی کسی نے بجلی گرائی مگر حمزہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ پڑھکر دم کرتے ہین اور وہ سب سحر رد ہوتے ہین اور ساحرونکو قتل کرتے ہین غلغلہ محشر برپا ہی تین سو ساحر صاحبقران نے واصل جہنم کیا اور بہت سے زخمی ہوے بھاگتے پھرتے ہین پاس نہین آتے ہین دور ہی سے سحر کرتے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھکر رد کر دیتے ہین اکوان جادو حیران و پریشان اور بیٹا اُسکا شرارہ جادو بدحواس ہی کوئی تدبیر گرفتاری کی نہ قتل کرنے کی بنتی ہی اِس اثنا مین وزیر اکوان جادو کا کہ نام اُسکا آذر جادو ہی وہ آیا اور یہ ہنگامہ قیامت دیکھا گھبرایا اکوان جادو نے کہا ای وزیر حمزہ گرفتار ہوکر یہان آیا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹ گیا اور اب سحر بھی کوئی اسپر تاثیر نہین کرتا [illegible] جادوگرونکو اُسنے جان سے مارا ہی بہت سے زخمی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین آذر نے کہا مین [illegible] رکیے لیتا ہون یہ کہکر صاحبقران کی طرف چلا اور پکارا ای حمزہ تو نے بہت سے ساحرونکو قتل کیا ہی اب تجھے مین کب چھوڑتا ہون اور ہتی کا ٹکڑا نکال کر سحر کیا وہ مثل مار کے صاحبقران کی طرف دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار دفع ہو گیا پھر آذر نے مشت خاک اُٹھا کر سحر کرکے پھینکی وہ خاک غبار کا تتق بنکر صاحبقران کیطرف چلی مگر اُس گرد

جادو سے بھی کچھ نہوا طرفۃ العین مین اسم اعظم سے وہ بھی دفع ہوا اسیطرح اُسنے بھی بہت سے سحر کیے کسی نے اثر نکیا
صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آذر جادو کے پہونچے آذر جادو نے دیکھا کہ سحر تیرا کارگر نہین ہوتا اب تو
مارا جائیگا پکارا کہ اے حمزہ اب مین تیری تدبیر کرتا ہون یہ کہکر وہان سے بھاگا اور تمام ساحرون سے کہگیا کہ اسے
گھیرے رہنا جانے نہ دینا ساحرون نے پھر صاحبقران کو گھیر لیا اور سحر کرنے لگے دو گھڑی کے بعد آذر جادو چراغ
زرد ہشت کا لیکر آیا یہان یہ عالم تھا کہ ساحرون نے تھک کر سحر کرنا موقوف کیا تھا تلوار چل رہی تھی صاحبقران
نے بھی اسم اعظم کا پڑھنا موقوف کیا تھا تلوار سے ساحرونکو قتل کر رہے تھے تین ہزار جادوگر جہنم واصل ہوچکے
تھے ناگاہ آذر جادو چراغ زرد ہشت لیے ہوئے پہونچا اور سامنے صاحبقران کے اُس چراغکو روشن کیا جیسے
ہی عکس اُس چراغ کا صاحبقران پر آکر پڑا بیہوش ہوکر گر پڑے اور بہت سے ساحر بھی بیہوش ہوگئے آذر جادو
نے امیر با تدبیر کو گرفتار کرلیا آہنگرونکو بلاکر اسیر غل و زنجیر کیا اور اکوان جادو کے پاس لیگیا اکوان جادو نے چاہا
کہ صاحبقران کو قتل کرے آذر جادو نے کہا ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی کسواسطے کہ عیار اسکا بلاے
بے درمان آفت جہان ہی شہر کے شہر اُسنے جادوگرون کے غارت کردیے ہین وہ مقرر اسکی رہائی کو آئیگا
جسوقت عمرو گرفتار ہوجاے حمزہ کو بھی قتل کیجیے گا اکوان نے کہا بہتر ہی اسے اپنے پاس لیجاکر قید کرو آذر جادو
صاحبقران کو لیگیا اور برج در برج حصار آہن بناکر اسمین قید کیا اب حال سنیے خواجہ عمرو کا کہ یہ جو وہان سے
روانہ ہوئے تھے سامنے شہر آتش حصار کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد ناب کا ہی اور ہر برج کے
کنگرون سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور گرد قلعہ کے خندق ہی اُسمین بھی شعلۂ آتش بھڑکتے ہین اور اُڑکے آسمان تک
جاتے ہین اور دروازہ شہر کا کھلا ہی خلائق جاتی ہی اور آتی ہی عمرو ایک جادوگر کی صورت بنا اور ایک شخص سے حال
صاحبقران کا دریافت کیا اُس شخص نے تمام حقیقت صاحبقران کی بیان کی عمرو کو نہایت صدمہ ہوا اپنے دلمین
کہا کہ شہر مین چلکر صاحبقران کی رہائی کیجیے یہ سوچکر شہر کے اندر داخل ہونیکا ارادہ کیا دروازے پر شہر کے پہونچا
دیکھا کہ ایک بکری سنگ سبز کی بنی ہوئی تخت پر قائم ہی اور یہ بکری اُسی آذر جادو نے سحر کی بناکر قائم کی
تھی اور گرد اُسکے ساحرونکا ہجوم تھا جیسے ہی عمرو نے دروازے مین قدم رکھا وہ بکری مانند انسان کے گویا
ہوئی کہ صاحبو دیکھو وہ عمرو ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہی ساحر دوڑے عمرو بھاگا گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا
بعد تھوڑی دیر کے ایک خوانچے والے کی صورت بنکر آیا جب قریب پہونچا وہ بکری چلائی پھر ساحر
پکڑنے کو دوڑے عمرو پھر غائب ہوگیا کسی کے ہاتھ نہ آیا اسیطرح بہت شکلین عمرو نے شہر مین جانیکو بدلین
مگر شہر مین داخل ہوسکا جب عمرو صورت بدل کر آتا تھا بکری چلاتی تھی عمرو غائب ہوجاتا تھا ایکبار عمرو کے
خیال مین آیا کہ جال الیاسی مار کر اس بکری کو پکڑکے زنبیل مین ڈال لیجیے بس گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
قریب اُس بکری کے آیا اور جال الیاسی زنبیل سے نکالکر بکری پر مارا بکری چلائی کہ ارے عمرو مجھ پر جال
مارا چاہتا ہی اور قریب میرے کھڑا ہی تم لوگ اسے چار طرف سے گھیر کر کیون نہین پکڑتے ہو لوگون نے
چارون طرف سے نرغہ کیا اور عمرو کو گھیر کر پکڑ لیا اور اسیر کرکے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے
حکم دیا کہ عمرو کو قفس آہنی مین بند کرکے باغ زر قماشی طاق زرین پر رکھدو لوگون نے عمرو کو
قفس آہنی مین بند کرکے طاق زرین پر رکھدیا بعد اُسکے اکوان جادو نے لقا کو عرضی لکھی کہ مین نے عمرو
کو اور حمزہ کو گرفتار کیا ہی جیسا حکم دیجیے وہ کیا جائے جاسوس عیار عرضی لیکر روانہ ہوا جال

علمشاہ کا سُننے کہ مع سعد سرخ مو اور قرطاس اژدر پوش چالیس ہزار سوار سے آتش حصار
پر پہونچے خیمے استادہ کروائے رات کو آرام کیا صبح کو سامنے آتش حصار کے آئے دیکھا کہ گرد قلعہ کے خندق میں
شعلہ آتش بھڑک کر فلک تک جاتے ہیں علمشاہ نے چاہا کہ تنہا اندر قلعہ کے جاؤں ایک مہیب آواز آئی کہ
ای اجل رسیدہ حمزہ تو آکر یہاں گرفتار ہو چکا تو اپنی جان دینے کو کیوں جاتا ہی علمشاہ نے اُس آواز کا خیال
نکیا اور آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہی علمشاہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میرے
ساتھ نہ آؤ میں اکیلا جاؤنگا اگر مجھپر کوئی آفت آئے تو تم یہاں سے چلے جانا یہ کہکر مرکب کو تیز کیا اور اندر
قلعہ کے چلے کہ شہر کے دروازے سے ایک جادوگر شیر آتشین پر سوار نمایان ہوا اور اُسنے نعرہ مارا
کون ہی جو قلعہ میں آتا ہی تجکو منع کرتے ہیں اور تو نہیں سُنتا ہی علمشاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران یہاں
قید ہیں میں اُنکی رہائی کیواسطے آیا ہوں بغیر رہا کیے ہوئے یہاں سے نہ پھرونگا اور نام میرا علمشاہ رومی
ہی میں بیٹا اُسی حمزہ صاحبقران کا ہوں اُسنے کہا کہ عمرو عیار بھی حمزہ کی رہائی کو آیا اُس سے کیا ہو سکا
جو تو کریگا وہ بھی گرفتار ہو گیا تیرا بھی یہی انجام ہونا ہی میں تجکو دوستانہ سمجھاتا ہوں کہ یہاں سے
پھر جا علمشاہ نے کہا پہلے تجھی کو مار ڈالونگا یہ کہکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ساحر پکارا خیر تو جان میرا کہنا
نہیں مانتا نہ مان یہ کہکے آواز دی کہ ای اژدر جادو لینا اسے اور آپ بزور سحر اُڑکر آسمان کیطرف
روانہ ہوا علمشاہ آگے بڑھے کہ ایک اژدر آتش فشان خندق سے نکل علمشاہ کیطرف چلا علمشاہ نے
بحر کمان میں تیر پیوستہ کرکے اُس اژدر پر مارا تیر تو پڑا مگر اُچٹکر الگ جا پڑا اژدر نے قلاب آتشین مُنھ
سے چھوڑکر نفس کشی کی علمشاہ کا لنگر اُکھڑ گیا مُنھ میں اژدہے کے جارہے اژدہا علمشاہ کو نگل کر پھر
خندق میں جاکر غائب ہو گیا سعد سرخ مو اور قرطاس یکضربی مع فوج سامنے شہر آتش حصار
کے ایک دامنہ کوہ میں اُترے دوسرا دن تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان وہان پہونچے لشکر جو اُترے
ہوئے دیکھا ہرکاروں کو بھیجکر دریافت کروایا معلوم ہوا کہ یہ لشکر علمشاہ رومی کا ہی اُس روز
تو بدیع الزمان نے وہان قیام کیا دوسرے دن سامنے قلعہ آتش حصار کے آئے دیکھا کہ علمشاہ پتھر
بنے ہوئے کھڑے ہیں بدیع الزمان علمشاہ سے لپٹکر خوب روے اور پکارے ای قبلہ و کعبہ ہم بھی جان
دینے آئے ہیں آپکا ساتھ دینگے یہ کہکر وہاں سے پلٹے اور خیمہ میں آئے اور پہر شام سے بعد فریضہ
مغرب و عشا نماز حاجت پڑھکے بگریہ و زاری بصد بیقراری دعائیں مانگنے لگے کوئی دو پہر رات گئی
تھی کہ ایک مُرغ زرین بال پیدا ہوا اور زانو پر بدیع الزمان کے آکر بیٹھ گیا اور ایک تعویذ سامنے رکھدیا اور
اشارہ کیا کہ اسے بازو پر باندھلو اور قلعہ کیطرف جاؤ اور ایک کاغذ دیا کہ اسے پڑھو بدیع الزمان نے جو
اُس کاغذ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ جسوقت دروازے پر قلعہ کے جاؤگے تو ایک اژدہا خندق سے سر نکالیگا تو اُس اسم کو
پڑھکر اژدہے کو مارنا اور جادوگر دان سے لڑنا سحر تمپر اثر نکریگا بدیع الزمان وہ کاغذ پڑھکر بہت خوش
ہوئے وہ جانور تو اُڑ گیا بدیع الزمان سو رہے صبح کو جب بیدار ہوئے قلعہ کیطرف چلے دیکھا ہزارہا شعلہ
ہائے آتشین قلعہ آتش حصار سے اُٹھ رہے ہیں آتے آتے قریب پہونچے کہ آواز آئی بدیع الزمان کہاں
آتا ہی یہ حصار آتش ہی جو یہاں آنیکا قصد کرتا ہی جل جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہاں سے چلا جا نہیں تو جلا دیا جاؤگا
جسطرح تیرا باپ اور بھائی اور عمرو کو گرفتار ہوا ہی تو بھی مبتلا ہے بلا ہوگا بدیع الزمان نے چہار طرف دیکھا

کہ یہ کسکی آواز ہے کوئی نظر نہ آیا بدیع الزمان پکارا کہ کیا پوشیدہ ہو کر ڈرانے کو بکتا ہے ذرا سامنے آ تو حقیقت
معلوم ہو جائے یکایک ایک اژدر آتش فشان نے خندق سے سر بدر کیا اور بدیع الزمان کیطرف چلا بدیع الزمان نے وہی اسم
تیغ پر دم کر کے جھپٹکر ایک ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ہاہو کی صدا بلند
ہوئی دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہے جب قریب آیا وار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے وہی اسم
پڑھکر جو تلوار ماری دیو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے پھر ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بدیع الزمان کو کچھ نہ
سوجھتا تھا بعد اُسکے پھر صدائے مہیب آئی اور جادوگر سامنے سے آیا کہ ہر موے تن سے اُسکے شعلہ ہائے آتش
نکل رہے تھے آتے ہی اُسنے سحر کیا کہ چند شعلۂ آتش مانند افعی سرکش کے شاہزادے پر دوڑے لیکن پاس
پہونچکر غائب ہو گئے جادوگر نے دیکھا کہ سحر بیکار ہو گیا بس ایک اژدہا بنکر دوڑا اور قریب بدیع الزمان
کے پہونچا اور قلاب آتشین چھوڑ کر دم کشی کی بدیع الزمان نے وہی اسم پڑھکر تلوار ماری کہ اژدہا کے دو
ٹکڑے ہوئے لاش سے اُسکی ایک دھوان نکلا زمانہ تیرہ ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شرارہ
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا
بدیع الزمان اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک صورت سنگ سبز کی دروازے پر نصب ہے جب قریب
پہونچے اُس شکل نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان غضب کیا شرارہ جادو کو مارا اب اکوان جادو
تجھسے بہت بُری طرح پیش آئیگا بدیع الزمان غضبناک ہو کر اُسکی طرف جھپٹا اور گرز گران پر اسم کو
پڑھکر اُس تصویر سنگی پر مارا وہ تصویر پیوند زمین ہو گئی پھر بدیع الزمان آگے بڑھے چند قدم چلے تھے
کہ غلغلۂ دار و گیر کا بلند ہوا کہ لینا لینا اس مفسد کو جانے نہ دینا دیکھا کہ ہزارہا دیو مختلف حربے ہاتھوں میں
لیے ہوئے چلے آتے ہیں اور آتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیر لیا ہنگامۂ حرب و ضرب برپا ہو گیا شاہزادہ
تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑا برابر قتل کرنے لگا لیکن دیکھا کہ کوئی اُنمیں سے کم نہیں ہوتا بلکہ دمبدم بلوا اور زیادہ
ہوتا جاتا ہے کہ اس اثنا میں احراق جادو نے سحر کے ناریل بدیع الزمان پر ایسے جیسے توپکا گولا آتا ہے یوں
آ ہا مگر برابر بدیع الزمان کے آکر گر پڑا کچھ کارگر نہ ہوا بدیع الزمان نے دوڑ کر اس ساحر کو تلوار ماری سر پر پڑی زیر ناف
کاٹتی چلی گئی بھائی اُسکا محروق جادو دوڑا اسم کر کے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچوں اُنگلیوں سے پانچ بجلیاں
چمک کر شاہزادے پر گریں گرد پھر کے شاہزادے کے قدم پر آپڑیں کچھ ضرر نہ پہونچا پا بدیع الزمان نے برابر
آکر ایک تلوار ماری کہ محروق کے دو ٹکڑے ہوئے اب ساحر دن کا چار طرف سے نرغہ ہو گیا اور غلغلۂ محشر برپا
ہوا شبانہ روز اسی طرح برابر لڑائی رہی تیسرے دن اکوان جادو تخت پر سوار ہو کر آیا اور پکارا کہ سب
ملکر اسکو پکڑ لو کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ پاس شاہزادے کے جائے اُسوقت آذر جادو نے چراغ زر دستی
روشن کیا اور اسم سحر کا پڑھا کہ وہ تعویذ بدیع الزمان کے بازو سے کھلکر گر پڑا اور بدیع الزمان بیہوش
ہو گئے لوگون نے گرفتار کر لیا اور سامنے اکوان جادو کے لائے اکوان شاہ نے کہا اسے لیجا کر حمزہ
کے پاس قید کر دو القصہ بدیع الزمان کو بھی صاحبقران کے پاس قید کیا لیکن اب حال سُنیے شاہزادہ خاور
سپاہ قاسم فیجاہ کا جسوقت قاسم قریب قلعہ آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ لشکر بدیع الزمان کا دامنہ
کوہ میں پڑا ہوا ہے حال جو دریافت کیا معلوم ہوا بدیع الزمان سے اور ساحرون سے خوب لڑائی ہوئی بہت سے
ساحر قتل ہوے آخر کار گرفتار ہو گیا دوسری طرف اور ایک لشکر کو دیکھا دریافت ہوا کہ یہ علم شاہ کا لشکر ہے اور

سعد سرخ مو نے جو سُنا کہ یہ بیٹا علم شاہ کا ہے قدمبوسی آکر حاصل کی قاسم نے سعد سرخ مو کو دلاسا دیا اور بدیع الزمان
کے زنقون کی تشفی دی آپ شہر کیطرف متوجہ ہوا جب سامنے قلعہ کے پہونچا وہی حصار آہنی دکھائی دیا اور گرد اُسکے خندق آتشین
پائی اور ایک آواز مہیب آئی کہ ای قاسم خبردار یہان نہ آنا قاسم نے چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤن کہ ایک شخص طبقہ زمین کا
توڑکر پیدا ہوا اور ایک نقش دیا اور کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھلو سحر ساحر کا اثر نکریگا قاسم نے وہ تعویذ لیکر بازو پر باندھلیا
اور وہان سے آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ تو چلا آتا ہے نہین مانتا قاسم نے دیکھا کہ ایک دیو آسیا سنگ اُٹھائے ہوے
چلا آتا ہے قاسم نے للکارا کہ تو کون ہے جو مجھے آنے کو منع کرتا ہے وہ پکارا کہ نام میرا دربان جادو ہے مین بحکم
خداوند زرد مشت جادو تمام آتش حصار کی نگہبانی کیا کرتا ہون قاسم نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران
اور علم شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کہان قید ہین اُسنے کہا کہ بادشاہ نے اپنے مکان مین قید کیا ہے یہ کہکر آسیا
کا قاسم پر وار کیا قاسم نے خالی دیا آسیا سنگ زمین پر پڑا ایک تق کرکے زمین سے اُٹھا دیو دیکھنے لگا کہ آدم زاد
کدھر گیا اس اثنا مین قاسم نے تتق خاک سے نکل کر تیغہ پالارک افراسیابی کا ہاتھ مارا کمر پر دیو کے پڑا وہ دیو
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا غل ہوا سیاہی پھیل گئی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من دربان جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا قاسم اُسکی طرف چلے چاہتے تھے
اندر شہر کے قدم رکھین کہ ایک دیو سراپا شعلہ آتش بنا ہوا سامنے نمود ہوا اور پکارا او نبیرہ حمزہ تو نے غضب کیا
دربان جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کیا کہ ایک دھوان زمین سے اُٹھا اور قاسم کیطرف
چلا مگر پاس آکر وہ دھوان غائب ہوگیا قاسم برابر اُسکے پہونچے دیو نے دیکھا کہ سحر بیکار ہوگیا اُٹھا گرز دار تمشاد
ماری قاسم نے خالی دیکر تیغہ پالارک افراسیابی کا ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے اب ساحر دوڑا قاسم پر چار طرف سے
ہجوم ہوگیا ساحر سحر کرنے لگے قاسم اُنھین قتل کرنے لگا کسی کا سحر تاثیر نکرتا تھا ہوش و حواس ساحرون کے گم تھے
صدہا ساحر قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوے اکوان جادو اور آذر جادو بھی آے اور للکارنے لگے
کہ اس مفسد کو بھی پکڑلو مگر کسی ساحر سے کچھ نہو سکتا تھا جو قاسم کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا تین شبانہ روز قاسم
کو لڑتے ہوے گذرے تھے کہ کمند اندازون نے چار طرف سے کمندین مارکر قاسم کو بھی گرفتار کرلیا اور آتشکدہ زرد مشت مین
لاکر قید کیا اب حال مہتر قران کا سنیے کہ جسوقت قران آتش حصار مین پہونچا دیکھا کہ لشکر علم شاہ اور
لشکر بدیع الزمان اور لشکر قاسم دامن کوہ مین اُترا ہوا ہے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ جو جو یہان آیا تھا
وہ گرفتار ہوگیا نہایت افسوس کیا سامنے دروازہ شہر آتش حصار کے آیا دیکھا کہ گرد قلعہ کے شعلہ آتش سر بفلک کشیدہ
ہین حیران کھڑا ہوا تھا کہ کیا کیجیے کیونکر شہر مین جایئے اور سبکو چھڑایئے ناگاہ زمین سے یک رنگ ماہی خوشرنگ
پیدا ہوئی اور بزبان گویا ہوکر مہتر قران سے پوچھا کہ تو کس فکر مین ہے اور تو اہل اسلام مین سے ہے یا کافر ہے اگر مسلمان
ہے تو میرا برادر ایمانی ہے قران نے تمام حقیقت اُس سے بیان کی اُسنے رو کر کہا کہ قران نام میرا ملکہ جادو ہے مین بیٹی
ہون اکوان جادو کی اور اکوان آتش حصار کا بادشاہ ہے مین عالم خواب مین مسلمان ہوئی ہون اور
جتنے اہل اسلام یہان آئے اُن سبکی تائید مین نے کی مگر تقدیر سے ناچار ہون کہ کچھ نہوسکا سب گرفتار ہوگئے
اب اگر تو چاہتا ہے کہ داخل شہر ہو تو پہلے علاج آذر جادو کا کر کہ وہ برج حصار پر ایک طائر خوشرنگ بنا ہوا بیٹھا
ہے اور نگہبانی حصار کی کر رہا ہے پھر ایک اسم دیا اور کہا کہ اسے یاد کرکے پڑھ کہ کسی ساحر کا سحر تجھپر تاثیر نکریگا مگر
وہ پرچہ کاغذ اسم کا دبا ہنوز وہ کاغذ قران نے نہ لیا تھا کہ ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ او ننگ خاندان کیسو بریدہ

آج معلوم ہوا کہ تو نے ہی ان سب ساحرونکو ہاتھ سے خداپرستون کے قتل کروایا ہی کہان جائیگی میرے ہاتھ سے۔ یکبارگی
خبردار مین آپہونچا قِران نے دیکھا کہ ایک ساحر گربہ سیاہ پر سوار زشت رو کریہ منظر سیہ کار و بدکردار سامنے
آیا اور چند دانے اسپند کے مارے کہ اُس ماہی مین سے ایک ماہ پیدا ہوا اور ماہ سے ماہی تک نور جمال سے اُسکے روشنی ہو گئی
یعنے ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ ایسی صورت زیبا اور طبیعت جہان آرا کبھی نگاہ سے نگذری تھی القصہ اُس ساحر
مہیب صورت نے اُس نازنین کو اسیر کیا اور وہ نازنین قِران کو پکاری ارے بھاگ مگر مہتر قِران کب بھاگنے والا
ہی وہین گربہ سیاہ کو اشارہ کیا کہ لے اسے جانے نہ دے گربہ سیاہ قِران پر دوڑی قِران نے کبڈا مارا مگر کیا
ہو سکتا تھا گربہ نے قِران کو پکڑ لیا آذر جادو قِران اور ملکہ جادو کو گرفتار کیے ہوے اکوان جادو کے پاس
لایا اور تمام حال بیان کیا اکوان جادو سُنکر بہت غضبناک ہوا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے خدا
پرستون کی دوستی سے کیا کام اُسنے کہا کہ مین نے اپنی جان راہ اسلام مین نثار کی ہی خدا میرے قدم کو جادۂ ملت
اسلام مین قائم رکھے مین زرد ہشت و جمشید و سامری پر لاکھ لاکھ لعنت کرتی ہون جو کچھ تجھسے ہو سکے
میرے حق مین قصور نکر اکوان جادو نے اُسے باندھکر کئی تازیانے مارے کہ جسم نازنین اُسکا شق ہو گیا مان ملکہ
جادو کی بلبلاتی ہوئی دوڑی اور پکاری ای اکوان جادو میری تو یہی ایک اولاد ہی سواے اسکے نہ کوئی
بیٹا ہی نہ بیٹی ہی یہ اگر مر گئی تو مین کاہیکو زندہ رہونگی یہ کہکر ملکہ جادو کو لیے ہوے چلی ہر چند ملکہ جادو نے کہا کہ ای
امان جان اب تو بہت مجبور لگ چکی اب مجھے مرجانے دیجیے اُسنے کچھ نہ سُنا ہمراہ لیے چلی گئی مگر اکوان نے عرضی جو نقا
کو لکھی تھی اُسکا جواب یہ آیا کہ ای اکوان جادو جتنے لوگ خداپرست تمھارے پاس اسیر ہین اُن سبکو قتل کرو
اور جو خداپرست ہاتھ لگین تم اُنکو زندہ نچھوڑنا فوراً قتل کرنا اور سر اُنکے کاٹکر میرے پاس بھیجدو ہم تمھاری اس
خیر خواہی پر بہت راضی اور خوش ہوے اکوان جادو نے اُسیوقت آذر جادو سے کہا کہ تمام شہر مین ڈھنڈورا
پٹوا دو کل ہم باغ آتشکدہ مین سب خداپرستونکو لیجا کر قتل کرینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے کو آوے بموجب
حکم کے ڈھنڈورا پٹیا گیا اور برابر منادی نے ندا کی کہ حکم ملک پادشاہ آتش عصار اکوان شاہ سردار جادوگران
یہ ہی کہ کل تمام خلایق آتشکدے مین آکر جمع ہو ہم خداپرستونکو قتل کرینگے تمامی شہر مین یہ خبر عام ہو گئی وہان میدان
خونی تیار ہوا اسباب سیاست موجود کیا گیا صبح کو مرد و زن و خورد و کلان خلایق بیشمار برائے سیر قتل
خداپرستان آئے اکوان جادو پوشاک سرخ پہنکر جلاد فلک بنکر آتشکدے مین آیا تخت پر بیٹھا اور حکم دیا
کہ لاؤ قیدیونکو داروغہ زندان خانہ اُسیوقت سبکو لایا حمزہ صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا اکوان جادو
نے کہا کہ ای حمزہ تجکو یہ دن فراموش تھا ظلم فلک کجرفتار یاد نہ تھا تو نے شہر کے شہر غارت کر دیے بڑے بڑے
ساحران نامدار کے نام کو مٹا دیا بہتر یہ ہی کہ دین زردہشت پرستی اختیار کر نہین تو آمادہ مرگ ہو اپنے قضا ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ ای گبر نابکار و اے کُندۂ نار آتش ہزار ہزار لعنت ہی زردہشت پر اور اُسکے پرستار ان
بدکردار پر پروردگار عالم قدم صراط مستقیم پر قائم رکھیگا اگر حیات مستعار باقی ہی تو تجکو مع تیرے ہمراہیان
غدار کے مارونگا اور اگر قضا میری آگئی ہی تو مرضی الٰہی مین کیا چارہ ہی یہ سُنکے اکوان جادو عمرو سے مخاطب
ہوا کہ او ساربان زادے تو نے فریب سے تمام ساحرونکو مارا سبکا خون تیری گردن پر ہی اب تیرے گوشت
کے کباب تیار کرکے سب ساحرونکو کھلاؤنگا عمرو بولا او قرمساق مجھے تو کیا ڈراتا ہی مجھے مرنیکی عادت نہین
ہی میلقدم جہان گیا وہ شہر کفار کا غارت ہوا اکوان بولا کہ خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہی بعد اسکے علم شاہ اور

شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم و مہتر قران سے خطاب کیا کہا ای اکوان اگر ہم زندہ ہین تو تجکو بغیر قتل کیے کب
چھوڑتے ہین غرض اکوان جادو نے کہا ای خدا پرستو تم کیون مفت مین جان دیتے ہو دین زرد ہشت کیون
نہین قبول کرتے ہو اُن سبنے کہا ای آذر جادو تمام ساحرونکو شہر کے جمع کرو کہ انکے کباب بنا کر سبکو کھلاؤنگا
ساحر جمع ہونے لگے صحبت عیش برپا ہوئی ادھر صاحبقران مع فرزندان عالیشان دعائین مانگنے لگے ای
پروردگار عالم و عالمیان ان ظالمون کی شر سے تو ہمکو محفوظ رکھ کیا اسی جگہ قضا آئی ہی جہان دفن و کفن
تک نصیب ہنو القصہ یہان تضرع و زاری اور دعا و التجا ہین اور اُدھر سامان قتل خدا پرستان اور صحبت
عیش مین تمام دن گذرا شام ہوئی یہان تک پہر رات آگئی لیکا یک آسمان پر ایک برق چمکی اور ایک تخت زرنگار
نمایان ہوا جب وہ تخت قریب آکر اُترا دیکھا کہ ملکہ جادو بیٹھی زرد ہشت کے تخت پر سوار گلشن جادو
اور گلستان مع چند جادوگرنیون کے چلی آتی ہی اکوان جادو اور جتنے ساحر وہان موجود تھے سب تعظیم کو
ملکہ جادو کے اُٹھے اکوان جادو نے ملکہ جادو کو برابر اپنے بٹھالیا ملکہ جادو نے کہا مین نے سُنا ہی کہ حمزہ اور عمرو
وغیرہ تمہارے پاس قید ہین وہ میرے چچا زردوان جادو کے قاتل ہین اکوان جادو نے کہا کہ تم خوب وقت
پر آپہونچین وہ دیکھو حمزہ اور عمرو اور فرزندان حمزہ مقید بیٹھے ہین اب میرا قصد ہی کہ ان سبکے سر کٹوا کر لقا کے
پاس بھیجدون اور انکے گوشت کے کباب تیار کرکے ساحرونکو کھلاؤن ملکہ جادو بولی چچا جان ہین لقا سے کیا
کام ہی ان سبکو شہر عنطلی آباد مین لیچلو وہان تابوت خداوند زرد ہشت کا ہی ان سبنے آکر تابوت خداوند زرد ہشت کو
سجدہ کیا تو بہتا ورنہ قتل کرنا اکوان جادو نے کہا کہ اچھا بہتر ہی پہر صحبت عیش مین ملکہ جادو وغیرہ کو بھی شریک کیا اور
گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ تم اُٹھکر رقاصی کرو اور شراب بھی سبکو پلاؤ کہ تمکو ساقی گری مین بھی خوب دخل
ہی یہ سُنکر وہ دونون اُٹھین اور شراب کو آغشتہ بدار وے بیہوشی کرکے ایک ایک جام سبکو پلانا شروع کیا اور رقاصی
بھی پاؤن تھاپ پر کرنے لگین نشہ شراب کے جوش مین جب بیہوشی نے بھی اثر کیا سبکے سب بیہوش ہوگئے ملکہ جادو
نے اُٹھکر نعرہ کیا اور پنجہ سلیمانی کھینچکر اکوان جادو اور آذر جادو کو پہلے قتل کیا بعد اُسکے سب نکے ہمراہیونکو مارا
اور صاحبقران اور خواجہ عمرو کو رہا کرکے قدمبوسی امیر کی حاصل کی اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے جو تمہارے
اسیر ہونیکا حال سُنا اُسیوقت عنطلی آباد سے روانہ ہوئی بارے وقت پر خدا نے مجھے پہونچایا امیر نے فرمایا ای
ملکہ جادو ہم تمہارے بہت ممنون ہوے یہ ذکر تھا کہ ساحران آتش حصار الوان جادو کے قتل ہونے کی خبر سُنکر مجتمع
ہوکر آئے کہ ہم ملکہ جادو کو قتل کرینگے یہ کہکے ہر ایک نے سحر کرنا شروع کیا اور چہار طرف سے یورش کیا ملکہ جادو نے پہلے تو
حصار آہنی واسطے حفاظت اہل اسلام کے بنایا اور اُس حصار مین بٹھایا بعد اُسکے ایک پھل دولی کا نکالکر اُسپر کچھ پڑھکے
چھاڑو کے نصف کیے اور اسم سحر کا دم کیا کہ وہ بلند ہوکر آسمان پر جاکر ابر سفید رنگ بنگیا اور اُسمین سے تیر ساحرونکو تاککر برسنے
لگے جیسپر وہ تیر پڑا اُسکے جگر کے پار گذر گیا ہزار ہا ساحر مارے گئے ہر چند رد سحر کرتے تھے ہرگز رد نہ ہوتا تھا آخر کار ناچار
ہوکر اطاعت ملکہ جادو کی اختیار کی تمام شہر مین ملکہ جادو کا عمل ہوگیا حمزہ صاحبقران آکر اکوان جادو کے ایوان
مین بیٹھے اور حکم دیا کہ جتنے یہان ہین سبکو لاؤ تمام اسیران آتش حصار آکر موجود ہوے جو اسلام لایا اُسے چھوڑ دیا جسنے
کفر پرستی نچھوڑی قتل کیا چنانچہ اُنمین ایک جوان نہایت حسین قید تھا امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا ای
شہریار مین بیٹا ہون آذر جادو کا نام میرا رشید بلند آوازہ ہی اکوان جادو کی بیٹی جو ملکہ جادو ہی اُسپر عاشق ہون
وہ بھی مجھپر مائل ہی ایکدن مین اور ملکہ باغ مین صحبت آرا تھے کہ اکوان جادو کو معلوم ہوا مجکو پکڑ کر قید کیا ملکہ کو بھی تنبیہ کی

جلسے مین قید ہون امیر نے فرمایا کہ تو دین اسلام قبول کر تو تیرے معشوق کو تجھے دلوا دون وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق دل
مسلمان ہوا صاحبقران نے ملکہ جادو کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا بعد اُسکے حاکم شہر آتش حصار کا رشید بلند آواز
کو کیا عمر نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مین بھی ملکہ عنطلی آباد پر مدت سے عاشق ہون میرا عقد اُسکے ساتھ کر دیجیے امیر نے
ملکہ جادو کا استمزاج لیا اُسنے کہا اے شہریار عمر کو تو خبط ہو گیا ہے بیوقوفی کی بات کرتا ہے مین شہر عنطلی آباد کو جاتی ہون
جب وہان آئیگا اور شہر عنطلی آباد مین قدم رکھیگا اُسیوقت سمجھا جائیگا الغرض صحبت عیش کئی روز تک برپا رہی عمر بھی
خوب گایا اور بجایا بعد اُسکے ملکہ جادو رخصت ہو کر عنطلی آباد کو چلی گئی اور حمزہ صاحبقران یہانکا بندوبست
کر کے رشید بلند آواز کو ہمراہ لیکر ملک زرائل کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک لشکر کو دیکھا حال دریافت
کروایا معلوم ہوا کہ لقا کو مظفر ارمنوسی نے قید کیا اور یہ لشکر شہر انامالہ و سمالیہ سے لقا کی مدد کو آیا سہیل
خشت انداز اور اشخاص اور اعراض ماریشانی لشکر کے سردار ہین حمزہ صاحبقران بھی مقابلہ لشکر کفار
کے اُترے سہیل خشت انداز وغیرہ کو خبر ہوئی کہ حمزہ قلعہ آتش حصار مین قید تھے وہان سے رہا ہو کر
ادھر آئے ہین سہیل خشت انداز نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر حمزہ صاحبقران مین نقارہ رزمی نواز مین آیا
رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبحکو معرکہ کارزار مین صف آرا ہوے اُدھر سے اشخاص ماریشانی میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے علمشاہ رومی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا فوج کفار علمشاہ پر دوڑ
پڑی علمشاہ نے ماریشانی کی مشکین باندھلین اور عیاروں کے سپرد کیا اور آپ لشکر کفار پر گرا ادھر سے فوج
اسلام اور حمزہ صاحبقران مع قاسم و بدیع الزمان کمک کو شاہزادہ علمشاہ رومی کے آئے کفار سے تلوار
چلنے لگی عین گرمی جنگ مین اعراض ماریشانی سے اور رشید بلند آواز سے سامنا ہوا اعراض نے تلوار ماری
رشید کی سپر کاٹ کے سر پر پڑی تا دونون ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے تیار
ہو کر چلے اعراض کو للکارا رشید کو جا کے بچایا اعراض سے مقابلہ کیا اعراض نے وہی تلوار خون آلود صاحبقران
کو ماری صاحبقران نے تھپکی دیکر تلوار اعراض کی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر مرکب سے اُٹھالیا سہیل خشت انداز
شکست کھا کر بھاگا صاحبقران پھر کر داخل بارگاہ ہوے اشخاص ماریشانی اور اعراض ماریشانی کو
بلا کر تلقین دین اسلام کیا اور کہا کہ لقا کو لعنت کر وہ دونون دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوے اور فوج کو
اپنے ہرکارے بھیجکر تلاش کروا کر بلوایا وہ بھی آرزوے پرستش اسلام لاے صاحبقران اشخاص اور اعراض کو
ساتھ لیکر کوچ کر کے شہر ارمنوس حصار کو روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے
کہ وہ کوہ ارمنوس مشہور تھا اشخاص و اعراض نے دست ادب باندھکر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی عرض
کیا کہ جو حکم ہو تو ہم پہلے شہر ارمنوس حصار مین جائین اور مظفر ارمنوسی کو آپکے آنیکی خبر دین فرمایا اچھا جاؤ کیا
مضائقہ ہے دونون کوچ کر کے ارمنوس کو روانہ ہوے سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے جب پہونچے دیکھا کہ دروازۂ قلعہ کا بند ہے
گولہ انداز مستعد توپون پر بیٹھے ہوے ہین اشخاص و اعراض نے کہلا بھیجا کہ ہم امیر کی خدمت سے آئے ہین یہ خبر مظفر کو ہوئی
اُسنے کہا کہ دونون کو بلاؤ لوگ اندر لیگئے مظفر نے لقا کو دکھایا کہ عقابین پر چڑھا ہوا ہے بظاہر تو لقا پر بہت سے
طعن و تشنیع کیے اور مظفر سے کہا تمنے خوب کیا جو اس خرس بادیہ ضلالت کو قید کر لیا بعد اُسکے مژدہ
صاحبقران کے آنیکا دیا کہ قریب آپہونچے ہین ملک مظفر نے کارگذارونکو حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کرو اور سامان

دعوت و ضیافت مین مصروف ہو ملازم سرکار بادشاہ ارمنوس سرگرم کار و بار آرائش ہوئے دوسرے روز اشخاص و اعراض
نے ملک مظفر کی دعوت کی اور طعام و شراب مین بیہوشی دیکر ملک مظفر کو مع رفقا پکڑ لیا اور قید آہن مین گرفتار کیا دونون بیٹے
ملک مظفر کے ناظر و منظور سرخ چشم اشخاص و اعراض کے شریک ہو گئے القصہ ملک مظفر کو قید کر کے لقا کو عقابین
پر سے اُتارا اور قفس آہنی سے باہر نکالا تخت خداوندی بچھایا لقا اُسپر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ ملک مظفر کو جب
مظفر سامنے لقا کے آیا بطور اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ او بندۂ گستاخ تو نے اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخیان
کین دیکھ میری خداوندی کو کہ مین نے انتقام نہین لیا وہ شخص دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی اور دیکھا تو نے کہ کیا برجستہ تقدیرین نے
کی اور کیونکر قید شدید سے چھوٹا اب بہتر یہ ہی کہ مجھے سجدہ کر نہین تو بری طرح سے پیش آؤنگا ملک مظفر پکارا کہ او
گمراہ کن خلق مجکو خدا نے ہدایت کی مرحلہ کفر و ضلالت سے نکالا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر ہزار جانین
اگر ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اس بندۂ گنہگار کو مارو اُسیوقت تازیانے مظفر پر پڑنے لگے
وہ ثابت قدم راہ اسلام مین کوڑے کھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ صاحبو میرے کلمے کے شاہد رہنا غرضکہ تازیانے یہانتک
مارے کہ پوست پھٹ پھٹکر خون بہنے لگا اور بیہوش ہو گیا پھر قفس آہنی مین بند کر کے عقابین پر مظفر کو چڑھا دیا اور دروازہ
شہر کا بند کر دیا جو شخص کہ دین لقا پرستی پر قائم رہا اُسے تو چھوڑ دیا باقی سبکو قتل کیا بعد اُسکے ایک نامہ سہیل
خشت انداز و سہیل خشت انداز کو لکھا کہ مینے یہان لقا کو قید سے رہا کیا اور مظفر کو اسیر کر لیا اب تمھین لازم ہی کہ شبخون
لشکر حمزہ پر مار کر ہمارے پاس چلے آؤ یہ موشنگ عیار لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے ایک نامہ قبالہ زرین کمر بادشاہ کیچتان کو
بھیجا کہ ہمنے لقا کو رہا کیا ہی تم اُدھر سے آکر سہیل خشت انداز کے شریک ہو اور شبخون لشکر حمزہ پر مارو القصہ
جب نامہ بادشاہ کیچتان کو پہونچا اُسنے اُسیوقت فضل زحل پیشانی اور طویل زحل پیشانی اور طویل
ابن فضل کو ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا یہ دونون بعد قطع منازل قریب دمنہ شہر ارمنوس حصار کے پہونچے
اُدھر موشنگ عیار نے نامہ سہیل کو پہونچایا سہیل نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور دو پہر رات گئے آکر
شبخون لشکر حمزہ پر مارا صاحبقران کو جب معلوم ہوا کہ کفار شبخون آگرے ہین پس مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ
سے نکلے اور تمام فوج ظفر موج نہایت عجلت کے ساتھ سوار ہو کر چلے کفار سے تلوار چلنے لگی صدہا کافر
اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور سیکڑون مسلمان بھی شہید ہوئے پہر رات باقی تھی کہ بدیع الزمان سے
اور قاتل گختائی سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر اُسکے چار پر تک
فرق جا کر بوسہ دیا علمشاہ لڑتے ہوئے برابر سہیل خشت انداز کے پہونچے اُسنے خشت ماری علمشاہ نے
خالی دیکر جو تیغ مکیتان کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تا دو آبرو اُترا کفار بیچ مین دوڑتے آگئے اُسکو بچا لیگئے غرضکہ لڑتے لڑتے
صبح ہو گئی اب کفار نہایت پریشان ہوئے قریب تھا کہ بھاگین ناظر و منظور سرخ چشم دونون بیٹے مظفر کے
کفار کی مدد کو آئے اور خرم زرین قبا بیٹا ملک قرتیا کو تقریب خشم لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
کفار قوی دل ہوئے وہ پریشانی دور ہوئی بجمعیت خاطر لڑنے لگے بہت سے اہل اسلام قتل ہوئے لیکن
صاحبقران نے سہیل خشت انداز کو للکارا اُسنے برابر آکے خشت ماری امیر نے خشت کو ہاتھ مین روک لیا
اور وہی خشت جھپٹ کر سہیل پر ماری سینہ اُس سنگدل کے پڑی عمارت ہستی اُسکی خاک مین ملی تڑپ کر گرا مر گیا
اب صاحبقران اور علمشاہ اور بدیع الزمان اور مہتر قران وغیرہ تلوارین مار رہے ہین مگر کفار کا بلوا ہی
اہل اسلام قلیل ہین کفار کثیر ہین عالم ہراس مین بدرگاہ خدا دست بدعا ہوئے ای پروردگار عالم ای چارۂ کار بیکسان

تو ہماری مدد کیواسطے کسی کو بھیج اُسوقت ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی اور پہلوان عادی اور کرب غازی بافوج
بیشمار عین وقت پر آپہونچے کرب دلاور نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ کرب * کرب شہسوار اسمٰعیل نامدار * نظر کردۂ
شیر پروردگار * اور تلوار پکڑکر مع پہلوان عادی وغیرہ کفار پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا لڑتے لڑتے برابر ہائیل بلند قامت
کے پہونچے اُسنے میل فولادی مارا کرب غازی نے سپر پر روکا اور تیغہ کرنیوس کا وار کیا ہائیل بلند قامت کے مع کرگدن
چار ٹکڑے ہوئے پہلوان عادی نے فریدون کو للکارا اُسنے تیغہ مارا عادی نے رد کرکے جو تلوار کمر پر ماری مانند
خیارِ تر کے دو ٹکڑے ہوا ایک لقا بھی مع سرداروں کے مدد کو لشکر کفار کی آیا ادھر سے بادشاہ اسلام مع غازیانِ
دیندار و مجاہدانِ تہور شعار بھی مدد کو اہل اسلام کی آپہونچے جنگ مغلوبہ ہوگئی بڑی تلوار چلی دونون طرف سے لاکھون
آدمی قتل ہوئے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اُدھر سامنے قلعہ ارمنوس
حصار کے کفار کا لشکر اُترا ادھر مقابلے بارگاہ لقا کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام و
جملہ سرداران عالی مقام داخل بارگاہ ہوئے ہرکارون نے خبر دی کہ ملک منظفر کو اشخاص مار پیشانی و اعراض
مار پیشانی نے قید کرکے عقابین پر چڑھایا ہی امیر یہ سنکر کمال رنجیدہ ہوئے پھر جو جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین ٹانکے
دلوائے اسکے بعد دربار برخاست کیا آرام فرمایا دوسری صبح کو زنگل شوکت پر آکے بیٹھے بادشاہ اسلام تخت پر
جلوہ افروز ہوئے صاحبقران نے حال طہماس کا پوچھا اندھور نے تمام کیفیت بیان کی کہ طہماس نے قید توڑکر
اپنے بھائی کو مار القانے عیار کے ہاتھ چراکر منگوالیا تھا کہ طہماس میرے پاس رہے طہماس لقا کے پاس نہ رہا اور
وہان سے لوگون کو قتل کرکے چلا آیا اور پھر قیدی بن کر زندانخانے مین بیٹھ رہا صاحبقران نے فرمایا کہ طہماس
مرد مردانہ ہی اُسے ہمارے سامنے لاؤ اُسیوقت طہماس غل و زنجیر مین گرفتار سامنے صاحبقران کے لائے
طہماس نے بطریق لقاپرستان سلام کیا کسینے جواب سلام نہ دیا صاحبقران نے باعزاز و اکرام طہماس کو
بٹھایا اور جام شراب ناب تواضع کیا طہماس نے سلام کرکے جام کو لیکر پی لیا بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا
ای طہماس تم دین اسلام قبول کرو اور لقا پر لعنت کرو طہماس نے کہا ای شہریار قول مردون کا ایک ہی ہوتا ہی مجکو زنار قبول
مگر اسلام نہ لاؤنگا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مجکو تمہارا قتل کرنا منظور نہین میرا ہاتھ تجھ ایسے بہادر پر نہین اُٹھتا
جا مین نے تجھے رہا کیا جہان تیرا جی چاہے چلا جا پھر آہنگرون کو بلواکر چاہا کہ قید طہماس کی دور کروائین اُسوقت طہماس نے قید اپنی
توڑکر پھینکدی اور صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار جبتک کہ آپکی اولاد اور آپ زندہ ہین
ہتھیار نہ باندھونگا اور فقیر بنکر کسی تکیہ پر بیٹھ رہونگا امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین اختیار ہی پھر خلعت دیکر طہماس کو رخصت کیا
طہماس نے سلام کیا اور بیشۂ گنگان کو روانہ ہوا یہ خبر لقا کو ہوئی لقا نے چاہا کہ طہماس کو بلوائے بختیارک نے منع کیا
اور کہا یا خداوند طہماس نے حمزہ سے عہد کیا ہی کہ مین نے ترک دنیا کی اور کبھی اب ہتھیار نہ باندھونگا جنگ و جدل سے
کام نہ رکھونگا وہ ہرگز آپکے بلانے سے نہ آئیگا آپکا سخن ضایع جائیگا لقا چپ ہو رہا بعد اُسکے بختیارک نے
عرض کیا یا خداوند یہان کوئی سردار ایسا نہین معلوم ہوتا کہ سرداران حمزہ سے عہدہ برا ہو موشتک
عیار نے عرض کیا یا خداوند جو آپ تقدیر جستہ میرے واسطے کرین تو مین سرداران حمزہ کو پکڑ لاؤن لقا نے
کہا مین نے تقدیر کی ہی تو جاکر عیاری کر اور قاسم اور بدیع الزمان کو پکڑلا یہ کہکر موشتک عیار کو لقا نے خلعت دیا موشتک
اسیوقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا ایک سپاہی کی شکل بنکر داخل لشکر اسلام ہوا تمام اردو کی سیر
کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پاس آیا ایک گوشہ مین چپکا کھڑا ہوکر دیکھا کیا اور باتین سنا کیا جب دربار برخاست ہوا سردار اُٹھ اُٹھ کر

اپنے اپنے خیمون مین گئے بعد تھوڑی دیر کے قاسم و بدیع الزمان بھی بارگاہ سے نکلے موشنگ اُنکے ساتھ ساتھ چلا
بدیع الزمان اپنے خیمے مین آئے قاسم اپنی خوابگاہ کو گئے موشنگ پہلے قاسم کے پیچھے ہولیا قاسم سب رفیقون کو اپنے
رخصت کرکے داخل خیمہ ہوئے کھانا کھا کر آرام کیا سیارہ عیار نے باہر نکل کر سب نگہبانون کو تاکید کی اور ایک
طرف کو چلا گیا موشنگ عیار نے پہلے گرد خیمہ کے پھیر کر دیکھا کہ تین طرف بہت ہوشیاری ہے چوتھی طرف دیکھا کہ خیمے کا
اٹالہ ہے اور فراش بیٹھے ہوئے سُلفی کھیل رہے ہین موشنگ نے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ تمام فراش بیہوش
ہوگئے پس قنات کو چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا دیکھا کہ دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے ہین
پروانے بیہوشی کے نکال کر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوئین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار بیہوش ہوئے
موشنگ اندر آیا تمام روشنی گل کردی اور پلنگ کے پاس آکر چاہا کہ قاسم کو بیہوش کرے کہ قضاے کار سیارہ
آپہونچا باہر خیمہ کے دیکھا کہ تمام فراش بیہوش ہین اور قنات چاک ہے جھپکے سے خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
قاسم کے پلنگ کے برابر بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ قاسم کو بیہوش کرے سیارہ دبے پاؤن پیچھے سے آیا اور حلقہ ہاے
کمند مار کر جھٹکا دیا کہ وہ چت گرا سیارہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین یکایک قاسم کی آنکھ کھل گئی
پوچھا ارے کیا ہے خیمے مین اندھیرا کیسا ہے سیارہ نے کہا اے شہریار کوئی عیار آپکے گرفتار کرنے کو آیا تھا مین نے
اُسے گرفتار کیا ہے قاسم نے کہا لاؤ ہمارے پاس سیارہ اُس اسیر دام بلا کو شہزادے کے پاس لایا قاسم نے کہا
تو کون ہے مفصل حال اپنا بیان کردے مین تجھے چھوڑ دونگا اُسنے کہا لقا کے کہنے سے مین آپکو گرفتار کرنے آیا تھا
قاسم نے کہا اے سیارہ اس غریب کو تو چھوڑ دے اُسنے کہا بہت خوب مگر کچھ اسکو نشانی ضرور دینا چاہیے یہ کہکر
اُسکی ناک کاٹ لی اور چھوڑ دیا موشنگ نکٹا ہوکر وہان سے بھاگا صبح کو لقا کے سامنے آیا اور کہا واہ خداوند
کیا خوب آپ نے تقدیر کی تھی کہ سیارہ نے ناک کاٹ کے چھوڑ دیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ کہ مین ناک تیری درست کردونگا
لیکن تو اپنے کام سے غافل نہو یہ سنکر موشنگ وہان سے پھر ناک کو بخیہ کروایا اور پھر لشکر اسلام کو روانہ ہوا اور ابکی
شہزادہ بدیع الزمان کے خیمہ مین آیا اور دو پہر رات گئے تمام نگہبانون اور خدمتگارون کو بیہوش کرکے بدیع الزمان
بیخبر کرکے پشتارے مین باندھ کر چلا قضاے کار امیہ عیار بالا دہی کے واسطے نکلا تھا دیکھا اُسنے کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے اور لشکر اسلام سے آتا ہے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ کسے گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے
اُسکو لیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقہ ہاے کمند زمین پر بچھا دیے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپکر بیٹھ رہا موشنگ
عیار جب اُس مقام پر آیا اور پاؤن اُسکے حلقہ ہاے کمند مین پڑے امیہ نے دھڑکا لگایا موشنگ سہم کر دیکھنے
لگا کہ شیر کدھر سے نکلا ابھی دیکھنے نہ پایا تھا کہ امیہ نے کمند کھینچی کہ موشنگ گرا امیہ جست کرکے آیا اور چھاتی پر موشنگ کی
چڑھ بیٹھا مشکین باندھ کر پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے اُسنے کہا بحکم لقا مین بدیع الزمان کو گرفتار کرکے
لیے جاتا ہون امیہ نے بدیع الزمان کو پشتارے سے باہر نکالا اور ہوش مین لایا بدیع الزمان نے آپکو
بندھے ہوئے پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے امیہ نے حال بیان کیا کہ یہ عیار آپکو پکڑ لیے چلا تھا موشنگ اسکا
نام ہے اب مین اسکو مارے ڈالتا ہون موشنگ رونے لگا اور بیان کیا کل اسیطرح قاسم کے خیمہ مین گرفتار
ہوگیا تھا قاسم نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیہ اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا تم بھی
چھوڑ دو امیہ نے کہا بہت اچھا مگر کچھ نشانی دینا چاہیے یہ کہکر دونون کان اُسکے کاٹ کر رہا کیا موشنگ
بوچا بنا ہوا بحال خراب لقا کے پاس پہونچا اور کہا یا خداوند یہ کیا آپ نے تقدیر کی تھی کہ کل ناک کٹی آج کان کٹے

لقانے کہا کہ مین ان دنون مین بہت متردد ہون تقدیر برعکس ہوتی ہی تو جا اور اپنے کام مین مصروف ہو مین اسکی نوروز
مین ناک اور کان دونون درست کردونگا موشک چپ ہو رہا اور وہان سے چلا آیا بعد اُسکے ایک عیار کسیکا
نامہ لیے ہوئے لقا کے پاس آیا سلام کیا نامہ ہاتھ مین لقا کے دیا لقا نے وہ نامہ پڑھوایا بادشاہ انا ملہ
عاد شاہ نے لکھا تھا کہ یا خداوند اگر آپ تاب مقاومت خداپرستون کی نہین لا سکتے تو مین نے لشکر بے پایان
جمع کیا ہی اور پہلوان زبردست میرے پاس ہین آپ یہان چلے آیے اور جو نہ آئیے تو مین نے ارزق دوندہ کو
آپکی خدمت مین بھیجا ہی جو کام مشکل ہو اُس سے لیجیے گا کہ یہ عیار بے بدل ہی زمرد شاہ نامہ پڑھکر خوش ہوا ارزق
دوندہ کو دیکھکر لقانے کہا کہ ہو سکتا ہی بچتے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لا ارزق نے عرض کیا کہ اگر آپکی نظر مہربانی ہوگی تو
عمرو کیا چیز ہی حمزہ کو بھی پکڑ لاؤنگا اور مین نے بڑے بڑے عیارون کو زیر و زبر کیا ہی اُس ساربان زادے کی کیا
حقیقت بختیارک نے کہا ای ارزق عمرو بلاے بے درمان آفت جان ہی جب سامنا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ارزق
بولا کہ ملک جی زیادہ گوئی سے کیا حاصل جب ہم کوئی کام کرینگے تو دیکھ لیجیا یہ کہکر روانہ ہوا لشکر اسلام کو چلا یہان
حمزۂ صاحبقران نے دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھ ناظر و منظور سرخ چشم کو کسواسطے تمنے اپنے
باپ کو قید کیا ہی جلد رہا کرو اور لقا ہمارا چور ہی اُسکو باندھکر ہمارے پاس لے آؤ اور دین اسلام قبول کرو اور
جو اسکے خلاف کیا تو اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے اور مجکو رحم نہ آئیگا
دبیر نامہ اس مضمون کا لکھکر لایا صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر جو اس نامہ کو لیکر جائے اور جواب
باصواب لائے یہ سنکر حارث بن سعد اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سلام کیا اور یون
عرض پرداز ہوا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا جتنے سردار ہین سب نے کار نمایان کیے ہین غلام سے کوئی کام ابتک
وقوع مین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا نامے کو ذلیل نہ ہونے دینا اور پھر تمام تر ملین نامہ بری کی بیان
کردین اور خلعت دیکر رخصت کیا حارث بن سعد چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے
عمرو کو صاحبقران نے پانچ ہزار روپیہ دیکر بطور ایلچی خفیہ نویسی کے واسطے روانہ کیا عمرو ایک خدمتگار کی
صورت بنکر ساتھ حارث کے عقب مین ہو لیا حارث داخل لشکر کفار ہوا علم بدعت جو افراشتہ تھے جہان جو
نشان دیکھا گروا دیا اسیطرح در بارگاہ پر پہونچا اور کوڑے کھلوا کر جتنے پیادے اور سوار تھے سبکو ہٹوا دیا
میدان صاف کروا کر وہان اپنی فوج کو قائم کیا اور آپ تنہا اندر بارگاہ کے چلا در بارگاہ پر بختیارک نے قتال
ارمنوسی کو بٹھایا تھا کہ ایلچی آئے تو اُسے تھوڑی دیر دروازے پر ٹھیرا رکھنا قتال نے حارث کو آتے دیکھ کر کہا
ای عزیز ٹھیرا رہ کسی جانے والے سے خبر تیری کہلا بھیجی جائیگی جب طلب تیری وہان ہوگی اُسوقت جانا
حارث پکارا کہ تو خود اُٹھکر خبر کر آ اُسنے کہا کہ مین اپنے عہدے پر بیٹھا ہون مین کیونکر جاؤن حارث نے
کہا تو مین ٹھیرونگا نہین بے تکلف چلا جاؤنگا حارث یہ کہکر چلا کہ قتال ارمنوسی نے اُٹھکر ہاتھ کمر مین ڈالدیا
حارث نے اُسکو ایک طمانچہ مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور تڑپ کر مر گیا کسینے اندر بارگاہ کے جاکر یہ خبر سنائی
بختیارک تادھنا تادھنا ناچنے لگا اور پکارا کہ مرگ تو مبارک باشد یہ ایلچی کی آمد ہی صفا بیان اُسی کی معلوم ہوتی
ہی ناظر و منظور نے پوچھا کہ ارے کون مارا گیا بختیارک نے کہا کہ قتال ارمنوسی قتل ہوا اُسنے ایلچی کو
روکا ہوگا جو مارا گیا یہ ذکر تھا کہ حارث بن سعد اندر بارگاہ کے آیا بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام
کسینے نہ دیا بدلے جواب سلام کے کفار مانند مار کوفتہ بل کھانے لگے حارث نے جو دیکھا کہ کسینے بات بھی نہ پوچھی

اور جگہ بیٹھنے کی بھی نہ دی اور بے حمیتو تمکو بالکل آدمیت نہین ہی جو کوئی کسیکے پاس آتا ہی اُس سے یہہین پیش آتے ہین
مجکو جگہ دو کہ بیٹھکر جواب وسوال کرون بختیارک بولا کہ پیر و مرشد یہان جگہ بیٹھنے کی آنے والا آپ کر لیتا ہی حارث یہ سنکر ادہر ادہر
کو دیکھنے لگا قریب تخت ناظر و منظور کے اعراض مار پیشانی بیٹھا تھا اُسکے پاس جاکر کہا کہ تو ایک لمحہ بھر کو ہٹ جا
اور جگہ اپنی مجھے دے کہ مین بیٹھکر دو باتین کرلون اُسنے کہا او طفل بیخرد ان سب مین مجھی کو سب سے زیادہ ذلیل وحقیر سمجھا ہی
جو دربار سے اُٹھائے دیتا ہی اور کسیطرف کو جاکر بیٹھ مین ہرگز نہ ہٹونگا حارث نے کہا مین بزور تجکو اُٹھا دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھاکر
ڈنگل سے اُسے کھینچ لیا اُسنے لنگر مارا کہ چارون پائے ڈنگل کے زمین مین غرق ہو گئے حارث نے ہاتھ کمر مین ڈال کر جھٹکا دیا
کہ مع ڈنگل وہ دور جا پڑا آگرد مذلت جھاڑتا اُٹھا اور تلوار میان سے کھینچکر اوڑا اور قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا حارث
کو مارا حارث نے تلوار اُسکی رد کیکے جو تلوار ماری اعراض مار پیشانی کے دو ٹکڑے ہوے حارث آکر
اُسکے ڈنگل پر بیٹھا سب سے آنکھ ملائی کسینے آنکھ اُسکے سامنے نہ کی حارث نے کہا کہ ہم نامہ دار صاحب وقار
ناظر نے کہا کہ لا نامہ کسکا لایا ہی حارث نے کہا یہ نامہ ہی شہنشاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ فلک مرتبت وعالیمقام بادشاہ
اسلام کا پہلے شرطین اسکی ادا کرے تو تجکو نامہ ملیگا اُسنے پوچھا کیا شرطین ہین حارث نے کہا اول زر نثار کر نا ناظر
پکارا لاؤ کشتیان اُسیوقت اکیس کشتیان زر وجواہر نثار کی گئین مگر ایک حبہ کسیکے ہاتھ نہ لگا سب خواجہ عمرو نے جال الیاس
مین کھینچ کر نذر زنبیل کیا بعد اُسکے حارث پکارا کہ سات قدم استقبال کر نامہ کا اور تین تسلیمین بجالا ناظر نے بختیارک سے آنکھ ملائی
کہ تو کیا کہتا ہی وہ چاہتا تھا کہ منع کرے کہ کسینے پیچھے سے دہول ماری گھیرے دار پگڑی سر سے گو دمین آرہی بختیارک سمجھا
کہ مرشد کامل بھی یہان موجود ہین بختیارک نے کہا اے ناظر سرخ چشم خداوند لقا نے بھی حمزہ کے نامہ کا استقبال کیا
اور تعظیم دہی تم بھی استقبال کرکے تعظیم کرو کچھ عیب نہین ناظر نے اُٹھکر سات قدم استقبال کیا اور تین سلام کرکے دونون
ہاتھ پھیلائے اور کہا کہ لا نامہ حارث نے نامہ سر سے کھول کر حوالے کیا کہا خبردار اس پرچہ کاغذ پر غصہ نہ کرنا میرا اسکے
ساتھ ہی ناظر نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے باواز بلند پڑھا کہ مضمون سے نامہ کے تمام کافر مطلع ہوے منظور
سرخ چشم نے کہا کہ حمزہ الیسا زبردست ہی کہ تمام عالم کو زیر کرلیگا معلوم ہوا کہ اب دولت کا زوال قریب پہونچا
جلد آل ابراہیم تباہ ہوگی حارث نے جو یہ سخن سنا نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار تو شاید اولاد مظفر ارمنوسی کی نہین ہی نام
حضرت ابراہیم کا بے ادبانہ زبان پر لاتا ہی تیری زبان جل جائیگی ہی شرط کہ گدی سے زبان کھینچ لون منظور یہ کلمہ
سنکر آگ ہو گیا اور پکارا او ریسر اعرابی تجھے اپنی شجاعت کا گھمنڈ ہی یہ کہکر منظور سرخ چشم نے تلوار کھینچ کر ماری
حارث نے سپر سے تلوار اُسکی رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوے پھر تو تمام اہل بارگاہ اُٹھ کھڑے
ہوئے چارطرف سے غل ہوا اسے مارلو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی قاتل بن قتال سے پہلو پر آکر تلوار ماری
حارث نے پشت تیغ پر روک کر ہاتھ مارا سر پر پڑا زیر ناف کاٹ کر نکل گیا یاقوت شاہ حارث پر حملہ آور ہوا
حارث نے وار اُسکا روک کر تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی تا دوابرو اُتر گئی یاقوت شاہ زخمی ہوکر پیچھے
ہٹ گیا فضل زحل پیشانی جو مقابل ہوا حارث نے اُسے بھی دو ٹکڑے کیا ہرمز پکارا اے نبیرہ مجاور مکہ کیون
تیری شامت آئی ہی حارث نے للکارا او گبر تجھے تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھسے بات کرتا ہی ہرمز نے کہا کہ دادا تیرا
میرے باپ کی بدولت بادشاہ ہوا اور تو مجھسے برابری کرتا ہی یہ کہکر خنجر مارا حارث نے خنجر اُسکا روک کر تلوار
ماری کہ ہرمز زخمی ہوا لوگ اُسے بچا لیگئے حارث تلوارین مارتا ہوا چلا تھا کہ لقا نے کہا یہ اندھیر نہ جانے پائے
چہار طرف سے کافرون کا ہجوم ہوا حارث کی شمشیر خونچکان مثل برق کے چمک چمک کر کافرون پر گر رہی ہے

لاش پر لاش کا انبار ہی دریاے خون بہہ رہا ہی کفار کو قتل کرتا ہوا تلوارین مارتا ہوا مع اپنے لوگون کے صاف نکلا ہوا
چلا گیا مگر ہمراہیان حارث اہل اسلام بہت شہید ہوے ادھر عمرو نے جاکر صاحبقران کو خبر دی کہ حارث
ایلچی گری کیے ہوے آتا ہی اور ایسی ایلچی گری کی ہی کہ دوسرے سے نہ ہو سکیگی صاحبقران نے فرمایا کہ تمام سردار استقبال
کو حارث کے جائین سب سردار روانہ ہوے ادھر حارث تنہا مرکب کو اُڑاے چلا آتا تھا خون مین از سر تا پائر
پیاس کا غلبہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین قضاے کار ارزق عیار ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ساتھ تھا اُسنے پانی آغشتہ
بداروے بیہوشی حارث کو پلایا حارث بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا ارزق حارث کا پشتارا باندھ کے روانہ ہوا
خدمت مین لقا کی لایا لقا نے حکم دیا اس پسر حمزہ کو جلد قید کرو آہنگر آئے اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا حارث کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا ہی اُٹھکر بطریق اسلام سلام کیا کفار پکارے او
پسر حمزہ سامنے خداوند لقا کے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی لقا نے کہا اے حارث اگر تو اپنی زیست چاہتا ہی تو
مجھے سجدہ کر حارث پکارا او گبر نا ہنجار تو ہمارے ہاتھ سے الگ بھاگا پھرتا ہی اور پھر دعوی خدائی کرتا ہی کرور کرور
لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے یہ کلام سنکر حکم دیا کہ بلاو جلاد کو اسے قتل کرنا چاہیے سہیل خشت انداز
نے کہا کہ یا خداوند عادشاہ اُسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہی مجھسے کہدیا تھا کہ اگر کوئی خداپرست ہاتھ لگ
جائے تو میرے پاس بھیجدینا اگر حکم ہو تو مین اسے ملک انامله کو لیجاؤن لقا پکارا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی
بختیارک نے کہا اے سہیل اسیوقت حارث کو آرابے پر ڈال کر دو پہر رات گئے روانہ ہوا ادھر امیر کو خبر ہوئی
کہ حارث چلا آتا تھا اثناے راہ سے غائب ہو گیا خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو عمرو نے جاسوسون کو بھیج کر
دریافت کرایا معلوم ہوا کہ ارزق عیار اُسے پکڑ لیگیا ہی عمرو نے صبح کو صاحبقران سے حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ جاکر حارث کو چھڑا لادے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان
اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور عرض کیا کہ غلام جاکر چھڑا لائیگا صاحبقران نے فرمایا جاؤ کیا مضائقہ ہی اُسیوقت
بدیع الزمان روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین آے تمام کفار بیٹھے ہوئے تھے کہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭ توانم زدن آسمان بر زمین ٭ اے کافران دغا پیشہ
تمنے حارث کو گرفتار کیا ہی مین رہا کرنے کو آیا ہون اگر تمنے حارث کو میرے حوالہ کر دیا تو بہتر ورنہ بزور شمشیر تمسے
لونگا جم زرین قبا مقاتل کمنائی و سالم ارمنوسی وغیرہ بیٹھے ہوے تھے پکارے کہ اے خداپرست
حارث یہان کہان اُسے خداوند لقا نے ملک انامله کو بھیجدیا بدیع الزمان نے کہا کہ مین اُسکے عوض مین
لقا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا قاہر آہن پوش پکارا کہ او خداپرست کیا مجال تیری کہ خداوند کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے
شہزادہ بدیع الزمان تلوار پکڑ کر اُسپر جھپٹا اور کہا کہ او کافر پہلے تجکو سزا دونگا قاہر آہن پوش نے تلوار بدیع الزمان کو
ماری بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے مرتاس ارمنوسی نے
برابر بدیع الزمان کے اکتلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کے اُسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا
سر پر پڑا زین تنگ مرکب نکل کر بوسہ دیا مقاتل کمنائی بھی دوڑ کر آیا اُسنے ساطور مارا بدیع الزمان نے ضرب
اُسکی رد کر کے جو تیغہ حوالہ کو جلوہ دیا بالاے سر سپر کاٹ کے تا دو ابرو اُتر گیا مقاتل نے دستانہ مارا تیغہ
نکل گیا خون اسقدر بہا کہ غش آنے لگا لوگ اُسکو بچا لیگئے یکایک بدیع الزمان ہرمز کے پاس آیا ہرمز نے
تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور باندھ کر امیہ کو دیا کہا کہ اُسے

صاحبقران کے پاس لیجاؤ اور آپ لڑنے لگا کفار چار طرف سے گھیرے تھے کوئی صورت مفر کی نہ تھی کہ شہزادہ قاسم بھی
پہونچا اور نعرہ کرکے لشکر کفار پر گرا اب قاسم و بدیع الزمان دونون لڑنے لگے ہزارہا کافر جہنم واصل ہوئے نہایت عاجز و پریشان
تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا قاسم لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے صاف نکلے ہوئے
چلے آئے ادھر امیہ ہرمز کو لیئے ہوئے خدمت صاحبقران مین پہونچا صاحبقران ہرمز سے بکریم پیش آئے اور تلقین بدین
اسلام کی ہرمز از روے ترس اسلام لایا ہرمز کو صاحبقران نے خلعت دیا اور زبردست بادشاہ اسلام کے بٹھایا بعد اُسکے حال
حارث کا پوچھا ہرمز نے کہا کہ اُسے سہیل حشمت انداز شہر اناملہ کو لیگیا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی ایسا
بہادر ہی کہ شہر اناملہ مین جاے اور حارث کو چھڑا لاے شہزادہ خاور سیاہ اپنے ذنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو مین جاکر حارث کو چھڑا لاؤن اور بدیع الزمان کو جو بلاے آسمانی لیگئی ہی اُسکی بھی تلاش کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ
تم دونون میری آنکھین ہو اور نور بصر ہو بدیع الزمان اور حارث غائب ہوگئے تم تو میرے سامنے رہو عرض کیا کہ بغیر شاہزادہ
بدیع الزمان کے مجکو ایک دم قرار و آرام نہ ہوگا جسطرح ہو حضور رخصت فرمائین مجبوری صاحبقران نے فرمایا خیر جاؤ خدا تمھارا
حافظ و نگہبان ہی قاسم سیارہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اگر ادھر فرامرز نے لقا سے کہا کہ ہرمز خدا پرستون مین گرفتار ہی کسیطرح یہان
آ نہین سکتا لقا نے کہا ای ارزق تو جاکے ہرمز کو لشکر اسلام سے لے آ ارزق نے عرض کیا مین جاتا ہون لقا نے خلعت
دیا ارزق روانہ ہوا صورت بدل کر داخل لشکر اہل اسلام ہوا ہر چند تلاش کیا کہین ہرمز کا خیمہ نہ پایا اسکا یہ سبب تھا کہ امیر ہرمز کو
اپنے پاس رکھتے تھے اور کہہ چکے تھے کہ بعد لقا کے قتل کرنے کے تمام لشکر کا ہرمز کو بادشاہ کرونگا غرضکہ ارزق نے ہرمز کا پتا نہ پایا
حیران پھرتا ہوا شیرویہ کے خیمہ کے برابر آیا اور صورت عیاران لشکر اسلام بنکر لوگون مین شیرویہ کے آ بیٹھا معلوم ہوا کہ
یہ بیٹا حمزہ کا ہی غرض سب نگہبانون وغیرہ کو بیہوش کرکے خیمہ مین آیا شیرویہ کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکے نکلا ادھر
موشنک عیار علمشاہ کے خیمے مین پہنچا سبکو بیہوش کرکے علمشاہ کے پاس آیا آنکھ علمشاہ کی کھل گئی نعرہ کیا تو کون ہی
موشنک قنات کو پھاڑ کر چلا تھا کہ اُدھر سے عمرو قران آتا تھا آواز نعرہ علمشاہ کی جو سنی اور ایک سیاہ پوش کو آتے
دیکھا قران دوڑا موشنک نے خنجر مارا قران نے خالی دے کر حلقہ کمند مار کر اُسے گرفتار کیا اور پوچھا سچ کہہ تو کون ہی اُسنے
کہا مین موشنک ہون ارزق عیار کے ساتھ آیا تھا وہ شیرویہ کو گرفتار کرکے لیگیا مین علمشاہ کے خیمہ مین گیا تھا علمشاہ کی
آنکھ کھل گئی وہان سے بھاگا آخر کار تیرے دام مین اسیر ہوا قران نے اُسے تو باندھ کر وہین ڈالدیا اور آپ شیرویہ کی تلاش مین
روانہ ہوا قضاے کار وسواس عیار بھی لشکر اسلام مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ موشنک بندھا ہوا پڑا ہی اُسیطرح اُسکو اُٹھا لیگیا
لیکن ارزق نے شیرویہ کو اپنے شاگرد کے حوالے کیا تھا کہ تو اسے ملک شماریہ مین لیجا کسواسطے کہ اگر ملک اناملہ کو لیجائیگا تو
قاسم حارج ہوگا غرضکہ ارزق کا شاگرد شیرویہ کو لیکر ملک شماریہ کی طرف چلا اور ارزق پھر لشکر اسلام مین آیا لیکن
اب حال بیان کیا جاتا ہی سہیل حشمت انداز کا کہ یہ حارث کو لیے ہوئے خدمت مین عادل شاہ کی پہونچا عادل شاہ
نے حارث کو اپنے سامنے بلایا حارث نے بطریق اسلام سلام کیا عادل شاہ نے کہا ای حارث یا تو لقا پرستی
قبول کرو ورنہ آمادہ مرگ ہو حارث پکارا لا اکم لاکم لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر عادل شاہ نے یہ سنکر نہایت
برہمی کی اور غصہ ہوکے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے چوبدار جلاد کو بلانے چلا تھا کہ وزیر نے عادل شاہ سے کہا
کہ اسکا ابھی قتل کرنا مناسب نہین ہی کسواسطے کہ یہ پسر حمزہ ہی اور حمزہ وہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی کہ جسکے ہاتھ سے
لقا شہر بشہر بھاگا پھرتا ہی ہان اگر حمزہ گرفتار ہو تو اُسکے قتل کرنے مین مضائقہ نہین بالفعل ابھی اسے قید رکھیے
تو بہتر عادل شاہ کو راے وزیر کی پسند آئی اور حارث کو زندانخانے مین بھیجدیا جسوقت حارث کو زندانخانے کی طرف

روانہ کیا ہی بیٹی عادل شاہ کی ملکہ طرفہ بانو بھی قصر پر بیٹھی ہوئی تھی حارث کو جو دیکھا تیر عشق کا جگر کے پار ہوگیا دل سینے مین بیقرار ہوگیا دایہ سے کہا مین اس جوان پر عاشق ہوئی ہون کوئی تدبیر اسکے وصل کی نکال دایہ بولی کہ بیٹا تو خداپرست پر مائل ہوتی ہی اگر تیرا باپ سنیگا تو بُری طرح پیش آئیگا ملکہ تو چپ ہوئی دایہ سے نے عادل شاہ سے کہا کہ اس قیدی کا یہان رکھنا مناسب نہین کہ زندانخانہ سے اور محل سے قربت ہی ایسا نہو کہ تیرے ناموس مین خلل آئے عادل شاہ اُسیوقت گھر مین آیا اور ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ آج سے تم قصر پر نہ بیٹھنا ملکہ سنکے چپ ہو رہی عادل شاہ نے قید حارث کی قلعہ افلاک مین عظیم کوہ بازو کے پاس بھیجدی کہا کہ اسکو حفاظت سے رکھنا مگر طرفہ بانو کو جو خبر ہوئی کہ اُس خداپرست کو قلعہ افلاک مین بھیجدیا حالت غیر ہوئی دایہ کو تو دشمن جانتی تھی اپنے پاس سے نکالدیا اور آپ عشق حارث مین بیمار ہوگئی حکیمون نے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ کو خفقان ہی سیر باغ دلکش کرائیے عادل شاہ نے ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ تم باغ کی سیر کو جایا کرو طرفہ بانو سوار ہوکر بفراغت تمام باغ مین سیر کو آئی دو تین روز وہان رہی ایکدن اپنی انیسون جلیسون کو پوشاک زر دیکھائی اور زر و جواہر دیا اور حال اپنے عشق کا بیان کیا کہا کہ مین کچھ بیمار نہین ہون فقط عارضہ عشق مین مبتلا خداپرست ہی اُن سہیلیون نے کہا حضور ہم سب موجود ہین ملکہ اُسیوقت سوار ہوکر قلعہ افلاک کو روانہ ہوئی جب وہان پہونچی عظیم کوہ بازو کو خبر ہوئی کہ ملکہ طرفہ بانو آتی ہی قلعہ سے باہر نکل کر آیا ملکہ کو استقبال کرکے لیگیا پوچھا آپ یہان کیون تشریف لائی ہین کہا فوج اسلام شہر پر آتی ہی نہین معلوم کیا اُفتاد پڑے مجھکو پدر بزرگوار نے یہان بھیجدیا عظیم نے کہا کہ ملکہ تم میرے سر کے ساتھ ہو کوئی اندیشہ نہ کرنا اور ملکہ کو لاکر محلسرا مین اُتارا ایک روز کا ذکر ہی کہ ملکہ سوار ہوکر حارث کے دیکھنے کو زندانخانہ مین آئی مؤکلان زندان کو وہانسے ہٹادیا اور کہا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید اس جوان کی دور کرین حارث نے جو دیکھا کہ ایک نازنین میرے رہا کرنے کو آئی ہی سمجھا کہ یہ بیشک میری شیدا ہی اُسیوقت قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور ملکہ سے پوچھا اے نازنین تو کون ہی اور کیون مجھے رہا کرتی ہی اپنے حال سے مطلع کر ملکہ نے کہا مین بیٹی عادل شاہ کی ہون اور تیرے عشق مین آوارہ ہوکر یہان آئی اور کچھ پاس سوائے نہ کیا اب میرا دامن ہی اور میرا ہاتھ ہی حارث نے کہا اے نازنین یہ بندہ احسان بھی تیرے ہمراہ ہی ملکہ حارث کو اپنے ساتھ لیکر داخل محل ہوئی اور صحبت عیش آراستہ کرکے مصروف بوس و کنار ہوئی یہ خبر عظیم کو ہوئی کہ ملکہ قیدی کو بادشاہ سے رہا کر لیگئی اور اُسکے ساتھ مصروف عیش ہی عظیم کوہ بازو کہ کوتوال شہر تھا اُسیوقت بارہ سو پیادے لیکر آیا اور محل کو گھیر لیا اور خود درانہ محل کے اندر چلا گیا اور نعرہ کیا کہ باش اے ننگ خاندان معلوم ہوا کہ تو اس خداپرست کے عشق مین یہان آئی تھی پہلے تو اس خداپرست کو مارونگا اور پھر تجھے قید کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدونگا یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر حارث کو ہاتھ مارا حارث نے اُٹھ کے تھپکی دی اور تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا کہ ہی شرط تجھے مارون کہ نقش زمین ہوجائے اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر عظیم کوہ بازو کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا حارث نے اُسے چھوڑدیا وہ قدمون پر گرا اور کہا کہ آپ ملکہ کے ساتھ عیش کیجیئے مین شہر کا بندوبست کرتا ہون یہ کہکر وہان سے باہر آیا تمام رؤسائے شہر اور افسران فوج کو بلاکر کہا کہ صاحبو مین نے پسر حمزہ کی اطاعت کی اسلام لایا جسے شہر مین رہنا ہو دین اسلام قبول کرے نہین تو شہر سے نکل جائے القصہ تمام شہر مسلمان ہوا بانگ صلواۃ چارطرف سے بلند ہوئی لیکن طوفان زر دچشم کہ ماما ہی عادل شاہ کا طرفہ بانو اُسی کے ساتھ منسوب ہی اُسنے سنا کہ ملکہ طرفہ بانو نبیرہ حمزہ کے تصرف خدمت مین آئی اور قلعہ افلاک مین موجود ہی کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر قلعہ افلاک پر آیا خبر طرفہ بانو کو ہوئی حارث نے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا طرفہ بانو نے کہا اے شہریار مین اُسے قلعہ مین بلاتی ہون جب وہ یہان آجائے آپ اُسے قتل کیجیئے گا جب وہ مارا گیا تو

فوج بے سردار کے شکست کھا کر بھاگ جائیگی اور اگر قلعے سے باہر جا کر لڑیگا تو خدا جانے کیسی اُفتاد پڑیگی حارث نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہے طرفہ بانو نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای طوفان حارث نے عظیم کو گرفتار کر کے مسلمان کیا اور
مین حارث سے نفرت کیے ہون مگر بمجبوری اُسکی اطاعت کی ہی لہذا تم قلعے پر چڑھ آؤ مین دروازہ قلعے کا کھلوائے
دیتی ہون تم آکر نبیرۂ حمزہ کو قتل کر دو اور مجکو یہان سے لیجاؤ القصہ یہ نامہ جب طوفان کو پہونچا مضمون سے آگاہ ہوا
طرفہ بانو پر تو مائل تھا نہایت خوش ہوا اور تین ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر رات کو دروازۂ قلعہ پر آیا یہان طرفہ بانو نے
دروازۂ قلعہ کھلوا دیا تھا اور لوگ اپنے تیار کر رکھے تھے جیسے طوفان داخل قلعہ ہوا نعرہ کیا ای نبیرۂ حمزہ اگر تجھے دعوی
بہادری کا ہو تو نکل کر سامنا کر حارث مسلح و مکمل ہو کر نکلا اور للکارا او گبر ناہنجار آیا مین یہ کہکر سامنے آیا یوسف زرہ پوش
بھائی طوفان کا للکار کر دوڑا اور برابر آکے تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ہاتھ تیغہ کا یوسف زرہ پوش کو
مارا سپر پر پڑا ز پر تنگ فرس جا کر بوسہ دیا طوفان یہ دیکھکر ہائے بھائی کہتا ہوا دوڑا اور تیغے کا وار کیا حارث نے
پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر طوفان کے تلوار پڑی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مارا
تلوار تو سر سے نکل گئی دریا خون کا سر سے بہنے لگا مبادا کٹنے سے حارث کے بھاگا حارث نے اُسکا تعاقب کیا اور بزور
شمشیر اُسکی فوج کو قلعے سے نکالدیا فوج طوفان شکست کھا کر طوفان کو لیکر کوہ اقوال کیطرف بھاگی حارث کے ساتھ
والے تمام مال و اسباب طوفان کا لوٹ کر پھرے حارث پھر ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف ہوا لیکن غطیان کوہ پیکر
سرحد باختر سے لقا کی مدد کو جاتا تھا جب حوالی قلعہ افلاکیہ مین پہونچا ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرۂ حمزہ حارث
بن سعد نے قلعۂ افلاکیہ اپنے قبضے مین کر لیا ہی اور عظیم کوہ بازو بھی مسلمان ہوا ہی اور بیٹی عادل شاہ کی اُسکے
تحت و تصرف مین ہی اور طوفان بھی شکست کھا کر بھاگ گیا یہ خبر سنکر غطیان نے کہا کہ پہلے اس خدا پرست کو مارونگا
پھر آگے جاؤنگا اور پچاس ہزار سے آکر سامنے قلعے کے اُترا حارث نے جو خبر غطیان کوہ پیکر کے آنے کی سنی بارہ ہزار
سوار لیکر قلعے کے باہر آئے ہر چند طرفہ بانو نے کہا کہ صاحب قلعہ بند کر کے لڑو حارث نے نہ مانا غطیان نے جو سنا نبیرۂ حمزہ
مقابلے کو آتا ہی نشۂ شراب مین طبل جنگ بجوایا لشکر حارث مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی میدان جدال غطیان میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے حارث
اُسکے مقابلے کو نکلا بعد گاورزنی و ہمسمتی نیزہ بازی ہوئی نیزہ اُسکا حارث نے ہوائی کیا غطیان نے غصہ مین آکر
تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی
غطیان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی زخم سر باندھکر تیغہ مارا حارث نے پھر وار اُسکا روک کر تلوار کا وار کیا پھر
تلوار سر پر پڑی اور زیر تنگ مرکب نکل گئی غطیان دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے مین تمتاج سرخ تیلیت کوہ شمار یہ
پر پہونچا ساٹھ ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے اور پھر براق خونخوار پچاس ہزار سوار سے آیا پھر اشتلنش خونریز
اور سماع بلندہا اور اژ ستر ہزار سے آیا پھر عادل شاہ لاکھ سوار سے پہونچا تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے
لگے مگر کفار کا ہجوم بہت ہوا حارث لڑتے لڑتے تھک گیا ہی یکایک قلعے سے ایک نقابدار بادیہ پوش
چار سو نقابدار سے نکلا اور کفار پر آ کر گرا ایک ایک کو چن چن کے قتل کرنے لگا ناگاہ نقابدار سے اور براق
خونریز سے سامنا ہوا براق نے تلوار ماری نقابدار نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا مانند خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوئے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل بازگشت دونون لشکر حارث و نقابدار کے داخل خیمہ
ہوئے حارث نے نقابدار سے کہا کہ نقاب رخ سے ہٹا دو چہرہ دکھاؤ اُسنے نقاب جو منہ پر سے اُلٹی

حارث نے دیکھا کہ ملکہ طرثہ بانو ہی حارث بہت خفا ہوئے کہ تم کیون لڑنے کو آئین عورتون پر جہاد حرام ہی اُسنے کہا
کہ مین برج پر قلعے کے تماشا دیکھ رہی تھی تمکو زغۂ کفار مین دیکھکر تاب نہ رہی حارث نے کہا اب خبردار ایسی حرکت نہ کرنا
پھر ملکہ کو اندر قلعے کے بھیجدیا اور افسران فوج کو بلاکر دلاسا دیا کہ تم نہ گھبراؤ اگرچہ فوج کفار زیادہ ہی خدا حامی و
مددگار ہی انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک کو مارونگا ادھر عادل شاہ زخمیون کے علاج مین مصروف ہو

دوسرے داستان جرأت نشان شہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

ترجمان دفتر دلکشائی و مجران عبارت خوش آرائی اس داستان رنگین بیان کو بصد حسن احسن قلم تحریر کرتے ہین کہ جب
شہزادہ بدیع الزمان کو بچہ اٹھا لیگیا شہزادہ بیہوش ہوگیا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا بدیع الزمان نے پوچھا تو کون ہی اور مجکو
کہان لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ مجھے دیو شبرنگ کہتے ہین بادشاہ عنظلی آباد نے تجکو بلایا ہی الغرض دیو شبرنگ نے لاکر
بدیع الزمان کو بارگاہ مین مالک بن زردہشت کے اتارا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جادوگر زشت رو کرسی منظر
تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے جادوگر مہیب صورت شتر سر و فیل سر و پلنگ سر بیٹھے ہین بدیع الزمان نے بطریق
اسلام سلام کیا مالک بن زردہشت نہایت برہم ہوا کہا اسے لیجاؤ سامنے تابوت زردہشت کے دیو شبرنگ
بدیع الزمان کو وہان لایا جہان تابوت زردہشت تھا دیکھا کہ ایک صندوق بر روے ہوا قائم ہی اور دو چنور دونون
طرف ہل رہے ہین اور کوئی چنور کا ہلانے والا نہین معلوم ہوتا اور سامنے اُسکے ایک تالاب ہی کہ آب شفاف سے بھرا ہی
اور جوڑا زاغ کلان کا کنارے تالاب کے بیٹھا ہی اور ٹکڑے ٹکڑے جنتی کھاتا ہی اور ہر بار ایک بچہ دیو پیدا ہوتا ہی اور ہوا لگتے ہی
بڑھ جاتا ہی ہزار گز کا ہو جاتا ہی اور آواز دیتا ہی یا خداوند زردہشت وہ بندہ تیرا بندہ ہی اور پھر ایک طرف کو اڑ جاتا ہی بس
دیو شبرنگ پکارا اے بدیع الزمان دیکھا تو نے قدرت خداوند زردہشت کو سجدہ کر تابوت معلق کو بدیع الزمان نے
کہا لعنت ہی اُسپر اور اُسکے پرستارون پر دیو شبرنگ برہم ہوا اور پھر بدیع الزمان کو مالک بن زردہشت کے
سامنے لایا حال بیان کیا کہ اسنے کرشمے خدائی کے دیکھے اور خداوند کو سجدہ نہ کیا کلمات ناسزا منہ سے نکالے
زردہشت نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے حکم کے ساتھ ہی جلاد آیا اور بدیع الزمان کو نطع پر
بٹھایا تیغ کھینچکر سر پر کھڑا ہوا جلاد تو منتظر حکم تھا اور بدیع الزمان درگاہ ایزدی مین دعا مانگ رہا تھا کہ اُسوقت
ملکہ جادو آ پہونچی سلام کرکے مالک بن زردہشت کے پاس بیٹھی اور کہا اے پدر بزرگوار یہ بیٹا ہی حمزہ کا اسکا
قتل کرنا مناسب نہین ہی چندے اسے قید رکھیے اب لقا خداے باختر یہان آیا جاہتا ہی اور حمزہ بھی لقا کے
تعاقب مین آئیگا پس اگر حمزہ خداوند زردہشت کو سجدہ کرے تو بہتر ورنہ اُسکو مع حمزہ کے قتل کیجیے گا مالک
بن زردہشت نے کہا کہ اچھا اسے لیجاؤ اور ابلیس وہرزن کے حوالے کردو کہ وہ اسے بحفاظت تمام رکھے
ملکہ جادو نے کہا آپ میرے حوالے کردیجیے مین اپنے پاس اسے قید رکھونگی غرض ملکہ کے سپرد کرکے
مالک نے کہا اسے بڑی حفاظت سے رکھنا ملکہ بدیع الزمان کو لیکر آئی اور بہت تسلی و دلاسا دے کر نہایت آبرو سے
اپنے پاس رکھا انکو تو یہان ملکہ جادو کے پاس رہنے دیجیے اب حال سنیے لشکر اسلام کا کہ ارزق عیار شیرویہ بن حمزہ
کو ملک شماریہ کی طرف بھیج کر پھر لشکر اسلام مین آیا تھا کہ سعد بن قباد شہریار کو پکڑ لیجاے لیکن وہان قابو اُسکا نہ چلا اسد
کے خیمہ مین آیا اور پاسبانون کو بیہوش کرکے اسد کو گرفتار کرلیا اور دوسرے شاگرد کے ہاتھ ملک شماریہ کو روانہ کیا صبح کو امیر
آگاہ ہوئے کہ اسد بستر خواب سے غائب ہو گیا عمرو کو بلاکر کہا کہ خواجہ تم ایسی غفلت کرتے ہو کہ اُسدن شیرویہ کو عیار لیگیا
آج اسد غائب ہو گیا عمرو نے کہا اے حمزہ جس شخص کا یہ کام ہی مین اُسکی فکر سے غافل نہین ہون آپ خاطر جمع رکھیے غرضکہ جب رات

ہوئی ارزق صاحبقران کی خوابگاہ پر آیا دیکھا نگہبان و پاسبان بیٹھے ہین زنگ روغن عیاری کا نکال کر عمرو کی صورت
بنا اور اُن نگہبانون مین آکر بیٹھا وہان شراب چل رہی تھی اسنے شراب مین بیہوشی ملا کر سبکو پلائی سبکے سب
بیہوش ہوے ارزق اندر گیا خاصبردارون اور خدمتگارون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا اور پلنگ کی طرف
صاحبقران کے چلا کہ بیہوش کرکے باندھون قضاے کار عمرو پھرتا ہوا اُس مقام پر آپہونچا تمام نگہبانون کو
بیہوش پایا فورًا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ایک سیاہ پوش حمزہ کے پلنگ کے پاس بیٹھا ہی وہین سے نعرہ کیا
کہ باش او بیحیا تو کون ہی ارزق نے جو عمرو کو دیکھا جست کرکے سراچے کو پھاند کر بھاگا عمرو بھی جست و خیز
کرکے اُسکے تعاقب مین چلا اب آگے آگے ارزق اور پیچھے پیچھے عمرو آتے آتے خیمہ بدیع الزمان کے پاس
پہونچا امیہ نے جو لینا لینا کا غل سنا خیمے سے باہر نکلا دوڑا ارزق جست و خیز کرکے نکل گیا امیہ رہگیا مگر عمرو نے
اُسکا پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ لشکر اسلام سے باہر نکل گیا صحرا کا راستہ لیا اب عمرو بھی اُسکے قریب جا پہونچا
ارزق نے پلٹ کر خنجر مارا عمرو نے خالی دیا ارزق نے دوسرا خنجر مارا کہ کھال ذراسی عمرو کی چھل گئی عمرو بارنے
کھاکر گرا ارزق آیا کہ عمرو کی مشکین باندھلون عمرو نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ ارزق گرا
عمرو نے اُسی صحراے ارمنوس مین ارزق کو ایک درخت سے باندھ دیا اور سب کپڑے اُسکے بدن
سے اُتار لیے اور کئی تازیانے اُسے مارے اور تمام اسباب عیاری اُسکا چھین لیا بعد اُسکے اسباب
ارزق کا دیکھنے لگا ایک ڈبیا جواہر کی نکلی اُسے جو کھولا غبار بیہوشی جو اُسمین تھی اُڑا عمرو بیہوش ہوکر گر پڑا
اُدھر تو ارزق بندھا ہوا کھڑا ہی اِدھر عمرو سامنے اُسکے بیہوش پڑا ہی قضاے کار موشک عیار واسطے
بالادوی کے نکلا تھا اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ عمرو تو بیہوش پڑا ہی ارزق بندھا ہوا درخت سے
کھڑا ہی موشک نے ارزق سے استفسار حال کیا ارزق نے کہا پہلے عمرو کو باندھ لے پھر حال
پوچھ موشک نے عمرو کی مشکین باندھ لین اور ارزق کو کھول دیا اُسنے تمام حقیقت موشک سے بیان
کی القصہ عمرو کو لیکر سامنے لقا کے آیا لقا نے کہا ای عمرو تو نے کیا کیا برائیان میرے ساتھ کین اور
مین نے تامل کیا تجھکو کچھ سزا نہ دی اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون عمرو بولا ای لقا جو کچھ مجھسے ہو سکے قصور
نہ کر مین جھوٹا او تیری خدمتگاری کی جم زرین قبا بیٹھا ہوا تھا اُسنے ایک طمانچہ عمرو کو مارا عمرو طمانچہ کھاکر گرا
ناک کا بانسہ پھر گیا کف منہ سے جاری ہوا آثار مرگ ظاہر ہوے لوگ ہنسنے لگے کہا دبلا پتلا تو تھا گیا تعجب جو مر گیا ہو چند
نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا دم نہ پایا سب پر ثابت ہوا کہ عمرو ملک عدم کو راہی ہوا بختیارک نے کہا یارو عمرو زندہ ہی
ہزار بار یہ یونہین مر گیا اور پھر زندہ ہوا ہی فقط مکر کیا ہی کہ چھوٹ جاؤن سب اُٹھ اُٹھ کر دیکھنے لگے کہ عمرو زندہ ہی کہ مر گیا
مگر عمرو نے ایسی اچھی دم کشی کی کہ سب نے بالاتفاق کہا کہ عمرو مر گیا لقا نے کہا لیجاؤ کسی مقام پر دفن کرادو دو غلام حبشی آکے
اور چارپائی پر عمرو کو ڈالکر دفن کرنے لیچلے عمرو نے ایک غلام کے چٹکی لے لی وہ دوسرے سے لڑنے لگا اب دو غلام ایک طرف
ہوگئے اور دو ایک طرف ہوگئے باہم کشتی ہونے لگی عمرو چپکے سے اُٹھا اور چارون حبشیون کے کپڑے لیکر
راہی ہوا اُن غلامون نے آکر لقا کو خبر دی کہ عمرو اثناے راہ مین راہی ہوا یہ سنکر بختیارک نے
صلوات پڑھی اور تادھنا تادھنا ناچنے لگا یہان صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مظفر ارمنوسی تھابن پر چڑھایا
گیا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اور آبدیدہ ہوکر عمرو سے کہا کہ خواجہ پانچ ہزار روپیہ لو اور مظفر ارمنوسی کو رہا کرو
عمرو نے کہا کہ قلعے کی لوٹ بھی معاف ہو جاے صاحبقران نے کہا وہ بھی معاف کی عمرو نے کہا اب حضور گوش بر آواز

بیٹھے صبح کو جب غلغلہ ہوا اور مین سفید مہرہ بجاؤن اُسیوقت آپ چلے آئیگا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا کرب غازی کے
پاس آیا اور کہا کہ مین تمکو اسیر کرکے قلعے مین لئے چلتا ہون تم وہان قید توڑکر کفار سے مصروف کارزار ہونا پہلے تمھارے
قزاق تمھاری مدد کو آجائینگے پھر لشکر اسلام پہونچیگا کرب غازی نے کہا مین موجود ہون عمرو وسواس عیار
کی صورت بنکر کرب غازی کو بیہوشی دیکر پشتارہ باندھکر صبح کو دروازۂ قلعہ پر لایا اور پکارا کہ مین وسواس
عیار ہون داماد حمزہ کرب غازی کو گرفتار کرکے لایا ہون لوگون نے کوتوال شہر بہرام کو خبر کی اُسنے جاکر ناظر
سرخ چشم سے کہا ناظر نے کہا جلد دروازہ کھول کر بلالو غرضکہ عمرو کرب غازی کو لیکر بارگاہ مین ناظر کی آیا اور سامنے
پشتارہ کرب کا رکھدیا ناظر نے کہا پہلے آہنگرون کو بلواؤ اسے قید کرو عمرو نے پہلے کرب کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے
ہوش مین لایا کرب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ناظر سرخ چشم نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ مین لقا
اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون وہ برہم ہوا اور کہا جلاد کو کہ اسے قتل کرے کرب غازی نے کہا او نامرد مجھے عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلایا اور یہ کلام لاطائل کرتا ہی کیا مجال تیری جو بدن سے میرے ایک رونگٹا گرا سکے شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے
نبرد رگی تا نخواہد خداے ✽ ناظر سرخ چشم نے کہا دیکھون تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہی یہ کہکر تلوار کھینچ کر کرب کیطرف
چلا کرب نے غیظ و غضب مین آکر قید آہن کو جھٹکا دیا مانند کرپاس کہنہ کے سب قید ٹوٹ گئی اور قید توڑکر اشخاص پر دوڑا
اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا کہ مردہ صدسالہ
تھا لوگ کرب غازی پر دوڑے تلوار چلنے لگی ناظر سرخ چشم وہان سے بھاگا کرب غازی کفار سے لڑتا
ہوا تعاقب مین ناظر کے چلا عمرو بھی پیچھے کرب کے ہولیا ناظر بھاگ کر برج پر قلعے کے چڑھ گیا کرب بھی
برج پر چڑھ گیا دیکھا ناظر نے کہ ملک الموت آیا گھبرا کر برج پر سے کودا سر کے بل گرا مغز پھٹ گیا گردن ٹوٹ گئی
واصل جہنم ہوا کرب نے دروازہ قلعے کا کھولدیا ساتھ والے کرب کے جو دروازے پر قلعے کے موجود تھے
وہ سب قلعے مین چلے آئے عمرو نے سفید مہرہ بجایا صاحبقران گوش برآواز بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی
سفید مہرے کی آواز سنی تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعے کے [illegible] آئے قتل عام شروع ہوگیا عمرو نے ملک مظفر کو عقابین سے
اُتارا قید اُسکی دور کی ملک مظفر استقبال کیواسطے جا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر نے مظفر کو گلے سے لگایا اور
خلعت دیا ادھر لقا کو خبر ہوئی کہ خداپرست قلعے مین چلے آئے تلوار اہل قلعہ سے چل رہی ہی یہ بھی اپنا لشکر لیکر بکمک
اہل قلعہ ہوا اب خوب تلوار چلنے لگی بہت سے سرداران نامی لقا کے مارے گئے دن بھر لڑائی ہوئی رات کو بھی
موقوف نہ ہوئی آخرکار دو پہر رات گئے لقا بختیارک کے مشورے سے ملک اناملہ کی طرف بھاگا یہان
شہر ارمنوس حصار کی تمام رعیت وغیرہ مسلمان ہوئی منظفر ارمنوسی سے صاحبقران نے فرمایا اے مظفر
تمھارے دو بیٹے مارے گئے تمکو بڑا رنج ہوا ہوگا اب تم ہمکو اپنا فرزند سمجھو مظفر نے کہا کہ آپ نے اس رتبے کو
پہونچایا ہی کہ میری لیاقت سے باہر تھا مین آپکا غلام اور خادم ہون یہ آپ کیا فرماتے ہین غرض تمام شہر کے
بتخانے ٹوٹ گئے مسجدون کی بنیادین پڑ گئین سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگیا بانگ صلوۃ چار
دانگ بلند ہوئی ملک مظفر نے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی صاحبقران نے جشن فرمایا بعد اُسکے حال
لقا کا دریافت کرکے تعاقب مین روانہ ہوئے مگر لقا ملک انا ملہ مین پہونچا عادل شاہ استقبال کرکے لیگیا تمام
آداب بندگی بجا لایا ادھر قاسم آکر حارث بن سعد کے شریک ہوا اور آپس مین صلاح کی کہ آج شبخون چلکر لقا پر
ماریے حارث نے کہا اچھا پھر اُسی شب کو لشکر اپنا آراستہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر لقا پر گرے کفار کو قتل کرنے لگے

ایک غلغلہ ہوا کہ خدا پرست شبخون کرے ہر ایک مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے خیمہ سے نکلا تلوار چلنے لگی خوب لڑائی ہوئی حارث
لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ سام روئین انداز آیا اور تلوار حارث پر ماری حارث نے رد کی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا
سام روئین انداز کے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر قبالۂ زرین کلاہ قاسم پر حملہ آور ہوا قاسم نے وار اسکا رد کر کے
جو تیغۂ بلارک کمر پر مارا آرا پار سے دو حصے کیا غرضکہ دو شبانہ روز لڑائی ہوئی بتیس ہزار کفار قتل ہوئے چار
ہزار اہل اسلام مارے گئے حارث نے عادل شاہ کے علمدار کو مارا قاسم نے لقا کے علمدار کو قتل کیا دونون
علم تلوار سے کاٹ کر پھینکدیے لقا نے بھی شکست کھائی بختیارک لقا کو لیکر ملک شماریہ کی طرف لیکر راہی ہوا
عادل شاہ بھاگ کر ملک اناملہ کو چلا گیا جب قریب ملک شماریہ کے پہونچا گستہم زرین کلاہ بادشاہ
ملک شماریہ کا استقبال کر کے لقا کو شہر مین لیگیا اور دعوت و ضیافت کی ملک شماریہ سے بیشۂ گلنگان قریب تھا
لقا نے نامہ طہماس بن عنقوبل دیو پرور کو لکھا کہ ای ستون قدرت خداوندی مین خدا پرستون کے ہاتھ سے
بہت تنگ آیا ہون تم جلدی مدد کو آؤ اور خدا پرستون کو مارو دوسواس عیار نامہ لیے ہوئے طہماس کے پاس
پہونچا دیکھا کہ طہماس فقیر بنا ہوا بیٹھا ہی دوسواس نے نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا طہماس نے نامہ کا جواب
لکھدیا کہ مین حمزہ سے عہد کر چکا ہون اُسکے لشکر سے نہ لڑونگا مگر دو ہمشیرہ زادے میرے بہت زبردست
ہین انکو مین آپ کی مدد کو بھیجتا ہون اور اُسیوقت کرشست کوہ بازو اور کلائین پر زور کو بلایا اور کہا
کہ تم جاکر خدا پرستون سے لڑو لقا کی مدد کرو دونون بھانجے طہماس کے اُسیوقت پچاس ہزار سوار ساتھ
لیکر دوسواس عیار کے ہمراہ روانہ ہوئے یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران نے تمام شہر ارمنوس کو اسلام
آباد کر کے عمرو سے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا پہلے بھاگ کر ملک اناملہ کو گیا تھا وہانسے قاسم و
حارث کے ہاتھ سے شکست کھا کر ملک شماریہ کو بھاگ گیا صاحبقران نے مظفر کو ساتھ لیا اور ملک شماریہ کو روانہ
ہوئے خبر لقا کو ہوئی کہ حمزہ آتا ہی اُدھر بختیارک نے کرشست سے بارگاہ سلیمانی کی بہت سی تعریف کی کرشست نے
کہا مین جاکر بارگاہ سلیمانی چھینے لاتا ہون یہ کہکر وہ بتیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا اُدھر سے پہلوان عادی
بارگاہ لیے ہوئے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا کرشست پکارا ای عادی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو
بارگاہ مجھکو دیدے مین لقا کے واسطے لیجاؤنگا اور اگر یون نہ دیگا تو بزور شمشیر لونگا عادی نے کہا کہ مین
ایسا نامرد نہین ہون کہ اپنے آقا کی بارگاہ تجھکو دیدون ای کرشست کیون شامت آئی ہی کیا قضا سیر
کھیلتی ہی اسی مین بہتر ہی کہ جدھر سے تو آیا ہی اُسیطرف چلا جا غرضکہ بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی عادی نے
نیزہ کرشست کا ہوائی کیا کرشست نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے تا دوابرو اُتر گئی عادی نے
دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون جاری ہوا غش طاری ہوا پھر ارجد عادی نے کرشست کا سامنا
کیا وہ بھی زخمی ہوا پھر کئی بھائی پہلوان عادی کے مجروح ہوئے اب قریب ہی کہ کرشست فوج پر عادی کی
جا پڑے اور بارگاہ چھین لے اُسوقت تیغۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
بارہ ہزار قزاقون سے آپہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کیا غضب کیا تو نے بارگاہ سلیمانی لیا چاہتا ہی نعرہ کرتا ہوا برابر
کرشست کے آیا اُسنے تیغہ مارا کرب نے وار اُسکا رد کر کے تیغہ کرنبوس کا وار کیا کہ سپر کو قلم کر کے
تیغہ کرشست کے سر پر پڑا تا دوابرو اتر گیا کرشست نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا
جاری ہوا لوگ کرشست کے دوڑ پڑے اُسے اُٹھا لیگئے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ کرشست بارگاہ سلیمانی لیچکا تھا زخمی

اگر اُسے زخمی کیا لقا نے گستہم زرین کمر کو مدد کے واسطے بھیجا وہ چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا بختیارک نے کہا
یا خداوند کرب بلاے بے درمان ہی گستہم سے کچھ نہو سکیگا لقا نے قرطوس خرطوم بینی کو بھی روانہ کیا بعد اُسکے
سلاسل ماریپیچ اور سہم اژدہا صورت کو بھی بھیجا پھر جم زرین کمر سے کہا کہ تو بھی جا یہان کرب غازی کرشست کی
فوج کو شکست دیچکا ہی کہ گستہم فوج لیکر پہونچا اور کرب نے للکار برابر کرب کے پہونچا گستہم نے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی رد
کرکے تیغہ کرنبوس کا وار کیا سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا زخم کاری لگا گستہم بیہوش ہو گیا فوج اُسکی لڑنے لگی کہ قرطوس خرطوم بینی
آپہونچا کرب سے مقابلہ ہوا اُسنے دو تلوارین برابر مارین کرب نے دونون رد کین اور ایک ہاتھ تیغہ کرنبوس کا مارا سر پر پڑا کاٹتا ہوا زین تنگ
فرس نکل گیا چورنگ ہو کر مع مرکب گرا کہ سہم اژدہا صورت مع ساٹھ ہزار سوار کے آپہونچا کرب غازی پر یورش ہوئی
اُدھر جم زرین کمر بھی آیا للکار کر فوج اسلام پر گرا تلوار چلنے لگی عین جنگ مین کرب سے اور جم زرین کمر سے سامنا ہوا
اُسنے برابر آکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روک کر جو تیغہ کرنبوس کا وار کیا کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر گرا ادھر خواجہ عمرو نے
صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ کرب پر ہجوم کفار ہی بہت سے سرداران کفار کو مارا اور برابر فوج کفار کرب پر گرتی
ہوئی چلی آتی ہی امیر نے مجاہدان دیندار سے فرمایا کہ جا کر کرب غازی کی مدد کرو وہان سے شہنشاہ عراقی
اور شہریول اصفہانی وغیرہ روانہ ہوئے اور لشکر کفار پر جا کر گرے جنگ مغلوبہ ہونے لگی غلغلہ گیر و دار برپا ہوا لیکن
از بسکہ کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم تھے ادھر سے اہل اسلام ہوتے جاتے تھین ادھر سے کفار بھی آرہے ہین مگر لڑائی
اہل اسلام کی بگڑی ہوئی ہی قریب ہی لشکر اسلام شکست کھائے کہ اتنے مین مالک اژدر غلام مینچ جا کر حیدری نعرہ کر کے
ہو پہنچے اور کفار پر آپڑے یہ دیکھتے ہی عنتر سرخ مو دوڑا کہ او خداپرست کہان جائیگا میرے ہاتھ سے او تیغہ مارا
مالک نے تیغہ اُسکا رد کر کے نیزہ مارا سینے پر اُسکے پڑا اُشت کے پار نکل گیا اب لڑائی جم کے خوب ہو رہی ہے دوپہر ڈھل چکی ہی
کہ لقا بھی ادھر سے فوج لیکر آیا ادھر حمزہ صاحبقران زمان مع بادشاہ اسلام با فوج جرار نمودار ہوے آٹھ پہر رات
دن تلوار چلی لاکھو کفار مارے گئے دس ہزار اہل اسلام شہید ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے
اپنے خیمون مین آئے سرداران مجروح کی زخم دوزیان ہوئین بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند حمزہ اور سرداران
حمزہ سے کوئی اگر عہدہ برا ہو گا شہر عنطالی آباد یہانسے بہت قریب ہی مالک بن زردہشت جادو سے مدد طلب کیجے
ساحر آئینگے تو بیشک خداپرستون کا استیصال کرینگے لقا نے اُسیوقت ایک نامہ مالک بن زردہشت جادو کو
لکھا کہ خداپرستون نے مجھے نہایت عاجز و حیران اور بہت تنگ کیا ہی تم میری مدد کو آؤ اور شر سے ان خداپرستون کی
نجات دو وسواس عیار نامہ لیکر مالک بن زردہشت کے پاس پہونچا اُسنے پڑھ کر اپنے سرداروں سے کہا
کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر لقا کی مدد کرے اور خداپرستون کو مارے اُسوقت داماد مالک بن زردہشت کا جم جادو
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جا کر خداپرستون کا کام تمام کرونگا یہ کہکر پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر روانہ ہوا احوال سنیے
ملک انا ملہ کا کہ عادل شاہ قلعہ بند ہوا تھا قاسم و حارث نے چار طرف سے قلعہ گھیر لیا تھا دوسرے روز طبل جنگ
بجوا کر یورش کی حارث ابن سعد تمام گولون کو رد کر کے پاس دروازۂ قلعہ کے پہونچا چاہتا تھا کہ خندق کو پھاند کر
دروازہ قلعہ کا توڑے کہ عادل شاہ پکارا الامان الامان حارث رک گیا عادل شاہ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آیا حارث سے
ملاقات کی کہا کہ اپنے لشکر مین آپ تشریف لیجائیں مین بھی خدمت والا مین حاضر ہوتا ہون اور اسلام لاتا ہون حارث
پھر کر چلا آیا اور قاسم سے بیان کیا دونون پھر کر داخل خیمہ ہوے سہ پہر کو عادل شاہ کچھ کشتیان تحائف کی لیکر حارث کی خدمت
مین آیا ملاقات حاصل کی کشتیان نذر کی گذرانین اور اسلام لایا اور دوسرے دن شہر کو آراستہ کر کے حارث و قاسم کو اندر شہر لے گیا

دعوت وضیافت کی اور عقد طرفہ بانو کا حارث کے ساتھ کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ حارث و قاسم وہان رہے بعد اُسکے عادل شاہ کو ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین آئے عادل شاہ سے نذر دلوائی صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے سنا کہ طہماس نے لقا کی مدد کے واسطے اپنے دو بھانجون کو بھیجا ہی فرمایا کہ تعجب ہی طہماس کی بہادری سے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ طہماس کافر الکفر ہی لقا کا طرفدار ہی حمزہ صاحبقران چپ ہو رہے مگر فرمایا کہ ایسا کوئی بہادر ہی کہ جاکر عنقویل کو زیر و زبر کرے یہ سنکر ابرہا دیو جنگال اٹھا اور عرض کیا کہ غلام اس مہم کو سر کرنے جائیگا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا اور رخصت کیا ابرہا مع لاکھ سوار جرار کے روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی جاکر شیرویہ اور اسد کو ملک شماریہ سے چھڑا لائے لندھور نے عرض کیا حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا کہ یہ کام عیارون کا ہی سواے خواجہ عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی اگر خواجہ جائینگے تو چھڑا لائینگے عمرو نے عرض کیا ای شہریار کیا مہربانی مجھ غریب کے حال پر ہی فرمایا او مکار مین تیرے حال پر ہمیشہ مہربان رہتا ہون عمرو نے کہا سبحان اللہ کیا مہربانی ہی کہ مین ایک حبہ کو محتاج ہون کپڑے بھی پھٹ گئے جوتی مین کئی سوراخ ہین مٹی چھن چھن کے آتی ہی کنکریان چبھتی ہین صاحبقران نے فرمایا کبھی ایسا نہین ہوا کہ تو نے بے طمع کوئی کام کیا ہو عمرو نے کہا مفلس سے کوئی کام نہین ہو سکتا الغرض پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیئے اور خواجہ روپیہ لیکر براے رہائی اسد و شیرویہ ملک شماریہ کو روانہ ہوے دوسرا دن تھا کہ طہماس صاحبقران کی ملاقات کو آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور طہماس نے آکر قدمبوسی حاصل کی بادشاہ اسلام کو نذر دی کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جب دماغ طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مین نہایت تمسے شاکی ہون کہ تمنے شرط کی تھی کہ مین آپ کے لشکر سے کبھی نہ لڑونگا اور پھر لقا کی مدد کے واسطے اپنے دونون خواہرزادون کو بھیجا اور در پردہ لڑائی کا سامان کیا طہماس نے جواب دیا کہ ای شہریار لقا نے مجکو نامہ بھیجا تھا اور مدد کے واسطے طلب کیا تھا مجکو آپکی مروت آگئی خود نہ گیا دونون بھانجون کو بھیجدیا جو قول آپسے کیا ہی اُس سے تمام عمر باہر نہونگا بقولے قول مردان جان دارد + اور اگر آپ فرمائین تو ابھی جاکر اپنے بھانجون کو وہانسے لے آؤن یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے نکلکر سوار ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا جب وہان پہونچا داخل بارگاہ لقا ہوا لقا کو سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا بختیارک نے دیکھا کہ طہماس کی تیوری چڑھی ہی منہ سرخ ہی دل مین اپنے کہا کہ خدا خیر کرے یہ بگڑا ہوا آیا ہی خدا جانے کیا کریگا لقا نے طہماس سے پوچھا کہ تو حمزہ کے پاس کیون گیا تھا جواب دیا کہ وہ مرد با مروت و شجاع ہی اور دوسرے یہ کہ میرا محسن ہی کہ گرفتار کرکے مجھے چھوڑ دیا اس وجہ سے مین حمزہ کے پاس گیا تھا کہ ملاقات کرنا ضرور تھا لیکن آپکا بندہ ہون آپکی بندگی مین کبھی فرق نہ آئیگا یہ کہکر کرشست کی طرف دیکھکر کہا کہ مین بیشۂ گلنگان کو جاتا ہون تو میرے ساتھ چل کرشست نے پوچھا تو یہان کیون آیا تھا اور کیون پھر جاتا ہی طہماس نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی کرشست نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو حمزہ سے ڈر گیا آپ بھی جاتا ہی اور مجکو بھی لیے جاتا ہی مین حمزہ سے نہین ڈرتا ہون بغیر لڑے ہوئے یہان سے نہ جاؤنگا طہماس نے کہا او ناہنجار مین تجھے باندھکر لیجاؤنگا کرشست پکارا کہ کیا طاقت تیری جو مجھے باندھ کے لیجائے طہماس برہم ہوکر اٹھا کرشست نے ایک خنجر مارا طہماس نے تھپکی دے کر خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا پانؤن اُسکا دونون پانؤن کے نیچے دبایا اور دوسرے پانؤن کو ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا دیا مانند کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا طاؤس شاہ نے نعرہ کیا اور تلوار طہماس کو ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر

ایک طمانچہ مارا بائین آنکہ حلقۂ چشم سے باہر نکل آئی بیہوش ہوکر گر پڑا اُسیدم اژدہا صورت نے للکارا کہ سامنے خداوند کے یہ کیا
بے ادبی کرتا ہی اور تیغہ کا وار کیا طہماس نے تیغہ اُسکا رد کرکے جو ایک طمانچہ اُسکو مارا منہ اُسکا پشت کی طرف پھر گیا اور تیورا کر گر گیا غرضکہ
جسنے طہماس کو للکارا اُسے طہماس نے مارا اور مانند شیر غضبناک اُسپر جھپٹ کے آیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ طہماس کی
دلداری کر نہین تو سبکو مارڈالیگا لقا اُٹھ کھڑا ہوا اور طہماس سے لپٹ گیا دلاسا دیا لاکر دنگل پر بٹھایا غرض طہماس کا کم ہوا لقا
نے کہا ای طہماس تو بے میرے تقدیر کیے ہوئے کیون ایسا کام کرتا ہی طہماس یہ سنکر برہم ہوا کہا کہ تجھے لیاقت تقدیر کرنے کی
نہین ہی ایسی نالائق تقدیر کرتا ہی کہ جسنے تمام عالم کو خراب کیا ہی اور یہ تقدیرین تیری قریب ہی کہ تجھے تخت سلطنت سے
تختۂ تابوت پر کھینچین یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہوکر نوشاباد و بیشۂ گلنگان کا راستہ لیا ہر کارون نے پرچۂ
اخبار صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے پڑھ کر وہ پرچہ فرمایا کہ طہماس مرد مردانہ ہی اور کمال خوش ہوے اچھا اب
عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو قلعہ شمار پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہی گرد پھرنے لگا کہ کسیطرح داخل قلعہ ہوجیے وہ قلعہ پہاڑ کے
اوپر تھا وہان جانا سخت دشوار تھا ایک فقیر کی صورت بنا ہوا حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک سیاہ پوش سامنے دکھائی دیا اور اُسنے پاس
عمرو کے آکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کیون گرد قلعہ کے پھرتا ہی عمرو بولا کہ مین ہون مکان میرا قلعہ مین ہی گانون مین گیا تھا چندروز وہان
رہا اب جو آیا تو راستہ مسدود پایا حیران ہون کہ کیونکر اندر قلعہ کے جاؤن اُسنے کہا کہ آ میرے ساتھ چل مین تجھے اندر قلعہ کے لیچلون
عمرو بولا کہ خدا تمھارا بھلا کرے اور اُسکے ساتھ ہولیا وہ سیاہ پوش عمرو کو اندر لیگیا دروازہ بند ہوگیا سیاہ پوش نے نعرہ کیا ارے
یہ عمرو ہی اسے پکڑلو لوگ چہار طرف سے عمرو کو گھیرنے لگے اور لپٹ کر گرفتار کرلیا عمرو نے ہرچند گریہ وزاری کی اور کہا کہ مین عمرو نہین ہون
کسی نے نہ سنا عمرو کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلاکر عمرو کو اسیر غل و زنجیر کیا اور زندانخانہ مین بھیجدیا یہان جتنے عیار ساتھ عمرو کے
آئے تھے وہ آگاہ ہوئے کہ عمرو قلعہ مین گیا تھا پھر نہین آیا عقل سے دریافت کیا عمرو شاید اسیر ہوگیا سیارہ و سرہنگ مکی
و قافوکہ سمرقندی و امیہ چارون عیار آئے اور گرد قلعہ کے پھرنے لگے کہ کسیطرح داخل قلعہ ہون لیکن کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی
ناچار چارون نے صورت اپنی گڈریون کی بنائی اور کچھ بھینسین لیکر اُنھین ہانکتے ہوئے قلعہ کے قریب آئے کہ ایک سیاہ پوش
قلعہ سے باہر آیا اور اُنکو آتے دیکھکر کہا کہ یہ گائے بھینسین کیسی ہین اُنھون نے کہا کہ گانون سے لائے ہین منظور ہی
کہ قلعہ مین لیجاکر بیچین سیاہ پوش نے کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ مین سب لیلونگا یہ چارون ساتھ اُسکے ہولیے سیاہ پوش
دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر آیا اور فتاح کوتوال سے کہا کہ یہ چارون عیار ہین انھین پکڑکر گرفتار کرو سپاہ فتاح کے عیارون پر دوڑ پڑے
چارون عیار اُنسے خوب لڑے آخر کو اسیر ہوے چارون کو عمرو کے پاس لاکر قید کیا قضاے کار چالاک نے سنا کہ عمرو قلعہ شمار مین
چار عیارون سے اسیر ہوگیا چالاک نے صورت ایک عیار لشکر کفار کی بنائی اور قلعہ کے پاس آیا اور گریہ و زاری کرنے لگا کہ ایک سیاہ پوش
نمایان ہوا اور چالاک کے پاس آکر پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہی کہ عمرو اور اُسکے ہمراہی کہان ہین چالاک بولا کہ عمرو کون اور اُسکے ہمراہی
کیسے مین کیا جانون سیاہ پوش نے کہا کہ ای عزیز مین کوئی دشمن نہین ہون دوست ہون کوئی میرے شریک ہوجائے تو مین عمرو
کو اندر قلعہ کے ڈھونڈھون اور مین قلعہ کے اندر جاسکتا ہون چالاک نے پوچھا کہ تو کون ہی اپنے حال سے آگاہ کر سیاہ پوش
نے کہا کہ مین مرد مسلمان ہون چالاک اُسکے فریب مین آگیا اور حال اپنا بیان کردیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا اور عمرو
قلعہ کے اندر قید ہی اُسکی رہائی کو آیا ہون سیاہ پوش نے کہا پھر میرے ساتھ چلے آؤ القصہ چالاک اُس سیاہ پوش کے
ساتھ چلا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر لیگیا جیسے ہی چالاک اندر قلعہ کے آیا دروازہ بند ہوگیا اور سیاہ پوش پکارا ای فتاح اسے
بھی گرفتار کر یہ عمرو کا بیٹا ہی کوتوال پیادون کو لیکر چالاک پر دوڑ پڑا چالاک نے بھی نیمچہ میان سے لیا لڑنے لگا
بہت سے پیادون کو مارڈالا اور کوتوال کے برابر آکر ایک نیمچہ کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر نیمچہ سر پر کوتوال کے پڑا تادہن اُتر آیا کوتوال

زخمی ہوکر گرا سیاہ پوش نے دوڑ کر خنجر مارا چالاک نے بچالاکی تمام خالی دیا اور بیچہ مارا کہ شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہوا چالاک
لڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن ہجوم عیارون کا تھا سیکڑون عیار اسے حلقے مین لیے ہوئے تھے اور پیادے بھی کوتوال کے
سب نرغہ کیے ہوئے تھے کہ چالاک بن عمرو پھرتا ہوا اس سیاہ پوش کے پاس آیا اور للکارا کہ تجھے کب چھوڑتا ہون
اور برابر اسکے جست کرکے پہونچا سیاہ پوش پیچھے ہٹا پاؤن چالاک کا تختہ سنگ پر پڑا پیچھے اسکے کنوان تھا چالاک
چاہ مین گر پڑا عیارون نے جلدی سے منہ چاہ کا بند کردیا اور چالاک کو اسیر کرکے عمرو کے پاس قید کیا

دوسرے داستان ابرہا سے دیو جنگال کے بیان ہوتے ہین

شجاعان ہر عرصہ کارزار و معرکہ آزمایان میدان ہنر گذاری اس داستان جنگ نشان کو بکر ذہنی و دلیری بعبارت رنگین تازہ
آئین یون تحریر کرتے ہین کہ ابرہا سے دیو جنگال بعد طے مراحل و قطع منازل کے نوشاباد پہونچا عنقویل لوپرور کو
خبر ہوئی کہ ابرہا تجھسے لڑنے آیا ہے اسی رات کو آکر لشکر ابرہا پر شبخون مارا ابرہا مسلح ہوکر خیمے سے نکلا اور سرگرم کارزار ہوا
پچھلی پہر رات باقی تھی کہ عنقویل اور ابرہا سے مقابلہ ہوا عنقویل نے میل فولادی ابرہا پر مارا ابرہا نے میل رد کرکے
دونون چنگال عنقویل پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت اسکا تمام کھنچ گیا اور خون جاری ہوا بیہوش ہوگیا
قہرمان بیشہ نشین عنقویل کا رفیق تھا اسنے دوڑ کر تیغہ ابرہا پر مارا ابرہا نے تیغہ اسکا رد کرکے جو تیغہ مارا قہرمان کے دو ٹکڑے
ہوگئے غرضکہ رات بھر لڑائی رہی عنقویل تو پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا فوج اسکی شکست کھا کر بھاگی ابرہا نے بیس ہزار کافرون کے
سر کاٹ کر خدمت صاحبقران مین بھیجے امیر بہت خوش ہوئے اور خلعت ابرہا کے واسطے روانہ کیا یہان طہماس نے
جو یہ خبر سنی کہ ابرہا نے آکر عنقویل کو شکست دی طہماس کو بہت غصہ آیا مگر بپاس خاطر صاحبقران تامل کیا لیکن ابرہا
کی طرف سے اسکے دل مین کینہ رہا القصہ جو عنقویل کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا سہم اژدر صورت کو مدد کے واسطے
عنقویل کی چالیس ہزار سوار سے بھیجا یہان عنقویل کا زخم دو چار دن مین اچھا ہوگیا تھا پھر لشکر کو آراستہ کرکے
مقابل مین ابرہا کے لایا اور طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی عنقویل نے میدان مین
نکل کر مبارز طلب کیا ابرہا مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی بعد اسکے تلوار چلی ابرہا نے دونون چنگال عنقویل کو
مارے کہ زرہ بکتر چار آئینہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت بالکل قیمہ ہوگیا عنقویل پھر زخمی ہوا اس اثنا مین سہم اژدر
صورت آ پہونچا اپنے گینڈے کو اڑا کر برابر ابرہا کے آیا عنقویل بیہوش ہوگیا اسکو پھیر دیا آپ سامنا کیا
اژہ پشت نہنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روک کر وہی میل جو مارا شانہ سہم کا نشانہ ہوا صدمے سے
ضرب کے غش کھا کر گرا فوج سہم اور عنقویل کی ابرہا پر آ پڑی ابرہا کفار پر گرا تلوار چلنے لگی فوج ابرہا کی کمک کو آئی دن بھر
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے عنقویل اور سہم اژدر صورت کے زخمون مین ٹانکے
لگے دونون ہوش مین آئے اس اثنا مین ارزق عیار آیا حال عنقویل اور سہم اژدر صورت کا دیکھا عنقویل سے
کہا کہ جو آپ فرمائین تو مین ابرہا کو پکڑ لاؤن عنقویل نے کہا کہ یہ تیرا کمال احسان ہوگا ارزق اسیوقت روانہ ہوا قریب
لشکر ابرہا کے آیا صورت اپنی عمرو کی بنائی صبح کو ابرہا کے خیمے مین پہونچا ابرہا عمرو کو دیکھکر تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا
ہوا پوچھا کہ خواجہ خیر باشد دم کہان آئے ارزق نے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے تمھاری خبر کے واسطے بھیجا ہے
ابرہا نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا بہت خاطر و مدارات کی زر و جواہر دیا اور کہا کہ آج آپ یہین رہیے کہا
اچھا کیا القصہ غرضکہ رات کو یہ نمک حرام ابرہا کے خیمے مین آیا اور پچھلے کو بیہوشی سنگھا کر ابرہا کو بھی بیہوش کیا
اور باندھ کے لے آیا صبح کو سامنے عنقویل کے آیا اور پشتارہ رکھدیا عنقویل نے مالا مال کردیا اور ابرہا کو غل و زنجیر مین

گرفتار کرکے ہوش مین لایا اور بہت سا عتاب و خطاب کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اور لشکر پر ابرہا کے شبخون
مار کر شکست دی مال و اسباب ابرہا کا لوٹ لیا فوج ابرہا کی بھاگی ہوئی خدمت صاحبقران مین آئی حال بیان کیا
صاحبقران کمال رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ہی کوئی ایسا کہ جاکر ابرہا کو چھڑائے اور عنقویل کو پکڑ لائے لندھور بن
سعدان اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ مین جاتا ہون امیر نے اُسے خلعت دے کر رخصت کیا
لندھور اُسیوقت کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جاکر طہماس کو لاؤ تو خیر ہی ورنہ
بہتر نہ ہوگا ایک سردار گیا اور طہماس کو پیغام صاحبقران پہونچایا طہماس اُسیوقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران
مین آیا آداب و تسلیمات بجا لاکر بیٹھا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا فوراً ساقی گلابی اور جام لیکر حاضر ہوا طہماس
نے دو تین جام پیے اور نشہ ہوا صاحبقران سے عرض کیا حضور نے کیون مجھے یاد فرمایا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن فرمایا
کہ مین تمھارے باپ کو نہایت بہادر جانتا تھا مگر اُس سے عجب حرکت نامردانہ وقوع مین آئی کہ ابرہا کو ارزق عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلوایا اور قید کیا اور مین نے ابرہا کو وہان بھیجا تھا کہ عنقویل کو سمجھا کر اپنے ساتھ لے آئے اُسنے ابرہا کے ساتھ
یہ سلوک کیا طہماس نے عرض کیا ای شہریار وہ پدر ہی مین اُسکے معاملے مین کیا دخل دون اگر حضور پہلے میرے
پاس کہلا بھیجتے تو مین جاتا اُسے سمجھاتا مگر اب مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ہان اُسکی طرف داری نہ کرونگا فرمایا کہ تم دو ایک روز
یہان رہو تمھاری دعوت ہی عرض کیا اُسنے کہ مین حاضر ہون مجھے عذر کیا ہی بہت اچھا مگر خبر طہماس کے آنے کی لقا کو
ہوئی نہایت برہم ہوا کہا کیون حمزہ پاس گیا بختیارک نے کہا یا خداوند وہ حمزہ کا غلام شاہوا ہی سردار جو لقا کی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھین ہم سر میدان طہماس کو باندھ لائینگے
اور سزا اُسکو پہونچائینگے علی الخصوص زرین کلاہ بن قباد نے بہت سی لاف زنی کی کہ مین طہماس کو مارونگا لقا
نے دنگل طہماس کا زرین کلاہ بن قباد کو دیا کہ اسی اثنا مین آذر کوہ پیشانی نے لقا سے کہا یا خداوند
آپ طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے خبر کارون نے صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار مین
طبل جنگ بجا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے یہان بھی نقارہ
اسکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے بعد
صف آرائی جاؤشان بلند آواز نے نکل کر ہنیب دی کہ کون بہادر ایسا ہی کہ میدان مین آئے اور نام رستم
و اسفندیار کا مٹائے آذر کوہ پیشانی لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا عظیم کوہ بازو
نے بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب کو بڑھایا مقابلے کو چلا آذر کوہ پیشانی دوڑ کر گاوزن ہوا بعد گفتگو
نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے آذر کوہ پیشانی نے تلوار ماری کہ سر کو قلم کرکے سر پر عظیم کوہ بازو کے
پڑی تا و دار و اتر گئی عظیم نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے پر پڑی گردن اُسکی قلم ہوئی عظیم مع گینڈے تہ و بالا ہو
گرا اُس کافر نے چاہا کہ عظیم کو مارے عادل شاہ یمن سے للکارتا ہوا دوڑا کہ او نامرد کوئی زخمی پر ہاتھ
ڈالتا ہی رہ جا مین تیرے مقابلے کو آتا ہون یہ کہکر مرکب کو اور زیادہ چمکا کر برابر اُسکے آیا عظیم کو پھیر دیا آپ
سامنا کیا آذر نے کہا تو نے میرے صید زبون کو بچالیا یہ کہکر وہی تیغہ خون آلود عادل شاہ پر مارا عادل شاہ نے
سپر پر روکا اور خود ایک تیغہ اُسکو ایسا مارا کہ فوراً سر کو قلم کرکے سر پر پڑا تا جگر گاہ اُتر گیا آذر کوہ پیشانی گرا اور
گرتے ہی فی النار ہوا جراسن تحریر ایک سردار تھا وہ للکارتا ہوا عادل شاہ کی طرف دوڑا او خیرہ سر
کل تو لقا پرست تھا آج ہمسے لڑنے آیا ہی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر برابر عادل شاہ کے

آیا بعد حرب وضرب کے عادل شاہ کو زخمی کیا اور پھر مبارز طلب کیا قاسم مرکب کو چمکا کر سامنے اُسکے آئے خوب تلوار
چلی یکایک مرکب کا پانون سوتخانے مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی قاسم کے سر سے خود اُلٹ گیا سر برہنہ پر تلوار
جراسن کی پڑی تا دو ابرو اُتر گئی غرضکہ دو پہر تک پانچ بہادر زخمی ہوئے اب وہ کافر پکارا اے حمزہ اب تو مجھے طہماسپ سمجھنا
کہ تمھارے دام تزویر مین آکر گرفتار ہوا اور کسیکو میرے مقابلے کو بھیجو طہماسپ نے جو یہ آواز سنی گینڈے کو تحریک مار کر سامنے
اُسکے آیا اور کہا او مردک کیا تو ملتا ہے مین تیری خدمت گزاری کو موجود ہون اُسنے وہی تیغہ خون آلود طہماسپ کو مارا طہماسپ نے
تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُس سے لپٹ پڑا اور اُٹھا کر گینڈے پر سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر قتل کیا اسکے بیٹے
جیر کھیلند باز برین کلاہ بن قباد نہایت غضبناک ہو کر سامنے طہماسپ کے آیا اور کہا غضب کیا تو نے جراسن جیسے
کو مار ڈالا لقا مجھسے نہایت آزردہ ہے مجکو تیرے قتل کے واسطے بھیجا ہے یہ کہکر تلوار طہماسپ پر ماری طہماسپ نے تلوار اسکی
چھین لی اور اُٹھا کر گینڈے سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر سر دھڑ سے کھینچ لیا اور میدان مین پھینکدیا اور پکارا
اے دشمنان حمزہ دیکھیو دشمن صاحبقران کو قتل کرتا ہون تمام کافر طہماسپ پر دوڑ پڑے کہ قتل کرین طہماسپ
نے گرا تلوار چلنے لگی امیر نے فوج اسلام کو مدد کے واسطے بھیجا خوب جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا خبر ہرکارون نے دی کہ شہر غسطلی آباد سے مجمر جادو داماد
مالک بن وردہشت کا آپکی مدد کو آتا ہے اور ساتھ اُسکے عشرت جادو بھی ہے لقا نے سردارون کو استقبال کیواسطے
بھیجا مجمر جادو اور عشرت جادو نے اگر لقا کی تہ بوسی کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا
بیان کیا مجمر جادو اور عشرت جادو نے کہا اب ہمین حال معلوم ہوا ہم ایک دن مین کام خدا پرستان کا تمام
کرینگے اور نشہ شراب مین بدمست ہو کر طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی نقارہ [illegible] نوازش مین آیا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابلے کو میدان مین صف آرا ہوئے نقیب ہنب دے کر چلے گئے اصفر زردپوش
ایک پہلوان زبردست رفیق مجمر جادو تھا وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن بادشاہ اسلام سے
رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد از گفتگوے بسیار اصفر نے نیزہ مارا ہاشم نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا
اصفر نے غضبناک ہو کر تیغہ مارا ہاشم نے سپر پر روک کے ہاتھ تیغہ کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا زیر تنگ
فرس جا کر بوسہ دیا بختیارک پکارا صلواۃ بر محمد قہر لعنت بر لات و منات اس اثنا مین مجمر جادو خود مقابلے کو آیا
اور ہاتھ سے ہاشم کے زخمی ہوا اُسوقت عشرت جادو مین تاب نہ باقی رہی اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر سامنے
ہاشم کے آیا للکارا اے خداپرست تو نے غضب کیا مجمر جادو کو زخمی کیا اور اصفر جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا مجھپر بھی حملہ اپنا کر لے ہاشم نے وہی تیغہ چاہا کہ مارے عشرت نے سحر کیا ہاتھ ہاشم کا خشک ہو کر
رہ گیا عشرت جادو ہاشم کی مشکین باندھ کر لیگیا پھر عشرت جادو نے مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی
اُسکے مقابلے کو آیا تلوار کھینچکر عشرت جادو پر ماری عشرت جادو نے کوڑے سے رد کی اور وہی تازیانہ جو
اسفندیار پر مارا اسفندیار اُسکی ضرب سے بیہوش ہو کر گرا عشرت جادو نے اسفندیار گیلانی
کو بھی گرفتار کیا چوگان بن حمزہ تلوار کھینچکر عشرت جادو پر دوڑا اور آتے ہی برابر تین تلوارین مارین
ایک بھی کارگر نہ ہوئی عشرت جادو نے اسم قسم کا دم کیا کہ چوگان گھوڑے پر سے گرے انکو بھی عشرت نے
باندھ لیا غرضکہ شام ہوئی گیارہ سردارون کو گرفتار کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا
عشرت جادو پر سے زر نثار کرتا ہوا پھر بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی

گردش مین آیا لقا نے عشرت جادو کی بہت سی تعریفین کین بختیارک نے کہا ای عشرت جادو لشکر خداپرستون مین
دو بلائین ہین ایک تو حمزہ کہ وہ مالک باطل السحر ہی کل تم میدان مین جانا تو ہوشیار ہوکر جانا اسواسطے جب
حمزہ اسم باطل السحر پڑھتا ہی کیسا ہی سحر ہو رد ہو جاتا ہی دوسرے عیار حمزہ کا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جان ہی
کہ شہر کے شہر ساحرون کے غارت کردیے سربندہ جادوگران اسکا نام ہی عشرت جادو نے جو یہ سنا ظاہر
تو کہا ملک جی مین انکا علاج کرونگا اور دل مین خائف ہوکر سوچا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین مفت مین تو مارا جائیگا
ابھی شہر آتش حصار ہاتھ سے حمزہ کے غارت ہو چکا ہی یہ کہکر دو پہر رات گئے گیارہ سردار جو اسیر تھے انکو لیے
ہوئے شہر عنظلی آباد کو راہی ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ عشرت جادو عنظلی آباد کو
چلا گیا فرمایا افسوس سردارون کو میرے لیگیا پھر طہماس کو بلا کر تمام حال بیان کیا طہماس نے کہا ای شہریار
غضب ہوا شہر عنظلی آباد بہت ہی سخت جگہ ہی سواے جادوگرون کے اور کوئی نہین رہتا صاحبقران نے
فرمایا انشاء اللہ اگر مانند شہر ام الجبال کے اسے بھی نہ لیا ہوگا اور اسلام آباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا صاحبقران نہ رکھا
ہوگا طہماس نے کہا ای شہریار اگر عنظلی آباد کو آپنے مسخر کرلیا تو تمام پردہ ظلمات زیر حکم آپکے ہو جائیگا فرمایا خدا چاہیگا تو ایسا ہی
ہوگا یہ ذکر تھا کہ جام شراب گردش مین آیا جب نشہ شراب طہماس کو ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور صاحبقران سے عرض کیا اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون لقا کے پاس جاکر عذر و معذرت اس سے کرکے ہمیشہ گلنگان کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا
ای طہماس یہ دورنگی اچھی نہین ہوتی اس کافر پرستی کو چھوڑدے طہماس نے یہ سنکر نگاہ خشم آلود سے بادشاہ
اسلام کو دیکھا بادشاہ اسلام نے فرمایا تو نیکو بی کیون نہین اختیار کرتا طہماس نے کچھ جواب نہ دیا پیچ و تاب کھاتا ہوا
چلا گیا کینہ طہماس کے دل مین جو بادشاہ اسلام کی طرف سے تھا وہ دونا ہو گیا یہان بعد جانے طہماس کے
صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ شہریار آپنے ناحق ایسے کلمے طہماس کو کہے اگر میرا لحاظ اسے نہ ہوتا تو بیشک کچھ
فساد کرتا فرمایا کہ مجھے اسکے فساد کی کیا پروا ہی اور مین سچ کہتا ہون کہ طہماس بڑا کافر پرست ہی امیر نے کہا وہ دورنگا ہی
جانتا ہی کہ لقا قابل خدائی نہین ہی مگر اپنی وضعداری سے خدائی اسے مانے جاتا ہی مجھے ڈر ہی کہ موقع پاکر آپ سے بری
طرح پیش آئیگا اور بہت بادشاہ اسلام کو سمجھایا کہ آپ ایسے کلمے طہماس کو نہ کہیے گا ادھر طہماس جو صاحبقران سے
رخصت ہوکر بارگاہ لقا مین آیا سلام کیا دنگل پر آکر بیٹھا لقا نے بہت سی خاطر و مدارات کی اور کہا تو میرا بندہ خاص الخاص ہی
طہماس نے کہا یا خداوند مین نے اسقدر سردار آپکے مارے مگر خداپرستون کو میرا اعتبار نہین آتا کہ یہ ہمارا دوست ہی بلکہ
مجھپر طعنہ زنی کرتے ہین کہ تو خوف جان سے حمزہ کی اطاعت کرتا ہی یا خداوند اگر حمزہ کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو سب
خداپرستون سے اس کلمے کا عوض لیتا اور دیکھ لیجیے گا جس وقت حمزہ لشکر اسلام مین نہ ہوگا مین بہت بری
طرح ایک ایک سے پیش آؤنگا اور بارگاہ سلیمانی چھین کر آپکے واسطے لاؤنگا ہان جبتک حمزہ یہان ہی
مجکو کچھ بس نہین پڑتا اسواسطے کہ حمزہ نے میری جان بخشی کی ہی مین اسکا بندہ احسان ہون یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سوار ہوکر شہر ہمیشہ گلنگان کی طرف روانہ ہوا پرچہ اخبار ہرکارون نے صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے
پڑھکر بادشاہ اسلام کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے طہماس نے کیا کیا لقا سے کہا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر بفضل
الٰہی کچھ اندیشہ نہین ہی بعد اسکے صاحبقران نے خلعت اور جام لبریز کرکے صحن بارگاہ مین رکھا اور
فرمایا کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ شہر شماریہ کو جے اور جتنے عیار وہان اسیر ہوگئے ہین انکو نجات دے فضل
ہین گیا ہو رجون آتشام اور فرہاد دہقان بکفرلی اپنے دنگلون پر سے اٹھ کر سامنے آئے عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو تو ہم

جاکر قلعہ شماریہ کو لین امیر نے دونون کو خلعت دیکر رخصت کیا وہ اسیوقت قلعہ شماریہ کو روانہ ہوے خبر لقا کو ہوئی جمم زرین قبا
نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر ان دونون کو سزا دون لقا نے کہا مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی القصہ جمم زرین قبا
سامنے شہر شماریہ کے آیا مقابل مین لشکر فضل بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ سے خیمہ اپنا استادہ کیا اور طبل جنگ بجوایا
ادھر فرہاد نے بھی اپنی لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو صف باندھ کر
کھڑے ہوے بعد صف آرائی جمم زرین قبا میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل اسکے مقابلہ کو نکلا بعد گفتگو کے
نیزہ بازی شروع ہوئی فضل نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری فضل نے تلوار اسکی رد کرکے ضرب شمشیر لگائی سپر کو قلم
کرکے تلوار تا دوابرو اتر آئی اسنے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی اسپ اسکا کٹ گیا جمم زرین قبا لڑکھڑا
کر گینڈے سے گرا ساتھ والے جمم زرین قبا کے فضل پر گرے فضل انپر تلوار چلانے لگے لوگ جمم زرین قبا کو قلعے مین اٹھا
لیگئے فضل نیچے حصار کے اڑا ہوا تھا قضاے کار فرہاد فضل پر دوڑا کہا کہ مین جمم زرین قبا کے مقابلے کو آیا تھا تو جلدی کرکے
چلا آیا اور فضل پر حملہ آور ہوا فضل اور فرہاد سے تو باہم مشورہ ہو چکا تھا فضل سامنے سے فرہاد کے بھاگا فرہاد
لقا کو قتل کرنے لگا مگر ضرب فرہاد کی بہت زبردست تھی ایک درخت کو اسنے اکھاڑ لیا تھا درخت کے مارتا ہی آٹھ آٹھ
دس دس آدمی نیچے پس جاتے ہین یہانتک کہ کفار شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگے فضل بھی انھین کے
ساتھ لپٹ کر چلا فتاح قلعہ دار نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا کہ لوگ جمم زرین قبا کے اندر قلعہ کے چلے آئین فضل بھی
انھین لوگون مین ملا ہوا اندر قلعہ کے چلا گیا بلکہ لوگ بھی فضل کے ہمراہ تھے فتاح قلعہ دار نے چاہا کہ دروازہ بند کرکے
فضل نے نعرہ کیا کہ ای کافران سمجھا مین تمھین کب چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچ کر قتل کرنے لگا اس اثنا مین فرہاد مع فوج
داخل قلعہ ہوا وہ عیار سیاہ پوش فضل پر حملہ آور ہوا تلوار ماری فضل نے تلوار اسکی چھین لی اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اسکے
زخم کاری لگا وہ سامنے سے بھاگا فضل نے اسکا تعاقب کیا ادھر سے فرہاد آتا تھا ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ خون مین
ڈوبا چلا آتا ہی للکار کر دوڑا اسنے خنجر مارا فرہاد نے خنجر اسکا بچا کے ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہی اسنے کہا کہ مین عیار سیاہ پوش
ہون صنوبر میرا نام ہی فرہاد نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو تختے مارے جاؤ نگا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا
اور جمم زرین قبا قلعہ سے نکل بھاگا الغرض قلعہ مین بہت دیر تک قتل عام ہوا کیا بعد اسکے الامان کی آواز
چار طرف سے بلند ہوئی اور تمام اہل قلعہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سبکو امان ملی تمام قلعہ مسلمان ہوا
عیار صنوبر فتاح کوتوال کو لایا وہ بھی مسلمان ہوا بعد اسکے عیار صنوبر نے تہہ خانہ قران اور خواجہ عمرو اور عیارون کو
جو گرفتار تھے سبکو قید سے رہا کیا اور شیرویہ اور اسد کو بھی رہا کرکے سامنے فضل و فرہاد کے لایا شہر اسلام آباد ہوا
مگر لقا نے جو خبر سنی کہ ملک شماریہ خدا پرستون نے لے لیا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی
طبل جنگ بجوایے اور رات کو اہل اسلام پر شبخون مار کر نکل چلیے لقا نے کہا مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی اسیوقت طبل جنگ
بجوایا ادھر صاحبقران کو خبر ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات کے وقت لقا شبخون خدا پرستون پر مار کر
غنطلی آباد کو روانہ ہوا حمزہ صاحبقران ملک شماریہ مین داخل ہوے مسجدون کی بنیاد ڈالی بتخانے توڑ ڈالے اذان
صلواۃ بلند ہوئی جب امیر نے شہر شماریہ کے بندوبست سے فراغت پائی حاکم شماریہ کا سپہدار دررگوش بن عادل شاہ
کو کیا اور عظیم کوہ پارہ کو شہر اباملہ کا حاکم کرکے دیوان بنایا بعد اسکے غنطلی آباد کے جانے کے سامان مین مصروف ہو

دوسری داستان جنگ نشان لندھور بن سعدان کے بیان مین

جراتِ نمایان سپہدار لشکر خیالات و دلیری آزمایان سرداران فوج عبارات داستان جنگ نشان کو مرتبہ بزم قدر شناسان عالی طبیعت

میں یوں بیان کرتے ہیں کہ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان جب نوشاباد کو روانہ ہوا بعد قطع مسافت نوشاباد میں
پہونچا ہوشنگ عیار نے خبر عنقول دیو سپرورکو دی کہ لندھور آپہونچا ارزق عیار موجود تھا اُسنے کہا جو آپ فرمائیں تو
میں لندھور کو بھی پکڑ لاؤں عنقول نے ارزق سے کہا اس سے کیا بہتر ہے ارزق وہاں سے روانہ ہوا اور ایک فقیر کی
صورت بنکر داخل لشکر لندھور ہوا سیر کرتا ہوا دربارگاہ لندھور پر آیا دیکھا کہ لندھور اور سردار اُسکے بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے
جام گردش میں ہے یہ دیکھکر ٹھہر گیا جب دربار برخاست ہوا سب سردار اُٹھکر چلے گئے لندھور کھانا کھا کر سو رہا ارزق
نے گرد آوری خیمہ کی شروع کی دیکھا سب طرف عیار نگہبان پاسبان ہوشیار بیٹھے ہیں پہرے پھرتے ہیں ایک جگہ جو آیا
دیکھا کہ ایک گڑھے میں پانی بھرا ہوا ہے اور وہاں سناٹا ہے ارزق پانی اُسکا پھینک کر خنجر سے نقب کھودنے لگا قضائے کار
الیاس ہندی لندھور کے خیمہ کے گرد پھر کر اپنے خیمہ کو چلا تھا آتے آتے اُس مقام پر پہونچا فتیلہ
عیاری کا اُسکے ہاتھ میں روشن دیکھا کہ مٹی تازی کھدی پڑی ہے چھپ کر دیکھنے لگا خیال کیا کہ ایک عیار خاک میں ملا
ہوا اندر سے گڑھے کے مٹی باہر پھینکتا ہے الیاس نے دل میں کہا کہ عیار عنقول کا ہے نقب کھودتا ہے کہ لندھور کے
خیمہ میں جا کر گرفتار کرے دون اسکو گرفتار کیا چاہیے جب مٹی پھینک کر اندر نقب کے گیا الیاس نے حلقے کمند منہ پر
نقب کے بچھا کر پوشیدہ کر دیے جیسے وہ باہر نقب کے مٹی پھینکنے کو آیا الیاس نے کمند کو کھینچا ارزق اُلجھ کر
گرا الیاس دوڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکیں باندھ لیں پوچھا سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا میں ارزق عیار ہوں
لندھور کے گرفتار کرنے کو آیا تھا الیاس ہندی نے کہا اگر تو اسلام لائے تو میں تجھے چھوڑ دوں اُسنے کہا میں نے
سنت کی لقا پر الیاس نے اُسے کلمہ بتایا وہ طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور کہا مجھے لندھور
کے پاس لیچلیے میں ایسی ترکیب بتاؤں کہ عنقول بسہل و آسانی گرفتار ہو جائے الیاس ارزق کو صبح کے
وقت لندھور کے پاس لایا سب حال بیان کیا لندھور نے ارزق کو خلعت دیا اُسنے کہا کہ رات کو آپ
میرے ساتھ چلیے میں سر عنقول کے نیچا سر کٹا کر دونگا لندھور نے کہا اچھا اور دو پہر رات گئے چالیس ہزار
سوار ساتھ لیکر روانہ ہوئے مگر ارزق عیار نے ہوشنگ عیار سے کہلا بھیجا تھا کہ تو جا کر عنقول کو مطلع کر کہ میں
لندھور کو لیے آتا ہوں تم ہوشیار رہو ہوشنگ نے جا کر عنقول سے کہا کہ ارزق لندھور کو لیے آتا ہے عنقول
ہوشیار ہوا اور فوج کو تیار کر رکھا جیسے لندھور اُدھر سے آیا عنقول للکارا کہ او ہندی تو مجھکو غافل سمجھا ہے اب میرے
ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا لندھور بھی نعرہ کر کے جھپٹا دونوں تکاور زن ہوئے بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی لندھور
نے نیزہ اُسکا چھین لیا عنقول نے تیغہ مارا لندھور نے وار اُسکا رد کر کے جو تیغہ دودمہ ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو قلم کر کے
سر پر پڑا دو انگل اُتر گیا عنقول نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ گینڈے کی گردن پر پڑا اسپ قلم ہو کے گرا عنقول کو دوسرا گینڈا
موجود تھا اُسپر سوار ہوا اور میل فولادی گیارہ سو من کا لندھور پر مارا لندھور نے سپر کو بھی کی پناہ کیا میل گوشہ سپر سے پھسل کر شانے
پر لندھور کے پڑا شانہ ٹوٹ گیا اور وہ اُسکے اگر منحر ہاتھی کے پڑتا پاش پاش ہو گیا لندھور ہاتھی سے کود پڑا مگر شانے کے زخم سے طاقت
کھڑے رہنے کی نہ رہی بیہوش ہو کر گرا لوگ لندھور کو اُٹھا کر لے بھاگے عنقول نے تعاقب کیا لشکر لندھور کے گرفتار کرنا شروع کیا
لندھور کی اُڑنے لگی آخر کار فوج لندھور کی شکست کھا کر بھاگی ایک راستہ کہیں جا کر رہا عنقول بعد شکست جو کچھ مال و اسباب ہاتھ لگا اُسے لیکر ہم لیا
الیاس ہندی خدمت صاحبقران میں گیا حال لندھور کا بیان کیا صاحبقران نہایت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہ اس ارزق عیار نے
سخت عاجز کیا ہے بیچارا الکار ہی اور یہ کہکر جام شربت کا اور خلعت بھی پر رکھا اور کہا ہے کوئی ایسا کہ اس ارزق عیار کو سزا دے اور عنقول
کو پکڑ لائے مہتر قران حبشی نے نعرہ کیا اور عرض کیا کہ جو حکم ہو تو غلام جائے اور ارزق کو بسزا پہونچائے امیر نہایت

فرحان و شادان ہوئے اور قران کو خلعت دیکر روانہ کیا اور آپ بارادۂ صید افگنی نکلے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالکر روانہ ہوئے
برابر ایک باغ کے پہونچ کر اُسے صید کیا اور چھری سے ذبح کر رہے تھے کہ قصر باغ سے آواز آئی ہمارا بھی حصہ ہے ہمکو بھی دیجیے صاحبقران
نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہر تمکین مانند ماہ تابان کے برج جنوبی مین جلوہ گر ہے بس دیکھتے ہی مائل ہوئے
اور کہا کہ یہ صید موجود ہے اور مین بھی حاضر ہون وہ بولی کہ تشریف لائیے گھڑی دو گھڑی یہان ٹھہریے ٹھنڈی ہوا کا لطف اٹھا لیجے
پھر چلے جائیے گا صاحبقران نے پوچھا کہ کدھر سے آؤن اُسنے کہا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسطرف سے آئیے
صاحبقران اُسکے بلانے سے داخل باغ ہوئے وہ نازنین پیشوائی کے واسطے آئی اور ہاتھ پکڑ کر قصر مین لیگئی تمام اسباب
عیش سامنے لا کر مہیا کیا کنیزون سے کہا کہ انکے ہرن کے کباب کر کے لاؤ بعد اُسکے امیر نے کہا کہ تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ
کرو اُسنے کہا کہ نام میرا صنوبر بانو ہے بیٹی ہون عنقویل دیو بروبر کی بہن ہون طہماس کی آپکے نام سے واقف نہین
فرمایا کہ مجھے صاحبقران کہتے ہین شکار کو آیا تھا خود شکار نگاہ عشق مین صید ہوا ہون اگر تمھین مجھسے محبت ہے تو لقائے
بے بقا پر لعنت کرو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ ملکہ صنوبر بانو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی اپنی ساتھ والیون کو مسلمان کیا القصہ
صنوبر بانو النہتی صاحبقران نے صیغہ عقد پڑھ کر گوہر مقصود حاصل کیا دوسرے دن عمرو صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا
صنوبر بانو کے باغ مین پہونچا پہلے تو گلیم عیاری کی اوڑھے ہوئے ہوئے مذاق دل لگی ہر ایک سے کرتا رہا اور غائبانہ چہلین
کرنے لگا کسیکو گلے سے لگا لیا کسی کے سینے پر ہاتھ ڈالدیا اکثر چیزین غائب کرلین ایک غل و شور ان نازنینون مین ہوا کہ کوئی جن اس
مقام پر آیا ہے کسی آسیب کا دخل ہوا ہے جو سب کو ستاتا ہے ملکہ بھی قصر سے سہمی ہوئی نکلی اُدھر صاحبقران نے نعرہ کیا
ارے کیا عورتون کو ستاتا ہے سامنے آ تو حقیقت معلوم ہو عمرو نے آواز دی کہ سامنے آئینگے تو کچھ نہ ہوسکیگا ہم تو تمام صحرا مین خراب
و خستہ پھر رہے ہین اور آپ صحبت عیش مین مصروف ہین صاحبقران نے آواز عمرو کی پہچانی ملکہ سے کہا تم ڈرو
نہین یہ میرا عیار خواجہ عمرو ہے پھر پکارے ای خواجہ ہمارے سر کی قسم اپنے تئین ظاہر کرو عمرو نے اپنی گلیم عیاری اتاری
جسنے دیکھا وہ خائف ہوئی غرضکہ عمرو کو امیر نے صحبت مین بٹھایا عمرو ملکہ کی وزیرزادی شعلہ رو پر عاشق ہوا پہلے
ملکہ کی خدمت کی اور زر و جواہر ملکہ سے لیا بعد اُسکے بجھ کر دی نوازی کی شعلہ رو بھی عمرو کے گانے پر عاشق ہو گئی امیر
نے عمرو کا عقد شعلہ رو کے ساتھ کر دیا عمرو بھی وصل سے اُسکے کامیاب ہوا ادھر ملکہ صنوبر بانو کو حمل رہا
امیر حمزہ صاحبقران کے صلب سے داراب کشور کشا پیدا ہوا اور عمرو کے نطفہ سے فتاح
کشتی رہی عیار داراب پیدا ہوا چنانچہ ان دونو کا ذکر ایرج نامہ مین آئیگا القصہ تین روز صاحبقران وہان رہے چوتھے
روز ملکہ سے کہا اب ہم جاتے ہین انشاء اللہ نوشاباد فتح کر کے تمکو اپنے پاس بلا لینگے یہ کہکر صاحبقران مع
خواجہ عمرو وہان سے روانہ ہو کر داخل لشکر اسلام ہوئے لیکن حال سنیے مہتر قران کا کہ یہ نوشاباد مین پہونچا لشکر لندھور
مین آیا دیکھا کہ لندھور کا علاج ہو رہا ہے قران نے لندھور کو بہت تسلی دی اور کہا کہ مین جا کر ارزق عیار کو
سزا دونگا اور عنقویل سے بھی اسکا عوض لونگا شب کو تو وہین رہا صبح کو لشکر عنقویل کی طرف چلا شام کو
وہان پہونچا دو پہر رات تک اس فکر و تردد مین رہا کہ عنقویل کو گرفتار کیجیے مگر قابو نہ چلا وہان سے پھرا ہوا آتا تھا کہ
آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا کہ عیار مثل طائر تیز پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہے نہایت چست و چالاک ہے قران نے
اُسے پہچانا کہ یہ ارزق ہے فوراً حلقہ ہائے کمند زمین پر بچھا دیے جب وہان پہونچا قران نے تیر کی بولی بولا ارزق ٹھہرا
دل مین کہتا کہ شیر کہان سے آیا قران نے فوراً جھٹکا دیا کہ ارزق حلقہ کمند مین الجھ کر گرا قران جست کر کے آیا اور ارزق
کی چھاتی پر بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او بھیا مین نے تجھے پہچانا کہ تو ارزق ہے تو نے بڑی شیخی کا بان کیا تھا ہمارا کو تو نے

گرفتار کیا اور لندھور کو تو نے زخمی کر دا کے شکست دلوائی اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اُسنے کہا اب تو مین گرفتار ہو گیا ہون
اگر لقا نے مدد کی اور چھوٹا تو سمجھ لونگا قران نے درخت سے باندھکر خوب مارا بعد اُسکے بندہ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہو گرا اسی اثنا مین ہوشنگ عیار وہان پہونچا ازرق کو کشتہ دیکھکر بہت برہم ہوا خنجر کھینچکر قران پر دوڑا کہا تو نے غضب کیا
ایسے عیار کو مارا قران نے بڑھکر ایک طمانچہ دیا خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر سر پر چرخ دیا اور زمین پر پٹک
کر وہ بیہوش ہو گیا قران اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہوشنگ پکارا مین نے غلامی آپکی اختیار کی اور لقا پر لعنت کرتا ہون میری
جان بخشی کیجیے قران نے کچھ اُسکی فریاد نہ سنی اور ایک بندہ اسکو بھی مارا کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہو کر رہگیا پھر دونون کے سر کاٹ کر لندھور
کی خدمت مین لایا اور تمام حال بیان کیا اور کہا اب مین ابرہا کو چھڑانے جاتا ہون لندھور نے مہتر قران کو خلعت دیا قران سلام
کر کے بصورت مبدل لشکر عنقوبل مین آیا ابرہا کی قید کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ابرہا کو نوشاباد مین قید ہے قران صورت اپنی
تبدیل کر کے ازرق عیار کی شکل بنکر وہان پہونچا جہان ابرہا قید تھا جا کر پاسبانون مین بیٹھا اُن لوگون نے کہا اے ازرق آج تم کہان
آئے کہا کہ لشکر اسلام عنقریب آنے والا ہے لہذا حفاظت کے واسطے آیا ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار ان خدا پرستون مین سے اگر قیدی کو چھڑا
لیجائے تھوڑی دیر اُنمین شریک ہو کر بیٹھا اور شراب مین بیہوشی ملا کر سب کو بیہوش کیا اور تمام نگہبانان زندان کو قتل کیا اور ابرہا کو زندان مین
سے رہا کر کے لندھور کے پاس لایا لندھور نے ابرہا کو گلے سے لگایا قران کو خلعت دیا مگر عنقوبل دیو پرور کو خبر ہوئی کہ صاحبقران
ملکہ صنوبر بانو کے باغ مین آئے تھے اور صحبت آرائی کر کے چلے گئے یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور سوار ہو کر چلا کہ ابھی اس ننگ خاندان کو سزا
دیتا ہون ادھر ملکہ صنوبر بانو کو خار جفا کا جو کھٹکا ہوا خوف سے اُس باغ سے کے برائے حفاظت گلبن روح و غنچہ جان پژمردہ مثل
باد بہاری کے باغ سے نکل گئی اور گوہر آبرو بچانے کے واسطے روانہ فرح آباد مین آئی عنقوبل باغ مین آیا اور مانند صیاد ظالم
چمن چمن گوشہ گوشہ ہر ایک آشیانہ اُس بلبل خوش نغمہ کو تلاش کیا لیکن کہین نہ پایا وہان سے پتہ لگا کہ روانہ فرح آباد و خیمہ مین ہے
اُسی وقت آیا داخل خیمہ ہوا صنوبر بانو صورت صیاد اجل باپ کی دیکھکر کانپ گئی جھک کر سلام کیا عنقوبل نے پوچھا حمزہ تیرے پاس
آیا تھا ملکہ نے کہا مین حمزہ کے آنے کی خبر سنکر باغ سے چلی آئی ابھی حمزہ کی صورت بھی نہین دیکھی عنقوبل نے ملکہ کو سوار کرا کر جلد
نوشاباد کو روانہ کیا اور آپ بھی پھر آیا راہ مین سنا کہ ابرہا کو مہتر قران چھڑا کر لیگیا اور راستے ازرق عیار اور ہوشنگ
وزنجیر کو اور پاسبانان زندان کو مار ڈالا اب لشکر خدا پرستون کا کوہستان مین ہے ایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
لندھور اور ابرہا کا آپہونچا عنقوبل بارگاہ مین آیا اور جام شراب پیا کہ سرمست ہوا طبل جنگ بجوا دیا اودھر لشکر لندھور
و ابرہا مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے
بعد اُسکے عنقوبل گینڈے کو جھماتا ہوا میدان کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ابرہا سے دیو جنگال مقابلہ کو نکلا
بعد تکاور رستی و کشتی نیزہ بازی ہوئی دونو ہار رہے عنقوبل نے میل فولادی مارا ابرہا نے روک کر دونون جنگال اسپر مارے کہ زرہ کو
توڑ کر جنگال پشت مین در آئے دیو جنگال اور مارے کہ گوشت نچ گیا عنقوبل بیہوش ہو گیا فوج عنقوبل دوڑی ابرہا اسپر گرا لندھور ابرہا
کی مدد کے واسطے آیا تلوار چلنے لگی لشکر عنقوبل نے شکست کھائی سب جانے ابرہا و لندھور نے مال اسباب لوٹ لیا طبل شادمانی بجا کے داخل خیمہ ہوے
دوسرے روز خبر ملی کہ کچھ کافر شہر مین چھپے ہین لندھور نے اگر تمام شہر مین آگ لگادی کافر بھاگ کر پہاڑ پر چلے گئے ناگاہ دو نقابدار سفید پوش بارہ ہزار فوج لیے
ہوے نوشاباد کی طرف سے پیدا ہوے اور صف باندھکر سامنے کھڑے ہوے اور نعرہ کئے کہ اے خدا پرستو تمنے عنقوبل کو مع فوج کے شکست
دی اور آگ لگادی اب جلاد ہا اب کہان ہمارے ہاتھ سے بچ کے جاؤ گے آؤ اب میدان کارزار مین یہ کہکر میدان مین وہ نقابدار دونون آئے
ادھر سے ابرہا سے دیو جنگال اور لندھور بن سعدان نعرہ کرتے ہوے جھپٹے بعد تکاور رستی نیزہ بازیان ہوئین پل بھر مین نیزے
دونون کے ہوائی کر دیے نقابدارون نے تلوارین کھینچین ادھر دونون نے برابر سے وار لیے ابرہا لندھور نے تلوارین چھین لین اور کمرون مین ہاتھ ڈالکر

مرکبون پر سے اٹھا لیا اور نقابین دونون کے چہرون سے نوچ لیں دیکھا کہ دو جوان خوبرو کمسن ہین ایک آفتاب دوسرا مہتاب ہی ابرہا اور لندھور نے پوچھا تم کون ہو اُن دونون نے کہا ہم ہمشیر زادے عنقویل دیوپرور کے ہین نام ہمارے شہماسپ اور کہماسپ ہین ابرہا اور لندھور نے کہا کہ لقا پر لعنت کرو اور اُسکے پرستارون پر دین اسلام مین آؤ نہین تو جان سے ہاتھ اُٹھاؤ وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے دین اسلام مین آئے اور شریک ابرہا و لندھور کے ہوئے اُدھر عنقویل جو بھاگ کر نوشابادہ کو گیا تھا وہان ملکہ صنوبر بانو نے عنقویل کو بیہوش کیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ابرہا و لندھور کے پاس بھیجا لندھور اور ابرہا نے نوشابادہ کو ملکہ صنوبر بانو کے سپرد کیا اور آپ مع لشکر ظفر پیکر عنقویل کی قید ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران زمان مین روانہ ہوئے

دو کلمے داستان غدر نشان لقاے بے بقا کا عنطلی آباد مین آنا اور صاحبقران زمان کا مع لشکر فیروزی اثر تعاقب کرنا اور حالات وغیرہ کا بھی بیان کیا جاتا ہی

افسون طرازان سحر بیان سخن پردازان سحر پرداز خوش کلام جادو انداز افسانہ طراز اس داستان عجائب نشان کو بعبارت رنگا رنگ یون ہنگامہ آراے جادو زبانی و انجمن پیراے سحر بیانی کرتے ہین کہ لقاے بے بقا جب کہ ملک سٹماریہ سے بھاگا اور قریب شہر عنطلی آباد کے پہونچا مالک بن زردہشت جادو نے خبر سنی کہ لقا ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہی ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لقا کو استقبال کرکے لاؤ تمام ساحر گئے اور لقا کو بصد تعظیم و تکریم لائے مالک بن زردہشت بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور اپنے سے بلند بٹھایا کمال آبرو اور عزت کی اور کئی روز تک دعوت و ضیافت مین مصروف رہا بعد اُسکے ایک روز اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا تمام شہر کی سیر کرائی اور چمنستان عنطلی آباد دکھائے پھر آکر بارگاہ مین بیٹھا بختیارک نے حال اہل اسلام کا بیان کیا کہ ای مالک خداپرست بلاے بے درمان اور آفت جہان ہین ام الجبال اندر کوٹ چاہ ماران کے ساحرون کو مارا شہر صندل کو جلا دیا کشمیر و کاشغر کے جادوگرون کو خاک مین ملا دیا ابھی وہ یہان آئے نہین ہین آپ جلد تر اُنکا سدباب کیجیے اس مقام پر اُنکو آنے نہ دیجیے مالک بن زردہشت جادو ہنسا اور کہا کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین یہان اور طرح کا کارخانہ نہین ہی جو خداپرست اس مقام پر آئیگا مارا جائیگا یہ کہکر سات جادوگرون سے حکم دیا کہ تم جاکر ہفت درے کا بندوبست کرو کہ خداپرست عنطلی آباد مین نہ آسکین اُسیوقت سات جادوگر اُٹھے اور ہفت درے کی طرف روانہ ہوئے اور نام اُن جادوگرون کے یہ تھے ابلیس دہن جادو و شیر و رع رود گردان جادو و مہلیل کاردان جادو و آبریز جادو و باد انگیز جادو و آتشبار جادو و آغور خاکشوے جادو یہ ساتون جادوگر جب وہان پہونچے اپنا اپنا طلسم آراستہ کرکے سدباب کیا کہ پرندہ بھی اُڑکر نہ آسکے اور درندے کی کیا مجال ہی کہ قدم وہان رکھے پھر اُن ساتون جادوگرون نے مالک بن زردہشت سے کہلا بھیجا کہ راہ ہمنے ہفت درے کی بخوبی تمام مسدود کردی ہی آپ مطمئن رہیے مالک نے بختیارک سے کہا ملک جی اب خداپرست کیونکر یہان آئینگے اور اگر آنے کا ارادہ کرینگے تو مارے جائینگے بختیارک نہایت خوش ہوا اور لقا کو مژدہ جان بخش دیا کہ یا خداوند اب آپ یہان چین سے رہیے بے خوف و خطر عیش و عشرت کیجیے یہ ذکر تھا کہ شجرہ جادو نے آکر عرض کیا کہ مین جو خداپرستون کو اسیر کرکے لایا ہون اُنکو کیا حکم ہوتا ہی بختیارک نے کہا اُنکو قتل کیجیے یہ سنکے مالک بن زردہشت حکم قتل دیا چاہتا تھا کہ ملکہ جادو وسلے سے آئی اور کہا ای پدر بزرگوار ابھی اُنکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اُنکو قید کیجیے القصہ ہاشم تیغ زن اور ہرمز بردعی اور اسفندیار گیلانی و شمروا

جانور بنا کر صحرائے عنظلی آباد مین چھوڑ دیا اور لقا کو مع لشکر چمنستان عنظلی آباد مین بھیجدیا کہ سیر بہار گل و غنچہ کیا کیے لقا مصروف عیش و عشرت ہوا تمام دن گلگشت چمن مین گذرتا تھا اور تمام رات شراب خواری مین بسر ہوتی تھی یہانتک کہ زمانہ آتش پرستون کی عید کا قریب آیا تمام شہر کو مالک نے آئینہ بند کرایا اور کوچہ کوچہ چراغان کی تیاری کی اور لقا کو ساتھ مقام تابوت زرد ہشت پر لیگیا دیکھا لقانے کہ ایک احاطہ ہی اور چاردیواری طلائی ہی اور آہنی ایک برج طلائی مثل آفتاب کے چمکتا تھا لقا اندر اُس احاطے کے گیا دروازے پر برج کے دیکھا کہ قسیس و رہبان بیٹھے ہوئے ہین گھنٹہ بج رہا ہی نوبت کی آواز بلند ہی جھانجھون کی صدا گوشزد فلک ہی ناقوس پھنکتے ہین یا خداوند زردہشت کا غل ہی اور ایک صندوق معلق بہوا معلوم ہوتا ہی اور دونون طرف اُسکے خود بخود چینور ہل رہے ہین مگر چینور ہلانے والے نہین دکھائی دیتے ہین اور اندر اُس برج کے ایک گائے چوتارا بجارہی ہی اور بار بار خبر آب پیتی ہی اور چار طرف ایسی روشنی ہی کہ زمین سے آسمان تک وہ مقام شعلۂ آتش معلوم ہوتا ہی سبھون نے اُس صندوق کو سجدہ کیا کہ ایک آواز اُس صندوق سے آئی ای لقا ہمنے تجھے اپنا نائب کر کے باختر مین بھیجا تھا تو نے جا کر اپنی خدائی وہان ظاہر کی اور ہمین بھولگیا چار دیو تیرے تابع فرمان تھے سات قیطول عظیم الشان تجھے دیا کیا کارخانے ہمنے درست کر دیے تھے مگر تو نے جو ہمکو فراموش کیا اُس فراموشی نے تجھکو اس درجے کو پہونچایا نہ تو ہمسے برگشتہ ہوتا نہ یون خراب و خستہ پھرتا اور دیکھ جسنے ہمسے گمراہی کی وہ عذاب ابدی مین گرفتار ہوا دیکھا لقا نے کہ لات اعلی اور منات معلی تمام خداوندان باطل غل و زنجیر مین گرفتار ایکطرف کو کھڑے ہوئے توبہ توبہ کہتے ہین اور لقا کو دیکھکر پکارے کہ ہم بھولکر خداوند زردہشت کو اس حالت خراب مین گرفتار ہوئے بہتر یہ ہی تو اس گمراہی سے باز آ اور عذر و معذرت خداوند کے سامنے کر لقانے بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہی تو وہ بولا اسوقت سب کچھ جائز ہی اسیکا محل و موقع ہی بقول شیخ سعدی شیرازی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن * غرضکہ لقا و بختیارک نے ہاتھ اُٹھا کر کہا یا خداوند خطا ہوئی معاف کیجیے ہم بندے اپنی نالائقی کی سزا کو پہونچے اب ہنگام مددگاری کا ہی دشمنون کو غارت کیجیے ہم آپ کو سجدہ کرینگے اُس صندوق سے آواز آئی ہم جانتے ہین کہ بختیارک کے تعلیم کرنے سے تو نے یہ کلمے کہے ہین لقا یہ سنکر کانپ گیا اور کہا بیشک تو خداوند برحق ہی وہ شخص بندہ تیرا ہی اب عفو تقصیر کا امیدوار ہی پھر آواز آئی کہ اچھا خیر یہ بھی تیری خاطر ہی کہ تو بھاگ آیا ہی اور ہمارے دامن دولت مین پناہ لی ہی اور خداپرستون سے خائف ہی اب ہمکو بھی چاہیے ہی کہ تیری کمک کرین اور خداپرستون کے غارت ہونے کا بندوبست جلد ہوا جاتا ہی پھر وہ آواز مالک کیطرف مخاطب ہوئی کہ اسے خلعت سرفرازی دو اُسیوقت مالک نے خلعت زردہشتی لقا کو پہنایا اور مالک بن زردہشت جادو وہان سے پھر کر لقا کو لیے ہوئے آب عبود پہ پھرا آیا کہ سامنے اُس احاطۂ طلائی کے ایک تالاب نہایت عظیم الشان تھا اور اسکے کنارے پر ایک جوڑا زاغ سیاہ کوہی کا بیٹھا ہوا تھا اور یہ تماشا کر رہا تھا کہ بار بار جوش مستی سے جفتی کھاتا تھا اور ہر جفتی کے بعد ایک بچہ پیدا ہوتا تھا اور ہوا لگ کر دم بھر مین مثل قد و قامت پدر و مادر کے ہوتا تھا یہانتک کہ ہزار گز کا قد و قامت صاحب دفتر نے تحریر کیا ہی اُڑ اُڑکر صدا دیتا تھا یا خداوند زردہشت پھر پرواز کر کے طرف آسمان کے چلا جاتا تھا لقا یہ تماشا دیکھکر بہت حیرتناک ہوا مالک نے کہا اے لقا جسقدر پانی چاہو اس تالاب مین سے صرف کرو کم نہین ہوتا ہی جتنا لبریز ہی اُتنا ہی تالاب رہتا ہی لقا متحیر ہوا اور پھر کر وہان سے چمنستان عنظلی آباد مین آیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا ہر صبح کو آکر ایک دن

لقا کو بھیجا تا تھا اور دعوت وضیافت کرتا تھا ناظرین پر واضح ہو کہ لقا تو عنطلی آباد مین صحبت عیش وعشرت
مین ہی اور دعوت وضیافت کھانے مین مصروف ہی لیکن یہان حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ شہر شمار یہ
کو مسخر کر کے تعاقب مین لقا کے روانہ ہوئے تھے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلتے چلتے قریب شہر عنطلی آباد کے
پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور تمام لشکر ظفر پیکر کے خیمے برپا ہوئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے اور سرداران نامی وغیرہ ولشکریان دیندار اپنے اپنے خیمون مین آئے دوسرے روز ہلکارون
نے آکر خبر دی کہ راہ شہر عنطلی آباد کی ساحرون نے مسدود کی ہی ساتون درے بند ہین اُسیوقت صاحبقران نے
سات خلعت منگوا کر رکھے اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ سات بہادر دیندار ہفت درے کو پاک کرین اور ساحران
غدار کو ہلاک کرین یہ کلام شجاعت نظام صاحبقران عالی مقام سنکر مظفر ارمنوسی اور طول مست بربری
اور فضل بن گیاہور خون آشام اور فرہاد خاکن یکصزلی اور پہلوان عادی اور کرب غازی
اور جمہور جہانسوز یہ ساتون بہادر اپنے اپنے دنگلون سے اُٹھے اور سامنے صاحبقران کے آکر مجرا کیا اور یون
عرض پرداز ہوئے کہ بتائید یزدانی وباقبال صاحبقرانی ہم لوگ جاکر ان ساتون درون کو پاک کرینگے صاحبقران
نے اُن ساتون بہادران دیندار کو خلعت دیے اور رخصت کیا ہر ایک نے ایک ایک درے کی راہ لی اطلاع
ملک مظفر ارمنوسی کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جب درۂ اول پر پہونچا دیکھا تمام درہ گردہ نار معلوم ہوتا ہی
ملک مظفر نے ذرا اندیشہ نہ کیا گھوڑے کو اُسی آگ مین ڈالدیا چند قدم چلا تھا کہ ایک جادوگر دکھائی دیا کہ تمام بدن
سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور وہ کھڑا ہوا اسم سحر کا پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہی آگ اور زیادہ بھڑک رہی ہی جب
التشبار جادو نے ملک مظفر کو دیکھا کہ گھوڑا اُٹھائے ادھر چلا آتا ہی آواز دی کہ خبردار اسطرف نہ آنا یہ راستہ
ہمارے مالک نے مسدود کرادیا ہی ادھر سے جانے کا حکم نہین ہی ملک مظفر للکارا کہ او کافر ہمارے آقا کا حکم ہی کہ
جو سدراہ ہو اُسے مار کر درے کو پاک کرو اور اُسیطرف سے عنطلی آباد کو جاؤ تو اپنی سحر وساحری پر مغرور ہو تا
لاکھون جادوگر ہمارے آقا نے مارے ہین تجکو بھی فی النار والسقر کرینگے یہ سنکر التشبار جادو برہم ہوا اور چاہا کہ سحر
کرے مظفر نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا کہ اُسکے سینے پر پڑا زخم کاری لگا مگر اُسنے سحر کیا تمام زمانہ دھوئین
سے تاریک ہوگیا اور ہزارہا شعلۂ سرکش ملک مظفر پر دوڑے اور لپٹ کر اُسکو اسیر کر لیگئے بجلیان چمک
چمک کر لشکر مظفر پر گرین کہ سر اُنکے کٹ کٹ گئے بہت لوگ مظفر کے مارے گئے باقی بھاگ کر خدمت
صاحبقران مین روانہ ہوئے اب حال طول مست بربری کا سنیے کہ جو دوسرے درے مین پہونچا
دیکھا دریا پانی کا جاری ہی اور اُسی دریا پر ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی پانی اُس دریا کا جوش مار رہا ہی آبریز جادو
نے جو طول مست بربری کو دیکھا پکارا کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو گرداب بلا مین مبتلا ہو جائیگا
طول مست للکارا کہ او کافر ہم تجھی کو مار کر اسی راہ سے جائینگے اور چاہا کہ تیر اُسپر مارے کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ
اُچھل کر طول مست کو نگل گیا اور مچھلیان اس دریا سے نکل کر لشکر پر طول مست کے گرین اور سب کو نگل گئین
کچھ لوگ اُنمین سے باقی رہگئے تھے کہ وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران مین راہی ہوئے اب کیفیت فضل
بن گیاہور خون آشام ملاحظہ کیجیے کہ یہ تیسرے درے پر پہونچا دیکھا کہ درہ کو دمین سے اسقدر ہوا تیز
آتی ہی کہ گھوڑے کا قدم ٹھہر نہین سکتا بمشکل تمام فضل اندر درے کے پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگر مشک پھولی
ہوئی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور ہر مرتبہ اُسکی دم کسی ہاتھ سے کرتا ہی کہ ہوا تیز اُسمین سے نکلتی ہی اور ہوا سے اصلی

کو طوفان خیز کرتی ہی باد انگیز جادو نے جو فضل بن گیا مورکو دیکھا للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہین تو برباد
و تباہ ہو جائیگا فضل نے نعرہ کیا کہ او خیرہ سر مین تیرے ہلاک کرنے کو آیا ہون اور تلوار کھینچکر چلا اسنے سحر
کیا کہ ایسی ہواے تند اُس مشک سے نکلی کہ فضل مع فوج کے گھوڑے سے گرا اور پھر اٹھکر چاہا کہ سوار ہو
پھر گرا پھر قصد کیا سوار ہونے کا پھر گرا آخر ضعف سے بیہوش ہو گیا باد انگیز جادو اژدہے کی صورت بنکر فضل کو نگل
گیا اور شعلہاے آتش فشان چھوڑکر لشکر فضل کو پراگندہ کردیا بہت سے اہل اسلام جلگئے باقی بھاگ کر وہان
سے نکلگئے اب حال فرہاد خان مغربی کا سنئے کہ یہ درۂ چہارم پر پہونچا دیکھا کہ دریائے ریگ روان
کا شور ہی اور جوش مار رہا ہی فرہاد مرکب کو جھکاکر چلا دریاے ریگ مین چند قدم آیا ہوگا کہ مع فوج دھنس گیا
کچھ لوگ جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھاگ کر صاحبقران کی خدمت روانہ ہوئے اغور خالشوے جادو
فرہاد خان کو گرفتار کرکے لیگیا پہلوان عادی کی اب کیفیت بیان کیجاتی ہی کہ یہ جب پانچوین درے
پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہی اور راہ کہین نہین ہی ہر چند داہنے بائین گیا راستہ نہ پایا چاہا کہ وہان سے پھر آ
کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور قلاب آتشی چھوڑکر دم کشی کی کہ پہلوان عادی کو نگل لیا اور شروع رود گردان جادو
نے لشکر پہلوان عادی پر شعلہ آتش گرائے کہ ہزارہا عادی جلگئے باقی بھاگ کر سمت امیر روانہ ہوئے ایلکن کرب غازی
درۂ ششم پر پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پتھر کا ہی اور راہ کہین نہین معلوم ہوتی کھڑے دیکھ رہے تھے کہ آسمان پر سے پتھر برسنے لگے
یہانتک سنگباری ہوئی کہ کرب غازی مع فوج پتھرون مین دب گئے کچھ لوگ جو حد سحر سے باہر تھے وہ بھاگ کر
خدمت صاحبقران مین راہی ہوئے جمہور جہانسوز مع فوج ساتوین درے پر پہونچا دیکھا کہ پہاڑ
شیشے کا ہی اور راستہ کسیطرف سے نہین ہی ہمراہیون سے کہا کہ مین گرز مار کر راستہ اسمین سے پیدا کرتا ہون یہ کہکر
گرز پہاڑ پر مارا گرز نے اثر نہ کیا دوسرا گرز اور لگایا سواے خاطر شکنی گرز سے کچھ حاصل نہ ہوا یکایک ایک آواز مہیب
پیدا ہوئی اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا سنبخل جادو تھا شیشہ ہاتھ مین لیے ظاہر ہوئی اور سامنے جمہور کے
شیشے کو گردش دی کہ جمہور اُس شیشے مین اُتر آیا اور لشکر جمہور مثل ریگ شیشۂ ساعت تہ و بالا ہوکر فراری ہوگیا
یہان حمزۂ صاحبقران کو جو متواتر خبر ہوئی اور سردارون کے اسیر ہو جانے کا حال سنا نہایت غضبناک ہوئے
ادھر کوچ کرکے درۂ آتش پر آئے دیکھا کہ صدہا جادوگر ہین اور ایک جادوگر کہ آگ اُسکے مُنہ سے نکلتی ہی کھڑا ہوا
سحر کر رہا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے اُسیطرف چلے اُسنے ہر چند سحر کیا کچھ نہو سکا آخرکار صاحبقران
نے آتشبار جادو کو للکارا آتشبار جادو سامنے سے ہٹ گیا صاحبقران سامنے درۂ آتش کے اُترے
اُدھر ساتون جادوگر ساتون سردارون کو اسیر کیے ہوئے مالک بن زردہشت کے پاس لائے لقا اور
بختیارک اہل اسلام کی گرفتاری کی خبر سنکر مالک کے پاس آئے ہوئے تھے اور بختیارک کہ رہا تھا کہ خداپرست
آپہونچے کہیے آپ نے انکا استیصال کا سامان کیا یا نہین مالک کہ رہا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو دیکھو تو کس
عذاب سے انکو مارتا ہون یہی گفتگو تھی کہ ساحران ہفت درہ نے لاکر ساتون سردارون کو سامنے مالک کے
حاضر کیا مالک نے بختیارک سے کہا کہ دیکھا تمنے یہ کیونکر اسیر ہوکر آئے بختیارک نے کہا اسکو غنیمت سمجھیے جلد
انکو قتل کیجیے یہ ذکر تھا کہ ملکہ جادو مع گلشن جادو و گلستان جادو کے سامنے سے آئی مالک بن زردہشت
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھی احوال سرداران اسلام کا پوچھا مالک نے کہا بیٹیا یہ اسیر ہوکر آئے ہین بختیارک کہتا ہی
انہین قتل کیجیے ملکہ بولی اے پدر بزرگوار اسکے صلاح و مشورے سے لقا کی خدائی برباد ہوئی آپ اسکے کہنے پر ہرگز عمل

نہ بھیجے گا جہان اور خدا پرست قید مین وہان انکو بھی بھیجدیجیے بعد گرفتاری حمزہ کے سبکو قتل کیجیے گا مالک نے اُسی وقت
ساتون ساحرون کو حکم دیا کہ ساتون سردارون کو جانور بنا کر صحراے عنطلی مین چھوڑ دو یہ حکم دیکے ملکہ جادو تو چلی گئی
اور بختیارک نے لقا سے کہا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ خدا پرستون سے ملی ہوئی ہی لقا نے کہا او بیحیا چپ رہ کیا بکتا ہی
کوئی سن لیگا تو اسقدر جوتیان پڑینگی کہ ایک بال تیرے سر پر نہ باقی رہیگا اب مالک کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر
حمزہ کا درۂ آتش پر آکر اُترا ہی لقا سے کہا کہ تم فوج ساحرون کی لیکر یہان سے جاؤ اور اپنے سامنے خدا پرستون سے لڑواؤ
لقا لشکر ساحرون کا لیکر روانہ ہوا ادھر آتشبار جادو نے ملک مظفر کو بصورت گرگ بنایا اور آبریز جادو نے
طول مست کو بشکل پلنگ بنایا اور خاکشوے جادو نے پہلوان عادی کو بہیئت جہانوش کیا اور
سماع باد انگیز جادو نے جمہور کو ہرن کر دیا اور شروع رود گردان جادو نے فقفل بن گیا ہور خون آشام
کو کرگدن بنایا اور چالاک جادو نے کرب غازی کو مانند شیر کے بنایا اور سنجل جادو نے فرہاد خان کشمیری
کو ارنا بھینسا بنایا اُن سبکو جدا جدا حالتون پر بنا کر صحراے عنطلی مین چھوڑ دیا لیکن اب حال سنیے حمزۂ صاحبقران
کا کہ یہ سامنے درۂ آتشبار کے اُترے ہوئے ہین کئی روز کے بعد ایک روز گھبرا کر بیدار ہوئے کہا کہ آج انشاء اللہ تعالی درۂ
آتشبار سے گذر جاؤنگا یہ سوچ کے قریب درۂ آتشبار کے ہو پہنچے کہ کچھ ساحر علم و نشان ہاتھون مین لیے اژدہون پر سوار
دکھائی دیے اور ایک طرف کو آکر قائم ہوئے بعد اُسکے دیکھا کہ اور فوج ساحرون کی چلی آتی ہی سردار ساحرون کے
شیر و پلنگ و فیل آتشین اور کرگدن آتشین پر سوار ہین اور سبکے سب آکر درۂ آتشین پر اُتر پڑے مگر لقا کا حال سنیے
کہ یہ پہلے تو تابوت زرد ہشت جادو کے سامنے گیا سجدہ کرکے پکارا یا خدا وندا اب دشمن سخت میرا آ پہونچا اور یہ
کہکر خوب رویا ایک آواز آئی ای لقا تو گریہ و زاری نہ کر خاطر جمع رکھ تمام دشمن تیرے مارے جاینگے شریک لشکر
ساحران رہ لیکن یہان حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ لندھور اور ابرہا عنقویل کو
گرفتار کیے ہوئے لائے ملازمت صاحبقران کی حاصل کی صاحبقران نے عنقویل کو سامنے طلب کیا
عنقویل نے آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے اُسے بٹھایا جام شراب کا دیا اور فرمایا ای عنقویل
لعنت کر لقا پر اور دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ آپ شہر عنطلی کو مسخر کر لیجیے تو مین دین آپ
کا اختیار کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور عنقویل کو ابرہا سے دیو چنگال کے حوالے کیا کہ اسے
اچھی طرح رکھو ابرہا نے عنقویل کو اپنے خیمے مین لیجا کر نظر بند کیا شراب و کباب اسکے واسطے مہیا کر دیا ادھر
ملک اخضر سبز پوش نے طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدانی
کوس حربی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی لشکر ساحران
تمام رات اپنا اپنا سحر جگایا کیا حمزۂ صاحبقران زمان عبادتخانہ استادہ کرا کر اُسمین داخل ہوئے نماز پڑھکر
دعائین مانگنے لگے غرض چار پہر رات جانبین مین عجب ہنگامۂ عظیم رہا صبح کو ادھر سے بادشاہ اسلام اور حمزۂ
صاحبقران مع سرداران عالی مقام فوج بے شمار لیکر معرکہ کارزار مین آکر قائم ہوئے اودھر سے لقاے بدکردار
تخت نکبت پر سوار تمام ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے کہ ہر ایک ساحر کے آگے ڈھہر و زنج بج رہے تھے اور ناقوس
پھنک رہے تھے تخت ملک اخضر برابر تخت لقا کے چلا آتا تھا میدان رزمگاہ مین مقابل لشکر اسلام کے قائم
ہوا اور ساحرون نے صف باندھی نقیباے بلند آواز نے نہیب دی شروع رود گردان میدان مین آیا مبارز
طلب کیا شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے اُسنے چاہا کہ سحر کرے قاسم نے تیغہ

بلارک اقرا سیابی کا ہاتھ مارا اُسنے اپنے تئین بچایا تیغہ ہاتھی پر پڑا سر ہاتھی کا قلم ہوگیا شروع رود گردان پیادہ ہوکر
اژدہے کی صورت بنا اور قاسم کو نگل کر فوراً وہان سے غائب ہوگیا پھر قیمش اژدہا بسر میدان مین آیا مبارز طلب
کیا ابرہا سے دیو جنگال اُسکے مقابلے کو نکلا اور ایک میل آہنی اُسپر مارا کہ گینڈا اُسکا مارا گیا قیمش ہوا ہوکے آسمان
کو چلا گیا اور لمحہ بھر کے بعد ایک پنجہ بنکر ابرہا کو اُٹھا لیگیا پھر زرمہر جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور روئی
کا پہل نکالکر ہاتھ سے اُسکو اُڑا دیا اور اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ روئی کا پہل آسمان پر جا کر ابر سفید رنگ بنگیا اور
اُسمین سے اولے برسنے لگے اور ہواے سرد چلنے لگی سب اہل اسلام مارے سردی کے کانپنے لگے دانت
سے دانت بجتے تھے سب کی حالت بسبب سردی کے متغیر تھی اُسوقت علمشاہ نے مرکب اپنا چمکایا اور بڑھکر ایک تیر
اُسپر مارا کہ وہ ساحر زخمی ہوکر بھاگا علمشاہ تلوار کھینچکر دوڑے اور جادوگرون پر جا پڑے بہت سے جادوگرون کو قتل
کیا قضاے کار سماق بن زجاج پشت پر سے علمشاہ کی آیا اور دیو کی شکل بنکر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا
عقرب کوہ لشین جادو نے اژدہا اپنا میدان مین بڑھایا اور مبارز طلب کیا مالک اژدر مرکب کو بڑھا کر سامنے
اُسکے آیا اور بعد گفتگو کے مالک نے نیزہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا مگر اُسنے جو سحر کیا مالک بیہوش ہوکر گرا وہ مالک
کو گرفتار کرکے لیگیا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے امیر عمرو سے کہتے آتے ہین کہ خواجہ کوئی تدبیر
ان ساحرون کے استیصال کی کرو عمرو جواب دے رہا ہی کہ حمزہ مین ساحرون کا کیا کرسکتا ہون یکایک ایک پنجہ
پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا ہرچند عمرو چلایا کہ ارے تو غلطی کرتا ہی کسی اور کے دھوکے مین مجھے لیے جاتا ہی مجھ مین کچھ گوشت
نہین ہی فقط پوست و استخوان ہین یہ بکا کیا پنجہ لیے چلا گیا امیر با توقیر متاسف و غمگین و ملول داخل بارگاہ ہوئے
ادھر جادوگر جو سرداران لشکر اسلام کو اسیر کر کے لیگئے تھے مالک بن زردہشت جادو کے پاس پہونچے اور حال
بیان کیا بختیارک نے کہا حمزہ مالک ابطل السحر ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو غنیمت جانو کہ یہ چند سردار اسیر ہوگئے
جلد انہین قتل کرو اور جو خداپرست ہاتھ لگتا جائے اُسکو قتل کرتے جاؤ مالک بن زردہشت جادو نے
اُسیوقت جلادون کو طلب کیا اور چاہا کہ اُن سبکو قتل کرے کہ ملکہ جادو سامنے سے آئی اور باپ کو سلام کیا پاس
بیٹھ گئی بختیارک نے لقا سے کہا بس اب انمین سے کوئی نہ مارا جائیگا حمایت کرنے والی انکی آگئی ملکہ جادو
نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ سردار جو اسیر ہوئے ہین انکو ابھی قتل نہ کیجیے حمزہ اسیر ہولے تو سبکو سامنے تابوت
زردہشت کے لیجائیے گا اگر ان سبھون نے سجدہ کیا تو بہتر نہین تو اُسیوقت قتل کیجیے گا ابھی بغیر اجازت خداوند
انکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اور یہ سب حجت لاتے ہین کہ ہمارا مالک اطاعت کریگا تو ہم بھی کرینگے دوسرے
یہ کہ حمزہ بادشاہ جلیل القدر ہی شہر کے شہر جادوگرون کے اُسنے غارت کردیے ہین اگر یہان بھی غالب ہوا تو وہ
عوض مین سردارون کے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اُسوقت پھر یہ زندہ نہ ہوسکینگے مار ڈالنا سہل ہی اور
زندہ کرنا مشکل ہی یہ جو ملکہ جادو نے کہکر اپنے باپ کو سمجھایا مالک نے تمام سردارون کو تشریح جادو کے
حوالے کیا اُسنے ایک گنبد سحر بناکر سبکو قید کیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ دیکھا آپ نے سب بچگئے کوئی نہ مارا
گیا بیشک ملکہ جادو خداپرستون سے ملی ہوئی ہی لقا نے کہا او بے حیا چپ رہ تجھے ان باتون سے کیا کام
ہی تو ہاتھ تیان طوطے کیطرح ٹائین ٹائین کیے جاتا ہی اگر مالک بن زردہشت سن پائیگا تو بہت بُری طرح
پیش آئیگا بختیارک چپ ہو رہا القصہ ملکہ جادو وہان سے اپنے مکان مین آئی اور لوگون سے پوچھا کہ
ہمنے گلشن جادو کو عمرو کے لینے کے واسطے بھیجا تھا اُسے لائی یا نہین لائی لوگون نے عرض کیا کہ گئی ہوئی ہی ابھی

نہین آئی یہ ذکر تھا کہ گلشن جادو عمرو کو لیے ہوئے سامنے سے دکھائی دی اور ملکہ جادو کے سامنے لا پھینکا
عمرو جو بیہوشی مین پڑا تھا جب ہوش آیا اپنے تئین ملکہ جادو کے پاس دیکھا نہایت خوش ہوا سمجھا اپنے مجھے
اُٹھوا منگایا ہے عمرو نے ملکہ جادو سے کہا کہ ای ملکہ تمنے تو اقرار کیا تھا کہ مین مددگاری اہل اسلام کی کرونگی ملکہ نے
کہا خواجہ مین غافل نہین ہون برابر پیروی کر رہی ہون پھر بیان کیا کہ جو سردار صاحبقران کا اسیر ہو کر یہان آیا
اُسے مین نے قتل نہین ہونے دیا اگر میرا قدم درمیان مین نہ ہوتا تو بختیارک نے سبکو قتل کروا یا تھا مین نے
مالک بن زردہشت کو سمجھایا کہ ابھی انکا قتل مناسب نہین ہے اسنے میرے کہنے سے اُن سب سردارون
کو قید کیا ہے اور تم حمزۂ صاحبقران سے کہنا کہ اسم اعظم سے بہت ہوشیار رہین غفلت نہ کرین یہ کہکر عمرو کو پھر لشکر
اسلام مین بھجوا دیا مگر یہان بعد ملکہ جادو کے جانے کے بختیارک نے مالک سے کہا کہ حمزہ کے اسم اعظم بند
کرنے کی تدبیر کرو مالک بن زردہشت نے مہائیل سحر بند جادو سے کہا کہ تم لقا کے ساتھ جاؤ اور اسم اعظم
حمزہ کا بند کرو اُسنے کہا بہت اچھا الغرض مہائیل سحر بند جادو لقا کے ساتھ روانہ ہوا اور دوسرے راوی کا یہ بیان
ہے کہ عمرو کو ملکہ جادو لشکر اسلام سے نہین اُٹھوا منگواتی ہے بلکہ جادوگر اسیر کرکے لاتے ہین اور گلشن جادو عمرو
کو گنبد مین قید کرتا ہے ادھر مہائیل کو لقا سے بے لقا ساتھ لیے ہوئے آیا داخل خیمہ ہوا ملک اخضر جادو
سے مہائیل نے کہا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا آج بند کیے لیتا ہون اور جاکر سویرے سے اپنے خیمے مین بیٹھا
اسباب سحر سب آکر موجود ہوا ایک بچۂ خوک اور وہ جانور جنپر سحر ہوتا ہے مثل کوّے چیلین جغد وغیرہ پنجرون مین
بھر کر آئے ایک طرف موہن بھوگ تیار ہو رہا تھا قرابے شراب کے ہار پھول سیندور لوبان گوگل لونگ موم سفید
موم زرد ماش کا آٹا وغیرہ یہ سب اشیا منگوائے بنگالی ڈھیرو بجانے لگے مہائیل سحر بند نے بچۂ خوک کو جھٹکا کیا
خون اُسکا تھالی مین لیا اور اُسی خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر نہایا چوکے مین آکر بیٹھا بنگالیون نے ڈھیرو
بجانا شروع کیا مہائیل نے پہلے پنجرے مین سے جانور نکالکر اُنکی گردنین مروڑ کر خون اُنکا پیا بعد اُسکے بچۂ خوک کو
سحر کیا ماش سرسون کے دانے مارے کہ وہ زندہ ہوا اُسکے ماتھے پر سیندور ملا گلے مین ہار پہنائے اگیاری دیکر لوبان
گوگل وغیرہ سلگایا اسم سحر پڑھنے لگا یہانتک کہ بچۂ خوک شعلہ کھا اُسکی طرف متوجہ ہوا موہن بھوگ وغیرہ سب
اُسے کھلایا اور سات قرابے شراب کے پلا دیے آنکھین اُسکی نشے مین اُبل آئین دم کو راست کیا مہائیل
اسم سحر پڑھنے لگا وہ بچۂ خوک گرد چوکے کے پھرنے لگا سات چکر کیے مہائیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھہر گیا اور
منہ کھولا مہائیل نے موم اُسکے منہ مین دیدیا اُسنے منہ بند کر لیا پھر چکر لگانے لگا اکیس چکر کیے کہ مہائیل
نے ہاتھ زمین پر مارا بچۂ خوک نے پھر منہ کھولا مہائیل نے اُسکے منہ سے موم نکال لیا بچۂ خوک زمین پر گر کر مردۂ
صد سالہ ہو گیا اب مہائیل نے اُس موم کا پتلا بنایا اور اُسکے منہ مین سوئیان مار کر اچاری مین اُس پتلے کو اُتارا
اور منہ پر اُسکے سکورا گلی رکھکر موم سے بند کر دیا اور بنگالیون سے کہا اب ڈھیرو نہ بجاؤ اپنے گھرون کو جاؤ اور خود
بھی سو رہا صبح کو اُٹھا وہ شیشہ لاکر ملک اخضر اور لقا کو دکھایا کہا لیجیے مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کر لیا
سبھون کو خوشی حاصل ہوئی نقارۂ شادمانی بجنے لگے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ لشکر ساحران
مین غل ہے کہ اسم اعظم آپ کا بند ہو گیا صاحبقران نے جو خیال کیا تو بالکل اسم اعظم فراموش تھا ایک حرف نہ
یاد آیا بس صاحبقران کا رنگ زرد ہو گیا مگر ظاہر اُفرمایا کہ مجھے اسم اعظم یاد ہے ساحر جھک مارتے ہین اُدھر
ملک اخضر نے طبل جنگ بجوایا کہ کل لشکر خداپرستان کا استیصال کرونگا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان

جب نقارۂ رزمی پر چوب پڑی حمزۂ صاحبقران زمان سرِ شام سے وضو کرکے نماز پڑھ کے سجادے پر آبیٹھے دعائین
مانگنے لگے چار پہر رات گریہ وزاری کرب وبیقراری مین بسر کی اور تمام اہل اسلام بھی مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
رہے ادھر ساحرون مین شراب خواری رہی اور سحر اپنا اپنا جگایا کیے دونون طرف عجب غلغلہ رہا صبح کو ادھر سے
بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران مع سرداران عالی مقام کے میدان مین آئے اور صفین باندھکر کھڑے ہوئے
اُدھر سے لشکر کفار آیا لقا اور ملک اخضر ایک تخت پر سوار ساحران نامی گرد تخت کے آگے آگے ڈھول بجتے ہوئے
ناقوس پھونکتے ہوئے گھڑیال کا گھڑی گھڑی جوش وخروش لاکھون ساحر پشت کے پیچھے مقابل مین لشکر اسلام کے
آکر کھڑے ہوئے طرفین مین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نہیب دی پھر عقرب جادو اژدر شعلہ فشان
پر سوار میدان مین آیا اور پکارا اے خدا پرستو اگر خداوند زردہشت کو سجدہ کرو مطیع لقا ہو اسم اعظم بھی بند ہو چکا اب
کس بھروسے پر لڑوگے اور اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو مارے جاؤگے ادھر سے اہل اسلام للکارے کہ او خبیث مہمل
کیا واہیات بکتا ہے انشاء اللہ العزیز مانند شہر ام الجبال کے عنطلی آباد کو بھی مسخر کرینگے سب جادوگرون کو مارینگے
لاکھ لاکھ لعنت ہے زردہشت پر اور اُسکے پرستارون پر عقرب جادو یہ کلمات سنکر برہم ہوا اور للکارا کہ جسکو تمناے
مرگ ہو وہ آسے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنتے ہی اسد شیردل بن کرب دلاور مرکب کو چمکا کر بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر عقرب جادو کے سامنے آیا اور اُسنے جو ایک جوان حسین خوب رو کمسن کو دیکھا سمجھانا
شروع کیا کہ اے ثمر باغ مراد بدبندواہے بہار گلشن تازہ اثر اپنی جوانی پر رحم کر میرے ساتھ چل کمال تیری عزت وحرمت
کرونگا اسد پکارا او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہے عقرب جادو نے مجبور ہوکر کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کرے اسد نے
کئی تلوارین مارین اُسپر کارگر نہوئین عقرب جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اسد گھوڑے پر سے گرا اور
عقرب جادو نے گرفتار کرلیا اور پھر مبارز طلب کیا ایکایک صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا شتق اٹھا اور
نقابدار مرصع پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور نعرہ کیا او کافر اکفر مین تیرا حریف ہون خبردار ہو کہ مین
آپہونچا راوی بیان کرتا ہے کہ جب نقابدار سرحد عنطلی آباد مین پہونچا تھا تو ملکہ جادو نے اپنے عیار کے
ہاتھ ایک دوپٹا نقابدار کے پاس بھجوادیا تھا کہ اسکو اپنے بازو پر لپیٹ لو اور ایک ایک تار اسکا اپنے
تمام رفیق اور سردار اور فوج کے بازو پر بندھوادو کہ سحر کسی پر تاثیر نہ کریگا نقابدار مرصع پوش نے ایسا ہی کیا
غرض جیسے ہی نقابدار مرکب کو چمکاکر برابر عقرب کے آیا وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اے نقابدار گمنام
تو کون ہے جو میرے مقابلے کو آیا ہے شاید قضا تیری لیکر آئی ہے تو چلا جا یہان سے کہ مجھ سے توان خدا پرستون
سے سامنا ہے یہ سنکر نقابدار للکارا اور کہا نام میرا ملک الموت کافران ہے اور مین بھی مسلمان ہون اور ادنی غلام
بادشاہ اسلام کا بغیر مارے تجھے نہ جاؤنگا یہ سنکر عقرب جادو آگ ہوگیا اور کچھ عقرب موم کے بناکر نقابدار کی
طرف پھینکے وہ عقرب نقابدار کے پاس پہونچکر موم ہوکر رہگئے عقرب جادو حیران ہوا اور دو ایک سحر اور
کیے وہ بھی رد ہوے یہانتک کہ نقابدار اُسکے برابر آیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع اژدر چار ٹکڑے ہو گئے
بھائی اُسکا عقرب کوہ نشین جادو مقابلے کو آیا اور کئی سحر کیے مگر نقابدار پر اثر نہوا اُسوقت اُسنے تلوار ماری
نقابدار نے رد کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا عقرب کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا غرضکہ اسیطرح کئی ساحر نقابدار
کے مقابلے کو آئے اور نقابدار نے واصل جہنم کیے ملک اخضر نے ساحرون سے کہا کہ چار طرف سے گھیر کر
ان خدا پرستون کو قتل کرو چار طرف سے ساحران غدار نقابدار عالی وقار پر ٹوٹ پڑے اور سب سحر کرنے لگے

کسی کا سحر موثر نہوا نقابدار انکو قتل کر رہا تھا اور فوج بھی نقابدار کی ساحرون سے لڑ رہی تھی غضب کی تلوار چل رہی تھی
یہ دیکھکر حمزہ صاحبقران زمان مع غازیان دینیدار و سرداران عالیوقار کمک کے واسطے نقابدار کے آئے مگر نقابدار
کے ہاتھہ سے چارسو ساحر مارے گئے تین پہر کامل تلوار چلی پہر دن باقی تھا کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے خیمون کی طرف پہرے نقابدار نے حمزہ صاحبقران کو سلام کیا امیر کو کمال محبت اُس سے پیدا ہوئی
مزاج پرسی کرکے فرمایا کہ خوب وقت پر آکر تمنے مدد ہماری کی اب نام اپنا بتاؤ کہ کون ہو اُسنے کہا کہ صاحب نام
مجھے عطا کریگا اُسوقت نام ظاہر کرونگا یہ کہکر نقابدار اپنی بارگاہ کی طرف چلا گیا حمزہ صاحبقران تعریفین نقابدار
کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ابھی امیر نقابدار کی مدح و ثنا کر رہے تھے کہ خبر ہوئی عیار نقابدار
کچھ پیام لایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بلالو جب عیار نقابدار سامنے آیا سلام کیا اور کہا کہ نقابدار مرصع پوش
نے کہلا بھیجا ہی کہ آپ ان جادوگرون سے سامنا نہین کرسکتے ہین بہتر یہ ہی کہ تمام رسالہ صاحبقرانی مثل طبل سکندری
و بوق ترکی و نفیر جمشیدی و سنج کیومرثی و جھانجھہ افراسیابی و علم اژدھا و بارگاہ سلیمانی و اشقر دیوزاد وغیرہ
مجھے بھیجدیجے کہ اب صاحبقران مین ہون نہین تو بزور شمشیر آپ سے لونگا یا جادوگر آپ سے چھین لینگے
صاحبقران نے کہا کہ نقابدار سے کہدینا کہ دو جادوگرون کے قتل کرنے پر تمکو اسقدر گھمنڈ ہوگیا ہی کہ بانے
صاحبقرانی کے طلب کرتے ہو اور مین نے ہزارہا ساحران غدار و دیوان خونخوار کو تہ تیغ آبدار اور سیکڑون شہر
جادوگرون کے تباہ کردیے اور بڑے بڑے اولوالعزم و نامدارون کو زیر و زبر کیا کہ آجتک سکہ بادشاہ اسلام
اور نام صاحبقران کا وہان جاری ہی خیر جسوقت جادوگر مجھسے یہ اسباب چھین لینگے تم اُنسے لے لینا نہین تو بعد
تسخیر عنطلی آباد کے مجھسے مقابلہ کرنا اگر مجھپر غالب آؤگے تو یہ اسباب اپنے قبضہ مین کرلینا یہ کہکر اُس عیار کو خلعت
دیا اور پوچھا کہ نقابدار کہان کا رہنے والا ہی اور نام اسکا کیا ہی عیار نے کہا مجکو حکم بتانے کا نہین ہی جو نام و
نشان اس نقابدار مرصع پوش کا بتاؤن یہ کہکر عیار چلا گیا مگر ساحرون نے جو دیکھا کہ اس نقابدار پر کوئی
سحر اثر نہین کرتا اور کوئی جادوگر غالب نہین آتا جب میدان داری کرینگے وہی نقابدار آئے گا اور ساحرون کو قتل
کریگا بہتر یہ ہی کہ سب جادوگر مع لقا مالک بن زرد ہشت جادو کے پاس چلین وہ جیسا کہے عمل مین لائین غرض
تمام ساحر مالک بن زرد ہشت کے پاس گئے اور حال بیان کیا اُسنے کہا کہ خیر اس نقابدار کی بھی کچھ تدبیر
ہو جائیگی بختیارک نے کہا ای مالک مجکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست یہان کا خدا پرستون کے شریک ہوا قضا کار
اُسوقت وہان ملکہ جادو بھی بیٹھی تھی بختیارک کے اس کلام سے بہت برہم ہوئی مگر چپکے بیٹھی سنا کی اِدھر حمزہ صاحبقران
کو بھی خبر ہوئی کہ درہ آتش صاف ہی سب جادوگر چلے گئے فرمایا خیر اور ایک عبادتخانہ استادکر اکے سرشام سے اُسمین
داخل ہوئے اور فریضۂ مغرب و عشا ادا کرکے بگریہ وزاری و بہ آہ و بیقراری دعائین مانگنے لگے کہ ای پروردگار
عالم ای حلال مشکلات ای سرکنندہ مہمات اہم سوا تیرے کوئی میرا مددگار نہین ہی مجھ ادنے مور ضعیف کو تونے یہ
رتبہ سلیمانی عطا فرمایا ہر جگہ مین تیری تائید سے غالب آیا اب بھی امیدوار ہون کہ شہر عنطلی آباد پر مجھکو
فتحیاب کر اسی طرح صاحبقران کو دو شبانہ روز دعائین مانگتے اور الحاح و زاری مین گذرے تیسری شبکو
بخت خوابیدہ بیدار ہوے نیند آگئی سو رہے عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین ای برگزیدہ خداوند
جلیل کیون اسقدر پریشان ہوکر بہت الحاح و زاری کرتا ہی گھبرا نہین ایام سخت دفع ہوچکے ہین عنطلی آباد
پر فتحیاب ہوگا سب جادوگرون کو قتل تو کریگا امیر بانے تیرنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا حضرت

اسم اعظم میرا بند ہوگیا ہے اُن مرد بزرگ نے ایک شیشہ دیا اور فرمایا کہ لو یہ شیشہ اسم اعظم کا ہے اسے توڑ ڈالنا
اسم اعظم پھر تمہین یاد ہو جائیگا یہ کہکر وہ چلے گئے اب صاحبقران کی اس غلبۂ مسرت کین آنکھ کھل گئی بیدار
ہوئے دیکھا شیشہ رکھا ہوا ہے صاحبقران نے فوراً وہ شیشہ باطل السحر توڑ ڈالا اسم اعظم یاد آگیا سبکو
خوشخبری دی اور حمد وسپاس پروردگار عالم بجالائے اور عبادتخانے سے باہر آئے جو کچھ عالم خواب مین
دیکھا تھا وہ سب کو سنایا اور فرمایا مین اس درۂ آتش مین جاؤنگا اور اُس آگ کو بتائید یزدانی مانند آتش
نمرودی کے بجھاؤنگا الغرض اشقر دیوزاد پہ سوار ہو کر چلے تمام سردار ہمراہ ہوئے جب سامنے درۂ آتش
کے آئے دیکھا کہ ایک دریا آگ کا جوش مار رہا ہے ہر زبانۂ آتش سوز درون کی شدت سے الامان پکار رہا ہے
کہ ناگاہ اسد بن کرب غازی مرکب کو چمکا کر چلا ہر چند صاحبقران نے منع کیا اسد نے نہ سنا توسن دریا
قدم اُس سمندر آتش مین ڈالدیا سب رفیق اسد شیر دل کے ابراہیم بن مالک وغیرہ اُسی دریائے آتش مین
ساتھ اپنے سردار نامی کے کود کر غوطہ زن ہوئے دیکھا صاحبقران نے کہ یہ سب کے سب طرفۃ العین مین جلے گئے بس
صاحبقران کو تاب باقی نہ رہی بیتابانہ اشقر دیوزاد کو دوڑا کر اُس آگ کی طرف چلے قریب آگ کے پہونچے
کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس کا مثل شرارہ آتش جست وخیز کرتا ہوا نہایت چست وچالاک سب بانے عیاری کے
بدن پہ آراستہ کیے ہوئے سامنے دکھائی دیا پاس آکر امیر کو سلام کیا اور ایک خط کمر سے نکال کر دیا صاحبقران
نے اسے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا امیر باتوقیر آپ کسی طرح کا رنج وملال نہ کیجیے گا یہ جتنے سردار عالیوقار آپ کے
گرفتار ہوئے یا جل گئے ہین سب زندہ اور سلامت موجود ہین فقط گرفتار سحر ہین امیر نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا
کیا ہے اُسنے کہا کہ مین عیار ہون ملکہ جادو کا نام میرا اسود تیز گام ہے اگر آپ چاہتے ہین کہ یہ درہ فتح ہو تو آتش بار
جادو کو قتل کیجیے اور یہ اسم پڑھتے ہوئے میرے ساتھ چلے آئیے امیر باتوقیر اسود تیز گام کے ساتھ روانہ ہوئے
اُس سحر وطلسم کی یہ صورت ہے کہ امیر اسم پڑھتے چلے جاتے تھے اور دریائے آتش گھٹتا جاتا تھا اور امیر کو آنے کی
راہ دیتا جاتا تھا جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک ٹیلہ آگ کا نہایت بلند ہے چہار طرف اسکے شعلۂ آتش بھڑک
رہے ہین اور اُس ٹیلے پر ایک جادوگر کھڑا ہوا ہے کہ تمام بدن اسکا آگ کا ہے ہر بن موئے تن سے شرارے آگ کے
نکلتے ہین اور وہ مثل آسیا کے چرخ زنی کرتا ہے مریخ فلک مذاق سے آواز دیتا ہے اور گھوم جا عقرب وزحل تالیان بجا کر
پکارتے ہین واہ کیا آتشی رقص ہے اسود تیز گام نے کہا یا صاحبقران یہی منقار آتش ریز جادو ہے اسے قتل کیجیے
دریائے آتش فنا ہو جائے امیر باتوقیر تلوار کھینچکر اُسکی طرف چلے آتش ریز جادو نے جو امیر کشور گیر کو شمشیر
بکف آتے دیکھا اور آتش غضب اُسکے کانون سینہ مین شعلہ ور ہوئی للکارا کہ باش اے حمزہ معلوم ہوا کہ کوئی ہم
ساحرون مین سے تیرا شریک ہو گیا اور تجھکو یہانتک لیکر آیا ہے خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا پہلے تجھے
قتل کرلون تو پھر تیرے حامی ومددگار سے سمجھون یہ کہکر سحر کیا وہ دریائے آتش امیر پر چلا صاحبقران
نے اسم پڑھکر دم کیا کہ آگ دونون طرف پھٹ گئی اور امیر باتوقیر اُسکے پاس پہونچے وہ ساحر بدحواس
ہو کر گھبرایا چاہا کہ مثل دود آتش یہان سے نکل جاؤن ابصاحبقران زمان اُسے کب مہلت دیتے ہین
ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ سینہ پر کینہ کو توڑ کے اُس پار نکل گیا منقار آتش ریز جادو واصل
جہنم ہوا وہ دریائے آتش ایک قطرہ سحاب بنکر اڑ گیا راہ درے کی صاف ہوئی تمام لشکر اسلام وہان
آکر اترا پھر اسود نے کہا یا امیر مین اب جاتا ہون اور آپ کو آگاہ کیے دیتا ہون کہ اس پہاڑ کے اُس طرف

لشکر جادوگرون کا ہی یہ کہکر اسود تیز گام تو چلا گیا اور امیر مع لشکر ظفر اثر دریے کے پار جاکر اترے واقعی
دیکھا کہ لشکر کفار سامنے ہی معلوم ہوتا ہی اسطرف جادوگرون کو جو خبر ہوئی کہ منقار آتش ریز جادو مارا گیا اور
لشکر خداپرستون کا دریے کے اس پار آگیا ساحرون نے یہ حال جاکر مالک بن زردہشت جادو سے بیان کیا
بختیارک نے کہا ای مالک تم غافل ہو کوئی شخص یہین کا خداپرستون کے شریک ہوا ہی کہ خداپرست اُسکی مدد سے
یہانتک آگئے مالک نے کہا ملک جی اگر کوئی شخص یہان کا خداپرستون سے ملا ہوا ہی تو معلوم ہوجائیگا یہ امر چھپے گا
نہین مثل مشہور ہی کہ سو دن چور کے ایک دن شاہ کا یہ سنکر زرمہر جادو نے کہا کہ مین جاکر خداپرستون کا استیصال
کرتا ہون اور ساتھ لقا و بختیارک کے روانہ ہوا اور وہان آیا جہان لشکر جادوگرون کا اُترا ہوا تھا رات کو اپنا سحر
جگاکر ہوم کیا اور ایک نرسنگا موم کا بناکر تیار کیا صبح کو بارگاہ مین آیا اور لقا و مالک اخضر سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیئے
کل مین ان خداپرستون کو نابینا کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسی وقت طبل جنگ بجا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی اسطرف
بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف ایک عجیب شور و غل برپا رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے
صفین آراستہ ہوئین زرمہر جادو نے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر اخضر جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا
اور پکارا ای خداپرستو اگر اپنی زیست چاہتے ہو تو آکر خداوند زردہشت جادو کو سجدہ کرو نہین ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑونگا ادھر سے سرداران دیندار نے نعرے کیے کہ او نابکار کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی زردہشت پر اور اُسکے
پرستارون پر یہ سنتے ہی زرمہر جادو نے وہی نرسنگا بجایا ایک آندھی سیاہ اٹھی ہوا سے تیز و تند چلنے لگی اور خاک
اُڑ اُڑ کر اہل اسلام کی آنکھون مین پڑی کہ سب اندھے ہوگئے جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین تھے وہ بینا رہے باقی سارا
لشکر اسلام نابینا ہوگیا صاحبقران نے فرمایا کہ یارو مین لشکر کفار پر جاتا ہون سب بولے کہ ہم آپکے ہمراہ ہین اور
تلوارین پکڑ پکڑ کر لشکر پر آپڑے غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا راوی لکھتا ہی کہ عنقویل بھی علاقۂ بارگاہ سلیمانی مین مقید تھا
یہ بھی نابینا نہ ہوا تھا یا یہ کہ زرمہر جادو نے ایسا سحر کیا تھا کہ فقط لشکر اسلام نابینا ہو لشکر کفار بینا رہے غرضکہ
عنقویل نے جو دیکھا کہ تمام اہل اسلام نابینا ہوگئے ہین دل مین اپنے کہا کہ یہی وقت ہی ان سبکو قتل کیجیے اُسی وقت قید
توڑ کر تلوار کھینچکر اہل اسلام پر گرا قتل کرنے لگا بادشاہ اسلام صاحبقران کے فرمانے سے بارگاہ سلیمانی مین چلے آئے تھے
عنقویل لوگون کو قتل کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی کی طرف چلا جب قریب پہونچا مقبل للکار کر دوڑا ای کافر خاسر
کدھر آتا ہی یہ کہکر مقبل نے ہاتھ تلوار کا عنقویل کو مارا عنقویل نے رد کرکے جو تیغہ مارا مقبل کی سپر کو
قلم کرکے سر پر پڑا تا دوابرو اُتر گیا لوگ دوڑ پڑے اور مقبل کو سامنے سے عنقویل کے لیگئے اب عنقویل
بہت متصل بارگاہ سلیمانی کے پہونچ گیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہوکر عنقویل کے مقابلے کو بارگاہ سے
چلے مگر دعائین مانگتے جاتے تھے ای خالق اکبر اس کافر کی شر سے محفوظ رکھیو اور سب اہل بارگاہ دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تھے ناگاہ نقابدار مرصع پوش آپہونچا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار
سرداران لشکر اسلام کو نابینا پاکر دغا سے لڑ رہا ہی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ہوشیار ہو کہ آیا مین
عنقویل یہ دیکھتے ہی نقابدار پر جھپٹا اور للکارا کہ او گمنام تو اگر آیا ہی تو میرا کیا کریگا یہ کہکر میل فولادی
نقابدار پر مارا نقابدار نے تیغے سے میل اُسکا قلم کیا عنقویل نے ٹکڑا میل کا پھینک کر تلوار کھینچی اور نقابدار
پر وار کیا نقابدار نے دم شمشیر کو بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر تلوار عنقویل کی چھین لی اور کمر بند
تھام کر عنقویل کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کر بادشاہ اسلام کے سپرد کیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران

کہدیجیے گا کہ اسباب صاحبقرانی بسہل و آسانی مجھے بھیجدیجیے نہین تو بزور شمشیر لونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ عنطلی آباد کو فتح ہوجانے دو پھر سمجھ لینا اور اب تو حمزہ صاحبقران جادوگرون مین گھرے ہوئے ہین
نقابدار نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین اُنکے دشمنون کو جاکر مارتا ہون یہ کہکر مرکب برق سیر کو چمکایا اور مع
ہمراہیان جادوگرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے لگے اسقدر تلوارین مارین کہ ساحرون کو تہ و بالا
کردیا لاش پر لاش گرادی خون کے دریا بہ گئے یکایک قہقہہ سیاہ اندام سے اور نقابدار مرصع پوش سے مقابلہ
ہوا اُسنے پہلے سحر کیا جب سحر کارگر نہوا پھر تلوار کھینچی اور نقابدار پر [illegible] کیا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قہقہہ سیاہ اندام کے دو ٹکڑے ہوئے بیٹا ملک اخضر کا سرخان زرد چہرہ للکار کر نقابدار
پر آیا پہلے سحر کیا سحر نے اثر نقابدار پر نکیا تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تیغہ کمر
پر اُسکے پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا نقابدار تلوار مارتا ہوا آگے بڑھا علمبردار لشکر کفار سے سامنا ہوا نقابدار نے
اُسکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کیا اور علم سیاہ پیکر کہ نشان لشکر کفار تھا اُسکو بھی مثل خیار تر کے قلم
کردیا کفار شکست کھاکر بھاگے نقابدار [illegible] ہوا صاحبقران کے قریب پہونچا اور اداب سلام بجا لایا اور عرض
کیا کہ اب آپ بارگاہ کو تشریف لیجائین صاحبقران بارگاہ سلیمانی کو روانہ ہوئے نقابدار نے بھی اپنے فرودگاہ
کی راہ لی جسوقت صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے قریب آئے حیران تھے کہ تمام لشکر نابینا ہے کیونکر اُسے بینا کیجیے اور
سامنے ایک دریا موج زن تھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سواے پانی کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا القصہ شب تو وہان
بسر کی اور صبح کو بعد نماز کے کنارے دریاے سحر کے آئے دیکھا کہ غضب کا دریا ہے ایک ایک موج کوہ کوہ اُٹھ رہی ہے
پانی دریا کا متلاطم ہے ہر گرداب نہنگ آفت زا ہے ہر موجہ آب مصیبت و بلا ہے اس تیزی سے پانی بہتا ہے کہ اگر تنکا بھی
گر پڑے تو تین ٹکڑے ہوجاے وہان نکوئی کشتی نہ کوئی جہاز وغیرہ ہے صاحبقران نہایت متفکر ہوئے کہ کیونکر
اس دریا سے عبور کیجیے اُسوقت ایک مچھلی اُسی دریا سے اُچھل کر سامنے حمزہ صاحبقران زمان کے آپڑی
اور زمین مین لوٹ کر آدمی بنگئی اب جو امیر باتوقیر نے دیکھا تو وہی اسود تیز گام عیار ملکہ جادو ہے اُسنے
سلام کیا اور کہا یا صاحبقران [illegible] جادو کہ جسکے سحر سے تمام لشکر اسلام اندھا ہوگیا ہے وہ پار دریا کے
کھڑا ہے اُسکو قتل کیجیے تو سب بینا ہوجائینگے اور یہ طلسم آبی بوزنیہ آبرنیہ جادو نے بنایا ہے اب میرے ساتھ
چلیے کہ [illegible] بوزنیہ جادو [illegible] آپ کو پہونچا دونگا امیر نے پوچھا اے اسود ملکہ جادو کہان ہین اُسنے عرض کیا
کہ خدمت [illegible] شہزادہ بدیع الزمان کی مصروف ہین امیر یہ سنکر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ملکہ ثابت
قدم [illegible] اُسی وقت صاحبقران ہمراہ اسود تیز گام کے روانہ ہوئے اسود تیز گام نے برگ
درخت کی زورق بنائی اور امیر صاحبقران کو سوار کیا اور اسم پڑھتا ہوا وہان سے چلا وہ کشتی برگ درخت
مانند باد تند کے روانہ ہوئی آگے آگے اسود پانی کے اندر غوطہ مارتے ہوئے چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے کشتی
امیر باتوقیر کی آتی ہے کوئی کوس بھر کشتی آئی تھی کہ ایک مقام پر چرخ کھاکر کشتی پانی مین غرق ہوگئی اور امیر
بھی غرق دریا [illegible] ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا دریا سر بسر رہا ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے کشت زار
نظر آتا ہے اور [illegible] خربوزے اور تربوز کی اور کدو کی پھیلی ہوئی ہین اسود نے صاحبقران سے کہا وہ جو درخت
خشک ہے اور کدو اسمین لگا ہے اُسکے اندر بوزنیہ جادو بندر کی صورت بنا ہوا بیٹھا ہے ایک نشترہ
جاکر ماریے کہ وہ کدو شق ہوجائے اور اُسمین سے میمون نکلے بس اُسے قتل کیجیے صاحبقران نے جاکر

تلوار سے اُس کمند کو دو پارہ کیا میمون اُسمین سے اُچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ باش اور حمزہ معلوم ہوا
کوئی ہم مین سے تیرے شریک ہو گیا کہ تجھے یہانتک لایا نہین تو کیا مجال کیسکی تھی جو اس مقام تک آسکتا خیر
حال اُس شخص کا معلوم ہو جائیگا جو تیرا معین ہے وہ کہان بھاگ کر چھپے گا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ اسود وا از
غائب تھا یا ظاہر ہو گیا لوزینہ پکارا کہ باش اودیترہ روزگار آج منکشف ہوا کہ ملکہ جادو وخدا پرستون کی شریک
ہے اور دوڑکر اسود کو پکڑا اور چاہا لیکر آسمے اُڑ جائے صاحبقران نے کہا غضب ہوا اسود گرفتار ہوا جاتا
ملکہ کا کچھ لطف نہ ہو گیا بس تیر کمان مین پیوستہ کیا جو نہی لوزینہ اُڑ کر چلا تاک کر جو تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اسود
اُسکے ہاتھ سے چھوٹا اور لوزینہ تڑپ کر گرا اور مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا غلغلہ محشر انگیز برپا تھا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من لوزینہ آبر بیر جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب وہ تلاطم موقوف
ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا امیر نے نہ وہ دریا ہے نہ موجون کا تلاطم ہے باقی ہے سامنے درہ پہاڑ کا معلوم ہوتا ہے اسود
نے کہا یا صاحبقران جس جادوگرنی نے دریا حائل کیا تھا اُسکی کشتی حیات تو غرق ہو گئی اور جس ساحر نے لشکر
کو اندھا کیا تھا وہ اس درے کے اُس پار ہے اسود یہ کہکر غائب ہو گیا امیر یا توقیر یکہ و تنہا درہ کوہ سے باہر
آئے زرمہر جادو بہت سے جادوگرون کو لیے ہوئے کھڑا انتظار تھا اور ملک اختر وغیرہ بھی موجود تھے بیختیار
نے کہا کہ وہ سامنے حمزہ تنہا کھڑے ہین چار طرف سے بلا کے پکڑ لو کفار صاحبقران پر دوڑے اور وہ نہنگ
بحر شجاعت و شیر بیشہ جرأت ہمت تلوار کھینچکر جھپٹا اور کفار کو قتل کرنے لگا لاشپر لاش گرا دی یہانتک کہ صاحبقران
زبان لڑتے ہوئے پاس زرمہر جادو کے پہونچے آسنے کئی مرتبہ سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر رد کیا پھر بڑھکر
ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا زرمہر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے مگر کفار نے حملہ کر کے پھر یورش کیا امیر با توقیر یکہ و تنہا اور کفار
لاکھون جسقدر قتل ہوتے ہین اُس سے زیادہ چلے آتے ہین لیکا یک نقارہ از صبح یوش اُدھر سے پہونچا
اور چالیس ہزار سوار سے آکر کفار پر آ پڑا خدار بر گرا اور مرا زرمہر جادو کے قتل ہوتے ہی لشکر اسلام کی
آنکھین روشن ہو گئین تھین بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار سوار ہو کر دوڑے صاحبقران کی آئے اور تیغ
ایسی تلوار چلی کہ کفار شکست فاش کھا کر بھاگے اور درہ سوم مین جا کر چھپے امیر با توقیر فتح و فیروزی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے بادشاہ اسلام نے صاحبقران سے حال عنقویل دریافت کیا ... صاحبقران نے فرمایا کہ مجھ سے نقابدار یہی کہتا تھا پھر عنقویل کو بلا کر کہا اب ... کیا اچھا کیا
بہتر یہ ہے کہ اب تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا بہتر فتح عنقطلی آ کے مسلمان ہونگا ... مردان جہان
مردان جہان جو کچھ ہین وہی کرتے ہین امیر نے کہا خیر دیکھا جائیگا پھر آئے خدا کا ... کیا اور دوسرے
دن کوچ کر کے درہ سوم کیطرف روانہ ہوئے جب سامنے درہ سوم کے پہونچے دیکھا کہ ... سے ... ہوا ہے
تیرہ و تند نکل رہی ہے کہ آدمی کیسا ہاتھی کا بھی پاؤن قائم نہ ہو سکا امیر ہر چند اُسکو بجھاتے ہین پاؤن اکھڑ جاتے
تھین ... صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا کیجیے اُسوقت اسود ... کا ... آ پہونچا اور کہا ... شہریار ...
کوہ علاقہ ... ساحر با دانائی جادو ہے اُسنے یہ طلسم باندھا ہے آپ ...
مین آپ کے ہمراہ ہون صاحبقران اسم پڑھتے روانہ ہوئے ... ایک
بلندی پر ایک جادوگر ... ہاتھ مین لیے کھڑا ہے ... امیر ... کیا باش
... وہ سر تو کیونکر یہان آیا کیا تھا تیری ... یہ کہکر اس ... امیر کیطرف پھینکی کہ وہ ...

رعد کے صدا دیتی ہوئی آئی امیر نے نیزہ اُس مشک پر مارا کہ وہ شق ہوئی اور اُسمین سے ہوا نکلگئی سماع باد انگیز نے
سمجھا کہ بیشک کوئی ساحر عنطلی آباد کا اسکے شریک ہی پکارا کہ او حمزہ جو تیرے دوست ہین اور تجھکو لیکر یہان
آئے ہین حال اُنکا معلوم ہو جائیگا پہلے تجھے قتل کرلون تو پھر اُنسے سمجھ لونگا یہ کہکر صورت اژدہے کی بنکر امیر
پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ صورت اژدہے کی ہٹ گئی اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا
صاحبقران نے بڑھکر ایک تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کشتی مرا نام من سماع باد انگیز جادو بود وافسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب دل نرسیدیم دفعتہً ہوا سے تند ہو
ہوگئی صاحبقران باہر ہو گئے لشکر آئے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور سامنے لشکر کفار تھا شمشیر جادو
آکر شریک لشکر ہوا اور طبل جنگ بجوایا ادھر صاحبقران کے لشکر مین بھی طبل اسکندری پر چوب پڑی رات
تو سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل ایک دوسرے کے صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال
و قتال نقیبانے بلند آواز نیب دیکر چلے گئے شمشیر جادو و ملک اخضر جادو و لقا سے اجازت لیکر
اژدر آتش فشان پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور للکارا کہ ای خدا پرستو تمنے بہت جادوگرون کو مارا ہے اب بھی
اگر خداوند زردہشت جادو کو سجدہ کرو تو شر سے میرے محفوظ ہوگے نہین تو طرفۃ العین مین تم سب کا کام تمام
کرونگا یہ سنکر ادھر سے بھی بہادران دیندار و غازیان تہور شعار نے نعرے کیے کہ او نابکار کیا واہیات بکتا ہے ابھی
ہم تجھکو تہ تیغ آبدار کرتے ہین یہ سنکر شمشیر جادو نہایت غضبناک ہوا اور موم کے کچھ سانپ اور بچھو بنا کر لشکر اسلام
کیطرف چھوڑے کہ وہ مار و عقرب اصلی بنکر ہر ایک کی طرف دوڑے قریب لشکر اسلام کے پہونچے تھے کہ
صاحبقران نے آگے بڑھکر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب نابود ہوگئے اب صاحبقران مرکب بڑھاکر
چلے اور برابر شمشیر جادو کے پہونچے اُسنے نارنج مارا کہ وہ توپ کے گولے کی آواز دیتا ہوا برابر امیر کے آیا مگر برکت سے
اسم اعظم کی سرد ہوکر گر پڑا پھر اُسنے ایک ہار پھولون کا نکالکر پھینکا اُس سے بھی کچھ نہ ہو سکا پھر اُس سنگدل نے پتھر
برسائے صاحبقران نے بہ برکت اسم اعظم وہ بھی رفع کردیے اب شمشیر جادو سخت عاجز ہوا اور ارادہ کیا کہ
پر پرواز پیدا کرکے اُڑ جائے صاحبقران نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمشیر جادو پتھر کا ہوکر رہگیا اس اثنا مین
اسود تیز گام جادو و آہو بچا اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ ہیزم خشک بنگیا اسود نے آگ سے اُسے جلادیا اور
تمام جادوگر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے امیر با توقیر تلوار پکڑ کر آ بیر جا پڑے تلوار چلنے لگی لشکر اسلام کمک کے واسطے
امیر کی آیا اُدھر سے نقابدار مرصع پوش بھی آ پہونچا خوب تلوار چلی ہزارہا جادوگر مارے گئے آخر کو شکست کھاکر بھاگے
صاحبقران با فتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار مرصع پوش اُدھر کو روانہ ہوا لیکن ادھر جو ملکہ جادو
شہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کو آئی کہا مبارک ہو کہ صاحبقران نے تین درے تو فتح کیے اب چوتھے در
پر آئے ہین وہان کے بھی جادوگرون سے کچھ نہ ہو سکیگا امیر فتحیاب ہونگے بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ تمہاری
مددگاری سے یہ درے فتح ہوئے میری بھی اعانت تمنے کی مگر اب یہ بتاؤ کہ مین کہان تک قید مین بیٹھا رہون
مجھکو بھی رہا کرو ملکہ جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ پاؤن مین شاہزادے کے طاقت آئی ملکہ چاہتی تھی کہ
بدیع الزمان کو لشکر اسلام کیطرف روانہ کرے ناگاہ ابلیس و ہلزن جادو و آہو بچا اور نعرہ کیا کہ او ننگ خاندان
معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہے اور خانہ بربادی کی فکر مین لگی ہوئی ہے اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر
ملکہ جادو نے سحر کیا مگر اُسپر اثر نہ کیا اُسنے جو سحر کیا تو ہاتھ پاؤن ملکہ کے بیکار ہوگئے ابلیس و ہلزن نے

اُسے گرفتار کیا اور چاہا کہ کھینچتا ہوا لیجاے کہ بدیع الزمان وہ بڑے ابلیس ہلزن نے چاہا کہ سحر کرے بدیع الزمان
نے جھپٹ کر گلا اُسکا پکڑ کر گھونٹا کہ آنکھیں اُسکی نکل پڑیں اور تڑپ کر مر گیا ایک غل و شور برپا ہوا سیاہ آندھی آئی
تاریکی چھا گئی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ابلیس ہلزن جادو بود افسوس مریم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم ملکہ جادو نے اُس کافر کی شر سے نجات پائی اور بدیع الزمان کو گھوڑا سواری کے واسطے دیا بدیع الزمان
سوار ہو کر روانہ ہوئے ملکہ جادو پھر اُسی گنبد میں آئی کہ جہاں سب سرداران لشکر اسلام قید تھے اُنکو خوشخبری
دی کہ صاحبو بدیع الزمان تو رہائی پا کر روانہ ہوئے اور صاحبقران تین درے بفضل ایزدی فتح کرکے
چوتھے درے پر آئے ہیں قاسم نے کہا اے ملکہ اگر ہم بھی اس قید سے نجات پاؤں تو جا کر ساحروں کو قتل
کروں یہاں تو سرداران لشکر اسلام اور ملکہ جادو میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک شروع رود گردان جادو
آگیا اور للکارا باش اے ملکہ جادو تو چاہتی ہے کہ ان سبکو رہا کرے خبردار اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہاں
جائیگی یہ کہکے چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر ملکہ نے جوڑے سے نکالکے ایک گیند طلائی مثل گل شگفتہ کے جو تھا مارا
کہ وہ شروع رود گردان کے سینے پر پڑا اور ہڈیاں توڑ کر پار نکلگیا اُس گیند نے مثل لالۂ احمر کے
داغ آتشیں کلیجے میں ڈالدیا شروع رود گردان جادو تڑپ کر گرا اور گل حیات اُسکا پژمردہ ہوکر
رہگیا شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا نام من شروع رود گردان جادو بود افسوس
مریم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو اس گنبد سحر کا کہیں پتا بھی نہیں ہے سب سرداران
لشکر اسلام قید سے رہا ہو گئے ملکہ جادو نے سبکو گھوڑے اور ہتھیار دیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ کیا یہاں
صاحبقران زمان درۂ چہارم پر پہونچے دیکھا کہ دریاے ریگ جوش زن ہے اور اشقر کا یہ عالم ہے کہ پاؤں
تا زانو ریگ میں غرق ہوئے جاتے ہیں امیر حیران ہوئے کہ کیا ماجرا ہے کہ ایکبار گرد سرخ رنگ کی اُٹھکر چہار طرف
چھا گئی اور آنکھیں امیر کی بند ہو گئیں اُسوقت اسود تیرہ گام ملکہ جادو کو ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا ملکہ جادو نے
امیر کو سلام کیا اور ایک اسم لکھا ہوا امیر با توقیر کو دیا اور کہا اس اسم کو پڑھیے امیر نے اُسے پڑھکر خاک پر دم کیا
اب جو دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام خاک سے نکلا اور نعرہ کیا کہ پھر ایک غبار سرخ رنگ کا اُٹھکر محیط عالم ہو گیا امیر
اُس اسم کو پڑھتے ہوئے اُس ساحر کی طرف تیغ بکف چلے اور برابر اُسکے پہونچکر تلوار ماری اُسنے خالی دی اور
پکارا اے حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہم میں سے تیرے شریک ہے یہ کہکر پھر سحر کیا کہ ملکہ جادو یا تو غائب تھی یا اب ظاہر ہو گئی
دیکھتے ہی ملکہ جادو کے اعور خاکشوے جادو پکارا او ننگ خاندان برباد کن خانۂ ساحران معلوم ہوا کہ تینوں
درے تیری ہی مدد سے فتح ہوئے ہیں ورنہ کیا کسکی مجال تھی جو یہاں قدم ڈال سکتا یہ کہکے دوڑا کہ ملکہ جادو کو گرفتار
کرے اُسوقت مقبل وفادار نے ایک تیر تاک کر مارا کہ اعور خاکشوے جادو کے سینے پر پڑا اور پشت کے پار
نکلگیا وہ گرتے ہی فی النار والسقر ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من اعور خاکشوے جادو بود افسوس
مریم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ میدان گرد و غبار سے صاف ہے اور
ریگستان کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ہے صاحبقران نے شکر خدا کیا اور اُس پار درے کے جاکر قیام فرمایا خوب
اچھی طرح سے لشکر اسلام قیام پذیر نہ ہوا تھا کہ ہزارہا شیر و پلنگ و گرگ پیدا ہوئے اور ایک ایک پر جھپٹے لیکن
ملکہ جادو امیر کے پاس آئی اور ایک اسم دیا کہ اسے پڑھکر اُنپر دم کیجیے یہ سب شیر و پلنگ و گرگ نہیں آپکے
سرداروں کو جانور بنا کر جادوگروں نے چھوڑ دیا تھا یہ وہی سردار جانور بنے ہوئے ہیں امیر نے وہی اسم پڑھکر

اہٹرو م کیا کہ وہ سب بصورت انسان ہوئے اور لشکر مین آئے اب دیکھا امیر نے کہ سامنے لشکر ساحرون کا صف باندھے
ہوئے کھڑا ہی ملکہ جادو نے کہا کہ یا امیر یہ خواہر اعور خاکشوے جادو کی ہی کہ لشکر لیے کھڑی ہی امیر اُس پر حملہ آور
ہوئے اور تیر مارنا شروع کیا مگر کسی پر تیر کارگر نہوا تمام ترکش خالی ہوگیا امیر حیران و پریشان ہونے اور لوگ
صاحبقران کے گرفتار ہونے لگے اُسوقت صاحبقران نے دعا مانگنا شروع کی کہ آسمان سے لشکر دیو
پریون کا نمایان ہوا اور تیر ساحرون پر پڑے کہ لشکر ساحران کا کام تمام ہوا اور ایک نقابدار دکھائی دیا آتے ہین کو
اعور خاکشوے جادو کی خاک سیاہ کیا اور اُسکو قتل کرکے اسباب صاحبقرانی کی امیر با توقیر سے درخواست
کی امیر نے فرمایا کہ تم ابھی کیون گھبراتے ہو جب ہم غالب آوینگے اُسوقت یہ سب اثاثہ صاحبقرانی پاؤگے
لیکن صاحبقران کو ایک محبت نقابدار کی پیدا ہوئی غرضکہ نقابدار تو چلا گیا صاحبقران ایک روز وہان
قیام کرکے روانہ ہوئے ملکہ جادو نے کہا اب تین درے اور باقی ہین مین رخصت ہوتی ہون زیادہ اب ٹھہر
نہین سکتی ہون وہ جو سردار زندان سحر مین قید تھے وہ ابھی تک یہان نہین آئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اثناء
راہ مین کہین گرفتار ہوگئے انکی بھی جاکر خبر لیتی ہون دیکھون تو کہ اُنپر کیا گذری یہ کہکر ملکہ جادو صاحبقران کو
آداب بجالاکے چلی گئی اور صاحبقران بھی روانہ ہوئے اب اُدھر کا حال سنیے کہ قاسم و بدیع الزمان
جب بدونا جادو قید سحر سے رہا ہوکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے تھے آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان لشکر
لقاے بے بقا کا پڑا ہوا تھا اسد شیردل نے بدیع الزمان سے کہا کہ ماموں جان مین توان کافرون
کو ضرور قتل کرونگا شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ قاسم نے ہرچند منع کیا مگر اسد نے نہ مانا اور طبل جنگ
نعرہ کو وہ شگاف کیا اور لشکر کفار پر جا پڑا ناچار قاسم و بدیع الزمان بھی اسد شیردل کے شریک ہوئے اور
سوا نعرہ کرکے شمشیر بکف لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ایک محشر تازہ برپا ہوا کفار نے شور و غل کیا کہ اے
خداپرست آگئے اور تسلیم خون آشام بدیع الزمان پر کہتا ہوا جھپٹا اے خداپرست یہ کیا بے ادبی ہی کہ
بندگان خداوند کو قتل کرتا ہی ادھر آ اور خداوند کو سجدہ کر بدیع الزمان پکارا کہ لعنت ہو لقاے بے بقا
پر اور تسلیم خون آشام یہ سنکر غضبناک ہوا اور بزور تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر
جو ہاتھ تلوار کا مارا خود پر پڑی اور زین تنگ مرکب کے جاکر زمین کو بوسہ دیا وہ کافر مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا پھر
ساریح خون آشام اور قاسم سے مقابلہ ہوا ساریح نے سیل آہنی مارنے کو تانا قاسم نے پھرتی سے
سیل کو قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغ بیلارک افراسیابی کا مارا اُس کافر کی کمر پر پڑا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے
ہوئے اور اسد شیردل لقا سے بھڑ گیا لقا نے بڑھکر تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی روک کے جو ہاتھ شمشیر
آبدار کا مارا سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا دو انگل اتر گیا زخم کاری لگا لوگ درمیان مین آکر لقا کو ہٹا لیگئے غلغلہ برپا
ہوا سرداران لشکر اسلام کفار سے لڑ رہے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سرداروں نے دیکھا کہ ایک نقابدار الماس پوش فوج
دیوون کی لیے آیا اور دیوون سے کہا کہ تم علحدہ کھڑے رہو تماشا دیکھو اور آپ تلوار کھینچ کفار پر گرا خوب کافرون کو قتل کیا اور لڑتا
ہوا ملک اخضر کے برابر پہونچا آتے ہی متواتر کئی سو کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر نقابدار کے ہاتھ سے ملک اخضر
بھی زخمی ہوا پھر نقابدار نے بہت سا جادوگرون کو قتل کیے آخرکار لقاے بے بقا و ملک اخضر اُسی
عالم زخمداری مین ایک سمت کو بھاگے اور لشکر جو قتل ہونے سے بچ گیا تھا وہ ایک طرف کو فراری ہوا نقابدار
الماس پوش بڑی دور تک تعاقب کرکے کفار کا پلٹا اور سوے آسمان روانہ ہوا قاسم و اسد و بدیع الزمان

وغیرہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ یہ کون نقابدار عالی وقار تھا کہ جسنے دم بھر مین لشکر کفار کا تہ و بالا کرکے بھگا دیا غرضکہ
سب سرداران اہل اسلام بھی لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے چند فرسخ چلے تھے کہ صحرا مین بہت سے جانور
مثل شیر و پلنگ و گرگ و گاؤ و گوسفند وغیرہ کے کھڑے ہوئے رو رہے تھے جب یہ سردار قریب پہونچے ایک
شیر اُسمین سے آکر بدیع الزمان کے قدمون سے لپٹ گیا اور ایک پلنگ قاسم کے پانون پر آنکھیں ملنے
لگا الغرض ہر ایک جانور ان جانورون مین سے آکر ایک ایک سردار کے پانون سے لپٹ کر چیخین مار کر رونے
لگا اور گرد ان سردارون کے پھر کر جانورون نے راستہ روکا جانے نہ دیا اب ان سردارون کو اُسی صحرا مین
رہنے دیجیے اور حال حمزہ صاحبقران کا سُنیے کہ درۂ چہارم پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہی مگر بہت بلند ہو
کہ چوٹی پر پہاڑ کی نگاہ نہین پہونچتی ہی اور ایک جادوگر اُس چوٹی پر پہاڑ کی کھڑا ہوا دونون ہاتھ اپنے مل رہا ہی
کہ ٹکڑے لوہے کے اُسکے دونون ہاتھ سے گرتے جاتے ہین اور اُسی پہاڑ مین وصل ہوتے ہین اور وہ پہاڑ اور
زیادہ بڑھتا جاتا ہی امیر با توقیر حیران حیران کھڑے ہو کے دیکھنے لگے کہ کسی طرف سے راہ نظر آئے تو پہاڑ پر
جائین کہین راہ نہ معلوم ہوئی کہ یکایک سامنے ایک سیاہ چیز کوئی آکر گری اور اُسنے صورت انسانی پیدا
کی امیر نے پہچانا کہ اسود تیزہ گام ہی اُسنے سلام کیا اور کہا یہ طلسم باندھا ہوا شروع رود گردان جادو
کا ہی آپ میرے ساتھ تشریف لائیے مین آپ کو پہاڑ پر لیچلون امیر اُسکے ساتھ پہاڑ پر پہونچے ساحر مذکور
نے جو امیر کو آتے دیکھا نعرہ کیا ای حمزہ معلوم ہوا جو تجھے یہان تک لایا ہی اور اسم سحر کا جو پڑھکر دم کیا
اسود تیزہ گام ظاہر ہوگیا بس شروع رود گردان نے اُسے پکڑ لیا اور چاہا کہ پرپرواز پیدا کرکے
اُڑ جائے اور اُسے لیجائے کہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو تیغہ مارا شروع رود گردان کے
دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اسود پکارا ای شہریار لشکر جادوگرون کا لیے ہوئے بھائی مالک
بن زر و ہشت کا کھڑا ہی یہ کہکر چلا گیا جب وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام من شروع رود گردان
جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم بمطلب خود نرسیدیم امیر نے دیکھا کہ لشکر کفار صف باندھے کھڑا ہی اور
ساحرون نے جو صاحبقران کو دیکھا شور و غل کرکے دوڑے امیر بھی تیغہ کھینچکر اُنپر گرے پیچھے پیچھے امیر
کے لشکر اسلام بھی آیا تھا تلوار چلنے لگی امیر لڑتے ہوئے ملک اخضر کے پاس پہونچے اُسنے سحر کیا امیر نے
اسم باطل السحر پڑھا اور سحر اُسکا رد کرکے امیر برابر اُسکے آئے اُسنے تلوار ماری صاحبقران نے روکی امیر
نے وار کیا ملک اخضر نے خالی دیا اور سامنے سے مثل فراری کے ہٹ گیا اور طرف سے لڑنے لگا سلطان
سعد سے اور حملہ سلطان سعد کار کرکے اُنکو زخمی کیا پھر جمشید خراسانی سے مقابلہ کیا اور اُسکو بھی
بزور سحر زخمی کیا غرضکہ چار سو سردار اہل اسلام ملک اخضر کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ملک اخضر جسوقت
ہاتھ کو جنبش دیتا تھا ایک برق چمک کر گرتی تھی ہر ایک سردار زخمی ہوتا تھا القصہ اسیطرح اُدھر سے ملک اخضر
لڑتا ہوا آیا اور ادھر سے صاحبقران کفار کو قتل کرتے ہوئے پہونچے پھر امیر سے اور ملک اخضر
سے سامنا ہوا ملک اخضر نے پھر سحر کیا موثر نہ ہوا صاحبقران نے ایک ہاتھ تلوار کا سر پر اوچھا سا
مارا ملک اخضر زخمی ہوکر بھاگا قضائے کار اُدھر سے نقابدار مرصع پوش آتا تھا وہ للکارا کہ او کافر الکفر
کہان بھاگا جاتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مین آپہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ نعرہ سنکر
ملک اخضر برابر نقابدار مرصع پوش کے آیا نقابدار پر وار تلوار کا کیا مگر نقابدار پر تلوار کا کچھ اثر نہوا اب

نقابدار نے جھکر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا ملک اخضر کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر حیران و پریشان ہو کر
بھاگے لشکر کفار کو شکست ہوئی نقابدار نے صاحبقران زمان سے پکار کر کہا یا امیر ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ
مین نے اخضر جادو کو کیونکر قتل کیا بہتر یہ ہی کہ اسباب صاحبقرانی بآسانی مرحمت فرمائیے نہین تو بعد
فتح عنطلی آباد کے آذر کوہ پر پہلے جسطرح ہو گا اثاثہ صاحبقرانی لے لونگا صاحبقران نے فرمایا
کہ خیر عنطلی آباد سے فراغت ہو جانے دو پھر دیکھا جائیگا الغرض نقابدار تو چلا گیا صاحبقران با فتح و فیروزی
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور صبح کو کوچ کرکے چھٹے درے کیطرف روانہ ہوئے جب سامنے درے کے پہنچے
دیکھا کہ تمام درہ پتھر کا ہے اور ابر گھرا ہوا ہے آسمین سے پتھر برس رہے ہین یہ مجال نہین کہ پرندہ بھی اسطرف سے گذر
جائے امیر کشورگیر نہایت حیران و پریشان ہوئے اور قریب اُس درے کے اُتر پڑے اب پھر یہان سے حال سنیے
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ سرداروں کا کہ وہ جانور جو انسے اگر گردیدہ ہوئے تھے وہ سب کے سب جادوگر
تھے اور مفتوح بیشہ نشین اُن سبکا سرگروہ تھا القصہ مفتوح نے قاسم اور بدیع الزمان وغیرہ
کو بزور سحر گرفتار کرکے پھر جانور بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا اور آپ مالک بن زردہشت جادو سے جا ملا
دیگر درہ سنگ پر آکر شریک اُن سب مہتمان درے کے ہوا اور پتلے موم کے ہزارہا بنا کر تیار کیے اور اُنپر
سحر کیا کہ سب پتلون مین جان آگئی مفتوح بیشہ نشین جادو نے طبل جنگ بجوایا یہان امیر بیٹھے ہوئے
عمرو سے کہ رہے تھے کہ خواجہ ملکہ جادو نے ہمارے ساتھ بڑی دوستی کی اب مجھکو فکر ہے کہ کبھی دل سے نہ خود
آئی نہ اسود شیر گام کو بھیجا عمرو نے کہا اے حمزہ سبب اسکا یہ ہے کہ وہ فقط میری محبت سے تمہارا کام کرتی ہے
اور تم مجھکو کچھ نہین دیتے ہو اسوجہ سے وہ نہین آئی یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ مفتوح بیشہ نشین
نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے فرمایا بالفضل ربانی و بتائید یزدانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسیوقت
نقارہ رزم پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال نقیبون نے نقابت کی بعد اسکے مفتوح بیشہ نشین جادو اپنے خوک دشتی پر
سوار ہو کر میدان مین آیا اور اُن موم کے پتلون کو بھی ساتھ لایا اور پکار کر کہا اے خدا پرستو تمنے بہت سے
جادوگرون کو مارا کیا ظلم و ستم کیا اب اگر دین زردہشتی اختیار کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے نہین تو دم بھر
مین تم سبکا کام تمام ہے ادھر سے غازیان دیندار و مجاہدان نامور شعار نعرے کرکے کہنے لگے او گبر نابکار کیا بیہودہ
بکتا ہے جسطرح اور جادوگر مارے گئے اس سے بدتر تیرا حال زیادہ ہوگا مفتوح یہ کلمے سنکر بہت برہم ہوا
اور اُن پتلون کو اشارہ کیا وہ پتلے سب لشکر اسلام کیطرف دوڑے اور تمام سردارون کو پکڑ کر لے آئے فقط
صاحبقران کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے اور بادشاہ اسلام کے پاس تھے اور مقبل وفادار بھی نزدیک
صاحبقران کے کھڑا تھا لیکن یہ تینون شخص فقط بچ رہے باقی سب گرفتار بلا ہو گئے مفتوح نے ہر چند اشارہ
کیا کہ انکو بھی گرفتار کرلاؤ پتلے گئے مگر قریب صاحبقران کے نجاسکے اور پتلون نے مفتوح سے آکر کہا ہم
حمزہ کے قریب نہین جاسکتے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو کوئی جلائے دیتا ہے مفتوح نے حیران ہو کر طبل بازگشت
بجوایا اور سب سرداران اسیر سحر کو لیکر پھر گیا سب سردارون کو قید کیا مگر اب کرب غازی اور فضل بن
گیاہو خرون آشام بھی لشکر اسلام مین آئے مگر خیال تھا کہ ایسا نہو یہ بھی گرفتار ہوجائین اگرچہ نقابدار صبح [illegible]
ساتھ اُنکو لیگیا مگر جدا ہو کر چلے آئے الغرض مفتوح بیشہ نشین جب تمام اہل اسلام کو قید کر چکا تو حال

سب مالک بن زردہشت جادو سے کہلا بھیجا کہ مین نے سب خدا پرستون کو اسیر کرلیا ہی مگر حمزہ پر میرا سحر
کارگر نہوا یہان مالک بن زردہشت بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا اور ملکہ جادو بھی اُسکے پاس موجود تھی اور
بختیارک باتین طعنہ آمیز کر رہا تھا کہ پیغام مفتوح کا پہونچا بختیارک نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی
کوئی ساحر اُسکا کچھ نہین کرسکتا دوسرے یہ کہ حمزہ کے بڑے زبردست لوگ شریک ہین کہ حمزہ نے پانچ در
اُنھین کی مدد سے فتح کرلیے اب وہی مددگار حمزہ کے مفتوح کو بھی قتل کر ڈالینگے اور درہ ششم و ہفتم
بھی فتح ہوجائیگا مالک نے کہا ای بختیارک تجکو حال اُن لوگون کا معلوم ہی کہ وہ کون ہین جو لوگ حمزہ
کے شریک ہین بختیارک نے کہا کہ مین نام اُنکا نہین لے سکتا اور اشارہ ملکہ جادو کیطرف کیا ملکہ جادو
سمجھ گئی کہ یہ آوازہ اور اشارہ تیری طرف تھا بس ملکہ جادو نے کہا ای پدر بزرگوار بختیارک مجھپر آوازہ کرتا ہی
مین کہتی ہون کہ اسکی شامت آپکے ہاتھ سے نہ آجائے بھلا مجھ سے اور خدا پرستون سے کیا علاقہ ہی سبحان اللہ
غیر تو آپکے دوست ہوگئے اور ہم دشمن ٹھہرے ہمکو تو اسنے خدا پرستون کا دوست مشہور کیا ہی خیر مین اب جاکر
مفتوح کی شریک ہوتی ہون اور سر حمزہ کا لاتی ہون ہر چند مالک نے روکا مگر ملکہ نے نمانا اُسیوقت روانہ ہوگئی
بختیارک نے دل مین کہا کہ اب مفتوح بیچارہ بھی مارا جائیگا غرضکہ ملکہ جادو خدمت مین صاحبقران
کے پہونچی اور سلام کیا خواجہ عمرو کے دیکھتے ہی جان مین جان آگئی اور کہا ای ملکہ مین نہایت تمھارے واسطے متردد تھا
ملکہ نے کہا ای خواجہ یہ بختیارک بُری طرح میرے پیچھے پڑا ہی خدا بچائیگا تو بچونگی امیر نے فرمایا ای ملکہ جادو تمام
سردارون کو مفتوح جادو اسیر کرکے لیگیا اپنے سحر کا تماشا دکھادیا ملکہ جادو نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے مین آج
رات کو مفتوح [illegible] دشمن کو ساتھ لیکر آؤنگی آپ آگے مین ہونگی وہ پیچھے ہوگا آپ اُسکو تیر قضا کا نشانہ کیجیے
صاحبقران نے فرمایا اچھا بہتر ہی ہم مستعد بیٹھے رہینگے اور مقبل سے کہا کہ تم بھی کمینگاہ مین بیٹھے رہو غرضکہ
ملکہ جادو وہان سے اُٹھکر باہر آئی یہان حالات جادو اور مفتوح جادو دونون بیٹھے ہوئے شرابخواری
اور ناچ و رنگ مین مصروف تھے حالات جادو کہ رہا تھا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کردونگا مفتوح
جواب دیتا تھا کہ یہ کوئی کام دشواری کا نہین ہی مین تو ایک لمحہ بھر مین بند کرسکتا ہون یکایک ملکہ جادو پہونچی
دونون تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑے ہوئے بلاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ ملکہ تم کیون آئین کہا ای مفتوح ہمکو لوگ
کہتے ہین کہ ملکہ جادو خدا پرستون کی شریک ہی مین آج رات کو جاکر حمزہ کا سر کاٹ لاؤنگی یا اپنی جان دونگی مفتوح
بولا ای ملکہ تم مالک ملک ہو جو تمھین بدنام کرتا ہی وہ نہایت بیوقوف اور گدھا ہی اور کل تو مین حمزہ کا استیصال کردونگا
ملکہ نے کہا صبح کو خدا جانے کیا ہو کیا نہو مین آج ضرور دو پہر رات گئے ہنس پر سوار ہوکر جاؤنگی مین ہرگز تمھارا کہنا نہ
مانونگی غرضکہ دو پہر رات شراب و کباب اور صحبت رقص و نشاط و عشرت مین گذری جب نصف شب ہوئی ملکہ جادو
اُٹھی اور سحر سے ایک ہنس بناکر تیار کیا اور اُسپر سوار ہوکر چلی مفتوح نے حالات جادو سے کہا ای برادر یہ ملکہ
بیٹی بادشاہ کی ہی اسکا تنہا جانے دینا دشمنون مین مناسب نہین اور دشمن بھی وہ دشمن جو مالک باطل السحر ہی
خدا جانے کیا افتاد پڑے یہ صلاح کرکے دونون سوار ہوکر پیچھے پیچھے چلے ملکہ جادو نے جو دیکھا کہ یہ دونون مقصد
آتے ہین دل مین بہت خوش ہوئی جلدی آگے آگے چلی جاتی تھی جب سامنے بارگاہ سلیمانی کے پہونچی تو اُنسے جدا
ہوگئی یہان صاحبقران اور مقبل وفادار تیر کمان مین جوڑے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مفتوح جادو
اور حالات جادو کو آتے دیکھا امیر نے مقبل سے کہا کہ ہوشیار ہوجاؤ وہ دونون نشانے آپہونچے جب

دونون ساحر زور پر تیرون کی آئے مفتوح جادو کو تو صاحبقران نے تاکا اور حالات جادو کو مقبل وفادار
نے تاکا دونون کے تیر کمان سے امان سے برابر چلے ایک کا سینہ نشانہ ہوا دوسرے کا گلا ہدف بنا دونون ساحر
زمین پر گر کر تودہ خاک ہو گئے پیک اجل اس صفائی پر ہاتھون کی دونون کے ہزار جان سے قربان ہوا ابر چلا کر غل و
شور مچانے لگے تاریکی چھا گئی ہوائے تیز و تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے دو آوازین پیدا ہوئین ایک کی یہ صدا تھی
کشتی مرا نام من مفتوح بیشہ نشین جادو بود اور دوسری یہ آواز تھی کشتی مرا نام من حالات جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر ملکہ جادو اُن دونون ساحرون کی لاشین لیکر بھاگی اُدھر تمام
سرداران لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہو گئے اب جو صاحبقران نے دیکھا تو میدان صاف ہے نہ وہ پہاڑ ہے
نہ وہ سنگ سنگین تر ہمین درہ کوہ شفاف ہے اُسیوقت امیر کشور گیر وہان سے کوچ کر کے درہ ہفتم کیطرف
روانہ ہوئے وہان ملکہ جادو دونون کی لاش لیے ہوئے روتی ہوئی مالک بن زردہشت کے پاس پہونچی اور
حال بیان کیا بختیارک نے کہا سبحان اللہ تم اسے خیال کرو کہ ملکہ جادو تو آگے تھین وہ تو بچ گئین یہ
دونون پیچھے پیچھے تھے مارے گئے یہ عجب جنگ زرگری ہے ایسا معرکہ آجتک نہ دیکھا نہ سُنا مالک بن زردہشت
کو ملکہ کیطرف اب گمان فاسد گذرا جب بختیارک نے اسقدر سمجھایا ملکہ جادو نے اپنے مُنھ پر دوہتھڑ مارے
اور خنجر کھینچکر کہا کہ مین اپنے تئین ہلاک کرون گی مالک نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ملکہ تم کسیکے کہنے کا بُرا نہ مانو ملکہ
مالک تم ہو اول سے بختیارک تو جھک مارتا بیہودہ بکتا ہے جو تمھاری جانب بدگمانی کرتا ہے پھر مالک نے
بیٹی کو گلے سے لگایا تشفی و دلاسا دیا یہان صاحبقران درہ ہفتم پر پہونچے دیکھا کہ تمام درہ شیشے کا ہے
اور ایک شخص اُس درے کے بنگلے مین بیٹھا ہے اور ایک شیشہ اُسکے ہاتھ مین ہے ہر بار اسم سحر اُس پر پڑھکر
دم کرتا ہے امیر پھر حیران ہوئے اور اس تردد مین تھے کہ کیا کرین اور یہ درہ ہفتم متعلق بہ سنجل جادو ہے اُسنے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا اُسوقت ایک فانوس شیشے کی ہاتھ مین اُٹھائی اور سامنے لشکر امیر کے
وہ فانوس اُٹھا کر گردش دیہی جلوہ فانوس سے تمام سرداران عالیشان اُس حصار آبگینہ مین آ گئے اور مانند
تصویر کے خمیدہ ہو کر رہ گئے فقط صاحبقران برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے اس لئے کہ سحر نے
امیر پر اثر نہ کیا سنجل جادو سبکو گرفتار کیے ہوئے چلی مگر کہتی جاتی تھی اے حمزہ خیر تو بچ گیا میرے ہاتھ سے
رہیجا تیری بھی تدبیر کرتی ہون اور کہان جائیگا صاحبقران بیتابانہ اُس ساحرہ کے پیچھے دوڑے اب آگے آگے
وہ ساحرہ فاحشہ ہے اور پیچھے پیچھے صاحبقران ہین اور پکار کر کہتے جاتے ہین اے فتنہ روزگار ساحرہ غدار
اگر میرے سرداران عالیشان کو تو نے اسیر کیا ہے تو میرا بھی کام تمام کیے جا اُسوقت یکایک نقابدار الماس پوش
لشکر دیوون کا لیے ہوئے آپہونچا اور اُس ساحرہ سنجل جادو کو للکارا کہ باش او قحبہ کہان بھاگی جاتی ہے اور
ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ساحرہ شتاح کو پکڑ لاؤ وہ دیو جھپٹا جبتک سنجل جادو اسم سحر پڑھے پڑھے دیو نے اُسکو
سایہ کیا اور فوراً گلا دبوچ لیا بلائے عقوبت مین گرفتار کر کے سامنے نقابدار الماس پوش کے لا کر حاضر کیا
نقابدار نے اُس دیو سے کہا کہ اس آفت روزگار کو کھا لے اسیوقت مسل کر وہ دیو اُسکے پوست و استخوان
بجنس کو جھپٹ سے مُنھ مین دھر گیا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سنجل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا وہ حصار شیشے
کا مفقود ہو گیا اور ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر لشکر صاحبقران مین موجود تھا نقابدار نے

صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ یہ اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کیجیے کہ اب صاحبقران مین ہون
امیر نے جواب دیا کہ ای لقا بدکار یہ اسباب مین نے بڑی جانفشانی سے پیدا کیا ہی اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو یہ
اسباب مین تجکو دیدونگا لقا بدکار بولا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسیطرف چلا گیا اور صاحبقران
وہان سے کوچ کرکے سامنے شہر عنظلی آباد کے آئے بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوگئی خیام لشکر ظفر پیکر دو رنگ
برپا ہوئے ایکطرف اردوے معلی لشکر امیر باتوقیر کا آراستہ ہوا جابجا لشکریان جلوسی فوج اسلام کے اُترے
بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور صاحبقران زمان داخل ہوئے اُدھر مالک
بن زردہشت کو خبر ہوئی کہ ملکہ سجنجل جادو کا بھی شیشہ ہستی شکست ہو گیا حمزہ ساتون رسے فتح کرکے
سامنے شہر عنظلی آباد کے آکے اُترے ہین مالک نے کہا یہ کیا غضب ہی کہ سب جادوگر نامی مارے گئے سجنجیار
نے کہا ای مالک اگر حمزہ کا اسم اعظم بند نہ ہوگا تو اسیطرح سب جادوگر مارے جائینگے مالک نے تمام
لشکر سے کہا کہ تم تو مقابلے مین لشکر حمزہ کے خیمے اپنے استادہ کرو مین آج اسم اعظم بند کرتا ہون القصہ خیمہ
مالک بن زردہشت جادو کا شہر سے باہر آیا اور سامنے لشکر اسلام کے فوج ساحران اُتری اور مالک نے
ہوم کیا خون خوک سے پہلے نہایا اور پھر اسیکے خون سے چوکا ساحرون کا ایسا دیا اور چوکے مین بیٹھا اگیاری کی
اور گھی کا چراغ روشن کرکے لوبان کافور لونگین گوگل آگ مین ڈالا سیندور اور عبیر و گلال چھڑکا اور خون
خوک اُس اگیاری مین بھی ڈالدیا ایک چیخنے کی آواز آئی اور ایک بوتل شراب کی اُس اگیاری مین بھی
ڈالدی آنچ ہونے لگی بھیرنگالی آئے اور ڈہیرو بجانے لگے ایک پتلا موم کا بشکل جانور کے بنایا اور اسپر اسم سحر کا دم
کرکے اُس جانور کو آواز دی اُسمین جان تازہ شیطانی روح آئی اور پھر کچھ پڑھکر دم کیا اور اُس جانور کو حمزہ کیطرف
اشارہ کیا وہ جانور اُڑکر چلا گیا یہان حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ خاص مین پلنگ پر لیٹے ہین دیکھا کہ ایک
جانور سرخ رنگ آیا اور تین بار گرد سر صاحبقران کے پھرا اور چلا گیا اور اسی چوکے مین مالک بن زردہشت
کے پاس پہونچا مالک نے اُس جانور کو پکڑکر شیشے مین بند کیا اور سکورا اُس شیشے کے مُنھ پر رکھکر موم لگادیا بعد
اُسکے تمام ساحرون کو رخصت کیا اور آپ نہا دھو کر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا صبح کو وہ شیشہ لاکر لقا کے
کے سامنے رکھدیا اور کہا حمزہ کا اسم باطل السحر مین نے بند کردیا اور طبل شادمانی کا حکم دیا خبر صاحبقران کو
ہوئی کہ اسم اعظم بند ہوگیا یہ بند و بست مالک بن زردہشت جادو نے کیا صاحبقران نے جو خیال
کیا بالکل اسم اعظم یاد نہ تھا بظاہر فرمایا کہ مجھے یاد ہی وہ مردود جھوٹ کہتا ہی اور عمرو سے اشارے مین سب حال
بیان کردیا عمرو بھی یہ سنکر پریشان ہوا وہان ملکہ جادو کو جو معلوم ہوا نہایت مضطر ہوئی اور اپنی انیسون اور
جلیسون سے کہا کہ غضب ہوا اسم اعظم حمزہ کا بند کردیا گیا اگر حمزہ مارا گیا تو عمرو بھی اپنی ضرور جان دیدیگا
پھر مین بھی اپنے تئین ہلاک کرونگی میرا جینا بھی دشوار ہی مین اُسکی دوستی سے باز نہ آؤنگی اور محبت مین دیوانی
ہو جاؤنگی یہ کہکر اُٹھی اور مہرہ زردہشتی صندوق معلق سے نکالکر لائی اور وہان سے خدمت فیضدرجت
امیر باتوقیر مین آئی دیکھا امیر بیٹھے ہوئے عمرو سے کہہ رہے ہین کہ رات کو ایک جانور سرخ رنگ آیا اور میرے
گرد پھر کر چلا گیا مین نے چاہا کہ اُسے پکڑلون وہ ہاتھ نہ آیا عمرو کہہ رہا ہی ای حمزہ وہی جانور تیرا اسم اعظم بند
کر گیا امیر باتوقیر فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یکایک ملکہ جادو سامنے آئی اور امیر کو سلام کرکے
اُنکے پاس بیٹھ گئی امیر نے پوچھا ای ملکہ کچھ حال کہو ملکہ نے کہا آپ کا اسم اعظم بند ہو چکا مگر مین نے بھی اپنی جان

آپ کے ہمراہ لگادی ہی یہ مہرۂ زردہشتی بڑی جانکاہی سے لائی ہون آپ اسکو اپنے پاس رکھیے کہ اسکے سبب سے
سحر کسی ساحر کا تاثیر نہ کریگا ای امیر اگر مین راہ اسلام مین کام آجاؤن تو مجکو حضور فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین
کسواسطے کہ اب مجھے اندیشہ اپنی جان کا ہی بختیارک ہمیشہ میرے قتل کے بہت درپے ہو رہا ہی اور میرے پدر
بزرگوار کو میرا دشمن جانی بنا چکا ہی جسوقت کوئی خبر اُسکو تحقیق معلوم ہوئی فوراً وہ مجکو قتل کریگا صاحبقران
نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر تمکو یہی اندیشہ ہی تو تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ جو سبکا حال وہی تمھارا حال مثل مرگ انبوہ جشنے
دارد ملکہ نے کہا ابھی موقع نہین ہی میرا رہنا یہان غیر مناسب ہی یہ کہکر ملکہ آبدیدہ ہو کر یہان سے روانہ ہوئی
قضاے کار مالک بن زردہشت جادو کو ملکہ جادو کیطرف سے گمان بد تو گذر ہی چکا تھا اور وہ یہ تو سمجھا
ہوا تھا کہ ملکہ خدا پرستون کی ہوا خواہ ہی اسی فکر مین رہا کرتا تھا کہ حال ملکہ جادو کا کسی صورت سے دریافت ہو جاے
اُس روز اتفاق سے ایک مگس کلان کی صورت بنا ہوا بارگاہ حشمتی مین بیٹھا تھا اُسنے سب باتین ملکہ جادو
کی سُنین اور یہ بھی دیکھا کہ مہرۂ زردہشتی بھی ملکہ جادو نے صاحبقران کو دیا جب ملکہ جادو چلی مگس کلان
نے مہرہ سامنے سے صاحبقران کے اُٹھایا اور اڑکر آواز دی ای حمزہ معلوم ہوا کہ ننگ خاندان شوخ دیدہ
گیسو بریدہ تجھسے ملی ہوئی ہی دیکھ تو اسکا کیا حال کرتا ہون یہ آواز دیکر مہرہ لیے ہوئے چلا گیا امیر نے ہر چند تعاقب
کیا اور کئی تیر مارے مگر اسے نہ پایا عمرو نے حال اپنا تباہ کیا اور کہا ای حمزہ تم باتون سے اپنی جان دیتی یا ملکہ جادو کو بچا
فقط آپ سے امیدوار دعا کا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور رہائی کیواسطے ملکہ جادو کے روانہ ہوا یہان مالک
بن زردہشت جادو جو پھر کر آیا آگ بگولا بنا ہوا تھا مارے غصے کے منھ سے شعلۂ آتش غضب نکل رہے
تھے ملکہ جادو بیٹھی ہوئی تھی آتے ہی ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ مجکو بختیارک کا کہنا باور نہ آتا تھا اب تو مین نے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ تو نے مہرۂ زردہشتی حمزہ کو جا کر دیا ارے غضب ہو گیا تھا اگر یہ مہرہ حمزہ کے
پاس رہتا تو کسیکا سحر اثر نہ کرتا دیکھ وہ مہرہ مین لے آیا ملکہ نے جو مہرہ دیکھا رنگت زرد ہو گئی سمجھی کہ افشاے راز
تیرا ہو گیا اب کسیطرح تیرے بچنے کی صورت نہین معلوم ہوتی ملکہ پکارتی ای مالک اب تو جو چاہے میرے
حق مین کر مین نے تو لقا نے بے لقا اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی اور سامری و جمشید کو بھی لعنت ہزار
ہزار کرکے چھوڑا جان میری راہ اسلام مین نثار ہی یہ سنکر مالک کو اور زیادہ غیظ آیا اور ملکہ کو باندھکر تازیانے
مارنا شروع کیے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام جسم ملکہ کا شق ہو گیا اور خون کے فوارے بدن سے چھوٹنے
لگے ملکہ جادو پکار رہی تھی ای پروردگار عالم قدم میرا صراط مستقیم پر قائم رکھنا کبھی کہتی تھی ای صاحبقران سب میرے
کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ کے شاہد رہنا کبھی زبان پر یہ جاری تھا کہ ای پروردگار تو حمزہ کو ان کافرون پر فتحیاب
کیجیو بس یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئی اتنے عرصے مین ماں ملکہ جادو کی آئی اور کہا ای مالک ایک اولاد میری
اُسکو بھی تو نے دشمنون کے کہنے سے مار ڈالا یہ کہکر ملکہ جادو کو کھولکر لیگئی اور چارہ سازی مین زخمہاے بدن
ملکہ جادو کے مصروف ہوئی مالک بن زردہشت جادو اُسی غصے مین باہر آیا بختیارک نے دیکھا
کہ مالک کی آنکھین لال لال ہین تیوریان چڑھی ہین پوچھا بختیارک نے ای مالک خیر باشد آپ کی
اسوقت طبیعت بگڑی کیون ہی مالک نے کہا ای بختیارک تو سچ کہتا تھا کہ ملکہ جادو شریک خدا پرستان
ہی آج مین نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ اُس گیسو بریدہ شوخ دیدہ نے مہرۂ زردہشتی لیجا کر حمزہ کو
دیا اور چلی آئی مین وہ مہرۂ زردہشتی حمزہ سے لے آیا اور اس ننگ خاندان کو باندھکر خوب مارا کہ

اُسکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ہان اُسکی چھیڑ اکر لیگئی بختیارک نے کہا خیر اب تو آپ کو میرے کہنے کا یقین
ہوا اب ذرا ہوشیار رہیے گا اور غفلت نہ کیجیے گا مالک نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت جواب خدا پرستون کو ہم
لیجا کر دے یہ کہکر بارگاہ سے اندر محل کے آیا مگر نہایت پریشان کسی سے بات تک نکی کھانا بھی نہ کھایا اسی عالم
پریشانی مین بیٹھا ہوا تھا کہ دایہ اُسکی فرتوتہ جادو آئی بلائین لین اور کہا ای بیٹا واری جاؤن تو نے ملکہ جادو کو مار اور
اپنے تئین پریشان کیا اب جا کر اُسے دلاسا دے کہ تیرے دلکو بھی چین آئے اگر اولاد بھی ہوتی ہی تو کوئی ایسا نہین
مارتا جیسا تو نے ملکہ جادو کو مارا مالک نے کہا مین تو اُسے دلاسا دینے نہ جاؤنگا اسنے کہا خیر نہ جا تجھے اختیار ہی مگر کھانا
کیون نہین کھاتا اب میرے کہنے سے کچھ تو کھالے یہ کہکر وہ گئی اور کھانا مالک کے واسطے اپنے ساتھ لیکر آئی
دسترخوان بچھایا اور کھانا طرح طرح کا اُسکے سامنے لگایا مالک کا ہاتھ منھ دھلایا اور جبراً قہراً بمنت و سماجت
کچھ کھلایا اور کہا کہ بیٹا تو بہت ہلکان ہوا ہی اب تھوڑی دیر سو رہ مالک پلنگ پر گیا اور لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا
ناظرین و السامعین پر واضح ہو کہ یہ دایہ اصلی نہین ہی بلکہ خواجہ عمرو بصورت دایہ مالک بن زردہشت جادو
بنکر آئے ہین غرضکہ جیسے ہی مالک بیہوش ہوا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن دیا اور داخل زنبیل کیا اُسیوقت آپ
مالک بن زردہشت جادو کی صورت بنکر ملکہ جادو کے دیکھنے کو چلا جب وہان آیا دیکھا کہ ملکہ کے بدن پر نشان
کوڑون کے ظاہر ہین توجہ سے مالک کی کہا کہ صاحب تمنے کچھ اسے سمجھایا یا نہین اُسنے کہا صاحب تمنے ایسا
ذلیل و رسوا کیا ہی کہ یہ جان دینے پر آمادہ ہی نہ کچھ کھاتی ہی نہ پیتی ہر وقت اپنے ہلاک کرنے کا اسکا ارادہ ہی عمرو نے
ملکہ جادو کو گلے سے لگایا اور دلاسا دیا اور چپکے سے کان مین کہا کہ ای جان جہان مین عمرو ہون مین نے مالک
بن زردہشت جادو کو پکڑ لیا ملکہ جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوئی بعد تھوڑی دیر کے عمرو تو باہر چلا گیا ملکہ جادو نے
مان سے کہا ای مادر مہربان آگاہ ہو یہ مالک بن زردہشت جادو نہین ہی خواجہ عمرو عیار حمزہ کا ہی وہ یہان
آپہونچا اور اُسنے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کر لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر یہان آیا اور مجھسے ملاقات
کرکے مطلع کیا کہ مین نے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کیا ای والدہ ماجدہ اب آپ کو لازم ہی کہ سامری و
جمشید پر لعنت کیجیے اور راہ دین حق ہاتھ سے نہ دیجیے کہ دین حمزہ کا ہر دین و آئین سے بہتر ہی اور حمزہ ستون
دین اسلام ہی اُسکی خدمت کرنا ثواب عظیم ہی یہ سنتے ہی زنگ کفر آئینہ دل سے ملکہ کی مادر کے بھی دور ہوا اور
مسلمان ہوئی ملکہ نے جو کچھ طریقہ دین اسلام یاد کیے تھے وہ سب اپنی مان کو تعلیم کیے مادر ملکہ جادو کلمہ طیبہ
پڑھکر مسلمان کامل ہوئی اور پاک ہو کر خواجہ عمرو کے ساتھ خدمت صاحبقران کی زمان مین ملکہ کو لیکر چلی اسوقت
امیر کشور گیر نے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی عمرو نے کچھ کار پردازی عمدہ کی ہی کیونکہ
اسم اعظم اب مجھے یاد آیا ہی اور ایک ساعت قبل اس سے بالکل فراموش تھا یقین واثق ہوا کہ خواجہ عمرو نے
مالک بن زردہشت جادو کو گرفتار کیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ جادو اور مان اسکی یہ تینون ہنستے ہوے
سامنے سے آئے اور تینون نے سلام کیا صاحبقران بہت خوش ہوئے اور ملکہ کیطرف دیکھکر خواجہ عمرو سے
فرمایا ای خواجہ ملکہ جادو سے مالک بن زردہشت کیونکر پیش آیا اور تمنے کیونکر ملکہ کو بچایا عمرو نے کہا ای حمزہ
مین نے مالک کو عیاری کر کے گرفتار کیا اور یہ کہکر مالک کو زنبیل سے نکالکر سامنے صاحبقران زمان کے
رکھدیا صاحبقران کمال مسرور ہوئے اور حکم دیا اسے زندان خانے مین لیجا کر اسیر کرو اور آپ سوار ہوکر شہر
عنظلی آباد کو چلے وہان پہونچے جہان سب سردار صحراے لق و دق و سبزہ زار متعلقہ عنظلی آباد مین جانور

تے ہوئے پھر رہے تھے جیسے ہی ان جانورون نے امیر باتوقیر کو دیکھا سبکے سب دوڑے اور اپنے آقا اور مالک
کو پہچان کر قدمون سے لپٹ گئے عمرو نے کہا ای حمزہ یہ سب تمھارے سردار ہین سحر سے جانور بنے ہوئے ہین
صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم اعظم پڑھا اور اس پانی کو ان سب جانورون پر چھڑک دیا فوراً سبکے سب
بصورت اصلی ہوگئے لباس انسانی مین آگئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے سبکو گلے سے لگایا تمام
لشکر ان سب سے آکر بغلگیر ہوا بڑی خوشی حاصل ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار مین حصار عنطلی آباد کو
آگے جاکر گراتا ہون امیر نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی لندھور مع سرداران اسلام آگے روانہ ہوا اور دروازہ
عنطلی آباد پر پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ ٹکڑے ہوکر گرا لندھور مع سرداران وغیرہ شہر کے اندر چلا سب نے
تلوارین میان سے کھینچ لین اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا شہر مین ایک ہلڑ مچ گیا غلغلۂ عظیم برپا ہوا بزن بگیر
کی صدا ہر کوچے مین بلند ہوئی ادھر ہلکارون نے لقاے بے بقا کو خبر دی کہ مالک بن زردہشت جادو
اسیر ہوگیا اور خداپرست شہر عنطلی آباد مین آتے ہین لقا نے کہا ای شیطان درگاہ بگو حالا چہ تدبیر کنم
بختیارک نے کہا یا خداوندا اب آپ بھاگیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی اب یہان سے گریز کرکے
آذر کوہ کو چلیے کہ مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہی کہ حمزہ بیا آذر کوہ مین قران صعب ہی اور نجومیون نے
بھی کہا ہی کہ حمزہ مع اپنے سردارون کے آذر کوہ مین گرفتار بلا ہوگا یہ ذکر تھا کہ غازیان دیندار اور مجاہدان بہادر شعار
کے نعرون کی صدائین بلند ہوئین بختیارک نے کہا یا خداوند وہ خداپرست آپہونچے اب جو ٹھہرئیے گا تو گرفتار
ہوجائیے گا اسیوقت لقا اپنی فوج کو لیکر چلا ہمراہ بختیارک اور یاقوت شاہ و ضیغم خون آشام دروازۂ
آذر کوہ کیطرف کا کھلوا کر لقاے بے بقا مع اپنے ہمراہیون کے بھاگا ادھر صاحبقران زمان بصد عظم و شان
بزن کرتے ہوئے داخل شہر عنطلی آباد ہوئے اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو سامنے آگیا پھر اسکا کام تمام
ہوا بڑے بڑے زبردست ساحرون نے ہر چند سحر کیا مگر اسم اعظم کی برکت سے کچھ نہ ہوسکا القصہ تین پہر
شہر عنطلی آباد مین قتل عام ہوا آخرکار چارطرف سے آوازہ الامان کی بلند ہوئی صاحبقران نے سبکو امان
دی سبکے سب مسلمان ہوئے بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران مع سرداران
عالیشان کے دنگلون پر بیٹھے ناچ ہونے لگا جشن کے باجے بجنے لگے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب دربار آراستہ
ہوا اور جشن عام کا سامان بندھا فرمایا کہ لاؤ مالک بن زردہشت جادو کو اسیوقت لوگ لیکر مالک کو دربار
عام مین بحضور بادشاہ اسلام و صاحبقران زمان حاضر ہوئے ہم آسنے دربار مین آکر بطریق کفار سلام کیا امیر کشورگیر
نے مالک کو کرسی پر بٹھایا اور فرمایا ای مالک تجکو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا دیکھا تو نے بفضل پروردگار عالم
و عالمیان وہ ساحر زبردست تیرے کیونکر قتل ہوئے اور تو کسطرح اسیر ہوا تیرے خداوند مردود زردہشت جادو
و یا جمشید و سامری اور پونے دو سو خداوندون نے تجکو نہ بچالیا اب بہتر یہ ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر اور
کفر پرستی چھوڑدے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا دین اسلام قبول کر مین تجکو اپنا برادر ایمانی سمجھونگا اور ملک بھی
تیرا تجھے دونگا اور اگر تو نہ مسلمان ہوگا تو قتل کیا جائیگا یہ کلمات پند و نصائح صاحبقران زمان سنکر
مالک بن زردہشت جادو نے کہا ای شہریار مین اس شرط پر مسلمان ہونگا کہ جسوقت یہ سب
حال تجھپر آئینہ ہوگا صندوق معلق زردہشت جادو کا اور کیفیت کاسے طلائی کی کہ
شراب پیتی جاتی ہی اور ساز رقص بجاتی جاتی ہی اور اس زاغ سیاہ کے جوڑے کی روئیداد کہ ہر حرفتی

مین ایک بچہ پیدا ہوتا ہی اور فوراً بڑھتا ہی اور خداوند کہکر اُڑ جاتا ہی اور اُس تالاب کا ماجرا کہ کبھی اُسکا پانی خشک
نہین ہوتا جسقدر چاہو صرف کرو جتنا ہی اُتنا ہی باقی ہمیشہ رہیگا یہ سب کیفیتین اور بنائین انکی مجھپر ظاہر کر دیجیے تو
مین بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مطیع حضور کا رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا ابھی یہ کہکر
اُسیوقت مالک کو اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئے پہلے صندوق معلق کے پاس آئے اُس گاوے طلائی
مین سے آواز آئی کہ حمزہ مجھکو سجدہ کر اور نہ مین نے تجھکو کیا مرتبہ دیا اور ابتدا سے انتہا تک سب حال
صاحبقران کا بیان کر دیا امیر باتوقیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو شیطان ہی اسمین سمایا
ہوا بول رہا ہی امیر نے لندھور سے فرمایا کہ گاوے طلائی کو ایک گرز مارو دیکھو تو کیا تماشا دکھائی دیتا ہی
یہ سنکر لندھور نے بڑھکر ایک گرز گران اُس گاوے طلائی پر مارا اُس گاوے کے ہزار ہا ٹکڑے ہوگئے
اور ایک بگولا دھوئین کا اُسمین سے نکلا اور اُس دھوئین سے صورت دیو مہیب کی پیدا ہوئی اور اُڑکر
بلند طرف آسمان کے ہوئی وہان جاکر آواز دی کہ اے حمزہ تو نے مجھے شہر فرنگ سے بھگایا مین یہان
آکر مقیم ہوا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر غائب ہوگیا بعد اُسکے صاحبقران زبان
اسم اعظم پڑھکر صندوق معلق پر دم کیا کہ سحر جمشید سحر آفرین کا رد ہوا صندوق معلق زمین پر دھم
سے گرا جمشید نے ہر چند سحر صاحبقران پر کیا مگر برکت سے اسم اعظم کی کچھ اثر نہ ہوا آخر کار جمشید بھی
ہاتھ سے صاحبقران عالیشان کے مارا گیا وہ جوڑا زاغ سیاہ کا کہ بسبب سحر جمشید کے بلند پروازیان
کیا کرتا تھا فوراً وہ بھی نابود ہوگیا اور اُس تالاب مین جو پانی کبھی کم نہ ہوا کرتا تھا اُسکی ماہیت یہ ظاہر ہوئی کہ
ایک دریا بہت فاصلے پر اُس شہر سے تھا اُسمین نالی کھود کر نیچے دیکر بطور رہنیا سوت کے اُس تالاب مین
لائے تھے صاحبقران نے اُسکی جستجو اور کوشش اور تفحص بلیغ کرکے اُسکو بند کرا دیا دریا سے پانی آنا موقوف
ہوگیا اب پانی بھی اُسکا کم ہونے لگا تین دن مین آدھا تالاب خشک ہوگیا صاحبقران نے مالک بن
زردہشت جادو سے کہا کہ اب تجکو دین اسلام لانے مین کیا کلام ہی بس اب بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہوجا
مالک بن زردہشت جادو از بسکہ سیہ قلب کمال تھا خوف جان سے مسلمان ہوا اور دل مین کینہ
رکھا طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کیا اب عمرو نے صاحبقران سے کہا مین ملکہ جادو پر مدت
سے عاشق و فریفتہ ہون آپ خوب جانتے ہین کہ عشق مین اُسکے میری جان پر بنی ہی دم نکلتا ہی ہجر جانان اب
بہت شاق ہی وصل معشوق حور لقا کا دل مشتاق ہی امیدوار ہون کہ آپ میرا عقد اُس پریوش ملکہ جادو کے
ساتھ کر دیجیے امیر نے فرمایا دیکھو مین سمجھاتا ہون اگر ملکہ جادو راضی ہوگئی تو کیا مضائقہ ہی پھر صاحبقران
نے ملکہ جادو کو کنج خلوت مین طلب کیا جب ملکہ جادو آئی واسطے عقد ہمراہ خواجہ عمرو کے استمزاج
لیا ملکہ جادو نے کہا اے امیر باتوقیر مین حضور کی ایک ادنی کنیز ہون جو حکم حضور فرمائین مجھے کیا عذر ہی ہر حال
تابع فرمان حضور ہون مگر ابھی تو بالفعل عقد کرنا مناسب نہین ہی بعد چند روز کے دیکھا جائیگا امیر بھی منشا
ملکہ جادو کا سمجھکر خاموش ہو رہے پھر عمرو کو بہمائش سمجھا دیا عمرو ارادہ عقد سے باز رہا بعد اُسکے تمام شہر کو
اسلام آباد کیا سکہ سیم و زر و اشرفی بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار جاری ہوا ڈگی دین اسلام
کی پٹ گئی جھنڈا گڑ گیا بتخانے مندر دیرے شوالے وغیرہ منہدم ہوگئے مسجدین گلی گلی کوچہ کوچہ بنوائی گئین
شہر عطلی آباد مین ہر طرف سے صدائین کہین نعرہ اللہ اکبر کسی جا شور اشہد ان لا الہ الا اللہ کا بلند تھا

غرضکہ حمزہ صاحبقران نے چند روز وہان قیام کیا اور مالک بن زرد دہشت جادو کو اپنی طرف سے
وہان کا پھر بادشاہ کیا بعد اُسکے لقاے بے بقا کا حال دریافت کیا کہ وہ مردود راندہ درگاہ معبود یہان سے
بھاگ کر کسطرف کو گیا لوگون نے بیان کیا کہ وہ بھی لقاے بے بقا شہر عنظلی آباد سے بھاگ کر مع اپنے
کفار آذرکوہ کیطرف گیا ہی یہ سنکے امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان و بادشاہ
اسلام سعد بن قباد شہریار مع سرداران لشکر اسلام وغیرہ کے کوچ کر گئے آذرکوہ کیطرف روانہ ہوئے اب
حقیر پر تقصیر نے بفضل ایزد متعال ترجمہ بالا باختر جلد سوم کو ختم کیا انشاءاللہ ایرج نامے مین حالات مسرت
آیات داستان شوکت نشان گذارش کیے جائینگے جو کہ گوش خاطر سامعین والاتمکین مشتاق ہین بہت مسرور
و محظوظ ہون گے فقط ××

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

پس از حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی اختر شماران شبہاے فراق محبوب او محرومان باریابی بزم شاہد مرغوب کی خدمت
مین التماس ہی کہ غم غلط کرنے کا حیلہ اور پژمردگی خاطر کی فرحت کا وسیلہ مطالعہ قصص رنگین و افسانہاے
پیشین سے بہتر کوئی نہین ہی - ایسے وقتون مین مطالعہ کتب کا مسئلہ تو مسلمات سے ہی مگر تخصیص اُسکی کتب
قصص سے بموافق مذاق نوجوانان رنگین طبع کے ہی - اور حق بھی یہی ہی کہ جسقدر فرحت فوری مضامین حُسن
عشق کے سُننے اور دیکھنے سے ہوتی ہی اور روح کو لذت ملتی ہی وہ اور مضامین سے ممکن ہی نہین ہی سچ ہی ع
ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است خ اب رہی یہ بات کہ دلبستگی مین کون قصہ سب قصون سے بہتر اور فائق
تر ہی پس تمام زمانہ اسکا مقر ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران سے بڑھکر کوئی قصہ ابتداے عالم سے تا
ایندم ہوا ہی نہو گا - ضخامت اسکی ایسی کہ برسون مین بھی تمام نہو - دلبستگی ایسی کہ سُننے والا اپنے خواب و
خور کو بھول جاے - واقع مین اس داستان کے اصول فارسی کے مُصنّف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی طاب
ثراہ نے اس داستان کی تصنیف عجب خون جگر کھا کے فرمائی ہی جسکے نتیجے مین آج تک یہ داستان ہر دل عزیز ہی
یہ وہ داستان ہی جو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کے تصنیف کی گئی اور پسند عالم ہوئی - وسعت
بیان قابل ہزاران تحسین و آفرین ہی کہ اس داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہین اور چند دفتر کی متعدد
جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہی اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدین
دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدین دفتر
پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد مین - اور اسی دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی پانچوین جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے
دو حصون پر منقسم ہی دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک
جلد مین الحق کہ اس داستان کا مثل و نظیر آج تک ہوا ہی نہ آیندہ ہو گا - تمام زمانہ واقف ہی کہ اس داستان
عظیم الشان کو سواے رؤسا و اُمرا کے علی العموم کوئی سُن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز داستان گویون کے وسیلہ اسکا
سُننا نا ممکن تھا اور اسمین ہزارون روپیہ کا صرف اور برسون کی مُدت درکار تھی اب سب حضرات
کو مژدہ ہو کہ یہ شاہد دلفریب جو اب تک مہد ناز مین محو خواب غفلت تھا بہ کوشش بلیغ و بہ صرف زر خطیر
رئیس با اقبال زینت دہ مسند عظمت و اجلال اولوالعزم عالی ہمت مشہور نزدیک و دور جناب
منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - بیدار ہو کر آرائش طبع سے ہر ہفت اور منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوا

حقیقت مین جسطرح سے یہ داستان کُل افسانون کی سرتاج ہی ویسا ہی اسکے طبع و ترجمہ ہونے مین بھی انتظام مالا کلام ہوا ہی
یعنے اس رئیس ذیہمم نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کُل دفترون کا ترجمہ بڑے بڑے نامی و نامور
نثاران داستانگو سے کرایا اور پھر طبع فرما کے کوڑیون کے مول مین اسکی سیر سے تمام اہل عالم کو شادکام فرمایا
چنانچہ اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اوّل چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ
منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ لائق و فائق اُستاد ان سخنوران سر آمد نثاران
منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانۂ عجائب مقفیٰ و مسجع ازجانب مطبع
فرمایا - اور یہ جلدین مکرر طبع ہوکر نذر شائقین ہوگئین - باقی دفترون کا ترجمہ یعنی نوشیروان نامہ ہر دو جلد و کوچک باختر
و بالاباختر و ایرج نامہ ہر دو جلد کا ترجمہ کمال عرق ریزی اور بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو یے معلی بتحریک منشی حامد حسین
صاحب عذب البیان طلیق اللسان بے عدیل و بے نظیر منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا -
واقع مین اس مترجم ہمہ دان نے بھی عجب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد ہزار
آفرین ہی - اس لائق مترجم نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی صنعت رکھی ہی کہ کہین حشو و زوائد کا نام تک نہین رکھا اور فقط
اصل مطلب سے کام رکھکر گویا دریا کو کوزے مین بند کر دیا - اس مترجم ممدوح کے ترجمہ کیے ہوے دفاتر
مذکورۃ الصدر مین سے نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر چھپکر تیار ہوگئے اور
ہاتھون ہاتھ بک رہی ہین اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہین اور عنقریب پیشکش
شائقین ہونگے اور باقی تین دفتر یعنی صندلی نامہ اور تورج نامہ ہر دو جلد و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا اہتمام
ہو رہا ہی انشاءاللہ تعالیٰ بعد تیاری بہت جلد ملاحظۂ شائقین مین پیشکش ہونگے بس الحمد للہ کہ یہ دفتر سوم
داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ بالاباختر بہ احسن انتظام و تصحیح تمام مطبع نامی منشی نولکشور صاحب
سی آئی - ای - واقع لکھنؤ مین بماہ اکتوبر ۱۸۹۳ع مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ ہجری حُلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ
ہوکر زیب محفل شائقان دیار و امصار ہوا

واضح ہو کہ اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفترون کی داستانین اور انکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسمات اور بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرون کی سحرکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین رشک سحر حلال اور قابل دید ہین مگر طلسم ہوشربا سب دفترون کی جان ہی اور اسکا بیان بھی بہت ہی کثرت سے ہی سات جلدون مین ہی۔ جلد پنجم اسقدر ضخیم ہی کہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہی اس طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین بار اول طبع ہو کر نذر ناظرین ہو چکی ہین اگرچہ تعداد طبع کثیر تھی مگر بوفور خواہش خریداران فوراً دست بدست ہو گئین اور اب نوبت طبع مکرر کی آئی ہی۔ واقعی اسکے مضامین ایسے دلچسپ و دلآویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہی کہ وہ محو نظارہ نہو کر اسکی ساتون جلد کے مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اول تو اصل داستان طلسم ہوشربا کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہو سکین۔ ہر جلد مین نیا رنگ ہی صدہا طرح پر لڑائیون کا بیان۔ ہزارہا طرز پر سحر آزمیون کا عنوان۔ میلون اور تماشون کا نئے نئے انداز پر ذکر عیارون کی عیاریان مکاریون کی نرالی نک۔ پہلوانون کی لڑائیان۔ بہادرون کی جانبازیان۔ طلسمات کا بیان۔ جادوگرون کے سامان۔ وصل کی راتین حسن و عشق کی گھاتین فراق محبوب وصال نامرغوب۔ درد جدائی کی مصیبت۔ دشت نوردی کی محنت دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت و بلاغت نے سمند مضامین پر ایک اور تازیانہ لگا دیا۔ ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہا دیا۔ ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پردازی کی نثر۔ حق تو یہ ہی کہ فسانہ عجائب کی نثر نگاری آنکھون سے گر گئی۔ بیان حسن و عشق پر عاشقون کی جان جاتی ہی۔ سامان فراق مضامین ہجر پر تصویر کی بھی آنکھون سے آنسو بہاتی ہی۔ اتنا بڑا قصہ اور ہر جگہ صبح و شام کے بیان کا نیا انداز۔ باغ و صحرا کا ہر مقام پر جدا طرز۔ آرایش بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر کہین دوسرا ڈھنگ۔ ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوے تھے۔ اور صدہا مقام پر ان ہمہ دان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ مناسب

مقام اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرما کر درج کیے ہین۔ فی الواقع جسطرح یہ دفتر طلسم ہوشربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان ہی ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار تحسین و آفرین ہی۔ کیونکہ حضرات مترجم اس دفتر کے کیسے لائق و فائق شہرہ روزگار ہین جنکی فصاحت بیانی اور ہمہ دانی سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہین۔ یعنی اس دفتر کی اول چار جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت شاعر بے عدیل شاہ عدیم المثیل منشی میر محمد حسین صاحب جاہ نے فرمایا ہی۔ اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ استاد سخنور ماہر ترجمہ فخر داستانگویان کامل ہمہ دان مصائب خوان جناب سید الشہدا مقبول و محبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہی۔ ہزارہا روپیہ اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب مین مالک مطبع کا صرف ہوا ہی جب اس ناظورہ دلفریب نے ہر دل عزیز ہونے کا مرتبہ حاصل کیا ہی۔ اب اس اشتہار کی ذیل مین کچھ مختصر مختصر حالات ساتون جلد کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ کو یہ ساتون جلدین دستیاب ہونگی۔ اور ہر ہر جلد کی علیحدہ قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہی۔ مگر یہ واضح رہے کہ پورا لطف جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی بحیثیت مجموعی سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا اور سلسلۂ بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا۔ اب حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین

جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا اور داخل لشکر لقا کا کوہستان مین۔ نامہ لکھنا سلیمان عنبرین موے کوہی کا شریک لقا ہو کر افراسیاب جادو کو مدد لقا کے لیے جادوگر کا آنا۔ باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاری۔ جانا اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے براے فتح طلسم ہوشربا۔ داخلہ

ہو۔ کا طلسم مین مع چار عیارون کے اور قتل کرنا ساحرون کا اور ملاقات مہرخ سحر چشم سے۔ لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو اور مہرخ پر اور باہمی جنگ۔ گرفتار ہو جانا اسد و مہ جبین کا مکرر۔ بادشاہ ہونا مہرخ کا لشکر اسلام مین بصلاح عمرو اور جنگ افراسیاب۔ پہونچنا عمرو کا طلسم باطن مین اور لوٹ لینا دربار افراسیاب کو۔ عاشق ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا شہزادہ نور الدہر پر۔ مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ قاسم کا اور عشق ہونا شہزادہ کا ملکہ نرگس چشم دختر حنظل جادو سے۔ داخل ہونا شہزادۂ ایرج کا طلسم آئینہ مین۔ ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے اور جنگ افراسیاب و عیاری خواجہ عمرو۔ مبتلا ہونا چابک رو پر اور لوٹ لینا میلہ کو عمرو کا آنا عشاق جادو کا عجیب عجیب داستانین طول و طویل ہین کہ تفصیل اُنکی مطالعہ سے معلوم ہوگی یہ جلد ہند سہ ۸۰۸ پر ختم ہی قیمت۔ للعہ

جلد دوم جانا عمرو کا سمت کوکب روشن ضمیر لڑائیان امیر حمزہ کی لقا سے آنا ساحرون کا برائے مدد لقا از طرف افراسیاب۔ عیاریان عیارون کی۔ شریک ہونا ملکہ حیرت شمشیر زن دختر کوکب کا عمرو سے اور جانا طلسم آئینہ مین اور عاشق ہونا ایرج پر اور فتح طلسم آئینہ۔ مقابلہ مہرخ و مصور جادو کا اور عیاریان عیارون کی۔ نامہ کوکب کا بنام افراسیاب جواب افراسیاب اور باہمی تنازع راہ بھول کر آنا ملکہ بہار کا لشکر اسلام مین اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر لشکر امیر حمزہ مین۔ خروج کوکب و افراسیاب مین باہمی مقابلے۔ آنا حیرت جادو کا اور قید ہونا سحر کوکب مین۔ روانہ ہونا ملکہ اختر کا برائے مدد مہرخ۔ ملاقات مہرخ و ملکہ بران۔ ساحرون کی لڑائیان عیارون کی عیاریان۔ حالات طلسم ہزار برج عجیب مزے کی یہ داستانین ہین جنکا خلاصہ بھی نہین ہوسکتا یہ جلد ہند سہ ۹۶۴ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد سوم نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کو پہونچنا۔ آنا صنعت سحر ساز کا اور آفت لانا لشکر مہرخ پر۔ عمرو کی عیاریان توزج کا آہن تن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین داخل ہونا۔ طاق چشم جادو کا بمقابلہ مہرخ آکر مارا جانا۔ جنگ افراسیاب۔ آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور جنگ عظیم۔ ایرج کا داخلہ طلسم ہزار برج مین۔ صدہا طرح کے واقعات دیگر۔ جانا قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ اور داخل طلسم ہونا اور فتح کرنا بڑے غضب کی داستانین ہین یہ جلد ہند سہ ۹۲۲ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد چہارم۔ رہائی شہزادہ قاسم کی بعیاری سیارہ۔ حاضر ہونا افراسیاب کا خاک قبر جمشیدی سے۔ قتل محافظان زندان اور رہائی ہیران کی۔ لڑائی اژدر کوہی کی۔ عیار قدرت کا شریک مہرخ ہونا حالات جہانگیر بن صاحبقران۔ حالات ملکہ انجم حصار۔ عمرو کی عیاریان مقابلہ مہرخ و افراسیاب۔ جنگ غضنفر۔ قتل ساحران۔ مہر شمشیر زن کی عیاریان۔ آنا قہار شعلہ بدن کا۔ مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا وغیرہ وغیرہ بڑی بڑی داستانین ہین اور صدہا واقعات دیگر ہین جنکا خلاصہ بھی غیر ممکن ہی اگر فی ورق ایک لفظ کا پتہ دیا جاے تو کئی جزو ہو جائین یہ جلد ہند سہ ۱۳۷۹ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد پنجم یہ جلد سب جلدون سے بڑی ہی اسلیے بڑے بڑے دو حصہ ہین اسمین متعدد داستانین ہین اور بڑے غضب کی اسمین لڑائیان اور سحر آزمائیان ہین جنکا پتہ دینا مشکل ہی اس جلد کے حصہ اول کا آغاز یہ ہی۔ تعبیر یک خواب عقاب سوار افراسیاب کا آمادۂ قتل اسد غازی ہونا اور تمامی داستان شہنشاہ زرین علم ہی اور حصہ دوم کا شروع یہ ہی کہ پہونچنا عمرو و اسد کا شہر داکوہ مین اور عاشق ہونا ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داور کا اسد پر اور تمام بیان جنگ مین سحر سازی ہی اور درمیان کے واقعات بے انتہا ہین یہ جلد ہند سہ ۱۷۵۵ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد ششم حالات جنگ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب آخر عیاری عمرو پر قتل ہونا اُسکا۔ کھلنا ہفت حجرہ بلا کا اور بعد بڑی بڑی لڑائیون اور تباہیون کے مارا جانا یکے بعد دیگرے مشعل جادو حاکم حجرۂ اول اور تاریک شکل کش مالکہ حجرۂ دوم اور احتقاق جادو نقارہ نواز مالک حجرہ سوم اور شہنا نواز جادو مالک حجرۂ چہارم اور ملک اخضر گوہر پوش مالک حجرۂ پنجم کا مع یاقوت سخندان اُسکی دختر کے۔ اور دختر ثانی لعل سخندان کا عشق اسد مین مبتلا ہو کر مطیع اسلام ہونا وغیرہ حالات دیگر یہ جلد ہند سہ ۱۳۷۷ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد ہفتم یہ جلد بھی بڑے بڑے عجائب و غرائب سے مملو ہی آغاز اسکا بیان ہفت در بند ساختہ کرماہیان زمرد پوش اور ہر مقام پر بشوکت سحر پہونچنا کوکب کا اور عیاریان عمرو کی بطرز نو با تباع ظلمات اور تمامی اسیر ہی۔ شادی اسد غازی وغیرہ ملکہ مہ جبین وغیرہ سے اور روانہ ہونا ایرج کا سمت عرب با خبر یہ جلد ہند سہ ۱۰۷۷ پر ختم ہی قیمت للعہ

